نوشیروان نامہ

دفتر اوّل

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہی جسکے منتہای قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہی جن صاحبون نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہی وہ خوب جانتے ہین کہ انمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہی اور انکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابو الفیض فیضی نے جوان داستان کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا انکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کئی کئی جلد ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لال نامہ	۱ "

تعداد داستانہای مذکورہ سے طلسم نور افشان۔ اور بقیہ ہوش ربا۔ اور ہفت پیکر۔ اور خیال سکندری طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین ہوچکی ہین۔ اور طلسم زعفران زار زیر طبع ہے جو عنقریب ہدیۂ ناظرین ہوگی۔ بالفعل

نوشیروان نامہ جو دو جلدون پر منقسم ہے اسکی

جلد اوّل جسکو

حسب ارشاد … فصاحت و بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب حکم … جناب نولکشور پریس بری جانکاہی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ

ترجمہ فرمایا بار سوم

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۵ع

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنہین بعض کتب قصہ جات نثر اردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہے - جس کو ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ شہ نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے۔	
١- نوشیروان نامہ جلد اول۔	۵ پ
٢- " جلد دوم۔	۵ پ
٣- ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم۔	للعہ پ
۴- ہیرمان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	عہ پ
۵- کوچک باختر۔	عہ پ
٦- بالا باختر۔	عہ پ
٧- ایرج نامہ جلد اول	عہ پ
٨- " جلد دوم۔	عہ پ
٩- طلسم ہوشربا۔ جلد اول۔	عہ ر
١٠- " جلد دوم۔	عہ ر
١١- " جلد سوم۔	عہ ر
١٢- " جلد چہارم	سے ر
١٣- " جلد پنجم کا حصۂ اول۔	عہ ر
١۴- طلسم ہوشربا جلد پنجم کا حصۂ دوم	عہ ر
١۵- " جلد ششم۔	سے ر
١٦- " جلد ہفتم۔	سے ر
١٧- بقیۂ طلسم ہوشربا جلد اول مصنفۂ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر	عہ پ
١٨- ایضاً حصۂ دوم۔	عہ پ
١٩- صندلی نامہ دفتر ششم۔	عہ پ
٢٠- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ	سے پ
٢١- تورج نامہ جلد دوم۔ "	صہ پ
٢٢- لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	عہ پ
٢٣- ایضاً - جلد دوم "	عہ پ
٢۴- دفتر آفتاب شجاعت متعلق جلد دوم لعل نامہ	للعہ پ
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول جسکی خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے۔	سے پ
٢- " جلد دوم۔	سے پ
٣- " جلد سوم۔	للعہ پ
ایضاً - کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیے۔	لعہ پ
طلسم ہفت پیکر - مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر - جلد اول۔	عہ پ
٢- " جلد دوم۔	عہ پ
٣- " جلد سوم۔	سے پ
طلسم خیال سکندری جلد اول از منشی احمد حسین قمر	عہ پ
ایضاً - جلد دوم۔	عہ پ
ایضاً - جلد سوم۔	عہ ر

فہرست داستانہاے نوشیروان نامہ دفتر اول

۴

فہرست نوشیروان نامہ دفتر اول

مضمون	صفحہ

نوشیروان نامہ

دفتر اوّل

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہو جسکے منتہای قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہو جن صاحبون نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہو وہ خوب جانتے ہین کہ اُنمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہو اور اُنکی اصول فارسی کے مُصنف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی نے جو ان داستان کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا اُنکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اِسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش رُبا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لال نامہ	۱ "

علاوہ ان داستانون کے طلسم فتنۂ نور افشان۔ اور بقیۂ ہوش ربا۔ اور ہفت پیکر۔ اور خیال سکندری۔ طبع ہو کر ملاحظۂ ناظرین مین گذرین۔ اور طلسم زعفران زار۔ زیر طبع ہے جو عنقریب ہدیۂ ناظرین ہوگی۔ بالفعل

نوشیروان نامہ جو دو جلدون پر منقسم ہے اسکی

جلد اوّل جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اُردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا بار سوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۵ع
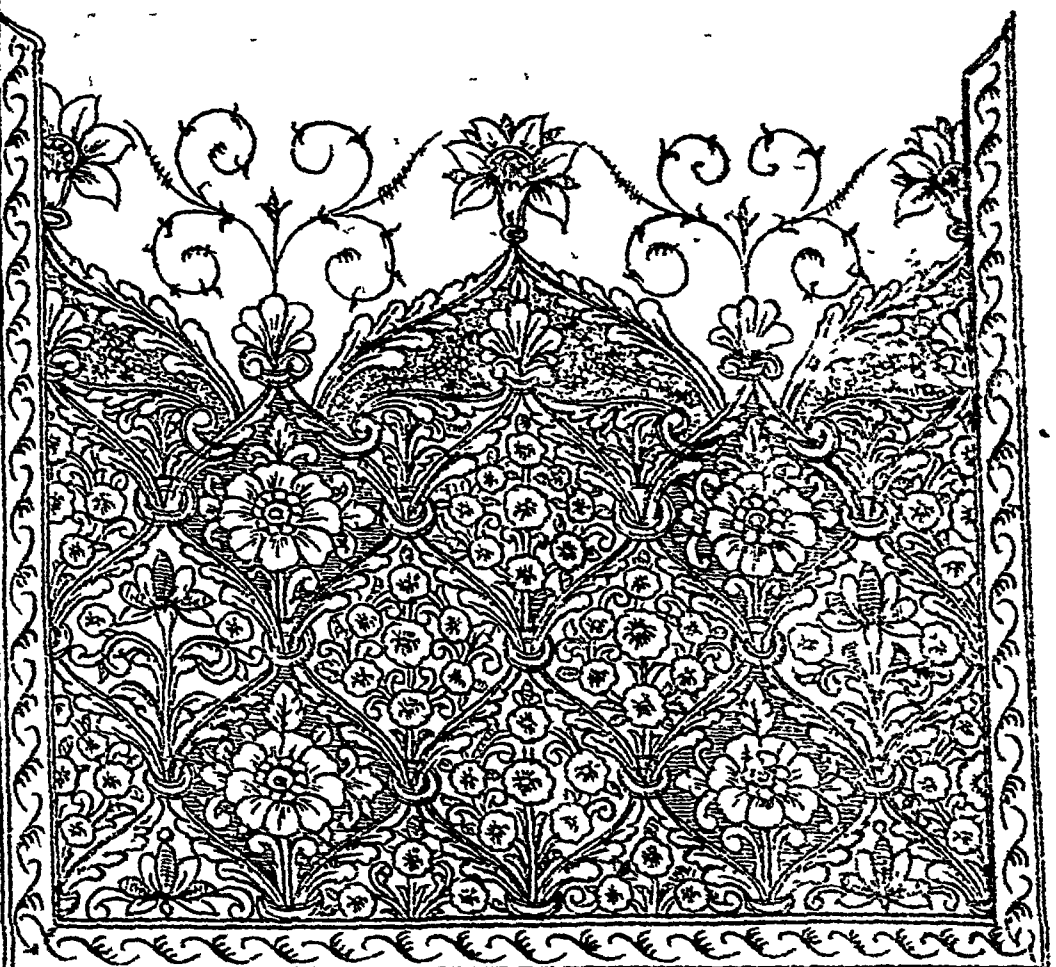
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثناے لاتعد اُس صانع بیچون نقشبند کاف و نون کو زیبا ہی جسنے ایک لفظ کن سے طلسم ہستی کو بنایا اور اپنی عجائب و غرائب صنعتون کو دکھایا جسسے صاف ظاہر ہی کہ وہ ہر شی پر قوی و قادر ہی اُسی کی ذات پاک لائق عبادت ہی اُسی کی اطاعت و فرمانبرداری غازۂ چہرۂ قبولیت ہی وہی خالق مطلق وہی معبود برحق مستوجب پرستش ہی اور اُسی کی عبادت و اطاعت موجب آمرزش ہی اُسی کے نور قدرت کی ہر طرف جلوہ گری ہی اُسی کی صنعت بیمثال ذرے ذرے مین بھری ہی نظم

اُسکی قدرت کے ہین عجب نیرنگ
رنگ کیا کیا نئے ملاے ہین
نخل کو گل تو گل کو دی ہی بو
آنکھین نرگس کو دین گلاب کو بو
کی عنایت زبان سوسن کو
دل پُر داغ لالہ کو بخشا
اور دیا سرو کو قد موزون

جسمین ہی عقل ہر بشر کی دنگ
اُسکی قدرت نہ کیون سراپا ہو
ہی عنایت کا اُسکی غل ہر سو
گل سنبو کو بخشی ہی بینی
لب دیے غنچہ ہاے گلشن کو
یہ قدرت کی صنعتین دیکھو
اُسکا قمری کو کر دیا مفتون

پھول کیا خوشنما کھلاے ہین
وہ مزین ہی جو دیا جسکو
دیا سنبل کو طرۂ گیسو
نرگس ہمیشہ وہ محو خود بینی
اُسکی قدرت کا ہو بیان کیا کیا
دست و بازو دیے ہین شاخون کو
کیا مجال بشر کی کہ ایک شمہ اُسکی

داستان قدرت سے بیان کر سکے اگر ہزار ہا سال اُس وادی ناپیدا کنار مین رہروی کرے تو بھی منزل مقصود تک نہ پہونچے

نعت سرور کائنات باعث خلقت موجودات اشرف المخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین جناب محمد مصطفیٰ علیہ آلاف التحیۃ والثناء

درود نامحدود پیغمبر مرسل رب ودود بارگاہ نشین رسالت سریر آرائے بزم نبوت صاحب قرآن بانی مبانی ایمان حبیب خدا سر دفتر انبیا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ النجبا کو سزاوار ہی جنھون نے طلسم کفر وظلام کو شکست فرمایا بڑے بڑے ساحران غدار کو اعجاز نمائی کرکے تلقین بدین اسلام کی کلمۂ طیبہ پڑھایا مسدس

یون چاہئے سایہ ہو تن صاف نبی کا نور
جیسے ہو عکس آئینۂ شمس دور دور
رحمت سے اُسکی ابر ہی خیمہ شہ غفور
معشوق بے نیاز کو شایان نہ تھا ظہور
خود چھپ کے اپنے نور کو ختم رسل کیا
احمد کو اپنی ہمت سے مختار کل کیا

سب انبیا ہین اور یہ صاحب وقار اور
تیغون کی باڑھ اور رہ دم ذوالفقار اور
سب کی بہار اور ہی اِنکی بہار اور
ہین سب گلون کے رنگ بھی حال ہزار اور
ہی نور آفتاب درخشان چراغ ہین
چاند ایک پھول چاندنی کا اُنکے باغ ہین

مدثر ہین و سرافراز خوش لقب
مکی و ابطحی و تہامی حبیب رب
امی و ہاشمی و محمد شہ عرب
مزمل و مبشر و لیسین و حق طلب
زلف کل بشیر و نذیر آشکار ہین
اسری بعبدہ سکے چمن کی بہار ہین

منقبت امام ہمام مظہر العجائب و مظہر الغرائب مطلوب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام مسدس

جناب حیدر کرار ساقی کوثر
امام رونق محراب زینت منبر
خدیو حور و ملک بادشاہ جن و بشر
جہان پناہ یداللہ قاتل عنتر
بڑے بڑے مضمون سے لگا رٹنے والے
اُکھڑے کھڑے در خیبر اُکھاڑنے والے

کیا عدل یداللہ بیان کرنے کی حاجت
دیگر
سب جانتے ہین باز و کبوتر کی حقیقت
کس مرتبہ تھا خلق سب آگاہ ہی خلقت
مہر اسد اللہ زن بیوہ کی شکایت
قوت مین کبھی نایاب شہ عقدہ کشا تھا
ٹکڑے در خیبر کو سر دست کیا تھا

سبب تالیف کتاب والتماس بخدمت ناظرین اولو الالباب

ایک ذرہ بے مقدار بالتقصیر غلا کیا سے صاحبان علم و کمال کفش بردار صاحب ہنران با قدر جلال بے بساط و بے لفیاعت

کچ مج زبان اوّل کو نین لتصدق حسین البنیان ضعیف سخندانی بحر رموز ناآشنائے نادانی و جہل مرکب حیرت وادی سرگشتۂ
بعد فرمایا سرفراز نے الواہب اللہ سلمہ صاحب حسین حامد شیخ صادق محب واثق دوست کر تھا ہوا بیٹھا پر فقیرخانہ اپنے
رتبہ ان سہراں صاحب قدردان منزلت عالی الامرتبت القاب معلے مستطاب جناب کو آپ کہ کہا سے مجھ کے ورود کر
شناس ذی کمالان نیر اعظم آسمان جاہ و جلال بدر کامل برج دولت و اقبال مخزن علم و شعور جناب منشی نولکشور
صاحب سی - آئی - ای - نے بغرض تالیف دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران یاد فرمایا ہے۔ میں نے
بسبب اپنی ہیچمدانی اور عدیم الفرصتی کے اقرار نہ کیا مگر جب شیخ صاحب موصوف کا اصرار بدرجۂ کمال پہونچا اور وقتاً
فوقتاً اور یوماً فیوماً انھوں نے تقاضا کرنا شروع کیا تو ناچار و مجبور خدمت فیض موہبت جناب منشی صاحب
بالقابہ میں حاضر ہوا محتشم الیہ نے اس درجہ اپنے خلق و مروت بے نہایت کو کام فرمایا کہ شعر اگر ہر موے تن
میرا زبان ہو تا نہ آپکے خلق و منت کا بیان ہو ٭ بعد گفتگوے بسیار مجھ سے واسطے تالیف و ترتیب ترجمہ نوشیروان
نامہ و کوچک باختر و بالاباختر و ایرج نامہ و تورج نامہ و صندلی نامہ و لالٓی نامہ کے ارشاد فرمایا میں نے بہ خیال
فوق الادب اقرار کیا اور موجب ارشاد فیض بنیاد ترتیب و تالیف میں مشغول ہوا بالفعل دفتر اول نوشیروان نامہ
منجملہ دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران مرتب و مدون ہو کر پیشکش شایقین والاتمکین ہے۔ اب ناظرین نکتہ
بین و معانی پرور و سخنوران فیض گستر کی خدمت فیضدرجت میں بہ کمال عجز و نیاز عرض پرداز ہوں کہ اگر اس ترجمہ
میں غلطی پائیں تو الانسان مرکب من الخطاء والنسیان پر محمول فرما کے براہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائیں اور اس
روسیاہ سراپا گناہ کو بدعاے خیر یاد کریں

آغاز داستان شوکت بیان قباد بادشاہ اور وزیروں کی دوستی کا اور مارا جانا خواجہ بخت جمال وزیر کا القش وزیر بے پیر کے ہاتھ سے اور پیدا ہونا اور تعلیم پا کے کامل ہونا خواجہ بزرجمہر کا

پلا ساقیا بادۂ رنگ بو
پلادے وہ مے جسکی ہے جستجو
لگا کشتیوں میں تو جام شراب
کہ پینے سے جسکے نہ ٹوٹے وضو
تو سمجھا بھی اے ساقی بے عدیل
وہی ساقیا ہے شراب طہور

کہ خورشید کی جس میں ہو ضیا
ہیں میخانے میں جمع رندان دہر
تکلف سے قابوں میں شامی کباب
مجھے بیچنے سے ہے اس مے کا ذوق
وہ ہے بادۂ کوثر و سلسبیل

تکلف نہ کر ساقیا آج تو
دکھا نشۂ مے کی ساغر میں لہر
پلانا مگر وہ مئے مشکبو ٭
کہ ہے بادۂ دہر پر جسکو فوق
منور کرے دل کو جس مے کا نور

فرمان روایان ملک فصاحت و باج ستانندگان اقلیم بلاغت تاجداران قلم رو صفحۂ قرطاس پریوں سرپیرا کرتے ہیں کہ ملک عرب میں ایک شہر مداین نامے ہے مینو سواد بہشت نژاد باغ جہان میں فردوس برستان اسکے سامنے گرد ہے لطیف و جا لفزا آب و ہوا کے بہ مبارک منزل و فرخندہ جا کے بدرعیت وہاں کی نہایت آباد و شاد حسن میں ایک ایک پریزاد و حور نژاد ٭ شعر خوشدل تھے سب وہاں نہ کوئی دردمند تھا ٭ وہ شہر تاجران جہان کو پسند تھا بلہ زمانہ سابق میں حاکم وہاں کا بادشاہ عالیجاہ سکندر دقار جم اقتدار عاقل و عادل رعیت نواز نہایت ممتاز قباد نامے تھا اسکے عہد عدالت مہد میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے سب بآرام تمام بسر کرتے تھے نہ کسی کا خوف نہ خطر چوری کا کھٹکا تھا نہ ڈاکے کا ڈر اس بادشاہ کا لشکر جرار بحد و بیشمار تھا سات لاکھ سوار کچھ مغل پٹھان کچھ نیزہ دار چار لاکھ پیدل چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویدار سلطنت کرور سوار کے افسر تیس ہزار غلام مرصع کلاہ زریں کمر چالیس وزیر خوش تدبیر تھے مگر ایک وزیر

سب وزیرون مین نامی سب مین گرامی تھا خوش رو خوش خو نیک روش کہ نام اُسکا القش تھا وہ ہر وقت بادشاہ کا مصاحب و ہمدم رہتا تھا سایۂ عاطفت سلطانی سے بے غم نہ کوئی رنج نہ کوئی الم اُسکو تھا اُس القش وزیر خوش تقریر کا ایک دوست خوش کلام خوش انجام تھا کہ نام اُسکا خواجہ بخت جمال بیعدیل و بیمثال تھا وہ مرد صاحب ہنر باکمال تھا اولاد پیغمبر دانیال سے تھا دین جناب ابراہیم خلیل اللہ رکھتا تھا اور بردار حکیم جالینوس کا تھا القش سے اور خواجہ بخت جمال سے کمال درجہ محبت اور دوستی تھی دونون ایک جان اور دو قالب ہر وقت ترقی محبت کے طالب تھے کسی وقت دونون سواے حضوری ملازمت بادشاہ جم جاہ جدا نہوتے تھے بلکہ ہر روز القش پہلے بخت جمال کے پاس آتا تھا یہان سے ہو کر خدمت بادشاہ عالم پناہ مین جاتا تھا اسیطرح چند مدت تک سلسلۂ محبت و رشتۂ الفت بہ ہزار فرمان برداری قائم رہا بلکہ ہر روز مستحکم ہوتا گیا یہ اُسکو چاہتا تھا وہ اسکی دوستی کا دم بھرتا تھا راہ خلاف و کوچہ بدمزگی بہ پیرایۂ رنج و ملال قدم نہ دھرتا تھا مگر چرخ کجرفتار برامے ستم رسانی عاشق و معشوق و فادار تاک مین رہا کرتا تھا جو پل جو گھڑی جو ساعت جو دن جو مہینا جو سال گذرتا تھا بہت غنیمت تھا ایک دن اتفاقات روزگار دست درازی ستم سازی فلک بیمدار سے صورت نفاق اُس شوق و اشتیاق مین دکھلائی دی جیسی باہم دوستی تھی ویسی ہی عداوت پیدا ہوئی مسدس

کرتا ہے کیا ستم فلک پیر دیکھیے　　رنگ و روپ کھاتی ہے تقدیر دیکھیے
پیشانی کی وہ پیش ہے تحریر دیکھیے　　زلف رسا کی بنگلی زنجیر دیکھیے
عاشق جو اپنا تھا وہی دشمن ہے جان کا
کیا رنگ ہے یہ گردش ہفت آسمان کا

القش وزیر علم نجوم مین باکمال تھا اور ستارہ شناسی مین دخل بیمثال تھا طالع بگردش ستارگان خوب دیکھتا تھا شمار دوازدہ بروج و ہفت اختر اُسکو بہت اچھا تھا ناگاہ ایک دن طالع خواجہ بخت جمال خوش مقال کو دیکھا العلم نجوم صاف صاف حال سب معائنہ ہوا افسوس کیا خون جگر پیا دل نہایت گھبرایا جلد خواجہ بخت جمال کے مکان پر آیا سامنے اُس یار کے رو یا منھ اشک گرم سے دھو یا خواجہ اُس کا حال دیکھکر کمال بدحواس ہوا دل کو یاس عالم ہراس ہوا کہا کیون بھائی خیر تو ہے کیا ہوا تمکو کیا صدمۂ عظیم پہونچا کون جدا ہوا کچھ بتاؤ حال سناؤ دل نہ دُکھاؤ رو رو کر نہ رُلاؤ القش نے کہا ای برادر بجان برابر آرام دل دوستان وای راحت روح مشتاقان مجھپر عجیب و غریب حادثہ گذرا صدمۂ عظیم ہوا کہ روح قالب مین بیقرار ہے گریبان قباے دل تار تار ہے چشم اشکبار ہے کچھ بندہ بے اختیار ہے دل کا یہ حال ہے کہ بیان اُسکا محال ہے آتا قیہ آج بیٹھے بیٹھے جو مین نے تمہارے طالع کو مطالعہ کیا یہ حادثہ سمجھا کہ فرامین دھن معلوم ہوا کہ چالیس روز تھا . ہی عمر کے باقی اور ہین بعدہ دمدمہ و اندوہ غم و الم کے طور ہین شعر ہاے بھائی تم کہان پھر ہم کہان * جو ہے ہمدم و ہمدم وہ دم کہان * تمام عمر جسکے ساتھ صحبت عیش مین گذاری راحت و آرام سے زندگی بسر کی اب اُس یار جانی شفیق جاودانی سے جدائی ہوگی ہمارے واسطے طالع برگشتہ کی بُرائی ہوگی افسوس صد افسوس ایک دن ہم تم زیر زمین ساکن ہونگے مفارقت کے سامان ظاہر و باطن ہونگے وہ گوشۂ قبر کی تنہائی دوست قدیم سے جدائی نہ یار نہ وفادار نہ مددگار نہ غمگسار نہ شفیق نہ رفیق نہ یگانہ نہ بیگانہ نہ ایک دوسرے سے ناآشنا نہ ہمسایہ نہ نشان نہ پتا شعر نقد دنیا سے نہ کچھ بھی فائدہ ہم پائینگے * دولت اعمال اپنے ساتھ لیکر جائینگے * مگر ای بھائی خواجہ بخت جمال ایک بات ضرور فی الحال کرنا چاہیے یہی طالع سے معلوم ہوا سر بسر مفہوم ہوا اگر تم چالیس روز تک گھر سے باہر نہ آؤ کسی طرف کو قدم نہ اُٹھاؤ کیا تعجب ہے اس آفت ناگہانی بلاے آسمانی سے بچ جاؤ حجرۂ تنہائی مین بیٹھے رہو یاد خدا سے عزوجل کیا کرو کسی سے بات بالکل نہ کرو مُنھ سے مطلق نہ بولو جب یہ دن سختی کے اور گردش سیارگان کے نکل جائینگے پھر ہم تم اُسیطرح مزے اُڑائینگے خواجہ بخت جمال نے بصد رنج و ملال القش کے کہنے کو مان لیا سب اپنی کیفیت سُنکے بدل منظور کیا ایک حجرۂ تنہائی مین اُسیوقت سے جاکر بیٹھا یاد خدا و شکر رب العلی کرنے لگا حتی کہ انتالیس روز امی سختی

صعوبت میں گذرے شکر بجا لایا چالیسواں دن آیا سر سجدۂ خالق سے اٹھایا اُس روز نذالقش بھی خواجہ کے گھر گیا
اور بصحبت فرحناک ہو کر گلے ملا اور یہ اشعار بے اختیار زبان پر جاری کیے اشعار

کمال جوشش سے یہ دیدۂ پُرآب آیا
منور اب ہوا کاشانۂ دلِ محزون
چمن سے گھر میں مرے آج کیا گلاب آیا

وہ روزِ عید کی خالق نے صبح دکھلائی
نظر جو مجھکو وہ خورشید بے نقاب آیا

شبِ فراق میں دم بھر نہ مجھکو تاب آیا
ہزار شکر مرے گھر میں آفتاب آیا
شمیم سے دماغ معطر ہوا بہار آئی

ای دوست صادق محب واثق خدائے لایزال نے اپنا کرم فرمایا کہ تجھے مجھکو پھر زندہ
دکھایا ای بھائی بڑا فضل باری بصد جان گزاری ہوا یہ مرحلۂ عظیم بہزار بیقراری و کرور گریہ و زاری ہوا یہ روز تمامی ظلمت و
سوادِ بخت بد نورِ کرم سے نکل گئے یہ ایام بد انجام تمام جلوۂ خورشید رحمت سے بدل گئے یہ گھڑیاں کٹھن کی اب ٹل گئیں گراتنی ہی
مفارقت سے میرے دل پر چھریاں غم و الم کی چل گئیں اب عنایات خداوند دوجہان سے کبھی جدا نہونگے مدام خرم و
شاد و آباد رہینگے لیکن ای بھائی آج یہ جی چاہتا ہی کہ عوض میں اس خوشی کے کسی صحرائے دلکش کی سیر کریں سبزۂ بیگانہ و
بیگانہ سے دل بہلائیں گلہائے رنگارنگ کی صفا دیکھیں طائران خوش الحان کی زمزمہ پردازی سنیں اگر ہاتھ آئے تو کوئی صید
شکار ہو شاد و شاد دل بیقرار ہو جنگل میں منگل ہو ہوائے سرد سے خاطر بیکل کو کل ہو معشوق پریچہرہ کوئی پہلو سے زیبا میں
بیٹھے سینہ بسینہ لب بہ لب رہے بوس و کنار بار بار شراب و کباب کا دور دورہ ہو فی الفور خواجہ سخت جمال بشوق وصالِ
معشوق حور خصال بہ غفلت انجام ناکام تھا موافق منشاء آیۂ کریمہ کہ اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ترجمہ اس آیۃ شریف
کلام ربانی بظہور آمدن ناگہانی کا یہ ہی کہ حق جل جلالہٗ و عزشانہٗ اپنے کلام ہدایت نظام میں ارشاد کرتا ہی جو کچھ گذرنا ہوتا ہی وہ
گذرتا ہی انسان کے واسطے جو امر وقت معینہ پر موقوف ہی وہ ضرور ہوگا وقت معاہدہ نہ ٹلیگا بیشک پیش آئیگا رنگ اپنا دکھائیگا
انسان اُس امر اہم سے کب بچ سکتا ہی اپنی کیا بساط رکھتا ہی نظم اسکی عادت کا اور ہی نقشا ہے اُسکی قدرت کا اور ہی نقشا ہے
شام عزلت کا اور ہی نقشا ہے صبح غربت کا اور ہی نقشا ہے اب نقاہت کا اور ہی نقشا ہے زور و طاقت کا اور ہی نقشا ہے انسان
بالکل بے حقیقت ہی ہوائے نفس مجازی کی کیا اصلیت ہی زندگی کی کیا ہستی ہی اشیائے ادنیٰ سے حیات اعلیٰ کی پستی ہی
ہر چند حباب بھی بے ثبات ہی مگر اُس سے کمتر انسان کی حیات ہی جب دریائے فنا موج زن ہوا نام و نشان حیات مثل حباب مٹ گیا
جب طوفان اجل اٹھتا ہی انسان کو کوئی چارہ نہیں ہوتا فنا ہو جاتا ہی نظم

سینہ کاوی ہی نگین کی طرح یاں بیفائدہ
چین دے کسکو فلک وہ آپ ہی چکر میں ہی
پیر پر ہنستا ہی تو ای نوجوان بیفائدہ
ہو نشاطِ زندگی تو زندگی کا لطف ہی

مسکن اس بحرِ فنا میں کر نہ مانند حباب
ہی ہوس راحت کی زیرِ آسمان بیفائدہ
مثل مہر و مہ وہ گردش میں ہیں جنکا اوج ہی
ورنہ ہی جوں خضر عمر جاودان بیفائدہ

ہی جہان میں خواہش نام و نشان بیفائدہ
ڈال پانی پر نہ بنیادِ مکان بیفائدہ
دیکھ غنچہ کو ہی آخر مثل گل پژمردگی
ہی فلک سے آرزوئے عز و شان بیفائدہ

آمدم بر سر مطلب خواجہ بخت جمال

مروہ خیال نے القش وزیر کے کہنے کو تسلیم اپنے تئیں سپرد حفاظت خدائے علیم کیا ہر چند میعاد چہل روز تمام ہوئی الا کچھ
ساعتیں اُس عہد بد عہد کی شمار سے باقی تھیں چونکہ وعدۂ سفر ملک عدم بحکم خدائے ذوالاکرام آپہونچا تھا پیک قضا پیام مرگ
لیکر آیا خواجہ بخت جمال و القش وزیر نیک خصال دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے راہ صحرائے سبزہ زار بہ ہوس شکار اختیار
کی باتیں کرتے ہوئے آپس میں محبت کا دم بھرتے ہوئے خوشی خوشی چہل و دلگی کرتے ہوئے صحرائے سبزہ زار میں پہونچے چہار طرف
سیر دیکھنے لگے جس طرف نظر پڑتی باغبان قضا و قدر کی قدرت دکھائی دی ہر سمت دشت پر بہار چاہ بجا گلہائے خودرو سے جنگل
بالکل نمونۂ گلشن بنا نسرین و نسترن کے غنچوں کی بہار سوگھنی گھنی خوشبو سبزہ کمال جوبن پر فوق جسکو ہر گلشن پر نکہت سے وہاں
کے پھولوں کی دماغ جان معطر ہوتا ہی سبزۂ بیگانہ پر ہر شاہد نگاہ چاہ کرکے سوتا ہی چشمے حقیر جا بجا لبریز پانی میں زمرد سے جھلیں موج

خیریابین سرو شمشاد لب جو کھڑا جھومتا ہی جب جھونکا ہوا سے تند کا آتا ہی زمین بوس ہو کر قدم چومتا ہی طائران خوش الحان کے شاخہائے نو دمیدہ پر چہچہے قمری کی کوکو تیہو کے قہقہے بلبل کی زمزمہ پردازی مرغ نواسنج کی زبان درازی عجیب و غریب اس صحرائے پر فضا کی بہار ہی کہین سبزہ زار کہین لالہ زار ہی اشعار صد ہزاران گل شگفتہ درد ❊ سبزہ بیدار و آب خفتہ درد ❊ دیگر پہاڑون پر اُگا تھا ایسا سبزہ ❊ زمرد گون تھا جس سے صحن صحرا ❊ بھرا نہرون مین ہر جا آب شفاف ❊ تکلف کا نہایت اور بہت صاف ❊ خواجہ بخت جمال و الفقش وزیر بد آل سیاح دشت محبت شناور دریائے مودت سیر کرتے ہوئے ایک مقام پر پہونچے وہان سے دیکھا کہ سامنے ایک باغ معطر کن دماغ نظر آیا ہوا سے سرد نے اُسکی غنچۂ دل پژمردہ کھلایا الفقش وزیر خواجہ بخت جمال کو ساتھ لیے ہوئے دغا کرنے پر دل دیے ہوئے اس باغ مین پہونچا ہر نہال تر و تازہ ہر گل شگفتہ ہر غنچہ نو بستہ شاداب ہر ایک حوض و نہر پر از آب زمین بوس شاخین نہالہائے باردار کی پھیلا ہوا مین بہار کی خزان کا نام نہین صیاد کا کام نہین پٹریون پر سبزۂ نوخیز نکہت گلہائے رنگا رنگ دل آویز لالہ کے نظارے نرگس کے اشارے چنپا کا مسکرانا بیلے کا البیلا پن دکھانا سوسن کی زبان درازی گل مہندی کی فسون سازی سرو کا لب جو اکڑنا نخل خشک کا غیرت سے گر پڑنا مرغان چمن کا شور کہین مور کہین بلبلون کا چہکنا قمریون کی کوکو زاغ کا بہکنا طائرون کی پکار پُر بہار روش شاداب سارا گلزار یہ معلوم ہوتا تھا نو بہار کو چمن کا مہتمم کیا ہی گل و ریحان سے ہر روش کو بھر دیا ہی کہین سنبل پیچ پا کہین لالہ با دل داغدار کسی جا نسرین و نسترن کسی سمت سمن و یاسمن گل شبو کے پھول خوشنما و معقول باغ مین جھیلین جنکا موافق عرض و طول ناظرین پر واضح ہو کہ یہ باغ دلکش جسکو دیکھا کرے ہر اک معشوق جو رد ش الفقش وزیر کے باپ دادا کا بنوایا ہوا جہت ہی آراستہ و پیراستہ نہایت پُر فضا تھا نظم

ہوا بر سبزہ اش گوہر گسستہ ❊ زمرد را بمروارید بستہ
بنفشہ تار زلف افگندہ بر دوش ❊ کشادہ باد نسرین را بنا گوش
ای جنون خار ہون صحرا کی ہوا سے پیدا ❊ آبلے ہوتے ہین اپنی کف پا سے پیدا
قد کشی آج وہ ہین سرو سے کرنے جاتے ❊ گل کی ہی بات ہوے تھے جو دعا سے پیدا
دھوپ مین تو جو نکلتا ہی کبھی ای شہ حسن ❊ سایہ ہوتا ہی پر بال ہما سے پیدا
شاہد گل کو ہی مقصود شکار بلبل ❊ تتلیان باغ مین ہوتی ہین حنا سے پیدا

دیگر

بہر گنجش ریاحین بردمیدہ ❊ بساط خرمی ہر سو کشیدہ
رعد کا شور ہو موروں کی صدا سے پیدا ❊ جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا
لالہ و گل ہین زمین پر تو فلک پہ شفق ❊ رنگ کیا کیا ہی کہ خون شہدا سے پیدا
تخت پریون کے اڑا لائے جو دیوانون کو ❊ یا رب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا
مشک بو زلف کا ہی لطف رخ رنگین پر ❊ ہا سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا

الفقش وزیر خواجہ بخت جمال کو ساتھ لیجا کر بارہ دری مین مسند زرین بچھوا کر بیٹھا وہ بارہ دری کی آرائش کہ جسکی صفت و ثنا مین شاخ قلم بہار یہ رقم دنگ آراستگی و پیراستگی اُسکی دیکھکر عجیب رنگ پر تکلف چھت گیریان بصد شوکت و شان زربفت کے وہ پردے کہ حجاب فلک کو ہر اک خجل کر دے فرش فروش آراستہ ہر جگہ ہر چیز پیراستہ جھاڑ کنول گیلاس مردنگیان جابجا دیوار گیریان بصد شوکت و شان چارون طرف آئینہ بندی تصویرین معشوقان پریچہرہ کی لگی ہوئین کشتیان شراب ناب کی قابین کباب نایاب کی پاندان خاصدان چنگیردان اُگالدان مزین و مصفا نہایت پسند خاطر سامان عشرت افزا خواجہ بخت جمال و الفقش وزیر بد آل تماشے مین گل و سنبل گلشن حیرت افزا کے مشغول ہوے گویا گوہر تمنا سر سبز حصول ہوے جام مے ارغوانی کا دور ہوا گردش فلک کج رفتار کا رنگ و رہوا الفقش نے جام شراب اور کنٹر بادۂ خون ناب کا ہاتھ مین لیا اور ساغر لبریز کر کے خواجہ بخت جمال کو دیا خواجہ بخت جمال نے وہ جام بادۂ سُرخ منھ سے لگایا اور یہ شعر آبدار لبِ از جوش خمار بہ الفت یار پڑھ کر سنایا شعر گر یار مَی پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ❊ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ❊ پھر وہ جام شراب بصد اضطراب غٹ غٹ کر پی لیا اور نشہ مین آکر جھومنے لگا پھر یہ مطلع واقعی بے صبر و شکیب پڑھا مطلع رنگ آج کچھ دکھائیگا ساغر شراب کا ❊ جلوہ نظر پڑا ہی مجھے آفتاب کا ❊ زاہد عبث خیال ہی روز حساب کا ❊ بہتر کیا جو پی لیا ساغر شراب کا ❊ خواجہ بخت جمال نے خالی جام کر کے الفقش کو دیا اور کہا بھائی تم بھی نوش کرو الفقش نے جام شراب بھرا او پینے لگا خواجہ بخت جمال نے یہ اشعار گہربار زبان خوش بیان پر جاری کیے اشعار

ہی جب سے دست یار مین ساغر شراب کا
دریائے خون کیا ہی تری تیغ نے رواں
اللہ رے ہمارا تکلف شب وصال
الفت جو زلف سے ہی دل اغیار کو
مستی خرام مین عرق افشان ہی ر دیار

کیوڑے کا ہو گیا ہی کٹورا گلاب کا
حاصل ہوا ہی رتبہ سرون کو حباب کا
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا
طاؤس کو بھی عشق نہو گا سحاب کا
چھڑکاؤ ہو رہا ہی زمین پر گلاب کا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
اے موج بے لحاظ سمجھکر شتاب تو
مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا
معمور جو ہوا عرق رخ سے وہ تن
ساقی کے دور کھینچنے سے رکتا ہی دم مرا

کنج قفس مین حوض بھرا ہی گلاب کا
دریا بھی ہی اسیر طلسم حباب کا
موج شراب جادہ تھی راہ صواب کا
مضمون مل گیا مجھے جادہ گلاب کا
انگور سے خوش آتا ہی کھنچنا گلاب کا

خواجہ بخت جمال و القشش وزیر شراب پی کر اور گزک و کباب سے مگن ہوکے میٹھی میٹھی باتین چہل ہل کر مثل شیر و شکر کے کرنے لگے انکی لنترانی انکی خوش بیانی گلون مین باہین مرے مرے کی باتون کی چاہین الفت و محبت کا جوش نشۂ شراب مین کچھ ہوش کچھ بیہوش یکایک القشش وزیر واسطے پیشاب کے اٹھا ایک گوشۂ باغ مین گیا بیٹھکر پیشاب کیا استنجے کے واسطے ایک مقام سے ڈھیلا اٹھایا ایک سوراخ نظر پڑا اُسے کھودا تو ایک غار عمیق دکھائی دیا اُسکو ایک تعجب سا ہوا کچھ پہلے سوچا پھر اُس گڑھے مین اُتر گیا وہان دیکھا ایک دالان وسیع و رفیع مثل تہ خانہ کے بنا ہوا ہی چارون جانب روشندانون مین آفتاب کی ضیا ہی چھت مین قلابے لگے ہین سونے چاندی کی زنجیرون کے اُنمین حلقے پڑے ہین اُن زنجیرون مین مٹکے سونے چاندی کے پر از جواہر بے بہا روپے اشرفیان متعدد بھرے ہوئے لٹکے ہین معلوم ہوتا ہی کسی کا خزانہ ہی مال و دولت لازوال ہی وہ مقام بھرا ہی دیکھتے ہی منہ مین پانی بھر آیا خوشی سے جامے مین نہ سمایا بند قبا ٹوٹ گئے اُس دولت کے چھکے چھوٹ گئے ایسی خوشی ہوئی کہ شادی مرگ ہوگیا نہار دل کا آب دولت لازوال سے دھو گیا مگر فوراً یہی خیال دل بدمآل مین آیا کہ خواجہ بخت جمال ہمراہ ہی اُس سے نہایت دوستی کی راہ ہی اگر اُسپر یہ راز ظاہر ہوا اور وہ حال سے ماہر ہوا جبتک وہ حصہ بانٹ کے خزانہ لے لیگا اگر مین نہ دونگا بادشاہ کو خبر کریگا سارا مال خزانہ ضبط ہو جائیگا سوائے افسوس کے ایک حبہ ہاتھ نہ آئیگا صلاح وقت یہ ہی کہ خواجہ بخت جمال کو فوراً مار ڈالنا چاہیے پھر چین سے بے کھٹکے عیش و عشرت کرینگے لیکن خواجہ کے خون سے ضرور ہاتھ بھرینگے یہ سوچکر وہان سے اُٹھا پھر اُس مقام سے باہر آیا اُس غار کو مٹی سے چھپا دیا نشان اُسکا مٹا دیا اور آکر پہلو سے خواجہ مین بیٹھا پھر اُسی طرح ہنسنے بولنے لگا تھوڑی دیر کے بعد خدمتگارون کو بلایا اور یہ باعلان سنایا تم لوگ جاؤ اسی وقت ہمارے مکان پر اور شراب و کباب کی کشتیان اور خوان الوان جسمین ہر رنگ کا کھانا ہو اپنے ہمراہ لاؤ اور شام کو فرش خوابگاہ ہم دونون کے واسطے بچھا دو آج ہم شب کو اسی باغ مین بسینگے ہمسایہ گلہائے عنبرین مین بیٹھینگے یہ کہکر سب ملازمون کو لوا دسر روانہ کیا اور آپ کچھ قریب سے دھوکا دینے کے گھات لگائی خواجہ بخت جمال کو چت کر دے اور چت کرکے چھاتی پر چڑھا اور خنجر آبدار کھینچ کر قصد ذبح کرنے کا کیا خواجہ بخت جمال بیدرنج و ملال یہ دیکھکر گھبرایا دل مین مضطرب ہوا خیال آیا آج پیمانۂ عمر لبریز ہوا دوست دشمن ہوا پر شکل دشمن کے خنجر بکف ہوا کہ آہ مرد کہ افسوس نے دفعۃً خود فراموش ہوگئے محبت کے دلولے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا اے یار وفادار یہ تو کیا خیال ہی تو جو مجھے قتل کرتا ہی میرے خون ناحق سے ہاتھ بھرتا ہی تو اسقدر تک مثل شیر و شکر ہم تم دونون باہم عیش و عشرت مین مشغول تھے طریقہ محبت و الفت معقول تھے یکایک کیا دل مین سمائی اللہ یہ خیر تو ہی مجھپر اٹھائی یہ کہکر ٹھنڈی سانسین بھرین اور یہ شعر پڑھا شعر یار اغیار ہوگئے اللہ کیا زمانے کا انقلاب ہوا پھر القشش سے کہا ارے تجھکو بیٹھے بیٹھے کیا ہوا بقول شاعر ایسی کیا بات تیرے دل مین سمائی ظالم ٭ دفعتہ سب وہ کرم بھلا دیا ظالم ٭ کیون جانی تمھین نے بتایا تھا کہ چالیس روز منحوس ہین یہ ایام بدبخت ہین گھر سے نکلنا مقام خوابگاہ سے اپنے نہ تھا اسی طرح زندگی کا سبب بتایا تھا خیال فاسد دل سے بھلایا تھا شعر چو از ... گر الم در ربودی ٭ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی ٭ بخدا اے ... ال وبہ عزت و جلال مد اللہ ... بے مثال میرا مرنے کو جی نہین چاہتا ہی تو کیون مجھے ذبح کرتا ہی مین بے تقصیر ہون بدکرداری و بدخلقی سے دور ہون مجھکو بے قصور ذبح نہ کر میرے خون ناحق سے ہاتھ نہ بھر دیکھ پچھتائیگا میرے مار ڈالنے سے تجھکو سر دست کچھ ہاتھ نہ آئیگا قطعہ جو کوئی کسی کو آج کھلائیگا ٭ یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائیگا ٭ اس دار مکافات مین سُن اے غافل ٭

بیداد جو کی آج تو کل پائیگا دیگر بید اشت ستمگر کہ ستم بر من کرد ÷ بر گردن او بماند و بر من بگذشت ÷ ای یار وفادار ای القش وزیر باتدبیر
سن یہ دنیا چار روز کی زندگانی ہی مفت میری جان لیتا ہی کیون آب خنجر خون چکان مجکو پینے کو دیتا ہی پنبہ غفلت گوش دل سے
نکال میری نصیحت پر کر خیال شعر نیکی کرے نیکی ملے بد سے بدی کی بات نے ÷ کیا خوب سودا نقد ہی اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے ÷
اس حرکت ناشایستہ سے باز آ میرے قتل سے ہاتھ اٹھا جسوقت خواجہ بخت جمال پر ملال نے نصیحتانہ کلام نیک انجام سنائے
اور سبب پہلو اپنے بچنے کے دکھائے القش وزیر بے توقیر کے بھی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے مگر طمع دولت خزانہ سے آمادۂ قتل
خواجہ رہا نہ ہاتھ اٹھایا نہ پانون ہٹائے بے غرتی اور بدحمیتی سے جواب دیا کہ ای خواجہ بخت جمال میرا بھی تجکو قتل
کرنے کو جی نہین چاہتا ہی مگر سبب ہی ایسا ہی کیا کرون مجبوری کا عالم ہی مجکو خود تیرا غم ہی لیکن بدون تجکو مار ڈالے کوئی
چارہ نہین اب تیرا جینا مجکو گوارہ نہین سن کیفیت تیرے مار ڈالنے کی یہ ہی کہ مجکو اس باغ مین ایک خزانہ بیگانہ
دولت لازوال بہت بڑا مال ہاتھ لگا ہی جسکی کچھ حد ہی نہ انتہا ہی مین جانتا ہون اگر تجکو معلوم ہوگا تو ضرور اسمین سے
لیگا مین کیون ایسی نادانی کرون کہ تجھسے کہون تجکو قتل کرنا بہتر ہی کہ پھر کوئی فساد ہی نہ رہے اسی سبب سے مین
کہتا ہون کہ یہ جھگڑا مٹا دون بنیاد فساد کھود ڈالون یہ خیال تال رہ رہ کر آتا ہی کہ جو سنیگا وہ ظالم کہیگا پھر اچھا ہی نہ جو
کچھ کہیگا تو کہے تا حشر نام اپنا شریک ظالمون مین رہیگا تو رہے بس ای خواجہ بخت جمال اتنے کے واسطے جھگڑا
اور فساد دنیا مین باقی رکھون اور فتنہ انگیز کو نہ دور کرون یہ قول شاعر تو نے نہین سنا ہی شعر خداوندان
بکام نیک و بختی ÷ چرا سختی کشند از ہم بہ سختی ÷ خواجہ بخت جمال نے کہا ای القش وزیر مین قسم اس
خدائے لایزال صاحب عز وجلال کی کھاتا ہون کہ جسکے قبضۂ قدرت مین تمام عالم کی جان ہی اور وہی پیدا کرنے والا حور
وملک وغلمان ورضوان بشر وبنی جان کا ہی اور وحشیان وطائران کا خلق کرنے والا ہی مین ہرگز ایک حبہ اس دولت
بیزوال مین نہ لونگا اور نہ بادشاہ جمجاہ سے خبر کرونگا لیکن تو مجکو چھوڑ میرے قتل سے منہ موڑ بلکہ اسکے عوض مین جو کچھ میرے
گھر مین مال و دولت ومایہ وبساط انبساط مجھ بے بساط کی ہی وہ سب تو لے لے اور مجھسے دستبردار ہو مین اپنی بی بی کا ہاتھ
پکڑ کے کسی طرف نکل جاؤن اس شہر مین نہ رہون رخ بھی کرون القش نے کہا مین ہرگز تیرے قتل سے باز نہ آؤنگا اور تجکو
امان نہ دونگا خواجہ بخت جمال عالم ملال مین تھا مگر بے اختیار ہنس پڑا اور کہا او ظالم بدکیش جفا اندیش شاعر کہتا ہی
شعر دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ÷ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند ÷ ای القش وزیر انشاء اللہ تعالے بحول
قوت الٰہی جل جلالہ جیسا ستار وغفار ہی ویسا ہی جبار وقہار بھی ہی بروز حشر ونشر وہ منتقم حقیقی جب برائے انتقام تجھسے
سوال کرے گا یہ بتلا تو کیا جواب دے گا ای القش تو نہین جانتا کہ وہ روز کیسا ہوگا اللہ اکبر وہ میدان حشر
لق ودق کہ جسکی حد دوری سوائے پروردگار کے کوئی نہین جانتا اور مقامات کو اسکے کوئی نہین بیان کر سکتا تانبے کی زمین بحکم
رب العالمین بلندی آفتاب جہانتاب قریب سوا نیزے کے حدت وتمازت اسکی بیحد وانتہا کہ جسکی گرمی سے اہل محشر تا بہ کمر اپنے
پسینہ مین غرق یہ فقرے وارد حدیث صحیح ہین اسمین سر مو نہین فرق سب اہل محشر مرد وزن خرد وکلان بلکہ تمام انبیا اور
اولیا اور اوصیا اور اتقیا نفسی نفسی باواز بلند پکارتے ہونگے اور اپنی بخشش اس غفار الذنوب سے طلب کرینگے
مگر وہان کوئی کسی کا آشنا نہ ہوگا نہ کوئی کسی کی اس عالم یاس خوف وہراس مین دستگیری کرے گا یہ کہتے کہتے
خواجہ بخت جمال بصد حزن وملال تھرانے لگا اور آنکھون سے باران اشک مثل دیدۂ سرشک سحاب برسایا
اور یہ قطعہ پڑھنے لگا قطعہ گناہگار ہون روز شمار کیا ہوگا ÷ یہ ڈر ہی ای مرے پروردگار کیا ہوگا ÷ تری تو رحمت بیحد کا کچھ
حساب نہین ÷ کریم میرے گنہ کا شمار کیا ہوگا ÷ دیگر کیا دادخواہ ہو کوئی اسکے قتیل کا ÷ عاشق کے خون کو حکم ہی آب سبیل کا ÷

سے بہت چھپا رہو پروردگار کا گنہگار ہی وہ بعد سزا و جزا کے ای القش وزیر ذرّے ذرّے کا حساب دینا ہوگا دنیاے ناپایدار پرستش سب سے
رستگار ہی جو دوسرے کا خطاوار ہو اسکی بخشش دشوار ہی کیونکہ خداوند کریم ملایکہ سے خطاب کریگا کہ اس بندہ عاصی سے کہو کہ تو اپنا گناہ
اس سے بخشوا جسکا قصور کیا ہی برائی سے کئے بھلائی کو دور کیا ہی شعر جلے گا نار میں اس کی سزا وہ دیونگے جو وہ بخش دیگا تو پھر ہم بھی
بخشدیونگے ✤ ای القش وزیر اب جو تو میرے سمجھانے کو نہیں مانتا اور میرے خون سے دست بردار نہیں ہوتا تو یہ بتا اسدن
کیا ہوگا فقط اپنے عظیم گناہ پر رونا ہی اگر تو اس فعل کا منکر بھی ہوگا تو یہ خنجر خون ریز تیرا گواہی دیگا ہر ایک عضو تیرا شہادت دینے
پر آمادہ ہوگا کہ بیشک یہ اس فعل کا مرتکب ہوا کیوں دنیا کے واسطے دین کھوتا ہی دریاے معصیت میں اپنے کو ڈبوتا ہی
او نادان پردۂ غفلت دیدۂ دل بین سے ہٹا یہ بار گراں معصیت سر پر نہ اٹھا دولت چند روزہ کے لیے مجھ ایسے دوست صادق
محب واثق کو ذبح نہ کر میرے خون ناحق سے اب بھی درگذر تو نے یہ شعر کسی شاعر کا نہیں سنا ہی کس خواب غفلت میں
سو رہا ہی شعر کسی پاس دولت یہ رہتی نہیں ✤ سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہیں ✤ ارے بیوقوف کیوں پچھتا پچھتا کر مجھکو
برائے ذبح گھیرتا ہی ناحق اس روپیہ کی غرض میں مجھ بیکس کی حلق پر خنجر خونخوار کھینچتا ہی شعر جو مجھ سے تجھسے میں حشر
کے حاکم نے کچھ پوچھا ✤ تو سن لینا کہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا ✤ القش نے کہا کچھ ہوا تو میں نے خنجر کھینچا گلے پر
تیرے رکھ چکا اب مجکو کچھ خیال نہیں وہشت تاّل نہیں جب حشر ہوگا دیکھا جائیگا آج تو تیرا قتل ہونا عیش
دکھائے گا جب تو خواجہ بخت جمال نے کہا کہ معلوم ہوا میری موت آگئی پردۂ دنیا پر اتنی ہی زندگی تھی رشتۂ حیات
قطع ہوا ملک الموت کو حکم قبض روح مل گیا شربت اجل پینا ہوگا دنیا میں اب نہ جینا ہوگا زندگی محال ہی بیکار یہ قیل و قال ہی
خیر ای القش وزیر بے تدبیر آخر اللہ تو مجکو ذبح کرتا ہی تو خدا سے نہیں ڈرتا ہی یہ بندۂ پروردگار بحالت اضطرار مرتا ہی مگر خیر اتنا کہے
دیتا ہوں اسکو تو یاد رکھنا خبردار فیصول نہ جانا کہ دنیا ناپایدار ایک سراے خراب ہی شخص یہان پا تراب ہی ہمیشہ کسی کا یہان
قیام نہیں اگر صبح ہوئی تو شام نہیں کوئی آیا کوئی روانہ ہی دن رات یہان کا یہی کارخانہ ہی **نظم**

یہ دنیا باسفہ کی عبرت کی جا ہی	چلا جا رہا ہی کوئی چل بسا ہی	وہان ہی جسے کچھ یہان لطف کیا ہی	یہ دار فنا ہی وہ طالب بقا ہی
دکھاتا ہی سب کو نیا طور عالم	یہ کچھ اور عالم ہی وہ اور عالم	غرض حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ہی مثل حباب بحر جہان فانی	

کسی کو قرار نہیں ہی کسی کو بقا سواے ذات پروردگار نہیں ہی دیکھ بڑے بڑے شاہان عالی تبار اس دنیاے ناپایدار سے کوچ کر گئے اور انکی
قبروں کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہی اکثر شاہوں کی قبروں کا نشان بھی ہی تو کوئی دلسوز انکی تربت پر شمع روشن نہیں کرتا
اور نہ پھولوں کی چادر چڑھاتا ہی نہ بسبب کوئی انکی لحد کی درستی کراتا ہی نہ سورۂ فاتحہ کوئی انکی قبر پر پڑھتا ہی اب آخری
وصیت میری تو یاد رکھنا خبردار فیصول نہ جانا کہ زوجہ میری حاملہ ہی عنقریب وضع حمل ہونے والا ہی ایک توڑا اشرفیوں کا اسکو بیوہ سمجھکر
لیجاکے دیدینا اور اس سے یہ کہدینا کہ شوہر تمھارا ایک تاجر کا ملازم ہوکر سفر کو گیا ہی یہ توڑا اشرفیوں کا پیشگی اپنی تنخواہ لیکر
بھیجا ہی تم کو برلے آپ و خورش بہت ہی کم نہیں اسکے جانے کا کچھ رنج و غم نہیں ہی اور یہ پیام ناکام بھی یاد کرکے ضرور کہنا کہ
خواجہ بخت جمال پر ملال نے کہا ہی کہ اگر تمھارے یہان بیٹا پیدا ہو تو اسکا نام بزرجمہر رکھنا اور اسکی پرورش و تعلیم
میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا اور اردہ نہ ہونے دینا ہر ایک علم و ہنر اور کمال میں سر بسر طاق شہرۂ آفاق کرنا اور اگر بیٹی پیدا ہو تو
اسکا نام تم اپنی تجویز سے رکھنا تمکو اختیار ہی مگر ای القش میرے قتل ہو جانے کی خبر اسکو نہ پہونچانا کہ حاملہ کا قلب بہت نازک ہوتا ہی
اگر وہ میرا قتل ہونا سنیگی ایسا حال سقیم کریگی پیٹ کے رو رو کے جان اپنی کھوئیگی لڑکا شکم میں ہلاک ہوگا ایک خون کے ساتھ دوسرے
خون کا بھی ذمہ دار تو ناپاک ہوگا یہ بھی ایک محبت خیر تجھسے ختم کرتا ہوں اور میں بہر کیف مرتا ہوں یہ کہکے خواجہ نے القش سے
کہا بسم اللہ اب تو فعل گناہ قتل پر مستعد ہو جو منظور ہو وہ کر یہ کہکے پھر یہ شعر زبان پر جاری کیا اور سر جان دینے پر

جھکا دیا شعر تمنا ہے دل کچھ نہ حاصل ہوئی * بلکہ بعدم جان واصل ہوئی * پھر کلمۂ توحید شہادت رب مجید بصد رنج وملال خواجہ بخت جمال پڑھنے لگا اور الققش وزیر نے اُس خنجر خونخوار سے ذبح کر ڈالا بار گناہ اُس بیقصور کا اپنی گردن پر لیا لاش کو اُس بیگناہ کے اُسی جگہ دفن کیا مطلق دل پر اُسکا غم والم نہ لیا اُسی طرح چہرہ بحال خوش خال بالکل رنج نہ ملال خنجر پونچھ کر میان مین کیا صحن باغ مین ٹہلنے لگا دیکھا کہ اُس گلشن بیخزان مین چارطرف اور اُسی ہوگئی سحاب غم والم باغ پر چھا گیا گویا خون ناحق برسنے لگا ہر گل گریبان چاک نظر آتا ہے تھالون مین نہالون کے بجاے آب خون بھرا ہے شاخہاے بابہ وار زمین سے ٹکراتی ہین اثمار اشجار بصد حزن بیقرار گرے جاتے ہین نرگس اشکبار غم سے لالہ داغ بر از سوسن کی زبان بند ہر گل دردمند سوگوار نسرین ونسترن صورت عزا خانہ صحن چمن سنبل کو دردوالم سے پیچ وتاب عرق عرق اندوہ سے گلاب اکثر گل دوش پر شال عزا ڈالے ہین غنچے سربستگی غم سے فقط زبا نہین نکالے ہین بلبلون کو عوض نغمہ سنجی کے نالہ وزاری ہے مرغان چمن کو صدمہ واندوہ سے بیقراری ہے نہرون کا پانی جوش مارتا ہے ہر حباب ساحل سے ٹکراتا ہے سبزۂ ہر روش مُرجھا گیا ہے ترک ملال نے پامال کیا ہے الققش جس طرف دیکھتا ہے ماتم سرا نظر آتا ہے ہر گوشہ چمن کلبۂ احزان ہے بارہ دری بھی گویا ویران ہے خزان کی آمد رخصت بہار ہے سینہ دل خود بخود بیقرار ہے سموم آتی ہوئی چلی آتی ہے نسیم سحر اُلٹے پانؤن پھری جاتی ہے گلچینون کا ہجوم ہے صیاد کی دھوم ہے عنادلون نے آشیانے چھوڑے ہین طائران خوش الحان نے باغ سے منھ موڑے ہین الققش وزیر یہ نیرنگی گلشن بیثبات دیکھکر گھبرا گیا طوطے ہاتھ پانؤن کے اُڑ گئے کلیجہ منھ کو آگیا اِستنے مین سب ملازمان دولت حاضر خدمت الققش وزیر ہوئے مصاحب ہمراز نے مالک کو متفکر ومتردد بصورت اندوہ والم دیکھکر استفسار حال کیا مثل خود بدولت رنج وملال کیا مضطر ہوکر پوچھا اے وزیر باتدبیر آپ کا مزاج کیسا ہے خواجہ بخت جمال کہان تشریف لے گئے آپ کیون غم والم دبے گئے الققش وزیر نے کہا جو مجکو فکر وتردد ہے وہ قابل بیان نہین دل جلا جاتا ہے مجھکا ٹھکانے ہی جان مین جان نہین خواجہ بخت جمال بیٹھے بیٹھے سیر چمن کو اُٹھے اسی باغ مین غائب ہوگئے نہین معلوم کیا ہوا کہ میری صحبت سے تائب ہوگئے بہت تلاش کیا پتہ نہ لگا کدھر چلے گئے کیا ہوا اُس وقت سے میری طبیعت کا یہ حال ہے برادر خواجہ بخت جمال کے چھپنے کا ملال ہے لاہر مین یہ رنج وغم کرتا ہوا بارہ دری مین آیا سب کے سامنے یہ اشعار زبان پر لایا اشعار

تجھے اے شہسوار حسن اگر سفاک ہونا تھا
تجھے اے توسن عمر روان چالاک ہونا تھا
محبت قیس کی لیلیٰ کے دل مین کیون اثر کرتی
اُسے لیلیٰ ہی کے کوچے مین ٹکر خاک ہونا تھا
خدا کا گھر ہے تو یا دبتان کو کیون جگہ دی ہے
نگاہ ناز کو اے شوخ کچھ بیباک ہونا تھا
طبیعت مین ہو جسکے بخل دُنیا اُسکی ہوتی ہے
مری قسمت مین او ظالم تجھے سفاک ہونا تھا

تجھے اے دل جو مجبور وے آتشناک ہونا تھا
تو میرے سر کو پہلے بستر فتراک ہونا تھا
جلاتے بھی ہین کشتہ جو کرتے حال سب اسکے
پھٹا تھا یان گریبان وان جگر کو چاک ہونا تھا
محبت مین ہوئی شہرت کا باعث اپنی گمنامی
تجھے تو اے دل اپنی جگر دوزی پاک ہونا تھا
اسے کہتے ہین ہستی کی پستی اسکے معنی ہین
مقرر اہل زر کو صاحب امساک ہونا تھا

تو جل جلکر محبت مین کسی کے خاک ہونا تھا
بڑا رہتا ہے مجکو اس تنگنا ہے دہر مین پڑے رہون
کبھی تریاق بھی بنتے اگر تریاک ہونا تھا
بگولے کی طرح صحرا بصحرا کیون پھرا مجنون
ہنا را نام مٹ کر تیرا افلاک ہونا تھا
بنے تجھے دلربا جب تم رشیم ترجیح کیسی
بنے پر بھی سبُو خم کی ہم کو خاک ہونا تھا
محبت کی تجھی مین اور یہی کچھ جان کر جیسے

یہ اشعار عبرت آثار الققش وزیر پڑھکر سکوت مین کیا مصاحبون نے اُسکے دل بہلانے کے لیے باتین شروع کین اور سمجھا کر ہاتھ منھ دھلوایا کھانا منگوایا شب اُسی باغ مین بسر کی گو دیر تک عجب دل کو تلاطم رہا پیک ہوش وحواس گم رہا سب ملازم جاگے مصاحب خواب مین اُٹھے سلام کر کر جیسے لگے

دل دہی کی باتین کرنے لگے مگر جوش برخاستہ ہوش اُسی حال فکر مال مین یہ اشعار پڑھے سب سننے لگے **غزل**

دم شمشیر کے موج نفس مین یان روانی ہی
مرا یہ داغ دل بے داغ لالے کی نشانی ہی
نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہون وہ غنچہ ہون
سنی مین نے بہت قریا چرتر کی کہانی ہی
شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچانے کے
مزار بیکسان پر پھولون کی چادر چڑھانی ہی
کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی

گلے تک حسرت جلاد مین لوہے کا پانی ہی
دل نازک نہین تاب جمال یار لانے کا
وہ گل ہون مین جیسے شبنم بلاے آسمانی ہی
خرابی ہے ارادہ ہی مکان تعمیر کرنے کا
سیہ بختی نے کملی لاکے میرے سر پہ تانی ہی
ارادہ عرش اعظم کا ہی آہ صبح گاہی کو
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہی

چمن مین جا کے کن آنکھون سے دیکھون داغ لالہ کا
مجھے پردیسے مین غربا مین کو صورت دکھانی ہی
عبث کرتا ہی واعظ میرے آگے ذکر قصون کا
گرا کر قصر تن کو گور کی منزل اٹھانی ہی
الٰہی طول عمر خضر دے باد بہاری کو
در فریاد رس پر چل کے اب ہونی زبانی ہی

یہ غزل پڑھ کر الفقش وزیر بد تدبیر اُٹھا اور اُس خزانہ مین آیا ایک توڑا اشرفیون کا لیا اور **خواجہ بخت جمال** خوش مال کے گھر پر پہونچا زوجہ کو اُسکی بلایا لیکن غم شوہر مین روتا ہوا پایا الفقش نے کہا کیون روتی ہو آنسو نہ بہاؤ یہ توڑا اشرفیون کا لیجاؤ اور خاوند تمہارا خواجہ بخت جمال ایک تاجر کے ہمراہ ملازم ہو کر گیا ہی یہ توڑا اشرفیون کا اپنی تنخواہ پیشگی لے کر بھیجا ہی لعد ازان جو کچھ کہ خواجہ بخت جمال نے وصیت کی تھی وہ سب اُسکی زوجہ سے بیان کی زوجہ مفارقت شوہر سے نہایت بیقرار کمال اشکبار ہوئی آخرکار وہ سوگوار مہجور ستم رسیدہ الم کشیدہ وہ توڑا اشرفیون کا لیکر اوقات بسر کرنے لگی زندگی کے دن صدمہ و درد اندوہ مین بھرنے لگی ہر روز شوہر کا انتظار مضطر و بیقرار آنکھین جانب در راہ گذر بر نظر گوش بر آواز مردمان حیران و پریشان شعر

نہ جیتی تھی نہ مرتی تھی عجب عالم مین رہتی تھی ❊ یونہی پر آہ تھی داغ جدائی دل پہ سہتی تھی ❊

مگر الفقش وزیر بد تدبیر خواجہ بخت جمال کی زوجہ کو اشرفیون کا توڑا دیکر جب آیا باغ سے اُس خزانہ بیگانہ کو نکلوایا بہت خوش و خرم دماغ عرش اعلی پر دمبدم گل شگفتہ بیدار بخت خفتہ دن عید رات شب برات ایک مکان عالیشان وہ قصر شاہانہ بنوایا کہ حور و غلمان کو پسند آیا ہمیشہ ناچ رنگ مین مصروف وہ بیوقوف رہا کرتا دربار شاہی مین کبھی کبھی جانا فقط سلام کر کے چلے آنا جب بالکل آراستگی عمارت اور تیاری باغ پر نظارت ہو چکی اُس خزانہ کا تہ خانہ اندرون قعر ہو گیا خوف و خطر کھٹکا دغدغہ جاتا رہا بصورت مار سیاہ اُس مال پہ متمکن ہوا کسی کو مطلق نہ خبر ہوئی یہ بادشاہ کو پرچہ لگا ایسی عمارت پاکیزہ اور باغ دلکشا بنوایا جسکے حسن و خوبی و بہار رفتار نے روح شداد کو للچایا شب و روز عیش و عشرت تخلیہ کی صحبت ہر وقت نائونوش بادہ نخوت کا جوش مست و مدہوش پنبۂ کبر و غرور در گوش نہ کوئی رنج نہ کوئی تعب ہر دم خوشنودی دل کا سبب راحت و آرام مسرت انبساط صبح و شام نہ کوئی تردد نہ کوئی فکر رنج و ملال کا کیا ذکر نوکر چاکر ملازم خدمتگار چوبدار مشعلچی کہار دربان خاص بردار تمندار برچھی بردار پیادہ حاضر ہر آن مصاحب رفیق دوست شفیق کبھی کبھی یہ اشعار آبدار آتش خوش کردار کے پڑھا کرتا ہی اور عوض مجد کے تاسف رہا کرتا تھا اور دل سے کہتا تھا او کم بخت ایسے یار وفادار کو قتل کیا تھوڑے سے نفع دنیاوی کے واسطے مواخذہ آخرت اپنے ذمہ لیا اور مدت العمر اسی افسوس و حسرت مین مبتلا رہنا پڑا سواے افسوس کچھ ہاتھ نہ آیا **اشعار**

رحمت بزرگتر ہی گناہ عظیم سے
بیدار بخت ہون مین وہ مومن مرے لیے
پھر دن ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے
کشمیر و طوس لیگئے آکر دوشالہ باف
شرمندہ بوے گل کے نہین ہم نسیم سے

آتی تھی کس کی سنبل عنبر شمیم سے
آتی ہی حور خواب مین باغ نعیم سے
اللہ سے بھی اُن کو زیادہ غرور ہی
کچھ پشم جھڑ گئی تھی ہماری گلیم سے
مرجاؤن پر نہ راز محبت ہو آشکار

سائل نجات کا ہون خدائے کریم سے
گلزار ہو رہے ہین معطر نسیم سے
یاد آئی بوے پیرہن یار باغ مین
دو باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے
صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال
واقف نہ ہو کوئی مرے حال سقیم سے

اک مشت استخوان پہ اتنا غضب ذرا کر
انگھون کو سینکتا ہون مین نار جحیم سے
پھیر گل شگفتہ ہوتے ہیں لیتے ہین انتقام
قبرین بھری ہوئی ہین عظام و رمیم سے
طفلی سے سامنا غم و اندوہ کا رہا
غافل نہین بہار خزان کے غنیم سے
داغ غم فراق کی کرتا ہون دل مین سیر
کیا کیا نہ حادثے ہوئے ہمپر قدیم سے

القصہ وزیر کبھی ان شعرون کو ورد زبان کرتا ہے اور ہاتھ سینے پر رکھے لکلف تاسف سے دھرتا ہے

اشعار

سامنا آئینہ کا ہی عالم تمثال سے
سامنے سینہ کرا ہی دل دہن کے خال سے
کچھ خبر رہتی نہین صوفی کو اپنے حال سے
ماہر کیونکر کہین تجھکو نہ ہم صاحب کمال
زلف پیچان کچھ اشارہ کر رہی ہی خال سے
چھینکے اسمین ع دل چھوڑا کرونگے جال
رکتی ہی بندوق کی گولی کہین بھی ڈھال سے
ہاتھ ملکر رہ گیا صیاد اڑ کر لیسیگی
سینہ عارف نہوگا صاف تیرے گال سے
آجتک واقف نہین کوئی ہمارے حال سے
اپنی دلجمعی ہوئی زلف پریشان حال سے
نشۂ مے کا اثر رکھتا ہی مطرب کا سماں
واہ ری قسمت ہوا سیرے پرون کو جال سے
دل الجھتا ہی نہایت دیکھیے ہوتا ہی کیا

القصہ وزیر بصد عزت و توقیر جلسۂ رفیق شفیق مین مشغول ہر یک امر وابستہ دنیا حسب معمول بیان خواجہ بخت جمال کی زوجہ کو بعد انقضاے مدت حمل کے دردزہ عارض ہوا آثار قدرت پروردگار کے نمایان ہوئے یعنے فرزند دلبند صاحب عز و جلال خوش جمال آفتاب تمثال پیدا ہوا برج حمل سے ماہ چہاردہ نے طلوع کیا تجلی نور حسن و جمال بے مثال سے وہ گھر روشن اور منور ہوا مادر کچھ دردمند کچھ شاد بانگ آ جڑی ہوئی کو کھ آباد جو دیکھتا ہی جان فدا کرتا ہی حسن و جمال کا پریان نظارہ کرتی ہین حورین اسکے عشق کا دم بھرتی ہین شعر اسے دیکھ طفلی مین کہتی تھی دایہ ✤ یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہی ✤ چہرے سے اس اختر آسمان کمال کے ظہور فراست و دانائی پیشانی نورانی سے ہویدا عشا عقلمند خلائق پسند دشبخور غیور چہرہ آفتاب درخشان پیشانی ماہ تابان سواد زلف سنبل پیچان گیسوے عنبرین مو پر کاکل جوزا غش مانگ کہکشان کرے عشعش آنکھون پر غزالان چین نثار نرگس صدقے بار بار ابرو ہلال عید جسکی جبین لشکر رین دیدہ مژگان نوکین شجاع مہر کی جان جاتی ہی حسن سے سپہر کی بھول سے گال ہونٹھ رشک دہ پارۂ لعل غنچہ سا دہن جسپر صدقے نسرین نسترن دندان گوہر شاہوار ہیرے کی کنیان جن پر نثار چاہ زنخدان نایاب سراحی سا گلا انتخاب ساعد و بازو بھرے بھرے کلائی وہ کہ شاخ مرجان دل فدا کرے پنجۂ رشک دہ پنجۂ مرجان یاقوت کے ٹکڑے انگلیان سینہ شجاعت و جرأت کا مسکن جس سے دہشت زدہ و خوفناک دشمن قامت سرو و شمشاد جس پر عاشق قمری دل آزاد پاے استوار ستون فلک ہمت و صولت و شوکت شعر بالاے سرش ز ہوشمندی ✤ می تافت ستارۂ بلندی ✤ دیکھو دیکھو چیتا آنکھین غور سے اس خرد سالگی ✤ چیتون ہی شیر نر کی تو تیلی غزال کی ✤ شہر مین اسکا شہرہ ہی یہ لڑکا بے مثل و یکتا ہی اگر ہزار برس زمانہ چرخ مارے گا ایسا فرزند نرینہ پیدا نہوگا مادر مہربان لبشفقت و مہربانی و محبت دلستانی پیار کرتی ہی چھاتی لگاتی ہی جب اسکے باپ کی یاد آتی ہی آنکھون سے اشک حسرت بہاتی ہی تھوڑے ہی عرصہ مین نونہال حدیقہ کامرانی و نوبادۂ گلشن زندگانی مثل شجر سبز و شاداب سرسبز ہو آمد غیرت شمشاد ہر چھا خرد و کلان مبتلاے حسن خوبی پیر و جوان شیداے جمال محبوبی ہوئے آداب قاعدہ شاہانہ سے درست و چالاک و جست سب بتحیر دیکھتے تھے مثل مشہور ہی مثل ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات وہ چھوٹے ہی سن مین آراستہ و پیراستہ کسب کمال مین لیاقت شایستہ ہوا کہ استادان دہر و فنون دان مملکت پر سبقت لیگیا اور اسکی مادر مہربان نے وہی تو ڑا اشرفیون کا جو القصہ وزیر نے دیا تھا اسکی پرورش مین صرف کیا ناظرین پر واضح ہو کہ جب سن خواجہ بزرجمہر فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال کا پانچ برس کا ہوا دور دور سے اسکی مان نے صناع روزگار و کاریگران خوش کردار عالم بے بدل فاضل اجل ہر فن کے استاد جو عالم ایجاد مین ایجاد تھے طلب کئے وہ تعلیم مین مشغول ہوئے

نظم

کیا قاعدے سے شروع کلام
پڑھانے لگے اسکو ہر صبح و شام
معانی و منطق بیان و ادب
پڑھا اسنے معقول منقول سب
معلم اتالیق منشی ادیب
ہر اک فن کے استاد بیٹھے قریب
اسے خوب علم و ہنر سب بتائے
سب آداب و رقاعدے اسکو آئے
اسی طرح علم نجوم و رمل
کہ ہے زائچہ خاص جسکا عمل

ہر علم کے استادون نے اُسکو ہر ایک علم و عمل پڑھایا ہر طرح کے ہنرمندون نے اپنا اپنا ہنر بتایا حکیمون نے حکمت سکھائی سپاہیون نے
سپہ گری بتائی چکیتون نے چکیتی بکیتون نے بکیتی چابک سوارون نے شہسواری اسپ تازی اور چوگان بازی تیر اندازون
نے تیراندازی بہادرون نے دست درازی نیزے کا ہلانا گرز کا اٹھانا تلوار کا لگانا برچھے کا لکان دینا دشمن کو نوک
مین چھید لینا چورنگ کا کاٹنا نعرہ کرکے حریف کو ڈانٹنا کشتی کا فن ہر طرح کے علم کا جاننا خواجہ بزرجمہر نے حاصل کیا
سب اُستادون نے اُسکو کامل کیا الغرض وہ گوہر درج حکمت جوہر معدن فراست سات برس کا ہوا سب علم
و کمال مین کامل و اکمل فاضل و افضل مظہر ہر طرح کا علم اور صناعی صانع طلسم عالم عقل کل نے اُسکو عنایت فرمایا
کاملین و فضلین دنیا سے اُسکا مرتبہ بڑھایا مگر ایک اُستاد خواجہ بزرجمہر کا اولاد مین دانیال پیغمبر کی تھا
اُسنے بزرجمہر سے بشفقت و دلاسا کہا اے فرزند ارجمند اے عالم دل پسند میرے پاس ایک کتاب میرے جد و
آبا کے زمانہ کی ہے اُسے کوئی پڑھ نہین سکتا شاید تجھکو خدا یکتا یہ دولت عظمےٰ عطا کرے دامن امید تیرا گوہر مراد سے
بھرے تجھکو وہ کتاب دیتا ہون یہ کہکر وہ کتاب نایاب لاکر خواجہ بزرجمہر کو دی غلاف اُس کتاب کا جواہر و زر
ہی سراسر خوبی اندرونہ ہی جلد اُسکی طلاکار مرصع نگار دفتی کے بدلے تیریان جواہر کی ہین جدول نقرئی و طلائی
بین السطور کا مینائی کاغذ عمدہ خوش خط نایاب ہر صفحہ کتاب کا لاجواب خواجہ بزرجمہر نے اُس کتاب کو دیکھا بغور مطالعہ
کیا چاہا کہ پڑھے مگر مطلق نہ پڑھ سکا نہایت رنجیدہ خاطر اور کبیدہ دل ہوا رویا اور تڑپکر درگاہ الٰہی مین استغاثہ کیا اے مالک
زمین و زمان و اے حافظ کون و مکان عطا کنندۂ علم و کمال بخشندۂ فضل و ہنر بے مثال مسرور کنندۂ دل مستغیثان و مسرت
دہندۂ خاطر فریاد کنندگان یہ دولت لازوال بھی عطا کر میری دعا جلد مستجاب کر فوراً دعا اُسکی قبول ہوئی مراد دلی حصول ہوئی
اب جو بغور اُس کتاب نایاب کو دیکھا اور مطالعہ کیا حرف بحرف پڑھنے لگا معنی عبارت و مطالب و اشارات من و عن سمجھا سجدۂ شکر
بدرگاہ کریم کارساز رب بے نیاز بجا لایا اُستاد کو بہت کچھ دیا مالا مال کیا وہ کتاب نایاب لیکر گھر مین آیا کسیکو نہ دکھلایا رات
دن اُسیکے مشغلے مین اوقات بسر کرنے لگا اور گوہر مضمون سے اُس کتاب لاجواب کے اپنے معدن دل کو بھرنے لگا ناظرین
پر واضح ہو کہ وہ کتاب حکیم جاماسپ کی لکھی ہوئی تھی نام فرحت انجام اُس کتاب انتخاب کا جاماسپ نامہ تھا
تمام احوال ماضی و حال و استقبال کا دیکھنے سے فوراً اُسمین معلوم ہو جاتا تھا یعنے بارہ برس قبل جو کیفیت گذر گئی
یا بارہ برس بعد جو کچھ ہونے والا ہے وہ معائنہ مین آتا تھا ایک دن خواجہ بزرجمہر اُس کتاب مقدس طاہر یعنے دفتر حقیقت
اول و آخر کو بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ پڑھتے پڑھتے ایک مقام پر لکھا دیکھا کہ خواجہ بخت جمال بے عدیل و بے مثال
جو تیرا پدر بزرگوار تھا اُسکو البقش نے بعد حسن تدبیر بگناہ خواہ مخواہ اپنے باغ مین اندرون بارہ دری کے جو فلان مقام
پر زیبندہ و تابندہ ہے خنجر خونخوار سے بعد صحبت و تکرار ذبح کیا اور لاشہ اُس بے قصور ذی شعور کا اُسی طرح خون آلودہ
اُسی لباس غلطان مین اُسی جگہ گاڑ دیا ہے یہ عبارت پڑھتے ہی خواجہ بزرجمہر رونے لگا اشک گرم سے منہ دھونے
لگا شور فریاد و زاری فرزند ارجمند کا سنکر ماں اُسکی نہایت بیقراری دوڑی دیکھا کہ فرزند رو رہا ہے جان اپنی کھو رہا ہے بیتاب
و بیقرار ہو کر وہ بھی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور رو رو کر کہنے لگی اے فرزند اے نور چشم مادر دردمند کیون روتا ہے سبب اسکا کیا ہے
مجھکو تو بتا حال دل سنا خواجہ بزرجمہر نے گریہ و بکا کو ضبط کرکے دل پر سنگ غم و الم دھر کے آنسو آنکھون سے پونچھے مادر مہربان سے بولا کچھ
نہین آپ گھبرائین آنسو نہ بہائیں یہ کہکر آگے عبارت پر اُس کتاب کی جو نظر پڑی معلوم ہوا کہ بزرجمہر اپنے باپ کے قاتل کو قتل
کریگا اور تیغ انتقام کو اُسکے خون سے بجھے گا بجائے البقش وزیر بادشاہ نوشیروان کا ہوگا سب مال و متاع اُسکا
تجھکو ملے گا تمام اُسکی جایداد نقد و جنس و املاک پر قابض و متصرف ہوگا خواجہ بزرجمہر یہ مضمون مسرت مشحون

پڑھکر یارہ ور ہاتھا یا قہقہہ مارکر خوب ہنسا اور اُٹھکر ناچنے لگا اسقدر ہنسا اور اُچھلا کہ مان نے اُسکی جانا کہ بیٹا میرا دیوانہ ہوگیا ہی کیونکہ ابھی تو روتا تھا اور اب ہنستا ہی اور اُچھلتا کودتا ہی وہ غل مچانے لگی اور فریاد کرنے لگی ارے لوگو دوڑو جلد آؤ فرزند میرا دلبند میرا آنکھون کا تارا دل کا پیارا راحت جان آرام دل دردمندان میرا لڑکا دیوانہ ہوگیا کبھی ہنستا ہی کبھی روتا ہی کبھی اُچھلتا ہی کودتا ہی افسوس نام خاندان حکیم کا برباد ہوا ہاے میرا گھر نہ آباد ہوا کوئی حکیم آجتک دیوانہ نہوا تھا ایسا پیچ کسی پر نہ پڑا تھا یہ سُنکے ہمسایہ کے لوگ دوڑے آکے دیکھنے لگے خواجہ بزرجمہر نے کہا اے مادر مہربان عالیشان غم نہ کھاؤ اسقدر نہ گھبراؤ کچھ تردد و تفکر نہ کرو بیتاب و مضطرب نہو مین دیوانہ نہین ہون مین نے کتاب لاجواب مین لکھا دیکھا ہی کہ القش وزیر نے میرے پدر نامدار کو قتل کیا ہی یہ عبارت پڑھکر مین رونے لگا جب آگے بڑھکر اُس کتاب پر نظر کی معلوم ہوا کہ اپنے باپ کے قاتل کو مین قتل کرونگا اور اُسکی جگہ پر عہدہ وزارت بمکنت و حشمت قایم مقام ہونگا اور القش کی تمام دولت و خزانہ و مال متاع و جایداد نقد و جنس و املاک میرے قبضے مین ہوگی ستارا میرا عروج پر ہوگا اس مضمون مسرت مشحون سے مجھکو ایسی خوشی ہوئی کہ مین ناچنے کودنے لگا اور اسقدر ہنسی آئی کہ کسیطرح موقوف نہوتی تھی پھر اہل محلہ سے کہا آپ لوگ کیون گھبراکر اپنے گھر سے نکلے اور کسواسطے بیتاب نہ آئے مین تو اچھا ہون کوئی نہ عارضہ ہی نہ بیماری ہی نہ دیوانگی ہی آپ لوگ اپنے اپنے گھر تشریف لیجائیے تکلیف نہ فرمائیے یہ کلام مسرت انجام خواجہ بزرجمہر سے سُنکے سبکے حواس باختہ بجا ہوئے دل ٹھکانے لگے انتشار دور ہوا بہجت و شادمانی کا وفور ہوا یاس و حسرت دور ہوئی دل مین آمد نشاط سرور ہوئی تمام اہل محلہ اور ہمسائے والے جو جو اُسوقت عالم یاس و ہراس مین دوڑے چلے آئے تھے سبکے سب شادان و فرحان تبسم کنان اپنے اپنے گھرون کو گئے اور خواجہ بزرجمہر اپنے کام مین مشغول ہوئے

جنبش قلمے داستان شوکت بیان جانا خواجہ بزرجمہر کا اُس باغ مین کہ جہان خواجہ بخت جمال باکمال پدر نامدار بزرجمہر کو القش وزیر نے قتل کیا تھا اور پہچاننا القش کا خواجہ بزرجمہر کو اور حکم قتل دینا اور بچانا پروردگار کا خواجہ بزرجمہر کو القش وزیر ملعون کے ہاتھ سے بیان کیے جاتے ہین۔ ساقی نامہ

که معمور تھا ای ساقی شوخ و شنگ — ترے میکدے مین یہ کیسی ہی جنگ
اے دور گردون نے یہ کیا کیا — کہ مینخانے کو منقلب کر دیا
نہ ہی شیشۂ مے نہ خم نہ سبو — اکیلا سر تخت ہی تو ہی تو
قدح ہین شکست اور اوندھے ہین جام — تلاطم ہی بگڑا ہی سب انتظام
تڑپتے ہین تشنہ لبان رندان دہر — یہ دریا ہی مے کا کہ ہی خون کی نہر
مئے کہنہ اچھا ہوا بہ گئی — ذراسی نہ ساغر مین بھی رہ گئی
وہ دور اُٹھ گیا دوسرا دور ہی — ہی جنگ و جدل اب نیا طور ہی
ہی گردش مین اپنا طالع نارسا — کوئی دم مین ہی دور دورا اور کا
ہی اب آمد ساقی با کرم — وہ ذی فہم و ذی رتبہ عالی ہمم
ستارے کو معلوم ہی اسکے عروج — ہین بیرنگ اُسکے بارہ برج
وہ سیاح انجم وہ اختر شناس — وہ ہم طالع خسروان اساس
نہ تیری نہ مینخانہ کی خیر ہی — اب اس میکدے کی اُسے سیر ہی
وہ کھینچے گا اب تیغ انتقام — یہان کا ہی اب اسکے ہاتھ انتظام
سحر جلد دکھلا چمن لالہ گون — تمالونکے تھالو ہین ہو بجز خون

غزل

ہین تیر اُنکے گمان کیسے کیسے — کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے
زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا — بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے
تمہارے شہید و نکین داخل ہوئے ہین — گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے
بہار آئی ہی پیاشہ ہین مجوست — مریدان پیر مغان کیسے کیسے
عجب کیا چھٹے روح سے جامۂ تن — لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے
شب ہجر کی کاہشون نے کیسے ہین — جدا پوست سے استخوان کیسے کیسے
نہ مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا — تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا — مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے
بہار گلستان کی ہی آمد آمد — خوشی پھرتے ہین باغبان کیسے کیسے
توجہ نے تیری ہمارے مسیحا — توانا کیے ناتوان کیسے کیسے
دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہی — تمہارے لیے ہین مکان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان — ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

تیرے کلک قدرت کی قربان عقیق | تو کھلائے ہین جو تشرو جوان کیسے | کرے تو شکر نعمت جہانتک وہ کم ہے | مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے

شعر ترسانندۂ شاخسار قلم + نمو دہندایں داستان راستم + گلچینان گلہای حدیقۂ خیالات زنگار رنگ و تکلبندان ریاض داستان
طبیعت تیز آہنگ اس داستان رنگین بیان کو صفحۂ قرطاس گلشن اساس پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایکدن خواجہ بزرجمہر
سے انکی مادر گرامی نامور نامی نے کہا کہ ای فرزند ارجمند اگر عالم بیکاری مین براے اوقات گذاری خانہ نشینی اختیار کرے
کوئی شخص اپنے پاس سے صرف کرکے کھائے کیسی ہی دولت لازوال اور متاع و مال ہو چندے مین خرچ ہو جائے
بیٹھے بیٹھے کھائین تو کوئین کتنے خالی ہو جائین اب میرے پاس ایک حبہ بھی باقی نہین ہے جو صرف کیا جائے
خواجہ بزرجمہر نے اپنی والدہ سے یہ بات سنکے سکوت کیا کچھ جواب نہ دیا تھوڑی دیر کے بعد اٹھکر بازار مین آئے دکان
ایک قصاب کی پہونچے کہ وہ قصابون کا چودھری تھا سب قصاب اسکے تحت حکومت تھے اور وہ چودھری بادشاہ کا ملازم بھی
تھا بزرجمہر نے اس سے کہا دو من گوشت خوب اچھی طرح صاف کرکے تولدو ذرا سا بھی چھیچھڑا بوٹی مین نہو قصاب نے
بزرجمہر کے کہنے سے دو من گوشت خوب بناکر تولا اور اس طرح سے کہا کہ دام اس گوشت کے دلوا دیجئے آدمی کو بلوا کر
جہان حکم کیا جائے وہان یہ گوشت پہونچا دیا جائے پورا پورا تول آئیگا کچھ جھگڑا نہ لگائیگا بزرجمہر قصابون کے چودھری کی
کلام سنکے بہت ہنسا اور کہا واہ چودھری جی کیا دل گردہ تمھارا ہے یہ بڑے جگرے کا اشارا ہے مین سیر ہو گیا میرے
پنسیری کا دھوکا ہے ایسی بے انصافی اچھی نہین یہ بات آجتک کسی نے کی نہین تم اتنی مدت سے بادشاہی چودھری ہو
سے ملکے غبن کیا کرتے ہو حاکم سے نہین ڈرتے ہو اب دو من کا ایک من دیتے ہو یہ دھوکا اور ایسے غبن اچھے نہین
چوری تمھاری مجھپر ثابت ہو گئی کیا مضائقہ اگر ابھی جاکر سرکار مین خبر کردون پکڑے جاتے ہو زحمت اٹھاتے ہو
اس قدر مال و دولت بلا شرکت غیرے تمنے پیدا کیا ہے اور کسی رفیق اور مصاحب کو بادشاہ کے نہین دیا ہے چودھری
یہ بات سنکر بہت گھبرایا پتا ٹھیک ٹھیک جو پایا ندامت سے سر جھکایا اور کر تھرایا خواجہ بزرجمہر کے پاؤن پر گرا اور عرض کی
ای صاحبزادے بلند اقبال یہ حال اور یہ راز مخفی کسیکو نہ معلوم ہو آپکا فرمانا مجھکو سب طرح قبول و منظور ہے گوشت کی
کیا حقیقت ہے اسوقت حاضر خدمت ہے بلکہ میری جان و مال آپ پر صدقے ہے آپکو اختیار ہے آپکے قبضہ مین میرا کاروبار
جب آپ چاہین بادشاہ سے کہکے مجھے قتل کروا دین کوئی آپ سے بچکر کہان جائیگا آپ کو ناراض کرکے پچھتائیگا برائے
خدا یہ راز کسی اپنے ہمراز سے بھی نہ کہنا اس بات کو دل ہی دل مین لے رہنا یہ بار احسان مجھپر ہوگا مین عمر بھر
آپکے احسان سے باہر نہونگا اب بالفعل اس ایک من کے بدلے مین دو من گوشت ہر روز دردولت حضور پر پہونچا
جاؤنگا کبھی سرتابی نہ کرونگا بزرجمہر نے کہا خبردار کبھی اس مین فرق نہونے پائے روز دو من گوشت پہونچ جائے
چودھری نے قصابون کے ہاتھ وہ گوشت اسکے گھر پر پہونچا دیا بزرجمہر آگے بڑھا ایک بقال کی دکان پر آیا
وہ بنیا بادشاہ کے یہان جنس دیا کرتا تھا اور نقد لیا کرتا تھا بزرجمہر نے اس بقال سے کہا کہ دو من آٹا تولو
مہین اور عمدہ مثل میدے کے ہو بقال نے کہا بہت تحفہ باریک مثل میدے کے ہے بڑی بڑی پتلی پتلی چپاتیان
بلکہ پراٹھے یا پوریان پکوائیے نوش فرمائیے مزا دنیا کا اٹھائیے پھر تشریف دکان پر لائیے یہ کہکر بنیے نے دل کی گرہ
کھولکر آٹا تولکر بورے مین بھرکر کہا اسکو دولتسرا پر پہونچائیے دام آٹے کے لائیے بزرجمہر نے کہا
ای بقال بددیانت بالکل تجھکو حیا و غیرت نہین بادشاہ کے باورچی سے ملکر دس بیس من غلہ روز چراتا ہے تجھکو
خوف نہین آتا ہے بنیا کہلاتا ہے آنکھ چار کرکے باتین بناتا ہے مفت کی رقمین کھاتا ہے سر شرم سے نہین
جھکاتا ہے مجھکو خوب سب حال معلوم ہے تو بڑا کٹنک اور شوم ہے یہ دولت سب وہی ہے جو تونے

غبن کرکے جمع کی ہی ابھی جو ہر روز کی چوری کا مال سرکار مین کہون اور سب کیفیت بیان کردن تو تیرا گھربار سامان غیب ہوجائے پھر تجھکو تیرے بنائے نہ بنے اقبال نے جو سب باتین تپے کی ٹھیک ٹھیک سنین گھبرا کر گڑگڑانے لگا بزرجمہر کے پانون پر گر پڑا اور ہاتھ باندھکے کہنے لگا ای نامی گرامی ای مقرب بادشاہ خانہ زاد آپکی خدمت گذاری سے کبھی باہر نہوگا دو من آٹا روز در دولت حضور پر پہونچا کریگا بزرجمہر نے اسکو اپنے گھر کا پتا دیا وہ آٹا اقبال نے پہونچا دیا اقبال کو تاکید کی کہ خبردار ہر روز کے آنے مین فرق نہ آئے بزرجمہر نے آکے مان سے کہا ای مادر گرامی و ای پرورش کنندہ فرزند دلبند دو من گوشت اور دو من آٹا آپ کے یہان ہر روز آئیگا پروردگار رزاق مطلق ہی رزق پہونچا ئیگا مان بزرجمہر کی نہایت خوش ہوئی اور فرزند کی سر پا ایک بلائین لین سینے سے لگایا اور گھر کے کاروبار مین مشغول ہوئی اوقات بخوبی بسر کرنے لگی ایکدن مان نے بزرجمہر کی کہا ای نور چشم آٹا اور گوشت تو اللہ نے کھانے کو دیا مگر ساگ پات ترکاری کبھی نہین پکتی ساگ کھانے کو میرا بیت دل چاہتا ہی بزرجمہر نے کہا کہ اگر ممکن ہوگا تو کسی دن کنجڑن سے ساگ لا دونگا پھر بزرجمہر اٹھے گھر سے باہر نکلے ساگ کو بہت تلاش کیا مگر شہر مین کہین دستیاب نہوا آخرکار تلاش کرتے کرتے شہر کے باہر آئے تقدیر نے ادہر ہی سرسبزی کے سامان دکھائے بخت نے رہبری کی طالع رسا نے جلوہ گری کی قسمت نے اسکی جاہ و حشم دکھائے اقبال نے یہ اشعار پڑھکر سنائے

غزل

ممکن نہین ہی دوسرا تجھسا ہزار مین
صیاد باغ باغ نہوئے بہار مین
خون جگر سے اپنا غم دل ہون پالتا
پاتا ہون سنہ غنچگی کو اس گل کی خار مین
صحرا نے ڈالکی سیر تو مجنون ذرا کرے
وعدہ خلافی لاتی ہی فرق اعتبار مین
ایک آفتاب خانہ زین کا ہی اشتیاق
مٹی خراب اپنی بھی ہی اس دیار مین

ہوتا ہی اک بہشت کا دانہ انار مین
ای ترک مست بہر خدا صیدگاہ چل
رکھتی ہی بلبل ایک کو مژگان کنار مین
کیا کیا گلو بیچ کان ہین اپنے ٹکڑے کیے
محمل سوار ہی اسی گرد و غبار مین
آیا وہ مہوش جو کبھی قبر پر مری
مانند گرد راہ ہون فکر سوار مین

بلبل نہ یا تھہ آئے اگر ہی شکار مین
آہو کباب ہوتے ہین شوق شکار مین
دکھلاتی ہی بہار خزان مین کبھی سیر باغ
آمد کو تیرے یار کی فصل بہار مین
کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
دن کی سی روشنی ہوئی کنج مزار مین
برباد ہو رہے ہو کیہ آتش تمھین بہ مین

بزرجمہر کو جب ساگ فرمایش مادر نامدار بعد جستجوے بسیار کہین نہ ملا تو یہ خیال آیا کہ چلو کسی باغ مین فرور ہوگا جس طرح ملیگا لائینگے اور اپنی مادر مہربان کو دینگے کہ خوشنودی انکی موجب رستگاری اپنی اور خوشی پروردگار ہی اسیطرح دھن مین شہر سے باہر بزرجمہر چلے جاتے ہین اور دل مین خیالات فرمایش مادر مہربان آتے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ اسی طرف وہ باغ دلکش تھا کہ جو وزیر القشش کا آراستہ و پیراستہ کیا ہوا پر بہار سبزہ زار شکل عروس سجا ہوا خوشبو مین پھولون کی چلی آتی ہین بلبلین نغمہ سرائیان اپنے آشیانون مین کرتی ہین قضائے کار و باتفاق روزگار بزرجمہر اسی جگہ پہونچے کہ جب باغ مین القشش وزیر نے انکے باپ کو قتل کرکے لاش دفن کی اور عمارت عمدہ اس دولت لازوال سے بنوائی تھی خواجہ بزرجمہر اس جگہ پہونچکر ٹھہرے اور دریاغ سے باغبان کو آواز دی وہ آیا اسکو ایک درم نکالکر دیا اور یہ کہا کہ ای باغبان مجھے تھوڑا ساگ یہان سے توڑکر لادے خوف و خطر کو دل مین نہ جاوے باغبان نہایت شاد و مسرور ہوا دل مین بیحد خوشی کا وفور ہوا خواجہ بزرجمہر کو ٹھہرا کر ساگ توڑنے ایک کیاری کی طرف گیا بیٹھکر ساگ توچنے لگا خواجہ نے دیکھا کہ ایک گوسفند دلپسند قریب سبزہ روش چمن پر بندھی ہی ہر بار گھاس کی طرف رغبت کرتی ہی مگر پہونچ نہین سکتی ہی کیونکہ ڈوری اسکی تنگ ہی بھوک سے نہایت تنگ ہی خواجہ بزرجمہر نے دیکھا کہ باغبان تو ساگ توچنے مین مصروف ہی ادہر ادہر سے غافل وہ بیوقوف ہی چپکے سے ڈوری اس گوسفند کی کھولدی وہ نہایت دل مین شاد ہوئی گویا منضرہ نے داد دیری کی وہ ٹہوے سے سبزہ اور درخت عمدہ تر و تازہ کھانے لگی

گیا اس گو سفند کو سبزہ سے دور باندھ دیا اور آپ بھی کی اُس چبا چبا کر منہ چلانے لگی باغبان کہیں جو دور سے دیکھا غصہ کرکے دوڑا پھر اُس گو سفند نے علاوہ روشنی اور شیرینی کے گھاس نہیں نگلا خواجہ بزرجمہر نے بر شفقت پھر اُسکو کھول دیا اب کی اُس گو سفند نے بہت سے درخت نوچ کے کھا لیے باغبان نے یہ دیکھکر اشک حسرت دیدہ گریان سے بہائے اور غصہ و غضب کے ساتھ اُٹھا ایک بیلچہ لوہے کا نوکدار آبدار تھا کہ اس سے وہ باغبان کھلے درختوں سے نہاتا تھا اور کیاریاں درست کیا کرتا تھا وہی بیلچہ اُٹھا کر اُس جلاد نے گو سفند کو کھینچ مارا اور مطلق خوف اور رحم نہ کیا نوک اُس بیلچے کی شکم گو سفند میں در آئی اس بیلچے نے ایک ندی خون کی بہائی روح اُس گو سفند بے کس کے جسم سے نکلکر چلائی کہ اے باغبان داد کیا بیدادی کی

بموجب اشعار آبدار اشعار

شوق دید رخ نے کھلوایا ان آنکھوں کا قفس
اور الٹے تھا ارادہ یاں مجھے صیاد کا
دام میں لا کر کیا جب ذبح چھری سے حلال
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا

برق خرمن ہی نبھی نالۂ دل ناشاد کا
الفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا
قتل کرتا ہے اشارے سے وہ چشم مست بھی
باغبان بھی ہو گیا عاشق ستمگر صیاد کا
رہ گیا تسمہ جو گردن میں لگا تو رہ گیا

حوصلہ باقی نہیں اب آسمان فریاد کا
جوں ہی شمشیر میں جلتے ہی تہہ میں پڑا
حکم سلطان سے ہے خونریزی عمل جلاد کا
گردش چشم بتاں سے مل گیا میں خاک میں
کھینچ کر دامن میں کیا دل توڑتا جلاد کا

یہ دیکھکر خواجہ بزرجمہر نے بڑا افسوس کیا اور باغبان سے کہا او باغبان تو بڑا نادان ہے تجھکو اس گو سفند کے حال پر کچھ رحم نہ آیا جو تو نے تین بے زبانوں کا خون بہایا باغبان نے کہا وہ بے زبان وہ کون سے ہیں کہاں ہیں خواجہ بزرجمہر نے کہا اسکے شکم میں نہاں ہیں یہ گو سفند حاملہ تھی اسکے پیٹ میں دو بچے ہیں باغبان نے کہا آپ کو کیونکر معلوم ہوا حال اس گو سفند کے دونوں بچوں کا کس طرح معلوم ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا میں حکیم حاذق ہوں کاذب نہیں قول کا صادق ہوں حکمت کی رو سے حسب حال اور پتا اور نشان ظاہر و باطن شکم کا جانتا ہوں باغبان نے کہا فرمائیے کہ دو بچے اس گو سفند کے پیٹ میں کیسے ہیں بزرجمہر نے کہا ایک نر اور ایک مادہ ہے نر تو سادہ ہے مگر مادہ یک رنگ سفید سیاہ گل اُسکے چشم پر ہیں اور داہنی آنکھ ندارد باغبان حیران ہوا اور دل میں کہا کہ یہ شخص شاید علم غیب میں مہارت رکھتا ہے جو اس گو سفند کے شکم کا سب حال بتلاتا ہے اتفاقاً الفش وزیر نابکار اپنی معشوقہ بدکردار کو لیے ہوئے کمرے پر گرم اختلاط تھا شراب خواری کر رہا تھا خواجہ بزرجمہر باغبان کو کمرے سے دیکھ رہا تھا اور نشہ میں جھوم رہا تھا یہ سب باتیں باغبان اور خواجہ بزرجمہر کی اُسنے سنیں غرض سے اُس کمرے کے سر نکال کر جھانکا تو بغور اُسکو دیکھا ایک غلام زرین کمر چست و چالاک عتاب مالک سے خوفناک مقرب خدمت وزارت کھڑا تھا اُس غلام سے کہا کہ باغبان اور اس لڑکے کو بلا لا غلام حسب الحکم خواجہ بزرجمہر اور باغبان کو بلا کر لایا سامنے مالک کے حاضر کیا اور گو سفند کشتہ کو بھی لیجا کر رکھا الفش وزیر نے حکم دیا کہ شکم اس گو سفند کا چاک کر دیکھو خوف و باک کر بمجرد حکم کے غلام نے شکم اس گو سفند کا چاک کیا بقول شخصے موئے پر سو درے غرضکہ جب دیکھا تو در حقیقت جو حال خواجہ بزرجمہر نے کہا تھا وہی پایا کہ دو بچے گو سفند کے شکم سے نکلے ایک نر اور ایک مادہ لیکن نر سادہ ہے اور مادہ سفید رنگ اُسپر سیاہ گل الفش نے کہا واہ واہ اور متعجب ہوا خواجہ بزرجمہر سے پوچھا تم کون ہو کہاں رہتے ہو کسکے بیٹے ہو خواجہ بزرجمہر نے کہا میں فلاں جگہ رہتا ہوں اور خواجہ بخت جمال باکمال کا بیٹا ہوں الفش وزیر یہ سنتے ہی مثل چوب بید گرز سے لگا دل سینہ پر کینہ میں ترسان ہوا سوچا کہ جب اپنے حالات گو سفند یہ ہوشیاری بتلائے یہ بڑا عقلمند ہے مجھکو بھی ضرور پہچانے گا کہ قاتل ہوں اسکے باپ بخت جمال کا بیشک پہچانکر دیگا میرے قتل کا ہوگا اسکی فکر ابھی کرنا چاہیے

اسکے خون سے ہاتھ بھرنا چاہیے کہ اسوقت یہ میرے قبضہ مین ہی اگر تو اسوقت چھوڑونگا تو آیندہ ضرور اسکے ہاتھ سے ہلاک ہونگا پس ای قرم عقل پلید
اسے جلد گرفتار کرکے قصد دولت دنیا کا پاک کر کہ ناگاہ چمن لالہ زار سے صدائے نالہ و زاری آئی بعد مضطر و بیقراری بلبلون نے شور مچایا
یہ اشعار پڑھکے گلون کو رلایا اشعار

قفس کو بند کرکے ظلم کیون صیاد کرتا ہی
تاسف بیگنہ کے حال پر افلاک کرتا ہی
یہ جوش طبیعت ای شجر خلعہ نہین رکتا

ارادہ قتل کا کسواسطے سفاک کرتا ہی
تری بیداد سے ہر گل گریبان چاک کرتا ہی
گلستان کو اجاڑا باغبان تجھل بہار کی بنا
رہ افلاک طرح یہ توسن چالاک کرتا ہی

ارے ناپاک قصد نیک و بد کا پاک کرتا ہی
کمر باندھی ہی جلادی کی ایسی تونے ای قاتل
کوئی نادانی ایسی صاحب ادراک کرتا ہی

یہ آب ایسے اشعار سنکر ہر گل پژمردہ ہوا
ہر برگ نہال تازہ کف افسوس ملنے لگا مگر گل سوسن کہ زبان درازی اسکی مشہور عام ہی اسکا غمگین دل ناکام ہی حسب حال
یہ اشعار زبان پر لائی اپنی طرارئی عنادل کو دکھا کی

نظم

چشم پر آب گریہ سے تر کچھ نہین تو کچھ نہین
غم ہی یہ ساقی کہ ہستی کا نہین کچھ اعتبار
اور جو تیرا دل بکدر کچھ نہین تو کچھ نہین
غم نہین ہے ہونے کا کہ بے پروا ہین ہم
اور اگین خوب عجب ہر کچھ نہین تو کچھ نہین
حسن و خوبی ناز و شوخی سب ہین لیکن قاتل ہین

ہی نہ بتخانہ نہین کعبہ مین ہی جو دل مین ہی
تو دیے جا بھر کے ساغر کچھ نہین تو کچھ نہین
خوبی تقدیر کے ہین ساتھ ساری خوبیان
ہی تو ہی سب کچھ میسر کچھ نہین تو کچھ نہین
خانہ دل کم نہین رتبہ مین بیت اللہ سے
رحم تجھ مین ای ستمگر کچھ نہین تو کچھ نہین

دل غم الفت سے مضطر کچھ نہین تو کچھ نہین
اور اگر دل ہی کے اندر کچھ نہین تو کچھ نہین
ہی ترے دل کی کدورت سے مرے دل پر غبار
اور اگر ہی دل مقدر کچھ نہین تو کچھ نہین
خوبی جو ہی ہی انسان کی قدر و منزلت
گر ترے نزدیک یہ گوہر کچھ نہین تو کچھ نہین

یہ اشعار بھی بگوش دل بیقرار اس نابکار
الغرض وزیر نابکار بے ہنر نے بلبل و گل کی زبان حال سے سنے مگر مطلق خیال انجام دل ناکام مین نہ آیا جلدی سے نہ ہاتھ
اٹھایا اسی غلام بد انجام سے کہا کہ جا اس لڑکے کو گوشۂ چمن مین پکڑ لیجا اور ذبح کرکے دل و جگر کے کباب بنا کر لا کہ مین بعد
شرابخواری مثل گرگ کے کھاؤن اور آتش خوف و خطر دل پر کینہ کی جو ہنوز سینہ مین بھڑک رہی ہی بجھاؤن یہ سنتے ہی وہ
غلام حبشی ظالم الظلم ابدی خواجہ بزرجمہر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا گوشۂ چمن سبزہ زار مین لالہ زار کرنے کو لیگیا اس طفل حسین و
مہ جبین پر مطلق رحم نکیا اور زمین پر اسکو پچھاڑا قدم جلادی چمنستان حسن مین گاڑا شمشیر آبدار میان سے کھینچکر ارادہ قتل کا کیا
اب ناظرین تمکین کو واضح ہو کہ چونکہ خواجہ بزرجمہر فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال بہت کم سن کھیلنے کھانے کے
دن ملکہ نہایت خرد سال اور صاحب حسن و جمال تھا اور وہ غلام حبشی جوان پہلوان صاحب تن و توش بہادری کا جوش
قوی ہیکل صورت پیل تھا اس طفل خواجہ بزرجمہر کا کچھ بس و زور نہ چلا گر کر کچھ پڑگیا وہ اسکے سینے پر چڑھ بیٹھا مگر یہ بے رحمی
اور جلادی دیکھکر رنگ چمن دگرگون ہو گیا ہر گل کا جگر خون ہو گیا نہالہاے باردار تھرتھر کرنے لگے اور گل حدیقہ کا مرا ذکا
غم کھانے لگے لالے کا داغ جگر تازہ ہو گیا خون ٹپکنے لگا نرگس بیمار اشک گرم گل رخسار پر بہانے لگی سوسن بول آتش
حسرت و یاس سے جلانے لگی بیلا البیلا پن بھول گیا نہایت پژمردہ خاطر ہوا سرو شمشاد ہر چند کہ ایک پانون سے کھڑا تھا
مگر بچانے کو اس گل رعنا کے دوڑا سنبل پیچ و تاب کھانے لگی دل سے آہ آہ کی صدا آنے لگی غنچے مرجھا گئے نسرین و نسترن
کے قلب بھرائے بلبلین آہ و نالہ کرتی تھین کس حسرت سے ہاتھ جگر پر دھرتی تھین طائران چمن بلبلائے تڑپ تڑپ کر
آشیانون سے نکل آئے لیکن جب بزرجمہر نے اس سیہ قلب غلام حبشی کی یہ جلادی اور ستم ایجادی و بیدردی
دیکھی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہا کہ ای مرد خدا تو کسواسطے میرا خون ناحق کرتا ہی انصاف کرنے والے سے نہین
ڈرتا ہی اسنے کہا اپنے آقا کے حکم سے تجھے قتل کرتا ہون مین کسی سے نہین ڈرتا ہون تیرا دل و جگر تیرا کباب کرکے
اسکے واسطے لیجاؤنگا وہ مجھسے خوشنود و راضی ہوگا خواجہ بزرجمہر نے کہا ایک بات میری

مطلب دل حسب دلخواہ ہوگا میری جان بچیگی تیرے مالک کی بھی خوشی ہوگی اسوقت ایک عورت بازار مین ایک بچہ بکری کا بیچنے لائی ہے اور اُس بچہ کو آدمی کا دودھ پلا کر پرورش کیا ہی گوشت اور جگر اُسکا انسان کا سا ہی سیاہ اور سفید رنگ اُس بچہ کو سفید کا ہی اور فلان مقام پر بازار مین کھڑا ہی اُسسے جا کر مول لے آ اُسکو ذبح کرکے دل و جگر کے کباب بنا کر تیار کر کے اُسکو کھلا دے حبشی یہ سنکے کمال حیران ہوا اور کمر مین خواجہ بزرجمہر کو باندھا کہ شاید مجھے یہ لڑکا فقرہ دیتا اپنی جان بچاتا ہو غرض بازار مین پہونچا دیکھا جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے بتایا تھا اُسی جگہہ اُس عورت کو پایا سمجھا بیشک یہ صاحبزادہ صاحب کمال ہی یقین ہی کہ اب میرا بھی مطلب ہو جائیگا اُس عورت سے وہ بچہ بز حبشی نے خرید لیا اور جو کچھ قیمت اُسنے مانگی وہ اُسنے دی، بچہ لیکر گھر چلا راہ مین خواجہ بزرجمہر سے پوچھا میرا کام کب ہوگا خواجہ نے کہا چالیس روز مین حبشی نے خواجہ کے گھر کا پتا دریافت کرکے خواجہ کو چھوڑ دیا خواجہ بزرجمہر وہ ساگ فرمایش والدہ مکرمہ کی جو باغبان سے لیا تھا لیکر اپنے گھر آیا اور سجدۂ شکر بجا لایا وہ ساگ اپنی مان کو دیا والدہ نے اُسکو پکا کر کھایا بزرجمہر پھر کتاب نایاب جاماسپ نامہ پڑھنے لگا یہان وہ غلام حبشی اُس بکری کے بچے کو ذبح کرکے کباب اُسکے دل و جگر کے تیار کرکے القش وزیر بے پیر کے سامنے لایا اُس ستمگر ملعون نے وہ کباب بعد شراب خواری مثل گرگ مزے سے کھائے خوش ہوا اور سب کھٹکے دل کے دور ہوسے اور اُسی طرح ناچ و رنگ مین مصروف ہوا

دو کلمہ داستان حیرت بیان خواب دیکھنا قباد بادشاہ عالیجاہ کا اور تعبیر پوچھنا القش وزیر بے تدبیر سے مع احوال خواب کے اور عاجز آنا اُسکا بیان حال خواب سے اور بادشاہ سے ذکر کرنے خواجہ بزرجمہر کو دربار مین بلوانا اور جانا خواجہ کا پشت القش پر سوار ہوکے بادشاہ کے پاس اور قتل کرانا القش کو اپنے باپ کے قتل کے عوض اور اُسکی جگہہ آپ وزیر ہونا ساقی نامہ

ساقی مجھے لالہ گون پلا دے
تھوڑی سی شراب دے اگر ہو
لازم تو یہ ہی کہ بھر کے دے جام
جسمین کہ ہو خون کا رنگ ساقی
دکھلاؤن قلم کا رنگ اپنے
ہو چہرۂ دلبری کا غازہ
فراصیا و لوٹینگے ہمارے شعر موزون کا
نہ ایسا طاق کسریٰ تھا نہ تھا ایسا فریدون کا
زبان اپنی تعریف اپنی آنکھون کی دو کرتے ہین
وہی عشق آج تک ہے مجھکو حسن روز افزون کا
کہ میری نوین نظر سے عنبر کے پڑتی
زمانہ آئینہ ہو اپنے احوال دگرگون کا
نیا پایا سے تماشا آتا دو آئینہ رکھکر

مستون کے ذرا نشے جما دے
کیوان کرتا ہی اتنی دیر ساقی
مضمون کی ہے فکر صبح اور شام
پر جوش ہو دل خمار ہو جائے
مضمون کا ہو اور ڈھنگ اپنے
کیونکہ نہ سحر ہو تیر حسنا ہے
نشیمن تنگ قفس ہی آشیان ہی مرغ مضمون کا
چمن آئینہ ہی گل عکس ہی رخسار گلگون کا
لبیو معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا
زوال حسن مین تو لوٹ لینے دیجے کیفیت
وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا
سینہ شوخی کی باتین ہو گی مہندی اُس سر پیر کی
ملا سے سیمین دامن ہو لطف شبگون کا

رندون سے نہ اپنے تجنیس ہو
لاحاید جو کچھ ہو باقی ساقی
اُس بادے کی ہی ترنگ ساقی
گلشن کی عیان بہار ہو جائے
فقرون مین وہ لطف تازہ تازہ
لکھتا ہی یہ داستان کا نامہ **نظم**
زہے لطف قدر مصرع ہی اچھی بیت موزون کا
رہا جو سر پیچھا دان ہی تیرے قد موزون کا
کہن سالی مین بھی الفت ہی ہی نوجوانونکی
بہار آئی ہی چلتا دور ہی صہبائے گلگون کا
قرار اُسکو نہین آتا ہماری بیقراری سے
حنا پیدا کریگی رنگ مجھ سودائی کے خون کا
محبت ہوتی ہی معشوق کو بھی عشق کامل سے

زمین مین سیاہ تھو تھار دن کی گراہی گنج قارون کا
نہایت قتل مرادیار کا قاتل کے بھو کا ہی
سگ لیلی کا تو ہی ہر استخوان ہی جو کہ مجنون کا
سزا لمتا نہین قسمت سے اپنی بدنصیبون کو

چمن کی گو نہ خورشید سے پہلے وہ ترک آئے
قضا دکھلا چکی منھ مجکو میر تشنہ خون کا
جیون بیچل عدم کو یان کبھی گھبرا گیا ہی دم اپنا
نہ دکھلا لالہ رو نخی کو اک دن نشہ افیون کا

نسیم صبح سر آگئی قدم بو اسکے گلگلون کا
کھلا دے بیڑیان سوز فراق یا جب چاہیے
کیا ہی تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا
شعر شناسندہ راز خاطر نیاز

چنین کردم قوم باانتیاز + چہرہ سیاران عالم رویاے خیالات ذی کمال و بیدار نجمان گنہ شناس جوابات عدیم المثال آئینہ خاطر مسرت آنطار سے صورت بہزاد و مانی نقوش نکتہ دانی کو جلوہ شہود مین یون لاتے ہین کہ بادشاہ جمجاہ گردون بارگاہ قباد والانژاد کہ جسکا وزیر بہ تدبیر القش صاحب مکر و تزویر ہی ایک شب مشغول مے نوشی تھا عالم خود فراموشی تھا رات بھر اسقدر بادہ خواری کی کہ روح جمشید شرابی جام جم جگر مین آیا وہ نشہ اسپے جمایا آخر اسی حالت مستی مین سوگیا ایک عجیب و غریب خواب دیکھا وہ معاملہ نظر آیا کہ دل سے پیچ و تاب کھایا دیکھا کہ ایک طباق طلائی بہزار صفائی حلوے سے بھرا ہوا آگے دھرا ہی گھی اتھر اتھر انگل اوپر اسکے ترترا تا ہی اور اسقدر قند سفید اسمین پڑا ہی کہ اگر بالگرم مزے کا پکا ہوا ایسے آگے دھرا ہی کہ شیرینی اسکے نظارہ کرنے سے دلکو حلاوت بخشے آبداری پر اسکی نگاہ نہ ٹھہرے بغیر کھائے زبان پر مزا آئے اگر ایک لقمہ اسکا انسان نوش جان کرے میٹھون زبان سے لب چاٹے میوہ اوپر اسکے چھڑکا ہوا ورق طلائی و نقرئی جما ہوا دل نے بے اختیار چاہا کہ کھائے مزا اسکا چکھیے ایک نوالہ اس طباق طلاکار مین سے چنگل مار کر اٹھایا اور ہاتھ بیساختہ منھ تک آیا ہی اوسی وقت ایک سنگ سیاہ پیدا ہوا اور وہ نوالہ بادشاہ جمجاہ کے ہاتھ سے چھین لے گیا یہ چالاکی و عیارت اس سنگ سیاہ رنگ کی دیکھکر بادشاہ فلک جاہ ششدر و حیران مضطر و پریشان محو حیرت سکتے کی سی صورت بنگیا عین خواب مین صورت آئینہ دنگ ہو گیا آنکھ کھل گئی اٹھ بیٹھا مگر اس خواب پریشان سے متردد و متفکر و متحیر نہایت تشویش ہوئی صبح تک جان پر بنی رہی دل مین کہتا تھا نہین معلوم یہ کیا اسرار عجیب انتشار ہی شکل آئینہ حیران اور بسان زلف محبوبان پریشان چارطرف دیکھ رہا تھا جو کچھ خواب دیکھا تھا تھوڑی دیر مین سب بھول گیا اور زیادہ گھبرایا فوراً القش وزیر بے تدبیر کو بلوایا جب وہ سامنے آیا بادشاہ نے فرمایا کہ تو نجوم مین کمال دخل رکھتا ہی علم ستارگان مین اپنے کو کامل کہتا ہی گردش بروج فلکی و طلوع و غروب مہر و ماہ شام و پگاہ جانتا ہی ہر کس و ناکس تیرا معتقد ہی اور تجکو نہایت مانتا ہی جلد مجکو اسوقت ٹھیک ٹھیک بتا کہ مین نے خواب مین کیا دیکھا ہی اور اسکی تعبیر کیا ہی اور کیا تقدیر کا لکھا ہی اور عالم الغیب کیا کرنے والا ہی القش وزیر بے تدبیر یہ حکم قضا توام سنکر گھبرایا بدن کانپا دل تھرایا دست بستہ عرض کیا ای بادشاہ زمان و ای شہنشاہ دوران کون ایسا ہی کہ علم غیب جانتا ہی وہ نہین آپ نے سنا ہی مصرع

علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار شعر سعی بہر راحت ہمسایگان کردن خوش ست + بشنو و گوش باز برای خواب چشم افسانہا + ای خداوند مین کیا جانون کہ حضور کرامت ظہور نے عالم خواب مین کیا ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا دل ترود و متزلزل اسقدر گھبرایا کہ اس خانہ زاد بے بنیاد کو یاد فرمایا میرا دل بھی دوررۂ فکر مین آیا بموجب اشعار اعتبار و الفعال گنہ سے مین آب آب ہوا + کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا + ہمارا طالع خفتہ کہین نہ پس جلے + یہ سر یہ اسکے ہی بیدمعب ہجوم خواب ہوا + بادشاہ جمجاہ کلام نافرجام القش بدروش کا سنکر منغص ہوا عتابانہ کہا کہ او بجیا کیا بیہودہ بکتا ہی اس قدر نشۂ کبر و غرور سے بہکتا ہی اتنی مدت تک عہدۂ وزارت پر سرفراز رہا اور کیفیت دنیاے دون کو دیکھا اور نے داسے علی

کامل واکمل بامید نفع و تمتع تیرے پاس آئے ہر ایک کام انھون نے تجھکو بتلائے کیا تو نابلد ہا کوئی کمال تجھکو میسر ہوا تو ہم لوگ خود اپنے ہاتھ سے نہین کرتے ہین مگر سب جانتے ہین جب لایق حکومت سلطنت و مملکت و حشمت ہوتے ہین تو یہ وزارت کس بھروسے پر کرتا ہی جو ایک جواب نہین تبلا سکتا ہی اور نہ تعبیر دیتا ہی ای القش وزیر بے ہنر نابکار دل آزار اگر تو نے اس معمے کو نہ ظاہر کیا اور شگفتہ غنچۂ خاطر نہ کیا تو قسم ہی لات و منات و جبل و زردشت بے بدل کی تیرا پیٹ چاک کرکے بھس بھروا دون گا اور زن بچۂ تیرا کولھو مین پلواؤن گا کیونکہ سات پشت سے اس خاندان عالیشان کا نمک پروردہ ہی اور ہمارے بزرگان اولوالعزم کا نظر کردہ ہی ایک ذراسی بات تجھسے دریافت نہین ہوسکتی اور تو اسکے ظاہر کرنے سے انکار کرتا ہی میرے غیظ و غضب و عتاب سے نہین ڈرتا ہی بس ایسے نمک حرام بیوقوف بدعقل بداندیش کا زمرۂ اراکین سلطنت و وزیران ابہت مین رہنا بالکل بیکار ہی تو قتل کا سزاوار ہی تیری وزارت کے سبب سے تخت سلطنت مین اور حکومت مین باعث ضرر ہی مجھکو اب خوف و خطر ہی جب القش وزیر بے ہنر نے دیکھا کہ بادشاہ غیظ و غضب مین بر سر خون ہی حال دگرگون ہی قسم اپنے سر کی بادشاہ نے کھائی ہی اب ضرور تیری قضا آئی ہی یہ سوچ چکے یہ شعر پڑھا شعر نہال دوستی بنشان کہ آخر آن بہار آمد + کہ تخم دشمنی افگند انجامش چنار آمد + کانپتے ہوئے ہاتھون کو جوڑ کر خاک پائے زیبائش سلطنت کو بوسہ دیا اور ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ غلام جان کی امان پائے تو التماس کرے بادشاہ نے ڈانٹ کر کہا کہ کہہ کیا کہتا ہی کس خواب غفلت مین رہتا ہی ہشیار ہو بیدار ہو القش وزیر بے تدبیر نے کہا ای بادشاہ فلک بارگاہ بخشندۂ جان پرگناہان و ای پرورش کنندۂ دادخواہان مین چاہتا ہون کہ تابعدار کو دو روز کی مہلت سرکار نامدار سے عنایت ہو کہ زائچہ وغیرہ کھینچون اور حالات سیارگان بدورۂ فلکی دریافت کرون کیفیت خواب عالیجناب دیکھون پھر تعبیر خواب تبلاؤن بموجب اشعار آبدار نظم

فغان آہ سے ہی سوز دل عیان ہوتا
حکیم تھا وہ جوان کا فراج دان ہوتا
فراغ حال ہی دشوار خوشنوایون کو

بتون کے حسن سے ہی نور حق عیان ہوتا
دلیل آگ کے ہونیکی ہی دھوان ہوتا
وہی ہی صدرنشین بزم خاکساران مین
قفس سے تنگ ہی بلبل کا آشیان ہوتا

مجاز پر کبھی حقیقت کا ہی گمان ہوتا
بنے ہوئے ہین یہ محبوب چار عنصر سے
صف نعال مین جسکا کہین نشان ہوتا

بادشاہ نے قبول کیا القش رخصت ہوکر فکرمند گھر آیا اور ہر وقت سوچا کرتا تھا کہ کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین پڑتی تھی دل مین خیال آیا کہ وہ لڑکا جسنے بکری کے پیٹ کے بچے بتائے تھے بڑا ذی کمال تھا مین جانتا ہون کہ اُس سے بہتر کامل کوئی نہوگا اگر وہ ہوتا تو سارا حال خوب بتاتا افسوس ناحق اُسے قتل کیا سراپا خون مین بھر دیا شعر چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو + سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے + القش وزیر بہ تدبیر خیال خواب مین تھا اور بادشاہ کے عتاب مین تھا اُس غم مین اپنی جان کھوتا تھا اور حسب حال اپنے یہ غزل پڑھتا تھا غزل

کوئی مزا گل و بلبل کی انجمن مین نہین
جو دل کے داغ مین ہی لطف وہ چمن مین نہین
عجیب لطف ہی وحدت مین اسکی کثرت ہی
گناہ کا کبھی ہمارے کفن مین نہین
مثال دون کسے اُس کا کل معنبر سے

جو تو نہین تو پھر ای یار کچھ چمن مین نہین
مہک یہ حضرت یوسف کے پیرہن مین نہین
مرے حبیب کا جلوہ کس انجمن مین نہین
نہ ہم عدم کے ہین قایل نہ اُسکی ہستی کے
خطا معاف ہو یہ مشک تو ختن مین نہین

بہار ایسی گلون کی کبھی چمن مین نہین
ترے پسینے کی بو عطر یاسمن مین نہین
خدا کی غوث نے یہ پاک کر دیا پس مرگ
کلام کوئی یار کے دہن مین نہین
مسیح ہیچ ہی کسی مین یہ تراش خراش

جواب یار کا واللہ بانکپن مین نہین
وہان ہجوم اغیار یان ہجوم ملال
کسی کی آنکھ مین شوخی ہے جو ہرن مین نہین
نکل کے تن سے مری روح نے کہا رخصت
نقاب چہرہ پہ ہے چاند یہ گہن مین نہین
فلک پکارا جو قاتل نے پہنے کپڑے سرخ
کمر مین راز ہے جو وہ ترے دہن مین نہین
وہ مین جہان مین ہجران نصیب ہون اے یار

خدا کے فضل سے ہر رنگ مین کہے اشعار
جس انجمن مین ہے تو مین اُس انجمن مین نہین
کسی سے آنکھ ملی اور ہم ہوئے سرشار
مسافرت مین مزہ جو ہین وہ وطن مین نہین
خدا کی شان کہ ہین غیر یار یا ویران
یہ رنگ نو تو مرے جامہ کہن مین نہین
یہان عدو کا نہین ڈر جو بوسہ لے نہ سکون
کہ وصل کا کہین مضمون مرے سخن مین نہین

وہ بات کونسی ہے جو مرے سخن مین نہین
ابھی ہے چشم عنایت ابھی نظر ٹیڑھی
یہ تیر یان تو کہین یا وہ کہن مین نہین
کسی کی روے منور سے ہے حجاب اسے
ہمارا ذکر بھی اُس بت کی انجمن مین نہین
عیان ہے اُسکی نزاکت تو اسکی پوشیدہ
کبھی تو آئے بھلا میری انجمن مین نہین

یہ اشعار آب وار پڑھکر رو دیا اور دل کو یقین واثق ہوا کہ جو کچھ چرخ بدکردار و دو رنگی لیل و نہار و شومی بخت نا ہنجار و برگشتگی تقدیر ظاہر ہے کہ بادشاہ کا قول صادق ہے تعبیر خواب کا شایق ہے میرے قتل پر قسم کھائی ہے جلادی دل مین سمائی ہے اب بھلائی نہین ہر طرح برائی ہے طالع بیدار پر سوتا ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے غرضکہ اسی رنج و ملال مین یہ بھی خیال دل پر ملال پر گذرا کہ شاید غلام حبشی نے اُس یتیم و بیگناہ کو قتل نہ کیا ہو ترس کھا کر چھوڑ دیا ہو دریافت کرنا چاہیے کہ وہ طفل زندہ ہے کہ مر گیا عالم فانی سے طرف ملک بقا و دائمی کے کوچ کر گیا اگر وہ زندہ ہے تو بیشک تیری جان بری ہے ورنہ تو بھی اب عدم کا سفری ہے یہ سوچ کر اُس غلام ناکام کو بلایا اور کہا اے حبشی جس لڑکے کو اُس روز باغ میں مین نے تجھے قتل کا حکم دیا تھا اُس طفل پر تو نے رحم کر کے چھوڑ دیا یا قتل کیا اگر اُس طفل کو تو نے نہ مار ڈالا ہو تو اُسکو جلا لا مین تجھے اُسکے عوض مین دنیا سے مالا مال کر دونگا دامن تیرا جواہرات بیش بہا سے بھر دونگا تو ایسا غنی اور دولتمند ہوگا کہ زمانہ تیرے حال پر رشک کریگا اور ہر کس و ناکس تیرا دست نگر ہوگا حبشی نے جواب دیا اے خداوند خانہ زاد نے اُسی وقت حسب حکم حضور پر فیض گنجور اُس طفل کو قتل کیا اور کباب اُسکے دل و جگر کے بنا کر حضور کو کھلا دیے شعر خون جگر

اب کاہے کو پیتے ہین خداوند + مردے بھی دوبارہ کہین جیتے ہین خداوند +

اے وزیر باتدبیر آپ نے نہین سنا ہے کسی عقلمند نے کہا ہے شعر

آسان بہت ہے لعل بدخشان کا توڑنا + مشکل ہے وقت کام کے پھر اُسکا جوڑنا +

اب کیا ہو سکتا ہے وہ لڑکا کب آتا ہے القش وزیر غمگین و دلگیر نے جب یہ تقریر غلام حبشی سے سُنی سکوت کیا پھر سوچ کر اُس سے کہا لاش جگر پاش اُس طفل دلخراش کی تلاش کر کے جلد لا اور مجھکو آنکھون سے دکھا اُسنے کہا کہ لاش اُسکی مین نے پھینکدی دفن نہین کی جو کھود لاؤن کیونکر آپکو دکھاؤن القش نے کہا اے غلام جا اُسی جگہ تلاش کر کچھ پتا لاش کا معلوم ہوگا یا استخوان تک معدوم ہوگا حبشی نے کہا اے آقا دد و دام جانوران صحرائی و طائران ہوائی اُسکو کھا گئے ہونگے ہڈیون سے کیا پتا نشان ملے گا کیونکر سمجھا جاے گا کہ یہ ہڈیان اُسی کی ہین القش نے کہا کہ اے غلام یہ تقریر تیری بیکار ہے سراسر بناوٹ کا اظہار ہے اس کلام سے بوے صدق نہین آتی خار فریب اور دروغ میرے دل مین کھٹکتا ہے اے غلام حبشی اُسوقت اگر تو سچ سچ کہے تو مال تجھکو ملیگا ورنہ ابھی تہ تیغ ہوگا قتل سے تیرے دریغ نہوگا اور نہ کسی سے ڈرونگا اب تو مین بھی اپنی جان پر کھیلا ہون جان تو نذر بادشاہ کل سے کر چکا ہون شعر

درد دل سے لوٹتا ہون میں اسکو درد ہے + ہو نہین لفظ درد جس پہلو سے اُلٹو درد ہے

و دیگر

ہر دم دل خون گشتہ میرا کہے جوش

جو آہ ہی سینے مین سو فوارۂ خون ہی	پھر جاتی ہی سینہ کو مری آہ کبھی الٹی	برگشتہ خوش قسمت ہی مری بخت نگون ہی
قایم ہی بنا درد کی فریاد سے میری	جو نالہ ہی ایوان محبت کا ستون ہی	

جسوقت غلام حبشی نے دیکھا کہ القش
وزیر بے پیر کا رنگ دگرگون متغیر ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اسپر کچھ عتاب شاہی آیا ہی اسی سبب سے وہ بہت گھبرایا ہی اپنی جان پر
کھیل کے میرے قتل پر تیار ہی اپنی جان سے بیزار ہی یہ کیفیت دیکھکر غلام حبشی نے دست بستہ بصد انکسار عرض کی کہ
بہت اچھا حضور مجھکو ایک روز کی مہلت دیجیے کچھ فکر و تردد نہ کیجیے لاش اس لڑکے کی تلاش کر کے لاتا ہون اسکو حاضر
خدمت کر کے جان اپنی بچاتا ہون آیندہ آپ کو میرے قتل اور جان بخشی کا اختیار ہی خانہ زاد مجبور و ناچار ہی یہ بندۂ درگاہ
ہر طرح فرمانبردار ہی سچ ہی موت کا گرم بازار ہی **مطلع** کون سے دن نگہ تیز نہ خونریز رہی ؏ مجھ پہ ظالم تری ہر روز
چھری تیز رہی ✤ دیگر جو کہو گے تم کہینگے ہم بھی ہان یونہین سہی ✤ آپکی یونہین خوشی ہی مہربان یونہین سہی ؏ غرضکہ القش
نے غلام حبشی کو ایک دن کی اجازت دی اس غلام نے بزرجمہر کے گھر کی راہ لی جب گھر پر بزرجمہر کے گیا دق الباب کیا
بزرجمہر گھر سے باہر آیا غلام کو دیکھتے ہی گلے لگایا سارا حال پوچھا حبشی نے جو کچھ گذرا تھا من و عن بیان کیا بزرجمہر نے اسے
تسکین دی اور کہا ای غلام باوفا جسطرح سے تو نے اب انکار کیا ہی اسیطرح سے انکار کیے جانا ہرگز نہ بتانا یا القش تجھکو چالیس لکڑیان
مارے گا تو خاموش کھڑا رہنا جب وہ انتالیس لکڑیان مار چکے اور چالیسوین مارنے کو اٹھائے اسوقت اقرار کرنا اس عرصہ
مین مین جا کر کتاب دیکھتا ہون کہ آیندہ کیا ہونے والا ہی حبشی حسب الارشاد فیض بنیاد خواجہ بزرجمہر پھر گیا اور القش
سے کہا کہ ای وزیر مجھکو لاش اس طفل کی نہین ملتی تجھکو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ جانبری دے القش خفا ہوا
اور غیظ و غضب مین اٹھا غلامان حلقہ بگوش کو بلایا کہ اس غلام حبشی کو رسی سے باندھو دو ان غلامون نے بموجب
حکم القش وزیر کے ایک رسی مین حبشی کو مضبوط باندھ دیا اور القش لکڑیان مارنے لگا اور بار بار پوچھتا تھا بتا تو نے
اس لڑکے کو کیا کیا اور یہ انکار کرتا تھا جب چالیسوین لکڑی مارنے لگا غلام نے فوراً کہا ای القش تو مجھے چھوڑ دے
وہ لڑکا زندہ ہی مین اسکو حاضر خدمت کرتا ہون القش نے کہا یہ کیا پہلے انکار بہت کیا جب انتالیس لکڑیان کھا چکا تو
اقرار کیا حبشی نے کہا ای وزیر مین اسلیے نہ بتاتا تھا کہ شاید تو خفا ہو اور کہے تو نے میرے حکم کے خلاف کیون کیا اور اس
لڑکے کو کیون چھوڑ دیا اسی طرح جو بات مین تجھسے کہتا ہون گا تو وہ کام نہ کرتا ہوگا اب معلوم ہوا کہ تو بدل اس لڑکے کا
شایق و خواستگار ہی اب اسکا بتلانا میرے حق مین اچھا ہی اسلیے اب بتلایا پہلے برا ہوتا **مطلع** دل گرفتار ہوا
یار کی عیاری سے ✤ ہم گرفتار ہوئے دل کی گرفتاری سے ✤ دیگر جو دل کی کشمکش طرہ دوتا مین پڑے ✤
تو پھر بلا کو غرض ہی کوئی بلا مین پڑے ✤ دیگر نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی ✤ چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے
آن لگی ✤ القش وزیر بے پیر یہ کلام حبشی کا سنکر بہت خوش ہوا اسے رسی سے کھول دیا اور کہا جا
بزرجمہر کو جلد بلا لا حبشی **خواجہ بزرجمہر** کے پاس آیا اور سب ماجرا بیان کیا اور کہا چلیے آپ
کو بلایا ہی جیلا دیر سر رحم آیا ہی بزرجمہر فوراً حبشی کے ہمراہ القش وزیر بے پیر کے پاس آیا اور جلوہ نور چہرہ
دکھایا القش دیکھتے ہی خواجہ بزرجمہر کو برائے تعظیم اٹھا اور آگے بڑھ کر بزرجمہر کو گود مین اٹھا لیا
اور دیکھکر زانو پر بٹھایا خوب پیار کیا گلے لگایا اور کہا ای آرام جان تجھکو تحقیق ایک بہت بڑی غرض لاحق
ہوئی ہی کہ اس ستے میری اور تیری دونون کی جانبری ہی بادشاہ نے ایک خواب دیکھا ہی اور اس سے
نہایت پریشان ہوا ہی تم بیان کرو اپنے علم و کمال کا امتحان دو کہ خواب کونسا ہی اور کیا ہی بعد اسکے تعبیر
بتاؤ خواجہ بزرجمہر نے جواب دیا **شعر** مرتے ہین شرنہ کیا بہ ہم اور زیادہ بھی تو لطافت سے کرتا ہی کر

اکرم اور زیادہ ہو گیا خبر کی جنگ نوفل کی تو مجنون اہل ہامون کو + کہا وہ بجیا گھجوائے شاخ بید مجنون کو + خواجہ بزرجمہر نے
کہا اے وزیر اعظم تم بادشاہ عالم کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ایک لڑکا میرا نوکر ہے تابعدار صغر سن ہے جو وہ خواب کا حال اور تعبیر
خواب بتلا دے گا میں نے اسکو بموجب حکم محکم فیض شیم تلاش کیا ہے اگر حکم ہو تو اسکو حاضر خدمت بدولت کروں جس وقت
بادشاہ عالیجاہ طلب فرمائینگے بندہ حاضر ہوگا احوال خواب اور تعبیر خواب بتلا دے گا آپ کا اور زیادہ نام بڑھے گا یہ مشورہ ہو گا کہ البقش
کے ایک لڑکے نا چیز ملازم بزرجمہر نے خواب کا حال اور تعبیر خواب بتلا کے بادشاہ کو مسرور کیا تردد و فکر و رنج والم دل پژمردہ
سے دور کیا البقش وزیر دغا باز بے پیر سمجھا کہ یہ لڑکا چاہتا ہے کہ دربار میں وہ کام کروں جس میں اپنا نام کروں
خیر کیا مضائقہ ہے میری تو جان بچ جائیگی کوئی آفت آسمانی بحکم شاہی تو نہ آئیگی اگر زندہ ہوں تو پھر کسی وقت
میں البقش دربار میں آنے کا کروں گا یہ کتنی بڑی بات ہے بالفعل وقت کی ضرورت سمجھنا چاہیے مصرع
زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز شعر سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہیں + ہنستے دو چارہ گرو ہنستے ہی گھر بستے
ہیں + پھر بزرجمہر کو رخصت کیا آپ اسی وقت دربار میں بادشاہ کے آیا مجرا بجا لایا بادشاہ نے فرمایا اے البقش
حال خواب دریافت کیا کیا ظاہر ہوا وزیر نے عرض کی حضور خانہ زاد نے تو ابھی نہیں دیکھا مگر ایک لڑکا سابق
میں میرا نوکر تھا حضور طلب فرمائیں اسکو خانہ زاد نے خوب سکھا دیا ہے وہ بخوبی سب بتا دے گا اور اسکا مکان
فلاں محلہ میں ہے بادشاہ نے سمجھا یہ کسی کو ڈھونڈھ لایا ہے اپنا حیلہ کرتا ہے جان بچاتا ہے کہا اچھا کیا مضائقہ کر
کام تو نکل جائے گا یہ خیال کر کے فوراً چوبدار واسطے طلب خواجہ بزرجمہر کے روانہ کیا جب چوبدار گھر پر خواجہ کے
آیا بزرجمہر کو آواز دی خواجہ باہر آئے اس چوبدار نے کہا کہ آپ کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے تشریف لے چلیے بہت
جلد بلایا ہے بزرجمہر نے کہا میں گنہگار نہیں ہوں جو ایک ادنے پیادے کے ہمراہ جاؤں قیدی کہلاؤں یہ
سنکے وہ چوبدار مجبور و ناچار آیا اور بادشاہ سے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ شہنشاہ کا اقبال زیادہ دولت و
حشمت روز بروز افزوں بخت ہمایوں جلوہ گر بصد کرو فر خواجہ بزرجمہر ہر چند ابھی کم سن طفل مکتب ہے مگر کلام
اسکا بزرگترین ارکان دولت و اقبال شاہنشاہی جہان پناہی ہے ہم لوگوں کے ساتھ وہ نہیں آیا بادشاہ مسکرائے
و حکم دیا کہ گھوڑا عربی خاص خاصہ کا دو رکابہ مع ساز و یراق عمدہ ترین زرین لجام زین مرصع کار سے آراستہ
کر کے لیجاؤ اور اس صاحبزادہ بلند اقبال صاحب بخت و اہل کمال کو جلد لے آؤ حقیقت میں اس لڑکے
نے سچ کہا اور میں نے برا کیا کہ پہلے ہی سواری عمدہ آراستہ کر کے اسکے واسطے نہ بھیجی فقط یہ باعث
تردد و فکر کا تھا جو میری عقل نے قصور کیا پھر بادشاہ البقش کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے البقش
تو نے بھی کچھ لیاقت اسکی نہ سمجھی تو فہرہ کی کہ مجھسے کہتا بلکہ کہتا کیا ضرور تھا سواری اور آدمی خلعہ وغیرہ اسکے
لینے کے لیے بھیجدیا ہوتا اے البقش تو بڑا نالایق ہے قابل عہدہ وزارت کے نہیں مگر تقدیر نے تجھکو اس
عہدہ پر فائز کیا البقش وزیر بادشاہ کے یہ کلام عتابانہ سنکر گھبرا گیا مگر خاموش سر جھکائے بیٹھا رہا
غرضکہ ملازمان دولت شاہنشاہی جہان پناہی ایک مرکب صبا رفتار کو لیچلے کہ وہ خاص سواری فیض اختصاص
کا تو عروس بنا ہوا سر سے پاتک زیور طلائی و جواہر میں غرق پری وش حور نژاد انگڑائیاں غمزانہ ہمہمہ
شیرانہ ناز و ادا معشوقانہ چال مستانہ چھم چھم کرتا چلا گرد اسکے چوبدار خدمتگار خاص بردار کچھ سپاہی پیدل
کچھ سوار لینے کو خواجہ بزرجمہر فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال با کمال کے روانہ ہوئے جب در دولت سرائے
خواجہ بزرجمہر پر سب آدمی سواری لیے ہوئے پہنچے خواجہ بزرجمہر کو آواز دی خواجہ گھر سے باہر آئے

خواصون نے عرض کی کہ حضور جلدی سوار ہو جیے تشریف لیچلیے کہ بادشاہ دربار مین منتظر جناب و مشتاق جمال رشک آفتاب بیٹھا ہی خواجہ نے گھوڑے کو دیکھکر کہا کہ حکمت کے خلاف ہی اس سواری پر مین سوار نہ ہونگا کہ لوگ اس سواری کو جنازہ روان کہتے ہین اگر گر پڑون تو ہاتھ پانون ٹوٹ جائین اپاہج ہو کے بیٹھون کسی طرف کا نہ رہون آخرکار سب لوگ سواری لیکر پھر آئے اور بادشاہ سے کیفیت بیان کی بادشاہ ہنسا اور کہا کہ اچھا پالکی سواری اور کہار جائین اسکو جلد لے آئین ایکی دفعہ پالکی سواری بڑی تیاری اور سامان سے روانہ ہوئی طلائی و نقرئی گنگا جمنی کام کیا ہوا جا بجا جواہرات بیش بہا نگینے عمدہ عمدہ تراشے ہوئے جڑے ہوئے منقیشی جھالر لگی ہوئی کہارون کی وردیان نہایت نادر مخمل سبز کی اوپر جڑاؤ کار چوبی کام سچے سچے نگینے ہیرے و زمرد کے جڑے ہوئے یاقوت کے ٹکڑے ٹکے ہوئے پگڑیان مرصع کار مچھلیون کا چھپکا اور جواہر بیش قیمت جڑے ہوئے کہار اسکو کاندھے پر لیے ہوئے ہمراہ خواصان خاص اور چوبدار و خدمتگار و پیدل و سپاہی و سواران اردلی شاہی خواجہ بزرجمہر کی خدمت بابرکت مین آئے جب خواجہ بزرجمہر نے پالکی دیکھی فرمایا مین کچھ بیمار نہین ہون کہ اس پالکی پر مردے کی طرح لیٹ کر جاؤن اور چار کے کاندھے پر جیتے جی چڑھون میں اس صورت سے ہرگز نہ جاؤنگا بلکہ اسطرح جبر ترنج بھی نہ کرونگا بادشاہ عالم پناہ کو میری جانب سے بہت بہت آداب تسلیمات خادمانہ بجا لاکے دست بستہ بارگاہ حضور مین عرض کرنا کہ اگر حضور شاہنشاہ جہان پناہ کو بلانا منظور ہی تو اس نمکخوار و تابعدار کا یہ دستور ہی کہ **القش** وزیر کو ساز و یراق و سامان بے پایان سے بصد عز و شان آراستہ و پیراستہ کر کے ایک زین جواہر نگار مرصع کار اسکی لشت پر کھچوا کے فیرن فلک بھیجدیجیے کہ خانہ زاد اسکی لشت پر بطور مرکب خوش رفتار سوار ہو کر حاضر خدمت سکندر صولت ہوگا ورنہ بادشاہ فلک اشتباہ مجھکو تکلیف نہ دین مین یہین سے اس رعیت پرور داد گستر شاہنشاہ **قباد** بادشاہ کو ترقی جاہ و جلال و دولت اقبال کی مدام دعا کیا کرتا ہون یہ سنکر سب ملازمان شاہی پھر گئے اور من و عن سب کیفیت و عبارت کلام بلاغت نظام **خواجہ** بزرجمہر حضور مین بادشاہ **قباد** فلک نقیاد کے بیان کی بادشاہ جمجاہ بھی نہایت عقیل و فہیم صاحب دراک چست و چالاک ذی ہوش عالی منش تھا یہ کلام فصاحت التیام **خواجہ** بزرجمہر کا سمجھا اور عقل سے دریافت کر کے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ **القش** وزیر بد تدبیر ملکہ بے پیر بدام اجل اسیر سے اس صاحبزادۂ بلند اقبال صاحب کمال کو کسی طرح کا رنج و ملال ہی کہ اسکے عوض مین وہ اسکی ذلت اور رسوائی و ہتک عزت چاہتا ہی اور درپے اسکی بے آبروئی کا ہی پھر مجھکو اس امر سے کیا کام ہی اپنے کام سے کام ہے یہ مثل مشہور ہی **مثل** جو آگ کھاے وہ انگارے ہگے مگر بموجب اشعار آبدار **نظم**

پھنسے نہ حلقۂ گیسوے تابدار مین دل
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
ہمیشہ وزن سینہ سے کیون ہے چشم براہ
پروے زلف مسلسل کے تار تار مین دل
برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر
خوش آج کیونکر ہو اس نیلگون حصار مین دل
ہزار دشمن جان ہے ایک دوست بیڑا

بلا سے کر ہو نوالہ دہان مار مین دل
نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل
اڑیگا مثل شرر ہو کے ٹکڑے سنگ مزار
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل
برنگ بیضۂ نور ذرا توڑے دل اسنے
جو پوچھون کون ہے سو مین ان مین کہو فرار دل

لعل مین جیسے مرا دل لعل کا دشمن ہے
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل
تراشنگار بھی ہے وہ بلا کہ جلے گھر
اگر یہ نہین ہاگرم تپش مزار مین دل
فلک کے رنگ سے ظاہر ہین ماتمی آثار
ہزارون ایک ہمارا ہے کس قطار مین دل
نہو تنین خلد جو رین تو رہتا خلد مین کون

نوشیروانِ عدل ... دل | گرہ ہی تار مین یا میرے جسم زار مین دل

شہر محبت خوبان گلعذار مین دل | یہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن مین دل

بادشاہ عالم پناہ قباد کجکلاہ نے ملازمان شاہی سے کیفیت خواجہ بزرجمہر کی سنکر فوراً حکم محکم دیا کہ تم سب لوگ
الفقش وزیر بے تدبیر کو اسی ساز و یراق و سامان طمطراق و زیور جواہر نگار و زین مرصع کار سے آراستہ و پیراستہ
کر کے مع ملازمان جلوسی لیجاؤ اور اسکو بعبد کر و فر دربار مین لاؤ ہر چند الفقش وزیر بے پیر نے دلگیر ہو کر عذر و
معذرت کی مگر قبول نہ ہوئی فرمایا کہ او نالایق یہ تیری سزا بے تمیزی کا ہی جو یہ تیرا حال کیا جاتا ہی تو نے یون علم
و ہنر کو حاصل کیا ہی جیسے دنیا مین مثل مشہور ہی کہ گدھے پر کتابین لادین اگر تو بھی کچھ کمال رکھتا ہوتا اور حال
خواب پریشان اور تعبیر رویاے حیران کی بیان کرتا تو یہ دن تیرے واسطے کاہے کو آتا اب تو تو فقط گھوڑا ہی
ساتھ ساز و سامان کے اس سے تو بہتر ہے کہ جو بیلے بے ہنر ناخواندے ٹوکری ڈھوتے ہین اور مزدوری کر کے اپنی پیٹ پالتے
گدھے کی طرح منون کے بورے لادتے ہین الفقش یہ سنکر ناچار ہوا سر اپنا جھکا لیا سائیس نے الفقش وزیر کا
ہاتھ پکڑ کے جھکایا بصورت سمند خوش رفتار بنایا چار جامہ کسا زین پوش مرصع کار ڈالا دہانہ منہ مین دیا تسمہ طلائی لگایا
نقرئی و طلائی رکابین جواہر بیش بہا کی بصورت آفتاب و مہتاب لٹکا دین کلغی مین یاقوت و زمرد اور ہیرے کی
کلیان جڑی ہوئی تنگ کمچی کارچوبی سر سے پاتک زیور جواہر نگار پہنایا ڈوری ہفت رنگ ریشم کی تار ہاے
زرین سے بٹی ہوئی اُسکے دہانے مین باندھ دی جسوقت سائیس اُس گھوڑے کو سج سجا کر ساز و یراق و زیور
جواہر کے آراستہ و پیراستہ کر کے دلہن بنا کر سامنے بادشاہ فلک بارگاہ کے لایا اہل دربار نے دیکھا بادشاہ
فلک بارگاہ مسکرایا مصاحبان خاص نے کہا کہ حضور اس گھوڑے کی دم کیون نہین کیا ہوئی دمچی نہ لگائی گئی اور
گھوڑے کی زیبائش ادھوری رہی بادشاہ نے بھی کہا سچ ہی دم بناؤ دمچی لگاؤ جب تو گھوڑے کی شکل ہو سائیس نے
چنوری دم کے مقام پر رکھکر ذرا اشارا کیا گھوڑا اُچھلنے لگا ہاتھ سے نکلنے لگا دولتی لگانے لگا پیٹھ ہلانے لگا
سائیس نے ڈانٹا کہا کہ او گھوڑے او گھوڑے ٹھہر دم بنانے دے دمچی لگانے دے کسی نے چمکاری دی کسی نے گردن
پر ہاتھ پھیرا سائیس نے پھر اشارہ چنوری کی ڈنڈی کا کیا گھوڑا اچھلا کودا پشتک ماری الف ہوا سائیس نے باگ ڈور
کھینچ کے چمکارا پیٹھ پر زور سے ہاتھ مارا کوئی متبسم ہوا کوئی ہنسا کوئی چپ ہو رہا بادشاہ نے جو یہ تماشا دیکھا
ایک قہقہہ مارا آخر کار سائیسون نے چنوری کی ڈنڈی کو مقام اسفل پر جڑ دیا براز کا راز افشا ہوا دمچی کو کھینچ بندہ
کیا اس سمند محفل پسند ہمشکل اسپ صبا رفتار شاہی جہان پناہی کو سائیس نے ٹراپا بہمراہ خواصان زرین کلاہ و
خادمان دلدار فلک بارگاہ و سواران اردلی قباد شاہنشاہ کے خدمت فیضدرجت خواجہ بزرجمہر مین لایا ملازمان
شاہنشاہی نے دست بستہ عرض کی کہ حضور جلد سوار ہو جیے دیر نہ کیجیے تشریف لیچلیے بادشاہ بہت مشتاق جمال
بیمثال ہی یہ سنکر خواجہ رکاب سعادت انتساب مین پاؤن دے کر سوار ہوا سائیس نے سوار کے ہاتھ مین
کوڑا دیا گھوڑے نے کنوتیان بدلین گویا کان کھڑے کیے ایڑ دینے کی گھوڑے کو ساعت نہوئی چلنے مین کوتاہی کی
شہسوار میدان یکتا بازی نے باگ جست کی اور کوڑا مارا گھوڑا تڑپ کے اُچکنے لگا دوسرا کوڑا جو دیا بیتاب ہو کے دوڑا
کبھی سرپٹ بھاگا کبھی تیکی ہوا خواجہ بزرجمہر جب کوچہ و بازار مین نکلے خلقت کا اژدہام ہوا تماشائیون کا ہجوم عام ہوا
سب لوگ قہقہے لگانے لگے لڑکے تالیان بجانے لگے ہر طرف ہجوم چار سمت یہی دھوم کیا گھوڑا ہی کیا گھوڑا ہی اور عجب
شہسوار ہی نئی دل لگی نئی بہار ہی الفقش وزیر پر بزرجمہر سوار ہی دو رنگی روزگار یہی گردش لیل و نہار ہی الغرض اسی طرح
بزرجمہر دربار بادشاہ سکندر جاہ مین حاضر ہوا اور الفقش وزیر کی پشت سے اتر کے آیا سامنے کھڑے ہو کر قواعد شاہانہ بجا لایا

اور مثل رتبہ شناسان شاہی وقاعدہ دانندگان جہان پناہی مدح وثنا کی اور دعا دولت و اقبال شوکت و جلال کی رباعی تا اثر
آفتاب سرور باشی * تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی * تا تاج حیات بر سر خضر بود * در خانۂ اقبال سکندر باشی * اشعار مدح وثنائے بادشاہ قباد

حسن و جلوہ ترا دہ طرب افزائے جہان
مہر تابان کبھی ظاہر ہے کبھی ہے پنہان
اور پھر بھی ہے وہ خوش آب جنھیں دیکھے ہے
ہو کبھی گلشن میں روئیدہ گل نافرمان
وہ ترا نور حمایت ہے کہ جسکے باعث
ایک تا رنگہ جور سے سو سیل دمان
وقت کاوے کے دم معرکہ راکب اوسکا
جیسے خورشید چھپے اپنی جبین پر افشان
اسطرح سے ترے آگے ہے بہم آتش و آب
سچ کہا ہے کہ الانسان بعید الاحسان

کہ تجھے دیکھلے ہو عید کبھی قربان قربان
قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت
طرفۃ العین میں ہو کاہ ربا کو یرقان
ہو کے سر سبز بہاران کرم سے تیرے
ناتوانون کو بھی ہو دہر میں تاب توان
لکھون شوخی جو ترے توسن چالاک کی مین
سر حاسد کو رکھے صورت گوئے چوگان
قہر نازل ہو فلک سے جو ترے اعدا پر
جسطرح آئینہ مین عکس رخ شعلہ فشان

نیر جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز
لیکے پنجے میں گہر بحر سے نکلے مرجان
اسقدر تابع فرمان ہے زمانہ تیرا
شاخ گل ہے چمن دہر میں ہو شاخ کمان
ہل سکین پھر نہ جگہ سے کبھی گر مانند کھیل
اشہب خامہ کبھی ہو موج رم برق تپان
اے فلک جاہ ترے در کے ہین ذرہ خاک
چشمۂ مہر ہو مانند تنور طوفان
تیرے احسان سے الہی انسان ہے غلامی میں تیری

جسوقت خواجہ بزرجمہر نے بفصاحت و بلاغت دربار شاہنشاہی مین کھڑے ہو کر یہ دعا و ثنائے بادشاہ جمجاہ کی ادا کی تو قباد بادشاہ نے اس گوہر شاہوار بحر حکمت و لعل بے بہائے قلزم شوکت و صولت کو بسیار لائق و فائق ملاحظہ کر کے فرمایا کہ آگے آؤ بزرجمہر نے زمین ادب کو لب عقیدت و عبودیت سے بوسہ دیا اور قریب تخت حاضر ہوا پہلے تو بادشاہ سلیمان جاہ نے خلعت فاخرہ سے مخلع کیا کرسی جواہر نگار پر بمقام القش دہنی طرف بصد عزت و حرمت و رفعت و عظمت بیٹھنے کا حکم دیا پھر بادشاہ خاور شتباہ نے ارشاد کیا کہ تیرے جمال جہان آرا نے مجکو بند غم سے آزاد کیا اے شناور بحر اسرار عجایبات اے غواص دریائے فکر غرایبات اب اپنی زبان طلسم کشائے منجمان سے جلوہ افشان سخن ہو کہ پردۂ غیب سے میرے خانۂ دل مین کونسی تصویر خیالی عالم رویا مین مثل خواب شہود مین آئی اور کس بدر تمثال خورشید جمال نے جلوہ گری پائی شعر وہ خواب کیا تھا جسے دیکھ تنگ ہوا وہ کیا خیال تھا جو آئینہ مین دنگ ہوا خواجہ نے جب یہ تقریر بادشاہ با توقیر کی سنی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ اے داد گستر عدل پرور فریادرس بیکسان انصاف کن بے نوایان فریاد ہے فریاد ہے ظالم ظلم کی مجھپر بیداد ہے تیرا بیکسون کا ہو اور روز جزا مے عادل زمان کیا سلطنت ذی مملکت حکمران کیا نظم رعایت دریغ از رعیت مدار * مراد دل داد خواہان برآر * چو عدل ست پیرایۂ خسروی * چرا عدل را دل نداری قوی * اے بادشاہ فلک بارگاہ پہلے مجھ ستم رسیدہ خاطر کبیدہ مظلوم بیکس یتیم کا حال کثیر الاختلال سماعت فرمائیے اور انصاف کیجیے بعد اسکے اپنے خواب بشارت خیال کا حال سنیے گا قطعہ داد مظلومون کی پہلے دیجیے بعد اسکے کام اپنا کیجیے * روز محشر داد گر کے سامنے * سرخرو ہو عدل کر کے لیجیے * بادشاہ نے یہ کلام حیرت انجام اس خستہ فرجام سے سنکر بدل متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ اے معدن جوہر علم و عمل اے فاضل و عالم بے بدل ارشاد کیجیے میں بگوش دل سماعت کرتا ہون اور بعد اسکے کوشش بلیغ اس امر کی تحقیق مین کرونگا کہ کسنے آپکو ستایا اور کسنے رنج و الم پہونچایا ہے کیا سانحہ درپیش آیا جس سے آپ نے صدمۂ عظیم اٹھایا بزرجمہر رو دیا اور کہا کہ اے بادشاہ آپ کے وزیر بے پیر القش ستم کش نے میرے باپ کو بیگناہ ذبح کیا فقط حصول اس ملعون ملاقہ سے آنا پوچھیں کہ انھون نے اسکا کیا گناہ اور قصور کیا تھا بادشاہ نے کہا آپ کے باپ کا کیا نام تھا بزرجمہر نے عرض کی اسکا نام خواجہ بخت جمال تھا اور مجکو خواجہ بزرجمہر کہتے ہین پھر جو واقعہ خواجہ بخت جمال کا تھا اول سے آخر تک دوستی کا ہونا اور اتحاد کا دونون کے بڑھنا اور چالیس روز گوشہ نشین ہونا اور باغ مین بزرجمہر کا پہونچنا اور القش کا بیچا نکر غلام کو قتل کا حکم دینا اور اسکا چھوڑ دینا یہ سب کیفیت حرف بحرف بادشاہ سے بیان کی یہ سنکر

دیا اور نہایت غضبناک ہوا الّقش کو سامنے بلایا اور پوچھا او شقی ازلی یہ کیا ماجرا ہے تونے شہر میں تلاطم کر رکھا ہے یہ شاہزادہ بلند اقبال کیا بیان کرتا ہے نظم راز کر جلدی یہ مجبر آشکار است جبکہ گذرا ہے بیان کرنا بیکار ہے بقسم آتشکدہ کی اے وزیر بد قتل اب تجھکو کرونگا یا اسیر الّقش نے جب یہ معاملہ دیکھا اپنی جان بچانے کے لئے انکار کیا خواجہ بزرجمہر نے عرض کیا کہ حضور عادل زمان و دادگستر و فیض رسان ہیں مناسب ہے کہ حضور ایک ساعت کے واسطے موقع واردات پر تشریف لیچلیں تکلیف فرما کے سب کیفیت خود ملاحظہ کرلیں بادشاہ یہ سنکر فوراً اٹھے سوار ہوئے الّقش کو گرفتار سلسل بہ زنجیر و طوق کرکے ساتھ لیا خواجہ بزرجمہر نے اس باغ میں پہونچا ایک جگہ پر بنیاد یا نشان بتایا کہ اس جگہ زمین کو کھود دو موافق حکم کے وہ زمین کھودی گئی اسمین سے ایک تابوت چوب پاش خون آلودہ سر بدن سے جدا نکلی دیکھا اسی طرح سے امانتاً ہے بہ سلامت ہے کہ زمین خوردہ نہیں ہوا باوجودیکہ ایک زمانہ گذر چکا کہ بزرجمہر بھی پیدا ہوا اور میں تمیز کو پہونچا شعر راستی [illegible] بزیر زمین نہ ہو سوز محشر تک [illegible] ایک موسم ہوا اسکا [illegible] کفن گلتا ہے یہ سمجھتے ہی الّقش کا چہرہ اتر گیا [illegible] ہوائیاں [illegible] کیا یہ لبریز اب جام حیات لبریز ہو گیا پیغام موت آگیا خواجہ بخت جمال [illegible] پیش آیا انجام کار فلک نے یہ دن دکھایا دوست داشتن [illegible] بوقت عاجزی [illegible] خوب [illegible] گرفتار کیا علاقہ ہے اثر پایا کی اب کسی تلوار کا [illegible] دیگر افسوس [illegible] آچکے دن [illegible] کھل گیا انکی مخفی ہے حقیقت بیان جنگی [illegible] بے پیر کردن [illegible] بادشاہ [illegible] تھا بعد [illegible] بزرجمہر نے بادشاہ کو وہ خزانہ بتایا [illegible] نکلا تھا جسکے واسطے خواجہ بخت جمال کو الّقش ستم کش نے قتل کیا تھا دکھا دیا بادشاہ نے کمال افسوس کیا اور خواجہ بخت جمال کی لاش پاش قبر میں دفن کرادی اور نمونہ لحد بنوا دیا پھر بادشاہ نے جلاد کو بلایا اور حکم ناطق دیا کہ فوراً الّقش کا سر کاٹ لو دریغ نکرو [illegible] دیر نہ لگاؤ فوراً بحکم بادشاہ قبا و جلاد الّقش بد نہاد کو ہاتھ پکڑ کر لیچلا اور کہتے تھے ہیں او مغرور اب تو اپنے کیے کی سزا پائی اس خزانہ ملنے پر ایسا کبر و غرور ہوا کہ ایک بیگناہ کا ناحق خون کیا اسکا عوض آج ملا [illegible] آن جلادوں نے نابکار بد شعار الّقش ستم کش کا ایک ضرب تیغ آب دار سے سر جدا کیا اور بادشاہ جمجاہ کے سامنے لاکر رکھ دیا بادشاہ نے سر اسکا دروازہ شہر پناہ پر لٹکوا دیا اور حکم دیا کہ الّقش کا مال و متاع و اسباب و حشمت خزینہ و دفینہ بارگاہ گھر بار لونڈی غلام املاک بالکل جو کچھ ہے سب بزرجمہر کو عوض میں خون خواجہ بخت جمال کے دیدیا جاوے اور کوئی اس سے مطلق مزاحمت نکرے کہ یہ سب خون بہا اسکا ہے خواجہ بزرجمہر نے دست بستہ بادشاہ سے عرض کی کہ اے بادشاہ حضور میں ایک اور عرض ہے کہ الّقش بد بے پیر کی ایک دختر ملکہ جمال نامے ہے اسپر یہ غلام حبشی جو روبروئے حضور حاضر ہے مدت سے عاشق و فریفتہ ہے اور اسی غلام حبشی نے میری جان اس ملعون الّقش ستم کش کے ہاتھ سے بچائی ہے میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھکو الّقش کی دختر سے ملادونگا بس بقول کلام نیک انجام والموفون بعہدہم اذا عاہدوا کے دختر الّقش ستم کش کو اس غلام کو مرحمت کیجیے کہ میں بھی سبکدوش ہوں الکریم اذا وعدہ وفا مشہور ہے کریمان روزگار کا یہی دستور ہے بادشاہ نے فوراً دختر الّقش کو غلام حبشی کے حوالے کیا وہ غلام بہت شاد ہوا بزرجمہر نے زر و جواہر بھی بہت سا اسکو دیا باقی سب مال و دولت پر اپنا قبضہ کرکے اپنے ملازموں کا پہرا چوکی کرادیا اور آپ ہمراہ رکاب سعادت انتساب بادشاہ فلک بارگاہ دربار میں آیا دوبارہ پھر خلعت پایا پھر بادشاہ کی دعا اور ثنا میں مشغول ہوا

اشعار

مرحبا مطرب ہاروت فن زہرہ خصال
زیر جا ہے ترا وہ جیسے [illegible]

ہو تری اک نظر فیض سے ناقص کو کمال
نہ کسوف [illegible] نہ ہبوط و نہ وبال

حبذا ساقی فرخندہ رخ و مہر جمال
مہر سے گرمہ [illegible] ہو وہ ہفتے میں ہلال
آگئے بخشش کے تری [illegible]

ای سحاب مائل روداد ہو | سبکے سب مشتاق ہین ارشاد ہو
کردہ کیفیت سراسر اب عیان | ہو بیان افسانہ عالم خواب کا
جس سے ہو راز نہفتہ سب عیان | ذائقہ ہو نعمت نایاب کا

بزرجمہر نے کہا کہ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم مگر ای بادشاہ آپ نے خواب مین ملاحظہ فرمایا ہی کہ ایک طباق نانہای حلوت کا بہر اگرم گرم خوش ذائقہ لطیف آبدار تر تراتا ہوا سامنے آیا آپ نے اُسکی طرف ملاحظہ فرمایا اور نوش کرنے کو دست مبارک بڑہایا اور نوالہ بنا کے کہانے کو اُٹھایا کہ ایک سگ سیاہ پیدا ہوا اور وہ لقمہ آپ کے ہاتھ سے چھینکر لیگیا پس فوراً دیدۂ خوابیدہ بیدار ہوئے اور آپ کی آنکھ کھل گئی ہشیار ہوئے بادشاہ نے جب یہ اسرار غیب زبان معجز بیان سے حکیم بزرجمہر کے سُنا ہزار ہزار تحسین و آفرین کی اور بہت خرم و شاد ہوا نہایت فرخناک ہوا فرمایا کیا خوب تیرا علم ہی اچھا عمل ہی

اشعار

خواب تو دیکھا تھا مین نے کردیا تو نے بیان | سب عیان تجھپر ہوئے راز نہفتہ ہو گئے
رازدان بیشک کوئی تجھسا زمانے مین نہین | لغو کی شرکت رمق بھر اس فسانے مین نہین
خواب کا میرے ہوا کس طرح سے تو رازدا | دامن دل گرد غم سے اپنے سب دہو گئے
سبحان اللہ احکم اللہ ای رازدان حکمت

عملی ہوا ای معما کشائے علم غیبی اب اس خواب کی تعبیر بیان کر کہ پروردگار عالم و عالمیان نے قلم مشیت سے صفحۂ مقدرات پر کیا تحریر کیا ہی اب میرے واسطے کیا ہونے والا ہی حکیم بزرجمہر نے کہا کہ تعبیر اس خواب کی مین اسوقت عرض کرونگا کہ جب حضور کیہان طور مجکو اپنے حرم محترم یعنی خواتینان مکرم و معظم مین لیجلینگے اسوقت تعبیر اپنے خواب کی سُن لیجیے گا بادشاہ یہ سنتے ہی فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور خواجہ بزرجمہر کا ہاتھ پکڑ لیا اپنے ہمراہ لیکر محل خاص مین لے گیا عجب طرح کی آراستگی اُس محل خاص مین اختصاص کی مشاہدہ کی کہ دیدہ و شنید بلکہ عقل سے بعید وہ مقام رشک دہ بہشت شداد جسمین ہر طرح کا ایجاد چہار طرف طاق خوبصورتی مین طاق جسکے سامنے طاق کسریٰ و فریدون بالائے طاق ہی جواہر بیش بہا بہ صناعی صنعت پردازان خلق ہر طرف جڑا ہوا خوشنما معلوم ہوتا ہی

نظم

قصر اعلیٰ پر تکلف پر بہار | برج چرخ چنبرین جسپر نثار
کیون کرے سجدہ نہ جاجا کر نظر | ہی یہ محراب عبادت سر بسر
دیکھکر اُسکے خم عالی نشان | خم ہین ابروے حسینان جہان
طاق کا خم یا ہلال عید ہی | تیس ان عاشق یہ شوق دید ہی

ان مکانونکی بلندی کو فکر نہایت مشتاق محاسب کی خوبی کے ساتھ پیمایش کرے انتہا کو نہ پائے پیک خیالی اگر نزد بہونچے تحسین بجا سزد بان عقل کوتاہ ہی پیچیر کی راہ پر نظر کام نہین کرتی باد صبا رفعت بلندی اُسکی دیکھکر قدم نہین دہرتی نظر دیدہ باز منازل طواف حرم محترم کا طواف کرنے کو گرد پہرتی ہی چہار دیواری منقش او رنگین ایسی کہ نگارخانہ چین اثر رنگ نظر سے گر جائے مرقع بہزاد و مانی سامنے تو شرمائے بلکہ منہ کی کہا جابجا دیوار و پر شکار گاہین بنی ہوئین تصویرین بادشاہ شہریار کی لگی ہوئی اندر اسطرحکی صفائی کہ آئینہ سکندری کا دیکھکے مکدر ہو اور رنگ بلکہ رنگ ہو حیرت کا جوش فکر نہین عجب خوبی حسن کی نمود رفیع رت دے دہی چیت پر دیکہین ایسی خوشنما کہ دل صد چاک عاشق عشق کرتا ہی جسن و جمال پر عش عش کرتا ہی

نظم

طرفہ فرشی کنول یہ ہی جو بن | ہار و لولو ایک جا یہ ہین روشن
دیکھین تصویر مہ جبین دلشاد | تحیر سون مانی و بہزاد
زور دیوار گیرین پر بہار | آئینہ ہی کہ باغ جوہر ہی
جہار مرد نگینان عجب نایاب | کہیے پستان شاہد دیوار
بے تکلف دل سکندر ہی | جلوۂ حسن مہر و ماہ ہی خواب

دیوارگیری کی شیشیان ہر ایک کو نظر آتین یقین ہی کہ کنول نیکے دل ہوجائین شیشہ آلات ہر جگہ موقع اور قرینے سے نصب کیا ہوا ہر ایک جہاز سہ سوتی کا سر بلند فرشی مرتب کیا ہوا اس شیشہ آلات کے روبرو جھلبلے اور ہانڈیان کے آگے زہرہ اپنی شہرت حسن و جمال سے ہاتھ اُٹھا بیٹھی ہی شیشہ کے آگے دال گلتی نظر نہین آتی ہی وہ مقام برج فلکی معلوم ہوتا ہی مہر و ماہ کے ہوش اُڑتا ہی بقول شاعر مستعمرہ کیں رشک مسیحا کا مکان ہی جسمین جسکی چہارم آسمان ہی + بادشاہ جمجاہ نے خواجہ بزرجمہر کو ایک کمرے مین لاکر بٹھایا تمام سامان آراستگی دکھایا بزرجمہر نے دیکھا کہ فرش بیو لدار قالینونکا بچھا ہی کہ نظر مین وہ گلزار بیکر تختہ زروش مین

گلدستے ایسے دھرے ہین کہ گلزار ارم کو شرمندہ کرین خواجہ بزرجمہر نے اس جگہ ٹھہر کر کہا کہ تمام عورتین محل کی میرے سامنے سے گذرتی اسطرف سے اسطرف چلی جائین بادشاہ نے حکم دیا سب عورتین ادہر سے ادہر جائین لیکن کیون سنو بادشاہ ہفت کشور کا مکان ہے اللہ اللہ عجب سامان ہے راجہ اندر کا اکھاڑہ بھی مات ہے پریون کی انکے آگے کیا بات ہے پھر کنیزان زرین پوش کے حلقے مین ایک ایک بی بی بادشاہ کی دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے لباس شاہانہ پہنے ہوئے عطر عمدہ و پر تکلف مین غرق جنکی مہک عرش تک مشام ملک کو معطر کرے ہر ایک عربدہ ساز اشعار

برق و سیماب کو بھی آئے شرم
چال سے انکی مردہ زندہ ہو

ایک ایک نازنین شوخ دیدہ تھی
چال سے دلکو پایمال کرین

پردہ ناموس کا دریدہ تھی
بے چھری سکو وہ حلال کرین

ایسی بیچین ایسی گرما گرم
ہر قدم شور حشر برپا ہو

سر سے پا تک حسن حسین نمکین چاند سا بدن سر و قد سیمین تن جبین بدر کمال ابرو غیرت ہلال تیغ طرہ جادو و مار سیاہ گیسو خال اختر تابان رخسارہ مہر درخشان عجب حسن جمال جوبن مین مالا مال وہ سب سامنے سے بزرجمہر کے جانے لگین پانؤن آٹھانے لگین کسی کا حسن نو دمیدہ کوئی شوخ دیدہ کوئی سبزہ رنگ کوئی گلرخسار کوئی شگفتہ رو پر بہار کوئی حسین تنگ دہان کوئی شکر لب شیرین زبان کسیکا بوٹا سا قد کوئی غیرت شمشاد اسکے سامنے سرو آزاد ہیت قد جو بوٹا سا ترا سرو روان یاد آیا غش پہ غش مجکو چمن مین یہ شمشاد آیا نظم

خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشان کا
نگہبان انکی تسکین ہے اس گنج شہیدان کا
خط شبرنگ حجت ہو گیا جو انکی ظلمت پر
نشان رہتا نہین ہے نام رہجاتا ہے انسان کا

لبھاتا ہے نہایت دلکو خط رخسار جانان کا
جو انکھین ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا
لب و دندان سے پتہ ہے لعل و گوہر کو میسر کیا نسبت
وہان مار کو سمجھا مین چشمہ آب حیوان کا
جمال یار نے جو نقش بنا آسمین جھلایا

کھٹکے گا مجھے کانٹو نہین سبزہ اس گلستان کا
دل صد پارہ کو سودا ہے اک گیسوے پیچان کا
نہ یہ پستہ نہ گلشن لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا
خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
دل مشتاق ہر عالم ہوا یوسف کے زندان کا

عجب عجب طرحدار گلعذار کوئی مسی ہو نٹھون پر لگائے ہوئے کوئی لاکھا جمائے ہوئے پان کھائے ہوئے خون عاشقون کا بہائے ہوئے شعر مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے + تماشا ہے کہ آتش دھوان ہے + کسی مہ جبین نے ماتھے پر افشان چنی ہے گویا فرش سپہر پر چاندنی چھٹکی ہے ذرون کی انکھین روشن ہو گئی ہین شعر چنی افشان جو پیشانی پہ گویا چاندنی چھٹکی ملی مسی جو ہونٹھون پر تو پھولا تختہ سوسن کا الغرض ہر ایک تمکین عابد کش زاہد فریب با زیب حسن جمال اعلا ہے اندھیرے گھر کا اجالا ہے جب یہ مرقع مصور آفرینش سامنے بزرجمہر کے گذرنے لگا صنعت صانع حقیقی پر وجد کرتا تھا حمد الٰہی بجالاتا تھا کہ ای صانع روزگار دای نقش و نگار ساز صنوبر بیشمار کیسے کیسے نادر نقش نقوش بو قلمون اس نگارخانہ دنیا مین شاخ قلم قدرت سے اپنے بنائے ہین کیسے کیسے انسان پریزاد حورنژاد قرطاس دہر پر تیرے خامہ رنگین سے نظر آئے ہین اشعار

تو سبازی زخاک صورتے پاک
تو تو انیش باز کردن خاک
تو دہی و تو آری ازدل سنگ
آتش لعل و لعل آتش رنگ

الغرض بزرجمہر کے سامنے سے متعدد حسینان ماہ جبین و نازنینان مہر تمکین چلی جاتی تھین کہ دیکھتے ہی ایک عورت سیاہ فام کا ہاتھ خواجہ بزرجمہر نے پکڑ لیا اور لیعوت تمام اس عورت کو گرا دیا بادشاہ متحیر ہوا کہ یہ ماجرا کیا ہے بزرجمہر نے عرض کیا ای بادشاہ عالی و شہنشاہ دوران اس عورت کو برہنہ کیجیے تو آپ کو حال معلوم ہو اسرار مخفی معلوم ہو یہ وہی سنگ سیاہ ہے جسنے آپکے ہاتھ سے لقمہ حلوہ تر و تازہ کا چھین لیا اور آپ کو صدمہ عظیم دیا یہ ایک حبشی ہے جو عورت کے بھیس مین نازنین بنا ہوا خواتین معظم مین رہتا ہے اور عورتون کو خراب کرتا ہے بادشاہ نے فوراً اسکو برہنہ کراکے دیکھا تو حقیقت مین قول بزرجمہر کا صادق ہوا کچھ فرق نہ پایا فوراً بادشاہ نے حکم دیا کہ محل مین سولی استادہ ہو اور تمام عورات اور اراکین کو جمع کیا اور اس حبشی کو سولی پر چڑھا دیا تاکہ سبکو عبرت ہو اور پھر کوئی ایسا فعل کا مرتکب نہو شعر عاشق ہوا جو مین قد بالا سے بار بار + معشوق دیکھ مجکو چڑھاتے ہین دار پر + پھر بزرجمہر کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور تحسین و

زرین بہت کچھ فرمائی ساتھ لیے ہوئے دربار مین آئے تخت پر جلوہ گر ہوئے اور دربار عام مین بزرجمہر کی بہت تعریف کی اور ارشاد کیا
ای ارسطو فطرت لقمان حکمت اگر عہدۂ وزارت تم قبول کرو تو کار سلطنت و مملکت سب درست ہون کہ ابتری جواب ہی جاتی رہے
رعیت خوش و خرم اور آباد رہے خلقت تمام مسرور و شاد رہے نکوکار نکالے جائین مین بعیش و عشرت بسر کرون بزرجمہر آداب سلام
بجالایا اور دست بستہ عرض کیا کہ خادم یہ عہدہ قبول کرتا ہی مگر کچھ گذارش بھی کیا چاہتا ہی بادشاہ نے کہا کہو بزرجمہر نے عرض کیا
کہ حضور کی بندہ نوازی و غلام پروری سے خادم نے اس سرفرازی کو قبول کیا اور عہدۂ وزارت پر حاضر ہو کر خدمتگذاری کرونگا
مگر ایک شرط ہے کہ بادشاہ عالم میرے مقدمات مین کبھی دخل نہ دین مین جو کچھ چاہون کرون کہ آپکی رائے میری رائے کے خلاف نہ ہو
آپ شوکت میری رائے پیش فرمائیے جو مین کہون وہ کیا کیجیے مدام سب کام بادشاہ نے منظور کیا خلعت وزارت بزرجمہر کو
دیا اور سب نوشیروان کو تحت حکم بزرجمہر کے کیا انکو سب سے بالادست بٹھایا اور تمام ارکان و دولت و حشمت و ملازمین
کو حکم دیا کہ کبھی کوئی بات خلاف بزرجمہر نہ کرے ہر شخص مطیع بزرجمہر رہے ملازمان شاہی وارکین جہان سے
بزرجمہر کو نذرین دین القصہ بزرجمہر بعد دربار برخاست ہوجانے کے اپنے گھر مین بڑے تزک و سامان سے خوش
و خرم آئے اور اپنی والدہ سے ساری کیفیت حرف بحرف بیان کی مادر مہربان بہت شاد و مسرور ہوئی نذرین نثار کین
ہو مین تجگا کیا طائفے بھرا ہر رنگ کے بڑی دھوم سے کونڈے کیے اس روز سے بزرجمہر کا یہ معمول تھا روز دربار مین
جانا کار وزارت بجالانا مندیل وزارت سر پر قلمدان خدمتگار کے ہاتھ مین پوشاک فاخرہ بر مین سامنے بادشاہ کے
باادب بیٹھے ہین سب نوشیروان سے بالادست انکا مقام ہی بادشاہ کو جب کسی بات کرنے کی ضرورت ہوتی ہی انھین سے بات
کرتا ہی یہ انکی تعمیل حسب دلخواہ بادشاہ کے کرتے ہین بادشاہ نہایت رضامند اور خوشنود رہتا ہی

دوکلمہ داستان عشرت بیان پیدا ہونا نوشیروان کا گھر مین قباد کے اور بختک کا پیدا ہونا خوجہ القش کے یہان اور طالع دیکھنا ان دونون لڑکون کے بزرجمہر کا اور افسوس کرنا حال نوشیروان کے اور نام رکھنا بزرجمہر کا ان دونون کے اور پرورش پانا محل مین بادشاہ کے ساقی نامہ

پلا ساقیا جام عشرت سے مجھے
کہ شادی رچاؤن ہو وقت مجھے
ہری جوبن کیا لالہ زار چمن
کہ ہی آج پیدائش گلبدن
چھٹی کا ہی غل چار سو شہر شہر
لگے ڈھام کہ ہین جمع زن مرد ہر
تکلف نہ کر تو ساقی شراب
کہ ماہ سے ہون جل جلکے تو مین کباب
پہ جلسہ رہی میخانہ مین انتخاب
پلا مجکو شاہانہ جام شراب
جدھر دیکھو پھولا ہوا ہی چمن
طبیعت کو بھی کر ذری جوش زن
کمیت قلم بھی ہو چالاک و چست
ہو مضمون میں شوخی تو بندش درست

نہ کر ساقیا دیر اب تو شتاب
پلا بادۂ جوانی کے بس شراب
حسین جمیل و شکیل و متین
گل اندام گل پیرہن مہ جبین
ہے لالہ گون جام بھر کر پلا
گرز کے عوض مین ہو ہو نا کھلا
کمال آج ہمکو دکھا ساقیا
سحر سے سحر تک پلا ساقیا
ترانے کہین ہین کہین ناچ رنگ
پلادے تو مجکو بھی ہو اب آ شتاب
ہے لالہ گون کا اگر ہو خمار
ہون شعر رنگین مضمون عالی وقار
سحر روک بخشش قلم کی عنان
کہ ہی تہنیت شاہ نوشیروان

غزل

لونڈی دل مین محبت ہین خیالی تیری
ہوئے باریک کمر بھی ہی کمانی تیری
شیشۂ دل سے کوئی میری زبانی کہدے
اس کھتا ہی کہ فاسق ہوا تی تیری
عین احسان ہی مرے صفحۂ دل پر مجھکو

جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہی کہانی تیری
جسکے آگے سے گذرتا ہی وہ کہتا ہی یہی
خوش نہین آتی ہی یہ بے مہرانی تیری
اس لیے بیتین جو واسطے پھرتے ہین خراب
ایک تصویر اگر کھینچدے مانی تیری

الحمد ہین ہی نہین وہم شعر کے نزدیک
زندگی ہی روح روان ہینسے روانی تیری
کیا تری شان ہی قربان ہون کریم
جستجو ہمکو ہی ای گنج نہانی تیری
صبح تک شام سے کرتا ہی زبان ذکر

نیند آتی ہی کسے سنکے کہانی تیری
نازو انداز و ادا مین ہی ترقی دہ چند
ہمنے ارزانی مین بھی پائی گرانی تیری
جان کی طرح سے رکھتا ہی عزیز اے گلرو

مثل گل ہنسکے کسی روز تو دلکو خوش کر
فتنہ طفلی تھی قیامت ہی جوانی تیری
گر مجوشی سے جلایا کیے کشت و چمن
داغ دل لالہ نے سمجھا ہی نشانی تیری

خون لاتی ہی ہمین غنچہ دہانی تیری
کونسے غلہ کا دانہ ہی تو اے دانۂ خال
برق ہو سکتی نہین شوخی مین ثانی تیری
طبیعت درخشندۂ نیر دفتران

ضیا بار سازندۂ این داستان + جلوہ سازان نیر حسن و جمال با کمال و درخشندگان بدر اکمل الکمال فلک بمثال مضمون ضیا تحویل برج حمل روشن عمل طبیعت سے بر محل زرچ خانہ خاطر شایقین مین یون فزین و منور فرماتے ہین اور آفتاب عالمتاب سخن کو برج حمل طبیعت فلک طوبیت سے سپہر حسن و جمال بیان پر ساطع و لامع کرتے ہین اور بدر کامل طبیعت احوال کو فلک تقریر پر لشعاع قلم نور رقم یون جلوہ گری دکھاتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر نے القش ستم کش کو واصل جہنم کیا اور گھر بار مال و دولت و خزانہ جاگیر و املاک بادشاہ نے ضبط کر کے خواجہ بزرجمہر کو دیا اُن دنون مین زوجہ القش وزیر بے پیر کی حاملہ تھی اُسنے بادشاہ سے بفریاد و زاری عرض کی کہ میرا شوہر گنہگار خطاوار سرکار دولتمدار تھا یہ لونڈی تو مجرم بارگاہ سلطانی نہین ہی بلکہ حقدار و مستحق آب و خورش و پرورش کی ہی کوئی گوشۂ خلوت مرحمت ہو کہ بنظر رحمت و مہربانی حضور کے زندگی بسر کرون کیونکہ سب مال و دولت و جاگیر و املاک بحکم شاہی ضبط کر کے بزرجمہر کو عطا کیا گیا بادشاہ چپ ہوئے اور بزرجمہر سے حال زوجۂ القش کا ظاہر کیا بزرجمہر نے کہا کہ اے بادشاہ القش جفاکش نے جب میرے باپ کو قتل کیا تھا تو ایک بدرۂ زر لا کر دیا تھا بہتر تو یہ ہی کہ اسے بھی حضور محل مین جگہ رہنے کی دین کہ یہ بیگناہ ہی شوہر اسکا خطاوار تھا سو قتل کیا گیا دوسرے یہ کہ اس احسان کا بدلہ یہی ہی جو بدرۂ زر دیا تھا غرض کہ بادشاہ جمجاہ نے اسکو محل مین رہنے کا حکم دیا زوجۂ القش بخدمت بادشاہ بیگم صاحب خاص بنکر رہنے لگی ایک دن بادشاہ فلک بارگاہ سریر سلطنت پر مکنت و حشمت پر زیب دہ تخت حکومت تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ خسرو انجم با فوج سیارگان تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہی صحبت جشن ہی ناچ ہو رہا ہی ساقی خوش ادا و مغنی عشرت افزا و بردہ حاضر ہین تمام اراکین سلطنت و وزیران ابہت پایہ بہ پایہ اپنے مقام پر بیٹھے تھے طبلے پر تھاپ پڑ رہی تھی عشرت کی گھڑی تھی تانین اڑ رہی تھین شعر مغنی چنگ و عشرت ساز کردہ + نوائے خرمی آغاز کردہ + بادہ جمجاہ مخمور بادۂ حکومت و عدالت ہی جام ارغوانی مئے خوشگوار پی در پی نوش کر رہا ہی داد عیش و خرمی جھوم جھوم کر دے رہا ہی اور خواجہ بزرجمہر کرسی وزارت پر بیٹھے ہوئے انتظام کار سلطنت مین مصروف ہین مصرع وزیرے چنین شہریارے چنان + اس محفل مین عیش و طرب کا کیا مذکور فلک پیر نظارہ کنان خوش و خرم خورد و کلان۔ ناگاہ محلدار دوڑ کر آئی اور خواجہ سراؤن سے خیر تولد فرزند ارجمند بادشاہ جمجاہ سنائی خواجہ سرا خوشی خوشی دوڑتے ہوئے آئے مجرا گاہ سے مجرا بجا لائے مژدہ فرحت بخش سنا کے دعائین دینے لگے۔ قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا	گل اقبال تو دائم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا

اے شہریار گردون وقار و اے بادشاہ فلک اقتدار ملکۂ دل آرام جمیلی کے بطن سے شاہزادۂ عالیجاہ آسمان پناہ مثل مہر درخشان و ماہ تابان برج حمل سے جلوہ افروز ہوا آج روز مسرت اندوز مثل روز نوروز عالم افروز ہوا عجب خوشی کا دن ہی دل ہر یک کا مطمئن ہی خدا حضور کو مبارک کرے دامن امید ہم دعا گویون کا گوہر بیش بہائے مراد سے بھرے اُس وقت بادشاہ کے ہاتھ مین جام بادۂ گلگون لبالب تھا پیا چاہتا تھا یہ مژدۂ فرحت افزا سنتے ہی مثل گل شگفتہ ہوا غنچۂ دل کھل گیا باغ مراد مین بہار آئی نسیم فصل گل مژدۂ جان بخش لائی کس چشم مسرت و انبساط سے بزرجمہر کیطرف

دیکھا خواجہ بھی مارے خوشی کے مثل گل شگفتہ ہوکر یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

ای باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے
بلبلو چلو کہ دن آئے بہار کے

کیا گلشن مراد مین تازہ کھلا ہی گل
شب بھر سنے چمن مین ترانے ہزار کے

دیگر بلبل کو سازوار ہو موسم بہار کا
عہد شباب ہمکو مبارک ہو یار کا

عجیب گل چمن دہر مین ہوا پیدا
کہ جسمے دعا ہی یہی عندلیب کی

ترانہ سنج عنادل نسیم مطرب ہی
گلچین باغ کے لئے کھٹکا ہو خار کا

یہ اشعار جو خواجہ بزرجمہر نے پڑھے تو اہل صحبت و حاضرین جلسہ بعشرت خرم وشاد ہوئے دعائین دینے لگے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ اس گل حدیقہ حسن و جمال و غنچہ جاہ و جلال شاہزادہ بلند اقبال جوان بخت خردسال کا نوش روان یعنے **نوشیروان عادل** نام رکھیے کہ یہ مژدہ فرحت افزا یعنے خبر تولد فرزند سعادتمند ہنگام نوشانوش بادہ سرجوش مین سنا ہی یہی نام مناسب اور اچھا ہی

اشعار

مبارک ہو ای شاہ گردون جناب
حکومت کا ملکو مین ڈنکا بجے

یہ فرزند مسعود والا خطاب
عدالت سے چرخ گردان کرے

غلامی کرے اسکی خاقان چین
ستارا ہو تابندہ اقبال کا

رہے ہفت کشور بھی زیر نگین
رہے غلغلہ جاہ و اجلال کا

بادشاہ کی خوشی کے مارے مثل گل کے باچھین کھل گئین کلیان نخل تمنا کی شگفتہ ہوئین حکم دیا کہ دروازہ خزانے کا کھولدو قیدیان گنہگار کو رہا کرو سب اہل دربار سرخ پوش ہون خمخانہ نشاط کے بادہ نوش ہون بادشاہ شادی پیدایش نور چشم مین مسرور وشادان تھے کہ محلدار نے آکر خبر دی کہ حضور مین بادشاہ عادل کی عرض کرو کہ زوجہ القش کے یہان بھی آج ہی لڑکا پیدا ہوا ہی اس ہیئت و صورت پر ہی کہ زرد رو اور زرد مو بال اسکے بھورے ہین آنکھین اسکی کرنجی ہین کوتاہ گردن تنگ پیشانی ہی سراسر حرامزدگی کی نشانی ہی بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا خواجہ نے بحکمت خیال کرکے عرض کیا کہ ای بادشاہ کیوان پناہ خانہ زادان دونون کے طالع دیکھکر حال عرض کرونگا بادشاہ نے اسکو بھی حکم پرورش ہونے کا دیا دایہ اور قابلہ خدمت مین ان دونون جاؤن کی حاضر ہوئین اور زچہ خانہ مین حسب معمول خدمت کرنے لگین بادشاہ نے فرمایا کہ شادی شہر مین منادی کرے اور حکم پہونچاوے کہ سب رعایا اہل حرفہ و اہل پیشہ کاندار اور اہل بازار آج سے چھٹی تک خوشی منائین اور جشن کرین سرکار سے کھانا پکا پکایا ملیگا اپنے گھرونمین ناچ دیکھین اور عیش عشرت کرین جس چیز کی احتیاج ہو سرکار سے بے تکلف لیلین اور داروغہ باورچی خانہ اور داروغہ سودی خانہ کو حکم دیا جاے کہ کھانے ہر رنگ کے عمدہ عمدہ لذیذ خوش ذائقہ آبدار خوشگوار خوانون مین چنوا کر سبکے گھرونپر دونون وقت صبح و شام جایا کرین اور شراب کے جام اور صراحی و سبو و شیشہ و کنٹر بلکہ خم کے خم کشتی مین لگا کر بھیجے جائین جسکو جس قدر خواہش ہو اسکو اتنی دین تکلیف تکلف سے دست بردار ہون اور داروغہ ارباب نشاط کو حکم پہونچایا جاوے کہ طوائف اور مطرب ہر ایک کے گھر پر جائین علے قدر مراتب ناچ کا سامان ہو کوئی نہ حیران ہو نہ پریشان ہو شہر مین جا بجا ہر گلی کوچہ مین نوبت خانے رکھے جائین حسب الحکم بادشاہ جہان عالی مکان سب سامان اسی وقت سے درست ہوگیا اور جشن ہر جگہہ شروع ہوگیا نوبتین بجنے لگین رعایا کے گھرون مین ناچ ہونے لگا جس کوچہ مین جا کر دیکھیے ایک جشن تازہ ہی ہر کوچہ پرستان کا نمونہ ہی کہین طوائف ناچتی ہی کہین کسی بائی کی نوچی ہی کہین حیدر جان سی خوش گلو کہین سندر سی خوبرو کہین مغل جان سی ترانہ سنج کہین گوہر جان سی بے پیچ کہین کشمیری ناچتے ہین بھانڈ نقلین کرتے ہین کہین تماشا سا خوش مقال کہین قایم علی ناچنے والا کہین چھمین بخش سا کھجاو تبانے والا کہین کندھیا سا خوش چشم کہین کیا خوب سا نقال کہین اندر سبھا کا ناچ ہوتا ہی کہین میر حافظ کی سبھا ہی کہین مداری کے ناچ کا تماشا ہی کہین سپیرا ہوتا ہی کہین چکارا الجبا ہی کوئی طوائف نشۂ شراب مین مخمور بادۂ عشق سے چور یہ غزل گا رہی ہی

غزل

جو کوئی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا
نام تیرا جسکو ورد ہو گلبدن ہو جائیگا

سامنا تجھسے جو ناوک فگن ہو جائیگا
غنچہ گل کی طرح خوشبو بدن ہو جائیگا

تیرے آنے کی چمن میں ہوگی ہر گل کو خوشی
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائیگا
وجد ہوگا ہر شجر کو دیکھکر اسکی بہار
میرے اُسکے اتفاق روح و تن ہو جائیگا

سرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہو جائیگا
دختر رز ہو گی جو حلقہ میں ہمارے بے نقاب
لا لہ غربت مرا داغ وطن ہو جائیگا
منزل مقصود دکھلائیگی توفیق ازل

حسن کا عالم دکھائیگا مجھے سیر چمن
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا
دم میں ہم جبتک ہیں چھٹنے کا نہیں میں یار سے
دوست دشمن ہونگے رہبر راہزن ہو جائیگا

کہیں کوئی کشمیری بحالت وجد کے عالم میں یہ غزل گاتا ہی اور بھاؤ بتاتا ہی **غزل**

آفتاب اک رزو بیٹھا ہی سرسے گلزار کا
پھول ہی جو اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہی
کعبہ پر نرغہ ہوا ہی لشکر کفار کا

زلف کے حلقہ میں دیکھا ہر گوشہ یار کا
ہر شجر اس نزع میں لاتا ہی پھل تلوار کا
ای صنم عاشق سے روپوشی نہیں لازم تجھے

غم نہیں گر ای فلک تیرہ ہی مجھکو خار کا
یاد آیا مارنا گنڈلی چمن میں یار کا
گرچہ ہیں پیش طاق ابروے صنم گیسو نہیں
پردہ موسیٰ سے نہیں اللہ کے دیدار کا

گاتے گاتے جھٹ پٹ ناک پر انگلی رکھکے عینک کر برق کے مانند یہ ٹھمری گانے لگا ٹھمری شدھ لاگ رہی توری اٹھ پہر + تن من کی نہیں سو ہے ٹھاک کبھر + شدھ لاگ رہی + بس مان ہر سو ہے کل نہ پڑت ہی + دکھلا دے کہون سو ہے ایک نجر + شدھ لاگ رہی + عرج کرت مور اجیا ڈرت ہی + دل دھڑکت دیکھ کیفیت تھر تھر + شدھ لاگ رہی + جسکو جسطرح کا ناچ پسند ہی وہ اُسکے مکان پر ہوتا ہی ہر جگہ جلسہ جما ہوا ہی کہین ستار بجتا ہی کہین طنبورا چھڑ رہا ہی کہین خالی بایان گمک دیتا ہی کہین چکارے کی صدا الگ پہر کہین دف بجا بجاکے لوگ خود گاتے ہین کہین جلسہ کم ظرفون کا ہی مثل قصابون اور جکوون کے جا وہین دورہ شراب چل رہا ہی نشہ میں جھوم رہے ہین تنبولیون کی دکانون سے گلوریان منگوا منگوا کے کھا رہے ہین چھکے اُڑ رہے ہین جوش سرور و مستی اور عالم خود فراموشی مین دارے بجا بجا کر یہ خیال گا رہے ہین پرستان کا سمان دکھا رہے ہین وہ خیال یہ ہی ناظرین پر واضح ہو کہ اس خیال مین علاوہ لطف زبان کے یہ صنعت ہی کہ حرف الف سے یے تک ہر مصرع ایک حرف آیا ہی اسکو خیال گانے والون کے محاورے مین اکہری سی حرفی کہتے ہین **خیال** ٹیپ ساقی مہر لقا مجکو کیسا یہ جام شراب دیا + بہ سرور ملی نہ خمار ہوا نہ گزک ہی ملی نہ کباب دیا چوک **اول** تر آج کدھر کو ہی دھیان ٹیا تو نے کیسا یہ بادۂ ناب دیا + ثمر اسکا ہی نشہ ملیگا نہ وہ اسی حیلہ سے تو نے جواب دیا + جنھین سمجھے کہتے زاہد و شیخ برا انھین لوگون کو بادۂ ناب دیا + حسب اُنکا ہی رند شرابی ہین وہ یہ ثواب کے بدلے عذاب دیا **اشعار**

دکھا دکھا کے نہ رندون کو تو جلا ساقی		خم و سبو کو نہ کیوں کعبہ کے گئے لا ساقی		
اُڑاتا زن و مرد مجھی کو کینگے برا کہ عوض	-	رسوم دہر سے اپنی نہ منہ پھرا ساقی		ذلیل و خوار تو سمجھا ہی محتسب کو کیا ساقی

مین شراب کے آب دیا + چوک دوم سنو محفل عیش کا مارہ بیان مجھے دختر رز نے جواب دیا + شب ماہ مین آیا نہ مہر لقا مجھے اور یہ داغ شتاب دیا + صنم اب مجھے جام صبا دل پلا سبب اتنا الم پہ عتاب دیا + فر اس سے نشاط و سرور کا ہی مجھے کیسا یہ بادۂ ناب دیا۔ **اشعار**

عبث تو کرتا ہی حیلہ حوالہ اور کلام		ظہور نشہ کا ہو جس سے صبح سے تا شام		طلب جو کرتا ہون مین ساقیا پلا دو جام
		اُڑاتا فقط عقل کا ساقی قصور ہی یہ کہ نہ تو نہ جواب باصواب دیا چوک سوم		غرور دور مین اپنے نہ کر تو ای ناکام

قسم اب تجھے بادہ و جام کی ہی کہ بتا جو چشم پر آب دیا + کبھی کوئی تو ساغر عیش پلا تجھے پیر مغان کا خطاب دیا + گلہ اور نہیں ہی جو ہی تو یہ ہی مجھے بادہ دیا تو خراب دیا + لب جام سے بادۂ ناب نے تب مجھے جوش مین آکے جواب دیا۔ **نظم**

د فور نشہ سے بخشش ہوا ہی گنہگار		نہ مجھسے منہ کو پھرا او ہوش میخوار		فزا ہی دور زمانے مین آج کل یارو
		اُڑا لی ہی جا بادۂ عیش و سرور ملا یہ سوال کیا یہ جواب دیا۔ چوک چہارم سنو		ہوس ہی دورہ میں کی نہ اپنا دل ہارو

چھاپ یعنی مقطع نام استادان خیال گو کے تھے رسا گیر ایسے ہی اہل ہنر کو جلا گئے اپنا عتاب دیا — تھے مدار ہی کبھی ایسے ہی اہل سخن کو کسی نے انھین نہ جواب دیا + ہوئے جوہری اہل سخن کے تھے وہ جنھین ہنر اکا نام خطاب دیا +

مگر عاشق علی نے بطبع رسا یہ جواب بخوشی شتاب دیا

اشعار

بنایا رنگ لیا کلفی والون کا جوبن
الٰہی بخش دکھاتے ہین بانکپن تن تن
گئے جو محفل عشرت مین قبو ہو کے مگن
ملیند کیون نہ کھیلا طرے والونکا ہو سخن

قطع آن پیچ مع چھاپ یعنے مقطع مصنف وہ سحر نے خیال بنا کر دیے کہ بقیم عطر گلاب دیا + الغرض خوشی پیدایش نوشیروان کی تمام شہر مین دن عیدرات شب برات ہر گلی گلی کوچہ بکوچہ ناچ رنگ رہس سپہر النگت سمجھا ہر دروازے ڈھول منطے بایان و بینا مورچنگ جلترنگ ستار طنبورے بج رہے ہین تانین ہر ایک کی اڑ رہی ہین نوبتین آٹھ پہر جھڑ رہی ہین نقارون سے کرڈم دھم کی آوازین آ رہی ہین

نظم

گرجنا وہ دھونسون کا مانند رعد
وہ تہنائیون کی سہانی دھنین
وہ جھانجھون سے جھنناٹے قرنا کا شور
وہ نقارون کا اور ترہی کا زور
وہ گھورین وہ نوبت کی اور اُسکے بعد
جھنجھین مشتری اور زہرہ سنین
تمام شہر نمونہ پرستان عیش و عشرت و

نشاط کا عجب سامان ہر زن و مرد خرد و کلان سرخ پوش و دوشالہ بدوش عجب عالم بہار تمام شہر لالہ زار نظر آتا ہے ہر ایک دعاے ترقی دولت و اقبال و ازدیاد مرتبۂ جاہ و جلال کرتا ہے اُدھر سے جو مسافر گذرتا ہے دیکھکر شکل آئینہ دنگ و حیران رہجاتا ہے الغرض اسی طرح چھٹی کا دن آیا اُس روز تمام ایوانات شاہی آراستہ ہوئے شہر کے تمام بازار پیراستہ ہوئے ملازم سے رعایا تک علے قدر مراتب سبکو جوڑے اور خلعت تقسیم کیے جاگیرین بخشین سیر بن زمینین دین شہر کے ہر گلی کوچہ مین دورویہ ٹٹیان گلاسون کی واسطے روشنی کے کھڑی ہوئین محل مین زچہ کے حمام کا سامان ہوا دایہ اور قابلہ نہلانے کو مستعد ہوئین ہزار ہا ستے سرگرم کاروبار تمام ہوئے آب گرم کی تیاری ہوئی بادشاہ خوشی خوشی پھرتے ہین پھولے نہین سماتے ہین کبھی اندر آتے ہین کبھی باہر جاتے ہین ہر ایک جوانی پری چہرہ سے چہلین کرتے ہین ہر ایک کا زر و جواہر سے دامن بھرتے ہین ادھر بزرجمہر نے کھچڑی کیجانے کا سامان کیا ہزارہا مرغ اور چوزے مرغ کے تابے نقرئی و طلائی لگن اور چمچے نا ہمیشون پر دیگیں سکے پورون مین کھچڑی گھی کے مٹکے چاندی اور سونے کے ہزار در ہزار بھاری بھاری سنہلی کڑھے طوق و طیور سونے کے اسمین ہیرا یاقوت لعل و زمرد پکھراج نیلم بیش قیمت جڑا ہوا واسطے مولود کے کشتیون مین لگا ہوا اور علاوہ ہزارہا جوڑے ہلکے بھاری کارچوبی نیت گو کھرو کے کشتیون مین ساتھ آگے آگے نشان کا ہاتھی پیچھے ساندنیان ہاتھی گھوڑے جلوسی ہر رنگ کے سات باجے ڈھول تاشے ڈھول مرتے بعد اسکے جلوس لشکر شاہی کا سب سرخ پوش بعد جوش بعد اُسکے انگریزی باجا جسکی رنگیلی تانین اور اکن بانسریون کی صدائین جنکے سننے سے پیر فلک مست ہو جاے اُسکے بعد ارغن باجا عجیب تال سم انکا جسکو سنکے وجد ہو باد بہاری کے گھوڑے بعد جنکے بگل کی صدا سے سواری کی شان معلوم ہو کھربان بردار برچھی دار جلوسی پیچھے سوار ہزار در ہزار پیادے نجیب بیشمار دشمن جو کی بلے اپنی تانین سب اڑا رہے ہین انعام قدم قدم پر پار ہے ہین چوبدار خاص بردار مرد ہے چاندی سونے کے عصے لیے ہوئے نقیب آگے غول کے آوازین مبارک سلامت لگاتے ہوئے روشنی کثرت سے چھتاتے ہزارہا فلیتے و بکتے ہوئے ہزارے صدہا اور انبر رال کے مٹکے چھڑکتے ہین روشنی کیا ہے گویا زمین سے آسمان تک آگ لگی ہے فنسین پالکیان بوچے محافے میانے ڈولیان سکھپال جاہ و جلال سے پیچھے پیچھے آئین تمام بزرجمہر کے محل کی ملازمان خاص و عام مگر سکھپال مین مان بزرجمہر کی جوڑا کارچوبی پہنے سر سے پاتک زیور مرصع کا جواہر آبدار مین لدی ہوئی بعد جاہ و حشم سوار کہاریان

زرق برق سواری سے آس پاس انکی پوشاکین مُطلّا و مرصّع چمکیلے جواہر کے سر پر لگے ہوئے لہنگا مُقیش کالی ہوئین شیکھپال کے پائے تھامنے دوڑتی چلی جاتی ہین آگے پیچھے آتش بازی چھوٹتی جاتی ہی انار بان ہوائیان ناسپال پٹاخے چرخیان مہتاب عجب سامان ہی کہ کبھی چشم فلک نے دیدۂ شوق سے نہ دیکھا ہو گوش چرخ نے نہ سنا ہو اس تجمل و حشم اور دھوم دھام سے چھٹی کی کھچڑی بزرجمہر لیکر دولت شاہی پر پہنچا بادشاہ کو خبر ہوئی بہت خوش ہوا سواریان سب ترین سامان ملاحظہ کیا مان نے بزرجمہر کی سلام کیا اور مولود مسعود شہزادہ بلند اقبال کی سر سے پاؤن تک بلائین لین گرد پھری اور زر و جواہر لعل و گوہر تصدق کیا پھر تارے دیکھنے کا وقت آیا زچہ کو عروس شب اول کیطرح آراستہ کیا نہلا دھلا کر پٹی پٹّی زر سر مین باندھی جوڑا لعلی سے اعلٰی بھاری سے بھاری پہنایا زیور جواہر بیش بہا کا زیب سراپا کیا عطر سہاگ موتیا و کیوڑا گلاب خوب لگایا دایہ سنبھالے ہوئے آئی صحن مین چوکی پر بٹھایا جواہرات کی بچھائی زچہ کی گود مین مولود مسعود کو دیا زچہ کو گھونگٹ نکالے تلوار ونسے ... صحن مین چوکی پر کھڑی ہوئی سات تارے آسمان پر گنوائے گئے چارون کونون کو سلام کرایا وہان سے لاکر بسم اللہ بسم اللہ کہکے مسند زرین پر بٹھایا نذرین گذرنے لگین روپیہ اشرفی زر و جواہر لعل و یاقوت ہیرا نیلم پکھراج تصدق ہونے لگا بادشاہ نے مرگ مارا مگر کیا مجال جو کوئی بادشاہ کو عوض مرگ مارنے سکے کچھ دے سکے کیونکہ وہ خود بادشاہ و مملکت خدیو حشمت ہی گائنون نے مبارکباد و بنا شروع کی ناچ رنگ جشن ہونے لگا بادشاہ انعام و خلعت دو بارا تقسیم کرنے لگا یہان زچہ کو تھال کھلایا گیا سونے کی سینیون مین تھال اور کھانا آیا ہر رنگ ہر طرح کا کھانا ہر طرح کی دال عمدہ پکی ہوئی ہر طرح کا سالن نادر ہر طرح کا پلاؤ اور چلاؤ اور زردہ سفیدہ تنجن مزعفر ہر طرح کی کھچڑی بھونی سادی قبولی خشکا چپاتیان پراٹھے میٹھے سلونے شیرمال باقرخانی شیر برنج اچار مربا سب تازے کھانے کے ساتھ باسی کھانا بھی اور تازہ پانی باسی پانی بھی کہ اس دن زچہ کو یہ سب چیزین کھلانے کی رسم ہوتی ہی پہلے زچہ نے تھال سات سہاگنون کے ساتھ کھایا بعد اسکے اور اسا سب کھانا زچہ کو کھلایا پانی پلایا بعدہ جشن ہونے لگا رقص شروع ہوا ارباب نشاط ناچنے لگے جلسۂ عیش و عشرت جمع ہوا ہر ایک ناچ دیکھنے مین مصروف ہوا ابیات

کوئی دن بج جائے لپک و رباب
عجب صاحب حسن پیدا ہوا
آئے دیکھ مہتاب تھا آفتاب
ادب ... دیکھے سارے نقارچی
دیا آن ... سباب عیش و طرب
دیا ... پہلے سم سے ملا
کہ دو دن دون خوشی کی خبر کیون نہ دون
محل سے لگا تا بدیوان عام
لگے کھینچنے زر کے توڑے تمقیر
سوارون کو عمدہ سے جوڑے دئے
جسے ایک دینا تھا بخشے ہزار

کرون نغمۂ تہنیت کو شروع
جسے مہر و مہ دیکھ شیدا ہوا
نیا حسن کا ایک سامان ہوا
لگا ہر جگہ بادلہ اور زری
غلاف آئینہ بانات پُرزر کے تانک
لگی پھیلنے ہر طرف کو صدا
بجے شادیانے جو وان اُس گھڑی
عجب طرح کا اک ہوا اژدہام
امیرون کو جاگیر لشکر کو زر
پیادون کو خوش ہو کے گھوڑے دیے
بھکتیونکا بھانڈونکا وہ اک ہجوم

خوشی سے پلا ٹکو ساقی شراب
کہ اک نیک اختر ہوا ہی طلوع
نظر کو خوش حسن کی جسکے تاب
جسے دیکھکر دنگ انسان ہوا
نیا تھا کھڑا نقار خانے کا سب
شتابی سے نقارون کو سنکے سا نک
صدا زیر و بم کی وہ بہر شگون
خوشی سے ہوئی گرد خلقت کھڑی
چلے لیکے نذرین امیر و وزیر
وزیرون کو الماس لعل و گہر
پیادون کو خوشی مین کیا زر نثار
مبارک سلامت کی ہر سمت دھوم

خوشی کے زبس ہر طرف سے تھے انبساط | کھڑے ناچتے اشپہ اہل نشاط |
غرضکہ شاہزادہ عالی تبار پلنے بہ ربتت خوشی اکھلنے لگا خواجہ بعد فرحت و خوشی نفس پانے لگا بادشاہ حظ زندگی پرورش پانے لگا بادشاہ حظ زندگی ذوی الاقتدار آغوش مادر مہربان میں پرورش پانے لگا بادشاہ نے کہا کہ حال طالع برخوردار نور الابصار کا بزرجمہر سے ایک مرتبہ اس تقریب شادی مولود مسعود کے کئی روز بعد بادشاہ حسب الارشاد بادشاہ کیا دریافت کیا جلد بیان کرو کہ اطمینان خاطر ہو خواجہ بزرجمہر

اشعار

اسی وقت سال طالع شناس | لگا کھینچنے زائچے بے قیاس | دھری تختی اک آگے قرعہ لیا
کیا دھیان شہزادے کا برملا | جو پھینکا تو شکلیں گئیں تعین ال | کئی شکل سے دیکھا پھر متصل
یہ خواجہ نے پھر شاہ سے عرض کی | کہ ہر گھر میں امید کی کچھ خوشی | یہ سن ہمیں لے عاشقوں کے شفیق
بہت ہینے تکرار کی ہر طریق | نظر خوب کی پھر بیا من انبساط | ہر ایک ایک نقطہ میں فرو نشاط
ہر اسباب پر اجتماع تمام | کہ طالع ہے فرزند کا نیکنام | ستاروں میں طالع کے اچھے ہیں طور
خوشی کا کوئی دن میں آتا ہے دور | نظر کی جو تثلیث و تسدیس پر | تو دیکھا کہ ہے نیک آنکی نظر

غرضکہ ای بادشاہ گردون بارگاہ خداوند کریم حضور پرنور کو مبارک کرے تا صد و سی سال اسے سلامت رکھے یہ فرزند ارجمند بادشاہ ہفت کشور اور شہنشاہ جبر و بر ہوگا اور عدالت بعقل و کیاست کرے گا اور دربار میں اُسکے کرور سوار کے افسر بیٹھیں گے سرداران اولوالعزم و پہلوانان پرشکوہ ملازم بخدمت گزاری رہینگے دربار شاہانہ بفخر و افتخار جمع رہیگا اور شہزادہ تاج شاہنشاہی تخت سلطنت پر متمکن ہوگا یہ شہزادہ نہایت پاک طینت اور نیک نیت اور صاحب خلق و مروت فہیم و عقیل و ذہین ذکی بہت ہوگا اور بڑا بہادر دلیر و شجاع قوت و طاقت میں بے نظیر صاحب جاہ و صاحب شمشیر ہوگا لیکن اس سے اور مسلمانوں سے ہمیشہ فساد جھگڑا جنگ و جدل مقابلہ و مجادلہ رہیگا اور اُسکا وزیر بد تدبیر یہ طفل صغیر بختیارک القش وزیر بے پیر کا ہوگا جو ساتھ اس شاہزادہ والا قدر بلند مرتبت کے پیدا ہوا ہے حضور یہ بڑا مفتری اور مکار بد کردار فتنہ انگیز آفت ہے یہ لڑکا بعہدہ وزارت اپنے اس شاہزادہ بلند مرتبت کو بعد بادشاہت حیران و پریشان نالان و ترسان شہر بشہر دیار بدیار پھراوے گا ہر ملک ومہر دیار میں مسلمانوں سے لڑوادے گا اور یہ صاحبزادہ اسکے کہنے کو بہت مانے گا خیرخواہان بادشاہ فلک جاہ بخوف جان و مال آبرو خانہ نشینی اختیار کرینگے اسی وزیر کا دور دور دور ہوگا زمانہ ناہنجار بدکردار کا طور بے طور ہوگا یہ سنکے بادشاہ جمجاہ قباد شہریار نے کہا ای خواجہ بزرجمہر اس شہزادے کی جان کی تو خیر ہے خواجہ بزرجمہر نے عرض کی ای معدلت پناہ بادشاہ فلک بارگاہ

نظم

کہ اعلیٰ ہے اب سالوں میں مشتری | ولیکن مقدر ہے کچھ اور بھی | انہیں نے کی آپ کے یاوری
خوش اقبال لڑکا یہ ہے پر ولے | خطر ہے اسے فوج اسلام سے | کہ ہیں اس کے پلے میں برے طور بھی
نحوست غربت کی کچھ سیر ہے | کچھ ایسا نکلتا ہے طالع میں اب | شہا جان کی سب طرح خیر ہے
| | خرابی ہوا اسکی کریگی سبب

یہ سنکے بادشاہ جمجاہ قباد شہریار بہت محزون و مغموم ہوا اور فرمایا ای خواجہ بزرجمہر نام القش کے بیٹے کا کیا رکھا جاے خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ اس لڑکے کا نام بختک رکھیے کہ یہ لڑکا بڑا صاحب نصیب ہے اور برائی پھر اسکی آپ پر ظاہر ہے مگر اسکی پرورش لیجاتی ہے بادشاہ نے کہا ای خواجہ بزرجمہر اگر تمہاری راے ہو تو میں اسکو اور اسکی ماں کو قتل کر ڈالوں بنیاد فساد مٹاؤں خواجہ بزرجمہر

نے عرض کیا کہ آپ ایسا بادشاہ عادل اور پیشتر از وقوع واقعہ سزا کسی کو دینا اور ناحق خون ناحق اپنی گردن پر لینا نہ چاہیے حضور جو کچھ تقدیر مین کاتب قدرت نے تحریر کیا ضرور اسکا ظہور ہوگا مصرع علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ای بادشاہ عادل شاید میری اسے غلطی پر ہو آپ تامل فرمایئے اور دونون لڑکون کو پرورش کرنے کا حکم دیجیے **نظم**

کہا شہ نے اسپر نہین اعتبار
ہوئی کچھ خوشی شہ کو اور کچھ الم
جو چاہے کرے میرا پروردگار
کہ دنیا مین توام ہی شادی و غم
وہ شاہزادہ بلند اقبال بڑھے

ناز و نعم سے پرورش پانے لگا دن رات کنار دایۂ آرزو و مراد ظل عاطفت پدر و مادر مین وہ گل مراد سرسبز ہونے لگا جوش و ولولۂ اتحاد مین خرم و شاد رہنے لگا اس نونہال دوحۂ سلطنت و گل حدیقۂ جاہ و حشمت کا سن جب سال بھر کا ہوا سالگرہ کی تیاری ہوئی اسی طرح کا سامان جشن کیا گیا وہی دھوم دھام خوشی کا ازدحام وہی روشنی وہی ناچ رنگ وہی شادی و مسرت ہوئی اسی طرح جوڑے تقسیم کیے انعام بانٹے گرہ لگائی گئی عیش و عشرت کی گھڑی ہوئی ناظرین پر واضح ہو کہ اگر شادی سالگرہ کا سامان تحریر کیا جائے داستان طولانی ہو جائے طول دینا اچھا نہین لہذا مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہی کہ جب شہزادۂ عالی تبار فرزند گلعذار کا سن پانچ برس کا ہوا بڑی دھوم اور بڑی خوشی سے بسم اللہ کی تیاری شروع ہوئی سامان جشن و عیش و عشرت ہوا کوچہ بکوچہ گلی گلی گھر گھر رعایا اور برایا سبکو حکم جشن عام ہوا ناچ رنگ ہر جگہ قصر عالیشان کی سجاوٹ پر قصر فلک ہفت رنگ نثار خزانے کا دروازہ کھل گیا سیم و زر کیسا جواہر بیش بہا تقسیم ہونے لگا بڑی خوشی ہوئی استادان ذی ہنر و فاضلان علم سربسر و اہل فنونان پیشتر سے بلوائے گئے شہر کے ذی کمال خوش مقال آنکے حاضر در دولت فیض منزلت ہوئے **نظم**

ہوئی اسکے مکتب کی شادی عیان
کئی سال مین علم سب پڑھ چکا
وہ علمون کا حافظ ہوا حرف حرف
ہوا ساوہ لوحی مین وہ خوشنویس
لیا ہاتھ مین خامۂ مشکبار
خفی و جلی مثل خط شعاع
کیا خط گلزار سے جب فراغ
کہ ہی خوب اب مختصر داستان
ہوئین وست و بازو کی رسائیان

ہوا پھر اکھٹا شادیون کا سمان
لگا ہندسہ ہیئت اور نجوم
اسی نحو سے عمر کی ابتدا صرف
ہوا جبکہ نوخط وہ شیرین رقم
لکھا نسخ و ریحان و خط غبار
شکستہ لکھا اور تعلیق جب
ہوا صفحہ خط گلستان باغ
رکھا چھوٹ نے بھی جو لکڑی پہ ہاتھ
اترائین گئین ہاتھ مین کھائیان

دیا تھا اسے حق نے ذہن رسا
زمین سے فلک تک ہوئی اسکی دھوم
عطارد کو آنے لگی اسکے ریس
پڑھا کر لکھے ساتون اسکے قلم
عروس الخطوط اور ثلث و رقاع
رہے دیکھ حیران اتالیق سب
کرون علم کا مین کہان تک بیان
کیا اسپہ شفقت ذہانت کے ساتھ

ناظرین پر مکین پر واضح ہو کہ اسطرح پسر القش وزیر پسر یعنے بختک بھی بادشاہ کے بیٹے کے ساتھ پڑھایا گیا کسب و کمال فن و ہنر اسی طرح سب سکھایا گیا بادشاہ بختک کو دیکھکر ہر دم اندیشہ ناک و خوف زدہ ہوا کرتا تھا اور شاہزادۂ والا قدر کی محبت کا ہر وقت دم بھرا کرتا تھا شاہزادے کو مدام اپنے پاس بٹھا کر دربار مین رعیت و اپنے قواعد و آداب سلطنت و تہذیب آئین شہریاری و طریق گیتی ستانی و امور جہانبانی دکھلاتا تھا اور سکھلاتا تھا بارہا شاہزادہ بلند اقبال سے فرماتا تھا کہ ای فرزند ارجمند یہ میری نصیحت خوب یاد رکھنا بعد میرے خواجہ بزرجمہر کو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا کبھی خلاف رائے خواجہ بزرجمہر کسی امر مین قدم نہ دھرنا یہ تمھارا نہایت خیر خواہ ہی اور ہمیشہ تم اسکو اپنا بزرگ سمجھنا محبت کی بھی رسم و راہ سے

نوشیروان خواجہ بزرجمہر کو ہمیشہ عم نامدار یعنی چچا جان کہا کرتا تھا قباد شہریار ہر بات مین یہی فہمایش کرتا تھا کہ بیٹا
نوشیروان ہرگز ہرگز سنجتک کو عہدۂ وزارت نہ دینا یہ طفل کینہ دیرینہ اپنے باپ کے قتل ہونے کا بزرجمہر سے
نکالے گا اسوقت بزرجمہر تم سے جدا ہوجاے گا پھر یہ ملک و مال دولت و حشمت حکومت و سلطنت جاتا رہے گا
بگڑا ہوا کام خانہ ہرگز تمہارے بنائے نہ بنے گا خبردار خبردار بہت ہوشیاری کرنا کوئی غفلت مین کسی وقت قدم نہ دھرنا
نصیحت کو یاد رکھنا دلکو شاد کرنا الغرض قباد شہریار پچیس برس کے سن تک نوشیروان عادل کو سمجھایا کیا جب
نوشیروان اور سنجتک کا سن پچیس برس کا ہوا قباد شہریار بیمار پڑا تیمارداری ہونے لگی مگر مرض الموت کا

کیا علاج ہے اسکو دوا سے صحت کی کیا احتیاج ہے

دوسرا داستان حیرت بیان انتقال کرنا قباد شہریار کا باغ ہستی سے طرف گلستن عدم کے اور صورت بلبل نالان آہ وزاری اور محزون خاطر ہونا بزرجمہر کا غم مین قباد شہریار کے اور تخت نشین ہونا نوشیروان کا سریر سلطنت پر اور وزیر ہونا سنجتک بن القش کا اور آنا ایک تاجر کا فریاد کو کہ میرا مال قزاقون نے لوٹ لیا اور گرفتار کرانا انکا اور آنا ابوالخیر لاسکانی قزاق کا قید ہوکر اور سپرد ہونا اسکا خواجہ بزرجمہر کے پاس واسطے سیکھنے زبان جانورون کے

ساقی نامہ

غم انگیز ساقی پلا دے شراب
پلا آج رندون کو غم کا زلال
ہے قلقل کی آواز نالے کے ساتھ
وہ مے نوش جب ہوئے گا شہریار
سحر پر ہو چشم کرم ساقیا
مشعل راہ عدم داغ عزیزان ہوگا
رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
پھر نہ ہوگا یہ گھر آباد جو ویران ہوگا
نالۂ بلبل شیدا مین اگر ہے تاثیر
محتسب توڑکے شیشہ کو پشیمان ہوگا
سایہ مین [illegible] مری گور کھدے کی اگر [illegible]
وہ گنہگار ہون جو سرو چراغان ہوگا
دست گستاخ مین قزاق کا پاتا ہون ہنر
ننگ [illegible] سمجھا کوئی سلطان ہوگا
بے نیازی سے فریب کرے عیار دے
رقم کرد داستان رنگین ار تسلیم

کہ ہے بیقراری بچشم پر آب
ہین خشکیدہ لبہاے جام و سبو
اٹھا ساقی شیشہ زنی کو نہ ہاتھ
پھر اب یان کا شغلانہ سامان ہے
کہ تو ہم ہے شادی و غم ساقیا

اشعار

کیسے دن [illegible] کوئی رہزن یان ہوگا
گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا
مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سبزے سے سیاہ
دست صیاد مین گلچین گریبان ہوگا
تیری فریاد کا محتاج مین واماندہ نہین
ای پری رو تری دیوار کا احسان ہوگا
خط کا آغاز قیامت ہے رخ رنگین پر
ایک دن یار مرے ہاتھ سے عریان ہوگا
بعد میرے نہ گرفتار سے [illegible] کا مجھسا
ہم نہ تھا نیکی نہ باصورت انسان ہوگا

مناسب ہے مجھکو بھی حزن و ملال
ذرا دیکھ تو شیشہ و خم کو تو
خوشی ہوگی بعد از الم آشکار
کہ میخانہ رشک پرستان ہو
رنج و راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا
خال ہندو سے ترے خون مسلمان ہوگا
سجود کرنے کی نہین روح نکلکر ای یار
گوشۂ چشم کوئی گوشۂ داماں ہوگا
بوے [illegible] ہے اس میکدہ مین کیفیت
ای جرس [illegible] قافلہ نالان ہوگا
آتش عشق سے ہوتا ہے سراپا تن داغ
خار و گل دیدۂ انصاف مین یکسان ہوگا
حسن کا خاتمہ تو عشق کا یہین خاتمہ ہون
زلف خوبان کا بہت حال پریشان ہوگا
بیت نویسندۂ داستان الم

نگارندگان جادو ملک عدم و قافلہ آرایان دشت شادی و غم شاخ قلم بدست
رقم کو حسب حال قضا مال پر رباعی کسی استاد کی پسندہ کے صفحۂ قرطاس صفحۂ اساس پر یون روان کرتے ہین رباعی

اے مرگ ہزار خانہ ویران کر دی | در ملک وجود غارت بان کردے
ہرگز سر بیلے بہا کہ آمد بجہان | بردی و بزیر خاک پنہان کردے

کہ جب قباد شہریار بعارضہ مہلک بیمار ہوا خواجہ بزرجمہر کو بلا کر یہ ارشاد کیا کہ اے عالم بے بدل کامل اکمل تجھکو اپنے پسر نور نظر نوشیروان کو سپرد کرتا ہون خبردار خبردار ملک اقلیم تاج و دیہیم سے بہت ہوشیار رہنا رعیت کو دلشاد رکھنا شہر کو عدل و داد سے یاد رکھنا نوشیروان کی رفاقت نہ چھوڑنا ہمیشہ اوسکو راہ نیک بتانا خواجہ بزرجمہر نے بگوش اس کلام حسرت انجام کو سنتا رنج و غم صدمہ والم سے سر دھنتا مگر قضائے آلہی سے کیا چارہ شمشیر اجل سے ہر ذی حیات کا دل صد پارہ ہے ناگاہ آمد ملک الموت ہوئی امراض مہلک نے ترقی کی ماتھے پر موت کا پسینا آیا روح جسم سے نکلنے لگی دم گھبرایا ہاتھ پانون مین تشنج ہوا رگین کھنچنے لگین مسافر ملک عدم نے کوچ کی تیاریان کین پانون کبھی سمیٹے کبھی پھیلائے ہاتھ اٹھا اٹھا کے دہسے دہیسے مارے جب روح ہر طرف سے کھینچ کے دماغ مین بند ہوئی دم سینہ مین آکر اٹکا تھوڑی دیر مین ایک دو ہچکیان آئین طائر روح قفس جسم سے طرف گلشن عدم کے پرواز کر گیا صیاد اجل نے بلبل روح کو جب کشاکش بند حیات سے نکالا بحکم باغبان قضا و قدر گلزار عدم مین چھوڑ دیا یعنے قباد شہریار راہی دار البوار ہوا ہر ایک کو غم والم بیشمار ہوا محلات معلے مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر شخص یہ واقعہ سنکر کمال دردمند ہوا بزرجمہر کو کمال ملال ہوا غم سے عجیب حال ہوا جنازہ قباد شہریار کے اٹھانے کا سامان کیا اسدن اسی کاروبار مین سب مشغول رہے غرضکہ بعد کئی روز کے جب الم تازہ و غم بے اندازہ سے فراغ ہوا بزرجمہر نے تخت شاہی سریر جہان پناہی تیار کیا جلسہ سلطنت جلوس شاہانہ مہیا کر کے نوشیروان عادل زمان کو تخت شاہی پر بٹھایا تاج شاہنشاہی جہان پناہی زیب سر انور نوشیروان عادل کیا جلوس شاہانہ و دربار خسروانہ جمع ہوا چہ سو ندیم بارہ سو شہزادگان پر تمکین گرد تخت سلطنت کرسی نشین دو لکھ مکین العمارہ سو عہدہ داران سلطنت بہ تمکنت و حشمت کرور سواران زرہ پوش لاکھ افسر پیدلان سلح شور سردار سر بیٹھے مین خواجہ بزرجمہر نے اس دربار عام مین کہا اے نوشیروان تمکو بموجب وصیت قباد شہریار بے تحبت و تکرار اسوقت تک سب احکام بادشاہ متوفی عمل مین لایا اور تمکو برضا و رغبت و بخوبی تمام تخت نشین کر کے مسرور ہوا اب تمکو مناسب ہے کہ بموجب نصیحت اپنے پدر عالیمقدار کے تم بھی عمل درآمد کرو کہ کبھی خلاف رائے میری کسی امر مین دخیل نہونا جس طرح مین کہون اسی طرح کرنا اور اگر یہ امر نہین ہے تو تمکو اختیار ہے یہ عہدہ وزارت جسکو چاہو دو مجھ پر یہ بار گران بار بہ رعایت و یہ جبر خاطر ناچار نہ دھرو نوشیروان نے کہا اے عم نامدار آپ میرے چچا ہین بجائے باپ کے دوسرے والد ماجد بھی نسبت آپ سے وصیت مجھسے کر گئے ہین کبھی خلاف رائے آپ کے نہ کرونگا احاطہ اطاعت سے آپکی قدم باہر نہ دھرونگا یہ سنکر بزرجمہر نے کہا اے فرزند تم میری آنکھین ہو نور نظر راحت دل و جان بزرجمہر نالان ہو مین چاہتا ہون تم ہمیشہ خوش و خرم محتشم و محترم صاحب تخت و تاج رہو صاحب حکومت تمکنت و حشمت ہو عدل و داد کا رواج ہو الغرض روز جلوس بادشاہ نوشیروان بعد ہو ذیشان سب حاضرین دربار و سرداران نامدار نے نذرین دین جشن ہونے لگا تجبتک کو نوشیروان نے چالیس وزیرون کا افسر کیا یہ کبھی دربار مین حاضر رہتا ہے ایک روز دربار مین نوشیروان تخت شاہی پر رونق افروز

حلقہ بنے ہوا تھا بڑے بڑے جری دلیر بہادر دلاور جلوہ فرما تھا گرداگرد سرداران نامور اور جوانان ملازمان وافسران
شجاع فخر رستم و زال دستگون پر بیٹھے تھے کاؤس کرمانی و کاؤس کاشانی و ابداع لاہوت و تہم زرین کلاہ
و قارن رزم زن و قارن قیل تن واہرمن درشت چنگال و سمر شار قوی بازو و مدہوش کوہ پیکر و آرد
شیرین گستہم و مارو شیرین گستہم و ابلق سوار بن گستہم و گیہان بن گستہم و فرہان شیرین افگن و نریمان
قیل کن وغیرہ سردار سب کے سب اپنے اپنے پایئے اور امکنہ پر مقیم تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قمر برج شوکت
و شان باشکر ظفر پیکر سیارگان لعد زینت و زیب ابہت فرمائے سریر سلطنت ہی یا مہر درخشان تعبا زنگی
و زیبندگی و بہ مکنت و حشمت زیب اورنگ افلاک حکومت ہی کہ ایک سرکار سے دوڑے ہوئے آسکے دربار عالم
مین حاضر ہوئے مجراگاہ پر با ادب استادہ ہو کے بادشاہ معدلت پناہ کو دعائے ترقی عز و جاہ و ازدیاد مال
و دولت و مکنت و حشمت دی اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکے یہ شعر پڑھا شعر
الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + ای بادشاہ گردون بارگاہ کیوان جاہ مہر کلاہ ایک تاجر
جسکا مال کسی نے زیانکاری و مکاری سے خرید کیا اور اُس بیچارے کو گرفتار عذاب شدید کیا وہ درد دولت
ملازمان باشوکت پر حاضر ہی کچھ حال ہمسے نہین بتاتا ہی کہ کسنے اُسے ستایا ہی کس سنگدل نے اسکا
دل دُکھایا ہی جب نوشیروان نے یہ ماجرا سنا خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا بزرجمہر نے بادشاہ جمجاہ سے
عرض کیا کہ حضور اُس مستغیث کو اپنے سامنے بلوا کر استفسار کیجیے پھر جیسا مناسب وقت
ہو حسب قواعد سابقین حکم دیجیے انصاف کرنا معاملہ کا ضرور ہی عدم توجہی عدالت سے ویرانی
بادشاہ نے حکم دیا کہ اُسے سامنے ہمارے لاؤ حال پریشان اُسکا دکھاؤ ملازمان سرکار معدلت مدار
حسب الحکم بادشاہ ذوالاقتدار اُس مستغیث کو سامنے لائے جب وہ سامنے آیا بادشاہ نے
ملاحظہ فرمایا کہ ایک مرد پیر جسکی اسی نوے برس کا سن رنگ سرخ و سفید بلند قامت دبلا پتلا
کشادہ پیشانی کلان چشم سرد و گرم روزگار چشیدہ گردش لیل و نہار دیدہ نشیب و فراز زمانہ دیکھے ہوئے
مصیبت اٹھائے ہوئے لباس عمدہ و معقول غمزدہ و ملول جفا و ظلم و ستم سے دامن لذل تار تار شمشیر وجود
سے جگر فگار بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ ای مرد پیر مضطر و دلگیر حال بیان کر کہ فلک کجرفتار تجھسے
کس طرح پیش آیا تجھے کیا حادثہ عظیم درپیش آیا کس مرد ظلم لباط نے تیرے ساتھ چال سے قماربازی
کی زمانہ ناہنجار نے کون سی کجروی و دغابازی کی کہ تجھ ایسے عاقل و فرزین کو مات کیا کیا ظلم و ستم بیان
کیا اُس مرد پیر نے زمین عبودیت کو بوسہ دے کر دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ معدلت پناہ یہ غلام
مبتلاے آلام ایک تاجر ہی ہر کہ و مہ اس ملک کا میرے حالات سے ماہر ہی مین ہمیشہ لباس نفیس قابل
پسند خاطر امرا و اشیاے نادرہ و اموال نایاب لیکر شہر بہ شہر دیار بدیار واسطے تجارت کے جاتا تھا اور اس
مال تجارتی سے بحسن تدبیر نفع کثیر اُٹھاتا تھا ان دنون خبر جلوس تخت سلطنت حضور سنکر تحفہ جات
و مال عمدہ عمدہ لیکر طرف آستانہ دولت نشانہ حضور کے چلنے والا تھا جب قریب ملک مدائن کے پہونچا
تمام مال و اسباب خادم کا ایک قزاق نے لوٹ لیا ہمراہیون کو میرے مار ڈالا مین اپنے متاع جان کو
غنیمت جانکر بھاگا لہذا امیدوار ہون کہ حضور انصاف پروری اور دادگستری فرمائین اُس قزاق
کو گرفتار کرین اور مال و اسباب میرا مجھے دلوا دین کہ مین ہمیشہ اس شہر مین آتا

آتا جاتا ہون زمانہ قباد شہریار مین کبھی کوئی مجھسے خبر نہوتا تھا مین ہر جگہ ہر مقام پر چین سے سوتا تھا اب اُس بادشاہ
معدلت پناہ کے مرتے ہی زیر دیوار شہرپناہ حضور قزاق اور رہزن بسنے لگے مسافر لٹنے لگے بادشاہ
نوشیروان نے یہ سنکے خواجہ بزرجمہر سے کہا ای عمنامدار ذیقدر و ذی وقار آپنے سنا ہماری حد عملداری
مین راہزنی ہونے لگی رعایا آنسوؤن سے منہ دھونے لگی تاجر لوٹا گیا مال تلف ہوا خواجہ بزرجمہر نے عرض کی
ای بادشاہ عادل باذل حضور وزراے خوش تدبیر سے تاکید نہین کرتے کہ تم کیسی وزارت کرتے ہو راہ خبرگیری
ملک مین نہین قدم دھرتے ہو چالیس وزیر ہین اور بندوبست مملکت نہین ہوسکتا ایسی غفلت اور
بیہوشی حکومت فراموشی ہی اور خادم فی الحال اندوہ و غم و رنج و الم بادشاہ قباد شہریار مین ہی مجھکو کچھ اپنے
دست و پا کی خبر نہین جبھی تو نتیجہ بد ظہور مین آیا فلک کج رفتار نے یہ دن دکھایا اب کیا مشکل امر ہی حکم محکم فرمائیے
فوج بھیجیے قزاقان اور رہزنان بدکردار کو قتل کرے یا گرفتار کر لائے بادشاہ نے وسعت براست اپنے
ملاحظہ کیا تو سعد زرین کمر اور سعید زرین ترکش دو سردار خوش کردار دلاور بہادر جرار اُٹھ کھڑے ہوئے
بادشاہ جمجاہ کو نذر دی خلعت رخصتی ملا ساٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر بارادۂ قتل و گرفتاری قزاقان
و رہزنان بدمعاش کی تلاش مین روانہ ہوے ہر جگہ آب لذیذ و غذاے لطیف و جاے دلکش و پرسبزہ
و شاداب ہوئی بعد قطع منازل و طی مراحل بادیہ پیمائی کرکے قریب اُس پہاڑ کے پہونچے جہان وہ قزاق رہتے
تھے سب فوج کو گرداگرد ہر درۂ کوہ مین بھیج دیا سب فوج فرداً فرداً جابجا درۂ کوہ مین اور گھاٹیون مین پوشیدہ ہوگئی
مگر سردارون اور ہرکارون کو خبر دریافت کرنے کو بھیجا اُن ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ ہم نے خوب تحقیق اور
دریافت کیا ہی وہ قزاق کسی مقام پر لوٹنے مارنے گئے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ اب وہ وقت ہی شعر
قرص خورشید در سیاہی شد ⁂ یونس اندر دہان ماہی شد ⁂ دیگر رومی پہ حبش نے فتح پائی ⁂ پس ظلمت
شب تمام چھائی ⁜ القصہ جب نصف شب گذری اور قزاقون کو لوٹ سے مہلت ملی اپنے مقام پر
آئے لوٹ کا اسباب لائے وہ سب مال و اسباب لاکر ایک جگہ جمع ہوا آپس مین یہ مشورہ کیا کہ کل صبح کو
یہ مال و اسباب آپس مین تقسیم کرکے حصہ بانٹ کرینگے اب اسوقت تھکے ماندے راہ کے ہین غافل ہوکر
سو رہے بخت خوابیدہ نے فتنہ گری دکھائی نیند بیہوشی سے آئی یہان ہرکارون نے خبر دی سب دلاوران
نبرد آزما سعد اور سعید جرار با جماعت پانصد سوار چہار طرف سے آپڑے ہر ایک کی مشکین باندھ لین
اور مقید کرکے لیچلے ان قیدیان مکار و قزاقان ستمگار کو اعرابیون پر بٹھا اُنکے طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے
دربار فلک وقار بادشاہ نوشیروان مین حاضر کیا یہان بادشاہ ہفت سریر جہانبانی پر جلوہ فرمایا تھا
سعد اور سعید نے اول مجرا کیا بادشاہ نے حال پوچھا اور کہا کہ بیان کرو قزاقون سے کیا معاملہ درپیش آیا
اُن دونون نے عرض کی کہ اقبال شہنشاہی و جہان پناہی شریک حال خادمان خوش مآل اور فضل ایزد متعال
تھا کہ اُن ظالمان بدکردار کو ملازمان حضور فیض گنجور نے گرفتار کیا اور کشان کشان بحال پریشان
بارگاہ فلک اشتباہ مین حاضر ہین امن و امان سے تمام ہین بادشاہ نے سبب یہ کلام نیک فرجام اُن عالی مقام
کے سنکے حکم دیا کہ اُن قزاقون کو ہمارے سامنے لاؤ حال اُن چورون کا ہم بھی دیکھا [illegible]
سعد اور سعید اعرابیون پر سے [illegible] آہنی [illegible] قبضہ مین کیے ہوے سامنے بادشاہ
کے لائے بادشاہ نے جلاد بلوائے اور حکم دیا کہ انواع عقوبت اور عذاب سے ان سب کو

قتل کرو ذرا تامل کیجیے سردار ان قزاقون کا کہ نام اسکا ابوالخیر لامکانی تھا عقل وفطرت کا بانی مبانی تھا مرد جہان دیدہ
سرد وگرم روزگار چشیدہ تھا جب اسنے دیکھا کہ میرا پیمانہ عمر لبریز ہوا رشتہ حیات قطع ہونے والا ہی بے اختیار
آگے تخت شاہنشاہی کے آکے کھڑا ہوکر دعاے درازی عمر و دولت و اقبال وحشمت دینے لگا اور دست بستہ
عرض کیا ای بادشاہ عالیجاہ مین قزاق ابوالخیر ہون ہمیشہ صحراے سبزہ زار مین مائل سیر ہون ہمیشہ ہمیشہ
میرا مسکن دشت وکوہ وصحرا ہی کہ وہ مقام نہایت پرفزا ہی مین صحراے پرفزا کو اپنے گلشن پربہار جانتا
ہون شب وروز وحشیان دشت سے صحبت رہتی ہی بچپن سے سنتے سنتے ہین تمام جانورون کی زبان سمجھنے لگا
اور اب مین اُنھین کی زبان مین اُن سے باتین کر لیتا ہون مین سب وحشیون اور طائرون کی زبان بخوبی جانتا
ہون بادشاہ کو کمال استعجاب ہوا اور نہایت اشتیاق سے فرمایا کہ ای ابوالخیر تو زبان طائرون کی اور
وحشیون کی مجھے سکھائیگا ابوالخیر نے عرض کی کہ غلام اچھی طرح سے بتائیگا مگر حضور کے امور ملکی و
مالی مین فرق آئیگا اور اوقات دربار عدالت فرمانروائی حکومت وسلطنت کو ہرج دکھائیگا فرصت
قلیل علم کثیر اسکی حضور کیا تدبیر اس کے سیکھنے کو بڑی فرصت چاہیئے دیکھنا چاہیئے اگر انسان
علم عربی پڑھا ہوا اور پھر فارسی پڑھے تو ایک عمر صرف کرے اس نحو سے علوم حاصل ہون کہ ہر طائر
ہر درندہ ہر گزند کی زبان مفہوم کرنا اور انکے لہجے یاد ہونا اور اُن کی گویائی کے طریقے سمجھنا تو یہ بہت دشوار
ہی اسکو ایک عمر نوح چاہیئے مگر ہان ایک صورت ہی کہ خواجہ بزرجمہر کہ یہ حکیم حاذق ہر علم مین لائق ہین ان کو
حکم ہو کہ زبان وحوش وطیور مجھسے سیکھین یقین ہی کہ وہ اپنی فہم فراست اور عقل وکیاست سے بہت جلد یہ
علم بھی حاصل کرلینگے اپنی حکمت عملی سے ان زبانون کو سمجھ لینگے یہ ملازم بندگان والا ہین ان سے حضور وقتاً
فوقتاً سیکھا کیجیے گا یہ طریقہ مناسب ہی بادشاہ کو یہ تقریر دلپذیر ابوالخیر قزاق کی بہت پسند آئی اور ارشاد کیا کہ
ای ابوالخیر ہمنے تیرے دل کو شاد کیا جا تجھے قتل سے آزاد کیا اور ایک بدرۂ زر عنایت فرمایا اور خواجہ
بزرجمہر کے سپرد کیا اور فرمایا کہ ای عمو جان آپ اسکو اپنی سپردگی مین رکھیے اور یہ روپیہ ابوالخیر اپنے صرف
مین لاوے اس سے اوقات بسری کرے اور زبان جانورون کی آپکو سکھائے اور جو کچھ آپ اُس سے سیکھیے وہ مجھے
وقت بوقت تعلیم کیا کیجیے خواجہ بزرجمہر آداب بجا لاکر ابوالخیر کو ساتھ لیے ہوئے اپنے مکان پر آئے اور
ابوالخیر سے ارشاد کیا کہ کیون ای ابوالخیر سچ ہی کہ تو زبان جانورون کی جانتا ہی مگر مین اپنے علم حکمت سے تجھکو
یہ خبر دیتا ہون کہ تیرا کلام نافرجام سراسر دروغ ہی فقط جانبری کے واسطے تونے ایسا فعل کیا کہ جھوٹھ بولا زبان
وحش وطیر سوا جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام پیغمبر کے کوئی نہین جان سکتا یہ راز کوئی نہین پہچان سکتا ابوالخیر
خواجہ بزرجمہر کے پانون پر گر پڑا دست بستہ عرض کیا **شعر** سر بکف پیش تو ای ظل آلہ آمدہ ایم * سایۂ رحمتے
دہ ما بہ پناہ آمدہ ایم * آپ سچ فرماتے ہین مین نے جان کے بچانے کو یہ بات محض جھوٹھ خدمت بادشاہ مین
عرض کی والا زبان جانورون کی مین کیا پہچان سکتا ہون اور کیونکر جان سکتا ہون مین نے اسی سے
آپ کا نام نامی اسم گرامی سامنے بادشاہ کے لیا اور دامن عاطفت مین آپ کے آنکے چھپا کہ پناہ ملے
اور آپ مرد متدین ہین میرے اس راز کو چھپائینگے مجھکو قتل ہونے سے بچائینگے خواجہ بزرجمہر نے جب
یہ کلام حسرت انجام ابوالخیر راستباز کے بصد سوز وگداز سنے ارشاد فرمایا **بیت** راستی
موجب رضاے خدا است * کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست * ابوالخیر اب جو تونے مجھسے سچ سچ

بیان کردیا ہی اور میرے دامن مین پناہ لی ہو تو بس کیا ڈر ہی وہ پیدا کرنے والا مددگار ہی دشمن کیا نابکار ہی جا مین نے تیری خطا معاف کی جان کی رہائی دی اگر مجھسے بادشاہ پوچھے گا جو کچھ میرے ذہن مین آئیگا وہ کہدونگا ابوالخیر نے جب یہ شفقت خواجہ بزرجمہر کی دیکھی عرض کیا اب غلام کہان جائیگا عمر بھر غلامی سے باہر نہوگا کیا مجال جو کبھی سرتابی کرون یا قدم انحاطۂ اطاعت سے باہر دھرون مین ہمیشہ پیشۂ قزاقی کرتا رہا عیاریان بھی مجکو خوب معلوم ہین اور ہر ایک رئیس و امیر و وزیر و شاہزادے کو عیار ضرور چاہیئے ہی مین حضور کا غلام بنکے رہونگا قدم مبارک چھوڑکے کہین نہ جاؤنگا خواجہ بزرجمہر نے جب یہ کلام مسرت انجام ابوالخیر کا سنا بہت مسرور ہوا اسکو اپنے گھر مین رہنے کو ٹھکانا دیا اور اپنے ساتھ ہر وقت رکھا کرتا تھا ایک دم اپنے سے جدا نہ کرتا تھا اگر بختک کہ بڑا سیانا اور فہیم و عقیل و دوربین تھا وہ اکثر بادشاہ سے کہا کرتا تھا کہ حضور آپ نے بڑا دھوکا کھایا ابوالخیر کو رہا کردیا کیونکر ہوسکتا ہی کہ زبان جانوران صحرائی کی سمجھتا ہوگا اور بولتا ہوگا یہ اُس نے دعوے جھوٹھا کیا کبھی کوئی جانورون کی زبان نہین جانتا کلام وحوش وطیور کوئی نہین پہچانتا سواے حضرت سلیمان پیغمبر کے اِسکا کوئی رازدان نہین تھا بادشاہ نے کہا تیر کہان جائیگا جھوٹھ سچ معلوم ہوجائیگا عم نامدار میرے خواجہ بزرجمہر کہ وہ مرد پاک اعتقاد نیک نہاد ہین وہ کبھی مجھسے جھوٹھ نہ بولینگے اگر وہ جانتا ہوگا تو اُس سے اُس زبان کو سیکھینگے اور وہ اگر نہ جانتا ہوگا تو وہ مجھسے کہدینگے یہ فرماکر اُن قزاقون کو بادشاہ نے حکم قتل دیا وہ پانچ سو قزاق جو ہمراہیان ابوالخیر تھے سب کے سب قتل کیے گئے اب خواجہ بزرجمہر جو دربار بادشاہ مین تشریف لائے بختک نے بادشاہ سے کہا کہ حضور پوچھین کہ زبان جانورون کی سیکھی کس طرح کی ہی اور کیسی ہی بزرجمہر نے جواب دیا اے بادشاہ مین زبان طائرون کی سیکھ رہا ہون بہت دقیق ہی بڑی مشکل سے سیکھی جائیگی سواے میرے وہ زبان جانورون کی جو ابوالخیر جانتا ہی کسی کو نہ آئیگی اور ابوالخیر بخوبی جانتا ہی جھوٹھا نہین ہی بلکہ سچ کہتا ہی وہ مجھے سکھایا کرتا ہی باریکیان بتایا کرتا ہی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور خواجہ کو عوض حصول زبان طائران و وحشیان خلعت فاخرہ دیا بہت خوش کیا القصہ جب چندے زمانہ اس واقعے کو گذرا ایک دن پھر بادشاہ نے پوچھا کہ کیون چچا جان آپ نے کس قدر زبان طائران و وحشیان سیکھی خواجہ بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ ابھی تک مین طیور کی زبان سیکھ رہا ہون بادشاہ نے بختک سے کہا کہ جس طرح والد نامدار قباد شہریار عم نامدار خواجہ بزرجمہر کے کلام کا بہت اعتبار کرتے تھے اسی طرح مین کلام خواجہ بزرجمہر کو صحیح جانتا ہون اور معتقد ہون بختک اب مجھسا بادشاہ کون زمانے مین ہوگا کہ مین ہر ایک وحش وطیر کی زبان سمجھونگا اور اُن کا سب انصاف کیا کرونگا بختک ہنسا اور عرض کیا کہ میرا تو اعتقاد یہی ہی کہ سواے جناب پیغمبر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے زبان وحش وطیر کوئی نہین سمجھ سکتا ہی نہ جانتا ہی بادشاہ کو یہ کلام اُس بدانجام کا کمال بُرا معلوم ہوا اور یہ تمکین جواب دیا کہ اے بختک تو بڑا شوردل ہی شیرین سخنی مین جاہل ہی تو میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو دروغگو جانتا ہی باتین بناتا ہی پدر بزرگوار قباد شہریار کبھی میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو جھوٹھا نہ جانتے تھے جا دور ہو میرے سامنے سے کبھی ایسے کلام بے ادبانہ نہ کرنا بختک نے عرض کی کہ مجھسے خطا ہوئی معاف فرمایئے ہو سزا بخشش آئیے اب کبھی ایسا قصور نہوگا لیکن بسبب کاوش کے آٹھ پہر فکر مین

فکر مین پھرتا تھا کسی طرح دربار شاہنشاہ مین خواجہ
خواجہ کی ریا کرتا تھا بزرجمہر کی ذلت ورسوائی کی تدبیرین پھرتا تھا کہ کسی طرح دربار شاہنشاہ مین خواجہ بزرجمہر کی ذات سے میرے باپ القش کو ذلت فاش
کو ذلیل کردن اور زک دون کہ خواجہ بزرجمہر کی ذات سے میرے باپ القش کو ذلت فاش
ہوئی گھربار سارا میرے باپ کا انھون نے لٹوا لیا اور خزانہ مال و دولت چھین لیا اور مجکو بھی ذلیل وخوار
سامنے بادشاہ کے کرتا ہی اور ہمیشہ کریگا کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ خواجہ بزرجمہر بھی سامنے بادشاہ
کے ایسا ذلیل وخوار ہو کر یاد کرے تجتک اسی فکر مین ہر وقت سرگرم رہتا ہی دل پر ملال و غم سہتا ہی
کہ ایک روز آسمان پر لکہ ابر آئے اور کالی کالی گھٹا پہاڑ کی طرف سے اٹھی بیت تند ہر شور سیست
زکسار آ۔ مے میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد * نوشیروان نے جو یہ ہنگام فرحت انگیز مسرت خیز
دیکھا حکم دیا سامان شکار تیار ہو پہلے میر شکار حاضر ہوئے جانور شکاری بادشاہ نے ہمراہ لیے باز وار باز
لیے ہوے باشہ جرا بہری اور ترمتی شاہین عقاب ہر ایک کو آمادہ شکار کیا طعمہ ہر ایک کا روک رکھا چیتے
کی کھٹولیان ٹانگون پر کسی گئین خیمے تیار کیے گئے مصاحب رفیق ہمنشین راز دار مرکبہاے پری پیکر
پر سوار ہوے غلامان زرین کمر خواصان ذی ہنر و سرداران کج کلاہ و جوانان ذیجاہ ہمراہ رکاب
سعادت انتساب ہوے اور تمام سامان عیش ونشاط و فرش و فروش انبساط اور شراب وکباب
کی کشتیان یہ سب سامان ہمراہ تماشے کو خلقت کا ہجوم چہار طرف شکار کی دھوم یہ بات ہر خرد و
کلان کی زبان پر آئی یوز و گوزن و چیتے و شیر ژیان و پیل و مان کی اب قضا آئی جنگل کے جنگل صاف
ہوجائینگے صحرائی جانور درند چرند وغیرہ شکار ہونگے گلڈانک تازی ڈورے لیے ہوے آگے آگے
چلے انکو بھی چیتون کی طرح سے نہلانے لگے الغرض بادشاہ نوشیروان بصد جاہ و حشم و جلال و
عدم سوار ہوا ہٹو بچو کا شور بار بار ہوا نقیب آگے آگے سواری شاہنشاہی کی صدائین خدا سلامت
کی لگاتے ہوے روانہ ہوے شہر سے نکلکر صحراے سبزہ زار کی فضا دیکھتے ہوے چلے عجب صحراے
سبزہ زار ہی رشک گلشن نوبہار جابجا بہار ہی مشکبار گل خودرو کی بہار برگ گیاہ کی لہک بھینی بھینی
مہک جدھر نگاہ مشتاق پردہ چشم سے نکلکر جاے فرش مخمل زنگار پہ لوٹ جاے وہ طائران خوش گلو
کا چکنا پھولون کا مہکنا بلبلون کی نواسنجی فاختہ کی کوکو تیہو کی صدا قمریان شاخ سرو لب خوش نوا خاک
صحرا مشک نبر عنبر سا ہواے خوشبو مین تیز ذرے گل اشرفی کا جلوہ دکھاتے ہین غنچہ ریحانی دمبدم
مسکراتے ہین نخلہاے صحرائی جھوم رہے ہین شاخون کے بار سے زمین چوم رہے ہین شعر این سبزہ و این
صحرا ہوسے زجنون دارد * دیوانگی و مستی امروز شگون دارد * غرض کہ بادشاہ نے حکم شکار کا دیا تب
شکاریون نے جانورون کو آمادہ شکار کیا باز کو کبوتر و دراج پر چھوڑا بگل باز شکاریون نے بجایا نظم
چو در نالید ان آمد طبلک باز * در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز * روان شد بہ ہوا باز سبک پر *
جہان شد خالی از کبک و کبوتر * بادشاہ جہجاہ مع رفقاے شیر و مصاحب خوش تقریر شکار کھیلنے
لگے چکڑے طائران شکاری سے بھرنے لگے اسوقت سب قراولون نے آکر عرض کی کہ حضور کچھار
مین بہت سے آہو چر رہے ہین کلیلین کر رہے ہین حضور تشریف لیچلیے شکار کھیلیے بادشاہ فوراً
کچھار مین آئے اہل دربار کی طرف ملاحظہ کرکے چار طرف اشارے کیے آہو پارہ نیل گاے کا شکار
ہونے لگا آپس مین قہقہہ اڑا پھر تو تیر لگانے حلقہ کمند پڑے ہرن زخمی ہو ہو کر گرے صیاد شکاران کو ذبح کرنے لگے

پھر بڑھ بڑھ کے تیر لگانا کمندین مارنا ہرنون کو ذبح کرنا اپنے اپنے صید کو آگے باندھ کے روکنا دوسرے کے پیچھے نہ چھوڑ دینے
دینا ہر ایک نے زیادہ آپ ہی کھیدلیجانا اتنا جلد تیر مارنا سبحان اللہ لایق دید وقابل شنید تھا بادشاہ بھی
ہر طرف تاج کج سر پر رکھے ہوئے دوڑتا پھرتا تھا خواجہ بزرجمہر داہنی طرف اور بختک دست چپ کی جانب
ساتھ ساتھ خواجہ تعریف کرتے جاتے تھے اور بختک وغیرہ شکار بتاتے تھے غرضکہ ایک ہرن کو بادشاہ نے تیر مارا
وہ ہرن تیر کھا کر بھاگا چونکہ زبردست تھا نہ گرا بادشاہ نے گھوڑا اسکے تعاقب مین اُٹھایا اور دور جا کر اسکو شکار کیا خواجہ
بزرجمہر فقط ساتھ آسکے اور بختک بھی لپٹا چلا آیا باقی کوئی نہ پہونچ سکا جب بادشاہ نے اُس آہو کو شکار کیا خواجہ بزرجمہر
نے دوشالہ کر کے پھولون کے بادشاہ کے واسطے بچھایا بادشاہ اوسپر آکر بیٹھا اور خواجہ کو بھی قسم دے کر ہاتھ پکڑ کر برابر
بٹھالیا بختک رومال جھیلا کیا سامنے کھڑا رہا مگر دل مین جلا آتش رشک سے کلیجا کباب ہوا ہر طرف صحرا کے
جو خیال کیا دیکھا کہ یہ مقام ویران ہے نہ انسان ہے نہ حیوان ہے ایک گانون قریب ہی سامنے دو درخت
سوکھے ہوے کھڑے ہین اُن پر دو طائر بیٹھے ہوے آپس نغمہ سنجی کر رہے ہین بختک تو اسی فکر مین رہتا تھا دل
پر غم والم رہتا تھا چپکے سے بادشاہ سے کہا اے جہان پناہ آپ خواجہ بزرجمہر سے پوچھیے کہ یہ دونون جانور کیا
باتین کرتے ہین اور آپس مین کیا کہتے ہین بادشاہ نوشیروان تو اس امر کا مشتاق رہتا تھا فوراً خواجہ بزرجمہر
کی طرف رُخ کر کے فرمایا کہ اے عم نامدار ارشاد فرمایئے کہ یہ دونون جانور شاخ شجر خشک پر بیٹھے کیا باتین کرتے ہین
خواجہ سونچے کہ اگر نہ بتلاؤنگا تو بادشاہ کے سامنے دروغ گو ٹھہرونگا اور اگر بتلاؤن تو مین کیا جانون کہ یہ جانور آپس
مین کیا باتین کرتے ہین سوچے کہ ایسی بات کہون کہ ذرا بھی جھوٹھ نہ ثبوت ہو ٹھیک درست امر سے موزون
اور مقتضائے وقت ہو گردن جھکا کے کلام کو اُن طائرون کے سُنا تھوڑی دیر کے بعد جواب دیا کہ اے بادشاہ
عادل یہ جانور آپس مین نسبت کی باتین کرتے ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ تو جو اپنی بیٹی کی میرے بیٹے کے
ساتھ شادی کریگا تو کیا جہیز دیگا وہ جواب دیتا ہے کہ جبتک نوشیروان زندہ ہے اور تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہے تو
تمام جہان تباہ و ویران ہے عدل وداد نہین کوئی دل شاد نہین شہر قصبے گاؤن اُجڑے آباد نہین تجھے جہیز دینے کو بس
ویرانہ مین کیونکر دیا جائے اور کہان سے آئے لیکن جہیز مین ساتھ ویرانہ جانتا ہون وہ جہیز مین دیدونگا اور زیادہ مجھے
نہین ہو سکتا اس زمانہ مین یہ بھی بہت سے ہے دیکھتے ہو کیسا بُرا آشوب زمانہ ہے کوئی کسی کا آشنا نہین جب نوشیروان
نے یہ بات اُس حکیم حاذق لایق وفائق سے سُنی سر گریبان مین ندامت سے ڈالا اور کہا اے عم نامدار آپ
بجا ارشاد فرماتے ہین حقیقت مین مین ایسا ہی غافل ہون عیش وعشرت کی طرف مائل ہون خلقت میری
غفلت سے تنگ ہر ایک مجھسے اور میری غفلت شعاری سے تنگ شہر زہر سے تیری دیے واقفی نہ کہ از ذکر دنیا ودین غافلی
اے خواجہ بزرجمہر سچ کسی نے کہا ہے بلیت آب زر لکھا ہے بوعلی سینے نہ کہ سونے سے سافر کو خطرہ ہے
یہ دنیا کھیتی عاقبت کی ہے جو یہان بوئے وہ وہان اُگے لقولہ الدنیا مزرعۃ الآخرہ جو یہان
دے وہ وہان پاوے نہین تو آخر کو پشیمانی ہاتھ آئے اب مجھکو آپ کبھی غافل نہ پایئے گا واد دہش مین ہرگز پہلو تہی نہ
کرونگا یہ فرما کر وہ بادشاہ عادل طرف دار الامارۃ کے روانہ ہوا محل مین قدم رنجہ فرمایا اُسیوقت حکم دیا کہ ایک زنجیر طلا کار دار
عدالت پر لٹکائی جائے مستغیث اُسے ہلاسے تاکہ مین اطلاع پاؤن اُسکو اپنے سامنے بلاؤن حال سنون اسکا
مطلب دلی بر لاؤن اُس زنجیر کے سرے کو محل کے اندر خوابگاہ تک پہونچایا اُسمین ایک گھنٹہ طلائی لٹکایا کہ شاید
مین سوتا ہون اور کوئی مستغیث آکر زنجیر در ہلاسے مجھکو فوراً خبر ہو جائے شاید کہ مین بستر خواب پر خوابیدہ

ہون تو صداے زنجیر طلائی سے بیدار ہوجاؤن گھنٹے کی آواز سے ہشیار ہون اُسیوقت عدالت کرکے داد دون
جب یہ امر بحکم بادشاہ عادل قرار پایا ہر ایک ظالم کا دل خوف سے تھرایا ظلم و جور کم ہونے لگا ہر چور قزاق رہزن اپنے
پیشے سے منکر ہونے لگا اتفاقاً ایک دن ایک گدھا کسی دھوبی کا آیا اور اُسنے اپنی پشت مجروح کو عدالت کی زنجیر سے
گھسی یا وہ زنجیر ہلی اور گھنٹہ بجایا بادشاہ محل مین خواب غفلت سے چونک پڑا جلدی بیدار ہوکے ہشیار ہوا اُسی وقت
برآمد ہوا حکم دیا کہ دیکھو کون مستغیث آیا ہے کیا فریاد لایا ہے جلد حاضر کرو غرضکہ لوگ دوڑے اُس گدھے کو سامنے لائے
بادشاہ نے ملاحظہ کیا کہ کوئی آدمی فریادی نہین ہے بلکہ ایک گدھا دبلا اور ضعیف ہے جسنے زنجیر کو ہلایا ہے
بادشاہ متعجب ہوکر سوچا کہ اسکا کیا انصاف کرون اور اگر انصاف نہ کیا تو ندامت ہوگی پشیمان ہونگا لوگ طعن
و تشنیع کرینگے ہنسکر بعد خواجہ بزرجمہر کو دیکھا اور کہا کیون عقل نامدار اس گدھے پر کیا ظلم و ستم ہوا ہے جو یہ فریادی آیا
ہے آپ جانورون کی زبان سمجھتے ہین بخوبی دریافت کیجیے اور داد دیجیے خواجہ دل مین سوچے کہ اگر مین نے اس
گدھے سے پوچھا اور اسنے کچھ جواب نہ دیا بروقت سوال مُنھ سے نہ بولا تو بڑا غضب ہوا چونکہ خواجہ بزرجمہر عقل و فہم ہوش کا
رکھتے تھے کہنے لگے ای بادشاہ کیوان بارگاہ عجیب و غریب اسکا حال ہے یہ نہایت پرملال ہے یہ اپنی کیفیت بزبان
حال بیان کررہا ہے مجھے سب معلوم ہے یہ گدھا دھوبی کا ہے پہلے بڑا زبردست اور بڑا طاقتور اور جوان تھا وہ دھوبی
اسکو پیٹ بھر کے کھانا دیتا تھا اور وہ اس پر بوجھ لادا کرتا تھا اور اس سے محنت او مشقت لیا کرتا تھا اب جو یہ ضعیف اور کم
طاقت کمزور ناچار ہوا بوجھ اُٹھانا دشوار ہوا دھوبی پر کھانا دینا اور اسکا رکھنا بار ہوا دھوبی نے نکال دیا
یہ بھوکا پیاسا پشت فگار زار و نزار آستانہ عالی وقار پر آیا ہے زبان حال سے عرض رسا ہے کہ اس دھوبی سے
کہا جائے کہ مجھے دانہ گھاس کیون دیتا ہے بھوکا رکھتا ہے ظلم کرتا ہے باوجود اسکے کہ شعر قدیمان خود را بیفزاے قدر
کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر لیکن وہ بخلاف اسکے مجھسے بیزار ہے بادشاہ نے رائے پر خواجہ بزرجمہر کی بہت تحسین
و آفرین کی اور حکم دیا کہ منادی ندا کرے اور چارسو جار دے کہ یہ گدھا جس دھوبی کا ہو وہ آئے ہزار
اشرفی لے جب منادی نے ندا کی اور یہ خبر مشہور ہوئی وہ دھوبی کہ جسکا گدھا تھا حضور بادشاہ عدالت پناہ
مین حاضر ہوا آداب بجالایا زمین کو بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کیا کہ یہ گدھا غلام کا ہے بادشاہ نے کہا تونے اسکو
کیون چھوڑ دیا اُس دھوبی نے کہا کہ اب یہ ضعیف و کمزور ہوگیا بوجھ لادنے کے قابل نہ رہا اسلیے مین نے اسکو
چھوڑ دیا بادشاہ نے جب یہ کلام دھوبی کا سُنا فوراً سخن خواجہ بزرجمہر ذہن نشین ہوا اور کہا اے عقل نامدار تم سچ کہتے
تھے یہ گدھا یہی فریاد لایا تھا اہل دربار شہنشاہ سب متعجب ہوکر تعریف کرنے لگے اور تحسین و آفرین کا دربار مین شور
و غل برپا ہوا پھر بادشاہ نے دھوبی سے کہا اے نالایق جبتک یہ جوان تھا تونے اس سے خدمت لی اور کام محنت و
مشقت کا لیا اور وقت ضعیفی کنارہ کیا حق خدمت گذاری اسکا دل سے سب بھلا دیا جا اسے لیجا خبردار جو تونے
اسکو کبھی کوئی ایذا دی یا اسکی آب و خورش مین کمی کی تو تجھکو سزا سخت یہ دیجائیگی کہ پیٹ چاک کرکے بھس بھروا دیا جائیگا
اور اہل و عیال تیرے سب دار پر کھینچے جائینگے پھر ہزار اشرفیان اسکو عنایت کین وہ دھوبی دعاے زیادتی عمر و
ترقی حشمت جاہ و جلال و صولت و شوکت زبان پر جاری کرتا ہوا گدھے کو اپنے لیکر چلا گیا یہ
قصہ عدالت نوشیروانی تمام عالم مین شہر بشہر دیار بدیار صحرا بہ صحرا گلشن بہ گلشن دشت بدشت
کوہ بکوہ آفاق بآفاق مشہور و معروف ہوا افسانہ عجائب و غرائب ہر زبان پر جاری ہوا بختک
اس معاملہ عجیب کو دیکھکر آتش رشک و حسد سے جل گیا رنگ چہرہ کا بدل گیا متحیر و متفکر و متردد

ہر وقت یہی سوچ کہ کسی تدبیر سے خواجہ بزرجمہر کو دربار عالی جاہ سے نکلوا دوں نگاہ التفات نوشیروان
عادل سے گرا دوں ہر روز اور ہر وقت خواجہ بزرجمہر کی بدی نسبت بادشاہ نوشیروان سے کرتا رہتا ہے
دل میں یہ خیال فاسد رکھتا ہے کہ نوشیروان کو بہکا کے لڑائی جھگڑا کروائیے ایک روز بحکم بادشاہ نوشیروان
جلسۂ عیش و طرب مہیا ہوا ارباب نشاط تیار ہوئے ساقی خوش ادا مطرب خوش نوا حاضر ہوئے بادۂ گلگوں کا دور
ہوا رنگ محفل اور ہوا صحبت میخوشی گرم ہوئی ہر مست بادہ کش جھومنے لگا بادشاہ کو بھی نشہ شراب زیادہ ہوا آنکھیں
خمار آلودہ ہو گئیں سامنے ناچ ہو رہا ہے مطرب ترانہ سنج ہیں اسوقت بختک نے پھر ذکر بد خواجہ بزرجمہر کا عرض
کیا ہے بادشاہ عالی جاہ افسوس خواجہ بزرجمہر نے آپ کو بڑا دھوکا دیا دروغ گوئی کا پیشہ اختیار کیا بادشاہ
نے کہا کہ خواجہ بزرجمہر نے کیا جھوٹ کلام کیا بیان کرو بختک نے کہا کہ اے بادشاہ زمان زبان طائروں
کی سوائے جناب سلیمان و داؤد علیہما السلام کے کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے خواجہ بزرجمہر نے آپ سے
فریب کیا نوشیروان تو اس وقت نشہ شراب میں مست تھا بختک کے کہنے کو تسلیم کیا اور بہر امتحان ہوا خواجہ
بزرجمہر کو بلا کر یہ پوچھنا چاہا کہ اے نامدار آپ نے سچ فرمایا ہے کہ زبان جانوروں کی آپ سمجھتے ہیں یا نہیں بختک نے
کہا کہ شہنشاہ یوں جو آپ خواجہ بزرجمہر سے پوچھیے گا وہ انکار کریں گے اور ایسی بات کہیں گے کہ کبھی معلوم
ہوگا کہ یہ زبان جانوروں کی نہیں جانتے ہیں اس سے تو ہم بہتر جانتے ہیں کہ خواجہ بزرجمہر کو شراب
پلائیے جب وہ خمار بادۂ ناب سے مخمور ہوں لحاظ و پاس و شرم دور ہوں اسوقت اپنے سر کی
قسم دیجیے اور اصرار کیجیے کہ اے خواجہ بزرجمہر تم جانوروں کی زبان جانتے ہو یا نہیں دیکھیے تو وہ کیا کہتے ہیں
جھوٹ سچ معلوم ہوگا صاف صاف اور صحیح صحیح مفہوم ہوگا جب بختک نے بادشاہ کو اسطرح بھڑکایا اور فتنہ پردازی
کا سبق پڑھایا بادشاہ بھی مصداق الصحبت من التاثیر اسکے کہنے میں آگیا اور فوراً حکم دیا کہ خواجہ بزرجمہر کو
بلاؤ جلد حاضر کرو اسوقت چوبدار مثل باد تند دوڑتے ہوئے گئے اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ بادشاہ نے آپ کو
یاد کیا ہے خواجہ بزرجمہر اسی وقت سوار ہو کر حضور بادشاہ نوشیروان عادل میں حاضر ہو کر آداب و تسلیم
موافق رسم شاہی بجا لائے دعائے درازی عمر و ترقی دولت و حشمت دی شعر نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بکام تو باد ۔ شعر شہریارا بہ تمکین و ذی وقار خوش آئین اس ذرہ بے مقدار کو حضور نے کیوں یاد کیا ہے
بادشاہ نے فرمایا کہ اے عمر نامدار میں اسوقت تنہا تھا اور جلسۂ میخوشی مہیا تھا جی چاہا کہ آپ کو بھی شریک صحبت کروں
اور آپ کو بھی شراب خواری کی تکلیف دوں خواجہ بزرجمہر نے کہا حضور میں تو اس نعمت عظمیٰ اور عطیۂ اعلیٰ سے
شہنشاہ دوران کے محروم ہوں اسی سے دلفگار اور مغموم ہوں شراب اس زمانہ میں گو ممنوع شریعت نہیں مگر باعث
عیش و فرحت ہے مانع طاعت و عبادت ہے خلاق ازل اس سے ہر انسان کو بچانے کے لائق ہے کہ بمقتضائے
آیہ کریمہ کما قال عزوجل فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیرا یعنے خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ انسان کو چاہیے ہنسی مذاق کم کرے
اور اپنے گناہوں کو دیکھکر منفعل ہو بلکہ روئے اے بادشاہ گریہ و زاری تحسر و عاجزی انفعال
و انکساری مقبول بارگاہ خدا ہے خاصان خدا ہمیشہ گریاں و نالاں رہے ہیں حال دنیا سے دونوں پر ملازم
خائف و ترساں رہے ہیں کسی عاقل نے وحشت زر کے حسن و جمال پر نگاہ نہ کی اور نہ اسکی ادا و ناز پر مائل
ہوئے اور نہ کبھی اس حسد جمال حور تمثال سے دل لگایا ہاں صحبت سلاطین میں اکثر جیسا کہ حکما
اور علما و فضلا اور اراکین و کاملین اس سے مدام انکار کرتے رہتے ہیں بلکہ اپنے نزدیک سے

بدکرداری سنتے ہین بختک نے جو یہ کلام خجستہ فرجام خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق کے سنے چپکے کان مین بادشاہ کے
کہا کہ حضور ملاحظہ فرمایئے جو کہ شراب آپ پیتے ہین خواجہ بزرجمہر اسکی ہدایت بجا کرتے ہین اسوقت آپ کوئی
عذر و معذرت نہ مانیے اس انکار کو محض فریب جانیے اب ان کو تحریک مینوشی کیجئے اسوقت کا موقع برمحل
و بیکاری خیالی ہرگز ہرگز نہ جانیے و سمجھیے بادشاہ نے یہ سنکر ایک جام بادۂ گلرنگ و خون ناب کا خوب لبریز
کیا اور اسکو ہاتھ پر رکھکر کہا کہ ای عم نامدار خواجہ بزرجمہر ذی وقار برای روح قباد و شہریار میری طرف خیال
کرکے بخاطر ایک جام بادۂ گلفام نوش فرمایئے دل غمزدہ نوشیروان کو مینوشی فرماکر شاد کر دیجیے
اب خواجہ بزرجمہر مجبور و ناچار ہوے آخرکار جام شراب نایاب وا تجاب ہاتھ سے بادشاہ فلک بارگاہ کے آداب
بجا لاکر لے لیا بڑی دیر تک اس جام آفتاب التیام بادۂ مشکفام کو دیکھا کیے کیونکہ اس زمانہ مین عہد نوشیروان
تلک پینا شراب کا ممنوع نہ تھا مگر خواجہ بزرجمہر بموجب حکم شریعت و بہ طریقۂ حکما و فضلا و علمای روزگار صاحب
عقل و ہنر و اقتدار انکار کیا کرتا تھا شراب ارغوانی بہ عیش و عشرت جاودانی کبھی نہ پیا کرتا تھا لیکن یہ مجبوری قسم روح
قباد و شہریار عالی وقار و خاطر نوشیروان عادل زمان اس جام مشکفام کو خواجہ بزرجمہر نے ایک جرعہ یعنی ایک
گھونٹ کرکے پی لیا اسوقت بہ سبب اطاعت و تابعداری بادشاہ فلک پناہ کچھ انجام و حکم تقاضای کا نہ کیا
جام خالی ساقی کو دیدیا اور بار معصیت سے پہلی بار سر انکسار پر لیا پھر بادشاہ نوشیروان نے ساقی
کو اشارہ کرکے کہا کہ ایک جام بادۂ سرخ واسطے خواجہ بزرجمہر کے اور بے آمیزش آب یا تیز و بردہ جام لا
فلک رتبہ کو عمر ایام رلا خواجہ بزرجمہر تو کبھی ذائقہ بادۂ خوشگوار سے آگاہ نہ تھے جادۂ خمار دید مستی
و سرشاری سے بے پروا نہ تھے بادشاہ نوشیروان عادل زمان نے نہایت مسرور ہوکر وہ جام بادۂ خوش کام
پھر پلوایا اپنی صحبت عیش و عشرت مین با خلاص شاہانہ بٹھایا خواجہ بزرجمہر وہ جام بادۂ بدانجام
پی کر نہایت مخمور و بدمست ہوگئے نشۂ شراب ناب سے ہوش و حواس کھو گئے اسوقت بختک نے
اشارہ کیا کہ ای بادشاہ یہ وقت چوکنے کا نہیں ہے آپ خواجہ بزرجمہر سے جسطرح چاہیے پوچھیے جھوٹ
سچ کا حال بھی معلوم ہو جائیگا آپ کو اخفا اور افشا مفہوم ہو جائیگا پس بادشاہ نے اسیوقت خواجہ
بزرجمہر سے کہا ای عم نامدار تمکو میرے سر عزیز کی قسم اور روح قباد شہریار کی سوگند اسوقت مجھے سچ سچ بتا دو
کہ تمنے اس قزاق بد آفاق سے زبان وحشیان و طائران صحرا کی سیکھ لی اور بولی حاصل کی اسوقت خواجہ
بزرجمہر نشہ شراب مین نہایت مست تھے فوراً بول اٹھے کہ ای بادشاہ آپ کو کچھ خبر ہے اسوقت
گلستان نشۂ مسرت کی سیر ہے کوئی شخص سوائے جناب سلیمان بن داود علیہ السلام کے زبان وحوش و طیور نہین جانتا وہ قزاق
بھلا بولی وحش و طیر کی کیا پہچانتا اور مین کیا سیکھتا وہ کیا مجکو زبان جانورون کی سکھاتا وہ خود بھی نہین جانتا تھا مجھے
کیا بتاتا الغرض بادشاہ بمصرع او خویشتن گم است کرا رہبری کند بادشاہ نوشیروان عادل زمان
نے جب یہ سنا بختک کے کلام کی تصدیق بخوبی ہو گئی اور مکر بختک کا نہ سمجھے یہ سر افسردہ نشین بادشاہ ہوا کہ
خواجہ بزرجمہر ہمیشہ اسی طرح مجھسے ہر بات جھوٹ بولتے ہونگے افترا پردازی کرتے ہونگے تھوڑی دیر تامل
کرکے کہا کیون خواجہ ہم تمکو عم نامدار کہتے ہین اور آٹھ پہر تمہارے کلام کے اعتبار پر رہتے ہین تمہارے ایک کلام
دروغ کی تصدیق ہوئی اسی طرح تم مجھسے ہمیشہ جھوٹ باتین بولتے ہونگے میزان دروغ میں ... ہمارا اسی
بولتے ہونگے کس واسطے آپ مجھسے جھوٹ بولے اور عقدہ بر استبازی زبان سے نہ کھولے ... بزرجمہر

خواجہ بزرجمہر نے دست بستہ ہوکر یہ جواب باصواب دیا اے بادشاہ خیال کر کے سمجھنا چاہیے اور میری راے فاسق و فہم غلط
غور کر کے دیکھنا چاہیے بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ ع دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز اے بادشاہ
ذیو قامہ اسکے پوشیدہ کرنے کی یہ وجہ تھی کہ تمام خلق خدا اپنے اپنے مقام پر کہتی کہ بادشاہ نے ایک قزاق ابو المحیز
صحرائی سے بہ دہر کیا تھا یا اور فریب دیکر چلا گیا آپکے واسطے بڑی بدنامی کا باعث ہوتا یہ بھی میری خیر خواہی اور
نمک حلالی تھی فقط سمجھ اور عقل کا سبب ہے دوسرے یہ بات ہے اے بادشاہ قولہ تعالی والکاظمین الغیظ والعافین
عن الناس واللہ یحب المحسنین طریقہ سلطنت و تقیایہ نہ ہے کہ جو کوئی اپنے پاس پناہ لینے آئے انسان بہ سر
تدارت اسکی خاطر کرے چونکہ اس نے پناہ چاہی تھی مصلحت مین نے جھوٹ بول کے اس کی جان بچائی خوشنودی
ایزدی کی جو قسمت میں [illegible] ہوا تھا بزرجمہر زیر خوش انجام نے خدمت بادشاہ نوشیروان عادل
زمان ذیشان عرض کیے بادشاہ سر جھکا کر مرسب سکوت کیا پھر جواب نہ دیا عرق خجالت مین غرق ہو گیا تا فرق
مگر دل رنجیدہ جیسے کشیدہ چشم کشیدہ ہو کر خواجہ سے کہا اے عم نامدار خیر جو کچھ ہوا سو ہوا گذشتہ را
صلوات معلوم ہوا کہ آپ کی سب باتیں اسیطرح مصلحت آمیز اور رائین تمام فتنہ و فساد خیز ہونگی اور جو شخص
کہ جو کچھ بولتا ہے جو دل مین نہ نیک و بد بھی سمجھ لیتا ہے اور کچھ نہ کچھ اپنے نزدیک مصلحت جانتا ہے گو
کہ وہ دوسرے کے نزدیک خلاف ہو بلکہ سراسر جھوٹ صاف صاف ہو لیکن اس کی عقل کے نزدیک
مصلحت ہے سراسر پر از حکمت ہے اے عم نامدار یہ عذر تو آپ کا دلپذیر نوشیروان نہوا بالکل خلاف میرے
دل [illegible] ہوا جب [illegible] بدر عالی مقدار قباد شہریار مین نے آپ کا نہایت پاس و خیال خاطر
مسرت ماثر کا بہ وقت خیال [illegible] کوئی امر بے عنوانی اور کلام بے تہذیبی مین اپنی زبان پر نہین لایا اور اگر
[illegible] اس مقام پر ہوتا سزا پاتا آپ کو دیدہ عتاب بھی نہ دکھایا خیر اب آپ کے واسطے کیا سزا و جزا بس اب یہ
[illegible] مناسب ہے کہ عہدہ وزارت سے دست برداری کیجئے ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کی راہ لیجئے اگر ہم جوشی
سے معاف رکھیے زیادہ باتیں نہ بنا [illegible] بقول شخصے شعر سزا ایا فتنہ اے مرد زیرک زنادانی چرا کار سے کند عاقل
[illegible] پشیمانی خواجہ بزرجمہر کلام بادشاہ نوشیروان عالی مقام سنکر صحبت عیش و عشرت سے اٹھکر آداب
[illegible] بجا لائے دولت سرا مین تشریف لائے اور خانہ نشینی اختیار کی اور یہ کلام اپنی زبان پر لائے کہ پروردگار
[illegible] باب مین مجھ کو کبھی نہ لیجائے اور خداوند کریم ایسے بادشاہ ناقدر کی صورت کبھی نہ دکھائے
خواجہ بزرجمہر ہمیشہ علوم و فنون و حکمت و عبادت رب العزت مین رہنے لگے لیکن اب نوشیروان
[illegible] آٹھ پہر لہو و لعب مین دن رات شراب خواری و عیش و عشرت مین مشغول ہوا جنگ
[illegible] ہوا تھا بادشاہ ایسا شراب غفلت سے مدہوش ہوا کار بار ملکی و مالی خلق خدا کی سرپرستی
[illegible] ایک مدت نہ گذری عدالت کی کچھ توجہ نہ کی ایک دن آسمان پر گھٹا چھائی ابر سیاہ
[illegible] آیا [illegible] شب کے [illegible] طرف چھایا میکشون کو بادہ نوشی کی امنگ ہوئی دل مین خمار
[illegible] ترنگ [illegible] بست نے بادشاہ نوشیروان سے [illegible] کہ آج کا روز قابل دید صحرا سے
سبزہ زار [illegible] تشریف لے چلیے [illegible] صحرا لالہ زار کی سیر کیجئے دور دور جام بادہ خوشگوار پیجئے صید افگنی
[illegible] دل افروز [illegible] یہ سنکے بادشاہ نے حکم دیا کہ سامان شکار تیار ہو ہر ایک چلنے پر آمادہ و ہوشیار
[illegible] سامان سے بادشاہ سوار ہوئے اور جانب دشت روانہ ہوئے

ناگاہ درمیان صحراے سبزہ زار کے پہونچے سامنے ہرن کا غول نظر آیا بادشاہ نے اُن کی طرف گھوڑا اٹھایا سر رسیدگان
نشانہ تیر قضا بنایا کسی جانور کو شکار بازکیا کسی کو صید طعمہ زبان دراز کیا شفیق رفیق امیر وزیر سرداران وجوانان اُس صحراے
پُرفزاے مین پھرتے تھے عالم جوانی مین کلیلین کرتے تھے یہانتک کہ مرغ زرین بال فلک یعنے آفتاب عالمتاب
چراگاہ چرخ اطلس نیلگون مین پھرتے پھرتے معدل النہار تک پہونچا یعنے نصف النہار کا وقت آیا ٹھیک
دوپہر ہوئی اور دھوپ تیز گرمی کی شدت حرارت انگیز ہوئی بادشاہ نے عیاران بیباک سے فرمایا کہ کوئی
جگہ معقول سایہ دار ٹھنڈی ٹھنڈی تلاش کرو جہان سبزۂ خفتہ عالم بیداری پر اگتا ہو ہر گل خودرو جھکتا ہو وہان
جاکر ٹھہرین تھوڑی دیر دم لین برسات کی دہوپ جو بعد بارش کے نکلتی ہے انسان سے سہی نہین جاتی
ہے طبیعت عرق عرق ہو جاتی ہے یہ سنتے ہی بادشاہ نوشیروان کے عیاران طرار مثل صباے تیز
رفتار دوڑے اور جاے تفریح براے بادشاہ ڈھونڈھنے لگے حتی کہ ایک گانون کے قریب پہونچے
دیکھا کہ ایک باغ معطر کن دماغ عجیب تیاری کا سامنے نظر آیا اپنے کو عیارون نے در باغ پر
پہونچایا باغبان سے دریافت کیا یہ باغ کس کا ہے کون مالک و مہتمم اسکا ہے باغبانون نے یہ کہا کہ
منوچہر بادشاہ کا ہے لیکن ایک پیرمرد میفروش ہے کہ وہ آہنگر کا پوتا ہے وہ عیاران تیز رفتار مثل صرصر نوبہار خدمت
بادشاہ گل رخسار مین آئے اور باقاعدہ آداب بہ دعا و ثناے شہنشاہی بجالاے شعر ہے حاکم تیرے روے زمین
غلامی کرے تیری خاقان چین اے شہنشاہ دوران بادشاہ نوشیروان بموجب ارشاد فیض بنیاد
ہم چہار طرف مثل گردش لیل و نہار مضطر و بیقرار براے آسایش شہنشاہ فلک وقار دوڑے ایک
سمت کو جو پہونچے یہان سے تھوڑی دور پر ایک باغ دیکھا کہ نہایت پُرفضا ہے نہایت دلکشا تر و تازہ
شاداب و خوش نما ہے قریب اُس باغ کے ایک گانون بھی بہت آباد و شاد ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا
کہ یہ باغ پُربہار منوچہر شہریار کا ہے اب ایک پیرمرد میفروش کہ وہ آہنگر کا پوتا ہے رہتا ہے اور وہی مہتمم باغ دلکش
ہے حضور وہان تشریف لے چلین تا دیر وہان استراحت کرین آسایش سیر باغ کیجیے بادۂ گلفام پیجیے یہ اُس کے
بادشاہ نے موجب التماس عیاران نیک اساس سمند بادیہ مسیر کی باگ لی مثل باد بہاری سواری چلی ہمراہ تمام
ہواخواہان گرم عنان و محو شان فلک رسان در گلزار پر شوکت و شان آئے اشعار باغ تا در بسان دیدہ زار
محو نظارۂ گل رعنا ہ جتنے گل تھے جہان کے اندر ہ سب تھے اُس بوستان کے اندر ہ گیر زمین تا آسمان گا نخل و برگ
نانہ و ریحان کوئی مگر گل ہ دیکھتے ہی باغ بہار گلستان جنت نشان کو ہوش و حواس بجا ہوے دل سے لطف
اٹھاے باغبان شگفتہ بیان نے دوڑ کے اُس پیرمرد میفروش سے بصد جوش و خروش عرض کیا کہ آج اسوقت
ایک بادشاہ جم جاہ کسی طرف سے شکار کھیلتا ہوا گرمی سے بدحواس دھوپ کی حدت سے مبتلاے ہراس
آتا ہے وہ پیرمرد نورانی سنتے ہی آیا آداب شاہی مجرا بجالایا اور دست بستہ عرض کیا حضور کرامت ظہور اندر باغ
کے تشریف لائین دل کو بہلائین کفش خانہ جہان پناہی حاضر ہے موجود سب سامان عیش حضور کی خاطر ہے
استراحت کیجیے بادۂ گلرنگ پیجیے بادشاہ جم جاہ مع ہواخواہان فرحت خواہ اُس پیرمرد کے ساتھ باغ دلکشا
مین تشریف لائے عجیب رنگ بہار نظر آئی دیکھا کہ نہالہاے میوہ دار بار بار جھوم رہے ہین پھل شاخون کے
سبزہ نوخیز کو چوم رہے ہین اور فوارے گویا گوہر بوقلمون سر سبز و شاداب ہین گلہاے رنگارنگ نایاب و شاداب ہین سبزہ نوخیز سے فرش
مخمل زنگاری بچھا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے افق آفتاب پرتو کرن کی افشان چھڑک کر نثار ہوتا ہے دھوپ کی زردی جو پرتو آے

کاہی پر پڑتی ہے زعفران کا کیفیت معلوم ہوتا ہے نہالوں کے تھالون مین جو پانی بھرا ہے ہر گل پژمردہ گر اُسکو محسوس دیتا ہے
مجھے شادابی چمن دیکھکر مسکراتے ہین پھول تازہ تازہ نسیم بہار کے آنے سے کھلے جاتے ہین نرگس گلون سے اشارہ
کرتی ہے سوسن شادابی کا دم بھرتی ہے بیلا البیلا پن دکھاتا ہے گل ریحان خوشی سے اتراتا ہے سنبل پیچان نے بناؤ
کرکے گیسوے تابدار دوش پر ڈالے ہین عاشق مزاجون کے دل لہرانے کے واسطے سانپ پالے ہین دن کو لالے کا
کنول روشن ہے داغ نہین خورشید تابان جلوہ افگن ہے سرو اب جو فرحت سے اکڑ رہا ہے گل خورشید باغ فلک پشک
سے بگڑ رہا ہے کلیان پھولون کی چٹک رہی ہین بلبلین شاخون پر چہک رہی ہین مرغان خوش نوا ترنم کنان ہین ٹہنی ٹہنی پر زمزمہ
پرداز طائر خوش الحان ہین بادشاہ **نوشیروان** آرائش باغ سے معطر دماغ ہو کر بہت خوش اور مسرور ہوا خوشبو سے
گلہاے تر و تازہ سے غبار مسافت دشت نوردی دور ہوا باغ مین آنے سے دل بہلگیا بے ساختہ یہ شعر زبان شگفتہ
بیان سے نکل گیا **شعر** اگر فردوس بر روے زمین است ٭ ہمین است و ہمین است و ہمین است ٭ مگر ساتھ ہی
یہ دل مین خیال علی الاتصال آیا کہ ناحق مین نے ان ہوا خواہان دل تنگ و عیاران بے درنگ کو ہمراہ اپنے
لایا ایسا نہو کہ یہ سب مسافت بادیہ پیمائی کی اٹھائے ہوے اور کلفت صحرا نوردی سے اکتاے ہوے شاید دست درازی
کرین قدم جادۂ تعدی پر دھرین کوئی پھول توڑلین منھ رسم راہ مروت سے موڑلین یا کوئی پھل کھائین ذائقہ
زبان پر اٹھائین بلبلون کے دل پژمردہ ہو باغبان افسردہ ہو پروردۂ چمن نو بہار پر چھری ظلم کی پھر جلے مثل برگ
خزان دیدہ کف افسوس ملے اگر سبزہ روش کا پامال ہو جائیگا باغبان کا عجیب حال ہو جائیگا **شعر**
بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد ٭ زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ ٭ اُسوقت بختک خار زدۂ چمن
نے جب بادشاہ کو متردد و متفکر دیکھا مستفسر ہوا بادشاہ نے راز دل بیان کیا اُس خار گلشن عشرت
نے عرض کیا کہ حضور آپ ناحق اتنی سی بات کے خیال مین متردد ہین عملداری سرکار مین ایسے ایسے ہزارہا
باغ آراستہ و پیراستہ ہین اگر ایک باغ تاراج ہو جائیگا تو ہو جائے کچھ فکر نہ کیجیے تشریف لیچلیے اور بارہ دری مین
رونق افروز ہو جیے جام چڑھائیے مزے اڑائیے بختک کے کہنے سے بادشاہ مجبور و ناچار ہوا جانب بارہ دری
گرم رفتار ہوا لیکن خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق لائق و فائق کہ جیسے بادشاہ **نوشیروان** کے آپ مشیر کار ہین ویسے
ہی خود بدولت کی عقل کے کاروبار ہین بمصداق اسکے کہ الصحبت من التاثیر و بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ **نظم**

گلی خوشبوے در حمام روزی ٭ رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیرے ٭ کہ از بوے دلاویز تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم ٭ ولیکن مدتی با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد ٭ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

الغرض بادشاہ **نوشیروان** عادل زمان اندر بارہ دری کے آئے اور مسند عیش و عشرت پر جلوہ آرا ہو
مگر حکم قطعی دیا کہ باغ مین جابجا پہرے کھڑے ہون کوئی بغیر اجازت شہنشاہی کوئی پھل پھول نہ توڑے
سبزے کی راحت سے منھ نہ موڑے بموجب حکم محکم بادشاہ جم جاہ چوبدار پہرے والے سپاہی جابجا گرد پیش
باغ مین کھڑے ہوکے ٹہلنے لگے یہ سب اثر صحبت **خواجہ بزرجمہر** کا اور ترتیب و تعلیم کا سبب تھا
اور نصیحت قباد شہریار کا باعث تھا کہ اکثر ہوا جب خواجہ بزرجمہر قباد شہریار **نوشیروان** عالی وقار کو
نمائش کیا کرتے تھے کہ ہرگز ہرگز کسی کا دل نہ دکھانا کسی کو تکلیف نہ دینا کسی پر ظلم و تعدی نہ کرنا کسی کا نقصان
نہونے دینا وہ امر پیش نظر ہوا کہ اُس نصیحت کے اثر سے ویسا ہی کیا الغرض اس پیر مرد نے باادب کھڑا ہو کر بادشاہ کا
استمزاج کیا اور عرض کیا اگر حکم ہو تو حضور کی بادہ نوشی کا سامان کرون دعوت مہمانداری مہمان کرون **نوشیروان** نے اُس

پیر مرد کی عالی ہمتی پر کمال آفرین کی اور بہ سبب دلشکنی کے اسکی دعوت قبول کی پیر مرد بہت خوش ہوا گویا
سعادت دارین حصول کی جلدی اُٹھ کے گیا اور کئی طرح کے کھانے پکوائے بادشاہ کے واسطے خوان
لگا کر لایا دستر خوان دیباے اطلس زری بچھایا اُس پر ہر ایک قسم کا کھانا چنوایا۔ اشعار

پلاؤ و پلاؤ و تنجن کباب ۔ مزعفر بھی زردہ بھی سب تھا ۔ سفیدہ بھی تھا اور رب آچار تھے ۔ کئی ڈھیر تھے مدتیوں کے لگے
کئی رنگ کا زردہ اور کھیر تھی ۔ کباب کئی کاسوں میں شیر تھی ۔ کہیں کوفتے اور کہیں تافتان ۔ کہیں خیر مالوں کا دستر نشان
سرپیچ کئی تھے کئی اسطرح اچار ۔ سیخ کباب و سالن کئی تھے بیشمار ۔ دہی بھی شکر بھی نبات اور قند ۔ وہ کھانے لطیف اور عجب دلپسند
ہوا کشتیوں میں صراحی بھرے ۔ نہ جام ایک پی لیتے ہیں — —

بختک نے جب رنگ صحبت آراستہ و پیراستہ اور پیر مرد
کی سیر چشمی اور خاطر و مدارات کرنا جو دیکھا کہا یہ پیر مرد ایسا مالدار ہے کہ اس نے بادشاہ کی دعوت کی فوراً بادشاہ کو صلاح
دی کہ اس پیر مرد کے پاس خزانہ بیشمار ہے یہ بڑا مالدار ہے اس سے یہ طور خیر سے روپیہ طلب کیجئے بادشاہ نے کہا او نالائق اس
نے تو یہ احسان عظیم کیا مقام آسایش و آرام پر بٹھایا کھانا کھلایا پانی پلایا اُسکا بدلا یہی ہے کہ میں اسے تکلیف دوں اور
تاوان جزیہ کا روپیہ طلب کروں مجھسے یہ نہوگا بیت جوان چنگال گرگم در ربودی ۔ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی
دیگر ستم و جور و تعدی کے یہ پہلو نکلے ۔ جسکو سمجھے تھے مسیحا وہ بلا کو نکلے ۔ اے بختک بڑے افسوس کی بات
ہے کہ مرد اپنے قول و قرار سے پھرے اور کسی کو تکلیف و اذیت پہونچائے مصرع جنکے رتبے ہیں سوا انکو سوا مشکل ہے
بادشاہوں کو ایسا فعل لغو کرنا نہ چاہیے یہ فرماکر اُس پیر مرد سے بادشاہ معدلت پناہ مستفسر حال ہوا اور
گوشِ حق نیوش کو اُس کے جواہر بیش بہا سے کلام سے لبالب کیا فرمایا کہ اے مرد پیر خوش تدبیر سن تیرا
کسقدر ہے تو بڑا عالی ہمت و نامور ہے اُس نے سارا حال اپنا باہ و زاری عرض کیا کہ اے شہنشاہ
گیتی پناہ عمر میری تین ہزار برس کی ہے اور میں منوچہر کے زمانے میں تھا اور ایک گاؤں یہ جو قریب یہاں کے
ہے یہ منوچہر بادشاہ کا آباد کیا ہوا ہے میں اسی گاؤں میں رہتا ہوں اور شب و روز یاد خدا میں مشغول
ہوں جو مسافر اس جگہ آتا ہے اُسے میں اپنے مقام پر لیجاتا ہوں اور جو کچھ میسر ہے حاضر اُسکے واسطے لاتا
ہوں بادشاہ سنکے بہت شاد و مسرور ہوا پیر مرد سے فرمایا اے پیر مرد جو کچھ تجھکو خواہش مال و زر کی ہو دو تو
میرے خزانہ عامرہ سے لے انتہا ہی تیرے دستے ہمیشگی کو مقرر ہے بختک نے دل میں کہا کہ میں
نے تو بادشاہ کو طلب زر و مال کی انتہا لگادی تھی کہ اس پیر مرد سے روپیہ لیجئے اور یہ نہیں کہا تھا
کہ اور خزانہ اپنے پاس سے دیجئے واہ واہ یہ خوب اُلٹا افسون پڑا کہ اُس سے روپیہ طلب
نہ کیا اور اپنے پاس سے دیتے ہیں بادشاہ لوگ بھی بڑے بیوقوف ہوتے ہیں آخر بختک
سے ضبط نہو سکا بادشاہ سے کہا آپ کیا غضب کرتے ہیں ایک بڑے روپے ہاتھ سے کھوتے ہیں
برائے لات و منات چاہیے نہیں میرا کہا مانیئے اس پیر مرد سے روپیہ لیجئے اب بادشاہ نے کہا اے بختک
یہ ظلم مجھسے کبھی نہوگا میرے استاد نے یہ سبق مجھے نہیں پڑھایا ہے جو تیرے ذہن ناقص میں آیا ہے خواجہ
بزرجمہر نے مجھکو یہ نہیں بتایا ہے جو کچھ تو سکھاتا ہے بختک نے کہا آپ جیسے بیٹھے رہیئے میں بڑا تکتا ہوں آپ کی
خیر خواہی کا جویا ہوں آدمی کا شیطان آدمی ہے کیا پیر مرد کے پاس روپیہ کی کمی ہے بادشاہ چپ ہو رہا بختک
نے اُس پیر مرد سے کہا کہ بادشاہ کچھ تجھ سے کہتا ہے روپیہ مانگتا ہے کیونکہ تم نے ہنوز نذر نہیں دی پیر مرد نے کہا
میں غریب آدمی بادشاہ کو کیا نذر دوں مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ لیکن چار لاکھ دینار بادشاہ کی

نذر کرونگا مین بادشاہ کی ہمت کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ مجھسے مانگتا ہے یا نہین اگر نہ مانگتا تو اس سے زیادہ اور نذر دیتا افسوس ہے کہ مجھ ایسا غریب تو ہمت رکھے اور بادشاہ ہفت کشور نالائقی کرے اور مثل ہنگ دلون اور تنگ ظرفونکے بندۂ زر ہو جاوے جب بادشاہ نے یہ کلام نصیحت انجام سنا کہا اے بختک اس پیرمرد سے پوچھ کہ وہ دینار چاندی کے ہین یا سونے کے ہین پیرمرد ہنسا اور کہا بیت سخیان ز اموال بر میخورند بخیلان غم سیم و زر میخورند تجھ غریب کی ہمت سے خدا نے انکو سونے کا کر دیا ہوگا اسے بادشاہ ہمت مردان مدد خدا مرد کو چاہیے کہ ہمت کرے پروردگار عالم برکت دینے والا ہے وہ رزاق مطلق ہے مال کیا مال ہے بادشاہ نے کہا اے پیرمرد من فہمیدم ترا نجیدم مین سمجھا کہ تو مجھے اس پردے مین سمجھاتا ہے اور غیر معلوم جتاتا ہے بھلا تیرے پاس روپیہ کہان سے آیا اسنے عرض کیا اے بادشاہ اب آپ بیشک سمجھے بس اسقدر میرے پاس زر ہے کہ جو کوئی مسافر آجاتا ہے مین اسکی دعوت کر سکتا ہون نہ یہ کہ کچھ اسکو دون کہان سے لاؤن جو تقسیم کیا کرون جو پایا وہ کھایا جمع کرنے والا مثل قارون ہے یہ نہایت سخن زشت و زبون ہے بختک نے یہ کلام پیرمرد کا سنکے کہا اے پیرمرد بادشاہ کو یہ بھلا دہقانے جو کچھ زر رکھتا ہے وہ لادے تو نسل کا وان آہنگر سے ہے وہ بادشاہ فریدون فرکا منہ شاد آزتھا الیٰ الوانسکے بجا ہے پدر بزرگوار کے تھا کہاں تک مال و متاع فراوان اسنے تجھے دیا ہوگا اس پیرمرد نے عرض کیا کہ صدقا کیجیے وہ میرے پدر بزرگوار نے سچ کہا تھا کہ ایک بادشاہ کیانی ہوگا اور اسکا ایک وزیر نطفۂ ابو قبحہ کا فریبے دین جہنمی یعنی خواجہ گرازالدین ہوگا اور ایک وزیر اسکا حاکم و عادل و فاضل و کامل و بالغ و باذل و عاقل و عامل و ذکی فہیم و دقیقہ رس اختر شناس رحم دل غربا پرور حکیم حاذق سبے بدل آفتاب عالمتاب سپہر حکمت ماہتاب جلوہ افروز فلک ہمت خواجہ بزرجمہر ہوگا مگر افسوس کہ بادشاہ اسکے کہنے کو نہ مانیگا اور اس مرد در دلی و ابدی کے سوکھانے پر آمادہ رہیگا اے بادشاہ میرا بھی نام ظہیر بن اسعد ہے میرے پاس ایک لوح ہے کہ اسمین ایک طرف یہ باتین سب تحریر ہین جو کچھ مین نے بیان کین اور دوسری طرف جو کچھ مرقوم ہے وہ مجکو نہین معلوم ہے وہ عبارت مجھسے پڑھی نہین جاتی ہے اگر حکم ہو تو لے آؤن آپکو دکھاؤن بادشاہ یہ سنکے اس لوح نایاب کے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوا اور اس پیرمرد سے کہکے لوح کو منگایا سبکو دکھایا آپ بھی بغور ملاحظہ کیا جتنا پڑھا جاتا تھا اتنا ہی پڑھا زیادہ پڑھ نہ سکا ایک حرف نہ چلا پیرمرد نے کہا اے بادشاہ اب بھی آپ کہنے پر خواجہ بزرجمہر کے عمل کیجیے اور اس لوح عمدہ نایاب کو تاکہ نیچی اور وہ فرد نصیحت منجانب اللہ سمجھکے لیجیے بادشاہ نے یہ سنکے بختک کی طرف دیکھا بختک نہایت نادم و منفعل اور ذلیل اور اپنی حرکات ناشایستہ سے پشیمان ہوا مگر بقول شخصے ایسے بددیانت انسان کہین پشیمان ہوسکے ہین مثل مشہور ہے کہ چکنے گھڑے پر بوند پڑی اور ڈھلک گئی خدا نہ کرے کہ سبکو وہ دیکھا سے ضعیف معاف اور دل پاک عنایت فرماوے بادشاہ نے بختک سے کہا تمکو پڑھ کر اس لوح مین آگے ایمن عبارت فہمیدہ کے اور کیا مضمون پیچیدہ ہے اگر نہ پڑھا تو کیسا وزیر بدتدبیر ہے آخر کو پہنچایا ہنسایا میکا بختک نے بڑی دیر تک غور کیا عبارت کا ایک حرف نہ پڑھا گیا آخر طفل مکتب کیطرح مثل انت سنے سکتے لگانے مگر حرف اسکے پڑھنے مین نہ آسکے بادشاہ نے ایک دوہتڑ اسکے منھ پر مارا اور کہا ان لاکھی بد ذات ارے کودان دے کر پڑھتا ہے یا کن بین گدھے پر لادی ہین دور ہو تو نے مجھے تکلیف مالا یطاق مین بکھیڑا کیا سب برادرشت و ضلالت کیطرف لیجاتا ہے بختک کا انتہا تہ اتنا یا پہنچا بخوف و جان و آبرو سامنے سے بادشاہ کے سر دان و دل سکے اٹھکر چلا گیا بادشاہ نے ایک معذرت نامہ بنام خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق تحریر کیا اور سعد

زرین کمر اور سعد زرین ترکش کہ یہ دونوں بادشاہ کے رفقائے قدیم اہل ندیم سے تھے انکو وہ معذرت نامہ دیا
اور کہا کہ جاؤ تم دونوں اور خواجہ بزرجمہر کو سمجھا کر اپنے ساتھ لاؤ اور مجھ سے میرے شفیق و رفیق و بزرگ کو جلدی ملاؤ
سعد و سعید دونوں بحکم تاکید مزید بادشاہ وحید گھوڑوں پر سوار ہو کر مثل باد صرصر تیز رو ہزار تگ دو گھوڑے اڑاتے ہوئے
ملک مدائن میں آکر دولتسرائے خواجہ بزرجمہر پر پہونچے اور وہ معذرت نامہ مسرت شمامہ بادشاہ جم جاہ نوشیروان
عادل زمان کا خواجہ کو دیا خواجہ بزرجمہر نے جنسکر وہ نامہ پڑھا اور سعد اور سعید سے کہا کہ بادشاہ نوشیروان کو جب کوئی
ضرورت پیش آتی ہے یا کسی طرح سے مجھے بلاتا ہے نہیں تو ہر وقت بختک رفیق یاد آتا ہے میں اب نہ جاؤنگا بادشاہ نالائق ناشایستوں
کا شائق ہے مجھے کچھ ضرور نہیں ہے ایسے نالائق اور ناقدر کے پاس جاؤں اور ملاقات کروں اور اپنے کو جھوٹا اور حقیر مشہور
کراؤں اے بھائی سعد اور سعید یہ صحبت بختک نالائق کی دیکھیے کیا دکھاتی ہے اور بادشاہ نوشیروان پر کیا بلا لاتی ہے
اور بدرفت قباد شہریار کے کہنے سے میں جانبازی کرتا تھا وہ بادشاہ مر گیا اب مجھے کیا ضرور ہے اور کیا مطلب ہے بقول شخصے
جو جیسا کریگا وہ ویسا پائیگا سعد اور سعید نے کمال منت کی اُسوقت خواجہ نے پوچھا کہ آخر یہ بات کیا ہے بادشاہ کو ایسی
کیا مشکل اہم درپیش ہوئی ہے جو مجھکو یاد کیا ہے سعد و سعید نے سب حال بادشاہ کے شکار پر جانے اور بیر مرد کے
ملنے کا اور کیفیت لوح بیان کی خواجہ نے کہا کہ بختک تو بڑا عقیل و فہیم ہے اُس سے وہ لوح کیوں نہ پڑھی گئی مشکل
لاحل سلطان نہ حل ہو سکی سعد و سعید نے بڑی خوشامد درآمد و منت سماجت کی خواجہ مجبور و ناچار ہو کر
اُنکے ہمراہ چلے خدمت باسعادت بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل میں حاضر ہوئے آداب و تسلیمات بجا لائے
یہ مردود بھی بعد ادائے تسلیم و تعظیم صفت و ثنا کرنے لگا بہت خرم و شاد ہوا مزاج پرسی کرکے عرض کیا اے خواجہ بزرجمہر
آپ ایسا لائق و فائق حکیم حاذق کوئی دنیا کے پردے پر نہوگا رونق سلطنت قباد شہریار و نوشیروان نامدار قدوم
میمنت لزوم حضور سے ہے بادشاہ نوشیروان نے کہا اے عم نامدار یہ آپکو بیر مرد نے عطیہ دیا ہے اسکو ملاحظہ فرما کر
بتلا دیجیے کہ اسمیں کیا لکھا ہے ایک طرف سے تو پڑھی جاتی ہے دوسری طرف کی عبارت سمجھ میں کسی کے نہیں آتی ہے
خواجہ بزرجمہر نے اس لوح کو خوب دیکھا مضمون عبارت کا آئینہ ہو گیا عرض کیا اے بادشاہ یہ تختے منوچہر بادشاہ نے دی
ہے اس میں فہرست ہفت گنج منوچہر ہے اور نام خزانوں کے تحریر ہیں وہ خزانے جواہر اور سونے چاندی وغیرہ
کے سات رنگ کے ہیں اور وہ خزانہ اس باغ میں دفن ہیں اگر آپ چاہیں تو ان ساتوں خزانوں کو نکلوا سکتے
ہیں پھر ہاتھ بادشاہ نوشیروان کا پکڑ کے وہاں لائے جہاں خزانے مدفون تھے وہ مقام خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ
کو بتائے بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد ابھی بیلداروں کو بلاؤ یہاں کی زمین کھدواؤ فوراً بحکم بادشاہ جہان پناہ مزدور بیلدار
آئے وہ مقامات خواجہ بزرجمہر کے بتائے ہوئے کھدوائے بہت دور جا کر ایک دروازہ نمودار ہوا
اسکو خواجہ بزرجمہر اور بادشاہ نے کھلوا دیکھا کہ تھمہائے زرین زنجیرہائے طلائی سے بندھے ہوئے چھت کے تالابون
میں لٹکے ہیں اس میں جواہر بیش بہا اور سونا اور چاندی اور روپیہ اشرفی بھرا ہوا ہے بادشاہ نے خزانے کی یہ کیفیت دیکھکر اپنا
قبضہ کیا دربان خزانہ مقفل کرکے اُس پر پہرا بہت ہوشیار زبردست کر دیا بختک بدبخت رشک حسد سے سر
پیٹنے لگا کہ واہ کیا خوبی تقدیر کی ہے کہ اس عدو کمد نے تو بادشاہ کو لوح دلوائی اور آگے میرے یہ تحریر
آئی کہ مثل مگس نیر شیرین نکالکر پھینک دیا اور کچھ میری محنت و ریاضت کا خیال نہ کیا اگر میں اسقدر اس
بیر مرد سے تقریر نہ کرتا تو لوح کا کاہے کو ثبوت ہوتا اور خزانے کیونکر دستیاب ہوتے اب پکی پکائی ہانڈی پاکر
سب موجود ہو گئے خدا کی شان پکائے کون کھائے کون پھر دوسرے خزانہ کا مقام خواجہ

بزرجمہر نے بتایا اسکو کھدوایا اس مین بھی ویسا ہی مال نظر آیا اسی طرح ساتون خزانے نکلے ایک خزانہ مین ایک لوح بھی نکلی وہ لوح نوشیروان بادشاہ نے نکلوائی اور اس لوح کو ملاحظہ کیا مگر ایک نقطہ اُسکا پڑھا نہ گیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اے بادشاہ یہ لوح وزیر اعظم بختک کو دیجیے وہ پڑھین بختک نے غور کرکے پڑھا مگر کوئی حرف نہ چل سکا بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر سے کہا اے عمر نامدار کیونکر ہو سکتا ہے کہ بختک آپ کے مقابل ہو کر آپ کی ہمسری کرے مصرع ہر کسی را بہر کارے ساختند آخر الامر اس لوح کو خواجہ بزرجمہر نے فرفر پڑھا گویا اسکے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور نام اس لوح کا جواہر الحکمت اور نعت اُسکا فکر المعنے اور وہ لوح حکیم جالینوس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور اس لوح مین سراسر حکمت کے طریقے مندرج تھے اور وہ ایسی تھی کہ اُسپر تمام دہقان روے زمین نثار پارۂ دل قارون صدقے بار بار اگر اسکو جان بیچ کر خریدے تو بھی کچھ اس لوح کے آگے حقیقت نہین کیونکہ اسمین تمام آئین ملک داری و نسخہ جات ہر طرح کے لکھے تھے اور سلاطین روزگار بصد خواہش دل زار ایسی چیز و تحفے جسکی بہم پہنچتے ہین الغرض بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا خواجہ بزرجمہر سے کہا اے عمر نامدار تم مجھے اس لوح کو پڑھا دینا حرف حرف اسکا بتا دینا خواجہ نے کہا بہت خوب حقیقت مین حضور یہ لوح راست دل بیتاب ہی ہے مگر اس لوح کو خواجہ نے لے لیا اور دلمین تصور کیا کہ اگر یہ بادشاہ نوشیروان اس لوح کو پڑھتا تو بڑا غضب ہوتا خیر اسی ذریعہ سے یہ لوح مجھے ملی اور دولت خزانے کی بادشاہ نے پائی غرضکہ وہ خزانہ بادشاہ نوشیروان نے نکلوا کر بار کرایا اور کئی ہزار دینار سرخ خواجہ بزرجمہر نے اُس پیر مرد کو دلوائے جو مہتمم باغ فرحت افزا تھا باقی مال و دولت لیکر ہمراہ نوشیروان مدائن مین آئے عیش و عشرت مین مشغول ہوئے مطالب دلی حصول ہوئے اب بختک کی دال بھی نہین گلی کوئی دل کی ہوس نہین نکلنی کچھی روشنی ہو گئی تعبیرے کھائے اپنا سا منھ لیکر چلے آئے گھر مین بیٹھے خشکی اُڑایا کرتے ہین دل ہی دل مین رنج و غم اُٹھایا کرتے ہین ہر وقت دل کی مذاقیہ اور دلگی کی یہ صدا ہے اے بختک رو ٹھیلے پر شاہ پیر محمد کے ... اکرس دو اسطے خواجہ بزرجمہر کے رشک و حسد سے مثل خمیر پیٹ پھولا جاتا ہے تجکو خود سامنے بزرجمہر کے بادشاہ سے بات کرتے حجب آتی ہے اب صورت تنور آتش حسد تجکو جلاتی ہے یہان بادشاہ نوشیروان کا خواجہ بزرجمہر کے کہنے پر عمل ہے کچھ اندیشہ نہین ملک مین نہ بدنظامی نہ خلل ہے

جبتک دو کلمے داستان خواب دیکھنا نوشیروان کا اور تعبیر کہنا خواجہ بزرجمہر کا اور جانا بزرجمہر کا طرف خانہ کعبہ کے واسطے پرورش حمزہ صاحبقران کی اور پیدا ہونا امیر و عمرو و مقبل کا

پلا ساقیا پھر مجھے وہ ایاغ	معطر ہو پینے سے جسکے دماغ	کسی اور مے کی نہین جستجو	پلا مجکو گلرنگ اک جام تو
وہ ہی کون سی کشش جواب آئیگا	تو کس مہر کا جلوہ دکھلائیگا	عوض مے کے پلوا وہ چھوا نیان	دکھا مین مجھے ملک د ...
قسم ہے تجھے بادہ و جام کی	قسم ہے تجھے آب گلفام کی	سبو و خم و مے کی تجھکو قسم	سبو سے مرے کردے ساغر بہم
یہون جام ساغر مرے روبرو	گلابی لگا دے مرے منھ سے تو	سحر مختصر کر سواد سے نہ طول	کہین تا بہ مینا ن محفل ملول
قطعہ ابر کی طرح اشکبار رہے	برق کی طرح بیقرار رہے	ابکی برسات مین تو اے ساقی	ہوا ایسے ہی کار و بار رہے
ہمیت نویسندۂ داستان سرور	نمودند از مقام فرحت و نور	جرعہ کشان جام لذت خیال	آئینہ داران احوال ...

شواہد معانی کو عالم شہود مین یون جلوہ طراز کرتے ہین اور عروس الفاظ کو واسطے مشتاقون کے یون مسند آرا سے نما کرتے ہین کہ جب نوشیروان گیتی ستان بصد کر و فر داخل شہر مدائن ہوا عجب طرح کی شادمانی ہوئی فرحت و کامرانی ہوئی نہایت لطف سے بسر عیش جاودانی زندگانی ہوئی مگر مسافر بادیہ پیمائے سپہر زنگار گون یعنے نیر اعظم بصد تابت دھمہ ...

بشکل پر خون سرائے مغربی مین فرو کش ہوا لیلائے شب نے گیسوئے تابدار و مشکبار کھولے سردار نجوم باافواج سیارگان
اوسط فلک پر جلوہ افشان ہوا بادشاہ نوشیروان عالم ستان بستر خواب پر بہ بیداری بخت سو گیا جب خسرو خاور اورنگ
زنگاری سپہر پر جلوہ فرما ہوا نوشیروان بھی خواب غفلت سے چونکا وردی صبح کی لشکر مین بجی نقارہ دربار پر
چوب پڑی بادشاہ محل سے برآمد ہوئے دربار فلک جاہ مین آئے تخت سلطنت پر بتمکنت و حشمت جلوہ آرا ہوئے
تمام مشیران ابہت و وزیران سلطنت و امرائے عالی مرتبت و ارکان دولت فیض درجت و سرداران
عالی وقار بعد عز و افتخار چار طرف دربار مین متمکن ہوئے خواجہ بزرجمہر بھی تشریف لائے زیب و زینت
مقام وزارت پر بیٹھے بادشاہ نے فرمایا اے عم نامدار خواجہ بزرجمہر آج حالات جاماسب نامہ کو غور کرکے
ملاحظہ فرمائیے کہ میری حکومت و سلطنت کب تک رہیگی اور زوال دولت تو کبھی نہ ہوگا تاحیات اپنی مین تخت
بادشاہت پر رہونگا خواجہ بزرجمہر نے یہ کلام حیرت انجام سنکر زائچہ کھینچا اور بعد فکر بسیار و خیال بیشمار نہایت
سوچ بچار کرکے خدمت بادشاہ عالی مقدار مین عرض کیا اے شہنشاہ گردون پناہ اے زیب اورنگ سلطنت و
زینت تخت حشمت و افسر نیک سیر و نیک اختر آج مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہے کہ آپ جب جاکر آرام
کیجیے فرش مسرت پر سوئیے تخت خوابیدہ ہوگا عالم غفلت مین ایک خواب ملاحظہ کیجیے گا جس خواب سے دل
مقامتزل کو حضور کے ایک پریشانی و حیرانی ہوگی مناسب ہے حضور خیال بمثال مین اُسے امانت رکھین یہ غفلت پیش
ہوش فراموش نہ فرمائین کل صبح کو خادم سے بزبان الہام بیان ارشاد فرمائین کہ مناسبت سے اُس خواب
کی تعبیر کی روداد یاوری حشمت و اقبال اور کیفیت ازدیاد حکومت سلطنت بادشاہ نامدار مین عرض کرونگا
دامن بدامن گوہر بدر ہوا سے کلام تے لبریز ہوگا بادشاہ یہ بات خواجہ بزرجمہر سے سنکر خاموش
ہو رہے جب دربار برخاست کیا بادشاہ کا محل مین داخلہ ہوا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دھوم ہوئی روشنی نیر اعظم
معدوم ہوئی جاسوس شب نے اخبار طلوع لشکر نجوم سامنے شاہزادہ ماہ فلکی کے پیش کیا پردہ ظلمات شب سیاہ
حکم اختری دریچہ ہائے آسمان پر پڑے بادشاہ کیوان جاہ نوشیروان فلک آستان نے بعد تناول
ماحضر یعنی طعام لذت التیام کے فرش خوابگاہ یعنی چھپر کھٹ پر آرام فرمایا جب پچھلی رات کا وقت آیا بخت رسا تے
عالم خوابیدہ کا عالم دکھایا روح مقامی خوابیدہ رہی روح سیلانی بیدار ہوئی عالم رویا نظر آیا وہ ہولناک خواب بادشاہ
نے دیکھا کہ دل وحشت منزل نہایت گھبرایا نعرہ کرکے چلایا کہ تمام محل مین تہلکہ پڑ گیا سب محلات معلی و بیگمات عالیا
و خدمتگاران شاہی و کنیزان جہان پناہی بیساختہ چونک اُٹھے سب بیدار ہوگئے بادشاہ بھی خواب دیکھ کے
اُٹھ بیٹھے میدان شب مین شہسوار روح مقامی نے چلتے چلتے باگ روک لی یعنی بادشاہ نوشیروان
جاگے ہشیار ہوگئے سب متعلقات شہنشاہ دوڑے اور پاس آکے بیگمون نے کہا اے قربانت شوم کیا ماجرا
ہوا کیا حادثہ گذرا آپ نے کیون نعرہ کیا بادشاہ نے کہا مین خواب مین ڈر گیا ایسا خوفناک سانحہ گذرا
سب لوگ بادشاہ کے پاس بیٹھے رہے تذکرات و حکایات ادھر ادھر کے بیان کرکے دل تردد منزل بہلایا
کئے جب قلیل رات باقی رہی رویائے صادقہ کا زمانہ آیا بادشاہ نے بعد فرش استراحت پر آرام فرمایا تا کہ وہ خوشنود ہو
آفتاب عالم افروز نے مجلد مشرق سے سر نکالا حیدری شب کو ترک کرکے توسن سپہر سبز رنگ پر سوار ہوا اور
رخ سوے میدان نصف النہار کا کیا سردار انجم سپاہ مع ہمراہیان ساکن فلکی حجاب ظلمات مین مقیم ہوا الغرض

آسمان پہ صبح کا ہونا | گل کا شبنم سے ہاتھ منہ دھونا | کھلکھلا کر غنچہ زنگارہ کھاتا | آئینہ گردون کا مسکرا دینا

چھوٹنے لڑو رہ شمیم کے لینا اسکی دعد ہیت کا دم بھرنا رمز مرسا ز مرغ خوش الحان	پہلا نا محامدون کا تمام پہلوانون کا وہ کوکستان ہونا	گلشن دین حمرکی دعوت پیدا ہم اتھا کسی کی باہمیا ہونا	دو عبادت بیسر کا کرنا کمین کو کوئی قمر بوت کی عیات

نزدیک بادشاہ فلک پناہ نوشیروان سعدت نشان صبح بیدار ہو شیار ہوا امور ضروری د
حاجات بشری سے فراغت کرکے محل سے برآمد ہوا اب بسم اللہ کا غل ہوا ارا کین سلطنت سے صحن دربار معمور
ہوا بادشاہ بھی دربار مین آیا تخت حکومت پہ جلوہ نما ہوا اُسوقت خواجہ بزرجمہر کو یاد فرمایا جو بیدار گیا اور اسپنے ہمراہ لیکر
آیا بعد اسکے حکم دیا کہ آج سب سرداران نامی و جوانان گرامی دربار مین حاضر ہون بموجب حکم شاہی و جہان پناہی سب
سردار وغیرہ آکر حاضر دربار فیض بار ہوئے شعار وغیرہ رنگ معیار پیرو زرنگ و معیار فیل پیکر بوذر ... داماں بن
بہزاد و کاؤس کاشانی و کیوس کرمانی و محمل جنگ اور اصفہانی و مظفر بن گشسپ کرمانی و گستہم بن
گفش آرو شیر فارو شیر و سعد زرین کمر و سعید زرین و کش اگر تیست سیر گردان وغیرہ دربار مین حاضر ہوئے سب ایک ہزار
چالیس پہلوان سردار بصد عز و افتخار اُسوقت کرسی نشین دربار تھے کہ بادشاہ نوشیروان
بلند مکان نے بزرجمہر حکیم لائق و خالق کو سبکے بالادست بٹھایا اور بحضور دربار مین باعلان یہ فرمایا
کہ اسے عمّ تا مدار زیقدر روز ہی وقار جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا خواب تو دیکھا لیکن بھول گیا الا نہایت
ہولناک خواب نظر آیا تھا مجھے اُس خواب کے دیکھنے سے بڑا خوف معلوم ہوا کہ سوتے سوتے چونک اٹھا اور
نعرہ کیا تمام اہل محل گھبرا کے جاگ اٹھے پہلے یہ آپ تبلائیے وہ خواب کیا تھا پھر اُس خواب کی تعبیر ارشاد
کیجیے میرا دل تردد منزل مسرور و شاد کیجیے خواجہ بزرجمہر نے پہلے بختک کی طرف بغور دیکھا اور کہا ای وزیر اعظم
و دستور المعظم آپ کچھ بتلائیے کہ آج بادشاہ ذیجاہ نے کیا خواب دیکھا ہے بختک نے کہا اسے خواجہ بزرجمہر
مین اس علم سے بہرہ یابی نہین رکھتا ہون حال غیب مطلق نہین جانتا ہون خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ جناب یوسف
علیہ السلام نے جو بادشاہ مصر کا حال بیان کیا تھا کیا وہ غیب دانی تھی بلکہ بفراست کاملہ و علوم معرفہ بقوت
علم نبوت ارشاد فرمایا تھا قلب صاحب رویا یعنے سلطان مصر کا تھا دریافت فرمایا تھا اسی طرح جو مرد صالح اور مومن
صاحب علم اور صاف دل پاک طینت خوش خواحوال خواب و تعبیر خواب بتاتے ہین نہ وہ عیب کا علم
رکھتے ہین نہ اُنسے جبرئیل علیہ السلام کہہ جاتے ہین بقول علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ہاں اسے بختک تیری
علانیہ یاوہ گوئی میرے سامنے پیش رفت نہوگی اسوقت تونے بہت بڑا کلمہ کہا کہ میرا دل مل گیا تو ان بیہودہ
خلاف سننے والون مین مل گیا نہین کبھی نہین اور اسوقت تونے بحضور بادشاہ جہان پناہ
غیب دانی کا الزام لگا کر خلاف شرع شریف ٹھہرایا تو نے اپنے نزدیک مجھکو بڑا بیوقوف و احمق دربار عام مین بنایا
یہ کہکر بادشاہ ذیجاہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اسے شہریار عادل آج آپ نے عجیب ایک خواب دیکھا بڑی طرح
کا نقشہ عالم رویا مین آپ کے پیش نظر ہوا ہے حضور سنیے توجہ سے ملاحظہ فرمائیے آپ کو یہ نظر آیا کہ ایک عجیب
طرح کا دھوان بلند ہوا ہے اُسنے تمام عالم کو تیرہ و تار کر دیا ہے شعر ؎ دو چنان ابر آمد پدید ازو تیرہ گردید چشم امید
تمام خلائق کی آنکھین بند ہوگئین ہین کچھ کسی کو نہین سوجھتا ہے جب وہ دھوان ہو چکا آسمان زیر آسمان زمین بالا سے
زمین سوا بلند ہو چکا اسمین ایک زاغ بلند قد عظیم الجثہ پیدا ہوا اور تاج شاہی سر نوشیروان جہان پناہی
سے منقار مار کر لے گیا آپ کو نہایت پریشانی و حیرانی ہوئی قدرت خدا سے یکایک ایک شہباز
تیز پرواز عنقا شکار ہوا پر اُڑتا ہوا مکہ معظمہ کی طرف سے پیدا ہوا اور سامنے آتے ہی چنگل تیز اور پنجہ آہنی

وہ حیران ہی کہ ای پروردگار عالم کیا کرون بسری اوقات تو توسلے اس کاہ فروشی پر رکھی ہی دن بھر صحرائی گھاس چھیلتا ہون اور شام کو جو کچھ اُسکی قیمت سے موٹا جھوٹا اناج حاصل ہوتا ہی لاکر اہل و عیال مین بسر کرتا ہون اب ایک آدمی اور بڑھ گیا یہ مقدار قیمت کا میرے ہی عیال کو اکتفا نہین کرتی اب دوسرے آدمی کو مین کہان سے لاکر کھلاؤنگا اور زیادہ ضیق معاش ہوگی پھر اپنے دلمین خیال کرتا تھا دل مستقل رکھ وہ رزّاق مطلق ہی اُسکے حق کا رزق بھی تجھے عنایت کریگا اور اسکی مطلق خبر نہ تھی کہ طالع اُسکا چمکنے والا ہی بخت خوابیدہ بیدار ہونے والا ہی یہ مصیبت چند دن اور ہی اور پھر عیش و عشرت کا طور ہی حکومت و وزارت کا دور ہی نہ مجال فکر ہی نہ مقام غور ہی الغرض مجبور و ناچار اُسی عالم محنت و مشقت اور عسرت مین بسر کرنے لگا اور یہان بختک بدبخت نے شہر خاور کے اطراف و اکناف اور قریات و قصبات اور خاص شہر مین بڑا قتل و قمع کیا اور سخت تاخت و تاراج کیا جبکہ اطمینان کامل حاصل ہوا کہ اب کسی طرح کا کوئی رخنہ انداز اس ملک مین نیتیجا پشت نہ پیدا ہوگا اور نہ پیدا ہونے والا ہی اور نہ کوئی باقی ہی بعد اُسکے **بختک** نے اپنی طرف سے **صمصام زرہ پوش** عاقل و ہوشیار نمک حلال سرکار کو حاکم کرکے کچھ فوج اپنی اُسکی ماتحتی کی اور حکم کیا کہ یہان کی تحصیل اور حکمرانی بطور معقول کرو اور آمدنی یہان کی جو کچھ تمہارے خرچ اور اخراجات اور مصارف سے بچے بخدمت بادشاہ **نوشیروان** عالی مداین مین ارسال کیا کرو اور بخیر خواہی تمام انتظام یہان کا مدام کرتے رہو اور **بختک** مع جملہ خیر خواہان و پہلوانان و سرداران فوج طرف ملک **مداین** کے روانہ ہوا اور حاضر خدمت فیض درجت بادشاہ **نوشیروان** عادل ہوا اور تمام و کمال کیفیت قتل و قمع ملک خاور و تاراجی شہر و بربادی خرد و کلان و تباہی مرد و زن جاکر بادشاہ سے بیان کی اور عرض کیا کہ اب کوئی دغدغہ و تشویش نہین ہی کہ مین نے بنیاد رخنہ و فساد یک قلم مٹادی کوئی عورت کسی قسم کی حاملہ و غیر حاملہ نہین چھوڑی اور نہ کسی کے زن و مرد پیر و جوان صغیر و شیر خوار کو پناہ دی باقبال بادشاہ نامدار سبکو تہ تیغ آبدار کیا اب حضور بعیش و عشرت تمام رہین کچھ فکر و تردد نہ کرین بادشاہ **نوشیروان** سنکر نہایت مسرور ہوا اور دل سے فکر و دغدغہ ظالم بے بنیاد رفع ہوا **بختک** کو خلعت فاخرہ اور تمام سرداران لشکر کو بہت کچھ انعام و اکرام دیکر بعیش و عشرت جلسے مسرت برپا کیا اور کاروبار سلطنت و حکومت و عدالت مین مشغول ہوا اب **بختک** بدبخت پھولا پھولا پھرتا ہی اور دل مین کہتا ہی کہ مجھسا کون بہادر و دلیر صاحب شمشیر ہوگا کہ مین نے بہ حکم محکم قضا شیم بادشاہ **نوشیروان** عادل ملک **خاور** کو تباہ و برباد کر دیا تمام اہل شہر مرد و زن صغیر و کبیر کو قتل کیا اور اپنی طرف سے تاج بخشی کرکے دوسرے حاکم کو ملک خاور مین متعین کر دیا ایسا کوئی اولوالعزم اور صاحب جرأت ہوگا اب ایسا غرور ہوگیا کہ کوئی بہادر و دلیر صاحب شمشیر جوان و پہلوان نظر مین نہین سماتا اینٹھا پھرتا ہی ایک ایک پر رعب بٹھاتا ہی اور تقدیر کہتی ہی ارے تو جا تجھکو کیسا ذلیل اور خوار کرتی ہون دیکھ تو تجھے جو اسقدر دعویٰ بہادری ہی اسے کیسا خاک مین ملائے دیتی ہون اور بزدلا و ہیزا و نامرد دنیا مین تیرا نام نہین نکالے دیتی ہون رہا زمانہ انقلاب اور گردش روزگار قریب ہی اور یہ معرکہ عجیب و غریب بھی لائق دید ہی سوا اُس طفل کے جو کہ شریعت مین پیدا ہونے والا ہی کوئی بہادر و جری صاحب شمشیر صفدر و دلیر صاحب شوکت و صولت ذی ہمت و شجاعت بے مثل و بے نظیر با عزت و توقیر نہین ہی کوئی نصیب مرد اُسکا ہمسر نہین ہو سکتا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ داستان جو امیر حمزہ صاحبقران کی بیان کرکے چھوڑ دی تھی وہ اب بیان کیجاتی ہے

داستان مسرت بیان تولد سلطان سلطانان و شاہنشاہ شاہان امیر با توقیر بادشاہ کشور گیر اور پیدائش عمرو و مقبل کی بیان کی جاتی ہی ساقی نامہ

پھر ساقیا پلادے وہ ساغر شراب کا　　شرمائے جسکے آگے کٹورا گلاب کا
وہ جام ساقیا تو عطا کر شراب کا

جس مین کہ رنگ صاف ہو تازہ شہاب کا | ای شاخ کلک پھر مجھے اب تازگی دکھا | کرتا ہون کام ہاتھ سے راہ ثواب کا
مانند آفتاب کے جلوہ دکھا مجھے | مشتاق ہون مین ساقی گردون جناب کا | کب دیکھیے زمانہ مین اب دور دورہ ہو
ہون منتظر مین ترک نقاب انقلاب کا | آنکھین کھلی ہین دیدۂ انجم کی طرح سے | کب سے ہی منتظر سحر مین آفتاب کا خمسہ

نگاہ آنکھ سے ای یار ماہرو نکلے | کہ میرے سینے سے دل عہد جستجو نکلے | تری تلاش مین جو چاہی چار سو نکلے | ہجوم شوق مین جب لگی آرزو نکلے
اٹھاؤن کعبہ کا پردہ دہان جو تو نکلے | بیت دوازدہ رخش کلک سیر ریز | رقم کرد مضمون گردون ستیز | تہنیت سازندگان انجمن دلکشائی

ومژدہ دہندان محفل شادی دلربائی طفل قلم فیض رقم کو بہ پیدائش مضمون مسرت مشحون وطبع آرائی ذہن رسا کو رسا کرکے صفحۂ قرطاس فیض اساس ناظرین پر یون رواں کرتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق مکہ شریف مین پہونچے اور عبدالمطلب ذی قدر وذی مرتبت کو خبر ہوئی کہ ایک مسلمان خدا پرست صاحب ایمان آیا ہی چند قدم بڑھکر پیشوائی کی اور مکان پر لانے بعد مزاج پرسی مستفسر حال ہوئے خواجہ بزرجمہر نے کیفیت بادشاہ نوشیروان و روئداد خواب وخیال سب بیان کی اور کہا کہ مین ملازم ہون بادشاہ نوشیروان کا نام میرا بزرجمہر حکیم ہی اور مجھکو بادشاہ نے اسواسطے بھیجا ہی کہ جب تمھارے یہان فرزند ارجمند پروردگار عالم وعالمیان عنایت فرمائے مجھکو اطلاع دو کہ مین اُس صاحبزادہ بلند اقبال صاحب حشمت وجلال کا زائچہ کھینچکر حال بتاؤن اور اُسکی پرورش و پرداخت کرکے بادشاہ جم جاہ کو مژدہ مبارکباد بھیجون اور تا ہنگام پیدائش آفتاب عالمتاب اس مقام پر رہونگا یہان سے کہین نہ جاونگا یہ کہکر عبدالمطلب عالی نسب والاحسب کو بہت سا زر وجواہر دیا اور خود بدولتخانۂ فرحت آثار اُس ماہ آسمان وقار کے منتظر رہے ناگاہ شاطر اقبال عزت وجلال نے خبر دی کہ گیارہوین تاریخ ماہ جمادی الاول وبروز مبارک برج حمل سے آفتاب عالمتاب نکل کر درخشان ہوا نور نظر خجستہ سیر فرزند ارجمند سعادت مند عبدالمطلب پیدا ہوا نظم

کہ طالع شد آن آفتاب ہنر | منور بدیدار چشم پدر | جہان گشت شیدا برو تا مدام | ندا ی مبارک بشد آشکار

جب وہ ماہ فلک ہمت وشجاعت آفتاب عالمتاب آسمان صولت وشوکت پیدا ہوا اُس صاحب حسن وجمال پر ایک عالم ہزار جان سے شیدا ہوا شعر اُسے دیکھ طفلی مین کہتی تھی دایہ ÷ یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہی ÷ دایۂ مشیت نے اُس فرزند ارجمند عالم پسند کو کنار عاطفت مین بشوق کمال لیا اور مادر پر مہر نے ہزار جان و دل سے اپنے کو قربان کیا خواجہ عبدالمطلب نے فوراً خواجہ بزرجمہر کو مژدہ جان فزا فرحت افزا دیا خواجہ بزرجمہر نے سنتے ہی اُس مژدۂ جان بخش کے سجدۂ شکر پروردگار مسرت بسیار کیا اور ہمراہ عبدالمطلب کے چلے خواجہ بزرجمہر خوشی خوشی دولت سرای عبدالمطلب نامدار پر آئے حضرت عبدالمطلب نے خواجہ بزرجمہر کو مقام صدر پر بٹھایا اور اُس کوکب سپہر حشمت واقبال ورفعت واقبال کو لاکے دیا خواجہ بزرجمہر نے آغوش دل مین لیا پیشانی پر بوسہ دیا بہت شاد ومسرور ہوئے خیال فاسد دل سے دور ہوئے غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا گلشن مراد مین بہار آئی دلکی خس سے سینہ لگایا خواجہ بزرجمہر مشغول بوس وکنار فرزند ارجمند حضرت عبدالمطلب تھے کہ ناگاہ ایک شخص نے آکر کہا کہ آپکے غلام کے یہان جسکا نام قبیل ہی ابھی ابھی لڑکا پیدا ہوا ہی فوراً جناب عبدالمطلب گئے اور قبیل کے بھی لڑکے کو گود مین اُٹھا لائے خواجہ بزرجمہر نے اسکو بھی گود مین اُٹھا لیا چہرہ بزرجمہر کا شادی ومسرت سے سُرخ ہوا اللہ تعالیٰ ریبنا دونون کا طالع دیکھا بہت خوش وخرم ہوئے اور کہا کہ اسے عبدالمطلب تمھارا صاحبزادہ بڑا صاحب اجلال بلند اقبال جہانگیر جہان ستان ہو شہنشاہ زمان زمان مرد مردانہ دستگیر فرزانہ ہو یہ وہ ظفر قرین وصدر مکین ہو کہ ہفت ورکی دربانی کا شاہان روزگار و سلاطین عالی وقار فخر کرینگے اور بڑے بڑے بہادران

الوالعزم و جوانان دلیر و جبری غلامی اُسکی قبول کرینگے قوت و طاقت مین بے عدیل زور و ہمت مین فخر پہلوانان جلیل ہوگا اسکی شمشیر بے نظیر سے کافران جہان کو پناہ نہ ملیگی ہر جگہ برکت سے اس گلبدن سکے قدم کی گلشن اسلام کے کلی مثل گل کھلیگی یہ اُدو کا کنندۂ بیخ نخل کفر و عناد ہی یہ لڑکا کشندۂ بیت پرستان مکار و ستمگار بد نہاد ہی ماشاء اللہ اس لڑکے سے وہ کارہائے نمایان ہونگے کہ بڑے بڑے شجاعان عالی ہمت مثل آئینہ حیران ہونگے کفارون کو سرنگون اور پست کریگا ملکون ملکون اپنا بندوبست کریگا۔ نظم

عجب تمکو فرزند حق نے دیا
مہیا تمہین کار عشرت ہوا
کہا سنکے یہ مژدۂ جان فزا
کہ شکر ای خدا شکر اسکے کرم

پھر خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ای عبد المطلب آپ کے خادم مقبل کا لڑکا بھی بڑا صاحب نصیب ہوگا اور حرکات عجیب و غریب ہونگے اور تمہارے صاحبزادے کا غلام باوفا زر فلک شعار ہوگا ہر دم مثل سایہ جدا نہ ہوگا خدمت گزاری مین ہر وقت حاضر رہیگا نام اسکا مقبل ہوگا اور آپ کے صاحبزادے کا نام نامی اور اسم گرامی امیر ابو العلاء علی اور امیر حمزہ صاحبقران لقب ہوگا پھر خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ نوشیروان کی طرف سے منصب جلیل اُس صاحبزادہ بے عدیل کو دیا اور مشاہرہ بیش قرار معین کیا اور حکم عام دیا کہ آج کے روز جسکے یہان لڑکا پیدا ہوا ہو وہ ہمارے پاس بے تاخیر لے آئے ہم اس لڑکے کا ملازم کرکے پرورش کرینگے آیہ ہائے عقیلہ نوکر رکھینگے اُنکے والدین کو زر و جواہر دینگے ایسا کہ وہ بہت شاد و مسرور ہونگے منادی نے تمام شہر مین صدا کی در یہ خبر تمامی شہر بلکہ گرد و نواح شہر مین مشہور ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر وزیر باتدبیر بادشاہ نوشیروان عادل فرزند ارجمند حضرت عبد المطلب کے واسطے کہ وہ آج ہی متولد ہوا ہو آج کے دن کے مولود ملازم کرکے پرورش کرینگے اور زر و مال اُنکے والدین کو خاطر خواہ دینگے یہ خبر سنکے جن جن لوگون کے یہان اُس روز لڑکے پیدا ہوئے تھے وہ لوگ اپنے اپنے لڑکون کو گود مین لیے ہوئے خواجہ بزرجمہر کے پاس آئے خواجہ بزرجمہر نے اُن لڑکون کو اُن کے والدین سے لے لیا اور دایہ ہائے عقیلہ اُنکی پرورش اور پرداخت کے لئے معین کین اور اُنکے والدین کو انعام مین زر و جواہر عطا کیا اور جشن عام کا حکم دیا روپیہ اشرفی کے توڑون کا مُنھ کھولا تمام شہر مین آئینہ بندی کرادی ایک منادی ہر گلی کوچہ مین ندا کرتا پھرتا ہی کہ آج روز مولود امیر با توقیر امیر ابو العلاء علی ملقب بحمزہ صاحبقران ہو جشن تولد اُس صاحب زادۂ بلند اقبال کا برپا ہوگا ہر شخص کو چاہیے کہ آگاہ ہو کر خوشی کرے اور جسقدر کہ روپیہ کی ضرورت ہو خواجہ بزرجمہر وزیر باتدبیر بادشاہ نوشیروان عادل سے لے اور تین روز تک کل کھانا پینا سرکار سے ملیگا اور تمام شہر مین روشنی کا حکم دیا دوسرے تھاٹھر بندی کی گئی بڑے ہی عمدہ طور سے روشنی کا سامان کیا گیا ہزار قیدی رہا کیئے گئے مبارک سلامت کی ہر جگہ دھوم ہوئی جسکو تولد امیر کی خبر ہوئی اُسکے یہان دن عید رات شب برات ہو گئی اتفاقاً امیہ ضمری ساربان سرکار فیض آثار عبد المطلب کی زوجہ بھی حمل سے تھی اور حمل اسکا سات آٹھ مہینے کا تھا وہ اُسوقت اونٹون کو چرانے شہر سے باہر جانب صحرا گیا ہوا تھا جب وہان سے اونٹون کو چرا کر پھرا اور شہر مین آیا تو عجب ایک جشن نوروزی نظر آیا دیکھا کہ ہر جگہ شہر مین مبارک سلامت کی دھوم ہی تہنیت شادی علی العموم ہی لوگ آپس مین گلے ملتے ہین معانقہ کرتے ہین سرخ پوش ہین مشغول بجوش و خروش ہمہ تن تہنیت بگوش ہین روشنی کا سامان ہر گلی کوچہ مین ہی ٹھاٹھر بندی ہو رہی ہی اُمیہ ضمری نے پوچھا کہ کیا آج کوئی عید ہی اور کون سا روز عید سعید ہی کہ تم سب لوگ اس جشن شادی مین ہو اور یہ سامان آراستگی شہر کا ہی سبب لوگون نے کہا ای امیہ کیا تم آج شب سے اسوقت تک سویا کیے ہو اور خواب غفلت سے اب چونکے ہو یا کہین سفر کو گئے تھے اسوقت مسافت بادیہ پیمائی اُٹھا کر آئے ہو کچھ خبر ہی کچھ کہو تو جانتے کہان ہو آتے کہان سے ہو اُمیہ نے کہا بھائیو دل لگی تو کرو نہین صاف صاف کہو اہل شہر نے کہا کہ ای بیخبر آج روز جشن تولد فرزند ارجمند جناب

فرزند سعادت مند کا نام بقواعد نجوم امیر حمزہ رکھا ہی اور صاحبقران لقب دیا ہی اور جس جس کے یہان آج لڑکے پیدا ہوئے ہین اُن سب لڑکون کا مطلب ہی ایک وزیر بنام بزرجمہر وزیر اعظم بادشاہ نوشیروان آیا ہی اُسنے ابو العلا ادکی رکھا ہی اور حمزہ صاحبقران لقب دیا ہی اور جس جس کے یہان آج لڑکے پیدا ہوئے ہین اُن سب لڑکون کو بلوا کر حکم پرورش دیا ہی دایہ ہاے بیشمار ملازم ہوئی ہین اور اُن لڑکون کے والدین کو بیشمار زر و جواہر عطا کیا ہی یہ سنکر امیہ ضمری دو لڑا اور اُونٹون کو لاکر باندھ دیا اور گھر مین آکر اپنی زوجہ سے یہ کل کیفیت بیان کی اور کہنے لگا کہ ارے کمبخت کاش تو بھی آجکے روز لڑکا جنتی کہ مجھکو اور تجھکو بھی زر و مال ملتا کہ عیش و عشرت سے بسر کرتے امیہ کی جورو نے کہا کہ میرا کیا اختیار ہی مین کیونکر لڑکا جنون کہ تجھکو زر و جواہر ملے امیہ نے کہا جس طرح سے ہو تو بھی لڑکا جن کہ مجھکو بھی زر و جواہر ملے اُسکی زوجہ نے کہا کہ اے نادان عزمن قنع وذل من طمع ارے احمق ابھی تو حمل سات ماہ کا ہی کیونکر لڑکا پیدا ہو بغیر انقضاے مدت حمل کہین بھی کوئی عورت لڑکا جنی ہی اور اگر دن پورے بھی ہو جاتے اور حکم خدا نہ ہوتا تو مین کیونکر لڑکا جنتی جب تک کہ حکم ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء نہوتا جب تک بچہ پیٹ سے ہرگز نہ نکلتا اچھا صبر کر کہ الصبر مفتاح الفرج مشہور ہی ایسی طمع انسان کو خراب کرتی ہی ایسی باتون مین انسان رسوا ہوتا ہی ایسی طمع مبتلاے عذاب کرتی ہی امیہ ضمری یہ کلام حیرت انجام زوجہ کے سنکر غصہ سے سر دھنکر نہایت خشمناک یا دل چاک نہایت غصہ ہوا اور ایک ڈنڈا لیکر اُٹھا اور کہا کہ مین پیری منحوس قدمی اُلٹا مجھکو سمجھاتی ہی دنیا بھر زر و مال لئے جاتی ہی اور میرے ہاتھ کچھ بھی نہین آتا تیرا ہی خصم مفلس ہوا جاتا ہی ابھی ابھی تجھسے لڑکا جنواؤن گا اور زر و جواہر پاؤن گا زوجہ نے اُسکی کہا کہ تجھے دیوانہ ہو گیا ہی یا کچھ پی کے آیا ہی نشہ مین مست ہو گیا ہی کہین میرے اختیار مین ہی کہ لڑکا جن دون اور تیرے اس رنج کو ٹالدون اگر مال تیری تقدیر مین ہی تو کسی اور وسیلہ سے ملے گا گھر بیٹھے خدا دیگا مصرع اوسکے دینے کے ہین ہزارون ہاتھ بیت خدا کی دین کا موسی سے پوچھیے احوال کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے * صبر کر نظر بخدا رکھ کیون اسقدر گھبراتا ہی ای بندہ زر و مال کے لیے مرا جاتا ہی ای احمق یہ مال دنیا کیا مال ہی ارے مال دنیا چرکے کی مال ہی پروردگار عالم رزاق مطلق ہی وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا کیا تو نے نہین سنا ہی اور قدرت تعالی رب العزت کی نہین جانتا ہی بیت جواہر تو بخشے دل سنگ را تو پر روے جوہر کشی رنگ را * ای کی شان رفیع المکان مین ہی شعر آگ مین پیدا سمندر کو کیے * قطرۂ ناچیز کو گوہر کرے * دیگر آسیا کہتی ہی ہر صبح با آواز بلند * رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن پتھر کے * جب اُمیہ ضمری کو اُسکی زوجہ نے یہ سخن سناتے تو اُسکے دل پر رنج دولت سے جانب لہرائے اور زیادہ تلملایا اور بلبلا کر چلایا اری کمبخت میرا دل نہین مانتا کہ یہ مال مفت ہاتھ سے نکلا جاتا ہی کیونکر تیرے پیٹ سے بچہ نکال لون اور خواجہ بزرجمہر سے زر و مال لون یہ کہکر ڈنڈا تان کر چلا کہ اری دیوانی نہ بن اور ابھی بچہ جن تیرے باپ کا اجارا ہی نطفہ ہمارا ہی ہم تیرے پیٹ مین نہین رکھتے ابھی ہمارا بچہ نکال دے اگر تو اسوقت بچہ نہ نکالے گی تو مین تیرا سارا بل نکالدون گا مارے ڈنڈون کے مار ڈالون گا اگر آج کا دن ٹل جائے گا تو کل کچھ نہ ہاتھ آئے گا زوجہ اوسکی اُسکے ڈنڈا تانتے پر بھاگی اور امیہ ضمری اُسکے پیچھے دوڑا تمام گھر بھر مین اودھم پڑگیا ادھر تو وہ عورت بھاگی پھرتی تھی اور اُدھر امیہ اُسکے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا کہین قابو نہ چلتا تھا وہ عورت چیختی و بھاگی بڑی پھرتی تھی اور کہتی تھی یہ شعر تا حق خصم نے آج مری جان کھائی ہی - دوڑو محلہ والو تمہاری دہائی ہی جب عورت نے دیکھا کہ اب کسی طرح مفر نہین خصم آج مار ہی ڈالے گا ہرگز زندہ نہ چھوڑے گا اسلیے پیچھے گھر کے کی جو بی ہی دولت کی چاٹ پڑی ہی گھبرا کر کوٹھے پہ چڑھنے لگی سانس بھاری کی اُکھڑنے لگی پیچھے یہ بھی ڈنڈا لیکر دوڑا زینہ پر جلدی جلدی چڑھنے لگا عورت نے جو پیچھے پھر کر دیکھا کہ خصم جلاد بھی آپہونچا تھر اگئی اور ساری ستی بھول گئی پاؤن پھسلتا ہی تو زمین پر تھی

اُسکی تو سانس اُکھڑ ہی چکی تھی مرگئی مگر بچہ زندہ پیٹ سے نکل پڑا تھا وہ تہا ن تہان کرنے لگا اُمیہ ضمری نے جھپٹ زینے پر سے کود
کے بچہ کو اُٹھا لیا یونہین بے نہلائے دُھلائے آستین مین رکھ لیا نشہ طمع زر سے ایسا بہوت تھا کہ جورو کی طرف مطلق خیال بھی
نہ کیا فوراً بچہ لیکر خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچا اعزا اور اقربا نے جو امیہ کی جورو کا یہ حال دیکھا سب دوڑ پڑے اُس عورت
مین کچھ دم نہ پایا روئے نوحہ و بکا کیا پھر سامان دفن و کفن کا مہیا کیا وہ سب کے سب تو مشغول تجہیز و تکفین ہوئے اور یہان
بیٹے کو امیہ بچہ لئے اُسیطرح خوشی خوشی خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا خواجہ بزرجمہر بہت ہنسے حضرت
عبدالمطلب بھی بیٹھے تھے اُنھون نے جو یہ حال سنا اُمیہ ضمری سے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا ایک تو جورو کی جان لی
دوسرے بے نہلائے دھلائے بچے کو اپنی آستین مین رکھ لیا آپ بھی نجس ہوا اس کو بھی نجس کیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ
اچھا بچے کو لاؤ اُمیہ نے جو ہاتھ آستین مین ڈالا تو بچہ ندارد بڑا تعجب ہوا سمجھا کہ آنے کی گھبراہٹ اور عالم خوشی مین کہین آستین سے
راہ مین گر گیا ہے نہایت بدحواس ہوا رو کر چلایا کہ واے مردیم جس طمع زر کے لئے اپنی بڑی جانکاہی کی وہ کچھ نہ ہوئی زوجہ کی
بھی جان گئی بچہ بھی کھو گیا دولت کے عوض مفت کا رنج و صدمہ ملال ہوا بقول شاعر شعر گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ٭
باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ و ہو کیمر تیرے ہجر مین ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ٭ ناظرین پر روشن ہو کہ اس وقت عشا اور وہ تھا جو گڑی مین شام
کا وقت قریب آ گیا تھا اب جو اُمیہ ضمری خواجہ بزرجمہر کے پاس سے مایوس ہو کر پھرا تو بالکل شام ہو گئی تاریکی پھیل گئی لیلائے
شب نے زلف مشکین کو کھولدیا سواد شام کا سمان بندھ چکا سڑک کو نہیر تھا گھر بندی کی گیلا سو مین روشنی ہونے لگی رونق بازار شہر تو
دونی ہو گئی تھی مگر اُمیہ ضمری کی آنکھون مین دنیا سیاہ تھی صدمہ والم سے لب پر آہ تھی غرض کہ آبدیدہ وہانسے پھرا
راستے مین اُس بچہ کو اسطرح ڈھونڈھتا تھا کہ جسطرح کوئی سوئی کو ڈھونڈھتا ہے اور کہتا تھا کہ ارے کم بخت بچے کہین ایسا
نہو کہ زیادہ دیر ہو جائے اور خواجہ بزرجمہر زر و مال بانٹ بونٹ کر بیٹھ رہے تو پھر کوڑی میرے ہاتھ نہ لگیگی جو کوئی راستے
مین پوچھتا تھا کہ اُمیہ ضمری کیا ڈھونڈھتے ہو کیا کھو گیا ہے تو جواب دیتا تھا کہ میرے بخت گم گشتہ کا پتا نہین ہے
اُسیکو ڈھونڈھتا ہون اور اُسی کی تلاش مین جگر پاش پاش ہے ابھی بچہ پیدا ہوا تھا اُسے خواجہ بزرجمہر کے
پاس لئے جاتا تھا اتفاقاً کہین راہ مین گر پڑا پتا نہین لگتا کہ کیا ہو گیا یہ وحشت خیز باتین سنکر کچھ لوگ ہنستے تھے کچھ دست
تاسف ملتے تھے کچھ اُمیہ کے ساتھ ڈھونڈھنے لگتے تھے آخرکار جب کہین پتا نہ لگا فرط الم سے راہ مین بیٹھ کر رونے لگا اور
خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے اور قصہ ہی پاک کرے یکایک کچھ اُسکی بغل مین کلبلایا کچھ زیر بغل رینگتا سا معلوم ہوا اب
جو اُمیہ ضمری ٹٹولتا ہے تو زیر بغل وہی بچہ بالا بھلا نظر پڑا اُمیہ بہت خوش ہوا لڑکے کو بغل سے لگا کر ہاتھ پر رکھ لیا اور
یہ کہتا ہوا چلا کہ ایسا نہو کہ پھر گم ہو جائے تجھسے شہر کی گلیون کی خاک چھنوائے یہ لڑکا بڑا مرشد معلوم ہوتا ہے ابھی سے میرے
ساتھ دل لگی کرتا ہے غرضکہ اسی طرح ہاتھو پر لیے ہوئے خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچا نظم پیشد پیش خواجہ بدنیسان دوان ٭
کہ طفلش مدت وثنا بر زبان ٭ نہادہ پسر پیش وشکوہ راند ٭ کہ این طفل زیر بغل دیر ماند ٭ بکردیم من جستجو دیر تر ٭
وزان بعد ظاہر شد این بخبر ٭ اُمیہ ضمری نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ حضور لڑکا لا غلام لایا ملاحظہ فرمائیے خواجہ
نے لڑکے پر جو نگاہ کی بے اختیار صورت دیکھکر ہنسی آ گئی کہنے لگے کہ یہ آدمی کا بچہ ہے یا چوہے کا بچہ ہے ماشاء اللہ
عجیب ہیئت ہے جس سے دیکھنے والون کو وحشت معلوم ہو سر کیا ہے مداری کی تو مڑی ہے گنجا ہوا صفاچٹ ٹیڑہ سی آنکھیں
خرگوش کے سے کان کلکلا سے گال خوبانی کے برابر ناک موٹے موٹے ہونٹ دبلا پتلا سوت سی گردن لٹکے ہاتھ
پاؤن طباق سا سینہ ہنڈیا سا پیٹ یہ بچہ انسان ہے با وجود اس کے عجیب الخلقت انسان ہے خواجہ متعجب ہوکے

اور شان پروردگار پر نظر کی قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا حساب اشکال رمل بطریق سیارگان نکالکر بعد غور بسیار ارشاد فرمایا کہ یہ لڑکا بڑا اولوالعزم نسیا در جوان بخت و جوان دولت جوان سال ہوگا ایسا انسان قدرت خدا سے یہ لڑکا بلائے روزگار فتنہ دوران نیرنگ زمین و زمان مکار طرار جرار خنجر گذار سردار سرداران عیار عیاران تیغ زن صف شکن بے نظیر سرکردہ جوانان و ہر ایک کام مین مشاق بلکہ یگانۂ آفاق ہوگا مثل اسکے تا قیامت کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا اور یہ امیر ابوالعلاء کا وزیر خوش تدبیر ہوگا اسے امیر سے محبت کامل ہوگی ہر جگہ ہر حال مین امیر کے سینہ سپر رہیگا بڑے بڑے مرحلے سر کریگا امیر با توقیر پر اپنی جان قربان کریگا اپنے دشمنون کو بے جان کریگا اسی لڑکے کو لوگ تراشندہ ریش کافران و سربندہ جادوگران کہینگے امیہ ضمری یہ کلام نیک انجام سنکر نہایت خوش ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اس لڑکے کا نام عمرو بن امیہ ضمری رکھو اور ایک صندوقچہ پر از زر و گوہر امیہ کو انعام مین دیا اور تنخواہ مقرر کرکے دایہ کے سپرد کیا اور فرمایا کہ امیر با توقیر کے ساتھ اسکی بھی پرورش کیجائے خواجہ عبد المطلب کے محل مین یہ لڑکا بھی رہے ناظرین پر واضح ہو کہ خواجہ بزرجمہر نے جو لڑکے منگوائے تھے تو اس روز بارہ ہزار لڑکے آئے تھے خواجہ نے اول سب کے والدین کو مالا مال کر دیا تھا اور ہر لڑکے کے لیے ایک ایک دایہ قابلہ مقرر کردی تھی اور سب کی تنخواہیں مقرر کردی تھین از جانب بادشاہ نوشیروان سب کو نوکر رکھکے امیر ابوالعلاء کو سرداران سب کا معین کیا تھا اور عمرو بن امیہ ضمری کو وزیر معین کیا تھا اور سرگروہ اطفال خرد سال کیا تھا اور اسقدر سامان عیش و عشرت بہم پہنچا دیا تھا کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی میسر ہوگا الغرض جب چھٹی کا دن آیا تو خواجہ نے بہت بڑا سامان چھٹی کا مہیا کیا جوڑے خلعت تقسیم کیے لوگون کو انعام دیا مادر حمزہ کو پہلے عورات خادمات نے نہلایا اسکے بعد اور جو بارہ ہزار لڑکے تھے ان سب کی ماؤن کو نہلوایا اور مادر عمرو تو مر ہی چکی تھی اسکی ماں کے عوض اسکی قابلہ کو نہلایا اسکی دایہ کو غسل دلوایا اور مادر حمزہ کے ساتھ سبکو مثل زچاؤن کے عروس شب اول بنایا سبھون نے لباس فاخرہ پہنا زیور جواہر نگار زیب جسم کیا افشان چنی گئی مسی مسر کاجل دیا گیا ناؤ سنگار کیا بڑے ساز و سامان سے بارہ ہزار زچاؤن نے تارے دیکھے فلک ہفت رنگ مادر حمزہ صاحبقران پر نثار ہوا تارون کو مثل زر کے نچھاور کیا مشتری فلک اس زچہ زہرہ جبین کی خدمت گذاری کو حاضر ہوا ماہ چاردہ آئینہ دکھا رہا تھا خورشید تابان کرن اپنی مثل ریزہ ہائے زرین کفگیر کے صورت افشان چھڑک رہا تھا زمین زرریز سائبان فلک لاجوردی تارون سے جواہر خیز مریخ آسمان تلوار لیے ہوئے مادر صاحبقران پر سایہ افگن تھا خسرو خاور یعنی آفتاب عالمتاب قوس قزح کی تیر کمان ہاتھ مین لیے ہوئے سقف زچہ خانہ پر مرگ مار رہا تھا زہرۂ فلک مشغول ترانہ سازی ہو رہی تھی فلک بعد سوز و ساز مصروف خوش آوازی نجوم چرخ زبرجدی نچھاور کر رہی ہین الغرض جب خواجہ بزرجمہر نے ساتوین روز تقریب چھٹی سے مہلت پائی اب مدائن جانے کا سامان کیا اور حمزہ صاحبقران کو سپرد خدا حفاظت ایزدی کرکے عبد المطلب سے کہا کہ یہ سب لڑکے اور دایہ وغیرہ تمہارے حوالے ہین عبد المطلب نے کہا کہ اے خواجہ بزرجمہر پہلے تو یہ بندوبست کیجئے کہ آج امیر کی پیدائش کو ساتوان روز ہے اور آپ نے یہ سب کچھ سامان عیش مہیا کیا مگر امیر با توقیر نے اسوقت تک نہ اپنی ماں کا منھ دیکھا نہ کسی دایہ کا اور اب کل سے گریہ و زاری اور اضطراب و بیقراری زیادہ ہے ذرا آپ ملاحظہ فرما کر غور کیجئے کہ کیا سبب ہے کیا اسرار ہے کیا مشیت پروردگار ہے خواجہ بزرجمہر نے قرعہ پھینکا اور زائچہ کھینچکر غور کیا خواجہ عبد المطلب سے کہا کہ امیر با توقیر کسی دایہ کا دودھ نہ پئینگے مگر ایک زن صالحہ بالغہ عاقلہ ہوشمند تولد ہونے تک اسی محل مین سکونت پذیر ہین نام اسکا حادیہ بانو ہے اگر وہ بی بی تشریف لائین اور دودھ پلائین تو البتہ صاحبقران دودھ پئینگے ورنہ بے شیر تشنگی عبد المطلب نے جو یہ کلام مسیت انجام خواجہ بزرجمہر

سے سنا عمرو کے باپ اُمیہ ضمری کو بلایا اور فرمایا ای اُمیہ ناقہ تیز رفتار پر سوار ہو کر جلد طرف قلعہ تنگ رواحل کے جا اور
عادیہ بانو کو ہمراہ لیکر آ میری طرف سے بعد رسم سلام کہنا کہ ای ملکہ دوران میرے یہان فرزند ارجمند کہ نام اُسکا امیر
صاحبقران ہی پیدا ہوا ہی اور سات آٹھ روز گذر چکے ہین دودھ کسیکا نہین پیا لہذا تمہاری خدمت مین التماس ہی کہ یہ امر خیر
اور باعث خوشنودی پروردگار عالم کا ہی اگر تم چاہو تو یہ طفل صغیر پرورش پائے اور تم اپنی آغوش مین لیکر اسکو
دودھ پلاؤ اور پرورش کرو اسکا اجر تمکو ارحم الراحمین دیگا خواجہ عبدالمطلب نے منت سماجت تمکو بلایا ہی کہ اگر تشریف
لائیے تو اس طفل صغیر کی شیر کی جان بچ جائے اُمیہ بحکم عبدالمطلب ناقہ تیز رفتار پر سوار ہو کر مکانسے طرف ملک قلعہ
تنگ رواحل کے چلا اب راویان اخبار فرحت آثار یون بیان کرتے ہین کہ بی بی عادیہ بانو قلعہ تنگ رواحل مین
رہتی تھین اُسکے یہان بھی ایک لڑکا حسین و خوبصورت جری و لاور بہادر طرح دار گلرخسار پہلوان عادی کے نام سے ملقب تھا
اور اصلی نام اُسکا ایل عادیان پور شدادیان پہلوان ہفتمی غرب بن کیتان کرب عمرو معدیکرب تھا اُسکی پرورش
مین مشغول رہتی تھین جب پہلوان عادی قریب ایک سال کے ہو چکا تو ایک دن ملکہ عادیہ بانو نے خواب مین جمال
بے مثال جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مشاہدہ کیا حضرت خلیل اللہ نے کہا کہ ای عادیہ بانو
اب تم اسلام قبول کرو اور زنگ کفر آئینہ دل سے مٹاؤ کس خواب مین ہو اٹھو کہ تمہارے بخت کی بیداری کا زمانہ آگیا مکہ مین خواجہ عبدالمطلب
سردار قریش کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوا ہی کہ نام اُسکا ابو العلاء مکی اور لقب اُسکا حمزہ صاحبقران
ہو وہ والی پردہ قاف ثانی سلیمان شاہ شاہان ہوگا وہ تمہارے دودھ پینے کا منتظر ہی سات روز ہوے ہین کہ اُسنے
کسیکا دودھ نہین پیا اور نہ کبھی کسی کا دودھ پیئے گا اور نہ کسی پستان دایہ کی طرف رخ کریگا تمہارے گھر
کی طرف رخ کرتا ہی اور روتا ہی اشک حسرت دیدہ سے منہ دھوتا ہی گویا تمھین بلاتا ہی ابھی اُسکی کیا بساط ہی سات
روز کا مولود صاحب انبساط ہی یہ شرف تحفہ عین حق تعالی نے تمہارے ہی واسطے مقرر کیا ہی کہ تم اپنا دودھ
اُسکو پلاؤ اور رضامندی خدا کرو بیچ درگاہ رب العزت سے جو طلب کرو سو پاؤ شہر پلاؤ اسے دودھ تم صبح و شام
سعادت ہی اس کام مین لا کلام ملکہ عادیہ بانو نے خواب مین جو یہ مژدہ جانفزا زبانی حضرت ابراہیم خلیل اللہ
کے سنا فوراً بیدار ہوئین کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق دل مسلمان ہوئین اپنے لڑکے کو بھی چھوڑا اسلئے لگا نون
سے منہ موڑا ناقہ تیز رفتار پر سوار ہو کر قلعہ تنگ رواحل سے نکل کر صحرائے پر آشوب کی راہ لی طرف مکہ معظمہ
کے چلین حتی کہ شوق دیدار رحمت آثار امیر ابو العلاء مکی صاحبقران زمان مین رات بھر چلین کہین دم بھر ٹھہرین
نہ ناقہ سے اُترین مگر جسوقت فلک پر سفیدۂ سحری نمودار ہوا اور ظلمت شب برطرف ہوئی خسروی و خاوری نے اپنے
نور سے اس عالم فانی کو نورانی کیا سبزۂ نو دمیدہ لہکنے لگا نسیم سحری جھونکے لے لیکر عاشق مزاجونکا دل لبھانے لگی
جابجا طیور حمد الٰہی کرنے لگے بلبلین نغمہ سرائی مین مشغول ہوئین ہر ایک کے دل کو گونا گون فرحت حصول ہوئی ملکہ عادیہ
بانو کے قلب کو بھی ایک عجیب قسم کی بشاشی اور فرحت حاصل ہوئی تب ملکہ عادیہ بانو نے تفہم و فراست عقل و کیاست اور دریافت
کیا کہ شاید مین قریب مکہ معظمہ کے پہونچ گئی بیشک یہ مولود مسعود امیر ابو العلاء کوئی فرزند صاحب کرامت ہی کہ
منزلون کا رستہ اتنا جلد طی ہو گیا لاریب یہ بچہ خدا کا پیارا ہی کہ صبح ہونے پائی اور مکہ معظمہ مین خدا نے مجھکو پہونچا دیا اب
اتنے مین فی الحقیقت روشنی بھی ہو گئی ملکہ عادیہ بانو آگے بڑھین دیکھا کہ ایک ناقہ سوار چلا آتا ہی عادیہ بانو نے اس سے
پوچھا کہ یہ کونسا شہر ہی اُسنے جواب دیا کہ یہ سرحد مکہ معظمہ کی کل سے مین مکان اپنے سے چلا آتا ہون اسوقت تک یہان پہنچا
ہون اب آگے اور مختار ہی ہراد مجھکو نہایت تعجیل ہی کہ میرا آقا زادہ امیر حمزہ صاحبقران پیدا ہوا ہی اور

کرتا ہو معلوم ہوا کہ تو اسیطرح اپنے اندیشہ سے دوندہ نہین پہنچنے دیا تھا امید ہے یہ فرزند جب بڑا ہوا تو بادشاہ ہوگا
بانو نے وقت حشر کر دیے کہ بیٹہ جا کتے ہین کئی بار امیر حمزہ نے دیا تسبقراں کو اپنی آغوش شفقت مین بیکر دودھ پلایا دایا کرتی تہین
اور انکی پرورش مین زیادہ جد و جہد کرتی تہین شب کو ہوشیار سوتی تہین غافل ہوکر نہ سوتی تہین امیر با توقیر کو اپنی بیٹی سے جان
سے زیادہ عزیز رکھتی تہین مان سے زیادہ الفت و محبت کرتی تہین اگر تعیب اعدا ذرا بھی انکی دل تکی دل جین ہوگیا بیقرار
ہوکر اپنا جی ہاتی سے لگا یا پیار کیا تشفی اور دلاسا دیا امیر کی راحت سے راحت صحت سے صحت خوشی سے خوشی ملال سے
ملال ہوتا تھا اسیطرح زمانہ صغیر سنی گذرا نا فرمانی پر دافع ہوکر وہ داستان جو ہشام بن علقمہ خیبری کی بیان
ہوچکی ہی اور مادر ہشام کو دوسرے ملک مین ایک کاہ فروش کے یہان چھوڑا ہی اب وہ داستان بیان کیجاتی ہے بعد اسکے
امیر کی کیفیت اور روداد عرض کیجائیگی

دوکلمہ داستان حیرت بیان پیدا ہونا ہشام بن علقمہ خیبری کا اور پرورش پانا گھر مین کاہ فروش کے اور دفینہ ملنا مادر ہشام کو اور خزانہ اور بارگاہ ہشامی ملنا ہشام کو اور قتل کرنا دیو کو اور ہی ملک و فتح سے آنا جماعت کثیر

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
نہ کر دہشت حاسدان و عدو
شراب مُرلال مصفا پلا
سحر کو شب وردروے وہ شراب
گل کھلے پڑ رہے ہوے پوشاک کے
مست ہوکر جا سینگے ای غنچہ

کہ ہر نشہ کی تازہ دلکیا امنگ
پلا ساقیا جام پر جام تو
نہ کر مجھسے پہلو تہی ساقیا
کہ شرمندہ ہو ساغر آفتاب غزل
پانون پھیلا تا بدامن چاک کے
آستے ہین نبت العنب کو تاک کے

سبوح صراحی و خم ہین کدہر
طبیعت کو ہو جوش ہر دم سوا
نہ بدنام میخانہ کر ساقیا
معرفت مین تیری ذات پاک کے
نام لے سکتے نہین محبوب کا
آفرین صد آفرین ہو شت جنون

مجھے جام بھر بھر کے دے بے خطر
تعلی بھی دکھلائے ذہن رسا
پلا بادۂ تازہ تر ساقیا
اڑتے ہین ہوش و حواس ادراک کے
کیا کہین کتنے ہین کس سفاک کے
خوب ہی پرزے کیے پوشاک کے

روایت کنندگان عشق و نشاط حکایت نویسان بساط بے بساط النبعد انبساط اس حکایت کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین
کہ جب مادر ہشام بن علقمہ خیبری بخوف ہلاکت و بدہشت جان ہماک کے شہر سے تباہ و برباد ہوکر ملک دیگر مین ایک
کاہ فروش کے یہان پوشیدہ ہوئی حاملہ تہی ہشام پیٹ مین تھا اتفاق سے وہ عورت ایک صحرا مین کسی مقام پر بیٹھی ہوئی
پیشاب کر رہی تھی کہ کسیقدر گڑھا پڑ گیا جب پیشاب کر چکی اور خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ایک سوراخ ہی اور زمین بھی پولی
معلوم ہوئی ایک لکڑی اٹھائی اور زمین کو کریدنا شروع کیا جب کریدتے کریدتے کسیقدر غار ہوگیا اب اُس عورت نے ایک
ٹھیکرے سے کھود کھود کر ہاتھ سے مٹی ہٹانا شروع کیا مٹی ہٹاتے ہٹاتے ایک غار عمیق ہوگیا دیکھا کہ ایک دروازہ
برنجی مقفل ہی اور کنجی دروازے کی زنجیر مین بندھی ہوئی ہی یہ عورت فوراً اُس غار مین اُتر گئی اور کنجی لیکر قفل کھولا اندر گئی دیکھا
کہ بہت بڑا خزانہ ہی زر و مال بیحساب و جواہر بے انتہا بھرا ہوا ہی روپے اشرفیان ڈھیرون بھرے ہوے ہین یہہ دیکھکر بہت
خوش ہوئی اور تمام خزانے کی سیر کرکے پھر آئی دروازہ اُسیطرح بند کرکے مقفل کردیا اور سب مٹی ہاتھون سے ہٹا کر برابر
کردی زمین ہموار ہوگئی کسیکو ثبوت نہ ہوا پھر کاہ فروش کے یہان چلی آئی بعد کئی روز کے اپنا زیور کاہ فروش کو اتار کر
دیا اور کہا ای بھائی مین چاہتی ہون کہ تم مجھکو علٰحدہ کسی مقام پر ایک مکان تعمیر کرا دو چار دیواری کھنچوا کر ایک چھپر وغیرہ
ڈالو کہ مین علٰحدہ رہا کرون کاہ فروش نے وہ جواہر کا زیور اُس عورت سے لیکر فروخت کیا اور روپیہ نقد کرلیا اور اپنے
چھپر کے قریب اُس کاہ فروش نے دیوارین کھنچوانا شروع کین اُس عورت نے اسقدر صحن وسیع کا خیال
کرکے دیوارین اُٹھوائین کہ وہ دفینہ بھی اُسی مکان کے اندر آگیا مکان قابل رہنے کے تعمیر کرالیا اب اُسی مکان
مین رہنے لگی بعد چندے کے اُسی مکان مین ہشام پیدا ہوا وہ عورت اُسی خزانہ سے روپیہ اشرفی نکالکر صرف کرنے لگی اور

ہشام بن علقمہ کی پرورش میں مشغول ہوئی جو کوئی پوچھتا تھا تو کہتی تھی کہ لڑکا یتیم ہے اسکے باپ کو بختک ملعون وزیر بادشاہ
نوشیروان نے مار ڈالا اور شہر کو تباہ و برباد کر دیا یہانتک کہ اب ہشام پانچ برس کا ہوا اسکی ماں نے اُسی خزانہ
سے زر و جواہر نکالکر فروخت کیا اور ہر فن کے اُستاد اور معلم دانا لائق اور پہلوانان جنگ آزما ہنرنما نوکر رکھے
وہ ہشام کو ہر طرح کا ہنر و فن سکھانے و پڑھانے لگے تھوڑے زمانہ میں ہشام بن علقمہ خیبری ابھی حد جوانی پر پہونچا زور و جرات
و قوت و فراخداری دکھانے لگا کہ ایک روز مادر ہشام نے اُسے تمام حالات ملک خاور اور قتل علقمہ اور بختک
کا قتل عام کرنا اور تمام شہر اور گرد و نواح شہر میں خونریزی کرنا اور خوف زدہ ہوکر اپنا بھاگنا اور کاہ فروش کے یہاں آکر چھپنا کل
کیفیت بیان کی ہشام چین بہ جبین ہوکر قبضہ شمشیر کو دیکھنے لگا اور کہا کہ ای والدہ خیر کیا مضایقہ اگر بختک نامرد نے
بحکم بادشاہ نوشیروان میرے باپ کو قتل کیا اور شہر کو تباہ و برباد کرکے میری ماں کو در بدر کیا تو خیر دیکھو تو میں بھی قسم
بذات معلی اور صفات اعلی کی کھاتا ہوں کہ عوض بادشاہ نوشیروان اور بختک نامرد سے لیتا ہوں کہ وہ بھی یاد کریں ای
مادر گرامی سن لینا کہ میں نے کیا کار نمایاں کیا جسوقت اور جس زمانہ میں ہو اب اُس روز سے ہشام بن علقمہ خیبری
اُدھر اسی فکر میں رہتا تھا اور آدمی چیدہ چیدہ اور پہلوان بڑے بڑے زور آور صف شکن تیغ زن نوکر رکھنے لگا تھوڑے
عرصہ میں ایک جماعت کثیر اسنے جمع کی بیس ہزار فوج جرار سرداران نامدار ہشام کے ہمرکاب ہوئے اور بصلاح مادر
مہربان ہشام نے اُس کاہ فروش کو ہیاذریعین کیا اب اُسکا یہ حال ہے کہ وہی خزانہ صرف کرتا ہے غرور سے پاؤں زمین پر نہیں رکھتا
ہے بچے گھر کی چرچی ہے نشہ بادہ نخوت سے مست کجروی چرخ بمقدار اسکے سامنے پست بچپن کے کھیل چلنے لگا اُمنگ و جوانی ہر شخص
نشتر اپنی جرات کا دولہ اپنی بہادری کا غرہ بھلا کے ٹیڑھی نگاہ کسی سے سیدھی بات نہیں رسم مروت کسیکے ساتھ نہیں تیغ بازی کا ذوق تیراندازی کا
شوق شکار کھیلنے اُدھر اُدھر جایا کرتا ہے کسی سے نہیں ڈرتا ہے ایک روز ایک صحرائے سبزہ زار کی طرف چند رفقائے اولوالعزم ساتھ لیے
شکار کھیلنے گیا وہاں کچھ ہرن چراگاہ میں سبزہ پر چر رہے تھے ہشام کی جو نگاہ پڑی اُنکے پیچھے گھوڑا ڈالا وہ ہرن تو کلیلیں کرتے ہوئے
سمت صحرا کی طرف نکل گئے یہ منہ دیکھکر رہ گیا مایوس پھر راہ میں ایک فقیر کامل ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھا تھا
اُسے دیکھکر ہشام گھوڑے سے کود پڑا بیٹھ گیا فقیر نے کہا تو کون ہے اور کیا نام ہے تیرا اسنے کہا کہ میرا نام ہشام بن علقمہ
خیبری ہے فقیر نام سنکر ہنسنے لگا اور کہا کہ ای ہشام تو بڑا نصیبا ور معلوم ہوتا ہے تو تاج اور تخت نوشیروانی پر قابض ہوگا
ہشام نے کہا کہ شاہ صاحب بھلا میں کیونکر بادشاہ نوشیروان کا مقابلہ کر سکتا ہوں اُسکے پایۂ تخت میں تین کروڑ کی
جمعیت لشکر جرار کی ہے اور اُسکے وزیر کیسے کیسے بے نظیر خوش تدبیر ہیں فقیر نے کہا تیرا طالع زبردست معلوم ہوتا ہے اور معلوم
ہوتا ہے کہ مال و دولت مثل خزانہ کے تیری قسمت میں ہے بارگاہ ہشامی اور تیغہ ہشامی تجھکو دستیاب ہو یہ سنکر اُسنے
پوچھا کہ شاہ صاحب کوئی ہشام اور بھی تھا فقیر نے کہا ہاں بابا ایک ہشام اور بھی گذرا ہے زمانہ سابق میں بڑا بادشاہ زبردست
اور صاحب خزانہ ہوا ہے بارگاہ اور خزانہ اُسی بادشاہ کا ہے تو اور وہ دونوں ہم نام اور ہم طالع ہیں اب وہ خزانہ اور بارگاہ تیری تقدیر
میں ہے بارگاہ ہشامی ایسی بے مثل اور لاجواب ہے کہ قصر فلک لاجوردی اُسکے سامنے شرمندہ ہے رفعت و بلندی نے
اُسکی ہمسری عرش اعلی سے جوڑا پایا ہے تیغہ ہشامی ایسا بے نظیر ہے کہ بروقت گیر و دار دشمن کو پناہ نہ ملے ہشام بن علقمہ فقیر سے
یہ مژدہ جانفزا سنکر نہایت مسرور ہوا اپنا مہربان اور دوست و شفیق سمجھکر کل حالات بدبخت نوشیروان و
ظالم و ستمگر بختک بے ایمان اور کیفیت تباہی و بربادی اپنی مادر اور مُلک خاور اور قتل پدر کی مفصل ہشام نے
اُس فقیر سے بیان کی اور عرض کیا کہ ای شاہ صاحب پھر وہ خزانہ اور مال و دولت اور بارگاہ اور تیغہ ہشامی کیونکر
ہاتھ آئیگا ارشاد کیجیے اُسکا حال بتائیے اُس فقیر نے کہا کہ ای ہشام صحرا کیطرف جا اور ایک تیر بسمت مغرب کمان میں جوڑ

چلہ کشی کرکے پھینک جس مقام پر وہ ناوک بلند پرواز تیر پر گرے اُسی مقام پر وہ خزانہ اور بارگاہ ہی جب یہ کلام مسرت انجام ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس فقیر روشن ضمیر سے سُنا خرم و شاد ہوکر صحرا کی طرف چلا اور تیر و کمان کیانی مین جوڑ کر بزور تمام چلہ کشی کرکے بسمت مغرب مثل باد صرصر چھوڑا وہ تیر تیز پر مثل شہباز نظر و یا صورت پیک صبا برائے نشاندہی بارگاہ ہشامی گوشہ کمان بے امان سے چھوٹ کر چلا اور جو مقام دفینہ تھا اُس جگہ جاکر گرا ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس مقام کو کھدوایا اُسمین بہت بڑا دروازہ مثل پھاٹک کے نظر آیا ہشام اُس دروازے کو کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایک مکان نہایت وسیع اور پر فزا ہی چارون طرف چمن بندی ہی درختان میوہ ہائے گوناگون جھوم رہے ہین بلبلین چہک رہی ہین طیور نغمہ سنجی کر رہے ہین بیچ مین اُس چمن پُر بہار کے ایک بارگاہ عظیم الشان بلند و رفیع ہی کہ جو آسمان سے باتین کرتی ہی اور بارگاہ سلیمانی شرمندہ کن بارگاہ قیصر خاقانی ہی طنابین اُس بارگاہ کی رشک زلف حور یا تار شعاع آفتاب ہین قبہ اُسکا چرخ ہفتمین کے مانند ہی پردے مثل سحابہائے فلک قناتین اُسکی قنا تہائے چرخ اطلس کی ہین نور ماہ تاب اُسمین چھن چھن کر آتا ہی عکس خورشید خاوری بطور سایہ فگنی جلوہ گری کرتا ہی شبکہائے دریچہ ہائے بارگاہ مثل دیدۂ حور یا نجوم فلکی کے چمک رہی ہین اُس بارگاہ کے ذرون سے ستارے آنکھ نہین ملا سکتے ہشام بن علقمہ اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھکر دنگ ہوگیا دیدۂ دل مسرت منزل منور ہوا چاہا کہ بارگاہ کیوان جاہ کے اندر قدم رکھے کہ پشت کی جانب سے آواز آئی کہ ای جوان تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی کیونکر یہان تیرا گذر ہوا کسنے پتا بتایا جو تو یہان تک آیا خبردار اس بارگاہ کے اندر قدم نہ رکھنا ایسی بے ادبی نہ کرنا ورنہ سزائے معقول پائیگا ابھی سر تن سے جدا ہو جائیگا اسنے پیچھے پھر کر دیکھا کہ ایک دیو مرید بغیظ و غضب شدید لمبے لمبے ڈگ بڑھاتا چلا آتا ہی صورت اُسکی ایسی ہی کہ دیکھو انسان دیکھے تو ڈر جائے رنگ سیاہ اسکا اُلٹا توا یا شب تیرہ منکا سا سر دانت مثل دندان فیل کے دراز گوبھی کی ناک اُبلا سے کان ہاتھ پاؤن مثل لٹھے کے قد تاڑ سا اُسکے دیکھتے ہی ہشام نے قبضۂ صمصام پر ہاتھ ڈالکے کہا او نابکار تو مجھکو نہین جانتا مین ہشام بن علقمہ خیبری ہون اُس دیو نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہانکا پتا تجکو اُس فقیر روشن ضمیر نے دیا ہی سوا اُسکے دوسرا اس مقام کو نہین جانتا ارے کیون جان پر کھیل کے آیا ہی بہتر یہ ہی کہ یہان سے پھر جا ورنہ سزائے سخت پائیگا میرا ایک نوالا ہو جائیگا اور اس باغ اور خزانے کا مالک اور ہی شخص ہی دوسرا یہان قدم نہین دھر سکتا اسطرف رُخ بھی نہین کر سکتا مین بھی اُس زمانہ تک محافظ ہون کہ جب تک وہ اورنگ نشین فخر سلاطین زمان زینت بخش تاج و تخت خسروان زمان تشریف لائے اور بجلوۂ نور چہرۂ تاباں رونق بخش بارگاہ آسمان جاہ ہو مالک اس بارگاہ کا وہی ہی دوسرے کی مجال نہین ہی کہ بخیال کور باطنی آنکھ بھی ڈالے ہشام بن علقمہ نے تیور بدلے کڑی آنکھ ڈالکے بپایت چین ہوکر کہا او نابکار کیا بکتا ہی کوئی ہوگا مین کسی سے نہین ڈرتا اور تجھکو تواجہ تہ تیغ کرتا ہون یہ سُنکر وہ دیو عفریت منھ کھولکر اور بڑے بڑے دانت نکالکر وہین سے سر جھکاکے ہشام کے کھا جانے کے لیئے آگے بڑھا ہشام نے بزور طاقت تمام شاخین اُسکی ہاتھون سے تھام کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ وہ دیو مہیب مثل فیل زمین پر گرا اُسکے گرتے ہی پاؤن جماکے جو ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا جمایا تو سر سے آواز آئی سر مثل خیار گردن سے اُڑ کے کئی ہاتھ ہٹ کے گرا لاشہ زمین پر دھڑسے اس زور سے گرا کہ گاؤ زمین تھرا گئی گویا آسمان پھٹ پڑا ہشام جوش جرات مین جھومنے لگا بادۂ نخوت سے مدہوش ہوا اُس دیو کو مار کے کبر و نخوت اور تعلی کرنے لگا کہ آج چہل مین نے ایسے زبردست دیوزاد کو مارا کہ انسان جسکی صورت دیکھکر ڈر جائے یہ کہکر وہ مدہوش بادۂ نخوت خوشی مین جھوم جھوم کے شمشیر خون چکان کو چومنے لگا خرم و شاد اندرون بارگاہ آیا دیکھا کہ دنگل زرین پر تیغہ ہشامی دھرا ہوا ہی اُس تیغہ آبدار کو اُٹھا کر میان سے کھینچکر دیکھا خوش ہوا بصد کر و فر اُسے ذیب کمر کیا پھر تمام

مکان و باغ کی سیر کی اور خزانے وغیرہ کو دیکھا ایسا خوش ہوا کہ گویا شادی سے پھول کر بند قبا ٹوٹنے لگے مغرور غرور کے کلام
کرتا ہوا باہر چلا آیا ملازموں و رفیقوں کو بلا کر کہا کہ یہ سب مال اور خزانہ اور بارگاہ اٹھوا کے چھکڑوں پر بار کرواؤ لشکرگاہ میں لیچلو
بموجب حکم ہشام خزانہ اور تمام مال و اسباب چھکڑوں پر بار کرا کے لیگئے ہشام بن علقمہ شاد و شاد آیا اور ساری حقیقت
اپنی ماں سے بیان کی اور کہا کہ مجھکو لات اعلیٰ اور منات معلی نے اب اسطرح کی قوت دی ہے مال و خزانہ بے انتہا فوج و
لشکر بہت آراستہ و پیراستہ ہے اب میں ملک خاور پر لشکر کشی کرونگا دشمنوں کے خون میں ہاتھ بھرونگا سبکو مار کر لکا لدونگا
اور اپنی سلطنت آبائی پر قبضہ کر کے بزور شمشیر آبدار حکمرانی کرونگا مادر ہشام نے کہا کہ میں بھی چاہتی ہوں کہ تو اپنے باپ
کے نام کو بلند کر خون پدر مقتول کا بدلہ لے اپنے شہر کو پھر اسیطرح آباد و شاد کر رعایا کو راحت و آرام دے مگر بیٹا ذرا سمجھ بوجھ
کیونکہ بادشاہ نوشیروان بڑا زبردست بادشاہ ہے فوج کثیر یعنی تین کرور کی بھیر اسکے ہمراہ ہے امیر الامرا وزیر الوزرا ذی فہم
و ذہین لیاقت جالینوس ہنس بقراط زمان خواجہ بزرجمہر نائب ہے سرداران لشکر بہادر دلاور صاحب جرأت و
ہمت بصد شوکت و صولت ہر وقت مستعد کارزار و آمادہ پیکار رہتے ہیں بیٹا تم اپنے تئیں بچا کے رکھنا بہت سر نہ چڑھنا
جہاں جاؤ تو ہرگز ہرگز چھاپہ نہ کرنا ہشام بن علقمہ نے کہا کہ ای مادر مہربان لات اعلیٰ و منات معلی حافظ و مددگار ہیں میں
بھی کچھ زور و قوت و طاقت و ہمت و بہادری و شجاعت میں اُن سے کم نہیں ہوں مجھکو آپ بزدل نہ جانئے گا ابھی دیکھئے گا کہ میں جنگ
کو کس دھوم دھام سے تیغ آبدار کیا ہی کار اول لائق صد آفرین و تحسین ہوتا ہے شعر آن منم کہ روز جنگ بینی پشت
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے یہ کہکر اٹھا باہر آکر کوچ کا حکم دیا سرداران لشکر کو بلا کر کہا کہ ای بہادر دل
صبح کو ملک خاور کی طرف کوچ ہے خواہش یہ ہے کہ ان دشمنوں سے اپنے باپ کا بدلہ لوں دیکھوں تو تم لوگ کیسی
جانفشانی اور کارنمائی اور تیغ زنی کرتے ہو یہ پہلے پہل کا معرکہ ہے قدم پیچھے نہ ہٹانا لات و منات مددگاری کرینگے القصہ وہ
شب گذری اور صبح ہوئی سردار نائب سیارگان یعنی ماہ تابان بافواج نجوم قلعہ مغربی میں پنہان ہوا خسرو خاور نے بصد
تزک و احتشام جلوہ گری کر کے میدان چرخ زبرجدی پر محاصرہ کیا لشکر ہشام میں نقارہ کوچ کا بجا آواز کوس رحیل بلند ہوئی
خیمہ قناتیں بارگاہیں بار کرا کے روانہ کیں وزیر ہشام کا وہی کاہ فروش تھا اسکو ہمراہ لشکر جانے کا حکم دیا نام اسکا شیر رنگ صحرائی
تھا جسوقت شیر رنگ صحرائی کوچ کر کے ہمراہ لشکر چلا ہشام بن علقمہ ماں کے پاس رخصت کے لیئے آیا مادر ہشام نے
کہا اے فرزند میں بھی تیرے ہمراہ چلونگی مجھکو تیری جدائی گوارا نہیں ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں تجھکو دشمنوں میں جانے کی اجازت
دوں ہشام نے کہا اے مادر مہربان ابھی آپ کا جانا مناسب نہیں ہے کیا جانیں کیسا موقع ہو اور کیسی پڑے جسوقت بامدد
لات و منات یہ معرکہ فتح کرونگا آپکو فوراً بلوا لونگا خاطر جمع رکھیئے مادر ہشام نے کہا کہ خیر ای فرزند تجھکو لات و منات و عزی کے سپرد کیا
مگر یہ بات میری یاد رکھنا فراموش نہ کرنا کہ اول تو تجھکو جلدی فتحمندی و فیروزی نصیب ہو اور اگر شاید اپنی فوج کا رنگ بے رنگ دیکھنا
تو فوراً قلعہ آہن زر کی طرف نامہ روانہ کرنا کہ وہاں دختر علقمہ تیری حقیقی بہن جو فولاد تن تاب کو بیاہی ہوئی ہے رہتی
ہے اور شیر اہنوی لشکر بے شمار رکھتا ہے تیرا خط دیکھتے ہی تیری مدد کو آئیگا اور کیسا ہی معرکہ ہو فتح کرا دیگا پھر مادر ہشام
نے اپنے فرزند کی بلائیں لیں سر سینہ سے لگایا اور رخصت کیا ہشام محل سے باہر آیا حکم دیا کہ بارگاہ ہشامی چھکڑوں
پر بار کراؤ اور جلد روانہ ہو دیر نہ کرو جسوقت بارگاہ ہشامی روانہ ہو چکی آپ بھی مع ہواخواہان کے ملک خاور کیطرف
روانہ ہوا جلد جلد چلا و منزل بہ منزل کرتا ہوا وادی و دشت و جبل کی راہ طے کرتا ہوا قریب در شہر پناہ کے پہنچا میدان وسیع میں خیمے
بارگاہیں قناتیں استادہ ہوئیں بعد تھوڑی دیر کے جب دم بے بجا دلکو معرکہ آرائی کی فکر تو تھی ہی نقارہ رزمی پر چوب
پڑی ہشام نے سرداروں کو بلا کر کہا کہ بھائیو اپنے ہمراہیوں اور سپاہیوں کو خوب سمجھا دو اور کہہ دو کہ دروازہ شہر

جو تلوارین کھینچے ہوئے گھسو تو قتل و قمع کرتے ہوئے سیدھے بارگاہ صمصام زرہ پوش مین کہ جو حاکم یہان کا ہے در آنا گھس پڑے اور
صمصام کو گرفتار کر لو یا قید کرو پھر عیش بفراغت سے بسر کرو سرداران نے تمام ہشام کا کل لشکر کو سنایا بموجب حکم سب
کے سب تلوارین پکڑ پکڑ کے شہر مین گھسے قتل عام ہونے لگا جا بجا تلوار چلنے لگی ہر گلی کوچہ مین خون کی ندی بہنے لگی تمام
شہر مین وہ تلوار چلی کہ مریخ فلک کانپنے لگی ہشام بن علقمہ تلوارین مارتا بارگاہ صمصام زرہ پوش مین گھس پڑا
صمصام بھی تلوار پکڑ کے اٹھ کھڑا ہوا ہشام اور صمصام سے مقابلہ ہوا تلوار چلنے لگی دو چار ہاتھ دونون طرف کے خالی
گئے صمصام نے لپک کے ایک ہاتھ بالٹ کا مارا ہشام نے سپر پر روک کے ایک اور جھپٹ بھی تو سپر تلوار صمصام زرہ پوش
کی ٹوٹ گئی صمصام نے دوسری تلوار لی ہشام نے بھی پیچھے ہٹ کر تیغہ ہشامی میان سے کھینچا پھر تو تیغہ ہشامی سے برق گرنے
لگی ہشام نے بڑھکر ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا فرق صمصام پر ایسا مارا کہ سر گردن اور صدر و شکم کو دو کرتا ہوا شکم توسن سے نکل آیا
صمصام کے دو ٹکڑے ہوئے اور دھڑ سے زمین پر گرا اب اس بارگاہ دیر آشیانہ پہلوان اور جوان اور تیغ آزما تھے ہشام
نے سب کو تیغہ ہشامی کیا صدہا ہزارہا کا خون ہوا جسکو تیغہ ہشامی سے پناہ نہ ملی قدم نہ ٹھہر سکے چار طرف بھاگتے پھرتے
تھے اور پناہ نہ ملتی تھی یہانتک کہ سبکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا بعد قتل صمصام اور ہمراہیان صمصام کے ہشام مسند
حکومت پر بیٹھا حکم و احکام جاری ہونے لگے بعد تسلی و اطمینان ہشام نے رعایا کو تسلی اور دلاسا دیا اور خلعت و انعام سے سب
سردارون اور جوانون اور پہلوانون کو مالا مال کر دیا شبرنگ صحرائی وزیر ہشام نے شہر کا بندوبست کیا ہر ایک نے ہشام
کو نذر دی اور فوج نوشیروان جو ماتحت صمصام تھی سب ماری گئی جو سردار اور جوان بھاگ کر ادھر ادھر گوشہ گیر
ہوئے تھے ان سب نے آکر اطاعت قبول کی ہشام نے ان سب کو بھی خلعت و انعام و عہدہ لشکری سے ممتاز کیا مگر
دو ایک سپاہی جو بھاگ کر ملک مدائن مین پہونچے انھون نے بختک سے روداد معرکہ ملک خاور اور قتل ہونا صمصام
زرہ پوش کا اور مارا جانا فوج نوشیروان کا جو بختک برائے بندوبست شہر خاور زمین بھیج آیا تھا سب بیان کیا بختک نے
کہا چپ رہو ابھی منھ سے نہ نکالنا بعد اسکے کچھ سوچ کے بختک نے انکو قتل کیا کہ اورون کو عبرت ہو اور کوئی منھ سے نہ نکالے
بادشاہ کو بالکل اس معرکہ کی خبر نہ ہو بادشاہ اس حال سے بالکل بےخبر رہا اور یہان ہشام نے شبرنگ صحرائی سے
کہا کہ شہر کو اچھی طرح باطمینان تمام شاد و آباد کرو اور املاک اور باغات کو آراستہ کرو اور بارگاہ ہشامی کو بصد کر و فر استادہ
کرو بموجب حکم شبرنگ صحرائی نے تمام شہر اور املاک اور مکانات اور باغات کی آراستگی کی جا بجا بارگاہین استادہ ہوئین
اور بارگاہ ہشامی بصد کر و فر استادہ ہوئی اُس کو ہشام بن علقمہ نے تخت گاہ قرار دیا اور اسکا بڑا بندوبست کیا گرد اگرد
اُسکے پہرا چوکی زبردست معین کیا سوار و پیادہ ہائے جرار برائے محافظت بارگاہ عالم پناہ معین ہوئے سر رفعت بارگاہ
ہشامی کا چرخ ہفتمین پر پہونچا اس بارگاہ کی کلسیون کے آگے کلس گنبد فلک لاجوردی پست ہوا دیکھنے والے آسمان کھوئے
ہوئے فرشتہ اُس بارگاہ کا نظارہ کرتے تھے رنگ فلک نیلگون اس بارگاہ کے سامنے شرمندگی سے پھیکا تھا بارگاہ شیشہ
زنگار گون اسکے آگے خجل تھی آفتاب ماہتاب صبح سے شام تک ہمیشہ اس شہانی کمر سے باندھے ہوئے اُس بارگاہ ہشامی کی گرد
تیکتا می دربانی کرتا تھا ماہ بعد عزوجاہ شام سے صبح تک طلایہ گردانی اور بارگاہ کیوان پناہ کی پاسبانی کو مع ثوابت
سیارگان حاضر تھا ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس بارگاہ فلک جاہ کو اپنی درامگاہ مقرر کیا تھا کہ سوائے اس بارگاہ کے
ہشام کو کہین آرام نہ ملتا تھا غنچہ آرزو اسکا اسی بارگاہ مین بیٹھ کر کھلتا تھا جب اس بارگاہ مین آتا تھا سوائے خرمی سے دل
باغ باغ ہوتا تھا قصر بہشت عنبر سرشت شدادی جان کو سودا تھا الغرض بعد اطمینان کامل ہشام بن علقمہ خیبری نے
چند سردار لشکر جرار سے منتخب کر کے شبرنگ وزیر خوش تدبیر کے ہمراہ کئے اور کہا کہ ای شبرنگ تو روانہ ہو

اور دبیری مادر رہربان کو خردہ فرحت بخش یعنی فتحیابی ملک خاور سُنانا بعد اسکے بڑے اعزاز و اکرام سے محافے مین سوار کرکے نہایت ہوشیاری و خبرداری سے مع خزانہ وغیرہ ہمراہ اپنے لے آنا شبرنگ وزیر با تدبیر بحکم ہشام بن علقمہ خیبری مع سردارانِ نامدار وہان سے روانہ ہوکے خدمت مادر ہشام مین پہونچا اور پہلے مژدہ فتحیابی شہر خاور سُنایا پھر تمام اسباب و مال و خزانہ و دفینہ و بارگاہین و خیمے چھکڑون پر لدوا کر اور مادر ہشام کو محافہ زرنگار مین سوار کرکے بصد عز و احتشام سمت ملک خاور کو روانہ ہوا مادر ہشام نے کوئی چیز بھی اُس مکان صحرائی مین نہ چھوڑی سب اسباب ہمراہ اپنے ملک مین آئی جب شہر مین پہونچی شہری و بازاری سب تماشے کو سر راہ آکر کھڑے ہوئے خشم و خدم مادر علقمہ کا دیکھنے لگے غرض کہ سواری اسکی در دولت فیض منزلت شاہی پر پہونچی ہشام نے مادر مہربان کو خود بصد فخر و افتخار اُتار کر محل مین داخل کیا بعد عیش و عشرت و بہ ہزار خرمی و مسرت آرام و راحت رہنے لگی مادر ہشام نے کہا ای فرزند میری صلاح یہ ہے کہ تو ایک نامہ مسرت شمامہ مشتمل بر مضمون فرحت مشحون فتحمندی شہر خاور فولاد آہن تاب کو قلعہ آہن زرین مین روانہ کر کہ وہ تیرا بہنوئی ہے تیری بہن اُسی سے منسوب ہے کیونکہ اُس کو خبر ایسے امور کی ضرور کرنا ہے وہ بڑا زبردست شجاع و دلیر ہے اور فوج بیشمار ہمراہ رکاب رکھتا ہے غرض کہ ہشام نے بصلاح اپنی مادر مہربان کے ایک نامہ بمضمون مذکور الصدر پاس فولاد آہن تاب کے تحریر کرکے روانہ کیا مگر ہشام آٹھ پہر اسی فکر مین رہتا تھا کہ بادشاہ نوشیروان سے کسیطرح عوض اپنے ملک کی تاراجی اور بربادی کا لون چار طرف صحرا بہ صحرا ہر کوہ و دشت و دیار کی جانب جاسوس اور خبردار روانہ کردیے اور حکم قطعی دیدیا کہ جس جگہ برائے شکار وغیرہ بادشاہ نوشیروان زمان مع چند جوانون کے آئے فوراً مجھکو خبر دینا دیر نہ کرنا مین تمکو انعام و اکرام سے بہت مسرور کرونگا ہشام بن علقمہ شب و روز اسی جستجو مین رہا کرتا ہے ناظرین والا تمکین پر واضح و لائح ہو کہ اب بعد احوال و کیفیت امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران بیان ہوکے داستان ہشام بن علقمہ خیبری تحریر کیجائیگی

دوسرے قلمے داستان حیرت بیان لیجانا امیر با توقیر کو سمت پرستان پریزادون کا اور بادشاہ پردہ قاف کی دختر ملکہ آسمان پری کا نکاح ہونا حمزہ صاحبقران زمان سے اور پہونچا جانا امیر کو پاس ملکہ عادیہ بانو دایہ امیر با توقیر کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا اب شراب طلسم
حجاب ایک اک پردہ قاف ہے

خمار مجسم کا پڑھتا ہون اسم
سبو و خم و جام کیا صاف ہے

بھرے میکدہ مین وہ جلسہ ہے آج
پلا ساقیا مجھے صاف صاف

پرستان کی اب نہین احتیاج
ہے آراستہ آج بزم زفاف

سحر کیسے مشتاق ہین ذی کمال
عروسانہ مضمون کا دکھلا جمال

غزل

چلے جا دینگے مزا کر ہم آ گیا یارون کے قابو مین
ابھی مرجائین یان تک زندگی سے تنگ آئی ہین

نہین رہتے ہین بالکل ہوش ہشیارون کے قابو مین
کہے ہین مردم دیدہ مرے اشکون سے رو رو کر

منافع کو ہے مجرا حضرت عشق آپکی دولت
نہین پر موت اپنی تیری بیمارون کے قابو مین

نگاہ ناز و انداز و ادا سے دل بچے کیونکر
کراہتو آپڑے ہم مردم آزارون کے قابو مین

ابھی زاہد نہین آیا ہے میخوارون کے قابو مین
پھنسی ہے جنس دل جا کر خریدارون کے قابو مین

وہ چشم مست ہے تیری کہ پڑتے ہی نظر ظالم
کرے تو آگیا بیمار دل بیمارون کے قابو مین

بیت متناسبان حسن و جمال کہتی ہین

نویسندہ این داستان کہتے ہین چہرہ مشتاقان حسن و جمال پری تمثال و آئینہ و سندان و سال مہوشت مال خورشید جمال حجاب عروس معنامین کہن کو جملہ نوآرستہ طبیعت سے اُٹھا کر نوشاہ کلک گہر سلک کو یون بزم شادی مین جلوہ آرا کرتے ہین کہ ملکہ عادیہ بانو حسب معمول پرورش امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین برنا و رغبت دل انتہا مصروف رہتی تھین اور محبت و الفت بیحد و انتہا کرتی تھین رات کو چونکا چونکا کر حمزہ صاحبقران کو دودھ پلایا کرتی تھین اگر کسی وقت بمقتضا

طفولیت امیر با توقیر مند کرتے تھے کھڑے ہوکے ہپناتی تھین ایک روز شب کو [illegible] خواب غفلت ملکہ عادیہ
بانو پر طاری ہوا کہ مطلق ہوش نہ باقی رہا اور تمام کنیزین اور دایہ بھی وغیرہ [illegible] سو گئی تھین [illegible] اور بیہوش
ہو گئین پچھلی رات باقی تھی کہ اسوقت ملکہ عادیہ بانو دایہ امیر [illegible] جب آنکھ کھلی تو حمزہ کو اپنے
پہلو مین نہ پایا جلدی سے کنیزون کو اٹھایا ہوشیار کیا کہا ارے دیکھو [illegible] پہلو سے غائب ہو گیا اور کسی
کو خبر نہ ہوئی ملکہ عادیہ بانو بہت گھبرائین چہار طرف ڈھونڈھتی پھرین [illegible] کہین پتہ نہ لگا دل سینے مین بیقرار ہوا
روح بے چین ہو گئی چشم اشکبار ہوئی مثل ابر باران آنسو برسنے لگے آنکھون کو انتظار دل بیقرار بار بار زبان پر حمزہ
کا نام جان بے مثال کا اشتیاق ناگوار دم بھر کا فراق کہتی تھین اے حمزہ تیرے دیکھنے کو دل تڑپتا ہے تیری مفارقت
سے کلیجا منہ کو آتا ہے تصویر بے نظیر اپنی دکھا دایہ سے گلے لگا عادیہ بانو کے پہلو کو آباد کر دل مضطر کو شاد کر یہ کلام
جگر خراش ملکہ عادیہ بانو کے سنکر کنیزین بھی گھبرا گئین یکایک سب کی سب [illegible] وہ بھی فراق حمزہ صاحبقران
مین رونے لگین اشک گرم سے منہ اپنا دھونے لگین ملکہ عادیہ بانو مع کنیزان غمگین مضطر و نالان حیران و پریشان
روتی پیٹتی خواجہ عبدالمطلب کے پاس آئین حال گم ہونے حمزہ صاحبقران زمان کا برنج و ملال بیان کیا
خواجہ عبدالمطلب یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت متعجب ہوئے از حد فکر و تشویش ہوئی دل کو رنج و ملال سو سو طرح کا
خیال حیران و پریشان دل تردد منزل لیے آرام زبان پر حمزہ کا نام اشکبار بیقرار ہوکر یہ کہتے تھے یہ کیا باعث ہے
کہ حمزہ گم ہو گیا کون اس کو اٹھا لے گیا غرض خواجہ عبدالمطلب یہ کہتے ہوئے باہر نکلے بزرجمہر کے پاس آئے
اور کہا اے خواجہ آج نیا سانحہ گذرا کہ حمزہ پہلوے دایہ سے غائب ہو گیا کہین پتا نہین لگتا گھر مین کہرام ہے غم و الم
کا اژدہام ہے برگشتگی تقدیر کا سامنا ہے صدمہ و الم بے حد و انتہا ہے خواجہ بزرجمہر نے یہ سنکے پہلے سکوت کیا پھر قرعہ ہاتھ
مین اٹھا کر پھینکا شکلین مجتمع کرکے بیان کیا کہ تمہارے فرزند ارجمند حمزہ صاحبقران زمان کو ایک پریزاد اٹھا
لیگیا پرستان مین بادشاہ وغیرہ مشتاق جمال جہان آرا تھے فقط زیارت نور جمال بے مثال اس طفل خردسال کی کرکے
بادشاہ پھر بھیج دیگا زیادہ نہ گھبراؤ دل مضطر کو فراق مین نہ تڑپاؤ صاحبقران خیریت سے آتا ہوگا کوئی مضائقہ نہین
اے خواجہ عبدالمطلب یہ مقام خوش ہونیکا ہے رنج و ملال بیکار ہے کہ تمہارا فرزند ثانی سلیمان صاحب عز و وقار ہے اب
ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ بروایت صحیحہ معلوم ہوا کہ پرستان مین درمیان پردہ قاف کے ایک بادشاہ ہے کہ
وہ سریر سلطنت پرستان پر بحکومت شاہی متمکن ہے اور وہ ایسا زبردست ہے کہ شاہان اجنہ سے باج و خراج
لیتا ہے وہ بادشاہ تاج بخش اقلیم دیو نژاد ہے ہمسر خاقان و ہمایون نژاد ہے اس سلطان فرخ بے مثال کا نام
شہپال بن شہرخ ہے نسل جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام سے ہے ملکون ملکون اسکا نام مشہور
شہرون شہرہ انتظام ہے بادشاہ نہایت خوبرو نیکخو عالی نژاد [illegible] جمشید و کیقباد ہے زمانہ حکومت و
سلطنت حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام مین پریزاد بھی انکے مطیع تھے چنانچہ عقد نکاح
حضرت سلیمان مین بھی اکثر عورات خاندان اجنہ سے آئین تھین ان عورتون کے بطن سے جو لڑکے
پیدا ہوے وہ انسان کے نسبت سے مشتمل ہوے چنانچہ شہپال فرخندہ فال انھین کی نسل
سے مشہور ہے یہ بادشاہ نہایت رحمدل خلیق صاحب مروت شجاع غنی عادل سخی خدا پرست دین اسلام سے بہرہ ور
ہوشمند خردمند عالیشان رفیع المکان ہے اس بادشاہ کا ایک وزیر بڑا خوش تدبیر فراست شعار ارسطو افتخار بقراط
نژاد افلاطون طبیعت لقمان حکمت شداد رفعت عالیشان بلند مکان ہے نام اسکا خواجہ عبدالرحمن ہے

وہ بھی جن وانس کی نسل مین ہی اس کو بھی قوم اجنہ سے کہتے ہین مگر اس بادشاہ فلک بارگاہ کا کاشانہ سلطنت اور
دفتر ملک محض بے چراغ تھا حسرت فرزند مین دل داغ داغ تھا ہمیشہ غم اولاد مین دردمند رہتا تھا دل ملال لاولدی
سہتا تھا راتون کو آہ سرد دل پردرد سے بھرتا تھا دعائین مانگا کرتا تھا آخر دعاے نیم شبی اور نالہ سحری کی تاثیر سے
بموجب قول باری تعالی وہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء خلاق مطلق نے اسکی زوجہ نیک پارسا کو باردار
کیا یعنی حمل رہا بادشاہ کو نہایت خوشی وشادمانی ہوئی اسی روز سے خزانہ ومال ودولت لٹانا شروع کیا انعام
واکرام تقسیم ہونے لگا ملازمون کو خلعت سے سرفراز کرنے لگا بعد انقضاے مدت حمل کے آفتاب عالمتاب برج حمل
سے ساطع ہوا ایک لڑکی آفتاب صورت حور سیرت مہر طلعت فلک مرتبت ماہ پیکر نیک اختر پیدا ہوئی اور نور
جمال بے مثال خورشید نظیر رشک ماہ منیر نے جلوہ گری کی شعر غل ہوا جبکہ وہ نور فلک آرا چمکا ٭ آسمان دیکھ زمین کا بھی ستارا چمکا
محل مین مبارک سلامت کی دھوم ہوئی پریزاد ودیوزاد وجن وانس تابع فرمان سلطنت نے بادشاہ کو نذرین دین اور
عرض کیا شعر مبارک ہو اے شاہ فیروز بخت ٭ کہ پیدا ہوا وارث تاج وتخت ٭ اے بادشاہ جم جاہ حقتوسکے کاشانہ عشرت
اور شبستان مسرت مین ملکہ آفاق پری کے بطن سے آج وہ دختر نیک اختر پیدا ہوئی ہے کہ جسکو دیکھکر تمام خلق خدا اپنی
جان نثار کرے بادشاہ فلک پناہ فوراً سجدہ شکر بجا لایا اور کہا کہ اے پروردگار تونے کاشانہ تیرہ وتار کو میرے روشن ومنور
کیا پھر اسی وقت جشن عام کا حکم دیا تمام پرستان آراستہ وپیراستہ ہوا پریون نے ساز خوش آہنگ درست
کیا ترانہ مبارک بادی شروع ہوا اشعار کہین تھاپ طبلے پہ پڑنے لگی ٭ کہین نوبت شادی جھڑنے لگی ٭ کہین نے
نوازی تھی یا سرود سرور ٭ کہین بجتے تھے ڈھولک ودف طنبور ٭ اڑاتا تھا تانین کوئی بے سری ٭ غزل گاتا کوئی بھلی اور بری
بھیروین اڑنے لگی تانین گوش فلک سے بار ہوئین عجب جشن نوروزی محفل جمشیدی مین برپا ہوا اگر کیفیت جشن تمام
وکمال تحریر کرون ایک دفتر ہو طولانی سرپسر ہو مطالب داستان مسرت بیان خبط ہوجاے پھر طبیعت حیا دل اعتدال
پر مشکل سے آئے لہٰذا قصہ مختصر کہ وہ نونہال گلستان خوبی غنچہ نودمیدہ باغ محبوبی کو دایہ عیش ونشاط وقابلہ مسرت وانبساط
نے کنار پرورش مین لیا اور مادر وپدر کے سایہ عاطفت مین پرورش پانے لگی دن چھٹی کا آیا ملکہ آفاق نے بعد اہتمام وانتظام
حمام فرمایا جلسہ عیش مہیا ہوا اندر سے باہر تک مبارک سلامت کی دھوم ہوئی نوبتین خوشی کی بجنے لگین ناچ رنگ
ہونے لگا جوڑے خلعت ہزارہا تقسیم ہوئے تمام شہر آئینہ بند ہوا روشنی کوچہ بکوچہ ناچ گلی گلی ایک شور تھا کہ آج جشن
تولد دختر نیک اختر بادشاہ شہپال بن شہرخ ہے دربار عام مین بادشاہ سریر سلطنت پر متمکن تھا اشرفیون کے
توڑون کے منہ کھلوا دیے تھے انعام واکرام بٹ رہا تھا خلعت تقسیم ہو رہے تھے تمام ارکان دولت خوش وخرم ہدیۂ
تہنیت دیتے تھے اسی دن بادشاہ نے خواجہ عبدالرحمن جنی کو بھی یاد فرمایا جب وہ خوشی خوشی آیا مژدۂ تہنیت سنایا
بادشاہ نے اسے خلعت سے سرفراز کیا اور فرمایا اے وزیر اعظم ودستور معظم تمکو علم رمل اور جفر مین کمال دخل ہے ذرا غور کرکر
اور طالع دختر نیک اختر کا دیکھو کہ پروردگار عالم وعالمیان دانندۂ اسرار خفی وجلی کو کیا منظور ہے اس لڑکی کے لیے آخر عمر
تک کون سا شیوہ معمور ہے زندگی اسکی کیسی بسر ہوگی کیا کیا کام اس سے وقوع مین آئینگے ہم اسکی بدولت کچھ نام پائینگے
کسکے ساتھ اسکا بیاہ ہوگا کیونکر بیاہ ہوگا مفصل دریافت کرو درعوض جواہر ومنصب بیش قرار لو خواجہ عبدالرحمن جنی
نے قرعہ نکال کر تختۂ دانشمندی پر پھینکا اور زائچہ کھینچا دل کو ایک فرح حاصل ہوئی بر طریق فال کامل ہوتی اس بات
پر اتفاق کیا کہ اے بادشاہ تاجکلاہ بیاض رمل اس امر کی صحیح خبر دیتی ہے کہ انشاءاللہ دختر فرخندہ سیر کا طالع نہایت خوب ہے
یہ صاحبزادی بڑی عمر کی ہوگی انسان بھی اور حیوان اسکی اطاعت وفرمانبرداری کرینگے کوئی اس سے سرتابی نہ کریگا

ہر شخص اسکی اطاعت کا دم بھریگا نظم بحق گویم ای شاہ فرخندہ بخت ⁂ بود زیر فرمان او تاج و تخت ⁂ نہد بر سر خود کلاہ مہی ⁂
نزیبد مر او را بجز سروری ⁂ ولے جفت این نسل انسان بود ⁂ ولے عشق ہم پیشتر زان بود ⁂ یعنے ای شہنشاہ
پردہ قاف حال اس دختر نیک اختر کا صاف صاف تو یہ ہے کہ یہ نازنین حسین مہ جبین صاحب جمال بیمثال فخر پریزادان رونق
پرستان کسی انسان عالیشان جمیل شکیل طرحدار وضعدار شجاع و دلیر صاحب ہمت رونق دہ تاج و تخت فخر سلاطین
روزگار نامی و نامدار کے ساتھ بیاہی جائیگی اور ہمیشہ اُسکی خدمت مین مصروف رہیگی اور اُس ذی حشم صاحب خدم کو یہ
خود چاہیگی اور مدام فریفتہ و شیفتہ رہیگی اور اِس کنیا کے شوہر کی بدولت ملک و مال تلف نہوگا آپ کے خورشید مملکت پر
زوال نہ آئیگا آپ کا ایک دشمن جان حریف ملک ستان ہوگا کہ اُس سے بہت بڑا خطرہ اور دغدغہ ہوگا وہ نہایت آپکو حیران و پریشان
کریگا اُس دشمن کو وہی داماد آپکا زیر کرکے قتل کریگا باقی اور سب طرح سے اچھا ہے جسوقت بادشاہ عالیجاہ نے اپنے وزیر نیک مشیر سے کلام
حیرت انجام سنے نہایت غصہ آیا اور عالم شادمانی مین طیش کھایا سر طرف آسمان کے اُٹھایا اور بعد رنج و غم فرمایا اے وزیر
خوش تدبیر یہ امر خلاف شان پریزادان ہے غیر نسل مین لوگ اپنے لڑکون کی شادیان نہین کرتے لیکن انسان تو
خاکی بنیاد سے ہے انسان کے ساتھ شادی میری دختر بلند اختر کی ہونا بہت خلاف ہے اگر مقدرات کا یہی امر ہے تو ایک
تدبیر کرتا ہون نوشتہ تقدیر کو پورا کرکے دکھاتا ہون کہ ابھی صغیر سنی مین کسی انسان کو پردہ دنیا سے بلوا کر وہ انسان
نسل خلیل بے عدیل سے ہو بلکہ اولاد پیغمبر جلیل سے ہو اسکا نکاح کر دونگا انسان سے نکاح ہونے کی شرط بھی ادا ہو جائیگی
جب سن تمیز کو پہونچیگی تو کسی جن وغیرہ سے اسکا بیاہ کر دیا جائیگا خواجہ عبد الرحمن جنی نے جب یہ کلام
سلطان ملک نظام سنا ہنسکر عرض کیا شعر چالاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ⁂ سوزن تدبیر ساری عمر کو سیتی رہے ای
بادشاہ فلک بارگاہ آپ یہ کیا فرماتے ہین پروردگار عالم کو بھی فقرہ دیتے ہین آپ نہین جانتے کہ وہ خود فرماتا ہے
مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین ای شہنشاہ جلیل یہ قال و قیل آپ کی بیجا ہے کہین ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ کے نکاح کئے
سے نکاح ہو جائے اور پھر یہ شاہزادی انسان کے پاس نہ جائے کبھی یہ ممکن نہین جو کچھ مشیت پروردگار مین روز اول
گذر چکا ہے وہ ضرور ہوتا ہے جو نوشتہ تقدیر ہے وہ پیش آنی ہے بیکار محض آپکی لن ترانی ہے ہر چند خواجہ عبد الرحمن جنی نے وعظ
و پند کی اور کلام جواہر نصایح کو بفصاحت و بلاغت میزان بیان مین تولا دُر پند و موعظت کو سراسر ٹٹولا مگر بادشاہ
کو موثر نہوا اور کہنا عبد الرحمن کا نہ مانا دل مین یہی خیال جمگیا کہ ابھی ادائے شرط تقدیرات کرنا چاہیے دیوون کو بلا کر
حکم دیا جاو پردہ دنیا پر تلاش کرو جو لڑکا نسل خلیل سے کسی کا پانچ چھ روز کا ہو اسے اُٹھا لاؤ تمہین سرکار سے انعام و اکرام بیشمار
ملیگا اور خلعت سے سرفراز و ممتاز ہوگے اُن دیوان عقیل و فہیم چالاک اہل ادراک نے بموجب حکم قضا شیم بادشاہ کیوان پناہ
شہپال بن شاہرخ طرف پردہ دنیا کا راستہ لیا چہار طرف شہر شہر دیار دیار قصبہ قصبہ گانون گانون تلاش طفل خرد سال و
بیمثال صاحب حسب النسب ڈھونڈھتے پھرے مگر کہین موافق طبیعت بادشاہ کے نہ پتا لگا آخر کار سب طرف سے پھرتے پھرتے
خانہ کعبہ کی طرف آئے بالائے ہوا وہ دیو تابع فرمان محکم بادشاہ پریزادان مثل طائران تیز پرواز کے اُڑتے ہوئے چلے آتے
تھے اتفاقاً سراسے خواجہ عبد المطلب کیجانب سے گذرے دیکھا پہلوے دایہ ملکہ عادیہ بانو کے پاس ایک پارہ ماہ تابان
بعید منعم و شان پانچ چھ روز کا طفل خرد سال بعظمت و جلال آرام کرتا ہے اُس صاحبزادہ بلند اقبال صاحب جلال
کو دیکھتے ہی رک گئے بے اختیار دل شیفتہ و فریفتہ ہوئے فوراً اُس مکان عرش نشان مین اُترے اور [illegible] بانو کو پہلوے
دایہ سے اُٹھا لیا پیشانی پر بوسے دے گلے سے لگایا پیار کیا جانب پرستان اُڑا کر لے چلے ایسی تیز پروازی کی کہ باد صبا
اُنکے دامن گرد تک نہ پہونچ سکی ایک چشم زدن مین بخدمت بادشاہ سلیمان جاہ سلطان پردہ قاف پہونچے اور اُس ماہ پارہ کو ہاتھون پر

ربکو کے دست بستہ عرض کیا ای جہان پناہ یہ ماہ پیکر مہر طلعت حاضر ہی بادشاہ نے جو حسن و جمال خورشید مثال چہرہ بے نظیر
رشک ماہ منیر امیر باتوقیر پر نگاہ کی بیساختہ ایک دل سے آہ کی نظم بگفتا کہ این ماہ از چرخ کیست ؛ گل از بوستان ہمایون چیست
کدامی کہ یعقوب این یوسف است ؛ کند مہر مثل زلیخا درست ؛ الغرض ملازمون خیرخواہ دولت شاہنشاہ و ای تابعان سرکار
فلک اقتدار صاف صاف بتاؤ کہ اس چاند کے ٹکڑے کو تم کہان سے اٹھا لائے ہو یہ درۃ التاج شہریاری و لعل
بے بہائے جہانداری کون ہی اور کس معدن مین اسکا مسکن ہی کہ دیکھنے سے اسکے دل کو بیقراری ہی ان دیوون نے عرض کیا
کہ وہ جو سرزمین بیت اللہ عبادتگاہ مسلمانان نہایت مبارک جگہ ہی وہان ایک سردار جلیل خلیل الرحمن سے رہتے
ہین نام ان بزرگوار کا عبدالمطلب ہی انکی حرم سرا سے اس طفل صغیر شیرخوار کو لائے ہین ہمنے بھی جیسے اس ماہ پارہ
کی صورت بے نظیر دیکھی ہی بے اختیار دل کو محبت و الفت پیدا ہوئی ہی جی چاہتا ہی کہ مثال دل سینہ سے
نہ جدا کرین آٹھ پہر اس خورشید رو پر جان فدا کرین بادشاہ نے خواجہ عبدالرحمن جن کی طرف دیکھکر کہا کہ
بتاؤ یہ لڑکا کون ہی عبدالرحمن جن نے عرض کیا کہ اے بادشاہ جی لڑکا شوہر ملکہ کا ہوگا اور اسکا نام حکیم بزرجمہر
نے امیر ابوالعلا رکھی اور لقب اسکا حمزہ صاحبقران ثانی سلیمان رکھا ہی یہ سنکے بادشاہ نے حکم دیا کہ عیش و عشرت
شادی و مسرت کا تو سامان از روز پیدایش دختر نیک اختر سب مہیا ہی کچھ اور درستی اور سامان اور
آراستگی بزم شادی کرتا نہین ہی فقط نکاح ملکہ اس طفل ماہ پارہ کے ساتھ پڑھ دو جو کچھ نوشتہ تقدیر ہی وہ پورا ہوگا غرض کہ امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان کو لباس عمدہ اور خلعت فاخرہ موافق قد و قامت کے پہنایا نور عین عبدالمطلب
کو زیور جواہر نگار سے آراستہ اور پیراستہ کیا اور ہاتھ پاؤن امیر باتوقیر کے حنا بند کیے رنگ حنا نے عجب
رنگ نو دکھایا عشاق کا خون بہا یا دزد حنا ڈر سے چھپ گیا مہندی کا چور کوئی نہ پاوے اسکا شعر حنائی دست پا کو دیکھ مہ خورشید جمال
جگر خون رشک سے نیس ہو گیا چرخ زبرجد کا ؛ الغرض اسی دن سب سامان کتخدائی درست کرکے مانجھے کی بھی
رسم ادا ہوئی صدہا من پینڈیان دم بھر مین بنکے تیار ہو گئین وہ لذیذ اور وہ خمیرے اور وہ آبدار کہ قرص خورشید
انپر نثار ہو کا بیاد اپنی انگلیان چاٹا کیا بھی مین مزہ مثل ذائقہ نعمات دنیا سے بہتر خوشبو مین معطر ایک ایک پینڈی پر آفتاب
عالمتاب ہزار جان سے نثار ماہ چاردہ کا جگر داغدار فلک ہفت رنگ کے منہ مین پانی بھر آیا کھا لینے کو جی للچایا
ایک مالن طرحدار وضعدار چلبلی صورت شوخ طرار دست تمنا سے دل محبت منزل سے پھولون کا گہنا گوندھ
کے لائی تازہ گلون کی بو باس سے پژمردہ دلون کے جان مین جان آئی بدھی پھولون کی جسپر رضوان
صدقے پھولون کی کلیون کی بہار سے غنچہ آرزو کھلے تاگے کے بدلے تار شعاع آفتاب سے گہنے کو گوندھا ہی
ہر طرہ گل شگفتہ گل آفتاب ہر غنچہ اختر برآب و تاب شعر کیون نہ گلہائے چمن پھولون پہ اسکے ہون فدا
خازن گلشن فردوس نے گوندھا سہرا ہی دلہن کا بھی پھولون کا گہنا ایسا ہی عمدہ ہی جسکی بھینی بھینی خوشبو سے تمام
محل مہکنے لگا وہ چمپا کلی جس سے غنچہ دل شگفتہ ہو وہ بازوبند جسکی سرو ست چمن پہ بہار بلائین لے گجرے بھرے بھر
نہایت لاجواب کنگن پھولون کے دنیا سے نایاب چھپکا گلہائے موتیا لاانتخاب سہرا بھی اسی تیاری کا پرآب و تاب
جابجا گوہر آبدار گندھے ہوئے لعل بے بہا جڑے ہوئے الماس کی قلمون کی پونگلیان لگی ہوئی تنے کے بدلے
سونے چاندی کے ورق چپکے ہوئے ابی روش کی بدھی بھی اسی بنڑی کے واسطے بنائی جسکو دیکھ کے بنڑے کے گلے
کا ہار ہو دن دولہا دلہن پر نثار ہوا ایسا سامان عالیشان جسکو دیکھ کے عقل حیران دولہا بے مثال دلہن حور جمال
گلے بھی دولہا دلہن کے ایسے جسپر زہرہ و مشتری صدقے برابر سے ہیرے یاقوت زمرد پکھراج نیلم

لعل بے بہا ٹنکے ہوئے لنگنون کی چمک دمک پر آنکھ نہین ٹھہرتی ہی نگاہ مہ و خورشید خیرہ ہوگی کرتی ہی ستارے لنگنون
کو دیکھے پلکین جھپکاتے ہین آفتاب و مہتاب آنکھین چراتے ہین غرض بانجھے کی رسم ادا ہونے لگی کنگنے دولہا دلہن کے ہاتھ
مین باندھے گئے خلعت فاخرہ جوڑے شہانے دونون کو پہنائے زیور سے آراستہ کرکے مغرق بجواہر کیا دلہن کی جھوٹی
مینڈی دولہا کو کھلائی جھوٹا ٹیکا ہاتھ مین چھوایا گیا گہنا پھولون کا زیب جسم کیا انگشتری یاقوت سرخ کی ہاتھ مین
پہنائی مبارک سلامت کی چہار طرف دھوم ہوئی رقاص انجمن والی ترانہ سازی کرنے لگے سیم و طلای مہر و ماہ کی
نچھاور پڑنے لگی عجب دھوم دھام جلسہ عشرت کا اہتمام تمامی شہر مین ناچ رنگ گلی گلی کوچہ کوچہ دن عید رات شب برات
گھر گھر پریون کا ناچ ہو رہا ہی ہر جگہ جشن شاہانہ کا سامان مہیا ہی جلوہ عروسی تیار ہوا گنبد دوار سر نثار ہوا خواجہ عبد الرحمن
جنی نے عقد پڑھا نکاح حمزہ صاحبقران کا ملکہ کے ساتھ ہوا جواہر کی پانگڑی پر دولہا دولہن کو لٹایا قران السعدین کا
جلوہ نظر آیا آرسی مصحف کے عوض مین یہ تماشا دیکھا دولہا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان دلہن ملکہ آسمان پری
دختر شہپال بن شاہرخ یہ دونون آفتاب و مہتاب ایک مسند مخمل سرخ پر لیٹے ہین دونون بعید شادی و خرمی ہاتھ پاؤن
مار رہے ہین اور قلقاریان مارکے اشارے کر رہے ہین دایہ قابلہ دعائین دیتی ہین کھڑی کھڑی چٹاچٹ بلائین لیکر صدقے ہوتی ہین
ہر طرف باجے بجے شادیانے بجے لعل و گوہر کو دولہا دولہن پر سے نچھاور کیا جواہر بے انتہا لٹایا بادشاہ دونون کو اس کیفیت
سے دیکھکر شاد ہوا کہ بچپنے ہی مین دختر کا گھر آباد ہوا دلہن کی ماں خوشی سے پھولون نہین سماتی ہی دایہ بہزار دل و جان سے
نثار ہوئی جاتی ہی غرضکہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو بعد انبساط ایک رات ایک دن بسر ہوا تیسرے روز صبح کو بادشاہ
دیوون کو بہت سا زر و گوہر دیکر حکم کیا کہ اس لڑکے کو بحفاظت تمام بصد راحت و آرام پردہ دنیا پر اسکے ماں باپ کے مکان مین
پہونچا آؤ اسکی دایہ کا پہلو آباد کرو خبردار خبردار اس لڑکے کو کسی طرح کی تکلیف نہو اس لڑکے نے کل سے غیر دایہ کا دودھ بھی نہین پیا
بلکہ پستان دایہ غیر ذالک کی طرف رخ بھی نہین کیا اللہ اکبر یہ طفل شیر خوار کیسا تمیزدار ہی پانچ چھ روز کے بچے کو یہ تمیز و دانائی
کہان حقیقت مین یہ لڑکا خاندان خلیل بے عدیل سے ہی دو روز اسکی ماں کا کیا حال ہوا ہوگا باپ اسکے غم مین مبتلا ہوگا
گھر مین اسکے سبکو عجیب حیرانی و پریشانی ہوگی دیو یہ حکم بادشاہ کا سنکر امیر باتوقیر کو کہ دولہا بنے ہوئے تھے اور گہنا
پھولون کا پہنے تھے اور خلعت کتخدائی اور زیور طلائی مرصع کار سے آراستہ و پیراستہ مہندی ہاتھ پاؤن مین لگی ہوئی سہرا
مقیشی سر سے بندھا ہوا اس شان و شوکت سے ہاتھون پر لیکر پہونچانے گئے ادھر کا حال سنیے کہ جب امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران زمان کو غائب ہوگئے ہوئے ایک رات ایک دن گذرا غم فراق فرزند ارجمند مین عبد المطلب
کا عجب حال اور مادر ناشکیبا نے انکی رو رو کر نہایت حال تباہ کیا اور ملکہ عادیہ بانو دایہ امیر باتوقیر بیقرار و اشکبار مصیبت
کا ہنگامہ صدمہ و الم کا ماتا آب و غذا سب چھوڑ دی حمزہ کا نام ورد زبان شعلہ آتش فرقت سینہ مین بھڑک رہا ہی
دل و جگر سوز فراق حمزہ سے جل رہے ہین لب پر آہ و نالہ دریاے اشک غم ہجر حمزہ کی طغیانی پا رہے ہولے کی ماستا بری
ہوتی ہی دل کسی طرح نہین مانتا شعر نہ شب کو نیند نہ دن کو قرار پڑتا ہی ؛ جگر پہ خنجر غم بار بار پڑتا ہی ؛ اسی عالم بیقراری
و اشکباری مین خواجہ عبد المطلب محزون و نالان و افتان و خیزان خواجہ حکیم بزرجمہر کے
پاس چلے آئے اور کہا کہ ای خواجہ اب تو دل بہت بیتاب ہی آتش ہجر سے دل سینہ مین کباب ہی ذرا ملاحظہ فرمائیے حمزہ
سے کبتک جدائی رہیگی ملنے کی صورت کب دکھلائی دیگی اب تو دم لبون پر آیا ہی فراق نے بہت طول کھینچا
ہی یہ کیا نوشتہ تقدیر تھا خوشی مین غم ہویدا ہوا ایک بیک دل کے لیے درد و الم پیدا ہوا یہ سنکر حکیم
بزرجمہر نے مجبوری شکلین کھینچین قرعہ پھینک کر دریافت کیا بعد غور کے بزرجمہر مثل گل شگفتہ ہوگئے

ملاحظہ کیجے خوب جشن ہے اور کہا کہ او خواجہ عبدالمطلب مبارک ہو مٹھائی کھلوائیے جشن شادی کتخدائی آپ بھی برپا ہے آپ کا فرزند دلبند امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران پرستان میں ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ بادشاہ پریزادن کی بیٹی کے ساتھ بیاہا گیا یہاں آپ کو صدمۂ درد فراق وہاں شادی کی دھوم دھام یہاں اشتیاق یہاں اشکباری بیقراری آہ و نالہ وہاں جشن شادی کتخدائی کا سامان مہیا پروردگار عالم نے اسی سن میں چھوٹی سی دلہن بالی حسب والا نسب خورشید صورت ماہ پیکر مہر طلعت فلک منزلت عطا فرمائی آپ دل کو شاد کیجئے تھوڑی دیر میں وہ آفتاب حشمت و جلال ماہ برج فلک شوکت و اقبال آتا ہوگا یہ کلام مسرت التیام حکیم خواجہ بزرجمہر کا ابھی ناتمام تھا کہ دائی ملکہ عادیہ بانو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کو دولھا بنے ہوئے اسی طرح کنار دایہ قابلہ ملکہ عادیہ بانو میں لٹا کر چلے گئے ملکہ عادیہ بانو بہت خوش و مسرور ہوئی گلے سے لگایا پیار کیا پیشانی نورانی پر حمزہ کی بوسہ دیا اور پکار کر کہا بیلو لو صاحبو دیکھو میرا خوبرو زادہ شہزادہ دولھا بنکر آیا ہے شہانے خلعت سے آراستہ زیور کتخدائی سے پیراستہ ہے پھولوں کا گہنا پہنے ہوئے سہرا بندھا ہوا ذرہ لٹکتا ہوا بدھی گلے کا ہار ہے عجب شان و شوکت آشکار ہے مہندی ہاتھ پاؤں میں لگی ہوئی آج تو تمام خدائی صورت بنی ہے جلدی خواجہ عبدالمطلب کو خبر کرو گھر میں آئیں نخھے سے دولھا کو دیکھیں پیار کریں گلے سے لگائیں یہ سنکے سب خوشیں کنیزیں دوڑیں مادر امیر باتوقیر آئیں گود میں لیکر پیار کرنے لگیں دل کی طرح سینے سے لگایا سب نے جھٹ جھٹ بلائیں لیں درازی عمر و ترقی جاہ و حشم کی دعائیں دیں خواجہ عبدالمطلب کو دوڑ دوڑ کر خبر دی کہ تمہارا فرزند ارجمند دولھا بنکر آیا ہے شان شاہانہ رخ سے ہویدا ہے یہ مژدۂ فرحت افزا سنتے ہی خواجہ عبدالمطلب خوش خوش گھر میں تشریف لائے فرزند دلبند نور نظر لخت جگر کو دیکھکر بہت شاد ہوئے گود میں لے لیا پیار کیا اپنے کلیجے کو سینے سے لگایا حکیم خواجہ بزرجمہر کو اسی طرح لاکر دکھایا بزرجمہر نے جو چہرۂ نورانی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا دیکھا بہت خوش ہوئے مبارکباد دی اور سبھوں نے نذریں گذرانیں زر و گوہر تصدق کیا اور بہت سا مال خیرات راہ خدا میں دیا حمزہ صاحبقران کے ہاتھ پاؤں میں جو مہندی لگی دیکھی سب کو بے انتہا خوشی ہوئی وہ ہاتھ پاؤں پارۂ لعل و یاقوت معلوم ہوتے تھے سبکو یقین کامل ہوا کہ حمزہ صاحبقران کا نکاح ضرور ہوا ہوگا خواجہ عبدالمطلب اور مادر حمزہ اور ملکہ عادیہ بانو کو بھی کمین افسوس ہم شادی کتخدائی حمزہ صاحبقران میں نہ شریک ہوئے دلہن کو نخھے پن میں نہ دیکھا ہم بھی اسکو بغل حمزہ کے پیار کرکے گلے سے لگاتے الغرض سب خرم و شادان رہنے لگے اور حمزہ صاحبقران زمان کنار ملکہ عادیہ بانو میں پرورش پانے لگے اور ساتھ حمزہ کے عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار مع بارہ ہزار طفل شیرخوار کے پرورش ہوئے خواجہ بزرجمہر نے ایک عرضی مضمون نوید پیدائش امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بخدمت بادشاہ نوشیروان تحریر کی کہ ای مہر سپہر شہریاری و ای قمر فلک جہانداری زینت بخش کشور عدل و داد مسند نشین سلطنت قباد و تاج بخش سلاطین زمان شہنشاہ دوران باج گیر خسروان جہان بادشاہ نوشیروان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بعد ادائے مراسم و قواعد تسلیمات و لوازم کورنشات بعرض باریابندگان بساط فیض مناط عرض پرداز ہوں کہ بعد پہنچنے اس خادم آستانۂ دولت نشانہ کے بتاریخ گیارھویں جمادی الاول بدولت مسعود و ساعت محمود و توجہ صبح صادق اس آفتاب عالمتاب حسن و جمال و ماہ فلک حشمت و اجلال نے برج حمل سے بخانۂ خواجہ عبدالمطلب جلوہ فرمایا اور اس وقت شہر مکہ اور اطراف میں اسی دن کے پیدا ہوئے بارہ ہزار بچے دستیاب ہوئے وہ سب بھی ان کے والدین سے لیکے بملازمت اس اختر تابان کے کنار دایہ ہائے ذی فہم و ذی شعور میں جانب حضور فیض گنجور سے پرورش ہونے کا حکم دیا اور اسی روز ایک غلام خواجہ عبدالمطلب کا مقبل نامے ہوا اسکے

یہان بھی لڑکا پیدا ہوا اور اُسی ہنگام نرجام مین ایک ساربان کہ نام اُسکا اُمیہ ضمری ہے اُسکی زوجہ کے یہان بھی بہ ہزار خرابی و دشواری تمام ایک لڑکا سوکھا ساکھا دبلا پتلا مثل بچہ موش کے پیدا ہوا ہے کہ حکایت اُسکی بہت طول طویل ہے انشاء اللہ بروقت حضور رضی حشنو خدمت فیضدرجت ملازمان بادشاہ جہان پناہ مین عرض کرونگا بموجب زائچہ دقیقہ رمل ہوا شناسی ساعت و وقت فرزند خواجہ عبد المطلب کا نام امیر ابو العلا انکی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران رکھا اور تبیل کے بیٹے کا نام مقبل وفادار اور اُس ساربان اُمیہ ضمری کے لڑکے کا نام عمرو رکھا یہ دونون لڑکے بڑے صاحب کمالیت و جرأت اور بڑی شان و شوکت اور بڑے رفیق و وفادار امیر عالی وقار کے ہونگے اور حمزہ کو بڑے جاہ و حشم سے دایہ بالخصہ معین کرکے پرورش کرایا ہے کہ یہ مہر سپہر حشمت و اقبال و نیر فلک جاہ و جلال ہمیشہ محافظ سلطنت و تخت و تاج بادشاہ زمان و معین و مددگار مملکت مدائن بعزو شان رہیگا زیادہ حد ادب یہ عرضی تحریر کرکے خواجہ بزرجمہر نے ایک شتر سوار تیز رفتار کو دی اور تاکید کی کہ یہ عرضی بخدمت بادشاہ نوشیروان جلد پہنچا دو اور اسکا جواب بزودی تمام لاؤ وہ شتر سوار عرضی خواجہ بزرجمہر کی پگڑی مین رکھکر سلام کرکے شہر مدائن کی طرف روانہ ہوا بعد قطع منازل و طی مراحل بعجلہ تیز رفتاری مثل باد بہاری دو شش ہوا پر سوار مدائن مین داخل ہوا جب دربار بادشاہ کیوان جاہ نوشیروان زمان مین آیا پہلے مجرا گاہ پر قیام کرکے بطور قواعد شاہانہ آداب بجا لایا دعائے ترقی دولت و اقبال و زیادتی حشمت و اجلال دیکر عرضی دونون ہاتھون مین لیکر پیشکش حضور فلک جمہور بادشاہ عالیجاہ کی بادشاہ عالم پناہ نے وہ عرضی خواجہ بزرجمہر کی خوشی خوشی لیکر میر منشی کو دی میر منشی نے بزبان فصیح پڑھی بادشاہ مضمون مسرت مشحون و مژدۂ جان بخش و فرحت افزا سنکر بہت خوش اور مسرور ہوا اور تمام اہالیان دربار و ارکان سرکار بلند اقتدار کو مژدۂ شادی پیدایش امیر با توقیر ابو العلا انکی ملقب بہ حمزہ صاحبقران سنایا اور حکم کیا کہ واسطے حمزہ صاحبقران کے ایک پالنا جواہر نگار مرصع کار تیار ہوا اور اُس پالنے کے چارون پایون پر چار لعل بیش بہا کہ جنکی چمک مثل آفتاب و مہتاب کے ہو نصب کئے جائین الغرض جب وہ پالنا تیار ہوا بادشاہ نوشیروان نے حکم کیا کہ یہ پالنا اور بہت سا زر و مال برائے امیر با توقیر ابو العلا انکی یعنی حمزۂ صاحبقران اور خلعت فاخرہ بہت عمدہ اور بارہ ہزار جوڑے بہت بھاری اور اطفال خرد سال کے ملئے اور جوڑے اُنکی دایون کے پاس خواجہ بزرجمہر کے روانہ ہون اور خواجہ بزرجمہر کو ایک نامہ اپنی طرف سے میر منشی سے لکھوا کر اُس اسباب کے ہمراہ روانہ کیا اُس نامہ مسرت شمامہ کا یہ مضمون فرحت مشحون تھا کہ اے وزیر اعظم و اے دستور معظم رونق بخش مملکت زینت تخت خلافت و جہانداری و اے زیب دہ جلوۂ سریر سلطنت و شہریاری و اے دانندۂ اسرار شاہنشاہی و اے آگاہ کنندۂ حال ماضی و استقبال سلطنت نوشیروانی عرضی تمہاری آئی تحریر کو تمہاری مشاہدہ کرکے بہت مسرور و شاد ہوا تمنے بڑا کار نمایان کیا تمہارا کیا مذکور ہے خیر خواہی اور نمک حلالی اسی کا نام ہے رفیق و شفیق یون ہی کرتے ہین شاباش و مرحبا اے عم نامدار یہ مال و زر و جواہر و خلعتہاے فاخرہ برائے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران تمہارے پاس مع نامہ مسرت شمامہ بھیجا جاتا ہے اور ایک پالنا جواہر نگار جس مین لعل بیش بہا چارون پایون پر جڑے ہین حمزۂ صاحبقران کے واسطے بھیجا ہے کہ اُسمین شب و روز حمزہ آسایش و آرام سے رہے اور بارہ سو جوڑے بہت عمدہ بھاری بھاری ان اطفال خرد سال کے واسطے بھیجے ہین جو اُسی دن پیدا ہوئے ہین اور اُنکی دایون کے واسطے تنخواہین

دوای عم نامدار خواجہ بزرجمہر آپ بہ بندوبست کامل
سرکار دولتمدار شاہی سے مقرر ہوئی ہیں سب کو پرورش ہونے یہ پروانہ کرامت نشانہ نوشیروان کا
لکھکے چلے آئیے کہ یہاں بھی سب امور منحصر فقط آپ کی ذات خاص پر ہیں اور بالنا برائے حمزہ
خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور وہ سب مال و زر و جواہر اور خلعت اور جوڑے وغیرہ اور بالنا برائے حمزہ
صاحبقران بھی آیا خواجہ عبدالمطلب کو خواجہ بزرجمہر نے بلواکر وہ نامہ مسرت شمامہ نوشیروان زمان کا
اور سب مال و زر اور وہ بالنا سپرد کیا خواجہ عبدالمطلب نامدار بہت خوش ہوے وہ بالنا جو واسطے امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کے نوشیروان بادشاہ زمان نے بھیجا ایسا خوشنما اور نایاب تھا کہ اوسکا مثل و نظیر نہ تھا
اسپر گہوارہ ہفت رنگ فلک نیلوفری فدا ہوتا تھا وہ جواہر نگار و مرصع کار جھولا کہ ہنڈولہ بغدادی گردون
دون کا گھڑی گھڑی اس پاس پھر کے نثار ہوتا تھا چہار طرف اُس بالنے کے ڈنڈون اور پٹی سیرون مین برابر
نگینے یاقوت سرخ اور نیلم و زبرجد اور گوہر آبدار کے جڑے ہوئے اور لعل شب چراغ مثل آفتاب عالمتاب چاروں
پاؤن کے اوپر نسب کئے ہوے ہین وہ گہوارہ ایسا آراستہ و پیراستہ تھا کہ چشم فلک نے
کبھی نہ دیکھا ہوگا دیدۂ آفتاب و مہتاب خیرگی کرتا تھا اختر تابان سامنے اُسکے مثل کرمک شب تاب
کے جھلملاتے تھے وہ بالنا ایسا منور و روشن تھا کہ رات کو اُسکی روشنی مین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان لڑکون کے ساتھ کھیلا کرتے تھے شب تاریک مین شمعہاے مومی اور کافوری جلانے کی مطلق حاجت
نہوتی تھی حمزۂ صاحبقران اُس بالنے سے ایسا شاد ہوتے تھے کہ کھیلنے مین دل اُنکا بہلتا
تھا غرض وہ سب مال و زر و جواہر اور خلعت جوڑے اور وہی بالنا وغیرہ دینے کے بعد خواجہ بزرجمہر
نے خواجہ عبدالمطلب کو سب امور آیندہ فہمایش کر دیے چنانچہ عمرو بن اُمیہ ضمری
کے واسطے بہت کچھ کہدیا اور سارا انجام حال بتا دیا اور کہا ای خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا بڑا خیال و پاس رکھنا
اور اُسکو تکلیف اور رنج و ملال نہ دینا اور گھڑکی جھڑکی سے باز رکھنا کہ یہ لڑکا بڑا عقلمند اور صاحب نصیب اور وفادار
رفیق و شفیق حمزۂ صاحبقران کا ہے اور ہمیشہ محافظ جان و آبرو حمزہ صاحبقران کا ہے یہ لڑکا بڑا زبردست
و جری و بہادر عیار طرار ہوگا ای خواجہ عبدالمطلب اس لڑکے کی بڑی خاطرداری کرنا اور پرورش مثل
حمزہ صاحبقران کے اچھی طرح سے کرنا یہ سب امور خواجہ عبدالمطلب کو سمجھا دے اور خواجہ بزرجمہر
سب سے رخصت ہو کر طرف شہر مداین کے روانہ ہوے بعد قطع منازل و طے مراحل مداین مین
داخل ہوے اور حاضر خدمت فیضدرجت بادشاہ نوشیروان زمان ہو کر بعد آستانہ بوسی کے تمام کیفیت
شہر مکہ و پیدایش امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران و حال مقبل وفادار اور روداد عمرو بن اُمیہ ضمری بادشاہ
نوشیروان سے عرض کی اور کہا کہ ای شہنشاہ دوران دارا و خسرو گیتی ستان آپ کے اقبال سے
خادم نے کل کاروبار آغاز و انجام انصرام کر دیا گیارھوین تاریخ جمادی الاول کی خواجہ عبدالمطلب
نے یہان فرزند ارجمند پیدا ہوا اور نام اُسکا مین نے بموجب زائچہ سال امیر ابوالعلا ملقب لقب حمزۂ
صاحبقران رکھا خواجہ عبدالمطلب کے غلام کا جو بیٹا تھا اُسکا نام مقبل وفادار ابن قبیل رکھا
اور ایک ساربان خواجہ عبدالمطلب کے اونٹون پر تھا اُسکا نام اُمیہ ضمری ہے اُسکے بیٹے کا نام عمرو
رکھا مگر اُسکی پیدایش کا حال عجیب و غریب ہے کہ جس وقت حمزۂ صاحبقران پیدا ہوے اور مجھکو خبر ہوئی مین نے حکم
دیا کہ اس شہر مین جتنے لڑکے آج کی تاریخ پیدا ہوں اُنکو ہمارے پاس لے آؤ ہم اُنکے والدین کو زر و جواہر دینگے

اور اُن لوگون کو ملازم کر کے تنخواہ مقرر کرینگے چنانچہ جسقدر لڑکے اُس شہر مین پیدا ہوئے اُنکو منگوالیا اور دایہ اُنپر مقرر
کین اور اُنکے والدین کو بہت کچھ مال دیا شدہ شدہ اُمیہ ضمری نے بھی یہ خبر سنی چونکہ اُسکی جورو بھی حاملہ تھی مگر مدت
وضع حمل مین دو تین مہینے باقی تھے لیکن اس بدبخت نے مال و دولت کے واسطے جورو پر ظلم و جبر کیا کہ جسطرح ہو سکے
تو بھی آج ہی لڑکا جن دے کہ مجھکو مال و دولت ملے غرضکہ ایسا ہنگامہ ہوا کہ اُمیہ ضمری جورو کو مارنے کو اُٹھا
اور وہ عورت بھاگی اُمیہ پیچھے اُسکے دوڑا وہ کوٹھے کے زینے پر چڑھنے لگی پاؤن اُسکا پھسلا وہ عورت
کوٹھے کے نیچے گر کر مر گئی اور یہ لڑکا جسکا نام مین نے عمرو رکھا ہے پیٹ سے اُسکے نکل پڑا مگر یہ قدرت خداوند جلیل
وہ زندہ رہا مین نے اُسے دایہ حمزہ صاحبقران زمان کہ نام اُسکا ملکہ عادیہ بانو ہے اُسکے سپرد کیا
وہ حمزہ اور عمرو دونون کو دودھ پلاتی ہے اُس شیر حمزہ صاحبقران سے عمرو بھی پرورش ہو رہا ہے اور
اُسکے باپ کو مین نے بہت سا مال و زر دیا ہے بادشاہ نوشیروان یہ لڑکا بھی یعنی عمرو بن اُمیہ ضمری بڑا بہادر
اور جرار عیار طرار ہوگا بلکہ سرداران عیار و سرکوب کافران جہان ہوگا مثل حمزہ کے یہ لڑکا بھی بڑا شجاع
و دلیر صاحب شمشیر ہوگا اور دل سے عاشق صادق اور رفیق شفیق اور محافظ جان حمزہ صاحبقران کا ہوگا اے بادشاہ
عالیجاہ مین بخوبی بندوبست کر کے حاضر خدمت فیض درجت ہوا ہون بادشاہ یہ سنکے بہت مسرور و شاد ہوا
خواجہ بزرجمہر کو خلعت فاخرہ دیا اور کیفیت ملک خاور کی بزرجمہر سے بیان کی اور کہا اے عم نامدار
وہ جو آپ نے ارشاد کیا تھا بموجب فرمانے آپ کے مین نے ملک خاور کو تباہ و برباد کر دیا علقمہ
خیبری پر بختک وزیر کو بجماعت کثیر دولاکھ فوج جرار سے بھیجا تھا بختک نے شہر مین داخل ہوتے
ہی قتل عام کا حکم دیا وہ خونریزی کی کہ دریا لہو کے بہہ گئے تلاطم عظیم برپا ہوا بارگاہ علقمہ مین پہونچکے علقمہ
کو قتل کیا کسی زن حاملہ و غیر حاملہ کو نہ چھوڑا بچون تک کو مار ڈالا القصہ قتل و قمع کر کے فساد و فتنہ مٹا دیا کسی طفل
و جوان و پیر کو باقی نہ رکھا کہ بنیاد فساد مٹ جائے جب انسان وہان پیدا ہی نہوگا تو پھر کس طرح
فتنہ و فساد برپا ہوگا تمام ملک خاور دشمنون کے شر اور فساد سے پاک و صاف کر کے صمصام
زرہ پوش کو حاکم شہر کر دیا اور پچاس ہزار فوج جرار و دلاور شہر خاور مین زیر حکم صمصام زرہ پوش
کر کے وہان چھوڑ دی بختک وزیر بہ فتح و فیروزی وہان سے چلا آیا خواجہ بزرجمہر نے یہ سنکر کمال افسوس
کیا اور دست تاسف ملکر کہا اے بادشاہ نوشیروان آپ نے بڑا غضب کیا مجھکو آپنے دیا ہوتا یہ امر بہت بڑا ہوا کہ
استقدر بندگان خدا کا خون ناحق آپ نے کیا یہ سب مواخذہ آپ کے ذمہ تا قیامت رہا نہین معلوم کہ اُس دشمن
کی نسل قطع ہوئی یا باقی ہے بندے کے چاہنے سے کچھ نہین ہوتا جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اسرار غیب سوا خدا کے
کوئی نہین جانتا ہے شعر من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال ؛ کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال ؛ بختک نے
آپ کے واسطے یہ مواخذہ جمع کر کے رکھا اور مین نے حضور فیض گنجور کے لئے یہ کار نیک کا سر انجام کیا کہ
بارہ ہزار بچے معصومون کو نوکر رکھ لیے اُنکے والدین کو روزی سے لگا دیا وہ بچے معصوم پرورش پا رہے ہین اور
والدین اُنکے عیش و عشرت مین بسر کر رہے ہین بختک نے ہزارون کو قتل کر کے آیا بادشاہ
کو ماخوذ کرایا مین نے ہزارون کی عمر بھر پرورش کا سامان کر دیا بقول سعدی شعر مکن بد کہ بد
بینی از یار نیک ؛ نہ روید از تخم بد بار نیک ؛ یہی وجہ ہے جو عاقل و فہمیدہ صحبت مفتری و شعلہ پرداز سے پرہیز
کرتے ہین جاہل اجاہل کے پاس بیٹھنے سے گریز کرتے ہین کہ جو بد ہے بدی کی باتین سکھاتا ہے اور جو نیک ہے وہ نیکی کی

راہ بتاتا ہی بختک نے کہا ای خواجہ بزرجمہر مین نے اُس دشمن بادشاہ نوشیروان کو قتل کیا اور نسل
دغدغہ پروازی اور بناے فتنہ سازی عورات کے قتل کرنے سے مٹادی اب کوئی کھٹکا اور دغدغہ سلطنت نوشیروانی
مین باقی نہ رہا اب چین سے پاؤن پھیلا کے سوئیے اور رات دن عیش و عشرت کیجیے گلشن عیش مین جسکا کھٹکا تھا
وہ کانٹا نکل گیا اب غنچہ خاطر ہمیشہ شگفتہ رہیگا خواجہ بزرجمہر نے جس وقت یہ کلام بختک بد انجام کا سنا دل مین تاؤ
پیچ کھا کے کہا کہ افسوس مفت دوست کو اپنا دشمن بنایا بادشاہ مالک خاور سے عداوت مول لی جب تو ایک شبہہ
تھا شاید کوئی دشمن ہوتا کہ نہوتا لیکن اب ضرور بالضرور کوئی نہ کوئی پرسان حال بادشاہ نوشیروانی کا ہوگا ناحق
ہزارہا بیچاروں کی جانین گئین عورت و مرد خرد و کلان کا خون ہوا اُنکے خون ناحق کا وبال کہان جائیگا سواے بیرک
بادشاہ کی طرف عاید ہوا بختک تو دشمن تھا ہی مگر اب عدو کو کینہ عداوت کثرت سے پیدا ہوئی یہ کہکے خواجہ
بزرجمہر چپ ہو رہے سکوت کیا انجام سوچ کر غصہ آیا مثل بید تھر تھر کانپنے لگے الا مجبوری و ناچاری اپنی
مشاہدہ کی کہ بادشاہ کو بختک کی طرف رغبت زیادہ ہی یہ اُسکی نافہمی کا سبب ہی کہ اپنا دوست اور دشمن نہین
پہچانتا ہی خیر جیسا کیا ہی ویسا پاویگا جیسا جو کریگا ویسا پائیگا بعد اُسکے بادشاہ نوشیروان سے رخصت ہوکر مکدر خاطر
اُٹھ کھڑے ہوے گھر کو چلے آئے اور خانہ نشینی اختیار کی دل مین کہا کہ نادان کی دوستی مین جان و آبرو کا ضرر ہی
اب دربار شہنشاہ نوشیروان مین جانا اچھا نہین اُس روز سے پھر دربار مین بادشاہ کے نہ گئے اور عہد
کیا کہ اب کبھی بادشاہ کے دربار مین نہ جاؤنگا نوشیروان کو مطلق میری قدر نہین نوشیروان بالکل عقل
سے بہرہ نہین رکھتا نیک و بد نہین جانتا دوست و دشمن کو نہین پہچانتا ناحق ذلیل و خوار ہوتا ہی دوست سے دشمنی
مول لیتا ہی دربار نا قدر دان مین جانا کچھ ضرور نہین کہ وہان جاؤ اور مفت مین ذلت اُٹھاؤ ای بزرجمہر اپنے گھر
بیٹھے رہو نہ کہین آؤ نہ کہین جاؤ عبادت پروردگار کیا کرو یہان بادشاہ نوشیروان نے بختک کا درجہ زیادہ مرتبہ
بڑھایا خلعت فاخرہ سے خلع کیا اور یقین واثق ہوگیا کہ بختک نے خلش دشمنی کی بالکل مٹادی کوئی کھٹکا اب
نہین ہی عیش و عشرت و نشاط صحبت جشن و انبساط مین مصروف ہوا ناچ رنگ ہونے لگا رات دن جلسہ عشرت
تا و نوش نبید فرحت و مسرت بادشاہ نوشیروان شاد شاد وزیر اور ارکین سلطنت خوش و خرم نہ کوئی
فکر و تردد نہ رنج و غم انجام کا خیال نہین بزرجمہر کے کلام پر عمل نہین بادہ غفلت سے بیہوش گوش ہوش مین
پنبہ تغافل دن عید رات شب برات تھی بزرجمہر کے دربار مین نہ آنے کا کچھ خیال ہی نہین کہ بزرجمہر جس دن
سے مکہ معظمہ سے آکر گھر گیا پھر نہ آیا کیا وجہ ہوئی اگر کبھی کچھ کسی وقت ذکر بزرجمہر کا آیا بھی تو بختک نے جواب
ٹال دیا کہا حضور بزرجمہر کو اپنے کمال و علم پر غرہ ہی خفا ہو گئے تو ہو گئے یہ خانہ زاد تو حاضر ہی جو کچھ حکم ہوگا بجا
لاؤنگا جس مسجد مین ملا نہو گا تو کیا اذان نہ ہوگی بادشاہ بختک کے بہکانے پر غافل ہوگیا القصہ یونہین عیش
و عشرت مین شب و روز بسر ہوتی تھی ایک روز بادشاہ نوشیروان نے عالم رویا مین خواب دیکھا بخت خوابیدہ
بیدار ہوا عجیب سامان خواب مین نظر آیا کہ ایک باغ دلکش پر بہار شاداب و شگفتہ مثل گلشن شداد کے
ہی مین اُس باغ کی سیر کرنے گیا ہون عجیب نیرنگیان اُس باغ روح افزا کی ہین کہ گلہاے رنگا رنگ کھلے
ہوئے ہین اشجار میوہ دار جھوم رہے ہین نرگس اشارے بازی کرتی ہی سنبل تابدار گیسوے معشوق کی
شان دکھاتی ہی غنچے گلون کی طرف دیکھکے مسکراتے ہین گل شگفتگی سے کھلے جاتے ہین سرو شمشاد صورت قد آدم
اکڑ کر عین جوانی محبوب کا حسن دکھاتا ہی بلبلین جا بجا شاخہاے گل پر چہک رہی ہین کلیان پھولون کی

مثل عطر عنبر وسارا کے مہک رہی ہین طائران خوش الحان زمزمہ سا ہین مرغان چمن نغمہ پردا ہین قمری کی کوکو بلبل کا شور
تیہو کی پکار طاؤس کی صدا چکور کی دھوم باغ مین بلندی دیکھ دیکھ کے دل خورسند ہے سبزہ خوابیدہ پٹریون پر جما ہوا ہے گویا فرش
زنگاری بچھا ہوا ہے گلشن فلک نیلگون اُس باغ کو دیکھ کے رشک کرتا ہے ذرہ ہاے خاک گلشن پر سیارگان فلکی فدا
ہوتے ہین بادشاہ **نوشیروان** عالم رویا مین یہ باغ فرحت دیکھکے بہت شگفتہ ہوا آگے جو بڑھا دیکھا ایک بارہ دری
عظیم الشان آراستہ و پیراستہ ہے صحن مین اُس بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا عجب خوشنما ہے سامنے اُسکے ایک
حوض پر آب شفاف و صاف پانی مثل شہد و عنبر شیرین و خوشش ذائقہ فوارے چھوٹ رہے ہین حوض کے چارون
کونون پر گلہاے رنگارنگ کے گلدستے رکھے ہین بارہ دری کے درون مین نگینے ہیرے اور یاقوت سرخ و
زمرد کے برابر سے جڑے ہین پردے گنگا جمنی کا رچوبی پڑے ہوے چھت گیریان بہت عمدہ فرش مخمل سبز کا
بیچ مین ایک مسند جواہر نگار آراستہ ہے اُسپر بادشاہ **قباد** نیک نہاد بصد شان و شوکت و برفعت و عظمت
جلوہ افروز ہے اور پہلوے راست مین **خواجہ بخت جمال** بصد جاہ و جلال وزیر خوش تدبیر بادشاہ فلک جاہ
متمکن ہے بادشاہ **نوشیروان** دیکھتے ہی اپنے والد بزرگوار بادشاہ **قباد** نیک نہاد کو آگے بڑھا آداب تسلیمات
بجالایا **قباد** نے فرزند ارجمند کو گلے سے لگایا **نوشیروان** نے پوچھا کہ بادشاہ عالیجاہ حضور کے پہلو مین جانب
راست یہ کون ہے **قباد** نے کہا اے فرزند دلبند وزیر خوش تدبیر ہے نام اسکا **خواجہ بخت جمال** ہے
یہ پدر عالی قدر **خواجہ بزرجمہر** کا ہے اے فرزند تم برا کرتے ہو کہ **خواجہ بزرجمہر** کو آزردہ کرتے ہو
اور **بختک** کے کہنے پر عمل کرتے ہو دیکھو کہ **خواجہ بزرجمہر** نے کیسا کار نمایان کیا کہ ملکہ معظمہ اپنی کیسا
بندوبست عمدہ انجام کے واسطے کردیا اور **بختک** نے ہزارہا بندگان خدا کا خون ناحق کیا مگر کوئی فائدہ
نہوا وہ ملعون کہ جسکے واسطے تمنے اتنی کوشش کی اور ناحق بیگناہ ہوے ابتک نہ نکلی تمکو یہ مناسب ہے کہ خواجہ
بزرجمہر کو راضی رکھو اور اُسکے کہنے پر عمل کرو کہ وہ بڑا صاحب کمال ہے اور فلان صحرا مین ایک خزانہ
ہے وہ تمہارے واسطے ابھی تک امانت رکھا ہے وہ نکلوا لو اور اپنے صرف مین لاؤ اور یہ خزانہ بغیر
خواجہ بزرجمہر کے آئے تمکو ہرگز دستیاب نہوگا اور **بختک** سے تمکو ہمیشہ خوف و خطر رہیگا اور خواجہ
بزرجمہر سے تمہارے بڑے بڑے کار اہم اجرا ہونگے اور بڑے بڑے مرحلے **خواجہ بزرجمہر**
کی کوشش سے سر ہونگے **بختک** سے کچھ نہو سکیگا بلکہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہوگا اُسکے سبب
سے دونون کی رسوائی ہوگی اے فرزند پنبہ غفلت کو گوش ہوش سے نکالو ناؤ نوش و جشن راگ رنگ
عیش و عشرت سے دستبردار ہو اسی مین بہتری ہے ورنہ خرابیان واقع ہونگی بادشاہ **نوشیروان**
یہ خواب دیکھکے بیدار ہوا وہ حالہ عیش و عشرت وہ گلشن پر فضا غائب ہوگیا جو کچھ خواب مین دیکھا تھا
آنکھون مین اُسکا سامان بندھ گیا جسوقت بادشاہ **نوشیروان** دربار مین آیا اور دربار ارکین سلطنت و
وزیران ابہت سے آراستہ ہوا بادشاہ **بختک** کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا اے **بختک** جلد بتا کہ مینے
شب کو کیا خواب دیکھا اور اُسکی تعبیر کیا ہے **بختک** نے سنکر سکوت کیا بعد تھوڑی دیر کے عرض کیا کہ اے بادشاہ
جمجاہ اتنا ثبوت ہوتا ہے کہ آپ نے شب کو نہایت خوشی و خرمی کا خواب دیکھا ہے اور مجھکو کچھ نہین معلوم ہوتا ہے
بادشاہ **نوشیروان** چین بجبین ہوا اور کہا کہ تونے **بزرجمہر** سے کیسا پڑھا ہے تو اسی جہالت و نافہمی پر وزارت
کرتا ہے بس اسی مین خیر ہے کہ یا تو میرے خواب کو بیان کر اور تعبیر اسکی دے یا **خواجہ بزرجمہر** کو گھر سے

بلا کے لا کہ تیرے سبب سے وہ آزردہ ہوکر گھر مین بیٹھ رہے ہین اور خانہ نشینی اختیار کی ہی اور اگر تو نے ایسا نہ کیا اور مجکو خواب نہ ظاہر ہوا اور تعبیر خواب سے مین نہ ماہر ہوا تو تجکو قتل کرونگا بختک یہ سنکے خوف زدہ ہوا اور تھر تھر کانپنے لگا دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ عالم پناہ اگر غلام کو اجازت ہو تو غلام جاکے خواجہ بزرجمہر کو لے آئے دو بار فلک جاہ مین حاضر کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ جاؤ خواجہ بزرجمہر کو لاؤ بختک یہ سنکے اُٹھ کھڑا ہوا اور تسلیم بجالا کے روانہ ہوا جب سواری بختک کی در دولت فیض منزلت خواجہ بزرجمہر پر پہونچی ملازم نے خبر کی کہ بختک آیا ہی بزرجمہر نے مقام نشستگاہ پر اپنی کہ جہان بیٹھتے تھے بلوایا بختک آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ ای بختک آج کیا ہی جو خلاف معمول تو آیا اور کبھی میرے گھر پر نہ آیا بختک نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای خواجہ مجھسے بڑی خطا ہوئی میری تقصیر کو معاف کیجے کہ میرے سبب سے آپ آزردہ ہوکر گھر مین بیٹھ رہے اور دربار مین نہین تشریف لاتے آج میری جان اور آبرو بچا لیجے کہ بادشاہ نوشیروان نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہی وہ مجھسے پوچھتا ہی مین نہین اُسکو بتا سکتا ہون بادشاہ نے کہا ہی ای بختک اگر خواجہ بزرجمہر کو تو نہ لائیگا تو مین تجھکو قتل کرونگا اور گھر تیرا تاراج کرونگا اب آبرو اور جان آپ کے ہاتھ ہی خواجہ بزرجمہر سنکر خاموش ہوئے چونکہ خواجہ بزرجمہر رحم دل اور رحم طینت ہین کار نیک کے جویا رہتے ہین بختک کے ہمراہ دربار بادشاہ نوشیروان مین آئے بادشاہ کو آداب بجالا کے اپنے مقام پر بیٹھ گئے بادشاہ نے کہا ای حکیم نامدار آپ نے دربار کو میرے کیون نہین سرفراز کیا کیا سبب جو آپ نہین آتے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ بختک آپ کے کام کو کافی ہی میری کیا ضرورت ہی بادشاہ نے کہا ای حکیم نامدار بغیر آپ کے کسی کام کا استفسار نہین ہو سکتا لہذا آپ کو اسواسطے بلوایا ہی کہ رات کو مین نے کیا خواب دیکھا ہی اور اسکی تعبیر کیا ہی بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ آپ نے رات کو خواب مین ایک باغ پر بہار مین بادشاہ قباد نیک نہاد اور میرے پدر بزرگوار خواجہ بخت جمال کو دیکھا اور بادشاہ نے آپ سے میری سعی فرمائی ہی اور ایک خزانہ کا بھی پتا دیا ہی کہ وہ صحرا مین ہی بادشاہ نے کہا کہ اُسکو نکلوائیے کہان ہی خواجہ بزرجمہر نے زائچہ کھینچا اور عرض کیا کہ فلان صحرا مین ہی ای بادشاہ اُس صحرا مین فلان مقام پر کھدوا دیجیے غرضکہ بزرجمہر اور بختک مع چند آدمیون کے اُس صحرا مین گئے اور وہان کھدوایا بہت بڑا خزانہ نکلا وہ خزانہ مال و دولت زر و جواہر چھکڑون پر لدوا کر داخل خزانہ عامرہ سرکار نوشیروان کرنا شروع کیا مگر بختک ملعون نے کیا حرکت نالایق کی کہ تھوڑا سا مال اُسی خزانے کا پوشیدہ بزرجمہر سے گھر پر خواجہ بزرجمہر کے بھجوا دیا اور آکر بادشاہ سے کہا کہ ای بادشاہ خواجہ بزرجمہر نے آپ سے چھپا کر نصف خزانہ اپنے گھر بھیجدیا اور نصف خزانہ سرکار شاہی مین داخل کیا بادشاہ یہ سنکر بدخاستہ خاطر ہوا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا ای حکیم نامدار آپ نے مجھسے چھپا کر نصف خزانہ اپنے گھر بھیجدیا اور نصف خزانہ میرے یہان داخل کیا اگر آپ مجھسے پوچھ کے طلب کرتے تو کیا مین انکار کرتا خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ یہ سب غلط اور محض جھوٹ ہی مین نے کبھی ایسا نہین کیا غرضکہ دریافت کیا گیا آدمیون سے تو صحیح نکلا بزرجمہر کو نہایت غصہ آیا اور خفا ہوکر بزرجمہر اپنے گھر چلے گئے اور بیٹھ رہے پھر دربار مین بادشاہ نوشیروان کے نہ آئے

داستان شادی ہونا نوشیروان کی ساتھ دل آنگیز بانو دختر مرجان کے بیان کیجاتی ہی

بیا ساقیا بادۂ عیش تو ۔ کہ شادی و عشرت کی ہی جو
نہ کر دیر ای ساقی ذی حشم ۔ پلا اب مے لالہ گون دمبدم

کرو آراستہ اپنا سخن خانہ تو | دکھا مجکو سامان شاہانہ تو
دلہن کی طرح ہو سجاوٹ تمام | کہ ہوتا ہے شادی کا اب انتظام

ہو یہ میکدہ حجلہ ہائے عروس | کہ شہرہ یہان سے ہو تا ملک طوس
سحر آب قلم کی روانی دکھا | ہے پیری پہ جوش جوانی دکھا

غزل

پھپھولے دل کے تازہ از ہجر اشک افشانی
نہ مانی بات مانی نے ہوئی آخر پشیمانی
پریشان مثل زلف یار ہے جس طرح کاغذ پر
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
کوئی جاتی ہے اسمین پیش تدبیر ای خرد پیشہ
ہیولی صورت گردون کو صورت تصویر حیرانی

مزا الفت میں ہے لیکن اک نیا داغ پنہانی
دکھا دیتا جو حسن اپنا وہ مہ طلعت زلیخا کو
اگر لکھوں میں اپنے دل کا کچھ حال پریشانی
تماشا آ کے اس صورت کدے میں آ کے کیا دیکھا
نوشتہ اپنی جو پیشانی میں ہے وہ ہی پیش آئی
بیت نگار رندگان عروس بیان

کہاں میں سنکے نہ کھینچے اس الف کی تصویر تو ہر گز
تو اسکو خواب ہو جاتا جمال ماہ کنعانی
عجب کیا اب اے دل مجکو چھپا وا ہے لا حاصل
کہ اتنی صورتوں میں جسنے اک صورت نہ پہچانی
تحیر اس عالم تصویر کی صورت کو جب دیکھا
رقم کردند ز تو داستان ؛

حجلہ نشینان عروس مضامین مسرت آئین مشاہدہ نمایان شواہد معانی پر تمکین بیان شادی کتخدائی قلم عشرت رقم کو بجلوہ مضمون میمنت مشحون محفل انبساط اوراق نشاط میں یون زیور ان کرتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر ملک شریعت سے تشریف لائے اور کیفیت بختک وزیر بے تدبیر سنی کہ ملک بجا ورکو تباہ و برباد کیا اور علقمہ کو مارا اتمام عورات و مردمان شہر کو تہ تیغ کیا انجام سوچ کر بزرجمہر کو بڑا ملال ہوا اور فکر پیدا ہوئی کہ بادشاہ نے اس بے وقوف کی صلاح و مشورے سے دوست کو اپنا دشمن جان بنایا انجام کی برائی ہا تو آئی آغاز میں خلعت پایا بزرجمہر دل میں بہت آزردہ ہو کر گھر میں اپنے بیٹھ رہے خانہ نشینی اختیار کی اور دل میں عہد کیا کہ اب بادشاہ کے دربار میں کبھی نہ جاؤنگا یہان بادشاہ نوشیروان بے کھٹکے اور بے خوف و خطر آٹھ پہر مشغلہ بادہ نوشی ناچ رنگ دل لگی مذاق لہو لعب میں رات دن رہتا ہے کہ ایک روز بختک وزیر نے تصویر ملکہ زر انگیز بانو دختر نیک اختر بادشاہ مرجان کجکلاہ کی روبرو بادشاہ نوشیروان کے پیش کی اور عرض کیا کہ یہ تصویر دلپذیر شہر مرجانیہ سے آئی ہے بادشاہ دیکھتے ہی اس تصویر رشک مہر منیر کو ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گیا اور کہا اے بختک جلد تدبیر کر کہ میری شادی اس حور وش پری پیکر دلفریب جامہ زیب حسین مہ جبین سے تمکین کے ساتھ ہو بختک نے عرض کی کہ حضور قربانت شوم کیا مشکل ہے حضور بھی اپنی تصویر ہمراہ رقعہ شادی کتخدائی کے شہر مرجانیہ کو بادشاہ مرجان کجکلاہ کے پاس روانہ کرین دیکھیے کیا جواب آتا ہے اگر انکار ہوگا تو اسکا دوسرا بندوبست کرینگے بادشاہ نوشیروان نے فوراً رقعہ بہ عبارت سلیس و بہ مضمون دلچسپ تحریر کر کے ہمراہ اپنی تصویر کے شہر مرجانیہ کو پاس بادشاہ مرجان کجکلاہ کے روانہ کیا جسوقت رقعہ شادی اور تصویر بادشاہ نوشیروان کی مرجان کجکلاہ کے پاس پہونچی اور بادشاہ مرجان کجکلاہ کی نگاہ تصویر بے نظیر بادشاہ نوشیروان پر پڑی نہایت خوش و مسرور و محظوظ ہوا اور رسید خاطر تو دو ماتر کر کے جواب رقعہ شادی کتخدائی اپنی دختر نیک اختر کا اس شرط سے لکھوایا کہ ہمکو تصویر دلپذیر بادشاہ نوشیروان کی پسند آئی مگر میری دختر نیک اختر کی شادی اس شرط پر منحصر ہے جو اس شرط کو پوری کریگا اسکے ساتھ میں اپنی دختر کی شادی کرونگا وہ شرط یہ ہے کہ قریب شہر پناہ میری حد عملداری کے اندر ایک باغ دلکش پر بہار لالہ زار میرے جد آبا کا بنوایا ہے اور تمام اس باغ کا گلشن حیرت افزا ہے اب زمانہ حال سے وہ باغ خود بخود نگاہوں سے انسان کے غائب ہو گیا ہے اور ایک مینار اس باغ کے بیچ میں ہے لیکن وہ بھی چھپا

راگ رنگ اور ترانہ کی بلند ہوا ہی آٹھوین روز وہ باغ زنگار رنگ رشک بوستان فلک نمایان ہوتا ہی اور اُس مین صدا ہوتی ہی سُننے والے حیرت زدہ ہوتے ہین تمام محویت طاری ہوتا ہی اسقدر از خود رفتہ ہوتے ہین کہ اگر کھانا کھاتے ہون تو جو نوالا ہاتھ مین ہی ہاتھ مین رہ گیا اور جو نوالا منھ مین ہی منھ مین رہ گیا صورت تصویر بر سکتہ ہو جاتا ہی کچھہ نہین نظر آتا ہی اکثر آدمی دلولہ اور اُمنگ مین جا کر در باغ مین پہونچے اکثر اندر باغ کے چلے گئے پھر پلٹ کے نہ آئے ساتھ والے فریاد و زاری کرتے رہ گئے چنانچہ مین نے چالیس آدمی وہان مقرر کئے کہ اُن مین سے ایک ایک کرکے جائے اور خبر لائے جو اُس باغ مین پہونچا وہ پھنس گیا یہ تماشا بچشم خود نظر پڑا کہ جو گیا بعد تھوڑی دیر کے اُسکو دیکھا کہ وہ اُسی مینار پر جو عیش باغ مین تعمیر ہی بیٹھا ہوا ہی دہائی دیتا ہی اور فریاد و الغیاث کے نعرے کر رہا ہی کہ ارے لوگو مجھکو بچاؤ میری جان جاتی ہی پس صبح ہوتے ہوتے وہ باغ اور مینار نظر سے نہان ہو جاتا ہی کسی قدر آہستہ آواز آیا کرتی ہی تھوڑی دیر کے بعد وہ آواز بھی بند ہو جاتی ہی وہ باغ اور مینار اور وہ آدمی غائب ہو جاتا ہی اُسی طرح بہت سے آدمی میرے غائب ہو گئے پس جو شخص کہ اُس باغ کے راز اور اسرار کو ظاہر کریگا اُسکے ساتھ اس دختر کی شادی کرونگا بادشاہ نوشیروان کے پاس جب جواب رقعہ جمہیر شادی کتخدائی کا آیا اور بادشاہ نے یہ مضمون پڑھا بختک کے ہاتھ مین وہ کاغذ دے دیا آپ بعد فکر و تردد سکوت کیا رنجیدہ و کشیدہ پژمردہ افسردہ ہو کر بختک کی طرف دیکھا شعر پژمردہ ہو کے غنچۂ خاطر جو رہ گیا افسردگی سے چاند سا چہرہ اُتر گیا بختک نے دست بستہ عرض کی ای بادشاہ جہان پناہ آپ متردد و متفکر ہون غم و رنج نہ کرین مین اسکا بندوبست کرونگا آپ شہر مرجانیہ کو تشریف لیجلے اور ملکہ مہر انگیز بانو کو بیاہ کے لائیے عیش کیجیے گلچھرے اُڑائیے کچھ تشویش نہ فرمائیے کوچ کا سامان شادی کی تیاری کیجیے بادشاہ نوشیروان نے حکم دیا کہ جلد چوبدار جائین اور عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو جس طرح ممکن ہو بہ منت اور سماجت جلد لائین فوراً چوبدار دوڑے اور خواجہ بزرجمہر سے آکر دست بستہ عرض کی ای وزیر اعظم ای دستور المعظم اورنگ افروز کاشانہ نوشیروانی دستگاہ سلطنت و جہانبانی حضور کو بادشاہ جمجاہ نوشیروان نے یاد فرمایا ہی اور بہ کمال منت و عاجزی بلایا ہی جلد تشریف لیچلیے کہ آپ کو مددگاری کرنا واجب و لازم ہی خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ سے میری طرف سے عرض کر دینا کہ اب مین دربار فلک جاہ مین نہ حاضر ہونگا بختک خیرخواہ دولت پناہ بادشاہ جمجاہ موجود ہی میری کیا ضرورت ہی آپ مجھکو معاف فرمائیے ہر چند چوبداران نے عرض کیا بہت کچھ عذر و معذرت اور منت و سماجت کی مگر خواجہ نے انکار کیا اور دربار مین بادشاہ کے خدا نے مجبور و ناچار چوبدار پھر آئے بادشاہ کے آگے مردسہ نے پایۂ تخت کو بوسہ دے کر عرض کیا کہ بادشاہ جمجاہ کا اقبال یاور ترقی جاہ ازدیاد دولت و حشمت ہو خواجہ بزرجمہر سے کس کس طرح دست بستہ منت و سماجت کی مگر وہ نہین تشریف لاتے ہین نہایت کشیدہ خاطر معلوم ہوتے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ سعد زرین کمر و سعید زرین ترکش جائین اور جس طرح بنے میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو لائین بختک نے عرض کی ای حضور ای بادشاہ گردون پناہ جسقدر آپ خواجہ بزرجمہر کا اعزاز و اکرام اور خاطر و مدارات کرتے ہین اُسی قدر اور زیادہ اُنکا دماغ فلک ہفتم تک پہنچتا ہی اگر وہ نہ آئینگے تو ہمارا رستہ بند ہی کیا بند رہیگا یہ مرحلہ صعب طی ہوگا بادشاہ نے کہا او نالائق تیری یہ شرارت تو نے ہی خواجہ بزرجمہر بگڑ بگڑ جاتے ہین اور خفگی دکھاتے ہین وہ بزرگ ہین میرے عم نامدار ہین بغیر اُنکے ہمراہ جانے مین کبھی سفر نہ کرونگا اور شادی کر کے ملکہ کو

پیام نہ لاؤنگا یہ سنتے ہی بموجب حکم بادشاہ سعد زرین کمر و سعید زرین ترکش فوراً بخدمت خواجہ بزرجمہر
حاضر ہوئے اور عرض کیا اے خواجہ بزرجمہر آپ تشریف لیچلیے کہ بادشاہ نوشیروان منتظر و بیقرار ہے اور آپ
کو قسم بروح قباد شہریار کی دیتا ہے تشریف لیچلیے اور آپ زیب دہ اورنگ شہریاری ہیں آپ زینت بخش انجمن
جہانداری ہیں آپ ہی کے قدم مبارک سے دربار شہنشاہ میں برکت ہے خواجہ بزرجمہر بے سبب دونوں نے
بہت عذرخواہی کی مجبور و ناچار ہو کے دربار میں بادشاہ نوشیروان کے آئے آداب سلام
بقواعد شاہانہ بجالائے متمکن بہ عہدۂ قدیمانہ ہوئے نوشیروان نے بعد مزاج پرسی کے کہا اے
عم نامدار میری شادی ملکہ زر انگیز بانو دختر نیک اختر مرجان کجکلاہ کے ساتھ قرار پائی ہے مگر بخت ناسازگی بھی
کچھ برائی ہے کہ یہ شرط پیش آئی ہے یہ کہکے وہ کاغذ مشروطہ ہاتھ میں حکیم خواجہ بزرجمہر کے دیا خواجہ بزرجمہر بہت
مسرور و شاد ہوئے بعد دعائے ترقی دولت و اقبال کے کہا کہ پروردگار عالم حضور کو مبارک و سازوار کرے
اور وصال میمنت مآل ملکہ زر انگیز بانو بخوشی خاطر فیض ناظر نصیب رہے بسم اللہ بہتر ہے مگر مشکل زیادہ تر
ہے یہ شرط دقیق ہے میری رائے نہیں ہے آپ تشریف نہ لیجائیں تکلیف نہ فرمائیں یہ مہم اہم ہے اس میں
ذلت و رسوائی ہے بہر طرح برائی ہے یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا بہت کشیدہ اور رنجیدہ ہوا کہا اے عم نامدار جو
کچھ ہو میں جاؤنگا جس طرح ہوگا میں اسی کے ساتھ شادی کرونگا آپ کو اپنے ہمراہ لیچلونگا خواجہ بزرجمہر نے
کہا آپ کو اختیار ہے آپ جائیے مگر مجکو نہ لیجائیے بہت پچھتائیے گا ندامت و خجالت اٹھائیے گا بادشاہ نے کہا
اے عم نامدار آپ کو ضرور چلنا ہوگا میں نہ مانونگا جو کچھ ہو جاؤنگا تامل نہ کرونگا خواجہ بزرجمہر نے بہت عذر کیا
مگر بادشاہ نے نہ مانا سامان سفر تیار کیا لشکر جرار کو جوڑے وردیاں دے کر زرق برق بنایا اور جو کچھ سامان
شادی کتخدائی کا ہوتا ہے سب مہیا کرکے اپنے ہمراہ لیا اور مع لشکر جرار کے طرف شہر مرجانیہ کے کوچ کیا
ادھر مرجان کجکلاہ کو خبر ہوئی بادشاہ کجکلاہ نوشیروان مع لشکر ظفر پیکر برائے شادی ملکہ زر انگیز بانو
اس طرف آتا ہے قریب در شہرپناہ کے ایک میدان لق و دق صحرائے پرفضا عشرت افزا میں پہلے ہی سے تیاری
فرودگاہ ہونے کی یاد نوشیروان کی مرجان کجکلاہ کرنے لگا بہت عمدہ و نایاب بارگاہیں خیمے طنبو وغیرہ
سب استادہ کرادیئے اور سب سامان بارگاہوں اور خیموں میں مہیا کردیا بارگاہوں میں فرش مخملی نہایت
تکلف کا بچھادیا دنگلہائے زرین و کرسیہائے جواہر نگار و تخت مرصع کار برائے بادشاہ عالیوقار
بچھوایا اور سب خیموں میں اسی طرح سے سامان تکلفات آراستہ کیا اور پہرا چوکی مقرر کردیا یہاں
بعد قطع منازل و طے مراحل بادشاہ ذیجاہ و بزرجمہر عالیوقار و بختک نابکار مع اور ارکان دولت و سلطنت
و لشکریان بادشاہ عالم پناہی کے شہر مرجانیہ میں پہونچے بادشاہ مرجان کجکلاہ نے پیشوائی کرکے بادشاہ
کو ہمراہ لاکر بارگاہ نو آراستہ میں فرودکش کیا اور بزرجمہر وغیرہ کو حسب لیاقت خیموں میں اتارا لشکر فیروزی اثر کو
بھی کو چھاؤنی کا حکم ہوا بڑی دھوم دھام سے دعوت کا سامان کیا تمام فوج کو ہمراہ بادشاہ کے مہمان کیا
شب کو جلسۂ عیش و نشاط محفل رقص و انبساط برپا ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے ناچ رنگ شروع ہوا
دور شراب کا چلنے لگا جام لبالب بادہ گلرنگ کا ہر ایک کو ملنے لگا پرستان کا سماں بندھ گیا طوائف ترانہ سنا
[illegible] منزل کا کر [illegible] تانے لگی رنگت جمانے لگی غزل
بیٹھے بیٹھے [illegible] [illegible] پیدا ہوا

باہم یہ [illegible] ساقی [illegible] پیدا ہوا
بہ گو [illegible] دگر پیدا ہوا
[illegible] پیدا ہوا

عشق گیسوئے صنم سے عشق ابرو ہو گیا
تیرے دل میں میری الفت کا اثر پیدا ہوا
عشق قد یار سے اے دل نہ ہو گا کچھ حصول
واسطے عاشق کے نالے کا جگر پیدا ہوا

درد جیر جاتا رہا درد جگر پیدا ہوا
حور کو نسبت نہیں اللہ رے تیرا جمال
یہ تو پتلا سرو میں کس دن ثمر پیدا ہوا
جب کوئی صدمہ اٹھایا دل مرا جلنے لگا

آ گئے کعبہ میں خلیل اللہ حج کیواسطے
اب جلا میں حسن کا کوئی تیرا سر پیدا ہوا
الفت چشم سیاہ ہوتے نرگس بے ہیں داغ
چوٹ جب لگی سنگ پر آئی شرر پیدا ہوا

یہ غزل برمحل جو اس فتنہ روزگار پری رخسار نے بالفت ترانہ ساز نے بصد سوز و ساز باندا ز گائی اور زہ تھا نون جمکا کر شوقانہ بھاؤ بتائے عاشق مزاجوں کے دل پامال ہوئے بہیت سے بے حال ہوئے گر آداب شاہانہ سے سبکے سب مجھکے سکوت میں بیٹھے رہے صحبت رقص مرقع حیرت ہو گئی غرض کہ دو پہر رات تک یہ جشن رہا بعد اسکے محفل رقص برخاست ہوئی بادشاہ عجاہ نوشیروان جہان پناہ اٹھکر اس بارگاہ میں آیا جہان مقام خوابگاہ مقرر کیا تھا بادشاہ نے آرام فرمایا مرجان کجکلاہ رخصت ہو کر اپنے محل میں گیا اور بزرجمہر وغیرہ سب اپنی اپنی بارگاہوں میں بستر خواب پر گئے جسوقت صبح ہوئی سلطان مشرقی یکرو فر تخت فلک زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا خسرو انجم سپاہ نے مع لشکر سیارگان قلعہ مغربی مین داخلہ کیا بادشاہ نوشیروان بیدار ہوئے بزرجمہر اپنی بارگاہ میں اٹھے حمد و ثنائے الٰہی بجالا کے عبادت خدا میں مشغول ہوئے اُدھر اپنی اپنی بارگاہوں میں بختک اور سردار اُٹھے خیموں میں تمام افسران لشکر و لشکریان نامور خواب غفلت سے ہوشیار ہوئے لشکر میں صبح کی ورودی بجنے لگی طاشوں کی صدا کوسوں گئی ٹنکار دہل سے ترک نیلی فام چونک اٹھا قرنا کی آواز سے نکلھا ہمراہیوں کے ترہی سے ترانہ سبادی ظاہر ہوئی شہنائیوں کی آواز سے شتابان وشت مست ہوئے اپنی اپنی زبان میں سب چہکارے زمزمے کئے اسے خالق کو پکارے نغمہ سنجی میں مشغول ہوئے غنچے کھل کھل کر پھول ہو گئے اُس طرف بلبلیں چہکنے لگیں کلیان شگفتہ ہو کر چٹکنے لگیں سبزہ خوابیدہ لہک لہک کر بیدار ہوا صحرائے پر فزا شعاع آفتاب سے لالہ زار ہوا گل خودرو کی بھینی بھینی خوشبوئیں آنے لگیں نسیم اٹھلا اٹھلا کر چلنے لگی شبنم نے چہرہ کا دھو کیا عروسان چمن نے اپنا اپنا بناؤ کیا بیت عجب گلوں کی ہے اے بلبلو شمیم آئی ؛ صبا کے ساتھ ٹہلتی ہوئی نسیم آئی ؛ سرداران لشکر وغیرہ صحرا میں جا بجا ٹہلتے تھے فزائے سبزہ زار دیکھتے تھے غرضکہ دن چڑھا بارگاہ بادشاہ نوشیروان آراستہ ہوئی سردار وغیرہ آ آ کے جمع ہونے لگے بختک بھی آیا بزرجمہر بھی تشریف لائے بادشاہ آسمان جاہ بارگاہ کیوان پناہ میں جلوہ افروز ہی کہ ناگاہ چوبدار عرض بیگی نے عرض کیا کہ بادشاہ عالم کی ترقی اقبال دوست شاد دشمن پامال بادشاہ مرجان کجکلاہ کی سواری آپہونچی حکم ہوا کہ بارگاہ میں سواری لائو اسکا بڑا اعزاز و اکرام کرو سرداران لشکر نے پیشوائی کی ہاتھوں ہاتھ مرجان کجکلاہ کو بارگاہ نوشیروان میں لائے بختک و بزرجمہر و دیگر وزرا و امرا نے تعظیم شاہانہ کی بادشاہ نوشیروان نے بعد رسم سلام شاہی اپنے برابر جگہ دی بعد تھوڑی دیر کے مرجان کجکلاہ کی طرف مخاطب ہو کر بختک نے عرض کی کہ حضور وہ باغ کونسا ہے جسکی خبر بقلم جواہر رقم نے تحریر کی گئی تھی مرجان کجکلاہ نے نوشیروان عالم پناہ سے کہا کہ وہ مقام کہ جہاں وہ باغ فرحت افزا نامی تھا اب وہاں میدان لق و دق معلوم ہوتا ہے گلشن فرحت افزا کا کہیں پتا بھی نہیں آنکھوں سے ناپدید ہے جسکی دید ہی نہ شنید ہے دو دن اور باقی ہیں آج کے تیسرے روز وہ باغ فرحت افزا نمایاں ہوگا شام سے وہاں رقص پریزادان ہوگا وہ خوش آوازیاں انکی دلوں کو مضطر و بیچین

کرتی ہین وہ ترانہ مین راگ رنگ کی ہوشیں وہ دامن انسانی کو کھوتی ہین کہ بے اختیار انسان سب کاروبار دنیا چھوڑ دیتا ہی اور گانا پریزادان کا سنا کرتا ہی اور جو کوئی جوش و ولولے مین آکر باغ کے اندر چلا جاتا ہی آفت مین مبتلا ہوتا ہی ہاتھ جان سے دھوتا ہی عمر بھر اپنے نصیبون کو روتا ہی عقل حیران ہی طبیعت پریشان ہی کوئی اُسکے اظہار اسرار کا بندوبست ہی نہ سامان ہی ہر وقت غضب مین جان ہی شعر مثال عقدۂ لاحل کہ سر آن نہ کشودہ بجبر تم کہ سر انجام آن چہ خواہد بود مرجان کجکلاہ کی اِن گفت و شنید سے سب ہمراہیان بادشاہ نوشیروان مشتاق اُس باغ ناپدید کے ہوئے سب کے سب منتظر اُس دن کے رہے جب دو روز گذرے اور وہ دن آیا مرجان کجکلاہ نے کہا کہ آج وہی دن ہی یعنی روز ظہور گلشن فرحت افزا ہی اے شہریار زمان اب آج تشریف لیچلیے تماشا دیکھیے بادشاہ نوشیروان اُٹھ کھڑا ہوا برابر بادشاہ کے کچھ پیچھے ہٹے ہوے خواجہ بزرجمہر اور داہنی طرف اور بائین طرف وغیرہ امرا اور سب سرداران اولوالعزم و چند لشکریان جرار بھی ہمراہ ہو کے چلے مرجان کجکلاہ سبکو ساتھ لیے ہوئے بعد گردو فرصحرا مین اُس مقام پر پہونچا کہ وہان سے سامنے وہ باغ دکھائی دیتا تھا مرجان نے کہا اے شہریار یہ وہی باغ ہی جو سامنے معلوم ہوتا ہی اب آگے جانے کا موقع نہین ہی یہین ٹھہر جائیے اسی جگہ سے سیر کیجیے دور سے سب نے دیکھا کہ پھاٹک مین اُس باغ کے بہت عمدہ و نایاب پر تکلف جواہر بیش بہا سراپا جڑے ہوے ہین کیلون کے مقام پر یاقوت و زمرد کے نگینے ہین ہیرے کی کنیان آس پاس اُنکے نصب ہین کندے بڑے بڑے گوہر بے بہا کے ہوئے سوراخ اُسکے کشادہ حد سے زیادہ جس مین لعل بے قیمت کی زنجیر لگتی ہی اُسکی چمک سے آنکھ دیکھنے والے کی خیرگی کرتی ہی دیواریں بلند کنگا جمنی سنہری طلائی بنی ہوئی گویا عوض مٹی کے خمیر ہونے چاندی کا کیا گیا اُسپر نگینے جو پہل برابر نے جڑے ہوے ہیرے و یاقوت زمرد و پکھراج و نیلم الماس و عقیق ہفت رنگ بڑے بیش قیمت لگے ہوے ہین چار طرف دیوار و بیر انگور کی بیلین پھیلی ہوئین خوشے اُنکے کھانے والون کو تاک رہے ہین نسیم سحر کے جھونکون سے مستون کی طرح جھوم جھوم کر دیکھنے والون کے دلون کو للچا رہے ہین طائر سبز طناز اُس گلشن پر فزا کی دیوارون پر بول رہے ہین اور کبھی رقاصی کا عالم دکھا رہے ہین اُس باغ کے اندر سے آواز طائرون کے چہکنے کی آتی ہی مرغان خوش الحان زمزمہ پردازی کر رہے ہین بلبلین گنبد فلک سے نغمہ سنج ہین قمریون کی صدا اتنی بلند ہین کوئی طائر پایا ہوا ہو کہ رہا ہی کوئی حق سرہ کی دھوم مچا رہا ہی بیچ مین اُس باغ معطر کن دماغ کے ایک مینار نہایت بلند ہی کہ کلسی اُسکی گنبد فلک سے مل گئی ہی اُس مین ایک مقام بلند پر ایک ہیرے کی کھڑکی لگی ہوئی ہی گنگا جمنی کٹہرا لگا ہی اور وہ مینار ایسا جواہر نگار مرصع کار ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی ہی آفتاب جو درخشان اُسکو دیکھکر شرماتا ہی جھلملا کر رہجاتا ہی یہ کیفیت اُس گلشن فرحت افزا کی باہر سے دیکھکر اور صدائین مرغان خوش الحان کی سنکے سب لوگون کو وجد ہوا سیر باغ کا دل مین ولولہ آیا بادشاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا بزرجمہر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ حضور بختک کو حکم دین کہ وہ جاکر سیر لاوے وہی آپکو نمہمی کرکے لایا ہی ورنہ مین تو آپ کو منع کرتا تھا بختک اپنے تئین بہت دانا و بینا جانتا ہی چار ورق پڑھکے جیسے اُستاد ہو گیا اب وہی اُس معمے کو ظاہر کرے اور عقدۂ لاحل کو حل کرکے دکھاوے بختک نے عرض کی کہ حضور مین خود ہی جاتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے آپ کیون کسی سے فرماتے ہین بزرجمہر سنکر خاموش ہو رہے بختک نے آکر لباس فاخرہ پہنا تمامہ زرتار سر پر رکھا پٹکا کمر سے لگایا کمر

کامل دکھا دیگا انشاء اللہ سب کام آپ کا بن جائیگا حضور بقول سعدی مصرع تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد ست مگر آپ کے والد مغفور کی وصیت پر عمل کرتا ہون آپ کے اتالیق زادہ حسب سے قدم باہر نہین دھرتا ہون آپ کا رنج و ملال نہین دیکھا جاتا بختک کبھی اپنی حرکتون سے باز نہ آئیگا آپ کو وہ نہین بڑی بڑی مصیبتون مین ڈالیگا مگر آپ کے واسطے کبھی کچھ بہتر نہوگا قطعہ تیاط زمانہ ستبتکلف ہ قد تو و رخت جامۂ فتح ہ نام تو در ابتدا نوشتہ ہ منشی قضا بخامۂ فتح ہ یہ کہکر بزرجمہر نے چوبدار کو حکم دیا کہ جاؤ جلد مرجان کجکلاہ کو بلاؤ کہنا کہ بادشاہ نوشیروان زمان نے یاد کیا ہے جلد تشریف لائیے دیر نہ فرمائیے بموجب حکم محکم چوبدار فوراً دوڑا گیا مرجان کجکلاہ کو ہمراہ لیکر آیا بزرجمہر نے تمہاری بادشاہ مرجان کجکلاہ بہ خاطر بادشاہ بٹھایا نوشیروان عادل زمان اسرار حقی باغ گلشن فرحت افزا آپ بہ تسلی کیجیے دیتا ہون قدرت خدائے عزوجل کا تماشا دکھاتا ہون جسکے بھروسے پہ بادشاہ نوشیروان مسافت سفر اٹھاکر آئے وہ احمق نالایق خود بلا مین پھنس گیا جب شرط ہی نہ پوری ہوسکی ملکہ زرانگیز بانو کے ساتھ شادی ہونا کجا مگر خیر یاد کیجیے گا کہ بزرجمہر نے کوئی کار نمایان کیا تھا آپ ایک بارگاہ عمدہ و نایاب پر تکلف صحرائے سبزہ زار مین استادہ کرائیے اُس مین تخت شاہانہ بعد زیب و زین بچھوائیے اور وہ کرسیان جواہر نگار آراستہ فرمائیے پھر کار نمایانی خواجہ بزرجمہر کی ملاحظہ کیجیے فوراً بموجب ارشاد فیض بنیاد خواجہ بزرجمہر بارگاہ پر تکلف استادہ ہوئی تخت و کرسیہائے جواہر نگار بچھائی گئین خواجہ بزرجمہر اُٹھے اور اپنے ساتھ بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ کو لیکر چلے اور سرداران وغیرہ سے کہا کہ تم گرد بارگاہ مسلح و مکمل حاضر رہو غرض کہ بادشاہ نوشیروان کو تخت پر بٹھایا اور ایک کرسی پر آپ بیٹھے اور کرسی پہ مرجان کجکلاہ کو متمکن کیا اور کئی ہزار لشکری مع افسران اور سرداران کے گرد بارگاہ صف باندھے حاضر رہے اور چوبدار مردہے اور خدمتگار و خواص سامنے دست بستہ باادب سر خم کیے کھڑے ہوئے کہ حکیم خواجہ بزرجمہر نے ایک کونہ بارگاہ مین تھوڑی سی زمین ہنڈول ہی سے لیپی اور آگ کے انگارے اُسپر ایک طرف رکھے اور تھوڑے پھول خوشبودار منگا کر رکھے اور لونگین اور کافور تھوڑا اگر گل سوا من مٹھائی پیڑا برفی اور ایک بکرا اُسی اگیاری مین کھڑا کیا اور گھی کا چراغ چمبین اُس لیپی ہوئی زمین کے اندر جلایا اور ایک پرچہ کاغذ سفید کو ہاتھ مین لیکر یہ اسم پڑھنا شروع کیا اسم افسون مان مان مین تیرا ابھان تیرے کارن آیا خاک جیسلان جلد حاضر ہو میرا کہا مان دُہائی تجکو تخت حضرت سلیمان پیغمبر بن داؤد پیغمبر علیہ السلام کی ہے یہ اسم پڑھکر اکتالیس مرتبہ اُس کاغذ سفید پر دم کیا اور لوبان گوگل لونگ جلانا شروع کیا اور بکرا ذبح کرکے اگیاری مین خون جلایا اور وہ کاغذ بالائے ہوا اُچھال دیا وہ کاغذ سفید بطور نامہ حکیم حاذق صاحب کمال خواجہ بزرجمہر کے مثل طائر بلند پرواز کے اُڑتا ہوا چلا گیا بزرجمہر نے پھر اسم پڑھنا شروع کیا اور بخور آگ مین جلاسے کہ اتنے مین مردہے نے عرض کی اے وزیر اعظم دستور المعظم ایک چوبدار کسی بادشاہ کا آیا ہے بار یابی حضور طلب کرتا ہے خواجہ بزرجمہر نے کہا بلوالو وہ چوبدار حبیب سامنے آیا بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ اور حکیم خواجہ بزرجمہر کو بہ آداب شاہانہ سلام آداب و تسلیم بجالایا اور دعائے ترقی عمر و دولت دے کر عرض کیا کہ غلام کو بادشاہ نے بھیجا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ بہت بہت آپکی ملاقات کا مشتاق تھا مین نے خود آنے کا ارادہ کیا تھا کہ آپ نے یاد فرمایا مین ابھی حاضر ہوا خواجہ نے کہا کہ میری طرف سے بعد تسلیم کے عرض کرنا کہ تشریف لائیے سب آپکے مشتاق زیارت ہین یہ سنکر وہ مردہا پچھلے پاؤن روانہ ہوکر سب کی نگاہون سے

غائب ہو گیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اسکو آپ لوگوں سے پہچانا یہ کون تھا سب نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ کون
تھا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ یہ جن تھا عمدہ چوبداری پر یہ ذکر تھا کہ بیرون بارگاہ اُٹھتا ہوا گرد و غبار اڑتا
ہوا معلوم ہوتا ہے دور سے دکھائی دیتا ہے کہ فوج قاہرہ کسی بادشاہ کی جلو میں چلی آتی ہے خواجہ بزرجمہر نے حکم دیا
کہ بیرون بارگاہ سب سے منع کر دو کہ باتیں نہ کریں سب کے سب صف باندھے کھڑے رہیں خموشی اختیار کریں اور جب
سواری کسی بادشاہ کی آئے سلامی بجالائے ادب و قاعدہ سے ہشیاری رہے ناگاہ قریب سے ڈنکے کی صدا آئی
نقیبوں کی آواز گوش زد ہوئی خواجہ بزرجمہر اُس اکیاری ہیں سے اُٹھ کر در بارگاہ پر برائے استقبال
بادشاہ آکر کھڑے ہوئے کہ اتنے میں ادھر کی فوج ظفر موج جو زرق برق صفیں جمائے کھڑی ہوئی تھی سب نے
سلامی دی مرد ہے نے بڑھ کے پردہ کارچوبی بارگاہ کا اُٹھایا بزرجمہر اور بادشاہ نوشیروان اور مرجان
کجکلاہ نے بغور ملاحظہ کیا کہ آگے آگے ہاتھی پر دھونسا نقارے کا بعد اسکے بہیر سواران رسالہ کی کہ وہ سب
ترکی و تازی و عربی پر سوار پہلوؤں میں افسر انکے آگے آگے رسالدار سب مسلح و مکمل زرق برق سینہ بنے ہوئے سینے تنے ہوئے
برچھے ہاتھوں میں لیے ہوئے اور انکے پیچھے پلٹنیں نجیب اور تلنگوں کی بندوقیں کاندھوں پر ان میں سنگینیں چڑھی
ہوئی دونوں پایوں پر کھینچی ہوئیں نجیبوں کے توڑے روشن سنگرفے کمر سے لگے ہوئے قاعدے سے چلے آتے
ہیں پیچھے انکے جلوسی ہاتھیان کوتل گھوڑے زیور جواہر میں آراستہ اور زہت سے ہاتھی ہتھنیاں رنگی بنائی
اُن سب کے پیچھے ایک ہوادار جواہر نگار پر بادشاہ سر پر تاج مکلل بجواہر جسکی قیمت ہفت اقلیم کے خراج
سے ہزار چند زیادہ پوشاک مغرق زیب جسم ولایتی آگے زانو پر رکھے ہوئے بکمال حشمت و دبدبہ و صولت و شوکت
چلا آتا ہے نقیب آگے ہوادار کے بعد آدمیدم لگاتا آتا ہے یا رونگہ رو برو بڑھے جلو جلو داری سے باہر ہو تیری عمر و
دولت و جاہ و جلال از دیاد حشمت و اجلال جب قریب بارگاہ کے آکر سواری ٹھہری لشکر نے پیدل و سوار کے برا
باندھکر سلامی دی ہزار ہا باجے وردی کے بجے بادشاہ بڑے جاہ و حشم سے اُترا خواجہ بزرجمہر
استقبال کو در بارگاہ پر کھڑے تھے پہلے بآداب شاہانہ سلام بجالائے پھر ہاتھ اُسکا بادشاہ کا پکڑے ہوئے
بارگاہ کے اندر قریب تخت جواہر نگار کے آئے بادشاہ کو تخت پر پہلو میں بادشاہ نوشیروان کے بٹھایا
بادشاہ جمجاہ نوشیروان رسم سلام سے بہ قواعد شاہی پیش آئے پہلو میں اُس بادشاہ کے بیٹھے اور ایک کرسی
جواہر نگار پر مرجان کجکلاہ بعد ادائے رسم سلام کے بیٹھا اور ایک کرسی پر خواجہ بزرجمہر متمکن ہوئے بادشاہ
نے بزرجمہر کی مزاج پرسی کی خواجہ نے جواب دیکر بادشاہ نوشیروان کی طرف اشارہ کر کے
عرض کیا کہ یہ ہمارا بادشاہ نوشیروان آپ کی ملاقات کا بہت مشتاق تھا یہ سنتے ہی وہ بادشاہ اپنا
اُٹھ کھڑا ہوا گلے ملا بہت خوش ہوا تخت پر آپ بیٹھا نوشیروان کو بھی بٹھایا خواجہ بزرجمہر نے
کہا کہ اس خادم نے آپکو اس وقت فقط اسواسطے تکلیف دی ہے کہ کل سے اس وقت تک ہمارے بادشاہ نوشیروان
نے مطلق نہ کھانا کھایا ہے نہ پانی پیا ہے کیونکہ اسکا رفیق وزیر بختک کہ یہ نادانی اس باغ میں جا کر بعذاب پھنس
گیا ہے اس وجہ سے نہایت مغموم ہے لہذا اُمیدوار ہوں کہ اول راز اس باغ گلشن فرحت افزا کا زبان مبارک سے بیان
فرما دیجیے اور پھر اُس وزیر بادشاہ کو رہا کروا دیجیے اُس بادشاہ نے کہا کہ اے خواجہ بزرجمہر میرا نام بادشاہ غضنفر جنی
ہے مدت سے ہیں تمسے خوب آگاہ ہوں تم فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال کے ہو اور وزیر بختک بیٹا النقش نابکار کا ہے
جس نے تمہارے پدر بزرگوار عالیقدر خواجہ بخت جمال کو مار ڈالا ہے خون ناحق کیا ہے اسکی رہائی کیسے

بارے مین تم مجھسے نہ کہنا ہوا اُسکے اور جو کچھ کہوگے منظور کرونگا اُسکی رہائی اور رحم کرنے کو نہ مانونگا خواجہ بزرجمہر
نے کہا کہ بادشاہ نوشیروان کا رنج دائم مجکو گوارا نہین اب آپ بادشاہ نوشیروان کی خاطر کیجیے بختک کو رہا
کروا دیجیے اور براہ مہربانی اِس باغ کا پتا دیجیے بادشاہ غفور چینی نے کہا کہ ای بزرجمہر یہ باغ مرجان کجکلاہ کے
باپ نے بڑی تمنا اور خوشی سے بصد شوکت و شان بنوایا اور آراستہ کیا تھا جب یہ باغ بنکے تیار ہوا الا فزار بہار
ہوا جب سے اس باغ پر پریزادان نے قبضہ کیا اسوجہ سے کہ یہ زمین باغ جناب سلیمان کا چلہ خانہ اور اوراد وغیرہ
پڑھنے کا مقام تھا آٹھوین دن سب پریزاد و دیوزاد و اجنہ وغیرہ آتے تھے اور کچھ راگ رنگ وغیرہ سے شغل کرتے
تھے جب مرجان کجکلاہ کے باپ نے باغ بنوانا شروع کیا تھا تو سب پریزاد مانع ہوئے مگر اسنے نہ مانا اور باغ بنواکر
بڑے تکلف سے آراستہ و پیراستہ کیا ہمنے اُس باغ کو نگاہ انسانی سے غائب کردیا اور اپنا یہ شغل
معمولی ہمیشہ معین کیا چنانچہ ابتک اسی طرح جلسہ راگ رنگ کا آٹھوین روز ہوا کرتا ہی اور جو کوئی انسان باغ مین
آجاتا ہی اُسکو سزاے مقبول ملتی ہی اور قید ہوجاتا ہی ای بزرجمہر بختک نہایت نالایق ہی اُسکے دل مین فریب
بودفا ہی اپنی خطا پر منفعل نہین ہوتا ہی اُسکو ایسی عذاب سخت مین رہنے دو قول سعدی کا کیا تمنے نہین سنا
ہی قطعہ بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش ۔ عذر بدرگاہ خدا آورد ۔ ورنہ سزاوار خداوندیش ۔ کس نتواند کہ بجا آورد
ای بزرجمہر اگر تمہاری ایسی ہی خوشی ہی تو بادشاہ نوشیروان سے کہدو کہ نہ گھبرائیے اور رنج نہ کھائیے وہ نالائق
حاضر ہوتا ہی شعر غم مخور ار گزین چمن شاخ گلے پژمردہ شد ۔ روے نسرین تازہ است و جعد سنبل تابدار ۔ یہ کہکر
بادشاہ غفور چینی نے حکم کیا کہ اُن مجرمون و قیدیون کو جلد حاضر کرو بموجب حکم بادشاہ غفور چینی
کے بختک مسلسل بہ زنجیر آہنی حاضر ہوا اور سب قیدی بھی آئے کہ وہ ملازم بادشاہ مرجان کجکلاہ
کے تھے اسی وقت غفور چینی نے سلسلہ زنجیر سے بختک ملعون کو اور سب قیدیون کو بھی چھوڑ دیا بختک
نے بادشاہ نوشیروان کو پیچھے پھر کے چوتڑ اپنے کھولکر دکھاے اور عرض کیا کہ حضور آپکی محبت و اطاعت
مین چوتڑون کا یہ حال ہوگیا گہرے گہرے زخم پڑگئے کھڑا ہونا دشوار ہی بیٹھا نہین جاتا نوشیروان اور مرجان
کجکلاہ اور بزرجمہر منھ پر رومال رکھکے ہنسنے لگے بزرجمہر نے کہا ای بختک یہ تیرے چوتڑون پر
کاہیکے زخم پڑگئے بختک نے کہا کہ جب مین باغ مین گیا مجکو لوگون نے گرفتار کیا اور پکڑکر مینار
پر کٹہرے کے بیچ مین بٹھایا اور اُس مین کیلین نوکدار چمکی ہوئی جڑی ہین وہ سب چوتڑون کے وار پار
ہوگئین مین تڑپنے لگا فریاد کرنے لگا مگر کوئی میری فریاد کو نہ پہونچا اسوقت بادشاہ غفور چینی
نے یاد فرمایا تو اُن کیلون پر سے بہزار خرابی اُٹھا کرلائے ہین دیکھیے خون کے فوارے چھوٹ رہے
ہین زخم اسقدر گہرے ہین کہ خانہ انگشتری معلوم ہوتے ہین پھر بزرجمہر نے بادشاہ
غفور چینی سے کہا کہ ای شہریار مین آپکا بہت ممنون احسان ہوا کہ آپ نے میرے کہنے کو قبول کیا کہ بختک
وغیرہ کو رہا کردیا بادشاہ غفور چینی نے کہا ای بزرجمہر یہ سب تمہاری خاطر سے ہوا اور اب تمہاری خاطر
سے اُس باغ کو بھی چھوڑ دیا اب آج سے یہ جلسہ پریزادان یہان نہوا کریگا تم باغ مین رہو اور بادشاہ نوشیروان
کی شادی ملکہ زر انگیز بانو کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے کرو اور اسی باغ مین بیاہ لاؤ صحبت
عیش و عشرت کی آراستگی ہو ہم بھی تماشا دیکھینگے بلکہ یقین ہی کہ شریک بھی ہونگے یہ کہکر بادشاہ غفور چینی نے
کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی مگر پھر اسی

حیلے سے آپ کی زیارت نصیب ہوئی کبھی کبھی تو ملازمت سے اپنی سرفراز فرمایا کیجیے گا تحفۂ خوشبویات وغیرہ
اس خاکسار عاجز و انکسار کا بھیجیے مصرع برگ سبز است تحفۂ درویش ٭ یہ سنکر بادشاہ غفور حبشی ممنون و مشکور ہوا جمعیت
راز و نیاز برخاست ہوئی ان سب سے رخصت ہوکر ہوا پر سوار ہوا اور اسی طرح سب سوار پیدل جلوداری کرتے
ہوئے چلے وردی سوار ہونے کی بادشاہ غفور حبشی کے بجی ڈنکا ہوتا ہوا نقیب آگے آگے بولتا ہوا بڑے تزک اور جہانبانی
سے سواری بادشاہ غفور حبشی کی گئی مرجان کج کلاہ نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ ماشاء اللہ
آپ بڑے زبردست عالم ہیں اور کمال سحر اور کرتب میں کامل ہیں جب آپ ایسا صاحب کمال موجود تھا
تو ایسا طول کیوں کیا پہلے ہی سے یہ رد بلا کی گئی ہوتی بختک کو اس عذاب شدید میں کیوں پھنسایا بزرجمہر
نے کہا کہ یہی مصلحت تھی بختک کے غرور و تکبر نے پھنسایا یہ مرحلہ عظیم دکھایا کہ ایسا ذلیل و خوار ہوا شعر
تکبر عزازیل را خوار کرد ٭ بزندان لعنت گرفتار کرد ٭ بلکہ دیکھیے گا اسی طرح سے خبر بنا ہوا ہے بقول
شخصے چکنا گھڑا کہ بوند پڑی اور ڈھل گئی کچھ اسے ذلت اور رسوائی کا خیال نہیں اسی نامعقول نے ہمارے
بھولے بادشاہ نوشیروان کو خراب کر رکھا ہے ورغلان کے مخمصہ خرابی میں ڈالا ہے مگر بادشاہ کو اس سے
ساتھ کھیلے کی محبت ہے جو وہ کہتا ہے بادشاہ جھٹ سے مان لیتا ہے کہ بقول سعدی شعر کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم ٭ مگر خدا جانے کرتا کیا ہے جو ایسا اس سے جھکا ہوا ہے پھر
خواجہ بزرجمہر بادشاہ نوشیروان عادل کو مع مرجان کج کلاہ اور بختک
وغیرہ ہمراہ لیے ہوئے طرف باغ فرحت افزا میں آئے اس باغ کی ہوا سے نہایت دل
شگفتہ ہوا دیکھا کہ وہ باغ رشک بہشت عنبر سرشت ہے گویا زمین پر نوان بہشت ہے کسی طرف کو نسیم
اٹکھیلیاں کرتی پھرتی ہے کسی سمت کو باد صبا مشغول خرام ناز ہے لہلہاتے میوہ دار جھوم رہے ہیں شاخہائے
گوناگون زمین بوس ہو رہی ہیں نرگس شہلا اشارے بازیاں کر کے گلہائے رنگارنگ کو پھنسا رہی
ہے سنبل تابدار اپنا پیچ و تاب دکھا رہی ہے سوسن اپنی رنگت جما رہی گلہائے ریحانی بصد کامرانی
شگفتہ ہیں بیلا البیلا پن دکھاتا ہے لالے کے دل کا داغ مثل چراغ جھلک رہا ہے سرو و شمشاد و غیرت قد آزاد
لیے جو ایستادہ ہیں طائران خوش الحان چہک رہے ہیں چمن چمن پھول مہک رہے ہیں سبزۂ خوابیدہ بیداری
کا سماں دکھاتا ہے کیا کیا متموج ہوا سے لہلہاتا ہے چمن بندی اس باغ کی نایاب پٹریوں سبزے کی لاجواب
گویا جا بجا فرش زمردیں باغ میں بچھا ہے تھالوں میں تھانوں کے پھولوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں کیاریاں چمن
ہر طرف بھر رہے ہیں باغبان روش روش ٹہل رہے ہیں مرغان خوش نوا زمزمہ سنج ہیں قمری و بلبل
وغیرہ جانور کبھی اڑ اڑ کے شاخوں پر بیٹھتے ہیں کبھی جھنڈوں میں اتر کے ادھر ادھر پھرتے ہیں میووں کو منقار دے
کے چکھتے ہیں بیچ میں اس باغ بے نظیر کے ایک کیسی خوشنما بارہ دری جواہر نگار مرصع کار تعمیر ہے جسکے آگے
قصر فلک شرماتا ہے خجالت سے جھکا جاتا ہے در و دیوار میں اسکے نگینے جواہر بیش بہا کے جو پھول ترشے ہوئے جڑے
ہیں جا بجا لعل کے ٹکڑے جو معقول جگہ لگے ہیں اسکی آب جو سبز و سرخ و زرد نگینوں پر پڑتی ہے عجب
کیفیت دیتی ہے نقد جان دیدہ بازہ سے لیتی ہے چہار طرف دیوارگیریاں بہت عمدہ لگی ہوئی ہیں آئینہ بندی
کی ہوئی جھاڑ کنول سے آراستہ چھت پردے سے پیراستہ اطلس سرخ کی چھت گیریاں زربفت کے
پردے منقش کی دریاں مخمل کا فرش تمام بارہ دری ازرق برق صحن میں سنگ مرمر کا چبوترہ اسپر یاقوت و [illegible]

کا جڑاؤ کیا ہوا سامنے حوض چھلکتا ہوا پانی مثل گوہر آبدار صاف و شفاف لہرین مار رہا ہی فوارے چھوٹ رہے ہین کونون پر
اُس حوض کے گلدستے پھولون کے بنا کے رکھے ہین عمدہ عمدہ نامدے گلدار درختون کے چار طرف پیڑیون پر چنے ہوے
ہین یہ ساز و سامان اُس بارہ دری کا دیکھکر عالم وجد مین محو ہو گئے حواس خمسہ کھو گئے کہ باغبان قضا و قدر نے
کیا کیا نیرنگیان دکھائی ہین کہ صنعتین اہل نظر کے دل مین سمائی ہین بزرجمہر نے بادشاہ نوشیروان کو
مسند جواہر نگار پر بارہ دری مین لاکر بٹھایا اور حکم کیا کہ سب سامان فرو کشی و بارگاہین وغیرہ یہین اُٹھالاؤ
اور اسی باغ جنت نظیر مین سب کے سب فروکش ہو وہان مرجان کجکلاہ نے جاکر محل مین سب سامان
شادی کتخدائی ملکہ زر انگیز بانو کا تیار کیا تمامی شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا پہلے سامان مانجھے کا سب مہیا کیا
ہزار ہا من پینڈیان من بھر کی چار چار بنانے کا حکم دیا بموجب ارشاد مرجان کجکلاہ پینڈیان وہ نایاب
بنکر تیار ہوئین کہ جس کے ذکر سے دل مزے اُٹھائے زبان کو لذت آئے قند سفید و شفاف آٹھ گُنا میوہ
چوگنا روغن زرد بے انتہا کہ جس نے پینڈی ہاتھ مین دبائی فوارے روغن زرد کے چار طرف پینڈی سے
چھوٹنے لگے گویا شادی مین ایک یہ بھی تماشا تھا ہزار ہا من اُبٹنا ایسا خوشبودار بنا کہ جس کی خوشبو کوسون
تک جاتی تھی جوڑا دولھا کا مرصع کار برابر سے جواہر بیش بہا ٹکے ہوے کنگنا جڑاؤ جس مین لعل و یاقوت
و مروارید لگے ہوئے اور ہیرے کے ٹکڑے نصب کیے ہوے مقیش کی ڈوری پھندنے مین لعل کا ٹکڑا
لگا ہوا یہ سب سامان درست ہوا مانجھے کا روز قرار پایا سامان مانجھے کا ہونے لگا جوڑا دولھا کا کشتی مین
لگایا ایک کشتی مین پھولون کا گہنا جڑاؤ خوانون مین پینڈیان چوکی دولھا کے مانجھے کی گنگا جمنی جڑاؤ
مرصع کار سہرا یا اُس مین لعل و یاقوت جڑے ہوئے اُسپر او قچہ زربفت کا چار طرف بنت کارچوبی لگی
ہوئی موتی ٹنکے ہوے اُسپر لوٹا جڑاؤ رکھا ہوا اُسپر کٹورا چھوٹے اُبٹنے کا ڈلھن کے وہ بھی جڑاؤ اُس مین
روپ درسن پڑا ہوا یعنی پانچ اشرفیان اور پچاس ہزار اشرفی واسطے دودھ پینے دولھا کے تھین بس
اس سامان و عز و احتشام سے قریب شام کے در دولت مرجان کجکلاہ سے مانجھا بادشاہ نوشیروان کا
ساتھ اس جلوس کے چلا ہاتھیون اور اونٹون اور گھوڑون پر نشان ماہی مراتب شاہی باجے ہزار ہا
ہر رنگ کے آگے بجتے ہوئے برچھی بردار بان بردار جلوس شاہی و جلوس بازاری سوارون کے
رسالے پلٹنین نوبت خانے نقار خانے دھونسے پٹتے ہوئے وہ زیر و بم ڈھول دبوق کی صدا کہ
گوش فلک کر ہوے جاتے تھے شہنائیون کی صدا سے سننے والے مست ہوتے تھے قرنا و ترئی کی
آواز سے دل ہلتے تھے ہزار ہا نقارے بج رہے تھے انگریزی باجا اور ارگن باجا اس طرح بجتا تھا
کہ بگل کی آواز سے گھوڑے ہاتھی اونٹ مستی مین آکر بھڑکتے تھے بانسری کی وہ پیاری آواز کہ تمام
جلوسیان و ہمراہیان مانجھا جھومتے جاتے تھے ڈلھن کے مکان سے دولھا کے باغ تک برابر قطار لگی
ہوئی پیچھے سواریان سکھپال بوچے فنسین میانے ڈولیان اُس مین دولھا کی سلہجین اور سالیان
اور عزیز و اقربا نوکر چاکر محل دار مغلانیان سوار اور کہاریان زرق برق بنی ہوئین لہنگے زربفت
کے ڈوپٹے تار شمار کے انگیا کُرتی جامدانی کا مدانی کی بھاری کارچوبی پیٹھے لچکے کی جوتے ٹاٹ باقی
سچے سچے اُس مین گھنگھرو ٹکے ہوے سکھپالون اور فنسون کے پائے تھامے ہوئے سر سے
پانؤن تک زیور جڑاؤ پہنے ہوے چھپکے طلائی مرصع کار سر پر لگائے ہٹو بچو کرتی ہوئین چلی

آتی ہین روشنی بے انتہا برابر قطار چرخیان چھوٹنے والون اور دستی والون کی سیکڑون ہزار سے روشنی کے پھنکتے ہوئے اُنپر وال پڑتی ہوئی گویا آگ لگی ہوئی تھی آتشبازی کے انار پھلجھڑیان مہتابین گل دوپہریا ہوائیان باندھکر کے گونے برابر قدم قدم چھوٹتے چلے جاتے ہین ہزارہا تماشائی گردو پیش سڑکون پر دُکانون پر اپنے اپنے کوٹھون پر کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین غرض اس جلوس و سامان سے مانجھا گلشن فرحت افزا مین آیا سواریان اُترنے کی دھوم مچی جب سمدھنین محل مین شادی کے داخل ہوئین پھولون کی چھڑیان پڑنے لگین طبلے پر تھاپ پڑی میراثنین سب تالیان بجا بجا کر گیت مین گا گا کر سمدھنون کو گالیان دینے لگین خوان اور کشتیان مزدورنیان محل مین لیکر گئین کہاریون مغلانیون پیشخدمتون نے خوان کشتیان اتروائین پردہ ہوگیا دولھا کے آنے کی پکار ہوئی جلد صاحبزادے کو بلاؤ دولھا اندر آئے مانجھا بساعت نیک پہنے خداراس لائے بزرجمہر بادشاہ نوشیروان کو ساتھ لیے ہوئے مانجھا پہنانے کے واسطے ڈیوڑھی پر آئے محلدار نے آواز دی صاحبو ہٹ جاؤ اپنا اپنا پردہ کرلو دولھا مانجھا پہننے کو آتا ہی بزرجمہر در دولت شاہی پر ٹھہر گئے بادشاہ نوشیروان محل مین داخل ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی پکار ہوئی مبارک سلامت کی علے العموم دھوم ہوئی چوکی پر دولھا کھڑا ہوا سالی پردے مین سے ہاتھ نکالے مانجھے کے جوڑے کا ایک ایک پارچہ دیتی گئی دولھا پہنتا گیا جسوقت دولھا جوڑا مانجھے کا پہن چکا سالیون نے جھوٹا اُپٹنا دلھن کا برائے شگون اسکے دہنے ہاتھ مین چھوا دیا مگر ایک سالی کو اُسی ہنگام مین یہ دل لگی سوجھی دولھا کی سلبج کو بھی اپنا شریک کیا اور دونون ہاتھون مین اپٹنا خوب لیس کے پشت پر آکے دولھا کے منھ مین دونون ہاتھون سے مل دیا سارے محل مین ایک قہقہہ اُڑا سب سالیان سلہجین ہنسنے لگین ملازمین نے مل دل کر دولھا کا منھ صاف کرکے رومال سے پونچھا ہاتھ مین کنگنا باندھا پھر چھوٹی پینڈی دلھن کی ڈھکا ڈھکا کر دولھا کو سالیون نے کھلائی گہنا پھولون کا پہنایا بہار باغ دولھا کے حُسن پر ہزار ہزار جان سے تصدق ہوئی گلوری پان کی کھلاکے سب نے دولھا کی بلائین لین نقد دل حُسن چہرۂ نوشاہ پر نثار کیا پھر زر دوکھا پر نثار کیا منھ بولی بہنین بنی ہوئی سر پر دولھا کے انچل ڈالے ڈیوڑھی تک آئین دولھا محل سے باہر آکر دربار مین جلوہ افروز ہوا شادیانے بجنے لگے سب مبارکباد دینے لگے اندر محل مین ڈومنیان مبارکباد دے کر گانے بجانے لگین بعد تھوڑی دیر کے سواریان ہوئین سمدھنین رخصت ہوکر اُسی سامان و جلوس سے روانہ ہوگئین دوسرے دن بادشاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے کہا ای عم نامدار یہ پینڈیان اسقدر کیا ہونگی رکھے رکھے خراب ہوجائینگی آپ تکلیف کرکے سب عملہ کو اور لشکر مین تقسیم کروا دیجیے افسران فوج کو اپنے یہان کے اور بادشاہ مرجان کجکلاہ کی فوج کے افسرون کو بلواکر موافق حصے کے دیدیجیے کہ لشکر مین سب کو تقسیم کردین پھر تیسرے روز سامان ساچق کا اُسی دھوم دھام سے خواجہ بزرجمہر نے کیا بادشاہ نوشیروان نے کہا ای عم نامدار مین چاہتا ہون کہ تمام عملۂ شاہی و لشکر جہان پناہی اور فوج مرجان کجکلاہ کو اور رعیت کو ادھر سے جوڑے حسب لیاقت تقسیم کیجیے کہ نام بھی ہو اور سب خوش ہون خواجہ بزرجمہر نے موجب حکم نوشیروان سب کو جوڑے تقسیم کیے اور ساچق کا سامان کرنا شروع کیا دولاکھ چوگھڑون کے تخت سونے چاندی کے گھڑے رکھے ہوئے اُنپر عوض سوبہے کے سچی کرکری کے ٹکڑے بندھے ہوئے اور دولاکھ آرایش کے تخت اُن مین پھول سونے چاندی کے ہر رنگ کے لگے ہوئے اور لاکھ خوان نقل اور میوے کے کئی ہزار قند کے کوزے کئی ہزار مصری کے کوزے عطر سہاگ اور موتیا کے ہزارہا شیشے اور

چوئے کے کئی شیشے کیوڑے اور گلاب کے پانچ ہزار قرابے یہ سب شیشے اور قرابے سنہرے تارشمار کے کپڑے سے منڈھے ہوئے آرایش کے صندوقون مین رکھے ہوئے جوڑا دُلھن کا بہت بھاری کارچوبی اُس مین جواہر لگا ہوا جوتا وہ کہ جسکی قیمت ایک سلطنت کے خراج سے زیادہ نشان کا چھلا ہیرے کا اور انگوٹھی سونے کی لعل شبچراغ اُسپر جڑا ہوا کئی کشتیون مین وہ جوڑا دُلھن کا رکھا گیا کئی کشتیون مین پھولون کا گہنا لگایا گیا سونے کی مٹکی اتنی بڑی کہ بڑا مٹکا اُسکے سامنے ایک کلھیا معلوم ہو اُس مین چوگرد لعل و یاقوت و زمرد و پکھراج و نیلم اور ہیرا موتی جڑے ہوئے اُس مین من بھر دہی بہت عمدہ شیرین جما ہوا اُس مٹکی کے گلے مین سونے چاندی کی مچھلیون کا ہار بندھا ہوا یہ سامان درست کر کے تھوڑے سے دن رہے خواجہ بزرجمہر ساچق لے کر چلے ہزار ہا ہاتھی اونٹ گھوڑے نشان اور ماہی مراتب کے آگے آگے پیچھے پیچھے باجا ڈفلون کا اُسکے بعد تاشے ڈھول بجتے ہوئے اُسکے پیچھے جلوس رسالے سوارون کے جنکے گھوڑے عربی ترکی و تازی بعد اُسکے پلٹنین کیسی زرق برق برابر چوکڑی و کڑی آدمیون کی لگی ہوئی چلے جاتے ہین بادبہاری کے بہت سے گھوڑے چست و چالاک مغرق سر سے پا تک زیور مین لدے ہوئے بعد اُسکے برچھی بردار بان بردار اُنکے بعد چوبدار خاص بردار خدمتگار اُس کے بعد مٹکی دہی کی کشتیان جوڑے کی پھولون کے گہنے کی پھر خوانہاے نقل و میوہ وغیرہ اُسکے بعد ہاتھیون پر رفقاے قدیم ایک ہاتھی پر بزرجمہر اور ایک ہاتھی پر بختک سیکڑون ملازم اہتمام ساچق کا کرتے ہوئے بڑے اہتمام و تزک سے دولھن کے دروازے پر پہونچے سواریان سمدھنون کی اُترین دھوم مبارک سلامت کی ہوئی میراثنین گالیان دینے لگین طبلے پر تھاپ پڑنے لگی سمدھنین اُتر کر چھڑیان پھولون کی کھانے لگین شاد ہونے لگے مٹکی دہی کی کشتیان خوان کہاریان محل مین لے گئین دُلھن کو نشان چڑھایا گہنا پھولون کا پہنایا ڈومنیان مبارکبادو دینے لگین باہر شادیانون کے باجے بجنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سمدھنین رخصت ہوئین سوار ہو کر اُسی طرح سامان سے ساچق واپس آئی الغرض اسی طرح ادھر سے مہندی بھی رات کو گئی تمام شہر مین ہر وقت جلسۂ عیش اور عشرت ہو دکانین آٹھ پہر کھلی ہوئی ہین گلی گلی ناچ رنگ ہو رہا ہو اب دن برات کا آیا خواجہ بزرجمہر نے تمامی شہر کو منادی کرائی کہ آج تمام رعایا اور ملازمان مرجان کجکلاہ بادشاہ نوشیروان کے مہمان ہین سب آج کی برات ناؤ نوش اور طعام لذیذ یہان آ کے کھائین اور ناچ رنگ دیکھین کسی کی ممانعت نہین ہو جلسہ عام و صحبت اژدہام ہو کل برات بادشاہ نوشیروان زمان کی گلشن فرحت افزا سے در دولت مرجان کجکلاہ پر جائیگی سب تماشا دیکھین کہ یہ بھی شادی اور برات یادگار زمانہ ہو اس شہر مین ایسی شادی کسی کی آجتک نہوئی ہوگی القصہ شام سے خلایق آنے لگی اور کھانا کھانے لگی تمام رات ناچ دیکھا صبح کو سب اپنے اپنے گھر گئے یہان برات کے جانے کا اہتمام ہوا بادشاہ نوشیروان کو محل مین بلایا حمام کرایا خواجہ بزرجمہر نے بسم اللہ کہکے دولھا بنایا خلعت شاہانہ زیب جسم انور کیا تاج شاہی مکلل بجواہر سر پر رکھا پھولون کا گہنا پہنایا سہرا مقیشی طلائی لعل و یاقوت کے پھندنے لگے ہوئے سر سے باندھا حُسن و جمال چہرۂ بیمثال نے جلوہ دکھایا آفتاب درخشان صدقے ہوا مہتاب نور افشان سا بت بار نثار ہوا کواکب فلک فدا ہونے لگے بزرجمہر سہرۂ نور افشان ہاتھون پر سنبھالے ہوئے نوشاہ یعنی بادشاہ نوشیروان زمان کو باہر لائے منھ کی بہنین سر پر آنچل ڈالے در دولت تک پہونچا گئین پھر سواریان لگین بیبیان سکھپالون مین

ہودجون مین فنسون مین میانون مین ڈولیون مین علے قدر مراتب سوار ہونے لگین برات سج سجا کے روانہ
ہوئی نوبت خانے سیکڑون نشان ماہی مراتب شاہی ہاتھیون پر اونٹون پر گھوڑون پر باجے ہر رنگ کے بیشمار
بجنے ڈھول تاشے مرفے دھونسے نقارے ڈنکے انگریزی باجے ارگن باجے بادبہاری کئی طرح کی وہ بھیرویں کا
وقت سہانا شہنائیون کی مستانی صدائین بانسریون کی دلچسپ آوازین دلکو بے چین کرتی ہین ایک عالم وجد
ہی محویت کا سمان بندھا ہے آگے پیچھے جلوس شاہانہ سوار پیدل رسالے پلٹنین بان بردار برچھی بردار خاصبردار
خدمتگار نقیب چوبدار پیچھے ہاتھیون کی قطار ایک ایک ہاتھی پر علیحدہ علیحدہ سرداران ذیوقار و امرائے عالی تبار
ایک ہاتھی پر دولہا اُسکا ہودہ سونے کا جڑاؤ تمام گرد و پیش جواہر بیش بہا اُس مین جڑے ہوئے دولہا کے
برابر بزرجمہر بیٹھے ہوئے خواصی مین نجتک بیٹھا اُسکے سامنے اشرفیون کے توڑے کھلے رکھے ہوئے قدم قدم
دونون مٹھیان بھر بھر کے دولہا کے اوپر سے تصدق کرکے پھینک رہا ہے شہدون کا یہ حال ہے کہ ہزار ہا گرد و
پیش برات کے دوڑے چلے جاتے ہین اشرفیان اُٹھا رہے ہین جھولیان پھیلا رہے ہین یہ صدا دے رہے
ہین اے انقش کے بیٹے نجتک پھینکے جا تیرا دم کیون سوکھا جاتا ہے ہمارے بھولے نوشاہ بادشاہ
نوشیروان کا حکم جاری ہے پھر تو کیون نہین پھینکتا ہے غرضکہ اسی طرح برات دُلہن کے در دولت فیض منزلت
پر پہونچی زنانی ڈیوڑھی پر سواریان لگین اندر محل مین ڈومنیان میراثنین گانے بجانے لگین طبلا ٹھنکنے لگا
سمدھنون کو پھولون کی چھڑیان پڑنے لگین میراثنین گا گا کے گالیان دینے لگین یہان باہر محفل شاہانہ
جمع ہوئی دولہا کو خواجہ بزرجمہر نے ہاتھی پر سے اُتارا محفل مین لاکر مسند جواہر نگار پر بٹھایا داہنی طرف
برابر دولہا کے خواجہ بزرجمہر بیٹھے بائین طرف ذرا ہٹکے نجتک بیٹھا ناچ ہونے لگا کہ اندر سے ڈیوڑھی
پر آکر محلدار نے کہا کہ دولہا کو جلد بلاؤ فوراً چوبدار دوڑا ہوا آیا اور خواجہ بزرجمہر سے دست بستہ عرض کیا کہ
نوشاہ کو محل مین طلب کیا ہے بزرجمہر دولہا کا ہاتھ پکڑکے اُٹھ کھڑے ہوئے دولہا کا سہرہ ہاتھون پر رکھے
ہوئے ڈیوڑھی پر آئے مُنہ بولی بہنین آنچل ڈال کے لیچلین کہ ڈومنیان اُنھین اُنھون نے دروازے
سے حجلۂ عروس تک ایک ایک بیڑا پان کا زمین پر پھینک پھینک کر دولہا سے چنوایا جب حجلۂ عروس کے
پاس فرش کے نیچے ایک رسی کا ٹکڑا رکھ دیا تھا پہلے ہی سے یہ بندوبست کیا تھا اُسی پر دولہا کو بٹھایا اور دولہن کا
ہاتھ مثل پارۂ ماہ چہاردہ کے پردے کے پاس لاکر باہر نکالا اُس ہاتھ کی ہتھیلی پر کہ رشک قرص مہر تھی سفید تل اور ایک
چٹکی شکر رکھکر دولہا سے کہا میان نوشاہ چاٹ کو عورات کی رسمون سے ہر شخص مجبور ہے انکار بن نہ پڑیگا یہ تل
شکری چاٹنا ضرور ہے جب چاٹنے مین کچھ ذرا سا تامل کیا تو ڈومنی نے جواب دیا اے میان نوشاہ دُلہن کا لینا کیا
سہل ہے ابھی تم کو بڑے بڑے مرحلے طے کرنے ہین تم اتنی سی تل شکری چاٹنے مین گھبرا گئے دولہا مسکرا کر خاموش ہو رہا
قہر درویش بجان درویش آخر ناچار ہو کر دُلہن کے ہاتھ پر جھک جھک کر وہ تل شکری چاٹی پھر ڈومنی نے نوشاہ
کو وہان سے اُٹھایا منڈھے کے نیچے لا کے کھڑا کیا اور بڑا سا ناڑا گلے مین دولہا کے ڈالا اور دونون سرے
ناڑے کے خود پکڑے اور دولہا کو ڈامنا شروع کیا ایک ڈومنی نے دولہا کی منہ بولی مان سے کہا کہ حضور
دولہا کو چھڑا لیجئے کہانتک نوشاہ کھڑے رہین دولہا کی مان نے پانچ اشرفیان نکالکر ڈومنی کو دین اور دولہا کو
چھڑا لیا پھر دولہا اندر سے باہر صحبت مین آکر مسند جواہر نگار پر بیٹھا نکاح کا سامان ہوا خواجہ بزرجمہر نے
نکاح پڑھا دُلہن کا مہر خراج ہفت اقلیم پر بندھا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی ناچ ہونے لگا شربت پلائی

ہوئی گئی ہزاروں اشرفیاں شربت پلائی پڑین بعد اسکے ریت رسم کے واسطے دولھا کو محل مین بلایا مسند جواہر نگار پر دولھا
دلھن کو بٹھایا اودھر ڈومنیان گا رہی ہین اودھر ریت رسم شروع ہوئی پہلے تو باتین جنو ذین گئین ناظرین پر واضح ہو کہ
تو باتون کی رسم اسے کہتے ہین کہ مصری کی ڈلیان ڈومنیان ہاتھ مین لیکر سر جوتر بند پر دلھن کے ایک ایک مصری کی
ڈلی رکھکر دولھا سے کہتی ہی کہ میان دولھا یہ مصری جھک کر کھا لو مجبوری سب کو کھانی پڑتی ہی اس مین بادشاہ ہو یا فقیر
ہو انکار کوئی نہین کر سکتا ناچار ہو کر نوشاہ بادشاہ نوشیروان بھی جھک جھک کر کھانے لگے جب دولھا جھک کر منھ اپنا
مصری کی ڈلی کے پاس لیجاتا ہی ڈومنی ہنسکے ہاتھ ہٹا لیتی ہی بار بار دولھا کو ڈہکاتی ہی عورتون مین قہقہہ اٹھتا ہی دولھا
خجل ہوتا ہی آخرکار جب کسی مقام پر دلھن کے ڈومنی نے مصری کی ڈلی رکھی دولھا نے ہاتھ ڈومنی کا پکڑ لے کے وہ
مصری کی ڈلی جھپ سے کھالی پھر اکیس پان کا بیڑا دلھن کے ہاتھ سے دولھا کو کھلایا اب آرسی مصحف کا وقت آیا
پہلے دولھا سے سنگ مرمر کی کھرل مین صندل اور سہاگ پڑے کا مصالحہ پسوایا اور وہ دلھن کی مانگ مین دولھا
کے ہاتھ سے بھروایا پھر ڈومنی نے دولھا دلھن کو مقابل مین بٹھایا اوپر سے ایک کارچوبی دوشالہ اوڑھایا
اور بیچ مین دولھا دلھن کے قرآن مجید کھلوا کر دولھا سے رکھوایا اور کہا میان نوشاہ سلامت سورۂ اخلاص
نکال لو اور اسے پڑھکر دلھن پر دم کرو پھر ڈومنی نے آئینہ بیچ مین دولھا دلھن کے رکھ دیا قرانِ سعدین کا سمان بندھ گیا
ڈومنی نے دولھا سے کہا اے میان نوشاہ سلامت قربان جاؤن دلھن کے منھ پر سے ہاتھون کو
ہٹاؤ بنڑی کی آنکھین کھلواؤ اور اگر دلھن آنکھین نہ کھولے تو کہو اے بی بی مین تمھارا غلام ہون آنکھین
کھولدو بادشاہ نوشیروان عادل زمان نے یہ کلمۂ حقارت کہنے مین تامل کیا جب ڈومنی نے کئی بار
یہ کلمہ منھ سے کہا اور بادشاہ نوشیروان نے اس کلمۂ حقیر کو کہنا گوارا نہ کیا ڈومنی نے کہا اے میان
نوشاہ سلامت قربان جاؤن صدقے جاؤن ہرچند کہ کلمۂ حقیر ہی مگر اسی طرح سب شاہ و گدا کہتے
چلے آئے ہین کوئی مضائقہ نہین ہی کیونکہ اپنی معشوقہ سے تخلیہ مین سب طرح کی باتین کرتے ہین دلھن ایسی
حور وش پری پیکر حسین جمیل شکیل ماہرو سمن بو بے نظیر بدر منیر چاند کا ٹکڑا آفتاب سا چہرہ ایسی معشوق دلفریب
کو اگر ایسا کلمہ کہو گے کیا حرج ہی میان چونکہ جس وقت سے آرسی مصحف دیکھنے کو بادشاہ نوشیروان زمان
بیٹھے تھے دلھن کے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو چکے تھے دل کو محویت حسن و
جمال بے مثال حور خصال ہو چکی تھی عالم بے اختیاری مین کہا اے ملکہ مین تمھارا غلام ہون آنکھین کھولدو
اودھر ملکہ زر انگیز بانو بھی مائل تصویر بے نظیر بادشاہ نوشیروان ہو چکی تھی اب آرسی مصحف مین بھی پہلے ہی
انکھیون سے جمال بے مثال بادشاہ دیکھ کے عاشق ہو چکی ہی مگر حجاب مانع ہی ہرچند بادشاہ نوشاہ کہہ رہے
ہین وہ آنکھین نہین کھولتی ہی جب دلھن کے تمام عزیز و اقارب نے سمجھایا کہ بی بی آنکھین کھولدو چار ناچار
کہنے سننے سے آنکھین کھولین ڈومنیون نے پوچھا کیون میان نوشاہ دلھن نے آنکھین کھولین بادشاہ
نوشاہ نے جواب دیا ہان آنکھین کھولین غرض آرسی مصحف ہو چکا دوشالہ اٹھا لیا گیا دولھا نے دلھن
کو مسند سے اٹھا کر چھپر کھٹ پر بٹھایا دلھن کی رخصت کا سامان ہونے لگا چونکہ عرصہ زیادہ ہوا تھا براتی
بھی گھبرا رہے تھے جہیز نکلنے لگا سواریان سمدھنون کی ہونے لگین اگر جہیز کی تفصیل بیان کیجاوے داستان
کو بہت طول ہوگا ناظرین و شائقین گھبرا اٹھینگے کچھ نہ حصول ہوگا قصہ مختصر برات سج سجا کر جہیز کو
لجا و نیز لدوا کر چلے اسی طرح سے سب سامان ماہی مراتب ہاتھی گھوڑے اونٹ نوبت نقارے باجے ہر رنگ کے

سوار ہیدل رسالے پلٹنین برابر جمی تاالی بیچ مین جھنڈ سبکے آگے جھجھر کھٹ جواہرنگار اور اسباب جاندی سونے کا پیچھے محافہ دلھن کا جواہرنگار مرصع کار جھلاجھلی کہ چشم فلک جسکے دیکھنے سے بند ہوئی جاتی ہی برابر محافہ کے ہاتھی دولھا کا بزرجمہر برابر دولھا کے بیٹھے ہوے بختک خواصی مین اشرفیون کے مٹھے بھر بھر کے دلھن کے محافہ پر سے تصدق کر کے پھینکتا جاتا ہی شہدے مجھویان پھیلاے لوٹ رہے ہین دولھا دلھن کو دعائین دے رہے ہین یونہین قدم بہ قدم چلتے چلتے در باغ گلشن فرحت افزا پر پہونچے شہر مین برات کی جلے التمرم ہمسوم آورات در دولت فیض منزلت گلشن فرحت افزا پر آئی سواریان اترنے لگین ہاتھی کے پانون کے بیچ مین اور دلھن کے محافہ کے نیچے ایک ایک بکرا ذبح کیا گیا بطور تصدق وہ کہارون کو دے دیا پانچ اشرفیان انعام فیلبان کو دین خواجہ بزرجمہر نے دولھا کو اتارا دولھا اتر کے جب آیا دربانون اور چوبدارون نے دروازہ بند کر لیا دولھا نے بزرجمہر سے کئی ہزار اشرفیان انعام کی دلوائین دروازہ کھلا دولھا ڈیوڑھی مین آیا کہارون کو کئی ہزار اشرفیان خواجہ بزرجمہر نے دین کہارون نے محافہ دلھن کا کاندھے سے اتارا پردہ ہو گیا سب ہٹ گئے دولھا نے دلھن کو گود مین اٹھایا سینہ سے لگایا محل مین دولھا دلھن کو لیکے آیا مسند جواہرنگار پر بٹھایا مبارک سلامت کا غل ہوا نذرین گذرنے لگین اندر سے باہر تک سب شاد و خوش و خرم خواجہ بزرجمہر مارے خوشی کے پھولے نہین سماتے ہین باغ باغ ہوے جاتے ہین غرضکہ شام ہوئی شب زفاف کا سامان ہوا حجلۂ عروس و نوشاہ ایک جگہ ہوا بادشاہ نوشیروان کو شب وصال حور لقا کی عجیب خوشی تھی لشۂ بادۂ محبت کا دم بدم زیادہ تھا ہم آغوشی و بوس و کنار مین مشغول ہوا کبھی گل رخسار کی گلچینی کرتا تھا کبھی نرگس شہلا کے بوسے لیتا تھا اگر اس شب کی کیفیت بالتفصیل لکھی جاے تو شاید صاحبان ادب و تہذیب کو پسند نہ آسکے لہذا اتنا ہی عرض کرنا کافی ہی کہ بادشاہ نوشیروان تو پہلے سے مشتاق جام وصال تھا عشق ملکۂ زر انگیز مین عجب حال تھا بہ کیف شیشہ سے جام بھرا کوئی سپیدرو کوئی سرخرو ہوا قدرت تمائی خلاق ازل کی ظاہر ہوئی خورشید تابان برج حمل مین داخل ہوا گوہر یکتاے مراد نے صدف آرزو مین قیام کیا یعنی اسی شب کو حمل قرار پایا الغرض صبح ہوئی چوتھی کا سامان ہوا بعد چوتھی جاے ہو جانے کے بادشاہ نوشیروان وزیر بزرجمہر و بختک وزیر بادشاہ نے مع لشکر ظفر اثر سب اسباب جہیز و بارگاہین وغیرہ بار کرا کے شہر مدائن کی طرف مراجعت فرمائی غرض خوش و خرم رہتے تھے بادۂ سرجوش پیا کرتے تھے جسکے تین اولادین ہوئین ایک ملکہ مہرنگار اور ہرمز و فرامرز بطن سے ملکۂ زر انگیز بانو کے پیدا ہوے جنکا آگے داستانون مین ذکر کیا جائیگا مگر اکثر راویون نے یہ بھی تحریر کیا ہی کہ بادشاہ نوشیروان کی شادی شاہ جبش کی بیٹی سے بھی ہوئی مگر بہر کیف بادشاہ نوشیروان کی تین اولادین ہوئی ہین ملکہ مہرنگار و ہرمز و فرامرز اب انکو تو اسی حالت مین چھوڑیے

جبتک داستان عجائب بیان سن تمیز کو پہونچا گل گلشن شجاعت سرو بستان جرات و ہمت یعنی امیر ابو العلا کی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور عمرو بن امیہ ضمری کا اور عیاریان کرنا عمرو کی اور کوہ بوقبیس پر خواجہ عبد المطلب سے پوشیدہ امیر کو لیجانا عمرو کا اور بار ڈالنا دونون پہلوانون کا بہ شرارت عمرو اور خفا ہونا خواجہ عبد المطلب کا عمرو بن امیہ ضمری پر بیان کی جاتی ہی

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
کوئی جام پیلون تو ہو کچھ سرور
تو اب ساقیا کیا ہی استاد ہو

جوانی کی پیری مین ہو پھر اُمنگ
بتا ساقیا دور کیون ہے دور
ارے عہد طفلی نہین یاد ہے
سحر رات جائے خلش دور ہو

پلا ساقیا تازہ تازہ شراب
یہ کیسی لگی آگ مینخانے کو
نہ دکھلا مجھے ساقیا شوخیان
ضیا بار جلدی کہین نور ہو

زلال کہن سے ہے اب اجتناب
کہ بھرتا نہین میرے پیمانے کو
کہ ہے تجھسے آگاہ سارا جہان

غزل

بلبل کو سازوار ہو موسم بہار کا
رہتا ہے چار فصل مین موسم بہار کا
سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا
گلچین کے ہاتھ کے لیے کھٹکا ہو خار کا
گیسو ہین قرب آئینۂ روے یار سے

عہد شباب ہمکو مبارک ہو یار کا
دامان زین چھوا ہے جو اُس شہسوار کا
پھندا بنا رہا ہون گریبان کے تار کا
کشتہ تنگ مزاجی محبوب کا ہون مین
ڈانڈا ملا ہوا ہے حلب سے تتار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا
ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا
اللہ سے دعا ہے یہی عندلیب کی
نازک ہے سنگ شیشہ سے میرے مزار کا

بیت: فسون ساز افسانہ دلپذیر

رقم کردۂ خامۂ بے نظیر پرورش یافتگان کنار دایۂ طراری و ابجد خوانان مکتب عیاری اشہب قلم تیز رقم کو میدان بیان مین یون جولان کرتے ہین کہ جب امیر کشور گیر امیر ابو العلاء کی ملقب بہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان اور عیاران عیار طرار و خنجر گذار عمرو بن اُمیہ ضمری نے آغوش ملکہ عادیہ بانو مین ناز و نعم پرورش پائی اور سن و سال اُس آفتاب آسمان علم و کمال اور اُس اختر فلک عیاری کا دو برس اڑھائی اڑھائی برس کا ہوا اور وہ سب لڑکے بھی اُسی قدر عمر کے ہوے اور مقبل وفادار کا بھی اتنا ہی سن ہوا آپس مین یہ سب کھیلتے پھرتے تھے بازی طفلانہ کرتے تھے مگر عمرو بن اُمیہ ضمری پہلے ہی سے نہایت شریر اور بدذات تھا ہر کھیل مین فریب و عیاری کیا کرتا تھا چنانچہ رات کو یہ دغابازی کرتا تھا کہ جب سب سو رہا کرتے تھے اور ملکہ عادیہ بانو بھی سو جایا کرتی تھی تو یہ چپکے سے اُٹھتا تھا اور بچون لڑکون عورتون کے زیور اُتار لیا کرتا تھا کسی کی انگوٹھی کسی کا چھلا کسی کی چوڑی کسی کی بالی بجالی کسی کی کوئی چیز کسی کی کوئی چیز چرا چرا کر ملکہ عادیہ بانو کے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھدیتا تھا اور آپ اپنے بستر پر سو رہتا جب صبح ہوتی ہر ایک شخص اپنی شی گم شدہ کو ڈھونڈھنے لگتا غل مچانے لگتا کہین پتا نہ لگتا جب ملکہ عادیہ بانو اپنا تکیہ اُٹھاتین دیکھتین نیچے تکیہ کے سب چیزین رکھین ہین ملکہ عادیہ بانو حیران ہوتین اپنے دل مین کہتین کہ یہ کسنے حرکت ناشائستہ کی پلنگ پر میرے تکیہ کے نیچے یہ سب چیزین چُرا کر رکھدین ایک سے ملکہ عادیہ بانو کو ندامت اور شرمندگی ہوتی تھی آنکھ سامنے نہین کرتی تھین سب سے قسمین کھا کھا کر کہتی تھین کہ مین مطلق آگاہ نہین کہ یہ کسنے شرارت اور بدذاتی کی ہے میرا لڑکا ماشاء اللہ ابھی آرام کر رہا ہے اور عمرو بھی سو رہا ہے وہ سب لوگ کہتے تھے آپ اپنی طرف گمان نہ لیجائیے ہمکو آپ کا مطلق خیال نہین خدانخواستہ بھلا آپ کیا ایسا کیجیے گا مگر ملکہ عادیہ بانو کو انتہا کی خجالت ہوتی تھی ہر روز ایسا ہی اتفاق ہوا کرتا تھا گھر بھر مین سب پریشان ہین ملکہ عادیہ بانو کو ندامت سے رنج و ملال رہتا ہے اور یہ معما کسی طرح نہین کھلتا ہے کہ کسکی شرارت اور بدذاتی ہے اب گھر مین اکثر لوگ خشمناک اور چپکے چپکے باتین کھسر پسر کیا کرتے ہین ایک روز اتفاق روزگار ملکہ عادیہ بانو اس ارادے سے کہ آج ضرور جستجو کرکے دیکھونگی کہ یہ کون ہے جو گھر بھر کی چیزین چُرا کر میرے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھ جاتا ہے اور مجکو ندامت سے رنج و ملال دیتا ہے آنکھین بند کیے ہوے چپکی پلنگ پر لیٹی رہین جب نصف شب گذر گئی تو دیکھا کہ عمرو بن امیہ ضمری اپنے بستر خواب سے اُٹھا اور ہر ایک

کی چیز چرانے لگا کسی کے ہاتھ سے انگوٹھی چھلا اُتار لیا اور کسی کے کان سے بالی بجلی اُتار لی کسی کی جوڑی اور کنگن
کڑا کسی کا اُتار اسب لا لاکر سرہانے اپنی دایہ ملکہ عادیہ بانو کے رکھا پس ملکہ عادیہ بانو اٹھین اور جلدی سے
سب کو بیدار کردیا اور کہا کہ صاحبو دیکھو تم لوگون کی چیزون کا یہ چور ہی آج میرے دل کو اطمینان و قرار ہوا مین اپنے
دل ہی دل مین شرم کے مارے کٹی جاتی تھی مین خود بخود اپنی طبیعت سے چور بنی جاتی تھی پھر عمرو کو ہاتھ پکڑ
کے کھینچ لائین اور دو چار طمانچے ہلکے ہلکے عمرو کے مارے اور بہت خفا ہوئین عمرو کے مار کھانے سے صاحبقران
رو دیتے تھے یعنی مطلب یہ تھا کہ عمرو کو نہ مارو اور تکلیف نہ دو جب خواجہ عبدالمطلب سنتے تھے کہ عمرو پٹتا ہی
ملکہ عادیہ بانو سے عمرو کے بارے مین سعی کرتے تھے کہ عمرو کو نہ مارا کیجیے مین بوجہ محبت کرنے امیر کے اور
بہ سفارش خواجہ بزرجمہر کے اسے بہت چاہتا ہون الغرض اسی طرح ہر روز عمرو بن امیہ ضمری ایک نہ ایک
شرارت اور بدذاتی اور عیاری کیا کرتا تھا کہ لوگ سب ہنستے تھے اور عادیہ بانو خفا ہوا کرتی تھین اور خواجہ
عبدالمطلب بھی نصیحتانہ اکثر گوشمالی آہستہ سے کردیتے تھے کبھی گھڑک دیا کرتے تھے حمزہ اسکی حرکتون پر ہنسا
کرتے تھے اور سفارش کرکے عمرو کو بچالیا کرتے تھے مار نہ کھانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ بھائی تم
ایسی حرکتین نہ کیا کرو تم پر جب خفگی ہوتی ہی ہمکو رنج ہوتا ہی جب تمکو مار پڑتی ہی ہمارا دل دکھتا ہی کاہے کو ہمین صدمہ
دیتے ہو عمرو کہتا تھا کہ ای حمزہ ہمارا دل نہین مانتا جب دل مین کسی مذاق اور دل لگی کا خیال آجاتا ہی پھر
نہین رہا جاتا ہی اس مین خفگی ہو یا مار پڑے غرضکہ اسی لہو و لعب مین کھیل کود کے پانچ پانچ برس کے ہوے
خواجہ عبدالمطلب نے بسم اللہ کی ایک مولوی قبیلۂ بنی امیہ سے کہ نام اُسکا مولوی حسربان تھا
اسکو نوکر رکھا اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور اُنکے ساتھ عمرو اور مقبل کو بھی پڑھنے بٹھایا ایک مکان مکتب
کا مقرر کیا اور ان لڑکون مین سے جو بارہ ہزار لڑکے امیر کے ساتھ پیدا ہوے تھے اور امیر حمزہ صاحبقران کے
سبب سے پرورش پاتے تھے دس بارہ لڑکے شریف لئیق منتخب کرکے حمزہ و عمرو و مقبل کے ساتھ مکتب مین پڑھنے
کو بٹھائے کہ امیر کا دل بہلے گا لڑکون کے ساتھ پڑھینگے اور ابوجہل وغیرہ بھی اُسی مکتب مین پڑھنے کو بیٹھے امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بصد ذہانت سبق اور ق بھی بہت جلد یاد کرکے فرصت پا جاتے تھے اور سب لڑکے
دن بھر پڑھا کرتے تھے اور عمرو تمام دن ریں ریں کیا کرتا تھا اور کسی طرح سبق یاد نہوتا تھا مولوی صاحب کی گھڑکیان
کھایا کرتا تھا خفگی اُٹھایا کرتا تھا عمرو کے سبب سے سب لڑکون کو دیر مین چھٹی ملا کرتی تھی اور جس وقت عمرو
شوخی کرتا اور مولوی صاحب تعذیر دینے کا ارادہ کرتے تھے حمزہ صاحبقران سفارش کرکے
بچا لیتے تھے اور جب مولوی کو زیادہ غصہ آتا تھا ابوجہل سے کہتے تھے کہ تم اسکی گوشمالی کرو عمرو ابوجہل
سے کہتا تھا بھائی ابوجہل ذرا آہستہ سے ہمارے کان پکڑا کرو جسدن ہماری باری آئیگی تو پھر ہم تمکو بہت
پٹوائینگے کہ عمر بھر یاد کروگے مولوی صاحب نے یہ قاعدہ منضبط کیا تھا کہ آٹھوین روز ہر جمعرات کو لڑکے اپنے
اپنے گھر سے مٹھائی مولوی صاحب کے واسطے لایا کرتے تھے مگر عمرو بن اُمیہ ضمری مٹھائی
نہ لاتا تھا ابوجہل اکثر کہتا تھا جناب مولوی صاحب ہر جمعرات کو اور سب لڑکے مٹھائی لاتے ہین ہم بھی لاتے
ہین حمزہ کے بھی گھر سے مٹھائی آیا کرتی ہی مگر کیا سبب ہی جو عمرو مٹھائی نہین لاتا آپ خود اُس سے کہکر
مٹھائی کیون نہین منگاتے مولوی صاحب اکثر عمرو سے کہا کرتے تھے اری عمرو سب لڑکے مٹھائی لاتے
ہین تو نہین لاتا یہ کیا سبب ہی اپنی ماں سے کہدینا کہ تم بھی آٹھوین دن ہر جمعرات کو مٹھائی بھیجا کرو چنانچہ

ایک روز جمعرات کے دن سب لڑکے مٹھائی لائے اور امیر اور توقیر کے والد بزرگوار نے بھی مٹھائی بھیجی مولوی صاحب نے عمرو سے کہا کہ ارے لڑکے تو بھی مٹھائی لا عمرو نے کہا بہت خوب مجکو تھوڑی دیر کے لیے چھٹی دیجیے تو مٹھائی جلکے لاؤن یا دوپہر کو جسوقت کھانا کھانے جاؤنگا آپ کے واسطے مٹھائی لیتا آؤنگا مولوی صاحب نے کہا بہتر ہی دوپہر کو مٹھائی لانا غرضکہ جب دوپہر آئی اور سب لڑکے کھانا کھانے کو گئے عمرو بھی حمزہ کے ساتھ گھر آیا حمزہ کو محل مین داخل کرکے پھر گیا اور مولوی صاحب کی نئی کفش طاق پر رکھی تھی اُسے چپکے سے اُٹھا لایا اور بازار مین حلوائی کی دُکان پر جاکے کہا کہ یہ کفش مولوی صاحب نے بھیجی ہی اور کہا ہی کہ پانچ روپیہ کی مٹھائی بہت عمدہ دیدو جب مین آونگا روپیہ دے دونگا حلوائی نے کہا کہ ای عمرو مٹھائی لو اور کفش بھی مولوی صاحب کی لیتے جاؤ وہ روپیہ دے جائینگے عمرو نے کہا کہ نہین کفش رہنے دو نہین تو مولوی صاحب خفا ہونگے حلوائی نے کہا تمھین اختیار ہی یہ کہکے اُسنے پانچ روپیہ کی پچپیل مٹھائی بہت عمدہ تولدی عمرو نے مٹھائی کا ٹوکرہ لاکر مکتب مین رکھا اور دو ڈلیان بڑی بڑی چھانٹ کر ورق نقرہ لگی ہوئی اُس مین جمالگوٹے بہت سے ملا کر اوپر مٹھائی کے رکھدین اور ٹوکرہ مٹھائی کا مکتب مین چھوڑ کر جاکے حمزۂ صاحبقران کو درد و لتسرا سے ساتھ لے آیا اور کہا کہ بھائی مولوی صاحب کے واسطے آج مین مٹھائی لایا ہون مولوی صاحب سوکے اُٹھین تو پیش کرون جسوقت مولوی صاحب سوکے اُٹھے پوچھا لڑکون سے کہ یہ ٹوکرہ مٹھائی کا کیسا ہی بوجہل نے کہا کہ عمرو مٹھائی لائے ہین عمرو نے کہا کہ جی ہان والد مٹھائی لائے تھے بلکہ اُنکے ساتھ ایک دوست اُنکے اور بھی تھے والد مٹھائی کا ٹوکرہ دے کر کہہ گئے تھے کہ جب مولوی صاحب سوکے اُٹھین تو یہ ٹوکرہ مٹھائی کا دے کر کہنا کہ اس مٹھائی پر درویش کفش شاہ کی نذر دے کر آپ سب کو بانٹ دیجیے گا اور میرا حصہ اور میرے دوست کا حصہ لیتے آنا مولوی صاحب خوشی خوشی اُٹھے اور مٹھائی پر درویش کفش شاہ کی نذر دے کر عمرو سے کہا کہ یہ درویش کفش شاہ کون ہین عمرو نے کہا کہ مین نہین واقف کہ یہ کون ہین سنتا ہون کہ کوئی اگلون پچھلون مین سے ہین مولوی صاحب چپ ہو رہے کہ کوئی ہونگے ہمین کیا مطلب ہی اور وہی دونون ڈلیان مٹھائی کی بڑی بڑی ورق کی جو اوپر رکھین تھین پہلے ہی مولوی صاحب نے غپڑ غپڑ کھاکے نوش جان کین وہ مٹھائی کاہش جان ہوگئی شعر واے نادانی از وفور طمع ٭ جان شیرین بہ تلخی اجل است ٭ پھر وہ مٹھائی تھوڑی سی سب لڑکون کو تقسیم کی عمرو کو تین حصے دیے ایک عمرو کا ایک عمرو کے باپ کا ایک عمرو کے باپ کے دوست کا اور باقی مٹھائی اپنے گھر بھیجدی وہان سب لڑکے بالون نے کھائی اُستانی جی نے بھی وہ مٹھائی کھائی یہان مولوی صاحب کو گھڑی بھر کے بعد دست آنا شروع ہوگئے اُن دونون ڈلیون نے مٹھائی کی آگ لگادی بدن مین بعض مقام پر چھالے پڑگئے عجب حال ہوا ضعف کمال ہوا مگر دست آنا کسی طرح موقوف نہین ہوتا یہان تک کہ اب پائخانے تک جانا دشوار ہی کوئی لڑکا ہاتھ پکڑکے لیجائے تو جائین جب عمرو نے مولوی صاحب کا یہ حال پُر ملال دیکھا امیر سے کہا کہ ای بھائی حمزہ مولوی صاحب مرجائینگے اب جئینگے نہین تم کہدو مولوی صاحب سے کہ ہمارے یہان جب کسی کو دست آتے ہین تو اُسکو دہی پلواتے ہین فورًا دست بند ہوجاتے ہین آپ بھی دہی منگوا کر پی لیجیے حمزہ صاحبقران نے کہا ای بھائی عمرو کیا کچھ تمنے مولوی صاحب کو مٹھائی مین کھلا دیا ہے

عمرو نے چپکے سے کہا کسی سے کہنا نہین مین نے جمالگوٹے مٹھائی مین ملاکر دیدیے ہین اُسکا یہی علاج ہی کہ اگر مولوی
صاحب دہی پی لین ابھی اچھے ہو جاینگے حمزہ صاحبقران نے کہا ای بھائی عمرو تم ہمکو رنج دیتے ہو ان حرکتون
پر تمکو مار پڑتی ہی ایذا دل دُکھے گا ہمکو رنج ہوگا بھائی عمرو یہ باتین خدا کے لیے چھوڑ دو عمرو نے کہا
بھائی حمزہ یہ باتین تو اب نہ چھوٹینگی تم مولوی صاحب کو دہی تو پلوا دو نہین مر جاینگے حمزہ صاحبقران
نے مولوی صاحب سے کہا کہ جناب ایک دوا مجکو معلوم ہی آپ اُسکا استعمال کیجیے اسی وقت اچھے ہو جائیے گا
اکثر میرے یہان دستون کا یہی علاج ہوا کرتا ہی آپ میٹھا دہی ابھی منگوائیے اور اُسکو گھول کے پی لیجیے مولوی
صاحب اپنے اس حال مین مضطرب کمال تھے کہا اچھا منگواؤ عمرو کو بازار بھیجو وہ جلدی دوڑا جاے اور سیر بھر
میٹھا دہی مول لے آئے فوراً عمرو بازار گیا اور سیر بھر دہی خرید کر لایا مولوی صاحب کو پانی مین گھول کر پلایا
پیتے ہی وہ اسکے کلیجے مین ٹھنڈک پہونچی تسکین ہوگئی دستون کا آنا موقوف ہوگیا اب حواس بجا ہوے
تیسرے پہر کو لڑکون کو چھٹی دی آپ بھی کپڑے پہن کر گھر کو چلے دیکھا تو کفش نہین ہی ہر روز طاق پر کفش رکھا یا
کرتے تھے اور آپ مکتب مین کھڑاؤن پہنے رہتے تھے تمام مکتب مین تلاش کی جب کفش کہین نہ ملی ناچار و
مجبور وہی کھڑاؤن پہنے ہوے گھر چلے گئے کفش پہنے ہوے چار پانچ روز گذر گئے تھے اسکا بھی خیال تھا
کہ اب روپیہ پاس نہین اسوقت کفش کہان سے پہنی جاے ننگے پاؤن رہے خیر جو کچھ قسمت کا لکھا یہ حکم
چلے بازار مین جب پہونچے حلوائی اپنی دُکان پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے پکار کے کہا جناب مولوی صاحب یہ آج آپ نے
خلاف معمول کیا کیا نئی کفش میرے پاس بھیجی اور مٹھائی منگوائی اگر آپ کفش نہ بھیجتے اور مٹھائی منگواتے
تو کیا مین نہ دیتا آپ کے واسطے یہ بات نہین ہی جب آپ کو دو چار روپیہ کی ضرورت ہوا کرے بے تامل
منگوا لیا کیجیے مولوی صاحب نے کہا کفش کہان ہی اور کون لایا تھا حلوائی نے وہ کفش لاکر آگے رکھدی
اور کہا وہ کالیا لونڈا جسکا نام عمرو ہی وہ لایا تھا اور وہی مٹھائی بھی لیگیا مولوی صاحب نے
کہا کہ او کمبخت بدذات میری کفش رہن کر کے مٹھائی لایا تھا اور مجھسے یہ دغا بازی کی کہ کہا میرا باپ مٹھائی دے گیا
ہی اسیر نذر درویش کفش شاہ کی دیدیجیے اسکے کہنے سے نذر دے کر مین نے بھی دو ڈلیان مٹھائی کی کھالین
ای بھائی نہین معلوم اُس مٹھائی مین کیا ملا دیا تھا کہ دو ڈلیان کھاتے ہی دست آنا شروع ہوے
اس قدر دست آئے کہ میرا غیر حال ہوگیا جب حمزہ صاحبقران نے دہی پلوایا ہی تو دست بند ہوے
حلوائی یہ سُنکے ہنسنے لگا اور اکثر راہ گیر بھی کھڑے ہوگئے وہ بھی سُنکے ہنسنے لگے مولوی صاحب نے کفش تو پاؤن
مین پہنی اور نعلین چوبی اٹھا کر بغل مین دبائی اور دولتسرا خواجہ عبد المطلب پر آئے اور خواجہ کو بلا کے یہ
سارا حال سُنایا کہا جناب اس لڑکے نے میرا ناک مین دم کیا ہی آپ کا حکم زد و کوب کا نہین ہی مین
اس لونڈے سے بہت عاجز ہون مجکو کچھ بن نہین پڑتا وہ فقرے اور وہ باتین کرتا ہی کہ بڑے بڑون کے ہوش
اُڑتے ہین یہ سُنکے خواجہ عبد المطلب ہنسنے لگے اور کہا کہ کیا کرون کس کس طرح مین بھی اسکو گھرکتا ہون
خفا ہوتا ہون مگر نہین مانتا جب مارنے کا قصد کرتا ہون حمزہ اسکی سعی و سفارش کرتے ہین بیدل ہوکے
آبدیدہ ہوتے ہین یہ کہکر خواجہ عبد المطلب نے مولوی صاحب کو وہ پانچون روپیہ دیے اور کہا کہ حلوائی
کو دیدیجیے گا مولوی صاحب نے کہا ذرا عمرو کو میرے سامنے بلواکے گوشمالی تو کیجیے خواجہ عبد المطلب
نے عمرو کو بلوا کے کہا کہ دیکھ تو یہ مولوی صاحب تیری کیا شکایت کرتے ہین تو نے کیا حرکت نالائق کی

کفش مولوی صاحب کی یہان رہن کرکے پانچ روپے کی مٹھائی لایا عمرو نے کہا کہ مجھسے روز تقاضا مٹھائی کا
کرتے تھے کہتے تھے کہ سب لڑکے مٹھائی لاتے ہین تو بھی مٹھائی لا مین کہان سے مٹھائی لاکے مولوی صاحب کو دیتا
آخر مین نے یہ حرکت کی مٹھائی لاکر اس طرح سے مولوی صاحب کو دی اور مولوی صاحب سے پہلے ہی کہدیا تھا
کہ جناب درویش کفش شاہ کی نذر دیا ہے خواجہ عبدالمطلب نے کہا ای مولوی صاحب آپ اُس سے
کیون مٹھائی مانگتے تھے بھلا وہ کہان سے لاکر دیتا مین مٹھائی ہمیشہ بھیجتا ہون یا نہین اُسکو آپ اِن دونون
کی طرف سے سمجھیے یہ سُنکے مولوی صاحب چُپ ہوے اور جاکر حلوائی کو وہ پانچون روپے دیے پھر گھر کو
روانہ ہوے غرضکہ دوسرے دن صبح کو عمرو نے حمزۂ صاحبقران زمان سے کہا ای بھائی حمزہ
آؤ پڑھنے کو چلو آگے آگے حمزۂ صاحبقران پیچھے پیچھے عمرو سر جھکائے ہوے بغل مین کتابین دونون لیے
ہوے مکتب مین آئے مولوی صاحب کو سلام کرکے پڑھنے کو بیٹھ گئے اتفاقاً ایک روز خواجہ عبدالمطلب
کے یہان سے ایک خوان کھانے کا جس مین بہت عمدہ عمدہ لذیذ کھانے تھے کسنا خوان پر کسا ہوا
آگے مولوی صاحب کے آیا مولوی صاحب نے کہا کہ کوئی لڑکا ایسا ہی کہ یہ کھانا ہمارے گھر پہونچا آئے
عمرو کھڑا ہوگیا کہا کہ اگر حکم دیجیے تو مین یہ خوان دولتخانہ پر آپ کے پہونچا آؤن مولوی صاحب نے
کہا شاباش مرحبا مگر بھائی اس خوان کو کھولنا نہین اس مین ایک مرغ زرین بر لعلین چشم یاقوت
منقار طیار بند ہی اگر تم خوان کو کھولوگے تو وہ مرغ اُڑ جائیگا مُنھ دیکھتے رہجاؤگے کچھ ہاتھ نہ آئیگا
عمرو نے کہا حضور میری کیا مجال ہی مین کیون کھولنے لگا جو مرغ زرین اُڑ جائیگا یہ کہکر عمرو نے وہ
خوان طعام لذیذ اپنے سر پر رکھا اور مولوی صاحب کے گھر چلا راہ مین ایک گوشہ تجویز کرکے ٹھہرا اور خوان
طعام سر سے اُتار کے رکھا کسنا کھول کے دیکھا تو اُس مین کیسے کیسے عمدہ کھانے ایک قاب مین پلاؤ گرما گرم ترترانا اور
ایک قاب مین زردہ زعفرانی رنگ کا اور ایک قاب مین سفیدہ قند کا ورق اُسپر لگا ہوا چوٹی دار بھرا
ہوا ایک پلیٹ مین متنجن بہت عمدہ ایک پلیٹ مین مزعفر پیالون مین کئی رنگ کا سالن تلے ہوے آلو اور
تلی ہوئی اربیان گھی کے تار ایک پیالے مین قورمہ ایک طشتری مین میتھی کا ساگ قیمہ گوشت ایک پیالے
مین دوپیازہ کلیجی کے کباب شامی کباب گولر کباب باقرخوانی شیرمال پانچ سیر کا جوڑا بالائی قریب آدھ سیر
کے اچار مربہ کئی کئی طرح کا پھول دبارا آٹے کی چپاتیان نرم نرم میدے کے پراٹھے تربتر گھی مین ایک
خاصدان مین سفید پانون کی گلوریان چاندی کے ورق اُس مین سونے کی کیلین لگی ہوئی رکھی ہوئی
ہین یہ سب سامان عمدہ عمدہ کھانے کا خوان مین دیکھکر مُنھ مین پانی بھر آیا جی للچایا خوان کے پاس اکڑو
بیٹھ گئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر کھانے لگے تھوڑا تھوڑا کھانا سب مین سے نوش جان کیا کچھ پلاؤ
کھایا کچھ زردہ کھایا کچھ سفیدا کچھ متنجن کچھ مزعفر اچار مربہ بالائی سب نوش کر گئے باقرخوانی اور شیرمال اور پراٹھے
چپاتیان سالنون کے ساتھ بہت سے ستیاناس کین کباب سب روکھے رُوکھے اُڑا گئے خوب تنکے
کھانا کھا کر کہین جا کر پانی پیا دو تین ڈکارین زناٹے کی لین شکر خدا کیا گلوریان ورق لگی ہوئی سب
چبا کر تھوک دین اور کیلین سونے کی ڈب مین رکھین جو کچھ بچا کتون کو تو تو کرکے بلایا اور جھوٹا
کھانا سب اُنکے آگے ڈالدیا جب اُن کتون کے کھانے سے کچھ بچ رہا زمین کھود کے اُسی جگہ گاڑدیا اور ظروف
چینی اور بلور مین سب اُسی خوان مین رکھکر اور کسنا دیکے کسکر مولوی صاحب کے گھر پر وہ خالی خوان

لیکر پہونچے اور استانی جی سے کہا کہ لیجیے یہ خوان کھانے کا مولوی صاحب نے بھیجا ہی اور کہدیا ہی کہ اس مین ایک مرغ
زرین بند ہی ابھی کھولنا نہین جب مین آؤنگا تو اسے کھولونگا اور اس مین کھانا بہت افراط سے ہی ہمسایہ مین
اپنے کہدینا کہ آج کھانا نہ پکائین ہمارے یہان کھانا بہت سا آیا ہی تمھارے یہان بھی بھجدینگے عمرو یہ کہکر
خوان مولوی صاحب کے گھر مین دے کر چلا آیا اور مولوی صاحب سے آکر کہا جناب مولوی صاحب یہ خادم حضور کے
گھر مین خوان امانتاً پہونچا آیا جب مولوی صاحب نے سب لڑکون کو چھٹی دی حمزہ صاحبقران آگے آگے
پیچھے پیچھے عمرو بغل مین کتابین دبائے دولتسرائے حمزہ پر آکر دونون کھیل کود مین مصروف ہوگئے یہان مولوی صاحب
لڑکون کو چھٹی دے کر گھر کو چلے راہ مین ایک دوست سے ملاقات ہوگئی اُنسے جو باتین کرنے مین مشغول ہوے
شام ہوگئی مولوی صاحب گھبرائے ہوے گھر مین آئے گھر مین بچے کھانا مانگ رہے ہین مولوی صاحب کی بی بی
نے مولوی صاحب سے کہا کہ آج تو صاحب تم خوب غافل ہوکر بیٹھے بچے یہان بھوک کے مارے تڑپ
رہے ہین اسوقت تک مین نے بہلا بہلا کر رکھا علاوہ اسکے ہمسائی کے بچے بھی بھوکے ہین ہمسائے والے
کہتے ہونگے کہ ہمکو خوب کھانے کے لیے نیوتا کہ بچے بھوکے روتے ہین اور ابتک کھانے کا کچھ سامان
نہین ہی مولوی صاحب نے کہا کہ پھر تمنے خوان مین سے کھانا نکال کر بچون کو کیون نہ دیا اور مین نے
یہ کہلا بھیجا تھا کہ ہمسائے مین اُن لوگون کو امیدوار کرنا استانی نے کہا کہ عمرو تاکیدا
کہہ گیا تھا کہ خوان مین مرغ زرین بند ہی کھولنا نہین نہین تو اڑ جائیگا جب مولوی صاحب آئینگے تو خوان کھولکے
کھانا نکالینگے اس مین کھانا بہت ہی ہمسائے مین کہدینا کہ آج کھانا نہ پکائین ہم آکے کھانا بھیجینگے اسیطرح
مین نے ہمسائے مین کہدیا مولوی صاحب یہ سنکر خاموش ہو رہے اور خوان کھانے کا کھولا تو
دیکھا کہ خالی برتن خوان مین رکھے ہین ایک دانہ بھی نہین بس یہ دیکھتے ہی استانی اور بچے تو مایوس
ہوگئے اور مولوی صاحب اُچھلنے اور غصہ کرکے کہنے لگے کہ عمرو کیا بدذات اور دغاباز ہی کہ ہمنے کھانا بھیجا
وہ راستے مین سب کھا گیا غرض مولوی صاحب روتے پیٹتے غصہ سے منھ لال چقندر سا کرکے در دولت
عبد المطلب پر آئے اور کہا کہ بلاؤ تو عمرو کو کہان ہی وہ نامعقول میرے ساتھ دغابازی کرتا ہی شور و غل
ہوا خواجہ عبد المطلب محل سے باہر تشریف لائے پیچھے پیچھے حمزہ اور عمرو پوچھا مولوی صاحب کیون خیر
تو ہی کیا ہوا مولوی صاحب نے ساری حقیقت بیان کی عبد المطلب عمرو پر بہت خفا ہوے اور پانچ
روپیہ مولوی صاحب کو دیے کہا کہ بازار سے کھانا منگوا کر آپ بھی اپنے یہان صرف کیجیے اور جن لوگون کو موعود
کیا ہی اُنکو بھی کھلوا دیجیے یہ سنکر مولوی صاحب پانچون روپے لیکر بازار سے کھانا خرید کرکے گھر مین لائے سب
لوگون کو بھی تقسیم کیا آپ بھی کھایا اور کہا کہ کل عمرو کو کسی خطا پر خوب مارونگا اسنے مجکو بہت عاجز کیا ہی غرضکہ
صبح کو عمرو اور حمزہ صاحبقران جو پڑھنے کو آئے مولوی صاحب نے کہا اے او عمرو تو حرامزدگی اور
بدذاتی نہ چھوڑیگا نہ تو سبق اچھی طرح یاد کرتا ہی نہ اپنی شرارت چھوڑتا ہی آج تجکو سزا اسکی کامل دیتا ہون
یہ کہکے مولوی صاحب کوڑا لیکر اُٹھے بس حمزہ صاحبقران بیتاب ہوگئے اور بیچ مین آکر کھڑے ہوے اور
کہا کہ مولوی صاحب معاف کیجیے اب عمرو ایسی خطا نہ کریگا توبہ کرتا ہی امیدوار ہون کہ میرے کہنے سے عمرو
کو نہ ماریے مولوی صاحب حمزہ صاحبقران کے کہنے سے عمرو کی زد و کوب سے باز رہے اور کہا کہ خبردار اگر
پھر کبھی ایسی خطا کی تو مارے کوڑون کے کھال کھینچ ڈالونگا جا جلد سبق یاد کرکے سُنا عمرو چپکے کان دبا کے

سر جھکائے پڑھتے کو بیٹھا امیر با تو قیر نے چپکے سے کہا ای بھائی عمرو خدا کے لیے ایسی حرکتون کو چھوڑ دو ایسی باتین نکرو ہمکو مار پڑتی ہی ہمکو صدمہ ہوتا ہی عمرو نے کہا بھائی حمزہ اتنا ہمسے یہ باتین نچھوٹینگی اور مولوی صاحب ہمکو مارا کرتے ہین ہین انکو نچھوڑونگا اب یہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتے ہین ادھر ابو جہل سے بھی عمرو خار رکھا یا کرتا تھا کہ مولوی صاحب عمرو کی کان گوشی ابو جہل سے کرایا کرتے تھے عمرو ابو جہل کی تاک مین تھا ایک روز عمرو کو سبق پڑھانے مین ابو جہل نے مارا اور کان گوشی کی بس عمرو کے دل پر ٹھن گئی کہ آج ابو جہل کو بھی پٹوانا چاہیے سوچتے سوچتے ایک مکاری ذہن مین آئی غرض جب دوپہر کو مولوی صاحب سو رہے اور سب لڑکے اور ابو جہل بھی سو رہا عمرو چپکے سے اٹھا اور ابو جہل کے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری اور چپکے سے مولوی صاحب کے گھر پر پہونچا روزن در سے جھانک کر دیکھا کہ استانی جی اور لڑکے سو رہے ہین کنڈی دروازے کی بند ہی عمرو مکان کی پشت پر آیا اور دیوار پر چڑھ کے مولوی صاحب کے گھر مین چپکے سے کود اسب پڑے ہوے غافل سو رہے تھے مولوی صاحب کی بیٹی کی کان سے بالی سونے کی اتار لی اور ابو جہل کی انگوٹھی مولوی صاحب کی بیٹی کا پاندان کھول کے بیچ کی ڈبیا کے نیچے رکھدی اور چپکے سے اسی طرح دیوار پھاند کے چلا آیا دیکھا مکتب مین ابھی تک مولوی صاحب اور ابو جہل اور سب لڑکے سو رہے ہین مولوی صاحب کی بیٹی کی کان کی بالی دوہری کرکے ابو جہل کے ہاتھ کی انگلی مین پہنا دی اور خود چپکا ہوکر لیٹ رہا اپنے تئین بھی سب کے ساتھ سونیوالون مین ڈالدیا غرضکہ جب اٹھنے کا وقت آیا مولوی صاحب اٹھے اور سب لڑکے عمرو وغیرہ بھی اٹھے ابو جہل کو اس روز غفلت نیند کی زیادہ تھی نہ اٹھا مولوی صاحب نے اسکو ہشیار کیا مولوی صاحب کی جو اسکے ہاتھ کے اوپر نگاہ پڑی اپنی بیٹی کی کان کی بالی دیکھی پوچھا ای ابو جہل تمھارے ہاتھ مین بالی کان کی کہان سے آئی ابو جہل نے کہا مین نہین جانتا کہ یہ بالی کسکے کان کی ہی اور میرے ہاتھ مین کیونکر آئی اور میری انگوٹھی جو ہاتھ مین تھی وہ کیا ہوگئی کیونکر غائب ہوگئی مولوی صاحب نے کہا کہ یہ بالی مین نے پہچانی میری لڑکی کے کان مین تھی ابو جہل یہ تقریر مولوی صاحب کی سنکر کانپنے لگا عمرو نے کہا جناب مولوی صاحب اگر آپ خفا نہون تو مین عرض کرون مولوی صاحب نے کہا اسکو صاف صاف بیان کرو عمرو نے کہا کہ روز دوپہر کو جب آپ سو رہا کرتے تھے ابو جہل چپکے اٹھکے چلے جایا کرتے تھے مجھے نہین معلوم کہ کہان جاتے تھے اور پھر چپکے سے آکے سو رہا کرتے تھے آج اتفاق سے جب ابو جہل اٹھکے چلے مین بھی انکے تعاقب مین چپکے چپکے چلا یہ آپکے مکان پر پہونچے اور ایک چھوٹی سی کنکری گھر مین پھینکی آپ کی صاحبزادی چھت پر سے زینا مین آئین یہ بیٹھے تو دونون خوب ہم آغوش ہوے راز و نیاز کی باتین ہوئین کہ وہ بیان کرنیکے قابل ہی نہین ہین پھر ابو جہل نے کہا کہ آج ہمکو تم اپنی کچھ نشانی دو آپ کی صاحبزادی نے کہا میرے پاس کیا ہی جو نشانی دون یہ کہکر کان کی بالی اتار کے دی کہا تو سوا اسکے اور کچھ میرے پاس نشانی نہین ہی وہ بالی انھون نے دوہری کرکے ہاتھ کی انگلی مین پہن لی اور آپ کی صاحبزادی نے جو نشانی مانگی انھون نے انگوٹھی اپنی اتار دی وہ انگوٹھی انھون نے اپنے پاندان مین بیچ کی ڈبیا کے نیچے رکھی ہی آپ کا جی چاہے جا کر دیکھ لیجیے یہ سنتے ہی مولوی حیران صاحب کا چہرہ سرخ ہوگیا تن بدن مین آگ لگ گئی لپک کر ابو جہل کا ہاتھ پکڑا اور قلابے مین رسی سے باندھکر لٹکا دیا اور کوڑا لیکر سڑاک سڑاک مارنا شروع کیا ایک شور و غل مکتب مین بلند ہوا دہائی ہی اور تہائی ہی توبہ ہوئی خدا کے لیے چھوڑ دیجیے مین بے خطا ہون یہ سب تماشا ہی مگر مولوی صاحب غصہ مین بھرے ہین کسکی سنتے ہین آخرکار حمزہ نے دستگیری بھی سفارش کی اور مولوی صاحب سے ابو جہل کو کچھ بچایا مولوی صاحب نے غصہ کے مارے سبکو

فرصت تھی دیدی جیب پیٹ پکڑے بہن کے گھر گئے اور جاتے ہی نیچے پوچھا کچھ دریافت کیا اپنی بیٹی کا
پاندان ٹٹولا بیچ کی تکیہ کے پیچھے سے انگوٹھی ابوجہل کی نکال لی اور بیٹی کو دکھائی کہ یہ انگوٹھی کسکی ہے اور تیرے پاس کیونکر
آئی جب بیتا نہیں بتایا تو ڈانٹ کر پوچھا اس لڑکی نے کہا ابا جان مجھے نہیں معلوم میں کیا جانوں یہ انگوٹھی کسکی ہے اور میرے
پاندان میں کیونکر آئی اور کسنے رکھی مولوی صاحب نے اب تو نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ دیکھا لکڑی لیکے دھڑا دھڑ مارنا شروع کیا
اور وہ لڑکی کہتی تھی ای ابا جان خدا کی قسم ہے اس انگوٹھی کا حال نہیں جانتی مولوی حرمان اب کسکی سنتے ہیں مارے دھما دھم پیٹے
رہے ہیں لڑکی کی ماں مولوی صاحب کی ادھر غل مچاتی ہیں ارے صاحب کچھ تم سڑی ہو گئے دیوانے ہو گئے ہو لڑکی کو کیون
مارے ڈالتے ہو بس بس اب دیکھو سنبھلو جا بجا کھال پھٹ گئی خون نکلنے لگا جوان لڑکی بیحال ہوئی جاتی
ہے مولوی حرمان کی طبیعت جودت پر ہے مثل برق کے چمک رہے ہیں جتنا جورو منع کرتی ہے اور زیادہ تیز
ہوتے چلے جاتے ہیں کہتے ہیں آج اسکو مار ہی ڈالونگا ادھر وہ لڑکی غل مچانے لگی دوہائی ہے ارے دوڑو محلے والو
یہ باپ جلاد مارے ڈالتا ہے ہائے مری اور ہائے مری جب اس لڑکی کی ماں کے دل کو تاب نہ آئی پاسپیچے
سمیٹ کے کھوسنے اور چلائی موئی جھینٹی اور بڈھے موئے موئی مونڈی کاٹے جوانا مرگ تجھپر خدا کی مار لڑکی کو مارے
ڈالتا ہے یہان وہ لڑکی غش کھا کے گری بیہوش ہوگئی ادھر سے جھٹکے آ ادھر جمٹے خصم کے چٹے جورو کے
ہاتھ میں جورو کے جھونٹے خصم کے ہاتھ میں پکڑ ہونے لگی آخر لڑتے لڑتے دونون گر پڑے چونکہ جورو بھی مولوی
حرمان کی قوی بازو تھی کبھی خصم نیچے جورو اوپر کبھی جورو نیچے خصم اوپر گھڑی گھڑی یہ حکمت دیتی ہے گھڑی وہ ٹکر دیتے ہیں
تمام محلے والے جمع ہیں عورتیں جدا کھڑی ہیں مرد بیچ بچاؤ کر رہے ہیں لڑکے الگ ہنس ہنس کے تالیان بجا رہے ہیں
گھر میں مولوی حرمان کے ایک میلہ جمع ہے پہلوانی اور پہلوان دونون جھٹے ہوئے ہیں کسی طرح نہیں چھٹتے
ہیں سب رنگ کے آدمی گھر میں مولوی صاحب کے دھنسے ہوئے ہیں کچھ دوست ہیں کچھ دشمن ہیں کچھ بیچ بچاؤ
کرتے ہیں کچھ الگ کھڑے تماشا دیکھتے ہیں کوئی ہنستا ہے کسی کو صدمہ ہے کوئی پھبتی کہتا ہے کوئی شرط بدتا ہے
کوئی کہتا ہے مار ڈالیگا دے کوئی کہتا ہے نہ چھٹگا دیکھ ایک عجب شور و غوغا ہے کان دھرے آواز نہیں سنائی
دیتی لڑکی بیہوش پڑی ہے اور دونون میں لشت پشت ہو رہی ہے زمین پر دونون غلط پٹ ہیں آخرکار عزیز
قرابت دار دوست آشنا غیر دشمن اپنے پرائے سب جمع ہو گئے بڑا ہجوم تھا سب نے ملکر بہزار دقت و خرابی دونون
کو چھڑا دیا الگ الگ کیا یہان کا حال سنئیے کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور عمرو بن امیہ ضمری جب
سے چھٹی لیکر آئے تھے لڑکون میں کھیل رہے تھے کھیلتے کھیلتے کچھ مولوی صاحب کا جو خیال عمرو کو آیا دل سے کہا
ای عمرو یہی موقع خوب ہے آج مولوی صاحب سے اور استانی جی سے ضرور بگڑ ہوئی ہوگی چل کے ذرا دیکھو تو اگر
بن پڑے تو اور کچھ شعبدہ کرو غرض عمرو نے دل سے یہ باتیں کرکے حمزہ سے کہا ای بھائی حمزہ میں ابھی آتا
ہوں تم یہیں ٹھہرو ان لڑکون سے جب تک کھیلو میں ذرا مولوی صاحب کی خبر لینے جاتا ہوں یہ کہکے جھپٹا پہلے
گھر پر مولوی صاحب کے پہونچا دیکھا کہ مولوی صاحب کے گھر میں میلا لگا ہے خورد و کلان سیکڑون آدمی جمع
ہیں لڑکی بیہوش پڑی ہے خون بہ رہا ہے جورو خصم میں لشت ہو رہی ہے عمرو یہ دیکھ کے ہنستا ہوا بھاگا بازار
میں ایک بساطی کی دکان پر آیا اس بساطی سے کہا کہ جناب آپ کو آپ کے گھر میں بلایا ہے بی بی کو آپکی
دست آیا بہت برا حال ہے فصل کا خیال ہے کہ آج کل آب و ہوا ناقص ہے ہیضہ کی شدت ہے ذرا جا کے
گھر کی خبر لیجیے اپنی بی بی کا کچھ تدارک کیجیے وہ بیچارہ بساطی سنتے ہی گھبرا گیا ایک شاگرد لڑکے کو

دکان پر بٹھا کے گھر کو دوڑا گیا عمرو بھی تھوڑی دور اسکے ساتھ گیا راہ مین سے دوسری طرف سے ہوکر پھر بازار مین
پلٹ کر آیا انھین بساطی کی دکان پر آکے اُس لونڈے سے کہنے لگا کہ تمھارے اُستاد نے ایک بکس سوئیون کا مانگا
ہی وہان ایک خریدار آیا ہی اُسکے ہاتھ بیچینگے تمھارا جی چاہے دو تمھارا نہ جی چاہے نہ دو واگر بکس سوئیونکا دوگے
دیدونگا اور جو نہ دوگے کہدونگا کہ تمھارا شاگرد بکس مجکو نہین دیتا وہ آکے تمپر آپ ہی خفا ہونگے اُس لڑکے
نے کہا بھائی عمرو بکس سوئیونکا تو تمھین لیتے جاؤ ہمپر خفگی نہ دلواؤ عمرو نے کہا لاؤ عمرو لڑکے سے بکس سوئیونکا
لیکر جھپٹ کے مکتب مین پہونچا مکتب مین قفل دیا ہوا تھا دیوار پھاند کر آیا مولوی صاحب کا بچھونا صاف
کرکے درست کیا اور تمام بچھونے مین سوئیان کھڑی گاڑ دین اور آپ دیوار پھاند کر خدمت
حمزۂ صاحبقران مین آیا اور حمزہ سے کھیلنے لگا اُدھر کا حال سُنیے کہ مولوی حرمان بختی کو مار پیٹکر جورو سے
لڑ بھڑکر مجروح و خستہ گھر سے بیزار ہوکر مکتب مین سونے کو آئے شام ہوگئی تھی تاریکی شب پھیل چکی تھی قفل در مکتب کھولکر
اندر آئے چراغ جلایا ضروریات دنیوی سے فراغت کرکے غصہ مین بغیر کھانا کھائے سونے کا قصد کیا چارپائی پر
بے تحاشا بیٹھ گئے سوئیان چوتڑون مین گڑ کے گوشت کے پار ہوگئین اُٹ اُٹ کہکے چوتڑ اُٹھائے پاؤن
رکھدیے تلوون مین بھی سوئیان گڑین آہ کرکے جھپ سے دونون ہاتھ چارپائی پر ٹیکدیے ہتھیلیون مین
بھی سوئیان چبھ گئین دلکو صدمہ پہونچا بیتاب ہوگئے دھڑ سے چارپائی پر گرکے لیٹ گئے پیٹھ مین تمام
سوئیان گڑ گئین پشت غربال ہوئی جلدی سے کروٹ لے لی پسلیون مین بھی سوئیان گڑین دوسری کروٹ
لی اُدھر کا پہلو بھی غربال ہوگیا اوندھے ہوگئے پیٹ اور سینے مین بھی سوئیان گڑ گئین ہائے ہائے کرکے رونے
لگے کہتے تھے کہ آج کا دن بُرا تھا صبح کو نہین معلوم کسکا مُنھ دیکھا تھا کسکا نام لیا تھا کہ ایسے صدمۂ عظیم ہوے
اور اذیت پہونچی کہ نوبت ہلاکت کی ہی جیسے کہ ساہی کا جسم پرخار ہوتا ہی یہ کیفیت مولوی صاحب کے جسم کی از سرتا پا ہوگئی
اُٹھنا بیٹھنا کیسا اب حرکت کرنا مشکل اگر ذراسی بھی تکان جسم غربال کو پہونچی یہ معلوم ہوا کسی نے کلیجے مین برچھی بھونک
دی ہی فوراً تڑپنے لگے کرب زیادہ ہوگیا روح جسم سے مفارقت کرنے کو آمادہ ہوئی غرضکہ اسی کیفیت مین وہ رات
تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہوے شب بھر سونا کیسا دم بھر صبح تک کسی پہلو آرام نہ ملا ادھر حمزۂ صاحبقران
بستر خواب پر بیدار ہوے عمرو کو جگایا کہا ای بھائی عمرو پڑھنے چلو دھوپ نکل آئی ہی ایسا نہو کہ مولوی
صاحب خفا ہون عمرو نے کہا اچھا چلتے ہین ابھی تو سوکے اُٹھے ہین ہاتھ مُنھ دھولین تو چلین عمرو
مار پیٹ کے ڈر سے ٹالا بالا بتاتا ہی یہان سوا عرصہ ہوا جاتا ہی حمزہ کہتے ہین کہ بھائی عمرو دن چڑھ گیا ہی ایسا نہو
کہ مولوی صاحب خفا ہون غرضکہ حمزۂ صاحبقران عمرو کو ساتھ لیے ہوے آگے آگے آپ پیچھے پیچھے عمرو کتابین
حمزہ کی اور اپنی بغل مین لیے مکتب مین آئے مکتب کی کنڈی اندر سے بند تھی آواز دی مولوی صاحب نے
جواب دیا اور بصداے نحیف کہا ای عمرو مین تو فرش خارستان و سوزستان مصیبت مین از سرتا پا
غربال پڑا ہون ہلنا تک دشوار ہی تو دیوار پھاند کے آ اور زنجیر کھولدے عمرو حمزہ سے کہتا ہی کہ جس لیے مین
آنے مین پہلوتہی کرتا تھا وہی معرکہ درپیش ہی خدا آج اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچائے ای بھائی حمزہ
تم بچا لینا مدد کرنا دیکھیے کیا ہوتا ہی آج میری یا مولوی صاحب کی قضا آپہونچی ہی حمزۂ صاحبقران نے
کہا ای بھائی عمرو کیا آج ایسا معرکہ درپیش ہی کہ جس مین جان جانے کا پس و پیش ہی کچھ حال تو کہو تمنے
کون سی ایسی شعبدہ بازی کی جسکا ایسا ڈر اور خوف ہی عمرو نے کہا اب مکتب مین چلکے دیکھ ہی لوگے

بیان کرنے سے کیا فائدہ ہی حمزہ کو عمرو کی مار پٹنے کا خیال ہوا انکے بھی دلکو نہایت دھڑکا ہی غرضکہ عمرو دیوار پھاندکر مکتب مین
آیا اور زنجیر کھولدی حمزہ اور عمرو مولوی صاحب کے پاس آئے دیکھا کہ از سرتاپا سوئیونسے غربال ہین عمرو نے جیب سے کتابین بغل سے
رکھدین اور ہاے میرے مولوی صاحب ہاے میرے مولوی صاحب کہکے رونیلگا اور سوئیان جسم سے نکالنے لگا غرضکہ تمام جسم سے سب
سوئیان چنکے نکالین ہر یک کو تا تھا ہاے میرے مولوی صاحب کیا کرون یہ کیا آپکا حال ہوا تمام جسم غربال ہوا جو سوزن نکالتا ہی خون کے فوارے
چھوٹتے ہین عمرو خون بھی پونچھتا جاتا ہی سوئیان بھی نکالتا جاتا ہی ہاے ولے کرتا جاتا ہی دکھانیکو آنسو بھی بہاتا جاتا ہی الغرض جب
سوئیان سر سے پانون تک ساری چن چنکر کھینچ کھینچکر نکالین اور خون بھی کپڑے سے سب جگہ کا پاک کیا اب ذرا مولوی صاحب کے
حواس درست ہوئے مولوی صاحب نے کہا ای عمرو تو مجکو جراح کے پاس لیچل فنس لا کہ مین سوار ہوکر جراح کے پاس چلون ان زخمونکا علاج
کرون عمرو نے کہا بہت اچھا یہ کہکے عمرو عبدالمطلب کے پاس آیا اور کہا کہ مولوی صاحب کی طبیعت علیل ہوگئی ہی فنس مانگی ہی
حکیم صاحب کے پاس جائینگے عبدالمطلب نے کہا فنس اٹھا لیجاؤ عمرو کہارونکو لایا فنس وہان لاکر حاضر کی مولوی صاحب فنس مین سوار
ہوئے چلتے وقت چار کہار کاندھے پر چڑھے کہار فنس اٹھاکر لیچلے عمرو بھی چار ناچار ساتھ مولوی صاحب کے ہوا جب سواری مولوی صاحب
کی ایکبار بازار مین آئی اسی بساطی کی طرف سے کہار چلے عمرو نے کہا ای بھائی کہارو اس طرف سے نہ چلو کہ اس جراح کا ادھر سے
دور ٹہرتا پھیر کا راستہ ہی کہارون نے نہ مانا اسی بساطی کی طرف سے فنس لیکر چلے وہ بساطی اور وہی لونڈا دکان پر بیٹھا
ہوا تھا اس لونڈے نے کہا استاد جی وہ کالیا لڑکا عمرو وہ جاتا ہی جو سوئیونکا بکس مانگ لیگیا تھا اس بساطی نے پکار کے
عمرو کو پہچانا آواز دی ای میان لڑکے وہ سوئیون کے بکس کے دام تو نہ دے گیا مجھسے کیسی دغابازی کی وہ تو تیرے
امید سے کہکر خوب تجھے پٹوا دونگا عمرو نے کہا کیا کہتے ہو کیسا سوئیونکا بکس مین کیا جانون کونسا لڑکا لیگیا بساطی نے دکان پر
سے اترکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا مین ابھی دام بکس کے لیلونگا بس اسی مین خیر ہی کہ ابھی سوئیون کے بکس کے دام دیدے
اتنے مین فنس مولوی صاحب کی قریب آگئی مولوی صاحب نے پوچھا کیا ہی بساطی نے سب وعن کیفیت عمرو کی دغابازی
کی بیان کی مولوی صاحب زانو پر اپنے ہاتھ مار کے کہنے لگے ارے عمرو تو ہی نے یہ جال پھیلایا غضب کیا کل سے مجکو تو نے
مار ڈالا ہی مر رہا ہون ہلاک ہو رہا ہون جانکنی مین پڑا ہون اب کھلا کہ یہ استادی اور بدذاتی ساری تیری تھی کیا عجب ہی
کہ وہ جملہ ابوجہل کی انگوٹھی کا بھی تیرا شعبدہ ہو کھیلا رہا ہو بچاجی آج کیسا تمکو درست کرتا ہون کہ زندگی بھر یاد کروگے عمرو نے کہا
مولوی صاحب یہ سب غلط اور جھوٹ ہی میری خطا نہین ہی مین تو اس شعبدے سے آگاہ بھی نہین غرضکہ مولوی حیران جراح
کے یہان سے ہوکر مکتب مین آئے یہان سب لڑکے اور ابوجہل بھی پڑھنے کو آچکے تھے مولوی صاحب نے حمزہ سے اور سب
لڑکون سے کہا کہ کل سے آجتک عمرو نے یہ شعبدہ بازی کرکے مجکو مار ڈالا نوبت ہلاکت کی پہونچا دی پھر ابوجہل سے کہا
ارے لڑکے اٹھو تم ہی اس نالایق کو رسی سے باندھکر قلابے مین لٹکا دے ابوجہل اٹھا مولوی صاحب اور ابوجہل نے
ملکر عمرو کو باندھا اور قلابے مین لٹکا دیا مولوی حیران نے کوڑا ہاتھ مین اٹھایا اور عمرو نے فریاد کی مولوی صاحب
میری خطا نہین ہی مین بے قصور ہون معاف کیجیے [illegible] عمرو کے رونے اور فریاد کرنے پر حمزہ کا دل بیچین ہوگیا اٹھ کھڑے
ہوے بڑھکے کہا مولوی صاحب اب عمرو کی خطا کو بخش دیجیے عمرو کو رہا کر دیجیے پھر ایسی خطا نہ کریگا ادھر عمرو فریاد کر رہا [illegible]
پکار ادھر حمزہ بیقرار اور بیچین ہین مولوی صاحب کو سمجھا رہے ہین مگر مولوی صاحب نہین سنتے آخر رسی مین عمرو کو باندھکر کوڑا
لٹکایا اور سڑاک سے کوڑا عمرو کو مارا عمرو مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا حمزہ کی طرف دیکھ کے کہا ای بھائی حمزہ تم دیکھتے ہو
اور ہمارا یہ حال ہم پہونچا ہی اب ہم کوئی گھڑی کے مہمان ہین جان لب پر ہی دم نکلتا ہی حمزہ کا دل سینہ مین تڑپ گیا کہا
مولوی صاحب بس خدا کا واسطہ ہی عمرو کو اب نہ ماریے گا مجھ سے لیجیے یہ شفیق و دوست کا تڑپنا نہین دیکھا جاتا معاف کیجیے

چھوڑ دیجیے مولوی صاحب نے حمزہ کے کہنے کو نہ مانا اور پھر ہاتھ تان کے ایک کوڑا زناٹے سے مارا عمرو مچھلی کی طرح تڑپکر
پکارا ای حمزہ یہ غلام اور نمکخوار تمہارا تمہارے صدقے ہوکر دنیا سے سدھارا یہ کہکر دھڑسے زمین پر گرا اور آنکھیں بند کرکے ہاتھ
پانون ڈھیلے کرکے ڈال دیے حمزہ یہ حال اُسکا دیکھتے ہی بلبلا گئے اور بڑھکے مولوی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس مولوی صاحب
خبردار اب عمرو کو نہ ماریے گا مجھسے تڑپنا عمرو کا نہیں دیکھا جاتا اب اسکی خطا کو معاف کیجیے رسی سے کھولدیجیے مولوی
حرمان غصہ مین بھرے ہوے اندھے ہو رہے تھے حمزہ کا ہاتھ غصہ سے جھٹک دیا اور کہا ہٹ جا حمزہ نہین
تو تجکو بھی مارونگا تو ہی نے عمرو کو شہ دیکر ایسا بنایا ہی بس ہاتھ کا جھٹکنا تھا کہ حمزہ کو جلال ابراہیمی آگیا منھ غیظ
سے سرخ ہوگیا امیر با توقیر لوا العلاء ملکی حمزۂ صاحبقران زمان نے زور جلال ابراہیمی سے دست راست تانکر
طمانچہ رخسارۂ مولوی حرمان صاحب پر مارا پنجۂ دست حق پرست نے نقشا شمشیر آبدار کا دکھایا مولوی صاحب کا منھ
پشت کی جانب پھر گیا تڑاق سے زمین پر گرے فوراً گرتے ہی دم توڑنے لگے یہان حمزۂ صاحبقران غصہ مین عمرو بن
امیہ ضمری کے پاس آئے چونکہ قلابہ بلند تھا ہاتھ حمزۂ صاحبقران کا نہ پہونچا رسی پکڑکے زور سے جھٹکا مارا رسی ٹکڑے
ٹکڑے ہوگئی عمرو کو جھٹ پٹ کھولدیا اور ہاتھ پکڑکے اٹھایا عمرو بن امیہ ضمری زمین سے خاک جھاڑکے اُٹھ کھڑا ہوا مولوی
صاحب کی جو حالت دیکھی عمرو گھبرا گیا کہا ای حمزہ غضب ہوا مولوی صاحب تو مکتب اجل مین درس دینے گئے کتاب زیست انکی ختم
ہوگئی دفتر عمر دو روزہ پر قلم ملک الموت کا پھر گیا حمزۂ صاحبقران زمان نے اب بہ تقاضاے طفولیت گھبرا کر کہا ای بھائی
عمرو اب کیا کرین عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای حمزہ گھبراتے کیون ہو اب جو کچھ کیا ہی اُسکو بھگتینگے ڈرنا کیسا۔ فرد برم
عزم سفر کرد خدا را یاران ÷ چہ کنم با دل مجروح کہ مرہم با وست ÷ آؤ ہم تم بھاگ چلین کیا ہوگا کیا کوئی مار ڈالیگا
اب ابوجہل اور لڑکون نے بھی کہا کہ بھائی عمرو ہم بھی تمہارے ساتھ ہین اگر ہم گھر جائینگے تو ہمارے باپ ہمکو مارینگے عمرو
نے کہا تم بھی چلو گھبراؤ نہین ہم تم سبکے رہبر ہوتے ہین یہ کہکر مکتب سے عمرو اور حمزۂ صاحبقران اور انکے پیچھے ابوجہل وغیرہ چلے
یہ سب لڑکے بھاگتے بھاگتے شہر کے باہر نکل گئے جاتے جاتے شام کو قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اُس پہاڑ پر عمرو بن
امیہ ضمری سبکو لیکر چڑھ گیا اُس پہاڑ کا نام کوہ بوقبیس ہی عمرو نے کہا تم سب اسی پہاڑ پر رہو اب یہان کوئی نہ آئیگا
کسی کو ہمارا پتا نہ لگیگا غرضکہ عمرو اور صاحبقران مع ابوجہل وغیرہ کے بارہ لڑکے اور تھے سب اُسی پہاڑ پر بھوکے پیاسے
پڑ رہے یہان مولوی صاحب کے مرنیکی خبر اُنکے گھر مین ہوئی سب عزیز و اقربا آئے اور مولوی حرمان کے لاشے کو مکتب سے
اُٹھا لیگئے اور در دولت عبد المطلب پر آئے یہان عبد المطلب خود ہی پریشان تھے کہ کیا سبب ہی کہ دن چھٹی کے
وقت سے تجاوز کر گیا اور ابتک لڑکے اور حمزہ اور عمرو مکتب سے پڑھکے نہین آئے آدمی سے کہ رہے تھے کہ جلد مکتب مین جا اور خبر لا کہ
حمزہ کہان ہی ابھی تک کیون نہین آیا میرا دل بیقرار ہی ہزار طرح کی تشویش ہی کہ اتنے مین ایک آدمی نے کہا کہ مولوی حرمان جو حمزہ اور عمرو
وغیرہ کو پڑھایا کرتے تھے وہ مر گئے انکی نعش اقربا انکے بطور فریاد یہانکے لائے ہین عبد المطلب گھبرا کر باہر نکل آئے پوچھا اُن لوگون سے کہ
مولوی صاحب کو کیا ہوا جو مرگئے اُن لوگون نے کہا ہمکو بھی نہین معلوم کیا ہوا کس صورت سے مولوی صاحب مرگئے
اور اُن لڑکون کا بھی پتا نہین ہی کہ وہ لڑکے کہان ہین نہ مولوی صاحب کے کسی عارضہ کا ثبوت ہوتا ہی کہ کس عارضہ سے
کس ضرب سے مرے عبد المطلب نے جو غور کرکے دیکھا تو سوا ایک طمانچے کے اور کوئی نشان کسی جگہ نہ پایا اور
کوئی علامت مرجانے کی معلوم نہین ہوتی سوچے کہ یہ طمانچہ کیا ہی کہ حمزۂ صاحبقران زمان کا ہو مگر اسمین
کوئی نہ کوئی سبب ہی حمزہ ایسا بے تہذیب نہین ہی اسکے مزاج مین شوخی و شرارت بہت ہی معلوم ہوتا
ہی کہ یہ سب شعبدہ بازی عمرو بن امیہ ضمری کی ہی مصرع ہر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ÷ پھر

خواجہ عبد المطلب پر آئے اور استغاثہ و فریاد و آہ و زاری کرنے لگے خواجہ عبد المطلب مجلسرا سے باہر
نکل آئے اور پوچھا کہ کیا ہے اُس نانبائی نے اپنی ساری کیفیت بیان کی اور بی بی زبیدہ نے بھی سب حقیقت کہی خواجہ
عبد المطلب نے کہا کہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ عمرو و حمزہ و مقبل وغیرہ سب کہاں ہیں ان سب نے عرض کیا کہ
ہمکو نہیں معلوم کہ یہ سب کہاں ہیں البتہ بی بی زبیدہ کے گھر تک پتا ملتا ہے یقین ہے کہ اسی طرف کہیں آگے بڑھکر
جنگل میں ہونگے خواجہ عبد المطلب نے اُس نانبائی کو دس روپیے اُس کھانے کے دیئے اور اُس مزدور
کو بھی کچھ روپیہ دیا اور بی بی زبیدہ کو بموجب نقصان مال کے روپیے دیئے اور پھر اُمیہ کو بلایا اُس سے
کہا کہ چلو فلان صحرا کی طرف حمزہ و عمرو و مقبل وغیرہ کا پتا لگتا ہے غرضکہ اُمیہ ایک اونٹ پر سوار ہوا اور
خواجہ عبد المطلب بھی کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر سوار ہو کر اُسی صحرائے سبزہ زار کی طرف چلے جاتے جاتے جب قریب
کوہ بوقبیس کے پہونچے دور سے دیکھا کہ پہاڑ پر سب لڑکے کھیل رہے ہیں اور بازی طفلان میں مشغول ہیں یہ
سب کے سب پہاڑ پر چڑھ گئے عمرو نے دیکھا کہ خواجہ عبد المطلب چلے آتے ہیں اور اُمیہ بھی ساتھ ہے اور بہت
سے آدمی ہمراہ ہیں حمزہ سے کہا او حمزہ تمھارے باپ تو آپہونچے وہ دیکھو چلے آتے ہیں حمزہ نے کہا ای بھائی
عمرو اب کیا کریں کہاں جائیں عمرو نے کہا اب کہیں نہیں جاسکتے جو کچھ ہو ٹھہرے رہو اُدھر خواجہ عبد المطلب
نے آواز دی ای حمزہ وغیرہ لڑکو آؤ اب تم بھاگو نہیں ہم تم پر خفا نہونگے اور اُن مولوی صاحب کی روداد
کے سبب سے ڈرو نہیں کہ ہمنے اُنکے وارثوں کو خونبہا دیدیا ہے غرضکہ خواجہ عبد المطلب
وغیرہ سب قریب حمزہ کے آئے خواجہ نے حمزہ کو گود میں اُٹھا لیا خوب پیار کیا گلے سے لگایا
کہا کہ تین روز سے گھر میں تلاطم ہے تمھاری دایہ ملکہ عادیہ بانو اور والدۂ ماجدہ تمھاری عجیب
حال زار سے مضطر و بے قرار ہیں اُس روز سے کھانا پانی بالکل چھوڑ دیا ہے آٹھ پہر گریہ و زاری کیا کرتی ہیں
تمھاری جدائی میں عجیب حال کیا ہے میری یہ کیفیت ہے کہ مثل دیوانوں کے ہو گیا ہوں تمھاری تلاش
میں کہاں کہاں نہیں آدمی دوڑائے اور کہیں پتا نہ لگا دل نہایت بیقرار و بیچین تھا آنکھیں جمال جہان آرا
کے دیکھنے کو ترستی تھیں الحمد للہ کہ آج پروردگار عالم نے تمھارا نور جمال بے مثال دکھایا دل مضطر کو
قرار آیا بسم اللہ ای حمزہ چلو اب خواجہ عبد المطلب نے عمرو کو جو دیکھا تو وہ ایک درخت پر
چڑھ گیا ہے خواجہ عبد المطلب نے آواز دی ارے عمرو آ چلا آ درخت پر کیوں چڑھ گیا تجکو بھی
کوئی نہیں ماریگا عمرو نے کہا آپ جائیے میں نہیں آؤنگا خواجہ عبد المطلب نے کہا جو میرے ساتھ
نہ چلے گا تو میں تجکو گھر سے نکالدونگا کبھی محل میں نہ آنے دونگا عمرو نے کسی کا کہنا پذیرا نہ کیا خواجہ
عبد المطلب نے اُمیہ سے کہا کہ اپنے لڑکے کو سمجھاتے نہیں ہو بلاتے نہیں ہو اُمیہ اونٹ بڑھا کے
آگے بڑھا درخت کے پاس آکے کہا ارے نالائق بدذات کالے اُتر آ درخت سے نہیں تو خوب ہی
آج تجکو مارونگا عمرو نے کچھ سماعت نہ کی اُمیہ نے کہا کہ دیکھو درخت پر سے اس لونڈے کی ٹانگ
پکڑ کے کھینچ لیتا ہوں اُمیہ جس شاخ کے نیچے اونٹ لاتا ہے عمرو اُس شاخ سے اُس شاخ پر اُچک جاتا ہے جب اُمیہ اُس
شاخ کے نیچے آتا ہے عمرو اُدھر سے اُدھر چلا جاتا ہے مثل بندر یا لنگور کے ٹہنی ٹہنی شاخ شاخ اُچکتا پھرتا
ہے ایک مقام پر اُمیہ کا ہاتھ عمرو کے پاؤں کی اُنگلی پر پڑا عمرو نے
جھٹ پٹ پاؤں اپنا اُٹھا لیا اور جھمک کے دستار اُمیہ ضمری کی اُتار لی

اور دستار دوہری کرکے اُسکا پھندا بنا کر امیہ ضمری کے گلے مین ڈالدیا اور دونون سرے پکڑکے اوپر کھینچے امیہ ضمری
نے غل مچایا ارے عمرو کیا کرتا ہی گلا گھٹتا دم نکلا خدا کے لیے چھوڑ دو ے اس حرکت پر عمرو کی سب ہنسنے لگے خواجہ
عبد المطلب بھی منھ پر ہاتھ رکھکے مسکرانے لگے کسی نے کہا ابے کالیے لونڈے ناخلف اپنے باپ کے گلے مین پھانسی
لگاتا ہی جسنے تجکو جنوایا ہی اُسیکو مارے ڈالتا ہی غرضکہ لوگون نے جب عمرو کو بہت سمجھایا اور خواجہ عبد المطلب نے ڈانٹا
اور خفا ہوے عمرو درخت پر سے ڈرتے ڈرتے اُترا امیہ ضمری نے چاہا کہ عمرو کو سزا دون خواجہ عبد المطلب
نے اشارے سے منع کیا کہ عمرو سے حمزہ کو محبت کمال ہی انکو رنج و ملال ہوگا اور علاوہ اِسکے خواجہ بزرجمہر
بھی منع کرگئے ہین کہ عمرو پر زیادہ تنبیہ و تاکید نہ کیجیے گا کہ عمرو باعث حفظ جان حمزہ صاحبقران ہی امیہ
خاموش ہو رہا خواجہ عبد المطلب حمزہ اور سب لڑکونکو ساتھ لیے ہوے آئے مگر عمرو راستے سے پھر بھاگ
گیا خواجہ عبد المطلب نے بسبب صدمہ غم و الم حمزہ کے عمرو کو تلاش کرکے پھر بلوایا اور مولوی جمال الاحسن کو
حمزہ اور عمرو و مقبل وغیرہ کے پڑھانے کے واسطے نوکر رکھا پھر حسب معمول روز پڑھنے لگے ایک روز مولوی
صاحب دوپہر کو سو رہے تھے اور سب لڑکے بھی سو گئے تھے عمرو اُٹھا مولوی صاحب کی دستار کے ٹکڑے
ٹکڑے کیے مثل بینڈ تو کے دستار نوچ ڈالی اور سب پارچہ دستار مولوی صاحب کے چھت کے سوراخ
مین ٹھونس دیے اور آپ چپکا ہو کر پڑ رہا جب مولوی صاحب سو کے اُٹھے ہاتھ منھ دھو کے کپڑے پہنے دستار
ڈھونڈھنے لگے کہین پگڑی کا پتا نہین حیران و پریشان ہوے کہ پگڑی میری کون لیگیا ایک ایک لڑکے سے
پوچھا کہ ارے لڑکون کسی نے ہماری دستار دیکھی ہی کہان رکھی ہی سب لڑکون نے کہا کہ جناب ہم نہین جانتے
کہ آپکی پگڑی کیا ہوگئی اور نہ ہمنے کسی کو اُٹھاتے ہوے دیکھا عمرو نے کہا کہ مولوی صاحب آپکے سر مین
خوشبودار تیل پڑا ہوا ہی وہ دستار مین ضرور بھرا ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ شاید پگڑی آپکی چوہے کھینچ لیگئے ہونگے کسی بلے
مین آپ تلاش کیجیے اب مولوی صاحب چار طرف گھر مین جہان جہان چھیدا اور بلے تھے دیکھنے لگے دستار اپنی ڈھونڈھنے
لگے ناگاہ ابو جہل کی آنکھ چھت کی طرف جا پڑی دیکھا کہ چھت مین ایک سوراخ ہی اُسمین کچھ کپڑا لٹک رہا ہی
ابو جہل نے کہا مولوی صاحب دیکھیے وہ چھت مین ایک چھید ہی اُسمین کچھ کپڑا لٹک رہا ہی مولوی صاحب نے
چھت کی طرف دیکھا کپڑا اشتباہ اپنی دستار کے معلوم ہوا پلنگ پر چڑھ کے ایڑیان پانوون کی اونچی کرکے
وہ کپڑا نکالا چونکہ قد مولوی صاحب کا ٹھنگنا تھا ہاتھ نہ پہونچ سکا غرضکہ بدقت تمام اُس چھت کے سوراخ مین
سے وہ کپڑا نکالنا شروع کیا دو دو چار چار انگل کے ٹکڑے اُس چھید مین سے نکلنے لگے بخوبی اب اپنی پگڑی
پہچانی کہا کہ یہ پگڑی میری کسنے عمارت کے چھید مین رکھدی یہ پگڑی چوہون کی کاٹی ہوئی نہین معلوم ہوتی بلکہ
ناخن کی نوچی ہوئی معلوم ہوتی ہی یہ کام اور کسی کا نہین سوا اِس کالیے لونڈے کے یہ بڑا ذات شریف اور اُستاد
قاتل ہی اِس مولوی کی جان اِسی کی شرارت اور بدذاتی سے گئی اب میرے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑا ہی ابھی ابھی
معلوم ہوا جاتا ہی قمچی لیکر سب لڑکون کو مارنا شروع کیا اور عمرو کی طرف بھی مارنے کو جھپٹے عمرو
مکتب سے بھاگا شہر مین غروب ہوگیا جب حمزہ چھٹی لیکر تیسرے پہر کو محل مین داخل ہوے خواجہ
عبد المطلب نے کہا کہ عمرو کہان ہی جو تم اکیلے گھر مین آئے حمزہ نے کیفیت پگڑی کی کہکے کہا بھائی عمرو
کہین چلے گئے ہین والد بزرگوار اب ہم تنہا ہوگئے ہمارا دل بیچین ہی اور ہم کمال حیران و پریشان ہین
خواجہ عبد المطلب نے کہا ای فرزند اب گھر مین کھیلا کرو دل بہلایا کرو عمرو بہت نالائق ہی قابل ساتھ کھیلنے کے

نہیں ہے اب میں عمرو کو گھر میں کبھی نہ آنے دونگا ہرچند کہ حکیم بزرجمہر نے عمرو کے واسطے بہت کچھ سعی اور سفارش کی تھی
مگر مجکو اس لونڈے نے کمال عاجز کیا ہے حمزہ یہ سنکے والد ماجد کے ڈر سے چپ ہو رہے خواجہ عبدالمطلب
نے حکم کر دیا کہ عمرو محل میں نہ آنے پائے یہ خبر عمرو کو پہونچ گئی کہ اندر جانے کی ممانعت ہوئی ہے اب جاؤگے تو پٹوگے
عمرو نے کہا ہم خود ہی نہ جائینگے اب عمرو بخوبی دندناتا ہوا شہر میں ادھر ادھر پھرتا ہے لوٹ مار عیاری کیا کرتا ہے
مگر امیر کے دیکھنے کو پھڑکتا ہے اور عمرو کے دیکھنے کو حمزہ تڑپتے ہیں بالاخانہ کے کمرے کے دریچے کھولے ہوئے بیٹھے
رہتے ہیں چونکہ سر راہ کمرہ ہے یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید عمرو ادھر سے آجائے اتفاقاً ایک روز حمزہ صاحبقران
منتظر دیدار عمرو عیار اسی دریچے میں کمرے پر بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے سے عمرو آتا ہے جلدی سے کمرے پر سے اتر آئے
دوڑ کے گلے لگا لیا اور کہا اے بھائی عمرو ہم تمہارے دیکھنے کو بہت بیچین رہا کرتے ہیں غم و الم تمہاری جدائی کا
سہا کرتے ہیں ایک بار روز تم ہو جایا کرو ایک نظر صورت اپنی دکھا جایا کرو اسدن سے عمرو نے یہ معمول
کر لیا تھا کہ رات کو دیوار پر کمند پھینک کے کوٹھے پر حمزہ کے پاس آتا تھا رات بھر رہتا تھا صبح کو چلا جاتا تھا
حمزہ عمرو کے واسطے ہر ایک چیز جو انکے کھانے کے لیے آتی تھی چھپا کے سینت رکھتے تھے جب عمرو رات کو
آتا اسکو بہ محبت و شفقت کھلا دیتے تھے دنکو بھی اکثر بہ تمنائے شوق دیدار مسرت آثار عمرو بن امیہ ضمری کمرے
پر اسی دریچے میں آکے بیٹھتے تھے کہ شاید دنکو بھی عمرو ادھر آنکلے اور ملاقات ہو جائے قضائے کار ایک روز
عمرو بن امیہ ضمری کاروانسرا کی طرف ٹہلتے ٹہلتے گیا ایک سوداگر گھوڑے بیچنے کو لایا تھا وہ گھوڑے سرا میں
سامنے بندھے ہوئے تھے عمرو گھوڑوں کے قریب کھڑے ہو کر ایک ایک گھوڑے کو بنگاہ قدردانی دیکھنے لگا
سوداگر نے کہا میاں صاحبزادے گھوڑوں کو کیا دیکھتے ہو اور تم کون ہو کیا تمہارا نام ہے عمرو نے
کہا جناب بزرگوں سے میرے چابک سواری ہوتی آئی ہے باپ دادا میرے بڑے نامی و گرامی شہسوار
تھے اور بہت بڑے ذی مقدور رئیس تھے اور بہت سے گھوڑے اصطبل میں بندھے رہتے تھے وہ عمدہ عمدہ گھوڑے
تھے کہ اسطرح کا گھوڑا ایک اتنے گھوڑوں میں ایک بھی نہیں دیکھتا ہوں البتہ ایک گھوڑا سبزہ وہ جو اس
کونے پر بندھا ہے کسی قدر غنیمت ہے سوداگر نے کہا تمہارے باپ دادا کا کیا نام تھا عمرو نے کہا میرے دادا کا
نام خیلتاش خان اور باپ کا نام شترتاش خان اور میرا نام فیلتاش خان ہے سوداگر نے کہا
اچھا ذرا ہمکو گھوڑا پھیر کر دکھاؤ عمرو جھپٹ کر اسی گھوڑے کے پاس آیا جو ان سب گھوڑوں میں عمدہ تھا
گھوڑا کھول کے چارجامہ کسا لگام دیکر جست کی گھوڑے کی پشت پر بیٹھتے ہی بیٹری جمالی مگر سوداگر
سے کہنے لگا کہ میں اسوقت یونہیں ٹہلتا ہوا ادھر آنکلا تھا کچھ گھوڑے کی سواری کرنے کے ارادے سے
نہیں آیا تھا آپ اپنا رنگین سیلا ذرا عنایت کیجیے کہ زیبائش گھوڑے کی بھی ہے سوداگر نے اپنا باندھنے کا سیلا
دھانی رنگ کا بہت عمدہ کناروں دار عمرو کو دیا اور کوٹ زربفتی اپنا اتار کر حوالے کیا عمرو نے وہ کوٹ پہنا
اور سیلا سر سے باندھا بیٹری جمائی اور پوئی پر گھوڑے کو ڈالا پہلے عمرو بن امیہ ضمری اسنے دو چار چکر
ادھر ادھر سے دیے پھر سرپٹ پر گھوڑے کو ڈالکر ایک چکر دیا سوداگر نے بہت تعریف کی اور کہا
اے فیلتاش خان حقیقت میں تو بڑا شہسوار ہے تیرا باپ دادا بھی ایسا ہی شہسوار اعلے درجے کا ہوگا
یہاں عمرو نے دوسرے چکر پر رکھکر جو گھوڑے کو دبایا اور باگ اٹھائی گھوڑا مثل تیر شہاب کے سن سن
نکل گیا سوداگر دیکھتا رہگیا آگے بڑھکے چلایا ارے بھائی صاحبزادے فیلتاش خان پلٹ آؤ آگے نجاؤ

بس بس گھوڑا سوداگری کا ہی تھک جائیگا اب عمرو کا پتا نشان کہان سوداگر نے گھبرا کر سائیسون کو دوڑایا کہین اُس
شہسوار عرصۂ طراری اور چابک سوار میدان شعبدہ بازی کا پتا نہ ملا سب سائیس تلاش کرکے پھر آئے سوداگر
زیادہ منتشر الحواس ہوا کہا کہ افسوس دو ہزار روپیہ کی چوٹ اُٹھائی مفت گھوڑا ہاتھ سے گنوایا یہ کیا خود بخود ذہن مین
آیا ہی کسی نے سچ کہا ہی شعر نہ سمجھا شعبدہ بازی کچھ اُسکی وائے نادانی ؂ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ؂
یہ کہکر سائیسون کو ساتھ لیا اور گھوڑے کو تلاش کرتا ہوا چلا گلی گلی کوچہ کوچہ جستجوے اسپ و فیلتاش خان
کرنے لگا عمرو بن اُمیہ ضمری گھوڑے پر سوار زرچھا سیلا سر سے بندھا ہوا کوٹ زربفت کا پہنے ہوے
دامن گرواتے ہوے گھوڑا اُڑاتے در دولت فیض نسبت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران پر آئے ایک آدمی نے
لپک کے امیر سے کہا عمرو گھوڑے پر سوار ہوکر آیا ہی امیر با توقیر اطفال خرد سال ہمسنون کے ساتھ
محل مین کھیل رہے تھے عمرو کا نام سنتے ہی دوڑے ہوے باہر آئے کہا بھائی یہ گھوڑا کسکا ہی تمکو کسنے
دیا ہی عمرو نے کہا کہ ایک دوست ہمارے دادا کے ہین اُنھون نے ہمکو یہ گھوڑا اور یہ سیلا اور یہ کوٹ دیا
ہی حمزہ نے اُس گھوڑے کی بہت تعریف کی اور نہایت پسند آیا عمرو نے کہا ای حمزہ اگر یہ گھوڑا تمھارے
پسند ہو تو تمھین لے لو حمزہ نے کہا تمھین ملال ہوگا تم گھوڑا ہمین کاہے کو دوگے عمرو نے کہا لے لو مین اور
لے آؤنگا حمزہ نے جاکر والد بزرگوار خواجہ عبد المطلب نامدار سے کہا کہ عمرو کہین سے بہت عمدہ گھوڑا
لایا ہی آپ مجکو عمرو سے لے دیجیے خواجہ نے کہا ای فرزند خدا جانے کسکا گھوڑا ہی اور عمرو کہان سے
لایا ہی حمزہ نے کہا کہ عمرو کو اسکے دادا کے دوست نے دیا ہی خواجہ عبد المطلب بھی حمزہ کے ساتھ برآمد
ہوے محل سے باہر تشریف لائے دیکھا درحقیقت گھوڑا بہت عمدہ و نایاب ہی عمرو سے پوچھا کہ تو گھوڑا
کہان سے لایا اور کسکا ہی عمرو نے عرض کی کہ میرے دادا کے دوست نے دیا ہی جو آپ کے مزاج مین آئے
دو ہزار روپیہ دیجیے حمزہ کے واسطے گھوڑا لے لیجیے مین ابھی پھر اور لے آؤنگا انکے یہان بہت سے گھوڑے ہین
خواجہ عبد المطلب نے ایک آدمی سے کہا کہ اُمیہ کو بلا لاؤ آدمی گیا اور اُمیہ کو بلا کے لایا خواجہ عبد المطلب
نے پوچھا یہ گھوڑا کسکا ہی تم جانتے ہو اُمیہ نے کہا مجھے نہین معلوم یہ گھوڑا کسکا ہی اور اسکے ہاتھ کیونکر آیا ہی
خواجہ نے کہا کوئی تمھارے باپ کے دوست ہین اُنکے یہان بہت سے گھوڑے بہت عمدہ عمدہ ہین اُمیہ
نے کہا کوئی دوست اسکے دادا کے ہاتھ لگ گئے ہونگے مین اُنسے نہین واقف ہون عمرو نے کہا
آج صبح سے مین اس گھوڑے پر سوار ہوکر پھر رہا ہون تمام شہر کے گلی کوچہ کی سیر کی ہی بلکہ آس پاس
شہر کے پنچ کوسی تک مین ہو آیا اگر کسیکا چرا کے لایا ہوتا تو پکڑا نہ جاتا کوئی چیز ذراسی تو یہ ہی نہین کہ مٹھی
مین چھپا کے لایا ہون اتنا بڑا گھوڑا اگر چوری کا ہوتا تو چھپانے سے کیونکر چھپ سکتا یہ عمرو کی تقریر دلپذیر
سب لوگون کے قیاس مین آگئی سب نے کہا عمرو سچ کہتا ہی المختصر خواجہ عبد المطلب نے
دو ہزار روپیے منگوا کر عمرو کو دیدیے اور گھوڑا حمزہ کو خرید دیا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان بہمہ عز و شان
اُسیوقت خوشی خوشی اپنے والد بزرگوار کے سامنے گھوڑے پر سوار ہوے چونکہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
صغر سنی سے بہت فربہ اور تیار زور آور طاقت دار تھے جیسے ہی گھوڑے پر سوار ہوکر بیٹری جمائی
اور آسن دبائے لنگر ایسا پڑا کہ بار وار الٰہی امیر با توقیر ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران گھوڑے
سے اُترنے نہ سکا فوراً گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور گھوڑا گرنے لگا امیر بھی گھوڑے کی جھونک مین گرا چاہتے تھے

... سیدھا اور بہت سے لوگ دوڑ کر گرد و پیش آ گئے امیر با توقیر کو سنبھال کر گھوڑے سے اتار لیا
گھوڑا ... گر پڑا گرتے ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران پر سے تصدق ہو گیا پھڑک پھڑک کر مر گیا
... پدر بزرگوار کا متفکر دیکھکر خاموش رہ گئے خواجہ عبد المطلب نے امیر کو گلے سے لگایا
حمزہ صاحبقران ... کہا ای فرزند خوب ہوا یہ گھوڑا مر گیا تمپر تصدق ہو گیا میں تمکو اور گھوڑا اس سے کہیں عمدہ و نایاب
امیر پشیمانی ... قیمت سمند خوش رفتار لیکر بھیجے ہی روانہ ہو گیا
دل ... رنجیدہ ہو عمرو بن امیہ ضمری دو ہزار روپیہ ... پوشیدہ ہو گیا جسوقت گھوڑا مر گیا حمزہ امیر
تھا اور ... کسی گوشہ تنہائی میں دفن کر دیا اور آپ ... خواجہ لوگون سے اسکے اٹھوانے کا حکم دے گئے
بزرگوار محل میں چلے گئے گھوڑا وہین سر راہ سڑک پر پڑا تھا خواجہ ... گلیون کی خاک چھانتا ہلاک ہوتا بیدل
تھے مگر گھوڑا ابھی تک اٹھا نہ تھا ناگاہ وہی سوداگر گھوڑے کی تلاش میں ... اسی مقام پر آیا جہان وہ
سائیسون کو ساتھ لیے ہوے دردولت فیض منزلت خواجہ عبد المطلب کی طرف ... نے بھی کہا کہ حضور یہ گھوڑا
گھوڑا مرا ہوا پڑا تھا کھڑے ہو کر بغور گھوڑے کو دیکھا خود بھی پہچانا اور سائیسون نے بھی کہا کہ حضور یہ گھوڑا
آپ ہی کا ہے ... دل پر ہوا وہان آدمیون سے دریافت کیا کہ یہ گھوڑا کون لایا اور کیونکر مر گیا خواجہ
عبد المطلب کے ملازمون نے کہا کہ ایک لڑکا کالا سا اسکو کہا سا کہ نام اسکا عمرو بن امیہ ضمری ہے ہمارے
آقازادے کا غلام ہے مگر اب بدفعلیون سے اسکی اسکو نکال دیا ہے وہی یہ گھوڑا سوار ہو کر لایا تھا اس سے آقا
خواجہ عبد المطلب نامدار نے اپنے فرزند ارجمند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کے واسطے خریدا تھا
عمرو تو قیمت اسپ لیکر ہوا ہو گیا وہی آقازادہ حمزہ صاحبقران اسپر ابھی سوار ہوا تھا اسکے لنگر سے
مگر اس گھوڑے کی ٹوٹ گئی گر کر مر گیا سوداگر نے کہا کہ یہ گھوڑا امیر الفقاوہ دغاباز پھیرنے کے واسطے اسپر
سوار ہوا تھا بلکہ میں نے اسکو ایک سیلہ بھی سر سے باندھنے کو دیا ہے اور ایک کوٹ زربفتی پہننے کو دیا ہے
اسنے تو مجکو اپنا نام خیلتاش خان اور باپ کا نام ... خان اور دادا کا نام خیلتاش خان بتایا
تھا کہتا تھا کہ میرے باپ دادا بڑے ذی مقدور تھے بہت نایاب گھوڑے انکے یہان تھے اب میرے پاس
بھی دو ایک گھوڑے انتخاب زمانہ ہیں اور تم لوگ کہتے ہو کہ وہ حمزہ صاحبقران کا خانہ زاد ہے ایسی دغابازی
اور حیلہ سازی اس چھوکرے نے مجھسے کی بلاؤ تو اسکو اور اپنے آقا کو بلاؤ دردولت فیض منزلت خواجہ عبد المطلب
پر جو ہنگامہ ہوا خواجہ نے پوچھا دریافت کرو کہ یہ کیسا شور و غل ہے ملازمون نے جا کر خواجہ عبد المطلب سے
من و عن سب کیفیت بیان کی خواجہ عبد المطلب کو عمرو پر بہت غصہ آیا اور فرمایا کہ پکڑ لاؤ عمرو کو
سب نے کہا حضور عمرو کا کہین پتا نہین خواجہ عبد المطلب نے حکم دیا کہ خبردار عمرو اس احاطہ میں یعنی
مکہ معظمہ کی حد کے اندر نہ آنے پاوے یہ بالکل بیہودہ اور نالائق ہے پھر خواجہ عبد المطلب نے قیمت گھوڑے
کی اس سوداگر کو بھیجدی اور کہا کہ گھوڑا مرا ہوا اپنا اٹھا لیجاؤ وہ سوداگر مردہ گھوڑا اپنا اٹھا کے لیے چلا گیا
اب یہان عمرو کے آنے کی سخت ممانعت ہے امیر با توقیر عمرو کے واسطے محزون و غمگین رہتے ہین دن بھر
پڑے رہتے ہین اپنے ساتھ والے لڑکون سے بھی نہین کھیلتے ہین جب خواجہ عبد المطلب نے حمزہ صاحبقران
کو بہت مضطر و پریشان دیکھا حمزہ سے کہا ای فرزند تم دو چار گھڑی اپنے باغ کی سیر کیا کرو وہان دل بہلایا
کرو اور ملازمون سے حکم کر دیا کہ حمزہ کو مہتاب باغ میں برائے تفریح طبع لیجایا کرو اور سیر کرا لایا کرو اس
دنسے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران برائے تفریح طبع مہتاب باغ میں روز جایا کرتے ہین ناگاہ عمرو بن امیہ ضمری کو

غرض امیر حمزہ روز سیر کرتے مہتاب باغ مین پھرتے تھے ایک روز عمرو عیار نے کہا کہ اے حمزہ تمھیں یہ بات معلوم ہے کہ
کہا بھائی عمرو ہمکو تمھارے پھینکنے کا بڑا اندیشہ ہے ذرا اگر صورت دکھا جاؤ کر و عمرو نے کہا تمھارے باپ کا تم نہین جانتے ہو
کہ مین مکہ شریف کی حد مین آ ذن حمزہ نے کہا کہ تم جلد سے رات کو کٹ پر آیا کرو وہ گھڑی ہمارا دل بہلایا کرو یہ
کہکے عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوئے باغ مین ٹہلنے لگے مہتاب باغ کے پہلو مین ایک باغ کسی کا اور تھا اس مین
تین درخت خرمے کے لگے تھے اور دونون مین وہ درخت خوب پھلے ہوے تھے اسمین پختہ پختہ نہایت
شیرین خرمے تھے عمرو نے کہا چلو اس باغ مین ہم تم خرمے کھائین حمزہ نے کہا جسکا باغ ہے وہ خفا ہوگا عمرو
نے کہا وہ بھی باغ پر بہار تمھارے باپ کا ہے ڈرتے کیون ہو چلو وہان کی بھی سیر کرین اور خرمے کھائین
یہ سنکر وہ گل بوستان حسن وجمال نوبادہ گلشن اجلال عمرو کے ساتھ اس باغ مین گیا عمرو
تو اچک کر درخت کے اوپر چڑھ گیا امیر دیکھتے رہ گئے چونکہ امیر نامدار فربہ طاقت دار لنگر دار زیادہ ہین یہ درخت
پر نہین چڑھ سکتے ہین عمرو سے کہا بھائی عمرو ہمکو بھی خرمے دو ہم بھی کھائینگے عمرو نے کہا کاہے کو دین
تم بھی توڑ کر کھاؤ بقول شخصے دست خود دہان خود حمزہ نے کہا ہمارا ہاتھ نہین پہونچتا ہے اور نہ درخت پر
چڑھا جاتا ہے عمرو نے کہا موٹا لنگر دار آدمی کچھ کام کا نہین دیکھو ہم دبلے پتلے تھے اچک کے درخت پر جا چڑھ گئے
اب امیر کہتے ہین کہ بھائی عمرو ہمکو بھی دو ہم بھی تو اے بھائی کوئی چیز ہو تمکو دے کر کھاتے ہین حمزہ تو کلام
طفولیت عمرو سے کر رہے ہین اور عمرو حمزہ کو تان رہا ہے ٹھینگا دکھا رہا ہے جب حمزہ نے بہت کہا تو
عمرو کہنے لگا کہ اگر تمھارا قد نہین پہونچتا اور درخت پر نہین چڑھا جاتا شانے کا ہکہ مارو کہ درخت گر پڑے
مزے سے کھاؤ کیون کسی سے مانگو حمزہ نے کہا بھائی عمرو کچھ تمھین خبر ہے میرے ہکہ مارنے سے درخت
بھلا کیا گر یگا عمرو نے طعنہ دیا کہ اسدن ایک طمانچہ سے مولوی حسیان کو تو مار ڈالا یہ درخت
کیا کچھ زبردست ہے ایک شانہ مارو درخت گر پڑے پھر ہم تم دونون مزے سے خرمے توڑ توڑ کے
کھائین امیر کو غصہ آگیا دوڑ کے ایک شانہ کسکے درخت مین مارا درخت خرمے کا مثل نیشکر
کے قلم ہو کر اڑا اڑا دھڑیم کر کے زمین پر گرا تمام خرمے پکے کچے ٹوٹ کے بکھر گئے امیر چن چن کے کھانے
لگے عمرو نے از راہ طعن حمزہ سے کہا واہ اس گھن کھائے ہوئے درخت کو توڑا تو کیا کمال کیا جڑ مین
اس درخت کی گھن لگ گیا تھا لکڑی اس درخت کی گل گئی تھی اس کو اگر مین بھی شانے کا ہکہ مارتا تو یہ درخت
گر پڑتا بھلا جبھی جانین کہ دوسرا درخت تو گراد و امیر کو غصہ آیا جھپٹ کے دوسرے درخت کو
جو شانہ مارا وہ بھی درخت اڑا اڑا دھڑیم کر کے گر پڑا عمرو نے دیکھکر کہا واہ یہ درخت تو اس سے بھی
زیادہ کمزور تھا دیکھو اندر سے لکڑی اسکی کیسی سڑی گلی نکلی بھلا اس تیسرے درخت کو تو کولے مین دبا کے
اکھاڑو تو کبھی نہین اکھڑ سکیگا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان نے اس درخت خرما کو
کولے مین دبا کر جو زور کیا وہ درخت جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ترک فلک نے احسنت کی صدا
دی ماہ چہاردہ نے نجوم افلاک کو مجمر آفتاب حدت تاب مین عوض رائی اجر کالے دانے کے
امیر با توقیر کے سر سے اتار کے ڈالا کر نظار ارضی وسماوی اور انسانی وحیوانی نہ لگے عمرو اور امیر با توقیر
دونون پکے پکے خرمے توڑ توڑ کے کھانے لگے یہ قصہ عمرو نے جا کر اس باغ کے مالک سے کہا کہ تمھارے
باغ مین جو درخت خرمے کے تھے وہ گر پڑے وہ شخص دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ یہ درخت خرمے کے کسنے

ایک جھونکا آندھی کا ابھی ابھی تو لڑے گا کون ایسے زبردست خرمے کے درخت بھلا کہا کہ عمرو نے ٹوٹ کر گر پڑے
بہت تیز و تند چلا آیا درخت جھوم جھوم کے گرنا شروع ہوئے وہ شخص مالک باغ ہائے واویلا و امصیبتا
کہکے رونے لگا اور غل مچانے لگا حمزہ کا دامن پکڑا اور کہا اے صاحبزادے میں تمکو نہ جانے دونگا باغ میں ہلڑ
جو زیادہ ہوا اور شور و غل برپا ہوا کسی نے خواجہ عبد المطلب کو بھی خبر کر دی الفت پدری سے تاب
نہ آئی باغ میں دوڑے آئے دیکھا کہ تینوں درخت خرمے کے ٹوٹے ہوئے پڑے ہیں اور مالک باغ نے حمزہ
اور عمرو کو گھیرا ہے خواجہ نے اس مالک باغ کو سمجھا کر ہزار روپے دیے اور کہا کہ بھائی اب تو درخت ٹوٹ گئے
تو اس روپیہ سے تجارت کر کے اوقات بسر کرنا اور یہ درخت بھی تو ہی اپنے لیے یہ سنکے وہ شخص بہت خوش
ہوا خواجہ عبد المطلب حمزہ کو ساتھ لیے محل میں داخل ہوئے یہاں عمرو نے اس مالک باغ پر دباؤ
ڈالکر ایک درخت خرما قلم کیا ہوا اینٹھ لیا ہرچند اس شخص نے غل مچایا مگر وہ درخت عمرو نے نہ دیا کہا ایک
مجکو دیا ہے اور دو درخت تیرے تجکو دیے ہیں وہ شخص خواجہ عبد المطلب کے پاس پھر دوڑا ہوا آیا کہا
حضور اس کا بیٹے لڑکے نے ایک درخت چھین لیا ہے خواجہ نے ہزار روپیے اور اس شخص کو دیے وہ خوش
و خرم ہنستا ہوا اور دعا و ثنا کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا لیکن خواجہ عبد المطلب نے روبرو حمزہ صاحبقران
کے خواجہ عمرو کو طلب کر کے یہ فرمایا کہ اے فرزند امیہ ضمری اب میں تجھسے تاکیداً کہتا ہوں آج سے ہرگز
میرے فرزند دلبند حمزہ کے پاس نہ آنا کیونکہ تیرے یہاں آنے سے مجکو حمزہ کے شریر اور آوارہ ہو جانے کا
خیال ہے اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو میں تجکو سزائے سخت دونگا خواجہ عمرو یہ تقریر خواجہ عبد المطلب
کی سنکے جانب حمزہ صاحبقران دیکھنے لگا حمزہ صاحبقران نے اشارے سے کہا اے خواجہ عمرو تم شب کو
ضرور آیا کرو ہم تمھارے منتظر رہینگے اگر تم نہ آوگے تو ہماری طبیعت بہت پریشان ہوگی اور دل پژمردہ
رہیگا خواجہ عمرو نے بھی اشارے سے کہا اچھا میں شب کو آیا کرونگا اور باہم بیٹھکر باتیں کیا کرونگا

خواجہ عمرو باشارہ حمزہ صاحبقران چلا گیا

داستان آنا طاہر عادی اور مطاہر عادی پہلوانان نامی کا ملک مدائن سے مکہ میں واسطے
مہر و دستخط کرانے شجاعان عرب سے اور طالب کشتی ہونا انکا بہادران مکہ سے اور جانا
خواجہ عمرو اور مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران کا برائے سیر اور گفتگو کرنا خواجہ عمرو کا
پہلوانان مذکور سے اور غیرت دلانا حمزہ صاحبقران کو اور جانا امیر کا کوہ بوقبیس پر
اپنے ہلاک کرنے کو اور آنا جبرئیل کا بحکم خدا اور تعلیم کرنا فنون سپہ گری کا حمزہ صاحبقران
اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو بھی کچھ دینا اور بتانا اور حمزہ صاحبقران کا پہلوانان مسطور
کو مغلوب کر کے ہلاک کرنا

یا ساقیا وہ مئے ارغوان
لڑوں بادہ خواروں سے بے خطر
بہادر ہوں میں بھی بروے زمین
اگر تو نہ دیگا مئے مشکبو

تو ہی جس سے ہو زیر تہ آسمان
حقارت سے کرتے ہیں مجھ پر نظر
کوئی بات سننے کی عادت نہیں
ہنر کی نہ بر آئیگی آرزو

پلا دے اگر تو مجھے انکھین
سمجھکر سب مجھے لاغر و ناتوان
یہی ساقیا اب ہے مد نظر

تو ہرن ... کہ شاگرد روح الامین
لگاتے ہیں یہ زخم تیغ زبان
ہر اک رند کو کھینکر دوں جگر

نامداران میدان تحریر و بہادران عرصہ عیاری بے نظیر
اشہب قلم کو میدان صفحہ قرطاس میں یوں جولان کرتے ہیں کہ جب خواجہ عمرو و حمزہ صاحبقران سے باشارہ

گفتگو کرنے کے بموجب ارشاد خواجہ عبد المطلب چلے گئے حمزۂ صاحبقران انتظار شب کرتے تھے جب آفتاب
غروب ہوا اور شام ہوئی موجب اقرار خواجہ عمرو مکان خواجہ عبد المطلب پر آئے دیکھا حمزۂ صاحبقران کوٹھے
پر بیٹھے ہوئے میرا انتظار کر رہے ہیں خواجہ عمرو نے کوٹھے پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند کوٹھے پر آئے حمزۂ
صاحبقران خوش ہوئے اور کہا ای برادر مین تمھارا ہی انتظار کر رہا تھا خواجہ عمرو نے کہا مین ای حبیب
وعدہ بے تامل یہان آیا امیر یا تو قیر نے خواجہ عمرو کو وہ کھانا کھلایا جو اپنے کھانے سے بچا رکھا تھا
جب خواجہ عمرو کھانا کھا چکے مقبل وفادار خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران مین باہم گفتگو ہونے لگی حمزۂ
صاحبقران نے کہا ای خواجہ عمرو آج ہمارا دل صبح سے تا شام بہت گھبرایا کیونکہ گھر ہی مین رہے ہر چند
چاہا کہ بازار کی سیر کیا کرین مگر بخوف والد ذی تبار نہ جاسکے خواجہ عمرو نے کہا اگر سیر بازار کو دل چاہتا ہی
تو صبح کو مین آپ کو لیجاؤنگا کسی کو آپ کا بازار جانا معلوم بھی نہوگا اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے سے اتر کے
چلیے گا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ ابھی مرتبہ نہین معلوم تم کہان لیجاؤگے ہمیں ہمارے والد بزرگوار
ناراض ہونگے خواجہ عمرو نے کہا ہین اور کہین ہرگز نہ لیجاؤنگا سوائے بازار کے غرض اسی طرح کی باتین باہم
تا سحر ہوتی رہین بعد پڑھنے نماز سحر کے خواجہ عمرو بذریعہ کمند حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار کو کوٹھے سے
اتار کر بازار مین لائے اور سیر بازار کی کرنے لگے جب سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے خواجہ عمرو اور
حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار نے دیکھا کہ ایک جگہ ہزارہا مردم جمع ہین شور تحسین وآفرین بلند ہی
ہر چہار جانب سے اور بھی صدہا مردم چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے متحیر ہوکر ایک شخص سے پوچھا آج اس جگہ
اسقدر آدمیون کے جمع ہونے کا کیا باعث ہی اُس شخص نے کہا کہ آج اس جگہ فراہمی مردمان کا یہ باعث ہی کہ
ملک مدائن سے دو پہلوان نہایت زبردست اور قوی ہیکل مسمی طاہر عادی اور مطاہر عادی
یہان آئے ہین اور ہمراہ اُنکے بہت سے شاگرد پیشہ ہین اکھاڑے مین لڑ رہے ہین یہ سب آدمی اُنکی کشتی
دیکھکر تعریف کر رہے ہین اور یہ دونون پہلوان ہر ایک ملک وشہر سے شجاعان جہان اور پہلوانان دوران
سے ایک کاغذ پر مہرین کراتے ہوئے یہانتک آئے ہین اور اس کاغذ مین یہ عبارت لکھی ہوئی ہی کہ طاہر عادی
اور مطاہر عادی پہلوانان بے عدیل وبے نظیر ہین کوئی اُنسے لڑ نہین سکتا اور یہ بھی سُنا ہی کہ یہ دونون
پہلوان ہر ایک ملک مین ہر ایک پہلوان سے طالب کشتی ہوئے ہین جو کوئی پہلوان اُنسے لڑا ہی اُسکو
انھون نے زیر کیا ہی اور جو پہلوان اُنسے نہین لڑا اُس سے اُسی کاغذ پر مہر کرا لی ہی اُس کاغذ پر صدہا
بلکہ ہزارہا پہلوانان وبہادر شجاعان زمانہ کی مہرین ہین غرض اسی قصد ارادے سے یہان آئے
ہین دیکھیے یہان کون کون شجاع اور بہادران پہلوانون سے لڑتا ہی اور کون کون جری اور دلاوران
پہلوانون سے خائف وترسان ہوکر مہر کاغذ پر کر دیتا ہی جب تقریر مذکور اُس شخص کی خواجہ عمرو
نے سُنی حمزۂ صاحبقران سے کہا چلو ہم بھی اُنکی کشتی دیکھین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اچھا چلو غرض خواجہ
عمرو وحمزۂ صاحبقران مع مقبل وفادار جب اُس مجمع مردم کے قریب تر آئے حمزۂ صاحبقران نے
کثرت مردم دیکھکر خواجہ عمرو سے کہا ای برادر یہان تو اسقدر مجمع مردم ہی کہ اکھاڑے تک پہونچنا اور کشتی
پہلوانون کی دیکھنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے کہا ای حمزۂ صاحبقران آپ نے کئی درخت خرمے کے جڑ سے اکھیڑ ڈالے
ہر چند کہ اُنکی جڑین بوسیدہ تھین مگر پھر بھی کسی قدر طاقت اور قوت سے درخت جڑ سے اکھڑے تھے یہان اُتنے

آدمیوں کو ہٹا کر اکھاڑے تک نہیں جایا جاتا حمزۂ صاحبقران نے جب یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنی فی الفور مردمان
تماشائی کو ہٹا کر مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار کے اکھاڑے پر آئے دیکھا کہ وہ دونوں پہلوان باہم مثل فیل مست
کے لڑ رہے ہیں اور زور کر رہے ہیں مگر کشتی حریفانہ نہیں لڑتے ہیں صرف باہم زور کر رہے ہیں چہرے انکے مہیب
ہیں اور قد و قامت انکے نہایت دراز ہیں اور دست و بازو حد سیار ہیں دونوں دیو قوی ہیکل معلوم ہوتے ہیں
صاحب قوت و طاقت اس درجہ ہیں کہ پانوں انکے ہنگام زور اکھاڑے میں گھٹنوں سے زیادہ دھنسے ہوئے
ہیں باہم پیچ ہو رہے ہیں پسینے میں سر بسر تر ہیں کسی کی پشت آشنا زمین سے نہیں ہوتی ہے مردمان
تماشائی تعریف انکی بار بار باواز بلند کر رہے ہیں اکثر صاحبان قوت و زور بھی قریب اکھاڑے کے
بیٹھے ہیں ایک ظرف میں تھوڑی سی آگ رکھی ہے اس میں لوبان ایک شخص ڈالتا ہے دھواں لوبان کا نکل
رہا ہے اکھاڑے کے طاق پر سہرہ پھولوں کا بندھا ہوا ہے امیر نے خیال کیا کہ یہ دونوں پہلوان تو کافر معلوم
ہوتے ہیں شاید کسی مرد مسلمان نے اکھاڑے کے طاق پر سہرہ باندھا ہے شہنا نواز شہنا بجا رہے ہیں اور
دہل نواز ڈھول بجاتا ہے علاوہ ان پہلوانوں کے انکے چار سو شاگرد ہیں وہ بھی بڑے قوی ہیکل ہیں پگڑیاں
سر پر انکے سرخ ہیں تھوڑے انمیں سے ڈنڈ کر رہے ہیں بعضے مگدر ہلا رہے ہیں اکثر بڑے بڑے نال چوبی و سنگی
نہایت ہی گراں زمین سے مثل گل کے اٹھاتے ہیں اور سر سے بلند کر کے زمین پر ڈال دیتے ہیں بعضے نیم
ہلاتے ہیں اکثر اسکے بر زور کرتے ہیں بعضے اکھاڑے میں ایک طرف لوٹ رہے ہیں ہر ایک کا سر
منڈا ہوا ہے کان ٹوٹے ہوئے ہیں سب کے سب چیٹا اور لنگوٹ باندھے ہوئے ہیں ان سب کے چہرے
ہیبتناک ہیں جملہ بچہ دیوان ناپاک ہیں غرض جب وہ دونوں پہلوان باہم زور کر چکے اسوقت طاہر عادی
نے باواز بلند کہا کہ اس مجمع مردمان میں کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ مجھ سے کشتی لڑے اور یہ دستار سرخ سر پر
رکھے اور یہ ترنج جو رکھا ہوا ہے کھائے ہر چند پہلوان طاہر عادی نے چار جانب اکھاڑے کے جا جا کر کہا مگر کسی نے
جواب نہ دیا دوبارا طاہر عادی نے پھر کہا اے جوانو تم میں سے کوئی ایسا مرد نہیں کہ مجھ سے لڑے اور یہ ترنج جو رکھا
ہے کھائے اور پگڑی سرخ سر پر رکھے طاہر عادی اکھاڑے کے چاروں طرف جا کے کہتا تھا اور بار بار
خم ٹھوکتا تھا جب خواجہ عمرو نے گفتگو طاہر عادی کی سنی فوراً چالاکی سے ترنج اٹھا لیا اور پگڑی
بھی اٹھا لی اور حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ تم اس ترنج کو کھا لو اور یہ دستار بھی تم اپنے سر پر رکھ لو حمزۂ صاحبقران
نے کہا اے برادر میں یہ ترنج نہ کھاؤنگا اور یہ پگڑی بھی سر پر نہ رکھونگا کیونکہ یہ پہلوان کہتا ہے کہ یہ ترنج وہ شخص کھائے
جو مجھ سے لڑے اور یہ دستار بھی وہی شخص اپنے سر پر رکھے جو مجھ سے قصد لڑنے کا رکھتا ہو خواجہ عمرو نے کہا اے امیر
با توقیر بے تامل یہ ترنج کھا بھی جاؤ مطلق اندیشہ نہ کرو کیونکہ اس پہلوان سے کوئی بھی یہاں نہ لڑے گا آخر یہ
ترنج یہ پہلوان کسی کو دیگا بس تمہیں کھا لو حمزۂ صاحبقران گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے چپ ہو رہے خواجہ عمرو
نے جلد ترنج کو چھیلکر حمزۂ صاحبقران کو کھلا دیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران کے سر پر دستار
رکھنا چاہی حمزۂ صاحبقران نے سر پر دستار رکھنے سے انکار کیا اور یہ کہا اے برادر ترنج تو میں نے تمہارے کہنے سے
کھا لیا لیکن دستار میں اپنے سر پر نہ رکھونگا مجھ میں اتنی قوت و طاقت نہیں ہے کہ اس پہلوان زبردست سے لڑ سکوں
خواجہ عمرو نے کہا اے حمزۂ صاحبقران تم بھی عجب آدمی ہو اس ادنے پہلوان سے ڈرے جاتے ہو باوجود اسکے
کہ فرزند عبد المطلب کے ہو حمزۂ صاحبقران نے کہا اے برادر اگر میں اپنے سر پر اس دستار کو رکھونگا تو مجکو

اس پہلوان سے ضرور لڑنا پڑیگا خواجہ عمرو نے کہا ای حمزۂ صاحبقران اس دستار کو اپنے سر پر تو رکھو تو جب یہ حرامزادہ
پہلوان تجھسے کہیگا اسوقت دیکھ لیا جائیگا مین تو موجود ہون تم بیکار ڈرتے ہو اگر یہ پہلوان تم سے لڑنیکو کہیگا
اور تم نہ لڑوگے تو مین اس سے کشتی لڑونگا حمزۂ صاحبقران نے یہ خیال کیا کہ عمرو نے جو کہا ہی وہی کریگا
اگر مین اپنے سر پر دستار رکھ لونگا تو بظاہر کوئی نقصان نہین ہی حمزۂ صاحبقران تو یہ خیال کر رہے تھے خواجہ
عمرو نے وہ دستار حمزۂ صاحبقران کے سر پر رکھدی جب طاہر عادی اکھاڑے کے چارون طرف جاکر اور
کشتی لڑنے کو کہکر وہان آیا جہان پر ترنج رکھا تھا ترنج کو نہ پایا متحیر ہوکر پگڑی کو دیکھنے لگا پگڑی بھی نہ پائی اور زیادہ
متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اس ترنج کو اس مجمع مردمان مین سے کسنے کھایا ہی اور دستار سر پر رکھی ہی
آخر یہ خیال کرکے طاہر عادی چارجانب دیکھکر باواز بلند کہنے لگا وہ بہادر اس مجمع مردمان مین کون ہی جسنے
میرا رکھا ہوا ترنج کھایا ہی اور وہ دستار جو مین نے رکھی تھی کسنے اپنے سر پر رکھی ہی خواجہ عمرو نے آگے
بڑھکے کہا ای پہلوان بزدل دیکھو اس لڑکے نے کہ یہ فرزند ارجمند خواجہ عبدالمطلب رئیس خانۂ کعبہ کا ہی
اور سردار قوم عرب اور ہاشمی اپنے تئین جانتا ہی اور شجاعان جہان اور بہادران عالم سے اپنے تئین
تصور کرتا ہی اسنے وہ ترنج میرے سامنے کھایا اور دستار بھی ابھی تک اسکے سر پر موجود ہی طاہر عادی
گفتگوے خواجہ عمرو سنکے قریب حمزۂ صاحبقران کے آیا اور اپنے سے بہت کم قوت اور طفل جانکر ہنسکر
کہنے لگا ای صاحبزادے تم کیا مجھسے لڑوگے بڑے بڑے شجاعان روزگار تو مجھسے لڑ نہین سکتے اور نام میرا سنکے
ڈرتے ہین خیر تمنے بوجہ نادانی اور خوردسالی کے ترنج کھالیا اور دستار سر پر رکھ لی جاؤ مین نے خطا تمھاری
معاف کی کہین اب کبھی ایسا نکرنا پچھتاؤگے خواجہ عمرو نے کہا ای امیر افسوس ہزار افسوس تمنے نام ہاشمیونکا آج
ڈبو دیا اگر تمکو اس پہلوان سے لڑنا منظور نہ تھا تو دستار کیون سر پر رکھ لی اور ترنج کیون کھا لیا امیر کو خواجہ
کے کہنے سے غیرت آئی بے اختیار کہا ای پہلوان کیا بیہودہ بک رہا ہی تو کیا میری خطا معاف کریگا تیری کیا لیاقت
ہی خداوند عالم نے ہم ہاشمیون کو سب سے زیادہ شرف دیا ہی اور جلال و قوت بھی لاثانی پیدا کیا ہی مین
تجھسے ضرور لڑونگا لیکن اسوقت نہین کیونکہ تو بخوبی زور کر چکا ہی اگر اسوقت تجکو زیر کیا تو سب یہ کہینگے
کہ پہلوان کشتی لڑ چکا تھا تھکا ہوا تھا تھکے ہوے کو زیر کیا کچھ کمال نہین کیا انشاء اللہ کل یا آج ہی کسی وقت
تجھسے لڑونگا امیر یہ گفتگو طاہر عادی سے کرکے مجمع مردمان سے نکلکے چلے خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان آگاہ ہو
کہ اگر حمزہ تجھسے کشتی نہ لڑیگا تو مین تجھسے لڑونگا اور تجھے زیر کرونگا ہرگز اس میری لاغری پر خیال نہ کرنا کہ یہ کیا
لڑیگا یہان تو خواجہ عمرو پہلوان طاہر عادی سے یہ تقریر کرتے تھے اور پہلوان طاہر عادی خواجہ عمرو
کو دیکھکر ہنستا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ یہ دبلا پتلا لڑکا مجھسے کیا لڑیگا لیکن امیر جو اکھاڑے سے
روانہ ہوے تھے صرف بہانہ کرکے چلے آئے تھے مگر جب اپنے گھر کے قریب پہونچے خیال کیا یہ تو بڑی بدنامی کا
باعث ہوگا اگر اس پہلوان سے نہ لڑونگا بس مناسب ہی کہ آج ہی اسی وقت اپنے تئین ہلاک کرون جان جانے
سے آبرو رہجائیگی غرض یہ تجویز کرکے کوہ بوقبیس کی جانب روانہ ہوے اور قریب کوہ بوقبیس جاکر ایک درخت
کی چھال لیکر اسکی ایک رسن بنائی پھر اس رسن کو ایک درخت کی شاخ مین چند سنگ زیر و بالا رکھکر
باندھا اور اس ریسمان کو بارادۂ امتحان کھینچا جب وہ رسن کھینچنے سے نہ ٹوٹی اسوقت امیر نے حلقہ رسن کا
اپنی گردن مین ڈالا اور رو بہ قبلہ ہوکر کلمہ طیبہ اپنی زبان پر جاری کیا اور بہ گریہ وزاری درگاہ جناب باری مین اپنے گناہ

دفتر اول

صغیرہ اور کبیرہ کے واسطے دعا کی بعد اسکے امیر نے اُن پتھرونکو جو زیر قدم تھے اُنکو پاؤن سے ہٹا دیا جب وہ
چند سنگ جو زیر قدم امیر تھے ہٹ گئے امیر کے قدم زمین سے اونچے ہوگئے حلقۂ رسن کا گلوگیر ہوا اُسوقت
امیر کا عجب حال تھا خدا کی جانب خیال تھا چراغ حیات گل ہوتا تھا حلقۂ رسن گلے مین پیوست تھا جسوقت
امیر کا یہ حال ہوا فوراً دریاے رحمت الٰہی جوش زن ہوا جبرئیل کو یہ حکم رب جلیل ہوا کہ جلد جاؤ اور میرے بندۂ
برگزیدہ کو میرے حکم سے بچاؤ اور ہنرہاے پہلوانی تعلیم کرو صاحبقران بناؤ اور چند دانۂ انگور بھی ہمراہ لیتے جاؤ
جسوقت یہ حکم خالق آسمان و زمین جبرئیل امین کو پہونچا فی الفور جبرئیل بصد تعجیل زمین پر نازل ہوے اور
اپنے دست حق پرست سے امیر کے گلے سے پھانسی کو کاٹ دیا اور ہاتھ اپنا تن امیر باتوقیر پر پھیرا فی الفور
حواس خمسہ امیر کے درست ہوے امیر نے دیکھا کہ ایک اعرابی میرے قریب کھڑا ہے چہرہ اُسکا نورانی
ہے جب امیر نے جانب مرد اعرابی مذکور کے نظر کی اس مرد اعرابی نے بخندہ پیشانی امیر کو سلام کیا حمزہ نے جواب سلام
دیا بعد اسکے مرد اعرابی نے امیر سے فرمایا کہ اے برگزیدۂ خالق کون و مکان و اے مقبول بارگاہ معبود انس و جان
یہ کیا مزاج عالی مین آیا جان اپنی دینا کس وجہ سے گوارا کیا یون کبھی کوئی مرد حق آگاہ اپنی جان دیتا
ہے اور ہلاک ہونا اپنا گوارا کرتا ہے اور خون مین اپنے خود گرفتار ہوتا ہے جب امیر نے یہ گفتگو
اُس اعرابی نیک خو سے سُنی اور اپنے حال پر از حد شفیق پایا اُسوقت جواب مین فرمایا کہ اے
مرد ابرار بندۂ خاص پروردگار کیونکر مین اس طرح اپنے تئین ہلاک کرنے کا درپے ہوتا کہ ایک کافر نے
مجمع مردمان مین مجھکو ناتوان اور کم قوت تصور کیا مجھکو یہ منظور نہوا کہ ذلت اُٹھا کر زندہ رہون اس اعرابی نے
کہا اے امیر اب تم بفضل خدا ہوا وہ کافر تو کیا ہے ہر ایک دیو و جن وغیرہ پر بھی تم غالب آؤگے یہ کہکر اس اعرابی
نے اپنے پاس سے ایک تیر نکالا اور چلۂ کمان مین رکھکر جانب فلک لگایا وہ تیر کمان سے جدا ہوکر سوے
آسمان روانہ ہوا ابھی وہ تیر زمین پر گرنے نہ پایا تھا کہ اس اعرابی نے دوسرا تیر چلۂ کمان مین رکھکر اور تاک کر
جانب سپہر لگایا زہے قدر اندازی مرد اعرابی کہ تیر دیگر تیر اول مین جاکر پیوست ہوا ابھی وہ دونون تیر
زمین پر نہین گرے تھے کہ اس اعرابی نے تیسرا تیر بھی لگایا وہ بھی تیر دوم مین جاکر پیوست ہوا غرض
اسی طور سے چالیس تیر اُس اعرابی نے لگائے جب وہ جملہ تیر باہم چھدے ہوے زمین پر گرے اُس
مرد اعرابی نے اسی طرح تیر کا لگانا امیر کو اچھی طرح تعلیم کر دیا پھر اس مرد اعرابی نے تیر کو سر نیزہ پر رکھکر
نیزے کو اس ترکیب و تدبیر سے گردش دی کہ وہ تیر جو نوک نیزہ پر تھا زمین پر نہ گرا یہ بھی ترکیب امیر کو تعلیم
کی پھر بند نیزہ بازی کے تمام و کمال سکھائے بعد اسکے شانے پر امیر باتوقیر کے اپنا ہاتھ رکھکر بہت سے پیچ
کشتی کے جو بے مثل و بے نظیر تھے جلد تر سکھائے امیر کو سب پیچ فی الفور یاد ہوگئے پھر اسپ بازی اور
چوگان بازی اور سواے اسکے جو جو فن سپہ گری کے تھے وہ امیر کو بتاے اور ایک دانۂ انگور امیر کو کھلایا امیر
کو دانۂ انگور کے کھانے سے جملہ وحش و طیور و جن و انس وغیرہ کی تقریر سمجھ مین آنے لگی اور ہر ایک کی زبان سے
آگاہی ہوگئی جسوقت امیر باتوقیر نے اپنے تئین قوی پایا اور بہ نسبت قبل اپنے دست و بازو مین بدرجہا
زور پایا فوراً زمین پر سجدۂ شکر خالق کون و مکان کیا بعد ادا کرنے سجدۂ شکر خدا کے امیر باتوقیر نے اس
مرد اعرابی سے پوچھا کہ اے ہادی فنون بیمثال و اے استاد ذی کمال یہ تو فرمائیے کہ آپ کا نام نامی
اور اسم گرامی کیا ہے آپ نے جو مجھپر احسان کیا ہے اُسکا شکر مجھسے ہو نہین سکتا اس مرد اعرابی

سنے فرمایا ای حمزہ صاحبقران آپ کو میرے نام کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہی مین ایک بندۂ ذلیل رب جلیل ہون
حمزہ صاحبقران نے کہا ای رہنماے فنون لاجواب ای عالی جناب اگر مجھسے کوئی شخص پوچھے کہ تو کسکا شاگرد ہی تو مین
کیا کہونگا اسیوجہ سے جاننا چاہتا ہون کہ آپ کے نام نامی سے واقف ہون جب امیر باتوقیر نے اس طرح تقریر کی اُسوقت
اُس اعرابی ابرار نے سر جھکا کر فرمایا ای امیر باتوقیر آگاہ ہو جیے کہ مین ایک بندۂ خدا ہون فرمانبردار کبریا ہون نام میرے
نزدیک تو نام میرا عبد ذلیل ہی لیکن دو جہان مین نام میرا مشہور جبرئیل ہی اسوقت حکم پروردگار سے یہان آیا ہون
اور ہنر ہاے شائستہ کہ جنکے بتانے کا مجکو حکم ہوا تھا تمکو تعلیم کیے اور صاحبقران تمکو بنایا اب تمکو مناسب ہی کہ جلد
جاؤ اور اُس پہلوان سے مقابلہ کرو انشاء اللہ تعالی اُسکو زیر کروگے اور وہ مغلوب ہوگا او سوا اسکے تم ہمیشہ
کفار کو قتل کیا کروگے یہ کہکر جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھے امیر باتوقیر اپنے مکان کی طرف چلے اب حمزہ صاحبقران
کو تو اثناے راہ مین چھوڑ دیے اور کچھ حال خواجہ عمرو کا سُنیے کہ بعد چلے جانے حمزہ صاحبقران سے خواجہ عمرو
تھوڑی دیر تک طاہر عادی سے یہی تقریر کیا کیے کہ اگر امیر نہ آئینگے اور کشتی تم سے نہ لڑینگے تو مین تم سے
کشتی لڑونگا اور تمکو آج اکھاڑے مین چت کرونگا بعد گفتگوے ناگوار کے خواجہ عمرو نے یہ خیال کیا
کہ ای عمرو اب یہان ٹھہرنا تیرے حق مین اچھا نہین ہی اگر یہ پہلوان تجھسے کشتی لڑنے پر آمادہ ہو گیا اور امیر
نہ آئے تو برا ہوگا یہ پہلوان تیری ہڈیان پسلیان توڑ ڈالیگا مفت تیری جان جائیگی اور اگر امیر کبھی یہان
آئینگے اور اس پہلوان زبردست سے لڑینگے تو وہ بھی غالب نہونگے علاوہ اسکے امیر باتوقیر کو اس پہلوان
نے کمزور اور ناتوان تصور کرکے یہ کہا ہی کہ جاؤ مین نے تمھاری خطا معاف کی اور مین نے بھی کلمات طعن آمیز
امیر کو کہے ہین ایسا نہو کہ امیر اپنے تئین ہلاک کرین اسوجہ سے بھی یہان ٹھہرنا اچھا نہین ہی جلد جاکر امیر کو
دیکھنا چاہیے اور خبر اُنکی لینا چاہیے غرض خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے اکھاڑے سے یہ کہکے جست کی کہ مین امیر
کو بلانے جاتا ہون اُنکو لیکر ابھی آتا ہون خبردار ای پہلوان میرے خوف سے بھاگ نہ جانا مین تجھسے ضرور کشتی
لڑونگا اور تجکو زیر کرونگا یا امیر تجھسے کشتی لڑینگے اور تیرے دست و پا کو توڑینگے سب پہلوان خواجہ عمرو
کو جاتے ہوے دیکھکر پکارے کہ لینا یارو یہ دبلا پتلا لڑکا بھاگا جاتا ہی اسکو بھاگ کر جانے نہ دینا خواجہ
عمرو تو جست کرکے چل دیے لیکن جو اشخاص کہ اکھاڑے پر موجود تھے انھون نے کہا ای پہلوان بیمثال خوب
ہوا کہ یہ دونون لڑکے چلے گئے کیونکہ یہ دونون طفل خواجہ عبد المطلب کے فرزند ہین اور خواجہ عبد المطلب
انکو نہایت پیار کرتے ہین اور دونون لڑکے شوخ بھی از حد ہین تمکو انکے ساتھ کشتی لڑنا مناسب بھی نہین تھا
کیونکہ وہ اگر زیر ہوتے تو خواجہ عبد المطلب کو نہایت صدمہ ہوتا اور فی زمانہ قوت و شجاعت مین بیمثل
ہین وہ اپنے فرزندون کے عوض مین تمکو ہلاک کرتے غرض ہمارے نزدیک چلے جانا اُن دونون لڑکون کا
بہتر ہوا اگر تم کسی لڑکے کو زیر بھی کرتے تو کچھ تمھاری عزت و توقیر نہو جاتی اور مرتبہ تمھارا بڑھ نہ جاتا خاص و عام
یہی کہتے کہ ایک لڑکے کو پہلوان طاہر عادی نے زیر کیا اچھا ہوا وہ دونون لڑکے بہانہ کرکے چلے
گئے تمھاری بات رہ گئی الحاصل بوجہ سمجھانے اشخاص حاضرین کے سب پہلوان خاموش ہو رہے
مگر خواجہ عمرو وجود ڈرتے ہوے امیر کے مکان پر آئے امیر باتوقیر کو مکان پر نہ پایا اب خواجہ عمرو کو یقین کامل
ہوا امیر جانب صحرا گئے ہونگے اور اپنے ہلاک کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہوگا غرض خواجہ عمرو خدا سے
دعا کرتے ہوے جانب صحرا چلے کہ خداوندا امیر بخیر و عافیت مجکو ملین جب خواجہ عمرو قریب کوہ بو قبیس

پہونچے دیکھا کہ امیر نہایت شاد و خرم چلے آتے ہین اور چہرہ اسقدر نورانی ہی کہ نظر خیرگی کرتی ہی اور رعب و دبدبہ رخ
انور سے اسقدر آشکار ہی کہ مجال سخن نہین ہی اور پیشانی سے نور سروری اور سرداری ظاہر ہی پہلے تو خواجہ عمرو
امیر سے مضحکہ کیا کرتے تھے آج خواجہ عمرو رعب و دبدبہ امیر با توقیر کا دیکھکر قدوم میمنت لزوم حمزۂ صاحبقران پر
گر گئے امیر نے سر خواجہ عمرو کا اپنے قدم سے اٹھا کر خواجہ عمرو کو برادر کہکر گلے سے لگایا خواجہ عمرو نے عرض
کیا ای امیر با توقیر ماشاء اللہ آج تو آپ کے چہرۂ انور سے خورشید فلک شرمندہ ہی رعب و دبدبہ بھی چہرہ سے ہویدا ہی
اسکا کیا باعث ہی امیر با توقیر نے فرمایا ای برادر میرے پاس کوہ بوقبیس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے
آن حضرت نے مجکو چند فنون تعلیم فرمائے ہین تم میرے بھائی ہو مین تمکو بہت عزیز رکھتا ہون یہ نہین چاہتا کہ تم آن حضرت کی
زیارت سے محروم رہو جلد جاؤ شاید انکی زیارت تمکو بھی میسر ہو عجب نہین کہ تمکو بھی کچھ آن حضرت سے فائدہ ہو
خواجہ عمرو نے جب یہ خوشخبری زبان الہام بیان حمزۂ صاحبقران سے سنی اسی وقت بیتاب و بیقرار ہوکر جانب
بوقبیس دوڑے اور پکارے کہ ای جناب روح الامین فرستادۂ رب العالمین برائے خدا ذرا
ٹھہر جائیے یہ خاکسار ذرۂ بیمقدار آپ کی خدمت فیضدرجت مین افتان و خیزان حاضر ہوتا ہی مجکو بھی اپنی زیارت
سے مشرف فرمائیے ذرا ٹھہر جائیے جسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آواز خواجہ عمرو کی سنی
بموجب حکم پروردگار جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے اور فرمایا کہ ای عمرو جلد آ اور دامن آرزو اپنا پھیلا کہ بحکم
خداوند دوسرا گوہر مدعا سے بھر کر لیجا خواجہ عمرو نے جب یہ تقریر حضرت جبرئیل کی سنی عرض کیا حاضر ہوتا
ہون جب خواجہ نزدیک حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پہونچے بعد ادائے تسلیم و تعظیم قدم حضرت جبرئیل کو
بصد خواہش و آرزو چوما پھر بکمال عجز و انکسار روبرو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سر جھکا کر کھڑے ہوئے
پھر جسارت کرکے دامن قبا کو حضرت جبرئیل کے خوب مضبوط پکڑا اور عرض کیا کہ ای جناب فیضمآب جہانتک آپ
سے ہو سکے مجکو دیجیے زیادہ نہ مجکو جواہر گرانبہا عنایت فرمائیے حضرت جبرئیل خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے ہنسنے
لگے بعد ہنسنے کے اسطرح فرمایا کہ ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادوگران تجکو عنایت خدا سے
عجب مرتبہ ملا قاتل مشرکین تیرا لقب ہوا یہ فرماکر تین چیزین عمرو کے سامنے رکھدین یعنے ایک
فرغول جسکو طے الارض کے واسطے پانون مین باندھتے ہین دوسرے باد مہرہ جسکو سفید مہرہ بھی
کہتے ہین اور تیسرے حقہ جسمین رنگا تھا عنایت فرمایا اور کہا ای عمرو خاطر جمع رکھو جناب ختم الانبیا
کا نایب ہوگا مرتبہ تیرا بلند ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ یہ فرغول اور مہرہ اور یہ حقہ لیکر کیا کرون یہ میرے
کام کی اشیا نہین ہین نہ مجکو یہ چیزین مثل جواہر کے قیمتی ہین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ای عمرو آگاہ
ہو کہ یہ فرغول اگر کوئی شخص اپنے پانون مین باندھکر چلے ہزار ہا فرسخ کی راہ بہت جلد طے کرے کیونکہ اس فرغول
کے پانون مین باندھنے سے طے الارض کے واسطے زمین کی طنابین کھنچ جاتی ہی اس سے بہتر تمھارے واسطے
اور کوئی شی خوب نہین اور یہ باد مہرہ عجیب نایاب شی ہی اسکی تاثیر یہ ہی کہ اسکو بجاؤ گے تو تمام عالم مین اسکی
صدا جائیگی غرض درندا و پرندا جسقدر ہین سب اسکی آواز سنکے ناچنے لگینگے اور صدا اسکی پسند کرکے رقص
کرینگے اور یہ حقہ آتشبازی کا ہی جب اسکو داغ کے کفار پر مارو گے ہزار ہا کافرون کے چہرے اور جسم
یہ جلا دیگا اور سدا اس حقہ کا تمھارے ہاتھ مین رہیگا تم سے جدا نہوگا ای عمرو سامنے ان اشیا کے
جواہر بیش بہا کی کیا حقیقت ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا علاوہ ان اشیا کے اب آپ مجکو مال دنیا سے اسقدر

عنایت فرمائیے کہ میں اپنی تمام عمر کسی کے آگے برائے سوال ہاتھ نہ پھیلاؤں حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ گفتگوے عمرو
سنکے ہنسے اور فرمایا ای عمرو انسان کو لازم ہے کہ کوئی کمال حاصل کرے جسکی وجہ سے بعد مرگ بھی نام اسکا دنیا میں
باقی رہے اور کبھی مال دنیا کی طرف توجہ نہ کرے رستم نے پہلوانی کا کمال حاصل کیا تھا آجتک اسکا نام خاص و عام
کی زبان پر جاری ہے ہر ایک شخص اسکی شجاعت کی تعریف کرتا ہے علاوہ رستم کے صدہا بندگان خدا ایسے ہیں کہ بعد مرنے کے
بھی بوجہ کمال کے اہل جہان انکا ذکر کرتے ہیں پس ای عمرو تمکو بھی لازم ہے کہ مال دنیا پر اسقدر توجہ نہ کرو اور کچھ کمال حاصل کرو
خواجہ عمرو نے حضرت جبرئیل کی یہ گفتگو سنکے کبیدہ خاطر ہو کر منھ پھیر لیا اور عرض کیا آپ کچھ زر و جواہر مجکو عنایت
فرمائیں نصیحت نہ کریں حضرت جبرئیل خواجہ عمرو کی تقریر سنکے پھر ہنسے اور فرمایا ای عمرو لو یہ کھلے ایک دانۂ انگور
نکالکر دیا اور خواجہ عمرو کے دہن میں دیدیا خواجہ نے کہا میں ایک دانۂ انگور کھا کر کیا کرون یہ دانۂ انگور کسی نادان
کو کھلائیے کہ کیفیت اس دانۂ انگور کے کھانے سے میرا کیا بھلا ہوگا حضرت جبرئیل نے فرمایا تم کھا تو لو یہ دانۂ
انگور نہایت مزے کا ہے خواجہ نے منھ کھولا جبرئیل نے وہ دانۂ انگور خواجہ عمرو کو کھلا دیا اور فرمایا ای عمرو
دہن بند کر لو اس دانۂ انگور میں عجب حکمت ہے ایک دم میں بہتر شکلیں بدلنے کی یہی صورت ہے جسکی شکل کا اپنے دلمیں
خیال لاؤ گے بطور قدرت ویسا ہی نقشا تمھاری صورت کا بنا دیگا خواجہ عمرو نے وہ دانۂ انگور کھا کر
کہا آپنے مجکو ایک دانۂ انگور کھلا کر بہلا دیا اور ایک کوڑی بھی نہ دی جو کسی وقت کام آتی خیر اب کچھ اور کھلائیے
جناب جبرئیل نے ایک اور دانۂ انگور خواجہ عمرو کے منھ میں دیا اور فرمایا کہ دہن بند کر لو کہ یہ بھی عجیب و غریب
نعمت ہے تجھ سے بہتر کوئی خوش الحان نہوگا ای عمرو شکر کرو کہ خدا نے تمکو الحان داؤدی دیا اب تمھارے
گانے کی آواز سنکے جن و انس اور وحوش و طیور وجد میں آئینگے اور محو ہو جائینگے خواجہ عمرو نے وہ دانہ بھی کھالیا
اور کہا شکر ہے خدا کا کہ آپنے مجکو ایک ایک کرکے دو دانۂ انگور تو کھلائے ابکی مرتبہ بہت سا میوہ کھلائیے
تاکہ میرا پیٹ تو بھر جاوے آج کھانے ہی سے فرصت ہو جاوے اور اگر ہو سکے تو جواہر اور زر سرخ و سفید مجکو دیجیے میں نے
کئی مرتبہ آپ سے طلب کیا ہے پھر آپ سے مانگتا ہوں حضرت جبرئیل نے فرمایا جو مجکو حکم خدا ہوا ہے میں تمکو دونگا
زر و جواہر کے دینے کا مجکو حکم نہیں ہوا ہے یہ فرما کر ایک دانۂ انگور نکالکر فرمایا خبردار ای عمرو یہ بھی
دانۂ انگور کھا لو کہ بلان جہان سے ہو گے خواجہ عمرو نے منھ کھولا حضرت جبرئیل نے تیسرا دانہ انگور کا
خواجہ عمرو کے منھ میں دیا اور کہا دہن بند کر لو خواجہ نے دہن بند کر لیا حضرت جبرئیل نے فرمایا اب واسطے
قتل کرنے کفار کے تین سو ساٹھ مکر تمکو یاد آجایا کرینگے قلعہ گیری بے جنگ کے کروگے جب خواجہ عمرو
وہ بھی دانہ انگور کا کھا چکے پھر حضرت جبرئیل سے بصد منت کہنے لگے کہ اب تو کچھ زر و جواہر مجکو دلوائیے حضرت
جبرئیل نے فرمایا اب کچھ میرے پاس تمھارے نصیب کا نہیں ہے خواجہ عمرو نے یہ سنکے دامن قباے حضرت
جبرئیل علیہ السلام اپنے ہاتھوں میں مضبوط پکڑ کے کہا کہ اپنا نام مجکو بتائیے ہر چند کہ جانتے تھے حمزۂ
صاحبقران سے سن چکے تھے مگر شوخی سے پوچھا حضرت جبرئیل نے فرمایا میرا نام جبرئیل ہے جہان
حکم خدا ہوتا ہے وہان میں جاتا ہوں اور حکم خدا بجا لاتا ہوں میرے پاس تمھاری تقدیر کا اتنا ہی تھا اب
اور کچھ مجھے دینے کا حکم نہیں یہ جو کمال تمکو بتائے ہیں یہ کیا کم ہیں ای عمرو اب زیادہ حرص و ہوس نکرو
میرا دامن چھوڑ دو خواجہ عمرو نے کہا واہ میں بغیر کچھ زر و جواہر لیے ہوے ہرگز دامن نہ چھوڑونگا جب
حضرت جبرئیل نے دیکھا خواجہ عمرو دامن نہیں چھوڑتے اسوقت کچھ سنگریزے اٹھا کر خواجہ عمرو کے

حوالے کیے خواجہ عمرو نے بیتاب و بیقرار ہوکر جب وہ سنگریزے اپنے ہاتھ مین لیے اور انکو دیکھا وہ سب لعل بدخشانی
تھے اور یاقوت رمانی تھے اور ایسی چمک انکی تھی کہ خواجہ عمرو کی نظر آنکھین دیکھنے سے خیرگی کرتی تھی القصہ
بمجرد دستیاب ہونے ریزہ ہاے یاقوت اور لعل کے خواجہ عمرو نے دامن حضرت جبرئیل کا چھوڑ دیا حضرت
جبرئیل بھار امیر غائب ہوگئے یعنے خواجہ کی نظر سے مخفی ہوگئے خواجہ عمرو وہ جواہرات لیکر آگے چلے بعد تھوڑی
دور چلے آنے کے خواجہ عمرو نے جو پھر دیکھا تو وہ سب سنگریزے تھے جب خواجہ عمرو کو ثابت ہوا کہ یہ سنگریزے ہین
ہاے افسوس کہکر کھڑے ہوگئے اور کہا واہ استاد کیا فقرہ دیا ہی کیون نہو آخر ہمارے رہنما تھے ہمکو عیاری سکھانے
آئے تھے ہم سے فقرہ نکرتے سچ ہی استاد استاد ہی ہی اور شاگرد لاکھ عقلمند ہو مگر پھر شاگرد ہی استاد کے کمال کو
نہین پہونچتا الحاصل خواجہ عمرو نے اس جواہر کے سنگریزے ہو جانے کا از حد صدمہ کیا آخر مجبور ہو ناچار
ہوکر وہان سے چلے جب قریب حمزہ صاحبقران کے پہونچے خواجہ عمرو نے تمام حال اپنا بیان
کیا امیر یا توقیر نے فرمایا ای خواجہ اب اکھاڑے پر چلو خواجہ عمرو نے کہا بہتر تو ہی چلیے غرض حمزہ صاحبقران
اور خواجہ عمرو اکھاڑے کی طرف روانہ ہوے وہان اکھاڑے پر مقبل وفادار پہلوانون کی کشتی دیکھ رہا تھا
جب امیر اور خواجہ عمرو کو اکھاڑے پر آنے مین دیر ہوئی مقبل وفادار نے اپنے دلمین خیال کیا کہ ابھی تک امیر
اور خواجہ عمرو یہان نہین آئے کیا باعث ہی جاکر دیکھنا چاہیے غرض مقبل وفادار بھی وہان سے چلا اثناے راہ
مین امیر اور خواجہ عمرو سے ملاقات ہوئی مقبل وفادار نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہان گئے تھے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت
اپنی از ابتدا تا انتہا بیان کی پھر حمزہ صاحبقران نے بھی اپنا حال اول سے آخر تک بیان کیا مقبل وفادار نے کہا
ای حمزہ صاحبقران ابھی آپ یہان توقف کرین مین بھی کوہ بوقبیس پر جاتا ہون شاید مثل آپ کے مجھسے بھی
حضرت جبرئیل سے ملاقات ہو جاے اور کچھ مجکو بھی آن جناب سے کمال حاصل ہو جاوے امیر نے فرمایا
بہتر ہی جاؤ ہم یہان تمھارے منتظر ہین مقبل وفادار بھی بتعجیل تمام کوہ بوقبیس پر پہونچا اور پکارا یا جناب
جبرئیل ملک مقرب رب جلیل اس عبد ذلیل پر بھی نظر عنایت فرمائیے قدمبوسی کا مجکو بھی از حد اشتیاق ہی چہرہ
پر نور اپنا دکھلائیے جو حکم خداوند عالم ہو مجکو بھی دیجیے حضرت جبرئیل بحکم خالق خاص و عام کوہ بوقبیس پر
منتظر مقبل وفادار کے تھے جب مقبل وفادار کی صدا سنی فوراً ظاہر ہوے اور سامنے مقبل وفادار کے تشریف
لائے مقبل وفادار نے بصد ادب تسلیم کی اور بعد تسلیم کرنے کے شرف قدمبوسی حاصل کیا حضرت جبرئیل
نے مقبل وفادار کو بھی فن تیراندازی تعلیم کیا اور فرمایا ای مقبل شکر خدا کر عجب فن بے مثل مین نے تجکو
حکم خدا سے تعلیم کر دیا بعد حمزہ صاحبقران کے تیراندازی مین کوئی شخص تیرا ہمسر نہوگا یہ فرماکر حضرت
جبرئیل علیہ السلام نظر مقبل وفادار سے پوشیدہ ہوگئے مقبل وفادار مسرور و شاد کوہ بوقبیس سے
چلا اور حمزہ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنا حال مفصل بیان کیا حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو
حال مذکور مقبل وفادار سے سنکے خوش ہوے پھر حمزہ صاحبقران مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار اکھاڑے
کی طرف چلے جب قریب اکھاڑے کے پہونچے گروہ مردمان نے حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو کو دیکھکر کہا
کہ پہلوان طاہر عادی پھر وہ دونون لڑکے خواجہ عبد المطلب کے آتے ہین وہ پہلوان اور تمام مردمان
امیر یا توقیر اور خواجہ عمرو کو دیکھنے لگے حمزہ صاحبقران نے نعرہ کیا کہ ای پہلوان ہوشیار ہو مین آیا ہون تیار
تجھسے کشتی لڑونگا اور انشاءاللہ تجکو زیر کرونگا امیر یا توقیر نعرہ کرکے اکھاڑے مین آئے پہلوان [illegible]

صدائے نعرۂ امیر سے ڈر گیا پھر قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر یہ کہنے لگا کہ اے صاحبزادے تمھارے ورثا سے بھی کوئی شخص
ہے یا نہیں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے پہلوان ہمارے وارث و بزرگ افضال خدا سے ہاں ہیں اور ہم
رئیس خانۂ کعبہ کے ہیں اور نسل پیمبر خلیل اللہ سے ہیں لیکن تجکو اس امر سے کیا مطلب ہے ہمنے جو تجھسے
وعدہ کشتی لڑنے کا کیا تھا موجب اس وعدے کے آگئے ہیں طاہر عادی نے کہا میں تم سے اس شرط سے
کشتی لڑتا ہوں کہ تم ایک نوشتہ مجکو اس مضمون کا لکھدو کہ ہم بخوشی خاطر اس پہلوان سے کشتی لڑتے ہیں اگر ہمکو
یہ پہلوان ہلاک کرڈالے تو کوئی ہمارے ورثا سے ہمارے خون کا دعوے نہ کرے اور اگر کوئی ورثا سے دعوی کرے
بھی تو خاص و عام اس دعوی کو باطل تصور کریں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تیری یہی خواہش ہے تو قرطاس و
قلم و روشنائی لے آ ہم ابھی لکھدیں القصہ حمزۂ صاحبقران نے بعد لکھنے عبارت مذکور کے اور اپنی مہر کرنے کے
ایک پہر کامل ورزش کی بعد ورزش کرنیکے پہلوان طاہر عادی سے اکھاڑے میں سرگرم کشتی ہوے
راوی کہتا ہے اسوقت ہزارہا مردمان تماشائی گرد اکھاڑے کے کھڑے تھے صدہا پہلوان بیٹھے تھے ایک
شخص ڈھول بجاتا تھا اور شہنا نواز شہنا بجاتے تھے سیکڑوں آدمی غالب ہونے حمزۂ صاحبقران کیواسطے
خدا سے دعا کرتے تھے اکثر اشخاص اپنے دل میں یہ خیال کرتے تھے کہ یہ پہلوان طاہر عادی ضرور حمزۂ
صاحبقران پر غالب آئیگا کیونکہ نہایت زبردست ہے اور حمزۂ صاحبقران کم قوت معلوم ہوتے ہیں غرض جب
حمزۂ صاحبقران اور اس پہلوان سے کشتی ہونے لگی پہلوان نے چاہا کہ سہولت سے حمزۂ صاحبقران
کو پٹک دے لیکن حمزۂ صاحبقران نے اس پہلوان کی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے زمین
پر دے پٹکا اور سینہ پر سوار ہوکر اس سے فرمایا کہ اگر تو دین اسلام قبول کر تو بہتر ہے ورنہ ہم تجکو ہلاک کرینگے
پہلوان نے دین اسلام قبول کرنے سے انکار کیا حمزۂ صاحبقران کو غصہ آیا اور پانون اس پہلوان کے دونون
ہاتھوں سے پکڑ کے اور ایک پانون پر اسکے اپنا پانون رکھکر ایسا زور کیا کہ پہلوان طاہر عادی کو تا بصدر
چیر ڈالا اور نعرۂ تکبیر بلند کیا جسوقت حمزۂ صاحبقران نے پہلوان طاہر عادی کو ہلاک کیا جملہ مردمان
تماشائی میں شور تحسین و آفرین بلند ہوا یہ دیکھکر پہلوانوں کے چہرے زرد ہوگئے دل دہل گئے جگر تھرا گئے خصوصاً
مطاہر عادی تو دیکھکر دنگ ہوگیا غم سے جسم میں لہو خشک ہوگیا صدمہ طاہر عادی سے اشک آنکھوں میں
بھر لایا لیکن ضبط کرکے حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ میں بھی تم سے کشتی لڑونگا عوض طاہر عادی
کا تمسے لونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تجکو بھی جہنم میں اسی کے پاس بھیجونگا مطاہر عادی یہ سنکے
غصہ میں آیا اور صاحبقران سے کشتی لڑنے لگا امیر نے مطاہر عادی کو بھی مثل طاہر عادی کے
زیر کرکے چیر ڈالا مردمان تماشائی نے ایکی مرتبہ زیادہ تر شور و آفرین بلند کیا جب حمزۂ صاحبقران
نے طاہر عادی اور مطاہر عادی کو ہلاک کیا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی کو
کمال رنج و صدمہ ہوا آخر سب نے باہم مشورہ کرکے حمزۂ صاحبقران کے ہلاک کرنے کا
ارادہ کیا اور ایکبار سب کے سب اکٹھے ہوکر حمزۂ صاحبقران کے پاس آکر لپٹ گئے اسوقت خواجہ عمرو
اور مقبل وفادار بھی اکھاڑے میں آئے خواجہ عمرو نے بہ فن عیاری انمیں سے اکثر ہلاک کیے اور
بعضون کو مقبل وفادار نے تیر سے سفر روانہ کیا اور کتنون کو حمزۂ صاحبقران نے اٹھا اٹھا کے
زمین پر دے پٹکا کہ پیوند خاک کر دیا جب قریب سو کے انمیں سے ہلاک ہوے باقیماندہ حمزۂ صاحبقران کے

خوف سے بھاگے حمزہ صاحبقران مع خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بعد خوشی و خرمی اکھاڑے سے نکل اور گرد و مٹی اپنے اپنے جسم سے دور کرکے اور لباس زیب تن فرماکے جانب مکان روانہ ہوئے ابھی حمزہ صاحبقران چند قدم اکھاڑے سے گئے ہونگے کہ شاگرد طاہر عادی اور مطاہر عادی کے جو باقی رہ گئے تھے آئے اور ان دونوں پہلوانوں کے چار ٹکڑے اٹھا کر جانب ملک مدائن یہ کہکے روانہ ہوئے کہ اب امیر غضب سلطانی انکا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی تو دونوں کی لاشیں لیے ہوئے نالان و گریان جانب مدائن جاتے ہیں انکا حال آئندہ بیان کیا جائیگا مگر اس جگہ کچھ حال حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کا بیان کیا جاتا ہی حمزہ صاحبقران جو اکھاڑے سے مع خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کے چلے تھے اثنائے راہ میں مقبل وفادار اور خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کے زور و قوت و شجاعت کی بہت تعریف کی حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے مجکو ان کافروں پر غالب کیا ورنہ میں انسے لڑ نہیں سکتا تھا مقبل وفادار گفتگوے حمزہ صاحبقران سنکے کہنے لگا کہ میں امر ضروری کے واسطے جاؤنگا آپ اپنے گھر جائیے یہ کہکے مقبل وفادار ایک جانب روانہ ہوا حمزہ صاحبقران اپنے مکان کی طرف مع خواجہ کے چلے

داستان بھاگ جانا حمزہ صاحبقران کا خوف سے اپنے والد بزرگوار کے بہمراہی مقبل وفادار اور خواجہ عمرو جانب یمن اور گرفتار ہونا خواجہ کا اور زیر کرنا حمزہ صاحبقران کا شاہ یمن کو اور داخل قلعہ ہونا اور لے آنا خواجہ عبد المطلب کا حمزہ صاحبقران کو یمن سے

زیب قاران عرصۂ بلاغت و نامداران میدان فصاحت جوہر تیغ زبان کے میدان بیان میں اسطرح دکھلاتے ہیں کہ جب حمزہ صاحبقران اکھاڑے سے چلے تھے اور اثنائے راہ میں مقبل وفادار امیر با توقیر سے رخصت ہوکر ایک طرف چلا گیا تھا حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو سے باتیں کرتے ہوئے اپنے مکان کی طرف آتے تھے اور قریب مکان پہونچ چکے تھے ناگاہ حمزہ صاحبقران نے دیکھا مقبل وفادار مضطر و پریشان بجانب تمام تیزی مکان کی جانب سے چلا آتا ہی حمزہ صاحبقران نے مقبل وفادار سے دریافت کیا کہ تم اسوقت گھبرائے ہوئے کہاں سے آتے ہو اور باعث اسقدر پریشان ہونے کا کیا ہی مقبل نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران اسوقت گذر میرا آپ کے مکان کی طرف ہوا اتفاقا دیکھا میں نے آپکے والد ماجد خواجہ عبد المطلب کو اپنے مکان کی ڈیوڑھی میں تشریف رکھتے ہیں اور دو تین آدمی انکے پاس بیٹھے ہیں والد ماجد آپ کے ان آدمیوں سے فرما رہے ہیں کہ غضب ہوا حمزہ نے پہلوانوں کو مار ڈالا وہ پہلوان نوشیروان کے تھے جب نوشیروان کو خبر ہوگی کہ تمکو اور انکو یعنی میرے پہلوانوں کو حمزہ نے مار ڈالا ہی تو کیا قیامت برپا کریگا کیونکہ وہ اپنے زمانے کا بادشاہ ہی اسکے قبضہ میں ملک و سپاہ ہی دیکھیے وہ اب ہمسے اور حمزہ سے کس طرح پیش آتا ہی ای حمزہ صاحبقران میں نے جو غور سے دیکھا آپ کے والد ماجد کے چہرۂ پر نور سے غیظ ظاہر ہی پس میرے نزدیک مناسب نہیں ہی کہ آپ مکان پر جائیے کیونکہ اگر آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو بعوض قتل کرنے ان پہلوانوں کے سزا دی تو اچھا نہیں ہی یا آپ کو نوشیروان کے حوالے کر دیا اور راستے آپ کو خدا نخواستہ کسی طرح کا صدمہ پہونچا یا تو بھی برا ہوا لہذا ہر طرح سے اسوقت آپ کا اپنے مکان پر جانا مناسب نہیں ہی حمزہ صاحبقران نے گفتگوے مقبل وفادار تمام و کمال سنکے خواجہ عمرو کی جانب دیکھا خواجہ عمرو نے بھی کہا کہ ای حمزہ صاحبقران میرے بھی نزدیک تشریف لیجانا

اب کا مکان بہتر نہین ہے اب لازم ہے کسی طرف کو یہان سے تشریف لیچلیے لیکن پہلے شب ورنہ نکل چلیے تاکہ آپ کے والد ماجد
پھر آپ کو نہ پاسکین حمزۂ صاحبقران نے کچھ فکر کرکے مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے کہنے پر عمل کیا یعنے حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ عمرو پھر کسی طرف نکل چلو تم سچ کہتے ہو والد ماجد کو غصہ ہے نہین معلوم مجھسے کسطرح
پیش آئین خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ چلنے مین آپکے ہمراہ ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ایک جانب سے چلے اور
حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار ہمراہ ہوے حمزۂ صاحبقران نے مع خواجہ و مقبل ایک رات اور
ایک دن برابر راہ طے کی دوسرے روز حمزۂ صاحبقران کو خواہش طعام ہوئی اور تشنگی نے بھی غلبہ کیا آخر مجبور
ہوکر حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا اے برادر اب تو ہم سے بسبب گرسنگی اور تشنگی کے چلا نہین
جاتا اگر کہین کچھ آب و طعام ممکن ہو تو لاؤ خواجہ عمرو نے کہا اے امیر اگر ایسا ہو تو آپ اس درۂ کوہ مین مع مقبل وفادار
تشریف رکھین مین جستجو سے آب و طعام مین جاتا ہون اور جسطرح سے ممکن ہوگا لاتا ہون حمزۂ صاحبقران
اور مقبل وفادار تو درۂ کوہ مین ٹھہرے لیکن خواجہ عمرو ایک سمت تلاش آب و طعام روانہ ہوے
چلتے چلتے ایک شہر مین پہونچے دیکھا کہ شہر آباد ہے رعایا خرم و شاد ہے خواجہ عمرو نے ایک روپیہ اپنے پاس
سے نکالا جو ترکیب دیگر بنایا تھا اور نان پز کی دکان پر آکر اس سے شیرمال و کباب طلب کیے جب خواجہ عمرو
لیچکے اسوقت وہ روپیہ جسکو اپنی چالاکی سے بنایا ہے خواجہ عمرو نے نان پز کے حوالے کیا نان پز نے وہ روپیہ
دیکھکر کہا حضور یہ روپیہ مین نہ لونگا مجھکو اور بدل دیجیے کیونکہ یہ روپیہ عجب طرح کا ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا کس
بادشاہ کے وقت کا ہے اور کس سنہ کا ہے اور مجکو کھوٹا بھی معلوم ہوتا ہے خواجہ عمرو نے کہا یہ روپیہ تو کھوٹا نہین
ہے مگر تو بے ایمان ہے ایسے کھرے روپیہ کو کھوٹا کہتا ہے یہ روپیہ زمانہ سابق کے ایک بادشاہ جلیل القدر و اولوالعزم کے
وقت کا ہے ذرا اچھی طرح دیکھ تو نان پز نے دوبارہ اس روپیہ کو دیکھا اور چٹکی سے جو اس روپیہ کو ملا تو وہ ٹوٹ گیا
نان پز نے کہا مین تو پہلے ہی کہتا تھا کہ یہ روپیہ کھوٹا ہے کھرا نہین ہے آخر وہی ظاہر ہوا جو مین سمجھے ہوے تھا غرض بعد مین
گفتگو کے اس نان پز نے کہا میان یہ اپنا کھوٹا روپیہ لو اور دوسرا روپیہ کھرا مجکو دو خواجہ عمرو
نے کہا میرا روپیہ جیسا تھا ویسا ہی بنا دے یہ ٹوٹا ہوا روپیہ لیکر مین کیا کرون پھر کہا یہ روپیہ میرا ابھی نہین ہے
تو بے ایمان ہے کھرا روپیہ لیکر مجھے کھوٹا روپیہ دیتا ہے وہ نان پز یہ تقریر خواجہ کی سنکے بمصلحت چپکا ہو رہا
اور کسی بہانے سے اٹھکر اور دس پانچ دکاندارون کو اشارے سے بلا کر خواجہ عمرو کو کہ یہ غافل ٹھہرے
ہوے تھے پکڑ لیا اور دوکاندار بھی خواجہ عمرو کے لپٹ گئے ہرچند خواجہ عمرو نے چاہا کہ نان پز وغیرہ
کو مار پیٹکر نکل جاؤن مگر یہ ممکن نہوا کیونکہ کئی آدمی تو خواجہ کے دونون ہاتھ پکڑے تھے بعضے خواجہ کی کمر
مین لپٹے ہوے تھے نان پز بھی خواجہ کے گریبان مین ہاتھ ڈالے ہوے تھا اور یہ فریاد کرتا تھا ارے یارو دوڑو
اس فریبی اور جعلساز کو ٹھیرو یہ کھوٹا روپیہ بناکر میرے پاس لایا ہے نان پز کی فریاد سننے سے اور بھی چند
دکاندار اور مردمان بازاری جمع ہوگئے اور گرد خواجہ عمرو کے آکر کھڑے ہوے اسوقت خواجہ عمرو مجبور
ہوگئے کیونکہ بہت سے آدمی خواجہ عمرو کے ہاتھون کو اور کمر کو پکڑے ہوے تھے اور صدہا مردمان
گھیرے ہوے تھے ورنہ خواجہ کا ارادہ تھا کہ حقہ نکالکر داغون اور چل دون غرض جب مجمع مردمان کثیر
گرد خواجہ عمرو کے ہوگیا اور شور و غلغلۂ عظیم بلند ہوا اسوقت اکثر آدمیون نے نان پز سے کہا
اس شخص کو کوتوالی لیجا اور تمام کیفیت و حقیقت اس شخص کے فریب کی کوتوال شہر سے جاکر بیان کر

کہ نہایت پسند آئی کہ عجیب آن آدمیون کی یہ تقریر کو آن آدمیون کی یہ تقریر نہایت پسند آئی عجیب آن آدمیون
کو توال اس شخص کو سزاے معقول دیگا نان پز کو آن آدمیون کی یہ تقریر نہایت پسند آئی مجیب آن آدمیون
کے کہنے کے دونان پز اسیطرح خواجہ کے ہاتھ پکڑے اور رکمر مین چند آدمی لپٹے ہوے قریب کوتوالی کے پہونچا اور ر
فریاد و فغان کرنے لگا کوتوال شہر صدلے نالہ و فغان سنکے اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگا کہ آج شہر مین کیا واقعہ
ہوا ہی یہ کون نالہ و فغان کرتا ہی یہ خیال کرکے کوتوال شہر نے کوتوالی سے باہر آکر دیکھا کہ ایک شخص دراز قامت
کمسن دبلے پتلے کو تھوڑے سے آدمی پکڑے ہوے کشان کشان اس طرف لیے آتے ہین ایک نان پز نالہ و
فغان کرتا ہی سیکڑون آدمی تماشائی بھی ہمراہ ہین اور وہ شخص عجیب الخلقت جسکو چند آدمی پکڑے ہوے
ہین وہ یہ کہتا ہوا آتا ہی ارے یارو بیکار مجھپر ظلم کرتے ہو ناحق مجھپر تہمت رکھتے ہو مین نے یہ روپیہ اس نان پز کو
نہین دیا تھا تمکو لازم ہی کہ مجھکو چھوڑ دو مین شیرمال و کباب لینے سے درگذرا میرا کھرا روپیہ اس نان پز سے
مجھکو دلواد و الغرض جب نان پز و دیگر مردمان خواجہ عمرو کو پکڑے ہوے کوتوالی مین لائے کوتوال نے پوچھا
ای نان پز کیا ہوا کیون روتا ہی اور شخص عجیب الخلقت کو کیون پکڑا ہی نان پز نے بعد سلام کے عرض کیا
حضور مین اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا یہ شخص میری دکان پر آیا اور مجھسے کہنے لگا کہ ایک روپیہ مین شیرمالین
اور خمیری روٹیان اور کباب مجھکو دیدو مین نے بموجب اسکے کہنے کے شیرمالین اور خمیری روٹیان
اور کباب اسکو دیدیے دیکھیے حضور ابتک وہی شیرمالین اور روٹیان اور کباب اسکے پاس موجود ہین جب
مین روٹیان وغیرہ اس شخص کو دے چکا مین نے اس سے روپیہ مانگا اس شخص نے یہ روپیہ مجکو دیا
مین نے روپیہ کو دیکھکر کہا کہ یہ روپیہ کھوٹا معلوم ہوتا ہی مجکو اور بدل دو اسنے کہا یہ روپیہ کھرا ہی
کھوٹا نہین ہی مین نے پھر اچھی طرح روپیہ کو دیکھا اور چٹکی سے ملا روپیہ نہین معلوم کس چیز کا بنا ہوا تھا
ٹوٹ گیا وہ روپیہ یہ موجود ہی اصل کیفیت جو تھی وہ مین نے حضور کے سامنے بیان کی اب مین امیدوار
ہون کہ اس شخص سے مجکو کھرا روپیہ دلوا دیجیے یا میری شیرمالین اور روٹیان اور کباب اس سے لیکر
مجکو دیدیے مین اپنی دکان پر چلا جاؤن کوتوال شہر بیان نان پز کا سنکے خواجہ عمرو کی طرف متوجہ ہوا
اور پوچھنے لگا ای شخص سچ کہو یہ کیا مقدمہ ہی خواجہ عمرو نے یہ فریاد و فغان کیا ہی کوتوال شہر آپ نہایت
منصف اور عادل ہین میرا انصاف کیجیے اس نان پز حرامزادے نے ناحق مجکو پکڑا ہی جو میرا کھرا روپیہ تھا وہ تو
رکھ لیا ہی اور یہ کھوٹا روپیہ اپنے پاس سے نکالا ہی اور کہتا ہی کہ یہ روپیہ کھوٹا تو نے دیا ہی مین ایسے روپیہ کو
نہ دونگا کوتوال صاحب آپ خیال فرمائیے کہ میرے پاس ایسا روپیہ کہان سے آیا مین ایسے روپیہ کا بنانا کیا جانون
اس نان پز نے ناحق میرے اوپر تہمت کی ہی مین اس روپیہ سے واقف نہین اب امیدوار ہون کہ آپ اس نان پز
کو سزاے معقول دین کیونکہ شرفا پر ظلم کرتا ہی اور شرفا کو ذلیل کرتا ہی کوتوال شہر نے گفتگو سے خواجہ عمرو
سنکے کہا اچھا بیٹھو اس مقدمہ کی بخوبی تحقیقات کرکے جسکی خطا ثابت ہوگی اسکو سزا دیجائیگی خواجہ
عمرو و نان پز وغیرہ کوتوالی مین بیٹھے ہین مردمان تماشائی کی کثرت ہی کوتوال بھی بیٹھا ہی اور چند بقال بھی
بیٹھے ہین کوتوال بیان مدعی مدعا علیہ کا سن رہا ہی اور گواہ یہ گواہی دے رہے ہین کہ ہان ہمارے سامنے
اس شخص نے یہی کھوٹا روپیہ اس نان پز کو دیا تھا کوتوال شہر سن رہا ہی محرر لکھ رہا ہی لیکن اب کچھ حال حمزۂ
صاحبقران اور مقبل وفادار کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب خواجہ عمرو کو اس طرف آئے ہوے دیر ہوئی
حمزۂ صاحبقران کو جستجو کھوا اور پیاس زیادہ معلوم ہوئی اسوقت حمزۂ صاحبقران نے مقبل وفادار سے یہ

فرمایا ای مقبل و فادار نہین معلوم کیا واقعہ ہوا جو ابھی تک خواجہ عمرو آب و طعام لیکر یہان نہین آئے اتبو ہمارا بسبب
بھوک اور پیاس سکے حال ابتر ہی مقبل و فادار نے عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران آپ تو خواجہ عمرو کی شرارت
سے خوب واقف ہین مجکو بظاہر معلوم ہوتا ہی خواجہ عمرو نے کسی سے زبردستی آب و طعام طلب کیا ہوگا اور روپیہ
جو آپ نے دیا تھا وہ روپیہ نہ دیا ہوگا اُس شخص نے آب و طعام دینے سے انکار کیا ہوگا درمیان مین کچھ فساد
ہوا ہوگا شاید اسی وجہ سے خواجہ عمرو نہین آئے ہین یا اور کوئی سبب ہوا ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا
ای مقبل وفادار بیشک تم سچ کہتے ہو خواجہ عمرو کے شریر ہونے مین کچھ شک نہین ہی اور یہ بھی تعجب نہین کہ
مفت کسی سے خواجہ نے آب و طعام طلب کیا ہو اور اسنے نہ دیا ہو اور باہم فساد ہوا ہو پس یہی خیال یہان اب
توقف کرنا مناسب نہین ہی چلو خواجہ عمرو کی خبر لین دیکھین انسے کس شخص سے تکرار ہوئی ہی مقبل نے عرض کیا
مناسب تو یہی ہی کہ آپ پہلے اُنسے تشریف لیجاکر خواجہ عمرو کی خبر لین مین بھی ہمراہ رکاب چلتا ہون غرض حمزۂ
صاحبقران بہمراہی مقبل و فادار درۂ کوہ سے نکلکر جس طرف خواجہ عمرو گئے تھے چلے بعد قطع راہ جب حمزۂ
صاحبقران شہر مین داخل ہوئے شہر کو نہایت آباد دیکھا اور مردمان شہر کو گروہ گروہ ایک جانب یہ باتین باہم
کرتے ہوئے جاتے دیکھا کہ آج شہر مین طرفہ واقعہ سُننے مین آیا ہی کہ ایک شخص کسی اور ملک کا رہنے والا کھوٹا روپیہ
یہان کی بازار مین لیکر آیا تھا اور کوئی شی خریدتا تھا بوجہ کھوٹا روپیہ دینے کے دکاندار نے اُسکو پکڑ کے
کوتوال کے حوالہ کیا ہی اب ہم بھی دیکھنے کو جاتے ہین دیکھین یہ خبر سچ ہی یا جھوٹھ ہی حمزۂ صاحبقران
گفتگو ان مردمان شہر کی سُنکے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو ہی نے کھوٹا روپیہ نکالکر دکاندار کو دیا ہوگا وہی گرفتار
ہوئے ہین غرض حمزۂ صاحبقران اور مقبل و فادار انھین مردمان شہر کے ہمراہ کوتوالی مین آئے حمزۂ
صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ چند سپاہی خواجہ عمرو کو اچھی طرح پکڑے ہوئے بیٹھے ہین اور ایک شخص
مغموم و حزین بیٹھا ہوا ہی محرر بیٹھا ہوا ایک بقال کا بیان لکھ رہا ہی حمزۂ صاحبقران نے ایک سے پوچھا
یہ شخص جو ملول بیٹھا ہوا ہی یہ کون ہی اُسنے حمزۂ صاحبقران سے کہا یہ نان پز ہی اسی نان پز کو اس شخص نے
جسکو سپاہی پکڑے ہوئے بیٹھے ہین کھوٹا روپیہ دیکر شیرمالین اور روٹیان لی تھین حمزۂ صاحبقران کو جب
بخوبی حقیقت معلوم ہوگئی اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے آگے بڑھکر فرمایا کہ ای کوتوال اس شخص کو جسے سپاہی
پکڑے ہوئے بیٹھے ہین رہا کردے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہوگا کوتوال شہر نے حمزۂ صاحبقران سے کہا اس
شخص نے کھوٹا روپیہ اس دکاندار کو دیا ہی اسکو سزا اسے سخت ہوگی اور تم کون ہو جو اسکی سفارش کرتے ہو اور
یہ کیا کہا تم نے کہ اگر اسکو رہا نہ کروگے تو تمھارے حق مین باعث خرابی ہوگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا مین نے
تجھسے یہ کہا کہ اگر اسکو رہا نہ کریگا تو مین تجکو قتل کرونگا کوتوال شہر کو حمزۂ صاحبقران کی گفتگو سُنکے
غصہ آیا اور سپاہیون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اس شخص کو بھی گرفتار کرلو ہمکو قتل کرنے کو کہتا ہی سپاہی
بحکم کوتوال حمزۂ صاحبقران کی جانب بڑھے حمزۂ صاحبقران نے ایک سپاہی کو گھونسے مارکر ہلاک کیا
اور تلوار اسکی لیکر اور سپاہیون پر حملہ کیا مقبل و فادار نے بھی ایک سپاہی سے تلوار چھینکر حملہ کیا خواجہ
عمرو حمزۂ صاحبقران اور مقبل و فادار کے آجانے سے خوش ہوئے اور دلمین خیال کرنے لگے کہ اب مین رہا
ہوجاؤنگا خواجہ تو اپنی رہائی کا خیال کررہے ہین لیکن حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار نے اُن سب سپاہیونکو
جو گرفتار کرنیکے واسطے بڑھے تھے قتل کیا اتبو کوتوال کو اور زیادہ غصہ آیا اور کچھ سپاہیون کو ہمراہ لیکر

حمزۂ صاحبقران کے سامنے آیا اور تلوار کھینچکر حمزۂ صاحبقران سے لڑنے لگا حمزۂ صاحبقران نے
کوتوال کو بضرب شمشیر آبدار ایسا زخمی کیا کہ وہ زمین پر گر پڑا پھر حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار نے چند
سپاہیونکو قتل کرکے خواجہ عمرو کو رہا کیا جب خواجہ عمرو رہا ہوئے انھون نے بھی کوتوالی سے ایک خنجر لیکر
لڑنا شروع کیا اور حقۂ آتشبازی عطا کیا ہوا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نکالکر سپاہیون کی طرف
داغا سپاہی اکثر جل گئے اور بہت سے حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار کے ہاتھ سے قتل ہوئے
آخر تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگے اور روتے ہوئے در سلطانی کی جانب اس واقعہ کی خبر کرنے کے واسطے چلے جو لوگ
کہ لڑائی دیکھ رہے تھے وہ بھی بھاگ گئے شہر مین ہنگامۂ عظیم ہوا دکانداروں نے اپنی دکانین بند کردین نان پز
حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا خواجہ عمرو نے کوتوالی مین جسقدر روپیہ پایا لوٹ لیا حمزۂ صاحبقران
کوتوال کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مقبل بھی ایک گھوڑے پر سوار ہوئے جب سپاہی صدہا
قتل ہوئے اور کچھ بھاگ گئے اسوقت حمزۂ صاحبقران سے خواجہ عمرو نے کہا اے امیر اب یہان سے
کسی جانب چلیے یہان ٹھہرنا اچھا نہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ بھاگنا شیوہ بہادرونکا نہین ہے
مین ہرگز نہ بھاگونگا خواجہ عمرو نے کہا اے حمزۂ صاحبقران مین یہ کب کہتا ہون کہ آپ بھاگیے کسی طرف فکر
آب و غذا مین تشریف لیچلیے حمزۂ صاحبقران نے کہا اچھا اے خواجہ چلو یہ کہکر حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار
گھوڑونپر سوار کوتوالی سے نکلے اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب حمزۂ صاحبقران ہوئے اور ایک جانب چلے
مردمان بازاری حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر بھاگے غرض حمزۂ صاحبقران بعد تھوڑی دور راہ قطع کرنے کے ایک
صحرائے سبزہ زار مین پہونچے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک باغ پر بہار اس صحرائے سبزہ زار مین ہے اسوقت
حمزۂ صاحبقران سے کہا اے امیر با توقیر چلیے اس باغ کی سیر کرین امیر با توقیر نے فرمایا اچھا چلو غرض حمزۂ
صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو دروازۂ باغ پر آئے دیکھا کہ دروازہ اسکا مانند چشم مخمور محبوب کے بند ہے
لیکن کچھ کچھ درخت باغ کے مانند قد موزون جانان کے معلوم ہوتے ہین اور بار اثمار سے جسوقت ہوا چلتی ہے جھومتے ہین
باد نسیم خوشبوئے گل سے بس کر آتی ہے دماغ جان کو معطر کرتی ہے چار دیواری اس باغ رشک ریاض گلشن ارم کی
ایسی سنگہائے صاف کی ہے کہ مانند آئینہ کے روشن ہے بلکہ آئینۂ سکندری سے بھی صفائی مین بہتر ہے حمزۂ
صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا اس باغ کی سیر کرنے کا ہمکو اشتیاق ہے ہم تو اب گھوڑے کو دیوار سے
پھاند کر اس باغ مین جاتے ہین خواجہ عمرو نے کہا اے حمزۂ صاحبقران تامل کیجیے مین ابھی اس باغ کا دروازہ کھولے
دیتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو دیوار باغ پر بذریعۂ کمند آئے اور پھر باغ مین داخل ہوکر کنڈی کھولدی حمزۂ صاحبقران
اور مقبل وفادار باغ مین گئے امیر با توقیر نے وہ باغ عجب پر بہار دیکھا باغبان جہان کی قدرت ہر ایک گل سے
اس باغ کی ظاہر و آشکار تھی جا بجا تھالون مین پھولون کے انبار تھے کئی فرسنگ کے گرد مین وہ باغ تھا اور
چارون کونون پر اس باغ کے چار بنگلے نہایت نادر بنے ہوئے تھے گرد بنگلون کے علاوہ گلہائے رنگارنگ
کے سبزۂ نودمیدہ تھا نہرین خوش آب جا بجا اس باغ مین جاری تھین مرغان خوش الحان گلشن مین
چہچہے کرتے تھے خصوصاً عندلیبان خوش نوا کی صدا سنکے گلہائے باغ خوش ہوکر ہنستے تھے اور [illegible]
شاد ہو کے مسکراتے تھے القصہ حمزۂ صاحبقران نے جو اس باغ جنت نظیر کی ہوا کھائی اور سیر کی غلبۂ تشنگی اور
خواہش طعام فی الجملہ کم ہوئی دل کو فرحت حاصل ہوئی بعد سیر باغ کے حمزۂ صاحبقران جو باغ مین بارہ دری

تھی وہان تشریف لائے دیکھا کہ پردے نفیس و نادر پڑے ہین کلابتون کی ڈوریون سے بندھے ہین جب بارہ دری کے
اندر داخل ہوئے ملاحظہ کیا فرش مکلف بچھا ہی جملہ سامان عیش و سرور موجود اور مہیا ہی چنگیر اور جوڑے عطر دان
پاندان جا بجا قاعدے اور طریقے سے رکھے ہین اوٹ پھولون کے کھڑے ہین پلنگ جواہر نگار بچھے ہین ایک جانب
سامان و اسباب مینوشی ہی جام و ساغر اور شیشے شراب کے رکھے ہین ایک جانب کباب اور اشیائے گزک ہین
کسی جانب آبدار خانہ ہی کسی جانب جواہر خانہ ہی الغرض ہر طرح کا سامان عیش و راحت موجود ہی حمزۂ
صاحبقران نے خیال کیا کہ یہ باغ کسی بادشاہ ذیجاہ کی سیرگاہ ہی امیر با توقیر جو بارہ دری مین ٹھہرے خواجہ
عمرو ایک کرسی جواہر نگار اسی بارہ دری سے اٹھا لائے حمزۂ صاحبقران اس کرسی جواہر نگار پر بیٹھے مقبل وفادار
بر رومال سے مگس رانی کرنے لگے خواجہ عمرو روبروے حمزۂ صاحبقران حاضر رہے اسوقت حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ پردے بارہ دری کے اٹھاؤ خواجہ نے پردے باندھ دیے حمزۂ صاحبقران
بارہ دری سے سیر باغ کرنے لگے ناگاہ سامنے سے ایک پیرمرد سر پر دستار رکھے ہوئے چکن پہنے ہوئے کمر
مین پٹکا باندھے ہوئے ایک بیلچہ طلائی جسکا دستہ بھی نہایت نفیس تھا ہاتھ مین لیے ہوئے ظاہر ہوا اسنے اول
دو گھوڑے باغ مین ایک درخت سے بندھے ہوئے دیکھے پھر جانب بارہ دری جو آیا دیکھا اسنے ایک
لڑکا نہایت خوبصورت آٹھ نو برس کا غنچہ دہن سیمتن رنگ ہاشمی چہرۂ پرنور سے ہویدا خال سبز بھی ظاہر کرسی
جواہر نگار پر بارہ دری مین بیٹھا ہی سیر باغ کی کر رہا ہی یہ دیکھتے ہی اس مرد پیر کے ہوش و حواس بجا نرہے
ایسی اسکے دل مین محبت پیدا ہوئی کہ ایک جان کیا ہزار جان سے حمزۂ صاحبقران پر شیفتہ ہوا اور قریب
آکر پوچھنے لگا کہ او نونہال گلشن کامرانی و ای گل حدیقۂ حسن لاثانی حضور پرنور کہانسے تشریف لائے ہین
و والتیسر کو چھوڑے ہوئے کتنا زمانہ ہوا ہی اور کیونکر اس باغ مین تشریف لانے کا اتفاق ہوا حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا ای پیر خوش تدبیر آگاہ ہو کہ مین ایک مرد مسافر ہون بوجہ طی کرنے راہ دور و دراز کے تھک گیا تھا
یہان آکر بیٹھ گیا اگر تمھارا کچھ نقصان میرے یہان بیٹھنے سے ہو تو مین چلا جاؤن اب تم اپنی حقیقت سے مجکو
اطلاع دو اسی باغ مین رہتے ہو یا اور کہین اس پیرمرد نے عرض کیا کہ مین ایک ملازم شاہ یمن کا ہون اور
حفاظت اس باغ کی کرتا ہون اور یہ باغ پربہار شاہ یمن کا ہی تھوڑا زمانہ گذرا ہی کہ میرا فرزند نوجوان جسنے اچھی طرح
بہار گلشن شباب کی سیر نہ کی تھی بحکم باغبان گلشن جہان مانند بوے گل گلستان دہر سے سوے عدم گیا اسکے
صدمۂ جدائی نے میرے دلکو مثل لالہ کے داغدار کیا ہی مین نے جو اسوقت حضور کو یہان بیٹھے ہوئے دیکھا مجکو اپنا فرزند یاد آگیا
اب حضور مجھسے کوئی خدمت لین جو فرمائین مین ابھی بجالاؤن حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای پیرمرد خوش انجام اگر تمھاری
بھی خوشی ہی کہ مین کوئی خدمت تمسے لون تو اسوقت میرے واسطے اور میرے ہمراہی کے واسطے قسم طعام سے جو ممکن ہو
لاؤ پیرمرد نے عرض کیا کہ ہر قسم کا کھانا یہان موجود ہی حضور کے واسطے لاتا ہون امیر با توقیر نے پھر یہ خیال کیا
کہ یقین ہی کہ یہ ملازم شاہ یمن کا کافر ہوگا اسکا پکایا ہوا طعام تو مناسب نہین ہی کہ مین کھاؤن پس ایسی چیز سے
فرمائش کرون جو خشک ہو اور کھانا اس شی کا کافر سے لیکر شرع مین درست ہو یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران نے اس
مرد پیر خوش تقریر سے کہا اسوقت ہمارا دل یہ چاہتا ہی کہ خرمے تازے درخت کے ٹوٹے ہوئے ہم کھائین اگر تمھارے
امکان مین ہون تو لاؤ اور سوا اسکے اور کوئی غذا ہم نہ کھائینگے اس پیرمرد نے عرض کیا ای خداوند نعمت
درخت اسکے بلند ہین خرمے تو کسی طرح دستیاب نہین ہوسکتے اگر فرمائین تو مین سیب حاضر کرون جسوقت اس پیر

خوش تدبیر نے خرمے حاضر کرنے سے عذر کیا خواجہ عمرو نے کہا ای پیرمرد اگر تمھاری اجازت ہو تو مین درخت پر چڑھ جاؤن
اور خرمے توڑکر لے آؤن وہ بڈھا خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے حیران ہوا اور کہنے لگا کہ مین بھی دیکھون آپ کیونکر اپنے سیدھے
درخت پر چڑھ جاتے ہین اور خرمے توڑکر گراتے ہین بس بس خاموش رہیے اسقدر زیادہ گوئی نہ کیجیے اپنی جان عزیز
کو تلف نہ کیجیے ہرگز آپ سے خرمے کے درخت پر چڑھا نہ جائیگا اگر درخت پر چڑھیے گا تو ضرور گرکے مرجائیے گا
ہڈیان ریزہ ریزہ ہوجائینگی خواجہ عمرو نے کہا ای پیر خوش تقریر اگر تم اجازت درخت پر چڑھنے کی دیدو تو
پھر تماشا دیکھو کہ کیونکر مین درخت پر چڑھ جاتا ہون اور کتنے خرمے توڑتا ہون اس ملازم شاہ یمن نے کہا اگر آپ ایسے
درخت پر چڑھ جائے تو جائیے خرمے توڑ کے کھائیے اور لے آئیے خواجہ عمرو کو جب اس بڈھے نے اجازت
درخت پر چڑھنے کی دی فی الفور خواجہ عمرو اٹھے اور قریب درخت کے گئے اور بہت جلد درخت پر چڑھ گئے
اور سنبھل کر بیٹھے اور خرمے توڑ توڑ کر اور حمزہ صاحبقران کو دکھا دکھا کر کھانا شروع کیے حمزہ صاحبقران
نے فرمایا ای برادر ای خواجہ عمرو بے انصافی نہ کرو ہم بھی بھوکے ہین ہمکو بھی خرمے دو خواجہ عمرو نے کہا اچھا لیجیے
یہ کہکر دو چار خرمے کچے توڑ کے پھینک دیے اسوقت حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور فرمایا ای خواجہ عمرو اگر مین تمکو
اسوقت پا جاؤن تو خرمے نہ دینے کا مزا چکھاؤن خواجہ عمرو نے کہا اسوقت تو مین ایسی جگہ بیٹھا ہون کہ آپ یہان تک
آ نہین سکتے جب مین درخت سے اترونگا اسوقت آپ مجھسے سمجھ لیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ تم یہ سمجھے ہوے
ہو کہ مین درخت پر چڑھ نہین سکتا اگر مین ابھی درخت پر زور کرون تو جڑ سے اکھیڑ کے پھینک دون اور تمکو اچھی طرح سے درست
کرون خواجہ عمرو نے کہا یہ درخت گھنی ہوئی جڑ کا نہین ہے جو مثل ان درختون کے جڑ سے اکھیڑ ڈالیے گا جسوقت
حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے یہ گفتگو طعن آمیز سنی اسوقت حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا
اور بے اختیار کرسی سے اٹھکر قریب اس درخت کے آکر اور دونون ہاتھون سے اس درخت کو پکڑ کے ایسا
زور سے جھٹکا دیا کہ وہ درخت جڑ سے اکھڑ کے زمین پر گرنے لگا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر درخت سے
لپٹ گئے جب وہ درخت نیچا ہو کر زمین پر گرنے لگا خواجہ عمرو درخت پر سے جست کرکے زمین پر آ رہے
درخت خرمے کا خواجہ عمرو سے علیحدہ زمین پر گرا اسوقت خواجہ عمرو خرمے اس درخت کے پکے پکے توڑنے لگے کہ ای
حمزہ صاحبقران مین بھی یہی تو چاہتا تھا کہ آپ اس درخت کو اکھیڑین اسی واسطے مین خرمے نہین دیتا تھا
لیجیے اب مین آپکے واسطے پکے پکے خرمے لاتا ہون آپ کھائیے غصہ نہ فرمائیے حمزہ صاحبقران خواجہ کی
باتون پر ہنسنے لگے خواجہ عمرو نے بہت سے خرمے توڑے اور اسی بارہ دری سے دو تین تھالین لیکر اور انکو
آب نہر سے پاک کرکے خرمے انھین تھالون مین رکھے اور ایک ظرف مین پانی بھی نہر سے لیکر حمزہ صاحبقران کے
روبرو آئے اور وہ تھالین جنمین خرمے تھے اور وہ ظرف آب سامنے امیر با توقیر کے رکھکر کہنے لگے ای امیر با توقیر بسم اللہ
خرمے کھائیے حمزہ صاحبقران بارہ دری مین کرسی پر بیٹھکر خرمے کھانے لگے اور مقبل وفادار اور خواجہ
عمرو کو دیے یہ دونون بھی خرمے کھانے لگے جب اس پیرمرد نے دیکھا کہ اس لڑکے نے درخت کو جڑ سے اکھیڑ ڈالا اور اب
بیٹھا ہوا خرمے کھا رہا ہے یہ زور و قوت دیکھکر نہایت متحیر اور متردد ہوا آخر حمزہ صاحبقران سے کہنے لگا
حضور نے اچھا نہ کیا خرمے کے درخت کو بیکار اکھیڑ ڈالا اس درخت کو شاہ یمن نہایت دوست رکھتا تھا کیونکہ مثل
اس درخت کے ملک یمن مین اور درخت نہ تھا اور اس درخت کا خرما نہایت شیرین اور تحفہ ہوتا تھا اب مجھکو یہ تشویش ہے کہ اگر
درخت کے اکھیڑنے کا حال شاہ یمن سنے گا تو مجھکو اور آپکو سزاے سخت دیگا عجب نہین کہ حکم قتل کا دے حمزہ

صاحبقران نے جب یہ تقریر مرد پیر سے سنی نہایت ہی برہم ہوے اور فرمانے لگے شاہ یمن کی کیا مجال اور کیا طاقت کہ مجکو قتل کر سکے یہ فرماکر اسی غصہ مین کئی درخت شکر اور اکھیڑ ڈالے اور بارہ دری مین آکر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار سے فرمایا کہ ہر ایک چیز کو بارہ دری کی برباد کرو خواجہ عمرو اور مقبل وفادار صراحی و شیشہ و جام وغیرہ توڑنے لگے اور جملہ اسباب و سامان عیش و راحت کو جو وہان موجود تھا مال کافر جانکر برباد کرنے لگے پیر مرد بیتاب و بیقرار ہو کر عرض کرنے لگا خداوند نعمت آپ اسباب عیش و عشرت شاہ یمن کو برباد نہ کیجیے شیشہ و ساغر نہ توڑیے باغ سے چلے جائیے ابھی مرد پیر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو شیشہ و صراحی وغیرہ کے توڑنے کو منع کرتا تھا ناگاہ چند مالی آئے اور درخت گرے ہوے دیکھکر مرد پیر سے پوچھنے لگے کہ یہ درخت کیونکر گر پڑے مرد پیر نے تمام کیفیت بیان کی مالیون نے کہا کہ ہم ابھی جاتے ہین اور شاہ کو اطلاع دیتے ہین ہر چند مرد پیر نے منع کیا مگر مالیون نے ایک نہ مانا اور باغ سے نکلکر جانب دولتسراے شاہ یمن روانہ ہوے مالی تو براے اطلاع خدمت شاہ یمن مین روانہ ہوے ہین یہان بارہ دری مین حمزۂ صاحبقران کرسی پر بیٹھے ہین خواجہ عمرو اور مقبل وفادار شیشہ و جام و صراحی و ساغر وغیرہ توڑ رہے ہین مرد پیر منع کر رہا ہی لیکن اب حال ان سپاہیون کا لکھا جاتا ہی جو کوتوالی سے بھاگ کر در دولت سلطانی کی جانب با نالہ و فغان گئے تھے جب وہ سپاہی باحال پریشان گریہ کنان در دولت سلطانی پر پہونچے بعد دریافت کرنے کے ان سپاہیون کو یہ معلوم ہوا کہ شاہ یمن حوالی یمن مین واسطے شکار کے تشریف لے گئے ہین جب سپاہیونکو یہ دریافت ہوا کہ شاہ یمن یہان نہین ہین اسیوقت بلا توقف وہ سپاہی بھی بعجلت تمام واسطے اطلاع دینے واقعۂ مذکور کے شکارگاہ مین بصد نالہ و بکا آئے شاہ یمن نے ان سپاہیون کو گریان دیکھکر سبب نالہ و بکا کا دریافت کیا سپاہیون نے اول جھکے بصد ادب سلام کیا بعد کامل حال ابتدا سے انتہا تک عرض کیا شاہ یمن نے برہم ہو کر فرمایا تم کیسے سپاہی تھے کہ دو لڑکون کے خوف سے بھاگے اور انکو قتل یا گرفتار نہ کر سکے اور اس مجرم کو اپنی حفاظت و حراست مین نہ رکھ سکے سپاہیون نے بصد دست بستہ عرض کیا حضور وہ لڑکے بڑے غضب کے تھے نہایت جرار اور بہادر تھے ہر چند کہ حضور کے لشکر مین بڑے بڑے نامی دلاور اور بہادر ہین لیکن خداوند ہمارے نزدیک مثل ان لڑکون کے کوئی شجاع اور دلیر نہین ہی جسوقت وہ لڑکے کوتوالی مین آئے تھے اور بعد گفتگوے سخت انھون نے لڑنا شروع کیا تھا خداوند نعمت ہم کیا عرض کرین انکی تلوارین جن جن سپاہیون کے سرون پر پڑتی تھین وہ سپاہی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑتے تھے کوئی سپاہی انکے قریب جا نہ سکتا تھا ہر ایک لڑکے کی تلوار مثل برق کے چمکتی تھی اور جس سپاہی کے سر پر چمک کے آتی تھی خرمن حیات کو اسکے ایک دم مین خاک مین ملاتی تھی یہانتک کہ قیماس خان یمنی کوتوال صاحب ہمارے افسر جو بڑے بہادر تھے وہ بھی ایک لڑکے کے ہاتھ سے ایسے زخمی ہوے کہ زمین پر گر پڑے اب نہین معلوم کہ زندہ ہین یا مر گئے پس حضور ہم ایسے دلاور لڑکون کو کیونکر قتل کرتے اور کس طرح گرفتار کرتے شاہ یمن نے پوچھا یہ بھی تمکو معلوم ہی کہ وہ لڑکے کہان رہتے ہین اور بعد لڑنے کے کہان گئے سپاہیون نے عرض کیا حضور ہمین نہین معلوم کہ وہ لڑکے بعد جنگ و جدل کے کس جانب گئے کیونکہ ہم سب حضور کو اس واقعہ کی اطلاع دینے قبل انکے جانے کے کوتوالی سے چلے تھے لیکن یہ بخوبی جانتے ہین

کہ وہ لڑکا مجرم اور وہ دونون لڑکے یمن کے رہنے والے نہین ہین شاہ یمن نے تمام وکمال تقریر سپاہیون
کی سنکے انھین سپاہیونکو حکم دیا کہ کوتوالی مین جلد جاؤ جو سپاہی زخمی ہون انکو شفا خانہ مین داخل کرواور
جو سپاہی قتل ہوے ہون انکو اُٹھواؤ سپاہی بموجب حکم کوتوالی مین آئے اور حکم شاہ یمن بجالائے بعد
جانے سپاہیونکے شاہ یمن نے بھی شکارگاہ سے مراجعت کی جب شاہ یمن شکارگاہ سے آکر تخت حکومت
پر بیٹھا جملہ وزرا اور امرا حاضر دربار ہوے شاہ یمن نے وزرا سے پوچھا بالفعل جو واقعہ ہوا ہی اس مقدمہ
مین اب کیا کرنا چاہیے کیونکہ ان لڑکونکا پتا لگانا چاہیے وزرا نے عرض کیا حضور ہر جانب سوار و ہرکارے روانہ
فرمائین یقین ہی کہ وہ لڑکے گرفتار ہونگے کیونکہ بوجہ کمسنی کے ابھی دور نہ گئے ہونگے شاہ یمن نے وزرا کی راے
پسند کرکے اسی وقت ہزارہا ہرکارون اور سوارون کو طلب کیا اور فرمایا جو ہرکارہ یا سوار ان لڑکون کا
پتا لگائیگا یا انکو گرفتار کرکے لائیگا سرکار سے انعام پائیگا غرض ہرکارے اور سوار بموجب حکم
شاہ یمن اور بہ طمع زر کثیر چہار جانب روانہ ہوے اور دور دور جا جا کر لڑکون کی جستجو کرنے لگے
کوئی سوار درہ ہاے کوہ مین ڈھونڈھنے کو گیا اور کوئی ہرکارہ صحرا مین تلاش کرنے لگا ازانجملہ ایک ہرکارہ
جانب باغ شاہ یمن جو واسطے لڑکون کی جستجو کے گیا اسنے مرکبون کے سمون کے نشان پائے ہرکارہ
باوجود اسکے یہ آگاہی رکھتا تھا کہ وہ لڑکے گھوڑون پر سوار ہین اور اسی طرف گئے ہین لیکن وہ ہرکارہ
گھوڑون کے سمون کے نشان دیکھتا ہوا اور اپنے دل مین یہ خیال کرتا ہوا کہ اس جانب کو گھوڑے
پر سوار کون اشخاص گئے ہین دیکھنا چاہیے تا در باغ آیا اور در باغ کو کھلا پایا ہرکارے نے جو در باغ
کی جانب غور سے دیکھا تو باغ مین دو گھوڑے ایک درخت سے بندھے ہوے نظر آئے ہرکارہ گھوڑونکو
دیکھکر دل مین خیال کرنے لگا کہ یہ باغ تو خاص شاہ یمن کی سیر کا ہی اور شاہ یمن دربار مین تخت پر بیٹھا
ہوا ہی آج اس مین کون آیا ہی ذرا باغ مین جاکے دیکھنا چاہیے غرض وہ ہرکارہ یہ خیال کرکے باغ مین آیا
پہلے کئی درختون کو دیکھا کہ جڑ سے اکھڑے ہوے زمین پر پڑے ہین دل مین اپنے ان درختون کو دیکھکر
غور اور خیال کرنے لگا کہ آج تو آندھی بھی نہین آئی ہوا سے تند بھی نہین چلی یہ درخت کیونکر جڑ سے اکھڑ
گئے ہین ہرکارہ یہ خیال کرتا ہوا آگے بڑھا جب بارہ دری کے قریب پہونچا دیکھا اسنے ایک لڑکا نہایت
خوبصورت کرسی جواہر نگار پر بارہ دری مین بیٹھا ہی اور دو لڑکے بارہ دری مین شیشہ و صراحی وغیرہ
توڑ رہے ہین مرد پیر انکو ہرچند منع کرتا ہی مگر وہ لڑکے اپنی شرارت سے باز نہین آتے ہین مرد پیر کا کہنا نہین
مانتے ہین برابر ہر ایک کپڑے کو پھاڑ رہے ہین اور کبھی جھاڑ اور کنول وغیرہ توڑ رہے ہین ہرکارے نے مرد پیر کو
علیحدہ لیجاکر پوچھا یہ لڑکے کون ہین کہان سے آئے ہین شاہ یمن کے کیا عزیز قریب ہین جو اس باغ
کی سیر کو آتے ہین مرد پیر نے ہرکارے سے کہا مجکو نہین معلوم یہ لڑکے کون ہین کہان سے آئے
ہین انھون نے تو اس باغ مین آکر کئی درخت جڑ سے اکھاڑ ڈالے ہین اب بارہ دری کے جھاڑ اور
کنول وغیرہ توڑ رہے ہین مین ہرچند منع کرتا ہون لیکن یہ لڑکے کسی طرح نہین مانتے زیادہ اسنے حجت اور تکرار
بھی نہین کرسکتا ڈرتا ہون کہین مجکو ہلاک نہ کرین کیونکہ یہ لڑکے بڑے صاحب زور و قوت ہین ہرکارہ سمجھ گیا
وہی لڑکے ہین جنھون نے کوتوالی مین سپاہیون کو قتل کیا ہی اور کوتوال قیماس خان یمنی کو زخمی کیا ہی پھر
وہ ہرکارہ اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگا کہ مین ان لڑکون کو گرفتار نہ کرسکونگا بہتر یہی ہی کہ یہان سے

جلد جاکر شاہ یمن کو ان لڑکون کے ملنے کی خبر کرون اور زر کثیر انعام مین لون ہرکارہ یہ خیال کرکے بخوشی و خرمی باغ سے چلا خواجہ عمرو نے اُس ہرکارے کو مرد پیر سے باتین کرتے دیکھ لیا تھا اور اب جو اُس ہرکارے کو جاتے دیکھا فوراً حمزۂ صاحبقران سے ہرکارے کے آنے اور جانے کا حال بیان کیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ کچھ تردد اور فکر نکرو اگر شاہ یمن ہمارے یہان آنے کی کیفیت سے واقف بھی ہوگا تو کیا ہوگا ہم اُس سے اور اُسکی فوج سے کسیطرح نہین ڈرتے حمزۂ صاحبقران سے خواجہ عمرو نے کہا میرے نزدیک تو مناسب یہ ہی کہ اس ہرکارے کو باغ سے نہ جانے دیجیے آپ مجکو اجازت دیجیے مین اس ہرکارے کو جاکر ہلاک کرون یہ ہرکارہ جاکر خبر کریگا شاہ یمن فوج ہماری گرفتاری کو روانہ کریگا لڑائی ہوگی نہین معلوم انجام لڑائی کا کیا ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ کچھ اندیشہ نکرو اگر شاہ یمن فوج روانہ کریگا تو دیکھ لیا جائیگا خواجہ عمرو چپکے ہو رہے اور وہ ہرکارہ دربار کا راستہ حاصل کرکے باغ سے نکلکر بصد عجلت جانب دارالدولت شاہ یمن روانہ ہوا اور بعد قطع راہ اُسوقت روبروے شاہ یمن پہونچا کہ چند والی سامنے شاہ یمن کے کھڑے ہوے حمزۂ صاحبقران وغیرہ کی کیفیت بیان کر رہے تھے اور شاہ یمن تخت حکومت پر بیٹھا ہوا سن رہا تھا بعد بیان کرنے اور اطلاع دینے مالیون کے اُس ہرکارے نے بھی پایۂ تخت شاہ یمن کو بصد ادب بوسہ دیا اور دعاو ثناے بادشاہی بجالاکے حمزۂ صاحبقران وغیرہ کا باغ مین درختون کا گرا دینا اور دولڑکونکا جھاڑ وغیرہ توڑنا جو کچھ دیکھا تھا اور مرد پیر سے سنا تھا بیان کیا جب شاہ یمن کو یقین کامل ہوگیا کہ وہ لڑکے میرے باغ مین ہین اُسوقت بقہر و غضب یہ حکم کیا کہ جلد بارہ ہزار سواران جرار مسلح ہون حسب بموجب حکم شاہ یمن بارہ ہزار سوار مسلح ہوچکے اُسوقت شاہ یمن بھی تخت سے اُٹھکر ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہوا اور چند افسران فوج کو مع سواران مذکور اپنے ہمراہ لیکر اپنے باغ کی طرف واسطے قتل کرنے حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے روانہ ہوا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ ابھی تک شاہ یمن حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے نام و نسب سے بالکل آگاہ نہین ہی غرض جب شاہ یمن قریب اپنے باغ کے پہونچا یہان حمزۂ صاحبقران اُسی طرح سے بیٹھے تھے اور مقبل وفادار اکثر جھاڑ کنول اور شیشہ و ساغر وغیرہ توڑ رہے تھے اور خواجہ عمرو اپنے دلمین یہ خیال کر رہے تھے کہ کیونکر یہ سب مال و اسباب یہان سے اپنے گھر لیجاؤن اور اپنے قبضہ مین کرون کیونکہ ابھی تک خواجہ عمرو کے پاس زنبیل نہین ہی ناگاہ حمزۂ صاحبقران کے کان مین آواز سم سمندان آئی حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا ذرا خبر تو لاؤ یہ غبار کیسا بلند ہوا اور گھوڑون کے سمون کی آواز کس طرف سے آتی ہی خواجہ عمرو بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے باغ سے نکلکر جلد تر روان ہوے بعد تھوڑی دور جانے کے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک فوج اسطرف چلی آتی ہی ڈنکے پر چوب پڑ رہی ہی نشان فوج کے بلند ہین ہر ایک سوار مسلح ہی جب وہ سوار عمرو کے قریب آئے خواجہ عمرو نے ایک سوار سے مخاطب ہوکر زبان یمنی مین پوچھا یہ لشکر کہان جاتا ہی خواجہ عمرو کو حضرت جبرئیل دانۂ انگور کھلا چکے تھے ہر زبان کے سمجھنے اور بولنے کی قوت آچکی تھی غرض اُس سوار نے کہا یہ لشکر شاہ یمن کا ہی اور سامنے جو باغ ہی اسی باغ مین دو تین لڑکے ہین اُنھون نے کوتوالی مین سپاہیون کو قتل کیا ہی اور اب سنا ہی کہ باغ مین آکر کئی درخت جڑ سے اُکھاڑ ڈالے ہین سواے درختون کے بارہ دری مین اکثر اشیاء توڑ ڈالی ہین لہذا شاہ یمن خود اس لشکر کو لیے ہوئے اس ارادے سے جاتا ہی کہ اُن لڑکون کو تہ تیغ کرے خواجہ عمرو نے اُس سوار سے کہا شاہ یمن کی کیا مجال جو اُن لڑکون کو قتل یا گرفتار کرسکے اُس سوار نے پوچھا تو کون ہی جو شاہ یمن کو اسطرح کہتا ہی

[illegible]

کہ سر اسکا جدا ہوکر زمین پر گر پڑا لشکریون نے اس سوار کو قتل کرتے ہوئے دیکھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو
گھیر لیا اور چاہا کہ گرفتار کرلین یا قتل کرین عمرو نے وہ ہی حقہ جو حضرت جبرئیل نے کوہ ابو قبیس پر دیا تھا نکالا اور
داغ کر چو مردمان لشکر پر مارا دھوان کے تنون مین آگ لگ گئی بہت سے جل گئے خواجہ عمرو نے لوٹ مارکر خنجر آبدار
سے بہت سے سوارون کے آڑا دیئے وہ سوار جنکے پیر کٹ گئے تھے وہ زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے بعد
اسکے خواجہ عمرو جست کرکے ایک سوار کے شانہ پر جا بیٹھے اسنے گھبرا کر دیکھا کہ یہ کیا آفت ناگہانی آئی اسنے قصد کیا
تھا کہ عمرو کے پیر پکڑے فوراً خواجہ عمرو نے اسکو خنجر مارا وہ سوار زخمی ہوکر گرا چاہتا تھا کہ خواجہ عمرو اور ایک
سوار کے دوش پر جست کرکے پہونچا اور اسکو خنجر مارا وہ بھی ہلاک ہوا غرض اسی طرح خواجہ عمرو نے صدہا
سوار ہلاک کیے فوج مین تہلکہ پڑگیا شاہ یمن یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوا اور مردمان فوج کو حکم دیا کہ اس لڑکے
کو گرفتار کرو خبردار یہ لڑکا بھاگ کر جانے نہ پائے جسوقت کل فوج نے خواجہ عمرو کو گھیر لیا اور خواجہ عمرو
نے دیکھا کہ لشکر عنقریب در باغ پہونچ گیا ہی اسوقت خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا حمزۂ صاحبقران نے
جو آواز سفید مہرہ کی سنی سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو گھر گئے ہین اور لڑ رہے ہین بس اسی وقت حمزۂ صاحبقران اور
مقبل وفادار گھوڑون پر سوار ہوکر در باغ سے نکلے دیکھا کہ خواجہ عمرو فوج مین گھرے ہوئے ہین باجے جنگی بج رہے
ہین تلوارین چمک رہی ہین خواجہ دمبدم حقہ داغ کر مار رہے ہین بعضے سوار بسبب جلنے کے نالہ و فریاد کر رہے
ہین افسران فوج سوارون سے کہہ رہے ہین کہ اس لڑکے کو گھیر لو نکلنے جانے نہ دو غرض حمزۂ صاحبقران خواجہ
عمرو کو فوج مین گھرا ہوا دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوگئے اور بلا توقف شمشیر آبدار کھینچکر مع مقبل وفادار
کے متصل فوج آکر ایسا نعرہ کیا کہ بہادران فوج کے دل دہل گئے بعد نعرہ کرنے کے حمزۂ صاحبقران فوج
پر حملہ ور ہوئے اور تیغ آبدار سے سوارون کو قتل کرنا شروع کیا مقبل وفادار بھی تلوار کھینچکر سوارون کو قتل کرنے لگے
جس سوار کو حمزۂ صاحبقران نے تلوار لگائی اسکو اسی دم راہ عدم نظر آئی تھوڑی دیر مین حمزۂ صاحبقران اور
مقبل وفادار نے میدان کارزار مین لاشون کے انبار لگا دیے اور خواجہ عمرو نے بھی حقہ سے صدہا مردمان فوج
کو جلاکر اور خنجر آبدار سے پیر انکے قلم کرکے ہلاک کیا اور دریائے خون کفار میدان کارزار مین جاری ہوا کیونکہ ایک
سمت حمزۂ صاحبقران سوارون کو قتل کرتے تھے اور ایک جانب مقبل وفادار کفار کو تہ تیغ کرتے تھے
اور ایک طرف خواجہ عمرو حقہ داغ کر لشکر کفار پر مارتے تھے جب وہ نابکار جلنے لگتے تھے اسوقت خواجہ لوٹ
لگاکر خنجر سے انکے پیر کاٹ لیتے تھے غرض لشکر شاہ یمن مین ایک قیامت برپا تھی بعضے سوار خواجہ عمرو کے
حقہ مارنے سے جلتے تھے اور اکثر سوار حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار کی تیغون سے قتل ہوتے تھے اکثر سوار
زخمی تھے لیکن میدان جنگ سے کسی طرح فرار نہوتے تھے جب حمزۂ صاحبقران کو بھوک زیادہ معلوم ہوئی لڑتے
ہوئے قریب خواجہ عمرو کے آئے اور فرمانے لگے ای برادر اسوقت ہم گرسنہ ہین وہ خرمے جو کھائے تھے تحلیل ہوگئے
اب اگر تمسے ہوسکے تو کہین سے کچھ کھانا لاؤ تاکہ مین کھانا کھا کر اس لشکر کو بھگا دون خواجہ عمرو نے کہا مین ابھی جاتا ہون
اور آپ کے واسطے کھانا لاتا ہون یہ کہکے خواجہ نے حقہ داغ کر مجمع کفار پر مارا کفار جو جلنے لگے تو کسی قدر متفرق ہوئے
ادھر حمزۂ صاحبقران نے حملہ کیا کفار کچھ پیچھے ہٹے کچھ قتل ہوئے خواجہ عمرو آگے بڑھے اور پھر حقہ داغ کر مارا اور خنجر
سے انکے پیر لوٹ لگاکر کاٹے مقبل وفادار نے بھی کفار پر حملہ کیا کفار بہت سے ہلاک ہوئے غرض اسی طرح خواجہ
لڑتے ہوئے بمشکل لشکر سے نکلے سواران لشکر کفار خواجہ عمرو کو جاتے دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اپنے دل مین خیال

کرنے لگے کہ خوب ہوا یہ لڑکا لشکر سے نکل گیا اس لڑکے پر ہمارا حربہ کارگر نہوتا تھا اور یہ سوارون کو جلا کر بیر کاٹتا تھا ایک فتنۂ عظیم تھا اب جو یہ جاتا ہی تو اسکا تعاقب نکرنا چاہیے لیکن ان دونون لڑکون کو گھیر کر قتل کرنا اسوقت بہتر اور مناسب ہی یہ خیال کر کے سواران لشکر کفار نے مقبل وفادار اور حمزۂ صاحبقران پر ایکبار حملہ کیا اور چہار جانب سے گھیر لیا حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار نے اسوقت اسدرجہ شمشیر زنی کی کہ صدہا سوارون کو تہ تیغ کیا اور ہزارون کو زخمی کیا لاش پر لاش گرادی کشتون کے انبار لگادیے لیکن سوار لشکر شاہ یمن باوجود قتل ہونے اور زخمی ہونے کے راہ فرار اختیار نہ کرتے تھے اور حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار کو گھیرے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار کو قتل کرین میدان جنگ مین تو سوار لشکر شاہ یمن مقبل اور حمزۂ صاحبقران کو گھیرے ہوئے ہین اور مقبل وفادار اور حمزۂ صاحبقران لڑ رہے ہین لیکن اب حال خواجہ عمرو کا تحریر کیا جاتا ہی کہ خواجہ عمرو لشکر سے نکلکر ایک گانون مین آئے وہان دیکھا کہ رہنے والے گانون کے بہت سے بھاگ گئے تھے کیونکہ انکو لٹ جانے اور ہلاک ہونے کا خوف تھا اور بعضے رہنے والے گانون کے گانون مین موجود تھے غرض خواجہ عمرو نے گانون مین پہونچکر ایک کسان کو پکڑا اور اس سے کہا اسوقت جلد تر کچھ میوہ اور اناج بھونا ہوا لاکر مجکو دے وہ کسان سمجھا کہ یہ بھی ایک سپاہی شاہ یمن کا ہی اگر اسکا کہنا نہ مانونگا تو یہ میرا گھر لوٹ لیگا اور شکایت میری شاہ یمن سے کریگا بس یہ خیال کر کے وہ کسان جلد تر میوہ اور اناج بھونا ہوا لایا خواجہ عمرو اس سے میوہ اور اناج بھونا ہوا لیکر گانون سے روانہ ہوئے یہان میدان جنگ مین حمزۂ صاحبقران نے ایک درخت کو قلم کر کے اسکو اپنی سپر بنایا ہی سواران کفار کی تلوارین اسی درخت پر روک رہے ہین اسی طرح مقبل وفادار نے بھی ایک چھوٹا سا درخت تلوار سے کاٹ کر اسکو اپنی سپر بنایا ہی اور ایک تیر انداز کو قتل کر کے ترکش وکمان لیکر تیراندازی کرنا شروع کی ہی اور جس سوار کے سینہ پر تیر لگاتے ہین وہ گویا ہدف تیر قضا ہوتا ہی ملک عدم جانے پر لیس ہوتا ہی بعضے سواران لشکر شاہ یمن مقبل وفادار کی تیراندازی سے خائف ہو کر گوشہ گیر ہوئے ہین حمزۂ صاحبقران نے شمشیر آبدار سے سیکڑون سوارونکو خاک وخون مین ملایا میدان مین تلوار چل رہی ہی سوار قتل ہو کر گر رہے ہین زخمی سوار زمین پر گر کے تڑپ رہے ہین صدائے نالہ وفریاد بلند کر رہے ہین غبار میدان جنگ مین بلند ہی گھوڑے کوتل ہر طرف دوڑ رہے ہین اپنے لشکر کے سوارون کو جو زخمی پڑے ہوئے ہین انھین کو پامال کر رہے ہین اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی میوہ وغیرہ لیے ہوئے قریب لشکر آئے اور حقہ داغ کر مارتے ہوئے اور متواتر جست کرتے ہوئے پاس حمزۂ صاحبقران کے آگئے اور وہ میوہ وغیرہ حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران نے ایک آڑ مین بیٹھکر جلد تر میوہ وغیرہ سیر ہو کر کھایا حواس درست ہوئے نقاہت دور ہوئی جب تک حمزۂ صاحبقران میوہ وغیرہ کھایا کیے خواجہ عمرو نے کسی سوار کو قریب حمزۂ صاحبقران کے آنے نہ دیا پیہم حقے داغ کر مارا کیے جب حمزۂ صاحبقران وغیرہ کھا چکے تیغ آبدار کھینچکر پھر لشکر پر حملہ ور ہوئے یہانتک کہ قریب شاہ یمن کے پہونچے اور جو افسر وسوار شاہ یمن کے قریب تھے انکو قتل کر کے پاس شاہ یمن کے آئے شاہ یمن نے تلوار لگائی حمزۂ صاحبقران نے تلوار روک کر شاہ یمن کو پشت زین سے پکڑ کے اٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے چرخ دیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکین یکایک شاہ یمن نے کہا مجکو امان دیجیے باج وخراج لیجیے حمزۂ صاحبقران نے شاہ یمن کو زمین پر بٹھا دیا اور فرمایا امان بشرط ایمان شاہ یمن نے کہا آپ مجکو تعلیم وتلقین کیجیے حمزۂ صاحبقران نے کلمۂ طیبہ پڑھایا شاہ یمن کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد اسکے جو سوار مقبل اور خواجہ عمرو سے لڑ رہے تھے انکو شاہ یمن نے لڑنے سے منع کیا اور فرمایا مین نے دین اسلام قبول کیا ہی لہذا تمکو بھی لازم ہی کہ دولت دین اسلام حاصل کرو سواران لشکر نے لڑائی موقوف کی اور موافق فرمانے اپنے شاہ کے سب نے دین اسلام قبول کیا اور ہر ایک کلمہ

پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر بہت خوش ہوے اور قریب شاہ یمن کے آکر کہنے لگے کہ
شاہ یمن خراج ملک یمن کا مجھے دیجیے گا یہ لڑائی مین نے فتح کی ہے اور اس ملک کو مین نے بزور شمشیر لیا ہے حمزہ تو میرے
ایک غلام ہین حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے ہنسنے لگے شاہ یمن نے حمزہ صاحبقران سے پوچھا آپکا نام نامی
کیا ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا غلام شاہ یمن نے کہا میری یہ مجال نہین ہے کہ آپ کو غلام تصور کرون حمزہ صاحبقران
نے کہا آپکو اس شخص کا کہنا باور ہوا یا نہین شاہ یمن نے کہا مجکو ہرگز باور نہین ہوا اسوقت امیر بانوقیر نے فرمایا نام
میرا حمزہ ابو العلاء مکی ہے مین پسر خواجہ عبد المطلب ہون اور پسر خواندہ نوشیروان مشہور خاص و عام ہون شاہ یمن
کہ اسکا نام منظر شاہ ہے جب اسنے یہ سنا اسکو حال بخوبی معلوم تھا اور بزرجمہر کے آنے سے واقف تھا خواجہ کی باتون پر
بہت ہنسا اور حمزہ صاحبقران سے پوچھنے لگا یہ کون صاحب ہین مجھے انکی بھی تعریف بیان کیجیے یہ تو آپ سے
بہت گستاخی کرتے ہین خواجہ عمرو نے کہا ہمسے سنیے آپ بکار دریافت کرتے ہین ہم رئیس اعظم خانہ کعبہ کے ہین ہمکو خاص و
عام خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ریش تراشندۂ کافران کہتے ہین منظر شاہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے نہایت ہنسا بعد
ہنسنے کے منظر شاہ نے حمزہ صاحبقران سے کہا اب امیدوار ہون کہ میرے قلعہ مین تشریف لیچلیے باعث میری سرفرازی
کا ہوگا حمزہ صاحبقران نے انکار کرنا مناسب نہ جانا مگر قلعہ مین چلنے کا اقرار کیا بروقت منظور کرنے حمزہ صاحبقران کے
منظر شاہ حمزہ صاحبقران کو بصد عزت و حرمت لیکر اسطرح چلا کہ افسران فوج اور امرا و وزرا وغیرہ جلو مین تھے
مقبل وفادار اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب حمزہ صاحبقران تھے بعد قطع راہ منظر شاہ حمزہ کو قلعہ مین
لیگیا اگر یہ ہیچمدان اس جگہ اوصاف قلعہ مفصل تحریر کرے تو نہایت طول ہوگا اور دل ناظرین تحصیل ملول
ہوگا لیکن مختصر یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم ہے کیونکہ سنگ سے بنایا ہوا ہے
جملہ اسباب و سامان جنگ مہیا اور موجود ہے وسعت قلعہ مین بہت ہے لاکھو سوار اور پیدل بخوبی رہ سکتے ہین ناظرین کتب مین پوشیدہ نہ
ہو کہ اس قلعہ مین ایک لاکھ سوار جرار رہتے تھے اب چونکہ نعمان بن منظر شاہ دربار نوشیروان مین جہان بارہ سو بادشاہ
کرسی نشین بیٹھتے ہین وہین حاضر ہے اسوجہ سے فوج بھی ہمراہ نعمان ہے فقط نگہبانی قلعہ کی بارہ ہزار سوار سے منظر شاہ کرتا ہے اور
جب کوئی غنیم قلعہ اور ملک پر چڑھائی کرتا ہے اسوقت منظر شاہ اپنے پسر نعمان کو اطلاع دیتا ہے نعمان آکر فوج غنیم کو دفع کرتا
ہے اور یہ ملک آباد کیا ہوا سلطان بہرام گور کا ہے چونکہ منظر شاہ سلطان بہرام گور کا نائب تھا بعد انتقال کرنے سلطان بہرام گور
کے منظر شاہ خود تخت پر بیٹھ گیا ہے اور اس ملک کو اپنے قبضہ مین کر لیا ہے اور صاحب ہفت قلزم لکھتے ہین کہ حیات سلطان
بہرام گور مین منظر شاہ نے ایک قصر بنوایا تھا اور اسکا نام خورنق رکھا تھا اور چونکہ منظر کے معنی جھروکے کے ہین اسلیے
بہرام گور نے بسبب بنانے قصر کے اسکو منظر شاہ خطاب دیا تھا جبسے یہ بادشاہ ہوا ہے منظر شاہ یمنی مشہور ہوا ہے الحاصل
حمزہ صاحبقران جب قلعہ اور شہر کی سیر کر چکے اسوقت منظر شاہ یمنی حمزہ صاحبقران کو ہمراہ لیے ہوے ایوان شاہی
مین آیا حمزہ صاحبقران نے دیکھا ہزار ہا دنگل اور کرسیان جواہر نگار بچھی ہین ایوان شاہی نہایت آراستہ ہے تخت شاہی
بچھا ہے جملہ وزرا اور امرا بھی حاضر ہین منظر شاہ نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا اے امیر بانوقیر تخت پر آپ رونق افروز
ہون امیر بانوقیر نے فرمایا یہ تخت و تاج تمھارا تمھین کو مبارک ہو ہمکو سلطنت کرنیکی خواہش نہین منظر شاہ یہ سیر چشمی حمزہ
صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ سلطنت کرنیکی انکو ہوس نہین ہے اللہ اکبر یہ عجیب عالی مرتبہ اور بلند ہمت
ہین غرض حمزہ صاحبقران ایک جواہر نگار دنگل پر بیٹھے اور منظر شاہ کو تخت پر بٹھایا منظر شاہ نہایت خوش ہوا امیر خواجہ عمرو
کرسی جواہر نگار پر بیٹھے اور مقبل وفادار سر حمزہ صاحبقران پر رومال ہلانے لگے اسوقت باشارہ منظر شاہ جملہ وزرا و امرا نے

حمزۂ صاحبقران کو نذرین دین حمزۂ صاحبقران نے اکثر نذرین معاف کین اور بعض بعض نذرین منظور فرمائین اور اکثر وزرا اور امرا کو خلعت دلوائے اور بعضون کو انعام کثیر دلوایا بعد اسکے بحکم منظر شاہ ساقیان سیمین ساق یگانۂ آفاق شیشہ و ساغر لیکر حاضر ہوے حمزۂ صاحبقران نے فقط جام ماء اللحم نوشش فرمایا پھر امیر بانوقیر نے حکم دیا کہ بتکدے جو اس ملک مین ہین منہدم کردیے جائین اور مسجدین بنائی جائین اور موذن مسجدون مین اذان دین اور خاص و عام مسجدون مین جاکر نمازین پڑھین اور سواے اسکے اور بھی احکام خدا اور رسول تعلیم کیے بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے اسیوقت جملہ دیر و بتکدے منہدم ہوگئے اور اسیوقت سے بناے مسجد ڈالدی گئی پھر بموجب حکم منظر شاہ ارباب نشاط دربار مین حاضر ہوے جنکا مثل و نظیر نہ تھا حسن مین یوسف جمال تھے اور نہایت خوش آواز تھے القصہ ارباب نشاط مین سے ایک نازنین مہ جبین خورشید جمال زہرہ خصال روبروے ارباب بزم اسطرح رقص کرنے لگی کہ دلہاے صاحبان بزم مانند سبزہ پامال ہوگئے بعد رقص کرنے کے اُس خوب رو خوش گلو نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

سیکشی ہی میری ہستی کی دلیل
آپ اپنی عمر کا افسانہ ہون
مرکے بھی چھوٹے نہ ساقی کے قدم
شمع محفل ہون کہ شمع خانہ ہون
خاک مین گردون ملائے کسطرح
خود مین سوز دل سے آتش خانہ ہون
کچھ نہونے پر بھی اے تسلیم مین

حسن دل افروز کا دیوانہ ہون
اک ادا سے غمزۂ مستانہ ہون
بوسے کیونکر لون دہان یار کے
آج تک خاک در میخانہ ہون
بیچکے مجھکے چاہیے ماتم مرا
خرمن مہتاب کا اک دانہ ہون
مجھسے کیا روشن ہو بزم شمع رو
اسقدر کونین مین افسانہ ہون

شمع رو کوئی ہو مین پروانہ ہون
جب تلک مین ہون مری شہرت بھی ہے
سوج زن ہون یا لب پیمانہ ہون
ہر جگہ قسمت جلاتی ہے مجھے
کشتۂ خاموشی جانانہ ہون
کیا جلائیگا جہنم روز حشر
جلوۂ سوز پر پروانہ ہون
جسوقت نازنین مذکور نے روبروے

صاحبان محفل غزل مسطور گاکر تمام کی جملہ ارباب بزم خوش ہوے منظر شاہ نے اُس مہ جبین کو زر کثیر انعام مین دلوایا بعد جانے نازنین مذکور کے اور ایک نازنین غنچہ دہن سیمین تن خوش گلوئی مین شہرۂ آفاق ناچنے اور گانے مین نہایت مشاق مع سازندون کے سامنے حمزۂ صاحبقران اور منظر شاہ وغیرہ کے حاضر ہوئی اور بناز و ادا رقص کرنے لگی بعد رقص کرنے کے اُس نازنین نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

تماشا جلوہ زیبی دیکھلے خون شہیدان کا
کہ میرے حق مین ہر ہوتا ہے قطرہ آب حیوان کا
وہ کافر کفر و دین کی بحث کو مسجد مین جاتا ہے
گریبان گل نے پھاڑا سوگ مین غنچون نے منہ ڈھانکا
مین پا در آتش قدم ہون گرمی رفتار سے میری
بگولا پھر رہا ہے آج تک خاک غریبان کا
کیا ہے تیر باران اسقدر بے رحم قاتل نے
پشیمان مین نہ اسکا نہ شرمندہ گریبان کا
ابھی تک گھر مین بیٹھا غیر سے باتین بناتا ہے
خدایا آبرو رکھنا تصدق شاہ مردان کا

گریبان پیرہن مین ہے ہلال عید قربان کا
دلاتا ہے ہمین کیون یاد واعظ صبح فردا کی
الٰہی خاتمہ بالخیر ہو زاہد کے ایمان کا
جنون مین سر ہمارا تک جھکگیا ہے ناتوانی سے
بنایا جادۂ صحرا کو رشتہ شمع سوزان کا
فلک نے شکل بدلی دفعتہ جور روز رحلت کی
کہ پہلو مین دل نازک ہے شیشہ آب پیکان کا
ادھر سے قافلے لاکھون گنہگار و نکے جاتے ہین
جنازہ واٹھ گیا غافل ترے ناکام ہجران کا

اجل محروم پھر جائے کوئی بوسہ دو دندان کا
غم محشر کوئی صدمہ نہین ہے شام ہجران کا
صبا اڑتی ہوئی لائی خبر جب مرگ بلبل کی
کہ مجکو حلقۂ زنجیر حلقہ ہے گریبان کا
تلاش یار کی سرگشتگی مر کر بھی باقی ہے
عجب سے دیکھتا ہون منہ شب تکلیف ہجران کا
بسر کرتا ہون عریانی مین مثل اشک محرومی
الٰہی عالم رحمت مین کیا ہے قحط عصیان کا
مقابل آج ہے تسلیم خستہ اہل معنی سے

جب یہ غزل نازنین مذکور نے روبروے منظر شاہ حق آگاہ بعد ناز و ادا

اس نازنین کے منظر شاہ نے اس نازنین کو بھی زر کثیر انعام مین دلوا دیا بعد جانے کے منظر شاہ یمنی نے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا امیدوار ہون کہ نان خشک بھی اسوقت تناول فرماکر مجکو مسرور و شاد کیجیے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا مجکو تمھاری خوشی بدل و جان منظور ہے اور طعام دعوت کھانے سے مجکو کسی طرح کا انکار نہین ہے منظر شاہ نے یہ سنکے حکم کیا کہ جلد تر دسترخوان بچھایا جائے بمجرد حکم کرنے منظر شاہ یمنی کے بکاول نے حاضر ہوکر دسترخوان بچھایا اور انواع و اقسام کے طعام نفیس و خوش ذائقہ ظروف نقرئی و چینی مین بعنوان شائستہ دسترخوان پر رکھے منظر شاہ یمنی نے اپنا باعث فخر جانکر خود حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ دھلائے حمزۂ صاحبقران نے مع مقبل وفادار و خواجہ عمرو کے ہاتھ دھوکر ہمراہ منظر شاہ یمنی کے کھانا کھایا بعد کھانا کھانیکے منظر شاہ یمنی نے حکم کیا کہ نازنینان خورشید جمال و ماہرویان زہرہ خصال حاضر ہوکر رقص کرین چنانچہ بموجب حکم منظر شاہ یمنی پھر نازنینان خوبرو اور خوش گلو روبرو آکے جملہ ارباب بزم حاضر ہوکر ناچنے گانے لگین یہان امیر بانوقیر مصروف عیش و راحت ہین لیکن خانۂ کعبہ مین خواجہ عبد المطلب فراق مین حمزۂ صاحبقران اپنے نور نظر پارۂ جگر کے نہایت بیتاب و بیقرار ہین شب و روز رویا کرتے ہین اور ہر جانب اپنے یوسف گمگشتہ کی جستجو کرتے ہین قبل اسکے جو خواجہ عبد المطلب نے خبر ہلاک کرنے پہلوان طاہر عادی اور مطاہر عادی کی سنی تھی اپنے دل مین نہایت خوش ہوے تھے لیکن یہ بھی خیال کیا تھا کہ جب نوشیروان حال ہلاکت پہلوانان طاہر عادی و مطاہر عادی کا سنیگا از حد برہم ہوگا اور ضرور میرے فرزند کو صدمہ پہونچائیگا اب جو حمزۂ صاحبقران چند روز سے غائب ہوے خواجہ عبد المطلب کو بڑی تشویش ہے آخر تاب جدائی فرزند نہ لاکر قلعہ مین تشریف لائے اور جاسوسون کو واسطے خبر لانے اپنے فرزند کے چار جانب روانہ کیا آخر ایک جاسوس نے خدمت خواجہ عبد المطلب مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ کے فرزند ارجمند نے منظر شاہ بادشاہ ملک یمن کو مغلوب کرکے اسکو مسلمان کیا ہے اور اب بعیش و آرام ایوان شاہی مین ہین اسیطرح اخبار نویس و وقائع نگار نے بھی یہی خبر لکھی خواجہ عبد المطلب یہ مژدۂ فرحت افزا سنکے بدرجۂ کمال شاد ہوے اور فی الفور ملک یمن کو روانہ ہوے جب قریب ملک یمن کے پہونچے اسوقت خواجہ عبد المطلب نے اپنے تشریف لانے سے اپنے فرزند کو ایک ملازم کے ذریعہ سے اطلاع دی جب امیر بانوقیر اپنے والد بزرگوار کے تشریف لانے سے آگاہ ہوے منظر شاہ یمنی سے ارشاد کیا کہ ہم کل اپنے والد بزرگوار کے استقبال کو انشاء اللہ ضرور جائینگے کیونکہ ہمارے والد بزرگوار قریب ملک یمن آچکے ہین منظر شاہ یمنی نے عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا جب وہ دن تمام ہوا اور شب بھی آخر ہوئی حمزۂ صاحبقران نے نماز سحر پڑھی اور منظر شاہ یمنی نے فریضۂ سحر سے فارغ ہوکر حکم دیا کل لشکر تیار رہو بموجب حکم منظر شاہ تمام سپاہ جسوقت تیار ہوچکی منظر شاہ مع جملہ ارکین سلطنت و اعیان مملکت حمزۂ صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا حمزۂ صاحبقران بہمراہی منظر شاہ مع جملہ وزرا و امرا خواجہ عمرو و مقبل وفادار و تمامی مردمان لشکر بصد حشم و خرم قیامگاہ پر اپنے والد عالی وقار کی تشریف لائے جسوقت حمزۂ صاحبقران نے اپنے پدر عالی قدر و والا منزلت کو دیکھا اسوقت مرکب سے اترکر ادب تسلیم بجا لاکر اپنے سر کو قدم والد بزرگوار پر جھکایا خواجہ عبد المطلب نے خوش ہوکر حمزۂ صاحبقران کے سر کو سینے سے لگایا اور خوب پیار کیا جب خواجہ عبد المطلب اپنے فرزند حمزۂ صاحبقران کو سینے سے لگا چکے اسوقت

منظر شاہ یمنی نے بھی بعد ادب تسلیم کی اور اپنے سر کو قدم خواجہ عبدالمطلب پر رکھنا چاہا خواجہ عبدالمطلب نے
باشفاق بزرگانہ منظر شاہ یمنی کو بھی سینے سے لگایا بعد اسکے حمزۂ صاحبقران اپنے والد ذیوقار کو اسی شوکت
وحشمت سے ایوان شاہی مین لیگئے منظر شاہ یمنی نے خواجہ عبدالمطلب کی نہایت تکلف سے کئی روز تک
برابر دعوت کی اور ہر ایک وزیر اور امیر سے نذر دلوائی ایک روز حمزۂ صاحبقران نے منظر شاہ یمنی سے فرمایا
کہ ہمکو اب رخصت کرو منظر شاہ نے عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا حمزۂ صاحبقران نے ارشاد کیا تمھارے
ساتھ چلنے کی کیا ضرورت ہے تم اپنے ملک کی سلطنت کرو جسوقت کوئی ضرورت ہوگی مین تمکو طلب کرونگا منظر شاہ
یمنی نے ارشاد حمزۂ صاحبقران کو منظور کیا جب امیر باتوقیر منظر شاہ سے رخصت ہونے لگے اسوقت
منظر شاہ نے چند تحائف گرانبہا حمزۂ صاحبقران کے ہمراہ کردیے اور ملازم بھی ساتھ کردیے اور
خواجہ عمرو کو وقت روانگی زر کثیر دیا کیونکہ منظر شاہ خواجہ عمرو کی باتون سے از حد خوش ہوتا تھا غرض حمزۂ
صاحبقران اور خواجہ عبدالمطلب و خواجہ عمرو و مقبل وفادار منظر شاہ سے رخصت ہوئے اور منزل
بمنزل قیام کرتے ہوے بخیر و عافیت مکہ مین داخل ہوئے ملازمان منظر شاہ کو رخصت کیا جسوقت امیر باتوقیر
اپنے مکان مین گئے خواتین بیتاب و بیقرار ہوکر دوڑین کسی عورت نے بصد آرزو حمزۂ صاحبقران کو سینے سے
لگایا اور کسی زن پاک دامن نے امیر باتوقیر کو پیار کیا کسی نے امیر باتوقیر کی بلائین لین کسی عورت نے زر وغیرہ
سر حمزۂ صاحبقران پر تصدق کیا بعد اسکے خواتین نے پوچھا ای فرزند تم کہان چلے گئے تھے تمھارے
صدمہ مین تمھارے والد بہت بیتاب و بیقرار رہتے ہم بھی نالان و اشکبار رہتے امیر باتوقیر نے خواتین سے عرض کیا
کہ مین تو مین ملک یمن کو چلا گیا تھا وہان اچھی طرح رہا جب والد تشریف لیگئے مین انکے ہمراہ رکاب چلا آیا
غرض خواتین نے سجدۂ شکر پروردگار کیا امیر باتوقیر مع خواجہ عمرو و مقبل پھر بدستور اپنے بارہ ہزار لڑکون مین رہنے لگے

داستان پہونچنا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی کا دربار نوشیروان مین اور کل حال بیان کرنا اور برہم ہونا نوشیروان کا بموجب کہنے بختک کے اور روانہ کرنا کرتبت سپہ گردان کو مع ساٹھ ہزار سوار کے برائے گرفتاری امیر اور لڑنا امیر کا اور زخمی ہوکر جانب صحرا جانا اور لشکر گردہ ہونا حضرت ابراہیم کا اور ملنا خزانہ کا اور امیر کو چرا لیجانا عیار کا اور عیاریان خواجہ عمرو کی

سرفروشان بازار جدال و مشتریان متاع سر بمیدان قتال فرمانروا سے زبان کو میدان حکمت بیان مین اسطرح
رونق افزا سے سر تقریر کرتے ہین کہ جب شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی بصد نالہ و آہ با حال پریشان
لاشین طاہر عادی اور مطاہر عادی کی لیے ہوئے مدائن مین پہونچے اور فریاد و زاری کرنے لگے
تو کوتوال شہر انکو اپنے ہمراہ لیکر دربار نوشیروان مین آیا نوشیروان نے سبب نالہ و بکا کا پوچھا شاگردان
طاہر عادی اور مطاہر عادی نے بعد دعا و ثنائے شہریاری کے بطور مجمل سب حال بیان کیا اور لاشین
طاہر عادی اور مطاہر عادی کی روبرو رکھدین نوشیروان لاشین طاہر عادی اور مطاہر عادی اپنے
پہلوانون کی دیکھکر اور حال قتل سنکے نہایت برہم ہوا چونکہ نام امیر سے واقف تھا اور اپنا بسر خواب دیدہ کرچکا
تھا اور خواب کی تعبیر کا منتظر تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ حکیم بزرجمہر کا کہنا سب صحیح و راست ہوتا ہے پس نوشیروان
نے خیال کیا کہ امیر نے انکو ہلاک کیا ہے اب امیر کو قتل کراؤن کیا تدبیر کرون یہ خیال کرکے

نوشیروان نے بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر دربار مین آئے مراسم دعا و ثنا سے شہریار بجا لائے نوشیروان
نے برابر اپنے تخت کے ایک کرسی جواہر نگار بچھوا کر بزرجمہر کو اُسی کرسی پر بیٹھنے کو فرمایا جب بزرجمہر اُس کرسی پر بیٹھے اُسوقت
نوشیروان بزرجمہر سے مخاطب ہوکر اس طرح گویا ہوے کہ ای عمم نامدار دیکھیے حمزہ نے میرے
پہلوانون کو ہلاک کیا ہی خواجہ بزرجمہر نے ارشاد فرمایا کہ ای شہریار آپ عادل ہین انصاف کیجیے کہ یہ پہلوان اس
ارادہ سے گئے تھے کہ جیسے کوئی شخص لڑے اور مقابلہ کرے اور اگر نہ لڑے تو مطیع ہوکر اس قرطاس پر جو اُنکے
پاس ہی مہر کردے پس حمزہ نے اُس قرطاس پر مہر نہ کی اور مقابلہ کیا اور ہلاک کیا نوشیروان نے جواب دیا حمزہ کو
لازم تھا کہ ان پہلوانون کو زیر کیا ہوتا ہلاک نکرتا بزرجمہر نے یہ تقریر نوشیروان کی سنکے اُن لوگون سے
جو طاہر عادی اور مطاہر عادی کے ساتھی تھے لیکر روتے ہوے آئے تھے فرمایا مفصل حال ان پہلوانون کے جانے
اور ہلاک ہونے کا بیان کرو اور کوئی بات پوشیدہ نہ کرو اُن سب نے عرض کیا ہمارے اُستاد یہان سے
مکہ مین گئے اور وہان جا کر ایک جگہ مقیم ہوے ایک روز باہم کثرت اور زور کر رہے تھے صدہا مردمان اُس
مکہ جمع تھے کشتی دیکھ رہے تھے یکایک تین لڑکے آئے اور وہ بھی کھڑے ہوکر تماشا دیکھنے لگے جب ہمارے
اُستاد باہم زور کر چکے اُسوقت طاہر عادی جملہ مردمان سے کہنے لگے کہ تم مین سے کوئی ایسا شخص ہی کہ ہم سے
کشتی لڑے اور یہ ترنج جو رکھا ہوا ہی کھائے اور یہ پگڑی اپنے سر پر رکھے کسی نے جواب نہ دیا دوبارہ پھر ہمارے اُستاد
طاہر عادی نے کہا اُسوقت ایک لڑکے نے ترنج کھا لیا اور دستار سر پر رکھ لی جب ہمارے اُستاد نے یہ کیفیت
دیکھی اُس لڑکے سے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوے اُسنے کہا مین آج اور کسی وقت لڑونگا یہ کہکے وہ لڑکا چلا گیا بعد تھوڑی
دیر کے پھر وہ لڑکا آیا ہمارے اُستاد نے اُس سے کہا کہ تم ایک نوشتہ اس مضمون کا ہمکو لکھ دو کہ کوئی ہمارے
خون کا دعوے نکریگا اُس لڑکے نے لکھ دیا جب کشتی ہوئی اس لڑکے نے ہمارے اُستاد کو زیر کیا اور کہا کہ مذہب
اسلام اختیار کر ہمارے اُستاد نے نہ مانا اُسنے اُستاد کا ہمارے یہ حال کیا اسیطرح مطاہر عادی کو بھی ہلاک کیا
بزرجمہر نے تمام حال مفصل سنکے نوشیروان سے کہا ای شہریار سنا آپ نے کہ جب خون سے لا دعوے ہونے کا
مضمون حمزہ سے لکھوا لیا اُسوقت یہ دونون پہلوان لڑے جب حمزہ نے انکو زیر کیا تو اُسے بھی اختیار اُنکے
ہلاک کرنے اور جان بخشنے کا ہوا اُسنے اُنسے یہ سوال کیا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو مین تمکو ہلاک نہ کرون
اُنھون نے مذہب اسلام قبول نہ کیا اُنکو لازم تھا کہ جب حمزہ سے زیر ہوے تھے تو اُسکی اطاعت کرتے اور اپنا ہلاک
ہونا گوارا نکرتے ای شہریار آپ تو خوب واقف ہین کہ امیر مسلمان ہین اسوجہ اُنھون نے چاہا کہ یہ پہلوان بھی مسلمان
ہو جب یہ دونون پہلوان مسلمان نہوے اور امیر کی اُنھون نے اطاعت نہ کی اُسوقت امیر نے انکو ہلاک کیا
میرے نزدیک یہ امر خلاف اور بیجا نہین کیا آگے آپ حاکم ہین اگر انصاف کیجیے تو امیر کی کوئی خطا نہین ہی نوشیروان
چونکہ عادل تھا بزرجمہر سے کہنے لگا آپ سچ کہتے ہین بیشک حمزہ کی خطا اور تقصیر نہین ہی یہ کہکے اُن فریادیون کو دربار
سے نکلوا دیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ بزرجمہر بھی دربار سے چلے گئے بختک نے موقع پا کر عرض کیا کہ ای شہریار ذرا
آپ اس مقدمہ مین غور و فکر فرمائین خواجہ بزرجمہر مسلمان ہین اور حمزہ بھی مسلمان ہین اسوجہ سے خواجہ بزرجمہر
حمزہ کی سفارش کرتے ہین آج تو حمزہ نے اُن دو پہلوانون کو ہلاک کیا ہی اگر آپ تنبیہ نکرینگے تو کل حمزہ اور پہلوانون
کو قتل کرینگے روز بروز دلیر اور گستاخ زیادہ ہوتے جائینگے حضور کے پہلوانون پر اپنا ہاتھ صاف کیا کرینگے پس میرے
نزدیک تو مناسب ہی کہ آپ حمزہ کو قتل نہ کرائین لیکن گرفتار کراکے اپنے پاس رکھیے جب تعبیر خواب کی ضرورت

نکل جاوے یعنے جو خواب آپنے دیکھا ہی اُسکی تعبیر ملجاوے اُسوقت حمزہ کو قتل کر ڈالیے گا ورنہ انجام برا ہوگا نوشیروان
گفتگوے بختک سُنکے کہنے لگا تو سچ کہتا ہی یہ کہکے نوشیروان نے بآواز بلند کہا کہ اس دربار مین کوئی بہادر ایسا بھی ہی
کہ ابھی جائے اور حمزہ ابو العلاے مکی کو گرفتار کرکے لے آئے یہ حکم نوشیروان سُنتے ہی ایک پہلوان دوران
کہ نام اُسکا کرتیت سپہرگردان تھا اپنے زانگل سے اٹھا اور نوشیروان کو مجرا کرکے عرض کرنے لگا کہ اگر حکم شہریار
ذیوقار مجکو ہو تو مین جاؤن اور اُس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے خدمت بندگان عالی مین لے آؤن حق نمکخواری
ادا کرون اور دامن اپنا گہر ہاے عنایات شہریاری سے بھرون نوشیروان نے کرتیت سپہرگردان کو خلعت
دیا اور حکم کیا کہ جہانتک ہوسکے حمزہ کو گرفتار کرنا اور اگر گرفتار کرنا ممکن نہو تو سر حمزہ کا کاٹ کرلے آنا اور بغیران دونون
امرون کے یہان نہ آنا پھر کہا اب دیکھتا ہون کہ خواجہ بزرجمہر جو بتلاتے تھے کہ حمزہ بادشاہ خیبر کا قاتل ہی اگر
حمزہ تیرے ہاتھ سے قتل ہوا تو حکم خواجہ بزرجمہر کا جھوٹا ہی اور اگر تو مارا گیا تو البتہ جاے اندیشہ ہی تیرے وہان
جانے اور مقابلہ کرنے سے حال بخوبی ظاہر ہو جائیگا تو دونون باتون مین جو قبل اسکے کہی گئی ہین خبردار کسی طرح قصور
اور کمی نکرنا غرض کرتیت سپہرگردان یہ حکم محکم نوشیروان سُنکے اور خلعت پہنکے دربار سے باہر آیا
اور افسران فوج کو بُلا کر کہا جلد کمر باندھو اور فوج کو بھی کمربندی کا حکم دو اور جلد تر جانب قلعہ خانۂ کعبہ کے
روانہ ہو افسران فوج نے یہ سُنتے ہی ساٹھ ہزار سوارون کو حکم کمربندی کا دیا اور خود بھی کمرین باندھین جب
افسران فوج اور سواران لشکر مسلح ہو چکے گھوڑون پر سوار ہوے باجے جنگی بجے کرتیت سپہرگردان نے
مردمان لشکر سے کہا کہ تم یہان سے کوچ کرو فلان منزل پر جا کر قیام کرنا اور اُس منزل کا نام بھی بتا دیا جب جوانان
لشکر یمنی ہمارے قریب آنے کی خبر بیان کرین اُسوقت تم اُس منزل سے کوچ کرنا اسی طرح ہر ایک منزل پر ایسا ہی
کرنا اور منزل آخر پر پہونچکر ٹھہرنا اور ہمارا انتظار کرنا جب ہم آلین اُسوقت ہمارے ہمراہ چلکر میدان مین اگر لڑے گا
تو حمزہ سے مقابلہ کرنا جب یہ سب باتین کرتیت سپہرگردان مردمان لشکر سے کہہ چکا اُسوقت جملہ
سرداران لشکر نامور نے مع خیمہ و خرگاہ بہیر و بنگاہ کوچ کیا بعد روانہ ہونے فوج کے کرتیت سپہرگردان نے
بھی زرہ پہنی ہتھیار لگائے بعد مسلح ہونے کے پشت مرکب پر سوار ہوا اور افسران فوج کو اپنے ہمراہ لیا
آگے نشان لشکر چلا بیچ مین افسرون کے کرتیت سپہرگردان اور عقب مین اٹالا بارگاہ کا تھا القصہ
جس طرح سے ذکر کیا گیا ہی اُسی طور سے کرتیت سپہرگردان اپنے لشکر سے منزل جیبیر مین جا کر ملا اور
لشکر کو آراستہ کرکے اپنے ہمراہ لیکر سرحد قلعۂ خانۂ کعبہ مین داخل ہوا اور رعایا کو لوٹنا شروع کیا اور
ہر ایک شخص پر ظلم و جور کرنے لگا اور قریب کوہ بوقبیس فرودگاہ ہوا رعایا کرتیت سپہرگردان کے خوف سے
بھاگی اور خانۂ کعبہ مین گرنیا دلی جسوقت امیر با توقیر کو یہ خبر پہونچی کہ کرتیت سپہرگردان پہلوان زبردست
مع فوج آیا ہی اور قریب کوہ بوقبیس اُترا ہی اُسوقت امیر نے فرمایا نوشیروان کا مجھپر احسان ہی کیونکہ اُسنے
مجھکو بطن مادر مین نوکر رکھا ہی علاوہ اسکے وہ بادشاہ وقت ہی اطاعت اُسکی مجھکو لازم ہی پہلے مجھکو مناسب
ہی کہ اُسکو نامہ لکھون اور عذر کرون جب وہ عذر قبول نہ کریگا اُسوقت مین مقابلہ کرونگا ابھی حمزۂ صاحبقران
یہ فرمارہے تھے اور چاہتے تھے کہ نامہ لکھوان لیکن کرتیت سپہرگردان نے خود نامہ خواجہ عبدالمطلب
کو لکھا بعد تعریف لات و منات کے مضمون اس نامہ عتاب شمامہ کا یہ تھا کہ ای خواجہ عبدالمطلب رئیس
خانۂ کعبہ کے تمکو معلوم ہو کہ تمھارے لڑکے نے ملازمان شاہی کو ہلاک کیا ہی اور یہ سخت گستاخی کی ہی اسوجہ سے

مجکو حکم قضا شیم بادشاہ عالی جاہ کا یہ ہوا ہی کہ اُس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے لے آئیں بہتر اور مناسب یہ ہی کہ تم اپنے لڑکے کو اپنے رومال سے ہاتھ باندھکر اپنے ہمراہ لیکر جلد حاضر ہو تاکید جانو اور اگر اسکے خلاف کیا تو مین قلعہ کو برباد فنا کر دونگا تمکو اور تمھارے فرزند کو قتل کرونگا خانۂ کعبہ مین خونریزی از حد ہوگی ہزار ہا آدمیون کو قتل کرونگا مال و اسباب ہر ایک کا لوٹ لونگا فقط زیادہ کیا لکھا جائے غرض کرتیت سیرگردان نے نامۂ مذکور اپنے عیار مرلوط برق انداز کے حوالہ کیا اور کہا خبردار کسی سے نہ ڈرنا اور جواب نامہ کا حرف بحرف لکھوا کر لانا مرلوط نامہ لیکر چلا جب قریب قلعۂ خانۂ کعبہ پہونچا خواجہ عمرو بن امیہ نے خبر مرلوط کے آنے کی سُنی فوراً جاکر خواجہ عبد المطلب اور امیر سے بیان کی امیر نے فرمایا اگر نامہ بر آتا ہی تو آنے دو یہ فرماکر چند سردار واسطے اسکے استقبال کے روانہ کیے جب مرلوط برق انداز عیار نامہ لیکر دار الامارۃ مین آیا دیکھا اُسنے امیر بڑی شوکت و شان سے بیٹھے ہین رئیسان خانۂ کعبہ کا گرد مجمع ہی بارہ ہزار لڑکے ہم سن و سال کرسیون اور دنگلون پر شیرانہ بیٹھے ہوئے ہین اور خواجہ عبد المطلب ایک چوکی پر بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھ رہے ہین عمامہ سر پر ہی چہرۂ پُر نور سے صولت آشکار ہی آخر مرلوط رعب سے اسقدر گھبرایا کہ بے اختیار سلام کیا سب نے جواب سلام دیا بعد بیٹھنے کے مرلوط نے وہ نامہ دیا اور ایسا رعب حمزۂ صاحبقران سے گھبرایا کہ کوئی حرف درشت زبان پر نہ لایا الغرض جب وہ نامہ پڑھا گیا مضمون سے اُسکے ہر ایک بہادر آگاہ ہوا امیر نے اہل دربار سے فرمایا کہ مین خود کرتیت کو نامہ لکھکر قصد نامہ روانہ کرنے کا رکھتا تھا لیکن اُسنے خود ہی نامہ بھیجا ہی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کرتیت بغیر مقابلہ کیے ہوئے نہ جائیگا کسی طرح راستی پر نہ آئیگا کیونکہ حکم نوشیروان سے آیا ہی اور اب نوشیروان نے سایۂ عاطفت ہمارے سر سے اٹھا لیا ہی لیکن کچھ ہمکو اندیشہ نہین ہی کیونکہ خدا ہمارا حافظ و معین ہی یہ فرماکر اسی نامہ کے اوپر لکھدیا کہ ہمنے بخوبی پڑھوا کر اُس نامہ کو سُن لیا اور پشت پر اُس نامہ کے جواب فقط جنگ لکھا اور مرلوط کو وہی نامہ دیکر رخصت کیا جب مرلوط چلا گیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے برادر لشکر حریف کا خیال رکھنا غافل نہ ہونا خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ جسطرح آپ نے فرمایا ہی ایسا ہی ہوگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے اپنے تئین آراستہ کیا اور جو کچھ منظور تھا اُسے درست کرکے قریب خیمہ کرتیت سیرگردان کے پہونچے کرتیت سیرگردان نے واسطے استقبال خواجہ عمرو کے چند سردار بھیجے وہ سردار باعزاز تمام خواجہ عمرو کو لے گئے کرتیت نے خواجہ عمرو کو باعزاز تمام بٹھایا خواجہ عمرو نے جو نامہ یہان سے خود لکھکر لیگئے تھے اور اُسمین مضمون یہ لکھا تھا کہ اے کرتیت دین اسلام قبول کر اور قوت اور سپاہ پر مغرور نہ ہو وہی نامہ کرتیت کو دیا کرتیت نے خیال کیا کہ یقین ہی خواجہ عبد المطلب نے مجھسے ڈر کر پیام صلح بھیجا ہی یہ خیال کرکے کرتیت لفافہ کو چاک کرکے نامہ پڑھنے لگا جب تمام و کمال نامہ پڑھ چکا نہایت برہم ہوکر چاہتا تھا کہ نامہ کو چاک کرے خواجہ نے جست کرکے وہ نامہ کرتیت کے ہاتھ سے کھینچ لیا اور وہان سے چلے کرتیت نے حکم کیا کہ اس شخص کو گرفتار کرلو جانے نہ دو چند آدمی جو دربار مین بیٹھے ہوئے تھے اُٹھے اور خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کو دوڑے خواجہ عمرو نے چند حقّے نفط کے مارے اسقدر دھوان ہوا کہ خیمہ مین کرتیت کے تاریکی ہوئی اُسوقت خواجہ عمرو نے زمین پر لوٹ مارکر خنجر آبدار سے تیس آدمیون کو ہلاک کیا اور بعد ہلاک کرنے مردمان مذکور کے بعجلت وہان سے چلے جبتک مردمان

لشکر آئین اور خواجہ عمرو کو پکڑ ین خواجہ وہان سے چل دیے اور قریب اپنے لشکر کے آئے کرتیت سپرگردان نے غضبناک ہو کر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل رزمی بلند ہوئی یہان جو بارہ ہزار لڑکے مقبل وفادار وغیرہ بیٹھے ہوئے ہین انھون نے قبل طبل جنگ بجنے کے ایک طبل جنگی درست کر رکھا تھا جب صدائے طبل جنگ کان مین آئی خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین بعد دعا و ثنا کے اسطرح عرض کیا کہ ای حمزۂ صاحبقران عالیجاہ رشک سلاطین کج کلاہ فی الحال کرتیت بانی فساد نے طبل جنگ بجوایا ہی مدائن سے آمادۂ فساد ہو کر آیا ہی یقین ہی کہ ہنگامۂ جدال وقتال کل وقت سحر گرم کرے اور قدم حد ادب سے آگے بڑھائے باقی خیریت ہی ابھیر یا تو قیر نے بھی فرمایا کہ ای خواجہ عمرو کہہ دو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور بتائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ کاتب التقدیر نے ہمارے مقدر مین لکھا ہی وہ ضرور پیش آئیگا اگر ہماری قضا آئی ہی تو مجبوری و ناچاری ہی ورنہ اس کرتیت سپرگردان کی کیا اصل و حقیقت ہی جو مجھے قتل کر سکے جب گفتگوے حمزۂ صاحبقران تمام ہوئی خواجہ عمرو نے نقارخانہ مین جاکر طبل پر سے غاشیہ اٹھایا اور چوب لگائی ایسی صدا بلند ہوئی کہ زمین تھرائی سپہر فلک کا دل دہل گیا گاو زمین کانپنے لگی ہر چند کہ کرتیت سپرگردان نے صدائے طبل رزمی سنی تھی لیکن جب جواسیس لشکر کرتیت نے بھی کرتیت سپرگردان سے حال طبل جنگی لشکر حمزۂ صاحبقران مین بجنے کا عرض کیا تو کرتیت سپرگردان ہنسکر کہنے لگا کہ صبح کو سبکو تہ تیغ کرونگا لڑکون کو بخوبی سزا دونگا کرتیت تو شراب پی رہا ہی سردار اور افسر قریب اسکے بیٹھے ہین بیہودہ باتین کر رہا ہی اور باطمینان تمام بیٹھا ہوا ہی لیکن اب حال لشکر حمزۂ صاحبقران بیان کیا جاتا ہی کہ بعد بجنے طبل جنگ کے بارہ ہزار لڑکے باہم ایک دوسرے سے یہ کہکر رخصت ہونے لگے کہ کل روز جنگ ہی نہین معلوم کل کون کھیل برچھی کا کھا کر جانب عدم جائیگا اور کون نشانۂ تیر اجل ہوگا عجب نہین میدان جنگ مین جو دریائے خون جاری ہو دیکھیے کس کسکی تختۂ تابوت سواری ہو دیکھیے کون کون عروس مرگ سے ہم آغوش ہوتا ہی دیکھین کون معرکۂ جنگ مین سر دیکر سبکدوش ہوتا ہی دیکھیے کل کس کے تن پر گلہائے زخم نیزہ و شمشیر کھلتے ہین دیکھین کل کس کے ارمان دلی جفائے چرخ بے مہر سے خاک مین ملتے ہین کون خلعت شہادت سے سرفراز ہوتا ہی دیکھیے کل کسکو اپنی قوت پر ناز ہوتا ہی دیکھیے کل کون بہادر مثل قطب میدان جنگ مین ثابت قدم رہتا ہی اور کون بزدل راہ فرار اختیار کر کے بدنامی سہتا ہی دیکھیے یہ چرخ جنگجو بدخو کل کیا رنگ دکھلاتا ہی کس دلاور پر رحم کرتا ہی اور کس جری کا خون بہاتا ہی دیکھیے کل یہ فلک کس جلیل کو میدان رزم مین ذلیل کرتا ہی اور کس ذلیل کو جنگگاہ مین جلیل کرتا ہی دیکھین یہ چرخ کل کسکی لاش کو غذائے دہن درندان کرتا ہی دیکھیے کل کس بہادر کے لاشے کو طعمۂ طائران کرتا ہی دیکھیے یہ چرخ جفا پسند کل کسکے لاشے کو محتاج کفن رکھتا ہی اور کس جرار کے جسم کو کثرت زخم سے رشک گلہائے گلشن کرتا ہی دیکھیے یہ فلک کسکو ہنگام جنگ سرخرو کرتا ہی اور کسکو میدان نبرد مین بے آبرو کرتا ہی دیکھین کس بہادر کے سر کو حباب دریائے خون بناتا ہی اور کس بہادر کے تن بے سر کو جوئے خون دلاور مین مانند کشتی کے بہاتا ہی یہ چرخ نہایت ہی دغا پیشہ ہی ہر ایک اہل خرد کو اس سے اندیشہ ہی نظم

رکھے نہ اس سے امید وفا کوئی ہرگز ؎ مدام اہل جہاں سے ہی انتقام فلک ؎ بہ اشتیاق قیامت تو ای لحد والو دعا کرو کہ بگڑ جائے انتظام فلک ؎ الحاصل جب وہ لڑکے گلے مل چکے اسوقت تیاری آلات حرب مین مصروف ہوئے کسی لڑکے نے اپنے نیچہ کو زنگ سے صاف کیا کسی لڑکے نے اپنی تلوار کو زیادہ آبدار کیا کسی لڑکے نے

تیرون کو درست کرکے ترکش مین رکھا اور کمان کیانی کو واسطے تیر افگنی کے لیس کیا مقبل وفادار نے بھی صدہا
تیرون کے پیکان زہر مین بجھائے اور کمان کیانی کو اچھی طرح سے درست کیا الغرض اسی طرح تمام شب ہر ایک
دلاور و بہادر نے اپنے اسلحہ کی درستی مین بسر کی

نظم

صبح کہ قندیل زر آفتاب ۔ یافت ز انوار فلک انقلاب
شعلہ زد از گنبد نیلی رواق ۔ مہرۂ مہر از دل صندوق چرخ

یعنی جسوقت خسرو خاور
نیر اعظم تیغ خطوط شعاعی لیکر توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا کرتیت سپرگردان بعزم رزم سمند پر سوار ہوا اور لشکر
کو اپنے ہمراہ لیا اور میدان جنگ کی جانب چلا آخر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوا ادھر حمزہ صاحبقران
بعد ادائے نماز سحر اس لشکر قلیل کو اپنے ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آئے امیر بانوقیر نے فرمایا کہ میدان رزم
ہموار کیا جائے بموجب حکم کلند برداران نے آکر میدان مصاف کو برابر کیا پھر سقے واسطے آبپاشی کے
حاضر ہوئے انھون نے میدان رزم مین اسقدر پانی چھڑکا کہ ابر بہار کی آبرو نہ رہی بعد اسکے حمزہ
صاحبقران نے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر کا آراستہ کیا بعد صف آرائی کے نقیبان
خوش گفتار آگے بڑھے اور اسطرح بہادرون اور دلاورون کے دل بڑھانے لگے کہ ای جوانمردو آج وہ دن نام کرنیکا
ہی لازم ہی کہ میدان جنگ مین قدم آگے بڑھو کے پیچھے نہ ہٹے ورنہ سامنے بہادرون کے ذلت
ہو گی یہ دنیا سراے فانی ہی بڑے بڑے پہلوان یکتاے روزگار اور دلاوران میدان کارزار
اس دار فنا سے جانب ملک بقا گئے لیکن آج تک بوجہ شجاعت اور دلاوری کے انکا ذکر شجاعت زبان
خلائق پر جاری ہی اگر غور کرکے دیکھو تو وہ لوگ بسبب اپنی بہادری اور نامودری کے آج تک
زندہ ہین دیکھو رستم و اسفندیار سہراب و افراسیاب گیو اور بیژن وغیرہ دلاوران میدان نبرد ہرچند
کہ دار فانی سے جانب عدم گئے مگر بقول شاعر

شعر

رستم رہا زمین پہ نہ سہراب رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

پس ای بہادرو آج تمکو بھی یہی مناسب ہی کہ میدان جنگ مین رہ
کارزار کرو کہ صفحۂ عالم پر یادگار رہے سامنا حریف کا ہی ایسا کرو کہ جہان مین نام رہے بھاگنا میدان جنگ سے
شیوہ بہادرون کا نہین ہی جب نقیبان خوش تقریر نے بہادرون کے اسطرح دل بڑھائے ہر ایک
بہادر کا فرط شجاعت سے یہ ارادہ ہوا کہ گھوڑا تنہا لشکر حریف مین ڈال دیجیے اور نامی دلاورون کو چن چنکے
قتل کیجیے یکایک طبل رزمی دونون لشکرون مین بجنے لگا علمدار علم فوج لیکر آگے بڑھے اس وقت کرتیت
سپرگردان پرے سے نکلا اور جملہ افسرون سے رخصت ہوا اور گھوڑا بڑھا کر میدان مصاف مین
آیا اور پکارا یا امیر ابوالعلاے مکی تمنے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہی بادشاہ وقت سے قصد بغاوت
کا کیا ہی اب میرے سامنے کسی کو بھیجو اور اگر تمکو دعوی بہادری ہی تو تمہین آکر مجھسے مقابلہ کرو حمزہ
صاحبقران نے جب یہ نعرہ کرتیت سپرگردان کا سنا مقبل وفادار و خواجہ عمرو وغیرہ سے رخصت
ہوکر فورا مرکب جولان کیا کرتیت نے جب امیر بانوقیر کو میدان رزم مین آتے ہوئے دیکھا بے اختیار
ہاتھ واسطے سلام کے اٹھایا حمزہ صاحبقران نے علیک السلام کہا بعد اسکے کرتیت سپرگردان نے
جب گھوڑا برابر لگا اور بڑھایا حمزہ صاحبقران نے سپر پر اوچھا اسکی سپر کی روکی گلہاے سپر مثل گلہائے
آتشبازی کے شرر افشان ہوے دونون گھوڑے ٹکرا کر علیحدہ ہوے کرتیت سپرگردان نے
اپنے تئین سنبھالا گھوڑا اسکا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اور حمزہ صاحبقران کا مرکب تین قدم ہٹا پھر مرکبون کو

دونون دلاورون نے رانون مین داب سے آگے بڑھایا کرتیت نے نیزہ لیکر گھوڑے کو تاؤ دیا اور تاک کر سینۂ
بے کینہ حمزۂ صاحبقران پر بزور تمام نیزہ مارا حمزۂ صاحبقران نے نیزے کو سنان نیزہ پر روکا اسی طرح تھوڑی
دیر نیزہ بازی ہوئی آخر نیزہ امیر نے کرتیت کے ہاتھ سے نکال دیا اسوقت کرتیت نے غصہ سے تیغۂ آبدار میان سے کھینچا
اور اپنے گھوڑے کو بڑھا کر دست راست حمزۂ صاحبقران آیا اور امیر باتوقیر کو زیر بغل رکھا تاکہ ضرب تیغ کاری پڑے
اور زرہ کو کاٹے غرض کرتیت سپرگردان نے وہ تیغہ جو کئی سو من کا تھا حمزۂ صاحبقران کے سر پر لگایا امیر باتوقیر نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا مگر چونکہ تیغہ گرانبار تھا اور دست و بازو بھی کرتیت سپرگردان کے پرقوت تھے تیغہ سپر پر نہ رک سکا
اور سپر اور خود کو کاٹ کر تا ابرو اتر آیا امیر نے دستانہ مارا تیغہ سر امیر سے نکل گیا لیکن اسقدر جو خون سر امیر سے
نکلا کہ غشی حمزۂ صاحبقران پر طاری ہوئی رفقائے حمزۂ صاحبقران نے جو یہ حال دیکھا نعرہ کر کے آگے بڑھے اور کرتیت
کو گھیر لیا کرتیت نے چاہا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کا سر کاٹ لون لیکن دلمین اسکے ایک ایسی محبت امیر باتوقیر کی پیدا ہوئی کہ کچھ
سوچ کر اور جرأت اور سن و سال پر حمزۂ صاحبقران کے کرتیت کو رحم آیا اور گھوڑا امیر کی جانب سے پھرا کر طرف فوج
کے بڑھایا کرتیت کی فوج بھی حملہ ور ہوئی دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی بہادر قتل ہونے لگے کسی دلاور نے کسی جری کو تیغہ
مارا کسی جوانمرد نے اپنے حریف کو للکارا کسی نے اپنے دشمن کو زخمی کیا کوئی بہادر ہاتھ سے حریف کے مارا گیا بقول شاعر شعر
عجب حال تھا اس جگہ جنگ کا ؛ ہر اک کو تصور جو تھا ننگ کا ؛ ہر ایک بہادر میدان جنگ مین طلبگار نام تھا سوائے
لڑنے اور مرنے کے اور کون کام تھا دونون لشکرون مین تلوار چل رہی تھی ناگاہ حمزۂ صاحبقران کو ہوش آیا گوشۂ
تحت الحنک لیکر زخم سر باندھا اور شمشیر آبدار لیکر پھر مصروف جنگ ہوئے اسی عالم جراحت مین امیر باتوقیر اور زخمی
ہوئے آخر کار گھوڑے کی گردن مین ہاتھ ڈالدیے اور کہا اے مرکب اصیل اب مجکو میدان مصاف سے نکال لیچل کیونکہ
بسبب زخم کاری کے مجھ مین طاقت نہین ہے قریب ہے کہ مجکو غش آجائے اور کوئی دشمن سر میرا کاٹ لے گھوڑے نے
جو راکب کو اپنے اس حال سے دیکھا فوراً طرارہ بھرا اور لاتین مارتا ہوا اور سوارون کو حریف کے زخمی کرتا ہوا صفونکو طے
کرتا ہوا لشکر سے نکلا اور صحرا کی جانب چلا لیکن دونون لشکرون مین لڑائی ہوتی رہی جب آفتاب نیزہ دارون کے
خوف سے جانب مغرب جا کر چھپا اور ظلمت محیط عالم ہوئی دونون لشکر میدان رزم سے پھرے خواجہ عبد المطلب
نے لاشین مسلمانون کی میدان جنگ سے اٹھوائین اور غسل و کفن دے کے اور نماز جنازہ پڑھ کے
دفن کیا اور جو بہادر مسلمان زخمی تھے انکے علاج کیواسطے جراح مقرر کیے لیکن حمزۂ صاحبقران کیواسطے
ہرچند جستجو کی مگر کہین نہ پایا اسوقت خواجہ عبد المطلب نہایت بیتاب و بیقرار ہوئے اور
عمرو سے کہنے لگے کہ اے عمرو جلد اپنے بھائی کو تو تلاش کر اور اسکی خبر لا نہین معلوم میرے
فرزند پر کیا سانحہ گذرا چونکہ عمرو بھی مفارقت حمزۂ صاحبقران سے ازحد بیتاب و اشکبار تھے آخر
ڈھونڈھتے ہوئے چلے جب خواجہ عمرو قریب کوہ بوقبیس کے پہونچے دیکھا کرتیت سپرگردان اپنے خیمے
مین بیٹھا ہوا ہے مردمان لشکر کمرین کھول رہے ہین بعضے اپنے بستر لگا رہے ہین ہزارہا سوار قتل ہوئے پڑے ہین بہت
سے سوار زخمی ہین خواجہ عمرو نے ہر جگہ جا جا کر حمزۂ صاحبقران کو ڈھونڈھا مگر کسی جگہ امیر باتوقیر کو نہ پایا آخر مجبور ہو کر روتے
ہوئے آگے چلے اور راہ صحرا اختیار کی چونکہ ضیائے ماہ سے زمین صحرا پرنور تھی خواجہ عمرو نے زمین پر نشان سم مرکب دیکھے
اور جا بجا خون بھی زمین پر پڑا ہوا دیکھا خواجہ عمرو سم مرکب کے نشان دیکھتے ہوئے چلے خواجہ عمرو تو حمزۂ صاحبقران کی
جستجو صحرا مین کر رہے ہین اور نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے آگے جاتے ہین لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا لکھا جاتا ہے

کہ جب مرکب حمزۂ صاحبقران کو لشکر سے نکالکر صحرا مین لایا ایک جگہ مرکب نے آہستہ اپنے راکب کو اپنی پشت سے اُتارا اور حمزۂ صاحبقران کے سینہ کو سونگھا الفس کی آمد و شد پاکر گرد پھرنے لگا درندون اور گزندون سے نگہبانی کرنے لگا اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی ڈھونڈھتے ہوے اسی جگہ پہونچے امیر باتوقیر کو زمین پر پڑے دیکھکر ٹھہرے اور سر امیر کا اُٹھاکر اپنے زانو پر رکھا اور امیر کا غیر حال دیکھکر رونے لگے اور امیر باتوقیر کی صحت کی دعا خداوند کریم سے بگریہ و زاری کرنے لگے چونکہ اُسوقت حمزۂ صاحبقران بیہوش تھے اُسی عالم بیہوشی مین امیر نے ملاحظہ کیا کہ زمین سے تا آسمان نور ہی نور نظر آتا ہی اور ہزار ہا ملائکہ صفین باندھے ہوے ذکر خدا کرتے ہوے چلے آتے ہین اور درمیان انھین ملائکہ کے ایک تخت نور ہی اُسکو ملائک اپنے دوش پر اُٹھائے ہوے ہین اور اُس تخت نور پر ایک برگزیدۂ پروردگار بیٹھے ہوے ہین چہرہ اُنکا نورانی ہی لباس نفیس زیب جسم ہی عمامہ سر پر ہی جب وہ تخت امیر بلند بخت کے قریب تر آیا اُن بزرگ نے جو اُس تخت پر تشریف رکھتے تھے ملائکہ سے فرمایا تخت اُتارو ملائکہ نے بموجب ارشاد اُن جناب کے تخت اپنے دوش سے اُتارا اُن مقدس نے تخت سے اُترکر سر امیر کا دیکھا اور تمام زخم سر پر دست اپنا بصد شفقت پھیرا فی الفور زخم اچھا ہو گیا اُسوقت امیر نے عرض کیا ای برگزیدۂ خدا و ای مقبول درگاہ کبریا یہ تو فرمائیے کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی آپ نے مجھپر از حد شفقت فرمائی اُن جناب نے فرمایا ای فرزند میرا نام ابراہیم ہی مجھپر نظر رحمت خداوند کریم ہی مجھکو خداوند عالم نے شرف پیغمبری دیا ہی ای فرزند تو میری نسل سے ہی اب اُٹھ اور اسطرف جا ایسا ایک باغ تجھکو نظر آئیگا کہ قدرت نخل بند گلشن جہان سے سرسبز و شاداب ہوگا اسی جگہ تیری صاحبقرانی کا اسباب رکھا ہی یعنی ایک تہ خانہ فلان مقام پر ہی اُس تہ خانہ مین جانا وہان مرکب خنگ سیہ قیطاس جو میری سواری کا مرکب ہی تجھکو ملیگا اور علاوہ مرکب مذکور کے اور جو کچھ تجھکو ملیگا وہ سب اشیا باغ مین تو آپ دیکھ لیگا غرض جو کچھ تجھکو تہ خانہ مین ملے وہ سب اسباب لے لینا یہ فرماکر وہ بزرگ تو نظر سے غائب ہو گئے امیر باتوقیر خواب مذکور عالم بیہوشی مین دیکھکر جب بیدار ہوے خواجہ عمرو کو اپنی بالین پر پایا اور دیکھا کہ خواجہ عمرو کے زانو پر میرا سر ہی خواجہ عمرو بے اختیار رو رہے ہین اور خدا سے دعا کر رہے ہین اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای برادر ابھی میرے جد امجد جناب ابراہیم علیہ السلام نے مجھکو عالم خواب مین نظر کرم فرمایا اور دست شفقت میرے زخم سر پر پھیرا ہی دیکھو تو کہ اب بھی زخم سر کا نشان ہی یا نہین خواجہ عمرو نے خود کو سر کا کر جو دیکھا تو اثر زخم مطلق نہ پایا خواجہ نے خوش ہو کر کہا ای امیر باتوقیر زخم کا نشان بھی نہین ہی اُسوقت امیر باتوقیر نے یہ ارشاد کیا ای برادر یقین کامل ہی کہ مجکو خداوند عالم نے اپنی رحمت و عنایت سے سرفراز کیا سرکشان دہر پر اب مین غالب ہونگا پھر فرمایا اب یہان توقف نہ کرو کیونکہ جو کچھ جد امجد نے ارشاد کیا ہی اور بتایا ہی وہ جا کر لین یہ فرماکر جس طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جانے کو فرمایا تھا امیر باتوقیر چلے خواجہ عمرو ہمراہ ہوے حمزۂ صاحبقران نے تھوڑی راہ طی کی تھی کہ ناگاہ ایک باغ نظر آیا جب امیر باتوقیر اس باغ مین داخل ہوے دیکھا عجب باغ پر بہار ہی ہر گل و غنچہ سے قدرت باغبان جہان آشکار ہی نظم

رہے برسون وہان گر آدمی زاد
جھکی سجدے کو ہی ہر شاخ پربار

کوئی اسمین شجر بے گل نہین ہی
سُنے فریاد بلبل کی نہ آواز

پریشان طرۂ سنبل نہین ہی
کلون سے قدرت حق ہی نمودار

الغرض امیر باتوقیر اُس باغ کی سیر اور کیفیت دیکھکر نہایت شگفتہ خاطر

ہوئے جب امیر باتوقیر سیر باغ کر چکے تو جو بارہ دری کہ اس باغ میں تھی وہاں تشریف لائے اور بارہ دری کو ملاحظہ کیا اور
تعریف کر کے اور چند قدم آگے بڑھے دیکھا ایک حجرے کے دروازے میں قفل بہت بڑا لگا ہوا اور کنجی اُس قفل کی اُسی
قفل میں ہے امیر باتوقیر نے جب اُس قفل کو کھولا اور دروازے کو وا کیا اندر دروازے کے قدم رکھا دیکھا اُس حجرے میں
ایک صندوق رکھا ہے جسوقت امیر باتوقیر نے وہ صندوق کھولا اُسمین سے دو تلوارین نکلین کہ جوہر دم ذوالفقار
تھین اور اُنکا نام صمصام اور قمقام تھا امیر نے وہ تلوارین صندوق سے نکال لین بعد اسکے پھر امیر باتوقیر نے
اُسی جگہ زمین میں دروازہ دیکھا جب اُسے کھولا تہ خانہ نظر آیا زمین اُس تہ خانے نہایت پاکیزہ اور خوشنما
تھی امیر زینون کو طی کر کے جب تہ خانہ میں پہونچے وہان جا کر دیکھا ایک مختصر سی عمارت ہے مگر پُر نور ہے جب امیر
اُس عمارت میں تشریف لیگئے دیکھا ایک طرف شتر خانہ بہت سے شتر بندھے ہوئے ہین اور ایک جانب فیلخانہ
ہے مگر کوئی منتظم نہین ہے صرف فیل و شتر بندھے ہین اور ایک خزانہ لاتعداد و لاانتہا ایک سمت ہے روپیہ اور جواہر دیگون
میں بھرا ہوا رکھا ہے اور ایک جانب ایک مرکب بے عدیل و بے نظیر بندھا ہے امیر باتوقیر اُس مرکب کے
قریب گئے اُس گھوڑے نے جو بوسے اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام پائی فی الفور گردن جھکائی امیر نے
اُس گھوڑے پر بہ شفقت ہاتھ پھیرا وہ مرکب چپکا کھڑا رہا بعد اسکے امیر باتوقیر آگے بڑھے ایک مکان سے
آواز تسبیح خوانی حمزۂ صاحبقران کے کان میں آئی امیر باتوقیر اُس مکان میں تشریف لے گئے وہان
دیکھا کہ ایک مرد پیر صندل کی چوکی پر بیٹھا ہے اور ذکر خدا کر رہا ہے جب اُس مرد پیر نے امیر باتوقیر کو دیکھا فوراً اپنی جگہ
پر سے اٹھا اور امیر کو سلام کیا حمزۂ صاحبقران نے علیک السلام کیا بعد اسکے اُس مرد پیر نے کہا کہ اے خلاصۂ
خاندان ابراہیم خلیل اللہ و اے بندۂ مقبول خالق ہر دو سرا یہ خاکسار تمھارا منتظر تھا آؤ اور جو امانت میرے
پاس ہے آسے لو اور مجکو رخصت کرو امیر نے پوچھا آپ کون بزرگوار ہین اپنے نام اور حقیقت سے مجکو اطلاع دیجیے
اُس مرد پیر نے جواب دیا اے امیر باتوقیر تم میرے نام کو دریافت نہ کرو اور میری حقیقت کو نہ پوچھو یہ ایک راز خدا ہے
تمکو اسکے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے امیر باتوقیر یہ تقریر اُس مرد پیر کی سنکے چپ ہو رہے اُس مرد پیر نے
اسلحہ تن امیر پر آراستہ کیے دونون تیغ صمصام و قمقام کمر سے امیر کے لگائے پھر گھوڑا کھینچکر تیار کیا اور جو کچھ
وہان مال و اسباب تھا وہ سب اونٹون اور ہاتھیون پر رکھا بعد بار کرنے جملہ زر و جواہر وغیرہ کے اونٹون کی مہار
لیکر وہ مرد پیر آگے بڑھا امیر باتوقیر اُسکے پیچھے چلے یکایک امیر باتوقیر نے وہین ایک دروازہ اور دیکھا مگر وہ دروازہ
ایسا بند تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ دروازہ کبھی کھلتا ہی نہین غرض اُس مرد پیر نے وہ دروازہ کھولا اور کل مال و اسباب
جو اونٹون پر لدا ہوا تھا امیر باتوقیر کے حوالے کیا اور کہا جائیے اور کفار سے مقابلہ کیجیے جب امیر باتوقیر دروازۂ
مذکور سے نکل کر چند قدم آگے بڑھے دیکھا وہی صحرا ہے جس دشت میں گھوڑے پر سے میں گرا تھا
اور گھوڑے کو بھی وہین کھڑا ہوا پایا باغ کو جو پھر کے دیکھا تو نظر نہ آیا امیر باتوقیر نہایت متحیر ہوئے
آخر حمزۂ صاحبقران نے وہ گھوڑا جو کو توالی سے لیا تھا خواجہ عمرو کے حوالے کیا اور آپ مرکب خنگ
سیہ قیطاس پر سوار ہوئے مرکب نے جو اپنی پشت پر اولاد ابراہیم خلیل اللہ سے امیر باتوقیر کو پایا مثل
معشوق طناز کے ناز سے قدم رکھتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے رکاب مرکب امیر باتوقیر کی تھام لی حمزۂ
صاحبقران کل مال و اسباب اونٹون پر لیے ہوئے اپنے لشکر کی جانب چلے اور بعد قطع راہ اپنے مکان
پر آئے ساکنان گرد و پیش خانۂ کعبہ امیر باتوقیر کو دیکھکر شاد ہوئے خواجہ عبدالمطلب نے

امیر کو سینہ سے لگایا اور محبت پیار کیا اور مقبل وفادار اور سب ایک لشکر امیر کے حمزہ صاحبقران کو دیکھ بہت
خوش ہوئے یہ خبر کرتیت سیرگردان نے سنی نہایت متحیر ہوا اور فورا برہم ہو کر طبل جنگ بجوایا جسوقت خبر طبل جنگ
بجنے کی حمزہ صاحبقران نے سنی انھون نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجے خواجہ عمرو نے طبل جنگی
بجوایا نقارہ رزمی کی صدا بلند ہوئی زمین تھرائی اجابہ دلاوران میدان مصاف کو آگاہی ہوئی ہر ایک آمادہ پیکار ہوا اور
درستی آلات حرب کرنے لگا چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی اور دونون جانب ہوشیاری تھی
جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا اور گریبان سحر چاک ہوا حمزہ صاحبقران واسطے نماز کے اپنے مکان سے برآمد ہوئے
اور خانہ کعبہ مین نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز حمزہ صاحبقران نے اسلحہ حضرت ابراہیم پیغمبر جسم پر فرمائے اور مرکب
خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بعد کروفر تمام میدان کارزار مین جا کر داخل ہوئے
ادھر سے کرتیت سیرگردان بھی اپنے لشکر کو لیے ہوئے میدان جنگ مین آیا جس وقت دونون لشکر میدان مصاف
مین آچکے اور میدان رزم خس و خاشاک وغیرہ سے پاک صاف ہو چکا سقے آبپاشی کر چکے گرد و غبار کو ہٹا چکے
اسوقت نقیب اور نقیب دلاورون کو جنگ و جدال پر غالب کرنے لگے جب نقیب اور نقیب میدان رزم سے
ہٹ گئے اسوقت کرتیت سیرگردان نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور میدان رزم مین آکر ٹھہرا اور پکارا
ای طفل عرب وای کودک بے ادب جلد میرے سامنے آکہ تو میرے ہاتھ سے کسی طرح نہ بچیگا امیر باتوقیر مقبل نامدار
اور خواجہ عبد المطلب وغیرہ سے رخصت ہوکر اپنے لشکر سے نکلے اسوقت لشکر امیر مین باجے جنگی بجنے لگے
علم لشکر کے جلوہ گری پر آئے مرکب امیر باتوقیر طرارے بھرتا ہوا جاتا جسوقت حمزہ صاحبقران
مقابل کرتیت سیرگردان کے پہونچے مرکب کو روکا اسوقت کرتیت سیرگردان نے بصد غیظ و غضب
ایسی لگاوٹ لگائی کہ دو قدم مرکب خنگ سیہ قیطاس اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور گھوڑا کرتیت کا سات قدم
ہٹ گیا پھر دونون بہادر نے لونون مین مرکبون کو دبا کر سامنے آئے اور برابر دونون دلاورون نے نیزے
اٹھائے اور بند نیزے کے باندھنے لگے آخر کار امیر باتوقیر نے نیزے کو کرتیت سیرگردان کے ہاتھ سے چھین لیا
کرتیت سیرگردان کو آج بدرجہ کمال غصہ آیا وہی تیغ گرانبار و آبدار کھینچکر لات و منات کا نام لیکر سر پر
حمزہ صاحبقران کے لگایا حمزہ صاحبقران نے بفن سپہ گری اسکے تیغ کو خالی دیدیا اور مرکب کو بڑھا کر
اسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا ہرچند کرتیت سیرگردان نے اپنے تئین سنبھالا لیکن حمزہ صاحبقران نے بقوت
و بازو اسکو پشت زین سے اٹھا کر سر سے بلند کرکے گردش دی تیغ کرتیت سیرگردان کے ہاتھ سے چھوٹ کر
زمین پر گرا جب مردمان فوج کرتیت نے اپنے افسر کو اس حال سے دیکھا بے اختیار تلوارین کھینچکر بڑھے اور جاکر
امیر کو گھیر لیا اور تلوارین لگانے لگے امیر باتوقیر کرتیت سیرگردان کو سپرد کر دیا مردمان لشکر کی تلوارین
اسی پر روکنے لگے جب یہ حال بہادران لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے دیکھا سب نے لشکر حریف پر ایکبار
حملہ کیا اور تھوڑے سوارون کو فوج کرتیت سیرگردان کے حملہ اول مین قتل کیا پھر دونون لشکرون مین تلوارین
چلنے لگین لاش پر لاش گرنے لگی میدان مصاف خون بہادرون سے رنگین ہونے لگا دونون لشکرون
مین تیر چلنے لگے دلاوران میدان جنگ و بہادران عرصہ کارزار رفتا تیر اجل ہونے
لگے غرضکہ بڑے عرصہ تک دونون لشکرون مین خوب تلوار چلی اور بڑی
نیزہ بازی ہوئی ہزار ہا بہادر اور دلاور مارے گئے آپس مین جدائی ہوئی لیکن کرتیت

سپیر گردان ہنگام جنگ مغلوب دست امیر باتوفیر بیقرار ہوکے اسقدر تڑپا کہ توڑا اُسکی کمر کا جو فولادی تھا ٹوٹ گیا اور ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران کے چھوٹ کر زمین پر گرا مردمان لشکر کرتیت اپنے افسر کو لیکر میدان رزم سے جانب صحرا بھاگے اُسوقت بہادران لشکر حمزۂ صاحبقران نے بہت سے سوار قتل کیے اور جائے قیام لشکر کرتیت پر پہونچے کل مال و اسباب لوٹ لیا خواجہ عمرو نے بھی بہت سا روپیہ لوٹا القصہ جب لشکر کرتیت میدان مصاف سے بھاگ گیا اور امیر باتوفیر کو فتح حاصل ہوئی اُسوقت حمزۂ صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے نقارے شادیانے کے لشکر اسلام میں بجنے لگے حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عبدالمطلب نے سجدے شکر کے درگاہ جناب باری میں کیے جملہ بہادران لشکر اسلام فوج حریف پر فتح پانے سے نہایت شاد ہوئے لیکن کرتیت سپیر گردان جو میدان رزم سے بھاگ کر گیا ایک دامن کوہ میں ٹھہرا اور سب سے کہنے لگا کہ اب میں نوشیروان کو جا کر کیا منھ دکھاؤنگا اور جملہ دلاوران دربار کے سامنے کیونکر جاؤنگا سب بہادر مجکو دیکھکر اور میرے بھاگ آنے سے آگاہ ہوکر ہنسینگے اور کہینگے کہ لڑکے کے خوف سے کرتیت بھاگ آیا اور اس طفل کو قتل نکر سکا جسوقت کرتیت سپیر گردان نے یہ گفتگو کی اُسوقت تلبیس جاسوس کہ جو لشکر کرتیت کے ہمراہ آیا تھا اُسنے عرض کیا کہ ای پہلوان دوران اگر حمزۂ شجاع اور بہادر نہوتا تو پہلوان طاہر عادی اور مطاہر عادی کو ہلاک کر سکتا طفلی میں تو حمزۂ کی یہ کیفیت ہی جوانی میں دیکھیے کیا آفت برپا کرتا ہی کس کس بہادر اور جری کو تہ تیغ کرتا ہی اب میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آپ تو اس درۂ کوہ میں ایک شب قیام فرمائیں اور میں جا کر حمزۂ کو بہ عیاری گرفتار کرکے آپ کے پاس لے آؤں اور آپ حمزۂ کو سلاسل میں گرفتار کرکے روبروے بادشاہ لیجائیں جملہ نامداروں میں سرخرو ہوجیے نوشیروان حمزۂ کو قتل کر ڈالیگا آپکو بہت انعام دیگا کرتیت سپیر گردان بہ تقریر تلبیس کی سُنکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اگر تو حمزۂ کو گرفتار کرکے لائیگا تو میں تجکو اسقدر زر و جواہر دونگا کہ تو مالا مال ہوجائیگا لیکن ای تلبیس فقط حمزۂ ہی کو گرفتار مکرنا عمرو کو بھی ضرور اسیر کر لانا کیونکہ وہ بلائے بے درمان اور آفت روزگار ہی اگر وہ گرفتار نہوگا تو مجکو جان بچانا اُس سے محال ہوگا تلبیس نے عرض کیا اگر عمرو بھی گرفتار ہوسکیگا تو اُسکو بھی گرفتار کرونگا یہ کہکے تلبیس نے اپنے دو سو شاگردوں کو جمع کیا اور اُنسے کہا کہ تم سب جا کر صحرا میں مخفی ہو جب تم میری زنبیل کی آواز سننا فی الفور تم میرے پاس آنا سب بموجب حکم تلبیس قریب لشکر حمزۂ صاحبقران صحرا میں جا کر پوشیدہ ہوئے کرتیت سپیر گردان نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ اسی دامن کوہ میں مقیم ہو لشکر موافق حکم کے وہیں اُترے لیکن تلبیس عیار نے بانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کیے اور جو عیاری اُسکو کرنا منظور تھی اُس عیاری کا سامان کرکے بعد عجلت چلا اور لشکر امیر میں پہونچا کیفیت مردمان لشکر اسلام کی یہ ہی کہ باہم بہادر اور دلاور گلے مل رہے ہیں فتح جو لشکر نے پائی ہی تو خوش ہو رہے ہیں خواجہ عمرو چار جانب لشکر کے پھر رہے ہیں ہر ایک بہادر کو شاد و مسرور دیکھکر خود بھی خوش ہیں ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک شخص کچھ بوتلیں شراب کی مع جام و ساغر لیے ہوئے قریب لشکر اسلام ایک بلندی پر بیٹھا ہوا ہی جب خواجہ عمرو قریب اُس کلوار کے پہونچے اُسنے خواجہ عمرو کو اُٹھکر سلام کیا اور کہا ای خواجہ عمرو آئیے خواجہ عمرو اُسکی دکان پر بیٹھ گئے اور پوچھا تم کہاں سے آئے ہو اُس کلوار نے عرض کیا میں رہنے والا ملک یمن کا ہوں جب سے منظر شاہ یمنی نے دین اسلام قبول کیا ہی اُس زمانے سے وہان کے رہنے والے شراب کم پیتے ہیں ہزارہا آدمی پرہیزگار ہو گئے ہیں جب شراب وہان نہ بکنے لگی میں نہایت پریشان ہوا چونکہ اس زمانے میں میں نے سنا کہ لشکر

کرتیت سپرگردان کا مدائن سے قریب خانۂ کعبہ آیا ہی واسطے فروخت کرنے شراب کے مین یمن سے آیا اور لشکر
کرتیت مین مین نے بہت سی شراب فروخت کی اب لشکر کرتیت کا بھاگ گیا ہی مین بھی یمن کو جانے ہی والا تھا
کہ آپ تشریف لائے ہین آپ کو دیکھ کے ٹھہر گیا اب آپ دو چار جام ارغوانی پیجیے خواجہ عمرو نے بے دغدغہ انجام
جام مئے اُس سے لیکر پیا پھر اُسنے اور ایک جام مئے ارغوانی سے بھر کے دیا خواجہ عمرو نے یہ جام بھی بخوف وخطر پی لیا
غرض اسیطرح کئی جام خواجہ عمرو نے لیکر پیے بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو کے سر مین درد ہونے لگا جب اُسکی دُکان
سے اُٹھے فوراً لڑکھڑا کے گرے اور بیہوش ہوگئے کلوار نے نعرہ کیا منتم تلبیس عیار بعد نعرہ کرنے کے خواجہ عمرو
کو اُٹھا کر اور پشت دُکان پر لیجا کر صدا ازفیل کی بلند کی جو عیار قریب لشکر اسلام صحرا مین مخفی تھے زفیل کی صدا سُنکے پاس
تلبیس کے آئے تلبیس نے کہا عمرو کو یہان سے لیجاؤ عیارون نے خواجہ عمرو کے دست و پا حلقہ ہائے کمند سے
باندھے اور چادر عیاری مین باندھکر درۂ کوہ مین پاس کرتیت سپرگردان کے پہونچے کرتیت حال گرفتاری
خواجہ عمرو سُنکے خوش ہوا مگر تلبیس لشکر اسلام ہی مین رہا چونکہ وقت شب کا تھا کسی نے عمرو
کو بیہوش نہین دیکھا اور نہ عیارون کو پشتارہ لیجاتے دیکھا غرض بعد جانے عیارون کے تلبیس عیار نے
ایک گوشہ مین بیٹھکر قبہ بارگاہ حمزۂ صاحبقران کو تاک کر نقب لگانا شروع کیا بعد دو پہر کے بارگاہ
امیر مین پہونچکر اور نقب سے نکلکر پروانہ ہائے بیہوشی اسقدر پھینکے کہ جو شمع ہائے مومی و کافوری روشن تھین اُنپر
وہ پروانے گرے اور جلے اور دھواں بیہوشی کا اُڑا جو دو مین خدمتگار حمزۂ صاحبقران کے چنپی کر رہے تھے وہ بیہوش
ہوئے تلبیس گوشۂ بارگاہ سے نکلکر قریب شمعون کے آیا اور چادر عیاری کو ہلایا تمام شمعین گل ہوگئین اور اندھیرا ہوگیا
اُسوقت تلبیس عیار پاس حمزۂ صاحبقران کے پلنگ کے آیا اور حمزۂ صاحبقران کو سوتے
ہوئے پایا اُسوقت امیر باتوقیر کے قریب بیٹھکر اور کفچہ مین بیہوشی رکھکر قریب امیر باتوقیر کی بینی کے لگایا
جب حمزۂ صاحبقران نے اُوپر کی سانس لی عیار مذکور نے ایسی بیہوشی پھونک دی کہ وہ دماغ مین سرایت
کرگئی امیر باتوقیر بیہوش ہوگئے اُسوقت تلبیس عیار نے دو حلقوں سے کمند کے امیر کے ہاتھ اور دو حلقوں سے دونون
پاؤن اور دو حلقوں سے گردن اور کمر کو باندھا اور پشتارہ اُٹھا کر ساتوان حلقہ لگا کر ڈیڑھ گرہ عیاری کی اپنی پشت
پر لگائی اور نقب کے اندر کود کر اور نقب سے نکلکر درۂ کوہ مین آیا اور سامنے کرتیت سپرگردان کے پشتارہ
امیر باتوقیر کا رکھدیا کرتیت سپرگردان نے بہت خوش ہوکے آہنگرونکو بلایا اور امیر باتوقیر کے ہاتھون مین
ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور نعلون مین خاردار لٹو گلے مین طوق اور شانون پر جوڑے فولاد کے
کمر مین زنجیر وغیرہ پنہا دی اور اسی طرح خواجہ عمرو کو بھی سلاسل مین گرفتار کرکے اور اعرابے پر ڈال کر
اُسی وقت طرف دربار نوشیروان جانب مدائن کوچ کیا جب راہ مین آنکھ حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو
کی کھلی اور بیہوشی زائل ہوئی اپنے تئین اعرابے مین پڑا ہوا پایا اور قید سخت مین گرفتار دیکھا امیر باتوقیر نے
تو ایک آہ سرد بھر کے شکر خدا کیا لیکن خواجہ عمرو اپنے تئین گرفتار طوق و سلاسل دیکھکر باواز بلند رونے
لگے امیر باتوقیر نے فرمایا ای برادر صبر کرو جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اور جو اب تقدیر مین ہوگا دیکھینا جو مصلحت خدا
اب رونے سے کیا فائدہ ہوگا لازم ہی کہ چُپکے چلے چلو اور خدا سے اپنی رہائی کے واسطے دعا کرو خواجہ عمرو نے کہا
مجھسے صبر ہو نہین سکتا اور طوق سلاسل مین گرفتار ہوکے ضبط گریہ ممکن نہین ای برادر باتوقیر آج مین اِس
کرتیت سپرگردان حرامزادے کو ضرور قتل کرونگا چونکہ تلبیس ہمراہ اعرابہ تھا خواجہ عمرو کی گفتگو سُنکے کہنے لگا

کہ او ساربان زادے کیون اسقدر جھوٹ بولتا ہی کیونکہ تو اسوقت طوق وسلاسل مین گرفتار ہی اپنی فوج تیرے گرد ہی اپنی جان تو بچانا تجکو مشکل اور دشوار ہی تو کرتیت سیر گردان کو کیونکر قتل کریگا خواجہ عمرو نے یہ گفتگو اسکی جب ناجوکی سنکے لعبد غیظ وغضب جواب دیا کہ او تیرہ رو سیہ درون روبہ خصال سگ زرد براد شغال نابکار رونا عیار نامرد ازلی وابدی تجھے یہ لیاقت حاصل ہوئی کہ تو میرے سامنے منھ کھولے مجھسے بدزبانی کرے ہی شرط کہ مارے کوڑونکے تیری پشت نیلگون اور زخمی کردون تجھے اس بدزبانی کی سزا دون تلبیس ناہنجار کو خواجہ عمرو کے اوپر اور غصہ آیا ادھر خواجہ عمرو نے اسے گالیان دینی شروع کین تلبیس نے ایک چوب چماق جو اسکے ہاتھ مین تھی زور سے ماری وہ چوب پڑتے ہی خواجہ عمرو بے اختیار تھرائے اور آنکھین اپنی پھیر دین اور ایک آہ سرد کی حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو کا چہرہ متغیر ہوگیا منکا ڈھل گیا کانون کی لوین پھر گئین اور دم نکل گیا جسوقت امیر باتوقیر نے یہ حال خواجہ عمرو کا دیکھا ایک نعرہ مارا اور کہا ای یار وفادار خوش کردار بیت رفتی و مراجز نہ کردی ٭ بر بیکسیم نظر نہ کردی ٭ افسوس ہزار افسوس تم پہلے ہمسے جانب عدم روانہ ہوئے ہمارا قتل ہونا بھی تمنے نہ دیکھا یہ کہکے امیر باتوقیر بے اختیار رونے لگے اور سر کو اپنے زنجیر پر دیدے پٹکنے لگے پھر سوئے چرخ دیکھکر پکارے کہ ای فلک کج رفتار وای گردون غدار کیا ظلم تو نے کیا ارے جو ایک میرا مونس اس قید مین تھا اسکو بھی میرے پاس زندہ رہنے نہ دیا بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے باواز بلند فرمایا کہ ای قوم شریر جفاکار اس میرے یار وفادار کا تمھارے ظلم سے یہ حال ہوا کہ اس عیار تلبیس نابکار نے چوب سے اسکو ایسا مارا کہ یہ مرگیا یہ فرماکر حمزہ صاحبقران پھر رونے لگے اور حالت بیتابی وبیقراری مین یہ کہنے لگے کہ ای خواجہ عمرو تم ہمسے یہ کہتے تھے شعر ٭ منھ محبت سے ہم نہ موڑینگے ٭ ساتھ تاحشر بھی نہ چھوڑینگے ٭ واہ برادر کیا خوب تمنے ایفاے وعدہ کیا عالم طفلی ہی مین ہمارا ساتھ چھوڑ دیا جسوقت کرتیت سیر گردان نے حمزہ صاحبقران کی صداے نالہ وفریاد سنی بیتاب ہوکر آیا اور سبب نالہ وبکا امیر باتوقیر سے دریافت کرکے تلبیس عیار سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ او حرامزادے یہ تونے کیا کیا عمرو کو کیون مار ڈالا عمرو نے تیری کیا خطا کی تھی ابھی مین خدمت شاہ مین عرضی اس مضمون کی روانہ کرچکا ہون کہ حمزہ اور عمرو کو مین گرفتار کیے ہوے لاتا ہون یقین ہی کہ جلد در دولت پر حاضر ہون اب اگر فقط امیر کو روبروے شاہ عالیجاہ لیجاؤنگا تو شہریار کیا کہیگا علاوہ اسکے مجکو گمان ہی کہ عمرو کے صدمے مین امیر بھی ہلاک ہوجائینگے افسوس تو نے بڑا ظلم کیا اور مجکو تو نے ناخوش کیا کرتیت سیر گردان تلبیس عیار پر خفا ہوکر امیر سے مخاطب ہوکر یہ کہنے لگا کہ ای امیر اب صبر کیجیے گریہ وزاری موقوف کیجیے یہ دنیا ایک سراے فانی ہی ایک دن ہر شخص کو سوے عدم جانا ہی عمرو کی اتنی ہی زندگی تھی اسی بہانے سے اسکی قضا آئی تھی عمرو ایک ایسا پیادہ تھا آپ غور فرمائین کہ وہ بہادر جو اولو العزم یکتاے روزگار تھے زیر خاک پنہان ہوے بقول شاعر نظم

اب نہ وہ دولت قیصر ہی نہ اقلیم قباد
جسکو گل کرگئی جنبش دامان قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
صورت نور نظر آنکھ مین تھی جسکی ضیا

تخت جمشید وخط جام ہوا نقش فنا
پایہ حشمت سنجر ہی نہ تاج دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
کف افسوس ہی بیتا جو ہی اس گلشن کا

نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
گرد اٹھتی کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا
آنکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس

پس ای امیر اب گریہ وزاری نہ کرین اور صبر کرین امیر باتوقیر نے

کرتیت سپرگردان کے سمجھانے سے کسی قدر نالہ و بکا مین کمی آئی کرتیت نے تمام قید جسم عمرو سے دور کی
اور نعش عمرو کو جو دیکھا تو تمام تن کرخت پایا کرتیت اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ عمرو دبلا اور ریتلا
تھا مرنے ہی سخت ہوگیا غرض بعد دیکھنے نعش کے کرتیت سپرگردان عمرو کو اٹھا کر لیچلا امیر
بانوقیر نے فرمایا اے کرتیت مین اپنے برادر کو غسل اور کفن اپنے ہاتھ سے دونگا مجکو بھی اپنے ساتھ لیچل
کرتیت نے کہا شاہ کے قیدی کو رہا کرنا ممکن نہین یہ کہکر عمرو کی نعش کو اسی صحرا مین یہ خیال کرکے ڈالدیا
کہ درندے کھا جائینگے حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کی نعش صحرا مین پڑی ہوئی دیکھکر بصد نالہ و بکا یہ کہنے
لگے کہ افسوس ہزار افسوس میرا بھائی مرجائے اور کفن بھی اسکو نصیب نہو ابھی حمزہ صاحبقران آرابے پر
بنالہ و زاری یہ کہتے ہوئے جاتے تھے اور نعش عمرو کی دیکھ رہے تھے یکایک عمرو نے غلطاک ماری جو سوار نعش
عمرو کے قریب تھے یہ خیال کرکے بھاگے کہ ایسا نہو مردہ عمرو اٹھکر چمیٹ جائے حمزہ صاحبقران نے جو یہ
حال دیکھا یا تو رو رہے تھے یا بے اختیار ہنسنے لگے اور سمجھے کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی تھی ناحق مین نے
استقدر گریہ کیا اور بیکار مین نے اپنے برادر کو مردہ تصور کیا اب امیر بانوقیر شاد و خرم آرابے مین بیٹھے ہوئے
آگے چلے مگر کرتیت سپرگردان نے دل مین خیال کیا کہ عمرو غضب کی عیاری کرکے چھوٹ گیا ہے اب جاکر
امیر کی فوج لائیگا اس صحرا مین جنگ ہوگی پس بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی ملک یہان سے قریب ہو تو جلد وہان
مین اپنے تئین پہونچاؤن اور امیر کو قید کرون اور نوشیروان شاہ کو اس مضمون کی ایک عرضی لکھون کہ
اے شہریار امیر کی حفاظت اور نگہبانی کو اور فوج جرار جلد روانہ کیجیے کیونکہ مجکو امیر کے رہا ہوجانے کا خوف ہے
کرتیت سپرگردان جلد چلا اور مردمان لشکر کو بھی حکم دیا کہ جلد تر اس صحرا سے روانہ ہو مردمان لشکر بھی باعجلت
براہ صحرا طے کرنے لگے کرتیت سپرگردان نے جو راہ مین خیال کیا تو ملک رود بار کو اور ممالک سے
قریب تر پایا اسوجہ سے کرتیت سپرگردان ملک رود بار چلا اب حال خواجہ عمرو کا سنیے کہ یہ جو صحرا سے
اٹھکے بھاگے ایک تکیہ پر پہونچے وہان دیکھا کہ صدہا قبور ہین اور دو فقیر اس تکیہ پر بیٹھے ہین قریب انکے
ٹھیک مین آگ ہے کچھ لکڑیان اس ٹھیک مین رکھی ہین دہوان ہو رہا ہے اور ایک بہت بڑا دستینا وکنارے
ٹھیک کے رکھا ہے ایک طرف چھوٹے چھوٹے دو چھپر پڑے ہین انمین پنجرے جانورون کے لٹکے ہوئے
ہین اور وہ دونون فقیر مرگ چھالا بچھائے اور بھبوت سراپا ملے ہوئے لنگوٹے باندھے ہوئے بیٹھے ہین
اور زبان پر ان دونون فقیرون کے یا حق یا مرشد یا داتا ہر وقت جاری ہے غرض جب خواجہ
عمرو وہان پہونچے وہ دونون فقیر خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر پکارے داتا ہر چہار طرف ظہور معبود کی
قدرت کا ہے ایک نے کہا بچہ کہان سے آتا ہوا خواجہ عمرو نے جواب دیا داتا جہان سے سب آئے ہین
فقیرون نے باہم کہا معلوم ہوتا ہے یہ لڑکا رموز فقیری سے آگاہ ہے غرض فقرا خوش ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے
اور پوچھنے لگے کہ بابا اب کہان جاؤگے خواجہ عمرو نے کہا داتا جہان سب جائینگے فقرا یہ کلام عمرو کا
سنکے باہم کہنے لگے کہ جس بات کے ہم تم طالب ہین اب اسکا امتحان بھی کرین کیونکہ اور لڑکون کو یہ لیاقت
کہان ہے جو اسکو حاصل ہے القصہ یہ باتین باہم کرکے وہ دونون فقیر عمرو کے قریب آئے اور عمرو کو بنظر تیز دیکھا
اور قصد عمرو کے پکڑنے کا کیا اسوقت خواجہ عمرو جست کرکے ایک درخت پر چڑھ گئے وہ دونون فقیر متحیر ہوکر
نیچے درخت کے آئے خواجہ عمرو نے درخت پر سے ایک فقیر کی گردن مین حلقہ کمند ڈالا اس فقیر نے چاہا کہ حلقہ کمند کا

گردن سے نکالکر بھاگون لیکن خواجہ نے ذرا کھینچا حلقہ کمند کا اسکی گردن مین پیوست ہوگیا دوسرے فقیر نے حلقہ کمند کو
اُسکے گلے سے کھولنے کا ارادہ کیا عمرو نے درخت پر سے کہا ادھر دیکھ کیا کرتا ہی فقیر دیگر نے عمرو کی طرف دیکھا
عمرو نے فورًا ایک بیضۂ بیہوشی مارا اور کہا او بیوقوف مجکو کیون دیکھتا ہی جلد آنکھین نیچی کر جسوقت وہ بیضۂ
بیہوشی اُس فقیر کی ناک پر پڑا اور ٹوٹا بیہوشی دماغ مین سرایت کر گئی فورًا وہ فقیر بیہوش ہوکر زمین پر گرا بعد اسکے
خواجہ عمرو نے ذرا حلقہ کمند کو کھینچا وہ فقیر زمین سے کسیقدر اونچا ہوا اور لٹکنے لگا خواجہ عمرو شاخ درخت سے
اُس حلقہ کمند کو باندھکر جلد درخت سے اُترے اور دونون فقیرون کو خوب مضبوط اُس درخت سے باندھا اور
حلقہ کمند فقیر کی گردن سے نکال لیا بعد اُسکے جو فقیر بیہوش تھا فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا اُس فقیر کو ہوش
آیا اُسوقت عمرو نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری فقرا نے کہا خواجہ کیون تمنے ہمارے تئین باندھا ہی
کھولدو ہمکو ہمارے مرشد نے عالم خواب مین بشارت دی تھی کہ خواجہ عمرو تمکو ایک دن جلد گرفتار
کریگا اور فلان راستے سے امیر اور عمرو قید ہوکر آئینگے عمرو مردہ بنکر چھوٹینگے پس ہم دونون
تمھارے ہی منتظر تھے اور ہم رہنے والے مقام خیبر کے ہین اور ہم دونون کے نام ابوسعید لشکری اور ابوشہاب
خرقہ پوش ہین خواجہ عمرو نے کہا اگر مسلمان ہوا ور کلمہ پڑھو تو تمکو کھولدین دونون فقیرون نے کلمہ پڑھا
خواجہ عمرو نے کھولدیا دونون فقیرون نے اطاعت خواجہ قبول کی القصہ جب فقراے مذکور نے کلمہ پڑھا
اور مطیع خواجہ عمرو ہوے اُسوقت خواجہ عمرو نے کہا ای برادر چلو حال حمزۂ صاحبقران دریافت
کرین کہ اُنپر کیا گذری ابوشہاب نے کہا ای خواجہ آپ یہان توقف کرین مین جاکر حال امیر با توقیر دریافت
کرتا ہون جب تک مین نہ آؤن اُسوقت تک آپ ٹھہریےگا عمرو نے کہا اچھا تمھین جاؤ اور خبر امیر با توقیر کی لاؤ
لیکن جلد آنا دیر نہ لگانا ابوشہاب یہ سُنکے روانہ ہوا اور عمرو اُسی تکیہ پر ابوسعید کے پاس بیٹھے ابوسعید
نے آب و طعام پیش خواجہ عمرو حاضر کیا اور خواجہ کو کھلایا اور کچھ میوہ اور ثمر درختون سے توڑکر روبرو
رکھے خواجہ عمرو اثمار اشجار کھانے لگے لیکن ابوشہاب جو روانہ ہوا تھا قطع راہ کرکے قریب ملک رودبار
کے پہونچا اور درمیان راہ مین حمزۂ صاحبقران کو اراے بر دیکھا اسوقت ابوشہاب نے اپنی شکل
تبدیل کی اور مردمان بحیرونگاہ مین شامل ہوگیا اور ہمراہ لشکر کرتیت سیرگردان ہوا جب کرتیت
سیرگردان عنقریب ملک رودبار پہونچا اسوقت عامر شاہ رودباری کو اس مضمون کی عرضی لکھی
کہ ای بادشاہ جمجاہ آپکو معلوم ہو کہ مین حمزہ بن خواجہ عبدالمطلب کو بحکم نوشیروان ذیشان
گرفتار کرکے لایا ہون راہ مین اُسکا عیار عمرو عیاری کرکے چھوٹ گیا ہی مجکو اندیشہ ہی کہ وہ کچھ نہ کچھ فساد
برپا کریگا لہذا امیدوار ہون کہ براے چندے اپنے قلعہ مین قیدی مذکور کو مقید رکھیے تا وقتیکہ جو عرضی
مین نے حضور شاہ فلک بارگاہ نوشیروان مین روانہ کی ہی اسکا جواب نہ آئے فقط زیادہ کیا عرض کیا جاے
جب کرتیت عرضی لکھ چکا ایک سوار کو دیکر خدمت عامر شاہ مین روانہ کیا جب وہ ناقہ سوار خدمت
عامر شاہ مین پہونچا عرضی مذکور ناقہ سوار مذکور نے بعد بجالانے دعا و ثناے شاہی کے پیش کی عامر شاہ
نے عرضی کرتیت کے مضمون سے مطلع ہوکر چند سردار واسطے استقبال کرتیت سیرگردان مع تھوڑی
فوج کے روانہ کیے سرداران مذکور کرتیت سیرگردان کو مع قید حمزۂ صاحبقران شہر مین لائے کرتیت
سیرگردان نے دیکھا شہر آباد ہی رعایا دلشاد ہی مردمان شہر گروہ گروہ جوق جوق واسطے دیکھنے قید

حمزۂ صاحبقران کے چلے آتے ہین بعضے حال زار امیر پر تاسف کرتے ہین بعضے کہتے ہین کہ سرکشی کی سزا ہی قیدی
ست نوشیروان سے ارادہ بغاوت کا کیا تھا اکثر مردم جو زیادہ رقیق القلب تھے وہ حمزۂ صاحبقران کو طوق
و سلاسل مین گرفتار دیکھکے اشک آنکھون مین بھر لاتے تھے اور جو لوگ حمزۂ صاحبقران کو دیکھکے ہنستے تھے اُنسے مخاطب
ہوکر براے تنبیہ یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کرتے تھے اشعار

نہ وہ عشرت نہ فرزند نہ وزن نہ شہر و دیار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا دہان گرم تھا ہر وقت بازار
گونجتے سقف مین ایوان کے بلبلون کے
ہین خیابان مین یہ زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تھا ہر مگر لب پر سکوت
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

آئیہ فاعتبروا یا اولوالابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا یہان خسرو با عز و وقار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو شہر و نگو دہان سکے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی غمخوار

ای مقیمان تہ چرخ سپہر غدار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
رات دن چیلین رہا کرتی تھین سرو ارونین
واہ ری تیری تنک ظرفی با این عز و وقار
چیلین منڈلاتی ہین اڑتے ہین بگولے ہر سمت
تکیہ گور و گوزن آج ہے ہر ایک کا مزار
نہ وہ چیلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے

ای یارو اس جلیل کو آج قید مین گرفتار دیکھکر ذرا ہنسو نہین پیدا کرنیوالے
کے غضب سے ڈرو کل یہ امیر مسند عزت پر جلوہ فرما تھا آج جفاے چرخ بے مہر سے سلاسل مین گرفتار رہی
تم لوگون کا ہنسنا بیجا رہی نہین معلوم تمہاری تقدیر مین کیا لکھا ہی ہمیشہ کسی کی یکسان نہین گذرتی ہی پس تمکو
لازم ہی کہ توبہ کرو اور ایسے جلیل کو قید مین گرفتار دیکھکر خندہ نہ کرو الغرض کرتیت سیر گردان شہر کے کوچہ و بازار
کی سیر کرتا ہوا ہمراہ سرداران مذکور کے دربار عامر شاہ مین آیا اور واسطے سلام کے سر جھکایا عامر شاہ نے
ایک ڈنگل زرین پر کرتیت سیر گردان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا کرتیت ڈنگل پر بیٹھا بعد ڈنگل پر بیٹھنے کے کرتیت
سیر گردان نے اپنے ملازمون سے کہا کہ امیر کو اس دربار مین لے آؤ ملازمان کرتیت سیر گردان حمزۂ
صاحبقران کو دربار عامر شاہ مین لائے امیر باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ عامر شاہ تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہی امرا
اور پہلوان ڈنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین وزرا بھی موجود ہین دربار مین کرتیت بھی ایک ڈنگل زرین
پر بیٹھا ہوا ہی ساقی مہ رخ نے بحکم شاہ کرتیت سیر گردان کو جام مے ارغوان لاکر دیا ہی اور کرتیت
جام مے پی رہا ہی غرض بعد دیکھنے آراستگی دربار کے فوراً حمزۂ صاحبقران نے اُس دربار مین جو
اعلے اور ادنے تھے اُنسے مخاطب ہوکر کہا السلام علیکم بعد سلام کرنے کے فرمایا کہ سلام میرا اُس شخص پر ہو
جو خدا کو برحق جانتا ہوا در پیغمبر خدا کو مانتا ہو جب حمزۂ صاحبقران نے سلام کیا اہل دربار نے کہا ای شخص
غضب کیا تو نے ہمارے سامنے خداے نادیدہ کا نام لیا دل یہ چاہتا ہی کہ تجکو قتل کرین عامر شاہ نے اہل دربار سے
کہا یہ شخص شاہ دیجاہ کا گنہگار ہی اسکے قتل کا نوشیروان ذیوقار کو اختیار ہی اگر اسکی زبان پر خداے نادیدہ
کا نام جاری ہوا تو خیر کچھ نہ کہو عامر شاہ ابھی یہ اہل دربار سے کہہ رہا تھا ناگاہ دار الامارۂ شاہی پر ایک شور
ہوا بعضے اہل دربار پیشوائی کو گئے اکثر نامدار واسطے تعظیم کے کھڑے ہوے حمزۂ صاحبقران بھی
دیکھنے لگے یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا اور ایک شاہزادہ نہایت حسین و جمیل و بہادر لباس شاہانہ پہنے ہوے
اسلحہ لگائے ہوے برآمد ہوا اور پہلوے تخت عامر شاہ مین کرسی جواہر نگار پر شاہ کو تسلیم کرکے بیٹھا
کرتیت نے شاہزادہ کو سلام کیا واضح ہو کہ یہ شاہزادہ بیٹا عامر شاہ رود باری کا ہی اور نام اسکا
سیف ذو الیدین ہی اور نہایت عقیل و فہیم ہی اور اکثر علوم سے ماہر ہی اور فن سپہ گری اور پہلوانی مین بھی مہارت کامل

رکھتا ہی الغرض جب شاہزادۂ مذکور کرسی جواہر نگار پر بیٹھا بعد ایک لمحہ کے شاہزادے نے پوچھا آج دربار مین کیا ہنگامہ ہی
کرتیت سپر گردان نے حال حمزۂ صاحبقران کے گرفتار کرنے کا مفصل عرض کیا جسوقت اس شاہزادے
نے حال امیر کی دلیری کا سُنا اسوقت جانب امیر با توقیر جو نظر کی دیکھا ایک لڑکا وجیہ جسکا سینہ فراخ ہی اور
پیشانی بلند ہی اور علاوہ اسکے شعور قیافہ سے ظاہر ہرا باشعور ہی جبین منور سے ظاہر ہی نور ہی لیکن طوق و سلاسل
مین گرفتار سامنے کھڑا ہی بہت سے آدمیونکا اسیر ہوا ہی مگر ذرا بھی اسکو ہراس نہین ہی شاہزادہ امیر کو دیکھتے ہی شیدا ہو گیا
اور کہا ای امیر افسوس ناحق آپ نے شہریار سے سرکشی کی اگر سرکشی نکرتے تو کرتیت سپر گردان کیون آپ کو
میدان جنگ سے گرفتار کرلاتا حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ اس نامرد نے مجکو بہ مردی زیر نہین کیا بلکہ
عالم خواب مین اسنے اپنے عیار سے بیہوش و ملہوش کراکے چرا منگایا اور پھر اُسی عالم بیہوشی مین مجکو قید
کرلیا ہی شاہزادے نے گفتگو سے امیر سُنکے کرتیت سے پوچھا ای کرتیت امیر جو کہتے ہین یہ سچ ہی کرتیت نے
عرض کیا ای شاہزادۂ ذیوقار اصل تو یہ ہی کہ یہ بہادر مجھسے زور و قوت مین سبقت لے گیا تھا اور مجھے اسنے
زیر کیا تھا مین نے تلبیس عیار کو بھیجکر اسکو بہ دزدی منگایا اور گرفتار کرکے یہان لایا امیر سچ کہتے ہین
شاہزادے نے حال گرفتاری امیر سُنکے کرتیت سپر گردان کی جانب سے منھ پھیر لیا اور کہا تو نے بڑی نامردی
کی خلاف مردی و مردانگی کے تو نے یہ حرکت کی بہادرون کا یہ شیوہ نہین ہی کہ مکاری اور عیاری سے اپنے حریف
کو گرفتار کرین شاہزادۂ مذکور کرتیت سپر گردان سے یہ کہکر حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر کہنے لگا
کہ ای امیر مین نے تمھاری گرفتاری کا حال سُناب مین تمکو رہا کرتا ہون اور تمسے کشتی لڑتا ہون اگر مین زیر
ہو جاؤنگا تو دین اسلام قبول کرونگا اور اگر مین آپ کو زیر کرونگا تو اپنا ساتھی بناؤنگا حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا ای شاہزادۂ عالیجاہ جو شرط تمنے کی ہی مجکو بھی بخوشی خاطر منظور ہی شاہزادہ سیف ذوالیدین
نے حکم دیا کہ جلد حداد آئین اور امیر کی بیڑیون اور ہتھکڑیون وغیرہ کو کاٹین جسوقت امیر با توقیر نے
یہ سُنا کہ شاہزادے نے حداد کو طلب کیا ہی اسوقت حمزۂ صاحبقران مین جوش شجاعت آگیا اور زنجیر
و طوق وغیرہ کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا کرتیت سپر گردان تو بوجہ ملامت کرنے شاہزادۂ
کے سر جھکائے اور آنکھین نیچی کیے بیٹھا رہا لیکن سیف ذوالیدین نے جو دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران نے
ہتھکڑیان اور بیڑیان وغیرہ توڑ کر پھینکدین یہ زور و قوت امیر کی مشاہدہ کرکے اور زیادہ امیر با توقیر پر فریفتہ
ہوا کیونکہ بہادر کی قدر بہادر ہی خوب کرتا ہی غرض سیف ذوالیدین اپنی جگہ سے اُٹھا اور پاس امیر کے
آیا اور کہنے لگا ای امیر اب آپ ایک دو روز یہان براحت و آرام بسر کرین پھر مجھسے کشتی لڑیےگا امیر نے
فرمایا مین آج ہی کشتی لڑونگا اور تمسے ہر طرح مقابلہ کرونگا آخر بدرجہ ناچاری شاہزادۂ سیف ذوالیدین
نے اپنے اسلحہ طلب کرکے زیب جسم کیے پھر حمزۂ صاحبقران کے واسطے بھی اسلحہ منگوا کر دیے امیر نے
بھی زرہ پہنی اور خود سر پر رکھا تلوار کمر سے لگائی نیزہ ہاتھ مین لیا جب حمزۂ صاحبقران
ہتھیار لگا چکے سیف ذوالیدین امیر کو لیکر ایک میدان وسیع مین آیا اسوقت اُس میدان
مین ہزارہا کرسیان جواہر نگار بچھ گئین اور چہار جانب اس میدان کے دنگل بچھ گئے اور فرش
ہو گیا جملہ امرا اور وزرا اور پہلوانان عامر شاہ آکر بیٹھے اور کرتیت سپر گردان بھی آیا اور خود
عامر شاہ بھی ایک تخت پر رونق افزا ہوا اسوقت ایک مرکب شاہزادے نے حمزۂ صاحبقران کو دیا اور

ایک اسپ پر خود سوار ہوا جب حمزہ صاحبقران بھی گھوڑے پر سوار ہو چکے اور مقابل سیف ذوالیدین آئے
اسوقت سیف ذوالیدین نے بصد قوت تگاور لگائی لیکن گھوڑا سیف ذوالیدین کا سات قدم پیچھے
ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہ صاحبقران کا پسپا ہوا سیف ذوالیدین کو غصہ آیا اور گھوڑے کو رانون مین
داب کے حمزہ صاحبقران کے مقابل آیا اور نیزہ اٹھا کر سینہ امیر پر مارا امیر نے نیزہ سیف ذوالیدین کو
نیزے پر روکا بعد ایک لمحہ کے سیف کے ہاتھ سے نیزہ نکالدیا سیف نے بقہر وغضب تلوار کھینچی اور امیر
باتوقیر کے سر پر لگائی امیر نے سپر پر تلوار کو روکا بعد تھوڑی دیر کے امیر نے سیف کو جگہ دی سیف خوش ہوا
گھوڑا بڑھا کر قریب حمزہ صاحبقران کے اس خیال سے آیا کہ اب حمزہ صاحبقران کو ضرور زخمی کرونگا
لیکن جب سیف نے شمشیر لگائی حمزہ صاحبقران نے بہ فن سپہ گری تلوار کو روک کر سیف کے
بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیا سیف نے کمر امیر مین ہاتھ ڈالا اور اسدرجہ دونون بہادرون نے زور
کیا کہ آخر دونون گھوڑے زمین پر بیٹھ گئے اسوقت دونون دلاور کشتی لڑنے لگے اور ہنرہاے پہلوانی ظاہر
کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے امیر باتوقیر نے ایک پیچ ایسا کیا کہ سیف نیچے آیا اسوقت حمزہ
صاحبقران نے سیف کے توڑا کمر بند فولادی کا پکڑ کر ایسا زور کیا کہ زمین سے اٹھا کر سر سے بلند کیا اور
پھر زمین پر پٹک کے چھاتی پر سیف کی بیٹھے اور کہا ای سیف ذوالیدین اب کہو کیا کہتے ہو دین اسلام
بموجب شرط و اقرار قبول کروگے یا نہین سیف ذوالیدین نے کہا آپ مجکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیجیے امیر نے کلمہ
پڑھایا شاہزادہ سیف ذوالیدین صدق دل سے روبروے کرتیت سپر گردان مسلمان ہوا جسقدر
کہ پہلوان وغیرہ بیٹھے تھے امیر کی قوت و زور دیکھکر متحیر ہوے امیر باتوقیر سینہ سیف سے اٹھے اور
کرتیت سپر گردان کے قریب آکر فرمانے لگے کہ ای کرتیت سپر گردان دین اسلام قبول کر ورنہ
اسوقت مین تجکو ہلاک کرونگا کرتیت سپر گردان اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ حمزہ صاحبقران کے
صاحب اقبال ہونے مین کسی طرح شک نہین ہی اور دین اسلام بھی مسلمانونکا اچھا ہی یہ خیال کرکے کرتیت
بھی کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوا اور بعضے راوی اسطرح روایت کرتے ہین کہ جب امیر نے
مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکر کرتیت سپر گردان سے مقابلہ کیا تھا اور اسکو زیر کیا تھا جبھی
کرتیت مع اپنے لشکریون کے مسلمان ہوگیا تھا لیکن چند نفر سوار اور بلیس عیار بھاگ کر مدائن
پہونچے تھے اور نوشیروان کو کرتیت کے مسلمان ہونے سے آگاہی دی تھی اور نوشیروان
نے بختک سے تدبیر گرفتاری امیر پوچھی تھی بختک نے صابر نمد پوش اور کرگس سیاسانی اور بلیس
جاسوس وغیرہ کو بہر گرفتاری حمزہ صاحبقران بھیجا تھا اور عیاران مذکور آسکے تھے اور امیر
اور خواجہ عمرو کو ایک باغ سے بیہوش کرکے اور گرفتار کرکے ملک زردوبار کی جانب لیچلے تھے اثناے
راہ مین خواجہ عمرو عیاری مردے کی کرکے رہا ہوگئے تھے اور عیاران مسطور امیر کو ملک زردوبار مین
لائے تھے سیف ذوالیدین سے مقابلہ ہوا سیف ذوالیدین زیر ہوکر مسلمان ہوا جیسا کہ قبل اسکے
مفصل لکھا گیا القصہ بعد مسلمان ہونے سیف ذوالیدین کے عامر شاہ بوجہ الفت فرزندی کے مسلمان
ہوا اور امیر باتوقیر کو بعزت و حرمت میدان رزم سے مع اپنے فرزند کے دار الامارۂ شاہی مین لیگیا اور کہنے لگا
کہ تخت پر رونق افزا ہوجیے امیر نے فرمایا یہ تخت و تاج تمھارا تمھین کو مبارک ہو مین

ایک سپاہی ہون مجکو سلطنت کی خواہش نہین علاوہ اسکے مجکو ابھی جہاد کرنا ہی تخت سلطنت پر بیٹھنا منظور نہین ہی عامر شاہ
گفتگو سے حمزۂ صاحبقران سُنکے خوش ہوا اور امیر کو دربار مین دنگل زرین پر اپنے قریب بٹھایا اور بڑے
تکلف سے دعوت امیر با توقیر کی کی اور شب بھر بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوش گلو گایا کین جب صبح ہوئی
اور عامر شاہ تخت پر بیٹھا اور حمزۂ صاحبقران دنگل پر آکر بیٹھے اسوقت حمزۂ صاحبقران کے حکم سے تمام شہر
مین منادی نے ندا کی کہ جو خاص و عام مسلمان ہوا ور دین اسلام قبول کرے وہ ملک ردوبار مین رہے اور جو
شخص دین اسلام قبول نکرے وہ اس ملک سے نکل جائے اور کہین سکونت اختیار کرے بمجرد سُننے اس حکم کے
جملہ خاص و عام مسلمان ہوے بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے ملک ردوبار مین جسقدر بتکدے تھے کھدوا ڈالے
اور حکم کیا کہ مسجدین بنائی جائین اور مسجدون مین خاص و عام نمازین پڑھین ابو شہاب یہ جملہ حالات دیکھکر اور
دریافت کرکے ملک ردوبار سے چلا اور تکیہ پر پہونچکے خواجہ عمرو کو کل احوال سے اطلاع دی خواجہ عمرو
خوش ہوکر تکیہ سے چلے اور حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کو برادر کہکر
گلے سے لگایا اور تلبیس عیار اور اُسکے جملہ شاگرد یہان کی کیفیت دیکھکر ملک ردوبار سے جانب مدائن چلے
تاکہ نوشیروان کو کل احوال سے اطلاع دین عیاران مذکور خدمت نوشیروان مین جاتے ہین انکا حال پھر بیان
کیا جائیگا لیکن اب حال امیر با توقیر کا لکھا جاتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران نے بعد کئی روز کے خواجہ عمرو
اور کرتیت سپہ گردان اور شاہزادہ سیف ذو الیدین اور عامر شاہ کو مع فوج و لشکر کے اپنے
ہمراہ لیا اور قلعہ وزیر کے حوالے کرکے جانب خانہ کعبہ چلے اور قطع منازل اور طے مراحل کرکے
خانہ کعبہ مین پہونچے یہان خواجہ عبد المطلب جدائی حمزۂ صاحبقران مین نہایت متردد و پریشان تھے
جسوقت حمزۂ صاحبقران کعبہ مین پہونچے خواجہ عبد المطلب حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر نہایت خوش
ہوے اور سینے سے لگاکر پیشانی کا پیار سے بزرگانہ بوسہ لیا جملہ رفقاے امیر با توقیر بھی امیر سے ملکر خوش ہوے
حمزۂ صاحبقران نے اپنے والد ماجد اور اپنے رفقا سے تمام سرگذشت اپنی ابتدا سے انتہا تک بیان کی خواجہ
عبد المطلب نے اپنے فرزند سے ملکر سجدۂ شکر خدا کیا پھر امیر با توقیر براحت و آرام رہنے لگے ایک روز امیر
بازار مین برائے سیر مع ہمراہی رفقا تشریف لیگئے اتفاق سے ایک کمان گر کی دکان کی طرف سے امیر با توقیر
کا گذر ہوا امیر با توقیر نے اُس کمان گر سے پوچھا تیرے پاس کچھ کمانین ہین اُسنے عرض کیا مین حاضر کرتا ہون
یہ کہکے کمانگر نے بہت سی کمانین امیر کے روبرو لاکر رکھدین امیر نے جس کمان کو اُٹھا کے کھینچا وہ کمان
ٹوٹ گئی یہانتک کہ کوئی کمان ثابت نرہی اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے اُس کمان گر سے
فرمایا ان کمانون کی قیمت مجھ سے لے اور اگر کوئی اور کمان تحفہ ہو تو مجکو لاکر دکھلا دے اگر میرے موافق
مرضی کے ہوگی تو جو دام اُسکی قیمت دیگے سے لے لونگا ورنہ دیکھکے دیدونگا کمان گر یہ گفتگو سے حمزۂ صاحبقران
سُنکے اپنے گھر مین گیا اور ایک کمان لیکر اندر سے آیا اور حمزۂ صاحبقران کو دی امیر با توقیر اُس کمان کو دیکھتے ہی
نہایت خوش ہوے کیونکہ اس کمان کے ہر گوشہ پر حضرت داؤد علیہ السلام کا نام لکھا تھا اور وجہ ہر گوشہ پر نام لکھے ہوے
ہونیکی یہ تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دست اقدس کی وہ کمان بنائی ہوئی تھی اور یہی کمان طوس پہلوان
ایران شاگرد رستم کے پاس تھی اور اُسکو حضرت صالح پیغمبر کے مزار سے دستیاب ہوئی تھی غرض
امیر با توقیر نے نہایت خوش ہوکر اُسکی قیمت سوا اشرفیان اُس کمان گر کو دین کمان گر اس قدر قیمت پاکر

خوش ہوگیا حمزہ اس کمان کو لیکر اپنے مکان پر تشریف لائے اور داخل مکان ہوئے اب امیر باتوقیر بصد راحت و آرام کعبہ میں تشریف رکھتے ہیں اور ہر روز دربار کرتے ہیں سرداران نامدار دربار میں ہر روز حاضر ہوتے ہیں

داستان جانا عیاروں کا بھاگ کے خدمت نوشیروان میں اور کل حال کہنا اور برہم ہونا نوشیروان کا اور روانہ کرنا نعمان بن منذر شاہ یمنی کو برائے گرفتاری امیر اور نامہ لکھنا بزرجمہر کا خواجہ عبد المطلب کو و دیگر حالات

محرران یکتائے روزگار و کاتبان عالی فہم و ذیشعار اس داستان کو اسطرح لکھتے ہیں کہ جب امیر باتوقیر نے سیف ذوالیدین اور کرتیت سیر گردان اور عامر شاہ رودباری کو مسلمان کیا تلبیس عیار مع اپنے شاگردوں کے بھاگ کر جانب ملک مدائن چلا اور بعد قطع راہ جسوقت روبروئے نوشیروان باحال پریشان ہونچا دیکھا کہ نوشیروان تخت پر بیٹھا ہے دربار میں ہر ایک پہلوان ڈنگل پر بکبر و نخوت متمکن ہے اور امراء و وزرا حاضر ہیں بختک نابکار بھی موجود ہے تلبیس عیار سامنے نوشیروان کے جاتے ہی بوجہ بدحواسی و اضطراب کے سلام کرکے گرپڑا نوشیروان نے پوچھا اے تلبیس کیوں گھبرایا ہوا آیا ہے کس نے تجھے ستایا ہے باعث تیری پریشانی اور بدحواسی کا کیا ہے جلد بیان کر تلبیس جاسوس نے اٹھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ بڑا غضب ہوا نوشیروان نے برہم ہوکر پوچھا ارے غضب کیا ہوا کہتا کیوں نہیں اسوقت تلبیس نے تمام حال کرتیت سیر گردان اور سیف ذوالیدین اور عامر شاہ کے مسلمان ہونے کا مفصل عرض کیا نوشیروان تلبیس سے تمام و کمال حال سنکے نہایت برہم ہوا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہوگیا غصہ سے کانپنے لگا آخر اسی غیظ و غضب سے کہنے لگا کہ حمزہ کی سرکشی روز بروز بڑھتی جاتی ہے اسکی بے ادبی اور گستاخی کم نہیں ہوتی عجب نہیں کہ نتیجہ اسکی دلیری کا مابدولت کے حق میں برا ہو ملک گیری کا اسکو حوصلہ ہو مابدولت سے مقابلہ کرے اور قدم جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری سے آگے رکھے مناسب وقت یہ ہے کہ اسکو گوشمالی اچھی طرح دیجائے اور تدبیر اسکی بے ادبی کی سزا دینے کی بخوبی جلد کیجائے کیونکہ یہ قول شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کا ہے نظم

درختے کہ اکنون گرفتست پاے — بنیروے شخصے برآید ز جاے
وگر ہمچنان روزگارے ہلی — بگردونش از بیخ برنگسلی
سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل — چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

سوا اسکے یہ بھی قول عقلمندونکا ہے کہ دشمن کو حقیر و ناتوان تصور کرکے غافل اسکی جانب سے بخوف نہولیں مناسب وقت یہی ہے کہ کوئی بہادر جلد جائے اور حمزہ کو گرفتار کرکے مابدولت کے روبروئے آئے جسوقت نوشیروان نے یہ کہکر طرف پہلوانوں اور دلاوروں کے دیکھا چونکہ نعمان بن منذر شاہ یمنی جسکا ذکر کیا گیا کہ دربار نوشیروان میں ڈنگل پر بیٹھا تھا اور نہایت بہادر اور دلاور ہے اور فی الحال اسنے اپنے باپ کے مسلمان ہونے کی جو خبر مفصل سنی تھی اسکو از حد صدمہ ہے اور حمزہ صاحبقران کا دشمن ہورہا ہے بے اختیار اپنے ڈنگل سے اٹھا اور عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ یہ غلام جاتا ہے اور اس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے خدمت بندگان حضور میں لاتا ہے نوشیروان نے نعمان کی گفتگو سنکے اور خلعت پرزر دیکر نعمان بن منذر کو برائے گرفتاری حمزہ صاحبقران رخصت کیا نعمان خلعت پہنکے دربار سے باہر آیا اور حکم دیا کہ جلد فوج ہماری تیار ہو بمجرد حکم نعمان کے افسران فوج نے لشکریوں کو حکم کمربندی کا دیا جوانان لشکر جلد جلد زرہیں پہننے لگے چار آئینہ تن پر آراستہ کرینگے اور خود ہائے

فولادی و آہنی سرون پر رکھنے لگے ہتھیار لگانے لگے جا کر گھوڑون کو کسنے لگے بعد تھوڑی دیر کے رسالے سوارون کے اور پلٹنین پیادون کی مسلح ہو گئین نعمان بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے مرکب پر سوار ہوا نشان لشکر پر ڈنکے پر چوب لگی کوس سفر فوج بجا قرنا چینکی باجے پلٹنون مین بجے پرچم علمون کے کھلے سواران جنگجو دلاوران زندہ پوش بحکم نعمان برائے گرفتاری حمزۂ صاحبقران آگے بڑھے نعمان بعد گرد و غبار اسّی ہزار فوج سے زیادہ لیکر مدائن سے جانب کعبہ روانہ ہوا راوی لکھتا ہی کہ بعد روانہ ہونے نعمان بن منذر شاہ یمنی کے یہ خبر خواجہ بزرجمہر نے سُنی کہ نعمان برائے گرفتاری حمزۂ صاحبقران بحکم نوشیروان مع فوج گران روانہ ہوا ہی خواجہ بزرجمہر کو تردد ہوا فوراً خواجہ بزرجمہر نے حال طالع حمزۂ صاحبقران کتاب سے دریافت کیا کہ فی الحال حمزۂ صاحبقران نعمان بن منذر شاہ پر فتح پائینگے یا نہین بعد فکر و غور کے یہ ثابت ہوا کہ اگر اندنون امیر نعمان سے مقابلہ کرینگے تو فتح نہ پائینگے تھوڑے دن امیر پر بہت سخت ہین لیکن اگر سفر کرین اور قلعۂ زنجیرو مین جا کر مقیم ہون تو بہتر ہی کہ وہ جگہ واسطے انکے مبارک ہی اور بعد گذرنے ایام سخت کے نعمان سے مقابلہ کرین انشاء اللہ نعمان پر غالب ہونگے خواجہ بزرجمہر نے کل حال کتاب سے دریافت کر کے ایک نامہ خواجہ عبد المطلب کو اس مضمون کا لکھا نامہ ای نخلبند گلشن آفاق و کدیور حدیقۂ اتفاق دوست صادق محب واثق مالک چشمۂ زمزم رئیس و حافظ خانۂ کعبہ اکرم شیارہ برگزیدۂ پروردگار مہربان خواجہ عبد المطلب عالی وقار زاد لطفہ و عنایتہ بعد سلام کہ شیوۂ صاحبان اسلام ہی واضح ہو کہ ایک پہلوان زبردست مسمے نعمان بن منذر شاہ بصد کر و فر بجمعیت اسّی ہزار سوار و پیادہ کے خانہ کعبہ کی طرف بحکم نوشیروان اس ارادے سے روانہ ہوا ہی کہ دشمنان امیر کو گزند پہونچا وے اور حمزۂ صاحبقران کے دشمنون کو گرفتار کر کے مدائن مین لے آئے چونکہ مین نے بپاس خاطر و بہبودی امیر طالع نامہ دیکھا تھا اور کتاب مین بھی دیکھا تھا بعد فکر و غور کے یہ حکم واسطے بہتری کے نکالا ہی اور تمکو یہ احقر العباد آگاہ کرتا ہی کہ بمجرد پہونچنے اس نامۂ محبت شمامہ کے حمزۂ صاحبقران کو طرف قلعۂ زنجیرو کے لیجانا ہر گز تاخیر نکرنا ورنہ نعمان مذکور سے جنگ اول مین امیر کو صدمہ سخت پہونچیگا لیکن جب ایک دو لڑائیان نعمان لڑ چکے اگر اسوقت امیر مقابلہ آینگے تو فتح پائینگے فقط زیادہ والسلام بعد لکھنے نامۂ مذکور کے خواجہ بزرجمہر نے ابو الخیر لاامکانی قزاق کو کہ آنکی خدمت مین رہتا ہی نامہ مسطور حوالہ کیا اور ارشاد کیا کہ بہت جلد اس نامہ کو خواجہ عبد المطلب کے پاس لیجا خبردار کہین راہ مین توقف نہ کرنا ابو الخیر نامہ لیکر روانہ ہوا اور قبل پہونچنے نعمان بن منذر شاہ کے کعبہ مین بصد عجلت پہونچا کیونکہ نعمان منزل بمنزل ٹھہرتا ہوا آتا ہی راہ مین اکثر شکار کھیلتا ہی اکثر صحرائے سبزہ زار مین دو دو روز واسطے شکار کے توقف کرتا ہی علاوہ اسکے لشکر کے چلنے سے اور قزاق کے چلنے سے فرق بھی ہی غرض ابو الخیر مع الخیر بعد قطع مسافت راہ خدمت خواجہ عبد المطلب مین وقت سحر پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہی امیر با توقیر دنگل پر بیٹھے ہین اور سرداران نامدار بھی علے قدر مراتب و مناسب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین خواجہ عبد المطلب ایک چوکی پر تشریف رکھتے ہین تسبیح ہاتھ مین ہی ذکر خدا لب پر ہی ابو الخیر نے بعد بجا لانے آداب و تسلیمات کے نامہ خواجہ بزرجمہر کا خواجہ عبد المطلب کو دیا خواجہ عبد المطلب نے حرف بحرف پڑھا اور ابو الخیر کو بصد مہربانی اور بندہ پروری بٹھایا اور خلعت عنایت فرمایا اور جواب

نامہ یہ لکھا نامہ خواجہ عبدالمطلب اے عندلیب خوش نوائے گلشن الفت و طوطی خوش الحان بوستان
محبت عیسی چرخ عطوفت ارسطو حکمت بقراط فطرت زاد اشفاقہ بعد پیشکش کرنے ہدیہ گلدستہ سلام کے
مدعا نگار ہون کہ الطاف نامہ آپکا پہونچا مضمون نامہ سے بخوبی آگاہی ہوئی جسطرح آپ نے از راہ محبت و حکمت
تحریر کیا ہے انشاء اللہ تعالے اسیطرح عمل مین آئیگا کبھی خلاف آپکے ارشاد کے یہ خاکسار ذرہ بھی تمرد نکریگا
زیادہ والسلام یہ نامہ خواجہ عبدالمطلب نے تحریر فرماکر اور اپنی مہر کرکے اور پیچیدہ و ملفوف کرکے
ابوالخیر قسطراق کو دیا ابوالخیر نامہ لیکر اور تسلیم کرکے جانب ملک مدائن روانہ ہوا اور خواجہ عبدالمطلب
نے حمزۂ صاحبقران کو تنہائی مین طلب کیا دست شفقت سر پر پھیرا اور پیشانی کا بوسہ لیا اور نامہ خواجہ
بزرجمہر امیر کو دیا حمزۂ صاحبقران نے نامۂ بزرجمہر بخوبی تمام پڑھا اور اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ خواجہ
بزرجمہر ایک مرد دیندار اور برگزیدہ خدا ہین اور میرے بزرگ ہین انکا حکم مجھے بجالانا واجب و لازم ہے اور خلاف
انکے حکم کے کوئی کام کرنا عقل سے بعید ہے کیونکہ آن جناب نے میری بہتری اور بہبودی کے واسطے یہ نامہ آپ کو
لکھا ہے ورنہ انکو کچھ ضرورت نامہ لکھنے کی نہ تھی خواجہ عبدالمطلب یہ گفتگو اپنے فرزند نیک کردار کی سنکے بہت
خوش ہوئے اور بند فکر سے آزاد ہوئے لیکن خیال کرنے لگے کہ اگر عمرو بن امیہ ضمری کہ نہایت ہی شوخ
و شریر ہے شیطان بھی اس سے بھاگتا ہے اور پناہ مانگتا ہے اس راز سے آگاہ ہوگا تو میرے فرزند کو ضرور کبھی
قلعۂ زنجیر ود کی جانب جانے نہ دیگا اور کہیگا کہ اے امیر باوجود اس زور و قوت کے نعمان پہلوان کے خوف
سے بھاگے جاتے ہو کیسے بہادر ہو تمکو لازم نہین ہے کہ واسطے پہلوان کے ڈر سے قلعہ بند ہو پس فرزند میرا
حمزہ عمرو کی طعن آمیز گفتگو سنکے نعمان سے مقابلہ کریگا اور اپنی جان گنوائیگا غرض خواجہ عبدالمطلب
نے تھوڑی بیہوشی منگواکر اور خواجہ عباس اپنے دوسرے فرزند دلبند کو وہ بیہوشی مرحمت کی اور
فرمایا کہ اے فرزند تم عمرو کو یہ بیہوشی ملاکر کھانا کھلاؤ جب وہ بیہوش ہوجائے تو اسکو ایک مکان مین
بند کرکے قفل لگادو کہ اسمین ایک مصلحت ہے خواجہ عباس اپنے والد سے وہ بیہوشی لیکر آئے اور
اپنے مکان مین بیہوشی آمیز کھانا تیار کرایا اور خواجہ عمرو کو بلاکر کہا اے خواجہ آج ہمارے یہان کھانا کھاؤ
ہماری آرزو بر لاؤ خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ یہ میرے دوست ہین انسے کسی طرح کی دشمنی نہین ہے اور
مفت کھانا کھانے کو ملتا ہے انکار نکرنا چاہیے اور بلا توقف بیٹھکر غذائے لطیف کھانا چاہیے یہ سوچ کر
عمرو نے کہا اچھا کھانا لائیے بندے کو کھلائیے خواجہ عباس نے خواجہ عمرو کے واسطے اغذیۂ لطیفہ
انواع اقسام کی روبروے خواجہ عمرو لاکے دسترخوان بچھایا جملہ قسم کا کھانا دسترخوان پر بعد
تکلف رکھا عمرو نے خواجہ عباس سے کہا تم بھی کھانا کھاؤ خواجہ عباس نے انکار کیا اور کہا
میرا اسوقت دل کھانا کھانے کو نہین چاہتا ہے آخر خواجہ عمرو نے خوش ہوکر طعام بخوبی تمام سیر ہوکر کھایا
آب سرد پیا یکایک خواجہ عمرو کے سر مین درد شروع ہوا متحیر ہوکر اٹھے فوراً زمین پر گر کر بیہوش ہوئے
خواجہ عباس نے بموجب ارشاد والد ایک حجرہ مین بند کیا اور قفل دروازہ مین لگا دیا اور اپنے والد کو
عمرو کے بیہوش کرنے سے اطلاع دی خواجہ عبدالمطلب نے اسوقت حمزۂ صاحبقران سے
فرمایا کہ اے نور نظر و پارہ جگر چلو کہ یہ وقت سعید اور مبارک ہے امیر بموجب ارشاد والا بنیاد اپنے والد کے
اسی دم مع سرداران نامدار ذوالوقار مرکبون پر سوار ہوئے بارہ ہزار لشکر اور مقبل وفادار اور تہلیہ پیادہ دو سوار

بعد کروفر جانب قلعہ زنجیرود کوچ فرمایا اور اٹھالا بارگاہ اور قیام کا قبل روانگی کے ہمراہی کرتیت سیرگردان روانہ
کیا خواجہ عبدالمطلب بھی ہمراہ کرتیت سیرگردان کے تشریف لے گئے غرض بعد قطع راہ خواجہ
عبدالمطلب قریب قلعہ زنجیرود پہونچکر مع لشکر مقیم ہوئے اور فریدون شاہ زنجیرودی کو خبر پہونچی کہ
ایک لشکر کثیر کہ جسمین بڑے بڑے جرار و بہادر ہین میرے قلعہ کی طرف آتا ہی پس اسیوقت اپنے افسران
فوج کو حکم تیاری جنگ کا دیا اور اپنے وزیر خوش تدبیر کو برائے دریافت حال روانہ کیا تاکہ معلوم ہوجائے
کہ کون غنیم میرے قلعہ کی طرف آتا ہی جب وزیر مذکور قلعہ سے نکلکر تھوڑی دور آگے بڑھا دیکھا کہ بارگاہین
اور خیام برپا ہین فوج اتری ہی خواجہ عبدالمطلب بارگاہ مین تشریف فرما ہین جب خواجہ عبدالمطلب
کو خبر ہوئی کہ وزیر فریدون شاہ آیا ہی خواجہ عبدالمطلب نے کرتیت سیرگردان کو واسطے استقبال
کے بھیجا کرتیت سیرگردان مع تھوڑے سوارون کے چند قدم آگے بڑھا اور وزیر کا استقبال کر کے
بعد عزت و حرمت خدمت خواجہ عبدالمطلب مین لے آیا وزیر نے خواجہ عبدالمطلب کو بعد
ادب سلام کیا خواجہ عبدالمطلب نے وزیر کو اپنے قریب بعد لطف بٹھایا ناگاہ حمزۂ صاحبقران
بھی مع جملہ سرداران نامدار وغیرہ تشریف لائے لشکر کو خیام مین فروکش ہونے کا حکم دیا اور آپ مع
سیف ذوالیدین اور عامر شاہ رودباری بارگاہ مین تشریف لائے اور روبرو اپنے والد ماجد کے بیٹھے
بعد بیٹھنے حمزۂ صاحبقران کے وزیر نے خواجہ عبدالمطلب سے بعد آداب استفسار کیا کہ آپ یہان
کسواسطے تشریف لائے ہین ہمارے بادشاہ عالیجاہ نے مجکو واسطے دریافت حال کے یہان بھیجا ہی
خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ ای وزیر خوش تدبیر آگاہ ہو کہ ہمارے ایک مہربان ہین کہ انکا نام خواجہ بزرجمہر
ہی انھون نے مجکو بذریعہ نامہ اطلاع دی تھی کہ نعمان بن منذر شاہ تمھارے فرزند کے گرفتار کرنے کے
واسطے آتا ہی چونکہ زمین قلعہ زنجیرود تمھارے قیام کے واسطے فی الحال مبارک ہی لہذا مناسب یہ ہی کہ تم
اپنے فرزند کو لیکر زمین قلعہ زنجیرود پر جاکر قیام کرو پس مین اس فرزند کو لیکر بموجب تاکید مہربان مذکور
کے یہان آیا ہون مجکو تمھارے شاہ سے لڑنا منظور نہین ہی وزیر فریدون شاہ نے حمزۂ
صاحبقران کی وہ شان و شوکت دیکھی کہ اپنے بادشاہ کے رعب و دبدبہ اور سطوت و صولت کی کچھ حقیقت
آگے اسکے نہ تھی القصہ وزیر فریدون شاہ خواجہ عبدالمطلب سے رخصت ہوا اور قطع راہ
کر کے اپنے بادشاہ کی خدمت مین آیا اور کل حال بیان کیا اور تعریف امیر کی بدرجۂ کمال کی
فریدون شاہ زنجیرودی نے جو تعریف حمزۂ صاحبقران کی اپنے وزیر سے سنی حمزۂ صاحبقران
کے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوا اور اسیوقت وزیر سے کہا کہ جلد جاکر خواجہ عبدالمطلب اور انکے فرزند
کو ہمارے پاس بعزت و توقیر لے آ اگر خواجہ عبدالمطلب یہان تشریف لانے مین کچھ تامل کرین
تو کہنا کہ بادشاہ ہمارا آپ صاحبون کی ملاقات کا نہایت مشتاق ہی آپ اندر قلعہ کے تشریف لیچلیے
کسی طرح کا تردد نہ کیجیے وزیر بحکم فریدون شاہ زنجیرودی فورًا قلعہ سے روانہ ہوا اور قریب
بارگاہ خواجہ عبدالمطلب پہونچا جب خبر وزیر کے آنے کی خواجہ عبدالمطلب اور حمزۂ صاحبقران نے سنی چند سردار
واسطے اسکے استقبال کے روانہ کیے جب وزیر مذکور خدمت خواجہ عبدالمطلب مین حاضر ہوا بعد بجا لانے
شرائط آداب و تسلیم کے پیام فریدون شاہ زنجیرودی کا پہونچایا خواجہ عبدالمطلب مع حمزۂ صاحبقران اور

چند سرداران والا اور ہمراہ اُس وزیر کے مرکبون پر سوار ہوکر بصد شان و شوکت چلے جسوقت اندر قلعہ کے
تشریف لائے ملاخطہ کیا قلعہ نہایت وسیع ہی اور نہایت مضبوط و مستحکم ہی اندر قلعہ کے رعایا آباد ہی دکانین
مثل عروس شب اول کے مزین ہین اشیاء نفیس و نادر دکانون پر ہین دکاندار دکانون پر بیٹھے ہین خریدارونکا
ہجوم ہی عورتین اور مرد حسین اور خلیق صدہا عورتین سر راہ گھرون کے دروازون پر پردے اور چلمین
ڈالکر ہماری سواری کے دیکھنے کے واسطے بیٹھی ہین اور ہزارہا مردمان قلعہ بھی واسطے دیکھنے ہماری
سواری کے فراہم ہین خواجہ عبدالمطلب اور حمزۂ صاحبقران کیفیت دیکھتے ہوئے دارالامارۂ شاہی
مین آئے وہان دیکھا جملہ امرا اور رؤسا و وزیر و مشیر حاضر ہین اور کئی ہزار افسران فوج اور پہلوانان
زبردست و قوی ہیکل علے قدر مراتب و مناصب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین اور تخت طلائی
منقش جواہر نگار مرصع کار پر فریدون شاہ زنجیر ودی بیٹھا ہی جسوقت خواجہ عبدالمطلب
دربار فریدون شاہ مین مع حمزۂ صاحبقران اور سرداران پہونچے بحکم فریدون شاہ
جملہ امیر و وزیر اور پہلوانان بے نظیر واسطے تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوئے فریدون شاہ بھی کسی قدر
اپنے تخت سے برائے تعظیم اُٹھا بعد اسکے بحکم فریدون شاہ ایک کرسی جواہر نگار فوراً قریب تخت بچھائی گئی
فریدون شاہ نے اول خواجہ عبدالمطلب کو دنگل پر بیٹھنے کو فرمایا پھر اپنے قریب کرسی پر امیر
باتوقیر کو بیٹھنے کو فرمایا اور سرداران حمزۂ صاحبقران کو بھی موافق اُنکی لیاقت کے دنگلون پر بیٹھنے
کو فرمایا جب خواجہ عبدالمطلب اور حمزۂ صاحبقران بیٹھ چکے اُسوقت جملہ حاضرین دربار اپنی
اپنی کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے بعد بیٹھنے خواجہ عبدالمطلب اور حمزۂ صاحبقران کے فریدون
شاہ زنجیر ودی نے بعد مزاج پرسی کے احوال پوچھا خواجہ عبدالمطلب نے سارا حال نوشیروان
کی خفگی کا بوجہ قتل کرنے طاہر عادی اور مطاہر عادی کے اور بھیجنا کرتیت سیرگردان کا
اور بعد اسکے روانہ کرنا نعمان بن منذر شاہ یمنی اور حال خواجہ بزرجمہر کے نامہ کا مفصل
بیان کیا فریدون شاہ زنجیر ودی نے کل حال ابتدا سے انتہا تک سُنکے حمزۂ صاحبقران کے
چہرۂ انور پر نظر کی کہ اسی لڑکے نے یہ جرأت اور بہادری کی ہی فریدون شاہ نے جو بغور رخ حمزہ
دیکھا ایسا رعب صاحبقرانی اسپر چھایا کہ کانپنے لگا اور فوراً اپنی شمشیر آبدار حمزہ صاحبقران کو
بصد خوشی دی اور خواجہ عبدالمطلب سے مخاطب ہوکر کہا کہ ہمنے آپ کے پسر کو اپنا فرزند کیا
راوی بیان کرتا ہی کہ اُس ملک اور مقام کا یہ قاعدہ ہی کہ جو شاہزادہ ولیعہد ہوتا ہی وہ تلوار اپنے باپ سے
پاکر پھر اپنے باپ کے پس پشت تخت کھڑا ہوتا ہی اور تلوار کھینچ لیتا ہی چنانچہ رواج قدیمانہ کے موافق فریدون
شاہ نے بھی تلوار کھینچکر حمزۂ صاحبقران کو دی ہی اور بعہدۂ ولیعہدی مقرر کیا ہی جسوقت یہ حال خواجہ
عبدالمطلب نے دیکھا حمزۂ صاحبقران سے فرمایا کہ اے فرزند فریدون شاہ نے اپنا ولیعہد
کیا ہی تمکو لازم ہی کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی نہ کرنا امیر نے عرض کیا انشاءاللہ جس طرح آپ نے فرمایا ہی ایسا ہی
ہوگا یہ کہکر حمزۂ صاحبقران وہی تلوار کھینچکر پس پشت تخت فریدون شاہ کھڑے ہوئے دربار مین
شور مبارکبادی بلند ہوا اور ہر ایک امیر و وزیر وغیرہ نے ولیعہد ہونے کی حمزۂ صاحبقران کو نذر دی
بعد ولیعہد ہونے حمزۂ صاحبقران کے خواجہ عبدالمطلب فریدون شاہ سے رخصت ہوکے

فریدون شاہ نے بمجبوری خواجہ عبد المطلب کو بصد اعزاز رخصت کیا لیکن جب خواجہ عبد المطلب اپنی بارگاہ مین آکر فروکش ہوے فریدون شاہ نے اسوقت سامان دعوت وضیافت بھیجا وزیر خوش تدبیر خدمت خواجہ عبد المطلب مین مع سامان دعوت حاضر ہوا خواجہ عبد المطلب کی تو فریدون شاہ نے دعوت کی ہی اور خواجہ عبد المطلب اپنی بارگاہ مین اور حمزۂ صاحبقران قلعۂ زنجیرود مین ہین لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ جب خواجہ عمرو کی بیہوشی دفع ہوئی اور آنکھ کھلی اور ہوش آیا دیکھا کہ مین ایک کوٹھری مین پڑا ہون یہ حال دیکھکے خواجہ عمرو گھبرا کر اٹھے اور قریب در حجرہ آئے دیکھا در حجرہ مقفل ہی اسوقت خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ خواجہ عباس نے طعام دعوت کھلا کر مجھسے عداوت کی مجکو کوٹھری مین بند کردیا دروازے مین قفل لگا دیا مجکو یہ امید خواجہ عباس کی ذات سے نہ تھی نہین معلوم اسمین کیا مصلحت تھی خیر اب کسی طرح سے اس کوٹھری سے نکلنا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو جول دروازہ کی اٹھا کر دروازہ کو علیحدہ کرکے کوٹھری سے باہر نکلے اور مکان امیر با توقیر پر آئے لیکن حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عبد المطلب اور لشکر کو نہ دیکھا اسوقت خواجہ عمرو نہایت متفکر اور متردد ہوے جب مردمان ساکنان کعبہ سے حال حمزۂ صاحبقران کا پوچھا معلوم ہوا کہ سب جانب قلعۂ زنجیرود گئے ہین خواجہ عمرو سنکے فی الفور جانب قلعۂ زنجیرود بہ تعجیل تمام روانہ ہوے اور بعد قطع راہ خدمت خواجہ عبد المطلب مین پہونچے اور حمزۂ صاحبقران کو نہ دیکھکر خواجہ عبد المطلب سے پوچھنے لگے کہ امیر با توقیر کہان ہین خواجہ عبد المطلب نے فرمایا حمزہ قلعۂ زنجیرود مین ہین خواجہ یہ سنتے فوراً قلعۂ زنجیرود مین آئے بعد اسکے دار الامارۂ شاہی مین پہونچکر جو دیکھا تو عجب کیفیت دیکھی کہ جملہ امرا اور پہلوان وغیرہ تو کرسیون اور زرنگارون پر بیٹھے ہین اور حمزۂ صاحبقران بادشاہ کے عقب سر پر تلوار کھینچے ہوے کھڑے ہین بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی دربار آراستہ ہی خواجہ عمرو بہ چالاکی وچستی حمزۂ صاحبقران کے پاس پہونچے اور آہستہ کہنے لگے کہ ای امیر با توقیر افسوس ہزار افسوس حمیت عرب بھی تمنے کھوئی ایمان مین بھی ضعف آگیا جرأت ودلاوری ساری تمھاری تشریف لیگئی حیا غیرت وشرم بھی جاتی رہی دفعۃً یہ کیا ہوگیا حمزۂ صاحبقران نے گھبرا کر پوچھا ای برادر رکچھ کہو تو مین نے کیا کیا خواجہ عمرو نے کہا ای امیر با توقیر آپ نے اطاعت اور فرمانبرداری ایک کافر کی اختیار کرلی آپ کو ذرا غیرت معلوم نہین ہوتی دربار مین امرا ورؤسا وغیرہ تو کرسیون اور زرنگارون پر بیٹھے ہین اور آپ کھڑے ہین اور ایک کافر کی نگہبانی اور حفاظت کر رہے ہین آپ بیٹے خواجہ عبد المطلب کے ہین اور اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہین آپ کو کسی طرح لازم ومناسب نہین ہی کہ اطاعت اس کافر کی کیجیے علاوہ اسکے عام شاہ اور سیف ذو الیدین اور کرتیت وغیرہ ایسے نامی بادشاہ وغیرہ تو آپکے مطیع ہون اور آپ ایک کافر کی اطاعت کرین یہ خلاف عقل ہی حمزۂ صاحبقران نے بمقتضائے سن طفولیت فرمایا کہ ای خواجہ مجھیں بتاؤ کہ اب مین کیا کرون خواجہ عمرو نے کہا ای حمزۂ صاحبقران نیام اس تلوار کا مجکو دیدو اور تلوار تم اپنی کمر مین رکھو اور میرے ساتھ اس دربار سے نکل کے چلو حمزۂ صاحبقران سنتے ہی جب کہنے خواجہ عمرو کے نیام تلوار کا تو خواجہ کو دیدیا اور وہ تلوار اپنی کمر مین رکھی اور اسی طرح ہمراہ خواجہ عمرو کے دربار سے باہر آئے کہ فریدون شاہ اور سرداران وغیرہ نے حمزۂ صاحبقران کو باہر جاتے مطلق نہین دیکھا حمزۂ صاحبقران دربار فریدون شاہ سے باہر آئے چونکہ مرکب خنگ سیہ قیطاس پر

سوار ہوکے دربار فریدون شاہ مین آئے تھے اور مرکب دروازۂ دارالامارۂ شاہی پر موجود تھا حمزۂ صاحبقران
اپنے گھوڑے پر سوار ہوے اور خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ ڈالا جب امیر بانوقیر دارالامارۂ شاہی سے چلے راہ
مین امیر نے فرمایا کہ اگر والد مجھسے پوچھین کہ تم دربار فریدون شاہ زنجیر ودی سے کیون بے چلے آئے تو مین کیا
کہونگا خواجہ عمرو بولے کہا ای امیر یہ کونسی مشکل بات ہی یہ کہدیجیے گا کہ بادشاہ نے خوش ہوکر تلوار مجکو دیدی
اور کہا جاؤ ہمنے تمھاری نوکری معاف کی اسوجہ سے مین چلا آیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اول تو مین جھوٹھ
نہ بولونگا اور بالفرض اگر موافق تمھارے کہنے کے مین نے والد سے کہا اور انھون نے تحقیق کیا تو کیا ہوگا مین دروغگو
تصور کیا جاؤنگا خواجہ عمرو نے کہا جب تحقیق ہوگا اسوقت مین جواب معقول دیدونگا آپ کیون تردد فرماتے
ہین چلیے بھی آپ تو پیش از مرگ واویلا کرتے ہین جب آپ کے والد پوچھینگے اسوقت دیکھ لیا جائیگا کوئی جواب
باتواب دیدیا جائیگا حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو جو کہتے ہین وہی کرینگے کوئی جواب
معقول والد کو دیدینگے جب حمزۂ صاحبقران راہ طی کرکے در قلعہ پر آئے اور قلعہ سے بھی باہر نکلے
آگے چلے چونکہ وہ شجرا تھا ایک ہرن خواجہ عمرو کو نظر آیا خواجہ عمرو نے کہا ای امیر بانوقیر اگر اسوقت آپ اس
ہرن کا شکار کیجیے تو مین جانونگا کہ آپ نعمان پر بھی فتحیاب ہونگے امیر نے یہ سنکے ہرن کو تیر مارا تیر ہرن کے
پٹھے پر پڑا لیکن ہرن زمین پر نہ گرا اور صحرا کی طرف بھاگا امیر بانوقیر نے اس ہرن کے تعاقب مین گھوڑا
ڈالا وہ ہرن دور تک بھاگتا ہوا چلا گیا آخر ایک جسگہ صحرا مین بوجہ زخمی ہونے کے گرا خواجہ عمرو
نے دوڑکر اس ہرن کو ذبح کیا یکایک حمزہ نے دیکھا کہ اسی صحرا مین دو لشکر صف آرا ہین عنقریب باہم
لشکرون مین لڑائی ہوا چاہتی ہی حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا ای برادر ہرن کے کباب
لگانے کی تدبیر نہ کرو جاؤ دیکھو کہ یہ دونون لشکرون کے کون کون افسر ہین اور لڑائی کیون ہوا چاہتی ہی
خواجہ عمرو فوراً روانہ ہوے اور بعد دریافت حال جلد نزد حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین آئے اور کہنے لگے
کہ مین نے جاکر دریافت کیا تھا ایک جانب قارن بخت مغربی اور مشقال شاہ مغربی اور ملک سلیمان
شاہ مغربی کہ جملہ بادشاہان حوالی ملک مغرب ہین انکا لشکر ہی اور ایک طرف ملکہ ہماے طاقی دختر
فریدون شاہ زنجیر ودی کا لشکر ہی قارن بخت وغیرہ ملکہ مذکور پر عاشق ہوکر فریدون شاہ
سے لڑنے کو چلے تھے ابھی قلعۂ زنجیر ود تک نہ پہونچے تھے کہ ملکہ مسطور کو جو اس صحرا سبزہ زار
مین واسطے شکار کھیلنے کے آئی ہی بادشاہان مذکور نے گھیرا ہی اور اب مقابلہ ہوا چاہتا ہی حمزۂ صاحبقران
نے یہ حال سنکے فرمایا کہ مجکو فریدون شاہ نے بیٹا کیا ہی اور اس وقت اسی کی دختر کو ان بادشاہون
نے گھیرا ہی اور قصد اسکی آبرو لینے کا رکھتے ہین پس مجکو لازم ہی کہ مین دختر فریدون شاہ کی مدد
کے واسطے جاؤن اور ان بادشاہونکے ہاتھ سے اسکو بچاؤن یہ فرماکر مرکب کو جولان کیا خواجہ
عمرو ہمراہ رکاب ہوے ہرن کو اسی صحرا مین جو ذبح کرکے زمین پر ڈالدیا تھا وہین اسکو چھوڑ دیا
جب امیر بانوقیر میدان کارزار مین پہونچے اسیوقت قارن بخت اپنے لشکر سے نکلا اور جانب
لشکر ہماے طاقی بڑھا حمزۂ صاحبقران نے قارن بخت کو دیکھکر نعرۂ شیرانہ کیا کہ قارن گھبرا گیا
حواس منتشر ہوگئے دست و پا مین رعشہ ہوا آخر گھوڑے کو روک کر پوچھنے لگا کہ ای جوان تو کون ہی
اور نام تیرا کیا ہی کیون بہادرون سے آمادۂ جنگ ہوتا ہی اگر اپنی جان عزیز ہی تو میدان جنگ سے چلا جا

ورنہ اسطرح قتل کیا جائیگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ کرینگے حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ او بدکردار
بہادروں کے نام برباد کرنے سے تجکو کیا فائدہ اب بیہودہ بک بک مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے حمزہ صاحبقران نے
اس سے مقابلہ کیا قارن نے بتہور وغضب امیر کے سینہ بے کینہ کو تاک کے نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو نیزے پر روکا غرض
چند لمحہ باہم رد و بدل ہوئے کہ حمزہ صاحبقران نے نیزہ قارن کے ہاتھ سے نکالدیا تو قارن نے خفیف ہو کر
بہ غیظ وغضب تیغ کھینچکر سر حمزہ صاحبقران پر لگائی امیر باتوقیر نے دھار تیغ آبدار کی بچا کے قارن کے
بند دست پر ہاتھ ڈالا اور جھٹکا دیکر تیغ چھین لیا اور تڑپے میں کمربند فولادی کے ہاتھ ڈالکر قارن کو پشت زین
سے اٹھالیا سلطان تخت اور منتقال شاہ یہ حال دیکھکے مع لشکر آگے بڑھے اور قصد کیا کہ قارن کو رہا کرا کے
حمزہ صاحبقران کو قتل کریں اسوقت حمزہ صاحبقران نے قارن کو خواجہ عمرو کے حوالہ کیا اور بعد جنگ
عظیم کے سلطان تخت اور منتقال شاہ کو بھی مثل قارن کے پشت زین سے اٹھالیا اور انسے کہا کہ اگر تم
مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کرو تو بہتر ہے ورنہ ابھی قتل ہوگے سلطان تخت اور منتقال شاہ
کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوئے اسیطرح قارن نے بھی دین اسلام قبول کیا بعد مسلمان ہونے
کے تینوں بادشاہوں نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ہم ملکہ ہماسے طاقی کے عاشق ہیں امیر نے
فرمایا میں ملکہ کو مطیع کر کے تم میں سے ایک شخص سے اسکا نکاح کردونگا بشرطیکہ ملکہ بھی قبول کرے
قارن نے عرض کیا کہ بہ نسبت سلطان تخت اور منتقال شاہ کے اس ملکہ پر میں شیفتہ اور فریفتہ زیادہ
ہوں امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا اگر ملکہ ہماسے طاقی تمکو منظور کریگی تو تمہارے ہی ساتھ ملکہ کا عقد کردیا جائیگا
غرض بعد مسلمان ہونے شاہان مذکورہ کے حمزہ صاحبقران جانب ملکہ ہماسے طاقی تشریف لائے ملکہ امیر
باتوقیر کو دیکھکر عاشق ہوگئی اور بے اختیار یہ شعر پڑھنے لگی ۔ شعر ۔ اب مرض کا مرے ہوگا نہ طبیبوں سے علاج
عشق کشتہ ہیں جسے وہ بھی جیتے نہ پایا ۔ جسوقت حمزہ صاحبقران قریب ملکہ تشریف لائے فرمایا کہ اے ملکہ اب تمکو
مناسب ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور بت پرستی سے بیزار ہو اور قارن اور سلطان تخت اور منتقال شاہ
کہ یہ تینوں تمہارے عاشق ہیں انمیں سے کسی بادشاہ کے ساتھ اپنا عقد کرلو ملکہ نے اپنی دایہ سے کچھ کہا دایہ
نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ ملکہ کہتی ہیں کہ جو شخص سپہگری میں غالب ہوگا میں اسی شخص کو قبول کرونگی
اور مسلمان ہونگی اور اے امیر یہ تینوں شخص سپہگری میں بہ نیزہ و شمشیر آبدار مقابلہ کرونگی حمزہ صاحبقران
نے مسکرا کر کہا بہتر ہے ملکہ سپہگری دکھائیں میں بھی مقابلہ کرینگے یہ گفتگو امیر خوش خو کی سنکر ملکہ ہماسے طاقی نے گھوڑا
اپنا آگے بڑھایا ناظرین کتاب پر واضح ہو کہ ملکہ ہماسے طاقی لباس مردانہ زیب تن نازک کرکے اور نقاب چہرہ روشن پر
ڈالکر گھوڑے پر سوار ہو کے مع تھوڑی سی فوج اور چند عورتوں کے صحرا میں شکار کیلئے آئی تھی غرض جب ملکہ
نے گھوڑا اپنا بڑھایا تو حمزہ صاحبقران نے بھی مقابلہ کیا ملکہ نے تلوار لگائی حمزہ صاحبقران کے دلمیں آیا
کہ عورت کی تلوار سپر پر روکنا خلاف مردانگی ہے یہ خیال کر کے امیر باتوقیر نے تلوار کی باڑھ بچا کر اور ملکہ کے کمربند
میں ہاتھ ڈالکر زین فرس سے اٹھالیا اور پھر آہستہ سے زمین پر بٹھادیا ملکہ ہماسے طاقی مغلوب ہو کر مسلمان ہوئی
اور بدل وجان سے امیر کی [illegible] اور دولت اور ثروت پر عاشق ہوئی جسوقت قارن اور سلطان تخت
منتقال شاہ اور ملکہ [illegible] ہوا اسوقت مردمان لشکر نے بھی دین اسلام قبول کیا
اور کلمہ پڑھکے سب کے سب مسلمان ہوئے تب حمزہ صاحبقران شاہان مذکورہ اور ملکہ مسطورہ کو مع لشکر

اکثیر لیکر اس صحراے سبزہ زار سے جانب قلعۂ زنجیرود چلے لیکن اب حال فریدون شاہ زنجیرودی کا لکھا جاتا ہی جب
فریدون شاہ نے حمزۂ صاحبقران کو اپنے پس پشت نہ دیکھا گھبراکر امرا و وزرا سے پوچھنے لگا کہ وہ لڑکا جسکو
مین نے ولیعہد کیا تھا اور تلوار کھینچے میرے عقب سر کھڑا تھا کہاں گیا امرا وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت
زمانہ تھوڑی دیر کا گذرا ہی کہ حضور کے اس فرزند کے پاس ایک لڑکا دبلا پتلا سوکھا سا آیا لیکن نہایت
حسین و چالاک تھا اور کچھ باتین آہستے آپ کے فرزند سے آہستہ کہی تھین ہمکو نہین معلوم ہوا کہ اس لڑکے نے کیا کہا
کہ آپکے فرزند یعنی ولیعہد بہادر تلوار کمر مین رکھکر اور نیام اس لڑکے کو دیکر دربار حضور پُر نور سے چلے گئے ہم
سب خادمان سرکار بخوف عتاب سلطانی ولیعہد بہادر کو روک نہ سکے اور دربار کے باہر جانے سے منع نکر سکے
فریدون شاہ زنجیرودی یہ گفتگو امراے ذی وقار سُنکے نہایت برہم ہوا اور فوراً چار سرہنگون کو بلاکر یہ حکم دیا
کہ جلد جاؤ اور جس جگہ وہ دونون لڑکے ملین انکو گرفتار کرکے مابدولت کے سامنے لے آؤ سرہنگان مذکور
بحکم فریدون شاہ زنجیرودی قلعہ سے روانہ ہوے اور جانب صحرا حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو
کو ڈھونڈھتے ہوے چلے چونکہ خواجہ عمرو امیر با توقیر سے جدا ہوکر واسطے خبر کے خدمت مین خواجہ
عبد المطلب کے چلے تھے اور بوجہ تیز روی کے حمزۂ صاحبقران سے آگے بڑھ آئے تھے اور جلد
جلد طرف بارگاہ خواجہ عبد المطلب کے چلے جاتے تھے ناگاہ خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ چار
سرہنگ اسطرف چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے جو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ سرہنگون کی وردیان مثل قلعۂ
زنجیرود کے سپاہیون کی ہین یہ دیکھ کے خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ عجب نہین کہ یہ چار سرہنگ واسطے گرفتاری
حمزۂ صاحبقران کے آتے ہون یہ خیال کرکے خواجہ بہ عیاری آگے بڑھے جب وہ چارون سرہنگ
صحرا مین جستجو کرتے ہوے آگے بڑھتے دیکھا انھون نے کہ ایک درخت کے نیچے ایک لڑکا نہایت حسین اور
خوبصورت شنجرفی لباس پہنے ہوے بیٹھا ہی اور نے نوازی مین مشغول ہی اور یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی غزل

فزون ہو وحشت مین گر عشق اسکی چشم بینا کا
گلو تکو بھی مگر ہو عشق اسکے روے زیبا کا
جنون مین ور دکھلائے اگر یہ پنجۂ وحشت
کف پا ہی مو امشتاق نوک خار صحرا کا
جو ہین اہل سخا کب روکتے ہین دست بخشش وہ
پلادو ساقی مینوش اب تو جام صہبا کا
ہے منزل امرا ہی ساقی کوثر زمانے کا
رکھون مانند مژگان چشم پر سر خار صحرا کا
رہینگے دشت مین عریان بس مرزا ہی وحشت
سرے دامن کی صورت چاک ہی دامن ہو صحرا کا
ہماری برہنہ پائی نے کیا کیا گل کھلائے ہین
جہان دیکھو جاری ہی سب پر نہر دریا کا
کفن پاؤن نگا مرنے پرین جنگل ہو کہ بستی ہو
زبان دھولون تو لون نام مبارک اپنے آقا کا
گریبان پھاڑتا کب بے سبب ہی یار عالم مین
ہمارا پردہ پوشی کے لیے دامن ہی صحرا کا
قدم ہو جیہ ہوسے دشت کب اٹھتے ہین وحشت مین
سر خار بیابان پر ہی خون میرے کف پا کا
نہین ہی تاب مستونکو بہار آتی ہی گلشن مین
اڑو دیتا یار کا ہو یاد دامن ہو صحرا کا

جسوقت یہ غزل اس حسین نے
بالحان داؤدی گائی اور چارون سرہنگون نے سُنی اسوقت ان سرہنگون کی یہ کیفیت ہوئی کہ مانند مستون کے
جھومنے لگے کیونکہ اس طفل حسین خوش الحان سے صحراے سبزہ زار مین وہ غزل سُنی کہ جسکی طرح کا قافیہ صحرا تھا
از خود رفتہ ہوگئے اور مثل تصویر چارون سرہنگان بے پیر دو برو اس طفل حسین کے کھڑے ہوے بعد
تھوڑی دیر کے جب وہ طفل نے نواز غزل گا چکا اور ان سرہنگون کے بھی حواس کسیقدر درست ہوے اسوقت وہ
چارون سرہنگ اس طفل حسین و خوبصورت سے پوچھنے لگے کہ اے لڑکے تیرا کیا نام ہی اس لڑکے نے کہا مجکو خاص و عام
مطلوب نے نواز کہتے ہین اور مین بیٹا ہون طالب نے نواز کا اسوقت اس صحرا مین نکل آیا تھا دل جو گھبرایا

ذی بجانے لگا اور غزل گانے لگا سرہنگون نے کہا ای مطلوب ذی نواز سچ تو یہ ہی کہ اچھی طرح تمنے ذی بجائی اور غزل بھی کیا خوب
گائی ہم تو چار روپیہ کے پیادے ہین تمکو کیا دین لیکن تم یہان ٹھہرے رہو ہم حمزہ صاحبقران اور ایک لڑکے کو گرفتار
کر لائین پھر تمکو ہم اپنے بادشاہ یعنے فریدون شاہ زرجیرودی کے دربار مین لیجاینگے اور تمھاری ذی نوازی اور
گانا تمھارا بادشاہ کو سنوادینگے وہان تمکو انعام کثیر ملیگا امیر کبیر ہو جاؤ گے اُس طفل حسین نے کہا اگر تم مجکو
بادشاہ کی خدمت مین لیجاؤ گے اور انعام کثیر دلواؤ گے تو تمھارا بھی بھلا ہوگا مین بھی تمکو زر نقد بہت سا دونگا
یہ کہکے اُس طفل نے کہا آخر تو جاتے ہو مین چلم مین تمباکو رکھکر آگ رکھتا ہون تم بھی چلم پی لو ایک لمحہ کیواسطے
بیٹھ جاؤ چارون سرہنگ بیٹھ گئے اُس لڑکے نے اپنے پاس سے تمباکو نکالا اور چلم مین رکھا بعد اسکے
جو آگ کہ روبرو اُس طفل کے رکھی تھی اُسی آگ مین سے تھوڑی سی آگ چلم مین رکھی اور ایک سرہنگ کو دی
سرہنگ چلم لیکر پینے لگا بعد پینے کے دوسرے سرہنگ کو وہ چلم دی اسی طرح چارون سرہنگون نے اُس چلم کی تمباکو
کا صرف دھوان یہان تک پیا کہ آنکھین آنکی سرخ ہو گئین پھر چلم اُس طفل خوبرو کو دیکر کہنے لگے کہ واہ واہ
میان مطلوب ذی نواز کیا کڑوا تمباکو پلایا کہ نشہ ہو گیا چکر آنے لگا مطلوب ذی نواز نے کہا ذرا کھڑے ہو جاؤ
صحرا کی ہوا کھاؤ بیشک یہ تمباکو نہایت کڑوا تھا چارون سرہنگ جو نہین کھڑے ہوئے فوراً بیہوش
ہو گئے زمین پر گرے مطلوب ذی نواز نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری امو نا الکفون تم
حمزہ صاحبقران اور ہماری گرفتاری کیواسطے جاتے تھے اور یہ نہین جانتے تھے کہ تمھارے مرشد
دام مکر پھیلائے ہوئے صحرا مین تشریف رکھتے ہین یہ کہکے خواجہ عمرو نے سرہنگون کی کمر مین ہر چند روپیہ
کی جستجو کی لیکن کسی سرہنگ کی کمر سے ایک کوڑی بھی نہ نکلی اُسوقت خواجہ عمرو کو کمال غصہ آیا اور
کپڑے سرہنگون کے اُتار کے بالکل ننگا اُنکو کرکے چارون کو ایک درخت سے باندھا اور کوڑے سے
خوب مارا یہانتک کہ تین سرہنگ قریب مرگ ہو گئے اُسوقت ایک سرہنگ کو خواجہ عمرو نے
کھولدیا وہ سرہنگ ننگا بھاگا خواجہ عمرو پھر اُسکے پیچھے دوڑے کہ ابے ٹھہر جا پھر مین تجکو ہوشیار کرکے
کوڑے مارونگا اور اب تیرے بادشاہ کو بھی سزائے معقول دونگا وہ سرہنگ خواجہ کی یہ گفتگو سنکے اور
زیادہ بھاگا آخر راہ صحرا طی کرکے اسی طرح برہنہ قلعہ مین آیا اور بعد آنے قلعہ کے روبروے فریدون شاہ
بھی اُسی طور سے گیا کیونکہ اظہار ظلم خواجہ عمرو اس سرہنگ کو اچھی طرح منظور تھا جسوقت فریدون شاہ
نے سرہنگ کو ننگا دیکھا اور تمام پشت اُسکی زخمی دیکھی پوچھا ای سرہنگ تو برہنہ میرے دربار مین
کیون چلا آیا اور پیٹھ تیری کیون زخمی ہی سرہنگ نے تمام حال مطلوب ذی نواز یعنے خواجہ عمرو
کی عیاری کا بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ حضور اس لڑکے نے یہ بھی کہا ہی کہ تیرے بادشاہ کو بھی سزاے
معقول دونگا فریدون شاہ یہ سنکے غیظ سے کانپنے لگا اور حکم دیا کہ اسی وقت ما بدولت کا
لشکر تیار ہو موجب حکم فریدون شاہ مردان سپاہ زرہین پہننے لگے ہتھیار لگانے لگے اٹالا بارگاہ
کا نکلا بعد تھوڑی دیر کے نوے ہزار سواران جلتہ پوش مسلح ہوے اور گھوڑون پر سوار ہو کر صف آرا
ہوے فریدون شاہ بھی تخت پر سوار ہوا قلعہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا جھنڈے فوج کے بلند ہوے نشان
فوج آگے بڑھا ڈنکے پر چوب پڑی دروازہ قلعہ کا کھلا فریدون شاہ زرجیرودی مع لشکر قلعہ سے
باہر نکلا خواجہ عبد المطلب نے سنا کہ فریدون شاہ زرجیرودی واسطے لڑنے کے آتا ہی خواجہ عبد المطلب

حیران ہوئے کہ مین نے بادشاہ کی کیا خطا کی ہے جو مجھ سے لڑنے کو آتا ہے آخر بار ہا چار ہو خواجہ عبد المطلب نے بھی اپنی
فوج کو حکم کمر بندی کا دیا لشکر خواجہ عبد المطلب بھی بہت جلد مسلح ہوا اور ہر ایک بہادر گھوڑے پر سوار ہوا
سرداران لشکر حمزہ صاحبقران جو ہمراہ خواجہ عبد المطلب اور حمزہ صاحبقران کے دربار فریدون شاہ
مین گئے تھے وہ قلعہ سے نکلے اپنے لشکر مین آئے خواجہ عبد المطلب کے لشکر مین بھی باجے جنگی بجے
قرنا بجنے لگی نشان لشکر آگے بڑھا سرداروں نے میدان جنگ مین میمنہ و میسرہ وغیرہ لشکر کا درست کیا
بخوبی تمام لشکر کی صف آرائی ہوئی ادھر فریدون شاہ بھی قلعہ سے نکلکے بمقابلہ خواجہ عبد المطلب صف آرا
ہوا لیکن خواجہ عمرو جو سرہنگان فریدون شاہ کو بیہوش کرکے اور کو مار کرا اور ایک سرہنگ کو ہلاک کرکے
قریب بارگاہ خواجہ عبد المطلب آئے دیکھا کہ ادھر لشکر حمزہ صاحبقران صف آرا ہے ادھر فریدون شاہ
اپنی فوج کو لیے ہوئے کھڑا ہے لڑائی ہوا چاہتی ہے یہ حال دیکھکے خواجہ عمرو پیچھے پیچھے چلے اور نہایت تیز جا کے حمزہ
صاحبقران کو اطلاع دی امیر با توقیر خواجہ عمرو سے حال صف آرائی سنکے نہایت جلد اس صحرا سے چلے
سواروں نے گھوڑے اٹھا دیے زمین صحرا سم سمندان سے دہلنے لگی غبار زمین سے بلند ہوا حمزہ
صاحبقران نے مرکب خنگ سیہ قیطاس کو جولان کیا غرض حمزہ صاحبقران لشکر کو لیکے اس
صحرائے سبزہ زار سے اپنے والد ماجد کی خدمت مین بعجلت چلے لیکن ملکہ [illegible] سے ملاقی و رخصت
فریدون شاہ نے جو تمام حال بزبانی خواجہ عمرو سنا فوراً حمزہ صاحبقران سے پوشیدہ تیار ہوکر اور
راہ نزدیک سے جلد تر قریب دونوں لشکروں کے پہنچی ملکہ نے دیکھا کہ دونوں لشکر صف آرا ہیں عنقریب
دونوں لشکروں مین لڑائی ہوا چاہتی ہے ملکہ یہ سامان جنگ دیکھکر چونکہ نہایت بہادر تھی فوراً جانب لشکر خواجہ
عبد المطلب آئی اور قریب صف لشکر ایک لحظہ کھڑی ہوکر گھوڑا اپنے آگے بڑھایا اور مبارز طلب کیا
فریدون شاہ نے دیکھا کہ ایک نقابدار خواجہ عبد المطلب کے لشکر سے نکلا ہے اور مبارز طلب کرتا ہے
فریدون شاہ نے پہلوانوں اور بہادروں کی طرف دیکھا فوراً ایک بہادر اجازت فریدون شاہ سے لیکر
میدان مین آیا اور اس نقابدار سے مقابلہ کیا نقابدار نے بہت جلد اس بہادر کو بضرب شمشیر آبدار قتل کیا اسی طرح
کئی پہلوان اور بہادر نقابدار نے طرفۃ العین مین قتل کیے جب کوئی بہادر لشکر فریدون شاہ سے واسطے مقابلہ
نقابدار کے نہ نکلا اسوقت نقابدار نے گھوڑا اپنا فریدون شاہ کے لشکر مین ڈالدیا اور بضرب شمشیر آبدار
سواران جرار کو قتل کرنا شروع کیا فریدون شاہ نے کل لشکر کو حکم دیا کہ اس نقابدار کو گھیر لو اور جسطرح ہوسکے
قتل کرو بموجب حکم فریدون شاہ کل لشکر نے چار جانب سے نقابدار کو گھیر لیا اور تیر و تبر و شمشیر لگانا شروع
کیا جب یہ حال خواجہ عبد المطلب نے دیکھا اپنے لشکر کو بھی حکم دیا کہ لشکر فریدون شاہ پر حملہ کرو بموجب
ارشاد خواجہ عبد المطلب تمام مردان لشکر تیغ کے ٹوٹ پڑے اور فوج فریدون شاہ کو قتل کرنے لگے لاش پر لاش
بہادروں کی گرنے لگی صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی سوار نقابدار نے ہر چند صدہا بہادران فوج
فریدون شاہ کو قتل کیا لیکن انہوں نے جنگ سے منہ نہ موڑا اور مستعد جنگ سے قدم نہ ہٹایا اثنائے گرمی جنگ
مین حمزہ صاحبقران بھی آ گئے اور باہم لشکروں کو لڑتے ہوئے دیکھکر نعرہ کیا نعرہ امیر سنتے ہی سواران عرب
آراستہ در جنگ از حکم رب الامیر یہ نعرہ کرکے مع فوج شاہ فریدون شاہ پر حملہ آور ہوئے اور اسقدر لشکریان
فریدون شاہ قتل کیے کہ میدان کارزار مین کشتوں کے انبار لگا دیے سرداران حمزہ صاحبقران نے بھی

بہادران فوج فریدون شاہ کو گھیر گھیر کر قتل کیا بعد جنگ عظیم کے آخر فریدون شاہ تاب مقابلہ و مجادلہ نلا کر
میدان مصاف سے بھاگا اور اندر قلعہ کے جاکر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا خندق کو پانی سے مملو
کر دیا اور جلد جلد توپین چھوٹی اور بڑی قلعہ پر لگا دین گولہ اندازون نے توپون کو جلد تر بھرا اور لشکر امیر
پر گولے لگانا شروع کیے یہ حال دیکھکر اکثر سوار لشکر حمزۂ صاحبقران کے ٹھہر گئے لیکن سوار نقابدار نے
گھوڑا اپنا جانب در قلعہ بڑھایا اور نعرہ کیا کہ ای کافران بیحیا ہوشیار رہو کہ مجکو فریدون شاہ کے قلعہ پر
قبضہ کیے بغیر چین نہین آئیگا اہل قلعہ نے یہ نعرہ نقابدار کا سنکے اور زیادہ گولے اور نفط کے حقے مارنا شروع
کیے لیکن نقابدار سپر فراخ دامن پر گولے روکتا ہوا قریب خندق پہونچا اور گھوڑے کو خندق سے پھندا کر
در قلعہ پر آیا اور گرز گران سر زور سے در قلعہ پر مارا کہ در قلعہ کا ٹوٹا اسوقت نقابدار مع سواران جرار داخل
در قلعہ ہوا مردمان فوج فریدون شاہ نے نقابدار کو روکا تلوار چلنے لگی جانبین کے بہادر قتل ہونے لگے
اکثر دلیران فوج حمزۂ صاحبقران سیڑھی لگاکر قلعہ کے اوپر چڑھے اور گولہ اندازون کو قتل کرنے لگے
جب فریدون شاہ زنجیرودی نے دیکھا کہ سپاہ حمزۂ صاحبقران قلعہ مین داخل ہو گئی اور چار طرف
سے قلعہ کو گھیر لیا ہی بھاگنے کا رستہ بھی نہین ہی اسوقت فریدون شاہ نے بدرجہ ناچاری و مجبوری
تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا اور بہادران فوج کو آواز دی کہ ای بہادران لشکران مسلمانون کو قتل
کرو مردمان لشکر نے بحکم فریدون شاہ قدم معرکۂ جنگ مین جمائے اور تیغ و تبر و نیزہ سے سواران لشکر
اسلام کو قتل کرنے لگے اور خود بھی بہادران لشکر حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہونے لگے رعایاے
شہر اور قلعہ بخوف جان و مال بھاگنے لگے جوے خون کشتگان کی یہ طغیانی ہوئی کہ آب خندق مین جوے
خون بہادران مل گئی الحاصل بعد جنگ عظیم کے سوار نقابدار قریب فریدون شاہ پہونچا اور چاہا کہ
فریدون شاہ کو نیزہ لگائے لیکن فریدون شاہ نے شمشیر آبدار سوار نقابدار کے سر پر لگائی نقابدار
نے تلوار کو سپر پر روک کے فریدون شاہ کے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیکر تلوار چھین لی اور
فوراً زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر فریدون شاہ کو فرش زمین سے اٹھا لیا اور علیحدہ لیجاکر نقابدار پکارا کہ ای
پدر آگاہ ہو کہ مین ملکہ ہماے طاقی ہون اب آپ کو مناسب ہی کہ آپ بھی مثل میرے دین اسلام قبول کرین
ورنہ آپ کے حق مین اچھا نہو گا فریدون شاہ زنجیرودی نے اسوقت یہ خیال کیا کہ بیشک دین اسلام
اچھا دین ہی کیونکہ اسوقت مین نے ہر چند بر جوع قلب اپنے دل مین لات و منات وغیرہ حرامزادونکو بہر مدد
پکارا کسی نالائق نے آکر میری مدد نہ کی اور ان مسلمانون کو خداے نادیدہ نے مجپر ظفر دی یہ خیال کر کے
فریدون شاہ نے کہا ای دختر من مین مسلمان ہوتا ہون مجکو کلمۂ طیبہ پڑھا ملکہ ہماے طاقی نے
فریدون شاہ کو کلمہ پڑھایا فریدون شاہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد مسلمان ہو جانے
فریدون شاہ کے لڑائی موقوف ہوئی حمزۂ صاحبقران کے لشکر مین طبل ظفر بجا تمام شہر مین منادی نے
یہ ندا کی کہ رعایا بیخوف و خطر آباد ہو کوئی کسی سے مزاحم نہو گا رعایاے شہر جو بھاگ گئی تھی پھر آباد ہوئی ملکہ
ہماے طاقی مظفر و منصور ہو کر خدمت امیر با توقیر مین فریدون شاہ اپنے پدر کو لیکر آئی حمزۂ صاحبقران نے
ملکہ کے زور و شجاعت کی تعریف کی اور فریدون شاہ کو بعد عزت بٹھایا پھر حمزۂ صاحبقران فریدون شاہ
کے قلعہ مین تشریف لیگئے اور فریدون شاہ کو تخت پر بٹھایا دیرا و بتکدے کھدوا ڈالے مسجدون کے

بنانے کا حکم دیا اور جو کچھ مال و متاع ان لڑائیون مین دستیاب ہوا تھا وہ سب اونٹون پر بار کرکے اپنے والد ماجد کی خدمت مین آئے اور عرض کیا کہ اب آپ خانۂ کعبہ کی طرف اس مال و متاع کو لیکر تشریف لیجائیے مین ابھی بموجب ارشاد خواجہ بزرجمہر یہین رہونگا خواجہ عبد المطلب مال و اسباب اور کچھ سپاہ لیکر قلعۂ زنجیر و دسے جانب کعبہ روانہ ہوے امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کو ہمراہ خواجہ عبد المطلب کردیا بعد تشریف لیجانے خواجہ اور عبد المطلب کے فریدون شاہ نے حمزۂ صاحبقران کی بڑے تکلف سے دعوت کی اور بزم عیش آراستہ کی نازنینان خوبرو اور خوش گلو اُس روز بزم عشرت مین حاضر ہوکر بصد ناز و ادا ناچنے اور گانے لگین از انجملہ ایک نازنین خورشید جمال زہرہ خصال نے بزم عیش مین روبرو حمزۂ صاحبقران اور فریدون شاہ زنجیر ودی وغیرہ کے پہلے توکھڑے ہوکے سازندون سے ساز ملواکے اسطرح ناچنا اور توڑے لینا شروع کیا کہ ہر توڑے پر دیکھنے والون کے دل ٹکڑے ہوے جاتے تھے بعد اسکے یہ غزل گانا شروع کی غزل

خاک مین ملگئے شفا کے لیے
حیلے درکار ہین قضا کے لیے
ہاتھ اُٹھانا ہُرادعا کے لیے
جائیے جائیے خدا کے لیے
پاس ہیسا نہین دوا کے لیے

جا پہ دشمن کو دوست کی خاطر
آپ آئینگے میری بالین پر
ہائے ای شوخ خاک مین ملکر
کچھ زبانی بھی نامہ بر کہنا

بندۂ بت بنے خدا کے لیے
منہ نہ کھلوائیے خدا کے لیے
بوسے موج خرام پا کے لیے
بت نہ بننا ذرا خدا کے لیے

مر مٹے حسن جان فزا کے لیے
تیغ ابرو کو دیجیے جنبش
اتنے صدمے دیے کہ آخر کو
منتظر ہونگے دیکھنے والے
کیا امید شفا رکھین تسلیم

جسوقت یہ غزل پرجوش اُس نازنین نے بصد ناز و انداز بہ لحن داؤدی بزم طرب مین گائی جملہ ارباب بزم خوش ہوے خصوصاً حمزۂ صاحبقران از حد خوش ہوے اور اُس مطربہ کو انعام وافر دلوایا جب نازنین مسطور انعام کثیر پاکر محفل عشرت سے چلی گئی اُسوقت اور ایک مطربہ کم سن نہایت خوبصورت مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوکر پہلے بناز و ادا رقص کرنے لگی اور دل ارباب بزم مثل سبزہ پائمال کرنے لگی بعد ناچنے کے اُس خوبرو نے بصد ناز و انداز و کرشمۂ سحر ساز یہ غزل شروع کی غزل

خاطر افسردہ مین جو آئیگی
تیغ قاتل خون سے نہلائیگی
بیقراری منہ مرا کھلوائیگی
رنگ آفت کا یہ مہندی لائیگی
آگ آہ آتشین برسائیگی

یار رسائی انکی جب یاد آئیگی
چھوڑکر ہستی یہی تھا غم مجھے
غم یہی ہے کوی جانان دیکھکر
کچھ کہے جا رخصت صبح امید
جانے دے صبر و قرار و ہوش کو
ہجر کی شب گر یہی ہے اضطراب

مجھسے میری آرزو شرمائیگی
روح تنہا راہ مین گھبرائیگی
ناتوانی پاؤن پھر پھیلائیگی
کیا بلا شام مصیبت لائیگی
تو کہان ای بیقراری جائیگی
نیند ای تسلیم کیونکر آئیگی

کچھ کہے ناصح کرینگے ہم وہی
ہون نہ دشمن دوست میت کو مری
انتہائے ضبط سے ثابت ہوا
کاٹ کر مر جائینگے لاکھون گلا
ہون سراپا شعلہ ہجر یار مین

جب غزل مذکور مطربہ مسطورہ سے ارباب محفل نے سنی سب تو خوش ہوے لیکن قارن بخت فراق ملکہ ہماے طاقی مین رونے لگا حمزۂ صاحبقران قارن کو محفل عشرت مین گریان دیکھکر سمجھ گئے کہ اپنی مطلوبہ کے ہجر مین اشکبار ہے بس اُسیوقت حمزۂ صاحبقران نے حال عشق قارن بخت سے فریدون شاہ کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ میرے نزدیک مناسب اور بہتر یہی ہے کہ عقد ملکہ ہماے طاقی کا قارن بخت سے ہوجاوے یہ بھی اپنے ملک کا بادشاہ ہے اور جوان صالح ہے اور خوبرو ہے فریدون شاہ زنجیر ودی نے گفتگوے حمزۂ صاحبقران سُنکے شرم سے سر جھکالیا اور کچھ تامل کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے فریدون شاہ اور ملکہ ہماے طاقی کو بہت سمجھاکر عقد کرنے پر راضی کیا اور اُسی روز بساعت سعید و ہمایون قارن بخت کو ملکہ ہماے طاقی سے

اسی بزم عشرت میں منعقد کیا اس مترجم بیچارے نے یہ حال بطول و مفصل سامان عقد ملکہ ہمارے طاقی تحریر
نہیں کیا الحاصل جب عقد ہو چکا قارن بخت نہایت شاد ہوا کیونکہ جو آرزو اسکے دل میں تھی بر آئی اسوقت
نازنینان خوبرو اور خوش گلو مبارکبادی گانے لگیں سردار حمزہ صاحبقران نے قارن بخت کو تہنیت دی
بعد برخاست ہونے جلسۂ عشرت اور بزم عیش کے بہنگام شب قارن بخت نے ملکہ ہمارے طاقی سے
ایوان شاہی میں داخل ہو کر بعد آرزو مدعاے دلی حاصل کیا اب حمزہ صاحبقران بہزار آرام و راحت قلعۂ
زنجیر و دین میں ہیں اور فریدون شاہ ہر چند کہ تخت پر بیٹھا ہے مگر بغیر مشورہ حمزہ صاحبقران کے کوئی کام
نہیں کرتا ہے مگر اب کچھ حال خواجہ عبد المطلب کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ عبد المطلب اس مال و متاع
کو جو ایکہزار بارہ سو اونٹوں پر لدا تھا لیکر ہمراہی خواجہ عمرو اور تھوڑی فوج کے قلعۂ زنجیر و دست
جانب کعبہ روانہ ہوئے حسب اتفاق تاریکی شب میں راہ بھول گئے طرف ایک کوہ کے چلے گئے مردمان
فوج خواجہ عبد المطلب سے عرض کرنے لگے کہ آج کی رات اس دامن کوہ میں بسر کیجیے تاریکی شب میں
رہبری اختیار نہ کیجیے وقت سحر راہ دریافت کر کے یہاں سے تشریف لیچلیے گا خواجہ عبد المطلب نے
بموجب کہنے مردمان فوج کے بدرجۂ ناچاری اسی دامن کوہ میں قیام فرمایا چونکہ وہ کوہ سرحد حلب سے تھا
اور اس کوہ پر قزاقان خونخوار و ظلم شعار کا مسکن تھا جیسا ہی قزاقوں کو یہ خبر ہوئی کہ خواجہ عبد المطلب مع تھوڑی
فوج کے زیر کوہ مقیم ہیں اور بارہ سو اونٹوں پر مال و زر بار ہے فوراً خوش ہو کر مقبل حلبی اور طاہر حلبی اور
ناصر حلبی بارہ ہزار قزاقان خونخوار کو لیکر پہاڑ سے اتر آئے اور خواجہ عبد المطلب کی فوج کو چار جانب سے
گھیر لیا اور مال و اسباب لوٹنا شروع کیا چونکہ خواجہ عبد المطلب و ہمراہیان خواجہ عبد المطلب بوجہ
رہبری کے تھکے ہوئے تھے اور مسکن قزاقان خونخوار سے آگاہ نہ تھے سبکے سب زیر کوہ قیام میں استراحت
پذیر تھے اسوجہ سے مردمان فوج بہت سے قتل ہوئے اور بہت سے مردمان فوج تاب مقابلہ نہ لا کر جانب
قلعۂ زنجیر و گریزان ہوئے مقبل حلبی اور ناصر حلبی اور طاہر حلبی وغیرہ نے کل مال و اسباب لوٹ لیا
اور خواجہ عبد المطلب کو گرفتار کر کے اسی کوہ پر چلے گئے ہر چند خواجہ عبد المطلب نے فرمایا کہ میں
ایک رئیس خانۂ کعبہ ہوں مجکو گرفتار نہ کرو اور یہ مال و اسباب حمزہ کا ہے اسے نہ لوٹو اگر میرا کہنا
نہ مانو گے تو وہ تمکو زندہ نہ چھوڑیگا لیکن قزاقان جفا شعار نے خواجہ عبد المطلب کا کہنا نہ مانا
اور خواجہ عبد المطلب کو پہاڑ پر قید کیا اور تمام مال و اسباب اسی کوہ پر رکھا بعدہ وہ مردمان فوج مقابلۂ
قزاقان سے زیر قلعۂ زنجیر و دو وقت سحر فریاد کنان آئے اور حمزہ صاحبقران نے مردمان مذکور کو طلب کر کے
سبب نالہ و بکا کا پوچھا سب نے کل حال قزاقوں کے لوٹ لینے اور خواجہ عبد المطلب کے گرفتار ہو جانے کا بیان کیا
امیر با توقیر کو نہایت غصہ آیا اور فوراً حکم دیا کہ سب فوج ہماری مسلح ہو جسوقت کل سردار مع مردمان
فوج مسلح ہو چکے حمزہ صاحبقران بھی مسلح ہو کر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور بصد عجلت
اس کوہ کے قریب آئے مقبل حلبی اور ناصر حلبی وغیرہ حمزہ صاحبقران کی فوج کو دیکھکر نہایت پریشان ہو
اور جلد تر پہاڑ کی گھاٹیوں کو اسباب جنگ سے درست کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے قریب کوہ پہونچتے
ہی طبل برش بجوا دیا اسوقت تمامی لشکر نے ایکبار حملہ کیا شمشیر ہاے آبدار لیکر کوہ پر چڑھنے لگے قزاقوں نے
دلیرانہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے جس قزاق کے سر پر شمشیر لگائی اسکو

دو پہر تک کیا اسی طرح بیس پشت حمزۂ صاحبقران چند سرداران نامی نے بھی بہت سے قزاقون کو تہ تیغ کیا آخر بعد جنگ
بسیار کے حمزۂ صاحبقران اور مقبل حلبی سے مقابلہ ہوا مقبل حلبی نے شمشیر آبدار سر امیر باتوقیر پر لگائی
حمزۂ صاحبقران نے اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر تیغ تیز چھین لی اور زنجیر کمر مین اسکی ہاتھ ڈال کے
زین فرس سے اٹھا لیا اور کود پر گرا کے چاہا کہ پامال سم اسپ کرین لیکن مقبل حلبی نے عرض کیا کہ ای امیر
باتوقیر مجھے امان دیجیے پامال سم اسپ اس خطاکار کو نہ کیجیے مین دین اسلام قبول کرونگا اب بت پرستی کو چھوڑکر
مسلمان ہونگا امیر باتوقیر نے مقبل حلبی سے یہ سُنکے اسکو چھوڑ دیا اور پامال سم اسپ نہ کیا اسوقت
مقبل حلبی نے باواز بلند جملہ قزاقون کو لڑنے سے منع کیا تمام قزاق صدائے مقبل حلبی سُنکے لڑنے سے
باز رہے جب لڑائی موقوف ہوئی مقبل حلبی حمزہ صاحبقران کے قدم پر گرا امیر باتوقیر نے کلمہ پڑھا کر سر اسکا اپنے
قدم سے اٹھایا پھر جملہ قزاقون کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ہر ایک قزاق مطیع اور فرمانبردار ہوا مقبل حلبی نے
بعد مسلمان ہونے کے حمزۂ صاحبقران کو گھاٹیان پہاڑ کی اور اپنے مسکن کے مقامات دکھائے
امیر باتوقیر مقبل حلبی وغیرہ کے رہنے کے مقامات دیکھکر بہت متحیر ہوے بعد اسکے مقبل حلبی و ناصر
حلبی نے خواجہ عبد المطلب کو رہا کیا اور عذر کیا اور جو کچھ مال و اسباب امیر باتوقیر کا لوٹا تھا وہ
کل خدمت خواجہ عبد المطلب مین حاضر کیا حمزۂ صاحبقران نے مال و اسباب مذکور کو مطابق
فرد حساب کے پایا بعد اسکے امیر باتوقیر نے ایک روز اسی کوہ پر قیام فرمایا دوسرے روز اپنے والد
ماجد کو وہ کل مال و اسباب دیکر اور خواجہ عمرو کو بھی ہمراہ رکاب کرکے مع تھوڑے سواران جرار
کے سمت خانۂ کعبہ روانہ کیا اور آپ مقبل حلبی اور ناصر حلبی اور طاہر حلبی وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب قلعۂ
زنجیر ور روانہ ہوے کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عبد المطلب کو لکھا تھا کہ نعمان بن منذر شاہ جانب
خانۂ کعبہ آتا ہے مناسب ہے کہ ایک یا دو لڑائیان حمزۂ صاحبقران اس سے نہ لڑین ورنہ دست نعمان
مذکور سے امیر کو ضرر پہونچیگا اسوجہ سے امیر باتوقیر قلعۂ زنجیر ور کی جانب تشریف لے گئے اور قلعۂ زنجیر ور
مین پہونچکر بصد راحت و آرام مع سرداران عالی مقام رہنے لگے لیکن جب خواجہ عبد المطلب قریب
خانۂ کعبہ پہونچے جملہ شرفائے کعبہ نے خواجہ عبد المطلب کا استقبال کیا اور بعزت و حرمت کعبہ
مین لائے خواجہ عبد المطلب نے کعبہ مین داخل ہوکر کل مال و اسباب قلعہ مین رکھا اور اکثر شرفائے کعبہ
سے واقعہ قلعۂ زنجیر ور بیان کیا شرفائے کعبہ خبر فتح قلعۂ زنجیر ور سُنکے بہت خوش ہوے اور خواجہ عبد المطلب
رخصت ہوکر اپنے مکان کی طرف گئے خواجہ عبد المطلب نے بخیال نعمان بن منذر شاہ یمنی
قلعہ کو آلات حرب سے خوب آراستہ کرایا ایک روز خواجہ عبد المطلب فیل بند دروازہ پر
قلعہ کے تشریف رکھتے تھے ناگاہ دیکھا کہ صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور غبار بکثرت بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے
جب کچھ غبار برطرف ہوا خواجہ عبد المطلب نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک لشکر کثیر اسطرف آتا ہے نشانہاے
لشکر بلند ہین علمون کے پھریرے کھلے ہوے ہین لشکر مین دمبدم باجے بجتے ہین رسالے سواران جلتہ پوش
اور چار آئینہ بند کے ایک جانب ہین پلٹنین بہادرون کی ایک سمت ہین بہیر و بنگاہ اور خیمہ و خرگاہ
ایکطرف ہین اور ایک پہلوان زبردست و قوی ہیکل بعہدۂ سپہ سالاری و افسری مرکب زور کا پر
سوار ہے خود مصری سر پر ہے اور زرہ فولادی زیب تن ہے کمان کیانی دوش پر ہے اور تیغۂ گرانبار و آبدار

زیب کمر ہے ترکش مین تیر سر تیز بھرے ہوے ہین چہرے سے قہر و غضب آشکار ہے اور ایک آرا بے ہر گرز گرانبار ہے
خواجہ عبد المطلب نے جو لشکر کو قلعہ کی طرف آتے دیکھا ہر چند کہ خواجہ عبد المطلب نے خیال کیا یہ نعمان
بن منظر شاہ یمنی کا لشکر کثیر آیا ہے لیکن برائے تحقیق حال خواجہ عبد المطلب نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کو روانہ کیا خواجہ عمرو اپنی شکل تبدیل کر کے جلد تر اس لشکر مین پہونچے اور ایک سوار سے پوچھا کہ یہ
لشکر کسکا ہے اور یہان کیونکر آیا ہے اسنے کہا کہ یہ سپاہ ہمارے افسر نعمان بن منظر شاہ یمنی کی ہے اور ہمارا افسر
واسطے گرفتاری امیر کے یہان آیا ہے امیر کو بحکم نوشیروان گرفتار کر کے یا سر امیر کا لیکر مدائن کی جانب
روانہ ہوگا خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ دیکھ لینا تمھارا افسر یا مسلمان ہوگا یا قتل کیا جائیگا اور تم سب مسلمان
ہوگے اور یا تہ تیغ امیر یا تو قید ہوگے اس سوار نے غضبناک ہو کر گھوڑا اپنا خواجہ عمرو کی جانب بڑھایا
اور تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا خواجہ عمرو نے اس سوار کے سر سے خود کو لیا اور وہان سے بصد عجلت
قطع راہ کر کے خدمت خواجہ عبد المطلب مین حاضر ہوے اور جو کچھ سوار مذکور سے سنا تھا عرض کیا ادھر
وہ سوار برہنہ سر ہو جانے سے نہایت ملول ہوا اور خواجہ عمرو کی چالاکی پر نہایت متحیر ہوا القصہ جب نعمان
بن منظر شاہ یمنی سامنے قلعہ کے آیا اور قلعہ پر توپین بکثرت لگی ہوئی دیکھین کچھ خیال کر کے توپون کی زد سے کسی قدر دور
میدان مین ٹھہرا اور افسران فوج کو حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہ اور خیام استادہ ہون اور لشکر ہمارا اسی مقام پر اترے
اور مورچہ بندی بھی اسی میدان مین ہو افسران فوج نے مردمان فوج کو حکم دیا کہ بس آگے نہ بڑھو اسی جگہ قیام
کرو مردمان لشکر بموجب حکم افسران نامور گھوڑون سے اترے فراشون نے جلد بارگاہ برپا کی اور خیام استادہ کیے
کلند بردارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا خس و خاشاک کو دور کیا فراشون نے بارگاہ اور خیام مین علیٰ قدر
مراتب فرش کیا سقون نے واسطے گرد و غبار دفع کرنے کے زمین پر پانی چھڑکا نعمان بن منظر شاہ اپنے مرکب سے اتر کر
داخل بارگاہ ہوا اور افسران فوج کو بلا کر حکم دیا کہ دریائے مکہ پر قبضہ کر لو اور سواران جرار کا پہرا بٹھا دو
خبردار کوئی اس طرف سے ادھر نہ آنے پائے افسران فوج نے بموجب کہنے نعمان کے کئی ہزار سواران جرار کا
دریائے مکہ پر پہرا کر دیا نعمان بن منظر شاہ و دیگر افسران فوج بارگاہ و خیام مین مقیم ہوے ہر ایک نے کمر کھولی
آلات حرب تن سے جدا کیے اور وہ مردمان فوج جنکا پہرا نہ تھا وہ بھی سلاح وغیرہ جسم سے جدا کر کے اپنے اپنے
بسترون پر بیٹھے اور ہزار ہا مردمان لشکر نے بموجب حکم اپنے افسرون کے سامنے قلعہ کے مورچہ بندی کی بعد
مورچہ بندی کے نعمان بن منظر شاہ یمنی برائے دفع کسل راہ بادہ خواری مین مصروف ہوا ادھر خواجہ عبد المطلب
نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ قلعہ کو اور زیادہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرو بموجب حکم جان نثارون نے
توپون کی تھپیان برابر لگا دین پل تختہ اٹھا لیا خندق کو پانی سے مملو کر دیا گولہ انداز توپون کے برابر کھڑے
ہو گئے توپون مین بڑے بڑے گولے سیسے اور بم کے دیے گئے بارود کی تھیلیان توپون مین دیدین
علاوہ اسکے ہزار ہا گولے چھوٹے اور بڑے اور صدہا تھیلیان بارود کی قریب توپون کے مقام
مناسب پر رکھ لین کہ وقت گولہ اندازی توپون کے بھرنے مین تاخیر نہو تیر اندازون نے بھی
اپنے اپنے ترکش تیرون سے بھر لیے چلے کمانون پر چڑھا لیے لڑنے پر لیس ہو گئے اور جوانان تیغ زن
اور صف شکن بخیال انجام بینی تلوارون پر صیقل کرنے لگے گولہ اندازون نے مہتابین روشن کین
نعمان بن منظر شاہ یہ آراستگی دیکھکر عین میخواری مین قہقہہ مار کر ہنسا اور افسران فوج سے کہنے لگا کہ بہادرو کے

سامنے یہ قلعہ کیا ہے اگر دریائے آتش ہو تو بھی اپنی آبرو کا خیال کرکے آسمین کو در پین کیونکہ شناوران دریائے وغا کبھی
جنگ سے کنارہ کش نہیں ہوتے اور دلیران میدان مصاف قلعہ کا لے لینا اور قلعہ دشمن کو اڑا کر خاک مین
ملا دینا بچون کا گھروندا تصور کرتے ہین جسوقت مردان عالم تلوار کھینچتے ہین بغیر حریف کے قتل کیے دم ذرا نہین
لیتے ہین آج امیر کی اور حیات ہے کل پیمانہ عمر امیر لبریز ہوجائیگا سر انکا مثل اس جام کے میرے ہاتھ مین ہوگا اور
گلوے حمزہ سے خون اسطرح نکلے گا جسطرح گردن مینا سے مے گلگون نکلتی ہے دیکھ لینا کل حمزہ کا سارا نشہ غرور
و شجاعت و جرات کا اتر جائیگا مثل شیشہ مے ہر ایک استخوان انکا زمین پر چور ہوگا اس میکدہ جہان سے
سفر انکا سوے عدم ہوگا نعمان بن منظر شاہ یمنی تو عالم نشہ مے مین اپنی بارگاہ مین جو کچھ منہ مین آتا ہے
کہتا ہے اور لاف و گزاف کر رہا ہے شراب پیتا جاتا ہے سرداران لشکر عرض کر رہے ہین کہ آپ بجا فرماتے
ہین اس قلعہ کی کیا بنیاد و حقیقت ہے بیشک آپ قلعہ لے لیجیے گا حمزہ عرب کو قتل کیجیے گا آپ کا مثل پردہ دنیا
پر پہلوانون اور بہادرون مین نہین ہے نعمان بن منظر شاہ سرداران لشکر کی یہ گفتگو سنکے اور خوش ہوکے اور
زیادہ کلمات واہیات و بیہودہ زبان پر جاری کرتا ہے لیکن اہل قلعہ اپنی قلت پر نظر کرکے اور دشمن کے
پاس فوج کثیر دیکھکر پریشان خاطر ہین دل مین کہتے ہین دیکھیے کل کیا ہوتا ہے دشمن قوی کے ہاتھ سے یہ قلعہ بچتا
ہے یا نہین اور ہم سب تہ تیغ حریف ہوتے ہین یا نہین بعضے بزدل اپنی جان کے خوف سے اہل قلعہ کی نظر سے پوشیدہ
اپنی آنکھون مین اشک بھر لاتے ہین اور بہت سے بہادر و جرار تکیہ پروردگار پر کیے ہین اور اپنے دلمین
کہہ رہے ہین کہ یہ دنیا ایک سرائے فانی ہے سب کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے کل حریف سے سامنا ہے جہان تک
ممکن ہوگا کافرون کو قلعہ مین نہ آنے دینگے اسقدر گولے مارینگے کہ ان کافرون کو اڑا دینگے اور اگر یہ کفار قلعہ
مین در آئینگے اسوقت تلوارین نیامون سے کھینچکر حریف اور لشکر حریف پر حملہ کرینگے اور کفار کو قتل کرینگے
بعضے دلیر خانہ کعبہ کی طرف رخ کیے ہوے برجوع قلب خدا سے عزت کے واسطے اسطرح دعا کر رہے ہین کہ
اے پروردگار عالم و عالمیان واے آفرینندۂ قوی و ناتوان ان کافرون پر ہمکو اپنے فضل و کرم سے فتح دے
اور ہمکو ان کافرون کے شر و فساد سے بچا خداوندا کل معرکۂ جنگ سے ہمارے تئین بہادرون مین سرخرو
کیجیو اور توفیق ثابت قدمی کی ہمکو ہنگام وغا دیجیو از انجملہ خواجہ عبد المطلب بھی اپنی نصرت کے لیے
خدا سے دعا کر رہے ہین اور بہادرون کو جنگ و پیکار پر آمادہ کر رہے ہین دلیران ہمشال اور بہادران
خوش خصال عرض کر رہے ہین کہ آپ کچھ تردد نہ فرمائین انشاء اللہ کل ان کافرون کو اسقدر گولے
مارینگے کہ انکو سوائے مسمار ہونے کے کوئی چارہ نہوگا ہم سب لوگ نمکخوار حضور ہین کل حق ادا کرینگے
جان نثاری اور سرفروشی مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھینگے حتے الامکان ان کافرون کو قلعہ مین نہ آنے دینگے
جب تک ہم خادمان جان نثار زندہ ہین کیا مجال کہ نعمان بن منظر شاہ اس قلعہ کو لے سکے آپ بااطمینان تمام
تشریف رکھیں خادمون کی جان نثاری ملاحظہ فرمائیے گا خواجہ عبد المطلب گفتگوے دلیران سنکے خوش ہوے غرض جب
وہ دن تمام ہوا اور آفتاب بخوف بہادران لرزان و ترسان جانب مغرب جاکر پوشیدہ ہوا اور گولہ انداز فلک نے
مہتاب ماہ کو روشن کیا اسوقت نعمان بن منظر شاہ نے افسران فوج کو حکم دیا کہ سواران جرار اور بہادران
تہور شعار واسطے طلایہ لشکر کے معین کیے جائین اور فوج حریف سے لشکر کی حفاظت و نگہبانی کرین افسران
لشکر نے موافق کہنے نعمان کے سواران جرار واسطے طلایہ کے مقرر کیے صدہا مہتابین روشن ہوگئین سواران

مذکور لشکر کے گرد پھرنے لگے اور حفاظت لشکر کرنے لگے نعمان بعد اکل و شرب کے اپنی بارگاہ مین نصف شب تک بیٹھا رہا
شراب پیا کیا بعد نصف شب کے سو رہا ادہر طرف قلعہ مین خواجہ عبد المطلب نے بعد فراغ نماز مغرب مین کے بہادرون کو
حکم بیداری و نگہبانی قلعہ کا دیا بمجرد حکم جوانان جنگجو مسلح ہو کر چہار جانب قلعہ کے نگہبانی کرنے لگے روشنی قلعہ پر بخوبی
کر لی الغرض تا آخر شب دونون طرف دلاورون اور بہادرون نے بخوبی نگہبانی اور حفاظت کی ہنگام صبح صادق
مرغان سحر چہچہے کرنے لگے اپنی زبان مین ذکر خدا کرنے لگے طاعت گذار واسطے نماز کے اٹھے جب خانۂ کعبہ کے حوالی مین
شعر موذون اذان سے ہوے بہرہ مند ؎ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ؎ اسوقت خواجہ عبد المطلب وغیرہ نے
نماز سحر پڑھی اور بعد نماز درگاہ کریم و کارساز مین بصد رجوع قلب اپنی نصرت کے واسطے دعا کی اور بعد دعا کرنے کے
آمادۂ جنگ ہوے جب خسرو خاور مشرق سے ظاہر ہوا اور شاہ انجم سیاہ خسرو خاور سے تاب مقابلہ نہ لاکر قلعۂ
فلک مین پنہان ہوا ادھر نعمان بن منظر شاہ یمنی بھی بیدار ہوا اور بستر خواب سے اٹھکر بیرون بارگاہ آیا افسران
فوج کو بلا کر حکم دیا کہ جلد مردمان لشکر کو حکم کمربندی کا دو افسرون نے بموجب کہنے نعمان کے مردمان فوج کو
حکم کمربندی دیا جسوقت جملہ لشکری مسلح ہو چکے اور افسر فوج بھی ہتھیار لگا چکے اور نعمان بن منظر شاہ یمنی
بھی مسلح ہو کر اپنی بارگاہ سے نکلا اور مرکب پر سوار ہوا اسوقت بحکم نعمان لشکر مین طبل پر تش بجا نقارۂ زرمی
پر چوب پڑی علمہاے لشکر کے پھریرے کھلے سوران جلتہ پوش اور چار آئینہ بند گھوڑے پر سوار ہو کر پلٹنین بہادرون
کی صفین باندھکر ہمراہ اپنے سردارون کے بحکم نعمان قلعہ پر چہار جانب سے حملہ ور ہوئین اس طرف خواجہ
عبد المطلب نے بھی گولہ اندازون کو توپون کی فیر کرنے کا حکم دیا بمجرد حکم پانے کے گولہ اندازون نے
جلد جلد توپین فیر کرنا شروع کین زمین توپون کی صدا سے دمبدم دہلنے لگی شمشیر فلک توپون کی ہیبتناک
آواز سے کانپنے لگا دریا دلون اور گردون نے صحرا سے راہ فرار اختیار کی طائران ہوا توپون کی آواز سنکے
آشیانون سے اڑ گئے گولے سبیل اور ریم کے لشکر نعمان پر پڑنے لگے جوانان فوج نعمان مثل روئی کے گالون
کے میدان جنگ مین اڑنے لگے جس رسالے مین گولہ گرتا تھا اول زمین مین نشیب کرتا تھا پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر
جس سوار پر اس گولے کا ذرا بھی ٹکڑا پڑتا تھا فوراً سینے کو توڑ کر پشت کے پار ہوتا تھا اسی طرح ہر ایک گولہ
سے سوار اور پیادے ہلاک ہونے لگے میدان جنگ مین ایسا دہوان محیط ہوا تھا کہ کسی کو قلعہ نظر
نہ آتا تھا اور روز روشن نظر مردم مین تیرہ و تار تھا اکثر مردمان لشکر نعمان کو اس دود غلیظ پر
ابر سیاہ کا گمان ہوتا تھا ہر چند جوانان فوج نعمان بن منظر شاہ بنظر غور دیکھتے تھے لیکن دہوان
اسقدر تھا کہ راہ نظر نہ آتی تھی جس طرف پانون اٹھ جاتے تھے چلے جاتے تھے ہر چند صدہا اور ہزارہا لشکری گولون سے
ہلاک ہوتے تھے مگر آگے بڑھے جاتے تھے سپرین چہرون کی پناہ کیے ہوے تھے چونکہ گولہ انداز قلعہ سے برابر
گولے مار رہے تھے اسوجہ سے غول سوارون کے اور گروہ پیدلون کے دمبدم مثل روئی کے گالون کے اڑ
جاتے تھے ہزارہا لاشین بے دست و پا زمین پر نزدیک و دور لوٹتی تھین زخمیون کے نالے بلند تھے لشکر
مین ایک تہلکہ پڑا تھا باپ پسر سے اور پسر پدر سے دور تھا کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اگر کوئی بزرگ اپنے
خورد کو آواز بلند پکارتا تھا تو بسبب شور و غلغلۂ عظیم کے اس خورد کو صدا اپنے بزرگ کی سنائی نہ دیتی تھی
وہ میدان جنگ گویا نمونہ میدان محشر تھا ہر طرف صداے فریاد و الغیاث بلند تھی مجروح کراہتے تھے زخمی
بنالہ و فریاد زمین پر تڑپتے تھے کوتل گھوڑے میدان جنگ مین دوڑتے تھے اور اپنے راکبون کو ڈھونڈتے

پامال کرتے تھے ہزارہا سپرین اور تلوارین کشتون کی میدان مصاف مین پڑی ہوئی تھین صدہا راکب و ہزارہا مرکب
پڑے ہوئے تھے سواران زرہ پوش بر میدان رزم مین کرطرح مصیبت پڑی تھی جیسا رآئندہ شدند طور جنگ دیکھکر حیران
و ششدر رہتے تھے کیونکہ گولے مثل اولون کے برس رہے تھے گھٹا مانند دھوین کے گھری ہوئی تھی صدا ہر ایک توپ کی رعد
کے مانند تھی جب سوار اور پیادے میدان مصاف سے پیچھے ہٹتے تھے نعمان ابن منذر شاہ یمنی و افسران فوج مردمان
لشکر کو حکم آگے بڑھنے کا دیتے تھے لشکری سخت مصیبت مین مبتلا تھے کیونکہ جب مردمان لشکر آگے بڑھتے
تھے تو توپون کے گولون سے ہلاک ہوتے تھے اور جب پیچھے ہٹتے تھے تو افسران فوج انکو آگے بڑھنے نہ دیتے
تھے آخر بدرجہ ناچاری و مجبوری آگے بڑھتے تھے علاوہ گولہ اندازون کے تیراندازان تیر لگاتے تھے
اور خواجہ عمرو گوپھن مین سنگ گران رکھکر اور چرخ دیکر وہ سنگ گران کافرون کو لگاتے تھے
وہ پتھر جس سوار کے سر پر پڑتا تھا اسکے سر کے کئی ٹکڑے ہو جاتے تھے الحاصل اسی طرح شام تک لڑائی
رہی گولہ اندازون نے ان ناریون پر آگ برسائی تیراندازون نے تیر لگائے خواجہ عمرو نے ہزارہا پتھر
گوپھن مین رکھکر مردمان فوج نعمان کو مارے لیکن جسوقت شاہ خاور جنگ بہادران عرصۂ نبرد دیکھکر
لرزان اور ترسان جانب مغرب جاکر پنہان ہوا اور شاہ انجم سپاہ تخت زبرجد چرخ پر جلوہ فرما ہوا اسوقت نعمان
بن منذر شاہ یمنی نے مردمان لشکر کو آمادۂ فرار دیکھکر طبل بازگشت بجوایا باقیماندہ سوار اور پیدل میدان
وغا سے پھرے اور نعمان بھی مع افسران فوج کے اپنی بارگاہ کے قریب آیا اور ہزارہا سوارون اور
پیدلون کو میدان مین کشتہ دیکھکر نہایت مغموم ہوا پھر کچھ سوارون اور پیدلون کو واسطے طلایہ لشکر کے
مقرر کیا اور باقیماندہ لشکریون کو حکم دیا کہ قیام مین استراحت کرین مرکبون سے اترکے مردمان فوج
بموجب حکم خیمون مین گئے اور بعد دور کرنے سلاح جنگ کے استراحت پذیر ہوئے نعمان بھی اپنی بارگاہ
مین آیا اور زرہ اپنے تن سے اتارکے اور تیغہ آبدار کمر سے کھول کے اپنی بارگاہ مین بیٹھا اور بعد تناول
طعام کے شراب پینے لگا جب افسران فوج بھی نعمان کی بارگاہ مین آئے اور روبرو نعمان کے بیٹھے
اسوقت نعمان نے افسران فوج سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج تو میرے لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا تھا لیکن
قلعہ ہاتھ نہ آیا اور ہزارہا سوار اور پیدل کام آئے لیکن کل مین تن تنہا اس قلعہ پر حملہ کرونگا اور قلعہ کو
گرز گران سے توڑکر اہل قلعہ کو قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا یہ کہکر نعمان نے افسران فوج کو حکم
دیا کہ طبل جنگ میرے نام پر بجوا دو کل مین اکیلا قلعہ پر حملہ کرونگا اور داخل قلعہ ہوکے پہلے امیر کو قتل کرونگا
ناظرین پر واضح ہو کہ نعمان کو ابھی تک یہ معلوم نہین ہے کہ حمزہ صاحبقران قلعۂ زنجیر و دیمین نہین
الغرض افسران فوج نے طبل جنگ بنام نعمان بن منذر شاہ یمنی بجوایا خاص و عام طبل جنگ کے بجنے
سے آگاہ ہوئے کہ صبح کو نعمان یکہ و تنہا قلعہ پر حملہ کریگا بعد بجنے طبل جنگ کے نعمان تو اپنی بارگاہ
مین خوش خواب پر استراحت پذیر ہوا افسران فوج اپنے خیامہ مین سوگئے اکثر سوار اور پیدل واسطے طلایہ
کے اٹھے اور گرد لشکر پھرنے لگے لیکن اب کچھ حال خواجہ عبدالمطلب کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب آفتاب
غروب ہوا اور نعمان بدرجہ ناچاری بے نیل مرام طبل بازگشت بجواکر باقیماندہ فوج کو ہمراہ اپنے لیکر
طرف اپنی بارگاہ اور خیامہ کے چلا گیا اسوقت خواجہ عبدالمطلب نے سجدہ شکر بدرگاہ خدا ادا کیا
اور گولہ اندازون کو بوجہ کارگذاری اور جانفشانی کے انعام کثیر دیا گولہ اندازون وغیرہ انعام وافر پاکر نہایت

شاد ہوے اور خدمت خواجہ عبد المطلب مین عرض کرنے لگے کہ انشاء اللہ کل پھر مردمان لشکر نعمان کو مثل آج کے
گولے مار کر ہلاک کرینگے اور اس قلعہ مین حتے الامکان آنے نہ دینگے خواجہ عبد المطلب گولہ اندازون وغیرہ کی
گفتگو سے جرأت سنکے بہت خوش ہوے اور پھر سامان جنگ بخوبی کیا مگر جسوقت نعمان نے میدان مصاف سے
جاکر طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا اور خواجہ عبد المطلب کو معلوم ہوا کہ صبح کو نعمان خود اس قلعہ پر حملہ
کریگا اسوقت خواجہ عبد المطلب کو نہایت تردد ہوا اور خیال کیا کہ نعمان پہلوان نہایت زبردست ہے کچھ
عجب نہین کہ اس قلعہ کے در کو گرز گران سے توڑ کر داخل قلعہ ہوکر ہم سب کو قتل کرے الغرض خواجہ عبد المطلب
نے یہ خیال کرکے فی الفور یہ نامہ اپنے فرزند دلبند سعادت نشان حمزۂ صاحبقران کو لکھا نامہ
ای نور نظر پارۂ جگر آگاہ ہو کہ نعمان بن منظر شاہ مع لشکر کثیر آیا ہے اور ایک لڑائی ہمسے لڑچکا ہے کل خود وہ ہمارے
قلعہ پر حملہ کریگا نہین معلوم انجام کیا ہوگا لیکن بظاہر آثار اچھے نہین معلوم ہوتے ہین کیونکہ ہم قلعہ بند ہین اور
نعمان پہلوان زبردست ہے قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے ہے پس تمکو لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کے بتعجیل تمام
یہان آؤ اور اپنی شکل ہمکو دکھاؤ تاکہ ہنگام مرگ تمکو دیکھ لین حسرت دیدار باقی نہ رہجائے فقط زیادہ دعا
جسوقت نامہ مندرجۂ بالا خواجہ عبد المطلب تحریر کر چکے اسوقت اہل قلعہ سے پوشیدہ ایک شتر سوار کو وہ
نامہ دیکر فرمایا کہ اس نامہ کو بہت جلد میرے فرزند دلبند کو پہونچا دے شتر سوار مذکور نے نامہ مسطور خواجہ
عبد المطلب سے لیکر اپنی دستار مین رکھا اور ایک شتر تیز رو پر سوار ہوکر اور قلعہ کے اور ایک دروازے سے
نکلکے جانب قلعۂ زنجیرود بصد عجلت روانہ ہوا اور بعد قطع منازل جب قلعۂ زنجیرود پر پہونچا اسوقت ناقہ کو روک کے
ملازمان فریدون شاہ زنجیرودی سے کہنے لگا کہ جلد تر حمزۂ صاحبقران سے میرے حاضر ہونے کی
یون خبر کرو کہ ایک سوار نامہ خواجہ عبد المطلب کا لیکر در دولت پر حاضر ہوا ہے امیدوار ہے کہ خدمت
عالی مرتبت مین حاضر ہوکر نامہ دے ملازمان فریدون شاہ زنجیرودی نے فی الفور خدمت حمزۂ
صاحبقران مین حاضر ہوکر ناقہ سوار کے آنے کی اطلاع کی حمزۂ صاحبقران نے ناقہ سوار کو اپنے
پاس طلب کیا جب وہ ناقہ سوار خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوا اور بصد ادب شرائط دعا و ثنا بجالاکر
اپنی دستار سے نامہ خواجہ عبد المطلب کا نکالکر امیر با توقیر کو دینے لگا حمزۂ صاحبقران اپنے والد ماجد کے خط کی تعظیم
کے واسطے اٹھ کھڑے ہوے اور نامہ شتر سوار سے لیکر اور لفافہ نامہ کا چاک کرکے نامہ خود پڑھا اور حال مندرجۂ
نامہ سے بخوبی آگاہ ہوکر ناقہ سوار کو خلعت و زر مرحمت فرمایا اور اسیوقت حکم دیا کہ کل فوج ہماری تیار ہو
اور سرداران ذیوقار بھی مسلح ہون المختصر جب فریدون شاہ زنجیرودی اور جملہ سرداران عالیوقار
مع مردمان فوج و لشکر بصد عجلت مسلح ہوچکے اسوقت حمزۂ صاحبقران بھی مسلح ہوکر پشت مرکب
جنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے لشکر مین طبل سفر بجا حمزۂ صاحبقران لشکر کئی لاکھ سواران
جرار کا لیکر مثل باد تند قلعۂ زنجیرود سے جانب اپنے والد کے روانہ ہوے امیر با توقیر کا حال تو آئندہ لکھا
جائیگا لیکن اب حال اہل قلعہ اور نعمان بن منظر شاہ کے لشکر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ گولہ انداز توپون کو صاف
کر رہے ہین تھیلیان بارود اور گولون کی عنقریب توپون کے رکھ رہے ہین اکثر گولہ انداز توپون مین بھر رہے ہین
تیر انداز تیرون کو درست کر رہے ہین خواجہ عمرو خدمت خواجہ عبد المطلب مین حاضر ہین خواجہ عبد المطلب
کرسی پر تشریف رکھتے ہین لیکن پریشان خاطر ہین اس طرف نعمان بن منظر شاہ بارگاہ مین سو رہا ہے

لشکری سامان جنگ کر رہے ہین بعضے تلوارون پر صیقل کر رہے ہین اکثر تیرون کو ترکشون مین بھر رہے ہین کچھ سوار اور پیدل طلایہ لشکر کے واسطے آگئے ہین لشکر کے گرد پھر رہے ہین اور رصد ائین حاضر باش اور ناظر باش کی دے رہے ہین مہتابین وغیرہ روشن ہین میدان مصاف مین ہزارہا سوار اور پیدل قتل کیے ہوے پڑے ہین جو زخمی ہین وہ خیام مین پڑے ہوے کراہ رہے ہین بعضے افسران فوج سو رہے ہین بعضے بیدار ہین اکثر لشکری باہم یہ کہتے ہین کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی یہ قلعہ ہاتھ آتا ہی یا نہین آج تو ہر چند چاہا کہ قلعہ مین داخل ہون لیکن کسی طرح نہ پہونچ سکے اور ہمارے لشکر کے جوانان ہزارہا کام آئے بعضے لشکری انکی گفتگو سنکے انکو یہ جواب دیتے تھے کہ صبح کو دیکھ لینا ہمارے افسر نعمان پہلوان اس قلعہ کو لینگے اہل قلعہ کو تہ تیغ کرینگے کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے اسی طرح تا دیر مردمان فوج نعمان مین باہم گفتگو رہی بعضے کہتے تھے کہ قلعہ کا ہاتھ آنا مشکل ہی اکثر کہتے تھے تسخیر قلعہ بہت آسان ہی الحاصل جب وہ وقت آیا کہ فوج انجم خبر آمد شاہ خاور سے قلعۂ افلاک مین پوشیدہ ہونے لگی اور شاہ انجم سیاہ کا بھی چہرۂ پر نور بخوف شاہ خاور متغیر ہونے لگا سپیدۂ سحر جانب مشرق ظاہر ہوا اور گریبان صبح کثرت صدمہ سے بوجہ قلعہ بند ہونے اہل اسلام کے چاک ہوا ظلمت شب کافور ہوئی زمین روشنی سحر سے پر نور ہوئی مرغان خوش الحان سحر چہچہے کرنے لگے اور موافق اس بند مخمس کے ذکر خدا مین مصروف ہوے بند مخمس ـ طاعت حق کو بجا لاتے ہین سب صبح و مسا ٭ اسمین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا ٭ جھوٹ کہتا نہین مین قول ہی یہ راست مرا ٭ شور و غوغا اسے نہ سمجھے کوئی دل مین ذرا ٭ کہ ہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر ٭ علاوہ طائران خوش آواز کے اہل اسلام بھی واسطے ادائے فریضۂ سحری کے اٹھے موذن نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا نماز گذارون نے وضو کر کے نماز سحر بصد خضوع و خشوع پڑھی خواجہ عبدالمطلب نے بھی بعد پڑھنے نماز سحر کے دونون ہاتھ اپنے جانب آسمان بر لے دعا بلند کیے اور یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

خداوندا بحق نوح و یوسف ٭ میرے حال پریشان پر نظر کر
سوا تیرے نہین کوئی معاون ٭ توہی میری اعانت جلد تر کر
الٰہی جلد تر باغ جہان مین ٭ مرا نخل تمنا بارور کر
مجھے گھیرا ہی ان سب کافرون نے ٭ مظفر مجکو اے خیر جلد تر کر
دلون مین ان سیہ قلبون کے یارب ٭ چراغ نور ایمان جلوہ گر کر

بعد دعا کرنے کے جب خواجہ عبدالمطلب بالائے قلعہ تشریف لاکر کرسی جواہر نگار پر بیٹھے افسران فوج نے بعد سلام نذرین دین گولہ اندازون نے سو توپین سلامی کی فیر کین بعد اسکے جملہ گولہ انداز قریب توپون کے کھڑے ہوے تیر انداز تیر افگنی پر لیس ہوے خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھا اسطرف تو اہل قلعہ آمادہ جنگ و مستعد کارزار ہوے لیکن اب حال نعمان بن منظر شاہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب سحر ہوئی اور آفتاب فلک پر نمایان ہوا نعمان بن منظر شاہ بیدار ہوا اور فرش خواب سے اٹھا اور بعد عجلت امور ضروری سے فرصت حاصل کر کے مسلح ہوا جب بارگاہ سے نکلا افسران فوج وغیرہ نے سلام کیا نعمان نے حکم کیا جلد تر مسلح ہو بمجرد حکم نعمان کے جملہ افسر اور سوار و پیدل مسلح ہوے جسوقت نعمان گھوڑے پر سوار ہوا اسوقت تمام افسران فوج اور سوار بھی مرکبون پر سوار ہوے طبل جنگی بجنے لگے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رسالون اور پلٹنون مین باجے جنگی بجے علمہائے لشکر کے پھریرے کھلے افسرون نے سوارون کے پرے جمائے پلٹنین پیدلون کی صف بستہ ہوئین نعمان بن منظر شاہ اپنے لشکر سے چالیس قدم بعہدۂ سپہ سالاری چلا

پیچھے نعمان کے جملہ سواروں اور پیدلوں نے قدم اُٹھائے جب نعمان عرصہ مصاف مین آیا اپنے لشکر کو
میدان رزم مین ایسی جگہ ٹھہرایا کہ جہان گولہ نہ پہونچ سکے اور افسران فوج سے کہا کہ اب مین اس قلعہ پر حملہ
کرتا ہون جسوقت در قلعہ توڑکر داخل قلعہ ہون تم لشکر کو لیکر میرے پاس چلے آنا افسران فوج نے عرض کیا
کہ جسطرح آپ نے کہا ہی ویسا ہی ہوگا غرض نعمان نے افسران فوج کو سمجھا کر اور اُنسے رخصت ہوکر اور لات
و مناۃ کے نام زبان پر جاری کرکے گھوڑے کو جانب قلعہ بڑھایا اودھر اہل قلعہ نے دیکھا کہ نعمان بن منظر شاہ
اسلحہ زیب تن کیے ہوے گھوڑے پر سوار ہی اور بائین ہاتھ مین اُسکے سپر فراخ دامن ہی اور داہنے ہاتھ مین گرز گران سہی
اور گھوڑے کو جولان کرتا ہوا اسطرف آتا ہی جسوقت خواجہ عبد المطلب نے ملاحظہ فرمایا کہ نعمان براے قلعہ گیری آتا ہی
خواجہ عبد المطلب نے گولہ اندازون کو حکم دیا کہ گولے اس حریف کو تاک کے مارو ایسا بہادر و اُس دشمن کو
قلعہ مین نہ آنے دو اور اسطرح تاک کر اس پہلوان کو گولے مارو کہ مثل روئی کے گالے کے اُڑ جاۓ
بمجرد حکم کے گولہ اندازون نے نعمان کو تاک تاک کر گولے مارنا شروع کیے تیر اندازون نے تیر مارے
خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھکر اور تاک تاک کے نعمان کے صدر و سر کو ہر چند لگائے لیکن نعمان
بن منظر شاہ گولون سے بچتا ہوا اور تیرون اور پتھرون کو سپر پر روکتا ہوا اور آگے بڑھا جب گولہ اندازون
نے دیکھا کہ نعمان ابھی تک زندہ ہی اور گھوڑے سے نہین گرا اسوقت گولہ اندازون نے اسقدر گولے مارے کہ
میدان مصاف کو گویا کرہ نار کر دیا راوی کہتا ہی کہ اسوقت توپون کی آواز سے زمین بار بار لرزتی تھی
اور قلعہ فلک ہلتا تھا ساکنان قلعہ فلک کے کانون کے پردے پھٹے جاتے تھے زیر آسمان ایک دھوین
کا آسمان تھا شیران دشت نے اپنے مسکن توپون کی آواز ہیبتناک کے ڈر سے چھوڑ دیے تھے فیلان
کوہ پیکر دور دور بھاگ گئے تھے گولہ انداز قلعہ سے گولے کیا مارتے تھے گویا نعمان پر آسمان سے آگ
برستی تھی اور تیر تیر اندازون کے نعمان پر اس طرح گرتے تھے جس طرح مرغان شکاری اپنے صید
پر گرتے ہین لیکن نعمان بن منظر شاہ گولون سے اپنی جان بچاتا ہوا اور دریاے آتش مین شناوری
کرتا ہوا تیرون کو سپر فراخ دامن پر روکتا ہوا اپنے سراپا کو بچاتا ہوا قریب خندق آیا اور نعرہ کیا کہ ای
اہل قلعہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آ پہونچا اب میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاؤگے اس طرح تمکو قتل کرونگا کہ تمھارے
حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگے اور مجھکو ذرا رحم نہ آئیگا جب گولہ اندازون نے نعرہ
نعمان بن منظر شاہ کا سنا فوراً گولہ اندازی موقوف کی اور فصیل قلعہ سے تلوار اور تیر اور نیزے لگانے
شروع کیے بعضون نے گرم گرم تیل کے کڑھاؤ ڈالے اکثر خس و خاشاک نعمان پر پھینکا عیارون نے
پتھر لگائے اسوقت اکثر اہل اسلام دعا کرنے لگے خصوصاً خواجہ عبد المطلب نے عمامہ اپنے سر سے
اُتار کر اپنے ہاتھون پر رکھا اور ہاتھ اپنے طرف آسمان کے بلند کرکے بعد گریہ و زاری درگاہ باری مین
اسطرح دعا کی کہ ای قاضی الحاجات یہ وقت یاری ہی اور ای مسبب الاسباب یہ ہنگام مددگاری ہی خداوندا اس
پہلوان کے شر و فساد سے ہم سبکو بچا اور اس کافر زبردست کے ہاتھ سے ہمکو ہلاک نکر ای پروردگار تو نے یوسفؑ کو
چاہ مین بچایا اور یونسؑ کی شکم ماہی مین حفاظت کی اور ابراہیم اپنے خلیل پر آگ کو سرد کر دیا اسیطرح یا ارحم الراحمین ہمکو
بھی اس کافر کے ہاتھ سے بچا اور اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب ایسا پیدا کر کہ باعث ہماری بہبودی اور زندگی کا ہو جسوقت
خواجہ عبد المطلب نے تبضرع و زاری درگاہ جناب باری مین دعا کی فوراً تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا جسوقت نعمان

نے چاہا کہ خندق کو پھاند کر در قلعہ کو گرز گران سر سے توڑوں اور داخل قلعہ ہوں لیکا یک سمت صحرا سے
ایک ایسا غبار عظیم اُٹھا کہ روے آفتاب چھپ گیا نعمان ابن منذر شاہ متحیر ہوکر جانب گرد و غبار دیکھنے لگا اور
اہل قلعہ جو تیر قلعہ سے مارتے تھے اُنکو اپنی سپر پر روکنے لگا جب وہ غبار کسی قدر برطرف ہوا نعمان نے دیکھا کہ
فوج کثیر بہت جلد اسطرف چلی آتی ہی نشانہاے فوج بلند ہین اور سنانہاے نیزہ ہزارہا چمکتے ہین اُسطرف
حمزۂ صاحبقران نے اہل قلعہ کو تیر وغیرہ لگاتے ہوے دیکھکر خیال کیا کہ شاید نعمان در قلعہ تک پہونچ گیا ہی اہل قلعہ
مضطر اور پریشان ہین یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران نے وہین سے یہ نعرہ کیا نعرۂ امیر حمزہ فلک رفعت و ماہ برج عطا امیر
عدو بند کشور کشا جسوقت مردمان قلعہ نے نعرۂ امیر باتوقیر سنا اور قلعہ سے حمزۂ صاحبقران کو مع لشکر کثیر
آتے دیکھا نہایت شاد ہوے اور رنج صدمہ و محن سے آزاد ہوے خصوصاً خواجہ عبد المطلب اپنے فرزند
کو عین وقت پر آتے دیکھکر از حد خوش ہوے اور سمجھ گئے کہ خدا نے میری دعا مستجاب کی لیکن نعمان نے جو نعرۂ
امیر باتوقیر سنا نہایت متعجب ہوا اور خیال کرنے لگا کہ امیر کہان گئے تھے جو اسقدر فوج لیکر اسطرف
سے آتے ہین مین تو یہی جانتا تھا کہ امیر اس قلعہ مین ہین خیر اب معلوم ہوتا ہی کہ امیر کی قضا امیر کو
کشان کشان لائی ہی میرے ہاتھ سے بچنا امیر کا محال ہی اب بہتر یہی ہی کہ پہلے مردمان قلعہ سے امیر ہی
کو قتل کرون یہ خیال کرکے نعمان نے چاہا تھا کہ قلعہ کی طرف سے لجام فرس کو پھیر آؤن اور امیر
سے مقابلہ کرون ناگاہ حمزۂ صاحبقران بھی عنقریب قلعہ پہونچے اور نعمان کو خندق قلعہ پر دیکھکر
پکارے کہ اے نعمان اگر تجکو دعوی مردانگی ہی تو آ مجھسے مقابلہ کر نعمان یہ گفتگوے امیر باتوقیر سنکے
بصد غضب قلعہ کی جانب سے پلٹا اور نگاور زن ہوا مردمان قلعہ و مردمان ہر دو لشکر نے دیکھا کہ
پانچ قدم مرکب نعمان کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم فرس حمزۂ صاحبقران کا پسپا ہوا نعمان یہ طاقت
و قوت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور پھر بصد قہر و غضب اسپ گھوڑے کو رانون مین داب کے آگے
بڑھایا اور تیغہ گرانبار میان سے کھینچکر سر امیر باتوقیر پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے باڑھ پر تیغہ گرانبار کی
نظر کرکے جب قریب سپر کے وہ تیغہ آیا اس زور سے دستانہ مارا کہ تیغہ نعمان کا سپر پر پھٹ پڑا فوراً
امیر باتوقیر نے نعمان کے بند دست پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا نعمان نے امیر کی کمر مین ہاتھ ڈالا باہم اسدرجہ
زور کیا کہ گھوڑا نعمان کا پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گیا اور مرکب خنگ سیہ قیطاس بھی ہانپنے لگا
اسوقت شاطر پکارے کہ اے بہادران جہان گھوڑون سے اتر کر باہم کشتی لڑو گھوڑے بیچارے
متحمل تمہارے زور کے نہونگے یہ تقریر شاطران خوش تدبیر کی سنکر نعمان اور حمزۂ صاحبقران آستین چڑھا
کے اور دامنون کو لپیٹ کر مرکبون سے کود کر زمین پر آئے اور باہم لڑنے لگے اور ہنرہاے پہلوانی ظاہر
کرنے لگے راوی کہتا ہی کہ دو روز تک برابر کشتی ہوئی مگر کسی کی پشت آشنا زمین سے نہین ہوئی تیسرے
روز ہنگام شام نعمان نے سر اپنا سینہ حمزۂ صاحبقران سے ملاکر بقوت تمام ایسا ریلا کہ تین قدم حمزۂ صاحبقران
اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے بعد تین قدم ہٹنے کے امیر نے اپنا لنگر زمین پر قائم کیا ہر چند نعمان نے
زور کیا لیکن امیر باتوقیر کو ذرا بھی جنبش نہوئی آخر تین روز متواتر زور کرکے نعمان پسینے مین تر ہوگیا اور ہانپنے
لگا ناخونکی انگلیون سے بوجہ زور کرنے کے خون ٹپکنے لگا ناچار اور مجبور ہوکر زنجیر کمر حمزۂ صاحبقران
کو چھوڑ دیا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے سر اپنا سینہ نعمان سے ملاکر اسطرح ریلا کہ نعمان پیچھے ہٹنے لگا

یہانتک کہ وہ بھی قدم تک لٹکیان پیچھے ہٹا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے نعمان کی زنجیر کمر بند کے توڑے مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر کرکے زمین سے اٹھا لیا اور اپنے سر سے بلند کرکے زمین پر گرایا اور خود سینۂ نعمان پر بیٹھکر کہا کہ ای پہلوان دیکھا تو نے قدرت پروردگار کو کہ تجھ ایسے پہلوان کو مین نے کس طرح زیر کیا اب دین اسلام کے اختیار کرنے مین تو کیا کہتا ہی نعمان بن منظر شاہ حمزۂ صاحبقران کی یہ قوت و طاقت اس سن و سال مین دیکھکر اور دین اسلام کو اچھا جانکر عرض کرنے لگا کہ ای امیر با توقیر مین نے اطاعت آپ کی اختیار کی مجکو مسلمان کیجیے حمزۂ صاحبقران سینۂ نعمان سے اٹھے اور نعمان کو کلمہ پڑھایا نعمان کلمہ صادق دل سے پڑھکر مسلمان ہوا اور قدم امیر پر گرا امیر با توقیر نے سر نعمان کو اپنے قدم سے اٹھا کر سینہ سے لگایا خواجہ عبد المطلب اور سرداران حمزۂ صاحبقران وغیرہ خوش ہوے جب نعمان کلمہ پڑھکر مسلمان ہوچکا اسوقت اسنے باواز بلند اپنے افسران فوج اور جملہ لشکریون سے کہا کہ ای بھائیو مین نے تو دین اسلام قبول کیا اور اطاعت حمزۂ صاحبقران اختیار کی اور رفاقت نوشیروان کی کہ وہ کافر ہی چھوڑ دی اب تم کہو تمکو کیا منظور ہی میرے نزدیک تو یہی مناسب اور بہتر ہی کہ تم بھی میری طرح دین اسلام اختیار کرو اور اطاعت حمزۂ صاحبقران کی قبول کرو دیکھو پھر ایسا مولاے قدر شناس نہ پاوٴگے پچھتاوٴگے آئندہ تمکو اختیار ہی جب یہ گفتگو نعمان بن منظر شاہ یمنی کی افسران فوج اور لشکریون نے سنی خیال کیا کہ اب منظر شاہ کے پاس بھی نہین جاسکتے کیونکہ وہ پہلے ہی نعمان کے مسلمان ہوچکا ہی اور ہمارا سپہ سالار کچھ سمجھ کے مسلمان ہوا ہی اب ہمکو بھی لازم ہی کہ ہم بھی دین اسلام اختیار کرین اور رفاقت نعمان سے سرکشی نہ کرین اور لات و منات وغیرہ اصنام کی پرستش سے باز آئین یہ خیال کرکے سبکے سب خدمت صاحبقران اور نعمان بن منظر شاہ مین حاضر ہوے اور سب نے سر اپنے پاے امیر با توقیر پر جھکا کے حمزۂ صاحبقران نے سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا پھر تمام سرداران لشکر کو حکم دیا کہ کمرین کھولین اور جشن کا سامان کرین بمجرد حکم امیر با توقیر کے بارگاہین استادہ ہوئین اور خیام برپا ہوگئے سامان جشن ہونے لگا در قلعہ کھلا امیر با توقیر اپنے والد ماجد خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین حاضر ہوے خواجہ عبد المطلب نے خوش ہوکر حمزۂ صاحبقران کو سینہ سے لگایا مردمان قلعہ نہایت شاد ہوے خواجہ عمرو بھی بہت خوش ہوے بعد اسکے حمزۂ صاحبقران کعبہ مین تشریف لیگئے اور اپنے جملہ بزرگون اور احباب سے ملے ہر ایک شخص امیر با توقیر سے معانقہ کرکے خوش ہوا جب حمزۂ صاحبقران فرودگاہ لشکر پر آئے ملاحظہ فرمایا کہ جملہ بارگاہون اور خیامون مین فرش نفیس بچھا ہی اور دنگلون پر بیٹھنے سرداران ذیوقار بیٹھے ہین اور اکثر جواہر نگار کرسیون پر متمکن ہین جملہ سامان عیش و عشرت مہیا اور موجود ہی نازنینان خوبرو اور خوش گلو حاضر ہین جسوقت حمزۂ صاحبقران اپنی بارگاہ مین تشریف لائے نعمان بن منظر شاہ اور کرتیت سیر گردان اور سیف ذو الیدین وغیرہ سرداران ذیوقار واسطے تعظیم حمزۂ صاحبقران کے دنگلون سے اٹھ کھڑے ہوے جب حمزۂ صاحبقران اپنے دنگل پر بیٹھے تو حکم کیا کہ ارباب نشاط ہر ایک بزم عشرت مین آئین بمجرد حکم امیر با توقیر کے نازنینان خوبرو اور خوش گلو مع اپنے سازندون کے ہر ایک بارگاہ اور خیام مین حاضر ہوکر روبروے ارباب بزم رقص و نغمہ کرنے لگین اور دولہا سے بزم اپنے رقص و نغمہ سے خوش کرنے لگین ہر طرف غلغلہ شادمانی بلند ہوا اسیطرح ایک نازنین مہ جبین خورشید جمال زہرہ خصال نہایت خوبصورت اور کم سن پیشواز زرتار پہنکر زر

سازندوں کو اپنے ہمراہ لیکر بصد ناز و ادا مسکراتی ہوئی ہر قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی دلہائے جوانان فوج کو مثل سبزہ پامال کرتی ہوئی دل عشاق لیتی ہوئی اکثر جوانوں کو تیغ ادا سے مجروح کرتی ہوئی داخل بارگاہ فلک اشتباہ حمزۂ صاحبقران ہوئی نعمان بن منذر شاہ اور کرتیت سپر گردان اور سیف ذوالیدین وغیرہ سرداران عالیوقار اُس پرخسار کی کا کل زیبا دیکھکر مائل ہوئے سب کے دل پہلووں میں بیقرار ہوئے لیکن بہ لحاظ حمزۂ صاحبقران خاموش بیٹھے رہے اور حمزۂ صاحبقران بھی اُس نازنین کے جمال عدیم المثال کو دیکھکر متحیر ہوئے جب وہ نازنین روبروے حمزۂ صاحبقران حاضر ہوئی بعد درستی سازِ سازندوں کے وہ خوبرو بصد ناز و ادا اور بہزار عشوہ و کرشمہ رقص کرنے لگی اور اہل بزم کے دلوں کو مانند حناے پا مثل سبزہ پامال کرنے لگی بعد ناچنے کے اُس خوش گلو نے یہ غزل شروع کی

غزل

کہ وہ مجھے کہانی داستان قصہ گلا یہ بھی
حجاب شیشہ میں بنت العنب ہی معتکف ہر دم
مرا دل مجھسے کہتا ہی ذرا یہ بھی ذرا یہ بھی
کبھی آیا نہ بھولے سے زباں تک نام عاشق کا
کہ اپنے دین و ملت میں ہی محراب دعا یہ بھی
نہ لو ہاتھوں میں دلکو حلقۂ گیسو میں رہنے دو
لحاظ خاطر احباب سے کہنا پڑا یہ بھی

وہ اپنے وعدۂ دیدار فردا کو اٹھا رکھین
مری توبہ کی ضد سے آجکل ہی پارسا یہ بھی
اگر ہو طالب دیدار دل میں جھانک کر دیکھو
تجھے ای بے مروت ہو گیا عہد وفا یہ بھی
بہت کر ملتا ہی لے لیتا ہی جب کوئی حسین دلکو
اڑا ماریگا اکدن آپکا رنگ حنا یہ بھی

ہوں کیا ہمنشین تقدیر کا میری لکھا یہ بھی
مین صدمے تھا اپنی وحشت کے کرتی ہی فزا یہ بھی
یہانتک آرزو نین ہین کہ جب لکھتا ہوں خط انکو
کہ مشہور جہان ہی بلا رنگی دل تسیرا یہ بھی
حضور ابروے جانان ہر ادین کیوں نہ بانکین ہم
دم بیگانگی دیتا ہی ہوئے آشنا یہ بھی
خلاف طرز کے خوگر نہ تھے تسلیم ہم لیکن

جسوقت یہ غزل اُس مطربہ نے روبروے حمزۂ صاحبقران و دیگر صاحبان محفل عیش بالحان داؤدی گائی اُسوقت بعض سرداروں نے خوش ہو کر نازنین سے کہا کہ اس قسم کی اور کوئی غزل عاشقانہ گا و اُس نازنین نے حسب فرمائش سرداران ذی عزت یہ غزل پرجوش و پُردرد شروع کی غزل

نازبرداری میں گذری شب دل ناشاد کی
پیاری پیاری صورتین آفت ہین آدم زاد کی
کسقدر ہی جوہر عاشق کشی دلکو پسند
آبرو رکھ لی خموشی نے مری فریاد کی
لوٹتا ہین گلچین ہی فکر دام مین صیاد ہی
اُڑ گئی رنگت رخ صبح مبارکباد کی
دم ہی جب تک چار دیوار عناصر ہی بپا
بن گئی تیشے سے آخر جان بر فرہاد کی
داغ دل کے ساتھ لے بر گئی بھی لازم تھی مجھے
شور ماتم نے ادا رسم مبارکباد کی
گردش خنجر سے پہلے مر گیا مین خستہ جان
جل رہی تھی شمع اپنے خانۂ برباد کی

تھی کبھی منت خموشی کی کبھی فریاد کی
تو سبح ہو کر خون سے بلبل نے بیداد کی بہار
تیغ بنواتا ہی قاتل تیشۂ فرہاد کی
روح جب گھبرا کے نکلی مل گیا تن خاک مین
کون روئے بیکسی پر بلبل ناشاد کی
حشر کا وعدہ ہی زیر خاک جسم وا ہے مین
خاک اُڑتی ہو گی اکدن قصر بے بنیاد کی
رشک بیجا دیکھنا آیا جو حرف آہ بھی
لائے کا سینہ بلا قسمت ملی شمشاد کی
آج کیا ہی کس لیے ذکر وفا ہی بار بار
رہ گئی منھ دیکھکر حسرت دل جلاد کی
حسن بندش مین تلاش معنی نو خیز مین

آئنہ کے دل مین بھی بے رخنہ کرتی ہین جگہ
بوے گل دیتی ہین کلیان دامن صیاد کی
شور بیتابی نے رسوا کر دیا تھا شکر ہی
خانۂ ویران نے کیا مٹی مری برباد کی
تیرہ روزی کیا کہوں وقت ولادت دیکھکر
دیکھتا ہوں راہ اپنی ہستی برباد کی
سخت طینت کا شریک حال ہونا قہر ہی
ضبط سے کیا کیا اب خاموش نے فریاد کی
اسقدر جینے سے تنگ آیا تھا مین جب مر گیا
سچ کہو کس سے ملے کسکی طبیعت شاد کی
خاک ہو کر بھی رہی باقی ہی سوز استخوان
چاہیے تسلیم تجکو پیروی استاد کی

جسوقت یہ غزل نازنین نے حسب فرمائش سرداران بزم عشرت مین بصد ناز و ادا گا کر تمام کی لیجملہ صاحبان بزم عیش یہ غزل سنکے مسرور ہوئے خصوصاً حمزۂ صاحبقران نہایت شادمان ہوئے اور اُس مطربہ حسینہ کو

انعام کثیر مرحمت کیا نازنین مذکور انعام وافر پاکر بزم عیش سے چلی گئی بعد جانے اُس نازنین خوبرو کے اور ایک نازنین
سبزہ رنگ پیشواز دھانی زیب تن کر کے مع اپنے سازندوں کے روبروے حمزۂ صاحبقران حاضر ہوئی اور بعد ناچنے کے
یہ غزل اُسنے شروع کی

غزل

تری زلف وعادت کو پائے ہین کافر
کہ اب ہم نہین ناز اُٹھانے کے قابل
چراغ کلیسا ہین یا شمع کعبہ
کہ ہرگز نہین آب ودانے کے قابل
یہ طفلی یہ پردہ کوئی وجہ ہوگی
کہ ہم خود نہین مُنھ دکھانے کے قابل
قفس کی محبت کا یارب بُرا ہو
نہ تھے گر فلک شامیانے کے قابل
یہین واعظو مئے نہ برسات مین بھی
ابھی ہین نظر مین سمانے کے قابل

یہ دن ہین ہین مہندی لگانیکے قابل
بنانے کے قابل مٹانے کے قابل
کرے سجدہ کیا خاک یہ سر ہمارا
بہرحال ہم ہین جلانے کے قابل
ہین کیونکر نہون داغ حسرت کے صدقے
بظاہر نہین مُنھ چھپانے کے قابل
بنانا فلک کاش ہمانہ مجھ
نہ رکھا ہین آشیانے کے قابل
جو عذر حیا تھا تو کیا چھپ کے شب کو
تم آئے برے اک زمانے کے قابل
مقدر کی یہ بات ہے ورنہ تسلیم

مری جان ہو اب رنگ لانے کے قابل
بلاکر بٹھاتے ہو کیا پاس اپنے
نہین ہین ترے آستانے کے قابل
قفس مین ہین اک مرغ تصویر گویا
کہ ایک اک ہی چھاتی لگانے کے قابل
لحد مین سوے قبلہ کیا خاک دیکھین
کہ ہوتے ترے مُنھ لگانے کے قابل
سر قبر دو گز کی چادر تو ہوتی
نہ تھے خواب مین بھی تم آنے کے قابل
اگر خاک بھی ہین تو ہین خاک سرمہ
ابھی تم نہ تھے دل لگانے کے قابل

جب یہ غزل نازنین سبزہ رنگ روبروے حمزۂ صاحبقران وجملہ سرداران نوجوان بعد نازوادا گائی اسوقت بعض سرداروں کے دل بیچین ہوگئے اکثر سرداران نوجوان نقد دل سے اُس نازنین کے خریدار ہوے اور حمزۂ صاحبقران بھی نازنین سبزہ رنگ کے گانے سے نہایت محظوظ ہوے اور انعام کثیر اس نازنین کو بھی دلوا دیا القصہ اسیطرح تین شب وروز نازنینان خوبرو ومہ جبینان خوش گلو بارگاہ وخیام مین روبروے ارباب بزم ادنے واعلے گاتین اور ہنگامۂ عیش وعشرت گرم رہا بعد تین روز کے جشن تمام ہوا جملہ نازنینان گل پیرہن ومہ جبینان غنچہ دہن انعام کثیر ووافر لیکر رخصت ہوئین بعد اختتام جشن کے حمزہ صاحبقران اپنے والد ماجد کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ واسطے چند روز کے مجکو اجازت شکار کھیلنے کی دیجیے خواجہ عبدالمطلب نے بعد خوشی اجازت دی حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو اور چند ملازمونکو اپنے ہمراہ لیکر اور جملہ سرداران نامی کو لشکر مین چھوڑ کر جانب صحراے سبزہ زار واسطے کھیلنے شکار کے روانہ ہوے اور صحرا مین پہونچکر شکار کھیلنے لگے

داستان آنا ہشام بن علقمہ خیبری کا مدائن مین مع فوج اور قتل کرنا عنتر فیل گوش کو اور جانا صحرا مین اور قید کرنا نوشیروان کو بعد اُسکے جانا ہشام کا جانب کعبہ اور قتل ہونا حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے

ساقی نامہ

پلا ساقیا مجکو اب وہ شراب
ترے میکدہ مین جو ہو لاجواب
رہے مجکو میرا ذرا یہ خیال
بجھے جسکی تلچھٹ سے نفرت کمال
خبردار مجکو سواے زلال
جو تو درد دیگا تو ہوگا ملال
پلادے اگر ہو مئے لالہ رنگ
کرون آج رندونسے مین خوب جنگ
لگاؤن کسی رند پر یون حسام
کہ اک دم مین ہو زیست اُسکی تمام
بعد جوش وجرات دم وار وگیر
لگاؤن کسی رند سرکش کو تیر
کوئی بادہ کش یون ہو پیوند خاک
کرون ضرب گرز گران سے ہلاک
سر عرصۂ رزم شمشیرانہ آج

کسی زمانہ سے چھین لون تخت وتاج	پلادے اگر تو مئے لالہ فام	ترے دور مین ہو سکندر کا بھی نام

محرران اخبار وکاتبان حال انقلاب چرخ کجرفتار اس داستان کو اسطرح لکھتے ہین کہ جب ہشام بن علقمہ خیبری بارہ برس کا ہوا ملک گیری اور ناموری کا اسکو شوق ہوا ایک روز ہشام جو اپنے مکان سے نکلا ناگاہ شور عظیم بازار مین بلند ہوا ہشام نے متحیر ہوکر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ شور وغل کیسا ہی اس شخص نے کہا کہ ملازمان نوشیروان اس شہر مین واسطے تحصیل محصول آئے ہین جو کوئی دوکاندار یا اہل پیشہ سردست زر محصول نہین دیتا ہی تو اسکو ملازمان نوشیروان کوڑے مارتے ہین اور کہتے ہین کہ ابھی زر محصول ادا کرو یہی دوکاندار جنپر کوڑے پڑ رہے ہین اسوقت نالہ وفریاد کر رہے ہین جسوقت ہشام نے یہ تمام حال سنا اپنے دلمین خیال کرنے لگا کہ یہ تو سراسر ظلم ہی مجکو لازم ہی کہ مین ملازمان نوشیروان کو کچھ سزا دون اور اس ملک کا خراج خود لون اور ملک نوشیروان پر چڑھائی کرون اور مدائن پر قبضہ کرون یہ خیال کرکے ہشام نے اپنے کئی ملازمون سے کہا کہ جلد بازار مین جاؤ اور ملازمان نوشیروان کو پکڑ لاؤ ملازمان ہشام فوراً بازار مین گئے اور ملازمان نوشیروان کو زبردستی پکڑ لائے جسوقت ہشام نے ملازمان بادشاہ کو دیکھا نہایت برہم ہوا اور انکے کان اور ناک کاٹ کر شہر سے نکلوا دیا ملازمان نوشیروان نالان وگریان بہیئت عجیب وغریب جانب مدائن روانہ ہوے اثنائے راہ مین جو شخص انکو دیکھتا تھا بے اختیار ہنستا تھا لڑکے انکے پیچھے تالیان بجاتے تھے اور باہم باواز بلند کہتے تھے کہ بھائیو ان نکٹون کو پکڑ لو جانے نہ دو وہ بیچارے آفت کے مارے طفلان شوخ وشریر کے پریشان کرنے اور ستانے سے بے اختیار بھاگتے تھے لڑکے اور زیادہ انکو ستاتے تھے غرض اس صورت سے وہ سب خدمت نوشیروان مین پہونچے اور تمام حال بیان کیا نوشیروان کو نہایت غصہ آیا اور ارادہ کیا کہ کسی سردار کو روانہ کیا جائے تاکہ وہ ہشام کو سزائے سخت دے لیکن نوشیروان نے غصہ کو ضبط کرکے کسی سردار کو روانہ نہین کیا ادہر ہشام نے بعد شہر بدر کرنے ملازمان نوشیروان کے اہل شہر سے تاکید کی کہ اب تم نوشیروان کے کسی ملازم کو ایک کوڑی نہ دینا اور اس شہر کا خراج ہماری سرکار مین داخل کرنا اب تم اپنا حاکم ہمکو تصور کرنا بعد اسکے ہشام نے بعجلت جمعیت چالیس ہزار سواران آراستہ مدائن کو کوچ کیا اخبار نویسون نے یہ خبر اسطرح پر تحریر کی کہ ہشام بن علقمہ خیبری نے مع چالیس ہزار فوج کے بارادۂ ملک گیری وبداندیشی جانب مدائن کوچ کیا ہی یقین ہی کہ ہشام بدانجام ملک مدائن مین پہونچکر فتنہ وفساد برپا کرے جسوقت یہ مضمون اخبار مین نوشیروان نے دیکھا فی الفور بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر دربار مین آئے اور بیٹھے اسوقت نوشیروان نے تمام حال ہشام کی سرکشی کا بیان کیا اور پوچھا کہ اب ہشام کے بارے مین کیا تدبیر کیجائے اور کسطرح اسکو سزائے معقول دیجائے مین خود ہشام سے مقابلہ کرون یا اپنے کسی سردار کو واسطے اسکی گوشمالی کے روانہ کرون بزرجمہر نے کہا اے شہریار عالی وقار وہ جو حضور نے خواب ہولناک دیکھا تھا اور زاغ سیاہ حضور کو عالم خواب مین نظر آیا تھا اس زاغ سیاہ سے مراد یہی ہشام بداندیش ہی فی الحال مجکو علم سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ نحوست کے دن حضور پر نور پر نہایت سخت ہین اور زمین ملک مدائن بھی قیام حضور کے واسطے مبارک نہین ہی بلکہ ہر ایک سردار وملازم حضور کے لیے بھی نامبارک ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ حضور مع جملہ سرداران ذی وقار وپہلوانان یکتائے روزگار وشاہزادگان نامدار وجملہ پیدل وسوار کسی صحرائے سبزہ زار مین جو زمین ملک مدائن سے علیحدہ ہو جلد تشریف لیجائین اور اسی صحرا مین گذرنے ایام نحس وسخت تک شکار کھیلین اور وہین فروکش ہون شاید اس زاغ سیاہ یعنی ہشام سے

مدد حضور کو نہ پہونچے اور اگر حضور اس سرزمین سے کسی اور طرف تشریف لیجائینگے ہر طرح کے صدمے اٹھائینگے اور
مقابلہ کرنا ہشام سے حضور کو کسی طرح زیبا نہیں ہے کیونکہ حضور شہنشاہ ہفت اقلیم ہیں اور ہشام بدانجام ایک
ادنے ترین ملازمان حضور سے ہے لیکن واسطے سرکوبی اور گوشمالی ہشام کے حضور کسی سردار کو واسطے حفاظت
شہر کے مقرر فرمائیں جسوقت وہ بداندیش یہاں آئے وہی سردار اُس سے مقابلہ کرے اور حتی الامکان ہشام
کو قتل کرے جسوقت یہ تقریر بزرجمہر کی نوشیروان نے سنی فہم و فراست بزرجمہر کی تعریف کی اور موافق کہنے
بزرجمہر کے عنتر فیل گوش کو کہ پہلوان زبردست ہے تھا پچاس ہزار سواران جرار سے ملک مدائن میں واسطے
نگہبانی شہر کے چھوڑکر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر اُسی روز سرزمین مدائن سے کوچ کرگیا بختک اور
بزرجمہر کو بھی ہمراہ لیا اور شہر مدائن سے نکل کے ایک صحرائے سبزہ زار میں بارگاہیں اور خیام برپا
کیے اور اُسی صحرا میں فرد کش ہوکر شکار کھیلنا شروع کیا نوشیروان تو اس صحرا میں قیام پذیر ہے اور
شکار کھیلتا ہے اسکا حال پھر لکھا جائیگا لیکن اس جگہ کچھ حال ہشام بداندیش کا تحریر کیا جاتا ہے ہشام
بدانجام طے منازل کرکے آٹھویں روز قریب مدائن پہونچا عنتر فیل گوش خبر آمد ہشام نمک حرام سنکے جلد تر
قلعہ بند ہوا پل تختہ اٹھوالیا خندق کو پانی سے لبریز کرادیا دروازہ قلعہ کا بند کرلیا اور قلعہ پر صدہا بلکہ ہزارہا
توپیں لگادیں بعد اس انتظام کے عنتر فیل گوش باطمینان تمام مع فوج وغیرہ قلعہ میں بیٹھا اور انتظار
ہشام کا کرنے لگا جب ہشام عنقریب مدائن آیا قلعہ مدائن دیکھا کہ در قلعہ بند ہے فوراً ہشام نے
قلعہ کا محاصرہ کیا عنتر فیل گوش نے گولہ اندازوں کو حکم دیا کہ ہشام کی فوج پر گولے مارو بمجرد حکم
عنتر فیل گوش گولہ انداز گولے مارنے لگے اور مردمان فوج ہشام کو ہلاک کرنے لگے ہرچند ہشام نے
کئی روز تک برابر قلعہ مدائن پر حملہ کیا لیکن عنتر فیل گوش نے قلعہ میں نہ آنے دیا اور صدہا سواران لشکر ہشام
کو ہلاک کیا مگر ہشام محاصرۂ قلعہ سے باز نہ آیا ایک روز عنتر فیل گوش نے یہ خیال کیا کہ ہشام کئی روز سے
قلعہ کو گھیرے ہوئے ہے اور میں باین زور و قوت و سپاہ قلعہ بند ہوں اگر یہ خبر بادشاہ سنیگا تو مجکو بہادر تصور
نہ کریگا علاوہ اسکے ہشام مجھسے زیادہ دلاور اور بہادر نہوگا پس بہتر یہ ہے کہ میں اسکے خوف سے قلعہ بند
نہوں اور دلیرانہ قلعہ سے نکل کے مقابلہ کروں اور ہشام کو تہ تیغ کروں بادشاہ سے انعام کثیر کے لینے کا
مستحق ہوں یہ خیال کرکے عنتر فیل گوش بجمعیت بیس ہزار سواران جیدہ و منتخب شہر سے باہر نکلا اور
سامنے ہشام کے صف آرا ہوا ہشام عنتر فیل گوش کو آمادہ جدال دیکھکر بہت ہنسا اور اپنی فوج کو
آراستہ کرکے اور خود گینڈے پر سوار ہوکے سامنے عنتر فیل گوش کے آیا اور کہنے لگا ثابت ہوتا ہے کہ تیری
قضا تجکو یہاں لائی ہے تو مجھسے کیا مقابلہ کریگا میرے ہاتھ سے جلد تر مارا جائیگا اگر تجکو اپنی جان عزیز ہے تو تو
مجھسے مقابلہ نکر اور میری اطاعت اختیار کر عنتر فیل گوش نے جواب دیا کہ او نمک حرام تونے اپنے بادشاہ
سے بغاوت کی ہے ضرور تجھسے مقابلہ کرونگا اور ہرگز تیری اطاعت اختیار نکرونگا ہشام نے کہا اے
عنتر نہیں معلوم تو کیا بکتا ہے بیکار مجکو نمک حرام کہتا ہے ارے کیسا بادشاہ اور کیسا ولی نعمت بہادران عالم
جب تلوار کھینچ لیتے ہیں کسی کا خیال بھی نہیں کرتے ہیں اب میں ملک مدائن پر بزور شمشیر قبضہ کرونگا
تمام شہر تاراج کردونگا خزانۂ شاہی اپنے قبضہ و تصرف میں لاؤنگا اگر میرا کہنا نہیں مانتا دیکھ پچھتائیگا
ابھی میرے ہاتھ سے مارا جائیگا عنتر فیل گوش نے یہ گفتگوے ہشام بدانجام سنکے بعد نگاورزنی کے اسطرح پر

سینۂ ہشام پر نیزہ مارا کہ سینہ ہشام کا زخمی ہوا ہشام نے اسی حالت زخمداری میں تیغۂ آبدار کھینچکر بہ قہر و غضب
اس زور سے سر عنتر پر لگایا کہ راکب و مرکب کے چار ٹکڑے ہوے بعد قتل کرنے عنتر کے ہشام نے ویسی ہی تیغہ
خون آلود لیکر فوج عنتر پر حملہ کیا اور فوج ہشام نے بھی لشکر عنتر کو چار جانب سے گھیر لیا تلوار چلنے لگی جانبین
کے سوار قتل ہونے لگے ہشام نے تیغۂ آبدار سے ہزارہا کو قتل کیا آخرکار لشکر عنتر کہ بے افسر تھا میدان
رزم سے جانب شہر بھاگا ہشام نے فوج عنتر کا تعاقب کیا جسوقت ہشام شہر مدائن میں داخل ہوا شہر کو
خوب تاراج کیا اور صدہا مردمان شہر کو قتل کیا اور دارالامارۂ شاہی میں داخل ہوکے تخت حکومت اپنے قبضہ میں
کیا کیونکہ نوشیروان تخت پر بیٹھکر صحرا میں نہیں گیا تھا بعد اسکے ہشام نے کچھ فوج اپنی چاروں ناکوں پر معین
کی پھر ہشام نے نوشیروان کی تلاش کی لیکن کہیں مدائن میں پتہ نوشیروان کا نہ پایا آخر مردمان شہر سے
ہشام کو معلوم ہوا کہ نوشیروان مع جملہ فوج و لشکر جانب صحرا واسطے شکار کے گیا ہے چونکہ ہشام خستہ تھا
اور زخمی بھی تھا اسوجہ سے ہشام نے اپنی بارگاہ میں قیام کیا اور وہ روز و شب قصد عیش و عشرت
بسر کی اور زخم سینہ کا علاج کیا جب صبح ہوئی ہشام اپنے فرش خواب سے اٹھا اور اسلحہ اپنے
تن پر آراستہ کرکے اور بیس ہزار سواران جرار اپنے ہمراہ لیکر جانب صحرا جستجوے نوشیروان میں
اس خیال سے چلا کہ جاکر نوشیروان کو قتل کر ڈالوں یا گرفتار کرکے اپنا مطیع کروں ہشام تو مدائن سے
طرف شکارگاہ نوشیروان کے جاتا ہے لیکن اب کچھ حال نوشیروان کا اس جگہ تحریر کیا جاتا ہے کہ
نوشیروان صحراے سبزہ زار میں مع سرداروں کے ہنگام سحر شکار طائران کر رہا تھا ناگاہ ایک آہو
نوشیروان کو نظر آیا نوشیروان نے اس آہو کو تیر مارا وہ آہو تیر کھا کر ایک طرف بھاگا نوشیروان
نے اس آہوے زخمی کا تعاقب کیا اور اسقدر تیز گھوڑے کو دوڑایا کہ تمام سرداران عالی وقار اور فوج و
لشکر پیچھے رہ گئے فقط پندرہ سوار اور بختک اور بزرجمہر ہمراہ رہے جب نوشیروان دور تک عقب
آہوے کے بن میں چلا آیا ناگاہ نوشیروان نے دیکھا کہ ایک پہلوان زبردست نہایت قوی ہیکل گینڈے پر
سوار ہے اور ہمراہ اسکے ہزارہا سوار ہیں اسطرف بہ عجلت آتا ہے نوشیروان پہلوان مذکور کو مع فوج آتے دیکھکر
ٹھہر گیا آہوے سخت زخمی جست و خیز کرکے صحرا میں ایک جانب جاکر نظر سے مخفی ہوا اتنی دیر میں پہلوان مذکور
یعنے ہشام بن علقمہ خیبری قریب نوشیروان پہونچا اور نوشیروان کو مع چند سواروں ذخیرہ کے صحرا میں
پاکر نہایت خوش ہوا اور اپنے اقبال پر نازاں ہوا اور نعرہ کیا منم ہشام بن علقمہ خیبری ای نوشیروان
مجکو تیری ہی جستجو تھی یہ نعرہ کرکے فوراً ہشام نے اپنی فوج کے سواروں کو حکم کیا کہ نوشیروان کو گرفتار کرلو
سواروں نے بموجب حکم نوشیروان کو گرفتار کرلیا ہشام نے تاج بھی سر نوشیروان سے اتار لیا
اور ایک قفس آہنی میں قید کیا وہ چند سوار جو ہمرکاب نوشیروان تھے ہشام کے ہمراہ فوج کثیر دیکھکر
مقابلہ نکر سکے جسوقت ہشام نوشیروان کو گرفتار کرچکا اسوقت اکثر سواران نوشیروان جو پیچھے رہ گئے
تھے آئے اور نوشیروان کو گرفتار دیکھکر قصد کیا کہ ہشام کو قتل کرکے نوشیروان کو قید سے چھڑائیں
جب ہشام نے دیکھا کہ سردار آگئے ہیں یقین ہے کہ مجھسے مقابلہ کریں اور نوشیروان کو رہا کرلیجائیں
اسوقت ہشام نے نیزۂ سر تیز سینۂ نوشیروان پر رکھ دیا سرداران نوشیروان یہ
حال دیکھکے بے اختیار رشید غیظ و غضب جانب ہشام چلے اور کہنے لگے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہے خبردار

ہمارے بادشاہ کو ہلاک نکرنا ورنہ نیزے خون سے زمین اس صحرا سے سبزہ زار کی سرخ کر دینگے اس اثنا مین اور
بہت سے سردار آ پہونچے اور انھون نے بتامل یہ واقعہ دیکھکر ہشام پر حملہ کیا نوشیروان نے اپنے سردارون کو
لڑنے سے منع کیا اور کہا کہ اگر تم میری زندگی چاہتے ہو تو ہشام سے مقابلہ نکرو کیونکہ جب تک تم ہشام کو قتل کروگے
نیزہ ہشام میرے سینہ کے پار ہو جائیگا مرغ جان میرا قفس تن سے تڑپ کے نکل جائیگا پھر تمکو قتل کرنے سے
ہشام کے کیا فائدہ ہوگا وہ سردار یہ گفتگو سے نوشیروان سنکے ٹھہر گئے اور لڑنے سے باز آئے ناظرین نکتہ بین پر
واضح ہو کہ جب فلک کسی بادشاہ یا اعلیٰ پر ظلم و جفا کرتا ہے اور دن برے ہوتے ہین تو کوئی تدبیر کسی سے بن نہین پڑتی
ہے اکثر اولو العزم انقلاب فلک سے تباہ اور برباد ہوتے ہین اور جفا سے چرخ کج رفتار سے اقبال سلاطین جہان
کا مبدل بار بار ہوتا ہے یہ مقام اعتراض کا نہین ہے کہ ہشام ایک دنی شخص نے نوشیروان سے شہنشاہ
ہفت اقلیم کو اسطرح گرفتار کر لیا بلکہ یہ امر انقلاب فلک سے قرین قیاس ہے غرض آمدم بر سر مطلب جسوقت
نوشیروان نے سردارون کو لڑنے سے منع کیا اور سردار بموجب ارشاد نوشیروان غصہ سے کانپ کے اور
کثرت صدمہ سے آنسو بہا کے ٹھہر گئے اسوقت بزرجمہر نے ہشام سے پوچھا کہ ای ہشام تو نے ہمارے بادشاہ
کو کیون گرفتار کیا ہے اور سبب قید کرنے کا کیا ہے ہشام نے جواب دیا ای بزرجمہر آگاہ ہو کہ مین اپنے زمانے کا
صاحبقران ہون بادشاہ کو اگر اپنی جان عزیز ہے اور قتل ہونا منظور نہین ہے تو آج سے کل ممالک کا خراج بادولت
کو دیا کرین اور بادولت کی اطاعت کرین اسیواسطے فی الحال مین نے قید کیا ہے اگر بادشاہ تمھارے منظور کرینگے
تو خیر ورنہ قتل کرونگا اور تخت حکومت پر بیٹھکر خود حکومت کرونگا جب یہ گفتگو سے ہشام نوشیروان نے
سنی اسوقت نوشیروان نے کہا کہ ای ہشام جو کچھ تو نے کہا مجکو اس شرط سے منظور ہے کہ ایک لڑکا مسمی حمزہ
کعبہ مین رہتا ہے اور اسنے بوجہ قوت و طاقت کے اپنے تئین صاحبقران مشہور کیا ہے اور مثل تیرے وہ بھی
طالب خراج ہے اگر تو جا کر اسکو قتل کرے یا گرفتار کرکے اسکو مطیع کر لے تو مین تجکو خراج دیا کرون ہشام بدانجام
نے اس شرط کو بخوشی منظور کیا اور کہا کہ مین اس طفل کا سر کاٹ کر جلد لیے آتا ہون یہ کہکر ہشام نے
اپنی فوج سے چالیس دلاور مردان کو منتخب کیا اور اننسے کہا کہ مین تو جانب کعبہ واسطے قتل کرنے حمزہ کے اور
خانہ کعبہ کے گرانے کو جاتا ہون اور تمکو یہان چھوڑے جاتا ہون خبردار نوشیروان کے سینہ پر نوک سنان نیزہ
رکھے رہنا اگر سرداران نوشیروان ارادہ نوشیروان کے رہا کرنے کا کرین اور تمسے آمادہ جدال ہون تو تم
فوراً اسی نیزہ سے نوشیروان کو ہلاک کر ڈالنا ہرگز ہرگز تامل نکرنا یہ کہکر وہ نیزہ جو خود سینہ نوشیروان
پر رکھے تھا ایک دلاور کو دیا اور کہا کہ مثل میرے تو بھی سینہ بادشاہ پر نیزہ رکھے رہنا اگر کسی ضرورت کو جانا تو اور
اپنے ہمراہیون سے کسی کو نیزہ دیدینا اور تم سب شب و روز ہوشیار رہنا ذرا بھی غفلت نکرنا ورنہ مین تم سبکو
قتل کر ڈالونگا الحاصل ہشام بدانجام ان چالیس جوانون کو مع اپنے بھائی گلرخ کے خوب سمجھا کر اور تاکید کرکے
اپنے لشکر سے پر سوار ہوا اور اپنی فوج کو ہمراہ لیکر مع تخت و تاج نوشیروان جانب کعبہ روانہ ہوا
اور بقطع منازل براہ جلد تر قریب کعبہ دفعتہً وہ پہونچا اور دور سے دیکھا کہ ایک قلعہ ہے اور زیر قلعہ بارگاہ
و خیام استادہ ہین اور فوج کثیر پڑی ہے ہشام تو فوج کثیر کو دیکھکر متحیر ہوا لیکن سرداران حمزہ
صاحبقران نے جو دیکھا کہ فوج اسطرف چلی آتی ہے فوراً اس خیال سے مردان لشکر کو حکم کمربندی کا دیا اور
خود بھی مسلح ہوے کہ شاید کوئی پہلوان نوشیروان نے بھیجا ہے اسکو قتل کرنا چاہیے اور انتظار حمزہ صاحبقران

کے تشریف لانے کا منتظر رہنا چاہیے جب کل سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران مسلح ہو کر گھوڑون پر سوار ہو چکے اُسوقت
ہشام بھی عنقریب لشکر امیر با توقیر آیا اور اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر پوچھنے لگا کہ حمزہ جسنے اپنے تئین
صاحبقران مشہور کیا ہے وہ کہان ہے آئے مجھسے مقابلہ کرے مین خاص اُسی کے قتل کو آیا ہون اور بعد اسکے
قتل کرنے کے خانۂ کعبہ کو بھی گرا دونگا سرداران حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او ملعون کیا بکتا ہے خاموش رہ
ورنہ زبان تیغ سے تجکو جواب دیا جائیگا تیری کیا مجال ہے کہ تو حمزۂ صاحبقران کیجانب نظر تند و تیز سے
بھی دیکھ سکے اور کیا تیری لیاقت ہے کہ تو خانۂ کعبہ کی طرف بے ادبی سے قدم اُٹھا سکے نہین جانتا تو کہ خادمان
حمزۂ صاحبقران ایسے ایسے بہادر یہان موجود ہین کہ تیرے قتل کرنے کو کافی ہین پہلے تو ہمسے مقابلہ کر اگر خدانخواستہ
جب تو ہمپر غالب ہوگا تو اُسوقت حمزۂ صاحبقران تیری سرکوبی و گوشمالی بخوبی تمام کرینگے جسوقت یہ تقریر سرداران
حمزۂ صاحبقران سے ہشام نے سُنی نہایت خشمناک ہوا اور اپنے گینڈے کو بڑھا کر بصد قہر و غضب کہنے لگا کہ
اب تم سبکو تہ تیغ کر کے حمزہ کو ہلاک کرونگا یہ کہکے تیغۂ آبدار کھینچکر پکارا کہ جسکو تمنائے مرگ ہو آئے وہ مجھسے مقابلہ
کرے جسوقت ہشام بد انجام نے مبارز طلب کیا نعمان بن منذر شاہ نے ارادہ مقابلہ کرنیکا کیا اور اپنے مرکب کو
بڑھایا اُسوقت باجے جنگی رسالون اور پلٹنون مین بجنے لگے لیکن کرتیت سپر گردان نے کہا پہلے مین اس کافر سے مقابلہ
کرونگا آپ توقف کیجیے یہ کہکے نعمان اور سیف ذوالیدین وغیرہ سے رخصت ہو کر اپنے مرکب کو جانب میدان کارزار
بڑھایا اور ہشام کے سامنے آیا ہشام کرتیت سپر گردان سے لگاورزن ہوا اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا
کہ پانچ قدم گینڈا ہشام کا پیچھے ہٹ گیا اور چار قدم گھوڑا کرتیت سپر گردان کا پیچھے ہٹا بعد لگاورزنی کے
دونون نے پھر گینڈے اور مرکب کو آگے بڑھا کر مقابلہ کیا اول ہشام نے تیغہ کو میان مین رکھکر اور نیزہ
لیکر سینۂ کرتیت سپر گردان پر لگایا کرتیت نے سنان نیزۂ ہشام کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا پھر کرتیت
نے نیزہ پہلو سے ہشام کو تاک کے لگایا لیکن ہشام نے بھی نیزۂ کرتیت کو اسیطرح روکا تھوڑی دیر تک باہم نیزہ بازی
رہی آخر دونون نیزے ٹوٹ کے بیکار ہوگئے اُسوقت ہشام نے بصد قہر و غضب تیغہ گرانبار و آبدار خبردار خبردار
کہکے سر کرتیت سپر گردان پر لگایا کرتیت نے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن تیغہ سپر اور خود کو کاٹ کے
تا ابرو اُتر آیا کرتیت کا حال ابتر ہوا ہشام کرتیت کا سر کاٹنے کو بڑھا تھا کہ سیف ذوالیدین
نے فوراً اپنے گھوڑے کو جولان کیا اور نعرہ کیا کہ او بیحیا خبردار سر کرتیت جدا نہ کرنا ہشام نعرۂ
سیف ذوالیدین سُنکے ٹھہر گیا سیف ذوالیدین نے کرتیت کو میدان رزم سے لشکر مین
بھیجدیا اور خود ہشام سے مقابلہ کیا بعد لگاورزنی اور نیزہ بازی کے ہشام نے وہی تیغۂ آبدار سر پر
سیف ذوالیدین کے لگایا ہرچند سیف ذوالیدین نے سپر سے سر کی حفاظت کی لیکن تیغہ ہشام
سپر اور خود کو کاٹ کر چار انگل سر مین اُتر آیا سیف ذوالیدین نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے
نکلا مگر سیف ذوالیدین ہمہ تن خون مین نہا گیا اُسوقت ہشام نے چاہا کہ سیف ذوالیدین
کا سر تن سے کاٹ لون لیکن نعمان نے سر سیف ذوالیدین کا ہشام کو کاٹنے نہین دیا اور میدان مصاف
مین فوراً جاکر ہشام سے مقابلہ کرکے سیف ذوالیدین کو اپنے ہمراہ لیکر لشکر مین آیا چونکہ آفتاب غروب
ہوچکا تھا اور دو سردارون کو زخمی کر چکا تھا اسوجہ سے ہشام میدان مصاف سے اپنے لشکر
مین گیا اور خیام برپا کر اسکے مع لشکر خیام مین فروکش ہوا اور واسطے طلایہ کے گھوڑے سوار

مقرر کیے پھر بعد فراغت آب و طعام کے شراب پینے لگا اور اپنے افسران فوج سے کہنے لگا کہ
صبح کو تمام لشکر حمزہ کو قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ہشام تو اپنے خیمہ مین بیٹھا ہوا
عالم نشئہ شراب مین بیہودہ بک رہا ہی لیکن اب حمزۂ صاحبقران کے لشکر کا حال تحریر کیا جاتا
ہی کہ بعد جانے ہشام کے نعمان بن منظر شاہ میدان مصاف سے مع مردمان فوج اپنے خیمہ
مین آیا تھوڑے مردمان فوج کو واسطے طلایہ کے مقرر کیا اور سیف ذوالیدین ورکتیت سپرگردان
کے زخمون مین ٹانکے دلوا کر مرہم کی پٹیان چڑھائین اسطرف ہشام نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ
بجایا جاے بموجب کہنے ہشام کے طبل جنگ بجا جسوقت نعمان نے آواز طبل جنگ کی سنی
اسوقت نعمان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجایا
جاے موافق حکم نعمان کے طبل جنگ بجایا گیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی دلاور اپنی
تلوارون کو صیقل کرنے لگے تیرانداز اپنے تیرون کو درست کر کے ترکشون مین رکھنے لگے یہان تو دونون
لشکرون مین سامان جنگ ہو رہا ہی شعر از ین قصہ یکدم فراموش کن + زجاے دگر داستان
گوش کن + جس روز ہشام بد انجام کعبہ مین آیا اور سردارون سے اسنے مقابلہ کیا
اس روز حمزۂ صاحبقران نے صحرای شکار کھیل کے شب کو جو آرام کیا قریب نصف
شب کے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی شکل فرماتے ہین کہ ای حمزۂ صاحبقران
اب تمکو شکار کھیلنا مناسب نہین ہی جلد جاؤ اور اپنے لشکر کی خبر لو یہ فرما کر وہ مرد بزرگ
تشریف لے گئے حمزۂ صاحبقران بیدار ہوے اور فوراً خواجہ عمرو کو بلا کے
فرمانے لگے کہ مین نے اسوقت یہ خواب دیکھا ہی کہ ایک مرد بزرگ مجھسے فرماتے ہین کہ اب تو اپنے
لشکر مین جا بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ میرے لشکر پر کوئی آفت آئی ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ صبح
کو یہان سے تشریف لیچلیے گا انشاء اللہ لشکر آپ کا خیریت سے ہوگا آپ تردد نہ فرمائین حمزۂ
صاحبقران نے ارشاد کیا مین اسی وقت یہان سے کوچ کرونگا اور صبح تک بتعجیل تمام اپنے لشکر مین پہونچونگا
یہ کہکے حمزۂ صاحبقران نے لباس زیب جسم کیا گھوڑا خواجہ عمرو نے زین و لجام سے
آراستہ کیا حمزۂ صاحبقران شکارگاہ سے مع اپنے ہمراہیون کے گھوڑے پر سوار ہو کے جلد تر چلے
اور بہنگام سحر قریب اپنے لشکر کے پہونچے حمزۂ صاحبقران نے دور سے ملاحظہ کیا کہ ایک لشکر دوسرے لشکر کے
مقابل صف آرا ہی اور ایک پہلوان زبردست اس فوج سے گینڈے کو بڑھا کر میدان مصاف مین نکلا ہی اور
نعمان بن منظر شاہ یمنی نے اس سے مقابلہ کرنے کو اپنے مرکب کو بڑھایا ہی امیر باتوقیر نے یہ رنگ دیکھکر
وہین سے اس گینڈے سوار پر یہ نعرہ کیا نعرہ - امیر بلکہ فرزند غیبم + بزرم حریفان مبارزمنم
جسوقت یہ نعرہ ہشام بد انجام نے سنا جانب صحرا دیکھنے لگا اور نعمان بن منظر شاہ وغیرہ تشریف لانے سے
امیر باتوقیر کے خوش ہوے جب امیر داخل لشکر ہوے نعمان کو روک کے خود واسطے مقابلہ ہشام کے اپنے
لشکر سے نکلے اسوقت لشکر حمزۂ صاحبقران مین باجے جنگی بجنے لگے علمہاے لشکر سر بلند ہونے
جب حمزۂ صاحبقران مقابل ہشام کے پہونچے ہشام نے امیر باتوقیر کے سن و سال پر نظر کر کے کہا کہ
ای امیر تم مجھسے آمادۂ جدال نہو اپنی طفلی پر نظر کرو ایک دم مین میرے ہاتھ سے ہلاک ہو گے پس تمکو لازم ہی کہ میری

اطاعت کرو مین تمکو اپنے کل لشکر کا سردار کرونگا روز بروز تمھارا زیادہ وقار کرونگا مین اپنے وقت کا صاحبقران
ہون مین ہنے نوشیروان کو گرفتار کرلیا ہو دیکھو یہ تخت و تاج نوشیروان کا چھین لایا ہون ملک مدائن پر
مین نے قبضہ کرلیا ہی اکثر سرکشان جہان کو مین نے قتل کیا ہی تمکو مناسب یہی ہی کہ مجھسے مقابلہ نکرو ورنہ میرے ہاتھ
سے ابھی قتل ہوگے حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او ملعون کیا بکتا ہی اگر تجکو اپنی زندگی درکار ہی تو مسلمان
ہو اور میری اطاعت کر نہین تو مین تجکو بامداد پروردگار اسطرح قتل کرونگا کہ تیرے حال پر وحوش وطیور
افسوس کرینگے ہشام یہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے نہایت غضبناک ہوا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہو کہ
تمھاری قضا آئی ہی مین تو چاہتا تھا کہ تمکو قتل نہ کرون مگر تم نہین مانتے ہو پچھتاؤگے میرے ہاتھ سے مارے
جاؤگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا او بے حیا اب تو میرے حال پر مہربانی نہ کر یہ میدان رزم ہی کچھ ہنر جنگ
دکھا ہشام یہ تقریر امیر باتوقیر کی سنکے ہرچند بصد قوت نیزہ زن ہوا لیکن پانچ قدم گینڈا اسکا پیچھے ہٹ گیا
اور ایک قدم مرکب حمزۂ صاحبقران کا نہ ہٹا ہشام نے خفیف ہوکر پھر اپنے گینڈے کو آگے بڑھایا
اور بہ قہر و غضب نیزہ سینہ حمزۂ صاحبقران کو تاک کے مارا حمزۂ صاحبقران نے سنان نیزہ کو
اپنے نیزے کی سنان پر رد کا بوجہ لڑنے دو سنانون کے شرر نکلے پھر حمزۂ صاحبقران نے نیزہ پہلوے
ہشام کو تاک کے مارا ہشام نے بھی نیزے کو اپنی سنان نیزہ پر رد کا اسی طرح باہم دیر تک نیزہ بازی رہی آخر
حمزۂ صاحبقران نے ایک بند نیزے کا باندھکر نیزہ دست ہشام سے نکالدیا ہشام کو اسوقت
نہایت غصہ آیا اور تیغ آبدار کھینچکر حملہ کیا اور سر امیر باتوقیر پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے تیغ کو سپر پر رد کا
اور خود بھی شمشیر آبدار سر ہشام نابکار پر لگائی ہشام نے تلوار کو خالی دیکر پھر تیغ کا وار کیا حمزۂ
صاحبقران نے تیغ کی دھار پر نظر کرکے اس زور سے دستانہ مارا کہ تیغ ہشام کا سر پھٹ پڑا ہشام
کو اور زیادہ خفت حاصل ہوئی الغرض بڑی دیر تک باہم شمشیر زنی رہی جب ہشام کا تیغ گر گیا اسوقت
ہشام نے تیغ کو رکھکر وہ گرز گران سر کہ جو کمر کوہ کو شکستہ کرے اٹھایا اور پکار کے کہا کہ ای حمزہ اگر تو
بہادر ہی تو روک اس گرز گران کو یہ کہکر ہشام نے وہ گرز گرانبار دو دستی بصد زور و قوت سر
امیر باتوقیر پر مارا حمزۂ صاحبقران نے تلوار اور سپر کو رکھکر دونون ہاتھ اپنے بلند کیے جب گرز ہشام
قریب سر آیا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے دستۂ گرز کو پنجہ ہاے عدو شکار پر قوت سے پکڑ کے اس زور سے
جھٹکا دیا کہ گرز ہشام کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور گینڈے سے منھ کے بل زمین پر گرنے لگا فی الفور امیر
باتوقیر نے وہی گرز گران نعرۂ اللہ اکبر کرکے اس زور سے سر ہشام پر لگایا کہ ہشام اور گینڈا
ہشام کا دونون اسطرح شامل ہوگئے کہ دیکھنے والون کو ہشام اور گینڈے مین مطلق تمیز ہوتی تھی
دونون گوشت کا لوتھڑا ہوکر رہ گئے تھے جسوقت ہشام ہلاک ہوا مردمان لشکر ہشام نے یکبارگی الفور
ایکبار امیر باتوقیر پر حملہ کیا ادھر سے لعمان وغیرہ سردار لشکر کو لیکر بڑھے دونون لشکرون مین تلوار
چلنے لگی بہادر قتل ہونے لگے لاشین زمین پر گرنے لگین زمین میدان مصاف خون دلیران سے رنگین
ہونے لگی اکثر سوار بہدف سہام ہوے صدہا جوانمرد سنا تہلے نیزہ سے زخمی ہوے ہنگامۂ گیرودار
بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے صدہا کو گرز سے ہلاک کیا اور ہزارون کو شمشیر آبدار سے قتل کیا آخرکار
سواران فوج ہشام طالب امان ہوے لڑائی موقوف ہوئی پندرہ ہزار سوارون کو حمزۂ صاحبقران

نے مسلمان کیا اور بہ فتح و فیروزی عرصہ جنگ سے تخت و تاج اور خزانہ نوشیروان اور بارگاہ ہشام وغیرہ لیکر اپنی فرودگاہ لشکر پر آئے اور شکر خداوند کارساز بجالائے جو مسلمان کہ قتل ہوئے تھے انکو دفن کرایا بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے ایک عرضی نوشیروان کو اس مضمون کی لکھی عرضی شہنشاہ ہفت کشور فرمانروائے بحر و بر عادل بیمثال قدردان اہل کمال دام اقبالہ و اجلالہ۔ گزارش حال یہ ہی کہ ہشام بدانجام حضور سے سرکشی اور بے ادبی کرکے یہان آیا تھا اس عبد ذلیل بندۂ رب جلیل نے اسکو ہنگام مقابلہ میدان مصاف مین قتل کیا اور لشکر کو اسکے شکست دی اب تخت و تاج حضور کا اس خاکسار کے پاس ہی اگر ارشاد ہو تو مین خود لیکر حاضر خدمت حضور ہوں ورنہ حضور کسی اپنے آدمی معتمد کو روانہ فرمائین تاکہ یہ حقیر تاج و سریر حضور فیض گنجور اسکے حوالے کردے فقط زیادہ حد ادب الٰہی آفتاب دولت و اقبال ہمیشہ بہ عنایت رب ذوالجلال تابان اور درخشان رہے جسوقت حمزۂ صاحبقران اس عرضی کو لکھ چکے ابو شہاب خرقہ پوش کو حوالے کی اور فرمایا کہ جلد اس عرضی کو فلان صحراے سبزہ زار مین جاکر نوشیروان کو دینا ابو شہاب عرضی لیکر روانہ ہوا اور حمزۂ صاحبقران جشن مین مصروف ہوئے لیکن اب حال علقمہ کا لکھا جاتا ہی کہ بعض راویون نے لکھا ہی کہ علقمہ قتل ہو چکا ہی اور بعض لکھتے ہین کہ ابھی زندہ ہی غرض بموجب روایت ثانی جب علقمہ کے فرزند دلبند کو حمزۂ صاحبقران نے قتل کیا یہ نہایت گریان ہوا اور از حد غم مرگ فرزند نوجوان مین حال اپنا ابتر کیا اور اسی صدمہ و محن مین سیاہ ملکھ اپنے عیار سے کہا تجھسے یہ ہو سکتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران کو جاکر گرفتار کرلائے سیاہ ملکھ نے عرض کیا کہ حمزۂ صاحبقران کا گرفتار کرنا بہت مشکل ہی لیکن اگر آپ اپنی دختر کو مجھسے منسوب کردینے کا اقرار کرین تو البتہ مین جاکر جسطرح ہو سکے حمزۂ صاحبقران کا سر لاؤن یا گرفتار کرکے لاؤن علقمہ نے کہا مین اقرار کرتا ہون کہ اگر تو حمزہ کا سر لائیگا یا اسکو گرفتار کرکے لائیگا تو مین اپنی بیٹی کی تیرے ساتھ شادی کردونگا سیاہ ملکھ نے علقمہ سے عرض کیا کہ اگر مین حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لے آؤن تو ضرور بالضرور اپنی دختر مجکو دیجیے گا وعدہ خلافی نہ کیجیے گا علقمہ نے کہا کہ ای سیاہ ملکھ تو اطمینان رکھ مین ضرور تیرے ساتھ اپنی دختر کی شادی کردونگا جب سیاہ ملکھ کو علقمہ کیجانب سے بخوبی اطمینان ہو گیا اسوقت سیاہ ملکھ خیمے سے روانہ ہوا اور قطع منازل کرکے بعد کئی روز کے لشکر ظفر پیکر حمزۂ صاحبقران مین پہونچا دیکھا اسنے کہ بارگاہین اور خیام برپا ہین اور بارگاہ ہشام بھی ایک جانب کو برپا ہی ہر ایک بارگاہ و خیام مین ناچ ہو رہا ہی نازنینان مہ تمثال خورشید جمال گا رہی ہین اکثر سرداربارگاہون مین بیٹھے ہین بصد خوشی گانا سن رہے ہین اور حمزۂ صاحبقران بھی بارگاہ ہشام مین بیٹھے ہوئے ہین اور سرداران ذی وقار دنگلون پر بیٹھے ہین اور ایک مہ جبین روبروے حمزۂ صاحبقران یہ غزل گا رہی ہی غزل

کوئی بے سر کوئی مجروح کوئی بیجان آیا
کہو سے کر جو بھی کوئی تو منہ سے کچھ نہیں کہتا
خضر جب سامنے آیا مرے بنکر جوان آیا
بہ قفل روبہ نکا پیمان یار ترا لب پر
ہمیشہ خوش بن بنکر ہلال آسمان آیا
جمال خاکساری عالم بالا سے بالا تھا

وہ ہون دل سوختہ جسدم زیب شمع آنکلا
عدم سے سوئے ہستی مثل ماہی بیزبان آیا
کمال ضعف نے مجلس کو تکلیف احسان دی
طبیعت پیچ کھائی یاد جب میرے بیان آیا
نہ کر ای شمع بزم دوست اتنی گرمیان مجھسے
زمین سمجھا کیے زیر قدم جب آسمان آیا

سلامت کون پھر کوچے قاتل سے یہان آیا
اٹھا تعظیم کو شعلہ گلے ملنے دھوان آیا
محبت ہی جو تو خیز ولنسے اکثر دشت غربت مین
اٹھانے نعش بعد مرگ سو رنا توان آیا
جنون مین بھی لیا احسان نہ مین نے اہل رفعت کا
شرر کیطرح کچھ دم کے لیے ہون میہمان آیا
کفن سے مجکو بو پیراہن یوسف کی آتی ہی

طوافِ قبر کو کس کا غبارِ آستان آیا
حسرت سے منتظر بیٹھے ہو جو اقرارِ جانان پر

وہ دربندِ صاحبِ شوکت ہوں جب آیا تجھے دیکھا
سمجھتے ہو تم ای تسلیم کیا قول بتان آیا

درِ میخانہ تک لینے مجھے پیرِ مغان آیا

جسوقت یہ غزل نازنین گا چکی اہل بارگاہ خوش ہوے سیاہ تکمو یہ سامان جشن دیکھکر خیال کرنے لگا کہ یہ جشن خوشی ہشام کے قتل کرنے کا ہی افسوس ہشام تو قتل ہوا اور یہ مسلمان اسکو ہلاک کرکے یون خوش اور مسرور ہون خیر دیکھا جائیگا یہ خیال کرکے سیاہ تکمو اپنی شکل کو تبدیل کرکے ایک خیمہ مین جا کو میٹھا اور درمیان سوارون کے بیٹھکر ایک نازنین کا گانا سننے لگا جب زمانہ قریب نصف شب کے گذرا اسوقت جلسۂ عشرت برخاست ہوا سرداران ذی وقار بارگاہ ہشامی سے اٹھکر چلے گئے اور اپنے اپنے خیمہ مین جا کر سو رہے حمزۂ صاحبقران بارگاہ ہشامی مین استراحت پذیر ہوے سیاہ تکمو نے دیکھا کہ سب غافل سو رہے ہین ایک گوشہ مین بیٹھکر اور نقب لگا کر اندر بارگاہ ہشامی کے پہونچا اتفاق سے اسوقت خواجہ عمرو بارگاہ ہشامی مین نہ تھے اور حمزۂ صاحبقران سو رہے تھے سیاہ تکمو جلد تر حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کرکے اور چادر عیاری مین لپیٹکر راہ نقب سے باہر بارگاہ کے آیا اور پشتارہ حمزۂ صاحبقران کا اپنی پشت پر رکھکر جلد تر جانب خیبر روانہ ہوا جب خواجہ عمرو بارگاہ ہشامی مین آئے امیر با توقیر کو نہ دیکھکر نہایت پریشان ہوے اور فوراً ابو سعید کو اپنے ہمراہ لیکر جانب مدائن روانہ ہوے اور مدائن مین جلد تر پہونچکے ہر چند امیر کی جستجو کی لیکن کہین نہ پایا آخر ناچار ہوکر جانب خیبر روانہ ہوے خواجہ عمرو تو طرف خیبر کے جاتے ہین انکا ذکر پھر کیا جائیگا مگر اس جگہ حال سیاہ تکمو اور علقمہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب سیاہ تکمو عیار حمزۂ صاحبقران کا پشتارہ لیے ہوے خدمت علقمہ مین پہونچا اور پشتارہ روبروے علقمہ رکھدیا اسوقت علقمہ نہایت خوش ہوا اور حمزۂ صاحبقران کو سلاسل مین گرفتار کرکے ہوشیار کرایا جب حمزۂ صاحبقران کو ہوش آیا اور بیہوشی دفع ہوئی اپنے تئین طوق و زنجیر وغیرہ مین گرفتار دیکھا اور ملاحظہ کیا کہ مین قلعہ مین ہون اور ایک شخص سامنے تخت پر بیٹھا ہی اور گرد اسکے دربار مین بہت سے آدمی بیٹھے ہین اسوقت حمزۂ صاحبقران نے باواز بلند کہا السلام علیکم یعنے میرا سلام اُن شخصون پر جو خداشناس ہین اور مسلمان ہین جسوقت حمزۂ صاحبقران نے سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا بلکہ سلام کرنے سے ناراض ہوے خصوصاً علقمہ نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای حمزۂ صاحبقران اب تمکو کہو کسطرح قتل کرون تمنے میرے فرزند ہشام کو قتل کیا ہی حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بیشک ہمنے ہشام کو قتل کیا ہی اور تونے نامردی سے مجکو گرفتار کرایا ہی اب جو تیرے دل مین آئے مجھ پر جفا کر لیکن یہ بھی تجکو خیال کرنا چاہیے کہ پہلے ہمنے ہشام سے دغا طلب نہین ہوا خود ہی ہشام تیرے فرزند نے کعبہ مین جا کر میرے سردارون سے اور مجھسے مقابلہ کیا آخر کار میرے ہاتھ سے قتل ہوا اگر وہ مجھسے نہ لڑتا تو قتل نہوتا علقمہ نے کہا ای حمزۂ صاحبقران اگر تم لات و منات کو سجدہ کرو تو مین تمکو قتل نہ کرون اور تمکو مثل ہشام کے اپنا فرزند جانون حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ مین لات و منات پر لعنت کرتا ہون اور سجدہ اپنے پروردگار کو کرتا ہون اب تجکو بھی بہی لازم ہی کہ میری طرح تو بھی لات و منات پر لعنت کر اور سجدہ خداوند عالم کو کر اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو مین تیرے ہی پاس رہونگا اور تجکو اپنا بزرگ تصور کرونگا علقمہ نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران سے سنکے یہ حکم دیا کہ میرے فرزند کے قاتل کو جلد قتل کرو ملازمان علقمہ نے

چاہا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کو باہر لیجا کر قتل کریں یکایک وزیر نے دست بستہ علقمہ سے عرض کیا کہ حضور اس مسلمان
کو ابھی قتل نہ کرائیں چند روز بتخانہ مین قید کریں جب یہ مسلمان بتخانہ مین قید ہوگا اور بتون کی عظمت سے آگاہ
ہوگا اُسوقت عزورلات و منات کو سجدہ کرے گا علقمہ نے وزیر کی عرض کو قبول کیا اور حکم کیا کہ بتخانہ مین
حمزۂ صاحبقران کو قید کرو اور ہر ایک بت کے حال سے حمزۂ کو آگاہ کرو ملازمان علقمہ نے حمزۂ صاحبقران
کو بتخانہ مین قید کیا بعد مقید ہونے امیر با توقیر کے سیاہ بلکھ نے علقمہ سے عرض کیا کہ مین نے بہ موجب حکم حضور
کے حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کیا اب حضور کو لازم ہے کہ موافق اپنے عہد و پیمان کے اپنی دختر کی شادی
میرے ساتھ کر دیجیے علقمہ نے خشم ناک ہوکے اپنے ملازمون سے کہا کہ اس نالائق بیہودہ گو کو میرے دربار
سے ایک ہزار زر سرخ دے کر نکالدو ملازمان علقمہ نے بہ موجب حکم زر سرخ دے کر دربار سے نکال دیا
سیاہ بلکھ علقمہ کے وعدہ وفا نہ کرنے سے رنجیدہ ہوا لیکن کیا کر سکتا تھا چپ ہو رہا اور ہنگام شب بتخانے
مین جا کر اور حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کر کے بتخانے سے باہر آیا اور تمام اپنے شاگردون کو اپنے
ہمراہ لے کر اور حمزۂ صاحبقران کے پشتارہ کو اُٹھا کر قلعہ آہن زر مین آیا اور قلعہ کو توپون سے
خوب آراستہ کیا اور پل پختہ اُٹھوا لیا اور خندق قلعہ کو پانی سے بھروا دیا اور بخوبی سامان جنگ کر کے
قلعہ مین باطمینان تمام بیٹھا اور حمزۂ صاحبقران کو مثل بتخانے کے طوق و سلاسل مین گرفتار رکھا
جب صبح ہوئی علقمہ خیبری کو یہ خبر پہونچی کہ سیاہ بلکھ حمزۂ صاحبقران کو بتخانے سے بہ فن عیاری
چرا کر لے گیا ہے اور قلعہ آہن زر مین داخل ہوکر بہ ارادۂ جنگ بیٹھا ہے علقمہ یہ خبر سُنکے ہنسا اور کہنے
لگا سیاہ بلکھ کی بھی یہ مجال ہے کہ ما بدولت سے لڑے خیر اگر اُسنے سرکشی کی ہے تو سزاے معقول اُسکو
دونگا قلعہ کو اُڑا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ جلد ہماری فوج تیار ہو جب فوج مسلح ہو چکی ہے اُسوقت علقمہ مرکب
پر سوار ہوا اور نوے ہزار سواران جرار کا لشکر لے کر جانب قلعہ آہن زر روانہ ہوا جب علقمہ خیبری
قریب قلعہ پہونچا اُسوقت مردان فوج کو حکم دیا کہ قلعہ پر حملہ کرو اور قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہو اور
سیاہ بلکھ کو قتل کرو بہ موجب حکم علقمہ مردان لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا اُس طرف یہ حکم سیاہ بلکھ
اُسکے شاگردون نے گولے مارنا شروع کیے ہزارہا سوارون کو گولے مار کر اُڑا دیا آخر سواران لشکر
قریب در قلعہ نہ جاسکے اور ہٹ آئے اسی طرح تین روز تک برابر علقمہ نے قلعہ پر حملہ کیا لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا
آخر بدرجہ مجبوری قلعہ کا محاصرہ کیا اب کچھ حال خواجہ عمرو و ابو سعید کا اس جگہ لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو
ملک مدائن سے جستجوے حمزۂ صاحبقران مین چلے تھے بعد قطع راہ قریب قلعہ آہن زر پہونچے
یہان آکر دیکھا کہ قلعہ کو فوج گھیرے ہوئے ہے خواجہ عمرو نے مردان لشکر سے سبب قلعہ کے گھیرنے
کا پوچھا اُنھون نے حال تمام و کمال بیان کیا خواجہ عمرو سُنکے خاموش ہو رہے لیکن ہنگام نصف شب
بذریعہ کمند خواجہ عمرو اور ابو سعید نے اپنے تئین قلعہ مین پہونچایا جو عیار مقابل ہوئے اُنکو قتل کیا
بعد اسکے ابو سعید نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے اُستاد اس قلعہ مین ایک مرد مسلمان رہتا ہے اور
اُسکا نام زہیر ابن عفان ہے اور وہ میرا دوست صادق اور محب واثق ہے میرے نزدیک مناسب
ہے کہ آپ اُسکے مکان پر تشریف لے چلیے خواجہ عمرو نے کہا کہ بہتر ہے چلو جسوقت ابو سعید اُسکے مکان پر
پہونچے اور زنجیر در کو جنبش دی زہیر ابن عفان مکان سے باہر آیا اور ابو سعید کو پہچان کر گلے سے

لپٹ گیا اور حال پوچھا ابو سعید نے تمام کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کی زہیر ابن عقان نے کہا اے ابو سعید مین بہر طور تمہارا شریک ہوں یہ کہکے ابو سعید اور خواجہ عمرو کو اپنے مکان مین لے گیا اور موافق اپنی لیاقت کے دعوت کی خواجہ عمرو نے مقام قید حمزہ صاحبقران دریافت کرکے مکان زہیر ابن عقان نے نقب لگائی اور تین روز کی مدت مین نقب کا دہنہ وہان توڑا جہان حمزہ صاحبقران قید تھے جسوقت خواجہ عمرو نے دہنہ نقب سے سر نکالا اتفاق سے سیاہ بلکھ اُس جگہ موجود تھا فوراً جست کرکے دہنہ نقب کے پاس آیا اور خواجہ عمرو کو کہنے لگا کہ ای خواجہ عمرو اب تم میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جاؤ گے خواجہ عمرو نے یہ سنکے خنجر کمر سے کھینچا اور قصد سیاہ بلکھ کے ہلاک کرنے کا کیا اُسوقت سیاہ بلکھ ہنسکر کہنے لگا ای خواجہ آپ مجھ پر غصہ نہ فرمائیے خنجر واسطے میرے قتل کے نہ کھینچیے نقب سے باہر تشریف لائیے مجکو اپنا مطیع اور فرمانبردار تصور کیجیے آپ مجکو اپنا دوست اور تابعدار جانیے شب گذشتہ کو مین نے عالم خواب مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا ہے اور اُن جناب نے مجکو مسلمان کیا ہے اور کلمہ طیبہ مجکو پڑھایا ہے خواجہ عمرو نے جو یہ گفتگو سیاہ بلکھ کی سُنی خیال کیا کہ سیاہ بلکھ مجھ سے باتین فریب کی کرتا ہے اور بہ مکر مجکو گرفتار کرنا چاہتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جو بغور چہرہ سیاہ بلکھ پر نظر کی پیشانی کو اُسکی نور اسلام سے روشن اور منور دیکھکر شک دل سے رفع کیا اور یقین کامل ہوا کہ سیاہ بلکھ مسلمان ہو گیا ہے جب خواجہ عمرو کو سیاہ بلکھ کے مسلمان ہونے کا یقین کامل ہو گیا اُسوقت نقب سے باہر آئے خنجر کو کمر مین رکھا سیاہ بلکھ برائے قدمبوسی خواجہ جھکا عمرو نے سر اوسکا سینے سے لگایا اُسوقت حملہ غنا گردن سیاہ بلکھ بھی آئے خواجہ عمرو نے سبکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا بعد اسکے سیاہ بلکھ خواجہ عمرو کو حمزہ صاحبقران کے پاس لے گیا امیر بالوتیر خواجہ عمرو کو دیکھ کے خوش ہوئے خواجہ عمرو نے جلد تر قید سے حمزہ صاحبقران کو رہا کیا اور تمام حال سیاہ بلکھ اور علقمہ کا بیان کیا امیر بالوتیر اسی وقت انھین پانچ سو عیارونکو جنکو خواجہ عمرو نے مسلمان کیا اپنے ہمراہ لیا اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور شمشیر و سپر لیکے قلعہ سے باہر نکلے علقمہ حمزہ صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھکر حیران ہوا اور قصد مقابلہ کرنے کا کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے جلد تر آکے علقمہ کو گرفتار کر لیا کیونکہ اُسکی فوج غافل تھی اور اپنے کاروبار مین مصروف تھے جسوقت حمزہ صاحبقران نے علقمہ کو گرفتار کیا فرمایا ای علقمہ اب کہو کیا کہتا ہے اگر دین اسلام قبول کرلو بہتر ہے ورنہ مین ابھی تجکو قتل کرونگا علقمہ بہ مکر و فریب مسلمان ہوا ہر چند خواجہ عمرو نے کہا کہ ای بالوتیر علقمہ کی پیشانی نور ایمان و اسلام سے منور پائی نہین جاتی ہے چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ علقمہ نے جان بچانے کے واسطے کلمہ پڑھ لیا ہے صادق دل سے مسلمان نہین ہوا ہے لیکن حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کے کہنے پر کچھ توجہ نہ کی اور علقمہ کو رہا کر دیا جسوقت علقمہ رہا ہوا حمزہ صاحبقران کو بصد جلوس اپنے قلعہ مین لایا اور عرض کیا کہ آپ تخت پر جلوہ فرما ہون حمزہ صاحبقران نے جواب دیا ای علقمہ تخت و تاج تمہارا تم کو مبارک ہو مجکو ہوس حکومت کرنے کی نہین ہے یہ فرماکر امیر بالوتیر نے علقمہ کو تخت پر بٹھا دیا آپ ایک دنگل پر قریب تخت علقمہ کے بیٹھے امرا اور وزرا بھی دربار مین حاضر ہوئے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے حمزہ صاحبقران نے آہستہ سے علقمہ سے کہا کہ ای علقمہ تم کو مناسب ہے کہ موافق اپنے اقرار کے اپنی دختر کا عقد سیاہ بلکھ سے کر دو یہ امر باعث ہماری خوشی کا ہوگا اور اگر تم انکار کروگے تو البتہ ہم کو صدمہ ہوگا

علقمہ نے عرض کیا کہ مین تو آپ کا فرمان بردار ہون میری کیا مجال ہے کہ جو خلاف حکم کوئی کام کرون لیکن امیدوار ہون
کہ چند روز کی مہلت دیجیے تاکہ سامان عقد حسب دلخواہ ہو حمزہ صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ ہے ہم نے تم کو
مہلت آٹھ یوم کی دی الغرض جب علقمہ دربار سے اٹھکر ہنگام شب محلسرا مین گیا اور اپنی دختر کو بلا کر اور اپنے
پاس بٹھا کر بصد شفقت کہنے لگا کہ اے نور نظر پارہ جگر تم نے تو تمام حال اپنے بھائی کے قتل ہونے اور سیاہ تکھہ
کی سرکشی کا سنا ہوگا اب تم سے بیان کرنا بیکار ہے مین نے تو ہر چند چاہا تھا کہ تمھاری شادی کسی شاہزادے
عالی وقار کے ساتھ کرون لیکن اے نور نظر اب مجبور ہون کیونکہ تمھارے بھائی کا قاتل قید سے رہا ہو گیا ہے
سیاہ تکھہ مسلمان ہو کر حمزہ کا شریک ہو گیا ہے تمھارے بھائی کا قاتل صاحب طاقت ہے اُسنے مجکو گرفتار کر لیا
تھا مین نے مکر سے کلمہ پڑھکر اپنی جان بچائی ہے اب حمزہ سیاہ تکھہ سے تمھاری شادی کرنے کے واسطے کہتا ہے مجکو
کچھ بن نہین پڑتا ہے کیا کرون کیونکر حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچاؤن اور سیاہ تکھہ سے تمھاری شادی نکرون
عجب مصیبت مین مبتلا ہون لیکن اے نور نظر اب تم کہو تم کو کیا منظور ہے اسوقت تجھ شرم و حیا نہ کرو اور صاف
صاف اپنا مدعاے دل مجھ سے بیان کرو جسوقت علقمہ نے اپنی دختر سے مقدمہ شادی مین پوچھا اسوقت
دختر نے علقمہ کی اپنے پدر سے بدرجہ مجبوری بصد شرم و حجاب کہا کہ آپ کو مناسب نہین ہے کہ ایک عیار
بدکردار کو اپنا داماد کیجیے آگے آپ کو اختیار ہے یہ کہکر دختر چلی گئی اور اپنی ہمجلسون مین جا کر بیٹھی لیکن مغموم
و ملول بعد جانے دختر کے علقمہ نے خیال کیا کہ دختر میری سچ کہتی ہے میری شان اور لیاقت کے خلاف ہے
کہ مین اپنی بیٹی کی ایک عیار کے ساتھ شادی کرون یہ خیال کر کے علقمہ فکر کرنے لگا کہ کوئی تدبیر ایسی کرنا
چاہیے کہ جس تدبیر سے حمزہ کو قتل کرون اور اپنے فرزند کا بدلا لون اور اپنی بیٹی کی شادی سیاہ تکھہ کے ساتھ
نکرون غرض کہ فکر کرتے کرتے یہ تدبیر علقمہ کے ذہن مین آئی کہ حمزہ صاحبقران کو زہر دیکر ہلاک کرنا چاہیے
اور ہر طرح اپنا مدعاے دل برلانا چاہیے الغرض تدبیر مذکور علقمہ یہ سوچ کر شب کو سو رہا ہنگام سحر خواب
سے بیدار ہو کر پھر اپنی دختر کو اپنے پاس بٹھا کر کہنے لگا کہ اے نور نظر تم مطمئن رہو مین تمھاری شادی
سیاہ تکھہ سے ہرگز نہ کرونگا مین نے شب کو یہ تدبیر سوچی ہے کہ حمزہ صاحبقران کو شربت مین
کف مار پلا کر آج ہی ہلاک کرتا ہون جب حمزہ مر جائے گا اسوقت سیاہ تکھہ کی کیا مجال ہے کہ تیرے
ساتھ اپنی شادی کر سکے علقمہ نے اپنی دختر سے یہ گفتگو کر کے کف مار نکالا اور نہایت شربت تحفہ تیار کر
وہی کف مار اس شربت مین ملایا اور ایک کشتی مین ساغر شربت رکھا اور وہ کشتی اپنے ہمراہ لے کر
محلسرا سے باہر آیا دختر علقمہ دیکھا کی جس وقت علقمہ باہر گیا فوراً اُسنے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ
سیاہ تکھہ کو اس مضمون کا لکھا کہ اسوقت میرے والد نے شربت مین کف مار میرے سامنے
ملایا ہے اور وہ شربت حمزہ صاحبقران کے پلانے کو بنایا ہے خبردار تم وہ شربت حمزہ صاحبقران
کو پینے نہ دینا ورنہ وہ ہلاک ہو جاینگے اور مین نے تم کو یہ رقعہ اسواسطے لکھا ہے کہ کل شب کو مین نے
ایک بزرگ کو کہ نام اُنکا ابراہیم ہے اور وہ پیغمبر بھی ہین خواب مین دیکھا ہے اور اُن حضرت نے مجکو
کلمہ پڑھا کر عالم خواب مین مسلمان کیا ہے اسوجہ سے مین نے تم کو اس راز سے اطلاع دی ہے تم دو رقعہ مین بھی
اپنے باپ کے راز کو افشا نہ کرتی یہ رقعہ لکھکر دختر علقمہ نے جلد ایک عورت کے
ہاتھ سیاہ تکھہ کے پاس بھیجا اُس عورت نے بہ تعجیل تمام جا کر وہ رقعہ سیاہ تکھہ کو دیا سیاہ تکھہ اُس رقعہ کو پڑھکر بہت خوش ہوا

خوش ہوا اور وہ رقعہ سیاہ بکھہ نے حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران مضمون رقعہ سے آگاہ ہوکر بیٹھے
رہے ناگاہ علقمہ نے کشتی مین سے جام شربت نکالا اور وہ جام خود لیکر روبروے حمزۂ صاحبقران آیا اور کہنے
لگا کہ یہ جام شربت میرے ہاتھ سے حضور لے کر نوش فرمائین امیر باتوقیر تو پہلے ہی کیفیت شربت سے واقف
ہو چکے تھے علقمہ سے مسکرا کر فرمانے لگے کہ ای علقمہ معلوم ہوتا ہی کہ تم ہم سے نہایت الفت رکھتے ہو کیونکہ تم خود
ہمارے واسطے شربت لیکر آئے ہو علقمہ نے عرض کیا کہ مین اپنی جان عزیز سے بھی بہتر حضور کو جانتا ہون امیر باتوقیر
نے فرمایا کہ اسوقت اگر ہم کسی امر کو تم سے کہین تو تم منظور کروگے علقمہ نے عرض کیا کہ بشرط امکان حضور کے ارشاد
کو بجا لاؤنگا حمزۂ صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اس وقت ہماری خوشی یہی ہی کہ اس جام شربت کو تمھین پی جاؤ
علقمہ یہ گفتگو امیر باتوقیر کی سنکے سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہی کہ اس شربت مین کف مار ملانے کا حال کسی سے امیر باتوقیر
سے کہہ دیا یہ خیال کرکے علقمہ کے دست و پا خوف سے اسقدر کانپے کہ جام شربت ہاتھ سے زمین پر گر پڑا جس جگہ
زمین پر شربت گرا اتنی زمین اثر زہر سے سبز ہوگئی حمزۂ صاحبقران نے پوچھا ای علقمہ اس شربت مین تم نے
کیا ملایا تھا کہ شربت کی تیزی سے زمین سبز ہوگئی علقمہ نے تھرا کے کہا کچھ بھی نہین ملایا تھا نہین معلوم کس
وجہ سے زمین سبز ہوگئی یہ گفتگو علقمہ سے سنکے حمزۂ صاحبقران کو غصہ آیا اور فرمایا کہ ای علقمہ کیون جھوٹ
بولتا ہی یہ کیون نہین کہتا ہی اس شربت مین کف مار ملایا تھا یہ کلمہ سنکے خاموش ہوا حمزۂ صاحبقران
نے فوراً شمشیر آبدار سے علقمہ کو قتل کیا بعد قتل کرنے علقمہ کے حمزۂ صاحبقران نے عقد سیاہ بکھہ کا دختر
علقمہ سے نہایت تزک اور سامان شاہانہ سے کردیا واضح ہو کہ سامان عقد سیاہ بکھہ بخیال خاطر ناظرین
مختصر پسند تحریر نہین کیا گیا القصہ حمزۂ صاحبقران نے بجاے علقمہ سیاہ بکھہ کو تخت پر بٹھایا اور اس شہر
مین جسقدر بتکدے تھے سبکو منہدم کرنے کا حکم دیا اور مسجدین بنانے کے واسطے تاکید کی بعد اسکے حمزۂ
صاحبقران سیاہ بکھہ سے رخصت ہوکر مع خواجہ عمرو وغیرہ اپنے لشکر کی جانب چلے اور قطع منازل
کرکے قریب اپنے لشکر کے پہونچے جسوقت سرداران حمزۂ صاحبقران کو خبر تشریف لاتے حمزۂ صاحبقران
کی پہونچی جملہ سرداران ذوی وقار مع لشکر جرار واسطے استقبال کے آئے اور حمزۂ صاحبقران کو بصد تعظیم و
تکریم جانب کعبہ لے گئے جسوقت امیر باتوقیر کعبہ مین پہونچے فی الفور اپنے والد خواجہ عبد المطلب کی
خدمت مین حاضر ہوئے اور لعد بجالاتے تسلیم کے واسطے قدمبوسی والد کے جھکے خواجہ عبد المطلب نے
صاحبقران کو سینے سے لگایا اور بہ شفقت پدری پیار کیا پھر حمزۂ صاحبقران نے اپنا حال سارا عرض
کیا خواجہ عبد المطلب نے اپنے فرزند سے ملکر سجدہ شکر خدا کیا پھر امیر باتوقیر ہر ایک اپنے بزرگ و احباب
سے ملے ہر ایک شخص خوش ہوا امیر باتوقیر تو اب بآرام تمام اپنے لشکر مین تھے لیکن اب حال رہائی
نوشیروان لکھا جاتا ہی کہ جب ہشام سمت کعبہ روانہ ہوا اور اپنے بھائی گلرخ کو مع چالیس دلبران
صف شکن کے قید نوشیروان کی سپرد کیا گلرخ نے ایک خیمہ مین قفس آہنی جسمین نوشیروان کو قید کیا
تھا رکھا اور ایک خیمہ دوسرا اس خیمے سے واسطے اکل و شرب وغیرہ کے استادہ کرایا اور سرداران نوشیروان سے
کہا کہ جب تک بھائی ہمارے ہشام حمزۂ صاحبقران کا سر لائین یا گرفتار کرکے امیر کو یہان لائین تم کو
لازم ہی کہ تم شکارگاہ مین جہان تمھارے خیام برپا ہین قیام پذیر ہو ہرچند سرداران کا دل نہ چاہتا تھا کہ
نوشیروان اپنے ولی نعمت کو چھوڑ کر علحدہ جا کر مقیم ہون لیکن بموجب کہنے نوشیروان کے

سب کے سب شکارگاہ پر آئے اور خیام مین مقیم ہوئے بعد اسکے گلرخ برادر ہشام نے یہ انتظام کیا کہ بیس
بہادرون کو گرد و پیش خیمہ واسطے نگہبانی نوشیروان کے مقرر کیا اور انھین بیس بہادرون مین سے دو چار دلیران
کو اندر خیمہ کے قریب قفس کے جس مین نوشیروان قید تھا واسطے حفاظت کے مقرر کیا تاکہ کوئی عیار نقب
لگاکر نوشیروان کو رہا کرے اور ایک بہادر کو انھین بیس بہادرون سے نیزہ دیا کہ ہر وقت یہی سنان نیزہ سینہ
نوشیروان پر بخیال اسکے رکھے رہنا کہ مبادا کسی وقت سرداران نوشیروان حملہ کرین اور نوشیروان کو رہا
کرکے لیجائین القصہ وہ سب بہادر بہ حکم گلرخ برادر ہشام نگہبانی قید نوشیروان کرنے لگے جب ان بہادرون
کے اکل و شرب کا وقت آتا تھا گلرخ بیس جوانون کو جو دوسرے خیمہ مین ہوتے تھے واسطے حفاظت کے
مقرر کرتا تھا اور ان بیس دلیرون کو واسطے اکل و شرب وغیرہ کے خیمہ دیگر مین بھیجدیتا تھا غرض شب و روز
اسی طرح سے قید نوشیروان کی حفاظت اور نگہبانی کرتا تھا اور جو دو آدمی خیبری واسطے پانی بھرنے کے
ہشام مقرر کر گیا تھا انھین سے گلرخ پانی لیتا تھا اور سب اپنے ہمراہیون کو انھین کا بھرا پانی پینے وغیرہ کو
دیتا تھا اور کسی کو قریب اس خیمہ کے جس مین نوشیروان قید تھا کسی طرح نہ آنے دیتا تھا اور بہ نہایت ہوشیاری
اور خبرداری سے شب و روز بسر کرتا تھا جب کئی روز اسی طرح سے گذرے اور سرداران نوشیروان اپنے خیام
مین مقیم رہے اور نوشیروان قید رہا ایک روز کرگدن ساسانی اور صابر نمدپوش نے باہم مشورہ کیا
کہ کسی طرح نوشیروان کو رہا کرنا چاہیے بعد فکر بسیار کے دونون عیارون نے ایک تدبیر رہائی نوشیروان
کی سوچی اور لشکر نوشیروان مین آکر بیس جوانون کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک درہ کوہ مین ان سے کہا کہ تم
یہان پوشیدہ رہو جس وقت ہم تم کو بلائین اُس وقت تم چلے آنا وہ سب جوان تو درہ کوہ مین پوشیدہ
ہوئے اور کرگدن ساسانی اور صابر نمدپوش عیاری کی فکر مین چلے قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ہشام
نے دو آدمی واسطے پانی بھرنے کے مقرر کیے تھے چونکہ صبح کا وقت تھا وہ دونون آدمی ایک کنوئین پر
پانی بھر رہے تھے ناگاہ ان دونون آدمیون نے دیکھا کہ دو مسافر گٹھریان پشت پر رکھے ہوئے گرد و غبار
مین آلودہ چلے آتے ہین جب وہ مسافر قریب کنوئین کے آئے ایک مسافر نے دوسرے مسافر
سے کہا تھوڑی دیر یہان توقف کرنا چاہیے کیونکہ ہم کو پیاس معلوم ہوتی ہے ان آدمیون سے تھوڑا
سا پانی لے کر پی لین اور تھوڑی دیر ٹھہر جائین دوسرے مسافر نے کہا اچھا ٹھہر جاؤ پانی پی لو غرض
دونون مسافر کنوئین پر آئے اور ان دونون آدمیون سے کہنے لگے کہ ہم پیاسے ہین دور سے چلے ہوئے
آئے ہین تھوڑا سا پانی ہم کو پلا دو ان دونون شخصون نے پانی پلایا اور پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو
اور کہان جاؤگے مسافرون نے کہا کہ یہان سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک مندر ہے اسمین تصویرین
لات و منات کی رکھی ہین ہزارہا آدمی دور سے آتے ہین اور لات و منات کی پرستش کرتے ہین وہان
مردم جو مراد کے واسطے آتے ہین وہ مراد انکی بر آتی ہے صد ہا گھنٹ اور ناقوس وہان بجا کرتے ہین
ہزارہا آدمی جو بیمار ہوتے ہین اور کسی طرح اچھے نہین ہوتے ہین وہان آکر اور پرشاد لات و منات
کے مندر کا لے کر کھاتے ہین فوراً اچھے ہوجاتے ہین اور لات و منات کی تصویرون پر گلہائے
رنگارنگ مردم چڑھاتے ہین ہم بھی وہین گئے تھے اور ہم نے بھی پرستش کی تھی جو مراد ہماری تھی
وہ بر آئی اب ہم اپنے گھر جاتے ہین مکان ہمارا ملک مدائن مین ہے ان دونون شخصون نے کہا کہ

کچھ پرشاد بھی وہان سے لائے ہو یا خالی ہاتھ چلے آئے مسافرون نے کہا تم اپنا مدعاے دل ظاہر کرو باعث تمھارے
پوچھنے کا کیا ہی اُن دونون نے کہا کئی روز سے ہماری کمر مین درد ہی پانی بھرا نہین جاتا ہی لیکن بخوف عتاب
ہشام اور گلرخ برادر ہشام کے جس طرح ہو سکتا ہی بصد مشکل پانی بھرتے ہین اور اُنکے واسطے
پانی لے جاتے ہین اگر تم کچھ پرشاد لائے ہو تو ذرا سا ہم کو بھی دو تاکہ ہم بھی وہ پرشاد کھا کر اچھے ہو جائین
درد کمر کا جاتا رہے پانی اچھی طرح کنوئین سے بھرنے لگین تمھارا ہم پر احسان ہوگا جب مسافرون نے یہ
گفتگو سُنی ایک مسافر نے دوسرے مسافر سے کہا کہ وہ پرشاد جو تمھارے پاس ہی ان دونون کو دیدو
اُنھون نے ہم پر احسان کیا ہی ہم کو پانی پلایا ہی اُسنے مٹھائی کی دو ڈلیان نکال کے ایک ایک دونون آدمیون
کو دین اُن دونون نے وہ مٹھائی چوم کر اور آنکھون سے لگاکر یا خداوند لات و منات کہکر کھائی بعد ایک لمحہ
کے اُن دونون آدمیون نے کہا اے مسافرو یہ عجب طرح کی مٹھائی ہی جب سے ہم نے کھائی ہی گرمی معلوم ہوتی
ہی سینہ جلا جاتا ہی پیاس کی شدت ہی سر مین درد ہوتا ہی واسطے پانی لانے کے بھی اُٹھا نہین جاتا ہی مسافرون
نے ہنس کے کہا کہ یہ مٹھائی جو تم کو کھلائی ہی لات و منات کے مندر کی چڑھائی ہوئی ہی دیکھو کھاتے ہی اثر
ظاہر ہوا اب تم کو کوئی عارضہ نہ ہوگا اور جو درد تمھاری کمر مین ہی دفع ہو جائیگا ذرا اُٹھ کے ٹہلو بیٹھو نہین جس
وقت مسافرون نے اُن دونون شخصون سے ٹہلنے کو کہا فوراً وہ دونون شخص اُٹھے اور قصد ٹہلنے کا کیا یکایک
اُنکو چکر آیا ہرچند اُنھون نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سنبھل نہ سکے اور زمین پر گر کر بیہوش ہو گئے اُسوقت
مسافرون نے نعرے کیے منم کرگدن ساسانی و صابر محمد لوش بعد نعرہ کرنے کے دونون عیارون نے
اُن دونون کے کپڑے اُتار لیے اور رنگ و روغن نکال کر اپنی شکلین مثل اُنکی صورتون کے بنائین اور
اُنکے کپڑے پہنے اور اُن دونون کو خنجر سے قتل کر کے اُسی کنوئین مین ڈالدیا بعد اسکے پانی مین خوب
بیہوشی ملاکر وہی پانی لے کر جانب خیمہ گلرخ چلے جب قریب خیمہ آئے گلرخ نے کہا آج پانی لانے
مین اتنی دیر کیون لگائی دونون نے عرض کیا خداوند نعمت بیشک کسیقدر دیر ہوئی اب ایسی خطا نہ
ہوگی یہ عرض کر کے گھڑون مین پانی بھر دیا چونکہ گلرخ و ہمراہیان گلرخ جو اُس خیمہ مین تھے سب کے
سب پیاسے تھے ہر ایک نے دو دو تین تین جام پیے کرگدن ساسانی اور صابر محمد لوش پانی
بھر کے وہان سے چلے اور ایک درخت کی آڑ مین بیٹھے اور جانب خیمہ گلرخ دیکھنے لگے تھوڑی ہی دیر
مین اُن بیس جوانون مین سے جو اُس خیمہ مین برائے اکل و شرب آگئے تھے ایک جوان نے ایک
جوان سے کہا کہ اے مسیر و زر تو نے مجھ سے سخت کلامی کیون کی تھی مین نے تیری کیا تقصیر کی تھی اُس نے
جواب دیا کہ اُسدن تو مین نے فقط گفتگو سخت کی تھی اُسوقت یہ دل چاہتا ہی کہ تجھکو ہزارہا گالیان
دے کر موزے سر تیرے پکڑ کے صدہا جوتے تیرے سر پر لگاؤن اُسنے کہا تیری کیا مجال ہی جو تو مجھکو ہاتھ
بھی لگا سکے بس بہتر یہی ہی کہ چپ ہو رہ ورنہ ابھی اُٹھکر تیغ آبدار سے تجھکو قتل کرونگا زبان تیری دہن سے
کھینچ لونگا اس بدزبانی کا مزہ چکھا دونگا تو نے مجھکو کوئی ایسا ویسا سمجھا ہی مین وہ بہادر ہون کہ میرا مثل و
نظیر دنیا مین نہین ہی ہشام نالایق کیا ہی میرے سامنے کیا حقیقت ہی اور میان گلرخ تو ابھی منہ
چومنے کے لائق ہین اور تجھکو تو مین مانند مور ناتوان کے بھی تصور نہین کرتا جسوقت یہ تقریر اس
جوان نے عالم نشہ مین کی اُسوقت جوان دیگر اور گلرخ کو نہایت غصہ آیا اور دونون نے

کہا کہ او بے حیا کیا بکتا ہے ہوش اپنے درست کر اور خاموش ہو ورنہ تیرے تئین سخت کلامی کی سزائے معقول
کو پہونچاؤنگا اس جوان نے جواب دیا کہ اگر بہادر ہو اور دعوی دلاوری ہے تو اٹھو اور مجھ سے مقابلہ کرو تم بیچارے
مجھکو کیا سزا دوگے جسوقت یہ تقریر اس جوان کی گلرخ اور دوسرے جوان نے سنی فوراً دونون تلوار دونون
کے قبضوں پر ہاتھ ڈالکے اٹھے ابھی تلوارین اچھی طرح نہین کھینچا چاہتے تھین کہ ایک ایسا چکر آیا کہ دونون
زمین پر گرے اور بیہوش ہو گئے جوانان دیگر نے جو دیکھا کہ گلرخ اور ایک جوان دونون زمین پر گرکے
بیہوش ہوئے یہ سب بھی اُسکے اٹھانے کے واسطے اُٹھے فوراً یہ سب بھی زمین پر گرے اور بیہوش ہوئے
کرگدن ساسانی نے جب دیکھا کہ سب بیہوش ہو گئے اسوقت صابر محمد لوتش سے کہا کہ تم جلد
جاؤ اور لشکریون کو جو سامنے درۂ کوہ مین مخفی ہین انکو لے آؤ مین جاکر ان سب کے کپڑے اتارتا ہون
صابر محمد لوتش جانب درۂ کوہ گیا اور ان بیس جوانون کو لے آیا پھر صابر محمد لوتش اور کرگدن ساسانی
نے جلد جلد رنگ اور روغن نکالکر لشکریان نوشیروان کی شکلین مانند اُن ملازمان ہشام کی صورت
کے بنائین جو بیہوش ہوئے تھے اور کرگدن ساسانی نے اپنی شکل مثل شکل گلرخ کے بنائی اور
گلرخ کا لباس پہنا اور ہر ایک کو انھین بیہوش کیے ہوؤن کے کپڑے پہنائے اور صابر محمد لوتش کو طرف
لشکرگاہ کے اسواسطے روانہ کیا کہ جلد تر سردارون کو ہماری عیاری کرنے سے اطلاع دیکر انکو لے آئے
جب صابر محمد لوتش چلا گیا اسوقت کرگدن ساسانی نے ملازمان ہشام اور گلرخ برادر ہشام
کو قتل کیا اور اسی خیمہ مین گڑھا کھودکر سب کو اس گڑھے مین ڈالدیا اور مٹی برابر کرکے زمین پر فرش کردیا بعد
اسکے سب جوانون کو خیمہ مین چھوڑکر آپ ٹہلتا ہوا اس خیمہ کے پاس گیا جس خیمہ مین نوشیروان قید تھا جب
بہ شکل گلرخ کرگدن ساسانی قریب خیمہ پہونچا پکار کے کہا اے جوانون خوب ہوشیار رہنا خبردار غفلت
نہ کرنا جوانون نے عرض کیا حضور ہم بخوبی ہوشیار ہین نگہبانی کررہے ہین لیکن اسوقت متردد ہین کہ حضور نے
ہم سب کا پہرا نہین بدلوایا ہے صبح سے یہ وقت آگیا ہے اسکا کیا سبب ہے گلرخ نے کہا گھبراؤ نہین
تمھارے ساتھ کے جوان کمر مین پاتابہ رہے ہین ابھی آتے ہین اور مین خود ابھی جاکر انکو اپنے ہمراہ لیے آتا ہون
یہ کہکر کرگدن ساسانی قطع راہ کرتا خیمہ دیگر مین آیا اور جوانان لشکر نوشیروان کو اپنے ہمراہ لیکر
اُس خیمہ مین گیا جہان نوشیروان قید تھا اور پہرا بدلوا کر ان جوانون سے کہا کہ اب تم جاؤ اور خیمہ
مین بہ آرام تمام بیٹھو جب وہ سب جوانان لشکر ہشام خیمہ دیگر مین جاکر بیٹھے اور مصروف اکل و شرب
ہوئے تو اس طرف کرگدن ساسانی نے جلد تر قفس آہنی سے نوشیروان کو نکالا اور سلاسل کو
جسم نوشیروان سے دور کیا اتنی دیر مین صابر محمد لوتش نے سرداران نوشیروان کو اپنی عیاری
سے اطلاع دی اور انکو لیکر جہان نوشیروان قید تھا لیکر آیا جوانان لشکر ہشام خیمہ مین بیٹھے ہوئے
طعام تناول کر رہے تھے گھوڑون کے ٹاپون کی آواز سنکے گھبرا گئے اور بے اختیار طعام کو چھوڑکر خیمہ سے
باہر نکل آئے دیکھا ہزارون سوار اور پیدل چلے آتے ہین ہر ایک شخص نہایت شاد و مسرور ہے جسوقت
جوانان لشکر ہشام نے دیکھا کہ فوج پہونچی آتی ہے اور قریب خیمہ پہونچ گئی ہے اسوقت جوانان لشکر
ہشام پریشان اور مضطر ہوکر بآواز بلند پکارے کہ اے برادر ہشام گلرخ نیکنام ہوشیار
ہوجائیے دیکھیے فوج نوشیروان قریب آگئی ہے جلدی نوشیروان کو سنان نیزہ سے ہلاک

کیجیے دیر نہ لگائیے ایسا نہ ہو کہ نوشیروان کو سرداران نوشیروان رہا کر لین ہشام آپکے بھائی رہا ہو جاوے
نوشیروان سے بہت آپ سے ناراض ہونگے پس آپ کو اب مناسب ہے کہ جلد نوشیروان کو قتل
کروا دیجیے مردمان فوج نوشیروان سے مقابلہ کیجیے پریشان خاطر نہ ہوجیے گا ہم بھی حاضر ہوتے ہین یہ کہکے
بیسون جوان جلد تر مسلح ہو کر خدمت گلرخ نقلی مین چلے جب قریب خیمہ آئے دیکھا کہ نوشیروان رہا
ہو گیا ہے سرداران ذوی وقار نذرین اس خوشی کی دے رہے ہین ہر ایک پیدل و سوار خوش و خرم ہے گلرخ
بھی کھڑا ہوا ہنس رہا ہے جسوقت یہ حال جوانان لشکر ہشام نے دیکھا بہ قہر و غضب تمام کہا کہ اے گلرخ ہم نے ہر چند
کہا لیکن تم نے نوشیروان کو نہ مار ڈالا معلوم ہوتا ہے اپنے بھائی ہشام سے سرکشی کی اور نوشیروان کے شریک
ہوئے یہ کہکر جوانان لشکر ہشام نے چاہا تھا کہ اس صحرا سے بھاگ کر جانب قلعہ خیبر روانہ ہون لیکن گلرخ
نقلی نے تھوڑے سوار اپنے ہمراہ لیکے جوانان لشکر ہشام کو گھیر لیا اور نعرہ کیا منم کرگدن ساساتی عیار طرار
شہنشاہ نوشیروان دیکھو یون عیاری کرتے ہین جب یہ نعرہ جوانان فوج ہشام نے سُنا نہایت متحیر ہوئے
اور خیال کرنے لگے کہ یقیناً گلرخ وغیرہ کو اس عیار نے مار ڈالا اور اب ہم کو بھی ہلاک کریگا کسی طرح زندہ نہ چھوڑیگا
پس بہتر اور مناسب یہ ہے کہ ہم بھی دس بیس کو قتل کر کے قتل ہون یہ خیال کر کے جوانان فوج ہشام نے تلوارین
کھینچین اور کرگدن ساساتی پر جو بہ شکل گلرخ تھا حملہ کیا کرگدن نے سوارون کو حکم دیا کہ انکو قتل
کرو سوارون نے اُن سب کو گھیر کے چشم زدن مین ہلاک کیا جب کرگدن ساساتی نے سوارون سے
مردمان فوج ہشام کو قتل کروا ڈالا اور سرداران ذوی وقار نوشیروان کو نذرین دے چکے اُسوقت نوشیروان
نے بزرجمہر کو اپنے پاس بلایا اور کہا اب آپ ہمارے بارے مین کیا کہتے ہین ابھی مین اسی صحرا مین رہون یا
مین اپنی تختگاہ کی جانب جاؤن بزرجمہر نے کچھ فکر کر کے کہا کہ اب آپ مع فوج و لشکر مدائن مین تشریف
لے چلین اور صحرا مین توقف نہ فرمائین کیونکہ مجکو ثابت ہوتا ہے کہ ایام نحس گذر گئے اور دن آپ کے اب
اچھے ہین کچھ عجب نہین کہ دو ایک روز مین آپ کو کوئی ایسی خبر پہنچے جس سے آپکو بدرجۂ کمال خوشی حاصل
ہو یا کوئی خط یا کوئی عرضی کسی آپکے خیر خواہ کی آپ کے پاس آئے اور اُس مین کچھ ایسا لکھا ہو کہ جسے آپ
پڑھکر بہت خوش ہون جسوقت یہ تقریر بزرجمہر کی نوشیروان نے سُنی فوراً حکم کیا کہ لشکر ہمارا اطراف ہماری
تختگاہ کے ہمراہ ہمارے چلنے بمجرد حکم نوشیروان طبل سفر بجا ہر ایک شخص آمادہ سفر ہوا لشکریان کمر بندی ہوئی
جملہ خیام اور بارگاہین جو صحرائے سبزہ زار یعنے شکارگاہ مین برپا تھین جلد تر اٹھا کے اُنکے روانہ ہوئے بعد تیاری
لشکر نوشیروان بہ صد کر و فر مدائن کی جانب چلا بعد قطع منازل جب مدائن مین پہونچا وہ لشکر جو ہشام نے
ناکون پر شہر مدائن کے مقرر کیا تھا نوشیروان کے آنے سے مضطر و پریشان ہوا اور ارادہ بھاگنے کا کیا
لیکن سرداران نامی نے بہ حکم نوشیروان جملہ مردمان فوج ہشام کو تہ تیغ کیا کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد قتل
ہونے لشکر ہشام کے نوشیروان دارالامارۂ شاہی مین داخل ہوا اور پھر برآمد ہو کے اور ایک
تخت پر تاج شاہی سر پر رکھ کے بیٹھا دربار مین جملہ امرا و وزرا ارکین سلطنت و اعیان مملکت و
پہلوانان نامی حاضر ہوئے ہر ایک نے نذر خوشی کی دی ہر ایک شخص موافق اپنے رتبہ اور منصب
کے کرسی اور صندلی پر بیٹھا مثل سابق دربار آراستہ ہوا اُس وقت نوشیروان کو خبر قتل عنتر فیل
گوش اور تاراجی شہر مدائن دریافت کرنے سے مفصل معلوم ہوئی نوشیروان تو اب

تخت سلطنت پر مثل سابق بیٹھا ہے اور عدل و حکومت کرتا ہے لیکن اب حال ابو شہاب خرقہ پوش کا تحریر
کیا جاتا ہے کہ جب حمزہ صاحبقران نے ہشام کو قتل کیا اور عرضی نوشیروان کو لکھکر ابو شہاب کو دی کہ
یہ عرضی خدمت نوشیروان میں پہونچا دے اور ابو شہاب خرقہ پوش عرضی کو لیکر روانہ ہوا قطع راہ کر کے
صحرائے سبزہ زار میں جہاں نوشیروان واسطے شکار کے آیا تھا پہونچا لیکن وہاں نوشیروان کو نہ دیکھکر متفکر ہوا
جب اور آگے بڑھا ایک قریہ نظر آیا ابو شہاب نے اہل قریہ سے حال نوشیروان دریافت کیا انھون نے کہا ہم نے
سُنا ہے کہ نوشیروان شکار کھیل گئے اور چند روز صحرا میں رہکر جانب مدائن روانہ ہوا ہے ابو شہاب یہ حال
دریافت کر کے جانب مدائن روانہ ہوا اور قطع منازل کرتا ہوا ہر صحرا دیکھتا ہوا مدائن میں داخل ہوا جب دربار
نوشیروان پر پہونچا دربانون سے کہنے لگا کہ خدمت شہنشاہ نوشیروان میں جا کر عرض کرو کہ ایک
شخص عرضی زلزلۂ قاف سلیمانی حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کی لیکر در دولت پر حاضر ہوا ہے امیدوار ہے کہ
خدمت حضور میں حاضر ہو کر عرضی پیشکش کرے دربانون نے بموجب کہنے ابو شہاب کے
کے آنے کی نوشیروان کو اطلاع کرائی جس وقت نوشیروان نے سُنا کہ ابو شہاب کعبہ سے عرضی
حمزہ صاحبقران کی لیکر آیا ہے فوراً حکم دیا کہ ابو شہاب کو دربار میں بلاؤ ملازمان نوشیروان آئے اور
ابو شہاب کو لے گئے جب ابو شہاب دربار نوشیروان میں پہونچا دیکھا ہزارہا امیر جواہر نگار کرسیون
پر بیٹھے ہیں اور صدہا پہلوانان قوی ہیکل رستم خصال دیو مثال دنگلون پر بیٹھے ہیں نوشیروان تاج شہریاری
سر پر رکھے تخت حکومت پر بصد شان و شوکت بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے ابو شہاب نے بعد دیکھنے ایک
نظر کیفیت دربار کے موافق قاعدہ عرضی حمزہ صاحبقران نکال کے پیشکش کی نوشیروان نے
عرضی پڑھوا کر بخوبی سُنی جس وقت نوشیروان مضمون عبارت عرضی سے بخوبی آگاہ ہوا نہایت خوش ہوا
اور کہنے لگا سچ کہا تھا عمو سے نامدار بزرجمہر نے کہ کوئی خط یا عرضی میرے پاس ایسی آئے گی کہ جس کے
مضمون سے مجکو نہایت خوشی ہوگی یہ کہکے نوشیروان نے ابو شہاب خرقہ پوش کو خلعت
مع زر دے رخصت کیا ابو شہاب خلعت پہن کر اور تسلیم کر کے رخصت ہوا اور بعد قطع راہ خدمت
حمزہ صاحبقران میں پہونچا اور حال تمام و کمال عرض کیا

داستان روانہ کرنا نوشیروان کا بختک کے بھانجون کو واسطے لے آنے تاج و تخت اور حمزہ صاحبقران کے اور عیاری کرنا عمرو کا اور امیر با توقیر کا نہ جانا پھر بزرجمہر کے فرزندون کا آنا اور جانا امیر کا طرف مدائن کے و دیگر حالات

راویان شیرین مقال اس داستان کو اسطرح سے بیان کرتے ہیں کہ نوشیروان نے بعد رخصت ابو شہاب
خرقہ پوش کے بختک سے پوچھا کہ اب میں کس شخص کو واسطے لے آنے تاج و سریر اور امیر با توقیر کے جانب
کعبہ روانہ کرون بختک نے عرض کیا خداوند نعمت آپ کو اختیار ہے جسکو مناسب جانیے اُسے روانہ کیجیے لیکن
میرے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ میرے دونون بھانجون احمل فرہنگ اور محمل سگ سار کو روانہ کیجیے کہ یہ دونون
نہایت عاقل اور فہمیدہ ہیں نوشیروان نے فرمایا اچھا اپنے بھانجون کو یہان بلاؤ اور بختک نے
اپنے بھانجون کو خدمت نوشیروان میں حاضر کیا جس وقت احمل فرہنگ اور محمل سگ سار
نوشیروان کے دربار میں حاضر ہوئے دعا و ثنائے شاہی بجا لائے نوشیروان نے حکم دیا کہ تم دونون

مع فوج کثیر جانب کعبہ جاؤ اور میرے پسر خواندہ حمزہ کو مع میرے تاج و تخت کے یہان لے آؤ خبردار حمزہ کو بصد عزت و احترام میرے پاس لانا کیونکہ اول تو وہ میرا پسر خواندہ ہی دوسرے یہ کہ فی الحال اُسنے یہ کار نمایان کیا ہی کہ بستام بد انجام سے میرا تاج و تخت چھین لیا ہی اور رائس کو قتل کیا ہی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم دونون خادمان سرکار فیض آثار بموجب حکم حضور حمزہ صاحبقران کو بعزت و حرمت یہان لائینگے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے اُسوقت نوشیروان نے فوج کثیر بختک کے بھانجون کے ہمراہ کی اور ایک نامہ دیا اور خلعت دے کر روانہ کیا احمل فرنگ اور محمل سنگ سار بہ ہمراہی ہزارہا پیدل و سوار بشوکت و شان جانب کعبہ روانہ ہوے اور بعد قطع منازل ایک روز ایک میدان وسیع مین فروکش ہوے اتفاقاً اُسی روز خواجہ عمرو بھی اُسی میدان کی طرف واسطے ہوا خوری کے گئے تھے جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم میدان مین اترا ہی متفکر ہوکر اور اپنی شکل تبدیل کر کے قریب لشکر آئے اور ایک جوان سے پوچھنے لگے کہ یہ لشکر کس کا ہی اور کہان جائے گا اُس سوار نے کہا کہ یہ لشکر احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کہ جو بھانجے بختک کے ہین اُنکے ہمراہ ہی نوشیروان نے نامبردگان کو واسطے تاج و سریر اور حمزہ صاحبقران کے لے آنے کے بھیجا ہی خواجہ عمرو یہ گفتگو سوار کی سُنکے خیال کرنے لگے کہ حمزہ صاحبقران کی تو یہ شان اور لیاقت نہین ہی کہ ان سگ و خوک کے ہمراہ مدائن جائین اور اگر چلے گئے تو اچھا نہ کیا یہ خیال کر کے خواجہ نے یہ شکل نی نواز قریب لشکر ایک شجر کے نیچے بیٹھکر اور نی نکال کر بجانے لگے اور یہ غزل گانے لگے

غزل

کسنے بلبل کو سنادی رخصت گل کی خبر
دیدۂ نرگس مین بھی آنسو نظر آیا مجھے
دیکھکر موتی تمھارے کان کا ثابت ہوا
منفعل اعجاز سے جادو نظر آیا مجھے
جب دل وحشی کو تڑپایا خیال زلف نے
تا زفلاک زیر زمین بھی تو نظر آیا مجھے
آج تونے ہاتھ سے اپنے پلائی جو شراب
سانپ کا بدر نظر بچھو نظر آیا مجھے
کیون سبار کباد دیتے ہو ہلال عید کی
آفتاب حشر اک جگنو نظر آیا مجھے
تیغ کو ساغر دیا قسمت نے جس گھڑی

خال تیرہ دل ترا ابرو نظر آیا مجھے
ہو شرن اُڑنے مین بر رنگ بو نظر آیا مجھے
پانون پھیلا کر جو سویا پھر نہ چونکا حشر تک
اختر شام شب گیسو نظر آیا مجھے
کیا ازل سے صورت تصویر بیدل خلق تھا
حلقہاے دام مین آہو نظر آیا مجھے
آہ حسرت صبح تک بن بنکے نکلی شکل سرد
جام جم ساقی مرا جلو نظر آیا مجھے
اپنے سینے سے لگا کر تیر کو دل نے کہا
دوستو کیا یار کا ابرو نظر آیا مجھے
آگ پانی مین لگائی کسنے دھوکر پای سرخ
جام اپنی عمر کا مجھکو نظر آیا مجھے

کعبہ کی محراب مین ہندو نظر آیا مجھے
چشم حسرت مین سے جب شبنم کو دیکھا وقت صبح
پہلوے مدفن ترا پہلو نظر آیا مجھے
چشم مستان نے جو بار الب نے زندہ کر دیا
عمر بھر خالی مرا پہلو نظر آیا مجھے
کیا خدا وقت تھی میرے آرام سے جو بعد مرگ
خواب مین کسکا قد دل جو نظر آیا مجھے
بوسہ ابرو کا لیا کرتی ہی اکثر زلف یار
بعد مدت قوت بازو نظر آیا مجھے
لے تیرے روز قیامت کسقدر تاریک تھا
شکل تیخانہ حباب جو نظر آیا مجھے

جسوقت غزل مسطور احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے اپنے خیمہ مین سُنی اور آواز نی اُنکے کان مین آئی فوراً بیتابانہ خیمہ سے باہر نکل آئے اور سوارون سے پوچھنے لگے یہ نی کون بجاتا ہی قیامت کا گاتا ہی ہمارے دل نی سُنکر بیچین ہوگئے ہین سوارون نے عرض کیا حضور وہ درخت کے نیچے ایک شخص نی بجا رہا ہی صدہا سوار بیقرار ہین اور پیدل گرد اُس کے کھڑے ہین ہم بھی حضور وہین سے آتے ہین ہر ایک شخص اُس آدمی کی نی سُنکے جھوم رہا ہی بعضے سوار اشکبار ہین اکثر پیدل آواز نی سُنکے بیقرار ہین بعضے کھیچے اپنے پکڑے بیٹھے ہین خداوند ہم نے اپنی زندگی مین

ایسا کوئی نے بجانے والا اور گانے والا نہین دیکھا ہی دل چاہتا ہی کہ اسکی نے کی آواز سنا کریں تحسین معلوم ہی کس استاد
کا شاگرد ہی کہ فی الحال نے بجانے اور گانے مین خود استاد ہی احمل فرنگ اور محمل سگ سار کو اور زیادہ
اشتیاق ہوا اور بعد اشتیاق جانب نے نواز چلے جب احمل فرنگ اور محمل سگ سار زیر شجر پہونچے وہان
دیکھا کہ جسقدر سوار اور پیدل ہین سب کے سب محو ہین اور ایک لڑکا نہایت حسین و خوبصورت لباس زرین بیش قیمت
پہنے ہوئے زیر درخت زمین پر بیٹھا ہی اور نے بجا رہا ہی احمل فرنگ اور محمل سگ سار مجمع سوار و پیدل مین آکر
نے نواز سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اے میان نے نواز فی الحقیقت کیا تم اچھی نے بجاتے ہو اور کیا خوب گاتے ہو
یہ بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا مجکو اہل جہان مطلوب نے نواز کہتے ہین اور مین بیٹا
طالب نے نواز کا ہون مجکو تو کچھ وقوف اور لیاقت نے بجانے اور گانے کی نہین ہی لیکن تم چونکہ قدردان ہو اسوجہ
سے تم میری تعریف کرتے ہو احمل فرنگ اور محمل سگ سار نے کہا کہ نہین تم فی الحقیقت خوب نے بجاتے ہو
تمھارا مثل و نظیر نہین ہی اگر تمھارا دل چاہے تو ہمارے خیمہ مین چلکے تھوڑی دیر بیٹھو اور نے بجاؤ نے نواز یعنے
خواجہ عمرو نے کہا کہ اب مین یہان سے جاؤنگا ابھی مجکو فرصت نہین ہی کہ تمھارے خیمہ مین چلون اور بیٹھون
یہ کہکے خواجہ اٹھے احمل فرنگ اور محمل سگ سار نے کہا کہ اگر تم ہمارے خیمہ مین نہین چلتے تو یہین تھوڑی
دیر بیٹھو اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ ہم تمھاری نے کی آواز سنکے یہان آئے ہین اگر تم گاؤ گے تو ہم تم کو انعام
کثیر دینگے خواجہ عمرو تو یہ چاہتے ہی تھے بختک کے بھائیون سے کہنے لگے کہ اگر تم میری نے کے
سننے کے نہایت مشتاق ہو تو خیر بیٹھ جاؤ مین نے بجاتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو پھر بیٹھ گئے اور بھائے بختک
کے بھی جواہر نگار کرسیون پر بیٹھے خواجہ عمرو نے نے مین یہ غزل بہ الحان داؤدی گانا شروع کی غزل

کیون دہان زخم پر ظالم ہی قاتل نور کا
رہ گیا منصور کی گردن پہ خون منصور کا
ساقیا مست ازل ہون کیا کرون سکر شراب
کیا ہی مین جلتا ہون نام آتا ہی جب کافور کا
ہی امید وصل یاس اور نامرادی دور دور
اور ہی دم بھر مین بکھیڑا عاشق رنجور کا
مر کے بھی برہم مزاجون سے نہ ہوگا ربط کم
تیرہ بختی نے لیا دامن شب دیجور کا
کون ہی مہمان مرے گھر مین کہ فیض جود سے
جانتا ہون بار اٹھانا کام ہی مزدور کا
تم جو مثل قیس غم تجھ تیرہ قسمت کا کرو
دل غنی کا ہون مین ارمان ہون مقدور کا
پانون چھل چھلکر لہو بہتا ہی ہر دم قید مین
کاسۂ سر کو بنایا مین کاسہ گر تنبور کا

کیا زبان تیغ نے چاٹا ہی پتھر طور کا
اس طرح دنیا سے آیا گور تک مر کے یہین
خالی دل پہلو مین شیشہ ہی جیسے انگور کا
عالم اسباب تک ہی زینت اسباب حسن
دل مرا گھر ہی خیال شاہد مستور کا
دن کو بھی ظلمت سیہ خانہ کی کچھ کم نہین
استخوان اپنا بنے گا شانہ زلف حور کا
بیگنہ ہون بھی دیکھا او ظالم کہ میرے حال پر
روزن دیوار تر عالم ہی چشم حور کا
بے فتیلہ جل رہا ہی کچھ دھوان اٹھتا نہین
خیمۂ لیلے بنے دامن شب دیجور کا
عاشقی مین دونون یکسان ہین حقیقت آشنا ہی وقت
دیدۂ زنجیر اپنا دیدہ ہی ناسور کا
اک ہجر پر نور ای تسلیم ہی پیش نظر

حشر مین بھی کشتگان عشق کی پرسش نہین
جیسے منزل پر تھکا ماندا مسافر دور کا
یاد آتی ہی بتون کی سرد مہری مر کے بھی
پاک ہی آرائش شانہ سے گیسو حور کا
اسقدر گھبراتے ہو کیون ٹھہرو مر جاؤنگے تو جاؤ
ہو رہی ہی چاندنی دامن شب دیجور کا
ہائے رے ہمدرد ہی الفت کہ جب جاری لگی
خون بھر لایا ہی دیدہ جوہر سیا طور کا
اسقدر نازک مزاجی نے تجھے کھینچا ہی دور
طور ہی میرے چراغ دل مین شمع طور کا
کیون جوشی نیستی ہی تجھپہ یکسی وتی ہی کیون
مین بتون کا شیفتہ دیوانہ زاہد حور کا
وہ خموشی آشنا ہون دے نہ محشر تک صدا
آنکھ کا ڈورا نہین رشتہ ہی شمع طور کا

جب یہ غزل خواجہ عمرو نے گاکر تمام کی بھائے بختک سنکے نہایت خوش ہوئے اور نے نواز کو زر کثیر انعام دیا

بعد دینے انعام کے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے ذی نواز سے پوچھا کہ یہان سے کعبہ کتنی دور ہے ذی نواز نے کہا کعبہ کے جانے کے دو رستے ہین اگر دست راست سے جاؤ گے تو چار کوس ہے اور اگر دست چپ کی جانب جاؤ تو آٹھ کوس کا فاصلہ ہے بختک کے بھانجون نے کہا اے مطلوب ذی نواز اگر تم ہم کو آج کعبہ مین پہونچا دو ہمارے ساتھ چلو تو ہم تم کو اور بھی روپیہ دینگے مطلوب ذی نواز نے کہا اگر تم کو یہ منظور ہے کہ آج ہی کعبہ مین پہونچ جاؤ تو تم ابھی میرے ساتھ یہان سے کوچ کرو مین تم کو ایسا جلد پہونچا دون کہ تم بھی یاد کرو بھانجے بختک نے یہ گفتگو مطلوب ذی نواز کی سُنکے نہایت خوش ہوے اور مردمان لشکر کو حکم دیا کہ جلد یہان سے سامان کوچ کرین جسوقت لشکر مین نقارہ سفر پر چوب پڑی ہر ایک سوار اور پیدل نے واسطے سفر کے جلد تر کمر باندھی جب کل لشکر آمادہ سفر ہو چکا اُسوقت احمل فرنگ اور محمل سنگ سار مطلوب ذی نواز کو راہ لیکے مع فوج کثیر چلے تھوڑی دور جا کر ایک دوراہے پر پہونچے بختک کے بھانجون نے کہا اے مطلوب ذی نواز اب تم بتاؤ کس طرف سے چلین تاکہ کعبہ جلد پہونچین خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ ان دونون حرامزادون کو ایسی طرف لیچلو کہ یہ نہایت پریشان ہون یہ خیال کر کے خواجہ نے کہا اسطرف سے چلنا چاہیے کہ یہ راہ نہایت نزدیک کی ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار اسی طرف چلے تھوڑی دور خواجہ عمرو اُنکے ہمراہ جا کر اور سب کو صحرائے ریگستان مین چھوڑ کر آپ چل دیے اور وہان سے خدمت حمزۂ صاحبقران مین آئے اور تمام کیفیت بیان کی امیر با توقیر خواجہ عمرو کی شرارت پر بہت ہنسے اُدھر بھانجے بختک کے مع مردمان لشکر ریگستان مین دو روز تک نہایت پریشان اور تباہ رہے تیسرے روز جب انکو کسی سے معلوم ہوا کہ یہ راہ کعبہ کی نہین ہے اُسوقت احمل فرنگ اور محمل سنگ سار ریگستان سے پلٹے اور پھر اُسی دوراہے پر آ کر کعبہ کی جانب چلے اور بعد قطع راہ خدمت حمزۂ صاحبقران مین پہونچے اور نامہ نوشیروان کا دیا حمزۂ صاحبقران نے نامہ نوشیروان کو پڑھا اس نامہ کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ اے پسر عرضی تمھاری ہم کو بدست ابو سہاب خرقہ پوش پہونچی مضمون عرضی سے بخوبی آگاہی ہو گئی ہم نے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کو مع لشکر بھیجا ہے تم کو لازم ہے کہ تخت و تاج ہمارا نامبردگان کے حوالہ کر دو اور انھین کے ہمراہ تم بھی ہمارے پاس آؤ کہ ہم تمھارے دیکھنے کے نہایت مشتاق ہین جسوقت حمزۂ صاحبقران مضمون مندرجہ نامہ سے بخوبی واقف اور آگاہ ہوئے بخیال اسکے کہ میرے لینے کو بختک کے بھانجون کو بھیجا ہے چین بجبین ہو کر خاموش ہو رہے لیکن خواجہ عمرو کو بلا کر فرمایا کہ اے خواجہ احمل فرنگ اور محمل سنگ سار ہر چند کہ بدکردار ناہنجار ہین لیکن اب یہ ہمارے مہمان ہین انکی ضیافت کرنا چاہیے لہذا تم انکی ضیافت کرو اور انکو کھانا کھلاؤ خواجہ عمرو نے بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران بختک کے بھانجون کی ضیافت کی اور سامان کیا اور بہنگام تناول طعام احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کے روبرو دستر خوان بچھوا کر دو خوان مع خوان پوش رکھوا دیے بختک کے بھانجے یہ سمجھے کہ ان خوانون مین انواع و اقسام کے طعام ہونگے مگر جسوقت خوانپوش اُٹھا کر دیکھا تو ایک خوان مین تو چھوٹا سا گدھے کا بچہ ٹھٹھرا ہوا اور دوسرے خوان مین ایک بچہ کتے کا مرا ہوا رکھا تھا احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے گدھے اور کتے مرے ہوئے بچے کو دیکھکر خوانپوش ڈھنک دیے اور طرف خواجہ عمرو کے غیظ سے دیکھا خواجہ عمرو نے کہا یہ غذائے لطیف کہ محض تمھارے واسطے تیار ہوئی تھی تم نے کیون نہ کھائی یہ غذا تو نہایت لذیذ خاص تمھارے ہی لیے پکوائی گئی تھی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے

برہم ہوکر کہا کہ ای خواجہ عمرو کیا تمھارے میان دعوت اور ضیافت مہمانون کی اسی طرح کرتے ہین جسطرح تم نے
ہماری دعوت و مہمانی کی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ تم ایسی ہی دعوت کے لائق تھے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار
اول تو پہلے ہی سے غصہ مین تھے یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے اب اور زیادہ رنجیدہ ہوئے اور فوراً اٹھکر باہر آئے اور
سرداران لشکر سے کہا کہ جلد آمادہ سفر ہو اسی وقت جانب مداین یہان سے کوچ کرو سرداران لشکر نے بموجب کہنے
کے سامان سفر کیا اور جلد ترکمرین باندھکر اسلحہ تن پر آراستہ کرکے گھوڑون پر سوار ہوئے اور پیدل بھی چلنے پر تیار
ہوئے بھانجے بختک کے بھی گھوڑون پر سوار ہوئے اور ایسے کبیدہ خاطر اور غضبناک ہوکر جانب مداین روانہ ہوئے
کہ تاج و تخت نوشیروان کا بھی نہ لیا جسوقت حمزہ صاحبقران کو بختک کے بھانجون کے خفا ہوکر جانے
کی کیفیت معلوم ہوئی فوراً خواجہ عمرو کو طلب کیا خواجہ عمرو جب روبروے حمزہ صاحبقران حاضر ہوئے
اسوقت امیر با توقیر نے پوچھا کیون ای خواجہ عمرو مین نے تم سے اسی طرح کی دعوت و ضیافت کرنے کو کہا تھا جس
طرح تم نے بختک کے بھانجون کی دعوت کی آخر وہ ناراض ہوکر چلے گئے خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران
آپ خوب جانتے ہین کہ انسان کی دعوت و ضیافت موافق عزت و لیاقت کے ہوتی ہے کوئی شخص کسی کی خلاف رتبہ
و مرتبہ ضیافت نہین کرتا ہے چونکہ آپ نے مجھ سے دعوت احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کے فرمایا تھا مین نے بھی انکی
ضیافت اور دعوت موافق انکی قدر و منزلت کے کی اس سے زیادہ انکی لیاقت نہ تھی اگر وہ کھانا نہ کھائین اور ناراض
ہوکر چلے جائین تو آپ ہی فرمایئے مجھ بیچارے کی کیا خطا ہے حمزہ صاحبقران و سرداران ذوی وقار خواجہ کی اس
تقریر پر نہایت ہنسے غرض یہان تو بعد جانے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کے حمزہ صاحبقران و سرداران
نامدار خواجہ عمرو کی باتون پر ہنس رہے تھے لیکن اب حال احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کا تحریر کیا جاتا ہے کہ
جب بھانجے بختک کے بعد قطع منازل ملک مداین مین پہونچے نوشیروان کو خبر ہوئی کہ بھانجے بختک کے
آتے ہین جب احمل فرنگ اور محمل سنگ سار دار الامارۂ شاہی پر پہونچے گھوڑون سے اترکے دربار نوشیروان
مین گئے دعاے و ثناے شاہی بجالائے نوشیروان نے پوچھا ہم نے تم کو جس کام کے واسطے روانہ کیا تھا وہ کام بھی
تم نے انجام کو پہونچایا یا نہین بختک کے بھانجون نے سر دربار تمام و کمال اپنی ضیافت و دعوت کا حال اور ناراضی کا سبب
بیان کیا اور عرض کیا خداوند ہم اسی وجہ اور کثرت ملال سے ایک دم نہین ٹھہرے اور حضور کا تخت و تاج بھی نہین لائے
اور حمزہ آپکے پسر خواندہ کو اپنے ہمراہ نہین لائے خود رنجیدہ و ملول ہوکر چلے آئے جسوقت تمام حال اہل دربار نے احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار کی زبانی سنا سب کے سب منھ پھیرکر نوشیروان کی طرف مسکرانے لگے اور نوشیروان بھی
خواجہ عمرو کا حال شرارت سنکے بے اختیار ہنسنے لگا مگر بختک کو اپنے بھانجون کے ذلیل ہونے سے کمال صدمہ ہوا اور
اپنے بھانجون کے قریب جاکر انسے آہستہ کہنے لگا کہ تم کچھ رنج و ملال نہ کرو مگر دل مین خیال کرنے لگا کہ عمرو نے میرے
بھانجون کو ذلیل کیا ہے اسکا عوض اس سے ایسا لونگا کہ وہ بھی یاد کریگا خیر اگر عمرو سے بدلہ نہ لیا تو اپنا نام بختک نہ رکھا یہ
خیال کرکے بختک تو سرنگون ہوکر دربار مین اسوقت بیٹھا رہا اور بھانجے بختک کے اپنے گھر چلے گئے نوشیروان
نے بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر آئے اور بیٹھے اسوقت نوشیروان نے بزرجمہر سے تمام و کمال حال
بختک کے بھانجون کے جانے کا اور عمرو کی شرارت کا بیان کیا بعد اسکے نوشیروان نے پوچھا اب
کس کو جانب کعبہ روانہ کیا جائے تاکہ وہ تاج و تخت میرا لے آئے بزرجمہر نے کہا آپ میرے لڑکے کو روانہ
فرمایئن یقین ہے کہ وہ تاج و تخت حضور کا لے آئے نوشیروان نے کہا اچھا اپنے فرزند کو روانہ کیجیے

بزرجمہر نوشیروان سے یہ سنکے اپنے مکان میں آئے اور اپنے فرزند خواجہ امید کو اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھ دیا اور بارگاہ دانیالی دی اور فرمایا کہ اے فرزند یہ رقعہ اور یہ بارگاہ حمزہ صاحبقران کو جا کر دے دینا اور ہماری طرف سے بہت بہت دعا کہنا اور حمزہ صاحبقران کو مع تاج و تخت نوشیروان کے اپنے ہمراہ لے آنا یہ فرما کر اپنے فرزند کو مع فوج شاہی جانب کعبہ روانہ کیا خواجہ امید بعد قطع راہ جب قریب کعبہ پہونچے حمزہ صاحبقران کو خبر ہوئی کہ خواجہ امید پسر خواجہ بزرجمہر آئے ہیں حمزہ صاحبقران نے چند سرداران ذی وقار کو واسطے انکے استقبال کے روانہ کیا سرداران نامدار گئے اور خواجہ امید کو بصد عزت و حرمت حمزہ صاحبقران کے پاس لے آئے حمزہ صاحبقران نے انکو بعد توقیر اپنے قریب بٹھایا اور کیفیت مزاج بزرجمہر پوچھی خواجہ امید نے کہا کہ الحمد للہ والمنۃ صحت و عافیت سے ہیں پھر حمزہ صاحبقران نے انکی مزاج پرسی کر کے فرمایا کہ آپ کا آنا یہاں کیونکر سے ہوا فرزند بزرجمہر نے وہ رقعہ دیا اور بارگاہ دانیالی بھی کہ جو کاغذی تھی اور خاصیت اس بارگاہ کی یہ تھی کہ جسقدر آدمی اس بارگاہ میں آئیں بخوبی بیٹھیں حمزہ صاحبقران کو دے کر کہا کہ اس رقعہ سے آپ کو ہمارے آنے کا حال ظاہر ہو جائے گا حمزہ صاحبقران نے بعد پڑھنے رقعہ خواجہ بزرجمہر کے بارگاہ دانیالی کو دیکھا اور اسکو برپا کرایا خواجہ عمرو نے جو اسکو دیکھا نہایت پسند کر کے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ اس بارگاہ کو مجھے دے دیں کیونکہ یہ بارگاہ کاغذی ہے آپ کے پاس تو بارگاہ ہشتامی وغیرہ بارگاہیں ہیں اس بارگاہ کو لے کر آپ کیا کیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ عمرو اچھا تمہیں یہ بارگاہ دے دی لے جاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا بالفعل آپ اس بارگاہ کو اپنے ہی پاس رہنے دیں جسوقت میرا دل چاہے گا میں آپ سے لے لونگا اور اپنے پاس رکھونگا حمزہ صاحبقران گفتگوئے خواجہ عمرو سنکے خاموش ہو رہے بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ امید کی بعنوان شایستہ دعوت و ضیافت کرو اور بصد عزت و حرمت انکی مہمانی کرو کیونکہ یہ بیٹے بزرجمہر کے ہیں خواجہ عمرو نے عرض کیا انشاء اللہ تعالے جس طرح آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے خواجہ امید کی دعوت اور ضیافت کا بعنوان شایستہ سامان کیا اور انواع و اقسام کے طعام ہائے لذیذ و خوش ذائقہ پکوائے اور بعنوان شایستہ دعوت اور مہمانی کی الغرض کئی دن برابر خواجہ امید کی حمزہ صاحبقران نے دعوت اور ضیافت کی ایک روز خواجہ امید نے امیر با توقیر سے کہا کہ اب ہم کو رخصت کیجیے اور تخت و تاج نوشیروان ہمارے حوالے کیجیے اور آپ بھی ہمارے ہمراہ چلیے کیونکہ نوشیروان آپ کے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا آپ تخت و تاج نوشیروان کا لے کر تشریف لے چلیں میں بھی بہت جلد مدائن کی طرف روانہ ہونگا خواجہ امید حمزہ صاحبقران سے یہ سنکے اور تخت و تاج نوشیروان لے کے رخصت ہوئے حمزہ صاحبقران نے چند تحائف واسطے بزرجمہر اور خواجہ امید کے ہمراہ خواجہ امید کر دیے اور دو عرضیاں بھی دیں اور فرمایا کہ ایک عرضی نوشیروان کو دے دینا اور دوسری عرضی اپنے والد ماجد کو دینا نوشیروان کو جو عرضی لکھی تھی اسکا مضمون یہ تھا کہ خواجہ امید آئے تخت و تاج حضور کا ان کے حوالے کر دیا گیا قبل اسکے اس خاکسار کو بوجہ کمال آرزوئے قدمبوسی حضور تھی لیکن عتاب حضور کے نہ ہو سکتا تھا اب جو حضور نے یاد فرمایا ہے انشاء اللہ تعالے جلد تر حاضر خدمت ہو کر مشرف قدمبوسی حضور حاصل

کرتا ہون اور اسی طرح عرضی بزرجمہر کو بھی لکھی تھی غرض تحائف اور عرضیان دے کر رخصت کیا خواجہ امید
کعبہ سے جانب مداین بعد شوکت تاج و تخت نوشیروان کا لیکر روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ مداین مین
پہونچے اور دربار نوشیروان مین حاضر ہوکر عرضی حمزۂ صاحبقران نوشیروان کو دی نوشیروان عرضی
حمزۂ صاحبقران پڑھوا کر اور سُنکے خوش ہوا اور اہل دربار سے کہنے لگا کہ حمزۂ پسر خواندہ میرا نہایت سعادتمند
اور لائیق ہی اور تخت و تاج جو خواجہ امید لائے تھے نوشیروان نے لے لیا اور خواجہ امید سے نہایت خوش
ہوکر خلعت فاخرہ دیا خواجہ امید خلعت پہن کے اپنے گھر آئے اور دوسری عرضی جو حمزۂ صاحبقران نے دی
تھی وہ اپنے والد کو دی اور حمزۂ صاحبقران کی خاطر و مدارات کرنے اور دعوت و ضیافت کرنے اور خوش خلقی سے
پیش آنے کی بدرجۂ کمال تعریف کی اور وہ تحائف بھی اپنے والد کے پیشکش کیے بزرجمہر عرضی کو پڑھکے اور تحائف کو
دیکھکر بہت خوش ہوئے اور حمزۂ صاحبقران کی ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ اب نوشیروان تو انتظار حمزۂ
صاحبقران کر رہا ہی لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران تحریر کیا جاتا ہی کہ بعد روانہ ہونے خواجہ امید کے ایک روز
حمزۂ صاحبقران عادیہ بانو کی خدمت مین گئے اور بعد تسلیم کے عرض کیا مین آپ سے رخصت ہونے کے
واسطے حاضر ہوا ہون کیونکہ مجکو اب نوشیروان نے بلایا ہی عادیہ بانو نے حمزۂ صاحبقران کو اپنے سینے سے
لگایا اور پیار کر کے کہا کہ ای فرزند دلبند شکر ہی خدا کا کہ مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین مسلمان کیا
اور مین تم کو دودھ پلانے کو آئی اور فضل خدا سے اب تم اتنے بڑے ہوئے اکثر سرکشون کو تم نے زیر کیا ہزارہا کافرون
کو مسلمان کیا لیکن افسوس ہی کہ تم نے میرے فرزندون کو خصوصاً میرے فرزند عادی کو کہ پہلوانان زبردست ہی
اُسکو مسلمان نہ کیا اور حق تم نے میرے دودھ پلانے کا اتنا بھی ادا نہ کیا ای فرزند مجکو تم سے یہ امید نہ تھی حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا ای مادر مہربان آپ مجھ سے ناراض نہون اب مین مداین اُسوقت جاؤنگا جب آپ کے فرزندون کو
مسلمان کرونگا آپ اطمینان تمام رکھین اگر چاہا خداوند عالم نے تو مین آپ کے سب فرزندون کو مسلمان
کر کے انکو آپ کی خدمت عالی مین لے آؤنگا عادیہ بانو یہ گفتگو سے حمزۂ صاحبقران سُنکے نہایت خوش
ہوئین اور بکثرت الفت جوش محبت سے حمزۂ صاحبقران کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور بلائین
لین اور کہا ای فرزند اگر تم اپنے بھائیون کو مسلمان کر کے قلعہ تنگ رواحل سے میرے پاس لے آؤگے تو مین تم سے ور
زیادہ خوش ہونگی اور میری آرزو اور تمنا سے دلی بر آئیگی حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا انشاء اللہ مین اپنے
بھائیون کے مسلمان کرنے مین جہانتک ہوسکے گا کوشش اور سعی کرونگا یہ کہکے حمزۂ صاحبقران وہان
سے اپنے لشکر مین آئے اور خواجہ عمرو سے تمام حال بیان کیا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران
بسم اللہ اب جانب قلعہ تنگ رواحل تشریف لے چلیے انشاء اللہ تعالے کامیاب ہوجیے گا یہ سُن کے
حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تمام و کمال تسلیح ہو بمجرد حکم جملہ سوار اور پیدل مسلح ہوئے
ہر ایک رسالے اور پلٹنون مین باجے جنگی بجے ہر ایک سرداران ذی وقار نے بھی بعد پہننے زرہ
کے ہتھیار لگائے اٹالا بارگاہ ہشامی وغیرہ کا جانب قلعہ تنگ رواحل ہمراہ کر تیت سیر گردان
کے روانہ کیا بعد روانہ کرنے کر تیت سیر گردان کے حمزۂ صاحبقران اپنے والد ماجد سے رخصت
ہوکر مع فوج و لشکر بمدد کردگار طرف قلعہ رواحل روانہ ہوئے جب حمزۂ صاحبقران قریب قلعہ
تنگ رواحل پہونچے اور ایک مقام پر فروکش ہوئے قاسم عیار نے حمزۂ صاحبقران کے لشکر

ظفر اثر کو دیکھ کے اکثر مردان فوج سے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے اور کہان جائے گا مردان لشکر نے کہا کہ یہ فوج ظفر موج حمزہ صاحبقران کی ہے اور حمزہ صاحبقران پہلوانان عادی سے مقابلہ کرنے جاتے ہین اور قصد ہے کہ پہلوانان مذکور زیر کر کے مسلمان کرین قاسم عیار یہ حال سنکے جانب قلعہ روانہ ہوا اور خدمت پہلوانان عادی مین پہونچکر حمزہ صاحبقران کے ارادے سے پہلوان عادی کو آگاہ کیا پہلوان عادی کہ شاہزادہ حاکم قلعہ تنگ رواحل کا ہے اور اب خود حکومت کرتا ہے قاسم عیار سے حال سنکے تبسم ہوا اور کہنے لگا کہ مین نے کبھی نوشیروان کی تو اطاعت کی نہین حمزہ کیا ہے کہ مجکو اپنا مطیع کریگا اور مسلمان کرے گا اسکی بھی یہ طاقت اور مجال ہے کہ مجھ سے مقابلہ کر سکے مین نے بڑے بڑے پہلوان قوی ہیکل اور زور آوران روے زمین کو قتل کیا ہے اور لشکرون کو بھگا دیا ہے سرکشان دہر میرے نام سے تھراتے ہین اور دلاوران جہان میرا نام سنکے کانپتے ہین فیل دمان کو مین ایک پشہ خیال کرتا ہون اور شیر نر کو ایک صحرائی کتا یا ایک آہوے دشتی تصور کرتا ہون انسان کی تو کیا مجال ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرے اگر دیو بھی مجھ سے آمادہ جنگ ہو تو اس کو بھی ایک ضرب تخت شدادی سے ہلاک کرون اور اگر کوئی دیو قوی ہیکل دراز قامت مجھ سے کشتی لڑے تو ایک چشم زدن مین اسکو اٹھا کر اس طرح زمین پر ٹپکون کہ پیوند خاک ہو جاوے اور جملہ استخوان اسکے چور چور ہو جائین مثل کرتمیت سپہر گردان اور سیف ذوالیدین اور نعمان بن منظر وغیرہ کی ہون کہ حمزہ مجکو بھی کشتی مین زیر کرے گا اور مسلمان کرے گا مین وہ ہون کہ میرا مقابلہ حمزہ کو مجھ سے اپنی جان کا بچانا دشوار ہوگا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو چلا جائے مجھ سے مقابلہ نکرے ورنہ ہلاک ہوگا مجکو حمزہ پر ترس آتا ہے کیونکہ میری مادر نے حمزہ کو دودھ پلایا ہے اسوجہ سے میرا بھائی بھی ہوتا ہے اگر حمزہ مجھ سے مقابلہ کرے گا تو ضرور میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا میری مان کو حمزہ کے ہلاک ہونے کا صدمہ ہوگا ہرچند کہ اب مجکو اپنی مادر سے کچھ کام نہین ہے کیونکہ اسنے دین اسلام قبول کرلیا ہے لیکن پھر بھی میری مان ہے اسکا ملال مجکو گوارا نہین کیونکہ اسکو حمزہ کے قتل ہونے کا صدمہ از حد ہوگا پس کوئی دوست حمزہ کا سمجھا کر اگر حمزہ کو یہان سے لے جائے تو مناسب بہت ہے پہلوان عادی تو شراب کے نشہ مین تخت حکومت پر بیٹھا ہوا واہیات اور مہملات کلمات زبان پر جاری کررہا ہے دربار مین چہل بھائی اسکے کہ وہ بھی سب نہایت ہی زور آور دلاور ہین دنگلون پر مثل شیرون کے بیٹھے ہین علاوہ انکے اور بہت سے پہلوان قوی الجثہ بیٹھے ہین دربار آراستہ ہے امرا و زرا حاضر ہین لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے کہ امیر با توقیر نے بعد فروکش ہونے قریب قلعہ تنگ رواحل کے یہ نامہ اپنے بھائی پہلوان عادی کو لکھا کہ اے برادر بہادر دلاور فہمیدہ و عاقل حاکم قلعہ تنگ رواحل بعد مسرت عیش و شادی پہلوان عادی تم کو معلوم ہو کہ تمھاری والدہ نے تو مدت ہوئی دین اسلام قبول کیا لیکن اے برادر تم نے ابھی تک لات و منات کی پرستش سے اجتناب اور احتراز نہین کیا اب تم کو لازم ہے کہ لات و منات کی پرستش سے باز آؤ اور کلمہ طیبہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو میرے ہمراہ اپنی والدہ کی خدمت مین چلو کہ وہ تمھارے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہے فقط زیادہ کیا لکھا جائے جسوقت حمزہ صاحبقران نامہ لکھ کے ملفوف کرچکے اسوقت خواجہ عمرو کو بلا کر فرمایا کہ اے خواجہ یہ نامہ قلعہ تنگ رواحل مین جاکر پہلوان عادی کو دے آؤ اور جواب اس کا لے آؤ خواجہ عمرو نامہ لے کر روانہ ہوئے

جب در قلعہ پر پہونچے خواجہ کو دربانوں نے روکا خواجہ عمرو نے کہا تم جاکر پہلوان عادی سے میرے آنے کی اطلاع کرو دربانوں
نے جب اطلاع دی پہلوان عادی نے حکم دیا کہ نامہ بر کو ہمارے دربار میں لے آؤ بموجب حکم ملازمان پہلوان عادی
خواجہ عمرو کو دربار میں لے آئے جسوقت خواجہ عمرو دربار میں پہلوان عادی حاکم قلعہ تنگ رواحل کے پہونچے دیکھا کہ
پہلوان عادی کہ قد و قامت میں مثل دیو طویل القامت ہے بیٹھا ہے چہرے سے رعب و دبدبہ آشکارا ہے دربار میں صدہا
پہلوانان نامی ونگلون پر بیٹھے ہیں امراو راجہ بھی حاضر دربار ہیں غرض خواجہ عمرو نے بعد دیکھنے پہلوان عادی کے اور اہل دربار
کے نامہ حمزہ صاحبقران کا دیا پہلوان عادی نے نامہ لیکر خواجہ سے اشارہ بیٹھنے کا کیا خواجہ عمرو ایک چوبی
کرسی پر بیٹھ گئے جسوقت پہلوان عادی نے نامہ پڑھوا کر سنا اسوقت نہایت برہم ہوکے حکم دیا کہ اس نامہ کی پشت
پر لکھوا دیا جائے کہ ہم کو اطاعت تمہاری منظور نہیں ہے اور مسلمان ہونا بھی کسی طرح قبول نہیں ہے اگر تم کو دعوی دلیری
ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو ورنہ جانب کعبہ چلے جاؤ پہلوان عادی نے یہ عبارت نامہ کی پشت پر لکھوا کر خواجہ عمرو کے حوالے
کیا اور رخصت کیا خواجہ وہی نامہ جسپر پہلوان عادی نے جواب لکھوا دیا تھا لیکر دربار پہلوان عادی سے خدمت
حمزہ صاحبقران میں آئے اور وہ نامہ دیا حمزہ صاحبقران جواب نامہ پڑھکر خاموش ہو رہے اسطرف پہلوان عادی
نے بعد رخصت خواجہ عمرو کے حکم دیا کہ طبل جنگ بیدرنگ بجایا جائے صبح کو میدان جنگ میں حمزہ سے مقابلہ کرکے
دلاوری حمزہ مجکو دیکھنا ہے غرض بموجب حکم پہلوان عادی طبل جنگی پر چوب پڑی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی
جسوقت حمزہ صاحبقران نے آواز طبل جنگ سنی فوراً حکم کیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی
طبل رزمی بجایا جائے بمجرد حکم حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو نے طبل رزمی پر چوب لگائی آواز طبل جنگی تا آسمان
بلند ہوئی زمین تھرائی دونوں جانب صدائے طبل جنگ سنکے سامان جنگ ہونے لگا ہر ایک بہادر اپنی تیغ پر
صیقل کرنے لگا کوئی جری اپنے اسلحہ کو درست کرنے لگا تیراندازوں نے تیرونکو اپنے ترکشوں میں بھر کمانوں کو
درست اور ملبس کیا غرض ہر ایک بہادر آمادہ پیکار ہوا لڑنے اور مرنے پر تیار ہوا تمام شب دونوں طرف بخوبی
سامان جنگ ہوا جب شاہ انجم سپاہ با حال تباہ بخوف خسرو خاور پریشان و مضطر ہوکر قلعہ فلک میں پنہان ہوا اور
شاہ خاور خسرو ملک سحر مشرق سے بصد جاہ و جلال عیاں ہوا ظلمت شب یکسر دور ہوئی روشنی آفتاب سے زمین
پر نور ہوئی پہلوان عادی مسلح ہوکے مع اپنے چوالیس بھائیوں اور اسی ہزار سواران جرار کے قلعہ سے نکلا اور
میدان مصاف میں آکے صف آرا ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ پہلوان عادی تخار پرست اور صاحب قوت ہے کہ گیارہ
سو من کی تخت شمشادی باندھتا ہے اور یکصد اپنچ کا اسکا قد ہے اور نہایت قوی الجثہ اور قوی ہیکل ہے کہ روز ایک
اونٹ کے علاوہ طعام بیحد کے یخنی پیتا ہے لیکن پیٹ اچھی طرح اسکا نہیں بھرتا ہے ہمیشہ شکایت گرسنگی کی کیا کرتا ہے
باوجود اسکے کہ اغذیہ لطیف متواتر و متکاثر شب و روز کھاتا ہے مگر سیری اسکو حاصل نہیں ہوتی ہے کمر اسکی اسقدر
چوڑی ہے کہ پچاس گز کا پٹکا ایک پیچ میں باندھتا ہے شکم اسکا نقارہ کلان سے بہت بڑا ہے دست و پا اسکے
انتہا سے زیادہ موٹے اور دراز ہیں سر مانند ایک گنبد کے ہے قوت اسقدر ہے کہ بہنگام رہروی قدم اسکے زمین
میں دھنس جاتے ہیں راہ چلنا دشوار ہوتا ہے ہر ایک گھوڑا متحمل اسکے بار اٹھانے کا نہیں ہوتا ہے صورت اسکی
دیکھکر شیر کا زہرہ آب ہو جاتا ہے اور نعرہ سے اسکے فیل مست چیختا ہے اور بھاگ جاتا ہے انسان تو کیا دیو بھی اسکی
قوت کو نہیں پہونچ سکتا ہے ہر چند کہ صورت انسان ہے لیکن مثل دیو قوی الجثہ و طویل القامت ہے اکثر پہلوانان
جہان اس سے ڈرتے ہیں اور اکثر بہادران عالم اس سے خائف ہیں اب جو مسلح ہوکر میدان رزم میں آیا ہے۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو خونخوار سلاسل میں گرفتار ہے سر پر ایسا بڑا خود رکھے ہے کہ گنبد بالائے گنبد معلوم ہوتا ہے
آنکھیں نشہ شراب سے سُرخ ہیں دہن میں غیظ سے کف ہے چہرے سے وہ رعب ظاہر ہے کہ ہر ایک جری خوف
سے اسکے چہرے کو دیکھ نہیں سکتا ہے الحاصل پہلوان عادی میدان رزم میں آکر ٹھہرا اور انتظار حمزۂ صاحبقران کرنے
لگا اس طرف امیر با توقیر نے بھی اسلحہ حضرت ابراہیم علیہ السلام زیب تن کیے اور بارگاہ ہشامی سے برآمد ہو کر حکم
کیا کہ جلد تر مردان لشکر مسلح ہوں بموجب حکم حمزۂ صاحبقران جملہ بہادر و جرار پیدل اور سوار مسلح ہوئے سرداران
ذی وقار بھی مسلح ہو کر حاضر خدمت حمزۂ صاحبقران ہوئے اور بعد تسلیم عرض کیا حضور اب آپ سوار ہوں سب
فروش اور جان نثار مسلح اور آمادۂ پیکار ہیں حمزۂ صاحبقران یہ گفتگوئے سرداران سُنکے مرکب خنگ سیہ قیطاس
پر سوار ہوئے علمداران لشکر نے علموں کو جلوہ دیا ہر رسالے اور پلٹن میں باجے جنگی بجے امیر با توقیر نے مرکب
اپنا آگے بڑھایا سرداروں نے عقب حمزۂ صاحبقران سواروں اور پیدلوں کے پرے باندھکر جانب رزمگاہ
آتے ہی گھوڑے بڑھائے اور باہم سرداران شجاعت کرتے ہوئے چلے اُسوقت مردمان لشکر پہلوان عادی
نے دیکھا کہ ایک فوج دریا موج اور ایک لشکر ظفر اثر چلا آتا ہے لشکر میں ہر ایک بہادر چیدۂ آفاق ہے اور ہر ایک
دلاور بے مثل یکتائے روزگار ہے اُسوقت رشک و حسد سے بعض بعض مردمان فوج پہلوان عادی یہ کہنے لگے
شعر ہے سطوت و رعب و جاہ و حشم * کہ ہے عزت شان کاؤس و جم * الحاصل جب حمزۂ صاحبقران بعد قطع راہ
میدان عرصہ مصاف میں پہونچے اُسوقت باشارہ حمزۂ صاحبقران میدان رزم کہ پست و بلند تھا ہموار ہوا
سقوں نے آبپاشی کی گرد و غبار اور خس و خاشاک یکسر میدان جنگ سے دور ہوا بعد اسکے دونوں طرف سے
کرکیت اور نقیب نکلے اور بہادروں کے دل بجوش الحانی اس طرح بڑھانے لگے کہ اے بہادرو آج سامنا
حریف کا ہے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ایک مقام گذرگاہ اور دار فنا ہے ایک روز سب کو تلخی مرگ کا مزا چکھنا ہے پس
لازم ہے کہ آج وہ کارزار میدان رزم میں کرو کہ صفحہ عالم پر یادگار رہے قدم آگے بڑھے کے پیچھے نہ ہٹے بھاگنا کام بہادران
عالم کا نہیں ہے دلاور وہی ہے کہ جو زخم نیزہ و شمشیر و تیر ہنگام دار و گیر کھائے اور بزدل وہ ہے کہ جو میدان مصاف سے بھاگ
جائے جسوقت کرکیت اور نقیبوں نے بہادروں اور دلاوروں کو اسطرح آمادۂ جنگ و جدال کیا بہادروں کے فرط
شجاعت سے چہرے سُرخ ہو گئے دلاوران نے شجاعت سے جھوم کے قبضہ ہائے تیغ و خنجر پر ہاتھ ڈالے اکثر دلاوروں
نے شوق زخم نیزہ و تیر میں سینے اپنے زرہ وغیرہ سے کھول دیے نامردوں اور بزدلوں کے خوف جنگ سے دست و پا
کانپنے لگے چہروں کے رنگ متغیر ہو گئے ہوش و حواس خمسہ درست نہ رہے سامان جنگ و جدال دیکھکر خیال کرنے لگے کہ ہم بھی
چار روپیہ کی نوکری سے باز آئے یہاں تلوار چلیگی ہزارہا آدمی قتل ہونگے میدان مصاف میں کشتوں کے انبار ہونگے
عرصہ تیرو خون دلیران سے رنگین ہو گا بلکہ جوئے خون بہادران اس میدان کارزار میں بہیگی سر ہائے جوانان لشکر جوئے
خون میں حباب سا نظر آتے ہونگے کسی کی تیغ تیز ہو گی اور کسی کا سر ہو گا کسی دلاور کے سینہ پر نیزہ لگیگا کوئی بہادر
تیر سے ہلاک ہو گا کوئی جوان خنجر آبدار سے بیقرار ہو گا جوانان مجروح زمین پر مانند مرغ نیم بسمل تڑپیں گے نالہ و فریاد
کی صدا بلند کرینگے بازار اجل اس میدان قتال میں سرگرم ہو گا ہم سے تو ایک لمحہ بھی یہاں ٹھہرا نہ جائیگا لڑنا
کیسا فقط خون دلیران دیکھکر ہم کو غش آجائیگا یقینا پامال سم اسپان ہو جائینگے سر ہمارے ٹھوکریں ہمدردوں
کی طرح بین کوئی ہمارے حال پر رونے والا بھی نہ ہو گا کفن کیسا قبر بھی میسر نہ ہو گی عیال و اطفال تباہ و برباد
ہو جائینگے خداوند عالم نے ہم کو عقل دی ہے ہم مثل اُن بیوقوفوں کے نہیں ہیں کہ بیکار لڑیں اور

قتل ہو جائیں اگر نوکری جاتی رہیگی تو بھیک مانگ کے اپنی اوقات بسر کرینگے یا مزدوری محنت کرینگے اپنے اہل و عیال
میں بہ صحت و عافیت رہیں گے بزدل تو یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ پہلوان عادی نے اپنے مرکب کو بشبہ غرور و
نخوت اور بہزار غیظ و غضب اپنے لشکر سے نکالا اور میدان رزم میں مثل فیل مست کے آکر چنگھاڑ دینے پکار کے کہنے لگا
کہ اے حمزہ کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو اور اگر تم کو کچھ دعویٰ دلاوری ہے تو تمہیں مجھ سے مقابلہ کرو جسوقت
پہلوان عادی نے میدان رزم میں آکر اس طرح کہا اسوقت کرتیت سپہ گردان اور نعمان وغیرہ سرداران عالی
وقار نے ارادہ مقابلہ کا کیا اور حمزہ صاحبقران سے طالب اذن جنگ ہوئے لیکن حمزہ صاحبقران نے کسی سردار
کو اجازت مقابلہ پہلوان عادی کی نہ دی اور خود سب سرداروں کو روک کے اُن سے رخصت ہو کے اپنے مرکب
خنگ سیہ قیطاس کو جانب پہلوان عادی جولان کیا اور اُسوقت لشکر حمزہ صاحبقران میں علمہائے لشکر
جلوہ گری پر آئے ہر رسالہ اور پلٹن میں باجے جنگی بجنے لگے جب حمزہ صاحبقران پہلوان عادی کے روبرو
پہونچے اور مقابل ہوئے اُسوقت پہلوان عادی نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اے حمزہ تم مجھ سے مقابلہ نکرو
اپنی جان اور طفلی پر رحم کرو یہاں سے کعبہ کی جانب چلے جاؤ مجکو تم پر اسوجہ سے رحم آتا ہے کہ تم نے میری ماں کا دودھ
پیا ہے اور میرے بھائی ہو اور میرے ہاتھ سے قتل ہو گے ورنہ مجکو تم پر کبھی رحم نہ آتا اور نہ میں تم کو سمجھاتا حمزہ صاحبقران
نے فرمایا اے برادر اگر تم کو اپنی زندگی منظور ہے اور میری برادری کا خیال ہے تو لات و منات کی پرستش سے باز آؤ
خداوند عالم کو سجدہ کرو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو پہلوان عادی یہ گفتگوے حمزہ صاحبقران سُنکے ازحد برہم ہوا اور اپنے
مرکب کو بڑھا کر حمزہ صاحبقران سے تگاور زن ہوا اسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سات قدم گھوڑا پہلوان عادی
کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہ صاحبقران کا پیچھے ہٹا جسوقت پہلوان عادی نے دیکھا کہ مرکب میرا
سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور گھوڑا حمزہ کا فقط ایک ہی قدم ہٹا اُسوقت پہلوان عادی کو اور زیادہ غصہ
آیا اور نیزہ اُٹھا کر سینۂ حمزہ صاحبقران کو تاک کے لگایا حمزہ صاحبقران نے فی الفور سنان نیزۂ پہلوان
عادی کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا بہ سبب لڑنے دو سنانوں کے شرر پیدا ہوئے پھر حمزہ صاحبقران نے نیزہ
سینۂ پہلوان عادی پر لگایا اُسنے بھی سنان نیزہ اپنے نیزے کی سنان پر روکی اسی طرح تا دیر جنگ نیزہ رہی
چونکہ صاحبقران کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم پروردگار تیراندازی اور نیزہ بازی تعلیم کی ہے اسوجہ سے
حمزہ صاحبقران نے ایک بند نیزہ کا باندھکر نیزہ دست پہلوان عادی سے نکال دیا برادران پہلوان
عادی وغیرہ نکل جانے نیزہ دست پہلوان عادی سے نہایت متحیر ہوے اور ازحد رنجیدہ ہوئے
اور سرداران حمزہ صاحبقران وغیرہ نہایت خوش ہوئے خصوصاً خواجہ عمرو نہایت مسرور ہوئے
غرض بوجہ نکال دینے نیزے کے پہلوان عادی کو بدرجۂ کمال غصہ آیا اور چہرہ کثرت غیظ و غضب سے
سُرخ ہو گیا آخر اُسی عالم غیظ میں لخت شدادی کو اُٹھا کر اور خبردار خبردار کہکے سر پر حمزہ صاحبقران
کے لگائی حمزہ صاحبقران نے روکنا مناسب نہ جان کر لخت شدادی کا وار خالی دیا اور گھوڑا
اپنا آگے بڑھا کر کمر پہلوان عادی میں ہاتھ ڈال کر چاہا کہ زین فرش سے اُٹھائیں لیکن پہلوان
عادی نے لخت شدادی کو چھوڑ کر ہاتھ اپنا بھی کمر بند فولادی حمزہ صاحبقران میں
ڈالا باہم زور ہونے لگا گھوڑا پہلوان عادی کا سینے کے بل بیٹھ گیا اور مرکب حمزہ
صاحبقران بھی ہانپنے لگا اُسوقت دونوں جانب سے دلاوروں نے بڑھکے کہا کہ گھوڑوں سے

اُنکے زور آزمائی کیجیے گھوڑے بیچارے ہلاک ہوجاینگے یہ سُنکے اول پہلوان عادی اپنے مرکب سے اُترا پھر
حمزہ صاحبقران گھوڑے سے اُترے اور مرکب خواجہ عمرو کے حوالے کرکے اور دامن گردان کے پہلوان
عادی سے کشتی لڑنے لگے باہم پیچ ہونے لگے مردمان ہردو لشکر بہ غور دیکھنے لگے سب خیام استادہ ہوگئے
فرش بچھ گیا مردمان ہردو لشکر بیٹھ گئے سرداران ذی وقار کرسیون پر بیٹھے اور کشتی دیکھنے لگے یہان تک کہ
ایک پہر برابر کشتی ہوئی اور کسی کی پشت آشنا زمین نہ ہوئی لیکن پہلوان عادی کی قوت مین دیکھنے
والون کو کمی معلوم ہونے لگی اور پہلوان عادی اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ حمزہ مین فیل مست
کی قوت ہے کسی طرح زیر نہین ہوتا مین حمزہ کو ایسا صاحب قوت وطاقت نہ جانتا تھا دیکھیے انجام اس کشتی
کا کیا ہوتا ہے یہ خیال کرکے پہلوان عادی نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ ای حمزہ اب مین زور آخری کرتا
ہون ہوشیار ہوجاؤ حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای برادر مین خبردار اور ہوشیار ہون تم اپنا حوصلہ
نکال لو یہ سُنکے پہلوان عادی نے اپنے سر کو سینۂ حمزہ صاحبقران سے ملاکر اور دونون ہاتھ
اپنے حمزہ صاحبقران کے شانون پر رکھ کے ایسا زور کیا اور اس درجہ حمزہ صاحبقران کو ریلا کہ
حمزہ صاحبقران تین قدم پیچھے ہٹ گئے آخر حمزہ صاحبقران نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا پھر پہلوان
عادی نے ہرچند زور کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش نہ کی آخر پہلوان عادی
تھک کر ہانپنے لگا سانس پھول گئی سراپا پسینے مین تر ہوگیا دست وپا مین قوت باقی نہ رہی اُسوقت
ناچار ہوکے ہاتھ اپنے حمزہ صاحبقران کے شانون سے اُٹھا لیے جب حمزہ صاحبقران نے فرمایا
کہ پہلوان عادی زور کرچکا اُسوقت حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای برادر اب تم ہوشیار ہوجاؤ
کہ مین زور کرتا ہون پہلوان عادی مین بخوبی ہوشیار ہون حمزہ صاحبقران نے سر اپنا سینۂ پہلوان
عادی سے ملاکر اسقدر زور کیا اور پہلوان عادی کو ریلا کہ پہلوان عادی دس قدم سے زیادہ
پیچھے ہٹ گیا اور ہرچند کہ اب مثل مُردے کے ہوگیا تھا اور جو کچھ قوت باقی ماندہ تھی وہ بھی باقی نہ رہی
تھی لیکن دس قدم سے زیادہ پیچھے ہٹ کے لنگر اس نے بھی اپنا زمین پر قائم کیا اُسوقت حمزہ صاحبقران
نے زنجیر کمر پہلوان عادی مین ہاتھ ڈالکر اور نعرۂ اللہ اکبر کرکے جو زمین سے اُٹھایا تو سر کی جانب سے اُٹھا لیا
لیکن پانون پہلوان عادی کے زمین سے نہ اُٹھے کیونکہ اول تو عادی طویل القامت تھا دوسرے
پہلوان عادی نے پانون اپنے زمین پر اڑا دیے تھے جب حمزہ صاحبقران نے عادی کو اُسکے
پانون کی جانب سے اُٹھایا سر عادی کا زمین سے بلند نہ ہوا آخر حمزہ صاحبقران ناچار ہوکر خیال
کرنے لگے کہ پہلوان عادی کو کیونکر اُٹھاؤن کیا تدبیر کرون خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کو متردد
ومتفکر دیکھکر عرض کیا کہ ای حمزہ صاحبقران اگر آپ پہلوان عادی کو ایک تدبیر سے اُٹھا لیجیے اور وہ
تدبیر مین آپ کو بتاؤن تو مجکو آپ کیا دیجیے گا صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ جلد بتاؤ وہ تدبیر کیا ہے
خواجہ نے عرض کیا آپ پہلوان عادی کے پیٹ اور بغل مین گدگدی کیجیے پہلوان عادی بوجہ
گدگدی کے سمٹ جائیگا آپ فوراً زمین سے اُٹھا لیجیے گا حمزہ صاحبقران نے بموجب کہنے
خواجہ عمرو کے گدگدی کی جب پہلوان عادی سمٹ گیا فی الفور حمزہ صاحبقران نے
پہلوان عادی کو زمین سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چونکہ حمزہ صاحبقران تو

ہلاک کرنا پہلوان عادی کا منظور نہ تھا اسوجہ سے حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو زمین پر نہین
پٹکا اور آہستہ زمین پر رکھکر پہلوان عادی سے پوچھا کہ ای برادر کہو اب دین اسلام کے قبول کرنے مین کیا
کہتے ہو پہلوان عادی نے کہا کہ مین ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا اُسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا
کہ ای خواجہ پہلوان عادی کو سلاسل مین گرفتار کرو مین پہلوان عادی کو پکڑے ہون خواجہ عمرو نے بموجب
حکم حمزہ صاحبقران پہلوان عادی کو سلاسل مین گرفتار کیا اُسوقت برادران پہلوان عادی اور لشکریان
پہلوان عادی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ پہلوان عادی کو گرفتار نہ ہونے دین اور حمزہ صاحبقران سے مقابلہ
کرین غرض بعد گرفتار کرنے پہلوان عادی کے حمزہ صاحبقران نے برادران پہلوان عادی سے فرمایا
کہ ای بھائیو دیکھو مین نے باعانت پروردگار عالم تمھارے بھائی کو زیر کرکے گرفتار کیا ہی اور اب تمھارے بھائی
کو تمھاری مادر گرامی قدر عادیہ بانو کی خدمت مین لیے جاتا ہون کیونکہ وہ تمھارے بھائی کے دیکھنے کی از
حد مشتاق ہین لہذا تم کو لازم ہی کہ تم سب دین اسلام قبول کرو اور تم بھی میرے ہمراہ اپنی مادر عالی وقار کی خدمت
مین چلو اور شرف قدمبوس مادر حاصل کرو ذوالحمار وغیرہ برادران پہلوان عادی نے کہا کہ ای حمزہ
صاحبقران اگر آپ ہمارے بھائی کو ہماری مان کے پاس لیے جاتے ہین تو لے جائیے ہم ابھی تو مسلمان
نہ ہونگے اور آپ کے ساتھ اپنی مادر کے پاس نہ جائینگے تاوقتیکہ ہمارے بھائی پہلوان عادی دین اسلام
اختیار نہ کرینگے حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو ذوالحمار وغیرہ برادران پہلوان عادی کی سُنکے اسی روز
زیر قلعہ تنگ رواحل سے کوچ فرمایا اور بعد قطع راہ داخل کعبہ ہوے اور اپنے لشکر کو لشکرگاہ پر ٹھہرا کر اور
خواجہ عبدالمطلب اپنے پدر ذی وقار کی قدمبوسی سے مشرف ہوکر خدمت عادیہ بانو مادر پہلوان
عادی مین گئے اور بعد تسلیم کہنے لگے کہ مین بموجب آپ کے فرمانے کے جانب قلعہ تنگ رواحل گیا
اور آپ کے فرزند کو اپنے ساتھ لے آیا ہون ہرچند مین نے اُسکو سمجھایا لیکن وہ کسی طرح دین اسلام قبول
نہین کرتا عادیہ بانو تقریر حمزہ صاحبقران کی سُنکے نہایت خوش ہوئین اور حمزہ صاحبقران کو اپنے
سینے سے لگا کر اور دعاے درازی عمر و دولت دے کر کہنے لگین کہ ای فرزند جلد میرے فرزند دلبند عادی
کو میرے پاس لے آؤ حمزہ صاحبقران یہ سُنکے اپنے لشکر مین تشریف لاے اور پہلوان عادی کو اسی
صورت سے اپنے ہمراہ لے گئے جسوقت عادیہ بانو نے اپنے نور نظر پارہ جگر پہلوان عادی کو دیکھا
بے اختیار دوڑکے سینہ سے لگا لیا اور بہت پیار کیا بعد پیار کرنے کے ہرچند عادیہ بانو نے اپنے فرزند
عادی کو بہت سمجھایا کہ ای فرزند قرۃ العین اب لات و ہبل وغیرہ اصنام کی پرستش سے باز آؤ دین
اسلام اختیار کرو میرے کہنے کو مان لو خداوند عالم کو واحد جانو اور اُسکو سجدہ کرو لیکن پہلوان عادی نے
اپنی مادر کے کہنے کو نہ مانا آخر حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو لیجا کر پھر لشکر مین حوالے مردان لشکر
کے کیا اُسی روز ہنگام شب پہلوان عادی کو عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسی ہدایت
کی کہ پہلوان عادی عالم خواب مین مسلمان ہوا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلوان عادی کو
مسلمان کرکے نظر عادی سے غائب ہوئے اور تشریف لے گئے پہلوان عادی کی آنکھ کھلی اپنے تئین اُسی
طرح قید دیکھا اور اُن حضرت کو نہ دیکھا چونکہ آخر شب تھی اسوجہ سے خاموش رہا اور پھر نہ سویا جب صبح ہوئی
پہلوان عادی نے نگہبانون سے کہا کہ ہمارے بھائی حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی مین جاؤ

اور اُن سے عرض کرو کہ عادی آپکی قدمبوسی کا مشتاق ہے اگر خلاف طبع عالی نہ ہو تو ایک لحظہ کے واسطے میرے پاس
تشریف لایئے مجکو کچھ عرض کرنا ہے دو چار نگہبان بموجب کہنے پہلوان عادی کے خدمت حمزۂ صاحبقران مین
گئے اور جو کچھ پہلوان عادی نے کہا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران فوراً پہلوان عادی کے پاس گئے اور فرمایا
ای برادر کہو کیا کہتے ہو پہلوان عادی نے بعد تسلیم کے اپنے مسلمان ہونے کے حال سے اطلاع دی اور عرض کیا کہ
اب مین آپکا فرمانبردار ہون حمزۂ صاحبقران گفتگوے پہلوان عادی سُنکے نہایت خوش ہوے اور اُسی وقت
حداد کو حکم کیا بیڑیان اور ہتھکڑیان وغیرہ جلد کاٹے غرض حسب الحکم حداد نے طوق و سلاسل کو جسم پہلوان عادی سے
دور کیا جب پہلوان عادی نے قید سے رہائی پائی فوراً پاے حمزۂ صاحبقران پر دوڑ کے سر جھکایا حمزۂ
صاحبقران نے جلد تر سر عادی کو اپنے قدم سے اُٹھا کر سینہ سے لگایا اور نہایت مہربانی سے [illegible]
جملہ سرداران لشکر وغیرہ مسرور ہوے اور خواجہ عمرو بھی بدرجۂ کمال شاد ہوے جسوقت عادیہ بانو نے سُنا کہ میرا
فرزند از خود مسلمان ہوا ہے اور قید سے رہا ہوا ہے از حد مسرور ہو کر حمزۂ صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ ای فرزند جلد میرے
دلبند عادی کو میرے پاس بھیجدو جسوقت حمزۂ صاحبقران نے پہلوان عادی کو عادیہ بانو کی خدمت
عالی مرتبت مین بھیجا عادی نے اپنی مادر کے قدم پر سر رکھا کے عادیہ بانو نے اپنے فرزند کے سر کو اپنے سینے سے
لگایا اور بہت پیار کیا اور باعث خود بخود مسلمان ہونے کا پوچھا پہلوان عادی نے تمام حال عالم خواب مین
اپنے مسلمان ہونے کا بیان کیا عادیہ بانو اپنے فرزند کے مسلمان ہونے سے نہایت خوش ہوئین اور کہا ای فرزند
اب اپنے بھائیون کو بھی اپنے مسلمان ہونے سے آگاہ کرو اور اُنسے بھی کہو کہ تم بھی دین اسلام اختیار کرو اور بت
پرستی کو چھوڑ دو عادی نے عرض کیا مین آج ہی اپنے بھائیون کو بلا کر یا خود جا کر اُنکو آپکی خدمت مین لے آؤنگا
یا اُنکو اپنے مسلمان ہونے سے اطلاع دونگا اور یہ بھی کہلا بھیجونگا کہ ای بھائیو مین نے تو دین اسلام اختیار کیا
ہے اب تم کو بھی لازم ہے کہ تم سب بھی میری طرح دین اسلام قبول کرو عادی اپنی مادر گرامی قدر سے یہ کہکے
لشکر مین چلا آیا اور حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگا کہ اگر حکم ہو تو مین اپنے قلعہ مین جاؤن اور اپنے
سب بھائیون کو مسلمان کرون اور اُنکو آپکی خدمت عالی مین لے آؤن حمزۂ صاحبقران نے فرمایا
بہتر ہے جاؤ لیکن جلد آنا بہت دیر نہ لگانا عادی نے عرض کیا مین بہت جلد خدمت عالی مین حاضر ہونگا یہ کہکے
پہلوان عادی گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے قلعہ کی جانب مع چند سواران لشکر امیر کے روانہ ہوا جسوقت
ذوالحمار وغیرہ نے سُنا کہ ہمارے بھائی پہلوان عادی آتے ہین واسطے استقبال کے شہر سے نکلے اور
پہلوان عادی کو بصد تکریم و تعظیم قلعہ مین لے گئے پہلوان عادی قلعہ مین جاکر تخت حکومت پر بیٹھ
اور حکم کیا کہ جملہ امرا اور وزرا اور اہل دربار دربار مین حاضر ہون جسوقت جملہ امیر و وزیر وغیرہ حاضر ہوے
اُسوقت پہلوان عادی نے اپنے بھائیون اور جملہ اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہا کہ مین نے تو دین
اسلام اختیار کیا ہے اور حمزۂ صاحبقران کی اطاعت قبول کی ہے اب جس شخص کو میرا ساتھ دینا منظور
ہو وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہو ورنہ مجھسے کنارہ کشی کرے اور میرے شہر سے نکل جاے برادران
عادی اور جملہ اہل دربار نے متفق اللفظ عرض کیا کہ جب آپنے دین اسلام اختیار کیا ہے تو ہمکو اب مسلمان
ہونے مین کیا عذر ہے پہلوان عادی ہر ایک کی یہ گفتگو سُنکے خوش ہوا اور سب کو مسلمان کیا
بعد اسکے اپنے شہر مین یہ منادی کرائی کہ ہر ایک شخص ہماری رعایا سے دین اسلام اختیار کرے ورنہ ہمارے

ملک سے چلا جائے مخبر ندا کرنے منادی کے جملہ اعلیٰ اور ادنیٰ رعایائے شہر نے دین اسلام اختیار کیا پھر پہلوان
عادی نے جملہ بتکدے منہدم کرائے اور جابجا مسجدون کے بنانے کا حکم دیا بعد اسکے اپنے وزیر اعظم کو اپنے تخت
حکومت پر بٹھا کر اور تھوڑی فوج شہر مین چھوڑ کر اور جملہ سردارون اور اپنے بھائیون کو لیکر مع لشکر قلعہ
تنگ رواحل سے روانہ ہوا اور قطع راہ کرکے خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوا امیر باتوقیر خوش ہوئے اور
عادیہ بانو پہلوان عادی سے بدرجۂ کمال شاد ہوئی اور اپنے ہرایک فرزند کو دیکھکر اور سینے سے لگا کر مسرور ہوئی
جب پہلوان عادی قلعہ تنگ رواحل سے خدمت حمزہ صاحبقران مین آیا اسوقت حمزہ صاحبقران نے
اپنے جملہ سردارون اور مطیعون کو طلب فرما کر اور اپنے والد باجاہ سے رخصت ہوکے مع لشکر کثیر جانب مدائن کوچ کیا
اور بعد شوکت و حشمت چند روز مین حمزہ صاحبقران عنقریب ایک قریہ کے پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ اہل قریہ اسقدر
مضطر اور پریشان ہین کہ بے اختیار اپنی گائین اور بھینسین ہانکے ہوئے بھاگے جاتے ہین اور فریاد و فغان کرتے ہین
جب وہ اہل قریہ قریب حمزہ صاحبقران آئے اسوقت امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ ان
اہل قریہ سے پوچھو کہ یہ سب کیون بھاگے جاتے ہین اور اسقدر کیون نالہ و بکا کرتے ہین خواجہ عمرو نے بموجب
حکم حمزہ صاحبقران اُنسے پوچھا کہ تم کیون بھاگے جاتے ہو اُنھون نے کہا خداوند ہمارے قریہ مین ایک شیر صحرائی
آیا ہے اسنے بہت آدمیون اور جانورون کو ہلاک کیا ہے ہم اُسکے خوف سے بھاگے جاتے ہین اور اپنے عزیزون کے
ہلاک ہونے کے غم مین روتے ہین خواجہ عمرو نے اہل قریہ سے جو کچھ سُنا تھا حمزہ صاحبقران سے عرض کیا امیر
باتوقیر کو رحم آیا فرمایا ای خواجہ تم ان لوگون سے کہدو کہ اب شیر کے خوف سے نہ بھاگین ہم اُسکو ابھی مارے ڈالتے
ہین خواجہ عمرو نے حسب ارشاد حمزہ صاحبقران سے اہل قریہ کو آگاہ کیا سب حمزہ صاحبقران کو دعائین
دینے لگے اور ٹھہر گئے حمزہ صاحبقران نے فوج کو اپنی اُسی جگہ ٹھہرا کر اور اُس قریہ مین جاکر ملاحظہ کیا کہ ایک
بہت بڑا شیر کچھار مین بیٹھا ہوا ہے حمزہ صاحبقران نے شیر کو دیکھکر نعرہ کیا شیر نے نعرہ امیر باتوقیر کا سُنکے سر
اُٹھا کے دیکھا اور کچھار سے نکلا اور حمزہ صاحبقران پر بصد غیظ و غضب نعرہ کرکے چلا جسوقت قریب آیا جست
کرکے دونون پنجے اپنے تن حمزہ صاحبقران پر مارنے کا قصد کیا حمزہ صاحبقران نے فی الفور اس طرح شیر پر
تلوار لگائی کہ شیر کے دو ٹکڑے ہوئے جب شیر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ اس شیر کی کھال
مین بھوسا بھر کر آرابہ پر رکھو ملازمان حمزہ صاحبقران نے بموجب حکم شیر کے پوست مین بھوسا بھرکے آرابہ پر
رکھا اہل قریہ جرأت حمزہ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوئے اور نہایت خوش ہوکر دعائین دیتے ہوئے پھر اپنے
قریہ مین جاکر آباد ہوئے حمزہ صاحبقران وہان سے آگے روانہ ہوئے اور قریب مدائن پہونچکر ایک میدان وسیع
مین بارگاہین اور خیام برپا کرا کے قیام پذیر ہوئے اور مقبل وفادار کو سات مرکب عراقی اور چند تحائف
دے کر خدمت نوشیروان مین روانہ کیا جب مقبل خدمت نوشیروان مین پہونچے دیکھا دربار آراستہ ہے
ہزارہا حکیم و ندیم امیر و پہلوان علیٰ قدر مراتب بیٹھے ہین نوشیروان تخت حکومت پر متمکن ہے غرض مقبل نے
بعد مجرا کرنے کے وہ گھوڑے اور تحائف پیشکش کیے نوشیروان نے دیکھا کہ مقبل ایک جوان سبزہ رنگ ہے اور
چہرے سے شجاعت آشکارا ہے نوشیروان نے مقبل کو دیکھکر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب مقبل تسلیم کرکے
کرسی پر بیٹھا نوشیروان نے حمزہ صاحبقران کا مزاج پوچھا مقبل نے عرض کیا کہ بفضل خدا اور آپکی برکت
دعا سے اچھے ہین اور قریب مداین ایک صحرائے سبزہ زار مین فروکش ہین مجکو حضور کی خدمت عالی مین بھیجا ہے

نوشیروان گفتگوے مقبل سنکے خوش ہوا ناگاہ لکلک کہ ایک طائر ہی بالاے ہوا سے اپنی زبان مین فریاد کرتا
ہوا آیا اور زنجیر عدالت پر بیٹھا اور اپنی زبان مین بیتاب و بیقرار ہوکر نوشیروان کو حاکم عادل جانکر فریاد کرنے لگا
نوشیروان نے جانب طائر سر اٹھاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک سانپ طائر کے پر و بال مین لپٹا ہی نوشیروان
نے خیال کیا کہ یہ جانور مجکو حاکم عادل جان کے سانپ کی شکایت کرتا ہی اور رہائی اپنی سانپ سے چاہتا ہی یہ خیال کرکے
نوشیروان نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کوئی ایسا دلاور اور تیر انداز ہو کہ جو اس جانور کو ذرا بھی صدمہ نہ پہونچاے
اور سانپ کو ہلاک کرے یہ طائر مجھسے فریاد کرتا ہی ہرچند کہ نوشیروان نے ہر ایک قدر انداز اور دلاوران ممتاز سے کہا
لیکن کسی نے جواب نہ دیا کیونکہ سب نے تصور کیا کہ سانپ طائر کے لپٹا ہی جب تیر لگائینگے ہمراہ سانپ کے طائر بھی
ہلاک ہوجائیگا جسوقت کسی بہادر اور دلاور نے جواب نہ دیا اسوقت مقبل وفادار نے کرسی سے اٹھکے عرض کیا
کہ اگر حکم ہو تو مین اس طائر کو اس سانپ کی ایذارسانی سے بچاؤن اور سانپ کو ہلاک کرون نوشیروان نے اجازت دی
وہی تمام سردار وغیرہ جو دربار مین بیٹھے تھے حیران ہوے کہ مقبل کس طرح سانپ کو ہلاک کریگا اور طائر کو اس موذی سے
بچائیگا اہل دربار تو یہ خیال کرنے لگے لیکن مقبل نے ایک آئینہ کلان منگواکر اور ایک بانس مین باندھکر اس
جانور کے سامنے رکھا جسوقت اس سانپ نے آئینہ مین دوسرے سانپ کو دیکھا طائر کے تو لپٹا رہا لیکن منہ اپنا
اس آئینہ پر مارا اسوقت فی الفور مقبل نے تاک کے ایسا ایک تیر مارا کہ سانپ کا سر اڑگیا اور طائر رہا ہوکر اپنی
زبان مین نوشیروان اور مقبل کو دعائین دیتا ہوا زنجیر سے ایک طرف اڑگیا نوشیروان مقبل سے
نہایت خوش ہوا اور اہل دربار بھی تدبیر و تیراندازی مقبل کی دیکھکر صورت آئینہ حیران ہوے جب
مقبل کرسی پر بیٹھا نوشیروان نے نہایت مسرور و خوش ہوکے خلعت پرزر مقبل کو دیا اور بعد دینے
خلعت کے کہا کہ اے مقبل تم حمزہ سے جاکر کہدینا کہ اب جلد آؤ ہم تمھارے دیکھنے کے مشتاق ہین مقبل
نوشیروان سے یہ سنکے اور خلعت پہن کے رخصت ہوا اور خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوکر تمام
کیفیت بیان کی خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ مقبل وفادار نوشیروان کے دربار سے خلعت زرتار پہن کے
آے اسوقت خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ اے عمرو اب تم بھی دربار مین نوشیروان کے چلو اور زر و جواہر لینے
کی فکر کرو بیکار بیٹھے رہنا اچھا نہین ہی انسان کو لازم ہی کہ زر کے حاصل کرنے سے غافل نہ ہو یہ خیال کرکے خواجہ
عمرو نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین بھی دربار مین نوشیروان کے جاؤن
رنگ دربار اگر بزرجمہر وہان تشریف رکھتے ہون تو انکی بھی زیارت سے مشرف ہون حمزہ صاحبقران نے
فرمایا اے خواجہ عمرو مین تم کو خوشی اجازت دیتا ہون کہ تم دربار نوشیروان مین جاؤ مگر وہان کسی کو تنگ
نہ کرنا اور کوئی عیاری نکرنا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے حمزہ صاحبقران مین فقط واسطے دیکھنے دربار نوشیروان
عادل کے جاتا ہون واسطے عیاری کے نہین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو چلنے پر آمادہ ہوے اسوقت
حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ جب تم دربار نوشیروان مین جانا میری جانب سے بعد آداب و
تسلیم کے نوشیروان سے عرض کرنا کہ مین جلد تر حاضر خدمت ہوتا ہون خواجہ عمرو یہ سنکے روانہ ہوے
اور بعد قطع راہ مدائن مین پہونچے اور سیر ملک مدائن دیکھتے ہوے دارالامارہ شاہی پر پہونچے عیاران
نوشیروان نے خواجہ عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ اے خواجہ آپ کے یہان آنے کا کیا باعث ہی
کس فکر مین اس جگہ آئے ہین خواجہ عمرو نے کہا چونکہ مین شہنشاہ ہفت اقلیم خسرو عادل و فہیم کے جمال

باکمال کے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا اسوجہ سے آیا ہون تم اپنے دل مین اور کسی امر کا شبہہ نہ کرنا یہ کہکے خواجہ نے کہا کہ
تم اب میرے حاضر ہونے کی خبر شہنشاہ جہان نوشیروان سے کرو سرہنگون نے فوراً خواجہ عمرو کے آنے سے نوشیروان
کو اطلاع کرائی نوشیروان نے حکم کیا کہ خواجہ عمرو کو ہمارے دربار مین بلاؤ عیاران نوشیروان خواجہ عمرو کو دربار مین
لے گئے خواجہ عمرو نے دربار مین پہونچ کے موافق قاعدے کے نوشیروان کو تسلیم کی اہل دربار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کو متحیر ہو کر دیکھنے لگے کہ یہ عجب انسان عجیب الخلقت ہے کہ سر تو ناریل کے مانند ہے اور دونون گال مثل دو کلچون کے ہین مانند
رسن کے دست و پا ہین آنکھین بہت چھوٹی چھوٹی ہین تین گز کا نیچے کا دھڑ ہے اور سات گز کا اوپر کا دھڑ ہے لیکن نہایت
چست و چالاک ہے القصہ جب خواجہ عمرو نے نوشیروان کو بصد ادب مجرا کیا نوشیروان نے ایک چوبی کرسی پر
بیٹھنے کا اشارہ کیا جب خواجہ بیٹھے اور جو کچھ حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا نوشیروان سے عرض کر چکے اسوقت
نوشیروان نے اپنے عیارون کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اس کرسی جواہر نگار سے جو ہمارے دربار مین اسی گز سے
زیادہ طول مین ہے تم اس طرف سے جست کر کے عقب کرسی جا سکتے ہو عیارون نے بخیال اسکے کہ اسی گز سے زیادہ جست
کرنا اور کرسی کو پھاندنا نہایت دشوار ہے کچھ جواب نہ دیا اور سر جھکائے ہوئے کھڑے رہے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ
کوئی عیار جواب نہین دیتا ہے اور اسقدر جست نہین کر سکتا ہے اسوقت خواجہ عمرو اپنی کرسی سے نہین اٹھے اور بر
دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اگر اس خاکسار کو حکم ہو تو ابھی فرمانا حضور کا بجالاے اور جست کر کے اس کرسی پر سے پھاند جاے
نوشیروان نے فرمایا ای خواجہ عمرو تم جست کر کے اس کرسی بلند سے پھاند جاؤ گے خواجہ نے عرض کیا اقبال
حضور سے جست کر کے پھاند جاؤن گا نوشیروان نے فرمایا ای خواجہ عمرو اچھا پھر اب جست کرو اور اس کرسی پر
سے پھاند جاو خواجہ نے یہ ارشاد نوشیروان کا سن کے ارادہ جست کرنے کا کیا عیار اور جملہ اہل دربار یہ خیال کرنے
لگے کہ اس شخص نحیف و ناتوان سے اسقدر جست نہ کیجائیگی اور بالفرض والمحال اگر اس درجہ جست بھی کریگا تو کرسی
کو پھاند کر اور زمین پر گر کے ہلاک ہو جائیگا استخوان اسکے ریزہ ریزہ بلکہ سرمہ سا ہو جائینگے روح اسکی تن سے
فی الفور نکل جائیگی غرض یہ خیال کر کے اکثر اہل دربار خواجہ عمرو کے انجام پر نظر کر کے افسوس کرنے لگے بعضے
خواجہ کی مرگ نوجوانی پر متاسف ہوے بعض بعض خواجہ کو بے وقوف تصور کرنے لگے اکثر اہل دربار نے
خواجہ کو مرفوع العقل تصور کیا اکثر شخص خواجہ کے انجام پر خیال کر کے رونے لگے بعضے عیار خواجہ کی جرأت
اور دست و پا پر نظر کر کے ہنسنے لگے خصوصاً بختک نابکار اپنے دل مین خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر خواجہ
عمرو جست کر کے کرسی سے پھاند نہ گئے تو اس دربار مین اب ایسے ذلیل ہونگے کہ میرے بھانجون کو بھی ویسا انھون
نے ذلیل نہ کیا ہوگا اور اگر جست کر کے پھاند گئے اور زمین پر گر پڑے تو بھی کسی طرح جانبر نہونگے بہر طور ای بختک
آج تجھکو خوشی از حد ہوگی اور مدعاے دل بر آئیگا بختک تو خیال یہ کر رہا تھا اور اہل دربار اور عیار دیکھ رہے
تھے یکایک خواجہ عمرو جست کر کے اور مثل ابر زمین سے بلند ہوئے اور کرسی کو پھاند کے مانند قطرہ
باران کے زمین پر آگئے اور ذرا بھی چوٹ نہ آئی یہ حال دیکھ کے نوشیروان اور اہل دربار یعنے امراے
نامدار اور سرداران ذی وقار و بزرجمہر نہایت خوش ہوے اور سب نے خواجہ کی تعریف کی اور عیاران
نوشیروان اور بختک مردود جہان اور دونون بھانجے بختک کے متحیر ہوے مغموم ہوے کیونکہ
جو انھون نے خیال کیا تھا وہ نہ ہوا الحاصل جب خواجہ جست کر کے کرسی کو پھاند چکے اس وقت
نوشیروان نے اہل دربار کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ جسکو ہمارا خوش ہونا منظور ہو اور جو

شخص ہم کو دوست اپنا جانتا ہو اور حاکم اپنا سمجھتا ہو وہ خواجہ عمرو کو موافق قدر و منزلت کے زر و جواہر دے
جسوقت نوشیروان نے دربار میں اس طرح فرمایا فوراً ہر ایک امیر اور وزیر اور پہلوان اور ندیم اور حکیم زر و
جواہر موافق اپنی لیاقت اور مرتبے کے دینے لگا بختک وغیرہ نے بھی بدرجہ ناچاری و مجبوری تھوڑا تھوڑا زر نقد
دیا ایک ساعت کی ساعت میں خواجہ عمرو کے روبرو روپیے اور اشرفیوں اور جواہر کا انبار ہو گیا بعد اسکے
نوشیروان نے علاوہ زر سرخ کے ایک خلعت زرتار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو دیا خواجہ نے نہایت
خوش ہو کے خلعت پہنا اور تمام زر و جواہر مع کچھ وہاں کی مٹی کے سمیٹ کے ایک بڑی چادر میں خوب مضبوط باندھا
اس اثنا میں نوشیروان نے دربار برخاست کیا اور داخل محل ہونے لگا خواجہ عمرو نوشیروان کو مجرا کر کے
رخصت ہوئے اور قصد حمزہ صاحبقران کی خدمت میں جانے کا کیا اسوقت خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے
خواجہ ابھی حمزہ صاحبقران کے پاس نہ جاؤ دو چار روز ہمارے مکان پر چلکے مقیم ہو خواجہ عمرو نے انکار کرنا
مناسب نہ جانا آخر بموجب ارشاد کے بزرجمہر کے مکان پر آئے اور مقیم ہوئے ایک روز نوشیروان کو خبرداروں
نے خبر دی کہ حمزہ مدائن کے قریب آ گئے ہیں اور ایک مقام پر قیام پذیر ہیں یہ خبر سنکے نوشیروان نے بختک
سے پوچھا اے بختک واسطے استقبال حمزہ کے کسی سردار کو تو روانہ کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے خود میرا ارادہ ہے
کہ میں جا کر اپنے تاج بخش اور محسن اور پسر خواندہ کو بصد عزت لے آؤں بختک نے عرض کیا خداوند نعمت
گستاخی معاف حضور کو زیبا اور مناسب نہیں ہے کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کے فرزند کا حضور استقبال کریں یہ تو سراسر
حضور کی کسر شان کا باعث ہے میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ خود ہی حمزہ کو یہاں آنے دیجیے یا کسی سردار کو
برائے استقبال بھیجدیجیے نوشیروان نے یہ گفتگو بختک کی سنکے خواجہ بزرجمہر کو طلب کیا جب خواجہ
بزرجمہر روبروے نوشیروان تشریف لے گئے اور بیٹھے اسوقت نوشیروان نے بزرجمہر سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ اے عموی نامدار آج میں نے سنا ہے کہ حمزہ پسر خواندہ میرا عنقریب مدائن پہونچا اسکے استقبال کے
واسطے کسی سردار کو روانہ کرنا منظور نہیں ہے کیونکہ خلاف اسکی شان کے ہے میں نے خود قصد کیا تھا کہ میں بخدم
حشم جاؤں اور حمزہ کو لے آؤں لیکن بختک مانع ہے اب آپ فرمائیں اسبارے میں کیا کروں خواجہ حمزہ کے
لینے کو جاؤں یا نہ جاؤں خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ میرے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ حضور کا شکار کے بہانے سے ایک صحرا
سبزہ زار میں قریب جاے قیام حمزہ صاحبقران تشریف لے جائیں جسوقت حمزہ صاحبقران یہ خبر سنینگے
کہ حضور صحراے سبزہ زار میں واسطے شکار کھیلنے کے تشریف لاے ہیں یقیناً وہ حضور کی خدمت میں حاضر
ہونگے آپ حمزہ صاحبقران اپنے پسر خواندہ کا شکار کے پردے میں استقبال کیجیے تاکہ کسی پر ثابت
نہ ہو کہ شہنشاہ ہفت اقلیم نے اپنے پسر خواندہ کا استقبال کیا جب یہ گفتگو خواجہ بزرجمہر کی نوشیروان
نے سنی تدبیر استقبال حمزہ معقول خیال کر کے اسی وقت وزرا کو حکم دیا کہ سامان شکار کھیلنے کا کیا جاے
کل ہم صبح کو واسطے شکار کے جائینگے اور جملہ اہل دربار بھی ہمارے ساتھ واسطے شکار کھیلنے کے چلیں اور
کل لشکر ہمارا ہنگام سحر مسلح اور تیار رہے وزرا نے حکم سنکے دست بستہ عرض کیا کہ بموجب حکم حضور سامان شکار
بخوبی کیا جائیگا یہ عرض کر کے وزرا نے اسی وقت سے سامان شکار کرنا شروع کیا خواجہ بزرجمہر اپنے مکان میں
آے اسی روز خواجہ عمرو بھی بزرجمہر سے طالب رخصت ہوے بزرجمہر نے ہنگام رخصت خواجہ عمرو کو ایک
رقعہ اس مضمون کا لکھدیا کہ اے فرزند سعادت نشان حمزہ صاحبقران بعد دعاے درازی عمر و اقبال کے تم کو معلوم

ہو کہ کل ہنگام سحر نوشیروان تمھاری جاے قیام کے قریب واسطے شکار کے جائیگا تم کو لازم ہے کہ تم بھی شکار کھیلنے کو
اُسی صحرا مین آنا اور نوشیروان سے ملاقات کرنا یہ مضمون رقعہ مین لکھکر خواجہ عمرو کے حوالے کیا اور فرمایا کہ اے
خواجہ عمرو یہ رقعہ حمزہ صاحبقران کو دیدینا اور ہماری طرف سے بہت بہت دعا کہدینا خواجہ عمرو نے بزرجمہر
اور خواجہ امیہ سے رخصت ہوکر چلے اور بعد قطع راہ خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچے بعد بیان کرنے
تمام حال کے رقعہ بزرجمہر کا دیا امیر با توقیر نے رقعہ پڑھکے سردارون سے حکم کیا کہ سامان شکار کھیلنے کا مہیا کرو
کل ہنگام سحر شکار کھیلنے چلینگے سردارون نے عرض کیا کہ بموجب ارشاد حضور بخوبی سامان شکار کھیلنے کا مہیا
کیا جائیگا جب وہ روز تمام ہوکے شب ہوئی اور رات گذرکے سحر ہوئی حمزہ صاحبقران مع کل لشکر اور سامان
شکار کے جانب صحراے سبزہ زار مین روانہ ہوے ادھر قریب سحر بموجب تاکید وزرا دوڑے شکاری کتون کی جوڑیان
اور بعضے مردمان چیتون کی جوڑیان لیے ہوے اور اکثر ملازمان ملک عادل نوشیروان اور بہری اور باز و دیگر
جانوران شکاری کو لے کر در دولت شاہی پر حاضر ہوے وزرا نے اثالا بارگاہون اور قیام کا قبل سے جانب
شکارگاہ روانہ کردیا جب کل اہل دربار در دولت پر حاضر ہوے اور جملہ سردار اور کل مردمان لشکر مسلح اور
تیار ہوچکے اسوقت شہنشاہ ہفت کشور حاکم بحر و بر عادل و فریادرس دادخواہان یعنے نوشیروان دارالامان
شاہی سے تاج شاہی سر پر رکھے ہوے اور ملبوس شاہی زیب تن کیے ہوئے برآمد ہوا تا در دولت
کہاریان خوبرو ہاتھون مین بلوری کنول دو جانب لیے ہوے آئین جسوقت نوشیروان محل سے برآمد
ہوا ہر ایک وزیر اور امیر اور پہلوان وغیرہ نے واسطے مجرے اور تسلیم کے سر جھکایا لشکر مین سلامی کی گئی
سو توپین گولندازون نے فیر کین نوشیروان نے ہر ایک وزیر اور امیر وغیرہ کا سلام اور مجرا باشارۂ چشم
لیا نقیبون نے بعد دعاے ترقی دولت و اقبال کے صداے دورباش بلند کی نوشیروان بہمراہی امرا
اور وزرا قریب تخت آیا اور تخت پر بیٹھا کہارون نے تخت اُٹھایا ہر ایک امیر اور پہلوان گھوڑے پر
سوار ہوا خواجہ بزرجمہر ایک فنس نفیس مین سوار ہوئے بختک بھی اپنے حجرہ پر بیٹھا سوارون نے
اپنے پرے جمائے پیدل صف آرا ہوے علمہاے لشکر کھلے ڈنکے پر چوب پڑی سواری نوشیروان کی
بشکل باد بہاری کے چلی جلوس اس طرح آگے چلا کہ گاؤ زمین بار کثرت لشکر سے بیقرار ہوئی پیر فلک خمیدہ ہوکر بنظر حیرت
دیکھنے لگا نوشیروان درمیان امرا اور وزرا وغیرہ کے اسطرح تھا کہ جیسے ماہ تابان درمیان ستارون کے ہوتا ہے
یا مہر بیچ مین شعاع کے ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ وہ عجب وقت تھا نسیم سحر چلتی تھی غنچے مسکرا مسکرا کر گل ہوتے
تھے ہواے سرو سے لالہ کے داغ دل مین سوزش نہ تھی مرغان خوش الحان سحر چہچہے کرتے تھے خصوصاً صداے بلبل
نغمہ سراے خوش ہوکر غنچے مسکراتے تھے اور گل خندان ہوتے تھے سبزہ طراوت شبنم سے لہلہاتا تھا اشجار ہوا
مے مثل مستون کے جھومتے تھے نرگس رنگ بہار گلہاے باغ دیکھتی تھی ہر ایک شجر میوہ دار کثرت بار اثمار
سے واسطے سجدۂ شکر پروردگار کے زمین پر جھکا ہوا تھا مرغان چمن حمد رب ذوالمنن اپنی زبان مین کرتے
تھے طاؤسان گلشن اپنی صدا بلند کرتے تھے نسیم سحری بوی گل تر سے اتراتی ہوئی چلتی تھی ہر شاخ شجر باغ
جہان مین پھولتی پھلتی تھی نرگس کا غنچہ ہاے گل سے گلشن مین یہ اشارہ تھا شعر برگ درختان سبز در نظر
ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ٭ وہ سرسبزی اور شادابی ہر شجر صبح کا وقت نور سحر
ستارون کا وہ دمبدم غائب ہونا وہ روشنی سحر کا آناً فاناً زیادہ ہونا وہ شاہ انجم سپاہ کا مع لشکر

کواکب قلعۂ فلک میں پنہان ہوتا اور وہ شاہ خاور کا سمت مشرق سے عیان ہوتا ہر ایک اہل نظر کو عالم وجد
میں لاتا تھا اسوقت ہر اہل نظر سپیدۂ سحر کو دیکھکر بے اختیار یہ کہتا تھا بیت ثنا کیا کرے کوئی فرد بشر +
سے قدرت رب شام و سحر غرض کہ نوشیروان مسرور و خندان بہمراہی کل لشکر ہوکا شیخ شکارگاہ پہ پہونچا
دیکھا کہ عجیب صحرائے سبزہ زار ہے کہ کوسون تک زمین پر سبزہ لہلہاتا ہے گھاس کا فرش ہے غول کے غول آہوون
کے ہر سمت صحرا میں نظر آتے ہیں مرغان ہوائی بکثرت ہیں نوشیروان شکارگاہ میں مشغول دیکھکر خوش ہوا اور
شکار کھیلنے میں مصروف ہوا کسی طایر کو تیر سے شکار کیا اور کسی آہو کو چہار جانب سے گھیر کے اور تیرون سے
زخمی اور مجروح کر کے زمین پر گرایا قراول آہوون کو گھیر کے لائے سرداران لشکر ہمراہ نوشیروان غزالون کا شکار
کرنے لگے نوشیروان نے بعضے جانورون کو باز سے شکار کرایا اور اکثر آہوون پر چرغ اور جرہ کو چھوڑا نوشیروان
اُس صحرا میں شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک آہو کہ نہایت خوبصورت اور شوخ چشم تھا نوشیروان کو نظر آیا نوشیروان
نے اُس آہو پر گھوڑا دوڑایا وہ آہو طرارے بھرتا ہوا ایک سمت بھاگا نوشیروان نے قریب اُس آہو سے پہونچکے
ایک تیر چلہ کمان میں جوڑ کے اُس آہو کی ران پر مارا ہر چند وہ آہو کہ زخمی ہوا لیکن زمین پر نہ گرا اور بے تکلف لنگ
کرتا ہوا بھاگا نوشیروان نے اُسکے تعاقب میں گھوڑا اُٹھایا اُسوقت جملہ امیر اور وزیر اور سردار اور غیر سردار
ہمرکاب نوشیروان تھے یکایک نوشیروان نے دیکھا جس طرف وہ آہو بھاگا جاتا تھا اسی طرف سے ایک
غبار عظیم بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا دیکھا کہ حمزہ پسر خواندہ امیر مع سرداران نامدار جمعیت لشکر شکار
کھیلتا ہوا آتا ہے اُس طرف حمزہ صاحبقران نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک ہرن کے تعاقب میں نوشیروان
مع جملہ ارکان سلطنت و اعیان مملکت وغیرہ کے بصد کروفر آتا ہے حمزہ صاحبقران نے اُس آہو زخمی
کو ایک تیر ایسا مارا کہ وہ آہو زمین پر گرا حمزہ صاحبقران نے اپنے ملازمون اور لشکریون سے کہا کہ اس آہو
کو ہمراہ اپنے لیتے آو لشکریون نے آہو کو زمین سے اُٹھا کر ہمراہ لے لیا جسوقت حمزہ صاحبقران نے اُس طرف
سے تھوڑی دور آگے بڑھے اور اُسی طرف سے نوشیروان اس طرف آیا اور میان راہ میں حمزہ صاحبقران
سے ملاقات ہوئی اُسوقت نوشیروان نے فرمایا کہ ای فرزند میں تمہارے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا اتفاق
سے اس صحرا میں تم سے ملاقات ہوگئی حمزہ صاحبقران نے فوراً گھوڑے سے اُتر کے واسطے تسلیم کے سر جھکایا
اور عرض کیا کہ اس خاکسار ذرۂ بیمقدار کو بھی حضور کی قدمبوسی کا از حد اشتیاق تھا الحمد للہ کہ میری قسمت
نے یاوری کی اور خضر بخت نے رہبری کی اس صحرائے سبزہ زار جائے صید و شکار میں شرف قدمبوسی حضور
مجکو حاصل ہوا ہر چند کہ بعد دو ایک روز کے یہ حقیر حاضر خدمت حضور ہونیوالا تھا لیکن میرے طالع نے ایسی
رسائی کی کہ آج ہی مجکو حضور کی زیارت حاصل ہوئی حمزہ صاحبقران نے یہ کہکے سر اپنا قدم نوشیروان
پر جھکانا چاہا مگر نوشیروان نے سر حمزہ صاحبقران کو بصد الفت سینے سے لگایا اور بہت تعریف شجاعت
و دلاوری کی اُسوقت حمزہ صاحبقران نے سر دست چند لعل بدخشان بے مثل و لاثانی ہاتھون پر رکھکر
نذر دی نوشیروان باوجودیکہ شہنشاہ ہفت کشور تھا اُن لعل بے بہا کو دیکھکر متحیر ہوا اور خوش ہوکر نذر
قبول کی اور اُسی وقت حکم دیا کہ خلعت فاخرہ اکیس پارچون کا نہایت بیش بہا [illegible] اور جو خلعت
بہات سات پارچون کے جلد حاضر کیے جائیں چنانچہ بموجب حکم نوشیروان جو کشتیان کہ نوشیروان
اپنے ہمراہ لے گیا تھا امرا اور وزرا بدست مردمان دیگر جلد تر لائے نوشیروان نے اصل وہی خلعت

الیس پارچون کا حمزہ صاحبقران کو دیا اور وہ دونون خلعت سات سات پارچون کے مقبل وفادار اور خواجہ
عمرو بن امیہ نامدار کو دیے اور ایک ہار موتیون کا جو کہ بے مثل و نادر تھا اور قیمت اُسکی کوئی بادشاہ بھی نہ دے
سکتا تھا حمزہ صاحبقران کو عنایت کیا اور حمزہ صاحبقران کے گلے مین اپنے ہاتھ سے پہنا دیا اور ایک مرکب
کہ جس کا نام مجنون تھا حمزہ صاحبقران کو دیا حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
بصد ادب آداب و تسلیم و کورنش بجالائے بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے شرف قدمبوسی خواجہ بزرجمہر
حاصل کیا الغرض بعد دینے خلعت وغیرہ کے نوشیروان حمزہ صاحبقران کو اُس صحراے سبزہ زار اور جاے صید
و شکار سے بصد عزت و احترام مع سردارون کے مداین مین لایا اور لشکر حمزہ صاحبقران بل شادکام بر قیام
پذیر ہوا جب نوشیروان تخت پر آکے بیٹھا اُسوقت حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے
فرزند اس دربار مین جسقدر دنگل ہین جس دنگل پر تمھارا جی چاہے بیٹھو حمزہ صاحبقران نے جو دربار مین چہار
جانب بنظر غور دیکھا ملاحظہ کیا کہ ایک دنگل عنقریب تخت نوشیروان خالی ہے اور اُس پر کوئی نہین بیٹھا ہے
اور غاشیہ اُس دنگل پر پڑا ہے حمزہ صاحبقران غاشیہ دور کرکے اُس دنگل پر بیٹھے چونکہ وہ دنگل گستہم زرین
کفش کا تھا اور وہ بحکم نوشیروان برابر مقابلہ بہرام گرد کیا ہوا تھا اسوجہ سے اُسکے دنگل پر غاشیہ
پڑا تھا الغرض جب حمزہ صاحبقران دنگل گستہم پر بیٹھے اور بختک نے دیکھا فوراً آردشیر اور بارد
شیر فرزندان گستہم سے چپکے سے کہا کہ افسوس ہزار افسوس تمھاری دلاوری اور بہادری بالکل تشریف
لے گئی اب تم دونون بھائی نامرد اور بودے ہوگئے تم کو اب تلوار کا باندھنا مناسب نہین ہے اور دربار
نوشیروان مین درمیان دلاورون کے بیٹھنا بھی کسی طرح تمھارا اچھا نہین ہے کیونکہ دربار نوشیروان
مین نامردون کے بیٹھنے کا کیا کام ہے اس دربار مین وہ صف شکن اور تیغ زن بیٹھتے ہین جو ذرا سی بات پر
اپنی جان دے دیتے ہین اور ادنی سے امر پر اپنے دشمن کو قتل کرتے ہین اور ذرا سی بات کی برداشت
نہین کرتے ہین پس تم کو لازم ہے کہ اب تم اِس دربار مین نہ بیٹھا کرو اور مردان عالم مین اپنے تئین شمار
نہ کیا کرو اگر بیحیا اور بے غیرت ہو تو خیر اور اگر کچھ بھی غیرت رکھتے ہو تو کسی دریا مین ڈوب کے مرجاؤ جس
مین بے غیرتی سے بچو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو زہر کھا کر ہلاک ہو جاؤ اب زندہ نہ رہو کیونکہ ذلیل اور
بے حیا ہوکر اگر زندہ رہے تو کیا ایسی زندگی سے تمھارا مرجانا بہتر ہے جسوقت یہ تقریر طولانی آرد
شیر اور باردشیر پسران گستہم زرین کفش نے کہ پہلوانان نامی ہین بختک سے سُنی گھبرا کر
اور متحیر ہوکر بختک سے پوچھنے لگے کہ اے بختک اسوقت تم ہم سے کیسی گفتگو کرتے ہو کیا شراب
زیادہ پیے ہوے ہو ہم ایسے دلاورون کو نامرد کہتے ہو اور بے حیا اور بے غیرت تصور کرتے ہو کیون ہم دریا
مین ڈوب کر اپنی جان دین اور کس وجہ سے زہر کھا کر اپنے تئین ہلاک کرین اور کس سبب سے
اس دربار مین نہ بیٹھا کرین آخر کچھ بتاؤ تو کہ اس کا کیا سبب ہے بختک نے کہا اب مجکو معلوم ہوا کہ
تم اندھے بھی ہوگئے اور تمھاری آنکھون سے اب کچھ دکھائی بھی نہین دیتا اور یہ بھی مجکو بخوبی ثابت
ہوگیا کہ تم بالکل گدھے ہو میرے خر سے بھی بدتر ہو اب مین کیا کہون اگر تم عقلمند ہوتے تو تم کو
اشارہ کفایت کرتا آردشیر اور باردشیر یہ گفتگو مہمل خلاف اپنی شان کے سُن کے نہایت
برہم ہوئے اور فرط غیظ سے کانپنے لگے رنگ رخون کا کثرت غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا آخر

ہاتھ قبضون پر تلوارون کے رکھکر بختک سے جھنجھلا کر کہنے لگے کہ او نالائق و نامعقول بڑی دیر سے تم کو کلمات سخت
و درشت کہتا ہی اور مفصل احوال بیان نہین کرتا اب تو دل چاہتا ہی کہ تجکو اسی دربار مین قتل کر ڈالین جسوقت بختک
نے دیکھا کہ آردشیر اور باردشیر گرمائے اور غصہ انکو آیا اُس وقت بختک نے کہا کہ ای بہادر و اصل حقیقت یہ ہی
کہ حمزۂ صاحبقران اسوقت تمھارے باپ کے دنگل پہ بیٹھے ہین اور یہ بھی جانتے ہو کہ یہ کون ہین ایک مجاور
خانہ کعبہ کے بیٹے ہین کوئی نامی گرامی بھی نہین ہین اگر اسوقت تمھارا باپ ہوتا تو کبھی اپنے دنگل پر حمزۂ
صاحبقران کو بیٹھنے نہ دیتا اور اس دنگل پر بیٹھ جانے کی سزاے معقول دیتا مگر افسوس وہ یہان پر نہین
ہی اگر تم کو کچھ دعوے و دلیری ہی تو اپنے باپ کے دنگل پر سے پسر مجاور خانہ کعبہ کو اُٹھا دو اور اگر نامرد ہو تو
بیٹھے رہو مین تم سے پہلے بھی کہا تھا مگر تم میری گفتگو نہ سمجھے اور میرے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے بختک تو
یہ کہکے چپکا ہو رہا اور خیال کرنے لگا کہ مین نے لڑوانے کی تدبیر تو معقول کی ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی اگر
حمزۂ صاحبقران کو انھون نے دنگل سے اُٹھا دیا تو حمزۂ صاحبقران کو سر دربار بڑی ذلت ہوگی اور میرا
دل نہایت خوش ہو جائیگا اور اگر حمزۂ صاحبقران دنگل سے نہ اُٹھینگے اور ان دونون کو ہلاک
کرینگے تو بھی نوشیروان حمزۂ صاحبقران سے ناراض ہو کر قتل کریگا یا قید کریگا یہ عزت اور حرمت
حمزہ کی نہ رہیگی ہر طور بخوبی مطلب دلی اپنا برآئیگا بختک نابکار تو یہ خیال کر رہا ہی اور جیسے
مثل گربۂ مسکین کے بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہی لیکن اب حال آردشیر و باردشیر فرزندان گستہم زرین کفش
کا لکھا جاتا ہی کہ جب بختک نے مفصل حال بیان کیا اسوقت فرزندان گستہم نے بھی خیال کیا کہ
بختک سچ کہتا ہی حمزۂ صاحبقران ہمارے سامنے ہمارے باپ کے دنگل پر بیٹھے ہین اگر ہم انکو دنگل
سے نہ اُٹھا دین اور یونہین بیٹھے رہین تو بیشک ہم مرد نہین ہین یہ خیال کرکے آردشیر اپنے دنگل سے اٹھا
اور قریب حمزۂ صاحبقران جا کر یہ کہنے لگا کہ یہ دنگل جس پر آپ بیٹھے ہین میرے باپ کا ہی اور وہ دلاوری
اور بہادری مین مثل و نظیر اپنا نہین رکھتے ہین اگر اس زمانہ مین رستم و اسفندیار و دیگر دلاوران ایران و
توران ہوتے تو وہ سب میرے پدر کے فرمان بردار ہوتے اور پہلوانی مین شاگرد ہوتے پس آپ کو
مناسب نہین ہی کہ ایسے دلاور یکتاے روزگار کے دنگل پر بیٹھے اور اس دربار مین کسی اور دنگل پر نہ
بیٹھے اب اس دنگل سے ابھی اٹھ جایئے ہم نے آپ کا بڑا لحاظ کیا اگر اور کوئی اس دنگل پر بیٹھ جاتا تو ہم
اُسکو سخت سزا دیتے حمزۂ صاحبقران نے یہ گفتگو آردشیر کی سُنکے جواب دیا کہ مین اس دنگل پر بموجب
فرمانے نوشیروان کے بیٹھا ہون اب ممکن نہین کہ اس دنگل سے اور دوسرے دنگل پر بیٹھون اور اس
دربار مین تو مین اسی دنگل پر آج بیٹھونگا اور جب تک مداین مین رہونگا اسی دنگل پر بیٹھا کرونگا اور یہ جو تم
نے کہا کہ ہم نے بہت بڑا لحاظ کیا اگر اور کوئی ہوتا تو اُسکو دنگل سے اُٹھا دیتے پس اب مین تم سے کہتا ہون
کہ تم میرا لحاظ نہ کرو اگر تم مرد ہو اور کچھ دعوے دلاوری ہی تو مجکو اس دنگل سے اُٹھا دو اور اگر نامرد و بودے
ہو تو جاؤ اپنے دنگل پر بیٹھو ہم سے گفتگو سخت نہ کرو ورنہ ایسی سزا تم کو دیجائیگی کہ چندے یاد
کروگے تم نے ابھی شیر دل کا جلال نہین دیکھا ہی اس وقت دل یہ چاہتا ہی کہ تم کو بے ادبانہ گفتگو
کرنے کی یہ سزا دون کہ زبان تمھاری دہن سے کھینچ لون تاکہ پھر تم کسی دلاور سے گفتگو کے لائق نہ
رہو جس وقت یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی آردشیر نے سُنی غصہ مین تو پہلے ہی سے تھا اب

اور زیادہ برہم ہوا اور تاب تحمل نہ لا کر ایک گھونسا پہلوے حمزۂ صاحبقران پر مارا اور کہنے لگا کہ ابھی اس دنگل
سے اُٹھ جا حمزۂ صاحبقران نے بند دست آردشیر کا پکڑ کے اس زور سے طمانچہ مارا کہ آردشیر زمین پر گر پڑا
اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا آخر صدمۂ ضرب طمانچہ سے تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو گیا اُسوقت دربار نوشیروان میں
ہر ایک سردار یہ قوت و طاقت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور کسی کو یہ جرات نہ ہوئی کہ بعوض آردشیر حمزۂ
صاحبقران سے مقابلہ کرے یا گفتگوے سخت کرے جسوقت آردشیر بیہوش ہو گیا اور مردم آردشیر کو دربار نوشیروان
سے اُٹھا لے گئے نوشیروان نے آردشیر کو طمانچہ مارنے کا باعث پوچھا حمزۂ صاحبقران نے تمام حال آردشیر کی گفتگو
کرنے کا اور پہلے گھونسا مارنے کا بیان کیا نوشیروان آردشیر کی گستاخی سے آگاہ ہو کر اور حمزۂ صاحبقران کے احسان
کا خیال کر کے چپکا ہو رہا لیکن ماروشیر بن گستہم نے جسارت کر کے کہا کہ اے حمزۂ صاحبقران گستہم پہلوان بے مثل و
بے نظیر ہے اول تو آپ کو مناسب نہیں ہے کہ ایسے پہلوان کے دنگل پر بیٹھیں اور اگر گستہم کے دنگل پر آپ بیٹھے ہیں
تو کوئی کار نمایان ایسا کیجیے کہ سب آپ کو بھی دلاور تصور کریں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تمھارے نزدیک جو امر اہم
ہو وہ مجھ سے بیان کرو تاکہ میں ابھی اُس امر دشوار کو تمھارے روبرو اسی وقت سہولیت سے انجام کو پہونچاؤں ماروشیر
نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سُنکے ایک کمان ایسی سخت منگوائی کہ اگر رستم و اسفندیار اور گیو بیژن بھی زندہ ہوتے
اور وہ سب اُس کمان سخت کو کھینچتے تو بھی وہ کمان نہ کھینچتی الغرض جب وہ کمان دربار میں آئی اور قباد نے
واسطے کھینچنے کے حمزۂ صاحبقران کو دی حمزۂ صاحبقران نے سر دربار اُس کمان سخت کو کھینچا تو وہ کمان ٹوٹ
گئی حمزۂ صاحبقران نے وہ کمان شکستہ قباد کو دے کر فرمایا کہ یہ کیسی نرم اور بودی کمان تھی کہ ذرا سے کھینچنے میں
ٹوٹ گئی ایسی کمان کے کھینچنے کو تم امر اہم اور دشوار خیال کرتے تھے ماروشیر بن گستہم و جملہ پہلوانان دربار
نوشیروان یہ زور حمزۂ صاحبقران کا دیکھکر نہایت متحیر ہوے اور سب بہادر اور دلاور اپنے دل میں کہنے
لگے کہ یہ کمان ایسی سخت تھی کہ اگر ہم سب بھی کھینچتے تو نہ کھینچتی اور حمزۂ صاحبقران نے اس کمان کو توڑ ڈالا سچ تو یہ ہے
کہ حمزہ کے دست و بازو میں نہایت قوت ہے سرداران تمامی تو یہ خیال کرنے لگے لیکن نوشیروان نے جبکہ دیکھا
کہ حمزہ میرے پسر خواندہ نے ایسی کمان سخت کو توڑ ڈالا کہ جو کسی پہلوان سے کھینچ نہ سکتی تھی نہایت خوش ہوا
اور اُسی عالم خوشی میں کشتیان شراب کی طلب کیں بمجرد حکم ساقی بچے کشتیان شراب کی لائے اول ایک ساقی
بچے نے ساغر بلورین کو مے گلرنگ سے مملو کیا اور بصد ادب روبروے نوشیروان لے گیا نوشیروان نے جام
شراب لے کر پیا بعد اسکے بحکم نوشیروان ساقی بچے ہر ایک پہلوان اور امراے عالی شان کے روبرو ساغر
مے لائے کسی پہلوان نے یہ شعر پڑھکے شراب پی شعر بھلاؤں محتسب کا خون وہ رند بادہ کش ہوں میں
زمین پر ایک قطرہ بھی جو ٹپکے ساغر دل سے کسی امیر نے جام مے ارغوان لے کر اور ساقی بچے سے مخاطب
ہو کر یہ شعر پڑھا شعر وہ مے کش ہوں کہ میخانہ میں روؤں اشک خون ساقی بھر آے دل مرا شیشہ جو خالی
ہو کوئی مل سے جب ساقی بچہ جام مے ارغوان روبروے حمزۂ صاحبقران لایا حمزۂ صاحبقران نے شراب
نہ پی نوشیروان نے باعث شراب نہ پینے کا پوچھا حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور میں ایک
وجہ سے شراب نہیں پیتا ہوں اور وہ وجہ لائق عرض نہیں ہے نوشیروان کچھ سمجھ کے چپکا ہو رہا خواجہ
بزرجمہر نے نوشیروان سے عرض کیا کہ حضور حمزۂ صاحبقران مار اللحم کے عادی ہیں اگر حکم ہو
تو میرے یہاں مار اللحم تیار ہے لے آؤں نوشیروان نے گفتگو بزرجمہر کی سمجھ کے حکم دیا کہ اچھا

واسطے حمزہ کے ماراللحم لے آئیے پاکسی سے منگوا بھیجئے خواجہ بزرجمہر نے ابوالخیر سے فرمایا کہ جلد ہمارے مکان سے ماراللحم جاکر لے آؤ ابوالخیر گیا اور ماراللحم لے کر حاضر ہوا خواجہ بزرجمہر نے خود بھی ماراللحم پیا اور حمزہ صاحبقران و سرداران حمزہ صاحبقران کو دیا ہر ایک سردار نے بعد پینے حمزہ صاحبقران کے ماراللحم پیا

داستان لیجانا خواجہ عمرو کا پہلوان عادی کو باغ میں اور ہلاک ہوجانا دختر بختک کا اور انصاف کرنا نوشیروان کا

گوچہ نشینان شاہد مقال و داستان گویان عدیم المثال اس شاہد داستان رنگین کو آغوش بیان میں اس طرح کھینچتے ہیں کہ جب دربار نوشیروان میں ساقی بچے نوشیروان و سرداران نوشیروان کو شراب پلا چکے اور حمزہ صاحبقران ماراللحم نوش کر چکے اسوقت دل خواجہ عمرو کا گھبرایا دربار سے اٹھکر بازار ملک مداین میں گئے اور سیر بازار کرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ کچھ سوار و پیدل مردمان بازاری کو درمیان راہ سے ہٹاتے ہوئے آتے ہیں بعد آگے نکل جانے سواروں اور پیدلوں کے ایک قفس کہار لیے جاتے ہیں ہمراہ قفس کے چوبدار اور کہاریاں دوڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں چھپکا قفس کا بزر ہی اور پیچھے قفس کے چند میانے ہیں خواجہ عمرو نے مردمان شہر مداین سے پوچھا کہ یہ کسکی سواری جاتی ہی لوگوں نے کہا کہ یہ سواری بختک کی بیٹی کی ہی اکثر باغ میں واسطے سیر کے جایا کرتی ہی آج بھی یقیناً اپنے باغ میں جاوینگی اور دو ایک روز باغ میں رہیگی خواجہ عمرو یہ گفتگو مردمان بازاری کی سنکے خیال کرنے لگے کہ ای عمرو اسوقت پہلوان عادی کو کسی بہانے سے باغ میں دختر بختک کے لیجانا چاہیے اور کسی طرح دختر بختک کی صورت پہلوان عادی کو دکھانا چاہیے اور سیر باغ بھی کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جلد تر خواجہ دربار نوشیروان میں آئے اور پہلوان عادی سے آہستہ کہنے لگے کہ دربار میں بیکار بیٹھے ہوئے ہو چلو بازار کی سیر کریں میوے انواع و اقسام کے اچھی طرح تم کو کھلائیں پہلوان عادی نے کہا کہ ای خواجہ سچ کہو میوہ پیٹ بھر کے مجکو کھلاؤگے اسوقت میں نہایت گرسنہ ہوں خواجہ عمرو نے کہا کہ تم چلو تو سہی میں تم کو اسقدر بادام و انار شیریں وغیرہ کھلاؤنگا کہ تم سیر ہوجاؤگے علاوہ اسکے ایک بات بھی تم سے کہنی ہی اور وہ بات ایسی ہی کہ اگر تم سنوگے تو نہایت خوش ہوگے پہلوان عادی یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے دربار سے اٹھ کھڑا ہوا اور حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو جاتے ہوئے دیکھا نہیں جب دربار سے اٹھکے بازار میں آیا خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ ای خواجہ اب انار و بادام وغیرہ مجکو کھلاؤ خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان عادی یہاں ایک باغ ہی اُس باغ میں چلو وہیں پیٹ بھر کے میوے باغ کے کھاؤ پہلوان عادی نے پوچھا وہ باغ کس طرف ہی اور کہاں ہی خواجہ عمرو نے کہا میں بتائے دیتا ہوں یہ کہکے خواجہ عمرو نے ایک شخص سے پوچھا کہ دختر بختک کا باغ کس طرف ہی اُسنے خواجہ عمرو کو نشان بتادیا جب خواجہ عمرو کو پتا باغ کا معلوم ہوگیا اُسوقت پہلوان عادی سے کہا کہ وہ باغ یہاں سے ایک فرسخ پر ہی جلدی چلو پہلوان عادی گرسنہ تھے میوے کھانے کے لیے چلے اثنائے راہ میں پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہ ای خواجہ وہ کون سی بات ہی جسکے سننے سے مجکو خوشی ہوگی بیان کرو خواجہ نے کہا ای پہلوان عادی وہ بات یہ ہی کہ بختک وزیر نوشیروان تم کو جوان خوش رو اور صاحب عزم دقوت خیال کرکے کل مجھسے یہ کہتا تھا کہ اگر پہلوان عادی میری دختر کو قبول کرے تو میں

اپنی بیٹی کی شادی پہلوان عادی سے کردون چونکہ دختر بختک اسوقت باغ مین گئی ہے اسواسطے مین تمکو اسی
باغ مین لیے چلتا ہون کہ تم دختر بختک کو کسی صورت سے پسند کر لو جب دختر بختک کو پسند کر لوگے تو مین بختک سے
گفتگو تمھاری شادی کی کرونگا اور تمھارے راضی ہونے سے اُسے آگاہ کرونگا پہلوان عادی یہ گفتگو خواجہ عمرو کی سُنکے
نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ اگر میری شادی دختر بختک یا کسی اور شاہزادی کے ساتھ ہو جائے تو آرزوے
دلی میری بر آئے مجکو حسرت ہے کہ میرا عقد کسی عورت کے ساتھ ہو جائے لیکن اے خواجہ کوئی شاہ و شہریار مجکو جوان
قوی ہیکل اور جسیم دیکھکر دختر اپنی نہین دیتا ہے بلکہ کوئی زن بازاری بھی میرے پاس آتی نہین ہے ہر ایک عورت میری
ہم بستری سے ڈرتی ہے آج تک مین وصل زنان سے مجبور و محروم ہون خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی اب
تمھاری آرزوے دلی بر آئے گی بختک نے تمکو اپنی دامادی کے واسطے پسند کیا ہے اسوقت چل کے اُسکی دختر کو
دیکھ کے تم بھی پسند کر لو پھر مین جلد تر تمھاری شادی کرا دونگا لیکن یہ تو بتاؤ کہ اگر تمھاری شادی دختر بختک
سے مین کرا دون تو تم مجکو کیا دوگے اسوقت مجھ سے اقرار اور وعدہ کرو کہ بعد عقد مین اسقدر زر و جواہر تمکو دونگا پہلوان
عادی نے کہا اے خواجہ مین تمکو زر کثیر دونگا لیکن جلد میرا عقد ہو جائے خواجہ نے جواب دیا کہ دو چار روز مین انشاءاللہ
تمھاری شادی ہو جائے گی غرض اسی طرح کی باتین خواجہ کرتے ہوئے جلد تر در باغ پر پہونچے وہان خواجہ
عمرو نے دیکھا کہ در باغ پر دربان اور نگہبان بیٹھے ہین خواجہ عمرو نے خیال کیا اگر در باغ سے باغ مین ہم دونون
آدمی جائینگے تو دربان باغ نہ جانے دینگے یہ خیال کر کے خواجہ عمرو پہلوان عادی کو لے کر عقب باغ
آئے اور ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانا شروع کی اور جلد تر نقب لگا کر پہلوان عادی کو اپنے ہمراہ
باغ مین راہ نقب سے لے گئے دیکھا باغ نہایت سبز و شاداب ہے گلہاے رنگارنگ کھلے ہین غرض باغ
مین جا کر میوے باغ کے پہلوان عادی کو کھلائے اور سیر باغ کی کرنے لگے اسوقت تک دختر بختک باغ مین
نہین آئی تھی کیونکہ خواجہ عمرو اور پہلوان عادی راہ نزدیک سے جلد تر باغ مین آئے تھے غرض خواجہ عمرو
اور پہلوان عادی بخوشی و شادی سیر کرتے ہوئے ایک جانب باغ کے گئے وہان دیکھا کہ ایک چمن مین
ایک گنبد ہے اور گنبد کا در بند ہے جب خواجہ نے اُس گنبد کے در کو کھولا تو دیکھا کہ اُس گنبد مین تصویر سنگی لات
و منات کی رکھی ہے اور وہ تصویر دس گز لمبی اور پانچ گز کی چوڑی ہے اور اُس مین جوف ہے خواجہ عمرو نے
پہلوان عادی سے کہا کہ دیکھو اس تصویر کے جوف مین کیا ہے پہلوان عادی نے جو اُس تصویر کو ہٹا کے
دیکھا تو اس کے جوف مین اشرفیان اور روپیہ اور جواہر تھا خواجہ عمرو نے خوش ہو کر سب زر و جواہر
لے لیا اور پہلوان عادی سے کہا کہ دختر بختک اس باغ مین آتی ہوگی تم کو لازم ہے کہ اس تصویر
کے جوف مین جس طرح ممکن ہو چھپکے بیٹھ رہو یقین ہے کہ اس تصویر کی پرستش کو دختر بختک یہان
بھی ضرور آئیگی جسوقت وہ آئے جو تمھارا دل چاہے وہ کہنا چپکے بیٹھے نہ رہنا پہلوان عادی نے
کہا مین دختر بختک کو اس تصویر مین بیٹھکر کیونکر دیکھونگا خواجہ عمرو نے کہا مین اس تصویر کے چہرے
مین دو تین سوراخ کیے دیتا ہون ہر چند کہ دہن اس تصویر کا کھلا ہوا ہے اور راہ دہن سے اس تصویر کے
اندر دختر بختک وغیرہ نے یہ سب زر و جواہر ڈالا ہے جو مین نے اسوقت سے لیا لیکن احتیاطاً اور دو
چار سوراخ چہرہ تصویر مین کیے دیتا ہون تم انھین سوراخون سے دختر بختک کو بخوبی دیکھنا اور اُس
سے باتین محبت کی کرنا یہ کہکے خواجہ عمرو نے چہرہ تصویر مین دو تین سوراخ اور کر دیے اور پہلوان الخ

عادی کو اُس تصویر کے جوف میں بٹھا کر آپ بھی درختوں میں چھپ رہے یکایک در باغ پر غل اور شور ہوا دربان باغ اور سوار و پیدل ہٹ گئے دختر بختک مع اپنی ہم جلیسوں کے سواری سے اُتر کے باغ میں آئی دروازہ باغ کا بند کر دیا جسوقت دختر بختک باغ میں آئی اول موافق قاعدہ تنہا کچھ پھول اور پانی لیکر اور کچھ زر و جواہر لیکر اور تنہا دھو کر تصویر کے قریب آئی اور پہلے دختر بختک نے پھول چڑھائے اور لٹیا سے اُس تصویر پر پانی ڈالا اور زر و جواہر دامن میں اُس تصویر کے ڈالا اور سب زر و جواہر پہلوان عادی کے سر پر پڑا پھر واسطے سجدے کے روبروے تصویر ہاتھوں کو جوڑ کر جھکی اور کچھ دعا مانگنے لگی ناگاہ اُس تصویر سے آواز آئی کہ دعا تیری قبول ہوئی جو تیری آرزو ہے جلد بر آئے گی ہم کو سجدہ نہ کر جلد سر اُٹھا دختر بختک نے جو تصویر سے تقریر سُنی ڈرنے کانپنے لگی حواس منتشر ہو گئے رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا جلد سجدے سے گھبرا کر اور ڈر کے سر اپنا اُٹھا لیا کیونکہ اکثر دختر بختک نے تصویر لات کو سجدہ کیا تھا مگر کبھی آواز نہیں آئی تھی آج جو آواز تصویر سے پیدا ہوئی تو نہایت حیران اور پریشان ہوئی اور اسی عالم خوف و خطر میں چلا کر بھاگنے کا قصد کیا یکایک وہ تصویر اپنی جگہ سے اُٹھی اور آواز آئی کہ چلاتی کیوں ہے اور کیوں ارادہ بھاگنے کا کرتی ہے ٹھہر جا کہ ہم تجھ سے گلے ملنے کو آتے ہیں ہم کو تجھ سے اب الفت ہو گئی تجھ پر اب ہم عاشق ہو گئے تیرے ہی واسطے ہم یہاں آئے تھے خواجہ عمرو درختوں کی آڑ میں بیٹھے ہوئے تمام باتیں پہلوان عادی کی سنتے تھے اور بے اختیار ہنستے تھے اور اپنے دل میں کہتے تھے کہ میں نے جو پہلوان عادی سے کہدیا تھا کہ تم چپکے نہ بیٹھنا اور دختر بختک سے کچھ باتیں کرنا بموجب میرے کہنے کے کیا خوب باتیں پہلوان عادی دختر بختک سے کر رہا ہے لیکن جسوقت دختر بختک نے دیکھا کہ تصویر خداوند لات کی اپنی جگہ سے اُٹھی اور میری جانب آتی ہے اور باتوں کی تصویر سے آواز آتی ہے اُسوقت اور زیادہ دختر بختک چلانے لگی سوار اور پیدل اور دربان باغ غل سُنکے گھبرائے مگر باغ میں نہ آسکے کیونکہ کنڈی در باغ کی ہم جلیسوں نے دختر بختک کی بند کر دی تھی ہر چند اُنھوں نے پکار کے کہا کہ کنڈی کھول دو مگر کسی نے اُس ہنگامہ میں کنڈی نہ کھولی اور نہ اُنکی آواز سُنی لیکن ہم جلیسیں دختر بختک کی جلدی سے بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑیں اور پکاریں اے وزیر زادی کیوں چلاتی ہو اور کیوں ڈرتی ہو کیا ہوا گھبراؤ نہیں ہم آتے ہیں ادھر پہلوان عادی نے تصویر کے جوف سے نکل کے اور دونوں ہاتھ بصد شوق بہزار اشتیاق پھیلا کے دختر بختک کو اپنی آغوش میں کھینچا اُدھر ہم جلیسیں دختر بختک کی بھی تصویر کے قریب پہونچیں بعضی تو پہلوان عادی کو بے شاخ سر کا دیو خیال کر کے ایسی ڈریں کہ زمین پر گر کے بیہوش ہو گئیں بعضی قریب پہلوان عادی کے پہونچ کے عادی کو ڈھیلے اور لکڑیاں مارنے لگیں اکثر دور سے صد ہا گالیاں دینے لگیں بعض بعض پہلوان عادی سے کہنے لگیں کہ او موے یہ کیا کرتا ہے ہماری وزیر زادی کو چھوڑ دے اگر مال و زر کی خواہش ہے تو ہمارا زیور سب لے لے لیکن ہماری وزیر زادی کی آبرو نہ لے دُر ناسفتہ کو شکستہ نہ کر ہر چند ہم جلیسوں نے فریاد کی مگر پہلوان عادی نے دختر بختک کو نہ چھوڑا اور روبرو اُن عورتوں کے دختر بختک سے کام دل اپنا حاصل کیا جسوقت پہلوان عادی مدعاے دل حاصل کر چکا دختر بختک کو زمین سے اُٹھا کر سینے سے لگا لئے اور پیار کرنے لگا لیکن دختر بختک کو بے حس و حرکت دیکھ کر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مر گئی جسوقت پہلوان عادی کو معلوم ہوا کہ دختر بختک مر گئی ہر چند کہ خواجہ عمرو منتظب پشت زیر درخت کھڑے تھے لیکن

پہلوان عادی نے نہ دیکھا اور پکارا کہ اے خواجہ عمرو جلد آؤ غضب ہو گیا معشوقہ میری مر گئی پہلوان
عادی کو اپنے ہجر کا داغ دے گئی بہ تقریر جو عورتون اور مردون نے سُنی سب کو معلوم ہو گیا کہ خواجہ عمرو اور
پہلوان عادی دو مرد اس باغ مین ہین الحاصل بمجرد پکارنے پہلوان عادی کے خواجہ عمرو نے آواز دی
کہ اے پہلوان عادی ادھر اس طرف آؤ جب پہلوان عادی خواجہ عمرو کے پاس گئے خواجہ عادی
کو ہمراہ اپنے لیکر نقب مین سے گئے اور راہ نقب سے بیرون باغ پہونچے ادھر سوارون اور پیدلیون کے کہنے سے دختر
بختک کی ہمجلیسون نے دروازے کی کنڈی کھولی جب سوار اور پیدل اندر آئے کسی کو نہ پایا ہر چند مین طرف
تلاش کیا مگر کسی کو باغ مین نہ دیکھا لیکن چوتھی طرف اس وجہ سے نہ گئے کہ عورتون سے معلوم ہوا کہ اُس طرف
دختر بختک عجب حال سے مری ہوئی پڑی ہے سوار اور پیدل وغیرہ تو باغ مین پہلوان عادی اور خواجہ
عمرو کو ہر ایک درخت کے نیچے ڈھونڈھ رہے ہین ہمجلیسین دختر بختک کی لاش پر نالہ و فریاد کر رہی ہین لیکن خواجہ
عمرو نے نقب سے باہر نکل کے کہا کہ اے پہلوان عادی یہ تم نے کیا حرکت ناشایستہ کی تم کو یہ حرکت کرنی
لازم نہ تھی اب کہو اگر حمزہ صاحبقران یہ حال سُنین گے تو تم سے کس قدر ناراض ہونگے اور نوشیروان تم پر کیسا
خفا ہوگا عجب نہین کہ قتل کرے بختک تو تمھاری جان اور عزت کا دشمن ہو جائیگا پہلوان عادی نے کہا
اے خواجہ مین نے یہ فعل بے اختیاری مین کیا کیونکہ جسوقت دختر بختک قریب تصویر آئی اور مین نے
اُسکو سوراخون سے دیکھا دل میرا دیکھتے ہی بیچین ہو گیا ہر چند مین نے ضبط کیا مگر ضبط نہ ہو سکا آخر دل کی
بیتابی اور بیقراری سے اُٹھا اور دختر بختک سے عالم بیخودی مین ہم آغوش ہوا اے خواجہ جب مین مدعاے
دلی حاصل کر چکا اُسوقت مجکو ہوش آیا اب جو کچھ میرے مقدر مین لکھا ہوگا وہ ہوگا یہ حرکت بد تو مجھ سے
بیشک ہوئی خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی اب یہان سے چلو خیر دیکھ لیا جائیگا خواجہ عمرو نے
وقت چلنے کے سُنا کہ وہ سب ہمجلیسین یہ کہکے فریاد کرتی ہین اور روتی ہین کہ اے جمیلہ وزیرزادی ہمارے
افسوس کیا تم بُری اور خراب موت سے مرین ہاے ظالم نے کیا کیا کہ تمھاری جان صدمہ سے نکل گئی تکلیف اور
اذیت نہ اُٹھائی گئی خواجہ عمرو یہ باتین ہمجلیسون کے سُننے سے سمجھ گئے کہ دختر بختک کا نام جمیلہ تھا غرضکہ خواجہ
عمرو ہمراہ پہلوان عادی زیر دیوار باغ سے چلے اور ایک تالاب پر پہونچے خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان
عادی میرے نزدیک مناسب اور بہتر یہ ہے کہ تم اس تالاب مین نہاؤ اور غسل کر لو اور پاجامہ دھو ڈالو
پہلوان عادی نے موافق کہنے خواجہ عمرو کے تالاب مین اُترکے غسل کیا اور پاجامہ دھو ڈالا اور وہی پاجامہ
پہن لیا اتنی دیر مین خواجہ عمرو نے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ لکھا اور ایک مُہر کندہ کر کے اور جلد تر اُس پرچہ پر
وہی مہر کر کے اور پرچہ کاغذ کو لپیٹ کے اپنے پاس رکھا جب پہلوان عادی نہا چکے وہ پرچہ کاغذ کا
پہلوان عادی کو دے دیا اور کہا کہ اسکو رکھ چھوڑو تمھارے کام آئیگا یہ کہکر خواجہ پہلوان عادی کو لیکر
چلے اثناے راہ مین پاجامہ خشک ہو گیا آخر بعد قطع راہ خواجہ عمرو اور پہلوان عادی دربار نوشیروان
مین پہونچے خواجہ عمرو تو ایک طرف اپنی جگہ پر بیٹھے اور پہلوان عادی اپنے کرسی پر بیٹھا لیکن باغ
مین جملہ سوارون اور پیدلون وغیرہ نے خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کو ہر چند تلاش کیا لیکن کہین نہ پایا
مگر ایک جگہ باغ مین نقب دیکھکر سب کے سب باہم کہنے لگے کہ اسی کی راہ سے وہ دونون نکل گئے بعضے سوارون
نے نقب مین جا کر دیکھا لیکن ... پہلوان عادی کو وہان نہ پایا آخر ناچار اور مجبور ہو کے کہنے

لگے کہا اے ہمجلیسان دختر بختنگ اب تم اپنے ہاتھ سے فنس مین دختر بختنگ کی لاش رکھکر اس باغ سے چلو اور مادر جمیلہ
کو اس خبر ہلال اثر سے اطلاع دو ہمجلیسون نے فنس کو باغ مین منگوا کر جمیلہ کو فنس مین ڈالا اور آپ بھی سوار ہو مین
کہارون نے فنس اور میانے اُٹھائے اور سب زن و مرد روتے اور پیٹتے باغ سے چلے جسوقت بختنگ کے مکان پر پہونچے
اور مادر جمیلہ نے آواز نالہ و بکا سُنی گھبرا کر کہاریون وغیرہ کو واسطے دریافت کرنے کے بھیجا کنیزین اور کہاریان جب دروازے
پر آئین تمام حال سُنکے روتی پیٹتی ہوئی محل مین گئین اور مادر جمیلہ سے رو کر تمام حال بیان کیا اُسوقت مادر جمیلہ نے صدمہ مرگ
دختر مین نہایت حال پریشان کیا سر پیٹنے لگی اور بال اپنے سر کے غم دختر مین نوچنے شروع کیے اور آنسو بصد نالہ و آہ
بہانے لگی محل مین ایک غلغلہ حشر بلند ہوا جملہ خواتین رونے لگین آخر مادر جمیلہ فنس سے اپنی بیٹی مری ہوئی کو محل مین
لائی اور حال خراب پر اُسکے نظر کرکے اُسکی ہم جلیسون سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا جمیلہ کیونکر ہلاک ہوئی ہمجلیسان جمیلہ
نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اُسوقت مادر جمیلہ کو علاوہ رنج و غم کے خواجہ عمرو اور پہلوان عادی پر
از حد غصہ آیا اور اُسی وقت دو چوبدارون کو دربار نوشیروان مین روانہ کیا کہ پدر جمیلہ کو بلا لائین جسوقت چوبدار
در دولت نوشیروان پر پہونچے اور بختنگ کو خبر ہوئی کہ چوبدار میرے مکان سے مجھکو بلانے آئے ہین فوراً نوشیروان
سے اپنے گھر جانے کی اجازت لیکر دربار سے باہر آیا اور اپنے تخت پر سوار ہوا اور چوبدارون کو گریان دیکھکر باعث بکا
پوچھا اُنھون نے عرض کیا حضور اب تو تشریف لیے چلتے ہین جو سبب اشکباری اور نالہ و بیقراری ہی حضور پر ظاہر
ہوجائیگا بختنگ یہ تقریر چوبدارون سے سُنکے نہایت پریشان خاطر ہوا اور گھبرا کر جلد اپنے تخت کو ہانکا اور اپنے
مکان کی طرف چلا بختنگ تو ہمراہ چوبدارون کے اپنے مکان کی طرف جاتا ہی لیکن اب حال خواجہ عمرو اور
پہلوان عادی کا لکھا جاتا ہی کہ جب بختنگ دربار نوشیروان سے گیا تو پہلوان عادی نے طرف
خواجہ عمرو کے دیکھا اور اشارہ سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ نعش بختنگ کی بیٹی کی باغ سے آئی ہی اسی واسطے
زوجہ بختنگ نے بختنگ کو بلایا ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی خواجہ عمرو نے اشارہ سے جواب دیا کہ کچھ اندیشہ
اور تشویش نہ کرو پہلوان عادی نے کہا مجکو اپنی جان کا خوف ہی نہ دربار کا ہی بختنگ ضرور میرے ظلم کی
فریاد نوشیروان سے کرے گا اور نوشیروان عادل ہی یقیناً مجکو قتل کرے گا خواجہ عمرو نے اشارہ سے
جواب دیا کہ اگر ہم تم کو قتل نہ ہونے دین اور کسی تدبیر اور تقریر سے تمھاری جان بچائین تو ہم کو کیا دوگے پہلوان
عادی نے اشارہ سے کہا کہ دس ہزار روپیہ دونگا خواجہ عمرو نے اشارہ سے انکار کیا اور کہا مین دس
ہزار روپیہ نہ لونگا تم جانو جیسا تم نے کیا ہی ویسی سزا پاؤگے ضرور قتل کیے جاؤگے مین تمھارے
مقدمہ مین کچھ نہ بولونگا اور کوئی تدبیر تمھاری جان بچانے کی نہ کرونگا بلکہ تھوڑی دیر مین اس دربار سے
چلا جاؤنگا پہلوان عادی اشارۂ خواجہ عمرو سے گفتگو خواجہ عمرو کی سمجھا اشارہ سے بمنت اور سماجت
کہنے لگا کہ اے خواجہ یہ وقت مددگاری ہی ضرور میری جان بچانے کی کوئی تدبیر کیجیے گا اور ایسی تقریر کیجیے گا کہ
مین قتل نہ ہون تمھارے ہی کہنے سے مین باغ مین گیا تھا اب اسوقت مین میرے اوپر رحم کرو اور جان
میری بچا لو مین اسکے عوض مین پندرہ ہزار روپیہ تم کو دونگا اور جب تک زندہ رہونگا مرہون احسان
رہونگا خواجہ عمرو نے گفتگو پہلوان عادی کی سمجھکے پھر انکار کیا آخر تیس ہزار روپیہ پر فیصلہ ہوا خواجہ
عمرو نے اشارہ سے کہا کہ رقعہ بیتا مُہری تیس ہزار روپیہ کے دینے کا لکھدو پہلوان عادی نے دربار
سے اُٹھکے اور علیحدہ خواجہ کے سامنے جا کر رقعہ لکھدیا اور مُہر اپنی رقعہ پر کردی اور خواجہ کا

اطمینان بخوبی کر دیا بعد اسکے دربار مین آکر بیٹھا اور خواجہ بھی اپنی جگہ پر بیٹھے اور تدبیر پہلوان عادی کے قتل ہونے کی
کچھ تو کر چلے تھے اور کچھ اور فکر کرنے لگے آخر بعد فکر بسیار ایک تدبیر تجویز کر کے منتظر وقت بیٹھے خواجہ عمرو تو تدبیر سوچ کے
دربار مین بیٹھے ہین اور پہلوان عادی بھی بیٹھا ہی لیکن بدحواس اور پریشان خاطر ہی اب حال بختک بد نہاد کا
لکھا جاتا ہی کہ جب بختک پریشان و مضطر ہمراہ چوبدارون کے قریب اپنے مکان کے پہونچا اور آواز گریہ و بکا
اُسنے سُنی اُسوقت اور زیادہ بدحواس اور متحیر ہوا اور جلد اپنے خچرے سے اُتر کے بیتابانہ اپنے مکان کے اندر گیا
وہان دیکھا کہ تمام عورتین رو رہی ہین اور فریاد و فغان کر رہی ہین اور زوجہ کو اپنی دیکھا کہ اُسکا حال کثرت گریہ و
بکا سے بہت غیر ہی مکان مین غلغلہ حشر بلند ہی ایک میت پلنگ پر پڑی ہی دوشالہ اُس میت پر پڑا ہی گرد
اُس میت کے سب عورتین سر اپنے پیٹ رہی ہین اور رو رہی ہین بختک یہ حال غم آثار دیکھ کے سمجھا کہ
کوئی مر گیا ہی یہ سب اُسی کو روتی ہین یہ خیال کر کے بختک نے بیتابانہ اپنی زوجہ سے پوچھا صاحب تم کس کو
رو رہی ہو یہ کسکی میت پڑی ہی کون مر گیا ہی اسقدر گریہ و بکا کسکے غم مین تم کرتی ہو مجھسے تو کہو زوجہ بختک
کی بختک کو دیکھکر اور زیادہ سر پیٹنے اور رونے لگی اور سب عورتین بھی زیادہ تر نوحہ و بکا کرنے لگین
اُسوقت سب کو روتا دیکھکر بختک بھی رونے لگا لیکن جسوقت بختک کو تمام کیفیت اپنی زوجہ
و ہمسایگان جمیلہ سے مفصل معلوم ہوئی اُسوقت تو بختک اسقدر رویا کہ ابر بہار اسکی اشکباری
سے شرمندہ ہو گیا اور روتے روتے قریب الموت ہو گیا آخر اُسی عالم رنج و غم مین بختک نے یہ خیال
کیا کہ میری بڑی دولت ہوئی بیٹی میری عجب حال خراب سے مر گئی اب مجکو زندہ رہنا اور ہمچشمون مین بیٹھنا
مناسب نہین ہی میری آنکھ کسی سے دو چار نہ ہوگی ہر شخص مجکو بیحیا اور بے غیرت تصور کرے گا اور مجکو دیکھکر
ہنسے گا پس لازم یہ ہی کہ جام زہر اسی وقت پی کر اپنے تئین ہلاک کرون جو شخص میرے مرنے کا حال سُنے گا یہ کہے گا کہ
بختک صاحب غیرت تھا زہر کھا کر مر گیا یہ خیال کر کے فوراً بختک نے جام زہر تیار کیا اور جام زہر کو اُٹھا کر
چاہا کہ پی لون زوجہ بختک و دیگر زنان محل بختک کو بہ گریہ و زاری جام زہر پینے سے مانع ہوئین اور کہنے
لگین کہ اگر تم جان اپنی دیدو گے تو دشمن اور زیادہ مسرور اور شاد ہونگے اور تمھارے ہلاک ہونے سے تمھاری
بیٹی زندہ نہ ہو جائیگی اب تم کو لازم ہی کہ اپنی بیٹی کے ہلاک کرنے والون کے واسطے کوئی ایسی تدبیر کرو
کہ وہ قتل کیے جائین اور اپنے جرم کی سزا پائین اور نوشیروان بادشاہ عادل ہی اُس کے پاس جاکر فریاد
کرو تمام حال اپنی بیٹی کے ہلاک ہونیکا بیان کرو وہ بادشاہ عادل اور منصف ہی پہلوان عادی اور
خواجہ عمرو کو قتل کرے گا جسوقت بختک کو خواتین نے اس طرح سمجھایا بختک نے خیال کیا کہ
یہ عورتین سچ کہتی ہین اس خون ناحق ہو جانے کی اطلاع نوشیروان کو ضرور کرنا چاہیے اول تو بادشاہ
عادل ہی خود غور کرے گا دوسرے مین اُس کا وزیر ہون میرا پاس و لحاظ بھی ضرور کرے گا یقیناً میری
بیٹی کے ہلاک کرنے والون کو سزا سے معقول دے گا مردمان شہر اور سرداران حمزہ صاحبقران کو
عبرت ہوگا ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ قہر سلطانی اور عدل شاہ سے ڈر جائے گا پھر کوئی ایسی حرکت ناشائستہ
نہ کرے گا جب میری بیٹی کے ہلاک کرنے والے قتل ہونگے میرا دل خوش ہوگا القصہ بختک نے یہ
خیالات کر کے اُسی وقت وہ جام زہر اپنے ایک ہاتھ مین لیا اور ایک ہاتھ مین خنجر آبدار برہنہ
لے کر روتا پیٹتا اور فریاد و بکا کرتا ہوا با حال تباہ و پریشان در دولت نوشیروان پر آیا ہر ایک

شخص بختک کا یہ حال دیکھکے گھبرایا اور متحیر ہوکر پوچھنے لگا کہ ای وزیر پر نوشیروان یہ تمنے اپنا حال کیون کیا کیا تم کو صدمہ و ملال ہوا کس نے تم کو ستایا ہر چند بختک سے لوگون نے پوچھا لیکن بختک نے کسی سے کچھ کلام نہ کیا اور وہ حال اپنے رنج و ملال کا بیان کیا جسوقت نوشیروان نے بختک کی فریاد و بکا کی آواز سنی متحیر ہوکر اپنے سرداران سے پوچھا کہ بختک اسوقت کیون روتا ہی انھون نے عرض کیا خداوند نعمت ہم کو معلوم نہین ابھی اکثر سردار نوشیروان سے یہ عرض کر رہے تھے کہ یکایک بختک چاک گریبان باحال پریشان جامہ و خنجر ہاتھون مین لیے ہوئے روبروے نوشیروان آیا اور بہ نالہ و زاری و فریاد و بیقراری عرض کرنے لگا کہ حضور کے عہد مین عجیب ظلم ہوا ہین حضور کے روبرو یہ جامہ پہنا ہون نوشیروان نے منع کیا اور گھبرا کر پوچھا ای بختک جلد بیان کر تجھ پر کس نے ظلم کیا بختک نے عرض کیا خداوند مین کیا عرض کرون غیرت و شرم سے وہ ظلم عرض نہین کیا جاتا لیکن اگر حکم ہو تو مین سمع مبارک حضور مین عرض کرون اور حضور انصاف فرمائین اور جنھون نے مجھکو صدمہ دیا ہی انکو قتل کرین نوشیروان نے فرمایا ای بختک جو تجھکو عرض کرنا ہی اگر وہ ظلم سر دربار اظہار کے لائق نہین ہی تو ہمارے گوش مین آہستہ کہہ بختک واسطے عرض کرنے کے چلا تھا ناگاہ خواجہ عمرو اپنی جگہ سے اُٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ ای شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر صاحب دولت و اقبال عادل بے عدیل و بیمثال اگر اس خاکسار ذرہ بیمقدار ذلیل و خوار کو حکم ہو اور بختک کو بھی منظور ہو تو جو بختک حضور سے عرض کریگا اسی امر کو مین خدمت حضور مین بالتفصیل عرض کرون نوشیروان نے یہ گفتگوے خواجہ عمرو سنکے جانب بختک دیکھا بختک خاموش ہورہا نوشیروان نے خاموش رہنے بختک سے خیال کیا کہ خواجہ عمرو کا بیان کرنا بختک کو منظور ہی یہ خیال کرکے نوشیروان نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ بیان کرو لیکن کوئی امر مخفی نہ کرنا خواجہ عمرو نے عرض کیا کیا مجال جو کوئی بات خلاف عرض کرون یا کوئی بات پوشیدہ کرون نوشیروان نے فرمایا اچھا بیان کرو اسوقت خواجہ عمرو نے سر دربار اس طرح بیان کیا کہ ای شہنشاہ عادل و منصف اصل حال یہ ہی کہ جسروز پہلوان عادی ہمراہ رکاب حمزہ صاحبقران حضور کی خدمت اور دربار مین حاضر ہوا اُسی روز پہلوان عادی میرے ہمراہ بازار کی سیر کے واسطے گیا تھا اتفاقاً بختک کے مکان کی جانب پہلوان عادی میرے ہمراہ سیر دیکھتا ہوا اور مجھ سے باتین کرتا ہوا جا نکلا اُسوقت دختر بختک اپنے مکان کے جھروکے مین چلمن کا پردہ ڈالے ہوئے بیٹھی تھی جسوقت دختر بختک نے پہلوان عادی کے دست و پا اور عالم شباب پر نظر کی بے اختیار پردہ چلمن کا ہٹا کر پہلوان عادی کو اپنی صورت دکھائی اور مسکرائی اور اشارے سے کہا ٹھہر جاؤ آگے نہ جاؤ اُسوقت بموجب اشارہ کرنے دختر بختک کے پہلوان عادی بیچارہ ٹھہر گیا چونکہ مین ہمراہ پہلوان عادی تھا اسوجہ سے مین بھی ٹھہرا اُسوقت دختر بختک نے آہستہ سے مجھ سے پوچھا کہ یہ جوان جو تمھارے ہمراہ ہی کون ہی نام اُسکا کیا ہی شادی اسکی کہین ہوئی ہی یا نہین مین نے جواب دیا اس جوان کو خاص و عام پہلوان عادی کہتے ہین اور یہ شاہزادہ قلعہ تنگ رواحل ہی اور خود حاکم قلعہ ہی پہلوانی مین یگانہ آفاق ہی اور سردار نامدار حمزہ صاحبقران ہی ای شہنشاہ فلک جاہ دختر بختک یہ گفتگو میری سنکے کچھ فکر کرنے لگی اور بعد ایک لمحہ کے مجھ سے کہا کہ کھڑے رہو اور اس جوان کو جانے نہ دینا مین ابھی آتی ہون یہ کہکر دختر بختک چلی گئی ہم دونون زیر دیوار کھڑے رہے بعد تھوڑی دیر کے دختر بختک جھروکے مین آئی اور ایک پرچہ کاغذ لپٹا ہوا پہلوان عادی

کی طرف پھینک دیا اور مسکرا کے پہلوان عادی سے کہا کہ جو کچھ ہم نے اس پرچۂ قرطاس مین لکھا ہی تم کو لازم ہی کہ
اُس تحریر پر عمل کرو ای شہنشاہ عالیجاہ یہ گفتگو دختر بختک پہلوان عادی نے سُنکے پرچۂ قرطاس جو دختر بختک
نے جھروکے سے پھینکا تھا حرف بحرف پڑھا اور مین نے اُس رقعہ کی عبارت پڑھی عبارت اُس رقعہ مین یہ لکھی
تھی عبارت رقعہ گل خوش رنگ و بوے چمن خوبی و سرو بے مثال گلشن محبوبی جوان بے مثال و خوش رو
و خوش جمال پاپل عیش و شادی پہلوان عادی زاد محبتہ والفتہ - بعد ہزار ہزار آرزوے ہم آغوشی و
یکجائی کے تم کو معلوم ہو کہ اسوقت جو مین نے تم کو جاتے ہوئے دیکھا مفصل کیا لکھون جو محبت و الفت تم سے
مجکو ہوئی ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ دل میرا تمھارے دام الفت مین گرفتار ہو گیا ہی اور تمھارے خنجر ابرو سے مجروح
ہوا ہی دل تو چاہتا ہی کہ اسی وقت تم کو اپنے پاس بلاؤن لیکن بخوف مادر و پدر بلا نہین سکتی کل مین سیر کے
بہلانے سے اپنے باغ مین جو یہان سے تھوڑی دور ہی جاؤن گی لہذا تم میرے باغ مین ہنگام سحر ضرور آنا مجکو
تم سے کچھ کہنا ہی اور مین بیٹی بختک وزیر نوشیروان کی ہون اگر تم باغ مین میرے پاس نہ آؤگے تو مین
اپنے کو ہلاک کرونگی زہر کھا کر اپنی جان دیدونگی میرا خون تمھاری گردن پر ہوگا فقط زیادہ بجز آرزوے یکجائی
کے اور کیا لکھون بعد اس عبارت لکھنے کے دختر بختک نے اپنی مہر اُس رقعہ پر کی تھی مین نے جو مہر
کو دیکھا تو صاف نام جمیلہ پڑھتا ای شہنشاہ عالی وقار بختک سے دریافت کیا جاے کہ اُن کی بیٹی کا
جمیلہ نام ہی یا نہین نوشیروان نے بختک سے پوچھا بختک نے عرض کیا کہ میری دختر کا نام
بیشک جمیلہ ہی بعد اسکے خواجہ عمرو نے عرض کیا ای شہنشاہ گیتی ستان جب پہلوان عادی رقعہ
پڑھ چکا اُسوقت اس خیال سے پہلوان عادی نے دختر بختک سے اقرار باغ مین آنے کا کیا کہ
اگر باغ مین اسکے پاس نہ جاؤنگا تو یہ زہر کھا کر مر جائیگی نہین معلوم اسکو مجھ سے کیا کام ہی الغرض پہلوان
عادی اقرار باغ مین آنے کا کرکے چلا آیا اور روز دیگر ہنگام سحر میرے ہمراہ نشان باغ لوگون سے پوچھکر
چلا بعد قطع راہ باغ مین گیا اور مین بھی ساتھ پہلوان عادی کے داخل باغ ہوا چونکہ دختر بختک
منتظر تھی دیکھتے ہی پہلوان عادی کے خوش ہوکر آگے بڑھی چند ہمجلیس عورتین اُسوقت اُسکے ہمراہ
تھین آخر صحن باغ سے پہلوان عادی کو لیجا کر باغ کی بارہ دری مین بٹھایا اور آپ بھی قریب پہلوان
عادی کے بیٹھی اُسوقت مین بھی ایک طرف بیٹھا تھا بعد تھوڑی دیر کے پہلوان عادی نے کہا ای دختر
بختک مین اسوقت بموجب اقرار تمھارے پاس آیا ہون اب جو کچھ تم کہنا ہو کہو جمیلہ دختر بختک
نے شرما کر اور مسکرا کر کہا کہ تم کو مین نے اسواسطے بلایا ہی کہ تم اپنے شربت وصل سے مجھ بیمار درد فرقت و
الفت کا جلد علاج کرو اور تمناے دلی میری بر لاؤ پہلوان عادی نے یہ گفتگو جمیلہ کی سُنکے کہا کہ مین
مسلمان ہون تاوقتیکہ تم مسلمان نہ ہوگی اور مین تم سے عقد نہ کرلونگا اُسوقت تک تم سے ہم آغوش نہونگا
جمیلہ نے یہ تقریر پہلوان عادی کی سُنکے کچھ فکر کی بعد فکر کرنے کے کہا کہ مجکو مسلمان ہونا اور تم سے
عقد کرنا بھی منظور ہی ای شہنشاہ ممالک بارگاہ جسوقت مین نے یہ گفتگو جمیلہ کی سُنی اپنے دل مین خیال
کیا کہ جمیلہ کو کس قدر آرزوے وصل پہلوان عادی کی ہی کہ مسلمان ہونے اور عقد کرنے پر راضی ہی
اور یہ کچھ خیال نہین ہی کہ ایسے زبردست اور قوی ہیکل پہلوان سے ہنگام آغوش کیا صدمہ اور
اذیت ہوگی افسوس اسکو مطلق اپنی نزاکت اور پہلوان عادی کی قوت و طاقت کا خیال

نہیں ہے نہیں معلوم کہ کونسی تدبیر کرے گی کہ پہلوان عادی سے وقت ہم بستری کے اپنی جان بچانے کی بظاہر
تو ثابت ہوتا ہے کہ ہنگام ہم آغوشی تڑپ کے ہلاک ہوجائے گی لیکن اے شہنشاہ ذی جاہ مین یہ خیال کرکے چپکا
بیٹھا رہا جمیلہ کو ہم آغوشی پہلوان عادی سے منع نہ کرسکا کہ جمیلہ کو نہایت ناگوار ہوگا غرض بخوشی خاطر جمیلہ
کے پہلوان عادی نے جمیلہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا بعد مسلمان کرنے کے پہلوان عادی نے مجھ سے
واسطے عقد پڑھنے کے کہا حضور مین نے جمیلہ سے پوچھا کہ مین تمھارا عقد پہلوان عادی سے اکیس کروڑ
زر سرخ پر پڑھون اے شہنشاہ گیتی پناہ اسوقت جمیلہ دختر بختک نے کہا چپکے سے ہون پھر مین نے
پہلوان عادی سے پوچھا کہا بلا پڑھو مجکو قبول ہے غرض حضور مین نے روبرو ہمجلیسان جمیلہ کے پہلوان
عادی کو جمیلہ سے منعقد کیا پھر ہمجلیسین میرے اشارے سے صحن باغ مین چلی گئین اور مین بھی بارہ دری
سے اٹھکر صحن باغ مین چلا آیا دروازے بارہ دری کے پہلوان عادی نے بند کردیے تھوڑی دیر
کے بعد جمیلہ کے چیخنے کی آواز ہم سب نے سنی پھر پہلوان عادی کے رونے کی آواز سنکے ہم نے جو دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ جمیلہ تاب وصل نہ لائی اور تڑپ کے ہلاک ہوگئی اسوقت مین نے خیال کیا کہ مین نے جو
قبل تصور کیا تھا وہی ہوا کہ جمیلہ وقت ہم آغوشی پہلوان عادی مرگئی پھر مین اور پہلوان عادی باغ
سے چلا آیا اب پہلوان عادی کو یہ فکر تھی کہ جاکر جمیلہ کو غسل وکفن دے کر قبر مین دفن کرون ناگاہ اسوقت
بختک روتے ہوئے اور فریاد کرتے ہوئے حضور کے پاس آئے ہین اب شہنشاہ عالیجاہ انصاف فرماوین
کہ پہلوان عادی کی کیا خطا ہے خواجہ عمرو نے یہ کہکر اور پہلوان عادی سے وہ رقعہ لے کر نوشیروان
کے روبرو پیش کیا اور عرض کیا کہ اس رقعہ کو ملاحظہ فرماوین اور ایک میری گواہی کو ہزار آدمیون کی گواہی
کے برابر تصور کرین کیونکہ اول تو مین مطلق جھوٹ نہین بولتا دوسرے مین برادر حمزہ صاحبقران
ہون کعبہ مین کہ مقام متبرک ہے وہان پیدا ہوا ہون جسوقت کل یہ تقریر خواجہ عمرو نے کی جملہ اہل
دربار سوا بختک کے ہنسنے لگے اور نوشیروان بھی مسکرانے لگا اور وہ رقعہ پڑھ کے طرف بختک
کے دیکھا اور فرمایا کہ تو نے خواجہ عمرو کی تو گفتگو سنی اب یہ رقعہ اپنی بیٹی کا لکھا پڑھ اور دیکھ لے اس رقعہ
پر تیری بیٹی کی مہر ہے یا نہین بختک نے رقعہ دیکھکر عرض کیا اے شہنشاہ جو کچھ خواجہ عمرو نے بیان کیا سب
غلط ہے اور یہ رقعہ بھی میری بیٹی کا لکھا ہوا نہین ہے یہ رقعہ خواجہ عمرو نے جعلی لکھا ہے اور میری بیٹی نے ہرگز
عقد پہلوان عادی سے مسلمان ہوکر نہین کیا تھا وہ تو اپنے باغ کی سیر کے واسطے گئی تھی خواجہ عمرو اور
پہلوان عادی دونون زبردستی باغ مین گئے اور بہ جبر جمیلہ کے ساتھ ایسی حرکت نامعقول کی کہ وہ
ہلاک ہوگئی حضور انصاف فرماوین اور اس مقدمہ کی تحقیقات بخوبی کرین جب یہ گفتگو بختک کی
نوشیروان نے سنی اسوقت طرف حمزہ صاحبقران کے دیکھکر فرمایا اے فرزند تم سنتے ہو جو بختک کہتا ہے
حمزہ صاحبقران نے عرض کیا کہ اگر حضور کے نزدیک پہلوان عادی نے یقیناً خطا کی ہے تو حضور اسکو جو
چاہین سزا دین مین اپنے سردار کی طرفداری ہرگز نہ کرونگا اور اگر پہلوان عادی کی کوئی تقصیر
ثابت نہ ہو تو بختک کی بخوبی گوشمالی کی جاوے کہ بار دیگر پھر کسی سردار پر ایسی تہمت نہ کرے
نوشیروان گفتگو حمزہ صاحبقران کی سنکے بختک سے کہنے لگا کہ جو عورتین اور مرد ہمراہ جمیلہ
باغ تک گئے تھے انکو اسی وقت ہمارے روبرو بلاؤ بختک گیا جملہ ہمجلیسون کو ڈھو لیو ن

مین سوار کر کے روانہ کیا یہان کہارون نے ڈولیان قریب در سلطان لا کر رکھین اور جو ...
کے جمع کرنے کے واسطے اپنے مکان پر ٹھہرا ادھر خواجہ عمرو نے در بار سے باہر آ ایک صورت ...
بنائی کہ دست و پا کثرت رعشہ سے کانپتے تھے جھریان تن پر پڑی تھین بال سر کے سفید تھے کمر ...
اس صورت سے ہانپتی ہوئی اور کانپتی ہوئی اور آنسو بہاتی ہوئی قریب ڈولیون کے آئی اور جمیلہ کی جلیسون
سے کہنے لگی کہ اے لڑکیو آج تم در سلطانی پر کیون آئی ہو خیر تو ہے جلیسان جمیلہ نے کہا کہ اے بڑی بی بڑا غضب
ہو گیا پہلوان عادی نے جمیلہ دختر بختک کو مار ڈالا ہے بختک نے نوشیروان سے اس
ظلم کی فریاد کی ہے نوشیروان نے ہم کو گواہی مین طلب کیا ہے زن پیر نے گفتگو ان کی سن کے اور
ہر ایک کو پیار کر کے اور بلائین لے کے کہا واری اگر تم کہدو گی کہ ہمارے سامنے پہلوان عادی نے
جمیلہ سے بہ جبر و ظلم وہ فعل کیا کہ جس سے وہ ہلاک ہو گئی تو پہلوان عادی بیچارہ قتل ہو جائیگا
جمیلہ زندہ نہ ہو جائیگی اور کچھ تم کو بھی بل نہ جائیگا لہذا انسان کو لازم ہے کہ کسی کے ساتھ
برائی نہ کرے پس تم کچھ ایسی گواہی دینا کہ پہلوان عادی قتل نہ ہو جمیلہ کی ہم جلیسون نے
کہا اے بڑی بی اول تو پہلوان عادی کوئی ہمارا عزیز نہین اور دوست نہین ہے کہ جس کے واسطے
ہم جھوٹی گواہی دین دوسرے اگر کچھ مال دولت ہم کو دیتا تو خیر جھوٹھ بھی بولتے اور دختر بختک
کا خیال نہ کرتے پہلوان عادی کی جان بچاتے پس جب ان دونون صورتون مین کوئی صورت
نہین ہے تو ہم کیون جھوٹھی گواہی دین زن پیر نے یہ تقریر جلیسان جمیلہ کی سن کے کہا کہ اے
لڑکیو مین ایک غریب محتاج ہون اور پہلوان عادی کی کوئی عزیز و دوست بھی نہین ہون
صرف اسکی جوانی اور ایک کار خیر کا خیال کر کے موتی اور اشرفیان تم سب کو دیتی ہون اس شرط
سے کہ جو مین تم سے کہون وہ تم نوشیروان سے کہدینا یہ کہکے زن پیر نے ایک رومال سے بہت
سی اشرفیان اور موتی نکال کے انکو دکھائے جمیلہ کی ہم جلیسون نے دیکھا کہ کئی سو اشرفیان
اور سیکڑون موتی بڑے بڑے ہین فوراً اشرفیان اور موتی دیکھکر انھون نے کہا کہ اے بڑی بی وہ
کیا باتین ہین جو ہم نوشیروان سے کہدین بیان کرو خیر ہم تمھاری خوشی اور ان موتیون اور
اشرفیون کے لالچ سے جھوٹی گواہی دے دینگے لیکن پہلے ہم کو یہ سب اشرفیان اور موتی دیدو
پھر جو ہم سے کہدو وہی ہم نوشیروان سے جا کر کہدین زن پیر نے کہا اگر تم یہ مال و دولت
لے لو اور جو مین کہون وہ نہ کہو تو مین کیا کرون انھون نے کہا کہ اگر ہم موافق تمھارے مطلب کے
گواہی نہ دینگے تو یہ اشرفیان اور موتی ہم سے لے لینا ہم کو ہمارے گھر بھی نہ جانے دینا زن پیر نے اشرفیان
اور موتی برابر ہر ایک جلیس کو دیکر کہا کہ تم پہلے یہ کہنا کہ کل پہلوان عادی کو ہمارے سامنے ایک رقعہ
جمیلہ نے لکھکر زیر دیوار پہلوان عادی کو دیا تھا اور زبانی یہ کہا تھا کہ تم ہمارے باغ مین آنا ہمین تم سے
کچھ کہنا ہے پھر یہ کہنا کہ جب پہلوان عادی ہمراہ خواجہ عمرو کے باغ مین آیا تو جمیلہ اس سے طالب وصل
ہوئی اور پہلوان عادی نے انکار کیا اور کہا تم مسلمان ہو جاؤ اور میرے ساتھ نکاح کر لو تو البتہ
مین تم سے ہم آغوش ہون گا پس جمیلہ نے بموجب کہنے کے دین اسلام اختیار کیا اور خواجہ
عمرو نے نکاح پڑھا پھر ہم سب ہٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد جمیلہ چلانے لگی جب ہم بارہ د

ہین گئے جمیلہ کو ہم نے زندہ نہ پایا زن پیر یہ تقریر اُنکے روبرو بیان کرکے اور خوب سمجھا اور سکھا کے چلی گئی تھوڑی دیر میں بختک اُن سواروں اور پیدلوں کو فراہم کرکے اپنے ہمراہ لایا جو جمیلہ کے ہمراہ گئے تھے جب بختک روبروے نوشیروان گیا اور عرض کیا کہ سب گواہ زن و مرد حاضر ہین تو نوشیروان نے فرمایا پہلے عورتوں کو بلاؤ جب عورتین بدفعات دربار نوشیروان مین حاضر ہوئین اور نوشیروان نے اُنسے پوچھا کہ تم اس مقدمہ مین کیا جانتی ہو سچ سچ بیان کرو ہر ایک عورت نے جو زن پیر نے کہدیا تھا اور سکھا دیا تھا بیان کیا نوشیروان نے جانب بختک بنظر غیظ دیکھنے لگا اور بختک متحیر ہوا کہ یہ کیا غضب ہوگیا میری بیٹی کی ہمجلیسوں نے خواہ مخواہ مدعاے دل پہلوان عادی کے کیوں گواہی دی یہ کیا ستم ہوگیا غرض بعد عورتوں کی گواہیوں کے نوشیروان نے اُن سواروں اور پیدلوں کو بلا کر پوچھا انھوں نے عرض کیا حضور ہم تو یہ جانتے ہین کہ ہم در باغ پر بیٹھے تھے ناگاہ باغ سے رونے کی آواز آئی جب ہم اندر باغ کے گئے سنا کہ جمیلہ دختر بختک مر گئی سوا اسکے اور ہم کچھ نہین جانتے ہم نے کسی کو باغ مین جاتے اور باغ سے نکلتے نہین دیکھا الغرض بعد مرد و زن کی گواہیوں کے نوشیروان نے تھوڑی دیر تک فکر کی آخر یہ فیصلہ کیا کہ پہلوان عادی کی کوئی خطا و تقصیر نہین کیونکہ اسنے بہ گواہی گواہان جمیلہ کو مسلمان کرکے عقد کیا تھا چونکہ اُسکی زندگی تمام ہوچکی تھی ہم بستری کا ایک بہانہ ہوا بعد یہ فیصلہ کرنے کے نوشیروان نے بختک کو نہایت کلمات سخت و درشت کہے اور فرمایا کہ تو اب اگر کسی سردار کو اس طرح متہم کریگا تو تجھکو سخت سزا دیجائیگی بالفعل یہ تیرا قصور معاف کیا جاتا ہے جسوقت یہ تقریر پہلوان عادی اور خواجہ عمرو نے سنی اور فیصلہ نوشیروان نے حسب دلخواہ کیا نہایت شاد ہوے قید غم سے آزاد ہوے حمزۂ صاحبقران کو بھی خوشی ہوئی لیکن بختک کو از زیادہ ملال ہوا کیونکہ ایک تو بیٹی کے مرنے کا صدمہ تھا دوسرے سر دربار اپنے جھوٹے ہونے کا اور دعوی خارج ہونے کا آخر بدرجہ مجبوری نوشیروان سے اجازت لے کر اپنے گھر گیا اور اپنی زوجہ سے تمام حال بیان کیا بختک کی زوجہ کو نہایت غصہ آیا اور ہمجلیسوں کو جمیلہ کی بلا کر پوچھا کہ تم نے کس کے کہنے سے ایسی گواہی دی کہ مقدمہ خارج ہوگیا تمھارے سامنے کب میری بیٹی نے عادی سے عقد کیا تھا اور مسلمان ہوئی تھی جو تم نے نوشیروان سے بیان کیا جمیلہ کی ہمجلیسوں نے کہا کہ اُسوقت ہمارے حواس بجا نہ تھے نہین معلوم نوشیروان نے کیا ہم سے پوچھا اور کیا ہم نے بیان کیا کیونکہ سماں عالم کا تھا اب ہمارے حواس خمسہ بجا ہین بیشک پہلوان عادی نے آپ کی دختر پر بڑا ظلم کیا یہ کہکے جمیلہ کی ہمجلیسین چلی گئین اور اُن اشرفیوں اور موتیوں کو جو اوروں کو دکھایا تو معلوم ہوا کہ اشرفیاں ٹھیکری ہین اور موتی بھی بالکل جھوٹے ہین نہین معلوم کس چیز کے بنائے ہوئے ہین اُسوقت ہمجلیسوں نے جمیلہ کی یہ سچ ہوا کہ بیکار ہم نے جھوٹی گواہی دی بختک نے اپنی دختر کی میت اُٹھانے کا سامان کیا اور موافق اپنے مذہب و ریاست کے اچھی طرح اپنی دختر کی میت کو اٹھایا اور دفن کیا اس طرف پہلوان عادی نے بعد برخاست دربار نوشیروان کے خواجہ عمرو کو تین ہزار روپیہ دیا اور رقعہ اپنا لے لیا اور کہا اے خواجہ مین تمھارا نہایت ممنون احسان ہوں بعد خدا تم نے میری جان بچائی ورنہ مین قتل ضرور کیا جاتا

داستان بختک کا نوشیروان کو حمزۂ صاحبقران کے زہر دینے پر آمادہ کرنا اور جام مے مین زہر ملا کر روبرو حمزۂ صاحبقران کے لیجانا اور خواجہ عمرو کی وجہ سے اُسکا کامیاب نہ ہونا

بادہ خواران میخانۂ سخن و میکشان میکدۂ افسانہ گویان اس داستان کو ساغر تازگی سے اس طرح بیان کرتے ہین

الغرض جب بختک بد آمال اپنی دختر خوش جمال کے دفن سے فارغ ہوکر بہنگام شب اپنے گھر مین آیا اور صدمۂ مرگ دختر مین یہ خیال کرنے لگا کہ کیونکر اپنی دختر کا انتقام حمزہ صاحبقران عالی مقام سے لون کس طرح انکو قتل کرون کیونکہ اگر حمزہ صاحبقران بلا مین نہ آتے تو انکا سردار پہلوان عادی کیون میری دختر کو ہلاک کرتا اور مجکو صدمہ غم ہوتا آخر بعد فکر بسیار کے ایک تدبیر حمزہ صاحبقران کے ہلاک کرنے کی تجویز کرکے اپنے گھر سے نکلا اور اپنے خچر پر سوار ہوکے دار الامارۂ شاہی پر آیا ہر چند کہ اسوقت نوشیروان دربار برخاست کرکے محل مین چلا گیا تھا لیکن بختک نے نوشیروان کی خدمت مین اپنے حاضر ہونے کی خبر کرائی جسوقت نوشیروان نے سُنا کہ اسوقت بختک آیا ہی حکم دیا کہ دریافت کرو کیون خلاف وقت دربار مین حاضر ہوا ہی کنیزون وغیرہ نے فوراً دروازے پر آکر بختک سے پوچھا بختک نے کہا کہ میری جانب سے عرض کرو کہ ایک امر ضروری تخلیہ مین حضور سے مجکو عرض کرنا ہی کنیزون نے خدمت نوشیروان مین جاکر جو کچھ بختک نے کہا تھا عرض کیا نوشیروان نے بخیال اسکے کہ نہین معلوم بختک کو کیا امر ضروری عرض کرنا ہی شاید پھر کوئی واقعہ تو نہین ہوا ہی مین بادشاہ عادل ہون مجکو غفلت کرنا اور فریادیون کے احوال پر بیخبر ہونا نچاہیے یہ خیال کرکے ایک ایوان خالی مین بختک کو بلوایا اور خود بھی اُس ایوان مین آیا بختک نے تسلیم کی جب نوشیروان بیٹھا اسوقت نوشیروان نے بختک سے فرمایا کہ ای وزیر کیا تجکو عرض کرنا ہی جلد عرض کر بختک نے دست بستہ عرض کیا کہ ای شہنشاہ فلک بارگاہ خدمت حضور مین مجکو یہ عرض کرنا ہی کہ آج حضور نے اچھی طرح میری بیٹی کے مقدمہ کی تحقیقات نہ کی اور خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کو قتل کرکے میرا دل خوش نہ کیا نوشیروان نے فرمایا ای بختک اول تو تیرے گواہون سے کوئی خطا پہلوان عادی کی ثابت نہ ہوئی جو مین اُسکو قتل کا حکم دیتا دوسرے یہ کہ وہ سردار میرے پسر خواندہ کا تھا اگر مین تیرا خیال کرکے پہلوان عادی کو قید کرتا یا قتل کرواتا تو میرے فرزند حمزہ کو نہایت ملال ہوتا اور اُسکا رنجیدہ ہونا کسی طرح گوارا نہین تھا لہذا اُس وقت خلاف عدل مین نے نہین کیا اور یہی مصلحت دیکھی کہ پہلوان عادی کو اس الزام سے بری کرون بختک نے عرض کیا خیر حضور دختر تو میری ان مسلمانون کے ظلم و ستم سے ہلاک ہو گئی اور آپ نے جو فیصلہ کیا مین نے طوعاً و کرہاً قبول کیا لیکن حضور اب یہ خیال ہی بلکہ یقین کامل ہی کہ اب حمزہ صاحبقران کی ذات سے انواع و اقسام کے فتور برپا ہونگے سرداران حمزہ اور خود حمزہ حضور کی بیٹی کو نظر بد سے دیکھین گے محل سے نکال لے جاینگے حضور کو داغ فراق دختر دے جاینگے شہنشاہ ملاحظہ تو فرمائین کہ اب حمزہ کے پاس کس قدر لشکر جرار ہی اور کتنے نامی سردار ہین تھوڑے ہی زمانہ مین اس قدر فوج کثیر جمع کر لی ہی ہر چند کہ ابھی اچھی طرح جوان بھی نہین ہوے ہین لیکن ایسے صاحب قوت و طاقت ہین کہ بڑے بڑے سردارون کو زیر کیا ہی اور اکثر سردارونکو قتل کیا ہی دیکھیے جب بخوبی جوان ہونگے تو کیا آفت برپا کرین گے یقیناً کل سردارون کو حضور کے زیر کرین گے جو سردار مسلمان ہو جائے گا وہ زندہ رہیگا اور جو مسلمان نہ ہوگا اُس کو حمزہ صاحبقران قتل کرین گے ایک روز آپکو بھی گرفتار کر لین گے تخت سلطنت پر بیٹھ جائین گے تاج شاہی سر پر رکھین گے اعلی و ادنی کو مسلمان کرینگے معبد ہمارے منہدم کرائین گے مسجدین بنوائین گے ہر ایک مسجد مین نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوگا مسجدون مین مردم آکر نمازین پڑھین گے ملک بھر کے سب آدمی مذہب اسلام اختیار کرینگے اگر کوئی اسلام قبول کرنے سے انکار کرے گا تو حمزہ فوراً اُسکو قتل کرینگے پس حضور ابھی سے ایسا انتظام کرین کہ حمزہ قتل ہوجائے

اور معین ہیں اُسکے خواجہ بزرجمہر کہ یہ بھی مسلمان ہیں قتل کیے جائیں تاکہ خوف وخطر دل سے دور ہو جائے نوشیروان
نے تقریر بختک کی سُنکے فرمایا کہ اے وزیر چونکہ تجکو صدمہ بے حد پہونچا ہے تیرے حواس بجا نہیں ہیں تیرے خیالات
بالکل لغو وجہل ہیں حمزہ میرا پسر خواندہ ہے کبھی میری دختر کو نظر بد سے نہ دیکھے گا میں نے اُسکو اپنا فرزند کیا ہے وہ مجھ
سے ہرگز از خود برائی نہ کرے گا فی الحال دیکھا تو نے حمزہ نے کیا احسان عظیم مجھپر کیا ہے ہشام ایسے شجاع کو قتل کرکے
تخت وتاج میرا چھین لایا ہے یقیناً میرا فرمانبردار ہے روز دربار میں میرے بعد ادب بیٹھتا ہے مجکو اپنا بزرگ اور حاکم جانتا
ہے علاوہ اسکے نہایت لئیق اور خلیق ہے اور صاحب قوت وزور مجکو اسکی ذات سے بڑی قوت ہے اور زندہ رہنا اُسکا
باعث میرے نام کا ہے تجکو حمزہ سے ناحق عداوت ہے ہرگز میں تیرے کہنے پر عمل نہ کرونگا اور ایسے فرزند لئیق کو کبھی
قتل نہ کرونگا اور قتل کرنا بھی اُسکا بسا مشکل ہے بختک نے یہ گفتگو نوشیروان کی سُنکے ایک آہ سرد کی اور بتوار
افسوس ہزار افسوس کہکے پھر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا غضب کرتے ہیں از حد غضب کرتے ہیں انجام اس غفلت
کا برا ہوگا سلطنت حضور کے قبضہ سے نکل جائیگی دشمن حضور کے دربدر پھرینگے جسکو آپ اپنا دوست تصور
کیے ہیں وہی آپ سے ایسی دشمنی کریگا کہ حضور نہایت ملول ہونگے اور تمامی قلمرو میں ذلیل ورسوا ہونگے
عقلمند حضور کو بیوقوف اور نادان اسوجہ سے کہیں گے کہ اپنے دشمن کو پرورش کیا اور اُسکی جانب سے غافل
رہے اُسکو قتل نہ کروا ڈالا اے شہنشاہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی حضور کو بیوقوف نہکہے اور سلطنت قبضہ حضور
سے نکل نہ جائے پس آپ کو لازم ہے کہ آپ مجھ ایسے وزیر خوش تدبیر فلاطون فطنت ارسطو حکمت کی عرض کو
بغور سُنکے میرے کہنے پر عمل فرمائیں اپنے دشمنوں کو خاک میں ملائیں حضور حمزہ کا ہلاک کرنا مجھ ایسے دانا
کے نزدیک ایک ادنی کام ہے اور ایک ذراسی تدبیر ہے اور وہ یہ ہے کہ صبح کو حضور بیدار ہوکے دربار میں تشریف
لائیں اور ہنسکر حمزہ سے فرمائیں کہ آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ باغ میں چلو اور بزرجمہر اور
بختک یہ بھی باغ میں ہمارے ساتھ چلیں اور تھوڑی دیر باہم سیر باغ کی کریں اور وہیں کچھ شغل
بادہ کشی ہو پس حضور کے حکم سے حمزہ اور بزرجمہر حضور کے ہمراہ باغ میں جائیں گے میں حضور کے
روبرو مار اللحم میں زہر ملا کر حمزہ اور بزرجمہر کو دونگا چونکہ دونوں نامبردہ غافل ہونگے بے خوف
وخطر مار اللحم نوش کرینگے تھوڑی دیر میں تڑپ کے مر جائیں گے انکے مر جانے کے بعد خوف جاتا رہیگا
اگرچہ بزرجمہر سے چنداں خوف نہیں ہے لیکن وہ بھی مسلمان ہیں اور حمزہ کے معین ومددگار ہیں مگر حضور
یہ ضرور خیال رکھینگے کہ اُس صحبت میں خواجہ عمرو کو نہ لے جائیے گا وہ نہایت عقلمند ہے اور بلائے
روزگار اور آفت کا پرکالہ ہے اور ازحد چالاک ہے اگر وہ باغ میں ہوگا تو کسی طرح حمزہ کے ہلاک ہونے کی
تدبیر نہو سکے گی نوشیروان یہ تقریر بختک کی سُنکے فکر کرنے لگا آخر بعد فکر بسیار رأس الیوان سے اُٹھکے
محل میں چلا گیا اور بختک بھی اُس الیوان سے نکل کے اپنے مکان کی طرف چلا راہ میں بختک نے
خیال کیا کہ شہنشاہ نے کچھ جواب سے نہ فرمایا کہ زہر حمزہ کو دینا یا نہ دینا خاموش بیٹھے رہے اور فکر کیا کیے آخر
محل میں اُٹھکے چلے گئے اتنی دیر تک میں نے بیکار اپنی تضیع اوقات کی کچھ اپنا مدعا سے دل بر نہ
آیا بعد اسی خیال کے سوچنے لگا کہ خاموش رہنا نوشیروان کا دلیل ہے کہ نوشیروان کو
منظور ہے کہ میں حمزہ کو زہر دے کر ہلاک کروں غرض یہ خیالات بختک کرتا ہوا اپنے
مکان میں گیا اور بستر خواب پر لیٹ کے سو رہا جب صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغت کرکے

لباس درباری زیب تن کرکے اپنے گھر سے باہر نکلا اور اپنے چچرے پر سوار ہوکے دربار میں آیا اور نوشیروان کو سلام کرکے
اپنی جگہ پر آیا اور جانب دربار بغور نظر کی دیکھا کہ جملہ اہل دربار حاضر ہیں بزرجمہر اور حمزہ اور خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہوئے
ہیں بختک ابھی جانب دربار نگران تھا کہ ناگاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران کی جانب
مخاطب ہوکے فرمایا کہ ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ باغ میں جائیں اور وہاں تھوڑی دیر بیٹھکر سیر باغ کی کریں اور شراب پئیں
اور ہماری صحبت میں تین شخص ہوں خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران اور بختک وزیر جسوقت یہ گفتگو
نوشیروان کی خواجہ عمرو نے سنی فوراً کچھ خیال کرکے اٹھے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ یہ کمترین
بھی ہمراہ رکاب چلے گا حمزہ صاحبقران کو تنہا واسطے سیر باغ کے جانے نہ دے گا حضور واقف ہیں مجھکو حمزہ
صاحبقران سے از حد الفت ہے نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو تمھارے جانے کی وہاں کچھ ضرورت نہیں
کیونکہ وہاں حمزہ تمھارے بھائی کا کوئی دشمن نہیں ہے خواجہ عمرو کو اس گفتگو سے نوشیروان کی اور زیادہ تردد
ہوا اور خیال کیا کہ بختک وہاں جاکر کچھ نہ کچھ ضرور فتور برپا کریگا عجب نہیں کہ حمزہ صاحبقران سے بدی کے ساتھ
پیش آئے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان اگر آپ مجکو اپنے ہمراہ رکاب نہیں لیے
جاتے ہیں تو بختک کو بھی نہ لیجائیے یا آرزو اس خاکسار کی بر لائیے جس طرح حضور کو بختک سے ایک انس ہے
اسی طرح کمترین کو بھی حمزہ صاحبقران سے الفت دلی ہے اگر حضور کو میرے قول کی صداقت منظور ہو تو حمزہ
صاحبقران بیٹھے ہیں انسے دریافت کر لیجیے جسوقت خواجہ عمرو نے یہ گفتگو کی تو حمزہ صاحبقران نے
نوشیروان سے کہا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ خواجہ عمرو میرے برادر فی الحقیقت مجھ سے نہایت الفت رکھتے ہیں
جو یہ کہتے ہیں سچ ہے جب یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی نوشیروان نے سنی خیال کیا کہ میں سر دربار کہہ چکا
ہوں کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ باغ کی سیر کروں اگر اب میں نہیں جاتا ہوں تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ مجھے ارادہ
حمزہ صاحبقران سے دشمنی کرنے کا تھا پس مناسب ہے کہ موافق اپنے کہنے کے فقط خواجہ بزرجمہر اور حمزہ
صاحبقران کو لیکر چلا جاؤں اور اگر بختک کو بھی ہمراہ لیجاؤنگا تو عمرو بھی ضرور حمزہ کے ساتھ جائیگا اور
کوئی مطلب بر نہ آئیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ عمرو اور بختک کو یہیں چھوڑ جاؤں اور خود بدرجہ ناچاری چلا جاؤں
یہ خیال کرکے نوشیروان نے حکم کیا کہ جلوس در دولت پر آکر اسی وقت موجود ہو ہم ابھی باغ میں چلیں گے
یہ کہکے نوشیروان تخت سے اٹھا جملہ اہل دربار بھی اٹھ کھڑے ہوئے جب نوشیروان بصد جلوس
و تجمل حمزہ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر کو لے کر روانہ ہوا اہل دربار بھی اپنے اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئے
اسوقت خواجہ عمرو بختک کو اپنے ہمراہ لے کے ایک خیمہ میں آئے اور بیٹھے اور بختک کو اپنے پاس بٹھایا
جب بختک مایوس ہو کر بیٹھا اسوقت خواجہ عمرو نے پوچھا اے بختک اسوقت سوا تمھارے اور
ہمارے یہاں خیمہ میں کوئی نہیں ہے سچ سچ کہدو کہ نوشیروان حمزہ صاحبقران کو کس واسطے لے گیا ہے کیا
حمزہ صاحبقران سے یہ بدی پیش آئے گا تم تو خوب اس راز سے واقف ہوگے عجب نہیں کہ تمھیں نے
نوشیروان کو حمزہ صاحبقران کے قید یا قتل کرنے پر آمادہ کیا ہو بختک نے کہا اے خواجہ عمرو بھلا
مجکو حمزہ صاحبقران سے کیا عداوت ہے انھوں نے میرے ساتھ کیا برائی کی ہے جو میں انکے قید یا
قتل کی رائے نوشیروان کو دیتا یہ محض خیال خام تمھارا ہے اصل بات یہ ہے کہ شہنشاہ حمزہ صاحبقران
نہایت دوست رکھتے ہیں چونکہ آج واسطے سیر باغ کے گئے ہیں تنہا سیر باغ کی کرنا منظور نہوا اسوجہ سے

حمزہ صاحبقران کو بھی ہمراہ اپنے لے گئے ہیں آپ کچھ تردد نہ فرمائیں جب یہ گفتگو بختک نابکار کی خواجہ
عمرو بن امیہ نامدار نے سنی کہا اے لعین جھوٹھ بولتا ہے ہم سے ایسی فریب کی باتیں کرتا ہے جو امر واقعی ہو بیان کر ورنہ
میں تجھکو جیتا نہ چھوڑونگا بختک نے کہا اے خواجہ جو بات سچ تھی وہ کہدی اب کیا کہوں جسوقت خواجہ عمرو
نے دیکھا کہ بختک باتیں فریب و مکر کی کرتا ہے اور اصل حال بیان نہیں کرتا اسوقت خواجہ عمرو نے کوڑا نکالا
اور کہا اے حرامزادے نالائق و نامعقول ہم اتنی دیر سے تجھ سے پوچھ رہے ہیں مگر تو نہیں بتاتا ہے اور تو میرے
غصہ سے واقف نہیں ہے جسوقت مجھکو کسی پر غصہ آتا ہے اسقدر کوڑے مارتا ہوں کہ کھال ادھڑ لی اسکی شق ہو جاتی
ہے اور مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگتا ہے آج یقین ہے کہ تو میرے ہاتھ سے بچ نہ سکیگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے دو چار
چپتیں سر بختک پر لگائیں رفیدہ بختک کے منہ سے زمین پر گر پڑا خواجہ عمرو نے منڈے ہوئے سر پر
اور چار پانچ چپتیں ماریں بختک رونے لگا اور ہاتھ جوڑ کے کہنے لگا پیشاب نکلا جاتا ہے میں پیشاب
کر آؤں تو پھر صاف صاف کہدونگا خواجہ عمرو نے کہا جلدی آنا خبردار بھاگ نہ جانا ورنہ مار ہی ڈالونگا
کسی طرح تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا بختک نے ہاتھ جوڑ کے کہا کیا مجال جو بھاگ جاؤں یہ کہکے اپنے منڈے
ہوئے سر پر رفیدہ باندھا اور پیشاب کرنے کے بہانے سے ایک طرف چلا لیکن پیچھے پھر پھر کے دیکھتا جاتا
تھا چونکہ خواجہ عمرو کو خود یہی منظور تھا کہ بختک بھاگ کر کسی طرح باغ میں جائے تاکہ میں بھی وہاں
جاؤں اور دیکھوں کہ حمزہ صاحبقران سے نوشیروان وہاں کس طرح پیش آیا پس اسی وجہ سے عمداً
خواجہ عمرو نے بختک کو نہ روکا اور جانب باغ نوشیروان جانے دیا غرض جب خواجہ عمرو نے
خیال کیا کہ بختک خدمت نوشیروان میں پہونچ گیا ہوگا اسوقت خواجہ عمرو خیمہ سے نکل کے جانب
باغ نوشیروان روانہ ہوئے لیکن بختک جو خوف خواجہ عمرو سے پیشاب کے بہانے بھاگا تھا
گرتا پڑتا بہزار خرابی خدمت نوشیروان میں پہونچا نوشیروان نے بختک کو دیکھکر فرمایا کہ اے وزیر
نیک تدبیر اسوقت تو خوب آیا بغیر تیرے ہم نے ابھی تک شراب نہیں پی کیونکہ کوئی شخص ہمیں شراب
پلانے والا نہ تھا بختک یہ تقریر نوشیروان کی سمجھ گیا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ اب میں حاضر ہوا ہوں
حضور کو شراب پلاتا ہوں یہ کہکے بختک نے جام میں شیشہ سے شراب انڈیلی اور زہر اسی شراب
میں پوشیدہ شامل کرکے روبروے نوشیروان لے گیا چونکہ نوشیروان واقف تھا کہ اس جام
شراب میں بختک نے زہر ملایا ہے ہنسکے کہنے لگا کہ یہ جام شراب ہمارے فرزند کے روبرو لے جا آج فرزند
ہمارا ہماری خاطر سے یہ جام پی لیگا بختک وہ ساغر لے کر روبروے حمزہ صاحبقران آیا
اور عرض کرنے لگا کہ اس جام بادۂ گلگون کے پینے کے بارے میں جو کچھ شہنشاہ نے ارشاد فرمایا ہے
آپ نے تو سنا ہے اب آپ خوشی شہنشاہ عالی جاہ کی کیجیے اور آج یہ ساغر پیجیے ابھی حمزہ صاحبقران
نے شراب پینے نہ پینے میں کچھ نہ فرمایا تھا یکایک خواجہ عمرو بھی عین وقت پر باغ میں پہونچے بختک
خواجہ عمرو کو دیکھ کے گھبرایا رنگ چہرہ کا اڑ گیا دل میں خیال کرنے لگا کہ پیرو مرشد آ گئے دیکھیے
اب کیا ہوتا ہے یقین ہے کہ یہ جام زہر حمزہ صاحبقران کو نہ پینے دینگے اگر اور تھوڑی دیر تشریف
نہ لاتے تو میں یہ جام زہر حمزہ کو پلا کر ہلاک کر ڈالتا بختک تو روبروے حمزہ صاحبقران
جام شراب لیے ہوئے کھڑا ہے لیکن نوشیروان نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اور خواجہ عمرو

سے مخاطب ہوکر غصہ سے فرمایا کہ اے خواجہ عمرو ہرچند ہم نے تم سے کہا تھا کہ تم باغ میں ہمارے پاس نہ آنا لیکن
تم نے ہمارے حکم کے خلاف کیا اور ہمارے پاس تم اس باغ میں چلے آئے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ گیتی
پناہ حضور بختک کو میرے پاس چھوڑ آئے تھے اگر یہ حضور کی خدمت میں آ جاتا میں بھی حاضر نہ ہوتا بختک
بغیر اجازت حضور یہاں چلا آیا پس میں بھی خلاف حکم شہنشاہ اس جگہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اول بختک
کو سزا دیں پھر مجھکو تعزیر دیں نوشیروان یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے قائل ہوا اور کچھ جواب خواجہ عمرو کو نہ دے سکا مگر
حمزہ صاحبقران کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ اے فرزند ابھی تک تم نے جام شراب نہیں پیا ہم نے کس خوشی
سے اپنے وزیر کے ہاتھ تمہارے روبرو جام شراب بھیجا لیکن تم نے ہماری خوشی ابھی تک نہیں کی حمزہ صاحبقران
نے یہ گفتگو نوشیروان کی سنکے طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے اشارے سے منع کیا کہ اے حمزہ صاحبقران
خبردار خبردار یہ جام شراب نہ پیجیے گا ورنہ ہلاک ہو جائیے گا مجھکو یقین ہے کہ اس جام شراب میں کف مار یا زہر ملا ہے
حمزہ صاحبقران نے گفتگوے اشارہ خواجہ عمرو سمجھ کے نوشیروان کی خدمت میں عرض کیا کہ اے شہنشاہ
کشورستان کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں حضور کے روبرو قبل حضور کے پینے کے یہ جام شراب پیوں سراسر خلاف
ادب ہے مجھ سے کبھی نہ ہو گا کہ پہلے میں ساغر مے کو پیوں پہلے حضور تھوڑی سی شراب اس ساغر سے پی لیں
اور اس شراب کو جھوٹا کر دیں تو میں پھر پیوں جسوقت یہ گفتگو حمزہ صاحبقران نے کی خواجہ عمرو نے
بھی عرض کیا کہ اے شہنشاہ بحر و بر حاکم ہفت کشور حمزہ صاحبقران سچ کہتے ہیں بزرگوں کے سامنے اور قبل
بزرگوں کے میکشی اچھی نہیں ہے اور خلاف قاعدہ ہے نوشیروان گفتگوے حمزہ صاحبقران اور تقریر خواجہ عمرو
سنکے گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ اب کیا کروں اگر میں اس ساغر مے کو پیتا ہوں تو ہلاک ہو جاؤنگا اور حمزہ سے
اب زیادہ کہہ نہیں سکتا کیونکہ حمزہ نے جواب معقول مجھکو دیا ہے آخر بعد فکر نوشیروان نے کہا اے بختک اب
جسکو تیرا دل چاہے اُسکو یہ جام صہبا سے تند پلا ہم نے تجھکو اسوقت اختیار دیا بختک یہ گفتگوے نوشیروان
سمجھ گیا اور عرض کرنے لگا اے شہنشاہ روے زمین برخلاف مرتبہ اس بزم میں موافق قول حمزہ صاحبقران کے
خواجہ بزرجمہر سے زیادہ کوئی شخص بزرگ اور مسن نہیں ہے لہذا میں انھیں کو اپنے اختیار کی وجہ سے دیتا ہوں حضور
پھر مجھ سے ناراض نہ ہوجیے گا نوشیروان نے مسکرا کے فرمایا اے وزیر خوش تدبیر ہم نے تجھکو اختیار دے دیا
تو اب تو ہم سے کیوں ڈرتا ہے جسکو تیرا دل چاہے یہ جام بادۂ گلگون پلا دے بختک نوشیروان کی گفتگو
سے واقف ہوا وہ جام مُل خواجہ بزرجمہر کے سامنے لے گیا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ بزرجمہر یہاں سوا ان
چار شخصوں کے اور کوئی نہیں ہے ان میں سے کوئی شخص کسی سے نہ کہے گا کہ خواجہ بزرجمہر نے شراب
پی بس اب اس صحبت خاص میں کہ اور کوئی غیر نہیں دیکھتا ہے بے تکلف یہ جام شراب مجھ ایسے
ساقی کے ہاتھ سے لے کر پی جائیے رومال سے منھ پونچھ لیجیے گا خواجہ بزرجمہر نے سر اُٹھا کے
جانب چہرۂ بختک کے دیکھا اور کہنے کا کچھ ارادہ کیا تا گاہ بزرجمہر کی نظر خواجہ عمرو پر پڑی
خواجہ عمرو نے فوراً بزرجمہر کو اشارے سے منع کیا کہ یہ جام مے نہ پیجیے گا اور اگر پیجیے گا تو مر جائیے گا
بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس میں زہر ملا ہے خواجہ بزرجمہر خواجہ عمرو کے منع کرنے سے کہنے لگے کہ
اے بختک تجھکو معلوم ہے کہ اول تو مجھکو شوق مے کشی نہیں دوسرے دل میرا نہیں چاہتا کہ
شراب پیوں پس یہ ساغر مے میرے روبرو سے لے جا بختک یہ تقریر خواجہ بزرجمہر سُن کے

اپنے دل میں خیال کرنے لگا کہ افسوس ہزار افسوس کچھ اس تدبیر سے مطلب نہ نکلا دونوں مسلمانوں میں سے
کسی نے یہ جام مے نہ پیا جب انھوں نے یہ شراب نہ پی تو خواجہ عمرو تو پیر و مرشد اور بڑے ذات پاک از
حد چالاک ہیں وہ بھلا کب اس جام شراب کو پئیں گے سچ تو یہ ہے کہ ان مسلمانوں کی تقدیر اچھی ہے اور خدا انکا
انکی مدد کرتا ہے لاکھ انسے کوئی دشمنی کرے کچھ فائدہ نہیں ہوتا انکو ضرر دشمن سے ہرگز نہیں پہونچتا نہیں
معلوم انکے دلوں کو کچھ آگاہی ہو جاتی ہے یا کوئی موکل انکو خبر دیدیتا ہے یا آسمان سے کوئی فرشتہ پکار کے اسطرح
کہتا ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آواز انھیں کے کان میں آتی ہے ہم کو ذرا بھی سنائی نہیں دیتی نہیں معلوم
ای بختک کیا وجہ ہے اور کیا سبب ہے کہ یہ خدا شناس اور اہل اسلام ذرا بھی نہیں چوکتے کسی جگہ دھوکا
نہیں کھاتے پھر خیال کرنے لگا کہ ای بختک تجھے موکل کو تو تم نے تصور بھی نہیں کیا کہ وہ یہاں موجود
ہیں جو قبل اسکے خیمہ میں میرے منڈے ہوئے سر پر چپتیں لگا چکے ہیں جنھوں نے میرے مارنے کے
واسطے کوڑا نکالا تھا اگر میں اسوقت پیشاب کے بہانے سے یہاں بھاگ نہ آتا تو یقیناً مجکو ایسا مارتے
کہ میں دم بھی نہ مار سکتا کیا عجب ہے کہ انھیں جناب نے اشارے سے منع کیا ہو کہ ای حمزہ صاحبقران اور
ای بزرجمہر یہ شراب خراب نہ پینا بختک یہ خیالات کر رہا تھا اور جام شراب اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے
مایوس کھڑا تھا ناگاہ خواجہ عمرو نے بختک کو لب فرش بلایا جب بختک لب فرش تک پہونچا
خواجہ عمرو نے کہا ای بختک اس جام شراب کو شہنشاہ گیتی ستان اور حمزہ صاحبقران اور خواجہ
بزرجمہر نے نہیں پیا اور اب وہ ہرگز نہ پئیں گے پھر تم اس جام مے کو کیوں اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑے
ہو اگر تم پوچھا ہو کہ میں اس جام کو پیوں تو میں یہ خوب سمجھے ہوئے ہوں جس ترکیب سے یہ جام بنایا ہے
ایک ایک قطرہ اس جام کی شراب کا سانپ کے پھاپے کے زہر سے فزوں تر اثر رکھتا ہے پس میں آگاہ
ہو کر کیوں ایسی شراب پینے لگا لہذا اب تم کو لازم ہے کہ تمھیں اس جام کی شراب پی جاؤ اگر تم میرے کہنے
سے خود نہ پیو گے تو میں زبردستی تمھارے تئیں یہ شراب پلاؤں گا حلق میں تمھارے یہ شراب انڈیل
دونگا یہ شراب آج تم کو پلا کر موت کا ذائقہ تم کو چکھاؤنگا جسوقت یہ تقریر آہستہ آہستہ خواجہ عمرو
نے بختک سے کی اسوقت بختک کے دست و پا خوف جان سے کانپنے لگے جام مے زمین پر گر
پڑا اسوقت اتنی زمین کی یہ صورت ہوئی کہ کثرت زہر سے سبز ہو گئی خواجہ عمرو نے کہا او کم ظرف
یہ کیسی شراب تھی کہ زمین پر گرتے ہی زمین کا یہ رنگ ہو گیا بختک نے جھلا کے کہا ای خواجہ عمرو
تم کیا جانو اس شراب کو یہ شراب بادشاہوں اور وزیروں کے پینے کی تم ایسے محتاجوں کے پینے کی
نہیں ہے اور تم تو وہ ہو کہ تم نے کبھی دمڑی کی بھی شراب مول لے کر نہ پی ہوگی پھر تم کو اس شراب
کے اوصاف سے کیا خبر مجکو تم کم ظرف کہتے ہو بے حیا کہتے ہو میں کوئی کمینہ نہیں ہوں وزیر ایسے
شہنشاہ کا ہوں جس کا مثل فی الحال نہیں ہے میں ایسی شراب پیتا ہوں کہ تم نے تو کبھی خواب
میں بھی دیکھی نہ ہوگی پیا تو کجا جسوقت خواجہ عمرو نے بختک کی یہ گفتگو سنی کہا کہ اپنے خیمہ
میں وہ دھول لیں اور چپتیں کھانا بھول گیا اس وقت جو قریب نوشیروان کے ہے تو مجھ سے
سخت گفتگو کرتا ہے بڑاتا ہے خیر سمجھا جائیگا میرے ہاتھ سے بھاگ کے کہاں جائیگا کسی دن
تجھ سے ایسا اسوقت کا عوض لونگا کہ تو بھی یاد کرے گا اور یہ جو تو نے کہا کہ کبھی دمڑی کی

شراب نہ پی ہوگی اُسکا یہ جواب ہے کہ اگر تجکو کچھ دعوی میکشی ہے تو دو شیشے شراب کے لے آ تو مجکو جام مے پلا اور میں
تجکو ساغر مے پلاؤن اور روبرو نوشیروان کے کھڑے ہو کر دونون آدمی میکشی کرین جو شراب نہ پیے اور زمین پر بیٹھ
جاوے یا گر پڑے وہ پانچ سو جوتیان دوسرے شخص کی اپنے سر پر کھاوے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اگر تو شراب نہ پیے گا
یا نشہ شراب سے گر پڑے گا اور کسی وجہ سے میکشی نہ کرے گا تو پانچ سو جوتیان اور چند لاتین مین تجکو لگاؤن گا
اور اگر مین نہ پیون اور نشہ سے زمین پر گر پڑون تو تو پانچ سو جوتیان مجکو لگانا بختک خواجہ عمرو کی تقریر سُنکے خیال کرنے لگا
کہ آج پیر و مرشد چوک گئے غصہ مین یہ مجھ سے شرط کرتے ہین ضرور شرط ہار جائینگے اُنھون نے تو فقط میرے سر پر
چلتین لگا مین تھین مین اُنکے سر پر پانچ سو جوتیان لگاؤنگا سر پر اُنکے ایک بھی بال نہ رکھون گا خوب اپنا بدلہ
لونگا یہ خیال کرکے بختک روبرو نوشیروان کے گیا اور کہنے لگا کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت خواجہ مجھے
یہ شرط کرتے ہین کہ ہم اور تم دونون کھڑے ہو کر روبرو شاہ کے شراب پئین جو شراب نہ پیے اور نشہ کی وجہ سے یا اور
کسی سبب سے زمین پر بیٹھ جائے تو وہ پانچ سو جوتیان اور چند لاتین کھاوے حضور اس شرط کے شاہد رہین
نوشیروان نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ جو بختک نے شرط بیان کی ہے کیا یہ تم نے بختک سے شرط
کی ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا حضور بیشک مین نے یہی شرط کی ہے حضور شاہد رہین اور بزرجمہر بھی دیکھتے رہین
اور گواہ رہین جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بختک نے سُنی تو نوشیروان کے پینے کی شراب دو شیشے کہ جس
مین کچھ بیہوشی یا زہر ملا نہ تھا بختک خوشی خوشی دوڑ کر اُٹھا لایا اور ایک شیشہ اور ایک جام خواجہ عمرو کو دیا
اور ایک شیشہ اور ایک ساغر آپ لیا اور روبروے نوشیروان کھڑا ہوا اور خواجہ کو بھی اپنے برابر کھڑا کیا
ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ قبل اسکے اس خاکسار ذرہ بیمقدار بدترین روزگار بیہودہ مقال خوشہ چین مترجمان
باکمال حقیر و فقیر سراپا تقصیر ہیچمدان کج مج زبان خاکپاے داستان گویان خادم نکتہ دانان جہان تصدق حسین
حفظہ اللہ عن کل الشین مترجم کتاب ہذا نے چاہا تھا کہ حمزہ صاحبقران ذی وقار عم احمد مختار و اولاد
حمزہ صاحبقران و سرداران حمزہ صاحبقران و عیاران لشکر حمزہ صاحبقران و کل مردان لشکر
و جملہ مسلمانان حمزہ صاحبقران کو مطلق کسی محفل اور بزم عیش و عشرت مین شراب نہ پلوائی جاوے
اور اس دفتر مین کسی صحبت مین میکشی کوئی مسلمان نہ کرے لیکن بغور و تامل جو دیکھا گیا تو صاف ثابت
ہوا کہ اگر شغل شراب خواری محفلون اور بزمون مین نہ ہوگا تو آیندہ اور داستانون مین کچھ مزہ اور لطف
نہ ہوگا اور علاوہ اسکے بالا باختر اور کوچک باختر وغیرہ دفاتر مین دیکھا گیا کہ برابر صدہا بلکہ ہزارہا محفلون
اور بزمون مین مصنف دفاتر نے حمزہ اور اولاد حمزہ وغیرہ کو شراب پلوائی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ اُس زمانے مین شراب حرام نہین کی گئی تھی پس اس وجہ سے یہ کمترین بضرورت کیفیت
صحبت پہلے خواجہ عمرو کے شراب پینے کی بیان کرتا ہے کہ پھر عیار کفار کی شراب سے پرہیز نہ
کرین گے اور آیندہ حمزہ صاحبقران اور اولاد حمزہ صاحبقران وغیرہ کو بھی بدرجہ مجبوری
بغیر کفار کے ہاتھ سے اس دفتر مین شراب پلائی جاوے کی اطلاعاً لکھا گیا غرض باز آمدم بر سر
مطلب جب بختک اور خواجہ عمرو شیشہ و ساغر لے کر روبرو نوشیروان کے کھڑے
ہوئے اول بختک نے جام شراب سے مملو کرکے خواجہ عمرو کو دیا خواجہ عمرو نے شراب
کو دیکھ کے اور خوب سمجھ گئے کہ اس شراب مین کچھ ملا نہین ہے پی لی بعد پینے جام مے کے

خواجہ عمرو نے شیشہ میں سے بہ چالاکی سفوف جمال گوٹے کا ملا کر اور ساغر شراب میں بھر کے وہ ساغر سے بختک
لعین بختک نے ساغر مے لے کر شراب پی اسی طرح دو تین جام بختک نے شراب کے سفوف آمیز پیے اور
دو تین ساغر خواجہ عمرو نے متواتر صہبائے گلگون کے پیے اور دوائے دفع نشہ کے کھائی بعد تھوڑی دیر کے
بختک کے پیٹ میں درد ہونے لگا اور تشنج ہونا شروع ہوا اور پیٹ میں نفخ بھی ہوا ریاح دمبدم زور
سے نکلنے لگی حمزہ صاحبقران اور بزرجمہر مسکرانے لگے خواجہ عمرو بختک سے کہنے لگے کہ ارے کیوں اسقدر
بے تہذیب ہوتا ہے تجکو کچھ شرم نہیں آتی ہے شہنشاہ سامنے تشریف رکھتے ہیں تجکو کچھ پاس و لحاظ نہیں کیسا تو
وزیر بےحیا اور بےغیرت ہے اور کس قدر آتشبازی تیرے پیٹ میں بھری ہے کہ اتنی دیر سے چھوڑ رہا ہے مگر کسی طرح
ختم نہیں ہوتی پڑاتے تو کم ہیں مگر گولے تیرے شکم میں از حد معلوم ہوتے ہیں اتنی آتشبازی کس آتشباز کی
خرید کر اپنے پیٹ میں چھپا رکھی تھی جو اسوقت چھوڑ رہا ہے ہر وزن گولے کا جدا گانہ ہے لیکن تیرے گولوں
کی بارود میں بدبو ہے دماغ میرا پریشان ہوا جاتا ہے ثابت یہ ہوتا ہے کہ تو اسوقت مجھ سے آمادہ جنگ ہے
گولے مار مار کے مجکو بھگا دے گا شراب پیتا جا سنتا ہے یہ کہکے خواجہ عمرو نے ایک جام شراب سے
لبریز کرکے کہا کہ اے بختک لے اس ساغر شراب کو اور پی تو گولہ انداز بےمثل ہے قاعدہ شرط کو منظور مجھ سے لے
لے گا شہنشاہ تجکو بڑا بہادر اور دلاور تصور فرمائیں گے تیری مدح و ثنا کریں گے خلعت پر زر تجکو دینگے
بہادران عالم میں تو مشہور ہو جائے گا یادگے بھاگ جانے والوں میں تیرا نام لکھا جائے گا جسوقت یہ
تقریر خواجہ عمرو کی بادشاہ نوشیروان نے سنی خواجہ کی باتوں پر کبھی تو ہنستا اور کبھی اپنے وزیر کے دمبدم
گوز کرنے پر خود محجوب اور شرمندہ ہو کر سر جھکاتا تھا خواجہ بزرجمہر باوجود اسکے کہ بزرگ تھے لیکن بےاختیار
ہنسنے لگے اور حمزہ صاحبقران سب سے زیادہ ہنسے بختک کی پیشانی پر کچھ تو شرمندگی کی وجہ سے اور
کچھ جمالگوٹوں کی گرمی کے سبب سے پسینہ آیا چہرہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں حیران تھا کہ یہ کیا آفت ہے پیٹ
میں درد شدید کیوں ہوتا ہے ریاح باوجود ضبط کرنے کے اسقدر کیوں نکلتی ہے پیچ پے درپے شکم میں
میرے کیوں ہوتا ہے دم میرا اس شراب کے پی جانے سے کیوں نکلا جاتا ہے آخر پریشان اور بیقرار ہو کر
خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اب تو مجھ سے ٹھہرا نہیں رہا جاتا اور شراب پی نہیں جاتی پیٹ میں میرے درد
ہوتا ہے یہ کہکے قصد اٹھنے کا کیا خواجہ عمرو نے کان پکڑ کے کہا کہ اے حرامزادے ٹھہر ارے شہنشاہ سامنے
تشریف رکھتے ہیں کیسا بےادب ہے کہ اٹھا جاتا ہے یہ کہکے خواجہ عمرو نے بختک کی بغل میں گدگدی کی
چونکہ بختک ضبط کیے ہوئے تھا اور گوز کو روکے ہوئے تھا خواجہ عمرو کی گدگدی کرنے سے اوچھل
پڑا دست کو نہ روک سکا فی الفور سامنے نوشیروان کے فرش پر بختک کو بہت بڑا دست آیا فرش غلیظ
سے بھر گیا اب کیا تھا جو ہونا تھا وہ ہو گیا بختک اچھی طرح فرش پر کھڑے کھڑے رفع اجابت کرنے لگا
نوشیروان اور خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران نے از حد ہنسکے غلیظ کی بدبو سے فوراً رومالوں سے
مشام اپنے بند کیے نوشیروان کو نہایت اپنے وزیر کی ذلت سے صدمہ ہوا راوی کہتا ہے کہ جسوقت
بختک فرش خراب کر چکا اسوقت بختک نے روبروے نوشیروان خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ
جوڑے اور منت کرکے کہا کہ اے خواجہ اب مجکو جانے دو بعوض شرط مجھ سے دس ہزار روپیہ نقد اسی دم
لے لو میں شرط تم سے ہار گیا اب جوتیاں مجکو نہ لگانا میرے منڈے ہوے سر میں اتنی

طاقت اور قوت نہین کہ پانچ سو جوتیون کی برداشت کرسکے خواجہ عمرو نے یہ سنکے دس پانچ چپتین اور دو چار جوتیان سر پر بختک کے لگائین اور قصد کیا کہ اور لگائین اسوقت بختک منت اور سماجت سے پھر ہاتھ جوڑ کے کہنے لگا کہ اب تمکو قسم اپنے دین و ملت کی مجکو جوتیان نہ مارو بہت ذلیل ہوا ہون اب مجکو چھوڑ دو خواجہ عمرو قسم دینے سے ناچار ہوئے اور کہا او بیحیا خیر تیرے خاطر سے تجکو چھوڑے دیتا ہون پر احسان میرا یاد رکھنا رقعہ دس ہزار کا مجکو لکھدے گھر پر جاکے ضرور مجکو دینا ورنہ مارے جوتیون کے تیرا سر توڑ ڈالونگا بختک نے کہا ضرور دونگا یہ لکھکے باغ سے نکل کے اسی کیفیت سے اپنے گھر کی جانب بھاگا نوشیروان باغ سے باہر آیا اور خواجہ بزرجمہر اور عمرو اور حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر طرف اپنی دولتسرا کے چلا راہ مین نوشیروان نے خیال کیا افسوس بختک کی اتنی ذلت اچھی ہوئی اور جو مدعا اسکے دل تھا وہ بر نہ آیا یعنے حمزہ نے جام شراب جس مین زہر ملایا تھا نہ پیا جب نوشیروان یہ خیال کرتا ہوا اپنی دولت سرا پر پہونچکے داخل محل ہونے لگا خواجہ بزرجمہر رخصت ہوکر اپنے گھر گئے اور خواجہ عمرو نے جلد جاکر بختک سے دس ہزار روپیے لیے اور دولت پر جلد اسیوقت آ گئے کہ حمزہ صاحبقران نوشیروان سے رخصت ہوتے تھے جب حمزہ صاحبقران تسلیم کرکے نوشیروان سے رخصت ہوکر اپنے لشکر کی جانب مرکب پر سوار ہوکے چلے جو پل شادگام پر اترا ہوا تھا خواجہ عمرو ہمراہ ہوے اور اثنائے راہ مین حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ آپنے دیکھا جام شراب مین کس قدر زہر ملایا تھا کہ جسوقت شراب زمین پر گری زمین کثرت زہر سے سبز ہوگئی اگر مین اور تھوڑی دیر باغ مین نہ جاتا تو حضور کا کام نوشیروان اور بختک نے تمام کردیا تھا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ تم سچ کہتے ہو بیشک جام شراب مین زہر ملا تھا مجکو یہ امید نوشیروان کی ذات سے نہ تھی اور مین اسکو اپنا بزرگ جانتا تھا اور بجاے پدر اسکو تصور کرتا تھا اور مین نے اسکے ساتھ نیکی کی تھی ہشام اسکے دشمن کو قتل کرکے تاج و تخت اسکو بھجوادیا تھا آج سے اب مین اسکو اپنا بزرگ اور بجاے پدر تصور نہ کرونگا مجکو اسکی ذات سے اسوقت نہایت ملال ہوا الغرض حمزہ صاحبقران ایسی ہی باتین خواجہ عمرو سے کرتے ہوئے پل شادگام کے قریب پہونچے سرداران ذی وقار واسطے استقبال کے آئے اور حمزہ صاحبقران کا استقبال کرکے لشکر مین لے گئے اور حمزہ صاحبقران بارگاہ ہشامی مین داخل ہوئے

داستان طلب کرنا نوشیروان کا حمزہ صاحبقران کو اور بھیجنا باغ مراد مین واسطے سیر کے اور دیکھنا حمزہ صاحبقران کا ملکہ مہرنگار کو اور عاشق ہونا و دیگر حالات

ساقی نامہ

کدھر ہے تو ای ساقی مہ لقا — ادھر آ ادھر آ برائے خدا
ترے ہجر مین اسقدر ہو محن — نظر مین مری دشت ہے یہ چمن
بس اب جلد ای ساقی نیک خو — پلا مجکو وہ بادۂ مشکبو
مجھے نشہ مین جسکے اک بام پر — حسینون یا معشوق آئے نظر
وہ معشوق ہو خوبرو اسقدر — کہ ہو غیرت شمس و رشک قمر
نظر آئے جب دم وہ رشک قمر — چمن مین عشق آئے مجھے مہر پر
افاقہ جو ہو عشق سے حاصل مجھے — نہ آئے نظر پھر وہ قاتل مجھے
نہ تاب جدائی ذرا لاؤن مین — مکان مین پہونچ اسکے طرح جاؤن مین
پلا ساقیا ایسی ہی مے اگر — تو ممنون احسان ہو تیرا مین

محرران ذی کمال و کاتبان عاشق خصال اس شاہد داستان رنگین کے حسن پر نظر کرکے اس طرح لکھتے ہین

کہ جب حمزہ صاحبقران ہمراہ خواجہ عمرو اپنے لشکر میں پل شادگام پر پہونچے اور داخل بارگاہ ہوئے اپنے کسی سردا
سے حال نوشیروان کی عداوت کا اور اپنی رنجیدگی کا بیان نہ کیا اور ارادہ کیا کہ اب دربار نوشیروان میں نہ
جائیں جب دو روز گذر گئے اور حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان میں نہ گئے تیسرے دن نوشیروان
نے خیال کیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ میر اپسر خواہ اللہ کیفیت جام شراب سے آگاہ ہوگیا اور اسی سبب سے
بوجہ رنجیدگی کے میرے دربار میں نہیں آیا اب مجکو مناسب ہے کہ حمزہ کو بلا کر ایسی تقریر کروں کہ حمزہ کے دل سے
رنج دفع ہوجائے اور میری طرف سے اُسکے دل میں غبار نہ رہے یہ خیال کر کے اپنے سرداران نامی سے نوشیروا
نے فرمایا کہ ایک مرکب مشکی اور خلعت فاخرہ لیجاؤ اور ہماری طرف سے یہ اسپ مشکی اور یہ خلعت ہمارے
فرزند کو دینا اور کہنا کہ شہنشاہ تمھارے دیکھنے کے مشتاق ہیں اور متردد ہیں کہ دو روز سے تم ہمارے پاس کیوں
نہیں آئے لہذا اسوقت ہمارے پاس آؤ اپنی شکل دکھاؤ سرداران نوشیروان مرکب و خلعت ہمراہ اپنے
لیکر جانب پل شادگام روانہ ہوئے جسوقت خدمت حمزہ صاحبقران میں پہونچے آداب و تسلیمات
بجالا کر وہ مرکب و خلعت پیشکش کر کے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ شہنشاہ نے آپ کو یاد فرمایا ہے تشریف
لے چلیے حمزہ صاحبقران کو ہر چند کہ نوشیروان سے ملال تھا لیکن انکار کرنا مناسب نہ جان کر اُن سردارو
کو خلعت دے کر اُنکے ہمراہ مع اپنے سرداروں اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کے روانہ ہوئے جب بعد قطع راہ
دربار نوشیروان میں پہونچے بوجہ رنجیدگی کے بہ کراہت تسلیم کر کے چین بہ جبین دنگل گستہم زرین کفش پر
بیٹھے اور سرداران حمزہ صاحبقران بھی دنگلوں پر بیٹھے نوشیروان نے پوچھا اے فرزند دو روز سے تم ہمارے
پاس کیوں نہیں آئے اسکا کیا باعث تھا اگر تم کو کچھ بختک کی بیہودگی سے رنج و ملال ہوا ہے تو تم کو ہم
سے رنجیدہ ہونا نچاہیے کیونکہ میں تمھارا کسی طرح دشمن نہیں ہوں اور اپنے فرزندوں کے برابر تم کو جانتا ہوں حمزہ
صاحبقران گفتگو نوشیروان کی سُن کے سمجھ گئے کہ نوشیروان در پردہ یہ کہتا ہے کہ میرے حکم سے اور میری
اجازت سے بختک جام شراب میں زہر ملا کر تمھارے سامنے نہیں لے گیا تھا غرض حمزہ صاحبقران نے
سمجھ کے اور ملال اپنا ظاہر نہ کر کے عرض کیا کہ اے شہنشاہ طبیعت میری ناساز تھی اسوجہ سے خدمت عالی میں
حاضر نہیں ہو سکا اور ابھی تک میری طبیعت اچھی نہیں ہے یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی نوشیروان سُن کے
کہنے لگا کہ اے فرزند اگر تمھاری طبیعت ناساز ہے تو واسطے شگفتگی دل اور درستی مزاج کے باغ مراد کی سیر کرو اور وہاں
بزم عشرت آراستہ کر کے مع اپنے سرداروں اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے نازنینان گل پیرہن اور
مہ جبینان غنچہ دہن کا گانا سنو اور رقص دیکھو لیکن دو پہر سے زیادہ تمھارے سردار باغ مراد میں تمھارے
پاس نہ رہیں کیونکہ متصل باغ مراد میرے ناموس کا ایوان ہے اور بارہ دری باغ مراد کی میرے ناموس
کے ایوان سے ملحق ہے اور ایک دروازہ ایوان سے بام بارہ دری پر راستہ آنے کا ہے پس بخیال حفاظت
ناموس ہم کو منظور نہیں ہے کہ زیادہ زمانہ دو پہر سے مجمع مردم باغ مراد میں رہے لیکن چونکہ تم بجائے
فرزندوں کے ہو اور میں نے تم کو اپنا پسر کیا ہے تمھارے وہاں رہنے سے کچھ قباحت نہیں ہے اگر تمھارا تنہا
وہاں رہنے سے دل گھبرائے تو خواجہ عمرو یا مقبل وفادار دونوں میں سے ایک شخص کو اپنے پاس
رہنے دینا اور ہر روز صبح سے شام تک سیر باغ کی کرنا اور شام کو اپنے لشکر میں چلے جانا اسی طرح چند
روز باغ کی سیر کرنا غنچہ دل تمھارا سیر باغ سے یقیناً شگفتہ ہو جائے گا اور تمھاری

کلفت دفع ہو جائیگی حمزہ صاحبقران نے عرض کیا کہ اگر آپ فرمائیں تو مین آج ہی سے سیر باغ کرون اور اپنے سردارونکو اپنے ہمراہ وہان لیجا کر جلسہ عشرت کرون نوشیروان نے فرمایا اے فرزند تم کو اختیار ہے جب تمہارا دل چاہے باغ مین جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ آج ہی دوپہر تک اپنے سردارونکو اپنے پاس بٹھانا حمزہ صاحبقران نے عرض کیا کہ جسطرح آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا مین بعد دوپہر کے اپنے سردارونکو رخصت کرونگا فقط بیٹے اور مقبل یا خواجہ عمرو تا شام باغ کی سیر کرونگا یہ عرض کر کے حمزہ صاحبقران مع اپنے سردارون کے دربار سے اٹھے اور بادشاہ نوشیروان سے رخصت ہو کر جانب باغ مراد چلے جب حمزہ صاحبقران باغ فراد مین پہونچے دیکھا ایک عجیب باغ پر بہار ہے اگر باغ بہشت سے مثال دیجیے تو بجا ہے ہر قامت سرو قد معشوقون سے بہتر ہے سنبل بے مثل ہے تو صنوبر بے عدیل اشجار میوہ دار بار اشجار سے جھکے ہوئے ہین ایک جانب نہر سلسبیل کے مانند جاری ہے گلہاے رنگارنگ کھل رہے ہین باغ مین ایک جانب تختہ لالہ نعمان ہے گل نرگس صورت چشم خوبان ہے بلبلین بشاخ گل نغمہ سرا ہین بوے گل سے تمام باغ معطر ہے سبزہ باغ مثل سبزہ خط معشوقان ہے ہر ایک باغبان رشک رضوان ہے الغرض حمزہ صاحبقران نے سیر بخوبی باغ فراد کی مع اپنے سردارون کے کی بعد سیر کرنے کے حکم حمزہ صاحبقران سے بزم عشرت باغ کی بارہ دری مین آراستہ ہوئی نازنینان زہرہ جمال و مہ جبینان یوسف جمال بزم عشرت مین حاضر ہو کر روبروے حمزہ صاحبقران ناچنے اور گانے لگین از انجملہ ایک محبوبہ خوش گلو مع سازندون کے بزم عیش مین آئی اور روبروے حمزہ صاحبقران بصد ناز و ادا یہ غزل دل فریفتہ کرنے والی عاشقانہ درد آمیز گانا شروع کی غزل

عیب سے پیدا مری قسمت کا سامان ہو گیا
ہاے قاتل سے نہ اٹھا سبکدوشی کے بعد
شیر کا قطرہ مرے سینے مین پیکان ہو گیا
لا لکھو چاہا پر نہ نکلا سینہ صد چاک سے
گوشہ دامن مرا شہر خموشان ہو گیا
انگلیان اٹھتی ہین جسم زار پر شکل ہلال
حلقہ زنجیر آغوش عزیزان ہو گیا
گھر کیا دل مین حسینان جہان نے اسقدر
یہ وہ ٹھہری جب ہوا آباد ویران ہو گیا
قتل بھی ہو کر کیا دشمن کو ہم نے سرفراز
چار آنکھین جب ہوئین مین جو پشیمان ہو گیا
اسقدر بوسے لیے سنگ در دلدار کے
پھر گیا جو دم زمین تک آ کے پیکان ہو گیا

جب گیا سیر چمن کو ہے لیے تیری یاد پڑا
سایہ شمشیر مجھکو بار احسان ہو گیا
تا فلک پہونچا ہے گر دیکھ جوش سیل اشک
درد دل بھی آپ کے ملنے کا ارمان ہو گیا
سیکڑون دکھاتا ہے [illegible] آتا نہین
جسقدر مین کم ہوا اتنا نمایان ہو گیا
[illegible] سوز دل بیتاب سے
رفتہ رفتہ اپنا پہلو یوسفستان ہو گیا
اک بہار تازہ ہے رنگینی ادائی یار کی
خون پینا خلقت شمشیر عریان ہو گیا
دی کبھی تکلیف مر مر نے کبھی برسات نے
بدگمان آخر مری جانب سے دربان ہو گیا
اب کہان تسلیم لطف صحبت [illegible]

ہجر مین خنجر ہلال عید قربان ہو گیا
برگ خنجر تیر شاخین غنچہ پیکان ہو گیا
آشنا ہے کل [illegible] زخم جگر طفلی سے ہون
ہم بھی رونے پر یہ قطرہ ایک طوفان ہو گیا
لے رہا ہے مرگ کی نیند مین [illegible]
وعدہ محبوب بھی زاہد کا ایمان ہو گیا
پرورش کرتا ہے میری آہ کس کس پیار سے
آفتاب صبح محشر داغ پنہان ہو گیا
التفات عشق سے دل کی خرابی ہے یہی
داغ الفت سے مرا سینہ گلستان ہو گیا
اعتبار ظلم کھویا انتہاے صبر نے
مین چراغ تربت گور غریبان ہو گیا
انتظار یار مین امید نے مارا مجھے
چند دن احسان دور منیر و شان ہو گیا

جب یہ غزل اس نازنین نے بہ لحن داؤدی و بہ ناز و ادا روبروے ارباب بزم گائی جملہ سرداران ذیوقار نہایت شاد و مسرور ہوئے خصوصاً حمزہ صاحبقران از حد خوش ہوے اور اس نازنین مہ جبین کو انعام وافر دلوایا جسوقت وہ نازنین انعام لیکر بزم عشرت سے چلی گئی اسوقت اور ایک خورشید لقا بصد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے محفل عیش و عشرت

میں حاضر ہوئی اور بعد رقص کے یہ غزل دردآلود گانا شروع کی

غزل

رنگ لائیگا مقرر رنگ لانا یار کا
نزع میں نظارہ دل ارکی فرصت کو مانا
ہی فلک پیر انشانہ میں نشانہ یار کا
مرگ کا باعث ہو یادیہ جدائی بعد وصل
عمر بھر اپنی مجھے ہی ناز اٹھانا یار کا
نقش یاقوت رشک ساوو عنبر ہوگئے
مر کے بھی مجھ سے نہ چھوٹا آستانہ یار کا
خوب رویا قبر میں جسدم چلے سنکر نکیر
دیکھکر ذرد یدہ مجکو مسکرانا یار کا
حرف رخصت ہو گیا تھہر پئے پرواز روح
چھوٹتی رہتی ہی زلف یار شانا یار کا

سر بکف دوڑا جو تھی مہر تم استقبال کو
اب تو یکسان ہو مجھے آنا نہ آنا یار کا
ٹھنڈی ہی سانسوں پر گمان سرد مہری کا تجھے
قتل کرنا ہی حیا سے سر جھکانا یار کا
حشر تک خوابیدگان خاک کا اٹھنا محال
اک طلسم تازہ ہی مسی لگانا یار کا
گو بظاہر میری نظروں سے ہوا پنہان تو
یاد آیا مجکو تنہا چھوڑ جانا یار کا
چھیڑتا ہی دیکھکر آشفتہ خاطر اور بھی
مرگ کا آنا ہوا پہلو سے جانا یار کا

خون رلائیگا مجھے مہندی لگانا یار کا
ہائے جب میں نے سنا مقتل میں آنا یار کا
ناوک افگن ہی وہ مجھپر نالہ کش ہوں میں
کم بہانے سے نہیں آنسو بہانا یار کا
از غم تکلیف دوری ناتوان ایسا نہ کر
سو رہے ہیں چین سے سنکر فسانہ یار کا
خاک میری دشت غربت میں اڑا لائی صبا
خانہ ناشاد سے مشکل ہی جانا یار کا
مدعی کو برق خرمن ہو عشرت میں ہوا
سر چڑھا ہی گیسوئے زلفوں کو شانہ یار کا
ایک تو محروم ہی تسلیم ورنہ روز و شب

جب یہ غزل اُس نازنین نے گایا کر تمام کی اہل بزم غزل سنکے نہایت مسرور ہوئے خصوصاً حمزہ صاحبقران نہایت خوش ہوئے اور اس نازنین کو بھی انعام کثیر دلوا دیا چونکہ سیر باغ اور آراستگی بزم کو زمانہ دو پہر کا گذرا بموجب کہنے نوشیروان کے حمزہ صاحبقران نے سب سرداروں اور خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اب تم لشکر میں جاؤ عمرو اور سرداران ذی وقار چلے گئے بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے نازنینان خوبرو اور خوش گلو کو بھی انعام کثیر دے کر رخصت کیا جب فقط حمزہ صاحبقران اور مقبل باغ میں رہ گئے اُسوقت حمزہ صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ اسوقت بوجہ گرمی کے دل یہ چاہتا ہی کہ آب سرد سے نہاؤں مقبل نے عرض کیا کہ اسی باغ کی نہر میں نہائیے حمزہ صاحبقران بموجب کہنے مقبل کے نہر کے کنارے پر تشریف لائے اور وضو کرکے نماز ظہرین پڑھی بعد پڑھنے نماز ظہرین کے قریب غروب آفتاب لباس اُتار کے نہر میں اُترے اور مقبل وفادار سے فرمایا کہ تم بھی ہمارے ساتھ نہاؤ مقبل وفادار بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران کپڑے اُتار کے نہر میں آیا حمزہ صاحبقران نے پانی کا چھینٹا منھ پر مقبل کے مارا مقبل نے دست بستہ عرض کیا کہ دیکھیے حضور پھر مجھ سے بھی گستاخی ہوگی ناگوار طبع حضور نہ ہو حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل وفادار ہم کو ہرگز ناگوار نہ ہوگا تم بھی ہمارے چہرے پر چھینٹا پانی کا مارو غرض حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار باہم نہر میں نہانے لگے کبھی تیرتے تھے کبھی دست و پا ملتے تھے کبھی غوطے لگاتے تھے کبھی نہر میں کھڑے ہو کر تماشا گلہائے رنگارنگ سیر کرتے تھے چونکہ ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان نے اپنی کنیزوں سے سُنا تھا کہ آج باغ مرادہ میں حمزہ صاحبقران برائے سیر آئے ہیں اسوجہ سے ملکہ مہر نگار کو حمزہ صاحبقران کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا آخر قریب غروب آفتاب بہمراہی زہرہ مصری شاہزادی مصر و فتانہ دختر والا بادر ایوان سے بام بارہ دری پر آئی اور سیر باغ کرنے لگی یکایک حمزہ صاحبقران نے آب نہر میں کہ مثل آئینہ کے صاف تھا ایک معشوق رنگین لباس کو سر سے پاؤں تک مطابق ان اشعار کے دیکھا اشعار

وہ کافر حسن پر تھی اپنے مغرورا	سراپا مثل برق شعلۂ طور	ابھرا سینہ میں جوش نوجوانی	ہم باں مصروف لفظ لن ترانی

قد موزون سراپا نور میں غرق ✦ برنگ مصرع برجستہ برق
دم رفتار گرتا ہی قدم پر ✦ بجائے سایہ رنگ روی محشر
غضب ہی جا کے پھر آنا ادھر کا ✦ اثر ہی زلف میں تار نظر کا
ہمیشہ دیکھکر شام و سحر کو ✦ کہے لی ساجدین شمس و قمر کو
دم جنبش ادا اُس فتنہ گر کی ✦ مبارکباد ہی زخم جگر کی
نگاہ مست پھرتی ہی جدھر کو ✦ غشی آتی ہی مایوس نظر کو
کنار بام وہ رخسار پُر نور ✦ نظر آتے تھے جیسے شعلۂ طور
دہن گرداب صہبای معانی ✦ زبان موج شراب لن ترانی
زنخدان جلوہ گر مانند گرداب ✦ برنگ آب گوہر خشک و سیراب
ہر اک شانہ برنگ دستۂ گل ✦ زیارت گاہ صبح عید بلبل
نزاکت سے عجب عالم کمر کا ✦ گمان سب کو رگ تار نظر کا
ہر اک زانو طرب انگیز عشاق ✦ بظاہر صفت خوبی میں گر طاق
بہار حسن ہی جوش صفا سے ✦ عیان رنگ حنا ہی پشت پا سے

عیان ہر عضو سے شان قیامت ✦ سراپا جان و ایمان قیامت
وہ کافر زلف یا دود جگر ہی ✦ دل زار سے بھی تاریک تر ہی
وہ پیشانی کہ جسکا بدر مشتاق ✦ درخشان کوکب اقبال عشاق
ہر اک ابرو ہی تیغ خوش نظارا ✦ سراپا جو ہر موج اشارہ
خمار آلودگی آنکھوں سے پیدا ✦ نظر سے کیفیت مستانہ ہویدا
وہ مژگان وقت آرائش کرین گھر ✦ دل پر آئینہ میں مانند جوہر
یہی کہتا ہی ہر مشتاق مضطر ✦ سوا نیزے پہ ہی خورشید محشر
تبسم سے نکلے ہر لب سے ہویدا ✦ تقاضا شوخی طبع جوان کا
صفت گردن کی افزون حوصلے سے ✦ وہی جلنے لگائے جو گلے سے
عیان سینے سے آغاز جوانی ✦ نمونہ پستان کی غمازۂ جوانی
کسی صورت نظر آتی نہیں صاف ✦ مگر ہی خلق پر میم کمر ناف
نمایان پائچے سے ساق پُر نور ✦ تہ فانوس جیسے شمع کا نور

جب حمزۂ صاحبقران نے آب نہر میں سراپای دلربا کو دیکھا بیتاب و بیقرار اور متحیر ہو کر پیچھے پھر کے بالاے بام ملکۂ مہر نگار کے روے زیبا پر نظر کی اور ملکۂ مہر نگار نے بھی حمزۂ صاحبقران کو دیکھا اُسوقت مطابق ان اشعار کے حال ہوا اشعار کہیں در پردہ عرض دل کی راہیں ✦ ملیں باہم گلے دونوں نگاہیں ✦ رہے کچھ دیر مثل نو خریدار ✦ نیاز و ناز باہم گرم بازار ✦ راوی کہتا ہی کہ ملکۂ مہر نگار نے ترنج خوشبو جو اُسوقت ہاتھ میں تھا حمزۂ صاحبقران کے پہلو پر اسطرح مارا گویا دل حمزۂ صاحبقران کو نشانۂ تیر نظر کیا اُسوقت امیر با توقیر گیتی ستان حمزۂ صاحبقران نے شعر حواس و ہوش و عقل و صبر و آرام ✦ کیے سب نذر ابروے دل آرام ✦ آخر حمزۂ صاحبقران زخمی تیر عشق ہو کر اور آہ سرد جگر پُر درد سے کر کے نہر میں بیہوش ہوے گرنے لگے مقبل نے حمزۂ صاحبقران کو دوڑ کیا بہ مشکل تمام نہر سے نکالا اور پھر مقبل تدبیرین ہوش میں لانے کی کرنے لگا ادھر تو حمزۂ صاحبقران کو غش آیا ادھر ملکۂ مہر نگار نے ترنج پھینکا سبھو بار کے یہ شعر پڑھا شعر ادا سے صورت ابرو کھینچے پھر ✦ طبیعت کی طرح سے ہٹ گئی پھر لیکن تیغ عشق حمزۂ صاحبقران سے مجروح ہوئی اور بیہوش ہو کے گرنے لگی زہرۂ مصری اور فتانہ نے ملکۂ مہر نگار کو سنبھال کے بام بارہ دری سے ایوان میں لے گئیں اور مسہری پر لٹا کر فتانہ نے لخلخہ سنگھایا زہرۂ مصری نے اور تدبیرین ہوش میں لانے کی کین ادھر ملکۂ مہر نگار کو ہوش آیا آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئیں مسہری پر پایا ادھر حمزۂ صاحبقران کو بہ مشکل غش سے افاقہ ہوا آنکھیں وا کر کے جو سوے بام دیکھا ملکہ کو نہ پایا ہجر جانان سے دل پہلو میں مثل سیماب تڑپنے لگا آنکھیں صدمۂ درد فرقت سے پُر نم ہوئیں اُسوقت زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے مقبل نے گھبرا کر بہ گریہ و زاری پوچھا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ کا مزاج کیسا ہی حمزۂ صاحبقران نے آہ سرد جگر پُر درد سے کھینچکر فرمایا کہ اے مقبل ہمارا حال اچھا نہیں ہی مقبل نے دست بستہ عرض کیا کہ اب حضور لشکر میں جسطرح ممکن ہو تشریف لے چلیں یہاں حضور کا رہنا اچھا نہیں اب آفتاب غروب ہو چکا ہی مزاج کا آپکے یہ حال ہی یہاں سوا اس خادم کے اور

لگی ہے آگ ہر داغ جگر میں　　زبان مانند شعلہ ہے دہن میں
سدا آنچل ہے منہ پر دود دل کا　　مرا چہرہ ہے چہرہ منفعل کا
ہمیشہ تیرہ بختی اوج پر ہے　　فلک کا ہے کو ہے دود جگر ہے
وہ ہوں بیدار مثل چشم کوکب　　مری ہر آنکھ ہے پیمانۂ شب
یہانتک ناتوانی زور پر ہے　　کہ بار آسمان تار نظر ہے
خموشی سے ہمیشہ گفتگو ہے　　نفس ہر دم تن تار رفو ہے

نہ کوئی چارہ گر میرا نہ غمخوار　　میں ہوں مانند چشم یار بیمار
یہ آنکھیں یا بہار بوستان ہیں　　برنگ چشم بلبل گل فشان ہیں
بھرا ہے آنکھ میں جوش بلا ہے　　شب غم تو نیا سے چشم وا ہے
ذرا فرقت میں دیکھا ہی یار آنکھیں　　تو میں طالع سے ہیں بیدار آنکھیں
جگر سے لب تک آنا آہ غم کا　　سفر ہے منزل ملک عدم کا

غرض اسی طرح کی تقریر ملکہ مہر نگار تصویر خیالی حمزۂ صاحبقران سے اپنے دل میں کرتی تھی کبھی بے اختیار آنسو بہاتی تھی زہرۂ مصری اور فتانہ سمجھاتی تھی کہ اے ملکہ عالم ہر چند کہ دوری حمزۂ صاحبقران حضور کو شاق ہے لیکن اسقدر عشق حمزۂ صاحبقران میں شکیبائی اور گریہ وزاری نہ کیجئے دل مضطر کو وصل حمزۂ صاحبقران سے تسلی دیجیے ایک ہی روز میں حضور کا یہ حال ہوا ہے کہ چہرہ متغیر ہو گیا ہے آنکھیں نرگسی کثرت اشکباری سے سرخ ہو گئیں ہیں پھر ابھی حضور کے دشمنوں کا اس وقت پھیکا ہے دیکھیے اسقدر صدمہ نہ کیجیے کہ اغیار حضور کے حال سے آگاہ ہو جائیں اور حضور کے دشمنوں کو سودائی و دیوانہ بتائیں اور یہ خبر حضور کے والدین تک پہونچائیں آفت تازہ سر پر لائیں ذلیل اور رسوا کریں پس حضور بہتر اور مناسب یہ ہے کہ راز عشق کو سینے میں پنہان رکھیے کثرت نالہ و بکا سے افشا نہ کیجیے ورنہ اسکا انجام اچھا نہیں ہے اگر حضور ہم خیر خواہوں کے کہنے پر عمل نہ کیجیے گا دیکھیے پچھتائیے گا ابھی تو حضور دیکھیں کہ حمزۂ صاحبقران کو بھی آپ سے محبت ہے یا نہیں ملکہ مہر نگار یہ تقریر فتانہ اور زہرۂ مصری کی سنکے کہتی تھی کہ میں ہر چند ضبط کرتی ہوں لیکن بیتابی اور بیقراری دل سے ممکن نہیں کہ ضبط آہ بجا کر سکوں راوی کہتا ہے کہ ملکہ مہر نگار دیر تک مضطر و بیقرار اور اشکبار رہی آخر اسی آہ و زاری میں نیند تو کیا آئی گویا غش آ گیا تھا کہ فتانہ اور زہرہ مصری تا دیر قریب ملکہ مہر نگار کی مسہری کے بیٹھی رہیں آخر ملکہ مہر نگار کے پاس سے اٹھ کے اپنے اپنے بستر پر جا کر لیٹ رہیں یہان تو ملکہ مہر نگار کو کثرت گریہ و زاری سے گویا غش آ گیا ہے لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران بصد آہ و فغان جب قریب اپنے لشکر کے پہونچے اور سرداروں کو خبر ہوئی کہ حمزۂ صاحبقران تشریف لائے ہیں اسوقت جملہ سردار برائے استقبال حمزۂ صاحبقران لشکر سے روانہ ہوئے اور حمزۂ صاحبقران کا استقبال کر کے لشکر میں لائے لیکن حال حمزۂ صاحبقران کا دیکھ کے متردد ہوئے اور دست بستہ حال مزاج پوچھا حمزۂ صاحبقران نے خلاصہ حال تو نہ بیان کیا لیکن فرمایا کہ مزاج میرا اسوقت اچھا نہیں ہے یہ فرما کر اور مرکب سے اتر کے داخل بارگاہ ہوئے اسوقت خواجہ عمرو بھی حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے اور حال زار حمزۂ صاحبقران پر نظر کی اور گھبرا کے کیفیت مزاج دریافت کی لیکن حمزۂ صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا اسوقت خواجہ عمرو مقبل وفادار کے پاس گئے اور پوچھنے لگے کہ آج حمزۂ صاحبقران کا مزاج کیوں نادرست ہے اسکا کیا باعث ہے مقبل نے کہا مجھکو نہیں معلوم کہ کس وجہ سے مزاج نادرست ہے خواجہ عمرو نے کہا اے مقبل خدانخواستہ اگر حمزۂ صاحبقران کا حال متغیر ہوا تو میں تم سے ہر طرح سمجھ لونگا کیونکہ تم باعث فساد ہو حمزۂ صاحبقران کے ہمراہ تھے اسوقت تم حال ناساز ی مزاج حمزۂ صاحبقران مجھ سے نہیں بیان کر سکتے خیر نہ بیان کرو تو اگر تم بھی

ہوگا وہ ظاہر ہی ہو جائیگا مجکو تو اسوقت چہرہ امیر با توقیر دیکھکے صاف ثابت ہوا ہے کہ حمزہ صاحبقران باغ مراد مین کسی گلرو پر عاشق ہوئیے ہین اُسی کے عشق مین اسوقت بیتاب و بیقرار ہین مقبل نے پھر کہا کہ اے خواجہ عمرو مجکو اس امر سے بھی آگاہی نہین ہے واضح ہو کہ حال عشق حمزہ صاحبقران سے ابتک مقبل وفادار آگاہ نہین ہے کیونکہ جسوقت حمزہ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار کو دیکھا تھا اُسوقت مقبل نہر مین پیر رہا تھا اور رخ مقبل کا جانب بام بارہ دری نہ تھا جسوقت ملکہ مہر نگار حمزہ صاحبقران کے پہلو پر ترنج خوشبو دار مار کر ہٹ گئی تھی اور حمزہ صاحبقران کو غش آنے لگا تھا اُسوقت مقبل وفادار نے گھبرا کر نہر سے حمزہ صاحبقران کو باہر نکالا تھا الغرض خواجہ عمرو مقبل وفادار سے گفتگو کر کے پھر خدمت حمزہ صاحبقران مین گئے اور حال مزاج پوچھنے لگے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ اسوقت ہم سے کچھ گفتگو نہ کرو ہماری طبیعت بے لطف ہے سر مین درد ہے اب ہم لیٹتے ہین تم بھی یہان سے جاؤ خواجہ عمرو بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران کے پاس سے باہر بارگاہ کے چلے آئے لیکن حمزہ صاحبقران بعد جانے خواجہ عمرو کے خیال ملکہ مہر نگار مین بستر خواب پر مثل بسمل تڑپنے لگے اور تصویر خیالی ملکہ مہر نگار سے بصد اشکباری اس طرح کہنے لگے مطلع طپان قلب و جگر مین کچھ اُٹھاؤ ناز دونون کے ٭ مسیحا ہو تمہین تو اے بت طناز دونون کے ٭ کبھی حمزہ صاحبقران بصد آہ و فغان تصویر خیالی ملکہ مہر نگار سے مخاطب ہو کے یہ شعر پُر درد پڑھتے تھے شعر جو مدعا ہے اُسکو زبان سے مین کیا کہون ٭ تم پوچھ لو میرے دل خانہ خراب سے ٭ کبھی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اپنی بیکسی اور درد جگر سے مخاطب ہو کے یہ چند اشعار زبان پر جاری کرتے تھے اشعار

بیکسی کس سے کہون درد جگر آج کی رات
نیند ہی آتی ہے مجکو نہ اجل آتی ہے
اتنی فرصت دے مجھے درد جگر آج کی رات

روز سہتا ہون تقاضا ہے اجل کو سطعنے
تیرہ بختی سے لے دور ہون اور دہر آج کی رات

ایسی تو خوار تھی بالین پہ مین حسرت
مجکو مر جانے دے اے درد جگر آج کی رات
تحفہ اجل سے کہنا ہے روز مصیبت کرون

گاہ حمزہ صاحبقران سوے فلک دیکھ کے یہ شعر پڑھتے تھے شعر اتنی تیز ہوتا ہے درد پہلو مین ٭ ہے کس بلا مین دل بیقرار آج کی رات ٭ کبھی حمزہ صاحبقران خیال ملکہ مہر نگار مین بستر خواب پر آہ و فغان کرتے تھے کیونکہ حمزہ صاحبقران عشق مین ملکہ مہر نگار کے بیتاب و بیقرار اور اشکبار ہوتے تھے کیونکہ بقول امیر اللہ تسلیم اشعار

محبت سے شب غم ہے سیہ پوش
محبت سے گل تر ہے جگر چاک
محبت سے گل آدم مین ہے جوش
محبت سے ہے لبریز فغان نے
محبت سے نیاز و ناز دیکھا
دم تیغ اجل ہے ساحل اسکا
قضا اس مین ادائے بندگی ہے

محبت سے دل لالہ لہو ہے
محبت سے دل بلبل ہے غمناک
محبت کیمیا ہے ہر جگہ ہے
محبت سے نہین خالی کوئی شے
محبت ہے عجب دریائے پُرجوش
فنا ہے سہل کار مشکل اسکا

محبت سے ہے ہر روز زمین پر جوش
محبت سے پریشان موج لب جو
محبت سے ہین روح و تن ہم آغوش
محبت جلوہ پرداز نظر ہے
محبت سے دلون مین ساز دیکھا
کہ ہر قطرہ ہے طوفان سے ہم آغوش
بحسرت جان دینی زندگی ہے

القصہ حمزہ صاحبقران نصف شب سے زیادہ خیال ملکہ مہر نگار مین بستر خواب پر تڑپا کیے آخر تاب فراق ملکہ مہر نگار نہ لا کر بستر خواب سے اُٹھے اور مقبل وفادار کو پکارا مقبل وفادار فوراً حاضر خدمت ہوا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے مقبل اسوقت خواجہ عمرو کو بیدار

نہین ہین مقبل نے عرض کیا کہ شاید بالا دوی کو سے گئے ہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای مقبل اسوقت تم
میرے ساتھ لباس شب روی پہن کے باغ مرادین چلو دیر نہ کرو ایسا نہ ہو کہ خواجہ آجائین اور باغ مراد
مین ہم کو اسوقت جانے نہ دین مقبل نے عرض کیا کہ حضور آپ مجکو اپنے ہمراہ وہان نہ لیجائین کیونکہ خواجہ عمرو
نے مجھسے کہدیا ہی کہ اگر حمزہ صاحبقران خدانخواستہ کسی بلا مین مبتلا ہو گئے یا اپنے تئین کسی صدمے مین ہلاک
کر بیٹھنگے تو مین تم کو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای مقبل اگر تم اسوقت میرے ساتھ
نہ چلوگے تو مین تم کو ابھی قتل کرونگا مقبل نے جب یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی سنی خیال کیا کہ ای مقبل
خواجہ عمرو تو نہین معلوم کب مجکو قتل کرتے لیکن اسوقت اگر مین ہمراہ اسیر یا تو قید کے نہ جاؤنگا تو اسی وقت
حمزہ صاحبقران مجکو قتل کر ڈالینگے یہ خیال کر کے مقبل نے لباس شب روی پہنا اور حمزہ صاحبقران نے
بھی لباس شب روی زیب تن کیا اور ایک کمند لیکر مع مقبل بارگاہ سے نکلے اور جانب باغ مراد روانہ ہوئے
جب باغ مرادین زیر دیوار ایوان پہونچے حمزہ صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ ای مقبل تم یہین کھڑے
رہو مین اس ایوان مین جاتا ہون یہ کہکے حمزہ صاحبقران نے دیوار ایوان نوشیروان پر کمند پھینکی اور
بذریعہ کمند کے تاریکی شب مین دیوار ایوان نوشیروان پر گئے اور وہان سے پھر بام محل نوشیروان پر گئے
اُس جگہ سے حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ سات چوکیان ہین یعنی واسطے حفاظت و نگہبانی کے علاوہ اور
نگہبانون کے سات شاہزادیان یعنی ملکہ نگارین روم کی شاہزادی اور خورشید چلنی چلین کی شاہزادی
اور زہرہ مصری مصر کی شاہزادی زہرہ جبین شہر شام کی شاہزادی ماہ مغربی ممالک مغرب کی شاہزادی
خورشید خاوری خاور کی شاہزادی شیرین مشرقی ممالک مشرق کی شاہزادی قریب قریب
ملکہ مہر نگار کے ہین واضح ہو کہ یہ سب شاہزادیان خدمت ملکہ مہر نگار مین روز و شب حاضر رہتی تھین اور
ہمراہ ملکہ مہر نگار کے آٹھو دن سے پڑھتی تھین غرض حمزہ صاحبقران بام محل سے راہ زینہ سے نیچے اُترے
اور بہ چالاکی اور ہوشیاری چوکیان طی کر کے ملکہ مہر نگار کی مسہری کے قریب پہونچے اُسوقت حمزہ
صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ مہر نگار اس طرح سو رہی ہی کہ چہرہ پُر نور کھلا ہی زلفین عنبرین پریشان ہین
پیشانی نورانی پر افشان چنی ہوئی ہی سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین ہی آنسو رخسارون پر آنکھون سے بہکے
جو خشک ہو گئے ہین بوجہ شرکت سرمہ کے نظر آتے ہین اُسوقت حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ مقرر
ملکہ بھی مجھپر مائل ہوئی ہی جسطرح مین عاشق ہو کر اشکبار ہوا اُسی طرح یہ ملکہ بھی مجھپر مائل ہو کے آج کی
شب روئی ہی یہ خیال کر کے بیتابی دل سے حمزہ صاحبقران نے چاہا کہ ملکہ سے لپٹ جاؤن اور بوسے لب
رخسار کے لون اور ہم آغوشی سے اپنے دل بیقرار کو تسکین دون لیکن خیال کیا کہ ملکہ مہر نگار غافل سو رہی ہی
میرے لپٹنے سے یقیناً ڈر جائیگی عجب نہین کہ مجھسے ناراض ہو پس ای حمزہ معشوق کا رنجیدہ کرنا اور خواب
راحت سے بیدار کرنا عاشق کو بہتر اور مناسب نہین ہی عاشق ہمیشہ معشوق کی خوشی کا جویان اور خواہان
رہتا ہی اور کبھی اپنے معشوق کو تکلیف اور اذیت نہین دیتا ہی اور ناراض اپنے معشوق کو نہین کرتا ہی پس تم تو
عاشق ہو تم کو بھی لازم ہی کہ ملکہ مہر نگار کو خواب سے بیدار نہ کرو اور اپنے دل مضطر کو سمجھا لو یہ خیال کر کے حمزہ صاحبقران
نے چند اشعار ستون ایوان پر اسواسطے لکھے کہ ملکہ مہر نگار جب ان اشعار کو بہنگام صبح بیدار ہو کے پڑھے گی
تو سمجھ جائیگی کہ میرا شیفتہ او فریفتہ حمزہ میرے دیکھنے کو بیتاب و بیقرار ہو کر یہان آیا تھا اور اپنے یہان آنے سے

یہ اشعار لکھکر مجکو اطلاع دے گیا ہے اور درد دل اپنا مجھ سے اس پردے میں ظاہر کر گیا ہے اشعار

اپنی آواز کر سنا اے شوخ	آرزوئے وصال پوری کر	میری دل کی لگی بجھا اے شوخ	ورنہ مرجائیگا عاشق بے دم
کون سی ہے تیری خطا اے شوخ	میرے عاشق پر اب ہو کیونکر درد	جب تو پہلو سے اٹھ گیا اے شوخ	کس گنہ پر سزا سے ہجر ملی
مرض عشق کی دوا اے شوخ	دیکھیوں انجام عشق کیا ہووے	باوفا ہیں تو بیوفا اے شوخ	نہیں دنیا میں جز وصال کوئی

حمزہ صاحبقران یہ اشعار
ستون محل پر چھپا ہوا اور کنول وغیرہ کی روشنی میں لکھکر قریب ملکہ مہر نگار کے آئے اور مطالع ملکہ مہر نگار سے
مخاطب ہو کے آہستہ زبان پر لائے مطلع نہیں کہتا ہے میں احوال فرقت سر بسر سن لو کہوں کچھ حال درد دل
جو اہر رشک قمر سن لو ابھی حمزہ صاحبقران مطلع پڑھکر ملکہ مہر نگار سے اپنا حال درد دل ظاہر کر رہے تھے
یکایک صدائے حمزہ صاحبقران سے ملکہ مہر نگار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ میری بالین پر ایک شخص
سیاہ لباس پہنے ہوئے کھڑا ہے چونکہ ملکہ مہر نگار خواب راحت سے دفعتہ بیدار ہوئی تھی ہر چند کہ روشنی تھی لیکن
حمزہ صاحبقران کو نہ پہچانا اور ڈر کے چلانے لگی کہ اے قتانہ جلد آ کہ چور آیا ہے میرے پاس کھڑا ہے جسوقت ملکہ
مہر نگار ڈر کے چیخنے لگی اور قتانہ کو بلانے لگی اسوقت قتانہ اور ملکہ زہرہ مصری اور ملکہ خورشید خاور
و جملہ شاہزادیاں اور تمام عورتیں جو قریب ملکہ مہر نگار تھیں صدائے ملکہ مہر نگار سنکے بیتاب و بیقرار ہو کے
دوڑیں اسوقت حمزہ صاحبقران نے اپنے دل میں کہا کہ افسوس بڑا غضب ہو گیا عورتیں بیدار ہو گئیں
ملکہ نے مجکو نہ پہچانا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہ خیال کرکے جب تک خواصیں قریب ملکہ مہر نگار آئیں حمزہ
صاحبقران ایک ستون محل پر جلد تر چڑھ گئے اتنی دیر میں جملہ شاہزادیاں اور قتانہ و دیگر کسواں بھی پاس
ملکہ مہر نگار کے آئیں اور عرض کرنے لگیں کہ اے ملکہ عالم خیر تو ہے مزاج کیسا ہے باعث چلانے اور ڈرنے کا کیا
ہے کیا کوئی خواب پریشان حضور نے دیکھا ہے ملکہ مہر نگار نے سب سے فرمایا کہ میں نے خواب پریشان تو
نہیں دیکھا لیکن ابھی جو میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے سرہانے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کھڑا ہوا تھا اسی شخص
کو میں دیکھ کے ڈر گئی اور چلائی خواتین نے عرض کیا کہ حضور نے اس شخص کو کس طرف جاتے دیکھا ملکہ مہر نگار
نے فرمایا کہ وہ شخص میرے سامنے اس ستون پر چڑھ گیا ہے جسوقت یہ حال خواتین نے سنا ستون کو بغور
دیکھا چونکہ اسوقت روشنی کثرت سے تھی جملہ خواتین نے حمزہ صاحبقران کو ستون محل پر دیکھ کے
ایسا شور و غل کیا کہ نوشیروان خواب سے بیدار ہو کر اور گھبرا کر کنیزوں اور خواصوں وغیرہ سے
پوچھنے لگا کہ یہ شور و غل کیسا ہے جلد دریافت کرو کنیزیں اور خواصیں جلد تر گئیں اور ملکہ زہرہ مصری
اور قتانہ سے دریافت کرکے بعجلت تمام خدمت نوشیروان میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں کہ حضور ہم کنیزوں نے
جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایوان حضور میں چور آیا ہے اور ابھی تک ستون محل پر ہے اسی وجہ سے خواتین شور
و غل کر رہی ہیں نوشیروان نے یہ حال سنکے حکم دیا کہ جلد تر محل میں خواتین پردہ کریں اور جا بجا ہٹ جائیں
جسوقت ایوان میں پردہ ہو چکا فی الفور نوشیروان نے قارن دیوبند کو محل میں بلایا اور فرمایا کہ اے
قارن ہمارے ایوان میں دزد آیا ہے اور اب تک ستون پر ہے پس تو جا کر اس دزد کو گرفتار کر خبردار وہ دزد
بھاگ کے جانے نہ پائے اگر زندہ گرفتار نہ ہو سکے تو اسکو قتل کرنا کیونکہ اس دزد نے ایسی جسارت اور دلیری
کی ہے کہ ما بدولت کے محل میں بے خوف و خطر براے دزدی زر و مال آیا ہے قارن دیوبند بموجب حکم
نوشیروان جانب ستون چلا ادھر نوشیروان نے حکم دیا کہ مردان لشکر محل کے گرد رہیں جس طرف

سے زرد بھاگ جانے کا ارادہ کرے اُسکو بھاگنے نہ دین اور اگر زرد محل سے کودے تو اُسکو قتل کرین یا گرفتار کرین چنانچہ بموجب حکم نوشیروان مردان فوج اور سرداران لشکر نے بہ کثرت روشنی کرکے تین طرف سے ایوان شاہی کو گھیر لیا جانب باغ ہمراہ اُس اضطراب مین کوئی سردار نہ گیا غرض جب قارن دیوبند براے گرفتاری زرد چلا اور حمزہ صاحبقران نے سُنا کہ قارن دیوبند میرے گرفتار کرنے کو آتا ہے اُسوقت حمزہ صاحبقران بخیال حفظ عزت و آبرو شستون سے بام پر آئے اور وہان سے اُس دیوار پر آئے کہ جس دیوار کے نیچے مقبل بحکم حمزہ کھڑا تھا اور کمند اُسی دیوار پر تھی ورنہ قارن دیوبند کی کیا حقیقت تھی کہ حمزہ صاحبقران اُس سے بچ جاتے غرض حمزہ صاحبقران دیوار پر پہونچے ہی تھے کہ ناگاہ قارن دیوبند نے آکر تلوار کھینچکر حمزہ صاحبقران کے سر پر لگائی اُسی عالم اضطراب مین حمزہ صاحبقران نے پانون اپنا کمند پر رکھا اور بقصد باغ مین اُترنے کا کیا یکایک نوک شمشیر سر امیر باتوقیر پر پڑی سر زخمی ہوا اور پانون اُسی حالت اضطراب و بیجا اسی مین کمند پر نہ جما حمزہ صاحبقران دیوار سے باغ مین گرنے لگے چونکہ مقبل زیر دیوار کھڑا تھا حمزہ صاحبقران کو گرتے ہوئے دیکھکر گھبرایا اور دونون ہاتھ اپنے پھیلا کر حمزہ صاحبقران کو روک لیا اور ہاتھون سے چھوڑ کے آہستہ عرض کرنے لگا کہ اے حمزہ صاحبقران خیر تو ہے آپ کہان گئے تھے اور زخمی کیونکر ہوئے اور اسقدر مضطر کیون ہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل یہ وقت حال بیان کرنے کا نہین ہے جلد یہان سے چلو توقف نہ کرو یہ کہکے ہمراہ مقبل وفادار کے باغ سے نکلے ادھر قارن دیوبند نے بآواز بلند نوشیروان سے عرض کیا کہ حضور مین نے زرد کو زخمی کیا ہے لیکن زرد دیوار باغ سے گر پڑا ہے اب مع اپنے ہمراہی کے باغ سے نکل کے جاتا ہے جسوقت یہ عرض قارن دیوبند کی نوشیروان نے سُنی فوراً محل سے برآمد ہوکر گھوڑے پر سوار ہوا اور سرداران لشکر اور کچھ سواران لشکر کو اپنے ہمراہ لے کے مع قارن دیوبند براے گرفتاری زرد روانہ ہوا اتنی دیر مین حمزہ صاحبقران قریب اپنے لشکر کے پہونچ گئے تھے یکایک نوشیروان نے دیکھا کہ دو سیاہ پوش جانب پل شادکام بعجلت چلے جاتے ہین نوشیروان نے اپنے سردارون اور اہل لشکر سے فرمایا کہ یہی دونون بظاہر زرد ہین جلد گھوڑے دوڑا کر ان دونون چورون کو گرفتار کرلو بمجرد حکم نوشیروان چند سردارون اور سوارون نے گھوڑے بڑھائے حمزہ صاحبقران نوشیروان کو آتے دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اگر نوشیروان نے مجکو دیکھ لیا تو میری نہایت ذلت اور رسوائی ہوگی یہ خیال کرکے اور ساحل دریا پر پہونچکے جلد تر اپنے تئین دریا مین گرادیا مقبل بھی دریا مین آیا اور حمزہ صاحبقران کے ہمراہ پیرتا ہوا چلا جسوقت نوشیروان و سرداران نوشیروان وغیرہ کنارہ دریا پر آئے اس خیال سے ٹھہر گئے کہ پل شادکام پر لشکر حمزہ صاحبقران کا اُترا ہوا ہے ہم یہان سے اہل لشکر سے کہدین کہ ان دونون سیاہ پوشون کو گرفتار کرلو مردان فوج سیاہ پوشون کو گرفتار کرلین گے ہمارا ہنگام شب دریا مین گھوڑا ڈالنا اور تعاقب ان سیاہ پوشون کا کرنا بیکار ہے یہ خیال کرکے بہ حکم نوشیروان سرداران نوشیروان نے مردان لشکر حمزہ صاحبقران سے پکار کے کہا کہ اے مردان لشکر و سرداران حمزہ صاحبقران آگاہ ہو کہ اسوقت تمھاری فرودگاہ لشکر کی طرف دو سیاہ پوش آتے ہین لہذا حکم ہے شہنشاہ کا کہ ان کو جلد گرفتار کرلو حمزہ صاحبقران یہ حال دیکھ کے گھبرائے مگر بدرجہ مجبوری دریا سے نکل کے اپنے لشکر کی طرف چلے جسوقت یہ صدا سرداران نوشیروان کی سرداران حمزہ

صاحبقران نے سنتے ہی فی الفور سواروں اور لشکریوں کو اپنے ہمراہ لیکر برائے گرفتاری سیاہ پوشان جانب
کنارۂ دریا چند مہتابیں روشن کرکے چلے لیکن خواجہ عمرو یہ غلغلہ اور یہ ہنگامہ سنکے قبل سرداروں اور سواروں
کے جو روانہ ہوئے تھے سب سے پہلے کنارۂ دریا کے قریب پہونچے دیکھا کہ فی الحقیقت دو سیاہ پوش
چلے آتے ہیں خواجہ عمرو نے نعرہ کیا کہ ای سیاہ پوشو اب کہاں بھاگ کے جاؤگے کہ میں تمھارے قریب آ
پہونچا یہ نعرہ کرکے خواجہ جلد تر سیاہ پوشوں کے قریب آئے چونکہ تاریکی تھی خواجہ عمرو نے نہ پہچانا اور
ارادہ کمند مارنے کا کیا حمزہ صاحبقران نے آہستہ سے فرمایا کہ ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ میں حمزہ
صاحبقران ہوں اور میرے ہمراہ مقبل ہے خواجہ عمرو نے آواز حمزہ صاحبقران پہچان کے ہاتھ اپنا روک
لیا اور قریب حمزہ صاحبقران آکر عرض کیا کہ ای حمزہ صاحبقران آپ اسوقت کہاں گئے تھے اور کہاں سے
آئے ہیں حمزہ صاحبقران نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک اپنے عاشق ہونے کا اور ملکہ مہر نگار کے پاس جانے
کا بیان کیا خواجہ عمرو نے مقبل کی طرف دیکھ کے کہا کہ ای مقبل دیکھو میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ آج
حمزہ صاحبقران باغ میں کسی گل پیرہن پر عاشق ہوئے ہیں اسی وجہ سے مجھ سے بھی حالت بیقراری و بیتابی
اور خیال معشوق خوبرو میں گفتگو نہیں کرتے ہیں مقبل نے کہا ای خواجہ تم سچ کہتے تھے لیکن مجکو یہ حال نہ
معلوم تھا اسوقت خلاصہ حال معلوم ہوا ہے القصہ جب خواجہ عمرو کو معلوم ہوگیا کہ یہ دونوں سیاہ پوش
حمزہ صاحبقران اور مقبل ہیں فوراً حمزہ صاحبقران اور مقبل کو اسی جگہ ٹھہرا کر لشکر کی طرف روانہ ہوئے
اثنائے راہ میں جملہ سرداروں اور سواروں سے کہا کہ اب تم کسکی تلاش میں جاتے ہو وہ دونوں سیاہ پوش
دریا سے نکل کے ایک طرف بھاگے ہیں انکے گرفتار کرنے کو انکے تعاقب میں دور تک گیا آخر میرے ہاتھ
سے اور ایک جانب دونوں سیاہ پوش نکل گئے اور ہمارے ہاتھ نہیں آئے سرداران حمزہ صاحبقران
نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو سچ کہتے ہونگے سیاہ پوش بھاگ گئے ہونگے اب ہمارا انکے گرفتار کرنے کو جانا
محض بیکار ہے یہ خیال کرکے سرداران حمزہ صاحبقران نے بہ آواز بلند دوسرے کنارۂ دریا سے کہا کہ ای
سرداران شہنشاہ بحر و بر و فرمانروائے ہفت کشور تم کو معلوم ہو ہم نے ہر چند چاہا کہ سیاہ پوشوں کو گرفتار
کریں لیکن وہ سیاہ پوش اسقدر جلد بھاگے کہ ہمارے ہاتھ نہ آئے اب ہم مجبوراً اپنے لشکر کی جانب جاتے
ہیں یہ کہکے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران فرودگاہ لشکر کیطرف چلے اور اپنے خیام میں آکر بیٹھے اور ادھر سرداران
نوشیروان وغیرہ حال سیاہ پوشوں کے بھاگ جانے کا سنکے ہمراہ رکاب نوشیروان کنارۂ دریا سے چلے اثنائے
راہ میں نوشیروان نے سرداروں سے فرمایا کہ افسوس یہ دونوں سیاہ پوش بھاگ گئے گرفتار نہ ہوئے اگر یہ
دونوں سیاہ پوش گرفتار ہو جاتے تو میں انکو ایسی بری طرح سے قتل کراتا کہ انکے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان
دریا افسوس کرتیں اور میں انکو ہلاک کرا کے خوش ہوتا شہر میں ہر ایک ذی روح کو آگاہی ہو جاتی اور ہر ایک ذی روح
یہ خیال کرتا کہ ایوان شاہی میں واسطے چوری کرنے کے جو جائیگا وہ اسی طرح قتل کیا جائیگا سب چور ڈر جاتے
اور پھر کوئی چور میرے محل میں آنے کا قصد نہ کرتا غرض نوشیروان اسی طرح کی باتیں کرتا ہوا در ایوان پر آیا
اور آخر شب داخل محل ہوا اور خواتین سے فرمایا کہ دونوں سیاہ پوش بھاگ گئے کوئی ان میں سے
گرفتار نہ ہوا ملکہ مہر نگار نے بھی سنا کہ سیاہ پوش بھاگ گیا گرفتار ہوکر نہیں آیا ادھر بعد جانے
نوشیروان اور سرداران حمزہ صاحبقران کے خواجہ عمرو خدمت حمزہ صاحبقران میں حاضر ہوئے

اُسوقت حمزہ صاحبقران نے سجدہ شکر خدا کیا اور فرمایا کہ پروردگار نے مجکو دشمنون سے بچایا اگر مین گرفتار ہوجاتا
تو بڑی قباحت ہوتی اور نہایت ذلت ہوتی اور نہین معلوم انجام کیا ہوتا بڑی خیر ہوئی کہ سوا تم دونون کے اور کوئی
اس راز سے آگاہ نہین ہوا جب خواجہ عمرو نے یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی سُنی عرض کیا کہ اے حمزہ صاحبقران
آپ خوب جانتے ہین کہ بختک آپ کا دشمن ہی ہنگام سحر جب یہ حال تمام و کمال سنیگا اور آپ دربار نوشیروان مین
جلیئے گا اور وہ آپ کے زخم سر کو دیکھے گا یقین ہے کہ پہچان جائیگا اور نوشیروان سے کہیگا کہ جو دزد شہنشاہ
کے محل مین شب کو آیا تھا وہ حمزہ صاحبقران تھے اگر نوشیروان پوچھیگا کہ تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ حمزہ
میرے محل مین شب کو گئے تھے اُسوقت بختک آپ کے سر کا زخم دکھلائیگا اور کہیگا کہ اس زخم کی وجہ سے
مین نے پہچانا پھر قارن دیوبند کو بھی بلائیگا اور وہ بھی یہ کہیگا کہ بیشک یہ زخم میری تلوار کا ہے اُسوقت عجب
نہین کہ نوشیروان آپ کے دشمنون کو قید یا قتل کرے پس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ اسی وقت اپنی
لشکرگاہ سے بالفعل جانب بیشۂ قیصرسان مع کل لشکر کوچ کیجیے اور ایک لحظہ بھی یہان توقف نہ فرمائیے کیونکہ
مجکو یہ خوف ہے کہ ایسا نہ ہو کہ نوشیروان حال آپ کے زخم سر کا سُن لے اور بختک آپ کی ایذا رسانی پر
نوشیروان کو آمادہ کرے جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی حمزہ صاحبقران نے سُنی خیال کیا کہ خواجہ سچ
کہتے ہین یہان توقف کرنا ایک دم بھی لازم نہین ہے غرض یہ خیال کرکے حمزہ صاحبقران مع مقبل وفادار
و خواجہ عمرو اپنے لشکر مین آئے اور بعد لباس تبدیل کرنے کے جملہ سردارون کو بلاکر فرمایا کہ مردمان لشکر کو
حکم دو کہ اسی وقت یہان سے کوچ کرین اور طرف بیشۂ قیصرسان کے روانہ ہون سرداران ذیوقار نے فوراً
حکم حمزہ صاحبقران سے اہل لشکر کو اطلاع دی اُسی وقت جملہ مردمان لشکر آمادہ کوچ اور مستعد سفر ہوئے
لشکر مین طبل سفر پر چوب پڑی خیام اور بارگاہون کے اٹالے لدگئے سوار اور پیدل چلنے پر تیار ہوئے
جسوقت حمزہ صاحبقران مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے لشکر مین باجے بجے علم فوج
جلوہ گر ہوئے سواری حمزہ صاحبقران کی قبل صبح آگے بڑھی سرداران تہور شعار اور دلیران لشکر
نصرت آثار اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار ہمراہ رکاب حمزہ صاحبقران
جانب بیشۂ قیصرسان چلے

داستان شرط کرنا بختک کا بزرجمہر سے اور روانہ کرنا نوشیروان کا بلیس کو واسطے خبر لانے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے اور جانا ابوالخیر کا مرہم لے کر خدمت حمزہ صاحبقران مین اور آنا امیر باتوقیر کا دربار نوشیروان مین صحت پاکر مع اسد دلوانہ وغیرہ اژدہے کو مار کر اور شرط ہارنا بختک کا

راویان خوش تقریر اس داستان بے نظیر کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب شاہ انجم سپاہ مثل سیاہ پوشون
کے نہان ہوا اور خسرو خاور مشرق کی طرف سے عیان ہوا نوشیروان محل سے برآمد ہو کر تخت پر بیٹھا اور
دربار مین جملہ سرداران اور امرا حاضر ہو کر اور آداب و تسلیم بجالا کر دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے اور بختک آیا اور
خواجہ بزرجمہر تشریف لائے اُسوقت نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے حکیم
نامدار شب گذشتہ آخر شب کو ہمارے ایوان مین ایک سیاہ پوش جسارت کرکے آیا تھا خواتین محل
نے اُسکو دیکھکر ایسا شور و غل کیا تھا کہ مین خواب سے بیدار ہوا تھا ہرچند میرے حکم سے قارن دیوبند نے

اُس سیاہ پوش کو تلوار سے زخمی کیا لیکن وہ سیاہ پوش ایسا بہادر اور چالاک تھا کہ زخم شمشیر کھا کر محل سے نکل گیا ہر چند
مین نے کنارۂ دریا تک مع سرداروں اور سواروں کے اُسکا تعاقب کیا لیکن وہ سیاہ پوش اور اُسکا ہمراہی دریا
سے گذر کر پھر ایک سیاہ پوش غائب ہو گیا پس اے عم نامدار رات سے اسوقت تک مجکو یہی فکر ہے کہ نہین معلوم وہ
سیاہ پوش کون تھا جو میرے ایوان مین جسارت کر کے آیا تھا نوشیروان جب یہ تقریر کر کے خاموش ہوا خواجہ
بزرجمہر نے کچھ عرض کرنے کا ارادہ کیا تھا یکایک بختک بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا خواجہ بزرجمہر نے فرمایا
ای بختک تو کیسا بیوقوف اور بے ادب وزیر ہے کہ دربار شہنشاہ گیتی ستان مین اسطرح بے محل ہنستا ہے
کچھ تجھے خیال عتاب شہنشاہ کا نہین ہے اب یہ تو بیان کر کہ سبب تیرے ہنسنے کا کیا تھا بختک نے کہا کہ
مین اسوقت یہ خیال کر کے ہنسا کہ جو مین سمجھے ہوئے تھا وہی ہوا اور جو کچھ اب سمجھے ہوئے ہون وہ ضرور
ہوگا خواجہ بزرجمہر نے پوچھا تو کیا سمجھے ہوئے تھا جو ہوا اور اب کیا سمجھے ہوئے ہے بیان کر بختک نے
کہا اسوقت میرے ہنسنے کی یہ وجہ تھی کہ قبل اسکے مین نے شہنشاہ سے عرض کیا تھا کہ حمزۂ صاحبقران
ایک روز ضرور محل سرا مین قدم رکھین گے اور ملکہ مہر نگار کو نظر بد سے دیکھین گے شہنشاہ عالیجاہ نے مجھ سے
فرمایا تھا کہ تو بیہودہ بکتا ہے حمزۂ میرا پسر خواندہ ہے وہ کبھی میری دختر کو نظر بد سے نہ دیکھے گا مین گفتگو شہنشاہ
کی سنکے چپ ہو رہا تھا پس جو مین نے عرض کیا تھا اسوقت اُسکا ظہور ہو جو سمجھا ہوا تھا ہوا کل دن کو
حمزۂ صاحبقران شہنشاہ سے اجازت لے کر باغ مراد کی سیر کو گئے تھے مجکو یقین کامل ہے کہ وہی شب
کو بھی بغیر اجازت شہنشاہ عالیجاہ محل مین گئے ہونگے اور گل رخسار ملکہ مہر نگار کی سیر اُنھوں نے بخوبی
کی ہوگی خواتین محل بیدار ہو گئین ورنہ بڑا غضب ہو جاتا بڑا مال محل سے نکل جاتا دولت اولاد شہنشاہ
فلک بارگاہ کو ایوان سے لیجاتے شہنشاہ کو ہجر دختر کا داغ دیجاتے اور اب مین یہ سمجھے ہوئے ہون کہ ایکروز
حمزۂ صاحبقران قابو پا کر ملکہ مہر نگار کو محل سے ضرور لیجائینگے خواجہ بزرجمہر گفتگو بختک کی سنکے فرمانے لگے
کہ ای بختک کیا بیہودہ اور واہیات باتین سر دربار اپنی زبان پر جاری کرتا ہے شہنشاہ کی توہین کرتا ہے چپ رہ
اور حمزۂ صاحبقران کی طرف ہرگز ایسا خیال نہ کر وہ کبھی محل سلطانی مین نہ گئے ہونگے خبردار اب یہ تذکرہ زبان
پر نہ لانا اگر حمزۂ صاحبقران سنینگے تو تجکو سخت سزا دینگے اور شہنشاہ بھی تجھ سے ناراض ہونگے بغیر دیکھے کسی کو
متہم کرنا نہ چاہیے اور ای بختک تجکو کیونکر معلوم ہوا اور یقین ہوا کہ وہ سیاہ پوش حمزۂ صاحبقران تھے کوئی اس
دعوی پر دلیل رکھتا ہے بختک نے کہا ای خواجہ بزرجمہر مین اس دعوی پر دو دلیلین رکھتا ہون اول یہ کہ
کسی چور کی مجال یہ نہین کہ ایوان شاہی مین جسارت کر کے جائے اور باوجود زخم کھانے کے اور اس قدر
بندوبست کے محل سے نکل جائے اور ہاتھ نہ آئے یہ جوانمردی اور جسارت حمزۂ صاحبقران ہی پر موقوف
ہے پس سوائے اُنکے اور کوئی محل سے نہ گیا ہوگا دوسری دلیل یہ ہے کہ ابھی تک حمزۂ صاحبقران دربار مین
نہین آئے اس سے صاف ثابت وظاہر ہوتا ہے کہ یہ سبب زخم سر کے اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہونگے اور درد زخم
سر اور جدائی ملکہ مہر نگار سے بیچین اور بے قرار ہونگے گرد اُنکے جملہ سردار بیٹھے ہونگے ہر طرح سے سمجھا رہے
ہونگے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا ای بختک یہ جو تو نے دونون دلیلین بیان کین ان مین سے کوئی دلیل
ایسی نہین ہے کہ جس سے حمزۂ صاحبقران کا محل مین جانا ثبوت ہو بختک نے کہا کہ اگر مین آپ کے
نزدیک جھوٹا ہون تو آپ سے اور مجھ سے یہ شرط ہو جائے کہ آپ جیتیے گا تو سر دربار مجکو پانچ سو جوتیان

لگائیے گا اور اگر آپ شرط ہار یئے گا تو اور تو میری مجال نہیں کہ کچھ سکون سوا اسکے کہ آپ مجکو پانچ ہزار روپیہ دیجیے گا
جسوقت یہ تقریر بختک سنے کی خواجہ بزرجمہر نے فکر کی اور بعد فکر جانب نوشیروان دیکھا نوشیروان نے
فرمایا اے عم نامدار میرے نزدیک تو بختک جھوٹھا ہے اگر آپ کے نزدیک بھی بختک جھوٹھا ہو تو آپ شرط یہ منظور
کیون نہین کرتے اسوقت خواجہ بزرجمہر فکر کرنے لگے کہ اگر یہ شرط منظور نہین کرتا ہون تو جھوٹھا ٹھہرتا ہون اور
اگر شرط کرتا ہون تو شرط کا لینا اور دینا بھی اچھا نہین ہے آخر بعد فکر بسیار خواجہ بزرجمہر نے بمجبوری بختک سے
شرط کی جسوقت بزرجمہر اور بختک سے شرط ہو چکی اسوقت بختک نے نوشیروان سے عرض
کیا کہ اب شہنشاہ کسی کو واسطے بلانے حمزۂ صاحبقران کے روانہ فرمائین جسوقت وہ یہان آئین گے
اگر اُنکے سر پر نشان زخم تازہ ہوگا اور رقارن دیو بند اپنی تلوار کا زخم پہچان لے گا تو مین خواجہ بزرجمہر سے
شرط جیت لونگا اور اگر حمزۂ صاحبقران کے سر پر زخم تازہ شمشیر کا نہوگا تو مین شرط ہار جاونگا پانچ سو جوتیان سر
دربار کھاونگا نوشیروان نے یہ گفتگو بختک کی سنکے چوبدار تلبیس کو بلایا جب وہ حاضر ہوا اور پایۂ تخت
کو چوم چکا اور دعا و ثنائے شاہی بجالا چکا اُسوقت نوشیروان نے اُس سے فرمایا کہ اے تلبیس جلد تر پل
شادکام پر جا اور حمزہ ہمارے پسر خواندہ کو بُلا لا کہنا کہ شہنشاہ تم کو یاد فرماتے ہین جلد چلو تلبیس موجب
حکم نوشیروان جلد تر پل شادکام کی طرف روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران وہان
نہین ہین بلکہ لشکر حمزۂ صاحبقران بھی وہان نہین ہے تلبیس حمزۂ صاحبقران کو وہان نہ دیکھکر جلد تر
خدمت نوشیروان مین حاضر ہوا اور دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگا کہ یہ نمک خوار شہنشاہ ذیوقار پل
شادکام پر گیا تھا وہان اس نمک خوار نے حمزۂ صاحبقران اور اُنکے لشکر کو نہین دیکھا نہین معلوم کس
طرف چلے گئے ہین جسوقت یہ خبر نوشیروان نے سُنی اب تو متردد ہوا اور یہ خیال کرنے لگا کہ شاید بختک
سچ کہتا ہے حمزہ ہی میرے محل مین گیا تھا اور اب زخم شمشیر سر پر تھا مجھ سے ڈر کے کسی طرف چلا گیا ہے پس
اب اُسکی جستجو کے واسطے کس جانب سرداروں کو روانہ کرون نوشیروان یہ خیال کرنے لگا لیکن جب بختک
نے تلبیس کی زبانی سُنا کہ حمزۂ صاحبقران پل شادکام سے کہین چلے گئے ہین یہ سُنکے نہایت خوش ہوا
اور روبروے نوشیروان اس طرح عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر ذرا ملاحظہ
فرمائین کہ بختک وزیر حضور کا کیسا سراپا فہم و دانش ہے کہ مثل اپنا روے زمین پر نہین رکھتا ہے اگر اس زمانے
مین عقلاے طبقۂ یونان ہوتے تو وہ بھی مجھ سے عقل و فہم مین زیادہ نہ ہوتے حضور مین سمجھ چکا تھا کہ سواے
حمزۂ صاحبقران کے اور کسی کا کام نہین کہ محل شاہی مین دلیرانہ جائے اور پھر محل سے نکل جائے اب
بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو خواجہ عمرو کہ وہ نہایت چالاک اور ہوشیار ہے پاس وجہ سے کسی طرف
لیگئے ہین کہ زخم سر اچھا ہو جائے تاکہ حال محل مین جانے کا ظاہر نہ ہو جسوقت بختک نے اپنی تقریر تمام
کی نوشیروان نے تو سُنکے کچھ نہ فرمایا لیکن خواجہ بزرجمہر نے تلبیس سے خبر چلے جانے حمزۂ صاحبقران
کی سُنکے اور نوشیروان کو متردد دیکھ کے خیال کیا کہ نہین معلوم حمزۂ صاحبقران کیون چلے گئے اور اسطرح
کہ شہنشاہ سے بھی رخصت نہوئے یہ خیال کرکے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ اے بختک حمزۂ صاحبقران
کے چلے جانے سے تجکو خوش ہونا اور یہ خیال کرنا نہ چاہیے کہ مین شرط جیت لونگا نہین معلوم کس وجہ سے اور
کس سبب سے حمزۂ صاحبقران کسی طرف چلے گئے ہین اب وہ جسوقت یہان آئینگے اسوقت

تمام حال معلوم ہوجائے گا اگر اُنکے سر پر نشان زخم شمشیر ہوگا تو مین پانچ ہزار روپیہ دونگا ورنہ تجکو سر دربار
پانچ سو جوتیان لگاؤنگا خواجہ بزرجمہر یہ فرماکر دربار نوشیروان سے اُٹھے اور اپنے مکان کی طرف روانہ
ہوئے جب اپنے مکان مین پہونچے اور اسی وقت حمزہ صاحبقران کی کیفیت دریافت کرنے کی نیت
کرکے قرعہ پھینکا اور شکلون کو دیکھکر زائچہ کھینچا اور بعد زائچہ کھینچنے کے خوض اور فکر کرنے لگے آخر بعد فکر بسیار زائچہ
سے یہ ثابت و آشکار ہوا کہ ہنگام شب حمزہ صاحبقران ایوان شاہی مین قارن دیوبند کی شمشیر سے زخمی
ہوئے اور اپنے لشکر مین پہونچے وہان سے مع جملہ مردان لشکر جانب بلیشہ فیض رسان روانہ ہوئے اور اب
اُسی طرف چلے جاتے ہین خواجہ بزرجمہر نے یہ حالات زائچہ سے دریافت کرکے خیال کیا کہ اب ایسی کوئی تدبیر کرنا
چاہیے کہ زخم شمشیر سر حمزہ صاحبقران ایسا اچھا ہوجائے کہ نشان زخم بھی معلوم نہ ہو اور جسوقت حمزہ
صاحبقران دربار نوشیروان مین آئین بختک شرط ہار جائے اور سر دربار ذلیل ہو القصہ بزرجمہر نے
یہ خیال کرکے اُسی وقت چند دوا پسواکر ایک مرہم بناکر اور اپنے ملازم ابوالخیر کو وہ مرہم دیکر فرمایا کہ حمزہ صاحبقران
جانب بلیشہ فیض رسان گئے ہین تم اس مرہم کو لیجاکر انھین دینا اور ہماری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ اس مرہم
کو زخم سر مین لگاؤ انشاء اللہ جلد تر ایسا زخم اچھا ہوجائے گا کہ نشان زخم بھی باقی نہ رہیگا جب زخم سر اچھا
ہوجائے تو دربار نوشیروان مین ضرور آنا کیونکہ ہم سے اور بختک سے یہ شرط ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ حمزہ
صاحبقران کے سر پر زخم تازہ شمشیر کا ہے اور ہم کہتے ہین کہ زخم نہین ہے اور نوشیروان کو بھی بختک
کے کہنے سے تردد ہے لہذا ہم نے یہ مرہم اسواسطے تم کو بھیجا ہے کہ تمھارا زخم سر اچھا ہوجائے اور بختک سر دربار
ذلیل ہو اور جو اسکا مدعا ہے دل ہی وہ بر نہ آئے ابوالخیر خواجہ بزرجمہر سے یہ سنکے جانب بلیشہ فیض رسان
روانہ ہوا ابوالخیر تو مرہم لیکر جانب بلیشہ فیض رسان خدمت حمزہ صاحبقران مین گیا ہے دیکھیے کس وقت پہونچتا
ہے اُسکو اثنائے راہ مین چھوڑیے اور اب حال ملکہ مہر نگار کا سُنیے کہ جب سیاہ پوش قارن دیوبند کی تلوار
کا زخم سر پر کھاکر ایوان شاہی سے نکل گیا اور قارن دیوبند بھی محل سے چلا گیا اُسوقت ملکہ مہر نگار نے
خیال کیا کہ یہ سیاہ پوش نہین معلوم کون تھا کہ میرے سرہانے کھڑا تھا اگر سیاہ پوش چور تھا تو زر و جواہر کی
طرف توجہ کرتا اور مال و دولت لے کر محل سے چلا جاتا میرے سرہانے کھڑا ہوکر میری دولت حُسن پر نظر نہ
کرتا غرض اسی طرح ملکہ مہر نگار نے خیالات کیے جب صبح ہوئی یکایک ملکہ مہر نگار نے جانب ستون
محل جو دیکھا ملاحظہ کیا کہ ستون محل پر کچھ لکھا ہے چونکہ اُسوقت سوا فتانہ اور ملکہ زہرہ مصری کے اور
کوئی شاہزادی اور کوئی کنیز گرد و پیش نہ تھی اسی وجہ سے ملکہ مہر نگار بے قرار ہوکے متصل ستون آکر کھڑی
ہوئی اور اشعار جو ستون پر لکھے تھے اُنکو پڑھنے لگی جب تمام و کمال اشعار پڑھ چکی بے اختیار اشکبار
ہوئی فتانہ اور زہرہ مصری نے عرض کیا کہ حضور یہ ستون پر کیا لکھا ہوا ہے کہ جسے حضور پڑھ کے
قرار اور اشکبار ہین اور یہ کسنے لکھا ہے ملکہ مہر نگار نے اور زیادہ روکے اور آہ سرد بھر کے فرمایا کہ اے
فتانہ اور زہرہ مصری تم دونون میری رازدان ہو اس وجہ سے مین یہ حال بیان کرتی ہون ورنہ
کبھی بیان نہ کرتی تم کو بھی لازم ہے کہ اس راز کو خبردار کسی سے بیان نہ کرنا ورنہ مجکو تم سے بڑا ملال
ہوگا اور میری نہایت ذلت اور رسوائی ہوگی فتانہ اور زہرہ مصری نے عرض کیا کہ
حضور ارشاد تو فرمائین ہم کو نافہم و بے وقوف نہ بنائین ہم کسی سے نہ بیان کرینگے اور کبھی ذکر اس راز کا

ابھی زبان پر نہ لائینگے حضور ہم کو اپنا خیرخواہ اور جان نثار تصور کریں راز کے بیان کرنے میں ذرا بھی تامل نہ فرمائیں
جب یہ تقریر زہرہ مصری اور رفتانہ کی ملکہ مہر نگار نے سنی رو کر فرمایا کہ اے رفتانہ اور زہرہ مصری بڑا غضب
ہوا مجکو اسوقت عجب صدمہ جانکاہ ہوا رات کو جو سیاہ پوش میرے سرہانے کھڑا تھا اور جسکو میں نے چور تصور کرکے
تم سب کو بیدار اور ہوشیار کیا تھا وہ چور نہ تھا ہاے کیا کہوں وہ کون تھے کبھی ہم کو نام تو یاد نہیں لیکن تم سمجھ جاؤ جنکو
میں نے بام بارہ دری سے دیکھا تھا جو مجکو دیکھکر عاشق ہوئے تھے جنکو لب نہر غش آگیا تھا جنکے عشق میں میں بھی
شب کو بیقرار و اشکبار ہوئی تھی وہی میرے عشق میں بیتاب ہو کے دلیری اور جسارت کرکے محل میں آئے تھے اور
بصورت سیاہ پوش میرے سرہانے کھڑے تھے اور حسن کا میرے نظارہ کر رہے تھے اور یہ اشعار بھی لکھ گئے ہیں
اے رفتانہ تجکو میرے سر کی قسم ذرا ان اشعار کو پڑھ تو اور ذرا سمجھ تو ان اشعار سے وہ اپنے عشق کی بیتابی و بیقراری
قلب و جگر کی خبر دے گئے ہیں اور اپنے یہاں کے آنے سے مجکو اطلاع دے گئے ہیں ہیہات میں تو اپنے دل میں کہتی تھی
کہ یہ کسی چور کی مجال نہیں تھی کہ ایوان شاہی میں آئے ہاے افسوس میں نے کیا نادانی اور بیوقوفی کی اور کیا
میں نے انکی قدردانی کی کہ انکو چور سمجھکر سب کو ہوشیار کر دیا انکی ذلت اور رسوائی میں نے چاہی اور شور و غل
کرکے گویا میں نے ہی قارن دیو بند کے ہاتھ سے انکو زخمی کرایا اے رفتانہ نہیں معلوم انکو مجھ سے کیا کہنا تھا
اور کیا سوچ کے اور سمجھ کے وہ یہانتک آئے تھے افسوس ہزار افسوس وہ کلام بھی نہ کرنے پائے کہ مجھ کمبخت
نے چور خیال کرکے چیخنا شروع کیا اور وہ بمجبوری ہر ایک کے بیدار ہونے سے زخمی ہو کر چلے گئے اگر میں انکو
پہچان لیتی اور کسی کو ہوشیار اور بیدار نہ کرتی تو وہ قارن دیو بند کے ہاتھ سے کیوں زخمی ہوتے اے
زہرہ مصری وہ ایسے ہی شجاع اور بہادر تھے کہ زخم شمشیر سر پر کھا کر چلے گئے اور کوئی انکو گرفتار نہ
کر سکا اگر اور کوئی ہوتا تو گرفتار ہو جاتا محل سے نکل کے نہ جا سکتا میں تو یہی کہونگی کہ انکی خدا نے مدد کی کہ
انکو کوئی گرفتار نہ کر سکا اے رفتانہ اگر دشمن انکے گرفتار ہو جاتے تو مجکو از حد صدمہ و رنج ہوتا ہر چند کہ وہ میرے
کوئی عزیز نہیں ہیں اور نہ مجھ سے اور ان سے کبھی کی ملاقات تھی اور نہ اب کوئی مجکو ان سے تعلق ہے لیکن
فقط انکے حال پر اور انکی جوانی پر مجکو رحم آتا اور جب وہ قید یا قتل کیے جاتے تو میں بھی انکے صدمے میں جان
دے دیتی سنکھیا تھوڑی سی کھا لیتی اے زہرہ مصری میں ہرگز اپنی جان شیرین کا خیال نہ کرتی اور اپنی
رسوائی اور انکی ذلت کبھی گوارا نہ کرتی فوراً تلخی موت کا مزہ چکھتی ایک لمحہ زندہ نہ رہتی اور اب بھی میرا
دل چاہتا ہے کہ اپنے تئیں ہلاک کروں کیونکہ انکو مجھ سے از حد ملال ہوا ہوگا بلکہ یقین ہے کہ اب وہ میری
شکل سے بیزار ہو گئے ہونگے اپنے دل میں کہتے ہونگے کہ مہر نگار نے خوب ہماری قدر کی اور کیا
خوب عاشق نوازی کی ہم کو نہ پہچان کے چور بنایا قارن دیو بند سے غل و شور کرکے زخمی کرایا اور
سب کو بیدار اور ہوشیار کرکے ارادہ ہماری گرفتار کرانے اور قتل کرانے کا کیا خوب حق الفت
ادا کیا اے رفتانہ اب بوجہ اس ندامت اور شرمندگی کے انکے سامنے آنکھ چار نہ ہوگی جس وقت وہ مجھ سے
شکایت کرینگے تو ہی بتا کہ میں انکو کیا جواب دونگی سواے اپنی خطا کے اقرار کرنے کے اور کیا ہوگی یہ کہکے ملکہ
مہر نگار بیتاب و بیقرار ہو کے ستون ایوان سے تصویر حمزہ صاحبقران کے لپٹ گئی اور ان اشعار پر
آنکھیں اپنی علین الفت و محبت سے ملتی تھیں بلکہ بے اختیار اشکبار ہوئی اور اسقدر روئی کہ اب اشک سے تمام
اشعار جو ستونوں پر لکھے ہوئے تھے ایک قلم دھو گئے جب یہ حال بیتابی و بیقراری ملکہ مہر نگار کا رفتانہ

اور زہرہ مصری نے دیکھا فوراً ملکہ مہر نگار کو ستین ایوان سے جدا کیا اور عرض کیا کہ حضور اسقدر بیتاب
اور اشکبار نہوں دیکھیے ایسا نہ ہو کہ حضور کو روتے روتے غش آ جائے اور کوئی حضور کو روتا دیکھکر سبب
گریہ دریافت کرے اور یہ خبر رفتہ رفتہ شہنشاہ تک پہونچے تو بڑا غضب ہو جائیگا راز عشق ابھی ظاہر ہو جائیگا
حضور کی کیسی توہین اور ذلت ہوگی شہنشاہ حضور سے کسقدر ناراض ہونگے حضور تو ابھی ہم کو سمجھاتی تھیں اور
فرماتی تھیں کہ ہمارا راز محبت کسی شخص پر ظاہر نہ کرنا حضور تو خود اس گریہ وزاری اور آہ بیقراری سے حال عشق اپنا
سب پر ظاہر کرونگی حضور ایک دن میں آپ نے حمزۂ صاحبقران کی محبت میں اپنا یہ حال کیا ہے انجام اسکا دیکھیے
کیا ہوتا ہے آپ معشوق خوبرو ہیں آپ کو اسقدر انکی الفت میں اپنا حال تباہ کرنا لازم نہیں ہے ہم نے سنا ہے کہ
عاشق فراق معشوق میں گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری شب و روز کرتا ہے اور معشوق کو ذرا بھی اپنے عاشق پر
رحم نہیں آتا ہے آپ تو خلاف قاعدہ اور دستور اسقدر بیقرار اور اشکبار ہیں کہ اگر کہیں یہ خبر کوئی حمزۂ
صاحبقران کو پہونچادے کہ تمھارے فراق میں ملکۂ عالم کا حال نہایت پریشان ہے تو انکو غرور ہو جائے اور وہ
اپنے دل میں یہ خیال ضرور ہی کریں کہ ہم بھی ایسے جوان حسین اور خوبرو ہیں کہ دشمن ملکہ کے ہم پر مرتے ہیں اور
جان دیتے ہیں پس اے ملکۂ عالم آپ کو ناز معشوقانہ کرنا چاہیے اور خود عاشق نہ بننا چاہیے جس طرح آپ
بیتاب و بیقرار ہیں اپنے عشق میں انکو اس طرح تڑپایئے کبھی انکے حال پر رحم نہ کھایئے اپنے عشق میں دل انکا
جلایئے انکو اپنی محبت میں دیوانہ اور رسوائی بنایئے منت کرایئے ہاتھ جڑوایئے ناز کیجیے جان اپنی رو رو کر نہ
دیجیے ہم خیرخواہوں کا کہنا کیجیے ورنہ پچھتایئے گا انکے عشق میں تکلیفیں شب و روز اٹھایئے گا یہ گل رخسار
حضور صدمۂ رنج سے دو ہی روز میں پژمردہ ہو جائینگے گلشن شباب میں خزاں آجائے گی بہار چمن چار دن
میں تشریف لے جائیگی غم سے سوکھ کے خار کے مانند زار و ناتوان ہو جایئے گا یہ تو فرمایئے کہ آخر اس
رونے سے پھر کیا راحت پایئے گا اور یہ جو حضور نے ابھی فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم بوجہ ندامت
اور شرمندگی کے اپنے تئیں ہلاک کریں یہ حضور کی نافہمی کا باعث ہے حضور ناحق اپنی جان دینے کا ارادہ
رکھتی ہیں اگر حضور نے انکو نہ پہچانا تو کوئی خطا نہیں کی اگر ہم سے سچ سچ اور صاف پوچھیے اور برا نہ مانیے
تو حمزۂ صاحبقران کی تقصیر ہے کیونکہ اگر انکو یہاں آنا تھا تو بیشتر اپنے آنے کی اطلاع دی ہوتی
ہم لوگ سامان اور انتظام کرتے وہ اچھی طرح حضور کی خدمت میں آکر بیٹھتے اپنا حال دل حضور سے
بیان کرتے اور محبت اپنی حضور پر ظاہر کرتے اسوقت حضور بھی یہ ناز و ادا جو مناسب ہوتا کلام
کرتیں باتیں باہم راز و نیاز کی ہوتیں ایک دوسرے کے حسن دلفریب کا نظارا کرتا ہر ایک اپنا اپنا
حال بیتابی و بیقراری بیان کرتا پھر حضور انکو اپنے دست نازک و رنگین سے جام بادۂ گلگوں لبریز کرکے
بہ ناز و ادا دیتیں اور وہ بصد اشتیاق جام سے لیکر پیتے اور جب وہ ساغر مے ناب حضور کو اپنے ہاتھ
سے پلاتے حضور ناز سے انکار کرتیں اور وہ منت و سماجت حضور کی کرتے کبھی ہاتھ جوڑ کے اپنے سر
کی قسم دیتے اور کہتے کہ اے ملکۂ عالم یہ جام مے گلگوں ہمارے ہاتھ سے پیو اور آپ ناز سے انکار
کرتیں اور شراب تھوڑی دیر تک انکے ہاتھ سے نہ پیتیں اسوقت ہم دونوں خیر خواہ حضور کی کسقدر شاد
ہوتیں اور حضور کا دل بھی انکے اظہار اور محبت الفت سے کیسا خوش ہوتا آخر جب وہ
حضور کے آگے متواتر ہاتھ جوڑتے اسوقت حضور بھی خوش ہو کر انکی خاطر سے جام مے اپنے دہن سے

لگا لیتین اور ایک دو گھونٹ جرعے ناب کے بھی پی لیتین جسوقت ہم دونون خیر خواہ حضور کے دیکھتے کہ نشۂ شراب کا
ہوا اُسوقت کسی بہانے سے حضور کے پاس سے چلے جاتے اور ہٹ جاتے وہ تخلیہ مین بعد شراب پینے کے بجائے
گزک کے حضور کے سیب ذقن کا بوسہ لیتے پھر اگر حضور اُنسے راضی ہوتین تو اُنکے دل کی حسرت نکلتی تمنا دل
حضور کی بر آتی بعد اس عیش و عشرت کے وہ قریب صبح حضور سے گلے ملکر اور رخصت ہو کر بخوشی و خرمی و بخیر و خوبی
محل سے چلے جاتے کاہے کو چور بنتے زخمی کیون ہوتے اُنھون نے تو خود بیوقوفی کی عورتون بیچاریون کو ناحق مرد
ناقص العقل بتاتے ہین اور اپنے تئین عاقل تصور کرتے ہین ای ملکۂ عالم ایسے مردون سے تو ہم زیادہ تر عقلمند ہین
اگر حمزہ صاحبقران نادان اور بیوقوف نہ تھے تو اُنھون نے ہم ایسی عورتون سے اس امر مین مشورہ لیا ہوتا ہم
اگر تدبیر کوئی بچی ہوتی بتلاتے بے سمجھے محل مین نہ آتے خیر ای ملکۂ عالم جو اُنکے مقدر مین تھا وہ ہوا اور جو قسمت مین ہے وہ ہوگا
اور ضرور ہوگا کوئی عقلمند تقدیر کی بُرائی کو کیونکر مٹا سکے گا پس اب حضور شاد و مسرور رہین کسی طرح کا صدمہ
و ملال نہ کرین اور ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا ہرگز ہرگز نہ کرین اور شرمندہ اور نادم ذرا بھی نہ ہون اب جس روز آپ
سے اور اُنسے ملاقات ہو آپ اُنسے خود اسطرح شکایت کیجیے گا اور کہیے گا کہ واہ تم تو خوب بغیر اطلاع محل مین
چلے آئے اور ہمارے سرہانے کھڑے ہوئے اور ستونون پر اشعار لکھ کے چلے گئے اگر کوئی تم کو پہچان لیتا یا اشعار
ستونون پر لکھے ہوئے دیکھ لیتا تو ہماری کیسی ذلت اور رسوائی ہوتی ای ملکۂ عالم جسوقت یہ آپ اُن سے شکایت
کیجیے گا آپ دیکھ لیجیے گا کہ وہ اپنی تقصیر پر خود نادم اور منفعل ہونگے اور اقرار اپنی نادانی اور نافہمی کا کرینگے
یہ کہنے فتانہ ہنسی اور زہرۂ مصری مسکرائی ملکۂ مہر نگار نے محجوب ہو کے فرمایا کہ ای فتانہ اب تم
بڑی گستاخ اور بے ادب ہو گئی ہو نہین معلوم کیا کیا باتون باتون مین کہہ جاتی ہو اکثر باتین میری سمجھ مین نہین آتین
تم نے ابھی کہا کہ بعد میکشی وہ بوسۂ سیب ذقن لیتے اور وہ بات ہوتی ہین بوسہ اور وہ بات نہین سمجھی کہ وہ بات کیا
بات ہے اول تو مجھکو اُنسے کیا غرض ہے کہ جب وہ یہان آتے تو مین اُنکو شراب پلاتی کوئی مین ساقی نہین ہون دوسرے
مین اُنکے ہاتھ سے کیون شراب پیتی اور کیون اُنکے پاس بیٹھتی مجھے اُنکے پاس بیٹھنے سے کیا مطلب اور شراب اُنکے
ہاتھ سے پینے سے مجھکو کیا غرض اور وہ شراب مجھکو بیوجہ کیون پلائین گے تم تو ذرا سی بات کو کسقدر بڑھاتی ہو فقط
مجھکو اُنسے محبت ہے کیا کسی کو کسی سے الفت ہونے مین یہ باتین ہوتی ہین جو تم نے بیان کین فتانہ نے ہنسکے
عرض کیا کہ حضور اب آپ اُس بات سے بھی واقف ہو جائیے گا اور بوسہ کے احوال سے بھی آگاہ ہو جائیے گا
تو آپ سے ایسی ہی غرض ہے کہ وہ آپ کو شراب اپنے ہاتھ سے بہ منت پلائین گے اور آپ بھی ایک
مطلب سے اُنکی خوشی کا خیال کر کے اُنکے ہاتھ سے بصد شوق جام مے پیجیے گا اور اُنکے پہلو مین بیٹھنے سے ایک
طرح کا لطف اُٹھائیے گا گھبرائیے نہین چند ہی روز مین ان سب باتون سے واقف ہو جائیے گا فتانہ
بھی ملکۂ مہر نگار سے یہ عرض کر رہی تھی اور ہنس رہی تھی ناگاہ سامنے سے ایک کنیز مسکراتی ہوئی
روبروے ملکۂ مہر نگار آئی اور آداب و تسلیم بجا لاکر مودب کھڑی ہوئی فتانہ نے اُسکو مسکراتے
ہوئے دیکھا پوچھا کہ ای غنچہ دہن اسوقت تیرے مسکرانے کا کیا باعث ہے غنچہ دہن نے دست بستہ
عرض کیا کہ اسوقت مین لب در دولت و ایوان تک گئی تھی دربان باہم یہ کہہ رہے تھے کہ حمزہ
صاحبقران کے زخم سر کے بارے مین آج بختک نے تبرزن جہم سے یہ شرط لی ہے کہ اگر حمزہ
صاحبقران کے سر پر زخم تلوار کا ہوگا تو مین پانچ ہزار روپیہ آپ سے لونگا اور اگر زخم نہ ہوگا تو آپ

سر دربار میرے سر پر پانچ سو جوتیان لگائیے گا حضور مین حمزہ صاحبقران سے تو آگاہ نہین کہ وہ کون ہین لیکن
مین یہ خیال کر کے مسکرائی کہ اگر بختک شرط ہار جائینگے تو سر دربار اپنے سر پر پانچ سو جوتیان کھائینگے اُنکے سر کے
بال تشریف لے جائینگے ایسی شرط اُنھون نے خواجہ بزرجمہر سے کیون کی ہی کہ جسکا انجام ہار جانے پر یہ ہوگا
غنچہ دہن تو یہ عرض کرکے واسطے کسی کام کے چلی گئی لیکن ملکہ مہرنگار غنچہ دہن سے یہ خبر سُنکے طرف فتانہ کے دیکھنے لگی فتانہ
نے عرض کیا کہ بختک حرامزادے نے یہ سارا فتور برپا کیا ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اب حضور کو لازم ہی کہ واسطے اپنے
چاہنے والے کے یہ دعا کرین کہ زخم سر انکا ظاہر نہو شہنشاہ اُنپر کوئی ظلم و جفا نہ کرین بختک نالائق شرط بزرجمہر سے ہار
جائے سر دربار جوتیان کھائے جسوقت یہ تقریر دلپذیر فتانہ کی ملکہ مہرنگار نے سُنی اشکبار ہو کر اس طرح دعا
کرنے لگی کہ اے مسلمانون کے خدا تو اُنکو ہر بلا و ہر آفت سے بچانا ملکہ مہرنگار کو بیقرار اور اشکبار ہو کے دعا کر رہی ہی اور
فتانہ اور زہرہ مصری بھی واسطے بہتری حمزہ صاحبقران اور ملکہ مہرنگار کے دعائین کر رہی ہین لیکن
اب حال ابوالخیر کا لکھا جاتا ہی کہ ابوالخیر جو مرہم لیکر جانب بلیشہ فیض نشان روانہ ہوا تھا ایک روز
قریب شام ایک میدان وسیع مین وہان پہونچا دیکھا کہ خیام اور بارگاہین جا بجا استادہ ہین فوج کثیر پڑی ہوئی
ہی ابوالخیر نے لشکر کو دیکھکر خیال کیا یقین ہی کہ یہ لشکر حمزہ صاحبقران کا ہی یہ خیال کرکے قریب لشکر آیا
اور ایک سوار سے پوچھنے لگا کہ یہ لشکر کسکا ہی اُس سوار نے کہا تو کون ہی اور حال لشکر دریافت کرنے سے
تیرا کیا مدعا ہی ابوالخیر نے جواب دیا کہ اے برادر مین ملازم خواجہ بزرجمہر کا ہون انھون نے مجھکو حمزہ
صاحبقران کی خدمت مین روانہ کیا ہی اور مرہم واسطے زخم سر کے میرے ہاتھ بھیجا ہی اسی وجہ سے مین تم سے
پوچھتا ہون کہ اگر یہ لشکر حمزہ صاحبقران کا ہی تو مین حمزہ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہو کر مرہم
دے دون اور اگر یہ لشکر اُنکا نہ ہو تو مین واسطے اُنکی جستجو کے آگے روانہ ہون سوار تقریر ابوالخیر کی سُنکے
کہنے لگا کہ ہان یہی لشکر حمزہ صاحبقران کا ہی یہ کہکے اور ابوالخیر کو اپنے ہمراہ لے کے قریب بارگاہ حمزہ
صاحبقران کے آیا اور خواجہ عمرو کو دیکھکر کہنے لگا کہ آپ انکو حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی
مین لیجائیے انکو کچھ عرض کرنا ہی خواجہ عمرو ابوالخیر کو دیکھکر پہچان گئے اور ابوالخیر کو خدمت حمزہ
صاحبقران مین لے کر آئے جب ابوالخیر روبروے امیر با توقیر حاضر ہوا آداب و تسلیم بجالایا حمزہ صاحبقران
نے پوچھا تمھارا آنا یہان کس وجہ سے ہوا ابوالخیر نے وہ مرہم دے کر جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے فرمایا تھا عرض کیا
حمزہ صاحبقران خواجہ بزرجمہر کے اشفاق بزرگانہ پر نظر کرکے نہایت خوش ہوئے اور ابوالخیر سے مرہم لیکر
ارشاد فرمایا کہ ہماری طرف سے بعد آداب و تسلیم کے عرض کرنا کہ بعد صحت زخم انشاء اللہ جلد تر حاضر ہونگا یہ فرما کر
اور ابوالخیر کو انعام دیکر رخصت کیا ابوالخیر خدمت خواجہ بزرجمہر مین پہونچا اور جو کچھ حمزہ صاحبقران
نے فرمایا تھا خواجہ بزرجمہر سے کہدیا بعد جانے ابوالخیر کے حمزہ صاحبقران نے پھاہا اُس مرہم کا اپنے
زخم سر پر لگایا وہ مرہم مثل مرہم سلیمانی کے تھا کہ دو تین روز مین زخم سر بالکل اچھا ہو گیا اور نشان زخم بھی مطلق
باقی نہ رہا جب زخم سر اچھا ہو گیا حمزہ صاحبقران نے مدائن کی طرف چلنے کا ارادہ کیا ناگاہ ایک جانب دشت
سے غبار عظیم بلند ہوا حمزہ صاحبقران بے خبر ہو کر دیکھنے لگے جب وہ غبار دفع ہوا حمزہ صاحبقران نے
دیکھا کہ چار پانچ دلاور آگے لشکر کے ہین اور پیچھے اُنکے لشکر کثیر ہی جب وہ چارون پانچون دلاور عنقریب حمزہ
صاحبقران آئے گھوڑون سے اُترکے آداب و تسلیم بجالائے اور عرض کرنے لگے کہ ہم کو اخبار کے ذریعہ

سے یہ معلوم ہوا تھا کہ حضور بیشہ فیض رسان کی طرف تشریف لائے ہین اول تو ہم کو اشتیاق قدمبوسی تھا
دوسرے ہم کو یہ عرض کرنا تھا کہ ہمارے بزرگون کے قلعہ ہین کہ یہان سے وہ تھوڑی دور ہے چند سے ایک اژدہا
آیا ہے تمام مردمان شہر کو اُس سے تکلیف و ایذا پہونچتی ہے صدہا اور ہزارہا آدمیون کو اُس نے ہلاک کیا ہے جس
وقت وہ اژدہا دم کھینچتا ہے بڑے بڑے سنگ کھنچ کر اُسکے شکم مین چلے جاتے ہین اور ہر نفس سے اُسکے منہ سے
شعلے نکلتے ہین ہرچند ہم نے اکثر تدبیرین اُسکے ہلاک کرنے کی کین لیکن وہ کسی طرح ہلاک نہ ہوا آخرکار ہم نے
شہر چھوڑ دیا ہے اور تمام رعایا شہر کی بھی شہر چھوڑ کے جا بجا چلی گئی ہے اب وہ شہر ویران ہے سوا اژدہے کے نہ کوئی
جانور ہے نہ انسان ہے اگر حضور اُس اژدہے کو کسی تدبیر سے مار ڈالین تو ہم سب اقرار کرتے ہین کہ مسلمان
ہو جاینگے دین اسلام اختیار کرینگے **حمزہ صاحبقران** نے فرمایا کہ تم مجکو دور سے اُس اژدہے کو بتا دو
انشاءاللہ مین اُسکو ہلاک کرونگا پانچون دلاورون یعنی اسد شیر گیر اور اسد مار گیر اور اسد پنجہ گیر اور اسد
اسدان اور اسد دیوانہ نے عرض کیا کہ حضور تشریف لے چلین ہم دور سے اُس اژدہے کو بتا دینگے خوف
سے قریب نہ جاینگے یہ تقریر اسد مار گیر وغیرہ سے سُنکے **حمزہ صاحبقران** ہنسے اور اُسی وقت مع لشکر اُس
جگہ سے کوچ کیا جب قریب قلعہ پہونچے لشکر کو حکم دیا کہ یہین فروکش ہو لشکر تو بموجب حکم وہین مقیم ہوا لیکن
حمزہ صاحبقران مع **اسد اسدان** وغیرہ اور **خواجہ عمرو** جانب شہر چلے جسوقت شہر مین داخل ہوئے
خواجہ عمرو نے وہ اژدہا ہیبتناک دیکھا کہ حواس خمسہ **خواجہ عمرو** کے بجا نہ رہے اور پیچھے ہٹ کے کہنے لگے
کہ اے **حمزہ صاحبقران** آپ بھی چلے آئیے اس موذی کے سامنے نہ جائیے یہ اژدہا ہے کہ ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہے
آپ دیکھتے ہین کہ اُسکے منہ سے کس طرح کے دمبدم شعلے نکلتے ہین **حمزہ صاحبقران** نے فرمایا کہ اے **خواجہ عمرو**
مین تو ضرور اسکے مارنے مین کوشش کرونگا اور تین نعرے کرونگا اگر تم میرا تیسرا نعرہ سُننا تو جاننا کہ مین نے
اُس اژدہے کو مارا اور اگر تیسرا نعرہ نہ سُننا تو سمجھ جانا کہ مین ہلاک ہوا یہ فرما کر **خواجہ عمرو** اور **اسد اسدان**
وغیرہ کو اُسی جگہ چھوڑ کے اور تیر و کمان لے کر آگے بڑھے اور ایک درخت کلان کے تھنہ کی آڑ مین کھڑے ہوکر
نعرہ کیا اژدہے نے بھی سر اُٹھا کر دیکھا **حمزہ صاحبقران** نے فی الفور اژدہے کی آنکھ کو تاک کے ایک
نعرہ اللہ اکبر کر کے ایسا لگایا کہ اُس اژدہے کی آنکھ پر پڑا اژدہے نے زخمی ہوکر اپنے سر کو زمین پر ٹپکا اور
زمین پر تڑپنے لگا **حمزہ صاحبقران** نے فوراً دوسرا تیر اُسکی دوسری آنکھ کو تاک کے اور نعرہ کر کے
لگایا یہ تیر بھی اُسکی دوسری آنکھ پر ایسا لگا کہ اُسکی آنکھ سے گذر گیا اب تو اژدہا ایسا چیخنے لگا کہ اسد
اسدان وغیرہ کے دل دہل گئے اور اسقدر وہ اژدہا خونخوار زمین پر تڑپا کہ زمین کانپ گئی اور اسقدر شعلے
اُسکے دہن سے نکلے کہ وہ مقام گویا کرہ نار ہو گیا آخر وہ اژدہا تڑپ تڑپ کے مر گیا اُسوقت اژدہے
کے خون اور آلایش شکم کی نکلنے سے اُس جگہ ایسی بدبو تھی کہ امیر کو فوراً غش آ گیا جب دیر ہوئی **خواجہ**
عمرو وغیرہ آگے بڑھے اور بدبو کی وجہ سے رومال اپنی ناک پر رکھا اور قریب **حمزہ صاحبقران** آ کے
دیکھا کہ **حمزہ صاحبقران** بیہوش پڑے ہین اور سامنے اژدہا مرا ہوا پڑا ہے **خواجہ عمرو** نے
فوراً **حمزہ صاحبقران** کو ہوشیار کیا جب **حمزہ صاحبقران** ہوشیار ہوئے اور وہان سے
اسد اسدان وغیرہ اُسکے پاس آئے اور اُنکو معلوم ہوا کہ اژدہے کو **حمزہ صاحبقران** نے ہلاک کیا
نہایت خوش ہوئے اور موافق وعدے کے اُسی وقت اسد شیر گیر اور اسد مار گیر اور اسد پنجہ گیر اور

اسد اسداں اور اسد دلواثہ مع اپنے کل مردان لشکر کے کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوئے جب
رعایائے فراری شہر کو معلوم ہوا کہ اژدہا ہلاک ہوگیا ہر طرف سے آکر پھر اُس شہر مین آبادی ہوئی پھر حاکم حمزہ
صاحبقران سے بہت سے آدمیون نے بمشکل اُس اژدہے کی آلائش شکم کو دور کرکے اور اُسکے پیٹ مین بھوسا
بھر دیا اور ایک آرایے پر رکھدیا جب حمزہ صاحبقران اژدہے کو مار چکے اور اسد اسداں وغیرہ مسلمان ہو چکے
اور شہر مین رعایا آباد ہو چکی اور ایک روز وہان مقام کر چکے اسوقت حمزہ صاحبقران اسد اسداں وغیرہ کو مع
انکی سپاہ کے اپنے ہمراہ لیکر وہان سے روانہ ہوئے جب پل شاد گام پر پہونچے اور وہان قیام کیا نوشیروان کو
حمزہ صاحبقران کے آنے کی خبر ہوئی نوشیروان نے بزرجمہر کو دربار مین بلایا اور پوچھا کہ ای عمم نامدار حمزہ
صاحبقران ہیر البسر خواند آیا ہوا ور پل شاد گام پر مقیم ہی اب اُسکے بلاتے ہین آپ کیا کہتے ہین بزرجمہر نے
عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ بختک کے لینے سے حمزہ صاحبقران سے رنجیدہ ہون بختک سراسر خلاف کہتا ہی
آپکو مناسب ہی کہ سرداران نامی کو واسطے بلانے حمزہ صاحبقران کے روانہ فرمایئے نوشیروان نے بموجب
کہنے خواجہ بزرجمہر کے بہزاد طوسی وکاؤس کاشانی وکیوس بانی وغیرہ کو بجمعیت سپاہ واسطے بلانے حمزہ صاحبقران
کے روانہ کیا چونکہ خواجہ بزرجمہر نے سُنا تھا کہ حمزہ صاحبقران نے اژدہے کو مارا ہی اور اُسکو اپنے ہمراہ لائے ہین
شاید نوشیروان اژدہے کو حمزہ صاحبقران سے لیلے پس اس خیال سے بزرجمہر نے فوراً ابوالخیر کو بلایا
اور فرمایا کہ تم جلد تر حمزہ صاحبقران کے پاس جاؤ اور ہماری جانب سے بعد دعا کے یہ کہدینا کہ اگر نوشیروان
تم سے اژدہائے مردہ مانگے تو تم نہ دینا مین اُس اژدہے کا تمہارے لشکر کے واسطے علم اژدہا پیکر بناؤن گا
ابوالخیر یہ سُنکے جلد تر روانہ ہوا اور قبل پہونچنے سرداران نوشیروان کے حمزہ صاحبقران کی خدمت
مین پہونچا اور جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے ارشاد فرمایا تھا عرض کیا حمزہ صاحبقران ارشاد بزرجمہر بزبانی ابوالخیر سُنکے
نہایت خوش ہوئے اور فرمایا ای ابوالخیر بعد تسلیم کے میری جانب سے عرض کرنا کہ بموجب ارشاد جناب
نوشیروان کو مین اژدہا نہ دونگا ابوالخیر یہ سُنکے خدمت بزرجمہر مین آیا اور جو حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا وہ
خواجہ بزرجمہر سے کہدیا جب سرداران نوشیروان خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچے بعد آداب و تسلیم کے
عرض کرنے لگے کہ آپکو شہنشاہ عالیجاہ نے یاد فرمایا ہی اور ہم سب کو واسطے آپکے بلانے کے آپ کے پاس بھیجا ہی بس
توقف نہ فرمایئے جلد تشریف لیچلیے شہنشاہ آپکے منتظر ہین حمزہ صاحبقران یہ تقریر سرداران نوشیروان کی سُن کے
اُسی وقت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور سب سردارون کو مع خواجہ عمرو ہمراہ اپنے لیکر بہمراہی
سرداران نوشیروان دربار نوشیروان مین آئے اور نوشیروان اور خواجہ بزرجمہر کو آداب و تسلیم کرکے ڈنگل
گستہم زرین کفش پر جو قریب تخت نوشیروان تھا بیٹھے اور جملہ سرداران حمزہ صاحبقران بھی حسب قدر
مراتب ڈنگلون پر بیٹھے جب حمزہ صاحبقران ڈنگل پر بیٹھ چکے بختک نے آہستہ نوشیروان سے عرض
کیا کہ اسوقت حضور حمزہ صاحبقران کو خلعت دین اور یہ فرمایئن کہ یہ خلعت ہمارے روبرو پہنو جسوقت
حمزہ صاحبقران خلعت پہنین گے زخم کو دیکھ لیجیے گا میرے قول کی حضور کو تصدیق ہو جائے گی نوشیروا
نے بموجب عرض کرنے بختک کے حمزہ صاحبقران کو خلعت پرزر دیا اور فرمایا کہ ای فرزند ہمارا دل یہ چاہتا ہی
کہ اسوقت تم اس خلعت کو ہمارے سامنے پہنو تاکہ ہمارا دل خوش ہو حمزہ صاحبقران بموجب ارشاد
نوشیروان کے خلعت پہننے کو اُٹھے اسوقت خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کے قریب آکر آہستہ سے عرض کیا

کہ حضور خود کو سر سے اُتار ڈالین اور جب تک آپ خلعت پہنین خود کو سر پر نہ رکھین تاکہ نوشیروان اور بختک دونون
آپ کا زخم سر اچھی طرح دیکھ لین حمزۂ صاحبقران نے موافق کہنے خواجہ عمرو کے خلعت پہننے کے وقت خود کو اپنے
سر سے اُتار کے رکھدیا اور دیر تک خلعت پہنا کیے نوشیروان اور بختک دونون بہ نظر غور دیکھا کیے جب حمزہ
صاحبقران خلعت پہن چکے اور خود سر پر رکھکر اور نوشیروان کو تسلیم کر کے دنگل پر بیٹھ گئے اُسوقت بختک
سر حمزۂ صاحبقران پر نشان زخم شمشیر نہ پاکر خیال کرنے لگا کہ ای بختک یہ کیا غضب ہوا جو ہین سمجھے ہوے تھا وہ
نہ ہوا حمزۂ صاحبقران کے سر پر تو نشان زخم پایا نہین جاتا آج تم دربار مین بہت ذلیل ہوگے بختک اپنے
دل مین یہ خیال کرتا رہا تھا کہ یکایک خواجہ بزرجمہر نے نوشیروان سے عرض کیا کہ حضور نے بھی ملاحظہ کیا
حمزۂ صاحبقران کے سر پر نشان زخم بالکل نہین ہے اب موافق شرط کے حضور اگر حکم دین تو بختک کے
سر پر پانچ سو جوتیان سر دربار لگائی جائین اور اُسکو ذلیل کیا جائے تاکہ پھر کوئی دربار مین روبرو شہنشاہ کے جھوٹھ
نہ بولے اور کسی کو متہم نہ کرے نوشیروان نے یہ گفتگو خواجہ بزرجمہر کی سُنکے اور بختک پر غضب ناک
ہو کے فرمایا کہ ای عم نامدار بے تامل اس جھوٹھے کے سر پر جوتیان لگائیے سر دربار اس دروغ گو کو ذلیل
کیجیے جسوقت نوشیروان نے اجازت دی خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ بختک کے
سر پر پانچ سو جوتیان لگاؤ خواجہ عمرو نے بختک کے سر پر پانچ سات جوتیان جلدی جلدی لگائین
بختک نے جب دیکھا کہ سر دربار جوتیان پڑنے لگین خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ جوڑ کے آہستہ کہنے لگا کہ
ای خواجہ عمرو اب جوتیان نہ لگاؤ مین تمھارا نہایت ممنون ہونگا اور جب تک زندہ رہونگا یہ احسان تمھارا
نہ بھولونگا خواجہ عمرو نے اشارے سے کہا کہ اگر پانچ سو اشرفیان دو تو البتہ جوتیان نہ لگاؤن بختک
نے کہا ای خواجہ عمرو مین پانچ سو اشرفیان ضرور دونگا جب بختک نے اشرفیان دینے کا اقرار کیا
اُسوقت خواجہ عمرو نے خواجہ بزرجمہر سے عرض کیا کہ اب آپ میری خاطر سے تقصیر بختک کی عفو کیجیے
اب زیادہ سر دربار اسکو ذلیل نہ کیجیے اب کبھی اس سے ایسی خطا نہ ہوگی کبھی اب دربار مین روبرو شہنشاہ کے
جھوٹھ نہ بولے گا خواجہ بزرجمہر گفتگو سے خواجہ عمرو سے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو کو بختک نے کچھ دینے کو کہا ہے
خواجہ بزرجمہر نے مسکرا کر آہستہ فرمایا کہ ای خواجہ عمرو بختک کے سر پر جوتیان نہ لگانے مین کچھ تمھارا بھی
نفع ہے خواجہ عمرو نے بھی آہستہ سے عرض کیا کہ مجھکو پانچ سو اشرفیان بختک دینے کو کہتا ہے خواجہ بزرجمہر
نے فرمایا کہ یہ اشرفیان ہم کو لینا چاہئین کیونکہ ہم سے اور بختک سے شرط ہوئی تھی اب اگر وہ یہ کہتا ہے کہ پانچ
سو اشرفیان لو اور جوتیان نہ لگاؤ تو خیر اُس سے ابھی اشرفیان لے لو اور ہم کو دے دو خواجہ عمرو نے آہستہ
سے عرض کیا کہ آپ مرد ابرار نمازی و پرہیزگار ہین اور یہ شرط کے عوض کی اشرفیان ہین آپ کو لینا لازم نہین
ہے کیونکہ شرط کا لینا ممنوع ہے خواجہ بزرجمہر گفتگو سے خواجہ عمرو سُنکے ہنسنے لگے خواجہ عمرو نے بختک
سے کہا کہ اگر اشرفیان دو تو خیر ورنہ پھر جوتیان لگاتا ہون بختک نے اُسی وقت پانچ سو اشرفیان
خواجہ عمرو کو دین خواجہ عمرو نے سب اشرفیان خود لے لین اور بختک کو چھوڑ دیا جب بختک پانچ
سات جوتیان سر پر کھا چکا اور نوشیروان کے دل سے شک دفع ہو چکا اس وقت نوشیروان نے
حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ای فرزند تم کہان چلے گئے تھے ہم بہت متردد تھے امیر حمزہ نے کچھ
کہنے کا قصد کیا تھا کہ یکایک اسد اسدان اور اسد مارگیر اور اسد پنجہ گیر اور اسد شیر گیر دنگلون نے

تھے اور دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگے حضور کو معلوم ہو کہ ہمارے شہر میں ایک اژدہا کہیں سے آیا تھا
اسنے صدہا آدمیوں کو ہلاک کیا تھا ہم سے کسی طرح وہ نہ مارا جاتا تھا آخر ناچار ہو کر ہم نے حمزہ صاحبقران کو بلوایا
تھا حمزہ صاحبقران نے جاکر اُسے ہلاک کیا اور اب اُسکو ہمراہ بھی لیتے آئے ہیں نوشیروان نے فرمایا کہ اس اژدہے
کو دربار میں لے آؤ ہم بھی اُس اژدہے کو دیکھیں اسد اسدان وغیرہ باجازت حمزہ صاحبقران لشکر میں گئے اور
اُس اژدہے کو ارابے پر ڈال کے لے آئے جسوقت نوشیروان اور جملہ سرداران نوشیروان نے اُس اژدہے
کو دیکھا حواس خمسہ سبکے منتشر ہوگئے اور حمزہ صاحبقران کی جرات اور شجاعت کی ہر ایک دلاور نے تعریف
کی نوشیروان نے ارادہ کیا تھا کہ اُس اژدہے کو حمزہ صاحبقران سے کہکر لے لے حمزہ صاحبقران نے
فی الفور عرض کیا کہ ابھی اژدہے کو اگر مجھی کو حضور دیدیں تو میں ترکیبوں کی پاکھریں بنواؤں نوشیروان نے فرمایا
اچھا تمھیں لیجاؤ حمزہ صاحبقران اژدہے کو دربار نوشیروان سے لے آئے پھر وہ مردہ اژدہا خواجہ بزرجمہر کے
پاس بھیجدیا خواجہ بزرجمہر نے چالیس روز کی مدت میں اُس اژدہے کے پوست کا اسطرح علم اژدہا پیکر بنا کر تیار کیا
کہ جو کوئی اُس علم کو دیکھے خیال کرے کہ اژدہا زندہ ہے راوی کہتا ہے کہ خواجہ بزرجمہر نے علم اژدہا پیکر عجب حکمت
سے بنایا تھا کیونکہ اژدہے کے پوست میں ہزارہا سوراخ کیے تھے اور اُس اژدہے کے پوست میں مشک
بید وغیرہ بھرا تھا اور چوب علم اژدہا پیکر کی طلائی تھی اور جواہر بیش بہا سے اُس چوب طلائی کو مزین کیا تھا
جسوقت اُس علم اژدہا پیکر میں ہوا بھرتی تھی تو ہر سوراخ سے آواز یا صاحبقران کی نکلتی تھی اور جس
راہ سے وہ علم ہمراہ لشکر حمزہ صاحبقران جاتا تھا وہ راہ معطر ہوجاتی تھی القصہ جب خواجہ بزرجمہر نے
علم اژدہا پیکر تیار کرلیا حمزہ صاحبقران کے لشکر میں بھیجدیا جسوقت حمزہ صاحبقران نے اُس
علم اژدہا پیکر کو دیکھا نہایت خوش ہوئے

داستان جانا حمزہ صاحبقران کا محل میں اور دیکھنا ملکہ مہر نگار کو پھر قتل کرنا قہرمان زنگی کو اور گرفتار ہونا ابو شہاب حرقہ پوش اور ابو سعید لنگر کا

راویان شیریں سخن بیان کرتے ہیں کہ جب حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان سے اُٹھکے اپنے لشکر میں آئے
ہنگام شب بارگاہ میں فرش خواب پر خیال ملکہ مہر نگار میں بیتاب و بیقرار ہوکر تڑپنے لگے ور بخیال نامہ و
پیغام یہ شعر پڑھا شعر اُس گل تک اپنا نامہ و خط کون لیکے جائے + ہم سے خلاف باد صبا اور رضا سے ہم +
بعد پڑھنے شعر کے اپنی اشکباری پر نظر کر کے یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر کثرت گریہ بہالیجائیگی اکدن ہمیں +
بستر اپنا چادر آب رواں ہوجائیگی + کبھی بیتاب اور بیقرار ہوکے یہ شعر پڑھتے تھے شعر ہائے کس کس کو
مناؤں نہیں رکتا کوئی + ہٹ پہ نالہ ہے چلا آہ شرر بار چلا + جب حمزہ صاحبقران کو خیال ملکہ مہر نگار
میں نیند نہ آتی تھی تو یہ شعر پڑھتے تھے شعر ای مرگ ادھر آ کہیں آنکھیں ہوں یہ کھیں بند + دیکھوں ستم
دیدۂ بیخواب کہاں تک + کبھی خیال ملکہ مہر نگار میں یہ شعر پڑھتے تھے شعر فرقت میں تری اُو در دریائے
تمنا + تڑپوں صفت ماہی بے آب کہاں تک + کبھی کہتے تھے شعر کچھ تو پہلے سے دل بیتاب تھا وحشی
مزاج + سب بے ترے دن رات گھبراتا ہے تنہا اور بھی + کبھی شب ہجر ملکہ مہر نگار سے مخاطب ہوکے کہتے
تھے شعر پھر نہ دیکھیں ای شب فرقت سیاہی کو تری + کثرت گریہ سے گر ہو جائے چشم تر سفید + غرض
اسی طرح حمزہ صاحبقران نصف شب تک فرش خواب پر تڑپا کیے اور اشعار اپنے حسب حال پڑھا کیے

اور غم فراق ملکہ مہر نگار مین رو رہا کیے آخر تاب جدائی ملکہ مہر نگار نہ لاکر بیتاب و بیقرار ہوکر بستر خواب سے اٹھے اور بعد پہننے لباس شب روی کے اسلحہ اپنے تن پر آراستہ کیے اور بارگاہ سے باہر تشریف لائے اور ابو شہاب اور ابو سعید دونون عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر باغ مراد کی جانب بصد اشتیاق چلے جسوقت باغ مراد مین پہونچے عیارون کو باغ مین ٹھہرا کر اور قریب دیوار محل جاکر دیوار محل پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند دیوار محل پر جاکر بام محل پر پہونچے اسوقت حمزہ صاحبقران نے جو زیر بام دیکھا تو یہ کیفیت نظر آئی کہ ملکہ مہر نگار شاہزادیون کے حلقے مین اس طرح جلوہ فرما ہی جیسے کہ درمیان ستارون کے ماہ تابان ہوتا ہی مسدس

اُس طرح چہرۂ تابان پہ ہی بینی کی ضیا
آئینہ گر دہی رخسار نے پائی وہ صفا
وہ دہن نقطۂ موہوم ہی بے وہم و گمان
دیکھکر چشمۂ حیوان اُسنے ابتک ہی نہان
وہ زنخدان ہی کہ ہی ایک خدا کی قدرت
آپ سے ڈوبنے کی ہوتی ہی اس مین سبقت
یہ وہ گردن ہی کہ تا گھیون زنہ دیکھی زنہار
ہاتھ گردن مین حمایل ہو تو آجائے قرار
ہاتھ مہندی کی جو رنگت سے ہوئے ہین مشتعل
عشق زلپر نہین اللہ ہی مجھے لائی اجل
ہاتھ ایسے ید قدرت سے ہوئے ہین تیار
ہاتھ کھلوائے جو اُس پنجہ سے آکر ہو دوچار
جان سو جان سے ہی شیفتہ پستان پہ نثار
یا ہوئے ہین شگفتہ دو نور کے روشن انبار
کبھی چھاتی سے جو نہ چھٹی ہو ہٹ جاتا ہی
دم ہمارا عاشق بیدم کا الٹ جاتا ہی
وہ شکم صاف کہ آئینہ ہو غیرت سے آب
وہ چمک ناف کی ہی آئے ستارے کو نہ تاب
اُسکے تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہی
پرتو شمع مین تشبیہ نہان ہوتی ہے
ران ہین ایسی کہ جو سر رکھنے کی خواہش ہو بار
نازک ایسی ہین کہ ہی جس سے نزاکت بھی نثار
پنڈلیان ایسی ہین گوری کہ خدا کی قدرت
پہونچنے اُس جا کبھی پائے نگہ کی طاقت
پنجہ مہر کو ہی پنجۂ پا سے خجلت

الف الف نور کا ہی مہر درخشان پہ کھینچا
گوش وہ گوش کہ ہین کان جواہر سے سوا
لب ہین وہ لب کہ عقیق یمنی خون کرے
دانت وہ دانت کہ ہیرے کی کنی خون کرے
کچھ سخن اس مین نہین قدرت خالق ہی عیان
ایسی کلی کسی غنچہ نے بھلا پائی کہان
خوبیا و صاف دہن کس سے کیے جاتے ہین
لب اگر پر بھی خاموش رہے جاتے ہین
حسن کے بحر کا گرداب ہی کیا خوش صورت
دل کو ہی چاہ زنخدان سے سراپا حیرت
گر کے اسمین سے نہ ہرگز کوئی مائل نکلے
یہ کنوان وہ ہی نہ یوسف کا کبھی دل نکلے
شفق صبح کے مانند دکھاتی ہی بہار
مصحف رخ کے لیے رحل ہوئی ہی تیار
جلوہ گر دھیان مین جسوقت سے وہ گردن ہی
شمع کا نور سحر سامنے اک روشن ہی
اب سر دست دل زار گیا اور بھی جل
ہاتھ ہیہات نہین ہاتھ مین جی ہی بیکل
رنج پہونچاتی ہی ہر وقت کلائی مجکو
آجکل کیا نہین کل موت سے آئی مجکو
لے ہتھیلی کی بلائین ید بیضا سو بار
دست خورشید درخشان ہو ترقی پہ ہزار
انگلیونکی جو چمک دیکھے تو حیران رہجائے
پنجۂ مہر بھی انگشت بدندان رہجائے
سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین انار
تو پیان بازیہ دو رکھتے ہین یا بہر شکار
دو یہ گنبد ہین لب بام دھرے ہین گویا
منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا
شرم سے جسم وہین اُسکا سمٹ جاتا ہی
رخ دوپٹے کے الٹنے کو پلٹ جاتا ہے
بند محرم کے شب و روز کسے رہتے ہین
جان و دل طرفہ یہ بندش مین پھنسے رہتے ہین
قدرت حق ہی زمین پر بھی یہ قرص مہتاب
وہ صفائی ہی کہ خورشید کو بھی آئے حجاب
ہاتھ لگ جائے گر وہ تو قرار آجائے
تحت سے دام مین عنقا کا شکار آجائے
بات پردے کی ہی پردے مین بیان ہوتی ہے
دل عاشق کو مگر تاب کہان ہوتی ہے
ران مرغابین ہین خوب پسندیدہ ہین
دو مہ نو نئی صورت کے یہ چسپیدہ ہین
دل بیتاب یہ تڑپے کبھی آئے نہ قرار
ہون وہ آغوش مین عاشق کی تو کیا ہو بہار
تکیہ مخمل کا اگر سینگ ہزار آئے گا
نہین جیلے سر رکھنے زانو پہ قرار آئے گا
عرش کے ساتون کو اُنسے نہ کبھی ہو نسبت
رخ مہتاب کی بھی دیکھ کے فق ہو رنگت
پنڈلیان حسن و لطافت مین فزون ہین لوگو
خانۂ حسن نے کیا پائے ستون دونون ہین
ہی رخ ماہ کو ایڑی کی صفا سے خجلت
ہر ستارے کو ہی ناخن کی ضیا سے خجلت

شفق صبح کو ہے رنگ حنا سے خجلت
ہے سراپا جو قیامت تو ہے آفت چھل بل
وہ لگاوٹ کے ہیں انداز کہ دل ہو بے کل
ابھی آئینہ میں دیکھی نہیں صورت اپنی
بھولے اب تک ہیں بہت خوب ہے قسمت اپنی
چہرے پر زلف کے بل کھانے سے گھبراتی ہیں
عطر پوشاک میں ملوانے سے گھبراتے ہیں
ایسے معشوق بھی عالم میں بہت ہوتے ہیں
ہار پھولوں کا اٹھے کس سے کہ نازک ہیں ہم
آئینہ جب انھیں دکھلاتے ہیں گھبراتے ہیں
بھاری کپڑوں کو جو پہناتے ہیں گھبراتی ہیں
چشم پر بار گراں ہے ابھی کاجل کا بوجھ
ایسے نازک ہیں کہ اٹھتا ابھی نہیں ہلکا بوجھ

سرمہ خالی نہ کرے کبک دری آنکھوں میں
ایسی رفتار چھلاوے کا بھی دل جائے نکل
رنگ لائینگے غضب طبع میں رنگینی ہے
نہیں معلوم انھیں حسن کی زینت اپنی
حسن پر ناز نہیں شکل پہ مغرور نہیں
الجھے گیسو کے وہ سلجھانے سے گھبراتے ہیں
خود کو معشوق بنانے کا کچھ ارمان نہیں
سادی پوشاک میں رہتے ہیں نہایت خرم
ابھی گہنے سے مسی سے انھیں کچھ شوق نہیں
منہ چھپا لیتے ہیں شرماتے ہیں گھبراتی ہیں
بات عاشق کی نزاکت سے وہ کب سنتے ہیں
دوش سے انکے سنبھلتا نہیں آنچل کا بوجھ
تا بکے مارے نزاکت کے وہ لا سکتے ہیں

خاک پاپوش کو لیجائے پری آنکھوں میں
نازک ایسی ہے کمر چلنے میں سو کھاتی ہے بل
دور ابھی نام خدا دھیان سے خود بینی ہے
ابھی سمجھے نہیں ہرگز وہ حقیقت اپنی
کسی سے آنکھ لڑائی ابھی منظور نہیں
دیر تک گیسو میں شانے سے گھبراتے ہیں
جان دے کوئی مرے اسکا ابھی دھیان نہیں
کہتے ہیں ہار پہننے سے الجھتا ہے دم
کوئی گردن میں ابھی منت کے سوا طوق نہیں
بند محرم کے جو کس جاتے ہیں گھبراتے ہیں
درد سر ہوتا ہے افشاں جو کبھی چنتے ہیں
دور ہے انکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اٹھا سکتے ہیں

باوجود اس خوبی سراپا کے رنگ رخ زرد ہے موے سر پریشان ہیں آثار حزن و ملال چہرے سے عیان ہیں اور یہ اشعار ورد زبان ہیں

اشعار

ہمدرد چھوڑتا نہیں دم بھر فراق میں
پامال کر رہا ہے مرا کاروان سب مجھے
ہر آرزو کو ساتھ لیے جاتی ہے مدام

بزم جہان میں صورت شمع خموش ہوں
لپٹائے ہے کلیجے سے داغ نہان مجھے
ہر دم نظر کی طرح نظر سے نہان تو ہوں
بے اعتبار سمجھے ہے عمر روان مجھے

مانند شعلہ اپنے کو دی ہے زبان مجھے
سر بسر اشک دیدۂ گریان ہے موجزن
اب اور کیا کریگا فلک بے نشان مجھے

پھر امیر نے ملکہ کو یہ خمسہ پڑھتے سنا خمسہ

جیتے جی شعلہ زن عالم امکان ہونگے
جل کے شمشاد چمن سرو چراغان ہونگے
رشک گلخن تپش دل سے گلستان ہونگے
دفن جب خاک میں ہم سوختہ سامان ہونگے
فلس ماہی کے گل شمع شبستان ہونگے

شام سے روتی ہے کلیوں پہ شبنم نصیب لیے
تیر بن بیٹھنے یہ کہیں خاک میں جیتے مرنے
بیخبر اپنی خبر لے سحر ہونے ہوتے
تو کہاں جائیگی کچھ اپنا ٹھکانا کر لے
ہم تو کل خواب عدم میں شب ہجران ہونگے

جان پر دیدہ و دانستہ بلا لیونکر لوں
چھیلی لگ جاے سہل نیم ادا کو ترسوں
پھر تو ہے میں جو انھیں لعل خود بینی ہوں
تاب نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھنے دوں
اور بنجائینگے تصویر جو حیران ہونگے

جیتے جی مرگ سے آنکھیں تو چرائینگے کبھی
بھول کر چشمۂ حیوان پہ نہ جائینگے کبھی
حشر تک خضر کے چھینٹوں میں نہ آئینگے کبھی
منت حضرت عیسے نہ اٹھائینگے کبھی
زندگی کے لیے شرمندۂ احسان ہونگے

شمع بالین ہے نہ تربت پہ اگر کی بتی
داغ بو دیتے ہیں سینے میں مرے مر کر بھی
بے نصیبوں کے لیے پھولوں کی چادر کیسی
غیر جھوٹا ہے لحد پر ترے دل تفتہ کی
گل مہونگے شرر آتش سوزان ہونگے

وہ بھی ترسینگے پہ سیر و تماشا کہ نہیں
جیتے جی دیکھوں گا یا بند بلا یا کہ نہیں
آخر انکا بھی کوئی ہوگا ملاوا کہ نہیں
امیر یارب مری وحشت کا اثر ہوگا کہ نہیں
چارہ فرما بھی کبھی قیدی زندان ہونگے

رات دن کہتے ہیں کیا ہم سے بری کی ہوس
بیکسی پر دل بیتاب کی آتا ہے ترس
کف افسوس ملا کرتے ہیں مانند مگس

ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس | ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہ کے ارمان ہونگے

مر کے بھی سوز جگر ایک تماشا ہوگا | دیکھنا آتے اگر دین کبھی خدمت اعلا | رنگ لاتے کی بہار گل حسرت کیا کیا

داغ دل نکلینگے تربت سے مری جوں لالا | یہ وہ اخگر نہیں جو خاک میں پنہاں ہو جائے

کر چکے تو ہم کہ توبہ سے ہوئے رخصت دل | قتل کر مسلم نہیں دیر سے پھرنا ممکن | ہوگا فقرہ کوئی از زاہد تیرہ باطن

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن | آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہونگے

حمزہ صاحبقران نے یہ چند بند جب سے ملکہ سے سُنے خیال کیا کہ ملکہ مہر نگار بھی میرے عشق میں بیقرار ہے اور میری جدائی اسکو سخت دشوار ہے یہ خیال کر کے ارادہ کیا کہ ملکہ کے پاس جاؤں مگر مجمع خواتین دیکھکر خیال کیا کہ اسوقت ملکہ کے پاس جانا اچھا نہیں کو ٹھے پر سے نظارہ حسن روئے ملکہ مہر نگار کیا کئے آخر تاب نظارہ جمال بیمثال ملکہ مہر نگار نہ لا کر بام پر بیہوش ہو کے گر پڑے تھوڑی دیر تک بیہوش رہے وہاں پر کون تھا کہ حمزہ صاحبقران کو ہوشیار کرتا آخر خود بخود غش سے افاقہ ہوا فوراً اٹھکے دیکھا کہ اکثر خواتین ملکہ کو سمجھا رہی ہیں بعض خواتین متحیر بیٹھی ہیں حمزہ صاحبقران یہ رنگ بزم دیکھکر بہ مجبوری بام ایوان سے اتر تقدیر کی شکایت کرتے ہوئے چلے جسوقت دیوار محل پر آئے اتفاق سے ملکہ مہر نگار نے جانب دیوار ایک سیاہ پوش کو دیوار محل سے جاتے ہوئے دیکھکر خیال کیا کہ یقیناً حمزہ صاحبقران آج بھی میرے عشق میں بیتاب و بیقرار ہو کے محل میں آئے تھے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مجمع خواتین دیکھکر چلے گئے یہ خیال کر کے ملکہ مہر نگار کو حمزہ صاحبقران کے چلے جانے کا از حد رنج ہوا اور فتانہ سے نہایت آہستہ کہا کہ اے فتانہ آج بھی وہی آئے تھے میں نے خود انکو دیوار سے جاتے ہوئے دیکھا لیکن نہیں معلوم آج کیوں آئے تھے اور کیوں چلے گئے فتانہ نے چپکے سے عرض کیا حضور ثابت یہ ہوتا ہے کہ آپکے پاس عورتوں کا مجمع دیکھکر چلے گئے اب کل سے میں انتظام کرونگی سوا مہرہ مصری کے کسی کو حضور کے پاس رات کو بیٹھنے نہ دونگی اور حضور محل اپنے پاس کسی اور عورت کو بہانے سے نہ بیٹھنے دیں فتانہ اور ملکہ مہر نگار کے درمیان میں یہ باتیں باہم ہوئیں لیکن حمزہ صاحبقران دیوار محل سے بذریعہ کمند باغ مراد میں آئے اور ابو شہاب اور ابو سعید کو لیکر در باغ سے نکل کے چلے چونکہ بیرون باغ اور زیر دیوار محل قہرمان زنگی پچاس ہزار سوار اور پیدلوں سے طلایہ کے واسطے اُٹھا تھا اور نگہبانی اور حراست کر رہا تھا ناگاہ دیکھا اُسنے کہ باغ مراد سے تین سیاہ پوش نکل کے جاتے ہیں قہرمان زنگی نے سیاہ پوشوں کو دیکھتے ہی پکار کے کہا کہ اے سیاہ پوشو تم آخر شب میں یہاں کیوں آئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ تم چور ہو واسطے چوری کے محل سلطانی میں گئے تھے اب بھاگ کر کہاں جاؤ گے میں ابھی تم کو قتل کرونگا یہ کہکر قہرمان زنگی نے حمزہ صاحبقران اور ابو شہاب اور ابو سعید کو ہر طرف سے گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا حمزہ صاحبقران نے ہر چند چاہا کہ نکل جائیں لیکن قہرمان زنگی نے حمزہ صاحبقران اور ہمراہیوں کو نکلنے نہ دیا اور بد ترتیب حمزہ صاحبقران سے آکر تلوار سر حمزہ صاحبقران پر لگائی حمزہ صاحبقران نے تلوار قہرمان زنگی کی سپر پر روک کے اور تیغ آبدار کھینچکر اس طرح بصد غیظ و غضب سر قہرمان زنگی پر لگائی کہ قہرمان زنگی مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہونے قہرمان زنگی کے حمزہ صاحبقران مجمع سواران سے نکل گئے لیکن سواروں اور پیدلوں نے یورش کر کے ابو شہاب اور ابو سعید کو گرفتار کر لیا جب حمزہ صاحبقران

اپنے لشکر میں بدل شاد کام پر پہونچے تھوڑی دیر تک ابو شہاب اور ابو سعید کا انتظار کیا جب ابو شہاب اور ابو سعید نہ آئے اسوقت حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گرفتار ہو گئے یہ خیال کر کے حمزہ صاحبقران نے قصد کیا کہ پھر باغ مراد کی طرف جائیں اور ان عیاروں کو چھڑا کر لے آئیں لیکن بوجہ ظاہر ہونے آثار سحر کے اور بخیال افشائے راز کے حمزہ صاحبقران نہ گئے اور داخل بارگاہ ہوے جب زیر دیوار محل غلغلہ عظیم ہوا اور سواروں اور پیادوں نے ابو شہاب اور ابو سعید کو گرفتار کیا نوشیروان نے بیدار ہو کر اور عنبر خواجہ سرا کو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد جا کر دریافت کر کہ یہ شور وغل کیسا ہے عنبر بموجب حکم جلد تر گیا اور سارا حال دریافت کر کے محل میں آیا اور اس طرح عرض کرنے لگا شعر الہی بخت تو بیدار بادا + سرا دولت ہمیشہ یار بادا + اے شہنشاہ بحر و بر غلام نے جا کر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج تین سیاہ پوش باغ مراد سے نکل کے جاتے تھے قہرمان زنگی نے سیاہ پوشوں کو روکا اور قصد انکے گرفتار کرنے کا کیا سیاہ پوشوں نے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا اور اسکو قتل کیا پھر ایک سیاہ پوش تو انبوہ فوج سے نکل گیا اور دو سیاہ پوش گرفتار ہوے ہیں باقی خیریت ہے یہ خبر ملکہ مہر نگار نے بھی سنی غرض نوشیروان یہ حال سنکے بہت متعجب ہوا چونکہ صبح ہو گئی تھی لہذا تھوڑی دیر کے بعد محل سے برآمد ہوا اور دربار میں آیا امرا و وزرا وغیرہ آداب و تسلیم بجا لائے جب نوشیروان تخت حکومت پر بیٹھا حکم دیا کہ جلد ہمارے سامنے ان سیاہ پوشوں کو حاضر کرو جو شب کو گرفتار ہوے ہیں بمجرد حکم کچھ سوار اور پیادے ابو شہاب اور ابو سعید کو گرفتار کیے ہوے روبرو نوشیروان کے لائے نوشیروان نے انکو پہچانا کہ یہ دونوں لشکر حمزہ صاحبقران کے عیار ہیں ابو شہاب اور ابو سعید نے روبروے نوشیروان حاضر ہو کر بعد آداب مجرا کیا اور بہ فریاد و فغان یہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان ناحق ہم کو ملازمان شہنشاہ بحر و بر نے چور سمجھ کے گرفتار کیا ہے اب ہم امیدوار ہیں کہ حضور ہم کو رہا کر دیں نوشیروان نے فرمایا تم رات کو باغ مراد میں کیوں آئے تھے اور تیسرا آدمی تمھارے ہمراہ کون تھا جسنے قہرمان زنگی کو قتل کیا اور نکل گیا ابو شہاب نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اصل حال یہ ہے کہ ہم نے خواجہ عمرو سے حضور کے باغ مراد کی تعریف ازحد سنی تھی اسوجہ سے ہم کو بھی حضور کے باغ کے سیر کرنے کی تمنا تھی کل دن کو ہم اور ابو سعید حضور کے باغ میں گئے اور سیر باغ کی خوبی کی چونکہ باغ کے سیر سے دلکو فرحت حاصل ہوئی ایک جگہ باغ میں چادر بچھا کر بیٹھے ہواے سرد اور بوے گلہاے رنگارنگ سے ہمارے دلوں کو ایسی راحت ملی کہ ہم دونوں بے اختیار سو گئے جب آخر شب ہم دونوں خواب سے بیدار ہوئے فوراً باغ سے نکل کے بھاگے قہرمان زنگی نے ہم کو چور سمجھ کے روکا اسوقت ہم دونوں نے ہر چند کہا کہ ہم چور نہیں ہیں ہم کو اچھی طرح پہچان لو ہم دونوں لشکر حمزہ صاحبقران کے عیار ہیں باغ کی سیر کے واسطے آئے تھے اتفاق سے سو گئے اسوقت ہم جاگے ہیں ہم کو جانے دو اور قتل نہ کرو لیکن اے شہنشاہ ہفت کشور قہرمان زنگی نے ہمارا عذر اور کلام کچھ نہ سنا اور تلوار کھینچکر ہم کو قتل کرنا چاہا اسوقت بہ مجبوری ہم نے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا تلوار ہماری قہرمان زنگی پر پڑ گئی وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بعد قتل ہونے قہرمان زنگی کے جملہ سواروں اور پیادوں نے ہم کو ہر طرف سے گھیر کر گرفتار کر لیا نوشیروان نے سواروں و پیادوں سے فرمایا کہ اب تم خلاصہ حال بیان کرو سواروں اور پیادوں نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان اصل حال یہ ہے کہ ہم سب جو ہمراہی قہرمان زنگی زیر دیوار دولت سرائے حضور پھر رہے تھے

اور نگہبانی کر رہے تھے ناگاہ دیکھا ہم نے کہ باغ مین ادھر سے تین سیاہ پوش نکلے قہرمان زنگی نے بڑھکے روکا وہ سیاہ
پوش نہ رکا اُسنے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا آخر قہرمان زنگی کو قتل کرکے چلا ہر چند ہم نے چاہا کہ اُسکو گرفتار کرین لیکن وہ
سیاہ پوش ہاتھ ہمارے نہ آیا اور نکل گیا بعد اُس سیاہ پوش کے جانے کے ہم سب نے ان دونون کو گرفتار کیا اور
اسوقت بحکم حضور انکو لیکر حاضر ہوئے ابوشہاب نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ یہ سوار اور پیدل حضور
کے روبرو محض جھوٹھ تقریر کرتے ہین سوائے ہم دونون کے تیسرا آدمی ہمارے ہمراہ نہ تھا ہمین دونون نے قہرمان
زنگی کو قتل کیا ہے حضور عادل اور منصف ہین ہمارا انصاف کرین نوشیروان نے ابوشہاب کی گفتگو سُنکے اور
کچھ فکر کرکے چاہا تھا کہ ابوشہاب اور ابوسعید کے واسطے حکم رہائی کا دے ناگاہ بختک نے نوشیروان سے
عرض کیا کہ حضور ذرا غور فرمائین یہ عیار سراسر مکر و فریب کی باتین کرتے ہین قہرمان زنگی ایک مرد جرار اور بہادر
تھا ہرگز انھون نے اُسکو قتل نہ کیا ہوگا سوارون کے بیان سے معلوم ہوا ہے کہ تیسرا آدمی جو انکے ساتھ تھا وہ
نہایت بہادر تھا اُسنے قہرمان زنگی کو قتل کیا ہے ہر چند کہ مین سمجھ گیا ہون لیکن فی الحال تیسرے آدمی کا نام زبان
پر نہین لا سکتا پس حضور کو مناسب ہے کہ ان دونون عیارون کو رہا نہ فرمائین اور انسے تیسرے آدمی کا نام دریافت
فرمائین تاوقتیکہ انپر تعدی نہ کیجائیگی یہ عیار کبھی تیسرے آدمی کا نام نہ بتلائینگے نوشیروان یہ تقریر بختک کی
سُنکے خیال کرنے لگا کہ بختک سچ کہتا ہے آخر بموجب کہنے بختک کے نوشیروان نے ابوالفرح زنگی کو طلب کیا
جب ابوالفرح زنگی حاضر ہوا نوشیروان نے فرمایا کہ اے ابوالفرح تم ان دونون عیارون کو لیجاؤ اور باندھکر خوب
مارو اور انسے پوچھو کہ تمھارے ساتھ تیسرا آدمی باغ مین کون آیا تھا ابوالفرح زنگی بموجب حکم نوشیروان ابوشہاب
اور ابوسعید کو ہمراہ اپنے لیگیا اور اپنے خیمہ مین پہونچکر انکو باندھکر کوڑے مارنے لگا اور پوچھنے لگا لیکن انھون نے کسی
طرح نہ بتایا یہ خبر عنبر خواجہ سرا نے ملکۂ مہرنگار سے جاکر بیان کی کہ جو دو عیار لشکر حمزۂ صاحبقران کے شب کو گرفتار
ہوئے تھے شہنشاہ نے اُن عیارون کو ابوالفرح زنگی کے حوالہ کیا ہے ابوالفرح اُنپر بدعت کر رہا ہے اور پوچھ رہا ہے کہ شب کو
تیسرا آدمی تمھارے ہمراہ کون باغ مین آیا تھا وہ بیچارے ہر چند بندھے ہوئے ہین اور کوڑون سے بُری گت اُنکو پہونچتی ہے لیکن وہ
تیسرے آدمی کو نہین بتاتے ہین ملکۂ مہرنگار یہ تقریر عنبر خواجہ سرا کی سُنکے بعد جانے عنبر خواجہ سرا کے قتانہ سے کہنے لگی
کہ اے قتانہ رات کو تو مجھے اُنکے محل مین آنے کا شک ہوا تھا لیکن اسوقت بالکل یقین ہو گیا کہ وہی ان عیارون کو اپنے
ہمراہ لیکے آئے تھے وہ تو قہرمان زنگی کو قتل کرکے چلے گئے یہ بیچارے عیار کم قوت و ناتوان تھے انکو سوارون نے گرفتار کر لیا
اب ابوالفرح حرامزادہ اُنکے عیارون کو کوڑے مارتا ہے موئے کی شامت آئی ہے جسوقت اُنکو خبر ہوگی کہ ابوالفرح میرے
لشکر کے عیارون کو اذیت دیتا ہے اے قتانہ تو سُن لینا کہ وہ ضرور آکر اس موئے نگوڑے کو مار ہی ڈالینگے زندہ نہ چھوڑینگے
کوئی اس موئے سے جاکے کہے کہ اگر تجکو اپنا زندہ رہنا منظور ہے تو ان عیارون کے آگے ہاتھ جوڑ اور اپنی خطا اُنسے عفو
کرا اور ان بیچارون اور بیگناہون کو چھوڑ دے اور اگر انکو رہا نہ کرے گا تو خود قید ہستی سے کوئی دم مین رہا ہو جائیگا
خاک مین مل جائیگا سر تیرا شمشیر تیز سے کٹ جائیگا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا قتانہ نے عرض کیا حضور اب مجکو
بھی حمزۂ صاحبقران کے یہان آنے کا یقین ہو گیا آپ سچ فرماتی تھین اور عیارون کے بارے مین جو آپ نے
فرمایا یقین ہے کہ آج شب کو حمزۂ صاحبقران خود تشریف لاکر ابوالفرح کو قتل کرینگے اور عیارون کو
رہا کرکے لے جائینگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اب اُدھر کا حال سُنیے کہ جب حمزۂ صاحبقران نے
یہ حال اپنے عیارون کا سُنا نہایت غصہ آیا اور انتظار شب کا کرنے لگے

جل گئے بسکہ اسی آگ سے ہم تو واللہ
قیس کو واسطے کیا ساکن صحرائے جنون
اس فسون ساز نے چھیڑ تھی کیا ہی افسون
اسی اک جان کے دشمن سے پڑا ہی پالا
آپ کو دیدہ و دانستہ بلا مین ڈالا
پیچ مین لائی ہی آخر مجھے وہ زلف سیاہ
ہو گیا ظلم تھی سیہ خانہ زندان مجھے آہ
دیتی تھی نہ مجھے چاند سی وہ پیشانی
اسکے ابرو کی نہ تلوار تھی بڑھکر کھانی
چشم بیمار سے تھا اُسکی مناسب پرہیز
اس سے چون آہوے وحشی مجھے لازم تھی گریز
گرچہ رخسارے تھے اُس شوخ کے مہ سے پر نور
پہ جان عشق نکالاتے نہ زبان پر زنہار
مین تو اندھون کیطرح چاہ زنخدان مین گرا
دیکھنا گردن مینا سے بکو مین کی صفتا
دست رنگین کی نزاکت پہ ہوا کیون بے کل
پیچ سے موے کمر کے ہی نکلنا مشکل
ایسا رسوا ہوا مین ایسطرح کوئی خوار نہو
اور بیماریان ہوئین پہ یہ آزار نہ ہو
عمر بھر دام محبت سے نکلنا معلوم
سیر گلشن کو بھی جاؤن تو بہلنا معلوم
اسقدر سوز محبت نے دیا ہی مجھے داغ
روش غنچہ ہون دل تنگ نہین غم سے فراغ
گھر مین دن رات تڑپنے سے مجھے ہی سروکار
بیقراری سے نہین ایک جگہ مجکو قرار
کس طرح اس دل ناشاد کو اب شاد کرون
عشق نے ظلم کیا کس سے طلب داد کرون
بخت ناساز کا اتنا ہی گلا لازم ہی
آپ دشنام ہی تو ہم کو دعا لازم ہی

ہی امان مانگی اسی سے کرۂ ناری نے
کیسی شیرین اسی کے سر پہ ہی فرہاد کا خون
عشق کے رنج مین راحت کا سرانجام کہان
ہی جگر ہنسنے مین پُر داغ برنگ لالا
گل سے بہلاتے دل اور دیکھتے سنبل کیطرف
کرتے کاش اسکے عوض شام غریبان پہ نگاہ
سو جب برہمی عیش دل بے غم تھی
تھی مگر عشق کی قسمت مین بلا ہی آنی
خار خار غم ہجران کا ستم سہنا تھا
یہ نہ سمجھے کہ ہی سفاک وہ ترک خونریز
دیدۂ نرگس بستان پہ نظر کرنی تھی
چاک دل کرنا تھا مانند کتان عقل سے دور
شمسی آلودہ نہ اُن دانتون پہ ہم مرتی کاش
ڈوب جو مرتا جو کنوین مین تو بہت بہتر تھا
تو کہ تھا رشک سحر سو صفائے سینہ
ملتا ہوا نہ سست تا سفت کہ گیا ہاتھ سے دل
کام ساق و کف پا سے نہ کچھ تھا مجکو
اس بلا مین کوئی انسان گرفتار نہو
دن جو گذرا تو یہ دھڑکا ہی کہ شب آتی ہی
آپ سے دریا مین ڈوبا اچھلنا معلوم
ہو قفس بابل کے بھی نالہ و شیون سے جو دیتا ہون
مثل آتش بارہ آتی ہی نظر صورت باغ
مثل شبنم کبھی گلبن کے گلے روتا ہون
ہمدم و دوست ہی کوئی نہ کوئی مونس و یار
شہر سے گاہ نکل جاتا ہون صحرا کیطرف
کیونکر اس خانۂ ویران کو مین آباد کرون
آپ رسوا تو ہوئے اور کسے رسوا کیجیے
کہنا دشمن کو بھی دشمن ہمین کیا لازم ہی
کشور حسن بتان جب تلک آباد رہے

لاکھون ٹھوکر کھاتے ہین پے ہین ابھی چیز نئی
اسنے وامق کو کیا تھا عذرا نے مفتون
اب ترستا ہی دل آرام کو آرام کہان
دل آغشتہ بخون آتا ہی تا لب نالا
دھیان کرتا تھا نہ اُسکے رخ و کاکل کیطرف
شب تاریک سے بدتر ہی مرا دل واللہ
زلف جانان کے عوض مشک کی بو کیا کم تھی
آب شمشیر سے بہتر تھی شہادت پانی
برچھیان کھائی تھین اُن پلکون سے یہ سہنا تھا
قتل ہر دم کو نگاہوں نگے ہین سو خنجر تیز
شوخی چشم غزالان پہ نظر کرنی تھی
مار کر ہم کو جلاتا تو بھی کیا مقدور
شب تاریک مین انجم پہ نظر کرتے کاش
اُسکی گردن کی صفائی پہ عبث دل پھسلا
دیکھنا آئنہ تھا مجکو بجائے سینہ
لطف یہ پنجۂ مرجان سے کرتے حاصل
کر دیا عشق نے پامال سراپا مجکو
جو مرض مجکو ہی ایسا کوئی بیمار نہ ہو
عشق کے نام سے اب تو مجھے تپ آتی ہی
اس بلندی سے گرا ہون کہ سنبھلنا معلوم
مسکراتا ہی اگر غنچہ تو رو دیتا ہون
نکہت گل بھی مجھے کرتی ہی آشفتہ دماغ
اور کبھی سرو کے گلے لگ کے روتا ہون
کچھ عجب طرح بسر ہوتے ہین اب لیل و نہار
صورت سیل کبھی جاتا ہون دریا کیطرف
کون سنتا ہی کہان جا کے مین فریاد کرون
شکوۂ دوست جو کیجے تو بھلا کیا کیجے
جور معشوق تو نا عاشق کو وفا لازم ہی
وہ وفا کیجے کہ عالم مین بہت یاد رہے

بعد پڑھنے اس مسدس کے سوز محبت ملکہ مہر نگار نے دل ایسا جلایا کہ حمزۂ صاحبقران کو فرش خواب پر مطلق چین نہ آیا آخر بیتاب و بیقرار ہو کے بستر سے اُٹھے اور اُسی شب روی پہنکر برائے علاج درد دل

اپنے مسیحا کے مکان کی طرف یہ غزل بزرد پڑھتے ہوئے چلے غزل

خندۂ گل نالۂ شیون ہوا — ہر بنیاد ... سے جنون
ہم پہ کب احسان میرا ہون ہوا — ایک عالم ہے شہید تیغ ناز
اب گریہ آگ پر روغن ہوا — گر نہین تسلیم عشق شعلہ رو

پنبہ دامن قبیح کا دامن ہوا — بے ترے ماتم کدہ گلشن ہوا
آفت جان یار کا جوبن ہوا — مثل طفل اشک عریان ہی رہے
سوز غم سے سینہ کیون گلخن ہوا — اور بھڑکی رونے سے دل کی لگی

حمزۂ صاحبقران تو غزل پڑھتے ہوئے ایوان ملکۂ مہر نگار کی طرف چلے آتے ہین لیکن اب حال ملکۂ مہر نگار سے آراستگی بزم بیان کیا جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ اسی شب کو قتانہ نے ملکۂ مہر نگار سے بامید تشریف آوری حمزۂ صاحبقران دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت دل میرا یہ چاہتا ہے کہ حضور کو مثل عروس کے بناؤن سرمہ چشم نرگسی مین لگاؤن زلفین جو سراسر پریشان ہین شانے سے بناؤن ہاتھون مین مہندی لگاؤن پوشاک نفیس و رنگین پہناؤن عطر سہاگ پیرہن حضور مین لگاؤن بزم عشرت آراستہ کرون ملکۂ مہر نگار نے بہ ناز و ادا مسکرا کے فرمایا کہ ای قتانہ آج اسقدر میرے حال پر مہربانی کی کیا وجہ ہے کیون مین لباس رنگین زیب تن کرون ہاتھون مین مہندی کسواسطے ملون گیسوے عنبرین شانے سے کیون سنوارون یہ سادی پوشاک تن سے کیون اتارون کیا مجھے اپنے تئین کسی کو دکھانا ہے یا کسی کو اپنے پاس بلانا ہے قتانہ نے ہنسکر عرض کیا کہ حضور پوشاک تو تبدیل کرین بناؤ سنگار کو برین اگر حضور کسی کو نہ بلائینگی تو دیکھنے والے خود آکر حضور کا جمال جہان آرا دیکھین گے باعث ہماری مسرت کا ہوگا یہ کہکر قتانہ نے ملکۂ مہر نگار کو آرائش و زیور و لباس رنگین سے اس طرح آراستہ کیا کہ آئینۂ حسن و صورت ملکۂ مہر نگار دیکھ کے حیران ہوا اور ماہ درخشان تجلی روے پرنور ملکۂ مہر نگار کو دیکھ کے متعجب ہوا جب قتانہ کو آرائش و زیب ملکۂ مہر نگار سے فرصت ہوئی اسوقت بعنوان شایستہ انواع و اقسام کے تکلفات سے اور جام و شیشہ مے سے ایسا بزم کو آراستہ کیا کہ بزم جمشیدی بھی آگے اس بزم کے کچھ حقیقت نہ رکھتی تھی جب قتانہ بزم کو بخوبی آراستہ کر چکی اسوقت قتانہ نے سوا سرہ مصری کے کسی کو پاس ملکۂ مہر نگار کے بیٹھنے نہ دیا جب سب شاہزادیان چلی گئین اسوقت قتانہ ملکۂ مہر نگار سے عرض کرنے لگی کہ ای ملکۂ عالم اگر آج کی شب حمزۂ صاحبقران حضور کے عشق مین بیقرار ہوکے یہان آئین تو انکو اپنے پاس بٹھائیے گا جام شراب اپنے ہاتھ سے پلائیے گا حال درد دل انکا سنئیے گا اپنے دل کی کیفیت بیان فرمائیے گا شرم و حجاب زیادہ نہ کیجیے گا چپکی بیٹھی نہ رہیے گا دوپٹہ سے رخ انور نہ چھپائیے گا روے زیبا اپنا انھین دکھائیے گا لطف میکشی و ہمنشینی خوب اٹھائیے گا دیکھیے حضور اپنے عاشق صادق سے بے اعتنائی نہ کیجیے گا ملکۂ مہر نگار نے گفتگوے قتانہ سنکے بہ ناز و ادا اسطرح لفظ انکار کیا کہ مین تو انسے بات بھی نہ کرونگی نہ انکے سامنے بیٹھونگی تجھے انسے کیا مطلب اگر وہ یہان آئینگے تو تو ہی اپنے پاس اپنے پہلو مین انکو بٹھانا اور تو ہی اپنے ہاتھ سے انکو شراب پلانا اور تو ہی باتین انسے راز و نیاز کی کرنا وہ جسوقت یہان آئینگے مین فوراً چلی جاؤنگی اپنی صورت بھی انکو نہ دکھاؤنگی مجھ سے انکے پاس شرم سے بیٹھا نہ جائے گا قتانہ نے عرض کیا کہ ای ملکۂ عالم کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا یہان سے اٹھکر چلی نہ جائیے گا اپنے عاشق کو اپنی بے اعتنائی سے صدمہ نہ دیجیے گا آپ کو انکے پہلو مین بیٹھنا مبارک ہو مجکو کیا انسے الفت نہین ہے وہ میرے عاشق نہین ہین مین جسطرح حضور کی تابعدار ہون اسی طرح اب انکی بھی فرمانبردار ہون وہ آپ کے عاشق ہین آپ کو انسے الفت ہے انکے پہلو مین بیٹھنا آپ کو مناسب ہے ملکۂ مہر نگار نے فرمایا ای قتانہ اگر وہ یہان آئینگے تو مین تجھ سے ابھی سے کہے دیتی ہون شعر بھی ہم کو تو شرم آئیگی + بات بھی ہم سے کی نہ جائیگی +

قتالہ نے عرض کیا کہ آپ میری خاطر سے اُنسے باتین کیجیے گا خاموش بیٹھی نہ رہیے گا حضور کا مجھپر احسان ہوگا ورنہ مجھکو رنج ہوگا ملکہ نے کہا اے قتالہ مجھکو تیرا رنجیدہ ہونا منظور نہین ہے خیر اگر یہی خوشی ہے تو مین بیٹھی رہونگی اور اگر مجھسے بات کیجائیگی تو اُنسے ہمسخن بھی ہونگی جب یہ باتین فیمابین ملکہ مہر نگار اور قتالہ کے ہو چکین ملکہ مہر نگار حمزہ صاحبقران کا انتظار کرنے لگی اور جانب دیوار محل دیکھکر یہ شعر پڑھنے لگی شعر شکل اپنی ہم کو دکھلاؤ خدا کے واسطے * جان جاتی ہے اجی آؤ خدا کیواسطے * کبھی یہ شعر پڑھتی تھی شعر آؤ باہم شوق و ارمان دیکھ لین * تم ہمین ہم تم کو ایجان دیکھ لین * کبھی سوے بام ایوان دیکھکے اور آہ سرد کرکے مخاطب اپنے قلب و جگر سے ہوکے یہ شعر پڑھتی تھی شعر تڑپتے ہو عبث بیتاب ہو بیکار قلق ہین * نہ اب تشریف وہ لائینگے اے قلب و جگر تسکنو * کبھی خیال حمزہ صاحبقران مین یہ شعر پڑھتی تھی شعر تمھارے شوق سے خالی نہین ہے دل میرا * ہوس ہے بوسون کی بھی وصل کی ہوا بھی ہے * کبھی حسرت دیدار حمزہ صاحبقران مین یہ شعر پڑھتی تھی شعر دکھلائین آپ اگر رخ پر نور اک نظر * آگاہ ہم بھی ہون شہرت آفتاب سے * کبھی افسوس کرکے یہ شعر کہتی تھی شعر دل مین ارمانون کے مرنے سے جگر ہے داغدار * یہ نئی تربت بنین گنج شہیدان کے قریب * کبھی جانب بام محل نظر کرکے یہ شعر پڑھتی تھی شعر جلوہ گر ہون بام پر گر وہ تو دیکھین اک نظر * حسرت دیدار ہے موسیٰ ہمیر کی طرح * کبھی درد دل سے بیتاب ہو کر یہ شعر پڑھتی تھین شعر ہونٹھ تپ دم ہے ہجر کی تلخی سے اے مسیح * اب تو پلادے وصل کی مجکو دوا لذیذ * کبھی بیتاب و بیقرار ہوکے یہ اشعار آبدار اپنی زبان پر جاری کرتی تھی

اشعار

شمع ہے لوا ستمگر دل مرا پروانہ ہے
ہے وہ گلشن داغہاے یاس سینہ مرا
لقا رجان ہے اسکی قیمت نقد دل بیعانہ ہے

رات دن جو ہے تصور گیسوے شبرنگ کا
مرہم زنگار جس مین سبزۂ بیگانہ ہے

رنج اٹھاکر جھالتا ہے پھر بلا لیتا ہے شوق
پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہے
ہیرے یوسف کی خریداری عزیزو ہے محال

یہ اشعار ملکہ مہر نگار پڑھکر اشکبار ہوئی ملکہ زہرہ مصری نے عرض کیا اے ملکۂ عالم استقدر گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری ہجر حمزہ صاحبقران ذیشان مین نہ کیجیے براے فرحت دل ایک جام بادۂ گلگون پیجیے ملکہ مہر نگار نے اشکبار ہوکر یہ قطعہ پڑھا قطعہ تب میکشی کا لطف ہے ہو رات چاندنی اور رنگ زرد ساقی مست شباب سرخ * ابر سیہ چمن مین چھایا کھلین ہون گل * پیش نظر ہو سبزہ قدح مین شراب سرخ * بعد پڑھنے اس قطعہ کے ملکہ مہر نگار نے عجیب حسرت و یاس سے یہ شعر پڑھا شعر ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہم کو * نہ اُسے یاد رہے ہم نہ اسے یاد رہے * قتالہ نے عرض کیا اے ملکۂ عالم جہانتک ہوسکے گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری نہ کیجیے دل کو بہلائیے آتش عشق سے سینہ نہ جلائیے ہرچند کہ یہ عشق وہ بُری بلا ہے کہ دشمن بھی اس بلا مین مبتلا نہ ہو کوئی دانا اسکے دام مین گرفتار نہ ہو لیکن انسان کو لازم ہے کہ اس مرض مین مبتلا ہونے سے پرہیز کرے ہمیشہ عشق کی راہ سے گریز کرے یہ وہ موذی ہے کہ اسکا کاٹا ہوا آب نہ مانگتا ہے یہ وہ قہر کا دریا ہے کہ اسکا شناور ساحل زندگی پر کمتر پہونچتا ہے اور یہ وہ زہر ہے کہ ایک قطرہ جسکا دل و جگر کو پاش پاش کر دیتا ہے یہ وہ ظالم ہے کہ اسکو جوانون اور حسینون پر ذرا رحم نہین آتا ہے صدہا خوبرو جوانون کو اسی جفا جو نے بہ ظلم و ستم ہلاک کیا ہے ہزارہا نازنینان غنچہ دہن اور گل پیرہن کو اسی سفاک نے پیوند خاک کیا ہے فی الحال حضور پر حضرت عشق کی عنایت ہوئی ہے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے

مسدس

مدعا ہے اشک روان ضبط سے گھبراتا ہون
ہاے کیا آگ لگی ہے کہ جلا جاتا ہون

آتش عشق کی گرمی سے پھُکا جاتا ہون
سرد ہوتی نہین اس سینۂ دل زار کی آگ

سوزش داغ کی مین تاب نہین لاتا ہون
پھونک دی ہے عشق نے کس شعلۂ رخسار کی آگ

ظلمت دلکو کیا عشق نے جب نور سے کم
سنیے آتے ہین جوانی کے عجب پیچ ہین ہم
خلق ہین سبکے لیے عشق کا دین زیبا ہی
عشق کا خاتم خاطر پہ نگین زیبا ہی
حسن اور عشق نہوتے جو عیان دنیا مین
دیکھتے لطف نہ کچھ پیر و جوان دنیا مین
عشق بانی نہ اگر جلوہ گری دکھلاتا
پردۂ چشم نہ اشکون سے تری دکھلاتا
دل مجنون کو اگر عشق کا آتا نہ پیام
کبھی شیرین کی جدائی مین نہ ہوتا وہ تمام
گرمی عشق دلون مین نہ اگر کرتی راہ
ماہ کنعان کی زلیخا کو نہوتی پھر چاہ
کشش شوق ہی اس عشق کے عالم سے جدا
سو جگہ اسنے دل سنگ کو بھی موم کیا
کس مصیبت مین گرفتار ہی جان غمگین
ایک ہی جان سوا ان دونون سے بچنے کی نہین
حسن اور عشق کی نسبت مین کرون کیا گفتار
انکھین دونون نے جگر پھونکے ہین بید و شعار
انکی خلقت مین قیامت کی شرر خیزی ہی
سامنے انکے ہر آتش کی عرق ریزی ہی
حسن اور عشق ہین دست و گریبان دونون
پھونک دیتے ہین یہی آتش پنہان دونون
حسن ہی باغ تو یہ عشق ہی اُس مین گلچین
لالہ ہی کوئی خوش آیندہ کوئی ہی نسرین
جسکو سب کہتے ہین دنیا مین خزان اور بہار
یونہین گلفامونکی ہین گرد ہزارون اغیار
یا الٰہی رہے سر سبز ہمیشہ یہ چمن
رشک گل وہ ہین کہ پھولونسے بھی نازک ہین بدن
تیری قدرت کے تماشے ہین یہ ای رب کریم
ایک یہ عشق ہی سو رنگ سے ہر دل مین مقیم
سمجھے ہین گے اسکو وہی جنکو ہی فہم و ذکا

جانان آئینہ کی صورت نظر آیا عالم
دل کا پہلے نظر آتا تھا الجھنا مشکل
عشق ہی کونسی یہان شان نہین زیبا ہی
دولت عشق جو عالم مین فراوان ہوجاے
ہوتے ظاہر نہ کبھی راز نہان دنیا مین
ہر بشر مغتنم اس راہنما کو سمجھے
کبھی مہتاب نہ داغ جگری دکھلاتا
دل نہ یون شیفتۂ زہرہ شمائل ہوتے
کبھی بھولے سے بھی لیتا نہ وہ لیلی کا نام
سبکو عالم مین عجب عشق کی سرکار ملی
شمع پر کرتا نہ پروانہ بھی جلنے کے نگاہ
عشق گر چاند کی صورت نہ عیان ہوجاتا
جذب ہر شی مین کیا حق نے اسی سے پیدا
گل اسی سے کسی جی کو نہین وہ آفت ہی
کسی صورت نہین ہوتی اُسے دم بھر تسکین
کر رہے ہین دل نالان مین یہ آفت برپا
حسن خلقت مین اگر نور ہی تو عشق ہی نار
شعلہ انگیز ہین یہ شعبدہ پرداز ہین یہ
انکی آتش مین ہر اک دل کی بڑی تیزی ہی
کچھ عجب ڈھنگ کی گرمی یہ دکھا دیتے ہین
ہر جگہ ہین یہ نئے سلسلہ جنبان دونون
ڈھنگ بڑھنگ زمانے مین عجب ہوتے ہین
گل کے مانند شگفتہ ہین ہزارون حسین
رنگ سو طرح کے ہین وضع ہزار انکی ہی
ہجر اور وصل ہی وہ اسمین نہین شک زنہار
باغ مین پھولون کے اقرار صبا صادق ہی
حسن کا صرف خزان ہو نہ کبھی یہ گلشن
مثل گل کوئی گل اندام نہ پژمردہ ہو
حسن اور عشق کی ہر جا پہ نئی ہی تقسیم
نئی صورت کے سُنے ہم نے فسانے ہر جا
عشق کے واسطے دل سینۂ عاشق مین ہی

حسن دکھلانے لگا اپنے تماشے پیہم
کھل گیا اب کہ الجھکر ہی سلجھنا مشکل
گر کہین ہم خضر راہ لقا ہین زیبا ہی
کیا عجب ہی کہ ہر اک مور سلیمان ہوجائے
جی کے آرام کا ملتا نہ نشان دنیا مین
خلقت عشق سے بندے بھی خدا کو سمجھے
حسن گر شیشۂ دل مین نہ پری دکھلاتا
نہ فرشتے بھی غریق چہ بابل ہوتے
دل فرہاد مین کرتا نہ اگر عشق مقام
گر ملا یار تمنا سے دل زار ملی
محو گل پر دل بلبل بھی نہ ہوتا واللہ
جلوۂ ماہ سے کیون چاک کتان ہوجاتا
آشکارا ہی اسی سے کشش کاہ رُبا
چھوڑتا عشق کسی کو نہین وہ آفت ہی
حسن اور عشق سے بھی دشمن جان ہونگے کہین
صحبت شعلہ و خس سے ہی قیامت برپا
گرم ان دونونکی گرمی کا بہت ہی بازار
خرمن صبر کو برق شرر انداز ہین یہ
ہر جگہ انکی نئی اک شرر انگیزی ہی
جگر و دل یہی لے آگ جلا دیتے ہین
فتنہ پرداز ہین غارت گر ایمان دونون
انسے نیرنگ زمانے مین عجب ہوتے ہین
ہی تماشہ کہ نئی طرح ہی سب کی تزئین
چشم بد دور کہ کیا خوب بہار انکی ہی
جس روش پھولونکی ہین ساتھ گلستان مین ہزار
یان ہوا سے نفس سرد دل عاشق سے
ہو کسی طرح سے دل تنگ نہ اک غنچہ دہن
باد غم سے دل عشاق نہ افسردہ ہو
چشم خونبار کہین ہی تو کہین دل ہی دو نیم
دل بنے تیر ملامت کے نشانے ہر جا
چشم اسواسطے ہی حسن کا دیکھے جلوا

اس لیے گوش ہین معشوق کے تا آکے صدا
عشق کو یہ نہ سمجھتے تھے ستم توڑے گا
جوڑ یہ تفرقہ انداز بہت جوڑے گا
عشق وہ ہی کہ ہر اک دل مین جگہ اسکی ہے
مٹ گیا اُسکا نشان تاک سے جسکی سے ہے

دست عاشق ہین ایسی زلف کے سلجھانیکو
نوجوانی مین یہ جیتا نہ ہمین چھوڑے گا
لاکھ جادو لکو نئے دام مین اُلجھائے گا
کیمیا سے بھی سوا قدر اسی مس کی ہے
گھاٹ سے موت کے کیا پار اُتارا اُسنے

پاؤن ہین کوچۂ محبوب تلک جانے کو
کب خبر تھی صفت آبلہ دل پھوڑیگا
چشم عاشق کو نئے پیچ یہ بھلائے گا
جان اس ظلم کے ناوک سے بچی کسکی ہے
جیتے جی سیکڑون کو مار اُتارا اُسنے

بس ای ملکۂ مہر نگار یہ عشق خانہ خراب جہان کا عذاب ہی اب تو مرغ دل آپ کا اسیر دام عشق ہوگیا ہی رہائی دام عشق سے بسا مشکل ہی لیکن بظاہر اس عشق کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہی کیونکہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران آپ سے زیادہ آپ کے عشق مین بیتاب و بیقرار ہونگے اور نہایت ہی گریان اور اشکبار ہونگے ہر ایک دم اُنکو آپ ہی کا خیال ہوگا آپ ہی کی جدائی کا رنج و ملال ہوگا دل اُنکا ہجر مین آپ کے بیقرار ہوگا دیدۂ پُرنم اشکبار ہوگا حال اُنکا آپ کے فراق مین تباہ ہوگا روز روشن اُنکی نظر مین تاریک و سیاہ ہوگا بلکہ خواب پر اُنکو کسی پہلو قرار نہ آتا ہوگا عجب نہین کہ وہ یہ شعر پڑھتے ہون شعر درد قلب و جگر سے ہون مین طپان * چین آتا نہین کسی کروٹ ÷ ای ملکۂ عالم مجکو یہ یقین ہی کہ آپ کی جدائی مین جب کوئی اُنکے روبرو آب و طعام لاتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ یہ طعام گرم کھائیے اور یہ آب سرد پیجیے تو وہ اشکبار و بیقرار ہوکے اور اُس سے مخاطب ہوکے اور اکل و شرب پر توجہ نہ کرکے یہ شعر پڑھتے ہونگے شعر دانہ ہاے اشک اور خون جگر قوت کی شب * بس یہی آب و غذاے عاشق جانباز ہی ÷ اور جسوقت وہ آپ کے تصور مین روتے ہونگے تو ضرور یہ شعر پڑھتے ہونگے شعر بھر آئے دل تمھارا بھی سبھی روتے اگر دیکھو * کلیجہ تھام لیا ہین جو میری ای قمر سُنلو ÷ اور جب آپکی فرقت مین آہین گرم کرتے ہونگے تو یقیناً یہ شعر زبان پر جاری کرتے ہونگے شعر مرجھا نہ جاے آہ سے فرقت مین دل مرا * پژمردہ اس ہوا سے کہین یہ کلی نہ ہو ÷ ای ملکۂ عالم اُنکو آپ کے جدائی مین رات کو ذرا بھی نیند نہ آتی ہوگی تمام شب گریہ و زاری اور اختر شماری مین بسر ہوتی ہوگی دن کو بھی کسی جگہ مسرور اور شاد نہ بیٹھتے ہونگے طبیعت مثل زلف بتان پریشان رہتی ہوگی عقل صورت آئینہ حیران رہتی ہوگی حواس خمسہ بجا نہ رہتے ہونگے صدمہ آپ کی جدائی کا دل پر سہتے ہونگے حضور کے عشق مین اُنکو جنون ہوگیا ہوگا سراپا کا ہوش نہوگا گریبان تا دامن چاک ہوگا دیوانون کی طرح باتین کرتے ہونگے سودائیون کے مانند پھرا کرتے ہونگے اگر کوئی اُنکی یہ کیفیت دیکھتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ شغل میکشی کیجیے ذرا دل بہلائیے شراب پیجیے تو کیا عجب ہی کہ وہ اُسوقت یہ شعر پڑھتے ہونگے شعر ہون کیا شریک دورۂ مے بیچ یار مین * خون جگر ہی مجکو مئے ارغوان نہین ÷ ای ملکۂ عالم غرض میری اس تقریر سے یہ ہی کہ حضور آپ معشوق یکتا ہین ہر چند کہ خود ہی آپ انپر مائل ہین لیکن وہ آپ کے عاشق ہین اور عاشق کو بغیر وصل معشوق کے کسی طرح چین و آرام ایک لمحہ بھی نہین آتا ہی بس وہ ضرور بالضرور نالان و گریان با حال پریشان بزم حضور مین آئینگے اور طالب وصل ہونگے تمناے دل حضور ضرور بر آئیگی جب اس طرح فتنہ نے ملکۂ مہر نگار کو سمجھایا اُسوقت ملکۂ مہر نگار کی نالہ و بیقراری اور گریہ و زاری کم ہوئی اور جانب بام بہ نگاہ و حسرت دیکھنے لگی جب حمزۂ صاحبقران مضطر و گریان اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے باغ مراد مین پہونچے فوراً کمند دیوار محل پر ڈال کر بذریعہ کمند دیوار محل پر آئے پھر دیوار سے کوٹھے پر آئے جو زیر بام یہ شوقی تمام نظر کی دیکھا کہ بعنوان شایستہ و بطرز شاہانہ

بزم آراستہ ہی فرش نفیس بچھا ہوا ہی گلدستہ ہائے رنگارنگ جابجا قرینے سے رکھے ہین اسباب میکشی بھی موجود
ہی جھاڑ اور کنول اور مردنگ وغیرہ اسقدر روشن ہین کہ کثرت روشنی سے بزم پُرنور ہی دو نازنین قریب ملکہ
مہرنگار بصد ادب بیٹھی ہین اور ملکہ مہرنگار بناؤ سنگار کیے ہوئے اور لباس رنگین نہایت نفیس و نادر
پرزر پہنے ہوئے تخت جواہر نگار پر بہ ہزار ناز و ادا بیٹھی ہی حسن عالم کش اور زلف دلفریب ہی لباس سرخ جو زیب
تن ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ آفتاب تابان شفق مین جلوہ گر ہی حمزۂ صاحبقران نے حسن وے ملکہ مہرنگار
پر نظر کرکے ایک آہ کی اور بے اختیار زمین پر گرکے بصد فغان یہ اشعار پڑھے اشعار جز فغان اور منھ سے کیا
نکلے ؛ پوشش نے درد آشنا ہون مین ؛ آخر ہون گا اجل جب آئیگی ؛ اب تو در پر تیرے پڑا ہون مین ؛
چونکہ ملکہ مہرنگار جانب بام دیکھ رہی تھی اب صدائے گریہ سُنکے یہ خیال کرنے لگی کہ یقیناً حمزۂ
صاحبقران بام پر آئے ہین میرے عشق مین رو رہے ہین یہ خیال کرکے اور مسکرا کے فتانہ سے
کہنے لگی کہ اے فتانہ ذرا دیکھ تو بام پر کون نوحہ گر ہی اور یہ کس دلریش کی صدائے گریہ ہی کہ جسکے سننے سے میرا
دل بیتاب و بیقرار ہوگیا ہی فتانہ یہ تقریر ملکہ مہرنگار کی سُنکے مسکراتی ہوئی اور صحن ایوان مین
کھڑی ہوکر بہ شوخی و شرارت حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر آہستہ سے اسطرح پوچھنے لگی کہ
آپ کون صاحب ہین کہان سے تشریف لائے ہین یہان کیون آئے ہین آپ کا یہان کیا کام ہی فرمائیے
آپ کا کیا نام ہی باعث گریہ و زاری اور سبب بیتابی و بیقراری کیا ہی کس کی جستجو ہی کس سے ملنے کی آرزو ہی
یہ ایوان شہنشاہ نوشیروان ہی واقف اس سے ہر ایک خرد و کلان ہی آپ محل شہنشاہ مین دلیرانہ چلے
آئے کچھ خوف اپنے دل مین نہ لائے اگر آپ کو کسی سرکش اور جفاجو نے ستایا ہی تو شہنشاہ نوشیروان
سے صبح کو جاکر فریاد کیجیے گا شہنشاہ نہایت عادل و منصف ہین آپ کی داد کو پہونچین گے یہان آپ کا تشریف
لانا اور فریاد کرنا بیکار ہوا یہان کوئی آپ کی فریاد نہ سنیگا پس بہتر یہ ہی کہ یہان سے تشریف لیجائیے رات کا
وقت ہی باغ مراد کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائیے حمزۂ صاحبقران نے اُٹھکے فرمایا کہ اے نازنین مین ایک
بندۂ خدا ہون خاص و عام مجکو حمزۂ صاحبقران کہتے ہین میرے لشکر کے سرہنگ نامی کل گرفتار ہوگئے
تھے آج مین اُنکو رہا کرنے کو آیا ہون اس ایوان مین اُنھین کو دیکھ رہا تھا اور تلاش اُنکی کر رہا تھا ناگاہ
تم نیچے سے آئین اکثر باتین تم نے مجکو شوخی و شرارت سے سُنائین معلوم ہوا کہ تم بڑی چرب زبان
ہو اور کسی کی بھیجی ہوئی اور گھبرائی ہوئی آئی ہو فتانہ یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی سُنکے اور کچھ سمجھ
کے جھینپ گئی اور پھر حمزۂ صاحبقران سے یہ کہنے لگی کہ اگر آپ کو عیار کی جستجو ہی تو یہان آئیے
ہم آپ کو صورت عیار کی دکھا دینگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے اپنے عیار کو خود دیکھ لیا ہی
اب تم کیا دکھاؤ گی فتانہ نے کہا جس عیار کو آپ نے دیکھا ہی یہ عیار وہ عیار ہی کہ اسکے کمند گیسو
مین گرفتار ہوکے رہا ہونا مشکل ہی یہ وہ ہوشیار اور چالاک عیار ہی کہ عاقل بھی اسکے سامنے ایک
نادان اور بیوقوف ہی اور یہ وہ عیار بے نظیر ہی کہ اسکے حسن کو دیکھکے انسان بیہوش ہوجاتا ہی
اور یہ وہ عیار طرار ہی کہ اسکے خنجر ابرو کے اشارے سے دل انسان کا مجروح ہوجاتا ہی اور حال
رنگ و روغن اس عیار کے چہرے سے آشکار ہی فتانہ یہ تقریر کرکے بام ایوان سے حمزۂ
صاحبقران کو لے کر چلی اثنائے راہ مین حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگی کہ اے حمزۂ صاحبقران

آپ کو معلوم ہو کہ جب مین نے آپ کی تعریف ملکہ مہر نگار سے بہت کی ہے اور منت اور خوشامد بھی کی ہے اسوقت
ملکہ مہر نگار آپ کے بلا لینے اور پاس بٹھانے پر راضی ہوئی ہے اگر آپ انصاف کیجیے تو مین نے کار نمایان کیا ہے
مین مستحق انعام کثیر ہون حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ اے فتانہ فی الحقیقت تم نے ایسی خبر سنائی ہے کہ
مجھ بیجان مین جان آگئی ہے تم نے بڑا کام کیا ہمارا دل تم سے نہایت خوش ہوا جو تم کہو وہ ہم تم کو دین تم نے ہمین
خوش کیا ہے ہم تم کو شاد و شاد کرین جو آرزو تمھاری ہو وہ بر لائین غرض حمزہ صاحبقران اسی طرح سے فتانہ سے
بخوشی باتین کرتے ہوئے قریب ملکہ مہر نگار پہونچے ملکہ مہر نگار حمزہ صاحبقران کو دور سے دیکھکر نہایت
مسرور ہوئی چونکہ تعظیم حمزہ صاحبقران کی کرنا ملکہ مہر نگار کو منظور ہوئی اسوجہ سے بہ بہانہ شرم و حیا تخت
سے اٹھی اور منھ چھپا کر تخت سے اتر کر ایک حجرہ کی طرف واسطے پوشیدہ ہونے کے چلی اتنی دیر مین فتانہ
قریب ملکہ مہر نگار پہونچ گئی اور ملکہ مہر نگار کو سمجھا کر جو مسند کہ قبل سے بچھا رکھی تھی وہان بٹھایا اور حمزہ
صاحبقران کو بھی پہلوے ملکہ مہر نگار مین اسی مسند پر بٹھایا راوی کہتا ہے کہ جب عاشق و معشوق
اور طالب و مطلوب دونون ایک مسند پر بیٹھے اسوقت ایک سا برج مین دو اختر تابان و درخشان یا مہر و ماہ دیکھنے
والون کو نظر آتے تھے شعر یکی شمس آفاق نور و جلال ❊ یکی شمسہ بارگاہ جمال ❊ اسوقت طالب و مطلوب
کی خوشی و خرمی کا حال کیا بیان کیا جائے ہر ایک کا غنچہ دل کثرت سے شگفتہ تھا ایک دوسرے کا
محو دیدار تھا ہر ایک کے دل بیتاب کو قرار تھا ملکہ مہر نگار دزدیدہ نظر سے بار بار رخ حمزہ صاحبقران کو
دیکھتی تھی کبھی ناز و ادا سے منھ دوپٹہ سے چھپاتی تھی لاطرہ ضبط کرتی تھی مگر بے اختیار ہنسے دیتی تھی کبھی پہلو سے
حمزہ صاحبقران سے بوجہ شرم و حیا کے سرکتی تھی گاہ حسرت ہم آغوشی سے پہلو بپہلوے حمزہ صاحبقران
سے ہٹکتی تھی کبھی دوپٹے سے اپنے سینہ کو حمزہ صاحبقران کو نامحرم خیال کرکے چھپاتی تھی دست و پا کانپتے جاتے
تھے پسینے مین تن نازک سراپا تر تھا مثل ہلال سر جھکائے بیٹھی تھی حمزہ صاحبقران بھی ہمنشینی ملکہ مہر نگار
سے نہایت خوش تھے آثار مسرت چہرہ سے عیان تھے اسوقت حمزہ صاحبقران کا دل یہی چاہتا تھا کہ ملکہ
مہر نگار کے رخسار رنگین کے بوسے لیجیے اور آغوش مین کھینچکر مدعاے دل حاصل کیجیے جب فتانہ نے دیکھا کہ عاشق
و معشوق ایسے باہم محو دیدار ہین گویا انکو ہوش نہین ہے اور ساکت اور صامت بیٹھے ہین کچھ باتین راز و نیاز
کی نہین کرتے ہین یہ رنگ فتانہ دیکھکر اٹھی اور جام و شیشہ لائی اور روبروے ملکہ مہر نگار رکھکر
دست بستہ عرض کرنے لگی کہ اے ملکہ عالم حیا و غیرت ہو چکی اب جام شراب اپنے ہاتھ سے حمزہ صاحبقران
کو پلایئے شرم سے جھکی نہ جایئے ہنسیے کچھ باتین کیجیے اپنے مہمان کی خاطر کیجیے انکے دل کو خوش کیجیے آپ ہی کے
اشتیاق مین یہ یہانتک آئے ہین انکی خاطر شکنی کرنا آپ کو مناسب نہین ہے آجکی صحبت کو غنیمت ہے شعر
غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس مین اے نادان ❊ دگرگون حال ہو جاتا ہے اک دم مین زمانے کا ❊ جسوقت
یہ تقریر فتانہ نے کی اسوقت ملکہ مہر نگار نے بموجب کہنے فتانہ کے بہ ہزار ناز و ادا اپنے دست رنگین و
نازک سے جام بلورین مین شراب بھری اور کثرت شرم و حیا سے منھ چھپا کر اور جام اٹھا کر بطرف حمزہ صاحبقران
کے بڑھایا فتانہ نے مسکرا کر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا لیجیے حضور مبارک ہو کہ ملکہ عالم اپنے ہاتھ سے
آپ کو جام بادہ ناب دیتی ہین حقیقت تو یہ ہے کہ عاشق نوازی کرتی ہین ورنہ ملکہ عالم بھی جام شراب اپنے
ہاتھ سے نہ دیتین ہر چند فتانہ نے حمزہ صاحبقران سے جام شراب کے پلینے کو کہا اور ملکہ مہر نگار نے

جام شراب سے پر کروا کے جام دینے کے ہاتھ بڑھایا لیکن حمزہ صاحبقران نے شراب نہ پی اسوقت فتانہ
متحیر اور متعجب ہوکے حمزہ صاحبقران سے پوچھا کہ کیا سبب ہے جو آپ خمر گلگون نہیں پیتے حمزہ صاحبقران
نے فرمایا اے فتانہ آگاہ ہو کہ میں مسلمان ہوں اور تم مسلمان نہیں ہو اسوجہ سے میں شراب نہیں پیتا ہوں جسوقت
یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی ملکہ مہر نگار نے سُنی فوراً فتانہ کو اپنے معتقدین سے اشارے سے بلا کر نہایت
آہستہ سے کہا کہ اے فتانہ ذرا تو انسے یہ تو پوچھ کہ تمھارا خدا کون ہے کیا ہمارے خدا سے جسکی ہم پرستش کرتے ہیں انکا
خدا کوئی اور ہے فتانہ نے بموجب فرمانے ملکہ مہر نگار کے حمزہ صاحبقران سے یہ عرض کیا کہ حضور ملکہ عالم
آپ سے یہ کہتی ہیں کہ ہمارے خدا سے کیا آپ کا خدا علیحدہ ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا خدا وہ ہے جسکی شان
میں یہ چند اشعار ہیں اشعار

مہ و خورشید و سایہ کو فلک وار
عدم سے عالم ہستی میں لایا
کیا پیدا الشان ہے بے نشان کا
بنایا خاک ویرانہ کسی کو
دکھائے جلوہ ہائے حسن خوبان
مٹائیں صورتیں کیا کیا بنا کے

بنایا جسنے کن سے دو جہان کو
سکھایا بے قدم انداز رفتار
جہان میں اہل بینش کے عجب کو
دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
کسی کو عشق کی لذت عطا کی
بنایا سو رہبت آئینہ حیران
نہ غافل ہے نہ ہے فرزانہ باقی

کیا پیدا زمین و آسمان کو
بلند و پست سب اسنے بنایا
وصال و ہجر بخشا روز و شب کو
دیا سامان شاہانہ کسی کو
مزا دیتی رہی اندوہنا کی
چھپائے سیکڑوں جلوے دکھا کے
فقط عالم میں ہے افسانہ باقی

اے فتانہ آگاہ ہو کہ مخلوقات خدا سے آگ بھی ہے اسکی پرستش کرنا ناروا ہے سراسر کفر ہے اگر بہ نظر غور و تامل تم
دیکھو تو آگ ایک بے ثبات ہے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے تمھارا یہ کیسا خدا ہے کہ اپنے ایک مخلوق سے مغلوب ہوجاتا
ہے بلکہ معدوم ہو جاتا ہے پس تم کو اگر خوشی ہماری مدنظر ہے تو دین اسلام اختیار کرو خالق کون و مکان کو اپنا خدا
جانو اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنا پیمبر جانو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جسوقت تم اور تمھاری ملکہ
مسلمان ہونگی تب اُسوقت شراب پیئیں گے بغیر اسکے کسی طرح شراب نہ پیئیں گے راوی کہتا ہے کہ حمزہ صاحبقران
نے جب اس طرح توحید پروردگار روبروے ملکہ مہر نگار بیان کی اول تو ملکہ مہر نگار نے یہ خیال کیا کہ بیشک
آتش لائق پرستش نہیں ہے دوسرے یہ کہ اگر میں دین اسلام اختیار نہیں کرتی ہوں تو حمزہ صاحبقران کو
رنج ہوگا اور میری مراد دلی یقیناً حاصل نہ ہوگی یہ خیال کرکے ملکہ مہر نگار نے فتانہ سے آہستہ کہا کہ اے
فتانہ انسے ذرا یہ تو پوچھ کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو کیونکر مسلمان ہو فتانہ نے موافق ارشاد ملکہ مہر نگار کے
حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ملکہ عالم پوچھتی ہیں کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو کیونکر مسلمان ہو حمزہ
صاحبقران نے فرمایا کہ صدق دل سے کلمہ پڑھے پروردگار کی وحدانیت کا قائل ہو اسکے پیغمبر کی نبوت کا
اقرار کرے امر و نہی پر عمل کرے ملکہ نے فتانہ سے چپکے سے کہا تو انسے کہہ کہ تمھاری خوشی ہماری ملکہ کو منظور
ہے اور رنجیدہ کرنا منظور نہیں ہے اسوجہ سے مسلمان ہوتی ہیں تم کلمہ پڑھاؤ طریق دین اسلام سے ہماری ملکہ کو
آگاہ کرو فتانہ سے جو کچھ ملکہ مہر نگار نے فرمایا تھا حمزہ صاحبقران سے عرض کیا حمزہ صاحبقران نے
خوش ہوکر ملکہ کو کلمہ پڑھایا ملکہ مہر نگار صدق دل سے مسلمان ہوئی زنگ کفر جو آئینہ دل پر تھا دور ہوا
نور اسلام سے دل روشن ہوا جب ملکہ مہر نگار کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کرچکی اُسوقت فتانہ اور ملکہ بہرہ
مصری نے دین اسلام اختیار کیا اور یہ دونوں بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئیں جب فتانہ مسلمان ہوچکی

اُسوقت مسکرا کر حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگی کہ اب تو حضور جام مئے ارغوان پئیں ملکۂ عالم نے حضور کی محبت میں اپنا دین آبائی بھی ترک کیا ہم دونوں نے ملکہ کی محبت میں دین اسلام اختیار کیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تم اپنی ملکہ سے کہو وہ جام شراب مجکو دیں میں اب میکشی سے انکار نہ کرونگا ملکہ نے یہ سُنکے وہی جام شراب حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران نے خوش ہوکر شراب پی پھر حمزۂ صاحبقران نے ساغر مے لبریز کرکے اور ملکۂ مہر نگار سے مخاطب ہوکر فرمایا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ÷ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ÷ ملکہ مہر نگار نے بعالم شرم و حیا اور ناز و ادا کے جام شراب دست حمزۂ صاحبقران سے لیا اور پی پھر تو برابر دور جام بے دغدغہ انجام ہونے لگا جسوقت حمزۂ صاحبقران کو نشہ ہوا اور ملکہ نگار کو بھی نشہ ہوا پھر وہ حجاب درمیان سے اُٹھ گیا باتیں باہم راز و نیاز کی ہونے لگیں گلے اور شکوے ہونے لگے عاشق و معشوق اپنے اپنے صدمات جو ہجر میں گذرے تھے زبان پر لائے جب زہرۂ مصری اور فتانہ بزم سے ہٹ گئیں دست حمزۂ صاحبقران بیتاب سینۂ مہر نگار بے اختیار بڑھنے لگا غرض اسی طرح عنقریب صبح باہم طالب و مطلوب لطف میکشی اُٹھایا کیے اور باتیں راز و نیاز کی کیا کیے آخر حمزۂ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار سے فرمایا اب میں جاتا ہوں تھوڑی سی رات باقی ہے اگر صبح ہو جائیگی تو یہ راز کسی نہ کسی پر افشا ہو جائے گا یہ فرما کر حمزۂ صاحبقران اُٹھے ملکہ مہر نگار کو جدائی حمزۂ صاحبقران کا صدمہ ہوا اشک آنکھوں میں بھر آئے لب آشنائے نالہ و آہ ہوئے خوشی وصل مبدل بہ صدمۂ ہجر ہوئی اُسوقت ملکہ مہر نگار نے رو کے کہا شعر جاتے تو ہو پھر آؤ گے یا اب نہ آؤ گے ÷ کچھ کہتے جاؤ اس دل خانہ خراب سے ÷ حمزۂ صاحبقران نے ملکہ مہر نگار سے فرمایا کہ پھر میں آؤنگا میرے دل کو بغیر آئے ہوئے قرار نہ ہوگا یہ کہکر حمزۂ صاحبقران چلے فتانہ اور زہرہ مصری بام ایوان تک حمزۂ صاحبقران کے پہونچانے کو گئیں جب حمزۂ صاحبقران بالائے بام پہونچے وہاں سے ملاحظہ کیا کہ عنقریب زیر دیوار ایوان نوشیروان ابوالفرح زنگی کا خیمہ ہے اور اُس خیمہ میں فرخ زشت خو مع چند اپنے رفقائے ہمشرب کے بیٹھا ہے اور شراب پی رہا ہے اور سامنے اُسکے چوب خیمہ سے ابو شہاب اور ابو سعید بندھے ہوئے کھڑے ہیں ابوالفرح ان عیاروں سے پوچھ رہا ہے کہ بتاؤ تمھارے ساتھ تیسرا کون شخص تھا ابو شہاب اور ابو سعید کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ اور کوئی نہ تھا ہمیں دونوں باغ میں آئے تھے ابوالفرح برہم ہوکر عیاروں کو کوڑے سے مار رہا ہے عیار مجبور و ناچار بندھے ہوئے کوڑے کھا رہے ہیں حمزۂ صاحبقران یہ حال عیاروں کا دیکھکر جلد تر بام ایوان سے باغ میں آئے اور باغ سے نکلکر قریب خیمہ ابوالفرح زنگی پہونچکر نعرہ کیا کہ او بیحیا کیوں عیاروں کو مارتا ہے یہ کہکر قصد عیاروں کے رہا کرنے کا کیا ابوالفرح زنگی کو غصہ آیا اور تلوار کھینچکر اُٹھا اور حمزۂ صاحبقران کے قریب پہونچکے سر حمزۂ صاحبقران پر تلوار لگائی حمزۂ صاحبقران نے اُسکی تلوار کو سپر پر روک کے اور شمشیر آبدار کھینچکر ایسی تلوار اُس نابکار کے سر پر لگائی کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا لاشہ اُسکا تڑپنے لگا پھر رفقائے ابوالفرح نے بھی حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کیا حمزۂ صاحبقران نے اُن سب کو تہ تیغ کیا بعد قتل کرنے رفقائے ابوالفرح زنگی کے حمزۂ صاحبقران نے جلد تر ابو شہاب اور ابو سعید کو قید سے رہا کیا اور اپنے ہمراہ لیکر جانب تل شادکام روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ اپنے لشکر میں پہونچے اور داخل بارگاہ ہوئے جب صبح ہوئی کچھ سوار اور پیدل لاشیں ابوالفرح زنگی اور رفقائے ابوالفرح زنگی کی لیے ہوئے نالان و گریان دربار

شہنشاہ نوشیروان محل میں آئے اور بعد ادائے نماز شاہی کے یہ عرض کرنے لگے کہ شب کو کوئی ان سب کو قتل کرکے عیاروں کو قید سے رہا کرکے لیگیا نوشیروان نے بنظر حسرت لاشوں کو دیکھکر حکم کیا کہ ان لاشوں کو اُٹھا کے لیجاؤ سوار اور پیادل لاشیں اُٹھا کر دربار سے چلے گئے بعد جانے سوار اور پیادوں کے نوشیروان نے اپنے وزیر بختک سے فرمایا کہ ای بختک چند روز سے میرے پایتخت میں فتنہ و فساد برپا ہوتے ہیں اسکے دفع کرنے کی کیا تدبیر کروں اور کیا انتظام کروں کہ فتنہ و فساد برپا نہوں بختک نے اپنے ریش پر ہاتھ پھیر کے عرض کیا کہ جب تک حمزہ صاحبقران یہاں رہینگے طرح طرح کے فساد برپا ہونگے حضور یہ کام سوائے حمزہ صاحبقران کے اور کسی کا نہیں اوری وہی شب کو اپنے عیاروں کے رہا کرنے کیواسطے آئے ہونگے ابوالفرح وغیرہ نے مقابلہ کیا ہوگا آخر سب کو قتل کرکے اپنے عیاروں کو لیکر چلے گئے ہونگے نوشیروان یہ گفتگو بختک کی سنکے برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای بختک تو ایک زمانے سے میرے پسر خواندہ کا دشمن ہی اور یہی چاہتا ہی کہ وہ قتل ہوجائے اور وہ بالکل بیخطا اور بے قصور ہی مجھکو ثابت نہیں ہوتا کہ حمزہ صاحبقران ہی نے ابوالفرح وغیرہ کو قتل کیا ہی نوشیروان ابھی بختک سے یہ کہہ رہا تھا کہ ناگاہ حمزہ صاحبقران حسب دستور دربار میں آگئے اور نوشیروان کو تسلیم کرکے دنگل پر گستہم زرین کفش کے بیٹھے

داستان لانا گستہم زرین کفش کا بہرام گرد چین خاقان چین کو گرفتار کرکے اور خبر دینا تلبیس کا نوشیروان کو مع دیگر حالات

راویان اخبار اور ناقلان آثار روایت کرتے ہیں کہ نوشیروان قتل ہونے ابوالفرح زنگی و رفقا سے ابوالفرح زنگی سے رنجیدہ دربار میں تخت پر بیٹھا تھا اور دربار میں امیر و وزیر صغیر و کبیر چھ سو حکیم اور چھ سو ندیم بارہ سو بادشاہ کرسی نشین صدہا پہلوانان بیمثال رستم و سہراب خصال تیس ہزار غلامان مرصع کار و زرین کمر حاضر تھے ناگاہ تلبیس روبروے نوشیروان آیا اور بعد زمین بوسی کے اس طرح عرض کرنے لگا قطعہ تا سر زند آفتاب سرور باشی ؛ تا سحر مدہم بساغر باشی ؛ تا تاج حیات بر سر خضر بود ؛ در خانہ اقبال سکندر باشی شہنشاہ ہفت کشور فرمانروائے بحر و بر کو مبارک ہو گستہم زرین کفش جو طرف چین سے روانہ ہوا تھا اب بہرام گرد چین خاقان چین کو گرفتار کرکے لاتا ہی غلام نے سنا ہی کہ قریب مدائن کے آپہونچا ہی نوشیروان یہ خبر فرحت اثر سنکے نہایت خوش ہوا اور بختک سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ ای بختک جلد جا اور گستہم زرین کفش کو اپنے ہمراہ لے آ بختک مع چالیس ہزار غلامان مرصع کلاہ اور زرین کمر بند کے فی الفور روانہ ہوا بعد روانہ کرنے بختک کے نوشیروان نے بہزاد طوسی اور کاوش کاشانی اور لیسوس کرمانی وغیرہ سرداران نامدار کو واسطے استقبال گستہم زرین کفش کے مع فوج کثیر روانہ کیا بعد روانہ کرنے ان سرداروں کے نوشیروان نے حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہوکر فرمایا ای فرزند آگاہ ہو کہ گستہم زرین کفش عجب سردار نامی ہی مجھکو اُس سے نہایت الفت ہی دلاور بے عدیل ہی بہادر بیمثال ہی اُس سے میرے دربار کی زینت ہی گستہم جوان لائق دیکھنے کے ہی اگر تمھارا دل چاہے اور خلاف مزاج تمھارے نہو تو تم بھی جاؤ اور اُس سے راہ میں ملاقات کرو دیکھنا کیا جوان صاحب صولت و قوت ہی جسوقت یہ تقریر نوشیروان کی حمزہ صاحبقران نے سُنی اول تو گستہم زرین کفش کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا دوسرے نوشیروان کا ارشاد بجا لانا بھی ضرور تھا سوچہ سے حمزہ صاحبقران بھی مع اپنے سرداروں کے بصد شوکت و صولت روانہ ہوئے

ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ حمزہ صاحبقران تو اب روانہ ہو رہے ہیں لیکن بختک جو سب کے پہلے روانہ ہوا تھا راہ میں اُسنے خیال کیا کہ ای بختک یہی وقت ہی حمزہ صاحبقران سے انتقام لینے کا پس کوئی تدبیر کر کہ حمزہ صاحبقران ہلاک ہو جائیں غرض یہی فکر کرتا ہوا بعد قطع راہ بیرون ملک مدائن جس جگہ گستہم زرین کفش تھا پہونچا اور گستہم سے ملا گستہم زرین کفش نے پوچھا کہ ای وزیر شہنشاہ آپ کا مزاج تو اچھا ہی اور دربار شہنشاہ میں سب خرد و کلان بخیر و عافیت ہیں بختک نے ہنسکر جواب دیا کہ میں تو اچھا ہوں لیکن دربار نوشیروان میں تمھارے فرزند ناز ندہ تو ہیں مگر عافیت سے نہیں ہیں نہایت ذلیل و حقیر ہیں ایک فرزند تمھارا مرتے مرتے بچا ایک ظالم نے اُسے مار ہی ڈالا تھا گستہم زرین کفش یہ گفتگو بختک سے سنتے ہی مغموم ہوا اور متحیر ہو کر اور گھبرا کر پوچھنے لگا کہ ای وزیر شہنشاہ عالیجاہ مفصل بیان فرمائیے کہ کس نے میرے فرزند کو صدمہ پہونچایا کس نے میرے لڑکون کو سر دربار ذلیل کیا بختک نے کہا ای گستہم زرین کفش اگر تم مفصل کیفیت بھی سن لوگے تو جسنے تمھارے فرزند دلبند کو صدمہ پہونچایا ہی اُس سے تم مقابلہ نہ کرسکوگے وہ جوان نہایت شجاع اور بہادر ہی اُسکے سامنے تمھاری کچھ حقیقت نہیں ہی اگر تم اُس سے زور آزمائی کروگے تو مجھکو کامل یقین ہی کہ بھاگ جاؤگے گستہم زرین کفش نے کہا کہ وزیر شہنشاہ آپ مفصل حال تو بیان کیجیے وہ ایسا کون بہادر ہی جس سے میں مقابلہ نہ کرسکونگا اور بھاگ جاؤنگا آپکو تو میری شان میں اس طرح کہنا مناسب نہیں ہی بختک نے کہا کہ اگر تم مفصل حال پوچھتے ہو تو سنو جب تم جانب چین روانہ ہوئے تھے اُسی زمانہ میں حمزہ صاحبقران کعبہ سے مدائن میں آئے تھے اور دربار شہنشاہ میں آکر تمھارے دنگل پر بیٹھے تھے تمھارے فرزند آرد شیر کو اُنکا بیٹھنا تمھارے دنگل پر ناگوار ہوا تھا آخر تمھارے فرزند نے حمزہ صاحبقران کے پاس جا کر یہ کہا تھا کہ آپ اس دنگل سے اُٹھ جائیے اور کسی دنگل پر بیٹھیے یہ دنگل ہمارے باپ کے بیٹھنے کا ہی وہ بڑے شجاع اور بہادر ہیں پس اس دنگل پر نہ بیٹھیے حمزہ صاحبقران نے تقریر تمھارے فرزند کی سُنکے بہ قہر و غضب اس زور سے تمھارے فرزند بیچارے کے رخسارہ پر طمانچہ مارا کہ وہ سر دربار زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا چند اہل دربار اُس بیچارے کو دربار سے اُٹھا لے گئے تھے پھر آرد شیر نے کمان منگوا کر حمزہ صاحبقران کو واسطے کھینچنے کے دی تھی وہ کمان سخت بھی حمزہ صاحبقران نے توڑ ڈالی تھی تمھارے فرزند آرد شیر کا طمانچہ کھا کر عجب حال ہوا تھا رخسارہ اُسکا نیلگون ہو گیا تھا کئی دن تک عارض پر ورم رہا تھا حکما نے واسطے آماس کے کئی نسخے ضماد و تکمید کے لکھے تھے اُن نسخون کو تیار کرکے تمھارے فرزند کے رخسارے پر ضماد کیا تھا دوا کی بو تلون سے رخسارے بار بار سینکے گئے تھے اب آماس تو نہیں ہی لیکن کبھی کبھی اب بھی درد ہوتا ہی حمزہ صاحبقران تمھارے دنگل پر اب تک بیٹھتے ہیں لڑکے تمھارے دربار میں سامنے سب بہادرون کے خفیف اور ذلیل ہوتے ہیں اور یہ سبب کم قوتی کے اُن سے مقابلہ نہیں کرسکتے ہیں اب میں تم سے بھی دوستانہ نصیحت کرتا ہوں کہ تم بھی اُسنے مقابلہ نہ کرنا ورنہ تم بھی ذلیل ہوگے حمزہ صاحبقران تمھارے دست و پا توڑ ڈالینگے یا تیغ آبدار سے ایک دم میں قتل کر ڈالینگے پس تم کو مناسب ہی کہ دنگل سے ہاتھ اُٹھاؤ اپنی جان اُس شجاع سے بچاؤ اپنے فرزند سے انتقام لینے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ بلکہ میری تو یہ رائے ہی کہ بعد دو چار روز کے تم یہان سے بھاگ جاؤ گستہم زرین کفش یہ تقریر بختک وزیر کی سُنکے کثرت غیظ سے کانپنے لگا چہرہ فرداً غصہ سے سُرخ ہوگیا اور اُسی عالم غیظ و غضب میں بختک سے مخاطب ہوکے کہنے لگا

لہذا اگر میں اپنے فرزند کو طمانچہ مارنے کا اور رونگل پر پہنچنے کا انتقام بخوبی تمام حمزہ صاحبقران سے نہ لوں تو ای وزیر
شہنشاہ فلک بارگاہ تم مجھکو مرد نہ کہنا گستہم زرین کفش ابھی یہ گفتگو بختک سے کر رہا تھا کہ یکایک بہزاد طوسی
اور کاؤس کاشانی اور کیسوس کرمانی وغیرہ بھی مع فوج قریب گستہم زرین کفش پہونچے سب نے
گستہم زرین کفش کو سلام کیا اور حال مزاج پوچھا گستہم نے ہر ایک دلاور کو علی قدر مراتب نوازش کی اور
سب سے بغل گیر ہوا ابھی گستہم زرین کفش سرداروں سے معانقہ کر رہا تھا ناگاہ جہنر زلزلہ عیار گستہم
زرین کفش کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا میں نے سنا ہے کہ حمزہ صاحبقران آپکے پاس آتے ہیں
مدائن سے روانہ ہو چکے ہیں الیقین ہے کہ اب آتے ہی ہونگے جسوقت یہ گفتگو جہنر زلزلہ اپنے عیار کی سنی گستہم زرین
کفش نے خیال کیا کہ اسی وقت حمزہ صاحبقران سے انتقام لینا مناسب ہے یہ خیال کرکے ہنسا طور سے پر سوار ہوکے
آگے بڑھا بختک پیچھے پیچھے یہ خیال کرتا ہوا چلا کہ دیکھیے گستہم حمزہ صاحبقران سے کس طرح پیش آتا ہے میں نے آمادہ
فساد تو کر دیا ہے بختک تو عقب گستہم ایسے خیالات کرتا ہوا جاتا ہے لیکن اب حال گستہم زرین کفش اور حمزہ
صاحبقران کا لکھا جاتا ہے کہ جب گستہم تھوڑی دور اپنی فرودگاہ لشکر سے آگے بڑھا ناگاہ گستہم نے دیکھا کہ چند سرداروں
کے ہمراہ حمزہ صاحبقران عجب شان سے چلے آتے ہیں گستہم صولت و سطوت اور شان و شوکت اور صورت حمزہ
صاحبقران کی دیکھکر تھرانے لگا اور بے اختیار ہاتھ اپنا واسطے سلام کے اٹھایا حمزہ صاحبقران نے سلام کا جواب
دیا گستہم فی الفور اپنے گھوڑے سے اتر کر آگے بڑھا حمزہ صاحبقران بھی گستہم کو پیادہ پا آتے دیکھکر اپنے مرکب
سے اترے اور چند قدم بڑھے جب گستہم زرین کفش نزدیک حمزہ صاحبقران کے پہونچا دوڑکر بصد غیظ و غضب
حمزہ صاحبقران سے معانقہ کیا اور زور بخوبی تمام کیا تا حمزہ صاحبقران کے پہلوؤں کی پسلیاں ٹوٹ جائیں اور
ایک دم میں تڑپ کے ہلاک ہو جائیں ہر چند گستہم زرین کفش نے معانقہ کرنے میں اسقدر جبر و زور کیا کہ تھک کر
ہانپنے لگا تمام تن پسینے میں تر ہو گیا لیکن حمزہ صاحبقران کی پیشانی پر ذرا بھی شکن نہ پڑی نہ کچھ ناگوار ہوا جب
گستہم بخوبی زور کر چکا حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ اسنے اپنے پسر کا انتقام مجھسے لیا ہے اب اسکو بھی کچھ
تعزیر دینی چاہیے یہ خیال کرکے حمزہ صاحبقران نے گستہم کو اپنی طرف کھینچا اور معانقہ کے طور پر اس زور و قوت
سے دبایا کہ گستہم کی پسلیاں درد کرنے لگیں قریب تھا کہ ٹوٹ جائیں ریزہ ریزہ ہو جائیں جب حمزہ صاحبقران
نے گستہم سے اس طرح معانقہ کیا اور پسلیاں گستہم کی دبیں اور شکم بھی دبا اتفاق سے گستہم زرین کفش
کی ریح زور سے صادر ہوئی اسوقت بیقرار و بیتاب ہو کے حمزہ صاحبقران سے کہنے لگا کہ ای امیر میری
خطا کو معاف کیجیے میں نے بختک کے کہنے سے گستاخی کی تھی اب مجھکو سزا اسکی معقول مل رہی ہے جان
میری تن سے نکلی جاتی ہے پسلیاں ٹوٹی جاتی ہیں بس رحم کیجیے مجھکو چھوڑ دیجیے جسوقت گستہم نے اس طرح یہ
منت حمزہ صاحبقران سے کہا حمزہ صاحبقران نے مسکرا کے گستہم کو چھوڑ دیا گستہم زرین کفش
حمزہ صاحبقران سے کہنے لگا کہ ای امیر اسوقت جو ریح میری بے اختیار نکل گئی اسکا حال آپ کسی سے
بیان نہ کیجیے گا ورنہ میری نہایت ذلت ہو گی حمزہ صاحبقران نے جواب دیا ای گستہم تم ہم سے اب
دشمنی نہ کرو گے تو ہم بھی تمہاری ریح نکلنے کا حال کسی سے نہ بیان کرینگے حمزہ صاحبقران ابھی گستہم
سے ہمراز ہو رہے تھے ناگاہ بختک ایک درخت کے تنہ کی آڑ سے نکلا اور گستہم زرین کفش کو بلایا
جب گستہم زرین کفش بختک کے پاس پہونچا بختک نے کہا ای پہلوان نامدار رشک رستم و اسفند

واہ واہ اے بھائی تمہاری دلاوری اور بہادری میں کسی طرح کا شک اور شبہ نہیں جو اسوقت کیا ہے جو زور تم نے
کیا مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ میں اس درخت کے ٹہنہ کی آڑ میں چھپا ہوا دیکھتا تھا اور باتیں سن
رہا تھا میں تو تمہاری شجاعت و جوانمردی کی کیا تعریف کروں اگر اسوقت رستم اور اسفندیار و سہراب اور
افراسیاب گیو و بیژن اور فرامرز و برزو اور بابان پہلوان ایران اور توران وغیرہ ہوتے تو وہ البتہ
تمہارے اسوقت کے زور کرنے کی کچھ تعریف کرتے۔ ادنی تمہاری قوت و طاقت کی میں یہ تعریف کرتا ہوں کہ
تمہارا مثل و نظیر روئے زمین پر نہیں ہے تم یکتائے روزگار اور وحید عصر ہو تمہاری شجاعت اور جوانمردی کی
گواہی آدمیوں کے علاوہ باواز بلند اعضا بھی دیتے ہیں سننے والوں کو اپنی شہادت سے آگاہ کرتے ہیں پسلیاں
کڑکڑا کر گواہی دیتی ہیں پشت سے ہر ایک عضو ادا اس شہادت کے واسطے اپنی آواز بلند کرتا ہے شکم صدائے قراقر سے
صداقت صفات شہادت دیتا ہے گستہم زرین کفش یہ گفتگو بختک کی سنکے شرم و حیا سے پسینے میں تر ہو گیا آخر
سر جھکا کے کہنے لگا اے وزیر شہنشاہ جو کچھ آپ نے کہا میں بخوبی سمجھا آپ نے میری تعریف نہیں کی بالکہ سراسر
میری ہجو کی ہے اگر ذرا آپ غور و فکر کریں تو مجھکو بے خطا و بے قصور جان کر میری ہجو نہ کریں یہ وہ باد مخالف
ہے کہ جب یہ قصد نکلنے کا کرتی ہے تو کسی سے رک نہیں سکتی ہے آج اتفاق سے اس طرح گوز میرا صادر ہو گیا آپکو
مسخرہ پن سے طعن آمیز کرنا نہ چاہیے اسوقت تو آپ نے تنہائی میں ایسی باتیں کہیں اگر آپ میرے گوز نکل جانیکا
حال کسی سے بیان کیجیے گا تو میرے ہاتھ سے آپکو صدمہ سخت پہنچیگا آیندہ آپکو اختیار ہے بختک نے کہا کہ اے
پہلوان بے دلیل میں نے تو سراسر تمہاری جوانمردی کی تعریف کی ہے کوئی واہیات بات نہیں کہی ہے اگر تمہاری یہی
خوشی ہے تو میں کسی سے تمہارے گوز کے نکل جانیکا حال بیان نہ کرونگا لیکن اے پہلوان نامدار بہتر یہ ہے
کہ یہاں توقف نہ کرو ہمراہ میرے خدمت شہنشاہ میں چلو شہنشاہ تمہارے منتظر ہو رہے ہیں گستہم زرین کفش
نے بموجب کہنے بختک کے مردمان لشکر کو حکم دیا کہ جلد یہاں سے کوچ کرو اور خدمت شہنشاہ میں چلو بموجب
حکم گستہم مردمان فوج مسلح ہو کر آمادہ کوچ ہوئے گستہم زرین کفش بہمراہی بختک سرداران نوشیروان و
حمزہ صاحبقران وہاں سے چلا حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ ارابے پر ایک جوان نہایت خوشرو قوی
ہیکل طوق و سلاسل میں گرفتار مانند شیر کے بیٹھا ہے آثار شجاعت و جوانمردی اسکے چہرے سے ظاہر ہیں جب
اس جوان شہسوار کا دل چاہتا ہے ایسا لنگر بار ہے کہ پہیے ارابے کے زمین میں دھنس جاتے ہیں ہر چند آٹھ
نرگاو ارابے کو کھینچتے ہیں لیکن پہیے زمین سے نہیں نکلتے ہیں اور ارابہ ذرا بھی اس جگہ سے نہیں ہٹتا ہے پھر جب
اسی جوان کا دل چلنے کو چاہتا ہے اسوقت نرگاو بسہولت ارابے کو کھینچتے ہیں اور راہ طے کرتے ہیں غرض حمزہ
صاحبقران بہرام گرد بن خاقان چین کو دیکھتے ہوئے در سلطانی تک پہنچے ارابہ تو وہیں ٹھہرا
گستہم زرین کفش نے سواروں سے کہا کہ میں دربار میں جاتا ہوں تم گرد ارابے کے رہنا اور بخوبی
شہنشاہ کے قیدی کی حفاظت کرنا سواروں نے حسب الحکم اپنی تلواریں کھینچلیں اور گرد ارابے کے کھڑے
ہوئے گستہم زرین کفش دربار میں آیا نوشیروان کو بعد ادب تسلیم کرکے اپنے دنگل پر بیٹھا جب حمزہ
صاحبقران دربار نوشیروان میں پہونچے دیکھا کہ گستہم زرین کفش تو اپنے دنگل پر بیٹھا ہے اور ایک
دنگل اور برابر بختک کے بچھا ہوا ہے نوشیروان نے حمزہ صاحبقران کو دیکھکر فرمایا کہ اے فرزند ہم نے
تمہارے واسطے یہ دنگل بچھوا دیا ہے تم اس دنگل پر بیٹھو حسب الحکم صاحبقران تسلیم کرکے اس دنگل پر

نیچے گستہم زرین کفش کو صدمہ ہوا کہ آج دربار میں زبردست حمزہ صاحبقران کے بیٹھا ہون گو مین کسی
پہلوان کے زبردست کبھی نہین بیٹھا تھا گستہم تو یہ خیال کر رہا تھا اور اپنے زبردست بیٹھنے پر غمگین تھا ناگاہ
نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمتن گشتیان شراب کی لیکر حاضر ہون اور شراب پلائین بمجرد حکم ساقیان
گلرخ سیمتن نازک بدن گشتیان شراب ناب لے کر دربار مین حاضر ہوئے اور بموافق قاعدے کے نوشیروان کو مجرا
اور تسلیم کرکے اول ایک ساقی گل اندام مئے ناب جام مین بھر کر روبروے نوشیروان موافق دستور کے لے گیا
نوشیروان نے جام لے کر شراب پی پھر ساقیان خوبرو کو حکم دیا کہ اہل دربار کو شراب پلاؤ بموجب حکم ساقیان
شوخ چشم خوبصورت بہ ناز و ادا جام صہبا اہل دربار کو پلانے لگے یہان تک کہ سوائے خواجہ بزرجمہر اور حمزہ
صاحبقران کے کل اہل دربار کو شراب ناب پلا چکے اسوقت بحکم نوشیروان ساقیان سیمتن گشتیان شراب
کی اور شیشہ و جام و ساغر لے کر دربار سے چلے گئے جسوقت دماغ نوشیروان بادۂ ناب سے گرم ہوا نوشیروان
نے گستہم زرین کفش سے پوچھا کہ اے گستہم زرین کفش تو نے بہرام گرد بن خاقان چین کو کیونکر
گرفتار کیا مفصل بیان کر گستہم زرین کفش فی الفور اپنے دنگل سے اٹھا اور اس طرح عرض کرنے لگا کہ
شہنشاہ بحر و بر و فرمانروائے ہفت کشور بہ حکم سرکار یہ نمک خوار مع لشکر جرار جب مداین سے روانہ ہوا قطع
منازل کرتا ہوا جب چین کے قریب پہونچا بہرام گرد واسطے شکار کے کسی صحرا مین گیا تھا خاقان چین نے
میرے آنے کی خبر سنکے فوراً دروازہ قلعہ کا بند کیا پل تختہ اٹھوا لیا خندق پر آب کر دی اور جلد جلد توپین بڑی بڑی
لگا دین اور بخوبی تمام قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا اور بہ اطمینان تمام قلعہ مین بیٹھا اس نمک خوار
نے سامنے قلعہ کے کچھ میدان چھوڑ کے لشکر کو اترنے کا حکم دیا فوراً مردان فوج ٹھہر گئے خیام برپا ہوئے افسران
فوج نے مورچہ بندی کی اکثر اہل قلعہ فوج کثیر دیکھ کر گھبرائے فریاد و فغان لب پر لائے قلعہ سے نکل کے بھاگنے
کی تدبیرین سوچنے لگے اس خاکسار نے طبل جنگ بجوایا شہنشاہ کے لشکر ظفر اثر مین جوانان تیغزن اور
بہادران صف شکن تلوار و نیزہ صیقل کرنے لگے تیرانداز تیرون کو درست کرنے لگے جوانمرد آلات حرب و ضرب
صاف کرنے لگے اکثر بہادر واسطے طلایہ لشکر کے اٹھے انھون نے صدائین ہوشیار باش کی بلند کین اسیطرح
چار پہر رات گذر گئے وہ وقت آیا شعر ہوا ظاہر فلک پر شاہ خاور * ہوئی ظلمت جہان سے دور یکسر * چھپا یک
فوج انجم یون ہوئی گم * کہین گویا نہ تھے گردون پہ انجم * اے شہنشاہ گیتی پناہ اسوقت اس جانثار اور فرمانبردار
نے سرداران فوج کو حکم کمر بندی کا دیا دلاوران میدان مصاف زرہین پہننے لگے خود سر پر رکھنے لگے کمرین واسطے
جنگ کے باندھنے لگے اسلحہ زیب تن کرنے لگے آمادۂ حرب و پیکار ہونے لگے بعد مسلح اور مکمل ہونے کے
جملہ بہادر گھوڑون پر سوار ہوئے نقارۂ جنگی بجنے لگے پھریرے علمون کے کھلے پلٹنین بہادرون کی ایک
طرف صف آرا ہوئین سوارون کے رسالے ایک جانب صف بستہ ہوئے جوانان جلتہ پوش و چار آئینہ بند
ایک سمت پرا جما کے کھڑے ہوئے پھر نقیب اور کڑکیت نکلنے لگے اور اس طرح مردان لشکر کا دل
بڑھانے لگے شعر ہان نامور وہ نام کرنا * دشمن سے نہ ہو وہ کام کرنا * جسوقت اس طور سے کڑکیت
اور نقیبون نے مردان لشکر حضور کے دل بڑھائے اسوقت بہادرون نے فرط شجاعت سے قبضوں پر
تلوارون کے ہاتھ ڈالے اور تلوارین کھینچین نیزے بلند ہوئے طبل جنگی پر چوب پڑی آگے لشکر کے
یہ سرفروش گرزگران لے کر بڑھا پیچھے تمام فوج عجب شان سے چلی اسدم وہ سوارون کے پرے

وہ پیادون کے جھرمٹ وہ دلاورون کے نشان وہ بہادرون کی آن بان وہ تلوارون کا مانند برق کے چمکنا وہ برگستوانون کا
کوندی کی طرح چمکنا ہر جوان کو آمادۂ حرب و ضرب کرنا علمون کا بلند ہونا وہ گھوڑون کا ہنہنانا نقیبون کا بلند ہونا زمین
کا لرزنا وہ ڈھالون کی سیاہ گھٹا وہ نیزون کی سنانون کا چمکنا وہ دلیرون کا دمبدم نعرۂ شیرانہ کرنا حضور انور سمجھنے
کی کیفیت تھی ای شہنشاہ فلک بارگاہ جب اس خاکسار نے کچھ میدان طے کیا اسوقت بحکم خاقان چین توپچیان لشکر
نے توپون کو جھکا کر بجانب لشکر فیر کرنا شروع کیا گولے مثل اولون کے پڑنے لگے دھوان ابر کے مانند چھا گیا
آگ کا مینھ لشکر پر برسنے لگا ہزارہا آدمی مانند روئی کے گالون کے اڑ گئے صدہا زخمی ہو کر میدان رزم مین مثل ماہی
بے آب تڑپنے لگے عرصۂ مصاف خون دلیران سے رنگین ہو گیا بھائی بھائی سے پسر سے پدر اس ہنگام مین چھوٹ
گیا عرصۂ مصاف گولون کی کثرت سے گویا کرۂ نار بن گیا ہر ایک توپ کی صدا مثل آواز رعد کے تھی زمین کو زلزل
تھا قلعہ پر فلک کو جنبش تھی ابر دھوئین کا زیر فلک محیط تھا زمانہ نظرون مین تیرہ و تار یکسر تھا میدان رزم عرصۂ
محشر سے بھی کچھ بڑھا ہوا تھا زمین سے دھوان نکلتا تھا گولون کی کثرت سے زمین پر قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی ارض
میدان مثل تابۂ آہن جل رہی تھی گولے برابر پڑ رہے تھے دلاور مر رہے اور زخمی ہو ہو کے زمین پر گر رہے تھے صدا ہائے
بسملون کے فریاد کی ہر طرف سے بلند تھین کسی جری کے سر پر گولہ پڑا تھا کسی دلاور کے سینے کو توڑ کر گولہ نکل گیا تھا
کسی تیغزن کا گولے سے ہاتھ اڑ گیا تھا کسی ثابت قدم کے پانون پر گولہ پڑا تھا کوئی جوان زمین پر زخمی ہو کر ایڑیان
رگڑتا تھا کوئی زخمی ہو کر شدت تشنگی سے منت دوسرون سے پانی مانگتا تھا میدان مصاف مین کسی سمت کشتون
کی تلوارین پڑین تھین کسی طرف تیغزنون کی ڈھالین زمین پر نظر آتی تھین تیر اندازان بے خطا زخمی ہو کر چلاتے تھے
لیکن اس ہنگامۂ گیر و دار مین کوئی انکی فریاد نہ سنتا تھا اسوقت انتشار اور بدحواسی سے یہ حال تھا کہ پیادون
کے پانون زخمی سوارون کے سر پر تھے ایک دوسرے کو مثل سبزہ پامال کر رہا تھا بعضون کے تنون پر گلہائے
زخم کھلے تھے اکثر بہادرون کے زخم تن مثل غنچہ مسکرائے تھے کوتل گھوڑے میدان جدال مین دوڑ رہے تھے مرکب
سوارون کو پامال کر رہے تھے بہادر زمین پر پڑے ہوئے کس یاس و حسرت سے دم توڑ توڑ کر مر رہے تھے بازار
اجل گرم تھا ملک الموت کو جلد جلد روحین قبض کرنا مشکل تھا اسی ہنگامۂ قیامت اثر مین یہ خاکسار [illegible]
باقبال شہنشاہ قریب در قلعہ پہونچ گیا تھا اور نعرہ مین نے کیا تھا کہ ای اہل قلعہ آگاہ ہو کہ مین خندق تک
آپہونچا ہون اب خندق سے گذر کر اور گرز گران سے قلعہ در کو توڑ کر تم سب کو تہ تیغ کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا
ای شہنشاہ جسوقت مین نے یہ نعرہ کیا اہل قلعہ نے میری آواز سنکے توپین فیر کرنا موقوف کین اور فصیل قلعہ پر آکر
صدہا ٹوکریان اور بورے خس و خاشاک کے بھر بھر کے اس خاکسار پر پھینکنا شروع کیے بعضون نے تیر اور نیزے
لگائے اکثر نے نفط کے حقے مارے اکثر اہل قلعہ نے بارود کی ہنڈیان پھینکین ای شہنشاہ ذیجاہ
اسوقت اس نمک خوار نے قصد کیا تھا کہ گھوڑے کو اپنے خندق سے پھنداؤن در قلعہ پر جاؤن ناگاہ
جانب دشت سے ایک غبار عظیم بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا اس خاکسار نے دیکھا کہ بہرام گرد مین
خاقان چین ایک مرکب پر سوار ہی اور ہمراہ تھوڑی فوج ہی لیکن ہر ایک اس فوج مین دلاور و بہادر
معلوم ہوتا ہی اور بہرام گرد مانند باد تند گھوڑے کو دوڑائے ہوئے اور فوج کو ہمراہ لیے جانب قلعہ
چلا آتا ہی جب بہرام قریب میرے آیا نعرہ کیا کہ ای گستہم زرین کفش ہوشیار و خبردار [illegible]
مین آپہونچا تیرے قلعہ پر حملہ کرنے کی تجکو خبر شکارگاہ مین ہوئی اب تو مجھ سے مقابلہ کر یہ کہکر نعرہ کر کے

بہرام گرد بن خاقان چین نے باقی ماندہ لشکر شہنشاہ کو گھیر لیا اور تلوار کھینچکر بہادروں کو قتل کرنا شروع کیا اور ان
لشکر شہنشاہ بھی لڑنے لگے چینیوں کو قتل کرنے لگے اس خاکسار نے بھی تلوار کھینچ کے حملہ کیا دمدمہ کو تہ تیغ کیا دونوں
لشکر باہم مل گئے خوب تلوار چلنے لگی زمین پر لاشیں گرنے لگیں میدان مصاف میں اب پھر لاشوں کے ڈھیر اور
کشتوں کے انبار ہونے لگے دونوں طرف کے دلاور اور بہادر قتل ہونے لگے اور زخمی ہو کر زمین پر گرنے لگے اسوقت
جنگ مغلوبہ لائق دیکھنے کے تھی تیر انداز تیروں سے اپنے حریفوں کو ہلاک کرتے تھے جوانان تیغ زن اور بہادران
صف شکن باہم لڑ رہے تھے دونوں لشکروں میں جنگ ہو رہی تھی جوئے خون کشتگان میدان مصاف میں بہ
رہی تھی ابھی ہنگامہ جدال و قتال میں مجھسے اور بہرام گرد بن خاقان چین سے مقابلہ ہوا بہرام گرد نے
تیغہ تیز گرانبار کھینچ کے میرے سر پر لگایا میں نے تیغہ کو سپر پر روکنا مناسب نہ جانکر تیغہ کو خالی دیا وہ تیغہ گرانبار
میرے گھوڑے کی گردن پر پڑا گردن گھوڑے کی کٹ گئی گھوڑا میرا زمین پر گرنے لگا میں گھوڑے سے اترنے لگا
ناگاہ پاؤں میرا رکاب میں الجھ گیا ہر چند اسوقت میں نے پاؤں اپنا رکاب سے نکالنا چاہا لیکن اتفاق سے نہ نکلا
گھوڑا میرا زمین پر گرا میں نیچے گھوڑے کے دب گیا اُسدم میں نے گھوڑے کے نیچے سے اٹھنے کا قصد کیا تھا ناگاہ
بہرام گرد بن خاقان چین نے مجکو بجمعیت کثیر آکر جلد تر گرفتار کر لیا مجکو مہلت اٹھنے کی نہ دی جسوقت
بہرام گرد بن خاقان چین نے مجکو گرفتار کر لیا اور ارادہ کیا کہ تیغہ تیز سے مجکو قتل کرے اُسوقت اے شہنشاہ
میں نے واسطے اپنی جان بچانے کے بہرام گرد بن خاقان چین سے کہا کہ تو مجکو قتل نہ کر میں تیری اطاعت اور
ملازمت کرونگا اے شہنشاہ بہرام گرد بن خاقان چین نے میرے مکر و فریب پر کچھ خیال نہ کر کے تیغے کو روکا
اور مجکو قتل نہ کیا اور اپنے اہل لشکر سے کہا کہ اب جنگ موقوف کرو لشکر بہرام گرد بن خاقان چین نے جنگ
سے ہاتھ روکا لیکن دلاوران فوج شہنشاہ نے واسطے میرے رہا کرنے کے تیر و شمشیر لے کر بہرام گرد بن خاقان
چین پر حملہ کیا اُسوقت بہرام گرد بن خاقان چین نے مجھسے کہا کہ اے گستہم زرین کفش اب تم بھی
اپنی فوج کو لڑنے سے منع کرو اے شہنشاہ میں نے بموجب کہنے بہرام گرد بن خاقان چین کے دلاوروں کو لڑنے
سے منع کیا اور پکار کے بہادروں سے کہا کہ اے دلاورو آگاہ ہو کہ میں نے اب اطاعت بہرام گرد بن خاقان چین
کی اختیار کر لی ہے تم کو بھی لازم ہے کہ تم بھی اطاعت مثل میرے کرو اور اب نہ لڑو جسوقت اس طرح میں نے اپنے
لشکر کے دلاوروں سے کہا اُسدم ہر ایک دلاور جنگ و جدال سے باز آیا سب نے لڑائی کا ارادہ دل سے دور کیا
تلواریں میانوں میں رکھیں جب لڑائی موقوف ہوئی اُسوقت بہرام گرد بن خاقان چین نے مجکو رہا کیا اور مہربانی
اور عنایت سے پیش آیا دروازہ قلعہ کا کھلوا کر مجکو ہمراہ فوج و لشکر لیکر اندر قلعہ کے گیا اے شہنشاہ میں قلعہ میں
داخل ہوا شہر کی سیر کرتا ہوا ہمراہ بہرام گرد کے چلا شہر کو میں نے نہایت آباد اور رعایا کو شاد دیکھا بعد قطع راہ
جب بہرام گرد بن خاقان چین دار الامارۃ شاہی پر پہونچا لشکر کو وہیں ٹھہرا کر داخل دولتسرا ہوا
بعد تھوڑی دیر کے محل سے برآمد ہوا اور اُسوقت مجکو دربار میں بلایا اور دو محل پر بیٹھنے کو کہا پھر مجکو خلعت
دیا امرا و وزرا وغیرہ جو دربار میں حاضر تھے ہر ایک نے نذر فتح کی بہرام کو دی بہرام گرد بن خاقان چین
بعد تھوڑی دیر کے پھر داخل محل ہوا اور دربار برخاست ہوا میں دربار سے اٹھکر اپنے لشکر میں آیا
اور ایک خیمہ میں بیٹھا میرے لشکر کے افسر بھی میرے پاس آئے میں نے ہر ایک سردار سے تخلیہ میں
کہا کہ میں نے بہ مکر و فریب اطاعت بہرام گرد بن خاقان چین کی اختیار کی ہے میں فکر میں ہوں کہ

کسی دن بہرام گرد بن خاقان چین کو گرفتار کرکے شہنشاہ کی خدمت مین لیجاؤنگا یہ گفتگو میری ہر ایک سردار سُنکے خوش ہوا اور ہر ایک افسر کے دل سے رنج دور ہوا بعد چند روز کے پھر بہرام گرد بن خاقان چین برائے شکار صحرائے چین کی جانب گیا اور مجکو مع افسرون وغیرہ کے ہمراہ لے گیا اُس روز چرخ پر لاکھون ابر آئے اور کالی کالی گھٹا نمایان ہوئی بہرام گرد بن خاقان چین صحرا مین پہونچکر اور ابر کو دیکھکر خوش ہوا اور خیام و بارگاہ استادہ کراکے بارگاہ مین داخل ہوا مجکو اور دیگر افسران فوج کو بھی اسی بارگاہ مین بلایا اور بیٹھنے کو کہا جب ہم سب بیٹھے اُسوقت شراب طلب کی ساقیان خوبرو شیشہ و جام لیکر حاضر ہوئے اور مے گلگون جام مین بھرکر اور یہ شعر پڑھ پڑھ کے بہرام گرد بن خاقان چین اور سب افسرون کو ساغر بادۂ ناب پلانے لگے شعر تند و پر شور سیہ مست زکہسار آمد میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد جب بہرام گرد بن خاقان چین اور افسران فوج نے شراب پی اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت شکار کھیلنے کے واسطے ہر ایک بیتاب و بیقرار ہوا بہرام گرد بارگاہ سے نکلا سب افسران فوج بھی بارگاہ سے باہر آئے مین بھی ہمراہ بہرام گرد بن خاقان چین کے شراب پی کے بارگاہ سے باہر آیا اُسوقت صحرائے چین کی سیر لائق دید تھی گلہائے خودرو صحرا مین ہر طرف کھلے ہوئے تھے سبزۂ نودمیدہ لہلہاتا تھا ہوائے سرد چلتی تھی کچھ کچھ بارش بھی ہوتی تھی اُسدم ہر ایک کی زبان پر یہ شعر بہار جاری تھا شعر این سبزہ این صحرا و این رحبتین دارد دیوانگی و مستی افزون دارد اُسوقت بہ حکم بہرام گرد بن خاقان چین قراول اور بہلیے حاضر ہوئے جانوران شکاری باز اور جرہ اور بہری شاہین وغیرہ ہر ایک کو آمادہ شکار کیا بازدارون نے طعمہ بازون کا روک رکھا تھا جسوقت بازدارون نے بازون کو طائرون پر چھوڑا ہر ایک باز مثل شیر گرسنہ اپنے اپنے صید کو پہونچ گیا بازدارون نے اُن طائرون کے جگر چاک کیے اور کچھ گوشت بازون کو کھلایا اور خون اُنکا پلایا پھر اُن بازون کو بازدارون نے طائرونپہ طبل باز بجاکر چھوڑا شعر طبل باز چو در نالیدن آمد طیلک باز در آمد مرغ صید افکن بہ پرواز روان شد بر ہوا باز سبک پر جہان شد خالی از کبک و کبوتر غرض بازدار بہ حکم بہرام گرد اسی طرح شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر مین طائرون سے جھنکڑے بھر گئے پھر قراول اور بہلیے بہرام سے آکر عرض کرنے لگے کہ حضور کچھار مین بہت سے آہو سبزۂ نودمیدہ چر رہے ہین چلیے اور وہان اُنکو صید کیجیے بہرام یہ سُنکے نہایت خوش ہوا قریب کچھار کے گیا اور آہو نیل گائے چیتل بارہسنگے کا شکار کرنے لگا وہ افسران فوج کا ہنسنا اور تیر لگانا اور رمندہ آہوؤن پر مارنا اور ہرنون کو اپنے گھوڑون سے اُتر اُتر کے بہ خوشی و خرمی ذبح کرنا اور وہ اپنے صیدون کو آگے باندھ باندھ کے روکنا اور ایک کا دوسرے سے صید افگنی مین سبقت لیجانا اور وہ صید کو تاک تاک کے تیر مارنا لائق دید تھا بہرام بھی ہر طرف دوڑ دوڑ کے چوپایون کا شکار کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا اے شہنشاہ ذی جاہ اسی طرح صبح سے شام تک اُس صحرائے سبزہ زار مین بہرام نے مع افسران فوج کے شکار کھیلا جب شام ہوئی اُسوقت مع افسران وغیرہ صحرائے سبزہ زار سے پھرا اور اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور افسران فوج اور اس خاکسار کو اپنی بارگاہ مین طلب کیا پھر حکم کیا کہ ساقیان گلعذار کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہون بمجرد حکم بہرام ساقیان خوبرو و نازک اندام شیشہ ہای می اور جامہائے بلورین لے کر حاضر ہوئے اُس وقت مین نے بہرام سے کہا کہ میرا عیار جہتر زلزلہ ساقی گری خوب کرتا ہے اگر مناسب ہو تو اسوقت وہی شراب پلائے بہرام نے یہ گفتگو میری سُنکے کہا کہ اچھا جہتر زلزلہ کو بلاؤ اسوقت ہم کو شراب پلائے اے شہنشاہ جسوقت یہ تقریر مین نے بہرام کی سُنی فوراً بارگاہ سے باہر گیا اور جہتر زلزلہ کو بلا کر مین نے

اُس سے کہا کہ بیہوشی شراب میں ملا کر شراب بہرام گرد وغیرہ کو پلا تا لیکن مجکو شراب بیہوشی آمیز [illegible] میں
اپنے عیار زلزلہ کو خوب سمجھا کر ہمراہ اپنے لیکر بارگاہ میں آیا عمر زلزلہ تسلیم کرکے اور شراب [illegible] بجالا کے بیہوشی
ملا کر اور جام میں شراب بھر کر روبرو بہرام گرد لے گیا چونکہ بہرام گرد میرے مکر و فریب سے آگاہ نہ تھا اس وجہ سے
بے خوف و خطر عمر زلزلہ کے ہاتھ سے جام شراب لیکر پی گیا پھر عمر زلزلہ نے شراب بیہوشی آمیز افسران فوج بہرام گرد
بن خاقان چین کو پلائی اور مجکو اور میرے افسران لشکر کو سادی شراب پلائی تھوڑی دیر میں بیہوشی نے اپنا اثر کیا
ہر ایک کے سر میں درد ہونے لگا زبان خشک ہونے لگی آنکھیں بند ہونے لگیں اے شہنشاہ جب میں نے دیکھا کہ
بہرام وغیرہ بیہوش ہوا چاہتے ہیں اسوقت اس غمخوار نے بہرام گرد بن خاقان چین سے کہا کہ اے بہرام [illegible]
میں نے یہ مکر و فریب واسطے اپنی جان بچانے کے تیری اطاعت قبول کر لی تھی اگر میں اسوقت [illegible]
مارا جاتا تو تیری بھی یہ طاقت نہ تھی کہ تو مجکو گرفتار کر لیتا بہرام گرد میرا یہ کلام سنکے نہایت برہم ہوا اور میرے ہلاک کرنے
کے واسطے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالنے لگے اُٹھنا بیہوشی تو بخوبی اپنا اثر کر چکی تھی اُٹھتے ہی چکر آیا اور بیہوش ہو کر گرا افسران
فوج بہرام گرد بن خاقان چین کا یہ حال دیکھ کے واسطے اُٹھانے بہرام گرد کے اُٹھے وہ سب بھی بیہوش ہو کے
اے شہنشاہ گیتی پناہ اسوقت میں نے بہرام گرد بن خاقان چین کو طوق و سلاسل میں گرفتار کیا اور افسران
فوج کو جو بیہوش تھے اُسی بارگاہ میں قتل کیا پھر بارگاہ سے نکل کے میں نے قتل عام کا حکم دیا لشکریان بہرام گرد نے
بہرام کو گرفتار دیکھ کے مجھ سے مقابلہ کیا اور چاہا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کو رہا کرائیں لیکن میں نے تیغ بے دریغ سے
سب کو ہلاک کیا قراول اور ہیلے اور بازدار اور ڈریلے وغیرہ یہ حال دیکھ کے بھاگ گئے یہ خاکسار بہرام کو اپنے ساتھ
بٹھا کر اور اُس صحرا کے سبزہ زار میں شکار منقول کر کے سب کو قتل کر کے مع فوج ظفر موج بہ خوشی و خرمی روانہ ہوا اور
بعد قطع منازل و راہ شہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اصل حال یہ تھا جو خاکسار نے عرض کیا جسوقت [illegible] زریں
کفش نے حال گرفتاری بہرام گرد بن خاقان چین کا بیان کیا اور اہل دربار نے مفصل حال سنا جو دربار میں
بہادر اور جوانمرد تھے وہ کوسنے ہمرزرین کفش کی نامردی اور بزدلی اور مکر و فریب پر ہنسنے اور بہرام گرد بن خاقان
چین کی بہادری اور دلاوری پر باہم تعریف کرنے لگے لیکن نوشیروان نے تمام حال سنکے حکم کیا کہ بہرام گرد بن
خاقان چین کو ہمارے سامنے لاؤ موافق حکم ملازمان نوشیروان بہرام گرد بن خاقان چین کو نوشیروان
لشان دربار میں لائے جسوقت بہرام گرد بن خاقان چین دربار نوشیروان میں آیا اہل دربار کو دیکھنے لگا
اور اہل دربار اس تہور شعار کو دیکھنے لگے جب تھوڑی دیر گذری اور بہرام گرد بن خاقان چین نے نوشیروان
کو سلام نہ کیا اور قواعد دربار میں کوئی بجا نہ لایا اسوقت نوشیروان کو ملال آیا اور اسی عالم غیظ و غضب
میں کہنے لگا کہ اے بہرام تو اسقدر مغرور اور متکبر ہے کہ مجکو تو نے سلام نہ کیا باوجود اسکے کہ تو اسوقت ہمارے
سامنے طوق و سلاسل میں گرفتار کھڑا ہے لیکن بوجہ نخوت کے سلام نہیں کرتا ہے انجام اس غرور کا اچھا
نہیں ہے تجکو لازم ہے کہ ما بدولت کو [illegible] سلام کر اور قواعد میں کوئی بجا لاوے ورنہ قتل کیا جاوے گا
اور اگر ہمارا فرمانا بجا لاوے گا تیرا قصور سرکشی عفو کیا جاوے گا اور تجکو رہا کر کے [illegible] سلطانی
موافق تیرے رتبہ اور مرتبہ کے ہوگی اس دربار میں یہ عزت و حیثیت تجکو بخشنے کو [illegible] بہرام
گرد بن خاقان چین تقریر نوشیروان کی سنکے بے خوف و خطر کہنے لگا کہ مجھ ایسے نامور اور [illegible] کو جوانمرد
سلام [illegible] ہیں مجھ سا تجکو اور تیرے [illegible] کو نامرد دیکھا میں نے کسی کو ایسا بزدل

اور نامرد نہیں دیکھا اور جیسا میں نے تجھکو اور تیرے ملازموں کو ظالم اور نا منصف دیکھا کسی کو ایسا نا منصف اور بے پروا
نہیں دیکھا مجھکو تعجب ہے کہ تجھ ایسے ظالم اور جابر کو مردمان شہر عادل کیوں کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جو تجھکو عادل جانتے ہیں
محض نا فہم اور بے وقوف ہیں اور محض تجھ ایسے نامرد سے ڈرتے ہیں تجھکو بادشاہ عادل کہتے ہیں تیرے سب نامی
گستہم زرین کفش نامرد و نابکار نے مجھکو بمکر و فریب شراب بیہوشی آمیز پلا کر گرفتار کیا ہے ورنہ کسکی
مجال تھی کہ یہ مجھکو گرفتار کرتا اگر گستہم زرین کفش بہ مردی و مردانگی مجھکو گرفتار کرتا تو البتہ میں جسو سلام
کرتا اور تجھکو اور تیرے ملازموں کو دلاور اور بہادر تصور کرتا تیرے ملازم تو ایسے نامرد ہیں کہ نہیں اندیشہ جو سبب
خوف کے میرے قریب اس قید میں بھی نہیں آتے ہیں اسقدر مجھسے ڈرتے ہیں اور ایسے ظالم اور جابر ہیں کہ
تین روز سے انھوں نے مجھکو آب و طعام بھی نہیں دیا ہے تجھکو تیرے دربار میں کوئی ایسا جوانمرد اور منصف نظر
نہیں آتا کہ جو میرے قریب آئے اور آب و طعام دے جسوقت یہ گفتگو بہرام کی حمزہ صاحبقران نے
سنی فوراً اپنے ڈنگل سے اٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ عادل یہ کمال انصاف کے
خلاف ہے کہ قیدی کو آب و طعام نہ دیا جائے اگر حکم ہو تو میں بہرام کو آب و طعام سے سیر اور سیراب کر دوں
ہر چند کہ اسوقت نوشیروان گفتگوے بہرام سے نہایت برہم تھا لیکن حمزہ صاحبقران نے آب و
طعام کے بارے میں نوشیروان سے عرض کیا نوشیروان نے فرمایا اے فرزند اگر یہ رہا ہو جائے گا تو پھر اسکا
گرفتار ہونا مشکل ہوگا مجھکو اسکا قتل کرنا منظور ہے اسنے بد زبانی اور سخت کلامی با بدولت سے بہت کی ہے حمزہ
صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور کو اسکے قتل کرنے اور رہا کرنے کا اختیار ہے مگر میں اقرار کرتا ہوں کہ بہرام
رہا ہوکر اور آب و طعام سے سیر اور سیراب ہوکر بھاگ نہ جائے گا اور آمادہ جنگ و جدال نہ ہوگا اور اگر
رہا ہوکر اور آب و طعام سے آسودہ ہوکر آمادہ پیکار ہوگا تو میں اس سے مقابلہ کرونگا اور پھر اسکو گرفتار کر دونگا
نوشیروان نے فرمایا اے فرزند اگر تم یہ اقرار کرتے ہو تو اسکو لیجا کر آب و طعام سے سیر اور سیراب کرو جب یہ
گفتگو نوشیروان کی حمزہ صاحبقران نے سنی فی الفور خوش ہوکر بہرام گرد بن خاقان چین کو دربار
سے باہر لیجا کر ایک خیمہ میں بعزت و حرمت بٹھایا اور طوق و سلاسل کو اسکے جسم سے دور کر کے طعام لطیف
اور خوش ذائقہ منگوا کر دستر خوان بچھوا کر بہرام گرد بن خاقان چین کے روبرو رکھا اور صراحیاں پانی کی
رکھوائیں اور فرمایا کہ اے بہرام گرد بن خاقان چین اس طعام لذیذ کو سیر ہوکر کھاؤ اور یہ آب سرد و خوشگوار
پیو بہرام گرد بن خاقان چین حمزہ صاحبقران کی جوانمردی اور شیریں کلامی اور مہربانی پر نظر کر کے طعام
تناول کرنے لگا اور آب سرد پینے لگا اور خدمتگاروں وغیرہ سے جو اسوقت اس خیمہ میں موجود تھے کہنے لگا
کہ یہ ایک شخص دربار نوشیروان میں بہادر ہے باقی جتنے اہل دربار ہیں کوئی دلاور نہیں ہیں مجھکو بظاہر معلوم
ہوتا ہے کہ یہ محسن میران جفاکاروں اور نامردوں کی قوم اور قبیلہ سے نہیں ہے اسکے چہرے سے آثار شجاعت
ظاہر و آشکار ہیں چونکہ یہ بہادر اور جوانمرد ہے اسی سبب سے اسنے مجھکو بھی بہادر خیال کر کے میری قدر اور
منزلت کی اور مجھکو آب و طعام دیا نہایت اس شخص نے مجھ پر احسان کیا خدمتگاروں وغیرہ نے عرض کیا
کہ جسکی آپ تعریف کرتے ہیں اور جو آپکے سامنے تشریف رکھتے ہیں یہ نوشیروان کے پسر خواندہ ہیں
آپ کا نام نامی اور اسم گرامی مع لقب حمزہ صاحبقران ہے آپ نے اکثر سرکشان جہان کو زیر کیا ہے اور اکثر کو
ہلاک کیا ہے بہرام گرد بن خاقان چین خدمتگاروں وغیرہ کی گفتگو سنکے اور طعام بخوبی تناول کر کے دریافت

طوق کے حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ تم نے میرے اوپر بڑا احسان کیا ہین تمھارا ممنون ہوا حمزۂ صاحبقران نے
فرمایا کہ ای بہادر کیا ایسا مین نے تم پر احسان کیا ہی کہ جس احسان کا ذکر تم بار بار کرتے ہو مجکو محجوب و شرمسار کرتے ہو
اب یہ بتاؤ کہ کسی چیز کی اب تو تمھین خواہش نہین ہی اگر کسی چیز کی خواہش ہو تو بیان کرو بہرام گرد بن خاقان
چین نے کہا ای بہادر مین نے کئی روز سے شراب نہین پی ہی اگر شراب ممکن ہوتی تو مین پیتا حمزۂ صاحبقران
نے فوراً شیشۂ شراب اور جام بلورین منگوایا ایک ساقی گلعذار جلد تر لیکر آیا حمزۂ صاحبقران نے ساقی سے
فرمایا کہ بہرام کو شراب پلاؤ ساقی گلعذار بموجب حکم حمزۂ صاحبقران جام بادۂ ارغوان بہرام گرد کو دمبدم
دینے لگا جب چند جام شراب بہرام نے پیے اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا
کہ ای بہادر تم نے مجھپر از حد احسان کیا ہی مین بعوض اس احسان کے نوشیروان اور جملہ افسرون و پہلوانون
کو ابھی تہ تیغ کرکے تم کو تخت سلطنت پر بٹھائے دیتا ہون ای بہادر ان سب نامردون کا قتل کرنا اور ہلاک کرنا
کوئی امر مشکل نہین ہی یہ کہکے بہرام نے قصد اٹھنے کا کیا امیر نے بہرام سے فرمایا کہ ای بہادر بیکار تم نشۂ شراب
مین ایسی باتین کرتے ہو اور مجھ سے باتین کرو مجکو تخت پر بیٹھنا منظور نہین ہی مین اسکا پسر خواندہ ہون مجکو یہ منظور
نہین ہی کہ بیوجہ نوشیروان ہلاک کیا جائے ہرگز تم قصد نوشیروان کے ہلاک کرنے کا نہ کرنا اور یہین بیٹھے
رہنا شراب پینا جس شی کی خواہش ہو مجھ سے طلب کرنا بعد میاشی کے یہ طوق سلاسل خود مین لینا میرے
پہنانے کی کوئی ضرورت نہین ہی یہ کہکر حمزۂ صاحبقران اس خیمہ سے اٹھکے دربار نوشیروان مین آئے اور
دنگل پر بیٹھے نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران سے پوچھا کہ ای فرزند بہرام آب و طعام سے سیر اور سیراب
ہو چکا تم نے اسکو طعام کھلوا دیا اور طوق سلاسل مین پھر اسکو گرفتار کر دیا حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا
مین نے بہرام کو آب و طعام سے سیر اور سیراب کر دیا اب وہ شراب پی رہا ہی بعد شراب پینے کے بموجب میرے
کہنے کے طوق اور سلاسل وہ خود پہن لیگا نوشیروان یہ تقریر حمزۂ صاحبقران سنکے مشوش ہوا اور خیال کرنے
لگا کہ اگر بہرام نے رہا ہوکر طوق اور سلاسل کو نہ پہنا اور ارادہ سرکشی کا کیا تو اب اسکا گرفتار ہونا مشکل ہی
نوشیروان تو یہ خیال کر رہا تھا ادھر بہرام نے خیال کیا کہ حمزۂ صاحبقران نے مجھپر احسان کیا ہی اب مجکو بھی
لازم ہی کہ انپر یہ احسان کرون کہ انکو تخت پر بٹھا دون نوشیروان اور بستہم وغیرہ کو مار ڈالون حمزۂ صاحبقران
کے کہنے کو نہ مانون یہ خیال کرکے بہرام چوب خیمہ لیکر دربار مین پہونچا اور نعرہ کیا کہ ای نوشیروان ہوشیار ہو کہ مین
آپہونچا اب بستہم کو مار ڈالونگا یہ نعرہ کرکے بستہم کی طرف چلا اکثر اہل دربار جو نامرد اور بزدل تھے بے اختیار
بھاگے نوشیروان گھبرایا بختک نے عرض کیا ای شہنشاہ بڑا غضب ہوا بہرام کو حمزۂ صاحبقران نے
رہا کر دیا تھا اب وہ آمادۂ جنگ ہوا ہی حضور کی طرف آتا ہی اہل دربار بے اختیار بھاگے جاتے ہین آپ بھی جلد
تخت سے اٹھیے محل مین جلدی سے جائیے اس سرکش و جوانمرد سے اپنی جان بچائیے دیر نہ لگائیے مین بھی بھاگتا
ہون اس بلا ور سے اپنی جان بچاتا ہون اگر ذرا بھی اٹھنے مین توقف کیجیے گا ای شہنشاہ دیکھیے اس بہادر کے ہاتھ سے
ہلاک ہو جائیے گا جب یہ تقریر بختک کی حمزۂ صاحبقران نے سنی اور اکثر اہل دربار کو بھاگتے ہوئے دیکھا اور
نوشیروان کو منتشر دیکھا فوراً اپنے دنگل سے اٹھے اور نعرہ کیا کہ ای بہرام بہتر یہی ہی کہ وہین ٹھہر جا چوب خیمہ کو
ہاتھ سے رکھدے آمادۂ شر نہ ہو خیمہ مین جاکر سلاسل پہن لے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہ ہوگا بہرام نے عالم نشہ مین
حمزۂ صاحبقران کے ارشاد کو نہ سنا اور آگے بڑھا اسوقت حمزۂ صاحبقران بھی آگے بڑھے اور بہرام

اُور وکا بہرام نے عالم نشہ مین وہی چوب خیمہ حمزہ صاحبقران کے سر پر لگائی حمزہ صاحبقران نے وہ چوب بقوت تمام بہرام کے ہاتھ سے چھین لی اور فرمایا کہ ای بہادر اگر تیرا لڑنے کو دل چاہتا ہی تو کل شمشیر اور تیر لے کر میدان مین مجھ سے مقابلہ کرنا اسوقت خیمہ مین جاکر طوق و سلاسل پہن لے بہرام گرد بن خاقان چین نے کہا ای حمزہ صاحبقران کل مین تم سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر دربار سے چلا گیا اور اُسی خیمہ مین جاکر طوق اور سلاسل پہن لیے نوشیروان نے گرد خیمہ چند سوارون کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا ناظرین پر واضح ہو کہ بہرام گرد بن خاقان چین نے حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنا اسوجہ سے قبول کیا کہ حمزہ صاحبقران نے سر دربار چوب خیمہ ہاتھ سے چھین لی تھی بہرام گرد کو حمزہ صاحبقران سے ملال ہوا تھا ورنہ بہرام گرد حمزہ صاحبقران اپنے محسن سے کبھی مقابلہ کرنے کا اقرار نہ کرتا اور طوق و زنجیر اور بیڑیان اس سبب سے پہنتا تھا کہ حمزہ صاحبقران نے آب و طعام سے سیر و سیراب کیا تھا یہ احسان کیا تھا غرض آمدم بر سر مطلب جب نوشیروان کو معلوم ہوا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کل کے دن حمزہ میرے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا پس اُسی وقت حکم کیا کہ منادی شہر مدائن مین اسی وقت جاکر یہ ندا کرے کہ ہنگام سحر بہرام گرد ہمارے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا جسکو یہ کیفیت دیکھنی منظور ہو وہ بلا تامل اور بے خوف و خطر آئے اور مقابلہ کی کیفیت دیکھے منادی نے بموجب حکم مالک مدائن مین ہر صغیر و کبیر کو اطلاع دی ہر ایک اعلے و ادنے کو اس مقابلے کا دیکھنے کا اشتیاق ہوا عنبر خواجہ سرا نے جو یہ خبر سُنی ملکہ مہر نگار سے جاکر عرض کیا کہ آج یہ حکم شہنشاہ منادی ندا کرتا تھا کہ کل وقت صبح بہرام گرد حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کریگا جسکا دل چاہے تماشا آکے دیکھے جسوقت یہ خبر ملکہ مہر نگار نے سُنی فوراً فتانہ کو بلاکر کہنے لگی ابھی مین نے عنبر خواجہ سرا سے سُنا ہی کل بہرام گرد کوئی لنگوڑا حرامزادہ آفت کا مارا شہنشاہ کے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا پس ای فتانہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ ہم بھی مقابلہ کی سیر دیکھین فتانہ نے عرض کیا ای ملکہ عالم اسکی تدبیر یہ ہی کہ آپ اپنی مادر گرامی قدر سے کہیے کہ بہرام گرد سے حمزہ صاحبقران کل مقابلہ کرینگے ہمارا دل چاہتا ہی کہ ہم بھی یہ سیر دیکھین پھر ای ملکہ عالم اپنی مادر سے یہ کہیے گا کہ اگر آپ شہنشاہ سے کہیے گا کہ زیر دیوار محل دونون دلاور مقابلہ کرین تو شہنشاہ آپ کے کہنے سے زیر دیوار ایوان باہم بہادرون سے مقابلہ کرائینگے آپ بھی سیر دیکھیے گا اور مین بھی کیفیت دیکھونگی ملکہ مہر نگار نے بموجب کہنے فتانہ کے اپنی مادر ملکہ زرانگیز سے جاکر جو کچھ فتانہ نے کہا تھا عرض کیا ملکہ زرانگیز نے فرمایا ای نور نظر جسوقت شہنشاہ محل مین آئینگے مین اُنسے ضرور کہونگی یقین ہی کہ وہ میرے کہنے کے موافق زیر دیوار ایوان دونون جوانمردون سے باہم مقابلہ کرائینگے ملکہ مہر نگار یہ تقریر اپنی مادر عالی قدر کی سُنکے خوش ہوئی جسوقت نوشیروان محل مین آیا اور قریب اپنی زوجہ ملکہ زرانگیز کے آکر بیٹھا اُسوقت ملکہ زرانگیز نے نوشیروان سے کہا کہ صاحب مین نے سُنا ہی کہ تمھارے پسر خواندہ سے اور بہرام گرد سے کل مقابلہ ہوگا پس مین چاہتی ہون کہ حمزہ بہرام گرد سے ہمارے محل کی دیوار کے نیچے مقابلہ کرے تاکہ ہم بھی سیر اور کیفیت دیکھین نوشیروان ہنسکے کہنے لگا اچھا ای ملکہ بموجب تمھارے کہنے کے زیر دیوار محل اُن دونون سے باہم مقابلہ کراؤنگا یہ کہکے نوشیروان نے عنبر خواجہ سرا کو بلایا اور فرمایا ای عنبر جلد تر جا اور ہمارے وزرا سے یہ کہہ آ کہ شہنشاہ فرماتے ہین کہ ہمارے ایوان کے سامنے جو میدان ہی اسی وقت اس میدان مین ایک اکھاڑا بہت عمدہ نفیس تیار کیا جائے اور گرد اکھاڑے کے کرسیان بچھائی جائین اور خیمہ استادہ کیا جائے علاوہ اسکے جملہ سامان شاہانہ مہیا کیا جائے کیونکہ ہم اور آراکین سلطنت اور اعیان مملکت

غیرہ بہرام اور حمزہ کی کشتی دیکھنیکے عنبر خواجہ سرانے بموجب حکم شہنشاہ وزرا سے جاکر کہا وزرا نے موافق حکم نوشیروان
اُسی شب کو میدان صاف کراکر اکھاڑا کھدوایا اور تمام سامان شاہانہ جو لائق و مناسب تھا کیا جب صبح ہوئی نوشیروان
محل سے برآمد ہوا وزرا و امرا وغیرہ آداب و تسلیم بجالائے نوشیروان نے اکھاڑے کو تیار دیکھکر نہایت خوش ہوکر
حکم کیا کہ بہرام گرد کو خیمہ سے لاؤ اور حمزہ کو ہمارے پسر خواندہ کے لینے کو جاؤ نوشیروان یہ فرماکر اکھاڑے پر جو
تخت زرین بچھا تھا اُسی تخت پر رونق افروز ہوا امراے ذی وقار و ندیمان نامدار و سرداران تہور شعار و حکماے
یکتاے روزگار وغیرہ علی قدر مراتب و مناصب کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے سرداران نامی حمزہ صاحبقران کی
خدمت عالی میں آئے اور عرض کرکے حمزہ صاحبقران کو ہمراہ لیکر اکھاڑے پر آئے حمزہ صاحبقران
نوشیروان کو تسلیم کرکے دنگل پر قریب نوشیروان کے جانب دست راست بیٹھے تھوڑی دیر میں چند
سردار بہرام گرد کو لیکر آئے حمزہ صاحبقران نے بہرام کے جسم سے طوق و زنجیر وغیرہ کو دور کرایا اور آب و طعام
سے بہرام گرد کو سیر و سیراب کرایا جب بہرام گرد طعام تناول کرچکا اور پانی پی چکا اُسوقت حمزہ نے کہا اے
بہرام اب کیا ارادہ ہے بہرام نے کہا میں تم سے مقابلہ کرونگا زرہ تو میں پہنے ہوں لیکن شمشیر و سپر و نیزہ و
مرکب میرے پاس نہیں ہے حمزہ صاحبقران نے نوشیروان سے عرض کرکے مرکب اور تیغہ گرانبار اور
نیزہ و سپر و تیر بہرام گرد کو منگوادیا بہرام گرد نیزے کو لیکر تیغہ گرانبار زیب کمر کرکے سپر دوش پر رکھکر مرکب پر سوار
ہوئے نگاراوی کہتا ہے کہ اسوقت اُس جگہ اسقدر کثرت آدمیوں کی تھی کہ وہم و خیال سے زیادہ تر کوئی مہندس
حساب اور شمار نہ کرسکتا تھا کثرت انجم افلاک سے بھی شاید شمار میں تماشائی زیادہ تھے علاوہ اسکے کل اہل
دربار اکھاڑے پر خدمت نوشیروان میں حاضر تھے سرداران حمزہ صاحبقران بھی دنگلوں پر بیٹھے تھے
خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بھی موجود تھے اُس جگہ انواع و اقسام کی چیزیں بکتی تھیں خریدار لے حجت و تکرار
خریدتے تھے گرم بازاری ہورہی تھی چونکہ ملکہ مہرنگار نے اپنی مادر ملکہ زرانگیز سے اسی سیر کے دیکھنے کے
واسطے کہا تھا اور ملکہ زرانگیز کے کہنے سے نوشیروان نے زیر دیوار محل اکھاڑا کھدوایا تھا اب جو دونوں
بہادر آمادہ حرب و پیکار ہوئے ہیں ملکہ مہرنگار ایک دریچے میں چلمن کا پردہ ڈالکر بیٹھی ہے فقط ملکہ زہرہ مصری
اور رقاصہ کو اپنے پاس بٹھایا ہے اور شاہزادیاں اور خواتین محل جدا جدا دریچوں میں پردے ڈالکر بیٹھی ہیں ملکہ زرانگیز
بھی ایک دریچے میں پردہ ڈالکر بیٹھی ہے کنیزیں اور عورتیں ملازم جسقدر ہیں وہ بھی جا بجا بالاے بام بیٹھی ہیں جب
بہرام گرد گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت حمزہ صاحبقران بھی مسلح ہوکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار
ہوکے وہ میدان جو متصل اکھاڑے کے تھا حمزہ صاحبقران اُسی میدان میں جاکر سامنے بہرام گرد
کے کھڑے ہوئے بہرام گرد نے مرکب اپنا واسطے تگاورزنی کے بڑھایا اس طرف سے حمزہ صاحبقران نے
مرکب خنگ سیہ قیطاس کو بڑھایا ہنگام تگاورزنی ہر دو بہادر خاص و عام نے دیکھا کہ سات قدم گھوڑا
بہرام گرد کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہ صاحبقران کا پیچھے ہٹا بہرام نے حمزہ صاحبقران
سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھوڑا نہایت کم قوت ہے اسی سبب سے اسقدر پیچھے ہٹ گیا میں کمزور نہیں ہوں
حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے بہرام اب تم اپنی طاقت و قوت ظاہر کرو بہرام یہ کلام سنکے برہم ہوا اور
نیزے کو خوب دیکھ بھال کے سینہ حمزہ صاحبقران پر مارا حمزہ صاحبقران نے فوراً نوک نیزہ
بہرام گرد اپنی نوک نیزہ پر روکی یہ سبب باہم گرنے دو سنانوں کے شرر پیدا ہوئے اسی طرح

دیر تک باہم رد و بدل رہی آخرکار حمزہ صاحبقران نے ایک بند باندھکر نیزہ دست بہرام گرد سے نکال دیا جس وقت نیزہ بہرام کے ہاتھ سے نکل گیا نیزہ بازون اور سرداران نوشیروان اور سرداران حمزہ صاحبقران وغیرہ نے شور تحسین و آفرین بلند کیا ملکہ مہرنگار دریچے سے دیکھ رہی تھی نیزہ بہرام کے ہاتھ سے جب نکل گیا نہایت خوش ہوئی اور قتالہ سے کہنے لگی کہ اب یہ کیون کھڑے ہوئے ہین اس موئے دشمن جان کو جلدی کس وجہ سے قتل نہین کرتے ہین قتالہ نے عرض کیا ای ملکۂ عالم کوئی وجہ ہوگی جب تو کھڑے ہوئے ہین ورا پنے حریف کو ہلاک نہین کرتے قتالہ یہ عرض کر رہی تھی ناگاہ بہرام نے نیزے کے نکل جانے سے برہم ہوکر تیغہ گرانبار کھینچا اور نعرہ کیا کہ ای حمزہ صاحبقران یہ تیغ تیز ایک دم مین انسان کا کام تمام کرتی ہی برسون کا جھگڑا فیصلہ کرتی ہی جسوقت ملکہ مہرنگار نے چمکتا ہوا تیغۂ آبدار بہرام کے ہاتھ مین دیکھا اور نعرہ بہرام کا سنا بے اختیار بہرام کے واسطے اس طرح بددعا کرنے لگی کہ الٰہی تیرا ہاتھ ابھی خشک ہو جائے یہ تلوار تیرے ہاتھ سے گر پڑے جلد تر تو عدم کو روانہ ہو تلوار تجکو لگانا نصیب انہو ملکہ مہرنگار ابھی بہرام کے ہلاک ہونیکے واسطے دعا کر ہی رہی تھی ناگاہ بہرام گرد نے تیغۂ آبدار گرانبار گھوڑا بڑھا کر قریب حمزہ صاحبقران کے جا کر سر حمزہ صاحبقران پر مارا ملکہ مہرنگار نے تو آنکھین اپنی بند کرلین کلیجے کو پکڑ لیا اور کہا آہ مار ڈالا لیکن حمزہ صاحبقران نے بار تیغہ گرانبار کی نظر کرکے جب تیغہ قریب سر کے آیا ایسا دستانہ مارا کہ تیغہ بہرام کا سر پر پٹ پڑا فوراً حمزہ صاحبقران نے بہرام کے تیغہ پر مار دو سے بچا کے ہاتھ ڈالا اور جھٹکا دیا بہرام نے دونون ہاتھون سے تیغہ کے قبضے کو پکڑ کے زور کیا اور چاہا کہ تیغہ حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے چھڑا لون لیکن قبضہ تیغہ کا فقط قبضے مین رہا زور کرنے سے پھل نہ پایا ثمر مراد ہاتھ نہ آیا آخر خالی قبضہ سے بیزار ہوکر بہ غیظ و غضب وہ قبضہ قریب حمزہ صاحبقران کے آکر سر حمزہ صاحبقران پر مارا حمزہ صاحبقران نے قبضہ تیغۂ آبدار کا سپر پر روکا اور ہاتھ اپنا کمر بہرام مین ڈالا بہرام نے بھی حمزہ صاحبقران کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کرنا شروع کیا جب ملکہ مہرنگار نے دیکھا کہ تیغہ بہرام کے ہاتھ سے حمزہ صاحبقران نے چھین لیا اور اسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اسوقت قتالہ اور زہرۂ مصری سے مسکرا کر کہا کہ تم نے تیغے کا چھین لینا دیکھا ماشاء اللہ کسقدر قوت ہی کہ تیغہ اتنے بڑے جوان دیو خصال کے ہاتھ سے چھین لیا اور اب بھی لڑنے سے باز نہین آتے ہین اب وہ کتنا بھی لپٹتا ہی جنکے ہاتھ سے دو تین مرتبہ ذلیل ہو چکا ہی پھر انھین کے سر چڑھتا ہی یہان تو ملکہ مہرنگار قتالہ اور زہرۂ مصری سے یہ گفتگو کر رہی تھی وہان باہم بہرام و حمزہ صاحبقران مین زور آزمائی ہو رہی تھی گھوڑے زمین پر بیٹھے جاتے تھے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران بہرام سے زور کر رہے ہین اسوقت آگے بڑھکے خواجہ عمرو نے کہا کہ ای بہادرو اگر تم کو کشتی لڑنا منظور ہی تو اکھاڑے مین کشتی لڑو کشتی لڑنے کے خیال سے یہ اکھاڑا بنایا گیا ہی گھوڑون سے اترو یہ حیوان ہلاک ہوئے جاتے ہین جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بہرام گرد اور حمزہ صاحبقران نے سنی دونون گھوڑون سے اترے خواجہ عمرو نے مرکب حمزہ صاحبقران کو اس میدان سے لا کر پیچھے ایک درخت سے کے ٹھہرایا بہرام اکھاڑے مین آیا اور حمزہ صاحبقران بھی دامنون کو لپیٹ کے اکھاڑے مین آئے بہرام نے قدم بڑھا کے کمر حمزہ صاحبقران مین ہاتھ ڈالا حمزہ صاحبقران نے بھی گردن پر بہرام کے ہاتھ رکھا بہرام بخوبی زور کرنے لگا حمزہ صاحبقران بہرام کا زور دیر تک روکا کیے بعد دو پہر کے ایک پیچ کرکے بہرام کو نیچے پکڑ لائے بہرام بعد تھوڑی دیر کے حمزہ صاحبقران سے

کھڑے ہوکر کشتی لڑنے لگا جب شام ہوئی بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ ای بہادر اب کیا ارادہ ہی شام
ہوگئی ہی حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تم تھک گئے ہو تو کل لڑنا اور اگر تاریکی کے خیال سے کشتی نہین
لڑتے ہو تو شاہون کے نزدیک شب تار کو روشنی سے مثل روز روشن منور کر دینا امر محال نہین ہی بہرام نے کہا کہ
مین تو ابھی تھکا نہین ہون حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تھکے نہین ہو تو لڑو روشنی کر دیجائیگی بہرام یہ گفتگو
حمزۂ صاحبقران کی سُنکے پھر کشتی لڑنے لگا نوشیروان نے حکم کیا جلد روشنی کیجائے بموجب حکم روشنی
کردی گئی پھر نوشیروان نے حکم کیا کہ ایک کانسہ مین بھر کے دودھ لاؤ جسوقت خواجہ بزرجمہر نے یہ گفتگو
نوشیروان کی سُنی فوراً ابوالخیر سے کہا کہ جلد جاؤ اور ایک کانسہ کلان مین دودھ لیکر جلد آؤ ابوالخیر گیا اور
کانسہ مین دودھ لیکر حاضر ہوا نوشیروان نے جس شخص سے دودھ منگایا تھا وہ بھی دودھ لیکر حاضر ہوا نوشیروان
نے بہرام سے فرمایا کہ ای بہرام یہ کانسۂ شیر موجود ہی پہلے بعوض غذا شیر کو پی لو پھر کشتی لڑنا چونکہ بہرام گرسنہ تھا
حمزۂ صاحبقران کے بازو کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ کے اور کانسۂ شیر منھ سے لگا کر تمام دودھ کانسہ کا پی گیا پھر
خواجہ بزرجمہر نے حمزۂ صاحبقران کو وہ کانسۂ شیر دیا حمزۂ صاحبقران نے بھی کانسہ کو اُٹھا کر دہن سے
لگایا اور تمام دودھ اُس کانسہ مین جو تھا پی لیا اور پھر باہم کشتی لڑنے لگے اسی طرح دو شب و روز برابر باہم کشتی
رہی تیسرے روز قریب شام بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب مین زور آخر کرتا ہون ہوشیار ہو جائیے
امیر بالوقیر نے فرمایا ای بہرام مین خبردار اور ہوشیار ہون تم زور کرو بہرام نے دونون ہاتھ وہان سے دونون بازو
حمزۂ صاحبقران کے پکڑ لے اور سر اپنا سینۂ امیر بالوقیر سے ملا کر اور بخوبی تمام زور کر کے حمزۂ صاحبقران
کو ریلتا ہوا لیچلا ملکہ مہرنگار نے جو دیکھا کہ بہرام حمزۂ صاحبقران کو ریلتا ہوا لیچلا گھبرا گئی اور منتشر ہو کر
فتانہ اور ملکہ زہرۂ مصری سے کہا کہ ای فتانہ اور زہرۂ مصری تم دیکھتی ہو کہ یہ موا کیسا انکو ریلتا ہی خدا
اسکو غارت کرے جلد یہ خاک مین مل جائے دست و پا اسکے ٹوٹ جائین ہر ہان اسکے خاک مین مل جائین جلدی
پیوند خاک ہو اسکے ہر عزیز کا اسکے غم مین گریبان چاک ہو ذرا بھی پاس نگوڑے کو انکی جوانی پر رحم نہین آتا بالکل
انکے دست و پا و بازو ٹوٹ جانے کا خیال نہین کرتا یہ وقت ہنسنے اور چپکے بیٹھے رہنے کا نہین ہی جلدی اپنے
ہاتھ جانب آسمان بلند کر کے انکے غالب ہونے کے واسطے یہ گریہ و زاری درگاہ خدا مین دعا کرو میرے سر کے بال
سراسر کھولکر مین بھی انکے غالب ہونے کے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کرتی ہی یہ کہکے ملکہ مہرنگار بیقرار اور
اشکبار ہو کے ہاتھ جانب فلک بلند کر کے بال سر کے کھولکے اس طرح دعا کرنے لگی کہ ای خالق کون و مکان
و ای معبود انس و جان بہرام جلد مغلوب ہو اور جو بہرام سے لڑ رہے ہین انکو بہرام پر جلد غالب کر فتانہ اور
ملکہ زہرۂ مصری بھی حمزۂ صاحبقران کے غالب ہونے کے واسطے دعا کرنے لگین جب بہرام بہ
قوت تمام قریب تین قدم کے حمزۂ صاحبقران کو اکھاڑے مین ریل لیگیا اسوقت حمزۂ صاحبقران
نے لنگر اپنا زمین پر قایم کیا بہرام نے ہرچند زور کیا لیکن پھر حمزۂ صاحبقران اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ
سرکے جب بہرام زور کرتے کرتے تھک گیا پسینہ مین تر ہو گیا ہاتھ اپنے بازو سے حمزۂ صاحبقران
سے اُٹھا کے کہنے لگا کہ مین تو زور کر چکا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای بہادر اب ہمارے زور
کرنے کی باری آئی یہ فرما کر حمزۂ صاحبقران نے ہاتھ اپنے بازو سے بہرام پر رکھے اور سر سینۂ
بہرام سے ملا کر بہرام کو ریلا جب بہرام اکھاڑے مین پیچھے ہٹا اور ملکہ مہرنگار نے دیکھا

فتانہ سے خوش ہو کر کہا کہ اب انکو بھی بہرام پر غصہ آیا اب بہرام کے دست و پا توڑ ڈالینگے اکھاڑے مین رگڑ کے
مار ڈالینگے چت کر کے اسکے سینہ پر سوار ہو نگے ملکہ مہر نگار تو خوش ہو کر فتانہ سے اسی طرح کی تقریر کر رہی تھی اور
بنظر غور کشتی دیکھ رہی تھی ادھر اکھاڑے مین حمزۂ صاحبقران بہرام کو ریل کے جب دس قدم کے فاصلے تک لیگئے
اسوقت بہرام گرد نے بھی اپنا لنگر زمین قائم کیا حمزۂ صاحبقران نے توڑۂ کمربند فولادی پکڑ کر زور کیا اور
لنگر بہرام کا اکھاڑا اول زور مین تا زانو دوسرے زور مین سینہ تک تیسرے زور مین سر سے بلند کر کے اور اکھاڑے
مین آہستہ اسوجہ سے دے مارا کہ بہرام کا مار ڈالنا اور ہلاک کرنا حمزۂ صاحبقران کو منظور نہ تھا جب بہرام
اکھاڑے مین چت گرا فوراً حمزۂ صاحبقران سینۂ بہرام پر سوار ہوئے بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے
کہا کہ اب مین آپ سے زیر ہو چکا چھوڑ دیجیے میرے سینے سے اُٹھیے حمزۂ صاحبقران سینۂ بہرام پر سے اُٹھے
جسوقت بہرام کو حمزۂ صاحبقران نے سر سے بلند کیا اور اکھاڑے مین پٹکا اور سینے پر سوار ہوئے نوشیروان
نہایت خوش ہوا سرداروں اور پہلوانون کے ہوش بجا نہ رہے تماشائیون نے اسقدر شور تحسین و آفرین بلند کیا
کہ تا فلک گیا چرخ پیران جوانون کی کشتی دیکھکر حیران ہوا ملکہ مہر نگار نے زمین پر سجدۂ شکر کیا اور بعد سجدۂ شکر
کے فتانہ سے خوب ہنسے اور خوش ہو کے کہا کہ فتانہ دیکھا تو نے کس دلیری اور جوانمردی سے اُنھون نے
بہرام کو پٹک دیا خدا اُنکو نظر بد سے بچائے یہ میری ہی دعا کا اثر تھا کہ جو یہ بہرام پر غالب آئے ورنہ دیو پر کہین
انسان غالب ہوتا ہے اسوقت حق تعالے نے دعا میری قبول کی کہ اُنکو بہرام پر نصرت دی. فتانہ اور
زہرۂ مصری نے عرض کیا آپ بجا اور درست فرماتی ہین بیشک حضور ہی کی دعا سے خدا سے کارساز و بندہ نواز
نے حمزۂ صاحبقران کو بہرام پر غالب کیا الحاصل جب بہرام حمزۂ صاحبقران سے زیر ہوا حمزۂ
صاحبقران نے بحکم نوشیروان بہرام کو طوق و زنجیر پہنا کر اکھاڑے سے جانب زندان روانہ کیا بعد
روانہ ہونے بہرام کے نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران کے زور و قوت کی نہایت تعریف کی اور خلعت
فاخرہ دیا خواجہ بزرجمہر نے بھی خوش ہو کر حمزۂ صاحبقران کے زور اور شجاعت کی تعریف کی بختک
نے جو دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران نے بہرام کو زیر کیا اور نوشیروان نے خوش ہو کر حمزۂ
صاحبقران کو خلعت دیا نہایت رنجیدہ ہوا بہرام کے زیر ہونے پر افسوس کرنے لگا ملکہ زرا نگیز
زوجۂ نوشیروان کو بھی حمزۂ صاحبقران کے غالب ہونے سے خوشی ہوئی الحاصل جب نوشیروان
حمزۂ صاحبقران کو خلعت دے چکا تخت سے اُٹھا اور داخل محل ہوا امرا و وزرا وغیرہ سب اکھاڑے
سے چلے گئے وہ مجمع بھی متفرق ہوا حمزۂ صاحبقران مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہو کے اور اپنے
سردارون کو ہمراہ لے کے بل شاد کام کی طرف بہ خوشی و خرمی روانہ ہوئے اور راہ طے کر کے داخل لشکر
ہوئے اور خواجہ عمرو نے بہرام کی اس طرح تعریف کرنے لگے کہ اے خواجہ عمرو بہرام پہلوان زبردست
ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران یہ آپ کو مناسب نہ تھا کہ بہرام کو زیر کر کے پھر
نوشیروان کو حوالے کر دیجیے آپ کو لازم تھا کہ اسکو مسلمان کر کے اپنے ہمراہ لشکر مین لے آتے
حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو جواب دیا اے خواجہ عمرو بہرام گنہگار نوشیروان کا تھا اُسے
مین کیونکر لے آتا خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران اگر بہرام مسلمان ہوا اور آپ کے
لشکر مین چلا آئے تو کیا میرا دل خوش ہوا امیر با توقیر نے فرمایا اے خواجہ عمرو بہرام کا مسلمان ہونا

اور ہمارے لشکر میں آنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر باتوقیر مین اسوقت آپ سے یہ اقرار کرتا ہون کہ عیاری کرکے بہرام کو ضرور مسلمان کرونگا اور لشکر مین لے آونگا یہان تو خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران مین یہ گفتگو باہم ہورہی ہی لیکن اب حال بہرام گرد کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب بہرام حمزہ صاحبقران سے زیر ہوکر زندان مین آیا خیال کرنے لگا کہ سوائے حمزہ صاحبقران کے آجتک مین کسی سے زیر نہین ہوا حمزہ صاحبقران نہایت مرد بہادر اور لیق ہی ایسے بہادر کی اطاعت کرنا لازم ہی اور اب اس زندان مین طوق و زنجیر پہن کے بیٹھنا یا نوشیروان نامرد و ناقدر کی اطاعت کرنا مناسب نہین یہ خیال کرکے عنقریب صبح بہرام نے سلاسل کو اپنے جسم سے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر دور کیا اور زندان سے نکلا نگہبانان زندان نے بہرام کو روکا بہرام نے ایک چوب وہین سے اٹھا کر کئی نگہبانون کو ہلاک کیا نگہبانان زندان یہ حال دیکھکے فریاد و فغان کرتے ہوئے بھاگے بہرام پل شادکام پر پہونچا اسوقت حمزہ صاحبقران نماز سحر پڑھکر وظیفہ پڑھ رہے تھے ناگاہ حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ بہرام چلا آتا ہی جب بہرام قریب امیر باتوقیر کے آیا دوڑ کر جانب قدم حمزہ صاحبقران جھکا اور عرض کرنے لگا کہ اب مین نے آپ کی اطاعت اختیار کی آپ مجکو مسلمان کیجیے حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر بہرام گرد کی سنکے نہایت خوش ہوکے جلد اسکے سر کو اپنے سینے سے لگایا قدم پر سر رکھنے نہ دیا اور اسی وقت کلمہ اسکو پڑھا کر مسلمان کیا خواجہ عمرو اور جملہ سردار خوش ہوئے یہان تو حمزہ صاحبقران نے بہرام کو مسلمان کیا اور قریب اپنے بٹھایا لیکن نگہبانان زندان کے رونے کی آواز نوشیروان نے جو سنی عنبر خواجہ سرا سے فرمایا جلد جاکر دریافت کر کہ یہ آدمی کون روتے ہین عنبر گیا اور تمام کیفیت بہرام کے نکل جانے کی دریافت کرکے نوشیروان سے آکر عرض کی نوشیروان برہم ہوکر محل سے برآمد ہوا اور دربار مین آکر تخت پر رونق افروز ہوا ناگاہ تلبیس جاسوس روبروے نوشیروان آیا اور بعد بجالانے آداب و قواعد سلطانی کے زمین بوسی کرکے اس طرح عرض کرنے لگا کہ ای شہنشاہ فلک بارگاہ آخر شب کو بہرام گرد زندان سے نکل گیا اور نگہبانون کو ہلاک کرکے حمزہ صاحبقران کی خدمت مین گیا ہی اور مسلمان ہوا ہی نوشیروان نے یہ خبر سنکے حمزہ صاحبقران کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای فرزند بہرام ہمارا مجرم جو تمھارے پاس گیا ہی اسکو گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو جب نامہ تیار ہوا تلبیس کو دیا تلبیس جاسوس نے جاکر وہ نامہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو دیا حمزہ صاحبقران نے نامہ پڑھکر یہ مصلحت وقت یہی بہتر دیکھا کہ بہرام کو گرفتار کرکے نوشیروان کے پاس بھیجدینا چاہیے آخر حمزہ صاحبقران نے بہرام کو گرفتار کرکے خدمت نوشیروان مین بھیجدیا

داستان پہونچنا دربار نوشیروان مین بہرام گرد بن خاقان چین کا اور غضبناک ہوکر حکم قتل دینا نوشیروان کا پھر خطا معاف کرنا

راویان شیرین زبان و حاکیان عذب البیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب بہرام گرد کو حمزہ صاحبقران نے گرفتار کرکے بہمراہی تلبیس جاسوس روانہ کیا اور تلبیس جاسوس نے بہرام کو دربار شہنشاہ نوشیروان مین حاضر کیا نوشیروان نے بہرام گرد سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای بہرام گرد بن خاقان چین بہتر اور مناسب یہ ہی کہ اب آتش و نار آتش کی پرستش قبول کر اطاعت اور فرمانبرداری بادولت کی اختیار کر سرکشی نہ کر اور خدا سے نادیدہ کو ہرگز سجدہ نہ کر دین اسلام اختیار نہ کر اگر تو ہمارے حکم کے موافق خداوند

آتش کی پرستش کریگا اور ہماری اطاعت اختیار کریگا تو اس دربار مین موافق تیری عزت کے جگہ بیٹھنے کی تجکو ملیگی خلعت
عنایت سلطانی سے سرفراز ہوگا اور اگر ہمارے خلاف حکم کے کریگا تو ابھی قتل کیا جائیگا سرکشی کی سزا پا لے گا
بہرام گرد بن خاقان چین نے کہا اے نوشیروان مین ہرگز خداوند آتش کی پرستش نہ کرونگا کیونکہ آتش بھی مانند
میرے ایک مخلوق خدا سے ہے اور نہ کسی بت کو سجدہ کرونگا لات و منات وغیرہ سب پتھر کی تصویرین ہین مین اب
اُس خدا کو سجدہ کرتا ہون کہ جس نے آسمان و زمین شمس و قمر شجر و ثمر گل و خار آب و آتش خاک و باد جن و انس وحش و
طیور وغیرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے ایک لفظ کن سے پیدا کیا ہے اور اُسی خداوند کریم و کارساز کو بقا ہے اور باقی سب کو
فنا ہے وہی خداے لایزال لایق سجدہ کرنے کے ہے کہ جسکی شان مین یہ اشعار کسی شاعر نے کہے ہین اشعار

بنایا جس نے منقل بوستان کو
شہادت نامۂ بلبل سراسر
ہنسی لب پر جگر پر زخم کاری
دیا پیمانۂ زخم شگفتہ
رگ بسمل کیا تار نظر کو
گریبان کو سکھایا چاک ہونا
حیا غنچون کو دی راز نہان کی
کرین حمد و ثنا سے ذات باری

الف جلا و برگ ارغوان کو
عطا کی داغ لالہ کو سیاہی
دیا غنچہ کو پاس پردہ داری
شہیدون کو طلسم لو دکھایا
سکھایا رقص بیتابی جگر کو
گہر ریزی کہین کی چشم تر سے
عنادل کو ہوس بخشی فغان کی

لکھا ہر صفحۂ اوراق گل پر
سراپا صورت جوہر گواہی
کیے مینو شی دُر و نہفتہ
ہنسا کر زخم تن کو خون رُلایا
دل عاشق کو بخشا خاک ہونا
بھرے دامن کہین لخت جگر سے
بھلا ہم کیا حقیقت کیا ہماری

اے بادشاہ اگر عاقل و صاحب فہم ہے تو تو بھی میری طرح اُس خداوند کو
سجدہ کر اور راہ راست پر آ خداوند آتش اور منات اور یوسنے دو سو خدا جو محض خیالی ہین اب کسی کی پرستش تو
ہرگز نہ کر سب کو باطل خیال کر اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیمبر اور ہادی جان کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو
مجکو قتل کرنے سے نہ ڈرا حمزہ صاحبقران کہ شیر بیشۂ شجاعت ہین اور یکتاے روزگار ہین مین نے انکی اطاعت
کی ہے اور انھین کی بدولت دولت دین اسلام میرے ہاتھ آئی ہے کونین مین مین نے عزت و آبرو پائی ہے اب
ممکن نہین کہ ایسی دولت لازوال کو خوف جان سے دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھ سے دولت اور تیری اطاعت
اختیار کرون مجکو اپنا قتل ہونا منظور ہے ہر چند کہ مین اس زنجیر و طوق اور بیڑیون اور ہتھکڑیون کو مثل تار عنکبوت
کے جانتا ہون اگر چاہون تو ابھی اس سلاسل وغیرہ کو توڑ کر پھینک دون اور خدمت حمزہ صاحبقران مین
چلا جاؤن جو مجکو روکے اُسکو تہ تیغ کرون لیکن یہ خیال اسکے ہتھکڑیان اور بیڑیان نہین توڑتا کہ وہ پھر مجکو
گرفتار کرکے کسی مصلحت سے تیرے حوالے کر دینگے اور پھر یہی انجام ہوگا پس اس وجہ سے مین ہتھکڑیان
اور بیڑیان نہین توڑتا اور اپنے قتل ہونے پر راضی ہون جب یہ تقریر بہرام گرد بن خاقان چین کی
نوشیروان نے سُنی نہایت غضبناک ہوا اور اُسی وقت جلاد کو طلب کیا جلاد زشت خو مہیب
صورت مریخ خصال تیغۂ آبدار کھینچے ہوئے گردن مین کشتون کے ناک اور کان کے ہار پہنے ہوئے
روبروے نوشیروان جلد تر حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کرنے لگا اے شہنشاہ فلک بارگاہ
کس شخص کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہے کون شخص لایق گردن زدنی کے ہے کس کا رشتۂ حیات قطع ہوا
چاہتا ہے کس اجل رسیدہ پر قہر و غضب سلطانی ہے تیغہ اپنے قبضے مین باٹرھ دار رکھتا ہون بازو دون
مین قوت رکھتا ہون مریخ کی خصلت رکھتا ہون جس کو حکم ہوا ابھی تہ تیغ کرون جانب عدم روانہ

الغرض نوشیروان نے فرمایا اے جلاد اس سرکش اور مغرور و معیوب سلطانی کو دربار سے لیجا کر اس میدان میں قتل کر تاکہ ہم بھی قتل ہونا اسکا اپنی آنکھوں سے دیکھیں جلاد نے یہ حکم نوشیروان سُنکے بہرام گرد بن خاقان چین کا ہاتھ پکڑا اور دربار سے لیکر چلا جب اُس میدان میں پہونچا موافق قاعدہ ریگ کا چبوترہ درست کیا بوریہ فلاکت کا بچھایا بہرام گرد بن خاقان چین کو بٹھایا پٹی آنکھوں سے باندھکے گردن پر کوڑے سے خط کھینچا اور شلنگیں لگاکر بہرام گرد سے کہنے لگا کہ اے اجل رسیدہ جو کچھ آرزوے دلی ہو نکال لے اگر کسی غذا پر رغبت ہو تو منگوا اگر کھانے پیاسا ہو تو آب سرد پی لے اگر کسی عزیز و اقارب اور دوست آشنا کے دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہو تو جلد بلوا اُسکو دیکھ لے کیونکہ اب کوئی دم میں رشتۂ حیات تیرا قطع ہوا چاہتا ہے بہرام نے یہ کلام اُس جلاد زشت رُو کے سُنکے ایک آہ سرد کھینچکر کہا اے جلاد کھانے اور پانی کی مطلق مجھکو خواہش نہیں ہے کیونکہ میں بڑی دیر سے لخت جگر کھا رہا ہوں اور خون جگر پی رہا ہوں اور اسوقت کسی کے دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا ہے یہ وقت یاد خدا کا ہے یہ کہکے اور سر سوے آسمان بلند کرکے برجوع قلب یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار۔

خدایا تو کلک سینہ فگار ۔ سیہ رو ہوں سیہ دل ہوں گنہگار
بسر ہوتی ہے بیجا زندگانی ۔ بلائے جان ہے آشوب جوانی
کوئی فعل روا ایسا نہیں ہے ۔ عمل میں بھی جو آتا نہیں ہے
گذرتی ہے عجب غفلت سے اوقات ۔ دریغا حسرتا ہیہات ہیہات
لحاظ بندگی جاتا رہا ہے ۔ سر نخوت نے دل میں گھر کیا ہے
الم سے جسم و جان درد آمیز ۔ سبب ہیں شان شیطانی سے لبریز
اگرچہ سے یہ نفس کفر شیدا ۔ مرے سایہ سے ہوا ابلیس پیدا
نگاہ لطف سے فرما اشارا ۔ دل مضطر ہو کچھ تو سہارا
لب پابوس ہوں خنداں طرح سے ۔ سدا گریاں دیدۂ پرخون ہوں آب سے
تمناؤں کو دل میں شاد پاؤں ۔ جگر کو جان کو آباد پاؤں
خجل ہو دیکھکر مغرور زاہد ۔ تری محفل سے بیٹھے دور زاہد
سوا تیرے مرا کوئی نہیں ہے ۔ غلط ہے آسرا کوئی نہیں ہے
الٰہی رحمت تری کر پردہ داری ۔ مری بگڑی ہوئی بنجائے ساری
بہت کچھ آرزو رکھتا ہوں دل میں ۔ ہزاروں گفتگو رکھتا ہوں دل میں
جو سُنلے ایک بھی تو رحم کھا کے ۔ نکل جائیں سب ارمان دعا کے
غم ہستی و مرگ و قبر و محشر ۔ یہ سب ہوں سینہ مضطر سے باہر
خلیل آسا جہنم باغ ہو جائے ۔ نکل فردوس دل کا داغ ہو جائے
بڑھے ارمان سختی کی جیسے ہمت ۔ نکلنے غم جسطرح ممسک کی نیت
سراپا عید بنجاؤں خوشی سے ۔ کہوں ہر دم مبارکباد جی سے
نہ یاد آتو اگر نامہربان ہو ۔ ہر اک نقرہ بلائے جسم و جان ہو
نوید عید ہے اہل ستم کو ۔ سلا تر سوں پناہ پنجدم کو
زبان دوست و پاسبان میں گواہی ۔ اٹھاؤں تا با بدبار تباہی
جہنم ہو عذاب آتشیں ہو ۔ گرفتار بلا دان حزیں ہو
نہ نکلے کوئی نہ فریاد جگر کو ۔ نظر آئے نہ جز شعلہ نظر کو
کہوں اُسوقت کس سے اپنی بپتی ۔ کسے پروا ہو میری بیکسی کی
سوا اسکے کہ تو ہی مہربان ہو ۔ ترے کہنے سے کہتے ہیں زبان ہو
گنہگاروں کا ہے خداوند یگانہ ۔ کرم گستر خطا بخشش زمانہ
تری رحمت پہ ہے ناز آرزو کو ۔ وفا کر وعدۂ لا تقنطوا کو
سُنا ارباب محشر سے لعینا ۔ مبارکباد آزادی کی آواز

بہرام گرد بن خاقان چین تو زیر تیغ جلاد یہ دعا اپنے مالک خداوند یگانہ سے بنالہ و فریاد کر رہا ہے صغیر و کبیر کا گرد جمع ہے کوئی بہرام گرد کی نوجوانی پر نظر کرکے افسوس کرتا ہے کوئی یہ کہتا ہے کہ سرکشی کی یہی سزا ہے اہل شہر نے قتل بہرام گرد بن خاقان چین کی خبر جو سنی ہے سدہا آدمی ہر طرف سے چلے آتے ہیں گرد بہرام گرد بن خاقان چین کے کھڑے ہوتے ہیں بعضے بہرام گرد کو سمجھتے ہیں اکثر اشخاص منع کرتے ہیں کہ یہ مقام عبرت کا ہے خوشی اور ہنسنے کا محل نہیں ہے جب حمزہ صاحبقران نے خبر حکم قتل بہرام گرد سُنی نہایت ملول اور مغموم ہوئے اب خواجہ عمرو سے کہنے لگے کہ اگر مجکو یہ معلوم ہوتا کہ

نوشیروان بہرام گرد بن خاقان چین کے واسطے حکم قتل دیگا تو بھی مین بہرام گرد کو گرفتار کرکے نہ بھیجدیتا
اگر کسی طرح بہرام گرد بن خاقان چین میرے پاس چلا آئیگا تو بھی بہرام گرد کو نوشیروان کے حوالے
نہ کرون خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر بہرام گرد بن خاقان چین قتل ہو جائیگا
تو مجکو نہایت صدمہ ہوگا حمزہ صاحبقران نے پوچھا ای خواجہ عمرو اب کیا کرون کیونکر جاکر بہرام گرد کو قتل
نہونے دون خواجہ عمرو نے عرض کیا آپ کا تشریف لیجانا بالفعل مناسب نہین ہی آپ یہین تشریف رکھیے مین جاتا
ہون یہ کہکر خواجہ عمرو بقصد عجلت روانہ ہوئے یہان بہرام گرد زیر تیغ بیٹھا ہی ایک حکم نوشیروان واسطے قتل
کرنے بہرام گرد کے جلاد کو دے چکا ہی خلقت کا ہجوم ہی جلاد تیغ لیے ہوئے سر پر بہرام کے کھڑا ہوا ہی ناگاہ جلاد نے
دیکھا کہ ایک بہشتی مشک پانی سے بھرے لیے آتا ہی کٹورہ اسکے ہاتھ مین ہی جب وہ جانب بہرام گرد چلا جلاد نے
بہشتی کو روکا اور کہا کہ ای بہشتی مجرم شہنشاہ کے پاس کیون جاتا ہی بہشتی نے کہا کہ شہنشاہ کا حکم ہی بہرام گرد
کو پانی پلا دو پس مین بموجب حکم شہنشاہ بہرام گرد کے پاس پانی لیے ہوئے جاتا ہون اگر بہرام پانی پئے گا
تو پلا دونگا ورنہ ابھی چلا آؤنگا جلاد بہشتی کی یہ تقریر سنکے چپکا ہو رہا بہشتی پاس بہرام کے پہونچا اور کہنے لگا کہ
ای بہرام گرد کیون سر جھکائے بیٹھا ہی اگر پیاسا ہو تو آب سرد موجود ہی جسقدر دل چاہے پی لے بہرام گرد نے کہا
ای بہشتی یہ پانی لیجا مجکو اس پانی کی چاہ نہین ہی کوئی دم مین پیاس میری آب شمشیر سے بجھ جائیگی خشک گلا
میرا آب تیغ سے تر ہو جائیگا بہشتی نے کہا ای بہادر مجکو حیرت ہی کہ تجھ ایسا دلاور زیر تیغ سر جھکائے ہوئے
بیٹھا ہی یہ ہتھکڑیان اور بیڑیان توڑ کر پھینک نہین دیتا بہرام نے بہشتی سے کہا ای بہشتی افضال خدا سے مجھ
مین اتنی قوت تو ہی کہ اس طوق و سلاسل کو توڑ کے پھینکدون لیکن ایک وجہ سے زنجیر و طوق کو جسم
سے دور نہین کرتا اور قتل ہو جانا اپنا بہتر جانتا ہون بہشتی نے پوچھا وہ وجہ کیا ہی کہ جان شیرین دے دینا تم نے گوارا کی
ہی بہرام گرد نے کہا پہلے مین طوق و سلاسل توڑ کے خدمت حمزہ صاحبقران مین گیا تھا وہان جاکر مسلمان ہوا
نوشیروان کے حکم سے حمزہ صاحبقران نے پھر مجکو گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالے کر دیا اگر اب بھی
سلاسل کو اپنے تن سے دور کرکے خدمت حمزہ صاحبقران مین جاؤنگا تو وہ پھر گرفتار کرکے مجکو نوشیروان کے
سپرد کر دینگے بہشتی نے کہا ای بہرام گرد اب کی مرتبہ تم خدمت حمزہ صاحبقران مین جاؤگے تو وہ ہرگز تم کو
نوشیروان کے حوالے نہ کرینگے بہرام نے پوچھا تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ اب وہ مجکو نوشیروان کے سپرد نہ کرینگے
بہشتی نے کہا ای بہرام آگاہ ہو کہ مین خواجہ عمرو ہون مجھسے حمزہ صاحبقران نے فرمایا ہی کہ اگر اب کی مرتبہ
بہرام گرد میرے پاس چلا آئیگا تو بھی گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالے نہ کرونگا جسوقت یہ تقریر خواجہ
عمرو کی بہرام گرد نے سنی خوش ہو کر کہا کہ ای خواجہ عمرو اب تم جاؤ مین ابھی حمزہ صاحبقران کی خدمت
مین حاضر ہوتا ہون خواجہ عمرو تو چلے گئے بہرام گرد بن خاقان چین نے ہتھکڑیون اور بیڑیون وغیرہ کو
مانند تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور فی الفور اٹھکے جلاد کے رخسار پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر گرا اور
مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا اور ایک لحظہ مین تڑپکر مر گیا بہرام گرد بن خاقان چین نے جلدی سے
تیغہ جلاد کا اٹھا لیا اور مجمع مردمان سے نکل کے جانب پل شادکام چلا نوشیروان نے لشکر کے سوارون کو
حکم دیا کہ بہرام کو گرفتار کر لو جانے نہ دو بمجرد حکم نوشیروان ایک ہزار سواران جرار واسطے گرفتار کرنے
بہرام گرد بن خاقان چین کے چلے اور قریب بہرام گرد کے جاکر بہرام گرد کو چار طرف سے

گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا بہرام گرد نے تیغ آبدار سے ایک سوار کو قتل کیا اور جلد تر اُنھیں سوار کے گھوڑے پر
سوار ہو کے سواروں پر حملہ کیا اور صد ہا سواروں کو ایک لمحہ میں قتل کیا آخر باقی ماندہ سوار تاب پیکار نہ لا کر بھاگے
بہرام سواروں کو بھگا کر جلد تر جانب پل شادگام روانہ ہوا سوار بھاگ کر خدمت نوشیروان میں آئے
نوشیروان نے ارادہ کیا تھا کہ سرداران نامی کو واسطے گرفتاری بہرام کے روانہ کیا جائے ناگاہ تلبیس جاسوس
نے روبروے نوشیروان حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ فلک جاہ بہرام گرد صد ہا سواروں کو قتل کر کے
پل شادگام تک پہونچ گیا اور داخل لشکر حمزہ صاحبقران ہوا حمزہ صاحبقران نے بہرام گرد کی
پوشاک تبدیل کرائی ہے اور بہرام کو لیکر حضور کے دربار میں حاضر ہوا چاہتے ہیں جب نوشیروان نے سنا کہ حمزہ
صاحبقران بہرام گرد کو میرے پاس خود لیکر حاضر ہوا چاہتے ہیں سرداروں کو روانہ نہ کیا ادھر حمزہ صاحبقران
بخوشی وخرمی بہرام گرد بن خاقان چین کو لیکر جانب دربار چلے جب حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان میں
پہونچے بعد تسلیم اپنے ونگل پر بیٹھے اور سب سردار بھی حمزہ صاحبقران کے علے قدر مراتب ونگلو پر بیٹھے لیکن
بہرام گرد نے بموجب فرمانے حمزہ صاحبقران کے نوشیروان کو بعد ادب تسلیم کی اور روبروے نوشیروان
کھڑا رہا نوشیروان بہرام کے سلام کرنے سے خوش ہوا اور کسی قدر ملال بھی رفع ہوا جب بہرام نوشیروان
کو سلام کر چکا اُسوقت حمزہ صاحبقران اپنے ونگل سے اُٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ
ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر اسوقت مجکو کچھ عرض کرنا ہے اگر شہنشاہ کا حکم ہو تو عرض کروں نوشیروان نے
فرمایا اے فرزند ارجمند کیوں نہیں ہو جو کچھ تم کہو گے میں تمھارے کہنے کو منظور کرونگا کیونکہ تم میرے فرزند ہو مجکو تم سے
الفت ہے حمزہ صاحبقران نے عرض کیا اے شہنشاہ فلک بارگاہ بہرام نے حضور کو سلام نہیں کیا تھا اور
سرکشی کی تھی اسوجہ سے زیادہ تر عتاب سلطانی میں گرفتار ہوا تھا اب بہرام نے شہنشاہ کو سلام کیا ہے اور
اپنی سرکشی کی سزا بھی پائی ہے پس میں امیدوار ہوں کہ شہنشاہ میری خاطر سے بہرام کا قصور عفو فرمائیں نوشیروان
نے یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی سُنکے ایک لمحہ فکر کی اور بعد فکر کرنے کے فرمایا کہ اے فرزند اچھا ہم نے تمھارے
خاطر سے قصور بہرام کا عفو کیا اور بہرام گرد کو تمھارے حوالے کیا اب تم بہرام گرد کو اپنے سرداروں میں شامل
کرو حمزہ صاحبقران یہ گفتگو نوشیروان کی سُنکے نہایت خوش ہوئے اور تسلیم کر کے اپنے ونگل پر بیٹھے
اور بہرام گرد سے فرمانے لگے کہ اے بہرام گرد بن خاقان چین قصور تمھارا شہنشاہ ہفت کشور مالک
بحر و بر نے معاف کیا تم کو لازم ہے کہ پھر شہنشاہ کو بعد ادب تسلیم کرو بہرام گرد نے بموجب فرمانے حمزہ
صاحبقران کے نوشیروان کو دوبارہ تسلیم کی نوشیروان نے خوش ہو کر حکم کیا کہ ونگل واسطے بیٹھنے
بہرام گرد بن خاقان چین کے بچھایا جاوے بمجرد حکم ملازموں نے دربار میں ونگل بچھایا پھر نوشیروان
نے اشارہ بیٹھنے کا کیا بہرام گرد تسلیم کر کے ونگل پر جانب دست راست حمزہ صاحبقران بیٹھا کیونکہ
بہرام گرد بن خاقان چین سردار دست راست ہے جب بہرام گرد کی تقصیر نوشیروان نے عفو کی اور
بہرام گرد بن خاقان چین ونگل پر بیٹھا خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران اور سرداران حمزہ صاحبقران
تو خوش ہوئے لیکن بختک کو نہایت رنج ہوا نوشیروان کو اپنے دل میں کلمات سخت و درشت کہنے
لگا کہ نوشیروان مہمل اور بیہودہ ہے ذرا بھی اسکو عقل و فہم نہیں اُسنے مجھ ایسے وزیر دانا اور خوش تدبیر
سے بہرام گرد کے بارے میں کچھ بھی مشورہ نہ کیا ورنہ میں بہرام گرد کو ضرور قتل کراتا بختک

تو اپنے دل میں نوشیروان کو نالائق اور بیوقوف و کم عقل و نافہم کہہ رہا تھا لیکن نوشیروان نے بعد فتح
بہرام گرد بن خاقان چین کے حکم کیا کہ سواروں کی لاشیں اُٹھائی جائیں اور جلاد کی لاش بھی اُٹھائی جائے
بموجب حکم سواروں کی لاشیں میدان سے اُٹھائی گئیں اور جلاد کی لاش بھی اُٹھائی گئی بعد اُٹھنے لاشوں کے
نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیم تن غنچہ دہن کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوں فوراً موجب حکم شہنشاہ
ساقیان سیمتن ساق کشتیاں شراب کی لیکر خدمت نوشیروان میں حاضر ہوکے اول جام بلورین میں
بادہ گلگوں بھر کے ایک ساقی گلعذار نے موافق قاعدہ روبروے نوشیروان جہان پناہ لیگیا اور یہ شعر
دست بستہ عرض کرنے لگا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ۔ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ۔ نوشیروان
نے بادہ گلگوں دست ساقی مہوش سے لے کر منھ سے لگایا اور شراب پی پھر تو بحکم نوشیروان شہنشاہ
گیتی ستان ساقیان مہ لقا نے نوشیروان کے سرداروں وغیرہ کو جام مے ارغوان دینے شروع کیے
تو اُدھر بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران اور سرداران حمزہ صاحبقران نے شراب نہیں پی جب
نوشیروان مے کشی کر چکا اور سردار وغیرہ بھی نوشیروان کے شراب پی چکے نوشیروان دربار
برخاست کرکے داخل محل ہوا

در تکملہ داستان مسرت نشان رستم ہند لندھور بن سعدان بادشاہ سراندیپ کہ شاہ ہندوستان ہے کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
ترا دور جم جم رہے ساقیا
پلا سے کوئی آنکھ کیا تاب ہے

جوانی کی آجائے جس سے امنگ
دکھا دے مجھے جام جم کی ضیا
کہ زہرہ کا زہرہ یہاں آب ہے
قلم روک تمہید کو ختم کر

مقرر پلا ساقیا بادۂ شراب
شجاعت کا ہمت کا اک شور ہے
یہ سرشاریاں ہیں کہاں دور میں
لیں اپنے مطلب بتا اے مخمس

کہ ہو جام میں جلوۂ آفتاب
جوانی کا طفلی ہی سے زور ہے
چڑھا جاؤں میں خم کے خم دور میں

گلہائے داغ حلقۂ پیچان میں رکھ لیے ۔ کیا کیا چراغ ظلمت ہجران میں رکھ لیے ۔ اللہ کو قصور عفو کے دامان میں رکھ لیے
ریحان مشک زار پریشان میں رکھ لیے ۔ دل اے حبیب عنبر لرزان میں رکھ لیے

ہے غازۂ عذار معاصی غبار عفو ۔ زاہد گناہگاروں سے پوچھے وقار عفو ۔ کس طرح ہم نہ ہوں دل و جان سے نثار عفو
دیکھی جو باغ حشر میں ہم نے بہار عفو ۔ رحمت کے پھول دامن عصیان میں رکھ لیے

کروٹ جو لی کراہ کے محشر ہوا بپا ۔ تجھ سا بھی مضطرب نہ کوئی ہوگا دوسرا ۔ یارب کسی طرح نہیں یارا قرار کا
ہے زلزلہ میں عرش یہ معلوم ہو گیا ۔ جب ہاتھ قلب پر شب ہجران میں رکھ لیے

ایذا پسند راحت دنیا سے ہیں بری ۔ جو کچھ رضائے دوست اسی میں ہے بہتری ۔ وحشت نہیں جو غیر ہے نوذی و مفتری
الوب سے ہے عاشق ابرو کو ہمسری ۔ عقرب جراحت تن عریان میں رکھ لیے

اک برق وش کے ہجر میں آرام اب کہاں ۔ پل بھر جو روئے بیٹھ کے دریا ہوا رواں ۔ ہر فصل میں دکھاتے ہیں سات آسمان
بستر لیں ہزار ہا دل مضطر میں بجلیاں ۔ لاکھوں سحاب دیدۂ گریان میں رکھ لیے

بتلائیں خوشی سے زخم بدن ہوگئے تمام ۔ دشمن ہوا ہے دوست یہ ہے شکر کا مقام ۔ اب کچھ رہا نہ مرہم جراح سے بھی کام
قاتل کو تھا جو کشتوں سے پروردہ انتقام ۔ بچھائے نیام خنجر بران میں رکھ لیے

کب نالۂ فراق مرا آتشیں نہ تھا ۔ وحشت سے تنگ دل صحرا زمیں نہ تھا ۔ اس خشن جہت میں دو سرا مجھ سا حزیں نہ

ساتوں جہنموں کا ٹھکانا کہیں نہ تھا ۔ عاشق نے اپنے سینۂ سوزاں میں رکھ لیے

ساقی ہے مہربان مسرت کا ہے مقام ۔ دن رات دخت رز سے ہے تجھ بادہ کش کو کام ۔ فاقوں میں کیوں عمر کو یونہی کرے تمام

عید وصال یار ہے لیسا مہ صیام ۔ روزے تھے نذر کے مہ شعبان میں رکھ لیے

کس سے کہیں جو شہر میں گذری ہیں آفتیں ۔ تنہا میں جا کے دامن ہے یا بنگے راحتیں ۔ جتنی خلش تھی دور ہوئیں نئی تکلیفیں

پہونچیں زبس وطن کے تکلّوں سے اذیتیں ۔ خار اپنے گرد ہم نے بیابان میں رکھ لیے

تاریک شب میں ہجر کی گھبرا رہا ہے جی ۔ تھا لامکان بن گیا تصویر قبر کی ۔ تدبیر اور اسلیے سوا اسکے میسر نہ تھی

داغوں سے یاد زلف میں کی دل کی روشنی ۔ یہ شب تھی چراغ خانۂ ویران میں رکھ لیے

ہم ہو گئے نہال دعائیں ہوئیں قبول ۔ فرحت کمال ملی دلکو ہوئی حصول ۔ شادا الم ملا آنکھیں اغیار ہیں ملول

دامن سے پھینک پھینک دیے آپ نے جو پھول ۔ ہم نے اٹھا اٹھا کے گریبان میں رکھ لیے

آنکھوں سے اشک سرخ نکلتے ہیں متصل ۔ ناسور کا یقین ہے جگر بھی ہے منفعل ۔ وحشت میں چاہتے ہیں ٹھٹکے درد جان گسل

ہم نے بجائے تصور مژگان سے زخم دل ۔ ہاتھوں نے ہزار ہا گل حنا ان میں رکھ لیے

دو چار دن اور دم تھا نہ اصلا یقین مرگ ۔ بیمار غم کو اب ہے مسیحا یقین مرگ ۔ پہنچا آج درد دل سے بڑھا یا یقین مرگ

صدمے سے دید دم جو ہمیں تھا یقین مرگ ۔ پاس اپنے سو کفن شب ہجران میں رکھ لیے

آئینہ مطلب یہ کسی کی نہیں نظر ۔ سب اپنی جا پہ ششدر و حیران ہیں مگر ۔ بس اک حضور کو نہ ہوئی قدر عمر بھر

ٹکڑے ہمارے دل کے ہوئے دفن اس قدر ۔ آئینے سب نے شہر خموشان میں رکھ لیے

یوں تو اسیر زلف سخن میں ہزار ہا ۔ پر صاحب وفا یہی دو ہیں باوفا ۔ لیلیٰ و شوق کی مرتبہ دانی کو دیکھنا

جز قیس و عشق اور سبھوں کو رہا کیا ۔ کل دو اسیر خانۂ زندان میں رکھ لیے

بیت: شکار زادۂ دفتر ولستان ۔ نمودار انجام این داستان

نخلبندان گلشن معانی و گلچینان چمن خوش بیانی گلہاے گلدستۂ مضامین نوخیز عنبر خیز کو بترشحات سحاب رحمت باغبان قضا و قدر رنگین چمن شگفتہ کرکے یوں معطر کرتے ہیں کہ ملک ہندوستان میں ایک بادشاہ شہر سراندیپ کا تھا کہ نام اسکا سعدان شاہ اولاد جناب شیث پیغمبر علیہ السلام میں تھا اور ایک بیٹا اسکا تھا کہ نام اسکا دارا سے ہند لندھور بن سعدان رکھا تھا مگر وہ لڑکا نہایت حسین و جمیل و شکیل چہرہ مثل آفتاب عالمتاب پیشانی پر کوکب اقبال و تہور جلوہ گر آنکھیں نرگس شہلا نہیں غلط ہے نرگس مردم بیمار ہے یہ آنکھیں شکار ہیں چتون شیرانہ متانت شاہانہ و یا رب بہادرانہ جسم مجسم قوت میں رستم زمان صولت و شوکت یکتاے جہان رخسار گلاب سا کے پھول لب برگ گل یاسمن جبیں صدقے نسرین اور نسترن و دندان گوہر آبدار قامت سرو و شمشاد باغ حسن میں تازہ بہار ماں کی روح باپ کی جان صدہا دل میں ارمان لیق و فہیم ذکی ذہین ہوشمند عقلمند امیدا قبالمند ذی جود ذی شعور بادشاہ یعنی سعدان شاہ صاحب لشکر بعد کرو فر ساٹھ لاکھ فوج زیر حکم نہایت شان و شوکت دولت حشمت جری دلیر شجاع دربار میں نہایت رعب و داب ہندوستان میں انتخاب تھا جب لندھور کا سن پانچ چھ برس کا ہوا باپ نے اسکے یعنی سعدان شاہ بادشاہ ہندوستان نے دنیاے فانی سے طرف گلشن جاودانی کے رحلت فرمائی چنانچہ لندھور بن سعدان کا یعنی شہپال ہندی بادشاہ ہوا تخت

سلطنت شاہی پر متمکن ہوا چونکہ لندھور بہت خرد سال تھا لائق بادشاہت اور حکومت کے نہ تھا جس وقت لندھور کا سن دس برس کا ہوا اُسکو شوق شکار کا ہوا اور ہر ایک علم و فضل میں کامل ہو چکا ہے لیکن ہنر جنگ و فن سپہ گری کی تعلیم پایا کرتا ہے جب ان سب امور واجبی سے مہلت پاتا ہے شکار کو ہمراہ ہوا خواہان زیرک کے جاتا ہے مکتب میں دن رات برابر اُستادوں کامل و فاضلان عامل سے درس لیتا ہے اور پہلوانان نامور سے زمین شجاعان بحر و برپیچ کشتی کے بتایا کرتے ہیں المختصر کہ لندھور کی دس گیارہ برس کی عمر ہوئی ہے ایک روز واسطے شکار کے چلا ہمراہ سب ملازمان و رفیقان خواص سب ہمسن ہمراز و مسافر اور علاوہ اُنکے فوج ہمراہ رکاب سعادت تھی کہ شہر سے اپنے باہر نکلا ایک سمت کو گھوڑا اُٹھایا سب ملازم ساتھ ساتھ جیسے قمر کے گرد ہالہ ہوتا ہے چلے جاتے ہیں جب دور شہر سے کئی منزل نکل گئے ایک صحرا سبزہ زار ملا کہ اس کی فضا دیکھکر لندھور بہت شگفتہ خاطر ہوا اسب گھوڑا ٹھہرالیا خراماں خراماں چلا عجب بہار اُس صحرا سبزہ زار کی نظر پڑی گل خودرو جا بجا کھلے ہوئے دکھائی دیے کہیں فرش زمردی کہیں فرش طلا کار نظر آتا تھا کسی جا معلوم ہوتا تھا کہ مخمل زرنگار گوں بچھی ہوئی ہے اُس پر عکس آفتاب عالم تاب کا پڑتا ہے تمام سبزہ مطلا معلوم ہوتا ہے وہ جا بجا اشجار خوشنما گھنی گھنی شاخیں سبز و زرد دیکھتے ہیں کیا بھلی معلوم ہوتی ہیں اُن پر طائران خوش الحان جا بجا شاخوں پر بیٹھے ہیں کوئی کریاں کرتا ہے کوئی چہک رہا ہے کوئی پرواز کا ارادہ کرکے رہجاتا ہے کوئی اُڑکے اس شاخ سے اُس شاخ پر بیٹھتا ہے آہوان صحرائی چراگاہ میں پھر رہے ہیں ننھے ننھے اُنکے بچے کلیلیں کرتے پھرتے ہیں اور جانور وغیرہ چرند و پرند بھی ادھر اُدھر کود پھاند دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں جھیلیں اور تالاب جا بجا آب مصفا و خوش ذائقہ سے لبریز ہیں اُن میں ماہیان رنگا رنگ شناوری کر رہی ہیں موجیں اُنکی زلف معشوقانہ کا حسن دکھا رہی ہیں حباب دیدۂ آہوان خوش انداز کے مانند نگران پھرتے ہیں جس وقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ترائی کی طرف سے آتی ہے آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں دل کو راحت روح کو سرور حاصل ہوتا ہے صاحب حزن کا بھی وہاں غم دل سے دور ہوجاتا ہے ہر فرد بشر خوش و خرم نظر آتا ہے لندھور بن سعدان شاہ یہ سب تماشا صانع قدرت کا دیکھتا بھالتا آہستہ آہستہ خراماں خراماں چلا جاتا ہے اور ہمراہیان و لشکر و سرداران ذوی وقار و رفقائے عالی تبار وغیرہ بھی سب کے سب لندھور کے ساتھ سیر کرتے ہوئے شاد و خرم چلے جاتے ہیں اُس صحرائے جان فزا کی بہار لندھور بن سعدان مشاہدہ کرکے شکار کا بھی خیال دل سے بھول لیا محو نظارۂ بہار و فزائے سبزہ زار ہے ناگاہ دیکھا کہ سامنے ایک باغ رشک گلشن شداد بہتر از عالم ایجاد اُس میں دروازہ برنجی نہایت خوشنما لگا ہے مثل آفتاب درخشاں کے چمک رہا ہے اور ایک بڑا سا قفل اُس میں لگا ہوا ہے اور قریب اُس باغ فرحت و دماغ کے ایک ٹیکرہ رشک کوہ طور ہے اُس پر ایک فقیر خوش تدبیر پیر کہن سال عمر میں خضر کی مثال ساکن ہے لندھور بن سعدان شاہ کو خیال ہوا کہ اس فقیر سے چلکر کیفیت اسکی دریافت کرنی چاہیے غرض مع ہوا خواہان اُس فقیر کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے شاہ صاحب یہ باغ جنت نگار کس عالی وقار کا ہے اُس فقیر نے کہا اے بابا یہ باغ سلمان بن طلحہ کا ہے اور اس باغ بیمثال میں ایک گنبد مثل گنبد فلک دور و دوار ہے اُس میں بھی ایک قفل ایسا ہی بہت بڑا لگا ہے سلمان بن طلحہ ایک بڑا قوی ہیکل پہلوان زبردست

نہایت شہزور رستم صفت سہراب نمط فخر پہلتن تھا کہ اُسکا کوئی ہم نبرد و ہم مقابلہ نہ ہو سکتا تھا اُسکے اسلحہ اس
گنبد لاجوردین بند کیے ہوے رکھے ہین اور ایک فیل اُسکی سواری کا تھا کہ نام اُسکا فیل میمونہ مبارک
ہے اُس کو اس صحرا مین چھوڑ دیا ہے وہ ایک عمارت عظیم الشان مین رہتا ہے اور ایک دیو اس باغ کا محافظ ہے جب کوئی
اس باغ کا قفل توڑنے کا ارادہ کرتا ہے وہ دیو آکر اُسے مار کر کھا لیتا ہے اکثر پہلوان زبردست و بادشاہان عالی ہمت
آئے اور وہ اُس دیو کے ہاتھ سے مارے گئے مگر ایک شخص مجکو یاد ہے قول سلیمان بن طلحہ کا وہ کہہ گیا ہے کہ جو شخص
اس دیو کو مار ڈالیگا اور اس قفل کو توڑ کر اندر باغ کے جائیگا اُسی کے جسم پر وہ اسلحہ کارزار میرے درست اور
ٹھیک ہونگے اور وہی گرز سترہ سو من کا اُٹھائیگا اور میرا تیغہ بھی وہی باندھیگا اور اُسکی سواری کے واسطے فیل
میمونہ مبارک آئیگا وہ جوان بیمثال بصد شوکت و اقبال رستم ہند ہو گا لندھور نے یہ سُنکر بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا فتاح کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا فقیر خوش تدبیر نے پکارا اے صاحبزادہ عالیشان بلند مکان اپنے حسن و زیبائی کو مٹاتا
ہے کیون اپنی جان شیرین اُس تلخ کام مردود دیو کے ہاتھ سے گنواتا ہے مجکو تیرے چہرۂ بیمثال و خوش جمال پر
افسوس آتا ہے میرا کہنا مان قفل در باغ قفس کو نہ توڑ ورنہ پچھتائے گا جب وہ دیو آئیگا تو پھر تجھ سے کچھ نہ بن
آئیگا لندھور نے کہا اے شاہ صاحب میرا دل نہین مانتا ہے مین تو ضرور قفل توڑونگا دیو سے مقابلہ کرونگا آج
یہ پہلے پہل کا معرکہ ہے بفضل ایزدی سر کرونگا اُس فقیر کے کہنے سے تمام مصاحب اور رفیق اور سرداران زبردست
جو لندھور کے ہمراہ تھے وہ سب مانع ہوے کہ حضور کیا غضب کرتے ہین بڑا فساد ہوگا اور بہت بڑی
خونریزی ہوگی مفت مین لوگ قتل ہو جائینگے لندھور نے غصہ ہو کر کہا کہ تم لوگ کیا بکتے ہو الشاہد اللہ
بتائید ربانی و بہ افضال یزدانی اُس دیو مردم خوار کو مارتا ہون اور قفل باغ کا توڑ کر اسلحہ سلیمان بن طلحہ کو اپنے
قبضہ مین ابھی کرتا ہون یہ کہکے لندھور بن سعدان شاہ نے قفل در باغ جنت نظیر بہشت مسیر
کو پکڑ کے جھٹکا دیا اور قفل توڑنے لگا ہنوز وہ قفل نہ ٹوٹا تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی ہوائے تند چلنے لگی
ایک شور و غل بلند ہوا جب گرد و غبار دور ہوا دیکھا ایک دیو مرید بہ غیظ شدید مثل رعد گرجتا ہوا چلا آتا ہے
کہ او مردود تو یہ کیا کرتا ہے اس قفل در باغ پر قفل کو کیون توڑتا ہے خبردار ہو مین آپہونچا تیرے کھا لینے کو لندھور
بن سعدان شاہ نے پیچھے پلٹ کر جو دیکھا کہ ایک دیو کریہ منظر نہایت تناور تین سوا ریخ کا قد
لنبے لنبے ہاتھ بڑے بڑے سینگ فیل مست کے سے دانت مثل چھوٹی پہاڑ کے سر اوچاک کر
آگیا لندھور بن سعدان شاہ در باغ سے جدا ہو کر کھڑے ہوے اور دیو نے سر جھکا کر کھا لینے
کا قصد کیا لندھور نے شاخین دونون دیو کریہ منظر کی پکڑ کے جھٹکا دیا بہ قدرت خدائے عز و جل و
بحول و قوت پروردگار عالم وہ دیو منہ کے بھل زمین پر آیا لندھور نے کود کے گھوڑے پر سے
گردن مین دیو کے ہاتھ ڈال دیے اور کشتی ہونے لگی ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین رہے کہ سن لندھور
بن سعدان شاہ کا دس گیارہ برس کا تھا بہ مقابلہ حیوان قوی ہیکل تن و توش جسم لحیم شحیم مثل
دستان اور قوت خدا دادا الٰہی ہر افضال پروردگار شامل حال اقبال یاور بازو پر زور رعب و اجلال رستم
مثل ضحاک و جمشید و خاقان فر شاہنشاہی چہرے سے نمایان لیکن وہ دیو بھی کوہ طلعت اژدہا
پیکر خونخوار و بدسیرت اُستاد عفریتان ہے الغرض لندھور بن سعدان شاہ سے اور اُس
دیو مردار سے تین پہر کامل کشتی رہی اور زور ہوا کیا ایک مقام پر لندھور بن سعدان شاہ نے

ایک پیچ ایسا زبردست گانٹھ کے نیچی پانون کی لگا کے اڑنگا مارا کہ وہ دیو دھم سے زمین پر گرا لندھور بن سعدان شاہ نے پھرتی سے اپنے دونون پانون کے بیچ اُس دیو کا ایک پانون دبایا اور دوسرا پانون اُسکا دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے اور اللہ اکبر کہکر چیرنا شروع کیا دیو چیخنے لگا شور و غل مچانے لگا دوہائی تہائی دینے لگا اُسکی آواز ہیبت سے تمام صحرا لرزنے لگا طایر درختون سے دور دور اڑ گئے یہ تلاطم اُس دیو کی آواز سے برپا ہوا کہ جھیلون کی مچھلیان غول کے غول خائف ہوکر اندر سے اچھل اچھلکر رہتی ہین آخرش سب ہمراہیان لندھور بن سعدان شاہ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین اور نقیر خوش تدبیر بھی بغور کھڑا ہوکر دیکھ رہا ہی کہ ماشاء اللہ یہ انسان دیو سے بھی کہین زبردست ہی کہ دیو کو اس طرح زیر کرکے مثل کرناس کے چیر رہا ہی غرض لندھور بن سعدان شاہ اُس دیو کو چیرتے چیرتے سینہ تک پہونچا دیر زیادہ ہوئی کیونکہ وہ دیو نہایت ہی طویل القامت تھا اب لندھور بن سعدان شاہ نے اللہ اکبر کہکر جو ایک جھٹکا اور زور سے مارا اس دیو مزید پلید کو چیر کر پھینک دیا ہمراہیان لندھور بن سعدان شاہ مین غلغلۂ تحسین و آفرین کا بلند ہوا سب ایک زبان ہوکر پکارے کہ واہ واہ حبذا مرحبا مرحبا ای شہزادے اہو دارای ہند ای رستم زمان کیا کام کیا سبحان اللہ چشم بد دور اللہ تیرا ہی کام تھا کہ اس دیو زبردست کو یون مثل ہیزم خشک کے چیر کر پھینکدیا فقیر نے دوڑ کر شہزادہ لندھور بن سعدان شاہ کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور بہت تعریف کی ملازمان شاہی نے لندھور کے ہاتھ چوم لیے لندھور بن سعدان شاہ دروازے پر باغ کے آیا اور قفل کو زور سے جھٹکا دیا قفل بھی باغ کے دروازہ کا جھڑ سے گرا کنڈی ٹوٹ گئی لندھور بن سعدان شاہ اندر باغ کے آیا پیچھے پیچھے تمام ملازمان شاہی داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ دوسرا گلشن شدادی ہی ہر چمن اُس باغ کا جنت نظیر پر روشن رشک فردوس ہی اشجار میوہ دار گوناگون جھوم رہے ہین شاخون سے زمین چمن کو چوم رہے ہین جابجا چمنون مین تھالے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین تھالون مین پھولون کے ڈھیر ہین مگر لندھور بن سعدان شاہ وغیرہ نے باغ کو جو بغور دیکھا تو نہایت اُس باغ پر اداسی چھا رہی ہی ایسا تو شگفتہ اور شاداب وہ باغ مگر سناٹا پڑا ہی نہ کوئی باغبان نہ کوئی گلچین نہین معلوم کس مدت سے وہ گلشن پر بہار بند پڑا ہوا ہی سراسر وہ باغ عبرت کدہ گلشن فانی معلوم ہوتا ہی نرگس حیرت زدہ چار طرف نگران ہی سنبل پر پیچ سوسن کو عالم سکوت ہر گل کھلکھلا کر شرمندگی ظاہر کرتا ہی ہر غنچہ مسکرا کر پاس سے رہجاتا ہی ہر گل کے پہلو مین خار ہی ہر طایر کی زبان فاعتبروا یا اولوا الابصار ہی مرغان خوش الحان کی زمزمہ سازی سے مایوسی پیدا ہی بلبلین حسرت آمیز نغمہ سنجی کرتی ہین سرو و شمشاد خاموشی سکتے کے عالم مین کھڑا ہی گویا کسی کا انتظار کر رہا ہی قمریان متاسف ہوکر کوکو کرتی ہین صاف صدا سے اُنکی ظاہر ہی شعر ذات معبود کو جاودانی ہی ٭ باقی جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہی چکور بہ شمشدر کبک دری مثل آئینہ حیران مرغان چمن گویا کچھ اشعار عبرت آمیز پڑھتے ہین اور اڑ جاتے ہین اشعار

زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا
بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے
گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے
عجب کیا چھٹے روح سے جامہ تن
نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا
مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے
دکھائے ہین خوشرو جوان کیسے کیسے
تمہارے شہید و نکلین داخل ہوئے ہین
لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے
تری کلک قدرت کے قربان آنکھین

ہر سو عالم حسرت و یاس نظر آتا ہی کوئی طایر عوض نغمہ کے گویا یہ اشعار

ہو خراب یہ اگر قصر فریدون کے گذار
رات دن جھیلین رہا کرتی تھین سردار نمین
ارغنوان دار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آج کل وہ لب جو چند گے ہین آئینہ دار
چیلین منڈلاتی ہین اُڑتے ہین بگولے ہر سو
تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ وہ جھیلین نہ تزئین نہ خود آرائی ہے

اس مکانمین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کی یہان گرم تھی ہر دم بازار
یاریان تھا نہ تران کو تو کسی موسم مین
واہ ری تیری تنک ظرفی باین عز و وقار
ٹھو نسلے سقف مین الو ٹھون ہین یا بیلو نکلے
ہین خیابان مین پڑے زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا ہی یا لب مہر سکوت
کنج تنہائی ہے اور عالم تنہائی ہی

جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل زمزمہ سنجونکا نشیمن تھی مدام
کہین گل مہندی کا عالم کہین لالے کی بہار
جن پہ پڑتا دون پہ پڑتا تھا نہ جھومر کا عکس
مسکن فاختہ ہر قصر مین ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندون کو وان کے دیکھو
نکوئی دوست نہ مونس ہے کوئی ہی غم خوار

یہ اشعار عبرت آمیز اس قدر وحشت انگیز سے
سنکر لندھور بن سعدان شاہ نہایت محزون حال زار سا بقین پر ہوا اور ملازمون سے کہا ای بھائیو انجام کار اس فن نیاے ناپائدار کا بس یہی ہی جو کچھ کہ یہان دیکھ رہے ہین سچ ہی شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت + رفت منزل بدیگرے پرداخت + یہ کہکر سامنے دیکھا کہ ذنگل زرین پر اسلحہ رسلمان بن طلحہ رکھے ہوے ہین بڑھکر وہان سے آیا اور اسلحہ اُٹھالے زرہ پہنی ٹھیک جسم لندھور مین ہوئی چار آئینہ اور بکتر لگالے دستانے ہاتھون مین چڑھاے خود فولادی سر پر رکھا تیغ کمر سے لگایا کمان و ترکش زیب تن کیا سپر پشت پر لگا کر گرز گاؤ سر ہشتاد من کا کاندھے پر رکھا نیزہ ہاتھ مین اُٹھالیا مسلح و مکمل ہوکر ارادہ چلنے کا کیا کہ دیکھا ایک تختی کندہ کی ہوئی دیوار مین لٹکی ہی اُس تختی کو لیکر لندھور نے پڑھا اسمین کندہ تھا کہ جو جوان پہلوان رستم زمان بصد عز و شان ان اسلحہ کو زیب جسم کرے اور اس گرز گران گاؤ سر کو اُٹھائے وہی یہ خزانہ بھی لے جو اس تہ خانے مین جمع مقفل کیا رکھا ہی وہ اس خزانے کو اپنے صرف مین لائے لندھور نے ملازمان سے کہا کہ دیکھو تلاش کرو کہ اس گنبد لاجورد مین تہ خانہ ہی اُسکا دروازہ کس طرف ہی لوگون نے آکر بیان کیا کہ تہ خانے کے دروازے مین قفل دیا ہی آپ تشریف لے چلیے ملاحظہ فرمایئے لندھور دروازے پر تہ خانے کے آیا بقوت و جوانمردی اُس قفل گران کو توڑا اور تہ خانے کے اندر جاکر دیکھا کہ روپیے اور اشرفیون کے توڑے ہزارہا دھرے ہین اور جواہر بیش بہا لعل و گوہر و یاقوت و نیلم و پکھراج وغیرہ ہزارہا من بھرا ہوا ہی لندھور بہت خوش ہوا شکر خدا بجالایا اور حکم کیا کہ یہ خزانہ اُٹھوا کر بہ حفاظت تمام سراندیپ مین پہونچواؤ اور اُس باغ پر قبضہ کرکے پہرا چوکی معین کیا اور کچھ ملازم اُس باغ کی محافظت کے واسطے وہان چھوڑ دیے اور لندھور خرامان خراماں تمام باغ کی سیر کرتا ہوا باہر آیا اور اُس فقیر خوش تدبیر کو بہت سا روپیہ انعام دیا اور اُس سے کہدیا کہ تم یہان رہو تمھارا سرکار شاہی سے مہینا مقرر ہو جائے گا اور میرا نام لندھور ہی مین بیٹا سعدان شاہ کا شہر سراندیپ مین رہتا ہون وہ فقیر یہ سُنکے بہت خوش ہوا اور دعاے دولت و اقبال و حشمت و اجلال شہزادۂ ہندوستان داراے ہند لندھور بن سعدان کو دینے لگا لندھور نے ملازمون سے کہا کہ جاؤ تلاش کرو کہ فیل میمونۂ مبارک کس غار مین ہی اور کہان ہی لوگ فوراً گئے اور تلاش کرکے آئے عرض کیا کہ وہ سامنے غار صحراے سبزہ زار مین ہی چلیے تشریف لے چلیے لندھور اُن آدمیون کے ساتھ اُس غار پر آیا فیل میمونۂ مبارک نے سر اُٹھاکر از سر تا پا شہزادۂ ہندوستان لندھور بن سعدان کو دیکھا اور خرطوم ہلاتا ہوا آگے لندھور کے آیا لندھور اُس فیل میمونۂ مبارک پر سوار ہوا اور مع خزانہ ہمراہ فوج کرکے طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوا جب شہر سراندیپ مین قلعہ کے اندر مع فوج و خزانہ داخل ہوا شہپال مندنی اُسکے چچا کو خبر ہوئی بارگاہ مین اپنی بلایا لندھور نے چچا کو مجرا کیا اور

تمامی روداد جو کچھ کہ گذری تھی چچا سے بیان کی شہپال ہندی نے لندھور کو بہت تحسین و آفرین کی گلے سے لگایا اور اسکے اسلحہ دیکھکر بہت خوش ہوا فیل میمونہ مبارک کو پسند کیا اور بہت تعریف کی اشعار

شان و شوکت میں کہوں کیا یہ ترے ہاتھی کی
کہکشاں جوں شب یلدا میں نمایاں بفلک
ہاتھ لیلی نے نکالے ہیں سیہ مستی سے

ہر چرخ پر جوں مہ نو ماتھے پہ جو اُسکی تجاب
لٹکے خرطوم سے زنجیر طلائی وہ اگر
ملنے کو مجنوں سے سُن سلسلۂ پا کی جھنک

اسکے کجگاہ کی اللہ ری پتک چہرے کی
اسکے دانتوں کو وہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک

شہپال ہندی نے کہا ای لندھور ای جان عم تو لائق سلطنت زیبندہ تاج و تخت حکومت ہی اب تو بادشاہت کر کہ تو اپنے پدر عالی قدر کا وارث ہی میں یہ سبب تیری خرد سالی کی عاریتاً تخت سلطنت پر بیٹھکر حکمرانی کرتا تھا تجکو تیری بادشاہت مبارک ہی لندھور نے بطور خروانہ عرض کیا ای چچا جان یہ آپ کیا فرماتے ہیں یہ سب تخت و سلطنت حکومت و مملکت آپکا ہی میں فرمانبرداری میں رہونگا آپ بادشاہت کیجیے میں دعوی پہلوانی رکھتا ہوں بس سپہ سالاری آپ کی مجکو کافی و وافی ہی اور ہمیشہ اسی عہدے پر رہونگا مگر شہپال ہندی نے نہ مانا اور ہاتھ لندھور کا پکڑ کے قسمیں دیکر تخت پر بٹھایا اور آپ نیابت لندھور کی کرنے لگا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی یہ خبر علے العموم ہوئی نذریں گذرنے لگیں تصدق اترنے لگے شلنگیں توپیں سلامی کی چلیں تمامی شہر میں اُس روز جشن نوروزی ہوا لندھور نے سبکو انعام تقسیم کیا خلعت دیے تمام شہر سراندیپ بلکہ ہندوستان میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ آج لندھور بن سعدان تخت سلطنت پر متمکن ہوا اپنے باپ کا ورثہ پایا لندھور دادگستری اور رعایا پروری میں بدل مصروف رہا کرتا تھا ہر ایک سے بخلق و مروت پیش آتا تھا سب عزیز قریب اپنا بیگانہ ملازم و رعایا لندھور سے خوش اور راضی تھے مسافروں اور تاجروں کے واسطے مسافرخانہ بنوادیا تھا جو کوئی مسافر سوداگر کہیں سے آتا تھا وہاں اترتا تھا اُسکو کھانے پینے کی راحت ہوتی تھی چنانچہ اکثر سوداگر یہاں شہر سراندیپ میں آکے رہے سب نے مال بیچا اور ملک مدائن کو روانہ ہوئے جب نوشیروان عادل کی ملازمت سے سرفراز ہوئے لندھور بن سعدان کی نہایت مدح و ثنا کی نوشیروان عادل زمان نے یہ خبر سُنکر ایک نامہ فیض شمامہ لندھور بن سعدان کو اس مضمون کا تحریر کیا نامۂ نوشیروان ای کوکب سپہر شہریاری و ای اختر فلک تاجداری ای نہال گلشن شہر سراندیپ ملک ہندوستان ای شگوفہ نوبہارہ تو بارغ بادشاہ سعدان زاد مراتبکم بعد سلام شوق مافوق از جانب بادشاہ ہفت کشور نوشیروان عادل زمان تحریر ہو تو واسطے ہوتا ہی سُنا ہی کہ عرصہ بارہ برس کا ہوا کہ تمھارے پدر بزرگوار سعدان شاہ والی شہر سراندیپ ملک ہندوستان نے عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کیا ہی اور تم قائم مقام وراثت پدری تخت حکومت شاہی پر متمکن ہوئے ہو مجکو بہت خوشی ہوئی مبارک ہو مگر ابتک خراج شہر سراندیپ کا نہ بھیجا اور باپ تمھارا ہمیشہ برابر ہر سال دام دام حبہ حبہ حساب کرکے خراج داخل خزانہ نوشیروانی کیا کرتا تھا اور اگر تم کو نہ آگاہی ہو تو اب آگاہ ہو کہ میں بادشاہ ہفت اقلیم ہوں لشکر بیشمار رکھتا ہوں نام میرا ازل سے نوشیروان عادل زمان ہی پس مناسب و انسب یہ ہی کہ دس برس کا خراج جلد روانہ کرو کہ ہمارے تمھارے رسم و راہ شاہانہ اور مراسم قدیمانہ قائم رہے ورنہ ملال درمیان میں آکے کارشتہ اتحاد ٹوٹ جائیگا کمی تحریر پر نظر نہ کرنا مضمون مندرجہ نامہ غور سے دیکھنا فقط زیادہ رسم و شوق بادشاہ نوشیروان نے یہ نامہ بطلب خراج تاکید آلکھواکر ملفوف کراکے عیار کرگس ساسانی کو دیا اور تاکید کی کہ یہ نامہ جلد شہر سراندیپ ملک ہندوستان میں لندھور بن سعدان شاہ کے پاس لیجا کرگس ساسانی بحکم نوشیروان مدائن سے روانہ ہوا اور چند روز میں شہر سراندیپ میں داخل ہوکر دربار میں لندھور بن سعدان کے حاضر ہوا اور نامہ کمر سے نکال کے آگے لندھور کے پیش کیا لندھور نے وہ نامہ نوشیروان عادل کا پڑھا اور سر ہلاکر

کہا شعر وہ زمانہ اور تھا اور ہے زمانہ اور ہے + حکمران سعدان تھا جب لندھور کا اب دور ہے + یہ کہکر میر منشی سلطنت کو حکم کیا
کہ ابھی اس نامے کا جواب لکھو جواب نامہ اے رونق بوستان شاہنشاہی و اے زینت انجمن جہان پناہی مہر سپہر حکمرانی ماہ
فلک جہانبانی افتخار سلاطین و مالک ہفت کشور سلطان الاعظم اشاہان مملکت عادل و داد گستر بادشاہ دوران نوشیروان
عادل زمان زاد اتحادکم بعد سلام سنت الاسلام و شوق لقا سے لے انتہا از طرف شہزادہ ہندوارالے ہندوستان لندھور بن
سعدان شاہ رستم زمان بجواب نامۂ اتحاد شمامہ یہ مرقوم کیا جاتا ہے کہ پیام دوستی التیام بمنزلہ دفتر انسداد داد و ہی بدست
عیار کرکس ساسانی بحکم نوشیروانی نے شرف ورود پایا مضمون مندرجہ ارقام والانظام سے مطلع ہوا اے شہنشاہ گیتی
ستان نوشیروان زمان زمانہ خراج گذاری شہر سراندیپ متعلقہ ملک ہندوستان کا گذر کیا کہ بادشاہ سعدان شاہ
راہی ملک بقا ہوا کہ وہ کسی وجہ سے ماتحت حکومت سلطنت مدائن تھا کہ سالہا سال خراج پہونچایا کرتا تھا اب رستم
ہند لندھور بن سعدان شاہ شہر سراندیپ ہے تمہاری جانب سے کسی نے مجکو زیر کیا ہے جو تم مجھ سے خراج طلب
کرتے ہو اے بادشاہ نوشیروان ہاں اب کسی کو یہاں بھیج کہ کوئی پہلوان زبردست مجھ سے ہم نبرد ہو اور مقابلہ کرے اگر
میں زیر ہو جاؤنگا تیری اطاعت کرونگا اور فرمانبرداری بجا لاؤنگا اور خراج بھی مدام دیتا رہونگا زیادہ طول کلام بیجا ہے فقط
والسلام والاکرام ہر لندھور بن سعدان شاہ نے یہ جواب نامہ نوشیروان کا تحریر کرا کے ملفوف کیا اور عیار کرکس ساسانی
کو بعد خلعت کے دیا کرکس ساسانی بصد فہم و شعور جواب نامہ فیض شمامہ لندھور بن سعدان شاہ کا لیکر بعد طے
مراحل و قطع منازل چند روز میں داخل مدائن ہوا اور دربار بادشاہ نوشیروان عادل میں حاضر ہو کر جواب تحریر کردہ
لندھور پیش کیا نوشیروان زمان نے پڑھوا کر سنا اور خاموش ہو کر سکوت کیا اور نہایت فکر مند ہوا
کہ لندھور کے مقابلہ کے لیے کون بھیجا جاوے اور کیونکر یہ زیر ہو کر خراج گزاری اختیار کرے

ورود قلمی داستان جرأت نشان بھیجنا لندھور کا فیل آہنی کو پاس نوشیروان کے بیان کیے جاتے ہیں

ادھر کو ساقی بادہ روئی شراب گلگون کی جستجو ہے
بھلا دوں کیوں تجکو مے فروشی ادھر ہو مغل ادھر کو تو ہے
دیا نہ مجکو تو ساغر مل کے ادھر سے آئی صدائے قلقل
یہ دل کو رندوں کی آرزو ہے مے کا دور موجود ہو تو ہاں ہے
عطا کر اک جام آفتابی کہ پھر تو دل کو ہو کامیابی
یہ ابر چھایا یہ موسم گل پکار رندوں کی چار سو ہے
نگر خدا را ترچھی تم تو یہ نہیں مناسب ہے یہ جو تمہی
تر دو خراب میں ہے خرابی نہیں ہے شیشہ میں بو ہے
سحر کو شش جو روز و شب ہے طلب مفاہیں ہی اگر

غزل

عقل الفکر ہی کا سبب ہے کہ دور کر دو کہیں تجھ ہی
معرفت میں تیری ذات پاک سے
آگئے میں ہوش و حواس ادراک سے
نگل بطلے بھڑ سے آڑ پوشاک سے
پاؤں پھیلے تا بہ دامن چاک سے
نام لے سکتے نہیں محبوب کا
کیا کہیں کشتے ہیں کس سفاک سے
ہم وہ گریبان آگ میں رکھ دیجیے
موسم گل میں جو ہو بے چاک سے
مست ہو کر جائیں گے اسے منعجو
آگئے ہیں عشق العشق پوشاک سے
آفرین صد آفرین دست جنون
خوب ہی لٹتے لیے پوشاک سے

بیت نویسندہ کشتی الاجواب + رقم کرد مضمون کو بحساب + جا لمان

مملکت مرثیہ میں تازہ خیال خسروان سلطنت طبیعت و ذہن بمثال بزور شمشیر فکر ملک سخن میں حکمرانی کر کے عبارات
رنگین بصد تزئین کہ پسند خاطر ناظرین والا تمکین ہو تقریر شائستہ سے یوں تحریر و تسطیر کرتے ہیں کہ جب لندھور بن
سعدان نے جواب نامہ نوشیروان لکھکر روانہ کیا چندے تک منتظر رہا کہ کسی پہلوان زبردست کو نوشیروان
بادشاہ ضرور برائے مقابلہ بھیجے گا جب کوئی ملک مدائن سے از جانب نوشیروان نہ آیا بعد تھوڑے زمانہ کے لندھور نے
ایک فیل آہنی تیار کروایا ہم شبیہ فیل ہو تم تیار کرتے کے اور ایک نامہ نوشیروان زمان کو تسطیر کیا جسکا خلاصۂ
مضمون یہ ہے کہ اے بادشاہ ہفت کشور والے تاجدار مملکت و نامور شہنشاہ دوران نوشیروان زمان

تو آپ خاموش رہیے گا جواب نہ دیجیے گا میں خود نوشیروان سے کہونگا کہ امیر باتوقیر کہتے ہیں کہ اگر تو اپنی بیٹی ملکہ مہرنگار
کے ساتھ عقد کر دے تو میں جا کر لندھور کو زیر کر کے خراج لاؤں ورنہ اگر تو نہ راضی ہوگا تو میں نہ جاؤنگا اور کسی کو برائے مقابلہ لندھور بھیجیو
امیر تو عاشق زار ملکہ مہرنگار ہیں خواجہ عمرو کی راے پسند آئی امیر باتوقیر بہت خوش ہوئے جب دوسرا دن ہوا دربار بادشاہ
نوشیروان کا جمع ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے بادشاہ عادل نوشیروان زمان آ کر تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بھی دربار شاہنشاہی میں تشریف لائے اور صندل زریں پر بیٹھے خواجہ عمرو پشت پر امیر
باتوقیر کے کھڑے ہوئے بادشاہ نوشیروان نے حمزہ صاحبقران زمان سے کہا اے حمزہ کیا کہتے ہو تم جاؤ اور لندھور بن سعدان
شاہ کو مقابلہ کر کے زیر کرو اور خراج لو اور جو کچھ چاہیے ہو مال و خزانہ فوج و لشکر سرکار شاہی سے لیلو امیر باتوقیر تو خاموش سر جھکائے
بیٹھے رہے جواب بادشاہ کو کچھ نہ دیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ کے آیا مجرا کر کے عرض کیا شعر یک
عرض حال من گوش کن + اگر خوش نہ آید فراموش کن + اے بادشاہ دوران نوشیروان زمان اگر حکم ہو اور خلاف مزاج مصدر
الابتہاج حضور کیوان ظہور نہو تو حضوری حضور فیض گنجور میں عرض صادق یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران عرض رسا ہے کہ اگر
ملکہ مہرنگار نور نگاہ بادشاہ عالی وقار کا عقد میرے ساتھ کر دیجیے تو میں بسر و چشم ابھی طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوں
اور لندھور بن سعدان کو زیر کر کے خراج حاصل کروں ورنہ اگر یہ امر نہ ہوگا تو میں نہ جاؤنگا بادشاہ سنکے نہایت چیں بجبیں ہوا
مگر خاموش ہو رہا خواجہ عمرو سامنے سے ہٹکر پشت پر امیر باتوقیر کے کھڑے ہوئے جب بادشاہ غصہ سے خاموش ہو کر
فکرمند ہوا اور کچھ جواب نہ دیا بختک نے چپکے سے بادشاہ کے کان میں کہا کہ کیوں جواب نہیں دیتے خاموش کیوں ہو رہے
آپ اسوقت اقرار حمزہ سے کر لیجیے وقت پر کسی کنیز کے ساتھ عقد حمزہ کا کر دیجیے گا کیا حمزہ مہرنگار کو پہچانتا ہے اگر حمزہ
کو مقابلہ لندھور نہ بھیجیے گا تو لندھور لشکر کشی کر کے خود چلا آئیگا اور مدائن کو تباہ کریگا کوئی ان سرداروں میں ایسا
نہیں ہے کہ لندھور سے مقابلہ کرے بادشاہ کو بختک کی راے پسند آئی بادشاہ نے حمزہ صاحبقران سے کہا کیا
مضائقہ ایسا ہی ہوگا مگر خواجہ عمرو نے بختک کے ہونٹ ہلتے ہوئے جو دیکھے تھے وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ راے قرار پائی ہے چپکے سے
جھک کر امیر باتوقیر سے عمرو نے کہا کہ یہ راے بصلاح بختک قرار پائی ہے اب بادشاہ سے کہیے کہ اچھا میں ابھی کوچ کرتا ہوں مگر
ملکہ مہرنگار سے بھی رخصت ہو لوں امیر باتوقیر نے بادشاہ نوشیروان سے کہا کہ بہت خوب میں ابھی کوچ کا سامان طرف
شہر سراندیپ کے کرتا ہوں مگر ذرا حکم ہو جائے کہ اس آفتاب جہانتاب ملکہ مہرنگار سے بھی رخصت ہو آؤں بادشاہ نے
یہ سنکر سکوت کیا بختک نے جھک کے بادشاہ سے کہا آپ کیوں ذرا ذراسی بات پر خاموشی اختیار کرتے ہیں حمزہ کو ساتھ لیکر ملکہ
کو دکھا دیجیے مگر خواجہ عمرو کو ساتھ نہ لیجائیے گا کیونکہ استاد کامل یہی ہے اور امیر کو صورت شکل ملکہ کی کب یاد رہیگی یہ سنکے بادشاہ
اٹھ کھڑے ہوئے اور حمزہ صاحبقران کا ہاتھ پکڑ لیا اور محل کی طرف چلے راہ میں حمزہ سے کہا کہ عمرو کو ساتھ اپنے نہ لاؤ کیونکہ ناموس
ہمارا محل میں ہے اور تم مثل فرزند کے پارۂ جگر ہو اور بیٹی سے زیادہ پیارا ہوتا ہے جب ڈیوڑھی پر محل خاص اختصاص کی پہونچے
تو خواجہ عمرو سے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو اور ہماری خوابگاہ میں کوہ بیش بہار رکھا ہے وہ
جلد لے آؤ کہ ملکہ مہرنگار کو دینگے خالی ہاتھ کیا محل میں جائیں خواجہ عمرو یہ سنتے ہی امیر باتوقیر سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے
یہاں بادشاہ نوشیروان زمان حمزہ صاحبقران کو لیے ہوئے ڈیوڑھی میں آئے اس محل خاص ملکہ مہرنگار میں سات
ڈیوڑھیاں ہیں ہر ڈیوڑھی پر سرداروں کا پہرہ چوکی ہے تمام سب ملازمان شاہی پہلی ہی ڈیوڑھی پر ٹھہر رہے بادشاہ جمجاہ
حمزہ کو ہمراہ لیے ہوئے داخل محل ہوئے اور ہر ڈیوڑھی پہرہ کر دیا کہ عمرو اندر نہ آنے پائے جب ساتویں ڈیوڑھی پر پہونچے
تو محلدار نے آگے بڑھکر محل میں سب کو آواز دی کہ بادشاہ جمجاہ سلامت محل میں داخل ہوتے ہیں اور حمزہ بھی ساتھ

ساتھ جہان پناہ کے آتے ہین سب کنارے ہوجاؤ جسکو پردہ کرنا ہو پردہ کرلے جسکو ہٹنا ہو ہٹ جائے غرض ایک برج مین دو آفتاب
یا دو بدر کامل داخل ہوئے ملکہ مہر نگار بصد شان و تجمل و وقار اپنے قصر عالیشان فلک آستان مین تخت پر مثل خورشید درخشان
کے جلوہ گر تھی اور سات سو کنیزان زرین پوش دُر در گوش دریائے جواہر مین غوطہ زنی کیے ہوئے گرداگرد اُس بدر کامل ماہ چہاردہ کے مانند
ہالہ کے اپنے اپنے عہدون پر حاضر تھین کنیزون کی صورتین دیکھ کر خدا کی شان نظر آتی تھی ایک ایک اُنمین ماہ پیکر پری چہرہ حور لقا
سرو قد گل رخسار سیمین تن غنچہ دہن غمزہ و عشوہ غضب کا ناز و انداز بلا کا کمسن کمسن بھولی بھولی صورتین چلبلی چلبلی طبیعتین
سینے چاند سے جوبن اُبھار پر محرم کی کٹوریون سے قطرۂ حسن چھن چھن کر ٹپک رہے ہین دیکھنے والے لوٹ لوٹ عشق مین پیچ جاتے
ہین گیسو صورت مار سیاہ روش پر لہراتے ہین پہلوون مین ملکہ مہر نگار کے برابر دونون طرف وزیرزادیان زہرہ مصری اور
فتانہ بلائے بیدریان حسین مہ جبین شکیل و جمیل بصد ناز و ادا استادہ ہین ایک طرف کرسی جواہر نگار پر ملکہ زرانگیز خاتون
مادر مہربان ملکہ مہر نگار بصد عز و وقار جلوہ گر ہے بادشاہ نوشیروان قصر عالیشان دختر نیک اختر بلند مکان تک ساتھ
ساتھ آیا صاحبقران کو قصر مین پہونچا کے آپ بہ سبب شرم و لحاظ کے پلٹ گیا مگر ملکہ زرانگیز خاتون سے کہتا گیا کہ
حمزہ تم سب سے ملنے کو آئے ہین کہ انکا کوچ طرف شہر سراندیپ ملک ہندوستان کو بمقابلہ لندھور بن سعدان شاہ ہے
صاحبقران زمان نے جو ملکہ زرانگیز خاتون کو کرسی پر بیٹھے دیکھا تسلیم کو جھک گئے ملکہ زرانگیز نے آغوش تمنا پھیلا
دست شوق بڑھا کے صاحبقران جھک کر آگے بڑھے ملکہ زرانگیز نے سر صاحبقران کا سینہ سے لگایا پیشانی منور پر بوسہ
دیا دونون ہاتھون سے چہرہ حمزہ صاحبقران کی چٹاچٹ بلائین لین اور ترقی جاہ و جلال و فتح و فیروزی کی دعائین
دین کیونکہ بیٹی کے سبب سے داماد کی چاہ ہوتی ہے مثل مشہور ہے کہ مول سے بیاز پیارا ہوتا ہے بعد اُسکے کچھ سوچ کر وہان سے اٹھکر
چلی آئی صاحبقران سے کہا اے فرزند بیٹھو مین آتی ہون صاحبقران زمان پہلوے ملکہ مہر نگار مین تخت مرصع کار
پر جلوہ افروز ہوئے گویا مہر و ماہ ایک جگہ جلوہ گر تھے یا قران السعدین نظر آتا تھا صاحبقران نے جو جمال ملکہ مہر نگار
پری رخسار حور وش پر نگاہ کی بے ساختہ دل سے آہ کی ملکہ مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ تھی چہرے کے حسن
سے آفتاب شرمندہ تھا مہتاب عرق عرق خجالت سے ہوا جاتا تھا عکس رُخ خورشید رو سے ذرے مثل اختر تابان کے
چمکتے تھے تمام قصر نور حسن سے ایسا روشن تھا کہ برج ماہ کامل اُسکی ضیا سے شرمندہ ہوتا تھا شعر وہ نور حسن تھا رخ پر آب و
تاب پر + پڑتی تھی چھوٹ اُسکے گل آفتاب پر + دیا زلفون مین نور حسن تھا اس آب و تاب کا + گویا تھا آفتاب پہ لکہ سحاب کا +
صاحبقران نے بے ساختہ چاہا کہ ملکہ کو گلے سے لگائین مگر کنیزان ماہوش جو کھڑی تھین حجاب مانع ہوا دست شوق
بڑھا کر رہ گئے پھر آہستہ سے کہا اے ملکۂ عالم ہم تم سے ملنے کو آئے ہین تمھارا عقد ہمارے ساتھ لندھور بن سعدان
کے زیر کرنے پر موقوف ہے شعر لو خدا حافظ مہم سر کرنے کو جاتے ہین ہم + سامنا دشمن کا ہے وان دیکھیے کیسی بنے + یہ جو
صاحبقران نے ملکہ مہر نگار سے کہا ملکہ کے دل پر ایک چوٹ لگی تصور فراق دیدار سے رونے لگی اور کہا اے بادشاہ حسن و
خوبی وائے آرام دل و جان محبوبی یہ کیا تم نے کلمہ جدائی سنایا کہ دل سینہ مین صورت مرغ بسمل پھڑکنے لگا شعر فراق مین
تیرے کا ہیکو زندگی ہوگی + یقین ہے ایسی صدمہ مین جان جائیگی + ہو یگر وصال یار کی حسرت ہی ابتک رہی باقی + دل بیتاب کی
مطلق نہ کوئی آرزو نکلی + یہ کہکر ملکہ مہر نگار بصد اضطرار بیقرار ہوکر سر شانے پر اسیر بالتوقیر کے رکھکر زار زار مثل ابر نو بہار
رونے لگی ملکہ کے مایوس ہوکے رونے پر صاحبقران کی بھی آنکھون سے قطرۂ اشک ٹپ ٹپ بہانے لگے شعر دو منقل اشک
آئے نکل اک اسطرف اک اسطرف + گر گر گئے دونون محل اک اسطرف اک اسطرف + صاحبقران نے ضبط
کرکے کہا اے ملکۂ عالم کیون بیتاب ہوتی ہو کسواسطے روتی ہو چاند سا منہ اشک گرم سے کسلیے دھوتی ہو خدا کو یاد کرو

روروکر عاشق زار کا دل نہ کڑھاؤ شعر یون ٹھنڈی سانسین بھر کے نہ آہ وبکا کرو بہتر یہ ہی کہ وصل کی حق سے دعا کرو بہا مرجان جان ای آرام دل عاشقان فلک کج رفتار ہر وقت درپے آزار ہی چارون کا بھی چاہ پیار عاشق ومعشوق کا اُسکو ناگوار ہی جو مرضی پروردگار اُس ہین کیا اختیار ہی

قطعہ

کہنا سُننا میرا ایجو عفو از بہر خدا	ہم نے چاہا تھا نہو وین عمر بھر تم سے جدا	ہان مگر مجبور ہین جو چاہتا ہی خالق کی رضا
جان تمھارے پاس ہی اور تن سے فریاد وکہ جا	لو خدا حافظ ہی ہم کو بھول مت جانا ذرا	ہم تو رخصت ہوتے ہین جیتے جی خوش رہئے آپ تم کو خدا
	دمبدم ریز گار ای جان قد شمشاد تو	کو قرا موشم وسلے سازم بہر دم یاد تو

یہان تو عاشق ومعشوق مین یہ باتین فرقت آمیز الم انگیز ہو رہی ہین اور صاحبقران بچشم تم سمجھا رہے ہین اور ملکہ مہر نگار رو رہی ہی وہان خواجہ عمرو بموجب حکم امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان خیمہ مین آکے فرش خواب امیر پر کو ہر بیش بہا تلاش کیا مگر کہین نہ پایا باعجلت تمام گوہر نایاب ڈھونڈھکر اور محل خاص نوشیروان زمان پر آئے دیکھا کہ امیر باتوقیر داخل محل ہو چکے ہین خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ صاحبقران نے مجکو دھوکا دیا فوراً اندر محل مین جانے کا قصد کیا اُس ڈیوڑھی پر کہ اسکے بجلاہ پہرے پر تھا وہ عمرو کو مانع ہوا عمرو جست کرکے گہرا سے بجلاہ کے دھول مار کے نکل گئے اور بجلاہ درباری جو کہ اسے بجلاہ کے سر پر تھی اتار لی دوسری ڈیوڑھی پر جب پہونچے تو دیکھا بختیارک بیٹا بختک وزیر بدتدبیر نوشیروان کا پہرے پر بیٹھا ہی اُسنے بھی عمرو کو منع کیا کہ تم اندر محل مین نہ جاؤ حکم نوشیروانی نہین ہی عمرو نے کچھ بختیارک سے کہنے کی سماعت نہ کی اسطرح جست کرکے وہانسے بھی نکل گئے مگر باتون سے دستار درباری بختیارک سے اُتار لے ہوئے تیسری ڈیوڑھی پر پہونچے دیکھا کہ یہان بختک وزیر بیٹھا ہوا ہی اُسنے دور ہی سے دیکھکر کہا کہ آئیے تشریف لیجائیے اُستاد جی آپ کو کون روک سکتا ہی آپکا تو وہان انتظار ہوگا آپ پیچھے کہان رہگئے تھے خواجہ نے کہا حمزہ نے مجکو ایک کام کے لیے بھیجا تھا غرضکہ اسی طرح خواجہ عمرو ساتون ڈیوڑھیان طے کرکے قصر مین ملکہ مہر نگار پری رخسار کے پہونچے اور پشت پر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے کھڑے ہوئے ملکہ مہر نگار کی نگاہ جو خواجہ عمرو پر پڑی خوف سے آغوش تمنا سے حمزہ صاحبقران مین گر پڑی امیر باتوقیر نے اُس صنم حورلقا کو کھینچ کر گلے سے لپٹا لیا اور منھہ پر منھہ جھکا کر رطف پابوس وکنار کا لطف عاشق ومعشوق کو حاصل ہوا شعر گلے لپٹے ہین وہ بجلی کے ڈر سے ٭ الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے ٭ ملکہ مہر نگار نے کہا ای شہریار یہ بن مانس کہانسے گھس آیا للہ اسے جلد نکالو امیر نے جو پلٹ کر دیکھا تو خواجہ ہین امیر ہنسکر کہنے لگے ای ملکہ عالم ذرا اُٹھکے دیکھو یہ بن مانس نہین ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری میرا بھائی ہی صاحبقران کے کہنے سے ملکہ اُٹھکے بیٹھی مگر دل سینہ مین خوف زدہ ہو کر چار چار انگل اُچھل رہا تھا خواجہ عمرو کی آنکھ آتے ہی چہرۂ زیبا فتانہ وزیرزادی پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گئے سامنے تو خواجہ کے فتانہ کھڑی ہوئی تھی اُسکی حرکت دیکھکر اشارے سے بلائین لین فتانہ نے کہا موڑی کاٹے کچھ شامت آئی ہی خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ عالم دیکھیے آپ ہی تو میرے اشارے سے بلائین لیتی ہی اور اُسپر طرہ یہ ہی کہ مجکو بُرا بھلا کہتی ہی فتانہ نے کہا کہ ارے موئے جھوٹے تجھے دغا باز میری پیزار بلائین لیتی ہی ملکہ نے اشارے سے کہا فتانہ چپ رہو خواجہ سے نہ بولو عمرو نے پھر اشارے سے کہا ای جانجان ہم تم پر عاشق ہین ہماری تم پر جان جاتی ہی ذرا ہمارا خیال رکھنا عاشق کو بھول نہ جانا فتانہ نے کہا ای ملکہ دیکھو اس موئے کی شامتون نے گھیرا ہی یہ نہین مانتا خواجہ نے کہا مین کیا کرتا ہون چپکا کھڑا ہون کچھ بولتا چالتا ہون آپ ہی تو مجکو اشارے سے ہاتھ بڑھا کے بوس وکنار کرنے کو بلا رہی ہی فتانہ نے کہا نوج مین ایسے مُردے بن مانس کو بوس وکنار کرنے کو بلاتی ہین ایسے سے پاکخانہ مین لوٹا بھی نہ رکھواؤن ان چٹکلون کے نقرون پر امیر اور ملکہ دونون ہنس پڑے صاحبقران نے خواجہ کو منع کیا ملکہ نے فتانہ وزیرزادی کو روکا مگر سمجھے کہ خواجہ عمرو کا دل فتانہ وزیرزادی پر مائل ہوا ہی یہ بھی تیر عشق فتانہ کا گھائل ہوا ہی الغرض اُدھر عاشق

معشوق میں راز و نیاز کی تھوڑی دیر تک باتیں ہوئیں فراق کی حکایتیں ہوئیں ملکہ کو محزون و نالان صاحبقران بچشم نم
چھوڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے ملکہ اب خدا حافظ و ناصر شعر جب تلک کا ہے فراق آہ عالم دیکھیں گے + زندگی ہے تو پھر آ کے
یہ قدم دیکھیں گے + ملکہ مہر نگار غمگین و اشکبار تخت سے اٹھ کھڑی ہوئیں

تضمین

آیا پچھلے کو مرے گھر میں وہ گل پیراہن	صبح ہوتے ہی چلا صورت بوئے گلشن	اس کے جانے کا ہوا خار سر چارہ چمن	بلبل دل نے کہا کر کے فغان شیون
	حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد	

الغرض امیر بالو تیر حمزہ صاحبقران صدمہ فراق ملکہ مہر نگار کا دل مضطر پر لیکر اور معشوقہ مہر وش کو اندوہ و الم و ہجران میں
چھوڑ کر قصر عالیشان سے کہ جو فرقت یار سے بیت الحزن ہو گیا تھا باہر آئے کہ ملکہ زرانگیز نے جو صاحبقران کو جاتے دیکھا ایک
کنیز سے پاس اپنے بلوایا پھر دوبارہ گلے سے مثل فرزندوں کے لگایا اور ایک خنجر اور رومال بہت نادر دیا اور صاحبقران کو
دعائیں دیکر رخصت کیا اور یہ شعر پڑھا شعر بسفر رفتنت مبارکباد + بسلامت روی و باز آئی + اور کہا کہ اے فرزند اے نور دیدۂ من
تم جس طرح جاتے وقت اپنی پشت ہم کو دکھاتے ہو اسی طرح جلد پھر آ کے نور جمال چہرہ بے مثال دکھاؤ صاحبقران مجرا کر کے روانہ ہو
ملکہ مہر نگار صاحبقران عالیمقدار کا دیدار آخری دیکھنے کو بام قصر عالیشان پر آئی اور دریچہ بام قصر جو سر راہ تھے انکو کھول
کے دیکھنے کو کھڑی ہوئی یہاں حمزہ صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوئے کہ ملکہ مہر نگار نے دریچہ قصر سے آواز دی شعر اک
نظر پھر کے دیکھ لے قاتل + بیوفائی تری نہیں اچھی + صاحبقران نے پھر کے ملکہ مہر نگار کو دیکھا اور ملکہ مہر نگار نے
چہرہ صاحبقران پر بحسرت و یاس سے نظر کی اور یہ شعر برجستہ پڑھا شعر اڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا + مجھے رکاب
میں او شہسوار لیتا جا + ملکہ مہر نگار گل رخسار مثل نرگس ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہ گئی اور وہ شہسوار عرصہ یکتازی
شہ ور غازی فخر شجاعان دوران حمزہ صاحبقران زمان گھوڑا اڑا کر مثل باد بہاری کے گلشن عشق سے نکل گئے
خواجہ عمر و ہمراہ رکاب سعادت انتساب میں بارگاہ فلک جاہ میں اپنی آکر داخل ہوئے ادھر خواجہ بزرجمہر جو دربار
بادشاہ نوشیروان برخاست کرکے اپنے گھر میں آئے فوراً امیر بالو تیر کیواسطے قرعہ رمل پھینکا اور غور کر کے دیکھا کہ یہ مہم
کارزار بمقابلہ لندھور بن سعدان سر ہوگی یا نہیں اجد فکر بسیار معلوم ہوا کہ یہ لڑائی تو ضرور فتح ہوگی اور لندھور بن سعدان
کو امیر بالو تیر حمزہ صاحبقران زمان بڑے شد و مد سے زیر کرینگے مگر اس لڑائی میں دشمن صاحبقران کو زہر دینگے یہ
دیکھ کے حکیم خواجہ بزرجمہر کو نہایت فکر و تردد ہوا رات کو خواجہ بزرجمہر نے امیر بالو تیر کو اپنے مکان پر بلوایا دعوت کی
کھانا عمدہ کھلوایا بالعمد اسکے حمزہ کو بیہوش کیا اور بازو امیر بالو تیر کا خنجر سے چاک کیا اور زر خم بازو کے اندر زہر مہرہ رکھا اس
سامان میں نصف شب گذری امیر بالو تیر جب ہوش آئے اور عرصہ زیادہ ہوا مقبل وفادار واسطے خبر امیر بالو تیر کے مکان
پر حکیم خواجہ بزرجمہر کے آیا ملازموں نے اندر نہ جانے دیا مقبل کمند مار کے پشت کی طرف سے مکان کے اندر آ کے دیکھا کہ
امیر بیہوش پڑے ہیں اور خون ہاتھ سے امیر کے جاری ہے مقبل نے للکار کر پکارا اے حکیم خواجہ بزرجمہر یہ تم نے کیا کیا
کہ امیر کو مار ڈالا خواجہ عمر و تم کو صبح کو زندہ نہ چھوڑینگے خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ چپکے رہو غل نہ مچاؤ پاس آ کے دیکھو تو
کہ میں نے فقط بازو امیر بالو تیر کا شگافتہ کیا ہے اور اندر اسکے زہر مہرہ رکھ دیا ہے خبردار خبردار شور و غل نہ کر و اس راز کو
کسی پر افشانہ کرنا ہرگز ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا مقبل نے کہا بہت اچھا خواجہ بزرجمہر نے کیفیت قرعہ اور زہر کا حال
امیر کو دینے کی بیان کی لہذا اسکے امیر بالو تیر کے بازو میں ٹانکے دیئے اور مرہم دانیال لگایا صبح ہوتے ہوتے زخم بازو
امیر نکو و بصحت ہو کر اچھا ہو گیا جب کہ امیر کو ہوش آیا خواجہ بزرجمہر نے ایک اسپ عربی
نہایت عمدہ قیمتی اور خلعت فاخرہ حمزہ صاحبقران کو دیا اور رخصت کیا امیر اپنی بارگاہ عالی جاہ میں

آئے استراحت فرمائی دوسرے دن امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا شہر سراندیپ ملک ہندوستان کیطرف روانہ کرو عمرو معدیکرب پیش خیمہ و بارگاہ امیر باتوقیر کا لیکر طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوئے بعد اسکے امیر حمزہ چھبیس ہزار سرداران نامی و نامور اور چار لاکھ ستر ہزار سواران زرہ پوش جرار و نابکار ہمراہ لیکر طرف شہر سراندیپ ملک ہندوستان کے برائے مقابلہ شہزادہ ہند لندھور بن سعدان مدائن سے مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان عجائب بیان جانا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا طرف شہر سراندیپ ملک ہندوستان کے واسطے مقابلہ کرنے لندھور بن سعدان شاہ کے ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ فام | لگا ہے یہاں اب تو کوچ اور مقام | کیا ہے عطا کیسا جام فراق | کہ در پیش ہر وقت ہے اشتیاق
لبوں سے مرحمت کر شراب وصال | فراق صنم شاق ہے اب کمال | بھرا ہے مرے عشق سے جام دل | کہ ہو تشنۂ ہجر سے مضمحل
مطالب پہ آ داستان کے سحر | نہ دے طول تمہید کو ختم کر | بیان لشنوا ہے یہ ہمدم داستان | کہ بازآمدم بر سر داستان خمسہ

بسم اللہ ہے ارادہ اگر میرے قتل کا | اچھوٹے ہمیں عذاب سے تا جان مبتلا | بسمل کی طرح آہ تڑپتا ہوں میں سدا
کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی اک لگا | قصہ تمام عمر کا ہے پر جفا سے چلے

ٹھہرے ہیں بعد مرگ ذرا اس خرابے میں | ورنہ پھرے خراب سدا اس خرابے میں | کیا کیا نہ ہم نے آکے کیا اس خرابے میں
اب جا کہاں کے ہیں تجھ بغیر تو کیا اس خرابے میں | پہلے سے ہم تو خاک بہت سی اڑا چکے

جب سے کہ ہوئی باد فنا دست در آغوش | اور شمع صفت ہیں ہم اس غم میں خاموش | دن رات جہاں میں غم و حسرت کا ہے اک جوش
تمہارے غم میں تمہیں شام سیہ پوش | رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

بیت رقیمان کیفیت داستان + نوشتند باطرز نوایں چنان + سیاحان منازل صحرائے عجائبات و رہ نوردان مراحل دشت مطولات مسافر طبع رسا کو جادۂ بیابان سخن طے کرا کے کاروانسرائے خوش بیانی میں بصد اتحاد مضامین نو کے یوں فروکش کرتے ہیں کہ جب امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان بہ حکم نوشیروان عادل جہان ملک مدائن سے فراق ملکۂ مہر نگار بہ ہزار جبر اختیار کر کے برائے مقابلہ لندھور بن سعدان شاہ شہر سراندیپ ملک ہندوستان کی طرف مع لشکر ظفر پیکر و خواجہ عمرو نامدار و مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر چلے راہ میں بڑے بڑے صعوبات سفر کا سامنا ہوا بعد قطع منازل سخت بے پایان و طے مراحل بیکران مع لشکر جرار کنارے ایک دریا کے کنارے پہونچے اپنے لشکر کے اترنے کا حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی سب خیمے تنبو و غیرہ برپا ہوئے سرداران لشکر ظفر اثر فروکش ہوئے امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے فرمایا اے خواجہ جہازوں کی تدبیر کرو یا کسی عیار کو جستجو یا خود تلاش کر کے لاؤ کہ سوار ہو کے جلد ملک ہندوستان میں پہونچیں عمرو بہ تشفی برائے تلاش جہاز روانہ ہوئے دو دن برابر چلے کوئی سر راہ نہ دہ ملے بلکہ قریہ دیہ شہر قصبہ نظر پڑا دوسرے روز اس ویرانے کو چلے گیا ایک قلعہ ویران میں پہونچے دیکھا کوئی دوکاندار ہے نہ کوئی رعایا میں سے آدمی نہ پرندہ چرند ہے اس قلعہ میں سناٹا پڑا ہے مگر ایک مقام پر ایک پیر مرد پڑا سو رہا ہے خواجہ عمرو اپنی چہل بازی سے کب باز آتے ہیں اس پیر مرد کی ٹانگ پکڑ کے کھینچی وہ گھبرا کر بیدار ہوا اٹھ بیٹھا کہا تو کون ہے خواجہ عمرو نے کہا مسافر راہ دور و دراز ہوں اے پیر مرد یہ بتا دے کہ یہ قلعہ ویران کسکا ہے اس پیر مرد نے جواب دیا اس قلعہ کا نام فراسیا ہے عملداری میں نوشیروان عادل کی ہے عمرو نے کہا اے پیر مرد یہاں کنارے دریا کے امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر آکے اترے ہیں اور میں انکا ملازم خاص ہوں انھوں نے مجکو جہازوں کی تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ ارادہ انکا طرف ملک ہندوستان کے ہے جس طرح سے ہو سکے جلد جہاز

ممکن کرو اور تو میرے ہمراہ امیر بالوتیر کے پاس چل وہ تجکو بہت سا انعام دینگے اُس پیر مرد نے کہا وہ شخص ابھی چند روز ہوئے مستیت کہ یہان
گستہم آیا تھا اُسنے سب جہازونکو غرق دریا کروا دیا اور آپ طرف سراندیپ کے چلا گیا اب یہان جہاز ایک بھی نہین تیر ممکن ہی
خواجہ عمرو نے کہا ای پیر مرد تو خوف نہ کر مین عیار ہون حضرت صاحبقران زمان کا اور نام میرا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
ہی اگر تو جہاز مہیا کرکے خدمت مین امیر بالوتیر کی میرے ساتھ چلے تو وہ تجھ سے بہت خوش ہونگے اور تجکو انعام و اکرام دیکر
مسرور کرینگے میری بات کو خلاف نہ جان مین تجھ سے سچ کہتا ہون یہ سنکے وہ پیر مرد اُٹھا اور عمرو سے کہا تم ٹھہرو مین جہازونکی
فکر کرتا ہون تلاش کرکے لاتا ہون الغرض وہ پیر مرد چہار طرف سے جستجو کرکے چار سو جہاز مہیا کر لایا اور ہمراہ خواجہ عمرو کے خدمت
مین امیر بالوتیر کی حاضر ہوا عمرو نے امیر بالوتیر کو آکے خبر کیا اور عرض کی کہ بڑی کوشش و جستجو سے اس پیر مرد نے چار سو
جہاز مہیا کیے اور اپنے ہمراہ لایا ہی صاحبقران نے اُس پیر مرد کو انعام دیا اُسنے خبر کیا اور خوش خوش اپنے قلعہ کو
چلا گیا امیر نے حکم دیا کہ بارگاہ اور خیمے وغیرہ جہاز پر بار کراؤ اور اسباب لادو اور لشکر بہت جلد سوار ہو کہ یہان سے روانہ
ہون غرضکہ اسباب و بارگاہ و خیمے وغیرہ بار کرکے مع لشکر امیر کشور جہاز پر سوار ہوئے لنگر جہازونکا اُٹھا روانہ ہوئے وہ
تلاطم دریاے بیکنار کا وہ موجون کا اضطراب وہ گرداب کا دور اور وہ بڑی بڑی مچھلیون کا اُچھلنا سر بفلک پہونچانا
دھڑیالون کا شور سوسون کا غل مگر کا دم کشی کرنا پانی کا غریو العظمت للہ لشکری دہلے جاتے ہین سواے پانی اور
آسمان کے کچھ نظر نہین آتا ہی دم قفس جسم مین گھبراتا ہی اسی تلاطم مین چند روز اُس دریا مین گذرے ایک دن ناخدا نے
امیر بالوتیر سے عرض کی کہ اس مقام پر دو راہین ہین ایک راہ تو چھ مہینے کی ہی اور دوسرا راستہ چالیس روز کا ہی جدھر سے
حکم ہو جہاز روانہ کیا جائے چھ مہینے کا راستہ بہت اچھا پاک و صاف ہی اور چالیس روز کی راہ مین بڑے بڑے مصائب
مین اُدھر گرداب سکندری ملتا ہی طوفانونکا بھی سامنا ہوتا ہی ہزارہا جہاز یہان غرق ہو گئے ہین صاحبقران
نے فرمایا گرداب سکندری کی طرف سے جہازونکو لیچلو جو کچھ خدا کرے وہ ناخداے کشتی عالم ایجاد حافظ و نگہبان ہی
وہی لنگر سفینہ بندگان ہی ناخدا نے جہازونکو گرداب سکندری کی طرف پھیرا اور بملک ہندوستان کا راستہ لیا
جسوقت جہاز برابر گرداب سکندری کے پہونچے بادبان سے پردے باندھ دیے جہاز چکر مین آئے چرخ کھانے لگے اسی
عالم مین پہر بھر نہ گذرا تھا کہ طوفان عظیم برپا ہوا ہواے تند چلنے لگی ناخدا گھبرا گیا کہا اب کوئی امید جہازونکے بچنے کی نہین
معلوم ہوتی کوئی دم مین جہاز غرق ہوا چاہتے ہین یہ سنکے امیر بالوتیر تاج سر سے اُتار سر برہنہ ہو کر بدرگاہ قاضی الحاجات
رجوع قلب سے دعا کرنے لگے کہ ای ناخداے کشتی مجبوران و ای بادبان سفینہ بیکسان ای رب العالمین تو ہی مددگار و معین ہی
اس طوفان عظیم سے بچالے اس بلا کو دفع کر یا الٰہی یا رب کہ درین ہر کسی نیست مرا + جز نالہ وگر ہم نفسے نیست مرا + عالم چہ شود
اگر تو نپرسی ہیہات + جز لطف تو فریاد رسی نیست مرا + صاحبقران نے پھر سجدے مین سر جھکایا اور بعد نالہ و زاری
و بہ فریاد و بیقراری یہ فرمایا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا + دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا + غرضکہ
رات بھر اُدھر صاحبقران زمان دعا مین مصروف رہے اور اُدھر طوفان کا زور کم ہوتا گیا صبح کو سامنے گرداب سکندری
نمودار ہوا تلاطم آب دریا موقوف ہوا امواج قلزم بے پایان نے قرار کیا جہاز سیدھے ہو گئے سب کی جان مین جان آئی حمزہ
صاحبقران نے سجدے سے سر اُٹھایا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ جہاز خود بخود ایک جگہ قائم ہین نہ آگے بڑھتے ہین نہ پیچھے ہٹتے ہین اُس
وقت عمرو نے سر اُٹھا کر طرف گرداب سکندری کے نظر کی دیکھا تو گرداب پر یہ لکھا ہی کہ جو کوئی چاہے کہ جہاز یہان
سے آگے بڑھین اور صحیح و سلامت نکلین جست کرکے اس مینار گرداب سکندری پر جائے وہان
طبل اسکندری رکھا ہی اُسکو بجائے اُسکی آواز سے جہاز خود بخود چلینگے اور گرداب سکندری سے سلامت

نگل جائینگے خواجہ عمرو نے امیر با توقیر سے عرض کیا اے حمزہ اس مینار پر یہ لکھا ہے سواے میرے یہ کام کون کر سکتا ہے اب مین
اپنی جان پر کھیل کر جاتا ہون اور جست کرکے اگر خدا پہونچاتا ہے تو پہونچتا ہون اور اگر قضا میری اسی حیلے سے آئی ہے تو اسی دریا کے
قعر مین غرق ہو کر مر جاؤنگا اب مجھکو آپ اجازت دیجیے اور سب سرداروں سے کہا کہ بھائیو میرا کہا سنا معاف کرو مجھکو راہ عدم درپیش ہے
امیر با توقیر عمرو کو گلے لگا کر رونے لگے اور سب سرداران و لشکریان مین غلغلہ نوحہ و شیون عمرو کے چھٹنے کا ہوا آخرکار خواجہ
عمرو نے سب سے وداع ہو کر جہاز پر سے مینار پر جست کی چونکہ جہاز اور مینار سے فاصلہ زیادہ تھا خواجہ عمرو کی قوت نے کمی
کی مینار تک پہونچ نہ سکے اور بلندی سے پانی مین گرنے لگے اسوقت سرداران حمزہ صاحبقران وغیرہ نے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو
جست کرکے مینار پر پہونچ نہ سکے اب پانی مین گرا چاہتے ہین سب نے شور نالہ و فریاد بلند کیا حمزہ صاحبقران نے مثل موج آب
پایا مانند ماہی بے آب بیتاب و بیقرار ہو گئے اور طوفان اشک اپنی چشمہاے پرنم سے اٹھا کر لشکریوں کی طرف دیکھکر فرمایا تم مین بھی کوئی
ایسا بہادر ہے کہ جہاز پر سے پانی مین کودے اور جبتک میرا برادر خواجہ عمرو پانی مین گرے ملاحی پیر کر قریب مینار پہونچ جاے
اور جسوقت میرا برادر پانی مین گرے فوراً میرے برادر کو پانی سے نکال کے میرے پاس لے آئے جسوقت یہ تقریر امیر با توقیر کی
تمام صغیر و کبیر نے سنی اسدم چند بہادر جلد تر لباس اتار کے جہاز پر سے پانی مین کودنے کو موجود ہوئے اور حمزہ صاحبقران نے
بھی ازروے وفاداری و آشنا و بحر عیاری برادر جان نثار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کی الفت مین بیتاب و بیقرار
ہو کے ادھر قصد پانی مین کودنے کا کیا ادھر خواجہ عمرو نے جو بلندی سے نیچے دیکھا معلوم ہوا کہ ایک نگر بہت بڑا جسکا
سر مانند گنبد کلان کے ہے میرے نگلنے کو منھ کھولے ہوئے ہے اور انتظار میرے گرنے کا کر رہا ہے اور پانی سے سر بلند کیے ہوئے
دیکھ رہا ہے خواجہ عمرو نے نگر کو دیکھکر اور اپنے تئین بے یار و مددگار پاکر اسی گرنے کے وقت درگاہ خدا مین اسطرح دعا کی کہ اے خالق
آب و سحاب اے معبود صدق و خوش آب تو واقف ہے کہ مین مرنے سے بہت ڈرتا ہون اور پانی سے نہایت خائف ہون اسوقت
پانی مین گرا چاہتا ہون غرق دریاے فنا ہونے کو ہون مگر میرے نگلنے کی فکر مین ہے جلد تر میری دستگیری کر تو نے حضرت یوسف کو
کوئین مین بچایا ہے اور حضرت یونس کو شکم ماہی مین زندہ اور سلامت رکھا ہے اور تیرے ہی حکم سے ماہی نے آنحضرت کو کنارہ دریا
پر اگلا ہے تو ہی نے طوفان سے حضرت نوح کی کشتی کو بچایا ہے مین بھی تیرا بندہ برگزیدہ ہون میرے حال پر رحم کر خواجہ عمرو
یہ دعا کر رہے تھے ناگاہ پاے خواجہ عمرو سر پر نگر کے قائم ہوئے نگر نے خوش ہو کر چاہا کہ اس لقمہ لذیذ و خوش ذائقہ کو نگل جاؤن لیکن خواجہ
نے اپنا پانؤن سر نگر پر رکھکر وہین سے پھر جست کی اور مینار پر پہونچے نگر منھ کھول کر رہ گیا اور حسرت سے جانب گنبد دیکھنے
لگا آخرکار خواجہ عمرو کے نگلنے سے ناامید ہو کر چلا گیا جب حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو نگر کے سر پر قدم
رکھکر جست کرکے مینار پر پہونچے سب خوش ہوئے خصوصاً حمزہ صاحبقران نہایت شادمان ہوئے اور شکر
خدا کیا خواجہ نے مینار پر پہونچکے اور ایک لمحہ ٹھہر کے چہار طرف دیکھا سواے آسمان اور پہاڑون کے کچھ نظر نہ آیا
خواجہ عمرو نے ان پہاڑون پر دیکھا کہ ہزارہا بلکہ لاکھون طائران قوی الجثہ اور تیز پر مثل عقاب و کرگس وغیرہ
کے درختون پر بیٹھے ہین بعضے جانورون کی منقار ایسی دراز ہے کہ اگر وہ اپنی منقار کسی پر مارین تو ایکدم مین ہلاک
کرین اکثر طائران صحرائی ایسے ہین کہ اگر وہ چاہین تو فیل اور شتر کو اپنے پنجون مین دبا کر لیجائین اور ایک ادنی لقمہ
اپنا تصور کرین خواجہ عمرو طائرون کو دیکھ کے خیال کرنے لگے کہ اے عمرو ایسا نہ ہو کہ یہ طائر تجھکو دیکھ لین اور
پنجون مین دبا کر لیجائین اور منقار سے ہلاک کرکے تجھکو کھا جائین تو بڑا غضب ہوگا مفت جان جائیگی پس
یہان ٹھہرنا اور توقف سراسر خطا ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جلد تر چوب اٹھاکے اسی نقارے پر لگائی
صداے نقارہ سکندری ایسی بلند ہوئی کہ طاس فلک گونج گیا پہاڑ تھرا گئے دریا مین زیادہ تر جزر و مد پیدا

ہوا جانوران دریائی صدائے نقارہ سکندری کو ایک آفت ناگہانی اور بلائے آسمانی خیال کرکے دم دبا کے بھاگے بڑے
بڑے گھڑیال اور نکرا اور سونس مارے خوف کے دور دور بھاگ گئے بڑی بڑی مچھلیاں غوطے لگا کر آشنائے زمین ہوئیں کیا
نہنگ ہی نہین بھاگے جملہ جانوران بحری چھوٹے اور بڑے اُس جگہ سے اور اور جانب بے اختیار بھاگے دریا مین جوش و
خروش پیدا ہوا با آسمان پانی اُچھلنے لگا جسقدر طائر پہاڑون پر تھے وہ بھی ڈر کے سبب بے اختیار اُڑے طائرون کی کثرت سے
آسمان نظر سے پوشیدہ ہو گیا اُنکے پرون سے اسقدر ہوا نکلی کہ دیکھنے والون کے ہوش اُڑ گئے آندھی اور باد صرصر اُن کے
پرون کی ہوا سے شرمندہ اور خجل ہوئی خواجہ عمرو جلدی مینار سے لپٹ گئے ورنہ ہزارون فرسنگ اُس مینار سے اُڑ جاتے
جب طائرون کے اُڑنے سے اس درجہ ہوا پیدا ہوئی جملہ جہاز پتون کے مانند اُس جگہ سے اُڑ کے دور دور سمندر مین چلے
گئے اور وہان ہوائے موافق تھی جانب ساحل مقصد روان ہوئے جسوقت طائر پھر اُنھین پہاڑون پر بیٹھے آسمان نظر
آیا اندھیرا بھی غائب ہوئی وہ ہوائے تند و تیز موقوف ہوئی روشنی بخوبی ہوئی عمرو نے جو دیکھا تو کہین جہازون کا نشان
بھی نہ پایا اُدھر حمزۂ صاحبقران مفارقت خواجہ عمرو سے نہایت گریان اور نالان ہوئے اور جملہ سردارون اور
لشکریون کو خواجہ عمرو کے جدا ہونے سے ملال عظیم ہوا کسی کو جہازون کے نکلنے کی جدائی عمرو مین خوشی نہوئی خصوصاً
حمزۂ صاحبقران نے بیقرار اور اشکبار ہو کے فرمایا کاش یہ جہاز مقام مینار سے نہ نکلتے اور تا حیات اُسی جگہ پر رہتے مگر
میرا بھائی عمرو مجھ سے جدا نہ ہوتا اب اُسکے جدا ہونے سے لطف حیات جاتا رہا افسوس مجھ سے میرا برادر ایسی جگہ جدا
ہوا کہ ظاہرا اب اُس سے ملنے کی امید بھی نہ رہی ناحق مین نے اپنے بھائی کو مینار پر بھیجا اگر یہ جانتا ہوتا کہ خواجہ مجھ سے
چھوٹ جاینگے تو کبھی اُنکو مین مینار پر جانے نہ دیتا اُسی جگہ جہاز پر مرجانا قبول کرتا ہائے افسوس ہزار افسوس یار وفادار
برادر غمگسار اس بحر ناپیدا کنار مین مجھ سے جدا ہو گیا اپنی جدائی کا داغ مجکو دے گیا میری بہبودی و بہتری کیواسطے
اُسنے اپنی جان کا کچھ خیال نہ کیا اب نہین معلوم مینار پر زندہ ہے یا مر گیا یقین ہے کہ اس ہوائے تند و تیز مین مینار سے پانی
مین گر پڑا ہوگا کوئی نہنگ یا مگر اسکو کھا گیا ہوگا ہائے افسوس خواجہ کی ایسی جگہ اجل آئی کہ ہم اُنکو کفن بھی نہ دے سکے
کفن کیسا قبر بھی نہ بنا سکے اُنکا جنازہ بھی نہ اُٹھا سکے غسل میت بھی نہ دے سکے یہ فرما کر صاحبقران نے اُسی عالم گریہ و زاری مین ارادہ
کیا کہ مین بھی اپنے تئین سمندر مین گرا دون دریائی مین چلا جاؤن اور خواجہ سے ملجاؤن جسوقت سردارون نے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران
اپنے تئین غم جدائی خواجہ عمرو مین ہلاک کرتے ہین سب سردار بیتاب و بیقرار ہو کر دامن حمزۂ صاحبقران سے لپٹ گئے اور بہ
گریہ و زاری اور بنالہ و اشکباری عرض کرنے لگے کہ حضور اپنے تئین صدمۂ خواجہ عمرو مین ہلاک نہ کیجیے صبر کیجیے حیات خواجہ کی
اتنی ہی تھی انسان اجل سے مجبور و ناچار ہے مصلحت خدا مین کسیکو کیا اختیار ہے فنا ہر شی کی ہے ثبات سوائے خدا کے کسی کو نہین ہے سرا سے
بڑے بڑے شاہان با وقار نامی و نامدار اُٹھ گئے بعضونکو کفن بلا اکثر محتاج کفن رہے قبر بھی میسر نہین ہوئی گوشت اُنکا طعمۂ
زاغ و زغن ہو گیا ایک استخوان تک اُنکا باقی نہ رہا پس اے صاحبقران حالات گذشتگان پر نظر کرکے صبر کیجیے جان اپنی غم خواجہ مین
نہ دیجیے اور خواجہ کی سلامتی اور زندگی کے واسطے دعا کیجیے اور اُنکے زندہ رہنے کی خدا سے امید رکھیے عجب نہین ہے کہ خواجہ ابتک
مینار پر زندہ ہون اور کسی طرح سے یہان تک پہونچین خداوند عالم قادر اور مسبب الاسباب ہے کچھ عجب نہین کہ پھر
خواجہ عمرو بافضال خدا سے آپ کے پاس آئین اور آپ سے ملین جب اسطرح سردارون نے حمزۂ صاحبقران کو
سمجھایا اشکباری اور بیقراری تو موقوف نہین ہوئی لیکن بوجہ لپٹ جانے سردارون کے صاحبقران دریا مین نہین
کودے اور بہ مجبوری سردارون کے کہنے سے جہاز پر بیٹھے چونکہ ہوا موافق تھی جلد تر جہاز کنارے پہونچے حمزۂ
صاحبقران اور جملہ سردار وغیرہ جہاز سے اُترے ایک میدان مین خیام ایستادہ ہوئے اور بارگاہ مین

بر پا ہوئین حمزہ صاحبقران وغیرہ بادل غمگین خیام و بارگاہ مین فروکش ہوئے حمزہ صاحبقران وغیرہ تو جہازون سے اُترکے فروکش ہین لیکن اب حال خواجہ عمرو بن امیہ لکھا جاتا ہے کہ نقارہ بجانے سے طائر اُڑے اور اُنکے پرون کی ہواے تند و تیز سے سب جہاز اُس مقام سے آگے روانہ ہوئے اُسوقت خواجہ عمرو اپنی تنہائی اور غربت پر نظر کرکے اور دریاے ناپیدا کنار کو دیکھکر نہایت مضطر و خائف ہوئے راوی کہتا ہے کہ اُسوقت خواجہ عمرو کا عجب حال تھا غم سے دل آب آب تھا گرداب الم مین جان حزین پھنسی ہوئی تھی دمبدم دل سینے مین مثل بیٹھ رہے کے اُچھلتا تھا کبھی دل عمرو کا مثل موج بیقرار ہوتا تھا طوفان بحر الم سفینۂ حیات خواجہ کو ڈبوئے دیتا تھا اور تلاطم اضطراب قل کشتی جان کو غرق دریاے فنا کیے دیتا تھا اُسوقت خواجہ کو صورت ساحل حیات نظر نہ آتی تھی مگر چادر آب بصورت چادر قبر معلوم ہوتی تھی ہر جانب دریا خواجہ کو آنکھین دکھاتا تھا آنسو چشمون سے مثل نہر کے جاری تھے بحر دیدہ سے گوہر اشک مصفا نکل رہے تھے شور نالہ و فریاد خواجہ بلند تھا جہاز جان ابر غم سے طوفانی تھا ہواے مخالف آہ سے کشتی جان خواجہ تباہ تھی نالہ خواجہ مثل مستول کے بلند تھا بادبان رسن خواجہ کثرت صرصر محن سے ٹوٹا جاتا تھا معلم عقل عمرو طوفان ملال دل کے دفع کرنے مین عاجز تھا اور ناخداے جہاز تن یعنی دل پر محن اُس تلاطم امواج رنج والم مین سراسر پریشان تھا بار صدمات سے سفینۂ دل بیٹھا جاتا تھا آخرکار خواجہ عمرو نے اُسی عالم بیتابی و اشکباری مین نظر جانب ناخداے کشتی عالم کی اور بگریہ وزاری بنالہ بیقراری اسطرح عرض کیا کہ اے خالق بحر و بر واے معبود لعل و گہر تو نے حضرت عیسیٰؑ کو صدمہ دار سے بچایا حضرت یحییٰؑ اور زکریا پر تو نے اپنا فضل کیا حضرت موسیٰ کو فرعون پر غالب کیا حضرت ابراہیم کے بچانے کے واسطے آگ کو سرد کیا اب مجھکو بھی دریاے بے پایان سے کنارے پر پہونچا ہر چند کہ مین رتبہ پیغمبرون کا نہین رکھتا ہون لیکن تیرا خاص بندہ ہون غذاے لطیف و خوش ذائقہ خود پکوا کر نہین کھاتا ہون پوشاک نفیس و نادر ہمیشہ نہین پہنتا ہون یہہ کھاروے کا کرتہ اور یہہ نمدے کی ٹوپی پہنتا ہون تو خوب واقف و عالم ہے کہ مین کسی کو بیوجہ نہین گرفتار کرتا اور بے سبب کسی کو قتل بھی نہین کرتا جھوٹ بے فروغ نہین بولتا اے سمیع و بصیر تو دیکھتا ہے اور سنتا ہے کہ مین خوش لحانی سے گاتا ہون اور کیسی کیسی چھٹ پٹ رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرتا ہون لوگون کے دلون کو خوش کرتا ہون چار پیسے بڑی بڑی محنت و مشقت سے پیدا کرتا ہون اکل حلال کھاتا ہون تیری عبادت کرتا ہون اعداے دین کی جان و مال کا دشمن ہون موت اور دریا اور ساحر سے بہت ڈرتا ہون عیاری مکاری خوب کرتا ہون بھاگتا بھی ہون لیکن اسوقت کوئی عیاری مکاری ذہن مین نہین آتی ہے حواس خمسہ بجا نہین ہین موت کا سامنا ہے دریا چہار طرف سے مجکو گھیرے ہوئے ہے مین اس مینارے کے اوپر ہون اور باواز دردناک تجھ سے عرض کر رہا ہون کبھی خواجہ عمرو اسطرح درگاہ خدا مین عرض کرتے تھے

ہمیشہ از ندامت اشکبارم — زجرم خویشتن خود شرمسارم — مگر از رحمتت امید وارم
الٰہی واقفی از حال زارم — تو میدانی کہ جز تو کس ندارم

گناہون کا مرے از بس ہے طغیان — رہے ہے موجزن طوفان پہ طوفان — تری بیدستگیری ہون ہراسان
الٰہی غرق ام در بحر عصیان — ز دست رحمت ما فگن بر کنارم

جہان ہے مجمع ارباب غفلت — مہیا ہین سبھی اسباب غفلت — یہان پی کر شراب ناب غفلت
الٰہی رفتہ ام در خواب غفلت — بدہ بیداری زین کار و بارم

ترے آگے نہین مانند تصویر — زبان عذر کو یاراے تقریر — مری کیا رستگاری کی ہو تدبیر
الٰہی کردہ ام بسیار تقصیر — ز تو پروردگارم شرمسارم

بجا ہی گر دل مضطر کراہے | کہان ٹھہرے جو کچھ آرام چاہے | نہ پائی منزل مقصود تکاہے
الٰہی بر نثار عجیب پا راہے | ورانجا بیقرار و اشکبارم

تجھی کو زیب دے ہے حکمرانی | ہے تیرے ہاتھ موت اور زندگانی | تجالون مین غضب ہی مہربانی
الٰہی گر برانی ور بخوانی | تو دانی بندہ بے اعتبارم

سیہ کاری مین ہون غلطان و پیچان | پریشان حال مثل زلف خوبان | کرون کیا اپنی جمعیت کا سامان
الٰہی خاطرم را جمع گردان | کہ مسکینم پریشان روزگارم

نہ گریہ مین نہ سوز دل مین تاثیر | گناہون پر ندامت سے ہون دلگیر | تجھی سے ہے امید عفو تقصیر
الٰہی از کمال لطف بپذیر | بدل سوزان و چشم اشکبارم

رہا مین جسطرح خضر سکندر و فیروز | تو نہین ہون حشر کو بھی جلوہ افروز | رہون دونون جہان مین بہرہ اندوز
الٰہی گر نخرم کردی امروز | مکن فردا بہ نزد خلق خوارم

الحاصل اسیطرح خواجہ عمرو نے دو شب و روز تک درگاہ خدا مین دعا کی جب تیسرا دن ہوا خواجہ عمرو نے نہایت بکمال عجز اور رجوع قلب سے درگاہ باری مین بگریہ وزاری اسطرح دعا کی کہ اے خالق کون و مکان اے معبود انس و جان تو تیرے بندے کا برا حال ہے تیسرا دن ہے ایک ٹکڑا روٹی بھی نہین کھایا ہے نہایت بھوکھا اور پیاسا ہون ہر چند پانی نظر آتا ہے مگر پی نہین سکتا اب تو خواجہ عمرو عیار کو اس مینار ہی مین ٹھیگا اسی جگہ ملک الموت کو قبض روح کیواسطے بھیجیگا مین تو بھی اپنے مرنے پر کسی طرح راضی نہین ہون واسطہ تجکو اپنے بندہ خاص حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا میری آرزو بر لا آگے جو تیری خوشی خواجہ عمرو یہ دعا کر رہے تھے یکایک ضعف سے غش آنے لگا پروردگار کو خواجہ کے حال پر رحم آیا فوراً حکم خدا سے جناب الیاس عمرو کے پاس تشریف لائے خواجہ چونکہ ابھی بیہوش نہین ہوئے تھے حضرت الیاس کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کرکے عرض کرنے لگے آئیے آئیے تشریف لائیے آخر خداوند عالم کو میرے حال پر رحم آہی گیا آپکو میری اعانت کیواسطے بھیج ہی دیا معلوم ہوا کہ میری ابھی بہت زندگی ہے حضرت الیاس نے فرمایا اے خواجہ تمھاری دعا درگاہ خدا مین مستجاب ہوئی مجکو حکم خدا ہوا کہ عمرو کے پاس جاؤ اور اسکو مینار سے خشکی مین پہونچا دو پس مین بموجب حکم خدا تمھارے پاس آیا ہون تم کو ابھی کنارے بحر پر پہونچائے دیتا ہون عمرو نے عرض کیا یہ تو معلوم ہوا کہ آپ بھیجے ہوئے خدا کے یہان آئے ہین لیکن یہ تو فرمائیے کہ آپ کچھ میرے واسطے آب و طعام بھی لائے ہین مین نہایت گرسنہ اور تشنہ ہون حضرت الیاس نے فرمایا کہ مجکو فقط اتنا ہی حکم خدا ہوا ہے کہ مین تم کو کنارے پر پہونچا دون خواجہ نے ناچار ہوکر آب و غذا سے مایوس ہوکر کہا اچھا یہی بتائیے کہ آپکا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے اور یہ جال اور یہ کملی آپکے پاس کیسی ہے جناب الیاس نے فرمایا اے خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ میرا نام الیاس ہے مین پیغمبر ہون اور یہ جال بے مثال ہے عجیب اسکا حال ہے صفت اسکی یہ ہے کہ کتنی ہی کوئی شے گران وزن اور کثرت سے ہو جب اس جال مین آجائیگی ایک تار سے بھی وزن اسکا کم ہو جائیگا اور یہ گلیم بھی نادرات زمانہ سے ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی اس گلیم کو اوڑھ لے تو وہ کبھی کسی کو نظر نہ آئے اور وہ سب کو دیکھے اور دونون چیزین عجیب کی ہین حضرت الیاس نے یہ کہکر فرمایا کہ اے خواجہ عمرو اب تم اپنی آنکھین بند کرو مین تم کو خشکی مین کنارے پر پہونچا دون عمرو نے خیال کیا کہ یہ جال اور گلیم کسی طرح سے لینا چاہیے خواجہ عمرو نے عرض کیا زہے قسمت میری و خوشا مقدر کہ آپکی زیارت مجکو میسر ہوئی اور قدمبوسی حاصل ہوئی لیکن چلنے کے بارے مین جو آپ نے فرمایا کہ مین تو ابھی اس مینار سے نہ جاؤنگا مجکو اب بخوبی اطمینان ہو گیا ہے کہ میری حیات ابھی باقی ہے اگر آپکا دل چاہے تو یہان رہیے ورنہ

تشریف لیجایئے حضرت الیاس نے مسکرا کر فرمایا کہ ای خواجہ عمرو تم نے تو اس مینار سے کنارہ بحر پر جانے کیواسطے خداوند عالم دعا کی تھی اور دعا تمھاری مقبول ہوئی تھی خداوند عالم کے حکم سے اب مین آیا ہون اور تم سے کہتا ہون کہ آنکھین بند کرو کنارہ بحر پر چلو اب تم کیون نہین چلتے خواجہ نے عرض کیا آپ نے بجا ارشاد فرمایا بیشک مین نے دعا کی تھی لیکن مین نہین جانتا دل میرا بھی چاہتا ہے کہ اس مینار پر رہون حضرت الیاس علیہ السلام خواجہ کی ان باتون پر ہنسے اور خوش ہوے اپنا نظر کرده کرکے فرمایا کہ ای خواجہ عمرو آخر کیا سبب ہے جو تم یہان سے نہین چلتے خواجہ نے عرض کیا آپ ذرا غور فرمائین کہ مجھکو آج تیسرا روز ہے اس مینار پر آئے ہوئے علاوہ بھوکھا اور پیاسا ہون سکے خوف جان سے اسقدر رو رہا ہون اور تڑپ رہا ہون کہ بالکل زار و ناتوان ہو گیا ہون اب خالی ہاتھ یہان سے جانے کو دل نہین چاہتا ہے اگر کچھ اور نہ ملے تو نقارہ سکندری اور جو چیزین اس گنبد پر ہین یہ تو ضرور لونگا اور جو کچھ صاحبقران کو لیجا کر دونگا حضرت الیاس نے فرمایا اگر تم سے نقارہ وغیرہ اٹھ سکے تو لیجاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا میرے پاس کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ اس نقارہ وغیرہ کو باندھون اگر آپ یہ جال مجھکو دیدیجیے تو اس نقارے کو جال مین باندھکر البتہ چلتا ہون حضرت الیاس نے عمرو کی حرص اور باتون پر مسکرا کے فرمایا کہ اگر تمھارا چلنا اس نقارے وغیرہ کے لیجانے پر موقوف ہے تو اس جال مین باندھ لو عمرو نے خوش ہوکر حضرت الیاس علیہ السلام سے جال لیا اور جھک کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ اگر آپ نے مجھکو جال دیا ہے تو اب مجھی کو دیدیجیے مجھکو برضا و رغبت عنایت کر دیجیے مین عیار ہون میرے کام آئیگا آپ کچھ شکار تو کھیلتے ہی نہین ہین آپ کے پاس جال رہنا بیکار ہے حضرت الیاس نے ہنسکر فرمایا ای خواجہ تم بڑے شوخ و دلیر ہو خیر ہم نے تم کو یہ جال دیدیا اس سے تم کو بہت فائدہ ہوگا اور اکثر جگہ تمھارے کام آئیگا خواجہ عمرو نے یہ تقریر جناب الیاس علیہ السلام کی سنی فورا نقارہ سکندری کو جال مین باندھا جب جال کو اٹھایا تو بہت ہلکا کوہ معلوم ہوا خوش ہوکر اپنے دوش پر جال کو مع نقارہ وغیرہ رکھ لیا جب خواجہ عمرو جال وغیرہ دوش پر رکھ چکے حضرت الیاس نے کچھ اسم اعظم زبان پر پڑھا اور خواجہ سے فرمایا تم اپنی آنکھین بند کرلو خبردار جبتک مین نہ کہون نہ کھولنا عمرو نے بموجب ارشاد جناب الیاس اپنی آنکھین بند کرلین پھر حضرت الیاس نے خواجہ کو اپنے پانوون پر کھڑا کیا بعد ایک لحظہ کے عمرو کو معلوم ہوا کہ مین کسی ایسی چیز پر کھڑا ہون کہ وہ مثل کشتی کے چلا تیر چلی جاتی ہے اور حضرت الیاس میرے پاس کھڑے ہین چونکہ عمرو کی آنکھین بند تھین اسوجہ سے خواجہ نے حضرت الیاس سے عرض کیا کہ ای جناب اب مین کہان ہون کون مجھکو لیے جاتا ہے اور کہان لیے جاتا ہے حضرت الیاس نے فرمایا ای خواجہ تم پشت ماہی پر میرے ہمراہ کھڑے ہو مچھلی کنارہ بحر پر تم کو لیے جاتی ہے تھوڑی دیر مین تم کنارہ دریا پہونچ جاؤگے عمرو نے خیال کیا کہ یہی وقت تکلیم لینے کا ہے یہ خیال کرکے خواجہ نے عرض کیا ای پیغمبر خدا ای برگزیدہ کبریا آنکھین بند کرنے سے میرا دل گھبراتا ہے بدرجہ مجبوری آنکھین کھولے دیتا ہون حضرت الیاس نے فرمایا ای عمرو کہین آنکھین کھول دینا ورنہ ابھی پانی مین غرق ہو جاؤگے ایک دم مین مر جاؤگے خواجہ عمرو نے یہ تقریر حضرت الیاس علیہ السلام کی سنکے جلد دامن ان حضرت کا تھامکے پکڑ لیا اور عرض کیا کہ اب مین تو آنکھین کھولتا ہون مجھ سے آنکھین بند کی نہین جاتین دم گھبراتا ہے بیٹھا ہو کر اندھا بنا نہین جاتا ہے اگر غرق ہو جاؤنگا تو بھی بہتر ہوگا آپکا دامن میرے ہاتھ مین ہے آپکے ساتھ سیدھا جنت مین چلا جاؤنگا رضوان مجھکو نہ روکیگا گناہ میرے عفو ہو جائینگے جنت مین آپ لیے خوبیان کرونگا ہر وقت آپکے پاس بیٹھا رہونگا کبھی اس جال سے طائران بہشت کا شکار کھیلونگا کبھی اس نقارہ سکندری کو بجاؤنگا اور مینڈھا ایک حور سے مخاطب ہوکر گاؤنگا مثل

هر شب منم فتاده بگرد سرای تو	هر روز آه و ناله کنم از برای تو	جانان بیا بپرس شکسته دلی بیوفا مشو
عمری گذشت تا شده ام آشنای تو	روزی که ذره ذره شود استخوان من	باشد که خاطرم شیفته دل در هوای تو
یک دم شب وصال میسر نشد مرا	ای وای بر کسی که شود مبتلای تو	بر حال زار ما نظری کن ز راه لطف

تو بادشاہ حسنی و خسرو گدا ہے تو

ابھی ہمراہ آپکے گلگشت گلشن جنت کرونگا میوے ترو تازہ باغ جنان سکھاونگا اہل جنان سے ملاقات کرونگا اگر کسی کے پاس کچھ مال واسباب دیکھونگا عیار تو ہون کسی نہ کسی عیاری مکاری سے لیلونگا شب و روز عیش و آرام سے جنت مین بسر کرونگا حورون سے وصل میسر ہوگا قصر جواہر نگار مین اپنا مسکن ہوگا غرض اسوقت کے آنکھین کھولنے مین سامان عیش تو نظر آئیگا حضرت الیاس خواجہ عمرو کی باتین سنکے مسکرائے اور فرمایا کہ اے خواجہ تم نہایت شوخ طبیعت ہو پس بہتر یہی ہے کہ آنکھین بند کیے ہوئے ٹھہرے رہو ورنہ پانی مین ڈوب جاؤگے ہمارا کچھ نقصان نہوگا دامن ہمارا تمھارے ہاتھ سے چھوٹ جائیگا خواجہ نے عرض کیا ہین تو آنکھین کھولونگا اگر نہ کھولنا تھا تو اب ضرور کھولونگا دامن کسیطرح ہاتھ سے نہ چھوڑونگا عمرو نے یہ کہکے عرض کیا اے جناب والا دیکھیے مین اب آنکھین کھولتا ہون آپ کے ساتھ غریق رحمت ہوتا ہون حضرت الیاس نے فرمایا اے خواجہ آیا تم آنکھین کیون کھولتے ہو کیون اپنی زندگی سے بیزار ہوتے ہو خواجہ نے عرض کیا میرا دل یہی چاہتا ہے آنکھین بند کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے اگر آپکو یہ منظور ہے کہ مین آنکھین بند رکھون تو گلیم مجکو دیدیجیے مین اُس کملی کو بچھاکر سویا کرون جسوقت اس گلیم کو دیکھونگا آپ مجکو یاد آجاینگے آپ تو خاصان خدا سے ہین آپکو تو مال دنیا سے کوئی شے نہین رکھنی چاہیے پس یہ کملی آپ مجکو دیدیجیے حضرت الیاس علیہ السلام تو جال اور گلیم واسطے دینے ہی کے لائے تھے جال تو دے چکے تھے اب گلیم بھی خواجہ کو ہنسکے دیدی اور فرمایا کہ اے خواجہ اگر تم ایسی باتین بھی نہ کرتے اور خاموش رہتے تو بھی ہم یہ گلیم تم کو دے دیتے حضرت الیاس ابھی یہ فرمارہے تھے ناگاہ مچھلی کنارے پر پہونچی حضرت الیاس نے بازو پکڑکے عمرو کو کنارے پہ اُتار دیا جب خواجہ نے کنارے پر کھڑے ہوکر اپنی آنکھین کھولین نہ تو حضرت الیاس کو دیکھا نہ مچھلی نظر آئی آخر خواجہ عمرو حضرت الیاس کو نہ پاکر کنارۂ بحر سے چلے اور اپنے زندہ رہنے اور سلامتی کنارے پر آنے سے خوش ہوکر خداوند عالم کا شکر کرنے لگے جب خواجہ آگے بڑھے عجب ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز نظر آیا کہ جسمین خوف سے شیرون کا زہرہ آب ہوتا تھا کوئی درخت سرسبز نہ تھا سبزے کا نام ونشان بھی نہ تھا چونکہ وقت دوپہر کا تھا آفتاب کی تمازت سے ہر ایک ذرہ اُس صحراے پربلا کا بصورت اخگر گرم تھا میدان اُس صحراے ہول خیز کا عرصہ محشر سے کچھ کم نہ تھا زمین اس درجہ گرم تھی کہ قدم رکھا نہ جاتا تھا بگولے بلند ہوتے تھے لون چلتی تھی چرند و پرند نظر نہ آتے تھے ابیات

وہ تھا اک دشت وحشت خیز و ویران | ہزارون جسمین قہر آمیز سامان | درازی اُسکی سرحد عدم تک
نہ ٹھہرے قیس کا جسمین قدم تک | مصیبت زا الشکل ہجر جانان | زیادہ قلب مضطر سے پریشان
تھی راحت نیست مثل بخت مجبور | امید زیست دل سے منزلون دور

خواجہ عمرو اول تو بھوکے اور پیاسے تھے دوسرے تمازت آفتاب سے اور بھی مضطر اور پریشان ہوئے لون کے جھونکے چراغ حیات بجھانے پر آمادہ ہوئے خار بیابان تلوون کے پار ہوئے پسینہ اسقدر آیا کہ خواجہ ہمہ تن تر ہوگئے آخر بیتاب و بیقرار ہوکے اُس صحراے بے آب و گیاہ مین گر پڑے اور زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے اور خداوند عالم سے بصد بیقراری اور گریہ و زاری دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار اپنے بندے عمرو عیار پر رحم کر ہلاکت سے بچا خواجہ عمرو یہ دعا کررہے تھے یکایک ایک مرد بزرگ بالین خواجہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عمرو اب مطلق غم و الم نہ کر خداوند کریم نے تیری دعا مستجاب فرمائی مجکو تیری رہبری کیواسطے حکم فرمایا اب جلد اُٹھ بیٹھ پینے آب و طعام سے سیراب ہو پھر اس وادی پرخار سراسر آزار سے روانہ ہو جب خواجہ نے آواز سنی آنکھین کھولین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ذیوقار بالین پر کھڑے ہین چہرہ اُنکا نورانی ہے پیشانی انور پر نشان سجدہ ہے سر پر عمامہ ہے بر مین ملبوس سبز ہے ایک ہاتھ مین عصا ہے اور ایک ہاتھ مین ڈیڑھ بالشت کا ایک مشکیزہ پانی سے بھرا ہوا ہے خواجہ عمرو بزرگ موصوف کو دیکھکر جلدی سے اُٹھے اور بصد ادب

آداب و تسلیم کرکے عرض کرنے لگے کہ آپکا اسم مبارک کیا ہی آپنے میرے حال پر نہایت الطاف فرمایا اس وادی ہول خیز مین
قدم رنجہ فرمایا بزرگ موصوف نے فرمایا ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ مین ایک بندہ پروردگار ہون نام میرا خضر ہی حکم خدا سے
گم کردگان راہ کی رہبری کرتا ہون اسوقت مجھکو حکم خدا ہوا کہ عمرو بھوکھا اور پیاسا صحرا مین پڑا ہی جلد اُسکو کھانا کھلاؤ اور پانی پلاؤ اور
صحراے پُرخار سے اُسے نکالدو پس بموجب حکم خدا مین تمھارے پاس آیا ہون عمرو نے کہا کہ اب دیر نہ فرمایئے طعام کہان ہی لائیے
مین بہت بھوکھا ہون کھلایئے اتنے سے پانی مین میری تشنگی نہ بجھیگی اور پانی کہین سے لایئے آپ تو خضر ہین چشمۂ آب بقا پر جا کر
تھوڑا پانی لے آیئے مجھکو پلا دیجیے مین موت سے ڈرتا ہون اگر آب حیوان مجھکو پلا دیجیے تو قیامت تک زندہ رہون آپ کے واسطے
دعاے خیر کرون حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ای خواجہ عمرو آب و طعام تو میرے پاس اسقدر ہی کہ اگر تم زندگی بھر اسی اس
آب و طعام کو موسے اور کھاؤگے تو بھی کم نہ ہوگا لیکن آب بقا کے پینے کی آرزو نہ کرو کیونکہ آب بقا کا پینا تمھارے مقدر مین نہین
ہی عمرو نے عرض کیا کہ اگر آب بقا آپ مجکو نہین پلاتے ہین تو خیر کھانا کھلایئے اور یہی پانی پلایئے حضرت خضر نے کلچہ نکالا اور
ٹکڑا اُس کلچے کا توڑکر عمرو کے منہ مین دیا عمرو نے وہ ٹکڑا اپنے کلچے کا کھایا اور کلچے کو دیکھکر عرض کیا کہ ای امین خدا بھلا اس کلچے مین مجھ
ایسے بھوکھے کا پیٹ بھریگا اس ذرا سے کلچے مین تو کیا میری گرسنگی زائل ہوگی آپ بزرگ ہوکے مجھسے مزاح کرتے ہین کیا اتنا سا
کلچہ میری زندگی بسر کردیگا اور کم نہوگا یہ بات تو میرے ذہن مین نہین آتی اور عقل میری قبول نہین کرتی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ بہت
سے کلچے آپکے پاس ہین حضرت خضر نے فرمایا ای خواجہ عمرو بیٹھ جاؤ اور کھڑے ہوکر طعام تناول نہ کرو اسی ایک کلچہ مین تمھارا پیٹ
بھرجائیگا اور کلچہ بدستور رہیگا خواجہ عمرو بیٹھ گئے اور حضرت خضر خواجہ عمرو کو وہ کلچہ کھلانے لگے اور پانی مشکیزہ مذکور سے
پلانے لگے یہانتک کہ خواجہ عمرو خوب سیر اور سیراب ہوئے کلچہ اور مشکیزہ اُتنا کا اُتنا ہی رہا ذرا بھی کم نہوا جب خواجہ کلچہ سیر
ہوکر کھا چکے اور پانی بھی پی چکے خیال کرنے لگے کہ اس کلچے اور مشکیزے کو ضرور لینا چاہیے یہ دونون چیزین نہایت نادر اور
بیمثل ہین یہ خیال کرکے عمرو نے عرض کیا کہ ای پیغمبر ذیوقار یہ کلچہ اور مشکیزہ مجکو دیدیجیے اگر کبھی اسیطرح کسی صحراے ہولخیز
اور وحشت انگیز مین میرا گذر ہوگا اور بھوکھا اور پیاسا ہونگا تو اسی کلچے کو کھاؤنگا اور اسی مشکیزہ کا پانی پیونگا تشنہ اور
گرسنہ نہونگا اگر آپ مجکو نہ دیجیےگا تو آپ ہی کو اکثر دشت و بیابان مین تشریف لانا پڑیگا کمال تکلیف آپکو ہوگی اور
یہ مجھکو منظور نہین کہ آپ ایسے بزرگ کو مین بار بار تکلیف دون حضرت خضر خواجہ عمرو کی باتون پر مسکرائے اور نذر کردہ کرکے عمرو
کو کلچہ اور مشکیزہ دیدیا اور چند قدم ہمراہ عمرو کے چلکے اور راہ بتا کے نظر سے غائب ہوگئے عمرو اس بیابان کو طی کرکے قریب
قبرستان کے پہونچے دیکھا کہ چند اشخاص وہان بیٹھے ہین بجاے لباس کفن پہنے ہین کافور کی اُنکے چشمون سے بو آتی ہی تین
چار اُنمین جوان معلوم ہوتے ہین اور ایک بڈھا ہی خواجہ عمرو اُن اشخاص کو دیکھکے خیال کرنے لگے کہ یہ سب مردے
ہین اپنی اپنی قبر سے نکل نکل کے صحرا کی سیر دیکھ رہے ہین یہ خیال کرکے خواجہ عمرو اسطرف سے ٹلکے آگے چلے ناگاہ
اُس بڈھے مردے نے دیکھکر خواجہ عمرو کو پکارا عمرو نے جواب نہ دیا اور قدم آگے بڑھایا اُس بڈھے نے پھر چلاکے خواجہ
کو پکارا اور کہا ای شخص ٹھہر جا مجھسے کہتا ہی خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ بڈھا قریب آگیا ہی اور مجکو آگے نہین جانے
دیتا ہی اسوقت عمرو نے خیال کیا کہ ای عمرو یہ مردہ حرامزادہ ہی تم کو مار ڈالیگا اور اپنے ساتھ لیجائیگا اسی واسطے
اُسنے تم کو روکا ہی اب تم کو یہی لازم ہی کہ گلیم اوڑھ لو اور جال الیاسی اس حرامزادے پر مارو پھر جو خدا چاہیگا وہ
ہوگا یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جال الیاسی دوش سے اتار کے قصد کیا کہ اُس بڈھے پر مارین وہ بڈھا کہنے لگا
ای شخص مجھسے خوف نکر مین تجکو آزار نہ دونگا عمرو نے کہا او مردے اگر تو نہ ستائیگا تو مین بھی جال تجھ پر نہ مارونگا
اُس بڈھے نے کہا مین نے تجکو اسواسطے روکا ہی کہ مجکو تجھ سے ایک کام لینا ہی اگر تو وہ کام کردیگا تو تجکو ثواب عظیم

ہوگا اور میرے اوپر تیرا احسان ہوگا خواجہ عمرو نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اور یہ وہ تیرا کیا کام ہے وہیں سے بیان کر قریب
تھا ورنہ یہی جال مارونگا اور تجکو اس جال میں پھانسونگا بڈھے نے کہا اے شخص میرا حال یہ ہے کہ نام تو میرا جمشید ہے
بسبب پیشہ تجارت کے خاص و عام مجکو جمشید تاجر کہتے تھے میں نہایت بخیل تھا ایک حبہ اور ایک دانہ غربا اور فقرا
کو کبھی نہ دیتا تھا اتفاق سے اس میدان میں ایک روز میں مقیم تھا واسطے تجارت کے جاتا تھا ہنگام شب دزد آئے
اور میرے اسباب و مال کو لوٹنے لگے میں بمنت انسے کہنے لگا کہ میرا مال و اسباب تو انھوں نے تمام مال و اسباب بھی لے لیا
اور مجکو اور میرے ہمراہیوں کو قتل کیا پس اے شخص یہ جو اپنے بخل کے اکثر مجھ پر عذاب ہوتا ہے لہذا میں تجھ سے ملتجی ہوں کہ تو فلان
قصبہ میں جا اور وہیں میرا مکان ہے اور اہل و عیال بھی میرے وہیں ہیں میرے فرزند کا نام سلیمان تاجر ہے مکان پختہ ہے اور
اس مکان کے ایک حجرہ میں جو جانب شمال ہے اس حجرہ میں دس ہزار اشرفیاں گڑی ہیں تو میرے فرزند کو بلانا اور تمام حال جو
میں نے تجھ سے کہا ہے اس سے بیان کرنا اور اس حجرے میں سے اشرفیاں نکالکر نصف تو میرے اہل و عیال کو دیدینا اور نصف فقرا اور
مساکین کو دیدینا تا کہ اسکا ثواب مجکو پہونچے اور باعث میری راحت کا ہو خواجہ عمرو نے کہا اے پیر مرد مجکو کیا غرض ہے کہ میں
بیکار اسقدر کوشش کروں اور اپنا ہرج کروں اگر ڈھائی ہزار اشرفیاں تو مجھے بھی دینے کا اقرار کر تو کیا مضائقہ ہے میں سفر کی محنت اور مشقت
بھی کروں مردے نے کہا اے شخص میں شہید ہوں تو مجھ پر رحم کر اور نظر ثواب آخرت پر کر اور طالب اشرفیوں کا نہ ہو عمرو نے کہا اے مرد
میں بغیر اشرفیاں لیے تیرا کام نہ کرونگا آخر اس شہید نے کہا کہ سوا اشرفیاں تو نے لینا اور باقی نصف غربا کو اور آدھی میرے
اہل و عیال کو دیدینا خواجہ عمرو نے راضی ہوکر اقرار کیا اور وہاں سے آگے چلے وہ شہید نظر سے غائب ہوگیا خواجہ عمرو بعد قطع راہ
اس مقام پر پہونچے جہاں شہید نے اپنا مکان بتایا تھا خواجہ عمرو نے وہاں کے باشندوں سے سلیمان تاجر کا مکان پوچھا لوگوں
نے بتایا خواجہ عمرو نے سلیمان تاجر کو بلا کر اس سے کہا کہ اگر ہم تجکو تیرے ہی مکان میں خزینہ بتا دیں تو ہم کو کیا دیگا سلیمان نے
کہا اگر آپ بتا دیجئے تو آٹھواں حصہ اسکا میں تم کو دونگا عمرو نے سلیمان تاجر سے عہد و پیمان لیکر تمام حال اسکے پدر کا بیان کیا
سلیمان تاجر نہایت حیران ہوا آخر خواجہ عمرو نے اس حجرے سے اشرفیاں کھود کر پہلے سوا اشرفیاں بموجب کہنے جمشید تاجر
کے لیں پھر آٹھواں حصہ اشرفیوں کا لیکر سب جال میں رکھا پھر نصف اشرفیاں سلیمان تاجر کو دیں اور نصف اشرفیوں کو کہا کہ میرے
سامنے فقرا کو تقسیم کرو سلیمان تاجر نے بموجب کہنے عمرو کے فقرا کو اشرفیاں تقسیم کرنا شروع کیں عمرو نے حیلے سے کئی مرتبہ
اپنی صورت بصورت فقرا تبدیل کرکے سلیمان تاجر سے اور بھی اشرفیاں لیں جب سلیمان تاجر اشرفیاں تقسیم کر چکا خواجہ
عمرو وہاں سے روانہ ہوئے اور منزل بمنزل مقام کرتے ہوئے ایک روز قریب سحر ایک میدان وسیع میں پہونچے خواجہ نے دیکھا کہ خیام
اور بارگاہیں برپا ہیں لشکر اترا ہوا ہے مگر تمام اہل لشکر سیاہ پوش ہیں عمرو نے فوراً اپنی شکل تبدیل کرکے قریب لشکرگاہ جا کر ایک
سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور تم سب سیاہ پوش کیوں ہو سوار نے رو کر کہا اے شخص یہ لشکر حمزہ صاحبقران کا ہے اور
سیاہ پوش ہونے کی یہ وجہ ہے کہ حمزہ صاحبقران کا ایک بھائی تھا نام اسکا عمرو تھا بحر میں ایک سیل پر جا کر اسنے نقارہ
بجایا تھا ہم سب جہاز پر تھے بسبب نقارہ بجانے کے دریا طائر پہاڑوں پر سے اڑے جہاز چور چور ہوگئے ہم نکل بھاگے عمرو
اسی سیل پر رہگیا جسکی ماتم میں صاحبقران اور جملہ اعلیٰ و ادنیٰ لشکر میں سیاہ پوش ہیں ابھی اسکے فاتحہ کا کھانا غربا کو تقسیم ہوا
ہے اگر تیرا دل چاہے تو تو بھی جا کر لے لے خواجہ عمرو یہ تقریر اس سوار کی سنکر خیال کرنے لگے کہ حمزہ صاحبقران کو میری جدائی
کا ایسا ملال ہوا کہ سیہ پوش ہوئے اور میرے ہلاک ہوجانے کا یقین کرکے میرے فاتحہ کا کھانا غربا اور مساکین کو تقسیم
کرتے ہیں اور میں بافضال خداوند زندہ و سلامت ہوں خواجہ عمرو یہ خیال کرکے قریب لشکر کے ایک جگہ ٹھہرے ہنگام
شب خواجہ گلیم اوڑھکر لشکر میں آئے اول خیمہ پہلوان عادی میں گئے دیکھا کہ پہلوان عادی سو رہا ہے خواجہ عمرو

فوراً پہلوان عادی کے سینہ پر بیٹھے پہلوان عادی گھبرا کر بیدار ہوا دیکھا تو کوئی سینے پر نظر نہیں آتا ہے مگر بوجھ کسی کا سینہ
پر ہے پہلوان عادی یہ حال دیکھ کے خائف ہوا عمرو نے کہا میں روح خواجہ عمرو ہوں آج تجکو ہلاک کرونگی اور اپنے ساتھ
تیری روح کو بھی لیجاؤنگی کیونکہ دوست کو بغیر دوست کے چین نہیں آتا ہے عادی نے کہا میں تو عمرو کا دوست نہیں ہوں بلکہ
دشمن رہا ہے روح عمرو تو تجکو چھوڑ دے اور میرے تئین ہلاک نہ کر جو دوست تیرا ہوا اُسکو ہلاک کر خواجہ نے کہا کہ اگر نقد دو تو البتہ
چھوڑ دوں پہلوان عادی نے جان کے خوف سے کہا اے روح عمرو پاس میرے خیمہ میں ایک صندوق رکھا ہے اُسمین کئی ہزار اشرفیاں
ہیں وہ صندوق تو لیلے اور برائے خدا مجکو چھوڑ دے جب یہ تقریر پہلوان عادی کی خواجہ عمرو نے سُنی مسکرائے سینہ پہلوان
عادی سے اُترے اور صندوق اُٹھا کر جال میں باندھکر لیلیا پھر خیمہ نعمان بن منذر شاہ یمنی میں پہونچے نعمان کو بھی سوتا
دیکھکر گلیم اوڑھکر جلدی سے سینہ نعمان پر بیٹھے نعمان نے ڈر کر آنکھیں کھولدیں اپنے سینے پر بار پایا کوئی بیٹھا ہوا دکھائی
نہ دیا بہت گھبرایا حواس منتشر ہوئے خیال کرنے لگا کہ یہ کیا بلا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کوئی آسیب ہے جب نعمان پریشان
خاطر ہوا عمرو نے کہا اے نعمان آگاہ ہو کہ میں روح عمرو ہوں تو میرا نہایت دوست ہے اُسوقت میں تجکو ہلاک کر کے تیری روح
کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگی نعمان نے کہا اے روح عمرو یہ تو خلاف الفت و محبت ہے کہ اپنے دوست کو ہلاک کرے خواجہ عمرو نے کہا
کچھ دلواتے ہو نعمان نے کہا کہ میرے سرھانے صندوق میں کئی ہزار روپیہ کا جواہر رکھا ہوا ہے اگر دل چاہے تو یہ جواہر سب لے
اور اے روح عمرو مجکو چھوڑ دے اور ہلاک نہ کر خواجہ عمرو نے سینہ نعمان سے اُتر کر صندوق سے تمام جواہر نکالا نعمان دیکھا
کیا کہ کوئی صندوق کھولتا ہے مگر نظر نہیں آتا سمجھ گیا کہ روح عمرو کے سوا اور کوئی نہیں ہے ہر چند نعمان دیکھا کیا مگر ڈر کے مارے
پلنگ سے نہ اُٹھا جب خواجہ عمرو جواہر لیکے خیمہ نعمان سے باہر نکلے نعمان نے شکر خدا کا کیا اور کہا مصرع رسیدہ بود
بلائے و لے بخیر گذشت + نعمان تو اپنے خیمہ میں کبھی شکر کرتا ہے کبھی خوف سے اُٹھ بیٹھتا ہے ڈر کے مارے نیند نہیں آتی ہے لیکن
خواجہ عمرو نے مثل پہلوان عادی اور نعمان جملہ سرداروں کے سینے پر بدفعات سوار ہو ہو کے ہر ایک سردار سے زر
سرخ و سفید اور جواہر لیا اور لشکر سے نکلکر ایک طرف چلے گئے جب وہ وقت آیا نظم دھر اگر دوں نے تاج مہر سر پہ +
ہوا رونق فزا تخت سحر پہ + اجالا چاندنی سے بڑھ کے چھایا + ستارے کیا قمر نے منہ چھپایا + حمزہ صاحبقران نماز اور
وظیفہ سے فارغ ہوئے سرداران ذی وقار اطاعت پروردگار بجالا کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے اور بعد بجالانے
آداب و تسلیمات کے دنگلوں پر بیٹھے سب کے پہلے پہلوان عادی نے حال شب بیان کیا حمزہ صاحبقران فرمانے
لگے کہ اے پہلوان عادی بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شب کو تم نے کوئی خواب پریشان دیکھا ہے لیکن بعد عرض کرنے پہلوان عادی
و نعمان بن منذر شاہ یمنی کے کل سرداران نامی و نامدار یعنی اسد اسد آبادی و بہرام گرد بن خاقان چین وغیرہ
نے موافق پہلوان عادی کے اپنا اپنا حال بھی بیان کیا جب حمزہ صاحبقران نے ہر ایک سردار کی زبانی ایک
ہی حال سُنا اُسوقت صاحبقران کو تردد ہوا اور خیال کیا کہ کچھ نہ کچھ ہے بعضے سردار عرض کرنے لگے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ
اس جنگل میں بھوت اور خبیث بکثرت ہیں اکثر سردار کہنے لگے کہ یہ کام بھوت اور پریت کا نہیں اگر خبیثوں نے ہم سبکو ہنگام شب
مضطر اور پریشان کیا تھا تو صندوق روپیے اور اشرفیوں کے کون لیگیا پس صاف ثابت ہوتا ہے کہ شب گذشتہ بہت
سے چور لشکر میں آ گئے تھے ہر ایک کے خیمہ سے زر و جواہر لے گئے اور روح خواجہ عمرو کا بہانہ کیا ہم لوگوں نے اچھی
طرح نہیں خیال کیا ورنہ چور ضرور نظر آتا ہر ایک شخص چور کو پکڑ لیتا حمزہ صاحبقران گفتگو ہر ایک سردار کی
سُنا کیے جب دن گذرا اور شام ہوئی نظم ہوا مہتاب بھی اونچا فلک پر + زمین پر چاندنی چھٹکی برابر + شب مہتاب
رشک روز روشن + ستاروں سے دوبالا اُسکا جوبن + ہوا عالم ضیائے مہ سے پُر نور + ہوا دامان صحرا دامن طور +

بعد گذرنے نصف شب کے خواجہ عمرو بشکل مہیب بارگاہ صاحبقران مین آئے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران بیدار ہین خواجہ
عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ اے امیر آگاہ ہو کہ مین روح پاک عمرو ہون جنت سے بیتاب و بیقرار ہو کے تمھارے
پاس آئی ہون افسوس ہزار افسوس مین نے اپنی جان تمھاری بیڑے اور بیچارون کے چلنے کے واسطے دیدی اور تم نے میرا فاتحہ
تک نہ دلوایا تم سے یہ امید مجکو نہ تھی صاحبقران نے اشکبار ہو کے کہا اے روح برادر خواجہ عمرو مین نے تو واسطے
تیرے بہت سا حلوا بنوایا تھا اور پہلوان عادی کے حوالے کیا تھا فاتحہ دیدے شاید اسنے فاتحہ نہ دیا ہوگا اب مین
اور حلوا بنوا کر خود فاتحہ خوانی کرونگا خواجہ عمرو نے کہا پہلوان عادی تمام حلوا کھا گیا اور ذرا سے حلوے پر بھی اسنے فاتحہ
نہ دلایا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم میرے ساتھ چلو مجکو تمھارا فراق نہایت شاق ہے یہ کہکے عمرو نے ہاتھ اپنا طرف حمزہ
صاحبقران کے بڑھایا صاحبقران نے بازو عمرو کا پکڑ لیا اور خیال کیا کہ یہ روح خواجہ عمرو نہین ہے کوئی اور ہے خیال
کرکے حمزہ صاحبقران نے قصد گھونسا مارنے کا کیا اسوقت عمرو نے خیال کیا کہ اگر حمزہ کا گھونسا پڑ گیا تو اے عمرو
استخوان تیرے چورہ تو کیسے سرمہ ہو جائینگے ابھی دم تیرا نکل جائیگا اس مذاق مین مفت جان جائیگی پس بہتر یہ ہے کہ جلد اپنے
تئین ظاہر کرو عمرو نے یہ خیال کرکے کہا اے عرب بیمروت خبردار خبردار دست خود را نگہدار است خدا کیواسطے گھونسا نہ مارنا
اور اگر گھونسا ماردیگا تو میرے استخوان کا پتا بھی نہ معلوم ہوگا حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے ہاتھ اپنا روکا اور پوچھا
سچ بتا تو کون ہے خواجہ نے کہا مین عمرو ہون امیر باتوقیر نے جواب دیا کہ عمرو تو مر گیا آج اسکا چالیسوان بھی ہو گیا خواجہ
عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر عمرو مر نہین گیا زندہ ہے مین عمرو ہون یہ کہکے خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی صاحبقران نے
جلد اٹھکے اور عمرو کو پہچان کے بصد شوق اور بہزار خوشی اپنے سینے سے لگایا خواجہ نے بھی سر اپنا جانب قدم امیر باتوقیر
جھکایا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو اپنے پاس بٹھا کے حال پوچھا خواجہ نے کیفیت سیل پری اور حالات
راہ مفصل بیان کیے حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو سے ملنے اور تمام حال سنکے نہایت خوش ہوئے اتنی دیر مین آثار سحر گردون
پیر سے ہویدا ہوئے صدائے مرغ سحر کان مین آئی حمزہ صاحبقران نے وضو کیا بعد وضو کرنے کے نماز سحر پڑھی خواجہ نے
بھی وظیفہ سحری ادا کیا جملہ سرداران حمزہ صاحبقران بھی نماز پڑھکر بارگاہ مین حاضر ہوئے اور آداب و تسلیم بجا لا کر
رنگلو پر بیٹھے صاحبقران نے سردارون سے خوش ہو کر فرمایا کہ شب گذشتہ مین عجب ہم کو خوشی ہوئی سبھون نے عرض
کیا کہ خداوند عالم آپ کو ہمیشہ مسرور و خرم رکھے یہ تو فرمائیے کہ باعث مسرت کیا ہوا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو
کو بلایا جب سب سردارون نے خواجہ عمرو کو دیکھا نہایت خوش ہوئے اور ہر ایک سردار نے خواجہ عمرو سے معانقہ
کیا اور حال پوچھا عمرو نے تمام ابتدا سے انتہا تک بیان کیا سردارون نے کہا اے خواجہ نقارۂ سکندری لائے ہو تم
بھی دیکھین خواجہ عمرو نے جال سے نقارے کو کھولا اور کہا اس نقارے کی آواز چوبیس کوس تک جاتی ہے یہ کہکے خواجہ
عمرو نے چوب نقارہ پر لگائی زمین تھرائی خفتگان خاک نے یہ خیال کیا کہ نوبت قیامت کی آئی غرض حمزہ
صاحبقران نقارۂ سکندری کو دیکھکر بہت خوش ہوئے خواجہ عمرو نے نقارۂ سکندری صاحبقران کو دیا
امیر باتوقیر نے اس نقارے کو اپنے لشکر مین رکھنے کا حکم دیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے جال اور گلیم اور کلیچہ اور مشکیزہ حمزہ
صاحبقران کو دکھا کر ہر ایک کا وصف بیان کیا اور کہا کہ یہ جال اور گلیم اور کلیچہ اور مشکیزہ حضرت الیاس اور جناب
خضر نے مجکو دیا ہے یہ سنکے خواجہ عمرو نے اشیاے مذکور اپنے پاس رکھے حمزہ صاحبقران وغیرہ اشیاے نادر
دیکھکر مسرور ہوئے اور اسی وقت ملبوس سیاہ کے اتارنے کا حکم کیا بمجرد حکم ہر ایک نے لباس ماتمی اتارا پھر حکم
امیر باتوقیر سے بزم عشرت آراستہ ہوئی تمامی روز و شب جلسۂ نشاط بصد انبساط رہا

داستان روانہ ہونا حمزہ صاحبقران کا اور صحرا مین تسمہ پانون سے ہر ایک کا پریشان ہونا

محرران باتوقیر و رہ نوردان منازل تحریر اشہب کلک کو صفحۂ قرطاس پر اس طرح دوڑاتے ہین کہ جب فراش شب نے کنولہاے کواکب کو بارگاہ افلاک سے بڑھایا اور نظم

دھر اگردون نے تاج مہر سر پر ہوا رونق فزا تخت سحر پر
اُجالا چاندنی سے بڑھکے چھایا ستارے کیا قمر نے منہ چھپایا

بزم عشرت برخاست ہوئی حمزہ صاحبقران وسرداران صاحبقران وغیرہ نے نماز سحر پڑھی بعد نماز سحر پڑھنے کے صاحبقران نے اہل لشکر کو حکم کوچ کا دیا ہر ایک جان نثار پیادہ و سردار آمادہ سفر ہوا لشکر مین طبل سفر پر چوب پڑی حمزہ صاحبقران بصد فروشان جانب ہندوستان روانہ ہوئے لشکر ظفر اثر اور فوج نصرت موج ہمراہ رکاب صاحبقران روانہ ہوئی صاحبقران نے دوپہر رہروی کی راہ بھول گئے ایک ایسے بیابان پرہول مین پہونچے کہ سراسر پرخار تھا وہان انسان کا ٹھہرنا دشوار تھا کسی جانب سے شیران صحرائی آواز آتی تھی کسی طرف سانپ و اژدہے نظر آتے تھے غبار دمبدم اٹھتا تھا ریت مین تمازت آفتاب سے جلتی تھی ذرے ریگ صحرا کے چمکتے تھے ہواے گرم چلتی تھی زمین اسقدر حرارت آفتاب سے جلتی تھی کہ قدم نہ رکھا جاتا تھا ایک قدم چلنا دشوار تھا حمزہ صاحبقران نے تمازت آفتاب پریشان ہوکر سردارون سے فرمایا کہ اسی جگہ خیام برپا کیے جائین بمجرد حکم اُسی صحراے وحشت انگیز مین خیام استادہ ہونے لگے اور بارگاہین برپا ہونے لگین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران وسرداران فوج مرکبون سے اُترنے لگے ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک شخص درخت کے نیچے بیٹھا ہی ہر چند کہ خواجہ عمرو سے وہ شخص دور تھا لیکن خواجہ عمرو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ جو آدمی زیر درخت بیٹھا ہوا ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ مسافر ہی تھک کے زیر درخت بیٹھ گیا ہی یقیناً اسکے پاس روپیہ اور اشرفیان بھی ہونگی پس چلکے کسی طرح سے اس مسافر سے روپیہ وغیرہ لے لینا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو اُس شخص کی جانب چلے جب اُس آدمی کے قریب پہونچے اُس شخص نے مسکراکر خواجہ سے کہا ای بھتیجے میرے جلد آمین تو تیرے دیکھنے کا مدت سے مشتاق تھا آج اتفاق سے اس صحراے پرہول مین تجھ سے ملاقات ہوگئی نہین معلوم تو کسطرح اس وادی پرخطر مین آیا مجکو یہ یقین تھا کہ اس صحرا مین یونہی وایکروز مین مرجاؤنگا اور جو کچھ میرے کمر مین زر و جواہر ہی وہ کوئی غیر لے لیگا لیکن شکر خدا کا کہ تو آگیا اب امید ہوئی کہ چندے مین زندہ رہونگا اور سوا میرا سواے تیرے اور کوئی غیر نہ لیگا خواجہ عمرو نے جو زر و جواہر کا ذکر سُنا اپنے دل مین نہایت خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ کیا اچھی ساعت سے مین چلا تھا کہ غیر مجکو اپنا تصور کرکے زر و جواہر بے طلب دیتے ہین اب کیا مجکو ضرورت ہی کہ مین بیگانگی سے انکار کرون یہ خیال کرکے خواجہ نے کہا ای چچا جان آپکا مزاج تو اچھا ہی اُس شخص نے کہا ای برادر زادہ یقین ہی کہ تو نے مجھے نہ پہچانا ہوگا کیونکہ مین بہت چھوٹا سا تجکو چھوڑکر سراندیپ کی طرف چلا گیا تھا جسوقت مین نے وہان مال و زر بکثرت پیدا کیا طرف کا خیال آیا سراندیپ مین لیسا دل گھبرایا کہ ایک لحظہ توقف کرنا ناگوار طبع ہوا آخر بیتابی و بیقراری دل کی وجہ سے جلد تر جہاز پر سوار ہوا جب وہ جہاز روانہ ہوا اور قریب اس صحرا کے کنارے پر پہونچا دفعتہً طوفان آیا ہواے تند چلنے لگی ابر آسمان پر نمودار ہوا پانی مین جوش و خروش پیدا ہوا ناخدا گھبرایا معلم بدحواس ہوا جہاز ڈوبنے لگا مین اُسی طوفان مین اپنی جان و مال کا خیال کرکے ایک صندوقچہ جواہر کا لیکر بقوت تمام جست کرکے کنارے پر آیا جان تو بچی لیکن پانون ٹوٹ گیا مین نے دھوپ مین بیٹھکر پانون کو ملا اور کچھ پٹی باندھی درد تو کم ہوگیا لیکن ابھی اچھی طرح سے اُٹھا نہین جاتا ہی اور وہ صندوقچہ جواہر کا ایک جگہ مین نے پوشیدہ کرکے رکھدیا ہی چند روز سے اس صحرا مین سواے نباتات کے اور کچھ مین نے نہین کھایا اب خداوند عالم نے تجکو بھیجدیا ہی تمام آرزوئین میری برآئینگی عمرو نے جواہر کے لالچ سے کہا جو کچھ آپ کہین مین بجا لاؤن اُس شخص نے کہا ای برادر زادہ مین چاہتا ہون کہ تو مجکو اُس درخت تک اپنی پشت پر سوار کرکے لیچل تاکہ مین وہ صندوقچہ

جواہر کا پہلوان ور نجگو دیدون پھر تو مجکو میرے مکان پر پہونچا دے خواجہ عمرو ہر چند کہ عیار تھے لیکن بطمع زر و جواہر راضی
ہوگئے اور بیٹھکے کہنے لگے کہ اب آپ میری پشت پر سوار ہو جیے وہ شخص تو یہ چاہتا ہی تھا فوراً خواجہ عمرو کی پشت پر
سوار ہوا اور اپنے پانؤن کو تسمے کی طرح سے عمرو کی کمر مین خوب لپیٹا اور گھٹنون سے ایڑ لگا کر کہنے لگا کہ اے میرے رہوار
خوش رفتار اب قدم اپنا بڑہا خواجہ عمرو تسمہ پا کے فریب مین آگر اور اُسکو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے نہایت ہی پچھتائے
اور قصد کیا کہ اس حرامزادے کو پشت سے گرا کر چلدیجیے جب عمرو اپنے ہاتھ سے اُسکے پانؤن چھوڑانے لگے اُسنے اور زور سے
پانؤن کا تسمہ خواجہ کی کمر مین لپیٹا اور کسا اور اپنے ہاتھ سے خواجہ کے سر اور منھ پر چلتین اور تھپڑ لگانا شروع کیے اور پیٹھ پر
اچکنا شروع کیا اور غصے سے کہنے لگا کہ دوڑتا نہین ہے قدم بھی اُٹھاتا نہین ہے اسی خدمت گذاری اور نافرمانی کے عوض مین
مجھ سے جواہر کا صندوقچہ لیگا بغیر محنت سے لیے تجھے ہرگز صندوقچہ نہ دونگا بلکہ تیری جان لونگا خواجہ عمرو یہ گفتگو اُس شست جو کی
سُنکر ساری عیاری اور مکاری اپنی بھول گئے آخر بدرجہ مجبوری اور ناچاری بہ حمزہ صاحبقران کی جانب اس خیال سے دوڑے
کہ حمزہ صاحبقران مجکو اس بلا سے بچائینگے اور اس تسمہ پا کو ہلاک کرینگے جب خواجہ عمرو فرودگاہ لشکر کے قریب پہونچے
عجب کیفیت نظر آئی دیکھا کہ حمزہ صاحبقران اور سرداران صاحبقران وغیرہ بھی اُسی مصیبت مین گرفتار ہین بڑے
بڑے بہادر مجبور و ناچار ہین اور جنکو دعوی شہسواری تھا اُنھین پر ہزار ہا تسمہ پا سوار ہین جب حمزہ صاحبقران
نے خواجہ عمرو کو دیکھا بزبان عیاری مین کہا اے خواجہ عمرو ہم جانتے تھے کہ تم اس بلا مین گرفتار نہوئے ہوگے کیونکہ
تم یہان سے چلے گئے تھے اور عیار بھی تھے لیکن تم بھی گرفتار مصیبت ہو گئے خواجہ عمرو نے جواب دیا اے حمزہ
صاحبقران کیا آپنے یہ قول بزرگون کا نہین سُنا مصرع ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود + انسان تقدیر کی بدی سے
بذریعہ تدبیر کسی طرح بچ نہین سکتا شعر جو پیشانی مین لکھا ہے وہ الدن بیش آئیگا + مٹائے سے نہین مٹتا نوشتہ کاتب
قدرت کا + حمزہ صاحبقران نے بزبان عیاری مین کہا اے خواجہ سچ کہتے ہو اگر ہمارے تقدیر مین یہ مصیبت اور گرفتاری
لکھی نہ ہوتی تو راہ بھول کے اس صحرا مین کیون آتے اور ایسے غافل کیون بیٹھتے کہ یہ تسمہ پا ہمپر سوار ہو جاتے حمزہ
صاحبقران یہ کہکر خاموش ہوئے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ پہلوان عادی سب سے زیادہ مضطر اور پریشان ہے
ہر چند بار بار چیختا ہے اور چلاتا ہے اور تسمہ پا سے کہتا ہے کہ اگر تجکو سوار ہونے کا شوق ہے تو مین اپنا مرکب تجھے دیتا ہون تو
اُس گھوڑے پر سوار ہو اور اس صحرائے پُرخار اور بیابان دشوار گذار مین مرکب کو خوب دوڑا اپنی طبیعت کو بہلا گھوڑا
مجھ سے زیادہ تر اس میدان مین دوڑے گا تجکو شہسواری کا لطف حاصل ہوگا مجھ سے دوڑا نہین جاتا ہے تو نے اس زور سے
میری کمر مین اپنے پانؤن کے تسمے لپیٹے ہین کہ کمر کو میری صدمہ پہونچتا ہے پیٹ پھٹا جاتا ہے قدم آگے نہین اُٹھتا ہے خدا کے
واسطے اے تسمہ پا میرے حال پر رحم کر مجکو چھوڑ دے تیرا احسان ہو لیکن تسمہ پا پہلوان عادی کی منت اور خوشامد پر
مطلق نظر نہین کرتا ہے اور دوڑاتا ہے اسیطرح اور سب سرداروں کا بھی حال ہے ہر ایک اُسی مصیبت مین گرفتار یہ بتلا ہے بعضے
لشکر کے سوار تسمہ پانؤن کے سوار ہونے سے مضطر اور پریشان ہو کر روتے ہین اکثر سوار لشکر کے نالہ و فریاد بلند کرتے ہین
تسمہ پا سنتے ہین اور خوش ہوتے ہین اور باہم کہتے ہین بھائیو آج اپنے اپنے گھوڑونکو خوب دوڑاؤ ذرا بھی رہوار پر رحم نہ کھاؤ
صحرا کی سیر کرو مرکبون کے دوڑانے مین دیر نہ کرو ایسا دن پھر کبھی نہ آئیگا دل اسطرح کا لطف کبھی نہ اُٹھائیگا آج لطف
زندگی اُٹھا لو جہانتک مرکبون کو دوڑا تا ہو دوڑا لو پھر کبھی یا یسے مرکب ہاتھ نہ آئینگے جب یہ سب مرکب مرجائینگے تو
ہم تم انکو بصد رغبت کھونگے یا لو نہین خوب کھائینگے خواجہ عمرو یہ گفتگو تسمہ پاؤنکی سُنکے خیال کرنے لگے کہ دیکھیے انجام
ہم سب کا کیا ہوتا ہے خالق مطلق کی کیا مشیت ہے کیونکہ ان حرامزادون سے جان بچتی ہین یہ خیال کرکے خواجہ عمرو اسقدر

دوڑے کہ سب سے آگے نکل گئے وہ تسمہ پا جو خواجہ عمرو کی پشت پر سوار تھا بہت خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ یہ میرا مرکب سب مرکبوں سے تیز رفتار ہو لیس یہ خیال کرکے خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے مرکب تیز رو میں تجھ سے نہایت خوش ہوا خوب دوڑتا ہے اب تا حیات تجھکو نہ چھوڑونگا تجھی پر سوار رہونگا خواجہ عمرو نے اپنے دلمیں کہا کہ او حرامزادے کسی تدبیر سے تجھکو ضرور مارونگا اس تیرے دوڑانے کا تجھ سے عوض لونگا یہ خیال کرکے خواجہ پھر دوڑے یہانتک کہ ایک ایسے میدان میں پہونچے جہاں صدہا درخت انگور کے تھے اور ہر ایک درخت میں انگور کے خوشے بہ کثرت تھے اور اُن خوشوں سے بوجہ پختہ ہونے کے عرق ٹپک رہا ہے نیچے اُن درختوں کے عرق خوشہاے انگور کا ٹپک ٹپک کے جمع ہوا ہے کہ زمین پر جاری ہے اگر کوئی چاہے تو گھڑے اُس عرق سے بھرے اور درختان انگور پر بیل کدو کی پھیلی ہے ہزارہا کدو خشک اور تر لٹک رہے ہیں بعضے کدو اس قدر نیچے جھکے ہوئے ہیں کہ بیخ درختان انگوری سے ملے ہوئے ہیں اکثر کدو خشک ہو کر پڑے ہیں جب خواجہ عمرو تاک انگور کے نیچے پہونچے تسمہ پا نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے مرکب تیز رفتار جلد ایک کدوے خشک توڑ لے اور بصورت جام کدو کو توڑ کے بنائے اور یہ پانی انگور کا اس کدو میں بھرلے اور تھوڑا سا مجھکو پلا دے تا کہ میں سیراب ہو کر اور زیادہ تجھکو دوڑاؤں خواجہ عمرو نے موافق کہنے تسمہ پا کے کدو توڑ لیا اور اُسے درمیان سے خالی کرکے عرق انگور بھر لیا اور بہت سی بیہوشی اُسمیں مخلوط کرکے تسمہ پا سے کہا کہ لو پیو اُسنے کہا کہ میرے منھ میں چند قطرے عرق کے ٹپکا دو خواجہ عمرو نے وہ کدو تسمہ پا کے منھ سے لگا دیا تسمہ پا نے چند قطرے جو پیے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے گھوڑے تو نے کیا اچھا عرق پلایا کچھ قلب کو میرے فرحت حاصل ہوئی خواجہ عمرو نے کہا یہ عرق تم نے ذرا سا پیا اگر تمام عرق پی لیتے تو زیادہ تر دلکو فرحت حاصل ہوتی تسمہ پا نے خیال کیا کہ مرکب سچ کہتا ہے یہ خیال کرکے تسمہ پا تمام عرق انگور جو کدو میں تھا پی گیا خواجہ عمرو نے اپنے دلمیں کہا او حرامزادے اب تو میرے ہاتھ سے کہاں بچکے جائیگا اب ضرور تجھکو قتل کرونگا خواجہ عمرو ابھی یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ تسمہ پا نے کہا کہ اے گھوڑے اب اُڑ اندرہ خواجہ عمرو خوب دوڑنے لگے تھوڑی دیر میں تسمہ پا بیہوش ہو کر خواجہ عمرو کی پشت سے زمین پر گرا ساری حرامزدگی اور شہسواری بھول گیا خواجہ عمرو نے فی الفور خنجر سے شکم اُسکا چاک کیا اور شکر خدا کا کیا بعد ہلاک کرنے تسمہ پا کے خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران کے قریب گئے اور کہنے لگے کہ اے حمزہ صاحبقران افسوس تم نے ایک کافر کی دختر پر عاشق ہوکے خون ان مسلمانوں کا اپنی گردن پر لیا اگر تم ملکہ مہر نگار پر عاشق نہوتے تو اس آفت میں نہ آتے تو یہ سب بیچارے کیوں ہلاک ہوتے اور میں بھی اس مصیبت میں گرفتار نہوتا معلوم نہیں حشر میں تمھارا کیا حال ہوگا دیکھیے اس سفر کا کیا انجام اور مال ہوگا بظاہر تو یہاں سے زندہ جانا دشوار معلوم ہوتا ہے حمزہ صاحبقران نے زبان عیاری میں فرمایا اے خواجہ عمرو خداوند عالم ارحم الراحمین ہے میں اُسکا ایک بندۂ گنہگار ہوں میرے گناہ عفو کریگا میں اس صحرا میں عمداً کسیکو نہیں لایا ہوں سہواً اس بیابان جادستان میں چلا آیا ہوں اے خواجہ اب تم دیر نہ لگاؤ جلد مسلمانوں کی جانیں بچانے کی کوئی تدبیر کرو ان سب تسمہ پاؤنکو قتل کرو خواجہ عمرو نے زبان عیاری میں عرض کیا میں ان تسمہ پاؤنکو ہرگز قتل نہ کرونگا ان سب کا خون اپنی گردن پر نہ لونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ اگر تم ان تسمہ پاؤنکو ہلاک کروگے تو فی تسمہ پا میں تم کو دو اشرفیاں دونگا خواجہ عمرو اشرفیوں کا نام سنکے خوش ہوئے اور کہنے لگے اے حمزہ صاحبقران خیر میں تمھاری خاطر سے ان تسمہ پاؤنکو ہلاک کرتا ہوں یہ کہکے خواجہ عمرو نے ہر ایک تسمہ پا کو سنگ فلاخن سے سنگسار اور ہلاک کیا اور وہ صحرا تسمہ پاؤنکی لاشوں سے بھر دیا جب سب تسمہ پا ہلاک ہو چکے ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ نے تسمہ پاؤں سے رہائی پائی ہر شخص نے جان تازہ پائی خصوصاً پہلوان عادی تسمہ پا سے چھوٹ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا آج مجھکو امید جان بچنے کی نہ تھی میں تو یہ جانتا تھا کہ یہ تسمہ پا دوڑا دوڑا کر مجھکو اور سب کو ہلاک کر ڈالیں گے زندہ نہ چھوڑینگے افسوس

صد ہزار افسوس ہمین مرنا ہوگا اس صحرا مین کوئی کسی کو غسل و کفن بھی نہ دیگا قبر بھی کسی کو میسر نہ ہوگی لیکن شکر ہی خدا کا کہ سب کی جانین بچین اور سب تسمہ پا ہلاک ہوئے جب حمزہ صاحبقران نے تسمہ پاؤنکی ایذا رسانی سے نجات پائی بارگاہ مین داخل ہوئے اُس شب کو اُسی جگہ مقام کیا کیونکہ جس قدر تسمہ پا تھے سب ہلاک ہو چکے تھے اور ہر ایک شخص ایذا رسانی تسمہ پا سے خستہ تھا لشکریون مین اتنی قوت نہ تھی کہ منزل طے کرین

داستان جانا خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران کا واسطے زیارت قدمگاہ حضرت آدم کے اور تبرکات پانا اور سام بن نوح علیہ السلام کو دفن کرنا بیت

جو ہین راقمان جلالت نشان ✤ وہ لکھتے ہین اسطرح یون داستان ✤ کہ حمزہ صاحبقران مع مردمان لشکر اس صحرائے وحشت اثر مین بعد ہلاک ہونے مردمان تسمہ پا کے مقیم ہوئے شکر خداوند کریم بجا لائے لشکری جو خوف مردمان تسمہ پا سے بھاگ گئے تھے اور صحرا مین جا چھپے تھے وہ بھی آئے حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو بموجب اقرار ہزار ہا اشرفیان دین سرداروں نے بھی موافق اپنی اپنی حیثیت کے اور لیاقت کے زر سرخ و سفید دیا اور ہر ایک خواجہ عمرو کا ممنون احسان ہوا خواجہ عمرو نے تمام زر سرخ و سفید لیکر اپنے قبضہ مین کیا جب دن گذر کے شام ہوئی اُس صحرائے ہولخیز مین ہر ایک کو اور زیادہ وحشت ہوئی آخر بہزار خرابی ہر ایک نے شب بسر کی سفیدی سحر فلک پر نمایان ہوئی تاریکی شب دور ہوئی بیضا ہوا خورشید جیب مشرق سے پیدا ✤ جہان مین ہر طرف پھیلا اجالا ✤ صاحبقران نماز سحر تو پڑھ چکے تھے سرداروں کو بلا کر فرمایا یہان سے سامان کوچ کرو سرداروں نے بموجب حکم سامان کوچ کیا خیمہ و خرگاہ تا نالہ بارگاہ لادا گیا ہر ایک شخص آمادہ سفر ہوا طبل سفر پر چوب پڑی لشکر آگے بڑھا حمزہ صاحبقران بشوکت و شان سوار ہوکے روانہ ہوے اور بعد قطع راہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار مین عنقریب کوہ سراندیپ کے پہونچے لشکر کو اترنے کا حکم دیا بمجرد حکم مردمان لشکر حضور کے اور سرداروں سمیت اترے بلا توقف فراشون نے جا بجا خیام ایستادہ کیے بارگاہ سلیمانی برپا کی حمزہ صاحبقران مرکب خنگ سیاہ قیطاس سے اتر کے داخل بارگاہ ہوئے جملہ سرداران تہور شعار اپنے مرکبون سے اترے اور گرد راہ سراپا سے دور کرکے خیمہ مین راحت پذیر ہوئے لشکریون نے اپنے بستر لگائے حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو نے جو طرف صحرا کے بغور نظر کی دیکھا عجب صحرائے سبزہ زار ہے کہ تمام دشت فرش سبزہ نوخیز سے زمرد رنگ ہے اور گنبد فیروزہ رنگ بلند بالا سبزہ صحرا اثر مندہ ہے غزال ارم کو وہ سبزہ نو دمیدہ بدل مرغوب ہے اور نظر دیدہ ناظر کو وہ سبزہ فرحت بخش نہایت ہی محبوب ہے لیک اُس سبزہ نوخیز کی دل ناظرین کو بانند معشوق سبزہ رنگ کے مثل حنا پامال کرتی ہے اور تار کی سبزہ آئینہ خاطر مکدر سے بکثرت بمقتل مسرت و فرحت زائل زنگ رنج و ملال کرتی ہے مرغ دانائے جان کو وہ سبزہ زار دام مسرت مین گرفتار کرتا ہے اور صیاد سبزہ طائر دل کو دام راحت مین اسیر کرتا ہے مرغان خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوئے چہچہے کر رہے ہین غزالان سبک خرام پری کرشمہ نازک اندام سبزہ نو دمیدہ چر رہے ہین حمزہ صاحبقران اُس صحرا کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے پھر حمزہ صاحبقران نے مع اپنے سرداروں کے اُس صحرائے سبزہ زار مین تا شام شکار کھیلا ہزار ہا جانورون اور آہوون کا شکار کیا چونکہ حمزہ صاحبقران کوہ سراندیپ کے قریب میلے کے زمانے مین پہونچے تھے اسوجہ سے اطراف و جوانب سے گروہ گروہ آدمی زیر کوہ سراندیپ جا کر جمع ہوتے تھے اور میلے ہونے کا یہ سبب تھا کہ اُسی تاریخ زمانہ سابق مین حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور خداوند کریم نے انکو غم و رنج سے نجات بخشی تھی اور بالائے کوہ سراندیپ حضرت آدم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان بھی ہے اسوجہ سے وہ زیارت کا مقام ہے غرض دور دور سے مردم بصد آرزو و اشتیاق آتے تھے اور زیر کوہ جمع ہوتے تھے اور بروز معین زیارت قدمگاہ آدم

اُنکی کرتے ہین خواجہ عمرو کو حال بتدریج معلوم ہوا شب کو تو نہ گئے مگر ہنگام سحر صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوکر کہنے لگے
کہ اگر حکم ہو تو کوہ سراندیپ کی سیر کر آؤن اور وہانکے حالات سے مطلع ہون امیر باتوقیر نے فرمایا اے خواجہ عمرو سیر کوہ
سراندیپ کی کرکے جلد آنا دیر نہ لگانا خواجہ نے عرض کیا مین سیر کرکے جلد چلا آؤنگا یہ کہکے خواجہ عمرو روانہ ہوئے جب نزدیک کوہ
سراندیپ پہونچے دیکھا کہ صدہا آدمی جمع ہین ہزارون آدمی چہار جانب سے چلے آتے ہین دوکاندار دکانین لگائے بیٹھے ہین کسی
طرف حلوائی شیرین ادا چرب زبان دکانون پر بیٹھے ہین مٹھائی اُنکی دوکان پر ایسی نفیس و نادر بے مثل کے تھالون مین رکھی ہے کہ سب
شیرین سے بھی زیادہ تر شیرین ہے اور جان شیرین سے بھی بدرجہا بہتر ہے پیڑے بوسۂ شیرین لبان سے زیادہ مزے کے ہین اور
شکر پارے شیرین دہنون کے کام و دہن کو حلاوت دینے والے ہین حلوا اسقدر شیرین ہے کہ اگر سنگ بھی کھائے تو ذرا سے مین سیر
ہو جائے اُسکی شیرینی سے منہ بھر جائے حلوائے کام جان سدرجہ شیرین ہے کہ جب نظر اُس حلوے پر کسیکی پڑتی تھی نظر مثل مکھی کے
اُس حلوے سے چمٹ جاتی تھی اور اُس حلوے سے جدا نہین ہوتی تھی جلیبیان ایسی شیرین تھین کہ اگر کوئی شاعر اُن جلیبیون کو
کھائے شیرین سخن ہو جائے برفی ایسی شیرین تھی کہ اگر کوئی ہنگام جانکنی شیرینی برفی کی یاد کرے تو تلخی مرگ دفع ہو جائے کعب
غزال سدرجہ شیرین تھے کہ انھون نے شیرین دہنون و آہو چشمونکو اپنے دام شیرینی مین گرفتار کیا ہے ایک طرف میوہ فروش دوکانین
لگائے بیٹھے ہین ہر ایک میوہ اُنکے پاس مثل میوۂ جان کے شیرین ہے ہر ایک سیب زنخدان معشوق خوشرو سے کہین ذائقہ
رنگت مین بہتر ہے اور خوشۂ انگور مانند عقد پروین کے ہین اور ترنج ایسے ہین کہ جسطرح زنان مصر نے حضرت یوسف کے حسن و
جمال کو دیکھکر اور محو ہو کر کارد سے بجائے ترنج ہاتھ اپنے کاٹ ڈالے تھے اُسی طرح حضرت یوسف بھی اگر اُنکو کاٹین تو ایسے محو ہون
کہ بعوض ترنج اپنی انگلیان کارد سے قلم کرین شفتالو ایسے شیرین ہین کہ جان شیرین خریدار ہو ونکی قربان ہے کیلے بصورت ہلال
ہین مشتری بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کٹھل ایسے خوشنما اور شیرین ہین کہ مشتریان دانا و فہیم اُنکے دام ذائقہ مین مبتلا ہین انار ہائے
انار رشک گوہر آبدار ہین بہزار آرزو لعل بدخشان اُنکا خریدار ہے بادام رشک دیدۂ معشوقان خود بین نظر آتے ہین پستے لب
نازک حسینان جہان سے خوب تر ہین کسی سمت بزاز بصد انداز فرش اطلس سرخ کا بچھائے طرح طرح کے کپڑے لیے دکانون پر
بیٹھے ہین ہر ایک طاقہ اُنکے پاس خوبی مین طاق ہے اور شہرۂ آفاق ہے حسن یوسف اُسکے پاس ایسا ہے کہ نقد دل سے زلیخا بھی
خریدار ہوتی اور سامنے اطلس سرخ بزازون کے اطلس سرخ سے شفق بھی خجل ہے تھان دیبا و حریر و پرنیان کے اُنکے پاس ایسے
نفیس ہین کہ معشوق گلبدن اُنکو پسند کرتے ہین بہرمان اُنکی دکانون پر ایسا ہے کہ رنگین مزاجون کو نہایت ہی مرغوب اور مطبوع
ہے بہیر پرند چینی اُنکے پاس ایسے ہین کہ طائران رنگا رنگ بے اختیار اُنکے گلون کو دیکھکے قریب اُسکے بیٹھتے ہین خصوصاً بلبلین پرند
چینی کے دام عشق مین گرفتار ہوتی ہین تافتہ بوٹہ دار کے سامنے تافتہ بوٹہ دار صبح کو صفائی حاصل نہین ہے خریدار پارچہ
نفیس و باریک لے رہے ہین دلال خریدارون کو کپڑا دلوا رہے ہین دکاندار سے اسطرح کہ رہے ہین بیت سیٹھ جی اتنے
آرسے ترجیح نہ ہو + داجبی نبیسکے کا اصول کرو + خریدار سے سوداگر و اتنا غصہ نہ کرو گاہک کو ناراض کرنا اچھا نہین بوہنی کا
وقت دام سکے دام دس پانچ گز کپڑا بیچو نفع کا اسوقت خیال نہ کرو ہم کوئی گز چھپی سے کم نہ دینگا دکاندار کہتا ہے کیون
اسقدر کلام کو طول کرتے ہو جو تم سے کہدیا ہے اُس سے کم کسی طرح نہ دونگا ذرا اس کپڑے کو مل ملکر دیکھو اور خریدار کو
دکھاؤ نہایت ہی مضبوط ہے مطلب مطلق نہین ہے کسی طرف گلفروش شگفتہ خاطر بیٹھے ہین دکانین اُنکی تختہ ہائے بستان
معلوم ہوتی ہین کسی جانب شمع فروش سفید پوش شمعین مومی اور کافوری اور اگر کی بتیان لیے ہوئے دکانون پر بیٹھے
ہین دوکانین اُنکی خوشبو سے کرے معطر ہین کہین تنبولی سبزہ رنگ تختون پر بیٹھے ہین گلوریان بنا بنا کر خریدارون کو
دے رہے ہین خریدار گلوریان کھا رہے ہین کسی جا کبابی بیٹھے ہوئے ہین سیخون پر کباب چڑھے ہوے ہین

نیچے سیخون کے آگ ہی اکثر خریدار کباب لے رہے ہین کبابی یہ کہکر خریدارون کو بلا رہے ہین چٹپٹے ہین کباب گرما گرم کسی طرف عورتین میوہ فروشون کی نارنگیان اور کوے سیب وبہی امرود ناسپاتی وغیرہ ٹوکریون مین لیے ہوے بصد ناز و انداز بیٹھی ہین نوجوان کا انکی دکانون پر ہجوم ہی کوئی جوان عاشق خصال انکے سیب زقن کو دور سے بنظر حیرت دیکھ رہا ہی کوئی جوان خوشرو انکے انار پستان کو دیکھ دیکھ کے کف افسوس ملتا ہی اور کہتا ہی کہ اگر یہ انار اسیطرح ہاتھ آجائین تو میرے نخل تمنا مین ثمر آجاے دلکو قرار ہو جان جسم زار مین راحت پاے کسی سمت ساقنین خورشید جمال مہ تمثال بناؤ سنگار کیے ہوے تختون پر بصد حسن انداز بیٹھی ہین سامنے انکے حقے رکھے ہین نشہ بازون کا انکے پاس مجمع ہی چرس کی چلمین دمبدم بھروا کے پی رہے ہین نشے مین جھوم رہے ہین ساقنون کی طرف نظر کرکے خیال گا رہے ہین ایک نشہ باز ساقنون کے حسن وجمال پر فریفتہ ہوکر یہ مخمس پڑھ رہا ہی

مخمس

ہنسنا ٹھہری وگر تھی کا دسے جھلا ہی دینگے ۔ وہ بات ہم کرینگے تم کو سنا ہی دینگے ۔ پھر اپنی نرم زندگی کا جھگڑا اٹھا ہی دینگے
رشک عدو مین دیکھو جاتا ستا ہی دینگے ۔ لو جھوٹ ڈھلتے ہو اکدن لٹا ہی دینگے

پامال کیا کرینگے وہ شوخ و شنگ ہو کر ۔ لا دینگے رنگ ایسا اک روز تنگ ہو کر ۔ ترسینگے دیکھنے کو حسرت سے دنگ ہو کر
اڑجاینگے جہان سے عاشق بکار تنگ ہو کر ۔ نقش قدم نہین ہین جسکو مٹا ہی دینگے

فریاد کیسی ہین رو لیگا کسکو دربان ۔ آئینگے سرمہ کھا کے حسرت نصیب حیران ۔ دیکھینگے رنگ محفل سب کی نظر سے پنہان
آواز کیطرح سے نکلین گے آج ای جان ۔ دیکھین تو آپ کیونکر ہم کو اٹھا ہی دینگے

اک ہم ہین جسسے ہردم نفرت کی گفتگو ہی ۔ رنجش بڑھی ہی دشنام دوبدو ہی ۔ کہتے ہین بخت اسکو کیا دشمنون کو بیکو ہی
غیر و دلی جستجو ہی ہر وقت آرزو ہی ۔ یہ یاد وہ نہین ہی جسکو بھلا ہی دینگے

کیونکر خبر کرین ہم داغ نہان سے اپنے ۔ مانند شمع روشن سب ہی عیان سے اپنے ۔ ٹپکے ہین لب پہ چھالے سوز بیان سے اپنے
شعلے بحل رہے ہین ہر استخوان سے اپنے ۔ یہ آگ وہ نہین ہی جسکو بجھا ہی دینگے

تصویر کیطرح ہم اس بت کے روبرو ہین ۔ حیرت سے لب اپنے رکھتے سدا رفو ہین ۔ کیون کر گلہ کرے ناحق حباب خنداں جو ہین
خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین ۔ وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے

تسلیم کیطرح ہون راحت نصیب منزل ۔ رکھتے ہین دل مین اعدا بیجا خیال باطل ۔ بیکار کاوشون سے ہوتا ہی ایک حاصل
اٹھی گلی سے جانا اب ہی نسیم مشکل ۔ ہون خاک افتادہ کیونکر اٹھا ہی دینگے

نشہ باز ملکو یہ مخمس پڑھکر چرس کی چلم پی دھوان مثل دود آہ دہن سے نکالا اور چلا گیا خواجہ عمرو اس نشہ باز کا مخمس سنکے آگے بڑھے دیکھا ایک جانب چند ہنڈولے کھڑے ہین طفل وجوان ان ہنڈولون مین جھول رہے ہین ہنڈولا مثل آسمان کے اپنی گردش سے ہردم طفل وجوان کو بلندی و پستی دکھا رہا ہی پھر خواجہ نے ایکطرف یہ دیکھا کہ چند خیام استادہ ہین خیام مین فرش نفیس بچھا ہوا ہی اسباب ضروری موجود ہی چند نازنینان خوش شمر وسیمین تن غنچہ دہن گلپیرہن لباس مکلف زیب تن بناؤ سنگار کیے ہوے بیٹھی ہین عشاق کا مجمع ہی کوئی عاشق اپنے معشوق حسین سے مخاطب ہو کے یہ اشعار پڑھ رہا ہی

اشعار

نہ موت آتی ہی ظالم نہ جان جاتی ہی ۔ بٹھاؤن دل پہ ترے سکہ وفا کیونکر ۔ یہ ضعف ہی کہ نہین ہو سکتے تک ہلا سکتا
زبان پہ آئے مرے حرف مدعا کیونکر ۔ ملا رہا ہی مجھے خاک مین کسی کا سکوت ۔ بلند ہو لب فریاد کی صدا کیونکر

کوئی شیفتہ اپنی محبوبہ کے روبرو یہ غزل پڑھکر اپنا حال بیان کر رہا ہی

غزل

سنکے چنوانے لگی ہم سے جدائی آپ کی ۔ خود گلا کاٹون مجھے خنجر عنایت کیجیے ۔ باعث حشت ہوئی ہی بے اعتنائی آپکی
دیکھیے دکھ جائیگی نازک کلائی آپکی

آپکی جانے بلا کیونکر کٹی فرقت کی رات
جب کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپکی
دل تڑپ کر رہگیا جب یاد آئی آپکی
آپکی باتون کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال

کوئی عاشق زار بیتاب و بیقرار ہوکے اپنی محبوبہ سے کہہ رہا ہے شعر کرکے افزون سے

بے سبب یون نہ بھول احسان عمرو ونکا + یہ دل وہی ہے کہ جسمین ظالم تری تمنا سدا رہی ہے + کوئی عاشق صادق ایک خیمہ مین یہ پڑھ رہا ہے

معشوق مرشر و کے کہتا ہے اشعار

تدبیر تو کرتا ہون مگر یہ نہین ٹلتے
ایسے تو ہزارون ترے پامال جفا ہین
باور نہین آتا طپش سوز دروں کا
عقدہ ہے مرے دلکی بھی تری بند قبا ہین
دیکھو مرے دل مین یہ چھید و سنے کیا ہین
اک برگ حنا لیا چمنستان جہان مین

خواجہ عمرو اشعار مندرجہ سنکے آگے بڑھے دیکھا ایک خیمہ مین ایک مہر جبین بیٹھی ہے گرد اس شمع رو کے پروانہ وار عشاق ہین اور وہ نازنین سراپا تمکین یہ غزل گا رہی ہے۔

دو قدم چلکر ملا وہ خاک مین سنبل کے پیچ
ایسی ٹھائی محتسب نے میکدہ مین آج دھول
چلگیا جس روز اپنا سامنے اس گل کے پیچ
فصل گل مین گر اسیر دام ہے افسوس کیا
آرہا دستار کا گر نہین سر سے مگل کے پیچ
وہ کہان تحقیق یعنی وہ کہان تسلیم ذوق
کھولدو گلشن مین اپنی زلف سنبل کے پیچ
سکیڑون لیسے ہین پنہان گلچین قسمت بلبل کے پیچ
مار ہی بچھے ہوئے ہین تیغ مین بزنگ خار غنچہ
خاک ہم سمجھین کلام شاعر غافل کے پیچ

خواجہ عمرو غزل نازنین کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور وہان سے بھی آگے چلے جب تھوڑی دور خواجہ عمرو آگے بڑھے دیکھا درختون کے سایہ مین فرش بچھا ہے چند افیونی پوشاک نفیس پہنے ہوئے فرش پر بیٹھے ہین گنے چھل رہے ہین افیون گھل رہی ہے فرش پر چھلکون کا ڈھیر ہے مکھیان بھنک رہی ہین ایک افیونی حقہ پی رہا ہے جب اور کوئی افیونی اس سے حقہ مانگتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ابھی حقہ اچھی طرح مین نے پیا نہین ہے جب مین پی لونگا تو تم کو بھی دونگا مین نے بڑی محنت سے آگ سلگائی تھی کڑوا تمبا کو بھرا ہے وہ افیونی کہتا ہے اجی حقہ چھوڑو مین نے افیون ابھی پی ہے نشہ خاک بھی نہین ہوا ہے یہ کہکے حقہ لیکر خوب پیا جب کسی قدر نشہ ہوا حواس درست ہوئے سامنے یارون کے ایک قصہ شروع کیا خواجہ عمرو سنا کیے آخر وہ قصہ مثل قصہ شب فرقت کے تمام ہوا خواجہ وہان سے میلے کا تماشا دیکھتے ہوئے چلے کہین دیکھا ساقی حقہ پلا رہے ہین کہین کھلونے مٹی کے بک رہے ہین بساطی دکانین لگائے بیٹھے ہین کہین نقیر اتیت گھیر سلگائے پھر رہے ہین سوانگ تختون پر سوار ہین آگے آگے انکے ڈھول اور بانسری کچھ آدمی بجاتے ہین سوانگ ستر سوان اور سیف وغیرہ نکلتے ہین اکثر اہل زر فنسون و گھوڑون اور ہاتھیون پر سوار ہین تماشا میلے کا دیکھ رہے ہین میلے مین کثرت مردمان سے کشمکش ہے راستہ چلنا دشوار ہے ہر چیز بک رہی ہے عجیب میلہ تھا یہ نقشا تھا

ابیات

ڈلیان مصری کی جیسے بے آب
خوش رنگ عجب مٹر کی پھلیان
ضحاک کا دل تھا جس پہ شیدا
بازار مین قصہ گو تھے اکثر
جادو کی ہر اک سخن مین تاثیر
نظارہ نیشکر سے دل شاد
پھولون کی چمن مین جیسے کلیان
لہراتے تھے سانپ یون سٹرک پر
دل سے کوئی داستان بنا کر
لونڈے کی لنگریان وہ پاپ
معشوق کا جیسے قد آزاد
ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
جس طرح کہ ذو ذنب فلک پر
کرتے تھے دل اہل دل کے تسخیر

خواجہ عمرو نے تمام میلے کی کیفیت دیکھکر قصد کیا کہ پہاڑ پر جاکر قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کرون یہ خیال کر ہی رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک مختصر سا چھپر پڑا ہے اسمین ایک بزرگ تشریف رکھتے ہین چہرہ انکا نورانی ہے پیشانی پر انکے نشان سجدہ ہے سر پر عمامہ ہے ہاتھ مین تسبیح ہے لب ذکر خدا مین ہے جب خواجہ نے بزرگ موصوف کو دیکھا خیال کیا کہ یہ بیشک مسلمان ہین اور خدا شناس ہین ناگاہ بزرگ موصوف نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اپنے پاس بلایا خواجہ نے مردم تسمہ پا کا خیال کرکے وہ جال کاندھے سے اتارا وہ بزرگ خواجہ کی اس حرکت پر مسکرائے اور پکار کر کہا اے خواجہ عمرو تم میرے پاس آؤ ڈرتے کیون ہو مین تسمہ پا نہین ہون میرا نام سام ہے اور مین بیٹا حضرت نوح کا

ہوں شب مجھے بشارت ہوئی کہ صبح کو خواجہ عمرو تمہارے پاس آئینگے میں تمہارا منتظر تھا خواجہ عمرو یہ گفتگو فرزند نوح کی
سنکے قریب گئے اور سلام کیا سام نے علیکم السلام کہا پھر ایک گز نکال کے خواجہ عمرو کو دیا اور فرمایا کہ اے خواجہ اس جا اس گز
سے زمین گز بگز ناپ کے کھودو جو کچھ تم کو ملے وہ تم لیلو خواجہ عمرو نے موافق اُنکے ارشاد کے گز سے زمین ناپ کر کھودی ایک
لعل بے بہا ہاتھ آیا خواجہ لعل کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور لعل کو اپنی کمر میں رکھا جلد جلد زمین کو کھودنے لگے کہ بہت
سے لعل ہاتھ آجائیں جب بہت کھودا اور کوئی لعل نہ ملا آخر ناچار ہوکر خدمت میں سام کی گئے اور جو لعل ملا تھا دکھا کر کہا
کہ یہ لعل مجکو ملا ہے سام نے فرمایا خواجہ عمرو اس لعل کو لیلو اور اب کوہ پر جاؤ قدمگاہ حضرت آدم کی زیارت کرو خواجہ عمرو
نے عرض کیا مجکو پہاڑ پر جانے کی کوئی راہ معلوم نہیں ہوتی ہیں کیونکر جاؤں اور کسطرح زیارت سے مشرف ہوں حضرت سام نے
فرمایا اے خواجہ عمرو وہ جادہ جو پہاڑ پر ہے یہی راہ پہاڑ پر جانے کی ہے اگر اس جادہ سے خلاف راہ نہ جاؤ گے تو ضرور قدمگاہ
حضرت آدم علیہ السلام تک پہونچ جاؤ گے خواجہ عمرو یہ سنکے جانب کوہ روانہ ہوئے جب خواجہ عمرو کوہ پر گئے عجب کوہ
دیکھا کہ عقل کو حیرت ہوئی کیونکہ نہایت صفائی میں وہ صورت نور تھا + تیر چرخ غیرت وہ طور تھا + جب خواجہ عمرو
قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہونچے دیکھا ایک احاطہ نہایت تحفہ ہے اور اُس احاطہ کے اندر ایسا گلشن ہے کہ
باغ جنان بھی اُس سے محجوب ہے ہزار در ہزار گلہاے رنگا رنگ بو قلموں شگفتہ ہیں مرغان خوش نوا درختوں پر بیٹھے ہوئے
چہچہے کر رہے ہیں بلبلیں نغمہ سرا ہیں اشجار کثرت اثمار سے جھکے ہوئے ہیں ہر ایک سرو قامت معشوق سے بہتر ہے زیر درختان
گل فرش پھولوں کا ہے تھالے درختوں کے پانی سے بھرے ہوئے ہیں نہر سلسبیل کے مانند جاری ہے خواجہ عمرو سیر گلشن
کرکے نہایت شگفتہ خاطر ہوئے اور آگے بڑھے دیکھا کہ سنگ سفید پر نشان قدم حضرت آدم ہے وہاں بہت سا جواہر بھی
دیکھا ہے خواجہ نے نشان قدم حضرت آدم علیہ السلام کو بصد ادب چوما اور آنکھیں اپنی نشان قدم آدم علیہ السلام پر ملیں اور
وہاں کے غبار کو سرمہ سے بہتر جانکر اپنی آنکھوں میں لگایا بعد زیارت اور فاتحہ خوانی کے جواہر دیکھکر خواجہ عمرو کے ذہن
میں آیا کہ اس جواہر کو لیکر یہاں سے چلدینا چاہیے جلد حمزہ صاحبقران کے پاس پہونچنا چاہیے دادا کا مال پوتے کو
پہونچ سکتا ہے یہاں کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے یہ خیال کرکے گلیم بچھائی اور تمام جواہر دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کے
گلیم میں باندھا اور گلیم اُٹھا کر بخوشی و خرمی چلے ناگاہ خواجہ نابینا ہوگئے زمانہ آنکھوں میں تیرہ و تار ہوگیا مجبوراً بیٹھ گئے
گلیم سے تمام جواہر اُسی جگہ رکھدیا جسوقت خواجہ نے جواہر رکھدیا فوراً بینا ہوگئے خواجہ نے لالچ سے پھر گلیم میں سب
جواہر باندھا اور اُس احاطہ کے دروازے سے جلد تر نکل جانے کا قصد کیا ہنوز در احاطہ تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ ایک
بار آنکھوں سے بینائی جاتی رہی عاجز ہوکے جواہر گلیم سے پھر ڈالدیا بمجرد جواہر رکھدینے کے پھر آنکھوں میں بصارت آگئی
خواجہ عمرو نے کثرت حرص سے پھر یہ خیال کیا کہ پہلے اس دروازے پر کوئی نشان رکھ آنا چاہیے پھر یہ جواہر لیکر چلنا چاہیے
غرض یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے کلاہ اپنی دروازے کی چوکھٹ پر رکھ آئے اور جواہر کے ڈھیر کے قریب کھڑے ہوکے دروازہ کو
دیکھا دروازے پر کلاہ رکھی ہوئی دکھائی دی خواجہ عمرو نے خوب خیال کرکے پھر جواہر گٹھری میں سمیٹ کے باندھا اور گلیم
اٹھا کر چلے جب قریب در پہونچے پھر اندھے ہوگئے دروازہ اور کلاہ کو ہر چند آنکھیں مل ملکر دیکھا مگر نہ دروازہ نظر آیا نہ کلاہ
دکھائی دی اُسوقت خواجہ عمرو نے منھ اپنا طرف قبرگاہ کے کرکے کہا اے دادا جان آپکو تو اپنے نور نظر کو اندھا کر دینا مناسب
نہیں ہے میں تو آپکا نور نظر پارہ جگر ہوں کوئی غیر نہیں ہوں میرے حال پر رحم کیجیے یہ جواہر آپ کیا کیجیے گا مجکو لیجانے دیجیے
بزرگوں کا مال و اسباب چھوٹوں ہی کیواسطے ہوتا ہے ذرا میری سعادتمندی کو خیال کیجیے کہ کتنی دور سے آپکی زیارت کو آیا ہوں کہ
پیر مر مر کے چڑھا ہوں آپکی قدمگاہ کو میں نے بصد ادب چوما ہے آنکھوں سے لگایا ہے فاتحہ خوانی کی ہے اب آپ کو

بھی یہ لازم ہے کہ میری شفقت اور سعادتمندی پر نظر کرے اور اپنا فرزند ارجمند تصور کرکے اور خوش ہو کے یہ جواہر و ہدیے مجھکو لیجانے
دیجیے یہ سنکے دادا جان مجھکو اندھا نہ کیجیے مجھکو تو یہ خیال تھا کہ آپ مجھکو مثل حضرت الیاس اور حضرت خضر کے کچھ نہ کچھ دیجیے گا یہ
دلکو خوش کیجیے گا یہ مجھکو نہ معلوم تھا کہ اتنے سے جواہر کے واسطے مجھکو اندھا کر دیجیے گا خواجہ عمرو نے ہر چند درگاہ حضرت آدم
کی جانب منھ کر کے منت و سماجت کی اور جواہر کے بارے میں کہا لیکن آنکھیں بینا نہوئیں آخر یہ کہ بیچارگی و مجبوری خواجہ عمرو
نے افسوس کر کے سب جواہر رکھدینے کا قصد کیا اور یہ خیال کیا کہ دادا آدم بھی نہایت منتظم اور ہوشیار ہیں انکا مال کسی طرح
ہاتھ نہ آئیگا یہ اپنا مال مجھکو نہ دینگے نہیں معلوم کیا کرینگے یہ خیال کر کے خواجہ عمرو نے الٹے پانوں پلٹ کے قدمگاہ پر سب جواہر
رکھدیا جواہر کے رکھتے ہی آنکھوں میں روشنی آگئی نیم تاج اپنا دروازہ کی چوکھٹ پر رکھا ہوا نظر آیا چونکہ نماز کا وقت آیا تھا خواجہ
عمرو نے ملول ہو کر وضو کیا اسیجگہ نماز پڑھی بعد نماز پڑھنے کے اس مقام متبرک کو محل اجابت دعا جانکر خداوند کریم سے بگریہ و زاری
واسطے اپنی بہبودی کے دعا کی یکایک اسی عالم اشکباری اور گریہ و زاری میں خواجہ عمرو پر غفلت طاری ہوئی چشم ظاہر بین بند
ہوگئیں دیدہ باطن وا رہے یکایک اسی عالم غفلت میں عمرو نے دیکھا کہ کئی بزرگ جلیل القدر رفیع المکان عالی مرتبہ والا رتبہ
خاصان خدا برگزیدہ کبریا میرے بالین پر کھڑے ہیں ہر ایک بزرگ کے چہرے پر نقاب ہے اور سب بزرگ بنظر شفقت مجھکو دیکھ
رہے ہیں انمیں سے ایک بزرگ طویل القامت نے نذر کردہ کر کے ایک جامہ دیکر فرمایا کہ اے عمرو تو اس جامہ کو میں یہ عجب جامہ
ہے اسکو دیو جامہ کہتے ہیں اسکے پہننے سے جمیع بلیات و آفات سے محفوظ رہیگا اور کسی طرح کا ضرر شیاطین اور خباثت و جنات
سے مجھکو نہ پہنچیگا اور اسمیں جو زنبیل ہے اگر تمام عالم کی اشیا اسمیں ڈال دیگا تو سما جائینگی اور فوراً غائب ہو جائینگی اور سوا
اشیائے نکالنا مقصد کے جس شے کی تجھکو ضرورت ہوگی اسمیں سے نکل آئیگی علاوہ اسکے اگر تو زنبیل پر ہاتھ رکھ کے کہیگا کہ دادا آدم
میری شکل فلاں شخص کی صورت ہوجائے فوراً ویسی شکل تیری ہوجائیگی جیسی چاہے صورت اپنی تبدیل کر اور جب چاہے
اسیطرح اپنی اصلی صورت پر آجانا یہی زنبیل کا معجزہ ہے اور سوا اسکے جسکی زبان میں چاہیگا بولیگا اور ہر ایک کی زبان سمجھیگا نام
میرا آدم ہے خواجہ عمرو یہ ارشاد حضرت آدم سنکے اور دیو جامہ اسی عالم غفلت میں لیکے آداب بجا لائے اور سر واسطے قدمبوسی کے
جھکایا پھر حضرت دانیال و حضرت اسحاق اور حضرت داؤد علیہ السلام نے نذر کردہ کر کے ہتھکڑی ہتھوڑا اور جام اور ہیا تاپہ سقر لاطی اور
آئینہ فولاد زرنفتی اور تازیانہ اور گوپھن عیاری اور چار میخیں آہنی اور نی وغیرہ اشیا مرحمت فرمائے ان اشیا کے اوصاف آگے واسطے
میں بیان کیے جائینگے بعد اسکے حضرت صالح پیغمبر نے خواجہ عمرو کو نظر کردہ کر کے پشت پر عمرو کی ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ آپکو کوئی مثل
تیرے نہ رفتار ہوگا اور نہ کوئی دوڑنے میں تجھ سے مقابلہ کرسکیگا اور اب تو دوڑنے میں نہ تھکیگا حضرت صالح یہ فرمارہے تھے کہ حضرت
داؤد نے لعاب دہن اپنا گلوے عمرو پر لگا کر فرمایا کہ اے عمرو اب تیرے مثل دنیا میں کوئی شخص خوش آواز نہوگا اصل خواجہ
عمرو دو پیغمبروں کے تو نظر کردہ ہو چکے تھے اب پانچ پیغمبروں کے نظر کردہ ہوئے جب اشیائے مرقومہ پیغمبران معصوم سے
فیضیاب ہو چکیں خواجہ عمرو ہوشیار ہوئے آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو جملہ چیزیں پاس رکھی ہیں خواجہ ان اشیا کو دیکھکر خوش
و خرم ہوئے اور دیو جامہ پہنکا اور جملہ اشیا زنبیل میں رکھکر پہاڑ سے اترے اور خدمت حضرت سام میں آئے اور اشیائے مذکور کو
دکھاکر تمام حال بیان کیا حضرت سام نے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور حمزہ صاحبقران کو یہاں بھیجدو تاکہ انکے مقدر میں جو کچھ ہے وہ
انکو بھی ملے خواجہ عمرو حضرت سام سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اثنائے راہ میں امتحاناً زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہنے لگے کہ یا
دادا آدم صفی اللہ اسوقت میں زیادہ طویل القامت ہو جاؤں اور رنگ میرا قبہ سے بھی زیادہ سیاہ ہو جائے اور
جبتک میں کوتاہی قامت کی درخواست نہ کروں قد میرا کم نہ ہو اور صورت اصلی ظاہر نہو خواجہ عمرو ابھی یہ کہہ رہے
تھے کہ دفعتہً قد بڑھ گیا خواجہ نے آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھی رنگ بھی چہرے کا نہایت ہی سیاہ سیاہ ایسا مہیب

عجب ایک نے نواز آیا ہے کہ غلاموں نے کبھی کسی کو ایسی نے بجاتے اور گاتے نہیں دیکھا اور نہ سنا اسکی نے بجانے اور گانے سے
دل بیچین ہو جاتا ہے اور یہی دل چاہتا ہے کہ ہر دم اسکی آواز سنا کریں حضرت صاحبقران نے فرمایا جلد اُس نے نواز کو ہمارے
روبرو لے آؤ بموجب حکم سواران لشکر گئے اور نے نواز مذکور سے کہنے لگے کہ چل تیری تقدیر نے یاوری کی حضرت صاحبقران نے
تجھکو بلایا ہے اگر تیرے بجانے سے خوش ہونگے تو بہت کچھ تجھکو انعام دینگے تو مالا مال ہو جائیگا یہ پریشانی اور مصیبت دور ہو جائیگی
نے نواز مذکور تقریر ان سواروں کی سنکے زمین سے اٹھا اور ہمراہ سواروں کے خدمت حضرت صاحبقران میں حاضر ہوا اور آداب بجا لایا
امیر با توقیر صورت عجیب نے نواز کی دیکھکر خیال کرنے لگے کہ اس نے نواز کی عجب شکل ہے کہ آجتک ایسی شکل کا کوئی آدمی نہیں
دیکھا علاوہ درازی قامت کے اسقدر کالا ہے کہ زنگیوں سے بھی اسکا رنگ بہت بڑھا ہوا ہے واللہ اسکی صورت سے وحشت ہوتی ہے
اگر کوئی اس نے نواز کو ہنگام شب دیکھے تو عجب نہیں کہ خوف سے فوراً زمین پر گر پڑے اور تڑپ کے مر جائے حضرت صاحبقران نے
فرمایا اے نے نواز ہم نے تیری نے بجانے اور گانے کی اپنے لشکر کے سواروں سے تعریف سنی ہے پس ہمارے سامنے بیٹھکر نے بجا اور
کوئی غزل عاشقانہ گا نے نواز بموجب حکم حضرت صاحبقران بیٹھ گیا اور نے بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

نہ تھا حباب کی حاجت نہیں فکر کرتے ہیں
ارے تجھے بلندی کے جھوٹے نہ خنجر سے ہمیں
نالہ دل ہی نہیں درد جگر بھی کس لیے
آزماتا ہے کسی بیرحم کا خنجر ہمیں
آسمان نے خاک میں آخر ملایا لے کفن
ساتھ پھرتا ہے سبب سے آبلہ سر پر ہمیں
گر یہی کاہش رہی تم فکر کر دیکھنا

تحسین بہت سے رہی ہے آپ چشم تر ہمیں
بیخودی میں ہوش باقی کی قسم اچھی نہیں
رشتہ ہے عمر دوروزہ آپ سے باہر ہمیں
چاک سینہ خستہ تن بیتاب دل افسردہ روح
جان بھی لیکر نہ دی دو ہاتھ بھی چادر ہمیں
اٹھکے کس عمر درخشاں سے بلینگے صبح کو
تیر سے تنکوار ہیگا طعنے تن لاغر ہمیں

ہاتھ آئی سوار دو راحت نہ ملی جوش نگاہ
اور کوئی جام بھر سے ساقی کوثر ہمیں
تیرے ہمارے بخت جاگی تو دیتا غفلت ہمیں
خوش بہت ہوگی زمین آخر میں لیکر ہمیں
برہنہ پائی ادا کرتی ہے بستر بھر ہمیں
مثل شبنم عادت پروانہ ہے بے پر ہمیں

جب یہ غزل تمام نے نواز سے صاحبقران
نے سنی نہایت خوش ہوکے پوچھا اے نے نواز تیرا نام کیا ہے اور تو کس ملک کا رہنے والا ہے نے نواز نے عرض کیا خداوند نعمت سب
مجھکو محمود سیاہ تن کہتے ہیں باشندہ ہندوستان کا ہوں فرمانروائے ہندوستان اکثر مجھکو اپنی بزم میں بلواتا ہے اور میرا گانا
سنتا ہے اور انعام دیتا ہے لیکن باوجود بادشاہ ہونے کے انعام ایسا نہیں دیتا کہ مستغنی ہو جاؤں وسیلہ میرا اور رئیسوں کے دربار میں
جاؤں خدا حضور کو سلامت رکھے مجھکو امید ہے کہ حضور خسرو ہندوستان سے زیادہ انعام دینگے کیونکہ حضور قدردان ہیں اور عالی
ہمت ہیں حضرت صاحبقران نے یہ تقریر سنکے قارن بخت سے فرمایا کہ اس نے نواز کو اپنے ہمراہ ہمارے خزانہ میں لیجاؤ اور اسکو
کہو جسقدر زر سرخ و سفید تجھ سے اٹھ سکے لیلے قارن بخت بموجب ارشاد حضرت صاحبقران محمود سیاہ تن کو خزانہ
میں لیگیا اور کہا جسقدر زر سرخ و سفید تجھ سے اٹھ سکے اس خزانے سے لیجا محمود سیاہ تن نے حضرت صاحبقران اور
قارن بخت کو دعائیں دیکر جال زمین پر بچھایا اور جملہ صندوق زر سرخ و سفید کے خزانے سے اٹھا اٹھا کر بیچ جال کے
رکھے قارن بخت نے کہا اے محمود سیاہ تن تم نے تو تمام خزانے کے صندوق اٹھا کے لیجانے کا قصد کیا اگر تم سے یہ سب
صندوق زر سرخ و سفید کے اٹھائے نہ جاسکینگے اور تم ان سب صندوقوں کو اس جال میں باندھکر نہ لیجا سکوگے بیکار اسقدر محنت
کرتے ہو پس بموجب حکم حضرت صاحبقران جسقدر زر سرخ و سفید اٹھ سکے لیلو اور اپنے گھر چلے جاؤ اور سب صندوقوں کو اٹھا کے
خزانے میں رکھدو زیادہ لالچ نہ کرو محمود سیاہ تن نے کہا میں اتنا ہی لیجاؤنگا جتنی مقدار مجھ سے اٹھ سکیگا آپ جائیے اور دیکھا
کیجیے قبل از وقوع واقعہ خفا نہ ہو جیے اگر مجھ سے یہ سب صندوق نہ اٹھ سکینگے تو میں نہ لیجاؤنگا یہیں چھوڑ جاؤنگا قارن بخت
نے خیال کیا کہ شاید محمود سیاہ تن دیوانہ ہے یہ خیال کرکے قارن بخت دیکھنے لگا محمود سیاہ تن نے کل

جس وقت خزانے کے زیر و بالا جال میں رکھے پھر جال کو اٹھا کے بسہولت اپنے دوش پر رکھا اور راہ جانے کا لیا قارن بخت نے
یہ حال دیکھ کے نہایت متحیر ہوا اور محمود سیاہ تن کو روک کے کہا ای محمود سیاہ تن ذرا ٹھہر جب تک ہم آئیں تم یہاں
سے نہ جانا یہ کہا اور لشکر کے سواروں کو واسطے روکنے محمود سیاہ تن کے متعین کیا بیتابانہ حمزہ صاحبقران کے پاس
آیا اور کہنے لگا ای امیر بانوقیر محمود سیاہ تن تو تمام خزانہ اپنے دوش پر اٹھا کر لیے جاتا ہی نہیں معلوم محمود سیاہ تن
آدمی ہی یا دیو ہی کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہی مجھکو نہایت حیرت ہی میں نے ابھی اسکو جانے نہیں دیا ہی حکم ہو تو اسکو تمام خزانہ لیجانے دوں
ورنہ اس سے چھین لوں ورنہ لیجانے دوں جب یہ گفتگو قارن بخت کی حمزہ صاحبقران نے سنی خیال کیا کہ یہ
کام سوائے خواجہ عمرو کے اور کسی کا نہیں ہی لہٰذا معلوم ہوتا ہی کہ اب تو اپنے قد کا بڑھانا بھی کہیں سیکھ کے آیا ہی
کوئی نسخہ اسکو ایسی دستیاب ہوئی ہی کہ جسکی وجہ سے قد بلند ہو جاتا ہی اور ایسی صورت مہیب ہو جاتی ہی یہ خیال کرتے
حمزہ صاحبقران بارگاہ سے خزانے میں تشریف لیگئے اور محمود سیاہ تن کی طرف دیکھ کر کہنے لگے واہ بھائی کیا صورت
تبدیل کرکے آئے ہو ہم پہچان گئے خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی سنکے ہنسنے لگے اور تمام سامان چال سے
نکال نکال کے جہاں رکھے تھے پھر رکھ دیا اور زنبیل پر ہاتھ رکھ کے کہنے لگے کہ ای دادا آدم اب میری صورت جیسی تھی
ویسی ہی ہو جائے فی الفور شکل خواجہ کی جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی قارن بخت اور جملہ سردار اور لشکر کے سوار یہ
کیفیت دیکھ کے نہایت متحیر ہوئے حمزہ صاحبقران نے پوچھا ای خواجہ عمرو تم واسطے زیارت کے گئے تھے حضرت آدم
علیہ السلام سے کیا کہا انھوں نے خواجہ عمرو نے سب چیزیں کہ جو سرانذیب پہاڑ پر پیغمبروں سے پائیں تھیں وہ سب حمزہ
صاحبقران کو دکھائیں اور ہر ایک چیز کا اوصاف بیان کیا اور عرض کیا کہ آپکو حضرت سام بن نوح نے بلایا ہی یقین ہی
کہ آپکو بھی میری طرح جیسے کوہ سرانذیب پہاڑ پر پیغمبروں سے کچھ ملیگا آپکا وہاں تشریف لیجانا بہتر اور مناسب ہی حمزہ صاحبقران
یہ گفتگو سنکے مع اپنے سرداروں کے خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر بارگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی جانب روانہ ہوئے
لشکر کو اسی مقام پر رہنے دیا اثنائے راہ میں حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ ایک میدان نہایت ہی پرفضا ہی سنبل
سفید اور گلاب اس میدان کی زمین میں کسی نے بکثرت لگایا ہی اور زمین کو ہموار کیا ہی اس میدان میں چمن مہندی کا ہی ہزارہا
گلہائے رنگارنگ کھلے ہیں خوشبو سے دماغ کو فرحت ہوتی ہی اسی میدان میں عمدہ نال سنگی گران وزن رکھے ہیں ہزارہا
مگدر اور گرز گرانبار رکھے ہیں لیزم اور بلم وغیرہ اسباب ورزش بھی موجود ہی چند آدمی ورزش گاہ کے نگہبان ہیں امیر بانوقیر نے
نگہبانان ورزش گاہ سے پوچھا کہ یہ ورزش گاہ کسکی ہی انھوں نے عرض کیا حضور ہندوستان لندھور بن سعدان کی
یہ ورزش گاہ ہی وہی یہاں کا فرمانروا ہی حمزہ صاحبقران نے ورزش گاہ کو دیکھکر خواجہ عمرو سے کہا میرا دل چاہتا ہی کہ میں
اس جگہ نال اور مگدر اٹھاؤں ان نگہبانوں کو اپنی قوت دکھاؤں خواجہ عمرو نے عرض کیا بسم اللہ چلیئے گرز اٹھائیے زور آزمائی
کیجئے خداوند عالم یہ ورزش گاہ آپکو ایسی مبارک کرے کہ لندھور کو زمین ورزش سے اٹھا کر اپنا مطیع کیجئے حمزہ صاحبقران
یہ گفتگو خواجہ کی سنکے اس میدان فرحت فزا میں آئے اور مرکب سے اتر کے نال اور مگدر اور گرز اٹھانے لگے ایک گرز
کو حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ نہایت ہی گرانبار ہی اٹھانا اسکا دشوار ہی حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ لندھور
پہلوان زبردست اور قوی بازو معلوم ہوتا ہی جو ایسے گرانبار نال اور گرز اور مگدر اٹھاتا ہی خداوند عالم مجھکو اسپر نصرت دے
اور ہنگام مقابلہ بابرو رکھے الحاصل حمزہ صاحبقران یہ خیال کرکے اور نال وغیرہ اٹھا کے مع اپنے سرداروں کے
وہاں سے آگے بڑھے اور بعد قطع راہ میلے میں پہونچے میلے کی سیر کی اور کیفیت دیکھتے ہوئے خدمت حضرت سام بن
نوح میں پہونچے سام نے اٹھ کے بہ خندہ پیشانی حمزہ صاحبقران سے معانقہ کیا اور بعد مزاج پرسی کے وہی گزرے کر

فرمایا کہ آپ ایسی جگہ سے وہ زمین ناپ کے کھودیے جو کچھ آپ کے مقدر میں ہوگا آپکو ملے گا جب حمزہ صاحبقران نے بموجب ارشاد سام کے جگہ سے ناپ کے وہ زمین کھودی ایک ایسا لعل خوشرنگ بیش بہا پایا کہ خواجہ عمرو نے جو لعل پایا تھا اس سے بدرجہا اچھا تھا حمزہ صاحبقران وہ لعل لیکر خدمت سام میں آئے اور وہ لعل دکھایا سام نے فرمایا یہ مال تمہارا ہے اسے آپ اپنے پاس رکھیے اور آپ کوہ پر واسطے زیارت کے تشریف لیجائیے مدام خداوند کریم آپکا معین و مددگار رہے جبتک اس زیارت سے اعانت نہوگی خسرو ہندوستان پر فتح نہ پائیےگا حمزہ صاحبقران یہ سنکے کوہ پر تشریف لیگئے اسی جا اللہ میں جاکر دیکھا عجب شاداب گلشن ہے نرگس و یاسمن تختہ تختہ ہے گل و سنبل چمن چمن ہے اشجار میوہ دار بار اثمار سے جھکے ہیں بلبلیں نغمہ سرا ہیں ابیات ہر رنگ کے گل جو ہیں نمودار + گلشن کی زمیں ہے صحن گلزار + ہیں پھول بھی کھل کھل بھی کیسے کیسے + شاید کہ بہشت میں ہوں ایسے + حمزہ صاحبقران نے سیر گلشن کرکے حضرت آدم علیہ السلام کی قدمگاہ کی زیارت کی اور بعد فاتحہ خوانی کے اسی جگہ نماز پڑھکے اسطرح مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرنے لگے مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات

الہی من سگ دنیائے دوں ہم — ہوا و حرص باشد جوش خو ہم
تمیز انم کدامی مصلحت بود — کہ این نابودہ را فرمودہ بود
نہ گشتم فرش راہت ہیچگاہے — جبین کردم نہ وقف سجدہ گاہے
بمن در ساعتے ابلیس مکار — فرستد تحفۂ لاحول صد بار
نہ یاد آمد ز ہول روز محشر — نہ اندیشہ ز دوزخ شعلہ پرور
گہے من خوش بجوش بادۂ ناب — گہے مست خمار نشۂ خواب
گہے پامال حور نازنینان — گہے خاک گذرگاہ حسینان
بسویت مائل پرواز گردان — برنگ شعلہ بالا تاز گردان
نیاساید دمے پاسے دویدن — رہا از سایۂ من آرمیدن
نہ گردم گرد کوئے خوبرویان — بتا زارم نہ با ناز نکویان
دران وادی کہ محشر نام دارد — کہ ہم اندوہ و ہم آرام دارد
ز نیک و بد مکن از من سوالے — من بیدل ندانم قیل و قالے
بہ رضوان از کرم ارشاد فرما — کہ این کس را سر در جنت ما

سراپا اندرین عالم فسونم — چو عمرش در بکار دیو لم
اگر بہر عبادت آفریدی — بخود انصاف کن از من چہ دیدی
ہمہ ناکردنی کردار من شد — ہمہ ناگفتنی گفتار من شد
نہ من آنم کہ اکثر عہد بستم — بیک پیمانہ صد پیمان شکستم
گہے شغل دہان بت خموشم — گہے با نالہ ہاے گرم جوشم
گہے دل دادۂ انداز ساقی — گہے محو خرام ناز ساقی
پریشانم برنگ برگ کاہے — ز رحمت کبریا یا با نگاہے
کشش را خضر راہ مدعا کن — چو آہ بیکسان ما را رسا کن
ز حسن پری جبینان مجازی — عطا کن بہرہ ام زان بے نیازی
بسوز د سوز عشقت شست تا کم — برنگ شمع سازد شعلہ پا کم
بکن رسوا بفعل ناصوابم — بیفگن از نظر روز حسابم
ز افعالے کہ کردم شرمسارم — بحال گفتگو تا دارم

جب اسطرح مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات بصد نالہ و فغان حمزہ صاحبقران نے کی دریاے رحمت الہی جوش میں آیا اور اسیوقت ارواح انبیا کو حکم ہوا کہ جلد جاؤ اور ہمارے بندہ برگزیدہ کو جو اشیا کہ واسطے اسکے مفید ہیں دے آؤ ادھر حمزہ صاحبقران پر بعد مناجات غفلت طاری ہوئی ادھر بحکم پروردگار ارواح انبیا علیہم السلام کا نزول ہوا حمزہ صاحبقران نے عالم غفلت میں دیکھا کہ ایک تخت پر چند بزرگ روح فلک سے تشریف لائے ہیں اور میری بالین تشریف رکھتے ہیں ہر چند کہ سب بزرگوں کے چہرہ ہاے انور پر نقاب تھے لیکن اسقدر انکے چہرونسے نور ساطع ہے کہ زمین سے تا بفلک تمام نور ہے انمیں سے اول ایک بزرگ نے نام امیر با توقیر کا لیکر سلام کیا اور دعاے برکت و فتح و ظفر دیکے فرمایا کہ اے حمزہ یہ بازو بند لو اور اپنے بازو پر باندھلو کبھی کوئی حریف تم پر غالب نہوگا اور کسی نوع بازو سے تم مغلوب نہوگے اگر کسی حریف کا قد ہزار گز بھی بلند ہوگا تو بھی اس بازو بند کی برکت سے تمھاری تلوار اسکے سر پر پڑیگی اور وہ مغلوب ہوگا کوئی دلیر اور بہادر تم پر غالب نہ ہوگا اے حمزہ جب جنگ پر پہلے چوب نہ لگانا پیشدستی کبھی حریف پر نہ کرنا جبتک حریف دو تین حربہ نہ کرلے اسوقت تک تم حربہ نہ کرنا پہلے تیغ و نیزہ و تبر وغیرہ سے

اُسے قتل نہ کرنا نیک طینتی سے رہنا جو امان مانگے اُسے امان دینا جو بھاگے اُسکا تعاقب اکثر نہ کرنا اور کسی شکستہ خاطر کے شیشۂ دل کو سنگ ظلم سے نہ توڑنا سائل سے منھ کو نہ موڑنا غرور کبھی نہ کرنا ناتوانون و رعیت کو اذیت اور تکلیف نہ دینا اپنے تئین ہمیشہ خاکسار و ذرۂ بیمقدار تصور کرنا شعر خویش را خاک رہ بے سازی و بر باد روی ٭ بہ از آنست کہ بر تخت روان شاد روی ٭ اور اے فرزند کبھی نعرہ بے ضرورت نہ کرنا تمھارے نعرہ کی آواز قریب پونسٹھ کوس کے جائیگی تمھارے نعرہ کی آواز سننے والون کے دلون مین ہول ڈال دیگی اے حمزہ تم الطاف و افضال خدا سے بلیات کفر کا قصہ دہر سے مثل حرف غلط کے حک کروگے اور الف سلام کا نعرہ بلند کروگے یہ نصیحت فرما کے بزرگ موصوف نے کہ نام اُنکا آدم اور خطاب اُنکا صفی اللہ تھا حمزہ صاحبقران کو نظر گردہ کر کے سینے سے لگایا پھر حضرت اسحاق اور حضرت داؤد وغیرہ پیغمبرون نے حمزہ صاحبقران کو نظر گردہ کیا اور زرہ اور بکتر اور چار آئینہ اور خود اور دستانے اور ساق رانون کے اور گھوڑے پاؤن کے اور ہتیار امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کو دیے اور شفقت بیحد فرما کر سب بزرگ حمزہ صاحبقران کی نظر سے غائب ہوئے حمزہ صاحبقران ہوشیار ہوئے اور غفلت دور ہوئی آنکھیں کھولین اُس مقام مناجات کو خوشبو سے معطر پایا اور اشیاے مذکورہ کو اپنے پہلو مین رکھا ہوا دیکھا حمزہ صاحبقران شکر خداوند عالم کا کرکے اور وہ تمامی اشیا وہان سے اٹھا کے چلے اور کوہ سے اترکے سام بن نوح کے پاس آئے اور جو چیزین پیغمبرون سے کوہ پر ملی تھین سام کو دکھائین سام نے جملہ اشیا دیکھکر فرمایا کہ حمزہ صاحبقران آپکو یہ اشیا مبارک ہوون اور خداوند عالم ہمیشہ آپکو اعدا پر مظفر و منصور کرے الحمد للہ آپ یہان تشریف لائے اور یہ اشیا آپکو ملین مین آپ کا منتظر تھا اور آپکی ملاقات کا شائق تھا اور اسی واسطے یہان بیٹھا تھا کہ آپکو اس کوہ پر جانے کیواسطے کہون اب میری زندگی تمام ہو چلی ہے تو خدا حافظ و ناصر مین جانب ملک عدم جاتا ہون آپسے یہ وصیت کیے جاتا ہون کہ آپ تکلیف فرما کر تجہیز و تکفین میری اپنے ہاتھ سے کیجیے گا یہ کہکر سام نے حصیر پر لیٹ کے پاؤن پھیلا دیے ہاتھ دنیا سے کھینچ لیے اور کلمہ خیر زبان پر جاری کیا اور فی الفور انتقال کیا حمزہ صاحبقران نے بصد اشکباری و افسوس سام کو دفن کیا اور بعد دفن سام کے ورزش گاہ لندھور پر پہونچ کے گھوڑے سے اُترے اور اُس گرز کو جو نہایت ہی گرانبار تھا جسکا اٹھانا دشوار تھا اور وزن اُسکا ایکہزار سات سو من کا تھا بسم اللہ کہکے مانند گل کے اٹھا لیا ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ مین رکھدیا جملہ سرداران اور خواجہ عمرو نے صاحبقران کے زور کی تعریف کی حمزہ صاحبقران گرز کو اٹھا کر اور گوشہ مین رکھکر بصد خوشی و خرمی گھوڑے پر سوار ہوئے اور مع عمرو اور دیگر سرداران کے داخل لشکر ہوئے نگہبانان ورزش گاہ نے حمزہ صاحبقران کے گرز اٹھانے کا حال لندھور سے جا کر بیان کیا لندھور متحیر ہو کر ورزش گاہ مین آیا اور گرز کو دوسری جگہ رکھا دیکھکر خیال کرنے لگا کہ نگہبانان ورزش گاہ سچ کہتے تھے اب اس سرزمین پر مجھ سا صاحب قوت کوئی شخص آیا ہے یہ خیال کرکے لندھور نگہبانان ورزش گاہ سے پوچھنے لگا تم کو معلوم ہے کہ جس شخص نے میرے گرز کو اٹھایا ہے اُس کا نام کیا ہے نگہبانون نے عرض کیا اے بادشاہ ہم کو اُس کا نام نہین معلوم ہے لندھور نے کہا کہ اب اگر وہ شخص یہان آئے تو ہم کو اطلاع دینا یا اُس کو ہمارے روبرو لے آنا نگہبانون نے عرض کیا اے بادشاہ اگر اب وہ شخص یہان آئیگا تو ضرور ہم سب حضور کو اطلاع دینگے لندھور نگہبانون کی یہ تقریر سنکے اپنی تخت گاہ کی طرف چلا گیا

داستان آگاہ ہونا لندھور بن سعدان کا لشکر کشی امیر پالوقیہ سے اور جانا خواجہ عمرو کا دربار لندھور مین اور عیاری کرنا

مخبران صدق شعار و ناقلان دانا و عیار اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب حمزہ صاحبقران کوہ سراندیپ سے اشیاے

عطیہ مستعجران لیا پردا خل لشکر ظفر اثر ہوئے اور وہان سے کوچ کرکے اور آگے میدان وسیع و فرحت افزا مین مقیم ہوکے اخبار نویسون نے حال حشمت صاحبقران کے آنے کا لکھا اور جواسیس نے بھی بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان کے روبرو حاضر ہوکر دعا و ثنا شاہی بجالاکر عرض کیا نظم

تیرا سکو تو یقین کہ درندہ گزند سے
چھپتے کو شیر ڈھونڈھتے ہین خانۂ شغال

باد بہار روے خزان پر طمانچہ زن
یہ خوف تیرے عدل سے دلمین پایا ہی ڈال
زرد ہوے ہین سہم کے یا تنک ضعیف و خشک

گلشن مین تیرے عدل سے ہر برگ ہی نہال
آہو کی دشت مین جو سنی ہی صدا سے پا
اٹھتے ہین اس سے مور کے تھرتھرین صدا خلال

ای بادشاہ عالیجاہ فلک پناہ حمزۂ صاحبقران پسر خواندۂ نوشیروان با سپاہ گران بصد شوکت و شان بحکم نوشیروان بطلب خراج و بقصد وغا آرہے ہین اور عملداری حضور مین داخل ہوگئے ہین باقی خیریت ہی جاسوس کہکر چلے گئے لندھور بن سعدان حال آنے حمزۂ صاحبقران کا سنکے متبسم ہوا اور وزرا امرا کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اگر حمزۂ صاحبقران با فوج گران آگئے ہین تو کیا اندیشہ ہی جب وہ بحکم نوشیروان طالب خراج ہونگے تو جو مناسب ہوگا انکو جواب معقول دیا جائیگا بالفعل اُسنے مقابلہ کی کوئی ضرورت نہین لندھور تو دربار مین تخت سلطنت پر بیٹھا ہوا ہی امرا و وزرا اسیطرح گفتگو کررہا ہی امرا و وزرا عرض کررہے ہین نوشیروان کی کیا مجال ہی کہ حضور سے خراج لے اور حمزۂ صاحبقران آپ سے مقابلہ کرسکین جب لندھور امرا و وزرا کی گفتگو سُن چکا حکم کیا کہ ارباب نشاط حاضر ہون بمجرد حکم ارباب نشاط حاضر ہوکے روبروے لندھور رقص و نغمہ کرنے لگے لندھور نازنینان خوش جمال اور مغنیان عدیم المثال کا گانا سننے لگا اہل دربار بھی گانا سننے لگے یہان تو لندھور گانا سُن رہا ہی لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ خواجہ کچھ سوچ کے بے اطلاع حمزۂ صاحبقران لشکر سے نکل کے ایکطرف چلے گئے یہان دردولت لندھور پر جو دربان بیٹھے تھے انھون نے دیکھا کہ ایک شخص ایوان شاہی کو دیکھ دیکھکے تعریف کرتا ہی اور قصد اندر جانے کا رکھتا ہی دربانون نے برہم ہوکے کہا ای شخص تو کون ہی کیون یہان کھڑا ہی کسواسطے آیا ہی کیون دربار شاہ مین قصد جانے کا کرتا ہی یہ دولتسراے خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کی ہی یہان غیر کے گھسنے کا حکم نہین پس تو یہان سے چلا جا خواجہ عمرو نے دربانون سے کہا بھائیو مین ذی نواز ہون راہ دور و دراز سے بادشاہ قدردان لندھور بن سعدان کا نام سنکے آیا ہون نہایت محتاج ہون چاہتا ہون کہ دربار شاہ مین جاؤن ذی نوازی کرون اپنا کمال دکھاؤن خلعت و انعام پاؤن اگر تم میری خبر شاہ سے کردو تو مجھ پر تمھارا بڑا احسان ہوگا جو مجھکو انعام ملیگا اسمین کچھ نہ کچھ مین تم کو بھی دونگا چند دربانون نے ذی نواز ناد لور کی تقریر سنکے اور نہایت تند ہوکر کہا کہ ای ذی نواز یہان سے چلا جا ورنہ تو ذلیل ہوگا تو ہم تجکو کیا دیگا اور تو کیا ذی بجائیگا تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ تو دربار بادشاہ مین جاکر ذی بجائیگا جب وہ دربان ذی نواز پر غضبناک ہوئے اُسوقت دو ایک رحم دل دربانون نے اُن دربانون سے کہا اسقدر غریب پر خفا ہوتے ہو تمھارا کیا ہرج ہی شاہ سے اس بیچارے کے حاضر ہونے کی خبر کرادو انسان کو لازم ہی جہانتک ہوسکے نیکی کرے اور حتی الامکان کسیسے بدی نہ کرے پس اگر اس بیچارے کو ذی نوازی مین کچھ انعام ملجائیگا تم کو دعائین دیگا اُن دربانون نے جواب دیا اگر تم کو اس شخص پر رحم آتا ہی تو تمھین آنے کی اطلاع شاہ سے کرو ہم کو نصیحت نہ کرو دربان رحم دل یہ تقریر سنکے اُٹھے اور عرض بیگیون سے جاکر کہنے لگے کہ اس وقت ایک ذی نواز راہ دور و دراز سے دردولت شاہی پر دارد ہوا ہی چاہتا ہی کہ دربار شاہ مین جاکر ذی نوازی کرون کمال اپنا دکھاؤن خلعت و انعام پاؤن پس تم شاہ فلک بارگاہ سے ذی نواز ناد لور کے حاضر ہونے کی اطلاع کردو ایک عرض بیگی نے روبروے لندھور جاکر بعد بجالانے دعا و ثناے شاہی کے استراح عرض کیا کہ ای شاہ کشور ہندوستان اسوقت دردولت حضور پر ایک ذی نواز راہ دور و دراز سے حاضر ہوا ہی امیدوار باریابی ہی اگر حکم ہو تو حاضر ہو خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان نے حکم دیا کہ اُس ذی نواز کو حضور مین لے آؤ عرض بیگی نے دربانون سے کہا ذی نواز کو جلد بھیجدو شاہ ذی جاہ بلاتے ہین

درباریون نے ذی نواز کو دربار مین جانے کی اجازت دی جب ذی نواز دربار شاہ عالیجاہ لندھور بن سعدان مین پہونچا دیکھا اُسنے کہ لندھور بصد شان و شوکت لباس شاہی پہنے ہوئے اور تاج شہریاری سر پر رکھے ہوئے تخت طاؤسی بیٹھا ہے چار طاؤس زمرد کے تخت کے چارون کونون پر ہین آنکھین اُنکی یاقوت احمر کی رعب و شجاعت چہرہ لندھور سے ظاہر ہے دیدار ہے وزرا حاضر ہین امرا و رؤسا حکما و ندما پہلوانان نامدار و سرداران مشہور شعار یمین و یسار علی قدر مراتب اکرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین دربار بخوبی آراستہ ہے ارباب نشاط گا رہے ہین ذی نواز دربار پر نظر کرکے متحیر ہوا پھر ذی نواز نے موافق قاعدے کے لندھور کو مجرا کیا لندھور نے ذی نواز کے سراپا پر نظر کی متعجب ہوا کیونکہ لندھور نے مثل ذی نواز کی شکل کے کبھی اور کوئی صورت ایسی نہین دیکھی تھی آخر لندھور نے ذی نواز سے پوچھا تیرا کیا نام ہے اور تو رہنے والا کہان کا ہے ذی نواز نے دعا و ثنائے شاہی بجا لاکر عرض کیا نظم

ای خدا اجبتک پریشان حال ہین اہل سخن	ای خدا اجبتک عروس نظم ہے خاطر فریب	خود ستائی ای خدا اجبتک ہے رسم شاعران
شوکت و اقبال جاہ و دولت نام و نشان	اہل معنی ای خدا جبتک ہین کلمہ خوان	شمش جہت مین غیب سے سلطان کو حاصل رہے

ہے بادشاہ عالیجاہ فلک بارگاہ رستم صولت غیرت اسفندیار و بیژن میرا نام بابا سے زرد برد ہے مولد میرا صفاہان ہے دربار نوشیروان مین گیا تھا چند مین نے اپنا کمال ظاہر کیا اور نے بجا کر گا یا لیکن نوشیروان نے کچھ قدر میری نہ کی جب حمزہ صاحبقران لشکر لیکر اسطرف روانہ ہوئے مین اُنکے ساتھ روانہ ہوا حمزہ صاحبقران نے کچھ بہرے گانے کو سنا میری حرص خواہش کے موافق نہ دیا مین نام نامی حضور کا سنکے حاضر ہوا ہون امید ہے کہ دامن حرص میرا اشرفی و جواہر سے بھر جائیگا کیونکہ جیسی سخاوت و شجاعت مین حضور کی کسی تھی اسوقت بچشم خود مشاہدہ کی جو حضور بزور سے شجاعت آشکار ہے اور ابر دست حضور فیض گنجور گہربار ہے مجال نہین ہے کہ حضور کی سخاوت و شجاعت کی مفصل تعریف کرسکون لیکن مختصر بیان کرتا ہون

دیکھکر دست سخاوت کہتی ہے حاتم کی روح	تیرے احسان و سخاوجود عالمگیر سے	ہر گدا بے بینوا ہے مثل قارون مالدار
اور بیدا ہے ترقی اسفر مین ہر دم ہزار	ہمت والا کے صدقے جود و احسان کے نثار	ہو اگر سو مرتبہ صبح ازل شام ابد
آب گوہر نے دم بخشش ہے دکھلایا کمال	صفحہ کونین پر لکھین کراما کاتبین	ہو نہ کوبھی اک عطائے میم لحظہ کا شمار
اک نگاہ مہر کا خورشید ہے امیدوار	کشتی دردیش طوفانی ہوئی انجام کار	ہر سحر بالائے قصر آسمان میری طرح
وقت جنگ تیغ دو پیکر سے وہ پیدا فرق ہے	گر سنا افسانہ جرأت تو فرط خوف سے	نبض بسمل کیطرح تڑپے رگ اسفندیار
رکھتی تھی ساران شادی مرگ تیغ آبدار	ہو رکھی سنکر روح و تن مین باہم ہمکنار	خندہ زخم دل دشمن سے ہوتا ہے عیان
	ہفت خوان قصہ بازیچہ گاہ کودکان	رستم جنگ آزما ہے اک طفل نو سوار

لندھور بن سعدان نے از حد خوش ہوکر جملہ ارباب نشاط سے بالادست ذی نواز نادر کو بیٹھنے کا ارشاد کیا ذی نواز تسلیم کرکے سب ارباب نشاط جو بالادست بیٹھا اُسوقت جتنے گویے دربار مین حاضر تھے ذی نواز کے آگے بڑھکے بیٹھنے پر از حد ناخوش ہوئے اور باہم آہستہ کہنے لگے اُس ذی نواز مین ایسا کیا کمال ہے کہ بادشاہ نے اسکو ہم پر ترجیح دی اور ہم سے بہتر تصور کیا ہم وہ ہین کہ فن موسیقی مین ہمارا مثل و نظیر نہین ہے اگر زہرہ مطربہ فلک ہمارا گانا سُن لے تو متحیر ہوکے شرمندہ ہو اور میان تانسین بھی اگر ہمارا نغمہ سُن لین تو سب تانین لگانا بھول جائین ہمارے آگے نغمہ بھول نہ سکین اور ہم سے مقابلہ کرنیکا دل مین خیال بھی نہ لائین ہم ایسی تال سم دکھائین اگر ہم بنگلہ گائین تو اہل بزم کو کیفیت صحرا کی نظر آجائے اور اگر ہم فصل خزان مین بہار گائین بلبل سے گلشن کا لطف اُٹھائین اگر بھیرو مین بالحان داؤدی کوئی ٹھمری یا غزل گائین مرغان سحر بے ہوش و مدہوش ہوکے پرواز سے باز رہین اور آشیانون سے نکل نکل کے بیخود و بیقرار ہوکے ہمارے پاس بیٹھین اور

زار کے دام ترانہ میں اسیر ہو جائیں جب یہ گفتگو ارباب نشاط ندکو سے لندھور نے سنی اور اسکے چہرہ پر آثار ملال آگئے لندھور نے ارباب نشاط سے مخاطب ہوکے کہا کہ اول تو یہ ذی نواز مسلمان ہے میرا نام سنکے راہ دور دراز سے بہ ارادہ حمزہ صاحبقران میرے ملک میں آیا ہے دوسرے یہ ذی نواز سیاح ہے اور مرد فقیر ہے اس سبب سے مجکو ضرور ہے کہ میں اسکی عزت اور قدردانی بطرز شایستہ کروں اور اسکی خاطر شکنی نہ کروں اگر اسکی عزت افزائی نہ کرونگا تو جسطرح ابھی اسنے نوشیرواں اور حمزہ صاحبقران کی ناقدردانی کی اور ناالتفاتی کی مجھسے شکایت کی ہے اسی طرح کہیں یہ میری بھی ناقدردانی کی شکایت کریگا شہر شہر اور ملک ملک مجکو رسوا کریگا لندھور ارباب نشاط سے یہ باتیں کرکے ذی نواز سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ بابا رے زدو برد یہ عجیب نام تمھارا ہے مرکب دو لفظوں سے ہے ایک زدو اور دوسرے برد سے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تم زرد یا قزاق ہو کہ انسان کو قتل کرتے ہو اور مال و اسباب لیجاتے ہو ذی نواز نے بصد ادب عرض کیا کہ اے بادشاہ عالی فہم و ذی وقار اول تو یہ نام میرا والدین نے واسطے میری درازی زندگی کے رکھا ہے دوسرے نام میرا موافق ارشاد حضور کے مرکب دو لفظوں سے ہے ایک زدو اور دوسرے برد سے پس سمجھ لینا چاہیے کہ میں ایسی تان مارتا ہوں تانسین وغیرہ سے سبقت لیجاتا ہوں لندھور یہ لطیفہ ذی نواز سے سنکر بہت خوش ہوا اور ذی سننے کا مشتاق ہوکر ذی نواز سے نے بجانے کا اشارہ کیا اور کہا کوئی فارسی کی پہلے غزل گاؤ پھر جو تمھارا دل چاہیے گا تا ذی نواز یہ حکم لندھور ذی نکالکر اور دہن سے ملاکر بالحان داؤدی نے میں یہ غزل گانے لگا

غزل

اے ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدہ
جانے تو در چشمان کنم از من چرا رنجیدہ
من کی عاشق زار توام از جان فادار توام
دائم گنہ بخشیدہ از من چرا رنجیدہ
من عاشق دیوانہ ام آثار جہان افسانہ ام
گرد بلیرم دامنت از من چرا رنجیدہ
من سعدی دلخواہ تو ابروی تو چون ماہ تو

ای شمع شب افروز من از من چرا رنجیدہ
ای جان من جانان من سویم نگر سلطان من
تا زندہ ام یار توام از من چرا رنجیدہ
بنگر ز عشقت چون شدم سرگشتہ و مجنون شدم
تو شمع و من پروانہ ام از من چرا رنجیدہ
اے سرو خوش بالا من اے دلبر رعنائے من
من یار نیکو خواہ تو از من چرا رنجیدہ

یکشب ترا مہمان کنم تا جان و دل قربان کنم
یکشب بیا مہمان من از من چرا رنجیدہ
رنجیدہ رنجیدہ از من گناہے دیدہ
چون لالہ دل خون شدم از من چرا رنجیدہ
گر من بگیرم دامنت خونم تند بر گردنت
لعل لبت حلوائے من از من چرا رنجیدہ
جسوقت یہ غزل مندرجہ ذی نواز نے

بالحان داؤدی دربار میں گائی امرا اور رؤسا اور جملہ ارباب نشاط محو ہوگئے اہل بزم مستانہ وار جھومنے لگے ارباب نشاط جو دون کی لے رہے تھے ایک ایک انمیں سے ذی نواز کی تعریف کرنے لگا اور لندھور تو غزل سنکے اسقدر خوش اور مسرور ہوا کہ ذی نواز سے کہنے لگا کہ جو تم کہو وہ میں دیدوں ذی نواز نے کہا اے بادشاہ قدردان جو دل حضور کا چاہے عنایت کیجیے گا ابھی کیا میں کہیں چلا جاتا ہوں جبتک اچھی طرح مدعائے دل حاصل نہ کرونگا نہ جاؤنگا یہ کہکر ذی نواز نے جملہ اسباب و مال دربار پر نظر کی خصوصاً زمرد کے طاؤسوں کو دیکھا لندھور سے کہنے لگا خداوند نعمت ان طاؤسوں کو آپنے چھوڑ دیا ہے اگر کہیں یہ سانپ دیکھ لیں گے فوراً اڑ جائینگے سانپ کو مار کے کھا جائینگے پھر یقین ہے کہ یہ طاؤس ہاتھ نہ آئینگے صحرا کی طرف اڑ کے چلے جائینگے حضور کے تخت کی رونق جاتی رہیگی لہذا مناسب ہے کہ حضور ان جانوروں کے پر کاٹ دیجیے یا پر باندھ دیجیے اگر حکم ہو تو میں انکے پر اکھاڑ ڈالوں انکو اڑنے سے مجبور و ناچار کردوں لندھور یہ گفتگو ذی نواز کی سنکے بہت ہنسا اہل دربار بھی ذی نواز کی اس تقریر پر سنکر ہنسے لندھور نے بعد ہنسی کے ذی نواز سے کہا کہ اے بیوقوف یہ طاؤس جاندار نہیں ہیں جو اڑ جائینگے یہ زمرد کے طاؤس ہیں ذی نواز یہ گفتگو سنکے اور متحیر ہوکے بے اختیار ان طاؤسوں کے پروں پر ہاتھ پھیرنے لگا اور لندھور سے عرض کیا حضور یہ طاؤس نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں کسی صناع کاریگر کے ہاتھ کے بنائے ہوئے ہیں لیکن ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سانچے میں ڈھالے ہوئے ہیں رنگ بھی انکا خوب ہے لندھور اور امرا

وزرا یہ تقریر ذی نواز کی سنکے اور زیادہ ہنسے لنندھور نے وزرا کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ یہ شخص بیوقوف اور محتاج معلوم ہوتا ہی بزم رزم کو نہین پہچانتا اور حال رزم و بزم سے واقف نہین ہی اسوجہ سے طاؤس و سونگوٹی کے کھلونے کہتا ہی لنندھور نے وزرا سے گفتگو کرکے ذی نواز سے اشارہ کیا کہ ایک طاؤس لے لے ذی نواز نے عرض کیا ای بادشاہ عالیجاہ میری چار لڑکیان ہین جب پیدا ہوتا ہی تو یہان ایسے ہی طاؤس اور طوطے مینا ہاتھی گھوڑے بیل ہرن شیر وغیرہ کھلونے دو دو پیسے خرید کے لیجایا کرتا ہون لڑکیون کو کھلونے دیدیا کرتا ہون لڑکیان شہر مین کھلونے توڑ ڈالتی ہین حضور مجھکو ایک طاؤس دیتے ہین مین لیکے کیا کرون یہ کہکے ذی نواز نے پھر ذی کو اٹھا کر دہن سے ملایا اور یہ مخمس ذی مین گانا شروع کیا اور بیہوشی بجالائی و ہوشیاری ہر چہار طرف سے اڑانے لگا

مخمس

فراق یار مین دلکو نہایت بیقراری ہی | ہوئی جان شیرین ہی یہ تیری یادگاری ہی | نہ تم مجھسے عشق مین رہو کرت نا ماس

باقی جو بران ہی نکس رہی ہی سانس | شتابی جان آؤ تم تمھاری انتظاری ہی

فقط اس درد سے ہر دم مین آہ و نالہ کرتا ہون | نکلتا دم نہین ہی زندگی کو دن مین بھرتا ہون | تم بن پیارے شیام جی تڑپت ہون نرات

جیسے جل بن ماچھری تلپھ تلپھ جیہ جات | تمھارے عشق مین پیارے ہوئی یہ گت ہماری ہی

ستم اسکی ہماری پیار جو تم سے دلمین ہم ہارے | تمھارے دام الفت مین بہت کچھ دست و پا مارے | نہ تم پریت بڑھائے کے اب کو کم کین

نا کچھ دیکھو ہم کچھین نا کچھ دیکھو ہم کچھین | خطا تیری نہین پیارے بری قسمت ہماری ہی

اگر ہم جانتے ایسا ہرگز دل تجھے دیتے | محبت تجھسے جب کرتے قسم ہم پہلے لے لیتے | جیسی تم ہم سے کری کرے نہ کوو سنگ

سدھو آئے چھاتی پھٹے کانپے سگرو انگ | تمھارے ہجر کا دلمین ہمارے زخم کاری ہی

جو کچھ اب دل پہ گذرے ہی نہین تجھسے کہا جاتا | نہین اب داغ فرقت کا صنم تجھسے سہا جاتا | کوئی ڈھونڈ نگر سی کون ملاوے آئے

جو پردیسا کے من بسے آپ آسنے ملجائے | اسی کو مہر کہتے ہین یہی تو فضل باری ہی

صنم اب حال فرقت کو بیان کیجے تو کیا کیجے | نہانی راز دل اپنا عیان کیجے تو کیا کیجے | کوؤ ایسو ہی چتر جو پیو سے کہے سندیس

ہوئی ماری پھرون رٹ لگن تڑپھت کلیس | جگر مین وہ سوزان ہی نہایت بیقراری ہی

خدا کیواسطے صورت اب آؤ جلد تم آؤ | تم اپنا روے روشن اب شتابی ہم کو دکھلاؤ | تم بن ہمرو ناکھو جی ماتھو نہین دکھلات

ہم ہی نواب ناکھو ہین ناکھو تمھارے ہات | یہ تم پر جان قربان ہی تمھاری یادگاری ہی

جب یہ مخمس مرقوم ذی نواز گا چکا اہل دربار کیطرف دیکھنے لگا اکثر امرا و وزرا نے اپنی ہندی زبان کا مخمس سنکے زیادہ تر تعریف کی اور لنندھور نے بھی بدرجہ کمال خوش ہوکے اور ذی نواز کی تعریف کرکے کہا ای ذی نواز تو نے مجھکو بہت خوش کیا ہی اب مانگ کیا مانگتا ہی ذی نواز نے عرض کیا ای بادشاہ گیتی ستان ابھی کیا جلدی ہی مین اٹھا اچھی طرح لونگا حضور بھی یاد کرینگے کہ کوئی ذی نواز آیا تھا خوب ہی گایا مالامال ہوکر چلا گیا جو پایا سے زر و برو کے دل مین آیا وہی لیگیا یہ کہکے ذی نواز نے بغور اہل دربار کیطرف نظر کی عجب کیفیت اہل دربار کی دیکھی بعضے تو قلا ع بازیان کھا رہے ہین بعضے مستون کے مانند جھوم رہے ہین آنکھین سرخ ہین لب پر واہ واہ ہی ارباب نشاط بیٹھے ہوئے ہاتھ اپنے اٹھا اٹھا کے ناچ رہے ہین اکثر اودھے پڑے ہوئے ہین نازنینان خوبرو نے اپنے دوپٹے اور انگیا کرتیان وجد مین آکر اتار ڈالی ہین جو ہوشیار ہین وہ خیال کر رہے ہین کہ یہ لوگ جو بیہوش ہوئے ہین صدائے ذی سننے سے بیہوش ہوئے ہین اسوجہ سے وہ لوگ چپکے بیٹھے ہوئے ہین لنندھور کو ابھی اچھی طرح سے بیہوشی نے اپنا اثر نہین دکھایا ہی ذی نواز نے اپنے دل مین خیال کیا کہ جس طرف بیہوشی زیادہ اڑی ہی اُس طرف آدمی زیادہ بیہوش ہوئے ہین اور جسطرف بیہوشی کم اڑی ہی اُسطرف آدمی ابھی ہوشیار ہین یہ خیال کرکے ذی نواز نے ایک طاؤس پر ہاتھ مارا اور جلد تر اپنی کمر مین

رکھ لیا لندھور نے کہا ای بابا ے زرد و برد طاؤس کیون اٹھا لیا ذی نواز نے عرض کیا ای بادشاہ فلک بارگاہ ابھی طاؤس نے پر کھولے تھے اور گنبد سے تو لکر اڑا چاہتا تھا مین نے خیال کیا کہ طاؤس مفت اڑ جائیگا پھر ہاتھ نہ آئیگا اسوجہ سے مین نے طاؤس کو پکڑ لیا اب حضور کچھ اسکا ذکر نہ کرین کسی سے نہ کہین چپکے بیٹھے رہین لندھور نے مسکرا کر کہا ای بابا ے زرد و برد طاؤس میرا ہی مال ہی اور مین ہی چپکا بیٹھا رہون کچھ نہ کہون اگر کوئی سن لے گا تو کیا ہوگا مین تو پہلے ہی تجکو طاؤس دیتا تھا تو نے نہ لیا خیر اب اگر تو نے خوشی سے لیلیا تو مین نے بھی اس تیری حرکت مضحک کو پسند کرکے طاؤس تجکو دیدیا لیکن ایسی حرکت بیجا نہ کیجیو یہ کہکر لندھور خاموش ہوا اور اشارہ ذی بجانے کا کیا بابا ے زرد و برد پھر ذی اٹھا کر بجانے لگے بیہوشی زیادہ تر اترا نے لگے اور یہ غزل گانے لگے

غزل

امید فیصلہ محشر میں کیا ہو وہ جو بیٹھے ہیں
کسے ناکام رکھے آسمان کسکی ہوس نکلے
لحد کی تختہ بندی مجھ پر عیان کیا تنگی ہوگی
ہزاروں آشنا سے مرغ جہان تن قفس نکلے
شگفتے خاک سینے داغ محرومی قیامت کو
کہ میرے پانون بھی مجھ سے سوا بیدسترس نکلے
متاع خانہ آبادی بلبل اک تماشا ہی
ہمیشہ سینے سے الجھے ہوئے تار نفس نکلے
یونہیں لڑتے جھگڑتے عمر دو روزہ گذر جائے
گریبان کفن کو پھاڑ کر دست ہوس نکلے
رہا بھی ہوں تو کیا پرواز کی اپنے ہوس نکلے
یہاں سے تجھے جانے دے دشمن یہاں فریادرس نکلا
میں کسکو غیر سمجھوں دونوں اپنے ہیں محبت میں
یہ وہ جا نہ نہیں تدبیر سے جسکی جرس نکلے
اسیر بیضہ لائی گلشن لیجاؤ میں قسمت
وہاں سے گنعار تو رسے یہاں بنکر ہوس نکلے
نکالیگا کوئی ہنسکے دل بسمل سے پیکان کو
جو دیکھا اشک گلگون سے لگے کچھ خار و خس نکلے
غریب قافلہ ہوں جمع گم ہو کر میں یاد آؤن
نہ ہم نکلیں نہ منزل سے ای ساقی جرس نکلے
نکلے دل بلبل کی تسلیم روئے خوب آپ میں
کہاں سلتے نہیں جو بال و پر زیر قفس نکلے
بیزار ہاں گرون خنجر میں دونوں دیکھیے کیا ہو
نہ ہم نکلے نہیں جی مرغ دل سے ہوس نکلے
بھلا یا صحبت ہمجنس نے رنج اسیری کو
وہ بلبل ہیں عدم سے ہم لیے اپنا قفس نکلے
نہ روئیں کیں یہ چھوٹی ہوئی قسمت یہ خون ہو نکر
جو سو میں ایک بھی نکلے تو بیرا لاکھون میں نکلے
نگذری خار خار غم سے دم بھر بے خلش اپنی
ذرا چھاتی کو پیٹے ڈھونڈھنے بانگ جرس نکلے
پڑا ہے آج سایہ کسکے دامن کا کہ مدفن سے
قفس سے چھوٹ کر جسدم اسیران قفس نکلے

جب ذی نواز اس غزل کو گا چکا اور دھکر رنگ دربار دیکھنے لگا اسوقت اہل دربار بہت سے تو بیہوش ہوکر زمین پر پڑے ہوئے تھے بعضے بیہوش ہوا چاہتے تھے ارباب نشاط بیہوش ہوکر اسطرح فرش پر پڑے تھے کہ سازندون کے ہاتھ نازنینان خوبرو کے سینون پر تھے کسی کے سر پر کسی کے پانون تھے کسی کی گردن مین کسی کا ہاتھ تھا اکثر نازنینان جوان خوبرو بڈھون کے پہلوؤن مین پڑے ہوئے ہین دوپٹہ کرتیان انگیان الگ پڑی تھین جو امرا اور رؤسا بیٹھے تھے انمین سے ایک امیر نے ایک وزیر کے عارض کو دیکھکر کہا کہ ای وزیر تم تو دف سنکے اسطرح محو ہوئے کہ تم کو ذرا بھی خبر نہین آئینہ مین اپنے چہرہ کو دیکھو تمھاری ایک مونچھ پر پہاڑی کوا بڑی دیر سے بیٹھا ہی اگر تم کہو تو مین اس زاغ کو اڑا دون وزیر نے کہا کوے کو اڑا دیجیے آپکا بڑا احسان ہوگا امیر ندکور نے ہاتھ اپنا بڑھا کر وزیر کی مونچھون پر مارا اور کچھ بال مونچھ کے نوچ کر وزیر سے کہا افسوس ہزار افسوس کوا تو حرافزادہ اڑ گیا کچھ تکلیان اسکی دم کی ہمارے ہاتھ مین رہگئین وزیر اس امیر کی یہ تقریر سنکے کہنے لگا کہ آپ نے تو اسطرح کوے کو اڑایا اور کوے پر ہاتھ مارا کہ میری مونچھین نوچ لین وزیر امیر مین تو باہم یہ گفتگو ہورہی تھی ناگاہ دوسرے وزیر نے لندھور سے عرض کیا کہ ای بادشاہ فلک بارگاہ دیکھیے کثرت بارش سے ایسی سیل آگئی ہی کہ پانی یہانتک آیا ہی سارا مقام دریا غرق ہوگیا ہی پانی تا کمر آگیا ہی حضور جلدی سے شناوری کرکے اس پانی سے نکل جائین چونکہ بیہوشی لندھور کے بھی دماغ مین پہونچی تھی اور بخوبی تمام نشہ ہوگیا تھا وزیر کے کہنے سے فوراً اپنے تخت پر سے پانی کا خیال کرکے کود پڑے کودتے ہی فرش پر بیہوش ہوگیا جو امرا و رؤسا وغیرہ بیٹھے تھے وہ سب لندھور کے اٹھانے کو اٹھے ہر ایک اٹھتے اٹھتے بیہوش ہوگیا اسوقت ذی نواز نے نعرہ کیا نعرۂ غم و محرم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از رخ مخنک پیدا خشتم برم

در مجلس خسروان چو گردم ساقی + تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ بزم آید نعرہ کرکے خواجہ عمرو نے تمام مال و اسباب دربار کا مع تخت
طاؤس و تاج وغیرہ لیکر نذر زنبیل کیا لیکن حمزہ صاحبقران کے خوف سے کسی کو تنکا نہیں لیا پھر لندھور کو ایک
دری پر ڈالکر فرش بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا پھر خواجہ نے ایک پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھی ای لندھور آگاہ ہو کہ بابا گرد و برد
بنکر خواجہ عمرو عیار نامدار حمزہ صاحبقران تمہارے دربار میں آیا تھا جال حضرت الیاس کا مارکر تمام مال و اسباب لیکیا
جب خواجہ عمرو یہ پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھ چکے ایک ڈورے میں باندھکے لندھور کی گردن میں ڈال دیا اور دربار سے
نکلکر در دولتسرائے سلطانی پر آئے دربانوں نے پوچھا کہو کیا انعام ملا خواجہ عمرو نے کہا ایک کوڑی نہیں ملی مفت
اتنی دیر تک نو بجایا کیے تمہارے بادشاہ نے کچھ قدردانی نہ کی یہ کہکے خواجہ عمرو وہان سے جلد تر روانہ ہوئے ٹیلے راہ میں
شکل اپنی تبدیل کر ڈالی جب بعد قطع راہ خواجہ عمرو لشکر میں پہونچے اور اپنے خیمہ میں جاکر جو کچھ مال و اسباب دربار
لندھور سے جلدی میں سمیٹ کر زنبیل میں بھر لیا تھا اُس مال و اسباب کو زنبیل سے نکالکر دیکھنے لگے اشیاء طلائی
جنکے علیحدہ رکھے اور نقرئی علیحدہ رکھنے لگے جواہر کو خوش ہو کے دیکھنے لگے تخت اور طاؤس زمردی کو بھی دیکھکر شاد ہوئے
خواجہ عمرو کو جملہ اسباب دیکھ رہے تھے اتفاقاً حمزہ صاحبقران نے اُسوقت سرداروں سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ آج
ہم نے دوپہر سے خواجہ عمرو کو نہیں دیکھا ہے ذرا دیکھو تو خواجہ کس فکر و تردد میں ہیں کہیں نکلے ہیں یا لشکر میں ہیں اگر
لشکر میں ہوں تو جس حال سے بیٹھے ہوں اُسیطرح خواجہ کو ہمارے پاس لے آؤ بموجب حکم حمزہ صاحبقران دو تین
سردار جستجو کرتے ہوئے خواجہ عمرو کے خیمے میں آئے دیکھا خیمے میں خواجہ بیٹھے ہیں کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب خیمے
میں پھیلا ہوا ہے خواجہ عمرو مال و اسباب کو اٹھا اٹھا کے دیکھ رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں سردار خواجہ سے کہنے لگے
کہ اے خواجہ چلو تم کو حمزہ صاحبقران بلاتے ہیں خواجہ عمرو نے کہا اچھا میں چلتا ہوں ذرا اس مال و اسباب کو
دیکھ لوں قسم اول اور قسم دوم اور قسم سوم مال و اسباب کی علیحدہ علیحدہ کرلوں اپنے مال و اسباب کو اچھی طرح دیکھ لوں تو
چلوں سرداروں نے کہا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا اور یہ حکم فرمایا ہے کہ خواجہ جسطرح سے بیٹھے ہوں اسیطرح
لے آؤ پس اے خواجہ اب تم مع اس مال و اسباب کے خدمت حمزہ صاحبقران میں جلد چلو خواجہ عمرو نے کہا تم چلو
میں آتا ہوں تاکہ پہلوان عادی نے یہ تقریر خواجہ کی سُنکے خدمت حمزہ صاحبقران میں جاکر عرض کیا کہ خواجہ عمرو اپنے خیمہ
میں کروڑہا روپیہ کا اسوقت مال و اسباب لیے بیٹھے ہیں گنتے ہیں کہیں ٹھہرکے حاضر ہونگا حمزہ صاحبقران نے جب سُنا کہ خواجہ
عمرو کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب لیے بیٹھے ہیں نہایت متحیر ہوئے اور اُسیوقت ہمراہ پہلوان عادی کے خیمہ خواجہ عمرو میں تشریف
لائے دیکھا چراغ روشن ہے کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب روبرو ہے خواجہ عمرو ہر ایک کا کپڑے سے گرد و غبار
جھاڑ رہے ہیں اگر کوئی تار گرد و غبار کے جھاڑنے میں ٹوٹ کے زمین پر گر پڑتا ہے تو افسوس کرتے ہیں اور پھر اُس تار زر کو اٹھا کر
زنبیل میں رکھ لیتے ہیں اور اگر کسی کپڑے کو پھٹا ہوا دیکھتے ہیں تو اشک آنکھوں میں بھر لاتے ہیں اور کہتے ہیں بڑا غضب ہوا
یہ کپڑا پھٹ گیا اب کاہیکو ایسا پیرہن مجکو نصیب ہوگا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے پوچھا اے خواجہ عمرو
آج یہ تخت و تاج اور طاؤس زمردی اور سپر فرشتی الماسی وغیرہ کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب کہاں سے جاکر لے آئے کس کو
لوٹ لیا کہاں سے اسقدر مال و اسباب سے فیضیاب ہوا خواجہ عمرو نے عرض کیا اے امیر با توقیر آج میں دربار لندھور
بن سعدان میں گیا تھا لندھور بادشاہ عالی ہمت ہے اور نہایت صاحب مروت ہے اُسنے مجکو اپنے دربار میں
بعزت بٹھایا اور مجھ سے پوچھا تم کون ہو تمہارا کیا نام ہے میں نے کہا میرا نام خواجہ عمرو ہے میں حمزہ صاحبقران کا برادر
جان نثار و عیار ہوں اے امیر با توقیر جسوقت لندھور کو میرے نام سے آگاہی ہوئی اُسوقت اُسنے زیادہ مگر میرے

حال پر نظر عنایت کی جب میں اُس سے رخصت ہونے لگا اُسوقت اُسنے یہ سب مال و اسباب مجھکو دیا میں لیکر یہاں آیا حمزہ
صاحبقران نے ہنسکر فرمایا اے خواجہ عمرو ہم کو تو ثابت ہوتا ہے کہ تم نے جاکر وہاں عیاری کی ہے اور یہ سب مال و اسباب
عیاری کرکے وہاں سے لائے ہو یہ مال و اسباب ایسا نہیں ہے کہ لندھور نے تم کو دیا ہو اس مال و اسباب میں تخت و تاج اور طاؤسان
زمردی اور بیر فرش الماسی بھی ہیں ہرگز عقل قبول نہیں کرتی کہ لندھور نے تم کو بخوشی اپنا تخت و تاج وغیرہ دیا ہو تم جھوٹ کہتے
ہو کبھی اُسنے نہ دیا ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران آپ مجھ ایسے شخص کو جھوٹا تصور کرتے ہیں بھلا میں
کبھی جھوٹ بولا ہوں جو آج آپ مجھکو دروغ گو تصور کرتے ہیں حمزہ صاحبقران نے ہنسکے فرمایا تم بڑے راستگو ہو تمھارا
مثل و نظیر نہیں ہے تم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اسوقت تو نہیں لیکن سبکو تمھاری دروغگوئی اور راستگوئی کا حال بخوبی معلوم ہو جائیگا
حمزہ صاحبقران نے یہ کہکر فرمایا اے پہلوان عادی اس مال و اسباب کو بالفعل تم اپنے تحت میں رکھو لندھور سے
اس مال و اسباب کے بارے میں حال دریافت کیا جائیگا اگر اُسنے خواجہ کو نہیں دیا ہے تو کل مال و اسباب اُسکو دیا جائیگا اگر
فی الحقیقت اُسنے خواجہ عمرو کو یہ سب اسباب دیا ہے تو پھر خواجہ کو دیا جائیگا جسوقت یہ گفتگو حمزہ صاحبقران
پہلوان عادی اور خواجہ عمرو نے سنی چہرہ خواجہ کا صدمہ سے متغیر ہو گیا حواس منتشر ہو گئے بیتاب و بیقرار قصد کیا کہ
جال حضرت الیاس کا مار کر تمام مال و اسباب اندر زنبیل کر لیجیے پہلوان عادی کو چھونے بھی نہ دیجیے نہیں معلوم انجام اس مال و
اسباب کا کیا ہو یہ خیال کر کے خواجہ عمرو نے جال دوش سے اُتارا اور قصد جال مارنے کا کیا پہلوان عادی نے حسب ارشاد
حمزہ صاحبقران ہاتھ خواجہ عمرو کا پکڑ لیا اور سب مال و اسباب پر اپنا قبضہ کیا اُسوقت تو خواجہ عمرو نے بہت بیتاب ہو کے
حمزہ صاحبقران سے کہا اے امیر یا تو فقیر اگر میرے مال و اسباب سے ایک تار بھی کم ہو جائیگا یا کوئی لے لیگا تو میں آپ سے لونگا
حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ تم اس مال و اسباب کی ایک فرد لکھو اگر لندھور نے یہ اسباب تم کو دیا ہے تو موافق فرد
کے لے لینا خواجہ عمرو نے بدرجہ ناچاری و مجبوری فرد جملہ مال و اسباب کی لکھی حمزہ صاحبقران فرد خواجہ عمرو لیکر
اپنے پاس رکھی اور کل مال و اسباب مذکور پہلوان عادی کے حوالے کیے اور خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لیکے بارگاہ میں لے
اور جملہ سرداروں سے مخاطب ہو کر اور مسکرا کر فرمایا آج لشکر کے سواروں سے کہدیا جاوے کہ خواجہ عمرو کی بخوبی نگہبانی کریں
اور نہایت ہوشیار اور خبردار رہیں عجب نہیں ہے کہ آج خواجہ عمرو بھاگ جائیں سرداروں نے بھی مسکرا کے عرض کیا سواروں
سے ابھی کہدیا جائیگا کہ خواجہ عمرو کی نگہبانی کریں کہیں جانے نہ دیں خواجہ عمرو نے یہ گفتگو سُنکے کہا یہ کس جرم پر سواران
لشکر مجھکو کہیں نہ جانے دینگے اور میری نگہبانی کرینگے میں نے کیا تقصیر کی ہے کسکو میں نے مار ڈالا ہے کسکا مجھکو خوف ہے کہ میں
بھاگ جاؤنگا حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ تم نے یہ خطا کی ہے کہ لندھور والی ہندوستان کا مال و اسباب
عیاری کر کے لے آئے ہو اب اُسکے خوف سے ضرور بھاگ جاؤگے اسوجہ سے یہ لوگ ہمارے حکم سے تمھاری نگہبانی کرینگے کہیں تم کو
جانے نہ دینگے تاوقتیکہ اس مال و اسباب کے بارے میں تحقیقات کامل نہو گی خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران
کی سُنکے اور مال و اسباب کا خیال کر کے نہایت متفکر اور متردد ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اے خواجہ اگر لندھور نے
یہ مال و اسباب لے لیا تو میں تباہ اور برباد ہو جاؤنگا پھر ایسی دولت کہاں پاؤنگا کروڑہا روپیہ کی دولت ہے میں تو اس
دولت کے صدمہ میں مر جاؤنگا کبھی جانبر نہونگا ہائے افسوس میں نے زنبیل سے یہ سب مال و اسباب باہر نکالا
بیکار تمام مال نکال کے دکھا بھالا ہائے میں کیا جانتا تھا کہ اس عرب بے مروت کو خبر ہو جائیگی اور یہ مال میرے
ہاتھ سے مفت جاتا رہیگا اگر میں زنبیل سے اس مال کو نہ نکالتا تو کاہیکو اسباب کے چھن جانے کا صدمہ عظیم ہوتا
دیکھیے اب اس مال و اسباب کا انجام کار کیا ہوتا ہے لندھور لے لیگا یا مجھکو دیدیگا بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ لندھور

مجھکو نہ دیگا کیونکہ کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب ہے اگر دس بیس ہزار کا اسباب ہوتا تو امید ہوتی کہ شاید لندھور مجھی کو دیگا
اور خود نے یہ مال تو کروڑہا روپیہ کا ہے مجھکو کاہیکو دیگا بلکہ یہ یقین ہے کہ جسوقت لندھور یہ مال و دولت پائیگا نہایت
خوش ہوگا غرضکہ ای خواجہ عمرو تم نے بڑی نادانی کی تم کو زنبیل سے مال و اسباب نکالکر دیکھنا مناسب نہ تھا خواجہ عمرو
نے جب یہ خیالات کیے شکم میں قراقر ہونے لگا گھبرا کر حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگے میرے پیٹ میں درد ہوتا ہے
بیت الخلا میں جاتا ہوں صاحبقران مسکرائے اور فرمایا ای خواجہ عمرو تم نے بیگانے مال و اسباب کے واسطے رنج و ملال
کیا کہ نوبت اس حال کی پہونچی خواجہ نے عرض کیا کسی کے پیٹ میں درد نہیں ہوتا ہے اگر میرے پیٹ میں درد اسوقت
کسی وجہ سے ہوتا ہے تو آپ ہنستے ہیں خواجہ عمرو یہ کہکر بیت الخلا میں گئے بیٹھتے ہی خواجہ کو دست آیا بعد طہارت خواجہ
حمزہ صاحبقران کی خدمت میں آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر ضرورت بیت الخلا میں جانے کی ہوئی اسی طرح تمام
شب خواجہ عمرو کی کیفیت رہی

داستان جانا پہلوان عادی کا دربار لندھور میں نامہ اور تحائف اور تخت و تاج لے کر

راویان خوش تقریر بیان کرتے ہیں کہ جب خواجہ عمرو نے مال و اسباب کے ملنے نہ ملنے کی فکر میں بہزار صدمہ و محن شب
بسر کی اور وہ وقت آیا مطابق اشعار سحر پردہ شب سے باعز و جاہ + عیاں جب ہوا خسرو زریں کلاہ + نمایاں ہوئی
جانب آسمان + سپیدی سحر کی بصد عز و شان + حمزہ صاحبقران نے بعد پڑھنے نماز سحر کے واسطے دریافت کرنے
احوال مال و اسباب کے ایک نامہ بسیادت ابو العیارین سے لکھوایا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای شیر بیشہ بہادری و ای
ہزبر نیستان دلاوری بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان بعد سلام کے واضح ہو کہ میں بموجب حکم نوشیروان
بطلب خراج ہندوستان آیا ہوں اور یہاں تک پہونچا ہوں چونکہ روز جنگ جنگ و روز آشتی آشتی لازم و مناسب ہے
اسوجہ سے ہم نے یہ دائرہ محبت نامہ لکھا ہے فی الحال ہم کو معلوم ہوا ہے کہ خواجہ عمرو عیار تمہارے دربار میں گئے اور یہ مال و
اسباب تمہارا دربار سے لیکر آئے انکا تو یہ بیان ہے کہ بادشاہ ہندوستان نے مجھکو یہ مال و اسباب بخوشی دیا ہے لیکن مجھکو
بخوبی یقین نہیں ہے اس سبب سے یہ مال و اسباب مع چند تحائف بدست پہلوان عادی روانہ کیا جاتا ہے چاہیے کہ تحائف
قبول کرکے نسبت مال و اسباب مذکور سے اطلاع دو کہ فی الحقیقت یہ مال و اسباب تم نے خواجہ عمرو کو دیا ہے یا نہیں اگر خواجہ
یہ عیاری سے لے آئے ہوں تو یہ مال و اسباب لے لو میں خواجہ عمرو کو اس گستاخی کی سزائے معقول دونگا فقط زیادہ والسلام
یہ نامہ حمزہ صاحبقران لکھوا چکے پہلوان عادی کو بلا کر فرمایا کہ یہ نامہ اور یہ تحائف اور جملہ مال و اسباب جو ہم نے تمہارے
حوالے کیا تھا لندھور کے پاس لے جاؤ اور بہ جمعیت بارہ ہزار سوار مع اپنے بھائیوں کے جاؤ پہلوان عادی موافق حکم
حمزہ صاحبقران نامہ و تحائف اور جملہ اسباب مذکور لیکر مع اپنے بھائیوں اور بارہ ہزار سواران جرار کے اسیوقت روانہ
ہوا اب حال لندھور کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب صبح ہوئی اور بیہوشی دفع ہوئی لندھور ہوشیار ہوا اور اہل دربار سے
پوچھنے لگا کہ یہ کیا واقعہ ہوا تخت و تاج وغیرہ کون لیگیا بابا سے زرد و برد کہاں گیا اہل دربار نے عرض کیا حضور ہم ایسے
خواب سے غافل ہوئے کہ ابھی ہوشیار ہوئے ہم کو کچھ حال نہیں معلوم ہے کہ تخت و تاج اور مال و اسباب دربار حضور کے کون
لیگیا اور بابا سے زرد و برد کہاں گیا لندھور یہ تقریر اہل دربار کی سنکے اور زیادہ متحیر ہوا ناگاہ اپنی گردن میں ایک پرچہ قرطاس
بندھا ہوا دیکھا جس اس پرچہ قرطاس کو پڑھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران بابا سے زرد و برد بنکر آئے تھے
فریب کر کسی تدبیر سے سبکو بیہوش کرکے تمام اسباب دربار لے گئے لندھور پرچہ مذکور پڑھکے برہم ہوا تھا کہ ایک جاسوس مجرا گاہ پر
آکے ٹھہرے اور بصد ادب اسطرح دعا و ثنائے شاہی بجا لائے اور عرض کرنے لگے

اورنگ نشین تخت اقبال

ہنگامۂ فیروز جاہ و اجلال	جسم مرتبہ ہمسر سلیمان	قیصر ہو غلام بندہ خاقان	ظاہر ہو فروغ اختر بخت
خورشید تو چتر ہو فلک تخت	جھک جائے زمانہ بہر تسلیم	ہو زیر نگین تمام اقلیم	شہریار عالی وقار کی عمر و دولت

روز بروز افزون ہو دشمن ہمیشہ ذلیل و نگون رہے دل شہریار ہمیشہ مسرور و شاد رہے حاسد بد انجام تباہ و برباد رہے غلاموں نے سنا ہے کہ حمزۂ صاحبقران نے پہلوان عادی حاکم قلعۂ تنگ رواحل مع اور اُسکے بھائیوں کے بھی تحائف دے کر اور کچھ مال و اسباب درجھی ہمراہ کر کے مع بارہ ہزار سواروں کے حضور کی خدمت میں روانہ کیا ہے پہلوان عادی تھوڑی دیر میں حاضر خدمت ہوا چاہتا ہے باقی خیریت ہے جاسوس یہ عرض کر کے چلے گئے لندھور نے امرا و وزرا سے مخاطب ہو کر حکم دیا جلد تر دربار آراستہ ہو بمجرد حکم لندھور کے وزرا و امرا نے دربار کو از سر نو آراستہ کیا فرش نفیس بچھوایا تخت شاہی بچھایا گیا ہزارہا کرسیاں جواہر نگار تخت سے کم و بیش رکھی گئیں صدہا و ہزارہا دنگل وغیرہ بچھائے گئے علاوہ اسکے انواع و اقسام کے سامان زیب و زینت دربار میں لئے گئے جب دربار بخوبی آراستہ ہو چکا لندھور تاج شاہی سر پر رکھکے سریر سلطنت پر جلوہ فرما ہوا امرا و رؤسا وغیرہ علی قدر مراتب دنگلوں اور کرسیوں پر لباس فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھے جب لندھور سریر شاہی پر جلوہ فرما ہو چکا اُسوقت لندھور نے شہیال ہندی اپنے عم نامدار سے مخاطب ہو کر کہا کہ پہلوان عادی برادر حمزۂ صاحبقران آتا ہے آپ چند سرداران نامی کو واسطے استقبال کے روانہ فرمائیں تاکہ سرداران مذکور بعزت و حرمت پہلوان عادی کا استقبال کر کے یہاں لے آئیں شہیال ہندی نے فی الفور سرداران فیروز وقار و نامدار کو برائے استقبال پہلوان عادی روانہ کیا سرداران نامدار گھوڑوں پر سوار ہو کے مع دس ہزار سواران تہور شعار روانہ ہوئے ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعد انتقال سلطان سعدان بوجہ خرد سالی لندھور کے شہیال ہندی تخت سلطنت پر بیٹھا تھا اور مثل اپنے برادر سعدان کے حکمرانی کرتا تھا لیکن جس روز سے لندھور نے قمر اجور دیسے اسلحہ اور گرز اعدا اور فیل میمونہ بقوت بازو اور بہ یاوری اقبال پایا ہے شہیال ہندی نے تخت سے اتر کر لندھور کو تخت پر بٹھا دیا ہے لندھور سلطنت و حکومت کرتا ہے شہیال ہر چند چچا لندھور کا ہے اور بزرگ ہے لیکن اطاعت لندھور کی کرتا ہے لندھور ہر ایک امر میں اکثر شہیال سے مشورہ کرتا ہے جس کام کے واسطے کہتا ہے شہیال فی الفور تعمیل حکم کرتا ہے جیسا کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ لندھور نے شہیال سے کہا اور شہیال ہندی نے سرداروں کو برائے استقبال پہلوان عادی روانہ کیا ہے چنانچہ سرداروں نے بقصد گرد فرز سلطانی سے دو فرسخ جاکر پہلوان عادی کا استقبال کیا اور پہلوان عادی کو بعد عزت و حرمت اپنے ہمراہ لیکر قریب دولت سرائے لندھور پہونچے ہمراہیان پہلوان عادی نے جو قصر شاہی کی طرف دیکھا اشعار

خاک ہو بوسہ بسر آستان پاک کا
ہو گیا ہے سرمۂ تزئین غبار آستان
اسقدر طعنے دیے مجھ کو نئے وقت ہمسری
دیکھ لیتا ہے شب سب دکھلے اسرار نہان

رفعت قصر معلی اسطرح آئی نظر
لیتی ہے گاؤ زمین ہے اوج فرق فرقدان
عالم علوی سے اسکی دلفریبی کو پوچھیے
چھپ رہا آخر نگاہ خلق سے باغ جنان
چرخ پر حکم قضا سے بہر تزئین و صفا

تا کرسی عرش بریں ہے زیر چتر سائبان
کھینچتے ہیں نقشہ میں جنت کا غلمان و حور
گرد پھرتے ہیں تصدق کے لیے نہ آسمان
کیا مصفا ہیں در و دیوار جسکے سامنے
صورت محراب تجلی ہے ہر شب کہکشان

جب سرداران لشکر لندھور پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو اپنے ساتھ لیکر دربار شاہ لندھور بن سعدان میں پہونچے عادی نے لندھور کو دیکھا شعر جلوہ فرما تخت پر دربار میں ہے اسطرح + شمع روشن جسطرح محفل میں یا قالب میں جان + جسوقت پہلوان عادی دربار میں پہونچا اسوقت بحکم لندھور اکثر سرداران فیروز وقار برائے تعظیم پہلوان عادی کرسیوں اور دنگلوں سے اٹھ کھڑے ہوئے پہلوان عادی نے حسب قاعدہ اسلام سلام کیا لندھور پہلوان عادی کے سرا

نظر کرکے نہایت متحیر ہوا خیال کرنے لگا کہ یہ انسان کا ہیکل ہے ایک دیو ہے نہیں معلوم اس شخص میں کسقدر قوت و طاقت ہوگی اور ایسے ہی جوان قوی ہیکل حمزۂ صاحبقران بھی ہونگے پہلوان عادی کی والدہ کا دودھ حمزۂ صاحبقران نے بھی پیا ہے لندھور نے یہ خیال کرکے پہلوان عادی کو بعد عزت و حرمت جانب دست راست اپنے قریب دنگل پر بٹھایا جب پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی دنگلوں پر بیٹھے اہل دربار نے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو بغور دیکھ کر باہم یہ کہا اشعار

تیغ انکی اگر میان نہ ہو عرصۂ رستم سے چلے
بطن مادر سے عدو زادہ ہو پیدا خستہ جان
اگر یہ دیکھیں نگاہ قہر سے سوئے عارو
اسکے کو سونے سے پھر استقبال شور الامان
عاقبت پیدا کرے تاثیر مرگ نا گہان
پشت دشمن پر اگر پڑ جائے سایہ تیغ کا

پہلوان عادی و برادران پہلوان عادی نے اہل دربار کی جانب نظر کی دیکھا کہ ہزارہا امرا اور وزرائے عالی وقار جواہر نگار کرسیوں پر بیٹھے ہیں وزرائے نیک خصال حاضر ہیں حکمائے حاذق بصورت بقراط و ارسطو بیٹھے ہیں اور صدہا پہلوانان جنگجو آتشخور رشک سام و نریمان بھی دنگلوں پر بیٹھے ہیں چہروں سے انکے آثار دلیری و جوانمردی عیان ہے دربار مثل دربار سلاطین اولوالعزم کے آراستہ ہے لندھور تخت سلطنت پر بہزار شوکت و شان بیٹھا ہے رعب و سطوت و شجاعت و دانائی اس طرح چہرے سے ظاہر ہے اشعار

روباہ بھی ہو شیر نیستان کے برابر
کیا خوف سیاست ہے کہ بجلی بھی تڑپ کر
دیکھے ہیں ہو رقم دفتر دوران کے برابر
پہنچے صف اعدا میں جو ہنگام وغا تیغ
تن پر سر مو ہو سر پیکان کے برابر
دانش میں فراست میں فلاطون کہ بقراط
چمکی نہ کبھی خرمن دہقان کے برابر
قوت میں شجاعت میں تن تیغ زنی میں
دریا ہو روان خون کا طوفان کے برابر
قوت وہ عاجز ہوا گر اسکی حمایت
دونون ہین یہاں طفل دبستان کے برابر
عالم میں بہادر کوئی ایسا نہیں آتا
رستم سے فزون سام و نریمان کے برابر
حاسد کو اگر چاہے گرفتار جراحت

پہلوان عادی و برادر پہلوان عادی بھی سمت اہل دربار اور جانب لندھور بتامل و غور دیکھ رہے تھے یکایک لندھور نے حکم کیا کہ ساقیان سرو رخسار جلد شیشہ و جام لیکر حاضر ہوں بمجرد حکم ساقیان گلبدن غنچہ دہن کشتیاں شراب ناب کی لیکر حاضر ہوئے اول مے ناب جام میں بھر کے ایک ساقی خوش رو و بر رو نے لندھور کو بعد ادب لیکیا لندھور نے جام دست ساقی سے لیکر شراب پی پھر ساقیان سیمین ساقی شہرۂ آفاق نے بحکم لندھور جملہ اہل دربار کو بشعوہ و ناز و ادا ساغر صہبا دینا شروع کیا اہل دربار بادہ کشی کرنے لگے جب ساقیان گل اندام بایماے شاہ ہندوستان لندھور بن سعدان پہلوان عادی و برادر پہلوان عادی کے پاس جام و ساغر مے گلرنگ سے بھر بھر کے لائے پہلوان عادی وغیرہ نے عذر کیا اور شراب نہ پی جب ساقیان گلعذار لندھور اور امرا و وزرائے لندھور وغیرہ کو شراب پلا چکے اور دماغ لندھور کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت لندھور پہلوان عادی کی طرف مخاطب ہوا پہلوان عادی نے نامہ حمزۂ صاحبقران کا دیکر وہ تحائف پیش کیے اور جملہ مال و اسباب بھی روبرو رکھا اور کہا کہ حمزۂ صاحبقران کو آپکی ملاقات کا ازحد اشتیاق ہے لندھور نے تحائف دیکھکر اور گفتگو پہلوان عادی کی سنکے نامہ منشی کو دیا منشی نے نامہ کو باواز بلند پڑھا لندھور مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر خیال کرنے لگا کہ اگر یہ مال و اسباب جو خواجہ عمرو لیگئے تھے لے لیتا ہوں تو باعث میری رسوائی کا ہے لندھور نے یہ خیال کرکے پہلوان عادی سے کہا کہ یہ تحائف تو ہمنے لے لیے لیکن یہ مال و اسباب تم لیجاؤ ہماری طرف سے بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے حمزۂ صاحبقران سے گذارش کرنا کہ یہ مال و اسباب خواجہ عمرو کو دیدیجیے اور یہی تصور فرمائیے کہ قبل ہی اسکے ہمنے مال مذکور خواجہ کی نوازی سے خوش ہوکر دے دیا تھا افسوس خواجہ عمرو چلے گئے اور شکل اصلی اپنی ہم کو نہ دکھلا گئے ہم کو انکی اصلی صورت دیکھنے کا اشتیاق ہے لہذا آپ خواجہ عمرو کو ہمارے پاس بھیج دیجیے

لندھور نے یہ کہکے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو خلعت دیے چونکہ لندھور بادشاہ ہندوستان اور پہلوان عادی صرف قلعہ تنگ رواحل کا مالک تھا اکثر قزاقی کیا کرتا تھا اسوجہ سے خلعت لینے سے انکار نکر سکا جب لندھور خلعت دے چکا اسوقت لندھور نے تحائف ہندوستان کے پہلوان عادی کو دیئے اور یہ کہا کہ یہ تحائف ہندوستان کے ہماری جانب سے حمزہ صاحبقران کو دینا اور کہنا کہ مجکو بھی آپکے خلق و مروت کے سبب سے آپ سے ملاقات کرنے کا از حد اشتیاق ہے مگر بالفعل میرا آنا نہین ہوسکتا ہے یہ کہکے لندھور نے عادی کو رخصت کیا پہلوان عادی تحائف ہندوستان کے لیکر اور وہ مال و اسباب بھی لیکر مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوا اور بعد قطع راہ حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی مین حاضر ہوا اور تحائف دیکر تمام حال دربار اور حال خلق و مروت لندھور بیان کیا اور جو کچھ لندھور نے کہا تھا وہ بھی عرض کیا حمزہ صاحبقران احوال خلق و مروت لندھور کا سنکے خوش ہوئے خواجہ عمرو کے چہرہ پر رونق آئی صدمہ الم دل سے دور ہوا اور خوش ہوکر تمام مال و اسباب فرد کے مطابق پہلوان عادی سے لیکر زنبیل کیا اور حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ جو کچھ مین نے التماس کیا تھا وہی آپ پر ظاہر ہوا حمزہ صاحبقران نے جواب دیا اے خواجہ لندھور بادشاہ عالی ہمت ہے اسنے شاید تمھارے ہلاک ہوجانے کے خیال سے منظور نہ کیا کہ اس مال و اسباب کو تم سے لے لے پس اسی وجہ سے تم کو دیدیا ہے اور تم کو بلایا ہے تمھاری صورت اصلی دیکھنے کا مشتاق ہے اب تم کو مناسب ہے کہ دربار لندھور مین جاؤ اور اپنی صورت اصلی اسکو دکھاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے امیر یا توقیر ایک مرتبہ مین گیا تھا تو آپنے یہ فرمایا کہ تم وہان سے مال و اسباب عیاری کر کے لے آئے ہو اگر اب جاؤنگا تو نہین معلوم کیا ہوگا مین ہرگز نہ جاؤنگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اب تو تمھین جانا ضرور و لازم ہے کیونکہ لندھور نے باشتیاق تمام تمھین بلایا ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی سنکے خاموش ہو رہے دل مین خیال کرنے لگے کہ لندھور نہایت مرد معقول ہے اسنے تمام مال و اسباب مجکو دیدیا اور کہلا بھیجا کہ مین نے یہ اسباب خواجہ کو دیا تھا اب ضرور اسکے دربار مین جاؤنگا

داستان جانا خواجہ عمرو کا دربار لندھور مین اور عیاری کرنا اور نا لندھور کا غضبناک ہوکر بارگاہ امیر با توقیر مین اور عمرو کو لیجانا

تاجران ملک سخندانی و سوداگران اقلیم خوش بیانی اس در آبدار داستان کو ہر ناظرین ذوی الکمال و مشتریان عدیم المثال در رج ذہن سے اسطرح نکالتے ہین کہ جب سیاہی شب کو کار دسحر نے حک کیا اور آفتاب ہوا مشرق کی جانب سے اعلالی ل نظر آیا شفق کا رنگ خوش حال ہوا سرخی سے پیدا شعلہ نور ضیا شائع ہوئی نزدیک اور دور صاحبقران امیر با توقیر نے نماز سحر پڑھکے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ لندھور تمھارے دیکھنے کا مشتاق ہے آج تم اسکے پاس چلے جاؤ اپنی اصلی صورت کو دکھاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران مین اس حال پریشان سے لندھور کے دربار مین کیونکر جاؤن لباس نفیس میرے پاس نہین ہے اور مین آپکا بھائی مشہور ہون جب لندھور مجکو اس حال پریشان سے دیکھیگا تو باعث سبکی میری اور آپکی ذلت کا ہوگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ زنبیل سے نکال کے لباس فاخرہ کیون نہین پہنتے خواجہ عمرو نے عرض کیا جو کچھ مال زنبیل مین ہے تو وہ دادا کے دینے مین ہے اور مین نے دادا آدم کو دیدیا ہے اب اُنسے مانگنے کو دل نہین چاہتا ہے حمزہ صاحبقران یہ گفتگو خواجہ کی سنکے مسکرائے اور لباس نفیس مرحمت فرماکر ارشاد فرمایا کہ اے خواجہ اب تو لندھور کے دربار مین جاؤگے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر لباس بھی تحفہ و بے نظیر تو آپ نے عنایت کیا لیکن زاد راہ میرے پاس نہین ہے اور یہانسے لشکر لندھور دور ہے اب بھی اسوجہ سے میرا جانا نہین ہوسکتا حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا اے خواجہ عمرو اچھا ہم زاد راہ

کسی طرح یقین ہوا اور یہ لعل مجکو سفر بدخشان میں دستیاب ہوا تھا آجتک کوئی بادشاہ اور شہنشاہ اس لعل کی قیمت نہو سکیگا تاجرون نے تقریر خواجہ توانگر کی سنکے کہا بیشک سینے ہزارہا سفر کیے ہونگے اور ہمنے زیادہ آپنے عجائبات دیکھے ہونگے اور یہ لعل بھی آپکو بدخشان ہی سے ملا ہوگا القصہ تاجران نامور خواجہ توانگر سے باتین کرتے ہوئے آہستہ آہستہ راہ طے کرتے ہوئے در شاہی تک پہونچے اور قریب در دولت ایک جگہ ٹھہر کے دربانون سے کہنے لگے کہ ہم سب تاجر ہیں راہ دور و دراز سے آئے ہیں ممالک مغرب کے چند در چند اشیاے نادر و نایاب لائے ہیں تم خسرو ہندوستان سے ہمارے حاضر ہونے کی خبر کر دو دربانون نے سوداگرون کی گفتگو سنکے فی الفور عرض بیگیون سے کہا ایک عرض بیگی نے روبروے خسرو ہندوستان منصور بن سعید ان کے جاکر اس طرح دعا و ثناے شاہی بجالا کر خدمت بادشاہ عالی جاہ مین عرض کیا **نظم**

دہر مین بحر معانی رہے جبتک جاری
جبتک کان و گلشن مین بنے قطرہ گوہر
فرق پر تیرے رہے تاج شہی کو عزت

جبتک فکر سخنور کرے پیدا گوہر
مشغلہ ہو کہ ہمت کا جہان مین ہر دم
تاج ہو جلوہ وہ آب صفا گوہر

جبتک قطرۂ نیسان کی قضا ہو مشتاق
شعرا کے دہن پاک مین بکھرنا گوہر
شہر یار بکتا نے روزگار کا قیامت

تاب اقبال کم نہو اور طلوع و غروب ماہ و مہر تک دولت کا زوال نہو اسوقت چند تاجر ممالک دور و دراز سے لعل و گوہر و دیگر اشیاے نادر و نایاب لیکر براے آستان بوسی در شہر یار فلک اقتدار پر باشتیاق تمام حاضر ہوے ہین امیدوار باریابی ہین خسرو ہندوستان لشکر منصور بن سعید ان نے عرض بیگی کی عرض سنکے حکم دیا کہ ایک تاجر جو سب سوداگرون مین لایق و فہیم ہو کل تحائف ممالک لیکر ہمارے سامنے حاضر ہو اور سب سوداگر در دولت پر ٹھہرے رہین عرض بیگی یہ حکم لیکر حضور سے در دولت پر آیا اور سوداگرون سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ بادشاہ کشور گیر گردون سریر کا یہ حکم ہے کہ تم مین سے ایک شخص جو لیاقت ور ہو شمند ہو جملہ اشیاے ممالک جو لائق ہمارے ہون لیکر دربار مین آئے اور باقی جملہ سوداگر در شاہی پر حاضر رہین تاجران نامور عرض بیگی کی گفتگو سنکے باہم کہنے لگے کہ کس شخص کو دربار شہر یار مین بھیجین خواجہ توانگر نے کہا اگر مناسب ہو تو مجھی کو دربار بادشاہ فلک بارگاہ مین بھیجو جملہ تاجرون نے کہا بہتر ہے آپ ہی دربار مین تشریف لیجائین ہمارے جانے سے آپ ہی کا جانا بہتر ہے کیونکہ بہ نسبت ہمارے آپکو زیادہ تر بادشاہون کے دربار مین جانے کا اتفاق ہوا ہوگا علاوہ اسکے ہم سب سے زیادہ آپ عقلمند اور بزرگ ہین تاجرون نے یہ کہکے کسی تاجر نے خواجہ عمرو کو درج در آبدار دیا اور کسی سوداگر نے لعل یاقوت دیے کسی تاجر نے تختیان الماس اور ہیرے کی دین اور کسی سوداگر نے تاج جواہر نگار دیا اور سب نے اپنے اپنے مال کی قیمت خواجہ توانگر سے کہدی کہ اس قیمت تک ہمارا مال و جواہر بیچ ڈالیے گا اور اگر قیمت نذر کو در شہر یار کم قیمت دے تو ہرگز نہ بیچیے گا خواجہ توانگر ہر ایک شخص کے مال کی قیمت بخوبی سمجھ کے دربار لیکر حضور مین گیا خواجہ توانگر نے دیکھا کہ خسرو ہندوستان بصد شوکت و شان تاج شہر یاری سر پر رکھے ہوئے پوشاک نادر پہنے ہوئے سریر سلطنت پر بیٹھا ہے گرد امرا اور روسا و پہلوان وغیرہ کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین دربار مانند دربار جمشید و خسرو کے آراستہ ہے خواجہ توانگر نے بارگاہ پر کھڑے ہوکے موافق قاعدے کے مجرا کیا اور اس طرح ثناے بادشاہ مین درج دہن کو وا کیا **نظم**

مشتری ہمت والا ہوئی جب تیری نظر آئے ہین جہان مین تہ و بالا گوہر
در فشانی کا یہ عالم ہے کہ ہر کوچہ مین
پانے خر مہرہ سے محتاج نہ لیگا گوہر

ابر رحمت ہے جو تو خاک نشینون کو بھی
لعل بھی دیکھے عدن مین نہین ملتا گوہر
نیم لحظہ بھی نہو دست سخا کو کافی
صورت ذرہ نظر آتے ہین صدہا گوہر
بے نیازانہ جو تو جانب دریا دیکھے

صاف بنجائے ہر اک ذرۂ صحرا گوہر
بحر نیسان سے کوئی تیری سخا کو پوچھے
ہمہ تن گر نہین کیون ہین سے دریا گوہر
گر یہی ہمت و بخشش ہے تو بازاری سے
کم ہوا قطرۂ شبنم سے زیادہ گوہر

پرتو عارض روشن جو دکھاتے اعجاز
روش غنچہ نسرین ہو شگفتہ گوہر
قطرہ ہائے عرق چہرہ سے نادم ہو ہو کر
دیکھتے مر کے شب کو ہیں انجمی گوہر
دیکھے تو کر نگہ گرم سے ہنگام غضب

ہو دم نظارہ ہو وہ دیدہ بینا گوہر
رنگ شہ تاج رعب سے ایسا ہو دم رزم سفید
چھپ چھپ کے جائے تہ دامن دریا گوہر
اس قدر ہے سر مظلوم پہ دست شفقت
پگھلے ایسا کہ ہو سیماب کا ٹکڑا گوہر

ہو اشارہ عدل سے گر عقدہ کشائی کو کرے
کہہ دے قطرہ تو بنے تن اعدا کو گہر
ریزہ ریزہ گوہر کو گر خاک کف پا سے ملے
رکھتے ہیں گرد یتیمی کی قیمت گوہر

جب خواجہ لوانگر لو نے یہ بازار شعلہ بیانی کی گرم کیا خاموش ہو کر منتظر رہا نوشیروان حضور نے نہایت خوش ہو کر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا خواجہ لوانگر تسلیم کر کے کرسی پر بیٹھے لعل و گوہر و الماس وغیرہ تو نہ دکھائے لیکن تاج جواہر نگار دکھایا نوشیروان حضور نے تاج کو پسند کر کے قیمت پوچھی خواجہ نے فرد قیمت تاج کی پیش کی نوشیروان حضور نے فرد کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قیمت تاج کی لاکھ روپیہ ہیں چونکہ تاج نادر ہیں گوہر آبدار جواہر بیش بہا سے مرصع تھا اور نہایت خوشنما تھا اس وجہ سے نوشیروان حضور نے تاج کو پسند کر کے داروغہ جامہ خانہ کو طلب کر کے وہ تاج اُسکو دیا اور فرمایا کہ لاکھ روپیہ کی اشرفیاں سوداگر کو دلوا دو داروغہ جامہ خانہ اُس تاج کو لیکر چلا اور خواجہ لوانگر سے کہنے لگا کہ دربار سے اُٹھکر باہر چلو اور سب سوداگروں کے سامنے لاکھ روپیہ کی اشرفیاں لیلو خواجہ لوانگر یہ تقریر داروغہ جامہ خانہ کی سنکے خیال کرنے لگے کہ اگر قیمت تاج کی داروغہ نے روبرو تاجروں کے مجکو دی تو مجھے بھی میرا فائدہ اور نفع نہوا اگر تمام اشرفیاں لے لیتے اور مجکو ایک چھوٹی کوڑی بھی نہ دینگے جو تمہارا مدعا ہے وہ حاصل نہو گا یہ خیال کر کے خواجہ لوانگر بیتاب و بیقرار ہو کے کرسی سے اُٹھے اور نوشیروان حضور سے کہنے لگے کہ اے شہریار عادل و منصف یہ امر تو خلاف عدل ہے کہ قبل قیمت دینے کے داروغہ نے تاج لیلیا ہے اور روپیہ لیے جاتا ہے میں حضور ہی کے روبرو حاضر ہوں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ داروغہ جامہ خانہ قیمت تاج مجکو نہ دیگا اور یونہیں تاج لے لیگا اس باعث میں امیدوار ہوں کہ حضور داروغہ سے تاج مجکو دلوا دیں جسوقت داروغہ سے مجکو تمام و کمال اشرفیاں وصول ہو جائینگی اُسوقت میں تاج داروغہ کو دیدونگا خسرو ہندوستان نوشیروان حضور نے سعدان خواجہ لوانگر کی گفتگو سنکے اور بیتابی و بیقراری دیکھ کے مسکرایا اور خواجہ لوانگر سے کہنے لگا کہ اے خواجہ تم پریشان خاطر نہو ہم تم کو داروغہ سے ابھی تاج دلوائے دیتا ہوں جب وہ تم کو اشرفیاں لاکھ روپیہ کی دیدے اُسوقت تم اُسکو تاج دیدینا اے خواجہ لوانگر آگاہ ہو کہ میں کسی علی و ادنیٰ پر ظلم و جبر نہیں کرتا اور نہ چاہتا ہوں کہ میرے عہد میں کوئی ظالم کسی پر ظلم کرے نوشیروان حضور نے یہ کہکے داروغہ جامہ خانہ سے خواجہ لوانگر کو تاج دلوا دیا جب خواجہ لوانگر کے ہاتھ میں تاج آیا دل مضطر کو قرار آیا حواس درست ہوئے داروغہ نے کہا اے خواجہ لوانگر لہری بیٹھو اور لاکھ روپیہ کی اشرفیاں لیلو تاج میرے حوالہ کرو خواجہ لوانگر لہری گئے اور ہمراہ داروغہ خزانچی کے پاس آئے خزانچی نے بموجب حکم خسرو ہند داروغہ جامہ خانہ کو لاکھ روپیہ کی اشرفیاں دیں داروغہ نے خواجہ لوانگر سے کہا کہ تاجروں کے پاس چلو اور اشرفیاں لیکر تاج مجکو دو خواجہ لوانگر نے کہا تاجروں کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے ان اشرفیوں کو اس حجرے میں رکھدو وہیں لیلونگا داروغہ نے حجرے میں اشرفیاں رکھدیں خواجہ لوانگر حجرے میں گئے اور تمام و کمال اشرفیاں لیکر فی الفور حجرے سے باہر نکل آئے جب داروغہ جامہ خانہ نے دیکھا کہ خواجہ لوانگر جسطرح حجرے میں گئے تھے اُسیطرح خالی ہاتھ چلے آئے اشرفیاں لیکر حجرے سے باہر نہ آئے اُسوقت متحیر داروغہ نے پوچھا کہ اے خواجہ لہری تم نے اشرفیاں کیوں لیں خواجہ لوانگر لہری نے جواب دیا کہ بھلا مجھ سے بڑے سر لاکھ روپیہ کی اشرفیاں اُٹھینگی مجکو تو اپنا چلنا دشوار ہے تم نے اشرفیاں حجرے میں رکھوا دی ہیں میں نے جا کر حجرے میں دیکھ لیں ہیں اب میں بیٹھے بلا زحمت طلب کر کے اشرفیاں اُٹھوا لونگا میرا اطمینان بخوبی ہو گیا اب تم تاجروں کے پاس چلو اُنکے روبرو میں تم کو تاج دیدونگا ورنہ کبھی لینے کہدو کہ تاج لاکھ روپیہ

کام اول ہیں بدبلاسے ازل بکار عندلیب	یہ جہان تنگ وسعت قابل جولان کہاں	عزم جنبش سے کرے طے عرصہ روز شمار

جب لندھور ترکیب کو جولان کرکے بہر گرفتاری خواجہ تواانگر روانہ ہوا فوراً شہپال ہندی عم نامدار لندھور و دیگر سردار
نامی بھی مسلح ہوکر مع لشکر عقب لندھور روانہ ہوئے خزانچی بھی جسنے شرفیوں کی تحقیقات کی تھی ہمراہ لشکر چلا جب خواجہ تواانگر نے
پیچھے پھر کے دیکھا کہ لندھور میرے گرفتار کرنے کو آتا ہے اور تاجر بھی روتے پیٹتے دوڑتے ہوئے چلے آتے ہیں خواجہ تواانگر زیادہ
تر بھاگے بھاگتے بھاگتے خواجہ قریب دریا پہونچے دیکھا کہ دریا حائل ہے کسی طرف راستہ بھاگنے کا نہیں ہے اسوقت خواجہ تواانگر
نے خیال کیا کہ اگر دریا میں کودونگا تو ضرور ہلاک ہوجاؤنگا اور اگر ٹھہر جاؤنگا تو لندھور قریب آگیا ہے گرفتار کریگا نہیں معلوم
کس طرح سے پیش آئیگا یقین ہے کہ مجھکو مار ڈالیگا سر تیرا تیغ تیز سے کاٹ لیگا روح جسم سے ایکدم میں تڑپ کے نکل جائیگی لاش بے
گور و کفن پڑی رہیگی یہاں کوئی لاش پر رونے والا بھی نہیں ہے کون لاش بے سر کو دفن کریگا کون قبر بنائیگا کون فاتحہ خوانی
کریگا خواجہ تواانگر نے یہ خیال کرکے اور نہایت مضطر و پریشان ہوکر چہار جانب دیکھا سوائے ایک مکان خام کے عقب میں
کنارہ دریا کچھ نظر نہ آیا خواجہ تواانگر بمجبوری جست کرکے اس مکان میں گئے دیکھا کہ ایک شخص ننگا فقط دھوتی باندھے
ہوئے چکی میں گیہوں پیس رہا ہے مکان میں ایک ایسا حوض ہے کہ مثل ایک مختصر تالاب کے ہے جسوقت خواجہ تواانگر مکان مذ
میں پہونچے وہ شخص جو چکی میں گیہوں پیس رہا تھا خواجہ کو دیکھکر پوچھنے لگا میاں صاحب آپ میرے گھر میں کیوں
چلے آئے اس قدر گھبرائے ہوئے آپ کیوں ہیں خواجہ تواانگر نے کہا ارے بھاگ جلدی بھاگ قضا تیری آگئی اب
کوئی دم میں تو مار ڈالا جائیگا مجھکو تیرے حال پر رحم آیا اسوجہ سے تجھکو اطلاع دینے کے واسطے تیرے مکان میں چلا آیا
آسیابان یہ تقریر خواجہ تواانگر کی سنکے اٹھ کھڑا ہوا اور خوف جان سے کانپنے لگا اور دست بستہ کہنے لگا میاں صاحب
کون مجھکو مار ڈالیگا میں نے تو کسی کی کوئی خطا اور تقصیر نہیں کی ہے شب و روز گیہوں اس چکی میں پیسا کرتا ہوں اور جسقدر
اجرت گیہوں کے پیسنے کی ملتی ہے اسی میں اپنی اوقات بسر کرتا ہوں مجھسے تو کسی سے دشمنی اور عداوت نہیں ہے ناحق مجھ
غریب محتاج کو کون قتل کریگا خواجہ تواانگر نے کہا کہ اصل حال یہ ہے کہ فی زمانہ بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان
نے ایک خواب پریشان دیکھا ہے اور حکما اور عقلا کے روبرو اس خواب کو بیان کیا ہے اور حکما و عقلا نے اس خواب کی
یہ تعبیر دی ہے کہ آج کل شہریار پر کچھ آفت و بلا آنے والی ہے اگر شہریار کسی ایسے شخص کو قتل کریں جو آسیا کو گردش دیتا
ہو اور گیہوں وغیرہ پیستا ہو اور اسکے سر کے پوست سے ایک چھوٹا سا نقارہ بنوائیں اور اپنے ہاتھ سے اس نقارے کو
بجائیں تو یہ صحت و عافیت رہیں اور جو بلا و آفت آنے والی ہے اس سے محفوظ رہیں خسرو ہندوستان نے یہ تعبیر خواب
علما و عقلا سے لیکر حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرکے اور اسکو جلد قتل کرکے اسکے سر کے پوست کا نقارہ بنایا
جائے اب کسی شخص نے تیرے آسیا گردانی کے حال سے بادشاہ کو اطلاع دی ہے پس کچھ سوار اور پیدل اور جلاد خنجر
بکف اسوقت واسطے تیرے قتل کرنے کے چلے آتے ہیں یقین ہے کہ ابھی سوار اور پیدل آکر تجھکو پکڑ لینگے اور جلاد تیرا
سر کاٹ کے لیجائیگا جب یہ مفصل حال اس بیچارے نے سنا بے اختیار رونے لگا جان جانے کے خوف سے خون
جسم میں خشک ہوگیا چہرہ کثرت رنج سے زرد ہوگیا خواجہ تواانگر نقلی کے کہنے پر یقین کرکے اور موت کا خیال کرکے
زمین پر گر پڑا اور نہایت مضطر اور بیتاب و بدحواس ہوکے تڑپنے لگا اور خواجہ سے اسی عالم بیقراری و اشکباری میں
پوچھنے لگا کہ میں کہاں بھاگ کے جاؤں کیونکر اپنی جان جلاد سے بچاؤں کیا تدبیر کروں کہ قتل نہ ہوں خواجہ تواانگر
نے کہا تو اسقدر کیوں روتا ہے اور اس درجہ ناحق مضطر ہے تدبیر تیری جان بچنے کی سہل ہے جلد اپنی دھوتی کھول کے
مجھکو دیدے میں تیری طرح چکی میں گیہوں پیسوں اور تو اسی حوض میں اتر کے اور غوطہ مار کے چھپا بیٹھا رہ

جب سوار اور پیدل اور جلاد یہان آئینگے اور مجھ سے پوچھینگے مین کہدونگا کہ وہ یہان نہین رہتا ہی سوار وغیرہ مجکو تنہا دیکھکر
چلے جائینگے جسوقت اُس غریب نے یہ تقریر خواجہ کی سنی فوراً خوش ہوکر اور دعائین دیکر جلد تر اپنی دھوتی کھول ڈالی بالکل
ننگا ہو گیا خواجہ نے اسکی طرف سے منھ پھیر لیا جب وہ دھوتی اپنی کھول کے زمین پر رکھ چکا اور تب حسب کہنے خواجہ کے
حوض مین جا گرا اور غوطہ مار کر بیٹھ رہا اُسوقت خواجہ توانگر نے اپنے لباس کو اُتار کے وہی دھوتی باندھی اور صورت اپنی
جلد تبدیل کرکے چکی مین گیہون پیسنے لگے اور گیت گانے لگے ناگاہ لندھور بھی گھوڑے سے اُتر کے گھر مین آیا کیونکہ لندھور
نے دور سے دیکھا تھا کہ اسی گھر مین خواجہ توانگر بھاگ کے پوشیدہ ہوا ہی غرض جب لندھور اُس مکان مین داخل
ہوا دیکھا کہ ایک شخص نوجوان سیاہ فام شکستہ حال چکی مین گیہون پیس رہا ہی لندھور نے پوچھا اے شخص تیرے مکان
مین ایک ضعیف آدمی ابھی بھاگ کے آیا ہی سچ بتا وہ کہان مخفی ہی خواجہ توانگر جو چکی پیس رہے تھے بجواب
لندھور کہنے لگے کہ ابھی ایک بڈھا گھبرایا ہوا میرے مکان مین گھس آیا تھا ہر چند مین نے کہا کہ میرے گھر سے چلا جا
لیکن حضور وہ بڈھا نہ گیا اور شاید حضور ہی کے خوف سے اس حوض مین اُتر کے اور غوطہ مار کے بیٹھا ہوا ہی لندھور
نے یہ گفتگو سنکے فوراً عالم غصہ مین لباس اپنے جسم سے اُتارا اور مصنوعی آسیابان سے کہا کہ اگر تیرے پاس کوئی لنگی ہو تو
مجکو دیدے گیہون پیسنے والے نے جلد اُٹھکے ایک لنگی مثل شال باف کے رنگی ہوئی دی لندھور نے لیکر وہ لنگی
باندھی اور لباس اُتار کے ادھر اُس حوض مین جو بمنزلہ تالاب تھا اُتر کے غوطہ مارا اور خواجہ توانگر کو حوض مین ڈھونڈھنا
شروع کیا ادھر خواجہ عمرو نے جو خواجہ توانگر دربار مین گئے تھے اور اب آسیا گردانی مین مشغول تھے اسلحہ اور پوشاک
اور تاج وغیرہ اُٹھا کے جلد تر نذر زنبیل کیے فقط ایک تلوار نذر زنبیل نہین کی اور جلد تر شکل اپنی تبدیل کی اتنے مین
اُس مکان کے دروازہ پر شہپال ہندی اور اکثر سرداران نامی وغیرہ آکے ٹھہرے خواجہ عمرو نے اُس مکان سے باہر
نکل کے شہپال ہندی وغیرہ سے کہا کہ مین اس مکان مین رہتا ہون مین نے خواجہ توانگر کو گرفتار کرا دیا ہی شہریار نے
اپنی تلوار مجکو دیکر فرمایا ہی کہ ہمارے خزانچی کے پاس جا کر یہ تلوار ہماری دکھا کر ہزار روپیہ لے لے پس آپ سب
صاحبون مین خزانچی شہریار کے کون ہین یہ تلوار شہریار کی دیکھکے ہزار روپیہ مجکو دیدیجیے ورنہ یہ تلوار مجھ سے اگر دل
چاہے تو لے لین چونکہ خزانچی بھی ہمراہ سرداروں کے آیا تھا اُسنے لندھور کی تلوار کو دیکھکے فوراً ہزار روپیے خواجہ عمرو
کو دیدیے خواجہ عمرو روپیہ لیکر خیال کرنے لگے کہ اب یہان ٹھہرنا بیکار ہی یہ خیال کرکے وہان سے بتعجیل حمزہ
صاحبقران کی خدمت مین چلے اور قطع راہ کرکے بارگاہ حمزہ صاحبقران مین داخل ہوے حمزہ صاحبقران نے
پوچھا اے خواجہ آج تو تم جلدی سے چلے آئے اسکا کیا باعث ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ مین ولتسرا سے لندھور کو
لیا تھا آج لندھور کسی وجہ سے برآمد نہین ہوا ناچار ہوکے مین چلا آیا حمزہ صاحبقران یہ تقریر خواجہ عمرو کی
سنکے سرداروں سے مخاطب ہوکے گفتگو کرنے لگے خواجہ عمرو اپنی کرسی پر بیٹھے یہان تو خواجہ عمرو بارگاہ حمزہ
صاحبقران مین بیٹھے ہین لیکن اب حال خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب لندھور
نے لنگی خواجہ عمرو کی دی ہوئی باندھی اور حوض مین اُتر کے غوطہ لگایا لنگی جو پانی سے بھیگی فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی
کیونکہ وہ لنگی کاغذ کی تھی وہ گیہون پیسنے والا تو حوض مین ننگا بیٹھا ہوا تھا اب لندھور بھی برہنہ ہوا ایک حمام
مین دو شخص ننگے ہوے غرضکہ جب اُس بیچارے نے دیکھا کہ کوئی شخص میری جستجو حوض مین کر رہا ہی اُسوقت اُسنے
خیال کیا کہ اب مین کسی طرح جانبر نہونگا بیشک قتل کیا جاؤنگا یہ شخص جو مجکو حوض مین ڈھونڈھ رہا ہی مجکو
پکڑ کے جلاد کے حوالہ کر دیگا جلاد سنگدل تیغ آبدار سے سر میرا کاٹ لیگا میرے سر کی کھال سے نقارہ بنایا جائیگا

بعد قتل ہونے کے بھی راحت میسر نہ ہوگی کھال میرے سر کی چوب سے پیٹی جائیگی صدا نقارہ کی مثل آواز نالہ کے بلند
ہوگی پوست میرے سر کا بعد میرے مرنے کے بھی ضرب چوب سے اذیت پاکر فریاد کریگا بادشاہ ہندوستان پر جو بلا آنے
کو ہے وہ بلا میرے سر پر آئیگی افسوس ہزار افسوس شعر کاتب قسمت نے پیشانی میں کیا لکھا یہ تھا + زینت نقارہ
ہوگی میرے سر کی کھال سے + الغرض اُس بیچارے نے یہ خیال کرکے اپنے سر کو سنگ حوض سے اسقدر ٹکرایا کہ پوست
سر کا جابجا سے شق ہوگیا وہ غریب سر ٹکرا ہی رہا تھا ناگاہ لندھور نے اُس بیچارے کو پکڑا اور حوض سے باہر نکالا وہ بیچارہ
بوجہ خوف جان کے رونے لگا اور دست بستہ عرض کرنے لگا خداوندا دیکھئے اب میرے سر کا پوست لائق درستی نقارہ
نہیں رہا جابجا سے شق ہوگیا ہی اگر میرے سر کی کھال سے نقارہ منڈھا جائیگا تو ویسی صدا نہ نکلیگی جو منڈھانے سے
بادشاہ کو حاصل نہ ہوگا اب مجھکو چھوڑ دیجئے جلاد کے حوالے نہ کیجئے بیکار مجھکو قتل نہ کرائیے ہندوستان میں میرے مثل
صدہا آدمی آسیا گردانی ہی میں اپنی بسر اوقات کرتے ہیں ان میں سے کسی کو ہلاک کیجئے اور اسکے سر کی کھال سے نقارہ کی
درستی کرائیے تاکہ جلد تر جو بلا اور آفت خسرو ہندوستان پر آنے والی ہی وہ دفع ہو جائے میری بھی جان بچ جائے
حضور میں اب ہند سے نکل جاؤنگا اب ہندوستان میں خوف سے نہ رہونگا ہر چند کہ میں نہایت ہی محتاج ہوں لیکن
خدا کو بھیک مانگتا ہوا فاقے کرتا ہوا اپنی جان لیکر جہاں تک بھاگا جائیگا بھاگونگا اور اب ہندوستان میں ہرگز
نہ رہونگا غریب پرور اپنی جان شیرین ہر ایک شخص کو عزیز ہی جب بادشاہ وقت یونہیں خواب پریشان دیکھیگا اور
حکمائے نامعقول ایسی ہی واہیات اور بیہودہ تعبیریں دینگے تو پھر ایسے چکی میں گیہوں پیسنے والے شخص کس طرح سلامت
حقلائے شہریار سے بس جائینگے خداوند نعمت اسوقت کی میری بات یاد رکھئیگا اگر گیہوں پیسنے والے قتل ہو جائینگے یا بھاگ
اور کسی بادشاہ کی عملداری میں یہاں سے چلے جائینگے تو خاص و عام کو بہت تکلیف ہوگی آٹا ایسا ہوا پھر کبھی ممکن نہ ہوگا
ہر ایک شخص وقت گرسنگی چنے اور گیہوں وغیرہ اجناس چبالے گا بعضوں کو تو اس قسم کی غذا ہضم ہو جائیگی لیکن ہزاروں
آدمیوں کو دست آیا کرینگے پیٹ میں نفخ رہا کریگا کہاں تک کوئی سکنجبین اور گلاب پیا کریگا حکما کہاں تک
بعضوں کا علاج روز کرینگے آخر وہ بھی گیہوں چباتے چباتے بیمار ہو جائینگے ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی آرد گندم
کے نہ کھانے سے بے موت مر جائینگے خصوصاً امرا اور رؤسا کی زندگی بسر مشکل ہے زندگی بسر ہوگی خداوندا کمال تعجب ہے
دیکھئے میرے چکی کے پاٹ میں تھوڑا سا ہی ابھی سب گیہوں پیسنے کو رکھے ہیں اگر حضور میرے گرفتار کرنے کو نہ بھیجتے
تو میں ابتک پانچ من گیہوں پیس چکا ہوتا اور اجرت لیکر کچھ کھا پی چکا ہوتا اب اگر قتل نہ کیا جاؤنگا تو یہ گیہوں جو
رکھے ہیں پیسونگا اور شام تک کچھ کھاؤنگا اور اگر حضور مجھکو گرفتار کرکے جلاد کے حوالے کر دینگے تو یہ گیہوں یونہیں رکھے
رہینگے اور میں بھوکا پیاسا قتل ہو جاؤنگا دنیا سے با لب تشنہ و شکم گرسنہ عدم کو جاؤنگا لندھور نے اُس بیچارے کی
تقریر سنکے اور نہایت متحیر ہوکے کہا کہ مفصل حال بیان کر مثل دیوانوں گفتگو نہ کر سچ بتا تو کون ہے اور جو تیرے مکان
میں وہ بڈھا آیا تھا وہ کہاں ہے اُسنے عرض کیا خداوند نعمت میں بیٹھا ہوا چکی میں گیہوں پیس رہا تھا ناگاہ ایک ضعیف
آدمی آیا اور مجھسے کہنے لگا کہ تو جلد بھاگ جا تیرے گرفتار کرنے اور قتل کرنے کو سوار اور پیدل چلے آتے ہیں میں نے
پوچھا کس جرم پر سوار مجھکو گرفتار اور قتل کرینگے اُسنے کہا خسرو ہندوستان نے ایک خواب ہولناک دیکھا ہے حکما نے
تعبیر یہ دی ہے کہ اگر کسی آسیابان کے سر کے پوست سے نقارہ منڈھا جائے اور شہریار اُسکو اپنے ہاتھ سے بجائے
تو جو آفت و بلا آنے والی ہی اُس سے شاہ محفوظ رہیں بس تیرے قتل کرنے کو شاہ نے جلادوں کو بھیجا ہے جلاد اور سوار آیا ہی
چاہتے ہیں وہ اب مجھکو قتل کرکے تیرے سر کی کھال سے نقارہ تیار کرینگے بادشاہ اُس نقارہ کو بجائیگا یہ سُن کے

حضور میں جان کے خوف سے بے اختیار رونے لگا اور نہایت مضطر ہوا اُس وقت اُس مرد ضعیف نے مجھ سے کہا کہ تو اپنی دھوتی مجھکو دیدے میں بیٹھکر سر سے کپڑا میں پیتا ہوں تو اُس حوض میں اُتر کے بیٹھ رہ جب سوار اور جلاد آئیں گے میں اُنسے کچھ ایسی باتیں کرونگا کہ سب پیچھے جائینگے تیری جان بچ جائیگی خداوند نعمت میں نے اپنی دھوتی اُتار کے اُسکو دیدی اور حوض میں بیٹھا رہا حضور نے مجھکو حوض سے نکالا ہے وہ شخص نہیں معلوم ہوتا ہے یقیناً وہ شخص چلا گیا میری دھوتی بھی لیگیا جیسے حضور میں ننگا بیٹھا ہوں مفصل احوال میں نے بیان کیا اب حضور کو اختیار ہے جو میرے حق میں مناسب جانیں وہ کریں لندھور نے خیال کیا کہ یہ شخص سچ کہتا ہے بیشک یہ آسیابان ہے خواجہ تو اگر نہیں ہے یہ خیال کر کے لندھور نے دیکھا کہ لباس میرا بھی معلوم نہیں ہوتا اُسوقت لندھور نے خیال کیا خواجہ عمرو خواجہ تو الگ بنکر آئے تھے اور تاج اور پوشاک میری لیگئے لندھور یہ سوچ کر نہایت غضبناک ہوا اور آسیابان سے کہنے لگا کہ جلد باہر جا اور میری طرف سے میرے لشکر کے سرداروں سے کہہ کہ جلد پوشاک و تاج اور اسلحہ لائیں تاکہ میں پانی سے نکل کے لشکر حمزہ میں جاؤں اور خواجہ عمرو کو اس گستاخی کی سخت سزا دوں ہر چند کہ آسیابان برہنہ تھا لیکن بموجب حکم لندھور اُٹھا اور ایک ہاتھ آگے اور ایک ہاتھ پیچھے رکھکر پس در کھڑا ہوا اور شہپال ہندی وغیرہ سے کہنے لگا کہ حضور لباس تم سے مانگتے ہیں پوشاک حضور کی کوئی لیگیا ہے حوض میں کھڑے ہوئے ہیں باہر پانی سے آ نہیں سکتے ہیں شہپال ہندی نے فوراً لباس اور اسلحہ اور تاج جواہر نگار اُس آسیابان کو دیا اُسنے لندھور کو لا کر دیدیا اُسوقت حکم لندھور سے آسیابان نے منہ اپنا پھیر الغرض لندھور پانی سے باہر آیا اور پوشاک زیب تن کر کے اور اسلحہ تن پر آراستہ کر کے تاج سر پر رکھکر اُس مکان سے باہر آیا اور سرداروں سے پوچھنے لگا کہ اس مکان سے کوئی شخص باہر آیا تھا سرداروں نے عرض کیا کہ ایک شخص ہی تلوار حضور کی لیکر باہر آیا تھا اُسنے کہا کہ شہریار نے واسطے نشانی کے یہ تلوار دی ہے ہزار روپیہ مجھکو دلوائے ہیں پس تلوار حضور کی دیکھکر اُسکو روپیہ دیدیے گئے وہ شخص چلا گیا لندھور کو یقین ہوا کہ خواجہ عمرو وہی کا یہ کام ہے غرض لندھور نے تاجر و تلوار اشرفیاں منگوا کر اور شبرنگ ہندی پر سوار ہو کے بقہر و غضب لشکرگاہ حمزہ صاحبقران کیطرف رخ کیا جب لندھور نے قصد چلنے کا کیا شہپال ہندی و دیگر سرداروں نامی نے بھی ہمراہ رکاب چلنے کا ارادہ کیا لندھور نے کہا کوئی شخص میرے ساتھ نہ چلے میں اکیلا لشکر حمزہ صاحبقران میں جاؤنگا شہپال ہندی وغیرہ بموجب حکم ہمراہ نہ گئے لندھور نے مرکب کو جولان کیا گھوڑا اڑا ہوا چلا اشعار

وہ اسپ کہ صورت پری تھا	طالع میں بلند اختری تھا
داہو جو تو شرہ فلک پہ جاوے	پھیلے جو دراز میں پہ آوے
تصویر جو اسکی ہو سر سنگ	پرواز کرے ہزار فرسنگ
صورت میں پری جھپک میں شمشیر	دوڑے تو کڑی کمان کا تیر
سم بدر سے چار چند بہتر	خورشید سے بھی کہیں منور

لندھور تو بقہر و غضب تمام شبرنگ ہندی کو دوڑاتا ہوا تیلا اسمن عمرو و لشکر امیر بانوقیر کیطرف جاتا ہے لیکن اب حال حمزہ صاحبقران لکھا جاتا ہے کہ امیر بانوقیر اپنی بارگاہ میں و محل پر بیٹھے ہوئے ہیں و بہرام گرد بن خاقان چین نعمان بن منذر شاہ یمنی و اسد شیرگیر و اسد مارگیر و اسد آتشدان و اسد ابن تیغ گیر و کرب شیرگردان شاہزادہ سیف ذوالیدین بن پہلوان عادی وغیرہ سرداران نامی بھی علی قدر مراتب کرسیوں پر بیٹھے ہیں عمرو ماں لشکر اپنے اپنے مقام پر خواجہ عمرو بارگاہ حمزہ صاحبقران میں اپنی کرسی پر بیٹھے ہیں حمزہ صاحبقران سرداران مذکور سے باتیں کر رہے ہیں کہ یکایک شور کیسا لشکر اسلام بہ تعجیل تمام دوڑتے ہوئے روبرو سے حمزہ صاحبقران آئے اور اسطرح بعد دعا و ثنا کے عرض کرنے لگے اشعار

اے خدا جبتک ریاض دہر میں مشہور ہے	اے خدا جبتک دکھاے سرد ہی ان گریبان گل
بہر زخم داغ بلبل مرہم زنگار گل	شعلہ ہو جبتک جھوم عرق آتش جوار گل
	رزمگاہ دو جہان میں تا ولک سرکار گل

خون اعدا سے رہے ہر دم لب سوفار گل | حضور پرنور کا اقبال بفضل رب ذو الجلال روز افزون ہو اور حال حضور کے دشمنون کا

رشک و حسد سے دگرگون ہو اسوقت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان یکہ تاز میدان مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر بقہر و عضب تمام جانب بندگان حضور آتا ہے باقی خیر و عافیت ہے جو اسیس نے عرض کرکے چلے گئے حمزہ صاحبقران نے حکم کیا کہ لندھور کو کوئی شخص مزاحم ہو کے اگر آتا ہے تو اسے آنے سے کوئی مانع نہ ہو حمزہ صاحبقران نے بعد اس حکم دینے کے خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کے فرمایا اے خواجہ عمرو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آج تم نے جاکر دربار لندھور میں ایسی کوئی عیاری کی ہے کہ لندھور بقہر و غضب تمھارے گرفتار کرنے کو یہان آیا ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ لندھور سے آپ خراج طلب کرنے کے واسطے آئے تھے اسکو خراج دینا منظور نہیں ہے اسی واسطے وہ آپ کے مقابلہ کے واسطے آتا ہے ہوشیار رہنا چاہیئے میری گرفتاری کیواسطے نہیں آتا ہے خواجہ عمرو یہ کہکے خیال کرنے لگے کہ اب لندھور یہان آتا ہے یہان سے چلا جانا بہتر ہے نہیں معلوم لندھور یہان کر تمھارے ساتھ کیا سلوک کرے گا اور دیکھیے کسطرح پیش آوے گا خواجہ یہ خیال کرکے بارگاہ سے نکل کے لشکر میں چلے گئے بعد جانے خواجہ کے حمزہ صاحبقران نے سرداران نامی کو واسطے استقبال خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے روانہ کیا ان سرداروں نے جاکر لندھور کا استقبال کیا اور ہمراہ اپنے لندھور کو بارگاہ حمزہ صاحبقران کے قریب لائے جب عنقریب بارگاہ لندھور پہونچا اسوقت حمزہ صاحبقران بھی بطالب فرش برائے استقبال تشریف لائے لندھور نے دیکھا کہ تخت

بارگہ میں اسطرح ہین حمزہ صاحبقران

جلیسے خط استوا پر آفتاب آسمان
بت شکن مانند خلیل بتحانہ و دشمن ہانگی
برق کشت شرک ابر نو بہار مومنان
آسمان بخت و دولت آفتاب عز و شان
تمغہ نور خدا روح تن روحانیان
پڑ گئی ہے اک نگاہ مہر جو روز ازل
صاحب جود و سخا و دستگیر بیکسان
کرسنے اتفہ پر روح افزا تو فرط شوق سے
دور دوران کی طرح برہم ہو ترکیب جہان

شمع روشن جسطرح محفل میں قالب میں جان
شوکت اسلام دکھلائین اگر کفار کو
سجدون کیواسطے داؤد ثانی سیلمان
حکمران ملک جان سر دفتر دیوان دل
مشرق صبح سعادت مطلع نام و نشان
دیکھکر اوج مراتب سینہ گردون ہے چاک
اجتناب ہے کاسہ خورشید انور زر فشان
نکہت افشانی دماغ ان شمیم خلق سے
بلبل تصویر سے گفتگو ہو وسے زبان

رہبر دین ہین اسطرح بے لیت و کم
بانی بانی ہو گئے یہ جلسے دل سنگ بتان
آفت امید کا ف لطف جان حق پرست
شوکت دین خلیل و قوت اسلامیان
باعث تسکین دل آرام جان مبتلا
ہو اے ناوانی کہ سب سمجھے ہین اسکو کہکشان
عادل و مسکین نواز و جرم بخش و ظلم کاہ
ہو رہا ہے حلقہ آغوش عالم خطر دان
گر خلاف رائے عالی بند و بست ہو

لندھور نے چہرہ پرنور حمزہ صاحبقران کو جو دیکھا دفعتہ ایسی محبت دل میں پیدا ہوئی کہ بے اختیار ہاتھ واسطے تسلیم کے اٹھایا حمزہ صاحبقران نے جواب سلام دیا اور لندھور کو لب فرش سے لاکے اپنے دست راست ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا جملہ سرداران نامی بھی دنگلون پر بیٹھے لندھور نے جواب بغور سرداران کو دیکھا تو صاف یہ ثابت ہوا اشعار کھینچ لین تلوار گر یہ میان سے وقت وغا + روح دشمن یاس سے کہدے رضینا بالقضا + سامنے جو آ ئے انکے ہو روان سوئے عدم + ہے انکھین کی تیغ عریان جادۂ راہ فنا + بعد دیکھنے سرداران کے جب لندھور نے جانب بارگاہ نظر کی اسوقت اپنے دل میں یہ خیال کیا شعر دیدۂ انصاف سے گر دیکھئے یہ بارگاہ + شرملین رفعت سے اسکی خیمہ گردون بھی ابھی ہو + ابھی لندھور بارگاہ کو دیکھکر یہ خیال کر رہا تھا کہ حمزہ صاحبقران نے واسطے آراستگی بزم عشرت کے حکم دیا بمجرد حکم محفل عیش آراستہ کی گئی کہ بزم جمشیدی سے کچھ تکلفات میں بڑھ گئی ساقیان مہ جبین گلفشان رنگین آکے بزم میں آئے پہلے حمزہ صاحبقران نے بخیال مہمان نوازی جام مئے ناب بھر کے اپنے ہاتھ

سے لندھور کو دیا لندھور یہ خلق و مروت و مہمان نوازی حمزہ صاحبقران کی دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا
کہ مثل حمزہ صاحبقران کے فی زمانہ کوئی شخص خلیق و مہمان نواز نہ ہوگا غرض لندھور نے یہ خیال کرکے جام حمزہ
صاحبقران کے ہاتھ سے لیا اور نہایت مسرور ہوکر شراب پی بعد میکشی لندھور کے ساقیان گلعذار نے اہل بزم کو
بناز و ادا جام حمکر رنگ مینا شروع کیا ہر ایک سردار بادۂ ارغوان پینے لگا دختر رز کی لذت سے حظ وافر اٹھانے لگا زیر
گردون دمبدم دور جام بادۂ گلگون ہونے لگا بادہ کشان عالی ظرف میکشی کرنے لگے ساقیان خوبرو جلد جلد جام و ساغر
مین شیشون سے شراب بھرنے لگے چرخ مینائی بزم عشرت کی زیبائی دیکھکر اور متحیر ہوکر گردش ساغر آفتاب کی دیکھنے
لگا اُسوقت روح جمشید کی بزم عیش و عشرت پر بار بار تصدق و نثار ہوتی تھی حمزہ صاحبقران نے اُسی عالم میکشی مین
حکم دیا کہ ارباب نشاط بزم عشرت مین جلد حاضر ہون بمجرد حکم آیا ناز نین نہایت ہی حسین ابرو کمان قتال جہان غنچہ دہن
گلپیرہن نرگسی چشم بناوٹ سے چہرہ پر عیان خشم آلودہ پہنے گدڑی گیارہ یا بارہ برس کا سن زلفین سنوارے ہوئے سُرمہ
دنبالہ دار آنکھوں مین لگائے ہوئے دہن تنگ مین گلوری دبائے ہوئے مخلص حیران لب نازک پر لگائے ہوئے پیشواز زرزرو
رنگین پہنے ہوئے دست و پا حنا سے رنگے ہوئے سینے پر کچھ ابھی ابھی جوبن عیان مد فصل شباب کا نشان بصد ناز و ادا ترچھی نظرون سے
نوجوانون کو دیکھتی ہوئی مثل غنچہ مسکراتی ہوئی قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی عشاق کے دلون کو مثل حنا پامال سبزہ پامال
کرتی ہوئی جوبن جوانی کا دکھاتی ہوئی جا بجا کثرت ناز و ادا سے ٹھہرتی ہوئی جوانان خوبرو کو دیکھ دیکھ کے اور کسی بات پر
خیال کرکے ڈرتی ہوئی بزم عشرت مین مع اپنے سازندون کے آئی اُسوقت اُس محیرت ماہ تابان کو دیکھکر دل ہر ایک
نوجوان کا بیتاب و بیقرار ہوگیا ہر ایک جوان اُس رشک یوسف کا القدرول سے خریدار ہوا خصوصا لندھور بن سعدان
اُس غیرت مہر درخشان کو دیکھکر بیتاب ہوگیا لیکن بخیال لحاظ حمزہ صاحبقران خاموش بیٹھا رہا اور اُس نازنین کو
بنظر شوق دیکھا کیا کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین مہر تمکین تھی

ابیات

کلیم پر تصدق بلبل باغ
بشکل صبح پیشانی تھی خندان
نہون سے ایسے آہو نرگسی چشم
الف بینی ورق عارض دہن میم
ستارے تھے میان خانۂ حوت

سراپا اسکا بس علیون سے تھا پاک
چھری خنجر کٹاری تیز مژگان
کمان تھی قوس تھی شمشیر ابرو
جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم

تشکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ
وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم
ہلال عید تھی تصویر ابرو
گہر دندان لب لعلین سے یاقوت

نازنین مذکورہ نے بزم مین ٹھہر کے ہر طرف جوانون کو دیکھا جسوقت پہلوان
عادی کے تن و توش اور دست و پا پر اُسنے نظر کی دیو بغیر شاخ کا جانکر ڈر گئی دست و پا خوف سے کانپنے لگے ایک
سازندے سے پوچھنے لگی یہ شخص انسان ہے یا دیو ہے سازندے نے کہا اے دل آرام کیون ڈرتی ہو خوف سے بیکار
کانپتی ہو یہ انسان ہے دیو نہین ہے مین خوب جانتا ہون یہ حمزہ صاحبقران کا دودھ شریک بھائی ہے اسکی ماں نے
حمزہ صاحبقران کو دودھ پلایا ہے دل آرام یہ تقریر اپنے سازندے کی سُنکے بغور طرف پہلوان عادی کے دیکھنے
لگی اور دل مین خیال کرنے لگی اگر یہ شخص کسی عورت سے ہم بستر ہو تو ہنگام وصال اُس عورت کا کیا حال ہو یہ خیال
کرکے دل آرام کے منھ مین پانی بھر آیا پہلوان عادی نے جو اُس مطربۂ بیمثال یوسف جمال کو دیکھا بیتاب ہوگیا اور
خیال کرنے لگا کہ کیونکر اس مہ پارہ کو آغوش مین اٹھاکر اپنے خیمہ مین لیجاؤن مدعاے دل حاصل کرون حمزہ
صاحبقران سامنے بیٹھے ہین بزم عشرت آراستہ ہے افسوس اسوقت خواجہ عمرو بھی نہین ہین اگر وہ یہان
ہوتے تو کوئی نہ کوئی ضرور تدبیر کرتے مثل دختر بختک کے مین اس سے بھی مدعاے دل حاصل کرتا ہر چند کہ

کیا سبب پرتو رخسار آتش رنگ سے
ایک بیار طپتا ہے عالم پیرہن دونوں طرف
سنکے اسی نسبا ہم کو دوست میں تیرا پیتا
غزل گانے لگی تو اسوقت یہ حال تھا ابیات
ہر راگ روان تھا صورت زرد
دیپک نے لگائی آگ کیا کیا

کان کا موتی بنے لعل یمن دونوں طرف
اک نظر رہتی ہے گل پر اک نظر صیاد پر
خاک اڑاتے پھرتے ہیں اہل وطن دونوں طرف
اس بزم تھا ہوا کا بند رستہ
جھو یالی ہو کا نکڑا کہ کا مود

پھوٹ نکلا رنگ جسم نازنین غناک سے
دیکھتی ہے عندلیب نعرہ زن دونوں طرف
دل آرام جو بزم عشرت میں نہایت گوری
موجود تھا راگ وسنت تھا بستہ
دیتا تھا فرا بہاگ کیا کیا

جسوقت دل آرام نازک اندام بصد ناز و ادا یہ شعر گو بتا بتا کے گاتی تھی اسوقت اہل بزم کی کثرت محویت سے عجب کیفیت تھی کوئی دل آرام سے گانے کی تعریف کرکے اور اسکے گیسوے عنبرین اور خال رخ کو دیکھکے بے اختیار یہ شعر زبان پر لایا شعر عشق گیسو ہے کوئی بوسہ دو الیجان خال کا + زہر افعی کے لیے ہم سا کہاں تریاق میں + کوئی خفا نغمہ دل آرام سے وجد میں آکر مستانہ وار جھومتا تھا کوئی شخص دل آرام کی ہر تان پر بیتاب ہوکے دونوں ہاتھوں سے اپنا کلیجہ پکڑ لیتا تھا کوئی کہتا تھا کہ مطربہ فلک کی اس مہ رو کے آگے کیا حقیقت ہے کوئی کسی سے کہتا تھا کہ میں تو اس مطربہ کا تہ دل سے خریدار ہوں کیا خوب گاتی ہے اسکی آواز میرے کان کو اچھی معلوم ہوتی ہے اسکا نغمہ سنکے دل بیچین ہو جاتا ہے کوئی دل آرام کو دیکھکے یہ کہتا تھا شعر سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے + تجھ سا بے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا + غرض اسی طرح ہر ایک شخص بزم عشرت میں دل آرام کے حسن و جمال و رقص و نغمہ کے کمال کی تعریف کرتا تھا جب دل آرام انعام لیکر بزم عشرت سے چلی گئی اور دماغ حمزہ صاحبقران کا بادہ ناب سے گرم ہوا اسوقت حمزہ صاحبقران نے لندھور سے مخاطب ہوکے پوچھا کہ آج تمھارا آنا یہاں کس وجہ سے ہوا لندھور نے جواب دیا کہ آج میں خواجہ عمرو کی تلاش میں یہان تک آیا ہوں صاحبقران نے خواجہ عمرو کی جستجو کا باعث پوچھا لندھور نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کرکے کہا کہ دو مرتبہ خواجہ عمرو میرے دربار میں گئے لیکن کبھی بصورت اصلی نہیں گئے کہ میں انکی صورت دیکھتا اور انکی شکل پہچانتا اب میں انکی اصلی صورت دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوں اگر خواجہ عمرو یہان ہوں تو انکو بلوائیے حمزہ صاحبقران نے خدام سے فرمایا کہ جلد جاکر دیکھو اگر خواجہ عمرو لشکر میں ہوں تو بلا لاؤ خدام خیمہ خواجہ عمرو میں گئے اور خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر بارگاہ میں حاضر ہوئے خواجہ عمرو نے لندھور کو سلام کیا اور کرسی پر بیٹھے لندھور خواجہ عمرو کے سراپا پر نظر کرکے نہایت متحیر ہوا بعد حیرت بسیار لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آپ خواجہ سے فرمائیں کہ اسوقت نے بجا کر کوئی غزل گائیں حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ لندھور تمھاری نے سننے کے اسوقت مشتاق ہیں لہذا تم اسوقت نے بجا کر کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزہ صاحبقران جوڑی نے کی نکالی اور دہن سے لگا کر یہ غزل شروع کی غزل

تمھیں لرزتا ہے تڑپا کے اپنے بسمل کو
نشان نشان مرے پہلو سے لیا بیاد لگو
بتوں سے عشق نے بے موت ہم کو مارا ہے
لیا ہے شاد کسی نے کبھی آپ نے دل کو
ہمیشہ اسمیں حسینوں کی یاد رہتی ہے
بنالیے نگر کی طرح وقف کر دیا دل کو
وہ تیغ کھینچ سکے تا نہ سخت جان ہو میں

سکھائی طرز جفا کس نے میرے قاتل کو
جو آہ قیس کی آندھی چلے تو اے لیلی
گواہ رکھتے ہیں اسکا خدا لے عادل کو
بیان کرتا ہوں بیتابی فراق کا حال
لہو تہ منزل خوبان میں کسطرح دل کو
یقین کاہ کا اور کہربا کا ہوتا ہے
خدا بچائے ندامت سے میرے قاتل کو

المدد زلف سے وہ شوخ جرم الفت پر
کبھی نہ روک سکے پردہ ہائے محمل کو
وہ ناامید خوشی ہوں کہ انسے کہتا ہوں
سب اپنے ہاتھوں سے اسوقت تھام لیں مرے لگ
حسین جو آپ سے چاہیے وہ شوق سے لے
وہ زلف کھینچتی ہے اس طرح مرے دل کو
لیا ہے قتل تو ہاتھوں کا بوسہ لینے

یہ خون بہاتا ہے دیتا ضرور قاتل کو | یقین ہے اب مرے پہلو سے جائیگا ہمین | ہزار طرح کے دیتے ہیں ہم نشان دل کو
ہزار ضعف ہے لاحق ہیں مگر نیشتر | تم ہوتے عشق کا ابتک ہے حوصلہ دل کا

جسوقت غزل مرقومہ خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی زبین گائی اسیوقت صاحبقران محفل کی یہ کیفیت دیکھی کہ ہر شخص ایسا محو تھا کہ کچھ خبر دین و دنیا کی نہ رکھتا تھا اور آواز سنکے مستانہ وار جھومتا تھا اور خواجہ عمرو کی تعریف کرتا تھا لندھور بھی نہایت محظوظ ہوکر بار بار خواجہ کے گانے اور بجانے کی ثنا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ دل آرام کے گانے کی کیا حقیقت ہے اے خواجہ عمرو تمھارا مثل و نظیر نے بجانے اور گانے اور عیاری مین نہین ہے علاوہ لندھور کے ہر ایک شخص تعریف کرتا تھا اسوقت اہل بزم کا یہ حال تھا قطعہ

نغمون مین شراب کا اثر تھا | جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا
تھی ایسی غذا سے گرم محفل | ہر دون مین تھا شعل شمع محفل

غرضکہ جب خواجہ عمرو گا چکے لندھور نے از حد تعریف کرکے مالا مروارید کا دیا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ جو تاج اور جواہرات تاجرون سے تم نے لیا تھا اسکا روپیہ مین نے تاجرون کو دیدیا ہے اب وہ تاج و جواہرات اور روپیہ بھی بخوشی تم کو دیدیا بعد اس گفتگو کے لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون آپنے مجھکو اپنے خلق سے نہایت خوش کیا وصف آپ کے خلق و مروت کا کیا کرون میری زبان نا رسا ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ مین تو ایک بندہ ذلیل پروردگار ہون لائق تعریف نہین ہون بعد اس تقریر کے حمزہ صاحبقران نے لندھور سے فرمایا کہ دارائے ہند مجکو یہان آئے ہوئے زمانہ چند روز کا گذرا ہے اور ابتک ہمارے اور تمھارے مقابلہ نہین ہوا ہے اور نوشیروان نے مجکو واسطے طلب خراج ہندوستان کے بھیجا ہے پس تمکو لازم ہے کہ خراج ہندوستان نوشیروان کو دو یا مجھ سے مقابلہ کرو ہر چند کہ فی الحال ہم کو تم سے زیادہ الفت ہوگئی ہے لیکن مجبوری ہم سے مقابلہ کرنا ضرور ہے لندھور نے کہا خیال مقابلہ آپ دل سے نکال ڈالیے اور اس ارادے سے باز آیئے لطف صلح مین ہے نہ کہ جنگ مین نوشیروان نے جو آپ کو مجھ سے لڑنے کو بھیجا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپکا عدوے جان ہے جب وہان کسیطرح وہ آپکو ہلاک نہ کر سکا تو اسنے آپکو یہان بھیجا ہے یا اسنے آپ سے سخت عداوت کی ہے ہر چند کہ انسان کو لازم نہین ہے کہ اپنی تعریف آپ کرے لیکن بوقت ضرورت اپنی تعریف خود کرنا پڑتی ہے مین وہ شجاع ہون کہ مجھ سے نوشیروان کسی طرح مقابلہ نہین کر سکتا اور خراج لے نہین سکتا بڑے بڑے بہادر مجھ سے ڈرتے ہین پس مین نہین چاہتا کہ آپ ایسے بہادر یکتائے روزگار اور خلق مجسم سے مین مقابلہ کرون نہین معلوم ہنگام مقابلہ کیا ہو اگر مین آپ کے ہاتھ سے ہلاک ہوا تو ضرور آپکو میرے قتل ہونے کا صدمہ ہوگا اور اگر آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہوئے تو مجکو رنج عظیم ہوگا لہذا مین امیدوار ہون کہ آپ مجھ سے مقابلہ نہ کیجیے انجام مقابلہ اچھا نہین آپ نوشیروان کے پاس مجکو اپنے ہمراہ اسی طرح لے چلیے یا آپ نوشیروان کے حکم کے موافق تعمیل کیجیے یعنی مین سر جھکائے ہوئے ہون جا ادکو ملوایئے گردن مین طوق خاردار اور بغلون مین خاردار لٹھ بازوؤن پر چپڑے فولاد کے پاؤن مین بیڑیان پہنواکر روبرو نوشیروان کے گرفتار کرکے مجکو لیجایئے مین بخوشی راضی ہون یہ آپ سے خوش ہوگا آپ کی بات رہ جاویگی مین وہان طوق و زنجیر وغیرہ کو اتار کر اسکو قتل کر ڈالونگا آپکو تخت پر بٹھلاؤنگا پھر آپ ملکہ مہر نگار سے اپنا عقد کرکے مدعائے دل حاصل کیجیے گا لطف حیات اٹھایئے گا با آرام تمام سلطنت کیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خسرو ہندوستان مین نے تم سے مقابلہ کرنے پر سر دربار نوشیروان سے وعدہ کیا ہے اور بیڑا اٹھایا ہے بغیر مقابلہ مین اسطرح تم کو نہ لیجاؤنگا یہ خلاف شجاعت ہے لندھور نے کہا کہ مین آپ سے بوجہ الفت کے مقابلہ نہین کرتا ہون اگر آپ کو اس طور سے میرا لیجانا منظور نہین ہے تو کیا کیجیے اس شمشیر آبدار سے میرا سر تن سے کاٹ لیجیے اور نوشیروان کے پاس لیجایئے حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے اسکی جرات و شجاعت کی از حد تعریف کی اور سر اسکا کثرت الفت سے اپنے

سینے سے لگایا اور فرمایا کہ تم شرائط دوستی بجا لاتے ہو اور مجکو اخلاق سے ممنون کرتے ہو لیکن میری خوشی یہی ہے کہ طبل جنگ بجواؤ اور اچھی طرح مجھ سے مقابلہ کرو بخوبی زور آزمائی کرو لندھور نے بمجبوری کہا اگر آپکی یہی خوشی ہے تو پہلے آپ طبل جنگ بجوائیے بعد اسکے میں بھی نقارہ رزمی کے بجانے کا حکم دونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ قبل تم اپنے لشکر میں طبل جنگ بجنے کا حکم دو پیشقدمی تمہیں کرو پھر میں بھی اپنے لشکر میں نقارہ جنگی بجنے کا حکم دونگا تیاری جنگ کرونگا سر میدان تم سے مقابلہ کرونگا اسوقت جو خدا چاہے گا وہ ہوگا گھٹ بڑھ کا حال معلوم ہوجائیگا لندھور نے بمجبوری ارشاد حمزہ صاحبقران قبول کیا اور حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے تختگاہ کی طرف روانہ ہوا اور بعد قطع راہ کے اپنی دولت سرا پر پہونچا

داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور صف آرا ہونا امیر ابو تمیر کا اور مقابلہ کرنا گستہم زرین کفش کا لندھور بن سعدان خسرو ہندوستان سے

دلاوران میدان جدال و نبرد آزمایان عرصہ مقال اسطرح جوہر تیغ زبان دکھاتے ہیں کہ جب خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان دربار میں آکر تخت پر بیٹھا اور جملہ اہل دربار حاضر ہوئے اسوقت لندھور نے شہپال ہندی اپنے چچا سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج میں لشکر حمزہ صاحبقران میں تلاش عمرو گیا تھا حمزہ صاحبقران سے ملاقات کی تھی حمزہ صاحبقران نہایت شجاع و بہادر ہیں مجھ سے بہ خلق و مروت پیش آئے اور باعزاز تمام مجکو اپنے قریب اپنی بارگاہ میں بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے مجکو جام شراب دیا میری زبان انکی تعریف میں قاصر ہے ہنگام رخصت انھوں نے مجھسے فرمایا کہ مجکو نوشیروان نے واسطے طلب خراج ہندوستان کے بھیجا ہے یا تو خراج دو یا مجھ سے مقابلہ کرو ہر چند میں نے کہا کہ اب ہمارے اور آپکے فیما بین ایک طرح کا انس ہوگیا ہے مقابلہ نہ کیجیے لیکن انھوں نے نہ مانا اور یہی فرمایا کہ مجھسے مقابلہ کرو لیں اب چاہتا ہوں کہ آپ تخت پر جلوہ فرما ہوں اور امورات سلطنت کا انصرام و انتظام کریں اور مجکو بعہدہ سپہ سالاری واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران کے روانہ کریں اور اسیوقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیں ہنگام سحر میں انسے مقابلہ کروں لندھور نے یہ کہکر شہپال ہندی اپنے عم بزرگوار کو تخت پر بٹھایا اور آپ تخت سے اترکر قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھا شہپال ہندی نے تخت پر بیٹھکر بموجب کہنے لندھور کے طبل جنگ بجوایا اُس وقت صدائے طبل سے یہ بات پیدا ہوتی تھی

قطعہ

قریب آتا ہے وقت جان فروشی ۔۔۔ دکھاؤ اپنی اپنی گرمجوشی
جدا ہو جائینگی روحیں بدن سے ۔۔۔ تنو تنکو زینتیں ہونگی کفن سے
صدا ہی طبل جنگی سے یہ ناگاہ ۔۔۔ کہ ہوں مردان تیر افگن ابا گاہ
جل کا صبح کا ہو گرم بازار ۔۔۔ مقام آبرو ہے ہاں خبردار

جسوقت صدائے طبل جنگ بلند ہوئی فوراً جواسیس لشکر اسلام بعجلت تمام خدمت حمزہ صاحبقران میں حاضر ہوکر اسطرح بہزار ادب دعا و ثنا بجا لاکر عرض کرنے لگے

نظم

ای خدا عالم میں ہے جسوقت تک لیل و نہار ۔۔۔ ای خدا جبتک عروس دہر ہے بے اعتبار
ای خدا جبتک زمین آسمان ہیں برقرار ۔۔۔ آرزوئے دل یہی ہے تیرے پہلو میں ہیں
زال دنیا ای خدا جبتک تلون دوست ہے ۔۔۔ مطرب و چنگ و رباب ساقی و مینا و یار

امیر ابو تمیر گردون سریر دشمن تہ تیغ آبدار ہوں حاسدوں کے سینہ ہائے پرکینہ شمشیر سے فگار ہوں اسوقت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے لشکر میں طبل جنگ بجا لندھور کا قصد ہے کہ بوقت ہنگام سحر میدان مصاف میں اگر حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے جسوقت حمزہ صاحبقران نے جواسیس سے سنا کہ لشکر لندھور میں طبل جنگ بجا اسوقت صاحبقران نے بکتی خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ اب ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی نقارہ حرب بجواؤ پھر جو کچھ عالم کو منظور ہوگا ہنگام سحر اسکا ظہور ہوگا مجکو حقتعالی کی عنایت سے

تو کل آ، خواجہ عمرو نے یہ گفتگو امیر با توقیر کی سنکے نقار خانہ میں آئے اور نقارہ سکندری پر بسم اللہ کہکے چوب لگائی بیت
ز نقارہ آواز آمد برون + کہ دولت دو دست گردون زبون + جسوقت صدائے نقارہ سکندری لشکر ظفر اثر صاحبقران
میں بلند ہوئی کانوں میں تھرائی شیر فلک کا دل دہل گیا بقول شاعر ابیات مناسب اسکی کیا کہیے کہ کبیسر + ہوا اک
زلزلہ روئے زمین پر + ہوئے اہل جہاں سے کنگ کر گوش + اڑے سر سے برنگ طائران ہوش + اس شب کو فوج
لندھور اور لشکر حمزہ صاحبقران میں جو بہادر اور دلاور تھے اور مدت سے مشتاق دیدار شاہد تیغ تھے ان
سب کو تو وہ رات گویا شب عید ہو گئی دل انکے نہایت خوش ہوئے خیال کرنے لگے کہ کل روز وصل شاہد شمشیر براں ہے
مدت سے ہم کو اسی کے وصل کا ارمان ہے ایسے معشوق قاتل کے نہ دیکھنے سے دلکو کوفت ہے آنکھیں اسی کی چال ڈھال
دیکھنے کی مشتاق ہیں شکر ہے کہ اب وقت ہے جلوہ معشوق شمشیر دیکھیں گے سر میدان روبروئے بہادران زخم دکھائینگے
سراپا خون میں نہائینگے غنچہ دل شگفتہ ہوگا گلشن آرزو میں بہار آئیگی نخل تمنا بارور ہوگا باغبان قضا گلچینی کریگا جو
گل خوشرنگ و بوئے گلشن شجاعت پھل تیغ کا کھا کر اور مثل غنچہ مسکرا کر باغ جہان سے مانند بو کے نکل جائیگا مر کر
لطف حیات اٹھائیگا تا قیام قیامت نام اسکا صفحہ روزگار پر باقی رہیگا ہر ایک بہادر دنیا میں اسکی جوانمردی کی
تعریف کرکے کہیگا اگر ہم بھی میدان وغا میں زخمی ہوکر سرخرو جانب عدم جائیں تو گویا افتخار کی سند کونین میں پائیں یہ
خیال کرکے اکثر بہادروں نے نہا کر اور غسل کرکے بخیال وصل معشوق تیغ بلا تاخیر پوشاک نفیس زیب تن کی
سر میں عطر سہاگ کا ملا آنکھوں میں سرمہ لگایا اور بہادروں سے گلے مل مل کے کہنے لگے کہ بھائیو کل وقت صبح
گویا روز عید قربان ہے آج ہی گلے مل لو کل قصاب اجل خونریزی پر کمر باندھیگا تیغ تیز سے حلال کریگا دیکھیے کون ہلاک
ہوتا ہے اور کون جانبر ہوتا ہے یہ وقت بہت غنیمت ہے بموجب بیت غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس میں یاراں کا + دگرگوں
حال ہو جاتا ہے اک دم میں زمانے کا + بعضے تہور شعار بہادر و جرار اپنی اپنی تیغ آبدار پر ہرچند کہ صاف تھی لیکن حریف کو جلد
قتل کروانے کے خیال سے اور زیادہ صیقل سے صاف کرنے لگے بعض بہادروں نے اپنی تلواروں میں ڈورا ڈلوایا تا کہ حریف کی
گردن کا ڈورا نہ بچے اور رشتہ جان ٹوٹ جائے بعضوں نے چار آئینے صاف کیے تا کہ جلد صورت فتح و ظفر نظر آئے اکثر بہادروں نے
داستانوں کو اپنی قوت بازو سے سر دستہ درست کیا کسی جری نے کسی بہادر سے کہا کہ بھائی کل حریف سے سامنا ہی تھا
کرو کہ مرد میدان بروز بجائے قدم میدان جنگ میں بطرح کے پیچھے نہ ہٹتا از بد عالم عرصہ رزم میں ثابت قدم رہے رو برو سر دلیران
ذلیل نہ کرے شجاع نے ہنسکے کسی دلاور سے کہا صبح کو ہم بھی خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کی تلوار کے جوہر دیکھینگے
ہم نے سنا ہے کہ شاہ ہندوستان بڑا بہادر ہے اور اہل لشکر ہے اسکی فوج میں ہندی ایسے ہیں نہایت بہادر تصور کرتے ہیں نیچے خود
و زرہ میدان مصاف میں لیے حریف سے مقابلہ کرتے ہیں لا اور ندکور نے جواب دیا کہ ہندی بیچارہ ہم سے کیا مقابلہ کر سکینگے ہماری
تلوار کی پناہ بھی نہیں ہے مریخ ہماری شمشیر زنی اور خونریزی اعدا دیکھ کر خوف سے کانپ جاتا ہے ہمارے نعروں سے دل شیر
قلب کا دہل جاتا ہے اب تین پہر رات باقی ہے بوقت صبح کو دیکھنا جب ہم سب بہادروں کی تلواریں مانند برق کے میدان جنگ میں
چمکینگی اور ابر سیاہ سپر اوڑھ سے اٹھیگا ہر ایک تلوار صورت برق تڑپ تڑپ کر ابر سیاہ سے گذر کے ہندیوں کے
خرمن جسم و جان پر اس طرح گریگی کہ تن و جان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہیگا اور ہندیوں کو سوائے بھاگنے
کے کوئی چارہ نہ ہوگا ساری اسکی شجاعت تشریف لے جاویگی بجز بھاگنے کے کوئی تدبیر انکو نہ سوجھے گی
بھاگنے میں ہزارہا ہندی قتل ہونگے بعد بازی پر گر کے پامال سم اسپان ہو جائینگے ہزاروں ہندی زخمی
اور کشتہ ہو کر مثل ماہی بے آب تڑپینگے سیکڑوں صدائے نالہ و فریاد بلند کرینگے سماعوں سے

لڑنا کچھ سہل نہیں ہی میدان میں قدم جما کر تلوار برسانا کچھ منھ کا نوالا نہیں ہی اپنے دشمن کے سامنے ٹھہرنا اور اُسکی ضرب تیغ تیز سے
بچنا ایسا دشوار ہی یہ خداوند عالم نے ہمیں لوگون کو ایسا صاحب ہمت کیا ہی کہ میدان جنگ کو سیرگاہ جانتے ہیں اور زخمہاے
شمشیر و تیر و نیزہ وغیرہ کو گلہاے گلشن شجاعت تصور کرتے ہیں آگے قدم بڑھا کے کبھی پیچھے نہیں ہٹاتے ہیں تلوار و خنجر کو ہواے
سرد و فرحت افزا خیال کرتے ہیں بھاگنا حریف کے سامنے سے ننگ و عار سمجھتے ہیں اور زخمی ہوکر خون میں نہانے کو رنگ کھیلنا
تصور کرتے ہیں بھلا نامرد و بزدل تم ایسے شیران عرب سے کیا لڑینگے ہنگام مقابلہ دیکھ لینا بھاگتے پھرینگے کوئی صف شکن کمین
تیغزن سے کہتا تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی کس جری کی تیغ تیز سے کون کون ہلاک ہوتا ہی کون زندہ رہتا ہی کون سوے عدم
جاتا ہی مقابلہ حریف سخت سے ہی خدا آبرو رکھے امید ظفر بھی ہی اور خیال شکست بھی ہی کیونکہ مشہور ہی جنگ و سردار و لیکن برادر
دعاے فتح و ظفر خدا سے کرو یہ شب دعا و مناجات میں بسر کرو تا کہ خالق بحر و بر ہنگام سحر ہم کو حریف پر مظفر کرے اور دامن مراد کو ہر
آرزو سے بھر دے کوئی تیرانداز گوشے میں بیٹھکر تیرون کو ترکش میں بھرتا تھا کمان کو سینکتا تھا اور ناوک فگن چلا کے کہتا
تھا کہ اے نامدارو سبھی پر لیس ہو درستی آلات حرب و ضرب کرو اپنے دشمنون کے ہلاک کرنے کی فکر و تدبیر کرو میں تو ان تیرون سے اپنے
حریفون کو تاک تاک کے ہلاک کرونگا حتی الامکان اپنے دشمن کو ہدف تیر کرونگا تیرانداز میں ذرا بھی خطا نہ کرونگا میں نے حمزہ
صاحبقران کا نمک کھایا ہی حق نمک خواری ادا کرونگا جان اپنی قدم امیر باتوقیر پر قربان کرونگا ناوک فگن کہتے تھے مرحبا
جزاک اللہ مرد میدان کارزار اور نمک خوار ایسا ہی عزم کرتے ہیں ہم بھی سرفروشی اور جانبازی کے لیے موجود ہیں ذرا صبح تو ہو ہماری
دلاوری میدان میں دیکھ لینا جبتک جسم میں روح رہیگی اور دست و پا میں قوت باقی ہی قتل حریف سے باز نہ رہینگے اکثر سوار
اپنے برچھے کو دیکھ بھال کے باہم کہتے تھے کہ یہ برچھا سینہ حریف پر اسطرح مارینگے کہ وہ جانبر نہ ہوگا جسوقت گھوڑے
سے زمین پر گرے گا اپنے مرکب کو بڑھا کر اُسکو پامال سم اسپ کرینگے اکثر بہادران نامی نشہ بادہ شجاعت سے مست ہوکر
گرز گران سر پر اُٹھا کر اور گردش دیکر تیغزنون سے کہتے تھے کہ ہم تو عمود گرانبار سے سر دشمن نابکار کو میدان کارزار میں شگافتہ
کرینگے حریف کو ہموار خاک کردینگے تیغزن کہتے تھے صبح کو دیکھیں ہم دشمنون کو تم سے زیادہ قتل کرتے ہیں کہ تم ہم سے سوا
اعداے بدکردار کو ہلاک کرتے ہو بظاہر یہی ہی تم سے زیادہ سواران لشکر لندھور کو قتل کرینگے کیونکہ ہمارے پاس تیغ آبدار
ہی اگر ہم چند ہاتھ سر اعدا پر لگائینگے تو چندان ہمارے دست و بازو نہ تھکین گے اور تمھارے پاس عمود گران ہی اگر تم اس گرز
گرانبار سے چند حریفون کو ہلاک کروگے دست و بازو تمھارے تھک جائینگے بہادران نامی سنکے جواب دیتے تھے کہ تم کو
ابھی ہمارے دست و بازو کی قوت اچھی طرح معلوم نہیں ہی یہ وہ بازو کم قوت نہیں ہیں کہ تھوڑی دیر میں تھک جائیں اگر
تم کو کہنے کا ہمارے یقین نہیں ہی تو صبح بھی قریب ہی قوت و طاقت ہمارے دست و بازو کی دیکھ لینا اگر خدا چاہیگا تو
تم سے زیادہ فوج دشمن کے سوارون کو ہلاک کرینگے بہادران نامدار اور دلاوران ذیوقار تو فکر کارزار اور آلات حرب و ضرب
کی درستی میں مصروف و مشغول ہیں لیکن جو نامرد اور بزدل دونون لشکرون میں ہیں اُنکی یہ کیفیت ہی کوئی تو خوف
جان و جنگ و جدال سے اپنے بستر پر پڑا ہوا کانپ رہا ہی لحاف اوڑھے ہوئے ہی دمبدم آہ و نالہ کرتا ہی جب کوئی
پیدل یا سوار اُس سے پوچھتا ہی کہ بھئی کیسے ہو مزاج تمھارا ایسا ہی آج بستر پر کیون پڑے ہو اسقدر آہ و فریاد کیون
کرتے ہو وہ جواب دیتا ہی کہ آج ہم کو تپ سردی سے آگئی ہی تمام اعضا میں درد ہی تپ کی شدت سے اعضا مثل شمعہاے
کافوری جل رہے ہیں تشنگی سے حلق خشک ہی کلیجا جلا جاتا ہی ذائقہ دہن کا تلخ ہی اعضا شکنی ہو رہی ہی گویا جسم
سے جان نکل رہی ہی ضعف سے بات کرنا بھی دشوار ہی تکیے سے سر اُٹھایا نہیں جاتا کروٹ بھی بدلی نہیں جاتی
کیونکر اُٹھیں اور تم سے بیٹھکر باتیں کریں سوار اور پیدل اُنکو کہتے ہیں کہ لحاف سے باہر ہاتھ تو اپنے نکالو ذرا ہم تمھارا

نبض تو دیکھیں یہ کیسی تپ ہے کہ ایک روز میں بلکہ پہر ہی بھر میں تمھاری یہ کیفیت ہو گئی کہ تم سے اُٹھا نہیں جاتا شام
تک تو تم اچھی طرح بصحت تمام ہمارے بستر پر بیٹھے تھے ہم سے باتیں کر رہے تھے جسوقت سے کہ طبل جنگ بجا ہے اسوقت
سے تم ہمارے بستر سے اُٹھ کے اپنے بستر پر آئے ہو اسوقت ہم کو معلوم ہوا کہ تمھاری طبیعت ناساز ہو گئی ہے وہ بزدل
بخیال اسکے لحاف سے ہاتھ نکال کر نبض اپنی سوار کو نہیں دکھاتا ہے کہ سوار اور پیادہ نبض دیکھ کر کہیں گے کہ تم کو تو مطلق
تپ نہیں ہے اسوقت میری دروغگوئی ان سب پر ثابت ہو جائیگی غرضکہ اسطرح کے خیال کر کے وہ بزدل جواب دیتا ہے
کہ بھائی اسقدر قوت نہیں کہ لحاف سے ہاتھ باہر نکالوں اور تم کو نبض دکھاؤں علاوہ اسکے تم کو نبض ہی دکھانا بیکار
ہے کیونکہ تیر و شمشیر کے دیکھنے میں تو البتہ دخل ہے لیکن تم نبض کا دیکھنا کیا جانو نبض کا دیکھنا کام حکیم کا ہے تم حکیم نہیں
ہو میں تم کو نبض دکھاؤں بیکار سردی میں اپنے ہاتھ باہر کیوں نکالوں میں مثل تمھارے احمق نہیں ہوں لہذا تم اپنے بستر
پر بیٹھو زیادہ ہم سے گفتگو نہ کرو ہم سے بات نہیں کی جاتی ہے اگر خدا چاہے گا تو صبح تک اچھا ہو جائیگی ورنہ بالفعل پڑے تو ہیں سوار
اور پیدل بیمار کی تقریر سُنکے اور بے اختیار ہنسکے کہتے ہیں ارے یار ہم تیری بزدلی سے خوب آگاہ ہیں جب کبھی طبل جنگ بجا
ہے اور خیال حریف کا تو نے کیا ہے اسی طرح تو بیمار زبردستی اور بیکار ہو گیا ہے کیوں ہم سے جھوٹھ گفتگو کرتا ہے کہ تپ آ گئی ہے اصل یہ
ہے کہ تو لڑنے سے اور مقابلہ حریف سے ڈرتا ہے وہ بیمار کہتا ہے کہ میری بزدلی اور شجاعت ظاہر ہے دیکھو میں ایسا جری ہوں کہ
تپ سے لڑ رہا ہوں تم سے باتیں کرتا ہوں حواس میرے درست ہیں تم سب کو پہچانتا ہوں اور تم سب کے نام جانتا ہوں
کہو تو بتا دوں کہ میری طرح کسی اور کو ایسی تپ آتی تو منہ سے اسکے آواز بھی نہ نکلتی بیہوش ہو جاتا اور آنکھیں بند ہو جاتیں
حواس تمسے بیگانہ رہتے اب تک مر جاتا قبر میں دفن بھی ہو جاتا میں ہی ایسا بہادر ہوں کہ اب تک زندہ ہوں اور تم سے باتیں کر رہا
ہوں سوار اور پیدل نے ہنسکے کہا واہ واہ واہ تمھاری شجاعت و دلاوری میں شک نہیں ہے تم عجیب بہادر ہو اور ندی پڑے
ہو خوف جنگ سے بید کے مانند کانپ رہے ہو اسی طرح کسی بزدل کو خوف کارزار سے مرض اسہال ہو گیا دمبدم دست
آنے لگے رنگ رخ زرد ہو گیا لب خشک ہو گئے ہر گھڑی گریہ و زاری دعا کرنے لگا کہ اگر یہ جنگ صلح ہو جائے تو عہد کرتا ہوں یا مدار
صاحب تمھارے روضہ پر چھڑیاں چڑھاؤنگا کوئی نامرد کہنے لگا کہ اگر میں یہ جانتا ہوتا کہ حریف سے مقابلہ ہوگا تو کبھی
سواروں میں اپنا نام نہ لکھواتا مر نے سے تلوار کبھی نہ باندھتا اب کچھ تدبیر نہیں بن پڑتی کیا کروں کس طرف بھاگ کے جاؤں
جان اپنی دشمنوں سے بچاؤں کوئی بزدل سوار سائیس سے کہتا تھا کہ اے بھائی خبردار ذرا ہوشیار رہنا قبل صبح تو گھوڑا
مع زین و لجام کے آراستہ کرنا ہم تو آخر شب ٹھنڈے ٹھنڈے تاروں کی چھاؤں میں اپنے مکان کو یہاں سے چلے
جائینگے ہرگز وقت سحر تک یہاں نہ ٹھہرینگے ہم بیوقوف نہیں ہیں کہ لشکر میں رہیں اور رہیں گے تو یا کسی حریف نابکار کے ہاتھ
سے مارے جائیں مفت اپنی جان دیں امیر بادشاہ تو اسواسطے لڑتے ہیں کہ اگر شہنشاہ فغفور مطیع ہوگا اور خراج دیگا تو [illegible]
کی دختر رشک قمر سے عقد ہو جائیگا شب و روز عیش و عشرت میں بسر کرینگے اور وصل ماہ پیکر سے لطف سلطنت سب [illegible]
اٹھائینگے لندھور خسرو ہندوستان اسی سبب سے لڑتا ہے کہ اسکو خراج دینا اور اطاعت قبول کرنا منظور نہیں ہے پس ان
دونوں کا باہم جنگ و جدل کرنا بجا و درست ہے اور ہم کو تو کسی طرح کی امید نہیں اگر لڑائی فتح ہوئی تو ہم کو کیا فائدہ ہوگا اور
اگر شکست ہوئی تو ہمارا کیا نقصان ہوگا ہم کو وہی پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ روپیہ مہینہ بھر کے بعد ملینگے پس پندرہ روپے کیواسطے
ہم تو اپنی جان کبھی نہ دینگے سائیس نے کہا خداوند آپ سپاہی ہو کر ایسے کلمات زبان پر لاتے ہیں آپکو ایسی گفتگو کرنا مناسب
نہیں ہے بس اب خاموش رہیے ایسا نہ ہو کہ کوئی جری سن لے تو باعث آپ کی ذلت و رسوائی کا ہو اگر آپ چلے
جائیے گا تو جوانان لشکر آپ پر خندہ کرینگے کوئی آپ کو ٹکے کو بھی نہ پوچھے گا اگر آپ ایسے ہی بزدل تھے تو کیوں

رسالے میں اپنا نام لکھوایا تلوار کمر سے کیوں باندھی خود سر پر کیوں رکھا زرہ جسم میں کیوں پہنی اپنے تئین بہادروں میں کیوں
شامل کیا اب اگر آپ نے تلوار باندھی ہے تو صبح کو میدان جنگ میں جوہر تیغ دکھائیے دو چار سو حریفوں کو قتل کیجیے میدان وغا میں ورنہ
بہادروں نے نام پیدا کیجیے آپ نے برسوں سے اپنی اوقات بسر کی یہ فراغت کی ہے آج وقت پر آپ بھاگے جاتے ہیں حق نمک ادا
نہیں کرتے ہیں اہل لشکر آپ کو کیا کہیں گے رسالے کے جوان آپکو نامرد خیال کرینگے اور یہ انکو کیونکر یقین ہو گیا کہ تم ضرور ہی
قتل ہو جاؤ گے زندہ نہ رہیں گے ہر چند کہ ہنگام وغا میدان جنگ میں بازار اجل گرم ہوتا ہے کوئی تیر سے اور کوئی تیغ سے ہلاک
ہوتا ہے لیکن جن بہادروں کی زندگی باقی ہوتی ہے وہ زندہ رہتے ہیں تلوار اور تیر و تفنگ سب کوئی حربہ حریف انپر کارگر نہیں ہوتا
ہے پروردگار عالم ہر ایک ضرب سے انکو بچاتا ہے قضا خود انکی حفاظت کرتی ہے لہذا بقول شخصے شعر گرچہ میدان وغا میں خطرۂ جان
ہے مگر بے قضا کوئی کبھی زیر فلک مرتا نہیں + اس سوار نے تقریر سائیس کی سنکے کہا کہ یہ تو نے جو کہا کہ بے قضا انسان
و حیوان کوئی نہیں مرتا صحیح ہے تو نے یہ شعر شاید نہیں سنا ہے شعر گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد + تو مرو در دہان اژدرہا +
انسان کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی جان بچانے کی تدبیر کرے ایسی جگہ کبھی نہ ٹھہرا ہو جہاں خیال ہلاک ہو جانے کا
ہو پس میں عقلمند ہوں دانا ہوں دیر ہوں میدان وغا میں ٹھہرا نہ کیسا جاونگا کبھی نہیں مبادا کوئی حریف ضرب تیغ تیر سے
قتل کر ڈالے تو مفت جان جائے سائیس نے عرض کیا خداوند آپ تو جنگ سے اسقدر خائف و ترساں ہیں کہ میں نے
اپنی زندگی میں مثل آپ کے کسی کو نہیں دیکھا حضور خطا معاف گستاخانہ عرض کرتا ہوں شعر جسطرح سے آپ ڈرتے ہیں
کوئی ڈرتا نہیں + بزدلی ایسی کوئی نامرد بھی کرتا نہیں + پس برای خداوند نعمت واسطہ آپکو اپنے دین و ملت کا اس درجہ جنگ
و جدال سے خائف نہ ہوجیے لشکری آپ کو بزدل کہیں گے ذرا غور کرکے ملاحظہ فرمائیے میں آپکے گھوڑے کے واسطے چکی
میں چنے دلتا ہوں جس چنے کے مقدر میں دو ٹکڑے ہونا نہیں ہوتا ہے وہ چنا مسلم نکل آتا ہے اور اتنی بڑی چکی سے دو ٹکڑے
نہیں ہوتا ہے اسی طرح اگر آپ کی قسمت میں تلوار سے دو ٹکڑے ہونا نہیں ہے تو کبھی آپ کسی سے قتل نہ ہوجیے گا
اور اگر خدانخواستہ حضور کے دشمنوں کی قضا آگئی ہے تو گھر میں جا ہلاک ہو جائیے گا اس سے بہتر و مناسب یہ ہے کہ میدان
جنگ میں مردانہ وار کارزار کیجیے ہزاروں دشمنوں کو تہ تیغ کیجیے بعد فتح جنگ خلعت و انعام لیجیے مجھکو یقین ہے کہ اگر آپ میدان
جنگ میں کارہائے نمایاں کرینگے اور لڑائی فتح ہو جائیگی تو ضرور آپ کا عہدہ بڑھ جائیگا اسی طرح روز بروز ترقی ہوتی
جائیگی آبرو اور عزت یوماً فیوماً بڑھتی جائیگی سوار نے جھلا کر سائیس سے کہا کہ ابے تو بڑا بیہودہ ہے ہم کو نصیحت کرتا
ہے ہمارا استاد بنتا ہے جو ہم کہتے ہیں اسے قبول نہیں کرتا ہے اگر اپنی بہتری چاہتا ہے تو ہمارے حکم کو بجا لا ورنہ پچھتائے گا تو
ہمارا تابعدار ہے ہم تیرے فرمانبردار نہیں ہیں کہ تیرے کہنے پر عمل کریں میدان جنگ میں جائیں کسی ظالم حریف کے ہاتھ
سے قتل ہو جائیں مفت ہماری جان جائے تیری آرزو بر آئے دشمنوں کے ہاتھ سے دو ربار شید طالب کے کان پھٹے سے قتل
ہو جائیں لڑائی میں کام آئیں تو ہمارے لباس پہنے اور ہتھیار ہمارے لیکے گھوڑے پر سوار ہوکے کسی طرف چلا جائے
یہی تیرا قصد ہے ہم کو تیری باتوں سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے ابے پاجی یہ تیری آرزو کبھی بر نہ آئیگی ہم تیرے فقرے
میں کبھی نہ آئینگے اور تیرے اس دام مکر و فریب میں کبھی نہ پھنسیں گے ہم عقلمند ہیں اپنے دوست اور دشمن کو خوب
پہچانتے ہیں تو ہمارا عدو ہے جان ہی لینی چاہتا ہے کہ ہم کسی طرح ہلاک ہو جائیں لیکن ہم تیرے کہنے پر کب عمل کرینگے
تو ہم سے زیادہ عقلمند نہیں ہے ہم ہر چند کہ جاہل ہیں لیکن عقلمند ہیں اور تو الٹا ڈراتا ہے مگر بیوقوف ہے ہماری اور
تیری عقل میں زمین و آسمان کا فرق ہے جو ہم جانتے ہیں وہ تو نہیں جانتا ہے ارے ہم وہ ہیں کہ ہماری والدہ نے ہم کو
بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا ہے مدت تک سایے میں سے دھوپ میں نکلنے نہیں دیا ہے اور کسی سپاہی کی صحبت

میں بیٹھنے نہیں دیا ہے ہم نے ہمیشہ شطرنج اور ستار اور گنجفہ وغیرہ کے شغل میں اپنی زندگی بسر کی ہے اب ہاتھ گھوڑے سے زمانے
سے ہماری خالہ صاحبہ جب سے خدا انکو جہنم میں داخل کرے انھوں نے ہماری والدہ اور باجی صاحبہ کو ورغلا کر اور اُکسا کر بعد
نقرئی و طلائی بلوا کر ہم کو گھوڑا لیے دیا اور رسالے میں نوکر رکھوا دیا ہر چند ہم نے اُنسے کہا کہ ہم گھوڑے پر سوار نہ ہونگے تلوار
کمر سے نہ باندھینگے نوکری نہ کرینگے کیونکہ ہم نے کبھی پیا تو گھر میں نہیں رکھا ہے گھوڑا کیسا کبھی گدھے پر سوار نہیں ہوئے
ہیں ہم کو گھوڑے پر سوار ہونے سے ڈر معلوم ہوتا ہے ایسا نہ ہو ایک روز ہم مرکب پر سے نیچے گر پڑینگے پامال سم اسپ ہو جاینگے
لیکن انھوں نے ہماری فریاد نہ سنی اور ہم کو رسالے میں نوکر رکھوا دیا خالہ اور والدہ اور باجی تو مر گئیں ہم اداس نوکری کی آفت
میں مبتلا رہ گئے اب صبح کو میدان رزم میں ہزار ہا پیدل اور سوار تیر و تیغ آبدار سے قتل ہونگے میدان میں اُن میں تشنگون سے
پشتے لاشوں کے انبار جابجا ہو جاینگے بازار اجل میدان جنگ میں گرم ہوگا ہر ایک جنگجو متاع حیات دیکر خریدار خلعت شہادت
ہوگا ملک الموت کو روحوں کا قبض کرنا دشوار ہوگا دونوں طرف ہزاروں سوار اور پیادل قتل ہونگے زمین انکے خون سے
رنگین ہوگی بلکہ میدان مصاف میں جوئے خون جاری ہوگی غضب کی تلوار دونوں لشکروں میں چلیگی ہزاروں قتل
ہو جاینگے سیکڑوں زخمی ہونگے بہت سے پامال سم اسپان ہو جاینگے خاک میں مل جاینگے سیکڑوں تیروں سے ہلاک ہونگے
ہزاروں ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہونگے صدہا شمشیر بران سے قتل ہو کر سوئے عدم جاینگے بہتوں سے کفن بھی نہ
پاینگے قبریں بھی سیکڑوں کی نہ بنائی جاینگی لاشیں انکی بے گور و کفن زمین پر پڑی رہینگی زاغ و زغن وغیرہ گوشت انکا کھاینگے
ہڈیاں انکی چبائینگے دن بھر لاشیں دھوپ میں پڑی رہینگی رات کو شبنم میں زیر فلک رہینگی چادر گرد و غبار کی انکی لاشوں پر
پڑیگی سایہ شامیانہ فلک کا انکی لاشوں پر ہوگا انجام لڑنے کا اور شجاعت ظاہر کرنے کا یہ ہوگا بھلا ہم سے یہ معرکہ دیکھا
جائیگا ہم کو تو فورا غش آجائیگا گھوڑے سے گر پڑینگے پامال سم اسپان ہو جاینگے روح جسم سے نکل جائیگی بے لڑے بھڑے
موت آجائیگی لڑنے کا ارمان دل ہی میں رہ جائیگا دم نکل جائیگا ہم سا ہمیں عہد طفلی سے ہماری تو یہ کیفیت ہے کہ جب ہمارے
سامنے فصاد نے کسی کی رگ میں نشتر چبھویا اور رگ سے خون نکلتے دیکھا فورا ہم کو غش آگیا اس امر کا اکثر ہم نے امتحان
کیا ہے اور اگر کبھی کسی وجہ سے پتا کھڑکتا ہے اور آواز اسکی ہمارے کان میں آتی ہے تو دل ہمارا دہل جاتا ہے روح جسم میں خوف
سے بیقرار ہو جاتی ہے رنگ چہرے کا زرد ہو جاتا ہے دست و پا کانپنے لگتے ہیں حواس خمسہ بجا نہیں رہتے ہر چند ہم اپنے دل کو
مضبوط کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نہ ڈریں لیکن ڈر ہی جاتے ہیں کیا کہیں مجبور و ناچار ہیں خدا نے ہم کو ایسا ہی دل دیا ہے
اینک اکثر اوقات ڈر جاتے ہیں اور اسی عالم خوف و اضطراب میں موافق عادت اپنی والدہ اور خالہ اور باجی کو اسطرح پکارنے
لگتے ہیں کہ اماں جان خالہ صاحبہ بڑی باجی جلدی دوڑو ہم کو بچاؤ کچھ عجیب طرح کی آواز مہیب کان میں آئی ہے
جلدی آکر ہم کو آغوش میں لیلو ورنہ ابھی ہم گر پڑینگے بیہوش ہو جاینگے یقین ہے کہ تڑپ کے مر جاینگے جب کوئی آواز نہیں
دیتا ہے تو خیال آتا ہے کہ تم کسکو پکارتے ہو اماں اور خالہ اور باجی تو انتقال کر چکی ہیں غرض کہ جب ہمارے دل کی
یہ کیفیت ہے تو ہم سے میدان جنگ میں جا کر حریف سے کیا لڑا جائیگا ہم کو تو تلوار لگانی بھی نہیں آتی ہے اور
علاوہ مقابلہ کرنے کے اور تلوار حریف پر لگانے کے ہم یونہی ہلاک ہو جاینگے جسوقت کسی کو تنہا ہوئے دیکھینگے
خود ہلاک ہو جائینگے اسوقت کسی حریف سے لڑ نہیں رہے ہیں فقط تجھ سے باتیں کر رہے ہیں ایسا میں ڈر کی
عجب کیفیت ہے روح جسم میں پیچ میں ہے روئیں کھڑے ہوئے ہیں ہر چند کہ دل یہی چاہتا ہے کہ ابھی اپنے گھر
بھاگ جائیں اپنی زوجہ کے پاس جا کر چھپ رہیں جو رو ہماری ہم سے نہایت محبت کرتی ہے چار
مہینے کا زمانہ گذرا ہے کہ ہماری شادی اُس نیک بخت کے ساتھ ہوئی اگر ہم تیرے کہنے سے میدان جنگ

مین صبح کو جائینگے اور وہان جاکر اگر خدانخواستہ قتل ہو جائین یا خون دلاوران دیکھکر ہلاک ہو جائین تو جورو ہماری رانڈ ہو جائیگی ابھی تو جوان ہے مرنے کی خبر سنکے یقین ہے کہ وہ بھی کثرت رنج و ملال سے ہلاک ہو جائیگی اور اگر ہلاک نہ ہوئی تو زندگی اپنی کیونکر بسر کریگی بس ابھی سائیس ہم انھین خیالات سے میدان جنگ مین نہ جائینگے ہم کو جوانان لشکر اگر بزدل کہینگے تو کہین ہم کو انکا بزدل کہنا منظور ہے لیکن اپنی جان دینا قبول نہین ہے اگر ہم بسبب بزدلی کے نوکری سے چھڑا دیے جائینگے اور بتقوں تیرے کوئی ہم کو نوکر نہ رکھیگا تو ہم بھیک مانگ کر کھائینگے اور جورو ہمون کے ٹکڑے بلا کرینگے وہی ٹکڑے گدائی کے نان نعمت سمجھ کے کھائینگے اور اپنی زوجہ کو کھلائینگے اور شب کو اپنی زوجہ خوبرو کے پاس سوئینگے اور اسکے وصل سے اپنے دلکو خوش کرینگے ابے سائیس اگر تو یہ چاہتا ہے کہ ہم یہان سے بھاگ کر اپنے گھر نہ جائین اور لشکر ہی مین رہین تو کل تو ہماری پوشاک پہنکے اور ہتھیار لگا کے گھوڑے پر سوار ہو کے ہمارے عوض تو ہی میدان ستیز مین جا اور ہم گھوڑے کی کھانس اور دانہ کی تدبیر کرینگے اگر تجھکو کوئی سوار پہچان کر پوچھے کہ وہ کہان ہین میدان جنگ مین کیون نہین آئے تو کہدینا کہ انکی طبیعت ناساز تھی انھون نے اپنے عوض مجکو بھیجا ہے اگر تو میدان رزم سے زندہ آئیگا اور لڑائی آج ہی فتح ہو جائیگی تو جو کچھ خلعت و انعام ملیگا وہ تو ہی لے لینا ہم کو ایک کوڑی نہ دینا اور اگر تو قتل ہو جائیگا تو ہم فورا اپنے گھر چلے جائینگے القصہ اسی طرح دونون لشکرون مین جو جو بزدل اور نامرد تھے آمادہ بھاگنے پہ ہوئے اکثر شب تاریک مین لشکرون سے نکل گئے آخر شب گذر کے وہ وقت آیا کہ اشعار ہوئی شب خوف کھاکر جلد کافور سیاہی شب کی لیکر ہو گئی دور لڑائی کی جو سب نے دل مین ٹھانی + تو نکلا شہسوار آسمانی + حمزۂ صاحبقران نے بعد نماز اور وظیفہ کے علم تیاری لشکر کا دیا بمجرد حکم سرداران اور جملہ سوارون اور پہلوانون نے اسلحہ آہنی اپنے جسم پر آراستہ کیے امیر بالوقیر نے زرہ پہنی خود سر پر رکھا ستائے چڑھائے ہتھیار لگائے بارگاہ سے باہر تشریف لائے سردارون نے مجرے کیے جب امیر بالوقیر مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے علمہا سے لشکر جلوہ گری پر آئے طبل جنگی پر چوب پڑی سرداران لشکر وغیرہ گھوڑون پر سوار ہوئے نقیبون نے صدائین نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند کین حمزۂ صاحبقران عالیشان نے مرکب اپنا بڑھایا اشعار

کیا لکھون مین تر گرم مزاجی سمند
ہوئی رفتار مین شوخی میں رگ برق نظیر
تر نہ ہو ذرہ عرق سے صفت ابر کہر
تازیانہ کا اگر نام بھی سن لے وہ کبھی
صرصر تیز قدم پاس سے گر نکلے اسکو
ہو یہ جولان کہ نکلجائے گمان سے باہر

حمزۂ صاحبقران نے مرکب کو جولان کیا سرداران نامی و نامدار بجانب میدان مصاف ہمراہ صاحبقران روانہ ہوئے اسوقت یہ حال تھا ابیات

حضیض زمین چون فلک اوج بود
زآمد شد لشکر بے قیاس
زمین در تزلزل فلک در ہراس
نقیبان خروشیدن انگیختند
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
فسک بر گذرگاہ کین ریختند
زسم ستوران دران پہن دشت
ترک بر ترک سو بسو در شتاب
نہ در دل سکون نہ در دیدہ خواب
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت
جب حمزۂ صاحبقران وارد میدان

کارزار ہوئے سلیحہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کی گرد و غبار کو کثرت آبپاشی سے بٹھایا جب سقے آبپاشی کر چکے اسوقت صف آرائی ہونے لگی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح لشکر درست ہوا ناگاہ ادھر سے لندھور فیل منہوش پر سوار عقب پشت پر پانچ لاکھ ہندو کا لشکر لیے بصد کر و فر نمایان ہوا فیل میمونہ کی خوبی و تعریف تو ہو نہین سکتی لیکن ادنی تعریف اسکی یہ ہے کہ کوئی فیل اسکا ہمسر اور اسکی ٹکر کا نہوگا پیشانی فیل میمونہ کی ایسی رنگی ہوئی تھی کہ دیکھنے والونکو ثابت ہوتا تھا کہ ابر سفید پر کسی قدر شفق ہے دندان اسکے مثل دست دراز مجبوبہ

سیمتن سے مشابہ ہین یا دو جانب جو سے شیر جاری تھی پشت پر اُسکی زربفتی جھول پڑی تھی طلائی کڑے دانتون پر اُس کے چوڑے چوڑے چڑھے تھے نہایت نادر نفیس ریشمی رسون سے ہو دہ طلائی جواہر کار کسا تھا زنجیرین طلائی و نقرئی تھین فیلبان لباس نفیس پہنے ہوئے اُسکی مستک پر بیٹھا تھا **نظم**

زلف جانان کا چم خم چشم عاشق کی تری	کالی لیے پلہ میزان میں تکین تول لو	خامہ رنگین لکھے خرطوم کی کیا کیا صفت
وہ نہانے کو جو اُترے شور دریا مین یہ ہو	مردم آبی بار مین کافور کی سوداگری	کشور ہند و حلب کا مال خشکی و تری

فیل سیمو نہر پر لندھور بیٹھا ہوا اسلحہ زیب جسم کیے ہوئے بقصد تنو کشت میدان کارزار میں آیا لندھور نے میدان میں آکر دیکھا کہ حمزہ صاحبقران اپنے لشکر کی صفین آراستہ کیے ہوئے مسلح و مکمل عجب شان و شوکت سے پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار زیر سایۂ علم اژدہا پیکر کھڑے ہین چہرے پر رعب و صولت صاحبقرانی ظاہر ہے علم اژدہا پیکر کا پھریرا کھلا ہوا ہے اور دمبدم اُس سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی نکلتی ہے اور اسی علم سے اسقدر خوشبو سے مشک و عنبر کی آتی ہے کہ سارا میدان معطر صحرائے ختن یا صحرائے تاتار معلوم ہوتا ہے تمام عرصہ رزم خوشبو سے بسا ہوا ہے نسیم کا وقت ہے اور ہوا چل رہی ہے کہ خوشبو علم اژدہا پیکر سے نکل رہی ہے دل کو نہایت فرحت حاصل ہوتی ہے صفین سواران و پیدلون کی قاعدے سے آراستہ ہین ہر ایک صف زرہ پوشون کی گویا دیوار آہنی نظر آتی ہے یا سد سکندری کا ہر صف پر گمان ہوتا ہے فوج مانند موج دریا ہے تمام میدان کثرت مردان لشکر سے بھرا ہوا ہے ہر ایک سوار نوجوان لاالہ نام محمد جل اسمہ ہے مرکب سوارون کے کمیت و سمند ابلق وغیرہ ہین اشہب تیزگام فلک آسے آگے اُن مرکبون کی چال کے جو رفتار ہے اور صبا کا چلنا اُن بادپایون کے آگے بیکار ہے لطف یہ ہے نسبت ہوتی ہین کی تھے وہ ایسے بیخبر سانسے جنکے ہر پری کو بھی ہے عار لیے پری تازیانون کے برابر ہے اُنمین نارسگی ہے اسپ راکب کے اشارون پر ہے اُنکی بلند پری ہے بال ہر ایک مرکب کے گیسوے حور سے ہمسر بلکہ بہتر ہی چہرے مرکبون کے چہرہ پریان سے مشابہ ہین آنکھین اُنکی مانند چشمان شیر کے ہین یا مثل دیدۂ معشوقان خوبرو ہین غزالان حرم اگر ایک نظر آنکی آنکھون کو دیکھ لیوین یقین ہے کہ آنکھ اپنی اُن کی آنکھون سے اچھی نہ سمجھے محبوب وشر مندہ ہوں مہینہ جو ایک اسپ پریزاد پیکر کا کشادہ ہے غنچہ نقش مانند غنچہ گل ہے ہر جوڑ بند ہر ایک راہوار کا بے مثل و نادر اور بے عیب ہے ہر دم مانند معشوقان طناز کے اٹھاتے ہین کبھی ہوا کی تیز روی پر نظر کرکے غصہ سے لعنت منھ میں بھر لاتے ہین یا شرعیفی سے چباتے ہین نعلون سے میدان کو پامال کرتے ہین دمبدم منھ اپنے راکب کی طرف اس خیال سے دیکھتے ہین کہ اگر راکب کا اشارہ پائین تو ہم وہم و گمان سے بھی نکل جائین سوار انکو روکے ہوئے ہین بار بار انکی پشتون پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہین اور ان مرکبون کا یہ حال ہے کہ سم سے سم اور دم سے دم ملاتے ہوئے دوش بدوش کھڑے آمادہ جنگ و مستعد کارزار ہین تلوارین برہنہ سوارون کے ہاتھ مین ہین ہر ایک تیغ آبدار مانند برق چمکتی ہے نیزے بلند ہین تیر انداز تیر انگشت پر لیے ہین علم لشکر جابجا بلند ہین سرداران مشہور شعار آمادہ کارزار اپنے اپنے لشکر و فوج کو لیے بکمال دلیری و جوش یاری پشت حمزہ صاحبقران پر کھڑے ہین میدان جنگ آراستہ ہے لندھور نے بعد دیکھنے طریقہ صف آرائی لشکر کے حمزہ صاحبقران کو تسلیم کی امیر با توقیر نے جواب سلام دیا بعد تسلیم اور مزاج پرسی کے لندھور صف آرائی لشکر مین مصروف ہوا جب لندھور نے صف آرائی لشکر سے فرصت پائی اُسوقت نقلیبون اور کرکیتون نے دو جانب لشکرون سے قصد نکلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا حمزہ صاحبقران نے اُس غبار کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید کوئی لشکر سرداران لندھور سے بہ جمعیت سپاہ کثیر آیا ہے اُس طرف لندھور نے بھی یہی تصور کیا کہ کوئی سرداران فوج حمزہ صاحبقران

سے مع لشکر بیکران یہاں آتا ہی یا نوشیروان نے براے مدد حمزہ صاحبقران کسی سردار ذیشان کو بھیجا ہی اسی طرح علاوہ لندھور اور حمزہ صاحبقران کے مردان لشکر بھی جانب گرد و غبار دیکھ دیکھ کر طرح طرح کے خیالات کرنے لگے جب اُس غبار کو ہواے تند نے دفع کیا مردان لشکر نے دیکھا کہ پچاس علم نمودار ہوئے جانب مقابل لوگ ہوشیار ہوئے پچاس علموں کو دیکھ کر ثابت ہوا کہ پچاس ہزار سوار ہی اس لشکر میں جمعیت ہی جب وہ لشکر قریب آیا دونوں لشکر ان سے ٹھہر نا ایک جانب ٹھہرا حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ گستہم زرین کفش صفیں اپنے لشکر کی آراستہ کر کے زیر سایہ علم طوق پیکر کھڑا ہی حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر فرمایا اے خواجہ دیکھو گستہم زرین کفش آیا ہے یہ مجھ سے عداوت رکھتا ہی میں نے اسکے لڑکے کو ایک روز دربار نوشیروان میں اسکے و تنگی کی بابت ایک طمانچہ مارا تھا اور جب یہ چین و ماچین سے آیا تھا اور میں اسکے دیکھنے کو بارشاد نوشیروان گیا تھا تو یہ بعداوت مجھ سے ملا تھا اور اسنے قصد کیا تھا کہ میری پسلیاں توڑ ڈالے اسوقت مجکو حق تعالے نے اسکی شر سے محفوظ رکھا اور میں بھی اچھی طور سے ملا تھا کہ آجتک اسکو یاد ہوگا نہیں معلوم یہ یہاں کیوں آیا ہی خواجہ عمرو نے گفتگو امیر باتوقیر کی سنکر کی اور قریب تجویز کر کے لشکر گستہم کی طرف آہستہ آہستہ چلیں بچھیں سر جھکائے ہوئے روانہ ہوئے اور قریب سپاہ جا کر نہایت ادب سے گستہم کو سلام کیا گستہم نے جو خواجہ عمرو کے چہرے پر آثار ملال پائے خواجہ عمرو سے اسطرح پوچھنے لگا کہ اے خواجہ عمرو مزاج تمہارا کیسا ہی اسوقت تمہارے چہرے سے کچھ آثار ملال ظاہر ہوتے ہیں خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان بیمثال رشک رستم و سام و زال مزاج میرا اچھا نہیں ہی جو رنج مجکو ہی اسکو کیا بیان کروں شکایت اپنے مقدر کی کیا کروں الحمد للہ زندہ تو ہوں لیکن بوجہ صدمہ و محن کے لطف حیات نہیں ہی گستہم نے تقریر سنکے خواجہ سے پوچھا کہ تم کس صدمہ میں مبتلا ہو بیان کرو شاید اُس رنج کے دفع کرنے کی تدبیر مجھ سے ہو سکے خواجہ عمرو یہ گفتگو گستہم کی سنکے آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور کہنے لگے اے پہلوان بیبدیل جو غم مجکو ہی تم ایسے دوست سے اس الم کو کیا چھپاؤں اصل باعث ملال یہ ہی کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ میں نے حمزہ صاحبقران کے ساتھ کیسی نیکی اور رفاقت کی جانثاری اور سرفروشی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہی اگر سچ پوچھو تو یہ مرتبہ صاحبقران کا افضال خدا اور میری وجہ سے ہوا ہی پہلے حمزہ صاحبقران کو کوئی جانتا بھی نہ تھا یہ وقار قبل اسکے صاحبقران کا کب تھا پہلے تو امیر باتوقیر میری نہایت عزت کرتے تھے کرسی پر مجکو بٹھاتے تھے بھائی مجکو کہتے تھے لیکن آجکل امیر باتوقیر نوشیروان کی دامادی کی امید میں ایسے مغرور ہو گئے ہیں کہ ہمارا کچھ حقیقت نہیں سمجھتے ہیں اور اپنے ذہن ناقص میں یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ مثل میرے کوئی شجاع و بہادر روے زمین پر نہیں ہی اور مانند میرے کوئی عاقل و دانا بھی صفحہ روزگار پر نہیں ہی اب تو اسدرجہ کبر و نخوت ہی کہ عالم کو جاہل کامل کو ناقص عاقل کو بیوقوف و نادان شیر کو بز فیل کو مور قوی کو ضعیف تصور کرتے ہیں اور بڑے بڑے پہلوانان گذشتہ کو کہتے ہیں کہ وہ کیا صاحب شکوہ و طاقت تھے اگر وہ اس زمانہ میں ہوتے اور مجھ سے مقابلہ کرتے تو انکو میری قوت کا حال معلوم ہوتا پسلیاں انکی توڑ ڈالتا غرض کہاں تک حال نخوت حمزہ صاحبقران میں تم سے بیان کروں خلاصہ یہ کہ اب وہ اپنے مثل کسی کو روزگار زور و طاقت و عقل میں جانتے ہیں اور اسی غرور کی وجہ سے میری قدر اور عزت نہیں کرتے ہیں اے پہلوان تو بار مجکو یہ امید حمزہ صاحبقران سے تھی کہ عوض یہ انعام جانثاری و سرفروشی کا مجکو دینگے افسوس ہزار افسوس دنیا میں کسی سے نیکی نہ کرے کیونکہ انجام نیکی کا اکثر بد ہوتا ہی بس اب اے پہلوان رشک رستم میرا ارادہ ہی کہ دو چار روز کے زمانہ میں کسی طرف چلا جاؤں حمزہ صاحبقران کے لشکر سے نکل جاؤں کسی بادشاہ وزیر کی نوکری کروں اور اپنی

زندگی بآرام تمام بسر کرون گستہم نے یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے افسوس کیا اور کہا اے خواجہ عمرو تم ایسے باکمال ہو کہ
تمھارا مثل و نظیر نہین ہی مثل تمھارے کوئی عیاری نہین کرسکتا تم جہان جاؤ گے خاص و عام تمھاری قدر کرینگے اگر تم
مجھکو سرفراز کرو اور میرے ہمراہ رہو تو مین اپنی جان سے بھی زیادہ تر تم کو عزیز رکھون اور ایسی قدر تمھاری اور عزت کرون
کہ کبھی حمزہ صاحبقران نے بھی نہ کی ہوگی خواجہ عمرو نے مسکرا کر کہا اے پہلوان ذیقدر جو تو کہتا ہے سچ تو یہ ہے کہ مین اسوقت
اسی امید سے تمھارے پاس آیا تھا کیونکہ مین نے خیال کیا تھا کہ تم پہلوان بے نظیر ہو دربار نوشیروان مین کوئی
پہلوان تمھارے مانند نہین ہی تم میری ضرور قدردانی کروگے الحمد للہ کہ جو مین نے خیال کیا تھا وہی ہوا آج سے تمھارے
ہمراہ رہونگا اور ایسی خیرخواہی کرونگا کہ تم بھی یاد کروگے فی الحال ایک خیرخواہی کرتا ہون اور ایک راز سے مین تم کو آگاہ
کرتا ہون وہ راز یہ ہی کہ گرز لندھور کا تم جو دیکھتے ہو یہ لکڑی کا ہی اسکے اوپر لوہا ہی نہایت ہی ہلکا مطلق گران نہین ہی
اگر اس گرز کو تو مجھ سے کہے تو مین ہزار مرتبہ اس گرز کو بایان نجافت اٹھاؤن اور دو دو پہر تک اس گرز کو بلند کیے پھرون
اور میری جبین پر شکن نہ آئے فقط حریف کے ڈرانے کے واسطے اتنا بڑا گرز بنایا ہی لندھور مین ذرا بھی قوت نہین ہی اسکے
دست و پا موٹے موٹے دیکھنے ہی کے ہین مین خوب جانتا ہون کہ لندھور کے دست و پا مین طاقت مطلق نہین ہی اگر
تم لندھور سے مقابلہ کرو تو لندھور کے دست و پا بسہولت توڑ ڈالو اور گرز کو اُسکے ہاتھ سے چھین لو اور چشم زدن مین اسکو
ہلاک کرو پس اب مین یہ چاہتا ہون کہ اسوقت تمھین لندھور سے مقابلہ کرو اور سر میدان روبروے حمزہ صاحبقران
اُسکو قتل کرو لشکر کو اُسکے تباہ و برباد کرو ہندوستان پر اپنا قبضہ کرو حمزہ صاحبقران دامادی نوشیروان سے محروم
رہجاے مین تمھاری جرات و دلاوری دیکھکر متحیر ہون اگر تم اسوقت لندھور سے مقابلہ نہ کروگے اور امیر حمزہ یا
لندھور کو کشتی یا فن جنگ مین زیر کرینگے یا قتل کرینگے اور دامادی نوشیروان سے مشرف ہونگے تو اور زیادہ نخوت کرینگے دربار
نوشیروان مین جسقدر پہلوان بیٹھے ہین کسی کی کچھ حقیقت نہ سمجھین گے ہر ایک کو نظر حقارت سے دیکھینگے از انجملہ تم کو
بھی مثل اور پہلوانون کے ذلیل اور حقیر جانینگے گستہم یہ گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے نہایت مسرور و شاد ہوا اور کہنے
لگا اے خواجہ سچ کہو گرز لندھور کا کیا گران نہین ہی کہ گرز چوب کے اوپر لوہے کا خول ہی اور لندھور کے دست
و پا مین کیا بخوبی قوت نہین ہی مین نے تو اکثر سُنا ہی کہ گرز لندھور کا نہایت ہی گران ہی اور دست و پا مین اسکے
از حد قوت ہی اگر فی الحقیقت لندھور کا گرز ہلکا ہو اور لندھور مین چندان قوت و طاقت نہو مین ابھی لندھور
سے مقابلہ کرون اور اسکو قتل کرکے حمزہ صاحبقران کو بھی ہلاک کرون اے خواجہ اب مین تم سے کیا چھپاؤن مجکو
امیر سے خصومت ہی کیونکہ انھون نے میرے فرزند کو طمانچہ مارا ہی اور ایک روز انھون نے اپنا زور بھی مجھے دکھایا ہی
مجھ سے گلے ملکے خوب دبایا ہی آج اُسکا عوض اُن سے لونگا کینہ دیرینہ کو ظاہر کرونگا اسوقت تم میرے پاس خوب آئے
مین تم سے نہایت خوش ہون نوشیروان نے مجکو اسی واسطے بھیجا ہی کہ پہلے لندھور کو جاکر قتل کرنا اور سر اُسکا
تیغ آبدار سے جدا کرکے حمزہ صاحبقران کے سر کو بھی تلوار سے کاٹنا اور لشکر کو تباہ کرنا اور سر دونون کے میرے پاس
لے آنا اور انعام مین ان کارہاے نمایان کے نوشیروان نے مجھ سے اقرار کیا ہی کہ جب تو فرق لندھور اور سر
حمزہ کا کاٹ کے لے آئیگا اُسوقت مین اپنی دختر بلکہ مہر نگار سے تیری شادی کردونگا اور تجکو اپنی دامادی کا شرف
دونگا خواجہ عمرو نے گفتگو گستہم کی سنکے خیال کیا کہ یہ نالائق ارادہ بد رکھتا ہی دشمن جان حمزہ صاحبقران
ہی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جواب دیا اے پہلوان بے نظیر جو کچھ مین نے تم سے بیان کیا سچ ہی ذرا بھی دروغ نہین
ہی جسوقت تم مقابلہ لندھور سے کروگے تم کو آپ ہی میرے قول کی صداقت ہوجائیگی پہلے اب تم موافق حکم

نوشیروان لندھور بن سعدان سے مقابلہ کرو بعد اسکے حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنا لیکن ذرا سمجھ بوجھ
کے مقابلہ کرنا کیونکہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنا کچھ آسان نہیں گستہم تقریر خواجہ سنکے خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو
سچ کہتے ہیں جھوٹ مطلق نہیں کہتے ہیں کیونکہ اتنا بڑا گرز اٹھانا اور حریف پر لگانا کام انسان کا نہیں ہے بیشک یہ گرز لکڑی
کا ہے اور لندھور میں چندان قوت نہیں ہے حمزہ صاحبقران مرد میدان نبرد ہیں یہ خیال کرکے اور خواجہ عمرو کے
دام فریب میں آکے آگے بڑھا اور با آواز بلند کہنے لگا کہ لندھور کہاں ہے اگر دعوی شجاعت رکھتا ہے تو مجھ سے آکر مقابلہ
کرے مجھکو نوشیروان نے واسطے مقابلہ کے بھیجا ہے اور حکم کیا کہ لندھور کا سر تیغ آبدار سے کاٹ کے لے آ لندھور یہ نعرہ
گستہم سنکے نہایت غضبناک ہوا ہر چند کہ لندھور واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران کے صف آرا ہوا تھا لیکن بوجہ
نعرہ کرنے گستہم زرین کفش کے لندھور فیل میمونہ سے اتر کے گھوڑے پر سوار ہوا اسوقت لشکر لندھور
میں باجے جنگی بجے طبل و دہل وغیرہ کی صدا بلند ہوئی لندھور مرکب اپنا جولان کرکے میدان میں آیا اور گستہم
سے کہنے لگا کہ او بیجا کیا بکتا ہے تیری یہ لیاقت ہے کہ تو مجھ سے مقابلہ کرے اور میرا سر تیغ سے کاٹے تیری اس بیہودہ گوئی
سے ظاہر ہوا کہ تیری قضا تجھکو میدان میں لے آئی ہے خیر اگر تجھکو ہوس مقابلہ ہے تو حربہ کر جسوقت یہ تقریر لندھور نے کی
حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو و جملہ مردان فوج و لشکر نے دیکھا کہ گستہم نے بقہر و غضب اپنے گینڈے کو بڑھایا
اور لندھور سے تگاور زن ہوا اسوقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سات قدم گینڈا گستہم کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک
قدم مرکب لندھور پس پا ہوا جب گستہم نے دیکھا کہ میرا گینڈا سات قدم ہٹ گیا اسوقت اور زیادہ برہم ہوا اور گینڈے
کو اشتنہ بار کر آگے بڑھایا اور تیغہ گرانبار نیام سے کھینچکر سر لندھور پر لگایا جب تیغہ قریب سر آیا لندھور نے
تیغے کی دھار اور بازو سے اپنا ہاتھ بچاکر گستہم کے بند دست پر ہاتھ ڈالا اور تیغہ گرانبار کو دست گستہم سے چھین
لیا اور فی الفور زنجیر کمر گستہم میں ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے گینڈے کی پشت سے گستہم کو اٹھا لیا اور گردش دیکر قصد کیا کہ
زمین پر اس زور سے پٹکے کہ یہ بیچارا پیوند خاک ہو جائے استخوان ریزہ ریزہ بلکہ سرمہ ہو جائیں چونکہ گستہم کی حیات
باقی تھی ناگاہ کوڑہ کمربند زنجیر کا ٹوٹ گیا اور گستہم دست لندھور سے چھوٹ گیا جسوقت گستہم دست لندھور
سے چھوٹ کے زمین پر گرا ایسا بدحواس اور خائف ہوا کہ فی الفور زمین سے اٹھکر اپنے لشکر کی طرف بھاگا اور اپنے
گینڈے پر سوار ہوکے فوراً ایک طرف مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا لندھور نے گستہم کا تعاقب نہ کیا اور حمزہ
صاحبقران کی طرف دیکھکر مسکرایا اشارہ مسکرانے سے یہ تھا کہ گستہم واسطے سر کاٹنے کے آیا تھا خود ہی
بھاگ گیا جب گستہم بھاگ گیا اور حمزہ صاحبقران اشارہ تبسم لندھور سمجھے اسوقت حمزہ صاحبقران
نے لندھور کی قوت و شجاعت دیکھکر با آواز بلند تعریف کی اور فرمایا ای لندھور تمہارے ہمسر اور دلاور پہلوانوں
میں تمہارا مثل و نظیر نہیں ہے لندھور نے کہا کہ آپ چونکہ شجاع و بہادر ہیں اسوجہ سے آپ میری تعریف کرتے
ہیں لندھور نے یہ کہا حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آج طبل بازگشت بجوائیے کل وقت صبح مقابلہ کیجیے گا حمزہ
صاحبقران نے پوچھا آج کسوجہ سے مقابلہ نہیں کرتے ہو لندھور نے جواب دیا کہ اسوقت تمازت آفتاب
کی زیادہ ہے وقت دوپہر کا ہے گستہم نالائق سے مقابلہ کر چکا ہوں مردان سپاہ بھی اسوقت کثرت حرارت
آفتاب سے پریشان ہیں کڑیاں زرہ کی گرم ہیں لون چل رہی ہے گرد و غبار دمبدم بلند ہوتا ہے گرم لوگون تنون کو
جلائے دیتی ہے گرمی سے ہر ایک ہر ایک سوار پسینے میں تر ہے یہ میدان مصاف گویا میدان حشر اسوقت معلوم
ہوتا ہے اسوجہ سے میں چاہتا ہوں کہ آج مقابلہ نہ کیجیے اور طبل بازگشت بجوائیے حمزہ صاحبقران نے

گفتگوے لندھور سنکے فرمایا کہ اگر آج دل تمھارا مقابلہ کرنیکو نہیں چاہتا ہی تو اچھا کل مقابلہ کرنا لیکن پہلے تم طبل بازگشت بجواؤ پھر ہم بھی طبل بازگشت بجوائینگے لندھور نے یہ سنکے حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے بمجرد حکم طبل بازگشت پر چوب پڑی جملہ سوار و پیدل آگاہ ہوئے کہ اسوقت لڑائی موقوف ہوگی حکم میدان مصاف سے پلٹنے کا ہی اور فرودگاہ پر چلنے کا ہی ابھی سواران فوج لندھور فرودگاہ پر نہ گئے تھے ناگاہ حمزہ صاحبقران کے بھی لشکر ظفر اثر میں چوب پڑی صداے طبل بازگشت بلند ہوئی زمین تھرائی جب لندھور حمزہ صاحبقران سے رخصت ہو کر اور تسلیم کرکے مع اپنی فوج کے فرودگاہ لشکر کو گیا اسوقت حمزہ صاحبقران بھی مع اپنے سرداروں وغیرہ کے میدان جنگ سے بصد شان و شوکت فرودگاہ لشکر پر تشریف لائے اور در کب خنگ سیہ قیطاس سے اُترکے بارگاہ فلک جاہ میں تشریف لیگئے سرداران لشکر بھی مرکبوں سے اُترے اور داخل خیام ہوئے پھر ایک سردار اور سوار نے اسلحہ اپنے جسم سے اُتارے پھر ایکساں اپنے بستر پر بآرام تمام بیٹھا حمزہ صاحبقران نے بھی بارگاہ میں جاکر سلاح اپنے تن سے دور کیے اور دنگل پر بیٹھے سرداران لشکر مثل کرتیت سپر گردان اور سیف ذوالیدین اور نعمان بن منظر شاہ یمنی اور پہلوان عادی اور اسد اسدان اور بہرام گرد بن خاقان چین وغیرہ بھی بارگاہ حمزہ صاحبقران میں جاکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے اور خواجہ عمرو بھی خدمت صاحبقران میں آئے اور اپنی کرسی پر بیٹھے اسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ ای خواجہ تم جو گستہم کے پاس گئے تھے ہم نے دیکھا تھا کہ تم اُس سے کچھ باتیں کرتے تھے اور وہ بھی تم سے کچھ گفتگو کرتا تھا پس اسوقت بیان کرو کہ تم نے اُس سے کیا گفتگو کی اور اُس سے تم سے کیا تقریر ہوئی اور گستہم نے لندھور سے کیوں مقابلہ کیا خواجہ عمرو نے تمام گفتگوے گستہم اور اپنے مکر و فریب کی تقریر بیان کی پھر خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ میں نے تو چاہا تھا کہ گستہم لندھور کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاے لیکن اُسکی زندگی باقی تھی بچ گیا اور بھاگ کر چلا گیا حمزہ صاحبقران و سرداران لشکر خواجہ کی گفتگو سُنکے ہنسے جملہ سردار گستہم کی عداوت سے آگاہ ہو کر برہم ہوئے بعد سننے تقریر خواجہ عمرو کی حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ انشاء اللہ کل لندھور سے ضرور مقابلہ ہوگا ایک گرز مثل لندھور کے آج ہی بنوانا چاہیے تاکہ جب گرز لندھور لگاے تو ہم اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکیں اگر ہم اُسکے گرز سے ہلاک نہوں تو اپنا گرز اُسکے سر پر لگائیں خواجہ عمرو نے بمجرد حکم حمزہ صاحبقران لہاروں سے کہا کہ گرز آج ہی تیار کرو لہاروں نے موافق حکم اُسی دن گرز تیار کردیا حمزہ صاحبقران گرز کو دیکھ کر خوش ہوئے اور لہاروں کو زر کثیر مرحمت فرمایا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ ابھی گرز سام حمزہ صاحبقران عالی مقام کو نہیں ملا ہی جب صاحبقران پردہ قاف میں تشریف لیجاینگے اُس زمانہ میں گرز سام امیر با توقیر کو ملیگا انشاء اللہ آیندہ احوال گرز کے ملنے کا پردہ قاف کی داستانوں میں لکھا جاییگا غرض آمدم بر سر مطلب جب امیر با توقیر گرز کو دیکھ چکے اسوقت حکم کیا کہ ساقیان ماہرخ کشتیاں شراب ناب کی لیکر حاضر ہوں بمجرد حکم حمزہ صاحبقران ساقیان خوبرو کشتیاں مے گلرنگ کی لیکر حاضر ہوئے اور بصد ادب و آداب تسلیم بجالاکر شیشہ سے شراب جام و ساغر میں بھری اول جام ایک ساقی نازک اندام نے بصد آداب امیر با توقیر کو دیا پھر ساقیان سیمتن غنچہ دہن چسپد لم وہ ساغر شراب سے مملو کرکے جملہ سرداران نامدار کو دینے لگے سرداران شہور شعار جام و ساغر ساقیان گلعذار سے لے لیکر شراب پینے لگے اور خواجہ عمرو نے بمجرد حکم صاحبقران نی بجاکر یہ غزل گانے لگے

غزل

اللہ رے شوق دید گلستاں بہار کی	تو بد گمان ہی یار کا تیر نظر ہنوز
جاتے ہیں اٹھکے سوے چمن پا کی پر ہنوز	سینے میں دھونڈھتا ہی ہمارا جگر ہنوز
کیوں کھینچتا ہی کھینچتی ہی دل لگی ہوئی	

پیکان تیرا ہے تشنۂ خون جگر ہنوز
بعد فنا بھی کم نہ ہوا انتظار یار
ہیں کہ رہا ہوں بیخبری سے خبر ہنوز
اللہ رے ضعف چھٹ گئے قفس تو قفس کے پاس
برپا ہے ایک حشر مری جان پر ہنوز
صدمے ہیں یہی ہجر کے کیا کیا خیال ہیں
اتنی خبر نہیں مجھے مثل شرر ہنوز
ہنگام مرگ بھی نہیں کہتا پیام یار
جو بن ہیں ہمنشین در و دیوار پر ہنوز
وہ ہیں بغل میں بخت کی ناکامیوں سے حیف
لپٹا ہوا ہے سینے سے داغ جگر ہنوز
وعدہ خلاف یار سے وصلت کہاں نصیب
سر پھوڑنے کا بعد فنا بھی خیال ہے
آنکھیں لگی ہوئی ہیں مری سوئے در ہنوز
گو مثل اسیر چھوٹ گئے ہم مگر مجھے
بیٹھی ہوئی ہے بلبل بے بال و پر ہنوز
چلتے ہیں مسیحی ہیں نزاکت سے ٹھا کے بل
سیتا ہے بخیہ گر مرے زخم جگر ہنوز
ہر چند وہ نہ آئینگے لیکن ازل سے ہم
ترسا رہا ہے مجکو مرا نامہ بر ہنوز
پہونچا نہیں ہے رونے کا حال اُنکے کان تک
سمجھے ہوئے ہیں عشق کو ہم بے اثر ہنوز
دل آکے وقت مرگ بھی لیتا نہیں خبر
تسلیم اسکی ہو وہی شام و سحر ہنوز
شاید نہیں ہوئی شب غم کی سحر ہنوز
محشر بھی ہو چکا ہے ولیکن تہ مزار
رونے کی آرزو ہے مری چشم تر ہنوز
مر کر بھی حسرتوں کے وہی بچھا ہجوم ہیں
زلف دراز آئی نہیں تا کمر ہنوز
قسمت کہاں سے لائی مجھے جاتا ہوں اب کہاں
بیٹھے ہیں مثل راہ کیے چشم تر ہنوز
مہمان تمھارا غم کون کہ عکس جمال سے
باقی ہے آب اشک کو ہونا گہر ہنوز
شرط وفا کا پابند ہے مجبور کیا کرے
بھولا ہوا ہے مجکو مرا ہم سفر ہنوز

جسوقت غزل مرقوم خواجہ عمرو نے یہ لحن داؤدی ذی بجا کر گائی اسوقت اہل بزم کی عجیب کیفیت ہوئی کہ ہر ایک سردار بے اختیار محو ہو گیا سماں بندھ گیا بعد غزل مرقوم کے خواجہ عمرو اور غزلیں عاشقانہ ذی بجا کر گانے لگے صاحبقران اور سرداران حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کے گانے کی تعریف کرنے لگے یہاں تو خواجہ عمرو ذی بجا رہے ہیں غزلیں گا رہے ہیں حمزہ صاحبقران وغیرہ سُن رہے ہیں ساقیان ماہ طلعت ساغر آفتاب امیر بالوفیر اور سرداران کو دے رہے ہیں دور جام بے دغدغہ گردش ایام چل رہا ہے لیکن کچھ حال گستہم زرین کفش کا لکھا جاتا ہے کہ گستہم جو میدان جنگ سے بھاگا ایک جانب مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا راہ میں گستہم پس پشت پھر پھر کے خواجہ عمرو کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ خواجہ عمرو میرے ہمراہ کیوں نہیں آئے کہاں رہ گئے انھوں نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اب تمھارے ساتھ رہونگا حمزہ صاحبقران کی رفاقت چھوڑ دونگا نہیں معلوم کیا سبب ہوا جو خواجہ میرے ساتھ نہ آئے جب گستہم ایسے خیالات کرتا ہوا دور تک چلا گیا اور خواجہ عمرو کے آنے سے مایوس ہوا اُسوقت گستہم نے خیال کیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ عمرو کو حمزہ صاحبقران نے میرے پاس بھیجا تھا اور خواجہ نے بموجب کہنے امیر کے مجکو لندھور سے لڑوا دیا ہر چند کہ میں بحکم نوشیروان واسطے مقابلہ لندھور کے آیا تھا لیکن ابھی نہ لڑتا اور یہ مکر و فریب لندھور کو ہلاک کرتا حمزہ صاحبقران نے تو خواجہ عمرو کو میرے پاس بھیجکر آج مجکو قتل ہی کر ڈالا تھا اگر میں دست لندھور سے نہ چھوٹ جاتا تو لندھور ضرور مجکو ہلاک کر ڈالتا غرض گستہم یہ خیال کرتا ہوا ایک درۂ کوہ میں پہونچا اور وہاں اس ارادے سے فروکش ہوا کہ اگر حمزہ صاحبقران لندھور کو زیر کر کے اس طرف سے ملک مدائن جائینگے تو میں انکو کسی تدبیر سے ہلاک کرونگا گستہم تو درۂ کوہ میں مقیم ہے اسکا حال آیندہ لکھا جائے گا لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہے کہ حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کا گانا سُنکے اور میکشی کر کے ہنگام غروب آفتاب واسطے پڑھنے نماز شام کے اُٹھے جملہ سردار بارگاہ سے اُٹھ کے اپنے اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے

داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور بحکم تہمیال ہندی عیاری کرنا زاراب تکلیری کا اور قید ہو کر رہا ہوتا امیر بالوفیر کا اور عیاری کرنا خواجہ عمرو کا مع دیگر حالات

راویان خوش فکر بیان کرتے ہین کہ جب لندھور فرودگاہ لشکر پر پہونچا اور آفتاب غروب ہوا اور ماہ مع کواکب فلک
پر نمایان ہوا لندھور نے طبل جنگ بجوایا عیارون نے طبل جنگ کے بجنے کی حمزہ صاحبقران کو بصد ادب خبر دی
حمزہ صاحبقران نے بھی طبل جنگ بجوایا دونون لشکرون مین طیاری جنگ کی ہونے لگی شہیال ہندی نے
لندھور سے پوچھا اے فرزند حمزہ صاحبقران جو تم سے مقابلہ کرنے کے واسطے آمادہ ہین اور خراج ہندوستان بحکم
نوشیروان بارہ برس کا لینے کو آئے ہین یہ کیسا شجاع عرب سے ہین لندھور نے کہا اے حضور دلو قار جو بہادر ہین
وہ حضور کے مین بولتے سچ تو یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران نہایت شجاع ہین دیکھیے انجام مقابلہ کیا ہوتا ہے شہیال ہندی
یہ تقریر لندھور کی سنکے متردد اور متفکر ہوا چونکہ شہیال ہندی کے ملازمون مین ایک نجومی صاحب کمال تھا
شہیال نے خیال کیا کہ اسوقت اُس نجومی سے حال فتح شکست دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے شہیال لندھور
کے پاس سے اٹھا اور نجومی کو تخلیے مین طلب کرکے اُس سے پوچھا کہ اے نجومی القاعدہ اسوقت علم نجوم بتا کہ لندھور
امیر باتوقیر پر ہنگام جنگ فتح پاویگا یا حمزہ صاحبقران لندھور پر فتحیاب ہونگے اُس نجومی نے کہ سالم اُسکا نام
تھا اور نہایت علم نجوم مین دخل رکھتا تھا فوراً کتاب نجوم کو کھولا اور بعد فکر بسیار یہ عرض کیا کہ لندھور حمزہ
صاحبقران کی اطاعت اختیار کریگا اور مسلمان ہوجائیگا شہیال ہندی سالم نجومی سے یہ تقریر سنکے نہایت
غمگین ہوا اور فکر و خیال کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے آخر بعد فکر بسیار شہیال ہندی نے داراب عیار کو
تخلیے مین بلایا اور نجومی کو رخصت کیا جب داراب عیار خدمت شہیال مین حاضر ہوا شہیال نے پوچھا اے
داراب تجھسے ہوسکتا ہے کہ عیاری کرکے اور امیر کو بیہوش کرکے پشتارہ انکا میرے پاس لے آئے داراب نے کہا
آپکے اقبال سے امیر کو بیہوش کرکے انکا پشتارہ لے آؤنگا شہیال نے خوش ہوکر داراب کو زر و جواہر دیا اور کہا
کہ جب تو پشتارہ امیر کا لے آئیگا تو مین اور تجکو زر و جواہر دونگا داراب زر و جواہر لیکر شہیال ہندی کے پاس
سے اپنے خیمہ مین آیا اور بہت سے ہتیار عیاری اپنے جسم پر آراستہ کرکے لشکر امیر کی طرف چلا اور صورت اپنی تبدیل کرکے
لشکر امیر مین داخل ہوا دیکھا کہ جملہ سوار اور پیدل بیدار ہین جنگ کی تیاری کررہے ہین امیر باتوقیر بارگاہ مین
ہین داراب عیار سبکو بیدار دیکھکے ایک گوشہ مین بیٹھ گیا نصف شب کے وقت جملہ سردار بارگاہ امیر باتوقیر سے
اٹھکر چلے گئے اور خواجہ عمرو بھی واسطے ضرورت کے بارگاہ امیر سے نکل کے ایک جانب گئے اسوقت داراب
عیار اٹھا اور قریب بارگاہ گیا اور سراپچہ بارگاہ چاک کرکے داخل بارگاہ ہوا اور ایک گوشہ بارگاہ مین جاکر بیٹھا جب
حمزہ صاحبقران سو رہے اسوقت داراب اٹھا اور قریب حمزہ صاحبقران گیا اور معجون کو گل کرکے کچھ
عیاری مین بیہوشی رکھکر سوراخہاے بینی کے پاس لے گیا جب صاحبقران نے سانس کھینچی سفوف بیہوشی دماغ
مین پہونچ گیا امیر باتوقیر بیہوش ہوگئے اسوقت داراب عیار جلدی سے امیر کا پشتارہ باندھکر اور پشت پر رکھکر
بارگاہ سے نکلا اور جلد تر راہ طے کرکے شہیال ہندی کے پاس آیا شہیال نے خوش ہوکر داراب کو خلعت و
انعام دیا اور کہا اے داراب اسی وقت جزیرہ فیض مین پشتارہ امیر کا لیجا اور خندق ارغوان مین قید کر اور اگر لندھور
تجھسے حال حمزہ صاحبقران پوچھے تو ہرگز نہ بتانا داراب عیار نے بحکم شہیال ہندی امیر باتوقیر کو جزیرہ
فیض مین لیجاکر اسی وقت قید کیا جب صبح ہوئی خواجہ عمرو اور سرداران لشکر امیر کو بارگاہ مین نہ دیکھکر
نہایت متردد اور متفکر ہوئے اور اہل لشکر نہایت پریشان خاطر ہوئے خواجہ عمرو نے سراپچہ کو دیکھا یقین کامل
ہوا کہ کوئی عیار حمزہ صاحبقران کو لے گیا ہے اسوقت خواجہ عمرو و ابو سعید اور ابو شہاب وغیرہ عیار وہ کہ

اپنے ہمراہ لیکر لندھور کے پاس گئے لندھور میدان جنگ کی جانب مع لشکر چلا ہی چاہتا تھا کہ خواجہ عمرو پہونچے لندھور نے عمرو سے پوچھا اے خواجہ تم میرے پاس کیوں آئے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ اے لندھور تمھاری شجاعت اور دلیری سے یہ بعید ہی کہ تم نے اپنے عیار کو بھیجا اور وہ امیر کو بیہوش کرکے انکا پشتارہ لے کے تمھارے پاس چلا آیا اور تم نے امیر کو قید کیا ہی بہتر اور مناسب یہی ہی کہ حمزہ صاحبقران کو میرے حوالے کرو ورنہ میں ہزاروں آفتیں برپا کرونگا لندھور گفتگوے خواجہ عمرو سنکے حیران ہوا اور خواجہ سے قسم حضرت شیث علیہ السلام کی کھاکر کہا کہ اے خواجہ میں نے اپنے عیار کو بھیجکر گرفتاری امیر نہیں کی بخدا میں نے حمزہ صاحبقران کو قید کیا ہی کوئی دشمن انکا اٹھا لیگیا ہوگا یہ کہکر لندھور نے اپنے لشکر کے سواروں کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اُتریں اب ہم میدان رزم میں نہ جائینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران لشکر میں نہیں ہیں لشکری بحکم لندھور گھوڑوں سے اُترے اور اپنے اپنے بستر پر گئے لندھور نے سب عیاروں کو بلاکر پوچھا سب نے قسم کھاکر عرض کیا ہم کو نہیں معلوم کون امیر کو لے گیا ہم امیر پاتو پھر کو نہیں لاتے خواجہ عمرو عیاروں کی گفتگو سُنکے خاموش ہوئے لندھور نے خواجہ عمرو سے کہا میں صاحبقران کے دشمن کی تلاش کرونگا اور جو انکو لے گیا ہی اسکو سخت سزا دونگا یہ کہکر لندھور نے خواجہ کو رخصت کیا خواجہ عمرو لندھور کے پاس سے اُٹھکر دور تک گئے اور ایک صحرا میں جاکر بیٹھے اور اپنی صورت بہ شکل زن خوبرو بنائی اور لباس رنگین زیب تن کیا اور عیاروں سے کہا کہ تم اپنی اپنی شکل تبدیل کرو ہر ایک نے اپنی اپنی شکل تبدیل کی ابوشہاب نے اپنی شکل ایک مرد ضعیف کے مانند بنائی اور ابو سعید وغیرہ نے بھی جدا گانہ شکلیں تبدیل کیں خواجہ نے کسی عیار کو طبلہ دیا اور کسی کو تنجیرہ دیا غرض سب عیاروں کو موافق اپنی مرضی کے پوشاک اور طبلہ اور تنجیرہ وغیرہ دیکے وہاں سے چلے اور آبادی میں آکر ایک نیل کے اوپر بیٹھے اور لشکر لندھور میں آکے لندھور کو خبر ہوئی کہ ایک زن مطربہ نہایت خوبرو خوش گلو مع اپنے سازندوں کے راہ دور دراز سے آئی ہی اور لشکر میں مقیم ہوئی ہی لندھور نے حکم دیا کہ جلد اُس مطربہ کو ہمارے پاس لاؤ اور اُس سے کہو کہ ہمارے سامنے کچھ گائے بلازبان لندھور فی الفور مطربہ نقلی کے پاس گئے اور اُس سے کہنے لگے کہ جلد چل تجکو لندھور نے بلایا ہی تیرا گانا سُننے کا اُسے اشتیاق ہی اگر تیرا گانا اُسے پسند آگیا تو ہزاروں لاکھوں روپیہ تجکو انعام میں ملینگے مطربہ نے کہا کہ میں ابھی راہ دور دراز سے چلی آتی ہوں میری جانب سے عرض کرنا کہ شب کو خدمت عالی میں ضرور ضرور حاضر ہونگی اور جیسا مجکو گانا اور ناچنا اُستاد نے بتایا ہی حضور کے سامنے گاؤنگی اور ناچونگی اسوقت بہ سبب خستگی کے حاضر نہیں ہوسکتی بلازبان لندھور تقریر مطربہ سُنکے خدمت لندھور میں پہونچے اور جو کچھ مطربہ نے کہا تھا عرض کیا لندھور نے سُنکے کچھ نہ کہا غرض شام ہوئی مطربہ مع اپنے سازندوں کے لشکر سے چلی جب خدمت لندھور میں پہونچی لندھور اُسکے روے زیبا کو دیکھکر فریفتہ ہوگیا اُس مطربہ نے اپنے سازندوں سے کہا کہ سازوں کو درست کرو جب سازندے سازونکو درست کرچکے اُسوقت اُس مطربہ نے بہ نازوادا ناچنا شروع کیا لندھور رقص مطربہ دیکھکر اور زیادہ شیفتہ ہوگیا اور اہل بزم بھی رقص مطربہ دیکھکر نہایت خوش ہوے جب وہ مطربہ ناچ چکی اُسوقت اُسنے یہ غزل بعد کرشمہ انداز شروع کی غزل

پالوں پڑا ہوں میں دامان کی طرح		گلے لپٹا تو گریبان کی طرح
خاک اُڑاؤنگا بیابان کی طرح		تخم اغیار بھی آیا ہمراہ
گلشن دہر میں پھرتی ہی صبا		آپ کے پیچھے سر و سامان کی طرح
داغ ہوں مہر دچراغان کی طرح		ربط باہم میں نہ فرق آئے کبھوں

خانہ برباد تو ہوتے ہیں سبھی جنون نہ		گور تک داغ عزیزان کی طرح
ہمہ تن سوز جگر سے اپنے		چاک دامن ہوں گریبان کی طرح

پوچھتے کیا ہو مری ہستی کو
ہائے پیکان ہوا پیکان کی طرح
جا کے پھر یار نہیں آنے کا
[illegible] شبستان کی طرح
مجھکو بھی جسپہ رخ ہنستا ہی مگر
دور انکھواتی ہی مہمان کی طرح
چمکی تقدیر جو شب کو تو سحر
میری حسرت مرے ارمانکی طرح
روز روعارے کی گھڑی ہی اے دل
آپ کی زلف پریشان کی طرح

کچھ نہیں آپ کے پیمان کی طرح
ناامیدی مجھے تو بھی الف دن
عمر بھر عمر گریزان کی طرح
قطرۂ اشک مرا گر رو ون کو
نام کو ہیچ گلستان کی طرح
سب اثر ہی مرا ہنستا رونا
مل گئے خاک مین افشان کیطرح
جاتے ہین سوے عدم دنیا سے
نہین کٹتی شب ہجران کی طرح
فکر تسلیم ہی دشوار پسند

بے جراحت بھی تڑپتا ہی جگر
داغ دیجا ہیگی تمان کی طرح
ایک عالم ہی مرے رونے کا
آنکھین دکھلاتا ہی طوفان کی طرح
شب فرقت مین اداسی بھی مری
غنچہ و شبنم بستان کی طرح
گذری کیا دل پہ پشیمان ہی جو آج
تو گرفتار پشیمان کی طرح
دلربا ہی مری شوریدہ سری
خاطر ناظم و شروان کی طرح

جسوقت یہ غزل بصد ناز و ادا مطربہ لقلی نے گائی اہل محفل نہایت شاد و مسرور ہوئے خصوصا لندھور نہایت خوش ہوا جب مطربہ غزل گا چکی خاموش ہو کر کھڑی ہوئی لندھور نے کہا اے نازنین ایسی ہی کوئی اور غزل گا اُس مطربہ نے کہا حضور اسوقت مجھسے اچھی طرح گایا نہین جاتا ہی کیونکہ مین نے ابھی شراب نہین پی ہی اسوجہ سے طبیعت بے لطف ہی چونکہ لندھور مطربہ پر فریفتہ ہو چکا ہی بے لطفی مزاج مطربہ گوارا نہ کرکے حکم دیا کہ ساقیان گلعذار کشتی شراب کی جلد لائین اور اس مطربہ کو مئے ارغوان پلائین بمجرد حکم لندھور ساقیان کشتی شراب ناب لے کر حاضر ہوئے اور شیشہ سے جام بلورین مے گلگون بھر کر مطربہ کو دینے لگے مطربہ نے لندھور سے عرض کیا کہ پہلے حضور شراب پئین اور جملہ اہل بزم پئین پھر مین میاشی کرونگی حضور کے سامنے اور قبل حضور کے مین ہرگز شراب نہ پیونگی میرا دل تو اسوقت یہ چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے حضور کو اور جملہ ارباب بزم کو شراب پلاؤن بعد اُسکے مین بھی شراب پی کے حضور کے روبرو گاؤن لندھور نے یہ عرض مطربہ بخوشی منظور کی اور ساقیان ماہرو کو حکم کیا کہ چند کشتیان شراب کی اور جا کر لے آؤ جب ساقیان وہ کشتیان شراب کی لے آئے مطربہ نے شیشہ شراب اُٹھا کر دیکھی اور ایک شیشے کی شراب دوسرے شیشے مین اُلٹ لی اور یہ چالاکی خوب بیہوشی ملائی سب موافق مرضی کے شراب مین بیہوشی مل چکی اُسوقت مطربہ لقلی نے جام مین شیشہ سے شراب بھری اور اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی اور ناز سے قدم اُٹھاتی ہوئی اور مسکراتی ہوئی قریب لندھور پہونچی اور موافق قاعدے کے جام مے لندھور کو دیا لندھور جام لیا بعد خوشی پی لیا پھر مطربہ نے ہر ایک سردار اور امیر کو جام شراب بھر بھر کے دینا شروع کیے جب مطربہ سب کو شراب پلا چکی ایک گوشے مین بیٹھ گئی اور تھوڑی دیر بعد بزم مین آئی ایک سردار نے پوچھا تم کہان گئی تھین مطربہ نے کہا مین واسطے شراب پینے کے گئی تھی بادشاہ وقت کے سامنے شراب پینا مناسب نہ تھا غرضکہ بعد شراب پلانے کے مطربہ پھر گانے لگی اور دلہائے اہل بزم کو اپنے گانے سے خوش کرنے لگی جب لندھور اور جملہ اہل بزم کو نشہ ہوا اور بیہوشی نے اپنا اثر دکھلایا اکثر اشخاص بیٹھے بیٹھے بیہوش ہو گئے اور اکثر سرداروں کے سر مین درد ہونے لگا بہ سبب درد کے حیران ہو کر ٹھیرا کے جو اُٹھنے لگے ایسا چکر آیا کہ وہ زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے جب یہ حال لندھور نے دیکھا اُسنے عالم نشہ مین خیال کیا معلوم ہوتا ہی کہ یہ مطربہ بنا ہوا کوئی عیار ہی اگر اسکی گرفتاری کے واسطے کسی سردار کو حکم دونگا تو عیار بھاگ جائیگا

پھر ہاتھ نہ آئیگا پس بہتر یہی ہے کہ تمہین اٹھا کر اس عیار کو گرفتار کر لو یہ خیال کرکے لندھور اٹھنے لگا اٹھتے اٹھتے ایسا
چکر آیا کہ زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا ارباب بزم نے جو دیکھا کہ لندھور اٹھتا تھا دفعۃً گر پڑا جو ہوشیار تھے وہ
سب لندھور کے اٹھانے کے واسطے اٹھے وہ بھی گر کے بیہوش ہوئے جب سب بیہوش ہو چکے خواجہ عمرو نے
نعرہ کرکے پہلے لندھور کو اٹھا کے نذر زنبیل کیا پھر تمام مال واسباب جو وہان تھا لیکر لشکر حمزہ صاحبقران کی
طرف مع جملہ عیارون کے روانہ ہوئے جب لشکر مین پہونچے سرداران لشکر کو علیحدہ لے جا کر انسے کہا کہ مینے لندھور
کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا ہی جبتک حمزہ صاحبقران کا پتا نہ لگیگا اور امیر باتوقیر لشکر مین نہ آئینگے
اسوقت تک مین لندھور کو زنبیل سے باہر نہ نکالونگا مین نے تم سے یہ حال اسواسطے بیان کیا ہی کہ تم لندھور
کی جانب سے بیخوف وخطر ہو جاؤ اور اگر کوئی سردار لشکر لندھور تم سے مقابلہ کرنے کو آئے تو تم بخوبی اوس سے مقابلہ کرنا
سرداران لشکر حمزہ صاحبقران ہرچند گم ہونے سے امیر باتوقیر کے ملول پریشان تھے لیکن تقریر خواجہ عمرو سنکے خوش
ہوئے خواجہ عمرو اور سرداران فوج تو خیال حمزہ صاحبقران مین پریشان خاطر ہین لیکن اب حال شہپال ہندی کا
لکھا جاتا ہی کہ جب خواجہ عمرو لندھور وغیرہ کو بیہوش کرکے اور لندھور کو زنبیل مین ڈال کے لشکر امیر مین چلے آئے
اور سرداران لشکر لندھور کو ہوش آیا اور انھون نے لندھور کو نہ پایا نہایت پریشان خاطر ہوئے تمام لشکر مین تہلکہ
پڑ گیا شہپال ہندی نے جب سنا کہ لندھور گم ہو گیا اسوقت شہپال ہندی نے سرداران کو بلایا اور ان سے
پوچھا کہ لندھور کو کون لیگیا انھون نے مطربہ کے آنے کی تمام کیفیت بیان کی شہپال نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو
ہی لندھور کو بیہوش کرکے لے گئے ہین سوائے انکے اور کوئی نہین لے گیا یہ خیال کرکے شہپال نے غضبناک ہو کر
بنام عادل شیردل طبل جنگ بجوایا عیارون نے سرداران لشکر اور خواجہ عمرو کو طبل جنگ بجنے سے آگاہ کیا
لشکر حمزہ صاحبقران مین بھی طبل جنگ بجایا گیا تمام رات لشکر مین سامان جنگ ہوا ہنگام سحر ادھر سے عادل
شیردل مع لشکر کثیر بصد کروفر میدان کارزار مین آیا اسطرف سے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران بھی مع لشکر
بصد شکوہ بسمت میدان مصاف مین پہونچے بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر کے نقیب اور کڑکیت
دونون لشکرون سے نکلے اور بہادرون اور دلاورون کی جانب مخاطب ہو کے باواز بلند مذمت دنیا کی اس
طرح کرنے لگے اشعار

ہیچ ہیں جو ہین سامنے ہین کمان
کہ رہتا ہے دنیا مین باقی نشان
کیا اس جہان سے سبھون نے سفر
تو دولت شہادت کی تم کو ملی

کسی شی کو یان کی نہین ہی ثبات
جہان جملہ ہی ایک بزم روان
سکندر نہ باقی ہی نے طوس ہی
یونہین تم بھی اک روز جاؤ گے مر
تمھین چاہیے آج ہی نام و ننگ

گئے دن جوانی کے گذری حیات
ہی لازم کہ اے یاورو لڑ بھڑ کے جان
نہ جمشید و دارا نہ کاوس ہی
لڑائی مین لڑ بھڑ کے گر جان دی
عدو کو کرو زندگی سے بتنگ

اسی طرح کڑکیت کڑک کڑک کے ہندیون سے مخاطب ہو کے کہتے تھے ای بہادران ہندوستان آج کا دن
عجب دن ہی سامنا حریف کا ہی لازم ہی کہ میدان جنگ کو خون اعدا سے رنگین کرو کبھی اسطرح کہتے تھے
کہ ای بہادران ہندوستان اشعار

نریمان جنگی ہی نے طوس ہی
ہوئے چلتے سب موت کے میہمان
جوانو یہ ہی معرکہ جنگ کا

نہ سہراب ہی اور نہ برزو پہلوان
نہ گودرز ہی اور نہ کاوس ہی
اجل کا یہان گرم بازار ہی
یہی وقت ہی نام اور ننگ کا

نہ ... ہی رستم سیستان
کسی کا بھی باقی نہین ہی نشان
جری ہی جو لڑنے پہ تیار ہی
لڑائی مین جانین لڑاتے رہو

سمند تو سوار و تلوار ین طواتے رہو | یہ کڑکا کھا کر گیت اور نقیب تو کنارے لشکر کے جا کر کھڑے ہوئے دلاور
اور بہادر کڑکا کر گیتون کا سنکے نشہ بادۂ شجاعت سے جھومنے لگے و میدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے لشکروں میں باجے
جنگی بجے طبل رو ہل کی صدائیں بلند ہوئیں علمہائے لشکر کو علمداروں نے جلوہ دیا پنجے علموں کے چمکنے لگے پھر ہر سے
نکلنے اول لشکر شہدرو سیتان سے عادل شیر دل جملہ سرداران لشکر سے رخصت ہوکر نکلا اور گھوڑے کو جولان
کرکے مانند شیر نر میدان کارزار میں آیا اور پکار کے کہنے لگا جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آئے اور مجھ سے مقابلہ کرے
جسوقت یہ نعرہ عادل شیر دل نعمان بن منذر شاہ نے سنا فوراً سرداروں سے رخصت ہوکر مرکب اپنا
صف لشکر سے نکلا اور سامنے عادل شیر دل کے آیا عادل شیر دل نے مکاوروزنی کا خیال بھی نہ کرے
بقہر و غضب تیغہ آبدار گرانبار میان سے کھینچا اور گھوڑے کو بڑھایا اور جانب دست راست نعمان آکر تیغہ کا وار کیا
نعمان نے سپر اٹھائی تیغہ گرانبار سپر پر پڑا چونکہ تیغہ آبدار گرانبار تھا سپر کو کاٹ کر سر نعمان میں در آیا نعمان نے
دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا خون کی چادر سر سے نکلی نعمان ہمہ تن خون میں نہا گیا عادل شیر دل نے چاہا تھا
کہ سر نعمان تیغہ سے جدا کر لے کہ اسد شیر دل صف لشکر سے مرکب کو جولان کر کے نکلا اور نعرہ کیا خبردار سر نعمان تیغ
سے نہ کاٹنا عادل شیر دل نعرہ سنکے رکا اتنی دیر میں اسد شیر دل قریب نعمان پہونچگیا نعمان کو تو آگے سوار
لشکر میں لیگئے لیکن عادل شیر دل نے وہی تیغہ خون آلود اسد کے سر پر لگایا اسد شیر دل نے تیغہ خالی دیکر
اور شمشیر آبدار برق مثال کھینچکر بقوت تمام سر عادل پر لگائی عادل نے تلوار اپنی سپر پر روکی اور پھر بہ تعجیل تمام
وہی تیغہ گرانبار سر اسد پر لگایا اسد نے سپر اٹھائی اتفاق سے مرکب اسد شیر دل کا پاؤں موش خانہ میں در آیا
ہاتھ کو تمکن نہ ہوئی تیغہ کسیقدر سپر کاٹتا ہوا چار انگل سر اسد میں در آیا اسد نے بھی اسی عالم میں دستانہ مارا تیغہ سر
سے نکلا لیکن حال اسد کا متغیر ہوا خون جو کثرت سے نکلا اسد نے سر کاٹھی پر رکھدیا غش آگیا عادل شیر دل
نے اپنے گھوڑے کو بڑھا کر قصد کیا تھا کہ سر اسد جلد تر تیغ تیز سے کاٹ لینا چاہیے ناگاہ اسد اسدان اپنے بھائی
کی مدد کے واسطے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او ظالم میرے بھائی کا سر کاٹنے کے واسطے کیوں بڑھتا ہے آ مجھ سے مقابلہ کر
عادل شیر دل اسد اسدان کی طرف متوجہ ہوا اکثر سوار اور سرداران لشکر اسد شیر دل کو میدان رزم سے
لیگئے عادل شیر دل نے اسد شیر دل کے مانند اسد اسدان کو بھی زخمی کیا اسکو اسد سبز نے صف لشکر سے
اسد عجب تن نکل کے بچایا اور خود عادل شیر دل سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوا عادل نے بعد تھوڑی دیر کے
اسد سبز کو بھی زخمی کیا اب کی مرتبہ اسد بارگیر پیچ و تاب کھا کر صف لشکر سے شیرانہ نکلا اور نعرہ کیا کہ او عادل
شیر دل تو دو تین بہادروں کو زخمی کر کے مغرور ہو گیا ہے میں واسطے تیری سرکوبی کے آتا ہوں انشاء اللہ ابھی دکھاتا ہوں
کہ مقابلہ تجھ سے لونگا اور تیغ تیز سے تیرے سر کو کاٹونگا عادل شیر دل یہ نعرہ سنکے مسکرایا اور کہنے لگا کہ تو کیا
میری سرکوبی کریگا سرکوبی کے لائق تو تو ہے تیرا نام اسد بارگیر ہے یہ سارا زہر اگلنے اور بیہودہ کلمات منہ سے
نکالنے کی بھی سزائے معقول تجکو دیتا ہوں اسد بارگیر نے جواب دیا اور پوچھا کیا بکتا ہے مردان عالم سے ایسے واہیات اور
بیہودہ گفتگو کرتا ہے میدان رزم ہے جلد تیغ کھینچ اور وار کر عادل شیر دل نے برہم ہوکے اور مرکب تیز رفتار کو بڑھا کے
تیغہ آبدار سر اسد بارگیر پر مارا اسد بارگیر نے تو تیغے سے سر کو بچایا لیکن تیغہ گھوڑے کی گردن پر پڑا گردن گھوڑے کی کٹ
گئی گھوڑا مع سوار زمین پر گرنے لگا اسد پشت مرکب سے کود کے زمین پر آیا اسوقت عادل شیر دل نے اسد بارگیر
کو پاپیادہ دیکھ کر اور قابو پا کر جلد تر تیغہ کا وار کیا ہر چند اسد بارگیر نے سپر فولادی کو کھینچ کر روکا لیکن تیغہ نہ رکا اور

سپر کو کاٹتا ہوا دوا برو پہونچا اسد یارگیر نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا اسد یارگیر خون میں نہا گیا سواران جرار فوراً لشکر امیر سے نکلے اور اسد یارگیر کو لشکر میں لے گئے عادل شیر دل نے اسد یارگیر کو زخمی کر کے نعرہ کیا کہ اب کوئی اور اجل رسیدہ آکر مجھ سے مقابلہ کرے خواجہ عمرو نے یہ نعرہ عادل سنکے جانب آسمان اپنے ہاتھونکو بلند کیا بصد رجوع قلب خداوند عالم سے اسطرح دعا کی اشعار قصب بافِ عروسان بہاری + قیام آموز سرو جویباری + بلندی بخش ہر ہمت بلندے + پستی افگنے ہر خود پسندے + اے قاضی الحاجات وا ے مجیب الدعوات یہ وقت پروردگاری ہے خداوندا تو جانتا ہے کہ تیرا بندہ برگزیدہ حمزہ لشکر میں نہیں ہے نہیں معلوم اعدائے نابکار نے اسکو کہاں قید کیا ہے اسوقت یہ میدان کئی تیرے بندونکو زخمی کر چکا ہے اور پھر مبارز طلب ہے پروردگارا تو اسکے شر و فساد سے اہل اسلام کو بچا خواجہ عمرو تو یہ دعا کر رہے تھے لیکن بہرام کرد بن خاقان چین نے جو عادل شیر دل سے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا اور گھوڑا بہرام کرد بن خاقان چین کو میدان مصاف سے لیکر ایک طرف نکل گیا بہرام کرد کا احوال پھر لکھا جائیگا جب خواجہ عمرو دعا کر چکے اکثر سرداروں سے سنا کہ بہرام کرد زخمی ہوا اور گھوڑا بہرام کرد کو سوے صحرا لیگیا خواجہ عمرو کو ملال ہوا اور پھر سوے فلک ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی ناگاہ بقدرت پروردگار بیت از جانب کوہ دوست او رنگ + گردے برخاست تو تیار رنگ + جسوقت جانب دشت غبار عظیم بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر سمت غبار دیکھنے لگے عادل شیر دل بھی طرف گرد و غبار دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ شاید نوشیروان نے کسی پہلوان کو واسطے اعانت حمزہ صاحبقران کے بھیجا ہے وہی فوج کثیر لیے آتا ہے اگر وہ بھی آکر مجھ سے مقابلہ کریگا تو اسکو بھی زخمی کرونگا اور جہانتک ممکن ہوگا قتل بھی کر ڈالونگا آج حمزہ صاحبقران کے لشکر کے سب سرداروں اور پہلوانوں کو تہ تیغ کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا انھیں مسلمانوں میں سے کسی نے خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کو بعیاری و مکاری گرفتار کیا ہے یا قتل کر ڈالا ہے کل سے اسوقت تک کچھ پتا اور نشان انکا نہیں معلوم ہوتا ہے میں انکا عوض اور انتقام مردمان لشکر اسلام سے آج ضرور لونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا عادل شیر دل انھیں خیالات میں تھا یکایک صرصر نے غبار کو دفع کیا خواجہ عمرو وغیرہ نے علم دیکھکر خیال کیا کہ اس لشکر میں اسی ہزار سواروں کی کثرت اور جمعیت ہے جب لشکر قریب آیا ہر ایک لشکری نے دیکھا صد ہا فیل کوہ پیکر ہمراہ لشکر ابلق و سرنگ وغیرہ مرکبوں پر سوار ہیں عمامے بالاے سر ہیں پیشانیوں پر آثار سجود عیاں چہرے نورانی ہیں زرہاے آہن میں از سر تا پا غرق چہروں سے آثار شجاعت ہویدا ہر کیموں کی باگیں ہاتھوں میں لیے چلے آتے ہیں صداے نوبت و نقارہ و طبل و دہل بھی لشکر سے دمبدم بلند ہوتی ہے ابھی مردمان ہر دو لشکر دیکھ ہی رہے تھے کہ وہ لشکر برابر لشکر حمزہ صاحبقران کے آکے ٹھہرا اور بحکم سردار لشکر صف آرا ہوا جب فوج صف آرا ہو چکی اسوقت سردار لشکر اپنی فوج سے نکل کے لشکر امیر با توقیر میں داخل ہوا اور خواجہ عمرو سے پوچھنے لگا کہ یہ کون جوان میدان کارزار میں تیغہ خون آلود لیے کھڑا ہے اور یہ سامنے کسکا لشکر ہے خواجہ عمرو نے کہا یہ جوان جو کھڑا ہے یہ بھانجا لندھور کا ہے اور نام اس کا عادل شیر دل ہے اسنے حمزہ صاحبقران کے لشکر کے کئی سرداروں کو زخمی کیا بڑا بہادر ہے اب پھر مبارز طلب ہے یہ لشکر ہندوستان اسی جوان کے ہمراہ آیا ہے افسوس لشکر میں حمزہ صاحبقران آج نہیں ورنہ اسکو ایک ہی ہاتھ شمشیر میں قتل کرتے سردار لشکر گفتگوے خواجہ سنتے لشکر سے نکلا اور گھوڑے کو جولان کر کے دلیرانہ اور شیرانہ روبرو عادل شیر دل پہونچا عادل شیر دل نے اس سردار سے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہے اور تو کیوں ہم سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہے اگر اپنی زندگی تجکو منظور ہے تو چلا جا مجھ سے مقابلہ نہ کر میں تو ان مسلمانوں کو قتل کرونگا اور انھیں سے لڑونگا انھیں کے خون سے زمین میدان رنگین کرونگا سردار لشکر نے کہا اے جوان تجکو میرے نام کے دریافت

کرنے سے کیا فائدہ ہے مردون کا نام و نشان کلیہ عمود اور زبان تیغ تیز سے ہنگام حرب و ضرب ظاہر و آشکار ہوجاتا ہے
تجھ پر میری کیفیت وقت کارزار آشکار ہوجائیگی ورنہ تو مجھکو مرگ سے ناحق ڈراتا ہے دلاور مرنے اور قتل ہونے سے ہرگز
نہیں ڈرتے ہیں تو جو مجھ سے مقابلہ نہیں کرتا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تو مجھ سے ڈرتا ہے اور تجھکو خیال بلکہ یقین
اپنے قتل ہوجانے کا ہے جسوقت یہ تقریر سردار لشکر مذکور کی عادل شیردل نے سُنی نہایت غضبناک ہوا اور خیال
کرنے لگا کہ اس شخص کی قضا ہی آئی ہے مین منع کرتا ہون کہ مجھ سے مقابلہ مت کر یہ اجل رسیدہ کسی طرح نہین مانتا اور
مجھکو سخت سُست کہتا ہے اب مجھکو بھی لازم ہے کہ تگاورزنی کرکے تیغ تیز سے اسے ہلاک کرون عادل نے یہ خیال کرکے
گھوڑا اپنا واسطے تگاورزنی کے بڑھایا اور بہ غضب تمام تگاورزن ہوا اُسوقت مردمان لشکر نے دیکھا کہ پانچ قدم
مرکب عادل شیردل کا اور دو قدم اسپ سردار لشکر کا پیچھے ہٹ گیا عادل شیردل پانچ قدم اپنے مرکب کے پیچھے
ہٹ جانے سے نہایت ہی غضبناک ہوا اسلیے تو ارادہ کیا تھا کہ تیغ تیز سے اُسے ہلاک کرون اب عالم غیظ و غضب مین تیغ
کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور خبردار خبردار کہکے اور گھوڑا اپنا آگے بڑھا کر تیغ بقوت و طاقت تمام سر پر لگایا اس سردار نے تیغ
کو اپنی سپر پر روکا اور خود بھی تیغ گرانبار و آبدار کھینچکر عادل شیردل کے سر پر لگایا عادل نے تیغ کو سپر فولادی پر روکا
لیکن تیغہ سپر فولادی کو کاٹ کے خود پر آیا اور خود کو بھی کاٹکر چار انگل سر عادل مین در آیا اور تیغ نے بڑھنے کا قصد
کیا عادل نے فوراً کلمہ اکبر دستانہ مارا تیغہ تو بمشکل سر سے نکل گیا لیکن خون کی چادر ایسی نکلی کہ عادل سراپا خون
مین تر ہو گیا اور بوجہ زخم کاری کے حال عادل شیردل نہایت متغیر ہوا اُسوقت اُس سردار نے چاہا تھا کہ سر عادل
شیردل تیغ آبدار سے جدا کرون لیکن سرداران لشکر ہندوستان نے جو دیکھا کہ حریف عادل شیردل کا سر کاٹا چاہتا
ہے فوراً بیقرار ہو کے اور جملہ لشکر کو لیکر بڑھے اور چاہا کہ سردار لشکر کو گھیر کے قتل کر ڈالین اور عادل کو اسکے ہاتھ سے
بچالین جسوقت سرداران لشکر ہندوستان ادھر سے بڑھے اس طرف سے لشکر سردار بھی واسطے اعانت اپنے
سردار کے بڑھا خواجہ عمرو نے بھی سردارون سے کہا کہ تم بھی مع جملہ لشکر حملہ کرو کیونکہ یہ عرب کوئی دوست حمزۂ
صاحبقران کا ہے سرداران لشکر یہ جب سنتے خواجہ عمرو کے جملہ مردان لشکر کو لیکر بڑھے اکثر بہادرون نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے تلوارین کھینچلین ہزارون بہادرون نے نیزہ سر تیز ہاتھون مین لیے اُسوقت اکثر شجاعون
نے گرز ہاے گران سر پر بلند کیے تیر اندازون نے کمانین دوش سے لین اور ترکش سے تیر جانستان لیکر کمان مین جوڑے
اور سرکشون کو بنظر قہر و غضب تاکا عیارون نے سنگ تراشیدہ کو پھکن مین رکھے اور چرخ دیگر جوانان لشکر ہندوستان بھی
مارنے کو مستعد ہوئے غرض جب دونون لشکر گران ملے تو تلوارین چلنے لگین سر کٹ کٹ کے زمین پر گرنے لگے لاشین زمین
پر تڑپنے لگین تیر سینون کو توڑ توڑ کر گذرنے لگے کمانین کڑکنے لگین نیزے چلنے لگے گرز گران سر پہلوانون کے سر پر
ہندیون کے پڑنے لگے ہندی ضرب گرز گران سے پیوند زمین ہونے لگے عیار گوپھن مین پتھر رکھ کر مارنے لگے
سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران جنگ رستمانہ کرنے لگے خنجر عربیون کے سینہ و پہلوے ہندیون کے پڑنے
لگے اُس سردار لشکر کی تلوار میدان کارزار مین چلنے لگی چقاچاق خنجر گردون تک پہونچی تلوارون کی جھنکار
آسمان تک جانے لگی ہاؤ ہو کے غلغلہ سے میدان مصاف عرصۂ محشر ہو گیا زمین میدان سر و پر جوے
خون بہادران جاری ہوئی سر دلاورون کے جوے خون مین حباب آسا صاف نظر آنے لگے کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار عرصہ کارزار مین جابجا ہو گئے جنگ مغلوبہ بغضب کی ہوئی ہزارون بلکہ لاکھون قتل
اور زخمی ہوئے کوسون تک سوا لاشین مقتولون کی اور زخمی زمین پر پڑے ہوئے تھے گھوڑے کوتل دوڑ رہے تھے

اپنے اپنے رالبون کی لاشین پامال کر رہے تھے زمین مصاف کانپ رہی تھی ترک فلک کا خوف سے زہرہ آب تھا آفتاب تھرا رہا تھا بازار اجل میدان رزم مین گرم تھا ہر چند جناب ملک الموت و میدم روحین دلاوروں کی قبض کرتے تھے لیکن پریشان تھے کیونکہ میدان مصاف مین چہار سمت جلد جلد جاتے تھے اور کشتوں کی روحین قبض کرتے تھے جتنی دیر مین ہزار بہادروں کی روحین قبض کرتے تھے اتنی دیر مین دس ہزار دلاور زخمی ہوکر زمین پر گرتے تھے اور مٹے جاتے تھے غرض غضب کی جنگ مغلوبہ اور عجب طور سے تلوار چل رہی تھی اشعار

ہلی ہمین وہ سام رستم کی گور
کہین تیغ چمکی کسی جا سنان
وہ مرکب کٹا اور یہ راکب گرا
کسی پر تختہ کسی پر تھی شان
گرے تھے گھوڑے اٹھائے ہوئے
امان تھی زرہ کی نہ باہر کی خیسر
اٹھا کر بلاتی ہو وہ تیغ ہاتھ سے
ہجوم عدو مین پڑا انتشار
پچھاڑا ان سے مسرور جشن عرب

چڑھے منہ پہ تلوار کے جناب جو
کوئی حملہ ور تھا کوئی تھا طپان
گری لاش پر لاش اور سر پر سر
کوئی پیر و پیر مین کوئی نوجوان
ہوا منقطع کافروں کا ثبات
بدن سے کہا جان نے اب سر کی خبر
غضب کی تھی پیچھے پڑی تیغ تیز
ہوئے سب کے سب اس جگہ سے فرار

قیامت کی چالش تھی آفت کا زور
لگے کٹنے مرنے جب ہی چار سو
یہ کافر گرا اور وہ غازی بڑھا
بھرے تھے قتیلوں سے سب دشت و در
جری سب تھے خون مین نہائے ہوئے
گئی ایک دم مین وہ رونق حیات
مجھے چھوڑ دے اب تجھے گاہ سا تھ
نہ پاسے امان بھی عدو پاس سے گریز
غنائم کو پھر لے گئے با صد طرب

جب ہندی تاب مقابلہ جوان عرب نہ لائے بدرجہ ناچاری و مجبوری دل کو لیکر بے اختیار بھاگے خواجہ عمرو و جملہ سرداران لشکر حمزہ صاحبقران فتح پانے سے نہایت خوش ہوئے خواجہ نے اس سردار لشکر کو بارگاہ حمزہ صاحبقران مین لیگئے اور نہایت اسکی شجاعت اور جوانمردی کی تعریف کرکے باعزاز تمام ایک صندل پر بٹھایا اور نام پوچھا سردار لشکر نے کہا اے خواجہ عمرو خاص و عام مجکو حارث عرب کہتے ہین مین بھی ایک دوستدار حمزہ صاحبقران سے ہون الحمدللہ کہ بہ عین وقت پر یہان پہونچا خواجہ گفتگوے حارث سنکے خوش ہوئے خواجہ عمرو و تورو پروے حارث بیٹھے ہین اور اکثر سردار لاشین مسلمانون کی اٹھوا کر دفن کرا رہے ہین زخمیون کا علاج ہو رہا ہے لیکن اب حال عادل شیر دل کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب عادل شیر دل زخمی ہوکر اور شکست کھاکر پریشان اور بدحواس شہپال ہندی کے پاس پہونچا اور شہپال نے اسکے زخم سر کو دیکھا اور حال جنگ سے واقف ہوا اسوقت شہپال کو نہایت غصہ آیا اول تو کم ہونے لشکر سے رنجیدہ تھا اب وزیر بادہ غمگین ہوا آخر از راہ غضب ایک نامہ جیپور کو اس مضمون کا لکھا کہ جلد سر امیر کا کاٹکر میرے پاس بھیجدیجیے واضح ہو کہ دارا ب عیار جو پشتارہ حمزہ صاحبقران لیگیا تھا جیپور ہی کے پاس گیا تھا اور جیپور نے بہ فریب کہنے شہپال کے خندق ارغوان مین امیر یا نو ر کو قید کیا تھا غرض جب نامہ تیار ہوا شہپال نے نجم بن شہاب عیار کو نامہ دیا اور کہا کہ جلد اس نامہ کو جیپور کے پاس لیجا نجم بن شہاب نامہ لیکر جھپک کر مثل برق چلا اور بعد طے کرنے راہ کے جزیرہ فیض مین پہونچا اور دروازہ دولت جیپور ہندی پر پہونچ کے ٹھہرا اور اپنے نامہ لیکر آنے کی جیپور کو اطلاع کرائی جیپور اسوقت طعام تناول کرتا تھا باہر کو نہ آیا لیکن نامہ شہپال ہندی نجم سے منگوا لیا اور بعد تناول طعام نامہ کو پڑھا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر معرفت خواجہ سرا کے کہلا بھیجا کہ میری جانب سے بعد آداب و تسلیم کے شہپال ہندی سے عرض کر دینا کہ کل سر حمزہ صاحبقران تیغ بران سے کاٹکر خدمت عالی مین روانہ کرا دونگا خواجہ سرا نے یہی نجم سے آکر کہدیا اور جو خلعت و انعام جیپور نے نجم کے واسطے بھجوایا تھا خواجہ سرا نے نجم کو دیا

نجم الثاقب لیکر وہاں سے جلد روانہ ہوا اور جلد تر راہ طے کر کے خدمت شہپال میں آیا اور جو کچھ جی پور ہندی نے کہا تھا
عرض کیا شہپال کو گفتگو سے نجم کے سُننے اطمینان کامل ہوا کہ کل جی پور ضرور امیر بانوقیر کے سر کو تیغ تیز سے جدا کر لائیگا اور
میرے پاس بھیجدے گا میرا دل خوش ہوگا شہپال ہندی کو تخت پر بٹھایا ہی لیکن اب حال جی پور ہندی کا لکھا جاتا
ہی کہ جب جی پور ہندی طعام تناول کر کے اور نجم عیار کو رخصت کر کے بستر نرم پر لیٹا اور سو رہا عالم خواب میں جی پور کو
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کیا جب صبح ہوئی اور جی پور بیدار ہوا فوراً بستر خواب سے اٹھکر قیدخانے میں گیا
اور حمزہ صاحبقران کو تسلیم کر کے عرض کرنے لگا کہ ای امیر بانوقیر آپ کو معلوم ہو کہ شب گذشتہ مجکو عالم خواب میں
حضرت ابراہیم نے مسلمان کیا ہی اب میں آپ کا دوست اور تابعدار ہوں اسی وقت آپکو قید سے رہا کرتا ہوں اب
آپ کچھ صدمہ و رنج نہ کیجیے حمزہ صاحبقران گفتگو سے جی پور کے سنکے خوش ہوئے اور زنجیر و طوق وغیرہ کو مثل تار عنکبوت
کے توڑ کے اپنے جسم سے دور کیا جی پور ہندی یہ قوت و طاقت حمزہ صاحبقران کی دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور بعد
حیرت بسیار حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگا کہ اب حضور حمام میں تشریف لیجائیں نہاکر پوشاک تبدیل
فرمائیں حمزہ صاحبقران بموجب عرض کرنے جی پور ہندی کے حمام میں تشریف لیگئے اور بعد نہانے کے پوشاک
نفیس پہنی جب امیر بانوقیر حمام سے باہر تشریف لائے اور پوشاک زیب تن کر چکے اسوقت جی پور ہندی باعزاز
تمام امیر بانوقیر کو بارگاہ میں لایا اور عرض کرنے لگا کہ اب آپ اس تخت حکومت پر بیٹھیں حمزہ صاحبقران نے
فرمایا تخت حکومت تمھارا تم کو مبارک رہے میں تخت پر نہ بیٹھونگا یہ فرما کر امیر بانوقیر قریب تخت ایک ونگل پر بیٹھے
جملہ روسا اور امرا بھی مسلمان ہوئے اور جی پور اور ہر ایک امیر نے موافق اپنی لیاقت کے نذر خوشی رہائی از زندان بعد ادب
دی حمزہ صاحبقران نے ہر ایک رئیس و امیر کو خلعت و انعام دلوایا بعد اسکے بزم نشاط آراستہ ہوئی ساقیان
سیمین ساق کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوئے اور جام و ساغر میں شراب ناب بھر بھر کے حمزہ صاحبقران اور جملہ
اہل دربار کو پلانے لگے نازنینان غنچہ دہن جگہ جگہ میں بصد ناز و ادا ناچنے لگیں اور بالحان داؤدی گانے لگیں ان نازنینوں
سے ایک مطربہ بیمثال زہرہ خصال نے روبروے حمزہ صاحبقران عالیشان وغیرہ یہ غزل گائی **غزل**

دیتے اگر نہ دل میں جگہ درد و غم کو ہم
بیٹھے ہوئے مٹاتے ہیں نقش قدم کو ہم
سیمیں تنوں کو بھی نہیں جو دم فلک سے چین
بیٹھے ہیں دیر سے لیے کاغذ قلم کو ہم
ہر چند کچھ نہیں مگر اسیر ہیں لے وفا
ورنہ لگائیں آگ نہ باغ ارم کو ہم
رنگتے ہیں تر سدا عرق انفعال سے
تجنا لکھے کاٹتے ہیں زبان قلم کو ہم
بے زخم دل مجال ہے معنی طرازیاں
تشنہ ملک کہیں ستم نیم دم کو ہم

لیا مجھ دل طلب ہے حشر میں تیرے ستم کو ہم
ایمان نذر تجھ بتوں کے لیے بھی نہ ہو سکے اے
پاتے ہیں داغ داغ ہمیشہ ارم کو ہم
آتا ہے یاد ہجر میں کسکا خرام ناز
سب سمجھتے ہیں تری جھوٹی قسم کو ہم
اب کیا کریں کہ برق کی فرصت نہیں نصیب
دھوتے ہیں تجھے لوح جبیں کی رقم کو ہم
اب تک وہاں زخم سے کہ کہتے مرحبا
خالی شگاف سے نہیں پاتے قلم کو ہم

وہ آ کے تیرے کو غیر کا دل بدگمان ہوا
کعبہ کہنے لگے قبلہ دیت الصنم کو ہم
فرصت [illegible] تمنا کہ خدا لکھیں
روتے ہیں دیکھ دیکھ کے نقش قدم کو ہم
جنت ہے تیرے وعدہ دیدار سے عجب
کیوں غم نہ کھینچیں فراغ عدم کو ہم
تحریر ہے کہ راز عشق کہیں داستان نہو
دم دیتے رہتے ہیں یار کی تیغ دو دم کو ہم
تسلیم گر نہ ہو بھی مہری فلک

جسوقت یہ غزل اُس مطربہ نے بصد ناز و ادا گائی جملہ ارباب محفل شاد ہوئے
خصوصاً حمزہ صاحبقران نہایت شاد ہوئے اور نازنین کو انعام کثیر جی پور ہندی سے دلوایا بعد ختم جلسہ نشاط
کے حمزہ صاحبقران نے جی پور ہندی سے فرمایا کہ ای جی پور اب سامان چلنے کا کرو اور جہاز فراہم کرو تاکہ ہم اور تم سراندیپ

کی جانب روانہ ہوں ہمکو اپنے لشکر کا نہایت ہی خیال ہی نہین معلوم اس مدت مین ہمارے لشکر پر کیا آفت آئی ہو گی
جی پور ہندی نے عرض کیا اگر خشکی کی راہ سے سراندیپ تشریف لیجاوین تو اچھا ہی امیر نے فرمایا خشکی کی راہ سے دیر مین
پہونچین گے اور تری کی راہ سے جلد پہونچین گے علاوہ اسکے سیر دریا بھی کرینگے غرض جی پور ہندی نے بموجب ارشاد
حمزہ صاحبقران سامان چلنے کا کیا اور جہاز فراہم کیے جب کل سامان کر چکا ہمراہ حمزہ صاحبقران مع فوج و لشکر جانب دریا
چلا اور کنارے دریا کے پہونچکر حمزہ صاحبقران کو جہاز پر سوار کیا اور آپ بھی علحدہ ایک جہاز پر بیٹھا اور جامردان لشکر اعلی
و ادنی بھی جہازون پر سوار ہوئے کل مال و اسباب جہازون پر بار کیا گیا جب سب سوار ہو چکے اور اسباب جہازون
پر رکھدیا گیا اسوقت بحکم صاحبقران ناخدا نے لنگر جہازون کے اٹھوا دیے جہاز روانہ ہوئے چونکہ ہوا موافق تھی
چھ روز تک تو اچھی طرح سب جہاز چلے لیکن ساتوین روز آسمان پر کالا سا ابر ظاہر ہوا تند چلنے لگی طوفان
عظیم آیا ناخدا چلانے لگے گھبرا کر سر اپنے پیٹنے لگے آنسو آنکھون سے بہانے لگے پانی مین جوش و خروش پیدا ہوا
سر امواج کا گویا آسمان سے ملگیا مردمان غرق ہونے کے خوف سے رونے لگے فریاد و فغان کرنے لگے ناخدائے
عالم کو پکارنے لگے دعائین کرنے لگے حمزہ صاحبقران بھی برجوع قلب ہاتھ جانب فلک بلند کر کے خالق بحر و بر
سے دفع طوفان اور سلامتی جان کیواسطے دعا کرنے لگے ناگاہ اسی طوفان مین وہ جہاز جسپر امیر حمزہ سوار تھے
ٹوٹ گیا تختہ سے تختہ جہاز کا جدا ہو گیا ناخدا مع جہاز پانی مین غرق ہو گیا لیکن بقدرت خالق بحر و بر امیر با توقیر
ایک تختے پر بیٹھے ہوئے تیسرے روز ایک اور جزیرے مین پہونچے اور جی پور ہندی کا جہاز اس طوفان مین
ایک سمت گیا غرض حمزہ صاحبقران شکر خالق انس و جان کر کے تختے سے اترے دیکھا کہ تمام ریگستان ہی نہ وہان
کوئی انسان ہی نہ حیوان ہی حمزہ صاحبقران ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھے اور خیال کرنے لگے کہ اس ویرانے
سے اور اس ریگستان سے کیونکر سراندیپ جاونگا راستہ کس سے پوچھونگا بغیر رہبری اور اعانت پروردگار کے
یہانسے سراندیپ پہونچنا میرا بسا دشوار اور مشکل ہی حمزہ صاحبقران یہ خیال کرہی رہے تھے کہ دفعۃً آنکھین بند
ہونے لگین نیند آنے لگی حمزہ صاحبقران تہ درخت کے قریب لیٹ کے سو گئے جسوقت دیدۂ ظاہر بین امیر
با توقیر کے بند ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے فرزند ملول و ہراسان نہو خداوند عالم
تیرا معین و مددگار ہی تو سراندیپ مین بخیر و عافیت پہونچ جائیگا اے نور نظر یہانسے نزدیک سمت مشرق ایک کوہ ہی
اور کوہ کے برابر ایک غار ہی اسمین پانی بھرا ہوا ہی پس یہانسے جا کر اسی پانی سے غسل کرنا اور دو رکعت نماز پڑھنا افضال
خدا سے تجکو مرکب خنگ سیاہ قیطاس ملیگا اس مرکب پر سوار ہو کے طرف سراندیپ کے روانہ ہونا وہ مرکب
ایسا چالاک اور تیز رو ہی کہ برق و باد بھی اسکی تیز روی سے خجل اور شرمندہ ہی نظم

اثر وزان زبرج شرف کوہبی | بجستن چو برق و برفتن چو باد | ہما نا کہ زان سان مانہ نزاد | عجب مرکبے چون شہاب الٰہی

حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ
فرما کر تشریف لیگئے حمزہ صاحبقران بیدار ہوئے اور خوش ہو کر درخت کے نیچے سے اٹھے اور سمت مشرق روانہ ہوئے
تھوڑی ہی راہ طے کی تھی کہ وہ کوہ نظر آیا اور زیر کوہ ایک غار پانی سے بھرا ہوا دکھائی دیا حمزہ صاحبقران نے اس
غار کے پاس جا کر لباس اتارا اور غسل و وضو کیا بعد غسل و وضو کے لباس پہنا اور قریب غار بعد خشوع و خضوع دو رکعت
نماز پڑھی بعد نماز پڑھنے کے سر واسطے سجدۂ شکر کے زمین پر رکھا جب امیر با توقیر نے سر سجدۂ شکر سے اٹھایا دیکھا کہ مرکب
زین و لجام سے آراستہ سامنے کھڑا ہی حمزہ صاحبقران مرکب کے سراپا پر نظر کر کے نہایت خوش ہوئے اور اس مرکب
پر سوار ہو کے ایک سمت چلے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ قبل اسکے لکھا گیا ہی کہ ایک باغ مین حمزہ صاحبقران کو مرکب

خنگ سیاہ قیطاس اور اسلحہ و زر بیشمار ملا ہے چونکہ ایک دفتر مین اس حقیر و فقیر سراپا تقصیر کو نین تصدق حسین داستانگو
و مترجم کی نظر سے گذرا ہے کہ اس جگہ امیر کو مرکب خنگ سیاہ قیطاس ملا ہے اسوجہ سے یہان لکھدیا ہے غرض جب
امیر با توقیر مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہو چلے ایک جانب چلے ہر چند امیر با توقیر گھوڑے پر سوار تھے مگر بسبب
گرسنگی کے گھوڑے پر بیٹھا نہ جاتا تھا اور راہ طے نہو سکتی تھی اسوقت امیر نے خداوند عالم سے دعا کی کہ پروردگار کوئی شی مجکو
کھانیکی اپنی قدرت کاملہ سے اس صحراے ہولناک مین عنایت فرما آج تیسرا روز ہے کہ مین نے کچھ نہین کھایا ہے گرسنگی سے
حال میرا برا ہے حمزۂ صاحبقران خالق السماء و جان سے یہ دعا کر رہے تھے اور مرکب پر بیٹھے ہوے لئے گھوڑا چلا جاتا
تھا ناگاہ حمزۂ صاحبقران کو دور سے کچھ درخت نظر آئے جب امیر با توقیر قریب درختون کے پہونچے دیکھا درختون
مین پھل لگے ہوے ہین شاخین درختون کی کثرت اثمار سے جھکی ہوئی ہین نیچے درختون کے ایک چشمہ ہے پانی اسمین نہایت
صاف ہے حمزۂ صاحبقران نے اُن درختون کے پھلون کو دیکھکر خدا کا شکر کیا اور گھوڑے سے اُتر کے بہت سے ثمر
توڑ توڑ کے کھائے جب خوب سیر ہوے چشمے سے لیکر پانی پیا اور پھر شکر خدا کر کے مرکب پر سوار ہوے اب امیر نے
مرکب کو جولان کیا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا بعد پہر بھر کے امیر با توقیر ایک ایسے صحراے سبزہ زار مین پہونچے
کہ سبزہ اُس صحرا کا سبزہ خط معشوقان خوبرو سے بہتر تھا کوسون تک فرش زمردین بالاے زمین بچھا تھا جا بجا نہرین
سلسبیل آسا جاری تھین طائران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوے نغمہ سرائی کر رہے تھے بلبلین چہکتی تھین درمیان
مین صحراے سبزہ زار کے ایک گنبد سر بفلک کشیدہ تھا عجب صفائی و صنعت سے کسی نے اُسکو بنایا تھا اُس گنبد
کو دیکھنے سے نظر خیرہ ہوتی تھی حمزۂ صاحبقران اس صحراے فرحت نشان کو دیکھکر خوش ہوے اور اُسوقت
بے اختیار یہ مطلع زبان پر جاری کیا مطلع این سبزہ و این صحرا بوے زجنون دارد ✤ دیوانگی و مستی امروز فزون دارد ✤
صاحبقران نے اس مطلع کو پڑھکے ارادہ کیا تھا کہ اس صحرا سے بھی جلد نکل جانا چاہیے لیکن یہ بھی خیال کیا کہ
اس گنبد کے اندر بھی جا کر سیر دیکھنا چاہیے حمزۂ صاحبقران کو معلوم نہ تھا کہ یہ گنبد طلسمی ہے غرض حمزۂ صاحبقران
اُس گنبد مین گئے اور بعد مشکل اُس گنبد طلسمی کو توڑا اور زر و جواہر اُس گنبد طلسمی کو توڑکر اپنے قبضے مین کیا اور وہانسے
مرکب پر سوار ہو کے آگے بڑھے ناظرین پر تمکین کو واضح ہو کہ مرحلات گنبد طلسمی اور کیفیت گنبد کی اس مترجم نے
بخیال طول کے اس مقام پر نہین تحریر کی کہ شاید حضرات ناظرین اختصار پسند کو طول ناپسند ہو القصہ حمزۂ صاحبقران
گنبد طلسمی توڑ کے اور زر و جواہر لیکر چلے چند روز کے بعد پھر ایک دشت ہولناک مین پہونچے اور اُس دشت مین
راہ بھول کر بہت پریشان ہوے آخر مضطر ہو کے خداوند عالم سے دعا کی دعاے امیر قبول ہوئی فوراً حضرت
خضر علیہ السلام بحکم خالق خاص و عام تشریف لاے حمزۂ صاحبقران نے بعد ادب سلام کیا حضرت خضر نے
جواب سلام و دعاے طول عمر دیکر فرمایا کہ اے حمزۂ صاحبقران پریشان خاطر نہو تم ہمارے ساتھ چلو حمزۂ
صاحبقران مرکب سے اُتر کر حضرت خضر کے ساتھ چلے تھوڑی دور جا کر حضرت خضر نے فرمایا کہ اب سیدھے
یہانسے چلے جانا جہان خداوند عالم کو منظور ہوگا وہین پہونچو گے یہ فرما کر حضرت خضر ایک جانب چلنے لگے امیر با توقیر نے
بڑھکے مصافحہ کیا مرکب پر سوار ہو کے جسطرف حضرت خضر علیہ السلام نے جانے کو فرمایا اُسی طرف روانہ
ہوے بعد ایک شب و روز کے امیر وقت سحر ایک صحرا مین پہونچے دور سے دیکھا کہ دو طرف دو لشکر صف آرا
ہین کڑکیت کڑکا کہ رہے ہین جب حمزۂ صاحبقران قریب لشکرون کے پہونچے اُسوقت ایک طرف سے ایک
جوان زنگی نہایت قوی ہیکل مرکب کو جولان کر کے نکلا اور میدان رزم مین آکر نیزہ ہاتھ مین لیکر مبارز طلب ہوا

دوسرے لشکر سے ایک جوان سبزہ رنگ اسپ صبا رفتار پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا حمزۂ صاحبقران
جوان سبزہ رنگ کو دیکھکر خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ جوان سبزہ رنگ عجب شان سے برآے جنگ
صف لشکر سے نکلا ہی بظاہر جری وبہادر معلوم ہوتا ہی حمزۂ صاحبقران یہ خیال کر ہی رہے تھے کہ زنگی نے گھوڑے
کو بڑھاکر گریبان جوان سبزہ رنگ مین ہاتھ ڈالا جوان سبزہ رنگ نے بھی اس زنگی کی کمر مین ہاتھ ڈالا باہم دونون
زور کرنے لگے تھوڑی دیر مین زنگی نے لوڑہ کمربند فولادی مین ہاتھ ڈالکر جوان سبزہ رنگ کو پشت مرکب سے اُٹھالیا
اور چرخ دیکر زمین پر پٹک دیا اور فوراً مرکب سے اُترکے اسکے سینہ پر سوار ہوا اور خنجر آبدار سے اسکو ہلاک کرنے کا قصد کیا
حمزۂ صاحبقران نے یہ حال دیکھکر نعرہ کیا اور کہا اے سیاہ رو خبردار اس جوان کو ہلاک نہ کرنا زنگی نے حمزۂ صاحبقران
کیطرف دیکھکے جلد خنجر سے جوان سبزہ رنگ کا تن سے سر جدا کر ڈالا امیر کو نہایت غصہ آیا اور خنگ سیاہ قیطاس
کو بڑھاکر زنگی سے فرمایا کہ او بچیا سیاہ رو مین نے تجکو منع کیا تھا کہ اس جوان کو قتل نہ کرنا تو نے میرا کہنا نہ مانا اور ایس
جوان خوبرو کو ہلاک کر ڈالا اُس زنگی نے چین بجبین ہوکر کہا اے شخص تو کون ہی حریف کے قتل کرنے مین کیون دخل دیتا
ہی خوب کیا مین نے جو اس جوان کا سر کاٹ ڈالا یہ میرا حریف تھا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے سیاہ رو تیرہ
درون آگاہ ہو کہ مین تیرا ملک الموت ہون تجکو زندہ نہ رکھونگا اور اس جوان کا انتقام تجھ سے لونگا اس جوان مقتول کا
تجھ سے عوض لینے کیواسطے مجھے خدا نے یہان پہونچایا ہی جس طرح تو نے اس جوان کا سر تن سے جدا کیا ہی انشاء اللہ
اسیطرح سر تیرا تن سے جدا کرونگا زنگی نے کہا شاید تو خدا پرست ہی کیونکہ بار بار خدا کو یاد کرتا ہی امیر نے فرمایا بیشک مین
خدا پرست ہون زنگی نے کہا اگر تو خدا پرست ہی تو اسی کی طرح ابھی تیرا بھی سر تن سے کاٹتا ہون یہ کہکے زنگی نے بقوت
تمام تر نیزہ مارا امیر نے بہ فن سپہ گری نیزہ زنگی کے ہاتھ سے چھین لیا اور کمربند فولادی کے لوڑے مین ہاتھ ڈال
کے پشت فرس سے اُسکو اُٹھا لیا اور زمین پر پٹک دیا اور جلد مرکب سے اُترکے اُس زنگی کے سینے پر سوار ہوئے
اور فرمایا اے روسیاہ اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو مین تجکو چھوڑ دون زنگی نے یہ تقریر امیر با توقیر کی سنکے کہا کہ مین
ہرگز مسلمان نہونگا اپنا دین ترک نہ کرونگا امیر نے یہ گفتگو زنگی کی سنکے سر اسکا خنجر سے کاٹ لیا جسوقت اُس زنگی
کا سر امیر نے کاٹا اُسکا لشکر امیر پر حملہ آور ہوا امیر با توقیر نے شمشیر آبدار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا مردان لشکر
زنگی نے باوجود قتل ہونے کے چہار جانب سے حمزۂ صاحبقران کو گھیر لیا اور نیزہ تیر و شمشیر لگانے لگے اُسوقت
ایک جانب سے غبار بلند ہوا اکثر مردان لشکر جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار رفع ہوا جی پور ہندی مع بارہ
ہزار سواران جرار کے حمزۂ صاحبقران کو نظر آیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ جب جہاز جی پور ہندی کا کنارے
پر پہونچا اور جی پور ہندی نے سُنا کہ وہ جہاز جسپر حمزۂ صاحبقران سوار تھے غرق ہوگیا لیکن بعض بعض آدمی غرق
نہین ہوئے ہین جہاز کے تختون پر بیٹھے ہین اور کسی طرف وہ تختے جہاز کے طوفان مین بہ گئے ہین جی پور ہندی بامید
ملاقات حمزۂ صاحبقران کنارے بحر سے چلا تھا اور صحرا صحرا اور دشت دشت حمزۂ صاحبقران کو ڈھونڈھتا ہوا یہانتک
آیا ہی غرض جب جی پور ہندی نے دور سے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی تلوار چل رہی ہی آواز نعرہ حمزۂ صاحبقران اس لشکر سے
آتی ہی جی پور صدائے امیر با توقیر سنکے از حد خوش ہوا اور سمجھا کہ حمزۂ صاحبقران اس لشکر سے لڑ رہے ہین یہ سمجھکر مع
فوج بصد عجلت آیا اور اس لشکر کو چہار جانب سے گھیر لیا اور مردان لشکر کو تیر و شمشیر سے قتل کرنے لگا اور جوانان فوج
جی پور نے بھی تلوارین کھینچکر مردان لشکر مذکور کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر مین مردان لشکر زنگی تاب مقابلہ کی نہ لاکر
بھاگ گئے اُسوقت سوار جوان سبزہ رنگ کی لاش اُٹھاکر بختیار شاہ کی خدمت مین نالہ کنان پہونچے بختیار شاہ نے اُنسے

سبب اگریہ پوچھا سب نے لاش دکھا کر تمام حال بیان کیا بختیار رشاہ کو اپنے فرزند کے قتل ہونے کا نہایت صدمہ
ہوا اور از حد اشکبار ہوا اُسی عالم اشکباری مین حکم کیا کہ فوج ہماری تیار ہو بموجب حکم بیس ہزار سواران جرار مسلح ہو کر
گھوڑون پر سوار ہوئے بختیار رشاہ بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب میدان رزم چلا بختیار رشاہ
تو لشکر لیکر جاتا ہی لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جب مردان لشکر بھاگ گئے اُسوقت جی پور ہندی
نے امیر باتوقیر کو بصد ادب تسلیم کی اور قدمبوس ہوا امیر نے پوچھا ای جی پور تمھارا آنا یہان کیونکر ہوا جی پور ہندی
نے تمام کیفیت بیان کی حمزۂ صاحبقران جی پور کی وفاداری پر نظر کر کے نہایت خوش ہوئے اور اُسکی تعریف کرنے
لگے ابھی حمزۂ صاحبقران جی پور سے ہمکلام ہی تھے کہ ناگاہ امیر باتوقیر نے دیکھا کہ ایک سمت سے غبار بلند ہوا حمزۂ
صاحبقران نے خیال کیا کہ اب اور کوئی مع لشکر آتا ہی امیر یہ خیال کرہی رہے تھے یکایک بختیار رشاہ مع لشکر آیا
اور حمزۂ صاحبقران کو سلام کر کے پوچھنے لگا کہ آپ ہی نے میرے فرزند کے قاتل کو ہلاک کیا حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا مین نے ایک زنگی کو ہلاک کیا تھا جسنے ایک جوان سبزہ رنگ کو قتل کیا تھا پھر زنگی کے لشکر سے لڑائی ہوئی
افضال خدا سے لشکر زنگی مقتول کا بھی بھاگ گیا مجھے نہین معلوم تمھارا فرزند کون تھا بختیار رشاہ جبروتی نے عرض
کیا کہ وہ جوان سبزہ رنگ میرا فرزند تھا اور یہ لشکر جسے آپ نے شکست دی ہی داراب مغربی کا تھا قبل اسکے مجھکو
نجومیون نے خبر دی تھی کہ مغرب کی سمت سے ایک جوان آئیگا اور وہ صاحبقران ہوگا اور زیر باد ہندی کو مطیع کریگا
اب آپ فرمائین کہ آپکا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا نام تو میرا حمزہ ہی لیکن خاص و عام مجھکو حمزۂ
صاحبقران کہتے ہین جس جوان کی نجومیون نے خبر دی تھی مگر وہ مین ہی ہون بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے اپنی
گرفتاری اور رہائی کا حال بیان کیا اور کیفیت دریا و راہ صحرا مفصل فرمائی بختیار رشاہ جبروتی حال امیر سے آگاہ ہو کر
صدق دل سے اُسیوقت مسلمان ہوا اور امیر کو اپنے قلعہ مین لیگیا اور اپنے فرزند کی لاش دفن کر کے میزبانی حمزۂ نامدار
مین مصروف ہوا دعوت حمزۂ صاحبقران کی بڑے تکلف سے کی جب حمزۂ صاحبقران اور جی پور ہندی طعام
تناول کر چکے تو پھر اُسیوقت جی پور نے حکم کیا کہ ساقیان ماہرخ کشتیان شراب ناب کی لیکر حاضر ہون بموجب حکم ساقیان
خوبرو کشتیان لیکر حاضر ہوئے اور بحکم بختیار رشاہ جام و ساغر بیت شراب بھر بھر کے پلانے لگے جب حمزۂ صاحبقران
اور بختیار رشاہ جبروتی کو شراب کا نشہ ہوا اُسوقت بختیار رشاہ بے اختیار رونے لگا حمزۂ صاحبقران نے
باعث رونے کا پوچھا بختیار رشاہ نے عرض کیا ای امیر باتوقیر علاوہ فرزند مقتول کے ایک پسر میرا اور ہی اُسوقت وہ
فرزند مجھکو یاد آیا ہی اسکے فراق مین رونے لگا حمزۂ صاحبقران نے پوچھا دوسرا فرزند تمھارا کہان گیا ہی بختیار رشاہ یہ
سنکے اور زیادہ رونے لگا اور بعد اشکباری بسیار کہنے لگا ای امیر اس ملک کے حوالی مین ایک ہزار ایسے طلسم
ہین اور ایک دشت ہی کہ نام اسکا دشت آہوان ہی اس دشت مین صدہا آہو ہین جو کوئی دور سے ان آہوون کو
دیکھ لیتا ہی بے اختیار ان آدمیون کے شکار کیواسطے اس دشت مین جاتا ہی اور خود ان آہوون کا شکار ہو جاتا ہی
میرا فرزند کہ نام اسکا خسرو ہی ایک روز وہ بھی ان آہوون کا شکار کرنے کو چلا تھا ہر چند مین نے منع کیا تھا
کہ جو اس صحرا کو جاتا ہی وہ پھر نہین آتا ہی لیکن اسنے میرا کہنا نہ مانا اور کہنے لگا کہ اگر وہ بلا کے ہین تو مین بھی تجلع
ہون ان سب کو مارونگا اور دشت آہوان سے چلا آؤنگا مجھکو کون ایسا ہی اور ہی جو نہ آسنے دیگا اور دشت
ہی مین رکھیگا یہ کہکے مع رفقا واسطے انکا شکار کیواسطے گیا آخر دشت آہوان مین جا کر دام بلا مین گرفتار ہو گیا اور مجھسے
کسی طرح انہین سکا اگر مین اسکے دیکھنے کو جاؤن تو مین بھی مثل اُسکے اس دشت پر آفت وبلا مین قید ہو جاؤن

حمزۂ صاحبقران نے جب تمام گفتگو بختیار شاہ کی سنی فرمایا ای بختیار شاہ انشاء اللہ مین کل صبح دشت آہوان مین
جاؤنگا اور تمہارے فرزند کو وہان سے لے آؤنگا اب تم گریہ وزاری نہ کرو بختیار شاہ نے عرض کیا ای امیر باتوقیر آپ
ہرگز وہان نہ جائیے گا وہ دشت طلسمی ہی طلسم مین پھنس جائیے گا ابھی تو مجکو اپنے فرزند کی جدائی کا صدمہ نہین بھولا اگر
خدانخواستہ آپ وہان جاکر گرفتار طلسم ہوجائیے گا تو پھر مجکو آپ کے فراق کا قلق ہوگا اور مردمان شہر کہین گے کہ بختیار شاہ
نے اپنے فرزند کیواسطے حمزۂ صاحبقران کو دشت آہوان مین بھیجدیا اور انکو طلسم مین پھنسا دیا علاوہ اسکے یہ مجکو منظور
نہین ہی کہ آپ مجھ سے جدا ہون حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای بختیار شاہ مین ضرور جاؤنگا اور باعانت پروردگار سب
طلسمون کو توڑونگا اور تمہارے فرزند کو انشاء اللہ ضرور لیکر آؤنگا اگر تم اپنے فرزند کا تذکرہ میرے روبرو نہ کرتے تو مین نہ جاتا
اب مجکو مناسب ہی ضرور جاؤن غرض جبتک بختیار شاہ بیٹھا رہا حمزۂ صاحبقران کو دشت آہوان مین جانے سے
منع کرتا رہا اور حمزۂ صاحبقران یہی فرمایا کیے کہ مین دشت آہوان کو ضرور جاؤنگا جب بختیار شاہ تخت سے اٹھکر
داخل محل ہوا اور حمزۂ صاحبقران بھی اٹھکے ایوان شاہی مین تشریف لائے جو بختیار شاہ نے واسطے تشریف رکھنے
امیر باتوقیر کے آراستہ کرایا تھا شب کو تو امیر باتوقیر اسی ایوان مین بصد راحت و آرام استراحت پذیر ہوئے ہنگام سحر
امیر باتوقیر نے اٹھکر نماز پڑھی بعد پڑھنے نماز کے جی پور ہندی سے فرمایا کہ لشکر کو حکم دو کہ تیار ہو ہم دشت آہوان
مین جائینگے جی پور ہندی نے مردان لشکر سے کہا کہ جلد مسلح ہو حمزۂ صاحبقران جانب دشت آہوان تشریف لیجائینگے
مردان لشکر بموجب حکم مسلح ہوئے بختیار شاہ بھی محل سے برآمد ہوا حمزۂ صاحبقران کو آمادہ جانے پر دیکھکر بہ مجبوری
خود بھی مع لشکر ہمراہ رکاب صاحبقران چلا حمزۂ صاحبقران قریب دشت آہوان ایک پہاڑ پر تشریف لیگئے
اور بالاے کوہ کھڑے ہوکر دشت آہوان کی سیر کرنے لگے حمزۂ صاحبقران بخوبی سنا کیے کہ سب آہو نالہ و فریاد کرتے
ہین اور اپنے حال پر افسوس کرتے ہین اور اسی دشت مین پھرتے ہین اور وہ دشت نہایت وسیع و سرسبز ہی حمزۂ صاحبقران
نے سیر دشت کی کرکے وضو کیا چونکہ وقت نماز کا آگیا تھا اسی پہاڑ پر نماز پڑھی بعد پڑھنے نماز کے امیر باتوقیر کوہ سے
اترے اور بختیار شاہ اور جی پور سے فرمانے لگے اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون اور دشت آہوان مین جاتا
ہون اگر خداوند عالم نے چاہا تو سب طلسمون کو توڑکر اور خسرو کو لیکر جلد آؤنگا ورنہ گرفتار طلسم ہونگا تم چالیس روز تک
میرا انتظار کرنا بعد چالیس روز کے سمجھ جانا کہ حمزہ ہلاک ہوگیا یا طلسم مین قید ہوگیا اسوقت ای بختیار شاہ تم میرے
آنے کی امید نہ رکھنا اور ای جی پور ہندی تم اتنا کام کرنا کہ جانب کوہ سراندیپ جاکر میرے لشکر کے سرداروں اور
خواجہ عمرو سے تمام حال میرا کہنا کہ وہ سب میری ملاقات سے مایوس اور ناامید ہوجائین اور جس طرف
انکا دل چاہے چلے جائین جسوقت یہ تقریر امیر کی جی پور ہندی اور بختیار شاہ جبروتی نے سنی دونون نہایت گریان
ہوئے اور بمنت عرض کرنے لگے کہ آپ دشت آہوان مین نہ جائین حمزۂ صاحبقران نے کہنا انکا نہ مانا اور جانب
دشت آہوان چلے بختیار شاہ اور جی پور ہندی بھی ہمراہ امیر باتوقیر چلے جب امیر داخل دشت آہوان ہونے
لگے جی پور ہندی اور بختیار شاہ ٹھہر گئے اور وہین مقیم ہوگئے اور امیر کشورگیر داخل ہوئے جب امیر اس دشت
مین داخل ہوکر نہایت سرگردان اور پریشان ہوئے اسوقت امیر نے برجوع قلب خداوند کریم و کارساز سے واسطے
اپنے مدعاے دلی کے دعا کی دعاے امیر قبول ہوئی فوراً حضرت خضر علیہ السلام بحکم خداوند کریم صاحبقران کے
پاس تشریف لائے اور بحکم خدا امیر کو اسم اعظم تعلیم فرماکر ارشاد کیا کہ یہ اسم اعظم پڑھ کے آہوون پر پھونکنا وہ سب
انسان ہوجائین گے کیونکہ وہ سب انسان ہین سحر سے آہو ہوگئے ہین اور جب تم یہ اسم اعظم پڑھوگے کسی ساحر کا سحر

تمپر اثر نہ کریگا یہ فرما کر حضرت خضر علیہ السلام نظر حمزۂ صاحبقران سے پوشیدہ ہوگئے امیر با توقیر اسم اعظم کو خوب
یاد کر کے آگے بڑھے اور راہ دشت طے کرنے لگے ناگاہ بائین جانب امیر نے دور سے دیکھا کہ سیکڑون آہو سبزہ چر رہے
ہین اکثر روتے ہین بعض نالہ و فریاد کر رہے ہین اور ایک نوجوان سر پہ تاج رکھے ہوئے اُن آہوون کو چرا رہا ہی امیر با توقیر
یہ حال دیکھکر اُس جوان کیطرف چلے نوجوان نے امیر کو اپنے جانب آتے دیکھکر نہایت افسوس کیا اور خیال کیا کہ اب
یہ شخص بھی مثل اِن آہوون کے ہو جائیگا نوجوان یہ خیال کر رہا تھا کہ حمزۂ صاحبقران اُس نوجوان کے پاس پہونچے
نوجوان نے سلام کر کے پوچھا کہ ای جناب آپکا کیا نام ہی اور اِس دشت و بلا مین آپ کیون تشریف لائے ہین یہ دشت
وہ دشت ہی کہ انسان آکر حیوان ہو جاتا ہی اور پھر یہانسے کسی طرح جا نہین سکتا ہی افسوس ہزار افسوس آپکو اِس دشت
جانستان مین قدم رکھنے سے کوئی مانع نہوا امیر با توقیر نے فرمایا ای جوان میرا نام حمزہ ہی خاص و عام مجکو حمزۂ صاحبقران
کہتے ہین مین واسطے رہا کرنے خسرو اور ہمراہیان خسرو کے آیا ہون بختیار شاہ نے مجکو منع کیا تھا لیکن مین نے نمانا
اور دشت بلا مین چلا آیا اب تم حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور با این لیاقت آہو کیون چراتے ہو اُس نوجوان نے یہ
سنکے ایک آہ کی اور عرض کیا ای جناب خسرو میرا ہی نام ہی مین واسطے شکار کے آیا تھا سمکال جادو جو اِس
دشت کی مالک ہی مجھپر عاشق ہو گئی ہی اسوجہ سے اُسنے مجکو سحر سے آہو نہین بنایا ہی اور یہ آہو چر رہے ہین یہ سب
انسان ہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای خسرو تمھارے فراق مین تمھارے والد کا عجب حال ہی اکثر تمکو یاد
کر کے روتے ہین تمکو لازم ہی کہ اب تم میرے ساتھ اپنے والد کی خدمت مین چلو خسرو یہ گفتگو سے حمزۂ صاحبقران
سنکے رونے لگا اور عرض کرنے لگا کہ مین کیونکر یہانسے اپنے باپ کی خدمت مین جاؤن مین تو سحر سمکال جادو
مین گرفتار ہون اور یہ دشت بھی اُسی کے سحر سے سرسبز ہی تا وقتیکہ وہ ہلاک نہو گی میری رہائی کسی طرح نہو گی حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا ای خسرو انشاء اللہ سمکال جادو کو قتل کرونگا اور اِن آہوون کو انسان بناؤنگا اور تمکو تمھارے
والد کے پاس لیچلونگا جسوقت یہ تقریر امیر کی اُن آہوون نے سنی سبھون نے آکے حمزۂ صاحبقران کو گھیر لیا کوئی آہو
دامن امیر سے لپٹنے لگا کوئی آہو قدم امیر پر سر رکھنے لگا کوئی آہو گرد حمزۂ صاحبقران پھرنے لگا بار بار تصدق اور قربان
ہونے لگا اکثر آہو رونے لگے اور اپنی زبان مین اپنی مصیبت و گرفتاری کا حال بیان کرنے لگے حمزۂ صاحبقران کو اُن
آہوون پر رحم آیا اور اسم اعظم جو حضرت خضر نے تعلیم فرمایا تھا پڑھا اور ہر ایک آہوون پر پھونکا سحر سمکال جادو دفع
ہو گیا ہر ایک آہو زمین پر لوٹکر انسان ہو گیا اور حمزۂ صاحبقران کے قدم پر گرا اُدھر کو تو حمزۂ صاحبقران نے
اُن آدمیون کو اپنے قدم سے اُٹھایا اور خسرو وغیرہ خوش ہوئے اُدھر پریون نے سحر کے سمکال جادو کو حمزۂ صاحبقران
کے آنے اور آہوون کو آدمی بنانے سے اطلاع دی سمکال جادو نے یہ خبر وحشت اثر سنکے حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو بموجب
حکم سمکال جادو جادوگرنیان اور جادوگر ہنس آتشین پر سوار ہوئے اور اسباب سحر جھولیون مین رکھکر آمادہ چلنے پر
ہوئے سمکال جادو بھی طاوس سحر پر سوار ہوکے اور سب ساحرون کو ہمراہ لیکر دشت آہوان مین آئی اور ایک
سنگ گران بزور سحر امیر ذیوقار پر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سنگ حمزۂ صاحبقران پر نپڑا سمکال جادو
اور اسم سحر پڑھنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھ کے اور شمشیر تیز پر دم کر کے گھوڑے کو بڑھایا اور قریب سمکال جادو
پہونچکر اسطرح اُسکے سر پر تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گری اُسوقت آندھی سیاہ آئی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور آواز آئی
کشتی کہ مرا نام من اسمکال جادو بود بعد موقوف ہونے ہنگامۂ گیر و دار کے حمزۂ صاحبقران نے اُس دشت کو پُر خار
پایا کیونکہ سرسبزی و شادابی دشت کی سحر سمکال سے تھی جب سمکال قتل ہو گئی اور سحر اسکا برطرف ہو گیا اسوقت جملہ ساحر

لڑنے اور نارنج و ترنج گو سلے اور بار زلفل حمزۂ صاحبقران پر مارنے لگے خسرو اور جملہ اشخاص نے دیکھا کہ امیر بآواز
کچھ پڑھتے ہوئے تلوار کھینچ کے آگے بڑھے اور ساحرون کو قتل کرنے لگے جب ساحرون نے دیکھا کہ سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا ہی اور
بہت سے ہمراہی قتل ہو گئے ہین سمکال جادو بھی قتل ہو چکی ہی اُسوقت باقی ماندہ ساحر بھاگے اور جہیار جادو کو ایک
طلسم کا حاکم اور مالک ہی قتل سمکال جادو سے اطلاع دی جہیار جادو نے قتل سمکال جادو کی خبر سنکے رنج کیا اور
ایک ساحرہ جادوگرنی کو حکم دیا کہ قاتل سمکال جادو کو پکڑ لاؤ جادوگرنی دشت مین آئی حمزۂ صاحبقران پر آ سنے سحر کیا حمزۂ
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا ساحرہ کا سحر رد ہو گیا حمزۂ صاحبقران نے تلوار کھینچکر اُس ساحرہ پر حملہ کیا ساحرہ عقاب
بنکے اور پر پرواز پیدا کرکے دشت سے گریزان ہوئی حمزۂ صاحبقران خسرو وغیرہ کو لیکر آگے بڑھے بعد ایک روز اور
ایک شب کے رہروی کے حمزۂ صاحبقران کو ایک پہاڑ پر بہار نظر آیا جب امیر قریب اُس باغ کے پہونچے اُس باغ
سے بعد صدا سے نالہ و فغان یہ آواز آئی کہ مین تو بدو گرون کی قید مین مبتلا ہون کوئی ایسا جری ہی کہ اس باغ مین
آئے اور مجکو قید ساحران سے چھڑائے امیر اُس [illegible] اندر باغ کے گئے مگر وہان کسیکو نہ پایا ناچار ہو کے پھرے
تھے کہ ناگاہ ایک جادوگر نہایت مہیب صورت پیدا ہوا اُسنے امیر پر ترنج سحر پڑھ کے مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا اُس
ترنج سے کچھ ضرر نہ پہونچا وہ ساحر نہایت حیران ہوا اور جلد تر چند اوراق جھولی سے نکال کر دیکھنے لگا اور اُن اوراق سے اُسکو
ثابت ہوا کہ اِس شخص کا نام حمزہ ہی اور یہ صاحب اسم اعظم ہی اِسپر سحر تاثیر نہ کریگا تا وقتیکہ اسم اعظم کو تو بند نہ کریگا ساحر
نے اوراق جمشیدی کو دیکھکر اپنی جھولی سے ایک شیشہ اور مالش کا آٹا نکالا اور شیشے سے تھوڑا پانی لیکر آٹا کو گوندھا اور اُس
آٹے کا ایک طائر بنایا اور کچھ سحر اُسپر پڑھا فوراً وہ آٹے کا طائر طائر خوشرنگ ہو گیا اُدھر تو اُس ساحر نے طائر کو اُڑایا
اِدھر حمزۂ صاحبقران نے تلوار اُس ساحر کے سر پر لگائی تلوار کارگر نہوئی کیونکہ ساحر نے قبل بنانے طائر کے
سحر سے اپنی حفاظت کرلی تھی حمزۂ صاحبقران نے ساحر پر تلوار لگا کر پھر وار کرنیکا قصد کیا تھا یکایک وہ طائر
خوشرنگ چہکتا ہوا گرد سر حمزۂ صاحبقران چند بار پھرا پھر جانب ساحر گیا ساحر نے شیشہ جھولی سے نکالا طائر شیشے
مین چلا گیا پھر اُسنے شیشے کو بند کرکے جھولی مین رکھا اور امیر پر ایک ترنج سحر پڑھ کے مارا حمزۂ صاحبقران
نے ہر چند اسم اعظم یاد کیا لیکن یاد نہ آیا آخر امیر سحر مین گرفتار ہو کے بیہوش ہو گئے ساحر نے امیر کو پکڑ لیا پھر خسرو
وغیرہ پر جو بیرون باغ کھڑے تھے سحر کیا اور سبکو گرفتار کرکے جہیار جادو مالک طلسم کے پاس لیگیا جہیار نے اُس
ساحر سے کہا امیر کو ہوشیار کر ساحر نے اپنا سحر اُتارا امیر کو ہوش آیا آنکھ کھول کے دیکھا کہ ایک جادوگر تاج سر پہ
رکھے تخت پر بیٹھا ہی گرد اُسکے بہت سے ساحر کرسیِ زر پر بیٹھے ہین جہیار جادو نے پوچھا تم یہان کیون آئے تھے
صاحبقران نے فرمایا مین واسطے رہا کرنے خسرو کے آیا تھا خسرو کو تو رہا کر چکا اب سب طلسمون کو توڑونگا جہیار
یہ تقریر امیر کی سنکے برہم ہوا اور حکم کیا کہ امیر کو قید کرو بعد گذرنے میعاد معینہ کے قتل کرونگا ساحران نابکار امیر
کو زندان کی جانب لیجایا چاہتے تھے ایکایک طلسمات جادو کہ ساحران نامی سے تھا کہنے لگا اے بادشاہ امیر نے
سمکال کو قتل کیا لیکن یہ طلسم کو توڑ سکین گے کیونکہ یہ فتاح طلسم نہین ہین اِنکا قید کرنا اور قتل کرنا میرے نزدیک
مناسب نہین ہی جہیار جادو نے یہ تقریر طلسمات جادو کی سنکے کتاب سامری مین دیکھا اُس سے بھی یہی ظاہر ہوا
اُسیوقت جہیار جادو نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اِس حوالی مین ایک ہزار طلسم سے زیادہ ہین اور آپ اُسکے فتاح
نہین ہین آپکی اولاد مین سے ایک شخص اِن طلسمون کو بیشک توڑیگا پس اگر آپ ساحرون سے مقابلہ نہ کیجیے تو مین ابھی
آپکو رہا کردون حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے جہیار تیرا کہنا مین دو شرطون سے قبول کرتا ہون اول شرط یہ ہی

کہ خسرو وغیرہ جو یہ تیرے سامنے کھڑے ہین انکو رہا کردے دوسرے اس ساحر نے میرے اسم اعظم کو بند کیا ہی اسکو حکم دے کہ اسم اعظم کو کھولدے مہیار نے دونون شرطین قبول کین اور فوراً خسرو وغیرہ کو رہا کردیا اور اُس ساحر سے کہا کہ اسم اعظم کو جو تونے بند کیا ہی کھولدے ساحر نے بموجب حکم مہیار اسم اعظم کو کھولدیا امیر کو اسم اعظم یاد آگیا غرض بعد رہا ہونے خسرو وغیرہ کے امیر باتوقیر خسرو وغیرہ کو لیکر وہانسے چلے اور دشت آہوان کو طی کرکے چند روز مین اُس جگہ پہونچے جہان بختیار شاہ اور جی پور ہندی کو چھوڑا تھا امیر نے جی پور ہندی کو تو درہ کوہ مین پایا لیکن بختیار شاہ کو نہ دیکھکر احوال بختیار شاہ کا پوچھا جی پور ہندی نے عرض کیا کہ بعد آپ کے جانے سے بختیار شاہ چلا گیا تھا اب یہ اکتالیس ہندی بھاگ کر آئے ہین انسے حال بختیار شاہ کا دریافت کیجیے یہ بخوبی واقف ہین حمزۂ صاحبقران نے ان ہندیون سے حال بختیار شاہ کا پوچھا ہندیون نے عرض کیا کہ جب آپ اُس زنگی کو قتل کرکے دشت آہوان مین تشریف لیگئے اور خبر قتل زنگی داراب ہندی حاکم زیر باد کو پہونچی اُسنے اپنے سپہ سالار کو اسی ہزار سوار سے بھیجا اُسنے آکر شہر کو ویران اور غارت کیا اور بختیار شاہ کو مع اسکے سردارون کے بعد جنگ بسیار گرفتار کرکے لیگیا ہی ہم بھاگ کر یہان چھپے ہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ مین بختیار شاہ کو قید سے چھڑاؤنگا اور داراب ہندی سے لڑونگا ہندیون نے عرض کیا ابھی آپ داراب سے مقابلہ نکیجیے پہلے فوج و لشکر فراہم کیجیے داراب ہندی کے پاس سات لاکھ لشکر ہی اور بڑے بڑے نامی سردار ہین اور اُسکا بھائی شوادا ہندی ایسا قوی ہی کہ ایک ہزار ایک سو من کا میل اپنے پاس رکھتا ہی ہنگام جنگ وہی میل گرز کے حریف کے سر پر مارتا ہی حریف کیسا ہی بہادر ہو ہلاک ہوجاتا ہی اور دیو عامل عاد سات سو من کا گرز اپنے پاس رکھتا ہی اور نہایت بہادر ہے ہنگام رزم اُس گرز سے صدہا سوارون کو پیوند خاک کردیتا ہی آپ کے پاس لشکر نہایت قلیل ہی پس اس لشکر قلیل کو ہمراہ لیجاکر داراب ہندی وغیرہ سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ خداوند عالم میری اعانت کریگا اگر اُسکے پاس لشکر کثیر ہی تو ہو کیا تمنے یہ نہین سنا ہی مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ؁ امیر باتوقیر نے یہ فرماکر اسیوقت مع بارہ ہزار سوار ہمراہی جی پور ہندی اور خسرو وغیرہ کے قلعہ دیو عامل کی طرف کوچ کیا جب امیر قریب قلعہ کے پہونچے دیو عامل عاد کو جو خبر ہوئی کہ حمزۂ صاحبقران بارہ ہزار سوار لیکر برائے جنگ آئے ہین اور قریب قلعہ مقیم ہین دیو عامل نے خشمناک ہوکے طبل جنگ بجوایا امیر باتوقیر نے بھی طبل جنگ بجنے کی خبر سنکے حکم دیا کہ بعنایت ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجایا جائے بموجب حکم جی پور ہندی نے طبل جنگ بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہوئی ہنگام سحر اُسطرف سے دیو عامل عاد مع چالیس ہزار سواران جرار اپنے قلعہ سے باہر نکلا اور میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوا اور اُس جانب سے حمزۂ صاحبقران بشوکت و شان مع بارہ ہزار سواران تہور شعار میدان مصاف مین پہونچے بعد درستی میدان رزم نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور با صطلاح پکارے اے جوانان تیغزن صفدر و صف شکن آج ساتھ حریف کا لازم ہی کہ دلیرانہ میدان جنگ مین اپنے اپنے حریف کو ضرب سہا و گرز و شمشیر سے ہلاک کرو جنگ رستمانہ کرکے نام زیر افلاک کرو نقیب اور کڑکیت یہ کہکر ہٹ گئے مردان جنگ جو لڑنے پر آمادہ ہوئے تلوارون کے قبضون پر بہادرون نے ہاتھ رکھے لشکرون مین باجے جنگی بجے اول دیو عامل عاد نے صف لشکر سے گھوڑا اپنا نکالا اور میدان مین آکر پکارا کہ جسکو آرزوے مرگ ہو وہ آئے اور مجھ سے مقابلہ کرے حمزۂ صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا اور سامنے دیو عامل کے گئے بعد جنگ نیزہ و گرز کے دیو عامل عاد اور حمزۂ صاحبقران سے کشتی ہوئی بعد چار پہر کے امیر نے دیو عامل کو زیر کیا دیو عامل

کلمہ پڑھکے مع چالیس ہزار مردان لشکر کے مسلمان ہوا اور امیر کو اپنے قلعے مین لیگیا امیر نے دیکھا شہر نہایت آباد ہر کوچہ
و بازار نہایت صاف و پاکیزہ ہین دیو عامل عاد امیر با توقیر کو ایک ایوان رفیع و وسیع مین لیگیا وہ ایوان فرش و شیشہ
آلات سے نہایت ہی آراستہ تھا جا بجا مقام مناسب پر کرسیان جواہر نگار بچھی تھین اور دنگل بھی بچھے تھے حمزہ صاحبقران
اس ایوان مین جا کر ایک دنگل پر بیٹھے اور خسرو اور جیپور ہندی نے بھی علیحدہ علیحدہ دنگلون پر قیام کیا دیو عامل امیر کو
ایوان مین بٹھا کر چلا گیا چونکہ بختیار شاہ جبروتی اسکے قلعے مین قید تھا بسبب مسلمان ہونے کے دیو عامل نے بختیار شاہ کو
قید سے رہا کیا اور اپنے ہمراہ اسی ایوان مین لایا خسرو اپنے باپ کو دیکھکر کھڑا ہوا اور بعد بجا لانے تسلیم کے واسطے
قدمبوسی کے سر جھکایا بختیار شاہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور نہایت رویا پھر حمزہ صاحبقران
کو تسلیم کر کے بیٹھ گیا اور اپنے فرزند سے حال دشت آہوان پوچھنے لگا خسرو نے تمام حال اپنا اور حال دلیری حمزہ
صاحبقران بیان کیا بختیار شاہ اپنے فرزند سے ملکے اور حمزہ صاحبقران کی دلیری کا حال سنکے خوش ہوا خسرو نے
اپنے باپ سے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران آپ تک کیونکر تشریف لائے تھے اور باعث انکے جانیکا دشت آہوان مین
کس وجہ سے ہوا تھا بختیار شاہ نے تمام احوال بیان کیا جب خسرو کو معلوم ہوا کہ میرے باپ نے دین اسلام اختیار
کیا ہی خسرو نے بھی دست بستہ امیر سے عرض کیا کہ آپ مجھکو بھی مسلمان کیجیے دولت اسلام دیجیے امیر نے خسرو
کو کلمہ پڑھوایا خسرو کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوا بختیار شاہ اور امیر با توقیر خسرو کے مسلمان ہونے سے
خوش ہوئے پھر چلیہ ہمراہیان خسرو بھی مسلمان ہوئے دیو عامل عاد نے کئی روز تک امیر با توقیر کی دعوت و
ضیافت نہایت تکلف سے کی اور بزم عشرت آراستہ کی اور تمام مردان شہر کو مسلمان کیا بعد چند روز کے امیر نے دیو
عامل سے فرمایا کہ تم اب طرف زیرباد ہند کے روانہ ہو اور چلکر اس سے مقابلہ اور مجادلہ کرو دیو عامل عاد نے بموجب حکم
حمزہ صاحبقران سرداران لشکر کو حکم دیا کہ جلد مسلح ہو اور تمام مردان لشکر بھی مسلح ہون بموجب حکم مردان لشکر
مسلح ہوئے امیر نے مع بختیار شاہ وغیرہ کے لشکر لیکر کوچ کیا جاسوسون نے داراب کو خبر دی کہ دیو عامل
مسلمان ہوا اور داراب ہمراہ امیر مع لشکر کثیر برائے جنگ آتا ہی داراب یہ خبر سنکے ساتھ لاکھ کا لشکر لیکر میدان کارزار
مین آیا اور طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل رزمی بجوایا رات بھر جنگ کی تیاری ہوئی جب وہ وقت آیا کہ جانب مشرق
سے آفتاب نمایان ہوا لیت، ستارون نے قمر سے ہاتھ دھویا + سحر نے جلوۂ مہتاب کھویا + ہنگام سحر ادھر
سے داراب لشکر لیکر میدان کارزار مین آیا ادھر سے حمزہ صاحبقران بصد شوکت و شان مع فوج ظفر موج
عرصہ مصاف مین پہونچے بیلدارون نے پست و بلند زمین ہموار کی خس و خاشاک کو دور کیا سقون نے چھڑکاؤ
کر کے گرد و غبار برطرف کیا نقیبون نے بعد صف آرائی کے لشکر سے نکل کے اور جوانان لشکر سے مخاطب
ہو کے کہا لیت روز جنگ است جنگ آبرو کرد + کوشش نام و ننگ بابیر کرد + ای مردان بکوشید تا جامہ
زنان نپوشید داراب کے لشکر سے ترکیت نکلے وہ ترک ترک کے یہ کہتے ہین قطعہ بڑھو آگے کر و تیغ و سنان سے
کہ پاؤ آفرین سارے جہان سے + کرو اب تیغ خون آشام روشن + کہ ہو جس سے تمہارا نام روشن +
تمہارا جاٹ مین ہو نام نکوئی + کرو میدان مین اپنی سرخروئی + یہ کر کا کر کیتون کا سنکے بہادر جھومنے لگے قبضہ
شمشیر چومنے لگے یکایک شنواط ہندی فیل مست پر سوار ہو کے لشکر سے نکلا جیپور ہندی وغیرہ شنواط
کے نکلنے سے پریشان خاطر ہوئے جب شنواط درمیان میدان کارزار مین آیا اور فیل کو روک کے امیر کو بہر مقابلہ
طلب کیا حمزہ صاحبقران نے بموجب طلب کرنے شنواط کے مرکب اپنا بڑھایا جب امیر شنواط کے قریب ہو پہنچے

شواط نے وہی میل یک ہزار ایک سو من کا اُٹھا کے اور چرخ دے کے سر امیر پر مارا امیر نے اُس میل کی ضرب کو خالی دیکر
شمشیر آبدار سے فیل شواط کے پاؤں کاٹے شواط فیل مست سے جست کر کے زمین پر آیا اور امیر سے کہنے لگا
اے ابن ابراہیم آپ سے کشتی لڑونگا امیر نے قبول کیا اور رکب خنگ سیاہ قیطاس سے اُتر کے اور اسلحہ بدن سے جدا
کر کے شواط سے کشتی لڑنے لگے باہم دلیرانہ زور ہونے لگے امیر با توقیر نے شواط کے زور ردن اور زر بلون کو روکنا شروع
کیا پہر تو کیا سلسلہ اس حسن و خوبی کے ساتھ بندہا کہ دونوں لشکروں کے پہلوان توڑ جوڑ دیکھکر خوش ہوتے اور تعریف کرتے
شواط نے تا شام کشتی لڑ کے امیر سے کہا کہ اب صبح کو کشتی لڑونگا ہر چند امیر نے کہا کہ شب کو کشتی لڑ لیں شواط نے نہ مانا
آخر امیر نے شواط کو چھوڑ دیا اور میدان رزم سے مع لشکر فرودگاہ لشکر پر آئے اور داخل بارگاہ ہوئے جب
شواط لشکر میں گیا داراب سے کہنے لگا کہ اب میں امیر سے کشتی نہ لڑونگا داراب نے سبب پوچھا شواط نے
کہا امیر نہایت ہی قوی ہیں اور فن کشتی سے بخوبی ماہر ہیں اگر میں لڑونگا تو ضرور امیر سے زیر ہو جاونگا امیر مجھکو یقیناً جیت
کر دینگے میری ذلت ہوگی داراب گفتگوے شواط سنکے نہایت پریشان ہوا اور از حد متردد ہوا آخر بعد فکر بسیار داراب
نے اپنے عیار بہتی نعمان کو بلا کے کہا کہ آج کی شب تو امیر کو کسی طرح بیہوش کر کے میرے پاس لے آ تا کہ میں انکو
قتل کر ڈالوں نعمان عیار بحکم داراب بوقت نصف شب با نہایے عیاری تن پر آراستہ کر کے چلا اور لشکر امیر میں
شکل تبدیل کر کے بچالاکی و ہوشیاری پہونچا اور بارگاہ امیر میں جاکر پروانے بیہوشی کے اڑا کے شمعوں کو گل کیا اور
حمزہ صاحبقران کو تنہا خفتہ دیکھکر انکے قریب گیا اور نے میں بیہوشی رکھکر اور قریب سوراخ بینی لیجا کر پھونکا دماغ
میں بیہوشی حمزہ صاحبقران کے پہنچ گئی امیر چھینک مارکر بیہوش ہو گئے نعمان نے جلد تر چادر عیاری پر باندھا
اور پشتارہ امیر کا اپنی پشت پر رکھکر بارگاہ سے نکلا اور بچالاکی و ہوشیاری لشکر امیر سے نکلکر روبروے داراب
پہونچا اور پشتارہ امیر کا سامنے داراب کے رکھدیا داراب نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے نعمان اسوقت تو امیر
کو زندان میں لیجا کر قید کر ہنگام سحر امیر کو قتل کرونگا نعمان بموجب حکم داراب پشتارہ امیر کا اُٹھا کر زندان میں لیگیا
اور امیر کو اسی عالم بیہوشی میں طوق و زنجیر وغیرہ پہنا کر گرفتار کیا اور نگہبانان زندان سے کہا کہ امیر کی نہایت حفاظت
کرنا خبردار غفلت نہ کرنا نگہبانان زندان نے کہا ہم بخوبی نگہبانی کرینگے کیا مجال کسی غیر کی جو زندان تک آسکے اور امیر کو
زندان سے لیجا سکے نعمان گفتگوے نگہبانان زندان سنکے داراب کی خدمت میں گیا اور عرض کرنے لگا کہ میں امیر کو موافق
حکم حضور زندان میں قید کر آیا داراب نے نعمان کو زر کثیر انعام میں دیا جب صبح ہوئی داراب نے نعمان کو
بلایا اور کہا کہ امیر کو زندان سے جاکر لے آ ادھر نعمان عیار جانب زندان گیا اُدھر بختیار شاہ اور خسرو اور
دیو عادل عاد وغیرہ نے بارگاہ میں جاکر حمزہ صاحبقران کو نہ دیکھا نہایت متردد اور پریشان خاطر ہوے غرض
جب نعمان زندان میں پہونچا امیر کو اسیطرح روبروے داراب لے آیا داراب نے کہا امیر کو ہوشیار کر نعمان
نے فتیلہ دفع بیہوشی سنگھا کر امیر کو ہوشیار کیا امیر نے آنکھ کھولی دیکھا دربار آراستہ ہے داراب تخت پر بیٹھا ہے اور میں
طوق و سلاسل میں گرفتار ہوں امیر با توقیر نے جو اُس دربار کو دیکھا پکار کے کہا السلام علیکم اور فرمایا سلام میرا
اُس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہو اور پیغمبر خدا کو مانتا ہو جسوقت حمزہ صاحبقران نے سلام کیا تمام اہل دربار
نے انگلیاں اپنے کانوں میں رکھیں اور ہاں ہاں زبان پر جاری کر کے سلام اسطرح کرنے سے مانع ہوئے
داراب بھی غضبناک ہوا اور کہنے لگا باوجود قید ہونے کے اے امیر اسوقت تمنے میرے دربار میں خداے نادیدہ کا
نام لیا ہے میں تمکو قتل کرونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے داراب تو نے مجھکو بہادری اور جوانمردی سے گرفتار نہیں

کیا ہی تو نہایت بزدل و نامرد ہی اگر میری زندگی باقی ہی تو تیری کیا مجال جو تو مجھکو قتل کر سکے خداوند عالم مجھکو تیرے شر سے بچائیگا اگر اپنی دو جہان مین بہتری چاہتا ہی تو مسلمان ہو اور میری اطاعت اختیار کر ورنہ پچھتا ئیگا اگر خدا نے چاہا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا داراب یہ تقریر امیر کی سنکے اور زیادہ غضبناک ہوا اور حکم کیا جلاد حاضر ہو جب جلاد زشت خو ترشرو بدفال مریخ خصال روبرو داراب شاہ حاضر ہوا بعد سلام اسطرح عرض کرنے لگا کہ شہریار ذیوقار کا کیا حکم ہی کس اجل رسیدہ کو قتل کرون کسکا رشتہ حیات قطع کرون قبضے مین تیغہ آبدار اگر انبار رکھتا ہون بازو پر قوت مین رحم دل مین مطلق نہین رکھتا ہون داراب نے کہا ای جلاد اسیر کو لیجا اور سر امیر کا تیغ تیز سے کاٹ کے میرے پاس لے آ جلاد بحکم داراب بازو امیر کا پکڑ اور دربار سے امیر کو لیکر قتلگاہ کی طرف چلا جب قتلگاہ پر پہونچا چبوترہ رنگکا بناکر بوریہ فلاکت کا بچھایا امیر کو بٹھایا گردن پر کوسلے سے نشان دیا تیغہ آبدار کو میان سے کھینچا اور حمزہ سے کہنے لگا اگر کسی چیز کے کھانے کو دل چاہتا ہو تو کھالو اور پیاسے ہو تو پانی پی لو اب کوئی دم مین حلق تمھارا آب تیغ سے تر ہوگا جسم تمھارا خاک پر اور سر تمھارا نوک نیزہ پر ہوگا آرزوے اکل و شرب دل مین باقی رہجائیگی روح تمھاری صدمہ قتل کا اٹھائیگی حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای جلاد حاجت اکل و شرب مطلق نہین ہی دیر سے غم کھا رہا ہون اور خون جگر پی رہا ہون حمزہ صاحبقران ابھی جلاد سے یہ گفتگو کر رہے تھے اور زیر سایہ تیغ سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے ناگاہ جلاد بدنہاد کو حکم اول پہنچا حمزہ صاحبقران کا پہونچا راوی کہتا ہی کہ جسوقت حمزہ صاحبقران زیر سایہ تیغ بیٹھے تھے اسوقت گرد مردمان شہر گھرے تھے اکثر مردمان سنگدل ہنستے تھے اور کہتے تھے بادشاہون سے مقابلہ کرنیکی یہی سزا تھی اکثر مردمان رحم دل جوانی پر امیر کی نظر کرکے افسوس کرتے تھے اور جو ہنستے تھے ان سے کہتے تھے بھائیو یہ وقت ہنسنے کا نہین ہی یہ مقام عبرت ہی حمزہ صاحبقران کو نظر حقارت سے نہ دیکھو خیال انکی شان و شوکت کا کرو اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرو گردش فلک پر نظر کرو یہ کہکر انھین لوگون سے مخاطب ہوکر یہ اشعار پڑھتے تھے

اشعار

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا وہان خسرو باعز و وقار
وادی نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آج کل وہ لب جو جہد کے ہین آئینہ دار
چیلین منڈلاتی ہین اڑتے ہین بگولے ہر سو
کشمیر گور و گونزلان آج ہی سر انگشت کا قرار
نہ وہ محفلین نہ تزئین نہ خود آرائی ہے

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خبر اسپہ ہین اگر قیصر و فریدون گذار
رات دن محفلین رہا کرتی تھین سبزہ زارون
وادی میں تیری تنگ نظری باین عز و وقار
گھر نسیلے سقف ہین لاکھون ہین ابابیلو نکے
ہین خیابانِ چمن باغ اور زغن کے انبار
سلیقہ لمبر تیرہ تمنا وہ لب مہر سکوت
گیتی تار کیسہ ہی اور عالم تنہائی ہے

تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت تھا وہان گرم تھا ہر سو بازار
جسمیہ پڑتا تھا ہر ادون کے جھومر کا عکس
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو یاشند و نکو واسکے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

غرض اسی طرح مردمان رحم دل مردمان سنگدل سے کہتے تھے اور انکو ہنسنے سے منع کر رہے تھے ابھی مردمان شہر افسوس کر رہے تھے اور اکثر ہنس رہے تھے یکایک دوسرا حکم واسطے قتل کرنے حمزہ صاحبقران کے پہونچا جلاد کو اور شہواط مع فوج کثیر بحکم داراب بخیال فساد برپا کرنے بختیار شاہ وغیرہ کے قتلگاہ مین پہونچا جب حمزہ صاحبقران نے سنا کہ دو حکم داراب میرے قتل کرنیکے واسطے دیچکا ہی اب تیسرے حکم مین جلاد میرا سر تن سے جدا کریگا اسوقت امیر با توقیر نے سر اپنا سوے فلک اٹھایا اور ہاتھ جانب آسمان بلند کئے اور بہ رجوع قلب درگاہ خداوند کریم و کارساز مین اسطرح دعا کرنے لگے

نظم

کہون کیا مین تیرے صفات کمال | کہ ہی عقل بھی یان پریشان خیال

زمین و فلک سب ہین تیرے حضور	مہ و خور تجھی سے ہین لبریز نور	یہ صنعت گری تجھسے صانع کو آئے
لعین خاک کو آدمی کر دکھائے	نظر کرکے دیکھا تو ہرجا ہی تو	نہان و عیان سب مین پیدا ہی تو
نہین کوئی اپنا ہی یان دستگیر	دعا یا شکستون کی کر تو پذیر	بچالے ہمین قہر دشمن سے اب
یہی تجھسے اسدم ہی اپنی طلب		

حمزہ صاحبقران نے جو یہ رجوع قلب دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ناگاہ بقوت پروردگار ایک سمت غبار ایسا بلند ہوا ظلمت ز گرد سپہ روشنائی نماند ز خورشید شب را جدائی نماند شواط وغیرہ نے جانب گرد و غبار دیکھا اور خیال کیا کہ آندھی آتی ہی جب دامن گرد ہوا نے چاک کیا سب نے دیکھا آگے آگے بہت سے علم ہین اور بیس ہزار دلاوران جرار تہور شعار گھوڑون پر سوار ہین علمون کے پیچھے لچکتے ہین نقارہ و دہل و صدم بجتے ہین جوانان چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہین آگے سب جوانون کے ایک نقابدار گھوڑے پر سوار ہی شواط اس لشکر کو متحیر ہو کر دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ نہین معلوم یہ لشکر کسکا ہی اگر لشکر حمزہ صاحبقران کا ہوتا تو بختیار شاہ اور جیپور وغیرہ ہمراہ لشکر ہوتے شواط یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ وہ لشکر قریب شواط آیا شواط نے بڑھکے لشکر کو روکا اور پوچھا یہ لشکر کسکا ہی افسر لشکر کا کون ہی بخوف و خطر چلے آتے ہو تمکو خبر نہین ہی کہ حاکم اس ملک کا داراب شاہ ہی آج اسکے حکم سے حمزہ صاحبقران قتل ہوا چاہتے ہین زیر سایہ تیغ جلاد بیٹھے ہوئے ہین اس نقابدار نے کہا او بیحیا تو سمجھا حاکم شہر کے خوف سے بیکار ڈراتا ہی اور گفتگو بیہودہ کرتا ہی تجھکو ذرا اپنی جان کا خوف نہین ہی اگر زندہ رہنا تجھکو منظور ہی تو ہٹ جا اور مجھکو مع لشکر جانے دے ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا شواط یہ گفتگوے نقابدار سنکر غضبناک ہوا اور تیغہ آبدار کھینچکر نقابدار پر حملہ کیا اور تیغہ نقابدار کے سر پر لگائی ہر چند نقابدار نے تیغے کو سپر پر روک کے شمشیر آبدار سر شواط پر لگائی شواط نے چاہا کہ تیغہ نقابدار سپر پر روکون لیکن تیغ نقابدار سپر فولادی کو کاٹ کر خود پر آئی اور خود کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی شواط نے دستانہ بار تیغ نقابدار سر سے نکل گئی شواط کی زخم کاری سے غیر حالت ہوئی خون زخم سر سے اسقدر نکلا کہ شواط ہمہ تن خون مین تر ہو گیا جب واسطے قتل کرنے شواط کے نقابدار نے مرکب بنا بڑھایا اسوقت مردان لشکر شواط نے نقابدار پر حملہ کیا بہادران فوج نقابدار نے بھی ہوا دارین کھینچکر سپاہ شواط پر گر پڑے تلوار چلنے لگی اب بختیار شاہ و جیپور ہندی و دیو عامل عاد وغیرہ حمزہ صاحبقران کے حال سے آگاہ ہو کر جملہ جوانان لشکر کے ساتھ مسلح ہو کر جلد تر پہونچے اور مردان سپاہ شواط کو قتل کرنے لگے جسوقت لڑائی ہونے لگی اور جلاد تیغہ پھینک کے بھاگا اسوقت حمزہ صاحبقران نے کثرت شجاعت سے ہتھکڑیون اور بیڑیون وغیرہ کو جھٹکا دیکر توڑ کے پھینک دیا اور تیغہ جلاد کا جو زمین پر پڑا ہوا تھا اٹھالیا اور ایک سوار کو قتل کر کے مرکب پر سوار ہوئے اور فوج شواط کو قتل کرنے لگے اسطرف تو حمزہ صاحبقران مردان لشکر کو قتل کرتے ہین اسطرف بختیار شاہ وغیرہ نیزہ و شمشیر و تیر سے ہندیون کو ہلاک کرتے تھے ایک جانب نقابدار مع اپنی سپاہ کے جوانان لشکر شواط کو قتل کرتا تھا غرض بڑی تیغ سرعت تمک رہی تھی گھٹا سیاہ ڈھالون کی آئی تھی مینھ تیرون کا برس رہا تھا سر بہادرون کے تنون سے کٹ کٹ کے مثل آن ... گر رہے تھے تن بہادرونکا مانند پانی کے زمین پر بہہ رہا تھا ہر ایک بہادر مانند رعد کے گرجتا تھا اس میدان مین ہو رہا تھا غرض جب داراب شاہ فوج نے کر میدان جنگ مین آ نہ دیا تھا کہ مردان لشکر شواط تاب جنگ نہ لا کر شواط کو لیکر بھاگے بختیار شاہ اور نقابدار اور جیپور اور خسرو وغیرہ حمزہ صاحبقران کو لیکر بفتح و ظفر لشکر گاہ کی طرف چلے جب امیر راہ

ٹکر کرکے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے اور جمیع جملہ سرداران ذیوقار بارگاہ مین آئے اور نقابدار داخل بارگاہ ہوا اور سب سردار زنگون پر بیٹھے اسوقت امیر باتوقیر نے نقابدار سے مخاطب ہوکر پوچھا تمھارا کیا نام ہی نقابدار نے کچھ عرض تو نہ کیا لیکن نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھائی امیر باتوقیر نے دیکھا کہ بہرام گُردین خاقان چین ہی بہرام نے بعد نقاب اُٹھانے کے اُٹھکر امیر کو تسلیم کی امیر نے خوش ہوکر احوال اپنے لشکر کا پوچھا بہرام گرد نے عرض کیا کہ جب آپ بارگاہ سے غائب ہوگئے عادل شیر نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان کارزار مین آیا چند سردارونکو اُسنے زخمی کیا مین نے بھی اُس سے مقابلہ کیا ہنگام مقابلہ مین اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مرکب مجھکو میدان رزم سے لے نکلا ایک صحرا مین مرکب نے مجھکو اپنی پشت سے زمین پر گرا دیا مین بیہوش پڑا تھا ناگاہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور میرے زخم سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا فوراً زخم سر اچھا ہوگیا اور مجھکو ہوش آگیا مین نے پوچھا آپ کا اسم شریف کیا ہی فرمایا میرا نام خضر ہی مین نے حضرت خضر سے عرض کیا کہ مجھکو آرزو سے قدمبوسی حمزہ صاحبقران از حد ہی اور انکا پتا معلوم نہین ہی مین کہان جاؤن اور کیونکر امیر باتوقیر کی خدمت مین پہونچون اے امیر باتوقیر میری تقریر حضرت خضر علیہ السلام نے سنکے یہ فرمایا کہ اے بہرام داہنے ہاتھ کی جانب چلا جا انشاء اللہ امیر سے ملاقات ہوگی یہ فرماکر وہ جناب تشریف لیگئے مین اُس صبح اُسکے ہولناک سے چلا بعد دو روز قلعہ آسام مین پہونچا شہر کی سیر کرتا ہوا ایک بازار مین گیا وہان دیکھا کہ ایک کمان رکھی ہی اور صدہا آدمی وہان جمع ہین اکثر اشخاص کہہ رہے ہین کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے وہ بارہ بدرے زرسرخ کے لے اسنے امیر باتوقیر مین نے اُس کمان کو اُٹھا کر کھینچا اور بدرے زرسرخ کے جو ملے وہ فقرا کو دیدیئے چونکہ وہ کمان صغیر تیر جنگ کی تھی جب اُسنے سنا کہ میری کمان کو کسی نے کھینچا اُسوقت وہ برہم ہوا اور لوگون سے دریافت کرکے اُسنے مجھسے آکے مقابلہ کیا مین نے اُسکو زیر کیا وہ مجھے اپنے ماموں ہلومان آسامی حاکم قلعہ آسام کے پاس لیگیا اُسنے مجھکو پسند کرکے اور مسلمان ہوکے اپنی دختر مسماۃ اندلس بانو سے میرا عقد کر دیا چونکہ مجھکو آپ کی قدمبوسی کا از حد اشتیاق تھا اسوجہ سے مین نے وہان توقف نہین کیا اور وہان سے اس طرف روانہ ہوا یہان آکر شواط کو زخمی کیا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا حمزہ صاحبقران عالیشان نے گفتگوے بہرام گردین خاقان چین سنکے کچھ نفرمایا

داستان جانا خواجہ عمرو کا واسطے تلاش امیر کے اور گرفتار ہوکر رہا ہونا عمرو کا اور عیاری کرنا اور جانا خدمت امیر مین

راویان رنگین طبع اس داستان رنگین کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب عادل شیر دل دست حارث عرب سے زخمی ہوکر اور شکست کھاکر میدان جنگ سے گریزان ہوا خواجہ عمرو حارث عرب کو بارگاہ امیر مین لائے اور بعد دریافت حال حارث سے خوش ہوئے اور حارث کو بعزت وحرمت لشکر امیر باتوقیر مین رکھا اور سرداران مجروح کی چند روز تک دوا کرائی جب چند روز مین سرداران مجروح کے زخم کسی قدر اچھے ہوگئے خواجہ عمرو سردارون کے صحیح وسالم ہونے سے خوش ہوئے لیکن حمزہ صاحبقران کا پتا اور نشان معلوم نہونیسے کمال متردد اور پریشان خاطر ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اے خواجہ اب لشکر مین رہنا اچھا نہین ہی تمکو لازم ہی کہ حمزہ صاحبقران کو تلاش کرو خدا نخواستہ اگر انکو کسی نے ہلاک کر ڈالا تو ناچاری ہی اور اگر کسی نے قید کیا ہی تو چلکے امیر کو قید سے چھڑاؤ اور اُس عدو سے امیر کو قتل کر دیا سزا سے معقول دو خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے جملہ سردارون سے کہا کہ اب مین امیر کو ڈھونڈھنے جاتا ہون تم سب لشکر سے خبردار اور ہوشیار رہنا اگر شہپال ابن ہندی طبل جنگ بجوائے

اور کسی سردار کو مع فوج بھیجے تو اُس سے مقابلہ کرنا مجھکو تو یقین ہو کہ ابھی شہپال ہندی طبل جنگ نہ بجوا سکیگا کیونکہ عادل شیر دل کا زخم سر ابھی اچھا نہوا ہوگا علاوہ اسکے لشکرمین لندھور کے نہونیسے وہ نہایت پریشان خاطر ہی سرداران لشکر نے کہا ای خواجہ عمرو آپ کچھ تردد نکیجیے حمزہ صاحبقران کی تلاش کے واسطے جائیے اگر شہپال طبل جنگ بجوائیگا تو ہم اُس سے لڑینگے جب تک زندہ رہینگے منھ جنگ سے نہ موڑینگے خواجہ عمرو نے یہ گفتگو سرداران لشکر کی سنکے جملہ عیاران لشکر اسلام کو بلایا جب وہ حاضر ہوے خواجہ عمرو نے کہا آگاہ ہو کہ اب مین امیر کے ڈھونڈھنے کے واسطے جاتا ہون تم سب لشکر سے کہین نہ جانا اور بہت خبرداری و ہوشیاری سے لشکرمین رہنا سبھون نے عرض کیا استاد ہم خوب ہوشیار رہینگے کیا مجال کسی کی جو سرداران لشکر کو نظر بد سے دیکھے آپ جائیے جلد حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھکے لشکرمین لے آئیے یہ کہکر جملہ عیار چپ ہوئے خواجہ عمرو ایک سمت جانے پر آمادہ ہوے جب حارث عرب کو معلوم ہوا کہ خواجہ براے جستجوے امیر جاتے ہین فوراً اپنے خیمے سے نکل کے خواجہ عمرو کے پاس آ اور خواجہ سے کہنے لگا کہ مین بھی اب تم سے رخصت ہوتا ہون کیونکہ مین بضرورت ایک جانب جاؤنگا خواجہ عمرو نے حارث کو رخصت کیا حارث مع اپنی فوج کے ایک جانب روانہ ہوا اسکا حال آئندہ لکھا جائیگا بعد جانے حارث عرب کے خواجہ عمرو بھی سرداروں سے رخصت ہوکر زیرباد ہند کی طرف روانہ ہوئے بعد دو روز کے خواجہ عمرو ہنگام دوپہر ایک میدان وسیع مین پہونچے چونکہ فصل گرما تھی لوئین اُسوقت چل رہی تھی زمین اُس میدان کی حرارت آفتاب سے جل رہی تھی قدم رکھا نہ جاتا تھا جھونکے ہواے گرم کے چراغ زندگی بجھائے دیتے تھے صدہا درخت اُس میدان مین سوکھے ہوئے نظر آتے تھے کثرت تابش مہر سے سبزہ کا نام و نشان بھی زمین پر نہ تھا ہر ذرہ مثل آفتاب کے چمکتا تھا خواجہ عمرو کثرت گرمی سے سراپا پسینے مین تر تھے رہروی سے نہایت خستہ تھے کانٹے تلوون مین چبھے ہوئے تھے آبلے بھی تلوون مین پڑ گئے خواجہ عمرو اس چٹیل میدان مین نہایت پریشان خاطر تھے کیونکہ وہ میدان جانستان معیبت خیز ہو کا جنگل ایسا تھا ابیات

وہ تھا میدان وحشت خیز و ویران ہزاروں جسمین قہر آمیز سلطان
درازی اُسکی سرحد عدم تک نہ ٹھہرے قیس کا جسمین قدم تک
زیادہ قلب مضطر سے پریشان مصیبت زا یہ شکل ہجر جانان
تھی راحت اُس سے شکل بخت مجبور امید زیست اُس سے نہر لون دور

خواجہ عمرو نے اس میدان مین چہار طرف یہ خیال کرکے بنظر غور دیکھا کہ اگر کوئی درخت سرسبز شاداب ہو اور ذرا بھی سایہ دار ہو تو جا کے تھوڑی دیر کے لیئے اس درخت کے نیچے لیٹوں دل مضطر کو سایۂ شجر مین بیٹھکر تسکین دون خواجہ عمرو دیکھ ہی رہے تھے کہ ناگاہ ایک درخت کسی قدر اور درختون سے شاداب نظر آیا خواجہ نے بصد مشکل اُس درخت تک اپنے کو پہونچایا جب خواجہ اس شجر کے نیچے پہونچے اور تنہ درخت سے اپنی پشت لگا کر بیٹھے ہواے سرد سے پسینا خشک ہوا خواجہ کے حواس درست ہوئے تو اُسوقت خواجہ نے ایک سوئی زنبیل سے نکالکر کانٹے اپنے تلوون سے نکالے اور آبلون سے پانی نکالا اور شکر خدا کیا پھر سوئی کو پوچھکے اور بغور سوئی کو دیکھکے کہنے لگے کہ اُسوقت اس سوئی نے کیا راحت دی ہے ای خواجہ اسے رکھ چھوڑ و یہ پھر کسی کام آئیگی یہ کہکے سوئی داخل زنبیل کی اور بڑی دیر تک اس درخت کے نیچے بیٹھے رہے اور چہار طرف دیکھا کیئے آخر ہواے سرد سے خواجہ کو نیند آگئی خواجہ سر تنہ درخت پر رکھکے سو رہے اُسوقت خواجہ بشکل اصلی تھے اور غافل سو رہے تھے اتفاق سے اُس میدان مین نعمان ہزارہ عیار عبد العزیز حاکم زیرباد ہند بالا دوی کے واسطے آیا دور سے اُسنے دیکھا کہ ایک شخص زیر درخت سو رہا ہے جب قریب درخت آیا خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ آج یہ ذات پاک یہان کیونکر آ گئے تھے

یقین ہی کسیکو ڈھونڈینگے یا کسی پر عیاری کرینگے یا کسی کو قتل کرینگے الکا یہان آنا بے سبب نہین ہی یہ بلا ربے درمان ہین اور بڑے مرشد
ہین لیکن اسوقت چوک گئے اصلی صورت سے زیر درخت سو رہے ہے اس جا تیری تقدیر نے یاوری کی کہ یہ اسطرح تجھکو
ملگئے اب تو انکو گرفتار کر اور اپنے بادشاہ کے پاس انکو لیچل بادشاہ تجھسے بہت خوش ہوگا اور زر کثیر ہین انعام دیگا اور
یقین ہی کہ انکو قتل کریگا کیونکہ انھون نے ہندوستان مین آکر ایسی متواتر عیاریان خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان
پر کی ہین کہ سب شاہان ہندوستان کے پاس تصویرین انکی لندھور نے بھجوا دی ہین اور کہلا بھیجا ہی کہ عمرو عیار حمزہ
صاحبقران بلا ربے درمان ہی دو مرتبہ مجھپر عیاری کر چکا ہی اور مال واسباب لوٹ لے گیا ہی اس سے خبردار
رہنا اگر اس صورت کا کوئی شخص تمھارے پاس آئے تو سمجھ جانا کہ عمرو ہی اگر بادشاہ عبد العزیز ان حضرت کی تصویر نہ دکھلاتا
تو مین کبھی انکو نہ پہچانتا ای نعمان ہزارہ اب تجھکو لازم ہی کہ انکے پاس نہ جا اور انکو ہاتھ نہ لگا ایسا نہو کہ یہ ہوشیار ہوجائین
اور پھر تیرے ہاتھ نہ آئین علاوہ اسکے شاید انھون نے تجھے دیکھکر یہی عیاری کی ہو کہ جب نعمان ہزارہ قریب آئیگا
تو کمند مار کر یا حباب بیہوشی مار کر گرفتار کر دونگا پس بہر طور تجھکو انکے پاس جانا مناسب نہین ہی اسوقت کوئی نازک
عیاری کر اور انکو گرفتار کر بھلا یہی جانین کہ ہندوستان مین نعمان ہزارہ عیار بے مثل ولاجواب ہی غرض نعمان نے
یہ خیال کر کے کسوت عیاری سے بہت سی بیہوشی نکالی پہلے یہ خیال کر کے دیکھا کہ اسوقت کسطرف کی ہوا ہی جب
بخوبی خیال کیا معلوم ہوا کہ جسطرف خواجہ سو رہے ہین اسی طرف کی ہوا ہی یہ خیال کر کے نعمان ہزارہ نے اپنے
سر رخ منہ بند کر کے بیہوشی اڑانا شروع کی جب بیہوشی ہوا سے اڑکر دماغ مین خواجہ عمرو کے پہونچی خواجہ عمرو کو
چھینک آئی نعمان ہزارہ سمجھ گیا کہ خواجہ اب بیہوش ہوگئے بعد بیہوش ہونے خواجہ عمرو کے نعمان ہزارہ قریب عمرو کے
گیا اور دو حلقہ کمند سے خواجہ عمرو کے ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پاؤن اور دو حلقون سے گردن و سر باندھکر
گولا لاٹھی بنایا اور اٹھاکر ساتوان حلقہ لگایا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی اپنی پشت پر لگائی اور زیر درخت سے خرم و شادان
روان ہوا جب بادشاہ عبد العزیز کی خدمت مین پہونچا پشتارہ خواجہ عمرو کا زمین پر رکھکر عرض کرنے لگا کہ آج بندہ نے
ایسا کام کیا ہی کہ اگر حضور قدردانی کرین تو انعام کثیر مرحمت فرمائین بادشاہ عبد العزیز نے پوچھا ای نعمان ہزارہ
بیان کر آج تو نے کیا کارنمایان کیا ہی اور یہ کسکو باندھکر لے آیا ہی نعمان ہزارہ نے عرض کیا خداوندا ہوا کو باندھ کر
لے آیا ہون عبد العزیز نے کہا مفصل بیان کر نعمان نے عرض کیا ای بادشاہ ذیجاہ خواجہ عمرو عیار حمزہ
صاحبقران کو بڑی مشکل سے گرفتار کر کے لایا ہون عبد العزیز حال گرفتاری خواجہ عمرو سنکے نہایت خوش ہوا
اور کہنے لگا ای نعمان عمرو کو ہوشیار کر نعمان ہزارہ نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوندا انکو طوق و سلاسل مین گرفتار کرا لیجیے
پھر انکو ہوشیار کیجیے ورنہ خواجہ عمرو ہوشیار ہوکر مثل پرند کے اڑ جاینگے حضور منھ دیکھتے رہجاینگے پھر خواجہ کسیطرح
ہاتھ نہ آئینگے عبد العزیز نے حکم دیا کہ خواجہ عمرو کو لیجاؤ اور طوق و سلاسل مین گرفتار کر کے لے آؤ نعمان ہزارہ
پشتارہ خواجہ عمرو لیکر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد عمرو کو طوق و سلاسل مین گرفتار کر کے لے آیا عبد العزیز نے کہا
ای نعمان اب تو ہوشیار کر نعمان نے عرض کیا ہان اب ہوشیار کرتا ہون یہ کہکے فتیلہ دفع بیہوشی خواجہ عمرو کو سنگھایا
خواجہ کو ہوش آیا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین زیر درخت نہ پایا اور نہ وہ میدان بلا نظر آیا خواجہ نے گھبراکر
آنکھین ملکر پھر دیکھا اپنے تئین طوق و سلاسل مین گرفتار پایا اور بادشاہ کو دربار مین تخت پر بیٹھے دیکھا اور ایک عیار کو
اپنے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا خواجہ عمرو نے اسی عالم مین عبد العزیز کو بکمال ادب مجرا کیا اور کہنے لگا کیا میری تقدیر
نے یاوری کی کہ ایک ویرانے سے نعمان ہزارہ مجھکو ایسے بادشاہ عالیجاہ کے دربار مین لے آیا اب مجھکو یقین تھا

کر بادشاہ گیتی پناہ میری قدر دانی کرینگے اور خلعت و انعام بہت فرمائینگے مین بادشاہ ذیجاہ کی خدمت مین ہمیشہ رہونگا اور حمزہ صاحبقران کی طرف رخ بھی نہ کرونگا اور اب انکی تلاش نہ کرونگا عبد العزیز یہ گفتگو سے عمرو سنکے کہنے لگا ای خواجہ عمرو تم بیکار یہ باتین مکر و فریب کی کرتے ہو مین تمکو کسیطرح رہا نکرونگا کیونکہ اوّل تو تم مسلمان ہو دوسرے تمسے مجھکو خوف ہی کہ تم مجھپر عیاری کروگے اور قابو پاکر مجھکو ہلاک کروگے اور مال و اسباب لوٹ کے لیجاوٴگے مین سمجھتا ہون تمنے لشکر حضور پر عیاریان کی ہین خواجہ نے کہا ای بادشاہ مین حضور پر عیاریان نکرونگا آپ مجھکو چھوڑ دیجئے عبد العزیز نے کہا مین تمکو ہرگز نہ چھوڑونگا اور اسی وقت قتل کراونگا یہ کہکے عبد العزیز نے نعمان ہزارہ سے کہا خواجہ کو لیجا اور جلاد کو حوالے کر اور جلاد سے کہہ کہ جلد تر خواجہ عمرو کا سر کاٹ کے میرے پاس لے آئے نعمان ہزارہ نے یہ حکم عبد العزیز کا سنکے خواجہ عمرو کا بازو پکڑا اور کہا ای خواجہ عمرو حکم شاہ تمھارے قتل کے واسطے ہو چکا خواجہ عمرو اپنے دل مین خیال کرنے لگے یہ عجیب طرح کا معاملہ ہی مجھسے تو فرمایا تھا جب تو تین مرتبہ قضا کو یاد کریگا اسوقت تیری موت آئیگی اور تو مریگا مین نے تو تین مرتبہ کیا ایک مرتبہ بھی موت کو یاد نہین کیا ہی اور سامنا قضا کا ہو گیا ہی یہ خیال کرکے مذمت دنیا کے دون مین بالجان داؤدی یہ چند اشعار زبان پر جاری کرنے لگے

اشعار

نہ سکندر ہی نہ آئینہ عبرت افزا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
گرد اڑتے ہوئے دیکھی سنی بانگ درا
کوئی گل ایسا نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا
صورت نور نظر آنکھ مین تھی جنکی ضیا

اب نہ وہ دولت قیصر ہی نہ اقلیم قباد
جسکو گل کرگئی جنبش دامان قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لئے باد صبا
نہ وہ ہنگامہ صحبت ہی نہ وہ طرز نشاط

تخت جمشید و خط جام ہو النقش فنا
یہ حشمت سنجر ہی نہ ملک دارا
سینکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے
کف افسوس ہی پتہ جو ہی اس گلشن کا
انکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس
نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا

خواجہ عمرو ان اشعار آبدار کو بالجان داؤدی گا کر خیال کرنے لگے ای خواجہ عمرو افسوس ہزار افسوس اسوقت آخر مین امیر تو قر تو تمنے نہ دیکھا نہین معلوم وہ اسوقت کہان ہونگے کون ایسا مہربان ہی جو اسوقت جائے اور حمزہ صاحبقران سے ڈھونڈھکے کہے کہ عمرو قتل ہوتا ہی جلد چلئے اور اپنی شکل اسکو دکھا دیجئے خواجہ عمرو یہ خیال ہی کر رہے تھے اور ادھر مہتر سرور شاگرد عیار نعمان ہزارہ جو اسوقت وہان موجود تھا اپنے دل مین کہنے لگا کہ خواجہ بمثل گاتے ہین اگر یہ زندہ رہتے تو مین انکا شاگرد ہوتا اور انسے علم موسیقی حاصل کرتا مہتر سرور اس خیال مین تھا ناگاہ عبد العزیز نے خواجہ عمرو کے گانیکو سنکے کہا ای خواجہ عمرو تم صاحب کمال ہو تمھارے گانیکو سنکے مین خوش ہوا اب تمکو قتل نہ کراونگا اور اکثر اوقات تمھارا گانا سونگا عبد العزیز نے یہ کہکے نعمان ہزارہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو زندان مین لیجاوٴ نعمان خواجہ عمرو کو زندان کی طرف لیکر چلا خواجہ عمرو نے خدا کا شکر کیا اور خیال کیا کہ ای عمرو قتل ہونیسے تو بچا اب خدا چاہیگا تو قید سے بھی رہا ہو جائیگا خواجہ عمرو یہ خیال کرتے ہوئے در زندان تک پہونچے نعمان ہزارہ خواجہ عمرو کو زندان مین لے گیا اور حوالے نگہبانان زندان کے کیا خواجہ عمرو تو زندان مین بیٹھے نعمان ہزارہ خدمت عبد العزیز مین آیا جب شام ہوئی مہتر سرور بازار سے ایک ٹوکری مین مٹھائی لایا اور اس مٹھائی مین بیہوشی ملا کر کے مٹھائی کی قریب نصف شب کے نگہبانان زندان کے پاس لے گیا نگہبانان زندان نے پوچھا ای مہتر سرور اس ٹوکری مین کیا لائے ہو اگر کچھ کھانے کی چیز ہو تو ہمین بھی کھلاوٴ مہتر سرور نے کہا ٹوکری مین مٹھائی ہی آج مین نے خدا و ندلات کی نذر دلائی ہی خیر تم بھی اس مٹھائی کو کھاوٴ یہ کہکے دو دو ڈلیان مٹھائی کی ہر ایک نگہبان زندان کو دین نگہبانان زندان نے اس مٹھائی کو چوم کے اور آنکھون سے لگا کے کھا لیا تھوڑی دیر مین نگہبانان زندان باہم لڑنے لگے اور کلمات بیہودہ

ب کنے لگے آخر ڈرنے کے واسطے جو اٹھنے لگے ہر ایک کو ایسا چکر آیا کہ ہر ایک زمین پر گر کے بیہوش ہو گیا اسوقت مہتر
سرور سوہن لیکر اندر زندان کے گیا اور خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ میں آپکا نام سنکر نہایت خوش ہوا تھا اور میں نے
دل سے عہد کیا تھا کہ اگر آپ قتل نہونگے تو میں آپ کا شاگرد ہونگا اور علم موسیقی آپ سے حاصل کرونگا چونکہ قدرت لات
ومنات سے آپ قتل نہوئے اسوقت میں نگہبانان زندان کو بیہوش کرکے آیا ہوں اور اب آپ کو رہا کرتا ہوں یہ
کہکر مہتر سرور نے سوہن سے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کاٹیں اور خواجہ عمرو کو رہا کیا خواجہ عمرو نے سرور سے کہا اے سرور
تو نے مجھکو زندان سے رہا کیا ہی اسکے عوض میں تجھکو علم موسیقی اور فن عیاری میں کامل کردونگا اور تجھکو اپنے فرزند کے
برابر سمجھونگا یہ کہکر خواجہ عمرو ہمراہ مہتر سرور کچھ فکر کرتے ہوتے زندان سے باہر نکلے مہتر سرور نے خواجہ
عمرو کو متفکر دیکھکر پوچھا اے خواجہ اسوقت آپ متردد کیوں ہیں خواجہ نے کہا اے سرور میں واسطے
تلاش حمزہ صاحبقران کے لشکر سے نکلا تھا ناگاہ راہ میں سو گیا نعمان ہزارہ مجھکو گرفتار کر لایا تھا
اب میں قید سے رہا ہوا ہوں خیال کرتا ہوں کہ کسطرف امیر باتوقیر کو ڈھونڈھنے کو جاؤں مہتر سرور نے کہا آپ کچھ تردد
نہ کیجیے میں حمزہ صاحبقران کے پاس آپکو لئے چلتا ہوں خواجہ تقریر سرور کی سنکر خوش ہوئے مہتر سرور خواجہ عمرو کو
لیکر لشکرگاہ امیر کی طرف چلا بعد ایک شب و روز کے مہتر سرور عنقریب لشکرگاہ امیر باتوقیر ہوئگا اور خواجہ عمرو
سے عرض کرنے لگا کہ دیکھئے یہی لشکر حمزہ صاحبقران کا ہی خواجہ عمرو بہمراہی سرور حمزہ صاحبقران کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور شرف ملازمت حاصل کرکے نہایت خوش ہوئے حمزہ صاحبقران خواجہ کے آنے سے بدرجہ
کمال مسرور ہوئے اور پوچھا اے خواجہ تمھارا اب تک آنا کیونکر ہوا خواجہ نے حال لشکر سے چلنے کا اور گرفتار ہونے کا
بیان کرکے عرض کیا کہ مہتر سرور جو میرے ساتھ ہی اسنے مجھکو قید سے رہا کیا اور آپکی خدمت میں ساتھ لے آیا ہی حمزہ
صاحبقران نے مہتر سرور سے مسرور ہوکر اسکو خلعت دیا مہتر سرور خلعت پاکر خوش ہوا اور اسیوقت
کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد مسلمان ہونے مہتر سرور کے خواجہ عمرو نے امیر سے پوچھا کہ آپ کو
آپکی بارگاہ سے کون شخص یہاں لایا امیر نے فرمایا داراب گلبر کی بارگاہ سے مجھکو بیہوش کرکے جزیرہ فیض میں
قید کر گیا تھا انفضال خدا سے میں رہا ہوا ہوں لو زنگی جو تمھارے روبرو بیٹھا ہی مسلمان ہوا ہی اسنے اسطرف
آیا ہوں دوسرے دن خواجہ عمرو شکل تبدیل کرکے بالادوی کے واسطے ایک طرف روانہ ہوئے خواجہ تو واسطے
بالادوی کے روانہ ہوئے ہیں لیکن اب حال عبد العزیز اور نعمان ہزارہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب عبد العزیز نے خواجہ عمرو
کو زندان میں بھجوایا تھا اسکے دوسرے روز وقت سحر عبد العزیز نے نعمان ہزارہ سے کہا کہ خواجہ عمرو کو زندان
سے جا کر لے آؤ میں اسوقت انکا گانا سنونگا نعمان بموجب حکم زندان میں گیا دیکھا ہتھکڑیاں اور بیڑیاں وغیرہ کٹی ہوئی
پڑی ہیں خواجہ عمرو نہیں ہیں نعمان ہزارہ خواجہ عمرو کو نہ دیکھکر حیران ہوا اور خدمت عبد العزیز میں عرض کرنے لگا
کہ اے بادشاہ گیتی پناہ خواجہ عمرو زندان میں نہیں ہیں عبد العزیز یہ حال سنکے برہم ہوا اور کہنے لگا کہ نگہبانان زندان
کو پکڑ لاؤ جلد ان سب کو میرے پاس لاؤ نعمان گیا اور سب نگہبانوں کو اپنے ہمراہ لے آیا عبد العزیز
نے نگہبانوں سے غضبناک ہوکر پوچھا خواجہ عمرو کو زندان سے کون لیگیا ہی تم نے نگہبانی نہ کی اب تم سبکو
قتل کرونگا نگہبانان زندان نے دست بستہ ہوکر عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ آدھی رات تک تو ہم
جاگے اسوقت تک کوئی خواجہ کو زندان سے نہیں لیگیا پھر نصف شب کو مہتر سرور نے ہمکو مٹھائی
کھلائی نہیں معلوم وہ کیسی مٹھائی تھی کہ ہم اس مٹھائی کو کھا کر سو رہے ہیں ابھی بیدار ہوئے ہیں یقین ہی کہ آخر نصف

شب مین کوئی خواجہ عمرو کو لیگیا ہوگا یا تہتر سروری سنے خواجہ کو رہا کردیا ہوگا بادشاہ عبد العزیز تقریر نگہبانون کی سنکے
نعمان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اسنے تیرے شاگرد سرور کو جلد بلا نعمان سنے تہتر سرور کو ہر چند چہار طرف
ڈھونڈھا لیکن نہ پایا آخر ناچار ہوکر خدمت بادشاہ مین آیا اور عرض کرنے لگا سرور کا پتا نہین ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی
اسی سنے خواجہ کو رہا کیا ہی اور ہمراہ خواجہ چلا گیا عبد العزیز سنے برہم ہوکے کہا ای نعمان تیرے شاگرد
نالائق سنے خواجہ کو رہا کردیا ہی اگر تو خواجہ کو گرفتار کرکے نہ لاتے گا تو عوض سرور کے تجھکو قتل کرونگا نعمان ہزارہ
یہ گفتگو بادشاہ کی سنکر خوف جان سے گھبرایا اور عرض کرنے لگا مین اب جاتا ہون اگر خواجہ کہین ملگئے تو انکو گرفتار
کرکے لاتا ہون یہ کہکے نعمان ہزارہ راہ طی کرکے جب قریب لشکرگاہ حمزہ صاحبقران پہونچا دیکھا کہ ایک ضعیف
مسافر روتا ہوا چلا آتا ہی جب نعمان پاس مسافر کے آیا پوچھا ای مسافر تو کیون روتا ہی اسنے کہا ای بھائی غضب
ہوگیا مین اس ملک مین آکر لٹ گیا اس ملک مین نہایت ظلم مسافرون پر ہوتا ہی نعمان نے کہا ای شخص مفصل حال بیان کر
مسافر نے کہا ای مہربان مین رہنے والا اعلاملک کا ہون ہنگام سفر مین اپنی کنیز خوبرو و خوش گلو کو اپنے ہمراہ لیکر چلا تھا جب
قریب اس لشکر کے آیا جو سامنے اترا ہی سوارون سنے لشکر سے نکلکے میری کنیز کو مجھسے چھین لیا ہر چند مین رویا
پیٹا لیکن میری فریاد نہ سنی اکثر لوگون نے مجھسے کہا ہی کہ تو بادشاہ عبد العزیز کے پاس چلا جا اور اس سے فریاد کر
یقین ہی کہ وہ تیری کنیز سوارون سے تجھکو دلادیگا اب مین وہین جاتا ہون اگر تم مجھکو بادشاہ عبد العزیز کے پاس
لیچلو تو مین تمکو تھوڑا سا جواہر دونگا یہ کہکے اس مسافر نے اپنی کمر سے ایک ڈبہ نکالا اور نعمان کو کھولکر دکھایا نعمان
ہزارہ نے وہ جواہر دیکھکے خیال کیا کہ اس بڈھے کے ہمراہ چند قدم چلکے یہ ڈبا اس سے لے لینا چاہیئے یہ سوچ کر
نعمان ہزارہ سنے کہا ای مسافر مجھے تیرے حال پر رحم آیا ہی چل مین تجھکو بادشاہ عبد العزیز کے پاس لیچلون اور
تیری مظلومی کا حال اس سے بیان کرون مین اسکا عیار ہون اسوقت خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کے واسطے
آیا تھا مسافر سنے پوچھا ای مہربان خواجہ عمرو کون ہین اور انھون نے کیا خطا کی ہی کیون انکو گرفتار کرد گے نعمان نے
تمام حال خواجہ کے قید کرنے کا اور رہا ہوجانیکا بیان کیا جب وہ مسافر حال خواجہ عمرو سن چکا کہنے لگا ای مہربان
اب تم آگے چلو مین آہستہ آہستہ تمھارے پیچھے آؤنگا کیون کہ مین ضعیف ہون تمھارے ساتھ چل نہ سکونگا نعمان
ہزارہ سمجھا کہ بڈھا سچ کہتا ہی تم تھوڑی دور آگے بڑھکے کسی درخت کے سایہ مین بیٹھو جب یہ بڈھا تمھارے قریب آئیگا اسوقت
ویرانے مین ڈبا جواہر کا اس سے چھین لینا یہ ضعیف ہی اور تم جوان ہو یہ تمسے کیا لڑیگا اور اگر زیادہ لڑائی ہوگا تو اسکو مار ڈالنا
نعمان یہ خیال کرکے آگے بڑھا تھا ناگاہ اس مسافر نے حلقہ کمند گردن نعمان ہزارہ مین ڈالکر جھٹکا دیا اور نعرہ کیا
نعرہ عمرو عمم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم + رنگ رخ از رخ بختک بد اختر بہ برم + در محفل خسروان چو گردم ساقی +
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم + نعمان ہزارہ سنے پلٹنے کا قصد کیا تھا خواجہ عمرو سنے حباب بیہوشی مار نعمان کی
ناک پر پڑا نعمان کے دماغ مین بیہوشی سرایت کرگئی فوراً چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا خواجہ عمرو سنے رنگ و روغن
زنبیل سے نکالکر شکل نعمان کی مثل اپنی صورت کے بنائی اور سامنے آئینہ رکھکر اپنی شکل مثل نعمان کے بنائی
پھر خواجہ سنے گیند عیاری نکالا اور کچھ سوئیان اس گیند مین نصب کین بعدہٗ نعمان کو حلقہائے کمند سے
خوب مضبوط باندھکر ہوشیار کیا جب نعمان ہوشیار ہوا خواجہ نے کہا ای نعمان عیاری اسواح کرتے ہین تو
ابھی لونڈا ہی اور نادان ہی تو کیا عیاری کریگا یہ کہکے خواجہ عمرو سنے خنجر نکالا نعمان ہزارہ سنے کہا ای خواجہ مجھکو
ہلاک نکرو خواجہ عمرو سنے کہا ای نعمان اگر تو یہ چاہتا ہی کہ مین تجھکو ہلاک نہ کرون تو جلد منھ کھول اور یہ گیند

اپنے منھ مین سے نعمان نے بدرجۂ ناچاری منھ کھولا خواجہ عمرو نے گنبد نعمان کے حلق مین اُتار دیا اور عبد العزیز کیطرف لیکر چلے اور بعد قطع راہ عبد العزیز کے پاس پہونچے اور کہنے لگے کہ مین نے خواجہ کو بڑی مشکل سے گرفتار کیا ہی عبد العزیز خواجہ عمرو نقلی کو گرفتار دیکھکر خوش ہوا اور نعمان ہزارہ نقلی کو زر و جواہر دیا اور خواجہ عمرو نقلی کیطرف مخاطب ہوکر کہنے لگا اب تجھکو ضرور قتل کرونگا عمرو نقلی عبد العزیز سے اشارہ کرنے لگا کہ مین خواجہ نہین ہون مجھے قتل نہ کیجئے گا نعمان نقلی نے کہا ای بادشاہ گیتی پناہ دیکھئے یہ اسوقت بھی مکر و فریب سے باز نہین آتا ہی عبد العزیز نے عمرو نقلی سے پوچھا ای خواجہ کیا اشارے سے کہتے ہو میری سمجھ مین نہین آتا ہی زبان سے کہو عمرو نقلی نے جواب نہ دیا کیونکہ حلق مین گنبد عیاری تھا عبد العزیز خواجہ نقلی کے نہ بولنے سے غضبناک ہوا اور نعمان نقلی سے کہا کہ اسکو مارو یہ ہماری بات کا تو جواب نہین دیتا ہی نعمان نقلی نے عمرو نقلی کے دو چار چپتین لگائین اور کہا ای عمرو بادشاہ عالیجاہ کی بات کا تو جواب نہین دیتا ہی خیر مین ابھی آتا ہون اور تیرے نہ بولنے کی تجھکو سزا دیتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو بشکل نعمان ہزارہ دربار عبد العزیز سے نکل کے چلے اور راہ قطع کرکے خدمت مین حمزۂ صاحبقران کی آئے خواجہ عمرو تو ادہر آئے اُدہر عبد العزیز نے نعمان ہزارہ کا انتظار کرکے خواجہ عمرو نقلی کیواسطے حکم قتل کا دیا اُسوقت نعمان جو بشکل خواجہ عمرو تھا اپنے حلق کی طرف اشارہ کرنے لگا اہل دربار نے عبد العزیز سے عرض کیا ای بادشاہ خواجہ عمرو اپنے گلے کی طرف اشارہ کرتے ہین اور اشارے سے کہتے ہین کہ مجھسے بولا نہین جاتا ہی عبد العزیز نے حکم دیا دیکھو خواجہ کے حلق مین کیا چیز اٹکی ہی جب لوگون نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ گنبد ہی لوگون نے بہ مشکل تمام گنبد حلق سے نکالا جب گنبد حلق سے نکلا نعمان ہزارہ عبد العزیز سے عرض کرنے لگا ای بادشاہ مین حضور کا عیار ہون خواجہ عمرو وہ تھے جنکو حضور نے زر و جواہر مرحمت فرمایا ہی عبد العزیز یہ تقریر سنکے متحیر ہوا نعمان ہزارہ نے منھ اپنا دھویا رنگ روغن چہرے سے دور ہوا بادشاہ نے اپنے عیار کو پہچان کر حال پوچھا نعمان نے تمام کیفیت بیان کی عبد العزیز خواجہ عمرو کی عیاری سے نہایت حیران ہوا اور نعمان ہزارہ نے بھی خواجہ کے بے مثل عیار ہونیکا اکثر اشخاص کے روبرو اقرار کیا

داستان طبل رزمی بجوانا داراب شاہ کا اور ہنگام جنگ امیر باتوقیر سے شکست کھاکر بھاگنا

مبارزان عرصۂ سخن جوہر تیغ زبان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین کہ جب شنواط دست بہرام گرد سے زخمی ہوکر میدان رزم سے بھاگا اور داراب شاہ کے پاس پہونچا داراب شاہ کو نہایت صدمہ ہوا بعد کئی روز کے داراب نے طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل رزمی بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام بہ تعجیل تمام روبرو امیر حاضر ہوئے اور بعد ادب اسطرح دعا و ثنا کرکے عرض کرنے لگے اشعار ہی یہی اپنی تمنا کہ الٰہی جبتک ٭ جلوہ افروز جہان ہون فلک و شمس و قمر ٭ آپکے حاسد و بدخواہ و عدو کو نصیب ٭ گردش بخت سیہ سوزش دل داغ جگر اسوقت داراب شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ میدان کارزار مین آکر صبح کو ہنگام جدال و قتال گرم کرے باقی خیر و عافیت ہی امیر نے خبر طبل جنگی کے بجنے کی سنکے خواجہ عمرو سے فرمایا ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بفضل ایزدی طبل رزمی بجایا جائے خواجہ عمرو نقارہ خانے مین گئے نقارچیون نے پہلے سے نقارۂ سینک کر درست کر رکھا تھا خواجہ نے نقارۂ رزمی پر چوب لگائی بیت بجا نقارۂ جنگی جو آس جا ٭ ہوا دنیا مین

شور حشر برپا جسوقت کہ آواز طبل جنگی سنکے مردان جنگجو اور دلیران تہور شعار ہوشیار و خبردار ہوئے دونون طرف لشکرون
مین سامان جنگ ہونے لگا مردان نبرد آزما تلوارون پر صیقل کرنے لگے کوئی جوان لڑنے کی خوشی سے صدائے طبل
جنگ سنکے صورت غنچہ مسکرانے لگا کوئی بہادر کثرت خوشی سے لبسان گل ہنسنے لگا اکثر جوانمردون کے افراط مسرت
سے دل باغ باغ ہوگئے کوئی صف شکن کسی تیغزن سے کہنے لگا کہ اسوقت طبل جنگ کیا بجا گویا میرے شجر آرزو مین ثمر آیا
کوئی دلیر کسی جری سے یہ کہکر گلے ملنے کے واسطے بڑھا کہ آؤ بھائی اسوقت ہم تم گلے مل لین نہین معلوم کل زندہ رہین یا نہ رہین
کیونکہ صبح کو میدان کارزار مین حکم باغبان جہان سے بعضے دلاور بطرز تیغ کا کہا کر گلشن دنیا سے سوے عدم جائینگے
اکثر دلاور قتل ہوکر مانند سبزہ کے پامال سم اسپان ہونگے صدہا دلیرون کے تنون پر گلہاے زخم تیر و شمشیر کھلینگے بعضے
جوانان لشکر صدمۂ درد زخمہاے کاری سے مانند بلبل نالکش ہونگے اور دست و پاے جوانان نامدار مثل شاخہاے
اشجار تیغ و تیر سے قلم ہونگے روحین بہادرون کے تنون سے قتل ہوکر لبسان بوے گل نکلینگے اور جوے
خون بہادران نامدار میدان کارزار مین روان ہوگا گلشن میدان رزم کی سیر لائق دید ہوگی غرض اسی طرح کی تقریر کرکے
ہر ایک بہادر سے بہادر گلے ملا اور تیاری جنگ کی کی آخرہ وقت آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی **نظم** قمر نے
چلکے کین طے منزلین چار + ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار + ہوئی شائع جو نور افشانی مہر + بنا مشعل رخ نورانی مہر +
ہنگام سحر حمزہ صاحبقران نے بعد اداے نماز سحر اسلحہ زیب تن کئے اور بارگاہ سے باہر تشریف لائے
سردارون نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر ہر ایک بہادر کا سلام لیکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے
خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے جملہ سردار بہادر بھی گھوڑون پر سوار ہوئے لشکر ظفر اثر حمزہ صاحبقران بشوکت
وشان جانب میدان کارزار روانہ ہوا جب امیر باتوقیر میدان مصاف مین پہونچے دیکھا کہ داراب شاہ
صف آرا ہی جسوقت بیلدار الیست و بلند زمین کو ہموار کر چلے سقون نے پانی چھڑک کر گرد و غبار کو ہٹایا بعد درستی
میدان دونون لشکرون مین سے نقیب اور کڑکیت سے نکلے **نظم** لگے کہنے یہی کڑکیت کڑکا + نہ رکھو اے جوانو دل مین دھڑکا
قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جائے + کہین ایسا نہو توقیر گھٹ جائے + جب نقیب اور کڑکیت یہ کڑکا کہکے
ہٹ گئے لشکرون کی صفون پر سناٹا آگیا ناگاہ صف لشکر داراب شاہ سے قمہور زنگی مانند پیل مست
کے مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا اور پکارا اے امیر باتوقیر اگر تجکو دعوی شجاعت ہی تو مجھسے آکر مقابلہ کیجئے
امیر نے یہ تقریر اس زنگی کی سنکے گھوڑا اپنا بڑھایا اور سامنے قمہور زنگی کے پہونچے اور گھوڑے کو روک کے
کھڑے ہوئے قمہور زنگی تگاورزن ہوا سات قدم مرکب قمہور کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب خنگ
سیہ قیطاس پسپا ہوا دونون دلاورون نے گھوڑون کو انکو انگنین مسل کے آگے بڑھایا قمہور نے نیزہ سینۂ امیر پر
مارا امیر باتوقیر نے سنان نیزہ کو نیزے کی سنان پر روکا شعلہ ظاہر ہوئے پھر حمزہ صاحبقران نے نیزہ قمہور کے سینے پر
بقہر و غضب مارا اسنے بھی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا بعد دوچار رد و بدل طعن نیزہ کے امیر نے قمہور
کے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا قمہور نے برہم ہوکر ڈانڈ ماری امیر نے ڈانڈ نیزہ کی اپنے نیزہ کی ڈانڈ پر روکی پھر قمہور نے
ڈانڈ شکستہ کو پھینک کے بقہر و غضب تیغہ آبدار میان سے کھینچا اور پکارا اے امیر ہوشیار ہوجائیے یہ تیغ بر سوں کا
جھگڑا ایک دم مین فیصلہ کرتی ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا سپر حفاظت پروردگار مجکو تیری تیغ آبدار سے بچائیگی
قمہور زنگی نے گھوڑا بڑھا کر تلوار امیر کے سر پر لگائی امیر باتوقیر نے تیغ کو سپر پر روکا پھر خود تیغ تیز کھینچکر فرمایا **بیت**
تو ضرب زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + قمہور نے کہا تلوار لگائیے امیر نے سر قمہور پر ایسی

تلوار لگائی کہ مع راکب ومرکب چار ٹکڑے ہوئے دلاوران نامی ضرب تیغ امیر کی تعریف کرنے لگے جسوقت وہ زنگی مارا گیا داراب کو قمہور کے ہلاک ہوجانے کا نہایت صدمہ ہوا اسی عالم صدمہ والم مین تمام مردان لشکر کو حکم دیا کہ امیر کو قتل کرو سرداران نامی جملہ مردان لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر بڑھے اور نیزے اور تلوارین اور خنجر اور گرز گران سر اور تیر اکیبار سات لاکھ سوار امیر پر لگانے لگے اسطرف سے کل مردان فوج نے حملہ کیا دو دریاے قہار آپس مین مل گئے تلوار چلنے لگی پرکالے سپرون کے اوڑنے لگے تیر چلنے لگے سینے بہادرون کے ہدف تیر ہونے لگے کمانین کڑکنے لگین گرز گران سر دان پر پڑنے لگے نیزے بہادرون کے سینے کے پار ہونے لگے چقاچاق خنجر بلند ہوئی تلوارین مثل بجلی کے چمکنے لگین ابر سیاہ ڈھالون کا اٹھا گھوڑون کی تگاپو سے ایسا غبار بلند ہوا کہ روے فلک چھپ گیا ضیاے آفتاب معدوم ہوگئی زمانہ کثرت گرد وغبار سے تیرہ وتاریک ہوگیا ایسا اُسوقت اندھیرا تھا کہ پدر اپنے نور نظر کو نہ دیکھتا تھا جو جسکے سامنے آجاتا تھا وہ اُسے قتل کرتا تھا دریاے خون بہادران میدان مصاف مین موج زن تھا ہزارہا سر جو کٹ کٹ کے گرے تھے مثل حبابون کے دریاے خونین نظر آتے تھے لاشین جوانان لشکر کی اُس بحر خون مین گویا کشتیان تھین زخمی مانند مچھلیون کے تڑپتے تھے اور دریاے خون مین اُچھلتے تھے دلاوران لشکر تہنگانہ بحر لشکر مین لڑ رہے تھے کشتی حیات ہر ایک کی اُسوقت طوفانی تھی کوئی ناخداے عالم کو پکارتا تھا ساحل سلامتی کسی کو نظر نہ آتا تھا معلم عقل حیران تھا آب تیغ تیز دمبدم طغیانی پر تھا گرداب فنا مین ہزارہا جوانان لشکر غوطہ زن تھے دُر مدعاے ظفر کی بہادرون کو جستجو تھی غرض اُسوقت ایسی جنگ ہوئی کہ

قطعہ

ہوئی چرخ پر عقل مریخ دنگ　　کہ دیکھی نہین آجتک ایسی جنگ
دلاور بڑھے تیغ کو تول کے　　کہ ارمان نکالینگے دل کھول کے
ہوا گرم بازار مرگ ستیز　　کیا عافیت نے وہانسے گریز
پیام اجل تیر لانے لگے　　بہادر بدم مرکے جانے لگے
چمکتی تھی شمشیر وپیکان تیر　　لیے جان شیرین تھی وہ جوئے شیر
روان ایسی تھی تیغ وخنجر کی دھار　　کہ موجین ہون دریا مین جیون آشکار

امیر با توقیر عین ہنگامہ جنگ وجدال مین داراب شاہ کے پاس پہونچے داراب نے تلوار لگائی امیر نے تلوار سپر پر روکی اور توڑہ کمر بند فولادی پکڑ کر پشت فرس سے اُٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکین لیکن توڑہ کمر بند کا ٹوٹ گیا داراب دست امیر سے چھوٹ گیا ہندیون نے ہجوم کرکے داراب کو قتل ہونے سے بچا دیا داراب گھوڑے پر سوار ہوکے مع باقی ماندہ لشکر کے میدان جنگ سے بھاگا غازیان لشکر اسلام نے خزانہ اور اسباب داراب شاہ کا لوٹ لیا امیر بہ فتح وظفر میدان جنگ سے پلٹے اور داخل بارگاہ ہوئے سرداران لشکر بھی داخل بارگاہ ہوئے امیر نے اکثر سردارون اور عیارون سے پوچھا کہ داراب شاہ کسطرف بھاگ کے گیا ہے اُنھون نے عرض کیا کہ جزیرہ ہمیشہ بہار کی طرف بھاگ کے گیا ہے امیر نے فرمایا دل چاہتا ہے کہ کسی سردار کو واسطے گرفتار کرانے داراب کے روانہ کرون بہرام گرد نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور داراب کو گرفتار کرکے آؤن امیر نے فرمایا داراب کے پاس لشکر کثیر ہے مین تمکو بہر گرفتاری داراب روانہ نہ کرونگا شاید ہنگام مقابلہ لشکر تمہارا بھاگنے پر آمادہ ہو مین خود ہی جاؤنگا اور اُس سے مقابلہ کرکے اُسے گرفتار کرونگا اگر وہ مسلمان ہوجائیگا تو خیر ورنہ اُسے قتل کرونگا

داستان روانہ ہونا حمزہ صاحبقران کا مع سپاہ براے گرفتاری داراب شاہ اور قتل کرنا منظر شاہ حاکم جزیرہ ہمیشہ بہار کو

راویان شیرین کلام اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب میدان رزم سے داراب شاہ بے اختیار جانب جزیرہ ہمیشہ بہار بھاگا اور بعد قطع راہ قریب جزیرہ ہمیشہ بہار کے پہونچا جاسوسون نے خدمت منظر شاہ مین جاکر بصد

ادب عرض کیا کہ بادشاہ فلک بارگاہ داراب شاہ اسطرف آتا ہی باقی سب خیریت ہی منظر شاہ نے خبر آمد داراب شاہ سنکر حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو ہم خود واسطے استقبال داراب شاہ جاتے ہیں بموجب حکم منظر شاہ مردان سپاہ جلد تر گھوڑون پر سوار ہوئے منظر شاہ ہمراہ مردان سپاہ بہ شوکت و شان روانہ ہوا اور داراب شاہ کو بعد عزت و حرمت لے آیا اور بعد دعوت و ضیافت کے ایک روز داراب شاہ سے کہنے لگا کہ اب تم اپنے ملک مین جاؤ اور باطمینان تمام بیٹھو حمزہ صاحبقران اسطرف ضرور آئینگے انکو مین ضرور قتل کرونگا بعد انکے قتل کرنیکے تمام انکے سرداروں وغیرہ کو بھی ہلاک کرونگا مین مثل تمھارے بیوقوف نہین ہون کہ اُنسے مقابلہ کرکے پریشان ہوں داراب شاہ نے پوچھا ای منظر شاہ بغیر مقابلہ امیر کو کیونکر ہلاک کروگے منظر شاہ نے ہنسکے کہا تمھارے نزدیک حمزہ صاحبقران کا قتل کرنا مشکل ہی اور میرے نزدیک ذرا بھی دشوار نہین ہی مین آن واحد مین حمزہ صاحبقران کو قتل کر ڈالونگا انکے ہلاک کرنیکی یہ تدبیر کرونگا کہ جب اسطرف آئینگے مین انکے استقبال کے واسطے جاونگا اور بہ تکریم و تعظیم انکو ہمراہ اپنے یہان لاؤنگا اور بظاہر انکی اطاعت اختیار کرونگا جب وہ اپنا مجھکو دوست اور خیرخواہ سمجھینگے اسوقت انکو اپنے باغ مین لے جاؤنگا اور وہین انکو قتل کراؤنگا پھر تمام سردارونکو ہلاک کرونگا اور مردان فوج کو تباہ کرونگا غرض اس تدبیر سے امیر اور سب دشمنون کو ہلاک کرونگا داراب شاہ تقریر منظر شاہ کی سنکے خوش ہوا اور اسکی فہم و عقل کی تعریف کرنے لگا اور بعد چار روز کے اور راستہ سے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اسطرف سے حمزہ صاحبقران بعد چند روز کے مع لشکر بیکران سمت جزیرہ ہمیشہ بہار روانہ ہوئے جب سرزمین جزیرہ ہمیشہ بہار پر پہونچے حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ جزیرہ نہایت پر بہار ہی زمین پر فرش سبزہ بچھا ہی اس سبزے پر نظر کرنے سے آنکھونکو ٹھنڈک و دلکو فرحت حاصل ہوتی ہی اور سبزہ خط معشوقان خوبرو سے وہ سبزہ بہتر معلوم ہوتا ہی گلہاے خورد و رنگ شگفتہ ہین ہواے سرد ایسی چل رہی ہی کہ دل کو اچھی معلوم ہوتی ہی اکثر نہرین مانند سلسبیل رواں ہین جابجا باغ مین گلہاے رنگارنگ و بوقلمون شگفتہ ہین سرو ان باغون مین ایسے ہین کہ قد معشوقان خوش قامت سے بھی بہتر ہین لالہ نعمان و شقایق کے دل مین داغ انہین ہی گل نرگس دیدہ خوبان معشوقان سے بہتر نظر آتے ہین سنبل رشک زلف پر پیچ محبوبان ہی بلبلین چہک رہی ہین اور مرغان خوش الحان بھی درختون پر بیٹھے ہین حمد خدا اپنی زبان مین کر رہے ہین اکثر طائر پرواز کرکے ایک چمن سے دوسرے چمن مین جاتے ہین جملہ درخت سرسبز و شاداب ہین اور بار اثمار سے شاخین ان درختون کی جھکی ہوئی ہین چمن بندی معقول ہی ان باغون کی تعریف مین یہ اشعار لکھنا چاہیئے ابیات

تھے باغ ارم سے وہ کچھ کم	آن باغون مین تھا عجیب عالم
رخسار زمین یہ سبزہ ہر سو	اسطرح کا سبزہ جان فزا تھا
ریحان خط عذار گل رو	
گویا خط یار دلربا تھا	
تھے پھول بھی ڈھیل بھی کیسے کیسے	
شاید کہ بہشت مین ہون ایسے	

غرض حمزہ صاحبقران سیر سبزہ و باغ کی کرکے فرمانے لگے کہ فی الحقیقت یہ جزیرہ غیرت خط اسپر ہی اور نہایت پر بہار ہی یہ فرما کر وہان سے چلے جب آبادی مین پہونچے دیکھا جزیرہ نہایت آباد ہی بازار و نین کثرت مردمان ہی خریدار دکانداروں سے اشیاے مطلوب لے رہے ہین دکاندار بندہ بہ نشانی اشیاے مطلوب دے رہے ہین جملہ مردم ہر چند کہ خود حسین و خوش لباس ہین لیکن عاشق مزاج ہین داغ الفت بتان سے دل انکے داغدار ہین لب پر آہ سرد ہی اشک آنکھون مین رخ صد مہ ہجر معشوقان سے زرد ہین سر جانب یہ لوگون کا حال ہی لنظم

ہر سو شور سنبل اشناس بتان ہست	بلند آواز آہ عاشقان است
زدیدہ چشم شان آئینہ حیران	زہر اشک شان تر ابر نیسان

بلبل با نالہ گرم جوشے
زسوزش دل بدل ربط فروش است
بخاک خاکسارے شان دارے
وجود عشق از دگر دیدہ ظاہر

بدل با آہ در سردی فروشے
زسوز سینہ با آتش فروزان
ہوا داری ہوا سے سازگاری

زگریہ بیم ہر سو بخروش است
زآب دیدہ با سیلے بہ سیلان
شدہ این ہر چہار اربع عناصر

بعد دیکھنے مردون کے امیر نے دیکھا عورتین نہایت حسین غیرت حسن لیلی اور شیرین نرگس چشم غنچہ دہن جادو نگاہ آتشین رخسار رنگین ادا شیرین سخن یوسف لقا کثرت سے ہین نازنینان جزیرہ کی تعریف مین یہ اشعار لکھنا چاہیئے

اشعار

بہار حسن شان نوروز دیدن
لب شان چشمۂ از آب حیوان
نگاہ شان زمستے چون سے ناب
کہ کفر شان دل و دین بردہ ہم جان

بنالش چون پرے از خوشنمائی
حدیث روے شان عید شنیدن
ازان کردہ چراغ حسن روشن
از وسیلے خویشتن ہم شیخ و ہم شاب
سیہ چشمان چون آہو رمیدہ

شدہ دیوانہ شان خوش ادائی
رخ شان شعلۂ آتش زن جان
وزین صد مردہ را جان دادہ در تن
حذر از کافران کفر ایمان
رمید از خویشتن ہر کس کہ دیدہ

القصہ حمزہ صاحبقران نازنینان جزیرہ ہمیشہ بہار کے حسن و جمال کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے جاسوسون نے خدمت منظر شاہ مین جاکر عرض کیا کہ ای بادشاہ گیتی پناہ حمزہ صاحبقران مع لشکر کثیر آتے ہین یقین ہے کہ ہنگامۂ جنگ و جدال بپا نہ کرینگے باقی خیر و عافیت ہے جسوقت یہ تقریر جاسوسون سے منظر شاہ نے سنی مع امرا و وزرا و سرداران نامی کے چلا اور حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی مین پہونچکر اور آداب بجا لاکر عرض کرنے لگا کہ مین تو مشتاق قدمبوسی حضور تھا آج میری آرزو سے دلی برآئی اب آپ تشریف لیچلیے تخت پر بیٹھیے حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای منظر شاہ تخت و تاج تمہارا تمکو مبارک رہے مجھکو آرزوے تخت نشینی نہین ہے منظر شاہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کی سیر چشمی کا باعث ہے یہ عرض کرکے منظر شاہ امیر با توقیر کو بہ اعزاز تمام لایا امیر با توقیر قریب تخت منظر شاہ ایک دنگل پر بیٹھے اور منظر شاہ کو تخت پر بٹھایا سرداران حمزہ صاحبقران بھی دنگلون پر بیٹھے دربار منظر شاہ مین جملہ امرا و وزرا وغیرہ حاضر ہوئے جب دربار بخوبی آراستہ ہوا اسوقت منظر شاہ نے حکم کیا کہ ساقیان سیمین غنچہ دہن کشتیان شراب ناب کی لیکر جلد حاضر ہون اور شراب پلائین بمجرد حکم ساقیان گلعذار کشتیان شراب کی لیکر دربار مین حاضر ہوئے منظر شاہ نے اشارہ کیا ایک ساقی ماہ رخسار شراب ساغر بلورین مین بھر کے موافق قاعدہ کے روبرو امیر لایا حمزہ صاحبقران نے میکشی سے انکار کیا منظر شاہ نے شراب نہ پینے کا سبب پوچھا امیر نے فرمایا ہم مسلمان ہین اور تم لات پرست ہو اس وجہ سے مین شراب پینے سے انکار کرتا ہون منظر شاہ نے عرض کیا کہ اگر آپ اسی سبب سے شراب نہین پیتے ہین تو آپ مجھکو مسلمان کیجیے اور شراب پیجیے امیر یہ تقریر سنکے خوش ہوئے اور منظر شاہ کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا منظر شاہ نے خوف جان سے اور حمزہ صاحبقران کو بمکر و فریب قتل کرنے کے ارادے سے کلمہ زبان پر جاری کرلیا صدق دل سے مسلمان نہین ہوا حمزہ صاحبقران نے بعد مسلمان ہونے منظر شاہ کے جام شراب دست ساقی گلعذار سے لیا اور خیال ملکہ مہر نگار مین یہ مطلع اسطرح پڑھا کہ کسی نے نہ سنا **مطلع جامی** مرا بہر نثارش نقد جان در آستین باید ؛ اگر دل خواہد از من جان و ہم عاشق چنین باید ؛ یہ مطلع پڑھکر شراب پی اور صدمہ فراق ملکہ مہر نگار سے چشم پرنم ہوئی رنگ رخ متغیر ہوگیا ساقیان خورشید رو تو جملہ امرا و وزرا و سرداران کو شراب پلانے لگے لیکن منظر شاہ نے جو چہرۂ امیر پر نظر کی رخ امیر پر آثار حزن و ملال پاکر پوچھنے لگا اسوقت مزاج آپ کا کیسا ہے چہرہ آپکا متغیر ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا

اسوقت کچھ خیال کرکے مجھے صدمہ ہوا ہی جب منظر شاہ کو معلوم ہوا کہ حمزہ صاحبقران کسی سبب سے مغموم ہین اُسوقت منظر شاہ نے واسطے دفع صدمہ حمزہ صاحبقران کے حکم کیا کہ ارباب نشاط جلد حاضر ہون بمجرد حکم ارباب نشاط دربار مین حاضر ہوئے اور ناچنے اور گانے لگے بعد ناچنے اور گانے چند ارباب نشاط کے ایک نازنین نہایت خوبصورت بصفت لقا بہ ناز و ادا مع اپنے سازندون کے دربار مین آئی اہل دربار نے جو اُس نازنین کو دیکھا کسینے آہ کی کسینے یالات و منات کہکے کلیجا اپنا دونون ہاتھون سے پکڑ لیا کوئی بے اختیار اسیر عاشق ہوکے اشکبار رہا کوئی اُسکے زلف و رخ کو دیکھکر یہ شعر پڑھنے لگا شعر از براے عاشقان خستہ خاطر روز و شب ✤ نیست ہرگز بہتر از رخسار و گیسوے کسے کسی نے اُس نازنین کے تن نازک پر نظر کرکے اور خیال ہم آغوشی کا کرکے یہ مطلع ورد زبان کیا بیدل سر من بچمن بر بدند گر بدن نیست ✤ در غنچہ صبا دم زند گر دہن اینست ✤ کسی جوان نے اُس نازنین کمسن سے اشارے سے کہا کہ ابھی نقد دل دیتا ہون اگر ایک بوسہ روے زیبا کا دو نازنین نے اشارہ جوان کا سمجھکر منھ اسکی طرف سے پھیر لیا کوئی امیر اس مطربہ کو دیکھکر اور اسیر مائل ہوکے اشک آنکھون مین بھر لایا کوئی اسکی تیغ ابرو کا لالہ ہوا کوئی اسکی نرگسی آنکھون پر شیفتہ ہوا اکثر جوان اُسکی ادا پر مائل ہوئے بعضون کے دل اُسکی زنجیر زلف مین گرفتار ہوئے کسی کے دل اُسکے خرام ناز سے پامال ہوگیا کوئی اُسکے آئینہ رخ کو بنظر حیرت دیکھنے لگا کوئی جوان باریک بین اسکی کمر کی طرف دیکھکر عدم کا خیال کرنے لگا کوئی وصل نازنین زیر ناف کا خیال کرکے بیتاب ہوگیا کوئی جری اسکی تیغ ابرو کا عاشق ہوا کوئی اُسکے سینے کا ابھار دیکھکے بیچین اور بیتاب ہوکر کف افسوس ملنے لگا اور خیال کرنے لگا افسوس اسوقت ہاتھ اُسکے سینہ تک پہونچ نہین سکتا بادشاہ بیٹھا ہوا ہی ایسی گستاخی سر دربار کر نہین سکتا کوئی اُسکے لب لعلین پر شیفتہ ہوکے گوہر اشک صدف چشم سے نکالنے لگا جو بڈھے اور ضعیف دربار مین بیٹھے تھے اُنکی بھی رال اُس مطربہ کو دیکھکر ٹپکنے لگی غرض دربار مین کوئی جوان اور بڈھا ایسا نہ تھا جو اسیر مائل نہوا ہو حمزہ صاحبقران بھی اُس مطربہ کے حسن و جمال کو دیکھکر متحیر ہوئے کیونکہ وہ ایسی حسین تھی ابیات

چو در پیش رخ خورشید انجم
ز رویش خلق در آتش پرستے
بغنچه گفت گفتارش که خاموش
تراکت از قد او سر بلند است
بہر و شمع گر بینش بجائے است

سبتے در غارت ایمان جہان طاق
ز چشم مست او دلہا بہ بستے
سیہ چشم سیہ خالے سیہ مو
دو زلفش را درازی در کمند است

بہ پیش حسن دیگر مہر خسان کم
از و بتخانہ دلہاے عشاق
شد از تحریر رفتارش روان ہوش
سیہ روز است زینہا عاشق زرد
رخ پر نور صبح با صفائی ست

الحاصل جب سازندے ساز ونکو درست کرچکے وہ نازنین بناز و ادا لچنے لگی دلہاے اہل بزم کو مانند سبزہ پامال کرنے لگی بعد رقص کے اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

کوئی راحت نظر آئی نہ غم تنہا کے عوض
آگ برسائے فلک برسے باران کے عوض
عاشق زلف و خط سبز ہون لیکن تقدیر
کوئی احسان نکیا اپنے احسان کے عوض
خاک مجھ سوختہ قسمت کی اگر ڈالدے چرخ
دے ہی دے زہر کسی ان مجھے درمان کے عوض
مدعا مرگ سے گو تھا فلک پیر کو کام

کاش دل ہی نکل آتا ترے پیکان کے عوض
مفلسی مین بھی سیہ خانہ مرا روشن ہی
خار دیتی ہی تجھے سنبل و ریحان کے عوض
پوچھتا کیا ہی مرا مذہب و دین ای واعظ
بحر قلزم مین ڈبوے آنکھین طوفان کے عوض
رسم گریہ پس مردن بھی رہیگی جاری
زہر دیتا تھا مجھے تلخی درمان کے عوض

سوختہ بخت ہون مانگون نہین پانی کی دعا
داغ جلتا ہی چراغ شب ہجران کے عوض
کبھی بوسہ نہ دیا تونے دل عاشق کو
دل مین یاد بت بیرحم ہی ایمان کے عوض
چارہ گر کشمکش درد و دوا و الب تک
شمع رو یکی ترے کشتہ ہجران کے عوض
سنکے افسانہ مجنون نہ کرو آنکھین بند

دیکھ لو حال مرا خواب پریشاں کے عوض
یہ نئی طرح کی دشمن ہے کہ بے دست جنون
خود پریشان ہوئے زلف پریشاں کے عوض
اب کہاں ولولۂ جوش تماشا ہے تسلیم

شادی قتل میں کچھ پاس وفا کرتا ہے
گر سرشک ہے چمک چاک گریباں کے عوض
رنگ نرگس کی طرح ہوش عنادل کے اڑیں
رہ گئے دیدۂ گریاں لب خنداں کے عوض

مہندی ہاتھوں میں نہ مل خون شہیداں کے عوض
گر ہے مشاطہ نے جب بال بنائے اسکے
باغ میں چلکے ہنسو تم گل خنداں کے عوض

جسوقت یہ غزل اس مطربہ نے بہ ناز و ادا اور جم و سے ارباب بزم گائی ہر ایک شخص خوش ہوا خصوصاً منظر شاہ نہایت مسرور ہوا اور زرکثیر مطربہ کو دے کر رخصت کیا حمزہ صاحبقران نے ہر چند ایسی مطربہ کا گانا سنا اور ناچ دیکھا لیکن بوجہ صدمۂ فراق ملکہ مہر نگار کے مطلق شگفتہ خاطر نہوئے اور منظر شاہ سے فرمانے لگے کہ اسوقت طبیعت گھبراتی ہے دل چاہتا ہے کہ سیر باغ کیجیے منظر شاہ نے عرض کیا اس جزیرہ میں ہر چند کہ باغ بہت ہیں لیکن ایک باغ سب باغوں سے وسیع اور بہتر ہے ہوشنگ بادشاہ کا لگایا ہوا ہے نام اس باغ کا گلشن ارم ہے اگر آپ ہنگام سحر ارادہ سیر باغ تشریف لے جائیے گا میں بھی ہمراہ رکاب جاؤنگا جب آپ اس باغ کی سیر کیجئے گا مجھے یقین ہے کہ آپ یہ مطلع ضرور پڑھیئے گا مطلع اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است حمزہ صاحبقران تعریف باغ کی سنکے سیر باغ کے مشتاق ہوئے اور فرمایا انشاء اللہ میں صبح کو اس باغ کی سیر کرنے کو ضرور جاؤنگا یہ فرما کر خاموش ہوئے حمزہ صاحبقران نے وضو کیا عشا کی نماز پڑھ کے صحیفہ ابراہیمی کی تلاوت کی جب تلاوت صحیفہ سے فرصت پائی امیر پلنگ پر آ کے لیٹے منظر شاہ نے دربار برخاست کیا اور ایک ایوان وسیع میں حمزہ صاحبقران کو لیگیا اور نہایت تکلف سے صاحبقران کی دعوت و ضیافت کی بعد اکل و شرب اسی ایوان میں صاحبقران نے بعیش و آرام بسر کی جب صبح ہوئی اور امیر بالتوقیر نماز پڑھ چکے منظر شاہ امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور تسلیم بجا لا کر عرض کرنے لگا کہ اسوقت تشریف لیجاکے سیر باغ بخوبی کیجیے حمزہ صاحبقران بموجب کہنے منظر شاہ کے اٹھے اور پوشاک زیب تن کر کے مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے سرداران ذوی الاقتدار و خواجہ عمرو نامدار ہمراہ ہوئے منظر شاہ بھی ہمراہ رکاب امیر چلا اثناے راہ میں امیر سے اسطرح عرض کرنے لگا کہ اگر آپ فرمائیں تو میں آگے جا کے باغ میں جا کر باغ کی آراستگی کروں امیر نے اجازت دی منظر شاہ آگے بڑھا دیو عادل عادی نے امیر سے عرض کیا کہ منظر شاہ نہایت مکار ہے حضور ذرا اس سے ہوشیار رہیے گا میں اسکے مکر و فریب سے خوب واقف ہوں یہ مکاری میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا ہے اسوقت بوجہ یہ باغ میں چلا گیا ہے کوئی نہ کوئی مکاری آپ کے ساتھ ضرور کریگا امیر نے فرمایا ہے دیو عادل منظر شاہ مسلمان ہو چکا ہے اب تجھے عداوت نہ کرنا چاہیے اور بالفرض اگر دشمنی کریگا تو خداوند عالم مجھکو اسکے شر و فساد سے بچائیگا غرضکہ امیر قرار سے اور آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے کہ ناگاہ سامنے سے مرکب امیر نے [illegible] جو نظر کی دیکھا ایک نوجوان لباس شاہانہ زیب تن کئے ہوئے [illegible] گھوڑا اسپر [illegible] چلا آتا ہے جب وہ جوان قریب آیا بصد ادب تسلیم کر کے عرض کرنے لگا کہ ذرا ٹھہر جائیے امیر ٹھہر گئے عمرو اچھی طرح ہوشیار ہو گئے سرداران نامدار بھی متوجہ ہوئے جوان نے اپنی جیب سے ایک پرچہ قرطاس جریدہ نکالا اور حمزہ صاحبقران کو دیکر عرض کرنے لگا کہ اس پرچہ کو آپ ہی تو پڑھئے گا اور جو کچھ اس پرچہ قرطاس میں لکھا ہے اس سے بیخبر نہ جائیے گا اور اسی تقریر سے عمل کیجئے گا اگر خلاف مضمون عمل کیجئے گا تو باعث آپکی مضرت کا ہوگا وہ جوان اس پرچہ قرطاس کو دیکر اور یہ گفتگو امیر سے کر کے چلا گیا امیر نے اس پرچہ قرطاس کی عبارت پڑھی مضمون یہ تھا کہ اے امیر با توقیر آپ کو معلوم ہو کہ منظر شاہ بد ذات بدنہاد [illegible] ظاہر بظاہر آپ کا دوست ہے لیکن بباطن آپ کا دشمن ہے ظاہر میں مسلمان ہوا ہے مگر ہرگز ہرگز آپ باغ میں نجائیے گا

سے پہلے چار ہزار سواران چیدہ منتخب واسطے قتل کرنے آپکے باغ مین چھپا رکھے ہین اگر جانا ہے تو ہلاک ہوجاینگے
ہمنے آپکو اطلاع دیدی ہے حمزہ صاحبقران عبارت رقعہ پڑھکر برہم ہوئے اور قطع راہ کرکے دربار تک پہونچے
منظر شاہ بھی دربار سے نکلکر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا حمزہ صاحبقران نے سرداروں سے
فرمایا منظر شاہ کو گرفتار کرو سرداروں نے منظر شاہ کو گرفتار کیا منظر شاہ نے نالہ و فریاد بلند کی جو سوار باغ
مین پوشیدہ بیٹھے تھے منظر شاہ کی فریاد سنکے باغ سے نکلے جب انھوں نے دیکھا کہ بادشاہ گرفتار ہوگیا لڑنے سے
باز رہے حمزہ صاحبقران نے باغ مین جاکر منظر شاہ کو قتل کیا اور سواران باغ کو مسلمان کیا پھر باغ کی سیر کرکے
اپنے لشکر مین آئے اور شاہزادہ سلسلہ کو جسنے رقعہ دیا تھا تخت پر بٹھایا شاہزادہ کلمہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان
ہوا اور جملہ امرا و وزرا وغیرہ بھی مسلمان ہوئے جب شاہزادہ سلسلہ بادشاہ ہوکر تخت پر بیٹھا حمزہ صاحبقران
نے حال داراب شاہ کا پوچھا سلسلہ نے عرض کیا کہ داراب شاہ بھاگ کے یہان آیا تھا کئی روز کا زمانہ گذرا
کہ وہ اپنے ملک کی طرف گیا ہے امیر باتوقیر نے یہ حال سنکے وہان سے کوچ کیا اور طرف زیرباد ہند کے مع لشکر
روانہ ہوئے اور بعد طے کرنے راہ کے ملک داراب شاہ کے قریب پہونچے اور ایک میدان وسیع مین
مع فوج ظفر موج مقیم ہوئے

داستان جنگ کرنا داراب شاہ کا حمزہ صاحبقران سے اور دوبارہ شکست کھا کر بھاگنا داراب شاہ کا

راویان شیرین گفتار بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ جزیرہ ہمیشہ بہار سے اپنے ملک مین آکر تخت
حکومت پر بیٹھا اور خیال کرنے لگا کہ دیکھئے منظر شاہ امیر کو قتل کرتا ہے یا نہین یکایک داراب شاہ کو مخبران
سے معلوم ہوا کہ منظر شاہ حاکم جزیرہ ہمیشہ بہار کو حمزہ صاحبقران نے قتل کیا اور اسکے فرزند کو مسلمان کرکے
تخت پر بٹھایا داراب شاہ نے یہ خبر سنکے خیال کیا کہ اب حمزہ صاحبقران اسطرف آئینگے اور مجھسے
مقابلہ اور مجادلہ کرینگے یہ خیال کرکے سامان جنگ کرنے لگا بعد تین روز کے داراب کو جاسوسون نے یہ اطلاع
دی کہ حمزہ صاحبقران جزیرہ ہمیشہ بہار سے آکر قریب زیرباد ہند مقیم ہوئے ہین داراب نے یہ خبر
سنکے بمشورہ شیوخ وغیرہ طبل جنگ بجوایا جب صدا اسکے طبل جنگ بلند ہوئی عمر عیار بصد عجلت خدمت
صاحبقران مین آیا اور بعد ادب دعا و ثنا اسطرح زبان پر لایا او حال طبل جنگ بجنے کا عرض کرنے لگا اشعار

ای خداوند عالم مین ہے اسوقت تک لیست بلند	ای خداوند جبتک زمین و آسمان ہین برقرار	زال ہو تیار جبتک تلون دوست ہے
ای خدا جبتک عروس دہر ہے اغیار	ہو ثنا آپکے پہلو مین روز و شب مین	مطرب رنگ رباب و ساقی و مینا و یار

اسوقت داراب شاہ نے طبل بندی بصد غضب بجوایا ہے یقین ہے کہ بوقت سحر وہ میدان کارزار مین فتنہ و فساد برپا
کریگا باقی خیریت ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ امداد ایزدی نقارۂ جنگی بجایا جاوے جو منظور
خدا ہوگا وہی ہوگا عمر عیار نے حکم امیر خواجہ عمر دوست کہا خواجہ نقارہ خانہ مین گئے اور نقارہ اٹھاکر نقارۂ زری
پر چوب لگائی صدا اسکے نقارہ جنگی بلند ہوئی جوانان لشکر آواز طبل جنگ سنکے ہوشیار ہوئے لڑنے مرنے پر
آمادہ ہوئے لگے سامان لڑائی کا کرنے لگے شب بھر دونوں لشکروں مین سامان جنگ ہوا جب وہ وقت آیا کہ
طائر شب نے آشیانہ مغرب سے پرواز کی اور شہباز آفتاب نے کاشانۂ مشرق سے ارادہ نکلنے کا کیا یعنی صبح ہوئی اشعار

وا آرایش لطف شبنم	پھر احسرت عنبر شمامہ کا سینہ کو آپنے سفر کیا افلاک سے	سفیدی پیدا ہوئی چہرہ پر چمک سے

وقت سحر امیر با توقیر نے سلاح زیب تن کیا بارگاہ فلک جاہ سے باہر تشریف لائے سرفروشوں نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر مرکب تنگ سیر قیطاس پر سوار ہوئے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے امیر نے مرکب کو بڑھایا لشکر بھی مثل دریا روان ہوا جب امیر کشور گیر عرصۂ نبرد میں پہونچے بیلداروں نے جلد تر پست و بلند زمین کو برابر کیا جھاڑیوں جھنڈیوں کو میدان مصاف سے دور کیا سقون نے پانی چھڑک کا گرد و غبار کو دفع کیا صفین لشکر کی بندھ گئیں ابھی لشکر امیر میدان میں صف آرا ہوا تھا کہ داراب بھی مع شواطیہ لشکر کثیر میدان کارزار میں آیا اور صف آرا ہوا نقیب دونوں لشکروں سے نقیبان بلند آواز سے نکلے اور پکارے اشعار

کہ اس کاروان گہ سے کرنا ہے نقل — اگر بادشہ ہے کہ درویش ہے — سنو ای عزیزان ذی ہوش و عقل
لہو سے کہ آگے تھا کہتا کوئی — نہیں اس سرا بیچ رہتا کوئی — سبھون کو یہی راہ درپیش ہے
یہ منزل نہیں جا سے بود و باش — گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار — ہر اک شخص کو ہے عدم کی تلاش
یہ خاک ہے سب کا دار القرار

پس ای جوانو تم سبھون میں آج کون بہادر رستم تیر و شمشیر کیا ہے اور اپنے حریف کو قتل کرتا ہے بہادروں میں سرخروئی حاصل کرتا ہے نقیب یہ کہکے ہٹ گئے صفوف لشکر پر سناٹا چھا گیا پھر علم لشکر جلوہ گر ہوئے امیر چالیس قدم آگے بڑھ کر علم اژدہا پیکر کے سامنے میں کھڑے ہوئے خوشبوے علم اژدہا پیکر سے تمام میدان کارزار معطر ہو گیا اور ان کلمہ بیجان سنتے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی امیر با توقیر زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ دیکھئے صف لشکر داراب سے آج کون واسطے جنگ کے نکلتا ہے ناگاہ خونریز زنگی مرکب کو جولان کر کے میدان میں آیا اور امیر کو بہر مقابلہ بلایا امیر نے مرکب کو بڑھایا اور سامنے خونریز کے گئے خونریز نے تیغہ سر امیر پر مارا امیر نے تیغے کو سپر پر روکا اور تلوار کھینچ کے سر خونریز پر لگائی ہر چند خونریز نے سپر سے اپنے سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر امیر سپر کو کاٹ کر خود پر آئی اور خود کو کاٹ کر کاسۂ سر پر پہونچی اور سر کو کاٹ کر صراحی گردن میں در آئی اور گردن سے صندوق سینہ میں اور سینے سے جو ہر شکم و کمر سے گذر گئے نشست فرس پر آئی اور پشت فرس سے زمین پر پہونچی خونریز مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا داراب شاہ نے جو دیکھا کہ حمزہ صاحبقران نے خونریز کو قتل کیا برہم ہو کر مردان فوج سے کہنے لگا کہ ای بہادر حمزہ نے خونریز کو قتل کیا ہے تمکو لازم ہے کہ عوض خونریز کا حمزہ صاحبقران سے لو اور حمزہ کو قتل کرو مردان سیاہ نے امیر پر حملہ کیا ادھر سے بھی جملہ بہادران لشکر سے اٹھ آئے دونوں لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی سر تنوں سے جدا ہو کر زمین پر گرنے لگے شور گیرو دار بلند ہوا اور دونگی کشت سے ایسا غبار بلند ہوا کہ روے آفتاب نہان ہو گیا روز روشن پر شب کا گمان ہوا پیر فلک یہ جنگ دیکھکر گھبرا گیا آفتاب جنگ بہادران دیکھ کر تھرانے لگا تھوڑی دیر میں کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار میدان کارزار میں ہو گئے داراب تاب مقابلہ نہ لاکر مع باقی ماندہ لشکر کے گریزاں ہوا دلاوران یکتاے روزگار اور غازیان لشکر اسلام نے خزانہ مال و اسباب خیمہ و بارگاہ وغیرہ کو لوٹ لیا خواجہ عمرو نے بھی ہال البابی مارا کہ زر و مال اسباب لوٹا حمزہ صاحبقران بعد بھاگنے داراب کے لیکر فتح و ظفر میدان رزم سے پھرے اور نزدگاہ لشکر پر آئے داراب میدان رزم سے بھاگ کر پادشاہ عبد العزیز کے پاس پہونچا صاحبقران نے بعد دریافت کرنے حال داراب شاہ کے اسی وقت عبد العزیز ملک کی جانب کوچ کیا اور بعد قطع راہ قریب ملک عبد العزیز کے پہونچے

داستان جنگ کرنا بادشاہ عبد العزیز کا امیر سے آخر مسلمان ہونا جملہ شاہان ہند کا مع دیگر جالا ...

راویان شیرین مقال اس داستان بے مثال کو یون بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ شکست کھا کر عبد العزیز کے
پاس پہونچا اور امیر بھی مع لشکر کوچ کر کے عنقریب ملک عبد العزیز ہو کر مقیم ہوئے بادشاہ عبد العزیز امیر
کے آنے کی خبر سنکر اور داراب شاہ اور عطواط کو ہمراہ لیکر بہ فوج کثیر شہر کے باہر آیا اور میدان مین مقیم ہو کر طبل
جنگ بجوایا عمرو عیار دوڑے امیر کے پاس حاضر ہوا اور مجرا بجا لا کر دو زانو ہو کر بیٹھا یہ اشعار دعائیہ زبان پر جاری کر کے بطرح
خدمت امیر مین عرض کرنے لگا اشعار

آفت اسیہ کافر لطف جان حق ہمیشہ	آپ کی ہیبت سے ہو بتخانہ مانند خلیل	مسجدون کے واسطے داؤد ثانی ہمیشہ
دوستون پر آپ کے امداد ہووے مہربان	برق گشت ترک ابر نوبہار مومنان	آپ کا دشمن رہے زیر فلک برہم تباہ

اسوقت بادشاہ عبد العزیز بد اندیش نے طبل ہندی بجوایا ہے باقی خیر و عافیت ہے
حمزہ صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجوایا جائے خواجہ عمرو نے
نقارہ خانہ مین نقارہ رزمی پر چوب لگائی آواز نقارہ جنگی سے زمین تھرائی جوانان لشکر صدا نقارہ جنگی سنکے لڑنے کی
تیاری کرنے لگے اور باہم کہنے لگے کہ صبح کو عرصہ کارزار کو ہندیون کے خون سے رنگین کرینگے اور تیغ آبدار سے مردان
لشکر ہند کے سر جدا کرینگے جوانان لشکر امیر یہ کہہ رہے تھے کہ وہ وقت آیا بیت کہ شب نے کوچ کی نوبت
بجائی + ہوا غل رات گذری صبح آئی + امیر با توقیر اسلحہ زیب تن کر کے مرکب پر سوار ہوئے اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب
میدان روانہ ہوئے جب عرصہ مصاف مین پہونچے تب درستی میدان کارزار صف آرائی ہوئی شاہ عبد العزیز بھی سپاہ گران
لیکر صف آرا ہوا نقیب اور کڑکیت لشکرون سے نکلے اور جوانان ہر دو سپاہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے بیت
نام سنوگے شادو آج ہم دیکھتے کہ + کون دکھاتا ہے تلوار کا اور ڈھول سنو گھمسان کا + یہ کہہ کر نقیب اور کڑکیت ہٹ گئے
ابھی لشکر بادشاہ عبد العزیز سے کوئی لڑنے کو نہ نکلا تھا کہ ملک جبروتی بفوج کثیر آیا اور عبد العزیز کے پاس گیا
اور [illegible] کر کے صف آرائی لشکر مین مصروف ہوا ابھی ملک جبروتی نے صف آرائی لشکر سے فرصت نہین
پائی تھی کہ ایک جانب سے غبار بلند ہوا ہر ایک جوان جنگ غبار دیکھنے لگا جب غبار رفع ہوا سب نے دیکھا کہ
ایک نقابدار سبزپوش بیس ہزار سواران جرار سے آتا ہے جب نقابدار سبزپوش میدان مصاف مین آیا حمزہ صاحبقران
کی جانب اپنے لشکر کو لیکر کھڑا ہوا بعد آنے نقابدار کے لشکر عبد العزیز سے اجلال سبزپوش نکلا اور میدان مین آکر
پکارا کہ جسکو تمنا ہے مرنے کی مجھ سے مقابلہ کرے ابھی اجلال یہ کہہ رہا تھا کہ نقابدار سبزپوش نے گھوڑا اپنا بڑھایا اور
سامنے اجلال کے آیا اجلال نے بعد گاہ [illegible] اور نیزہ بازی کے تیغ آبدار سر پر نقابدار کے لگائی نقابدار نے
تیغ کو سپر پر روک کے ایسی تلوار لگائی کہ اجلال مع مرکب کے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اسوقت حکم عبد العزیز سے
فوج نے نقابدار پر حملہ کیا فوج نقابدار نے بھی اور لشکر حمزہ صاحبقران نے بھی [illegible] اور ملک جبروتی کی سپاہ بھی
[illegible] دونون لشکر باہم ملگئے اور تلوار چلنے لگی جوانان لشکر قتل ہونے لگے زمین پر گر کر تڑپنے لگے [illegible]
[illegible] آخر شاہ عبد العزیز نے طبل بازگشت بجوایا فرودگاہ لشکر پر لایا حمزہ صاحبقران بھی لشکرگاہ دیکھ
[illegible] داخل بارگاہ ہوئے نقابدار سبزپوش بھی مع اپنے لشکر کے ایک طرف چلا گیا امیر نے خواجہ سے پوچھا
یہ نقابدار سبزپوش کون تھا خواجہ نے عرض کیا مجھے نہین معلوم امیر خواجہ کی تقریر سنکے فرمانے لگے کہ نقابدار جری تھا
کیا خوب تلوار اسنے اجلال پر لگائی کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے جب شام ہوئی شاہ عبد العزیز نے
پھر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر جنگ کی تیاری ہوئی صبح کو صف آرائی سردو لشکر کی ہوئی
عبد العزیز سے الماس زنگی نکلا اور امیر سے برائے مقابلہ طلب کیا امیر نے جناب الماس کو گرفتار کر کے خواجہ کے حوالے کیا

بعد اسکے غرور زنگی اور مغرور زنگی لشکر بادشاہ عبد العزیز سے یکے بعد دیگرے نکلے دونون زنگیونکو امیر نے تہ تیغ کیا
بعد قتل ہونے دونون زنگیون کے شاہ عبد العزیز طبل بازگشت بجوا کر میدان نبرد سے طرف فرودگاہ لشکر کے چلا گیا امیر نے
بارگاہ میں آکے الماس زنگی کو مسلمان کیا جب وہ دن گذرا اور شب بھی گذر گئی سحر ہوتے ہی نقابدار زرہ پوش بجمعیت سلاح آیا
اور امیر کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا آج مین آپکے سردارون سے مقابلہ کرونگا کسی کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجیے امیر
نے فوج کی کمربندی کا حکم دیا مردان لشکر مسلح ہوئے بعد صف آرائی لشکر کے الماس زنگی بیٹے امیر سے اجازت لیکر
نقابدار سے مقابلہ کیا بعد جنگ نیزہ باہم کشتی ہوئی نقابدار نے وقت شام الماس زنگی کو زیر کیا اور الماس زنگی
سے کہا جا امیر سے کہہ دینا کہ کل آپ سے بھی لڑونگا قسمت آزمائی کرونگا یہ کہکر الماس کو چھوڑ دیا اور اپنا لشکر لیکر چلا گیا
الماس خدمت امیر مین آیا اور جو کچھ نقابدار نے کہا تھا عرض کیا امیر نے فرمایا اچھا اب مین اُس سے مقابلہ کرونگا
غرض صبح کو نقابدار مع بیس ہزار سوار پھر آیا بعد صفوف آرائی لشکر کے نقابدار اور امیر سے باہم نیزہ بازی
ہوئی چند طعنون مین امیر نے نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے نکال دیا پھر گرز لیکر دونون باہم لڑنے لگے گھوڑا نقابدار کا
ضرب گرز سے ہلاک ہوا ایبر نقابدار سے اور امیر سے کشتی ہوئی امیر نے وقت شام نقابدار کو سر سے بلند کرکے چاہا
کہ زمین پر پٹکین نقابدار نے عرض کیا مجکو زمین پر نہ پٹکیے گا مین مسلمان ہون یہ گفتگو سنکے نقابدار کو آہستہ سے
زمین پر بٹھا دیا پھر امیر بارگاہ مین آئے نقابدار بھی بارگاہ مین گیا اور نقاب اپنے رخ سے اٹھائی عمرو نے پہچانا
کہ عرب حارث ہے لیکن پہچاننے کے خواجہ عمرو نے تمام حال حارث کا روبروے امیر بیان کیا امیر حارث سے
خوش ہوئے جب یہ حال حارث کے مطیع ہونے کی بادشاہ عبد العزیز نے سنی کہنے لگا کوئی لشکر مین ایسا نہین
کہ امیر کو ہلاک کرے مہیال بدمست سپہ سالار ملک جبروت نے عرض کیا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجیے
مین امیر کو قتل کرونگا عبد العزیز نے مہیال بدمست کے نام پر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل رزمی بجوایا صبح کو
بعد صف آرائی لشکر کے مہیال میدان مین آیا عرب حارث نے مقابلہ کیا مہیال نے عرب حارث کو
سر خیرہ کن تیغ سے زخمی کیا لیکن عرب حارث نے اسی عالم زخمداری مین مہیال کو قتل کیا عبد العزیز کو غصہ آیا
سردارانِ فوج سے کہا کہ عرب حارث پر سب ملکے حملہ کرو اور اسکو قتل کرو غرض حسب الحکم حملہ کیا لشکر امیر بھی بڑھا
دونون لشکرون مین تلوار چلنے لگی شام تک خوب لڑائی ہوئی ہزارون جوان لشکر جانبین کے مارے گئے وقت شام
شاہ عبد العزیز طبل بازگشت بجوا کر میدان رزم سے چلا گیا امیر رزمگاہ سے بخوشی جا کر داخل بارگاہ ہوئے لیکن
بادشاہ عبد العزیز بہت نادم و خجل ہوا جونہی لشکرگاہ پر پہونچا اور بارگاہ مین داخل ہوا اراب شاہ اور
ملک جبروت اور شواظ سے پوچھنے لگا کیا تدبیر کیجائے کہ امیر ہلاک ہون اور لشکر امیر تباہ ہو سب نے کہا
آج رات شبخون لشکر امیر پر ڈالیے اور امیر کو قتل کیجیے اور انکے لشکر کو تہ تیغ کیجیے عبد العزیز نے اس رائے کو پسند کیا اور اپنے
لشکر کے سردارونکو پاس اسی ارادے سے آگاہ کیا مہتر سرور جو لشکر عبد العزیز مین بشکل تبدیل کرکے گیا تھا ارادہ عبد العزیز
سے واقف ہوا آگاہ ہو کر خدمت امیر مین آیا اور ارادہ عبد العزیز سے آگاہ کیا امیر لشکر لیکر ایک درہ کوہ مین گئے
اور رات جا کر ٹھہرے جب عبد العزیز اور اراب شاہ اور شواظ اور ملک جبروت لشکر لیکر بعد نصف شب
لشکرگاہ امیر کی طرف آئے امیر نے درہ کوہ سے نکلکر چارون جانب سے سبکو گھیر لیا اسوقت دونون لشکرون
مین لڑائی ہونے لگی صبح تک خوب تلوار چلی ہزارون جوان قتل ہوئے صدہا زخمی ہوئے بہرام گرد نے شواظ
کو اور عرب حارث نے اراب شاہ کو اور ربیع عامل نے ملک جبروت کو مقابلہ کرکے پشت ہائے اسپان سے

اٹھایا لشکر ہند شکست کھا کر بھاگ گیا امیر نے چاروں بادشاہوں کو مسلمان کیا اور سلطنت زیر باد ہند کی
بختیار شاہ کو دی بعد چند روز کے امیر شاہان ہند کو ہمراہ لیکر مع لشکر سرانددیپ میں آئے اور مہر سپہر عیاری
قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا

داستان مقابلہ کرنا لندھور کا حمزۂ صاحبقران سے اور بعد جنگ لندھور کا مطیع ہونا

راویان شیرین زبان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب تیغ مہر کو ترک فلک نے غلاف مغرب میں رکھا اور
ماہ مع کواکب فلک پر ظاہر ہوا نظم نیا طاؤس کا پر چرخ اخضر پر ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر + اسوقت امیر باتوقیر
نے وضو کیا اور نماز پڑھی صحیفۂ ابراہیم کی تلاوت کرنے لگے ادھر لندھور نے فرودگاہ لشکر پر پہونچکے طبل جنگ بجوایا عیاران
لشکر اسلام خدمت فیض درجت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران میں آئے اور بصد ادب اسطرح عرض کرنے لگے ابیات

جبتک مہ و خورشید الٰہی رہیں سیار
داغ دل پروانہ سوزان کے برابر
دن بھر رہے پروانے کے مانند پریشان

بے نقش قدم عالم امکان کے برابر
حاسد کو دکھائے یہ فلک دشمن آرام
راتون کو جلے شمع شبستان کے برابر

جبتک جگر شمع فروزان ہے الٰہی
ہر صبح سیہ شام غریبان کے برابر

اسوقت خسرو ہندوستان لندھور
بن سعدان نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا ہے کہ صبح کو میدان کارزار میں آکر حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت
ہے جب حمزۂ صاحبقران نے ابوشہاب اور ابوسعید عیاران لشکر سے خبر طبل جنگ بجنے کی سنی امیر باتوقیر
نماز تو پڑھ ہی چکے تھے فوراً خواجہ عمرو کو طلب فرمایا ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجواؤ
خواجہ عمرو فوراً گئے اور نقارۂ سکندری کے غاشیہ کو اٹھا کر اور چوب ہاتھ میں لیکر بسم اللہ کہکے نقارۂ سکندری پر لگائی ابیات

چو طبل سکندر را آمد دوال
بگفتہ کہ تا طبل اسکندر ہست

ز ناہید مریخ کرد این سوال
ز آواز او گوش گردون کراست

جہان را مگر شور آخر رسید
سرافیل صور قیامت دمید

دلاوران لشکر طبل جنگ بجنے سے آگاہ ہوئے اور رات
حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے کسی جری نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی تیرانداز نے اپنی کمان بیرخ کو سینکا تیر درست
کرکے ترکش میں رکھے کسی بہادر نے اپنے نیزے کی سنان کو تیز اور آبدار کیا غرض بہادر تیاری جنگ کرنے لگے ابیات

سویرے سے ہوا برخاست دربار
جو تیغیں تھیں لگیں وہ چرخ چڑھنے
کمانیں جو کہ خانہ گرسنہ تھیں

جگہ پر اپنے سب پھر آئے سردار
لگے ہتھیار ہونے صاف و صیقل
وہ سینکنے سے درست ہو گئیں تھیں

لگے تیاریاں لڑنے کی کرنے
پڑی لشکر میں تھی ہر سمت ہلچل
جب دو پہر رات گئی نقیبوں نے

اٹھکے یہ صدا دی بیت جوانو جوان بخت ہشیار ہو + سلاحوں سے اپنے خبردار ہو + نقیبوں کی صدا سے جو سوار
سو رہے تھے بیدار ہوئے تیاری جنگ میں مصروف ہوئے جب وہ نصف شب بھی گذری اور وہ وقت آیا کہ ستارۂ
سحری آسمان پر چمکا اور سپیدۂ سحر جانب مشرق ہویدا ہوا حمزۂ صاحبقران نے وضو کیا اور نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے
نماز اور تعقیبات سحر کے سر واسطے سجدے کے جھکایا اور سر کو سجدہ گاہ پر رکھکر اسطرح دعائے فتح و ظفر خالق جن و بشر سے
بصد آرزو مانگی بیت خدایا بنصرت فتح و ظفر دے + مجھے لندھور پر غالب تو کر دے + جب حمزۂ صاحبقران یہ دعا
خالق کون و مکان سے کر چکے سر سجدے سے اٹھایا صندوق اسلحہ طلب کیا جب صندوق اسلحہ حاضر کیا گیا
امیر باتوقیر نے زرہ داؤدی زیب تن کی خود سر پر رکھا اور قنطورے اور چار آئینہ وغیرہ سے اپنے تن انور
کو زینت دیکے بارگاہ سے باہر تشریف لائے سرداروں نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ تمام سواران
لشکر مسلح و مکمل ہیں اور مرکب خنگ سیہ قیطاس زین و لجام سے آراستہ کھڑا ہے حمزۂ صاحبقران قریب فرش الم

بپشت مرکب پر سوار ہوئے آواز بسم اللہ الرحمن الرحیم چہار جانب سے بلند ہوئی جلو داروں نے دامن عبا و قبا کو درست کیا امیر بانو قیر نے مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا طرارے بھرتا ہوا چلا

ابیات

وہ تھیں جو کبھی اسکو توسن تھا ان کے برابر　　جاتے کبھی مغرب کبھی مشرق وہ چھلاوا
مرکب تھا فلک سیر عجب غیرت پری سایہ　　بجلی تھا کبھی گنبد گردان کے برابر

جب امیر نے گھوڑا اپنا بڑھایا لشکر بھی چل چل ریل ریل بیرق بیرق جوق جوق چلا سب پلٹنوں اور رسالوں میں مردان جنگ آزما تو دیکھتے تھے لیے جملہ سردار رسالوں اور پلٹنوں کو آراستہ کیے جانب میدان کارزار بصد شوکت امیر زادہ نامدار روانہ ہوئے اسوقت وہ نسیم سحر کا چلنا آفتاب کا طلوع ہونا گھوڑوں کا الف ہونا اور گرما گرم کیونکا بجنا دمبدم شہ بہنا وہ مرد بانِ لشکر کی شان وہ ہر ایک دلاور کی آن بان وہ نقیبوں کا خوش الحانی کے ساتھ صدائیں بلند کرنا وہ صحرائے سبزہ زار کی بہار وہ گلہائے خود رو کا کھلنا وہ ہوائے سرد کا چلنا مرغان خوش الحان کا بولنا وہ گھوڑوں کے دوڑنے سے دمبدم زمین کا تھرانا غبار کا بلند ہونا وہ سنانہائے نیزہ کا مثل ستاروں کے چمکنا وہ مثل دریا لشکر کا روانہ ہو کر جانب میدان مصاف جانا لائق دید تھا غرضکہ بصد شان و شوکت حمزہ صاحبقران مع لشکر فراوان میدان رزم میں پہونچے دیکھا کہ خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان میدان میں صف آرا ہے لندھور آمد لشکر امیر بانو قیر ستاندہ و لیرانہ دیکھکر متحیر ہوا اور حمزہ صاحبقران کو سلام کر کے مزاج پوچھا امیر بانو قیر نے بعد جواب سلام فرمایا کہ افضال خدا سے مزاج میرا درست ہے حمزہ صاحبقران لندھور سے یہ فرما ہی رہے تھے کہ بیلداروں نے نکلکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقوں نے ایسا چھڑکاؤ کیا کہ ابر و ابر نوبہار کی نہ رہی گرد و غبار دور ہوا میدان جنگ بخوبی آراستہ ہوا اب صف آرائی ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح آگے کا ہراول پیچھے کا چنڈول ساقہ و کمینگاہ سے فرصت ہوئی اسوقت دونوں لشکر دشمن نقیب اور کڑکیت نکلے کڑکا کہنے لگے طبل رزمی گرجنے لگے نقیب پکارنے لگے یوں نعرے مارنے لگے ہیبت نام رستم کا شاد و آج ہے وہ معرکہ ہے کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سنو گھوڑوں ڈھال کا اے مردان عالم آج نام کرو میدان شجاعت میں قدم بہادرانہ رکھو قدم پیچھے نہ ہٹنے پائے دیکھو امیر بانو قیر میدان کا نظارہ کر رہے ہیں تمھاری شجاعت و جوانمردی دیکھکر تمھاری دلیری کی تعریف کرینگے اور خلعت و انعام دینگے تم سب سنو زبجز جرائت ہو زندگی اس دنیائے فانی میں چار روز کی ہے دیکھو کیسے کیسے شاہان گیتی ستان اس دنیا میں آئے اور تھوڑی ہی مدت میں سوئے عدم چلے گئے اب انکا نام و نشان تک بھی باقی نہیں ہے ابیات جو تھے آہ مشہور دنیا میں مرد شجاعت میں یکتا دلیری میں فرد نہ باقی ہیں وہ اور نہ انکا نشان مگر نام انکا ہے ورد زبان بس اے جوانمردو زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے یہ وقت بہت غنیمت ہے سر میدان حریف سے مقابلہ کر دار جوہر تیغ دکھاؤ زخمی کرو زخم کھاؤ خون میں نہاؤ جوانوں میں سرخرو ہو دلیروں کی زندگی کا یہی مزہ ہے حسرت کارزار آج دل میں نہ رکھو اچھی طرح لڑو تاکہ پس مردن آرزوئے جنگ دل میں باقی نہ رہجائے انسان کو لازم ہے کہ آج کے کام کو کل کے اوپر موقوف نہ کرے کیونکہ بیت اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے بدمبوس باشی کہ عالم ہمہ اردی ہے ... کڑکیت لشکر لندھور کے کڑک کر ... یہ پکار رہے تھے کہ یک آسمنے ... نہ ہوا اور یہ بیت پڑھتے جاتے تھے کہ گاہ ایسے بیوت نیوت کا کبھو مالنس نہ تھا سے

نظم

اس چمن کی ہوا سے ہم نہ ڈرے
لالہ رو دل پہ لیکے جب داغ
خاک میں مل گئے جو سوتے ہیں
موت سے کسکو رستگاری ہو

آشیانوں سے جو اڑے عقل ہے
تب ہوا اللہ رے محفل باغ
باغ میں آ بیٹھا رندو تے ہیں
آج وہ کل ہماری باری ہے

عاقلان باغ یہ نہیں دلکش
خاک جب ہو گئے قدر رعنا
نرگسی چشم تھے جو دفن یہیں
جب اٹھے صاحبان محفل ورد
صبح کو طائران خوش الحان

جسکو دیکھو وہ ہے پریشان وحش
تب ہوئے سرو خوش نما پیدا
چشم نرگس جھکی جو سوئے زمین
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
بنفشے بن کر کل میں چلے تھا فان

ای دلاوران ہند تحقیق لازم ہے کہ لڑکے مرجاؤ نام زمانے مین کر جاؤ سامنا بہادران عرب کا ہے دیکھو ہرگز آگے بڑھکے پیچھے
نہ ہٹے اور بڑھے ورنہ تمھے مگر کوئی شخص شمشیر ہاتھ سے نہ چھوڑے یہ کہکر نقیب اور کڑکیت جب بہت سے دیکھے اور زبان دینے پر
رہتی گئے دلیران ہندی کو مضمون پر سنا ہمسایا آگیا جو بڑے بڑے بہادر تھے فرط شجاعت سے جھومنے لگے قبضۂ شمشیر دم بدم چومنے
لگے رخ کی نیت شجاعت و مردانگی سے سرخ ہوگئے یکایک طبل رزمی بجنے لگے نقارے مانند رعد گرجنے لگے لشکر کے علمون کو
علمداران نے جلوہ دیا ہر ایک علم کا پھریرا کھلا علم فوج آگے بڑھا لندھور فیل میمونہ سے اترکے سمرنگ ہندی پر سوار ہوا اور
سب دلاوران ہند سے رخصت ہوکے اپنے لشکر سے یہ نعرہ کرکے نکلا نعرہ

تفنگ کچیر پرز آروز رخسارے خون ریزان
ہمی زم چون دھمدان ہفت ور دمہ تیغ و تبان

چو بیند زیر رانم فیل میمون مبارک را
شود بیدار من زرم یکسر رستم دستان

جزیرہ ہائے ہندستان گرفتم از جوانمردی
بزیر چرخ گردد صورت گاؤ زمین لرزان

صدائے نعرۂ لندھور سے جوانان پرجگر کے دل ہلنے لگے غرض جس دم میدان مصاف مین آیا مرکب کو کاوے پر لگایا سلحشوری اور نیزہ بازی کے ہنر دکھانے لگا جب
سراپا پسینہ مین تر ہوگیا اور گرمایا مرکب کو ٹھہرا کر ہوائے سرد میدان مصاف کھانے لگا سستانے لگا پسینا خشک کرنے
لگا امیر بانوقیر نے سلحشوری لندھور کی تعریف کرکے فرمایا کہ تم گھوڑے پر سوار ہوکے کیون میدان مین آئے فیل میمونہ
ہی پر سوار ہوتے اور مقابلہ کرتے لندھور نے کہا آپ مرکب پر سوار تھے مجکو فیل میمونہ پر سوار ہوکر مقابلہ کرنا مناسب نہین
یہ امر خلاف شجاعت و مردانگی ہے لندھور یہ کہکے خاموش ہوا ناگاہ لندھور نے دیکھا کہ اشارہ حمزۂ صاحبقران سے
جملہ سواران لشکر روئی گوشہائے اسپان مین رکھنے لگے علمہائے لشکر جلوہ گری پر آئے لندھور نے متحیر ہوکر پوچھا کہ یہ کیا
معاملہ ہے کہ سواران فوج پنبہ گھوڑون کے کانون مین رکھتے ہین حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ ای لندھور گوش
مرکبان مین روئی رکھنے کا یہ سبب ہے کہ بافضال خداوند عالم سے میرے نعرے کی آواز جو سنتا ہے کوسون تک جاتی ہے زمین
تھرّاتی ہے شیرون کے دل دہل جاتے ہین گھوڑے بچارے صدائے نعرہ سنکے ہلاک ہوجاتے ہین یہ کہکر امیر بانوقیر نے نعرہ کیا
نعرہ۔ امیر کیہ فرزند ہاشم ہم کہ در روز میدان مبارز منم + جسوقت امیر بانوقیر نے نعرہ کیا لندھور نعرۂ امیر بانوقیر سنکے
متحیر ہوا کیونکہ زمین تھرانے لگی گھوڑے سواران لشکر کے بھڑکنے لگے دلیران لشکر کے دل دہلنے لگے اکثر سواران لشکر ہندوستان
گھوڑون سے گر پڑے اکثر گھوڑے اپنے راکبون کو زمین پر پٹک کے لشکر سے گھبرا کے نکلنے لگے گھوڑا لندھور کا بھی صدائے
نعرۂ امیر سے بدلگامی کرنے لگا لیکن لندھور نے مرکب کو سنبھالا الغرض جب امیر مرکب کو جولان کرکے لندھور کے
مقابل ہوئے لندھور مرکب کو بڑھا کر نگاور زن ہوا اسوقت جوانان سردو لشکر نے دیکھا کہ تین قدم مرکب لندھور کا
اور ایک قدم مرکب حمزۂ صاحبقران کا پیچھے ہٹ گیا لندھور منفعل اور متحیر ہوکر کہنے لگا کہ یہ میرے مرکب تین قدم کیون ہٹ گیا
حمزۂ صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا اب قوت کی کمی و بیشی اچھی طرح معلوم ہوجائیگی لندھور نے کہا آپ وار کیجیے ہنر جنگ ظاہر
کیجیے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای لندھور یہ اپنا قاعدہ اور دستور نہین ہے کہ پہلے ہم حریف پر وار کرین جب خداوند عالم
ہمکو تمھاری ضرب سے نیزہ و گرز و شمشیر سے بچالیگا اسوقت ہم بھی وار کرینگے لندھور یہ تقریر امیر بانوقیر کی سنکے خیال
کرنے لگا کہ حمزۂ صاحبقران نہایت شجاع و دلیر ہین مثل اپنا بہادری مین نہین رکھتے ہین یہ خیال کرکے لندھور نے نیزہ اٹھایا
اور گھوڑے کو بڑھا کر سینۂ بے کینہ امیر پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے سنان نیزۂ لندھور کو اپنے نیزے کی سنان پر
روکا نیزہ بازی برابر ہونے لگی بیت دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر + تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر + بعد ترد ترد سو طعن نیزہ
کے ایک بند ناوک امیر بانوقیر نے بلند ہوکے فرمایا کہ ای لندھور ہوشیار رہو کہ اب تمھارے ہاتھ سے نیزہ نکل جائیگا لندھور نے
ہنسکر کہا کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکلنا اب مشکل ہے آجتک تو میرے ہاتھ سے کسی نے نیزہ نہین نکالا ہے ابھی لندھور یہ کہہ رہا تھا

اور حمزۂ صاحبقران بند باندھ چکے تھے گھوڑا جو اٹھایا دست و بازوے لندھور کو صدمہ پہونچا ہر چند لندھور نے
چاہا کہ نیزہ ہاتھ سے نہ نکلے لیکن نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکل گیا بالائے ہوا سنان نیزہ مثل تیر شہاب سے چمکی
لندھور کہنی نیزہ آب خجالت مین غرق ہوا اور غضبناک ہوکے گرز گران سر کو اٹھایا حمزۂ صاحبقران نے واسطے گرز روکنے
کے سپر اٹھائی خواجہ عمرو نے کہا ای حمزۂ صاحبقران ہرگز گرز کو سپر پر نہ روکیے گا گرز نہایت ہی گران ہی امیر با توقیر نے
بموجب کہنے خواجہ عمرو کے وہی گرز اٹھایا لندھور نے گرز گران کو جو گھمایا گردش سے آواز افسوس افسوس کی پیدا ہوئی
چرخ گردش اُس گرز گرانبار کی دیکھکر ڈر گیا گاو زمین گرز باری گرز پر نظر کرکے تھرانے لگی سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران
وغیرہ متردد ہوے کہ دیکھیے یہ ضرب گرز گران سکیونکر گرتی ہی خواجہ عمرو بھی متفکر ہوے اکثر اہل لشکر واسطے سلامتی امیر
با توقیر کے خداوند قدیر سے برجوع قلب دعا کرنے لگے جب لندھور نے بقوت تمامتر وہ گرز گران حمزۂ صاحبقران
کے سر پر مارا جبتک گرز دور تھا وہ ڈرتھا جب گرز قریب سر آیا حمزۂ صاحبقران نے رکابون مین قدم جما کر اور پشت
مرکب سے کسی قدر بلند ہوکے اپنے گرز پر گرز لندھور کا روکا اُسوقت ایک ایسی صدا بلند ہوئی کہ جوانان ہر دو لشکر کے
دل دہل گئے کلیجے کانپنے لگے اکثر آدمیون کے پردے کانون کے شق ہوگئے ثابت ہوا کہ دو فیل مست مین باہم ٹکر ہوئی
یا دو پہاڑ آپسمین ٹکرائے غبار زمین سے بلند ہوا حمزۂ صاحبقران غبار مین پنہان ہوگئے لندھور نے گرز گران کو مار کے
بے اختیار کہا کہ وہ مارا امیر با توقیر کا کام تمام کیا یہ کہکر لندھور نے افسوس بھی کیا کہ ناحق مین نے گرز گران کا وار
کیا حمزۂ صاحبقران کو بیکار ہلاک کیا ایسا شجاع و بہادر ابروے زمین پر پیدا نہوگا یہ خیال کرکے لندھور
نے سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران اور خواجہ سے کہا کہ ذرا حمزۂ صاحبقران کو دیکھو آیا زندہ ہین کہ ہلاک ہوگئے
افسوس مجھسے بڑی نادانی ہوئی کہ مین نے حمزۂ صاحبقران کے سر پر گرز لگایا سرداران امیر با توقیر اور خواجہ
عمرو متفکر اور متردد تو تھے ہی جلد تر خواجہ نے اُس غبار مین جاکر پانی سے غبار کو دفع کیا دیکھا کہ گھوڑا حمزۂ صاحبقران
کا گھٹنون تک زمین مین غرق ہی آنکھین امیر با توقیر کی بند ہین گرز دونون ہاتھون مین ہی دونون ہاتھ مانند ستون تھامے
فولادی کے بلند ہین پیشانی پر عرق ہی ایک تسمہ رکاب کا ٹوٹ گیا ہی مرکب بھی ہمہ تن عرق مین تر ہی خواجہ عمرو نے یہ
حال حمزۂ صاحبقران کا دیکھکر نہایت بیتاب و بیقرار ہوکے اسطرح پوچھا کہ ای حمزۂ صاحبقران اسوقت دل آپکا
کیسا ہی آنکھین کھولیے حال مزاج بیان کیجیے دل مضطر کو میرے کچھ گفتگو کرکے تسکین دیجیے ہر چند خواجہ عمرو نے حمزۂ
صاحبقران سے عرض کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے اُس عالم بیہوشی مین کچھ جواب نہ دیا اور آنکھین نہ کھولین خواجہ عمرو
یہ حال دیکھکر اور زیادہ بیقرار اور بیتاب ہوے اور جلد تر تھوڑے سے پانی سے چہرۂ امیر پر چھینٹا دیا حمزۂ
صاحبقران نے فی الفور آنکھین کھولین اُسوقت خواجہ عمرو کے حواس درست ہوے دل کو قرار حاصل ہوا صدمہ و غم دل
سے دور ہوا آہستہ امیر با توقیر سے پوچھا مزاج عالی کیسا ہی حمزۂ صاحبقران نے آہستہ فرمایا ای خواجہ عمرو اسوقت اپنے
مزاج کی کیا کیفیت مفصل بیان کرون لائق بیان نہین لیکن مختصر یہ ہی کہ گرز اس زور سے لندھور نے لگایا ہی کہ میرا دل جانتا ہی
گرز لندھور نے کیا لگایا گویا پہاڑ مجھپر پھٹ پڑا اگر خداوند عالم مجھکو نہ بچاتا اور بازو بند جنایت کیا ہوا حضرت آدم علیہ السلام کا میرے
بازو پر بندھا نہوتا تو ای خواجہ عمرو مین ضرور ہلاک ہوجاتا کبھی گرز لندھور کا روک نہ سکتا مین نے اکثر پہلوانون سے
مقابلہ کیا لیکن جیسا صاحب قوت لندھور کو پایا کسی پہلوان کو ایسا قوی نہین دیکھا ای خواجہ اگر
خدا اپنا فضل کرے اور لندھور مطیع ہو تو مین اسکو ضرور اپنا جانشین کرون خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر با توقیر
فی الحقیقت آپ بجا اور درست فرماتے ہین لندھور نہایت ہی بہادر اور صاحب قوت و مروت ہی آپ پر گرز لگا کے

افسوس کر رہا ہی اور کہتا ہی کہ مین نے نہایت نادانی کی کہ سر حمزۂ صاحبقران پر گرز لگایا اب آپ کو مناسب ہی کہ اُس
گھوڑے کو جو گھٹنون تک زمین مین دھنس گیا ہی جلد نکال لیے اور روبرو لندھور کے جائیے تاکہ وہ آپکو دیکھکر خوش ہو
اسکو یقین ہی کہ دشمنان امیر ہلاک ہو گئے اسوجہ سے وہ غمگین ہی اور افسوس بار بار کر رہا ہی اور اپنی خطا پر یعنی گرز
لگانے پر نادم اور منفعل ہی اور جملہ سرداران لشکر اسلام بھی بیتاب و بیقرار ہین ہر چند کہ مین نے پانی بہت چھڑکا ہی اور
غبار کو دفع کیا ہی لیکن اب بھی آپ غبار مین پوشیدہ ہین امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کی تقریر سُنکے اُس غبار سے اپنے مرکب کو
تازیانہ دکھا کر نکالا مرکب خنگ سیہ قیطاس گویا ایک طبقۂ زمین لیکر اُس مقام سے نکلا اُسوقت غبار عظیم بلند ہوا بعد
دفع ہونے غبار کے جب لندھور نے حمزۂ صاحبقران کو صحیح و سالم دیکھا خوش ہوا کیونکہ لندھور دلاور ہی اور دلاور کی
دلاور کو قدر ہوتی ہی اور بہادر کو بہادر سے الفت اور محبت ہوتی ہی جب حمزۂ صاحبقران اُس غبار سے نکلے اُسوقت
امیر با توقیر نے قوت و بہادری لندھور کی تعریف کی لندھور نے کہا اب مین چاہتا ہون کہ آپ بھی گرز لگائیے قوت
و طاقت اپنی مجھکو دکھائیے حمزۂ صاحبقران نے رکاب شکستہ کو درست کرکے اور گرز گران سر اُٹھا کے اور گھما کے زور دستی
بقوت و طاقت سر لندھور پر مارا لندھور نے بھی گرز امیر کو اپنے گرز پر روکا تڑاقا ایسا ہوا کہ برق بھی کبھی اس
زور و شور سے نہ گرجی ہوگی اور کبھی رعد نے بھی اسطرح صدا بلند نہ کی ہوگی اور کبھی دو پہاڑ بھی اسطرح ٹکرائے ہونگے
اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ لندھور گرد و غبار مین پوشیدہ ہوگیا بہت سے سوار لشکر لندھور کے گرز گرز پڑنے
کی صدا سے اسطرح ڈرے اور گھبرائے کہ گھوڑون سے زمین پر گر پڑے اکثر سوارون کے کان کے پردے پھٹ گئے
بہت سے گھوڑے سوارون کی رانون سے اُس صدا کو سُنکے نکل گئے لشکر مین ایک ہلچل پڑگئی زمین میدان رزم کو جنبش ہوئی
قیامت آگئی رستم کا جگر لحد مین تھرانے لگا چرند و پرند حوالی میدان رزم سے بسبب خوف کے نہایت بدحواس ہوکے
اُڑے اور بھاگے پیر فلک نے خائف ہوکر سپر آفتاب اپنے چہرے کی پناہ کے واسطے بلند کی جب یہ حال شہپال
ہندی عموے لندھور نے دیکھا بیتاب ہوکے تخت سے اُٹھا اور خود بیتابانہ اُس غبار مین گیا اور مردمان لشکر نے
اُس غبار کو پانی چھڑک کرکے دفع کیا کچھ ہوا نے اُس غبار کو دور کیا حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ
تم بھی جاؤ دیکھو لندھور کا کیا حال ہی خواجہ عمرو فوراً روانہ ہوے اور لندھور کے پاس پہونچکے دیکھا کہ لندھور کی آنکھین
بند ہین رنج و صدمہ غبار سے چہرہ متغیر سراپا عرق مین تر ہی گرز گران دونون ہاتھون سے پکڑے ہی ہر ایک ہاتھ مانند
ستون آہنی کے بلند ہی اور دونون پیر شکن بخوبی ہی گھوڑا تا سینہ زمین مین دھنس گیا ہی دونون رکابین ٹوٹ گئی
ہین تسمے رکابون کے مثل تار عنکبوت ٹوٹ گئے ہین شبرنگ ہندی کی عجیب کیفیت ہی سراپا عرق مین تر ہی بند
بند اُس مرکب کا کانپ رہا ہی زبان منھ سے باہر نکلی ہوئی ہی مثل بھینسے کے ہانپ رہا ہی آنکھین دونون سرخ
اسکی ہین دہن مین کف ہی جب خواجہ عمرو حال لندھور اور مرکب کی کیفیت دیکھ چکے شہپال ہندی سے کہنے لگے
لندھور کو آواز دو شہپال ہندی لندھور کو اسطرح پکارنے لگا کہ ای فرزند جلد آنکھین کھولو منھ سے بولو میرا دل بیقرار
ہی ضرب گرز حمزۂ صاحبقران سے کہان کہان صدمہ پہونچا ہی صدر و ساعد تو ضرب گرز سے محفوظ ہین شہپال نے
ہر چند لندھور کو پکارا اور پوچھا لیکن لندھور نے آنکھین نہ کھولین اور کچھ بات نہ کی دوبارہ شہپال ہندی نے
اشکبار ہوکے پوچھا ای فرزند ارجمند اسوقت تمھارے مزاج کی کیا کیفیت ہی آنکھین کیون نہین کھولتے اور منھ سے کیون نہین
بولتے کیا ہوا نہین جانتا دل و جگر کو کیا کچھ صدمہ پہونچا ہی اب بھی لندھور نے آنکھین نہ کھولین اور اپنے چچا سے کچھ
کلام نہ کیا تیسری دفعہ شہپال ہندی بگریہ و زاری و بنالہ و بیقراری لندھور سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ ای نور نظر

وائی پارۂ جگر اگر زندہ ہو تو جلد بولو آنکھیں کھولو دیکھو تمہارے جملہ سردار اشکبار ہیں سب لشکری رو رہے ہیں اشکوں سے
منھ دھو رہے ہیں لشکر میں تلاطم ہے میرا دل بیتاب و بیقرار ہے شہپال ہندی تو ادھر لندھور کو پکار رہا تھا اور رو رہا
تھا اسطرف حمزۂ صاحبقران خالق انس و جان سے واسطے سلامتی لندھور کے دعا کر رہے ہیں اور یہ خیال کر رہے
تھے کہ ابتک لندھور ہوشیار نہیں ہوا نہیں معلوم کیسا ہے حمزۂ صاحبقران تو ادھر دعا کر رہے ہیں اور خیالات انواع
واقسام کے کر رہے ہیں لیکن اب حال لندھور کا سنیے کہ جب شہپال ہندی کے پکارنے سے لندھور نے آواز
نہ دی اسوقت خواجہ عمرو نے شہپال ہندی سے کہا کہ لندھور کے منھ پر پانی کا چھینٹا دو تاکہ جلد لندھور کو ہوش
آجائے اور آنکھیں کھول دے شہپال ہندی نے بموجب کہنے خواجہ کے لندھور کے منھ پر چھینٹا مارا لندھور
نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں دیکھا کہ شہپال ہندی چچا میرے اشکبار ہیں خواجہ عمرو پاس میرے کھڑے ہوے ہیں
جملہ سرداران فوج بھی گرد میرے جمع ہیں لشکر میں ہر ایک سوار و پیادہ بیقرار و اشکبار ہے سپاہ میں تلاطم عظیم ہے گھوڑا
تا سینہ زمین میں دھنس گیا ہے حال گھوڑے کا اچھا نہیں ہے لندھور تو اپنے چچا اور جملہ اہل لشکر پر نظر کر رہا تھا اور اپنے
گھوڑے کو دیکھ رہا تھا کہ شہپال ہندی نے لندھور سے پوچھا کہ ای فرزند تمھارا مزاج کیسا ہے میں نے تمکو کئی مرتبہ
پکارا لیکن تمنے آواز نہ دی میں بہت بیتاب و بیقرار تھا اب تمھارے ہوشیار ہونے سے مجھکو خوشی حاصل ہوئی دل بیتاب
کو قرار آیا لندھور نے باواز ضعیف اپنے چچا سے کہا کہ میں کیفیت اپنے دل کی کیا کہوں اور حال ضرب گرز امیر
با توقیر کیا بیان کروں سچ تو یہ ہے کہ دنیا میں مثل و نظیر حمزۂ صاحبقران کا نہیں ہے قوت و شجاعت میں وہ یکتا ہے
عصر و حید زمانہ ہیں ہر چند میں نے انکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اور ہلاک نہیں ہوا لیکن دست و بازو میں درد ہونے لگا
اگر پہاڑ بھی میرے گرز پر گرتا تو ایسا صدمہ میرے دست و بازو کو نہ پہونچتا جیسا کہ گرز گرانبار حمزۂ صاحبقران سے میرے
دست و بازو کو صدمہ پہونچا میں حمزۂ صاحبقران کو ایسا شجاع و قوی نہ جانتا تھا حقیقت میں وہ شجاعان جہان سے
بہتر ہیں لندھور نے یہ کہکر اپنے مرکب کو تازیانہ مار کر زمین سے نکالا اکثر راوی تو کہتے ہیں کہ مرکب لندھور کا مر گیا اور بعضے
راوی کہتے ہیں کہ زندہ رہا غرض جب لندھور نے اپنے اسپ خوش رفتار کو زمین سے نکالا حمزۂ صاحبقران
کے زور و قوت کی باواز بلند تعریف کی اور حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ آپ کا شجاعت و جوانمردی میں کوئی ہمسر
روے زمین پر نہیں ہے جسطرح کہ حمزۂ صاحبقران نے لندھور کی قوت و شجاعت کی تعریف کی تھی اسیطرح سے لندھور
نے بھی حمزۂ صاحبقران کے زور و بہادری کی ثنا کی بعد لندھور نے اپنے مرکب پر یا اور اسپ تیز رفتار پر سوار ہو کے
گرز گران سر حمزۂ صاحبقران کے سر پر مارا حمزۂ صاحبقران نے اسیطرح اپنے گرز پر روکا پھر حمزۂ صاحبقران نے
گرز مارا اور لندھور نے اپنے گرز پر گرز امیر کا روکا اسیطرح کئی ضربہ لندھور نے گرز مارا اور حمزۂ صاحبقران نے
روکا اور امیر با توقیر نے گرز مارا لندھور نے اپنے گرز پر روکا آخر لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب گرز سے
باہم لڑنا بیفائدہ ہے اور تلوار سے لڑنا بھی اچھا نہیں ہے کیونکہ تلوار کا کام کاٹنا ہے نہیں معلوم تلوار کی لڑائی کا انجام کیا ہو
میرے نزدیک مناسب ہے کہ اب ہم اور آپ کشتی لڑیں اور دیکھا ہم دونوں زور آزمائی کریں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا [illegible]
اسیطرح موجود ہوں اگر تمھارا دل چاہتا ہے تو کشتی لڑو میں کشتی اسپ پر بھی لڑ سکتا ہوں [illegible] لندھور نے یہ سنکر [illegible]
اپنے تیر ہاے شانے پر حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ رکھا حمزۂ صاحبقران نے بھی فی الفور گریبان لندھور کا [illegible]
ہاتھ ڈالا زور بخوبی کرنے لگے جب دونوں مرکب ہانپنے لگے اور گھوڑا لندھور کا زمین پر بیٹھنے لگا اسوقت [illegible]
چلا کے کہا ای بہادر روا اگر کشتی لڑنا ہے تو گھوڑوں سے اتر کر زور آزمائی کرو گھوڑے بیچارے بے زبان ہلاک ہوے جاتے ہیں

لندھور اور حمزۂ صاحبقران گفتگوے شاطران سنکے مرکبون سے اُترے اور سلاح تن سے اُتار کے آمادہ کشتی
لڑنے پر ہوے اُسوقت بحکم صاحبقران زمان اور لندھور بن سعدان جلد تر بیلدار اکھاڑے کی درستی کرنے لگے
زمین گھٹنون تک نرم اور ملائم ہوئی تمام اکھاڑا بخوبی صاف و درست ہوگیا اکھاڑے پر خیمۂ نفیس برائے دفع حرارت
آفتاب استادہ کیا گیا اور برابر اکھاڑے کے بہت سے خیمے استادہ ہوے فرش خیمون مین بچھایا گیا کرسیان رکھی گئین
دنگل واسطے سردارون کے بچھائے گئے لشکری کمرین کھول کے اور زرین پوش گرد اکھاڑے کے بچھا بچھا کے بیٹھے
سرداران نامی دنگلون اور کرسیون پر بحکم لندھور اور حمزۂ صاحبقران بیٹھے مردمان شہر کو خبر ہوئی کہ حمزۂ صاحبقران
اور لندھور بن سعدان سے میدان مصاف مین کشتی ہوگی شرفاے شہر اور اہل حرفہ باشتیاق تمام شہر سے گروہ گروہ
جوق جوق چلے پہلوانان ہند بھی مع اپنے شاگردون کے اپنے اپنے مکانون سے چلے اور بعجلت تمام راہ طی کر کے میدان رزم
مین پہونچے پہلے میدان رزم مین کثرت مردمان ہر دو لشکر سے جگہ نہ تھی اب ہزارون تماشائیون اور اہل حرفہ سے اور
زیادہ کشمکش ہوئی کوسون تک آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے سیکڑون آدمی بڑے بڑے درختون پر چڑھ گئے تھے کہ
درختون پر سے خوب کشتی نظر آئیگی جو لوگ زمین پر بیٹھے تھے درختون مین آدمیون کے چہرون اور سرون کو دیکھکر کہتے تھے
کہ دیکھیے طرفہ بہار ہے قدرت باغبان گلشن جہان ظاہر و آشکار ہے ان درختون مین پھل بصورت انسان نظر آتے ہین
اکثر مردم ان اشخاص کو درختون پر دیکھکر مسکراتے بعضے بے اختیار قہقہے مار ہنستے تھے پھبتیان آمیز کہتے تھے قریب
اکھاڑے کے بازار مین آراستہ تھین دکاندار ہر قسم کی اشیا لیے ہوے بیٹھے تھے کسی جگہ بزاز تھان گلبدن اور
اطلس وغیرہ کے لیے ہوے دکان لگائے ہوئے بیٹھے تھے اُنکے پاس وہ وہ تھان عمدہ اور نفیس کپڑون کے تھے کہ جو گلبدنون
کے تن نازک و نرم سے بھی ملائم اور ملیح زیادہ تھے معشوقان بیزار دل ان بزازون کے پارچہ کمخواب کو دیکھکر کف افسوس
تہیدستی سے ملکے اکثر کہتے تھے کہ بغیر اس کپڑے کے لیے ہوئے ہماری آنکھون کو ٹھنڈک نہین کو سنگھو ہر کسی طرف
حلوائی عمدہ اور لذیذ مٹھائی پیتیل کے تھالون مین رکھے ہوے بیٹھے تھے کوئی حلوائی پکارتا تھا مزہ قند کی امرتیون
مین کوئی خوانچہ سر پر رکھے ہوے کہتا پھرتا تھا عمدہ قند کی برفی ہے کسی کے پاس دو امرتیان گرم گرم تازی ایسی بیدار
تھین کہ دل خریدار کو اپنے حلاوت و ذائقہ سے پیچ مین لاتی تھین اور شیرین اسقدر تھین کہ شیرین لبون کے جنکی شیرینی
کے سامنے لب بند ہوے جاتے تھے ایک طرف کنجڑین جوان جوان خوبصورت خوبصورت رنگین دوپٹے اوڑھے
ہوئے لہنگے قیمت مہنگے نئے نئے پہنے ہوئے ٹوکریون مین کورے نارنگیان سیب و ناشپاتیان امرود وغیرہ رکھے
ہوے بناز و ادا بناو سنگار کیے ہوے بیٹھی تھین کوئی انھین پکار کے کہتی تھی مزہ انگور کا ہے رنگترہ مین کوئی کنجڑن
گنّے لیے بیٹھی تھی اور پکار کے کہتی تھی پھننے لگائے ڈبل پیسے پیسے کنڑیین سہ پارہ میٹھی تھین اور بناز و ادا مسکراتی
تھین بیت سدا اپنے عاشق سے یون نعرہ زن ٭ کہ لے نار پستان و سیب زقن ٭ کسی طرف ساقنون کی
دکانین تھین چہرہ پر نشہ بازدم دمبدم لگاتے تھے کسی جانب حکاک نگینہ ساز بعد انداز بیٹھے تھے غرض میلے
کے مانند ہر شہر دہان بکتی تھی خریدارون کا ہجوم تھا کثرت مردمان از حد تھی گرم بازاری ہو رہی تھی سقے مشکین پانی
سے بھرے کٹورے بجاتے ہوے پھرتے تھے الغرض جب بخوبی اکھاڑا تیار اور درست ہوچکا لندھور اور حمزۂ صاحبقران
دونون دامن گردان کر اکھاڑے مین آترے اور کشتی لڑنے لگے قیامت کے زور ہونے لگے دہن بدہن اور بر
مشت بہ مشت کشتی ہونے لگی کبھی لندھور کو حمزۂ صاحبقران ریل کے تھوڑی دور تک اکھاڑے مین لیگئے
کبھی لندھور نے سنبھل کر حمزۂ صاحبقران کو ریلا کبھی حمزۂ صاحبقران بغلی ڈوبے کبھی لندھور نے توڑ بند باندھا

کبھی حمزۂ صاحبقران نے دکھنی گرہ لگائی کبھی لندھور نے کیلی کی جب شام ہوئی لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے
کہا کہ اب شام ہو گئی صبح کو پھر کشتی لڑینگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر شام ہو گئی تو کیا حرج ہی روشنی اسقدر ہو جائیگی
کہ شب بہتر روز روشن سے ہو جائیگی علاوہ اسکے میرا یہ قاعدہ نہین ہی کہ شب کو حریف سے نہ لڑون لندھور نے یہ تقریر
حمزۂ صاحبقران سنکے اپنے چچا شہیال ہندی سے کہا کہ سامان روشنی کا کیجیئے شہیال ہندی نے بفور سامان
روشنی کا کیا ادھر حمزۂ صاحبقران کے حکم سے سردارون نے سامان روشنی کیا جب بخوبی روشنی ہو چکی اور حمزۂ صاحبقران
اور لندھور بن سعدان شیر کاسون مین پی چکے پھر کشتی ہونے لگی اور پیچ اور توڑ جوڑ ہونے لگے یہانتک کہ وہ شب
بھی گذری اور صبح ہوئی دن بھر کشتی باہم ہوئی آخر شام ہوئی پھر روشنی کا انتظام ہوا اور شیر کاسون مین دونون بہادرون نے
پیا اور پھر باہم کشتی لڑنے لگے یہانتک کہ پانچ شب و روز برابر کشتی ہوئی پانچوین روز قریب شام لندھور نے حمزۂ صاحبقران
سے کہا کہ اب مین آخری زور کرتا ہون ہوشیار ہو جائیے امیر باتوقیر نے فرمایا مین خبردار اور ہوشیار ہون لندھور نے
سر اپنا سینۂ امیر مین اڑا کر اور دونون ہاتھ اپنے امیر باتوقیر کے دونون شانون پر رکھکے ازحد زور کیا اور امیر باتوقیر کو
ریل کر اکھاڑے مین لیچلا تین قدم تک امیر کو ریل کے لیگیا پھر امیر باتوقیر نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا اسوقت ہر چند
لندھور نے زور کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی لندھور نے اپنے ہاتھ امیر کے شانون سے اٹھاکر
کہا کہ مین زور کر چکا اب آپ زور کیجیے حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر لندھور کی سنکے اپنا سر سینۂ لندھور سے ملایا
اور دونون شانون پر لندھور کے ہاتھ رکھکر لندھور کو ریلا ہر چند لندھور نے چاہا کہ میرا لنگر زمین سے نہ اکھڑے لیکن
حمزۂ صاحبقران قریب پانچ قدم کے لندھور کو لیگئے لندھور نے پانچ قدم پیچھے ہٹکے اپنا لنگر زمین پر قائم کیا امیر
باتوقیر نے توڑۂ کمربند فولادی لندھور کا پکڑ کے روز اول زمین سے کسی قدر اٹھایا اور روز دوم زمین سے گھٹنون
تک اور روز سوم مین کمر تک لندھور کو اٹھایا اور قصد کیا تھا کہ سر سے بلند کر کے زمین پر پٹکین ناگاہ توڑۂ کمربند لندھور
دست امیر باتوقیر سے چھوٹ گیا جب لندھور دست امیر باتوقیر سے چھوٹ کے زمین پر آیا فوراً کھڑا ہو گیا چت نہین
ہوا حمزۂ صاحبقران کو نہایت صدمہ ہوا اور خیال کیا کہ لندھور کو مین سر سے بلند نہ کر سکا اور زیر نہ کر سکا توڑۂ
کمربند فولادی ٹوٹ گیا افسوس ہی لندھور ہاتھ سے چھوٹ گیا پھر لندھور سے کہا کہ بوجہ ٹوٹ جانے توڑہ کے مین تمکو تا بہ سر بلند
نکر سکا اور زیر بخوبی نکر سکا اس سبب سے مین اپنے تئین ہلاک کرتا ہون لندھور نے عرض کیا اگر توڑۂ کمربند فولادی
نہ ٹوٹ جاتا تو آپ ضرور مجکو سر سے بلند کر کے زمین پر پٹکتے اور مجکو زیر کر لیتے یہ کہکر لندھور نے خنجر امیر باتوقیر کے ہاتھ سے
جست لے لیا اور کلمہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوا اور حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ اب مین قلعہ مین جاکر اپنے
ہمراہیون کو مسلمان کرتا ہون امیر نے لندھور کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے لندھور مین اب تمکو اپنا قوت بازو
سمجھتا ہون یہ فرماکر لندھور کو بخوشی رخصت کیا لندھور اپنے قلعہ مین گیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعض راویون کا
تو یہ قول ہی کہ لندھور اور حمزۂ صاحبقران سے سات روز تک برابر کشتی رہی اور ساتوین روز لندھور
مسلمان ہوا لیکن اس حقیر سراپا تقصیر شیخ تصدق حسین نے اساتذۂ باکمال کی زبانی اسطرح
سنا ہی کہ پانچ شب و روز لندھور اور حمزۂ صاحبقران مین کشتی ہوئی اور پانچوین
روز لندھور مسلمان ہوا لندھور تو اپنے قلعہ کی جانب روانہ ہوا اور امیر باتوقیر نے
چاہا کہ بارگاہ ہشتامی کو وہان سے پھرین کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد نمودار ہوئی امیر
باتوقیر متحیر ہو کے دیکھنے لگے کہ یہ گرد کیسی نمودار ہوئی کہ دفعۃً دامن گرد چاک ہوا اور ایک نقابدار اس سے

پیدا ہوا اور امیر باتوقیر کو آکر بصد ادب مجرا کیا امیر کشور گیر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ ای شخص تو کون ہوا در کہان سے آیا ہی اور یہان آنے کی کیا وجہ ہوئی یہ سنکر اُس نقابدار نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ غلام ملکہ مہرنگار کا خدمتگار ہی اور ایک نامہ اور یہ شیشہ شراب کا ملکہ نے خدمت حضور مین بھیجا ہی وہ لیکر آیا ہون امیر نے کہا اچھا لاؤ یہ سنکر اس نقابدار نے وہ نامہ اور شیشہ شراب کا امیر باتوقیر کے حوالے کیا اور آپ جسطرف سے آیا تھا ادھر ہی کو روانہ ہوگیا امیر نے لفافہ اُس نامہ کا چاک کر کے جو پڑھا تو لکھا تھا کہ ای امیر باتوقیر اللہ اللہ آپ یہ بے مروتی اور بیوفائی کرین سخت تعجب ہی اللہ اللہ آپ اُس زخم خوردۂ شمشیر فراق کو اسقدر جلد فراموش کر گئے کہ پلٹ کر کروٹ نہ لی ہم تو یون آپ کے فراق مین بیقرار ہون اور آپ ہماری جانب سے اسطرح غافل ہو کر اپنے امور مین سرشار رہون مگر خیر یہ بھی ایک گردش فلک ہی کہ آپ نے ہماری یاد اپنے دل محبت منزل سے یون سہو و محو کر دی لیکن آپکی یاد ہمارے دل مین اُسی طرح ہی چاہیے آپ ہمین پوچھین اور چاہے نہ پوچھین ای محبوب جانی اور ای یار رجاودانی اب تو آنکھین میری انتظار کرتے کرتے سفید ہو گئین اب میری یہ حالت ہی کہ مصرع۔ جب کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپکی + اپنے فراق مین اب نہ تڑپایئے اور برائے خدا و رسول ایک نظر صورت اپنی دکھا جایئے ورنہ ایک نہ ایک دن ہم تو یونہین تڑپ تڑپ کے ہلاک ہو جائینگے اور آپکے دیکھنے کی آرزو اور حسرت دل پر درد مین لیجائینگے شعر۔ جو آنا ہو تو جلد آؤ بس اب کیون دیر کرتے ہو + عدم کو کوچ ہی اپنا اجل لینے کو آئی ہی ای امیر کشور گیر اب ہر مرتبہ دل مین یہ خیال آتا ہی مخمس

فریاد سے کر زلزلہ عالم مین وہ برپا | جو اہل زمین اہل فلک ہون تہ و بالا | کیا فائدہ اب ضبط سے دم لب پہ ہی پہونچا
اُس بت کو خبر ہو کہ ہوا اس سے عرض کیا | ای نالۂ دل عرش معلی کو ہلا لے

اور حقیقت حال یہ ہی کہ مخمس

ہین ابر بہاری سے سوا دیدۂ خونبار | مثل گل تر سبز ہوئے خشک تھے جو خار | شبنم کی طرح اشک کی ریزش نہین بیکار
جب یاد کیا ہی تجھے ای غیرت گلزار | بھر بھر دیئے ہین آنسو نے سب آبلے تھالے
بھنکتا ہی مرا داغ جنون سے بدن ایسا | جل جائے اگر تن سے لگے دامن صحرا | ہر گام بیابان گرم روی سے ہی یہ نقشا
تیزاب کا شیشہ ہی مرا آبلۂ پا | جنگل مین لگے آگ جو تیز ہون مرے چھالے
دوری نے تری شعلہ رخ کی ستم آرا | جو حال کیا ہی وہ بیان ہو نہین سکتا | یہ ظاہر و باطن کا بنا یا مرا نقشا
ہر آبلہ ہی سوز محبت سے سراپا | دیکھو تو کلیجے کے دکھاؤن تجھے چھالے

ای امیر باتوقیر یہ شیشہ شراب عنقا کا بڑی تلاش سے میرے ہاتھ لگا تھا سو خدمت عالی مین خدمتگار باعتبار کے ہاتھ ارسال کر کے امیدوار ہون مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف + یہ نامہ پڑھکر امیر باتوقیر بہت مسرور ہوئے اور اُسیوقت یاد محبوب مین بیتاب ہو کر وہ شیشہ منہ سے لگا لیا کوئی دو ہی گھونٹ حلق کے نیچے اُترنے پائے تھے کہ امیر باتوقیر کو اچھو ہو گیا اور نہایت بیتاب ہوئے ڈگر سے کے ڈگرے خون کے منہ سے گرنے لگے سرداران لشکر جو وہان موجود تھے وہ امیر کو بارگاہ مین اٹھا لائے پلنگ پر لٹایا کہ اتنے مین خواجہ عمرو جو خبر لشکر منصور کی لینے گئے تھے وہ بھی آ گئے حال پر اختلال امیر کشور گیر دیکھکر نہایت مضطر ہوئے اور حقیقت حال کے مستفسر ہوئے عادی نے کہا کہ خواجہ اور تو کچھ ہمین نہین معلوم مگر ہان اتنا جانتے ہین کہ ایک نقابدار کو نامہ اور شیشہ دیتے دیکھا تھا مگر وہ نامہ اور شیشہ دیتے ہی جلد جدھر سے آیا تھا ادھر ہی کو چلا گیا اور امیر اس نامہ کو پڑھکر بہت ہی خوش ہوئے اور شیشہ منہ سے لگا لیا شاید کوئی دو گھونٹ حلق کے نیچے اُترے ہونگے کہ اچھو ہو گیا اور رگتیان کی کلیان

ڈگرے کے ڈگرے خون کے منہ سے گرنے لگے ہم لوگ وہان سے بارگاہ مین اُٹھا لائے اور رجب سے ایک حیرت سی ہے
کہ خداوندا یہ کیا ماجرا ہوا اور اس شیشہ مین کیا آفت تھی عمرو نے کہا کہ وہ نامہ تو لاؤ کہان ہے لوگون نے وہ نامہ عمرو کو
لا دیا عمرو نے جو اُس نامہ کو پڑھا پہچان گیا کہ یہ فعل گستہم زرین کفش کا ہے اور نہایت فکرمند ہوا آخرکار بعد تردد
بسیار قلم دوات اور قرطاس اٹھا کر ایک نامہ منجانب حمزہ صاحبقران لندھور کو بدین مضمون تحریر کیا کہ اے لندھور
تجھسے یہ امر بہت بعید تھا کہ تو جا کر بیٹھ رہا اور پلٹ کے کروٹ تک نہ لی الشنید و بہتر یہ ہے کہ تو اس نامہ کے دیکھتے ہی بسرعت
بارگاہ مین حاضر ہو کسلیے کہ ہر چند مین عمرو سے کہہ رہا ہون کہ لندھور دائرہ اسلام مین آ گیا لیکن وہ قبول نہین کرتا
دیکھو خبردار اس تھوڑی تحریر کو بہت بڑی تاکید جاننا اور ایک لمحہ توقف نکرنا ورنہ تو عتاب صاحبقرانی کا مستحق
ہوگا اور اپنے دہاڑون کو جھینکے گا جب یہ نامہ لکھ چکا تو مہر حمزہ صاحبقران مدظلہ الرحمن کی ثبت کر کے سرہنگ
کے حوالے کیا سرہنگ ملکی اُس نامہ کو لیکر جلد جلد راہ طے کر کے شہر سراندیپ مین پہونچا اور لندھور سے ملاقات
کر کے وہ نامہ لندھور کو دیا لندھور نے پہلے تو اُس نامہ کو بوسہ دیا بعد اُسکے اپنی آنکھون سے لگایا سر پر رکھا
پھر اُس نامے کو کھولکر پڑھا بعد تفہیم مطالب اُسیوقت سوار ہو کے بارگاہ امیر با توقیر کی راہ لی ادھر سے تو لندھور چلا
اور ادھر سے مارے گھبراہٹ کے عمرو بھی روانہ ہوا راہ مین لندھور اور عمرو سے سامنا ہوا عمرو نے بعیاری اُسے
بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا اور بپائے شاطر مارتے ہوئے داخل بارگاہ امیر ہوئے سبکو تشفی اور دلاسا دیا اور کہا کہ مت
گھبراؤ امیر کو صحت ہوئی جاتی ہے مین ابھی جا کر کسی حکیم کو لاتا ہون یہ کہکر بہت جلد جلد بپائے شاطر مارتا ہوا جزیرہ
ہمیشہ بہار مین حکیم اقلیمون کی خدمت مین روانہ ہوا اور ایک چار گھڑی مین جزیرۂ ہمیشہ بہار مین پہونچکر
حکیم اقلیمون کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے کل ضروری کتابین اور دوائین بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کین اور بارگاہ
امیر کا راستہ لیا بعد تھوڑی دیر کے بارگاہ امیر مین پہونچ گیا عادی نے کہا کہ اے عمرو حکیم کو لایا یا نہین عمرو نے کہا بھلا
یہ بھی ممکن تھا کہ مین حکیم نہ لاتا یہ کہکر حکیم کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا حکیم نے جو اپنے کو بارگاہ امیر مین بحلقہ سرگردان دیکھا
نہایت متحیر ہو کر دیکھنے لگا کہ ہائین یہ مین کہان سے کہان آ گیا اور ایک ایک سے متحیر ہو کر پوچھنے لگا کہ مجھکو کون میرے
مکان سے اُٹھا لایا عمرو نے کہا کہ حکیم صاحب متردد نہو جیے گھبرائیے نہین مین آپکو اُٹھا لایا ہون اگر مین آپ سے
بظاہر کہتا کہ میرے ساتھ چلیے تو شاید آپ عذر کرتے اسلیے مین آپکی کنیز ہمیشہ بہار کی صورت بنکر کھانا لیکے آپ
کی خدمت مین آیا اور آپکو کھانا کھلا کر پانی مین ایک تھوڑی سی بیہوشی ملا کر آپ کو پلا دیا جب آپ بیہوش
ہو گئے تو آپ کو اُٹھا لایا حکیم صاحب نے کہا کہ آخر میرے لے آنے کی کیا وجہ ہے عمرو نے کہا حکیم صاحب
بات یہ ہے کہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کو شراب مین زہر ملا کر دیدیا گیا ہے اور اُسوقت سے
ابتک امیر کو برابر خون کی قے آ رہی ہے ہم لوگ نہایت پریشان ہوئے کہ کیا کرین اور یہ خون کیونکر بند ہو اسلیے
مین آپکو جا کر لے آیا مہربانی فرما کر اب آپ امیر کا معالجہ فرمائین کیا عجب ہے کہ حق سبحانہ تعالے آپ کے ہاتھ سے
امیر کو شفا دے یہ سنکر حکیم صاحب نے کہا کہ اے عمرو خیر اب تو تم مجھکو اُٹھا ہی لائے مین ہر طرح علاج کرنے کو
مستعد ہون مگر یہ بتاؤ کہ مین کس برتے پر علاج کرون نہ یہان میرے پاس کتابین نہ دوائین عمرو نے کہا کہ آپ گھبراتے
کیون ہین مین آپکی کتابین بھی لیتا آیا ہون اور دوائین بھی لایا ہون حکیم صاحب نے کہا کہ لاؤ دیکھین تو آخر کون کون
دوائین لائے ہو اور کون کون کتابین لائے ہو یہ سنکر عمرو نے سات کتابین اور سات مرتبان دواؤن کے اور ایک
صندوقچہ مرکب دواؤن کا نکال کر دیا حکیم صاحب بہت خوش ہوئے کہا کہ اے عمرو شاباش و مرحبا تجھکو اس عجلت میں بھی

یہ دھیان رہا کہ کتابین اور دوائین جو تمسے لائی گئین لیتے آئے عمرو نے کہا کہ حضور مین تو جانتا ہی تھا کہ آپکو کتابون اور
دواؤن کی ضرورت ہوگی اس لحاظ سے جو کتابین اور دوائین میرے سامنے تھین وہ سب اٹھا لایا یہ سُنکر حکیم صاحب
اُٹھے اور امیر کی نبض ملاحظہ فرمائی اور کہا کہ ہان بیشک امیر کو شراب مین زہر ملا کر دیا گیا ہی اچھا عمرو دیکھو تو ان
دواؤن کے صندوقچے مین زہر مہرہ خطائی اصلی ہی عمرو نے صندوقچہ کھولکر دیکھا اور حکیم صاحب سے کہا کہ حضور زہر مہرہ
تو نہین ہی حکیم صاحب نے کہا کہ پھر کیا ہو بغیر زہر مہرہ کے علاج ناممکن ہی اور نسخہ ناقص اے عمرو جسطرح بن پڑے زہر مہرہ
ڈھونڈھکر لاؤ عمرو نے کہا کہ حضور مین کہان سے لاؤن جہان سے فرمائیے وہان سے لاؤن مجکو تو معلوم نہین کہ کہان ملے گا
حکیم صاحب نے کہا کہ خزانۂ نوشیروان مین بہت عمدہ زہر مہرہ ہی اگر تم وہان جاؤ تو البتہ ملجائیگا عمرو نے کہا مین ابھی جاتا ہون
اور لاتا ہون یہ کہکر دیوانہ وار جانب مدائن روانہ ہوا ابھی تھوڑی دور چلا ہوگا کہ مقبل سے ملاقات ہوئی اور وہ
عمرو کا سد راہ ہوا اور پوچھا کہ کہان جاتے ہو عمرو نے کہا کہ امیر کو خون کی قے آرہی ہی حکیم اقلیمون نے زہر مہرہ خطائی
تجویز کیا ہی اُسی کی تلاش مین مدائن کو جاتا ہون مقبل نے کہا کہ اچھا جاؤ خدا نگہبان ہی مگر اتنا کرنا کہ اگر زیدبکی سے
ملاقات ہوجاوے تو میرا اسلام کہدینا یہ سُنکر عمرو بہت خفا ہوا اور کہا کہ او نادان تو نے اتنی بات کہنے کے لیے میرا ہرج
کرایا اور خواہ مخواہ اتنی دیر تک مجھے روکے کھڑا رہا یہ کہکر جست کرتا ہوا چلا ایک ہی میل کے قریب چلا تھا کہ پھر مقبل نے
دوڑکر راہ عمرو کی روکی اور کہا کہ اے عمرو ایک ضروری بات کہنا ہی سنتے جاؤ عمرو ٹھہر گیا مقبل نے کہا کہ تم جاتے ہو اگر
عمرو بن حارث سے ملاقات ہوجائے تو میرا اسلام کہدینا یہ سُنکر عمرو پہلے سے زیادہ برہم ہوا اور کہا کہ تو عجب طرح کا
مہمل آدمی ہی کہ مین اتنی بڑی ضرورت شدید سے جاتا ہون اور تو مجھے خواہ مخواہ روکتا ہی یہ کہکر پھر جست کرتا ہوا روانہ
ہوا کوئی نصف میل تک گیا ہوگا کہ مقبل پھر دوڑکر سد راہ ہوا اور پکارا کہ اے خواجہ ایک بات اور سنتے جاؤ بس
ابکی مرتبہ کے روکنے مین عمرو نہایت ہی خفا ہوا اور کہا کہ اے مردود تو مجھے روک یہ کہکر مین تازیانہ مقبل کے رسید کیے
چوتھی مرتبہ ہاتھ اُٹھاہی تھا کہ مقبل نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ خواجہ مجھے مارو نہین مین نے تمھین بیکار نہین روکا تھا بلکہ
اسواسطے روکا تھا کہ جانا تمھارا مدائن مین بیکار ہی مین ابھی زہر مہرہ کا نشان تمھین بتائے دیتا ہون عمرو نے
کہا کہ جلد بتاؤ زہر مہرہ کہان ہی مقبل نے کہا کہ اے خواجہ زہر مہرہ امیر کے بازو مین ہی جاکر نکال لو عمرو نے کہا اے مقبل وہ لام
یہ کیا بات تھی کہ تو نے اتنی دیر کے بعد بتایا اور خواہ مخواہ مجھے پریشان کیا مقبل نے کہا کہ اے خواجہ مصلحت یہی تھی
خواجہ بزرجمہر نے مجھسے یہی کہدیا تھا کہ جب تک تو تین کوڑے نہ کھا لیتا اُسوقت تک نہ بتانا عمرو نے کہا کہ
خیر یہ بھی عجب بات ہی یہ کہکر خواجہ جانب بارگاہ امیر روانہ ہوئے اور داخل بارگاہ ہوکر زہر مہرہ امیر کے بازو سے نکالکر
حکیم صاحب کو دیا حکیم صاحب زہر مہرے کو دیکھکر بہت مسرور ہوئے اور کہا کہ واقعی کیا عمدہ زہر مہرہ ہی مگر کھرل تو یہان موجود
نہین ہی زہر مہرہ کس چیز مین گھسون عمرو نے سنگ سماق کی کھرل اُسیوقت زنبیل سے نکالکر دی اور کہا یہ لیجیے کھرل بھی آپکی
لیتا آیا تھا حکیم صاحب نے کہا کہ صد آفرین خواجہ تمھارے دھیان پر یہ کہکر زہر مہرہ گھسکر اور اور دوائین مرکب
کرکے امیر کے حلق مین ٹپکایا بس اُس دوا کا حلق کے نیچے اترنا تھا کہ ایک بہت بڑی قے زرد زرد امیر کو آئی اور
اُس قے کے آتے ہی امیر نے آنکھین کھولدین اور بہوش وحواس بالکل درست ہوگئے جتنا زہر تھا سب نکل گیا اب جو
امیر با توقیر غور سے ملاحظہ کرتے ہین تو سب سرداران لشکر گرداگرد حلقہ باندھے بیٹھے ہین اور ایک طرف حکیم صاحب
کرسی پر بیٹھے ہین پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی تم لوگ کیون اسطرح میرے گرد حلقہ کیے بیٹھے ہو عمرو نے کہا کہ خداوند حضور کے دشمنونکو شراب
مین زہر ملا کر دیا گیا تھا یہ تابعدار آپکا حکیم اقلیمون کو جزیرۂ ہمیشہ بہار سے جا کے لے آیا اور آپکا معالجہ کرایا جب تو

آنکھ کھولکر دیکھا ورنہ ہمین تو یاس ہوگئی تھی کہ آپ کے دشمن کاہیکو زندہ رہینگے فی الواقع خداوند حکیم صاحب نے کیا علاج
کیا ہی یہ سنکر امیر بالو تیر اٹھ بیٹھے اور حکیم صاحب سے معانقہ کیا اور بہت کچھ انعام اور ایک خلعت گران حکیم صاحب
کو مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود غسل صحت کرکے دربار کیا تمام سرداران دست چپ اور دست راست آکر جمع ہونے
نذرین خوشی کی گذرنے لگین تصدق اُترنے لگے یہان تو صحبت جشن برپا تھی اور اودھر گستہم نے فوج جمع کرکے طبل جنگ
بجوادیا امیر نے طبل جنگ کی آواز سنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا شور و غل ہی عمرو اسیوقت بارگاہ سے
باہر آیا اور بعد دریافت حال بارگاہ مین آکر امیر سے بیان کیا کہ حضور گستہم آیا ہی اور اسنے طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے
یہ سنکر کہا کہ ای خواجہ تم جاکر اس ملعون سے کہو کہ ای گستہم امیر بالو تیر بہت سخت علیل ہوگئے تھے ابھی اس مرض سے
نجات حاصل ہوئی ہی مگر پورے طور پر توانائی نہین آئی ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ تو آج پھر جا جب امیر کو کامل طور پر توانائی
آجائیگی تو پھر آنا اور طبل جنگ بجوانا یہ سنکر عمرو گیا اور پیام صاحبقران کا گستہم کو پہونچایا گستہم نے کہا کہ ای
عمرو مجھے تیرے کہنے کا ہرگز یقین نہین ہی اگر تو اس واقعے کو بیان کردے جو میرے اور امیر کے درمیان مین ایک مرتبہ
ہوا تھا تو مین تیرے کہنے کو یقین لاؤن ورنہ مجھے امیر کی زندگی کی امید نہین ہی یہ سنکر عمرو امیر کے پاس آیا اور جو کچھ کہ
گستہم نے کہا تھا امیر سے بیان کیا امیر نے کہا کہ ای عمرو تو جاکر گستہم سے کہدے کہ تو جسوقت بہرام گردن
خاقان چین کو گرفتار کرلایا تھا تو اسوقت مجھسے گلے لپٹ کر تو نے تین زور کیے تھے لیکن مجھسے کچھ نہو سکا تھا مگر جب مین نے
تجھپر زور کیا تھا تو تیرا گوز صادر ہوگیا تھا یہ سنکر عمرو گستہم کے پاس گیا اور ساری حقیقت بیان کی یہ ماجرا زبان عمرو
سے سنکر گستہم اسقدر شرمندہ ہوا کہ میدان سے بھاگ گیا اور ملک مدائن کی راہ لی جب وہ چلا گیا تو امیر
کو لندھور کا خیال آیا اور عمرو سے کہا کہ خواجہ لندھور تو نہین آیا خواجہ نے کہا کہ حضور مین نے لندھور کو
آپ کی علالت مین بہ عیاری بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا تھا وہ حاضر ہی یہ کہکر لندھور کو زنبیل سے نکال کر
ہوشیار کیا اور تمام ماجرا لندھور سے بیان کیا لندھور نے کہا کہ خواجہ تمنے مفت بیکار اسے چھوڑ دیا اگر مین اس
مقام پر موجود ہوتا تو کبھی گستہم کو نہ چھوڑتا اور ایک ہی ضرب عمود مین اس ملعون کا کام تمام کرتا بھلا وہ مردود کونسا
ایسا زبردست تھا کہ جسکے بھاگ جانے کو تم غنیمت سمجھے اول تو پہلے ہی اسے مار لینا تھا اگر وہ بھاگا بھی تھا تو
تمنے اسکا تعاقب کرکے اسے مارا ہوتا امیر نے کہا خیر اب دوسری فکر کرو کہ اب مین خدمت نوشیروان مین
جاؤنگا لندھور نے کہا بسم اللہ غلام رکاب سعادت انتساب مین حاضر رہیگا مگر پہلے مین جاکر شہیال کو
رہا کردون تو پھر حاضر حضور ہوکر ہمراہ رکاب چلونگا امیر بالو تیر نے عرض لندھور کو قبول کیا لندھور نے سرندیپ
مین جاکر شہیال کو قید سے رہا کیا اور وہان سے واپس آکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب امیر بالو تیر جانب
مدائن روانہ ہوا اب امیر بالو تیر کو تو راہ مین چھوڑیے اور چالاکی گستہم کی ملاحظہ فرمائیے کہ جب اسنے امیر کو
زہر دیا تھا تو اسیوقت اسنے ایک نامہ بختک بدبخت کو لکھ بھیجا تھا کہ ای بختک آگاہ ہو کہ مین نے امیر حمزہ
صاحبقران کو شراب مین وہ زہر ہلاہل ملاکر دیا ہی کہ اب زندگی حمزہ کی بہت دشوار ہی ای بختک مجھے تو زیست
سے حمزہ کی بالکل ناامیدی ہی جب یہ نامہ گستہم کا بختک کو پہونچا تو یہ بدبخت خوشی خوشی نوشیروان کے
پاس لیکے گیا اور کہا کہ حضور ملاحظہ فرمائیے یہ نامہ گستہم کا آج ہی میرے پاس آیا ہی نوشیروان نے اس نامے کو
پڑھکر خواجہ بزرجمہر کو دیا خواجہ نے اس نامے کو پڑھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور یہان جو کچھ اس نامے مین لکھا ہی وہ
سب صحیح ہی فی الواقع حمزہ صاحبقران کو زہر ہلاہل شراب مین ملاکر دیا تھا لیکن زندگی اسکی منجانب اللہ ابھی

بہت باقی ہے وہ حکیم اقلیمون کے معالجے سے بالکل صحیح و تندرست ہو گیا اور اب کوئی علالت اسمین نہین ہے
یہ سنکر نوشیروان خاموش ہو رہا لیکن بختک نے دربار شاہی سے اٹھکر ایک نامہ اولاد بن مرزبان کو خراسان مین
بدین مضمون تحریر کیا کہ ای اولاد بن مرزبان آگاہ ہو کہ گستہم نے امیر حمزہ صاحبقران کو زہر سے ہلاک کیا تو دیکھتے
ہی اس نامے کے اپنے کو جلد تر یہان پہونچا کہ مین تجھے ملکہ مہرنگار کو دلوا دونگا اور مہر اپنی ثبت کرکے اپنے عیار ہامان
بن نعمان کے ہاتھ روانہ کیا ہامان جلد جلد راہ دشت و جبل طے کرکے قلعۂ خراسان مین پہونچا اور وہ نامہ اولاد
بن مرزبان کے حوالے کیا اولاد بن مرزبان وہ نامہ پڑھکر ایک سوار اپنے ہمراہ لیکر بعد چند روز کے ملک مدائن
مین جا پہونچا خبر ورود اولاد بن مرزبان نوشیروان کو پہونچی تو اسنے بختک کو بلا کر کہا کہ ای بختک اولاد بن
مرزبان کو کسنے بلایا تھا وہ کیون آیا ہے مین نے تو اسے نہین طلب کیا بختک نے کہا کہ مجھے اس امر کا بالکل
علم نہین ہے مگر اب تو وہ آگیا لازم یہ ہے کہ چند سردار اُسکے استقبال کے لیے روانہ کیے جائین نوشیروان نے
چار ناچار چند سردارون کو اُسکے استقبال کے لیے روانہ کیا سردار بموجب ارشاد نوشیروان گئے اور اولاد
بن مرزبان کو خدمت نوشیروان مین لائے اولاد بن مرزبان نے ملازمت نوشیروان کی حاصل کی
نوشیروان بہت تکریم سے پیش آیا دنگل عنایت کیا اولاد بن مرزبان سلام کرکے دنگل پر بیٹھا نوشیروان
نے صحبت عیش آراستہ کی اور اُس روز اولاد کی بہت خاطر و مدارات کی دوسرے روز بختک نے نوشیروان سے کہا
کہ حضور کل غلام نے مصلحتاً نہین عرض کیا تھا آج حقیقت حال آمد اولاد بن مرزبان کی عرض کرتا ہون بادشاہ
نے کہا کہ بیان کر اُسنے عرض کیا کہ حضور حقیقت مین اولاد بن مرزبان کو مین نے طلب کیا تھا کہ حضور ملکہ مہرنگار
کو اُسکے ساتھ منعقد فرماوین نوشیروان نے کہا کہ ای بختک تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو اولاد بن مرزبان کو طلب کر
بختک نے عرض کیا کہ حضور متردد نہون حمزہ تو سراندیب مین جا کر مر گیا گستہم نے اُسے زہر سے ہلاک کیا وہ ہرگز زندہ
نہین ہے اگر وہ زندہ ہو تو ای بادشاہ مین نے اپنا خون آپ کو بحل کیا بلا تامل آپ مجھے قتل فرمائیے گا ورنہ نامہ حمزہ
کو دکھا دیجیے گا پھر کوئی تہمت آپ پر نہ ہوگی نوشیروان نے اس امر کو بطیب خاطر قبول کیا دوسرے روز نوشیروان
نے اولاد بن مرزبان کو طلب کیا اور بختک نے مجمع عام مین زعفران عطر مین ملا کر اولاد بن مرزبان کے سر پر
چھڑک دی تمام بارگاہ مین مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی ہر ایک سردار خوشی کی نذر گذراننے لگا بختک
نے اولاد بن مرزبان سے کہا کہ ای اولاد بن مرزبان تجھے مبارک ہو کہ بادشاہ نے تجکو سرفراز
فرمایا اور ملکہ مہرنگار کو تیرے ساتھ منعقد کیا مگر جب یہ خبر ارکان دولت اور اعیان مملکت مین مشتہر ہوئی
تو وہ سبکے سب بہت متردد ہوئے کہ بادشاہ نے یہ کیا حرکت لایعنی کی دیکھیے اب انجام اسکا کیا ہوتا ہے خواجہ بزرجمہر
کبھی خلاف نہین کہتا امیر ضرور زندہ ہین ادھر تو یہ سب متردد ہین اور ادھر دایہ نے ملکہ مہرنگار سے اطلاع کی کہ ای
ملکہ کیا غافل بیٹھی ہو تمھارے باپ نے تمکو اولاد بن مرزبان کے ساتھ منعقد کر دیا ملکہ نے متحیر ہو پوچھا کہ ارے
کچھ بیان تو کر یہ کیا معرکہ ہوا دایہ نے کہا کہ بادشاہ تو راضی نہ تھا یہ سازش فیلسوفی بختک بدبخت کی ہے القصہ
ملکہ تو اسوقت چپکی ہو رہی لیکن جب رات ہوئی اور نوشیروان داخل محل ہوا تو ملکہ نے کہا کہ ای والد بزرگوار
آپ نے مجھپر یہ کیا ستم کیا کہ مجکو اولاد بن مرزبان کے ساتھ منسوب کر دیا نوشیروان نے کہا کہ ای ملکہ مین مجبور
ہو گیا بختک نے بغیر میرے حکم کے اولاد بن مرزبان کو طلب کر لیا اور کہا کہ ای بادشاہ حمزہ کو تو گستہم
نے زہر دیکر ہلاک کر ڈالا اب اُسکی امید محض بیکار ہے اگر وہ زندہ ہو تو مجھے قتل کرنا مین نے اپنا خون بحل کیا اور

ای بادشاہ یہ تیرا ہم قوم و ہم مذہب ہی وہ ایک مرد مسلمان تھا بہ اعتبار یہ لاکو ہو جے اُس سے بہتر دا فضل ہو ملکہ نے
کہا کہ اچھا ایک امر کی مین بھی امیدوار ہون بادشاہ نے کہا کہ ای ملکہ وہ کیا امر ہی بیان کرو ملکہ نے کہا کہ ای والد بزرگوار
اولاد بن مرزبان کو چھ مہینے میرے پاس آنے دیجیے گا اگر اس عرصے مین حمزہ آگیا تو خیر ورنہ بعد انقضاے میعاد معہودہ
مجھے تعمیل ارشاد مین کچھ عذر نہوگا نوشیروان نے اس امر کو منظور کیا اور صبح کو دربار مین آکر گفتگو ملکہ کی بختک
سے بیان کی بختک نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہی لیکن اولاد بن مرزبان نے دوسرے ہی روز سے تعجیل
کرنا شروع کی اور کہنا شروع کیا کہ اب ملکہ کو میرے ساتھ رخصت کر دیجیے میرے شہر مین گرگین اور میلاد بھی موجود
ہین خیر جو کچھ ملکہ کہیگی اُسے بسر وچشم بجالاؤنگا یہ سُنکر نوشیروان نے کہا کہ ای اولاد بن مرزبان تم ٹھہراو تمہین مین کل
شب بخیر ملکہ کو تمھارے ساتھ کر دونگا جب رات ہوئی تو نوشیروان محل مین آیا اور ملکہ سے کل حال بیان کر کے کہا کہ
ای ملکہ اب تو مین قول دیچکا اور تمھین اُسکے ساتھ منسوب کر چکا بہتر یہ ہی کہ تم اولاد بن مرزبان کے ہمراہ چلی جاؤ
اور ہمارے قول کو نباہو ملکہ نے ناچار قبول کیا اور کہا کہ خیر ای والد ماجد جو آپ کی مرضی مجھے کوئی عذر نہین ہی
جاؤنگی مگر ایک شرط سے کہ اولاد بن مرزبان ایک فرسخ مجھ سے آگے رہبری کرے نوشیروان نے
اس امر کو قبول کیا اور دوسرے روز ملکہ کو رخصت کیا اب یہان سے حال امیر با توقیر کا ملاحظہ فرمائیے کہ جب امیر
با توقیر سراندیب سے جلد جلد منزل بمنزل راہ کوہ و جھیل طی کرتے ہوے قریب مدائن پہونچے تو عمرو کو
دریافت حال کے واسطے شہر مین روانہ کیا عمرو صورت اپنی تبدیل کر کے داخل شہر ہوا اور حال ملکہ مہرنگار کا
دریافت کیا معلوم ہوا کہ نوشیروان نے ملکہ مہرنگار کو باغواے بختک اولاد بن مرزبان کے ساتھ منعقد
کر کے رخصت کر دیا یہ حال سُنکر عمرو وہان سے واپس آیا اور صاحبقران سے کل حال بیان کیا صاحبقران نے
یہ سُنتے ہی وہین سے عنان عزیمت کو اولاد بن مرزبان کے تعاقب مین منعطف کیا دو منزلہ اور سہ منزلہ کرتے
ہوے تیسرے روز لشکر اولاد بن مرزبان مین پہونچے خواجہ عمرو کو تلاش خیمۂ ملکہ مہرنگار کے لیے روانہ کیا عمرو
بموجب حکم امیر با توقیر سے رخصت ہو کر خیمۂ ملکہ مہرنگار کا تلاش کرنے لگے کہ اتفاقاً ملکہ کا خدمتگار ثعبان ملکہ کا
شربہ طلائی لیے ہوے جا رہا تھا یہ دیکھکر خواجہ آگے بڑھکر ایک آزاری کی صورت بنکر کنارے دریا کے پڑ رہے ثعبان
جو دریا کے کنارے آیا دیکھا کہ ایک بڈھا شکستہ حال دریا کے کنارے پڑا ہی ثعبان نے پوچھا تو کون ہی
عمرو نے کہا کہ مین ایک تاجر ہون راہ مین قافلہ میرا لٹ گیا اور دو بیٹے میرے مار ڈالے گئے مین اُس صدمے
مین علیل ہو گیا ہون مگر ایک کاہن نے کہا ہی کہ اگر تو آفتابہ طلائی سے نہائیگا تو صحیح وسالم ہو جائیگا مین ایک
مرد مفلس آفتابہ طلائی کہان سے لاؤن ثعبان کو یہ سُنکر رحم آگیا اور آفتابہ عمرو کے حوالے کر کے کہا کہ
ای شخص یہ آفتابہ ہے مگر جلدی سے نہا کر مجھکو واپس کر دے کہ مین کام سے آیا ہون عمرو نے وہ آفتابہ لیکر کہا کہ
ای بھائی سُنو ان کپڑون کے سوا اور کوئی کپڑا میرے پاس نہین ہی جسے مین باندھون تو منھ پھیر کر کھڑا ہو جا تو مین
جلدی سے نہالون یہ سُنکر ثعبان منھ پھیر کر کھڑا ہو گیا عمرو نے اُس آفتابے کو تو زمین مین گاڑ دیا اور آپ
گلیم اوڑھکے غائب ہو گئے اور ایک درخت کے نیچے بشکل کاہن بنکر بیٹھ رہے تھوڑی دیر کے بعد جو اُسنے منھ
پھیر کر دیکھا تو عمرو کو نہ پایا روتا پیٹتا ہوا وہان سے راہی ہوا تھوڑی دیر کے بعد عمرو کے قریب پہونچا عمرو نے
پوچھا کہ بابا کیون روتا ہی ثعبان نے کہا کہ ایک چور یہ مکر مجھسے آفتابہ طلائی لیکر بھاگ گیا ہی عمرو نے کہا کہ تو ٹھہر تمہین
مین ابھی بتائے دیتا ہون یہ کہکر جھوٹ موٹ سطرلاب دیکھکر جہان آفتابہ گاڑ آئے تھے وہان کا پتا بتا دیا اُسوقت ثعبان

وہاں گیا اور آفتابہ دھو کر نکال لیا اور پانی لیکر ملکہ کی خدمت میں آیا ملکہ نے سبب دیر ہونیکا پوچھا تعبان نے کل کیفیت
بیان کی ملکہ نے کہا کہ اچھا اُس کاہن کو میرے پاس لے آ تعبان اُسیوقت گیا اور عمرو کو دروازۂ خیمہ پر لے آیا ملکہ سے
جاکر اطلاع کی ملکہ دروازے کے پاس آئی اور کہا کہ اے کاہن بیٹھ جا اور حال میرا بیان کر عمرو یہ سنکر بیٹھ گیا اور بعد فکر بسیار
بیان کیا کہ اے ملکہ تو ایک جوان کے لیے بہت پریشان ہے اور تو چاہتی ہے کہ میں اُس سے ملاقات کروں اور وہ جوان بھی
تجھ سے زیادہ تیرے فراق میں بیقرار ہے ملکہ نے کہا کہ اے کاہن تیرا نام کیا ہے عمرو نے کہا کہ مجکو بھوک بھوت
بھبھوت نذرت کہتے ہیں اور اے ملکہ جب بازیگر تیرے لشکر میں آئیں تو تو جاننا کہ وہ جوان صحیح وسالم ہے یہ باتیں کرکے
بہت کچھ انعام واکرام لیکر وہاں سے رخصت ہوئے اور کل حال آکر امیر سے بیان کیا امیر یہ سنکر بہت خوش
ہوئے اور عمرو کو بہت کچھ انعام واکرام دیا اور عادی اور لندھور کو طلب کرکے رنگ وروغن عیاری انکے منہ پر ملوا کے
ڈھولک اُنکے گلے میں ڈال نٹوں کی شکل پر تشکیل کرایا امیر نے کہا کہ اے عمرو میری صورت بھی نٹوں کی سی بنا دو
عمرو نے امیر کے چہرے پر رنگ وروغن عیاری ملکر ایک نٹ کی شکل پر تشکیل کر دیا اور سب گاتے بجاتے نٹوں کے
مانند افعال کرتے ہوئے لشکر مہر نگار میں آئے اور ڈھول بجانا شروع کیا ملکہ نے ڈھولک کی آواز سنکر کاہن کے
اخبار کا خیال کیا اور اولاد بن مرزبان کو بھی تماشا دیکھنے کے واسطے طلب کیا جب وہ آیا تو اُسے دروازے کے باہر
بھیجا اور خود دروازے سے تماشا دیکھنے لگی عادی نے ڈھول بجانا شروع کیا اور سب نے بازیگری شروع کی ڈھولک
بجاتے بجاتے اولاد بن مرزبان کو تماشا دکھا کر ایک ڈھولک اس زور سے اُسکے سر پر کھینچ ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا
اور وہ واصل جہنم ہوا پھر تو سب ساتھی اُسکے ہمراہیوں پر ٹوٹ پڑے اور سب کو مار کر بھگا دیا جب وہ سب واصل جہنم
ہوئے تو امیر ملکہ کے پاس آئے ملکہ نے امیر کو نہ پہچانا اور کہا کہ یہ کون نامحرم میرے محل میں گھس آیا عمرو نے
کہا کہ ملکہ مژدہ ہو یہ امیر حمزہ صاحبقران ہیں ملکہ نے کہا کہ یہ عجب امر ہے آخر رنگ آپ کا اسقدر کیوں متغیر ہو گیا
امیر یہ سنکر بہت برہم ہوئے اور ملکہ کے پاس بھی نہ گئے بلکہ وہیں سے واپس آئے اور عمرو سے کہا کہ اس
دختر آتش پرست کو نکال دے کہ یہ اپنے شہر کو چلی جائے عمرو نے اُسیوقت ملکہ کو رخصت کر دیا اور کہا کہ اب مناسب
یہ ہے کہ تم اپنے شہر کو چلی جاؤ کیونکہ تمہاری جانب سے مزاج صاحبقران کا برہم ہو گیا ہے غرض ملکہ نے مدائن کی
راہ لی اور مدائن میں پہونچکر کل حال اپنی ماں سے بیان کیا اور یہاں امیر نے عمرو سے کہا کہ اے عمرو اب یہ بتاؤ کہ یہ رنگ
میرا کیونکر تبدیل ہو عمرو نے کہا کہ حضور اگر نوشدارو منگا لیجائے تو ابھی آپ کا رنگ درست ہو جائے امیر نے کہا کہ
پھر نوشدارو کہاں ملیگی عمرو نے کہا کہ خزانہ نوشیروانی میں بکثرت ہے امیر نے کہا کہ اچھا خواہ جسطرح بنے اُسطرح
لے آؤ غرض عمرو نے امیر سے کئی لاکھ روپیہ کا اقرار نامہ لکھوا کر ملک مدائن کی راہ لی بعد چند روز کے باغ ہرمزی
تک ایک باغبان سے ملاقات ہوئی کہ وہ نوشیروان کے واسطے سیب لیے جاتا تھا یہ دیکھکر عمرو پیچھے اُس کے لگے
پیچھے ہو گئے وہ باغبان تو آگے بڑھکر ایک گاؤں میں شب باش ہو گیا اور یہ ایک گویے کی صورت بنکر باغبان کے پاس پہونچ
آیا اور خوب بانسری بجائی اُسنے تھوڑے سے سیب عمرو کو دیئے اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا عمرو نے چپکے آنکھ بچا کے کھانے میں
دارو بیہوشی ملائی جب وہ باغبان بعد کھانا کھانے کے بیہوش ہو گیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسے ایک
اندھے کنوئیں میں ڈال دیا اور مدائن کی راہ لی تھوڑے عرصہ میں مدائن پہونچکر نوشیروان کی خاص
ڈیوڑھی پر پہونچا دربانوں نے کہا بابا کیا لائے عمرو نے کہا کہ نوشیروان کے لیے سیب لایا ہوں میری اطلاع کرو
دربانوں نے جاکر اطلاع کی نوشیروان نے اپنے سامنے بلوایا عمرو نے وہ سیب نذر دیے نوشیروان نے کہا

مانگ کیا مانگتا ہی عمرو نے کہا میرے لڑکے کو سانپ نے کاٹا ہی اگر نوشدارو عنایت ہو تو وہ اچھا ہو نوشیروان نے ہرمز کو حکم دیا کہ چار مثقال نوشدارو اسکو دو خواجہ بزرجمہر کو ساتھ لیکر ہرمز خزانے مین پہونچا ہرمز نے چار مثقال نوشدارو تو عمرو کو دی اور ہرمز نے چاہا مین بھی تھوڑی سی لون اور خواجہ بزرجمہر سے کہا اگر آپ بھی نوشدارو لین تو مین بھی لون غرض کہنے سے ہرمز کے بزرجمہر نے بھی لی اور ہرمز نے بھی تھوڑی نوشدارو لی اور خواجہ بزرجمہر نے نوشدارو لیکر اپنی جیب مین رکھ لی یہ حال بختک بھی چھپا ہوا دیکھ رہا تھا عمرو نے بختک کی چھلانگ دیکھی جلدی سے نوشدارو خواجہ بزرجمہر کی جیب سے نکالکر بختک کی جیب مین ڈالدی جبکہ خواجہ بزرجمہر اور ہرمز بارگاہ نوشیروانی مین آئے بختک نے بادشاہ نوشیروان عادل زمان سے کہا کہ آج خواجہ بزرجمہر نے بھی دزدی کی ہی اور جیب مین انکی نوشدارو ہی یہ سنکے خواجہ بزرجمہر کا رنگ زرد ہوگیا خواجہ نے بادشاہ نوشیروان سے کہا بادشاہ عادل بختک جھوٹھا ہی بلکہ اسنے اور ہرمز نے نوشدارو چرائی ہی اور بختک کی جیب مین موجود ہی نوشیروان نے جو دیکھا تو فی الحقیقت بختک کے پاس نوشدارو نکلی بادشاہ نوشیروان نے بختک اور ہرمز کو بہت ذلیل و خوار مین دربار مین کیا اور وہ بھی نوشدارو بابا ہرمزی کے حوالے کی خواجہ بزرجمہر بہت خوش ہوئے اور بختک نہایت ذلیل ہوا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران عالی شان کے پاس چلے کہ یہ سب کیفیت مشرح امیر باتوقیر سے بیان کرین

دو کلمے داستان شوکت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا جام حیرت فزا
شراب صفا کا اب جام لا
ہوا کھٹا ہوا رنگ میخانے کا

گھڑی مہتابان کی تسبیحین بنیا
ہی بیتاب دل نشے کا ہی آثار
ہی مشتاق دل کب سے پیمانے کا
ہر اک رند ہو دیکھکر دلمین تنگ غزل

دگرگون ہی کیون رنگ ساقی ترا
لبالب پلا ساغر زرنگار
جماوہ سحر دوسرا ہی بہار نکہت

افسوس میری قدر نہین آسمان تجھے
نامہربان بھی ہو تو کہین مہربان سمجھے
حشر کی جو ادا مین سے نکالی ہو لی ہو
سو اسطے کہ ہو نہ کوئی غم وہان تجھے
سینے ہی وجہ خاص سے پایا ہی مرتبہ
تیغ دیت جانتا ہون یار سے بدگمان تجھے

تجھسا تجھے نصیب ہی تجھسا کہان تجھے
عمرہ دروزہ فیض در دروزہ نہین ہی تو
پاتا ہون آج ای شب غم مہربان تجھے
بہتر ہی اس سے ای دل آزردہ جو کیا
یہ ور کبھی نصیب نہو پاسبان تجھے
ای بیوفا نہ آئی دوبارہ کسی طرح

ظاہر کے لطف نے یہ بڑھایا ہی اعتبار
مین چھوڑتا ہون کوئی غم جاودان تجھے
گو داد خواہ ہون نہین محشر کی آرزو
ردتو ہی قرار ہوا بدلے جہان تجھے
دل کو نکالکر مرے سینے سے دیکھ لے
کیسے مکان کا ہی خیال ای عمر روان تجھے

بیت نگاران دفتر لاجواب رقم کردہ این داستان انتخاب رانقش نمایان و بزم شوکت و اجلال داستان محفل حشمت و اقبال صحبت عیش و سرور مضامین فصاحت منور کو باعث کار پردازی قلم رنگین رقم سے یون آراستہ و پیراستہ کرتے ہین کہ امیر کشور گیر زبدہ خاندان سلیمانی حمزہ صاحبقران زمان نہایت حیران و پریشان متردد و متفکر تھے کہ عالم رویا مین بخت خوابیدہ بیدار ہوا کہ تجلی نور پروردگار نمودار ہوئی خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام بعد عز و احتشام تشریف لائے اور بزبان فصیح ارشاد فرمایا کہ ای فرزند کیون درد مند ہی غم والم کو دل سے دور کرو فکر و تردد سے باز آو اختیار تمامی پروردگار ہر حال مین ہی کہکے ہاتھ اپنا بدن پر امیر حمزہ صاحبقران کے پھیرا حسن و جمال جہان آرا امیر کشور گیر کا پہلے سے بھی دو چند ہوگیا اور دل کو اطمینان کامل ہوا امیر باتوقیر صبح کو

جو بارگاہ فلک جاہ میں آئے چہرہ نورانی مثل آفتاب درخشان کے صاحبقران کا دیکھکر سب سردار صورت آئینہ حیران ہوئے اسیوقت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی آئے اور کہا ای حمزہ میں نوشدارو لایا ہون روپیہ عنایت ہو امیر نے فرمایا اب میں کیا کرون تم رہنے دو تمھارے کام آئیگی عمرو نے بہت غل مچایا امیر نے روپیہ نہ دیا القصہ بعد چندروز کے امیر کشورگیر طرف مدائن کے تشریف لیچلے جبکہ قریب مدائن پہونچے جاسوسان بادشاہی نے نوشیروان کو خبردی کہ امیر بالوقیر مع لندھور بن سعدان ہندوستان سے آئے ہیں نوشیروان نے حکم دیا کہ ہمارے سرداران اولوالعزم برائے استقبال امیر حمزہ صاحبقران زمان جائیں اسوقت موجب حکم محکم بادشاہ سرداران ذیوقار استقبال کے واسطے گئے اور امیر کو باعزاز واکرام بعجلہ حشم وخدم دربار نوشیروانی میں لائے امیر نے ملازمت بادشاہ کی حاصل کی جسنے لندھور بن سعدان کو دیکھا حیران ہوا کہ ایسا جوان وجیہ یہ قد و قامت یہ چہرہ رعب دار نظر سے نہین گذرا لندھور نے نوشیروان عادل کی تعظیم نہ کی نوشیروان بہت خفا ہوا اور اٹھکے محل میں چلا گیا امیر کشورگیر بھی بدل شاد کام پرآئے اور خیمے اور بارگاہیں برپا ہوئین امیر مع لشکر وہان اترے نوشیروان نے بختک سے کہا اب میں کیا کرون بختک نے کہا ای بادشاہ امیر کو نامہ لکھ بھیجیے کہ میں نے تمکو بھیجا تھا کہ لندھور کو باندھکر بھیجدینا کہ رخنہ پردازی سے خاطر جمع ہو اور تمنے تعمیل حکم نہ کی مناسب ہے کہ اب لندھور کو باندھکے میرے پاس بھیجدو یہ نامہ لکھواکر نوشیروان نے کرگس ساسانی کے ہاتھ امیر کے پاس بھیجا امیر بالوقیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب کوئی تدبیر بتاؤ کیا کیا جائے عمرو نے کہا آپ لندھور کو باندھکے بھیجدیں میں چھڑا لاؤنگا یہ ساری بدذاتی اور رخنہ پردازی بختک ملعون کی ہے امیر نے لندھور کی مشکیں باندھیں اور آراستہ پیراستہ کرکے کرگس ساسانی کے حوالے کیا کرگس ساسانی دربار نوشیروان میں اسیطرح لندھور کو لایا بختک ملعون نے بادشاہ سے کہا بہتر یہ ہے کہ اسیوقت لندھور کو قتل کیجیے یہ سنکر بادشاہ نوشیروان نے جلاد کو طلب کیا جب جلاد دست بستہ آکر دربار بادشاہ میں سامنے نوشیروان عادل کے حاضر ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ اس نمکحرام کو لیجاکر قتل کر ادھر عمرو نے پہلے ہی آکر ہرمز کو بیہوش کیا اور صندوق میں بند کیا اور آپ ہرمز کی صورت بنکر بارگاہ نوشیروانی میں آکر بیٹھا جبکہ جلاد نے چاہا کہ بحکم قضا شیم بادشاہ نوشیروان لندھور بن سعدان کو قتل کرے عمرو کرسی سے اٹھا اور کہا ای لندھور قید کو اپنی توڑ کیا دیکھتا ہے کسکا منتظر ہے اپنی طاقت و قوت دکھا لندھور نے جب دیکھا کہ یہ عمرو ہے قید توڑ ڈالی اور لشکر نوشیروان سے نکلکر بعد کر و فر بارگاہ امیر بالوقیر میں آیا سرداران امیر نے لندھور کی تعظیم کی ادھر کا حال سنیے کہ نوشیروان نے ہرمز کو یاد کیا لوگون نے کہا ہرمز نہیں ہے بختک نے کہا وہ عمرو تھا کہ عیاری سے لندھور کو چھڑا لیگیا آخر تلاش جو کی ہرمز صندوق سے نکلا مگر بیہوش القصہ عمرو کی مصلحت سے امیر بالوقیر لندھور بن سعدان کو خدمت نوشیروان میں لائے اور برابر تخت بادشاہ کے لندھور کو کھڑا کیا نوشیروان نے امیر سے کہا کہ میں نے لندھور کو تمھیں بخشا امیر نے سلام کیا اور لندھور کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے بختک نے نوشیروان سے کہا کہ اگر چندروز اور ابوالعلا یعنی امیر حمزہ آپ کے پاس رہا تو آپ کو زندہ نہ چھوڑیگا اور اگر آپ نے ملکہ مہرنگار کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا تو آپکی عزت وآبرو بادشاہی بجنس نہ رہیگی نوشیروان نے کہا پھر میں کیا کرون بختک نے کہا ایک دادی پیرزال میری ہے اسکو میں قتل کرتا ہون آپ مشہور کیجیے گا کہ ملکہ مہرنگار مرگئی نوشیروان کو یہ رای پسند آئی اور راضی ہو گیا بختک نے اپنی دادی کو قتل کیا اور محل میں نوشیروان کے بھجوا دیا جبکہ صبح ہوئی غلغلا کیا اور مشہور کر دیا کہ رات کو ملکہ مہرنگار مرگئی

یہ خبر امیر نے بھی سُنی سرداروں سے کہا تحقیق کیونکر معلوم ہوا سرداروں نے عرض کیا کہ محل مین رونے کا غل ہی
امیر در محل خاص نوشیروان پر آئے اور گریبان چاک کیا اور تابوت کے ہمراہ ہوے باغ مراد مین وہ میت دفن ہوئی
امیر بعد تدفین وتکفین روتے ہوے اپنی بارگاہ مین آئے لیکن بہت پریشان تھے عمرو نے کہا ای امیر با توقیر
یہ بھی بدذاتی بختک کی ہی آج رات کو مین تحقیق کرونگا پس عمرو آدھی رات کو باغ مراد مین آیا قبر کو کھود فتیلۂ عیاری
جلا کے دیکھا کہ ایک پیرزال ہی کہ مُنھ مین اُسکے دانت نہ پیٹ مین آنت ہی عمرو نے دیکھکر پھر اُسی قبر مین اُسے رکھدیا اور مٹی
سے پاٹ دیا امیر سے آکر کہا کہ چلیے مین آپکو وہی مردہ دکھادون جو آپ دن کو دفن کر آئے ہین امیر با توقیر ہمراہ
عمرو کے گئے اور عمرو نے مردہ قبر سے نکالکے دکھا دیا اور پھر قبر مین رکھکر دفن کر دیا امیر نے عمرو سے کہا کہ یہ کیا مکر وفریب
تھا جو اُس آتش پرست نے کیا عمرو نے کہا یہ دغابازی بختک کی ہی آپ نہین جانتے بختک نے اپنی دادی
کو قتل کیا جب امیر بارگاہ مین چلے آئے تو عمرو پھر قبر پر گیا اور مردہ نکالا مُنھ اُسکا کالا کرکے کسی ترکیب سے سامنے
تخت نوشیروان کے باندھکر مردے کو کھڑا کر دیا اور ایک پرچہ کاغذ کا لکھکر اُس مردے کے گلے مین باندھ دیا دوسرے
دن نوشیروان تخت پر آکے بیٹھا پیرزال کو دیکھا کہ بندھی کھڑی ہی اور ایک کاغذ کا پرچہ اُسکے گلے مین ہی کاغذ
اُسکے گلے سے کھولکر پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ ای آتش پرست یہ کیا مکر وفریب ہی تو نے جو کیا اس سے کیا حاصل ہی مجکو
معلوم ہوگیا اتنے مین اُسیوقت عمرو نے بھی آکر نوشیروان کو مجرا کیا اور کہا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ ملکہ مر گئی وہ
نوجوان یہ مردہ پیرزال ہی بلکہ بختک کی دادی ہی نوشیروان بہت شرمندہ وذلیل ہوا اور پریشان ہوکر بختک
کو بلوا کر جوتیان لگوائین اور بارگاہ سے اپنی نکلوا دیا اور عمرو کو خلعت دیا اور کہا کہ یہ کام میرا نہین ہی بختک کی بدذاتی
ہی سو وہ اپنی سزا کو پہونچا پس اب یقین ہی کہ اس ہفتے مین ملکہ کی شادی امیر کے ساتھ کردونگا عمرو مجرا کرکے
رخصت ہوا اور بارگاہ امیر مین آیا اور سارا حال امیر سے بیان کیا جبکہ رات ہوئی نوشیروان نے بختک
کو خلوت مین بلایا اور کہا اب مین کیا کرون بختک نے کہا ایک نامہ ہر ملک مین ہر بادشاہ کو لکھیے کہ مین امیر کو بھیجتا
ہون جسطرح ہو سکے امیر حمزہ صاحبقران کو قتل کرو نوشیروان کو یہ راے بہت پسند آئی بختک نے کہا
صبح کو امیر سے کہیے کہ تم ہمارے ہفت ملک مین جاؤ کہ وہان کے لوگ باغی ہو گئے ہین وہان سے جاکے خزانہ لاؤ تو
تمھاری شادی کر دون ای بادشاہ وہ آپ کے کہنے سے وہان جائیگا پس قارن دیوبند کو بھی ہمراہ کرنا قارن
امیر کو قتل کریگا نوشیروان نے قارن کو بلایا اور قباد شہریار کے بازوکل بکہ جڑاؤ اُسکو دیا اور اس امر پر راضی کیا
کہ جہان موقع پانا امیر کو قتل کرنا غرضکہ صبح کو امیر با توقیر جب دربار نوشیروان مین گئے نوشیروان کو مجرا کیا اور
اپنے ذنگل پر بیٹھے نوشیروان نے امیر کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تم ہفت ملک سے جاکے خراج لاؤ امیر نے
قبول کیا نوشیروان نے قارن کا ہاتھ امیر کے ہاتھ مین دیا کہ اسکو بھی ہمراہ لیتے جاؤ یہ میرا ملازم قدیم ہی تین گناہ
تک اسے بخشش دینا امیر با توقیر نے کہا کہ تین گناہ تک تو اسکے بخشونگا اور چوتھے گناہ پر قتل کرونگا نوشیروان نے
قبول کیا اور امیر کو رخصت کیا بختک نے کان مین قارن کے کہا جو کچھ تجھسے ہو سکے اُسمین قصور نکرنا دوسرے
دن امیر با توقیر مع سرداران ولشکر کے ہفت ملک کی طرف روانہ ہوے بعد قطع منازل وطی مراحل چند روز مین راہ
قلعۂ الشباقیہ کے پہونچے آدھی رات کو قارن نابکار اپنے لشکر سے جدا ہوکے قلعۂ الطاقیہ مین آیا اور نامہ نوشیروان کا
ملک انور کو دیا اور کہا کہ جسطرح سے ہو سکے تو امیر حمزہ کو قتل کرنا انور شاہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ انور شاہ کیسا
بہادر ہی مگر مین طاقت امیر سے مقابلہ نہین رکھتا لیکن ہان کچھ فکر کرونگا قارن تو چلا آیا یہان انور شاہ اور

ناصر نے قلعے کو بند کیا اور جیب کے رات کو قارن کے پاس آیا اور نقب لگا کر امیر کو چرا لیگئے اور آپس مین صلاح کی کہ قلعے مین
ہمارے نقب ہی اسی راہ سے حمزہ کو نوشیروان کے پاس لیجاؤ ناصر نے کہا بہت خوب ہے پس امیر کو آرام سے پر سوار
کر کے نقب کی راہ سے روانہ ہوئے دوسرے دن سپاہیون کو خبر ہوئی کہ امیر کو کوئی چرا لے گیا سرداروں نے بہت
امیر کو بہت تلاش کیا مگر کہین پتا نہ لگا ان دونون مین خواجہ عمرو مکے کو گئے ہوئے تھے عیارون نے عقلیہ معلوم
کیا کہ یہ کام ناصر و انور شاہ کا ہے تمام سردار قلعے پر چڑھ آئے لڑائی شروع ہوگئی اندھور نے بزور شمشیر لی و
بقوت ہمتنی قلعہ لے لیا مگر ناصر و انور کو نہ پایا سر سنگ مکی نے سرنگ کا پتا لگایا سب سرداران امیر با توقیر
نقب کی راہ سے روانہ ہوئے ناصر و انور کو راہ مین لیا بہرام نے بڑھ کے نعرہ کیا اور ناصر و انور کو ہاتھ پر اٹھالیا امیر نے
بھی قید کو اپنی توڑا آخر دونون مسلمان ہوئے اسی نقب کی طرف سے قلعے مین پھر آئے سات روز تک امیر اور
سرداران امیر کی دعوت رہی اور جشن کی صحبت رہی آٹھوین روز امیر با توقیر نے جشن خیمہ اپنا طرف یونان کے
روانہ کیا اور قارن کی بدذاتی امیر پر ظاہر ہوگئی مگر امیر نے پہلا قصور قارن کا بخش دیا غرضکہ بعد چند روز کے
حمزہ صاحبقران قلعہ یونان کے پاس پہونچے بیرون قلعہ بارگاہ امیر با توقیر و خیمے استادہ ہوئے قارن ملعون
بطور سابق بعد نصف شب کے قلعے کے اندر آیا اور نامہ نوشیروان کا ہاتھ مین فریدم شاہ حاکم یونان کے دیا فریدم شاہ
نے نامہ پڑھکے اپنے بیٹون کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب کیا کیا جاوے صدف نوش اور استقانوش نے کہا کہ ایکبار
میدان داری تو ہم ضرور کرینگے حمزہ عرب سے عاجز ہم بیکار ہونگے یہ سنکر قارن اپنے لشکر مین چلا آیا دوسرے
دن امیر با توقیر نے نامہ لکھا اور ناصر شاہ کو ایلچی کرکے فریدم شاہ کے پاس بھیجا ناصر شاہ نامہ امیر کشورگیر لیکر فریدم شاہ
کے پاس آیا اور نامہ اسکے ہاتھ مین دیا فریدم شاہ نے نامہ پڑھکے جواب اس نامے کا جنگ و جدال لکھا رات کو
طبل جنگ کا حکم فریدم شاہ نے دیا لشکر مین فریدم شاہ کے نقارہ رزمی بجا ہرکارون نے خبر امیر
با توقیر کو دی کہ لشکر فریدم شاہ مین طبل جنگ بجا ہے امیر با توقیر نے فرمایا بفضل ایزدی ہمارے بھی لشکر مین
کوس حربی بجے بحکم حمزہ صاحبقران لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجنے لگا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری میدان جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر عرصہ کارزار مین آئے صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبہائے بلند آواز نقابت کر گئے صدف نوش
لشکر سے نکلکر میدان حرب مین آیا اور مبارز طلب ہوا امیر با توقیر گھوڑا جمکا کر برابر صدف نوش کے آئے صدف نوش
نے تلوار کا وار کیا امیر با توقیر نے تلوار چھین کے صدف نوش کو اٹھالیا اور مشکین باندھ کے اپنے سردارونکو دیدیا
یہ دیکھکر استقانوش بیقرار ہوگیا لشکر سے گھوڑا دوڑا کر برابر امیر کشورگیر کے آیا امیر با توقیر نے فرمایا کہ تم اضطرابی
نہ کرو تجکو بھی گرفتار کرتا ہون یہ سنکے استقانوش نے تلوار ماری امیر کشورگیر نے اسکی بھی تلوار چھین لی اور کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈالکر اسکو بھی اٹھالیا اور مشکین باندھ کے لشکر مین داخل کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا تمام فوج اور سرداران
لشکر اپنی بارگاہ مین آئے امیر با توقیر بھی داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے صدف نوش و استقانوش
کو قید خانے مین بھیجا دوسرے دن امیر با توقیر نے دربار مین رونق افروز ہوکر فریدم شاہ کے دونون بیٹونکو طلب
کیا اور فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کرو نہین تو قتل کیے جاؤگے دونون بیٹے فریدم شاہ کے صدق دل سے
مسلمان ہوئے شعلہ عیار نے فریدم شاہ کو خبر دی کہ صدف نوش و استقانوش دونون مسلمان ہوگئے فریدم شاہ
یہ سنکر بہت حیران ہوا قارن نے آکے کہا کہ میری صلاح یہ ہے کہ کل میدان داری ہو آج طبل جنگ بجوائیے میدان مین سات
کنوین کھدوا دو اور ان کنوون کو خس پوش کر دو یہ رائے قارن کی پسند آئی اور سات کنوین فی الفور

گھندواکے خس پوش کر دیے پھر طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر بانو قیر کو خبر دی کہ طبل جنگ لشکر حریف مین بجا ہی امیر بانو قیر نے
بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا صبحکو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے قتالان
سرون پر جا ہون سے آکر کھڑا ہوا ادھر فریدم شاہ سید انہین آیا مبارز طلب کیا امیر نے مرکب سیاہ قیطاس کو جولان
کیا فریدم کی طرف جو مقام چاہ تھا وہ گھوڑا امیر کا پھاندگیا یہانتک کہ چھ کنوین مرکب نے طی کیے ساتوین کنوین کا
بسبب زیادتی خس وخاشاک دھنسکا ہوا مرکب سیاہ قیطاس کا پاؤن چاہ کے کنارے پر پڑا مرکب الجھ کے گرا امیر کشور گیر
مع گھوڑے کے چاہ کے اندر جا پڑے لشکر یونان دوڑا اور سنگ وخشت سے چاہ کو پاٹ دیا لشکر اسلام دیکھتے ہی تلوارین
کھینچکے فوج کفار پر جا پڑا تلوار چلنے لگی سرداران لشکر اسلام نے ایسی شمشیر زنی کی کہ لشکر کفار شکست کھا کے بھاگا سبکے سب
قلعے مین چلے گئے دروازہ قلعے کا بند کر لیا لشکر اسلام نے مال واسباب کفار کا لوٹ لیا اس اثنا مین خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری بھی آگئے امیر کو سب نے عمرو کے شریک ہو کر کنوین سے نکالا امیر فضل خدا سے صحیح وسالم چاہ سے
نکلے شب تو گذری صبحکو امیر نے کہا آج انشاء اللہ قلعے کو لونگا لشکر کو امیر نے حکم دیا کہ قلعے کو گھیر لو لشکر اسلام نے محاصرہ
کیا لڑائی نگہبانان قلعہ سے شروع ہوئی امیر نے خندق کو پہلے بھروا دیا اور لشکر لیکر در قلعہ پر پہونچے در قلعہ کو توڑ کر مع
لشکر اندر دھنس گئے تلوار چلنے لگی فریدم شاہ نے مقابلہ کیا تلوار کھینچ کے امیر پر وار کیا امیر کشور گیر نے اسکی تلوار چھین
لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا یہ دیکھکر بڑا بیٹا فریدم شاہ کا عمیار نقاش نہادر یونانی پشت پر امیر کے آیا اور
چاہا کہ تلوار مارے مقبل وفادار نے آواز دی امیر نے پھر کر دیکھا اسیطرح امیر بڑھ کے اسکے برابر آئے اسنے تلوار
ماری امیر نے خالی دیکر اسکو بھی دوسرے ہاتھ سے اٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام تم دونون قبول کرو
نہین تو زمین پر دے مارتا ہون کہ پیوند خاک ہو جاؤگے دونون بصدق دل مسلمان ہوئے امیر نے دونونکو
چھوڑ دیا دونون نے قدمبوسی امیر کی حاصل کر کے مع لشکر امیر کو قلعے مین لیگئے تمام فوج اور رعیت کو بھی مسلمان کیا
پھر قلعہ آراستہ کر کے امیر وغیرہ کی بڑی دھوم سے دعوت کی مگر دختر فریدم شاہ ملکہ گلشن آرا جھروکے مین بیٹھی
دیکھ رہی تھی جب امیر بانو قیر پر اسکی نظر پڑی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئی دایہ سے کہا کہ مین اس جوان رعنا
پر عاشق ہو گئی ہون کوئی تدبیر اسکے وصل کی بتا اسنے کہا کہ رات کو مین اس جوان کے پاس لیچلونگی غرضکہ جب
رات ہوئی ملکہ گلشن آرا دایہ کے ساتھ فتنہ وزیرزادی کو ہمراہ لیکر بارگاہ امیر مین آئی امیر بھی دیکھتے ہی حسن
وجمال ملکہ گلشن آرا کا عاشق ہو گئے اور خواجہ عمرو وزیرزادی پر عاشق ہوئے رات بھر صحبت عیش رہی دوسرے
دن فریدم شاہ جب دربار مین آیا اور سب سردار جمع ہوئے امیر بانو قیر بھی کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئے فریدم شاہ
نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ ملکہ گلشن آرا کو آپ اپنی کنیزی مین رکھیے امیر نے قبول کیا مگر یہ کہا کہ اے فریدم شاہ مین
ابھی عقد گلشن آرا کے ساتھ نکرونگا کیونکہ مین پہلے عقد ملکہ مہر نگار کے ساتھ کرونگا بعد اسکے اور کسی کے ساتھ عقد
کرونگا فریدم شاہ نے منظور کیا مگر یہ عرض کیا کہ اچھا آپ عقد کر لین ہمبستر بعد شادی ہو جانے ملکہ مہر نگار کے
ہو جیے گا امیر نے کہا بہتر غرضکہ امیر کا عقد ملکہ گلشن آرا کے ساتھ ہوا ایک روز شب کو امیر محتلم ہوئے امیر
نے رومال سے پاک کر کے رومال پلنگ پر رکھدیا صبحکو امیر تو حمام مین گئے اور ملکہ گلشن آرا نے وہ رومال
اٹھا لیا اس سے حاملہ ہوئی دوسری روایت مین یہ ہے کہ عمرو نے گلشن آرا کو مہر نگار کی صورت بنا کر
امیر کے پاس سلا دیا اور آپ فتنہ کے پاس سویا ملکہ گلشن آرا اسی شب حاملہ ہوئی اور بعد مدت
حمل کے بیٹا پیدا ہوا کہ نام اسکا عمرو بن حمزہ یونانی ہے اور اس سے بڑے بڑے کار نمایان

ہونگے اور فتنہ وزیرزادی کو بھی اُسی روز حمل رہا اُس سے لڑکا پیدا ہوا کہ نام اُسکا فرخ بن عمرو ہی الغرض امیر با توقیر حمام مین بیٹھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خبر دی ای امیر تیز ار وہاں ملکہ گلشن آرا نے اُٹھا لیا ہی اُس سے وہ حاملہ ہوگئی ہی غرضکہ تیسرے پہر کو امیر غسل کر کے حمام سے باہر آئے اور خلعت فاخرہ پہنکے تخت پہ بیٹھے کہ اژدہا زمین سے نکلا امیر نے اُسکو مارا بعد چند روز کے امیر نے چاہا کہ واسطے شکار کے جاؤن فریدم شاہ نے عرض کیا کہ یہان شکار کم ہی قارن نے کہا کہ مین نے اس جگہ شکار بہت دیکھا ہی میرے ساتھ چلیے امیر اپنے سردار لیکر ہمراہ قارن کے روانہ ہوئے قارن نے آگے بڑھکے امیر کو ریگستان مین پھنسا دیا امیر اور سب سردارون کی پیاس سے نوبت بہ ہلاکت پہونچی عادی نے کہا کہ یہ نالائق حرکت قارن کی ہی کہ اس شدت گرمی مین ریگستان مین پھنسایا ہی وہ سب کو قتل کیا چاہتا ہی امیر نے قارن کو بلایا اور کہا ای قارن کہین سے پانی پینے کے واسطے لاؤ کہ اب پیاس سے سب کا حال ابتر ہی قارن نے کہا ای امیر مین تو راہ بھی بھول گیا کیونکر جاؤن اور پانی کہان سے لاؤن اس زمانے مین خواجہ عمرو پھر مکہ کو چلے گئے تھے ان دنون عمرو مکہ سے پھرا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک صحرا مین حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت خضر نے فرمایا ای عمرو جلد تو اپنے تئین امیر کے پاس پہونچا کہ قارن نے ایک ریگستان مین امیر کو پھنسایا ہی اور امیر بسبب گرمی کے پیاس سے ہلاک ہو رہے ہین قارن سے پانی طلب کیا ہی وہ پانی مین زہر ملا کے امیر کے واسطے لایا ہی اور ایک مہرہ دیا کہ اسکو بجانا کئی منزل سے اسکی آواز امیر کے کان مین پہونچیگی یہاں تک حال سُنیے کہ امیر نے قارن سے پھر پانی طلب کیا قارن نے آفتابہ نکال کے امیر کو دیا امیر نے چاہا تھا کہ آفتابے کو مُنہ سے لگا کے پانی پیین کہ خواجہ عمرو کی آواز کان مین آئی ای امیر یہ پانی تم ہرگز نہ پینا اسمین زہر ملا ہوا ہی قارن کی یہ بدذاتی ہی یہ سُنکے امیر نے وہ آفتابہ مُنہ سے ہٹا لیا اور چہار طرف دیکھنے لگے کہ عمرو کی آواز کدھر سے آئی ابھی امیر ادھر اُدھر دیکھ ہی رہے تھے کہ سامنے عمرو پیدا ہوا دیکھا کہ خواجہ اسطرح دوڑتے ہوئے آتے ہین جیسے کوئی اُڑتا ہوا جانور آتا ہی چشم زدن مین امیر کے پاس پہونچے اور کہنے لگے ای امیر اس پانی مین زہر ملا ہوا ہی قارن نے کہا لائیے مین پیلون یہ کہکے کاسۂ آب امیر کے ہاتھ سے لیکر برابر مُنہ کے لاکے زمین پر پھینکدیا کہ تمام زمین دو بالکی سم آلود ہو کے سیاہ ہوگئی زہر نے اپنا اثر کیا امیر کو دیکھکر غصہ آیا اور کہا کہ مین گناہ تیرے مین نے بخشے اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا قتل کرونگا قارن یہ سُنکر بھاگا امیر نے پیچھا کیا قارن بھاگا جاتا تھا کہ ایک جادوگر راہ مین ملا اُس سے قارن نے کہا کہ تو مجکو بچا اُس جادوگر نے لحاف مین قارن کو چھپایا جب امیر اُسکے قریب آئے اُس جادوگر نے اسم سحر پڑھکر امیر کیطرف پھونکا مرکب امیر کے پاؤن زمین مین غرق ہوگئے قہقہہ جادو دیکھکے ہنسا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ اثر سحر دفع ہوگیا اُس جادوگر نے پھر سحر کیا امیر نے تلوار کھینچی اور اسم اعظم پڑھکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ جادوگر کے دو ٹکڑے ہوئے اور دوسرا ہاتھ جھپٹ کر قارن کے مارا وہ بھی دو پارا ہوکر گرا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا ہوا تند چلنے لگی یہ اُسکے غل مچانے لگے بعد تھوڑی دیر کے جب سیاہی دفع ہوئی آواز آئی کُشتی میرا نام من قہقہہ جادو بود افسوس مُردیم جان بحق دادیم و بمطلب دل نرسیدیم پھر امیر نے سر قارن کا کاٹ لیا اور اپنے لشکر مین آئے

دو کلمہ داستان شوکت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا جانا ملک روم کی طرف

پلا ساقیا جام جم سے قیاس
کہ ہو زنگ آئینہ پاس سے جلب

کہ میخوار پینے ہین رومی لباس
انھی ہو کی ساقی سمجھے جاہ اکر

پلا ساقیا جام وہ روز و شب
کہ جسکی صفیا صورت ماہ ہی

وہ نایاب و شفاف دے تو شراب　　کہ ساغر میں دکھلائی دے آفتاب
سحر تیری میخانہ میں دھوم ہے　　ترا نام ساقی کو معلوم ہے

غزل

یہ زمانہ عالم خواب ہے پی نشہ مثل شراب ہے　　جو مکین ہے نقش بر آب ہے جو مکان ہے شکل حباب ہے
رگ برگ گل ہے رگ بدن رخ صاف غیرت یاسمن　　جو وہ تن ہے رشک گل چمن تو پسینا عطر گلاب ہے
نہ پھرے عدم کو جو چل بسے ہے سزا جزا کی خبر کسے　　یہ ہیں سب یہیں کے مباحثے نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے
گئی باغ دہر سے فصل گل نہیں بلبلوں کا وہ شور و غل　　نہ وہ غنچے ہیں نہ وہ جام مل نہ شراب ہے نہ کباب ہے
نہ وہ وقت عیش خوشی رہا نہ وہ لطف بادہ کشی رہا　　نہ وہ دل رہا نہ وہ جی رہا نہ وہ عمر ہے نہ شباب ہے
ہے سمند عمر رواں رواں اثر آگے پیچھے ہیں سب رواں　　ہے رواں عدم کا یہ کارواں جسے دیکھو پا برکاب ہے
لہو چشم تر سے بہاتے ہیں جگر اپنا غم سے جلاتے ہیں　　اسے پیتے ہیں اسے کھاتے ہیں یہ شراب ہے وہ کباب ہے

بیت نویسندہ دفتر بے نظیر رقم کردا این داستان امیر بفتاحان ہفت اقلیم طبع کہن و قلعہ کشایان مضامین رنگین چمن شاخ قلم بہار رقم کو تختۂ چمن قرطاس پر یون تر و تازہ کرتے ہین کہ امیر کشورگیر نے بعد قتل کرنے عارات کے بعد تھوڑے عرصے کے فرمایا ای فریدہم شاہ اب ہم رخصت ہوتے ہین ہمکو یہان بہت عرصہ گذرا یہ کہکے امیر بانو قیر نے عادی کو بلایا اور فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف ملک روم کے روانہ کرو عادی بموجب حکم امیر بانو قیر پیش خیمہ لیکر جانب روم چلا اور امیر بانو قیر مع سرداران و لشکر کے تشریف لیچلے بعد چند روز کے برابر قلعہ روم کے پہونچے اور چار فرسنگ قلعے سے فاصلے پر آئے اور قیصر روم کو نامہ لکھا بعد حمد و نعت کے تحریر فرمایا ای قیصر روم آگاہ ہو کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے خراج سات برس کا بادشاہ نوشیروان کو بھیجدے اور تو مسلمان ہو اور اطاعت میری اختیار کر نہین بزور شمشیر آبدار خراج بھی لونگا اور تجکو مسلمان بھی کرونگا اس مضمون کا نامہ لکھکر خواجہ عمرو کو دیا اور کہا او خواجہ تم نامہ میرا قیصر روم کو پہونچاؤ عمرو نامہ امیر کا لیکر چلے راہ مین ایک باغ تھا اسمین آئے اور جو کچھ نقد و جنس اسمین تھا سب نذر زنبیل کیا اور نام اُس باغ کا اور باغ کے مالک کا دریافت کیا غرضکہ سیر اُس باغ کی کرنے لگے کہ اس عرصے مین ظہیر رومی داروغہ اُس باغ کا مع چالیس باغبانون کے آیا دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے اندر جو آکے دیکھا تمام اسباب کوئی لیگیا ہے اور ایک لڑکا بانسری بیٹھا بجا رہا ہے ظہیر نے کہا تو کون ہے خواجہ عمرو نے کہا امیر نامدار امیر کا ہمین نوکر امیر کا ہون نامہ قیصر روم کے پاس لیے جاتا ہون اُس داروغہ نے کہا مال یہان کا کیا تو نے لے لیا خواجہ نے کہا ہان مین نے لے لیا ہے میری زنبیل مین ہے داروغہ باغ ہنسنے لگا عمرو نے کہا تو ہنسی جانتا ہے تجکو اگر یقین نہو تو دیکھلے داروغہ نے کہا کیونکر دیکھون عمرو نے کہا سر اپنا زنبیل مین ڈالکر دیکھلے ظہیر داروغہ نے سر اپنا زنبیل مین ڈالا خواجہ عمرو نے پانون پکڑکے اونچا کیا اور ایک دھکا مارا کہ داروغہ باغ بھی داخل زنبیل ہوا سب باغبان یہ سانحہ عجیب دیکھکے بھاگے اور جا کر قیصر روم سے سب کیفیت بیان کی اتنے مین خواجہ عمرو بھی باغ سے نکلکے ٹہلتے ہوئے سیر کرتے ہوئے دربار قیصر روم مین آئے اور نامہ امیر کا قیصر روم کو دیا قیصر روم نے وہ نامہ پڑھا اور جواب بصد شد و مد یہ تحریر کیا کہ ای امیر بانو قیر آپ وہان کیون آئے ہین یہان تشریف لائیے مین آپ کا غلام ہون اگر چند روز کے لیے آپ میرے قلعے مین آئین تو مین سات برس کا خراج روانہ کرون عمرو جواب لیکر امیر کے پاس آیا امیر یہ سنکے خوش ہوئے عمرو نے کہا یہ سب مکر ہے قلعے مین آپ کا جانا مناسب نہین ہے امیر چپ ہو رہے قیصر روم نے ایک حمام حکمت سے بنایا ہے اور زنبیل سست اپنے حمام کے چارون کونون پر نصب کیے ہین اور حمام

کے ایک کونے پر ایک پیر مرد کو نقارہ دیکر بٹھایا ہی اور نیچے حمام کے تمام بارود کی کپیان بچھائی ہین اور اُس پیر مرد
سے کہدیا ہی کہ جسوقت مین امیر کو حمام مین لاؤن اور تجکو اشارہ کرون تو نقارہ بجانا کہ جسکے پاس فلیتہ ہی اُسکو خبر ہو
وہ آتش دیدے تاکہ امیر مع سب سردارون کے اُڑ جائین بعد اسکے قیصر روم نے چارون وزیرون کو بلایا اور کہا چل کے امیر
نوشیروان کو استقبال کرکے قلعے مین لے آؤ دوسرے دن قیصر روم امیر کی ملاقات کیواسطے آیا اور امیر کو قلعے مین لاکر
دعوت کی امیر نے قیصر سے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ سرکار روم اور فرنگ مین بڑی حکمت ہی قیصر نے کہا کہ مین نے
بھی ایک حمام بنایا ہی اور بہت عجائبات اُسمین کیے ہین امیر کو یہ سُنکے بہت اشتیاق ہوا دوسرے روز سردارونکو لیکر حمام
مین داخل ہوے عمرو اندر حمام کے نہ گیا اور قیصر نے چاہا کہ کام امیر کا تمام کرون کہ ناگاہ عمرو پھرتا ہوا بام پر حمام کے
آیا اور دیکھا کہ ایک شخص نقارہ لیے بیٹھا ہی اور نیچے جو عمرو نے نگاہ کی تو سامنے صحرا مین دیکھا کہ ایک شخص چمڑے کی پوشاک
پہنے نقب کے دہانے پر فلیتہ لیے بیٹھا ہی عمرو نے اُس سے پوچھا کہ یہ نقارہ کیسا ہی اُسنے کہا قیصر نے مجکو یہان آفتاب
نکلنے تک مقرر کیا ہی تو نقارہ بجانا عمرو نے کہا ای حرامزادے سچ کہہ یہ سُنکے وہ ہنسا اور کہا سچ کہون تو مجکو کیا دیگا عمرو نے
کہا تجکو کوتوال شہر کا کردونگا اُسنے کہا کہ مین کوکا قیصر شاہ کا ہون اُسنے یہان مجکو مقرر کیا ہی کہ جب وہ اشارہ
کرے مین نقارہ بجاؤن وہ شخص جو سامنے بیٹھا ہی وہ آواز نقارہ سُنکر آتش دیگا تاکہ امیر کا مع سب سردارون
کے کام تمام کرون عمرو نے یہ سُنکے کہا کہ شاباش شاباش مین تیری نیکی کو ضائع نکرونگا جب تک کہ مین نہ کہون نقارہ
نہ بجانا یہ کہکے عمرو نیچے اُترا دیکھا کہ قیصر روم دروازے پر حمام کے کھڑا ہی اور امیر مع تمام سردارون کے حمام مین
نہانے کو تیار ہین عمرو نے قیصر سے کہا کہ خوب حمام تمنے بنایا ہی قیصر نے کہا پانی خوب گرم ہی تم بھی جاکر غسل کرو
قیصر یہ چاہتا ہی کہ عمرو بھی حمام مین جاے تو سب کا کام تمام کرون عمرو نے کہا کہ تم بھی چلو تو مین چلون غرض ناچار
قیصر بھی برہنہ ہوا اور حمام مین آیا اور عمرو نے امیر سے اشارہ کیا کہ سب کو ہمراہ لے کے جلدی سے باہر جاؤ
امیر مع تمام سردارونکے باہر حمام کے آئے عمرو نے جلدی سے دروازہ حمام کا باہر سے بند کیا اور امیر کو ہمراہ لیکر
دور آکر کھڑا ہوا اور سفید مہرہ بجایا اور اُس پیر مرد سے کہا کہ اب نقارہ بجادے اُسنے نقارہ بجایا دوسرے نے
آتش دی حمام مع باغ سب اُڑ گیا امیر متعجب ہوے عمرو نے سارا حال بیان کیا وزیر قیصر کے تین بیٹون اور
بیٹی کو لیکر بھاگ گئے ایک بیٹے کا نام ربیع رومی اور دوسرے کا سام رومی تیسرے فتح نوشن بیٹی کا نام گلنوش
تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ قیصر کو مار ڈالا وزیر اور بیٹے اسکے بھاگ گئے اب مین خراج کس سے لون اور
کیا نوشیروان کو جواب دون اب تو مجکو سات برس کا خراج دے عمرو نے لاکھ غل مچایا امیر نے نہ مانا اور عمرو کو قید کرکے
خراج بھر لیا بعد اسکے چھوڑ دیا عمرو نے کہا یہ تو نے مجپر ظلم کیا مین نوکری نہین کرتا امیر نے کہا مین نوکری سے تیری
در گذرا جہان جی چاہے چلا جا عمرو بارگاہ امیر سے باہر نکلا دل مین فکر کی کہ یہ وزیر اور بیٹے قیصر کے کہان
گئے چند کوس نکلا تھا کہ ایک درۂ کوہ ملا اسمین قریب پچیس ہزار سوار کے اُترے تھے عمرو رات کو
لشکر امیر مین آیا لندھور اور پہلوان عادی کو چرا لیگیا صبح کو امیر نے ابوسعید کو خبر کے لیے بھیجا ابوسعید نے
آکے کہا یہ کام عمرو کا ہی امیر یہ سُنکے فکرمند ہوے اور وہان عمرو نے لندھور اور پہلوان عادی سے کہا کہ وزیر اور قیصر
کے بیٹے اس درے مین پنہان ہین اگر انکو شکست دو تو کمال مجپر احسان ہی غرض لندھور نے امیر کے نام کا نعرہ کیا اور عادی نے لندھور کے
نام کا نعرہ کیا عمرو نے سفید مہرہ بجایا اور آکر وزیرونکے لشکر پر گرے لشکر تمام بھاگ گیا وزیرون اور بیٹونکو قیصر کے پکڑ لیا اور تمام
خزانہ قیصر کا عمرو کے ہاتھ آیا عمرو نے لندھور اور عادی کو رخصت کیا اور کہا یہ سب کیفیت امیر سے کہدینا اور عمرو نے وزیرونکو باندھکے

چار روز مین چار گنج ذریروں سے لیے اور تین گنج خزانے کے بٹون سے قیصر کے لیے بعد اسکے عیارون کو اپنے لشکر امیر سے
لا کر جمع کیا اور آپ عمرو بادشاہ بنا اور عیارون کو اپنا سردار بنایا داراب خان اور سعید خان واقبال خان و
سرہنگ خان عیارون کے نام رکھے اور ڈھول اور نقارے اور بوق و دمامے کے بنا کر اور بارہ ہزار جوڑی نقارے کی بنائی اور
ایک بارگاہ برپا کی نقارے بجنے لگے نقارے کی آواز سنکر امیر حیران ہوئے تحقیق جو کیا معلوم ہوا کہ عمرو کا لشکر ہے لندھور
کو ایلچی کیا اور عمرو کے پاس امیر نے بھیجا عمرو نے خلعت لندھور کو دیکر رخصت کیا امیر بھی وہان سے کوچ کرکے دوسری
منزل پر آئے عمرو نے بھی کوچ کیا اور سامنے بارگاہ امیر کے اپنی بارگاہ ایک ٹیکرے پر برپا کی اور تمام گنج ڈھیر کیا اسپر
تخت مرصع بچھایا اور تخت پر عمرو بیٹھا ناچ سامنے ہونے لگا جبکہ دن روشن ہوا امیر نے عمرو کو دیکھکے پوچھا کہ یہ مال اسنے
کہان سے پایا ہے عادی نے سارا ماجرا بیان کیا امیر ہنسے کہا اسکو بلا لاؤ عادی اور مقبل گئے اور خواجہ عمرو کو
لائے خواجہ نے تمام مال زنبیل مین ڈال لیا اور آکر امیر کے قدم پر گرا امیر نے گلے سے لگایا اور دلاسا دیا دوسرے دن امیر نے
کہا کوئی شخص مدائن مین جائے اور یہ خراج تینون شہر و نکا نوشیروان کو پہونچا دے مقبل اٹھا اور امیر کو مجرا کیا اور
کہا اگر حکم ہو تو مین پہونچا آؤن امیر نے عمرو کو ضامن لیا بارہ ہزار سوار ونسے مع خزانہ مقبل کو روانہ کیا جبکہ بارہ منزل
مقبل گیا قریب ایک کوہ کے اترا اسمین ایک قلعہ تھا آدھی رات کو شعلہ وسفلہ مع بیس ہزار قزاقون سے آئے اور شبخون
مار کے سب مال لیگئے مقبل اپنے خیمے مین نشۂ شراب مین بدمست بیٹھا تھا کہ شور برپا ہوا اسنے احوال پوچھا لوگون نے
کہا قزاق آگرے اور بہت سے لوگ آپکے مارے گئے خزانہ وہ سب لیگئے یہ سنکے مقبل کا عجب حال ہوا سوچا کہ مین نے
عمرو کو ضامن دیا ہے یہ کہکے سوار ہوا اور برابر کوہ کے قزاقون کو پایا قزاق قلعے مین نہ جانے پائے تھے مقبل نے نعرہ کیا
اور کہا پہلے جواب جنگ دو بعد اسکے یہ مال تمپر حلال ہے شعلہ وسفلہ نے دیکھا کہ ایک سوار یکہ وتنہا ہے پوچھا یہ کون ہے
لوگون نے کہا صاحب مال ہے اسنے کہا پکڑ لو مقبل نے تیر مارنا شروع کیے راوی کہتا ہے کہ تین مرتبہ خزانہ مقبل نے لڑکے
چھین لیا اور تمام ترکش خالی ہوگیا مانند شیر غران کے خوب لڑا چالیس زخم بدن پر لگے آخر مقبل بیہوش ہوکر گرا قزاق
خزانے چھین لیگئے مقبل میدان رزم مین پڑا تھا چار سوار مقبل کو لیکے تیسرے روز بارگاہ امیر مین پہونچے سارا حال
بیان کیا لندھور نے کہا مین سمجھ لونگا لیکن امیر کو کون جواب دیگا عمرو نے کہا مین جواب دونگا بس اسیوقت چار ہزار
سوار لندھور ہمراہ لیکے پہونچا لوگون نے اس قلعے کا نشان بتایا لندھور نے برابر اس قلعے کے ایک باغ دیکھا
اس باغ مین جا کے ایک پتھر پر بیٹھا اور تماشا باغ کا دیکھنے لگا لندھور کو نیند آئی سو رہا بعد ایک ساعت کے نقابدار
گلگون پوش چالیس ہزار سوار سے باغ مین آیا لندھور بھی اٹھا پوچھا تو کون ہے اسنے کہا کہ مین دختر شعلہ قزاق کی
ہون دعوی پہلوانی کا رکھتی ہون ماہ بانو نام ہے لندھور نے جواب دیا منم لندھور ابن شاہ سعدان اسنے کہا کسلیے
یہان آیا ہے لندھور نے کہا واسطے جنگ شعلہ وسفلہ کے اسنے کہا تو اکیلا آیا ہے لندھور نے کہا چار ہزار سوار
ہمراہ ہین باہر کھڑے ہین غرض ماہ بانو لندھور پر عاشق ہوئی ہاتھ پکڑ کے نشان شعلہ وسفلہ کا بتا دیا لندھور
نے آکر قلعے مین دیکھا کہ دو قزاق تخت پر بیٹھے ہین لندھور نے سلام علیک کی انھون نے جواب نہ دیا لندھور خفا ہوا
دونونکو تخت پر سے اٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر مارے دونون از ترس جان مسلمان ہوئے اور شراب مین بیہوشی دیکر لندھور
کو قید کیا اور چاہا کہ قتل کرین ماہ بانو نے آکر کہا کہ یہ سردار امیر کا ہے تم اسکو اگر قتل کروگے تو امیر تمام ذریات تمھاری زندہ
نرکھیگا شعلہ نے لندھور کو قید کیا سوارون نے یہ خبر آکر عمرو کو دی عمرو نے سارا حال آکے امیر سے بیان کیا
امیر نے حکم کیا کہ پیشخیمہ ہمارا اسی طرف روانہ کرو بعد چند روز کے برابر قلعۂ قزاق کے پہونچے جاسوسون نے

برخیر سفلہ و شعلہ کو دی وہ دونون باہر قلعے کے آئے طبل جنگ بجوایا امیر کا مقابلہ کیا امیر نے دونونکو زیر کیا دونون صدق دل سے
مسلمان ہوئے امیر کو قلعے مین لائے لندھور کو خلاص کیا اور ماہ بانو سے لندھور کا عقد کر دیا امیر نے پھر مقبل کو
خزانہ دیکر طرف مدائن کے روانہ کیا چند روز مین مقبل نے نوشیروان سے شکارگاہ مین ملازمت حاصل کی
نوشیروان شہر مین آیا تخت پر بیٹھا مقبل نے خزانہ نظر سے گذرانا نوشیروان بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ
مقبل کو دیا اور بارہ ہزار تیرانداز ونکو بھی خلعت دیکر مقبل کو رخصت کیا رات کو نوشیروان نے بختک کو بلایا اور
کہا اب مین کیا کرون بختک نے صلاح دی کہ ایک نامہ عزیز مصر کو تحریر کیجیے کہ اب حمزہ تیرے ملک مین آتا ہی
اگر تو نے اسکو قتل کیا تو تجھپر احسان کیا غرض نوشیروان نے باغوائے بختک عزیز مصر کو نامہ لکھا اُسنے جواب مین لکھا
کہ ای بادشاہ ہفت اقلیم تو خاطر جمع رکھ اگر حمزہ اسطرف کو آیا تو مین کسی نہ کسی طور سے قتل کرونگا القصہ مقبل امیر پاس
آیا تمام حال بیان کیا کہ اسطرح بخوبی تمام خزانہ پہونچایا امیر نے مصر کی طرف کوچ کیا راستہ مین ایک دوراہا ملا امیر نے
داراب ہندی سے پوچھا کہ یہ دونون راستے کسطرف کو گئے ہین اُسنے کہا کہ یہی راہ مصر کو گئی ہی لیکن زمانہ حضرت
یوسف سے کوئی اسطرف سے نہین جاتا پس امیر نے اسار دیوانے کو بلا کے کہا کہ تو تمام لشکر کو لیکر مصر مین جا اور
زمین پست و بلند کو صاف کر کے برابر قلعہ مصر کے فرد کش ہو بارگاہ بارہ کوس کے فاصلے سے برپا کرا اور ایک نامہ امیر
نے عمرو کے ہاتھ عزیز مصر کو روانہ کیا عمرو نامہ لیکر نزدیک قلعے کے آیا عزیز مصر کو خبر ہوئی عمرو کو بلایا عمرو نے ہاتھ مین
عزیز مصر کے نامہ دیا عزیز نے دیکھا لکھا تھا کہ تو مسلمان ہو اور سات برس کا خراج نوشیروان کا روانہ کر عزیز مصر نے کہا
چند شرطین رکھتا ہون اول ایک دروازہ فولادی ہی اسکو پہلے ہی زور مین کھولین دوسرے ایک سنگ ہی کہ زمانہ حضرت
یوسف سے آدھا اوپر آدھا نیچے زمین کے گڑا ہی اسکو زمین سے نکالین پھر جو فرمائینگے مین قبول کرونگا عمرو نے تمام
ماجرا امیر کے روبرو بیان کیا امیر نے فرمایا مین جاؤنگا اور ایک مرتبہ مصر کو دیکھونگا الش جشیر نے منع کیا اور کہا
کہ جبتک حضور کا لشکر نہ آئے آپ نہ جائیے امیر نے نہ مانا دوسرے دن سوار ہوے سردارونکو ہمراہ لیکے قلعے مین آئے
اور عزیز مصر سے دروازۂ فولادی کو دریافت کیا اُسنے بتادیا امیر نے ایک زور مین اسکو کھولا اور اندر جا کر دیکھا
ایک لوح ہی اسپر کندہ ہی کہ یہ لوح فریدون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہی اور ایک بہادر دوران آخر زمانے مین
پیدا ہوگا اور آکر اس دروازے کو کھولے گا نام اسکا حمزۂ صاحبقران ہی دین اسکا برحق ہی امیر باہر آئے
اس سنگ کو بھی قوت سے اکھیڑ لیا اسپر بھی یہی لکھا تھا عزیز مصر یہ تماشے اور لوح کو دیکھ کے قدم پر امیر
کے گرا اور کہا اچھا تمہارا اب میری خاطر جمع ہوئی اور دین آپ کا برحق ہی اور از ترس جان مسلمان ہوا
باغ حضرت یوسف مین امیر کی دعوت کی اور کھانے مین بیہوشی ملا کر سب کو ایک چاہ زندان مین قید کیا
دوسرے روز پوشاک ... پہنکر تخت پر بیٹھا اور وزیر نیک اندیش سے کہا کہ کیون مین امیر کو اب
قتل کرون وزیر نے کہا تم قتل نہین کر سکتے ایک تو کر اسکا اسلام ... مشہور ہی کہ تمام امیر کی فوج لیکر یہان
آئیگا پہلے اسکا علاج کر لو بعد اسکے جو چاہیے کرو عزیز نے کہا ای وزیر تو دشمنونکا اشمار کرتا ہی دوستونکا خیال
نہین کرتا نوشیروان بادشاہ ہفت اقلیم نے لکھا ہی یہ دشمن اسکا ہی وزیر نے کہا کہ تو ایک عرضی
نوشیروان کو لکھ کہ مین نے امیر کو مع سردارون کے قید کیا ہی اگر حکم ہو تو قتل کر ڈالون نہین تو قتل کر ڈالا جاوے حکم ہو
دفن کرون پس اسنے اسیوقت ایک عرضی ... مصری کے ہاتھ روانہ کی چند روز مین ... مدائن
مین آیا عرضی شاہ کو دی نوشیروان نے جواب لکھا کہ اگر امیر کو قتل کیا تو خوب کیا ورنہ تو دیکھتے ہی اس نامے کے قتل کرنا

سرہنگ روانہ ہوا یہ خبر ملکہ مہر نگار نے سنی بیہوش ہو گئی جبکہ ہوش آیا دایہ نے کہا صبر کرو دل پر جبر کرو القصہ وہان
امیر کو دوسرے دن ہوش آیا قید مین اپنے تئین مع سب سردارونکے پایا عمرو نے کہا یا امیر اب کہو کیا کرو گے تمنے
کہنا النار ضرور کا نہ مانا امیر نے کچھ جواب نہ دیا عمرو نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے دم کو اپنے کھینچا اور مر گیا سردارون نے
غل مچایا کہ ہمارا جو عمرو عیار تھا وہ مر گیا اسکو نگاہبانون نے بادشاہ سے جاکر کہا عزیز مصر ہنسا اور کہا اسکو
میرے پاس لاؤ لوگون نے عمرو کو چاہ سے نکالا اور سامنے عزیز مصر کے لائے شمعون وزیر بڑا حرامزادہ تھا اسکے کہنے
سے سات روز برابر نئے نئے طرح کے عزیز نے عمرو کو آزار پہونچائے آخر آٹھوین دن بارگاہ سے عمرو کو باہر پھینکدیا اور
کہا اسکو جاکر دفن کرو غسالون نے نہلا کر کفنایا اور قبرستان مین لایا غسال نے عمرو کو قبر مین اتارا عمرو نے اٹھکر
غسال کو قتل کیا اور گلیم عیاری اوڑھکے غائب ہو گیا غسالون نے آکر عزیز مصر سے یہ ماجرا بیان کیا عزیز مصر بہت
فکرمند ہوا حکم کیا کہ دروازہ شہر کا بند کرو اور نگہبان جابجا بٹھا دیے عمرو آدھی رات کو خوابگاہ عزیز مین آیا اور
عزیز کا سر کاٹا روشنی مین جو دیکھا تو وہ نہ تھا عمرو نے جانا کہ اسنے مکر کیا عمرو نے سب جگہ تلاش کی عزیز شاہ کو نہ پایا آخر
تہخانے مین عزیز مصر ملا عمرو کو دیکھکے بھاگا عمرو نے بھی پیچھا کیا عزیز مصر جلالخور کے مکان مین آیا اور کہا مجکو چھپا جلالخور نے
پوشیدہ کیا عمرو بھی آیا اور چاہا کہ عزیز کو قتل کرے کہ اسوقت چارسو عیار ونسے سرہنگ مصری پہونچا اور عمرو کو گرد
گھیر لیا تمام رات عمرو لڑا جبکہ صبح ہوئی عمرو سرہنگ کو زخمی کرکے نکل گیا غرض دوسرے دن اسد دیوانہ لشکر لیکر
برابر قلعہ مصر کے آیا عمرو نے آکر تمام حال بیان کیا اسد سنکے حیران ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ اب کیا کرین عمرو نے کہا
آج رات کو مین خبر امیر کی لے آؤنگا بعد اسکے جو تیرے دل مین ہوگا وہ کرنا اسد نے قبول کیا راوی کہتا ہے کہ قلعہ مصر
مین نقب کھودی مع سردارونکے امیر کو عزیز مصر نے طرف قلعہ سلو کے روانہ کیا اور عمرو چارطرف پھر کے اسد کے
پاس آیا دونون فکر مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو شہاب اور ابو سعید خبر لیکے آئے کہ امیر کو عزیز مصر نے قلعہ سلو
کو بھیجا ہے عمرو نے اسد سے کہا کہ مین تو اسطرف جاتا ہون اب تم جانو اور عزیز مصر سے خبردار رہو اسد نے
قبول کیا اور عمرو تمام شاگردون سے قلعہ سلو کی طرف چلا راہ مین دریا ملا نقاش ناخدا کا وہان مکان تھا حضرت
ابراہیم نے خواب مین اسکو مسلمان کیا صبح کو عمرو وہ پہونچا خواجہ نقاش آکر عمرو کو لے گیا اور کشتی پر سوار کرکے شہر سلو
مین لاکر اتارا عمرو نے فکر کی کہ رات کو چھڑاؤنگا اور شاہ شمس کی ایک دختر تھی زہرہ مصری حضرت ابراہیم
نے رات کو اسکو بھی مسلمان کیا اور بشارت دی کہ حمزہ کو چھڑا اور کہا جو سنگ چاہ سے اٹھائیگا وہ تیرا شوہر ہوگا غرض
دوسری رات کو زہرہ مصری نے کھانے مین بیہوشی ملا کر خواص کے ہاتھ پاسبانونکو بھیجا جبکہ وہ کھانا کھا کر بیہوش ہوئے
لباس شبتار روشنی زہرہ مصری نے پہنا اور زندان مین جاکے کمند ڈالکر تہخانے مین اتری عمرو بھی آیا اور زہرہ مصری
کو آتے دیکھکر حیران کھڑا تھا عمرو نے جانا کہ یہ کام اسی مکار کا ہے عمرو نے آواز دی ملکہ فکرمند ہوئی اور کہنے لگی تو کون ہے
عمرو نے کہا منم یالوش بزرگوار نائب لات اعلی اور منات بعلے زہرہ مصری نے کہا مین کیا کرون مجکو تو
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کیا اور کہا جو شخص اس چاہ پر سے سنگ کو دور کریگا وہی تیرا شوہر ہوگا عمرو نے
قوت کی کچھ نہو سکا آخر عمرو نے زنبیل سے مقبل کو نکالا مقبل نے وہ سنگ چاہ پر سے دور کیا زہرہ مصری
شمع لیکر چاہ پر آئی اور اندر اتری امیر کو مجرا کیا امیر نے کہا تو کون ہے اسنے کہا کہ مین دختر بادشاہ کی ہون چاہتی ہون
کہ آپکو خلاص کرون امیر نے زور کرکے قید کو پارہ کیا سردارونکو چاہ سے لیکے باہر نکلے عمرو سے ملاقات کی اور
شہر کی طرف چلے سامنے شاہ شمس کا باورچیخانہ تھا عادی کی ناک مین جو کھانے کی بو آئی عادی نے آکر باورچیخانہ

عزب سوختون سے باہر نکالا اور جو کچھ کھانا تیار تھا سب کچھ کھا گیا لوگون نے جا کر خبر بادشاہ کو دی اُسنے لشکر
بھیجا اور حکم کیا کہ اُسکو باندھ لاؤ عادی نے وہی سوختے مارنا شروع کیے سب بھاگے بادشاہ بھی لشکر
لیکر آیا عادی نے اُسکو بھی شکست دی اور ایک سوختہ بادشاہ کے سر پر مارا بادشاہ واصل جہنم ہوا امیر
بھی مع سردارون کے آئے خوب تلوار چلی آخر لشکر شکست کھا کر بھاگا امیر نے قلعے کو فتح کیا وزیر آ کر قدم پر گرا
اور کلمہ پڑھا مسمور سلو بیٹا بادشاہ کا تھا وزیر اُسکو خدمت امیر مین لایا امیر نے وہ قلعہ اُسکو دیا اور اُسکو
ہمراہ لیکے طرف مصر کے روانہ ہوے اور وہان اسد دیوانہ نے قلعہ مصر پر بنیاد جنگ ڈالی دوسرے دن
اسد نے قسم کھائی کہ کل سر سواری قلعہ لیلونگا یہ ٹھہرا کر سوار ہوا اور جنگ کرکے برابر دروازۂ قلعہ کے پہونچا دروازہ کو
توڑ کر اسد قلعے مین داخل ہوا عزیز مصر نے نیزہ سینے پر اسد کے مارا اسد نے رد کرکے ایسی ایک تلوار ماری کہ
سر اُسکا تن پر سے جدا ہوگیا اتنے عرصے مین امیر بھی آئے سنا اسد نے قلعہ مصر سر سواری لے لیا مظفر مصری عزیز مصر کا بیٹا
تھا اُسکو وہانکا بادشاہ کیا اور سب مسلمان ہوے بعد چند روز کے امیر نے بہمراہی لشکر گران طرف مدائن
کے کوچ کیا انکو تو راہ مین چھوڑ دیے اور وہانکا حال سماعت فرمایئے کہ نوشیروان تمام سردارون سے آکر تخت پر بیٹھا
بختک نے عرض کی کہ امیر مصر مین مارے گئے نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے پوچھا بزرجمہر نے عرض کیا کہ
میرا ہمر ہیشنگ خبر لایا ہے کہ امیر نے عزیز مصر کو مارا اور اُسکے بیٹے کو بادشاہ کیا اب مدائن کیطرف آتا ہے نوشیروان
نے کہا تم سچ کہتے ہو غرض بختک اپنے مکان مین آیا اور ایک نامہ گستہم کو لکھا کہ تجکو معلوم ہو کہ امیر زندین
مارے گئے تو زوبین کامرانی کو لیکے خدمت نوشیروان مین آئے مین ملکہ مہر نگار کو اُسکو دلوا دونگا جبکہ یہ نامہ گستہم
کو پہونچا گستہم نامہ لیکے زوبین پاس آیا وہ نامہ پڑھکے بہت خوش ہوا زوبین نے نامہ اپنے بڑے بھائی یعنی
بہمن کو دکھایا بہمن نے کہا ای برادر بختک بڑا حرامزادہ ہے اولاد بن مرزبان کو دوستی ملکہ مہر نگار مین قتل
کرایا تیرا جانا مناسب نہین ہے زوبین نے کہا اب تو مین جاتا ہون بہمن چپ ہو رہا زوبین نے دیو
تاج ترک اور عاج تاج ترک اور نہروان تاج ترک کو سپہ سالار کیا سات لاکھ پچاس ہزار سوار لیکے طرف
مدائن کے کوچ کیا چند روز مین برابر باغ جمشید کے آیا اور باغ مین اُترا مدائن تیس کوس ہوناسے تھا زوبین
نے نامہ بختک کو لکھا کہ تیرے کہنے سے مین آیا ہون باغ جمشید مین اُترا ہون جو کچھ تو کہے اُسپر عمل کرون کتارہ کابلی
نے یہ نامہ خلوت مین بختک کو دیا بختک نے جواب لکھا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تمام سردارونکو نوشیروان کے نیرے
استقبال کیواسطے لاؤنگا زوبین یہ سنکے بہت خوش ہوا دوسرے دن بختک نے آکر نوشیروان کو مجرا کیا اور کہا ای
شاہ زوبین سات لاکھ پچاس ہزار سوار سے آیا ہے اور باغ جمشید مین اُترا ہے نوشیروان یہ سنکے گھبرایا اور کہا اب مین کیا کرون
بختک نے کہا زوبین کو شہر مین لانا اچھا نہین ہے بہتر یہ ہے کہ باغ جمشید مین آپ چلین اور اُسکو واسطے ملازمت کے طلب کرین
نوشیروان سوار ہوا زوبین بھی یہ سنکے سوار ہوا ملازمت بادشاہ کی کی نوشیروان نے زوبین کو بہت سا دلاسا دیا اور حکم
کیا کہ ہماری بارگاہ جمشیدی برابر باغ جمشید کے برپا کرو غرض نوشیروان آکر تخت پر بیٹھا سب سردار آکر بیٹھے مجلس آراستہ ہوئی
تین روز صحبت گرم رہی چوتھے روز زوبین اپنی بارگاہ مین آیا اور بختک کو لکھا کہ مین تیرے کہنے سے آیا ہون اب جو تو نے
مجھسے اقرار کیا ہے اُسکو عمل مین لا ورنہ جواب دے کہ اُسپر عمل کرون خجستہ کابلی کے ہاتھ رقعہ بختک کے پاس
بھیجا بختک نے جواب دیا کہ کل تیرا کام کرونگا غرض دوسرے روز بختک نے آکے نوشیروان سے کہا کہ
آپکو معلوم ہے کہ زوبین واسطے خواستگاری ملکہ کے آیا ہے نوشیروان یہ سنکے خفا ہوا اور کہنے لگا ای مادر بخطا

کیا مین نہین جانتا تو کیا شطرنج کی چالین چلتا ہی کہا آپکے نمک کی قسم مجکو نہین معلوم نوشیروان فکرمند ہوا بختک کو خلوت مین
بلا کر کہا کہ مین کیا کرون بختک نے کہا کہ ہمکو نہین معلوم اگر ملکہ کا زوبین سے عقد نہ کروگے تو فساد ہوگا گستہم اور
بہمن عقب مین آتے ہونگے بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو زوبین کے حوالے کرو جسوقت کہ حمزہ زندہ آیا تو کہنا زوبین مجھ سے
بزور لیگیا اگر قوت رکھتے ہو تو جاکے ملکہ کو لے آو غرض دوسرے دن جب نوشیروان آکے تخت پر بیٹھا زوبین نے آکر مجرا
کیا بختک نے زعفران سر پر زوبین کے چھڑکی اور کہا تجکو مبارک ہو کہ بادشاہ نے ملکہ کو تجھے دیا زوبین خوش ہوکے
کھڑا ہوگیا مگر سردار نوشیروان کے بہت فکرمند ہوے اور کسی دوست امیر نے ایک نامہ طوق حران گرد کو لکھا کہ
شاہ نے مہرنگار کو زوبین کو دیا ہی اور آجکل مین امیر بھی آیا چاہتے ہین قلعہ مدائن کو بند کر اور حفاظت ملکہ کی
کر امیر تیرا مرتبہ بلند کرینگے طوق حران گرد نے یہ خبر سنکے دروازہ قلعہ کا بند کیا یہ خبر ملکہ نے سنی حیران ہوئی کہا ای
دائی اب مین کیا کرون دایہ نے کہا خاطر جمع رکھ طوق حران گرد مرد مسلمان ہوگیا ہی اسنے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا
ہی امروز فردا مین امیر بھی آیا ہی چاہتے ہین القصہ یہ خبر باغ جمشیدی مین جاسوسون نے بادشاہ نوشیروان کو
پہونچائی کہ ملکہ اور طوق حران دونون قلعہ بند ہوئے زوبین نے یہ خبر سنکر ترک تاج کو بھیجا کہ تو جاکر
طوق حران کو قتل کر اور ملکہ کو لے آ ترک تاج مجرا کرکے ہزار سوارون سے مدائن کی طرف چلا اب اسکو راہ مین
چھوڑو اب کچھ حال امیر کا سنو کہ جب مدائن سات منزل رہا عمرو سے کہا کہ تو جاکے خبر لا کہ اب نوشیروان کس
فکر مین ہی جب کہ عمرو برابر مدائن کے آیا تمام سرگذشت دریافت کرکے امیر کے روبرو حاضر ہوا اور تمام حال زوبین
کا بیان کیا امیر یہ سنکے غصے مین ہوے اور لندھور سے فرمایا کہ تم عقب سے لشکر لیکر آنا اور آپ خنگ سیاہ
قیطاس پر سوار ہوئے اور وہان ترک تاج دروازے پر پہونچکے چاہتا تھا کہ قلعے کو لون امیر نے آکے نعرہ کیا ترک
نے مقابلہ کیا امیر نے تلوار ماری ترک مع مرکب چار پرکالہ ہوا لشکر اسکا بھاگا امیر دروازے پر آئے طوق حران
نے دروازہ کھولدیا اور آکر امیر کی ملازمت کی امیر نے خلعت فاخرہ عطا فرمایا بعد اسکے حکم کیا کہ تمام قلعہ کو کھود ڈالو
اور جورو بیٹیان بادشاہ نوشیروان کی سواے مہرنگار کے حمامی اور شتربان اور فیلبان اور سائیسون کے حوالہ
کردین اور دختر گستہم کو عمرو نے پسند کیا اور دختر بختک کو عادی نے لیا ملکہ مہرانگیز نے رقعہ لکھکر اور کبوتر کی گردن
مین باندھکر نوشیروان کے پاس بھیجا کبوتر بارگاہ نوشیروان پر آکے بیٹھا نوشیروان نے رقعہ پڑھا ترک تاج
کے مارے جانے اور خرابی شہر مدائن سے بہت فکرمند ہوا خلوت مین آکر تمام حقیقت دختر گستہم کی بختک سے
کہی اور بختک کی دختر کا حال گستہم سے کہا دوسرے دن نوشیروان تخت پر بیٹھا اور زوبین کو بلا کر کہا کہ وہ عرب
آیا ہی تمام ملک کو میرے ویران کیا ہی بھائی کو تیرے قتل کرکے مہرنگار کو قبضے مین کر لیا زوبین نے کہا مین کام اسکا تمام کرونگا
اور گستہم نے کہا کہ ای شاہ مین نے سنا ہی کہ بختک کی دختر کو عادی اپنی خدمت مین لایا بختک نے کہا الحمدللہ وہ
بادشاہ قلعہ تنگ بار واصل ہی تمہاری دختر کو عمرو لے گیا کہ وہ ذات کا ساربان زادہ ہی گستہم نے کہا کہ تمام دختران
شاہی کو امیر نے حجام و جولاہے اور چمارون کے حوالے کیا یہ سنکے حضار مجلس حیران و فکرمند ہوئے اور وہان امیر نے
حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف عراق کے روانہ کرو عمرو نے کہا پہلے مہرنگار کو مکہ روانہ کر دیجیے بعد اسکے کسیطرف
جانے کی فکر کیجیے پس امیر نے مقبل کو چار ہزار سوارون سے ملکہ کے ہمراہ کیا اور طرف مکہ کے ملکہ
روانہ ہوئی بعد اسکے امیر باتوقیر پانچ لاکھ ستر ہزار سوارون سے طرف عراق کے روانہ ہوئے اور ایک نامہ
نوشیروان کو لکھا زمیتاش بہادر یونانی اٹھا اور امیر کو مجرا کرکے اور نامہ لیکر چلا جب لشکر نوشیروان مین پہونچا

وہان نوزر کوہستانی بارگاہ سے نوشیروان کی طرف کو آتا تھا راہ مین زمتاش کو دیکھا سلام کیا اور کہا آپ کہان جاتے
ہین زمتاش نے کہا نامہ امیر کا لایا ہون نوزر نے کہا دربار برخاست ہوگیا ہی بہتر یہ ہی کہ آج رات کو فقیر خانے پر رہیے
صبح کو دربار مین جائیے گا نوزر ہاتھ پکڑ کے اپنے مکان پر لایا خوب مہمانی کی اور کہا خاطر جمع رکھیے کو مین نوکر نوشیروان
کا ہون پچاس ہزار سوار میرے ماتحت ہین اور سب مسلمان ہین اگر بارگاہ نوشیروان مین کوئی مشکل تیرے پڑیگی مین اپنی جان
تم پر نثار کرونگا الغرض جب صبح ہوئی نوزر بارگاہ نوشیروان مین آکے بیٹھا اور زمتاش مرکب پر سوار ہوکے بارگاہ پر
آیا لوگون نے دیکھا اور دروکا دس آدمی قتل کرکے اندر بارگاہ کے آیا نامہ نوشیروان کو دیا اور نامے پر زر نثار کروایا
نوشیروان نامہ پڑھکے خفا ہوا اور چاہا کہ نامے کو پارہ کردون زمتاش نے نامہ چھین لیا اور کہا یہ نامہ صاحبقران
زمان ہی اگر مرد ہی تو لشکر گران سے سر میدان جواب دیجے زوبین نے تمار ترک کو اشارہ کیا کہ ایلچی کو
قتل کر تمار ترک پیچھے سے آکر تلوار مارنا چاہتا تھا کہ بزرجمہر نے زمتاش کو اشارہ کیا زمتاش نے پھر کے
اسکی تلوار چھین لی اور کمر پر جو تلوار ماری تو دو پر کالے ہوا نوشیروان اور زیادہ غصہ مین آیا حکم کیا کہ اسکو پکڑ لو
پس لوگون نے چہار طرف سے نرغہ کیا نوزر نے بھی اپنے لوگون کو للکارا پچاس ہزار سوار ٹوٹ پڑے نوشیروان
کے لاکھ سوار مارے گئے زمتاش کے بھی زخم لگے اور نوزر بھی زخمی ہوا مگر زمتاش کو گھوڑے پر سوار کیا اور
لشکر امیر مین لایا جراح کو بلا کر ٹانکے دلوائے وہان نوشیروان بہت پریشان تھا گستہم نے کہا میرے
نام پر طبل جنگ بجوائیے غرض صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اور گستہم صف لشکر سے نکلا اور پکارا
ای حمزہ تو نے مجھسے قول کیا تھا کہ زرہ و شمشیر سے مقابلہ نکرونگا پس امیر نے بے زرہ و شمشیر گستہم سے مقابلہ
کیا گستہم نے تلوار ماری امیر نے چھین کے ایسی تلوار ماری کہ مع مرکب چار پر کالے ہوے نوشیروان نے
لشکر سے کہا کہ امیر کو پکڑ لو امیر نے تمام سردارون سے جنگ مغلوبہ شروع کی امیر نے علم نوشیروان پر تلوار
ماری نوشیروان مع لشکر بھاگا خزانہ اور بارگاہ جمشیدی امیر کے ہاتھ آئی اور مدائن مین آکر بیٹھے نوشیروان
بہت پریشان تھا بزرجمہر کو بلا کر کہا کہ تم جاؤ اور امیر سے کہو کہ نوشیروان آپ سے بہت پشیمان ہی بہتر یہ ہی کہ
قلعہ مدائن کو چھوڑ دو اور تم کعبہ کو جاؤ مجھسے اور مہر نگار سے کچھ دعوی نہین بزرجمہر بیٹون کو ہمراہ لیکے مدائن
مین آئے اور جو نوشیروان نے کہا تھا بیان کیا امیر نے قبول کیا اور کہا مین نے قسم کھائی ہی کہ جب تک زراعت
تیار نہو اور مرکب سیر نہ کھائے مکے کو نہ جاؤنگا بزرجمہر اٹھے اور زراعت مین سے چند برگ توڑ لائے اور مرکب امیر کو
کھلائے اور کہنے لگے کہ تو قسم تمھاری پوری ہوئی امیر بسبب کہنے بزرجمہر کے مکے کو روانہ ہوے اور خواجہ بزرجمہر نوشیروان
کو مدائن مین لائے از سر نو شہر کو بنایا مگر بختک بہت پریشان تھا اپنے گھر مین ایکدم آکے بیٹھا تھا کہ جاسوسون
نے خبر دی کہ زوبین دروازے پر کھڑے ہین بختک یہ سنکے باہر آیا اور ہاتھ پکڑ کے خیمے مین لایا اور کہا
کیا ہی زوبین نے کہا مین تیرے کہنے سے اپنے ملک کو چھوڑ کر آیا ہون اور امیر ملکہ کو مکے لیگئے بختک
نے کہا تیسرے دن اسکا جواب دونگا زوبین اپنے مکان مین آیا بختک نے تین دن مین ایک تلوار
آراستہ کی اور سات مرتبہ اسکو زہر مین بجھایا اور زوبین کو بلا کے تلوار دی اور کہا مین نے رمل مین
دیکھا ہی کہ خونریزی امیر کی مکہ مین ہوگی جبکہ صبح ہوئی بختک زوبین کو ہمراہ لیکے نوشیروان کے پاس آیا
اور عرض کی کہ ای بادشاہ زوبین عرض کرتا ہی کہ میرا نام بد ہوا اگر آپ حکم دین تو مین مکے مین جاکے امیر کو قتل کرون
یا وہ مجکو قتل کرے نوشیروان نے کہا اس سے کیا بہتر ہی غرض زوبین گستہم کے بیٹون کو ہمراہ لیکے سات لاکھ

پچاس ہزار سوار سے طرف مکے کے چلا بعد چند روز کے برابر مکے کے پہونچا اور کوہ بوقبیس کے برابر اترا سعد بن نگ ملکی نے یہ خبر
امیر کو دی کہ زوبین لشکر گران سے آیا ہی دوسرے روز امیر نے بھی آکر نصف لشکر کی جمائی زوبین میدان میں آیا اور امیر
سے مقابلہ کیا بعد چند حملوں کے پانوں سیاہ قیطاس کا موش خانے میں آیا دو بلغہ امیر کے سر پر سے گر پڑا زوبین نے
فرصت پاکے تلوار جو ماری وہ زہر میں بجھی ہوئی تھی چار انگل زخم کاری سر پر لگا امیر نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی جنگ
مغلوبہ ہوئی سرداروں نے امیر کے زوبین کو شکست دی زوبین بھاگا اور مدائن میں آکر نوشیروان سے
سارا حال بیان کیا بختک سنکے خوش ہوا اور کہا ای شاہ اب امیر زندہ نرہیگا کہ میں نے سات مرتبہ زہر میں بجھا کر
تلوار زوبین کو دی تھی نوشیروان یہ سنکر چپ ہو رہا اور وہاں امیر مرکب سے جدا ہوے زمین پر بیہوش
ہوکر گرے عمرو اور سرداروں نے امیر کو اٹھایا جب کہ رات گذری صبح ہوئی عمرو نے دیکھا کہ زخم امیر کا ورم کیے
ہوے ہی کہ شکل امیر کی پہچانی نہیں جاتی عمرو روتا ہوا چلا اور مدائن میں بزرجمہر کے پاس آیا اور امیر کا حال
بیان کیا بزرجمہر نے کہا کہ تو علاج امیر کا نہیں کرسکتا بہتر ہی کہ خالی مکان میں امیر کو لٹا دے اور ملکہ مہر نگار
کو واسطے خدمت کے انکے پاس بٹھادے اور خواجہ بزرجمہر نے مرہم بھی عمرو کو دیا عمرو نے آکر وہ مرہم لگایا دوسرے
دن زخم امیر کا برا ہوگیا عمرو فکرمند ہوا سرداروں سے سارا حال بیان کیا اور امیر کو خالی مکان میں لاکر ملکہ کو پاس بٹھا دیا

دو کلمہ داستان جانا حمزہ صاحبقران عالیشان کا پردۂ قاف میں حسب الطلب شہپال بن شہرخ

راویان اخبار مسرت آثار اسطرح روایت کرتے ہیں کہ پردۂ قاف میں ایک بادشاہ ہی کہ نام اسکا شہپال بن شاہرخ
نبیرۂ حضرت سلیمان ہی دیو عفریت سپہ سالار شہپال کا ہی ملکہ آسمان پری دختر شہپال پر عاشق ہوگیا اور عاشق ہوکے
شہپال سے پھر گیا عفریت سے لڑائی ہوئی شہپال شکست کھا کر بھاگا اور گلستان ارم میں جا گزین ہوا شہرستان
زرین میں عمل عفریت کا ہوگیا دوسرے دن سرداروں نے آکر شہپال کو مجرا کیا شہپال نے اپنے وزیر عبدالرحمن جنی
سے کہا کہ ایک مرتبہ تو رمل کو دیکھو کہ اس عفریت نابکار کی قضا کسکے ہاتھ سے ہی عبدالرحمن نے رمل کو دیکھا خوش ہوکے
کہا ای شاہ معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ میں ایک شخص ہی کہ نام اسکا حمزہ عرب ہی مگر آجکل وہ زخمی ہی
مرہم سلیمانی بھیجیے اور اٹھارہ روز کے وعدے پر اسے طلب کیجیے اسکے ہاتھ سے دیو عفریت مارا جائیگا
یہ سنکے شہپال نے سلاسل پری اور رحلا جل پری اور سلطان ازرق کے ساتھ چار ہزار دیو
ہمراہ کرکے مرہم دیا اور مکہ کو روانہ کیا بعد چند روز کے برابر مکے کے پہونچے سلطان ازرق نے مرہم
آکر سر پر امیر کے باندھا تھوڑی دیر میں امیر کو ہوش آیا سلطان ازرق نے سرمۂ سلیمانی امیر کی
آنکھوں میں لگایا امیر نے دیکھا کہ دیو پری آئے ہیں انھوں نے امیر کو مجرا کیا امیر نے کہا تم کہاں سے آئے ہو
سلطان ازرق نے عرض کی کہ شہپال بادشاہ قاف نے ہمکو بھیجا ہی مرہم سلیمانی ہمنے سر پر
آپکے لگایا ہی مہر نگار حیران ہوئی امیر سے کہا تم کس سے باتیں کرتے ہو امیر نے کہا شاہ قاف نے
دیو پری کو بھیجا ہی میں انسے باتیں کرتا ہوں ملکہ نے مہبود خواجہ سرا کو عمرو کے پاس بھیجا
اور کہا تم آکر امیر کا حال دیکھو جبکہ عمرو آیا امیر کو مجرا کیا امیر نے اشارہ سے کہا بیٹھو جبکہ عمرو بیٹھ گیا
امیر سے کہا تم کس سے باتیں کرتے ہو آیا میں انکو دیکھوں امیر نے سلطان ازرق کو حکم کیا کہ سرمہ
اسکی بھی آنکھ میں لگا دو اسنے عرض کیا یہ کون ہی امیر نے کہا یہ میرا بھائی ہی اگر یہ راضی نہوگا تو جلنا میرا
قاف کو نہوگا ازرق نے عمرو کی آنکھ میں اور ملکہ کی آنکھوں میں سرمہ لگایا دونوں دیو و پری کو دیکھکر حیران ہوے

عمرو نے کہا اے سلطان ارزق جو کچھ روپیہ امیر کے خزانے میں ہے تم سے لو اور چلے جاؤ ارزق نے کہا ہم واسطے
روپیہ کے نہیں آئے ہیں اور اے خواجہ تم خوب جانتے ہو کہ اگر یہ مرہم سلیمانی نہ آتا تو امیر قتل ہو جاتے شہیال نے شکست
عفریت سے پائی ہے گلستان ارم میں آیا ہے عبدالرحمٰن جنی وزیر شہیال نے رمل دیکھکر کہا کہ عفریت امیر کے ہاتھ
سے مارا جائیگا مگر ان روزوں زخمی ہے مرہم دیکر ہمکو بھیجا ہے اب ہمکو آپ جواب دیں کہ آپ عفریت سے مقابلہ کرسکتے
ہیں یا نہیں امیر نے کہا بلے عمرو نے کہا کیا خاطر جمع سے آپ اقرار کرتے ہیں اور کل جو لشکر نوشیروان کا آئیگا کون
جواب دیگا امیر یہ سنکے ہنسے اور سلطان ارزق سے کہا تم عمرو کو راضی کرو سلطان ارزق نے عمرو سے کہا
کہ تم کسواسطے امیر کو جانے نہیں دیتے عمرو نے کہا تم مرہم کی قیمت تین ہزار اشرفیاں لے لو اور قاف روانہ ہو
ارزق نے کہا ہمکو طمع زر نہیں ہے اٹھارہ روز کے وعدے پر ہم امیر کو لیے جاتے ہیں بعد اسکے بخوبی تمام
پہونچا جائینگے آخر عمرو بھی راضی ہوا اور کہا اے ارزق چند دیوؤں کو حکم کرو وہ مجھکو مدائن میں لیچلیں غرض
عمرو تخت پر سوار ہوا چار دیو عمرو کو مدائن میں لائے جبکہ بارگاہ نوشیروان میں عمرو آیا اپنے تئیں ظاہر کیا
بختک دیکھکر حیران ہوا عمرو کو مجرا کیا کہا آپ کیوں تشریف لائے ہیں عمرو نے کہا اے شاہ تو نے تیشا اپنے ہاتھ سے
اپنے پاؤں میں مارا یہ نہ جانا کہ امیر حضرت ابراہیم کی اولاد میں ہے کوئی اسکو قتل کرسکتا ہے یہ چار دیو مجھکو لیکر آئے
ہیں اگر کہوں تو تیرے تمام شہر کے لوگ ابھی کھا جاتے ہیں یہ سنکے رنگ نوشیروان کا زرد ہو گیا اور بختک کا
زہرہ تو پانی پانی ہو گیا سردار سب حیران تھے نوشیروان نے کہا اے خواجہ مجھکو روبین کی خبر نہیں عمرو نے کہا
گذشتہ راصلوٰۃ امیر اٹھارہ دن کے لیے پردہ قاف کو جاتے ہیں اور شہیال نے ضیافت کے لیے طلب کیا ہے
اگر تو نے لشکرکشی کی تو ابھی دیو تیرا علاج کرسکتے ہیں نوشیروان نے عمرو سے اقرار کیا کہ جب تک امیر نہ آئینگے
تب تک جنگ نکرونگا غرض عمرو نے یہ کلام نوشیروان سے لکھوا لیا اور مہر کرائی بعد اسکے قلمدوات اور دستار
بختک کی لیکر مکہ میں آیا اور سارا حال امیر سے بیان کیا وہ دن تو گذرا دوسرے دن امیر غسل کرکے بارگاہ میں
آکر بیٹھے سرداروں نے تصدق اتارے امیر نے سرداروں سے کہا میں تو قاف کو جاتا ہوں عمرو کو اپنی جگہ
میں نے مقرر کیا ہے سب نے کہا بہت خوب اور اطاعت عمرو کی قبول کی سب سرداروں نے عمرو کو مجرا کیا اور نذریں دیں
عمرو نے غل مچایا کہ میں لائق بادشاہت کے نہیں ہوں امیر نے ہر طرح عمرو کو دلاسا دیا اور راضی کیا اتفاقاً
ایک عیار رہنے والا خطا و ختن سے آیا اسکا ردعنک خطائی نام تھا نامہ مہراسم کے ہاتھ میں دیا جسمیں لکھا
تھا اے مہراسم تمکو معلوم ہو کہ معروف شاہ زندرانی نے آکے شہر ختا پر غلبہ کیا ہے اگر دیکھتے ہی نامہ کے تم آئے تو خوب
ہے نہیں تو قلعہ ہاتھ سے گیا مہراسم امیر سے رخصت لیکے روانہ ہوا اب کچھ حال زیرباد ہستار کا سنیے کہ امیر نے
بختیار شاہ چینی کو بادشاہ تمام زیرباد ہستا کا کیا تھا اور داراب و شواطا اور عبدالعزیز شاہ کو
اطاعت گذار بختیار شاہ کا کیا تھا ایک روز داراب اپنے عزیزوں سمیت بارگاہ میں بیٹھا تھا مجلس شراب
گرم ہو رہی تھی جبکہ خوب نشہ ہوا حکم کیا بت لاؤ جبکہ بت آئے داراب نے کہا میں نے دین کو اپنے پوشیدہ
کیا تھا اب چاہتا ہوں کہ جو کوئی میرے سر کو عزیز رکھتا ہے وہ بت کو سجدہ کرے یہ کہکے پہلے داراب نے سجدہ کیا
بعد اسکے شواطا اور عبدالعزیز نے سجدہ کیا غرض تین دن کے عرصے میں ستر ہزار آدمی کو گمراہ کیا بعد اسکے اسی
عالم نشہ میں مست ہوکے سب کو ہمراہ لیکے بارگاہ بختیار شاہ میں آیا اور بختیار شاہ کو سلام نکیا عبدالعزیز
نے بت منگاکر کہا جو کوئی ہمکو عزیز رکھتا ہے وہ سجدہ کرے جو گمراہ تھے انھوں نے سجدہ کیا مگر بختیار شاہ

اور سلسلہ شاہ نے سجدہ نہ کیا داراب نے کہا تمنے کیوں سجدہ نہ کیا کہ یہ دین قدیم تمھارا ہی بختیار شاہ نے
کہا تم گمراہ ہوکے ایسا کام کرتے ہو کیا حمزہ کو کچھ دور جانتے ہو آنا حمزہ کا کچھ مشکل نہیں تم کس خیال میں ہو داراب نے
کہا انکو پکڑ لو غرض بختیار شاہ کو داراب نے قید کیا اسکا بیٹا سلسلہ شاہ نکل گیا اور لشکر امیر میں آیا
لندھور سے سارا حال بیان کیا لندھور بہت سے گھبرا اٹھا اور امیر سے رخصت لیکے طرف زیر باد ہند کے روانہ ہوا اور
امیر بر وقت قاف کو روانہ ہوئے عمرو نے پایہ تخت کا پکڑ لیا اور بارہ کوس امیر کے ہمراہ گیا امیر نے عمرو کو رخصت کیا لیکن عمرو
نہ گیا آخر دیووں نے پھر تخت اٹھا لیا اور تخت بلند ہوا عمرو نیچے تخت کے دیکھتا ہوا دوڑا جاتا تھا آخر تخت نظر سے عمرو
کی غائب ہو گیا عمرو بیہوش ہو کے زمین پر گر پڑا حضرت خضر آئے عمرو کو اٹھایا اور مکہ کو بھیجا عمرو مکے میں آکر
تخت پر بیٹھا اب حال امیر کا سماعت فرمائیے کہ امیر دو روز برابر چلے گئے تیسرے دن ایک باغ امیر نے دیکھا
سلطان ارزق سے پوچھا کہ یہ باغ کسکا ہی اسنے کہا یہ باغ سام بن نریمان کا ہی اسمیں ایک گنبد ہی اور اس گنبد
میں تین قبریں ہیں ایک قبر سام کی ایک رستم کی اور سہراب کی امیر نے کہا تخت ہمارا اس باغ میں اتارو تخت اتارا امیر
نے قبروں کا طواف کیا فاتحہ پڑھا امیر کو خواب ہوا امیر نے تینوں پہلوانوں کو دیکھا امیر نے سام سے گرز طلب کیا سام نے گرز امیر کو
بخشا پھر رستم سے کمان طلب کی رستم نے کہا تم کمان میری کھینچ نہ سکوگے بعد اسکے سہراب سے تیغ طلب کیا
سہراب نے بھی تیغ بخشا امیر خواب سے بیدار ہوئے گرز سام کا اٹھایا تیغ سہراب کا لیا رستم کی کمان کو توڑ ڈالا
بعدہ تخت پر سوار ہوئے اور قاف میں پہونچے امیر نے ایک چار دیواری فولاد کی دیکھی امیر نے کہا یہ کون دربند ہی
سلطان ارزق نے کہا یہ دربند ایک دیو کے حوالے ہی کہ اسکا نام دیو راہدار ہی اور دیو عفریت کو رمل سے
معلوم ہی کہ تو ایک آدمزاد کے ہاتھ سے مارا جائیگا اسواسطے اسنے دیو راہدار کو یہاں مقرر کیا ہی کہ اس آدمزاد کو
زندہ نہ چھوڑنا غرض وہیں امیر اترے اور نماز پڑھنے لگے اسوقت دیو راہدار سلطان ارزق اور سلاسل
اور جاجل پری اور دیووں کو پکڑ لیگیا امیر نماز سے فارغ ہوئے دیکھا کوئی میرے پاس نہیں ہی حیران
ہوئے دن گذرا رات ہوئی امیر عبادت خدا میں مشغول ہوئے جبکہ صبح ہوئی ناچار امیر کمر ہمت باندھکے اسی
کوہ پر روانہ ہوئے ایک چشمہ ملا اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے ایک پیر مرد بیٹھا ہوا عبادت خدا میں
مشغول تھا امیر نے آکر سلام کیا پیر مرد نے جواب سلام دیا اور کہا تم کہاں سے آئے ہو امیر نے سارا ماجرا بیان کیا
پیر مرد نے کہا تم غمگین نہو تمسے وہ وہ کار نمایاں ہونگے کہ تا قیامت نام تمھارا رہیگا امیر نے نام اسکا پوچھا اسنے
کہا مجھکو عبد سالم اسکندر کہتے ہیں تمام جہان کی میں نے سیر کی ہی اور یہاں آکر بیٹھا ہوں امیر نے
کہا میں قاف میں جاؤنگا اس اثنا میں حضرت خضر و حضرت الیاس تشریف لائے امیر سے کہا تمکو حکم نہیں ہی
کہ قاف جاؤ یہ کہکے چلے گئے بعد اسکے پیر مرد نے امیر سے کہا میں نے بہت فکریں کی ہیں اور رمل میں دیکھا ہی کہ عرب سے
ایک شخص خروج کریگا کہ تمام قاف میں اسکا عمل ہوگا اور نام اسکا حمزہ عرب ہوگا امیر نے کہا وہ میرا نام ہی حکیم نے
کہا تم خاطر جمع رکھو یہ دربند حکم سلیمانی سے کھلیگا تم اندر جانا امیر نے کہا کب کھلیگا اسنے کہا روز جمعہ کو یہ در کھلیگا
اور تم اندر جاکر کہنا کہ میں مہمان دیو راہدار کا ہوں سب تمکو ناچار راہ دینگے غرض جمعہ کو امیر دروازہ پر آکر بیٹھے اور راہ
تکتے تھے کہ کسیطرح سے در کھلے اور دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ صدا ہوئی اور وہ دربند کھلا امیر فوراً اس دربند میں
گئے دیوانکی صورت دیکھکر دائیں بائیں سے امیر کے دوڑے اور کہا اے آدمزاد تو یہاں کہاں سے آیا ہی اور کہاں جائیگا
امیر نے بجلدی تمام کہا کہ میں مہمان دیو راہدار کا ہوں غرض ناچار انھوں نے راہ امیر کو بتادی امیر تو آگے چلتے تھے اور پیچھے

دیکھتے جاتے تھے اور خوف اپنی جان کا تھا جبکہ بارگاہ راہدار مین آئے دیکھا کہ چار طرف دیو بیٹھے ہین ساز بیچ مین ہی راہدار تخت
پر بیٹھا ہی امیر نے سلام علیک کی اور تعریف خدا کی کی دیوون نے جواب سلام دیا اور ایک دیو نے کہا تم کون ہو امیر نے کہا
مین مہمان راہدار ہون راہدار نے کہا آؤ بیٹھو بس امیر دلیرانہ آگے بڑھے اور برابر پہلو راہدار کے بیٹھ گئے راہدار نے کہا انسان تو نے ہو
امیر نے کہا مجکو معلوم ہو کہ مین بردہ دنیا مین زخمی تھا شہپال نے چند دیو بھیجے مجکو اچھا کیا اور یہان لیکر آئے تو نے انکو قید کیا
ہی بہتر یہ ہی کہ انکو چھوڑ دے کہ مجکو وہ قاف مین پہونچا دین اور مین دیو عفریت کو قتل کرکے اپنے گھر کو جاؤن راہدار
یہ سنکے ہنسا اور کہا ایک ملازم عفریت کا مین ہون اگر وہ حکم کرے تو مین تجکو قاف مین جانے دون امیر نے کہا تجکو
اس سے کیا کام ہی راہدار نے کہا مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا امیر نے کہا مین تجکو قتل کرونگا راہدار یہ سنکے خفا ہوا اور
آواز دیوون کو دی کہ اسکو پکڑ لو بس دیو چار طرف سے دوڑے امیر نے تلوار کھینچی اور داہنے بائین وار کرنے لگے غرض
چند دیوونکو قتل کیا راہدار غصہ مین آیا اور کہا ای نامرد ایک آدمی زاد کو تم قتل نہین کرسکتے کب تمھاری بہادری
کام آئیگی بس دور ہو مین خود اس آدم زاد سے لڑونگا یہ کہکر آپ اٹھا اور دار شمشاد اٹھا کر امیر پر ماری امیر نے
ضرب کو رد کرکے تلوار کمر پر اسکے ماری کہ دو ٹکڑے ہوگئے راہدار کے ملازمون سے لڑائی ہونے لگی ایک نقابدار پیدا ہوا
اسنے اور امیر نے دیوونکو مار کر بھگا دیا بعد اسکے حضرت خضر پیدا ہوے اور انھون نے قیدخانہ بتا دیا امیر نے
سلطان ارزق وغیرہ کو خلاص کیا اور تخت پر سوار ہوکے طرف گلستان ارم کے روانہ ہوے انکو تو یہین چھوڑو
اب کچھ حال لندھور کا سنو کہ لندھور نے بعد چند روز کے دریا سے عبور کیا وہان داراب وشواط نے لشکر جمع کیا اور
سراندیب کیطرف کوچ کیا بعد قطع مسافت سراندیب مین پہونچے شہپال ہندی قلعے سے باہر آیا بعد آراستگی
صفوف ہر دو لشکر عبد العزیز کیطرف سے ظہیر ہندی میدان مین آیا اور شہپال ہندی کے ہاتھ سے مارا گیا القصہ سات
آدمیونکو شہپال نے قتل کیا داراب نے آپ آکر مقابلہ کیا گرز سے شانہ شہپال ہندی کا زخمی ہوا لشکر شہپال
ہندی نے شکست کھائی سرسواری قلعہ سراندیب لیلیا لندھور بن سعدان کو راستے مین جاسوسون نے
خبر پہونچائی کہ داراب نے قلعہ سراندیب پر قبضہ کیا یہ سنکے لندھور غضب مین آیا اتنا جر جرا آیا بیمار ہوگیا ادھر عادل
شیردل وجے پور ہندی بہت فکرمند ہوے داراب نے طبل جنگ بجوایا اور میدان مین آیا عادل شیردل
نے مقابلہ کیا اور طبل بازگشت بجواکے پھر آیا وجے پور ہندی فکرمند تھا کہ نجم بن شہاب ہندی نے عرض کیا کہ
یہان سے چار سو کوس پر لشکر بہرام گرد بن خاقان چین کا اترا ہی اگر حکم ہو تو مین جا کر انکو لے آؤن پس
وجے پور نے یہ سنکر ایک نامہ بہرام گرد بن خاقان چین کو بدین مضمون تحریر کیا کہ داراب وشواط
وعبد العزیز وغیرہ نے ہمارے ملک پر لشکرکشی کی شہپال ہندی نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی تمام لشکر
معرض زوال مین ہی لندھور بھی اتفاق سے بیمار ہوگیا ہی ہم لوگون کی حالت تباہ ہی لہذا ای پہلوان دوران
اسوقت ذرا کمک مین مدد دیجیے اور ان گمراہان دین کی سرکوبی کرنا ضرور ہی جے پور ہندی نے نامہ رقم
کرکے نجم بن شہاب کو دیا اور کہا کہ میری جانب سے کہدینا کہ آپ کی استعانت کا منتظر ہی نجم بن شہاب
نامہ لیکر بہرام گرد کے پاس آیا اور بارگاہ مین آکر بیہوش ہوگیا ملازمان بہرام نے ہوشیار کیا اور نامہ بہرام کو دیا بہرام نے
نامہ پڑھا مضمون سے مطلع ہوا فراق امیر مین بہرام روتا تھا کہ اسیر بھی بہرام گرد بن خاقان چین نے تین روز مین اپنے تئین
لشکر لندھور بن سعدان مین پہونچایا لندھور نے بہرام کو گلے سے لگایا اور داراب و عبد العزیز وغیرہ کی شکایت کی بہرام گرد
نے کہا کل مین مقابلہ کرونگا دیکھیے سب کا کیا حال کرتا ہون غرض یہ خبر داراب کو ہوئی اور طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون

لشکر میدان کارزار مین آکر ٹھہرے صفین جانبین سے آراستہ ہوئین شواط نے فیل اپنا صف لشکر سے نکالا اور مبارز طلب کیا بہرام گرد نے اپنے لشکر سے نکل کے مقابلہ کیا گرز بازی مین گردن بہرام گرد کا ہار گیا تیر سے مین برابر رہے بہرام نے فیل شواط کو مارا شواط فیل پر سے کود اکشتی ہونے لگی جبکہ شام ہوئی شواط نے بہرام کا ہاتھ کشتی سے تھام لیا اور کہا پھر کل جنگ کرونگا ہرچند بہرام نے کہا شواط نے نہ مانا اور اپنے لشکر کیطرف چلا گیا جبکہ دونون لشکر میدان مصاف سے اپنی اپنی آرامگاہ پر پہونچے داراب نے شواط سے پوچھا کہ تونے کسواسطے بہرام کا ہاتھ لڑائی سے تھام لیا شواط نے کہا اے داراب غنیم مجھسے زبردست ہے نعمان ہزارہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بہرام کو جا کے باندھ لاؤن داراب نے کہا اچھا بس نعمان ہزارہ رات کو گیا اور بہرام کو بیہوش کر کے چرا لایا عبد العزیز نے کہا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کو ستون بارگاہ سے باندھو وہ بہرام کو ستون بارگاہ سے بند ہوا کر شبخون لشکر لندھور پر مارا جی پور نے آکر شواط کا مقابلہ کیا شواط نے میل سر پر جی پور ہندی کے مارا جے پور ہندی نے سر کو پر ا میل سر پر مرکب کے لگا سر مرکب کا پھٹ گیا جے پور نیچے گرا ملازم جے پور کے دوڑے اور جی پور کو اٹھالائے شواط نزدیک بارگاہ لندھور پہونچا لندھور خواب سے بیدار ہوا پوچھا یہ کیا غل ہے اور شور ہے نجم بن شہاب نے سارا حال بیان کیا لندھور کو غصہ آیا اور کہا کہ میرے اسلحہ لاؤ خاقان شیر دل اور اسکندر دیاوی نے عرض کیا کہ آپکا یہ حال ہے کسطرح سے مقابلہ کیجئے گا لندھور نے کہا مین اسی حال مین مقابلہ کرونگا وہ خاموش ہو رہے آخر کار لندھور نے سلاح اپنے بدن پر آراستہ کر کے عمود کا ندھے پر رکھا اور فیل میمونہ پر سوار ہو کے بارگاہ سے باہر آیا شواط کی نظر لندھور کے اوپر پڑی جانا کہ لندھور بیمار ہے شواط لندھور کے سامنے آیا اور میل سات سو من کا سر پر لندھور کے مارا لندھور نے اسی حالت مین شواط کی ضرب کو رد کیا اور ایسا گرز مارا کہ شواط مع فیل برادہ ہو گیا اور داراب اور عبد العزیز کو شکست دی وہ بھاگا لندھور نے بہرام گرد بن خاقان چین کو ستون سے چھڑایا اور خزانہ و بارگاہ داراب و عبد العزیز وغیرہ کا لوٹ لیا منظر کلاہ جو داراب کا صوبہ دار تھا اسنے دروازہ شہر کا کھولا اور باہر آکر لندھور کی ملازمت کی لندھور نے منظر کلاہ کو خلعت دیا اور سرفراز کیا شہر مین آکر لندھور تخت پر بیٹھا شہپال ہندی کو قیدی سے چھڑایا اور لندھور نے تکلا بنایا داراب اور عبد العزیز بھاگے ما لاک اجرو کی نے کہا کہ تمھارا زیر باد ہند کیطرف جانا مناسب نہین انکو راہ مین چھوڑ اب کچھ حالات امیر باتوقیر صاحبقران آفاق گیر کے بیان ہوتے ہین کہ پری نے پہلے ایک دیو کو شہپال بن شہرخ کے پاس روانہ کیا دیو نے آکر شہپال بن شہرخ کو مجرا کیا اور سارا حال زرابدار کے مارے جانے کا بیان کیا اور آنا نقابدار بادفار کا واسطے مدد امیر کے مفصلاً عرض کیا شہپال یہ سنکے بہت خوش ہوا اور ادھر امیر کشور گیر کو پریان تخت پر سوار کئے لیے جاتی تھین امیر باتوقیر نے ایک شہر کو دیکھا پریون سے پوچھا کہ یہ کسکا شہر ہے سلاسل پری نے عرض کیا کہ یہ شہر شہپال بن شہرخ کے زیر حکومت ہے شہر مجھسے تعلق رکھتا ہے مین اس شہر مین رہتی ہون حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ تو ہمکو اپنے مکان مین فروکش کر سلاسل پری نے عرض کیا اگر شہپال بن شہرخ آپکو یہان اترتے سنیگا تو مجکو زندہ نہ چھوڑیگا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا مین نہین جانتا مین تو یہین اترونگا غرض سلاسل پری ناچار ہوئی اور امیر کو لاکر اپنے مکان مین اتارا جاسوسون نے یہ خبر شہپال بن شہرخ تک پہونچائی شہپال بن شہرخ یہ سنکے غضب مین آیا وزیر عبد الرحمن جنی سے کہا کہ اس بدبخت

نے یہ کیا حرکت کی عبدالرحمن نے کہا ای بادشاہ اسمین کچھ گناہ سلاسل پری کا نہین ہی امیر آپ آترے ہین
غرض دوسرے دن شہپال بن شہرخ سوار ہوا اور حکم کیا کہ دونون طرف دیو و پری صف باندھکر
کھڑے ہون اور زر و جواہر واسطے نثار کے امیر پر بھیجا اور ادھر سے امیر باتوقیر تخت پر سوار ہوکے چلے جب کہ
شہپال بن شہرخ کی نگاہ امیر حمزۂ صاحبقران پر پڑی نہایت حیران ہوا اور عبدالرحمن جنی سے کہا کہ اسی آدم زاد
نے دیو رابدار کو مارا ہی عبدالرحمن جنی نے کہا ہان اسی شخص نے دیو رابدار کو قتل کیا ہی اگر آپکو یقین نہو تو کسی دیو کو
بھیجیے کہ ایک مشت اس آدم زاد کے لگائے سارا حال معلوم ہوجائیگا شاہ شہپال نے دیو طمطراق دندان کو
بھیجا کہ اس آدم زاد کو پکڑلا وہ دیو امیر حمزۂ صاحبقران کے پاس آیا اور کہا ای آدم زاد تو کہان جاتا ہی ہمارے
بادشاہ کا حکم نہین ہی کہ تو آگے بڑھے امیر باتوقیر کو دیو کے کلام سے نہایت غصہ آیا اور ایک مشت مین کام دیو
طمطراق دندان کا تمام کیا شہپال بن شہرخ یہ دیکھکے ہنسا اور دوڑکے امیر باتوقیر کو گود مین اٹھالیا تخت پر اپنے
سوار کرکے دریے بہا نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ فلک جاہ مین لایا اور امیر کیطرف اشارہ بیٹھنے کا کیا امیر باتوقیر نے دونون
جانب نگاہ کی دیکھا کہ تمام دیو و پری اور شہزادے سردیار کے جابجا اپنی صندلیون پر بیٹھے ہین مگر شہپال کے
تخت کے سامنے ایک کرسی جواہر نگار خالی بچھی ہی امیر باتوقیر نے اسکا غاشیہ اٹھایا اور اسپر آکر بیٹھے اتفاق سے وہ
کرسی ملکہ آسمان پری دختر شہپال کی تھی یہ خبر ملکہ آسمان پری کو پہونچی کہ شہپال نے واسطے مارنے عفریت
کے ایک آدمی زاد کو بلایا ہی اور اسکو تیری کرسی پر بٹھایا ہی آسمان پری یہ خبر سنکے نہایت غیظ و غضب مین ہوئی
اسیوقت بیچہ حمائل کیے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئی جسوقت ملکہ آسمان پری کی سواری بارگاہ مین آتری ایک شور
برپا ہوا جسوقت ملکہ آسمان پری کی نظر جمال خورشید مثال امیر حمزۂ صاحبقران پر پڑی اسوقت ملکہ کا یہ حال ہوا اشعار

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی	وہ نظر ہی وداع طاقت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ	صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
طبع نے اک جنون کیا پیدا	اشک نے رنگ خون کیا پیدا
ہاتھ جانے لگا گریبان تک	چاک کے پھیلے پاؤن دامان تک

ملکہ آسمان پری نے سر اٹھاکر جو بغور دیکھا ہژبر بیشۂ شجاعت و نہنگ دریاے ہمت کو اپنی کرسی جواہر نگار پر متمکن پایا
لیکن فر و شوکت چہرے سے عیان رعب و دبدبۂ تہوری و شجاعت چہرے سے ٹپک رہا ہی غصہ مین بل ابرو خمدار پر
شیر کے تیور نگاہ مین رستمی مزاج مین برہمی مگر حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین ملکہ نے کبھی ایسی صورت زیبا نہ دیکھی تھی تیر عشق
تو وہ دل کے پار ہوگیا قریب تھا کہ غش کھاکر زمین پر گرے مگر اپنے تئین سنبھالا اور دلمین اپنے کہا کہ ای آسمان پری ایسا نہو کہ
تو اس آدم زاد کے دام محبت مین گرفتار ہوجاے بقول شاعر شعر سبزہ رنگ بخط سبز مرا کرد اسیر دام ہمرنگ زمین بود گرفتار
شدیم بس دلکو تھام کے شہپال کو مجرا کیا اور پاس شہپال کے تخت پر بیٹھ گئی بعد ایک ساعت کے آسمان پری نے
شہپال سے پوچھا کہ ای والد بزرگوار آدم زاد جو دنیا کے پردے سے آیا ہی وہ یہی ہی شہپال نے بعد ثنا و صفت امیر کے یہ
بیان کیا کہ رابدار کو ایک ضرب شمشیر سے داخل اسفل السافلین کیا بعد اسکے ملکہ آسمان پری نے امیر باتوقیر سے
پوچھا کہ تمھین نے رابدار اور طمطراق دندان کو قتل کیا اور اب عفریت نابکار کو ہلاک کروگے امیر حمزۂ صاحبقران
نے جواب دیا اگر عنایت الہی شامل حال ہی تو عفریت نابکار کو اس عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ روح اسکی
حشر تک میرے نام سے خائف و ترسان پھریگی اور نہین تو کجا آدمی زاد و کجا دیو زاد الغرض

ضیافت امیر باتوقیر کی شروع ہوئی ناچ رنگ ہونے لگا جاسوسون نے یہ خبر عفریت پلید کو کی ارجنگ دیو نے
عفریت پلید سے کہا کہ ایک نامہ شہپال بن شہرخ کو تحریر کرو اور میرے ہاتھ روانہ کرو مین اس آدمزاد کو جاتے ہی عین
بارگاہ مین شہپال کی کھاؤنگا اگر اسمین فرق ہو تو ارجنگ میرا نام نہین عفریت پلید یہ سنکے بہت خوش ہوا
اور نامہ لکھکے ارجنگ کے ہاتھ مین دیا چار ہزار دیو ارجنگ اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ شہپال مین آیا ایک شور اٹھا
شہپال نے پوچھا کیسا غل ہی عرض کیا ارجنگ عفریت کا نامہ لایا ہی شہپال نے کہا نہین معلوم کہ یہ حرامزادہ کیا مطلب
رکھتا ہی غرض ارجنگ سامنے شہپال کے آیا چین بجبین ہوکر شہپال کے ہاتھ مین نامہ دیا لیکن سلام نہ کیا اور آکر
سامنے کھڑا ہوا نگاہ تیز سے شہپال کو دیکھتا تھا شہپال نے نامہ کھولکر پڑھا اسمین تعریف ابلیس پلید کے بعد یہ مرقوم تھا
کہ ای شہپال تجکو معلوم ہو کہ مین نے ہرچند تجکو سمجھایا مگر میری نصیحت تو نے نہ مانی بہتر یہ ہی کہ ملکہ آسمان پری کو میرے
پاس بھیجدے اور اس آدمی زاد کو کہ جسنے راہدار کو مارا اور تیری مجلس مین آیا ہی اسکو بھی باندھکر میرے پاس روانہ کر
اگر تو نے یہ نہ کیا تو مین تجھسے بری طرح پیش آؤنگا کہ تو بھی یاد کریگا ارجنگ سے شہپال نے کہا کہ حضرت
سلیمان نے فرمایا ہی کہ جو عفریت کو ماریگا وہ کشندہ راہدار ہی پس معلوم ہوا کہ یہ آدمزاد کشندہ عفریت پلید
ہی کیونکہ اسی کے دست زبردست سے راہدار واصل جہنم ہوا پس عفریت ملعون سے یہ کہنا کہ اگر تو نے ان باتون کو
ترک کیا تو بہتر نہین تو اپنی سزا کو پہونچیگا بعد اسکے امیر نے شہپال سے کہا کہ یہ نامہ مجکو دیجیے ذرا مین بھی اس نامے
کی عبارت پڑھون دیو ارجنگ نے کہا ای شہپال ہرگز ہرگز یہ نامہ اس آدمزاد کو نہ دینا شہپال نے کہنا ارجنگ
کا نمانا اور نامہ امیر باتوقیر کو دیدیا امیر باتوقیر نے جو نامہ کو پڑھا اسقدر غصہ آیا کہ نامے کو چاک کر ڈالا دیو ارجنگ
نامہ چاک کر ڈالنے سے برہم ہوا اور کہنے لگا ای آدمزاد تو نے بڑا غضب کیا کہ نامہ عفریت کا پھاڑ ڈالا اور کچھ ادب
ہمارے بادشاہ کے نامے کا نہ کیا اول تو خطا تیری یہ ہی کہ تو نے راہدار کو قتل کیا اب دوسری تقصیر تو نے یہ کی کہ
نامہ میرے بادشاہ کا چاک کر ڈالا اسوقت غصہ سے میرا دل چاہتا ہی کہ کھا لون یا تجکو گرفتار کرکے اپنے بادشاہ
کے پاس لیجاؤن اور اس بے ادبی اور گستاخی کی سزا دلواؤن جسوقت یہ گفتگو دیو ارجنگ کی امیر اور شہپال نے
سنی نہایت برہم ہوئے شہپال دیو ارجنگ سے کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ امیر باتوقیر نے بصد غیظ و غضب ارجنگ
کو جواب دیا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی خاموش رہ تیری بھی یہ مجال ہی کہ تو مجکو کھائے یا گرفتار کرکے عفریت نالائق کے
پاس لیجائے ارجنگ نے یہ تقریر امیر کی سنکے دار شمشاد اٹھائی اور بقہر و غضب سر پر امیر کے لگائی امیر
نے بچالا کی ضرب دار شمشاد سے بچکر اسطرح شمشیر آبدار سر ارجنگ نابکار پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
اور لاشہ اسکا زمین پر تڑپنے لگا جو دیو کہ ہمراہ ارجنگ آئے تھے یہ حال دیکھکے خائف ہوئے اور تاب مقابلہ
نہ لاکر لاشہ ارجنگ کا اٹھا کر بہ نالہ و فغان جانب عفریت روان ہوئے شہپال نے امیر سے کہا کہ اب
عفریت ضرور لشکر لیکر یہان آئیگا اور لڑیگا امیر نے کہا کہ اگر وہ نابکار یہان آئیگا تو دیکھا جائیگا خداوند عالم
میری مدد کریگا مین اسکو بھی ہلاک کرونگا اور لشکر کو اسکے تباہ و برباد کرونگا کچھ آپ اندیشہ نہ کیجیے حمیت حمزہ
صاحبقران تو اسی طرح شہپال سے گفتگو کر رہے تھے وہان عفریت کے روبرو جملہ دیو لاشہ ارجنگ
کا لیے ہوئے پہونچے عفریت نے دیون سے پوچھا ارجنگ کیونکر مارا گیا دیون نے دست بستہ تمام
حال نامے کے چاک کر ڈالنے کا اور ارجنگ کے قتل ہونے کا بیان کیا عفریت حال قتل ارجنگ سے آگاہ
ہوکر غضبناک ہوا اور اسیوقت حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو مجرد حکم چہلہ دیو دراز قامت مہیب صورت جمع ہوئے عفریت

بھی بخوبی سامان جنگ کرکے تخت پر سوار ہوا اور مع اپنی مادر کے سات لاکھ دیو ونکا لشکر ہمراہ لیکر گلستان ارم کیجانب روانہ ہوا حال اسکا لکھا جائیگا

داستان آنا داراب شاہ اور عبد العزیز کا مع مالک اجرو کی جانب سراندیب اور لڑنا لندھور بن سعدان سے اور گرفتار ہونا لندھور اور بہرام گرد بن خاقان چین کا بعیاری دختر سارو ق کے

راویان خوش بیان اس داستان دلستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ اور بادشاہ عبد العزیز بھاگے اثنائے راہ مین مالک اجرو کی نے داراب شاہ اور عبد العزیز سے یہ کہا کہ تمھارا بھاگنا مناسب نہین ہی شیرانہ اور مردانہ چلکے لندھور سے لڑو بزدل اور نامرد نہ ہو داراب شاہ اور عبد العزیز نے کہا ای مالک اجرو کی لندھور سے ہم مقابلہ نہین کرسکتے وہ نہایت دلیر اور بہادر ہی اجرو کی نے جواب دیا تم میرے ساتھ چلو اور مقابلہ کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہی داراب شاہ اور عبد العزیز نے مالک اجرو کی کے کہنے سے قصد لڑنیکا کیا اور مالک اجرو کی کو ہمراہ اپنے لیکر چالیس روز مین سراندیب مین داخل ہوئے لندھور کو داراب اور عبد العزیز کے آنے کی خبر ہوئی اسی روز داراب شاہ نے طبل جنگ بجوایا جسوقت صدائے طبل جنگ بلند ہوئی داراب گلبرگی صدائے طبل زرمی سنکے خدمت لندھور مین آیا اور بعد ادب دعا و ثنا کرکے مطلع عرض کریگا قطع دانہ انجم گردون سے پروئے جب تک ٭ رشتۂ کاہکشان مین شب بلدا گوہر ٭ جب تلک جوش بہاران سے ہوا ہے توام صبح ٭ ثانکے شبنم یہ سر دامن صحرا گوہر ٭ دوستونکو ہو ترے گنج و گہر روز نصیب ٭ ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر ٭ داراب شاہ اور بادشاہ عبد العزیز بدتمیز نے پھر آکے طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیر و عافیت ہی لندھور نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم لندھور طبل زرمی پر چوب لگائی گئی صدائے جنگ بلند ہوئی دلاوران بے مثال و بہادران بے عدیل آواز طبل زرمی سنکے سامان جنگ کرنے لگے آخر وہ وقت آیا کہ ہیبت سحر کا نور اختر بنکے چمکا ٭ ستارون نے تیار رستہ عدم کا ٭ وقت صبح دلاورون نے خوش ہوکر زرہ و اسلحہ زیب تن کیے رستمانہ گھوڑون پر سوار ہوئے ادھر سے لندھور مع سرداران نامدار و لشکر جرار لیکر میدان کارزار مین پہونچے ادھر سے داراب شاہ اور عبد العزیز و مالک اجرو کی مع فوج عرصۂ رزم مین آئے بیلدارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے پانی چھڑکا بعد درستی میدان جنگ کے دونون طرف صف آرائی لشکر ہوئی بعد نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور جوانان لشکر فیروزی اثر سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنے لگے ای بہادران بے مثال ذرا خیال کرو کہ یہ دنیا اک سرائے فانی ہی جو بڑے بڑے پہلوان اور دلاور مثل رستم و اسفندیار سہراب و افراسیاب وغیرہ تھے ہرچند اب انکی قبرون کا بھی نشان نہین ہی لیکن بوجہ دلاوری اور بہادری کے نام انکا باقی ہی اکثر بہادرون کی زبانون پر انکا ذکر شجاعت آتا ہی پس آج سامنا حریف کا ہی تمکو بھی لازم ہی کہ دلیرانہ جنگ کرو خون اعدا سے زمین کو رنگین کرو بڑھ بڑھ کے تلوارین کھاؤ دشمنون کو خاک مین ملاؤ ایسی کارزار کرو کہ روح رستم خجل ہو جائے اور روح اسفندیار بھی شرمندہ ہو جائے نقیب اور کڑکیت یہ کہکر میدان جنگ سے ہٹ گئے دلاورون نے جو نقیبون اور کڑکیتون کی تقریر سنی کثرت شجاعت سے ارادہ کرنے لگے کہ صف اعدا کے مقابل جاکر ایک ایک کو تہ تیغ کرین میدان مصاف مین کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار لگادین ٹوک ٹوک کے ہر ایک

دشمن کو مارین جوہر تیغ آبدار دکھائین حریفونکو قتل کرین خود بھی زخم تن پر کھائین خون مین نہائین ابھی بہادر و دلاور
دونون لشکرونکے میدان مین قصد نکلنے کا کر رہے تھے کہ ایک لشکر داراب شاہ سے مالک اجرو کی گھوڑے کو
بڑھا کر میدان کارزار مین آیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعض راوی کہتے ہین مالک اجسترو کی کا نام
شاہ خسرق اجرو کی تھا اکثر راویون کا مقولہ ہے کہ شاروق نام تھا غرض جب شاروق
میدان مین آیا پکار کے کہنے لگا کہ ای لندھور اگر تجکو دعوی شجاعت ہے تو لشکر سے نکل اور مجھسے مقابلہ کرو رنہ اور
کسیکو میرے مقابلہ کیواسطے بھیج بہرام گرد نے ارادہ میدان مین نکلنے کا کر کے مرکب کو اپنے بڑھایا تھا کہ لندھور
نے بہرام کو روکا اور کہا ای بہرام گرد تم میدان کارزار مین نہ جاؤ اور شاروق سے مقابلہ نہ کرو کیونکہ یہ مجکو
بلاتا ہے مین لڑنے کو جاتا ہون یہ کہکے لندھور میدان مین آیا شاروق نے بعد نیزہ بازی کے گرز گران
لندھور کے سر پر لگایا لندھور نے گرز کو سپر پر روکا اور آپ بھی شاروق کے سر پر گرز لگایا شاروق نے
ضرب گرز سے سر کو بچایا لیکن شاروق کے مرکب پر گرز پڑا مرکب ہلاک ہوا شاروق زمین پر آیا لندھور
نے قصد گرز لگانے کا کیا داراب شاہ نے جملہ مردان لشکر کو حکم دیا کہ شاروق کو لندھور سے بچاؤ اور لندھور کو
قتل کرو بحکم مردان لشکر ایکبار بڑھے اور شاروق کو لندھور سے بچا کر لندھور کو تیغ و تیر لگانے لگے ادھر سے
بہرام گرد اور عادل شیردل اور شہپال ہندی لشکر لیکر بڑھے دونون لشکر باہم ملگئے جنگ ہونے لگی برق شمشیر
چمکنے لگی تیر جوانون کے سینون کو توڑ کر پشت سے گذرنے لگے مقتول زمین پر گر کے تڑپنے لگے جوانون کے سر و تن
مین جدائی ہونے لگی گھبراہٹ مین باپ اور بیٹے مین لڑائی ہونے لگی بھائی نے بھائی کو تیر مار کر گھوڑے سے
گرایا بڑھکر تیغ سے سر کاٹ لیا اور نعرہ کیا یون حریف کو مارتے ہین کسی دلیر نے ہنگامہ جدال و قتال مین اپنے
دوست کو دشمن جان خیال کر کے تیغ لگائی اسنے ہر چند کہا کہ ہم تم ایک رسالے کے جوان ہین ہمارے اور
تمھارے دوستی ہے ذرا ہمکو پہچانو اپنے ہاتھ کو روکو تلوار نہ لگاؤ دوست ہوکر دشمن نہ بنجاؤ لیکن اس تیغزن
نے اس گھبراہٹ مین نہ پہچانا اور خیال کیا کہ حریف بمکر و فریب جان اپنی بچانا چاہتا ہے اسکو زندہ بچانے دیجیے
جلد قتل کیجیے یہ خیال کر کے تیغ لگائی اور زخمی کیا غرض اسیطرح ہنگامہ جدال و قتال تا شام گرم رہا ہزارہا جوان دونون
لشکرونکے قتل ہوئے صدہا زخمی ہوے دریاے خون عرصۂ مصاف مین جاری ہوگیا کشتون کے پشتے لاشون کے
انبار میدان کارزار مین جابجا ہوے ہنگام شام داراب شاہ طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا
لندھور بھی نے جا بہر واپس کے میدان جنگ صدہا کو قتل کر کے پھرا جب داراب اور عبدالعزیز اور
شاروق داخل بارگاہ ہوے اور بیٹھے اسوقت داراب شاہ نے شاروق سے پوچھا کہ ای شاروق
تمنے لندھور سے مقابلہ کیا تھا لندھور کی قوت و دلیری کو کیسے دیکھا شاروق نے کہا ای داراب شاہ اگر
مین پیچھے نہ ہٹتا اور سر اپنا نہ بچاتا تو ضرب گرز لندھور سے کسیطرح زندہ نہ بچتا استخوان میری سر کے سرمہ ہو جاتے
اگر شو ر امیرہ ہلاک ہوگیا تو کچھ غم نہین ہے لو بچ گیا مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت داراب شاہ نے
کہا دیکھیے کل وقت کارزار کیا ہوتا ہے کون تہ تیغ ہوتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے شاروق نے کہا ای داراب کل کے روز
اگر لڑائی ہوگی تو مین دلیرانہ لڑونگا اور تمھاری محبت مین اپنی جان دونگا ہرگز قدم میدان جنگ سے پیچھے
نہ ہٹاؤنگا یہ کہکے شاروق بارگاہ سے اٹھا اور اپنے گھر کو آیا چونکہ شاروق کی چار بیٹیان ہین اور دو
بیٹیان اسکے ہمراہ ہین اور ایک خیمے مین مع اپنی جلیسون اور انیسون اور کنیزون کے فروکش ہین شاروق

بارگاہ سے اٹھکر اپنی لڑکیون کے پاس گیا لڑکیون نے اپنے باپ کو پریشان خاطر دیکھکر کیفیت مزاج پوچھی اور جنگ کا حال بھی
پوچھا شاروق نے تمام کیفیت لندھور سے لڑائی ہونے کی اور اپنی جان بچنے کی بیان کی اور کہا کل مین پھر لڑونگا
اور میدان جنگ سے نہ ہٹونگا اگر زندہ رہا تو خیر ورنہ کل ضرور قتل ہوجاؤنگا تمسے کہے دیتا ہون کہ اگر مین قتل ہوجاؤن
تو تم یہان سے چلی جانا اور میرے صدمے مین چندان نالہ و فغان نکرنا لڑکیان یہ تقریر اپنے باپ کی سنکے محزون ہوئین
اور کہنے لگین اب آپ جائیے اور داراب شاہ سے کہیے کہ ایک نامہ لندھور کو اس مضمون کا لکھین کہ چالیس روز
تک لڑائی موقوف رہے اور مہلت چالیس روز کی دیجائے جب لندھور مہلت چالیس دن کی دیدیگا ہم آپسے اقرار
کرتے ہین کہ درمیان چالیس روز کے لندھور وغیرہ کو ہم گرفتار کرکے آپ کے حوالے کردینگے اسوقت آپکو اختیار
ہے خواہ انکو قتل کیجیے گا خواہ قید کیجیے گا شاروق نے خوش ہوکر پوچھا اے نور نظر پارۂ جگر یہ تو بتاؤ تم کس تدبیر سے
لندھور وغیرہ کو گرفتار کروگی تم دونون گل پیرہن نازک بدن ہو اور لندھور وہ بادشاہ دلیر ہے کہ بڑے
بڑے پہلوان اس سے لڑ نہین سکتے ہین لڑکیون نے اپنے باپ سے کہا ہم اسطرح لندھور کو گرفتار
کرینگے کہ نہ لڑائی ہوگی نہ کوئی سپاہی بھی لشکر کا مارا جائیگا اور ہم لندھور کو گرفتار کرلینگے آپ ہمارے مقدمے
مین دخل نہ دیجیے گا شاروق نے یہ سنکے اپنی دخترونکو سینے سے لگایا اور خوش ہوکر پیار کیا اور اسیوقت اپنی بیٹیون
کے پاس سے اٹھکے داراب شاہ اور عبد العزیز کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اسوقت نامہ لندھور کو
اس مضمون کا لکھو کہ ہمکو چالیس روز کی مہلت دو بعد چالیس روز کے ہم لڑینگے داراب شاہ اور
عبد العزیز نے نامہ لکھنے کا اور مہلت طلب کرنے کا سبب پوچھا شاروق نے کہا تم نامہ لکھو تو بہتر
ہے مہلت مانگنے کا سبب تمپر ظاہر ہوجائیگا ہرچند عبد العزیز اور داراب نے باعث مہلت طلب
کرنیکا پوچھا لیکن شاروق نے صاف صاف بیان نہ کیا آخر داراب شاہ نے بموجب کہنے شاروق کے
نامہ لکھا اور بعد لکھنے کے نامہ نعمان ہزارہ کو دیا اور کہا کہ اس نامے کو جلد جاکر لندھور کو دیکے اور جواب
اس نامہ کا اس سے لے آ نعمان ہزارہ بموجب حکم نامہ لیکر گیا جب دربار شہیال مین پہونچا لندھور کو نامہ
دیا لندھور نے مضمون نامے سے آگاہ ہوکر کہا کہ داراب سے کہدینا کہ ہمنے بموجب تمھاری استدعا
کے تمکو چالیس روز کی مہلت دی یہ کہکے بارگاہ سے نعمان ہزارہ کو رخصت کیا نعمان ہزارہ نے جو کچھ
لندھور نے کہا تھا داراب سے جاکر عرض کیا شاروق مہلت ملنے سے خوش ہوا اور بارگاہ سے اٹھکر
اپنی لڑکیون کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ بموجب تمھارے کہنے کے نامہ لندھور کو بھیجا تھا اسنے چالیس روز
کی مہلت دی ہے وہ اپنے باپ شاروق کی یہ گفتگو سنکے خوش ہوئین اور بعد گذرنے شب کے صبحکو اپنے باپ سے
کہنے لگین کہ ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ سیر صحرا کرین اور دو چار روز جاکر صحرا مین رہین شاروق نے کہا انکو صحرا مین
جانیکو منع نہین کرتا لیکن رات کو صحرا مین نرہنا لڑکیون نے کہا اچھا ہم رات کو صحرا مین نرہینگے چلے آیا کرینگے غرض
دختران شاروق ایک خیمہ اور جملہ اپنی انیسون اور جلیسون وغیرہ کو لیکر جانب صحراے سبزہ زار مع سامان
ضروریہ سوار ہوکے چلین اور صحرا مین پہونچکر خیمے مین اترین اور بناؤ سنگار کرکے اور پوشاک نفیس
و نادر زیب تن کرکے سیر صحرا کی خیمے سے نکلکے کرنے لگین چونکہ دختران شاروق نہایت خوبصورت اور حسین تھین
اور انیسین جلیسین بھی نوجوان خوبصورت انکے ہمراہ تھین جسوقت دونون مع اپنے ہمراہیونکے صحراے
سبزہ زار مین یہ ناز و ادا ٹہلنے لگین اور آپسمین ہنسنے لگین اسوقت ان گلرخسارونکے سبب سے صحرا رشک گلستان

ہوگیا ہی سبزہ زار مین تو وہ نازنینان پری جمال ٹہل رہی ہین اور سیر صحرا کی کر رہی ہین کنیزین اور خواصین نذر کر رہی ہین
اکثر کنیزین ہمراہ دختران ہمراہ ہین بعضی انیسین اور جلیسین باہم گیند کھیل رہی ہین جسکے ہاتھ سے گیند ازمین پر
گرتا ہی وہ پلکون بلکہ آنکھون سے گیند کو اُٹھاتی ہی دوپٹے اکثر نے اُتار ڈالے ہین سینے کھلے ہوے ہین اُبھار سینو ن کے
گیندون کو مخفی کرنے کا دیکھنے والونکو گمان ہوتا ہی دختران نثار وقت بھی کبھی باہم گیند کھیلتی ہین کبھی تکتک کر
انیسون کے گیند کی سیر دیکھتی ہین اور ہنستی ہین لیکن اب حال لندھور اور بہرام گرد کا لکھا جاتا ہی کہ جب
داراب شاہ نے چالیس روز کی مہلت طلب کی لندھور نے قصد شکار کھیلنے کا کیا بہرام گرد نے کہا مین بھی
واسطے شکار کھیلنے کے چلونگا لندھور نے اُسی روز حکم کیا کہ سامان شکار تیار ہو ہم واسطے شکار کے جائینگے مجرد حکم
قراول اور بہلیے اور میر شکار حاضر ہوے بازدارون نے بازونکا طعمہ روکا اور ملازمون نے چرخہ بہری کرتی شاہین
جانوران شکاری کو آمادہ شکار کیا اور طعمہ ہر ایک طائر شکاری کا روک رکھا علاوہ طائران شکاری
کے چوپائون کو بھی ملازمون نے گوشت نہ کھلایا جسوقت چلتے اور کتون کی کھٹولیان تانگون پر کسی گئین
اور خیمہ و خرگاہ کا اثالہ لدچکا لندھور اور بہرام مرکبون پر سوار ہوئے مصاحب و رفیق بھی گھوڑون پر چڑھے
داراب گلبرگی عیار بھی ہمراہ رکاب لندھور اور غلامان زرین کمر زرین کلاہ تمکدار اور جملہ سامان عیش و عشرت
لیکر ہمراہ رکاب لندھور چلے جب لندھور سوار ہوا شہر سے نکل کے صحرائے سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ عجب صحرائے
سبزہ زار ہی کوسون تک فرش سبزہ زمین پر بچھا ہوا ہی ہوائے سرد چل رہی ہی مرغان صحرا صحرا مین بکثرت ہین علاوہ طائران
صحرا کے ہرن اور نیل گاو بھی از حد ہین لندھور اور بہرام آہوئون اور سبزہ صحرا کو دیکھکر نہایت خوش ہوے
کیونکہ اُس صحرا مین یہ حال تھا بیات

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ ۔ مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ
سونگھے اُس سبزہ پر اگر بیمار ۔ تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
یہ ہوائے خوش اُس سے آتی تھی ۔ روح بالیدگی سے پاتی تھی
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام ۔ سبز مخمل کا فرش ہی تھا تمام

بعد برپا ہونے بارگاہ و خیام کے اور سیر دیکھنے صحرائے
سبزہ زار کے حکم لندھور سے بازدارون نے بازونکو طائران صحرا پر چھوڑا اور بعض شکاریون نے طبل باز بجایا بیت

چو نالیدن آمد طبل باز ۔ در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز
روان شد بر ہوا با سبک پر ۔ جہان شد خالی از کبک و کبوتر

ملازمان لندھور صحرا مین ہر طرف طائرونکا شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر مین شکار کیے ہوے طائرون سے چھکڑے
بھر گئے اکثر رفقائے لندھور نے طائرونکو حلال اور صاف کرا کے اُنکے کباب درست کیے اور ظروف مین
رکھکر روبرو لندھور اور بہرام لیگئے لندھور اور بہرام نے وہ نمکین کباب بصد شوق کھائے
ابھی لندھور اور بہرام کباب کھا ہی رہے تھے کہ قراول دوڑتے ہوئے خدمت لندھور اور بہرام مین
حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے کہ حضور اسوقت ایک مقام پر بہت سے آہو سبزہ نو دمیدہ چر رہے ہین اگر خلاف
طبع عالی نہو تو جلد تر تشریف لیچلیے اور آن آہوونکو صید کیجیے لندھور اور بہرام نے قراولونکی تقریر سنکے جلد تر پانی سے
ہاتھ دھوے اور گاوریان پان کی کھا کر بند و قین دونالی اور تیر و کمان لیکر جلد اُس جگہ پہونچے اور آہوونکو تاک تاک کر
تیر لگانے لگے اتفاق سے بہرام گرد اور لندھور نے جس جس ہرن پر تیر لگایا وہ دونون ہرن تیر کھا کر افتان و خیزان
ایک جانب کو بھاگا اور رفقائے لندھور اور بہرام گرد نے جن آہوونپر تیر لگائے تھے وہ سب آہو اور ایک سمت
بھاگے رفقائے لندھور اور بہرام تو اپنے آہوئون کے شکار کرنے کے واسطے اُسطرف گئے لیکن لندھور
اور بہرام گرد نے اپنے آہو کے شکار کرنے کو اس جانب گھوڑے اُٹھائے ہر چند کہ آہو تیر کھائے ہوئے ہین

لیکن بھاگے جاتے ہین جب دو تین کوس اُن آہوون کے تعاقب مین بہرام گرد اور لندھور گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے گئے ناگاہ لندھور اور بہرام گرد نے دور سے دیکھا کہ ایک خیمہ صحرا مین ایستادہ ہے اور پچیس تیس نازنینان خوبرو رنگین لباس خیمہ کے پاس گل بازی کر رہی ہین کچھ کنیزین دوڑ رہی ہین ایک کنیز کنیزون کے چھونے کو اور اُنکو پکڑنے کو دوڑ رہی ہے کچھ نازنینان گل اندام بسان گل ہنس رہی ہین بعض نازنینان غنچہ دہن مثل غنچہ مسکرا رہی ہین اکثر نازنینان گلے ملتی ہین باواز بلند ہنس رہی ہین اور دو نازنینان بہمثال یوسف جمال لباس فاخرہ زیب تن کیے ہوئے اور تہر و غضب کے بناؤ سنگار کیے ہوئے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے سیر صحرا کر رہی ہین لندھور نے بہرام گرد سے کہا دیکھنا یہ دونون عورتین کس ناز کے ساتھ صحرا مین ٹہل رہی ہین بہرام گرد نے کہا اے دلاور آگے بڑھکے قریب انکے چلو اور انکے حسن و جمال کا نظارہ کرو آہوان زخمی کو جانے دو لندھور نے کہا اچھا چلو غرض جب دونون دلاور بہادر قریب اُن عورتون کے آئے اول لندھور نے ان دونون عورتون مین سے ایک نازنین سبز پوش کو جو دیکھا بے اختیار تیر عشق دل پر لگا لندھور نے ایک آہ کی اور گھوڑے کو روک کر نظارہ اُس نازنین حور خصال مہر تمثال کا کرنے لگا اُسوقت دل لندھور کا اُس نازنین کے عشق مین مثل سیماب پہلو مین تڑپنے لگا اور آنکھین محو نظارہ ہوئین کیونکر یہ حال لندھور کا ہوتا کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین مہ تمکین تھی۔ ابیات

پری وقتیکہ بیند آن ہمہ ناز
ز جنبش آمدے ہوشش بہ پرواز
دو عالم را دل و جان بر لب آورد
چہ گویم از صفائی آن بر و دوش
میان نازکش برشک رگ گل
بہ پیچ و تاب تار زلف و سنبل
کہ ہمجنس ست باہم جنس دمساز
خدنگ آن نگاہ سحر پیوست
ز اندازِ خوش خوبے بسازی
بنازش دلربائی را بسازی

حدیث صد ہزاران راز گفتہ
بہ شوخش مہ زہالہ جملہ آغوش
ازان سو با کمر گردید ہمراز
نشستے بر نشان تا جستہ از شست
لندھور نے پھر اُس خوبرو کی چشم

پر نظر کر کے یہ مطلع زبان پر جاری کیا اور لندھور کو غش آنے لگا مطلع مرا بعشوہ دو چشمت چہ مشکل افتاد است کہ دل یکے و دو چشمت دو قاتل افتاد است + بعد لندھور کے بہرام نے نازنین دیگر دختر شاہ روق کو جو دیکھا اور اُس نازنین سرخ پوش نے بھی بہرام کیطرف بہ ناز و انداز دیکھا مسکرا دیا اُسوقت دل بہرام نشانہ تیر نظر نازنین ہوا بہرام شکار گورخر کے واسطے آیا تھا خود شکار آہو ہوا دام عشق مین گرفتار ہوا اور بے اختیار یہ مطلع زبان پر لایا مطلع کور بہ چشمے کہ لذت گیر دلدارے نشد + قطع بہ دستے کہ خم در گردن یارے نشد + بہرام یہ مطلع پڑھکر اُس نازنین رشک ماہ و مہر کو بنظر الفت دیکھنے لگا اور نقد دل و نگر عین خواہش سے خریداری متاع حسن کی کرنے لگا کیونکہ وہ نازنین ایسی خوبصورت تھی کہ۔ اشعار

چلیپاے دو غمش دل بر سر دل
بہار گلشن ہستی فروشش است
باآن قامت زبس دلہا اسیر است
تو پنداری مگر گلبن زہیر است
دل و ہم دیدہ را زنجیر بر پا
مسخر کردہ از مہ تا بماہی
ز کفرش کفر شد اسلام ہر یک
شدہ کافر بعہدش نام ہر یک
الف بر سینہ او دل نشین بود
ز زناری کہ او را بود بر دوش
شدہ دل ہندوی آن زلف ہندو
جہان کافر ز چشم کافر او
کہ از یک شعلہ او رخت دین سوخت
ازان حلقہ کہ او در گوش افگند

بیکدلیش مردے افتاد بسمل
براے بلبلان تاراج ہوشش است
سمن سا آن دو زلف سنبل آسا
دہد آن دست و دوش سینہ گواہی
ازان قشقہ کہ او را بر جبین بود
کمندی بود بر ہر گردن ہوشش
چراغ دہر از رویش برافروخت
جہانے حلقہ اش در گوش افگند

بہرام گرد اور لندھور اُن نازنین پری تمثال کو دیکھ رہے تھے اور آہین سرد دمبدم بھر رہے تھے ناگاہ اُن نازنینون
کی کنیزون نے بہرام اور لندھور کو دیکھا آن مستانیون نے بتحریب زبانی لندھور اور بہرام کیطرف مخاطب ہوکے
اپنے حسن وجمال کو یکتا سمجھ کے کہا کہ ای مردِ دنگوڑ ولایت و سنابت نشینے خوش ہون تم کون ہو یہان اپنی آنکھین پھوڑنے
جان دینے کیون آئے ہو ہماری دونون ملکہ اور ہم سبکو کیون گھور گھور کے دیکھ رہے ہو ارے اونے دوسو خدا کرن سے
ڈرو کسیکی بہو بیٹی کو نظر بد سے نہ دیکھو دیکھو ابھی اندھے ہو جاؤگے سب خدا لیتکے تمھاری آنکھین پھوڑ ڈالینگے ہم کوئی خانگی
کسبی نہین ہین یہان تمھارا مدعا سے دل خواب مین بھی حاصل نہوگا ہم مین سے کوئی دمڑی کو بھی تمھین نہ پوچھیگی
کوئی اپنی آبرو تمھین نہ دیگی لاکھ ہاتھ جوڑو خوشامد کرو دردہ پیٹو فدا ہو نیر گرد یہان کوئی تمھاری فریاد نہ سنیگی
اور تمھارے دل کی تمنا بر نہ لائیگی تم اپنے موٹے موٹے ہاتھ پاؤن پر غرور نہ کرنا اور ہمکو عورت ناتوان سمجھکے نہ دھمکانا
میان ہم وہ عورتین ہین کہ دم کے دم مین زنجیر زلف مین گرفتار کر لینگے تیغ ابرو سے ایکدم مین قتل کرینگے تیر مژگان
تمھارے دل وجگر پر مارینگے تم سپر پر بھی روک نہ سکوگے مرغ بسمل کیطرح میدان صحرا مین تڑپوگے چلاؤگے اپنی
جان سے جاؤگے کوئی تمپر رحم نکریگی ہر ایک خرام ناز سے تمکو پامال کریگی ہماری دونون ملکہ بھی تمپر ذرا رحم
نکرینگی بس بہتر اور مناسب یہ ہی کہ یہان سے جاؤ اپنے مقدر کی شکایت کرتے ہوئے اپنے گھر کیطرف روانہ ہو
اور یہ خیال محال ہملوگون کے وصل کا اپنے دل مین نہ لاؤ یہ کہکے کنیزین خاموش ہوئین بہرام گرد اور
لندھور نے عشق نازنینان مین کنیزون کی گفتگوے بیہودہ پر چندان خیال نہ کیا اول لندھور نے
کنیزون سے کہا کہ آگاہ ہو مین بادشاہ ہندوستان ہون نام میرا لندھور بن سعدان ہی تمھاری ملکہ
پر مائل ہون اگر تمھاری ملکہ کے خلاف مزاج نہو تو مین خیمے مین آؤن ملکہ کے پاس بیٹھون اسیطرح بہرام نے
بھی کہا کہ مین بادشاہ چین و ماچین ہون ملکہ سرخ پوش سے کہو کہ شاہ چین ماچین تمپر فریفتہ ہوا ہی طالب
بوس وکنار ہی یہ کہکے بہرام اور لندھور نے گھوڑے طرف خیمے کے بڑھائے دختران ستارہ روش بہ ناز و
ادا و عشوہ وغمزہ خیمہ کیطرف بھاگین اور جملہ انیسین و جلیسین وغیرہ بھی خیمے مین چھپنے کو دوڑین جسوقت نازنینان
سرخ و سبز پوش طرف خیمے کے بھاگین بہرام گرد نے تو شعر عاشقانہ پڑھے لیکن لندھور بن سعدان نے یہ مخمس اپنی زبان پر جاری کیا مخمس

تڑپتا ہی مریض عشق کیونکر دیکھتے جاؤ　　ابھی دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ　　دم رخصت ذرا حسرت کے تیور دیکھتے جاؤ
نکلتی کسطرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ　　ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

کسے ایسے قیامت زا چلن بھاتے ہین صاحب کے　　نرالی آفتین ناز و ادا ڈھاتے ہین صاحب کے　　خلاف وضع ہی پامال چلاتے ہین صاحب کے
قدم انداز سے باہر ہوے جاتے ہین صاحب کے　　ستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ

قیامت زا تمھاری جلوۂ قامت کی ہی شوخی　　خراب اس چال سے کی خفتگان خاک کی مٹی　　جگایا فتنۂ محشر تو بدلو اک ذرا تیوری
خرام ناز مین عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی　　تم اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

تماشا ہی کہ وہ تو خوف سے عاشق کے ڈرتے ہین　　حظ اٹھاتے جان نثاری کا ذرا ہم اسپہ مرتے ہین　　دم رخصت یہی کہدینگے ہر دم آہین بھرتے ہین
ولی کہدے اگر تیغ پھیر کر دو قتل کرتے ہین　　تڑپتا ہی تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

کہین پامال دس دنکی بسمین ہر اک کا غم اٹھتے ہین　　کہین پامال رفتار قیامت مین جھگڑتے ہین　　شراب حسن کے نشہ مین بھی آشنا کر چلتے ہین
روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین　　خدا کے واسطے پھر یہ سیر دیکھتے جاؤ

نرالے سحر سے رفتار روح افزا دکھاتی ہی　　صدا خلخال پاکی مژدۂ صحت سناتی ہی　　تمنائے حیات ہجر دیدہ آزماتی ہی

جدھر جاتے ہو تم اُس گھر سے یہی آواز آتی ہے ۔ مسیحا ہو تو بیمارونکو دم بھر دیکھتے جاؤ
ہمیشہ دیدۂ نور جلوۂ عارض سے ترسایا ۔ فروغ حسن عالمگیر در پردہ نہ دکھلایا ۔ ترستا ہے کوئی نظارے کو اتنا نہ دھیان آیا
نقاب اک دن الٹ کر تمنے یہ منہ سے نہ فرمایا ۔ جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ
تو محل ہے تری دولت بستر اتنا نہ گھبرائے ۔ صفت اسکی نہ کیونکر ہر گھڑی لب پر مرے آئے ۔ قلق یہ جب جناب خواجہ مرحوم فرماتے
نہ منہ موڑو اُس سے ای آتش جو کچھ در پیش آجائے ۔ دکھاتا ہے جو آنکھونکو مقدر دیکھتے جاؤ

جسوقت بہرام گرد اور لندھور اشعار عاشقانہ اور مخمس پڑھتے ہوے قریب اُس خیمے کے پہونچے اور دختران شاروق کو خیمے مین جاکر بخوبی معلوم ہوا کہ یہ دونون لندھور اور بہرام ہین اور ہمپر مائل اور فریفتہ ہو گئے ہین اسوقت اُن نازنینان پری چہرہ نے اپنی دایہ سے جو ہمراہ آئی تھی کہا کہ ای مادر مہربان ذرا تم خیمے کے باہر جاؤ اور لندھور اور بہرام سے ہماری طرف سے بعد مزاج پرسی کے کہو کہ تم ہمارے عشق والفت مین اسقدر بیتاب وبیقرار رہو اور اس درجہ نہ گھبراؤ ذرا صبر کرو کیونکہ مثل مشہور ہے مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ۔ اسوقت ہماری خاطر سے چلے جاؤ ہنگام شام ہمارے پاس آؤ جو کچھ تم کہوگے ہم سُنینگے اگر وہ بات لائق منظور کرنیکے ہوگی تو قبول کرینگے اور ای دایہ یہ کہدینا کہ یہ کنیزین نہایت بیہودہ ہین اور انکی بیہودہ گوئی کا تم ہمارے سر کی قسم کچھ ملال اور خیال نکرنا مین انکو اس گستاخی کی سزا دونگی ہر چند کہ یہ بے قصور ہین تمھارے نام ومرتبہ سے انکو آگاہی نہ تھی لیکن ان کنیزونکو ایسی بدزبانی نکرنا تھی اسوجہ سے مین انکو تعزیر دونگی وہ دایہ بموجب کہنے دختران شاروق کے خیمے سے باہر آئی اور قریب بہرام گرد اور لندھور کے جاکر بعد دعاے درازی عمر ودولت واقبال کہنے لگی کہ ای بادشاہان ذو الوقار سعادتمند وبرخوردار خوش قسمت او زہے مقدر تمھارا کہ دختران شاروق کہ جو جفا جو اور عاشق کش اور عابد فریب ہین وہ بھی تمپر فریفتہ او شیفتہ ہو گئی ہین ایک کا نام ملکہ جہان آرا اور دوسرے کا نام ملکہ مہر افروز ہے یہ دونون میری گود کی کھلائی ہوئی ہین مین نے انکو دودھ پلایا ہے تو ذرا میرا بھی خیال رکھیے گا یعنی زروجواہر کثیر دیجیے گا پھر ہنگام وصل خوب مزے کیجیے گا بعد اس تقریر کے دایہ نے جو کچھ جہان آرا اور مہر افروز نے کہا تھا بیان کیا بہرام گرد اور لندھور نے نہایت شاد وخرم ہو کے کہا کہ ای دایہ ہم تجکو اسقدر زروجواہر دینگے کہ تو خوش ہو جائیگی اور ای دایہ اپنی دختر ون سے بعد شوق ونال واشتیاق بوس وکنار کے کہدینا کہ ہمارا دل تو نہین چاہتا ہے کہ یہان سے جائین لیکن تمھارے کہنے سے اسوقت بمشکل اور بجبر جاتے ہین وقت شب ضرور آئینگے یہ کہکے لندھور اور بہرام گرد اپنے خیمہ وبارگاہ کیطرف چلے دایہ بھی خیمہ مین چلی گئی جب لندھور اور بہرام گرد تسگ بڑھے لندھور نے بہرام گرد سے ہنسکر کہا آج کیا اچھی ساعت سے اس صحرا مین شکار کے واسطے آئے تھے کہ عجب شکار ہاتھ آیا ہے میری معشوق سبز پوش کے حسن وخوبی مین کوئی حسین ہمسر نہین ہے بہرام نے جواب دیا کہ میری مطلوب سرخ پوش کے حسن کے سامنے آپکی معشوق کے حسن کی کیا حقیقت ہے میرا محبوب حسن مین بمنزلہ آفتاب ہے اور آپکا معشوق سبز پوش ایک ذرہ ہے لندھور نے کہا ای بہادر اگر تم میری چشم ونظر سے میرے محبوب کو دیکھو تو اُسکے حسن وخوبی کا حال تمھیں ظاہر ہو اور پھر اپنے معشوق کو تم ذرہ خیال کرو اور میرے معشوق کو آفتاب سے مثال دو کیونکہ مشہور ہے کہ لیلی را بچشم مجنون باید دید بہرام نے کہا یہی میرا بھی جواب ہے غرض بہرام گرد اور لندھور دونون باہم اپنے اپنے محبوب اور مطلوب کے حسن وجمال کی تعریف کرتے ہوئے قریب بارگاہ پہونچے یہان رفقاے لندھور اور بہرام نہایت مضطر اور پریشان تھے اور ہر طرف ڈھونڈھ رہے تھے جب بہرام اور لندھور بارگاہ مین آئے اور بیٹھے اکثر رفقا نے لندھور اور بہرام گرد سے پوچھا کہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے ہمکو نہایت فکر تھی لندھور اور بہرام نے اصل حال تو

کہا لیکن یہ کہا کہ ہم آہوؤن کے شکار کرنے کے واسطے دور تک چلے گئے تھے رفقا یہ تقریر سنکے چپ رہے یہان تو
لندھور اور بہرام گرد بارگاہ مین بیٹھے ہین اکثر تماشا و شکار کھیل رہے ہین وہان بعد چلے آنے لندھور اور بہرام گرد
کے دایہ نے خیمے مین جاکر دختران شاروق سے کہا کہ لندھور اور بہرام چلے گئے اب شام کو آئینگے ملکہ مہرافروز
اور ملکہ جہان آرا کو معلوم ہوا کہ شام کو لندھور اور بہرام ضرور آئینگے اسیوقت دختران شاروق نے دایہ
اور چند کنیزون کو بلایا اور کہا تم اسوقت سوار ہو کر ہمارے باپ کے پاس جاؤ اور انسے کہو کہ آج بعد شام
آپ ہمارے پاس مع چند سوارون کے ضرور آئیے گا جب دایہ اور کنیزین سوار ہو کر جانے لگین اسوقت ملکہ
مہرافروز نے کنیزون سے کہا کہ وہان جاکر کچھ نہ کہنا جو کچھ تمسے کہا ہے وہ ہمارے پدر سے عرض کرنا اور چند
کشتیان شراب کی اور دیگر سامان زینت بزم لیکر جلد تر آنا کنیزین وغیرہ یہ سنکے روانہ ہوئین اور جب خدمت
شاروق مین پہونچین جو کچھ ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا نے کہا تھا عرض کیا شاروق نے متردد اور متفکر ہو کر
حال صحرا مین لندھور اور بہرام کے پہونچنے کا دریافت کیا کنیزون نے تمام حال لندھور اور بہرام کے آنے کا اور
کیفیت صحرائے سبزہ زار کی بیان کی شاروق سمجھ گیا کہ میری دخترون نے تدبیر گرفتار کرنے لندھور اور
بہرام کی کی ہے یہ سمجھکر بہت خوش ہوا اور کشتیان شراب کی اور دیگر اشیائے مطلوب اور سفوف بیہوشی دایہ اور
کنیزون کے ہمراہ کرکے کہا کہ میری دخترونسے میری طرف سے کہدینا کہ مین بعد شام ضرور آؤنگا دایہ اور کنیزین اشیائے
مذکور ہمراہ لیکر روانہ ہوئین اور بعد تھوڑی دیر کے اس صحرا مین پہونچین اور سواریون سے اترکے خدمت دختران
شاروق مین گئین اور بعد اشیاء مطلوب پیشکش کرنے کے جو کچھ شاروق نے کہا تھا عرض کیا مہرافروز اور
جہان آرا نے قبل شام کنیزون وغیرہ سے کہا کہ بخوبی بزم کی آراستگی کرو بمجرد حکم کنیزین وغیرہ بزم کی آراستگی مین
مصروف ہوئین کسینے فرش نفیس بچھا کر مسندین پر زر بچھائین بعض کنیزون نے روشنی کا سامان کیا کنول اور ہر رنگ
اور فانوسین قرینے سے رکھین شمعین مومی اور کافوری لگائین کسی کنیز نے اشیاء گزک کی درستی کی غرضکہ قبل شام بخوبی
بزم آراستہ و پیراستہ ہوگئی جب آفتاب غروب ہوا کنیزون نے روشنی کی مہرافروز اور جہان آرا مسندون پر لباس
رنگین پہنکے بیٹھین اور انتظار بہرام گرد اور لندھور کا کرنے لگین ادھر بعد غروب آفتاب لندھور اور بہرام
نے باہم تخلیے مین کہا کہ اب وہان چلو اور سوائے داراب گلبرگی کے اور کسی کو ہمراہ نہ لے چلو اور کسی سے
اس حال کو بھی بیان نکرو غرض یہ مشورہ کرکے بہرام گرد اور لندھور داراب گلبرگی کو ہمراہ لیکر گھوڑون پر سوار
ہوئے اور رفقا وغیرہ سے کہا کہ تم سب یہین رہو ہم واسطے سیر صحرا کے جاتے ہین یہ کہکے لندھور اور بہرام مع
داراب گلبرگی کے چلے اور بعد قطع راہ قریب خیمے کے پہونچے دیکھا چند کنیزین در خیمہ پر کھڑی ہوئی ہمارا انتظار
کر رہی ہین جسوقت کنیزون نے دیکھا کہ دونون جوان آتے ہین فی الفور روبرو دختران ملک اجروکی کے جاکر
عرض کرنے لگین لیجیے خداوند لندھور اور بہرام آتے ہین ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا یہ سنکے باہم متبسم
ہوئین جب لندھور اور بہرام در خیمہ پر پہونچے انیسین اور جلیسین حکم مہرافروز سے تا بدر خیمہ
واسطے استقبال کے آئین جسوقت لندھور اور بہرام خیمے مین گئے دیکھا کہ بزم شاہانہ آراستہ ہے
ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا لندھور اور بہرام گرد کو دیکھکر بہ ناز و ادا و شرم و حیا دوپٹے سے منہ
چھپانے لگین اور مسند زرین سے برائے تعظیم اٹھ کھڑی ہوئین اور کہنے لگین بیت رواق منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما و فرود آکہ
خانہ خانہ تست لندھور اور بہرام یہ کلام اپنی معشوقہ سے سنکر نہایت خوش ہوئے لندھور تو اپنی محبوبہ کے پہلو مین بیٹھے اور

بہرام گرد بنی معشوقوں کے پاس بیٹھا اسوقت اس بزم کی عجب کیفیت تھی اول تو کثرت روشنی سے خیمہ پُر نور تھا دوسرے معشوقان خوبرو کے خیمہ مملو تھا جملہ سامان عیش و راحت وہان مہیا تھا ملکہ مہر افروز نے کنیزونکو اشارہ کیا کہ شراب مین بہت سی بیہوشی ملا کر جلد لاؤ کنیزین اشارہ ملکہ کا سمجھ گئین اور شراب مین بکثرت بیہوشی ملا کر کشتیان شراب کی لائین اور ایک کشتی روبرو ملکہ مہر افروز کے رکھدی دایہ نے کہا ای ملکہ اب شرم ہو چکی اب اپنے ہاتھ سے شراب لندھور بن سعدان کو پلاؤ یہ تمھارے عاشق صادق ہین انکے دلکو رنجیدہ نکرو شرم سے جھجکی نہ جاؤ کچھ باتین کرو انکی خاطرداری کرو ملکہ مہر افروز نے بموجب کہنے دایہ کے بناز و ادا اپنے ہاتھ سے جام بلورین مین شراب بھری اور بسبب شرم سے پھیر کر ہاتھ طرف لندھور کے بڑھایا لندھور نے از حد مسرور و شاد ہو کر وہ شراب اس رشک آفتاب کے ہاتھ سے لیا اور شراب پی لی بعد دو تین جام پلانے کے ملکہ مہر افروز نے اشارے سے کہا کشتی شراب کی میرے پاس سے اٹھا لو کنیزین وہ کشتی شراب کی اٹھا لیگئین ایک اور کشتی لا کر روبرو ملکہ جہان آرا کے رکھدی جب ملکہ جہان آرا نے شراب کے پلانے مین تامل کیا اسوقت دایہ نے کہا کہ ای ملکہ کسقدر تمکو حیا اور غیرت ہی اور کیسی تم بے مروت اور سنگدل اور عاشق کش ہو ذرا تمکو یہ خیال نہین کہ ہمارا یا ہنے والا جان فدا کرنیوالا بڑی دیر سے بیٹھا ہی اس سے کچھ باتین کرین شراب پلائین حال دریافت کرین غنچہ دل عاشق کو شگفتہ کرین ای ملکہ اب تمکو ہمارے سر کی قسم حیا و غیرت نکرو یہ وقت بہت غنیمت ہی باتین ہنس ہنس کے اپنے عاشق شیدا سے کرو حال دل عاشق پوچھو شراب جلدی سے پلاؤ آرزوے دل نکالو حرج جفا جو سے امید رخت نرکھو جو کام کرنا ہی جلدی سے کرو ایسا نہو کہ تمھارے والد کو اس حال کی خبر ہو جائے یا کوئی آفت ارضی وسماوی آجائے کہین حسرت و آرزو دل ہی مین نہ رہجاے ملکہ جہان آرا نے خیال کیا کہ یہ دایہ سچ کہتی ہی ایسا نہو کہ دونون میرے باپ کے دشمن اسوقت دام مکر و فریب سے ہوشیار ہو کے یا اور کسی وجہ سے نکل جائین تو پھر انکا گرفتار کرنا مشکل ہوگا یہ خیال کرکے جہان آرا نے اپنے دست نازک سے شیشہ شراب بہرام کو دیا بہرام نے شراب اس رشک مہر کے ہاتھ سے لیکر پی ملکہ نے اور دو تین جام شراب کے بہرام کو دیے بہرام گرد جام لے لیکر پی گیا پھر بہرام نے شیشہ اٹھا یا اور چاہا کہ ملکہ کو شراب پلاؤن چونکہ شراب سے وہ شیشہ خالی ہو گیا تھا کنیزین دوڑ کے دوسرا شیشہ شراب کا لے آئین کہ جسمین بیہوشی نہین ملی تھی جب وہ شیشہ شراب کنیزون نے بہرام کو دیا بہرام نے اپنے ہاتھ سے جام شراب سے مملو کرکے جہان آرا کو دیا ملکہ نے ذرا سی شراب خاطر سے بہرام کی پی لی اسی طرح تھوڑی شراب خالص لندھور کے ہاتھ سے ملکہ مہر افروز نے بھی پی لی پھر اشارے سے ملکہ مہر افروز نے کہا کہ اب سازونکو درست کرکے کچھ گاؤ بجاؤ حکم ملکہ کے چند نازنینان خوبرو نے سازونکو درست کیا اور گانے لگین لندھور نے کہا ہمارا عیار علم موسیقی اور ساز بجانے سے بخوبی واقف ہی اور در خیمہ پر کھڑا ہی ای ملکہ اسے بھی یہان بلوا لو ملکہ نے دایہ سے اشارہ کیا دایہ گئی اور داراب گلبرگی کو خیمے مین لے آئی داراب گلبرگی ایک نازنین کیطرف دیکھکے دست بستہ روبروے لندھور کھڑا ہوا لندھور نے اسی نازنین کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس نازنین کو مین تجھے دونگا راوی بیان کرتا ہی کہ اس نازنین کا نام بہشت بانو تھا داراب گلبرگی آداب بجا لا کر بیٹھ گیا اور حکم لندھور سے ساز بجانے لگا بعض راوی تو یہ کہتے ہین کہ ملکہ مہر افروز نے خود غزلین گانا شروع کین اور اکثر راویونکا یہ قول ہی کہ ایک اور نازنین بحکم مہر افروز گانے لگی اور اہل بزم کے دلونکو اپنے گانے سے خوش کرنے لگی اسی حالت مین باشارہ ملکہ جہان آرا ایک کنیز شیشہ و ساغر لیکر حاضر ہوئی اور شراب بیہوشی آمیز جام مین بھر کے سامنے داراب کے [illegible] کی داراب نے حالت محویت مین جام لیکر شراب پی لی اور کچھ خیال شراب بیہوشی آمیز کا نہ کیا جب داراب عیار

شراب کے کئی جام پی چکا اسوقت نازنین خوبرو نے یہ غزل شروع کی غزل

یقین ہے تہ دام سے تو رہنے نہ سحر صیاد
اسیر کنج قفس ہوں میں اب تو مدت سے
مرے تو نالوں کا جاتا رہا اثر صیاد
چمن میں رہنے دے بلبل کے آشیانے کو
ہوا ہے آج خوشی دل میں کسقدر صیاد

بیان میں کس سے کروں حال کون سنتا ہے
کبھی مرا بھی گلستان میں تھا گذر صیاد
چھٹا ہے جب سے چمن کچھ نہ پوچھ حال مرا
اجاڑنا نہیں اچھا کسی کا گھر صیاد

سناؤں گر تجھے درد دل و جگر صیاد
کسے بتاؤں میں بیتابی جگر صیاد
سناؤں کسکو یہ سمجھیگا سنکے دل کسکا
کہ رخ ہے زرد دو میں خشک چشم تر صیاد
اسیر دام بلا کرکے مجھکو اے عاشق

جب یہ غزل وہ نازنین گا چکی اہل بزم نازنین کے گانے کی تعریف کرنے لگے

ابھی اہل بزم نازنین کی تعریف کرہی رہے تھے کہ ملکہ مہرافروز اور جہان آرا لندھور اور بہرام گرد کے پہلوؤں سے اٹھیں لندھور و بہرام بھی بیقرار ہوکے اٹھنے لگے اور داراب گلبرگی بھی بوجہ اٹھنے لندھور و بہرام کے اپنی جگہ سے اٹھنے لگا ابھی اچھی طرح سے لندھور اور بہرام اور داراب گلبرگی نہ اٹھے تھے کہ سب کو چکر آیا اور سب زمین پر گرکے بیہوش ہوے ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا نے خوش ہوکر تین صندوقوں میں لندھور اور بہرام گرد اور داراب گلبرگی کو ڈال کے بند کیا اسی وقت مالک اجرو کی کہ جسکا ایک نام شاروق بھی ہے مع چند سواروں کے خیمے میں آیا دختران شاروق نے تینوں صندوق اسکے حوالے کیے اور تمام حال گرفتاری کا بیان کیا شاروق بہت خوش ہوا اور اپنی دختروں کو پیار کیا اور سینے سے لگایا بعد پیار کرنے کے شاروق نے اپنی لڑکیوں کو لشکر میں روانہ کیا اور صندوقوں کو اٹھوا کر اسی صحرا کے قریب ایک ایسے دریا کے کنارے پر آیا بیت سہمگین آب کہ مرغابی دروامین نبود ایمن کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود شاروق نے کسی مصلحت سے قتل کرنا بہرام گرد اور لندھور اور داراب گلبرگی کا مناسب نہ جانا کر وہ تینوں صندوق دریا میں ڈالدیے صندوق پانی میں بہتے ہوئے ایک طرف روان ہوے ان صندوقوں کا حال تو انشاء اللہ تعالی آئندہ لکھا جائیگا لیکن احوال شاروق کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ صندوق دریا میں ڈالکر بصد خوشی و خرمی اپنے لشکر میں آیا اور بارگاہ میں جاکر داراب شاہ سے تخلیے میں کہنے لگا کہ میں بہرام گرد اور لندھور اور داراب گلبرگی کو دریا میں ڈال آیا ہوں اب تم آج ہی شب کو لشکر لندھور پر شبخون مارو اور سب کو تہ تیغ کرو داراب شاہ یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اسی شب کو لشکر گران لیکر فوج لندھور پر حملہ آور ہوا اور مردمان فوج کو قتل کرنے لگا مردمان فوج لندھور اور بہرام غافل سو رہے تھے صدا سے سمندان اور چقاچاق خنجر سے بیدار ہوے جے پور ہندی اور شہپال ہندی اور عادل شیر دل وغیرہ بھی ہوشیار ہوے اسیوقت نہایت جلدی اور ہوشیاری سے ہر ایک نے سلاح اپنا اپنے بدن پر آراستہ کیا اور مسلح ہوکر اور سامان روشنی کا بخوبی کرکے اول جے پور ہندی اپنے خیمے سے نکلا اور مردمان فوج کو ہمراہ لیکر لڑنے لگا تلوار ہر ایک بہادر کی چلنے لگی لاشیں جوانوں کی تڑپنے لگیں سر تلوار سے کٹ کٹکے زمین پر گرنے لگے زخمی زمین پر گرکے کراہنے لگے جوے خون بہادران جاری ہوئی اسی ہنگام جدال میں جے پور زخمی ہوا شاروق نے آکر خیام لشکر لندھور میں آگ لگادی خیام جلنے لگے شعلہ ہاے آتشیں بلند ہوے شہپال ہندی اور عادل شیر دل بھی اسیوقت فوج و لشکر لیکر پہونچے اور نعرے کرکرکے بہادر ودلاور فوج داراب شاہ پر گرے لڑائی ہونے لگی جوانوں کے سر و تن میں جدائی ہونے لگی پہلوانوں نے گرز حریف کی فوج پر مارنا شروع کیے سواران لشکر پیوند خاک ہونے لگے زخمی گھوڑوں سے گرگرکے زمین پر تڑپنے لگے کوتل گھوڑے دوڑنے لگے لیٹے زخمیوں کو خود پامال کرنے لگے غرض اسوقت ایک ہنگامہ قیامت برپا تھا دونوں لشکر باہم ملے ہوے تھے تلوار

چل رہی تھی ہنگامۂ محشر برپا تھا صدائے دار و گیر بلند تھی اشعار

تو گفتی بیک دیگر آمیختند
سواران چو کشتی روان اندر رو
چو باد خزان بار و از بید برگ
چقاچاق گرز آمد و تیغ و تیر
برو نابرا آورد از کینہ جو
فزلوان سر افتاد مانند گوے
دورت لشکر ہم اندازا آویختند
ز خون یلان دشت گشت آبگیر
ہمین تیر بارید چون تگرگ
دل و سینہ با خاک و خون بد رجوے

آخرکار بعد مشقت بسیار کے وار اب عادل شیر دل اور شہپال ہندی بھی زخمی ہوئے جنگ مغلوبہ ہوئی آخرکار بعد مشقت بسیار کے وار اب شاہ اور ملک اجرو کی یعنی شاہ روق اور بادشاہ عبدالعزیز نے شہپال ہندی اور عادل شیر دل اور بیجے پور ہندی کو گرفتار کر لیا اور صدہا بلکہ ہزارہا مردمان فوج کو قتل کیا اور شہر کو لوٹ لیا ہنگام عصر شہپال ہندی اور بیجے پور ہندی اور عادل شیر دل وغیرہ کو جنھیں قید کیا تھا لیکر طرف اجرو کیہ کے بخوشی و خرمی مع فوج و لشکر روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور دوسری داستان کا حال لکھا جاتا ہے

داستان جانا خواجہ عمرو کا خواجہ بزرجمہر کے پاس اور زرقعون پر مہر کرا کے لانا اور شروین وغیرہ سے لڑنا اور عیاریاں کرنا لشکر ہرمز اور فرامرز پر آخرکار ملکہ مہر نگار کو قلعہ تنگ رواحل کی طرف روانہ کرنا

محرران نیک سیرت اس داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ جب حمزۂ صاحبقران بردۂ قاف کیطرف روانہ ہونے لگے تھے اسوقت امیر نے ملکہ مہر نگار سے وعدہ کیا تھا کہ میں اٹھارہ روز میں ضرور آؤنگا اور انشاء اللہ نہ کہا تھا اسوجہ سے امیر کو بردۂ قاف میں اتفاق رہنے کا زیادہ ہوا جب زمانہ ایک سال کا گذرا ملکہ مہر نگار فرقت حمزۂ صاحبقران میں نہایت بیقرار ہوئیں اور خواجہ عمرو سے بگریہ و زاری کہنے لگیں کہ آپ اب خواجہ بزرجمہر کے پاس جائیے اور انسے پوچھیے کہ امیر کب تک بردۂ قاف سے یہاں تشریف لائینگے خواجہ عمرو بموجب کہنے ملکہ مہر نگار کے لشکر سے چلے اور بعد قطع راہ شکل اپنی تبدیل کرکے خواجہ بزرجمہر کے مکان پر پہونچے جب خواجہ بزرجمہر کو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو آئے ہیں فوراً خواجہ بزرجمہر نے عمرو کو ایک خالی مکان میں بلوایا جب خواجہ عمرو اس مکان میں گئے بزرجمہر کو تسلیم کرکے بیٹھ گئے خواجہ بزرجمہر نے سبب آنے کا دریافت کیا عمرو نے عرض کیا کہ امیر با توقیر ملکہ مہر نگار سے اٹھارہ روز کا وعدہ کرکے بردۂ قاف کی جانب گئے ہیں ایک سال کا زمانہ گذرا ابھی تک نہیں آئے ہیں ملکہ مہر نگار نہایت بیقرار اور اشکبار ہیں مجکو ملکہ نے آپکی خدمت میں بھیجا ہے اور یہ مجھسے کہا ہے کہ تم میری طرف سے جا کر عرض کرنا کہ ذرا آپ علم رمل سے دریافت کیجیے کہ امیر با توقیر کا مزاج کیسا ہے اور کب تک یہاں آئینگے بس میں اسی واسطے حاضر ہوا ہوں امیدوار ہوں کہ آپ بعلم رمل وغیرہ امیر کے آنے سے اور انکی کیفیت سے اطلاع دیجیے خواجہ بزرجمہر نے بعلم رمل دریافت کیا اور خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای خواجہ آگاہ ہو مجکو بعلم رمل ثابت ہوتا ہے کہ امیر بعد اٹھارہ برس کے یہاں آئینگے کیونکہ ہنگام رخصت امیر نے بغیر کہنے انشاء اللہ کے کہا تھا کہ میں اٹھارہ روز میں ضرور آؤنگا اور یہ جو تمنے پوچھا کہ امیر کا مزاج کیسا ہے مجکو اشکال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امیر بصحت و عافیت ہیں اور ایک دیو کو انھوں نے قتل بھی کیا اب لڑائیاں اور دیوون سے اور انسے خوب ہونگی انشاء اللہ امیر دیوؤں پر غالب ہونگے یہ فرما کر خواجہ بزرجمہر خاموش ہوئے خواجہ عمرو یہ گفتگو بزرجمہر کی سنکے نہایت پریشان خاطر اور متفکر ہوئے اور آثار حزن و ملال چہرۂ عمرو سے ہویدا ہوے خواجہ بزرجمہر نے عمرو کو محزون دیکھکر فرمایا کہ ای خواجہ کچھ رنج و ملال نہ کرو انشاء اللہ سوائے سترہ برس کا زمانہ جلد

آگذر جائیگا امیر بخیر و عافیت تمسے اور ملکہ مہرنگار سے آکر ملینگے یہ ارشاد کرکے خواجہ بزرجمہر نے عمرو کی دعوت وضیافت کی اور دو تین روز تک بآرام تمام عمرو کو اپنے گھر مہمان رکھا بعد دو تین روز کے ہنگام رخصت بزرجمہر نے عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ آگاہ ہو کہ نوشیروان نے ہرمز اور فرامرز اور بختک کو حکم دیا کہ ملکہ مہرنگار کو جا کر لے آؤ اور جو کوئی سردار امیر کا لڑے اُس سے مقابلہ اور مجادلہ کرو عجب نہیں ہے کہ ہرمز اور فرامرز وغیرہ آج ہی مع لشکر کثیر روانہ ہوں پس ای خواجہ عمرو تم جا کر سامان جنگ کروا اور جو کچھ مین نے امیر کے بارے مین کہا ہی ملکہ مہرنگار سے جا کر کہدینا اور میری طرف سے بہت تسلی و تشفی دینا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ یہ باتین جو کچھ مین مہرنگار سے کہونگا اسے یقین نہ آئیگا لہذا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آپکی جانب سے اسوقت تھوڑے رقعہ اس مضمون کے لکھتا ہون کہ امیر چھ مہینے مین آئینگے اور وہان امیر بصحت و عافیت ہین رقعون پر آپ اپنی مہر کر دیجیے مین بعد چھ مہینے کے ایک رقعہ ملکہ مہرنگار کو دیا کرونگا اسیطرح اُسکی تشفی و تسلی کیا کرونگا اور اسی تدبیر سے ملکہ کی خاطر جمعی بخوبی ہوگی کیونکہ ملکہ آپکے رقعہ اور مہر کو دیکھکر یقین کریگی کہ امیر اب بعد چھ مہینے کے تشریف لاوینگے خواجہ بزرجمہر نے تدبیر خواجہ کی پسند کی عمرو نے فوراً تھوڑے سے رقعے ایک ہی مضمون کے لکھے اور ہر ایک مین یہی مضمون تھا کہ امیر یا تو قید بعد چھ مہینے کے آئینگے جب خواجہ عمرو سب رقعے لکھ چکے خواجہ بزرجمہر نے کل رقعون پر اپنی مہر کر دی عمرو رقعہ لیکر اور خواجہ بزرجمہر سے رخصت ہو کر جانب کعبہ روانہ ہوے اُسی روز ہرمز اور فرامرز اور بختک اور زوبین مع فوج کثیر جانب کعبہ روانہ ہوے تھے خواجہ عمرو بھی شکل اپنی تبدیل کرکے لشکر کے ہمراہ ہوے جب ہرمز اور فرامرز وغیرہ قریب کعبہ کے ایک صحرا مین پہونچے خواجہ عمرو لشکر سے جدا ہو کر آگے بڑھے اور دلمین خیال کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ ہرمز و فرامرز سے لینا چاہیے اور اس صحرا مین ہرمز وغیرہ کو پریشان کرنا چاہیے یہ خیال کرکے اور صورت تبدیل کرکے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور نے زنبیل سے نکالکر بجانے لگے جب ہرمز و فرامرز اُس جگہ آئے اور آواز اُنھون نے نے کی سنی بیتاب ہو گئے اور ہمراہیون سے کہنے لگے کہ دیکھو تو یہان کون شخص نے بجاتا ہی کیا خوب گاتا ہی دل بیچین ہوا جاتا ہی مردمان لشکر نے عرض کیا خداوندا ایک شخص زیر درخت بیٹھا ہوا نے اپنی بجا رہا ہی ہرمز اور فرامرز نے کہا اُس شخص کو ہمارے پاس لے آؤ مردمان لشکر گئے اور اُس شخص سے کہنے لگے کہ چلو تمھین پسران نوشیروان نے بلایا ہی وہ شخص یعنی عمرو مردمان لشکر کے ہمراہ چلا اور روبرو ہرمز اور فرامرز کے آکر بعد سلام کے کہنے لگا کہ آپنے مجکو کیون بلایا ہی ہرمز و فرامرز نے کہا ہم تمھاری نے سننے کے مشتاق ہین اسوقت ہمارے روبرو نے بجاؤ اور کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے بیٹھکر نے بجائی اور یہ غزل بالحان داؤدی گائی غزل

<table>
<tr><td>بیوفا باتین بنا جاتا ہی کیا اچھو کھڑ سیج
دیکھ لیتا بیمروت آج میرا اچھو کھڑ سیج
پاسکے موقع اجتو یہ باتین بھی کہلیتے ہین وہ
کہ تو لیتے آلنت کچھ دل کی تمنا اچھو کھڑ سیج
کوئی کیا سمجھے جیسا ان جہسان کی گفتگو
کچھ ابھی تک بیسے رہا ہی سا تو معلوم اچھو کھڑ سیج
ہم سے باتین سنی ہر شب بہت جیسا رکی
لینے لکھ جانے ہین ناظرین سے الٹا اچھو کھڑ سیج</td>
<td>وصل کی امید پر سنتا ہون سہد ہا اچھو کھڑ سیج
کچھ تو ہو تسکین دل ظالم دم اقرار وصل
رہ گیا ہی میرے آنسو کو نہین پروا اچھو کھڑ سیج
بیٹھکر دیر و حرم مین برہمن سے شیخ جی
سچ سرا یا اچھو کھڑ سہتا ہی سرا یا اچھو کھڑ سیج
کوئی کیا جانے جو میرے آپکے با ہم ہوا
[illegible]
[illegible]</td>
<td>خیر لو نہین روز کہ جاتا ہون مر جاتیگو ہین
ایکدن تو اپنے منہ سے کہدے اچھا اچھو کھڑ سیج
ہمنشین سنتے نہ سنتے وہ بلا سے دو گھڑی
عمر بھر ہمنے بکا بیکار کیا کیا اچھو کھڑ سیج
نیست غربت مین سوا ہمزاد کے اپنا ہی کون
کہنے دو سکتے ہین جو کچھ اہل دنیا اچھو کھڑ سیج
استغفار دیگر بین بالیقین پر آکر گناہ
کیا ان الفصیلین تمکو کہکر اپنا اچھو کھڑ سیج</td></tr>
</table>

جسوقت یہ غزل خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی گائی انسان کا تو کیا ذکر ہی صحرا کے چرند و پرند صدا سے نی شنکے محو ہوگئے ہرمز و فرامرز نے نی نواز کی ازحد تعریف کی اور ایک خلعت پرزر اور زرکثیر انعام مین دیا اور کہا ای نی نواز کیا اچھی غزل تمنے جھوٹ سچ کی گائی دل ہمارا تمسے بہت خوش ہوا اب یہ بتاؤ کہ تم جھوٹ بولتے ہو یا سچ نی نواز نے کہا کہ خداوند نعمت جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ جو سچ بولنے مین ہی بلکہ جھوٹ بولنے مین ہر طرح کا ضرر ہی ہرمز و فرامرز نے پوچھا اب یہ بتاؤ کہ اس صحرا مین کوئی چشمہ یا تالاب بھی ہی ہمکو پانی کی جستجو ہی سنا ہی کہ آگے ایک تالاب ہی پانی اسکا نہایت صاف و شیرین ہی نی نواز نے کہا خداوند نعمت مین خوب جانتا ہون کہ اس صحرا مین تالاب ہی اور پانی اسکا نہایت سرد و شیرین ہی اکثر اس تالاب پر نہایا ہون بارہا مین نے اس تالاب کا پانی پیا ہی ہرمز و فرامرز نے کہا ہمارے لشکر مین پانی ہوچکا ہی ہر ایک شخص اسوقت لشکر مین پیاسا ہی اگر تم ہمکو اس تالاب پر پہونچادو اور پھر کوئی راہ کعبہ کے جانیکی ایسی بتادو کہ ہم جلد پہونچ جائین تو تمکو اور زیادہ انعام دینگے نی نواز نے کہا آپ چلیے ایسی راہ بتادونگا کہ آپ بھی یاد کیجیے گا ہرمز و فرامرز نے گفتگوے نی نواز سے خوش ہوکر لشکر وہان سے روانہ ہو بحکم لشکر اس جگہ سے روانہ ہوا نی نواز تالاب اور راہ راست بتاتے ہوا راہ مین نی نواز ہرمز و فرامرز سے پوچھنے لگا کہ خداوند نعمت جب مین آپکو تالاب اور نزدیک کی راہ بتادونگا تو آپ مجھکو کسقدر زر و جواہر دیجیے گا ہرمز نے کہا ای نی نواز ہم بیٹے نوشیروان کے ہین ہمارے پاس زر و جواہر کی کچھ کمی نہین ہی جسقدر تم مانگو گے ہم اسقدر تمکو دینگے نی نواز نے ہنسکے کہا اگر آپ مجھکو میری خواہش کے موافق زر و جواہر دیجیے گا تو آئیے اب اسطرف چلیے مین تالاب پر آپکو پہونچادوں یہ کہکے نی نواز نے داہنے ہاتھ کی راہ لی ہرمز و فرامرز وغیرہ بھی اسی طرف چلے بعد دوپہر کے نی نواز ترچھی راہ چلنے لگا اور ہرمز کو ایک صحرا لق و دق مین لیجاکے ایک سمت نکلا اور دشت خیز مین لے گیا اور خود غائب ہوگیا ہرمز اور فرامرز وغیرہ اس دشت مین ہول کے مارے نہایت پریشان ہوے اور بشدت تشنگی سے ازحد مضطر ہوے اکثر لشکری صدمۂ عطش سے نالہ و فریاد کرنے لگے بعضے سوار بایذاے تشنگی سے اشکبار ہوے جب ہرمز و فرامرز نے اپنے لشکر کی یہ کیفیت دیکھی بختک سے پوچھا نی نواز کہان ہی اس سے پوچھو وہ تالاب یہانسے کتنی دور ہی بختک نے ہرچند نی نواز کی جستجو کی لیکن کہین نی نواز کو نہ پایا اسوقت بختک نے ہرمز اور فرامرز سے عرض کیا ای شاہزادۂ والاقدر اس نی نواز کا تو لشکر مین نشان نہین ہی مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ وہ نی نواز پیر و مرشد خواجہ عمرو تھے وہی اس صحراے جانستان مین واسطے ہلاک کرنیکے ہم سبھوں کو لائے تھے خود چلے گئے یہی غنیمت ہی اگر اس صحرا مین کسی تدبیر سے سبکو مار ڈالتے تو انکے نزدیک کوئی امر اہم نہ تھا یہ کہکے بختک نے عرض کیا اب اسطرف نہ جائیے پیچھے پلٹیے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اودھر تالاب نہین ہی ہرمز و فرامرز برہم ہوکے پلٹے اور قریب شام تالاب پر پہونچے بختک نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص تالاب پر بیٹھا ہی بختک نے خیال کیا کہ یہ بھی خواجہ ہی ہونگے یہ خیال کرکے بختک نے ہرمز سے کہا یہ جو شخص تالاب بیٹھا ہوا نظر آتا ہی یقین ہی کہ خواجہ عمرو ہین انکو گرفتار کیجیے اگر مناسب ہو تو قتل کیجیے ہرمز نے کہا ای بختک نی نواز جسکو تم خواجہ عمرو سمجھے تھے اسکی صورت اور تھی اور اس شخص کی شکل اور ہی یہ بیچارہ کوئی دہقانی ہی یا کوئی مسافر ہی اسکو گرفتار کرنا اور قتل کرنا اچھا نہین ہی بختک نے عرض کیا خداوند نعمت الیٰ حضور سے سچ کہتا ہون یہ خواجہ عمرو ہین آپ انکو دہقانی اور مسافر نہ سمجھین اور صورت شکل کا خیال نکرین خواجہ عمرو دم بھر مین ہزار شکلین انواع اقسام کی تبدیل کر سکتے ہین آپ میرے عرض کرنیکے موافق اس شخص کو گرفتار تو کیجیے اگر خواجہ عمرو نہونگے تو اس شخص کو چھوڑ دیجیے گا ہرمز نے موافق کہنے بختک کے سواروں سے حکم کیا کہ جب تالاب پر پہونچنا پہلے اس شخص کو جو تالاب پر بیٹھا ہوا ہی گرفتار کر لینا بعدہ پانی پینا سواروں نے عرض کیا

خداوند ہم حکم حضور کا ضرور بجا لائینگے جسوقت تالاب تک پہونچینگے تو اس شخص کو گھیر کے پکڑ لینگے اور حضور کے حوالے
کر دینگے غرض جب سواران لشکر بہزار خرابی و مشکل تالاب پر پہونچے اُسوقت بقصد گرفتاری اُس شخص کے بڑھے وہ
شخص ہوشیار ہوا اور کہنے لگا کہ مجکو کیون گرفتار کرتے ہو سوارون نے کہا ہمکو یہی حکم ہی کہ تمکو گرفتار کرین اُسوقت اُس شخص
نے خنجر کمر سے نکالا اور جست کر کے تھوڑے سوارون کو قتل کیا اور یہ نعرہ کر کے نکل گیا **نعرۂ عمرو**

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران　مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم　صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

زر اشندۂ رئیس کفار ہون　زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو　نہ پائے مری گرد پاپوش کو

ہر چند سواران لشکر نے واسطے گرفتاری خواجہ عمرو کے گھوڑے دوڑائے لیکن خواجہ عمرو سوارون کے ہاتھ نہ آسکے
آخر سواران لشکر عاجز و مجبور ہو کر پھر آئے اور ہرمز و فرامرز سے عرض کرنے لگے خداوند خواجہ عمرو تو اسقدر تیز رو
ہین کہ ہمنے ہر چند گھوڑے دوڑائے لیکن وہ ہمارے ہاتھ نہ آئے بختک ہرمز و فرامرز سے کہنے لگا کیون
مین جو کہتا تھا وہی ہوا خواجہ ہی تھے سوارون کو قتل کر کے اور نعرہ کر کے لشکر سے نکل گئے ہرمز و فرامرز اور
زروبین وغیرہ خواجہ عمرو کی عیاری سے نہایت متحیر ہوئے بعد متحیر ہونے کے ہر ایک شخص نے تالاب سے
پانی لیکر پیا اور بعد پانی پینے کے پھر سب آمادہ چلنے پر ہوئے ہرمز اور فرامرز مقتولون کو تالاب پر چھوڑ کے آگے
بڑھے لشکر بھی چلا بختک نے بھی اپنے خچرے کو بڑھایا ہرمز و فرامرز تو لشکر لیکر جاتے ہین دیکھیے کب پہونچین
انکا احوال لکھا جائیگا لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہی کہ خواجہ عمرو سوارون کو قتل کر کے بعجلت روانہ
ہوئے اور بعد راہ طی کرنے کے قریب قلعے کے پہونچے سردارون کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو آتے ہین اکثر سرداران
حمزۂ صاحبقران نے خواجہ کے استقبال کا ارادہ کیا تھا کہ خواجہ عمرو لشکر مین پہونچے اور ہر ایک سردار سے
ملکے ملکہ مہرنگار کے پاس گئے اور ایک رقعہ مہری خواجہ بزرجمہر کا نکال کے مہرنگار کو دیا اور کہا ای ملکہ اس رقعہ
مین خواجہ بزرجمہر نے تمھین لکھا ہی کہ پریشان خاطر نہو حمزۂ صاحبقران بعد چھ مہینے کے بصحت و عافیت پردۂ قاف
سے آئینگے ملکہ مہرنگار نے رقعۂ خواجہ بزرجمہر کو دیکھکر عمرو سے کہا کہ چھ مہینے تک مفارقت امیر مین بھلا مین کیونکر زندہ
رہونگی یقین ہی ہلاک ہو جاؤنگی خواجہ عمرو نے کہا جسطرح ہو سکے چھ مہینے مفارقت امیر مین بسر کرو اور ای ملکہ آگاہ
ہو کہ تمھارے باپ کے حکم سے زروبین اور بختک اور ہرمز اور فرامرز سات لاکھ فوج لیکر مجھ سے لڑنے کو آتے ہین
اور تمھارے لینے کو آتے ہین اسوقت مین امیر کے پاس کسی تدبیر سے جا نہین سکتا ورنہ جسطرح ہوتا امیر کو یہان
لے آتا ملکہ مہرنگار یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے چپ ہو رہین خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار سے گفتگو کر کے لشکر مین
آئے اور پہلوان عادی وغیرہ سردارون کو جمع کر کے اُنسے کہنے لگے کہ زروبین اور بختک اور ہرمز اور
فرامرز سات لاکھ کا لشکر لیکر ہمسے لڑنے کو آتے ہین نوشیروان نے نامبردگان کو اسواسطے مع سپاہ کثیر بھیجا ہی
کہ ملکہ مہرنگار کو لے آئین اور اگر عمرو ملکہ مہرنگار کو ہرمز و فرامرز کے حوالے نہ کرے اُس سے لڑین اور قتل
کرین اور امیر تو قید ملکہ مہرنگار کو برای حفاظت میرے حوالے کر گئے ہین اور اپنے آنے تک اپنی جگہ پر مقرر
کر گئے ہین پس تم سب اب کیا کہتے ہو میری اطاعت کروگے یا نہین اور بختک اور زروبین اور ہرمز و فرامرز
سے لڑوگے یا نہین سب سردارون نے تو کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیے اور جو کچھ ہمسے فرمائیے ہم بسر و چشم بجا لائین اگر
ہرمز اور فرامرز آئینگے اور آمادۂ جنگ ہونگے تو ہم اُنسے لڑینگے جب تک زندہ ہین کیا مجال زروبین وغیرہ کی جو ملکہ
کو لیجائین لیکن پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ عمرو تم جانتے ہو کہ ہم مدام بھوکے رہتے ہین اگر تم ہمارا پیٹ بھروگے اور

کرو تو البتہ مجھسے مقابلہ او رمجادلہ کفار سے کیا جائیگا ورنہ کثرت گرسنگی سے مجھسے تو اٹھا نہین جائیگا خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان عادی مجھے آج سے چالیس من برنج فی یوم تمھارے لیے مقرر ہے یقین ہی کہ تمھارا پیٹ اتنے غلہ مین بھر جائیگا اور اگر نہ بھریگا تو علاوہ برنج کے فواکہات تحفہ دونگا پہلوان عادی یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے خوش ہوا اور کہنے لگا ای خواجہ اگر اسی قدر روز طعام مجکو دوگے تو مین بھی ایسا لڑونگا کہ زوبین اور زواعفر زرد وغیرہ کی تو کیا حقیقت ہی رستم سے بھی مقابلہ کرونگا اور حتی الامکان قلعے مین کسیکو نہ آنے دونگا جب خواجہ عمرو نے تقریر پہلوان عادی کی سنی فورًا حکم کیا کہ در قلعہ بند کیا جائے اور خندق پانی سے لبریز کردی جاے اور قلعہ پر ہزار یا توپین چہار طرف لگا دیجائین گولے اور بارود کی تھیلیان قریب توپون کے بکثرت رکھ لیجائین تاکہ وقت جنگ گولہ اندازون کو آسانی ہو جسوقت عمرو نے یہ حکم کیا فورًا در قلعہ بند ہوا اور خندق کو پر آب کیا اور قلعہ پر بہ کثرت توپین بڑی بڑی لگا دی گئین توپون مین گولے دیدیے گئے گولا اندازون نے جملہ توپون کو بھر لیا بخوبی قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا سردارون نے سامان جنگ بخوبی کیا بعد سامان جنگ کرنے کے خواجہ عمرو سے سب نے عرض کیا کہ آپ تخت پر رونق افزا ہون جسوقت ہرمز اور فرامرز آپ سے لڑینگے دیکھئے گا کہ ہم کیسے گولے مارتے ہین اور کیسی آگ برساتے ہین کہ تا رہتی بھی یاد کرین خواجہ عمرو گفتگوے سرداران تہور شعار سنکے خوش ہوے اور حکم کیا کہ قریب در قلعہ بارگاہ اور خیام برپا ہون تخت بچھایا جاے سامان عیش و عشرت مہیا ہون ہم تخت پر جلوہ فرما ہونگے جسوقت عیاران لشکر اسلام نے خواجہ عمرو کی یہ تقریر سنی فورًا عیارون اور سردارون نے موافق ارشاد خواجہ کل سامان کا بندوبست کیا جب بخوبی بزم عشرت آراستہ ہو چکی خواجہ عمرو لباس شاہان زیب تن کرکے بارگاہ مین آئے جملہ سردار براے تعظیم خواجہ اٹھ کھڑے ہوے خواجہ عمرو نے تخت پر قدم رکھا عیارون نے صداے بسم اللہ بلند کی خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے سردارون اور عیارون نے علے قدر مراتب خواجہ عمرو کو نذرین دین خواجہ عمرو نے سب کی نذرین قبول کین اور جملہ زر و جواہر نذر زنبیل کیا اب خواجہ عمرو کا لقب شاہ عیاران ہوا غرض بعد تخت پر بیٹھنے کے ارباب نشاط روبرو سے خواجہ عمرو حاضر ہوے اور مبارکبادی تخت نشینی کی دینے لگے صداے تہنیت چہار جانب سے بلند ہوئی نازنینان مہ جبین گانے اور ناچنے لگین اسوقت اس بزم کی کیفیت تھی **نظم**

دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز
ہر اک سو عیش کا سامان مہیا
ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے

حضور انجمن ہونے لگا رقص
کرشمے جس سے سب ارمان جو لگا
ہر اک معشوق وان رشک پری تھی

صداے نغمہ خوش ردیون کی آواز
عجب راحت فزا اس جا کا تھا رقص
وہان تر تھے کہ عشرت غزا سے
امنگون مین جوانی کے بھری تھی

جب نازنینان زہرہ خصال رشک ماہ و مہر تمثال مبارکباد دیچکین اسوقت ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نے یہ غزل روبروے شاہ عیاران گائی **غزل**

چڑھ گئے مستی مین کیا کیا ہم اب میکون پار
خشک ہو جاے ترا دست تمنا لوٹ کر
اوج کیا پاے جسے قسمت [illegible] خدا کا مین
شوخ تر سے کیسے [illegible] خشک [illegible] کر
دیکھتا اعجاز [illegible] آ [illegible]
بنگیا در یا حباب [illegible] آب [illegible] یا لوٹ کر

دیکھین کیفیت ہو مستی مین لوبا لوٹ کر
کاش [illegible] ہنستا دل ہمارا جام مینا لوٹ کر
سلسلہ [illegible] کا لگا ہی [illegible] کے ساتھ
تیر [illegible] پھیر تارا [illegible] کر
[illegible]
[illegible]
[illegible]

خوب برسا میکدے مین ابر مینا لوٹ کر
وصل کی شب پاؤن [illegible] نہین [illegible]
دیکھیے اب کیا بنے تیر سہارا لوٹ کر
فرقہ تقدیر کا رکھتا نہین سامان وصل
[illegible] ہوگا کوئی سکان کسی جا لوٹ کر
[illegible] ہستی کا جھگڑا [illegible] نہین
[illegible] تلووان مین نوک خار سحرا لوٹ کر

کم بھی ہونے پر عدو ہی دل دکھانے کو بہت
گر پڑے آگے مرے گیسو بال عنقا ٹوٹ کر
قہر ہو گی ٹیس ابی تسلیم اکدن آہ کی
معرکہ مین تیر بنجاتا ہی نیرا ٹوٹ کر
راہ دکھلاتا ہی کسکی وقت آخر انتظار
آنکھ سے بہ جائیگا دل کا پھپھولا ٹوٹ کر
جب کمر کی مین صفت لکھنے لگا یہ قلم
آنکھ مین ٹھہرا ہوا ہی دم ہمارا ٹوٹ کر

جسوقت یہ غزل اس نازنین مہ جبین نے بناز و ادا گائی جملہ ارباب محفل خوش ہوئے خواجہ عمرو بھی مسرور ہوئے اور اسنے نازنین کو انعام دیکر رخصت کیا پھر خواجہ نے اکثر عیارون وغیرہ کو خلعت دیئے بعد دینے خلعت کے خواجہ عمرو نے حکم کیا کہ کوئی نازنین سامنے ہمارے غزل عاشقانہ گائے بمجرد حکم خواجہ پھر ایک نازنین مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئی اور بعد ناچنے کے گانے لگی خواجہ عمرو اور جملہ سردار و عیار نغمہ و ترانہ نازنین سننے لگے یکایک ابو سعید لنگری اور ابو شہاب خرقہ پوش عیاران لشکر اسلام بتعجیل تمام روبروئے خواجہ عمرو حاضر ہوئے اور اسطرح عرض کرنے لگے اشعار۔ ہمیشہ تا نفس گرم پیک جنبان است ✤ بیک لباس درون یا اجابت یاری ✤ حسود جاہ تو باد از رحمت یزدان ✤ چنان بعید کنا تو سیان زناری ✤ ای شہنشاہ عیاران جہان اسوقت ہرمز و فرامرز اور زروبین اور بختک بہ جمعیت سپاہ کثیر آئے ہین اور اس قلعہ سے دور ایک میدان وسیع مین فروکش ہین باقی خیریت ہی ابھی عیاران لشکر اسلام خواجہ عمرو سے عرض کر رہی تھے کہ زروبین اور بختک وغیرہ خواجہ عمرو کے پاس آئے اور خواجہ عمرو کو تخت پر بیٹھا ہوا دیکھکر حیران ہوئے اور کہنے لگے ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ شہنشاہ نوشیروان نے ملکہ مہرنگار کے لیے آنے کیواسطے ہمکو بھیجا ہی لیس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ ملکہ مہرنگار کو ہمارے حوالے کر دو کہ ہم ملکہ کو شہنشاہ کے پاس لیجائین اور اگر ملکہ مہرنگار کو ہمارے حوالے نکروگے تو ہم تمکو اور سرداران لشکر امیر کو قتل کرینگے اور اس قلعہ کو جیسے تمنے خوب آراستہ کیا ہی ایک آن واحد مین لے لینگے اور کسی فرد بشر کو قلعے مین زندہ نرکھینگے سب کو تہ تیغ کرینگے اور ملکہ کو ضرور لیجائینگے خواجہ عمرو تقریر زروبین وغیرہ سنکے برہم ہوئے اور بقہر و غضب کہنے لگے کہ او زروبین اگر تو اپنے حق مین بہتری چاہتا ہی تو چلا جا ورنہ مین تجکو قتل کرونگا اور تیرے لشکر کو ہلاک کرونگا تیری بھی یہ مجال کہ تو ملکہ مہرنگار کو یہان سے لیجائے ہرچند حمزہ صاحبقران یہان نہین ہین پردہ قاف مین تشریف رکھتے ہین لیکن مین تو موجود ہون تجھسے مقابلہ کرونگا اور جبتک زندہ ہون ملکہ مہرنگار کو تیرے اور ہرمز و غیرہ کے حوالہ نکرونگا زروبین وغیرہ گفتگوئے خواجہ عمرو سنکے برہم ہوئے اور اپنے لشکر مین آئے اسیوقت ہرمز و فرامرز نے بقہر و غضب حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جائے کیونکہ ہم کل ہنگام سحر قلعے پر حملہ کرینگے اور سب کو قتل کرینگے غرض بمجرد حکم ہرمز و فرامرز طبل جنگ بجایا گیا صدائے طبل جنگ بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام صدائے طبل جنگ سنکے خدمت عمرو مین آئے اور بصد ادب یون عرض کرنے لگے اشعار۔ تا گہے رو بفراز آرد و گاہے بہ نشیب ✤ مہر اجرائے حوادث فلک دائرہ ساز ✤ بیکر خصم ترا خاک بر و سر بہ نشیب ✤ دشمن جاہ ترا وار کند رو بفراز ✤ ای استاد والا نژاد و ای شاہ عیاران آپ کو معلوم ہو کہ ہرمز و فرامرز بانی فساد نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ انکا یہ ہی کہ صبحکو قلعے پر حملہ کرین اور آتش کینہ کو کانون سینے سے ظاہر کرین باقی خیریت ہی بمجرد سننے خواجہ عمرو نے طبل جنگ بجنے کی خبر سنکے جلسہ عیش و عشرت کو برخاست کیا اور خیام و بارگاہ وغیرہ کو اٹھوا کر مع جملہ عیارون اور سردارون وغیرہ کے قلعہ مین آئے اور در قلعہ کو بند کر اسکے سامان جنگ کرنے لگے تب بحکم دونون لشکرون مین لڑائی کا سامان ہوا تلوارین اور تیر و نیزے درست ہوئے جب وہ وقت آیا کہ نظم۔ نشان شب ہوا عالم سے نابود ✤ اڑا زنگ خزان کا صورت دود ✤ سحر پھر رکھکے تاج مہر سر پر ✤ ہوئی زرونق فزا با حشمت و فر ✤ صبحکو ہرمز اور فرامرز اور زروبین نے

ترتیب لشکر کا حکم دیا فوراً جملہ مردمان لشکر مسلح ہوکر آمادۂ حرب و پیکار ہوئے سب نے کمرین لڑائی پر کسین پھر مرکبون پر
سوار ہوئے نقارۂ حربی بجنے لگے علمہائے لشکر کے پھریرے کھلے ہرمز اور فرامرز اور زروبین اور بختک بھی سوار ہوئے اور
لشکر کثیر لیکر چلے اسوقت وہ کر کیتون کا کڑک کڑک کڑکا کا ایستادہ سوارون کے پرے اور پیدلون کی صفین وہ گھوڑون کا دوڑنا زمین
کا تھرانا اور غبار کا بلند ہونا غرضکہ نہایت شان اور شوکت سے لشکر چلا جب زروبین مع لشکر قریب قلعہ پہونچا اسوقت
ہرمز اور فرامرز اور زروبین نے مردمان فوج کو حکم دیا کہ اس قلعہ پر دھاوا کرو اور اسی بہادرون مسلمانون کو زندہ
نہ چھوڑو یہ سنکے سوارون نے گھوڑے بڑھائے پہلوانون نے گرز اٹھائے تیغزنون نے تیغین کھینچین سپرین
ہاتھون مین لین ہر ایک طرف ابر سپر مین برق شمشیر چمکنے لگی نقیبان خوش گلو کوئل کیطرح کوکنے لگے سوارون اور
پیدلون کو آمادۂ حرب و پیکار کرنے لگے جب زروبین لشکر کثیر لیکر قلعے پر حملہ آور ہوا اور میدان زد کا طے کیا اسوقت
بحکم خواجہ عمرو گولا اندازون نے توپون کو جھکا کر رنجک رکھ رکھکے جلد جلد فیر کرنا شروع کردیا لشکر ہرمز و زروبین
پر گولے مانند اولون کے پڑنے لگے ابر دھوئین کا چھا گیا آگ کا مینہ چار طرف برسنے لگا ہزار ہا کفار کا کھیت پڑ گیا
لاشین میدان مین تڑپنے لگین زخمی چلانے لگے گھوڑے کوتل میدان مین دوڑنے لگے زمانہ کثرت دود سے تیرہ و تار
ہوگیا گاو زمین دمبدم توپون کی آواز ہیبتناک سے کانپنے لگی پیر فلک تھرانے لگا کوئی حربہ جوانان لشکر
ہرمز اور فرامرز کا اہل قلعہ تک کسی طرح نہ پہونچا اور اہل قلعہ نے ایسے گولے اور تیر اور عیارون نے پتھر مارے
کہ فوج ہرمز اور فرامرز کا منھ پھیر گیا قریب شام ہرمز اور فرامرز اور زروبین بدرجۂ ناچاری و مجبوری طبل بازگشت
بجوا کر اپنے لشکرگاہ کیطرف ملول پھر گئے خواجہ عمرو کفار کے ہلاک ہونے سے اور ملول پھر جانے سے خوش ہوئے دوسرے
روز پھر زروبین مع ہرمز و فرامرز جمعیت بیکران قلعہ پر حملہ آور ہوئے ہرچند ہزارون قتل ہوئے لیکن قلعہ تک
پہونچ نہ سکے اسیطرح چھ مہینے تک ہرمز و فرامرز اور زروبین وغیرہ نے قلعے پر حملہ کیا لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا بعد چھ مہینے کے ایک
روز خواجہ عمرو قلعے مین بیٹھے ہوئے تھے کہ سرداران لشکر حاضر ہوئے پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا اب غلہ وغیرہ
قلعے مین ختم ہوچکا ہی آپکو کچھ تدبیر کرنا چاہیے ای خواجہ مردمان لشکر سے خصوصاً مجھ سے حالت گرسنگی مین نہ لڑا جائیگا خواجہ
عمرو پہلوان عادی کی گفتگو سنکے متردد ہوئے اور بعد فکر بسیار ایک تدبیر سوچ کے سردارون سے کہنے لگے کہ تم سب جاؤ
اور بیٹھو آج مین غلہ وغیرہ کے بارے مین کوئی تدبیر کرونگا سردار تو خواجہ کے پاس سے اپنی جگہ و مقام پر چلے آئے خواجہ عمرو ہنگام
شب شکل اپنی تبدیل کرکے اول خیمہ زروبین کیطرف آئے نگہبانون وغیرہ کو بیہوش کرکے خیمے مین آئے چونکہ زروبین غافل
سورہا تھا خواجہ عمرو نے کفچہ عیاری مین بیہوشی رکھی اور قریب بینی زروبین کے اس کفچہ کو لیگئے جسدم زروبین
نے سانس کھینچی بیہوشی کفچہ سے دماغ زروبین مین چلی گئی زروبین کو چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا خواجہ عمرو
نے دو حلقہ کمند سے زروبین کے ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن اور سر کو
باندھکر گولا لاٹھی بنایا اور اٹھا کر ساتوان حلقہ لگایا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی اپنی پشت پر لگائی اور قنات
خیمہ کی چاک کرکے پشتارہ زروبین لیے ہوئے لشکر سے نکلے اور قلعے مین پہونچے اور پشتارہ زروبین کا رکھکر اور
ابوشہاب خرقہ پوش اپنے شاگرد کو لیکر قریب بارگاہ ہرمز آئے اور خدمتگارون وغیرہ کو بیہوش کرکے مثل زروبین کے
ہرمز کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ ہرمز کو ابوشہاب کے حوالہ کیا اور کہا کہ قلعے مین لیجا ابوشہاب پشتارہ ہرمز کا لیکر چلا
اور راہ طے کرکے قلعے مین پہونچا بعد جانے ابوشہاب کے خواجہ عمرو نے مانند ہرمز کے فرامرز کو بھی بیہوش کیا اور مثل
زروبین کے فرامرز کا پشتارہ لیکر بچالاکی لشکر سے نکلے اور راہ طے کرکے قلعے مین پہونچے اور پشتارہ رکھنے کے

بعد در قلعہ کو بند کرا دیا اور عنقریب صبح خواجہ عمرو نے ترو بین اور ہرمز اور فرامرز کو در قلعہ پر مضبوط باندھکر
لٹکایا جب صبح ہوئی اور آفتاب نکلا مردمان لشکر اور خدمتگار وغیرہ بیدار اور ہوشیار ہوئے اسوقت عیار اور خدمتگار
ترو بین اور فرامرز اور ہرمز کو خیمے اور بارگاہ ہو نہین نہ دیکھکر متحیر ہوکے ملول و محزون بختک کے پاس آئے اور
بختک سے کہنے لگے کوئی عیار ترو بین اور ہرمز اور فرامرز کو لیگیا ہے خیمے مین ترو بین اور بارگاہون مین
ہرمز و فرامرز نہین ہین بختک یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو ہی
ہرمز و فرامرز اور ترو بین کو بیہوش کرکے لیگئے ہین یہ خیال کرکے بختک اپنے خچر پر سوار ہوا اور طرف قلعے
کے چلا لشکر مین ہرمز وغیرہ کے گم ہونے سے تہلکہ پڑگیا سوار اور پیدل باہم کہنے لگے کہ اب شب کو ہوشیار سویا
کرینگے ایسا نہو کہ ہمکو کوئی بیہوش کرکے لیجائے یا آکے قتل کر ڈالے تو بڑا غضب ہو مفت جان جائے لڑنیکی آرزو ہی
دل مین رہجائے سوار اور پیدل تو لشکر مین باہم اسطرح گفتگو کر رہے ہین لیکن اب حال بختک کا لکھا جاتا ہے کہ بختک
مع چند خدمتگار مضطر و بیقرار خچر کو دوڑاتا ہوا سامنے قلعے کے پہونچا دیکھا کہ ترو بین اور ہرمز اور فرامرز
در قلعہ پر بندھے ہوئے لٹکے ہین خواجہ عمرو بالائے قلعہ تشریف رکھتے ہین عیار و سردار وغیرہ بھی روبروے خواجہ
حاضر و موجود ہین خواجہ سرداروں سے کچھ باتین کر رہے ہین بختک ترو بین وغیرہ کو لٹکے ہوئے دیکھکر خواجہ عمرو سے
مخاطب ہوکے کہنے لگا اے خواجہ آپ نے ترو بین اور ہرمز و فرامرز کو کیون گرفتار کیا ہے کچھ مجھ سے فرمائیے تو مین
تو آپکا غلام اور تابعدار ہون خواجہ عمرو نے کہا اے بختک آگاہ ہو کہ اس قلعے مین غلہ وغیرہ ہوچکا ہے سرداران
لشکر پریشان و مضطر ہین اگر تو چھ مہینے کا غلہ اور دیگر اشیاے مطلوبہ پہونچا دیگا تو سبکو رہا کر دونگا ورنہ انکو گرفتار ہی
رکھونگا یا زنبیل مین داخل کرونگا بختک نے کہا مین ابھی چھ مہینے کا غلہ وغیرہ واسطے مردمان فوج کے حاضر کرتا ہون آپ
انکو زنبیل مین داخل نہ کیجیے گا بختک یہ کہکے اپنے خیمے کیطرف آیا اور لشکر مین پہونچکر چھ مہینے کا غلہ وغیرہ چھکڑون پر لدوا
کرا کے ہمراہ اپنے در قلعہ تک لیگیا اور منت کہنے لگا کہ یہ غلہ اور دیگر اشیاء حاضر ہین انھین منگوا لیجیے اور ترو بین اور
ہرمز اور فرامرز کو چھوڑ دیجیے ایسا نہ کیجیے گا کہ غلہ بھی لیجیے اور نامبردگان کو رہا نہ کیجیے خواجہ عمرو نے ہنسکے کہا اے
بختک تم مطمئن رہو مین غلہ وغیرہ لیکر انکو چھوڑ دونگا خواجہ نے یہ کہکر عیارون سے حکم کیا کہ غلہ و دیگر اشیا
چھکڑون سے اتروا کے لے آؤ عیاران لشکر اسلام کچھ مزدور ہمراہ لیکر آئے اور کل غلہ لے گئے جب کل غلہ قلعہ مین
پہونچ چکا اسوقت خواجہ عمرو نے ہرمز و فرامرز اور ترو بین کو رہا کیا بختک سب کو لیکر لشکر مین آیا اور عیارون سے
کہا انکو ہوشیار کرو عیارون نے ترو بین وغیرہ کو ہوشیار کیا جسوقت ترو بین وغیرہ بخوبی ہوشیار ہوئے بختک سے
پوچھنے لگے کہ آج لشکر مین کیا تہلکہ ہے عیار ہمارے پاس کیون کھڑے ہین بختک نے کہا لات و منات نے
بڑی خیر کی تم سب زندہ بچ گئے ورنہ روحین تمھارے جسمون سے نکل گئی ہوتین اجسام تمھارے بیگور و کفن
کہین پڑے ہوتے ترو بین نے کہا کہ اے بختک تم اسوقت کیسی بیہودہ باتین کرتے ہو کیا تم نے شراب زیادہ پی ہے جو حواس
تمھارے بجا نہین ہین جو ایسی مہمل تقریر کرتے ہو بختک نے کہا میرے تو ہوش و حواس بجا نہین لیکن تم ابھی
بیہوش پڑے تھے مین نے عیارون سے کہکر تمکو ہوشیار کیا ہے خواجہ عمرو تمکو اور ہرمز اور فرامرز شاہزادگان عالیوقار
کو بیہوش کرکے لیگئے تھے اور در قلعہ پر انھون نے لٹکایا تھا جب مجکو خبر ہوئی اور مین نے خواجہ عمرو کو غلہ وغیرہ دیا
اسوقت خواجہ نے تمکو رہا کیا اگر مین تمھاری رہائی کی تدبیر نکرتا تو خواجہ عمرو سر تمھارا کاٹ لیتے یا قید کرتے لشکر مین آنا
نصیب نہوتا اب کہو تم غافل اور بیہوش تھے یا میرے حواس بجا نہین ہین ترو بین یہ تقریر سنکے نہایت غضبناک

کے نیچے محافے کو رکھوا کر دربارگاہ ہرمز و فرامرز پر بصورت اصلی آ گئے ہرمز و فرامرز کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو دربارگاہ
پر آئے ہیں ہرمز و فرامرز نے کہا خواجہ عمرو کو بلا لو جب خواجہ عمرو بارگاہ میں آ گئے ہرمز اور فرامرز نے پوچھا کہ
خواجہ عمرو کیوں آ گئے ہو خواجہ عمرو نے بعد دعا دینے کے اشکبار ہو کر کہا کہ اب مجھکو کچھ بن نہیں پڑتا کیا کروں کیونکہ
فی الحال میں نے سنا ہے کہ امیر نے خدانخواستہ پردۂ قاف میں انتقال کیا پس یہ خبر سنکر مجھکو نہایت صدمہ ہوا ہے
اور اسوجہ سے ملکہ مہرنگار کو محافہ میں سوار کر کے لایا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اب ملکہ مہرنگار کو تمھارے حوالے کروں کیونکہ اب
ملکہ کو قلعہ میں رکھنا اور لڑنا بیکار ہے اور راستے دونوں جو میں لڑا ہوں یہ خطا میری شہنشاہ سے معاف کرا دیجئے گا
ہرمز اور فرامرز نے خوش ہو کر کہا اے خواجہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ضرور تمھاری تقصیر عفو کرا دینگے بعد اسکے پھر
فرامرز نے پوچھا ہمشیرہ صاحبہ کس جگہ تشریف رکھتی ہیں خواجہ نے کہا یہاں سے قریب ہیں انھوں نے
تمسے کہا ہے کہ بھائی یہ وقت ملاقات کا نہیں ہے میں ڈرتی ہوں کہ اگر سرداران لشکر امیر میرے حال سے واقف
ہو جائینگے تو لڑائی ہوگی اور میرا جانا خدمت والدین میں نہ ہوگا اس سے بہتر اور مناسب یہ ہے کہ یہاں سے آگے جا کر
ٹھہرتی ہوں فی الفور تم بھی آؤ اور میرے آنے کا حال کسی سے بیان نکرنا فرامرز نے کہا اے خواجہ عمرو
ہمشیرہ صاحبہ سے کہدینا کہ اب یہاں سے چلیے بعد آپ کے میں بھی یہاں سے کوچ کر کے آتا ہوں خواجہ عمرو
یہ سنکے بارگاہ سے باہر آئے کہاروں سے کہا محافہ اٹھاؤ کہاروں نے محافہ اٹھایا چوبدار وغیرہ محافہ کے ہمراہ ہوئے
خواجہ بھی عقب محافہ چلے بعد کئی فرسخ راہ طے کرنے کے بموجب کہنے عمرو کے کہاروں نے ایک تالاب پر محافہ کو
رکھا مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار بھی ٹھہرے خواجہ لب تالاب پر
محافہ کے قریب بیٹھے ہیں اور بعد جانے خواجہ عمرو کے ہرمز و فرامرز وغیرہ نے بھی وہاں سے کوچ کیا اور
لشکر کو لیکر بکر و فر روانہ ہوئے مقبل اور عادی وغیرہ نے جب دیکھا کہ ہرمز و فرامرز لشکر لیکر چلے گئے
سرداروں سامان چلنے کا کر ہی چکے تھے فوراً ملکہ مہرنگار خاتون ذیوقار کو بصد پردہ داری سکھپال میں سوار
کر کے اور جملہ مردمان لشکر کو ہمراہ لیکر جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑیئے اور اب
حال ہرمز و فرامرز و خواجہ عمرو کا سنئے کہ جب ہرمز و فرامرز و بختک مع لشکر قریب تالاب کے پہونچے
ایک جگہ مقیم ہوئے اور واسطے ملکہ مہرنگار اپنی ہمشیرہ اور خواجہ عمرو کے چند تحائف شاہانہ کشتیوں میں لگا کر خواجہ
نابال اور خواجہ مقبول خواجہ سراؤں کے ہمراہ کر کے روانہ کیے خواجہ سراؤں نے تالاب پر پہونچکے خواجہ
عمرو کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ یہ تحائف شاہزادوں نے اپنی ہمشیرہ کو اور آپکو بھیجے ہیں اور تھوڑی دیر میں
خود بھی تشریف لاتے ہیں خواجہ عمرو نے جملہ تحائف لیکر اپنے پاس رکھے اور خواجہ سراؤں سے کہا کہ تم جا کر ملکہ کیطرف
سے دعا کہنا اور میری جانب سے تسلیم کہنا بعد اسکے کہدینا کہ جلد آئیے میں آپکا منتظر ہوں خواجہ سرا رخصت ہوئے
عمرو نے تحائف مع کشتیاں اور کشتی پوش نذر زنبیل کیے اور ان چوبداروں اور خدمتگاروں کو وہ بھی عیار لشکر اسلام
تھے انھیں اپنے ہمراہ لیکر ملکہ مہرنگار نقلی کو محافے میں چھوڑ کر تالاب سے چلے اور طرف قلعہ تنگ رواحل کے روانہ
ہوئے اور راہ طے کر کے سرداران امیر کے پاس پہونچے اور پہلوان عادی وغیرہ سے اپنی عیاری کی تمام کیفیت بیان کی
سب خوش ہوئے عمرو تو جانب قلعہ تنگ رواحل چلے جاتے ہیں لیکن اب حال یہاں کا ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ جب
خواجہ سراؤں نے پیغام عمرو پہونچایا ہرمز و فرامرز ہنگام شب اپنے لشکر سے بہمراہی بختک جانب تالاب روانہ ہوئے
بختک درمیان راہ خیال کرنے لگا کہ اسے کسیطرح عقل قبول نہیں کرتی کہ امیر نے انتقال کیا اور اب خواجہ عمرو مہرنگار

تو ہرمز و فرامرز کے حوالے کر دینگے بظاہر معلوم ہوتا ہے یہ بھی ایک عیاری ہے غرضکہ یہ خیال کرتا ہوا جب لب پر پہونچا
دیکھا محافہ تو رکھا ہی ہے لیکن خواجہ عمرو نہیں ہیں غرضکہ سمجھ گیا کہ جو میں نے خیال کیا تھا وہی ظہور میں آیا چاہتا ہے غرضکہ
تو سمجھ کے چپکا رہا لیکن ہرمز و فرامرز باشتیاق تمام آگے بڑھکے پاس محافہ کے بیٹھ گئے اور اسطرح پوچھنے لگے کہ اے
ہمشیرہ صاحبہ آپکا مزاج تو اچھا ہے بہت دنوں کے بعد آج آپ سے ملاقات ہوئی ہمکو نہایت اشتیاق آپکی ملاقات
کا تھا شکر ہے کہ لات و منات کی عنایات سے آج آپ سے ملاقات ہوئی اور آپ اپنے والد کے پاس چلنے کو راضی
ہوئیں کہیے جو ہمنے ہدایہ آپکو مقبول اور قبول خواجہ سراؤں کے ہمراہ روانہ کیے تھے آپکو پہونچے اور پسند ہوے
یا نہیں ہر چند ہرمز و فرامرز نے پوچھا لیکن محافے سے ملکہ مہرنگار نقلی نے کچھ جواب نہ دیا ہرمز نے فرامرز سے کہا
شاید ہمشیرہ صاحب ہمسے ناراض ہیں جو ہماری بات کا جواب نہیں دیتی ہیں یا بعد مرنے حمزہ صاحبقران سے اسوقت
بیہوش ہو گئیں ہیں فرامرز نے کہا ذرا با آواز بلند کہو کہ ہم ہرمز ہیں آپ ہمسے کلام کیجیے ہرمز نے موافق کہنے فرامرز
کے کہا کہ اے ہمشیرہ صاحبہ آپکو معلوم ہو کہ میں ہرمز آپکا بھائی اور فرامرز دوسرے بھائی بھی آپ کے
پاس بیٹھے ہیں آپ بلا تکلف ہمسے گفتگو کیجیے سوائے ہمارے کوئی یہاں غیر نہیں ہے آپ ہمسے خفا ہیں ہمنے تو
کوئی خطا بھی آپکی نہیں کی ہے اور اگر اچھا نا کوئی تقصیر کی ہو تو معاف کیجیے لات و منات کا واسطہ بات تو کیجیے
حمزہ صاحبقران کی رحلت کرنے کا صدمہ نہ کیجیے اب ہمارے ساتھ چلیے والد آپکی شادی کسی بادشاہ جلیل القدر
کے ساتھ موافق اپنے مذہب اور دین کے کر دینگے خوب ہوا کہ حمزہ صاحبقران نے انتقال کیا وہ مسلمان تھے
ہمارے مذہب کے خلاف انکا دین تھا جب ہرمز نے با آواز بلند ملکہ مہرنگار نقلی سے گفتگو کی اسوقت
مہرنگار نقلی نے بغیظ و غضب جواب دیا کہ تو کون ہے کیوں مجھکو گالیاں دیتا ہے تیرے دادا تیرا باپ بتاتا ہے
میرے باپ بھائی تو سب مر گئے خاک میں ملگئے تم کہاں میرے بھائی پیدا ہوئے خدا تمہیں غارت کرے
کہ تم لات و منات پرست ہو اور حمزہ صاحبقران کو کہتے ہو کہ انھوں نے انتقال کیا مجھکو ملکہ مہرنگار سمجھتے ہو
میری شادی کی فکر میں ہو واہ رے اندھے بناتے ہو ذرہ کو آفتاب سمجھتے ہو میں تو اندھی ہوں کیا تم بھی اندھے ہو
اگر کچھ آنکھوں سے دکھائی دیتا ہو تو دیکھو مجھے پہچانو میں ایک کنیز ملکہ مہرنگار کی ہوں نام میرا نفشہ ہے خدا سلامت
رکھے ملکہ مہرنگار کو انکی یہ لیاقت نہیں ہے کہ ایسے محافے میں سوار ہوں اور خدا نہ کرے شکل میری صورت
سے انکی تشکل ہو ماشاءاللہ چشم بد دور وہ نوجوان اور حسین ہیں میں بڈھیا اندھی بہری چراغ سحری ہوں
مجھسے اور انسے کیا مناسبت تم ناحق مجھکو ملکہ مہرنگار بتاتے ہو ہرمز و فرامرز نے یہ سنکے پردہ محافہ کا اٹھا کر دیکھا
تو فی الواقع ایک اندھی عورت بدصورت ملکہ مہرنگار محافے میں بیٹھی ہے ہرمز اور فرامرز نے پوچھا تجکو کسنے
ملکہ مہرنگار کی تشکل بنایا ہے اسنے کہا خواجہ عمرو نے میری صورت نہیں معلوم کیسی بنائی مجھسے کہا تھا کہ تو
محافے میں بیٹھکر چل میں یہاں محافے میں سوار ہو کے چلی آئی خواجہ عمرو مجھے یہاں چھوڑ کے نہیں معلوم کہاں چلے گئے
یقین ہے قلعہ تنگ سار و احل کیطرف ملکہ مہرنگار کو لیکر چلے گئے ہونگے کیونکہ باہم یہی مشورہ ہوتا تھا جب کہ ہرمز
و فرامرز یہاں سے چلے جائیں تو ملکہ مہرنگار کو یہاں سے لیکر قلعہ تنگ سار و احل کیطرف چلیں اور اس قلعے کو خالی کر دیں
وہ سب تو قلعہ تنگ سار و احل کیطرف چلے گئے ہونگے افسوس ہزار افسوس وہ مجکو یہاں چھوڑ گئے اب میری کیونکر بسر ہو گی
یقین ہے کہ اسی محافے میں بیٹھے اب زغال جادو کی ہرمز و فرامرز از حد متحیر ہوئے اور خواجہ عمرو کی عیاری پر برہم ہوے یکایک چند عیار
ہو تو تا دیبا برآئے ہرمز نے کہا ذرا خبر تو لاؤ کہ خواجہ عمرو قلعہ تاسر میں ہے یا نہیں عیار گئے اور بعد تھوڑی دیر کے

دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے حضور وہ نامعقول قلعے میں تو کوئی نہیں ہے ہمنے اکثر اشخاص سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ خواجہ عمرو ملکہ کو لیکر مع سرداروں وغیرہ کے قلعۂ تنگ رواحل کیطرف روانہ ہوئے ہیں بختک سنکے ہنسنے لگا اور کہنے لگا واہ
خواجہ عمرو کیا عیاری کی ہے میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ خواجہ ملکہ مہرنگار کو کبھی نہ دینگے ہرمز اور فرامرز عیاروں اور بختک کی تقریر
سنکے برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر خواجہ قلعۂ تنگ رواحل کیطرف روانہ ہوئے ہیں تو کیا ہم وہاں نہیں جاسکتے یہ کہکے
کنیز کو تو حکم کیا کہ اسکو لشکر میں داخل کرو کنیز تو لشکر میں داخل کی گئی لیکن شاہزادہ ہرمز اور فرامرز مع بختک سیر تالاب
کی کرنے لگے اور دل کو سیر سبزہ اور تالاب سے فرحت دینے لگے بعد سیر کرنے کے ہرمز اور فرامرز لشکر میں آئے
اور عیاروں کو بلا کر کہا زوبین اسطرف گیا ہے یقین ہے کہ یہیں مقیم ہوگا اسے یہاں بلا لاؤ عیار بموجب حکم روانہ
ہوئے اور بعد قطع کرنے راہ کے جہاں زوبین مقیم تھا اور ملکہ مہرنگار کے آنیکا انتظار کر رہا تھا وہاں
عیار پہونچے اور زوبین سے کہنے لگے چلیے آپکو شاہزادوں نے بلایا ہے زوبین نے کہا میں ملکہ مہرنگار
کے آنیکا منتظر ہوں وہ یہاں آتی ہونگی انھوں نے مجھسے وعدہ یہاں آنیکا کیا ہے میں وہاں نہ جاؤنگا اور نہ
یہیں سے ملکہ کو میں اپنے ہمراہ لیکر خدمت شہنشاہ نوشیروان میں جاؤنگا عیاروں نے عرض کیا آپ بیکار ملکہ
مہرنگار کا انتظار کرتے ہیں خواجہ عمرو عیاری کرکے ملکہ مہرنگار کو لیکر قلعۂ تنگ رواحل کیطرف روانہ ہوگئے ہیں ہم خود
جاکر قلعے میں دیکھ آئے ہیں زوبین یہ تقریر عیاروں کی سنکے غضبناک ہوا اور فوراً مع اپنے ہمراہیوں کے وہاں سے چلا اور
بعد طے کرنے راہ کے ہرمز و فرامرز کے پاس آیا ہرمز و فرامرز نے مفصل حال خواجہ عمرو کی عیاری کا زوبین سے بیان کیا
غرض چند روز تک زوبین اور ہرمز و فرامرز اسی جگہ مقیم رہے اتنے زمانہ میں خواجہ عمرو مع سرداروں کے
ملکہ مہرنگار کو لیکر داخل قلعۂ تنگ رواحل ہوئے اور قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کیا خواجہ
عمرو تو وہاں قلعے کو آراستہ کرکے باطمینان تمام بیٹھے ہیں لیکن اب حال زوبین اور ہرمز وغیرہ کا
لکھا جاتا ہے کہ چند روز تک زوبین وغیرہ اس جگہ مقیم رہے آخر باہم مشورہ کرکے وہاں سے طرف قلعۂ تنگ رواحل
کے بارادۂ جنگ روانہ ہوئے انکا حال تو انشاء اللہ لکھا جائیگا لیکن اب حال امیر حمزۂ صاحبقران کا تحریر ہوتا ہے

داستان حیرت نشان داخل ہونا عفریت کا گلستان ارم میں اور مقابلہ کرنا امیر باتوقیر کا دیووں سے

راویان ذیوقار اس داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ عفریت جو خبر قتل دیوار جنگ سنکے بہ قہر و
غضب لشکر سات لاکھ دیووں کا لیکر چلا تھا اب گلستان ارم کی سرحد پر پہونچا اور حکم کیا کہ اسی جگہ بارگاہیں
اور خیام برپا ہوں چنانچہ موافق حکم عفریت جملہ دیو اسی جگہ ٹھہر گئے اور بارگاہیں اور خیام کو ستونوں تک برپا ہوگئے عفریت داخل
بارگاہ ہوا اور وہاں اسکی ملعونہ بھی بارگاہ میں داخل ہوئی اور جملہ دیو بھی خیام فلک فرسا میں مقیم ہوئے دیو تندرک
و دیو برق و دیو کیہان و دیو اکوان کہ یہ چاروں ملازمان ملکہ آسمان پری سے ہیں اور نہایت نمک حلال اور
ہوا خواہ شہپال بن شاہرخ کے ہیں انھوں نے جو سنا اور دیکھا کہ عفریت سات لاکھ دیو ہمراہ اپنے لیکر بارادۂ
جنگ و جدال آیا ہے اور سرحد گلستان ارم پر مقیم ہے فوراً پریشان خاطر ہوکر خدمت شہپال بن شاہرخ میں حاضر
ہوئے اور بعد ادب تسلیم و مجرا کے اسطرح اپنی زبان میں دعا و ثناے بادشاہی بجا لاکر ملتمس ہوئے اشعار
ہمیشہ تا لب الیاس و خضر سیراب است + ز چشمہ کہ ہستو زش کند سکندر یاد + کب عدوے تو سیراب لیک از آن آبی

وتابنده ضرب تو چکاند... ہے بندہ و سایہ شہنشاہ عالیوقار پر بدوام عنایت و الطاف رب بے نیاز رہے اور دشمن شہنشاہ
کہ ضربت تو چکانڈ زر دستہ فولاد شہنشاہ عالیوقار پر بدام عنایت و الطاف رب بے نیاز رہے اور دشمن شہنشاہ
فلک بارگاہ کا ہمیشہ مزاج ناساز رہے آج عفریت بدکردار رونابکار سات لاکھ دیوون کی جمعیت سے سرحد
گلستان ارم پر آئے مقیم ہوا ہی ارادہ اسکا یہ ہی کہ کینہ دیرینہ کو آشکار کرے سرسپاران بندگان شہنشاہ سے پیکار
کرے باقی خیر و عافیت ہی جسوقت چارون دیوون نے شہپال بن شاہرخ سے خبر عفریت کے آنیکی بیان کی اسوقت
حمزۂ صاحبقران روبروے شہپال بن شاہرخ بیٹھے ہوے تھے دربار آراستہ تھا نزار با دیو دراز قامت صاحب عزت اور
پریزاد عالی نژاد بعہد ادب صندلیون اور دنگلون وغیرہ پر بیٹھے تھے شہپال بن شاہرخ تخت زرین پر رونق فزا تھا پہلو ے
شہپال بن ملکہ آسمان پری زوجۂ امیر با توقیر نقاب چہرے پر ڈالے ہوے بیٹھی تھی علاوہ لباس رنگین کے سراپا زیور
جواہر نگار پہنے تھی اشعار

گیسوی عنبرین بدر آراست	اختر ثاقبہ بر عقب پیداست
کرد در دست خاتم زرین	دل در آنجا نمود جای نگین
نیست بازیب زیب آن بلقیس	زان یاست زیب آنہا زیب

حلقۂ گوش و بینیش بنگر
بار ور روشنائی آن اینہ
حلقہ در گوش ہر ز لعل و گہر
موج گوہر در آب آئینہ

کبھی امیر با توقیر صورت ملکہ آسمان پری پر نظر کرتے تھے اور کبھی ملکہ آسمان پری حسن و شباب امیر با توقیر پر نظر کرکے خوش ہوتی تھی اکثر باہم اشارات اور
کنایے ہوتے تھے غرض زوجہ باہم با کمال و انبساط نشستہ تھے ناگاہ شہپال بن شاہرخ نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر
کہا کہ یہ عفریت نابکار جواب ہمسے برا بے رکا آیا ہی قبل اسکے ہمارا باپ اسکا معلم تھا اور ہمنے اس نالائق کو یہ عزت دی تھی کہ اپنی کل
فوج کا سپہ سالار کیا تھا تمام فوج دیوون اور پریزاد ہمنالی اسکے قبضے میں تھی سب فوج کا افسر بھی یہی بد اختر تھا اب تھوڑے
زمانے سے اس نمکحرام نے ہماری اطاعت اور فرمانبرداری سے سرکشی کی ہی اور وہی لشکر دیو دیکھا جسکا یہ افسر تھا اسی لشکر سے
لاکھوں ملکحرام دیو ونکو ہمراہ اپنے لیگیا ہی اور بجائے خود حاکم بنگیا ہی حمزۂ صاحبقران نے کہا اب آپ بھی سامان جنگ کیجیے
اثالہ بارگاہ نکلوائیے مقابلے میں عفریت کے چلکر صف آرا ہوجیے اور میرے نام طبل جنگ بجوائیے بعد عفریت اور اسکے
لشکر کے دیوون سے مقابلہ کرونگا اور بخوبی لڑونگا ہر ایک دیو ناپاک کو انشاء اللہ تیغ آبدار سے قتل کرونگا ملکہ آسمان پری
نے یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی سنکے خیال کیا کہ اگر خدا نخواستہ حمزۂ صاحبقران کسی دیو ناپاک و سرکش کے ہاتھ سے
قتل ہوے تو میرے عیش میں خلل آجائیگا زمانہ شباب میرا بے لطف گذریگا خیال امیر میں راتون کو نیند نہ آئیگی دلکو
ایک لحظہ چین نہ ہوگا روح ایکدم بھی آرام نہ پائیگی شب و روز گریہ و زاری اور نالہ و شکیبائی میں میری جوانی خاک میں
ملجائیگی فراق امیر میں زندہ رہنا میرا مشکل ہوگا لہذا اب وہ تدبیر کرنا چاہیے کہ اپنی جان مبتلائے غم و الم اور
عیش و عشرت میں بھی خلل نہ آئے انکی جان بچے اپنا مدعاے دل بر آئے ہر شب امیر سے ہمپہلو ہوکر مزے اڑایئے
یہ خیال کرکے ملکہ آسمان پری نے شہپال سے آہستہ عرض کیا کہ آپ انکے کہنے پر عمل نہ کیجیے
اور انکے نام پر طبل جنگ نہ بجوائیے گا اور انکو دیوون سے نہ لڑوائیے گا بلکہ انکو میدان جنگ میں بھی جانے
نہ دیجیے گا مبادا کسی دیو خونخوار و نابکار کے ہاتھ سے یہ زخمی ہو جائیں یا کوئی دیو انکے تن نازک پر وار شمشاد
یا کوئی سنگ گران لگائے تو خدا نخواستہ انکا تو کام اکدم میں تمام ہوجائے میں صرف اسوجہ سے عرض کرتی ہون
کہ اگر خدا نخواستہ یہ قتل ہوگئے یا زخمی ہوے تو آپ انکے والد ماجد اور انکے احباب کو کیا جواب دیجیے گا سواے
اسکے کہ سب سے شرمندہ اور محجوب ہوجیے گا اور آپ کو بھی انکے ہلاک ہوجانیکا صدمہ جانکاہ ہوگا پس میں یہ نہیں چاہتی
کہ آپ انکے والد و احباب سے شرمندہ اور منفعل ہون اور یہ بھی مجکو منظور نہیں ہی کہ آپکو انکے ہلاک ہونے سے صدمہ ہو
اگر آپ میری عرض کو قبول نہ فرمائیے گا دیکھیے پچھتائیے گا یہ کسی نہ کسی دیو کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے کیونکہ

ضعیف البنیان قوی الشان سے تو لڑ نہین سکتا ہی بھلا یہ نحیف الجثہ آدم زاد دیوون سے کیونکر لڑینگے آپ ذرا ملاحظہ تو
کیجیے کہ دیو کا ایک ہاتھ انکے قد و قامت سے کہین بڑا ہی لہذا دیدہ و دانستہ عاقل کو ایسا کام نکرنا چاہیے جس سے آخر کار صدمہ و
محن مین مبتلا ہو اور افسوس کرے اور پھر کوئی اُسکا علاج نہو سکے شہپال بن شہرخ نے آسمان پری کی تقریر سنکے
کہا اے نور نظر پارۂ جگر جو کچھ تمنے کہا بظاہر سچ ہی لیکن تمکو اچھی طرح امیر کی طاقت اور قوت کا حال شاید معلوم نہین ہی
انمین اسدرجہ قوت ہی کہ انکی قوت کے آگے فیل ایک پشہ اور دیو ایک مور ہی اور شیر ایک غزال ہی تمنے سنا ہی کہ امیر نے
راہدار کو قتل کیا ہی اور تمھارے ارجنگ کو ہلاک کیا ہی غرض انسے دیو کسی طرح لڑ نہین سکتے ہین خداوند عالم نے انکو
عجیب طاقت اور قوت دی ہی کہ عقل کو حیرانی ہی بلکہ آسمان پری نے جواب دیا کہ اتفاق سے دیو ارجنگ کے اوپر تلوار انکی
پڑ گئی وہ مارا گیا اُسکی قضا ہی آگئی تھی اسی بہانے سے وہ جہنم مین گیا اور راہدار کا جو آپنے ذکر کیا اُسنے مین نے نہین
دیکھا نہین معلوم تنہا انھون نے اسکو قتل کیا یا بہ لشکر لیکر اُسپر حملہ آور ہوے جب وہ مارا گیا مین جانتی ہون کہ
وہ پڑا ہوا سو رہا ہوگا انھون نے آہستہ جا کر اُسکو تلوار سے قتل کر ڈالا ہوگا اگر راہدار بیدار اور ہوشیار ہوتا تو وہ کبھی
انکے ہاتھ سے مارا نہ جاتا اور جو آپنے فرمایا ہی کہ انمین قوت و طاقت بہت ہی یہ آپنے بجا اور درست فرمایا ہی بیشک کوئی
آدم زاد فی زمانہ انسے مقابلہ اور مجادلہ نہین کر سکتا لیکن دیو انسے قوت و طاقت مین بڑھے ہوے ہین مین کبھی نہ مانونگی
کہ یہ سب دیوون سے زور و قوت مین زیادہ ہین انکے دست و پاے ضعیف اور نحیف سے صاف ثابت و ظاہر ہی کہ کمزور
ہین اور دیوون کے موٹے موٹے دست و پا کو دیکھکر یقین کامل ہوتا ہی کہ دیوون مین طاقت و قوت اور زور زیادہ ہی
پس میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آپ واسطے مقابلۂ عفریت بیحیا کے کسی سردار کے ہمراہ لشکر دیوون کا روانہ کیجیے
وہی سردار اُس بدکردار سے لڑے باہم دیوون مین خوب لڑائی ہوگی آپ بھی میدان مصاف مین تشریف نہ لیجائیے یہین پر
بیٹھے رہیے وہان فوج آپکی لڑیگی اگر آپکے لشکر کے دیو قتل بھی ہو جائینگے تو چندان رنج و غم نہوگا اور اگر سو دو سو پریزاد
بنام جنگ ہلاک ہونگے تو پردۂ قاف پریزادون سے خالی نہو جائیگا شہپال نے ہنسکے جواب دیا اے نور چشم یہ تم کیا کہتی
ہو کہ سو دو سو پریزاد اور دیو مارے جائینگے یہ ایسی لڑائی ہوگی کہ صدہا بلکہ ہزارہا دیو اور پریزاد قتل ہو جائینگے میدان مصاف
لاشون سے بھر جائیگا کشتون کے پشتے میدان کارزار مین ہر طرف نظر آئینگے غضب کی جنگ ہوگی زمین تھرائیگی
آسمان کانپیگا دریاے خون عرصۂ رزم مین بہیگا خیر اگر تمھاری خوشی یہی ہی کہ امیر کے نام پر طبل جنگ نہ بجوایا
جاے اور انکو دیوون سے ہم نہ لڑوائین حتی الامکان ہم ایسا ہی کرینگے کہ امیر کو میدان رزم مین نہ جانے دینگے یہ کہکر
شہپال بن شہرخ نے دیوون سے حکم کیا کہ اثاث بارگاہ سلیمانی کا نکالو اور زرادخانہ سلیمانی کو بھی درست کرو اور
جلد تر سامان جنگ کرو اور مقابلۂ عفریت نمک حرام کیواسطے آمادہ اور مستعد ہو اور آلات حرب و ضرب کی
درستی کرو اور بعجلت تمام سامنے عفریت کے بارگاہ سلیمانی اور خیام ایستادہ کرو دیوون نے موافق حکم شہپال
بارگاہ سلیمانی کو نکالا اور جملہ دیو اور پریزاد گروہ گروہ جوق جوق آلات حرب و ضرب لیکر آمادہ چلنے پر ہوے جب لشکر
کثیر دیوون اور پریزادون کا جمع ہوگیا اور کل سامان جنگ ہو چکا اُسوقت شہپال بن شہرخ نے بھی
حکم کیا کہ تخت ہمارا اُٹھاؤ بمجرد حکم پریزادون نے تخت شہپال کا اپنے دوش پر اُٹھایا شہپال نے ملکہ آسمان
پری سے کہا کہ تم اپنے مکان مین جاؤ اور حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اے فرزند تم یہین رہو امیر نے کہا مین ضرور
آپکے ہمراہ چلونگا ناچار شہپال نے امیر کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور لشکر کثیر ہمراہ لیکر برائے مقابلۂ عفریت بدکردار
چلا اُسوقت ہمراہ انکی لشکر دیو اور پریزادون سے طبقۂ زمین کے ہلتے تھے آسمان اُس لشکر کثیر کو دیکھکر دنگ ہوتا تھا

آفتاب خوف سے تھرّاتا تھا وہ دیوون کی مہیب شکلین اور وہ آنکی درازی قامت و ہر ایک دیو کا دمبدم نعرہ کرنا
اور وہ دیوون کا دوش پر دانشمند گرانبار کا رکھکر چلنا اور پرواز کرنا اور وہ پریزادونکا باہم پرواز کرنا کبھی بالائے
زمین چلنا و شور و غوغائے لشکر دیو العیاذ باللہ ہنگامۂ حشر کا نمونہ تھا غرض شہپال بن شہرخ بدبدبہ شوکت و شان
بعد راہ طی کرنیکے جب قریب لشکرگاہ عفریت پہونچا حکم کیا کہ یہین لشکر ٹھہر جائے اور اسی جگہ بارگاہ و خیام برپا
کیے جائین دیوون نے حسب الحکم اسی جگہ بارگاہ سلیمانی کہ جو لاثانی تھی برپا کی امیر باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ عجیب
بارگاہ فلک شکوہ ہے کہ جسکی تعریف تحریر سے بخوبی ہو نہین سکتی ادنی تمنا اسکی یہ ہے کہ اسقدر بلند تھی کہ خیمۂ آسمان
باوجود اس رفعت کے اسکی بلندی سے شرماتا تھا اور وہ وسیع اسدرجہ تھی کہ ہیک خیال بھی اسکی وسعت کی خبر بمشکل لاتا
تھا علاوہ بارگاہ کے خیام رشک بیجوئہ فلک بھی استادہ کیے گئے شہپال بن شہرخ اور حمزۂ صاحبقران
داخل بارگاہ ہوے اور لشکر دیو و پریزاد بھی بمقابلہ عفریت مقیم ہوا عفریت نے شہپال اور حمزۂ صاحبقران
کے آنیکی خبر سنکے نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا دیوون نے موافق حکم عفریت نہایت بڑے بڑے نقارونکو بعوض
چوب خرد بڑے بڑے درختون کے ٹھنون سے بجایا صدا نقارونکی بلند ہوئی جسوقت آواز نقارۂ رزمی بلند ہوئی
دیو تندک اور دیو اکوان وغیرہ نقارۂ جنگی کے بجنے کی خبر لیکر سامنے شہپال بن شہرخ کے آئے اور اپنی زبان
مین اسطرح دعا و ثنا بجا لاکر عرض کرنے لگے ابیات تا فنا مطلق رود در ترکتاز القراض + تا بقا رونق برد از کارگاہ
انقلاب + عمر اعدائے تو شب گیر فنا باد مستعان + عہد اقبال تو توفیق بقا از انقلاب + ای شہنشاہ فلک بارگاہ
اسوقت عفریت نالائق نے نقارۂ جنگی اور طبل رزمی بجوایا ہے ارادہ عفریت بدسیرت کا یہ ہے کہ میدان کارزار مین آکر
بندگان شہنشاہ سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے شہپال بن شہرخ نے دیو تندک وغیرہ سے خبر نقارۂ جنگی بجنے کی سنکر حکم
کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجایا جائے بموجب حکم شہپال بن شہرخ قلابہ چینی و کبابہ چینی وغیرہ پریزادون
نے نقارخانۂ سلیمانی مین بیٹھکر نقارہ ہائے سلیمانی پر چوبین لگائین شہنا نواز باواز دلکش شہنائی بجانے لگے دیو و پریزاد
صدائے شہنا سنکے وجد مین آنے لگے اکثر پریزاد اور دیو محو ہو کر جھومنے لگے صدائے نقارۂ سلیمانی جو بلند ہوئی
گا و زمین تھرائی پیر فلک کانپنے لگا شیر فلک کا دل دہل گیا جملہ پریزاد آواز نقارۂ رزمی سنکے آگاہ ہوے کہ
نقارۂ جنگی بجا ہے اب کل جنگ ہوگی غرض رات بھر دونون لشکرون مین بخوبی سامان جنگ ہوا جب وہ وقت
آیا کہ دیو شب بخیال جنگ و جدال دیوان پردۂ قاف گریزان ہوا اور آفتاب نمایان ہوا ہنگام سحر شہپال
تخت پر سوار ہوا اور امیر حمزۂ صاحبقران بھی مسلح ہو کر ایک مرکب پر سوار ہوے پھر لشکر دیو و پریزاد خیل خیل
ذیل ذیل قشون قشون جانب مصاف روانہ ہوا کثرت گرد و غبار سے روے آفتاب پنہان ہو گیا زمانہ
تیرہ و تار ہو گیا روز روشن گویا شب تیرہ تھا اسوقت دیوون کا رعد آسا نعرے کرنا اور ہوائے صبح کا چلنا غبار کا بکثرت
بلند ہونا دیوونکا آلات حرب و ضرب لے لیکر نکلنا کبھی بالائے ہوا لشکر دیو و پریزاد کا چلنا کبھی زمین پر ہمراہ رکاب شہپال
بن شہرخ اور حمزۂ صاحبقران چلنا اور نقارۂ سلیمانی کا دمبدم بجنا دیوون اور پریزادون کا شور و غل پناہ بذات خدا
جب شہپال اور امیر مع لشکر دیو و پریزاد میدان کارزار مین پہونچے اسطرف عفریت بھی مع سات لاکھ
دیوون کے میدان رزم مین آیا اور بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر کے اول عفریت کے
لشکر سے دیو خرچنگ برادر دیو ارجنگ مقتول کا نکلا اور مانند رعد کے چلا کر کہنے لگا کہ اے آدمزاد اگر تجھکو دعوے
شجاعت ہے تو میدان مین آ اور مجھ سے مقابلہ کر مین اپنے برادر ارجنگ کا تجھسے عوض لونگا اور ایک ہی ضرب شمشیر دست سے

سنتے تجھے قتل کرونگا امیر باتوقیر نے نعرۂ دیو خرچنگ سنکے مرکب اپنا صف لشکر دیوان سے نکالا ہرچند شہیال بن شہرخ نے
مقابلہ کرنے سے منع کیا لیکن امیر باتوقیر نے نمانا اور کہا کہ دیو خرچنگ مجھی کو طلب کرتا ہی آپ مجھے جانے دیجیے انشاء اللہ اس
نابکار کو قتل کرونگا آخر بار رنجہ مجبوری شہیال نے امیر کو اجازت دی امیر شہیال سے رخصت ہوکر سامنے دیو
خرچنگ کے آئے خرچنگ نے امیر کے قد و قامت پر نظر کرکے اور اپنے بھائی دیو ارچنگ کا خیال کرکے بہ قہر و غضب
وار شمشاد سر حمزۂ صاحبقران پر لگائی حمزۂ صاحبقران نے وار شمشاد کو سپر پر روک کر تلوار کھینچی اور دیو خرچنگ
کی کمر پر لگائی ہرچند دیو نے وار شمشاد پر شمشیر تیز کو روکا لیکن تیغ آبدار وار شمشاد کو کاٹ کر کمر پہ پڑی دیو خرچنگ دو ٹکڑے
ہوکر اسطرح زمین پر گرا گویا کوہ سیاہ دو ٹکڑے ہوکر بالائے غبار گرا زمین دیو خرچنگ کے گرنے سے تھرائی
لشکر عفریت کے دیو قتل ہونے خرچنگ سے متحیر ہوئے خصوصاً عفریت از حد حیران ہوا شہیال بن
شہرخ خرچنگ کے قتل ہونے سے نہایت خوش ہوا بعد قتل ہونے اس دیو کے عفریت نے طرف اپنے
لشکر کے دیکھکر کہا کہ ہے کوئی تم مین سے ایسا قوی کہ اس آدم زاد کا سر کاٹ کے میرے پاس لائے یا اسی میدان کارزار
مین ہلاک کرے اور میرے دل کو خوش کرے دیو خونخوار دندان گفتگوے عفریت سنکے عرض کرنے لگا کہ مین
جاتا ہون اور اس آدم زاد کو ہلاک کرکے سر اسکا کاٹ کر لاتا ہون یہ کہکر دیو خونخوار دندان مثل فیل دمان
رعد آسا نعرہ کرکے صف لشکر سے نکلا اور سامنے امیر باتوقیر کے آکر کہنے لگا کہ ای آدم زاد اب ہوشیار
ہوجا میرے ہاتھ سے تو کسی طرح نہ بچے گا کیونکہ مین مثل دیو ارچنگ اور خرچنگ کے نہین ہون چونکہ
امیر باتوقیر زبان دیو از بر پڑھ ادب سمجھتے تھے گفتگوے دیو خونخوار دندان سنکے زبان دیو مین کہنے لگے کہ او بیحیا مانند
خرچنگ کے تجکو بھی قتل کرونگا تو بیکار مجکو ہوشیار کرتا ہی مین بخوبی خبردار اور ہوشیار ہون حربہ کر اس دیو نے
تقریر امیر کی سنکے اول وار شمشاد گرانبار چرخ دیکر سر امیر پر لگائی امیر نے بہ فن سپہ گری وار شمشاد کو سپر پر
روکا دوبارہ اس دیو نے ارہ ہشت نہنگ کا وار کیا حمزۂ صاحبقران نے اسکی ضرب کو خالی دیکر تلوار
سر دیو خونخوار دندان پر لگائی ہرچند خونخوار دندان نے ارہ پر تلوار کو روکا مگر تلوار ارہ ہشت نہنگ کو
کاٹکر سر خونخوار دندان مین در آئی اور سر سے گذر کے اور چہرے کو کاٹتی ہوئی صراحی گردن مین آئی
اسی طرح سینہ و شکم و کمر کو کاٹکر زمین مین در آئی خونخوار دندان قتل ہوکر زمین پر گرا زمین خون دیو ناپاک
سے رنگین ہوگئی بلکہ جوے خون خونخوار دندان زمین پر جاری ہوئی جملہ دیو لشکر عفریت اس دیو کے قتل ہونے سے
کانپ گئے اور مثل صاحب تپ تھرانے لگے ہر ایک دیو کا چہرۂ سیاہ خوف امیر سے مائل بزردی ہوگیا ناظرین
نکتہ بین اگر یہ اعتراض کرین کہ حمزۂ صاحبقران کا ہاتھ دیو بلند قامت کے سر تک کیونکر پہونچا کہ خونخوار دندان
قتل ہوا ہم اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ کوہ سراندیب پر حضرت آدم علیہ السلام نے امیر کو
عالم خواب مین ایک بازوبند مرحمت فرمایا تھا اور ارشاد کیا تھا کہ ای فرزند اس بازوبند کو اپنے بازو پر باندھو کیسا ہی
کوئی حریف دراز قامت ہوگا اور صاحب قوت ہوگا تلوار تمھاری بہ برکت بازوبند کے اسکے سر پر پہونچیگی اور بازو
تمھارا اس بازوبند کی برکت سے نہ تھکے گا چنانچہ وہی بازوبند امیر کے بازو پر بندھا تھا اسی بازوبند کی برکت سے
ہاتھ امیر کا دیو کے سر تک پہونچا اور قتل ہوا جیسا کہ لکھا گیا الغرض بعد قتل ہونے دیو خونخوار دندان
کے عفریت نے ہرچند داہنی جانب اور بائین جانب اپنے لشکر کے دیوون کو دیکھا اور اکثر دیوون سے کہا کہ جاکر اس
آدم زاد سے مقابلہ کرو اور کسیطرح اسے ہلاک کرو لیکن کوئی واسطے مقابلہ حمزۂ صاحبقران کے نہ نکلا اور کسی نے کچھ جواب دیا ہر ایک نے

اپنا سر جھکایا عفریت نے یہ حال دیکھکر طبل بازگشت بجوایا جب صدا طبل بازگشت کی بلند ہوئی ہر ایک دیو نے آواز
سنی آخر عفریت لشکر اپنا لیکر لشکرگاہ پر چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی روبرو سے شہپال آئے شہپال بہت خوش ہوکر
اور حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر مع لشکر دیو و پریزاد اپنے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوا اور بعد طی کرنے راہ کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا

داستان دلستان قید ہوجانا امیر باتوقیر اور ملکہ آسمان پری کا اور نامہ لکھنا عفریت کا سمندروان ہزاردست کو اور آنا دیو سیاہ تک کا اور رنجیدہ ہوکر شریک شہپال ہونا پھر رہا ہوکر لڑنا صاحبقران کا لشکر عفریت بدکردار سے

راویان خوش صفات صاف صاف اس داستان پر دوقائف کو یون بیان کرتے ہین کہ جب عفریت نابکار میدان کارزار سے
اپنے لشکرگاہ پر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا بسبب رنج و غم کے عفریت نے طعام تناول نکیا اور بارگاہ مین محزون و ملول
بیٹھا رہا اور کسی سے کچھ کلام نکیا جب عفریت نے طعام تناول نکیا اسوقت مادر عفریت کہ جو کاہنہ کامل تھی فرط محبت
مادری سے پاس عفریت کے آئی اور کہنے لگی اے فرزند آج تو طعام کیون تناول نہین کرتا باعث تیرے صدمہ و ملال
کا کیا ہے عفریت نے اپنی مان سے کہا کیا طعام تناول کرون مجکو نہایت صدمہ ہے مادر عفریت نے پوچھا اے فرزند بیان تو کر
صدمہ تجکو کس وجہ سے ہے عفریت نے کہا اے مادر مہربان باعث رنج و ملال یہ ہے کہ امیر نے میرے کئی دیوون کو قتل کیا
ہے آج مین نے ہرچند اپنے لشکر کے دیوون سے کہا کہ اس آدمزاد کو میدان مین جاکر قتل کر ڈالو اس سے مقابلہ کرو لیکن
کوئی دیو آدمزاد سے بسبب خوف کے لڑنے کو نہ گیا اور کسی نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی آخر مین مجبوری طبل بازگشت بجوا کر
میدان رزم سے چلا آیا اب مجکو یہ فکر ہے کہ دیکھیے انجام اس کا آخر اسکا کیا ہوتا ہے یہ آدمزاد مجکو قتل کرتا ہے یا میرے ہاتھ سے مارا جاتا ہے
بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مجھی کو یہ آدمزاد قتل کریگا کیونکہ نہایت شجاع اور عیار ہے ای مادر آپ اسوقت اپنے علم سے
دریافت کیجیے کہ مین اس آدمزاد پر فتحیاب ہونگا یا آدمزاد مجھپر فتحیاب ہوگا مادر عفریت کہ نام اسکا ملعونہ تھا یہ بات
مادری سنکر کہنے لگی کہ ای فرزند دلبند تو کھانا تو کھا مین ابھی اپنے علم کے ذریعے سے حال فتح و شکست بتائے دیتی ہون
تو اسقدر کیون رنجیدہ خاطر ہے پہر ملعونہ نے طعام طلب کیا چند دیو طعام و آب لیکر آئے عفریت نے
اپنی مان کے کہنے سے طعام تناول کیا اور بعد اکل و شرب کہنے لگا کہ اب دریافت کیجیے کہ انجام جنگ کا
کیا ہوگا ملعونہ نے طریقے سے کہانت کے بعد غور و فکر بسیار کے کچھ ایسا دریافت کیا کہ نہایت گھبرا گئی اور نہایت بیقرار
ہوکر زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی اور نالہ و فریاد کرکے سر پیٹنے لگی اور بال سر کے نوچنے لگی عفریت اپنی مادر کا یہ حال دیکھکر
گھبرایا اور پوچھنے لگا کچھ کہیے تو آپ کو کیا دریافت ہوا میری جان کی تو خیر ہے ملعونہ نے ضبط کرکے جواب دیا کہ کسیطرح تیری
جان کی خیر نہین ہے مجکو ثابت ہوتا ہے کہ یہ آدمزاد ضرور تجکو قتل کریگا اور مجکو تیرے غم و الم مین مرنا پڑے گا اس وقت
جسقدر دیو بارگاہ مین قریب عفریت کے بیٹھے تھے سب دست بستہ عرض کرنے لگے حضور آپ ایک نامہ
سمندروان ہزاردست کو اس مضمون کا لکھیے کہ ہماری مدد اور کمک کو مع لشکر جلد آؤ اور آدمزاد یعنی امیر کو آکر
قتل کرو عفریت نے دیوون کو جواب دیا مجھے شرم آتی ہے کہ مین سمندروان ہزاردست کو برائے مدد نامہ لکھون اور
اسے بلاؤن مین ہرگز اسے نامہ نہ لکھونگا کیونکہ جب نامہ میرا اسے پہونچیگا اور وہ نامہ میرا پڑھیگا تو میری بزدلی
اور نامردی پر ہنسیگا اور تمام دیو اسکے لشکر کے مجھپر خندہ کرینگے اور یہ کہینگے کہ عفریت باوجودے کہ

خود بھی قوی ہی اور لشکر بھی ساٹھ لاکھ دیوون کا رکھتا ہی اور ایک آدم زاد نحیف الجثہ اُس سے قتل کیا نہین جاتا
اسیطرح سمندر ہون ہزار و سیستت بھی کرے گا غرض نامہ لکھنا باعث میری ذلت و حقارت کا ہوگا عفریت یہ کہکے
خاموش ہوا تھا کہ خرپا دیو اپنی جگہسے اٹھا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ ای افسر و بادشاہ ہمارے آپ مطلق فکر و تردد
نہ کیجیے اور اپنی ذات کو تشویش مین نہ دیجیے مین آدم زاد یعنی امیر کو ضرور گرفتار کرکے آپکے حوالہ کرونگا آپ قتل کر ڈالیےگا عفریت
نے خوش ہوکر پوچھا ای خرپا کسطرح حمزہ کو گرفتار کریگا خرپا نے عرض کیا خداوند نعمت آج آپ نقارۂ رزمی و طبل جنگی
بجوائین صبحکو میدان کارزار مین مع لشکر تشریف لیجائین پہلے کسی اور دیو کو واسطے مقابلہ آدم زاد کے میدان مصاف
مین بھیجین اگر وہ دیو قتل ہو جاوے تو آپ مجھسے کہیے گا کہ اب تو جاکر حمزہ سے مقابلہ کر مین اسوقت انکار کرونگا اور
یہ عرض کرونگا کہ مین آدم زاد سے مقابلہ نکرونگا مجھے اپنی جان دینا اور قتل ہونا منظور نہین ہی علاوہ اس گفتگو کے ای
بادشاہ مین اسوقت اور بھی گستاخانہ ایسے کلام کرونگا آپ بظاہر مجھسے رنجیدہ ہوکر مجھکو زد و کوب کرکے اپنے لشکر سے
نکال دیجیے گا اور طبل بازگشت بجواکر چلے جائیے گا اور مین روتا ہوا شہپال بن شہرخ کے پاس جاؤنگا اور اُس سے
فریاد کرونگا ای بادشاہ شہپال رحم دل ہی اُسے میرے حال پر رحم آجائیگا اور اپنے لشکر مین داخل کریگا چند روز کے
زمانہ مین کسی نہ کسی طرح امیر اور ملکہ آسمان پری کو گرفتار کرونگا ملکہ کو توکہین قید کر آؤنگا اور امیر کو گرفتار کرکے
حضور کے پاس لے آؤنگا آپ حمزہ کو فوراً قتل کر ڈالیے گا جب حمزہ بھی قتل ہو جائیگا پھر آپکو کون قتل کریگا عفریت اور ماور
عفریت دونون تقریر خرپا کی سُنکے خوش ہوے اور اُسکے مکر و فریب و فہم و فراست کی بہت تعریفین کین بعد تعریف کرنے کے
عفریت نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجوایا جاوے فوراً موافق حکم دیوون نے نقارۂ رزمی بجایا آواز نقارۂ جنگی
سے زمین کانپنے لگی جسوقت صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی چند دیو خدمت مین شہپال کی بعجلت آئے
اور بعد ادائے تسلیم کے بعد ادب اپنی زبان مین اسطرح دعا و ثنائے شاہی بجالا کر عرض کرنے لگے اشعار
ہمیشہ تاکہ نگردد ملال بر فرزند * حمیلہ کہ شود با پدر بحیلہ مقیم * حسود تا ز نعیم تو پر و ر طالع
بود غریب چو طالع بر آستان لئیم * اسوقت عفریت بدکردار نے طبل جنگی بجوایا ہی باقی خیریت ہی شہپال نے
تقریر دیوون کی سُنکے حکم کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجے بموجب حکم طبل رزمی اور نقارۂ جنگی پر قلابۂ چینی
اور کہابۂ چینی نے چوب لگائی صدائے نقارۂ جنگی بلند ہوئی دیوون کے دل دہل گئے طبقے زمین کے ہلگئے دیوون
اور پریزادون نے صدائے نقارۂ جنگی سُنکے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنی شروع کی آخر تمام شب گذر کے
وہ وقت آیا بیت یکایک صبح کا ٹوٹا ستارہ * کیا تاریکی شب نے کنارہ * صبحکو دونون لشکر بکر و فر میدان
مین آکر صف آرا ہوے دیو سخران فیل زور عفریت کیطرف سے میدان مین آیا اور امیر کو اُسنے بمقابلہ
طلب کیا حمزۂ صاحبقران نے شہپال وغیرہ سے رخصت ہوکر سخران فیل زور سے مقابلہ کیا سخران
نے وار شمشاد سر امیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد کی ضرب سے بچکر تلوار کھینچی اور سخران پر لگائی سخران
فیل زور دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہونے سخران فیل زور کے عفریت نے دیو خرپا سے کہا
کہ ای خرپا اب تو جا اور اس آدم زاد سے مقابلہ کر خرپا نے بآواز بلند کہا کہ ای بادشاہ مین اس آدم زاد
سے ہرگز لڑنے کو نہ جاؤنگا مجکو قتل ہونا منظور نہین ہی اور کسی کو میدان مین بھیج یا خود اس آدم زاد سے
مقابلہ کر عفریت نے دیوون سے کہا کہ خرپا کو زد و کوب کرکے ابھی ہمارے لشکر سے نکالدو کیونکہ یہ ہمارا
حکم بجا نہین لاتا ہی اور گفتگوے سخت کرتا ہی دیوون نے بموجب حکم عفریت کے خرپا کو کچھ زد و کوب کرکے نکالدیا

امیر باتوقیر اور شہپال بن شہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ عفریت دیو خرپا کو اپنے لشکر سے نکلوا کر اور طبل بازگشت بجوا کر اپنے
لشکرگاہ کیطرف چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی میدان مصاف سے پھرے اور ہمراہ شہپال وغیرہ بارگاہ سلیمانی میں آئے
شہپال بارگاہ میں جا کر تخت پر بیٹھا امیر بھی قریب شہپال کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھے اکثر دیو و پریزاد معزز و ممتاز بھی
بارگاہ سلیمانی میں صندلیوں پر بصد ادب بیٹھے شہپال امیر سے کچھ کہا چاہتا تھا کہ ناگاہ چند دیو خدمت شہپال بن شہرخ
میں حاضر ہوے اور بعد بجالانے دعا و ثناے شاہی کے عرض کرنے لگے کہ ای شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت دیو خرپا نالوز و بدگمان
دربارگاہ حضور پر آیا ہی عفریت نے اسے اپنے لشکر سے نکالدیا ہی امیدوار ہی کہ حاضر خدمت حضور ہو کر شرف زمین بوسی بجالاے
شہپال نے حکم دیا کہ خرپا کو ہمارے روبرو لے آؤ دیوون نے خرپا سے کہا کہ تجکو شہپال نے طلب کیا ہی خرپا روبروے شہپال جا کر بعد
قواعد آستانہ بوسی کے دعا و ثناے شاہی بجالایا اور یہ عرض کرنے لگا کہ مجکو عفریت بدسرشت نے اپنے لشکر سے باہر نکالدیا ہی امیدوار ہون
کہ اب حضور کی خدمت عالی میں حاضر رہون شہپال نے رحم کر کے دیو خرپا سے کہا کہ اب تو عفریت کے لشکر میں نہ جانا اب ہمارے ہی لشکر
میں رہ خرپا نے یہ تقریر شہپال کی سنکے مجرا کیا اور باجازت شہپال موافق اپنے رتبے کے بارگاہ سلیمانی میں بیٹھا دوسرے روز
ملکہ آسمان پری براے سیر ہمراہ چند پریون کے ایک جانب تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوئی خرپا نے جو دیکھا یہ بھی اسطرف چلا
اور تھوڑی دور جا کر جھپٹا مارا اور تخت پر سے ملکہ آسمان پری کو لیجا کر جزیرہ شبنم میں قید کیا اور جلد خدمت شہپال
میں آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا شہپال اور امیر باتوقیر وغیرہ کو دیو خرپا کی شرارت کسے مطلق آگاہی نہوئی جب
سلطان ازرق نے جملہ پریون اور دیوون سے پوچھا کہ ملکہ آسمان پری کہاں ہی سب نے عرض کیا واسطے
سیر کے گئی ہین جب زمانہ زیادہ گذرا اور ملکہ آسمان پری نہ آئی اسوقت سلطان ازرق نے شہپال سے آکر
ملکہ آسمان پری کا احوال بیان کیا اور کہا مین نے سنا ہی کہ ملکہ سیر کے واسطے گئی تھین ابھی تک نہین آئی ہین شہپال
بن شہرخ یہ حال سنکے نہایت پریشان ہوا اور دیو اور پریون کو واسطے تلاش ملکہ آسمان پری کے چہار طرف روانہ کیا
اور اکثر دیوون اور پریون سے ملکہ آسمان پری کا حال پوچھا چند پریون نے عرض کیا خداوند نعمت ہم ملکہ کے ہمراہ
واسطے سیر کے جاتے تھے ناگاہ ایک دیو ملکہ کو تخت سے اٹھالے گیا ہم اسکو روک نہ سکے شہپال نے پریون سے
سنکر خرپا کے اوپر گمان بھی نہ کیا غرض دیو اور پریزاد تو تلاش ملکہ آسمان پری گروہ گروہ چہار طرف گئے
ہین لیکن اب حال امیر باتوقیر کا لکھا جاتا ہی کہ جب امیر باتوقیر کو معلوم ہوا کہ کوئی دیو ملکہ آسمان پری کو
تخت سے اٹھا کر لے گیا ہی امیر صدمۂ جدائی ملکہ آسمان پری سے اسقدر بیتاب اور بے قرار اور اشکبار ہوے
کہ اگر مفصل بیقراری اور اشکباری امیر کی تحریر کیجاے تو نہایت طول ہو اور یہ داستان کئی جزون میں تمام ہو پس
بخیال طول حال بیقراری و بیتابی حمزہ صاحبقران لکھا نہین گیا جب تین چار روز گذر گئے اور ملکہ آسمان پری
کا کچھ پتہ اور نشان نہ ملا شہپال اور امیر باتوقیر نہایت مضطر اور پریشان خاطر ہوے خواب و خور حرام ہو گیا لشکر میں
تہلکہ پڑ گیا ہر ایک دیو و پری کو آسمان پری کا ملال ہوا دیو خرپا نے بعد چند روز کے ہنگام شب امیر کو بیہوش کیا اور
امیر کو اٹھا کر طرف لشکر عفریت کے لیچلا ادھر عفریت اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ دیو ارجل و ارجال و رہامان نے
آکر عفریت کو سلام کیا اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے عفریت نے دیوون سے کہا کہ ابھی تک دیو خرپا نہین آیا نہین معلوم
کس فکر و تردد میں ہی ملعونہ مادر عفریت اور دیوون نے عرض کیا کہ دیو خرپا امیر کے قید و گرفتار کرنیکی فکر میں ہوگا جب
وہ امیر کو گرفتار کریگا تو حاضر ہوگا ابھی دیو یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ خرپا آیا اور عفریت کو سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ بڑی مشکل سے
مین نے امیر کو بیہوش کیا یہ کہکے امیر کو حوالہ عفریت کیا عفریت بہت خوش ہوا اور خرپا کو اٹھکر گلے سے لگالیا اور بعد دینے خلعت کے

اسے اپنا زیر کیا پھر اشتار دامیر کا چادر سے کھلوا کر عفریت نے جو دیکھا تو امیر بیہوش ہے لیکن بسبب اسم اعظم
دبدبہ کے عفریت کانپنے لگا اور چھ سو سنبر من کی قید مین امیر کو گرفتار کیا بعد طوق سلاسل وغیرہ پہنا کے
عفریت نے حکم کیا کہ امیر کو اب ہوشیار کرو خبر پا کے امیر کو ہوشیار کیا جب امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ تخت پر
عفریت بیٹھا ہی صدہا دیو یمین و یسار عفریت کے بیٹھے ہین اور اپنے تئین گرفتار پایا امیر نے طرف آسمان کے
دیکھا عفریت نے امیر سے پوچھا ای آدم زاد دیکھا تو نے کہ مین کیسا قوی و دلیر ہون کہ مین نے تجھے گرفتار کر لیا
امیر نے جواب دیا او بیحیا تو نے ناحق مجکو قید کرایا اگر اسوقت بھی ایک ہاتھ میرا کھولدے اور پھر مجکو گرفتار کر سکے
تو مین جانون کہ تو دلیر ہی عفریت نے کہا ای آدم زاد مین ایسا نادان نہین ہون کہ تجھے رہا کرکے اور ایک
ہاتھ تیرا کھولکے اپنے اوپر خرابی لاؤن اور تیرے ہاتھ سے قتل ہون یہ کہکے عفریت نے جلاد کو طلب کیا جب
جلاد آیا عفریت نے حکم کیا ای جلاد اس آدم زاد کو لیجا اور جلد قتل کرکے سر اسکا میرے پاس لے آ جسوقت
عفریت نے جلاد سے یہ تقریر کی اور جلاد نے بازو امیر کا پکڑا اسوقت امیر نے برجوع قلب خداوند عالم سے
اپنے قتل ہونیکی دعا کی فوراً دعا امیر کی مستجاب ہوئی اور بقدرت پروردگار دختر عفریت کہ نام اسکا مستورہ
تھا عفریت کے پاس آئی اور امیر کو دیکھکر عاشق ہوئی اور اپنے باپ سے پوچھنے لگی کہ اس آدم زاد نے کیا
قصور کیا کیون جلاد اسکو قتل کرنیکے واسطے لیے جاتا ہی عفریت نے تمام حال از ابتدا تا انتہا اپنی دختر سے
بیان کیا اور کہا اس آدم زاد کا قتل کرنا میرے نزدیک بہتر اور مناسب ہی مستورہ نے تقریر اپنے پدر کی سنکے
کہا کہ یہ آدم زاد شہپال سے تعلق رکھتا ہی اگر یہ قتل ہو جائیگا تو شہپال سے اور آپ سے بہت لڑائی ہوگی اور انجام
جنگ کا اچھا نہوگا میرے نزدیک مناسب ہی کہ آپ اس آدم زاد کو بالفعل قید کیجیے اور ایک نامہ سمندون ہزار دست
کو اس مضمون کا لکھیے کہ مین نے امیر کو قید کیا ہی اور شہپال سے مجھسے لڑائیان ہو رہی ہین لہذا مین چاہتا ہون کہ
آپ میری مدد کیواسطے آئین اور اس آدم زاد کے قتل کرنے یا قید کرنیکے بارے مین بھی کچھ فرمائین عفریت نے یہ گفتگو اپنی دختر
سے سنکے خیال کیا کہ دختر سچ کہتی ہی یہ خیال کرکے حکم کیا کہ امیر کو زندان مین قید کرو اور دیو افراغ سے کہا کہ تو اس
آدم زاد کی حفاظت کر خبردار کوئی زندان سے اسے نہ لیجائے دیو افراغ نے عرض کیا کیا مجال کہ کوئی غیر زندان تک آنے پائے
اور کیا کسیکی طاقت اور لیاقت کہ اس مجرم کو زندان سے رہا کرکے لیجائے یہ کہکر دیو افراغ ہمراہ امیر کے زندان تک گیا دیون
نے امیر کو زندان مین قید کیا دیو افراغ مع اور دیون کے واسطے حفاظت اور نگہبانی کے در زندان پر بیٹھا بعد قید کرنے
امیر کے عفریت نے نامہ سمندون ہزار دست کو لکھا اور ایک دیو کو نامہ دیکر کہا کہ یہ نامہ سمندون ہزار دست کے
پاس لیجا دیو نامہ لیکر روانہ ہوا جب صبح ہوئی شہپال بیدار ہوکر تخت پر بیٹھا ناگاہ چند دیو اور پریون نے آکر عرض کیا کہ ای شہنشاہ
دیو بجاے امیر پا تو تیر کو کوئی لیگیا فرش خواب پر امیر نہین ہین شہپال یہ حال سنکے اور زیادہ پریشان خاطر ہوا اور بعد فکر بسیار
عبدالرحمن جنی سے کہا کہ تم بعلم رمل دریافت کرو کہ کون شخص امیر کو لیگیا ہی عبدالرحمن نے قرعہ پھینک کر اور اشکال
پر نظر کرکے زائچہ کھینچا اور بعد فکر و غور عرض کیا کہ ای شہنشاہ ذی رتبہ و عالیجاہ مجکو ثابت ہوگیا ہی کہ دیو خرپا امیر کو
لیگیا ہی شہپال یہ تقریر عبدالرحمن جنی کی سنکے نہایت مضطر اور پریشان خاطر ہوا عبدالرحمن نے عرض کیا کہ ای
شہنشاہ آپ پریشان خاطر نہون امیر جلد رہا ہوکر حضور کے پاس آئینگے شہپال کے دلکو عبدالرحمن کی اس تقریر سے
تسکین ہوئی شہپال تو خیال ملکہ آسمان پری اور امیر مین محزون ہی لیکن اب حال مستورہ دختر عفریت کا لکھا جاتا ہی
کہ جب شام ہوئی مستورہ عشق امیر سے بیتاب و بیقرار ہوکے اٹھی اور بڑی دیر تک فکر کیا کی آخر بعد فکر بسیار جب نصف شب

ور زندان پر گئی دیوا فراغ نے مستورہ کو سلام کیا مستورہ نے کہا ای دیوا فراغ مین اسوقت اسواسطے آئی ہون کہ
آدم زاد کو ایک نظر دیکھون دیوا فراغ نے کہا مین آپکو زندان مین نجانے دونگا کیونکہ مجکو حکم زندان مین جانے دینے کا
نہین ہی مستورہ نے دیوا فراغ کو کچھ جواہر دیا اور کہا مین ابھی آدم زاد کو دیکھکے چلی آتی ہون میرے باپ کو اس امر کی
کوئی خبر نہوگی کیونکہ اسوقت سوائے تیرے یہان کوئی نہین ہی پس تو کیون ڈرتا ہی دیوا فراغ نے بطمع جواہر مستورہ کو زندان
مین جانے کی اجازت دی جب مستورہ داخل زندان ہوئی دیکھا کہ امیر محزون و ملول طوق و سلاسل مین
گرفتار زندان مین بیٹھے ہین مستورہ سمجھی کہ یقینا یہ آدم زاد اپنے قید ہونے سے ملول ہی اسکو یہ نہ معلوم تھا کہ امیر
خیال ملکہ آسمان پری اور ملکہ مہر نگار مین محزون و ملول ہین غرضکہ مستورہ نے امیر کو پریشان خاطر اور چشم پر نم
دیکھکر اپنی زبان مین کہا کہ ای آدم زاد آگاہ ہو کہ مین بیٹی عفریت کی ہون اور تیری صورت دیکھکر تجھپر عاشق ہوگئی
ہون اگر تو مجھسے ہمبستر ہو تو مین ابھی تجکو قید سے چھڑا دون اور مین تیرے وصل سے شاد کام ہون امیر با توہم
خیال ملکہ آسمان پری اور ملکہ مہر نگار مین بیٹھے ہوے تھے مستورہ کی مہیب شکل دیکھکر اور تقریر بیہودہ سنکے
برہم ہوے چونکہ مستورہ عنقریب امیر کھڑی ہوئی تھی امیر نے غصے سے ہاتھ کی ہتھکڑی جو ماری سر مستورہ کا
پھٹ گیا اور وہ زمین پر گرکے تڑپنے لگی تھوڑی دیر مین تڑپ تڑپ کے ہلاک ہوگئی اور دار فنا سے سوے جہنم گئی جب
زیادہ دیر ہوئی اور مستورہ زندان سے باہر نہ آئی افراغ کو تردد ہوا آخر زندان مین گیا وہان دیکھا کہ مستورہ
کا سر شق ہی اور مری ہوئی پڑی ہی دیوا فراغ یہ حال دیکھکر نہایت گھبرایا اور سمجھا کہ آدم زاد نے مستورہ کو
مار ڈالا ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی یہ سمجھ کے باہر زندان کے آیا اور وقت سحر خدمت عفریت مین جاکر عرض کرنیلگا کہ
ای بادشاہ ہمارے بڑا غضب ہوا حضور کی دختر نہین معلوم کیونکر زندان مین چلی گئی آدم زاد نے اسکو مار ڈالا ہی
مین بیخطا ہون مین نے آپکی دختر کو زندان مین جاتے نہین دیکھا اگر مین آپکی دختر کو جاتے دیکھتا تو کبھی نہ جانے
دیتا عفریت دیوا فراغ کی گفتگو سنکے اپنی دختر کے مرجانے سے نہایت مغموم ہوا اور آسیب عالم رنج و غم مین
عفریت دیوا فراغ سے بولا کہ جلد امیر با توقیر کو زندان سے میرے پاس لے آ تاکہ مین اسے قتل کرون
اور اپنی دختر کا انتقام لون ابھی عفریت بد سرشت یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک غلغلہ عظیم ہوا عفریت نے
گھبراکر پوچھا کہ یہ شور کیسا ہی دیوون نے عرض کیا کہ سیامک بھانجا سمندون ہزار دست کا بکثرت دیو اپنے ہمراہ
لیکر آیا ہی اور ایک نامہ سمندون ہزار دست کا لایا ہی عفریت نے یہ سنکے حکم دیا کہ جلد دربار آراستہ ہو بموجب حکم
بصد عجلت دربار بخوبی آراستہ ہوا اتنی دیر مین سیامک بھی دربار عفریت مین آیا اور بعد سلام کے نامہ سمندون ہزار دست
عفریت کو دیا عفریت نے نامہ پڑھا نامے مین لکھا تھا کہ ای عفریت نامہ پہونچا حالات مندرجہ سے مجکو بخوبی
آگاہی ہوئی چونکہ تمنے مجکو واسطے طلب مدد بلایا تھا اور فی الحال مجکو بعض بعض امور ضروریہ سے مہلت اور فرصت نہین
ہی اسوجہ سے بعوض اپنے اپنے بھانجے سیامک کو تمہارے پاس بھیجا ہی اب تمکو لازم ہی کہ موافق تدبیر سیامک کے شہپال
سے لڑنا اور آدم زاد کو بھی اسی سے مشورہ لیکر قتل کرنا یا قید کرنا اور اسکو مثل میرے تصور کرنا عفریت نے اس مضمون
سے آگاہ ہوکر نامہ رکھدیا اور سیامک کو برابر دیو خرپا کے بٹھایا خرپا کے برابر بیٹھنے سے سیامک کو ملال ہوا
سیامک نے عفریت سے تو کچھ نہ کہا لیکن خرپا سے بصد غضب کہا او نالائق میرے پاس سے اٹھ جا اور کہین
جاکر بیٹھ تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ تو میرے برابر بیٹھے دیو خرپا گفتگوے سیامک سنکے عفریت کی طرف دیکھنے لگا
عفریت نے کہا ای سیامک دیو خرپا کو اپنے برابر بیٹھا رہنے دو اسکو مین نے اپنا وزیر کیا ہی اور

اس نے کارنمایان کیا ہے کہ آدم نژاد کو یعنے امیر کو پکڑ لایا ہے مین اس سے نہایت خوش ہوں سیامک نے تقریر عفریت سنکے
عفریت سے تو کچھ نہ کہا لیکن خرپا کیطرف متوجہ ہوکر بصد عتاب کہا کہ او ملعون یہان سے اٹھ جا اور اپنے ہمسر اور
ہمرتبہ دیوون کے پاس جاکر بیٹھ خرپا نے جواب دیا کہ او سیامک تو خود میرے پاس سے اٹھ جا کہ تو لائق میرے برابر بیٹھنے
کے نہین ہے سیامک یہ تقریر خرپا کی سنکے برہم ہوا اور طوق کو گردن خرپا کی پکڑ کے اپنی طرف کھینچا اور ایک طمانچہ ایسا
کلے پر خرپا کے اسطرح مارا کہ خرپا کے دانت ٹوٹ گئے منہ سے لہو بہنے لگا اور چند دانت ٹوٹ کر دہن سے زمین پر گر پڑے
ہرچند کہ اسوقت صدہا دیو دربار مین عفریت کے بیٹھے تھے لیکن کسی کو اتنی جرأت نہوئی کہ سیامک کو منع کرتے
یا سیامک سے مقابلہ کرتے سب دیو خاموش بیٹھے رہے عفریت کو خرپا کے دانت ٹوٹنے کا ملال ہوا عفریت چاہتا
تھا کہ کچھ کہے ناگاہ سیامک اپنی جگہ سے برہم ہوکر اٹھا اسوقت جسقدر دیو کہ ہمراہ سیامک آئے تھے وہ بھی سب
اٹھے اور ہمراہ سیامک کے دربار عفریت سے باہر نکلے سیامک اسی غیظ و غضب مین بارگاہ شہپال بن شہرخ
کے قریب پہونچا شہپال کو خبر ہوئی کہ سیامک عفریت سے رنجیدہ ہوکر آتا ہے شہپال نے فوراً دیوونکو براے
استقبال بھیجا اور دیو سیامک کو بصد عزت و حرمت بارگاہ سلیمانی مین لائے سیامک نے شہپال کو سلام کیا
شہپال نے سیامک کو اس جگہ بٹھایا جس جگہ کبھی عفریت بیٹھا تھا سیامک خوش ہوکر بیٹھا اور خیال
کرنے لگا کہ شہپال نے میری نہایت عزت کی اور عفریت کی جگہ کہ وہ کسی زمانہ مین سپہ سالار تھا مجکو بٹھایا اس
سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شہپال نے مجکو اپنے کل لشکر کا سپہ سالار کیا ہے سیامک ابھی یہ خیال کر رہا تھا اور خوش
ہو رہا تھا کہ شہپال نے سیاہ کلاہ سیامک کو بطور خلعت عطا کی بعض راوی کہتے ہین کہ سیاہ قبا شہپال نے
سیامک کو بطور خلعت عطا کی اب تو سیامک اور شاد و مسرور ہوا شہپال سے عرض کرنے لگا کہ آپ طبل جنگ
بجنے کا حکم فرمائیے مین عفریت نابکار سے مجادلہ اور مقابلہ کرونگا شہپال نے بموجب کہنے سیامک کے نقارہ رزمی
بجوایا الغرض ادہر کا حال تو یہ ہے کہ عفریت نے پہلے طبل رزمی بجوایا غرض بہرطور تمام رات دونون لشکر دان مین تیاری
جنگ کی ہوئی ہر ایک دیو نے آلات حرب و ضرب کی درستی کی ہنگام صبح دونون لشکر بہ کر و فر میدان مین آئے بعد
صف آرائی کے دیو خرپا میدان جنگ مین آیا سیامک سیاہ کلاہ نے مقابلہ کیا خرپا نے وار شمشاد تیر و غضب
سیامک سیاہ کلاہ پر لگائی سیامک نے وار شمشاد کو خالی دیکر خود بھی وار شمشاد سر خرپا پر بدلہ نیاو پر ماری
خرپا نے کوئی پاندہب دار شمشاد جو شانے پر پڑی شانہ خرپا کا ٹوٹ گیا خرپا مجروح ہوکر لشکر عفریت مین چلا گیا بعد
اسکے لشکر عفریت سے متواتر چند دیو نکلے سیامک سیاہ کلاہ نے ہر ایک کو قتل کیا آخر عفریت خود بقہر و غضب
میدان کارزار مین آیا اور بعد جنگ سیامک سیاہ کلاہ کو گرفتار کرکے اپنے لشکر مین لے گیا اور طبل باز گشت
بجواکر اپنی فرودگاہ لشکر پر چلا گیا جب عفریت اپنی بارگاہ مین پہونچا حکم کیا کہ سیامک سیاہ کلاہ کو لاؤ
جسوقت ملازمان عفریت سیامک کو لائے عفریت نے بہ قہر و غضب حکم کیا کہ سیامک سیاہ کلاہ کو
قتل کرو دیوون نے عفریت سے عرض کیا یہ بجا ہے مگر ہم نکرون ہزار دست کا ہے حضور اسے قتل نہ کرائین اگر
یہ قتل ہو جائیگا تو ممرون ہزار دست لشکر کثیر لیکر آئیگا اور حضور سے مجادلہ کریگا پس بہتر اور مناسب
یہی ہے کہ سیامک کو چھوڑ دیجئے عفریت نے بموجب عرض کرنے دیوون کے سیامک سیاہ کلاہ کو قید سے آزاد
کیا اور پھر برابر خرپا کے بیٹھنے کو کہا سیامک پھر ناراض ہوا اور بدرجہ ناچاری اور بہ مصلحت برابر خرپا
کے بیٹھا جب شام ہوئی دربار برخاست ہوا سیامک دربار سے باہر بارگاہ سے گیا اور اپنی بارگاہ

لیجانب چلا تا ناگاہ چند دیوون نے بہ آواز بلند کہا کہ اسطرف کون آتا ہے خبردار ادھر کو نہ آئے سیامک سیاہ کلاہ نے لشکر
عفریت کے دیوون سے پوچھا کہ یہ لوگ کیون روتے ہین دیوون نے کہا اسطرف زندان ہے خبر پالنے امیر کو گرفتار کیا ہے
وہ اسی زندان مین قید ہے اسی وجہ سے دیوا فرسمان کسی کو آنے نہین دیتے ہین سیامک نے یہ تقریر دیوون کی سنکے
خیال کیا زندان مین جاکر آدمزاد کو دیکھنا چاہیئے یہ خیال کرکے سیامک اور آگے بڑھا دیوون نے روکا سیامک نے
قریب دیوون کے جاکر کہا کہ مین سیامک ہون مجھے کیون روکتے ہو دیوون نے کہا زندان مین آدمزاد قید ہے اور ہم
نگہبان ہین اسوجہ سے آپکو روکا تھا برا نہ مانیے گا سیامک نے ہنسکے کہا اگر تمھاری خلاف طبع نہ ہو تو ہم ذرا آدمزاد
کو دیکھ لین ہم کو آدمزاد کے دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہے دیوون نے برہم اور ترش رو ہوکر جواب دیا کہ ہم تو ہرگز زندان
مین نہ جانے دینگے اگر تم جاوگے تو سزاے معقول پاوگے سیامک سیاہ کلاہ کو یہ تقریر سنکے ازحد غصہ آیا اور دوار
شمشاد اٹھا کر اول دیو افراغ کے سر پر لگائی دیو افراغ ضرب وار شمشاد سے جانبر نہ ہوا پھر دیوونکو بھی اسیطرح
ہلاک کیا اور در زندان کو طول کر اندر زندان کے گیا اور امیر کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر زندان سے باہر آیا اور طرف
بارگاہ شہپال کے چلا دیوون نے عفریت سے جاکر عرض کیا کہ سیامک دیو افراغ وغیرہ کو قتل کرکے آدمزاد
کو لیے جاتا ہے عفریت یہ خبر سنکے برہم ہوا اور عمود شمشاد اٹھا کر عقب سیامک چلا تمام دیو بھی ہمراہ عفریت
ہوے یہ خبر ہرکارون نے شہپال بن شاہرخ کو پہونچائی کہ سیامک سیاہ کلاہ امیر بانوقیر کو اپنے
کاندھے پر سوار کیے ہوے آتا ہے اور پیچھے اسکے عفریت مع لشکر بہ قصد ہلاکی سیامک چلا آتا ہے شہپال
نے یہ خبر سنکے فوراً حکم دیا کہ کل دیو پریزاد آمادہ کارزار ہون بموجب حکم شہپال کل دیو اور پریزاد مستعد جنگ ہوے
ہر ایک دیو پریزاد نے آلات حرب و ضرب اٹھائے جب لشکر تیار ہوچکا ادھر تو شہپال تخت پر سوار ہوکر
مع لشکر چلا ادھر عفریت عنقریب سیامک سیاہ کلاہ پہونچا اور کہنے لگا کہ او سیامک کہان جاتا ہے مین
آن پہونچا سیامک نے صداے نعرہ عفریت سنکے جلد تر امیر کو زمین پر بٹھا دیا اور عفریت سے مقابلہ کیا
عفریت نے ارہ پشت نہنگ سیامک سیاہ کلاہ پر لگایا ہر چند سیامک نے چاہا کہ اس سے بچون
لیکن بچ نہ سکا اور زخمی ہوا عفریت بعد زخمی کرنے سیامک کے حمزہ صاحبقران کی طرف چلا امیر نے
طوق و سلاسل کو مثل تار عنکبوت توڑ کے پھینک دیا عفریت کے قریب امیر کے آکر سر امیر پر وار
شمشاد کا وار لیا امیر نے تلوار شمشاد دست عفریت سے چھین لی اتنی دیر مین شہپال بھی قریب امیر
بانوقیر آگیا اسوقت عفریت نے اپنے لشکر کے دیوون کو حکم دیا کہ اس آدمزاد کو تم سب ملکے قتل کرو حملہ دیو
امیر کی طرف بڑھے اسطرف سے شہپال نے اپنے لشکر کے دیوون سے کہا کہ عفریت کے لشکر پر حملہ کرو بہ مجرد حکم
دیوون نے فوج عفریت پر حملہ کیا دونون لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی وار شمشاد و ارہ پشت
نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے جانبین کے صدہا بلکہ ہزارہا دیو پریزاد مارے گئے حمزہ صاحبقران
نے تیغ تیز سے صدہا دیوون کو قتل کیا تا شام خوب لڑائی ہوئی میدان جنگ مین کشتون کے ڈھیر لاشون
کے انبار ہوگئے، مزید قصا پایان بندا تو دریاے خون روان ہوا وقت شام عفریت طبل بازگشت بجوا کر
فرودگاہ لشکر کی جانب روانہ ہوا اور بعد طے کرنے راہ کے اپنی بارگاہ مین پہونچا اسطرف شہپال خوش و
خرم ہوکر امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لے گیا پھر سیامک سیاہ کلاہ کے زخم سر مین ٹانکے لگائے گئے اور حکم
شہپال سے پھاہا مرہم سلیمانی کا زخم سر سیامک پر رکھا گیا علاج بخوبی سیامک کا ہونے لگا اب

امیر کشورگیر بارگاہ سلیمانی میں شہپال بن شہرخ کے پاس ہیں اور ملکہ آسمان پری جزیرہ شبنم میں گیا ہی سیاہ ک
سیاہ کلاہ زخمی ہی عفریت پلید اپنی بارگاہ میں ہی انشاءاللہ ان سب کا حال مقامات مناسب پر آیندہ لکھا جائیگا

داستان جانا جہتر شاہین کا قلعہ تنگ رواحل میں اور عیاری کر کے ملکہ مہر نگار کو لیکر چلینا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری وغیرہ کا بعد جنگ پھر ملکہ مہر نگار کو قلعہ تنگ رواحل میں لانا اور ہرمز و فرامرز و بہمن کا چڑھائی کرنا

راویان سرا پا دانش اس داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب زوبین اور ہرمز و فرامرز اور بختک مع لشکر کثیر بسمت قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوئے اثناے راہ میں زوبین نے اپنے عیار جہتر شاہین سے کہا کہ خواجہ عمرو نے کیا اچھی عیاری کی اور ملکہ مہر نگار کو قلعہ تنگ رواحل کیطرف لے گئے کوئی عیاری تو ایسی نہیں کی کہ جس سے ہمارا دل خوش ہوتا شاہین نے عرض کیا کہ اگر آپ مجکو قلعہ تنگ رواحل کیطرف جانیکی اجازت دیں اور میرے بعد آپ بھی قلعہ تنگ رواحل کیطرف جلد آئیں تو میں ملکہ مہر نگار کو بہ عیاری قلعہ تنگ رواحل سے لے آؤں زوبین نے کہا تو جا میں بھی بعد تیرے ضرور آؤنگا اور تیری اعانت کرونگا جہتر شاہین یہ سُنکے اور بانے عیاری سے اپنے تن پر آراستہ کر کے طرف قلعہ تنگ رواحل کے روانہ ہوا اثناے راہ میں جہتر شاہین نے دور سے دیکھا کہ پس پشت میرے سرہنگ ملی عیار شاگرد خواجہ عمرو چلا آتا ہی جہتر شاہین نے خیال کیا کہ یقیناً سرہنگ ملی قلعہ تنگ رواحل میں جائیگا اس کوئی عیاری کرنا چاہیے یہ خیال کر کے جہتر شاہین نے ایک جھیل پر پہونچکے دو تین پیچے اور حقے اور چلمیں اپنی کسوت عیاری سے نکالیں اور جلدی جلدی بیچوں کو جھیل کے پانی سے تر کیا اور کچھ لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کی اور اپنی صورت بہ شکل فقیر بنائی اور سر راہ حقے لیکر بیٹھا جب سرہنگ ملی قریب فقیر نقلی کے پہونچا فقیر نے اسطرح دعا دی کہ اے مسافر خدا تیرا بھلا کرے اور جلد منزل مقصود پر بخیر و عافیت تجھے پہونچائے اور تمناے دلی بر لائے بابا حقہ میں نے بھرا ہی ذرا ٹھہر جا زیر درخت تھوڑی دیر توقف کر حقہ پی لے پھر جہاں تجکو جانا منظور ہی چلا جائیو سرہنگ ملی گفتگوے فقیر سُنکے خیال کرنے لگا کہ یہ فقیر مسلمان معلوم ہوتا ہی ذرا اسکے پاس ٹھہر کے حقہ پی لینا چاہیے اور حال اپنے اُستاد کا اُس سے دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کر کے سرہنگ ملی فقیر نقلی کے قریب آیا فقیر نقلی نے ایک ٹکر اٹاٹ کا بچھا دیا سرہنگ بیٹھا فقیر نقلی نے پوچھا بابا کہاں سے آتے ہو اور کہاں جاؤگے سرہنگ ملی نے کہا میں کعبہ سے آتا ہوں اور تنگ رواحل میں جاؤنگا فقیر نقلی نے پوچھا قلعہ تنگ رواحل میں کسواسطے جائیگا سرہنگ ملی نے جواب دیا کہ میں بہ ضرورت کعبہ میں رہ گیا تھا چونکہ اُستاد ہمارے خواجہ عمرو مع سرداران امیر اور ملکہ مہر نگار قلعہ تنگ رواحل کیجانب گئے ہیں اسوجہ سے اب میں بھی اُنکے پاس جاتا ہوں فقیر نے کہا بابا تو سچ کہتا ہی تین روز کا زمانہ گذرا ہی کہ اسی طرف سے خواجہ عمرو مع لشکر گئے تھے میں نے جو دعا دی تو انھوں نے مجکو زر و جواہر موافق میری لیاقت کے عطا فرمایا اور حقہ پیا اور چلے گئے مجکو یقین ہی کہ وہ قلعہ میں پہونچ گئے ہونگے سرہنگ نے کہا اے درویش نیک سیرت کیا تو اسی درخت کے نیچے شب و روز رہتا ہے فقیر نے جواب دیا نہیں بابا دن بھر یہاں رہتا ہوں اور شب کو سامنے جو وہ گانوں ہی چلا جاتا ہوں گانوں میں میرا مکان ہی اہل عیال بھی ہیں یہ کہکے فقیر نقلی نے تمباکو بنا ہوا نکالا اور چلم بھر کر حقہ

شمعون کو روشن دیکھکر بیتابانہ شمعون پر گرے اور عشق شمع مین شعلۂ شمع سے جل گئے سنتے ہین بیہوشی جو انکے پرون پر تھی
اُسکا دھوان بلند ہوا جس سے کہ وہ مانع بین دھوئین نے سرایت کی وہ بیہوش ہو گیا چنانچہ ایکدم مین سب ملکہ مہرنگار
اور رقاصانہ اور جملہ کنیزین بیہوش ہو گئین مہتر شاہین نے نقب سے نکل کے ملکہ مہرنگار کو چادر عیاری مین باندھا
اور پشتارہ ملکہ مہرنگار کا اٹھا کر نقب مین کودا اور راہ نقب سے اُسی گوشہ قلعہ مین آیا نقب سے نکل کے دیوار قلعہ پر
کمند پھینکی اور جلدی سے بذریعہ کمند دیوار قلعہ پر پہونچا اور پھر بذریعہ کمند دیوار قلعہ سے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا لیکر اترا کسی اہل
قلعہ کو مہتر شاہین کے آنے جانے کی خبر بھی نہ ہوئی غرض جب مہتر شاہین نیچے دیوار قلعہ کے پہونچا فوراً جانب
لشکر زوبین روانہ ہوا وقت صبح مہتر شاہین نے دور سے دیکھا کہ ایک میدان وسیع مین لشکر اترا ہوا ہے اور خیام
بارگاہ استادہ ہین مہتر شاہین نے خیال کیا کہ یہ لشکر زوبین کا معلوم نہین ہوتا ہے یہان سے جلد تر پلٹنا لیکر
نکل جانا چاہیے یہ خیال کرکے مہتر شاہین بصد عجلت چلا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ قیطاس شیر شکار
حاکم قیطاسیہ برائے مدد زوبین وغیرہ بجمعیت چہل ہزار سواران جرار جو اپنے ملک سے روانہ ہوا تھا اس جگہ مقیم
تھا اس نے جو دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ لیے ہوئے جلد تر چلا جاتا ہے خیال کرنے لگا کہ شاید یہ شخص چور ہے مال
اسباب کا پشتارہ لیے جاتا ہے یہ خیال کرکے قیطاس شیر شکار نے اپنے لشکر کے سوارونکو حکم دیا کہ اس شخص کو جو
پشتارہ لیے جاتا ہے جسطرح ہوسکے اسے ہمارے پاس لے آؤ خبردار یہ شخص جانے نہ پاوے سواران لشکر نے بموجب حکم
قیطاس شیر شکار گھوڑے بڑھائے اور قریب مہتر شاہین کے پہونچکے بآواز بلند کہنے لگا کہ او دزد کہان بھاگا جاتا ہے ٹھہر جا
مہتر شاہین سوارون کی آواز سنکے بھاگا سوارون نے گھوڑے دوڑا کر شاہین کو پکڑا شاہین عیار نے کہا تم نے
مجھکو کیون پکڑا ہے چھوڑ دو سوارون نے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے تجھکو بلایا ہے جلد چل شاہین نے کہا مین تو نہ جاؤنگا سوارون نے
تلوارین اور نیزے سر و سینہ مہتر شاہین پر رکھ دیے اور کہا کہ اگر نہ چلیگا تو ابھی تجھکو قتل کرینگے اور تیری لاش اور یہ پشتارہ
اپنے بادشاہ کے پاس لیجاوینگے جب مہتر شاہین نے دیکھا کہ اگر مین نہین چلتا ہون تو سوار ضرور مجھکو قتل کر ڈالینگے اسوقت
بدرجۂ مجبوری و ناچاری شاہین ہمراہ سوارون کے چلا جب سواران قیطاس شیر شکار مہتر شاہین کو خدمت بادشاہ
مین لائے قیطاس شیر شکار نے مہتر شاہین سے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیری پشت پر یہ پشتارہ کیسا ہے مہتر شاہین
نے عرض کیا کہ پہلے آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجیے پھر مین اپنا نام اور حال پشتارے کا بیان کرونگا بادشاہ
نے کہا اے شخص آگاہ ہو نام میرا قیطاس شیر شکار ہے اور مین حاکم قیطاسیہ کا ہون مین نے سنا ہے کہ فی الحال زوبین
وغیرہ فراموز لشکر لیکے کیطرف آئے ہین اور امیر کے سردارون سے لڑ رہے ہین قلعہ فتح نہین ہوتا ہے اسوجہ سے مین انکی
مدد کے واسطے آیا ہون وہان پہونچکر ایکدم مین قلعہ کو فتح کرونگا شہنشاہ نوشیروان مجھ سے خوش ہوگا مہتر شاہین نے
تقریر بادشاہ کی سنکے خیال کیا کہ قیطاس میرا عدو نہوگا کیونکہ یہ دوست زوبین وغیرہ کا ہے یہ خیال کرکے مہتر شاہین
نے عرض کیا اے بادشاہ آپ کو معلوم ہو کہ مین عیار زوبین کا ہون نام میرا مہتر شاہین ہے قلعہ تنگ خالی ہو گیا ہے سرداران امیر
قلعہ تنگ رواحل مین ہین یہ پشتارہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کا ہے حکم زوبین سے بیہوش کرکے ملکہ کو لیے جاتا
ہون زوبین وغیرہ بھی لشکر لیے ہوئے اسیطرف آتے ہین اب مین امیدوار ہون کہ جلد حضور مجھکو اجازت جانے
کی دین ایسا نہو کہ خواجہ عمرو اور سرداران لشکر امیر اگر مجھکو گرفتار کر لین اور پشتارہ ملکہ مہرنگار کا مجھ سے چھین لین
قیطاس شیر شکار نے تقریر مہتر شاہین کی سنکے کہا اے شاہین یہ مناسب نہین ہے کہ تو دختر شہنشاہ نوشیروان کو اسطرح
لیجائے مجھکو بادشاہ ہفت کشور کا ادب کرنا لازم ہے اگر تجھکو خوف و خطر سرداران لشکر امیر کا ہے تو مین موجود ہون

اُنسے مقابلہ کرونگا پس مجکو لازم ہے کہ ملکہ کو ہوشیار کرکے ایک محافہ یا پالکی میں بٹھاؤں اور بہ صد پردہ داری ملکہ مہرنگار کو پاس
زروبین کے لیجا ملکہ ہمراہ میرے لیچل ہین یہانسے کوچ کرتا ہون اور آگے بڑھکر اثناے راہ میں زروبین وغیرہ سے ملاقات
کرتا ہون جہتر شاہین نے بموجب ارشاد قیطاس شبیر شکار کے تنہائی میں ایک محافہ میں نشانرہ ملکہ مہرنگار کا رکھا اور
چادر عیاری سے ملکہ کو نکال کر محافے میں رہنے دیا ہوشیار نہین کیا جب جہتر شاہین ملکہ مہرنگار کو محافے میں سوار
کر چکا قیطاس نے حکم کوچ لشکر دیا آمادہ سفر ہوا اور ہمراہ قیطاس شبیر شکار کے چلا کہاروں نے محافہ ملکہ مہرنگار کا اٹھایا
شاہین عیار ہمراہ قیطاس شبیر شکار ہو قیطاس شبیر شکار زروبین کیطرف جاتا ہے لیکن اب حال قلعہ تنگ رواحل
کا لکھا جاتا ہے کہ جب صبح ہوئی اور نسیم سحر چلی قتانہ اور کنیزیں ہوشیار ہوئین سب نے دیکھا کہ ملکہ مہرنگار مسہری پر نہیں ہین
قتانہ یہ حال دیکھکر نہایت متردد ہوئی اور ہر طرف ملکہ مہرنگار کی جستجو کرنے لگی ایک سمت قتانہ نے دیکھا کہ نقب ہے
قتانہ کو یقین ہوا کہ کوئی عیار ملکہ مہرنگار کو لیگیا اُسوقت قتانہ اور کنیزیں اسدرجہ روئین اور فریاد و فغان کرنے لگین
کہ جملہ اہل قلعہ نے صداے نالہ و بکا سُنی خصوصاً خواجہ عمرو نے صداے فریاد سُنکے خیال کیا کہ آج کنیزیں کیون روتی ہین یہ
خیال کرکے خواجہ بیتاب و بیقرار ہوکے خوابگاہ ملکہ مہرنگار کے پاس گئے اور قتانہ وغیرہ سے پوچھنے لگے کہ سبب نالہ و فریاد
کیا ہے قتانہ وغیرہ نے عرض کیا کوئی عیار ملکہ کو لے گیا ہے نقب موجود ہے خواجہ عمرو نے نقب کو دیکھکر خیال کیا کہ بیشک
کوئی عیار ملکہ مہرنگار کو لیگیا ہے یہ خیال کرکے خواجہ نے اہل قلعہ سے پوچھا کون شخص فی الحال قلعہ میں آیا تھا
سب نے عرض کیا سرہنگ ملی آیا تھا خواجہ عمرو نے کہا دیکھو سرہنگ ہے یا نہیں ہے ہر چند سب نے سرہنگ ملی کو
تلاش کیا لیکن کہین قلعہ میں سرہنگ ملی نہ ملا خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ کوئی عیار بشکل سرہنگ ملی آیا تھا
وہی ملکہ مہرنگار کو لے گیا ہے یہ خیال کرکے خواجہ بیقرار ہوگئے اور سرداروں سے کہنے لگے کہ اگر عیار ملکہ مہرنگار
کو نوشیروان کے پاس لے گیا اور کہین لیگیا اور حمزہ صاحبقران نے ہم سے آکر ملکہ کو پوچھا تو ہم کیا جواب دینگے پس بہتر
اور مناسب یہ ہے کہ ہم سب عیار کی تلاش و جستجو میں چلین اور عیار سے جسطرح ہوسکے نشانرہ ملکہ مہرنگار کا
لے لین اور اُسے گرفتار کرین جملہ سرداروں نے عرض کیا کہ خواجہ جلد چلیے ہم موجود ہین آپ کے ہمراہ ابھی چلتے
ہین خواجہ عمرو نے کہا اچھا تم بھی چلو اور میں بھی چلتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو قلعے سے نکلے اور ایک سمت بہ
تلاش عیار روانہ ہوئے پھر گرتبت سپر گردان اور نعمان بن منذر شاہ یمنی ایک جانب مع لشکر روانہ ہوئے
اسی طرح ذوالحمار عادی وغیرہ برادران پہلوان عادی مع فوج ایک سمت بہ تلاش عیار ناہنجار روانہ ہوئے
ایک طرف زمتاش بہادر یونانی پسر فریدون شاہ یونانی برادر نسبتی امیر اور توقیر وغیرہ مع سپاہ جستجوے
عیار ناہنجار کے واسطے چلے ایک سمت پہلوان عادی تخت شدادی لیکر اور گھوڑے لیکر اور گھوڑے پر
سوار ہوکر مع لشکر چلا سرہنگ مصری عیار بھی پہلوان عادی کے ہمراہ چلا غرض قلعہ تنگ رواحل میں چند
کس رہ گئے اور باقی جملہ سردار اور عیار برائے تلاش عیار بدکردار چہار جانب جنگل کے روانہ ہوئے اور گھوڑے و تگو
دوڑا کر دور نکل گئے اور عیار کی تلاش کرنے لگے غرض سب سرداران کا حال تو لکھا جائے گا لیکن حال پہلوان عادی
کا لکھا جاتا ہے کہ جو گھوڑے پر سوار ہوکے اور تخت شدادی کو لیکے مع فوج دس بارہ کوس تک گیا دیکھا ایک
لشکر چلا جاتا ہے پہلوان عادی نے سرہنگ مصری سے پوچھا نہیں معلوم یہ لشکر کسکا ہے سرہنگ مصری
نے عرض کیا ہمراہ اس لشکر کے دیکھیے کہ ایک محافہ ہے یقین ہے کہ محافہ میں ملکہ مہرنگار ہون پہلوان عادی
نے یہ تقریر سُنکے گھوڑا اپنا بڑھایا اور قریب لشکر پہونچکے نعرہ کیا نعرہ ہیل عادیان پور شدادیان

منم آن عمرو عادی پہلوان دلیران برگرا بار سر برتن باسشت ٭ حلیمم علاجش بدست من ست ٭ قیطاس شیر شکار
نعرہ پہلوان عادی کا سنکے ٹھہرا جب عادی قریب لشکر قیطاس شیر شکار کے پہونچا پوچھنے لگا تو کون ہے اور اس
محافے مین کون ہے قیطاس نے جواب دیا نام میرا قیطاس شیر شکار ہے اور اس محافے مین دختر نوشیروان ہے مین ملکہ کو
لیے جاتا ہون پہلوان عادی نے کہا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو ملکہ مہر نگار کو میرے حوالے کر ورنہ مین تجھکو ہلاک
کرونگا قیطاس شیر شکار کو یہ کلمہ پہلوان عادی کا نہایت ناگوار ہوا بہ تہور تمام غضب جواب دیا کہ تیری کیا لیاقت ہے کہ تو
مجھسے ملکہ کو لے لیگا مین تجھ ایسے ہزار آدمیون کو قتل کرونگا تو نہین جانتا کہ مین شجاع اور بہادر ہون پہلوان عادی نے
جواب دیا اگر تجھکو دعوی شجاعت ہے تو پھر تلوار کھینچ اور مجھسے مقابلہ کر قیطاس شیر شکار نے یہ سنکے نیزہ پہلوان عادی
کے سینے پر لگایا پہلوان عادی نے نیزے سے اپنے تئین بچایا اور تخت شادی سر پر قیطاس کے مار کر قیطاس کو ہلاک
کیا پھر لشکر قیطاس شیر شکار کو قتل کرنا شروع کیا لشکر قیطاس کا بھاگنے کو ہی تھا ناگاہ ثروبین ہزار سوار سے آیا اور
پہلوان عادی سے مقابلہ کیا اور تیغ آبدار سر پہلوان عادی پر لگائی عادی نے سر کو تو شمشیر سے بچایا لیکن اپنے
شکم کلان کو ہر چند بچایا اور نہ بچایا لیکن تلوار شکم پر پڑی گئی اور قریب ایک ہاتھ بھر کے پوست شکم کو کاٹ کر نکلی اسوقت
پہلوان عادی نے ایک ہاتھ سے اپنے پیٹ کو سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے ضرب تخت شادی ثروبین کے سر پر لگائی
ہر چند ثروبین نے سر کو بچایا لیکن سر ثروبین کا زخمی ہوا ثروبین نے مردان لشکر کو حکم دیا کہ اس پہلوان کو قتل کرو تب حکم
مردان لشکر بڑھے اور فوج پہلوان عادی پر حملہ آور ہوئے مردان فوج پہلوان عادی بھی لڑنے لگے دونون لشکر
مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی سوار دونون طرف کے تیر و نیزہ و شمشیر گرز سے قتل ہو ہو کر گھوڑون سے
زمین پر گرنے لگے زخمی سوار خاک پر گر کے تڑپنے لگے اور در روز زخمہائے کاری سے نالہ و فریاد کرنے لگے زمین کثرت خونریزی
سے رنگین ہو گئی جا بجا لاشون کے انبار اور کشتون کے ڈھیر ہو گئے اسی گرمی جنگ مین تھوڑے سے
سوارون نے محافہ ملکہ مہر نگار پر قبضہ کیا اور ایک پہاڑ کی طرف جو وہان سے قریب تر تھا لے کر چلے
مہر شاہین نے عین جنگ مین ثروبین سے کہا حضور دیکھیے سواران فوج عادی محافہ ملکہ مہر نگار کا لیے
جاتے ہین ثروبین بیحال دیکھ کے طرف محافے کے چلا سواران عادی محافہ کو بالائے کوہ لیگئے ثروبین بھی پہاڑ پر
چڑھنے لگا اسوقت ملکہ مہر نگار ہوشیار ہو گئی تھین اور جنگ و جدال سے آگاہ ہوئی تھین اب ثروبین کو
آتے دیکھکر محافے مین بہ گریہ و زاری اور بہ نالہ بیقراری درگاہ باری مین برائے حفظ و آبرو و عزت دعا کرنے لگین
ناگاہ بقدرت پروردگار ایک جانب سے کسیقدر غبار بلند ہوا ثروبین دیکھنے لگا جب اس غبار کو ہوا نے
دور کیا ثروبین نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بقدر عجلت چلے آتے ہین جب خواجہ قریب کوہ پہونچے سوارون
نے پہاڑ پر سے کہا ای خواجہ جلد آئیے دیکھیے ثروبین مع چند سوارون کے اس پہاڑ پر آتا ہے ہم تو ملکہ مہر نگار کے
محافے کو بصد مشکل میدان جنگ سے یہان لے آئے ہین لیکن اب ثروبین محافہ ملکہ کا لیجائیگا خواجہ عمرو
سوارون کی گفتگو سنکے برہم ہوئے اور کہنے لگے کیا مجال ثروبین نالائق کی کہ محافے کو ہاتھ بھی لگا سکے یہ کہکے
خواجہ عمرو نے ایک گوپھن مین ایک سنگ تراشیدہ رکھا اور گوپھن کو چرخ دیکر بازوے ثروبین پر پتھر مارا ثروبین
کے بازو کو پتھر سے نہایت صدمہ ہوا پھر خواجہ عمرو نے متواتر گوپھن مین پتھر رکھکر اور تاک تاک کر ثروبین
پر لگانا شروع کیے یہان تک پتھر مارے کہ ثروبین گر پڑا اور سوارون کو گمان ہوا کہ ثروبین مر گیا جو
سوار کہ ہمراہ ثروبین پہاڑ تک آئے تھے اُنھون نے ثروبین کو زمین سے اُٹھایا اور گھوڑے پر ڈال کے

لیجاکر قلعہ تنگ رواحل میں داخل کیا خواجہ عمرو بھی داخل قلعہ ہوئے پہلوان عادی کے پیٹ پر جو زخم تھا اُسکا علاج ہونے لگا زخم میں ٹانکے لگائے گئے مرہم کا پھاہا بنا کر زخم شکم پر رکھا گیا بعد اسکے جملہ سردار اور خواجہ عمرو فتح پانے سے اور ملکہ مہرنگار کو لے آنے سے بہت خوش ہوئے ملکہ مہرنگار بھی مسرور ہوئیں قلعے میں سب شاد و خرم ہیں لیکن اب حال سرہنگ ملی کا لکھا جاتا ہے کہ جب مہتر شاہین پشتارہ سرہنگ ملی کا درخت پر رکھ کے قلعہ تنگ رواحل کیطرف چلا آیا قریب شام چند مسافر اُسطرف آ گئے اور اُسی درخت کے نیچے بیٹھکر اکل و شرب میں مصروف ہوئے اتفاق سے ایک مسافر نے بالائے درخت جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک گٹھڑی رکھی ہے اُس مسافر نے نہایت خوش ہو کر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ لات مناة نے شاید میرے حال پر رحم کھایا اور اپنی قدرت سے مال کثیر مجھکو عنایت کیا اب پریشانی و تنگدستی رفع ہو جائیگی دولت کثیر ہاتھ آئیگی امیر ہو جاؤنگا ہاتھی اور گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کیا کرونگا سیکڑوں خادم خدمتگار چوبدار وغیرہ نوکر رکھونگا ایک ایوان بلند و وسیع بنواؤنگا مثل بادشاہ یا وزیر کے زندگی بعیش و آرام بسر کرونگا اسوقت ستّو کھا رہا ہوں کل سے پوریاں اور دیگر اغذیہ لطیف کھاؤنگا آج تو یہ کپڑے پُرانے پھٹے ہوئے زیب تن ہیں لیکن کل دن سے وہ لباس زیب تن کرونگا کہ کسی راجہ نے ویسا لباس خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا علاوہ اسکے آج تک تو ننگے پانوں پھرا کیا کبھی جوتا پہننا نصیب نہ ہوا اس سفر میں سیکڑوں کانٹے تلوؤں میں چبھے اور بہت سے آبلے تلوؤں میں پڑے حرارت آفتاب سے پریشان ہوا صحرا نوردی سے نہایت مضطر ہوا لیکن اب لات و مناة نے مجھ پر رحم کیا ہے اب میں کبھی زمین پر قدم نہ رکھونگا بجز سواری کے ایک قدم بھی پیادہ نہ چلونگا شب و روز گاڑی یا گھوڑے پر سوار رہونگا اور نہایت تیز گھوڑے دوڑاؤنگا اگر دس بیس آدمی گاڑی یا گھوڑے کے نیچے کچل جائینگے اور مر جائینگے تو مجھے ذرا بھی صدمہ نہوگا اگر میرا دل چاہیگا اور طبیعت میری درست ہوگی تو لات و مناة کی پرستش اور درشن کے واسطے بخدم و حشم جاؤنگا راہ میں اگر فقرا مجھ سے کچھ طلب کرینگے تو کسی کو ایک کوڑی بھی نہ دونگا کیونکہ آج تک مجھکو بھی کسی نے کچھ نہیں دیا یہ باتیں مجھکو تاحیات یاد رہینگی یہ اپنی مصیبت اور تکلیف کبھی فراموش نہ ہوگی کسی پیاسے مسافر پر بھی رحم نہ کرونگا اگر کوئی مسافر مرتا بھی ہوگا تو اُسے پانی نہ دونگا جہاں تک مجھ سے ہو سکیگا ہر ایک پر ظلم کرونگا کیونکہ مجھ پر کسی نے رحم نہیں کھایا ہے اور اس مسافری اور غربت میں کبھی کسی نے ایک قطرہ پانی کا مجھے نہیں پلایا ہے میں ہی نے اپنے ہاتھ سے پانی کنوئیں سے نکالا جبھی مجھکو پانی میسر ہوا ہے مسافران دیگر نے مسافر سے کہا او نالائق خاموش رہ تو کیسی واہیات باتیں کرتا ہے کیا تجھکو سودا یا مالیخولیا ہو گیا ہے بیکار دیوانہ وار گفتگو کرتا ہے شاید حرارت آفتاب سے گرمی تیرے دماغ میں زیادہ ہو گئی ہے دماغ تیرا صحیح نہیں ہے یا تجھکو جنون ہو گیا ہے یا کوئی بھوت یا پریت یا کوئی خبیث تیرے سر پر سوار ہو گیا ہے تجھکو لازم ہے کہ موافق لیاقت کے اپنا علاج کرا اور اپنے گھر کسیطرح چلا جا ہمارا ساتھ نہ رکھ اگر کوئی تیری یہ باتیں سنیگا تجھکو مار ڈالیگا اور ہملوگونکو ضرور کچھ نہ کچھ تیری تباہی کے سبب سے سزا ملیگی بس ہم کو منظور نہیں ہے کہ تیری وجہ سے ہم کسی آفت و بلا میں پھنسیں مسافر نے کہا میں تو دیوانہ نہیں ہوں لیکن تم سب نابینا ہو اور بیوقوف ہو میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں کیونکہ مجھکو دولت نظر آتی ہے مسافروں نے پوچھا وہ دولت جو تجھے نظر آتی ہے کہاں ہے ہم کو تو نظر نہیں آتی اس مسافر نے کہا اسی وجہ سے تو میں تمکو اندھا کہتا ہوں کہ دولت سامنے ہے اور تمھیں نظر نہیں آتی تو اگر ذرا بھی آنکھوں میں نور ہو تو دیکھو میرے اور تمہارے سر پر گٹھڑی دولت کی ہے مسافروں نے اپنے سر اوپر اٹھا کے دیکھا اور کہا ہمارے سر پر تو بالائے درخت گرد و غبار ہے نہ تو کوئی گٹھڑی ہے نہ پشتارہ ہے مسافر نے کہا بیشک تم سب اندھے ہو گئے ہو

تم تو مجھے کہتے تھے کہ علاج کرو اب تم کو مناسب ہے کہ تم اپنی آنکھوں کا علاج کرو کسی کحال کے پاس جاؤ اپنی آنکھیں سینکو
کوئی سرمہ برائے بصارت چشم آنکھوں میں لگاؤ تم کو میرے سر پر غبار نظر آتا ہے مردم غافل و دیدہ و دانستہ بھی تم کو بینا نہیں کہیں گے
میری طرح وہ بھی تم کو اندھا کہیں گے مسافروں نے کہا ہم تو اندھے نہیں ہیں ہم کو تو ہر ایک شے نظر آتی ہے لیکن درخت نہیں
دکھائی دیتی ہے مسافر نے کہا جب گٹھڑی دولت کی تمہیں نظر نہیں آتی پھر کیا تمہیں دکھائی دیتا ہے مسافروں نے گھبرا کر اور
آنکھیں اپنی مل کر بہ منت پوچھا کہ ذرا ہمیں بھی اچھی طرح دولت کو دکھلا دو اگر دولت ہم کو نظر آ گئی تو ہم یقین کر لینگے کہ تم سچے ہو
اور ہم بھی بینا ہیں ورنہ ہم کو گمان اپنے اندھے ہونے کا ہوگا اور ہم کو یہ یقین ہو جائیگا کہ ہم اندھے ہو گئے مسافر نے کہا یہ جو درخت
کے اوپر گٹھڑی رکھی ہے جب مسافروں نے بغور تامل دیکھا پشتارہ نظر آیا مسافروں نے کہا ایک گٹھڑی درخت کے اوپر رکھی ہوئی
دکھائی دیتی ہے مسافر نے کہا ہاں یہی دولت ہے اسکو میں گھڑی دیر سے تم سے کہہ رہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسافر نے اپنا مال
و زر اس درخت پر رکھا ہے اور بھول کر چلا گیا ہے اب یہ مال و اسباب میری قسمت کی یاوری سے مجھکو ملا ہے میں پہلے ہی سے کہتا
ہوں کہ اس مال و زر سے میں تم کو ایک کوڑی بھی نہ دونگا مسافروں نے کہا کہ نعمت الٰہی ہمکو دینا اور نعمت تم لینا کیونکہ تم بھی
محتاج ہیں تونگر نہیں ہیں مسافر نے جواب دیا کہ تم سب نے مجھکو دیوانہ بنایا ہے اور جو کچھ میں نے تمہاری زبان سے سنا ہے وہ سب میں
سمجھ گیا ہوں تم کو کچھ نہ دونگا مسافروں نے کہا ہم تم سے لینگے آخر باہم کر خوب سخت کلامی کی اور رہ پر بیٹھے ہوئے آخر کار ایک
مسافر نے کہا کہ گٹھڑی کو تو درخت پر سے اتارو دیکھو تو اسمیں کیا ہے اور کس قسم کا مال و اسباب ہے یہ سنکے وہ مسافر
جسنے پہلے گٹھڑی درخت پر دیکھی تھی وہی درخت پر چڑھا اور پشتارہ کو اٹھا کر خوش ہوا کہنے لگا کہ اسمیں بہت مال و زر ہے مسافر
نے کہا کہ درخت سے اترو پشتارہ کھولکر دیکھو کیونکہ بیٹھے ہی ہیں کیا کہتے ہو کہ اسمیں بہت مال ہے غرض جب وہ مسافر درخت تمام پشتارہ
لیکر درخت سے اترا اور چادر کو کھولا دیکھا کہ ایک آدمی بیہوش ہے بعض مسافر تو ڈر گئے اور بعض مسافروں
نے کہا کہ اس سے ڈرنا بیکار ہے مثل ہمارے یہ بھی انسان ہے اسکو ہوشیار کرنا چاہیے اور حال اسکے بیہوش
ہونے کا پوچھنا چاہیے یہ کہکر ایک مسافر نے اپنی بیہوشی کی دماغ سے اتاری اور سرہنگ کے منہ پر پانی
چھڑکا اور دست و پا بھی سرہنگ کی کے آب سرد سے تر کرکے اور کچھ پانی دماغ پر ڈالا سرہنگ کی کہ بیہوش تھا
آنکھیں کھول کر دیکھا کہ چند مسافر میرے گرد بیٹھے ہیں مسافروں نے سرہنگ کی سے پوچھا تم کون ہو اور کسنے
تم کو بیہوش کیا سرہنگ کی نے اپنا نام بتایا اور تمام حال فقیر کے حقہ پلانے کا بیان کیا مسافر تو چپکے
اور راہ میں اس مسافر سے کہنے لگے خوب گٹھڑی درخت پر سے اتاری اور خوب دولت تم نے دیکھی اور پائی ناحق ہم
سے اور تم سے اسقدر لڑائی ہوئی اسنے کہا گٹھڑی تو تھی لیکن تمہاری بدبختی سے گٹھڑی میں مال و زر نہ نکلا ایک آدمی نکلا
غرض مسافر تو منزل مقصد کی طرف روانہ ہوئے لیکن سرہنگ کی کو جب اچھی طرح ہوش آیا اور حواس درست
ہوئے سمت قلعہ سنگسار روانہ چلا اور بعد طے کرنے راہ کے قلعہ سنگسار داخل ہوا عمرو نے حال وہیں کا
پوچھا سرہنگ نے کہا میں نے راہ میں دیکھا ہے کہ زوبین نہایت علیل ہے اُس سے [illegible] جاتی ہے
خواجہ عمرو سے تمام حال جہتر شاہین کے آنے کا اور لڑائی ہونے کا مفصل بیان کیا سرہنگ نے اپنے بیہوش ہونے
کی اور ہوشیار ہونے کی کیفیت بیان کی عمرو واسطے علاج زوبین کے اُسی وقت روانہ ہوئے فقط

داستان پیدا ہونا عمرو بن حمزہ یونانی کا اور فرخ نگار اور پرورش پاکر واسطے سیر و شکار جانا اور قتل کرنا مہران بن شنکل خوارزمی کو ساقی نامہ

قسمت مری سوئی ہے جگا دے	بیدار ہو دیدہ دلان کھول	اے ساقی بشر شد میخانہ کھول

چھلکتا منھ پر شراب لگا دے
شیشے شیشے سے شراب ناب نکلے
اس پانی سے آ چمن کرون مین
منجن کو ہے کا دُرد کا تی
دستے توڑکے شاخ گلبن تاک
غائب ہوا صبح کا ستارہ
صد چاک ہے صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہے
سرخاب سے غم کی رات کاٹی
گم مثل شرر ہوا چمک کے
وہ بانگ اذان بنا ہے کب کو
تارے جو تھے دیدۂ فلک کے
ہے بہر وضو کے گل وہ پانی
بلبل لحن طیور سنکے سُن ہے
انگلی کی طرح چٹک رہی ہے
لانا بنت العنب کو لانا
وہ چار برس اُدھر کی دنیا
وہ سرخی جو روئے یار کی دے
جسپر زاہد کی رال ٹپکے
ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم
آمد ہوئی بزم مین پری کی
بے منت خلق و خوف انجام
خالی ہوئے ظرف بھر گیا جی

سجدے کو جھکے سر خم مُل
اس شرق سے آفتاب نکلے
دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
کلی کو شراب مشکبو دے
ظاہر ہوا مہر عالم آرا
آنکھین ملتے ہین غنچۂ تر
شاخون کو صبا ہلا رہی ہے
جو چاند کہ مار شب کا من تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کے
کہتے تھے جنھین چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوئے جھپک کے
باغون مین نسیم چل رہی ہے
ہر مرغ کو بھیروین کی دھن ہے
ساقی لانا شراب سرجوش
جلتی ہو شراب شب پلا جا
وہ مے جو ہو بے مثال سب مین
جو بوئے عرق بہار کی دے
جسکا ایوان ہے شیشۂ دل
آ پہونچی دخت رز پری چھم
وہ آئی کیا مراد آئی
ملنے لگا لب سے لب جام
جب نشہ اپنا رنگ لایا

ہو بانگ اذان صدائے قلقل
چلو مین شراب تر بھرون مین
مینا کی طرح کرون غرارا
دانتون کو ہوا انتظار مسواک
صہبائے سبو پئے وضو دے
پرزے پرزے ہے گل کا دامان
چھینٹے دیتی ہے اوس منھ پر
مہ نے نہ رہ التفات کا کی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو شور تھا پاسبان کا شب کو
وہ بن گئے سبز باغ کے پھول
شبنم تھی جو محو درفشانی
پریون کی طرح ٹہل رہی ہے
ہر ایک کلی مہک رہی ہے
بارے آ پہونچے ہین حضرت ہوش
جھوم کی نہ سال بھر کی دنیا
وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین
جسکا مارا مرے تڑپ کے
آنکھین ہین جسکی سیر منزل
کیا مہر نے ذرہ پروری کی
مطلب نکلا مراد آئی
پھر تو مین نے یہان ملک پی
لکھنے بیٹھے قلم اٹھایا

رہ نوردان غریب الوطن و طے کنندگان صحرائے خارستان رنج و محن صعوبت زدگان جادۂ مصیبت و الم گردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہر اندوہ حرمان بے سر و سامان یون تحریر فرماتے ہین کہ جب حمزہ صاحبقران بحکم نوشیروان بہ طلب خراج جانب ملک ہفت گئے تھے تو شہر یونان کو فتح کرکے فریدون شاہ یونانی کو مع مردان شہر مسلمان کیا تھا فریدون شاہ کے تین فرزند اور ایک دختر تھی بڑے بیٹے کا نام نوذر مناش بہادر یونانی تھا اور منجھلے فرزند کا نام صندوق نوش تھا اور چھوٹے پسر کا نام استقتا نوش تھا اور دختر کا نام ملکہ گلشن آرا تھا فریدون شاہ نے حمزہ صاحبقران کو نہایت پسند کرکے اپنی دختر ملکہ گلشن آرا کو امیر با توقیر سے منسوب کرنا چاہا تھا اور امیر نے یہ عذر کیا تھا کہ جب تک مین ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان سے عقد نہ کرلونگا کسی عورت سے شادی نہ کرونگا فریدون شاہ

نے گفتگو باغبانون کی سنکے طرف فرخ کے دیکھا اور بائین ہاتھ سے طمانچہ مارا کہ منھ تمسیر کا سیدھا ہو گیا فرخ اور باغبان
وغیرہ قوت و زور کی تعریف کرنے لگے پھر عمرو بن حمزہ سیر باغ کی کرکے اپنی مادر کے پاس آئے دوسرے روز عمرو بن حمزہ نے
اپنی مادر ملکہ گلشن آرا سے عرض کیا میرا دل چاہتا ہے کہ واسطے شکار کے صحرا مین جاؤن اگر آپ اجازت دیں تو مین
صحرا مین جاؤن اور شکار کھیل کے چلا آؤن ملکہ گلشن آرا نے کہا اے فرزند ملک شندکل بن شندکال فیل زور
خوار رزمی کا تمھارے نانا کے ملک سے قریب ہے اور شندکل بادشاہ جابر و کافر ہے مسلمانون سے ازحد عناد اور
دشمنی رکھتا ہے مین ڈرتی ہون کہ کہین تم ملک مین اسکے نہ چلے جاؤ اور وہ تمھارے حال سے آگاہ ہوکر تم کو گرفتار کرلے
تمھارے نانا گو یونان کے بادشاہ ہین لیکن شندکل سے مقابلہ اور مجادلہ نہین کر سکین گے کیونکہ اسکے پاس آٹھ لاکھ فوج
ہے اور بڑے بڑے پہلوان اسکے ملازم ہین عمرو بن حمزہ نے کہا کہ مین اپنے نانا کے ملک مین شکار کھیلونگا ملک شندکل مین
نہ جاؤنگا جب عمرو بن حمزہ نے اسطرح کہا ملکہ گلشن آرا نے بدرجہ مجبوری اجازت دی عمرو بن حمزہ خوش ہوکر باہر آئے
اور چالیس ہزار لڑکون کو جو انکے ہمراہ رہتے تھے انکو اپنے ہمراہ لیکر اور سامان شکار بخوبی کرکے گھوڑے پر سوار ہوئے
فرخ بھی ہمراہ رکاب ہوا عمرو بن حمزہ یونانی مع چالیس ہزار لڑکون کے یونان سے چلے اور جانب صحرا روانہ ہوئے جب
بعد طے کرنے راہ کے صحرائے سبزہ زار مین پہونچے طائرون کے شکار کرنے لگے ناگاہ دو ہرن نظر آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے
مرکب اپنا ان آہوون کے پیچھے دوڑایا وہ آہوان صحرا چوکڑی بھر کر ایک طرف بھاگے عمرو بن حمزہ نے آہوونکا تعاقب کیا یہانتک
کہ اپنے لشکر سے جدا ہوگئے فرخ بھی پیچھے رہ گیا دس بارہ کوس تک آہوون کے تعاقب مین چلے گئے آخر قریب آہوون کے
پہونچکر اور تیر کمان مین رکھکر ایک آہو پر مارا آہو زخمی ہوکر زمین پر گرا دوسرا آہو صحرا مین ایک سمت چلا گیا عمرو بن حمزہ نے
گھوڑے سے اترکے آہو کو ذبح کیا اور ارادہ کیا کہ آہوے مذبوح کے کباب طیار کرین اور کھائین ناگاہ دیکھا کہ ایک آہو
زخمی تیر کا بھاگا ہوا چلا آتا ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے ترکش سے تیر ایک چلہ کمان مین رکھا اور کمان کو کھینچا اور ہرن کی
پیشانی تاک کے تیر مارا تیر پیشانی آہو پر پڑا آہو مجروح ہوکر زمین پر گر پڑا عمرو بن حمزہ یونانی نے خوش ہوکر اس آہو کو
بھی ذبح کیا اور آہوے اول کے برابر اس آہو کو رکھا ناگاہ دیکھا ایک سوار گھوڑے کو دوڑائے ہوئے چلا آتا ہے جب
وہ سوار عمرو بن حمزہ یونانی کے قریب آیا اپنے آہو کو پہچان کر عمرو بن حمزہ یونانی سے پوچھنے لگا کہ او طفل تونے
میرے آہو کو کیون شکار کیا تونے نہین دیکھا تھا کہ پشت آہو پر تیر لگا ہے عمرو بن حمزہ نے جواب دیا اے برادر مین نے اس
آہو کو اس خیال سے شکار کیا کہ میرے ہمراہیون نے اس پر تیر مارا ہے سمجھے یہ نہ معلوم تھا کہ تم نے آہو پر تیر لگایا ہے خیر
اب یہ آہو موجود ہے لے لو اور جو آہو قبل اس آہو کے مین نے شکار کیا ہے وہ بھی موجود ہے تم لیجاؤ مین اور آہو کو شکار
کر لونگا سوار نے کہا یہ تو بتا تو کون ہے عمرو بن حمزہ نے کہا مین فرزند حمزہ صاحبقران کا ہون میرا نانا فریدون شاہ
ہے اور میرا نام عمرو بن حمزہ یونانی ہے اس سوار نے بصد غضب کہا اب مجھکو معلوم ہوا کہ تو مسلمان ہے مین تجھکو قتل
کرونگا اگر تجھکو اپنا زندہ رہنا چند ساعت منظور ہے تو اس آہو کو اپنی پشت پر اٹھاکر میرے ساتھ چل ورنہ مین ابھی
تجھے مار ڈالونگا مین بیٹا ہون شندکل بن شندکال فیل زور بدمست خوار رزمی کا نام میرا مہران ہے مجھ مین زور و
قوت اسدرجہ ہے کہ فیل کلان کو مثل مگس کے ہزار بار ایک ہاتھ سے ایک منٹ مین ادھر سے ادھر اٹھاکے
پھینک دیتا ہون تو ایک طفل ناتوان ہے تیرا قتل کر ڈالنا میرے نزدیک نہایت ہی آسان ہے مین مثل مور
کے تجھکو خیال کرتا ہون عمرو بن حمزہ نے کہا مجھکو مور تصور نہ کر مین فیل مست کو ایک دم مین ہلاک کرتا ہون
میرا قتل کرنا نہایت دشوار ہے اگر تجھکو آہو لیجانا منظور ہے تو لیجا مین ہرگز اس آہو کو اٹھاکر تیرے ہمراہ نہ جاؤنگا

مہران بن شنکل تقریر عمرو بن حمزہ کی سنکر نہایت برہم ہوا اور تیغ آبدار کھینچکر سر پر عمرو بن حمزہ کی لگائی عمرو بن حمزہ یونانی
نے تیغ کو سپر پر روک کے خود بھی تلوار کھینچی مہران نابکار کے سر پر لگائی ہر چند مہران نے شمشیر کو سپر پر روکا لیکن شمشیر
سپر کو کاٹ کر خود پر پڑی اور خود کو کاٹتی ہوئی صراحی گردن مین آئی اور زور ادم لیکر شانہ و کمر کو کاٹ کر زین فرس پر آئی اور
مرکب کو بھی دو ٹکڑے کر کے زیر تنگ پہونچی مہران مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا عمرو بن حمزہ یونانی مہران کو
قتل کر کے خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اس نالایق نے مجھ سے نہایت ہی بدزبانی کی تھی اسی سزا اسکے آگے آئی تھی
ابھی عمرو بن حمزہ یونانی یہ خیال کر رہے تھے کہ فرخ مع لشکر طفلان آیا اور مہران کو زمین پر پڑا ہوا دیکھا اس طرح
پوچھنے لگا کہ ای شاہزادہ ذیجاہ یہ نابکار کون ہے عمرو بن حمزہ نے کہا یہ مہران بن شنکل ہے بعد اسکے تمام حال مہران
کے آنے اور گفتگوے سخت کرنے کا بیان کیا فرخ نے عرض کیا ای شاہزادہ ذی جاہ اب یہاں ٹھہرنا آپ کا مناسب نہین
ہے آپکو لازم یہی ہے کہ آپ جلد [illegible] تشریف لے چلیے اگر اسکے ہمراہی آجاوینگے تو اس دشت مین خوب تلوار چلیگی ہزارہا
آدمی دونون طرف کے قتل ہونگے میدان صحراے سبزہ زار خون سے سرخ ہوجائیگا انجام لڑائی کا نہین معلوم کیا ہوگا
پس میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ یہاں توقف نکیجیے ہر چند عمرو بن حمزہ کا دل نہ چاہتا تھا کہ صحراے سبزہ زار سے روانہ
ہوں لیکن فرخ کے کہنے سے چلے ہمراہیون نے دونون آہو اٹھا کر شکار بند مین لٹکا دیے غرض عمرو بن حمزہ بطالع
راہ یونان مین پہونچے اور اپنی ماں کی خدمت مین گئے گلشن آرا نے پوچھا شکار کھیل کر جلد چلے آئے اسکا کیا
سبب ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے عرض کیا فرخ نے مجھ سے کہا اب صحرا سے چلو اسوجہ سے مین چلا آیا یہ کہکر عمرو
بن حمزہ خاموش ہو گئے اور حال مہران کے قتل کرنے کا بیان نکیا پھر دونون آہو جنکو شکار کیا تھا اپنی والدہ
کی خدمت مین لائے ملکہ گلشن آرا آہوون کو دیکھکر خوش ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ میرے فرزند نے پہلے ہمل آہوون
کو صحرا مین جاکر شکار کیا ہے عمرو بن حمزہ پر زر نثار کیا

داستان لاش مہران کی دیکھکر رونا شنکل کا اور اسپ بلند بلمان اور سہیل شہر شکار اور فولاد زنگی کو مع فوج طرف یونان کے بھیجنا عمرو بن حمزہ کا جانب بصرہ اور قتل ہونا فریدون شاہ اور زخمی ہونا پسران فریدون شاہ کا اور ہمراہ ہونا اہل یونان کا اور اسیر ہونا گلشن آرا وغیرہ کا

راویان خجستہ خواص داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب عمرو بن حمزہ مہران کو قتل کر کے یونان مین چلے آئے ہمراہیان
مہران نے لاش مہران کی صحرا مین دیکھی نہایت محزون ہوئے اور عیاران سے جو وہان بطور [illegible] رہے تھے انسے
پوچھنے لگے کہ ہمارے شہزادہ مہران کو کسنے قتل کیا ہے عیارون نے عرض کیا خداوندا [illegible] ایک لڑکے نے قتل
کیا ہے اور لڑکے کا نام عمرو بن حمزہ ہے یونان کا رہنے والا ہے ہمراہیان مہران نے یہ گفتگو عیارون کی سنکے [illegible] آہ و فغان
مہران کی اٹھائی اور صحراے سبزہ زار سے چلے بلا طی کرتے راہ کے خوارزم مین پہونچے شنکل نے جو شور نالہ و فریاد سنا
گھبرا کر اپنے ملازمون سے کہنے لگا ذرا دیکھو تو یہ کون لوگ نالہ و فریاد کرتے ہین ملازمان شنکل گئے اور ہمراہیان مہران کو
گریہ کنان دیکھکر پوچھنے لگے کہ تم کیون روتے ہو انھون نے تمام حال مہران کے قتل ہونے کا بیان کیا ملازمان
شنکل ہمراہیان مہران کو مع لاش مہران کے شنکل کے پاس لائے شنکل بھی باعث نالہ و فریاد
پوچھنے لگا ہمراہیان مہران نے مہران کا تمام حال عرض کیا شنکل اپنے فرزند کے غم و الم مین نہایت اشکبار
ہوا اور تمام اہل دربار بھی با آواز بلند رونے لگے اُسوقت نارنج جادو بہن زلزلہ جادو کی کہ شنکل پر
عاشق تھی اور تمام طلسم نارنج کی مالک ہے بہاوے شنکل مین بیٹھی تھی ہر چند کہ بصورت اسکی مہیب تھی

لیکن وہ اپنے تئین بہتر وخوب پری سے جانتی تھی اُسنے جو دیکھا کہ مہران کی لاش آئی اور شندکل رو رہا ہے اور تمامی اہل دربار
بھی اشکبار ہین خود بھی ملول اور محزون ہوئی اور شندکل سے کہنے لگی کہ اگر تو مجکو اجازت دے تو ابھی جاکر یونان مین سبکو
قتل کرون کسی کو زندہ نہ چھوڑون اور تیرے فرزند کے قاتل کو گرفتار کرکے تیرے پاس لے آؤن شندکل نے اُسی عالم گریہ و
زاری مین جواب دیا کہ تم نہ جاؤ مین اپنے لشکر کے سردارون کو مع فوج طرف یونان کے روانہ کرتا ہون وہ جاکر سب کو
قتل کرینگے پھر شندکل بن شندکال فیل زور مست خوارزمی نے لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور
فولاد زنگی سے مخاطب ہو کر کہا کہ جلد تم تیس ہزار سواران جرار اپنے لیکر یونان کیطرف جاؤ جب یونان مین پہونچنا
سب کو قتل کرنا شہر تباہ برباد کرنا عورتون کو اسیر کرنا عمرو بن حمزہ کو یا قتل کرنا یا گرفتار کرکے میرے پاس لے آنا لہراسپ
اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی اُسی وقت مع تیس ہزار سوار کے جانب یونان روانہ ہوئے اُدھر سے تو لہراسپ
وغیرہ سمت یونان جاتے ہین لیکن اُدھر فرخ وغیرہ نے فریدون شاہ سے جاکر عرض کیا کہ آپکے نواسے نے [illegible]
مہران کو قتل کیا ہے اور تمام حال قتل کرنے کا بیان کیا فریدون شاہ نے یہ حال سنکے خیال کیا شندکل سپاہ کثیر لیکر ضرور
آئیگا اور عمرو بن حمزہ یونانی کو صدمہ پہونچائیگا یہ خیال کرکے فریدون شاہ نے عمرو بن حمزہ کو بلایا اور بعد دعاے
درازی عمر کے فرمایا کہ اے فرزند ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ تم تھوڑے دنون کے واسطے بصرہ چلے جاؤ اور سیر بصرہ کی کرو وہان شکار
کھیلنا آب و ہوا اچھی ہے بعد سیر بصرہ کے پھر چلے آنا عمرو بن حمزہ نے عرض کیا اگر آپکی خوشی یہی ہے تو مین آج ہی
بصرہ کو روانہ ہوتا ہون یہ عرض کرکے عمرو بن حمزہ یونانی اپنے نانا سے رخصت ہوئے فریدون شاہ نے ہنگام
رخصت عمرو بن حمزہ کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور کہا اے فرزند مین ضعیف ہوا میری زندگانی کا کچھ اعتبار نہین ہے
ہر دم خیال مرگ ہے مثل چراغ سحری کے کوئی دم کا اس دنیاے فانی مین مہمان ہون اگر بعد تمھارے جانے کے مر جاؤن
تو تم خبر میری مرگ کی سنکے ملول نہ ہونا اور بالکل رنج نہ کرنا جہانتک ہو سکے صبر کرنا اے فرزند اس دنیاے فانی سے بڑے
بڑے نامی گرامی شاہان جلیل القدر اور خاصان خدا جانب ملک عدم گئے ہین میری اُنکے آگے کیا حقیقت ہے
حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین سب کو ایکدن مرنا ہے بقا سواے پروردگار کے اور کسی کو نہین ہے دیکھو اے
فرزند اور غور کرو نظم کدھر ہے سکندر کا وہ تخت و تاج + کہان ہے وہ دارا کا لشکر سب آج + کہان اب کیومرث کا نام
ہے + کہان اب وہ جمشید کا جام ہے + یہ کہکر فریدون شاہ عمرو بن حمزہ کو گلے لگاکر بہت رویا عمرو بن حمزہ بوجہ
طفولیت کے وجہ بصرہ کی طرف روانہ کرنے اور تقریر فریدون شاہ کی نہ سمجھے ورنہ عمرو بن حمزہ بصرہ کیطرف نہ جاتے
بعد رخصت ہونے کے عمرو بن حمزہ اپنی مان کے پاس گئے اور اُنسے بھی رخصت ہوئے پھر بہمراہی فرخ وغیرہ
یونان سے جانب بصرہ روانہ ہوئے اور بعد طے کرنے راہ کے بصرہ پہونچے یہان ایکروز فریدون شاہ کو خبر
ہوئی کہ لہراسپ اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی مع تیس ہزار سواران جرار قریب یونان آیا ہے فریدون شاہ
صدرت نوش اور راستفتا نوش اپنے فرزندون کو ہمراہ لیکر مع فوج شہر سے باہر آیا اور لہراسپ سے
ملاقات کرکے بہ عجز کہنے لگا کہ تم ہمارے شہر مین دیکھو پسر حمزہ نہین ہے لہراسپ نے جواب دیا تم نے پسر حمزہ
کو کہین پوشیدہ کیا ہے یا کہین بھیجدیا ہے اب ہم اسکے عوض تم سے انتقام لینگے یہ کہکر لہراسپ نے فریدون شاہ
کو تلوار سے قتل کیا یہ حال جو صدرت نوش اور راستفتا نوش نے دیکھا تلوارین کھینچکر مع لشکر لہراسپ پر
حملہ ور ہوئے لشکر لہراسپ بھی بڑھا تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی سر تنون سے جدا ہونے لگے تیر خدنگ
سینون کے پار ہونے لگے زخمی گھوڑون سے گرکے چلانے لگے جوانان لشکر قتل ہو ہو کر جانب عدم

جانے لگے داوروں کو پیغام قضا آنے لگے بہادر عروس مرگ سے ہم آغوش ہونے لگے گرد و غبار عرصہ کارزار مین بلند ہوا
اسوقت یہ حال ہوا نظم یکے داشتہ دست در سر ز بیم * یکے چار دست چو اردم تیغ تیز * یکے از پیکان جگر کاستہ * یکے مرگ را
آرزو خواستہ * یکے بود بے پا و بے سر یکے * یکے کشتہ تیغ و خنجر یکے * اسی گرمی جنگ مین صدہا نوش اور استقتا نوش
نے صدہا بلکہ ہزارہا سوارونکو قتل کیا آخر دونون سراپا زخمی ہوئے اور مرکب میدان کارزار سے ایک سمت دے گئے
جب یونانیون نے دیکھا کہ دونون شاہزادونکو مرکب لیکر نکل گئے اسوقت یونانی پیچھے ہٹے ہزارون بھاگ گئے مین
قتل ہوئے سیکڑون بھاگ کر نکل گئے یونان بالکل ویران ہو گیا لہراسپ نے ایک ستون برائے نشان
یونان رہنے دیا باقی تمام شہر کھدوا کر ہموار کر دیا جو شہر نہایت آباد تھا اُسکو ویران کر دیا بعد قتل کرنے مردان شہر
اور بربادی شہر کے لہراسپ نے ملکہ گلشن آرا اور فتنہ وزیرزادی اور جملہ کنیزون کو گرفتار کر کے فولاد زنگی کے
حوالے کیا پھر ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ اے بادشاہ عالیجاہ مین نے حضور کے حکم سے فریدون شاہ وغیرہ کو قتل
کیا تمام شہر کو کھدوا ڈالا عورتون کو اسیر کیا ہے اب مین نے ہمراہ فولاد زنگی کے فریدون شاہ کے سر کو اور عورتون کو حضور
کی خدمت مین روانہ کیا ہے اور مین عمرو بن حمزہ کی جستجو کرتا ہون شاید وہ حضور کے خوف سے کسی طرف نکل گیا ہے اگر
وہ طفل مل گیا تو اسکا بھی سر کاٹ کے روانہ کرونگا یا خود سر عمرو بن حمزہ کا لیکر آؤنگا زیادہ کیا عرض کرون جب لہراسپ
اس مضمون کی عرضی لکھ چکا ملفوف کر کے وہ عرضی فولاد زنگی کو دی اور کہا کہ یہ عرضی میری بادشاہ عالیجاہ کو دے دینا
اور جو کچھ یونان مین گذرا ہے زبانی بھی عرض کرنا اور ان عورتون کو بہ حفاظت تمام لے کر جانا یہ کہکر فولاد کو روانہ
کیا فولاد زنگی سر فریدون شاہ کا لے کر اور عورتون کو اپنے ہمراہ لے کے مع تھوڑی سپاہ کے
جانب خوارزم روانہ ہوا

داستان جانا قیدیون کا تمام شنکل سے پاس خداوند دم جبیشہ کے کوہ ابو قلمون پر اور مقابلہ کرنا عمرو بن حمزہ کا لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار سے اور عرضی لکھنا خواجہ عمرو کو

راویان خوش الحان اس داستان کو اسطرح لکھتے ہین کہ جب فولاد زنگی سر فریدون شاہ اور قیدیونکو لیکر خوارزم کے قریب
پہونچا شنکل کو خبر ہوئی کہ فولاد زنگی سر فریدون شاہ اور قیدیونکو ہمراہ اپنے لیکر آتا ہے شنکل یہ خبر سنکے خوش ہوا اور ایک
نامہ فولاد زنگی کو اس مضمون کا لکھا کہ سر فریدون شاہ تو میرے پاس روانہ کر دے اور قیدیونکو کوہ ابو قلمون پر خداوند دم جبیشہ کے
پاس لیجا اور تمام حال اُن سے بیان کر اور میری طرف سے آداب و تسلیم عرض کر جو کچھ وہ ان قیدیون کے باب مین کہین وہی
کرنا بلکہ ان قیدیونکو انہین کے سپرد کر دینا جو اُنکے مزاج مین آئے وہ اُنکے حق مین کرین جب نامہ شنکل لکھوا چکا مہر اپنی نامہ
پر کر کے ایک شتر سوار کو دیا اور کہا یہ نامہ فولاد زنگی کو پہونچا دے شتر سوار وہ نامہ لیکر چلا اور بعد طے کرنے راہ کے نامہ فولاد زنگی
کو دیا فولاد نے بموجب حکم سر فریدون شاہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا اور خود گلشن آرا وغیرہ کو لیکر کوہ ابو قلمون کیجانب
چلا اور بعد قطع راہ پاس دم جبیشہ کے پہونچا بعد شرائط آستانبوسی و سجدہ کرنے کے جو کچھ شنکل نے قیدیون کے بارے مین کہا
تھا عرض کیا دم جبیشہ نے تقریر فولاد کی سنی آگاہ ہو کر کہا کہ آج تو ان قیدیونکو اپنے پاس رکھو کل صبح مین سزا دونگی فولاد زنگی
یہ سنکے درہ کوہ مین مقیم ہوا ادھر فولاد زنگی زیر کوہ ابو قلمون مقیم ہے لیکن اب حال عمرو بن حمزہ کا لکھا جاتا ہے کہ جس روز
لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار مع سواران جرار بتقریب یونان پہونچے اور فریدون شاہ نے شہر سے
نکل کے اُنسے عرض کیا اور انہون نے غدر دستا اور فریدون شاہ کو قتل کیا اور بعد جنگ یونان کو تباہ اور ویران کیا
اور گلشن آرا وغیرہ کو اسیر کیا اسی روز عمرو بن حمزہ یونانی کو اسقدر حزن و ملال ہوا کہ اشک بے اختیار

آنکھون مین بھر آئے نانا اور مان اور ماموں یاد آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے اُسی عالم رنج و ملال مین فرخ سے کہا اے فرخ
کیا سبب ہے کہ آج خود بخود میرا بھی دل چاہتا ہے کہ نالہ و بکا کرون اور خوب روؤن اسوقت ضبط کرتا ہون لیکن آنسو نکلے آتے
ہین دل بیقرار ہے والدہ صاحبہ اور نانا یاد آتے ہین علاوہ اسکے یونان کا ہر ایک کوچہ اور مقام اور ہر ایک قصر و مکان یاد آتا ہے
اور وہ نانا کا مجھسے گلے مل کے رونا اور والدہ کا ہنگام رخصت گریہ کرنا یاد آتا ہے نہین معلوم انھون نے کس وجہ سے مجھے اسطرف
بھیجا اور مجھسے گلے ملکر وہ اسدرجہ کیون روئین اور آج مین کس وجہ سے محزون و ملول ہوا نہین معلوم بعد میرے آنے کے اُنپر
کیا گذری اور وہ فی الحال کس حال مین ہین شب کو مین نے خواب پریشان بھی دیکھا ہے خداوند عالم خیر کرے نانا اور
والدہ صاحبہ اور ماموں بخیر و عافیت ہون شہر مین کوئی فتنہ و فساد نہوا ہو سب براحت و آرام ہون فرخ نے عرض کیا
آپ کو کچھ فکر و ملال نکرنا چاہیے وہان افضال خدا سے سب اچھے ہونگے عمرو بن حمزہ نے کہا اے فرخ اسوقت یہی دل
چاہتا ہے کہ یونان کی طرف جاؤن اور والدہ صاحبہ و نانا صاحب کی زیارت سے مشرف ہون اور وہان جاکر اپنے دل مضطر
کو تسکین دون فرخ نے عرض کیا آپ کو اختیار ہے تشریف لے چلیے ابھی فرخ عمرو بن حمزہ سے یہ عرض کر رہا تھا ناگاہ
چند یونانی پریشان خاطر عمرو بن حمزہ یونانی کو نظر آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے اُن یونانیون کو اپنے پاس بُلایا اور
پوچھا کہ تم سب کیون پریشان ہو اور گھبرائے ہوئے کہان جاتے ہو سبھون نے عمرو بن حمزہ کو پہچانکر نالہ بلند کیا اور عمامے
اپنے سرون سے اُتار کے زمین پر پھینک دیے اور بعد اشکباری و نالہ و بیقراری عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادہ ذی قدر
و ذی وقار ہم کیا اپنی پریشانی کا حال عرض کرین آپ کو صدمہ جانکاہ ہوگا عمرو بن حمزہ نے بیتاب ہوکر کہا برائے خدا
حال یونان جلد بیان کرو اور پریشانی و اشکباری کے احوال سے اطلاع دو یونانیون نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیجاہ
بڑا غضب ہوا یونان تباہ و برباد ہوگیا سنگدل حاکم خوارزم نے لہراسپ و شمیل کو مع فوج کثیر بھیجا اُس نے
یونان مین آکر حضور کے نانا صاحب کو قتل کیا اور انکا سر کاٹ لیا پھر آپ کے دونون ماموں خوب لڑے ہزارون کو انھون نے
قتل کیا سنا ہے کہ وہ زخمی ہوئے اور گھوڑے اُنکو میدان جنگ سے کسی طرف لے گئے لشکر آپ کے نانا فریدون شاہ کا
بھاگ گیا لہراسپ نے یونان کو ویران کیا تمام مکانات کھدوا ڈالے رعایا کو بھی قتل کیا آپ کی والدہ صاحبہ کو اسیر
کر لیا ہم اسطرف بھاگ کر آئے ہین اے شاہزادہ عالی منزلت آپ بھی کسی طرف نکل جائیے لہراسپ آپکی تلاش
مین ہے یہ کہکر یونانی خاموش ہوئے عمرو بن حمزہ یونانی اسدرجہ روئے کہ اگر یہ تفصیل حال گریہ و زاری لکھا جائے
تو اس داستان کو نہایت طول ہو اور دل بھی طول افسانہ سے از حد ملول ہو بس باین خیال مفصل حال اشک فشانی عمرو
بن حمزہ نہین لکھا گیا لیکن مختصر یہ ہے کہ عمرو بن حمزہ اپنے نانا کے قتل ہو جانے اور مان کے گرفتار ہونے سے از حد گریان ہوئے
و اسی عالم آہ و فغان مین فرخ سے کہنے لگے کہ میرے دل کے گھبرانے و پریشان ہونے کی یہی وجہ تھی افسوس ہزار افسوس نانا صاحب
قتل ہوگئے اور والدہ صاحبہ اسیر ہوگئین اے فرخ مجکو وہ نانا کا پیار کرنا اور گلے سے لگانا اور اشکبار ہونا یاد آتا ہے اب مجکو معلوم ہوا
کہ اسی وجہ سے وہ روتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب میری زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے افسوس مین اُنکی تقریر کو نہ سمجھا اور اُنکے
فرمانے سے اسطرف چلا آیا منظور یہ ہوا کہ مجکو شکار اور سیر کے بہانے سے اسطرف بھیجدین تاکہ مین لہراسپ وغیرہ کے ہاتھ سے مارا
نجاؤن اور قتل نہون اگر مین یہ جانتا کہ لہراسپ آئیگا اور میرے نانا کو قتل کریگا تو مین کبھی اسطرف نہ آتا فرخ نے بہ گریہ و زاری عرض
کیا کہ اے شاہزادہ ذیوقار مشیت پروردگار مین کسی کو دخل نہین ہے جو منظور خدا کو تھا وہ ہوا اب آپ صبر کیجیے اور گریہ و زاری
موقوف کیجیے ورنہ ہلاک ہو جائیے گا عمرو بن حمزہ نے یہ سُنکے کہا اے فرخ یہ وہ صدمہ جانکاہ ہے کہ صبر نہین ہو سکتا اور
اشکباری موقوف نہین کر سکتا اب جب تک کہ سنگدل سے اسکا عوض بخوبی نہ لونگا اسوقت تک میرے

دل کو قرار نہ ہوگا یہ کہکر حکم دیا کہ تمام لشکر یونان کی طرف اسی وقت روانہ ہو یہ موجب حکم چالیس ہزار لڑنے والے مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوئے عمرو بن حمزہ بھی مرکب پر بیٹھے فرخ ہمراہ رکاب ہوا لشکر لیکر وہ سے چلا بعد طے کرنے راہ کے عمرو بن حمزہ شہر یونان مین آئے شہر کو تباہ و برباد دیکھکر اشک آنکھون سے جاری ہوئے بعد دیکھنے شہر کے لوگون سے پوچھا لہراسپ کہان ہے سب نے عرض کیا ہمین نہین معلوم کہ وہ کہان ہے یہ سنکر عمرو بن حمزہ آگے بڑھے دیکھا چند گھسیارے ایک میدان سبزہ زار مین بیٹھے ہین عمرو بن حمزہ نے گھسیارون کو بلایا اور انکو کچھ روپیہ دیکر اُنسے پوچھا کہ لہراسپ اور سہیل کہان ہین گھسیارون نے عرض کیا خداوند نعمت یہان سے دور ایک باغ ہے اُسی باغ مین لہراسپ مع لشکر مقیم ہے ہم اُسی لشکر کے گھوڑون کے واسطے گھاس یہان لینے آئے ہین آپ چلے جائیے اسی باغ مین لہراسپ سے ملاقات ہوگی عمرو بن حمزہ یہ تقریر گھسیارون کی سنکے آگے روانہ ہوئے لہراسپ کو بھی خبر ہوئی اُسنے فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو عمرو بن حمزہ آگئے ہین مرزبان لشکر مسلح ہونے لگے ادھر عمرو بن حمزہ قریب باغ پہونچے سوارون نے باغ سے نکلکے مقابلہ کیا اور تیر و نیزہ و شمشیر لیکر فوج عمرو بن حمزہ یونانی پر گرے اور قتل کرنے لگے طفلان عمرو بن حمزہ یونانی بھی چھوٹی چھوٹی سپرین لیکر لڑنے لگے عمرو بن حمزہ بھی بر غضب تلوار کھینچکر سوارون کو قتل کرنے لگے رنگیان سیاہ رو خون مین تمام تن سرخ ہوکر زمین پر تڑپنے لگے زمین میدان رزم خون سے لال ہونے لگی غضب کی جنگ و جدال ہونے لگی شمشیر آبدار عمرو بن حمزہ یونانی کی کفار کو راہ عدم دکھانے لگی ہر ایک سوار کی روح سمت عدم جانے لگی لاشین زمین پر پامال کرنے لگے گھوڑون کی گشت سے گرد و غبار بلند ہوا روشنی خورشید تابان پنہان ہوگیا ترک فلک یہ جنگ دیکھکر ڈرنے لگا آفتاب خوف سے کانپنے لگا مریخ خون آلود تیغ عمرو بن حمزہ دیکھکر متحیر ہوا

نظم

تھا گرم وہان اجل کا بازار
یہ شعلہ تو وہ شرار مردہ
تھے ایک کے دو تو دو کے چار
خاکستر ابر مین فسردہ
لکھون جو بیان رزمش خون
تلوار کو وان جو عزم کین تھا
وہ تیغ تھی یا کہ آہنی بل
تیغ نگ قلم بھی ہو گلگون
دم خنجر برق مین نہین تھا
رو خون کو نہ رکھا اسپ بالکل

اسی ہنگامہ کارزار مین لہراسپ بلند بلند قریب عمرو بن حمزہ یونانی آیا اور نعرہ کیا کہ اے طفل ہوشیار ہو جا میری تیغ آبدار سے صدہا پہلوان رستم خصال خون مین لال ہوئے ہین اور بہت تیغ کا کھاکر سوئے عدم گئے ہین مثل اُنکے تجھے مین تو تنہا زمین تجاوتوان واحد مین قتل کرتا ہون یہ کہکر تیغ آبدار سر عمرو بن حمزہ پر لگائی عمرو بن حمزہ نے تیغ لقمون سپر کری سپر پر روکی اور پھر تیغ آبدار لہراسپ کے سر پر لگائی لہراسپ نے چاہا تھا کہ تیغ کو سپر پر روکون ناگاہ مرکب نے سکندری کھائی لہراسپ مرکب سے زمین پر گرا گھوڑا مارا گیا عمرو بن حمزہ نے ہاتھ روک لیا اور کہا ابھی ممکن ہے کہ تجھے قتل کرون لیکن یہ امر شجاعت کے خلاف ہے جلد اٹھو اور گھوڑے پر سوار ہو اور مجھ سے مقابلہ کر سہیل شیر شکار وغیرہ یہ تقریر عمرو بن حمزہ کی سنکر باہم کہنے لگے کہ عمرو بن حمزہ نہایت شجاع اور بہادر ہے ایسے وقت مین جو لہراسپ کو چھوڑ دیا یہ اسی بہادر کا کام تھا ابھی سہیل وغیرہ یہ تقریر باہم کر رہے تھے کہ لہراسپ پھر مرکب پر سوار ہوا اور مقابلہ کیا لہراسپ اسیطرح سے گرا اور پھر عمرو بن حمزہ نے چھوڑ دیا اسی طرح تین مرتبہ لہراسپ گھوڑے پر سوار ہوا اور گرا اب بھی بہت نے کہا تجھے چھوڑ دیا اور قتل نہین کیا لہراسپ یہ شجاعت و خلق و مروت دیکھکر خیال کرتا تھا کہ ای لہراسپ لازم ہے کہ ایسے بہادر کی اطاعت قبول کر اور اسکے دین کو اختیار کر کلمہ پڑھکر مسلمان ہو ادھر تو لہراسپ یہ خیال کر رہا تھا ادھر سہیل شیر شکار اور جملہ سردار باہم کہہ رہے تھے کہ اب کی مرتبہ لہراسپ قتل ہو جائے گا پس اب بہتر مناسب یہ ہے کہ سب ملکے عمرو بن حمزہ پر حملہ کرین اور گرفتار کرلین یہ تجویز کرکے سہیل اور سوار آگے بڑھے لہراسپ نے سب کو منع کیا اور روکا اور کہا کہ ایسے جوان دلاور سے دغا نہ کرو اور سب مل کر ایک تنہا پر حملہ نہ کرو یہ کہکر لہراسپ آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ کے قدمون پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ

ذلیو قار آپ اس گنہگار کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے عمرو بن حمزہ نے خوش ہو کر لہراسپ کو اپنے قدمون پر سے اٹھایا اور کلمہ پڑھایا
لہراسپ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا سہیل وغیرہ نے جو دیکھا کہ لہراسپ مسلمان ہوا سب نے کہا کہ ای لہراسپ
خوب ہوا کہ تو مسلمان ہوا اگر تو مسلمان نہ ہوتا تو ابکی مرتبہ ہم تجکو گرفتار کرکے شاہزادے کے حوالے کر دیتے کیکے سہیل شیر شکار
مع بیس ہزار سوارون کے مسلمان ہوا عمرو بن حمزہ نے سہیل شیر شکار وغیرہ کو مسلمان کرکے ہر ایک پر نوازش کی بعد اسکے
عمرو بن حمزہ نے لہراسپ وغیرہ سے اپنے نانا اور والدہ کا احوال پوچھا لہراسپ نے دست بستہ عرض کیا کہ ای شاہزادہ
ذلیو قار یہ خادم گنہگار حاضر ہی اسی خاکسار نے آپ کے نانا کو تلوار سے قتل کیا ہی حضور میرے ہاتھون کو کاٹیے یا مجکو قتل
کیجیے کہ مین نے آپ کے نانا کو قتل کیا ہی اور آپ کی والدہ صاحبہ وغیرہ کو گرفتار کرکے جانب خوارزم روانہ کر دیا ہی مین نے
سنا ہی کہ آپ کے نانا کا سر شندکل بدکردار نالائق بداطوار نے در قلعہ پر لٹکایا ہی اور نہایت خوش ہوا ہی عمرو بن حمزہ نے جواب دیا
ای لہراسپ تم نے عالم کفر مین میرے نانا کو قتل کیا اب تم مسلمان ہوئے اور تم نے میری اطاعت قبول کی ہی اب مین تم کو
کیا قتل کرون خداوند عالم کو جو منظور تھا وہ ہوا یہ کہکر عمرو بن حمزہ نے پوچھا ای لہراسپ میری والدہ کہان قید ہین
لہراسپ نے عرض کیا کہ مین نے فولادزنگی کے ہمراہ انکو خوارزم کی طرف روانہ کیا ہی عمرو بن حمزہ نے یہ سنکے اور سب
کو اپنے ہمراہ لے کے اس جگہ آئے جس جگہ لاش فریدون شاہ کی پڑی تھی عمرو بن حمزہ اپنے نانا کے تن بے سر کو دیکھکر
بہت روئے اور اسی جگہ کھڑے ہوکر قلمدان طلب کیا فرخ نے قلمدان حاضر کیا عمرو بن حمزہ نے اپنے نانا کے خون سے
خواجہ عمرو کو ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ ای جناب عموی صاحب آپ نے میری خوب خبر لی اور جو وعدہ آپ نے
تشریف لانے کا لیا تھا خوب ایفا کیا افسوس ہی آپ ہم کو بھول گئے یہان ہم رنج و غم مین مبتلا ہو گئے ہین ہمارے
نانا صاحب قتل ہو گئے اور [illegible] جنگ زخمی ہوکر کسی طرف گھوڑے انکو لے گئے ہین بعضے
اشخاص کہتے ہین کہ وہ بھی کسی جگہ مر گئے والدہ صاحبہ ہماری اسیر ہوکر خوارزم کی طرف گئی ہین اور تمام شہر یونان تباہ اور
ویران ہو گیا ہی اور کسی مکان کا نام و نشان بھی نہین رہا ہی سب ظلم و بدعت شندکل بن شندکال فیل زور بدمست
خوارزمی بدکردار و ناہنجار نے کی ہی چونکہ قبل تباہی یونان کے نانا صاحب مرحوم نے بہانے سیر و شکار کے مجکو
طرف بصرہ کے روانہ کر دیا تھا اس وجہ سے مجکو اب خبر ہوئی اور اب مین یونان مین آیا ہون اور زندہ رہا ہون ورنہ مین
بھی قتل ہو جاتا یا زخمی ہوتا پس ای عموی صاحب اگر میری خبر لینا آپ کو منظور ہی تو جلد تشریف لائیے زیادہ سوائے اشتیاق
قدمبوسی کے اور کیا لکھون بعد اسکے ایک عرضی خون فریدون شاہ سے عمرو بن حمزہ نے اپنے ماموں زمتاش بہادر کو
بھی اسی مضمون کی لکھی اور دونون عرضیان ملفوف کرکے فرخ کے حوالے کین اور کہا ای فرخ ان عرضیون کو لے کر بہت
جلد قلعہ تنگ رواحل مین جا کیونکہ مین نے سنا ہی کہ فی الحال جناب عموی صاحب اور جناب ماموں صاحب
قلعہ تنگ رواحل مین تشریف رکھتے ہین یہ عرضیان دونون صاحبون کو دے کر جلد آنا اور جانب خوارزم آنا
کہ مجھسے وہین ملاقات ہوگی فرخ نے عرض کیا یہ عرضیان آپ کسی اور شخص کے ہاتھ روانہ کیجیے مجکو نہ بھیجیے
کیونکہ اول تو مین راہ سے ناواقف ہون دوسرے میرا دل نہین چاہتا کہ مین آپ کو چھوڑ کے اس طرف جاؤن
عمرو بن حمزہ نے فرمایا ای فرخ نشان قلعہ تنگ رواحل مردم سے دریافت کرتے ہوئے چلے جانا انشاء اللہ
پہونچ جاؤ گے اور میری جدائی کا خیال نہ کرو خداوند عالم میرا حافظ و نگہبان ہی جب تک میری زندگی ہی کوئی
مجھے ہلاک نہین کر سکتا فرخ یہ گفتگو سنکے مجبور ہوا اور عرضیان لے کر جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوا
بعد روانہ ہونے فرخ کے عمرو بن حمزہ یونانی نے لاش بے سر اپنے نانا کی دفن کی پھر چالیس ہزار کا لشکر

اپنا اور تیس ہزار کا لشکر لہراسپ اپنے ہمراہ لیکر بہ جمعیت ہفتاد و ہزار سوار جانب خوارزم روانہ ہونے

داستان جانا عمرو بن حمزہ کو یونانی کا جانب خوارزم اور اثنائے راہ میں خبر سنکے کوہ بوقلمون پر جانا اور اپنی والدہ کو قید سے چھڑانا اور فرخ کا قلعہ تنگ رو داخل میں جاکر عرضیاں دیکر خوارزم کی طرف آنا اور زرمتاش بہادر کا بعد جنگ عظیم قید ہونا

محرران ہمیشال اس داستان کو یوں لکھتے ہیں کہ جب عمرو بن حمزہ نے تھوڑی راہ طے کی راہ میں سنا کہ سنگدل نابکار نے
حکم دیئے فولاد زنگی ملکہ گلشن آرا وغیرہ کو کوہ بوقلمون پر خداوند دم خبیثہ کے پاس لے گیا ہے عمرو بن حمزہ یہ خبر سنکے جانب
کوہ بوقلمون روانہ ہوئے عمرو بن حمزہ سمت کوہ بوقلمون آگئے ہیں لیکن اب حال دم خبیثہ کا اور کچھ کیفیت میلے کی تحریر
کیجاتی ہے واضح ہو کہ دم خبیثہ ایک ساحرہ ہے شکل اسکی بندر کی ہے دم میں کچھ منقش کا ہے اور تمام پوست بھی منقش کا ہے
اور دانت نہایت صاف و آبدار ہیں ایک احاطہ سا ہے اسمیں ایک گنبد پر تکلف و بلند ہے اسی گنبد میں ایک تخت جواہر
نگار بچھا ہے اور سامنے تخت کے ایک آئینہ کلاں رکھا ہے اور تخت پر دم خبیثہ بیٹھی ہے جب آفتاب نکلتا ہے اور ضیا
آفتاب کی آئینہ پر پڑتی ہے اور دانتوں کی بھی چمک ہوتی ہے کچھ سحر کی تاثیر سے بھی ایک برق چمکتی ہے سجدہ کرنے والے
برق چمکنے کے وقت دم خبیثہ کو سجدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جلوہ نور خداوند دم خبیثہ کا تھا علاوہ اسکے یوں بھی
ہر روز ان سجدہ کرتے ہیں غرض دوسرے روز جمعرات رہے سے کفار اطراف و جوانب سے جوق جوق گروہ گروہ آنے
لگے اور زیر کوہ جمع ہونے لگے دکانداروں نے بھی دور دور سے آکر میلے میں دکانیں لگائیں حلوائی کنجڑے کبڑے گلفروش
تنبولی بزاز بساطی جوہری وغیرہ میلے میں آئے اور جابجا زیر کوہ دکانیں لگانے لگے ساقنیں بھی جوان جوان گوری
اور سانولی لباس رنگین زیب تن کرکے میلے میں آئیں سوداگر بھی راہ دور دراز سے انواع اقسام کا مال و اسباب لے
لیکر برائے تجارت آگئے اور خیام برپا کرکے زیر کوہ مقیم ہوئے کمہار کھلونے ٹوکروں میں رکھکر لائے میوہ فروش بھی
نارنگیاں اور امرود و سیب و بہی ناشپاتی اور انار ترش و شیریں نارنج اور ترنج اور میٹھے وغیرہ لیکر راہ دور و نزدیک
سے آئے غرض اسی طرح جملہ دکاندار آئے اور اپنی اپنی دکان لگانے کی فکر کرنے لگے جب صبح ہوئی صدہا بلکہ ہزارہا تماشائی
آنے لگے اور جمع ہونے لگے گرم بازاری ہونے لگی خریدار اشیائے مطلوب و مرغوب لیکر کھانے لگے ساقی مردم کو حقے
پلانے لگے تنبولی گلوریاں بنا بنا کر خریداروں کو دینے لگے گلفروش برنگ گل شگفتہ ہوکر ہر ایک غنچہ دہن سے مخاطب
ہوکر کہنے لگے بیت خریدار و لیلو یہ ہیں عطر بار + شگفتہ ہیں میلا چنبیلی کے ہار + کسی طرف نوجوان خوبصورت کنجڑنیں جوانوں
سے سینے دکھا کے کہنے لگیں شعر ذرا ہاتھ سے دیکھو تو لو میاں + بہت خوب دونوں ہیں نارنگیاں + کوئی کنجڑن کسی جوان
حسین کو سیب دکھا کر کہنے لگی شعر کسی کو نہیں سیمیں جانے سخن + یہی سیب ہیں رشک سیب ذقن + کوئی جوان برو
کسی حسین و نوجوان کنجڑن کے پستان کو دیکھا اور بیتاب و بیقرار ہو گئے بیداز رو و تمنا یہ خیال کرتا تھا شعر مرے باغ حسرت
میں آئے بہار + اگر ہاتھ آجائیں یہ دو انار + کسی طرف حلوائی لذیذ لذیذ تحفہ تحفہ مٹھائی لیے ہوئے دکانیں لگائے بیٹھے
تھے شکر لب شیریں ادا مٹھائی خوانچوں میں لگائے بیٹھے تھے کسی سمت جوہری بہا ہیرے زیور طلائی و نقرئی کے سونگا پٹنا
یاقوت قیمتی لال بدخشانی فیروزہ زمرد نیلم الماس زبرجد وغیرہ لیے ہوئے بصد تکلف بیٹھے تھے کسی جانب سوداگر ہزارہا
روپیہ کا مال و اسباب خریداروں کے ہاتھ بیچ رہے ہیں ایک طرف ساقنیں سیمتن نازک بدن بناؤ سنگار
کیے ہوئے لباس رنگین پہنے ہوئے بصد ناز و ادا پیالوں میں مے لیے ہیں انکے پاس نشہ بازوں کا ہجوم تھا
کوئی چرس پر دم لگاتا تھا اور دھواں دہن سے نکالتا تھا کوئی نشہ باز دیکھکر چلتا تھا کوئی نشہ باز جھوم کے

اشعار عاشقانہ پڑھتا کوئی دائرہ ہاتھ مین لیکر بجاتا تھا اور خیال گاتا تھا کوئی نشہ باز ساقین سے مخاطب ہوکر کہتا تھا مطلع
تمنا یہی ہی یہی ہی ہوس + پلادو ہمین جلد ساقین چرس + ساقین مسکرا کر کہتی تھی آئیے آئیے کہیا ایک پیجیے گا یا دو نشہ باز بیوقوف
کہتا تھا بیوی چاہیے ایک پلاؤ خواہ دو چلمین پلاؤ تمھین اختیار ہی تم تو ہماری مالک ہو غرض اسی طرح ہر ایک ساقین کے قریب
نشہ بازونکا مجمع تھا کہین میلے مین سوانگ انواع و اقسام کے حیرت افزا الین کرتے ہین بعضے سوانگ سیہنا کھلتے ہین اکثر کہیون
ہتیا کر خوشنہ گندم اس سے نکالتے ہین بعضے آگ کے انگارے بخوف و خطر چباتے ہین القصہ جب کئی کوس تک مین خوب مجمع ہو چلا
ہوگیا اسوقت دم خبیثہ اس گنبد مین تخت پر بیٹھا اور گنبد کھلا اور برق بہ قاعدہ معمولی چمکی اسوقت ہزارہا بلکہ اس سے بھی زیادہ تر
کفار یا خداوند دم خبیثہ کہکے سجدے کرنے لگے اور بعد سجدے کے اکثر ناقوس بجانے لگے بعضے ڈھولے بجا کر بھجن خداوند دم خبیثہ کے گانے
لگے کوئی ایک پانون سے کھڑا ہوکر پرستش کرنے لگا کوئی گھنٹہ بجانے لگا کوئی شان خداوند دم خبیثہ مین کبت پڑھنے لگا اکثر عورتین
یا تھو ہاتھ جوڑ کے اور سر جھکا کے باواز بلند عرض کرنے لگین کہ یا خداوند اسی سال مین ہمین بیٹا دیجیے بعضے ہمارخاک آستان خداوند
دم خبیثہ لے لیکر اپنے تن بدن پر ملنے لگے اکثر خاک آستان دم خبیثہ آنکھون سے لگانے لگے بعضے گرد گنبد پھرنے لگے بار بار
تصدق ہونے لگے غرض اسوقت تمام میلے مین سوائے ملکہ گلشن آرا وغیرہ کے ہر ایک کی زبان پر یا خداوند دم خبیثہ
جاری تھا اور ہر ایک بطرز دیگر پرستش کرتا تھا اور اپنی حاجت طلب کرتا تھا اور جب اسی طرح برق چمکتی تھی اور روشنی
ہوتی تھی کفار خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے خداوند دم خبیثہ اپنا جلوہ و تجلی دکھلاتے ہین یہ کہکے سجدہ کرتے تھے اور ناقوس
و سبدم بجاتے تھے بھجن گاتے تھے فولاد زنگی بھی کبھی سجدہ کرتا تھا کبھی ناقوس بجاتا تھا کبھی بھجن گاتا تھا کبھی اپنے روے
سیاہ پر خاک در گنبد لگاتا تھا کبھی ایک پانون سے کھڑا ہوکر موافق اپنے مذہب کے پرستش کرتا تھا بعد پرستش
کرنے کے فولاد زنگی نے عرض کیا یا خداوند اب ان قیدیون کے باب مین کیا حکم ہوتا ہی دم خبیثہ نے حکم دیا کہ ان
قیدیون کو ہمارے روبرو لاؤ فولاد زنگی قیدیون کو روبروے دم خبیثہ لے گیا فولاد نے کہا ای قیدیو اگر تم کو رہائی
اپنی منظور ہی تو خداوند دم خبیثہ کو سجدہ کرو خداوند کو تم پر رحم آجائے گا تم کو رہائی کا حکم دیدینگے ہر چند سب نے قیدیون سے
کہا لیکن کسی عورت نے دم خبیثہ کو سجدہ نہ کیا اسوقت دم خبیثہ کو غصہ آیا کہا کہ ان قیدیون کو آدھے جسم سے زمین مین
گاڑ دو اور انکو سنگسار کرو جو کوئی ایک کنکری بھی انھین مارے گا ہم اسکو جنت مین ایک قصر دینگے علاوہ اسکے
جو کوئی انواع و اقسام سے انھین ایذا پہونچائے گا اسکو بڑا ثواب ہوگا اور ہم اس سے نہایت خوش ہونگے یہ حکم
خداوند کا سنکے ایک زن بدکردار نے ایک پتھر بصد غضب ملکہ گلشن آرا کے بازو پر اسطرح مارا کہ بازو ملکہ گلشن آرا
کا مجروح ہوا اور خون بازو سے بہنے لگا ملکہ سوے فلک دیکھکر اور اشکبار ہوکے چار طرف دیکھنے لگین سوائے
دشمنون کے کسی کو اپنا دوست اور شفیق نہ پایا ابھی ملکہ دیکھ رہی تھین کہ علیحدہ میلے سے گڑھے کھود دے گئے اور ہر
ایک کو گڑھے مین تا کمر گاڑا اور کفار سنگدل تیر لگانے پر مستعد اور موجود ہوئے ہزارون زن و مرد نے چھوٹے
چھوٹے اور بڑے بڑے پتھر ہاتھون مین اٹھائے اور قصد مارنے کا کیا اسوقت فتنہ نے اشکبار ہوکے
سوے فلک دیکھا اور یہ اشعار زبان پر جاری کیے

اشعار

تو سبلے دل و جان کا خواہان ہی برابر
دریا مرے اشکون سے یہ بہتا ہی لہو کا
نرگس لب جو دیدۂ گریان ہی برابر
ہر سینہ تفتیدہ ہر اک تختۂ گلزار

تو نہین جو ہر خاطر مین تری مین بھی ہون حاضر
مژگان سے مری پنجۂ مرجان ہی برابر
آنکھون سے مری تا تری اور سینے نہ سے زخم
جو غنچہ ہی سو وہ دل سوزان ہی برابر

ای چرخ تجھے دل پہ مری کیون نہین آتی
ہی زندگی اور روح کا سوہان ہی برابر
کہتے ہین جسے سرو وہ گلشن کی ہی آگ
قسمت ہی یہ اپنی کہ گریبان ہی برابر
انسو نپچھے تجھ سے کبھی میرے کہ تجھ پاس

فتنہ یہ اشعار پڑھکر خاموش ہوئی اور اپنی حیات سے ظاہرا نا امید ہوئی لیکن تخت دل و جگر برگ بلا مان ہر برابر ہے اُسوقت کنیزون کا گھبرا کر اور رو رو کر خداوند عالم سے دعا کرنا خصوصا ملکہ گلشن آرا کا درگاہ خداوند عالم مین بگریہ زاری عا کرنا اور بے اختیار رونا اور فتنہ سے مخاطب ہو کر کہنا کہ اے فتنہ نہین معلوم میرا فرزند کیسا ہے افسوس آخر وقت مین بھی اُسے نہ دیکھا یہی حسرت لیکر پردہ دنیا سے چلی یہ کہکر پھر فتنہ سے کہا کہ عمرو بن حمزہ اسوقت آئے تو بہتر ہے کیونکہ ہزارون بلکہ لاکھون اُسکے دشمن جان یہان موجود ہین ہم تو سنگسار ہوتے ہین خدا اُسے دشمنون سے بچائے جہان رہے چھپا رہے ملکہ فتنہ سے یہ کہہ رہی تھی کہ کفار پتھر لیکر قریب تر آئے اور دو چار پتھر کنیزون پر لگائے اُسوقت ملکہ نے بحضور قلب درگاہ مجیب الدعوات مین اس طرح دعا کی اشعار

سیہ رو ہون سیہ دل ہون سیہ کار
کوئی فعل زبون ایسا نہین ہے
دریغا حسرتا ہیہات ہیہات
گمان و وہم و جان درد آمیز
مرے سائے سے ہوا ابلیس پیدا
سبب مایوس ہون خندان طرب سے
جگر کو جان کو آباد پاؤن
سوا تیرے مرا کوئی نہین ہے
مری بگڑی ہوئی بنجائے ساری
جو حسن لے آیا سہ بھی تو رحم کھا کے
سبب ہون سینہ مضطر سے باہر
تمناؤن پر دل افسردہ آئے
ٹھٹے غم جسطرح ممسک کی نیست

بسر ہوتی ہے بیجا زندگانی
عمل مین اپنے جو اچھا نہین ہے
لحاظ بندگی جاتا رہا ہے
یہ سب ہین شان شیطانی سے لبریز
نگاہ لطف سے فرما اشارا
نہ گریان دیدۂ پرخون ہون اب سے
خجل ہو دیکھکر مغرور زاہد
غلط ہے آسرا کوئی نہین ہے
بہت کچھ آرزو رکھتی ہون دل مین
نکل جائین سب ارمان دعا کے
خلیل آسا جہنم باغ ہو جائے
جوانی سے مزے پیری دکھائے

خدایا مثل کلک سینہ افگار
بلائے جان ہے آشوب جوانی
گذرتی ہے عجب غفلت مین اوقات
نہ نخوت نے دل مین گھر کیا ہے
اگرچہ ہے یہ نفس کفر شیدا
دل مضطر کو ہو کچھ تو سہارا
تمناؤن کو دل مین شاد پاؤن
مری محفل سے بیٹھے دور زاہد
کرے رحمت تری گر پردہ داری
ہزارون گفتگو رکھتی ہون دل مین
غم ہستی و مرگ و قبر و محشر
گل فردوس دل کا داغ ہو جائے
بڑھے ارمان سخی کی جیسی ہمت

ابھی ملکہ گلشن آرا درگاہ خدا مین دعا کر رہی تھین ناگاہ عمرو بن حمزہ مع فوج ظفر موج سامنے سے ظاہر ہوئے کفار نے دیکھا کہ ایک لڑکا حسین و خوبصورت سیاہ لیے چلا آتا ہے نظم

عیان نور خدا جسکی جبین سے
لیے قتل پہ اد گیہ و پیندار
تہ ابرو خط بینی ہویدا
کیے نور حلل بر تیر ان ادھر تھا

مشابہ لوح قرآن مبین سے
ہم آغوش حیا آنکھین وہ بالکل
ہمیشہ راستی ہے جس پہ شیدا

دو ابرو مثال دو شمشیر خونخوار
برنگ نکہت و گل نشہ و گل
خط و رخسار کا عالم نیا تھا

کفار لشکر جرار کو دیکھکر مضطرب و بیقرار ہوئے عمرو بن حمزہ نے کنیزون اور فتنہ وغیرہ کو دیکھکر اُسی جانب رخ کیا فولاد زنگی اپنے ہمراہی لیکر آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ کو روک کر کہنے لگا کہ یہ سب ملکہ بادشاہ کے گنہگار قتل و سنگسار کیے جاتے ہین خبردار اس طرف قصد آنے کا نہ کرنا عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب دیا کہ او سیاہ رو اور سیاہ درون اگر اپنے حق مین بہتری چاہتا ہے تو میری والدہ وغیرہ کو میرے حوالے کر ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا فولاد زنگی نے یہ تقریر سنکے تلوار کھینچی اور گھوڑا بڑھا کر تا وار سر عمرو بن حمزہ یونانی پر لگائی شاہزادہ دیو وقار نے تلوار کو روک کے بعید عیناً بغضب شمشیر آبدار سر فولاد نابکار پر لگائی فولاد نے سپر فولادی سے ہرچند سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر شاہزادہ دیو وقار سپر کاٹ کے کاسۂ سر

مین در آئی اور کاسئہ سر سے صراحی گردن اور صندوق سینہ مین پہونچی اور سینے مین کسی قدر دم لیکر شکم و کمر کاٹتی ہوئی زین فرس پر پہونچی پھر پشت فرس سے زیر تنگ آئی فولاد مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور ہلاک ہوگیا بعضے راوی یہ کہتے ہین کہ جب شاہزادہ نامدار عنقریب اپنی والدہ ملکہ گلشن آرا اور فتنہ وغیرہ کے پہونچے اسوقت فولاد زنگی مع اپنے لشکر قلیل کے عمرو بن حمزہ پر حملہ آور ہوا ادھر سے بھی لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار سواران جرار لیکر بڑھے تلوار چلنے لگی بارش تیر مردان فوج ولشکر پر ہونے لگی شاہزادے نے بھی تلوار کھینچی اور مردان سپاہ فولاد زنگی کو قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ جملہ مردان لشکر فولاد زنگی کو قتل کیا اور فولاد زنگی زخمی ہوکر بھاگ گیا غرض بہر طور بعد جنگ شاہزادۂ ذی وقار نے اپنی والدہ وغیرہ کو زمین سے نکالا اور محافون مین سوار کیا ملکہ گلشن آرا اپنے فرزند کے آنے سے اور اپنی جان بچنے سے خوش ہوئی واضح ہو کہ جسوقت شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فولاد زنگی سے لڑائی ہوتی تھی اسوقت دم خبیثہ نے گنبد کا در بند کر لیا تھا کیونکہ اسکے عاشق اسکے پاس آئے تھے اُنسے سرگرم اختلاط تھی اور اُسکے عشاق اکثر اسکے پاس آیا کرتے تھے اور مدعاے دل حاصل کیا کرتے ہین عوام کو کچھ اطلاع اسکی نہین ہوتی ہی کیونکہ گنبد مین نقب سے راستہ آنے کا ہی غرضکہ جب شاہزادے نے اپنی والدہ کو فولاد زنگی کی قید سے چھڑایا اور اُسکے لشکر کو قتل کیا اور تمام میلے کے تماشائی اور دکاندار دکانین چھوڑ چھوڑ کے خوف سے بھاگ گئے اسوقت لہراسپ نے شاہزادے سے عرض کیا کہ اے شہزادۂ ذی وقار اب اگر مناسب ہو تو درۂ کوہ بوقلمون مین چلیے کیونکہ عورتین حضور کے ہمراہ ہین اور مجکو راہ کوہ بخوبی تمام معلوم ہی شاہزادے نے فرمایا اچھا کوہ بوقلمون کے درے مین چلو لہراسپ بلند کمان ہمراہ رکاب شہزادۂ وحید چلا اور کوہ بوقلمون مین پہونچا شاہزادے نے حکم کیا کہ ہر درۂ کوہ مین ہزار ہزار سوار مسلح اور مکمل ہر وقت موجود رہین مبادا دشمن کوئی فوج لیکر آجاے پھر ایک درۂ کوہ مین فرش بچھایا گیا اور ملکہ گلشن آرا وغیرہ محافون سے اترین ملکہ اور فتنہ فرش پر بیٹھین اور کنیزین خدمت مین حاضر رہین بعد اسکے شاہزادے نے لہراسپ سے فرمایا کہ کچھ قسم طعام سے منگواؤ لہراسپ نے چند سوارون کو میلے مین بھیجا چونکہ میلے مین پھر خاص وعام جمع ہوگئے تھے اور ہر قسم کی اشیا وہان موجود تھی سوار موافق حکم شہزادۂ عالی وقار میلے سے کچھ قسم طعام وغیرہ خرید کر لے گئے اور شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوئے عمرو بن حمزہ نے سوارون سے اشیاے مطلوبہ لے کر خود بھی نوش کین اور اپنی والدہ صاحبہ وغیرہ کو دین اب عمرو بن حمزہ تو درۂ کوہ بوقلمون مین مقیم ہین اور انتظار فرخ اور خواجہ عمرو کے آنے کا کر رہے ہین اور کچھ سوار شہر خوارزم کے ناکے پر روانہ کر دیے ہین کہ جسوقت فرخ آئے اسے اپنے ہمراہ ہمارے پاس لے آنا انکو ابھی درۂ کوہ مین رہنے دیجیے لیکن اب حال فرخ کا سنیے کہ جب فرخ عرضیان لے کر یونان سے چلا اثناے راہ مین نہایت صعوبت اور مصیبت اٹھاکر بمشکل تمام قلعہ منگ رواحل پر پہونچا جو اشخاص وہان موجود تھے اُنسے کہنے لگے کہ مین یونان سے آیا ہون اور دو عرضیان مہمان دینے کے لیے لایا ہون سرہنگ مصری نے زمتاش بہادر سے عرض کیا کہ ایک عیار در قلعہ پر آیا ہے کہتا ہی کہ مین یونان سے آیا ہون اور دو عرضیان لایا ہون نہین معلوم عرضیان کسکی لایا ہے زمتاش بہادر نے کہا اے سرہنگ مصری عیار کو قلعے مین بلالو سرہنگ مصری بموجب ارشاد زمتاش بہادر فرخ کو قلعے مین لے گیا جب روبروے زمتاش بہادر کے پہونچا بعد تسلیم کے عرض کرنے لگا کہ خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین مجھے اُنسے کچھ عرض کرنا ہے اور ایک عرضی

انھین دینا ہو زمتاش بہادر نے پوچھا تیرا نام کیا ہو اور عرضیان کس شخص کی لایا ہو خواجہ عمرو تو فی الحال جانب
خانہ کعبہ براے علاج زخم مین تشریف لے گئے ہین اس قلعے مین نہین ہین ہمارا نام زمتاش ہو اگر تیرا دل چاہے
تو عرضیان دیجا یا خواجہ عمرو کے آنے کا انتظار کر فرخ نے دست بستہ عرض کیا میرا نام فرخ ہو مین شاہزادہ عمرو
بن حمزہ یونانی کا عیار ہون انھون نے دو عرضیان میرے ہاتھ بھیجی ہین ایک تو حضور کو لکھی ہو اور دوسری خواجہ
عمرو کے نام لکھی ہو یہ کہکے فرخ نے ایک عرضی زمتاش بہادر کو دی جب عرضی زمتاش بہادر نے پڑھی اور حال
مندرجہ عرضی سے آگاہی ہوئی اسیوقت زمتاش بہادر اپنے باپ کے قتل ہونے کے صدمے سے بہت گریان
ہوئے پھر فرخ سے مخاطب ہوکر احوال مفصل پوچھا فرخ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک عرض کیا زمتاش بہادر
کو احوال سنکے نہایت صدمہ ہوا پھر فرخ نے وہ عرضی سرہنگ مصری کو دی اور کہا کہ اسے جناب خواجہ عمرو کو
دیدینا اور میری تسلیم کہدینا اور میری جانب سے یہ بھی کہدینا کہ آپ کا خادم فرخ آیا تھا بوجہ شومی طالع کے آپ کی
قدمبوسی سے محروم رہا اور چلا گیا یہ کہکر فرخ نے قصد جانے کا کیا ہر چند کہ زمتاش بہادر اور سرہنگ مصری نے کہا کہ
ای فرخ چندے قلعے مین رہو پھر چلے جانا لیکن فرخ نے عذر کیا کہ ای شاہزادہ عمرو بن حمزہ میرے منتظر ہونگے مین یہان
قیام نکرونگا یہ کہکر فرخ رخصت ہوا اور قلعہ تنگ رواحل سے نکل کے جانب خوارزم بصد عجلت روانہ ہوا بعد
جانے فرخ کے زمتاش بہادر یونانی قریب ملکہ مہرنگار کے گئے اور پس پردہ کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے کہ میرے
بھانجے عمرو بن حمزہ نے مجکو یہ عرضی لکھی ہو یہ کہکر عرضی پڑھی بعد پڑھنے عرضی کے عرض کیا کہ اب مین حضور سے
رخصت ہوتا ہون اور جانب خوارزم جاتا ہون اگر زندہ رہا اور خدا نے چاہا تو پھر حاضر خدمت ہونگا ورنہ شندکل
بدکردار سے لڑکر قتل ہوجاؤنگا یہ عرض کرکے ملکہ مہرنگار سے رخصت ہوئے اور بیس ہزار سواران یونانی کو اپنے
ہمراہ لیکر قلعہ تنگ رواحل سے نکلے اور جانب خوارزم روانہ ہوئے بعد طے کرنے راہ کے جب قریب
خوارزم پہونچے شندکل کو خبر ہوئی کہ زمتاش بہادر پسر فریدون شاہ یونانی بہ ارادۂ جنگ آئے ہین یہ خبر
سنکے شندکل نے حکم دیا کہ جلد فوج ہماری مسلح ہو موافق حکم تولاکھ سپاہ جلد تر تیار ہوئی ہر ایک جوان مسلح ہوکر
مرکب پر سوار ہوا رسالون اور پلٹنون مین باجے جنگی بجنے لگے سرداران لشکر لشکر کو لیکے صف آرا ہوئے
اٹالے بارگاہ و خیام کے قبل کوچ مقام معین کی طرف روانہ کردیے گئے شندکل بن شندکال فیل زور بدمست
خوارزمی بھی فیل پر سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی علمہاے لشکر کے پھریرے کھلے باجے جنگی ہر ایک پلٹن
مین بجے طبل سفر پر چوب پڑی شندکل بن شندکال فیل زور بدمست خوارزمی مع لشکر روانہ ہوا
اور شہر کے باہر نکل کے بارگاہ مین مقیم ہوا لشکر بھی خیام و بارگاہ مین استراحت پذیر ہوا ابھی شندکل
نابکار بارگاہ مین قیام پذیر ہوا تھا کہ زمتاش بہادر یونانی بھی مع اپنے تکیل لشکر کے قریب شام
آسکے اور سامنے فوج شندکل کے بارگاہ و خیام برپا کراکے مقیم ہوئے شندکل نے طبل جنگ بجوایا جب
صداے طبل جنگ بلند ہوئی زمتاش بہادر یونانی نے صداے طبل جنگ سنکے حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بمدد ایزدی طبل جنگی بجایا جاے بموجب حکم طبل رزمی پر چوب لگائی گئی آواز
طبل جنگ اس طرح بلند ہوئی کہ صداے طبل جنگ سنکے سپہر فلک کانپنے لگا زمین تھرانے
لگی دل پہلوانان رستم و اسفندیار یار مین مزاجون کے دہل گیا جوانان لشکر صداے طبل رزمی سنکے تیاری
جنگ کی کرنے لگے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے آخر تمام رات گذر کے وہ وقت آیا کہ بموجب ابیات

جمال صبح نے کی بارش نور سے جبین خاک چمکی مثل بلور کے جدا پروانون سے ہونے لگی شمع کو غم رخصت جو تھی خاموش تھی شمع
ہنگام سحر بہادران یونانی اپنے اپنے بستر سے اُٹھے ہر ایک جری نے لڑنے اور مرنے پر کمر کسی زرہ پہنی چار آئینہ لگائے تلوار
کمر سے باندھی خود فولادی سر پر رکھا غرض بخوبی مسلح ہو کر ہر ایک جوان باہم گلے ملا اور کہنے لگا کہ آج بظاہر زندہ
رہنے کی امید نہین ہے کیونکہ سامنا اور مقابلہ شنگل سے ہے اور شنگل کے پاس نولاکھ سوار ہین ادھر جوانان
لشکر بہت کم ہین یقین ہے کہ سب قتل ہون پس جو کچھ ہم نے خطا کی ہو عفو کر دو اسی طرح دوسرے جوان نے بھی کہا
کہ مین نے جو تقصیر کی ہو معاف کرو جب سب جوانان لشکر باہم گلے مل چکے گھوڑون پر سوار ہوئے زمتاش بہادر
بھی شیرانہ مرکب پر سوار ہوئے اُسوقت ڈنکے پر چوب پڑی باجے جنگی رسالون مین بجے علمہاے فوج جلوہ گری پر
آئے زمتاش بہادر نے گھوڑا اپنا جانب عرصہ کارزار بڑھایا لشکر بھی روان ہوا اُسوقت وہ ہواے سرد کا
چلنا باغ مین گلون کا ہنسنا غنچون کا مسکرانا بلبلون کا چہچہے کرنا میدان کارزار مین سبزے کا لہلہانا دل کو فرحت
دیتا تھا جوانان یونانی بہ خندہ پیشانی واسطے لڑنے اور مرنے کے گھوڑون پر سوار جانب عرصہ کارزار چلے جاتے
تھے اور باہم کہتے تھے بھائیو یہ خوب خیال کر لو کہ آج اس لشکر مین کوئی زندہ نہ رہے گا کیونکہ یہ لشکر نہایت
ہی قلیل ہے اور فوج دشمن کی کثیر ہے لہذا آج وہ جنگ رستمانہ کرنا کہ قیامت تک صفحہ روزگار پر یادگار رہے
جوانان دیگر جواب دیتے تھے کہ اے برادران تہور شعار ہماری جنگ میدان کارزار مین دیکھ لینا اگر خداوند عالم نے
چاہا تو صدہا کفار کو قتل کر کے مردانہ اور شیرانہ ہم بھی قتل ہونگے کبھی آگے قدم بڑھ کے پیچھے نہ ہٹے گا دلاور ہمارے
نزدیک وہی ہے کہ سر کٹ جائے لیکن قدم میدان جنگ سے پیچھے نہ ہٹائے اپنا تو ارادہ ہے کہ اکثر کفار کو تہ تیغ کرینگے
اکثر کو تہ تیغ اکثر کو تیر سے ہلاک کرینگے کسی کو نیزے سے سوے عدم روانہ کرینگے کسی سرکش کو گرز سے پیوند
خاک کرینگے اور خود بھی بڑھ بڑھ کے سینہ و سر پر زخم ہاے تیر و شمشیر کھائینگے لہو مین نہائینگے میدان جنگ مین
تمام کر کے مر جائینگے ہرگز بھاگ کر یونان کی طرف نہ جائینگے آبرو اپنی خاک مین نہ ملائینگے ہمین یہ منظور کسی طرح
نہین ہے کہ ہم ایسے بہادرون کے سامنے سے بھاگین اور بہادرون سے محجوب اور شرمندہ ہون اور چار دن کی
زندگانی کے واسطے یہ ذلت و رسوائی گوارا کرین تم تو ہم سے اور ہمارے آبا و اجداد کی جرأت و شجاعت سے
آگاہ ہو اکثر تم نے ہم کو میدان جنگ مین حریف سے لڑتے دیکھا ہے اور ہمارے آبا و اجداد کی جنگ و جدال کا فسانہ
سنا ہے تم کو تو ہمین اسطرح سمجھانا مناسب نہین ہے ہم خود خوب سمجھے ہوئے ہین کہ آج تا شام زندہ نہ رہینگے یہی لباس
ہمارے کفن ہونگے میدان کارزار مین لاشے ہمارے بے گور پڑے ہونگے روحین ہم سب کی جنت مین جائینگی
سنا ہے کہ شہیدون کا مرتبہ بڑا ہے حور و غلمان اُنکی خدمت مین رہتی ہین باغ جنان مین انواع و اقسام کے لطف
اُٹھاتے ہین آب کوثر پیتے ہین میوے جنت کے کھاتے ہین جس میوۂ تر و خشک کی خواہش کرتے ہین فی الفور
و الفقہ اُسکا زبان پر آجاتا ہے سیر باغ جنان سے اہل جنت کا خصوصاً شہدا کا دل خوش ہوتا ہے پس ہم بھی باغ مین
جا کر انشاء اللہ حورون سے ہم آغوش ہونگے کسی قصر جواہر مین بہ عیش و عشرت بسر کرینگے اے برادر عجب
نہین ہے کہ ہم سے اور تم سے وہان بھی ملاقات ہو اور اسی طرح وہان بھی ہم اور تم باہم گفتگو کرین اُن جوانون
نے شاباش و مرحبا کہے اور شنگل کے نسلکے کہا کہ اگر یہی عزم ہے تو ایسے وقت مین اپنے لباس کو بہ صورت
کفن بنا و سورہ فاتحہ اور آیہ کل من علیہا فان پڑھ لو احتیاطاً گناہان صغیرہ اور کبیرہ سے توبہ کر لو بالکل
گناہون سے پاک ہو جاؤ گے دیکھو تو ہم اپنے پیرہن کو شکل کفن بناتے ہین اور تمھارے سامنے

کہنے لگے سے شاہد رہنا یہ کہ تم ہماری دعاے توبہ کے پڑھنے سے پاک ہوتے ہین گناہون سے ہین پڑھتے دعاے توبہ کی الحاصل صورت کفن بنایا گریبان چاک کیا دعاے توبہ پڑھی کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا انھون نے لباس اپنا بہ صورت کفن بنایا گریبان چاک کیا دعاے توبہ پڑھی کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا پھر سوے فلک دیکھکے درگاہ خدا مین عرض کیا کہ خداوند ہمارے صحیفہ ابراہیم علیہ السلام جو کچھ یاد تھا پڑھا پھر سوے فلک دیکھکے اور اس تیر و نیزے سے بہت سے گناہون کو عفو کر تم نے ہزار ہا تیرے بندون کو اسی تیغ آبدار سے قتل کیا ہے اور اس تیر و نیزے سے بہت سے حریفون کو مارا ہے پروردگار تو ہمارے حال پر رحم کر اور ہمارے گناہون کو اپنی رحمت کاملہ سے عفو فرما جیسا ان جوانون نے دعاے توبہ پڑھی دوسرے جوانون نے بھی مثل انکے لباس اپنا بہ صورت کفن بنا کر اپنے گناہون سے توبہ کی اُس وقت عجب شان و شوکت سے سوے میدان کارزار چلے **نظم**

الله رے احتشام لشکر
دیکھی ہی جو انکی تیغ خونخوار آب
کر بان در شکوہ تعظیم
شمشیر سے اُنکے خون ماٹرا

سردار ہر ایک جسکا صفدر
چمکین ہی بحر مثل گرداب
کرتا تھا سپہر جھک کے تسلیم
رخسارہ فتح پر تھا غازہ

بخشا وہ خدا نے زور و دل
آئینہ تیغ برق تمثال
عالم پہ ہوا تھا خوف طاری

رستم بھی نہ ہو سکے مقابل
ہو جاسے اجل کا صورت حال
تھا نعرہ دور باش جاری

جب یہ لشکر قلیل بصد کر و فر میدان مصاف مین پہونچا دیکھا کہ تمنکل بن شاہ ال فیل زور دست خوارزمی میدان مین صف آرا ہے کوسون تک بارگاہ و خیام اور لشکر نظر آتا ہے علم ہاے کفر نشان بلند ہین صفین آراستہ ہین سرداران لشکر بصد نخوت و غرور اپنے اپنے رسالے اور ماتحت لیے ہوے آمادۂ جنگ کھڑے ہین تلوارین مردم لشکر کی علم ہین نیزے ہاتھون مین گرز گران سر پہلوان ہاتھون مین لیے ہوے ہین سب کی شکلین اور صورتین مہیب ہین اور ایسے کریہ منظر ہین کہ اگر دیو اور خبیث انھین دیکھین تو ڈر کے بھاگین اکثر حبشیون کو بوجہ خوف کے غش آجاے بعضے دیو بد صورت انھین دیکھکر اور بلاے عظیم تصور کر کے ہلاک ہو جائین یہ دیکھکر یونانیون نے باہم کہا کہ دیکھا تم نے ان کافرون کی صورتون کو دنیا پر تو انکی یہ صورت ہے جیسے بعد مرنے کے انکی کیا صورت ہوتی ہے یہ لوگ ہونے دو سو خداون کو اپنا خدا جانتے ہین از انجملہ دم حبشیہ کو بھی اپنا خدا تصور کرتے ہین ابھی جوانان لشکر اسلام یہ کلام کر رہے تھے کہ حکم زمتاش بہادر یونانی سے بیلدار پھاوڑے لے کر لشکر سے نکلے اور میدان کارزار سے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر نشیب و فراز زمین کو ہموار کرنے لگے جب بیلدار زمین کو ہموار کر چلے سقون نے پانی چھڑکا میدان کارزار بخوبی درست ہوا اُسوقت دونون لشکرون سے نقیبان خوش گلو اور رکریت زشت خو نکلے اور میدان کارزار مین آکر جوانون سے مخاطب ہو کر اس طرح کہنے لگے کہ اے بہادرو آج سامنا حریف کا ہے دیکھو کہین قدم بڑھکے پیچھے نہ ہٹین اگر چہ سر تن سے کٹ جائے مناسب ہے کہ قدم بڑھ کے پیچھے نہ ہٹ جائے ورنہ میدان روبرو دلاوران و بہادران کے عزت خوٹ جائیگی ساری آبرو خاک مین ملجائیگی دلاور نامرد اور بزدل تصور کرنے لگین گے پس لازم ہے کہ چارون کی زندگی کا خیال کر کے اپنی عزت و آبرو اس میدان جنگ مین نہ کھونا اور بڑھ بڑھکے حریف سے لڑنا نقیب اور رکریت تو یہ کہکر ہٹ گئے دلاورہ اور بہادر پند و نصائح نقیبون کی سُن سُنکے شیرانہ آمادۂ جنگ ہوئے پھر لشکرون مین باجے جنگی بجے دلاوران لشکر آواز باجون کی سُنکے مستانہ جھومنے لگے دمبدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے اُسوقت ایک پہلوان نامی اپنے مرکب کو بڑھا کر لشکر تمنکل سے نکلا اور میدان مین آکر بہ کبر و نخوت کہنے لگا کہ جسے جلد سوے عدم جانا منظور ہو وہ آئے اور مجھ سے مقابلہ کرے مین وہ ہون کہ اگر کوہ پر زور کرون تو اُسے سرکا دون سامنے میرے ایک کتا صحرائی ہے اور فیل ایک

پشتہ ہی دیو بھی اگر مجھ سے مقابلہ کرے تو ایک ضرب شمشیر مین کام اُسکا تمام کرون جب یہ تقریر اُس پہلوان کی
زمتاش نے سُنی خیال کیا کہ یہ کافر کسقدر مغرور ہی اور کیا اپنی تعریف کرتا ہی یہ خیال کرکے زمتاش بہادر یونانی
نے اپنا مرکب صدف لشکر سے نکالا اُسوقت پھر باجے جنگی بجے اور علم لشکر اسلام جلوہ گری پر آئے جب زمتاش بہادر
بہ مقابلہ پہلوان پہونچے پہلوان نے نیزہ سینہ زمتاش بہادر پر مارا اُنھون سنان نیزہ نیزے کی سنان پر روکی
سنان نیزون سے شعلے نکلے بعد اسکے زمتاش بہادر نے نیزہ سینہ پہلوان پر مارا ہر چند پہلوان نے چاہا کہ نیزے
سے بچون لیکن نیزہ سینے پر پڑا اور پشت کے پار ہوا زمتاش بہادر نے نکال دے کر پہلوان کو پشت فرس سے
اُٹھایا اور اس طرح زمین پر پٹکا کہ استخوان پہلوان کی ریزہ ریزہ ہوگئین اسی طرح کئی پہلوان نامی و نامور زمتاش بہادر
نے قتل کیے شندکل ملعون کو غصہ آیا اور مردان لشکر سے کہنے لگا کہ سب مل کے اس خداپرست پر حملہ کرو اور
اسے قتل کرو بموجب حکم مردان لشکر نے یکبار حملہ کیا اور یولاکھ سوارون نے گھوڑون کو تیغین کھینچکر بڑھایا
اُسوقت قدم گاو زمین کھا اسے لیے لیتے زمین سے ہلنے لگے گرد و غبار بلند ہوا روز روشن مثل شب تیرہ و تار کے ہوگیا
خفتگان لحد شور کے بیدار ہوگئے اور زمین کو لرزتے دیکھکر خیال کرنے لگے کہ قیامت آگئی اب میدان محشر مین جانا
ہوگا غرض جب اسطرح لشکر شندکل بڑھا ادھر سے بیس ہزار جوانان تہور شعار نیزے اور تیغین اور گرز گران
لیکر اور انا للہ و انا الیہ راجعون زبان پر جاری کرکے بڑھے اور لشکر شندکل روباہ خصال پر مثل شیران صحرا کے
حملہ آور ہوئے جب دونون لشکر باہم مل گئے تلوار چلنے لگی ہاہا ہین کھچا کھچ کی آنے لگین دلاور زخمی ہونے لگے
اکثر کفار نابکار قتیل ہوکر گھوڑون سے گرنے لگے خنجر بہادرون کے بہو سے کفار پر چلنے لگے چقاچاق خنجر بلند
ہوئی کفار ناہنجار مجروح ہوکر زمین پر گرنے لگے لاشے انکے تڑپنے لگے فریاد و فغان کرنے لگے مرکب لاشون کو پامال
کرنے لگے کمانین کڑکنے لگین تیر جوانون کے سینون کو توڑ کے نکلنے لگے گرز گران پہلوانون کے جوانون کے سر و پیر
پڑنے لگے جوان تیغزن صف شکن پیوند خاک ہونے لگے یونانی بڑھ بڑھکے اور نعرے کر کرکے بڑے بڑے نامی
پہلوانون کو ٹوک ٹوک کے قتل کرنے لگے زمتاش بہادر یونانی بھی مثل شیر دلیر مستانہ جدال و قتال مین مصروف
ہوئے تاک تاک کے نامی افسرون کو قتل کرنے لگے نعرہ و مباہم کرنے لگے سواران لشکر شندکل سامنے سے
زمتاش بہادر یونانی کے ہٹنے لگے اُسوقت شندکل نے افسران فوج سے مخاطب ہوکر باواز بلند کہا کہ
ای نالایقو کیسے نامرد اور بزدل ہو کہ ان مسلمانون سے اسوقت پیچھے ہٹتے آتے ہو باوجودیکہ مسلمان کم ہین
لیکن تم ایسے خائف ہو کہ آگے نہین بڑھتے اور اُنکو گھیر کے قتل نہین کرتے افسران فوج یہ گفتگو سنکے
شندکل اُسکے خیال کرنے لگے کہ شندکل سچ کہتا ہی مسلمان کم ہین اور ہم سب بکثرت ہین یہ سوچ کر افسران
فوج اپنے اپنے رسالے اور پلٹنون کو لیکر بہ صد قہر و غضب آگے بڑھے اور ایک ایک یونانی پر ہزار ہزار
کفار بےدین نے لیکر گرے اور یونانیون کو چہار طرف سے گھیر لیا اُسوقت ایسی تلوار چلی اور اسقدر کشت و
خون ہوا کہ میدان رزم مین دریاے خون جاری ہوا یونانیون نے کفار کو اسقدر قتل کیا کہ لاشون کے
انبار اور کشتون کے ڈھیر لگا دیے ہر ایک یونانی نے صدہا کفار قتل کیے آخر یونانی بیچارے بھی گھر گئے
اور لڑتے لڑتے دست و بازو بھی تھک گئے کفار نے اہل اسلام پر نرغہ کیا یونانی قتل ہونے لگے اسوقت
بھی جس یونانی کے سینے پر کسی کافر نے نیزہ مارا اور نیزہ سینے کو توڑکر پشت کے پار نکلا اُس یونانی نے اُسی
عالم مین جھپٹ کے اپنے مقاتل کو تیغ تیز سے ہلاک کیا اور گرتے گرتے گھوڑے سے پکارا کہ ای شاہزادہ

دلیر وفادار اسی نمک خوار تھے جان اپنی تفنش پا پر حضور پر نثار کی کسی یونانی نے تیغ آبدار سے نہایت مجروح ہو کر
اپنے قاتل کو تڑپ تڑپ کے ہلاک کیا اور بآواز بلند پکارا کہ ای شاہزادہ عالیجاہ اس غلام نے حق نمک ادا کیا اب بوجہ زخم
کاری کے گھوڑے پر بیٹھا نہیں جاتا ہی زمین پر یہ خاکسار گرتا ہی حضور کو حوالہ خدا کرتا ہی یہ کہکے وہ یونانی زمین پر
گرا کافر نے تڑپ کے سر اسکا تیغ سے کاٹ لیا اور باہم کہا کہ اس یونانی کو ہم نے کیا مارا گویا رستم کو قتل کیا یہ نہایت
ہی شجاع تھا بڑی مشکل سے گھوڑے سے گرا اسی طرح صدہا کفار نے مل کر کسی اور یونانی کو گھیرا اور تیر و تیغ
و نیزے سے اسے زخمی کیا اسنے کفار سے کہا کہ ای مردود و عجیب تم نالایق ہو کہ مجھ ایک شخص پر اسقدر اشخاص
حملہ کرتے ہو اور تیغ و تیر لگاتے ہو اگر مرد ہو تو ایک ایک آدمی مجھ سے مقابلہ کرو ہرچند میرے دست و بازو تھکے
ہوئے ہیں لیکن میں تم سے لڑونگا اور جہانتک ہو سکیگا تم کو قتل کرونگا کفار نے بیچارے یونانی کی
تقریر نہ سنی اور ایک بارگی سیکڑوں نے اسپر حملہ کیا اسوقت بھی اس یونانی نے دو چار کو قتل کیا
آخر کسی کافر نابکار کے ہاتھ سے زخمی ہوا یونانی زخمی ہو کر اپنے قاتل کی طرف جھپٹا اور اسی عالم زخمداری میں
نیزے سے اسے قتل کیا جب وہ یونانی گھوڑے سے گرنے لگا پکارا کہ ای آقاے نامدار یہ غلام آپ کا گھوڑے
سے گرتا ہی دست و بازو میں اب قوت نہیں باقی ہی زخم کاری لگا ہی گھوڑے کی پشت پر بیٹھا نہیں جاتا
ہی یہ کہکے مرکب سے گرا کوئی کافر واسطے سر کاٹنے کے بڑھا وہ یونانی مجروح اس سے کہنے لگا کہ میرا سر
کاٹ لے لیکن اتنا احسان مجھ پر کر تا کہ سر میرا قدم شاہزادہ زمتاش بہادر پر رکھدینا یہ کہکے
یونانی بیہوش ہو گیا اس کافر نے سر اسکا ڈرتے ڈرتے اس وجہ سے کاٹا کہ کہیں ہوشیار ہو کے
مجھے بھی نہ قتل کرے جب سر کاٹ چکا تب بہت خوش ہوا اور اپنے رسالے کے جوانوں سے
کہنے لگا کہ آج میں نے کام رستم و اسفندیار کا کیا ہی اگر بادشاہ میری شجاعت پر نظر کرے تو تمام اپنی فوج
کا مجکو سپہ سالار کر دے اور خلعت و انعام دے اور مجکو شجاعت میں رستم سے بھی زیادہ تصور کرے
کیونکہ میں نے اس یونانی کا سر نہیں کاٹا گویا دس لاکھ بہادروں کو قتل کیا یہ وہ دلاور تھا کہ اسنے مرتے مرتے
بہت سے سوار قتل کیے اسکی تلوار کی پناہ نہ تھی یہی ایک مسلمانوں کے لشکر میں شجاع تھا رسالے کے
سواروں نے کہا بیشک یہ یونانی جری تھا تو نے بڑا کام کیا کہ اسکا سر کاٹا ہم سے تو کبھی اسکا سر نہ کاٹا جاتا
بلکہ اسکے رعب سے قریب بھی اسکے نہ جایا جاتا یہ کہکر سوار آگے بڑھا اور کسی اور یونانی کو دیکھکر حملہ آور
ہوے جب یونانی نے حملہ کیا اور دو چار کو قتل کیا سوار بھاگے اور باہم کہنے لگے کہ ہر ایک یونانی بہادر ہی
قریب ان یونانیوں کے اب نہ جاینگے دور سے تیر لگاینگے یہ تقریر کر ہی رہے تھے کہ ایک پہلوان گرز گران
لیے ہوئے اسطرف آیا سواروں نے پہلوان کو بلایا اور کہا ای بھائی یہ یونانی جو سامنے لڑ رہا ہی کسی طرح مارا
نہیں جاتا تم پہلوان ہو اور اتنا بڑا بھاری گرز ہاتھ میں لیے ہوئے ہو دست و بازو بھی بہ نسبت ہمارے
موٹے موٹے ہیں اور قوی ہیں شاید تمہارے ہاتھ سے یہ مارا جائے تم اس بہادر سے جاکر مقابلہ کرو تمھاری
تنخواہ بھی زیادہ ہی ملازم قدیم ہو پہلوان یہ گفتگو سواروں کی سنکے کہنے لگا کہ تم سب نامرد ہو اتنے بودے ہو
کہ ایک دبلے پتلے آدمی کو قتل کر نہیں سکتے ہو اور اسکے خوف سے یہاں بھاگ کر کھڑے ہوئے ہو دیکھو
میں جاتا ہوں اور ابھی سر اس یونانی کا کاٹ کے تمہارے پاس لیے آتا ہوں یہ کہکر
پہلوان جانب یونانی چلا اور قریب پہونچ کے نعرہ کیا اور گرز گران سر پر یونانی کے

نارا سر یونانی کا ضرب گرز گران سے شق ہوگیا یونانی نے اسی عالم مین بصد عجلت پہلوان کی کمر پر تلوار لگائی پہلوان دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور کہنے لگا کہ افسوس ان سواروں نے مجھے اس یونانی سے لڑواکے قتل کروایا یہ کہکے پہلوان مرگیا یونانی بھی گھوڑے سے گرنے لگا یہ آواز نحیف پکارا کہ ای شاہزادہ ذی قدر یہ کمترین بھی حضور پر نثار ہوا اب گھوڑے سے گرتا ہی یہ کہکے مرکب سے گرا ہر چند رسالے کے سواروں نے دیکھا کہ یونانی گھوڑے سے گرا لیکن بوجہ خوف کے قریب بھی اسکے نہ گئے ایک سوار نے کہا کہ چلو اس یونانی کا سر کاٹ لائین رسالے کے سواروں نے جواب دیا ہم سے اس یونانی کا سر کاٹا نہ جائے گا ابھی ہم دیکھ چکے ہین کہ اسی نے اتنے بڑے پہلوان کو قتل کیا ہی ہمین بھی ضرور قتل کر ڈالے گا یہ خیال نہ کرو کہ گھوڑے سے گر پڑا ہی اور تڑپ رہا ہی میان اسکا مردہ بھی ہم ایسون پر بھاری ہی اگر تم کو دعوے شجاعت ہی تو جاؤ یا تم اسکا سر کاٹ لوگے یا وہی تمھارا سر کاٹ لیگا جوانی تمھاری خاک مین ملاوے گا وہ سوار یہ گفتگو ان سواروں کی سنکے ایسا ڈرا کہ قریب بھی لاش یونانی کے نہ گیا غرض اسی طرح ہر ایک یونانی صدہا کو قتل کرکے گھوڑے سے گرا جب اکیلے زمتاش بہادر رہ گئے اسوقت افسران فوج نے یکبار حملہ کیا زمتاش بہادر اگرچہ ہزاروں کو قتل کر چکے تھے اور کسی قدر دست و بازو تھکے ہوئے تھے اور زخمی بھی تھے اسی عالم مین شمشیر خون آلود سے کفار کو قتل کرنے لگے جس پہلوان یا جس افسر پر نعرہ کرکے تلوار لگائی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اگر دو دو پہلوان سامنے زمتاش بہادر کے گئے تو وہ بھی دو کے چار ہوگئے جب تمام فوج نے دیکھا کہ زمتاش بہادر کسی طرح گھوڑے سے نہین گرتے اور ہزارہا کو قتل کر رہے ہین اسوقت تمامی فوج نے زمتاش بہادر پر حملہ کیا اور تیغ و تیر و نیزہ و خنجر لیکر وار کرنے شروع کیے اسوقت شاہزادہ ذی وقار نے اپنی زندگی سے بظاہر ناامید ہوکر اسقدر شمشیر آبدار سے سواروں کو قتل کیا کہ گھوڑے کی کمر تک لاشوں کا انبار ہر ایک جگہ کر دیا اور جس مقام پر گھوڑے کو بڑھاکر آئے اور سواروں نے ہجوم کرکے چاہا کہ گرفتار کر لین یا قتل کرین زمتاش بہادر نے وہ بہادری کی کہ سواران لشکر دیکھکر متحیر ہوئے اور سیکڑوں قتل اور زخمی ہوکر ہٹ گئے آخر تیر اندازوں نے دور سے تیر لگانا شروع کیے اور اسقدر تیر لگائے کہ سر سے تا کمر مجروح کر دیا اسوقت کثرت زخمہاے کاری سے زمتاش بہادر کو گھوڑے پر غش آگیا سواروں اور سرداروں نے خوش ہوکر چاہا کہ تیغ تیز سے سر زمتاش بہادر کا کاٹ لین اور نیزے پر چڑھاکر بلند کرین شندکل نے یہ حال دیکھ کے اپنے لشکر کے سواروں اور سرداروں کو زمتاش بہادر کی طرف جانے کو منع کیا اور کہا خبردار اس بہادر کا سر نہ کاٹنا اسے زندہ گرفتار کر لو اور زندان مین اسے قید کرو شاید یہ تیرہ بعد پند و نصیحت کے میری اطاعت قبول کرے سرداروں نے بموجب حکم شندکل زمتاش بہادر کو اسی عالم بیہوشی مین گرفتار کر لیا پھر حکم شندکل سے بارگاہ و خیام زمتاش بہادر کی فوج لوٹ لی اور جو کچھ روپیہ اور مال و اسباب تھا وہ بھی لوٹ لیا جب فوج لوٹ چکی شندکل عنقریب شام بہ فتح و ظفر میدان جنگ سے فرودگاہ لشکر پر آیا زمتاش بہادر کو تو زندان مین بھیج دیا اور آپ داخل بارگاہ ہوکر خیال کرنے لگا کہ یہ مسلمان نہایت شجاع و دلیر تھے کہ انھون نے قریب لاکھ سواروں کے قتل کیے بعد اس خیال کے شب کو تو شندکل اسی جگہ رہا دوسرے روز وہان سے شہر مین آیا اور حکم کیا کہ لاشین اٹھائی جائین بموجب حکم لاشین اپنے مردان لشکر کی افسروں نے اٹھوائین اور موافق اپنے مذہب کے انکو جلایا اور دفن کیا جب شندکل دربار مین تخت پر آکر بیٹھا

امرا و وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ مجھے امید فتح کی نہ تھی لیکن خداوندون نے ان مسلمانون پر مجکو فتحیاب
کیا سبھون نے عرض کیا حضور سچ تو یہ ہو کہ ہم کو بھی امید فتح پانے کی نہ تھی حضور کے اقبال سے اور خداوندون کی
مدد سے فتح ہوگئی ورنہ یہ مسلمان سب کو تہ تیغ کرتے یہان تو امرا و وزرا شنذکل سے یہ عرض کر رہے ہین اور شنذکل
تخت پر بیٹھا ہوا اور زرمتاش بہادر زندان مین ہین لیکن اب حال فرخ کا لکھا جاتا ہو کہ جب فرخ راہ طے کرکے
شہر خوارزم کے ناکے پر آیا وہان جو چند سوار عمرو بن حمزہ نے مقرر کیے تھے انھون نے فرخ کو دیکھکر کہا کہ ہم
تمھارا ہی انتظار کر رہے تھے شاہزادہ ذوی وقار عمرو بن حمزہ نامدار نے ہمین یہان تمھارے ہی واسطے معین
کیا تھا اب خدمت مین شاہزادے کے جلد چلو ہم نے سُنا ہو کہ شہر کے فلان ناکے پر شنذکل نابکار سے اور
زرمتاش بہادر سے ایسی لڑائی ہوئی کہ شاید اب تک ایسی لڑائی پھر نہ ہو فرخ نے کہا مین نے بھی سُنا ہو افسوس
نصیب ہوا کہ ماموں ہمارے شاہزادے کے قید ہوگئے کافرون نے عالم بیہوشی مین انھین قید کر لیا اب یہان
سے جلد چلو اور یہی احوال چل کے شاہزادۂ ذیوقار سے بیان کرو یہ کہکے فرخ ہمراہ اُن سوارون کے چلا اور
بعد قطع راہ درۂ کوہ لوقلمون مین پہونچا اور عمرو بن حمزہ کو تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ مین بموجب حکم قلعہ
تنگ رواحل مین گیا تھا جناب والد ماجد ہمارے لینے خواجہ عمرو تو قلعے مین تشریف نہین رکھتے تھے جو عرضی آپنے
انھین لکھی تھی وہ سرہنگ مصری عیار کو دے آیا ہون یقین ہو کہ سرہنگ مصری نے وہ عرضی خواجہ کو
دے دی ہو یا اب دے گا دوسری عرضی مین نے آپ کے ماموں صاحب کو دے دی وہ عرضی پڑھکے بہت
روئے پھر مین قلعہ تنگ رواحل سے چلا اثنائے راہ مین بوجہ خستگی کے دو روز قیام پذیر رہا جب نا کہنے قریب آیا
باشندگان خوارزم سے مین نے سُنا کہ آپ کے ماموں صاحب اور راستہ سے قلعہ تنگ رواحل سے
خوارزم مین آئے اور شنذکل سے خوب لڑے آخر اُنکی فوج قلیل سب قتل ہوگئی اور وہ عالم زخمداری و بیہوشی
مین گرفتار کر لیے گئے اب تک زندان مین ہین ہر چند کہ یہ خبر آپ سے کہنا مناسب نہ تھی لیکن پوشیدہ کرنا بھی
اسکا بہتر نہ تھا اسوجہ سے مین نے حضور سے عرض کیا عمرو بن حمزہ یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت ہی محزون ہوئے
اور فرخ سے کہنے لگے کہ اب تم ہماری والدہ اور اپنی والدہ کو یونان مین پہونچا آؤ یہان انکا رہنا اچھا نہین ہو
یہ فرما کر اپنی والدہ کو محافے مین سوار کرایا اور رقنہ وغیرہ کنیزون کو بھی ڈولیون مین سوار کرایا اور فرخ کو مع چند
سوارون کے ہمراہ کیا فرخ ہمراہ سواریون کے کوہ لوقلمون سے جانب یونان چلا بعد جانے فرخ کے شاہزادہ
ذیجاہ نے لہراسپ سے کہا کہ تم میرے ہمراہ چلو اگر خدا نے چاہا تو مین شنذکل کو اور اُسکی فوج کو قتل کرونگا اور
اپنے ماموں کو قید سے چھڑاؤنگا لہراسپ نے عرض کیا کہ اے شاہزادۂ ذیجاہ اگر آپ اسطور سے جانب خوارزم
تشریف لے جایئےگا تو ہرگز ہرگز شنذکل پر فتحیاب نہ ہوجیےگا بلکہ مجھے یقین ہو کہ جس طرح آپ کے ماموں
صاحب گرفتار ہوگئے خدانخواستہ اسی طرح آپ کے دشمن بھی گرفتار ہو جائینگے کیونکہ شنذکل کے پاس نولاکھ
فوج ہو اور آپ کے پاس کُل ستر ہزار سپاہ ہو پس آپ کو مناسب ہو کہ جسطرح مین عرض کرون اُسی
طور سے خوارزم مین چلیے تاکہ قریب شنذکل نابکار کے پہونچ جایئے ہر چند کہ جس طرح مین آپ کو
لے جاؤنگا خلاف آپ کے ہوگا لیکن فتح بھی آپ کی اُسی صورت سے ہوگی عمرو بن حمزہ یونانی نے
پوچھا اے لہراسپ تم کس طرح مجکو خوارزم مین لے جاؤگے اور کیونکر خوارزم پر مین فتحیاب
ہونگا لہراسپ نے عرض کیا حضور قبل اسکے ایک عرضی شنذکل کو اس مضمون کی لکھ چکا ہون کہ مین نے

حکم بادشاہ فلک جاہ یونان کو تباہ اور ویران کیا سر فریدون شاہ کا تیغ سے کاٹ لیا عورتون کو اسیر کیا اب ہمراہ
فولاد زنگی کے سر فریدون شاہ اور عورتون کو مع عرضی آپ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون اور مین ابھی یونان
مین اسوجہ سے مقیم ہون کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کسی طرف چلے گئے ہین جب اُنکو گرفتار کرلونگا اُسوقت
مین بھی حاضر خدمت ہونگا چونانچہ حکم شندکل سے فولاد زنگی نے میری عرضی اور سر آپ کے نانا صاحب کا تو
شندکل کے پاس بھیجدیا اور فولاد زنگی بموجب حکم عورتون کو اس طرف لایا یہان حضور نے اپنی والدہ کو
قید سے چھڑایا اور فولاد زنگی کو قتل کیا اور وہان یونان مین مجکو آپ نے مع فوج کے مسلمان کیا یہ خبرین مجھے
یقین ہے کہ شندکل کو نہ پہونچی ہونگی اور وہ ان حالات سے بالکل بیخبر ہوگا اور اس خیال مین شب و روز بسر کرتا ہی
ہوگا کہ اب لہراسپ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کرکے لاتا ہوگا پس مین آپ کو یہان سے تو یونہین اپنے
ہمراہ لے چلونگا لیکن قریب خوارزم کے پہونچکر ایک عبا آپ کے دوش پر ڈال دونگا آپ اُس عبا مین تلوار
اور اپنے ہاتھ چھپا لیجیے گا اور گھوڑے پر بیٹھے رہیے گا سوار آپ کے گرد سیکڑون تلوارین برہنہ کھینچے ہوئے
ہونگے جو کوئی دیکھے گا یہی خیال کرے گا لہراسپ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو قید کرکے لایا ہی اور
شندکل کے پاس لیے جاتا ہی جب میرے آنے کی شندکل کو خبر ہوگی یقین ہی کہ چند سردارون کو استقبال کے
واسطے بھیجے گا آپ چپکے گھوڑے پر سر جھکائے بیٹھے رہیے گا جب آپ عنقریب تخت شندکل کے دربار مین
پہونچ جائیے گا اُسوقت عبا کو پھینک کر تیغ تیز سے شندکل کو قتل کیجیے گا اور اُسکی فوج سے لڑیے گا اس
ترکیب سے اُسکے قریب پہونچ جائیے گا اور مدعائے دل انشاء اللہ حاصل ہوجائے گا آپ غالب ہونگے
اور وہ مغلوب ہوگا یہ کہکر لہراسپ خاموش ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے کہا اے لہراسپ تدبیر تو تم نے
اچھی سوچی ہی اب کل تم اسی طرح مجکو اُسکے پاس لے چلنا یہ فرماکر عمرو بن حمزہ یونانی خاموش ہوگئے اور
جلد اس شب کے گذر جانے کی خدا سے دعا کرنے لگے

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا خوارزم مین اور قتل کرنا شندکل کو اور آنا نارنج جادو کا اور سحر کرنا و دیگر حالات

ساقی جام جہان نما دے — کیفیت دو جہان دکھا دے — گل ہو مرا خار غم ستانی
منگوا دے پھول کی گلابی — وہ بادہ پلا جو مست کردے — وہ مے جو سخن پرست کردے
جب نشہ مین دونون لب ہلاؤن — مردہ مضمون کو جلاؤن — کھولون جو زبان مین ہنر مند
بلبل کا ناطقہ کرون بند — صیقل جو ہو بادہ سے مکرر — پھر تیغ زبان کے دیکھے جوہر
ہو ملک سخن کی شہریاری — سکہ مرے نام کا ہو جاری — پھر سوز و گداز کا بیان سن
پھر دور بھری ہوئی مغان عشق — گلدستہ بناؤن شاعری کا — پھر سحر دکھاؤن سامری کا

عندلیبان خوش الحان بوستان سخنوری و زمزمہ سرایان حدیقہ افسون گری شاخسار نخل چمنستان بیان
پر سرو رفتار رنگین طرازی ہین کہ جب صبح ہوئی عمرو بن حمزہ یونانی نے حکم کیا کہ فوج ہماری تیار ہو موجب حکم
فوج مسلح ہوئی عمرو بن حمزہ یونانی بھی مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوئے اور لہراسپ با بند کمان وغیرہ کو
ہمراہ لے کر درہ کوہ بوقلمون سے چلے بعد طے کرنے منازل کے جب دس کوس شہر خوارزم کا فاصلہ رہگیا
اُسوقت لہراسپ نے ایک عبا عمرو بن حمزہ نامدار پر ڈال دی اور سوارون سے کہا کہ گرد شاہزادے

نے بموجب کہنے لہراسپ کے اور بپاشارہ عمرو بن حمزہ یونانی کے تلواریں کے تلواریں برہنہ لیکر پا پیادہ سواروں نے کھینچیں اور گرد عمرو بن حمزہ یونانی کے آئے اور چہار طرف سے عمرو بن حمزہ کو گھیر کر جانب خوارزم چلے مردمان نے جو یہ حال دیکھا سب نے خیال کیا کہ لہراسپ بلندکمان نے بڑی بہادری کی عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے لے آیا ہے یہ خبر شنگل بن شنگال فیل زوربد مست خوارزمی کو پہونچے کہ لہراسپ عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے لایا ہے یہ خبر سنکے شنگل خوش ہوا اور دو تین سرداروں کو حکم دیا کہ لہراسپ کا استقبال کرکے ہمارے پاس لے آؤ سرداران لشکر شنگل روانہ ہوئے شنگل نے حکم دیا کہ دربار اچھی طرح آراستہ ہو ارباب نشاط بھی حاضر ہوں آج مجھکو نہایت خوشی ہے کہ میرے فرزند کا قاتل گرفتار ہوکے آتا ہے جسوقت میرے روبرو آئیگا فوراً قتل کرونگا اور اپنے پسر کا انتقام بخوبی لونگا غرض بموجب حکم اوسکے بخوبی تمام دربار آراستہ ہوا جملہ اراکین سلطنت و اعیان مملکت دربار میں حاضر ہوئے اور کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ارباب نشاط اور ساقیان گلرخ بھی حاضر ہوئے ساقیان سیمتن نازک بدن تو شراب پلانے لگے اور ارباب نشاط بصد امتیاز گانے لگے گویا مبارکباد گرفتاری عمرو بن حمزہ یونانی گانے لگے انمیں سے ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل روبروے شنگل بن شنگال فیل زوربد مست خوارزمی کے شروع کی

غزل

وضع انسان اور ہے ترکیب حیوان اور ہے
سیر مقتل مت سمجھو گلگشت اے نازک مزاج
چاہ نیساں اور ہے چاہ زنخداں اور ہے
تھا اک جنت میں لیکن کالبد مردوں دل مرا
ہے گریباں اور تیرا گریباں اور ہے
جانور اسیر ہے عاشق اسپہ عاشق آدمی
چشم گریاں اور ہے شمشیر عریاں اور ہے
ناتراشیدہ ہے وہ اور یہ ہے سانچے میں ڈھلا
نظم تراں اور ہے رخسار جاناں اور ہے

گر کتان اُس سینے آئینے جگر ہو چاک چاک
باغ و بستاں اور ہے کنج شہیداں اور ہے
برق اسیر ہے نیلگی ہے روتا ہے اسپر آسمان
ناز غلماں اور ہے انداز انساں اور ہے
دل سے ہے کاوش اسے تلوو نے ہے اسکو خلش
سرو بستاں اور ہے سرو خراماں اور ہے
گرچہ دونوں جا کے پر جلاتے ہیں لیکن فرق ہے
شاخ مرجاں اور ہے دست حسیناں اور ہے
فرق ہے شاہ و گدا میں قول ناسخ ہے یہی

چشم جاناں اور ہے چشم غزالاں اور ہے
ماہ تاباں اور ہے مہر درخشاں اور ہے
ایک یوسف واں مگر اخیایاں گرد لہا کو
ابر باراں اور ہے یہ چشم گریاں اور ہے
آہ میں ہے داغ فرقت اے صبح اس میں آفتاب
خار فرقت اور ہے خار مغیلاں اور ہے
ہوتے میں خوں اسکے دیکھنے سے تو اسکی فریب
سنبلستاں اور ہے زلف پریشاں اور ہے
باعث ایماں ہے وہ اور غارتگر ایماں ہے یہ
شیر قالیں اور ہے شیر نیستاں اور ہے

جسوقت یہ غزل اُس مطربہ نے بہ نازو ادا روبروے اہل دربار گائی جملہ اہل دربار خوش ہوئے خصوصاً شنگل نہایت ہی خوش ہوا اور مثل چراغ سحری کے ہنسنے لگا یہاں تو دربار میں نازنینان خوبرو خوش گلو ناچ اور گا رہے ہیں شنگل تخت پر بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے اور گانا سن رہا ہے اور خوش ہو رہا ہے اور مرگ سے بیخبر ہے لیکن سرداران شنگل جب وہاں پہونچے دیکھا کہ لہراسپ عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کیے ہوئے لاتا ہے ان سرداروں نے لہراسپ کا استقبال کرکے اور مزاج پرسی کرکے پوچھا کہ اے لہراسپ تم نے عمرو بن حمزہ یونانی کیونکر گرفتار کیا لہراسپ نے جواب دیا کہ میں نے بڑی مشکل سے اس شاہزادے کو گرفتار کیا ہے سرداروں نے کہا فی الحقیقت تم نے بڑی بہادری کی خیر اب روبروے بادشاہ چلو وہ تمہیں انعام کثیر دیگا کیونکہ آج اُسے نہایت خوشی ہے دربار میں بیٹھا ہوا ہے امرا اور رؤسا سے ہنس ہنسکے گفتگو کرتا ہے عجب نہیں ہے کہ کسی نازنین کا گانا سن رہا ہو اور شراب پی رہا ہو لہراسپ نے کہا چلو دیکھیے شنگل مجھے کیا انعام دیتا ہے یہ کہکے لہراسپ بلندکمان اُن سرداروں کے ہمراہ چلا جب داخل شہر ہوا مردمان شہر عمرو بن حمزہ یونانی کی

صورت اور طفلی پر نظر کر کے بعضے افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اب اس شاہزادہ کم عمر کو شنگل قتل کر ڈالیگا
اکثر کفار سنگدل کہنے لگے کہ خوب ہوا یہ مسلمان گرفتار ہوا اسنے جمہران کو صحرائے سبزہ زار میں قتل کیا تھا اب یہ بھی ضرور
قتل کیا جائیگا اور سر اسکا در شہر پر لٹکایا جائیگا ہر چند کہ لہراسپ اور عمرو بن حمزہ بخوبی گفتگو ساہل شہر سنتے تھے
لیکن بہ مصلحت جواب نہ دیتے تھے القصہ جب لہراسپ اور سہیل شیر شکار عمرو بن حمزہ عالی تبار کو ہمراہ لیکر بر شاہی محل
لائے مردمان لشکر کو اسی جگہ ٹھہرا کر عمرو بن حمزہ یونانی کو دربار میں لیگئے عمرو بن حمزہ یونانی نے دربار میں جا کر دیکھا کہ شنگل
تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے پہلوان وغیرہ کرسیوں ور دنگلوں پر بیٹھے ہیں نازنینان گلبدن نازک بدن بہ ہزار ناز و ادا
غزلیں گا رہی ہیں ساقیان گلعذار جام بلورین میں مے ناب بھر بھر کے شنگل اور اہل دربار کو دے رہے ہیں ہر ایک شخص
شراب پی رہا ہے بعضے نشۂ شراب سے جھوم رہے ہیں شاہزادہ ذوالوقار نے کیفیت دربار کی دیکھ کے چادر عبا کو پھینکا نعرہ
کیا کہ او شنگل ہوشیار ہو جا کہ میں آپہونچا اگر خدا نے چاہا تو ابھی تجھکو قتل کرتا ہوں اور اپنے نانا کے خون ناحق کا تجھ سے
انتقام لیتا ہوں جسوقت یہ نعرہ اہل دربار اور شنگل نابکار نے سنا شنگل سمجھ گیا کہ لہراسپ اور سہیل شیر شکار
دونوں سردار عمرو بن حمزہ یونانی کے شریک ہو گئے اور دونوں نے اس شاہزادے کی اطاعت قبول کی اور بہ ہزار فریب
یہاں تک آئے اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو اپنے ہمراہ لائے یہ خیال کر کے شنگل نے ایک پہلوان کو حکم دیا کہ جلد
اس طفل کا سر تیغ سے کاٹ لے پہلوان گرز گران سر پر لیکے اٹھا ساقیان گلعذار شیشہ و ساغر چھوڑ کر بھاگے اور ارباب
نشاط نے بھی اسی خوف سے ناچنا اور گانا موقوف کیا دربار سے فرار ہوئے کہ اب یہاں رقص بسمل ہوگا اور عوض نغمہ مجروح
صدائے نالہ و فغان بلند کرینگے غرض جب ارباب نشاط بھاگ گئے اور دربار میں ایک تہلکہ پڑ گیا اس پہلوان نے گرز گران
سر شاہزادے پر مارا شاہزادے نے گرز کو سپر پر روک کے جلد تلوار کھینچی اور اس پہلوان کی کمر پر لگائی پہلوان دو ٹکڑے
ہو کر زمین پر گرا اب تو حملہ اہل دربار تیغ و گرز لے لیکر اٹھے اور عمرو بن حمزہ اور لہراسپ اور سہیل شیر شکار پر حملہ آور
ہوئے شنگل بھی تخت سے اٹھا اور تیغ آبدار کھینچکر آمادہ کارزار ہوا لہراسپ نے اسی وقت سواروں کو جو در شاہی
پر کھڑے تھے اشارے سے بلایا سوار مسلح تو کھڑے ہی تھے تیغیں کھینچکر بصد عجلت دربار میں آئے تلوار چلنے لگی عمرو
بن حمزہ نے کئی پہلوانوں کو تیغ آبدار سے قتل کیا لہراسپ اور سہیل شیر شکار نے بھی کئی افسران فوج کو ہلاک
کیا سواروں نے بھی اہل دربار کو قتل کرنا شروع کیا لاشیں زمین پر کافروں کی تڑپنے لگیں دربار شنگل کا میدان
کارزار ہو گیا سارا فرش دربار کا خون کفار سے سرخ ہو گیا تلواریں بہادروں کی اہل دربار کے خون سے سرخ ہو گئیں
گرز گران سر ہائے کافران پر پڑنے لگے اہل دربار قتل ہو ہو کر زمین پر گرنے لگے اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے
رقص بسمل کا تماشا ہونے لگا شنگل یہ حال دیکھ کر گھبرایا اور امرا و وزرا کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا جلد کسی
طرح دربار سے جاؤ اور جا کر میری طرف سے افسران لشکر کو حکم دو کہ جلد لشکر لیکر آؤ حریف آپہونچا دربار میں تلوار
چل رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے بادشاہ تمہارا دشمنوں میں گھر گیا ہے اور اب حریف کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے
خبردار دیر نہ کرنا جلد آنا امرا و وزرا لڑتے ہوئے اور زخمی ہوتے ہوئے بصد مشکل دوڑ کر دربار سے باہر گئے اور جلد تر
لشکرگاہ پر پہونچ کے افسران فوج سے کہنے لگے کہ جلد مسلح ہو بادشاہ نے مع لشکر تم کو بلایا ہے حریف
دربار میں آگیا ہے تلوار چل رہی ہے اہل دربار قتل ہو رہے ہیں بادشاہ بھی تمہارا اور ہمارا قتل ہوا چاہتا ہے
افسران فوج نے کہا تم بیکار آرہے ہو ہم کو پہلے ہی خبر ہو گئی تھی بادشاہ سے کہو کہ نہ گھبرائیے گا ہمیں افسران
فوج لشکر لیکر آتے ہیں امرا تو جانب دربار چلے افسران فوج نے مردمان فوج سے کہا جلد ہی مسلح ہو دیر نہ لگاؤ ایسا

ہو کہ بادشاہ قتل ہو جائے سرداران لشکر نے جواب دیا کہ ہمیں گھبرائیے نہیں زرہیں پہن رہے ہیں ہتھیار لگا رہے ہیں اگر
آپ کے مزاج میں جلدی زیادہ ہے تو پہلے آپ ہی جائیے دشمنوں کو قتل کیجیے بعد آپ کے ہم بھی آئینگے افسران فوج یہ جواب
سرداران لشکر کی سنکے خاموش ہوئے یہاں تو فوج مسلح ہو رہی ہے اور وہاں دربار میں خوب برق شمشیر چمک رہی ہے سر پر
سر لاش پر لاش گر رہی ہے دریائے خون دربار میں رواں ہے علاوہ سپر ہائے کفار کے کر یہاں جواہر نگار حباب کا سا نظر
آتی ہیں فرش دربار پر چادر آب کا گمان ہوتا ہے اور تخت جواہر نگار سنگدل کو جو کوئی دیکھتا ہے اسے تخت بجرہ کا
کا گمان ہوتا ہے دنگل مانند لنگر اور تھڑیال کے اس دریائے خون میں دکھائی دیتے ہیں کشتیاں مرگ کی بحر خون میں رواں ہیں
بط مے سیر رہی ہے دیدہ ساغر صہبا رنگ گردش دور فلک دیکھ رہا ہے شیشہ مے کی بصورت حباب دکھلائی دیتے ہیں
بنت العنب کو جنگ دیکھ کے دمبدم ایسا جوش ہوتا ہے کہ میکشوں سے کھنچی ہوئی ہے طوفان آب تیغ دمبدم اتر رہا ہے
آنکھ از غرق دریائے فنا ہو رہے ہیں بہادر گوہر فتح کی جستجو کر رہے ہیں ناگاہ عین گرمی جنگ میں سنگدل اور عمرو بن حمزہ
سے سامنا ہو گیا سنگدل نے تیغ آبدار سر شاہزادہ نامدار پر لگائی شاہزادے نے تلوار سپر پر روکی اور تیغ
آبدار خون آلود لیکر سنگدل پر حملہ کیا سنگدل نے خیال کیا کہ اگر یہاں ٹھہرونگا تو ضرور قتل ہو جاؤنگا پس بہتر ہے
کہ بھاگ جاؤں یہ خیال کر کے دربار سے بھاگا شاہزادے نے اسکا تعاقب کیا سنگدل نے دیکھا کہ ایک فیل
سپید ہودج زرین رکھا ہے کھڑا ہوا ہے سنگدل فیل کو دیکھ کر ایک دیوار پر جست کر کے گیا اور دیوار پر جا کر رسا لٹکے فیل پر
سوار ہونے لگا اتفاق سے رسا ٹوٹ گیا سنگدل زمین پر گرا شاہزادے نے جلدی سے تیغ آبدار سر سنگدل نابکار
پر لگائی ہر چند سنگدل نے سپر فراخ دامن سے سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹ کر کاسہ سر میں در آئی
اور ہراتی گردن سے مثل قطرہ آب کے اتر کے سینے میں پہونچی اور پچھڑ دم لیکر شکم و کمر سے گذر کر زمین میں در آئی سنگدل
دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شاہزادہ ذی وقار سنگدل کو قتل کر کے خوش ہوا اہل دربار بعد قتل سنگدل بھاگنے
لگے ناگاہ افسران فوج مسلح ہو کر آٹھ لاکھ سواروں کی جمعیت سے زیادہ اپنے ہمراہ لیکر آئے اور فوج اسلام
سے تیغیں کھینچ کر لڑنے لگے دربار کے باہر ایک میدان وسیع میں جنگ ہونے لگی کہ دیکھنے والوں کے ہوش و
حواس اڑنے لگے تیغ و تیر سے بہادروں کے سر و تن میں جدائی ہونے لگی روحیں جسموں کو چھوڑ چھوڑ کے
جانب عدم جانے لگیں کمانیں کڑکنے لگیں تیر جوانوں کے سینوں کو توڑ توڑ کے نکلنے لگے

بموجب ابیات

کوئی حملہ ور تھا کوئی تھا طپان
جو خونوں سے غلطیدہ ہوئی ارض تر
تنفر ایہ بیکاری سوے اہل شہر

وہاں تھے جو سب بانی دشمنی
یہ کافر تھا اور وہ غازی بڑھا
چڑھے منہ پہ تلوار کے جنگجو
کہ اے کافرو جلد مانگو امان

قیامت کے تھے جو تیر افگنی
یہ مرکب کٹا اور وہ راکب گرا
لگے کٹنے مرتے جری چار سو
سر کٹ جاو سگی ہے خبر اب کہاں

کہیں تیغ چمکی کہیں جا سنان
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
مسلمان بڑھتے جب بعد گزا
غرض تا دیر باہم کفار و اہل اسلام

میں خوب تلوار چلی ہزاروں جوان کام آئے سیکڑوں زخمی ہوئے جب اہر اسپ نے دیکھا کہ باوجود قتل ہو جانے سنگدل
کے افسران فوج دیرانہ لڑ رہے ہیں ہر چند ہزار ہا زخمی ہوئے اور سیکڑوں قتل ہوئے لیکن نہیں جھلتے ہیں اس
وقت اہر اسپ یا ماہر یمان نے ایک بلندی پر جا کر بآواز بلند کہا کہ اے سرداران لشکر و اے بہادران نامی
نامور بادشاہ تمہارا سنگدل قتل ہو گیا اگر تم کو میرے کہنے کا اعتبار نہیں تو تم جا کر خود دیکھ لو وہ لاش سنگدل
کی پڑی ہوئی ہے میں نے تو اس شاہزادہ ذیوقار کی اطاعت اختیار کی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا ہوں اب
تم کو بھی لازم ہے کہ جنگ و جدال سے باز رہو فرمانبرداری مثل میرے شاہزادہ ذیوقار کی قبول کرو لڑنا ہے

نزدیک اب بیکار ہے آیندہ تم کو اختیار ہے افسران لشکر یہ گفتگوے اہراسپ سنکے باہم کہنے لگے کہ اب کیا کرین اطاعت اس شاہزادے کی اختیار کرین یا اس میدان مصاف مین شاہزادے سے کارزار کرین اکثر افسرون نے جواب دیا ہمارے نزدیک تو بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اطاعت عمرو بن حمزہ یونانی کی اختیار کرو اور بتون ودیو سفید او ندون کی پرستش سے اجتناب کرو اسوقت شتکل کو کسی خدا نے ان مسلمانون کے ہاتھ سے نہ بچایا آخر شتکل قتل ہو گیا اور مسلمانون کے ایک خدا نے مسلمانون کی ایسی اعانت اور مدد کی کہ مسلمان شتکل پر فتحیاب ہوے اور اسکو قتل کر ڈالا اگر تم اطاعت قبول کروگے تو خیر ورنہ ہم تو ضرور اس شہزادے کی اطاعت اختیار کرینگے اور جو شاہزادے کا مذہب اور دین ہے وہی ہم بھی اختیار کرینگے یقین کامل ہم کو ہوا کہ اس شاہزادے کا دین اور آئین اچھا ہے سرداران دیگر نے یہ سنکے کہا اگر تمھارے نزدیک یہی مناسب ہے تو ہم بھی اطاعت اختیار کرینگے یہ کہکے افسران فوج نے مردان لشکر کو لڑنے سے منع کیا جوانان لشکر جو لڑنے تھے ہاتھ روکے تلوارین میان مین رکھین اسوقت جملہ افسران فوج عمرو بن حمزہ یونانی کی خدمت مین گئے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اب ہم حضور کو اپنا مالک اور حاکم جانتے ہین اور آپ کی اطاعت اختیار کرتے ہین عمرو بن حمزہ یونانی یہ تقریر افسران لشکر کی سنکے خوش ہوے اور ہر ایک افسر پر مہربانی ونوازش علی قدر مراتب کرکے سب کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا سب افسران فوج شتکل کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئے آئینہ دل سب کے نور ایمان سے روشن اور منور ہوے بعد اسکے تمام مردان لشکر کو شاہزادہ ذیوقار نے مسلمان کیا پھر حکم عمرو بن حمزہ یونانی سے تمام مردان شہر مسلمان ہوے خدا کو وحدہ لاشریک سمجھنے لگے اور ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیغمبر جاننے لگے بعد اسکے شاہزادہ کج کلاہ نے اپنے ماموں زرمتاش بہادر کو قید سے رہا کیا پھر زرمتاش بہادر اور سرداران لشکر وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر شہر تواز زرم کے باہر گئے اور ایک باغ مین کہ وہ باغ شتکل کا تھا اور نہایت سرسبز وشاداب تھا ہزار در ہزار گلہاے رنگا رنگ وبوقلمون اس باغ مین شگفتہ تھے اور رشک باغ ارم وہ باغ تھا اسی باغ مین سواد مین فروکش ہوے اور بارگاہین اور خیام استادہ کراے اور سیر باغ زرمتاش بہادر اور افسران فوج کے کرنے لگے اب جو بخوبی شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی نے باغ کو دیکھا تو موجب ان ابیات کے ابیات

ہے زیور زر گل زیب بخش ساعد شاخ	ہے شاخ سنبل تر پاے سرو مین خلخال	جو عشق ہے تو یہاں وہ بھی نقاب روے نہال
بہار نے پے حفظ ثمر اڑھائے ہین جال ل	مزاج نازک گل سے ہے بلبلونکو خوف	لبیان غنچہ زبان سوال بوسہ ہے لال
الف کیطرح سے جو شاخ کا ہے قامت راست	ہے بار گل سے لچک کر خم آج صورت دال	یہ رنگ سبزہ وگل ہر طرف ہے عکس فگن
کہ سنگریزون پہ ہے عالم زمرد ولا ل	قواے نامیہ سے یہ زمین ہے بالیدہ	کہ آسمان کو سمجھتی ہے سبزہ پامال

جب شاہزادہ سیر باغ بخوبی کرچکا حکم دیا کہ اسی باغ مین سامان جشن جلدی سے مہیا کیا جاے اہراسپ وغیرہ سرداران لشکر نے باغ کی بارہ دری مین بصد تکلف سامان جشن مہیا کیا گلابیان شراب کی قابین کباب کی بقصد زیب و زینت قاعدے سے رکھی گئین ابیات فرش زنگین ہر مکان مین + کہین ایسا نہ دیکھا تھا جہان مین نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل + بہ شکل آئینہ ہر شی مقابل + کہین الماس کے مینا وساغر + غرض ہر ایک شی نایاب وبہتر + جب بخوبی سامان عیش وعشرت ہو چکا شاہزادہ دنگل جواہر نگار پر بیٹھا زرمتاش بہادر بھی ایک دنگل پر بیٹھے افسران فوج بھی علی قدر مراتب جابجا دنگلون پر متمکن ہوے اسوقت بہ موجب ارشاد فیض بنیاد شاہزادہ ذیوقار یعنی عمرو بن حمزہ نامدار اول ساقیان مہ جبین گشتیان آبگین

گی الٹے اور بصد ناز و ادا از جام ساغرین بادۂ ارغوانی بھر بھر کے زرمتاش بہادر و عمرو بن حمزہ وغیرہ کو دینے
لگے اُس وقت ہر ایک شخص جام صہبا دست ساقی سے لیتا تھا اور یہ غزل مستانہ بصد جوش زبان پر لاتا تھا غزل

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
رتبا ہی حق نسب مجھے تو ہی شراب کا
آنکھوں کو جانتا ہوں پیالہ شراب کا
گھٹی میں میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ساقی نے میرا جلد
مستوں کو فرض عین ہے پینا شراب کا
خمخانۂ جہان میں وہ علامہ دہر ہوں
دکھلائے مجکو توڑ کے جو شیشہ شراب کا

بعد میکشی کے شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے اپنے ماموں زرمتاش بہادر سے تمام اپنی کیفیت عرض کی زرمتاش بہادر
نے بھی اپنا حال جنگ کرنے اور قید ہونے کا بیان کیا بعد اسکے شاہزادے نے حکم کیا کہ ارباب نشاط
حاضر ہوں بموجب حکم شاہزادۂ والاقدر نازنینان خورشید رو و خوش گلو یوسف جمال زہرہ خصال مع سازندوں
کے حاضر ہوئیں اور روبروے شاہزادۂ والا جاہ ناچنے اور گانے لگیں بعد ان نازنینان حور شمائل کے ایک
نازنین غنچہ دہن گل پیرہن نہایت خوبصورت و نوجوان بصد ناز و ادا مع اپنے سازندوں کے بزم عشرت
میں حاضر ہوئی اہل بزم اُس نازنین مہر جبین کے گلشن حسن زیبا کی حسرت سے گل چینی کرنے لگے
کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین زہرہ طلعت تھی کہ بموجب اشعار

ہیں آنکھیں تیر نلہ کا لیے ہوئے برچھی
جو دیکھے عارض گلگوں وہ رشک مہ خورشید
گلوں کو نوچ کے بیقرار سے کرے غوغا
وہ ملتی اس بت پر فن کی دیکھے وہ کہے
تو آفتاب قیامت کا زرد ہو چہرا
قمر بھی غیرت مہ نا دکھلائیں یوں شکل
ہر خط بنفشہ میں لکھی مگر یہ حمد خدا
اگر وہ ہو متبسم تو رشک سے بلبل

جسوقت سازندے اپنے سازوں کو درست کر چکے اُسوقت نازنین ماہ جبین
بصد ناز و ادا ناچنے لگی دلہائے اہل بزم کو بصورت سبزہ پامال کرنے لگی مطرب فلک اُسکے رقص کو دیکھکر شرمندہ
ہونے لگی اہل بزم تعریف اس نازنین عدیم المثال کے ناچنے اور گانے کی کرنے لگے اور نقد دل بے اختیار دینے
لگے بعد ناچنے کے وہ نازنین ماہ جبین یہ غزل بالحان داؤدی گانے لگی اور دل اہل بزم کا بصد ناز
و عشوہ لینے لگی غزل

ادا و ناز و طرز دلربائی
دم گردش ترا خنجر رکھا کیا
وہی بے پردگی شیشے میں بھی تھی
بھلا اے چارہ گر مجھو میں رہا کیا
ہیں عاشق اپنے مطلب کی لکھینگے
بتا اے نامہ بر تو نے کہا کیا
اگر رسواے عالم بھی نہ ہوں میں
بھی عالم رہے گا بے وفا کیا
اگر چھیڑا نہیں باد سحر نے
ترا چرخ ستمگر حوصلا کیا
عبث تسلیم مشق غلیت غیر
یہ غنچے مسکرائے ہیں صبا کیا
سکھایا تم کو آئینے نے کیا کیا
شرر ہم جلوۂ شمع عدم تھا
بغیر ہو خضر رہبار رسا کیا
غبار کاروان بے نشان ہیں
تمنا کیا ہماری مدعا کیا
جہاں میں ہر بشر آتا ہے عریان
تو پھر اس دل لگانے کا مزا کیا
وہ افتادہ ہوں سینا ہے دستگیری
ہر اک غنچہ چمن میں ہنس پڑا کیا
عبث قاتل نے کھینچی تیغ ابرو
برا کہنے سے ہم ملتا ہے بھلا کیا
کوئی تازہ چمن میں گل کھلا کیا
نہ کی تھی بے نیازی تجھ گلو نے
فروغ زیست پر ہنسا کیا
دم آخر عبث تکلیف درمان
ہماری ہجر میں بانگ درا کیا
ہوا کیوں سنگ سے ہم بار رحانی
عدم بھی ہے کوئی وحشت سرا کیا
غرور حسن ہے چھوڑوں کے مہمان
جو اٹھا ہے تو مثل نقش پا کیا
ہمیں جنس داغ تو کیا اور دیکا
شکست رنگ عاشق دیکھنا کیا

جب یہ غزل اُس نازنین نے
گا کر تمام کی اُسوقت ہر ایک سردار تعریف اُس خوش گلو کی کرنے لگا پھر اُس نازنین نے اور کو

غزل شروع کی اہل بزم گانا سننے لگے یہاں تو عمرو بن حمزہ یونانی ناچ دیکھ رہے ہیں گانا سن رہے ہیں بزم عشرت
آراستہ ہے ہر ایک شاد و خرم ہے ظلم و جفائے فلک سے غافل ہے لشکر بیرون باغ اترا ہے لیکن اب حال نارنج جادو
کا لکھا جاتا ہے کہ جب عمرو بن حمزہ یونانی سنگدل کو قتل کر کے بہ فتح و ظفر اُس باغ میں آئے نارنج جادو کہ اکثر
پاس سنگدل کے آیا کرتی تھی اور سنگدل سے ہم آغوش ہو کر مدعائے دل حاصل کیا کرتی تھی چنانچہ موافق دستور اور
بہ قاعدہ معین نارنج جادو دربار سنگدل میں آئی دیکھا اسنے ہزار ہا لاشیں پڑی ہیں دریائے خون رواں ہے دربار
کے پاس لاشہ سنگدل کا بھی خاک و خون میں آلودہ پڑا ہے دربار میں سناٹا ہے جہاں تخت پر سنگدل بیٹھتا تھا اور امرا وغیرہ
بھی بیٹھتے تھے وہاں لاشوں کے ڈھیر اور کشتوں کے انبار ہیں بموجب ابیات گل جہاں پر شگوفہ و گل کھلے تھے
آج دیکھا تو خار بالکل تھے + جس چمن میں تھا بلبلوں کا ہجوم + آج اُس جا ہے آشیانۂ بوم + یہ حال نارنج جادو
دیکھ کر نہایت گریان ہوئی اور لاشہ سنگدل سے لپٹ کے بے اختیار رونے لگی اور یہ نوحہ پڑھنے لگی نوحہ

میں تو مدت سے تھی تجھپر مائل ہائے ای آشنا میرے سنگدل — مدعا اب نہوویگا حاصل ہائے ای آشنا میرے سنگدل
قتل تجھکو کیا کس نے آکر مر گیا ہائے تو تیغ کھا کر — تھا تو ہی میرے مطلب کے قابل ہائے ای آشنا میرے سنگدل
نیند تجھ بن نہ آئیگی مجھکو یاد تیری رُلائیگی مجھکو — دلکو راحت نہ اب ہوگی حاصل ہائے ای آشنا میرے سنگدل
یہ فلک ہو گیا میرا دشمن اب مرا کون دیکھیگا جوبن — ہوگیا تو جہنم میں داخل ہائے ای آشنا میرے سنگدل

نارنج جادو بحالت بیخودی و بیقراری میں کرے لاش سنگدل کو چھوڑ کے اٹھی اور چند آدمیوں سے پوچھنے
لگی کہ سنگدل کو کس نے قتل کیا ہے اور قاتل سنگدل کا کہاں ہے آدمیوں نے بتانے میں تامل کیا نارنج جادو
نے کہا کہ اگر تم نہ بتاؤ گے تو میں ابھی بزور سحر دریافت کر لونگی مردمان شہر نے کہا اے نارنج جادو شہزادہ عمرو بن حمزہ
نے سنگدل کو قتل کیا ہے اور اب بیرون شہر سنگدل کے باغ میں شاہزادہ فروکش ہے نارنج جادو یہ سنکر فوراً
جانب باغ تخت سحر پر سوار ہو کے روانہ ہوئی جب عنقریب باغ پہونچی دیکھا کہ لشکر اترا ہوا ہے خیام و بارگاہیں
برپا ہیں ہر ایک خرم و شادان ہے نارنج جادو لشکر کو دیکھتی ہوئی باغ میں آئی دیکھا کہ بزم عشرت نہایت تکلف
سے آراستہ ہے دور جام ہے دغدغۂ گردش ایام چل رہا ہے نازنینان خوبصورت ناچتی ہیں اور گاتی ہیں عمرو بن حمزہ
بزم عشرت میں نہایت شاد و مسرور بیٹھا ہوا ہے اور افسران فوج بھی یمین و یسار جمع ہیں سب بصد خوشی ناچ دیکھ رہے
ہیں نارنج جادو عمرو بن حمزہ یونانی کو دیکھ کر اور بزم عشرت پر نظر کر کے خیال کرنے لگی کہ یہ مسلمان سنگدل کے قتل
کی خوشی کر رہے ہیں یہ خیال کر کے نارنج جادو نے برہم ہو کے ترنج سحر پڑھکر اہل بزم پر مارا وہ ترنج اہل بزم پر پڑا
فوراً ایک برق چمکی اور دھویں نے گھیر لیا اہل بزم متحیر ہوئے اور اکثر سردار گھبرا کر اٹھنے لگے لیکن زمین نے ہر
ایک کے پاؤں بوجہ سحر کے پکڑ لیے سرداران لشکر عرض کرنے لگے کہ اے شاہزادہ ذوالفقار غضب ہوا نارنج جادو
آگئی اسنے سحر کیا ہے ہوشیار ہو جائیے ابھی سردار یہ عرض کر ہی رہے تھے یکایک تا کمر پتھر کے ہو گئے اسوقت کی سرداروں
کی بیتابی اور بیقراری اور عالم یاس کا حال کیا لکھا جائے بعد ایک لمحہ کے سر سے پا تک سب اہل بزم پتھر کے ہوگئے
پھر اُسی طرح نارنج جادو نے مردمان لشکر پر سحر کیا وہ سب بھی پتھر کے ہو گئے جو شخص کھڑا تھا کھڑا ہی رہ گیا
اور جو شخص بیٹھا تھا بیٹھا ہی رہ گیا جب سحر نارنج جادو سے سب پتھر کے ہو گئے اسوقت نارنج جادو نے
لاش سنگدل کی اٹھوا کر اُسی باغ میں دفن کی اور اسکی قبر سے لپٹ لپٹ کے بہت روئی اور قبر پر
سنگدل کے گر کے بیٹھی تھی اس اثنا میں فرخ یونان سے آیا اور داخل شہر ہو کر مردمان شہر خوارزم سے عمرو بن حمزہ

کو دریافت کرنے لگا مردمان شہر نے کہا کہ عمرو بن حمزہ یونانی باغ میں تشنکل کے مقیم ہیں فرخ یہ سنکے تشنکل کے
باغ میں آیا وہاں دیکھا کہ سب پتھر کے ہیں فرخ یہ ماجرا دیکھکر بہت پریشان اور گریان ہوا اور عمرو بن حمزہ یونانی سے
لپٹ کے رونے لگا اور زاری و فریاد کرنے لگا اسوقت خبر تاریخ جادو کو ہوئی کہ ایک شخص دبلا سا آیا ہے اور عمرو بن حمزہ
سے لپٹ کے رو رہا ہے یہ خبر سنکے تاریخ جادو نے ذوالحجام جادو کو بلوایا اور اس سے کہا یہ شیشہ پر آب لیجا ایک
قطرہ آب عمرو بن حمزہ پر ڈال دینا سحر سب ابر طرف ہو جائیگا میں تو غم و الم تشنکل میں مبتلا ہوں تو اس دبلے شخص کو
اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آ ذوالحجام جادو نے فوراً آکے فرخ پر سحر کیا دست و پا فرخ کے بحس و
حرکت ہو گئے پھر عمرو بن حمزہ یونانی پر شیشے سے پانی لیکر چھڑکا سحر تاریخ جادو کا برطرف ہوا عمرو بن حمزہ یونانی کے
دست و پا قابو میں آ گئے اور چاہا کہ ذوالحجام پر تیغ لگائیں ذوالحجام نے فوراً ایسا سحر کیا کہ مثل فرخ کے شاہزادہ
کے بھی دست و پا بحس و حرکت ہو گئے اور پانوں زمین نے پکڑ لیے اسوقت فرخ نے ہر چند ذوالحجام سے کہا کہ مجھکو
چھوڑ دے میں نے تیری کیا خطا کی ہے لیکن ذوالحجام نے فرخ کو رہا نہ کیا اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو دونوں
سحر میں گرفتار کرکے اور قید کرکے روبروے تاریخ جادو لیجا کر کہا کہ یہ دونوں شخص حاضر ہیں اس جگہ بعض راوی
تو کہتے ہیں کہ تاریخ جادو باغ تشنکل ہی میں رہی اور قبر پر بیٹھی رہی اور وہیں ذوالحجام کو طلب کرکے فرخ اور
عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کرا کے اپنے پاس بلوایا اور بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ تاریخ جادو عمرو بن حمزہ یونانی
کو سحر سے پتھر کا بنا کر اور تشنکل کو دفن کرکے اپنے مکان پر چلی گئی تھی جب فرخ باغ میں آیا اسوقت سحر کے
پیروں نے تاریخ جادو کو اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا دبلا پتلا باغ میں آیا ہے اور عمرو بن حمزہ سے لپٹ لپٹ
کے رو رہا ہے اسوقت تاریخ جادو نے ذوالحجام کو واسطے گرفتار کرنے فرخ کے بھیجا تھا اور ذوالحجام نے بہ حکم
تاریخ جادو عمرو بن حمزہ اور فرخ کو اپنے سحر میں گرفتار کرکے روبروے تاریخ جادو لیجا کر عرض کیا تھا کہ یہ
شاہزادہ اور یہ دبلا لڑکا دونوں حاضر ہیں غرض بہر طور جب فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی روبروے تاریخ جادو
پہونچے اسوقت تاریخ جادو نے بصد قہر و غضب عمرو بن حمزہ یونانی سے کہا کہ اے ظالم تو نے میرے
آشناے صادق اور یار موافق کو بے جرم و خطا کیوں قتل کر ڈالا اور کیوں تو نے مجھے اسکے غم و الم میں مبتلا کیا اور مجھکو
رانڈ کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب دیا کہ اسنے میرے نانا کو بے جرم و گناہ قتل کرایا تھا میں نے اسکو قتل کیا
ابھی عمرو بن حمزہ یونانی تاریخ جادو سے یہ گفتگو کر ہی رہے تھے اور تاریخ جادو قبر پر تشنکل کی بیٹھی ہوئی
ہے اور رو رہی ہے قصد کرتی ہے کہ عمرو بن حمزہ کی بوٹیاں کارد سے کاٹ کر اور مثل کباب آگ پر بریان کرکے کھائے ناگاہ
ایک لکہ ابر فلک پر نمودار ہوا اور اسمیں بوندیاں پڑنے لگیں برق دمبدم چمکنے لگی دفعتہ اس لکہ ابر سے دو تخت ظاہر
ہوئے تاریخ جادو نے بخیال اسکے کہ کون آتا ہے سر اٹھا کر جانب تخت دیکھنے لگی فرخ بھی سوے فلک
دیکھنے لگا جب وہ دونوں تخت تاریخ جادو کے قریب آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے دیکھا ایک تخت پر
ایک عورت بیٹھی ہے اور دوسرے تخت پر تین عورتیں بیٹھی ہیں واضح ہو کہ دونوں تختوں پر جو چار عورتیں بیٹھی
ہیں انمیں سے جو ضعیفہ ہے اسکا نام زلزلہ جادو ہے اور یہ بہن ہے تاریخ جادو کی اور دوسرے تخت پر جو تین
عورتیں نوجوان بیٹھی ہیں وہ زلزلہ جادو کی تینوں بیٹیاں ہیں ایک کا نام تزلزل جادو ہے اور دوسری کا نام
ازلال جادو ہے اور تیسری جو سب سے چھوٹی ہے اور نہایت خوبصورت ہے اسکا نام گلشن جادو ہے
عمرو بن حمزہ یونانی نے جو گلشن جادو کو دیکھا بالصورت آئینہ حیران ہوئے اور سراپا ایسے

گلشن جادو پر نظر کرنے لگے دل پہلو مین تڑپنے لگا آنکھین محو دیدار ہوئین عمرو بن حمزہ یہ کیفیت دیکھکر کیونکر محو ہوتے کیونکہ گلشن جادو ایسی تھی نظم

ہویدا ہین موتی ہر اک تار مین
کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
سیاہی سے انکی تھی ظلمات مات
وہ عنبر شکن تھا وہ نافہ کشا
عجب اُسکی چتون تھی عالم فریب
تو فی الفور بجلی گرے خاک پر
نظارہ اُس ابروے خمدار کا
شہ لافتے کی یاد دیتے تھے
وہ رخسار سرخ اُسکے تھے بیمثال
چمکتے تھے باکون مین باہمدگر
جو حسن پاے نور بیاض گلو
مگر دو حباب اسمین تھے جلوہ گر

کیا شاہزادے نے جسدم خیال
کہ جیسے ستارے شب تار مین
کمند اُسکے گیسو تھے یا جال تھے
خضر کو یہ دیتے تھے آب حیات
ذرا شک و شبہ نہ زنہار تھا
دلون کو جو دیتی تھی ہر دم فریب
ہنسی مین نمایان جو دندان ہوئے
بلاشبہ کھاتا تھا تلوار کا
وہ پیشانی صاف تھی نور کی
کہ گل زرد ہوا اُسسے ملکر کمال
نزاکت کو بوے میان یا نالہ لائے
خط صبح صادق کرے جستجو
جو قد دیکھے محشر اُسے آرے یاد

شب تار عشاق تھے سر کے بال
نہ تھے سر کے بالون مین لولو عیان
کہ قیدی دل فارغ البال تھے
جو خوشبو کو پوچھو تو دون یہ پتا
کہ تاتار گیسو کا ہر تار تھا
جدھر پڑ گئی نور آگین نظر
تو بتیس تارے درخشان ہوئے
ہزارون اُس ابرو کی تلوار سے
کہ زہرہ جلو سہیل اُسکے دو مشتری
وہ لب اسکے دونون تھے قند شکر
دہن ڈھونڈھتے تو خود عدم کو وہ جاتے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر
قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

ادھر شاہزادہ ذولوقار سراپاے گلشن جادو پر نظر کرکے بیتاب و بیقرار ہوا اور نقد دل دینے پر آمادہ اور موجود ہوا ادھر گلشن جادو بھی چہرۂ زیباے عمرو بن حمزہ یونانی دیکھکر عاشق ہوگئی جب زلزلہ جادو مع اپنی دخترون کے پاس تاریخ جادو کے آئی اور کہنے لگی اے بہن مین نے سنا ہے کہ تمھارے چاہنے والے کو کسی ظالم نے قتل کر ڈالا اور تم نے اُسے گرفتار کیا اب یہ بتاؤ وہ ستمگر کہان ہے تاریخ جادو نے اشکبار ہوکے کہا اے بہن مین تو لٹ گئی شنذکل قتل ہوگیا قاتل شنذکل کا یہ ہے اور یہ دُبلا پتلا لڑکا اسکا عیار ہے اور یہ بیٹا خواجہ عمرو کا ہے مجھے یہ حال بزور سحر معلوم ہوا ہے ابھی تاریخ جادو اپنی بہن زلزلہ سے یہ گفتگو کر رہی تھی اور زلزلہ افسوس کر رہی تھی کہ ناگاہ ایک جانب سے ابر سیاہ نمایان ہوا ہوا تند چلنے لگی آندھی سیاہ آئی برق دمبدم چمکنے لگی بوندیان پڑنے لگین کبھی پھول گرنے لگے کبھی ابر سیاہ سے برف پڑنے لگی غرض اسیطرح عجائب و غرائب ابر سیاہ سے ظاہر ہوئے پھر ایک آواز سرافے کی بالاے ہوا پیدا ہوئی ابر سیاہ سے ایک تخت ظاہر ہوا سب نے دیکھا کہ تخت کو چار اژدرہا اٹھائے ہوئے ہین ہر ایک اژدر کے منہ سے شعلے نکلتے ہین اور تخت پر ایک بڑھیا بیٹھی ہے بال اُسکے سر کے سفید ہین کمر مین خم ہے دانتون کا دہن مین نام نہین جھریان اعضا پر پڑی ہین دست و پا ضعف سے کانپتے ہین پوست سے استخوان نظر آتے ہین آنکھین نہایت چھوٹی چھوٹی ہین اور پیشانی نہایت تنگ ہے سر پر ایک میلی چادر کا ٹکڑا پڑا ہوا ہے گلے مین گاڑھے کی نیلگون کرتی ہے لہنگا نہایت کثیف پہنے ہوئے ہے لہنگے سے ایسی بو بدبو آتی ہے کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہے منہ سے رال بہ رہی ہے سانس دمبدم چڑھ رہی ہے کیونکہ سن اسکا سات سو برس کا ہے جب بلندی تخت سے نیچے اتری تاریخ جادو نے دیکھکر کہا اے بہن زلزلہ یہ تو نانی ہماری زوربانہ جادو آتی ہین ابھی تاریخ جادو یہ کہہ رہی تھی کہ تخت زوربانہ کا عنقریب تاریخ آیا تاریخ جادو نے سلام کیا اور زلزلہ و تزلزل وغیرہ نے بھی سلام کیا زوربانہ نے دعا دیکر تاریخ جادو سے پوچھا اے لڑکی یہ تو بتا کہ کس بیدادگر اور

ستمگر نے میرے شوہر کو قتل کیا مجھکو صدمہ دیا اس سن و سال مین مجھکو رانڈ کیا نارنج نے رو کر کہا دیکھیے اسی ظالم نے
میری مانگ کو اجاڑا ہے نام اسکا عمرو بن حمزہ ہے اور دوسرا جو یہ لڑکا کھڑا ہے اسکا نام فرخ ہے یہ میرے شوہر کے قاتل کا عیار ہے
زوربانہ نے سنکے فرخ کو کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ایک طمانچہ مارا پھر عمرو بن حمزہ کیطرف طمانچہ مارنے کو ہاتھ بڑھایا چونکہ
گلشن جادو عمرو بن حمزہ پر عاشق ہو گئی تھی اسنے جو دیکھا زوربانہ طمانچہ مارا چاہتی ہے بے اختیار کہنے لگی کہ میری اچھی نانی
اس شخص کو طمانچہ نہ مارئیے گا اس پیرانہ سالی مین آپکے ہاتھ کو صدمہ پہونچیگا زوربانہ نے یہ گفتگو سنکر طمانچہ تو شاہزادے کو
نہ مارا لیکن تیور بدلکر گلشن جادو کیطرف دیکھنے لگی چپکی ہو رہی عمرو بن حمزہ نے پھر گلشن جادو کیطرف دیکھا گلشن جادو نے بھی
شاہزادے کو دیکھا باہم کچھ گفتگو باشارۂ چشم و ابرو ہوئی اسوقت گلشن جادو کی آنکھوں مین اشک بھر آئے اور رنگ متغیر ہوا
قریب تھا کہ غش آجائے لیکن گلشن نے اپنے تئین سنبھالا چونکہ زوربانہ نہایت زبردست ساحرہ ہے اور مسن ہے گلشن کی گفتگو سنکے
کچھ اور واقف ہو گئی تھی اور انگلیون پر شمار کرکے زلزلہ کیجانب مخاطب ہوکے کہنے لگی کہ ای لڑکی تو اس چھوکری کو باغ مین کیون لائی اور تجھے ذرا خیال
نہین کہ ان لڑکیون کا ابھی کورا بچپنا ہے اگر باغ مین کچھ ہو جائے تو کیا قیامت برپا ہو مفت تجھے ملال ہو اور مجھکو بھی صدمہ ہو پس مین
یہ نہین چاہتی کہ یہ چھوکریان باغ مین آیا کرین اور بیٹھا کرین اسیوقت گلشن جادو کو اپنے گھر یہانسے روانہ کر دے زلزلہ نے کہا نانی
مین ابھی اسکو بھیجے دیتی ہون یہ کہکے گلشن کو تخت پر بٹھا کر کہا کہ اب گھر جاؤ مین بھی آتی ہون ہرچند کہ عشق و الفت عمرو بن حمزہ سے
گلشن جادو کا جانیکو دل نہ چاہتا تھا لیکن بمجبوری تخت پر بیٹھکر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئی اثنائے راہ مین خیال کرنے لگی
کہ دیکھیے انجام اس عشق کا کیا ہوتا ہے جان ہی جاتی ہے بوجہ عشق مین جاتی ہے یا دُر مدعا اپنے ہاتھ آتا ہے گلشن جادو تو اسیطرح کے خیالات
کرتی ہوئی اور اپنے مقدر کی شکایت کرتی ہوئی جاتی ہے لیکن اب حال زوربانہ جادو کا لکھا جاتا ہے کہ بعد جانے گلشن جادو کے
زوربانہ جادو نے نارنج جادو سے باہستگی کہا ای لڑکی آگاہ ہو مجھے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اب تجھکو صدمے چند در چند پہونچینگے تیرے عزیز و
اقارب تجھ سے بدی و دشمنی کرینگے یہ صاف اوراق جمشیدی سے ثابت و ظاہر ہوتا ہے کہ تیرے گھر ہی سے آگ لگے گی اور ایسی آگ لگے گی
کہ تیرا طلسم برباد ہو جائیگا اور فتاح طلسم آگر طلسم کو توڑیگا اور فتح کریگا تیری موت بھی کسی کے ہاتھ سے ہے اور باشندگان طلسم دین
سامری و جمشید کو ترک کرینگے اور مذہب دیگر اختیار کرینگے باشندگان طلسم ادنی اور اعلی قتل ہونگے دوست تیرے تیرے
دشمن ہو جائینگے دن تیرے نہایت ہی سخت ہین اب تجھکو لازم ہے کہ شنگل کا صدمہ و رنج نہ کر اور قبر پر شنگل کی نہ بیٹھ اپنی
فکر کر اور جان بچا اپنے دشمنون سے بچ اور یہ تصور نہ کر کہ طلسم نہ ٹوٹیگا مجھکو میرے علم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت جلد یہ طلسم
فتح ہو جائیگا عمر اب اس طلسم کی نہایت قلیل پائی جاتی ہے یہ کہکے زوربانہ خاموش ہوئی نارنج جادو نے کہا ای نانی اب
مین بموجب آپکے کہنے کے اس باغ سے چلی جاؤنگی اور اپنے طلسم مین رہونگی ہرچند کہ شنگل کی قبر سے اٹھنے کو میرا دل نہین
چاہتا ہے لیکن بموجب آپکے فرمانے کے اور بخوف اپنی جان کے اب مین یہان سے چلی جاؤنگی فرمانا آپکا بسر و چشم
بجا لاؤنگی زوربانہ جادو نے کہا ہرچند کہ جب قضا آتی ہے انسان یا حیوان کہین ہو مر جاتا ہے اور زندہ کسی حکمت
و تدبیر سے نہین رہ سکتا ہے لیکن یہ لازم نہین ہے کہ دیدہ و دانستہ عاقل اپنے تئین مبتلائے بلا کرے اسیوجہ سے مین نے
تجھے سمجھا دیا آگے تجھے اختیار ہے اگر تو ہمارا کہنا مانیگی تو تیرے حق مین بہتر ہوگا ورنہ بہت جلد اس باغ مین رہ کر
مار ڈالی جائیگی یہ کہکر زوربانہ نے کہا ای آزردان سحر اب تخت میرا یہانسے لے چلو آزر در بموجب کہنے زوربانہ جادو
کے تخت لیکر بلند ہوئے زوربانہ اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئی بعد جانے زوربانہ کے زلزلہ جادو
نے اپنی بہن نارنج جادو سے کہا ای بہن میرے نزدیک تو مناسب ہے کہ فرخ اور عمرو بن حمزہ کو
ابھی قتل نہ کرو دو تین روز کے بعد اعداوندوم خبیثہ سے بھی ان دونون کے بارے مین پوچھنا چاہیے جو

حکم دین وہی کرنا بالفعل ان دونون کو قید کرو یہ کہکے زلزلہ جادو مع اپنی دونون دخترون کے تخت پر بیٹھکر چلی
گئی بعد جانے زلزلہ جادو وغیرہ کے تاریخ جادو نے ذوالحجام سے کہا کہ مین تو اب اپنے طلسم مین جاتی ہون تو ان
دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے کسی جا انکو قید کر اور بخوبی ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ کوئی انکو رہا کرکے لیجاے یہ کہکے
تاریخ جادو نے کچھ پڑھا اور دستک دی فی الفور بارہ ساحر نہایت مہیب صورت زمین سے ظاہر ہوئے ساحران مذکور
سے تاریخ نے کہا کہ تم ذوالحجام جادو کے ہمراہ رہو اور ان دونون مجرمون کی حفاظت اور نگہبانی کرو یہ کہکے تاریخ جادو
قبر سے شکل کے اُٹھی اور روتی ہوئی تخت سحر پر سوار ہوکر جانب طلسم روانہ ہوئی ادھر جانے تاریخ جادو کے
ذوالحجام جادو عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ کو ایک مکان مین لیگیا اُس مکان مین ایک مختصر تالاب تھا اُسی
تالاب مین دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے قید کیا اور اُس تالاب اور مکان کو سحر سے بند کر دیا پھر ذوالحجام جادو
اور ایک مکان متصل باغ مین آیا چونکہ وہ مکان متصل اُس مکان سے تھا اسوجہ سے براے نگہبانی عمرو بن حمزہ
یونانی اور فرخ اُسی مکان مین مع بارہ ساحرون کے مقیم ہوا

داستان پہونچنا خواجہ عمرو کا لشکر ہرمز و فرامرز مین اور علاج زوبین کا کرکے قلعہ تنگ رواحل مین جانا اور رخصت عمرو بن حمزہ یونانی کی طرف چلنا

راویان عالی منزلت اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو قریب لشکر ہرمز و فرامرز پہونچے
اُسوقت خواجہ نے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور اپنے ہاتھ کی پشت کو ملاحظہ کیا فی الفور تین سو ساٹھ مکر طرح طرح کے
ذہن مین آئے خواجہ عمرو اُس مین سے ایک مکر اور عیاری کو پسند کرکے ایک ویرانہ مین گئے اور وہان بیٹھکر رنگ
روغن نکالکر مرد ضعیف کے مانند اپنی صورت بنائی اور لباس حسب دلخواہ زنبیل سے نکال کے زیب تن کیا اور
عصاے بادام تلخ ہاتھ مین لیا اور باشندگان ممالک مغرب کی وضع بنا کر اور لباس پہنکر لشکر ہرمز مین گئے اور
کنارہ لشکر پر جا کر کھڑے ہوئے اسوقت خواجہ نے دیکھا کہ علاوہ خیام کے دو بارگاہین علیحدہ علیحدہ ایستادہ ہین لشکر
اُترا ہوا ہے صدہا سوار زخمی ہین اکثر خیمون مین بستر پر پڑے ہوئے کراہ رہے ہین اکثر درد کی شدت سے تڑپ
رہے ہین بعض سواران زخمی در خیام پر بیٹھے ہین اور جوانان لشکر باتین کر رہے ہین زخمون پر پھاہے رکھے ہوئے
پٹیان بندھی ہوئی ہین ایک بارگاہ مین اکثر سرداران لشکر جاتے ہین اُس بارگاہ سے صداے نالہ و فغان کی آتی ہے خواجہ
عمرو نے خیال کیا کہ یقیناً اسی بارگاہ مین زوبین ہے اور درد کی شدت سے نالہ و فریاد کرتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو
نے چند سواران مجروح سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور تم کہان لڑے تھے اور کس سے لڑے تھے کہ زخمی ہوئے
سوارون نے کہا یہ لشکر ہرمز و فرامرز کا ہے قریب قلعہ تنگ رواحل سرداران حمزہ صاحبقران سے جنگ ہوئی تھی
اُس لڑائی مین ہزارون جوان قتل ہوگئے اور سیکڑون زخمی ہوئے ازانجملہ ہم بھی زخمی ہوئے اور ہمارے افسر زوبین وہ
بھی زخمی ہوئے علاوہ زخمی ہونے کے خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران نے تو اسقدر پتھر گوپھن مین رکھکر زوبین
کے سینہ و بازو پر مارے کہ زوبین گر پڑا آخر زوبین کو وہان سے اُٹھا کر یہان لے آئے ہین اب تمام جسم اسکا سوج گیا
ہوا ہے کروٹ بھی اُس سے درد کی شدت سے لی نہین جاتی ہے ہر دم نالہ و فریاد کرتا ہے ہرچند علاج اسکا ہوتا ہے لیکن صحت
نہین ہوتی ہے آج حال اُسکا نہایت متغیر ہے اعضا مین درد شدت سے ہے اسیوجہ سے کراہتا ہے سن لیجئے یہانتک
کراہنے کی آواز آتی ہے آج ہرمز اور فرامرز پسران شہنشاہ نوشیروان اُسکے تڑپنے اور کراہنے سے نہایت مشوش
ہین ہمکو تو یقین ہے کہ زوبین جانبر نہ ہوگا آج سے کل تک مرجائیگا خواجہ عمرو نے پوچھا کہ کیا تمہارا قوی ہے

کہا ایسے پہلوان کو اُسنے پتھر مار مار کے گرا دیا سواروں نے کہا عمرو فربہ نہیں ہے اور قوی تن تو نہیں بلکہ نہایت دبلا پتلا
ہے لیکن غضب کا چالاک عیار ہے لات و منات اور خداوند آتش اُسکی شر سے ہم سب کو بچائے انسان کی تو اُسکے سامنے کیا
حقیقت ہے اگر دیو بھی اُسکے سامنے آئے تو وہ کسی تدبیر سے مار ڈالے ہزاروں بلکہ لاکھوں مکر و فریب اُسے ایسے یاد
ہیں کہ بڑے بڑے عقیل و فہیم اُسکے فریب میں آجاتے ہیں وہ عیار بلا کا ہے ایک لحظہ میں ہزار طرح کی صورتیں بدلتا ہے
کبھی مرد ضعیف بنجاتا ہے کبھی اپنی شکل میں عورت کی بناتا ہے کبھی معلوم نہیں کس طرح سے لڑکا بنجاتا ہے غرض جیسی صورت
چاہتا ہے ویسی ہی اپنی صورت بنالیتا ہے اور کوئی اُسے نہیں پہچان سکتا ہے اور گاتا بھی وہ خوب ہے اور ناچتا بھی خوب
بجاتا ہے اور طماع بھی از حد ہے چنانچہ اسکو یہی فکر رہتی ہے کہ کسی کو بیہوش کرکے روپیہ لے لیجیے کسی سے زر و جواہر
چھین لیجیے کسی کو مار ڈالیے اور کل اثاث البیت لوٹ لیجیے لیکن اُسکے نزدیک تو زوبین کی کیا حقیقت ہے یہ تو اُسنے
رحم کیا کہ زوبین کو زندہ رہنے دیا اگر وہ چاہتا تو اسیوقت تختہ سے زوبین کا سر کاٹ لیتا اور کوئی اُسے گرفتار بھی نہ کر سکتا
غرض اُسی کے پیچھے لگانے سے اسوقت زوبین مرا ہے خواجہ عمرو کنندہ سواروں کی یہ باتیں سنکے خیال کرنے لگے کہ یہ
نالائق مجکو طماع کہتے ہیں اور لٹیرا بتاتے ہیں ایسا ان سمجھاؤں اور نالائقوں سے کچھ نہ کچھ لینا چاہیے یہ خیال
کرکے خواجہ عمرو نے ان سواروں سے کہا کہ اگر زوبین اچھا ہو جاسکے اور فی الحال نہ مرے تو ہم کو کیا دیگا اور
پسران نوشیروان کیا انعام دینگے سواروں نے جواب دیا کہ اگر آپ کے علاج سے اچھا ہو جائے تو بہت زر
و جواہر آپ کو ملیگا اور ہم جرار و فوار بھی آپ کو خلعت و انعام کثیر دینگے سواران مجروح نے یہ کہکے پوچھا کہ آپ
کون ہیں نام آپ کا کیا ہے اور کہاں سے آپ آئے ہیں اور اب کہاں جائیگا خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ مجکو تمام
عالم حکیم شفا بخش کہتے ہیں یہی نام ہے ... اور باشندگان ممالک مغرب سے ہوں اپنے وطن سے
براے سیاحی نکلا ہوں چند شہر آپ دیکھا اور ... سیر کرتا ہوا یہاں تک آیا ہوں
اثناے راہ میں میں نے ہزارہا بیماروں کو اچھا کیا ہے نسخے میرے پاس ہر مرض کے مجرب و آزمودہ ہیں بلکہ مریض
کی صورت دیکھکر بتا دیتا ہوں کہ یہ مرض ہے مجھے ضرورت نبض دیکھنے اور قارورہ دیکھنے کی نہیں ہے اگر نبض دیکھی
اور قارورہ کا رنگ دیکھکے پہچانا تو کیا کمال کیا کمال یہ ہے کہ مریض کی شکل دیکھکے عارضہ پہچان جائے
اور ایسی دوا مریض کو دے کہ ایک دو روز میں اچھا ہو جائے میرے نزدیک تپ اور درد سر اور اسہال اور ورم سوزاک
اور آتشک اور فالج لقوہ طحال اور رعشہ ... اور بواسیر خونی اور بادی وغیرہ اور مرض ناسور اور زخم ضیق النفس اور
یرقان وغیرہ امراض کا مریضوں سے دفع کر دینا کچھ مشکل نہیں ہے اگر میں چاہوں تو کور مادرزاد کو بینا کر دوں اور بینا کا ایسا
علاج کروں کہ وہ نابینا ہو جائے ضعیف کا اگر علاج کروں تو پیر نوجوان ہو جائے اور اگر برعکس اسکے علاج کروں
تو نوجوان ضعیف اور پیر ہو جائے جب سواران مجروح نے یہ تقریر حکیم صاحب مصنوعی کی سنی فوراً بے اختیار
حکیم صاحب کے قدموں پر گر پڑے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ آپ ہمارے زخموں کا ایسا علاج کیجیے کہ
جلد زخم ہمارے اچھے ہو جائیں ابھی سواران مذکور حکیم صاحب سے یہ عرض کر رہے تھے کہ اور سواران مجروح بھی
آگئے اور حکیم صاحب کے حال سے آگاہ ہوکر ان میں سے کسی نے اپنا سر جھکا کر زخم سر دکھایا اور عرض کیا کہ یہ زخم تلوار
کا ہے جراح نالائق ہے نہیں معلوم کس مرہم کا پھاہا رکھ جاتا ہے کہ زخم سر کسی طرح بھرتا ہی نہیں آپ ہمارے زخم سر
پر کوئی ایسا مرہم بنا کر پھاہا لگا دیجیے کہ جلد زخم اچھا ہو جائے میں موافق اپنی لیاقت کے روپیہ دونگا کسی مجروح
نے اپنے سر کا زخم دکھایا اور کہا دیکھیے حکیم صاحب یہ زخم پتھر کا ہے مجکو اس زخم کی وجہ سے نہایت

بعد پھر مجھ سے زروبین بخوبی اچھا ہوجائیگا زخم اور ورم اور درد دفع ہوجائیگا فرامرز نے کہا آپ تو زروبین کے
پاس نہ جائیے علاج کیجئے مگر ضرور آواز اس زروبین کی سنیئے گا تاثیر ادویہ مذکورہ سے یقین ہے کہ آپ ہلاک ہوجائیے گا کیونکہ
آپ نے ابھی کہا ہے کہ ادویہ کی یہی تاثیر ہے حکیم صاحب یہ گفتگو فرامرز سے سنکے ہنسے اور کہنے لگے کہ میں حکیم ہوں میں
اپنی حکمت سے ایسی تدبیر کرونگا کہ سب آواز زروبین کی مطلق سنائی نہ دیگی فرامرز یہ تقریر حکیم صاحب کی سن کے
خاموش ہو رہا عمرو نے اسی عالم اضطرار میں عیاری کا مطلق خیال نہ کر کے پچاس ہزار روپیہ منگوا کے حکیم صاحب
کے پاس رکھوا دیا اور روغن بھی منگوا کر رکھوا دیا اور حکم کیا کہ جلد گرد زروبین کثرت سے آگ روشن کیجائے بموجب
حکیم ملازموں نے آگ روشن کی حکیم صاحب نے کہا آپ سب صاحب یہاں سے چلے جائیے اور نقارے بجوائیے
میں علاج شروع کرتا ہوں یہ سنکے ہرمز اور فرامرز وغیرہ اٹھے اور بارگاہ سے نکل کے ہرمز اور فرامرز نے نقارچیوں کو
حکم دیا کہ زور زور نقارے بجاؤ حکیم صاحب زروبین کا علاج کر رہے ہیں خبردار نقارے بجانے سے ہاتھ نہ روکنا ورنہ
تم سب مرجاؤ گے اور جو شخص آواز زروبین کی سنے گا فوراً ہلاک ہوجائیگا کیونکہ حکیم صاحب نے یہی کہا ہے اور
ادویہ کی یہی تاثیر بیان کی ہے یہ سنکے نقارچی زور زور نقارے بجانے لگے اور مردمان لشکر خوف جان سے احتیاطاً
دور چلے گئے تاکہ زروبین کی آواز کان میں نہ آئے ادھر تو نقارے بجنے لگے ادھر خواجہ عمرو زروبین کے دست
و پا کمند سے خوب مضبوط باندھنے لگے زروبین نے پوچھا حکیم صاحب میرے ہاتھ اور پیر کیوں باندھتے ہو
میں نے کیا خطا کی ہے حکیم صاحب نے جواب دیا کہ میں تمہارا علاج کرتا ہوں ترکیب و تدبیر علاج کی یہی ہے
زروبین نے کہا اگر علاج کرنے کی یہی ترکیب ہے تو دست و پا باندھئے غرض حکیم صاحب موصوف نے
زروبین کے دست و پا جلد تر باندھے اور کارد نکالکر زخم سر زروبین کا چیر ڈالا اور علاوہ زخم سر کے صدرا اور
بازو کو کاٹ دیے جب چیر ڈالا زروبین تڑپنے لگا اور بے اختیار چلانے لگا اسوقت خواجہ عمرو نے کہا او بیحیا تو نے
مجھے نہیں پہچانا کہ میں کون ہوں سن تو خواجہ عمرو ہوں آج ایسا علاج تیرا کرونگا کہ تو بھی یاد کرے گا یہ کہکے خواجہ عمرو نے چونا
اور نمک باہم ملا کے خوب زخموں میں بھر دیا اسوقت اسقدر زروبین تڑپا اور چلایا کہ قریب تھا کہ روح اسکی جسم
سے نکل جائے خواجہ عمرو نے اسے تڑپتا چھوڑ کے جلد تر جال الیاسی زنبیل سے نکالکر اور روپیہ اور جو جو اشیا وہاں
تھیں سب لے لیں اور مع فرش ہر ایک شے کو داخل زنبیل کیا پھر خواجہ دست و پائے زروبین سے حلقۂ کمند
کھولنے لگے اسوقت زروبین بیہوش ہو گیا تھا ادھر تو خواجہ عمرو حلقۂ دست و پائے زروبین سے کھول رہے
تھے ادھر بختک نے جو سنا اور دیکھا کہ صد ہا نقارے زور زور نقارچی بجا رہے ہیں مردم لشکر قرب بارگاہ زروبین
سے دور بھاگ کر ٹھہرے ہیں دل میں خیال کرنے لگا کہ آج یہ کیا واقعہ ہے مردمان لشکر کیوں بھاگے جاتے ہیں بے موجب
اور بے کام صد ہا نقارے کیوں بجتے ہیں یہ خیال کر کے بختک نے بڑھ کے ایک سوار سے پوچھا ارے مجھے بتا تجھے
معلوم ہے کہ یہ نقارے کیوں بجائے جاتے ہیں سوار نے عرض کیا ملک جی ایک حکیم صاحب آئے ہیں بارگاہ میں بیٹھے
ہوئے زروبین کا علاج کر رہے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ میں ایسی دوا تمہارا زروبین کے تن پر ضماد کرونگا کہ پہر بھر میں
زروبین اچھا ہوجائیگا اور بسبب شدت درد چلائیگا کوئی اسکی آواز نہ سنے ورنہ تاثیر ادویہ سے آواز زروبین کی سنکے مرجائیگا
اسیواسطے نقارے بجانے کا حکم دیا ہے تاکہ کوئی آواز زروبین کی نہ سنے آپ بھی قریب بارگاہ نہ جائیے گا ورنہ آپ بھی مرجائیے گا
اور میرے نزدیک یہاں سے دور بھاگ جائیے توقف نہ کیجیے بہتر ہے یہ کہکے سوار بھاگ گیا بختک خیال کرنے لگا کہ
خواجہ عمرو ہی تشریف لائے ہیں یہی حکیم بنکے آئے ہیں اسواسطے نقارے بجوائے ہیں اور کسیکا کام نہیں کہ اسطرح کا علاج کرے اب

مجکو لازم ہے کہ جلد زروبین کی خبر لون ورنہ پیر و مرشد کا کام زروبین کا تمام کر دینگے کسی طرح مار ڈالینگے یہ خیال کر کے
بختک قریب نقارچیون کے گیا اور ہاتھ اٹھا کر نقارچیون سے کہا کہ نقارے نہ بجاؤ ٹھہر جاؤ نقارچی سمجھے کہ بختک کہتا ہے
جلدی جلدی اور زور زور نقارے بجاؤ یہ سمجھکر اور جلدی جلدی اور زور زور نقارے بجانے لگے زمین صدائے نقارہ ہائے کلان سے
دمبدم لرزنے لگی بختک کو غصہ آیا اور نزدیک نقارچیون کے جاکر کہا اے نالایقو نقارے نہ بجاؤ نقارچیون نے جواب دیا واہ واہ
ملک جی تم یہ چاہتے ہو کہ ہم آواز زروبین کی سن نہ لیں اور مر جائیں ہم تو زور زور نقارے بجائینگے ہمیں اپنی جان عزیز ہے علاوہ اسکے
ہم کو حکم یہی ہے کہ نقارے بجاؤ ہم اسوقت تیرا کہنا نہ مانینگے اور نقارے بجائینگے بختک نے خیال کیا عجیب طرح پیر و مرشد نے سبکو
ڈرایا ہے یہ نقارچی تیرا کہنا نہ مانینگے اب بارگاہ زروبین میں چل دیکھ تو کہ وہان خواجہ عمرو نے مار ڈالا ہے یا قتل کر رہے ہیں یہ خیال
کر کے بختک بیتابانہ بارگاہ زروبین کیطرف چلا اور جلد تر راہ طے کر کے بارگاہ زروبین میں پہونچا دیکھا کہ حکیم صاحب غائب ہے ہائے گنبد
طعون چلے ہیں گرد زروبین کے پانسو تخت آگ روشن ہے زروبین بیہوش پڑا ہے بارگاہ میں سوائے حکیم صاحب اور زروبین کے اور
بجز آگ کے اور شے نہیں ہے یہ دیکھکر بختک نے خیال کیا کہ خواجہ نے زروبین کو مار ہی ڈالا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ
بختک آ گیا جلد اٹھے اور کہنے لگے او بختک میں جاتا ہون اور تجھ سے کہے جاتا ہون کہ قلعہ تنگ ارواحل کیطرف ہرمز اور
فرامرز وغیرہ کو لیکر نہ آنا ورنہ میں اسی طرح تجکو بھی سزا دونگا یہ کہکے خواجہ سر لیچہ بارگاہ کا چاک کر کے نکل گئے اور جلد تر شکل
اپنی تبدیل کر کے جانب قلعہ تنگ ارواحل روانہ ہوئے ادھر بختک نے ہرمز اور فرامرز وغیرہ کو بمشکل بلایا اور حال
زروبین کا سبکو دکھایا اور کہا کہ جسے تم حکیم صاحب جانتے تھے وہ خواجہ عمرو تھے اب جلد گرد زروبین سے آگ کو ہٹاؤ
دیکھو زروبین زندہ ہے یا نہیں ہرمز اور فرامرز وغیرہ گفتگوے بختک سنکے نہایت متحیر ہوئے اور گرد زروبین سے آگ
ہٹوا کر زروبین کے حال کو دیکھکر متاسف ہوئے اور چونا اور نمک زخمہاے زروبین سے بصد مشکل نکالکر زروبین کا
علاج کرنے لگے نقارے بجانے موقوف ہوئے سواروں نے ہرمز اور فرامرز اور بختک سے کہا کہ حکیم صاحب کو ہم نے کتنے
کئی ہزار روپیے واسطے مرہم بنانے کے دیے تھے افسوس ہم نہ جانتے تھے کہ یہ حکیم صاحب خواجہ عمرو ہیں بختک نے
جواب دیا شکر کرو کہ جانیں تمہاری بچ گئیں روپیہ بھی تم سے خواجہ لے گئے اب خبردار کسی کو کچھ نہ دینا سواران لشکر
نالہ و گریاں اپنے بستروں پر گئے زروبین کو ہوش آیا بختک نے کہا اے زروبین بغیر ہمارے مشورے کے حکیم صاحب
کا لیے سمجھے ہوئے علاج تم نے خوب کیا شکر کرو کہ جان بچ گئی میں بارگاہ میں تمہاری چلا آیا خواجہ عمرو مجھے دیکھکر
چلے گئے اگر میں تھوڑی دیر اور نہ آتا خواجہ تم کو مار ہی ڈالتے زروبین تقریر بختک کی سنکے چپ رہا اور بوجہ درد اور
ایذا کے کچھ نہ بولا القصہ یہاں تو زروبین کے زخموں میں ٹانکے دیے جاتے ہیں اور علاج ہوتا ہے دیکھیے کب تک اچھا
ہوتا ہے لیکن اب حال خواجہ عمرو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ بارگاہ زروبین سے نکلکر بعجلت راہ طے کر کے
قلعہ تنگ ارواحل میں پہونچے اور سرداران لشکر سے ملاقات کر کے اپنی عیاری کا حال بیان کیا سرداران
لشکر خوش ہوئے پھر ہمہ ہنگ مصری نے بعد تسلیم کے جو عرضی فرخ دے گیا تھا خواجہ کو دی خواجہ عمرو
نے اس عرضی کو پڑھا اور مضمون مندرجہ سے آگاہ ہو کر نہایت محزون ہوئے پھر اس عرضی کو لیکر پاس ملکہ مہر نگار
کے گئے اور کہنے لگے کہ عمرو بن حمزہ یونانی نے یہ عرضی مجکو لکھی ہے ناناکو انکے سنگدل بادشاہ زروبین نے قتل کر ڈالا
ہے اور شہر یونان ویران کر دیا ہے اور نانی کو انکے سرداران لشکر سنگدل نے اسیر کر لیا ہے عمرو نے مجکو بلایا ہے
اب مجکو لازم ہے جاؤن اور عمرو بن حمزہ کی والدہ کو قید سے چھڑاؤن بس تم سے رخصت ہوتا ہون ملکہ مہر نگار
نے کہا مجکو زروبین اور ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے خوف ہے کہ وہ اس قلعہ تنگسار ارواحل پر حملہ ور ہونگے اور

بعد تمہارے جانے کے جنگ و جدال کرینگے پس جانا تمہارا یہاں سے اچھا نہیں ہے خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ میں علاج
اُس کا کر آیا ہوں کہ جب تک میں نہ آؤں کسی طرح وہ اچھا نہ ہوگا اور جبتک اچھا نہ ہوگا یقین ہے کہ ہرمز اور فرامرز لشکر
کشی نہ کرینگے لہذا تم مطمئن رہو اور مجھے رخصت کرو مجھکو وہاں جانا لازم ہے ملکہ مہر نگار نے یہ گفتگو سنکے بمجبوری خواجہ
عمرو کو اجازت جانے کی دی خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار سے آٹھ روز کی رخصت لیکر سرداران لشکر کے پاس آئے اور
سب سے کہنے لگے کہ میں جانب شہر یونان جاتا ہوں تم خبردار اور ہوشیار رہنا اسی طرح مقبل سے خواجہ عمرو
نے کہا کہ قلعہ کی اور ملکہ مہر نگار کی حفاظت بخوبی کرنا میں خوارزم کی طرف جاتا ہوں زمتاش بہادر تو یقین ہے
کہ پہونچ گئے ہونگے یہ کہکے خواجہ ہر ایک سردار اور عیار سے رخصت ہوئے

داستان جانا خواجہ عمرو کا یونان اور خوارزم میں اور گرفتار کرنا دم جبینہ کو پھر خود بھی اسیر ہونا

راویان سحر بیان اس داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب خواجہ عمرو ہر ایک سردار سے رخصت ہو چکے
باسے عیاری سے اپنے تن پر آراستہ کرکے قلعہ سے باہر آئے اور سمت یونان چلے اور جلد تر راہ طے کر کے
یونان میں پہونچے اور شہر کو تباہ و برباد دیکھ کر اندوہناک ہوئے عجیب خواجہ عمرو والوان ملکہ گلشن آرا میں داخل
ہوئے فقیہ اور ملکہ گلشن آرا نے بعد مزاج پرسی کے تمام بربادی شہر کا احوال بیان کیا اور جو کچھ یونان میں واقعہ
گزرا تھا مفصل خواجہ سے بیان کیا خواجہ عمرو نے نہایت افسوس کیا پھر ملکہ گلشن آرا اور فقیہ نے خواجہ
سے خبر نہ لینے کی شکایت کی خواجہ نے جواب دیا کہ فی زمانہ حمزہ صاحبقران پردہ غائب میں ہیں ہرمز اور فرامرز وغیرہ
سے میں گرفتار ہوں میں مجھ وقت نہ رہا اسوجہ سے میرا یہاں آنا نہ ہوا اب عمرو بن حمزہ سے یونان ویران ہونیکا
حال معلوم ہوا اور انھوں نے مجھکو طلب کیا تو میں یہاں آیا ہوں چاہا کہ کوئی شخص میرے یہاں آنے پر راضی نہ تھا لیکن
میں آٹھ روز کا وعدہ کرکے آیا ہوں اب یہ بتاؤ کہ میرا نور نظر شاہزادہ عمرو بن حمزہ کہاں ہے اور فرخ کس جگہ ہے مجھکو حال
فرخ کی عرضی پانے کا مہر ہنگامہ شہر کی وغیرہ سے معلوم ہوا تھا ملکہ گلشن آرا نے کہا کہ میرا فرزند اسیر خوارزم
میں ہے اور فرخ فی الحال کمین میں چھپ کر جانب خوارزم میرے نور نظر کے پاس گیا ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو سنکے کہنے
لگے کہ اب میں عمرو بن حمزہ کے پاس جاتا ہوں اے بیٹا ملکہ گلشن آرا نے خواجہ عمرو سے کہا کہ چند روز کے بعد جانا
بلکہ خواجہ عمرو مقیم نہ ہوئے اور ملکہ گلشن آرا اور فقیہ سے رخصت ہوکر سمت خوارزم روانہ ہوئے اور طے
کرکے راہ کے داخل خوارزم ہوئے اور شہر کے لوگوں سے شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو پوچھنے لگے کہ کس جگہ اور
کس مکان میں قیام پذیر ہیں مردمان شہر نے تمام حال گذشتہ بیان کرکے کہا کہ باغ سنگدل میں جائیے ہم نے سنا
ہے کہ زاریخ جادو والی ملک نے شاہزادہ وغیرہ کو سحر کرکے پتھر کا بنا دیا ہے خواجہ عمرو یہ تقریر مردمان شہر
سے سنکے نہایت ملول ہوئے اور جانب باغ سنگدل اپنی شکل تبدیل کرکے چلے جب قریب باغ پہونچے دیکھا
کہ ہزارہا مردمان لشکر جادو سے پتھر کے ہوگئے ہیں جب خواجہ اندرون باغ آئے دیکھا زمتاش بہادر اور اکثر
سرداران لشکر مع ناصر بیدار ماہ سیمیں پتھر کے ہوگئے ہیں عمرو بن حمزہ اور فرخ نہیں ہیں خواجہ عمرو زمتاش بہادر
وغیرہ کو سحر میں گرفتار دیکھکے گریاں ہوئے اور فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی کو نہ دیکھکر از حد ملول ہوئے ہر چند کہ خواجہ
عمرو نے فرخ اور عمرو بن حمزہ کو نہیں دیکھا تھا اور انکی صورت و شکل سے آگاہی نہیں رکھتے تھے لیکن خواجہ عمرو
نے الفقیہ وغیرہ سے دریافت کیا کہ یہاں فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی نہیں ہیں کیونکہ جسقدر باغ کی بارہ دری میں زن و مرد
سب پتھر کے ہوئے کوئی تھے ان میں کوئی طفل اور نوجوان نہ تھا اسوجہ سے خواجہ نے خیال کیا کہ یہاں عمرو بن حمزہ اور فرخ نہیں ہیں

غرض جسوقت خواجہ عمرو باغ مین آئے تھے اسوقت فرخ اور عمرو بن حمزہ اُس عمارت مین جسمین قید تھے باہم کہہ رہے تھے
کہ ابھی تک خواجہ تشریف نہین لائے نہین معلوم کس فکر و تردد مین ہین کہ شہر خوارزم مین تھا آنا ابتک نہوا یہ مکان
مذکور مین فرخ اور عمرو بن حمزہ باہم گفتگو کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو نہ پایا اور سبکو مبتلائے سحر دیکھکر
بے اختیار رو رہے ناگاہ خواجہ نے بالائے فلک ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا خیال کیا کہ کوئی جادوگر آتا ہے خواجہ یہ خیال کر ہی رہے
تھے اور یاد اور رو رہے تھے کہ وہ بارہ ساحر جو تاریخ جادو نے برائے حفاظت مقرر کیے تھے انھون نے جو دیکھا کہ یہ متنفس
خواجہ عمرو کیطرف چلے خواجہ ساحرون کو آتے دیکھکر جلد گلیم اوڑھکر باغ کے باہر نکل گئے ساحران مذکور نے بارہ دری مین
پہونچکر ہر چند سحر کیے اور لفظ گیر زبان پر لائے لیکن کوئی انکو نظر نہ آیا آخر ناچار ہو کر سب ساحر ذوالنجام جادو کے پاس
گئے اور کہنے لگے کہ ابھی ایک شخص باغ مین آیا تھا اور رو رہا تھا ہر چند ہم نے سحر کیا لیکن اُسکا پتا اور نشان بھی معلوم
ہوا شاید وہ ہم سے زیادہ سحر مین دخل رکھتا تھا کہ ہمارے سحر کو رد کر کے باغ سے چلا گیا یا باغ ہی مین کہین پوشیدہ ہو گیا
ہر چند ہم نے ڈھونڈھا لیکن وہ شخص نہ ملا ذوالنجام جادو یہ گفتگو ساحرون کی سنکے متردد اور متحیر ہوا اور باغ مین
آکر شخص مذکور یعنی خواجہ عمرو کو ڈھونڈھنے لگا اور ہر طرف سحر کرنے لگا جب ذوالنجام نے کسی کو نہ پایا نہایت متفکر ہوا
اور ساحرون سے کہنے لگا کہ اگر وہ شخص باغ مین ہوگا تو ہمارے اور تمہارے سحر سے نکلکر ہرگز نہ جا سکیگا جسوقت ظاہر
ہوگا ہم اُسکو گرفتار کر لینگے یہ کہکے ذوالنجام خاموش ہوا باغ کے محل مین ذوالنجام خواجہ کو تلاش کرکے اور ساحرون سے
گفتگو کرکے خاموش بیٹھا ہوا ہے لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو جو باغ سے نکلکر روانہ ہوئے کئی منزل تک
برابر چلے گئے آخر سر شام دریا کے کنارے ٹھہرے اور ایک درخت بلند پر چڑھ کے کیفیت دریا کی دیکھنے لگے اور خیال
کرنے لگے کہ آج شب کو کنارے دریا کے رہونگا صبح کو جسطرف مناسب ہوگا جاؤنگا خواجہ ابھی یہ خیال کر رہے تھے یکایک
خواجہ نے دیکھا کہ اُس کنارہ دریا کی جانب اسقدر دور تک دھوان ہے کہ کچھ نظر نہین آتا ہے خواجہ اسقدر دھوان دیکھکر
نہایت متحیر ہوئے خواجہ کو یہ نہ معلوم تھا کہ اُس کنارہ دریا کی جانب شہر زلزلہ جادو ہمشیرہ تاریخ جادو کا ہے اور دھوان
جو نظر آتا ہے دود سحر ہے کیونکہ ذرباعہ جادو نے جو روبروے زلزلہ جادو و تاریخ جادو سے کہا تھا کہ تیرے عزیزون کے
مکان اور شہر سے فتنہ و فساد ایسا برپا ہوگا کہ تیرا طلسم برباد ہو جائیگا اور تو قتل ہو جائیگا اسیوجہ سے زلزلہ جادو نے
اپنے شہر کو بند کیا ہے کہ طلسم کشا وغیرہ میرے گھر مین نہ آنے پائے چونکہ خواجہ عمرو کو اس حال سے آگاہی نہ تھی اسی سبب
سے دھوئین کو دیکھکے بے اختیار متحیر ہوئے خواجہ ابھی دھوئین کی جانب بغور دیکھ رہے تھے کہ ایک عقاب دریا کے رستے
آکے بیٹھا خواجہ عمرو نے گوپھن پر پتھر رکھکر درخت پر سے اسطرح عقاب پر مارا کہ عقاب پتھر کے صدمے سے فی الفور تڑپ کے
مر گیا جب عقاب مذکور ہلاک ہو گیا فوراً سنگباری اور برف باری شروع ہوئی اور تاریکی ہو گئی اور ایک آواز آئی افسوس
ہزیمیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مارا مجکو کہ نام میرا انصار جادو تھا غرض بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو
درخت سے اترے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کنارہ دریا پڑا ہے خواجہ نے جا اُسکی کمر اور جھولی مین دیکھا تو ایک نامہ تاریخ جادو
کا ملا کیونکہ تاریخ جادو نے نامہ بکف انصار جادو کو اپنی بہن زلزلہ کے پاس بھیجا تھا اور کہا تھا کہ یہ نامہ میرا میری بہن کو جاکر
دے آ جب خواجہ نے نامہ پایا فوراً صورت اپنی بشکل انصار جادو بنائی اور انصار جادو کو زمین کھود کے گاڑ دیا اور دریا کنارے
ایک دلائی اوڑھ کے لیٹ رہے اور کانپنے لگے اتفاقاً اُسوقت زلزلہ جادو نے اپنی بہن کے پاس واسطے کسی ضرورت کے
عقاب جادو کو بھیجا تھا جب عقاب جادو دریا کنارے آیا دیکھا کہ انصار جادو دریا کنارے پڑا ہے اور کانپ رہا ہے
یہ حال انصار جادو کا دیکھکر عقاب جادو بلندی سے زمین پر آیا اور قریب انصار جادو کے آکر پوچھنے لگا بھائی انصار جادو

یہان کیون پڑے ہوئے ہو اسوقت مزاج تمھارا کیسا ہی خواجہ عمرو تو منہ سے نہ بولے نامہ تارنج کا دکھایا اور اشارے سے
کہا کہ یہ نامہ لیکر آیا تھا تپ آگئی گرپڑا اب مجھ سے اٹھا نہیں جاتا ہی عقاب جادو نے کہا بھائی تم گھبراؤ نہین اور مطلق
پریشان خاطر نہو مین ابھی تم کو زلزلہ جادو کے پاس لیے جاتا ہون یہ کہکے عقاب جادو نے انصار جادو نقلی کو
اٹھایا اور بزور سحر پرواز سیدا کرکے انصار جادو نقلی کو لیکر روانہ ہوا اور بعد راہ طے کرنے کے انصار جادو کو روبروے
زلزلہ جادو لیگیا اور کہنے لگا کہ بھائی انصار جادو کنارہ دریا پڑے تھے اگر مین انکو نہ دیکھتا تو یہ مرجاتے انکو تپ آگئی
تھی اور اسوقت تک موجود ہی یہ نامہ آپکی بہن کا لیکر آئے ہین نامہ ملاحظہ کر لیجیے زلزلہ جادو نے نامہ لیکر پڑھا نامہ مین
تارنج جادو نے زلزلہ جادو کو بعد تعریف سامری اور جمشید وغیرہ خداوندون کے یہ لکھا تھا کہ اے بہن آگاہ ہو کہ ہماری
نانی زوربانہ جادو طلسم مین میرے پاس آئی تھین اور مجھ سے بتاکید کہہ گئین ہین کہ تم اپنی بہن زلزلہ کو نامہ اس مضمون کا
لکھو کہ بہت ہوشیار اور خبردار رہنا کسی غیر کو اپنے شہر مین اور اپنے پاس ہرگز ہرگز نہ آنے دینا چنانچہ بموجب انکے کہنے
کے مین نے تم کو یہ نامہ لکھا ہی اور انصار جادو کے ہاتھ بھیجا ہی تم کو لازم ہی کہ ہوشیار رہنا کوئی غیر شخص تمھارے
ملک مین آنے نپائے مجکو بموجب نانی کے کہنے کے اپنی جان کا خوف ہی زیادہ کیا لکھا جاے زلزلہ جادو نے نامہ
پڑھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیا مین نادان ہون کہ طلسم کشا یا اور کسی عیار وغیرہ کو اپنے شہر مین آنے
دونگی اور طلسم کو برباد کرادونگی اور اپنی بہن کو قتل کراؤنگی مین نے تو پہلے ہی سے شنکل کے باغ سے آکر اپنے شہر کو
سحر بند کردیا ہی اب بھلا میرے شہر مین اور میرے پاس کون آسکتا ہی یہ کسکی مجال ہی کہ میرے شہر مین قدم
رکھ سکے انصار جادو نقلی نے یہ تقریر زلزلہ جادو کی سنی ساحران نابکار جو روبروے زلزلہ جادو بیٹھے تھے عرض
کرنے لگے آپ بجا فرماتی ہین زلزلہ جادو نے گفتگوے ساحران سنکے انصار جادو سے کہا کہ اسوقت تیرا حال
بخار کی وجہ سے اچھا نہین ہی کسی جگہ لیٹ رہ جب تپ سے افاقہ ہوگا اسوقت چلا جائیو انصار جادو بموجب کہنے
زلزلہ جادو کے سلام کرکے ایک گوشہ مین لیٹ رہا ابھی انصار جادو نقلی لیٹا تھا کہ زوربانہ جادو بہن زوربانہ
کی زلزلہ جادو کے پاس آئی اور تخت سے اترکے قریب زلزلہ جادو کے بیٹھی زلزلہ جادو نے بندگی کی زوربانہ جادو
نے زلزلہ جادو سے کہا کہ اے زلزلہ خداوند قم خبیثہ کی خدمت مین بھی چلو کل صبح کو تیر میلہ مین مجکو خداوند قم خبیثہ
نے بلایا ہی مین تو ابھی سے جاتی ہون زلزلہ جادو نے کہا نانی صاحبہ آپ تشریف لے جائین مین بھی حاضر ہونگی ذرا
میری دختر گلشن جادو کو ہوش نہین ہے اسوقت وہ بیہوش پڑی ہی طبیعت میری از حد پریشان ہی زوربانہ جادو
نے پوچھا گلشن جادو کی طبیعت کب سے ناساز ہی زلزلہ جادو نے کہا نانی جان مین گلشن جادو اور تزلزل اور
ازلال اپنی بیٹیون کو اپنے ہمراہ لیکر باغ شنکل مین تمھاری بہن تارنج جادو کے پاس گئی تھی ہان عمرو بن حمزہ اور فرخ عیار
عمرو بن حمزہ کو انھون نے گرفتار کیا تھا اور وہ دونون اسوقت بہن کے سامنے کھڑے تھے مین جانتی ہون کہ میری دختر
کہین قید یونکو دیکھکر ڈر گئی ہی یا باغ مین جانے سے کچھ گلشن جادو کو ہوگیا ہی آسیب کا سا خلل پایا جاتا ہی نہ کچھ کھاتی
ہی نہ کسی سے بات کرتی ہی ہر وقت منہ لپیٹے پڑی رہتی ہی گل عارض اسکے زرد ہین صورت غنچہ خاموش ہی جبسے باغ سے آئی ہی
یہی کیفیت اسکی ہی مجکو خار خار تردد و فکر ہی مثل زلف طبیعت میری پریشان ہی آپ جانتی ہین کہ مین سب سے
زیادہ اسی لڑکی کو چاہتی ہون ہرچند کہ تزلزل اور ازلال یہ بھی میری بیٹیان ہین لیکن مجکو اس سے بھی زیادہ اسی
سے محبت اور الفت ہی مین اپنی روح اور جان اسی کو سمجھتی ہون ہواے گرمی مین کبھی اس گل پیرہن کو نکلنے نہین
دیتی ہون آج کل گلشن جادو کی صورت دیکھکر طرح طرح کے خیالات میرے دل مین گذرتے ہین ابھی

اسکا کورا پنڈا ہے سامری اور جمشید خبر کرین جلد میری دختر رشک چمن کو اچھا کردین زورِ بانہ جادو نے تقریر زلزلہ جادو کی سنکے
کہا اب تو تم کو خداوند دم خبیثہ کی خدمت مین ضرور جانا چاہیے اور حال اپنی دختر نیک اختر کا عرض کرنا چاہیے اسوقت تمھاری
دختر بیہوش پڑی ہے اُسے بیدار کرنے سے تکلیف ہوگی ورنہ مین جا کر جگاتی اور اُسکا مزاج پوچھتی اور حال اُسکا دیکھتی یہ کہکے
زورِ بانہ جادو تخت پر سوار ہوکے جانے لگی انصار نقلی نے جو دیکھا کہ زورِ بانہ جادو دم خبیثہ کے پاس جاتی ہے
اُسوقت انصار نے خیال کیا کہ یقیناً میلے مین تاریخ جادو بھی آئیگی عجب نہین کہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو اپنے ہمراہ لائے
اور دم خبیثہ سے درباب قتل فرخ اور عمرو بن حمزہ کچھ پوچھے پس یہان سے میلے مین چلنا چاہیے اور دم خبیثہ نالایق کو
کسی تدبیر سے گرفتار کرنا چاہیے اور تاریخ جادو وغیرہ کو بھی قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے انصار نقلی نے عقاب جادو
سے کہا بھائی ذرا تم مہربانی کرکے زلزلہ جادو سے میری طرف سے کہو کہ انصار کہتا ہے کہ آپ مجکو از راہ عنایت زورِ بانہ جادو
کے ہمراہ خداوند دم خبیثہ کے پاس بھجوا دیجیے وہان میری تپ خداوند دم خبیثہ ایک لمحہ مین دفع کر دینگے جلدی سے صحت
ہو جائیگی عقاب جادو نے بموجب کہنے انصار جادو نقلی کے زلزلہ جادو سے عرض کیا زلزلہ جادو نے زورِ بانہ جادو
سے کہا کہ انصار نہایت بیمار ہے اسے بھی اپنے ہمراہ جانب خداوند دم خبیثہ کے لیجائیے زورِ بانہ جادو موافق کہنے
زلزلہ جادو کے ایک تخت پر انصار جادو نقلی کو بٹھا کے جانب خداوند دم خبیثہ روانہ ہوئی بعد جانے زورِ بانہ جادو
کے زلزلہ جادو بھی مع تزلزل اور ازلال اپنی دختروں کے تخت پر بیٹھکر جانب خداوند دم خبیثہ روانہ ہوئی پہلے
زورِ بانہ جادو خدمت دم خبیثہ مین پہونچی پھر زلزلہ جادو بھی خداوند دم خبیثہ کے روبرو پہونچی ہر ایک نے دم خبیثہ کو
سجدہ کیا دم خبیثہ نے زلزلہ جادو سے کہا اے زلزلہ جادو جو تم سے زورِ بانہ جادو نے کل کہا تھا تم نے اُسپر عمل
نہ کیا اور آج خواجہ عمرو عیار حمزہ کو انصار جادو تصور کرکے ہمراہ زورِ بانہ جادو کے یہان بھیجا ہے یہ وہ عیار بلائے
روزگار ہے کہ اسکا مثل و نظیر نہین ہے اُسکی شر سے تمھین بچنا چاہیے زلزلہ جادو تقریر دم خبیثہ سُنکے حیران ہوئی اور عرض
کرنے لگی یا خداوند عمرو کہان ہے دم خبیثہ نے کہا اپنے پیچھے دیکھ زلزلہ جادو پس پشت دیکھنا چاہتی تھی کہ عمرو نے خیال کیا
دم خبیثہ نالایق ساحرہ بلا کی ہے اسنے تمھین پہچان لیا اب تم یہان نہ ٹھہرو ورنہ ابھی گرفتار ہو جاؤگے یہ خیال کرکے عمرو
جست کرکے اور گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے زلزلہ جادو نے پیچھے پلٹ کے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا زلزلہ جادو نے عرض کیا یا خداوند
پس پشت تو میرے کوئی بھی نہین ہے دم خبیثہ نے کہا عمرو جست کرکے چلا گیا زلزلہ جادو اور زورِ بانہ جادو وغیرہ یہ گفتگو
خداوند دم خبیثہ کی سُنکے سب کی سب نہایت حیران ہوئین اور خوف عمرو سے کانپنے لگین بعد ایک لمحہ کے عمرو ایک مہنت کی
شکل بنکے روبرو دم خبیثہ آئے اور پس پشت زلزلہ جادو کھڑے ہوئے دم خبیثہ نے پھر زلزلہ جادو سے کہا کہ اے زلزلہ دیکھو اور
اچھی طرح پہچان لے تیرے پس پشت عمرو کھڑا ہے اور مہنت کی شکل بنکے آیا ہے یہ کہکے دم خبیثہ نے مہنت یعنے خواجہ عمرو سے
کہا کہ اے بے حیا میرے سامنے سے دور ہو کیون میرے روبرو لنگوٹ باندھے ہوئے کھڑا ہے کیا مجھپر عاشق ہو گیا ہے بار بار میرے
سامنے آتا ہے اور سجدہ مجکو نہین کرتا ہے عمرو یہ گفتگو دم خبیثہ کی سُنکے پھر گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے اور گنبد سے نکل گئے
زلزلہ جادو نے پیچھے مڑکے دیکھا کوئی نظر نہ آیا زلزلہ جادو متحیر ہوئی اور ہر ایک ساحرہ بکمال حیران ہوئی غرض اسی طرح
عمرو ستر مرتبہ صورت اپنی بدل بدل کے سامنے دم خبیثہ کے آئے اور دم خبیثہ نے ہر مرتبہ پہچان لیا اور زلزلہ وغیرہ سے
کہا کہ دیکھو وہ عمرو کھڑا ہے اور جب زلزلہ وغیرہ نے دیکھا کوئی نظر نہ آیا اور خواجہ گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے آخر زلزلہ جادو
نے عرض کیا یا خداوند عمرو ستر بار آپ کے سامنے آیا اور آپ نے عمرو کو گرفتار نہ کیا دم خبیثہ نے ہنس کے اور دم کو اونچا
کرکے کہا کہ مین نے اسوجہ سے عمرو کو گرفتار نہین کیا کہ مین چاہتی تھی کہ تم سب بھی عمرو کو دیکھ لو اور پہچان لو اور علاوہ اسکے

تجھے تمہارا امتحان سیر کا بھی منظور تھا اب اگر عمرو آئیگا تو میں ضرور گرفتار کرلونگی خواجہ اسوقت گلیم کو اوڑھے ہوئے کھڑے تھے یہ تقریر دم خبیثہ کی سنکے خیال کرنے لگے کہ اے خواجہ اب تم یہاں سے چلے جاؤ اور اس گنبد سے باہر نکل جاؤ اور اب اسکا لائق کے سامنے نہ آنا ورنہ یہ تم کو گرفتار کرلیگی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو گنبد سے باہر نکل گئے بعد جانے عمرو کے تھوڑی دیر تک دم خبیثہ بیٹھی رہی زلزلہ جادو اور زور بانہ جادو عرض کرنے لگیں کہ اے خداوند جب آپ کے سامنے عمرو ستر مرتبہ آیا اور گرفتار نہوا اور نہیں نظر آیا تو اُس عیار سے ہماری جانیں کیونکر بچینگی یہ تو جسوقت ہم سبکو چاہیگا مار ڈالیگا اسکے نزدیک ہم سب کا ہلاک کرنا کچھ مشکل نہیں دم خبیثہ نے جواب دیا جہانتک ہوسکے اس عیار سے اپنی جان بچانا اور ہم بھی تمہاری جان کی حفاظت کرینگے اور شر سے اُسکے بچائینگے یہ کہکے دم خبیثہ اپنی جگہ سے اُٹھی بمجرد اُٹھنے دم خبیثہ کے زلزلہ جادو اور زور بانہ جادو وغیرہ سب اُٹھ کھڑی ہوئیں زلزلہ جادو خواجہ عمرو کے گنبد میں ستر مرتبہ آنے سے ایسی حیران اور پریشان ہوئی کہ اپنی دختر گلشن جادو کا حال بھی بیان نہ کیا غرض دم خبیثہ گنبد سے چلی گئی زلزلہ جادو مع اپنی دونوں دختروں کے اپنے مکان کی طرف چلی گئی اور دیگر ساحر بھی اپنے اپنے گھر چلے گئے دروازہ گنبد کا بند ہوگیا خواجہ عمرو تا شام زیر کوہ بوقلموں گلیم اوڑھے ہوئے پھرا کیے اور سیر کیا کیے جب شام ہوئی اور ماہ انور فلک پر ظاہر ہوا اُسوقت خواجہ عمرو نے زیر کوہ گانے کی آواز سنی خواجہ عمرو نے جب غور خیال کرکے سنا معلوم ہوا کہ بالائے کوہ کوئی گا رہا ہے اور آواز طبلے اور منجیرے کی چلی آتی ہے خواجہ عمرو نے آواز طبلہ وغیرہ سازوں کی سنکے خیال کیا کہ اے عمرو بیکار زیر کوہ پھر رہے ہو اب بالائے کوہ جاکر گانا سنو دیکھو کون گانا سنتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ بالائے کوہ ہو لیے جسوقت نصف شب گذرے خواجہ نے بالائے کوہ جاکر اول دیکھا کہ کوہ بوقلمون پر گلہائے رنگارنگ و بوقلمون اور اشجار میوہ دار ہر قسم کے سرسبز و شاداب ہیں اور شب ماہ میں اشجار اور گلہائے رنگارنگ کا عجب بہار ہے پھولوں کی خوشبو سے دماغ معطر ہوتا ہے ہوائے سرد چلتی ہے ہر ایک گل و شجر سے صنعت باغبان جہان ظاہر و آشکارا ہوتی ہے کوہ مثل کوہ طور پر نور ہے خواجہ سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا ایک باغ ہے دروازہ اُسکا بند ہے دیواریں باغ کی نہایت خوبصورت اور بلند ہیں اور بصورت آئینہ صاف ہیں عمرو نے دیوار باغ پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند سر دیوار پر پہونچکر خواجہ نے دیکھا کہ درمیان باغ ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اور نمگیرہ اُس چبوترہ پر نہایت نادر ایستادہ ہے فرش بھی نفیس بچھا ہوا ہے اور ایک ساحرہ کریہ منظر و بدصورت زیر نمگیرہ بالائے تخت بیٹھی ہے سامنے اُسکے چند کنیزیں دست بستہ نہایت ادب سے کھڑی ہیں اور ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا و غمزہ و کرشمہ مع اپنے سازندوں کے حاضر ہے اور یہ غزل گا رہی ہے

غزل

زہر کھا لیتا ہے ہر دم فصل جان کے نور سے — آپ یا بگڑوں تجکو انکا رہنا تو سہی
وہ کروں تم ہو کے بدظن مجھ سے لے عہد وفا — رقم تیرے سر کی جھوٹی قسمیں کھاؤں تو سہی
اسقدر بگڑوں عدو پاؤں پر وہ پڑے — سر اٹھا کر خاک میں تجکو ملاؤں تو سہی
جو مجھے دیکھے تری محفل میں مرنے لگے — بیٹھکر دل کی طرح طوفان اٹھاؤں تو سہی
تو نہیں ملتا تو دل میں بھی ہے دشمن تیری — تیغ خنجر کو گلے اپنے لگاؤں تو سہی
رات بھر پھیروں سونے دو ہاتھ میں — بخت دشمن کی طرح تجکو جگاؤں تو سہی
کم طرح الفت سے نہیں دشمن پھر ای مری — تم تو کیا ہو خضر کو رستہ بتاؤں تو سہی
آج اے قاتل بکر تیر کھاؤں تو سہی — آب پیکان سے لگی دل کی بجھاؤں تو سہی
تو بھی ہنستے ہیں سبھی رونے پہ میرے حال — بخت کی بگڑی ہوئی کو میں بناؤں تو سہی
تو مجھے دیکھنے نہ دیکھو مجھ میں کبھی ہو تری — بنکے شکل خواب آنکھوں میں سماؤں تو سہی
نیلا کروں شمع سے لیکر رخ گلرنگ یار — ارغوان کو وصل میں شبنم بناؤں تو سہی
وہ کروں نالہ کہ سنکر آنکھ سے آئے نہ نیند — ہوش میں تجکو بتا بیہوش لاؤں تو سہی
تو نہیں آتا دم میں بھی شب فرقت میں آج — داغ ناکامی کو سینے سے لگاؤں تو سہی
گر تو ہوتا ہے مرے نقش قدم سے بدگمان — بوئے گل بنکر ترے کوچے میں آؤں تو سہی

جسوقت غزل مرقوم نازنین نے بہ ناز و ادا گاکر تمام کی وہ ساحرہ نازنین سے بہت خوش ہوئی اور نازنین سے کہنے لگی کہ اگر تجھے کوئی غزل دوہا یا گیت ملی ہوئی یاد ہو تو اسوقت ہمارے روبرو گا ہم تیری زندگی ہزار برس کی کردینگے خواجہ نے جو سنا کہ ساحرہ یہ کہتی ہے کہ ہم تیری عمر ہزار برس کی کردینگے خواجہ سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ دم خبیثہ ہے غرض خواجہ بیٹھ کے دیوار باغ ہی پر بیٹھے رہے ادھر نازنین نے دست بستہ عرض کیا یا خداوند حکم بجا لاتی ہوں پہلے عمر میری بڑھا دیجیے دم خبیثہ نے کہا ہم نے کتنی عمر تیری ہے علاوہ اسکے

ہزار برس کی اور عمر بڑھا دی نازنین یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور بصد کرشمہ و ناز یہ غزل آغاز کی

غزل

پرتھم نس کر نین کا ایسا مارا تیر — تن من سارا چھید کیا انکھیت کرتے پیر
من بہلاوا تھا دن کیو بہا کٹھن ہے رین — ہائے دئی کیسی کروں پی بن کیسے نہیں چین
تن پر اچرا نا رہو بار دھو لے سب کیس — سدھ بدھ اب کچھ نا رہی بسنت ہے سگرا دیس
رکت ماس تن مان نہیں کا سے پوچھوں دھاگے — پیا بن میری لاج کی ذرا نہ سر کو جاے
پیتم فکرا آکے دیو سکھ کو لے کیوں ساتھ — رین نچھو با ہو کیو ملتی رہ گئی ہاتھ
پیارے تم مت جانیو کہ تم بچھڑے موہ چین — جلسے بن کی لاکڑی سلگت ہوں دن رین
پردیسی کی پیت کو سب کو من للچاے — رامو اپنے طونٹ ہے رہے نہ سنگ لیجاے
بیت تو وا سوں کیجے جا سوں من پتیاسے — جنسے جنسے کی پیت مان جنم اکارت جاے
گہری ندیا اگم ہے جور بہت ہے دھار — بھبوت سے پہلے ملو جو اترو چاہو پار

فراق یار میں ہر دم لبوں پر آہ و زاری ہے
تمہاری ہی تیغ ابرو کا جگر پر زخم کاری ہے
گلے سے آکے لگ جاؤ ہمیں امیدواری ہے
تمہارے عشق میں پیارے عجب حالت ہماری ہے
عدم کی دور ہے منزل کہ سر پر بوجھ بھاری ہے
اسیر کاکل جانان کی اب ہوتی تیاری ہے
گذرتی جان پر میری نہایت بیقراری ہے
محبت اسکو کہتے ہیں کہ برسوں انتظاری ہے
جگر پر چھا رہی پیارے محبت اب تمہاری ہے
سنو تم آشنا یہ ہی نصیحت اب ہماری ہے

نازنین مذکور نے یہ بھی غزل تمام کی دم خبیثہ کثرت نشہ سے اور غزل مرقوم کے سننے سے جھومنے لگی اور نہایت مسرور ہوئی پھر تخت سے اٹھی اور جھومتی ہوئی باغ کی بارہ دری میں گئی اور پلنگ پر لیٹ کے سو رہی بعد جانے دم خبیثہ کے وہ مطربہ بھی مع اپنے سازندوں کے چلی گئی جب خواجہ نے دیکھا کہ چبوترے پر اب کوئی نہیں ہے دیوار سے نیچے اُترے اور سیر باغ کی کرنے لگے اور گلہاے رنگارنگ کو دیکھ کے حمد باغبان گلشن جہان کرنے لگے اور ہر ایک چمن کو دیکھ کے تعریف کرنے لگے کیونکہ ہر ایک شجر اُس باغ کا قامت محبوب خوش قامت سے اچھا تھا اور ہر ایک گل اُس باغ کا گل رخسار یار سے کہیں بہتر تھا گل نرگس چشم بتان جہان سے خوشنما نظر آتے تھے پیچ سنبل نے زلف پر شکن معشوق خوبرو سے بھی سراسر اچھے تھے غرض ہر گل و غنچہ اور ہر نہال و ثمر اُس باغ کا بے مثل و بے نظیر تھا خواجہ عمرو بخوبی باغ کی سیر کر کے چبوترے پر آئے اور چاہا کہ فرش اور تمگیرہ کو بھی داخل زنبیل کریں لیکن کچھ خیال کر کے رہنے دیا اور داخل زنبیل نہیں کیا پھر خواجہ آہستہ آہستہ قریب بارہ دری کے گئے دیکھا بارہ دری فرش اور شیشہ آلات سے نہایت ہی آراستہ ہے اور ہر ایک کنول اور فانوس میں شمعیں مومی و کافوری روشن ہیں خواجہ عمرو نے دیکھا کہ دم خبیثہ پلنگ پر چت پڑی ہوئی سو رہی ہے اور کنیزیں بیٹھی ہوشیار بیٹھی ہوئی ہیں بعضی اونگھ رہی ہیں اور دو کنیزیں دم خبیثہ کے قریب تر بیٹھی ہوئی ہیں ایک کنیز پنکھا ہلا رہی ہے اور ایک دم خبیثہ کے پانوں دبا رہی ہے خواجہ عمرو نے کنیزوں کو ہوشیار دیکھکر پروانے نکال کے بیہوشی اُنکے پروں پر چھڑک کر اڑا دیے پروانے شمعوں پر گرے جب پروانے جلے دھواں بیہوشی کا بلند ہوا کنیزوں کے دماغ میں جو دھوئیں نے سرایت کی جملہ کنیزیں بیہوش ہوئیں خواجہ عمرو نے دم خبیثہ کے پاس جاکر کفچہ عیاری میں تھوڑا سا سفوف بیہوشی رکھا اور کفچہ عنقریب بینی دم خبیثہ کے لے گئے جب دم خبیثہ نے سانس کھینچی سفوف بیہوشی کفچہ سے دماغ میں پہونچ گیا دم خبیثہ کو چھینک سی آئی اور بیہوش ہو گئی خواجہ عمرو نے جلدی سے اپنی شکل مثل صورت دم خبیثہ کے بنائی اور لباس دم خبیثہ کا یک لنگی اسکے باندھ کر اتار لیا پھر خواجہ نے وہی لباس زیب تن کیا اور دم خبیثہ کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور کہا اے دادا آدم اس ساحرہ سے کام اور مزدوری زیادہ کرائیے گا اور اینٹیں اس سے اٹھوائیے گا یہ لعین مردم سے خدا کہواتی ہے اور دعویٰ خدائی کرتی ہے بعد اس کہنے کے خواجہ عمرو نے جو کچھ بارہ دری میں تھا سواے فرش اور پلنگ کے سب چیزیں نذر زنبیل کیں اور تمگیرہ و فرش چبوترے کا بھی نذر زنبیل کیا اور پلنگ پر لیٹ رہے جب صبح ہوئی کنیزیں ہوشیار ہوئیں بیہوشی دفع ہو گئی گھبرا کر اٹھیں باہم کہنے لگیں کہ آج کیا سبب ہے کہ

بیدار نہین ہوئین یہ لیکے ایک کنیز نے بیدار کرکے عرض کیا خداوند آج حضور کا کیسا مزاج ہے دم خبیثہ نقلی نے کہا آج مزاج
اچھا نہین ہے رات کو زیادہ جاگنے سے اُٹھنے کو دل نہین چاہتا ہے اگر تم سے ہوسکے تو مجھکو لیچلو خود مجھ سے نہ جایا جائیگا کنیزون نے
عرض کیا ہم تو روز خداوند کو تخت پر سوار کرکے اور تخت کو اُٹھا کر گنبد کی راہ تک لیجایا کرتے تھے آج سوائے پلنگ اور فرش کے اور
یہان کوئی شے معلوم نہین ہوتی ہے ہم کو نہایت حیرت ہے کیون خداوند کل اشیائے بارہ دری سے اور باغ سے کیا ہوئے
دم خبیثہ نقلی نے برہم ہوکر کہا نالایق جواب تمھین ہمارے مقدمات مین کیا دخل ہے تم جانتی ہو کہ مین کون ہون کنیزون نے
عرض کیا ہم تو حضور کو خداوند جانتے ہین اور ہم کیا ہزارون آدمی حضور کو خداوند اپنا سمجھتے ہین اور حضور کو سجدہ کرتے ہین
دم خبیثہ نقلی نے کہا جب تم مجھے خداوند جانتی ہو تو بیکار کل مال و اسباب کو مجھ سے پوچھتی ہو جہان ہمارا دل چاہا وہان
ہم نے مال و اسباب بھیجدیا اور جسکو دل چاہا کل اسباب دیدیا اب تم ذرا منھ پھیرو مین تخت ابھی منگواتی ہون کنیزون نے منھ پھیرا
خواجہ عمرو نے زنبیل پر ہاتھ رکھکے فوراً زنبیل سے تخت نکالا کیونکہ جو شے خواجہ عمرو طلب کرتے ہین زنبیل سے نکل آتی ہے
غرض خواجہ نے تخت نکالکر پلنگ اور فرش کو زنبیل مین داخل کیا جب کنیزون نے خواجہ کی طرف منھ پھیرا تخت پر وہی
ڈھال بنادری جس مین دم مقابیش کی لگی ہوئی تھی پہنے ہوئے دیکھا اور پلنگ اور فرش کو نہ دیکھا کنیزین دل مین خیال کرنے
لگین کہ خداوند دم خبیثہ مین عجب قدرت ہے تخت فی الفور منگوالیا اور پلنگ اور فرش کو بھیجدیا یہ خیال کرکے واسطے
سجدے کے جھکنے لگین خواجہ عمرو نے کہا اسوقت سجدہ نہ کرو بڑی دیر ہوگئی جلد تخت اُٹھاؤ کنیزون نے بموجب حکم سجدہ
نہ کیا اور تخت اُٹھا کرکے چلین بعد تھوڑی دیر کے اُس جگہ پہونچین جہان دہنہ نقب کا تھا اور جس راہ سے دم خبیثہ گنبد مین
اکیلی جایا کرتی تھی اس جگہ آکر کنیزون نے تخت رکھدیا اور عرض کیا کہ اب حضور زینہ مین نقب کے جائین اور راہ طے
کرکے گنبد مین جلد تشریف لیجائین وہان سب واسطے سجدہ کرنے کے موجود ہونگے اور منتظر حضور کے ہونگے خواجہ عمرو
جسکے راہ نقب سے گنبد مین آئے دیکھا وہی گنبد ہے تخت جواہر نگار بچھا ہے سامنے تخت کے آئینہ لگا ہے خواجہ عمرو جیسے
اُسی تخت پر بیٹھے دروازہ گنبد کا کھولدیا عکس جو آئینہ کا آفتاب پر پڑا چمک ہوئی ہر ایک کافر اور ساحر چمک دیکھکر
واسطے سجدہ کرنے کے جھکا بعد اسکے خواجہ عمرو نے دیکھا میلے مین ہزارہا آدمی جمع ہین گھنٹے بج رہے ہین زن و مرد
پرستش کر رہے ہین ابھی خواجہ میلے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ زلزلہ جادو اور زوربانا جادو وغیرہ نے روبرو
خواجہ عمرو کے آکر برائے سجدہ سر جھکانا چاہا خواجہ نے کہا اے زلزلہ جادو رات کو تو عمرو نہین آیا تھا زلزلہ جادو نے
دست بستہ عرض کیا خداوند تمام شب مین خوف عمرو سے بیدار رہی مطلق یہان سے جا کر نہین سوئی عمرو نہین آیا
عمرو نے یہ تقریر زلزلہ کی سُنکے پوچھا اے زلزلہ جادو تم سب نے کبھی گنبد سامری اور جمشید کی بھی سیر کی ہے ہم نے تو شب کو
سامری اور جمشید سے ملاقات کی تھی اور خوب بہشت کی سیر کی تھی اسیوجہ سے آج یہان آتے ہین کسی قدر دیر
ہوئی سامری اور جمشید آنے نہین دیتے تھے لیکن چلی آئی زلزلہ جادو وغیرہ ساحران طلسم نے عرض کیا ہم نے
کبھی بہشت کی سیر نہین کی دم خبیثہ نقلی نے کہا آج ہم تم سب کو بہشت دکھلا دینگے تم سب بہشت کی سیر
کرنا لیکن بہشت بغیر شراب پیے ہوئے بخوبی حاصل نہ ہوگا پس لازم ہے کہ جو ہم شراب پلائین وہ پیو اور پھر ہمراہ
ہمارے چلو سیر بہشت کی کرو سب نے عرض کیا یا خداوند پھر شراب پلائیے خواجہ نے کہا تم سب اپنی آنکھین
بند کرلو ہم شراب بہشت منگواتے ہین سب نے آنکھین بند کرلین عمرو نے کئی شیشے شراب کے مع
ساغر بلورین زنبیل سے جلد تر نکالے اور سفوف ادویہ جلد شراب مین ملا کر کہا اب آنکھین کھولو
سب نے آنکھین کھولین دیکھا کئی شیشے اور ساغر رکھے ہین جملہ ساحران طلسم قدرت خداوند

دم خبیثہ کے اور زیادہ قائل اور معترف ہوئے پھر خواجہ عمرو نے سم خر پرانا جو تار زنبیل سے نکال کر ہر ایک ساحرہ پر مارنا شروع
کیا جس ساحرہ یا ساحر سے ناراض ہوئے اُس سے خواجہ عمرو نے کہا کہ ہم نے تیری زندگی سے دس برس کم کر دیئے اور جو ساحرہ
جوتے اور سم خر سے پیٹا کے ناراض ہوئی اور جس کی ٹکڑی رہی خواجہ عمرو نے خوش ہو کر اُس سے کہا کہ جتنی عمر تیری تھی علاوہ
اُسکے اور اتنی عمر میں پچیس برس بڑھا دیے ہیں مگر خواجہ عمرو نے شیشہ شراب ساحران طلسم کو دیدیا اور کہا کہ جلد یہ شراب
تم سب پیو پھر ہم تم کو بہشت میں لیجائینگے اور سیر بہشت کرائینگے سب نے بصد آرزو شراب پی چونکہ شراب میں سفوف
ادویہ بیہوشی بکثرت ملایا تھا اسوجہ سے جلد تر ساحرہ اور ساحر وغیرہ شراب پی کے بیہوش ہو گئے اُسوقت عمرو نے چار
تھنتوں کے خنجر سے سر کاٹ ڈالے بعد قتل کرنے تھنتوں کے خواجہ عمرو سینہ زلزلہ جادو پر چڑھنا چاہتے تھے کہ سر جدا
کریں یکایک نارنج جادو آگئی اور اپنی بہن کے سینے پر خواجہ کو سوار دیکھ کے پکاری اور چلائی کہ اے شخص میری بہن کے
سر کو کیوں کاٹتا ہے چونکہ خواجہ عمرو نے اُسوقت بندر کی کھال اُتار ڈالی تھی اور بصورت اصلی تھے اسوجہ سے نارنج جادو
نے خواجہ پر سحر کیا خواجہ کے دست و پا میں حرکت باقی نہ رہی اور خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ گرا نارنج جادو نے خواجہ
کو اپنے سحر میں گرفتار کر کے اپنی بہن زلزلہ کو ہوشیار کیا پھر نارنج جادو نے خواجہ کو بذریعہ اوراق جمشیدی آگاہ ہو کر
پوچھا کہ اے خواجہ عمرو تم نے خداوند دم خبیثہ کو کیا کیا اگر انکو گرفتار کر لیا ہے تو چھوڑ دو وہ ہمارے خداوند ہیں اگر تم انکو
نہ چھوڑ دوگے تو میں ابھی تم کو قتل کرونگی خواجہ عمرو نے جواب دیا اور سمجھا کیا باتیں ہے تو کیا مجھے قتل کریگی جس طرح میں نے
تیرے خداوند دم خبیثہ کو گرفتار کیا ہے اسی طرح تجھکو بھی گرفتار کرونگا اگر تو میرے فرزند فرخ اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ
یونانی کو میرے حوالے کر دیگی تو البتہ دم خبیثہ کو میں چھوڑ دونگا ورنہ دم خبیثہ کو قتل کر ڈالونگا اور تجھکو بھی ہلاک کرونگا
جب گفتگو سے خواجہ عمرو زلزلہ جادو نے سُنی نہایت غضبناک ہوئی اور کہنے لگی کہ او عیار خاموش ہو اور
میری بہن نارنج جادو سے سخت گفتگو نہ کر بہتر یہی ہے کہ خداوند دم خبیثہ کو رہا کر دے خواجہ نے جواب دیا میں
ہرگز دم خبیثہ کو اسوقت تک رہا نکرونگا اور تیرا کہنا نہ مانونگا زلزلہ جادو کو غصہ آیا اور ایک سحر ایسا کیا کہ خواجہ عمرو
ایک گھنگھرو کا دانہ ہو گئے زلزلہ جادو نے اپنی پازیب میں اس گھنگھرو کے دانے کو گھنگھروؤں میں شامل کر لیا اور
کہا اے بہن نارنج جادو میں اس عیار کو اپنے پاس رکھونگی اسنے مجھکو قتل کرنا چاہا تھا اگر تم تھوڑی دیر اور نہ آتیں
تو یہ مجھکو قتل کر ڈالتا نارنج جادو نے کہا اچھا بہن تمہیں عمرو کو اپنے پاس قید کر رکھو لیکن بہت ہوشیار رہنا اور
خبردار اسے رہا نہ کرنا زلزلہ جادو نے کہا ایسا ہی ہوگا غرض نارنج جادو خواجہ عمرو کو زلزلہ جادو کے حوالے کر کے
اپنے طلسم کی طرف چلی گئی اور زلزلہ جادو خواجہ عمرو کو گھنگھرو بنا کر اور پازیب میں اُس گھنگھرو کو شامل کر کے اپنے
مکان کی جانب روانہ ہوئی

داستان قتل کرنا گلشن جادو کا فرو انجام کو اور لوح محفوظ لا دینا عمرو بن حمزہ کو اور جلاد بنا زور بانو کا دختر زلزلہ جادو کو و دیگر حالات

راویان شیریں گفتار اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب زلزلہ جادو خواجہ عمرو کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں پہونچی
اُسوقت ہر ایک ساحر اور ساحرہ سے کہنے لگی کہ آج سامری اور جمشید نے مجھکو بچا لیا ورنہ خواجہ عمرو مجھکو ہلاک کر ڈالتا تمام
ساحر جو مقرب تھے اس احوال سے آگاہ ہوئے زلزلہ جادو تو فقط اتنا ہی بیان کر کے خاموش ہوئی اور تخت پر جا بیٹھی اسے تو تخت
پر بیٹھے رہنے دیجئے اُدھر حال گلشن جادو کا سنیئے کہ جیسے گلشن جادو باغ مشکل سے اپنے مکان میں گئی ہر یاد شاہزادہ عمرو بن
حمزہ یونانی میں بستر پر لیٹی ہوئی تنہائی میں رویا کرتی تھی اور تصور خیالی عمرو بن حمزہ سے مخاطب ہو کر یہ چند بند مسدس کے پڑھتی تھی مسدس

کرین تو مین بھی سنون کہ حضور کو کس بات کا غم ہے گلشن آرا نے بعد بہت تقاضا کرنے کے آخر اپنا غمخوار جانکر تخلیہ مین سارا حال
عمرو بن حمزہ یونانی کے گرفتار ہونے کا اور باغ مین شاہزادے کو دیکھکر عاشق ہونے کا بیان کیا اور کہا اے دلربا یہ راز
کسی پر افشا نہ کرنا مین اسی شاہزادے کے ہجر مین روتی ہون اور یہی چاہتی ہون کہ کسی طرح اس شاہزادے کو دیکھون اور
اسکے پاس بیٹھکر اس سے باتین کرون دل بیقرار کو تسکین دون دلربا نے گفتگوے گلشن آرا سنکے عرض کیا حضور آپ کچھ
صدمہ و غم نہ کیجیے دیکھیے مین تدبیر کرتی ہون اول جاکے آپ کی والدہ سے واسطے آپکے سیر کرنے کے اجازت لیتی ہون پھر آپ کو
اُسی باغ مین لیے چلتی ہون وہان جاکر ساحرون سے باتین کیجیے گا اور روبرو پاکر ان ساحرون کو قتل کیجیے گا یا مجکو حکم
دیجیے گا مین اُن نکورون کو ہلاک کرونگی پھر شاہزادے کو قید سے رہا کرکے جو مناسب ہوگا وہ کیجیے گا دل ناشاد کو شاد
کیجیے گا قید غم سے دل کو آزاد کیجیے گا شب و روز راحت و آرام سے بسر کیجیے گا شاہزادہ ذی وقار کے پہلو مین بیٹھکر رخ
شاہزادہ پر نظر کیجیے گا اسوقت بار ہر سے نخل تمنا مین ضرور ثمر آجاویگا تمنا سے دلی حضور کی حاصل ہو جاویگی گلشن آرا یہ
گفتگو دلربا کی سنکے مسکرائی مگر شرم و حیا سے کچھ جواب نہ دیا دلربا نے اسی وقت بروسہ زلزلہ جادو جاکر عرض
کی کہ آپ کی دختر کا دل اسوقت گھبراتا ہے اور سیر کرنے کو دل چاہتا ہے اگر حکم ہو تو ملکہ گلشن آرا کو مین لے جاکر ان
اطراف و جوانب شہر کی سیر کرالاؤن اور حکم دیجیے تو جانب باغ و سبزہ زار بھی لیجاؤن ملکہ سیر باغ و سبزہ زار کی
کرکے خوش ہونگی اور دل کو انکے فرحت ہوگی زلزلہ جادو نے کہا اے دلربا شہر کی سیر کرنے کو تو مین اجازت
دیتی ہون جہان تیرا دل چاہے میری دختر کو لیجا اور سیر کرالا لیکن باغ مین نہ لیجانا کیونکہ باغ ہی مین جاکر اُسکی
یہ کیفیت ہوگئی ہے دلربا نے عرض کیا حضور گستاخی معاف فرمائیے گا سیر باغ و سبزہ زار سے دل کو فرحت
ہوتی ہے طبیعت خوش ہوتی ہے اکثر علیل کو سیر باغ و سبزہ زار کی نافع ہوتی ہے مضر کسی طرح نہین ہوتی ہے
زلزلہ جادو یہ تقریر دلربا کی سنکے خاموش ہو رہی دلربا سمجھی کہ خاموش رہنا زلزلہ جادو کا گویا بمنزلہ اجازت
کے ہے یہ سمجھکر دلربا خدمت گلشن جادو مین آئی اور عرض کرنے لگی واری جاؤن آپ حضور تخت پر سوار ہون مین
آپ کی والدہ سے اجازت لے آئی ملکہ گلشن آرا یہ سنکے تخت پر سوار ہوئی اور چند کنیزین جو جان نثار اور زبان بردار
تھین اپنے ہمراہ لے کر مع دلربا کے جانب باغ شنگل روانہ ہوئی گلشن آرا کا حال تو لکھا جائیگا لیکن اب
کچھ حال بیتابی و بیقراری و بیچینی شاہزادے ذی جاہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جسے عمرو بن حمزہ نے گلشن آرا
کو دیکھا تھا اور ذوالجام جادو نے شاہزادے کو قید کیا تھا شاہزادہ خیال گلشن آرا مین شب و روز رہتا
تھا جب گلشن آرا کے گل عارض اور گیسوے مشکین یاد آتے تھے شاہزادہ بے اختیار آہ کرتا تھا اور اشک
آنکھون مین بھر لاتا تھا ہر چند فرخ سمجھاتا تھا کہ اے شاہزادہ ذی وقار اسقدر بیتاب و بیقرار ہو جیسے گلشن آرا
بھی آپ پر شیفتہ اور فریفتہ ہے وہ خود بیقرار ہو کے یہان آئے گی لیکن شاہزادے کے دل کو کسی طرح قرار نہ
آتا تھا اور آہ و زاری موقوف نہ ہوتی تھی کبھی شاہزادہ کہتا تھا اے ملکہ گلشن آرا افسوس تم نے اپنے عاشق
کی خبر نہ لی حال میرا تمھاری جدائی مین اچھا نہین ہے مین تو قید ہون تمھین از راہ عاشق نوازی یہان آکر روے زیبا
اپنا دکھانا چاہیے آنکھین میری تمھارے دیدار کی مشتاق ہین ہر وقت تصویر تمھاری پیش نظر ہے
لب پر اپنے نالہ ہے اور چشم مانند ابر باران کے ہے کچھ تم کو بھی میرے حال کی خبر ہے یا نہین اگر میرے حال
سے اطلاع ہے تو براہ مہربانی اپنے مریض ہجر کی بیتابی کی مسیحائی کرو ورنہ مین تمھارے عشق اور تمھارے
فراق مین ہلاک ہو جاؤنگا ناگاہ شاہزادہ ذی جاہ یہ صدا نالہ و آہ مع احوال ملکہ گلشن آرا مین یہ غزل

بحر طویل زبان پر جاری کرتے تھے غزل

مرض ہجر میں دل جب سے گرفتار ہوا کیسا ناچار ہوا
اٹھو علیسے بھی مری شکل سے بیزار ہوا جینا دشوار ہوا

جان آخر ہے بس اب ہو تشفیہ آیا مرا دم شکل دکھلا دے صنم
کس خطا پر مری صورت سے تو بیزار ہوا کیسا انکار ہوا

ڈھونڈھتا ہوں اسے پہلو میں مگر پاس نہیں ملنے کی آس نہیں
حیف جس دن سے جدا مجھ سے وہ دلدار ہوا ملنا دشوار ہوا

خواب میں بھی نہیں شکل اپنی دکھاتا وہ صنم ہائے کیسا ہے ستم
اب تو صورت بھی دکھانا اسے دشوار ہوا ایسا بیزار ہوا

ہو گیا تھا ترے سودائی کو وحشت میں سکون پھر ہوا اسکو جنون
بعد مدت کے وہی پھر اسے آزار ہوا سخت بیمار ہوا

غیر کو چاہا نہیں جیسے تجھے دیکھا صنم تیرے ہی سر کی قسم
جز ترے اور کسی سے نہ سروکار ہوا سب سے انکار ہوا

جیسے صورت کو تری دیکھا ہے اے ماہ لقا نہ رہا ہوش بجا
نشہ عشق سے اسدرجہ میں سرشار ہوا پھر نہ ہوشیار ہوا

وہ بھی دن ہوگا الٰہی کہ جو میں اس سے ملوں ہو کے خوش سب سے کہوں
طالع خفتہ مرا شکر ہے بیدار ہوا وصل دلدار ہوا

کونسا ملنے کا تیرے کرے عاشق سامان ہے مری جان جہاں
یا نوں میں سلسلہ ہجر گرانبار ہوا ملنا دشوار ہوا

عمرو بن حمزہ یہ غزل پڑھ کے اشکبار ہوئے فرخ بھی عرض کرنے لگے اے شاہزادہ عالیجاہ عشق گلشن آرا میں اسقدر نالہ و آہ نہ کیجیے جہاں تک ہو سکے صبر کیجیے ورنہ ہلاک ہو جایئے گا ابھی فرخ یہ عرض کر رہا تھا کہ ملکہ گلشن آرا مع اپنی ہمراہیوں کے باغ شنگل میں آئی ہر چند کہ باغ شنگل ایسا تھا کہ نظم

وہ باغ کہ جس میں سرو کو ناز
وہ بلبل و گل میں خوش بیانی
جادو ثمر اور برگ اعجاز
بخشا ارنی و لن ترانی
شل دل عارفان کشادہ
خورشید ہر ایک گل کا خستہ
گلزار بہشت سے زیادہ
سنبل کو دماغ گیسوئے یار

لیکن گلشن آرا کی نظر میں سراسر خار تھا کیونکہ شاہزادہ ذیوقار سے دل بیقرار تھا گلشن آرا باغ شنگل میں فیل ہو کر تخت سے اتری تھی کہ ذوالجام جادو کو گلشن آرا کے آنے کی خبر ہوئی ذوالجام جادو جلد تر روبرو گلشن آرا آیا اور بعد ادب تسلیم بجالایا دلربا نے کہا اے ذوالجام جادو یہ تعجیل تمام جس مکان میں تالاب ہے اس تالاب کے کنارے فرش بچھواؤ اور ایک نمگیرہ بالائے فرش ایستادہ کراؤ اور کچھ غذائے لطیف تیار کراؤ کیونکہ ملکہ عالم نے بوجہ ناسازی مزاج کے دو روز سے اچھی طرح طعام تناول نہیں کیا ہے اسوقت دل ملکہ کا یہی چاہتا ہے کہ طعام لطیف کھائیں اور کنارے تالاب کے بیٹھکر تھوڑی دیر تک تالاب کی سیر کریں ذوالجام نے عرض کیا زہے قسمت اور خوشا مقدر میرا کہ ملکہ عالم میرے یہاں کی نان خشک نوش فرمائیں اور میرے پاس تشریف لائیں میں ابھی بسر و چشم حکم ملکہ کا بجالاتا ہوں یہ عرض کر کے ذوالجام نے اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد تر طعام خوش ذائقہ تیار کرو الغرض ذوالجام جادو تو تیاری طعام میں مصروف ہوئے اور ذوالجام ملکہ گلشن آرا کو اس مکان میں لے گیا صحن مکان میں مختصر تالاب تھا اور بارہ ساحر شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ کے محافظ تھے اور اسی تالاب میں بزور سحر ذوالجام نے شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو قید کیا تھا غرض جب ذوالجام ملکہ کو اس مکان میں لے گیا جلد تر فرش بچھوا کر اور نمگیرہ ایستادہ کرا کے عرض کرنے لگا حضور اب بالائے فرش تشریف رکھیں میں ہو چار شیشے شراب کے لے آؤں یہ کہکر ذوالجام تو چلا گیا وہ بارہ جادوگر بھی روبروئے ملکہ حاضر ہوئے اور آداب و تسلیم بجالائے ملکہ گلشن آرا نے تالاب کے کنارے بالائے فرش بیٹھکر دیکھا کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ درمیان میں تالاب کے ایک گنبد سحر میں قید ہیں ادھر تو ملکہ گلشن آرا نے شاہزادہ کو دیکھا ادھر عمرو بن حمزہ یونانی نے گلشن آرا کو دیکھا باہم محو دیدار ہوئے

اور دونوں کے رخ پر آثار مسرت ظاہر و ہویدا ہوئے اور باہم بایما و اشارہ کچھ گفتگو ہوئی سوائے دلربا اور فرخ کے کسیکو
ایما و اشارہ طالب و مطلوب سے آگاہی نہیں ہوئی چونکہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی تالاب میں قید تھے اسوجہ سے
تالاب کا جگر آب آب تھا اور ہر موج آب بار سیاہ کی طرح سے بار تر تھی حباب پھوٹ پھوٹ کے روتے تھے مچھلیاں اسی
صدمہ سے دمبدم تڑپتی تھیں بھوک نالہ کرتے تھے پانی تالاب کا سبز چیوں سے ٹکراتا تھا ماہی رو ہو کی روح پر صدمہ تھا
سیپ چھرتی کے ملال ہو گئی تھی گرتی پانی پر اسی صدمہ سے ایک جبیں شکستی تھی بام غرق دریا سے رنج تھی بڑھن کثرت تحن سے
مانند بطیخ بڑھتے کے ہر مرتبہ اچھلتی تھی اور بیقراری اپنی ظاہر کرتی تھی صدف سینہ چاک تھی جھوسے دام تھو میں گرفتار تھے
غرض ہر ایک بارہی کما ہی حال پر شاہزادہ دریا دل کی اسیری پر بیتاب تھی اور تڑپتی تھی لیکن ان ساحران نابکار کو شاہزادہ
پر زور رحم نہ آتا تھا گلشن جادو اٹھی بجانب گنبد اور طرف تالاب کے دیکھ رہی تھی کہ ناگاہ ذوالجام جادو دو مینا گلابیاں شراب
کی لیکر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یہ شراب پیجئے ملکہ نے کہا ابھی شراب کو رہنے دو ہمارا دل چاہیگا تو پی لینگے یہ کہکر گلشن آرا
اٹھی اور دلربا کو تالاب کے کنارے لیجا کر باہم کچھ آہستہ باتیں کہیں پھر ملکہ نے دلربا سے پوچھا کہ دلربا یہ کون قید ہے دلربا
نے عرض کیا حضور ایک شخص کا نام تو عمرو بن حمزہ ہے اور دوسرے شخص کا نام فرخ ہے عمرو بن حمزہ نے آپکے خالو سنگل
کو قتل کیا ہے اسیوجہ سے یہاں گرفتار ہو کر قید کیا گیا ہے چونکہ قبل اسکے گلشن آرا نے دلربا سے یہی مشورہ کیا تھا کہ مجھ سے
ان قیدیوں کا حال پوچھونگی تو بیان کرنا میں تب بظاہر غضبناک ہو کر کہونگی میں جا کر عمرو بن حمزہ اور فرخ کو رہا کرونگی
میں موافق مشورہ جب گلشن جادو نے سنا کہ عمرو بن حمزہ نے سنگل کو قتل کیا ہے نہایت برہم ہوئی اور پنجہ
پیچکر قتل کرنے کو چلی ذوالجام جادو یہ حال دیکھکر بیتابانہ کنارے پر تالاب کے آیا اور گلشن جادو سے عرض
کرنے لگا حضور ان قیدیوں کو آپ قتل نہ کریں کل آپکی خالہ صاحبہ خداوند دم چشمہ سے انکے قتل کے مقدمہ
میں مشورہ کرینگی پھر بموجب ارشاد خداوند انکو قتل کرڈالینگی ابھی انکا قتل کرنا مناسب نہیں ہے ہر چند کہ گلشن آرا نے یہی
چاہا تھا کہ ابھی شاہزادے کو رہا کردوں لیکن پھر کچھ خیال کرکے ذوالجام سے کہا کہ اچھا میں انھیں قتل نہ کرونگی یہ کہکے
گلشن جادو مسند فرش پر جا کے بیٹھی اتنی دیر میں ملازمان ذوالجام طعام لیکر آئے اور روبروے ملکہ دستر خوان پر
ظروف پر از طعام لذیذ رکھکے چلے گئے ذوالجام جادو نے دست بستہ عرض کیا حضور طعام تناول فرمائیں ملکہ گلشن آرا
نے خیال کیا کہ بغیر شاہزادے کے کھلائے طعام تناول کرنا مناسب نہیں ہے یہ خیال کرکے گلشن آرا نے کہا اے
دلربا تھوڑا طعام ان دونوں قیدیوں کو جا کر دے آ اگر میں بغیر انھیں طعام دیے یہ غذا کھاؤنگی تو ان قیدیوں کی نظر لگے گی
غذا مجھکو ہضم نہ ہوگی اور میں علیل ہو جاؤنگی یہ کہکے ملکہ گلشن جادو نے چند قسم کا طعام ظروف میں رکھکر دلربا کو دیا اور دلربا
طعام مذکور لیکر اٹھی اور بزور سحر گنبد تک پہونچی اور طعام فرخ کو دیکے کہنے لگی کہ او قیدی بھوکے پیاسے یہ طعام لے
اور ہماری ملکہ کو دعا دے کہ انکی طبیعت اچھی رہے اور مراد دلی اسکی بر آئے انھوں نے تجکو محتاج اور فاقہ کش اسیر
سمجھکے بطور صدقہ تجھ پر رحم کرکے یہ طعام تجھے دیا ہے اگر ملکہ یہ طعام تجھے نہ دیتیں تو تو ان بڑی بڑی آنکھوں سے طعام کو دیکھتا
اور نظر لگاتا ہماری ملکہ کو طعام ہضم نہ ہوتا فرخ نے جو دلربا کو دیکھا بے اختیار فریفتہ ہو گیا اور ہنسی سے کہنے لگا کہ
او چڑیل کیا باتیں ہیں پیغام لے کر آئی ہے تیرے رب زبانی کر رہی ہے یہاں یہ طعام کوئی نہ لیگا تو ہی اس طعام کو جا کر نگل مجھکو
ایسے مرتے ہوے طعام کی خواہش نہیں ہے نہ ہمارے شاہزادے طعام کھائینگے یہ مسلمان ہیں اور یہ کھانا کافروں
نے پکایا ہے علاوہ اسکے ایسے طعام کو تو انکی لونڈیاں بھی کبھی نہیں کھاتی ہیں وہ بھی ایسے طعام کو اٹھا کر مارے
ڈال دیتی ہیں یہ تیری ہی ایسی ہی نیت ہے کہ تو اس طعام کو اچھا جانتی ہے اور اپنے تئیں بھی کچھ اچھا سمجھتی ہے میں تو

یہ طعام مطلق مرغوب نہین ہے نہ تو ہمین پسند ہے تجھ ایسی لونڈیان ہمارے پانون دابنے اور خدمت کرنے کی امید رکھتی ہین مگر
ہم تجھ ایسی بد صورت لونڈیون سے چوکی پر لوٹا بھی نہین رکھواتے تو ایسی بد نظر ہے کہ میری آنکھون کو نظر لگاتی ہے اور میری بڑی
بڑی آنکھین دیکھ کر رشک سے گھورتی ہے تیری ان ننھی ننھی آنکھون کو پھوڑ دونگا مین عیار ہون میرے پاس ہر قسم کے اوزار
ہین اگر تجھکو یقین نہ ہو تو مین توڑنے پھوڑنے کے اوزار بھی تجھکو دکھا دون تجھکو اب لازم ہے کہ یہان سے دور ہو اور یہ طعام
لیجا جب تک ملکہ تیری ہمارے شاہزادے کے ہمراہ طعام نہ کھائیگی ہمارے شاہزادے یہ طعام ہر گز ہر گز نہ کھائینگے جسوقت
یہ تقریر فرخ کی عمرو بن حمزہ یونانی نے سُنی کہا اے فرخ طعام اگرچہ مین نہ کھاؤنگا لیکن تم دلربا سے لے لو اور رکھ دو
ورنہ گلشن جادو کو رنج ہوگا فرخ نے عرض کیا مین تو طعام اس نگوڑی کے ہاتھ سے کبھی نہ کھاؤنگا اب اسے طعام لیجانے
دیجیے مین اقرار کرتا ہون کہ مین آپ کو شریک طعام ملکہ گلشن جادو اس طور سے کرونگا کہ ایک قاب مین آپ ملکہ
کے ہم پہلو بیٹھکر طعام کھائیے گا دلربا کل تقریر فرخ کی سُنکے اول تو پہلے ہی دیکھکر مائل ہوئی تھی اور اب تو ہزار جان سے
عاشق ہو گئی اور دل مین خیال کرنے لگی کہ فرخ عجب شوخ طبیعت ہے یہ خیال کرکے پھر فرخ سے کہنے لگی او چھوٹے
مکار تو تمام جعلساز لونڈا ہے تجھے پسند کرے اور سر سے آگے ہاتھ جوڑے مین تجھے کبھی پسند نہ کرونگی فقط تو اپنے دلکو خوش
کر لے میرے لائق بھی تجھ سے بہتر ہین بعد اس گفتگو کے دلربا نے کہا او مُبلیے یہ کیا تو نے کہا کہ مین ملکہ کے ساتھ آپ کو
بڑا طعام کھلاؤنگا بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ملکہ ان ساحرون کے سامنے شاہزادے کے ساتھ کھانا کھائینگی فرخ نے کہا
او سورتی بیوقوف ہم عقلمندون سے تدبیر اسکی پوچھ دلربا نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے فرخ نے کہا یہ سفوف بیہوشی لیتی جاؤ
اور ملکہ سے کہو کہ اسے شراب مین ملا کر ان سب ساحرون کو شراب پلا دو ساحر سب بیہوش ہو جائینگے اُسوقت
ہمارے شاہزادہ تمھاری ملکہ کے ہمراہ طعام کھائینگے بشرطیکہ ملکہ تمھاری کلمہ پڑھکے مسلمان ہونگی ورنہ اسوقت بھی
شاہزادے تناول نہ کرینگے دلربا یہ تقریر فرخ کی سُنکے اور پڑیہ سفوف بیہوشی کی لیکر خدمت گلشن جادو مین گئی اور آہستہ
گلشن جادو سے تمام حال بیان کیا ملکہ نے بھی آہستہ کہا ہر چند مین سحر مین ذوالجام وغیرہ سے کسی طرح کم نہین ہون
بلکہ زیادہ ہون ممکن ہے کہ ان ساحرون سے لڑکر شاہزادے کو رہا کرون لیکن فرخ کی رائے پسند کرتی ہون یعنی بیہوش
ہو جانے سے ان ساحرون نابکار کے بسہولت ان سب کو قتل کرونگی اور شاہزادے کو رہا کرونگی یہ کہکے گلشن جادو نے
ذوالجام سے کہا کہ اے ذوالجام دیکھو مین نے طعام ان قیدیون کو بھیجا تھا قیدیون نے طعام نہ لیا اب مین بخوف نظر کے
یہ طعام ابھی نہ کھاؤنگی بالفعل اس طعام کو رہنے دو ذوالجام جادو نے عرض کیا جو حضور کو مناسب ہو وہی حضور
کرین یہ عرض کرکے وہ طعام روبرو سے گلشن جادو کے اُٹھاکر علیحدہ رکھ دیا اور دلربا نے وہی سفوف بیہوشی شراب
مین خوب ملا کر جام بلورین شراب سے مملو کرکے جام شراب ملکہ کو دیا ملکہ نے جام مے کو فقط منھ سے لگا کر ذوالجام جادو
سے کہا اے ذوالجام تم ہماری جھوٹی شراب پیو ذوالجام جادو سمجھا کہ ملکہ گلشن جادو مجھپر مائل ہو گئی ہے اور اسی سبب
سے یہان آئی ہے یہ سمجھکے ذوالجام نہایت ہی مسرور ہوا اور ہنسکے عرض کرنے لگا زہے مقدر کہ حضور کی جھوٹی شراب
مین پیون اسی کی تو آرزو رکھتا تھا یہ عرض کرکے جام مے لینے کو ہاتھ بڑھایا گلشن جادو نے وہی جام مے بڑھا دیا
ذوالجام جادو شراب بے دغدغہ انجام پی گیا پھر ملکہ نے اُن بارہ ساحرون کو کئی شیشے شراب بیہوشی
آمیز کے دیے اور کہا تم سب بھی یہ شراب پیو ساحرون نے سلام کرکے شیشہ ہاے ہاتھ سے لے لیے
اور باہم بیٹھکر شراب پینے لگے جب ساحر شراب پی چکے تھوڑی دیر مین سب ساحر مع ذوالجام جادو
کے بیہوش ہو گئے اسوقت دلربا اُٹھی اور تیغ کھینچکر اُن بارہ ساحرون کو قتل کرنے لگی جب دلربا بارہ

ساحروں کو قتل کر چکی اور جو بارہ ساحروں کے مرنے سے تاریکی ہو گئی تھی وہ دفع ہو گئی تو اسوقت دلربا ملکہ سے کہنے لگی
کہ ذوالنجام بڑا ساحر ہے شاید مجھ سے قتل نہ ہو لہذا اس نابکار کو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے گلشن جادو نے یہ گفتگو دلربا
کی سنکے کہا اے دلربا تیغہ مجھکو دو میں ابھی اسکو قتل کرتی ہوں تو دلربا نے تیغہ دیا ملکہ نے اٹھکر ایک ضرب غضب اسی تیغہ سے سر
ذوالنجام کا تن سے جدا کیا بمجرد قتل ہونے ذوالنجام جادو کے آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تار ہو گیا سحر کے بیرون
سے فریاد کی پھر آواز آئی افسوس مریم دہم مطلب خود بسر نہ ہوا مارا گیا اور نام میرا ذوالنجام جادو تھا کوہ چار
گھڑی کے وہ تاریکی دفع ہونے لگی اور شور وغل موقوف ہوا آفتاب نکلا یا جو چہ تاکہ عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ سحر
ذوالنجام جادو میں گرفتار تھے جب ذوالنجام جادو قتل ہو گیا سحر اسکا برطرف ہو گیا عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ
قید سحر سے رہا ہوئے گنبد سحر معدوم ہو گیا دلربا عمرو کو فوراً ملکہ کے پاس لے آئی فرخ بھی دلربا کے ساتھ ساتھ
پیر تالاب سے آیا عمرو بن حمزہ گلشن جادو سے ملکر اور ملکہ کے پہلو میں بیٹھکر رہی شاد و مسرور ہوئے بعد اسکے باہم
مثل گل خندان ہوئے گلشن جادو بھی نہایت خوش ہوئی وہ کبھی تنہائی و بیقراری میں رہی تھی پھر باہم شکوہ و شکایت
کر کے طالب و مطلوب ہم پہلو بالائے مسند بیٹھے فرخ پہلو سے دلربا میں بیٹھا اسوقت گلشن جادو نے طعام کی
جانب توجہ نہ کی مگر وہ شیشہ سحر کہ جس میں بیہوشی نہیں ملائی گئی اٹھایا اور اپنے دست رنگین سے ساغر بلور میں
شراب بھری اور بہ ناز و ادا مسکرائی عمرو بن حمزہ کو جام مے دینے لگی عمرو بن حمزہ نے مے پینے سے انکار کیا اسوقت دلربا
نے عرض کیا اے شاہزادہ ذوالوقار ملکہ کے ہاتھ سے ساغر صہبا نوش فرمائیے اور ملکہ کو رنجیدہ نہ کیجیے میرے ہی اشارے
سے ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام میں شراب مملو کی ہے آپکی جدائی اور الفت میں یہ مہاتک آئی ہیں اور صدمے
آپکی مفارقت کے انھوں نے اٹھائے ہیں دیکھیے آپکے عشق میں ملکہ کا کیا حال ہو گیا ہے گل عارض زرد ہو گئے ہیں
برسوں کی بیمار معلوم ہوتی ہیں آپکو انکی خاطر شکنی مناسب نہیں ہے عمرو بن حمزہ نے جواب دیا اے دلربا آگاہ ہو شراب
نہ پینے کا یہ سبب ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ملکہ ابھی مسلمان نہیں ہوئی ہے اور اگر ملکہ دین اسلام قبول کریں تو پھر میں
بے عذر شراب پیوں دلربا نے گلشن جادو سے عرض کیا جو کچھ شاہزادے صاحب نے ارشاد کیا ہے آپ نے تو سنا
میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ انکی خاطر سے انکے دین کو قبول کیجیے ملکہ نے دلربا سے کہا انسے پوچھو کہ اگر کوئی مسلمان
ہونا چاہے تو کیا کہے اور کیونکر مسلمان ہو دلربا نے شاہزادے سے عرض کیا لیجیے حضور مبارک ہو کہ ملکہ مسلمان ہونے پر
راضی ہیں اب حضور انھیں مسلمان کیجیے شاہزادے نے خوش ہوکر ملکہ کو کلمہ پڑھایا گلشن جادو کلمہ پڑھکر صدق
دل سے مسلمان ہوئی پھر دلربا اور جملہ کنیزیں بھی کلمہ پڑھکر دین اسلام قبول کر چکیں بعد مسلمان ہونے ملکہ کے
شاہزادے نے جام مے دست گلشن جادو سے لیکر شراب پی پھر شاہزادے نے ساغر میں شراب بھر کے ساغر
ملکہ کو دیا الحاصل بعد مے کشی کے گلشن جادو نے دلربا سے کہا کہ چند نازنینان خوش گلو اور خوبرو کو بلاؤ دلربا نے
موافق حکم کے نازنینان زہرہ خصال کو طلب کیا جب چند نازنینان خوش گلو و خوبروے ملکہ حاضر ہوئیں بعد بجالانے
آداب و تسلیم کے اور سب تو علیحدہ بیٹھیں لیکن انمیں سے ایک مطربہ گل پیرہن غنچہ دہن مع اپنے سازندوں کے بزم
میں آئی اور سامنے گلشن جادو اور شاہزادے فرخ جاہ کے ناچنے لگی پھر نازنین مذکورہ نے روبروے ملکہ
یہ غزل گانا شروع کی

غزل

خدا کو مانو تو ہنسی نہ جانو تہ میرے لیے جفا کرو تم
وفا کریں ہم جفا کرو تم دعا کریں ہم دغا کرو تم

ہلیگا عرش خدا کا پایہ ذرا تو خوف خدا کرو تم
ہمیں نے پہلے گلا کٹایا ہمیں نے قاتل تمہیں بنایا

زمانہ الٹا ہے کیا کرو تم بلا جو ہے وہ ادا کرو تم
ہمیں یہ رنگ سب جتایا ہمارے حق میں دعا کرو تم

بے لطف رہی اس وجہ سے اپنے مکان تک جا نہ سکی اور آپ کے پاس حاضر ہوئی اسوقت مجھ سے بیٹھا نہیں جاتا ہے علاوہ درد سر کے اعضا شکنی بھی ہے اسی سبب سے گھبرائی ہوئی ہوں زور بانہ جادو نے یہ گفتگو سنکے کہا کہ آج شب کو تم یہیں رہنا اب اپنے گھر نہ جانا یہ کہکے زور بانہ جادو نے کہا پلنگ پر جاکے لیٹ رہ گلشن جادو فوراً اٹھی اور پلنگ پر جا کے لیٹ رہی اور عمداً کانپنے لگی زور بانہ جادو نے ہر ایک کنیز کو گلشن جادو کے پاس بٹھا دیا اور سب کنیزوں سے کہا کہ باتیں با آواز بلند نہ کرو لڑکی کو اب نیند آگئی ہے سونے دو یہ کہکے زور بانہ جادو دیر تک پاس گلشن جادو کے بیٹھی رہی پھر بعد اکل و شرب بستر خواب پر لیٹی اور بوجہ کثرت شراب کے جلد تر سو گئی اور کنیزیں بھی جا بجا سو رہیں جب گلشن جادو نے دیکھا کہ زور بانہ غافل سو رہی ہے اسوقت گلشن جادو اٹھی اور ہر ایک کنیز کو غافل و خفتہ دیکھکر آہستہ آہستہ ڈرتی ہوئی قریب زور بانہ جادو کے گئی اور غافل دیکھکر لوح محفوظ زور بانہ جادو کے گلے سے اتار لی اور جلد تر وہاں سے تخت پر سوار ہو کے باغ سنگدل کی طرف مع اپنے کنیزوں کے روانہ ہوئی یہاں شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کنارے پر تالاب کے بیٹھے ہوئے تھے اور سامنے ایک مطربہ گا رہی تھی عمرو بن حمزہ فرخ سے کہہ رہے تھے کہ آدھی رات کا وقت آگیا ابھی تک ملکہ نہیں آئیں انھوں نے تو کہا تھا کہ میں جلد آؤنگی نہیں معلوم کیا وجہ ہوئی کہ ابھی تک نہیں آئیں میرا دل گھبراتا ہے فرخ کچھ کہا چاہتا تھا کہ ناگاہ ملکہ روبروے عمرو بن حمزہ آئی اور تخت سے اتر کے پہلوے شاہزادہ میں بیٹھی عمرو بن حمزہ نے پوچھا اے ملکہ تم کہاں گئی تھیں میری طبیعت پریشان تھی گلشن جادو نے کہا اے شاہزادۂ ذوالفقار میں اپنی نانی زور بانہ جادو کے پاس گئی تھی جسوقت وہ سو رہی میں اسکے گلے سے لوح محفوظ اتار کے لے آئی یہ کہکے لوح محفوظ شاہزادہ کو دکھا کر گلے میں شاہزادے کے لوح پہنا دی شاہزادہ نے پوچھا اے ملکہ اس لوح کی کیا خاصیت ہے اور کیا اسکا وصف ہے ملکہ نے کہا اے شاہزادہ جانی یہ لوح محفوظ جس شخص کے پاس ہو اسپر سحر کسی کا اثر نہیں کرتا اب آپ پر کسی کا سحر اثر نہ کریگا میں آپکی محبت میں یہ تحفہ لے تو آئی ہوں لیکن مجھکو زور بانہ جادو سے نہایت ہی خوف ہے جسوقت وہ بیدار ہوگی اور اس لوح کو اپنے گلے میں نہ دیکھیگی سمجھ جائیگی کہ گلشن جادو لیگئی یہ سمجھ کے وہ ضرور آئیگی اور مجھے گرفتار کریگی اور سزائے سخت دیگی عجب نہیں کہ مجکو قتل کرے لیکن اے شاہزادے میں امیدوار ہوں کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو آپ مجکو نہ بھولیے گا کبھی کبھی میری قبر پر تشریف لائیے گا اور تھوڑی دیر سر بالیں تشریف رکھیے گا اور صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام پڑھیے گا اور ثواب اسکا میری روح کو بخشیے گا ہر چند کہ آپکو تصدیع تو ضرور ہوگی لیکن میری روح نہایت خوش ہوگی عمرو بن حمزہ یونانی نے محزون و اندوہگین و بیقرار ہو کر کہا اے ملکہ یہ کیا کہتی ہو خداوند کریم مجکو وہ روز بد نہ دکھلائے کہ تم گرفتار ہو یا خدا نخواستہ قتل ہو اگر زور بانہ جادو یہاں آئیگی میں تیغ آبدار سے اسے قتل کرونگا تم ناحق اس بڑھیا سے ڈرتی ہو اسکی یہ مجال ہے کہ تمھیں میرے روبرو سے سزائے سخت دیگی یا قتل کریگی ملکہ نے کہا اے شاہزادۂ ذوالفقار ہر چند کہ زور بانہ جادو بڑھیا ہے اور نہایت نحیف اور ضعیف ہے لیکن بلائے بد روزگار بڑی ساحرہ ہے تیغ خدا اسکے سحر اور شر سے آپکو بچائے جسوقت وہ سحر کریگی زمین کانپیگی آسمان تھرائیگا اسکے سحر کو کون روک سکے گا یہ کہکے گلشن جادو خاموش ہوئی اور ناچ دیکھنے لگی اور گانا سننے لگی یہاں تک کہ تا سحر بزم عشرت میں بیٹھی رہی اور تازہ بتازہ نوش گلوگا کا داستان کی ہنگام سحر زور بانہ جادو جو بیدار ہوئی اسنے اپنے گلے میں لوح محفوظ کو نہ دیکھا گھبرا کر کنیزوں کو پکارا اور یہ پوچھا کہ گلشن جادو اس پلنگ پر سوتی تھی کہاں گئی کنیزوں نے عرض کیا حضور ہمیں نہیں معلوم کہ کسوقت گلشن جادو یہاں سے چلی گئیں زور بانہ نے خیال کیا کہ گلشن جادو

بہی لوح محفوظ لیگئی یہ خیال کرکے زور بانہ جادو نے اوراق جمشیدی جو دیکھے تو اوراق جمشیدی سے ظاہر ہوا کہ لوح
محفوظ گلشن جادو لے گئی ہے اور باغ شنگل کے متصل ایک مکان میں بیٹھی ہے زور بانہ جادو ان اوراق کو دیکھکر
گلشن جادو کی اس حرکت پر نہایت غضبناک ہوئی اور تخت سحر پر سوار ہو کے بصد قہر بصد غضب جانب باغ شنگل
روانہ ہوئی یہاں ملکہ گلشن جادو پہلو سے شاہزادہ میں بیٹھی تھی ناگاہ ملکہ نے دیکھا کہ ایک لکہ ابر ایک طرف سے
آسمان پر ظاہر ہوا جب وہ ابر باغ شنگل اور اس مکان پر محیط ہوا ملکہ نے شاہزادے سے کہا اے شاہزادہ عالم
غضب ہوا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ زور بانہ جادو آگئی اب میں اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگی تیرے ملنے کو چاہتی تھی کہ
سحر کرکے غرق زمین ہو کہ یکایک برق چمکی اور زر ریزیاں برسے ایک تخت ظاہر ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک بڑھیا
بیٹھی ہے اور چھوٹی اسباب سحر کی ترتیب دو وشش کیے تھی ابھی یہ سب دیکھ رہے تھے اور ملکہ خوف زور بانہ جادو سے غرق
زمین ہوا چاہتی تھی کہ زور بانہ جادو نے بصد غضب پکار کے کہا او گلشن جادو کہاں بھاگی جاتی ہے میں آن پہونچی
غضب کیا تو نے کہ لوح محفوظ میرے گلے سے اتار لائی اور اپنے آشنا کو لا کے دیا ہے یہ کہکے زور بانہ جادو نے ایک
ترنج سحر پڑھکے زمین پر جو مارا بمجرد گرنے ترنج کے زمین سخت و سنگین ہو گئی ملکہ غرق نہ ہو سکی پھر ملکہ نے چند موئے
مشکین اپنے سر سے توڑ کر اور اسم سحر پڑھکر زور بانہ جادو پر پھینکے وہ موئے مشکین مار سیاہ بنکر زور بانہ کی
سمت چلے اس اثنا میں دلربا اور کنیزیں اور عمرو بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے فرخ بھاگ کر ایک درخت پر چڑھ
گیا شاہزادے نے تلوار کھینچی دلربا وغیرہ نے بھی زور بانہ پر ہر چند سحر کیے لیکن زور بانہ نے ہر ایک کا سحر رد
کر دیا اور جلد آکے موئے مشکین گلشن جادو کے پکڑے دلربا اور کنیزیں رونے لگیں اور بصد نالہ و بکا کہنے لگیں کہ
اے زور بانہ جادو ملکہ کو چھوڑ دیجیے اسکی کچھ خطا نہیں ہے یہ لوح محفوظ آپ کے گلے سے اتار کے ہرگز نہیں لائی ہیں
زور بانہ جادو نے دلربا وغیرہ کی تقریر سنکے کہا تم سب کٹنیاں ہو مجھسے تم فریب و مکر کی گفتگو کرتی ہو میں اس
چھوکری کو ضرور سزا ئے سخت دونگی یہ کہکر زور بانہ جادو نے ایسا سحر کیا کہ ملکہ مع دلربا اور کنیزیں غرق زمین ہو گئیں
سحر زور بانہ جادو میں گرفتار ہو گئیں عمرو بن حمزہ نے تیغ آبدار لیکر زور بانہ جادو پر حملہ کیا اسنے بھی ان پر سحر کیا
لیکن بوجہ لوح محفوظ کے سحر نے کچھ تاثیر نہ کی جب عمرو بن حمزہ قریب تر زور بانہ جادو کے پہونچے زور بانہ جادو
بھی سحر سے غرق زمین ہو گئی اسوقت شاہزادے نے ملکہ کے گرفتار ہونے سے اسقدر اشکبار اور مضطر ہوئے کہ
غش آگیا فرخ درخت سے اتر کے شاہزادہ کے پاس آیا اور حال شاہزادے کا دیکھکر محزون ہوا یہاں تو شاہزادے
غش آگیا ہے فرخ رو رہا ہے اور تدبیریں دفع غشی کی کر رہا ہے لیکن اب حال زور بانہ جادو کا سنیے کہ زور بانہ جادو
غرق زمین ہو کر اور گلشن جادو وغیرہ کو گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیکر فوراً طلسم تاریخ میں پہونچی اور تاریخ جادو سے
تمام حال ملکہ کے لوح محفوظ کے لیجانے کا بیان کیا تاریخ جادو کو نہایت غصہ آیا پھر زور بانہ جادو نے ایک
ساحرہ سے کہا کہ تو جلد جا اور زلزلہ جادو اور اسکی دونوں لڑکیوں کو میرے پاس بلا لا ساحرہ گئی اور زلزلہ جادو
کے پاس پہونچی عرض کرنے لگی اے ملکہ جلد چلیے طلسم تاریخ میں زور بانہ جادو نے آپکو بلایا ہے
زلزلہ جادو نے پوچھا تجھے معلوم ہے کیوں بلایا ہے ساحرہ نے عرض کیا جب آپ وہاں چلیے گا آپ کو
سب حال وہاں چلنے سے خود معلوم ہو جائے گا زلزلہ جادو نے کہا ہر چند کہ میں اسوقت نہایت
متردد ہوں کہ میری لڑکی گلشن جادو کل واسطے سیر کرنے کے گئی تھی وہ ابھی تک نہیں آئی ہے اس
سبب سے دل میرا نہایت پریشان ہے لیکن میں چلتی ہوں یہ کہکے زلزلہ جادو

اپنی لڑکیون کو ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوئی عقاب سحر اور طاؤس سحر پر تنزل اور زلزال سوار ہوئین اور جلد تر
ہمراہ اپنی مان کے طلسم نارنج مین پہونچین زلزلہ جادو نے طلسم نارنج مین جاکر دیکھا کہ گلشن جادو مع دلربا وغیرہ
کے سحر زور بانہ جادو مین گرفتار سب کھڑی ہین زور بانہ جادو نارنج جادو کے پاس بیٹھی ہے غصہ سے کانپ
رہی ہے نارنج جادو کے بھی چہرہ پر آثار غیظ ہویدا ہے زلزلہ جادو یہ حال دیکھکر گھبرائی غرض زور بانہ جادو کو تسلیم
کرکے روبرو بیٹھی زور بانہ جادو نے زلزلہ جادو سے کہا تم کو کچھ خبر بھی ہے کہ تمھاری اس چھوکری نے کیا کیا ہے
زلزلہ جادو نے کہا نانی جان مجکو مطلق آگاہی نہین ہے آپ بیان کیجیے زور بانہ جادو نے کہا تمھاری بیٹی نے
ذوالنجام جادو وغیرہ کو قتل کرکے عمرو بن حمزہ کو رہا کردیا اور اُس شاہزادہ پر عاشق ہوئی اور اُسکے عشق مین ایسی
دیوانی ہوئی کہ اُسکی بہتری کے واسطے کل شب کو میرے پاس آئی اور کہنے لگی میری طبیعت اچھی نہین ہے مین پلنگ
پر سو رہنے کو کہا یہ تمھاری لڑکی مکارہ پلنگ پر لیٹ رہی ہنگام شب جب مین سو رہی لوح محفوظ میرے گلے سے
اُتار کے لیگئی اور شاہزادے کو جا کر دیدی ابتک لوح محفوظ اُسکے گلے مین تھی غرض جب صبح ہوئی اور مین بیدار
ہوئی مین لوح اپنی نہ دیکھکر از حد متحیر ہوئی آخر بعد دریافت معلوم ہوا کہ تمھاری لڑکی لیگئی ہے اور باغ شنگل کے متصل
ایک مکان مین مشروف عیش ہے زنان خوبرو کا گانا سُن رہی ہے اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پہلو مین بیٹھی ہے
مین یہ حال دریافت کرکے باغ شنگل کی جانب گئی اور اس عیارہ مکارہ کو گرفتار کرکے ابھی لے آئی ہون اب میرے
نزدیک یہی مناسب ہے کہ مین اسے آگ مین جلا دون تاکہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے اگر یہ زندہ رہ گئی تو اسیطرح
عمرو بن حمزہ کو اور تحائف طلسم دیدے گی خصوصاً لوح طلسمی کو بھی ڈھونڈھکر شاہزادے کو دیدے گی ہر چند کہ حال
اس طلسم کی لوح کا کسی کو نہین معلوم ہے کہ لوح کس جگہ ہے لیکن یہ چھوکری شاہزادے کے عشق مین ضرور لوح لاکے
کی لوح طلسم بھی مثل لوح محفوظ کے شاہزادے کو دیدے گی شاہزادہ لوح پاکر اس طلسم کو توڑ ڈالیگا اور ساحرونکو
قتل کریگا خصوصاً مجکو اور نارنج جادو کو اور تحقیق تہ تیغ کریگا اور اس طلسم کو تباہ اور برباد کریگا پس اسکا جلا دینا
ہی بہتر ہے اسکے جلا دینے سے امید ہے کہ یہ طلسم برباد نہوگا اور سب ساحرہ و ساحر زندہ رہینگے اور طلسم بھی نہ
ٹوٹیگا ورنہ کوئی ساحرہ اور ساحر زندہ نہ رہیگا سب کو شاہزادہ قتل کریگا زلزلہ جادو گفتگوے زور بانہ جادو سنکے
نہایت اشکبار ہوئی اور الفت مادری سے بیتاب و بیقرار ہو گئی کہنے لگی اے نانی جان ہر چند میری لڑکی نے تقصیر کی ہے
لیکن آپ جانتی ہین مین اس لڑکی کو نہایت پیار کرتی ہون اور اسے از حد چاہتی ہون اگر آپ اسے جلا دیجیے گا تو مجھے
از حد ملال ہوگا اور مین اسکے جلنے کے صدمے سے ہلاک ہو جاؤنگی آپ اسے قید کیجیے اور جلائیے نہین اب یہ ایسی
خطا نہ کریگی اسنے یہ خطا نادانی سے کی ہے ابھی اسکا سن ہی کیا ہے بارہ تیرہ برس کی عمر ہے بیوقوف ہے میری خاطر سے
اسکی خطا عفو کیجیے فقط براے تنبیہ قید کر دیجیے زور بانہ جادو نے جواب دیا اے زلزلہ جادو تو اس مقدمے مین دخل
نہ دے اور اپنی لڑکی کی سفارش نہ کر اس چھوکری کے جلا دینے سے طلسم بچ جائیگا ہر ایک زندہ رہیگا اسکا جلا دینا بہتر اور
مناسب ہے یہ کہکے زور بانہ نے جملہ ساحران طلسم نارنج کو طلب کیا جب تمام ساحر ساحرات علما اور وزرا جمع ہوئے زور بانہ نے
اُن سب سے تمام حال گلشن جادو کا بیان کیا اور کہا مین چاہتی ہون کہ اس لڑکی کو آگ مین جلا دون تم سب اس مقدمہ
مین کیا کہتے ہو اکثر نے کہا بہتر ہے کہ گلشن جادو کو جلا دیجیے ورنہ یہ طلسم برباد ہو جائیگا جب ساحرون سے زور بانہ نے یہ تقریر
سنی فوراً حکم کیا کہ لکڑیان ایک میدان مین جمع کیجائین بموجب حکم اکثر ساحرون نے میدان مین لکڑیان لیجا کر جمع کین اور لکڑیون پر
آگ رکھدی زور بانہ جادو نے حکم کیا کہ اب گلشن جادو کو لیجا کر لکڑیون پر بٹھا دو ساحران غدار و نابکار

گلشن جادو کو لیکر چلے اور نارنج جادو و زور بانہ جادو و زلزلہ جادو و جملہ ساحرہ اور ساحر میدان کی طرف چلے اسوقت زلزلہ جادو مادر گلشن جادو کی عجب کیفیت تھی دل بیقرار تھا آنسو آنکھون سے جاری تھے دمبدم نالہ و آہ کرتی تھی ہر ایک قدم زمین گری پڑتی تھی جادوگرنیان زلزلہ جادو کو سنبھالتی تھین اور سمجھاتی تھین کہ اسقدر نہ روئیے اب صبر کیجیے گلشن جادو کے مقدر مین یہی لکھا تھا جو سامری و جمشید کو منظور تھا وہی ہوا ہر چند زلزلہ جادو کو جادوگرنیان سمجھاتی تھین لیکن زلزلہ جادو کا رونا موقوف نہ ہوتا تھا زلزلہ جادو کا تو حال تحریر کیا گیا اب گلشن جادو کا حال لکھا جاتا ہے کہ جب ساحر گلشن جادو کو جلانے کے واسطے لیکر چلے اسوقت گلشن جادو بے اختیار رونے لگی اور یہ خیال کرنے لگی کہ افسوس ہزار افسوس شاہزادے پر عاشق ہو کر مین نے چار روز بھی عیش نہ کیا فلک نے یہ ظلم کیا حیف ہے میرے نخل تمنا مین ثمر نہ آیا مین نے کچھ لطف شباب اٹھایا دنیا سے ناکام جاتی ہی امید دلی بر آئی عاشق ہو کر ذرا بھی راحت نہ پائی اب آگ مین یہ ساحر مجکو جلا دینگے حسن و شباب کو خاک مین ملا دینگے بعد میرے جل جانے کے زور بانہ جادو دیکھیے شاہزادے سے کسطرح پیش آتی ہی آنکو قید کرتی ہی یا قتل کرتی ہی خداوند عالم شاہزادے کو زور بانہ جادو و اور جملہ ساحران نابکار کی شر سے محفوظ رکھے اور ہاے افسوس کوئی ایسا نہین ہی کہ جو شاہزادے کے پاس جاوے اور میری زبانی اور میری طرف سے یہ کہدے کہ ای شاہزادہ اب آپ اپنی والدہ کے پاس یونان مین چلے جائیے طلسم نارنج کے توڑنے کا خیال ہی دل مین نہ لائیے سب ساحران نابکار آپ کے دشمن جان ہین حتے الامکان آپکو گرفتار کرینگے اور قتل کرینگے مجکو تو زور بانہ جادو نے آپ سے محبت کرنے کی یہ سزا دی ہی کہ ساحر مجکو آگ مین جلانے کو لیے جاتے ہین اگر تکلیف نہ ہو تو ایک دم بھر کے واسطے چلے آئیے اپنے عاشق کو جلتے ہوئے دیکھ لیجیے مین بھی وقت اخیر آپکو دیکھ لون پھر ملاقات نہوگی اگر بعد میرے جل جانے کے یہان آئیے گا تو سوائے خاک کے کچھ نہ پائیے گا اور جب میرے جل جانے کی خبر سُن پائیے گا یا میری خاک ملاحظہ کیجیے گا تو اشکبار اور بیقرار ہو جیے گا اور یہ تصور کیجیے گا کہ ایک خادم ہمارے نقش کف پا پر تصدق اور نثار ہو گئی بلکہ یہی خیالات کر رہی تھی کہ ساحران نابکار میدان مین پہونچے اسوقت زور بانہ جادو نے بار دیگر ان ساحرون سے کہا کہ گلشن جادو کو لکڑیون پر بٹھا دو اور جلد تر آگ مین جلا دو ساحرون نے بموجب حکم گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا دیا چونکہ اسوقت تک اچھی طرح آتش شعلہ ور نہین ہوئی تھی جا بجا لکڑیان آگ سے جلی تھین دھوان ہو رہا تھا اس سبب سے گلشن جادو اسوقت تک آگ سے نہ جلی جب ساحر گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا کر ہٹ گئے اسوقت گلشن جادو نے نہایت اشکبار و بیقرار ہو کر منھ اپنا بیت المقدس یا سوئے قبلہ کیا اور جانب فلک دیکھ کے برجوع قلب درگاہ خدا مین اسطرح دعا کی کہ ای خالق بحر و بر و ای معبود جن و بشر تو بخوبی واقف اور آگاہ ہی کہ مین فی الحال مسلمان ہوئی ہون اور تیری یکتائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیغمبری کی معترف ہون اور یہ دولت دین اسلام شاہزادہ عمرو بن حمزہ عالیمقام سے مجھے دستیاب ہوئی ہی خداوندا واسطہ تجکو اپنے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کہ تو نے انھین آگ سے بچایا ہی مجھے بھی اس آگ سے بچا اور محفوظ رکھ تو نے ہر ایک آفت و بلا سے ہمیشہ خاص و عام کو بچایا ہی اور اب بھی بچاتا ہی جب کوئی مصیبت اور بلا مین مبتلا ہوا ہی تو نے ہی اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک کو آفت سے بچایا ہی بموجب نظم

یوسف یہ رہی بہشت تبا ہی	آخر کو ہوئی نصیب شاہی	یونس رہے حوت کے شکم مین
چاہا تو نے تو چھوٹے دم مین	ایوب کی کٹنی گئین دوائین	یعقوب کی کٹ گئین بلائین

گلشن جادو درگاہ کبریا میں بہ تضرع و زاری و بہ نالہ و بیقراری دعا کر رہی تھی کہ آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور حرارت آتش سے تن نازک ملکہ کو صدمہ پہونچنے لگا دھوان اسقدر بلند ہوا کہ دیکھنے والون کو دوسرا آسمان دھوئین کا نظر آنے لگا تمام میدان مین دھوان ساحرون کو دکھائی دینے لگا اسوقت ایک ساحر کہ نام اُسکا طوفان جادو تھا اور سب ساحرون کے درمیان مین وہ بھی کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اُسے ملکہ پر رحم آیا اور زلزلہ جادو کی اشکباری اور بیقراری دیکھ دیکھ کے خود بھی باشک آنکھون مین بھر لایا اور خیال کرنے لگا کہ اسوقت دھوان کثرت سے ہے تو اس دھوئین مین جا کر انبار ہیزم پر سے ملکہ کو اپنے گھر لیجا کہ کسی ساحر کو خبر بھی نہو گی اور اگر کوئی دیکھ لیگا تو اُسوقت دیکھ لیا جائیگا مین بھی دریائے سحر مین ہزارون ساحرون کو غرق کر دونگا یہ خیال کرکے طوفان جادو نے ایسا سحر کیا ہے کہ سب کی نظر سے غائب ہوگیا ہے اور انبار ہیزم پر سے ملکہ کو اُٹھا کر اپنے گھر لیگیا اور بصد عزت و حرمت اور بہ آرام و راحت اپنے گھر مین رکھا اور ملکہ سے عرض کرنے لگا کہ جب تک مین زندہ ہون کسی ساحر یا ساحرہ کی یہ مجال نہین کہ تم کو یہان سے لیجا سکے یا کسیطرح کا تمھین صدمہ پہونچاے ملکہ نے بعد شکر خداوند تعالے طوفان جادو سے خوش ہوکر کہا کہ تم نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ انبار ہیزم سے مجھکو اُٹھا لائے اگر تم مجھکو نہ اُٹھا لاتے تو مین جل جاتی بلکہ جلکر خاک ہو جاتی طوفان جادو نے عرض کیا کہ اب آپ مجھکو اپنا خادم اور جان نثار تصور فرمائیے اور جانتک ہو یہین تشریف رکھیے جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ طلسم تاریخ کو توڑ چکینگے اور تاریخ جادو اور زور بانہ جادو قتل ہو جائینگے اسوقت مین آپ کو شاہزادے کے پاس لیجاؤنگا یا شاہزادے کو آپ کے حال سے اطلاع دونگا ملکہ طوفان جادو کی گفتگو سنکے خاموش ہو رہی ملکہ طوفان جادو کے مکان مین ہے اسکا حال انشاء اللہ آئندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال زلزلہ جادو مادر گلشن جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب طوفان جادو ملکہ کو لیگیا اس ہنگامہ مین کسی ساحر نے طوفان جادو کو جاتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ خیال کیا جسوقت انبار ہیزم جلکر خاک ہو گیا زلزلہ جادو بیقرار و اشکبار سر پیٹتی ہوئی اور خاک اُڑاتی ہوئی قریب خاک انبار ہیزم کے گئی اسوقت یہ نظم تقاضا سے

تقاضا سے تب سوز نہان سے
تری آئی ہوئی ہمکو نہ آئی
یہ ارمان سفر کرنا جہان سے

ہوئی مشہور شنیدہ اس بیان سے
یہ دن یہ سن یہ آغاز جوانی
یہ تیرا بے نشان ہونا جہان سے
دریغا حسرتا اے وائے فریاد

کہ ہے ہے کیا یہ قسمت رنگ لائی
یہ خواب ناز مرگ ناگہانی
کہان جائین کرین ہم کس سے فریاد

جب خاک انبار ہیزم کے قریب زلزلہ جادو نے اپنا حال رو رو کے منتشر کیا اسوقت اکثر جادوگرنیان زلزلہ جادو کے قریب آئین اور اسطرح سمجھانے لگین کہ اے زلزلہ جادو اب صبر کر اس رونے اور پیٹنے سے کیا ہوگا اب گلشن جادو تمھاری بیٹی اس فریاد و بکا سے زندہ نہو جائیگی جو خداوند سامری اور جمشید نے تمھاری بیٹی کی قسمت مین لکھا تھا وہ ہوا اب تم زمین پر سے اُٹھو اور چلو یہ کہکر جادوگرنیان نے زلزلہ جادو کو خاک سے اُٹھایا تب ساحر اور ساحرہ اپنے اپنے گھر کی جانب چلے گئے تاریخ جادو نے بھی زلزلہ جادو اور زلزل جادو اور زلال جادو کو سمجھا کر اور دو ہتھنیون پر زلزلہ اور اُسکی بیٹیون کو سوار کرکے کہا کہ اب تم اپنے گھر جاؤ زلزلہ جادو مع اپنی دونون لڑکیون کے بہ نالہ و فغان و گریان اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی زلزلہ جادو اپنے گھر جاتی ہے لیکن اب حال شاہزادہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ شاہزادہ کو جو روتے روتے مالاب کے کنارے غش آگیا تھا اسی عالم غشی مین عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک مرد ضعیف تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے شاہزادہ عمرو تو کیون اسقدر ملول و مغموم ہے جلد اُٹھ اور سمت کوہ بلاخیز جا وہان مدعاے دل تیرا بافضال خدا حاصل ہوگا یہ فرما کر بزرگ موصوف تشریف لے گئے عمرو بن حمزہ

کی غشی دفع ہوئی ہوش آیا آنکھیں کھول کر دیکھا کہ فرخ بالیں پر بیٹھا ہے اور رو رہا ہے عمرو بن حمزہ نے فرش خاک سے اٹھکے فرخ سے کہا کہ عالم بیہوشی میں ایک بزرگ نے مجھ سے فرمایا کہ تو کوہ بلا کی جانب جا وہاں تیرا مقصد بر آئیگا بس اے برادر تم اس مقدمہ میں کیا کہتے ہو فرخ نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار ضرور کوہ بلا کی جانب تشریف لیچلئے انشاء اللہ آپ کا مطلب دلی بر آئیگا عمرو بن حمزہ یہ تقریر فرخ کی سنکے سمت کوہ بلا چلے فرخ بھی ہمراہ ہوا بعد قطع منازل کے ایک روز عمرو بن حمزہ ایک شہر کے دروازے پر پہونچے فرخ نے دروازے پر دیکھا کہ ایک کمان کیانی رکھی ہے اور کئی توڑے اشرفی کے قریب اسکے رکھے ہیں چونکہ فرخ فرزند خواجہ عمرو ہے اشرفیوں کو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گیا اور منھ میں پانی بھر آیا فرخ اشرفیوں کی طرف دیکھتا ہی رہا تھا کہ شہباز شاہ کی سواری در شہر سے جانب صحرا گئی بعد جانے شہباز شاہ کے فرخ اس کمان کے قریب گیا اور جو ملازم بادشاہ در شہر پر موجود تھے اُنسے پوچھنے لگا کہ یہ کمان یہاں کیوں رکھی ہے اور یہ توڑے زر سرخ کے قریب کمان کس سبب سے رکھے ہیں ملازمان شاہ نے جواب دیا کہ شہباز بلکہ تاز جو اس شہر کا بادشاہ ہے اُسی نے کمان کو یہاں رکھوایا ہے اور حکم دیا ہے کہ جو شخص کمان کو کھینچے وہ یہ توڑے اشرفیوں کے لے فرخ کو زر سرخ کی طمع نے اس قدر بیتاب کیا کہ اسنے یہ کمان اٹھا لی اور ہر چند اُس کمان کو کھینچا مگر وہ کمان نہ کھنچی آخر مجبور و ناچار ہو کے رکھدی اور خیال کیا کہ یہ زر سرخ میرے ہاتھ نہ آئیگا یہ خیال کرکے فرخ چلا ملازمان شاہ نے فرخ کو پکڑ کے گرفتار کیا فرخ نے چلا کے عمرو بن حمزہ کو پکارا اور کہا دیکھیے ان لوگوں نے مجھے بے قصور و خطا گرفتار کیا ہے عمرو بن حمزہ نے ملازمان بادشاہ کے پاس جا کر پوچھا کہ تم نے فرخ کو کیوں گرفتار کیا ہے اسنے تمھاری کیا خطا کی ہے ملازمان شاہ نے جواب دیا کہ اس شہر کے بادشاہ کا یہی حکم ہے کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے اُسے زر سرخ دیدو اور جس سے یہ کمان نہ کھنچے اُسے گرفتار کرلو چونکہ اس شخص سے کمان نہ کھنچی ہم نے بموجب حکم بادشاہ اس شخص کو گرفتار کر لیا بادشاہ واسطے شکار کے گیا ہے جب وہ صحرا سے سبزہ زار سے آئیگا اسوقت ہم اس شخص کو سامنے بادشاہ کے لیجا ئینگے اگر اُسکا دل چاہیگا تو چھوڑ دیگا ورنہ قید کریگا یا اگر آپکو اس شخص کی رہائی منظور ہے تو آپ اس کمان کو کھینچیے زر سرخ بھی لیجیے اور اس شخص کو بھی اپنے ہمراہ لیجائیے کیونکہ یہ بھی حکم بادشاہ ہے عمرو بن حمزہ نے یہ تقریر ملازمان شاہ کی سنکے کمان کو اٹھایا اور زور سے جو اس کمان کو کھینچا تو اس کمان کے تین ٹکڑے ہو گئے ملازمان شاہ یہ طاقت و قوت عمرو بن حمزہ کی دیکھکر نہایت متحیر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ نے کمان کو ایسا کھینچا کہ کئی ٹکڑے ہو گئے یہ کمان ایک مدت سے اسیطرح رکھی ہوئی ہے بہت سے شجاع اور بہادروں نے اس کمان کو کھینچا کسی سے یہ کمان ذرا بھی نہ کھنچی آپ نے تو اسکو توڑ ڈالا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہ کہکے خاموش ہوئے عمرو بن حمزہ نے تقریر ملازمان شاہ کی سنکے فرخ سے کہا کہ یہ توڑے اشرفیوں کے فقرا کو تقسیم کر دو مگر فرخ کا دل نہ چاہتا تھا لیکن بموجب کہنے عمرو بن حمزہ کے کچھ زر سرخ فقرا کو دیے اور کل اشرفی خود رکھ لی جب سارا خزانہ زور فقرا کو تقسیم کر چکا اسوقت شاہزادہ فرخ کو ہمراہ لے کر شہر کے اندر داخل ہوا دیکھا خوب آباد ہے بادل شاد ہو بموجب کہ نظم

دیکھا عجب ازدہام مردم
اڑتی ہیں وہاں عجیب تانیں
بیٹھے ہوئے اک طرف کبابی
خورشید کی بھی ٹپک پڑے رال
ہر چیز کی طرفہ آبداری
سیب اور بہی انار و امرود

ہر سمت ہجوم عام مردم
عالم وہ دکان جوہری پر
آراستہ ہوئے وان کئی شرابی
وہ گرم وہ سرخ پایا نان
بیلی سی لگائی تھی نہاری
پونڈے کی گنڈیریاں وہ نایاب

تفصیل تو ان کی ہیں نہیں دکھاتیں
جس طرح کہ برج ماہ و اختر
پر نور سجا ہوا تھا وہ تھال
میووں کی فدا تھیں جنسیں جائیں
اشمار سے تھے تازہ تازہ موجود
ڈلیاں مصری کی جیسے پر آب

عمرو بن حمزہ نے شہر کی سیر کر کے فرخ سے فرمایا کہ دل چاہتا ہے چند روز اس شہر میں رہیں اور اچھی طرح شہر کی سیر کریں کوئی مکان کرایہ پر ٹھہراؤ تاکہ اس مکان میں مقیم ہوں فرخ بموجب ارشاد شاہزادہ مکان کی تلاش کرنے لگا چونکہ ایک شخص نے اور شہر پر عمرو بن حمزہ کو کمان کھینچتے ہوئے دیکھا تھا اور زور و قوت شاہزادہ کو دیکھکر متحیر ہو گیا تھا اور اسکے کئی مکان شہر میں تھے فرخ نے جو اس شخص سے کرایہ کے مکان کو پوچھا اس نے کہا آپ میرے ہمراہ چلیے میرے کئی مکان ہیں انمیں سے ایک مکان میں تشریف رکھیے عمرو بن حمزہ مع فرخ اس شخص کے مکان میں گئے اسنے مکان میں فرش بچھوا کر تخت اور پلنگ وغیرہ سے جلد مکان کو آراستہ کر دیا عمرو بن حمزہ بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے اسی مکان کے دروازے پر آکے اسطرح پکارا کہ جو شخص اس مکان میں فی الحال مقیم ہوا ہے جلد باہر آئے عمرو مع فرخ اٹھے اور دروازے پر جاکر اس شخص سے پوچھنے لگے کہ تو کیوں پکارتا ہے ہمارا تم سے کیا کام ہے اسنے کہا میں ملازم وزیر کا ہوں وزیر شہر نے مجکو بھیجا ہے کہ جس شخص نے کمان توڑ ڈالی ہے اسے ہمارے پاس جلد لے آؤ میں اسی کی تلاش کرتے کرتے یہاں تک آیا ہوں آپ جلد چلیے عمرو بن حمزہ نے فرمایا میں ابھی اس مکان میں آیا ہوں میری جانب سے وزیر سے کہدینا کہ شام تک میں تمہارے پاس آؤنگا ملازم وزیر نے کہا میں آپکو اسیوقت اپنے ہمراہ لیچلونگا مجھسے وزیر بادشاہ شہر نے یہی کہا ہے کہ جس شخص نے کمان توڑ ڈالی ہے اسے ابھی اپنے ہمراہ لا تا پس میں بموجب حکم وزیر ابھی آپکو لیجاؤنگا عمرو بن حمزہ نے پھر اس شخص سے یہی فرمایا کہ ابھی میں نہ جاؤنگا شام تک وزیر بادشاہ سے ملاقات کرونگا ملازم وزیر نے برہم ہوکر کہا کہ اگر آپ ابھی بخوشی میرے ساتھ نہ چلیے گا تو میں آپکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا جسوقت ملازم وزیر نے یہ کہا شاہزادہ کو غصہ آیا اور ایک طمانچہ اسطرح مارا کہ سر ملازم وزیر کا گردن سے جدا ہو گیا طمانچہ نے تیغ تیز کا کام کیا ملازم وزیر زمین پر گرکے فوراً مر گیا جب یہ خبر کوتوال شہر کو ہوئی کوتوال دو سو سپاہیوں کو ہمراہ لیکر آیا اسوقت عمرو بن حمزہ پھر اس مکان کے دروازے پر آئے کوتوال نے ارادہ گرفتار کرنے کا کیا عمرو بن حمزہ نے تلوار کھینچی اور کوتوال پر حملہ کیا کوتوال پیچھے ہٹا اور سپاہیوں سے کہنے لگا کہ تم سب ملکے اس شخص کو قتل کر ڈالو سپاہیوں نے بھی تلواریں کھینچیں کوتوال نے بھی شمشیر آبدار میان سے کھینچی تلوار چلنے لگی فرخ نے خنجر کھینچا اور زمین پر لوٹ لگاکر سپاہیوں کے پاؤں قلم کرنا شروع کیے اکثر سپاہی تیغ آبدار شاہزادہ سے قتل ہوئے کچھ سپاہیوں کو فرخ نے ہلاک کیا جب یہ خبر وزیر شہر کو پہونچی فی الفور کئی ہزار سوار لیکر آیا اور شاہزادہ کو چار طرف سے گھیر لیا اسوقت شاہزادہ نے سواروں پر حملہ کیا اور تیغ تیز سے سواروں کو قتل کرنا شروع کیا جس سوار پر تیغ لگائی وہ سوار دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا مثل ماہی بے آب خاک پر تڑپنے لگا تھوڑی دیر میں شاہزادہ نے سیکڑوں سواروں کو قتل کیا زمین خون سواران نابکار سے رنگین ہو گئی لاش پر لاش گرادی نظم

عجب تیز شہزادے کی تھی حسام	لگی قطع اور برید کرنے تمام	جیسے چھوٹتی وہ جلا لی جھڑپ
گیا خاک پر شکل ماہی تڑپ	قیامت کی تیغ آزمائی ہوئی	وہ جس صف پہ آئی صفائی ہوئی
زمین پر گرے تن سے اڑ اڑ کے سر	ہوا سے درختوں کے جوں برگ تر	

عمرو بن حمزہ ایک سمت سواروں کو قتل کرتے تھے اور ایک طرف فرخ کبھی گوپھن میں پتھر رکھکر سواروں کے سینہ و سر پر مارتا تھا کبھی خنجر سے پیادوں کو ہلاک کرتا تھا سپاہی و سوار فرخ عیار کے قریب نہ آتے تھے مارے خوف کے ادھر ادھر دہنے بائیں بھاگتے تھے اسپر بھی جانبر نہوتے تھے فوج میں تہلکہ پڑا تھا ہر ایک سوار جان سے تنگ تھا جسوقت تیغ شاہزادہ کی چمکتی تھی سواران نابکار جھجک جھجک کر بھاگتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ یہ تیغ برق مثال ہے اپنا خرمن حیات اس سے بچنا محال ہے ابھی سیکڑوں سواروں کے اسنے سر کاٹے ہیں نخل قد اسکے پھل نے چھانٹے ہیں یہ وہ رہنما ہے کہ راہ عدم دکھلاتی ہے بھاگو بھاگو

دیکھو وہ پھر چمک کرائی ہے سواران لشکر باہم یہ گفتگو کرتے تھے اور پیچھے ہٹتے جاتے تھے اکثر سوار بھاگ گئے تھے
بہت سے زخمی تھے ناگاہ شہباز ریکہ تاز شکار کھیل کے شہر پر آیا ملازموں نے دست بستہ عرض کیا
کہ آج دو شخص حضور کے شہر میں تازہ وارد ہوئے ہیں انمیں سے ایک شخص نے یہ کمان کھینچکر توڑ ڈالی ہے اور وزیر
کے ایک ملازم کو بھی مار ڈالا ہے اب کوتوال شہر اور وزیر سے لڑ رہا ہے سیدہا کو اسنے قتل کیا ہے کوتوال اور وزیر بھاگے
جاتے ہیں شہر میں ایک آفت برپا ہے غل و شور ہو رہا ہے دوکانیں دوکانداروں نے بند کر دی ہیں بازار میں سب
بند ہیں رعایا بد حواس ہے حضور جلد تشریف لیجائیں جو مناسب وقت ہو جلد کریں ورنہ رعایا بھاگ جائے گی شہر
خالی ہو جائیگا شہباز ریکہ تاز اپنے ملازموں سے تمام حال سنکے گھبرا گیا اور جلد تر شہر میں آیا دیکھا کہ فی الواقع
تلوار چل رہی ہے کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار جا بجا لگے ہیں زمین خون سے رنگین ہے کوتوال اور وزیر آمادہ
بھاگنے پر ہیں شہباز ریکہ تاز نے یہ حال جنگ دیکھکر کوتوال اور وزیر سے فرمایا کہ تم کیسے نامرد اور بزدل ہو کہ
دو آدمیوں سے بھاگے جاتے ہو بس اب نہ بھاگو اور تلواریں میان میں کر لو لڑائی موقوف کرو وزیر اور کوتوال
وغیرہ نے بموجب حکم بادشاہ تلواریں نیام میں رکھیں جب لڑائی موقوف ہوئی شہباز ریکہ تاز خود گھوڑے کو
بڑھا کر قریب عمرو بن حمزہ گیا اور بعد سلام کہنے لگا کہ آپ میرے ہمراہ تشریف لیچلیے ان نالائقوں سے آپ لڑتے
ہیں بہادروں کا نہایت قدردان ہوں کیونکہ مجکو بھی خاص و عام دلاور جانتے ہیں یہ کہکے عمرو بن حمزہ کو اپنے ہمراہ
لے گیا اور دربار میں جاکر تخت حکومت پر بیٹھا اور شاہزادے کو عنقریب ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا
اور فرخ کو بھی موافق اسکے رتبہ کے ایک جگہ بیٹھنے کو حکم دیا پھر شہباز ریکہ تاز نے ساقیان گلعذار کو طلب
کیا جب ساقیان مہ جبین کشتیاں آبگینوں کی لیکر حاضر ہوئے ایک ساقی بادشاہ کے روبرو جام مے گلرنگ
سے بھر کے لے گیا بادشاہ نے ساقی سے پیا اور اشارہ کیا کہ جام بادہ گلگوں اس نوجوان کو دے ساقی ساغر
صہبا سے سامنے شاہزادے کے لے گیا شاہزادہ نے مے کے پینے سے انکار کیا بادشاہ نے شراب کے نہ پینے کا سبب
پوچھا شاہزادے نے صاف صاف کہدیا کہ میں مسلمان ہوں جب تک تم مسلمان نہوگے میں شراب نہ پیونگا شہباز
ریکہ تاز نے کہا میرا مسلمان ہونا تین شرطوں پر منحصر ہے شاہزادہ ذو الوقار نے پوچھا وہ شرائط کیا ہیں بادشاہ نے کہا
ایک شرط آپ پوری کر چکے ہیں یعنے کمان کھینچ چکے ہیں دوسری شرط یہ ہے کہ آپ مجھ سے کشتی لڑیئے اور مجھے زیر کیجیے اور
تیسری شرط یہ ہے کہ کوہ بلا کی خبر لا دیجیے جب دونوں شرطیں آپ پوری کیجیے گا اسوقت میں مسلمان ہونگا یہ کہکے بادشاہ
نے کہا اگر آپ شراب نہیں پیتے تو کچھ طعام تناول کیجیے شاہزادے نے جواب دیا کہ جب تک تم مسلمان نہوگے میں نہ شراب پیونگا نہ طعام
تناول کرونگا بادشاہ نے کہا اگر آپ طعام بھی نوش نہیں کرتے تو آپ کشتی مجھ سے لڑیے عمرو کشتی لڑنے پر آمادہ ہوئے شہباز
ریکہ تاز تخت پر سے اٹھا اور بارگاہ میں عمرو کو لے گیا اور فرش نرم پر شاہزادے سے کشتی لڑنے لگا شاہزادے نے بعد
چار پہر کے شہباز ریکہ تاز کو زیر کیا شہباز ریکہ تاز نے زیر ہو کر صدق دل سے دین اسلام اختیار کیا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا
اور کہنے لگا اے شاہزادہ میں مسلمان ہو چکا اب آپ کوہ بلا کی خبر لانے کے واسطے نجائیے گا شاہزادہ نے جواب دیا اے
شہباز ریکہ تاز میں تو کوہ بلا کو بھول گیا تھا تم نے مجھے یاد دلایا میں تو وہاں ضرور جاؤنگا کیونکہ اگر میں وہاں جاؤنگا
تو بموافق ارشاد بزرگ میرا مقصد دلی بر آئیگا شہباز ریکہ تاز یہ تقریر شاہزادے کی سنکے مجبور ہوا اور شاہزادے
کو ہمراہ اپنے لیکر دار الامارۂ شاہی میں گیا اور نہایت خوبی اور تکلف سے شاہزادے کی دعوت و ضیافت

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا کوہ بلا میں اور عاشق ہونا ملکہ مہ جبین تارنجی پوش پر

اور قتل کرنا زور یاشہ جادو کو مع دیگر حال

راویان شیرین مقال اس داستان بے مثال کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب شہباز ریکہ تاز نے سلطنت کوہ پیکر بادشاہ کی دعوت کی تو تمامی مردمان شہر کو مسلمان کیا اور کئی روز تک بزم عشرت آراستہ رہی بعد کئی روز کے شہزادے نے قصد کوہ بلا کی طرف جانے کا کیا شہباز ریکہ تاز نے منع کیا لیکن عمرو بن حمزہ نے کہنا بادشاہ کا نہ مانا آخر مجبور و لاچار ہو کر مع امرا و وزرا و غیرہ ہمراہ رکاب شہزادہ ہوا اور کوہ بلا کی طرف چلا جب شاہزادہ بعد طے کرنے راہ کے کوہ بلا کے نزدیک پہونچا اسوقت شہباز ریکہ تاز سے رخصت ہوا بادشاہ صدمہ جدائی شاہزادے سے اشکبار ہوا شہزادہ نے فرمایا اگر چاہا پروردگار عالم نے تو جلد آؤنگا بعد کئے شہزادہ فرخ کو ہمراہ لیکر کوہ بلا کی طرف روانہ ہوا بادشاہ نے اپنے وزیر خوش تدبیر سے فرمایا کہ اب تو جاکر شہر کا انتظام کر اور فقط شہزادہ کوہ بلا سے پھر کے آئیگا میں اسی جگہ مقیم ہوں وزیر خوش تدبیر حسب حکم بادشاہ شہر میں آیا اور انتظام شہر کرنے لگا اور شہباز ریکہ تاز عنقریب کوہ بلا مقیم ہوا عمرو بن حمزہ جو بادشاہ سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے بعد طے کرنے راہ کے پاس کوہ بلا کے پہونچے شہزادہ نے ہاتھ فرخ کا اپنے ہاتھ میں لیکر اور بسم اللہ کہکر درہ کوہ میں قدم رکھا اور راہ طے کرنا شروع کی عمرو بن حمزہ دو چار ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ راہ درہ کوہ نظر سے ناپدید ہوگئی کیونکہ وہاں اسقدر تاریکی تھی کہ سوائے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا وہ تاریکی سیاہی شب سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی اور سیاہی دل کافر سے بھی از حد زیادہ تھی تاریکی ظلمات اس تاریکی کے آگے گویا روشنی تھی ضیاے آفتاب خوف سے وہاں نہ آتی تھی بموجب

نظم

تاریکی وہاں تھی ایسی چھائی	دیتا تھا وہاں نہ کچھ دکھائی	ہوش اڑ گئے تھے دیکھکر سیاہی
پھیلی تھی ادھر ادھر سیاہی	دائیں بھی جگہ کو ڈھا رہی تھی	ہر سمت بلا اڑا رہی تھی
وہ شور کہ ہوش گم ہو پرواز	سنتا تھا کسی کی کون آواز	آواز میں تھیں وہ مہیب الله
تھا گوش فلک بھی رہینہ راہ	وہ شور اگر سنے نہ ہو فرق	مچھلی بھی ہو ڈر سے بحر میں غرق

فرخ نے جو یہ سیاہی دیکھی گھبرا کر عمرو بن حمزہ سے کہنے لگا اے شہزادہ یہ عجیب تاریکی ہے یہاں تو کچھ نظر نہیں آتا ہے میرا دم نکلا جاتا ہے روح جسم میں گھبراتی ہے جان گھبرا کر لب پر آتی ہے خوف کے باعث سے پہلو میں دل پیچتاب ہے اگر تھوڑی دیر ایسی ہی سیاہی رہیگی میں تو مر جاؤنگا دم گھبرا کر نکل جائیگا شہزادہ نے جواب دیا ہے فرخ مجھے بھی کچھ نظر نہیں آتا ہے میرا بھی دل گھبراتا ہے تھوڑی دور اور چلو شاید روشنی نظر آئے فرخ نے عرض کیا میں تو قدم اٹھاتا ہوں لیکن بوجہ سیاہی خوف کے اچھی طرح قدم نہیں اٹھتا ہے غرض اسیطرح فرخ تقریر کرتا ہوا ہمراہ شہزادہ بصد مشکل آگے بڑھتا بعد چار گھڑی راہ طے کرنے کے بافضال خالق شمس و قمر روشنی نظر آئی دل مضطر کو قرار ہوا حواس درست ہوئے فرخ اور شہزادے نے شکر خدا کیا عمرو بن حمزہ نے روشنی میں دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہے اور دو کوہ ہیں ایک کوہ فلک شکوہ یاقوت احمر کا ہے اور دوسرا پہاڑ زمرد کا ہے اور بیچ میں دونوں پہاڑوں کے ایک دریا رواں ہے عکس جو دونوں پہاڑوں کا آب دریا میں پڑتا ہے تو ایک طرف پانی سرخ اور ایک جانب پانی دریا کا زمردی نظر آتا ہے اور پانی اس دریا کا نہایت صاف و شفاف تھا

نظم

تھا صاف وہ مثل مہر انور	غیرت وہ سلسبیل و کوثر	اس بحر کی دیکھ کے جو موجیں
صدقے کرے جوئے شیر و شیرین	اس بحر میں مچھلیاں وہ گلگون	جن پر تھا نثار حوت گردون

شاہزادہ پہاڑوں اور دریا کو دیکھکر حمد خالق بحر و بر کرنے لگا پھر جانب صحراے سبزہ زار بے اختیار

لذت کرے سیر صحرائے سبزہ زار کی کرنے لگا اور خوش ہونے لگا کیونکہ قبل اس صحرائے سبزہ زار کے شہزادہ نے کبھی کوئی صحرا سبزہ زار نہ دیکھا تھا عجیب و غریب وہ صحرا ایسا فرحت افزا تھا کہ **نظم**

دکھاتا ہے ہر طرف بہشت رنگین | پھولوں سے چمن چمن ہے تزئین | کلیوں نکا وہ مسکرا کے کھلنا
پتوں کا دلوں کی طرح ہلنا | پھولوں کی ہنسی نئی ادا کی | خود جان میں ہوا ہوئی ہوا کی
آئینہ بہار فیض جاوید | کچھ ابر تو کچھ شعاع خورشید | پھولوں پہ وہ قطرہائے شبنم
یاقوت پہ موتیوں کا عالم | انداز خرام کبک زیبا | طاؤس کا رقص اک تماشا

شہزادہ ذوالفقار صحرائے سبزہ زار اور گلہائے خودرو کی سیر کر رہا تھا اور کبھی سوئے کوہ و دریا دیکھتا تھا ہوائے سرد سے دل کو فرحت بے اندازہ ہوتی تھی پھولوں کی خوشبو سے تمام صحرا ایسا بسا تھا اور معطر تھا کہ شہزادہ بار بار فرح سے کہتا تھا اے برادر عجیب یہ مقام فرحت افزا اور راحت افزا ہے کوہ کا نام اسکا کسنے رکھا ہے یہ تو وہ جگہ ہے کہ دل کو یہاں فرحت حاصل ہوتی ہے شہزادہ فرخ سے یہ کہہ رہا تھا کہ ناگاہ شہزادے نے دیکھا کہ اسی صحرائے سبزہ زار میں ایک چبوترہ سنگ مرمر کا سو گز مربع میں ہے نہایت صاف و خوش قطع بنا ہوا ہے شہزادہ چبوترہ کو دیکھ رہا تھا کہ دریا میں سے ایک مور پنکھی پیدا ہوئی عمرو نے دیکھا کہ مور پنکھی پر ایک نازنین سر بیٹھی حسن میں غیرت مہر یوسف جمال نارنجی رنگ کا جوڑا بر میں زیب تن کیے ہوئے بیٹھی ہے ثابت ہوتا ہے کہ مہر انور شفق میں ہے زلفیں اسکی واسطے پریشان کرنے دل عاشق کے سراسر آمادہ ہیں پیشانی نور سے معمور ہے شکن پیشانی موج دریائے نور و حسن ہے ابرو خمدار رشک تیغ آبدار ہیں آنکھیں غیرت سحر سامری ہیں ہر ایک مژہ تیر دل دوز ہے رخسار رنگین حسن شیرین خندہ تبسم دہن غنچہ گل خجل **نظم**

اک برق شرم میں ہے تر و تازہ خوش آب عدن | ذکر لعل ہائے خندہ نمکین ہنسی کے سبب | کرتے ہیں مطلع رنگین مضامین روشن
وصف آب گہر دندان و لب لعلین کے | آتش رشک سے انگارا ہے ہر لعل یمن | غنچہ ساں جبین تبسم سے ہر ایک دہن
نور عینین بصیرت ہے بیاض گردن | جلوہ گر غنچہ نخدان میں ہے اختر خال | سرمہ دیدہ بینش ہے سواد گیسو
رنگ مینا پان پھوٹ نکلتا ہے غنائی و چہو | ہے گلگون کی گلابی ہے وہ گوری گردن | چاہ نخشب میں ہے گویا مہ کامل روشن
آتشیں بادام میں لب پہ نہیں بلکہ سیب ذقن | اختر ماہ میں ہے دانہ انجم کی بہار | شمع روشن ہے گلا شعلہ ہے یہ دو ہونٹ
سیب آلو ہے مثیل پستان کی کیا کیجیے رقم | وصف پستانوں کا کرے کیا کوئی مشہور ہیں یہ | حلقہ طوق ہر شمع نہیں زیب گردن
نہ پہنچی دست تخیل سر طور ہیں یہ | یا کہ کس طرح سے یہ مخلوق بہت زور ہیں یہ | کہتے ہیں شمس و قمر شمسہ نور ہیں یہ
تا نظر نور نظر سو نے کی چڑیا ہو جاسے | الغرض کی ایسی ہے کہ نظر نہیں آتی ہے شکم ایک دریائے نور ہے ناف شفاف ایک گرداب | آشنا آنکھ سے جس رو روتا لگیا ہو جائے

دریائے نور ہے وصف اسکے زیر ناف کا صاف بیان نا کیا تحریر کر سکے حیائے شرم و حجاب ہے لیکن در پردہ تعریف زیر ناف قلم شوخ الحق رقم کرتا ہے خط کہا سمجھ جائیں نوجوان جنابات بیقرار ہو جائیں بیت ہمکو مضمون حیا خوب پسند یہ ہیں دو مصرعون سے طور سے چسپیدہ ہیں زانو ایسے نرم و نازک ہیں کہ دل عاشق ان زانوں کو دیکھکر بیتاب ہو جاسے اور کچھ خیال اپنے مطلب کا فوراً دل میں لائے ساق پا مثل لاجواب ہیں پریاں نازک و رنگین ایسے ہیں کہ دل عشاق کو مانند سبزہ پامال کرتی شہزادہ اسکو دیکھکر عاشق ہو گیا اور محو دیدار رہا جب مور پنکھی کنارہ دریا آکر ٹھہری نازنین نارنجی پوش بصد ناز و ادا اپنی وزیرزادی کا ہاتھ پکڑکے مور پنکھی سے اتری اور چند کنیزیں نوخیز جو بھی جو اس نازنین کے ساتھ مور پنکھی لیے تھیں وہ بھی اتریں کنیزوں نے جلد جاکر چبوترے پر فرش بچھایا اور شمگیرہ نہایت تحفہ چبوترے پر استادہ کیا اور بالائے فرش مسند زرین بچھائی اتنے میں وہ نازنین نارنجی لباس خراماں خراماں مسکراتی ہوئی قدم سے ناز اٹھاتی ہوئی

اپنی وزیرزادی سے باتیں کرتی ہوئی اور جانب صحرائے سبزہ زار دیکھتی ہوئی چبوترے سے اتری اور مسند زرین پر جا بیٹھی اُس وقت
قریب تو تھوڑی دور صحرائے سبزہ زار کی سیر کرتا ہوا چلا گیا تھا اور عمرو بن حمزہ ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے اور اُس
نازنین کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک کنیز کہ نام اُسکا صنوبر تھا اُسے پیشاب کرنے کی احتیاج ہوئی وہ کنیز شہزادے
کو نہ دیکھکر سامنے اُسی درخت کے بیٹھ گئی اور برہنہ ہوکر پیشاب کرنے لگی یکایک اُس کنیز نے شہزادے کو دیکھا جلد
اُٹھ کھڑی ہوئی اور ساری باندھ کے شہزادے سے بصد غضب کہنے لگی ارے تو کون ہے انسان ہے یا جن ہے یہاں کیوں
آیا ہے غضب کیا تو نے کہ میرے اُس عضو کو جسے آجتک کسی نے نہیں دیکھا تھا تو نے اُسوقت خوب گھور گھور کے
دیکھا ہوگا اور رال تیری عضو کو دیکھکر ٹپک پڑی ہوگی دل بیتاب ہو گیا ہوگا اور کچھ خیال بھی ضرور کیا ہوگا
شہزادہ نے تبسم کر کہا اے عورت میں نے تجھے برہنہ نہیں دیکھا میں دوسری طرف دیکھ رہا تھا تیری آواز سنکے البتہ میں نے
تیری طرف اب دیکھا ہے تو بیکار خفا ہوتی ہے میں انسان ہوں تجھے جن کہتی ہے صنوبر نے جواب دیا او موئے تو جھوٹ کہتا ہے
تو نے ضرور میرے مقام کو اچھی طرح دیکھا ہوگا کیونکہ میں تیرے سامنے بیٹھی ہوئی پیشاب کر رہی تھی اب یہاں سے جا کر ہر
ایک سے یہ حال بیان کریگا اور تصویر عضو کو کھینچکر ہر ایک نامحرم کو دکھائیگا میری ذلت اور رسوائی تیرے
بیان کرنے سے زیادہ ہوگی عمرو بن حمزہ نے کہا اے کنیز نہ تو میں نے تجھے برہنہ دیکھا ہے اور نہ میں کسی سے تیرا حال بیان کرونگا
تو ناحق مجھ سے گفتگوے سخت کرتی ہے اگر اپنی زندگی تجھکو منظور ہے تو چلی جا ورنہ مجھے غصہ آئیگا تو تجھے قتل کرونگا
یا سزا اس بدزبانی کی دونگا صنوبر نے کہا او موئے نگوڑے مجھکو یقین ہے کہ تو نے مجھے ننگا دیکھا ہے تو تجھے کیا
قتل کریگا اور سزا دیگا میں خود تجھے ہلاک کرتی ہوں یہ کہکر صنوبر نے اپنی جھولی میں سے ایک ترنج نکالا اور کچھ سحر پڑھکر
شاہزادہ پر مارا ترنج شہزادہ کے قریب آکر پھٹا اور شعلے نکلے لیکن شہزادہ کو مطلق ضرر نہ پہونچا کیونکہ انکے گلے میں
لوح محفوظ باطل السحر تھی جب صنوبر نے دیکھا کہ میرے سحر نے کچھ اثر نہیں کیا اُسوقت صنوبر نے کہا او موئے
اب مجھے ظاہر ہوا کہ تو بھی بڑا ساحر ہے تو نے میرے سحر کو رد کیا جب کئی مرتبہ شاہزادہ کو صنوبر نے نگوڑا اور موا کہا
اور بدزبانی کی شہزادے کو کسیقدر غصہ آیا اور طرف صنوبر کے قدم بڑھایا صنوبر نے خیال کیا کہ یہ شخص ساحر ہے
اور مجھے ننگا دیکھ چکا ہے اب عاشق ہوکر آتا ہے یقین ہے کہ اپنا مدعائے دل مجھ سے حاصل کریگا مجھے اسی جگہ خراب
کریگا یہ خیال کرکے صنوبر بھاگی اور شہزادہ پیچھے صنوبر کے چلا صنوبر جلد تر بھاگ کر پس پشت نازنین نارنجی پیرہن
جا کر چھپی شہزادہ بھی چبوترہ پر پہونچا اب نازنین نارنجی پیرہن نے جو شاہزادے کے روئے زیبا پر نظر کی فریفتہ
ہو عاشق ہوگئی اور پوچھنے لگی صاحب تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو نام تمھارا کیا ہے میری کنیز کو کیوں پکڑتے
ہو اس سے تمھارا کیا مطلب ہے زبردستی کسی سے مطلب نہیں نکلتا ہے شہزادہ نے کہا اے ملکہ آگاہ ہو کہ نام میرا
عمرو بن حمزہ ہے میں کوہ بلا کی سیر کے واسطے آیا ہوں اس کنیز نے مجھکو موا نگوڑا کئی مرتبہ کہا ہے ہر چند میں نے قسم
کھا کر اس سے کہا کہ میں نے تجھے برہنہ نہیں دیکھا اُسکو کسی طرح میرے کہنے کا یقین نہیں آتا ہے مجھ سے
بدزبانی اسنے کی ہے میں اسکو سزا دونگا اور تجھکو اس سے مطلب نہیں ملکہ نے شاہزادے کے نام سے آگاہ
ہوکر آہستہ اپنی وزیرزادی راحت افزا سے کہا کہ اسی شہزادے کے عشق میں میری بہن گلشن جادو نے
اپنی جان دی یعنی جلا دی گئی ہے یہ شاہزادہ میری موئی ہوئی بہن کے آپ سے دور پہلو میں بیٹھا تھا اس کی
جہان تک ہو سکے خاطر کرو اسکی خاطر کرنے سے میری بہن گلشن آرا کی روح خوش ہوگی علاوہ اسکے یہ شاہزادہ
یہاں آیا ہے اپنی جمعیت اور مروت سے بعید ہے کہ اسے نہ کھلائیں اور دو ایک جام مے اسے نہ پلائیں پھر راحت افزا

تو اور کسی بات کا خیال نہ کرنا مجھے اور باتوں سے نفرت ہے راحت افزا نے دھیمی آہستہ سے عرض کیا اے ملکہ گستاخی معاف
مجھکو تو آپ کے چہرہ سے پر آثار عشق شاہزادہ پائے جاتے ہیں مجھ سے آپ بیکار چھپاتی ہیں میں تو حضور کی خادمہ ہوں
ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ تو ہی اس شاہزادے پر عاشق ہو گئی ہوگی تیری رال اسلئے حسن بے مثال کو دیکھکر ٹپک پڑی
ہوگی میں تو اس کوچہ عشق سے واقف بھی نہیں ہوں لفظ عشق کے معنی بھی نہیں جانتی ہوں ابھی تک مجھکو معلوم نہیں ہے کہ
عاشق کسکو کہتے ہیں اور معشوق کسکو کہتے ہیں اور باہم عاشق و معشوق میں کیا ہوتا ہے راحت افزا نے چپکے سے عرض کیا
حضور خطا معاف اب آپ جوان ہیں دنیا کی بد سے آگاہ ہیں سب باتوں سے واقف ہیں بظاہر انکار کرتی ہیں ورنہ اگر
اگر آپ دنیا کی باتوں سے واقف نہیں ہیں تو آپ آگاہ ہو جائیے گا ملکہ نے شرمندہ ہو کر کہا تیرا خیال خام ہے مجھکو عشق
سے کام کیا ہے یہ کہکے ملکہ مسند سے اٹھی اور شاہزادے ذوالفقار سے بصد شرم و حجاب مسکرا کر کہنے لگی آپ تشریف رکھیے
جہاں پر رواق منظر چشم من آشیانہ تست بکرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست شہزادۂ ذوالفقار تقریر ملکہ کی سنکے خوش
ہوا اور مسند زریں پر پہلو سے ملکہ میں بیٹھا ناگاہ فرح بھی آ گیا اور راحت افزا پر یہ عاشق ہوا اور راحت افزا بھی فرح پر فریفتہ ہوئی
فرح پہلو سے راحت افزا میں بیٹھا راحت افزا ناز سے کہنے لگی میرے پہلو سے اٹھ جا فرح نے کہا تیرے پہلو سے نہ
اٹھونگا مجھے تیرے پہلو میں راحت زیادہ ملتی ہے غرض اسی طرح تا دیر گفتگوے ناز و نیاز رہی آخر ملکہ نے کنیزوں سے
بایماو اشارہ کہا جلد شراب لاؤ کنیزیں شیشہ لیکر حاضر ہوئیں ملکہ نے راحت افزا سے پھر اشارہ کیا کہ شاہزادے کو
شراب پلا راحت افزا نے بھی بہ اشارہ عرض کیا کہ حضور ہی شاہزادے کو شراب پلائیں ملکہ نے بوجہ شرم و حجاب کے
شراب پلانے میں تامل کیا اسوقت راحت افزا نے عرض کیا اے ملکہ عالم شیشے شراب کے دھرے رکھے ہوئے
ہیں شاہزادہ کو شراب پلائیے کچھ باتیں باہم کیجیے حیا و شرم کو دور کیجیے انکی خاطر اسوقت ضرور کیجیے میرے عرض کرنے
سے اپنے ہاتھ سے شراب شاہزادے کو پلائیے اپنے مہمان کی خاطر شکنی نہ کیجیے ملکہ نے راحت افزا کے کہنے سے جام
بلوریں جو گلگوں سے بھرے اور ساغر اپنے ہاتھ سے بصد ناز اٹھا کر شاہزادے کو دینے لگی شاہزادے نے خوشی سے
انکار کیا اسوقت راحت افزا نے تحیر و تمرد سے عرض کیا اے شاہزادے بڑا تعجب ہے کہ ملکہ اپنے ہاتھ سے آپ کو
جام شراب دیتی ہیں اور آپ انکار کرتے ہیں قبل اسکے ہماری ملکہ نے کسی اعلے اور ادنے کو اپنے ہاتھ سے جام شراب
نہیں دیا ہے اسوقت ملکہ از راہ مہمان نوازی اور میرے عرض کرنے سے آپ کو جام مے اپنے ہاتھ سے دیتی ہیں پس لازم
ہے کہ جام صہبا ملکہ کے دست نازک سے لیجیے آپ کو اپنے ہاتھ سے جام دیتی ہیں آپ انکی خاطر سے شراب پی لیجیے
ورنہ ہماری ملکہ رنجیدہ ہونگی اور آپ کے شراب نہ پینے سے انھیں ملال ہوگا ہمیشہ سے ملکہ ہماری نازک مزاج ہیں
ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتی ہیں اور یہ کیونکر نازک مزاج نہوں دختر نیک اختر ملکہ نارنج جادو کی ہیں حسن و جمال
ایسا خداوند سامری اور جمشید اور خداوند دوم جمشید نے ایسا دیا ہے کہ نام انکا ملکہ مہ جبین نارنجی مہر بہن رکھا گیا ہے اکثر
مرد و زن انھیں ملکہ مہ جبین نارنجی پوش بھی کہتے ہیں انھیں کی والدہ مالک طلسم نارنج ہیں نانی ملکہ پرنانی انکی ملکہ
زوربانہ جادو ہیں اور یہ صحرائے سبزہ زار اور کوہ و دریا انھیں کے قبضہ میں ہیں ملکہ مہ جبین نارنجی پوش ہماری
اکثر اسی صحرا میں برائے تفریح طبع تشریف لاتی ہیں اور دل کو اپنے بہلاتی ہیں اور اسی جگہ بیٹھتی ہیں آج
آپ یہاں رونق افروز ہوئے ہیں اور تشریف فرما ہیں مجھکو خوف ہے کہ ملکہ زوربانہ جادو کو
آپ کے تشریف لانے کی کوئی جاکر اطلاع نہ کر دے اگر ملکہ زوربانہ جادو یہاں پر آئینگی تو بڑا
غضب ہوگا ہماری ملکہ کو اور آپ کو اور ہم سب کو یقین ہے کہ گرفتار کر لینگی پس آپ کو مناسب ہے

کہ تاخیر نہ کیجیے جلد جام شراب ملکہ کے ہاتھ سے لے لیجیے اور شراب پی لیجیے جب شاہزادہ نے یہ تقریر راحت افزا کی
سنی خیال کیا کہ یہ نازنین دختر نارنج جادو ہی اور یہ صحرا زور بانہ جادو کے قبضہ مین ہی یہ خیال کرکے شاہزادے نے فرمایا
مین اسوجہ سے شراب نہین پیتا ہون کہ میرا مذہب اور ہی اور تمھاری ملکہ کا مذہب اور ہی اگر تمھاری ملکہ کو مجھے شراب
پلانا اور خوش کرنا منظور ہی تو مسلمان ہون ورنہ انھین اختیار ہی جب یہ گفتگو سے شاہزادہ ملکہ مہ جبین نے سنی چونکہ ملکہ
شاہزادہ پر عاشق ہو چکی ہی اس سبب سے ملکہ مہ جبین نے راحت افزا سے آہستہ کہا کہ اے راحت افزا مجھے شاہزادہ
کا رنجیدہ خاطر ہونا گوارا نہین ہی کیونکہ یہ میرے مہمان ہین تو انسے پوچھ کہ اگر مسلمان ہون تو کسطرح مسلمان ہون راحت افزا
نے بموجب ارشاد ملکہ مہ جبین شاہزادے سے پوچھا شاہزادے نے فرمایا جو شخص مسلمان ہونا چاہے اُسے لازم ہی کہ کلمہ
پڑھے اور خدا کو وحدہ لاشریک جانے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر سمجھے ملکہ نے یہ سنکے راحت افزا سے کہا تو
انسے کہہ کہ ملکہ تمھاری خاطر سے مسلمان ہوتی ہین تم ملکہ کو کلمہ پڑھاؤ اور عقائد دین اسلام سے بخوبی آگاہ کرو راحت افزا سے
جو کچھ ملکہ نے کہا راحت افزا نے شاہزادہ سے عرض کیا شاہزادے نے نہایت خوش ہوکر ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو
کلمہ پڑھایا اور عقائد دین اسلام سے آگاہ کیا ملکہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین پھر راحت افزا اور تمام کنیزون وغیرہ
نے بھی دین اسلام اختیار کیا اور ہر ایک کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی جب ملکہ مہ جبین مسلمان ہو چکی شاہزادے
نے جام شراب لیکر شراب پی اور خود بھی مے گلگون ملکہ کو پلائی پھر تو دور ساغر مئے ناب بے دغدغہ گردش ایام ہونے لگا
ہر ایک شراب پینے لگا جب دماغ ملکہ کا بادۂ ناب سے گرم ہوا حجاب دور ہوا شاہزادے سے باتین کرنے لگی باہم اختلاط ہونے
لگا اور اسوقت بموجب حکم ملکہ نازنین عورتین ساز لیکر روبرو سے بادب آ بیٹھین اور ساز بجانے لگین اور ایک نازنین یہ غزل گانے لگی غزل

ٹھہر ہی آغاز الفت مرگ ہی انجام عشق
خط ہی سبزہ خال دانہ زلف پُرخم دام عشق
جانتا ہون عیش و غم کسواسطے لیل و نہار
اسطرف بھی ساقیا مدہوش کو دی جام عشق
خاک سے اپنی نہین اٹھتے بگولے بے سبب
ہاے کہدیتا ہی کیا اگر خیال خام عشق

تو بہ تو بہ کوئی نہ لے بھولے سے بھی نام عشق
مرکے بھی روشن نہین خاک لاکھون دست و داغ
صبح حسن ار کرے روشن شام تیرہ فام عشق
حسن جانان ہی مخاطب اجل کی اپنی طرف
کچھ ابھی باقی ہی شاید گردش ایام عشق
کچھ خلش و نزاکت ای تسلیم دل مین چاہیے

بلبل دل کلکر تون سے دل کے آزادی محال
شمع کی پروا نہین رکھتی ہماری شام عشق
کب سے تجھے امیدوار جوش کیفیت بیخودی
ہتی ہی پھر زلف برہم کان مین پیغام عشق
اب بھی خوش ہوتا ہی دل حسن سے نہ تدبیر وصال
ورنہ رکھین کام سے کیون کام ہم ناکام عشق

جسوقت غزل مذکور نازنین پری پیکر خوش رو خوش گلو نے بالحان داؤدی گائی حاضرین بزم نشاط کا یہ حال ہوا بیت
عشق لوگ ہوے عجب بند بہار رنگ + گائی جو ذرا وہ گور ساز رنگ + بعد اس غزل کے وہ مطرب جمال جہان آرا
اور ایک غزل عاشقانہ پُر درد گانے لگی ملکہ مہ جبین نارنجی پوش خوش ہوکر سُننے لگی ابھی نازنین گا رہی تھی اور
سب بیٹھے ہوے گانا سُن رہے تھے ناگاہ زور بانہ جادو شاہزادے کے صحرا مین آنے کی خبر سُنکے بصد قہر و
غضب تخت پر سوار ہوکر اُس صحرا مین آئی اور ملکہ نارنجی پیرہن کو پہلو سے شاہزادے مین بیٹھے ہوے دیکھکر
نہایت غضبناک ہوئی اور قریب ملکہ آکر کہنے لگی کہ او بیسو بریدہ بد تہذیب او نالایق بیخوف بد تمیز تو نے بھی
مثل گلشن جادو کے اس شاہزادے نابکار عمرو بن حمزہ سے سلسلۂ محبت شروع کیا ہی اور بیحا غک کے
پہلو مین شاہزادے کے بیٹھے ہوئی گانا سُن رہی اور ناچ دیکھ رہی ہی کچھ تجکو حیا و شرم نہین آتی یہ
کہکر زور بانہ جادو ملکہ کو پکڑنے چلی ملکہ تو زور بانہ جادو کے خوف سے بھاگی شاہزادے نے
عالم نشہ شراب مین تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرخ دور بھاگ کر ایک درخت کے نیچے ٹھہرا اور گوہین

پتھر لیکر زور بانا کے سر پر مارنے کا قصد کیا عمرو بن حمزہ تلوار کھینچکر دوڑے اور اُسی عالم میں زور بانہ نے ایک نارنج سحر پڑھکے مارا نارنج قریب شاہزادے کے آکر مشتعل ہوا اور دود دھوان و شعلے اسمیں سے نکلے ہر چند کہ سحر نے شاہزادے پر اثر نہ کیا لیکن شاہزادہ دھوان میں پنہاں ہو گیا اور جلد تر بوجہ تاریکی کے زور بانا تک نہ پہونچ سکا زور بانہ نے شاہزادے پر نارنج مار کر چوٹی ملکہ مہ جبین کی پکڑ لی اور دو ایک طمانچے مارے اور قصد کیا کہ مہ جبین کو لیجائے اُسوقت راحت افزا بیقرار و بیتاب ہو کر دوڑی اور دست بستہ زور بانہ جادو سے کہنے لگی کہ اے ملکہ آپ مہ جبین نارنجی پوش کو چھوڑ دیجیے طمانچے نہ ماریے یہ سب بے قصور ہیں انھوں نے کوئی خطا نہیں کی ہے ذرا آپ ٹھہر جائیں جو کچھ میں عرض کرتی ہوں آپ سنتی ہیں پھر آپکو اختیار ہے جو چاہیے سزا دیجیے راحت افزا نے جو اسکو بیقرار ہو کر اس طرح دست بستہ زور بانہ سے کہا تو ٹھہر گئی اور پوچھنے لگی اے راحت افزا جلد کہہ کیا کہتی ہے راحت افزا نے قدم آگے بڑھا کے زور بانہ کا زور سے حلق پکڑ لیا زور بانہ جادو کی زبان دہن سے نکل آئی ٹھہر نہ سکی اور بوجہ پیرانہ سالی کے راحت افزا سے اپنے تئیں چھڑا بھی نہ سکی راحت افزا نے زور بانہ کو زمین پر گرا دیا اور شاہزادے کو آواز دی کہ اے شاہزادہ دلاور جلد آئیے میں نے بزور زور بانہ جادو کا گلا دبا رکھا ہے آپ آکر اسکو قتل کیجیے چونکہ اتنی دیر میں دھوان اور تاریکی دور ہو چکی تھی شہزادہ تیغ آبدار لیکر دوڑا اور جلد قریب آئے پھر ما زور بانہ کے سر پر پہونچا شہزادہ نے قریب پہونچکر تیغ تیز سے زور بانہ کو قتل کیا جسوقت زور بانہ جادو قتل ہوئی ایسی سیاہ آندھی آئی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا پتھر برسنے لگے اور برف بھی فلک سے گرنے لگی ہوائے تیز چلنے لگی برق چمکنے لگی شور گیر و دار بلند ہوا بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی اور آفت رفع ہوئی اور آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم حیف مارا مجکو اور قتل کیا مجکو کہ نام میرا زور بانہ جادو تھا جب زور بانہ جادو قتل ہو چکی اور تاریکی دور ہو چکی ملکہ نارنجی پوش پھر اسی چبوترے پر بیٹھی اور فرخ اور راحت افزا وغیرہ بھی چبوترے پر بیٹھے ملکہ مہ جبین نے کہا اے شاہزادے اسوقت خدا نے خیر کی اور راحت افزا نے نہایت جسارت کر کے زور بانہ کا گلا پکڑا ورنہ زور بانہ جادو ہم سبکو گرفتار کر لیجاتی اور نہیں معلوم قید کرتی یا مثل کاشن جادو کے ہم سبکو جلا دیتی سوائے شاہزادے کے سب کو مار ڈالتی یہ کہکے اور شاہزادے کے پہلو میں بیٹھکر شراب پینے لگی اور خوش ہو کر شکر خدا کر کے ناچ دیکھنے لگی اور گانا سننے لگی اسوقت راحت افزا نے شاہزادہ عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ اے شاہزادہ جسوقت زور بانہ جادو کو آپ نے قتل کیا تھا میں نے زور بانہ جادو کے تخت پر یہ عصا رکھا ہوا دیکھا تھا میں نے فوراً اٹھا لیا لیجیے آپ یہ عصا اپنے پاس رکھیے بشارت ہے کہ یہ عصا اکثر وقت آپکے کام آئیگا شاہزادے نے وہ عصا راحت افزا سے لے لیا پھر شاہزادہ ایک مطربہ کا گانا سننے لگا اور ناچ دیکھنے لگا چونکہ وہ صحرائے سبزہ زار سیرگاہ ہے اکثر دختران ملکہ زلزلہ جادو بھی ملکہ نارنجی پوش کے پاس سیر کو آتی تھیں اور پاس بیٹھکر صحرائے سبزہ زار کی سیر کرتی تھیں اور شراب پیکر ناچ اور تماشا دیکھتی تھیں اور سنتی تھیں اور چلی جاتی تھیں فی الحال کاشن جادو کو جو زور بانہ جادو نے جلا دیا تھا اسی وجہ سے زلزلہ جادو اور تزلزل جادو اور اتلال جادو نہایت مغموم و ملول رہتی تھیں جس روز ملکہ نارنجی سر زمین صحرا میں بیٹھی ہوئی گانا سن رہی تھی اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ زور بانہ جادو کو قتل کر کے ملکہ مہ جبین میں بیٹھے ہوئے نازنین کا رقص دیکھ رہے تھے اسی روز تزلزل جادو نے اتلال جادو اپنی بہن سے کہا کہ آج تو

ہمارا دل نہایت ہی غمگین ہے اگر اسوقت کوہ بلا کی طرف میرے ساتھ چلو اور صحراے سبزہ زار کی مجھے سیر کراؤ تو شاید مجھ
دلکو فرحت حاصل ہو اور رنج و غم میرے دل سے دور ہو ازلال جادو نے کہا اے بہن چلو مین تمھارے ہمراہ چلنے کو موجود
ہون غزل جادو یہ گفتگو اپنی ہمشیر کی سُنکے فوراً تخت پر سوار ہوئی اور اپنی بہن کو برابر تخت پر بٹھایا جانب صحراے
مذکور چلی اور بعد قطع راہ جب قریب صحراے سبزہ زار کے پہونچین دیکھا کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پہلوے
نجم روشن ضمیر ہ مین چبوترے پر بیٹھی ہوئی ہے اور بخوشی و خرمی ناچ دیکھ رہی ہے غزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو
سے کہا دیکھو بہن عجب رنگ دنیا ہے ہم کو اور تجھین گلشن جادو کے جل جانے کا رنج و ملال ہے مہ جبین شاہزادے
کے پہلو مین بیٹھی ہوئی بخوشی و خرمی ناچ دیکھ رہی ہین مطلق انکو گلشن جادو کے جل جانے کا ملال نہین ہے بلکہ خوشی ہے
شاید یہی چاہتی تھین کہ گلشن جادو مر جاے اور جل جاے تو ہم شاہزادے کے پہلو مین بیٹھین اور لطف جوانی کے
اُٹھائین یہ ہماری خالہ زاد بہن ہین اب تو ہمارے دشمنون سے بھی بدتر ہین انکو اسی شاہزادے پر عاشق ہونا تھا اور
کوئی دنیا مین مرد انکو کہان ملتا تھا اے بہن یہ وہی شاہزادہ ہے جسکو خالہ نے باغ سنبل جادو مین گرفتار کیا تھا اور
ہم نے اور تم نے امی جان کے ہمراہ جا کر دیکھا تھا اسی شاہزادے کے عشق مین ہماری بہن گلشن جادو مسلمان ہوئی
تھین اور زوربا جادو کے گلے سے لوح محفوظ لاکر اسی شاہزادے کو دیدی تھی اور اسی وجہ سے زوربانہ جادو نے
ہماری بہن کو جلا دیا ہے اور وہی لوح ابتک شاہزادے کے گلے مین موجود ہے افسوس ہزار افسوس ہماری بہن گلشن جادو
تو جلا دی جاوے اور یہ مہ جبین نارنجی پیرہن شاہزادے کے ساتھ جلسہ عیش و عشرت کرین خیر اسکا عوض ہم بھی اُسے
ضرور لینگے یہ کہکے غزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا اے بہن اب یہان سے پھر پلٹ چلو ہم تو یہان اس
خیال سے آئے تھے کہ غم و رنج دفع ہوگا یہان تو زیادہ تر یہ حال دیکھکر دل کو صدمہ ہوا ازلال جادو نے جواب دیا
اے بہن ہر چند صدمہ از حد ہوا لیکن اسوقت مہ جبین کے پاس ضرور چلو اور کسی مکر و فریب سے مہ جبین بد آئین کو اور
شاہزادے کو گرفتار کرو اور اپنی بہن یعنے گلشن جادو کا انتقام ان دونون سے لو کیونکہ اسی شاہزادے کی وجہ
سے ہماری بہن گلشن جادو جلادی گئی ہے اور مہ جبین کو ہماری بہن کے مر جانے اور جل جانے کی ایسی خوشی ہوئی ہے
کہ ناچ دیکھ رہی ہے غزل جادو نے یہ تقریر اپنی بہن کی سُنکے کہا اچھا چلو اور کسی تدبیر سے دونون کو گرفتار کرو القصہ
باہم مشورہ کرکے جب یہ دونون عنقریب چبوترے کے پہونچین ملکہ مہ جبین اپنی بہنون کو دیکھکر پہلوے شاہزادے
سے سرو قد اُٹھی اور انکی تعظیم کرکے اپنے قریب بٹھایا اور راحت افزا سے کہا کہ جلد کشتی بادہ ناب بلتیزون سے
منگواؤ شراب ہماری بہنون کو پلاؤ راحت افزا نے موافق حکم ملکہ کشتی شراب طلب کرکے جام صہبا
غزل جادو اور ازلال جادو کو دیئے انھون نے بہت عذر و انکار آخرکار شراب پی جب دماغ دونون کا بادہ
ناب سے گرم ہوا اسوقت مہ جبین نے اپنی بہنون سے کہا کہ مین نے تو اس شاہزادہ کی ہدایت سے دین اسلام
اختیار کیا ہے اور کوئی مطلب و غرض مجھکو شاہزادے سے نہین ہے تم مجھ سے رنجیدہ نہونا اور یہ خیال نہ کرنا
کہ مہ جبین بھی ہماری بہن کی طرح شاہزادے پر عاشق ہوئی ہے اور طالب وصل شاہزادہ ہے مجھکو ایسی
باتون سے نفرت ہے مین کوچہ عشق مین بھولے سے بھی قدم نہین رکھتی مگر ہان اس شاہزادے کے دین کو
اچھا سمجھ کے مسلمان ہوئی ہون تمھین بھی لازم ہے کہ مثل میرے کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کرو اور سامری
و جمشید وغیرہ ان نالائقون پر لعنت کرو یہ سب جھوٹے ہین اور ناحق دعوی خدائی کا کرتے ہین یہ سب
بندے ہین اس خداے عز و جل کے جسنے ان آسمانون اور زمینون کو پیدا کیا ہے اور مجھے اور تمھین اور کل

موجودات کو خلق کیا ہے وہ وحدہ لاشریک ہے ہم سب حادث ہیں اور وہ قدیم ہے اور ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا تزلزل جادو اور ازلال جادو نے تقریر ملکہ سنکے جواب دیا کہ ہم مثل تمہارے نادان نہیں ہیں کہ تم نے دوسو خداوندوں کو چھوڑ کر خدائے نادیدہ کی پرستش کریں ہم اپنے آبا و اجداد کے خداوندوں کی پرستش کرتے ہیں اور سب کو اپنا خداوند جانتے ہیں ازانجملہ سامری جمشید کے اوصاف پر نظر کرو اور خداوند دم خبیثہ کی دم کا خیال کرو تم نے تو دم خبیثہ کی دم دیکھی ہے کیسی خوشنما ہے منقش کا پھال لگا ہوا ہے پوست بھی ہمارے خداوند لقا کا عجیب و غریب ہے تو خداوند دم خبیثہ کا حال تم پر خوب روشن ہے جسوقت خداوند روئے زیبا اپنا دکھاتے ہیں ایک برق چمکاتے ہیں علاوہ اسکے خداوند دم خبیثہ باتیں کرتے تھے ہم انکی تقریر سنتے تھے وہ ہماری بات کا جواب دیتے تھے کئی دفعہ گئے ہیں اور ہم اب انکے پاس جا سکتے ہیں پس ایسے دم دار خداوند اور جملہ خداوندوں کو چھوڑ کے ایسے خدا کو جسے کبھی دیکھا بھی نہیں اور گفتگو بھی اس سے نہیں کی پوجنا خلاف عقل ہے یہ سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ جن خداوندوں کی تعریف تم کرتی ہو اکثر انمیں ساحر ہیں ہم سے اور تم سے وہ سحر میں زیادہ ہیں اسی سبب سے انسے عجائب و غرائب ظاہر ہوتے ہیں دم خبیثہ ایک زن ساحرہ ہے بدصورت شاور کریہ منظر ہے بدن پر بڑے بندر کی کھال لپیٹے رہتی ہے اکل و شرب مثل ہمارے تمہارے کرتی ہے ہم اس سے بار ہا چھپتے ہیں کیونکہ وہ بدکار ہے فعل بد کرتی ہے غرض تمہارے سب ایسے ہی خداوند ہیں ہر ایک انمیں بیہودہ اور نالائق ہے تم سب کو چاہیے کہ ان سب خداوندوں کو مثل میرے تم بھی باطل سمجھو اور خالق کون و مکان کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر خیال کرو تزلزل اور ازلال جادو نے کچھ خیال کرکے کہا اچھا ہم تمہارے کہنے سے مسلمان ہوتے ہیں تم ہمیں کلمہ پڑھاؤ یا شاہزادے سے کہو کہ ہم کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کریں ملکہ نے خوش ہوکر شاہزادے سے کہا شاہزادے نے دونوں کو کلمہ پڑھایا تزلزل اور ازلال جادو نے بمکر و فریب کلمہ پڑھا اور صدق دل سے مسلمان نہوئیں بعد کلمہ پڑھنے کے دختران زلزلہ جادو سہ جبین سے کہنے لگیں کہ اب ہم ہمیں رخصت کیجئے اپنی ماں کے پاس جاینگے یہ کہکے وہ دونوں نازنین خوش جمال کا گانا سننے لگیں یہ تو گانا سنتی ہی ہیں لیکن اب حال زلزلہ جادو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جبسے گلشن جادو کو ورپاتہ جادو نے آگ میں جلادیا ہے زلزلہ جادو نہایت غمگین رہتی ہے اور ہر وقت گلشن جادو کو یاد کرکے رویا کرتی تھی ساحران نامی سمجھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ملکہ اسقدر نہ روئیے ناچ دیکھئے نازنینان خوش گلو کا گانا سنیئے ذرا دل بہلائیے ورنہ ہلاک ہوجائیگا اکثر لوگوں سے سنا ہے کہ خواجہ عمرو خوب گاتا ہے اور نے خوب بجاتا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ آپ نے اُسے گرفتار کیا ہے پس خواجہ عمرو کو شکل اصلی بناکر کبھی کبھی نے سنا کیجئے زلزلہ جادو نے موافق کہنے ساحران نامی کے خواجہ عمرو کو شکل اصلی بنایا اور اپنے سحر میں گرفتار کرکے خواجہ سے کہا کہ ہمارے سامنے نے بجاؤ اور کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے سلام کرکے کہا اے ملکہ میرے پاس نے نہیں ہے اگر آپ نے منگوا دیجئے تو البتہ آپ کے سامنے نے بجاؤں اور گاؤں ناظرین پر واضح ہو کہ ہر ایک چیز خواجہ کے پاس زنبیل میں رہتی تھی اور نے بھی زنبیل میں رہتی تھی اور جب خواجہ گرفتار ہوتے ہیں زنبیل خواجہ کے پاس نہیں رہتی ہے غائب ہوجاتی ہے اور جب خواجہ رہا ہوتے ہیں پھر زنبیل خواجہ کے پاس آجاتی ہے کیونکہ زنبیل ایک معجزہ کی شئے ہے اسوجہ سے خواجہ عمرو نے زلزلہ جادو سے کہا کہ میرے پاس نے نہیں ہے زلزلہ جادو نے خواجہ عمرو کو نے منگادی خواجہ نے بجانے لگے اور یہ غزل گانے لگے

غزل

لگی ہے آگ دل سوز غم فرقت سے جلتا ہے	خبر دیتا ہے بیتابی کی جو آنسو نکلتا ہے	خدارا جلد لے آکر خبر ای جلسے دوران	
ترے ہجر کا اب کوئی دم میں دم نکلتا ہے	ملیں مہندی وہ کہ تلوؤں کو فقط کیا ہے خبر اسکی	کوئی ناشاد حسرت سے کھڑا افسوس ملتا ہے	

وہ دن آئین کہ وہ پہلو مین ہون اور وصل کی رات ہو	زمانہ ہجر کا کب وہ جیسے کروٹ بدلتا ہے	بجز تنہائی نہ مونس ہے نہ ہمدم ہے
مگر ہان ای خیال یار تجھ سے جی بہلتا ہے	خدا شاہد کسیکی اور الفت ہو تو کافر ہو	تمھین تو جان دیتے ہین تمھین پر دم نکلتا ہے
پس مردن بھی اسکو اسقدر نفرت ہے ای زنگین	ہماری قبر سے منھ پھیر کر وہ شوخ چلتا ہے	

جسوقت عمرو نے یہ غزل با الحان داؤدی گا کر تمام کی ساحر اسوقت بیٹھے تھے سب کے سب جا بجا وجد مین آکر جھومنے لگے اکثر آئین سنے خوش ہوکر خواجہ کی تعریف کرنے لگے خصوصا ملکہ زلزلہ جادو وصدا بہ نی اور غزل مرقوم سنکے نہایت خوش ہوئی اور مستون کے مانند جھومنے لگی اسوقت اسی کیفیت مین زلزلہ جادو نے کشتی شراب کی طلب کی جب ساحر کشتی مے لیکر آئے خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ علاوہ گانے کے مین شراب بھی عجب کیفیت سے پلاتا ہون جو ایسی ٹھنکھرو اپنے پاؤن مین باندھتا ہون اور بزم مین عجب انداز سے ہر ایک شخص کو شراب پلاتا ہون اگر آپ مجھپر سے سحر دفع کر دیجیے تو مین آپ کو اس طرح شراب پلاؤن کہ کبھی کسی ساقی نے اس طرح شراب آپ کو نہ پلائی ہوگی اور یہ آپ خیال نہ کیجیے گا کہ عمرو بھاگ جائیگا ای ملکہ مین آپسے اقرار کرتا ہون کہ مین بھاگونگا ایسی ملکہ کو چھوڑ کر نہ جاؤنگا خدمتگذاری آپ کی اچھی طرح کرونگا مثل آپ کے دنیا مین کوئی قدردان میرا نہین ہے اب مین آپکے پاس رہونگا جو کام آپ کہیے گا مین کرونگا مجھکو ہر ایک کام کرنا خوب آتا ہے اگر آپکو میرے بھاگ جانیکا یقین کامل ہو تو دوبارہ سحر کر دیجیے تاکہ مین یہان سے نہ جا سکون زلزلہ جادو نے یہ گفتگو عمرو سنکر خیال کیا کہ عمرو نے میری اطاعت و فرمانبرداری اختیار کی ہے اور اقرار کیا ہے کہ مین یہان سے نجاؤنگا اب یقین ہے کہ یہ بھاگکر نہ جائیگا یہ خیال کر کے ملکہ زلزلہ جادو نے سحر خواجہ پر سے دفع کر دیا اور کہا کہ ای خواجہ عمرو اب تمھین شراب ہم کو پلاؤ ہم نے تم پر سے سحر دفع کر دیا خبردار بھاگکر کہین نجانا ورنہ پھر مین تم کو سحر مین گرفتار کرونگی اور پھر تمھارے قول و اقرار کا اعتبار نہ کرونگی خواجہ نے کہا ای ملکہ مین بھاگکر ہرگز نجاؤنگا یہ کہکے خواجہ جلد اٹھے اور شیشہ شراب کا اٹھا کر ایک پڑیا سفوف بیہوشی کی زنبیل سے نکالی نکالکر جلد تر شراب مین اس طرح ملائی کہ کسی نے نہ دیکھا جب خواجہ سفوف بیہوشی شراب مین ملا چکے اسوقت اشعار عاشقانہ پڑھکر ملکہ زلزلہ جادو اور دیگر ساحران کو شراب پلانے لگے اور جب ملکہ زلزلہ جادو اور جملہ ساحرون کو شراب پلا چکے پھر ڈف بجانے لگے اور ایک غزل گانے لگے تھوڑی ہی دیر مین جب ساحرون کو نشہ ہوا اور سفوف بیہوشی نے اپنا اثر دکھلایا ہر ایک ساحر باہم گفتگو سے سخت کرنے لگے اور آپس مین بحث و تکرار کرنے لگا آخر اسی عالم نشہ مین واسطے لڑنے کے جو اٹھے سب کے سب زمین پر گرے اور بیہوش ہوگئے اور ملکہ زلزلہ جادو بھی بیہوش ہوگئی خواجہ عمرو نے جلد ملکہ زلزلہ جادو کی زبان مین سوزن دے کر زنبیل مین داخل کیا اور جلد زلزلہ جادو کی شکل بنکے اور لباس اسکا پہنکے تخت پر بیٹھے پھر سوچکے تخت سے اٹھے اور ہر ایک ساحر کو دفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا ساحرون نے ہوشیار ہوکے پوچھا ای ملکہ عالم خواجہ عمرو کہان گئے ملکہ نقلی نے جواب دیا کہ خواجہ عمرو تم سب کو بیہوش کر کے چلے گئے مین نے عمداً انکو گرفتار نہین کیا جملہ ساحر یہ گفتگو ملکہ نقلی سنکر خاموش رہے اور خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے

داستان لانا گرفتار کر کے دختران زلزلہ جادو کا شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو اور رہا کرنا خواجہ عمرو کا اور مسلمان ہونا زلزلہ جادو کا مع ساحرون کے اور حالات دیگر

راویان شیرین زبان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب تزلزل جادو اور زلزال جادو کلمہ پڑھکر ظاہر مسلمان ہوئین ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن اور عمرو بن حمزہ نہایت خوش ہوے اور ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ دختران زلزلہ جادو صدق دل سے مسلمان ہوئی ہین پس ہر ایک شخص انکی طرف سے مطمئن ہوا اور کسیکو گمان بدی کرنے کا انکی جانب سے نہ رہا ایک روز دختران ملکہ زلزلہ جادو نے سفوف بیہوشی شراب مین ملا دیا حسب دستور

شاہزادے وغیرہ نے پی ہے ایک بیہوش ہو گیا دختران زلزلہ جادو نے لوح محفوظ شاہزادے کے گلے سے اتار کے
اور پھر سب کو سحر مین گرفتار کر کے باہم خوش ہوئین تزلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا کہ اب ان سبکو لیکر
اپنی مان کے پاس چلو جو وہ اسکے حق مین مناسب جانیگی وہ کریگی یہ کہکے تزلزل جادو نے سبکو دونون تختون پر
ڈالکر خود بھی انھین تختون پر سوار ہوئین اور بہ زور سحر دونون تختون کو بلند کر کے اور راہ طے کر کے اپنے گھر مین آئین دیکھا
کہ زلزلہ جادو تخت پر بیٹھی ہے دونون نے سلام کیا اور عرض کیا دیکھیے ہم شاہزادہ اور ملکہ مہجبین کو گرفتار کر کے لے آئے
ہین یہ کہکے تمام حال اپنے جانے کا اور کیفیت ملکہ مہجبین کے مسلمان ہونے کی اور جو کچھ حال گذرا تھا ابتدا سے
انتہا تک بیان کیا اور لوح محفوظ سامنے رکھدی ملکہ نقلی نے لوح محفوظ اٹھا کر اور خوش ہو کر کہا کہ تم نے خوب کیا
جو انھین گرفتار کر کے لے آئین ان کو سزاے سخت دونگی یہ کہکے ملکہ نقلی نے کہا شاہزادے کو ہوشیار کرو اور کچھ نہ کرو
تزلزل جادو نے عمرو بن حمزہ کو ہوشیار کیا جب شاہزادے کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر بیٹھی ہے اور
روبرو اسکے صدہا بڑے بڑے ساحر موافق اپنے مرتبہ اور رتبہ کے بیٹھے ہین ہر ایک ساحر بلا ہے بے درمان اور آفت روزگار
ہے شاہزادے نے ساحرہ اور ساحرون کو دیکھکر خیال کیا کہ تزلزل اور ازلال نے دشمنی کی اور ہم سب کو گرفتار
کیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہان سے رہائی کیونکر ہوتی ہے بالفعل تو سحر مین گرفتار ہین دست و پا تو کھلے نہین ہین ورنہ
ان ساحرون کو قتل کر کے نکل جاتے یہ خیال کر کے شاہزادہ خاموش بیٹھا رہا زلزلہ جادو نقلی نے شاہزادے کی طرف بنظر
عتاب دیکھکر کہا اے عمرو بن حمزہ تمکو اس روز بد کی خبر نہ تھی اب کہو تم کو کس طرح قتل کرون شاہزادے نے جواب دیا
تمھین اختیار ہے ملکہ نقلی نے کہا تم طلسم نارنج کو توڑنے کے واسطے آئے تھے واہ خوب طلسم کو توڑا ان دونون
چھوکریون نے تمھین گرفتار کر لیا یہ کہکے ملکہ نقلی نے حکم کیا کہ جا ساقیان گلعذار کشتیان شراب ناب کی لیکر حاضر
ہون اسوقت ہم کو از حد خوشی حاصل ہوئی ہے ہمین شراب پلائین اور سب ساحرون کو بھی شراب پلائین ساقیان
مہوش کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوئین ملکہ نے ہر ایک شیشہ شراب کو دیکھکر اور بہ چالاکی ہر ایک شیشہ مین
سفوف بیہوشی ملا کر حکم کیا کہ پہلے سب ساحرون کو شراب پلاؤ ساقیان مہجبین نے ساحرون کو اور تزلزل جادو
اور ازلال کو شراب پلائی تھوڑی دیر مین سب بیہوش ہو گئے اسوقت عمرو نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو اور نعرہ کرکے
لوح محفوظ گلے مین شاہزادے کے ڈالدی شاہزادے نے خوش ہو کر خواجہ کو تسلیم کی اور پوچھا آپ یہان کیونکر
تشریف لائے خواجہ نے تمام حال بیان کیا شاہزادے نے کہا اے عمرو جان پہلے زلزلہ جادو کو زنبیل سے نکال لیجے اور
ہدایت کیجیے شاید مسلمان ہو جائے اور اطاعت اختیار کرے خواجہ عمرو نے بموجب کہنے شاہزادے کے زلزلہ جادو
کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا اور حلقہ ہاے کمند سے ایک ستون مین مضبوط باندھا اور کہا اے زلزلہ جادو آگاہ
ہو کہ مین خواجہ عمرو ہون دیکھ جو سب کو بیہوش کیا ہے اور تجھین گرفتار کیا ہے اگر مین چاہون تو سب کو اور تجھین ابھی
قتل کر ڈالون لیکن مین چاہتا ہون کہ تمھین قتل نہ کرون تجھین لازم ہے کہ اس شاہزادے کی اطاعت کرو اور کلمہ
پڑھ کے بصدق دل سے مسلمان ہو زلزلہ جادو نے اشارے سے کہا کہ مین مسلمان کبھی نہونگی جب شاہزادے
نے دیکھا کہ زلزلہ جادو مسلمان ہونے سے انکار کرتی ہے اسوقت عمرو بن حمزہ آگے بڑھے چونکہ تزلزل جادو
نے بر وقت ہوشیار کرنے کے سحر بھی رفع کر دیا تھا اور لوح محفوظ گلے مین تھی اس سبب سے عمرو بن
حمزہ بیخوف و خطر قریب ملکہ زلزلہ جادو کے گئے اور سوزن ملکہ کی زبان سے نکالکر اور حلقہ ہاے کمند سے دور کر کے کہنے
لگے کہ اے ملکہ مین آپ کو بجاے اپنی والدہ کے جانتا ہون اب آپ کو اختیار ہے خواہ مجھے قید کیجیے یا قتل کیجیے

ہین آپکے روبرو ٹھیرا ہون اگر مناسب ہو مسلمان ہو جیے ملکہ زلزلہ جادو نے یہ گفتگو سے شاہزادہ کے سنکے کہا اے
شہزادہ ذیجاہ ہین تمھاری انکساری اور شیرین زبانی کے باعث سے مطیع اسلام ہوتی ہون مگر یہ خواجہ عمرو
کے کہنے سے مطیع اسلام نہوتی یہ کہکے زلزلہ جادو نے شاہزادے سے کہا کہ اے شاہزادہ ذیوقار ہین ابھی اسوجہ سے
کلمہ نہین پڑھتی ہون کہ ابھی مجھے تمھارے ہمراہ تاریخ جادو سے لڑنا ہے اگر کلمہ پڑھ لونگی اور بخوبی مسلمان ہو جاونگی تو
سب ساحر بھول جاونگی شاہزادے نے کہا بہت مناسب اور بہتر ہے ابھی کلمہ نہ پڑھیے یہ سنکے عمرو بن حمزہ نے عرض کیا
کہ اے عموی صاحب ان سب ساحرون کو بھی ہوشیار کیجیے خواجہ عمرو نے سب کو ہوشیار کیا جب تنزلزل اور ارزلال
اور جملہ ساحرون کو معلوم ہوا کہ ملکہ زلزلہ جادو نے اطاعت شاہزادے کی اختیار کی ہے اور مطیع ہوئی ہین اسوقت
تنزلزل ور ارزلال جادو اور جملہ ساحر مطیع اسلام ہوئے پھر فرخ اور مہ جبین وغیرہ کو بھی خواجہ نے ہوشیار کیا فرخ
نے آگاہ ہوکر شرف قدمبوسی خواجہ عمرو حاصل کیا اور اپنے باپ کو دیکھا بعد اسکے مہ جبین نے اشارہ عمرو بن حمزہ
سے خواجہ کو تسلیم کی خواجہ عمرو نے دعا دی جب سب ہوشیار ہو چلے اور کئی ہزار ساحر مطیع اسلام ہو چلے اور زلزلہ جادو
پوشاک پہن کے بیٹھ چکی اور راحت افزا اور مہ جبین اور فرخ اور عمرو بن حمزہ وغیرہ بھی بیٹھ چلے اسوقت خواجہ نے
ملکہ زلزلہ جادو سے کہا کہ تم مجکو دو ساحرون کو دو مین انکی شکلین تبدیل کرکے انھین تاریخ جادو کے پاس لیجاونگا اور
عیاری کرکے تاریخ جادو کو گرفتار کرونگا زلزلہ جادو نے دو ساحرون سے کہا کہ تم خواجہ عمرو کے ہمراہ جاؤ جو کچھ یہ
تم سے کہین انکا فرمانا بسر و چشم بجالاؤ ساحران مذکور روبروے خواجہ عمرو حاضر ہوئے خواجہ عمرو نے رنگ و روغن
نکال کر پہلے اپنی شکل بصورت ارزلال جادو پھر ایک کو بصورت ملکہ مہ جبین بنایا اور دوسرے کو بشکل شاہزادہ عمرو بن
حمزہ بنایا اور پوشاک اور لباس پہنا کر ان دونون ساحرون کو گرفتار کرکے ایک تخت پر بیٹھے اور انسے کہا کہ تم سحر کرو تاکہ
یہ تخت بلند ہو جب ساحرون نے سحر کیا اور تخت بلند ہوا اسوقت خواجہ عمرو نے کہا اب تم مجکو تاریخ جادو کے پاس
لیچلو وہان جیسے بیٹھے رہنا خبردار کچھ منھ سے نہ بولنا ساحرون نے عرض کیا بہت بہتر ہم خاموش بیٹھے رہینگے یہ کہکے
ساحرون نے سحر کیا تخت جانب طلسم تاریخ جادو روانہ ہوا جب خواجہ عمرو تاریخ جادو کے پاس پہونچے سلام کرکے
کہنے لگے کہ دیکھیے آپکی یہ صاحبزادی مہ جبین شاہزادے پر عاشق ہوئی ہین مین ان دونون کو گرفتار کرکے آپکے
پاس لے آئی ہون اب آپکو اختیار ہے خواہ انکو چھوڑ دیجیے یا انکو قید کیجیے خواجہ عمرو نے ابھی اسیقدر گفتگو کی تھی کہ
ملکہ تاریخ جادو نے اوراق جمشیدی مین دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بشکل ارزلال جادو ہین اور
دو ساحرون کو مہ جبین اور عمرو بن حمزہ کی شکل و صورت کے مانند بنا کر لائے ہین یہ دریافت کرکے تاریخ جادو
نے سحر پڑھنا شروع کیا خواجہ عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھکر غائب ہو جائین ناگاہ بتوجہ سحر تاریخ جادو کے خواجہ کے
پانون زمین نے پکڑ لیے اور ہاتھ بیحس ہو گئے اسوقت تاریخ جادو نے شطرنج جادو سے کہا کہ خواجہ عمرو اور
ان ساحرون کو گرفتار کرو اور اپنی حفاظت و حراست مین انھین رکھو شطرنج جادو نے موافق حکم خواجہ عمرو
اور ان دو ساحرون کو قید کیا ہر چند خواجہ عمرو نے تاریخ جادو اور شطرنج جادو سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو مین تو براے
امتحان یہان آیا تھا تم نے مجھے پہچان لیا اب مجکو معلوم ہو گیا کہ مثل تمھارے دنیا مین کوئی ساحر نہین ہے
اب مین کبھی نہ آونگا لیکن تاریخ جادو اور شطرنج جادو نے خواجہ عمرو کو رہا نہ کیا آخر خواجہ قید ہوئے
شطرنج جادو نے خواجہ عمرو کو قید کیا وہان ایک شب کو عمرو بن حمزہ نے پہناتی سے خواب مین دیکھا کہ ایک
بزرگ تشریف لائے انھون نے فرمایا کہ اے شاہزادہ ذی وقار اب تمھین لوح طلسم تاریخ کی جو مجھ

تو قہقہہ جادو کو طلب کرکے اس سے مانگو ہر چند کہ وہ بخوشی نہ دیگا لیکن انفعال خاطر سے لوح تم کو ملجائیگی یہ فرماکر بزرگ
موصوف نظر عمرو بن حمزہ سے غائب ہوئے عمرو بن حمزہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ وقت صبح صادق ہے شاہزادے نے اٹھکر
جلد وضو کیا اور نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز سحر کے جب زلزلہ جادو بیدار ہوئی اور جملہ ساحران نامی حاضر ہوئے
اسوقت شاہزادے نے وہ خواب روبروے زلزلہ جادو وغیرہ بیان کیا ایک ساحرہ نے بیان خواب سنکے
شاہزادے ذیوقار سے کہا کہ اس خواب کو خیال تصور کیجیے یہ خواب بالکل سچا نہیں ہے شاہزادہ تقریر ساحرہ سنکے
اسقدر برہم ہوا کہ وہی عصا زوربانہ جادو کا مخفی جو راحت افزا نے دیا تھا شاہزادے نے اس ساحرہ پر مارا عصا
ٹوٹ گیا اور ایک پرچہ قرطاس اس عصا سے نکلا شاہزادے نے اس پرچہ قرطاس کو پڑھا اس میں لکھا تھا کہ لوح
طلسمی قہقہہ جادو پاس ہے اور وہ ہر وقت لوح طلسمی کو اپنے پاس رکھتا ہے کسی وقت کسی جگہ نہیں رکھتا ہے شاہزادہ
ذیجاہ عبارت پرچہ قرطاس پڑھکے خوش ہوا اور وہ پرچہ قرطاس زلزلہ جادو کو دکھایا اور کہا کہ آپ ابھی قہقہہ جادو
کو بلائیے اور لوح اس سے طلب کیجیے ملکہ زلزلہ جادو نے ایک ساحرہ سے کہا کہ جلد جا اور قہقہہ جادو کو میرے
پاس لے آوے ساحرہ گئی اور قہقہہ جادو کو اپنے ہمراہ لے آیا جب قہقہہ جادو روبروے ملکہ زلزلہ جادو آیا سلام
کرکے برابر ملکہ بیٹھ گیا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ قہقہہ جادو نہایت کریہ منظر اور مہیب صورت ہے اور لوح طلسمی
اسکی گردن میں لٹکتی ہوئی ہے ساحر معزز ہے جب قہقہہ جادو بیٹھ چکا اور بعد میکشی دماغ بھی بادۂ ناب سے گرم
ہو چکا اسوقت ملکہ زلزلہ جادو نے کہا کہ اے قہقہہ جادو میں نے تمہیں اسواسطے بلایا ہے کہ میں نے اس
شاہزادہ ذیوقار کی فرمانبرداری اختیار کی ہے اور میں مطیع اسلام ہوئی ہوں اور تم جانتے ہو کہ میں بڑی بہن
نارنج جادو کی ہوں لہذا تم کو مناسب ہے اب لوح ہم کو دیدو اور مثل ہمارے مطیع اسلام ہوکر شاہزادہ نامدار
کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو اور سعادت کونین حاصل کرو اگر تم مجکو لوح نہ دوگے تو میں تمہیں ہلاک
کردونگی قہقہہ جادو نے یہ تقریر زلزلہ جادو کی سنکے قہقہہ مارا اور کہنے لگا اے ملکہ میں مثل تمہارے نادان
اور بیوقوف نہیں ہوں کہ سامری اور جمشید وغیرہ خداوندوں کی پرستش ترک کروں میری جان تو نام سامری
و جمشید اور [illegible] وغیرہ خداوندوں پر قربان ہے میں ہرگز ہرگز مطیع اسلام نہونگا اور لوح طلسمی جب تک میں
زندہ ہوں تو تمہیں نہ دونگا ہر چند کہ تم بڑی بہن ملکہ نارنج جادو کی ہو لیکن اب بوجہ مطیع اسلام ہونے کے
میرے نزدیک کچھ تمہاری عزت و حرمت باقی نہ رہی اب میں تمہیں بدترین جہان سے سمجھتا ہوں اور تم کو ایک ادنے
ساحرہ جانتا ہوں تم مجھ سے لوح کیا لیلوگی اور مجھے کیا قتل کروگی ابھی کچھ دنوں سحر سیکھو اور یاد کرو میرا
قتل کرنا بہت مشکل ہے مجھے کوئی ساحر قتل کر ہی نہیں سکتا میرے اوپر سحر اثر کر ہی نہیں سکتا دیکھو یہ
لوح طلسم میرے گلے میں پڑی ہوئی ہے اگر تم ایسی ہزار جادوگرنیاں مجھ پر سحر کرینگی تو کیا ہوگا میں ہرگز سحر سے
ہلاک نہونگا تم ناحق مجھے ڈراتی ہو اور دھمکاتی ہو میں ہرگز تم سے نہیں ڈرتا اگر تم مجھ سے لڑوگی تو پچتاؤگی
میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگی جان سے جاؤگی بے موت مروگی یہ نخوت تمہاری خاک میں ملجائیگی لوح طلسم
کسی طرح ہاتھ نہ آئیگی افسوس صد ہزار افسوس تم مطیع دین اسلام ہوکر اپنی چھوٹی بہن ملکہ نارنج جادو
کی دشمن ہوگئیں چاہتی ہو کہ ملکہ نارنج جادو قتل ہوجائے اور طلسم نارنج ٹوٹ جائے اگر یہ خبر
ملکہ نارنج جادو کو پہونچے گی تو وہ تمہیں اس طرح سے قتل کرے گی کہ تمہارے حال پر مرغان
ہوا [illegible] ماہیان دریا افسوس کرینگی تم کو لازم ہے کہ مطیع دین اسلام اب نہ ہوا اور خداوند سامری

اور دیگر خداوندوں کو سجدہ کرو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے ملکہ نارنج جادو کے حوالے کرو ورنہ انجام اس تمھاری
سرکشی کا اچھا نہوگا ملکہ زلزلہ جادو نے جو گفتگو سے قہقہہ جادو کی سُنی نہایت غصہ آیا اور خیال کیا کہ اس نابکار
کو بدزبانی کی ضرور سزا دینا چاہیے اور لوح طلسم اس سے لے لینا چاہیے یہ خیال کرکے ملکہ زلزلہ جادو تخت سے
اٹھی اور جانب قہقہہ جادو چلی قہقہہ جادو نے خیال کیا کہ ملکہ زلزلہ جادو میری گفتگو سُنکے خوف سے لرز گئی ہے
اب میرے پاس برائے عذر آتی ہے قہقہہ یہ خیال کر رہا تھا کہ زلزلہ جادو قریب اسکے پہونچی اور ساحروں سے اشارہ
کیا کہ اس بدکردار کو پکڑ لو اور زمین پر اسکو گرا کر لوح اسکے گلے سے اتار لو یہ اشارہ کرکے ملکہ نے ڈاڑھی قہقہہ جادو
کی پکڑی اور ایک طمانچہ مارا اور کہا او بیہودہ و بدکردار تو ہم سے گفتگو سخت کرتا ہے خلاف ہمارے رتبہ کے ہم سے گفتگو
کرتا ہے ہمارا حکم بجا نہیں لاتا لوح طلسم نہیں دیتا تیری اجل دامنگیر ہوئی اگر تجھے زندہ رہنا منظور ہو تو لوح طلسمی
دیدے ورنہ میں تجھے ابھی قتل کر دونگی قہقہہ جادو نے ملکہ زلزلہ کی گفتگو سنکے فوراً ملکہ زلزلہ جادو کی چوٹی پکڑی اور
کہا اے ملکہ تم نے مجھے بلا کر مارا ہے اور ذلیل کیا ہے میں بھی تجھے اسیوقت مار ڈالونگا یہ کہکر قہقہہ جادو نے چوٹی
کھینچی اور ملکہ نے موے ریش پکڑ کے جھٹکا دیا ساحران نامی جو اسوقت اس جگہ موجود تھے وہ سب اُٹھے اور موافق اشارہ
کرنے ملکہ کے کسی ساحر نے قہقہہ جادو کا گلا اسطرح دبایا کہ دہن قہقہہ جادو کا طفل کے مانند زبان منہ سے باہر نکل آئی دم سینے
میں رکنے لگا آنکھیں حلقہ چشم سے باہر نکل آئیں کسی ساحر نے قہقہہ کے پاؤں پکڑ کے کھینچے تا کہ قہقہہ جادو زمین پر
گر پڑے کوئی ساحر دست و بازو سے لپٹا کوئی ساحر قوی ہیکل قہقہہ جادو کی کمر سے لپٹا کسی ساحرہ نے موے سر قہقہہ جادو کے پکڑے
کسی ساحرہ نے باآواز بلند ساحروں سے کہا کہ اے بھائیو اس ساحر نابکار پر سحر نہ کرنا اسکے گلے میں لوح طلسمی ہے سحر تمھارا اثر
نہ کریگا فرخ نے جو دیکھا کہ قہقہہ جادو کو سب ساحر نابکار گھیرے ہوئے ہیں خیال کیا کہ یہ ساحر ایسا قوی ہے کہ اتنے ساحروں
کے لپٹنے سے زمین پر نہیں گرتا ہے کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ ساحر نابکار زمین پر گر پڑے اور بغیر قتل کیے ہلاک ہو جائے یہ خیال
کرکے آپ بھی فرخ اس مجمع میں گیا اور دو اعضائے قہقہہ جادو پکڑے کہ جو مثل بیضہ مرغ کے جسم انسان میں ہیں اور اسطرح
بقوت تمام ان عضاؤں کو دبایا کہ قہقہہ جادو کثرت درد و ایذا سے بیتاب و بیقرار ہو کے زمین پر گر پڑا اور مانند ماہی بے آب
زمین پر تڑپنے لگا اُسوقت چوٹی ملکہ زلزلہ جادو کی دست قہقہہ جادو سے چھوٹ گئی اسی ہنگامہ میں فرصت پاکر
فرخ نے قہقہہ جادو کے گلے سے لوح اتار کے شاہزادے کے گلے میں ڈال دی اور عرض کیا اے شاہزادہ ذی وقار جلد تیغ آبدار
سے اس ساحر نابکار کو قتل کر ڈالیے شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے موافق کہنے راحت افزا کے تیغ آبدار سے قہقہہ جادو
کو قتل کیا زلزلہ جادو اور جملہ ساحران نامی وغیرہم قہقہہ جادو کے قتل سے نہایت خوش ہوئے جسوقت کہ قہقہہ جادو
قتل ہوا اور زمین پر تڑپ تڑپ کے مر گیا ایسی تاریکی ہوئی کہ جہان تیرہ و تار ہو گیا بسبب قہقہہ جادو کے سحر کے نالہ و فریاد کرنے
لگی ہوائے تند چلنے لگی اور پتھر اور برف گرنے لگی آواز آئی مارا مجکو اور قتل کیا مجکو کہ نام میرا قہقہہ جادو تھا جب
تاریکی دفع ہوئی اور روے آفتاب نظر آیا ملکہ زلزلہ جادو نے حکم دیا کہ لاش اس ساحر بدانجام کی یہاں سے
اٹھا کر پھینکدو چند ساحروں نے بموجب حکم ملکہ لاشہ قہقہہ جادو کا اٹھا کر ایک صحرا میں پھینکدیا جب
لاشہ قہقہہ جادو کا اٹھا کر لیگئے ملکہ زلزلہ جادو تخت پر بیٹھی اور عمرو بن حمزہ یونانی بھی بیٹھے اسوقت ساقیان
تصویر پیکر بحکم زلزلہ جادو شیشیاں شراب کی لیکر آئے اور جامہائے بلوریں مے گلگوں سے بھر بھر کے ملکہ
اور عمرو بن حمزہ وغیرہ کو دینے لگے غرض ہر ایک شخص ساحر و غیر ساحر شراب پینے لگا بعد میکشی کے
ملکہ نے حکم کیا کہ نازنینان خوش گلو حاضر ہوں بمجرد حکم ملکہ نازنینان گل پیرہن و سیمتن مع اپنے سازندوں

کے حاضر ہوئین اور ملکہ و شاہزادے کو بصد ادب آداب و تسلیم بجا لاکر موافق اپنے مراتب کے علحدہ علحدہ بیٹھین پھر ان مین سے بحکم ملکہ ایک نازنین غنچہ دہن نازک بدن روبروے ملکہ زلزلہ جادو اور شاہزادہ نیکخو بصد نازو ادا ناچنے لگی اور دلہاے اہل بزم کو اپنے رقص سے خوش و مسرور کرنے لگی بعد ناچنے کے

اس نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

بلبلون مین کہہ سننے سے عداوت آجاتی ہے
جیسا لکھا ہے جا ہوتی ہے مرشد آجاتی ہے
جب اتنا کچھ بے خبر سے ہم ہوئے سنتے
پھر اپنے ہی مین آنکھوں کو خبرت آہی جاتی ہے
ہم اس ساعت کی تحت مین چھپی دوستی ہو کر
کسی طرح سے کہین رنجش کی صورت آہی جاتی ہے
چھپائے سے نہین چھپتا ہے ریحان نشہ الفت

صفائی لاکھ ہو لیکن کدورت آہی جاتی ہے
نہین موقوف ہے پر دیکھ کر حسینوں کا
نہین کچھ واسطہ لیکن حرارت آہی جاتی ہے
سحر جب نام لیتے ہین کسی رشک مسیحا کا
کدورت بڑھتے بڑھتے دلکو نفرت آہی جاتی ہے
ہر کسی کی تاب و طاقت کیا جو سہے ہے محبت سے
ہزاروں آنکھوں مین کچھ اس کی رنگت آہی جاتی ہے

دل رنجیدہ کہتا ہے نہ بولون یار سے لیکن
جوان سے دونو کی طبیعت آہی جاتی ہے
شب وصلت کا جب مین چھیڑتا ہون ذکر کچھ بھی
مریض عشق کے چہرے پہ فرحت آہی جاتی ہے
ہزاروں سعی کرتے ہین نہ دیکھین دنیا مین
اگر آنے کو ہوتی ہے تو شامت آہی جاتی ہے

جب یہ غزل اس نازنین نے بہزار ناز و ادا گائی جملہ ساحر و ساحرہ اشعار غزل سنکے نہایت خوش ہوئے خصوصا ملکہ زلزلہ جادو نہایت مسرور ہوئی اور شاہزادہ ذی وقار وغیرہ بھی خوش ہوئے وہ نازنین غزل گاکے بزم سے چلی گئی پھر اور ایک نازنین جبین بصد ناز و ادا مع اپنے سازندوں کے محفل مین حاضر ہوئی اور ملکہ اور شاہزادے کو آداب و تسلیم بجالائی جب سازندوں نے سازوں کو موافق اپنی مرضی کے درست کرلیا نازنین ناچنے لگی اور غزلین عاشقانہ گانے لگی ساحران نامی اسکے سحر خوش آوازی مین گرفتار ہوکے بیخود ہونے لگے اکثر ساحر اسکے نغمہ دل کش کو سن سنکے جھومنے لگے جب وہ نازنین اور دیگر نازنینان زہرہ خصال پری تمثال ناچ اور گا چکین اور زر کثیر انعام مین لیکر جا چکین اسوقت ملکہ زلزلہ جادو نے خوش ہوکر شاہزادے سے کہا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ الحمد للہ کہ قہقہہ جادو کو آپ نے قتل کیا اور لوح طلسمی مل گئی آرزوے دل آپ کی برآئی شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ زلزلہ جادو فی الحقیقت مجکو لوح کے ملنے سے از حد خوشی حاصل ہوئی اب میرا ارادہ ہے کہ ملکہ نارنج جادو تمہاری بہن سے مقابلہ کرون اور مرحلات طلسمی بافضال پروردگار فتح کرون آپ فقط میرے لشکر پر سے سحر نارنج جادو کا دفع کر دیجیے تاکہ مین اپنے ماموں صاحب ارقناش بہادر کی قدمبوسی حاصل کرون اور سبکو ہمراہ لیکر جانب طلسم نارنج جادو جاؤن اور ساحروں کو قتل کرون ملکہ زلزلہ جادو نے کہا اے شاہزادہ ذیوقار ہرچند کہ مین اپنی دختر نیک خو گلشن جادو کے الم مین مبتلا ہون لیکن مین بھی آپ کے ہمراہ چلونگی یہ کہکے ملکہ نے ساحران نامی سے کہا کہ اسوقت سے درستی سامان جنگ کرو اور کل یہان سے کوچ کرکے براے مقابلہ نارنج جادو ہمارے ہمراہ چلو یہ کہکے ملکہ زلزلہ جادو نے دربار برخاست کیا ساحران نامی دربار سے اٹھے اور باہر دربار کے جاکے جملہ ساحروں کو حکم ملکہ سے واقف کیا پھر ساحران نامی اپنے خیام مین داخل ہوئے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوئے اور سامان کوچ کا کرنے لگے علاوہ ساحران نامی کے ہر ایک ساحر اپنا اپنا سحر جگانے لگے بھٹیان جھڑنے لگین مرچین ہر طرف آگ پر جلنے لگین اپیار روشن ہوئین ہر اسلئے لگے ساحر ڈھیرو بجانے لگے سحر تیار کرنے لگے غرض تمام شب خوب تیاری ہوئی جب شل معشوق تلون مزاج طبیعت شب بدلی یعنی ترک و ہرنے تیغ مہر میدان افلاک مین چمکائی نظم

سپہر نیلگون نے رنگ بدلا ۔ ہوا روشن رخ مہر تجلا
اٹھا روے سحر سے پردۂ شب ۔ در آیا مہ میان برج عقرب

وقت سحر ملکہ زلزلہ جادو نے برآمد ہو کر نفیر سحر بجائی جملہ ساحرون کو خبر ہوئی فوراً اثالہ بارگاہ و خیام و خیام کا ثیلان آتشین سحر پر جلد تر لادا گیا جب ملکہ زلزلہ جادو تخت سحر پر سوار ہوئی اور شاہزادہ ذی وقار مرکب صبا رفتار پر سوار ہو چکا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور راحت افزا اور تزلزل جادو اور زلال جادو و جملہ کنیزین تخت اور طاؤس سحر وغیرہ پر سوار ہو چلین جملہ ساحر گروہ گروہ و جوق جوق ہنس آتشین اور باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار ہوئے نشانہاے نصرت اثر کھلے ابر سحر سرخ و زرد و سفید و سیاہ فلک پر چھا گئے برق سحر چمکنے لگی صداے رعد آنے لگی غرض جب سب سوار ہو چلے ملکہ زلزلہ جادو نے تخت اپنا بڑھایا لشکر ساحران بہزار تجمل و شوکت عقب پشت ملکہ زلزلہ جادو صف بستہ بصد ادب روانہ ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے بھی گھوڑا اپنا بڑھایا فرخ ہمراہ رکاب ہوا اس وقت روانگی لشکر لائق دید تھی ابر سحر آگے آگے برستا جاتا تھا چھڑکاو زمین پر ہوتا جاتا تھا غبار برطرف ہوتا جاتا تھا نسیم سحر سے دلون کو فرحت ہوتی تھی لشکر ساحران تا مدار مثل باد بہار راہ صحرا سے سبزہ زار بنے جاتا تھا اکثر ساحر مہوشان برے باندھے ہوئے تھے پیشانیون پر قشقے صندل کے کھینچے ہوئے تھے بھبھوت چندن کے دیے ہوئے تھے اکثر ساحر پوتڑ یا سے ماتھے رنگین کیے تھے بھبھوت رمائے ہوئے تھے ترسول چھاتیون پر بنائے ہوئے تھے اسباب سحر جھولیون مین بھرے ہوئے تھے دمبدم اسما سامری و جمشید کی زبان پر جاری کرتے تھے کبھی ایسی باتین کرتے تھے اور سنتے ہوئے دلیرانہ پس پشت ملکہ زلزلہ جادو جاتے تھے دمبدم سب عجائبات و غرائب سحر کے دکھاتے تھے کہ فلک شعبدہ باز انکے نیرنگ و افسون کو دیکھ کے دنگ ہوتا تھا آفتاب ان کے سحر کے گولے دیکھ کر تھراتا تھا مریخ فلک انکی سحر کی تیغین دیکھ کر ڈرتا تھا غرض لشکر ساحران بصد شان و شوکت جاتا تھا علاوہ ساحرون کے ہر ایک ساحرہ خوش انداز سراپا ناز ناریل اور ترنج و نارنج اچھالتی ہوئی ابر سحر سے پھول اور موتی برساتی ہوئی مثل غنچہ مسکراتی ہوئی آتی تھی

نظم

ہر ایک ساحرہ تیغ و شمشیر زن ۔ ہزارون جیسے یاد جادو کے فن
لسیگی بھری مانگ صندل سے تھی ۔ لسیگی بھری آنکھ کاجل سے تھی
برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر ۔ کہ تھا ڈر سے ترک فلک گوشہ گیر
چلیبی پہنا جوبن دکھاتی ہوئین ۔ وہ زلف اور گلوگل جلاتی ہوئین
تہ ران تھے طاؤس آتش نشان ۔ مہرون پر سپاہ کے سائبان

ہنوز ملکہ زلزلہ جادو مع لشکر ساحران تھوڑی دور چلی تھی اور عمرو بن حمزۂ ذی وقار نے بھی تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سامنے سے غبار عظیم بلند ہوا شاہزادے نے فرخ سے کہا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لشکر شہر اس طرف آتا ہے ابھی عمرو بن حمزہ یونانی فرخ سے کہہ رہے تھے کہ غبار ہوئے تند سے بلند ہوا شہباز یکہ تاز شرقی مع پچاس ہزار سواران جرار کے ظاہر ہوا شاہزادہ نے دیکھا کہ آگے آگے شہباز یکہ تاز مرکب برق رفتار پر سوار ہے پس پشت پچاس ہزار سوارون کے پرے ہین ہر ایک سوار یادگار رستم و اسفندیار ہے زرہین پہنے ہوئے ہین چار آئینے لگائے ہوئے ہین تلوارین زیب کمر کیے ہین تہور و شجاعت سب کے چہرون سے آشکار ہے رشک سام و نریمان ہر ایک سوار ہے سحر اسے شجاعت کے شیر ہین سب سوار ایسے بہادر و دلیر ہین

نظم

دل مین مرے یقین ہے کہ میدان جب کڑی ۔ اللکار ین تہ ہلو تلے تیغین کھینچ کر ایک بار
ہو جائے انکے نعرون سے رستم سا پہلوان

بیت الخلا کو باڑ لے سام بار بار | تھا از یادہ پانی سے ہوا نابس جو غور | اڑا لے ہر ایک اپنی سپر کو حجاب وار

جب شہباز بلیہ تاز شمشیر کی قریب تر آیا فوراً شاہزادے کو دیکھ اپنے مرکب سے اتر السلام علیکم کیا شاہزادے نے
بھی مرکب کو روکا شہباز بلیہ تاز نے عرض کیا کہ جب آپ داخل درہ کوہ بلا ہوئے تھے مین قریب درہ کوہ مقیم ہوا
تھا درہ کوہ کی جانب دیکھتا تھا سوائے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا بعد ایک پہر کے وہ تاریکی دفع ہوگئی درہ کوہ
مین روشنی ہوگئی مین اسی درہ کوہ سے نکلنے کے واسطے قدمبوسی کے چلا آیا انہون عمرو بن حمزہ نے یہ تقریر
شہباز بلیہ تاز کی سنکے خیال کیا کہ یقیناً وہ تاریکی سحر زور بانہ جادو کی تھی جب وہ قتل ہوگئی سحر اسکا برطرف
ہوگیا یہ خیال کرکے شاہزادہ ذی وقار شہباز بلیہ تاز کو ہمراہ لیکر جانب باغ شنگل روانہ ہوا اور مرکب
تیز رو کو ٹھا یا وہ سمند باد پیما تیز روی میں رشک برق فلک تھا اس سمند کی کیا تعریف کرون **نظم**

جہان نے دور میں نقاش ایسے کلا دستاد	جو چاہیں شکل بنائیں تو لیا کریں تدبیر	کہا مصور باد بہار نے اس آن
اگر قیاس بھی ٹھہرے تو کھینچے تصویر	تدرو بھگا انسان میں تشبیہ بر آتش سے	تر و تازہ کیا میں بھلا حسب خیر کی تقریر
نہیں ہو مرکز خاکی پہ اسکی صنعت کا	سحر طبیعت معشوق تجھ عادل و نظیر	اسی رنگ سے باغ کے بوسے کی آرزو ہی دے
خدا آیا ہے مثین پاہ کو سمجھے حقیر		

الحاصل عمرو بن حمزہ یونانی ہمراہ شہباز بلیہ تاز چلا شاہزادہ ذیجاہ
بعد طے کرنے راہ کے باغ شنگل مین آیا سحر ملکہ زلزلہ جادو سے جملہ فوج و لشکر عمرو بن حمزہ یونانی کا کہ سحر
نارنج جادو سے پتھر کا ہوگیا تھا بصورت اصلی ہوا سہیل شیر شکار اور لہراسپ بلند کمان شاہزادہ
ذی شان کے قریب آئے اور آداب و تسلیم بجا لائے دونون نے شرف قدمبوسی شاہزادہ ذی جاہ حاصل کیا
بعد اسکے شاہزادہ اپنے ماموں رمتاش بہادر یونانی سے ملا رمتاش بہادر عمرو بن حمزہ کو دیکھکر
خوش ہوئے اور حال پوچھا شاہزادے نے تمام کیفیت بیان کی رمتاش بہادر حال سنکے اور جاہ و حشم عمرو بن
حمزہ دیکھکر خوش ہوئے بعد اسکے شاہزادہ زلزلہ جادو اور شہباز بلیہ تاز اور لہراسپ بلند کمان اور
سہیل شیر شکار وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جانب طلسم نارنج روانہ ہوا اور بعد طے کرنے راہ کے بصد شوکت و
حشمت مع لشکر ساحران و سپاہ وغیرہ ساحر عنقریب دہانہ طلسم نارنج پہونچے بارگاہ و خیام ایستادہ ہوئے شاہزادہ
ذی جاہ مع ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور فرخ ایک بارگاہ مین مقیم ہوا اور زلزلہ جادو مع اپنی دخترون کے
دوسری بارگاہ مین مقیم ہوئی رمتاش بہادر بھی مع لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار علیحدہ علیحدہ
بارگاہ و خیام مین فروکش ہوئے جملہ مردان لشکر بھی خیام مین استراحت پذیر ہوئے یہ خبر طائران سحر نے نارنج جادو
کو دی کہ زلزلہ جادو مع دس ہزار ساحرون کے مطیع دین اسلام ہوکر ہمراہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یہ ارادہ جنگ
آئی ہے اور قریب طلسم مقیم ہے چونکہ قبل اسکے نارنج جادو کو زور بانہ جادو اور قہقہہ جادو کے قتل ہونے کی خبر
پہونچی تھی نارنج جادو کو ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اپنی دختر کے مسلمان ہونے کی بھی خبر سنی تھی اس سبب سے
نارنج جادو نہایت مغموم و متردد تھی اب جو طائران سحر سے خبر سنی کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ مع فوج و لشکر قریب
درہ طلسم آیا ہے اور مقیم ہے نارنج جادو کو نہایت غصہ آیا اور اپنے ماموں صورت نگار جادو سے کہا کہ جلد جا کر
اور سبکو سحر سے پتھر کا کردو صورت نگار جادو بموجب کہنے نارنج جادو کے در طلسم پر آیا اور سحر کرنے لگا
لشکر عمرو بن حمزہ یونانی میں سب غافل تھے یکایک شاہزادے نے دیکھا کہ ابر اور پانی برسنے لگا اور
اسقدر پانی برسا کہ خیام اور بارگاہوں مین پانی ٹپکنے لگا شاہزادہ ذی جاہ جانب ابر باران دیکھ رہا تھا

اسیوقت جانب شمال روانہ ہوئے عمرو بن حمزہ تا یونانی تو روانہ ہوئے ہین انکا ذکر پھر کیا جائیگا لیکن اب حال
صورت نگار جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب صورت نگار جادو و تاریخ جادو کے پاس پہونچا کہنے لگا کہ مین نے
سحر سے سبکو پتھر کا بنا دیا ہی فقط شاہزادہ عمرو بن حمزہ باقی رہگیا ہی تاریخ جادو نے گفتگوے صورت نگار جادو
سنکے کہا اب فرخ اور زرلزلہ کو گنبد سامری مین لیجاکر قید کردو اور اپنے سحر مین رکھو اور میری دختر مہ جبین تارنجی پوش
اور راحت افزا کو میرے پاس لے آؤ صورت نگار جادو یہ سنکے درہ طلسم پر آیا اور بارگاہ مین جاکر مہ جبین اور
راحت افزا پر سے وہ سحر اپنا دفع کیا اور ایک اور سحر مین گرفتار کرکے پاس ملکہ تاریخ جادو کے لے گیا اور دونون کو
تاریخ جادو کے حوالہ کرکے پھر آیا اور ملکہ زلزلہ جادو اور فرخ کو گنبد سامری مین لیجاکر قید کیا اور اپنے سحر مین گرفتار
رکھا صورت نگار جادو نے زلزلہ جادو اور فرخ کو تو گنبد سامری مین قید کیا ہی اور مہ جبین تارنجی پوش
اور راحت افزا تاریخ جادو کے پاس ہین انکا حال آئندہ مندرج کیا جائیگا لیکن اس جگہ احوال شاہزادہ عمرو بن
حمزہ کا لکھا جاتا ہی کہ جو موافق ہدایت مرد بزرگ جانب شمال روانہ ہوئے تھے جاتے جاتے ایک ایسے صحراے
ہولناک مین پہونچے کہ بشر کی تو کیا حقیقت ہی شیر کا زہرہ اس صحراے پر ہول مین آب آب ہوتا تھا اگر رستم بیلتن
خواب مین بھی خیال اس بیابان وحشت افزا کا کرتا یقین ہی کہ ڈر جاتا اور اگر اسفندیار احوال اس صحراے ہولناک
کا کسی سے سن لیتا یقینا خوف سے اسے غش آجاتا کیونکہ ادنی حال اس بادیہ پر خوف و خطر کا یہ ہی کہ دمبدم ہزارہا
بگولے اٹھتے تھے ہواے گرم چلتی تھی لوئین بھی بکثرت تھی تمام میدان صحرا حرارت مہر سے گویا کرہ نار تھا ہر ذرہ اس
صحراے پر آفت کا رشک آفتاب محشر تھا سبزہ و درخت کا زمین پر نام و نشان بھی نہ تھا لیکن کانٹون کی اسدرجہ
کثرت تھی شاہزادے کو قدم اٹھانا دشوار تھا ہر روی سے صدہا کانٹے کف پا مین گڑ گئے تھے کف پا سے خون جاری تھا
تلوون مین بھی آبلے پڑے تھے اور اکثر آبلے پھوٹ بھی گئے تھے گویا حال پر شاہزادے کے آبلے روتے تھے چونکہ تمازت
آفتاب بکثرت تھی شاہزادہ پسینے مین ہمہ تن تر تھا تشنگی سے عجب حال تھا پیاس سے حلق مین کانٹے پڑے تھے
کثرت حرارت آفتاب سے دل بیتاب تھا سراپاے شاہزادہ پر غبار پڑا ہوا تھا رنگ چہرۂ انور تمازت مہر سے سانولا ہوگیا
تھا ہر طائر روح قفس تن سے بیقرار ہوکر مائل پرواز تھا زمین تابۂ آہن کیطرح جلتی تھی دھوان دمبدم نکلتا تھا ہر چند
آفتاب کا منھ اس دشت ہولناک کیطرف نہ تھا لیکن خوف سے باربار کانپتا تھا غبار ہر مرتبہ اس دشت جانستان
سے اٹھکر سوے فلک جاتا تھا کوئی چرند و پرند کسی طرف نظر نہ آتا تھا شاہزادۂ بیچارہ پریشان خاطر تھا یکایک
پس پشت شور و غل بلند ہوا شاہزادے نے گھبرا کر پس پشت جو نظر کی دیکھا اور تو کوئی نہین ہی لیکن ایک
اژدہا انجار طویل ہی دمبدم اسقدر شعلے اسکے دہن سے نکلتے ہین کہ تمام صحرا کرۂ آتش ہوجاتا ہی اسی اژدرہی کی
پشت پر فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو سوار ہین اور اژدہا لیے جاتا ہی جب شاہزادے نے اچھی طرح فرخ اور زلزلہ جادو
کو دیکھا اور پہچانا اسوقت فرخ نے پکارکے کہا کہ ای شاہزادۂ بیچارہ آپ تو طلسم کشا ہین جلد آئیے اور مجھے
اس اژدر سے بچائیے اگر تشریف لانے مین دیر لگائیے گا پھر مجھکو زندہ نہ پائیے گا یہ اژدہا ایک دم مین مجھے
نگل جائے گا اسکے شعلون سے یہ خاکسار جل جائیگا اگر آپ جلد مجھ تک نہ آسکین تو لوح طلسمی میری
طرف پھینکدیجیے تاکہ مین لوح کو اپنے گلے مین ڈال لون اور اس اژدر کے گزند سے بچون جب فرخ یہ تقریر
کر چکا ملکہ زلزلہ جادو نے باواز بلند کہا ای شاہزادہ ذی وقار اس طرف نہ جائیے ذرا ادھر
تشریف لائیے مجھکو اس اژدر کی شر سے بچائیے مین مطیع دین اسلام ہوچکی ہون

جلد میری مدد کے واسطے آیئے شاہزادے نے فرخ اور زلزلہ جادو سے نقلی کی گفتگو سنکے کمان دوش سے ہاتھ مین لی
اور ترکش سے تیر نکالکر چاہتا تھا کہ اژدرہی کو تیر مارین یکایک اژدہا نظر شاہزادے سے غائب ہوگیا عمرو بن حمزہ اژدہے
کے غائب ہوجانے سے نہایت متحیر ہوئے اور فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو کا خیال کرکے محزون ہوئے آخرش پھر بہزار
دشواری آگے بڑھے جب تھوڑی دور راہ طے کی دیکھا کہ ایک نالا ہے اور اسی نالہ کے زیر دیوار لاشین فرخ اور زلزلہ جادو
بالائے زمین پڑی ہوئی ہین آنکھین کھلی ہوئی ہین شاہزادہ نامدار لاشین دیکھکر نہایت بیتاب و بیقرار ہوا اور
بے اختیار دلفگار ہوا ابھی شاہزادہ لاشون کو دیکھکر رو رہا تھا کہ سامنے سے ایک فیل ہفت سر ظاہر ہوا چھ سر
تو اسکے شیر اور گینڈے وغیرہ چوپایون کے سرون کے مانند تھے لیکن ایک سر اسکا مثل ہاتھی کے سر کے تھا اور
قد و قامت اسکا مانند فیل مست کے بلند تھا اور نہایت قوی الجثہ تھا شکل اسکی ایسی ہیبت ناک تھی کہ انسان
تو ضعیف البنیاد ہے اگر دیو بھی اسکو دور سے ایک نظر دیکھ لیتا فوراً خوف سے ہلاک ہوجاتا شاہزادہ فریگانہ و عالی گہر
جس فیل ہفت سر کو دیکھ رہا تھا کہ وہ فیل قریب آیا اور اسنے شاہزادے پر حملہ کیا شاہزادے نے اس بلائے
ناگہانی اور آفت آسمانی کو دیکھکر فوراً لوح کو دیکھا لوح سے ثابت ہوا کہ ای طلسم کشا یہ جو فیل ہفت سر ہے یہ
ایک ساحر ہے تجھے لازم ہے کہ خیال کرکے دیکھ کہ بیچ مین جو سر ہاتھی کا ہے اسی سر کی پیشانی پر ایک ٹیکا سرخ ہے یہ
اسم جلیل پیکان تیر پر دم کرکے اسی ٹیکے پر تیر لگا وہ تیر اگر ٹیکے پر پڑا تو یہ فیل ہفت سر ہلاک ہوجائیگا اور اگر تیر کسی اور
جگہ پر پڑا تو تمہارے حق مین بہتر نہ ہوگا شاہزادے نے اس مضمون لوح سے آگاہ ہوکر فوراً وہی اسم بزرگ تیر پر دم
کرکے اسی ٹیکے کو تاک کے تیر لگایا بالقدرت پروردگار تیر اسی ٹیکے پر پڑا فیل ہفت سر آتشبازی کی چرخی کیطرح
گھومنے لگا اور ہر ایک بن موے اسکے ایک شعلہ نکلا یہانتک کہ فیل ہفت سر جلکر خاک ہوگیا جسوقت
وہ فیل ہفت سر جل گیا ایسی آندھی سیاہ آئی کہ روز روشن رشک شب تار ہوگیا ہوائے تند چلنے لگی بجلی
چمکنے لگی پھر اسکے سحر کے نالہ و فریاد کرنے لگے پتھر آسمان سے گرنے لگے بعد چار گھڑی کے وہ شور و غل ہوا اور تاریکی
برطرف ہوئی اور ایک آواز آئی قتل کیا مجھکو کہ نام میرا فیل جادو تھا جب بخوبی روشنی ہوئی اور آفتاب نظر آیا
شاہزادے نے دیکھا کہ لاشین فرخ اور زلزلہ جادو کی نہین ہین اور نالہ کا بھی نام و نشان نہین ہے اور وہ حرارت
آفتاب کہ جس سے جگر کباب ہوا جاتا تھا دفع ہوگئی شاہزادے نے فیل جادو کو ہلاک کرکے شکر خدا کیا
اور وہان سے آگے بڑھا ناگاہ شاہزادے نے دیکھا کہ ایک جانب سے ایک شیر نر نعرے کرتا ہوا بصد غضب
آتا ہے اور دوسری طرف سے ایک چیتا آتا ہے شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح سے ظاہر ہوا کہ ای شاہزادے
جسوقت چیتا تمہارے قریب آئے فوراً تیغ سے ہلاک کرنا اور شیر تم پر حملہ نہ کرنے پائے کہ تم شیر پر جست
کرکے سوار ہوجانا اور جس جگہ شیر تمہین لیجاکر ٹھہر جائے پہلے تم شیر کو ہلاک کرنا بعد ازان پشت شیر سے اترنا
اور اگر خلاف اسکے کروگے تو انجام اچھا نہ ہوگا شاہزادہ لوح کو دیکھ چکا تھا کہ شیر اور چیتا دونون قریب آئے
شاہزادے نے تیغ تیز کھینچکر چیتے کو قتل کیا تاریکی ہوئی اسی تاریکی مین فی الفور جست کرکے پشت شیر
کی سوار ہوا شیر ناچار و مجبور ہوا اور ایک جانب شاہزادے کو لیکر چلا بعد طی کرنے راہ دور کے ایک باغ کے
دروازے پر لیگیا اور وہین ٹھہر گیا شاہزادے نے بموجب حکم لوح پہلے شیر کو قتل کیا پھر پشت شیر سے زمین پر
قدم رکھا جسوقت شیر قتل ہوا اسوقت بھی تاریکی سے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اور آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا
اسد جادو تھا جب سیاہی دور ہوئی اور قرص ضیا سے آفتاب پرنور ہوئی عمرو بن حمزہ اس باغ مین

کہ ٹھلو سنے میں بالے جھولوں کے کسی جانب ہنڈولوں پر طفل و جوان بیٹھے ہوئے جھول رہے تھے کوئی گنّے کی گنڈیریاں بیچتا تھا کوئی مٹی کی پتلیاں خریدتا تھا غرض بازار میں کثرت مردمان اسدرجہ تھی کہ راہ چلنا مشکل تھا میلے کا مجمع تھا عمرو بن حمزہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے میلے کی سیر دیکھ رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ پہلے تو کوئی اس باغ میں نہ تھا یہ عجب جانور ہیں کہ نہر میں غوطے لگا کر انسان ہوگئے عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ بیرون در باغ سے صدہا چوبدار اور خادم و خدمتگار اہتمام کرتے ہوئے باغ میں آئے پھر چار اژدہوں پر ایک تخت رکھا ہوا نظر آیا دیکھا کہ اس تخت پر نارنج جادو بصد کبر و نخوت سوار ہے اور اپنی زانووں پر اپنی دختر مہ جبین نارنجی پوش کا سر رکھے ہوئے ہے اور شطرنج جادو اور رکمید شعلہ افزا صدہا ساحران نامی اور ہزارہا ساحران بے نامی ہمراہ ہیں جب تخت سامنے چبوترے کے اور پاس گنبد سامری کے آیا نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش سے کہا کہ اے دختر دیکھو یہ گنبد سامری ہے اس گنبد میں خداوند سامری کی تصویر ہے تجکو لازم ہے کہ جلد بصد ادب تخت سے اُٹھکر خداوند سامری کو سجدہ کر اور واسطے اپنے دعا مانگ کہ تجکو صحت ہو جاوے طبیعت میری اچھی ہو جائے اور محبت پسر حمزہ کی میرے دل سے دور ہو جاوے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش نے جواب دیا خدا سلامت رکھے شاہزادہ عمرو بن حمزہ کو کہ انھوں نے مجھے کلمہ پڑھایا اور مسلمان کیا اور میں اس سامری نالائق پر لعنت کرتی ہوں کبھی تصویر سامری کو سجدہ نہ کرونگی نارنج جادو نے یہ گفتگو جو اپنی دختر کی سُنی برہم ہو کر ایک طمانچہ مہ جبین نارنجی پوش کو مارا اور غضبناک ہو کر کہا کہ او گیسو بریدہ و ننگ خاندان اگر تو مر جاوے تو بہتر ہے خداوند سامری کو بُرا کہتی ہے اور نشۂ بادۂ عشق عمرو بن حمزہ میں مست ہے خدائے نادیدہ کو سجدہ کرتی ہے ہمارا کہنا نہیں مانتی ہے جو چاہتی ہے وہ کرتی ہے جوان ہو کر مستانی ہوگئی ہے نارنج جادو نے جو ملکہ مہ جبین کو طمانچہ مارا اور کلمات سخت کہے ملکہ رونے لگی شاہزادے نے جو دیکھا کہ میری معشوقہ کو نارنج جادو نے طمانچہ مارا اور وہ رو رہی ہے یہ حال دیکھکر شاہزادہ کو نہایت غصہ آیا فوراً تیغ آبدار کھینچ کر چبوترے سے اُٹھے اور نعرہ کیا کہ او نارنج جادو غضب کیا تو نے کہ میری محبوبہ اور مطلوبہ کو مارا اور صدمہ پہونچایا اب میں تجکو مار ڈالونگا اپنی معشوقہ کا انتقام کما حقہ تجھ سے لونگا یہ نعرہ کر کے آگے بڑھے ساحران نابکار سد راہ ہوئے اور نارنج اور ترنج اور گولے اور رماش کے وانے سحر پڑھ پڑھ کے شاہزادے پر مارنے لگے شاہزادہ تیغ آبدار سے ساحرون کو قتل کرنے لگا ساحرون کے قتل ہونے سے تاریکی ہونے لگی اور غل و شور ہونے لگا اسوقت شطرنج جادو نے نارنج جادو سے کہا کہ اے ملکہ اب آپ یہان توقف نہ کیجیے جلد یہان سے بھاگ جائیے دیکھیے طلسم کشا آپہونچا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ قتل ہو جائیں نارنج جادو نے گفتگو ے شطرنج جادو سنکے فوراً ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو اپنے ہمراہ لیکر باغ سے نکل گئی اور کسی طرف بھاگ گئی لیکن صدہا ہمراہیان نارنج جادو باغ میں رہ گئے شاہزادہ ذی وقار تیغ آبدار سے اُنھیں قتل کرنے لگا ساحرون کے سر تن سے جدا ہونے لگے کیونکہ تیغ آبدار شاہزادہ ذی وقار کی ایسی تیز ہے کہ دم میں ہزارون کے گلے کاٹتی ہے

نظم

لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر
ہوا بحر خون اس قدر موج زن
برستے تھے سر جانب برسات تھی
غرض شاہزادے نے با شد و مد

کہیں خون کی ندی زمین پر بہی
لیے سنگریزے عقیق یمن
وہ سر تھے زمین پر کہ اولے پڑے
کیے قتل چن چن کے اہل جفا

ہوا گرم ہنگامہ دار و گیر
کہیں بارش آتش سحر تھی
گرج رعد کی اور چمک برق کی
دل دشت میں تھے پھپھولے پڑے
فوج مخالف میں زلزلہ پڑ گیا آخر ید ریغ

مجبوری و ناچاری ساحران باقی ماندہ باغ سے نکل کے بھاگے تمام میاہ درہم و برہم ہو گیا عمرو بن حمزہ یونانی نے ساحران نابکار کو ہٹا کر گنبد سامری پر جو نظر کی دیکھا کہ صورت نگار جادو تخت سحر پر بیٹھا ہے اور منتر انس سے پتلے کاغذ کے کتر رہا ہے اور سحر کر رہا ہے شاہزادے نے صورت نگار جادو کو دیکھ کے لوح ملاحظہ کی لوح سے ظاہر ہوا کہ اس اسم بزرگ کو پیکان تیر پر دم کرو اور دھیان رکھو جو صورت نگار کی پیشانی پر ہے اُسی جگہ تیر لگاؤ اگر تیر دھبے پر پڑا تو صورت نگار جادو ہلاک ہو جائے گا اور جو تیر نشان مذکور پر نہ پڑا تو موجب تمہاری مضرت کا ہوگا شاہزادہ ذی وقار نے لوح کو دیکھکر وہی اسم بزرگ جلد تر پیکان تیر پر دم کر کے اور تیر کو چلہ میں کمان کے رکھ کے لگایا تیر اُسی نشان پر پڑا صورت نگار جادو کی حیات کا نقشا بگڑ گیا فوراً زمین پر گرا اور تڑپنے لگا آخر ایک دم میں مرگیا اُسوقت آندھی سیاہ آئی تاریکی ہر طرف چھائی ہر اُسکے سحر کے چلانے لگے فریاد و فغان کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی افسوس مارا مجکو اور قتل کیا مجکو کہ نام میرا صورت نگار جادو تھا جب تاریکی دفع ہوئی اور روشنی ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ گنبد سامری سے فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو دونوں باہر آئے کیونکہ یہ دونوں صورت نگار جادو کے سحر میں گرفتار تھے جب صورت نگار مارا گیا سحر اُسکا برطرف ہوا یہ قید سے چھوٹ گئے غرض فرخ دوڑ کر شاہزادے کے قدم سے لپٹا شاہزادے نے فرخ کو تیرے سے اُٹھا کر سینے سے لگایا پھر ملکہ زلزلہ جادو بھی عمرو بن حمزہ کے قریب گئی اور شاہزادے کی جرأت و ہمت کی تعریف کرنے لگی اور بہ ممنون احسان ہوئی یہاں تو صورت نگار جادو کے قتل ہونے سے فرخ زلزلہ جادو پر سے سحر دفع ہو گیا اور وہاں جملہ ساحر و غیر ساحر پر سے سحر صورت نگار کا برطرف ہو گیا ہر ایک بصورت اصلی ہو گیا سب کو ہوش آیا زلزلہ جادو نے ایک طائر سحر کو روانہ کر کے سب کو اپنے پاس بلوایا تو زلزال جادو اور زلزال جادو دختران زلزلہ جادو و جملہ لشکر کو لیکر باغ میں آئیں اور ماں سے ملیں زلزلہ اپنی بیٹیوں کو دیکھکر خوش ہوئی عمرو بن حمزہ اپنے ماموں زمتاش بہادر اور شہباز ریکہ تاز مشرقی سے بغلگیر ہوئے پھر بحکم شاہزادہ فی الفور محفل عشرت آراستہ ہوئی اور نازنینان خوبرو بھی جملہ حاضر ہو کہ صرف رقص و نغمہ ہوئیں جن کی آواز سے بولی چرخ کو وجد آیا ناظرین محظوظ ہو کر انعام میں نقد دل دینے کو موجود ہوئے عمرو بن حمزہ مع اپنے ماموں زمتاش بہادر اور شہباز ریکہ تاز اور زلزلہ اور فرخ اور سرداران لشکر کے بزم عشرت میں بیٹھے نازنینان مغنی میں سے ایک مطربہ خوش آواز سراپا ناز و انداز مع اپنے سازندوں کے بزم عشرت میں حاضر ہوئی اور ناچنے لگی بعد ناچنے کے اُس مطربہ نے یہ غزل شروع کی غزل

عشق بت میں نہ فقط جور و جفا دیکھ چلے
بس تجھے او اثر آہ رسا دیکھ چلے
نجد او دشت ہر و کوہ و وحشت اپنا
خوب ہم گرمی بازار قضا دیکھ چلے
تشنہ کامی کے لیے کسی نہیں بندش کی
کھینچ تھے جو ہمیں ناز و ادا دیکھ چلے
شوق دیرینہ یہی وصل میں کرتا ہے سوال
بار ہا نقش رگ تار قبا دیکھ چلے

ہم نوائے حرم تجھ اس سے بھی سوا دیکھ چلے
دل سے کہتا ہے یہی حوصلہ بیتابی
یہ بھی بات ہوئی ہم آبلہ پا دیکھ چلے
ناامیدی یہ سناتی ہے شب فرقت میں
تجکو بھی آپ دم تیغ جفا دیکھ چلے
دل اسیران قفس کا نہ کسی دن بہلا
از تمہارے ستم رسم حیا دیکھ چلے
ہجر گیسو میں کوئی وجہ تسلی نہ ہوا

کھینچ لایا نہ کبھی اُسکو مری بالیں تک
آپ ایسا مجھے کیا سمجھے تھے کیا دیکھ چلے
اب تو رخصت دے مجھے ملک عدم کی تاثیر
کیوں فریب اثر و سند دعا دیکھ چلے
اب کسی اور کو پامال تمنا سمجھے
نکہت افشانی داماں صبا دیکھ چلے
نازک اندامی جانان کی خبر کیا لیکن
مشک چین مشک ختن مشک خطا دیکھ چلے

شمع افروزی مضمون کی بدولت تسلیم | بارہا جلوۂ بزم شعرا دیکھ چکے | جب غزل مرقوم مطربہ مسطور نے بہ
لحن داؤدی روبروے عمرو بن حمزہ گائی جملہ اہل بزم خوش ہوئے خصوصاً عمرو بن حمزہ از حد شاد و خرم ہوئے اور اُسکو
انعام وافر دیا پھر وہ مطربہ کو بزم عشرت سے زر کثیر انعام میں لیکر چلی گئی اور ایک ساقی زہرہ جبین بزم عشرت میں
حاضر ہو کر ناچنے لگی اور غزلیں عاشقانہ گانے لگی اسی طرح دو روز تک محفل عشرت آراستہ رہی اور دور جام مے
گلگون رہا بعد دو روز کے عمرو بن حمزہ نے فرمایا کہ اب میں واسطے طلسم کشائی کے جاتا ہوں زیادہ عیش و راحت
میں بسر کرنا مناسب نہیں ہے ملکہ زلزلہ جادو نے گفتگوے شاہزادۂ ذی وقار استماع کرکے کہا بسم اللہ آپ
تشریف لیجائیں میں اسی جگہ رہونگی اگر یہاں نارنج جادو براے جنگ آئیگی تو میں اس سے مقابلہ کرونگی اور
اگر آپ سب کے ہمراہ مرحلات طلسمی پر جاؤنگی تو یقیناً نارنج جادو سے مقابلہ نہ کر سکونگی کیونکہ وہ مالک طلسم ہے
فرخ نے تقریر زلزلہ جادو سنکے کہا میں ہمراہ رکاب شاہزادۂ ذیجاہ ضرور جاؤنگا تنہا شاہزادے کو ہرگز نہ جانے
دونگا زلزلہ جادو نے کہا اے فرخ تمھارا جانا بھی مناسب نہیں ہے کیونکہ طلسم کشائی تنہا ہوتی ہے اور طلسم کشا کو
لازم ہے کہ اکیلا مرحلات طلسم پر جاے اور کسی کو ہمراہ اپنے نہ لیجاے اور بغیر لوح دیکھے کوئی کام نہ کرے اور نہایت
ہوشیار رہے عمرو بن حمزہ یونانی نے گفتگو ملکہ زلزلہ جادو کی سنکے لوح طلسمی دیکھی لوح سے یہ مضمون صاف
صاف ظاہر و آشکار ہوا کہ اے طلسم کشا اگر بالطاف پروردگار صورت نگار جادو تیرے ہاتھ سے ہلاک ہوجاے
تو تجکو لازم ہے کہ زیادہ توقف نہ کر اور جانب جنوب روانہ ہو جب عمرو بن حمزہ بخوبی مضمون لوح سے ماہر ہوکر
بہ ارادۂ طلسم کشائی چلے فرخ بھی اُٹھکے عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادۂ ذیشان آپ کچھ خیال ملکہ زلزلہ جادو
کے کہنے کا نہ کیجیے مجکو اپنے ہمراہ لے چلیے ہر چند شاہزادے نے فرمایا کہ اے فرخ تم یہیں مقیم رہو تنہا مجکو جانے دو
لیکن فرخ نے نہ مانا آخر بدرجہ مجبوری شاہزادے نے فرخ کو اپنے ہمراہ لیا جب عمرو بن حمزہ براے
طلسم کشائی روانہ ہوے زلزلہ جادو و ادمہ شہباز ینگہ تاتار و سرداران لشکر مع زلزلہ جادو وغیرہ پھر
آئے اور اُسی باغ میں سب کے سب مقیم ہوے

داستان گرفتار کرنا شطرنج جادو کا عیاری سے عمرو بن حمزہ یونانی کو اور پھر آشکار رہا ہونا بوجہ گفتگوے جادو کے اور پھر گرفتار ہونا شاہزادے کا مع حالات دیگر

راویان رنگین المکان و ناقلان سحر بیان اس داستان حیرت نشان کو اس طرح پر بیان کرتے ہیں کہ جب عمرو بن
حمزہ یونانی و زلزلہ جادو وغیرہ سے رخصت ہوکے سمت جنوب روانہ ہوئے بعد قطع منازل
و طے مراحل ایک ایسی جگہ پر پہنچے کہ اس جگہ دو مینار سر بفلک کشیدہ بنے ہوئے تھے اور ایک گنبد
گلکاری تھا اور وہ گنبد بہ صورت گنبد افلاک بلند تھا اور نہایت خوش قطع بنا ہوا تھا اور ایک زنجیر
طلائی درمیان دونوں میناروں کے تھی اور اُسی زنجیر طلائی پر ایک تختہ زرین قائم تھا اور بالاے تختہ
ایک طاؤس اس طرح ناچ رہا تھا کہ چرخ نیلگون بھی اُس کے رقص و گردش کو دیکھ کر بار بار گرد اُسکے
پھرتا تھا اور تصدق و نثار ہوتا تھا اور اندر گنبد سے ایسی آواز گانے کی آتی تھی کہ زہرہ مطربہ
فلک بھی اُس نغمہ دلکش کو سنکے بیخود اور محو ہوتی تھی شاہزادۂ ذی وقار نے جو رقص طاؤس
کو دیکھا اور گانا سنا متحیر ہو کر فرخ سے کہا کہ اے فرخ دیکھو یہ طاؤس کس عجب انداز
سے گردش کرتا ہے اور کیسا خوب کوئی خوش گلو گا رہا ہے فرخ نے جو طاؤس کو دیکھا تو

دور آواز آئی سنی فی الفور تاکمر پتھر کا ہوگیا اسوقت فرخ چلایا اور عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ ذی وقار
جلد دیکھیے میں تو تاکمر پتھر کا ہوگیا شاہزادہ نے جلد لوح پر نظر کی لوح سے ظاہر ہوا کہ اے شاہزادے
جلد تیر اس اسم کو پڑھکر اس طاؤس کے پوٹے پر تیر لگاؤ اگر تیر تمھارا اس جگہ پر پڑا جس جگہ اس طاؤس کے
پوٹے پر سرخ نشان ہے تو یہ طاؤس البتہ ہلاک ہوجائے گا ورنہ باعث خرابی اور گرفتاری کا ہوگا عمرو بن حمزہ
نے یہ حال لوح سے دریافت کرکے فوراً وہی اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اور وہی نشان سرخ طاؤس
کو تاک کر تیر لگایا بقدرت خالق انس وجان تیر اسی نشان پڑا اور پشت طاؤس کو توڑ کر نکل گیا طاؤس تخت پر
سے گرکے تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپ تڑپ کے مرگیا جسوقت وہ طاؤس ہلاک ہوگیا آندھی سیاہ آئی
جہان تیرہ و تار ہوگیا پتھر جانب آسمان سے گرنے لگے برق چمکنے لگی ہوائے تندوتیز چلنے لگی زمین تھرانے لگی ہر
نالہ و فریاد کرنے لگے تھوڑی دیر تک یہی ہنگامہ رہا پھر ایک آواز آئی افسوس میں قتل کیا مجھکو کہ نام میرا طاؤس جادو
تھا جسوقت وہ اندھیرا دفع ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے دیکھا کہ نہ تو وہ تخت ہے نہ وہ دونوں مینار ہیں فقط
نیچے کا درجہ گنبد کا باقی ہے آواز گانے کی سنائی نہیں دیتی ہے اور فرخ بصورت اصلی ہے شاہزادے نے
طاؤس کو ہلاک کرکے شکر خدا کیا ناگاہ گنبد کے اندر سے صدائے نالہ و فریاد آئی شاہزادے نے ارادہ اس
گنبد میں جانے کا کیا اسی وقت ایک طائر نے صدا دی کہ اے طلسم کشا خبردار اس گنبد میں نہ جانا شاہزادے
نے اس طائر کو تیر سے ہلاک کیا بعد ہلاک کرنے اس طائر کے شاہزادہ در گنبد کے قریب گیا اور گنبد کو بقوت
تمام وا کیا جسوقت دروازہ گنبد کا کھلا ایک جوان خوبصورت گنبد سے نکلا فرخ نے دیکھا کہ چہرہ
اس جوان کا زرد ہے ناخن بڑھے ہوئے ہیں موئے سر پریشان ہیں جب وہ جوان قریب شاہزادے کے
آیا اس سے پوچھا سچ کہہ تو کون ہے اس نے بعد تسلیم کے عرض کیا کہ اے شاہزادہ ذی جاہ میرا نام شہرت جادو
ہے زور بانو جادو نے مجھکو اپنا فرزند کیا تھا ایک روز نارنج جادو نے یہ خیال کیا کہ زور بانو جادو چند روز
میں مرجائے گی تمام دولت زور بانو جادو کی شہرت جادو کے قبضے میں آجائے گی مجھکو ایک کوڑی بھی نہ
ملے گی بس یہ خیال کرکے نارنج جادو نے مجھے گرفتار کرکے طاؤس جادو کے حوالے کردیا تھا اس نے
مجھکو اس گنبد میں قید کیا تھا شب و روز میں اس گنبد میں رویا کرتا تھا آج آپ نے یہاں آکر مجھکو قید
سے رہا کیا ہے اب آپ فرمائیے کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے اور یہاں کیوں تشریف لائے ہیں شاہزادے
نے اپنا نام بتایا اور باعث اپنے آنے کا بھی ظاہر کیا اور طاؤس جادو وغیرہ ساحروں کے ہلاک کرنے
کا بھی احوال تمام و کمال بیان کیا پھر شاہزادے نے شہرت جادو سے فرمایا کہ مطیع دین اسلام
ہو شہرت جادو بموجب حکم بہ خوشی خاطر مطیع دین اسلام ہوا جب شہرت جادو مطیع
دین اسلام ہوچکا عمرو بن حمزہ شہرت جادو اور فرخ کو ہمراہ اپنے لیکر آگے روانہ ہوئے ابھی عمرو
بن حمزہ نے تھوڑی ہی راہ طے کی تھی کہ ایک دریا ایک جانب نظر آیا کہ بمقتضائے بیت سہمگین آگے
کہ مرغ اسکے در وی ایمن نبودے + کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربودے + شاہزادہ ذوالوقار
اس بحر مواج کو دیکھ رہا تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک مہیب صورت ہیبت ناک خرس
ظاہر ہوا اس نے فرخ پر حملہ کیا فرخ نے اس سے خوفناک ہوکر شاہزادے کو آواز دی
اور عرض کیا کہ اے شاہزادہ نامدار اس خرس نابکار سے مجھے بچائیے جلد اس طرف تشریف

لائے شاہزادہ ذیجاہ سمت فرخ شیرانہ چلا تھا کہ دوسری جانب اور ایک خرس پیدا ہوا اُسنے شہرت جادو کے
ہلاک کرنے کا قصد کیا شہرت جادو نے اُس خرس بدصورت سے ڈر کے شور کیا اور عمرو بن حمزہ سے مضطر و پریشان
ہوکر التماس کرنے لگا کہ ای شاہزادہ شیر صولت خرس بدصورت سے جلد مجھے بچائیے دیر نہ لگائیے شاہزادہ
ذیوقار تیغ آبدار کھینچکر برائے قتل خرس جانب شہرت جادو چلا اور خرس اول فرخ کو اٹھا کر لے چلا
فرخ نے بیتابانہ عرض کیا ای شاہزادہ شیر شکار دیکھیے یہ خرس ستم شعار مجکو لیے جاتا ہی یقین ہی کہ اب مجکو کھاجائیگا
ناخن و دندان سے میرے جسم کو اذیت پہونچائیگا افسوس میری قضا آگئی ہی بلاے بد مجکو پا گئی حیف ساتھ آپ کا
چھٹتا ہے یہ غلام اب آپ کو کہاں پائیگا جو میں نے خطا کی ہو براے خدا معاف کیجیے گا اور میرے والد کو میری طرف سے
سلام آخری کہدیجیے گا اور کہیے گا کہ آپ کا پارۂ جگر غذاے خرس بدگہر ہوگیا شاہزادے نے جو نظر پر فرخ کی سستی اور
دیکھا کہ فرخ کو خرس لیے جاتا ہی شاہزادہ فرخ کے بچانے کے واسطے اس طرف روانہ ہوا اور نعرہ کیا کہ او خرس
بدکردار کہاں میرے برادر غمگسار کو لیے جاتا ہی جب شاہزادہ قریب خرس پہونچا خرس نظر شاہزادہ سے غائب
ہوگیا شہزادۂ ذیجاہ نے فرقت فرخ میں ایک آہ کی اور بہت اشکبار ہوئے ادہر خرس دیگر قریب شہرت جادو
آیا ہر چند شہرت جادو نے اپنے تئین بچایا لیکن کسی طرح بھاگ کر شاہزادے تک پہونچ نہ سکا آخر خرس
نے شہرت جادو کو پکڑ کے اپنی پشت پر لادا اور سمت دریا چلا شہرت نے پکار کے عرض کیا ای
شہریار اس خرس جفاکار سے مجھے بچائیے جلد یہاں تشریف لائیے عمرو بن حمزہ قریب شہرت جادو
پہونچے تھے کہ خرس شہرت جادو کو ایک جانب لے گیا اور دریا میں جاکر غائب ہوگیا عمرو بن حمزہ
شہرت جادو کی مفارقت میں محزون ہوئے اور خیال کرنے لگے افسوس قبل اسکے میں نے لوح نہ دیکھی
ورنہ حکم لوح سے مثل طاؤس جادو کے ان دونوں خرسوں کو بھی ہلاک کرتا خیال کرکے عمرو بن حمزہ باصد
رنج و محن آگے بڑھے اور بعد قطع راہ ایک صحراے وحشت انگیز میں پہونچے اور زیر درخت سایہ دار ٹھہر
گئے چار جانب اس صحراے ہولناک کو دیکھنے لگے ناگاہ ایک طائر خوش رنگ اسی درخت پر
آکے بیٹھا اور بزبان فصیح اس طرح گویا ہوا کہ ای شاہزادۂ نیک خو آگاہ ہو جیے کہ اس صحرا کا مالک
شطرنج جادو ہی یہ نابکار مثل ساحر و عیار ہی جہانتک ممکن ہو اسکی شر سے بچیے گا اور بغیر دیکھے
لوح کے کوئی کام نہ کیجیے گا ورنہ مبتلاے بلا ہو جائیے گا میں آپکا دوست ہوں اسوجہ سے آپ کو سمجھاتا
ہوں افسوس بخوف اس جگہ ٹھہر نہیں سکتا ہوں ورنہ مکر و فریب شطرنج جادو سے آپ کو بچاتا خیر اسوقت
جاتا ہوں لیکن کسی نہ کسی جگہ ضرور آپ کی اعانت کرونگا یہ کہکر طائر خوش رنگ اڑ گیا عمرو بن حمزہ گفتگو
طائر سنکے حیران ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ نہیں معلوم یہ طائر کون تھا جو اس درجہ میرے حال پر مہربانی
کرتا تھا اور تقریر بفصاحت کرتا تھا یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ زیر درخت بیٹھ گئے اور بعد تھوڑی دیر کے بعد
تشنگی سے نہایت پریشان خاطر ہوئے آخر زیر درخت سے اٹھے اور براے جستجوے آب آگے بڑھے تو
ناگاہ دیکھا کہ ایک بڑھیا چند درختوں کے سایہ میں بیٹھی ہی اور چرخے کو گردش دے رہی ہی سوت کات
رہی ہی اور قریب اسکے کئی گھڑے کورے کورے پانی سے بھرے ہوئے رکھے ہیں آب خوردے اوپر جا لے
گھڑوں پر رکھے ہیں اور انھیں درختوں کے نیچے ایک مختصر سا چھپر پڑا ہوا ہی عمرو بن حمزہ
نے اس ضعیفہ کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ بھی کوئی ساحرہ ہی یا شطرنج جادو

میرے گرفتار کرنے کو یہ قطع اور یہ شکل بنا کر بیٹھا ہے یہ خیال کرکے شاہزادے نے لوح پر نظر کی لوح طلسمی سے صاف
یہ ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا اس بڑھیا سے مطلق خائف نہو یہ ساحرہ نہیں ہے مدت سے اسی بیابان میں رہتی ہے عمرو
بن حمزہ مضمون حکم لوح سے آگاہ ہوکر قریب اُسی ضعیفہ کے تشریف لے گئے اور کہنے لگے کہ اے بڑھیا میں اسوقت پیاسا
ہوں اگر تیرے مزاج کے خلاف نہو تو میں تھوڑا پانی پی لوں اُس ضعیفہ نے عمرو بن حمزہ کو دیکھکر کہا کہ جسقدر
دل چاہے آب سرد پیو شاہزادے نے ارادہ پانی پینے کا کیا تھا کہ وہ ضعیفہ بوریے پر سے اُٹھی اور آبخورے
میں آب سرد و شیرین گھڑے سے اُنڈیل کر روبروے شاہزادے کے لائی شاہزادے نے آبخورہ ضعیفہ کے
ہاتھ سے لے کر پانی پیا اور بعد پانی پینے کے ضعیفہ سے پوچھا کہ اس صحرا کا کیا نام ہے یہ کون مقام ہے ضعیفہ نے جواب دیا
اس صحرا کو سب بیشۂ شطرنج کہتے ہیں عمرو بن حمزہ نے پوچھا شطرنج جادو کس جگہ رہتا ہے بڑھیا نے کہا مجھے یہ
معلوم نہیں کہ شطرنج جادو کہاں رہتا ہے عمرو بن حمزہ نے گفتگوے ضعیفہ سنکے خیال کیا کہ طائر
خوشرنگ کہتا تھا کہ یہ صحراے شطرنج جادو ہے یہ خیال کرکے شاہزادہ وہاں سے چلا اور بادیہ پیمائی کرتا ہوا
دور تک چلا گیا اور قریب شام اُسی صحرا میں ایک مقام پر بیٹھ گیا اور ہر طرف دیکھنے لگا ناگاہ دیکھا کہ ایک باغ
ہے اور ایک بنگلہ بیچوں بیچ اُس باغ میں پڑا ہے اور اُس بنگلے میں راحت افزا بحال پریشان کھڑی ہے عمرو بن
حمزہ نے راحت افزا کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ یہاں کیونکر آئی اور کون شخص اسکو یہاں لایا ابھی عمرو بن حمزہ
یہ خیال کر رہے تھے کہ راحت افزا نے باواز بلند پکار کے کہا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ دیکھیے میں اس حال تباہ
سے اس جگہ قید ہوں اور ملکہ مہ جبین نارنج پوش بھی اسی باغ میں قید ہیں شطرنج جادو نے بحکم نارنج جادو
مجھے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو یہاں قید کیا ہے اسوقت شطرنج جادو کہیں گیا ہے آپ اُس طرف سے
باغ میں تشریف لائیے کیونکہ دروازہ اس باغ کا اُس جانب ہے میں تو دعائیں مانگتی تھی کہ آپ یہاں تشریف لائیں
تاکہ ہم اور ملکہ مہ جبین قید سے رہائی پائیں شکر ہے کہ آپ یہاں آگئے اب ملکہ قید سے رہا ہو جائینگی امیدیں جو دل
میں تھیں بر آئینگی اگر آپ دو چار روز کے بعد یہاں تشریف لاتے ہرگز ملکہ مہ جبین کو زندہ نہ پاتے ذرا آکے دیکھیے
کہ ملکہ مہ جبین کا کیا حال ہو گیا ہے شکل اچھی طرح پہچانی نہیں جاتی ہے رنگ چہرے کا زرد ہے آپ کی مفارقت
میں اسقدر روتی ہیں کہ آنکھوں پر ورم ہے اور کثرت اشکباری سے آنکھیں سرخ ہوگئی ہیں فرط ضعف و نقاہت
سے اُٹھا بیٹھا بھی نہیں جاتا ہے ہر وقت آپ کی یاد میں پڑی رہتی ہیں اور رویا کرتی ہیں ہر چند کہ اس زندان میں آب و
طعام ملتا ہے لیکن ملکہ مہ جبین ہماری آپ کے صدمۂ مفارقت میں کچھ طعام تناول نہیں کرتی ہیں جب میں
عرض کرتی ہوں کہ اے ملکہ دو چار نوالے غذا کے کھا لیجیے اور تھوڑا پانی پی لیجیے تاکہ کچھ قوت ہو اور زندگی بھی رہے
ملکہ مہ جبین مجھکو یہ جواب دیتی ہیں بیت دانہ ہاے اشک اور خون جگر فرقت میں اب ٭ بس یہی آب
غذاے عاشق جانباز ہے ٭ اے شاہزادہ ذی وقار یہ شعر پڑھکر بے اختیار روتی ہیں ہر چند میں سمجھاتی ہوں
کہ آپ اسقدر نہ رویے شاہزادہ ذیجاہ یہاں جلد آئینگے آپ کو اس قید سے چھڑائینگے کیونکہ وہ طلسم کشا
ہیں صاحب غیرت و حیا ہیں لیکن بنابر بیتابی کسی طرح رونا موقوف نہیں کرتی ہیں اکثر دیوانوں کے
مانند گفتگو کرتی ہیں گریبان کو چاک کرتی ہیں خود بخود کبھی ہنستی ہیں اور کبھی روتی ہیں کبھی آپ کی
تصویر خیالی سے مخاطب ہوکر بعد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری ہر ایک مطلع اور ایک شعر مناسب
حسب حال پڑھتی ہیں بیت

میں وہ سوختہ دل ہوں کہ مرگئے بر بھی خاک سے دانہ تخم نہ ہوا	جو ہوا بھی تو ہو کے جل ہی گیا کبھی قابل برگ و ثمر نہ ہوا
ہوں کس سے ملال کہ اپنے سبب سے ہی غم ہے سدا ہی رنج و تعب	گئے پار فلک کے یہ نالہ شب ترے دل میں ذرا بھی اثر نہ ہوا

شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے جو کل تقریر راحت افزا تقلی کی سنی از حد بیتاب و بیقرار ہوکے اُٹھے اور راحت افزا سے
کہنے لگے کہ میں ابھی آتا ہوں اور تجھیں اور ملکہ کو قید سے چھڑاتا ہوں راحت افزا نے عرض کیا ای شاہزادہ ذیوقار
دروازہ باغ پر جلد آیئے لیکن یہ خیال رکھیے گا کہ دروازہ باغ پر ایک شخص درخت سے بندھا ہوا ہے وہ آپ کو اپنے پاس
بلائے گا اور آپ سے باتیں مکر و فریب کی کریگا آپ اُسکی تقریر نہ سنیے گا اور باغ میں چلے آیئے گا عمرو بن حمزہ نے عشق ملکہ
مہ جبین نارنجی پوش میں لوح کو نہ دیکھا اور راحت افزا کی گفتگو سُنکے خیال کیا کہ یہ سچ کہتی ہے ملکہ اسی باغ
میں قید ہے یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ در باغ پر آئے دیکھا کہ ایک شخص درخت میں زنجیروں سے بندھا ہے جب اس
شخص نے عمرو بن حمزہ کو دیکھا کہنے لگا کہ ای شاہزادہ ذی وقار ذرا میرے پاس تشریف لایئے مجھکو اس قید سے
چھڑایئے شاہزادے نے پوچھا تو کون ہے اُسنے عرض کیا میں اس باغ کا داروغہ تھا یہ باغ میرے ہی حوالے تھا
شطرنج جادو نے ملکہ مہ جبین کو گرفتار کرکے میرے ہی حوالہ کیا تھا چونکہ میں ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو
دختر ملکہ نارنج جادو کی جانتا تھا اس وجہ سے ہر طرح کی خدمت کرتا تھا اور شراب و کباب اور طعام لذیذ دیتا تھا یہ خبر
شطرنج جادو کو جو ہوئی اُسنے برہم ہوکر اب مجھکو قید کیا ہے اور باغ سے نکالدیا ہے میں آپ کا اور ملکہ کا دوست ہوں
مجھے دشمن تصور نہ کیجیے گا عمرو بن حمزہ نے تقریر اس شخص کی سُنکے خیال کیا کہ لوح کو دیکھنا چاہیے اگر لوح حکم دے تو
میں اُسکے پاس جاؤں اور اُسکے قید سے چھڑاؤں یہ خیال کرکے شاہزادے نے لوح کو اس نیت سے دیکھا کہ میں
اس شخص کے پاس جاؤں اور قید سے اسے رہا کروں یا نہیں سوائے اس نیت کے اور کچھ نیت نہ کی چونکہ جس
امر کے دریافت کرنے کے واسطے طلسم کشا لوح کو دیکھتا ہے اُسی باب میں لوح طلسمی سے حال ظاہر ہوجاتا ہے اور دیگر
حالات ظاہر نہیں ہوتے ہیں غرضکہ شاہزادے نے لوح کو دیکھا لوح سے ثابت ہوا کہ یہ شخص سنگدل جادو ہے خبردار
ای طلسم کشا اسکے فریب میں نہ آنا تمھیں لازم ہے کہ اس اسم بزرگ کو جلد تر تلوار پر دم کرکے اُسکے سر پر لگاؤ پس یہی
تک لوح نے دیا اور یہ لوح سے ظاہر ہوا کہ باغ میں نہ جانا کیونکہ شاہزادے نے فقط شخص مقید کے باب میں لوح کو
دیکھا تھا الغرض ادھر تو شاہزادہ لوح کو دیکھ رہا تھا ادھر سنگدل جادو گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ اگر شاہزادے
نے لوح کو دیکھا تو میرا حال شاہزادے پر ظاہر ہوجائیگا اور شاہزادہ مجھکو قتل کرے گا یہ خیال کرکے سنگدل جادو
عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادے نامدار آپ لوح کو نہ دیکھیے مجھکو دغاباز تصور نہ کیجیے جو کچھ میں نے عرض کیا ہے سچ
عرض کیا ہے جلد آیئے مجھکو رہا کیجیے یہ وقت لوح کے دیکھنے کا نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ شطرنج جادو
آجائے تو میں رہا نہ ہوسکوں گا عمرو بن حمزہ لوح کو لپیٹ چلے تھے سنگدل جادو کہتا ہی رہا شاہزادے
نے جلد تلوار کھینچی اور سر سنگدل جادو پر لگائی سنگدل جادو کے دو ٹکڑے ہوگئے اور زمین پر گرکے
تڑپنے لگے بعد ایک لمحہ کے تڑپ کر مرگیا اُسوقت اُسکے مرنے سے تاریکی ہوئی ہوا سے تند چلنے لگی ہر اُسکے
فریاد کرنے لگے آخر ایک آواز آئی افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجھکو کہ نام میرا سنگدل جادو تھا جب تاریکی
رفع ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ پہلے دروازہ باغ کا بند تھا اب کھلا ہے شاہزادہ داخل باغ ہوا
دیکھا عجیب باغ ہے ہر ایک غنچہ و گل و ثمر عجیب و غریب ہے شاہزادہ متحیر ہوکر اس باغ کے ہر درخت کی طرف
دیکھتا تھا کیونکہ وہ باغ ایسا تھا کہ نظم

طلسمی تھے وہان کے کار خانے
ہر اک پتے تھے طائر سحر کا ڈھنگ
شجر کی جا گھر سب ہین نمودار
سنے انسان اگر اسکو تو ہو غش

بہار ہو دیکھو تھے جادو کے ٹھکانے
کوئی پھل شکل ہین مثل پری تھا
چمک پتون ہین جیسے عارض یار
صدا غنچون سے تھی نغمون کی آتی

درختون ہین بھرا افسون و نیرنگ
کوئی گل نقشہ جادوگری تھا
گلون سے آتی تھی آواز دلکش
سر ہر شاخ بلبل چہچہانی

شاہزادہ ذی وقار اس باغ کی طرفہ بہار دیکھکر نہایت حیران ہوا آخر سیر باغ کی کرتا ہوا باغ کے چبوترے پر گیا ابھی شہزادہ ذی وقار نے چبوترے پر قدم رکھا ہی تھا کہ راحت افزا مع چند کنیزون کے نظر آئی شاہزادے نے دیکھا کہ سب کنیزین اور راحت افزا پابزنجیر ہین لیکن میری طرف سب چلی آتی ہین جب راحت افزا مع کنیزون کے قریب شاہزادے کے آئی عرض کرنے لگی کہ ای شاہزادہ ذیجاہ آپ تشریف لے چلیے ذرا ملکہ مہ جبین کا تو حال دیکھیے کہ آپ کے فراق ہین اور یاس ہین گھبرا جاتے ہین انکی کیا کیفیت ہوگئی ہی مجھکو یقین نہین ہے کہ اب ملکہ مہ جبین جان بر ہون شاید آپ کے یہان آنے سے ملکہ مہ جبین خوش ہوکر باند قبل صحیح و توانا ہوجایئن ای شہریار ہین تو پروردگار سے یہی دعا کرتی تھی کہ آپ یہان آئیے اور آپ کے دیکھنے اور بلا لینے کے واسطے ہین اس بنگلہ ہین ٹھہری رہتی تھی اور آپ کے آنے کا انتظار کرتی تھی شاکر ہے کہ آپ یہان آئے میری امید بر آئی یہ کہکے عمرو بن حمزہ کو ہمراہ اپنے لے کر باغ کی بارہ دری کی طرف چلی جب شاہزادہ بارہ دری ہین پہونچا دیکھا کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پلنگ پر لیٹی ہوئی ہے رخ زرد ہے آنسو آنکھون سے جاری ہین آنکھین فرط اشکباری سے سرخ ہین چہرہ اداس ہے موسے سر الجھے ہوئے ہین زلفین پریشان ہین کبھی آہ سرد کرتی ہے گاہ خیال شاہزادہ عمرو بن حمزہ ہین یہ اشعار پڑھتی ہین

اشعار

عجب جواب ملک ہو چشم نمناک
اسے اب فرصت آنیکی نہین ہے
عجب ہین کشمکش کے درمیان ہون
بس مرون بھی اس داغ ابد سے
ہزارون خون شدہ ہین دل لعین ان
نہ صورت کوئی دم دیکھی صنم کی
جراغ داغ دامن صحرائے غم ہون
برنگ برگ گل جور خزان سے

نہ آیا شاہزادہ ہین ہون غمناک
کسی جا شرط جانیکی نہین ہے
گرفتار عذاب دو جہان ہون
ہین چونک اٹھونگی آغوش لحد سے
یہ سینہ ہے ملا گنج شہیدان
سحر ہونے نہ پائی شام غم کی
کوئی دم مین ہوا خواہ عدم ہون
سفر کرتی ہون ہین باغ جہان سے

نہین کیا اور شمع حسن پائی
نہ معشوق سے پہلو ہے آباد
یہان ہو وجہ ماتم لطف ہستی
یقین ہے شورش دل سے مری جان
رہیگا تا ابد ماتم ہین پر شور
کسی کی ای فلک تقصیر کیا ہے
وہ قطرہ ہون کہ مثل اشک حسرت

بنا پروانہ تازہ لیو لگا لی
مری بھولے سے بھی لی نہین یاد
وہان ہو صحبت بادہ پرستی
لحد سے حشر کو اٹھیگا شعلہ
لب فی سے زیادہ تر لب گور
نصیبون سے مجھے اپنے گلا ہے
سر مژگان سے ہون مشتاق رخصت

جسوقت شاہزادہ ذی جاہ نے شکل ملکہ مہ جبین کی دیکھی اور اشعار سنے قریب تھا کہ فرط غم اور الم کثرت سے روح جسم سے نکل جاے آخر شاہزادہ بیتاب و بیقرار ہوکر ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے پلنگ پر بیٹھ گیا اور حال ملکہ مہ جبین دیکھکر بے اختیار رونے لگا اور کہنے لگا کہ ای ملکہ ہین تمھارے ہی واسطے یہان تک آیا ہون مجکو تمھارے بغیر ایک لحظہ راحت نہ تھی تجھسے قسم لے لو کہ جو اب تک کسی معشوق سے سروکار ہو ہین تو تمھاری تیغ ابرو کا گھائل ہون اور تمھین پر مائل ہون اگر اور کسی محبوب کو اس زمانہ ہین دیکھا ہو تو یہ آنکھین میری کور ہوجایئن اور کسی معشوق کو بنی الحال ہاتھ بھی لگایا ہو تو یہ ہاتھ بھی میرے خشک ہوجایئن ملکہ مہ جبین نے یہ سنا اور اٹھ کے جواب دیا کہ مجکو تمھاری باتون کا اعتبار نہین ہے اور صداقت کا تمھاری گفتگو پہ گمان بھی نہین

ہر تم بیکار یہان آئے اب بھی تم یہان نہ آئے ہوتے تب بھی مرجاتی اسوقت اگر تم کو فرصت ہوتی تو چلے آتے
اور خاک مین مجکو ملا دیتے افسوس ہم تو تمھارے باعث سے قید ہوئے اور تمھین کچھ پروا نہ ہوئی یہ کہکے ملکہ مہ جبین
نے منھ پھیر لیا اور کہا اے راحت افزا ان سے کہو کہ اب یہ یہان سے چلے جائین مجھ سے نہ بولین راحت افزا
نے عرض کیا اے ملکہ بیکار غصہ نہ کیجیے شاہزادے کی کوئی خطا نہین ہے مناسب ہے کہ شاہزادے سے
شگفتہ خاطر ہوکر باتین کیجیے اور شکر کیجیے کہ شاہزادہ یہان آیا اب آپ قید سے رہا ہو جائینگی
شاہزادہ شطرنج کو قتل کر ڈالے گا غرض اس طرح راحت افزا نے ملکہ مہ جبین کو سمجھایا کہ
ملکہ نے منھ شاہزادے کی طرف پھیرا اور تا دیر باہم ناز و نیاز کی گفتگو ہوئی اور حال اپنا اپنا دونون نے
بیان کیا اور ملکہ مہ جبین نے شہزادے سے یہ بھی کہا کہ ہر چند نارنج نے مجھ سے ناراض ہوکے
یہان مجکو قید کیا ہے لیکن طوق و زنجیر مین مجھے گرفتار نہین کیا ہے صرف اس باغ سے نکل کے جا نہین سکتی ہون
الحاصل انھین باتون مین وہ وقت آیا کہ نشیب ہوا یہان نظر سے مہر انور ہوئے پیدا افلاک پر ماہ و اختر
عمرو بن حمزہ کو نانی نے ملکہ مہ جبین سے کہا کہ بوجہ بادیہ پیمائی کے نہایت تھکا ہوا ہون چاہتا ہون
کہ تھوڑی دیر لیٹ رہون ملکہ مہ جبین نے کہا اسی پلنگ پر لیٹ رہو شاہزادہ پلنگ پر لیٹا مہ جبین پاؤن
دبانے لگی عمرو بن حمزہ نے کہا اے مہر سپہر خوبی و اے ماہ فلک محبوبی برائے خدا تم میرے پاؤن نہ دباؤ تم کو میری جان
کی قسم تم بھی میرے پاس لیٹ رہو صدہا کنیزین موجود ہین انمین سے کوئی کنیز میرے پاؤن دبائیگی مجکو نیند آجائیگی
یہ کہکے شاہزادہ نے ملکہ کو اپنے برابر لٹا لیا اور اختلاط کرنا شروع کیا ملکہ نے کہا دیکھیے کنیزین سامنے موجود ہین
اسوقت اختلاط کرنا لازم نہین ہے شاہزادے نے بموجب کہنے ملکہ کے دست گستاخ کو روکا اب ملکہ نے کہا کہ
اے شہزادے تم ان دونون لوحون کو گلے سے اتار کے کہین رکھ دو یا میری طرف سے ہٹا لو تاکہ وقت خواب لوحون سے
میرے تن نازک کو صدمہ نہ پہونچے شاہزادہ نے لوحون کو گلے سے تو نہ اتارا لیکن ملکہ مہ جبین کیطرف سے ہٹا کر پس
پشت اپنے لوحین رکھین اور ملکہ مہ جبین سے کہا کہ اے ملکہ اگر مجکو نیند آجائے اور شطرنج جادو یہان آئے تو
مجکو بیدار کرنا مین اس نابکار کو قتل کرونگا کہ اسنے تم کو حاکم نارنج جادو سے قید کیا ہے ملکہ مہ جبین نے کہا راحت افزا
اور کنیزین بیدار رہینگی جسوقت شطرنج جادو یہان آئے گا فورًا اسکے آنے سے آگاہ کردینگی شاہزادہ یہ سنکے مطمئن ہوا
چونکہ شاہزادہ صحرا نوردی سے خستہ و ماندہ تھا اور پہلو مین ملکہ مہ جبین لیٹی ہوئی تھی اسوجہ سے اول شام سے
نیند آگئی ناگہ مہ جبین نے جب دیکھا کہ شاہزادہ غافل سو رہا ہے اسوقت دونون لوحین گلے سے اتار لین اور
عمرو بن حمزہ کو مقید کرکے بہ قہر و غضب بیدار کیا جب شاہزادہ بیدار ہوا ملکہ مہ جبین نقلی نے نعرہ کیا کہ او
طلسم کشا دیکھ لیون عیاری سے لوحین لے لیتے ہین مَیں شطرنج جادو ہون شاہزادے نے جو نعرہ شطرنج جادو کا سنا
قصد کیا کہ پلنگ پر سے اٹھکر تیغ تیز کھینچکر شطرنج جادو کو قتل کرے اور دونون لوحین اس سے لے لیوے
شطرنج جادو نے چند دانے آتش کے سحر پڑھکر مارے دست و پا شاہزادے کے بے حس و حرکت ہوگئے
اسوقت شاہزادے نے خیال کیا کہ شطرنج جادو نے چال کی اور عیاری سے دونون لوحین مجھ سے لے لین
افسوس پہلے مین نے لوح کو نہ دیکھا ورنہ مین اسکے دام مکر مین گرفتار نہ ہوتا اور یہ نابکار مجھ سے لوحین
نہ لے سکتا دیکھیے اب رہائی میری کیونکر ہو سکتی ہے لوحین کیونکر ملتی ہین ظاہرا تو لوحون کا ملنا مشکل ہے
اور میرا زندہ رہنا بھی ممکن نہین یقین ہے کہ نارنج جادو مجکو قتل کریگی شاہزادہ تو یہ خیال کر رہا تھا کہ

شطرنج جادو نے ساحروں کو بلایا شاہزادہ مہ جبین کی کنیزیں اور راحت افزا کو جانتا تھا وہ سب ساحر تھے غرض جب
ساحران روبروے شطرنج حاضر ہوئے عرض کرنے لگے کہ جو حکم کیجیے ہم ابھی بجالائیں شطرنج نے کہا میں تو ملکہ نارنج جادو
کے پاس لوحیں لیے جاتا ہوں تم فرخ اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو جو قبل شاہزادے کے قید کیے گئے
تھے سب کو گرفتار کیے ملکہ نارنج جادو کے پاس لے آنا خبردار دیر نہ لگانا یہ کہکے شطرنج جادو نے دونوں لوحوں کو رومال
میں لپیٹا اور عقاب سحر پر سوار ہوئے اور قطع راہ کرکے جلد تر خدمت ملکہ نارنج جادو میں پہونچا اور تسلیم کرکے عرض کرنے
لگا کہ اے ملکہ عالم میں نے طلسم کشا کو گرفتار کیا اور لوحیں اُس سے لے لیں یہ کہکے دونوں لوحیں روبرو ملکہ نارنج کے رکھ دیں
نارنج جادو شاہزادے کے گرفتار ہونے سے اور لوحوں کے لے لینے سے نہایت شاد و مسرور ہوئی اور اُسی وقت شطرنج جادو
کو خلعت و انعام دیا نارنج جادو نے تو شطرنج جادو کو خوش ہوکر خلعت دیا ہی اور شطرنج جادو خلعت و انعام لیکر
روبروے ملکہ نارنج جادو دربار میں بیٹھا ہوا ہی لیکن اب حال ساحران نابکار لکھا جاتا ہی کہ بعد جانے شطرنج جادو
کے وہ ساحران نابکار فرخ اور خواجہ عمرو اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے اور سب کو اپنے ہمراہ لیکے اُس
باغ سے چلے اور بہ تعجیل تمام راہ طی کرکے خدمت ملکہ نارنج جادو میں آئے اور بعد بجا لانے آداب و تسلیمات کے چاروں
قیدیوں کو ملکہ نارنج جادو کے حوالے کیا ملکہ نارنج جادو نے شطرنج سے کہا کہ آج کی رات تو ان قیدیوں کو تم اپنے
سحر میں گرفتار رکھو اور نہایت خبرداری اور ہوشیاری سے شب بسر کرو صبح کو میں تمام ساحران طلسم کو بلواؤنگی اور
سب کے سامنے ان سبھوں کو قتل کرونگی اور کچھ خیال قاعدے کا نہ کرونگی ہر چند خواجہ عمرو نے ملکہ نارنج جادو سے
سر دربار عرض کیا کہ اے ملکہ آپ مجھے چھوڑ دیجیے میں آپکی ملازمت اختیار کرونگا لیکن نارنج جادو نے خواجہ
کو رہا نہ کیا اور شطرنج جادو بموجب حکم نارنج جادو خواجہ عمرو اور فرخ اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ کو دربار
سے ایک میدان وسیع میں لے گیا اور ایسا سحر کیا کہ گرد عمرو بن حمزہ وغیرہ کے دیواریں آتش کی ہو گئیں بعد
اسکے شطرنج جادو چار سو ساحران غدار چہار جانب اُن دیوارہاے آتش کے واسطے نگہبانی کے مقرر کیے
اور سب ساحروں سے کہا کہ بخوبی ہوشیار رہنا خبردار غافل نہ ہونا ایسا نہ ہو کہ ان قیدیوں کو کوئی آکر لیجاے ساحروں
نے عرض کیا آپ مطمئن رہیں ہم ہوشیار رہینگے شطرنج جادو گفتگوے ساحران سنکے دربار ملکہ نارنج جادو
میں آیا اور اپنی جگہ ہو بیٹھا اُس وقت ملکہ نارنج جادو نے کمید شعلہ افزا اور شطرنج جادو سے مخاطب ہوکر
کہا ابھی سوہن لاؤ تاکہ میں اپنے ہاتھ سے ان دونوں لوحوں کو ریت کر خاک میں ملادوں جب یہ لوحیں نہ
ہونگی تو کون میرے طلسم کو فتح کریگا کمید شعلہ افزا اور شطرنج جادو نے عرض کیا ہم سوہن حاضر کرتے ہیں لیکن
اختیار ہی جو منشا ہو ان لوحوں کے باب میں کیجیے لیکن یہ خیال کرلیجیے کہ ان میں ایک لوح محفوظ ہی اور دوسری
لوح طلسمی ہی نارنج جادو نے تقریر کمید شعلہ افزا اور شطرنج جادو کی سنکے فکر کی اور بعد فکر بسیار اپنے کوکا سے
کہا کہ میلاد جادو تو ان لوحوں کو بحر زخار میں پھینک آئے گا میلاد نے عرض کیا کہ میں آپ کا تابعدار ہوں جو
آپ حکم کرینگی میں بلا عذر بجا لاؤنگا نارنج جادو نے کہا کہ اے میلاد جادو اب مجھے یہی منظور ہی کہ یہ لوحیں کسی کے ہاتھ
نہ ملیں اسی وجہ سے میں انکو دریا میں پھکوائے دیتی ہوں جب یہ لوحیں طلسم کشا کو دستیاب نہ ہونگی تو یہ طلسم
کبھی نہ ٹوٹے گا اور ہرگز فتح نہ ہوگا اور میں بھی بےغم ہونگی بس تو جا کر ان لوحوں کو بحر میں ڈالدے پھر میں عمرو
بن حمزہ اور خواجہ عمرو وغیرہ کو ہنگام سحر قتل کرونگی ابھی میں زلزلہ جادو اور سرداران عمرو بن حمزہ کو قتل کرونگی
اور لشکر طلسم کشا سے کسی کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکے نارنج جادو نے دونوں لوحیں رومال میں خوب لپیٹ

میلاد کو دین میلاد جادو نوجین لیکر بصورت عقاب پرواز کرنے چلا گلگلونہ جادو بھی باز بنکر عقب میلاد جادو روانہ ہوئی کہ یہ ساحرہ حسینہ و نوجوان ہے اور دلارمان ملکہ نام نارنج جادو سے ہے اور عاشق ہے شہرت جادو پر اور اسی ساحرہ نے طائر خوش رنگ بنکر پیشتر شطرنج میں عمرو بن حمزہ سے گفتگو کی تھی اور اب میلاد جادو کے عقب میں اسوجہ سے روانہ ہوئی ہے جانتی ہے کہ اگر عمرو بن حمزہ رہا نہ ہوسکے تو شہرت بھی رہا نہ ہوگا اور مدعائے دل حاصل نہ ہوگا غرضکہ جیسے گلگلونہ جادو بسرعت تمام باز بنکر قریب میلاد پہونچی میلاد جادو بصورت عقاب تھا اور گلگلونہ جادو بہ شکل باز تھی اس سبب سے سر عقاب مذکور پر پہونچکر تھرائی اور عقاب پکڑی اور پرون سے تھپیڑ مار کر چنگل و منقار سے عقاب کو زخمی کرنے لگی عقاب بھی باز سے لڑنے لگا باہم چنگل و منقار سے لڑائی ہونے لگی آخر دونون زخمی ہوئے اور دو پہر دونون کو لڑائی میں بچ گئے عقاب اسوجہ سے غالب ہونے لگا کہ اول تو میلاد جادو مرد تھا دوسرے اُسکے پاس لوحین تھیں اور گلگلونہ جادو اس سبب سے مغلوب ہونے لگی کہ یہ ایک نازنین نحیف الجثہ غرض باز بر ہنگام جنگ عقاب نے چاہا کہ باز تیز پرواز کو مار ڈالون اور باز نے یہ خیال کیا کہ اگر لوحین دستیاب نہ ہوئین اور شہرت جادو قید سے رہا نہ ہوا اور میرا مدعائے دل حاصل نہ ہوا تو زندگی بے لطف بسر ہوگی اس سے بہتر یہی ہے کہ اس عقاب لعین میلاد جادو سے لڑکر مر جاؤن یہ خیال کرکے باز نے بصد غضب عقاب پر حملہ کیا بقدرت پروردگار منقار باز مین عقاب کا پوٹا آگیا اُسوقت باز نے وہ جانبازی کی اور اسطرح منقار سے اسکے پوٹے کو زخمی کیا کہ پوٹا عقاب کا پھٹ گیا آنتین نکل پڑین بلندی سے زمین پر گرا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا اُسکے مرنے سے تاریکی ہوئی گلگلونہ جادو فوراً لوحین لیکر بصورت باز وہان سے بصد خوشی اُڑی اور راہ طے کرکے قریب اس حاطہ آتش کے آئی جس میں عمرو بن حمزہ اور شہرت جادو وغیرہ مقید تھے اور پھر کنارے تو لکر اُس احاطہ آتش کے اندر گئی اور بعد تسلیم بجالانے کے دونون لوحین شاہزادے کے گلے میں ڈالدین اور عرض کیا کہ اے شاہزادہ نوجوان اب کسی کے فریب میں نہ آئیے گا لوحون سے نہایت ہوشیار رہیے گا میں ہی ہون کہ طائر خوش رنگ بنکر اسے شطرنج میں گئی تھی اور درخت پر بیٹھ کے آپ کو مکر و فریب شطرنج جادو سے آگاہ کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ شطرنج جادو نہایت مکار و عیار ہے یہ اُسی کا صحرا ہے اُس سے ہوشیار رہیے گا اُسکے دام فریب میں نہ پھنسیے گا یہ عرض کرکے گلگلونہ جادو نے بہ نگاہ الفت شہرت جادو کیطرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی بصد نجات وہان سے چلی اور روبروئے نارنج جادو آکر بیٹھی نارنج جادو کو مطلق یہ معلوم نہ ہوا کہ گلگلونہ جادو نے میلاد جادو کو ہلاک کیا اور لوحین عمرو بن حمزہ کو دیدین غرض ادھر تو گلگلونہ جادو دربار نارنج مین آئی اُدھر عمرو بن حمزہ نے عکس لوح طلسمی کا اُس آتش سحر پر ڈالا آتش سحر تاثیر لوح سے پانی ہوگئی اور بالکل گل ہوگئی پھر شاہزادے نے فرخ اور شہرت جادو اور خواجہ عمرو کے اجسام پر لوح طلسمی کو مس کیا سحر شطرنج کا دفع ہوگیا اُسوقت جو ساحران نابکار گرد اس حاطہ آتش کے برائے محافظت بیٹھے تھے یہ حال دیکھکر نہایت حیران ہوئے عمرو بن حمزہ وغیرہ بعد دور ہونے اُس آتش سحر کے وہان سے چلے ساحران نابکار جب عمرو بن حمزہ کو روک نہ سکے آخر بدرجہ مجبوری بھاگے اور شطرنج جادو کے پاس جاکر کہنے لگے کہ ہمین اسوقت تعجب یہ ہے کہ ساحر کا سحر جب دفع کرتا ہے یا ساحر مر جاتا ہے اُسوقت سحر دفع ہوتا ہے آپ تو زندہ بیٹھے ہین اور آپ کا سحر دفع ہوگیا سب قیدی چھوٹ گئے ہر چند ہم نے سحر کرکے روکا لیکن قیدی کسی طرح نہ رکے اور طلسم لشائے تیغ تیز سے ہم مین سے اکثر ساحرون کو قتل کیا لاشین اُنکی اب تک میدان مین پڑی ہین ہم بھاگ کر واسطے اطلاع دینے کے حاضر ہوئے ہین اب آپ جاکر قیدیون کو روکیے نارنج جادو اور شطرنج جادو وغیرہ یہ حال ساحران سے سُنکر نہایت حیران ہوئے اُسوقت شطرنج جادو متحیر ہوکر دربار نارنج جادو

سے اٹھا اور یہ بھر غضب چلا شطرنج جادو تو جاتا ہو لیکن اسے حال ملکہ مہ جبین کا لکھا جاتا ہے کہ ملکہ نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین کو اسکی چھوچھو شگوفہ کے حوالے کر دیا تھا ملکہ مہ جبین نارنجی پوش شگوفہ کے پاس رہتی تھی اور شب و روز یاد عمرو بن حمزہ میں رویا کرتی تھی ہر چند شگوفہ سمجھاتی تھی لیکن مہ جبین گریہ وزاری موقوف نکرتی تھی اور جب ملکہ مہ جبین شگوفہ سے کہتی تھی کہ ای شگوفہ تو بھی میری طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجا اور دین اسلام اختیار کر شگوفہ کہتی تھی کہ ای ملکہ میں تو مسلمان نہ ہونگی کیونکہ میں نے سنا ہے بالفعل عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو اور فرخ اور شہرت جادو قید ہوئے ہیں اور اب وہ سب قتل کیے جاوینگے میرا مسلمان ہونا بیکار ہے ملکہ مہ جبین نے جو تقریر شگوفہ کی سنی زیادہ آہ وزاری کرنے لگی اور یہ اشعار بہ نہد سوز وگداز فراق میں شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پڑھنے لگی اور ہجر میں جان کھونے لگی

اشعار

آتی ہے کان میں یہی ہر دم صدائے دل
یارب کبھی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
پیار سے انکھوں نے بھی لذت فرقت نصیب ہو
معلوم ہر کسی پہ تمھارا جو آئے دل
یہ جانتے تو دل کبھی دیتے نہ ہم تمھیں
کس سے کہوں سناؤں کسے ماجرائے دل
تلووں سے مل رہے ہو دل مضطرب جو تم
بس چپ رہو جو پایا تھا پائی سزائے دل

کیونکر فراق یار کے صدمے اٹھائے دل
ترچھی نظر سے سیکڑوں جاں ہو گئے شکار
جو رات دن ستائے ہیں ناحق پرائے دل
جب تک ہیں زندہ ظلم کرو بیوفا ہو تم
برباد مفت کر دیے تم نے پرائے دل
دکھلانا انکو دست نگارین کا شاق ہے
او مرنجان ہاں یہی بس ہے سزائے دل

ہر وقت ہر طرح کی تڑپ ہی بس مدعائے دل
تیغ نگاہ یار سے بالکل بچائے دل
ہم پر جو کرتے ہو یہ بیداد بے سبب
مرنے کے بعد یاد کرو گے وفائے دل
مونس نہیں انیس نہیں ہمنشین نہیں
کیا خوب بے رہے ہیں تجھے خوب ہائے دل
خاطر نشین ہوں [illegible] ہجر میں تڑپ کے [illegible]

ابھی ملکہ مہ جبین یہ اشعار پڑھ پڑھکر رو رہی تھی اور شکایت فلک برقنا کی کر رہی تھی کہ ناگاہ شگوفہ نے سنا کہ عمرو بن حمزہ کسی طرح لشکر میں مل گئے ہیں اور خواجہ عمرو وغیرہ قید سے رہا ہوگئے یہ خبر شگوفہ نے ملکہ مہ جبین سے بیان کی ملکہ مہ جبین یہ خبر سنکے نہایت خوش ہوئی اور فرط خوشی سے پھولے لگانے لگی اسوقت شگوفہ نے ملکہ مہ جبین سے عرض کیا کہ ای ملکہ مہ جبین بیشک یہ دین مسلمانوں کا بہت اچھا ہے اب تم مجھے مسلمان کرو اور کلمہ طیبہ پڑھاؤ کیونکہ میں نے اس دین پر لعنت کی ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکر شگوفہ کو کلمہ طیبہ پڑھایا شگوفہ کلمہ طیبہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوئی جب شگوفہ بصدق دل مسلمان ہو چکی اسوقت ملکہ مہ جبین نے شگوفہ کے گلے لپٹ کر کہا کہ ای میری اچھی چھوچھو میں تیرے صدقے ہو جاؤں اب تو مجھے شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پاس بھیجدے شگوفہ نے عرض کیا کہ اری جاؤں آپ یہ کیا فرماتی ہیں چلیے میں ابھی لیے چلتی ہوں یہ کہکر شگوفہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ساتھ لیکر چلی شگوفہ اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو تو ابھی راہ میں چھوڑ دیجیے لیکن حال شطرنج جادو کا سنیے کہ شطرنج جادو جو دربار نارنج جادو سے اٹھکر چلا بقصد قتل کرنے راہ میں گئی تھی ہزاروں بیدا مین ہو بجادیکھا کہ بہت سے ساحر قتل کیے ہوئے پڑے ہیں اور میرا سحر دفع و برطرف ہو گیا ہے شاہزادے کے گلے میں دونوں لوحیں پڑی ہوئی ہیں اور شاہزادہ ساحروں کو قتل کر کے ایک سمت جاتا ہے فرخ اور شہرت جادو شہزادے کے ساتھ ہیں شطرنج جادو یہ حال دیکھکر ازحد متحیر ہوا اور کچھ سوچ سمجھکے جانب عمرو بن حمزہ دوڑا اور قریب پہونچکر پاؤں پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ میرا قصور عفو فرمائیے میں نے آپ کو بمکر و فریب قید کیا تھا اور یہ جانتا تھا کہ دین سامری و جمشید برحق ہے لیکن اب ثابت ہو گیا کہ خدا سے ناد بد رہے آگے سامری و جمشید کی کچھ حقیقت نہیں اور دین اسلام اچھا ہے بس اب مطیع و مرید اسلام ہو گیا اور ساتھ نارنج جادو کا میں نے چھوڑ دیا

اب آپ میرے ہمراہ چلیے اور مجھے اپنا دوست سمجھیے عمرو بن حمزہ نے تقریر شطرنج جادو کی سنکے فرمایا کہ ای شطرنج جادو اگر تم ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ہمارے پاس لے آؤ تو ہمیں یقین ہو کہ تم مطیع اسلام ہوے ہو اگر تم ملکہ کو نہ لاؤ گے تو ہم یہی خیال کرینگے کہ تم ہم سے مکر و فریب کی باتیں کرتے ہو اور تمہارا قصد ہمارے گرفتار کرنے کا ہے شطرنج جادو نے عرض کیا ای شاہزادہ ذی جاہ ملکہ مہ جبین تو نارنج جادو کے پاس ہیں انھیں میں کیونکر یہاں لا سکتا ہوں لیکن جاتا ہوں حتی الامکان ملکہ مہ جبین کو لیکر حاضر ہونگا آپ یہیں ٹھہریے یہ کہکر شطرنج جادو چلا چونکہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ملکہ مہ جبین ہمراہ شگوفہ چلی تھی راہ میں شطرنج جادو سے ملاقات ہوئی ملکہ مہ جبین شطرنج جادو کو دیکھکر ڈر گئی اور شگوفہ کے پیچھے چھپنے لگی شطرنج جادو نے کہا ای ملکہ تم مجھ سے نہ ڈرو میں تمھیں کو لینے کے واسطے آیا تھا اور اب میں مطیع اسلام ہو چکا ہوں ملکہ مہ جبین یہ سنکے خوش ہوئی اور ہمراہ شطرنج جادو شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پاس آئی عمرو بن حمزہ ملکہ مہ جبین سے ملکر نہایت خوش ہوے اور ملکہ بھی از حد شاد و مسرور ہوئی پھر اسکی جگہ شطرنج جادو نے بارگاہ اور خیام منگوا کر ایستادہ کراے اور شاہزادے سے عرض کیا کہ اب تو میرے مطیع دین اسلام ہونے کا آپکو یقین ہوا خواجہ عمرو نے پیشانی شطرنج جادو کی سیاہ دیکھکر کہا ہم نے تمھیں خدمت بیرون بارگاہ رہنے کی دی خبردار تم بارگاہ میں نہ آنا شطرنج جادو بموجب کہنے خواجہ عمرو کے باہر بارگاہ کے رہا شاہزادہ بارگاہ میں داخل ہوا خواجہ عمرو نے شیشہ و ساغر زنبیل سے نکالا شاہزادہ شراب پینے لگا شاہزادہ میکشی کر رہا تھا کہ کنیزان ملکہ مہ جبین وغیرہ بھی ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں کہ ہم نے جو حضور کے یہاں آنے کی خبر سنی اسوجہ سے ہم بھی حاضر ہوے غرض بعد میکشی کے انھیں عورتوں میں سے ایک عورت ایک غزل گانے لگی یہاں تو نازنین گا رہی تھی لیکن اب حال ملکہ نارنج جادو کا لکھا جاتا ہے کہ نارنج جادو نے جو سنا کہ لوحیں طلسم کشا کو مل گئیں اور شطرنج جادو مطیع دین اسلام ہو گیا ملکہ نارنج جادو کو نہایت رنج ہوا اور کمید شعلہ افزا سے کہا کہ اگر میں یہاں رہونگی تو قتل ہو جاؤنگی بس ابھی گنبد ارسطو کی جانب جاتی ہوں کمید شعلہ افزا نے کہا ای ملکہ مجھے یقین نہیں ہے کہ شطرنج جادو مسلمان ہوا ہو آج آپ جاییے کل گنبد ارسطو کی طرف روانہ ہو جیے گا نارنج جادو نے کوچ تو نہ کیا لیکن اسباب گنبد ارسطو کی جانب روانہ کیا یہاں شطرنج جادو نے پس پشت بارگاہ سے جو سحر کیا ابر آیا اور ہواے تند چلنے لگی خواجہ عمرو چونکہ اسوقت میں عمرو بن حمزہ نے لوحیں گلے سے اتار کر علیحدہ رکھدی تھیں اسی سبب سے بوجہ سحر شطرنج جادو کے عمرو بن حمزہ وغیرہ سب بارگاہ میں پانی سے بھیگ کر اور سحر شطرنج جادو میں گرفتار ہو کر پتھر کے ہو گئے شطرنج جادو لوحیں لے کر اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے پاس نارنج کے لے گیا وہ خوش ہوئی کمید شعلہ افزا نے عرض کیا ای ملکہ اب یہاں سے سہیلیہ کی جانب چلیے اور سہیل کی راے سے سب کو قتل کیجیے جب تک آپ وہاں میسلہ میں جاتی تھیں کوئی آفت طلسم پر نہ آئی تھی ملکہ نارنج جادو بموجب کہنے کمید شعلہ افزا عمرو بن حمزہ اور ملکہ مہ جبین وغیرہ کو لیکر جانب شہر سہیلیہ بحشم و حشم روانہ ہوئی

دو کلمے داستان سحر بیان جانا نارنج جادو کا شہر سہیلیہ قید عمرو بن حمزہ کی لیکر اور عاشق ہونا عمرو بن حمزہ پر دختر نارنج جادو یعنی خونخوار جادو کا اور رہا کرنا خواجہ عمرو کا سہیل جادو کو اور مسلمان ہونا اسکا اور رہا ہونا عمرو بن حمزہ کا دیگر حالات

پلا عشق آمیز ساقی شراب ‖ کہ ہو سوزش ہجر سے دل کباب
نہ بادہ مجھے وحشت آمیز دے ‖ محبت سے اک جام لبریز دے

کوئی ایسا افسوں بتا ساقیا | غم ہجر سے ہوش رہا ساقیا
نہیں میل بنت العنب کیطرف | ہے دل اور تیر نگہ کا ہدف
ہوا کشتہ اس تیغ خونخوار کا | ہمسر شہرہ جس ابروے خمدار کا
اسی گل کی ہر وقت لب تاک ہے | نہ انگلیں بر پڑی خاک ہے
گرفتار دام مصیبت ہوا | اسیر بلائے محبت ہوا

غزل

آئی بہار دیکھینگے فصل بہار میں
گردش ہے بلبلوں کو نہیں چشم یار میں
تونے تو مجکو ڈالدیا ہے فشار میں
آغاز خط ہوا رخ رنگین یار میں
بوے وفا نہیں چمن روزگار میں
جوش جنوں رہا جو یہی بعد مرگ بھی
اٹھنا ہے لطف وصل ہمیں انتظار میں
رہتا ہے زلف و رخ کا ترے روز و شب خیال
پر کیا کروں کہ دل ہی نہیں اختیار میں

ساقی لیا گلا ہوں لبوں بہار میں
شیروں کے بارے پھرتے ہیں آ ہو کچھار میں
جلتے رقیب دیکھ کے بوس و کنار میں
گھیرا خزاں نے باغ کو فصل بہار میں
کھل جائیگا جو باغ میں بولینگی بلبلیں
درکار ہوئے قبر کے تختے مزار میں
سودا ہوا اک آئینہ رو کی جو زلف کا
کٹتی ہے زندگی اسی لیل و نہار میں
بیت روان کردہ خامہ برق دم

یہ سیکڑوں جو گل ہیں دل فرط اعتبار میں
ہو عطر کیتکی کا نئے خوشگوار میں
شوخی تو دیکھو کہتے ہیں بوس و کنار میں
کیا کیجیے کہ یار نہیں اختیار میں
رنگ خزاں ہے باغ جہاں کی بہار میں
میری زبان بند ہوگی ہزار میں
ہر وقت ہیں کسی سے تصور میں ہم بغل
جاتے ہیں ہم طلب میں کسی گلعذار میں
ہیں لاکھ چاہتا ہوں افشا ہو راز عشق
نمودند این داستان را رقم

گرفتاران بلائے بے درماں دام عشق مضامین جوش آئین و اسیران مجلس شوق عبارات رنگین ناسخ آگنت جہاں ایس داستان اشتیاق نشان کو قلم شوق رقم سے صفحہ قرطاس محبت اساس پر مثل نقوش حجب یوں تحریر کرتے ہیں کہ جب شاہ عیاران عیار طرار خنجر گذار یعنی خواجہ عمرو بن امیہ تا مدار جستجو و تلاش میں عمرو بن حمزہ کی بطالع قطع منازل بیابان و طے مراحل خارستان جب شہر نارنج میں آیا کو وہاں یہ خبر سنی کہ عمرو بن حمزہ کو قید کر کے سہیلیہ کیطرف لے جاتے ہیں خواجہ عمرو فوراً ایک ساحر کی شکل بنکر اسکے لشکر میں گیا وہاں ایک جادوگر سے ملاقات ہوئی عمرو اس سے باتیں کرتا ہوا آگے لشکر کے چلا جب قریب سہیلیہ کے پہونچا تو اسوقت عمرو نے اس جادوگر سے پوچھا کہ میں تو فلاں شہر کو بضرورت گیا ہوا تھا آج عرصہ کے بعد آیا ہوں اب یہ لشکر کہاں جاتا ہے اس جادوگر نے کہا کہ شخص سہیل جادو نبیرۂ تمہ شبیہ کے پاس نارنج جادو قید طلسم کشائی لیے جاتی ہے جب تو عمرو نے اجنبی بنکر کہا ہاں ہاں وہی سہیل جادو اس جادوگر نے بھی گردن ہلا کر کہا ہاں وہی سہیل جادو غرضکہ عمرو اور وہ جادوگر شہر میں داخل ہوئے عمرو نے دیکھا کہ شہر میں سات بازار سات رنگ کے ہیں اور ہر بازار میں ایک ایک جھنڈا جدا جدا رنگ کا ہے کسی بازار میں سیہ جھنڈا اڑتا ہے کہیں سرخ رنگ کا جھنڈا ہے کسی طرف سفید کہیں صندلی ہے ایک جانب نفشی جھنڈا ہے ایک سمت نیلم کی ہے ایک طرف نارنج کا جھنڈا اڑتا ہے اور باہر شہر کے ایک دریا جاری ہے اسی دریا میں سے ہو کے ہزار ہا آدمی چلے آتے ہیں مگر پار دریا سے جو نکلے دیکھا تو کہیں کپڑا بھی انکا تر نہیں یہ عجائب ماجرا دیکھکر عمرو حیران ہوا اور وہی لوگ جو دریا سے نکلکے آتے ہیں انھیں بازاروں میں اشیاے ناورہ خریدو فروخت کرنے لگے بعد اسکے سات رنگ کے سات نقابدار آئے آگے آگے نقابدار یاقوتی پوش اور پیچھے نقابدار سیہ پوش وغیرہ یہ سب نقابدار آکر اپنی بازاروں میں ایک ایک کوتوال بنکر کوتوالی چبوترے پر بیٹھا اور عدل اور انصاف ہر ایک کا کرنے لگا روبکاریاں ہونے لگیں حکم موافق مقدمے کے جاری ہوئے چنانچہ ایک شخص نے کچھ قصور کیا تھا اسے سپاہی پکڑ لائے اور نقابدار سیہ پوش کے سامنے اسکا مقدمہ پیش کیا اور اسے حاضر کیا بعد دریافت کرنے روداد مقدمہ کے نقابدار سیہ پوش نے حکم دیا کہ اس مجرم کو اس دریا میں غوطہ دو تم سب اصلی ماہیت سے آگاہ ہو جاؤ گے سپاہیوں نے کوتوال

چبوترے کے اُس مجرم کو اس دریا مین ریا اب جو وہ شخص باہر اُس دریا سے غوطے لگا کر نکلا تو الٹا ہو لیا ہر ایک کے
پیچھے بھونکنے لگا نقابدار سیہ پوش نے کہا اس کتے کو مار کے ہنکا دو اُسنے خون کیا تھا اب اپنی سزا کو پہونچا لوگون نے ڈھیلے
اٹھا کر مارے اور دوت دوت کہکر ہنکا دیا جب وہ نہ گیا تو لکڑیان مارنا شروع کین وہ کتا پون پون کرکے بھاگا خواجہ عمرو
یہ تماشا کیفیت دیکھکر بہت حیران ہوئے اب خواجہ نے دیکھا کہ جب دن کم رہ گیا نقابدار سیہ پوش اُٹھا اور ملازمون
نے تر حلوا گرما گرم تر تراتا ہوا طباق مین آگے نقابدار سیہ پوش کے لاکر رکھا نقابدار سیہ پوش نے نہین معلوم کسکی نذر دی
اور تمام میلے والون کو تقسیم کر دیا عمرو متحیر ہو کر دوسری بازار مین آیا وہان اسیطرح سنے تر حلوے پر دوسرے نقابدار
نے نذر دی اور میلے مین بانٹ دیا غرض ساتون بازارون مین ایک ہی وقت پر نذر ہوئی اور حلوا میلے مین سبکو
تقسیم کر دیا گیا اس اثنا مین سواری نارنج جادو کی آئی اور اسی دریا کے پل کے اوپر سے چلی عمرو بھی اُسی کے ہمراہ
اُتر گیا اب جو شہر مین آیا تو لوگ عجائب و غرائب دیکھے اور سواری ایک باغ کے اندر گئی عمرو بھی ساتھ چلا گیا
دیکھا کہ باغ مین ایک گنبد بہت بڑا ہے اور پر زینہ اُسکا چوڑا ہے کہ سیڑھیون پر تخت نارنج جادو کا لوگ سیدھا
لے گئے جب اوپر کے درجے مین پہونچے تو دیکھا صد ہا مہنتھ کھڑے ہین اُنھون نے نارنج جادو کو سلام کیا اور
کہا کہ باہر کے درجے مین بیٹھو اندر کے درجے مین جانے کا حکم نہین ہے اور جب نارنج جادو آتی تھی تو نذرانہ ویسے
مہنتون کو دیتی تھی اُس پر نارنج جادو وہان نہ جانے دیا باہر ٹھہرا لیا یہ دیکھکر عمرو آخر مین آئے اور رنگ و
روغن عیاری کا لگا کر ایک مہنت کی صورت بنکر اُن مہنتون مین مل گئے اور ایک طرف کھڑے ہوکر دیکھنے
لگے گنبد کی طرف جو نگاہ کی تو ایک تخت جواہر نگار ہے اور برابر تخت کے سات دنگل بچھے ہین اور وہ پیچھے
تخت کے اور چالیس کرسیان مرصع کار ہین اور ایک منبر بہت بلند جواہر نگار رکھا ہے اور تمام گنبد مین وہ
جواہر بیش بہا نصب ہین کہ اُنکے دیکھنے سے نگاہ خیرہ ہوئی جاتی ہے خواجہ کھڑے ہوئے حیران دیکھ رہے تھے کہ
یکایک دروازے سے ایک سواری بڑے جاہ و تجمل سے آئی دیکھا کہ تخت جواہر نگار پر ایک شخص ادھیڑ اور
چالیس آدمی اور اُسی سن کے گرد اُسکے تخت کے پوشاکین مقدسون کی پہنے ہوئے ہین اور دو شخص کتابین بغل
مین دبائے چلے آتے ہین جب مرد پیر سینہ گنبد مین آیا نارنج جادو نے سلام کیا لمید شعلہ افزا نے بڑھکے عرض
کیا کہ نارنج جادو حضور کو سلام کرتی ہے یہ سُنکے سہیل جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا بعد سلام لینے کے کہا اے بی بی
نارنج جادو اتنے دنون سے کہان تھین تم اچھی تو رہین نارنج جادو نے عرض کیا کہ حضور کی دعاے دولت
و اقبال مین مصروف رہتی تھی اور جب سے حضور کے جمال بیمثال کی زیارت چھوٹی یہ حال ہو گیا الغرض سہیل جادو
آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور چالیسون جادوگر اپنے اپنے مقام پر زینت دہ کرسی جواہر نگار ہوئے اور وہ جو
دو شخص کتابین بغل مین لیے ہوئے تھے پیچھے تخت کے دنگلون پر بیٹھے پھر وہی ساتون نقابدار آکر اپنے اپنے
دنگلون پر متمکن ہوئے لیکن نقابدار یاقوت پوش کا دنگل قریب تخت کے ہے جب سب دربار جمع ہو گیا
سہیل جادو اُٹھا اور منبر بلند رفعت پر جا کر بیٹھا اور کتابین ہاتھون مین کھولین اور باواز بلند کہا کہ اس
سال مین سارا طلسم نارنج مع طلسمون کے فتح ہوگا اور خون ریزی بہت ہوگی مگر جو نقابدار سرخ پوش کی اطاعت
کریگا وہ بچیگا یہ کہکر نیچے منبر کے اُتر آیا ملازمان دربار نے پکارکے کہا کہ جس جس کا مقدمہ ہو روبکاری پیش ہو
غرض کہ پہلے پیش ہوئی نارنج جادو کی ہوئی یہ مکارہ ساحرہ پر بلا ملکہ مہ جبین اور عمرو عیار
مع مہ جبین اور فرخ کو لے کر سامنے سہیل جادو کے آئی اور ملکہ مہ جبین سے کہا سلام کرو مہ جبین

نے سلام کرکے سہیل جادو سے کہا اے سہیل مین نے تجکو بزرگ سمجھکے سلام کیا ورنہ تو لائق سلام کے نہین ہے یہ
سنکر سہیل نے کہا او مہ جبین تو نے یہ کیا حال اپنا بنایا ہے اور اپنی مان کی اطاعت کیون نہین کرتی مہ جبین نے
کہا او سہیل تجکو گواہ کرتی ہون کہ یہ جو شہر یار کا ہے اسکے سبب سے مجکو دولت ایمان حاصل ہوئی نقطہ ایک
کلمہ توحید پڑھنے کی گنہگار ہوئی اور سوائے اسکے کہ گلشن کی سیر کی کہ روح تازہ ہو ورنہ ابھی تک مین نے کوئی حرکت
بیجا نہین کی اور مین جمشید و سامری پر ہر روز ہزار بار مرتبہ لعنت کرتی ہون یہ جو ملکہ مہ جبین نے کہا سہیل جادو
غضبناک ہوکر تھرانے لگا کسواسطے جمشید تو اسکا نانا تھا مہ جبین پر بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ او مہ جبین تو
تو میرے منھ پر میرے نانا جمشید کو برا کہتی ہی مہ جبین نے کہا اے سہیل پھر تو کیون مجھ سے ایسی باتین کرتا ہے تو اپنی
بزرگی اپنے ہاتھ رکھ یہ سنکے سہیل جادو نے ایک شخص کو اشارہ کیا کہ جا جلد ایک لگن مین پانی لا وہ شخص بسرعت
ایک لگن مین پانی بھرکر لایا اور نقابدار یاقوت پوش کے سامنے رکھدیا اسنے اپنا پانون کا انگوٹھا تین مرتبہ اسمین
ڈالکر ہلایا پھر اس لگن کو وہ شخص سہیل جادو کے سامنے لایا اسنے حکم دیا کہ یہ پانی ملکہ مہ جبین پر چھڑک دو اسنے وہ
پانی مہ جبین پر جیسے ہی چھڑکا ملکہ مہ جبین نے ایک پھریری لی اور ڈرکر نارنج جادو سے کہنے لگی اے امان جان آپ
کہان آئی ہین اور مجکو یہان کسواسطے لائی ہین نارنج جادو نے کہا اے نور نظر والے پارہ جگر یہ دربار نبیرہ جمشید کا ہے تم کو
بھی زیارت کرانے لائی تھی ملکہ مہ جبین نے نام جمشید سنتے ہی سہیل جادو پر نگاہ کی اور جھک کر سلام کیا اور عرض
کیا حضور میرا قصور معاف کیجیے اور یہ کہکر عمرو بن حمزہ کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگی کہ یہ مرد نامحرم کون ہے نارنج جادو
نے کہا اے بیٹی اسی کے واسطے تو نے اپنا یہ حال کیا جب تو مہ جبین نے کہا اے امان جان اب جلد ہی اپنے مکان پر چلیے
مین کیا جانون کہ یہ لنگوڑا کون ہے نارنج جادو مہ جبین کی ایسی باتین سنکر بہت خوش ہوئی اور سہیل جادو
کے قدمون پر گرپڑی اور عرض کیا اے سہیل جادو آپ کی عنایات و مرحمت سے مین نے اپنی بیٹی پائی کلیجہ ٹھنڈا ہوا
یہ کہکر دونون لونڈیان سہیل جادو کو دیدین سہیل جادو نے کہا اے نارنج جادو اب عمرو بن حمزہ اور ملکہ مہ جبین کا
سامنا نہ کرانا تمامہ نارنج جادو نے کہا کہ مین اس لنگوڑے کو لیجاکر کیا کرون کی اسکی قید بھی آپ کے سپرد کرتی ہون آپ جو
چاہیے اسکے حق مین کیجیے یہ کہکر عمرو بن حمزہ اور فرخ کو سہیل جادو کے سپرد کیا اور آپ باہر آئی نارنج جادو کو شمید
شعلہ افزا نے دیکھکر کہا کہ آج سب دنون سے زیادہ انعام سب کو دینا چاہیے غرضکہ نارنج جادو نے خوشی مین
آکر ہزار ہا روپیے بانٹے اور ملکہ مہ جبین پر سے تصدق کیے مہ جبین کو ہمراہ لیکر اپنے طلسم کو چلی گئی یہان سہیل جادو
نے عمرو بن حمزہ اور فرخ کو نقابدار صندلی پوش کے حوالے کیا اور کہا اسکو اپنے طلسم صندلی مین قید رکھو اور نقابدار
نیلم پوش کو دونون لونڈیان دیدین اور کہا کہ انکو اپنے پاس اچھی طرح رکھنا بعدہ سہیل جادو سوار ہوکر تخت جواہر نگار پر
چلا گیا اور نقابدار صندلی پوش عمرو بن حمزہ اور فرخ کو ساتھ لیکر چلا اور ایک باغ مین اتارا اب جو عمرو بن حمزہ
نے دیکھا تو صدہا مکان سہ درے اور پنج درکے ہین اور سامنے بہت سے درخت تیار کے ہین وہ نقابدار عمرو بن حمزہ اور
فرخ کو لیکر انھین مکانون مین سے ایک مکان مین آیا عمرو بن حمزہ و فرخ نے دیکھا کہ اس مکان مین چالیس آدمی قید
طلسم مین ہین دیکھکر عمرو بن حمزہ انکے پاس آئے وہ کہنے لگے کہ تم بھی قیدی طلسم ہو سنے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ تم سب قیدی
ہو ہم قیدی نہین ہین خبردار اب ایسا کلمہ زبان سے نہ کہنا وہ بیچارے خاموش ہو رہے بلکہ قریب شام خوانہاے طعام
سب کے واسطے آئے عمرو بن حمزہ نے ان سب سے کہا کہ ہمارے پاس تم سب آکر کھانا کھاؤ سب کے سب
عمرو بن حمزہ کے پاس آ بیٹھے اور سب نے ایک جگہ کھانا کھایا ان سب قیدیون مین ایک شہزادہ بھی

قید تھا نام اوسکا کامران تھا وہ عمرو بن حمزہ کی باتون سے بہت خوش ہوا اور محبت کرنے لگا جسوقت سب کے سب اپنے
اپنے مکانون مین سو رہے تو فرخ نے عمرو بن حمزہ سے کہا اے شہریار اس باغ کی دیوارین بہت نیچی ہین اور ہمارے ہاتھ پاؤن کھلے
ہین مین دیوار کو اُچک کے تمکو بھی لیے چلتا ہون یہ کہکے فرخ آیا جیسے ہی دیوار پر اُچکا وہ اور بلند ہو گئی فرخ نیچے گر پڑا
جون جون فرخ اُچکتا تھا دیوار بلند ہوتی جاتی تھی فرخ گر پڑتا تھا یہانتک کہ وہ دیوار مثل دیوار قہقہہ کے ہو گئی تمام
بدن فرخ کا گر گر کے چھل گیا ناچار ہو کر عمرو بن حمزہ سے آ کے بیان کیا عمرو بن حمزہ نے کہا خدا یاد کرو غرضکہ بیچارے مایوس
ہو کر رہ گئے جب کئی روز گذرے تو کامرانی نے کہا اے عمرو بن حمزہ کل صبح کو ایک شخص کی باری ہے وہ بیچارہ
قتل ہو گا چنانچہ ایک حبشی آتا ہے اُس سے کشتی ہوتی ہے جب وہ زیر کرتا ہے تو گلا کاٹ ڈالتا ہے یہ سُنکر عمرو بن حمزہ نے کہا
اگر تم سب مسلمان ہو تو مین اُس حبشی سے لڑون انھون نے کہا اے شہریار اگر یہ امر ہو تو ہم سب مسلمان ہوتے ہین
انکو راضی کر کے رات بسر کی جب صبح ہوئی تو شاہزادہ کامران آیا اور عمرو بن حمزہ سے کہا چلیے انکو لیکر اُسکے مکان
مین آیا کہ جسکی باری تھی کہا اے شخص نکل مکان سے دن بہت آیا ہے جبکہ آواز دی تو وہ شخص نکلا دیکھا کہ رنگ زرد ہے
اور مُردنی منھ پر چھائی ہے اُسکی صورت دیکھکر عمرو بن حمزہ بہت محزون ہوے اور اسکو تسلی دی کہ مین ہرگز تجھے
جانے نہ دونگا یہ کہکر سب کو ہمراہ لیا اور سامنے بارہ دری کے آئے دیکھا کہ ایک کرسی جواہر نگار پر لقا پر یاقوت پوش
بیٹھا ہے پیچھے دو وزیرزادیان سمن و یاسمن مورچھل لیے کھڑی ہین اور سامنے اکھاڑہ بنا ہوا ہے اور ایک کشتی مین جٹ لنگوٹ
بلکہ تمام ہتھیار جنگ کے رکھے ہین اور ایک حبشی سیاہ فام قوی ہیکل سامنے کھڑا اُبکار رہا ہے کہ جسکی باری ہو وہ آ کر جس فن
مین چاہے مجھسے لڑے یہ منھ کر بعد اسکے کہے کہ مجھکو اس فن مین زیادہ دخل تھا غرض اُسکا کہنا تھا کہ عمرو بن حمزہ سامنے اُسکے
آئے حبشی نے پوچھا کیا تیری باری تھی اور پھر پوچھا تو کس فن مین لڑیگا عمرو بن حمزہ نے کہا جس فن مین تیرا جی چاہے
لڑ لے یہ سُنکر حبشی حیران ہوا کہ آجتک مجھسے کسی نے ایسی گفتگو نہین کی حبشی نے پوچھا کہ تجھکو آج کی روز ہوے
عمرو بن حمزہ نے کہا تجھکو اس بات سے کیا مطلب ہے کہا یہ آئین نہین بعد چالیس روز کے قیدی کی باری آتی ہے سچ بتا تجھکو
کی روز ہوے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ پانچ روز ہوے ہین حبشی نے کہا جا کے بیٹھ ابھی تجھسے کچھ سروکار نہین ہے وہ شخص
آئے جسکی باری ہو یہ سُنکر وہ بیچارہ آگے بڑھا جب تو عمرو بن حمزہ نے کہا خبردار تو آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ تجھکو مار ڈالونگا
یہ کہکر اس حبشی سے کہا کہ او گیدی اگر تجھکو لڑنا ہو تو آ لڑ لے لازم ہے لشکر کو جو سامنے آئے اس سے لڑے یہ سنکر اُس
حبشی نے کہا تو بڑا جاہل ہے ارے یہ آئین یہان کا نہین ہے عمرو بن حمزہ نے کہا ہمارا آئین یہی ہے غرض اتنی دیر تکرار ہوئی کہ دن
زیادہ چڑھ گیا جب تو یاقوت پوش نے کہا کہ آج نیا آئین ہوتا ہے اور جو یہ قیدی نیا آیا ہے وہ لڑنے کو کہتا ہے کسی طرح نہین
مانتا ہے ملکہ نے کہا اُسکو ہمارے پاس بھیجدو ہم اُسکو سمجھا دینگے حبشی نے عمرو بن حمزہ سے کہا کہ جا تجھکو ملکہ بُلاتی ہے غرضکہ
عمرو بن حمزہ بارہ دری تک گئے دیکھا کہ ملکہ لالہ خونخوار جادو بے نقاب بیٹھی ہے عمرو بن حمزہ کی جونگاہ چہرہ
بیمثال پر پڑی تیر عشق کے گھائل ہوے اور وہ بھی عمرو بن حمزہ پر عاشق ہوئی ملکہ نے سمن و یاسمن سے
حکم کیا کہ اُس سے کہو تو کیون اپنی جان دیتا ہے بھلا تو اس حبشی سے لڑ سکیگا جا جسکی باری ہو اُسکو بھیجدے سمن
و یاسمن نے عمرو بن حمزہ سے کلام ملکہ لالہ خونخوار جادو کا بیان کیا اور بہت کچھ سمجھایا مگر عمرو بن حمزہ نے انکا بھی
کہنا نہ مانا تب تو ملکہ حیران ہوئی اور اس حبشی سے کہا آج یہ آئین موقوف رکھو کل مین اپنے باپ سے پوچھ
آؤنگی حبشی نے عرض کی آپ مالک ہین آپ کو اختیار ہے ہم آپ کو بجائے سہیل جادو کے جانتے ہین غرضکہ
یہ باتین کر کے وہ حبشی اور ملکہ تو چلے گئے عمرو بن حمزہ سب کو اپنے ہمراہ لیکر چلے آئے فرخ نے کہا

کہا اے شہریار ایک اُئین مین تو فرق آیا دوسرے دن پھر حبشی آیا جب تو عمرو بن حمزہ آکے اُس حبشی سے لڑا اُس حبشی نے فوراً
عمرو بن حمزہ کو زیر کرکے ملکہ سے کہا اب کیا حکم ہوتا ہے باری اسکی اور یہ لڑا اگر اجازت ہو تو اسکو قتل کرون اور لہو اسکا طشت
مین لاؤن آپ اپنا انگوٹھا اُس طشت کے خون مین ڈبوئین یہ سُنکر ملکہ نے یاسمن سے کہا کہ تو کہدے کہ کل مین پوچھنا
بھول گئی اُسکو یہان بھیجدو جب عمرو بن حمزہ آئے تو پھر ملکہ نے اُنکو سمجھایا اور کہا دیکھا تمنے بھلا بتاؤ اب کیونکر سے
بچوگے خبردار کل تم نہ آنا جسکی باری ہو اُسی کو بھیجنا عمرو بن حمزہ نے کہا بخدا جبتک میرے دم مین دم ہے ہرگز نہ مانونگا
یہ سُنکر ملکہ ناچار ہو کے چلی گئی اور یہان فرخ نے ایک تدبیر کی جسکی باری تھی اُس سے کہا کہ کل تو اُسکے سامنے جانا
اور اُسکا گلا دبانا اور سب کے سب اُس سے لپٹ جانا اسطرح سے اُس سے لڑنا اور مار ڈالنا غرض دوسرے روز
جب وہ حبشی آیا سب نے یہی کیا اور اُس حبشی یعنی مریخ جادو کو مار ڈالا انجام باغ تیرہ و تار ہو گیا اور وہ درخت اور مکان
سب فی النار ہو گئے لیکن دیوارین زیادہ بلند ہو گئین جب وہ مارا گیا تو یہ خوش ہوے کہ اب ہم سب قیدسے چھوٹ جاوینگے
مگر وہان قید زیادہ ہو گئی لیکن اسی کی خوشی ہوئی کہ جانین بچ گئین مگر تین روز تک کھانا نہ آیا یہ خبر جو صندل جادو
کو ہوئی کہ قیدیون نے حبشی مریخ جادو کو مار ڈالا اُسنے غضبناک ہو کر اور زیادہ قید کر دی کھانا موقوف کر دیا کہ سب
قتل کیے مرجاوینگے جب تین روز گذرے تو سبھون نے کہا لو یہ اور غضب ہوا عمرو بن حمزہ مارے بھوک کے غش
کر گئے اور سب کا حال قریب مرگ کے پہونچا یہ جو ملکہ لالہ خونخوار جادو کو خبر ہوئی کہ تین روز سے عمرو بن حمزہ نے
کھانا نہین کھایا اُسنے بھی کھانا نہ کھایا سمن و یاسمن نے بہت سمجھایا لیکن ملکہ نے نہ مانا اور کہا جبتک وہ شہریار کھانا
نہ کھائیگا مین بھی نہ کھاؤنگی اُسوقت اُن دونون نے ایک تخت سحر تیار کیا اور ملکہ کو لیکر اُس باغ مین آئین ایک
گوشے مین ملکہ کو پوشیدہ کر کے آپ کھانا لیکر عمرو بن حمزہ کے پاس آئین اور کہا یہ کھانا کھاؤ عمرو بن حمزہ نے
کہا جب تک سب نہ کھائینگے بخدا مین بھی نہ کھاؤنگا یہ سنکر سمن نے کہا ہم تو تھوڑا کھانا لائے ہین تم کھا لو
اُنکے واسطے اور لاوینگے عمرو بن حمزہ نے کسی طرح نہ مانا کھانے کے لیے سمن سے تکرار ہو رہی تھی کہ صندل جادو اور
انور جادو اُس حبشی مریخ جادو کی جورو وہان دونون آئین اور صندل جادو نے کہا او سمن و یاسمن تم دونون
کٹنایین کر کے ملکہ کو لائی ہو تمکو خوف میرا نہ ہوا یہ کہکر فوراً ایک نارنج سحر پڑھکر ایک درخت چنار پہ مارا اُس درخت مین
آگ لگ گئی اور اُس سے اور درخت جلنے لگے یہانتک کہ تمام باغ آتشبار ہو گیا عمرو بن حمزہ مع چالیسون قیدیون
کے ایک کونے مین کھڑے ہو گئے وہ سب کہنے لگے کہ اے شہریار اب ہم سب جل جاوینگے جب تو عمرو بن حمزہ نے کہا اے
بھائیو خدا کو یاد کرو عمرو بن حمزہ سب کو تسلی دے رہے تھے کہ سمن نے دوڑکر کئی پتیان انار کی توڑین اور سحر
جو کیا تو ایک ابر پیدا ہوا اور بوندیان پڑنے لگین دیکھا سب نے کہ آگ لگی ہوئی تھی اور باغ ایک طرف سے جلتا تھا
یہ قدرت خدا دوسرے طرف سے بجھنے کا آغاز ہوا پھر صندل جادو نے سحر کر کے انور جادو سے کہا تو جا کر سہیل جادو
کو خبر کر دے انور جادو جو چلی تو اُسی آگ مین جلکر خاک ہو گئی جب صندل جادو نے دیکھا کہ اب بوندیان بڑی پڑتی
ہین دوڑکر سمن سے کہا کہ کیا تو مجھسے سحر و ساحری مین زیادہ ہے جو رد سحر میرا کیا اور یہ کہکر سمن پر حملہ کیا سمن نے ایک
چھڑی درخت سے توڑی اور اُسکی چھال نکالکر تیر و کمان بنائی اور عقب سے ایک تیر مارا کہ صندل جادو کی پشت کو توڑکر
باہر نکلگیا سارا طلسم صندل جو اُسنے بنایا تھا سب درہم و برہم ہو گیا پھر سمن نے کہا اے عمرو بن حمزہ وہ لالہ خونخوار جادو
اب تو چل کے کھانا کھاؤ تمھارے سبب سے یہ نوبت تو پہونچی عمرو بن حمزہ نے کہا اُنکو بھی لیجاؤ یاسمن نے
یہ سُنکے کچھ مٹی گوندھی اور چالیسون قیدیون کے سرون پر اور شانون پر لگائی سب کے پر پروا نہ

پیدا ہوسے سمن نے کہا تم سب تخت کے پایے کو پکڑلو سہون نے تخت کا پایہ پکڑلیا اور عمرو بن حمزہ اور ملکہ کو سمن نے تخت پر بٹھایا اور سب کو لیجا کر ملکہ کے گھر مین اُتار دیا غرض اُن چالیسون نے جب کھانا کھالیا اُسوقت عمرو بن حمزہ اور ملکہ لالہ خونخوار جادو نے کھانا نوش کیا اور پھر اُن چالیسون قیدیون کو ایک مکان مین پوشیدہ رکھا اور آپ عیش و عشرت مین مشغول ہوسے یہان کا حال سنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو صنت بنا سہیل جادو کے سامنے کھڑا تھا ساتھ ساتھ سہیل جادو کے چلا آیا جب سہیل جادو اپنے مکان مین آیا اور رشنب کو مع چالیسون مقدسون کے صحبت شراب و کباب مین مصروف ہوا اُسوقت خواجہ عمرو نے اپنی صورت ایک پری کی بنائی اور ایک ہاتھ مین چونکسا دوسرے ہاتھ مین تھالی پیتل کی اُس مین کئی سیب رکھکر لائے مگر لباس معشوقانہ بر مین زیور و جواہر از سر تا پا پہنے ہوسے پازیب جواہر نگار پاؤن مین دیوار سے کود کر چھم چھم کرتا ہوا سامنے سہیل جادو کے آیا اور سہیل جادو کو سلام کیا صورت اس پری پیکر کی دیکھکر چالیسون مقدس اور سہیل جادو محو ہوگئے پوچھا تم کون ہو کہان سے آئی ہو اُس پری نقلی نے کہا مین پری ہون اور پرستان سے آئی ہون میرے گھر مین ایک درخت سیب کا تھا وہ خشک ہوگیا تھا مین نے اکثر لات اعلی منات معلے کے نام لیے لیکن وہ ہرا نہوا جب تو مین نے آپ کا نام ہر روز لینا شروع کیا فورًا وہ ہرا ہوگیا اُسوقت مین نے یہ عہد کیا کہ جب درخت بارور کا پہلا پھل اُسکا سہیل جادو کو کھلاؤنگی یہ کہکر وہ تھال سیب کا آگے سہیل جادو کے رکھدیا اُس تھال مین پانچ سیب تھے سہیل جادو نے اُسے تراش کر آپ بھی کھایا اور اُن سب مقدسون کو بھی کھلایا سہیل جادو مع سب مقدسون کے بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے فورًا سہیل جادو کے گلے سے لوح محفوظ اُتار کر سہیل جادو کو نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر سب کو ہوش مین لایا لوگون نے کہا کیا وہ پری چلی گئی آپ کو نگاہ غیظ سے دیکھتی تھی سہیل نقلی نے کہا مین بیچارہ بڈھا تھا اور وہ پری جوان خوبصورت تھی کیونکہ اُسکا دل میریطرف رغبت کرتا تھا آخر کو وہ چلی گئی غرضکہ وہ رات تو لبسر کی صبح کو تخت پر سوار ہوکر اُسی گنبد زر نگار مین آیا اب یہ دن میلے کی رخصت کا ہی مگر جو سہیل جادو کہیگا اُسپر ہر ایک عمل کریگا اب وہان تمام خلقت جمع ہی اور راہ نقابدارون کی دیکھ رہی ہی یہان سمن و یاسمن نے کہا ای ملکہ چلو تمہارا باپ ہمارے حق مین دیکھیے کیا کرتا ہی ہمنے تو جان اپنی تجپر صدقے کی ہی ملکہ لالہ خونخوار سمن و یاسمن کو ساتھ لیکر ڈرتی ہوئی چلی اور اُسی طرح سے آکر پہلے باپ کو مجرا کیا اور پھر کرسی پر بیٹھی بعد اسکے چھ نقابدار آئے اور ساتوین نقابدار نیلم پوش کہ جنکے پاس لوح رکھوائی گئی تھی اُسکی خبر آئی کہ وہ نقابدار مر گیا لوگون نے تمام گھر اُسکا ڈھونڈھا مگر لوح کہین نملی جب عمرو بن امیہ ضمری اُٹھا اور منبر پر بیٹھکر سوچا کہ مین اب کیا بیان کرون غرض کچھ دل مین سوچکر کتاب کھولی اور کہا لیا جبو اس سال مین تمام طلسم ٹوٹ جائینگے جو نقابدار یاقوت پوش کی اطاعت کریگا وہ بچ جائیگا ورنہ سب قتل ہونگے یہ کہکے منبر سے اُتر آیا ملکہ خونخوار جادو کی جان مین جان آگئی اور گھر مین آکر عمرو بن حمزہ سے ذکر کیا کہ اوشہر یار خدا نے آج فضل کیا کہ جو سہیل جادو نے پھر نہ کہا ملکہ میری اطاعت کا سب کو حکم دیا اور وہان عمرو بن امیہ ضمری جو سہیل جادو کی صورت بنا ہوا تھا تخت پر سوار ہوکر چلا دل مین سوچا کہ یہ جو سُرخ پردہ بہت بھاری مخمل کا ہی ای خواجہ اسمین چلو یہی اُسکا محل ہوگا یہ سوچکر اُس پردے کے اندر آیا سہیل نقلی کو دیکھتے ہی خواصون نے آکر ملکہ سے کہا ای ملکہ تمہارے باپ آتے ہین یہ سنکر ملکہ بدحواس ہوگئی اور اُٹھ کھڑی ہوئی سہیل نقلی کو آگے بڑھکر مجرا کیا لیکن عمرو بن حمزہ بیٹھے رہے سب خواصون نے جو دیکھا کہ عمرو بن حمزہ پوشیدہ نہوے سامنے بیٹھے رہے

سب خواصین قطار باندھکر کھڑی ہوگئین عمرو بن حمزہ کو اپنی آڑمین چھپا لیا جب سہیل نقلی یعنی عمرو آسکے آیا جھک کر دیکھنے لگا دیکھا کہ عمرو بن حمزہ بیٹھا ہی سہیل جادو نے چین بجبین ہوکر ملکہ لالہ خونخوار جادو سے کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ کیون تو اسکو اپنے گھر مین لائی ملکہ تھر تھر خوف سے کانپنے لگی پھر عمرو عیار شکل بہ شکل سہیل جادو عمرو بن حمزہ کے پاس آیا اور کہا او طلسم کشا اب کہان تو بچ کے میرے ہاتھ سے جائیگا یہ کہکر فرخ کو ایک طمانچہ مارا فرخ نے غصہ ہوکر کہا کہ او سہیل اگر میرے باپ نے تجھسے بدلہ نہ لیا تو میرا نام فرخ نہ رکھنا القصہ جب سب کو بہت خواجہ عمرو حیران و پریشان خائف و ترسان کر چکے اسوقت عمرو نے لوح محفوظ اپنے گلے سے اُتاری اور گلیم عمرو بن حمزہ کے ڈالدی اور نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران عیار طرار خنجر گذار خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار ملکہ لالہ خونخوار جادو یہ سامان دیکھکر خوش ہوئی اور عمرو سے کہا ای خواجہ آپ نے میرے باپ کو کیا کیا عمرو ملکہ لالہ خونخوار جادو کو علحدہ لیگیا اور سہیل جادو زنبیل سے نکالا اور سوزن فولاد دہن مین اسکے دیدی پھر سہیل جادو کو ہوش مین لایا اور کہا کہ ای سہیل مسلمان ہو دین اسلام قبول کر جمشید سامری پر لعنت کر سہیل جادو نے سر ہلاکر انکار کیا عمرو نے کہا اگر تو دین اسلام نہ قبول کریگا اور مسلمان نہ ہوگا تو مین تجھکو مار ڈالونگا عمرو بن حمزہ نے بڑھکر سہیل جادو کو رہا کیا اور سوزن نکال لی اور سر اپنا آگے سہیل جادو کے جھکا دیا اور کہا ای سہیل جادو اب عمرو بن حمزہ حاضر ہی سر کاٹ لے سہیل جادو یہ جرأت و ہمت عمرو بن حمزہ کی دیکھکر بہت خوش و مسرور ہوا اور اٹھ کے عمرو بن حمزہ کے گرد پھرنے لگا اور کہا ای طلسم کشا حقیقت مین تو قتل ہو جاتا مگر مین اب مطیع و فرمانبردار ہون اب مجھکو دین اسلام تلقین کیجیے کین صدق دل سے مسلمان ہوا اور بت پرستی پر لعنت کی مگر اسوقت عمرو کا کہنا نہ مانتا قتل ہونا گوارہ کرتا اور مسلمان ہرگز نہ ہوتا بس کہکے سہیل کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور باہر جاکر ہر ایک کو مطیع دین اسلام کیا پھر عمرو بن حمزہ سے اسکے کہا کہ ای شاہزادہ ذی وقار نقابدار گلیم پوش تو مر گیا مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ مر جائیگا ورنہ مین لوح طلسمی اُس سے چھین لیتا عمرو بن حمزہ نے فرمایا جب تک آپ لوح کے دریافت کرنے مین کما حقہ کوشش نکرینگے لوح طلسمی دستیاب نہ ہوگی سہیل نے یہ سنکے دیر تک فکر کی اور بعد فکر کہا کہ ای شہریار ذی وقار لوح کے معلوم کرنے کی ایک تدبیر میرے ذہن مین آئی ہی اور وہ یہ تدبیر ہی کہ ایک گنبد جہان نما سے طلسمی ہی اُس گنبد مین آپ جائیے اور اسکی سیر کیجیے خاصیت اوسکی اُس گنبد جہان نما کی یہ ہی کہ جس شخص کا کچھ مال و اسباب گم ہو جاتا ہی اور وہ شخص گنبد مین جاتا ہی اور نیت کرتا ہی کہ میرا مال و اسباب کہان ہی مجکو معلوم ہو جاسے فورًا اُس گنبد مین معلوم ہو جاتا ہی اور جس آدمی کو یہ دریافت کرنا منظور ہوتا ہی کہ میرے اہل و عیال یا عزیز و اقارب زندہ ہین یا مر گئے اور وہ شخص گنبد مذکور مین اسی حال کے دریافت کرنے کے واسطے جاتا ہی فی الفور اُسے اُنکے حال سے آگاہی ہو جاتی ہی اگر اسکے عزیز و اقارب زندہ ہوتے ہین تو اُس گنبد مین زندہ نظر آتے ہین اور اگر مر گئے ہوتے ہین تو مردہ نظر آتے ہین اسی طرح سے ہر ایک حال اُس گنبد جہان نما مین جانے سے معلوم ہو جاتا ہی پس آپ کو لازم ہی کہ آپ اُس گنبد مین جاکر سیر کیجیے اور نیت کیجیے کہ مجھے معلوم ہو جائیگا اسوقت جہان لوح ہوگی وہان جائیگا اور مین بھی حتی الامکان لوح کو لوح طلسم نارنج کا حال معلوم ہو جائیگا اسوقت جہان لوح ہوگی وہان جائیگا اور مین بھی حتی الامکان لوح کے حاصل کرنے کی کوشش کرونگا عمرو بن حمزہ نے یہ گفتگو سہیل نبیرۂ جمشید کی سنکے کہا کہ خواجہ عمرو اور فرخ کو مین آپ کے پاس چھوڑے جاتا ہون انکو بہ آرام تمام رکھیے گا سہیل جادو نے منظور کیا اور ایک تعویذ لکھکر عمرو بن حمزہ کے بازو پر باندھ دیا اور دو گھڑی تک کچھ کان مین شاہزادے سے باتین کین

عمر وادرفرخ وغیرہ کے کسی نے بھی وہ باتین نہ سنین بعد باتین کرنے کے شاہزادے کو رخصت کیا عمرو بن حمزہ فرخ
اور خواجہ عمر و اور سہیل سے ملکر بموجب کہنے سہیل کے مرکب پر سوار ہوکے شہر النوریہ کی طرف چلے اور بعد قطع منازل
ایک شہر مین پہونچے دیکھا کہ ایک برات بجلوس شاہانہ جاتی ہی عمرو بن حمزہ کھڑے ہوکر دیکھنے لگے بعد گذر جانے
جلوس کے دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر فیل پر سوار ہی اور ایک مرکب کے سر پر سہرا پھولون کا نہایت تحفہ بندھا ہی
لیکن گھوڑے پر دولھا نہین ہی اور صدہا اقسام کے باجے مردمان ہمراہی بجاتے ہین اور ہزارہا خوان آدمیون کے
سرون پر رکھے ہین اور اسباب جہیز بھی بیحد و بیشمار ہی اور صدہا فیلون پر امرا اور شاہزادے وغیرہ سوار ہین اور فنسون
اور سکھپالون مین عورتین بیٹھی ہین کہار وردیان نئی بانات کی پہنے ہوے پگڑیان سرون پر رکھے ہوے فنسین اٹھائے
ہین جب عمرو بن حمزہ نے برات کو دیکھا ارادہ کیا تھا کہ کسی شخص سے پوچھین کہ یہ برات کسکی ہی اور کہان جاتی ہی
لیکن برات ایک جانب چلی گئی اور عمرو بن حمزہ نے کسی سے دریافت نہ کیا آخر وہ برات ایک باغ مین اُتری جب
دو گھڑی دن باقی رہا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ سب براتی روتے اور پیٹتے چاک گریبان کیے ہوے اور سرون پر خاک ڈالے
ہوے اُس باغ سے نکلے وہ بادشاہ بھی مثل اورون کے نالہ و فریاد کرتا ہوا اُسی باغ سے نکلا اور خوان اور جہیز
باغ مین چھوڑ کر نالہ و فریاد کرتا ہوا مع اپنے ہمراہیون کے جسطرف سے آیا تھا اُسی جانب چلا شاہزادہ یہ حال دیکھکر نہایت
تحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ شادی مین غم و الم ان سب کو کیون ہوا اور یہ برات کیسی تھی کہ دولھا برات کے ساتھ نہ تھا
یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ نے اُنھین لوگون مین سے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ بادشاہ کون ہی اور یہ برات کیسی ہی
کہ دولھا نہین ہی اور تم سب کیون روتے ہو اُس شخص نے کہا ای شخص معلوم ہوتا ہی کہ تو اس ملک کا رہنے والا نہین ہی
اسی وجہ سے اس برات کے حال سے واقف نہین ہی خیر اگر آگاہ نہین ہی تو اب واقف ہو کہ اس بادشاہ کا نام
منور شاہ ہی اور اسکے بیٹے کا نام النور شاہ تھا اُسکی شادی ملکہ نارنج جادو کی دختر یعنی ملکہ مہ جبین نارنجی
پوش کے ساتھ ٹھہری تھی اور برات کے دن تمام شاہ و شہریار جمع ہوے تھے الغرض منجملہ نبیرہ جمشید
سہیل جادو مع اپنی دختران خوبرو کے آیا تھا ایک دختر کا تو اُسکی اسم خونخوار جادو تھا اور دوسری دختر کا
نام ملکہ لالہ خونخوار جادو تھا اور وہ دونون ایسی حسین اور خوبصورت تھین کہ اگر اُنکو کوئی پری بھی دیکھتی تو
ہر ایک کی صورت دیکھکر یہ کہتی

نظم

لعل تو فریب اہل ادراک — قد تو بلائے طبع موزون
سرو از قد تو فتادہ بر خاک — گل از رخ تو نشستہ در خون
آوارہ عشق تست خورشید — سرگشتہ مہر تست گردون
زلف تو شب دراز یلدا — رخسار تو مہر رو ز افزون
جانم بلب آمد و نیامد — از یاد لب تو روح بیرون

ای حسن تو برتر از چہ و چون — عالم ہمہ محو تو چو مجنون
شمشاد قدان فتنہ انگیز — بر فتنہ قامت تو مفتون
بر حسن تو والہ چو فرہاد — دیوانہ تو ہزار مجنون
شد غرق بخون چو دید لالہ — آن چشم سیاہ و لعل گلگون
از زلف تو کار ما پریشان — وز حال تو حال ما دگرگون
بر بوے وصالت ای جفا جوے — عمرے ہوس ندارم اکنون

غرض النور شاہ دیکھکر لالہ خونخوار پر عاشق ہوا اور ایک مکان مین لیگیا اور وہان بیٹھکر باہم باتین اختلاط کی ہونے
لگین جب یہ خبر سہیل جادو کو ہوئی اُسنے اپنی ایک کنیز سے کہا کہ ان دونون کو سحر مین گرفتار کرکے جلد قید کر اور کہ
فعل بد کرنے کی ان دونون کو سزا دے کنیز نے اس باغ کو سحر بند کیا اور النور شاہ اور دختر سہیل جادو
کو قید کیا جب یہ خبر ملکہ نارنج جادو کو پہونچی کہ النور شاہ دختر سہیل جادو پر عاشق ہوا اور سہیل جادو
نے دونون کو قید کیا اُسوقت سب شاہان جلیل القدر چلے گئے وہ شادی نہ ہوئی اور النور شاہ سے یعنی

دیکھا تو بانو نے جو یہ حال تمام و کمال سنا وہ پیٹتی ہوئی اور روتی ہوئی مع اپنی کنیزون کے اس باغ مین آئی اور اب تک اسی باغ مین ہی چونکہ ہر سال منور شاہ اپنے بیٹے کی برات لیکر آیا کرتا ہی آج بھی موافق قاعدہ برات لیکر آیا ہی اور اب بوجہ خوف کے قبل از شام یہان سے جاتا ہی یہ کہکر وہ شخص چلا گیا عمرو بن حمزہ گفتگو اس شخص کی سنکے حیران ہوئے اور انتظار شام کا کرنے لگے جب شام ہوئی دیکھا کہ اس باغ مین ہر ایک گل مانند چراغ کے روشن ہوگیا اور ہر ایک درخت سیارے کے مانند ہوگیا اور گل و ثمر بصورت شمع و چراغ روشن ہوگئے تمام باغ کثرت روشنی سے خود بخود پر نور ہوگیا عمرو بن حمزہ باغ کی سیر کر رہے تھے یکایک اسی باغ کی بارہ دری سے کچھ عورتین ظاہر ہوئین انھون نے باغ کے چبوترے پر آکے فرش کیا اور دو مسندین برابر بچھائین پھر ایک عورت بارہ دری مین گئی وہان ایک صندوق رکھا تھا اور اس صندوق پر خود بخود مورچھل ہل رہا تھا اس عورت نے اس صندوق کے پاس جاکر بآواز دردناک پکارا کہ ای ناشاد و نامراد بیٹا اٹھو برات کی رات آئی ہی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بمجرد کہنے اس عورت کے تختہ صندوق کا خود بخود اٹھا اور ایک نوجوان دولھا بنا ہوا کنگنا کلائی مین باندھے ہوئے صندوق سے نکلا اس عورت نے بلائین لیکر کہا ای فرزند چل کے مسند پر بیٹھو وہ نوجوان چبوترے پر آکے مسند پر بیٹھا پھر وہی عورت ایک چنار کے درخت کے قریب گئی اور کہنے لگی ای میری نازنین تمھارا عاشق آیا ہی تمھارا انتظار کر رہا ہی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ فی الفور اس درخت چنار کے تنہ مین ایک کھڑکی ظاہر ہوئی اور ایک نازنین گویا دولھن بنی ہوئی اس کھڑکی سے بصد شرم و حیا بہزار ناز و ادا نکلی وہ مہ جبین ایسی تھی کہ ماہ و مہر بھی روبرو اسکے شرمندہ تھے اور حسن اسکا عابد کش اور زاہد فریب تھا شاہزادہ عمرو بن حمزہ اس نازنین کے حسن کو دیکھکر حیران ہوئے وہ نازنین بصد ناز و ادا ارادہ طے کرکے چبوترے پر آئی اور دوسری مسند پر سامنے انور شاہ کے بیٹھی عورتون نے روبرو انور شاہ اور اسی نازنین کے دسترخوان بچھایا اور جو خوان طعام کہ منور شاہ باغ مین چھوڑ گیا تھا انھین خوان سے انواع و اقسام کے طعام لذیذ نکالکر دسترخوان پر رکھے پھر ایک عورت نے کہا کہ طعام تناول کرو انور شاہ نے ہمراہ نازنین کے کھانا کھایا بعد کھانا کھانے کے روبرو سے نازنین اور انور شاہ ایک خوبرو خوش گلو ناچنے لگی اور یہ غزل گانے لگی غزل

داغ دل ای گل تری فرقت مین ہم گلشن مین ہین
آپ مین ہین ای جنون جبتک کہ پیراہن مین ہین
آنکھ ہی میری تمنا مانع وصلت ہین غیر
سو طرح کی آفتین باقی ابھی مدفن مین ہین
عصمت دیوانگی دست جنون سے پوچھیے
آپ بھی استاد ای تسلیم اپنے فن مین ہین

پھول کیسے پارۂ اخگر لیے دامن مین ہین
حیف ہی ہم سے مصیبت سی کوئی خالی نہین
آرزو سے دوست ہین لیکن [illegible]
ٹھہر جا ای بیقراری کیون ہلاتی ہی جگر
چاک لاکھون صورت گوہر دامنین مین ہین

نکہت گل مین ہین بے پردگی سے رکھ سعادت
دست دریا مین حرف ماتم جانی دل تشویش مین
شورش محشر سوال گور تکلیف فشار
چند قفل اشک خوابیدہ گرد اس مین ہین
ایک فقری مین کیا بدظن عدو سے یار کو

جسوقت اس مطربہ نے یہ غزل گائی کوئی شاد و خرم نہوا اور اس نازنین نے سنتے ہی انور شاہ سے مطلق کلام نہ کیا اور انور شاہ نے بھی نازنین سے کچھ گفتگو نکی فقط دونون طالب و مطلوب ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے رہے اور دیکھا کیے یہانتک کہ رات قلیل باقی رہگئی اسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ وہ عورتین جو بارہ دری سے ظاہر ہوئی تھین وہ سب باہم رونے لگین کیونکہ اب دولھا اور نازنین کی جدائی کا ہنگام قریب آگیا ہی اسوقت عمرو بن حمزہ نے وہ تعویذ سہیل جادو کا اپنے بازو سے کھولا اور اس تعویذ کو درخت چنار پر مارا فوراً درخت چنار جلنے لگا اور شعلے اس درخت سے اسقدر نکلے کہ ہر طرف پھیلے تمام

باغ جاگیا اور بارہ دری بھی تھوڑی دیر مین جلگئی صرف سر درہ بارہ دری کا رہگیا اتنی دیر مین صبح ہو گئی اور روشنی ہوئی کہ ریحانہ جادو نے جو روشنی دیکھی متحیر ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ جب سے مین اس باغ مین آئی تھی روشنی نہین دیکھی تھی اور روے آفتاب نظر آیا تھا یہ خیال کرکے ریحانہ بانو باواز بلند کہنے لگی کہ بعد مدت دراز ہم غریبون کو روشنی نظر آئی ہی اور ہمنے روے آفتاب دیکھا ہی اور شکل سحر نظر آئی ہی ریحانہ بانو یہ کہہ رہی تھی کہ عمرو بن حمزہ یونانی اسے نظر آئے اسوقت ریحانہ بانو دوڑکر قدم شاہزادہ عمرو بن حمزہ پر گری اور پوچھنے لگی کہ آپ کا اسم شریف کیا ہی شاہزادے نے فرمایا نام ہمارا عمرو بن حمزہ ہی ہم فرزند حمزہ صاحبقران کے ہین ریحانہ بانو یہ سنکے خوش ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ آپ ہی کی وجہ سے میری اور میرے فرزند کی یہان سے رہائی ہوئی جب ریحانہ بانو گفتگو اپنی ختم کرچکی انور شاہ بھی مسند سے اٹھکے عمرو بن حمزہ کے قدم پر گرا اور نازنین مسند نشین کا کچھ حال شاہزادے کو معلوم ہوا کہ وہ کہان گئی غرض عمرو بن حمزہ نے ریحانہ بانو اور انور شاہ وغیرہ سے فرمایا تمکو لازم ہی کہ دین اسلام اختیار کرو اور سامری پرستی سے اجتناب کرو کیونکہ سواے خداوند عالم کے کسی کو سجدہ کرنا جائز نہین ہی جسوقت یہ تقریر شاہزادے کی ریحانہ بانو اور انور شاہ نے سنی دونون صدق دل سے مطیع دین اسلام ہوے پھر عمرو بن حمزہ دونون کو اپنے ہمراہ لیکر باغ سے چلے اور بعد طے کرنے راہ کے داخل شہر ہوے جسوقت یہ خبر منور شاہ کو پہونچی کہ انور شاہ اور ریحانہ بانو کو عمرو بن حمزہ اپنے ہمراہ لاے ہین اور شہر مین آے ہین اسیوقت منور شاہ تخت پر سوار ہوا اور مع ارکین سلطنت و اعیان مملکت بہ لشکر کثیر براے استقبال شاہزادہ عمرو بن حمزہ روانہ ہوا اور خدمت شاہزادہ عمرو بن حمزہ مین حاضر ہوکر شرائط قدمبوسی بجا لایا اور اپنے فرزند و زوجہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر بعد تکریم و تعظیم دار الامارہ شاہی مین لایا اور بموجب ارشاد عمرو بن حمزہ یونانی مطیع اسلام ہوا اور دور دور تک بخوبی جشن کیا اور دعوت و ضیافت شاہزادہ عمرو بن حمزہ کی کی تیسرے روز عمرو بن حمزہ نے منور شاہ سے پوچھا کہ گنبد جہان نما طلسمی کہان ہی منور شاہ نے عرض کیا کہ گنبد جہان نما یہان سے دو روز کی راہ کے فاصلے پر واقع ہی ہرچند میری عملداری وہان نہین ہی لیکن اکثر مین وہان جاتا ہون آپ میرے ہمراہ تشریف لے چلیے اور سیر گنبد جہان نما کی کیجیے اس گنبد کی یہ خاصیت ہی کہ جب کوئی شخص کسی مطلب کے دریافت کرنے کے واسطے وہان جاتا ہی دروازہ گنبد کا خودبخود کھل جاتا ہی جسوقت آپ وہان جائیے گا آپ کے واسطے بھی دروازہ اس گنبد کا کھل جاویگا آپ گنبد مین تشریف لے جائیے گا لیکن کفار کو قتل نہ کیجیے گا فقط اپنے مطلب کی دل مین نیت کیجیے گا جو مدعاے دلی آپ کا ہوگا اس گنبد مین نظر آئیگا عمرو بن حمزہ نے جواب دیا کہ مین بوجہ کفار کو قتل نہ کرونگا اور گنبد مین جاکر فساد برپا نہ کرونگا فقط اپنا مطلب دریافت کرکے گنبد سے باہر نکل آؤنگا منور شاہ نے پوچھا آپ کا مطلب کیا ہی شاہزادے نے فرمایا مجھے لوح طلسم نارنج کا حال دریافت کرنا منظور ہی کہ لوح طلسمی کس جگہ ہی تم مجھے وہان لے چلو اور سامان چلنے کا کرو منور شاہ نے بموجب حکم سامان چلنے کا کیا

داستان حیرت نشان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا گنبد جہان نماے طلسمی مین واسطے دریافت کرنے احوال لوح کے اور پتہ ملنا لوح کا

بیت: مین ہی بہار داستان کا * دکھاتا ہون ہی رنگ اپنے بیان کا * کہ جب منور شاہ بموجب حکم شاہزادہ ذیجاہ سامان سفر درست کرچکا اسوقت ہمراہ شاہزادہ ذیجاہ مع سپاہ و خدم و حشم چلا جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ بعد

قطع راہ کے گنبد جہان نما کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہ گنبد نہایت بلند و خوشنما ہے اور دروازہ گنبد کا بند ہے صدہا
ملکہ ہزارہا مردان حاجتمند کا مجمع ہے سیکڑون منت در گنبد پر بیٹھے ہین اکثر پرستش کر رہے ہین اکثر سامری و جمشید کی
پوجا کر رہے ہین بعض خداوند دوم خیشہ کو پکار رہے ہین شاہزادے نے گنبد کے گرد مجمع دیکھکر علیحدہ گنبد سے
قریب شام قیام کیا بارگاہ و خیام ایستادہ ہوے شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا منورشاہ بھی مقیم ہوا
بعد گذرنے شب کے وقت بیگاہ شاہزادۂ عالیجاہ سمند صبا رفتار پر سوار ہوا اور منورشاہ کو ہمراہ
لیکر جب عنقریب در گنبد جہان نما پہونچا فوراً دروازہ گنبد کا خود بخود کھل گیا اور ایسی بوے خوش گنبد سے آئی کہ ہر ایک
شخص کا دماغ خوشبو سے معطر ہو گیا جسقدر اہل منت در گنبد پر بیٹھے تھے فی الفور بھجن گانے لگے اور بآواز بلند پکارنے
لگے کہ فی الحال کون شخص براے سیر گنبد جہان نما آیا ہے اور کون آدمی بہر دریافت مدعاے دل اسوقت آیا ہے جلد گنبد مین
جاے اور سیر گنبد سے آرزوے دل بھی برلاے عمرو بن حمزہ یہ تقریر منتون کی سنکے داخل گنبد ہوے اول ملکہ
گلشن جادو کا خیال کیا اور کہا اے گنبد جہان نما ے طلسمی مین چاہتا ہون کہ اپنی معشوقہ گلشن جادو کو دیکھون
اور اسکے احوال سے آگاہ ہون مین نے تو سنا ہے کہ دوزبانہ جادو نے اسے آگ مین جلا دیا ہے شاہزادہ ذیجاہ
یہ کہکے خاموش ہوا تھا کہ ایک پارۂ جواہر سقف گنبد سے چھناترا تے کی صدا آئی اسوقت شاہزادے کو غنودگی سی
آگئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا گلشن جادو سامنے ایک مکان مین موجود ہے شاہزادہ گلشن جادو کو دیکھکر بیتاب ہوا
اور حال مزاج پوچھنے لگا گلشن نے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ افسوس ہزار افسوس ہمارا تو عشق و الفت مین یہ حال
ہوا کہ دوزبانہ جادو ہمکو انبار ہیزم پر بٹھا دے اور لکڑیون مین آگ لگا دے اور اپنی دانست مین ہمین جلا دے
اور آپ کو کچھ ہمارا خیال نہ ہو اور مہ جبین نارنجی پوش اور لالہ خونخوار سے عیش و عشرت کیجیے ہمین کبھی بھولے سے
بھی یاد نہ کیجیے یہ امید ہمکو آپ سے نہ تھی شاہزادے نے جواب دیا اے ملکہ ان دونون سے زیادہ مجھکو تمسے الفت
ہے تمھاری جدائی ناگوار طبع ہے شب و روز تمھارا ہی خیال رہتا ہے عمرو بن حمزہ یہ باتین جب کر چکے گلشن جادو
نظر سے غائب ہو گئی اور وہ مکان بھی نظر سے پوشیدہ ہو گیا پھر عمرو بن حمزہ کو خیال آیا کہ تم لوح برا سے دریافت
حال لوح طلسمی یہان آئے تھے اب تک حال لوح دریافت نہین کیا یہ خیال کرکے کہا اے گنبد جہان نما ے طلسمی
مین چاہتا ہون کہ جہان لوح طلسم نارنج رکھی ہو مجھے نظر آجاے شاہزادہ یہ کہکے خاموش ہوا تھا کہ ایک دیوار گنبد سے
ایک ٹکڑا جواہر کا جدا ہوا اور آواز تڑاقے کی بلند ہوئی شاہزادے پر غشی طاری ہوئی بعد ایک لمحہ کے غشی برطرف
ہوئی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پر بہار ہے اور درمیان مین باغ کے ایک گنبد بنا ہوا ہے صدہا منت گر گنبد بیٹھے ہوے
ہین اور بھجن گا رہے ہین اور ایک جانب اس گنبد کے ایک مسافر خانہ ہے صدہا فقرا و غربا کو طعام تقسیم ہو رہا ہے اور
ایک جانب اسی باغ مین ایک درخت چنار کا ہے اس درخت کے تھالے مین کنارہ لوح کا مثل کوکب چمک رہا ہے عمرو بن حمزہ
نے بخوبی تمام اس باغ اور گنبد کا نقشہ دیکھ لیا اور صفحۂ دل پر کھینچ لیا پھر کما حقہ سیر گنبد جہان نما کی کرکے گنبد سے
باہر نکلے اور تمام حال منورشاہ سے بیان کیا اور پوچھا کہ جیسا باغ اور گنبد مین نے دیکھا ہے اور تمھارے روبرو
نقشہ اسکا بیان کیا ہے کس جگہ ہے منورشاہ نے عرض کیا مجھکو تو معلوم نہین لیکن اب آپ میرے ہمراہ میرے
شہر مین تشریف لے چلیے مین وہان جاکر ہر ایک سے دریافت کرونگا یہ عرض کرکے اسیوقت مع سپاہ ہمراہ عمرو بن
حمزہ روانہ ہوا اور بعد قطع راہ عمرو بن حمزہ کو اپنے شہر مین لایا اور دار الامارۂ شاہی مین داخل ہوکر حکم کیا کہ جملہ
خاص و عام حاضر ہون بمجرد حکم منورشاہ تمام اعلی و ادنی شہر کے جمع ہوے منورشاہ نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا

اور اب اس باغ اور گنبد کی صورت اور قطع بیان فرمایئے عمرو بن حمزہ نے باغ و گنبد کی قطع بیان کی ایک مصور نے حکم منورشاہ سے موافق بیان عمرو بن حمزہ کے نقشہ باغ اور گنبد کا ایک صفحہ قرطاس پر کھینچا جب وہ مصور نقشہ کھینچ چکا اسوقت منورشاہ نے وہ نقشہ جملہ صغیر و کبیر کو دکھایا اور سب سے پوچھا کہ اس قطع کا باغ و گنبد کس جگہ ہی ہر ایک نے نقشہ دیکھکر عرض کیا کہ ہمنے اس قطع کا باغ اور گنبد خواب مین بھی نہین دیکھا ہی ہم آپ سے نشان باغ و گنبد کا کیا بیان کرین غرض اسی طرح تین روز تک منورشاہ نے ہر ایک کو وہ نقشہ دکھایا اور سب نے یہی عرض کیا کہ ہم اس گنبد اور باغ سے آگاہ نہین ہین بعد تین روز کے صدہا آدمی منورشاہ نے چہار جانب روانہ کیے وہ بھی بعد کئی روز کے حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے کہ ہم بموجب حکم دور دور گئے لیکن مثل نقشہ کے کوئی باغ اور گنبد ہمکو نظر نہین آیا منورشاہ اور عمرو بن حمزہ گفتگوے مردمان مذکور سنکے مجبور ہوے اور سبکو رخصت کر دیا ایک روز عمرو بن حمزہ بستر خواب پر لیٹے ہوے تھے کہ دفعتہ جو سہیل جادو نے ہنگام رخصت کہا تھا یاد آیا عمرو بن حمزہ خوش ہوکر بستر سے اُٹھے اور خیال کرنے لگے کہ جو کچھ سہیل جادو نے آہستہ آہستہ مجھے کہا تھا وہ سب تو مجھے یاد رہا اور موافق اُسکے کہنے کے تعویذ بازو سے کھولکر مین نے درخت چنار پر مارا اور سحر برطرف کرکے الوزشاہ اور خونخوار جادو کو قید سحر سے رہا کیا لیکن یہی بات بھول گیا تھا الحمد للہ کہ اسوقت یاد آئی یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ نے منورشاہ کو اپنے پاس بلوایا اور کہا کہ اب مین اسی باغ مین جاتا ہون جس باغ مین تمھارا فرزند قید سحر مین مبتلا تھا اور سبب جانیکا بھی بیان کیا منورشاہ نے عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلتا ہون عمرو بن حمزہ نے فرمایا تمھارے ہمراہ چلنے کی کچھ ضرورت نہین ہی یہ سنکے شاہزادۂ ذی جاہ مرکب پر سوار ہوا اور جانب باغ روانہ ہوا بعد طی کرنے راہ کے جب عمرو بن حمزہ داخل باغ ہوے وہی تعویذ جو سہیل جادو نے لکھکر بازو پر باندھ دیا تھا شاہزادے نے اپنے بازو سے کھولا اور جو اسم کہ اُس تعویذ مین لکھا تھا اُسی اسم کو ایک سنگریزے پر دم کرکے بارہ دری کے سہ درے پر مارا فوراً ایک ستون سہ درہ درمیان سے شق ہوگیا اور ایک آواز ہیبتناک آئی شاہزادے نے دیکھا کہ ایک زن سیہ فام ستون سہ درہ سے باہر نکلی اور کہنے لگی کہ او طلسم کشا افسوس پھر تو یہان آیا اور اب جو مجھکو تونے بلایا ہی کیا تیرا کام ہی کیون مجھکو طلب کیا ہی عمرو بن حمزہ نے فرمایا مین نے اسواسطے تجھے بلایا ہی کہ مجھکو سرزمین مینا کار پر پہونچا دے اس ساحرہ نے کہا او طلسم کشا حکم سہیل جادو سے مین مجبور ہون کیونکہ اُسکی تابعدار اور فرمانبردار ہون ورنہ تجھکو ابھی اپنے سحر مین گرفتار کرکے قید کرتی یہ کہکے اس ساحرہ نے اسم سحر پڑھکے دستک دی بمجرد دستک دینے کے چند عورتین ایک تخت لیکر سامنے حاضر ہوئین ساحرہ مذکورہ تخت پر بیٹھی اور عمرو بن حمزہ سے کہنے لگی کہ تم بھی اس تخت پر بیٹھ جاؤ عمرو بن حمزہ بھی تعویذ کو اپنے بازو سے جدا کرکے اُس تخت پر بیٹھے تخت بزور سحر ساحرہ بلند ہوکر ایک جانب چلا ساحرہ نے شاہزادے سے کہا کہ جس جگہ زمین اور گیاہ مینا رنگ دیکھنا مجھے کہدینا اور وہین تخت سے اُتر جانا عمرو بن حمزہ نے جواب دیا کہ جہان مین زمین مینا رنگ دیکھونگا تجھے کہدونگا وہ ساحرہ تقریر شاہزادہ سنکے خاموش رہی الغرض جب عمرو بن حمزہ اُسی سرزمین پر پہونچے دیکھا کہ تمام گیاہ زمین پر مینا رنگ ہی اور بوجہ گیاہ کے زمین بھی مینا رنگ نظر آتی ہی اس ساحرہ نے اُسی جگہ عمرو بن حمزہ کو تخت سے اُتار دیا اور ایک طرف چلی گئی عمرو بن حمزہ تخت سے اُترکے آگے چلے دور سے دیکھا کہ وہی باغ اور گنبد ہی جو باغ اور گنبد جہان نما سے طلسمی مین دیکھا تھا عمرو بن حمزہ اُس باغ کو دیکھکر خوش ہوے اور بعد قطع راہ اُس باغ مین گئے دیکھا کہ باغ مین ہزار ہا صنمت بیٹھے ہوے پوجا کر رہے ہین گھنٹ اور ناقوس

بجا رہے ہین سامری و جمشید کو وہ میدم پکار رہے ہین ایک طرف مسافر خانہ ہے صدہا غربا وہان جمع ہین اکثر مردم طعام
انکو دیتے رہتے ہین عمرو بن حمزہ بعد عجلت چنار کے درخت کیطرف چلے چونکہ مہنت پوجا کرنے مین مشغول تھے اسوجہ
سے کسی مہنت نے عمرو بن حمزہ کو نہ دیکھا شاہزادے نے چنار کے درخت کے پاس جاکر دیکھا لوح تھالے مین نظر
ڈالی عمرو بن حمزہ نے لوح کو نہ دیکھا نہایت حیران ہوئے پھر کچھ سوچکر خنجر کمر سے کھینچا اور اُس درخت کے تھالے
کو خنجر سے کھودا ایک صندوقچہ نکلا جب شاہزادے نے صندوقچے کو کھولا دیکھا کہ لوح اُس صندوقچے مین رکھی ہوئی
اور مثل ستارہ سحری چمک رہی ہے شاہزادے نے نہایت خوش ہوکر وہ لوح اپنے گلے مین ڈالی ناظرین پر واضح ہو کہ وہ
باغ نقابدار نیلم پوش کا تھا اور جب نقابدار مذکور لوح لیکر اپنے مکان کیطرف آیا تھا تو اُسنے لوح کو صندوقچے مین
بند کرکے تھالے مین درخت چنار کے دفن کر دیا تھا اور کسی سے احوال لوح کے دفن کرنے کا بیان نہین کیا تھا
اور بعد دفن کرنے لوح کے بیمار ہو کر دو تین روز کی مدت مین مر گیا تھا اور چونکہ وہ باغ اور گنبد نو تعمیر تھا
اسوجہ سے منیر شاہ اور دیگر خاص و عام اُس باغ کو گنبد سے آگاہی نہ تھی القصہ جب عمرو بن حمزہ لوح طلسمی اپنے
گلے مین ڈال چکے فی الفور باغ سے نکل کے ایک جانب روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین لوح کو دیکھا لوح سے
ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا اگر خدا اپنا فضل کرے اور لوح طلسم دوبارہ دستیاب ہو تو لازم ہے کہ جانب شمال یہان سے
روانہ ہونا اور شب کو چلنا دن کو قیام کرنا شاہزادہ ذی جاہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر ایک درخت کے نیچے
قیام کیا جب وہ وقت آیا کہ خورشید چار منزل طے کر کے جانب مغرب گیا اور نظر چشم خلائق سے پنہان ہوا اور
ماہ شب افروز فلک پر عیان ہوا بیت نہان جسدم ہوا مہر درخشان ۔ ہوا ظاہر فلک پر ماہ تابان بعد جب
شام ہوئی شاہزادہ ذیجاہ جانب شمال روانہ ہوا اور بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا جب صبح ہوئی پھر ایک شجر کے
نیچے مقیم ہوا اسی طرح کئی راتین برابر صحرا نوردی کی ایک روز ہنگام سحر ایک ایسے عرصۂ نمونۂ میدان محشر مین پہونچے
کہ پیک وہم و گمان مین بھی وسعت و درازی میدان کی خبر نہ لاسکتا تھا اور طائر وہم و خیال اس میدان وسیع کو طے
کرکے جا نہ سکتا تھا اُس میدان بے پایان مین درخت کا نام و نشان بھی نہ تھا اور برائے قیام کوئی مکان بھی
نہ تھا عمرو بن حمزہ اُس صحرائے ہولناک کو دیکھکر متردد ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ جب آفتاب نکلیگا تو حرارت
آفتاب سے اس میدان بے اشجار مین مجھے نہایت تکلیف ہوگی شام تک اس دشت وحشت انگیز مین کیونکر قیام کرسکونگا
عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ سامنے ایک باغ پر بہار نظر آیا شاہزادے نے باغ کو دیکھکر خیال کیا کہ اب اس
باغ مین چلکر توقف کرنا چاہیے یہ خیال کرکے شاہزادہ ذی وقار اُس باغ پر بہار کیطرف چلا ہر چند شاہزادہ جلد تر
باغ جاتا تھا لیکن باغ تک نہ پہونچتا تھا اور جسقدر شاہزادہ جلد جاتا تھا اُسیقدر وہ باغ دور نظر آتا تھا یہانتک کہ عمرو
بن حمزہ نے پہر بھر تک رہروی کی لیکن اس باغ تک نہ پہونچے آخر حیران ہو کر کھڑے ہوئے سوچنے لگے کہ پہلے
تو سامنے نظر آتا تھا اور اب دور نظر آتا ہے باوجود اسکے کہ مین نے پہر بھر تک رہروی کی ہے یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ پھر
اُس باغ کیطرف چلے اور حکم لوح بالکل بھول گئے یہ یاد نہ رہا کہ حکم لوح یہ تھا کہ شبکو راہ چلنا اور دن کو ہرگز صحرا
نوردی نہ کرنا علاوہ حکم لوح فراموش کرنے کے پھر عمرو بن حمزہ نے لوح کو بھی نہ دیکھا اور سمت باغ روانہ ہوئے غرضکہ وقت دوپہر
عمرو بن حمزہ اُس باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل دیدۂ عاشق کے وا ہے شاہزادے نے خیال ملکہ
مہ جبین نارنجی پوش اور لالہ خونخوار مین یہ تصور کیا کہ اس باغ مین جاکر تا شام توقف اور قیام کرون اور بعوض رخسار ملکہ
مہ جبین اور لالہ خونخوار کے روئے گل دیکھون اور بعوض چشمان معشوقان کے نرگس پر نظر کرون اور سنبل پیچ کو دیکھ کر

اپنے معشوقون کی زلف پرشکن کا سراسر خیال کرون اور سرو کو دیکھکر قد و قامت سہ جبین و لالہ خونخوار کا تصور کرون اشعار

کہ شاید پھر تسلی ہو حسرت کو　قرار آئے دل وحشت اثر کو
ہوس ہی اک نظر سنبل کو دیکھون　تمنا ہی کہ روے گل کو دیکھون
زبان برگ سوسن لوا ہین ہین　لب رنگین گل جو سون چمن ہین
عنادل سے کرون بحث فغانین　ہزار گل ہو پاؤن راز دان ہین
جماؤن رنگ یہ اپنے سخن کا　کہ ہو دم بند مرغان چمن کا
یہ گلشن کیا اگر باغ ارم ہو　فدا اسے بوسۂ خاک قدم ہو
چمن ہین آمد آمد کا ہوا غل　گلے ملنے کو دوڑی نکہت گل

یہان ہین بلبل بے آشیان ہم　ابھی نادید لطف بوستان ہین
لگاؤن سر کو دم بھر گلے ہین　نکالون یا سمن سے حوصلے ہین
گلزرون شوخی طبع رسا سے　کرون اٹکھیلیان باد صبا سے
دکھاؤن گرمی نسرین کیا کیا　جلاؤن خاطر صیاد کیا کیا
کہا دل نے یہ ختم گفتگو پر　چمن صدقے کیا اس آرزو پر
اجازت دل نے جب دم واکی دی　صدا غنچون نے بسم اللہ کی دی
ہوئی جب باغ کے در تک رسائی　قدم لینے ہوا سے جنت آئی

غرض جب عمرو بن حمزہ داخل باغ ہوے دیکھا کہ عجب باغ پر بہار ہی گلشن ارم بھی ہزار جان سے اس باغ کی بہار پر نثار ہی ابیات

نہ پائی شوق نے فرصت سفر کی　نظر آیا عجب سامان گلشن
دل غنچہ لہو دوشیزگی سے　ثمر کو سجدے مین افتادگی تھی

ہوے ہوش و خرد قربان گلشن　نظر جس نخل پر پہونچی ثمر کی
درختون ہین مسلمانی ادگی تھی　بھرا دامان گل پاکیزگی سے

شاہزادۂ ذی وقار وہ باغ پر بہار دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوگیا کیونکہ ہر گل اس باغ کا لبسان رخسار یار رنگین و شاداب تھا اور ہر ایک غنچہ مثل دہن معشوق لاجواب نایاب تھا کہ پور جہان کی قدرت نمائی اس باغ سے ہر گل و غنچہ و نخل و ثمر سے عیان تھی اس باغ کی بہار گویا رشک بہار باغ جنان تھی الحاصل خیال معشوقان مذکور مین شاہزادۂ ذی جاہ کا یہ حال ہوا ابیات

کبھی پیر حمی دل یاد کرتا　کبھی بیساختہ فریاد کرتا
کبھی کرتا طواف عارض گل　کبھی سنتا فغان درد بلبل
کبھی نرگس سے آنکھیں چار کرتا　کبھی سوسن سے شوق اظہار کرتا

جلایا گرمی گلہاے تر نے　لپیک دی شعلۂ داغ جگر نے
کبھی مستانہ دل ہین جوش آتا　کبھی مانند سبزہ لوٹ جاتا
کبھی مثل صبا پھرتا چمن ہین　کبھی بو ہو کے چھپتا یاسمن ہین
غرض محو چمن تھا مثل بلبل　کہ قسمت نے کھلایا اور ہی گل

یعنی شاہزادۂ ذیشان سیر کنان جو درمیان باغ پہونچا وہان دیکھا کہ سامنے بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہی اور اس چبوترے پر ایک شامیانہ سیاہ ایستادہ ہی جھالر اس شامیانہ کی موتیون کی ہی اور ایک دوپٹہ دھانی رنگا ہوا عطر گلاب سے معطر بالاے شامیانہ پڑا ہوا ہی عمرو بن حمزہ یونانی دوپٹے اور شامیانے کو دیکھکر چبوترے پر گئے اور خیال کرنے لگے کہ نہیں معلوم یہ دوپٹہ کس نازنین سبزہ رنگ کا ہی عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ زیر شامیانہ ایک تربت ہی اور بالاے تربت پھولون کی چادر پڑی ہوئی ہی اور سنگ لحد پر تاریخ وفات کندہ ہی عمرو بن حمزہ نے تحریر تاریخ پر نظر کی جب بخوبی تاریخ کو پڑھا معلوم ہوا کہ یہ قبر ملکہ گلشن جادو کی ہی جسوقت عمرو بن حمزہ کو معلوم ہوا کہ یہ تربت محبوبۂ خوشخو ملکہ گلشن جادو کی ہی اسوقت عمرو بن حمزہ کو اور بیحد صدمہ و ملال ہوا نالہ و فغان کرنے لگے دامن کو آنسوون سے تر کرنے لگے آخر شاہزادہ عمرو بن حمزہ ذیجاہ بصد نالہ و آہ روتے روتے قبر پر گرے اور مرغ بسمل تڑپنے لگے اور کہنے لگے کہ اے ملکہ گلشن جادو مجکو اب معلوم ہوا کہ تم زیر خاک نہان ہوگئین افسوس ہزار افسوس ہے تمام ولنشان ہوگئین مین تمھارے غم و الم مین تڑپ تڑپ کے جلد مر جاؤنگا اس دار فنا سے بہ تعجیل تمام تمھارے پاس آؤنگا بغیر تمھارے مجھے زندہ رہنا شاق ہی مجھکو اب تمھارے پہلو مین دفن ہونیکا اشتیاق ہی اے ملکہ جلد مجھکو اپنے پاس بلاؤ ورنہ لگاؤ یہ مین جانگزا اگر ہے کہ عمرو بن حمزہ نے بصد شکیبائی و بہزار نالہ و بیقراری قبر سے لپٹ گئے یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

لپٹ کر تربت شوریدہ سر سے　گیا گلپوش پر داغ جگر سے

مر بالین اپنے تکلیف و جانکاہ
کیا روشن چراغ شعلہ آہ
لب نازک کو دی رخصت فغان کی
ادا کی رسم تکلیف نہان کی
ندامت کیا ہوئی اہل وطن سے
چھپائی شکل کیون چاک کفن سے
جہان مین صورت خورشید پنہان
پھرا دن رات تنہا بے خور و خواب
تمنائے دلی دل سے نہ نکلی
یہ لیلی گرد محمل سے نہ نکلی

کلاہ خسروی پھینکی زمین پر
اڑائی خاک زلف عنبرین پر
کہ اے پیوند چاک دامن خاک
غبار کاروان جان غمناک
ترے غم مین ہوا برہم زمانہ
دگرگون ہوگیا سب کارخانہ
مگر تجھکو نہ اے غمنت کش پایا
جو پایا بھی تو زیر خاک پایا
یہ نہین شہزادہ تربت کے نشان سے
بیان کرتا رہا نوحہ زبان سے

شاہزادہ خود قبر گلشن جادو کی تصویر کر کے اور اس قبر سے لپٹ کر رو رہا تھا ناگاہ ایک عورت طشت اور ابریق لیے ہوے بارہ دری سے نکلی اور عمرو بن حمزہ کو دیکھکر پوچھنے لگی کہ اے غم دیدہ و آفت رسیدہ تو کون ہے کیون تربت ملکہ گلشن جادو پر اس بیتابی اور بیقراری سے روتا ہے گلشن جادو کیا تیری عزیز تھی عمرو بن حمزہ نے جواب دیا اے عورت آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو بن حمزہ ہے گلشن جادو مجھپر عاشق تھی اور مجھے بھی اُس سے نہایت اُلفت تھی اور اتنک ہے افسوس ہے کہ ملکہ گلشن جادو نے میرے ہی عشق مین اپنی جان دی ہے مین کیونکر ایسی معشوقہ باوفا کی قبر سے لپٹ کے نہ روؤن اُس عورت نے افسوس کر کے کہا کہ اب مجھکو معلوم ہوا کہ آپ طلسم کشا ہین قبل اسکے مین آپ سے آگاہ نہ تھی میری گستاخی معاف کیجیے گا اے شاہزادہ ذیجاہ بیشک ملکہ گلشن جادو کی قبر یہی ہے

ابیات

شہید تیغ ناز امتحان کی
پھلی پھولی نہ شاخ زندگانی
کہ تجکو لاکے پہلو مین بٹھایا
جلایا آتش فرقت نے تیری
پشیمان ہو کے آخر مدعا سے
ملایا خاک مین غفلت نے تیری
نہ ارمان اٹھگئی دار فنا سے
یہی تربت ہے تیرے خستہ جانکی
نہ دیکھی کچھ بہار نوجوانی
کشش کو بعد مردن رحم آیا

اے شاہزادہ ذیجاہ اب اس نالہ و آہ سے کیا فائدہ ہے اب قبر ملکہ گلشن جادو سے اٹھیے منھ ہاتھ دھوئیے بہت رو چکے اب نہ رو دیجیے مین بھی ایک کنیز اُس ملکہ مرحومہ کی ہون اور مجاور تربت ملکہ ہون مجھے اپنا تابعدار و خیرخواہ تصور فرمائیے گا اور بعد فتح طلسم نارنج مجھے بھول نہ جائیے گا شاہزادے نے گفتگو اُس عورت کی سنکر خیال کیا کہ یہ کنیز سچ کہتی ہے بیشک یہ مجاور تربت ملکہ ہے اور میری خیرخواہ ہے یہ خیال کر کے شاہزادہ بالین قبر ملکہ گلشن جادو سے اٹھا اور واسطے ہاتھ اور منھ دھونے کے اُسی کنیز سے پانی مانگا کنیز مذکور تو یہی چاہتی تھی خوش ہو کر دوڑی اور جسقدر کہ پانی ابریق اور طشت مین تھا وہ پانی ایکبارہ عمرو بن حمزہ کے ہاتھ پر ڈالدیا اور بعد پانی ڈالنے کے بارہ دری مین جا کر غائب ہوگئی شاہزادہ اُس کنیز کے ہاتھ دھلانے پر حیران ہوا اور خیال کرنے لگے کہ یہ کنیز عجب بیوقوف اور بدتمیز ہے کہ ایکبارہ اسقدر پانی میرے ہاتھ پر ڈال کے چلی گئی شاہزادہ یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ یکایک وہی پانی آناً فاناً بڑھنا شروع ہوا اور تھوڑی دیر مین اسقدر طغیانی آب ہوئی کہ تمام باغ مین پانی بھر گیا اور دمبدم بڑھنے لگا یہانتک کہ اکثر اشجار باغ پانی مین ڈوب گئے اور جس چبوترے کے اوپر شاہزادہ بیٹھا تھا اس چبوترے کے کنارے تک پانی آگیا اسوقت تک عمرو بن حمزہ لیو پانی کی کثرت آب دیکھکر نہایت متردد ہوے آخر گھبرا کے لوح کو جو دیکھا تو یہ مضمون حکم لوح سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا تجھے دن کو چلنا لازم نہ تھا اور اس باغ مین آنا بھی مناسب نہ تھا اور پانی سے ہاتھ دھونا بھی نہ چاہیے تھا یہ باغ شطرنج جادو کا ہے اور یہ اُنھی کے آب سحر سے تمام باغ مین پانی ہے اور یہ قبر گلشن جادو کی نہین ہے خیر اگر نافہمی سے ہاتھ اپنا اس سے دھویا ہے اور پانی تمام باغ مین بھر گیا ہے تو تجھکو لازم ہے کہ جو درخت لالہ کا بالین قبر ہے دیکھ اگر درخت کا ایک برگ بھی تیرے ہاتھ آجاے تو جلد اُسپر یہ اسم بزرگ دم کر کے اپنے داہنے پاؤن کے نیچے رکھ کہ برکت اسم بزرگ سے برگ ایک کشتی بنجائیگا فوراً اُس کشتی پر سوار ہو جانا عمرو بن حمزہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر لالہ کے درخت پر نظر کی دیکھا کہ تمام درخت تو پانی مین ڈوب گیا ہے لیکن ایک برگ پانی مین نہین ڈوبا عمرو بن حمزہ نے وہی برگ توڑ کے

اور وہی اسم بزرگ برگ پر دم کر کے دریا پر ڈالا فی الفور وہ برگ کشتی ہو گیا عمرو بن حمزہ جلد اُس کشتی پر سوار ہوئے کشتی پانی مین روان ہوئی یہانتک کہ کشتی عنقریب ایک کوہ کے پہونچی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بالاے کوہ ایک ساحر بد منظر بیٹھا ہوا اور اُسکے ہاتھ کی اُنگلیون سے پانی برابر نکلتا ہی اور زیر کوہ گرتا ہی شاہزادے نے ساحر مذکور کو دیکھکر لوح کو ملاحظہ کیا لوح سے ثابت ہوا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ جو ساحر بالاے کوہ بیٹھا ہی یہی شطرنج جادو ہی اور اسی کے سحر کے سبب سے طغیانی آب ہی تمکو لازم ہی کہ یہ اسم جلیل پیکان تیر پر دم کر کے پیشانی شطرنج جادو پر جو نشان سرخ ہی اُسی سرخ نشان پر تیر لگاؤ اگر تیر تمہارا نشان پر پڑا تو شطرنج جادو مارا جائیگا ورنہ ہلاک نہوگا اور باعث تمہاری خرابی کا ہوگا عمرو بن حمزہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر کمان دوش سے لی اور ترکش سے تیر نکالکر اور وہی اسم جلیل پیکان تیر پر دم کر کے پیشانی شطرنج جادو کو تاکا ہر چند شطرنج جادو نے چاہا کہ کترا کر پہاڑ پر چلا جاؤن لیکن تیر کمان سے نکلکر اُسی سرخ نشان پر لگا اور پیشانی کو توڑ کر کاسۂ سر سے باہر نکل گیا شطرنج جادو شور کر کے پہاڑ سے گرا اور تھوڑی دیر مین تڑپ کر مر گیا جسوقت شطرنج سوے عدم گیا ہوا ے تند چلی آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تاریک ہو گیا آسمان سے پتھر گرنے لگے پیر اُسکے سحر کے نالہ و فغان کرنے لگے بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی دفع ہوئی اور آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو اور مار ڈالا مجھکو طلسم کشا نے کہ نام میرا شطرنج جادو تھا جسوقت آواز آ چکی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بونڈلا گرد و غبار کا لاش شطرنج جادو سے لپٹا اور لاشہ شطرنج جادو کا پیر اُسکے سحر کے اُٹھا کر لے گئے شاہزادے نے اُس ساحر کو قتل کر کے شکر خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا بعد تھوڑی دور جانے کے ایک باغ نظر آیا دیکھا کہ اُس باغ مین صدہا درخت آمون کے ہین اور جملہ اشجار بار اثمار سے جھکے ہوئے ہین شاخون مین سبز و زرد آنب بکثرت ہین سیکڑون آنب نیچے درختون کے پڑے ہین شاہزادہ سیر باغ کی کر رہا تھا ناگاہ سامنے سے کچھ آدمی ایک ارتھی اُٹھائے ہوئے سنکھ بجاتے ہوئے اُسی باغ مین آئے اور ارتھی کو رکھکر قریب شاہزادہ ٹھہر گئے اُسوقت شاہزادے نے چاہا کہ ان لوگون سے دریافت کرے کہ یہ ارتھی کسکی ہی اور کون مر گیا ہی شاہزادے نے دریافت کرنے کا ارادہ کیا تھا یکایک بقدرت پروردگار شاہزادہ ذیوقار نے خیال کیا کہ لوح کو دیکھکر ان لوگون سے کلام کرنا چاہیے یہ خیال کر کے لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا خبردار ان لوگون سے کلام نکرنا اور قریب تر اُنکے نجانا اگر تجنے ان لوگون سے گفتگو کی اور ان لوگون کا ہاتھ تمہارے جسم سے مس ہو گیا تو پھر تمام عمر اسی جگہ رہوگے بلکہ قیامت تک یہین رہوگے اور آگے نجا سکوگے اور طلسم نارنج کو فتح نکر سکوگے اسوقت تمہین مناسب ہی کہ تیر پر اسم کو دم کر کے ارتھی پر لگاؤ اور ان لوگون کو یہان سے بھگاؤ عمرو بن حمزہ نے بموجب حکم لوح ارتھی پر تیر لگایا وہ سب لوگ ارتھی کو اُٹھا کر بھاگا یا نہ اس جگہ سے نالہ و فریاد کرتے ہوئے بھاگے بعد جانے اُن لوگون کے شاہزادہ تھوڑی دیر تک اُسی باغ مین رہا پھر اُس باغ سے نکل کے آگے روانہ ہوا بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے ایک باغ رشک ارم نظر آیا جب عمرو بن حمزہ اُس باغ مین گئے دیکھا کہ صدہا نازنینان خوبرو لباس رنگین زیب تن کیے ہین اور زیور جواہر نگار پہنے ہین اکثر اُن مین سے بیٹھی ہین اور بعض عورتین دست بستہ کھڑی ہین اور اکثر نازنینان خوبصورت باغ مین ٹہل رہی ہین اور باہم ہنس رہی ہین اور باغ کے چبوترے پر ایک گل پیرہن و غنچہ دہن مہروش اور یوسف لقا بعد ناز و ادا بالاے مسند زرین بیٹھی ہی اور گرد اُسکے چند مجالس بعد ادب بیٹھی ہین کشتی شراب کی رکھی جلیبین جام مے ناب الماس رشک آفتاب کو دیتی ہین اور دختر روسی مشکل پی رہی ہی اور سیر باغ کر رہی ہی اور وہ

نازنین ایسی مہ جبین ہو کہ حسن مین غیرت آفتاب ہو اور ہمجلیس بھی اسکی حسن وخوبی مین رشک ماہ ہین اگر کوئی پری
اُس نازنین مسند نشین کو دیکھتی تو عاشق ہوکر بیساختہ یہ کہتی اشعار

دل شیفتۂ قد بلندت
آہوے فتادہ در کمندت
با چشم بتان کرے برندت
جان دادہ ہزار مستمندت
حیرت طلسم بنا رحیندت

بر عارض آتشین تو خال
تا زلف تو گشت بند دلہا
چون گوئے بکوے تو سپہر
آہستہ بر آن کہ رفت بر باد

ہست از مئے چشم دلپسندت
آہزاد نشد و سے نہ بندت
افتادہ دمی فتند پسندت
بسیار بسر از سم سمندت

جان بستہ لعل نوش خندت
چشم تو درا بروت کشیدہ
شطرنج ہوس مبار اید ل
تا دادی سمند را تو جولان
در راہ طلب زپا فتادم

جب شاہزادے نے اُس نازنین کے حسن وجمال کو بخوبی دیکھا تیر عشق کا فی الفور
دل مین در آیا اور بے اختیار اوصاف مین اُس نازنین کے یہ اشعار زبان پر لایا اشعار

دعوے نرسد برابری را
آموختہ سحر سامری را
گل برگ ترت گل ترے را
آوردہ قمر و مشتری را
باشاخ گل ترا فسری را

زیباست پری دلی ندارد
لعلین لب تو ہم ز بوسہ
زلف تو زکفت نمی گذارد
داد ند بسرو قامت تو

این عشوہ و نازہ دلبری را
جان دادہ بتان آذری را
سر رشتہ کفر و کافری را
خوبان زمانہ سروری را

با حسن و جمال تو پری را
چشم تو بیک نگاہ جادو
بر خاک فگندہ از طراوت
سودائے رخت زاوج گردون
من خار و خم نہادم از سر

شاہزادہ دیو قار یہ اشعار پڑھ رہا تھا ناگاہ نازنین مسند نشین نے عمرو بن حمزہ
کو دیکھا اور پہچان کے بعد ناز و ادا یہ کہا کہ ای شاہزادۂ ذیجاہ آئیے تشریف لائیے زہے نصیب میرے کہ آپ میرے
باغ مین تشریف لائے باعث میری سرفرازی کا ہوا عمرو بن حمزہ گفتگو اُس نازنین کی سُنکے جب عنقریب چبوترے کے پہونچے
وہ نازنین مع جملہ عورتون کے واسطے تعظیم کے اُٹھے جب عمرو بن حمزہ پہلو سے نازنین مین مسند زرین پر بیٹھے
نازنین لوح طلسمی سے منھ پھیر کر اور کسیقدر ہٹ کے بیٹھی عمرو بن حمزۂ یونانی نے تصور کیا کہ یہ نازنین شرم و
ناز کرتی ہو اسیوجہ سے منھ پھیر کر اور کچھ مجھسے ہٹ کے بیٹھی ہو غرض یہ تصور کرکے عمرو بن حمزہ پہلو سے نازنین مین
بیٹھکر خوش ہوئے اور اکثر بیتاب بیقرار ہوکر اُس نازنین کے روے زیبا پر نظر کرنے لگے اور بوستان
حسن نازنین کی سیر کرنے لگے اسیوقت ایک ہمجلیس خوبرو نازنین سے عرض کرنے لگی کہ او ملکۂ عالم ہرچند کہ شرم وحیا
نسوان کا شعار ہو لیکن اسقدر بھی شرم وحیا کرنا لازم نہین ہو مناسب ہو کہ شاہزادۂ ذی وقار سے کچھ باتین کیجیے
اور مراسم مہمان نوازی ادا کیجیے جام شراب ناب اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو دیجیے عرض میری قبول کیجیے ملکہ نے
بموجب عرض کرنے ہمجلیس کے بعد ناز و ادا مسکرا کر آہستہ جواب دیا کہ ہمسے تو ایسی بیحجابی نہو گی تمھین شاہزادہ
کو جام شراب سے مملو کرکے دو ہمجلیس نے دست بستہ عرض کیا ای ملکۂ عالم آپ ہی اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو
ساغر مے دیجیے زیادہ شرم وحیا نکیجیے غرض بعد عذر بسیار نازنین مسند نشین نے اپنے دست نازک سے
شیشہ و ساغر اُٹھا کر جام مین شراب بھری اور منھ پھیر کر ہاتھ اپنا شاہزادے کی جانب بڑھایا اُسوقت اسی
ہمجلیس نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ او شاہزادۂ ذیجاہ جام مے ہماری ملکہ آپ کو دیتی ہین تامل نہ فرمائیے
جام لیکر شراب پیجیے شاہزادے نے فرمایا تاوقتیکہ ملکہ دین اسلام اختیار نہ کریگی مین شراب نہ پیونگا
ہمجلیس نے ملکہ سے عرض کیا کہ او ملکۂ عالم سُنا آپ نے جو کچھ شاہزادۂ دیو قار نے ارشاد کیا ہو ہرچند کہ
دین آبائی ترک کرنا بہتر نہین ہو لیکن براے خوشی خاطر شاہزادۂ نامدار دین اسلام اختیار کیجیے یہ آپکے مہمان
ہین انکو رنجیدہ نہ فرمائیے ملکہ نے ہمجلیس کے عرض کرنے سے کہا کہ ابھی تو مین کلمہ نہ پڑھونگی

لیکن مطیع دین اسلام ہوتی ہوں یہ کہکے ملکہ نے اپنی ہمجلیس سے کہا کہ اب تو مین مطیع دین اسلام ہو چکی اور خدا ے نادیدہ کو اپنا معبود جاننے لگی اب شاہزادہ کو شراب پینے مین کیا عذر ہی ہمجلیس نے شاہزادے سے عرض کیا کہ اے شاہزادہ عالیجاہ اب تو بادہ کشی مین تاخیر نہ فرمائیے ملکہ کے ہاتھ سے جام پیجیے دیکھیے آپ کی خاطر سے ملکہ ہماری مطیع دین اسلام بھی ہو چکین عمرو بن حمزہ یونانی نے یہ سنکے جام شراب دست نازنین رشک آفتاب سے لیکر پی لیا پھر تو دور جام بے دغدغہ انجام چلنے لگا محفل از زورے شاہزادہ عالیجاہ بھوت نے بجلنے لگا بعد میکشی کے اشارہ نازنین مسند نشین سے ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نے یہ غزل شروع کی

غزل

بے ترے بزم عیش مین ساقی	شیشے خالی ہین خون ناب شراب
زاہد میکدے سے کرے پرہیز	زہر کو کرتی ہی خراب شراب
بند آنکھین ہین جوش مستی مین	ہو گیا عالم شباب شراب
ہو سمندر مین جاے آب شراب	پیتین ہم رند بے حساب شراب
رند ہون چاہیے پس مردن	غسل میت کو جاے آب شراب
رانڈن جلس رہے روشن سے	ماہ ساغر ہو آفتاب شراب
دہر مین کھانے پینے کو تسلیم	چاہتا ہون فقط کباب شراب

اس مطربہ نے غزل مرقوم اسطرح بالحان داؤدی گائی کہ جملہ سامعان محفل اشعار غزل سن سنکے مستون کے مانند جھومنے لگے اور تعریف مطربہ کی کرنے لگے پھر مطربہ اور غزل عاشقانہ گانے لگی اور لہاے اہل بزم کو خوش کرنے لگی غرض تا دیر مطربہ گایا کی جب مطربہ گا چکی اور عمرو بن حمزہ کو نشہ شراب کا ہوا اسوقت ہاتھ اپنا جانب نازنین مسند نشین بصد شوق بڑھایا اور قصد بوس و کنار کا کیا اسوقت نازنین نے خیال کیا کہ اب شاہزادہ کثرت نشہ شراب سے از خود رفتہ ہو گیا ہی یہی وقت مدعاے دل حاصل کرنے کا ہی یہ خیال کرکے اسوقت نازنین اٹھی اور بارہ دری کی جانب چلی چونکہ عمرو بن حمزہ اس نازنین پر عاشق ہو چکے تھے یہ بھی فوراً مسند سے اٹھے اور ہمراہ اس نازنین کے بارہ دری کی طرف چلے جب نازنین بارہ دری مین پہونچی مسہری پر بیٹھ گئی عمرو بن حمزہ بھی مسہری پر بیٹھے اور عالم نشہ شراب مین مسہری پر لیٹ گئے اور اس نازنین کو بھی اپنے پہلو مین لٹا لیا لیکن وہ نازنین لوح طلسمی سے ہٹ کے لیٹی عمرو بن حمزہ نے ارادہ اسکے گلشن حسن کی گلچینی کا کیا نازنین نے کہا اے طلسم کشا و اے شاہزادہ ہنوز مدعا ابھی دور ہی سے باتین کیجیے اور کسی بات کا قصد نہ کیجیے چندے صبر کیجیے جب آپ طلسم نارنج کو فتح کر لین گے اسوقت جو کچھ آپ کہیے گا مین منظور کرونگی ابھی اکثر وجود سے مین انکار وصل کرتی ہون عمرو بن حمزہ نے جوابدیا اے ملکہ اسوقت مجھسے صبر نہین ہو سکتا اب کچھ عذر نہ کرو آؤ میرے سینے سے لپٹ جاؤ تاکہ دل مضطر کو قرار حاصل ہو یہ کہکے عمرو بن حمزہ نے پردے مسہری کے چھوڑ دیے اور ہاتھ نازنین کا پکڑ کے اپنی جانب کھینچا اسوقت شاہزادے نے دیکھا کہ بارہ دری مثل چاک کمہار کے گردش کر رہی ہی عمرو بن حمزہ یہ ماجراے عجیب و غریب دیکھ کے نہایت حیران ہوے اور منہ نازنین کی جانب سے پھیر کے دامن قبا کی آڑ مین لوح دیکھنے لگے نازنین نے کہا اے شاہزادہ ذیوقار آپ میرے روے زیبا کو دیکھیے یہ وقت لکھنے پڑھنے کا نہین لوح کو ملاحظہ نہ کیجیے مجھے اپنا دشمن تصور نہ فرمائیے آپ نے شراب زیادہ پی ہی اسوجہ سے آپ کے سر کو گردش ہی اور کوئی وجہ نہین ہی یہ کہکے نازنین خاموش ہوئی عمرو بن حمزہ نے لوح کو ہر چند دیکھا لیکن بوجہ گھومنے بارہ دری کے اچھی طرح خطوط اور حروف لوح [illegible] کے نظر نہ آئے اور علم لوح سے کچھ آگاہی نہ ہوئی شاہزادہ تو لوح کو بغور دیکھ رہا ہی اور نہایت حیران [illegible] دکھائی نہین دیتے ہین اور کچھ علم لوح سے ثابت و ظاہر نہین ہوتا ہی لیکن اب [illegible] نارنج جادو اور سہیل جادو اور خواجہ عمرو اور ملکہ لالہ خونخوار کا لکھا جاتا ہی کہ جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے شسطرنج جادو کو قتل کیا اور نارنج جادو کو

خبر ہوئی اسوقت نارنج جادو کو غصہ آیا فوراً مع لشکر ساحران نابکار شہر سہیلیہ میں گئی پہلے خواجہ عمرو کو گرفتار کیا پھر سہیل جادو سے پوچھا تم کیوں مسلمان ہوئے اور عمرو بن حمزہ کو تم نے کیوں رہا کر دیا اسنے جا کر شطرنج جادو کو قتل کیا ہے تجھکو لازم ہو کہ اب بھی دین اسلام کو اختیار نہ کرو سہیل جادو نے کہا کہ میں تو دین اسلام کو ترک نہ کرونگا نارنج جادو نے برہم ہو کر سہیل جادو پر سحر کیا اور سہیل جادو نے مطلق سحر نہ کیا آخر نارنج جادو نے تمام شہر کو تباہ اور برباد کیا ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا ملکہ لالہ خوبخوار مع فرخ اور بہمن اور یاسمن شہر سہیلیہ سے بعجلت تخت سحر پر بیٹھ کے بھاگی اور جلد تر راہ طے کر کے در باغ گمبد شعلہ افزا آئی فرخ بن عمرو تو در باغ پر بیٹھے لیکن ملکہ لالہ خوبخوار اس باغ پر بہار میں گئی اور کنیزوں وغیرہ سے کہنے لگی کہ تمہارے مالک گمبد شعلہ افزا کہاں ہیں ساحروں اور کنیزوں نے عرض کیا گمبد شعلہ افزا بارہ دری میں ہیں آپ بالائے مسند تشریف رکھیے ہم حضور کے تشریف لانے کی انکو اطلاع کیے دیتے ہیں ملکہ لالہ خوبخوار تو بالائے مسند بیٹھی اور بہمن اور یاسمن روبرو حاضر رہیں لیکن ایک کنیز بارہ دری میں گئی اور قریب مسہری کے جا کر نازنین سے عرض کرنے لگی کہ ابھی ملکہ خوبخوار تشریف لائی ہیں آپ کو بلاتی ہیں نازنین گفتگو سے کنیز کے بیقرار ہوئی اور عمرو بن حمزہ بھی نام ملکہ لالہ خوبخوار سنکے بیتاب ہوئے نازنین نے کہا اے شاہزادہ ذیوقار آپ یہیں تشریف رکھیے میرے جانے سے بیتاب و بیقرار نہ ہوجیے میں ابھی آتی ہوں دو چار باتیں کر کے ملکہ خوبخوار کو رخصت کیے دیتی ہوں یہ کہکے نازنین پہلوے عمرو بن حمزہ یونانی سے اٹھی اور جو ہیکل اپنے گلے میں پہنی تھی جلد اتار کے عمرو بن حمزہ کے گلے میں ڈالدی پھر چند قدم جا کر عمرو بن حمزہ کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اے شاہزادہ ذرا یہ اپنا ہیکل مجھکو دیدیجیے عمرو بن حمزہ نے عالم نشہ شراب میں اشارہ کیا کہ اپنی ہیکل سب سے گلے سے اتار لو نازنین نے خوش ہو کر اپنی ہیکل مع لوح محفوظ اور لوح طلسمی کے اتار لی اور جلد دونوں لوحیں رومال میں لپیٹ کر پکاری کہ او طلسم کشا اسی منہ پر تو دعوے طلسم کشائی کا کرتا تھا دیکھ یوں عیاری سے لوحیں تجھسے لے لیں میں گمبد شعلہ افزا ہوں ارے غضب کیا تو نے کہ شطرنج جادو اور زوربانہ جادو وغیرہ کو مار ڈالا اور یہانتک ہو گئے ہو عمرو بن حمزہ نے جو یہ تقریر گمبد شعلہ افزا کی سنی نہایت غصہ آیا اور قصد کیا کہ تیغ آبدار کھینچکر اسے قتل کریں لیکن گمبد شعلہ افزا نے لوحیں رکھکر چند دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے دست و پائے عمرو بن حمزہ بحس و حرکت ہو گئے گمبد شعلہ افزا شاہزادے کو اپنے سحر میں گرفتار کر کے اور لوحیں لیکر بشکل اصلی بارہ دری سے باہر آیا چونکہ گمبد شعلہ افزا زمانہ دراز سے ملکہ لالہ خوبخوار پر عاشق ہو اسوجہ سے جانب ملکہ بے اختیار دوڑا اور قریب ملکہ کے پہونچکر اور ملکہ کو دیکھکر کثرت مسرت سے شگل گل بھنے لگا اور مانند پروانے کے گرد اس شمع رو کے پھرنے لگا اور اسطرح کہنے لگا اشعار

افسانہ طراز آشنا ہوں
لیکن میں کمال نارسا ہوں
جاہوں تجھے سمجھتا میں یا ہو

نکہت ہوں گل چمن سے تجھ بن
ہم ہم کہیں آپ سے نہیں شاد
کیوں شہر و فنا سی کا ہے نام

برباد میں صورت صبا ہوں
شاید اپنا میں خود گدا ہوں
تم تو کہو ترک میں نباہوں

حال دل گم شدہ ہوں کہتا
ہوں آہ دل حزیں جہاں میں
کم جو ملے شوق دل نہیں ؛

ملکہ لالہ خوبخوار نے اشعار سنکے جواب دیا کہ اگر تمکو مجھسے الفت نہ ہوتی تو ہم تمہارے پاس کیوں آتے اور اتنے دنوں جو مجھسے ملاقات نہیں ہوئی تمہاری ہی بے اعتنائی کی وجہ سے ملاقات نہیں ہوئی تم نہایت مغرور وسیلے ہو دانہ ہو کچھ تمکو ہمارا خیال نہیں ہو افسوس ہم تو بڑی دیر سے یہاں بیٹھے ہیں اور تم بارہ دری میں کسی کے ساتھ عیش کر رہے اور ہم بلائیں بھی تو

جلد تر تم جاؤ کمبید شعلہ افزا نے تقریر ملکہ خونخوار جادو کی سُنکے خیال کیا کہ اب ملکہ مجھپر عاشق ہوئی ہو جو میری اس کامل صورت
پر مائل ہو گئی ہو اور یہ نہ سمجھا کہ ملکہ باتین مکر و فریب کی کرتی ہو غرض کہ کمبید شعلہ افزا نے گفتگو سے ملکہ سُنکے دانت نکالدیے اور
عذر کرنے لگا کہ ای ملکہ اسوقت مین نے طلسم کشا کو بہ ہشیاری گرفتار کیا ہو اور لوحین اوس سے چھین لی ہین اسیوجہ سے مجھے
یہان آنے مین دیر ہوئی بیشک مجھسے خطا ہوئی معاف کیجیے میری جانب سے اپنے دل کو صاف کیجیے اور اپنے دل سے کدورت و
غبار کو دور کیجیے میں اپنا جان نثار تصور کیجیے ملکہ نے مسکرا کر کہا خیر اچھا قصور تمھارا معاف کیا اب تم طلسم کشا کو ہمارے
پاس لے آؤ ذرا ہم بھی دیکھین کہ طلسم کشا کون ہو ہر چند کہ مین نے سنا ہو کہ فرزند حمزہ صاحبقران طلسم کشائی کے لیے آیا ہو
لیکن مین نے اُسے دیکھا نہین ہو پس تم اُسے یہان لے آؤ کمبید شعلہ افزا بموجب حکم ملکہ بارہ دری مین گیا اور عمرو بن حمزہ
کو گرفتار کرکے ملکہ کے سامنے لایا ملکہ خونخوار نے عمرو بن حمزہ کو دیکھکر کہا کہ ای کمبید شعلہ افزا تمنے بڑی جرأت کی کہ اس
طلسم کشا کو گرفتار کیا ذرا ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ یہ شاہزادہ رہا ہو جائے کمبید شعلہ افزا نے مسکرا کر جواب دیا ای ملکہ
اسکا رہا ہونا بہت مشکل ہو مین آج ہی ملکہ نارنج جادو کو دیدونگا ملکہ خونخوار جادو نے کہا ای کمبید شعلہ افزا ذرا لوحین
ہمین بھی دکھاؤ ہم بھی دیکھین کہ ان مین کیا لکھا ہو کمبید شعلہ افزا نے جواب دیا ای ملکہ لوحین دیکھنا بیکار ہو آپ کو کچھ
لوحون مین نظر نہ آئیگا ملکہ خونخوار جادو گفتگو کمبید شعلہ افزا کی سُنکے برہم ہوئی اور اُٹھ کے چلی اسوقت سمن اور یاسمن
نے کمبید شعلہ افزا سے کہا کہ تم بڑے نالائق و نامعقول ہو اور نہایت ہی بیوقوف ہو غضب کیا تمنے کہ ملکہ کو رنجیدہ کیا
اب ملکہ کبھی یہان نہ آئینگی اور کبھی تمسے بات نہ کرینگی کیسے تم عاشق ہو کہ تمنے اپنی معشوقہ کو ناراض کیا اور نہ کہنا
اپنی محبوبہ کا نہ مانا افسوس ہماری محنت رائگان اور برباد ہوئی ہم تو ملکہ کو بصد مشکل اور بہزار فطرت راضی کرکے
تمھارے پاس لائے تھے اور چاہا تھا کہ تمھاری تمنائے دلی بر آئے ایک مدت سے تم طالب وصل ہو آج وصل
ہو جائے ارمان تمھارے دل کا نکل جائیگا لیکن تمنے کچھ ہماری محنت پر نظر نہ کی اور اپنی مطلوبہ کو تمنے ذرا سی بات پر
ناراض کر دیا اگر تم لوحین اُنھین دیدیتے تو ملکہ لوحین کیا کھا لیتین دیکھ کے ابھی تمکو دیدیتین فقط اُنکا دل خوش ہو جاتا
تمھارا کچھ نقصان نہ ہوتا کمبید شعلہ افزا گفتگو سے سمن و یاسمن سُنکے نہایت منفعل ہوا اور کہنے لگا کہ فی الحقیقت
مین نے نہایت ہی نادانی کی کہ ملکہ کو ناراض کر دیا یہ کہکر کمبید شعلہ افزا مانند شعلہ کے لپکا اور مثل آگ کے دوڑا اور
قریب ملکہ لالہ خونخوار کے جا کر بے اختیار بیقرار ہو کر رونے لگا اور پانوون پر ملکہ کے گرا اور دست بستہ عرض کرنے لگا
کہ میری خطا کو عفو کیجیے ای ملکہ عالم لوحین مجھسے لے لیجیے اپنے عاشق نافہم سے ناراض نہ ہوجیے جسوقت کمبید شعلہ افزا
ملکہ لالہ خونخوار کے قدم پر گرا سمن و یاسمن نے بھی ملکہ سے عرض کیا کہ اب کمبید شعلہ افزا عذر کرتا ہو اور اپنی خطا پر
نادم ہو حضور کو لازم ہو کہ اسکی تقصیر معاف فرمائین لوحین یہ دیتا ہو حضور ملاحظہ کر لین غصہ نہ فرمائین چونکہ ملکہ
لالہ خونخوار کو لوحین لے لینا منظور تھا اسوجہ سے ملکہ نے سمن و یاسمن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مین تمھارے
عرض کرنے کے سبب سے کمبید کی خطا معاف کرتی ہون ورنہ تقصیر اسکی عفو نہ کرتی اور کبھی اس نالائق سے بات
نہ کرتی یہ فرما کر ملکہ اُس جگہ آئی جس مقام پر عمرو بن حمزہ مع کمبید شعلہ افزا مین گرفتار بیٹھے تھے کمبید شعلہ افزا نے اسی جگہ
دونون لوحین رومال سے کھولکے جلد تر ملکہ کو دیدین اور کہا کہ ای ملکہ عکس لوح طلسمی کا مجھپر اور اس بارہ دری پر
نہ ڈالیے گا ورنہ مین اندھا ہو جاؤنگا اور بارہ دری اور باغ نیست و نابود ہو جائیگا ملکہ نے جواب دیا کہ مین تو تیرے کہنے کو
نہ مانونگی آج تجھکو اندھا کرونگی اور بارہ دری پر بھی عکس لوح کا ڈالونگی کمبید تقریر ملکہ کی سُنکے کہا کہ ملکہ ہنسی سے کہتی
ہو یا اندھا کرینگی فقط [illegible]

عکس لوح طلسمی کا گنبد پر ڈالا گنبد فی الفور اندھا ہو گیا اسوقت ملکہ کو کالیان دینے لگا ملکہ نے برہم ہوکر عکس لوح کا بارہ دری
پر اور تمام باغ پر بھی ڈالا بارہ دری مثل قلعۂ آتشبازی کے ایک دم بھر مین اڑ گئی اور تمام باغ مین ایسی آگ لگ گئی کہ لمحہ مین
تمام باغ جلکے خاک ہو گیا بارہ دری کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا بوادرین بھی باغ کی معدوم ہو گئین باغ میدان وحشتناک نظر
آنے لگا غرض بعد اندھا ہو جانے گنبد شعلہ افزا کے ملکہ نے دونون لوحین عمرو بن حمزہ کے گلے مین ڈالدین برکت لوح
سے سحر گنبد شعلہ افزا کا اتر گیا عمرو بن حمزہ آنکھ مل کر اٹھ کھڑے ہوئے سمن و یاسمن نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شاہزادہ
ذیجاہ جلد گنبد شعلہ افزا کو قتل کیجیے دیر نہ کیجیے عمرو بن حمزہ نے بموجب کہنے سمن و یاسمن کے لوح دیکھکر تیغ آبدار سے
گنبد شعلہ افزا کو ایک ضرب مین قتل کیا لاشہ گنبد شعلہ افزا کا زمین پر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے گنبد تڑپ تڑپ کے مر گیا
اسوقت ساحر مذکور کے مرنے سے تمام باغ تیرہ و تار ہو گیا ہوائے تند چلنے لگی سنگباری شروع ہوئی بہر سحر کے نالہ و فریاد
کرنے لگے پھر آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو طلسم کشا نے نام میرا گنبد شعلہ افزا تھا غرض بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی رفع ہوئی
زمین شعاع آفتاب سے پر نور ہوئی اسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ جو نازنینان خوبرو باغ مین گلگشت کرتی تھین وہ
سب نازنینان خوبصورت ماش کے آٹے کی پتلیان ہو گئین اور جو ساحر اس باغ مین اصلی تھے وہ سب
گنبد شعلہ افزا کے ہلاک ہوتے ہی طلسم کشا سے خائف ترسان ہو کے بھاگے اور نارنج جادو کے پاس
گریہ کنان گئے نارنج جادو نے گھبرا کے ان ساحرون سے پوچھا کہ تم سب کیون فریاد و فغان کرتے ہو ان ساحرون
نے احوال گنبد شعلہ افزا کے قتل ہونے کا مفصل بیان کیا نارنج جادو خبر قتل گنبد شعلہ افزا سنکے نہایت مغموم ہوئی
نارنج جادو تو گنبد شعلہ افزا کے قتل ہونے سے غمگین ہے لیکن اب حال زلزلہ جادو وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
زلزلہ جادو اور شہباز بلکہ تاز وغیرہ سرداران لشکر نے سنا کہ گنبد شعلہ افزا کو عمرو بن حمزہ نے قتل کیا سب سردار
خوش ہوئے اور اسی وقت باغ سامری سے مع لشکر سب نے کوچ کیا یہان عمرو بن حمزہ نے ملکہ لالہ خونخوار سے
رنجیدہ ہو کر پوچھا کہ تم یہان کیون آئین اور اگر اس جگہ آئی تھین تو واہیات اور بیہودہ باتین گنبد شعلہ افزا سے کیون
کین کچھ شرم و حیا نہ کی اور مطلق ہمارے رنجیدہ ہونیکا بھی خیال نہ کیا اے ملکہ لالہ خونخوار اگرچہ مین تمھارے یہان آنے سے
رہا ہوا اور گنبد شعلہ افزا قتل ہوا لیکن مجھے اپنے رہا ہونے کی ذرا بھی خوشی نہ ہوئی بلکہ ملال ہوا کیونکہ میرا
قید رہنا اس ذلت و بدنامی سے بہتر تھا کہ تمنے گنبد شعلہ افزا سے واہیات باتین کین اور مجھے رنجیدہ کیا ملکہ
خونخوار نے جواب دیا کہ مین خاصکر اس جگہ واسطے آپ کے رہا کرنے کے نہین آئی تھی کیونکہ جب آپ میرے والد سے
رخصت ہو کر اسطرف تشریف لائے اور آپ نے شطرنج جادو کو قتل کیا یہ خبر نارنج جادو کو پہونچی وہ غضبناک
ہو کر مع فوج میرے والد کے پاس گئی اول اسنے خواجہ عمرو کو غافل پا کر اپنے سحر مین گرفتار کیا پھر میرے والد سے
پوچھا کہ تم نبیرہ جمشید ہو مسلمان کیون ہوئے اور عمرو بن حمزہ کو بغیر میرے مشورے کے کیون رہا
کر دیا اور دونون لوحین طلسم کشا کو کیون دیدین اگر تمکو اپنا زندہ رہنا منظور ہو تو دین اسلام ترک کرو ورنہ مین
قتل کرونگی میرے والد نے جواب دیا مین تو دین اسلام کو ترک نہ کرونگا اور سامری و جمشید وغیرہ کو ہرگز سجدہ نہ کرونگا
نارنج نے یہ سنکے میرے والد کو قتل کیا ان ملعون نے قبل قتل ہونے کے سحر نہ کیا ورنہ نارنج جادو میرے والد کو قتل
نہ کر سکتی غرض بعد قتل ہو جانے والد کے نارنج جادو نے صدہا ساحرون کو بھی قتل کیا شہر کو تباہ و برباد کیا مین
بھاگ کر مع سمن و یاسمن و فرخ کے اس جانب آئی اتفاقاً اس جگہ آپکو گرفتار دیکھکر مین نے مکر و فریب کی باتین
کرکے آپ کو رہا کیا کوئی فعل بد نہین کیا عمرو بن حمزہ نے تقریر ملکہ سنکے سہیل جادو کے قتل ہوجانیکا رنج کیا اور خواجہ

گرفتار ہو جانے کا ابھی غم ہوا عمرو بن حمزہ مغموم کھڑے تھے کہ ملکہ زلزلہ جادو و زرمتاش بہادر وغیرہ آئے عمرو بن حمزہ جملہ سرداروں سے ملکے خوش ہوئے پھر حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہ و خیام ایستادہ کیے جائیں چنانچہ بموجب حکم بارگاہ و خیام استادہ کیے گئے عمرو بن حمزہ نے ملکہ مہ جبین کو ایک بارگاہ میں داخل ہونے کو فرمایا اور ملکہ زلزلہ جادو سے کہا کہ تم علیحدہ ایک بارگاہ میں قیام پذیر ہو یہ کہکے خود بھی ایک بارگاہ میں داخل ہوئے لشکر اسی جگہ اترا ملکہ زلزلہ جادو اور شہباز یکہ تاز سب اعلے اور ادنے بھی بارگاہوں اور خیاموں میں فروکش ہوئے

داستان جانا نارنج جادو کا گنبد ارسطو میں اور ہنگام مقابلہ قتل ہونا عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے اور پھر فتح ہونا طلسم کا اور دستیاب ہونا اسباب و مال طلسمی کا اور آنا گلشن جادو کا اور خوش ہونا شاہزادے کا

گلگشت کنندگان ریاض معانی و سیر کنندگان حدیقہ سخندانی اس داستان بے مثال کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب کمسید شعلہ افروز قتل ہو گیا اور سرداران لشکر وغیرہ خدمت شاہزادۂ ذی وقار میں حاضر ہوئے اسوقت عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ جلد بزم عشرت آراستہ کیجاوے چنانچہ موافق حکم محفل عشرت ایسی مرتب کی گئی کہ وہ بزم غیرت محفل جمشید تھی بعد آراستہ ہونے بزم کے عمرو بن حمزہ مع اپنے سرداران نامی کے بزم عشرت میں بصد مسرت بیٹھے ساقیان سیمین تن بحکم شاہزادۂ عالیجناب کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوئے اور جامہائے بلورین میں مئے ناب بھر بھر کے شاہزادۂ ذیجاہ و سرداران کجکلاہ و زرمتاش بہادر و زلزلہ جادو کو اشعار عاشقانہ پڑھ پڑھ کے پلانے لگے اہل بزم لطف بادہ کشی اٹھانے لگے بعد میکشی اشیائے گزک کھانے لگے اسی عالم میکشی میں عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ نازنینان گل پیرہن و غنچہ دہن زہرہ خصال پری تمثال ہمارے روبرو حاضر ہو کر رقص و نغمہ کریں بموجب حکم فوراً ایک مطربہ ماہر و نہایت خوشگلو مع اپنے سازندوں کے بزم عشرت میں حاضر ہو کر روبرو شاہزادۂ ذیجاہ کے ناچنے لگی اور یہ غزل گانے لگی

غزل

نیست اندر اختیارم ضبط حالت چون کنم
زہر عشق است و [illegible] مستی ہم جوش و خروش
دی بدم من شیخ دین سبحہ خوان مسجد نشین
گشتہ ام از ہر یک دو جام بر طاعت فروش

مست گشتم از دو چشم ساقی پیمانہ نوش
می بر آید از درونم ہیجروش ہیجز وش
خدمت پیر مغان بر خود گرفتم فرض مین
اکنون ہستم بت پرست و کافر و زنار پوش

الفراق ای ننگ و ناموس الوداع ای عقل و ہوش
زہد و تقوی در فگندم زیر پائے آن صنم
کمترین از بندگانش بندہ ام حلقہ بگوش
بر در میخانہ نشستم بعد عجز و نیاز

جب یہ غزل مرقوم مطربہ مذکورہ نے بعد ناز و ادا اور بہ لحن داؤدی سر بزم گائی اہل بزم نہایت ہی مسرور ہوئے خصوصاً عمرو بن حمزہ یونانی از حد خوش ہوئے اور زر و جواہر اسقدر مطربۂ خوش آواز کو عنایت کیا مطربہ انعام پا کر نہایت خوش ہوئی پھر اور غزلیں عاشقانہ گانے لگی اور دلہائے اہل بزم کو رقص و نغمہ سے مسرور کرنے لگی جب وہ مطربہ غزلیں گا کر بزم عشرت سے چلی گئی اسوقت اور ایک نازنین مہ جبین بزم میں حاضر ہو کر مثل مطربۂ اول کے ناچنے اور گانے لگے غرض اسی طرح تمام رات بزم عشرت میں نازنینان زہرہ خصال عدیم المثال گایا کیں جب وہ وقت آیا کہ رنگ سیاہ روزگار مبدل بہ سفیدی ہوا ظلمت شب دور ہوئی اسرائے دہر روشنی صبح سے پر نور ہوئی اشعار جمال شمع پر چھائی اداسی ہوا مزاج شب میں پھیلی ہر جو اسی کے تصدق سے تھکے پروانے ہر سو بہ جگر سے سوز کے آنے لگی بو بوقت سحر جلسہ عشرت برخاست ہوا شاہزادۂ ذیجاہ وغیرہ نے نماز سحر پڑھی پھر بخوبی سامان جنگ کر کے شاہزادۂ ذیوقار نے

پس لشکر جرار اس جگہ سے کوچ کیا نقبائے خوش آواز نے صدائے نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند کی عقب شاہزادہ
دیجاہ جلو سپاہ روانہ ہوئی لشکر میں ہر ایک جوان غیر ساحر فن تیغ زنی و تیر افگنی سے ماہر و کامل تھا ہر جوان یادگار
رستم و سام تھا حرف نیزہ سے لڑنا بھی انکا کام تھا جملہ بہادر زرہائیں پہنے ہوئے تھے چار آئینے لگائے تھے خود
فولادی سروں پر رکھے ہوئے تھے تیغ تیز کے قبضوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے کمان کیانی ہر ایک کماندار لاثانی
کے دوش پر تھی اور ترکش میں وہ تیر بھرے ہوئے تھے کہ جو سینہ دشمن کو توڑ کر پشت سے گذر جائیں زیر ران جملہ
سواروں کے ابلق و سمند تھے سب بہادر رغبت سے مشتاق جنگ تھے چہروں سے شجاعت آشکار تھی جرأت
بھی ان جوانمردوں پر نثار تھی سواران لشکر بیمثال تھے سرداران فوج غیرت سام و زال تھے غرض روانگی
لشکر ظفر اثر اور مردان پر جگر کا یہ حال تھا

ابیات

روانہ ہوا لشکر بے شمار — مسلح مکمل تھے مردان کار
یہ شادی کو مرنے پہ تیار تھے — عروس ظفر کے طلبگار تھے
وہ آلات جنگی کی تن پہ پہنے — وہ چتون میں ایک ایک بانکپن
ترائی کی افتاد جھیلے ہوئے — بہادر تھے جانوں پہ کھیلے ہوئے

ایک طرف لشکر ساحران اسطرح بصد عظمت و شان جاتا تھا
کہ فلک شعبدہ باز انکے نیرنگ و افسون سے خائف تھا ہر ایک ساحر شہرہ آفاق شعبدہ بازی میں طاق تھا جملہ
ساحر بعض آتشین اور فیل آتشین اور باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار تھے ملکہ زلزلہ جادو اور ملکہ مہ جبین
نارنجی پوش وغیرہ بھی تخت و طاؤس پر سوار تھیں اکثر ساحران کے سحر سے لکہ ابر سیاہ و سرخ
و سفید سر پر چھائے تھے اور سروں پر انکے سایہ افگن تھے اور طائران سحر زمرد ابر زر میں سرخ تھے کبھی ابر سحر
سے بارش ہوتی تھی کبھی پھول برستے تھے ساحر امور عجائب و غرائب سحر سے دکھاتے تھے کوئی ساحر کہتا
تھا کہ اس ناریل سے لشکر نارنج جادو کو ہلاک کرونگا کوئی ساحر کسی ساحر کو ترنج جھولی سے نکالکر دکھاتا تھا
اور یہ کہتا تھا کہ ہنگام جنگ یہ ترنج ملکہ نارنج جادو پر مارونگا ہر چند کہ وہ ہلاک نہ ہوگی لیکن زخمی ضرور ہو جائیگی
کوئی ساحر گولا جھولی سے نکال کے ساحروں کو دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں یہ گولا لشکر نارنج جادو پر ضرور
مارونگا سبکو جلادونگا کوئی کہتا تھا میں تو ایسا سحر کرونگا کہ ابر سحر سے پانی برسے گا اور تمام لشکر نارنج جادو
کا آب سحر میں غرق ہو جائیگا ہر ایک ساحر نابکار گرداب فنا میں پھنس جائیگا کسی ساحر کو ساحل
حیات نظر نہ آئیگا آب سحر میں غوطے کھا کر ہر ایک ساحر ہلاک ہو جائیگا کوئی ساحر ناریل کسی ساحر کو دکھا کے کہتا
تھا کہ اس ناریل سے ساحران لشکر نارنج جادو کو ہلاک کرونگا علاوہ ساحران مذکورہ کے جادوگرنیاں
سراپا ناز معشوقان طناز طاؤسان سحر پر سوار تھیں دمبدم سحر سے امور عجائب و غرائب ظاہر کرتی تھیں اور
باہم باتیں کر کے بصورت غنچہ مسکراتی تھیں اکثر انمیں مانند گل کے ہنستی تھیں وہ سب جادوگرنیاں ایسی تھیں جیسے بیان ہے

ایک ایک انمیں شوخ دیدہ تھی — پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین ایسی گرما گرم — آبرو سیماب کو بھی آتی شرم

حضور ملکہ لاخو بخواب الدز زلزل جادو اور اثر لال جادو وہ حسن و جمال عدیم المثال اور عالم شباب چہرے
رشک ماہ و آفتاب گلبیرہن غنچہ دہن شکل قیامت کا چلبلاپن غضب کی چال ڈھال جوانی کا جوش ہر ایک جادو نظر
فتنہ محشر عاشق کش زاہد فریب انکے اکثر اعضا کی تعریف بہ ہر مسدس

گول گول ابھرا کڑا اور رنگیلا سینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ
رشک ترکی سے ہو آمینہ کا آبگینہ
گنج خوبی کا ہے وہ مہر لبہر گنجینہ
حسن و خوبی سے کے ہیں یہ دو لوح آئینہ
رشک قاقم کی [illegible]
صاف و باطن کی طرح ہے صفت آئینہ
چشمہ دو رواں [illegible]
[illegible]

قلزم نور شکم ناف ہے گرداب بلا
کمر کلک مین آجاے اگرچہ لچکا
پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے چھپا
کوئی نافہ بھی اُسے کہتا ہے از راہ خطا
دون وہ تشبیہ کہ احسنت کہے سُنکے صبا

بحر خوبی ہے صنم اور وہ شکم مانِ حباب
بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
گر نہ ہاتھ آے تو ہو وصف کمر کو اخفا
صدف گوہر عشرت ہین بہم دو اک جا
چاک داماں صبا کا ہے یہ گل پر سایا

قرص ہو جاے پھر سے پیٹ کو پکڑے سیماب
موشگافی سے پریشان ہو فتح شعرا
خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون ناف بیان
غنچۂ باغ جہان کی نہ کھلی جسکو ہوا
عکس حاشیہ بن ہے جسم پری کا اُترا

الحاصل ہر ایک نازنینان مذکور سے بے مثل و نظیر تھی شاہزادہ حسن دلفریب ملکہ لالہ خونخوار پر نظر کرتا ہوا جاتا تھا عمرو بن حمزہ وغیرہ کو تو اثناے راہ مین چھوڑ دیے لیکن احوال ملکہ نارنج جادو کا سُنیے کہ جب عمرو بن حمزہ نے گمبد شعلہ افزا کو قتل کیا اور نارنج جادو کو کہا کہ باغ مین گمبد شعلہ افزا عکس لوح سے اندھا ہوا اور آخر تیغ تیز سے قتل ہوا نارنج جادو کو نہایت صدمہ ہوا اور ساحران نامی سے کہا کہ شطرنج جادو اور گمبد شعلہ افزا ایک نہین ہوا گویا طلسم ٹوٹ گیا یہ دونون نمکخوار ہماری سرکار کے نہایت جان نثار اور سرفروش تھے اب مثل اُن دونو کے کوئی ساحر نامی ہمارا خیرخواہ نہین ہے اب کس ساحر کو بھیجون کہ وہ طلسم کشا کو جاکر گرفتار کرے اور دونون لوحین اُس سے چھین لے ابھی نارنج جادو ساحران نابکار سے گفتگو کر رہی تھی اور ساحران غدار خاموش بیٹھے ہوے تھے کہ یکایک ناگاہ چند ساحر گھبراے ہوے آئے اور نارنج جادو سے کہنے لگے کہ اے ملکہ آپ غافل کیا بیٹھی ہین طلسم کشا مع لشکر کثیر آتا ہے زلزلہ جادو اور ملکہ خونخوار اور شہرت جادو اور تزلزل جادو اور ازلال جادو و شہباز وغیرہ اُسکے ہمراہ ہین جلد کوئی تدبیر کیجیے سامان جنگ درست کیجیے یا جو مناسب وقت ہو کیجیے نارنج جادو یہ خبر سُنکے متردد ہوئی اور ساحران نامی سے مشورہ کرکے جانب گنبد ارسطو مع جملہ ساحرون کے بھاگی اور طلسم کو خالی کر دیا کچھ رہا یا طلسم مین رہگئی نارنج جادو نے گنبد ارسطو مین جاکر خواجہ عمرو کو ایک فولادی پنجرے مین قید کیا بعد اُسکے گرد گنبد ارسطو چھ دریاے سحر آتش پیدا کیے اور ایک دریا آتش اصلی کا اس خیال سے گرد گنبد بنایا کہ جب طلسم کشا دریاے آتش سحر سے گذر کے دریاے آتش اصلی مین قدم رکھیگا جلکے خاک ہو جائے گا غرض بعد بنانے دریاؤن کے نارنج جادو نے بہت سے سحر بھی تیار کیے اور گنبد ارسطو مین مقیم ہوئی جب عمرو بن حمزہ راہ طے کرکے طلسم مین پہنچے معلوم ہوا کہ نارنج جادو مع لشکر گنبد ارسطو کی جانب گئی ہے اور بالفعل گنبد ارسطو مین قیام پذیر ہے عمرو بن حمزہ نے یہ خبر سُنکے رعایاے طلسم نارنج جادو کو مسلمان کیا اور جانب گنبد ارسطو مع فوج اور جملہ سرداران لشکر اور سپاہ کے روانہ ہوے بعد چند روز کے برابر دریاے اول آتش سحر کے پہونچے اور اُسی جگہ بارگاہ و خیام ایستادہ کراے لشکر مقیم ہوا جب یہ خبر نارنج جادو کو پہونچی کہ طلسم کشا عنقریب دریاے آتش آکر قیام پذیر ہوا ہے یہ سُنکے اُدھر نارنج جادو گنبد ارسطو سے نکلی اور طلسم کشا قریب گنبد ارسطو مع جملہ ساحرون ہمراہ آکر صف آرا ہوے اُدھر عمرو بن حمزہ مع ملکہ مہ جبین نارنجی پوش ایک خیمہ مین فروکش ہوے اور دوسرے خیمہ مین ملکہ لالہ خونخوار قیام پذیر ہوئی زلزلہ جادو علٰحدہ مع اپنی دختران کے مقیم ہوئی عمرو بن حمزہ نے لوح محفوظ ملکہ لالہ خونخوار کے گلے مین اس خیال سے ڈالدی کہ سحر نارنج جادو کا تاثیر نہ کرے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے گلے مین لوح محفوظ اسوجہ سے نہ ڈالی کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش دختر نارنج جادو کی تھی عمرو بن حمزہ کو یقین کامل تھا کہ ملکہ نارنج جادو اپنی دختر کو قتل نہ کریگی اور ملکہ لالہ خونخوار کو بوجہ عداوت کے ضرور ہلاک کر ڈالے گی القصہ عمرو بن حمزہ ملکہ لالہ خونخوار جادو کے

گلے میں لوح ڈالکر اور ہر ایک سردار سے رخصت ہو کر مرکب پر سوار ہوے اور اسپ خوش رفتار کو بڑھایا
ہر ایک سردار و غیر ہم سردار دعا سے فتح پروردگار سے مانگنے لگے جب عمرو بن حمزہ پاس دریاے آتش سحر
کے پہونچے مرکب شعلہ ہاے دریاے آتش سحر بلند دیکھکر عمرو بن حمزہ نے عکس لوح طلسمی کا اُس دریاے
آتشیں اور اپنے مرکب پر ڈالا شعلے دریاے آتش کے گل ہوگئے اور آگ مثل پانی کے ہوگئی شاہزادے
نے مرکب بڑھایا اور بوجہ لوح طلسمی کے دریاے اول آتش سحر کو طے کرکے دوسرے دریاے آتش سحر
کے قریب پہونچے مرکب عمرو بن حمزہ کو بسبب عکس لوح کے کچھ بھی آتشیں سحر سے ضرر نہ پہونچا اسی طرح عمرو
بن حمزہ نے چھ دریاے آتش سحر طے کیے جب قریب دریاے آتش اصلی کے پہونچے دیکھا کہ شعلہ ہاے
آتش آسمان تک بلند ہین زمین وہان کی کرۂ نار بکہ نار جہنم بھی خوف سے قریب اُس آتش کے نہین آتی ہے
ایسی حرارت اُس آگ مین ہے کہ قلب و جگر کو جلاتی ہے اہل دوزخ اگر اس آتش سوزان کو دیکھتے تو نار سقر کو
مقابلے مین اُس آتش کے برف تصور کرتے اور اگر جنات اُس آتش سے گذر کرتے باوجود آتشی ہونے کے
جلکر خاک ہو جاتے اگر کرۂ نار تک ادنی اشارا اُس دریاے آتش کا پہونچ جاتا تو عجب نہین کہ کرۂ نار ایکبار مشل
ہیزم کے یا مانند شمع کے جل جاتا عمرو بن حمزہ اُس دریاے آتش کو دیکھکر نہایت حیران ہوے اور
حرارت آتش سے از حد بیچین ہوے مرکب بھی کثرت حرارت نار سے سیماب وار بیقرار ہوا ہر چند
عمرو بن حمزہ نے اُس دریاے آتش پر عکس لوح کا ڈالا لیکن ذرا بھی حرارت آتش کم نہ ہوئی کیونکہ وہ آتش
اصلی تھی آتش سحر نہ تھی غرض عمرو بن حمزہ قریب اُس دریاے آتش کے اسی طرح کھڑے تھے کہ سراپا
پسینے مین تر تھے لب کثرت حرارت آتش سے خشک تھے دل فرط حرارت سے بیقرار تھا تن
کثرت حرارت آتش سے جلا جاتا تھا گھوڑا اپنی پسینے مین تر تھا القصہ راوی کہتے ہین کہ فرس مذکور
اور عمرو بن حمزہ دونون گرمی آتش سے بیتاب و بیقرار تھے ناگاہ
آبلق جنون دیوانگی تھا الحاصل مرکب اور عمرو بن حمزہ دونون گرمی آتش سے بیتاب و بیقرار تھے ناگاہ
عمرو بن حمزہ نے اُس طرف سے دیکھا کہ اُدھر دریاے آتش کے نارنج جادو چالیس ہزار ساحرون کو
لیے ہوے آمادۂ جنگ کھڑی ہے اکثر ساحر شیر و فیل سحر پر سوار ہین لیعنے ہمنشین آتشین اور اژدہاے
آتشین پر سوار ہین اژدہون کے دہن سے دمبدم شعلے نکلتے ہین جملہ ساحر بدصورت و ہیبتناک ہین جھولیون
مین اسباب سحر بھرے آمادۂ رزم کھڑے ہین عمرو بن حمزہ لشکر نارنج جادو کو دیکھ رہے تھے
یکایک نارنج جادو نے فولاد جادو سے کہا کہ جلد خواجہ عمرو کو پنجرے سے نکالکر پشت
خواجہ پر کوڑے لگاؤ فولاد جادو نے بموجب حکم نارنج جادو خواجہ عمرو کو قفس آہنی سے نکالا
چونکہ خواجہ عمرو کے دست و پا مین حس و حرکت بوجہ سحر کے نہ تھی اسوجہ سے خواجہ بھاگ نہ سکے
اور فولاد جادو سے کہنے لگے کہ اے فولاد جادو مین تیری اور ملکہ نارنج جادو کی اطاعت اور
فرمانبرداری اختیار کرتا ہون مجھکو رہا کر دے اور کوڑے سے مجھکو اذیت نہ دے اگر مجھکو کوڑا لگائیگا
تو ابھی مرجائیگا کیونکہ جس ساحر نے میری پشت کو کوڑا لگایا ہے وہ فوراً ابھی مر گیا ہے خداوند سامری اور جمشید کا
اُسپر فی الفور قہر نازل ہوتا ہے مجھکو خداوند سامری اور جمشید نہایت دوست رکھتے ہین اکثر سامری
اور کبھی جمشید میرے پاس آتے ہین مجھسے بالفت و محبت باتین کرتے ہین اکثر شب کو
ساحران یعنے زوجۂ خداوند سامری میرے پاس آتی ہین اور مین اُنسے بیجا بی اختلاط کرتا ہون

وہ مجھسے خوش ہوتی ہین ایک روز خداوند سامری نے مجھسے خوش ہوکر کہا تھا کہ ای خواجہ عمرو تم عیار ہو اور رات دن
عیاری کیا کرتے ہو اکثر گرفتار ہو جاتے ہو اور دشمن تمہارے تمکو اذیت دیتے ہین چونکہ تم ہمارے دوست ہو
لہذا ہم تمہاری پشت پر ہاتھ پھیرے دیتے ہین اب جو کوئی تمہین گرفتار کریگا اور کوڑے سے یا اور
کسی طرح تمہین اذیت دیگا ہم اپنا قہر اسپر نازل کرینگے اور فی الفور مرجائیگا سیدھا جہنم مین جائیگا ہمیشہ
آگ مین جلیگا کفن افسوس ملیگا اسی طرح خداوند جمشید نے بھی مجھسے وعدہ کیا ہو اور میری پشت پر اپنا ہاتھ
رکھا ہو پس اسیوجہ سے جو ساحر یا غیر ساحر مجھے اذیت دیتا ہو فوراً غضب خداوند سامری و جمشید اسپر
نازل ہوتا ہو اور وہ مرجاتا ہو لہذا مین تجھکو منع کرتا ہون کہ مجھکو کوڑے سے اذیت نہ دینا ورنہ تو ابھی ہلاک
ہوجائیگا بعد اس گفتگو کے خواجہ عمرو نے نارنج جادو سے کہا کہ ای ملکہ اگر آپ مجھکو رہا کر دیجیے تو مین آپ سے
بھی نیکی کرونگا لوح طلسمی عمرو بن حمزہ سے بہ عیاری لاکر آپ کو دیدونگا اور عمرو بن حمزہ کو بھی گرفتار کرکے آپکے
حوالے کر دونگا اب آپسے جھوٹھ نہ بولونگا قسم سامری اور جمشید کی کہتا ہون کہ اب آپ سے دشمنی نکرونگا
جسوقت فولاد جادو اور نارنج جادو نے گفتگو خواجہ عمرو تمام و کمال سنی فولاد جادو نے تو خوف
جان سے ہاتھ اپنا روکا اور کوڑا پشت خواجہ عمرو پر نہ لگایا لیکن نارنج جادو نے غضبناک ہوکر جواب
دیا کہ او مکار کیون مجھسے گفتگو سے فریب آمیز کرتا ہو مجھے تیری بات کا اعتبار نہین ہو تو میرا دشمن جان ہو
کبھی تو مجھسے نیکی نہ کریگا اور ہرگز ہرگز لوح طلسمی مجھکو لاکر نہ دیگا یہ کہکر نارنج جادو نے فولاد جادو سے کہا
کہ ای فولاد جادو اس مکار اور فریبیے سے بہ نرمی ہرگز پیش نہ آ اور جلد اس دزد یا ریک گردن کی
پشت پر کوڑے لگا اور جہانتک ممکن ہو اذیت پہونچا اسکی باتون مین نہ آنا یہ بڑا مکار اور جھوٹھا ہو اگر یہ رہا
ہوجائیگا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا اور مجھے اذیت دیگا اور مجھے گرفتار کرکے طلسم کشا کے حوالے کردیگا فولاد جادو نے
عرض کیا ای ملکہ مین ڈرتا ہون الیاذ ہو کہ کوڑا مارتے ہی مرجاؤن بقول خواجہ عمرو کے جہنم مین جاؤن نارنج
جادو نے جواب دیا تم بخوف و خطر خواجہ عمرو کی پشت پر کوڑے مارو ہرگز نہ مروگے اور جہنم مین ہرگز نہ جاؤگے
قہر خداوند سامری و جمشید ہرگز ہرگز تمپر نازل نہ ہوگا بلکہ اگر تم اس عیار سرا پا مکر و فریب کی پشت پر کوڑے
مارو گے اول تو خداوند سامری و جمشید تم سے خوش ہونگے دوسرے عمرو بن حمزہ جب دیکھیگا
اور سنیگا کہ خواجہ عمرو کی پشت پر کوڑے پڑ رہے ہین اور خواجہ چلا رہے ہین فوراً دریاے آتش مین
بیرحم ہوکر گھوڑا ڈال دیگا اور ایک دم مین جلکر خاک ہوجائیگا پھر الطلسم ٹوٹنے سے بچ جائیگا در مدعا ہاتھ
آجائیگا پھر مین زلزلہ جادو داور ولالا خ نخوار وغیرہ کو ایک دم مین ہلاک کرڈالونگی پھر سحر کو کون
رد کرسکیگا خواجہ عمرو تقریر نارنج جادو کی سنکے خیال کرنے لگے کہ یہ کمبخت میرے دام فریب مین نہ آئیگی ضرور
کوڑے سے مجھکو اذیت پہونچائیگی خداوند عالم عمرو بن حمزہ کو دریاے آتش کے شعلون سے بچاے
اور بہ صحت و عافیت یہانتک لاے خواجہ عمرو یہ خیال کر رہے تھے کہ فولاد جادو نے بحکم نارنج جادو
کوڑا پشت خواجہ عمرو پر مارا خواجہ زمین پر تڑپنے لگے اور گالیان نارنج جادو اور فولاد جادو کو
دینے لگے چونکہ عمرو بن حمزہ جانب نارنج جادو دیکھ رہے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ اس
دریاے آتش سے کیونکر گذر ہوگا کیونکہ اس دریاے آتش مین غضب کی تیز آگ ہو ہرچند آگ
سے دور کھڑا ہون لیکن [illegible] جلا جاتا ہون فولاد جادو نے [illegible]

کو ٹرا مارا عمرو بن حمزہ نے دیکھا اور آواز نالہ خواجہ یحییٰ سنی غرض بمجرد سننے صدائے خواجہ عمرو کے عمرو بن حمزہ کو اسقدر غصہ آیا کہ بے اختیار گھوڑے کو بڑھایا اور کچھ اپنی جان کا خوف نہ کیا مرکب عنقر سبب دریائے آتش جاکر ٹھہر گیا عمرو بن حمزہ نے تازیانہ اپنے آپ سے مرکب پر لگایا جسکی تعریف مین یہ اشعار لکھنا مناسب ہین اشعار

سبک رو بکجہان بردو دو بر جستہ تاز
ز طرح شہد لگامی رو و لطرح خیر نگ
حساب طول رمل در فضائے میدا لنش
از انکہ دار و از ین نام ہم بغاچ خنگ

کہ نغمہ لب نکشاید بہ عرصۂ آہنگ
اگر کنند بوی نسبت دو تنگ لب بہو
چو عرصۂ ابد ست و شمار دہ فرسنگ
منش معارج انکار گفتم و خجلم

اگر کنند بمثل طی ساحت اضداد
شتاب لہم شود بعد از ین بہ لفظ درنگ
خرد عزایش انکار گفت و منکر شد
ز بہر آنکہ نہ راضی بود ز رنگ برنگ

مرکب مذکور کہ تازیانہ سے نا آشنا تھا تازیانہ جو عمرو بن حمزہ نے عالم غیظ و غضب مین مارا استل سیماب اڑا اور مانند برق جہندہ ایسی جست کی کہ دریائے ہفتم آتش کے اس پار ہوگیا لیکن کسی قدر پانون مرکب کے جل گئے جسوقت زلزلہ جادو و سرداران ذیوقار نے دیکھا کہ عمرو بن حمزہ ساتوین دریائے آتش سے بھی گذر گئے سرداروں نے مردان لشکر سے کہا کہ اب جلد یہان سے گھوڑے بڑھاؤ اور فوج نارنج جادو کو چل کے قتل کرو بعد اس گفتگو کے لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور شہباز نیک نام مشرقی نے ملکہ زلزلہ جادو اور ملکہ لالہ خونخوار اور شہرت جادو و دیگر ساحران نامی سے کہا کہ تم اس دریائے آتش پر ابر سحر سے پانی برسا کر سرد کردو اور تمام آگ بجھا دو تاکہ ہم سب جلد تر اور بخوف و خطر شاہزادہ ذیجاہ کے پاس جائین اور ساحران لشکر نارنج جادو کو قتل کرین اب ہمین یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہو کیونکہ شاہزادہ ذیجاہ وہان تنہا ہین ملکہ زلزلہ جادو وغیرہ نے کہا کہ ہم ابھی آب ابر سحر سے آگ بجھائے دیتے ہین اور ہم سب بھی تمہارے ساتھ چلتے ہین یہ کہکے ملکہ زلزلہ جادو نے نفیر سحر بجائی جملہ ساحران نامدار ہوشیار ہوئے اور ہمراہ تخت ملکہ زلزلہ جادو شیران آتشین اور فیلان آتشین اور بازبط اور رہنس آتشین وغیرہ پر سوار ہو کے چلے سرداران غیر ساحر نے بھی مرکب اپنے بڑھائے لشکر عظیم مثل دریا کے بڑھا اشعار ہمہ بر سر خونریزی و جنگ چلی وان سے وہ فوج برق آہنگ جاتے تھے نیکو کار کرین تا زمین کو خون سے گلنار جب ادھر لشکر ظفر اثر بڑھا اسوقت نارنج جادو نے خیال کیا کہ اول تو طلسم کشا ساتون دریائے آتش طی کرکے قریب میرے آگیا ہی اور میری جانب چلا آتا ہی دوسرے لشکر طلسم کشا کا آتا ہی اگر ملکہ زلزلہ جادو و دیگر ساحران نامدار دریائے آتش کو مٹا کر یہان چلے آئین گے اور مجھکو اور میری فوج کو چارجانب سے گھیر لین گے اور پڑو ور پڑو سحر کرینگے تو میرا لشکر جلد تر قتل ہو جائیگا یہ خیال کرکے نارنج جادو نے جلد تر ایک گولا نکالا اور سحر پڑھ کے سمت ملکہ زلزلہ جادو مارا گولہ آکر زمین پر گرا دھوان پیدا ہوا اور تاریکی ہوئی اور کچھ گرد و غبار اڑا بعد ایک لمحہ کے وہ تاریکی برطرف ہوئی ملکہ زلزلہ جادو نے دیکھا کہ ایک دیوار سر تا بفلک کشیدہ درمیان راہ ہی زلزلہ جادو نے قریب اس دیوار کے پہونچکر ایک گولا سحر پڑھ کے اس دیوار پر مارا ہرچند گولہ مارنے سے دیوار تھرائی لیکن نہ گری پھر زلزلہ جادو نے سحر پڑھ کے زمین پر دونون ہاتھ مارے ہرچند زمین کانپی اور تھرائی اور زلزلہ جادو کے سحر سے زلزلہ ہوا لیکن دیوار اب بھی نہ گری پھر تو زلزلہ جادو نے پڑو ور پڑو گولے اور نارنج ترنج دیوار سحر پہ پڑھ پڑھ کے

مارنا شروع کیے اور جملہ ساحرون نے بھی ناریل اور نارنج اور ترنج اُسی دیوار پر سحر پڑھ پڑھ کر مارنا شروع کیے غیر ساحر بیچارے بوجہ دیوار حائل ہونے کے مجبور و ناچار ہو کر گھوڑون کو روک کر کھڑے ہو رہے اور خیال کرتے تھے کہ جب یہ دیوار ٹوٹے گی یا گر جائیگی اُسوقت اُسطرف جائینگے بغیر اِسکے کسی طرح شاہزادے تک پہونچ نہین سکتے یہ خیال کر کے غیر ساحر تو قریب دیوار کھڑے رہے لیکن ساحران نامدار اس دیوار پر ترنج اور نارنج وغیرہ لگانے لگے اکثر ساحرون نے سحر سے پر پرواز پیدا کیے اور بلند ہو کے چاہا کہ دیوار کے اُدھر نکل جائین لیکن نہ جا سکے دیوار اور زیادہ بلند ہو گئی آخر ناچار ہو کر وہ سب ساحر پھر بالاے زمین آئے اور نارنج اور ناریل اور گولے سحر کے پڑھ پڑھ کر دیوار پر مثل اور ساحرون کے مارنے لگے اُدھر تو جملہ ساحر دیوار پر سحر کر رہے ہین اور چاہتے ہین کہ دیوار ٹوٹے یا گرے تاکہ اُسطرف جائین لیکن اب حال عمرو بن حمزہ یونانی کا لکھا جاتا ہے کہ جب شاہزادہ ذبیجاہ ساتون دریاے آتش کو طے کر کے آگے بڑھے فولاد جادو نے چاہا کہ خواجہ عمرو کو پھر قفس مین بند کر کے قفس کو اپنے پاس رکھون لیکن خواجہ کو قفس مین بند نہ کر سکا اُسوقت عمرو بن حمزہ قریب فولاد جادو پہونچے ہر چند نارنج جادو اور جملہ ساحرون نے برابر نارنج اور ترنج اور گولے اور ماش اور سرسون کے دانے سحر کر کے مارے لیکن بوجہ لوح کے کسی سحر مین مبتلا نہ ہوے ہر چند ساحرون نے روکا مگر نہ رُکے قریب خواجہ عمرو اور فولاد جادو کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ او بے حیا غضب کیا تو نے کہ میرے عمو ی نامدار کو تو نے کوڑے سے اذیت دی اب مین ضرور تجھکو قتل کرونگا یہ نعرہ کر کے وہ تیغ برق مثال میان سے کھینچی کہ جسکے اوصاف مین یہ اشعار لکھنا مناسب ہین اشعار

حرفون سے مثال کیون نہ ہین ورن
کھنچنے مین تھی صفات دامن یار

اُس تیغ مین جلوہ گر ہین جوہر
لکھا ہو قضا نے محضر خون
اکرم ہو جو اُس سے صحبت قیس

یا دامن کہکشان مین اختر
چلنے مین وہ تھی زبان طرار
لیلی سے ہو قطع الفت قیس

اُسوقت شاہزادہ ذبیجاہ کو بدرجہ کمال قہر و غضب و جلال تھا اُسوقت اگر کوئی صاحب فہم عمرو بن حمزہ کو دیکھتا تو اُنکی شان مین اور اُنکی دلاوری کے وصف مین یہ اشعار ضرور پڑھتا اشعار

روز ہیجا کہ برکشد شمشیر
لرزہ در نقش بسطر اندازد
نعرہ سیلی بر آفتاب زند
وز برش چنگ مزمر اندازد
تیغ سیماب گون در آمد شد
جوشن حوت بر سر اندازد
باد آتش نہاد حملۂ او
چون بمیدان تگاور اندازد
تا بسنجد متاع بازویش
در ترازوے قیصر اندازد
گر کشد باز ہیبت تو صفیر

تام رستم بخون در اندازد
دشنہ بر سینۂ فلک شکند
صدمہ سد سکندر اندازد
حلہ سطر بانہ چاک زند
سر و دست و پیکر اندازد
بہ گریز دیر ماہی گاو
بحر را التشنہ در بر اندازد
رمح فولاد عرض موج زند
انگہ زمین پس جدل را اندازد
ایکہ حشمت در آزمودن تیغ
مرغ تصویر بر شہر اندازد

خامہ ہنگام ثبت ہیبت او
نیزہ در ناف اختر اندازد
زہرہ آہنگ رزم بر دارد
زرہ زلف در بر اخگر اندازد
آفتاب از کشاد ناوک او
گرز را چون بہ مغفر اندازد
علت رعشہ بسکہ عام شود
تیغ الماس جوہر اندازد
سر خاقان تیغ بر دارد
سر بہرام و قیصر اندازد

شاہزادے نے بصد قہر و غضب تیغ تیز کمر فولاد جادو پر لگائی ہر چند کہ فولاد جادو نے سپر سحر بر تیغ آبدار شاہزادہ

دنی وقار کو روکنا چاہا لیکن عکس لوح سے سپر سحر معدوم ہو گئی اور تیغ تیز کمر فولاد پر ایسی پڑی کہ فولاد جادو مانند خیار تر کے تیغ سے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور ایک دم میں تڑپ کر مر گیا خواجہ عمرو پہ سے سحر دفع ہو گیا فوراً زنبیل سے گلیم نکالکر اوڑھی اور نظر ساحران سے مخفی ہو گئے اور فولاد جادو کے مرنے سے اندھیرا ہوا آندھی سیاہ آئی بعد ایک لمحہ کے تاریکی دفع ہوئی جب نارنج جادو نے دیکھا کہ فولاد جادو کو طلسم کشا نے قتل کیا اور عمرو رہا ہو گیا اور اب طلسم کشا تیغ خون آلود کھینچے ہوئے میری طرف آتا ہے اسوقت نارنج جادو نے اپنے لشکر کے ساحروں سے کہا کہ اب دیر نہ کرو جلد تر طلسم کشا پر نارنج اور ترنج مار و بارش سحر کرو طلسم کشا کو گھیر کے پکڑ لو لوح گلے سے اتار لو یہ کہکے نارنج جادو نے ایک ترنج سحر پڑھکر عمرو ابن حمزہ پر مارا ترنج زمین پر گر کے پھٹا شعلے پیدا ہوئے تاریکی محیط عالم ہوئی ہرچند کہ شاہزادے کو سحر نارنج سے کچھ ضرر نہ پہونچا لیکن سحر نارنج سے سیاہی اور تاریکی ایسی ہوئی کہ وہ تاریکی ظلمت قبر سے بھی بدتر تھی اور دل کافر سے بھی زیادہ تاریک تھی سیاہی پردہ ظلمات کی بمقابلہ اس تاریکی کے روشنی تھی اسی ہنگام میں ساحران نابکار سے نارنج اور ترنج اور گولے وغیرہ اسد رجہ شاہزادہ ذیجاہ پر مارے کہ شاہزادہ گھبرا گیا وہ ساحران نابکار ایسے بلا سے بے درمان تھے ابیات ساحر نہ کسی بلا سے کم تھے مثل دم اژدر انکے دم تھے ایسے سیاہ دل وہ مردم بدبینش انکا رہ دان تھا مشکل کر دم پیاسوں کو پلاتے تھے وہ خونریز آب دم تیغ و خنجر تیز اس وقت اسد رجہ کثرت سحر تھی کہ زمانہ کثرت سحر اور گرد و غبار سے تاریک تھا ابر سیاہ سحر چھائے ہوئے تھے رعد گرجتا تھا کبھی برق سحر چمکتی تھی ایسا آب سحر ابر سے برستا تھا کہ طوفان کا سامنا تھا کسی ساحر کے سحر سے شیر پیدا ہوتے تھے اور شاہزادۂ ذیجاہ پر حملہ کرتے تھے شاہزادہ عکس لوح سے انکو دفع کرتا تھا کوئی ساحر بدبخت اپنے سحر سے فیلان مست ظاہر کرتا تھا کوئی ساحر کارد سحر مارتا تھا کوئی آتش سحر ابر سے برساتا تھا

اسوقت یہ حال تھا ابیات
اڑتے تھے بگولے بنتے تھے بیر
کیا کیا نہ اٹھا رہے تھے طوفان
جاتے تھے جو چرخ تک شرارے
بڑھتی ہوئی جا بجا چلی آگ

ہر سمت تھی تیغ آزمائی
سپروں کی گھٹا تھی بارش تیر
زروں کو بناتے مہتابان
گرتے تھے وہاں سے ٹوٹکے تارے

اس سحر سے جان تھی لب پہ آئی
جادو نگہبان و سحر کاران
برساتے تھے سنگ جاے باران
اس جا بجھی اور وہاں لگی آگ

ہرچند کہ نارنج جادو نے جو جو سحر بعد محنت و مشقت تیار کیے تھے وہ سب سحر بیدریغ عمرو بن حمزہ یونانی پر کیے اور جملہ ساحران نابکار نے بھی کمرو رہا سحر کیے اور جھولیاں اسباب سحر سے خالی کر دیں لیکن برکت لوح سے کوئی سحر شاہزادے پر موثر نہ ہوا پھر ساحروں نے شاہزادے پر ہجوم کر کے اور چاروں طرف سے گھیر کے چاہا کہ لوح طلسم اتار لیں اور شاہزادے کو گرفتار کر لیں شاہزادے نے تیغ تیز سے ساحران نابکار کو قتل کرنا شروع کیا ساحران نابکار قتل ہو کر راہی دار البوار ہونے لگے لاشیں زمین پر تڑپنے لگیں آوازیں ساحروں کے مرنے کی آنے لگیں بیر غل و شور مچانے لگے برق تیز شاہزادہ گشت حیات ساحران نابکار پر گرنے لگی ساحران بدسرشت ہلاک ہو کر سوے گنشت جانے لگے زمین خون ساحران نحس و شوم سے رنگین ہونے لگی اسوقت یہ حال تھا ابیات

تھا گرم وہاں اجل کا بازار

تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
آتا تھا جو دشمن اسکے منھ پر
تلوار غضب کی چل رہی تھی
کھاتی تھی اُسے برنگ اژدر
تھی سانپ کہ زہر اُگل رہی تھی

ساحران نابکار ہزاروں قتل ہوئے اور سیکڑوں زخمی ہوئے اکثر ساحران غدار جرأت شاہزادۂ نامدار دیکھ کے متحیر ہونے لگے اور منصف ہوکر خود یہ اشعار عمرو بن حمزہ کے اوصاف میں زبان پر جاری کرنے لگے اشعار

سارے عالم میں نہ کس طرح ہوں یہ فتح نصیب
کیا بنا سکتا ہے شمشیر اگر ہاتھ میں ہے
اہل جوہر میں لڑائی کا ہنر ہاتھ میں ہے
جب یہ چمکاتے ہیں تیغ اہل نظر کہتے ہیں
جنگجو اُسکے ہو مریخ کی طاقت یہ نہیں
برق ہے بجلی ہے روشن میں شرر ہاتھ میں ہے

ساحران انصاف پسند تو اشعار تعریف شجاعت شاہزادہ میں پڑھ رہے تھے اور ہزارہا ساحران نابکار شاہزادہ پر سحر کر رہے تھے اور چار جانب سے گھیرے ہوئے تھے نارنج جادو بھی اُسی مجمع میں تھی اور ساحروں سے بآواز بلند کہتی تھی کہ اے ساحران تہور شعار شاہزادے کو جلد گرفتار کرلو پھر مجھسے مال و زر لو جھولیاں اپنی زر و جواہر سے بھر لو اور شاہزادۂ نامدار یمین و یسار ساحران نابکار کو ایکطرف قتل کر رہا تھا دوسرے جانب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بصد جرأت و دلیری گلیم منھ پر سے اپنے کسی قدر ہٹا کے ساحروں کو اپنی شکل دکھاتے تھے اور جب ساحر ارادہ سحر کرنے کا کرتے تھے خواجہ زمین پر لوٹ کر خنجر آبدار سے ساحروں کے پاؤں کاٹتے تھے ساحر زمین پر گرتے تھے کبھی خواجہ حقہ ہائے آتشبازی ساحروں پر مارتے تھے اجسام ساحروں کے مثل شمع کافوری جلتے تھے بس وہ ساحر نالہ و فریاد کرکے بھاگتے تھے کہ خواجہ عمرو بھی ساحر زبردست ہیں ایسا سحر کرتے ہیں اور ایسی آگ ہمپر برساتے ہیں کہ ہمارے جسم جلے جاتے ہیں اور ہمسے انکا سحر دفع ہو نہیں سکتا ہے ہر چند ہم سحر پڑھتے ہیں لیکن سحر خواجہ دفع نہیں ہوتا ہے اور ہمارے جسموں کو آتش سحر خواجہ جلائے ہی دیتی ہے جو ساحر خواجہ کو حقہ ہائے آتشبازی مارتے تھے دیکھتے تھے وہ تو یہ کہتے تھے اور جو ساحر نابکار خواجہ کو نہ دیکھتے تھے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ زلزلہ جادو اور شہرت جادو وغیرہ لشکر کثیر ساحران غدار لیکر یہاں آگئے ہیں وہی سب ہمپر آتش سحر برساتے ہیں ہمکو ہلاک کرتے ہیں اور خود نظر نہیں آتے ہیں غرض اُسی ہنگامۂ جنگ میں شاہزادۂ نامدار ساحران نابکار کو قتل کرتا ہوا قریب نارنج جادو کے پہونچا نارنج جادو نے ترنج سحر پڑھکے مارا شاہزادے نے عکس لوح کا ڈالا سحر نے کچھ اثر نہ کیا پھر عمرو بن حمزہ نے تلوار سر نارنج جادو پر لگائی نارنج جادو گھبرا کر پیچھے ہٹی تلوار عمرو بن حمزہ کے سپر پر پڑی دوبارہ شاہزادے نے بڑھکر تلوار لگانے کا قصد کیا اُسوقت نارنج جادو نے خیال کیا کہ اب یہاں توقف کرنا اور طلسم کشا سے لڑنا بہتر نہیں ہے تجھکو مناسب یہی ہے کہ بھاگ جا اور جان اپنی طلسم کشا سے بچا ورنہ قتل ہو جائیگی یہ خیال کرکے جلد تر نارنج جادو نے سحر پڑھکر پر پرواز پیدا کیے اور عمرو بن حمزہ سے کہا کہ او طلسم کشا اب میں ایسی جگہ جاتی ہوں کہ اگر تو قیامت تک میری جستجو کریگا تو بھی مجھکو نہ پائیگا اور جبتک مجھکو قتل نہ کریگا یہ طلسم فتح نہ ہوگا علاوہ اسکے یہاں سے جاکر ایسی ایسی بلائیں تجھپر نازل کروں گی کہ تو تڑپ تڑپ کے خود ہی ہلاک ہوجائیگا یہ کہکے نارنج جادو کچھ زمین سے بلند ہوئی اُدھر عمرو بن حمزہ نے خیال کیا کہ اگر نارنج جادو اسوقت قتل نہ ہوئی تو پھر اُسکا قتل کرنا اور اسکا ہاتھ آنا دشوار ہے یہ خیال کرکے شاہزادے نے اپنے مرکب پر سے جست کی اور یہ نعرہ کیا نعرہ شہ کشور کشا زیبندۂ تاج

چپا نبانی ہژبر بدپوش نام عمرو بن حمزہ یونانی ہہ نارنج جادو گھبرائی شاہزادے نے اسکے سر پر تلوار
لگائی فوراً نارنج جادو نے سحر پڑھ کے سات سپرین فولادی پیدا کین اور سر اپنا آڑ مین ان سپرون کی
کیا لیکن عکس جو لوح کا پڑا وہ سپرین فولادی غائب ہوگئین اور نارنج جادو بوجہ عکس لوح کے زمین پر آئی
تلوار سر پر جو پڑی کاسہ سر کو کاٹتی ہوئی مثل قطرہ آب کے گلو مین پہونچی بحر سینہ و شکم و کمر اور دونون رانون
سے گذر کے زمین مین در آئی نارنج جادو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گری اور تھوڑی دیر مین تڑپ کے
مر گئی اسوقت ایسی سیاہ آندھی آئی کہ بالکل جہان تیرہ و تار ہوگیا ہوائے تند چلنے لگی ابر سیاہ فلک پر
عیان ہوا اس ابر سے پتھر گرنے لگے اور آگ بھی برسنے لگی برق چمکنے لگی رعد گرجنے لگا شور و غل مچانے لگے
بکثرت فریاد و فغان کرنے لگے یہی ہنگامہ پھر پھر رہا پھر ایک آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نہ رسیدیم یعنی ہزار افسوس طلسم کشا نے قتل کیا مجھکو نام میرا نارنج جادو تھا جسوقت نارنج جادو
ہلاک ہوئی اور تاریکی دفع ہوئی روئے آفتاب ہر ایک کو نظر آیا اسوقت ملکہ زلزلہ جادو وغیرہ نے
دیکھا کہ وہ دیوار جو حائل تھی غائب و معدوم ہوگئی زلزلہ جادو نہایت خوش ہوئی اور جملہ سرداران لشکر
بھی خوش ہوئے اور سب کے سب قریب عمرو بن حمزہ کے پہونچے دیکھا کہ لاش نارنج جادو کی
پڑی ہے اور ہزارہا ساحر بھی قتل کیے ہوئے پڑے ہین خواجہ عمرو ساحرون کی جھولیان اور کمر دھنبان
اور کپڑے اتار اتار کے نذر زنبیل کر رہے ہین اگر کوئی کپڑا کسی ساحر مقتول کا خون سے رنگین دیکھتے ہین
خواجہ بار بار افسوس کرتے ہین اور کہتے ہین کہ میرے پاس تو کوئی پیسا بھی نہین ہے جو اس کپڑے کو
زر سے دھلواؤنگا ایک طرف کچھ ساحران نابکار بھاگے جاتے ہین اور ہزارہا ساحر میدان جنگ
مین باوجود قتل ہونے نارنج جادو کے عمرو بن حمزہ کو گھیرے ہوئے ہین اور سحر کر رہے ہین
زلزلہ جادو و دیگر ساحران ذی وقار وغیرہ نے ان ساحران نابکار پر سحر کرنا شروع کیا اور بہادرون
نے بھی تیغ و تبر و گرز گران سے ان ساحران غدار کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر سے صدہا ساحران
قتل ہوئے آخر کچھ ساحر بھاگ گئے باقیماندہ مسلمان ہوئے عمرو بن حمزہ مظفر و منصور ہو کر مع
جملہ فوج و لشکر بخوشی و خرمی سبز گنبد ارسطو کی دیکھکر چلے اور بعد قطع کرنے راہ کے طلسم نارنج مین
داخل ہوئے اور قصر و بروج کھلوائے دیکھا کہ صدہا خمہائے زر قلابون مین لٹکے ہوئے ہین بہت سے
صندوق پر از جواہر رکھے ہین عمرو بن حمزہ وہ کل مال و اسباب لیکر اور مکانات مین گئے کسی
مکان سے انواع و اقسام کا اسباب طلسمی دستیاب ہوا کسی مکان مین بارگاہ نارنجی ملی اور چالیس
ہزار یاقوت پوشون کا لباس ملا اور اکثر تہخانون اور مکانات سے سات خزانے ہاتھ آئے شاہزادہ
ذیجاہ جملہ جواہر وغیرہ اور اشیائے نایاب طلسمی و زر خزائن مذکور لیکر ان مکانات سے باہر آئے
دیکھا کہ بارگاہ مین اور خیام فلک فرسا استادہ ہین لشکر ظفر اثر اترا ہے ہر ایک ساحر وغیرہ ساحر مسرور
و خندان ہے شاہزادۂ ذی وقار اپنی بارگاہ مین آیا اور حکم دیا کہ جلد تر سامان جشن ہو بمجرد حکم سرداران
ذی وقار نے سامان جشن کا کیا اور بزم عیش و عشرت ایسی مرتب کی کہ بزم جمشید کی بھی آگے
اس بزم کے کچھ حقیقت نہ تھی جسوقت بزم عشرت بخوبی آراستہ ہوچکی سرداران نامی بحکم
شاہزادۂ ذیجاہ بزم عشرت مین آ کر اپنے اپنے مرتبے پر بیٹھے علاوہ بزم کے ہر ایک خیام مین علےٰ قدر مراتب

ساحروں اور غیر ساحروں کی محفل عشرت حکم شاہزادہ سے آراستہ ہوئی اور ہر ایک بزم میں نازنینان خوبرو ناچنے لگین اور گانے لگین اور ساقیان گلرخ اہل بزم کو مئے ناب جام بلورین مین بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک شخص شراب پینے لگا اور نازنینان گلپیرہن کا رقص دیکھنے لگا اور گانا نازنینان خوش گلو کا سننے لگا ہر طرف غلغلۂ تہنیت و مبارکبادی بلند ہوا خصوصاً بزم شاہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی مین تو اسطرح گردش جام بادۂ گلرنگ تھی کہ روح جمشید کو بھی رشک تھا اور چرخ پیر بھی دیکھکر متحیر تھا علاوہ گردش جام کے اس طرح نازنینان گلپیرہن ویمتن رقص کرتی تھین اور گاتی تھین کہ مطرب فلک نغمہ انکا سن سن کے متحیر ہوتی تھی بعد ناچنے نازنینان کے ایک مطربہ خوبرو و کمسن قاتل جوان و سن رشک پری و حور سراپا حسن و خوبی سے معمور گیسو اسکے رشک سواد شام عاشق پیشانی پر نور زماہ منیر سے بھی سوا پر نور زلفین اسکی طول شب فرقت عاشق سے بھی بڑھی ہوئی تھین دونون عارض اسکے غیرت ماہ و آفتاب تھے دیدۂ مست و مخمور اسکے گویا دو جام شراب تھے نرگس اسکی آنکھون پر قربان تھی چشم غزال اسکے دیدۂ بیمثال کو دیکھکر بصورت آئینہ حیران تھی تیر مژگان اس کمان ابرو کے ایسے سر تیز تھے کہ دل و جگر عشاق کے زخمی کرنے کو ہر وقت لیس رہتے تھے اور تیغ ابروے خمدار اس قاتل خونخوار کی ایک اشارے مین صدہا عشاق کو قتل و بسمل کرتی تھی دہن اس گلپیرہن کا غنچے سے بھی زیادہ تنگ تھا اکثر عشاق اسکے دہن تنگ کو دیکھ کے اور اپنے دل سے مخاطب ہوکے یہ گفتگو کرتے تھے بیت فکر کچھ اچھی نہین اے دل دہان یار مین ہے دخل کیا بندے کو اس مین یہ خدا کا راز ہے سینے پر اس نوجوان کے چھاتیان گدرائی ہوئی کچھ کچھ ابھار اپنا عشاق کو دکھاتی تھین محرم جو کسی ہوئی تو وہ شوخ زیب تن کیے ہوئے تھی گویا چھوٹی چھوٹی نارنگیان ثابت ہوتی تھین انگیا سے رنگ چھاتیون کا پھوٹا نکلتا تھا بعض نامحرم اس فتنۂ محشر کے سینے پر نظر کرکے اور بیتاب و بیقرار ہوکے یہ شعر زبان پر جاری کرتے تھے شعر سینۂ یار پہ جوبن ہے اب اے دوست ہوش ہے دیکھ لے آج تو چالاک ذرا تو ہو کر ہے کوئی عاشق اس گل کے سینے پر بغور نظر کرکے کف افسوس ملتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھیے یہ ثمر نخل قد یار دو ایکبار میرے بھی ہاتھ آتے ہین یا نہین شکم اسکا گویا تختہ نور زیر ناف تختی بلور ساق پر نور صورت شمع روشن پاے رنگین اس نازنینان کے ہنگام رفتار دلہائے عشاق کو بصورت سبزہ پامال کرتے تھے عاشق رفتار مطربہ ہنگام خرام مطربہ ہر قدم پر مانند حنا پامال ہوتے تھے اور خفتگان خاک اس شوخ و فتنۂ محشر کی چال سے بیدار ہو جاتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ شاید قیامت آگئی علاوہ حسن و خوبی اعضا سراپا کے لباس رنگین وہ نازنین زیب تن کیے ہوئے تھی بناو سنگار بھی کیے ہوئے تھی آنکھون مین سرمۂ دنبالہ دار تھا پیشانی پر افشان چنی تھی لعل لب کی سرخی غضب ڈھاتی تھی عشاق کو خون رلاتی تھی اسکے لب پر نظر کرکے اور متحیر ہوکے یہ شعر پڑھتے تھے شعر مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے ہے تماشا ہے کہ آتش و دھوان ہے ہے اکثر عشاق اس خوبرو نازنین مہ جبین کو دیکھکر اور نقد دل دے کر طالب وصل ہوتے تھے ہزار دل و جان سے صدقے ہوتے تھے بعض عشاق اس مطربۂ شہرۂ آفاق کو دیکھکر اسکے بعض اعضا کی اسطرح تعریف کرتے تھے مسدس

وہ صفت پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے وہ نہین بیتانے فتنے حسن نے مملو کیسے	صاف ہین گول ہین یہ ساعد سیمین کیسے سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہے	جام صہبا سے صفا کا مۂ زانو کیسے جس مین عکس رخ قدرت ہے وہ آئینہ ہے

تان کو سب گرد موے کمر کہتے ہین
تجھ کو سب سحر ہو دی ہم جو خبر کہتے ہین
توتو وہ یاقوت کہ جسکی ہے جگہ دیدۂ حور
چشم بد انجم افلاک کی اس سے رہے دور

ہم اُسے حسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب صفت ذات ہین ہے
انکھین پریان بھی ملین پانون اگر قریب حضور
وقت رفتار نئی چال کیا کرتے ہین

چشم عنقا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین
پر تو چاہ زنخدان شکم صاف ہین ہے
کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہے نور
فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

غرض مطربہ بصد ناز و انداز مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آئی جوانون نے جو اُس رشک آفتاب کو دیکھا بے اختیار آہ کی اور باشتیاق تمام اُسکے حسن پر نگاہ کی بعض سرداران ذی وقار اُس گلعذار کو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوے مطربہ جوانون کو بیقرار دیکھکر مسکرائی اور ناز سے منہ پھیر کر اپنے سازندون کی طرف دیکھنے لگی عمرو بن حمزہ یونانی بھی اُس خوش رو کو بہ نظر حسرت دیکھنے لگے جب سازندون نے اپنے سازون کو درست کر لیا اُسیوقت نازنین ناچنے لگی آواز سازون کی بلند ہوئی اہل بزم دیکھنے لگے مطربہ نے بعد ناچنے کے یہ غزل بصد ناز و ادا شروع کی

غزل

ہے قاتل مین لہو کھاینگا جوش
لذت تکلیف درمان دیکھ لین
دل مین آتا ہے کہ اکدن مر کے ہم
جوہر شمشیر عریان دیکھ لین
التفات جوش وحشت پھر کہان
دور سے حال پریشان دیکھ لین
دلفگاری کے سبب ہوتا ہے کیا
کیا قیامت ہو جو دربان دیکھ لین

آؤ باہم شوق و ارمان دیکھ لین
کیا ہلال عید قربان دیکھ لین
کرتے ہین دیر و حرم کو ہم سلام
ہمت دوش عزیزان دیکھ لین
ہو نہ جنکو صبح محشر کا یقین
ہو سکے جبتک بیابان دیکھ لین
مہ برو سے دخت رز بیٹھا ہے آج
کاوش برگشتہ مژگان دیکھ لین

تم ہمین ہم تمکو اے جان دیکھ لین
رہ نہ جائے آرزو سب چارہ گر
دیکھ لین گبر و مسلمان دیکھ لین
سخت جانی آج کہتی ہے یہی
وہ مرا چاک گریبان دیکھ لین
گر انھین ہے خوف عرض آرزو
جی مین ہے زاہد کا ایمان دیکھ لین
جھانکتا ہی پھر اُدھر تسلیم تو

مطربہ بصد عشوہ و غمزہ غزل مندرجہ بتا بتا کے ہر شعر کو گا رہی تھی اہل بزم کی یہ کیفیت تھی کہ بعض تو اشعار غزل سنکے مستون کے مانند جھوم رہے تھے اکثر محو و بیدار تھے کوئی سردار مطربہ کی تعریف کرتا تھا عمرو بن حمزہ یونانی بھی بگوش دل گانا سن رہے تھے سمان بندھا ہوا تھا ناگاہ ایک جانب سے لکۂ ابر سیاہ بلند ہوا اور پانی برسنے لگا یہانتک کہ طوفان آیا جملہ ساحر اور غیر ساحر متردد ہوے عمرو بن حمزہ بھی پریشان خاطر ہوے مطربہ نے جو دیکھا کہ ہواے تند چلنے لگی برق چمکنے لگی ابر سیاہ آسمان پر چھا گیا صداے رعد آنے لگی بارش ہونے لگی طوفان آگیا خوف زدہ سے بھاگی سازندے بھی مطربہ کے ساتھ بزم عشرت سے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے اسی ابر سیاہ سے ایک ساحر خوبرو ظاہر ہوا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک ساحر ہنس آتشین پر سوار ہے اور اسی طرف آتا ہے عمرو بن حمزہ ساحر کو دیکھکر بہر جنگ کھڑے ہوے سرداران ذی وقار نے بھی ساحر کو دیکھکر تیغ کے قبضون پر ہاتھ رکھے کہ مانند شیر افگنی پر لپس ہوے ساحرون نے جلد جھولیون سے نارنج اور ترنج اور گولے وغیرہ نکال کر سحر پڑھا زلزلہ جادو نے خیال کیا کہ یہ ساحر شاید نارنج جادو کا ملازم ہے قبل کہین گیا تھا اب خبر قتل نارنج جادو سنکے بہر جنگ آیا ہے اسے قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے زلزلہ جادو نے قصد سحر پڑھنے کا کیا اور ساحرون نے نارنج اور ترنج ساحر پر مارنے کا ارادہ کیا ساحر نے جو دیکھا کہ سب ساحر اور غیر ساحر آمادۂ جنگ ہین خوف سے زمین پر نہ آیا اور وہین سے یہ آواز بلند عرض کرنے لگا

کہ ای شاہزادہ ذی وقار مین حضور کا تابعدار اور خیر خواہ ہون مجھے اپنا دشمن تصور نہ فرمائیے خدمت عالی مین مجھے
حاضر ہونے دیجیے ساحرون کو سحر کرنے سے منع کیجیے مجھے حضور سے کچھ عرض کرنا ہی عمرو بن حمزہ نے
گفتگوے ساحر سنکے سب سے منع کیا کہ اس ساحر پر سحر نہ کرنا اور خنجر و الم تیغ و تیر بھی اسے نہ مارنا سپاہیان
نامدار و جوانان متہور شعار نے جب حکم شاہزادہ ذی وقار سحر کرنے سے اور تیر لگانے سے باز رہے عمرو بن حمزہ
بزم عشرت مین بیٹھے ساحر بزم عشرت مین اور شاہزادہ ذیجاہ کو بصد ادب تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ مین
بھی حضور کے مطیعون اور خیر خواہون سے ہون اور ایک مژدہ سنانے کے واسطے حاضر ہوا ہون عمرو بن حمزہ
نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور وہ خوشخبری کیا ہی جلد بیان کر ساحر نے دست بستہ عرض کیا حضور کو معلوم ہوا
کہ میرا نام طوفان جادو ہی جس روز زور بانہ جادو نے ملکہ گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا کر لکڑیون
مین آگ لگادی تھی اور چاہا تھا ملکہ کو جلا دے اس روز یہ خاکسار بھی وہین موجود تھا جس وقت لکڑیان
آگ سے جلنے لگین اور شعلے بلند ہوے اور ملکہ زلزلہ جادو گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کرنے لگین
اسدم اس احقر کو حال ملکہ گلشن جادو اور ملکہ زلزلہ جادو پر رحم آیا تھا اور مین ملکہ گلشن جادو کو اسطرح انبار ہیزم
پر سے اٹھا لیگیا تھا کہ کسی ساحر و ساحرہ نے مجھے ملکہ کو لیجاتے نہ دیکھا تھا اور ملکہ زور بانہ جادو و دیگر ساحران
غدار کو بعد جلجانے انبار ہیزم کے یقین ہوا تھا کہ ملکہ گلشن جادو جلکر خاک ہو گئی اور کسی پر ثابت نہ ہوا تھا
کہ طوفان جادو ملکہ گلشن جادو کو اٹھا کر لیگیا ہی اس روز سے ملکہ کو مین نے اپنے گھر مین بہ عیش و آرام
رکھا ہی اور اسوقت تک ملکہ گلشن جادو میرے ہی مکان مین تشریف رکھتی ہین قبل اسکے اس احقر نے خبر
ملکہ کی آپ سے اس سبب سے بیان نہین کی تھی کہ ملکہ زور بانہ جادو اور نارنج جادو زندہ تھین اگر انکو
کسی طرح حال ملکہ گلشن جادو سے آگاہی ہو جاتی تو وہ یقیناً ملکہ کو قتل کر ڈالتین یا آگ مین جلا دیتین اور
مجھکو بھی مار ڈالتین چونکہ فی الحال اس کمترین نے یہ سنا کہ نارنج جادو کو حضور نے قتل کیا ہی اور طلسم
کو فتح کیا ہی یہ خبر فرحت اثر سنکے یہ خاکسار خدمت عالی مین واسطے اطلاع دینے حال کے حاضر ہوا ہی اب اگر
حکم ہو تو ملکہ کو یہ کمترین لے آئے جسوقت یہ مژدہ جانفزا شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے سنا نہایت ہی خوش ہوے
اور بدرجہ کمال مسرور ہوے اور طوفان جادو سے از حد شاد ہو کر فرمایا کہ تمنے ایسی خبر فرحت سنائی
گویا تن بیجان مین میرے جان آئی بیت تو نے ایسی خبر سنائی ہی ✽ تن بیجان مین جان آئی ہی ✽ واقعی
تمنے خیر خواہی کی ہی یہ فرما کر شاہزادے نے اشارہ بیٹھنے کا کیا طوفان جادو مجرا کرکے موافق اپنے رتبہ
کے بزم عشرت مین بیٹھ گیا عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ جلد طوفان جادو کو انعام کثیر دیا جاے
بمجرد حکم اسقدر زر کثیر طوفان جادو کو دیا گیا کہ طوفان جادو نہایت خوش ہوا جب یہ خبر ملکہ
زلزلہ جادو نے سنی از حد خوش ہوئی اور طوفان جادو کے پاس آکر کہنے لگی کہ ای طوفان جادو تمنے
میری دختر کی جان بچائی مین ممنون احسان ہوئی طوفان جادو نے عرض کیا ای ملکہ آپ میری مالک اور
حاکم ہین مین تو ایک ادنی ملازم نارنج جادو کا ہون اب مین آپ کو اپنا ولی نعمت سمجھتا ہون مین آپ پر
کیا احسان کرونگا ملکہ زلزلہ جادو نے جواب دیا کہ ای طوفان جادو فی الحقیقت تمنے مجھپر احسان عظیم کیا
یہ کہکر زلزلہ جادو خاموش ہوئی اسوقت پھر بحکم شاہزادہ ذیجاہ ایک نازنین مہ جبین بزم عشرت مین حاضر
ہوئی اور ناچنے لگی اور ساقیان سیمین ساق جام مے ناب اہل بزم کو دینے لگے سرداران ذی وقار

باشتہ تو فرمایا کہ جام شراب طوفان شراب پینے لگے شاہزادہ ذیجاہ نے ازراہ نوازش خسروانہ ایک ساغر سے شراب جادو کو بھی دے ساقی نے بموجب حکم ساغر طوفان جادو کو دیا اسنے شاہزادے کو تسلیم کرکے جام لیا اور شراب پی اور ناچ دیکھنے لگا جب نازنین خوب گاچکی اور سحر ہوئی عمرو بن حمزہ نے حکم دیا کل سردار ہمراہ طوفان جادو اور نیز ملکہ زلزلہ جادو اور خواجہ عمرو اور فرخ بن عمرو مع کل لشکر کے ایک منزل ہمراہ لیکر جائین اور ملکہ گلشن جادو کو بصد جلوس و تجمل لے آئین بموجب حکم سرداران ذی وقار فوج بیشمار لیکر مع خواجہ عمرو و فرخ ہمراہ طوفان جادو روانہ ہوئے جب سرداران ذیوقار مکان طوفان جادو پر پہونچے زلزلہ جادو اپنی دختر سے ملکر نہایت راضی پھر نہایت خوش و خرم ہوئی خواجہ عمرو اور فرخ نے کہا ای ملکہ اب محافہ مین سوار ہو گلشن جادو بموجب کہنے خواجہ کے محافے مین بیٹھی کہارون نے محافہ اٹھایا جلوس آگے بڑھا سرداران لشکر بصد کر و فر نوبت اور نقارے بجواتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے ملکہ گلشن جادو کو شاہزادے تک پاس لائے جب سواری ملکہ گلشن جادو کی قریب بارگاہ آئی عمرو بن حمزہ بوجہ کثرت اشتیاق دید دلدار کے بارگاہ سے برآمد ہوئے اور سواری ملکہ گلشن جادو کی خود شاہزادے نے اتروائی جب گلشن جادو محافے سے اترکے بارگاہ مین داخل ہوئی عمرو بن حمزہ نے جو روے زیبائے ملکہ پر نظر کی عجب حسن خداداد نظر آیا نظم

ہوا کہ تکلم تھی اسقدر سحر کالہ ۔ کہ شاگرد دہوں ساحری ہے ہزار
نظر آئی ابرو کی ایسی حسام ۔ دل رستم و سام جسکے نیام
دریچہ اگر طور تھا نور کا ۔ جبین مین عیان نور تھا طور کا
مہ کامل اس مہر کی تھی جبین ۔ مہ نو تھے ابرو شک اسمین نہین
حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب ۔ کہ منھ دیکھتے اپنی سب شیخ و شاب
بعد اعجب سرخ پر تھی یہی ۔ تصدق تھا قامت پہ سرو سہی

یہ اڑنی ساتھا سحر اور انکی فن ۔ کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
جو دیکھے کوئی ابرو سے متصل ۔ ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
ہنسی بھی نہین طور کی فرد بان ۔ تھی بینی اسی نور کی نردبان
تر و تازہ رخسار جوبن بھرے ۔ کہ گل بھی انہمارت تصدق کرے
رخ آئینہ سے صاف و ضیا رتھا ۔ یہان طوطی آئینہ بند تھا

عمرو بن حمزہ تو ملکہ گلشن جادو کو دیکھکر بدرجہ کمال خوش ہوئے لیکن ملکہ گلشن جادو نے کثرت رنج و ملال کی وجہ سے شاہزادے سے کلام نکیا اسوقت شاہزادے نے ملکہ سے پوچھا کہ ای گل حدیقہ خوبی و ای سرو بستان محبوبی باعث تمھارے رنجیدہ ہونے کا کیا ہی کیون تم مجھسے خفا ہو کچھ سبب تو بیان کرو ملکہ گلشن جادو نے جواب دیا ای شہریار ذی وقار وجہ میرے ملول ہونے کی یہ ہی کہ ہمنے آپکی الفت مین انواع و اقسام کے صدمے اٹھائے تمام طلسم مین رسوا ہوئے نزوربار جادو نے ہمکو انبار ہیزم پر بٹھا دیا اور اپنی دانست مین ہمین جلا دیا اگر طوفان جادو ہمین انبار ہیزم سے اٹھا نہ لیجاتا تو ہم جلکر خاک ہو جاتے افسوس ہزار افسوس آپ نے کچھ بھی ہمارے جلنے کی خبر سنکے رنج و غم نہ کیا اور عیش و عشرت مین ہماری ہمشیرہ مہ جبین نارنجی پوش کے ساتھ مشغول رہے شب و روز خوب عیش و عشرت کیا کبھی ہمین بھولے سے بھی یاد نہ کیا اور ہماری جدائی مین دو آنسو بھی کبھی آنکھون سے نہ بہائے اب مجھکو آپ سے امید نیکی کی باقی نہ رہی کوئی عورت دنیا مین سوائے مہ جبین کے آپکو نہ ملی اور وہ ملکہ لائق خونخوار ہے جو آپ نے الفت کی اسکی چندان مجھے شکایت نہین ہی کیونکہ آپ ہی کی وجہ سے مین نے سنا ہی کہ اسکا باپ سہیل جادو نارنج جادو کے ہاتھ سے مارا گیا اور تمام شہر سہیلیہ تباہ اور برباد ہوا یہ کہکے گلشن جادو اشک آنکھون مین بھر لائی اور بعد اشکباری کے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش سے مخاطب ہو کر کہنے لگی اور اسطرح شکایت کرنے لگی کہ واہ واہ بوا مہ جبین خوب تمنے ہمارے

بعد عیش کیے اور لذت بوس وکنار سے لطف بے اندازہ اٹھایا اور مشہور کیا کہ شاہزادے سے الفت کرکے روح گلشن جادو کو مین نے خوش کیا اپنا تو مطلب نکالا مجپر احسان کیا ای بہن مجھکو تمسے یہ امید نہ تھی کہ تم اسی شاہزادہ دیجاد سے الفت کروگی مجھکو ناخوش اور اپنے دل کو خوش کروگی ملکہ مہ جبین نے جواب دیا ای بہن گلشن جادو اگر مین نے شاہزادے سے الفت کی اور شاہزادے کے ساتھ نیکی کی تو کیا قباحت کی تمکو تو مجھسے ناراض ہونا مناسب نہین ہی اگر مین شاہزادے کے ساتھ دشمنی کرتی تو کیا تم خوش ہوتین اوری ای بہن گلشن جادو تم مجھسے قسم لے لو جو اسوقت تک شاہزادے سے کوئی بات ہوئی ہو یہ کہکے پھر مہ جبین نے عذر بھی کیا اسوقت خواجہ اور فرخ نے گلشن جادو کو سمجھا کر مہ جبین نارنجی پوش سے گلے ملوا دیا پھر زلزلہ جادو نے اپنی دختر ملکہ گلشن جادو کو خوب سمجھا کر عمرو بن حمزہ سے باہم صفائی کرا دی اسوقت عمرو بن حمزہ اور ہر ایک کو نہایت خوشی ہوئی غرض اسی جشن مین ایک روز عمرو بن حمزہ نے عقد شہرت جادو کا گلگونہ جادو سے کرا دیا گلگونہ جادو بعد قتل ہونے نارنج جادو کے مسلمان ہوئی تھی اور داخل ہوئی تھی بعد عقد ہونے شہرت جادو کے خواجہ عمرو نے شاہزادے سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اور جانب تنگ رواحل جاتا ہون عمرو بن حمزہ نے کہا ای عم نامدار چند روز اور توقف فرمائیے مین بھی ہمراہ آپ کے خدمت والدہ ذی وقار ملکہ مہرنگار مین چلونگا خواجہ عمرو نے جواب دیا ای فرزند ارجمند مین ملکہ مہرنگار سے آٹھ روز کا وعدہ کرکے اسطرف آیا تھا یہان زمانہ زیادہ گذرا نہین معلوم اتنی مدت مین زوبین کے ہاتھ سے اہل قلعہ پر کیا صدمے گذرے یقین ہی کہ بختک نابکار نے زوبین کو آمادہ جنگ کیا ہوگا اور اسنے قلعہ تنگ رواحل کو گھیرا ہوگا جلد میرا وہان جانا مناسب ہی اور تم ابھی یہان توقف کروگے بعد اختتام جشن و دیگر امور ضروری سے فرصت کرکے تم قلعہ تنگ رواحل کی طرف آنا یہ کہکر اور زر کثیر خزائن طلسم نارنج سے لیکر جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوئے اور بعد چند روز کے داخل قلعہ تنگ رواحل ہوئے اور سرداروں سے ملکر ملکہ مہرنگار کے پاس گئے ملکہ نے شکایت کی عمرو نے تمام حال بیان کرکے کہا اسی وجہ سے مجھکو یہان آنے مین دیر ہوئی پھر ملکہ مہرنگار نے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران کبتک آئینگے خواجہ نے ایک رقعہ بزرجمہر کا نکال کے دیا اور کہا چھ مہینے مین آئینگے غرض اب احوال خواجہ تو آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال عمرو بن حمزہ کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب عمرو بن حمزہ ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور ملکہ لالہ خونخوار سے عقد کر چکے اور تینون نازنینون کے وصل سے کامیاب ہو چکے اور فرخ بھی راحت افزا اور دلربا اور سمن و یاسمن سے عقد و نکاح کر چکا اور سب سے ہمبستر ہو چکا اسوقت عمرو بن حمزہ نے سب مال و اسباب طلسم نارنج کا لیکر ملکہ گلشن جادو کو تمام طلسم نارنج کا مالک اور حاکم کیا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ملکہ گلشن جادو کے سپرد کرکے فرمایا کہ تم دونون باہم با الفت و محبت بسر کرنا اور ای مہ جبین اطاعت و فرمانبرداری گلشن جادو مین تم کسی طرح عذر نہ کرنا گلشن جادو تو اس طلسم کی بادشاہت کرے اور تم وزارت کرنا ملکہ مہ جبین نے قبول کیا پھر شاہزادہ دیجاد نے ملکہ لالہ خونخوار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای ملکہ اب تم یہان سے اپنے باپ کے شہر مین جاؤ اور وہان کی بادشاہت کرو انشاء اللہ مین بھی تمھارے پاس آؤنگا یہ فرما کر تینون نازنینون کو باہم ملوا کے ملکہ لالہ خونخوار کو بخدم و حشم شہر سہیلیہ کی طرف روانہ کیا ملکہ لالہ خونخوار غم جدائی شاہزادہ ذی وقار سے مع سمن و یاسمن اشکبار چلی اور بعد قطع راہ شہر مین اپنے باپ کے پہونچی اور مثل اپنے پدر کے شہر سہیلیہ کی حکومت کرنے لگی یہان

عمرو بن حمزہ بعد جانے ملکہ لالہ خونخوار کے ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور ملکہ زلزلہ جادو اور شہرت جادو اور رنگلگونہ جادو وغیرہ سے رخصت ہوئے اُسوقت جدائی شاہزادہ سے ہر ایک کا عجب حال تھا ہر ایک شخص اشکبار تھا خصوصاً ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش نہایت مغموم اور اشکبار تھیں عمرو بن حمزہ ہر ایک کو سمجھاتے تھے اور تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ انشاء اللہ پھر مین یہان آؤنگا اور تمسے ملاقات کرونگا غرض سب سے رخصت ہوکر مع لہراسپ بلند کمان اور سنبل شیر شکار اور شہباز نیکہ تاز مشرقی اور زر رفتاش بہادر یونانی اور فرخ بن عمرو وغیرہ مع فوج غیر ساحر بصد شان و شوکت روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار مین قریب کوہ مقیم ہوئے بارگاہ و خیام استادہ ہوئے لشکر ظفر اثر اُترا سرداران نامدار خیام مین استراحت پذیر ہوئے عمرو بن حمزہ بھی بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوئے فرخ واسطے سیر و تماشائے سبزہ زار کے اور واسطے بالا دوی کے فرودگاہ لشکر سے چلا جب سیر صحرائی کرتا ہوا درۂ کوہ تک پہونچا اُسوقت فرخ نے دیکھا کہ ایک ساحر مہیب و مسن درہ کوہ مین بالائے فرش بیٹھا ہے اور شیشہ شراب اور جام جو اُسکے روبرو رکھا ہے اور روبرو اسکے ایک نازنین نوجوان رشک محبوبان جہان خورشید جمال مبتلائے غم و ملال بیٹھی ہے و حرکت بیٹھی ہے اور زبان مین اُسکی سوز ہے ساحر مہیب صورت شراب پیتا ہے اور دست بستہ اُس نازنین سے کہتا ہے کہ اے معشوقہ کلاجواب من اب میرے حال پر رحم کر مجھکو اپنے وصل سے شاد کر یہ جان نثار مدت دراز سے تجھپر عاشق ہے جھوٹا نہین ہے قول کا صادق ہے تیرے فراق مین مین نے نہایت مصائب اُٹھائے ہین قلب و جگر آتش عشق سے جلائے ہین مجھکو بڈھا خیال نہ کر مین نوجوانون سے بہتر ہون بخوبی قوی ہون گو کہ پیری سے صورت کمان خمیدہ قد ہون لیکن نیستان شجاعت کا شیر ببر ہون مجھکو ذلیل نہ جان مین سحر مین اپنے وقت کا رشک سامری ہون نام میرا میخوار سیہ پیشانی ہے تیرا عاشق طلسم جہان مین لاثانی ہے شکر کر کہ مین تجھپر عاشق ہوا اور تجھکو باغ سے اُٹھا لایا ہر چند ممکن ہے کہ بجبر تجھسے اپنا مدعائے دل حاصل کرلون لیکن یہ مجھے منظور نہین ہے تو بخوشی مجھے اجازت دے تاکہ مین مدعائے دل حاصل کرون یہ کہکے میخوار سیہ پیشانی قدم نازنین پہ گرا فرخ بن عمرو نے دیکھا کہ نازنین کے چہرے پر آثار غیظ و غضب ظاہر ہوئے جب ساحر نے قدم نازنین پر سے سر اُٹھایا نازنین نے بعد عتاب بایما و اشارہ اُس سے کہا کہ مجھکو تیرا کہنا منظور نہین ہے مجھکو رہا کردے ورنہ مین رنج و غم سے ہلاک ہوجاؤنگی فرخ نے یہ کیفیت دیکھکے خیال کیا کہ یہ دونون اِس درۂ کوہ مین بیٹھے ہوئے اِسطرح نظر آتے ہین جیسے کہ ایک برج مین زحل و مشتری ہون نحس و سعد ایک جگہ ہون یہ خیال کرکے فرخ وہان سے چلا اور خدمت عمرو بن حمزہ مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادۂ ذیجاہ اسوقت مین عجب کیفیت دیکھ آیا ہون اگر آپ کا دل چاہے تو آپ بھی چلیے اور جو کیفیت مین نے دیکھی ہے آپ بھی تشریف لیجا کر ملاحظہ کیجیے عمرو بن حمزہ نے پوچھا اے فرخ کیا کیفیت دیکھ آئے ہو کچھ بیان تو کرو فرخ نے عرض کیا آپ ہی چلیے خود ملاحظہ کر لیجیے ایسی کیفیت یقین ہے کہ آپنے کبھی نہ دیکھی ہوگی عمرو بن حمزہ گفتگوئے فرخ سُن کے مشتاق ہوئے اور فوراً بارگاہ سے نکل کے ہمراہ فرخ کے چلے جب قریب کوہ پہونچے فرخ نے ایک تنہ درخت کی آڑ مین کھڑے ہوکر شاہزادے سے عرض کیا کہ آپ بھی یہین تشریف لائیے اور درۂ کوہ مین جو کیفیت نظر آئے ملاحظہ کیجیے عمرو بن حمزہ نے جو موافق کہنے فرخ کے درۂ کوہ مین دیکھا ملاحظہ کیا کہ ایک ساحر ضعیف سیہ رو کے قریب ایک نازنین آفتاب جمال بیٹھی ہے اور ساحر دست بستہ اُس سے کہتا ہے کہ آج تو میری عرض

قبول کر مجھسے بہتر ہو عذر روا انکار نہ کر براے خداوند سامری وحبت میری تمناے دلی بر لا عمرو بن حمزہ اس نازنین حور پیکر کو دیکھکر فرخ سے کہنے لگے کہ اے یگانہ فرخ یہ نازنین ہمیں تو وہی ہو جو تنہ درخت چنار سے نکلکر روبروے انور شاہ پسر منور شاہ باغ مین بیٹھی تھی اور بعد چلے جانے باغ کے یہ نازنین غائب ہو گئی تھی اب معلوم ہوا کہ اس نازنین کو یہ ساحر اٹھا لایا ہی یہ بیٹی سہیل جادو کی ہو اور یہین ملکہ لالہ خونخوار کی ہو نام اسکا خونخوار جادو ہو اسی نازنین پر انور شاہ عاشق ہوا تھا اور اسی نازنین اور انور شاہ کو سہیل جادو نے برہم ہو کر قید کیا تھا اور اسی نازنین کی رہائی کے واسطے سہیل جادو نے مجھکو ایک تعویذ دیا تھا اور آہستہ آہستہ اسی کی رہائی کے بارے مین سہیل جادو نے مجھسے گفتگو کی تھی اب مین اس ساحر نابکار کو تیغ آبدار سے قتل کرتا ہون اور اس نازنین کو اسکی قید سے رہا کرتا ہون یہ فرما کر عمرو بن حمزہ نے قدم بڑھایا فرخ نے عرض کیا آپ تشریف نہ لیجائیے مین جاتا ہون اور اس ساحر کو قتل کرتا ہون اور ملکہ خونخوار جادو کو چھڑاتا ہون یہ کہکے فرخ نے جلد تر رنگ و روغن عیاری نکالکر اپنی صورت بہ شکل ایک فرشتہ خداوند سامری کے بنائی اور عمرو بن حمزہ کو زیر درخت چھوڑ کر جانب درہ کوہ روانہ ہوا مجوار سیہ پیشانی بیٹھا ہوا تھا ناگاہ دیکھا اسنے کہ ایک ساحر عجیب وغریب میری طرف چلا آتا ہی مجوار سیہ پیشانی شکل ساحر دیکھ کے حیران ہوا جب فرخ قریب مجوار سیہ پیشانی پہونچا مجوار گھبرا کر اٹھا اور لرز کر پوچھنے لگا آپ کون ہین یہان کیون آئے ہین اپنی کیفیت سے آگاہ کیجیے فرخ نے ہنسکر کہا کہ اے مجوار سیہ پیشانی تم مجھسے نہ ڈرو مین ایک فرشتہ خداوند سامری ہون خداوند سامری کو تمھارے حال پر رحم آیا ہی اور مجھکو بھیجا ہی کہ ہمارا بندہ خاص چند روز سے عشق نازنین مین بیتاب و بیقرار ہی اور نازنین وصل پر راضی نہین ہوتی ہی لہذا یہ دو سیب خاص باغ بہشت کے دیے ہین اور مجھسے کہا ہی کہ اول ایک سیب ہمارے بندہ برگزیدہ مجوار سیہ پیشانی کو کھلا دینا وہ نوجوان ہو جائیگا علاوہ نوجوان ہونے کے اسکی عمر بھی بڑھ جائیگی تاریکی پیشانی سے دور ہو جائیگی مثل آفتاب نامیہ اسکی روشن ہو جائیگی نازنین دیکھتے ہی عاشق ہو جائیگی پھر دوسرا سیب خونخوار جادو کو کھلا دینا اسکی حیات بڑھ جائیگی اور اس سیب کے کھاتے ہی ہزار دل و جان سے مجوار سیہ پیشانی پر مائل اور فریفتہ ہو جائیگی پس تم یہ سیب عطیہ خداوند سامری کھاؤ فرخ نے یہ کہکے ایک سیب جیب سے نکالکر مجوار سیہ پیشانی کو دیا مجوار سیب لے کر اور تمام تقریر فرشتہ کی سنکے نہایت خوش ہو کر کہنے لگا قربان ہون مین اپنے خداوند سامری پر کہ انھون نے میرے حال پر رحم کیا اور میرے دل کے احوال سے آگاہ ہو کر آپ کو بھیجا یہ کہکے سیب کو چوم کر اور آنکھون پر رکھکے بصد آداب کھا گیا نازنین یہ حال دیکھ کے مغموم اور متردد ہوئی مجوار سیہ پیشانی نے فرشتہ خداوند سامری کو اپنے پہلو مین بصد تعظیم و تکریم بٹھایا اور کہنے لگا کہ ابھی تک تو مین نوجوان نہین ہوا کیون اے فرشتہ خداوند مین کبتک نوجوان وخوبصورت ہو جاؤنگا فرخ نے کہا بعد ایک لمحہ کے تاثیر سیب اور قدرت خداوند تیرے ظاہر ہو جائیگی فرخ یہ کہہ رہا تھا کہ مجوار سیہ پیشانی نے کہا اب تو مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی سینہ حرارت سے جلا جاتا ہی سر کو گردش ہی آنکھین بند ہوئی جاتی ہین فرخ نے یہ سنکر جواب دیا کہ اب تم جلد مر جاؤگے سیدھے جہنم مین جاؤگے مین فرشتہ خداوند سامری تمھاری روح کو قبض کرونگا اسی واسطے یہان آیا ہون بغیر تمھین ہلاک کیے یہان سے نہ جاؤنگا مجوار سیہ پیشانی گفتگوے فرخ سنکے غضبناک ہوا اور برہم ہو کر اٹھنے لگا اور سحر کرنے کا قصد کیا فرخ نے

بیضۂ بیہوشی تاک کر اسکی ناک پر مارا بیضہ اسکی بینی پر ٹوٹا اول تو سبب بیہوشی آمیز کھا چکا تھا اب جو بیضۂ بیہوشی بینی پر پڑا فورًا بیہوش ہوکر زمین پر گرا فرخ نے جلد خونخوار جادو کی زبان سے سوزن نکالی اور خنجر آبدار سے ہیجوالہ سیہ پیشانی کو ہلاک کیا جب ہیجوالہ قتل ہوا درہ کوہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی سیاہ آئی ہوائے تند چلی اور آواز آئی قتل کیا مجھکو کر نام میرا ہیجوالہ سیہ پیشانی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی فرخ و خونخوار جادو دونوں درہ کوہ سے نکلے خونخوار جادو نے پوچھا اے شخص تو کون ہے تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ اس ساحر کو قتل کرکے مجھے رہا کیا فرخ نے اپنی شکل تبدیل کی اور صورت اصلی ہوکر خونخوار جادو سے کہا کہ نام میرا فرخ ہے مین عیار شاہزادۂ عمرو بن حمزہ کا ہوں دیکھو شاہزادۂ ذیجاہ بھی وہ سامنے زیر درخت کھڑے ہین اور لشکر شاہزادہ کا تمہاری مین نے بموجب حکم شاہزادۂ ذی وقار کے تمھین رہا کیا اب تمکو لازم ہے کہ شاہزادۂ ذی وقار کے پاس چلو اور شاہزادے سے ہنسو بولو کیونکہ تم سالی ہو تمھاری بہن ملکہ لالہ خونخوار مسلمان ہوئین اور شاہزادے کے عقد مین آئین تمھین بھی مناسب ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور سامری پرستی ترک کرو خونخوار جادو گفتگوے فرخ سنکے خوش ہوئی اور ہمراہ فرخ کے عمرو بن حمزہ کے پاس گئی اور پوچھنے لگی کہ اے شاہزادۂ ذی وقار آپ اس صحراے سبزہ زار مین کسواسطے تشریف لائے ہین اور اب ارادہ کہان جانے کا ہے عمرو بن حمزہ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان فرما کر کہا کہ اب مین شیر و شکار کرتا ہوا اور بجا بجا مقام کرتا ہوا جاؤنگا تمھین لازم ہے کہ اپنی بہن کی طرح سامری اور جمشید پرستی سے اجتناب کرو اور دین اسلام کو اختیار کرو پھر عمرو بن حمزہ نے اسطرح حال وحدانیت و قدرت پروردگار عالم بیان کیا کہ خونخوار جادو اسی وقت کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئی شاہزادۂ ذیجاہ خونخوار جادو کے مسلمان ہونے سے خوش ہوا اور اسے اپنے لشکر مین لایا پھر شاہزادے نے انور شاہ پسر منور شاہ کو طلب فرماکر باآئین شائستہ انور شاہ سے عقد خونخوار جادو کا کر دیا اور بعد ایک روز کے انور شاہ اور خونخوار جادو کو مع منور شاہ کے رخصت کیا جب انور شاہ اور منور شاہ مع خونخوار جادو کے چلے گئے عمرو بن حمزہ نے اس صحراے پر بہار سے کوچ کیا اب ناظرین حالی فہم پر واضح ہو کہ طلسم نارنج فتح ہو چکا عمرو بن حمزہ مع سرداران ذی وقار بصد شوکت و حشمت ٹھہرتے ہوئے اور سیر و شکار کرتے ہوئے ایک جانب روانہ ہوئے انشاء اللہ حال انکا مقام مناسب پر آیندہ لکھا جائیگا

داستان مقابلہ کرنا عفریت کا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے بہ مشورہ ملعونہ اور شکست کھا کر بھاگنا شہپال بن شہرخ کا۔ ساقی نامہ۔

ذرا ادھر ساقی جنگجو
پھراؤں کمیت قلم کی عنان
اگر رحم کر تو مرے حال پر

پلا آج مجھکو مے مشکبو
کروں کچھ بیان حال صاحبقران
لکھوں حال شہپال کا سر بسر

یہ ہے قصد اے ساقی سیمبر
دکھا دوں میں اپنی طبیعت کا رنگ
بہ تکرار کہتا ہوں اے بیخبر

مئے مشکبو پی کے میں جلد تر
لکھوں نشہ میں خوب یوں دیو کی جنگ
ہنر ہوں ہنر ہوں ہنر ہوں ہنر

نامداران میدان فصاحت و دلاوران عرصۂ بلاغت جوہر تیغ تیز زبان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین کہ قبل اسکے پردۂ قاف کی داستانون مین یہانتک لکھا گیا ہے کہ عفریت قریب گلستان ارم مع لشکر مقیم ہو کئی لڑائیان شہپال بن شہرخ اور حمزۂ صاحبقران سے لڑ چکا ہے دیو خرپا نے ملکہ آسمان پری کو جزیرۂ شبنم مین قید کیا ہے حمزۂ صاحبقران کو دیو سیاہ مکث سیاہ کلاہ سیاہ قبا نے زندان سے رہا کیا ہے

اور شریک شہپال ہوا ہے شہپال نے دیو سیاہ کلاہ کو مدد عفریت پر سرفراز کیا ہے لشکر شہپال کا مقابلہ
عفریت مین اترا ہوا ہے دیو سمندون ہزار دستہ کے بعد روانہ کرنے دیو سیاہ کلاہ کے براے
مدد عفریت بھی کسی کو نہین بھیجا ہے غرض براے آگاہی ناظرین کے تو یہ تتمہ درج کیا گیا لیکن اب احوال
عفریت کا لکھا جاتا ہے کہ جب ایک زمانہ دراز تک دونون لشکر مقابلے پر اترے رہے اور کوئی
لڑائی نہ ہوئی ایک روز عفریت نے تنہائی مین اپنی مادر ملعونہ سے کہا کہ حمزہ صاحبقران
آدم زاد نے طرح طرح کے صدمے مجھکو دیے ہین یعنی اول تو دیو رعد ارکو اسنے قتل کیا ہے اور پھر میرے
لشکر کے سیکڑون دیوون کو ہلاک کیا ہے اور میری دختر مشتورہ کو مار ڈالا ہے مجھکو میری دختر کے ماتم
مین مبتلا کیا ہے اب کیا تدبیر کرون کہ یہ آدم زاد ہلاک ہو اور شہپال بن شہرخ قتل ہو اور ملک شہپال
کا میرے قبضے و تصرف مین آئے صدمہ و غم دل سے برطرف ہو جاے ملعونہ نے تقریر اپنے
فرزند عفریت کی سنکے دیر تک فکر کی چونکہ ملعونہ کاہنہ ہے اسنے اپنے علم سے دریافت کرکے
کہا کہ اے فرزند آگاہ ہو کہ اگر تو جنگ ہوائی آدم زاد سے لڑیگا تو فی الحال شہپال بن شہرخ
پر فتحیاب ہوگا اور ملک اسکا تیرے قبضہ مین آجائیگا عفریت گفتگو اپنی مادر کی سنکے خوش ہوا
اور سامان جنگ بخوبی کرنے لگا جب وہ دن ہوا اور شب بھی گذر گئی وہ وقت آیا کہ دیو فلک نے
نیزہ خط شعاعی سے ساکنان پردہ قاف وغیرہ کو دکھایا اب سات کہ جب دیدار
شب سے بھر گیا چشم نظر نے صبح کی صحبت طلب کی اٹھین آنکھین بشوق روے خورشید
لگے ہونے نظارے سوے خورشید کلاہ عفریت بیدار ہوکر اپنی بارگاہ مین تخت پر بیٹھا معزز
دیوون نے آکر سلام کیا اور اپنے اپنے مقام اور جگہ پر بیٹھے جب دربار آراستہ ہوا
اسوقت عفریت نے ایک نامہ لکھوا کر حمزہ صاحبقران کو بدست دیو شب آہنگ روانہ
کیا دیو شب آہنگ جب لشکر شہپال بن شہرخ کے قریب آیا دیوون نے خدمت
شہپال مین جاکر عرض کیا کہ اسوقت دیو شب آہنگ عفریت کا نامہ لیکر آیا ہے شہپال نے
حکم دیا کہ اگر شب آہنگ نامہ لیکر آیا ہے تو آنے دو دیوون نے بموجب حکم دیو شب آہنگ
کو نہ روکا جب دیو شب آہنگ دربار نیرہ حضرت سلیمان مین گیا دیکھا اسنے دربار آراستہ ہے
تخت پر شہپال بن شہرخ بیٹھا ہے قریب تخت کرسی جواہر نگار پر حمزہ صاحبقران جلوہ فرما
ہین ایک جانب دیو سیاہ ملک سیاہ کلاہ بیٹھا ہے علاوہ دیو سیاہ ملک سیاہ کلاہ کے صدہا دیو
معزز و ممتاز بعد ادب علی قدر مراتب بیٹھے ہوے ہین دیو شب آہنگ نے بعد دیکھنے
کیفیت دربار کے بکراہت شہپال بن شہرخ کو سلام کیا اور نامہ عفریت کا حمزہ صاحبقران کو دیا
امیر با توقیر نے نامہ لیکر پڑھوایا مضمون اس نامہ کا یہ تھا کہ اے آدمزاد تو کئی لڑائیان مجھسے لڑا اور کچھ
مدعا دل حاصل نہ ہوا اب مین چاہتا ہون کہ تو مجھسے جنگ ہوائی کر یعنی بالاے ہوا مجھسے مقابلہ
کر مجھے یقین ہے کہ اگر تو شجاع اور بہادر ہے تو ضرور حسب دلخواہ میرے مجھسے لڑیگا اور اگر
تو نامرد اور بزدل ہے تو انکار کریگا بس جو تجھے منظور ہو جلد جواب نامہ سے آگاہی دے جب
حمزہ صاحبقران نے عبارت نامے کی سنی اور مضمون نامہ سے بخوبی آگاہی ہوئی اسوقت

حمزۂ صاحبقران نے چاہا تھا کہ پشت نامہ پر لکھین کہ ہم حسب دلخواہ تیرے تجھسے لڑینگے ناگاہ شہپال نے
پوچھا کہ کیا جواب نامہ لکھتے ہو حمزۂ صاحبقران نے کہا مین یہی لکھونگا کہ موافق تیری تمنا کے مین تجھسے لڑونگا
شہپال اور عبد الرحمن جنی نے کہا کہ بالاے ہوا لڑنا اچھا نہین ہی ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ عذر کیجیے اور
بالاے ہوا جنگ نہ کیجیے اس لڑائی کا انجام بد معلوم ہوتا ہی حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ مین تو موافق
اسکی آرزو کے اُس سے ضرور لڑونگا عذر کرکے نامرد نہ ہونگا شہپال اور عبد الرحمن جنی یہ تقریر امیر
بالتوقیر کی سنکے خاموش ہوے حمزۂ صاحبقران نے پشت نامہ پر لکھدیا کہ ای عفریت تو جس طرح
مجھسے لڑیگا مین تجھسے مقابلہ کرونگا یہ لکھکر نامہ دیوشب آہنگ کو دیدیا دیو سلام کرکے عفریت کے لشکر کی
طرف روانہ ہوا جب دیوشب آہنگ روبروے عفریت پہونچا نامہ عفریت کو دیکے عرض کرنے
لگا کہ شہپال اور عبد الرحمن جنی نے ہرچند آدمزاد کو سمجھایا لیکن آدمزاد نے نہ مانا اور بالاے
ہوا لڑنا منظور کیا اور یہی پشت نامہ پر لکھ بھی دیا ہی عفریت نے پشت نامے پر نظر کرکے جو دیکھا
تو فی الواقع یہی لکھا تھا کہ ای عفریت جس طرح تو مجھسے لڑے گا اسی طرح مین بھی تجھسے لڑونگا عفریت
جواب نامہ حسب دلخواہ اپنے پاکر خوش ہوا اور دیو خرپاے سے کہنے لگا کہ اب ضرور اس آدمزاد کو
مارڈالونگا اور شہپال کو قتل کرونگا یہ کہکے عفریت نے طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل
جنگ بلند ہوئی دیو اکوان اور دیو برق آواز طبل جنگ سنکے خدمت شہپال بن شہرخ
مین حاضر ہوے اور اس طرح بعد دعاے وثناے پادشاہی کے عرض کرنے لگے ابیات
ہمیشہ تا گذرد در لباس لیل ونہار * بکوتہی و درازی حیات عشرت وناز * حیات خصم
تو چون وعدۂ کرم کوتاہ * نشاط بزم تو چون از روے حرص دراز * شہنشاہ پرزاد قاف کے دشمن
جفاے فلک سے ہمیشہ برباد و تباہ رہین اور ظل اللہ مدام الطاف ایزدی سے صاحب تخت وکلاہ رہین
اسوقت عفریت بد اندیش نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا ہی کہ کل وقت سحر شہنشاہ سے مقابلہ
کرے اور آتش کینہ کا نون سینہ سے ظاہر کرے باقی خیریت ہی جب دونون دیو اپنی زبان مین حال
بجنے طبل رزمی کا گذارش کرچکے مودب دست بستہ کھڑے رہے شہپال نے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکے
فرمایا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ سلیمانی پر چوب پڑے بموجب حکم دیو
اکوان نے بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل کے قلابہ چینی اور کبابہ چینی وغیرہ پریزادون سے
حکم شہنشاہ شہپال بن شہرخ بیان کیا قلابہ چینی وغیرہ نے نقارخانہ سلیمانی مین جاکر نقارۂ
سلیمانی پر چوب لگائی شہنا نوازون نے شہنا بجائی آواز نقارۂ سلیمانی ایسی بلند ہوئی کہ تا افلاک
پہونچی شیر فلک ٹھٹھر گیا مریخ کانپنے لگا گوش ساکنان فلک کر ہوگئے کوہ تھرانے لگا و زمین کو گمان
ہوا کہ قیامت آگئی خفتگان لحد خواب سے بیدار ہوے اور خیال کرنے لگے کہ شاید یہ صور
اسرافیل کی صدا تھی غرض جب صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جملہ دیوون کو خبر ہوئی کہ
نقارۂ سلیمانی پر چوب پڑی ہی کل جنگ ہوگی زمین دیوون کے خون سے لالہ رنگ ہوگی ہزارہا
دیو قتل ہونگے سیکڑون دیو جانبین سے زخمی ہونگے دیکھیے کون فتح یاب ہوتا ہی کسکو
شکست ہوتی ہی یہ کہکر سامان جنگ کرنے لگے جب وہ دن گذرا اور شام ہوئی دونون

لشکرون مین بخوبی تیاری جنگ ہونے لگی ادھر شہپال بن شہرخ ادھر عفریت نابکار سامان کارساز کرنے لگا
دیو دونون لشکرون کے نعرے مارنے لگے آلات حرب وضرب کے درست کرنے لگے غرض چار پہر
رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ابیات چنان تا سپیدہ دمان بردمید ؎
شب تیرہ گون دامن اندر کشید ؎ چو پنہان شد آن چادر آبنوس ؎ بگوش آمد از دور بانگ خروس ؎
وقت صبح لشکر جانبین سے جبل جبل ذیل ذیل قشون قشون جانب میدان کارزار چلنے پر آمادہ ہوئے ادھر سے
عفریت نابکار مع لشکر کثیر دیوان خونخوار سمت میدان کارزار آیا اور میمنہ ومیسرہ قلب وجناح لشکر کا
درست کرکے انتظار شہپال اور حمزۂ صاحبقران کا کرنے لگا ادھر بھی شہپال بن شہرخ تخت پر سوار ہوا
اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران بھی مرکب پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی سواری شہپال کی مع حمزۂ
صاحبقران بجمعیت دیو وپریزاد جانب میدان مصاف روانہ ہوئی وہ وقت سحر نسیم کا چلنا ستارون کا
پنہان ہونا طائران خوش الحان کا پردہ قاف مین نغمہ سرا ہونا آفتاب عالمتاب کا مشرق سے ظاہر
ہونا ہوائے سرد کا دمبدم چلنا لایق دید تھا اور دیوون کو نسیم سحر کا چلنا فرحت دیتا تھا اور اسطرح
لشکر دیو وپریزاد روان تھا کہ دریا بھی روانی لشکر سے خجل تھا اور اسقدر گرد غبار روانگی لشکر کے سبب سے
بلند تھا کہ باوجودیکہ آفتاب طلوع ہوا تھا لیکن کسی کو نظر نہ آتا تھا کثرت گرد وغبار سے روز روشن
مثل شب تیرہ وتاریک تھا گاؤ زمین بار کثرت سپاہ سے بچین تھی ماہی زیر قدم گاو بیقرار تھی الغرض
شہپال بن شہرخ بجمعیت فوج کنارے دریائے زخار کے میدان کارزار مین صف آرا ہوا اسوقت
بعد ہموار ہونے زمین میدان رزم کے نقیبون نے دونون لشکرون سے نکلکر اپنی زبان مین اسطرح
مذمت دنیائے فانی مین یہ اشعار زبان پر جاری کیے اور پکارے اشعار رہان دلا کر نظر بدیدۂ غور ؎
دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور ؎ بھول مت دیکھ دیکھ آرایش ؎ نہین دنیا مقام آسایش ؎ کوئی
بزم طرب کا بانی ہی ؎ کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی ؎ کہین جو تھی ہی اور چالا ہی ؎ کہین افضال حق تعالی ہی ؎
ای بہادران یکتائے اکناف وای دلاوران پردۂ قاف دیکھو بنی آدم مین رستم واسفندیار وسہراب
وافراسیاب وغیرہ جو بڑے شجاع اور دلیر تھے آج زیر خاک پنہان ہین ہرچند وہ مرگئے لیکن
بوجہ شجاعت کے آجتک نام اُنکے زبان خلایق پر جاری ہین ہر ایک شخص اُنکی شجاعت کی تعریف
کرتا ہو اسی وجہ سے گویا وہ سب زندہ ہین پس تمکو بھی لازم ہی کہ آج ایسی کارزار کرو کہ تا قیامت
یادگار رہے وہ تو بنی آدم ضعیف البنیان تھے تم سب دیو قوی ہیکل ہو ہنگام جنگ ثابت قدم رہو
حریف کو ٹوک کے قتل کرو آج کا دن نام کرنے کا ہی بموجب ابیات نام رستم کا مٹا دو آج ہی وہ
معرکہ ؎ کھاؤ بھیل تلوار کا اور پھول سونگھو ڈھال کا ؎ دیگر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ؎
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ؎ جب نقیبان خوش آواز درست گفتار ہر ایک دیو اور
پریزاد کو ترغیب جنگ دیکر علحدہ ہوئے اُسوقت جملہ دیوون اور پریزادون کے دلون
پر ایک محویت سی ہوئی ہر ایک دیو دار شمشاد کو پکڑ کے جھومنے لگا اور ہر ایک پریزاد قبضہ ارہ
پشت ہنگ کو چومنے لگا اور یہ قصد کیا کہ صف لشکر دشمن پر گرکے اعدا کو ہلاک
کرین لڑ بھڑ کے مرجائین پردۂ قاف مین نام کر جائین شجاعان جہان مین داخل

ہو جائین دیو ادھر تو یہ ارادہ کر رہے تھے کہ ادھر سے عفریت بصد نخوت و غرور نکلا اور کنارے دریا کے
ٹھہر کے پکارا کہ ای آدم زاد جلد بموجب اقرار مجھسے کارزار کرو و صف لشکر سے نکلکر بالاے ہوا مجھ سے
مقابلہ کرو یہ کہکر عفریت بلند ہوا بالاے ہوا قایم ہوا حمزۂ صاحبقران سب سے رخصت ہوکر ایک تخت پر
کھڑے ہوے دیو برقان وہ تخت اپنے دونون ہاتھون پر اٹھاکر ساٹھ گز زمین سے بلند ہوا
جب دیو برقان تخت اٹھاکر مقابل عفریت کھڑا ہوا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای
عفریت اب مجھپر حربہ کر وار شمشاد یا تیغ و تبر لگا جب خدا مجھکو تیری ضرب سے بچا لیگا اسوقت مین بھی
تجھپر تیغ و تبر لگاؤنگا عفریت نے گفتگوے امیر باتوقیر سنکے دوش سے کمان اور ترکش سے تیر لیا وہ کمان
اسقدر سخت اور گرانبار تھی کہ کھینچنا تو اسکا نہایت ہی دشوار تھا رستم سے اٹھ بھی نہ سکتی اور تیر مانند ایک
ستون فولادی کے تھا الحاصل عفریت نابکار نے اس خیال سے تیر دیو برقان کے سینے پر مارا کہ جب
دیو برقان مرکر زمین پر گریگا اسوقت تخت بھی بالاے زمین گریگا اسی وقت حمزۂ صاحبقران کو
قتل کر ڈالونگا غرض جب تیر دیو برقان کے سینے پر لگا اور پشت کو توڑ کر پار نکل گیا برقان نے آواز دی
کہ ای حمزۂ صاحبقران اس خاکسار نے تو اپنی جان آپ کے قدم پر نثار کی یہ کہکے دیو برقان زمین پر گرا
تخت ہاتھ سے چھوٹ کر جانب پستی گرنے لگا حمزۂ صاحبقران تخت سے جدا ہوکر سوے پستی گرنے لگے
عفریت نے مع لشکر حمزۂ صاحبقران اور شہپال بن شہرخ پر حملہ کیا احوال امیر باتوقیر کا تو آیندہ
لکھا جائیگا لیکن اب حال عفریت اور شہپال کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب عفریت نے حملہ کیا شہپال نے
جملہ دیوون اور پریزادون سے کہا کہ جلد حمزۂ صاحبقران کو بڑھکے روک لو اور زمین پر نہ گرنے دو
اور عفریت سے مقابلہ کرو بموجب حکم ادھر سے دیو اور پریزاد اٹھے حمزۂ صاحبقران تک تو
نہ پہونچے لیکن عفریت کی فوج سے لڑنے لگے دار شمشاد اور دار و پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و
ضرب سے دیوان خونخوار کو قتل کرنے لگے لاشے دیوون کے زمین پر گرکے تڑپنے لگے سر و تن جدا ہونے
لگے باہم دونون لشکرون مین جنگ آزمائی ہوئی ضرب دار شمشاد و دار و پشت نہنگ و دیگر آلات حرب
ضرب سے دیو و پریزاد ہلاک ہونے لگے ہنگامۂ گیرودار بلند ہوا شور محشر آشکار ہوا زخمی دیو
زخمہاے کاری کے سبب سے کراہنے لگے اکثر زخمی کنارے دریا کے مانند ماہی بے آب تڑپنے لگے
خون کشتگان سے ایک دریاے خون کنارے دریا جاری ہوا اور دریا سے خون موجزن ہوکر دریا مین ملگیا
خون دیوان آفات کا جو پانی مین ملگیا رنگ آب دریا کا گلگون ہوگیا لاشین جو دیوان نابکار لشکر کا سے
عفریت ناہنجار کی دریاے خون سے بہکر دریاے زخار مین گئین دیکھنے والون کو ثابت ہوا کہ بڑے
بڑے نہنگ اور گھڑیال اور سونس دریا مین بہے جاتے ہین اور جو پریزاد لشکر شہپال کے قتل ہوے
اور لاشے اُنکے دریا مین بہکر گرے دیکھنے والون پر ثابت و ظاہر ہوا کہ ستارۂ درخشان غرق دریاے
فنا ہوکر آب دریا مین جلوہ گر ہین جسوقت دست دیوان نابکار سے پریزاد قتل ہوکر بلندی سے
سوے پستی گرتے تھے دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا کہ دن کو ستارے آسمان سے ٹوٹ کر بالاے
زمین گرتے ہین آثار قیامت نمودار ہین خون جانب آسمان سے بالاے مجمر برس رہا ہے
لاشین دیوون اور پریزادون کی مثل اولون کے برابر گر رہی ہین دیو اسطرح نعرے کرتے تھے

کہ رعد کی آواز انکی صدا سے خجل تھی ملائک ہوا یہ جنگ عجیب و غریب دیکھکر الحفیظ و الامان کہتے تھے اور ہٹ ہٹ جاتے تھے اور لاشین جو دیوون اور پریزادون کی بالا ے ہوا سے زمین پر گرتی تھین قدمگاہ زمین کثرت بار سے دمبدم تھراتے تھے زمین کو زلزلہ تھا فلک پیر یہ جنگ دیکھکر حیران تھا باوجود اسکے کہ آفتاب فلک چہارم پر تھا لیکن یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر خوف سے کانپتا تھا مریخ فلک یہ خونریزی دیکھکر ڈرتا تھا زمین پر کنارے دریا کشتون کے پشتے تھے ہزارہا لاشے دریا مین بہ گئے تھے سیکڑون لاشین دریا مین غرق ہوگئین تھین ماہیان دریا و جملہ ساکنان دریا دیوون اور پریزادون کا گوشت کھاتے کھاتے سیر ہوگئے تھے وہ شور گیرو دار دیوون کا شور حشر صاف تھا میدان حشر گویا پردۂ قاف تھا قیامت کی جنگ ہورہی تھی ابیات ہزارون تھے جو وان دیو ستمگار ہ ہوے شہپال سے سرگرم پیکار ہ بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ ہ کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ ہ جب دیوان و پریزادان لشکر شہپال نے بیشمار دیو لشکر عفریت کے قتل کیے لشکر عفریت کا پیچھے ہٹا اسوقت عفریت نے اپنے لشکر کے دیوون سے مخاطب ہوکر اپنی زبان مین یہ کہا کہ ای بہادران پردۂ قاف قدم میدان جنگ سے نہ ہٹاؤ دلیرانہ لشکر شہپال پر حملہ کرو لڑائی فتح کرو خلعت و انعام مجھسے لو دیوون نے یہ سنکے اگلی مرتبہ سخت حملہ کیا اور دار شمشاد اور دارۂ پشت نہنگ اور سنگ گران اٹھا اٹھا کر لشکر شہپال پر مارنے لگے اور تین جانب سے انکین گھیر لیا اسوقت باہم دونون لشکر ایسے لڑے اور اسقدر کشت و خون ہوا کہ کبھی ایسی لڑائی زیر فلک ہوئی تھی اگر حال جنگ مفصل تحریر کیا جاے تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہو کہ شام تک باہم خوب جنگ ہوئی ہزارون بلکہ لاکھون دیو اور پریزاد لشکر شہپال کے قتل ہوے آخر باقی ماندہ لشکر شہپال تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا ہرچند شہپال نے اپنے لشکر کو سمجھایا کہ ای بہادران لشکر آخر ایک روز مرنا ہو آج ہی لڑ بھڑ کے اپنی اپنی جان دیدو اور قدم میدان جنگ سے نہ ہٹاؤ لیکن دیوون نے کہنا نہ مانا اور عرض کیا کہ آپ بھی توقف نہ کیجیے ہمارے ساتھ بھاگیے پھر ہم عفریت سے لڑینگے اسوقت یہی مناسب ہو کہ مقابلہ نہ کیجیے ورنہ قتل ہوجائیے گا شہپال نے جواب دیا کہ مجھے اپنا قتل ہوجانا گوارا ہو مگر یہ منظور نہین ہو کہ مین عفریت کے سامنے سے بھاگ جاؤن یہ کہکے شہپال لشکر عفریت کی طرف چلا سب دیو اور پریزاد لپٹ گئے اور شہپال کو لیکر اسراسیمہ و بدحواس ایک سمت بھاگے اور قلعہ بلور مین آکے ٹھہرے شہپال نے بعد صرف بھر کے دیوون اور پریزادون سے پوچھا کہ تمکو کچھ حال صاحبقران سے بھی آگاہی ہو سب نے عرض کیا ہمکو مطلق انکے احوال سے اطلاع نہین ہو اتنا جانتے ہین کہ تخت پر سے گرے تھے پھر ہمکو نہین معلوم انپر کیا گذری ہم بوجہ حملہ کرنے عفریت کے حمزہ صاحبقران کو بالاے ہوا روک نہ سکے یہ حال سنکے نہایت مغموم ہوا آخر بعد رنج بسیار کے حکم کیا کہ اس قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے جلد تر آراستہ کرو بمجرد حکم عبدالرحمن جنی وغیرہ نے جلد تر قلعہ بلور کو بخوبی آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا توپین بڑی بڑی چارطرف لگا دین گولے توپون مین گولندازون نے دیدیے غرض اچھی طرح قلعۂ بلور کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرا کے شہپال قلعے مین بیٹھا شہپال کو تو قلعے مین رہنے دیجیے لیکن اب حال عفریت نابکار کا سنیے کہ جب دیو اور پریزاد شکست کھا کر شہپال کو لے کر میدان مصاف سے بھاگے عفریت نے خوش ہوکر گلستان ارم پر قبضہ کیا اور بارگاہ سلیمانی و جملہ خیام لشکر پر قابض ہوا اور چند دیوون کو طلب کرکے

کہا کہ جلد جاؤ اور شہپال کی خبر لاؤ دیو بموجب حکم عفریت روانہ ہوئے جب قریب قلعۂ بلور پہونچے معلوم ہوا کہ
شہپال قلعہ بلور میں ہے دیو یہ حال دریافت کرکے خدمت عفریت میں گئے اور کہنے لگے کہ شہپال یہاں سے
بھاگ کر قلعہ بلور میں گیا ہے اور قلعہ کو اُسنے آلات حرب وضرب سے بخوبی آراستہ کرایا ہے عفریت یہ حال سُن کے
مسکرایا اور کہنے لگا کہ ہنگام سحر قلعہ بلور پر حملہ کرکے ایک لمحہ میں قلعہ کو لیلونگا اب شہپال مجھسے کیا لڑسکیگا یہ
کہکر عفریت نے دیوون سے پوچھا کہ آدمیزاد کہاں گیا فی الحال شہپال کے پاس ہے یا مارا گیا دیوون نے کہا
ہمکو آدم زاد کی کچھ آگاہی نہیں ہے عفریت یہ سُن کے خاموش رہا اور رات گلستان ارم میں بعیش و راحت
بسر کی جب وہ ہنگامہ آیا ابیات حجاب شب بادامن سحر کا ۵ دگرگون ہوگیا عالم قمر کا ۵ فروغ
روشنی پیدا ہوا جب ۵ مثالی مہر نے نیرنگی شب ۵ وقت سحر عفریت بدگہر مع لشکر کثیر گلستان ارم سے
جانب قلعہ بلور روانہ ہوا جب عفریت عنقریب قلعہ بلور پہونچا حکم کیا کہ قلعہ کو گھیر کر جملہ اہل قلعہ کو قتل کرو
دیوون نے قلعہ کو گھیر کر چار جانب سے حملہ کیا اُسوقت حکم شہپال سے گولندازون نے گولے مارنے شروع کیے ابیات

هزاروں رہکلے توپ اور شترنال — لگے اس سمت سے چھٹنے کو والی
ہوئے اہل جہاں کے گنگ سب گوش — اڑے سر سے بزرگ طائران ہوش
گرج کر بان کا چلنا وہ اس دم — گھٹا میں جسطرح بجلی کا عالم
برسنا سیکڑوں گولوں کا ہر بار — دل عاشق پہ جوں مژگان خونبار
نکلنا توپ سے گولے کا رخشاں — گھٹا میں جسطرح مہر درخشاں

صدائے جنگی کیا کہیے کہ یکسر — ہوا اک زلزلہ روئے زمین پر
زمین سے آسماں تک کیا کہوں بار — دھوئیں سے ہوگیا عالم دھواں دھار
وہ توپوں سے نہنگوں کا نکلنا — دہاں مارے ہے من کا اگلنا
دھوئیں میں اسطرح اژدر کے لکاب — کہ جوں بادل میں ہو برق جہتاب
یہ گولا سرخ نکلے تھا شتابی — شب یلدا میں جوں تیر شہابی

هرچند اہل قلعہ بلور نے لاکھوں گولے مارے اور ہزاروں دیوون کو ہلاک کیا لیکن عفریت نے قلعہ بلور لے لیا
شہپال و عبدالرحمن جنی مع دیو اور پریزاد بھاگے جسوقت بیابان ابیض میں پہونچے ارشوے جنی اور ر
راشوے جنی کہ حاکم بیابان کے تھے انھوں نے جو خبر سُنی کہ شہپال بن شہرخ نبیرہ حضرت سلیمان علیہ السلام
ہماری عملداری میں تشریف لائے ہیں فوراً سات لاکھ پریزادوں کی جمعیت سے بصد خدم و حشم برائے استقبال
بیابان میں آئے اور شہپال کا استقبال کرکے اپنے مکان میں لے گئے اور بصد عزت و حرمت
اپنے مکان میں مقیم کیا بعد دعوت و ضیافت کے ارشوے جنی اور راشوے جنی نے شہپال سے
پوچھا کہ آپ کا اسطرف تشریف لانا کیونکر ہوا شہپال نے احوال حمزہ صاحبقران اور کیفیت جنگ عفریت
مفصل بیان کی جب ارشوے جنی اور راشوے جنی کو معلوم ہوا کہ عفریت سے شکست کھاکر نبیرہ
حضرت سلیمان اسطرف آئے ہیں اُسوقت دونوں بھائیوں نے عرض کیا کہ ہم تو مع لشکر واسطے جان نثاری کے
موجود ہیں لیکن آپکو مناسب ہے کہ دیو قفیلہ سے ملاقات کیجیے وہ نہایت ہی زبردست ہے اگر وہ آپکا شریک ہوجائیگا تو
عفریت کو گلستان ارم سے نکالدیگا اور بخوبی اُسکو سزا سرکشی کی دیگا شہپال نے فرمایا کہ میں اُس سے ضرور ملاقات
کرونگا ارشوے جنی اور راشوے جنی شہپال کو اپنے ہمراہ لیکر بیابان انارستان کیطرف گئے دیو قفیلہ خبر
تشریف آوری نبیرہ حضرت سلیمان سُنکے بیابان انارستان سے تین لاکھ دیوون کی جمعیت سے بہر استقبال چلا
اثنائے راہ میں شہپال سے ملاقات ہوئی دیو قفیلہ استقبال کرکے بصد تکریم و تعظیم شہپال نبیرہ کو اپنے گھر میں
لیگیا اور بعد مہمانی کے پوچھنے لگا کہ آپ سب حضرات کے تشریف لانیکا کیا باعث ہے ارشوے جنی اور راشوے جنی
نے تمام حال جنگ عفریت کا بیان کرکے کہا کہ اگر تم نبیرہ حضرت سلیمان کی اعانت کرو تو عفریت یقیناً

مغلوب ہوکر گلستان ارم سے چلا جائیگا دیو ثقتیلہ نے جواب دیا کہ مین بسر و چشم سرفروشی اور جانبازی کو موجود ہون یہ
کہکے عرض کرنے لگا کہ یہان سے قریب دیو اکوان رہتا ہی اگر وہ بھی ہمراہ رکاب آپ کے چلے تو نہایت بہتر ہی کیونکہ
دیو اکوان ازحد قوی ہی آپ کو لازم ہی کہ آپ اسکے مکان پر تشریف لیچلیے اور اس سے ملاقات کیجیے شہپال
بن شہرخ نے فرمایا ہمین دیو اکوان کے مکان پر لیچلو اس سے بھی ملاقات کرینگے دیو ثقتیلہ نے پسن کے
مع تین لاکھ دیوون کے ہمراہی شہپال وغیرہ بیابان اثارستان سے کوچ کیا جب شہپال مع ارشوسے جنی
وغیرہ قریب مکان دیو اکوان کے پہونچے دیو اکوان کو شہپال کے آنے کی اطلاع ہوئی لیکن بہر استقبال
نہ آیا جب شہپال وغیرہ دیو اکوان کے مکان پر پہونچے اسوقت بھی دیو اکوان نے تعظیم و تکریم نہ کی جسطرح
بیٹھا تھا اسی طرح بیٹھا رہا بلکہ جب شہپال و دیو ثقتیلہ وارشوسے جنی اور دراشوسے جنی قریب دیو اکوان
کے پہونچے دیو اکوان نے برہم ہوکر شہپال کی طرف سے منھ پھیر لیا دیو ثقتیلہ نے کہا ای اکوان ایسا تعجب ہی
کہ نبیرۂ حضرت سلیمان تمھاری ملاقات کے واسطے تشریف لائین اور تم استقبال نہ کرو اور واسطے تعظیم
کے نہ اٹھو بلکہ رنجیدہ ہوکر منھ پھیر لو دیو اکوان نے جواب دیا ای ثقتیلہ آگاہ ہو شہپال نے میرے
فرزند سیامک کو عفریت کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالا ہی مین نے فی الحال یہی سنا ہی پس مین نے اپنے فرزند کے
دشمن جان کی اسی وجہ سے تعظیم نہین کی افسوس میرا فرزند عفریت سے ناراض ہوکر آپ کے پاس گیا تھا
انھین مناسب نہ تھا کہ میرے پسر کو عفریت کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالین شہپال بن شہرخ نے گفتگو
اکوان کی سن کے جواب دیا کہ ای اکوان کیون ملول و اشکبار ہی تیرا فرزند زندہ و سلامت بہ عنایت پروردگار زندہ ہی
یہ کہکے شہپال نے سیامک کو طلب کیا جب سیامک سیاہ کلاہ روبرو اپنے پدر کے آیا اکوان سیامک کو دیکھکر
نہایت خوش ہوا اور پسر کو سینے سے لگا کر دست بستہ شہپال سے عرض کرنے لگا کہ میری خطا کو معاف فرمائیے گا
مین نے یہی خبر بد سنکے اور آپ سے ناراض ہوکے آپ کا استقبال نہین کیا تھا یہ کہکے دیو اکوان نے شہپال
کی بڑی تزک و تکلف سے دعوت و مہمانی کی بعد دعوت اور ضیافت کے دیو اکوان نے عرض کیا کہ اب آپ
برائے مقابلہ عفریت تشریف لیچلیں مین بھی دو لاکھ دیوون کی جمعیت سے ہمراہ رکاب چلتا ہون یہ کہکر
دیو اکوان نے حکم دیا کہ جلد فوج آراستہ ہو بموجب حکم دو لاکھ فوج آلات حرب و ضرب لیکر مستعد چلنے پر
ہوئی دیو اکوان اپنے مکان سے ہمراہی شہپال و دیو ثقتیلہ وارشوسے جنی و دراشوسے جنی اور دیو
سیامک سیاہ کلاہ وغیرہ جانب قلعہ بلور چلا جملہ جمعیت دیو اور پریزاد کی پندرہ لاکھ کی تھی کیونکہ سات
لاکھ پریزاد ارشوسے جنی اور دراشوسے جنی کے ہمراہ تھے اور تین لاکھ دیو ثقتیلہ کے ساتھ تھے
اور دو لاکھ دیو اکوان کے ہمراہ رکاب تھے اور تین لاکھ دیو اور پریزاد شہپال بن شہرخ
کی فوج کے باقی تھے ان مین صدہا مجروح بھی تھے غرض شہپال بن شہرخ وغیرہ فوج مذکور
لیکر قلعہ بلور کیجانب روانہ ہوئے

داستان جشن کرنا عفریت کا قلعہ بلور مین اور یکایک آنا شہپال بن شہرخ کا اور بعد جنگ
عظیم بھاگنا قلعے سے عفریت کا اور رہا ہونا ملکہ آسمان پری کا قید سے اور گرفتار ہونا
ارشوسے جنی اور دراشوسے جنی کا مع حال دیگر

خوش ہوکر داخل قلعہ ہوا اور حکم کیا کہ از سر نو یہ قلعہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا جائے کیونکہ ابھی شہپال یقین ہی آکر لڑیگا بموجب حکم قلعہ آراستہ ہوا عفریت نے فتحیابی سے خوش ہوکر جشن کیا نازنینان پریزاد بزم عشرت مین ناچنے اور گانے لگین عفریت رقص نازنینان پریزاد کا دیکھنے لگا ناگاہ عفریت کو آسمان پری کا خیال آیا فورًا دیو خرپا کو طلب کرکے کہا کہ جلد جاؤ آسمان پری کو جزیرہ اشنیم سے لیکر پاس میرے آؤ دیو خرپا بموجب حکم روانہ ہوا ہی لیکن اب حال ملکہ آسمان پری کا لکھا جاتا ہی کہ جسے دیو خرپا نے ملکہ کو قید کیا تھا ملکہ اپنے حال زار پر شب و روز رویا کرتی تھی کبھی خیال امیر کا کرکے زندان مین رویا کرتی تھی اور واسطے رہائی کے درگاہ خدا مین یون دعا کرتی تھی کہ پروردگارا اس زندان تیرہ و تاریک سے رہا کر اندھیرا اس زندان کا قبر کافر سے بھی زیادہ ہی فی الحقیقت وہ قید خانہ ایسا تاریک تھا نظم

وہ زندان یا دہان اژدہا تھا ۔ کہ پیغام شبیبت دے رہا تھا
نظر آتی نہ ظلمت سے کہین راہ ۔ ٹپکتی سر و در و دیوار سے آہ
نہ کوئی ہمنفس جز نالۂ دل ۔ نہ ہمصحبت کوئی جز وقت مشکل
دفا کرتا تھا عہد گرم جوشی ۔ کبھی نالہ کبھی شور رخموشی
عجب تاریک و تیرہ وہ محل تھا ۔ سویدائے دل نقطۂ اجل تھا
ہوا سے گرم صرف سینہ تابی ۔ ازل سے میہمان خانہ خرابی
نہ کوئی رازدان جز درد پنہان ۔ نہ کوئی غمگسار دل مگر ہان
قلق ہوتا جو تنہائی سے جی کو ۔ لگا لیتی گلے سے بیکسی کو

ملکہ آسمان پری زمین پر بیٹھی ہوئی رو رو کر دعا کر رہی تھی کہ دیو خرپا آیا اور کہنے لگا اے ملکہ چلو تمھین عفریت نے بلایا ہی یہ کہکے دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو زندان سے نکالتا ہی اسکے نکالنے کے لئے آیا یہان دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو قید خانے سے نکالنے کے لئے آیا یہین چھوڑیے اب شہپال بن شہرخ کا حال سنیے کہ شہپال بن شہرخ جو مع دیو لقتیلہ وغیرہ فوج کثیر لیکر چلے تھے اسوقت قلعۂ بلور پر پہونچے کہ عفریت نابکار بزم عشرت مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا شہپال کو بفوج کثیر آتے ہوئے دیکھکر گھبرا گیا اور جلد بزم عشرت سے اٹھکر اپنے لشکر کے دیوون سے کہا شہپال فوج کثیر لیکر آیا ہی جلد آمادۂ جنگ ہوجاؤ اور اسقدر گولے اور سنگ گران لشکر شہپال پر مارو کہ سب دیو اور پریزاد ہلاک ہوجائین یہ کہکے عفریت نے بھی دار شمشاد اٹھائی دیوون نے گولے اور پتھر قلعہ بلور سے فوج شہپال پر مارنا شروع کیے دیواکوان وغیرہ و شہپال نے مع جملہ فوج قلعۂ بلور پر حملہ کیا گولون اور پتھرون سے پریزاد اور دیو ہلاک ہونے لگے آخر شہپال و اکوان و لقتیلہ وغیرہ داخل قلعہ ہوئے دیوون نے گولے مارنا موقوف کیے اور دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ اٹھا اٹھا کر لڑنے لگے صدہا دیوون کو ہلاک کرنے لگے اور خود بھی دست دیوان لشکر شہپال سے ہلاک ہونے لگے قلعہ مین لاش پر لاش گرنے لگی جوئے خون کشتگان جاری ہوئی قلعہ لاشون سے مملو ہوگیا اسی گرمی کارزار مین عفریت لڑتا ہوا سامنے دیو لقتیلہ کے آیا اور دار شمشاد اٹھا کر کہنے لگا او لقتیلہ ہوشیار ہوجا یہ نعرہ کرکے عفریت نے دار شمشاد سر دیو لقتیلہ پر لگائی دیو لقتیلہ نے ضرب دار شمشاد سے بچکر ارہ پشت نہنگ عفریت پر مارا عفریت پیچھے ہٹا ارہ پشت نہنگ عفریت پر نہ پڑا پھر دیو لقتیلہ دار شمشاد اٹھا کر پے در پے عفریت پر لگانے لگا عفریت ضرب دار شمشاد سے بچنے لگا اور پیچھے ہٹنے لگا آخر تاب مقابلہ نہ لاکر مع اپنی فوج کے قلعۂ بلور سے نکلکر جانب گلستان ارم بھاگا دیو لقتیلہ و دیواکوان و ارسوے جنی اور اراشوے جنی نے ہرچند تعاقب کیا لیکن عفریت ہاتھ نہ آیا آخر بدرجہ مجبوری دیو لقتیلہ اور دیواکوان وغیرہ پھرے اور سمت قلعہ بلور روانہ ہوئے عفریت نابکار قلعہ بلور سے بھاگ کر گلستان ارم مین پہونچا اور بارگاہ و خیام استادہ کرا کے فرو کش ہوا اسوقت عفریت نے دیو سگ پا کو طلب کرکے کہا کہ جلد جزیرہ اشنیم مین جاکر دیو خرپا سے کہدے کہ اب ملکہ آسمان پری کو قلعہ بلور

مین نہ لانا حال قلعہ کے چھوٹ جانے کا اُس سے کہدینا پھر ہمراہی دیوخر یا ملکہ آسمان پری کو یہان لے آنا خبردار دیر نہ کرنا دیو
سنگ پا سمت جزیرۂ شبنم روانہ ہوا جب جزیرۂ شبنم مین پہونچا دیکھا کہ دیوخر یا ملکہ آسمان پری کو زندان سے نکالکر ایک تخت پر
بٹھا چکا ہی ارادہ چلنے کا کرتا ہی اُسوقت دیو سنگ پا قریب دیوخر یا کے گیا اور تمام حال قلعۂ بلور کے چھوٹ جانیکا
بیان کرکے حکم عفریت سے آگاہ کیا دیوخر یا ملکہ آسمان پری کو لے کر مع دیو سنگ پا جانب گلستان ارم چلا اثنائے
راہ مین دیو ثقیلہ و دیو اکوان و راشو ے جنی و ارشو ے جنی وغیرہ نے دیکھا کہ دیوخر یا ملکہ آسمان پری کو لیے
جاتا ہی سب نے دیوخر یا کو روک کر پوچھا ملکہ کو کہان لیے جاتا ہی دیوخر یا نے جواب دیا مین اپنے مالک وحاکم
کے پاس لیے جاتا ہون ثقیلہ وغیرہ نے کہا ہم تو ہرگز نہ لیجانے دینگے دیوخر یا یہ سُنکے برہم ہونے لگا کلمات سخت
کہنے لگا دیو ثقیلہ نے غضبناک ہوکر دار شمشاد سے اُسے ہلاک کیا دیو سنگ پا یہ حال دیکھکر بھاگا ثقیلہ وغیرہ نے
ملکہ آسمان پری سے کہا تم پریشان خاطر نہ ہو ہم تمھین تمھارے والد کے پاس پہونچا دینگے دیو اکوان و دیو ثقیلہ
وغیرہ ملکہ آسمان پری کو دیکھکر خوش ہوے سینے سے لگایا پھر راشو ے جنی و ارشو ے جنی وغیرہ سے پوچھا
میری دختر تمھین کیونکر ملی یہ ایک مدت سے مفقود الخبر تھی سب نے تمام حال دیوخر یا کا بیان کیا اُدھر تو شہیال کل
حال سُنکے نہایت خوش ہوا اُدھر دیو سنگ پا نے عفریت سے جاکر کہا کہ دیو ثقیلہ اثنائے راہ مین دیوخر یا کو
ہلاک کرکے ملکہ آسمان پری کو لے گیا مین بھاگ کر واسطے خبر دینے کے آیا ہون عفریت دیوخر یا کے
قتل ہونے سے اور ملکہ آسمان پری کے چھن جانے سے ملول ہوا اور فوراً واسطے قتل کرنے دیو ثقیلہ
وغیرہ کے جملہ دیوؤن کو اپنے ہمراہ لے کر بصد غضب روانہ ہوا جب عفریت نے تھوڑی راہ طے کی دیکھا کہ
شہیال و اکوان و ثقیلہ و راشو ے و ارشو ے جنی وغیرہ مع لشکر کثیر کھڑے ہین تخت پر ملکہ آسمان پری
سوار ہی چند دیو جانب قلعۂ بلور تخت کو لیے جاتے ہین عفریت نابکار یہ حال دیکھ کے برہم ہوا اور اپنے
لشکر کے دیوؤن سے کہنے لگا کہ ملکہ آسمان پری کو تم جاکر لے آؤ مین ثقیلہ وغیرہ کو قتل کرتا ہون دیو جب
حسکم بڑھے دیو اکوان وغیرہ نے روکا لڑائی ہونے لگی عفریت نے برہم ہوکر یکبارگی حملہ کیا اُدھر سے
شہیال وغیرہ بڑھے دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی جانبین کے دیو قتل ہونے لگے دار شمشاد
اور آرۂ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے سیکڑون دیو ہزارون پریزاد قتل ہوے ہزارون
زخمی ہوے میدان جنگ خون سے لالہ رنگ ہو گیا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار جابجا میدان
مصاف مین ہوگئے اثنائے جنگ مین عفریت نابکار نے راشو ے جنی و ارشو ے جنی کو گرفتار کرکے
اپنے لشکر کے نامی دیوؤن کے حوالہ کیا دیو ثقیلہ و دیو اکوان یہ دیکھکر از حد غضبناک ہوے پھر دونون
آرۂ پشت نہنگ اور دار شمشاد لے کر عفریت پر حملہ ور ہوے اُسوقت عفریت نے خیال کیا کہ اگر
راہ فرار اختیار نہ کرونگا تو ضرور اسی وقت قتل ہو جاؤنگا یہ خیال کرکے عفریت مع اپنے لشکر کے
سراسیمہ و بدحواس میدان مصاف سے بھاگا اُسوقت دیو اکوان و دیو ثقیلہ و سیامک سیاہ کلاہ
وغیرہ نے ہزارون دیو لشکر عفریت کے قتل کیے عفریت نابکار مع باقی ماندہ دیوؤن سے بھاگ کر
اُسجگہہ پہونچا جہان اول اپنے مقام مسکن سے آکر مقیم ہوا تھا شہیال بن شہرخ نے عفریت کو شکست
دے کر تمام گلستان ارم پر اپنا قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی و خیام وغیرہ پھر اپنے قبضے مین کیے
لشکر گلستان ارم مین اُترا شہیال نے قلعۂ بلور سے ملکہ آسمان پری کو طلب کرکے اپنے مکان مین

داخل کیا اور خوش ہو کر خداوند عالم کا شکریہ کیا شہپال دیو گلستان ارم مین مقیم ہو لیکن اب حال عفریت کا لکھا جاتا ہو کہ جب عفریت نابکار بھاگ کر بیرون گلستان ارم پہونچا نہایت ہی مغموم و ملول ہو کر اسی جگہ قیام پذیر ہوا اور چند دیوؤن کو بلا کر کہنے لگا کہ راشوے جنی و ارشوے جنی کو بہ ہوشیاری تمام دیو سمندون ہزار دست کے پاس لیجاؤ بعد تمام احوال جنگ بیان کر کے میری جانب سے کہنا ان دونون کو زندان مین قید کیجیے دیو بموجب حکم عفریت راشوے جنی و ارشوے جنی کو بخوبی گرفتار کر کے جانب سمندون ہزار دست روانہ ہوے

داستان گرنا حمزۂ صاحبقران کا دریاے زخار مین اور نکلنا دریا سے پھریا ناعقب عنبر سلیمانی کا مع دیگر حالات

شناوران بحر زخار سخندانی و غواصان دریاے مواج معانی اس دریکدانہ داستان کو صدف سینہ سے نکالکر ناظرین جواہربین کو یون آبداری گوہر سخن دکھاتے ہین کہ جب ہنگام مقابلہ امیر باتوقیر تخت سے جدا ہو کر بحر زخار مین گر کے شناوری کرنے لگے یہانتک کہ پیرتے ہوے اور پانی مین بہتے ہوے دوسرے روز وقت شام کنارۂ دریا پر پہونچے پانی سے نکل کے خشکی مین گئے شکر زبان پر لائے اسوقت حمزۂ صاحبقران نے جو چار طرف دیکھا سواے آب دریا اور صحراے وحشت افزا کے اور کچھ نظر نہ آیا چونکہ امیر باتوقیر گرسنہ تھے اور کنارۂ دریا ایک شجر پرثمر تھا حمزۂ صاحبقران نے اسی درخت کے ثمر کھاے اور پانی پیا جب بخوشی سیر و سیراب ہو چکے اسوقت حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ اس دریاے زخار اور صحراے ناپیدا کنار کو طی کر کے بجز افضال پروردگار شہپال بن شہرخ تک کیونکر پہونچونگا یقین ہو کہ یہین ایک نہ ایک روز ہلاک ہو جاؤنگا کوئی غسل و کفن بھی نہ دیگا میری میت کو قبر بھی میسر نہ ہوگی ملکہ آسمان پری و ملکہ مہرنگار اور سرداران نامدار سے اب ملاقات نہ ہوگی غنچۂ آرزو اپنا نہ کھلیگا لاکھ جستجو کرینگے گوہر مدعا نہ ملیگا یہ خیال کر کے اشکبار ہوے وہ شب تاریک صحرا کا سناٹا آب دریا کا شور باعث اضطراب قلب و جگر تھا سواے تنہائی کوئی مونس و یار نہ تھا صحراے ہولناک سے دمبدم صداے شیر آتی تھی تاریکی شب سے روح جسم مین گھبراتی تھی غرض حمزۂ صاحبقران تادیر مضطر و گریان زیر شجر بیٹھے رہے اور طرح طرح کے خیالات کیا کیے آخر ہواے سرد سے ایسی دل کو فرحت اور روح کو راحت حاصل ہوئی کہ خواب آگیا امیر باتوقیر زیر درخت سو رہے اسی عالم خواب مین امیر نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بالین سر کھڑے ہین اور کہتے ہین کہ اے امیر باتوقیر کیون مضطر و دلگیر ہو جو مین کہون وہ تدبیر کیجیے انشاء اللہ بصحت و عافیت اسجگہ سے منزل مقصود تک پہونچ جائیے گا یا امیر تدبیر اس دریا سے گذرنے کی یہ ہو کہ اسی درخت کی شاخین تلوار سے قلم کیجیے اور اسی درخت کے چھال کی رسی بنا کر شاخہاے درخت کا بیڑا بنائیے جب بیڑا تیار ہو جاے دریا مین ڈالدیجیے اور بیڑے پر سوار ہو چلیے انشاء اللہ اس دریا سے گذر کے کہین آبادی مین پہونچ جائیے گا یہ کہکے خواجہ عمرو نظر سے غائب ہو گئے حمزۂ صاحبقران بیدار ہو سرہانے خواجہ عمرو کو ڈھونڈھنے لگے جب بخوبی ہوشیار ہوے خیال کیا کہ خواجہ عمرو کو مجھسے بدرجۂ کمال الفت و محبت تھی اسوقت جو مجھکو صدمہ و تردد و ملال تھا خواجہ نے خواب مین آکر مجھے تسلی دی اور یہ تدبیر معقول بتائی اے حمزہ فی الواقع خواجہ عمرو کا بھی مثل و نظیر نہین ہو قیامت کا عیار ہو یکتاے روزگار ہی

سر اپا عقل ہی ایسی تدبیر خواب مین آکر بتائی ہی کہ مجھے اس تدبیر کرنے کا خیال ہی نہ تھا اسی طرح تادیر امیر با توقیر اپنے دل سے
گفتگو کیا کیے جب بقدرت خالق لیل و نہار وہ شب تار بسر ہوئی جانب مشرق سے نمایان روشنی سحر ہوئی ستارے دریاے
فلک مین ڈوب ڈوب کر نہان ہونے لگے آثار ظہور آفتاب خورشید رخ بر عیان ہونے لگے امیر با توقیر نے اٹھکر کنارے
دریا کے وضو کیا پھر نماز سحر بصد خضوع و خشوع پڑھکر وظیفہ پڑھا بعد وظیفہ پڑھنے کے تیغ آبدار سے بڑی بڑی شاخین
اُس شجر کی قلم کین اور اسی درخت کے پوست کی رسّی بناکر بیڑا درست کیا پھر بہت سے ثمر اُس شجر سے توڑکر کچھ
کھائے اور کچھ بیڑے پر رکھ لیے اور بیڑے کو دریا مین ڈالکر اسی بیڑے پر بیٹھے بیڑا دریا مین بہتا ہوا چلا جب
قریب دو پہر ایک کنارہ دریا پر بیڑا ٹھہرا امیر با توقیر بیڑے سے اُترکے ساحل پر آئے اور رسّی بیڑے کی ایک
درخت سے باندھ دی پھر امیر با توقیر سیر کرتے ہوے آگے بڑھے بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے ایک کوہ
پرنور بصورت طور نظر آیا جب حمزۂ صاحبقران اُس کوہ نور افشان کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک مرد پیر روشن ضمیر
بالاے کوہ سجادے پر بیٹھا ہی صورت اوسکی یہ ہی کہ ہمہ تن پوست و استخوان ہی رنگ چہرے کا خوف خدا سے زرد ہی سر پر عمامہ ہی
بر مین قبا ہی پیشانی پر نور نشان سجدہ مثل ستارۂ سحری کے جلوہ گر ہی ہاتھ مین تسبیح خاک پاک کی ہی لب پر ذکر خدا ہی
پشت صورت کمان خمیدہ ہی کبھی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے کچھ دعا مانگتا ہی کبھی سجدہ کرتا ہی کبھی
روتا ہی اور بہ آواز بلند سوے فلک دیکھکے یہ کہتا ہی شعر گرچہ عصیان سے ہون مین قابل دار ہی بخش بگیر گناہ
ای غفار ہی حمزۂ صاحبقران نے اُس مرد پیر کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ کوئی عابد شب زندہ دار ہی بندہ برگزیدہ پروردگار
ہی امیر یہ خیال کر رہے تھے کہ اُس مرد پیر نے امیر با توقیر کو دیکھکر بہ آواز بلند پکارکے کہا السلام علیک یا حمزۂ
صاحبقران ثانی سلیمان آپ میرے پاس تشریف لائیے مین تو آپ کا منتظر تھا حمزۂ صاحبقران جواب
سلام دے کر بالاے کوہ تشریف لے گئے مرد پیر سجادے سے براے تعظیم اٹھا امیر با توقیر نے پوچھا
یہ کون مقام ہی آپ کا کیا نام ہی بیشک آپ خاصان خدا سے ہین میرے نام سے واقف ہوگئے مرد پیر نے
جواب دیا مین ایک عبد ذلیل رب جلیل ہون یہ مقام پردۂ قاف سے متعلق ہی اور یہ مقام عبادت جناب
سلیمان علیہ السلام کا ہی اُن جناب نے وقت آخر مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ بعد میرے حمزۂ صاحبقران
ایک زمانے مین یہان تشریف لائینگے لقب اُنکا ثانی سلیمان ہوگا اُنھین ہماری جانب سے عقرب سلیمانی
دے دینا اور کہدینا کہ عفریت اسی شمشیر سے قتل ہوگا یہ کہکے مرد پیر نے امیر با توقیر سے مصافحہ کیا پھر
امیر کو ایک صندوق کے قریب لیگیا اور صندوق کو کھولکر کہنے لگا کہ عقرب سلیمانی اس صندوق سے
نکال لیجیے حمزۂ صاحبقران نے جو صندوق مین دیکھا تو ایک سیاہ بچھو نظر آیا امیر نے صندوق مین ہاتھ
نہ ڈالا مرد پیر نے کہا ای امیر با توقیر آپ بسم اللہ کہکے اِس عقرب کو اٹھا لیجیے کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر آپ حمزۂ
صاحبقران ثانی جناب سلیمان ہین تو یہ عقرب سیاہ آپ کے ہاتھ مین آتے ہی شمشیر آبدار ہو جائیگا امیر با توقیر
نے بموجب کہنے مرد پیر کے بسم اللہ کہکے اُس عقرب پر ہاتھ ڈالا فوراً وہ عقرب تیغ آبدار ہوگیا امیر اُس
تیغ کو دیکھکر نہایت خوش ہوے کیونکہ وہ تیغ ایسی تھی بموجب بیت تیغ سیماب گون درآید دست بہ
ببرد دست دو پیکر اندازہ ہی جب امیر با توقیر شمشیر بے نظیر لے چکے مرد پیر نے نیام بھی اُسکا دیا امیر
عقرب سلیمانی لیکر مرد پیر سے رخصت ہوے کوہ سے اُترے اور راہ طی کرکے اُس جگہ آئے جس مقام پر بیڑے
کو درخت سے باندھ دیا تھا غرض امیر بیڑے کو کھولکر بیڑے پر بیٹھے بیڑا امواج دریا سے بہتا ہوا ایک

طرف چلا بعد ایک روز کے پھر وہ بیڑا ایک کنارے پر ٹھہرا حمزہ صاحبقران بیڑ لیسے اُترے اور رسی بیڑے کی
ایک درخت سے باندھ دی بعد باندھ دینے بیڑے کے امیر نے ملاحظہ کیا کہ مین ایسے صحرائے ہولناک و وحشت
افزا مین کھڑا ہون کہ اگر کوئی انسان خواب مین اس صحرائے وحشتناک کو دیکھے ڈر جائے امیر باتوقیر جانب صحرا دیکھ
رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ صحرا مین ہزارہا گلیم پوش موجود ہین کچھ بیٹھے ہین کچھ کھڑے ہین اکثر باہم لڑ رہے ہین
بعضے زمین پر لوٹ رہے ہین اکثر باہم باتین کر رہے ہین قد و قامت اُنکے نہایت ہی دراز ہین شکلین مہیب ہین دانت
بڑے بڑے دہن سے نکلے ہوئے ہین گوش اسقدر بڑے ہین کہ بعضے اُنمین ایک کان اپنا زمین مین بچھائے
اور ایک کان اوڑھے ہوئے لیٹے ہین زن و مرد سب برہنہ ہین کان اُنکے بجائے لباس ستر عورت ہین امیر
باتوقیر گلیم گوشون کو دیکھکر متحیر ہوئے اور حمد و ثنا خالق کون و مکان کرنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ خداوند عالم نے اپنی
قدرت کاملہ سے طرح طرح کے بندے پیدا کیے ہین بعد حمد و ثنائے پروردگار کے امیر ایک درخت کے نیچے بیٹھے چونکہ
جاگے ہوئے تھے بیٹھتے ہی خواب طاری ہو گیا امیر باتوقیر درخت کے تنہ سے پشت لگا کر سو رہے گلیم گوشون
نے جو دور سے دیکھا کہ زیر درخت کوئی بیٹھا ہوا ہے سب صحرا سے کنارے دریا کے آئے اور امیر باتوقیر کو خلاف
اپنی شکل و صورت کے دیکھکر بعضے گلیم گوش باہم کہنے لگے کہ یہ کوئی جانور خوبصورت ہے بعضون نے کہا یہ جانور
نہین ہے کوئی جن ہے اکثر گلیم گوش واسطے ہلاک کرنے کے بڑھے بعضون نے اُنھین ہلاک کرنے سے منع کیا اور
کہا اس شخص عجیب الخلقت کو گرفتار کر کے اپنے بادشاہ کے پاس لیچلو جو وہ کہیگا ہم کرینگے غرض گلیم گوشون نے
امیر کو حالت غفلت مین گرفتار کیا جب امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئین گرفتار دیکھا ہر چند امیر نے چاہا کہ رہا ہون
اور سب کو قتل کرون لیکن ہزارہا گلیم گوش دست و پا سے لپٹ گئے امیر اُنکے ہاتھ سے رہا نہ ہو سکے
آخر گلیم گوش امیر کو گرفتار کر کے چہار طرف سے گھیرے ہوئے اپنے بادشاہ اشراق گلیم گوش کے پاس
لے گئے اور کہنے لگے کہ اس جانور کو ہم دریا کے کنارے سے پکڑ لائے ہین دیکھیے یہ جانور کیا خوبصورت ہے
اشراق گلیم گوش امیر کو دیکھکے کہنے لگا کہ یہ جانور نہین ہے بنی آدم سے ہے نہین معلوم یہان کیونکر آیا ہے یہ کہکر اشراق
گلیم گوش نے امیر سے پوچھا اے شخص تو کون ہے حال اپنا بیان کر امیر نے جواب دیا مین انسان ہون مین نے دیو
زاہدار کو مارا ہے لشکر عفریت کے صدہا دیوؤن کو قتل اور زخمی کیا ہے تو مجھکو رہا کر دے ورنہ مین جب رہا
ہونگا تجھکو قتل کرونگا اشراق گلیم گوش گفتگو امیر کی سُنکے امیر سے کہنے لگا اگر تو میری دختر خوبرو کو قبول کرے
تو مین تجھکو ابھی رہا کر دون امیر نے تقریر اشراق گلیم گوش کی سُنکے خیال کیا کہ اے حمزہ اسوقت عیاری
کرنا چاہیے اور جان اپنی گلیم گوشون سے بچانا چاہیے وقت فرصت یہان سے نکل جانا یہ خیال کر کے امیر
خاموش رہے اشراق نے خیال کر کے غور کیا اور دل مین سوچا کہ اس جوان کا یہ کلمہ سُنکر چپ رہنا بمنزلہ
قرار کے ہے یہ خیال کر کے اپنی دختر کو بلایا اور کہا اے دختر کیا اچھی تیری تقدیر ہے کہ ایسا انسان خوبرو قاتل
زاہدار نے تجھکو اپنی زوجیت مین قبول کیا اب تو اسکی زوجہ ہے اور یہ تیرا شوہر ہے ہاتھ اسکا پکڑ کے جا اور
عیش و عشرت مین مصروف ہو دختر اشراق گلیم گوش اپنے باپ کی تقریر سُنکے اور امیر باتوقیر کے حسن و
جمال پر نظر کر کے نہایت خوش ہو کر خوب ہنسی امیر اُسے دیکھکر لاحول پڑھنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ
یہ بدصورت اور کریہ منظر ہے کہ اگر چڑیل بھی اُسے دیکھ لے تو ڈر جائے خبیث اِسکو دیکھکر فوراً خوف سے
مر جائے امیر یہ خیال کر رہے تھے کہ دختر اشراق نے بڑھکر امیر کا ہاتھ پکڑا اور مسکرا کر کہا اے

اے جانی چلو مجھسے ہم بستر ہو شاد کرو کہ مجھ ایسی نازنین مہ جبین دختر بادشاہ اشراق گلیم گوش تیری زوجہ ہوئی امیر تقریر دختر
اشراق سنکے برہم ہوئے اور قصد اسکے ہلاک کرنے کا کیا لیکن خیال کرکے غصہ کو ضبط کیا دختر اشراق گلیم گوش امیر با توقیر کو
رہا کرکے فرط مسرت سے اسطرح قہقہہ مارکر ہنسی امیر سمجھے کہ رعد کی آواز آئی غرض دختر اشراق بصد اشتیاق امیر کو اپنے
مکان مین لیگئی اور میوے ترو خشک لاکر روبرو امیر کے دو چار من زمین پر رکھدیے اور امیر کے گلے مین ہاتھ ڈالکے
کہا کہ اے میوۂ باغ حسن و خوبی واے ثمر نورس حدیقۂ محبوبی تجھکو میرے سر کی قسم ان اثمار خوش ذائقہ کو بالفعل
کھالے بعد اسکے طعام تناول کرنا حمزۂ صاحبقران نے مصلحتاً کہنا اسکا منظور کیا کچھ اثمار کھائے
جب وہ زمانہ ہوا کہ بموجب نظم

پڑا جب رخ پہ دن کے پردۂ شب — پھرا صحن فلک مین خیل کوکب
پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام — چراغ شام کا روشن ہوا تمام

دختر اشراق گلیم گوش نے امیر کا
ہاتھ پکڑا اور کہا اے میرے شوہر خوبرو آپ چلکے بستر خواب پر ہمراہ میرے آرام کر جس بات سے غنچۂ دل میرا
شگفتہ ہو وہ کام کر ہر چند کہ امیر با توقیر کا اسکے پاس بیٹھنے کو دل نہین چاہتا تھا لیکن مناسب وقت یہی جانکر اور
اس بدصورت و زشت سیرت کی شکل کو دیکھکر اپنی جگہ سے اٹھے دختر اشراق گلیم گوش بستر پر لے گئی
جب امیر بستر پر بیٹھے وہ امیر سے لپٹنے لگی اپنا ایک کان امیر پر اڑھا کر اور ایک کان زیر امیر بالا بستر بچھا کر
اپنی طرف کھینچنے لگی امیر با توقیر اسکی ہم آغوشی سے نفرت کرکے اس سے علیحدہ ہونے لگے جب امیر نے مدعاے
دل اسکا حاصل نہ کیا اسوقت اسنے چہرۂ زیباے امیر پر نظر کرکے امیر سے پوچھا کہ اے خاوند میرے تو کیون
مجھسے علیحدہ ہوتا ہے مجھ ایسی بری صورت سے نفرت کرتا ہے آثار حزن و ملال تیرے چہرے سے صاف ظاہر ہین سچ
کہہ تجھکو کس بات کا غم ہے باعث تیری سستی کا کیا ہے اگر گرسنہ ہو تو ابھی اثمار لذیذ لے آؤن اچھی طرح سے تجھے
کھلاؤن اگر کوئی تیرا دشمن ہو اور اس سے تجھے خوف جان ہو تو نام اسکا مجھے بتادے مین اسکو گرفتار کرکے
تیرے حوالے کردون یا اسے قتل کرڈالون امیر نے تقریر اسکی سنکے جواب دیا کہ اسوقت میری طبیعت پریشان ہے
اسی وجہ سے مین تیرا مدعاے دل بر نہین لاتا جسوقت میرا مزاج درست ہوگا اسوقت تیری تمناے دلی
بر لاؤنگا دختر اشراق یہ گفتگو امیر کی سنکے خاموش رہی پھر امیر سے لپٹ کے سو رہی امیر بھی بعد سوجانے
دختر اشراق کے سو رہے عالم خواب مین امیر نے دیکھا کہ ملکہ مہرنگار بیتاب و بیقرار آئی ہے اور کہتی ہے کہ اے
حمزۂ صاحبقران واہ واہ خوب آپ نے ایفاے وعدہ کیا اٹھارہ روز کا وعدہ کیا تھا اسکو کئی برس کا
زمانہ گذرا ابھی تک آپ میرے پاس نہین آئے حال میرا آپ کے فراق مین اچھا نہین ہے شب و روز آپکی
یاد مین رویا کرتی ہون آپکو میرا کچھ خیال نہین ہے شاید میرے حسن و جمال سے زیادہ اس دختر اشراق کا
حسن ہے کہ آپ اسکے پہلو مین لیٹے ہوے ہین اگر آپکو میری خبر لینا اور اپنی جان گلیم گوشون سے بچانا منظور
ہو تو جلد یہان سے روانہ ہوجیے اس زن بدصورت کے پہلو سے اٹھیے ملکہ مہرنگار امیر سے یہ کہہ رہی تھی کہ
ناگاہ امیر با توقیر کی آنکھ کھل گئی مہرنگار کو نہ دیکھکر امیر با توقیر اشکبار ہوے اور اسی وقت پہلو سے دختر
اشراق گلیم گوش سے اٹھے اور اسے سوتا چھوڑکر وہان سے بصد عجلت چلے جب امیر بعد قطع راہ ایک
کوہ پر پہونچے آثار سحر گردون پر ظاہر ہوے امیر نے اسی کوہ پر وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز
سحر کے صحیفۂ حضرت ابراہیم کی تلاوت کرنے لگے امیر با توقیر بالاے کوہ تشریف رکھتے ہین لیکن اب حال
دختر اشراق گلیم گوش کا لکھا جاتا ہے کہ جب ہنگام سحر دختر اشراق گلیم گوش بیدار ہوئی امیر

با توقیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے پہلو مین نہ دیکھکر نہایت غمگین یا یوس ہوئی پھر روتی ہوئی برائے جستجو امیر جانب صحرا چلی
جب دم قریب کوہ پہونچی دیکھا کہ امیر با توقیر بالاے کوہ بیٹھے ہین دختر اشراق گلیم گوش حمزۂ صاحبقران کو
دیکھکر مسرور ہوئی اور بالاے کوہ جاکر امیر با توقیر سے کہنے لگی کہ ای میرے پیارے شوہر تو کیون مجھ سے
خفا ہو کر چلا آیا ہی مین نے تیری کیا خطا کی ہی مین نے توبہ اکرام تمام تجھکو اپنے پہلو مین لٹایا اس بات کو بھی تجھسے
کہا خود ہی تو نے مجھسے وصل نہ کیا اس امر مین میری کیا تقصیر ہی افسوس تو مجھ ایسی مہ لقا کو چھوڑ کر رشتۂ الفت
توڑ کر چلا آیا کچھ تو نے میرا خیال نہ کیا خیر جو کچھ تو نے کیا بہتر کیا اب تجھکو لازم یہی ہی کہ میرے ساتھ چل مین تیری اطاعت
و فرمانبرداری بخوبی کرونگی اپنے کاندھے پر سوار کرکے سیر کوہ و دشت دکھا دیا کرونگی نہایت خوش ذائقہ اثمار اشجار کے
تجھکو کھلایا کرونگی اپنے ایک کان کو بجاے فرش بچھا کر تجھے سلایا کرونگی اور دوسرا کان تجھے اوڑھایا کرونگی
اگر تو تمازت آفتاب یا فصل بارش مین گھر کے باہر نکلنے کا ارادہ کریگا تو مین تیرے سر پر سایہ کرونگی گرمی و
سردی سے تجھے بچایا کرونگی رات ہو یا دن ہو جب تو کہیگا مین کسی کام مین تجھسے مطلق حذر نہ کرونگی یہ
کہکر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے لپٹنے لگی حمزۂ صاحبقران نے برہم ہو کر ایک گھونسا اسکے منھ پر مارا
اور کہا او نالایق بیہودہ بکے جاتی ہی خاموش نہین رہتی مجھے صحیفہ ابراہیم پڑھنے نہین دیتی جا دور ہو مین ہرگز
تیرے ساتھ نہ جاؤنگا راوی کہتا ہی کہ جب امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے برہم ہو کر گھونسہ اسکے دہن پر مارا
کئی دانت اسکے ٹوٹ گئے لہو منھ سے اسکے نکلنے لگا عارض پر اسکے ورم آگیا کلے جبڑے مین درد ہونے لگا
فریاد و فغان کرنے لگی آخر کوہ سے اتر کر اپنے باپ کے پاس گئی اور دندان شکستہ اپنے دکھا کر تمام حال رو کر
بیان کرنے لگی جب اشراق گلیم گوش نے تمام احوال سنا نہایت برہم ہو کر جملہ گلیم گوشون کو جمع کیا اور سب کو
اپنے ہمراہ لیکر جلد تر اس کوہ پر گیا دیکھا کہ امیر با توقیر بالاے کوہ بیٹھے ہوے کچھ پڑھ رہے ہین اشراق
گلیم گوش نے گلیم گوشون سے کہا جلد اس ظالم کو گرفتار کرو گلیم گوش براے گرفتاری امیر با توقیر بڑھے
امیر با توقیر نے فوراً اٹھکے تلوار کھینچی اور گلیم گوشون کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر مین اسقدر گلیم گوش قتل
کیے کہ بالاے کوہ گلیم گوشون کی لاشون کے انبار ہوگئے دریاے خون کشتگان بالاے کوہ جاری ہوا اسی
کارزار مین اشراق گلیم گوش بھی مارا گیا بعد قتل ہونے اشراق شاہ کے باقی ماندہ گلیم گوش بھاگے امیر
با توقیر حمزۂ صاحبقران گلیم گوشون کو بھگا کر کوہ سے اترے اور بعد قطع راہ اس جگہ آئے جہان درخت
سے بیڑے کو باندھ دیا تھا غرض امیر با توقیر بیڑے پر سوار ہوے بیڑا بالاے آب روان ہوا بعد آٹھ پہر کے
بیڑا پھر کنارۂ دریا پر ٹھہرا امیر بیڑے سے اتر کے کنارۂ دریا کھڑے ہوے اور جانب صحرا دیکھنے لگے
اسوقت امیر با توقیر نے دیکھا کہ ایک دیو ایک درخت سے بندھا ہوا فریاد و فغان کرتا ہی امیر با توقیر کو
اسکے حال پر رحم آیا فوراً کنارۂ دریا سے روانہ ہوے جب اس دیو کے پاس پہونچے پوچھا تیرا نام کیا ہی
تجھکو کسنے باندھا ہی فریاد و فغان کیون کرتا ہی دیو نے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے حال پر مہربان
پاکر عرض کیا نام میرا طومان گاس ہی دیو قتیل مردار خوار نے مجھے باندھا ہی وہ میرا دشمن جان ہی مجھے
باندھکر واسطے کسی ضرورت کے گیا ہی اب اگر مجھے مار ڈالیگا امیر با توقیر نے گفتگو دیو طومان کاس کی
سنکے اسکے حال زار پر رحم کیا اور واسطے کھولنے کے بڑھے ناگاہ دیو قتیل مردار خوار بد سرشت
و نابکار آ پہونچا امیر با توقیر کو دیکھکر چلایا او آدم زاد خبردار طومان کاس کو درخت سے نہ کھولنا ورنہ

ابھی تجھکو مار ڈالونگا اسی دریا مین ڈبو دونگا امیر باتوقیر نے تقریر دیو قیتل کی سنکے جواب دیا او نابکار کیا تجھکو
یہ بھی مجال ہی کہ تو مجھے ہلاک کرے اگر تجھکو اپنی قوت پر ناز ہی تو مجھسے مقابلہ کر دیو قیتل مردار خوار گفتگو امیر
باتوقیر کی سنکے ایسا برہم ہوا کہ دار شمشاد اٹھاکر سر امیر باتوقیر پر لگائی امیر نے ضرب دار شمشاد سے بچکر تیغ تیز
سے اُسے قتل کیا پھر دیو طومان کاس فوراً قدم حمزۂ صاحبقران پر گرا اور پوچھنے لگا آپ کا اسم شریف کیا ہی
آپ نے مجھپر نہایت ہی احسان کیا دشمن سے مجھے بچایا یہان آپ کا آنا کیونکر ہوا یہ وہ صحرا ہے ہولناک ہی
کہ دیو و پریزاد بھی خوف سے یہان نہین آتے ہین آپ تو بنی آدم ہین امیر باتوقیر نے تمام حال اپنا ابتدا
سے انتہا تک بیان کیا جب دیو طومان کاس کو معلوم ہوا کہ نام آپ کا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران ہی
اور آپ ہی قاتل دیو راہدار ہین اُسوقت دیو طومان کاس نے امیر باتوقیر سے عرض کیا
کہ میرا ایک بھائی ہی کہ نام اُسکا اکوان کاس ہی وہ نہایت قوی ہیکل ہی آپ نے مجھپر احسان کیا ہی
وہ ضرور بہ نیکی آپ سے پیش آئے گا اگر آپ فرمائین تو مین آپ کو اپنے بھائی کے پاس لے چلون
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اچھا مجھے لے چل دیو طومان کاس نے اپنے دوش پر امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران کو بٹھایا اور وہان سے بصد عجلت چلا جب قریب مکان دیو اکوان کاس
کے پہونچا امیر باتوقیر کو دوش سے اُتار کر اپنے بھائی کے پاس گیا اور تمام سرگذشت
اپنی بیان کرکے کہنے لگا ای بھائی تمھین لازم ہی کہ قاتل دیو راہدار کے استقبال کے واسطے جاؤ
اور بہ نیکی پیش آؤ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے میرے ساتھ نیکی کی ہی تم بھی اُنکے ساتھ نیکی کرو
بعد دعوت و ضیافت کے ہمراہ اُنکے جاکر عفریت سے مقابلہ اور مجادلہ کرو دیو اکوان کاس گفتگو اپنے
بھائی کی سنکے فوراً مع دو لاکھ دیوؤن کے واسطے استقبال امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے گیا
اور امیر باتوقیر کو بصد عزت و حرمت اپنے مکان مین لایا اور عرض کرنے لگا آپ نے میرے بھائی کی
جان بچائی ہی مجھپر آپ نے نہایت احسان کیا ہی مین بھی آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرونگا و چار روز کے
بعد آپ کو گلستان ارم مین لے چلونگا یہ کہکے اکوان کاس نے عرض کیا اب آپ چند روز یہان توقف
فرمایئے عقائد دین اسلام سے مجھے تعلیم کیجیے امیر باتوقیر نے خوش ہوکر اُسے مسلمان کیا پھر دیو طومان کاس
بھی کلمہ پڑھکر مصدق دل سے مسلمان ہوا خدا کو وحدہٗ لاشریک جاننے لگا جب دونون دیو مسلمان
ہوچکے بڑے تکلف سے دونون نے امیر باتوقیر کی دعوت کی بعد کئی روز کے امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران کو ہمراہ لے کر مع دو لاکھ دیوؤن کے جانب گلستان ارم چلے اثنائے راہ مین امیر
باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ چند دیو دو جنیون کو گرفتار کیے ہوئے چلے جاتے ہین حمزۂ صاحبقران نے
دیو طومان کاس سے پوچھا کہ یہ دیو کون ہین کیون اِن جنیون کو گرفتار کیا ہی دیو طومان کاس نے
دست بستہ عرض کیا مین ابھی دریافت کرکے عرض کرتا ہون یہ کہکے طومان کاس نے اُن دیوون کو
روکا اور حال اُنسے پوچھا اُنھون نے تمام کیفیت بیان کی جب دیو طومان کاس تمام حال سُن چکا
حمزۂ صاحبقران سے آکر عرض کرنے لگا کہ راشوے جنی اور ارشوے جنی شہپال بن شاہرخ
نبیرۂ حضرت سلیمان کی طرف سے عفریت نابکار سے لڑے تھے عفریت نے اُن
دونون کو گرفتار کرکے دیو سمندون ہزار دست کے پاس اُنھین روانہ کیا ہی یہ دیو وہین اُنھین

لیے جاتے ہین سمندر ون ہزار دست بموجب کہنے عفریت کے انھین قید کریگا جب امیر باتوقیر کو معلوم ہوا
کہ راشوے جنی و ارشوے جنی دوستان شہپال سے ہین اسوقت امیر باتوقیر نے بڑھکر ان دیوونکو روکا
دیو چنگال کہ افسران فوج عفریت سے تھا اُسنے فی الفور ایک دیو کو جانب عفریت روانہ کیا اور خود
دار شمشاد اُٹھاکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے لڑنے لگا دیو اکوان کاس اور دیو طومان کاس بھی مع
اپنے لشکر کے ان دیوؤن سے لڑنے لگے ناگاہ عفریت نابکار اُس دیو سے تمام حال سنکے بہمراہی چار لاکھ
دیوؤن کے جلد تر آیا اب بخوبی لڑائی ہونے لگی دار شمشاد اور آرہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے جانبین
کے دیو قتل ہونے لگے زمین پر گر گرکے تڑپنے لگے زخمی نالہ و فریاد کرنے لگے زمین صحرا خون سے رنگین ہونے
لگی شور و داروگیر عالمگیر ہوا دیو ہنگام حرب و ضرب نعرے کرنے لگے طبقے زمین کے ہلنے لگے کشت و خون
ہونے لگا اسی ہنگام کارزار مین عفریت نابکار قریب امیر عالی وقار حمزہ صاحبقران کے آیا اور امیر
باتوقیر پر دار شمشاد بصد عتاب لگائی امیر عالی وقار نے ضرب دار شمشاد سے بچکر تیغ آبدار کھینچی
عقرب سلیمانی زیب کمر رہا غرض امیر باتوقیر نے تیغ آبدار کھینچکر پہلو سے عفریت پر لگائی عفریت
ہر چند پیچھے ہٹا لیکن کسی قدر زخمی ہوا خون زخم سے بہنے لگا حمزہ صاحبقران نے پھر حملہ کیا
عفریت تاب مقابلے کی نہ لاسکا آخر بھاگا اسوقت امیر باتوقیر نے دیو چنگال کو تیغ آبدار سے قتل
کیا راشوے جنی و ارشوے جنی کو قید سے رہا کیا یعنے زنجیر و طوق وغیرہ کو اُنکے اجسام سے دور کیا
امیر عالی وقار حمزہ صاحبقران راشوے جنی و ارشوے جنی کو رہا کرکے مسرور ہوئے اور ہمراہ اپنے
انکو لیکر جانب گلستان ارم بصد خدم و حشم روانہ ہوئے

داستان لیجانا شہپال کا استقبال کرکے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو گلستان ارم مین اور جانا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا چشمہ ماہیان پر اور ہمراہ ملکہ آسمان پری کے نہانا

خبر رسان ذہن کمال اس داستان بے مثال کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر عفریت کو شکست دیکر
اور راشوے جنی و ارشوے جنی کو رہا کرکے بصد شان و شوکت سمت گلستان ارم چلے شہپال بن
شاہرخ کو اکثر دیوؤن سے معلوم ہوا کہ حمزہ صاحبقران بتعظیم و شان اس جانب آتے ہین شہپال یہ خبر فرحت فال
سنتے فوراً مع لشکر کثیر برائے استقبال امیر باتوقیر گلستان ارم سے چلا اثنائے راہ مین حمزہ صاحبقران
سے ملاقات ہوئی شہپال حمزہ صاحبقران کو دیکھکر بدرجہ کمال مسرور ہوا حمزہ صاحبقران نے بھی
شہپال کو دیکھکر واسطے تسلیم کے سر جھکایا شہپال نے بزرگانہ حمزہ صاحبقران کو سینے سے
لگایا بعد اظہار اشتیاق بزرگانہ کے شہپال نے پوچھا اے امیر باتوقیر کہان چلے گئے تھے مین نہایت
متردد تھا امیر باتوقیر نے تمام حال اپنا دریا مین گرنے کا اور کل سرگذشت بیان کی پھر بموجب
نصیحت کرنے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے شہپال نے اپنا حال تمام و کمال بیان کیا غرض بعد
قطع راہ جب شہپال حمزہ صاحبقران کو گلستان ارم مین لایا حکم کیا کہ تمام گلستان ارم
مین آئینہ بندی کیجائے اور بزم عیش آراستہ ہو بموجب حکم گلستان ارم مین بخوبی تمام

آئینہ بندی ہوئی ہر ایک مقام آرایش سے نمونہ بہار ہوا خوبی خلد کو گلستان ارم کی آراستگی و بہار پر رشک ہوا علاوہ آراستگی گلستان ارم کے بزم عشرت ایسی آراستہ ہوئی کہ دنیا مین کبھی کوئی محفل عیش و سرور مثل اسکے بزم عیش و عشرت کے آراستہ نہ ہوئی ہوگی الحاصل جب بخوبی بزم عشرت آراستہ ہوئی شہپال بن شہرخ نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو ایک بے مثل و بے نظیر و تخت پر بٹھایا ملکہ آسمان پری بھی بالاے مسند زرین آکر بیٹھی وہ نازنینان پریزاد کہ جنکا سایہ بھی کسی بشر نے نہ دیکھا تھا روبروے امیر با توقیر آکر ناچنے لگین اور اپنی زبان مین غزلین عاشقانہ بہ لحن داؤدی بصد ناز و ادا گانے لگین وہ جملہ نازنینان پریزاد ایسی حسین و خوش گلوتھین کہ پردہ دنیا پر مثل و نظیر انکا ممکن نہ تھا وہ انکا بعشوہ و ناز رقص کرنا اور گانا لایق دیکھنے اور سننے کے تھا مطربہ فلک انکے رقص کو دیکھکر شرمندہ اور خجل ہوتی تھی ہر ایک ادا انکی قیامت تھی ہر نغمہ انکا دلکش تھا اور ہر ایک آواز ساز کی دلہاے ناساز کے لیے گویا مسیحا تھی وہ عجب بزم عشرت تھی بموجب

ابیات

تھا جلسہ جشن کیقبادی — ہنگامہ عیش و بزم شادی — نازک بدنون سے تھا ہویدا
تھی نازکی اسجگہ سے پیدا — رقاصون کے ناچ کا یہ سامان — تھی ہولی چرخ آئینہ قرباق — تھی روشنی اسقدر ضیا بار
ہر جھاڑ تھا رشک نجم سیار — ہانڈی کو تھا دعوی انا الشمس — دعوی کی دلیل تھی من الالمس — وہ مجمع گلرخان تھا ہر سو
گلر و بو سے گلستان تھا ہر سو

وصف نازنینان پریزاد کے حسن و جمال کا کیا لکھا جاے کلک انکی ثناے حسن لکھنے مین عاجز ہے اور ان نازنینان پریزاد کے رقص نغمہ کی تعریف مین زبان قاصر ہے ہر ایک نازنین پریزاد بزم عشرت مین غزلین عاشقانہ گاتی تھی ازانجملہ نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے روبروے ملکہ آسمان پری و امیر با توقیر حمزہ صاحبقران یہ غزل گانا شروع کی

غزل

شمع و اسطیر شب تھی شب گریبان گیر شمع
لاکھ شعلہ سر کو پٹکے رخصت جنبش کہان
سوز غم سے بنگیا ہر استخوان تصویر شمع
سر چڑھا نا غیر کا ہے اپنے مٹنے کی دلیل
ہوگیا ہر اشک میرا اشک بے تاثیر شمع
دیکھکر پروانے یون دوڑے تصدق کے لیے
کیا کوئی سمجھے ادا سے ناز شبگیر شمع
گر یہی ہے تیر حسن رخ زا فزون کا فروغ
اور کیا ہوتی جہان مین عزت و توقیر شمع

باغ مین دیکھو اگر تم رنگ محفل رات کو
اشک کا دانہ ہوا ہے دانہ زنجیر شمع
ہجر مین وہ جانتی ہے وصل مین جلنا کاش اگر
لے اٹھا آخر کو شعلہ قامت دلگیر شمع
بے سبب پھونکا نہین دونونکو سوز عشق نے
کیا کوئی خط شعاع شعلہ تھا تحریر شمع
ذن کو محروم نظارہ رات بھر سوز گداز
خاک مین ملجائیگی اک رات کو تنویر شمع
گرم فقرہ سنکے وہ کہتے ہین او تسلیم آج

اٹھ گیا کیا باکے کے تواے غیرت تنویر شمع
شاخ شمع سبز ہو گل شعلہ تنویر شمع
عشق کی نیرنگیان دیکھو کہ جسم زار مین
شمع کو دی تیری قسمت مجھے تقدیر شمع
لاکھ رو یار ات بھر پگھلا وہ آتش مزاج
سمین کچھ تقصیر پروانہ تھی نہ تقصیر شمع
شور بیتابی مین بھی پاس خموشی ہے رہی
بخت پروانہ ملا مجھکو دل دلگیر شمع
اسکی بزم خاص مین رہتی تھی شب بھر جلوہ گر
آگے تیرے کیا زبان شعلہ کیا تقریر شمع

جب یہ غزل نازنین پریزاد نے بزم گائی جملہ صاحبان بزم عشرت خوش ہوئے خصوصا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران و ملکہ آسمان پری دونون از حد مسرور رہے پھر نازنینان اور غزلین عاشقانہ گایا کی جب وہ شب عشرت بسر ہوئی اور جانب مشرق سے روشنی نمایان ہوئی جلسہ عشرت برخاست ہوا ہر ایک بزم عشرت سے اٹھکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی ملکہ آسمان پری نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے تمام اپنی سرگذشت قید ہونے کی بیان کی پھر حمزہ صاحبقران نے بھی بوجہ دریافت کرنے ملکہ آسمان پری کے اپنے حالات سے اطلاع دی جو کچھ مصائب دریا مین کرتے گذرے تھے سب

بیان کیے۔ دونون ایک دوسرے کے حال پر صدمہ و افسوس کیا کیے بعد اسکے ملکہ آسمان پری نے حمزہ صاحبقران
سے مسکرا کر کہا آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ چشمہ ماہیان مین جاکر نہائین اور آپ بھی اس چشمہ مین نہائین پھر
سیر باغ کی باہم کرین علاوہ اسکے وہین مجھکو کچھ آپ سے کہنا بھی ہے یہ کہکے ملکہ آسمان پری بزم سے اٹھی اپنے
تو اپنے مکان مین گئی پھر مع چند نازنینان پریزاد کے جانب چشمہ ماہیان روانہ ہوئی حمزہ صاحبقران بھی
بعد جانے ملکہ آسمان پری کے چشمہ ماہیان کی طرف چلے پہلے ملکہ آسمان پری چشمہ ماہیان پر پہونچی بعدہ
امیر با توقیر اس چشمے پر پہونچے دیکھا کہ درمیان ایک باغ پر بہار کے چشمہ ماہیان ہے باغ نورنسق گلشن جہان
ہے اور یہ چشمہ چشمہ حیوان سے لطافت مین ہمسر ہے بلکہ آبرو ریز چشمہ آب بقا ہے مچھلیان رنگا رنگ چشمہ ماہیان مین
کبھی نظر آتی ہین گاہ مانند معشوقان عشوہ ساز بعد ناز نظر ناظرین سے مخفی ہو جاتی ہین محبوبانہ صورتین پاکیزہ
اپنی دکھاتی ہین غرض جیسی رنگین مچھلیان ہین ویسی ہی رنگین ادائین کرتی ہین امیر با توقیر ان مچھلیون کو
دیکھکر بیقرار ہوے ہر چند انکو دام مین لانے کی تدبیر کی مگر وہ مچھلیان کسی طرح ہاتھ نہ آئین پھر امیر سیر
گلہاے باغ کرنے لگے ملکہ لباس تن نازک سے اتارکے اور کچھ لباس سے بعض اعضا مخفی کرکے چشمہ ماہیان
مین اتری نازنینان پریزاد جو ہمراہ ملکہ تھین ملکہ کو نہلانے لگین دست و پا اور گیسوے مشکین ملنے لگین آب
چشمہ بوے گیسوے عنبرین و شست و شوے تن نازک سے معطر و معنبر ہوگیا اور آمیزش عرق روے
گلرنگ ملکہ سے آب چشمہ صاف گلاب ہوگیا جب ملکہ آسمان پری غسل کر چکی بصورت آفتاب چشمہ سے باہر آئی نازنینان پریزاد
جو ہمراہ ملکہ تھین ملکہ کی پوشاک نفیس لیکر آئین ملکہ نے پیرہن زیب تن کیا بعد پوشاک پہننے کے ملکہ آسمان پری کنارہ چشمہ
پر گیسوے عنبرین مین شانہ کرنے لگین نازنینان پریزاد شانہ دست ملکہ سے لیکر گیسوے ملکہ سنوارنے لگین جب امیر
باغ سیر کر چکے کنارے چشمہ ماہیان پر آکر لباس اتارکے ایک لنگی نفیس باندھی پھر چشمہ مین اترے دست و پا آب
صاف سے دھونے لگے بعد دست و پا دھونے کے شناوری کرنے لگے کھڑی اور ملاحی پیرنے لگے کبھی غوطہ
اور چلو مین پانی لیکر ملکہ آسمان پری پر چھینٹے پانی کے دینے لگے اور کہنے لگے اے ملکہ ایک دفعہ اور نہاؤ ملکہ
نے دوبارہ نہانے سے انکار کیا امیر با توقیر تو چشمہ ماہیان مین نہا رہے ہین اور ملکہ سے ہنس رہے ہین اب
انکو نہانے دیجیے اور کچھ حال عفریت نابکار کا سنیے کہ جب عفریت بدسیر ہنگام جنگ سے زخمی ہوکر اور
بھاگ کر اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا بوجہ زخم کے بیچین ہوا ملعونہ مادر عفریت گریان ہوئی زخم پر پھایا اوپر
مرہم کا رکھا گیا دیو ہرچنگ عموی عفریت نے جو سنا کہ عفریت زخمی ہوا ہے اپنی جگہ سے بیتابانہ چلا جب
عفریت کے پاس آیا پوچھنے لگا اے فرزند تجھے کسنے زخمی کیا ہے عفریت نے تمام حال بیان کیا
ہرچنگ نے پوچھا وہ آدم زاد کہان ہے جسنے تجھے زخمی کیا ہے عفریت نے جواب دیا مین نے سنا ہے
چشمہ ماہیان مین نہانے کو گیا ہے میری معشوقہ ملکہ آسمان پری بھی چشمہ ماہیان پر گئی ہے دیو
ہرچنگ نے یہ سنکے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور جس آدم زاد نے تجھے قتل کیا ہے اسکو جاکر قتل
کرتا ہون یہ کہکر دیو ہرچنگ چند دیو ہمراہ لے کر بصد غیظ و غضب چلا جب بعد قطع راہ
چشمہ ماہیان پر آیا ملکہ آسمان پری دیو ہرچنگ کو دیکھکر ڈر گئی اور چلانے لگی اور امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران کی جانب دیکھکر کہنے لگی صاحب اس دیو خونخوار سے مجھے بچاؤ
امیر با توقیر نے چشمے سے ارادہ نکلنے کا کیا تھا ناگاہ دیو ہرچنگ اپنی شاخہاے

سر پر امیر باتوقیر کو اُٹھانے لگا چونکہ امیر باتوقیر کے پاس شمشیر نہ تھی اسوجہ سے امیر نے اُسپر تلوار نہ لگائی دیو ہرچنگ نے ایک شاخ سر اسطرح بازوے امیر باتوقیر پر لگائی کہ شاخ بازو کو توڑ کر نکل گئی پھر دیو نے چاہا کہ امیر باتوقیر کو اُٹھا لیجاؤن امیر باتوقیر نے شاخ اُسکے سر کی پکڑ کے جو زور کیا شاخ بازو مین ٹوٹ کے رہگئی اور سر کو پکڑ کے ایسا جھٹکا دیا کہ دیو منھ کے بھل زمین پر گرا امیر باتوقیر نے جلد چشمہ سے نکلکر دیو کی زنجیر کمر کو پکڑ کر زمین سے اُٹھا لیا اور ایک ہاتھ سر پر بلند کیا ہمراہیان دیو ہرچنگ یہ رنگ دیکھکر براے مدد دیو ہرچنگ بڑھے شہیال بھی یہ خبر سُنکے فورًا مع فوج چشمہ پر پہونچا دیکھا کہ امیر باتوقیر دیو ہرچنگ کو ایک ہاتھ پر اُٹھاے ہوے دور تک چلے گئے ہین ملکہ آسمان پری رو رہی ہی نازنینان پریزاد اُس جنگ کے ہونے سے چلا رہی ہین شہیال نے ملکہ وغیرہ کو خاموش کیا ہمراہیان دیو ہرچنگ کو قتل کرنا شروع کیا اور ادھر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے دیو ہرچنگ کو اسطرح زمین پر پٹکا کہ استخوان اُسکے ریزہ ریزہ ہوگئے فورًا زمین پر گرکے ہلاک ہوگیا ادھر ہمراہیان دیو ہرچنگ تاب مقابلہ نہ لاکر لاشہ دیو ہرچنگ کا اُٹھاکر نالان و گریان جانب لشکرگاہ عفریت روانہ ہوے اور عفریت کے پاس پہونچکے لاشہ دیو ہرچنگ کا سامنے عفریت کے رکھدیا پھر تمام حال لڑائی کا بیان کیا عفریت کو نہایت رنج ہوا عفریت تو اپنے چچا کے غم مین مبتلا ہی اُسے مبتلاے غم رہنے دیجیے اب حال حمزۂ صاحبقران کا سنیے کہ جب امیر باتوقیر دیو ہرچنگ کو ہلاک کر چکے شہیال سے آکر کہنے لگے میرے بازو سے شاخ نکلوا دیجیے سر دست کچھ علاج بازو کا کیجیے شہیال نے دیوون سے پوچھا کیا تدبیر کرنا چاہیے سبھون نے عرض کیا پہلے یا تو امیر باتوقیر کو بیہوش کیجیے پھر شاخ بازو سے نکال لین گے اِس صورت مین امیر باتوقیر کو زیادہ تکلیف نہ ہوگی شہیال بن شہرخ نے بموجب کہنے دیوون کے امیر باتوقیر کو بیہوش کرنا چاہا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے کہا آپ مجھکو اگر بیہوش کیجیے گا تو مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا شہیال یہ تقریر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کی سُنکے مجبور رہگیا آخر بدرجۂ ناچاری بحالت بیداری مین شاخ سر دیو ہرچنگ کی بازوے امیر باتوقیر سے بصد دشواری نکالی گئی خون بازوے امیر باتوقیر سے بکثرت نکلا امیر باتوقیر بسبب کثرت درد زخم کے بیہوش ہوگئے شہیال نے کھیر اکر فی الفور شفاخانہ سلیمانی مین امیر باتوقیر کو بھیجدیا ملکہ آسمان پری بھی ہمراہ امیر باتوقیر کے شفاخانہ مین گئی جب دیو امیر باتوقیر کو لے کر شفاخانہ مین آیا چارہ ساز جراح امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے زخم بازو کا علاج کرنے لگے پہلے زخم کو صاف کرکے ٹانکے دیے پھر مرہم سلیمانی کا پھاہا زخم پر رکھا بعد چار گھڑی کے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو ہوش آیا بیہوشی دفع ہوئی آنکھین جو کھولین ملاحظہ کیا کہ مین شفاخانہ مین پلنگ پر لیٹا ہون ملکہ آسمان پری اشک آنکھون مین بھرے ہوے قریب پلنگ کے بیٹھی ہی اور شہیال وغیرہ بھی ایک جانب بیٹھے ہین زخم بازو پر پھاہا مرہم کا رکھا ہی جراح بیٹھے ہوے ہین امیر باتوقیر نے ہر ایک کو متحیر دیکھکر فرمایا آپ حضرات مطمئن رہین اور کسی طرح کا صدمہ اور ملال نکرین مین الحمد للہ بفضل ذو الجلال سے اچھا ہون یہ فرماکر ہر ایک کو رخصت کیا لیکن ملکہ آسمان پری فرط الفت سے شفاخانہ ہی مین رہی بعد چند روز کے جب عفریت کا زخم اچھا ہوگیا اُس وقت عفریت نابکار نے اپنی مادر ملعونہ سے کہا کہ مین جاتا ہون اور بحالت زخمداری مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو قتل کرتا ہون اپنے عمو کا قصاص لیتا ہون یہ کہکر قریب چار لاکھ دیوون کو

ہمراہ لیکر بصد فخر و شعف جانب شفاخانۂ سلیمانی روانہ ہوا یہان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا زخم بازو اچھا ہو چلا
تھا کسی قدر زخم پر ہونے کو باقی تھا مگر ضعف زیادہ تھا ناتوانی سے رنگ چہرۂ حمزۂ صاحبقران کا زرد ہو گیا تھا
غسل صحت نہین کیا تھا یکایک عفریت نے شفاخانہ کو چار جانب سے آگھیر لیا حمزۂ صاحبقران حالت ضعف
و ناتوانی مین بستر سے اٹھکر تیغ آبدار کھینچکر آمادۂ جنگ کارزار ہوے یہ خبر شہپال کو پہونچی فوراً شہپال اپنی
فوج کثیر لیکر آیا عفریت سے لڑائی ہونے لگی جانبین کے دیو و پریزاد قتل ہونے لگے زیر دیوار شفاخانہ
سلیمانی کشتون کے انبار ہو گئے زخمی تڑپ تڑپ کر شفاخانۂ عدم مین جانے لگے عین گرمی جنگ مین
عفریت امیر با توقیر کے ہاتھ سے زخمی ہوا لشکریان عفریت فوراً عفریت کو لیکر بھاگے بھاگ گئے
مین صد ہا دیو قتل ہوے بعد بھاگ گئے عفریت باقی ماندہ دیو جان سے مارے گئے شہپال نے اٹھارہ ہزار
دیو واسطے حفاظت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران گرد شفاخانۂ سلیمانی کے مقرر کیے پھر شہپال
بہ فتحیابی اپنی لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا عفریت زخمی ہو کر اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا امیر با توقیر
شفاخانۂ سلیمانی مین استراحت پذیر ہوے

داستان آنا مقاتل پدر عفریت کا اور پستو اتر کرنا اور قتل ہونا دیو ثقیلہ کا اور آنا نقابدار سبز پوش کا اور قتل ہونا پدر عفریت کا

راویان فصیح بیان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب عفریت نابکار رسیدان کارزار سے زخمی
ہو کر اپنی فرودگاہ لشکر پر گیا فوراً جراحون کو طلب کیا جب وہ آئے عفریت نے کہا اس زخم تیغ کو اچھا کرو
خلعت و انعام مجھسے لو جراحون نے کہ وہ بھی دیو تھے انھون نے زخم مین ٹانکے دیے پھر پھایا مرہم کا بنا کر
زخم پر لگایا ابھی جراحون نے زخم پر پھایا رکھا تھا کہ مقاتل پدر عفریت چار لاکھ دیوون کی جمعیت سے
آیا عفریت نے اپنے باپ کو سلام کیا مقاتل نے پوچھا اے فرزند مین نے سنا ہے کہ ایک
آدم زاد پردۂ دنیا سے آیا ہے اسنے تجھے عاجز کیا ہے تو بتا کہ نام اس آدم زاد کا کیا ہے قد و قامت
و قوت مین کیا تجھسے زیادہ ہے عفریت نے رو کر کہا اے پدر نام اس آدم زاد کا حمزۂ صاحبقران ہے قد تو
اسکا میرے قد سے بہت کوتاہ ہے لیکن مجھسے بڑھا ہوا ہے سیکڑون دیو میرے لشکر کے اسنے قتل کیے ہین
دو مرتبہ مجھکو بھی زخمی کیا ہے دیکھیے فی الحال مین اسی آدم زاد کی تیغ آبدار سے زخمی ہوا ہون یہ زخم اسی
سفاک کی تیغ کا ہے ابھی مین نے شراب پی کر ان زخم مین ٹانکے دلوائے ہین مجھکو اب کچھ بن نہین پڑتا ہے
اگر یہان سے چلا جاتا ہون تو باعث ذلت کا ہے یہ مشہور ہو گا کہ ایک آدم زاد کے خوف سے عفریت
بھاگ گیا ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کو قتل نہ کر سکا اگر لڑتا ہون تو ایک نہ ایک روز وہ مجھے ضرور قتل
کر ڈالیگا مقاتل نے اپنے پسر کی گفتگو سنکے اسکے آنسو رومال سے پونچھے اور بصد شفقت کہا اے فرزند اب
کچھ رنج و غم نہ کر مین اسی آدم زاد کے قتل کرنے کو آیا ہون ضرور اسکو قتل کرونگا پھر شہپال کا سر کاٹونگا
تجھے گلستان ارم کا حاکم کر دونگا اگر قبل اسکے تو مجھسے اس آدم زاد کی کیفیت بیان کرتا تو اب تک مین آدم زاد
کو قتل کر چکا ہوتا خیر اب مجھکو حال آدم زاد سے آگاہی ہوئی ہے دو چار ہی روز کے درمیان مین آدم زاد
اور شہپال وغیرہ کو قتل و ہلاک کرونگا عفریت نابکار اپنے پدر نابکار کی گفتگو سنکے خوش ہوا اور یہ
خیال کرنے لگا کہ میرا باپ مجھسے زیادہ قوی ہے یقین ہے کہ یہ آدم زاد کو قتل کریگا یہ خیال کرکے عفریت

ہنسنے لگا مقاتل نے پھر عفریت سے پوچھا شہیال کے شریک و معاون کون کون دیو ہین عفریت نے کہا
ارشوے جنی و راشوے جنی اور دیو اکوان اور سیامک سیاہ کلاہ پسر اکوان اور راکوان کاس
اور طومان کاس اور دیو ثقبیلہ مع فوج و لشکر آکر شہیال بن شرخ کے معین ہوے ہین پہلے مین نے
شہیال کو شکست دی تھی شہیال بھاگ گیا تھا گلستان ارم میرے قبضے مین آگیا تھا جبسے نامبردگان شہیال
کے مددگار ہوے گلستان ارم اور قلعۂ بلور مجھسے چھوٹ گیا متواتر وقت جنگ مین نے شکست پائی دو مرتبہ
زخمی ہوا ہر چند شہیال کے پاس فی الحال فوج زیادہ تھی اور نامبردگان اسکے معین و مددگار رہین لیکن مین ہجوم
دیوون اور پریزادون سے خائف و ترسان نہین ہوا فقط دو شخصون سے ڈرتا ہون اگر دو شخص لشکر
شہیال مین نہ ہون تو ابھی سب کو قتل کرتا ہون گلستان ارم پر قبضہ کرتا ہون ملکہ آسمان پری کے وصل سے
کامیاب ہوتا ہون مقاتل نے پوچھا وہ دو شخص کون ہین عفریت نے کہا اول تو وہ آدم زاد ہے جسکا ذکر قبل
اسکے کیا تھا دوسرا ابو ثقبیلہ ہے یہ بھی نہایت ہی قوی ہے مقاتل نے ہنسکر کہا تیرے نزدیک وہ قوی ہوگا مین تو
اسکو ایک مور ناتوان جانتا ہون ہنگام جنگ اسے گرفتار کرونگا جس طرح تو کہیگا اسی طرح اسکو قتل
کرونگا مقاتل ناہنجار اپنے پسر بدشعار سے باتین کر رہا تھا ناگاہ ملعونہ مادر عفریت کو خبر ہوئی مقاتل
براے قتال آیا ہے عفریت سے کہتا ہے مین شہیال وغیرہ کو قتل کرونگا ملعونہ یہ خبر دیوون سے سنکے
بارگاہ سے نکلی اور قریب مقاتل آکر بیٹھی مقاتل ملعونہ کے چہرے پر نظر کرکے خوش ہوا اور کہنے لگا
ای مونس شب تنہائی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان آؤ اور میرے پہلو مین بیٹھ جاؤ میرے دل کو
نہ تڑپاؤ اسقدر اپنے خاوند سے نہ شرماؤ علیحدہ نہ بیٹھو اسقدر شرم و حجاب نہ کرو مجھکو تمھارا علیحدہ بیٹھنا
کب گوارا ہے دیکھو پہلو مین دل میرا بیقرار ہے اسوقت تمناے دلی بر لاؤ میری خواہش کو پورا کرو ملعونہ نے گفتگو
اپنے شوہر کی سن کے اشک آنکھون مین بھر کے جواب دیا میرا فرزند تو مصیبت مین گرفتار ہے تمکو خیال
بوس و کنار ہے جو اس پیر سے بجا نہین ہین دشمنون کا میرے بچے پر نرغہ ہے ہر ایک میرے لڑکے کا
دشمن ہے مجھکو اپنے بچے کی جان کے لالے پڑے ہین دشمن جان میرے پسر کے بڑے بڑے دیو ہین
خصوصاً آدم زاد بانی فساد میرے پارۂ جگر کا دشمن قوی ہے اسکے ہاتھ سے میرے لڑکے کی جان بچتی
معلوم نہین ہوتی اب تمھارے پہلو مین تو ضرور بیٹھونگی مگر آرزوے مدعاے دلی تمھارا بر لاؤنگی جس روز
آدم زاد قتل ہوجائیگا اور میرے دل کو قرار آئیگا اسوقت تمھاری خواہش کو پورا کرونگی یہ کہکے ملعونہ
بے اختیار رونے لگی مقاتل نے بیتاب ہوکے ملعونہ اپنی زوجہ کو اپنے پہلو مین بٹھایا اور کہا
ای بی بی اب مین آیا ہون دو ایک روز مین طبل جنگ بجواؤنگا تمھارے لڑکے کے دشمنون کو قتل
کرونگا آدم زاد کو گرفتار کرکے تمھارے حوالے کردونگا تم اسقدر کیون ملول ہو میرے آگے
تمھارے فرزند کے دشمنون کی کیا حقیقت ہے ایک ہی روز مین سب کو مار ڈالونگا تم جانتی ہو نام میرا مقاتل
ہے مین کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو قتل کرونگا گلستان ارم کا بادشاہ تمھارے فرزند کو کردونگا اسوقت
تم آرزوے دلی میری بر لاؤ میرے حال زار پر رحم کھاؤ ملعونہ نے یہ سنکے بڑھاپے مین ناز کیا دامن
مقاتل کا پکڑ کے کہا نہین نہین ابھی جاؤ آدم زاد کو گرفتار کرکے لے آؤ مین اسکے کباب شراب پی کے
کھاؤنگی ہڈیان اسکی چباؤنگی پھر تمھاری آرزوے دلی بر لاؤنگی اگر تم میری آرزو کو بر نہ لاؤ گے

مین بھی تمسے بات نہ کرونگی کبھی تمھارے پہلو مین نہ بیٹھونگی اپنا جوبن دکھاکے ہمیشہ تمھارے دل کو جلاؤنگی کبھی تمھارے ہاتھ نہ آؤنگی مقاتل یہ تقریر اپنی زوجہ کی سنکے ناچار ہوکر کہنے لگا خیر مجھے تمھاری خوشی منظور ہے مین ابھی جاتا ہون آدم زاد کو گرفتار کرکے تمھارے پاس لیے آتا ہون یہ کہکے مقاتل نابکار پہلوے ملعونہ سے اٹھا اور ناچار ہوکر دیوون کو ہمراہ اپنے لیکر سمت شفا خانۂ سلیمانی روانہ ہوا بعد قطع راہ جب قریب شفاخانہ سلیمانی پہونچا برائے نگہبانی امیر بانوقیر معین کیے گئے تھے وہ دیو مقاتل کو دیکھکر ہوشیار ہوے اور فوراً اٹھکر سد راہ ہوے مقاتل نے دیکھکر اور برہم ہوکر دار شمشاد سے دیوون کو قتل کرنا شروع کیا لشکر شہپال کے دیوون نے بھی ارہ پشت نہنگ اور دار شمشاد و دیگر آلات حرب و ضرب سے فوج مقاتل کے دیوون کو قتل کرنا شروع کیا دونون جانب کے دیو قتل ہونے لگے حمزۂ صاحبقران بھی شفا خانۂ سلیمانی سے نکلے اور عقرب سلیمانی کھینچکر دیوون کو قتل کرنے لگے عقرب سلیمانی وہ شمشیر لاثانی تھی کہ مثل برق کے چمک کر خرمن لشکر مقاتل پر گرتی تھی اور ان دیوون کے خرمن حیات کو جلاتی تھی بیشک وہ تلوار آب شعلۂ آتش تھی اعداے نابکار کو جلاتی تھی بموجب بیت کسطرح جلے نہ خصم سرکش وہ تیغ تھی موج بحر آتش جسوقت حمزۂ صاحبقران نے صدہا دیوون کو قتل کیا لشکر مقاتل مین تہلکہ پڑ گیا مقاتل ہر چند کہ پریشان خاطر ہوا لیکن میدان جنگ سے نہ بھاگا دار شمشاد سے لشکر شہپال کے دیوون کو ہلاک کرنے لگا یہان تو یہ لڑ رہا تھا دیو قتل ہو رہے تھے ادھر عفریت نے یہ خیال کیا کہ میرے پسر کے ہمراہ لشکر کم ہے فوج شہپال کے پاس زیادہ ہے ایسا نہ ہو کہ مقاتل قتل ہو جاے یہ خیال کرکے عفریت اُسی عالم زخمداری مین کل لشکر اپنا لیکر اپنے باپ کی مدد کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور بہ تعجیل تمام مقاتل کے پاس پہونچا مقاتل اپنے فرزند عفریت کے آنے سے خوش ہوا عفریت نے اپنی فوج کے دیوون کو حکم دیا جلد تر آدم زاد کو گرفتار کر لو اگر شہپال اور لشکر آجائیگا تو بڑی لڑائی ہوگی اور پھر آدم زاد گرفتار نہ ہوسکیگا دیو یہ حکم سنکے آگے بڑھے اور لشکر شہپال کے دیوون کو گھیر گھیر کے قتل کرنے لگے اسوقت لشکر شہپال کے دیو نہایت متردد و متفکر ہوے جب یہ خبر شہپال کو پہونچی کہ مقاتل اور عفریت فوج کثیر لیکر شفا خانۂ سلیمانی پر گئے ہین اور میرے لشکر کے دیوون کو قتل کر رہے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکے فوراً شہپال بن شاہرخ اپنا اور لشکر لیکر بعجلت روانہ ہوا اور جلد راہ طے کرکے میدان کارزار مین پہونچا لشکر کو حکم لڑنے کا دیا افسران فوج لشکر لیکر آگے بڑھے لڑائی ہونے لگی نعش پر نعش دیوون اور پریزادون کی گرنے لگی ہنگامۂ حشر برپا ہوا صداے گیر و دار بلند ہوئی دیو بڑھ بڑھ کر نعرے مارنے لگے حریف کو للکارنے لگے دریاے خون میدان مصاف مین موجزن ہوا لاشے دیوان اور پریزادان پردہ قاف کے دریاے خون مین بہنے لگے زخمی مانند مچھلیون کے دریاے خون مین تڑپ تڑپ کر اچھلنے لگے سرہاے دلیران کے حباب کے مانند نظر آنے لگے عین گرمی جنگ مین ایک نقابدار سبز پوش دو لاکھ دیوون کی جمعیت سے بالاے ہوا ظاہر ہوا نقابدار سبز پوش نے اسوقت اپنے ہمراہیون کو حکم دیا کہ فوج عفریت اور لشکر مقاتل پر سنگ گران متواتر برساؤ وہ بموجب حکم نقابدار سبز پوش کے بڑی بڑی سلین پتھر کی فوج عفریت اور لشکر مقاتل پر مارنے لگے دیو فوج عفریت اور مقاتل کی کثرت بارش سنگ گران

سے ہلاک ہونے لگی ہزارون زخمی ہوے اور صد ہا مر گئے مقاتل یہ حال دیکھکے عفریت سے کہنے لگا
اشعر کہان سے یہ بلا کے وقت آئی پہر بہری ساعت منتظر رہنے دکھائی نہین معلوم یہ کون ہمارا عدو ہے جان
ہی نہایت سنگدل ہی تیغ مار تا ہی عفریت نے کہا یہ بلاے آسمانی ہی اب توقف کرنا یہان مناسب نہین ہی مقاتل
نے جواب دیا ابھی تو یہان سے نہ جاؤنگا یہ کہکے پھر لڑنے لگا نقابدار سبزپوش نے بالاے زین آکرایسا
سخت حملہ کیا کہ ہزارہا دیو فوج مقاتل کے پھر قتل اور زخمی ہوے اسوقت مقاتل دو پہر کامل جنگ کرکے
گھبرا گیا آخر بمجبوری طبل بازگشت بجوا کر عفریت کو ہمراہ لیکر مع فوج فرودگاہ لشکر عفریت کی جانب روانہ
ہوا جب قیامگاہ لشکر پر پہونچا اور ملعونہ روبرو آئی مقاتل نے کہا ای زوجہ خوبرو میری آج تو آدم زاد مجھسے
گرفتار نہ ہوسکا کل سر میدان اُسے گرفتار کرونگا ملعونہ یہ سنکے کہنے لگی کل بھی تجھسے کچھ نہ ہوسکیگا آج کیطرح
کل بھی سیکڑون دیوؤن کو قتل کروا کے چلا آئیگا مقاتل نے پھر کہا ای زوجہ خوش تقریر ہر کل حمزہ و رلسے کسی نہ
کسی تدبیر سے گرفتار کرونگا ملعونہ یہ سنکے خاموش رہی مقاتل بارگاہ مین داخل ہوا عفریت بھی اپنی بارگاہ
مین گیا لشکر مقیم ہوا زخمیون کا علاج ہونے لگا ادھر شہپال بھی مع فوج ظفر موج حمزہ صاحبقران و ملکہ آسمان پری
کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا لشکر گلستان ارم مین اترا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور ملکہ آسمان پری داخل ایوان
ہوے بحکم شہپال سے لاشے دیوؤن اور پریزادون کے اُٹھاے گئے نقابدار سبزپوش بعد جانے
مقاتل کے ملعونہ لشکر شہپال سے فردکش ہوا اور ایک دیو سے کہا کہ جلد جا کر حمزہ صاحبقران سے یہ کہ آکر
نقابدار سبزپوش نے تمسے کہا ہی کہ اب پردۂ قاف سے چلے جاؤ ہرگز توقف نہ کرو تمھارا یہان رہنا بیفائدہ ہی
کیونکہ تم چند مرتبہ عفریت سے لڑے اور عفریت کو قتل نہ کرسکے اب مین یہان آیا ہون جلد عفریت کو
تہ تیغ کرونگا کیونکہ مین قاتل عفریت ہون اُس دیو نے بموجب حکم نقابدار سبزپوش امیر با توقیر سے جاکر
کہا امیر با توقیر نے اُس دیو سے فرمایا ای دیو میری جانب سے نقابدار سبزپوش سے کہدینا کہ تمھین کیونکر
معلوم ہوا کہ مین قاتل عفریت نہین ہون اگر تمکو دعوی دلیری ہی تو کل مجھسے مقابلہ کرنا جو غالب ہوگا وہی
قاتل عفریت ہوگا دیو یہ سنکے امیر با توقیر کی خدمت نقابدار سبزپوش مین آیا اور جو کچھ امیر با توقیر نے
فرمایا تھا نقابدار سبزپوش سے عرض کیا نقابدار سبزپوش سنکے مسکرایا اور خاموش رہا پھر اپنی بارگاہ
مین داخل ہوکر آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ آفتاب غروب ہوا اور ماہ منیر مع کواکب فلک پر جلوہ گر
ہوا بموجب ابیات بنا طاؤس کا پر ہر رخ اخضر ہوے گردون پہ تارے جلوہ گستر ہو
پہ تیرگی عالم کا تماشا دکر زرخ شب بھی ہو صورت بدلتا ہو ہنگام شام مقاتل بد انجام نے عفریت
سے کہا اپنے تمام طبل جنگ بجوایا وہ راست طبل جنگ بلند ہوئی دیو برق صدا سے طبل جنگ سنکے خدمت
میں جناب سلیمان مین گیا اور اسطرح دعا و ثناے شاہی بجا لاکر عرض کرنے لگا اشعار ہمیشہ
[illegible] سے اہل و فاق رہو زلفل زمزمہ دوستان شور شیرین ہو ہمیشہ تلخ رہا قی دشمنان
[illegible] کرو تلاش دہان شہد شیرین ہو شہنشاہ فلک بارگاہ کو جاہ و جلال روز افزون
[illegible] شہنشاہ کا سرنگون ہو اسوقت مقاتل بدر نہاد عفریت نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ
[illegible] سے خبردار ہو باقی خیر و عافیت ہی شہپال بن شرخ نے یہ سنکے حکم دیا کہ
[illegible] بفضل ایزدی تائید ربانی اقتدار سلیمانی پر چوب پڑے دیو برق نے

نقارۂ سلیمانی کا غاشیہ شیم قفنا حکم بموجب نے آخون سے کہا
جلد جاکر کہا پہ جنی وقلابہ جنی وغیرہ پریزادون سے کہا آخون نے بموجب حکم قضا شیم نقارۂ سلیمانی کا غاشیہ
اٹھایا چوب کو ہاتھ مین لیا شہنا نوازون نے شہنا کو دہن سے ملایا قلابہ جنی نے بسم اللہ کہکے چوب
نقارۂ سلیمانی پر لگائی صدائے نقارہ بلند ہوئی زمین آواز نقارۂ سلیمانی سے کانپی فلک متحیر ہوا آفتاب
تھرایا دیوؤن اور پریزادون کو طبل جنگ بجنے کی خبر ہوئی دونون لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ
کی ہوئی آخر وہ وقت آیا شعر ہوئی شب خوف کھاکر جلد کافور ہوا سیاہی ہوگئی وہ رات کی دور ہوا وقت سحر عفریت
ومقاتل برگہر مع کل لشکر میدان مصاف مین صف آرا ہوے ادھر سے شہپال بصد جاہ وجلال حمزۂ صاحبقران
کو اپنے ہمراہ لیکر مع فوج دریاے موج عرصۂ رزم مین پہونچا بعد درستی میدان جنگ وصف آرائی کے نقباے
خوش آواز دونون لشکرون سے نکلے اور دیوؤن اور پریزادون سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون پکارے
نظم ہان نامورو وہ نام کرنا ہے رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا ہے رستم ہی نہ اب ہی سام باقی ہے مردون کا فقط ہی نام باقی ہے جب
نقیب یہ کہکر ہٹ گئے لشکر عفریت سے مقاتل نکلا اور مثل فیل مست میدان مین آکر اسطرح جنگھاڑا کہ اے
شہپال کسی دیو یا پریزاد کو براے مقابلہ جلد بھیج و یا خود میدان مین آکر مجھسے کارزار کر چونکہ ہنگام صف آرائی
لشکر نقابدار سبزپوش بھی مع اپنی فوج کے جانب شہپال بہ قصد جنگ وجدال کھڑا ہوا تھا نعرۂ مقاتل سنکے
فوراً اپنے لشکر کی صف سے نکلا اور سامنے مقاتل کے جاکر کہنے لگا کہ او مقاتل مجھسے جدال وقتال کر مقاتل
نے وارشمشاد اٹھاکر نقابدار سبزپوش پر لگائی نقابدار سبزپوش نے ضرب دارشمشاد سے بچ کر
ارۂ پشت نہنگ بیدرنگ فرق مقاتل پر مارا مقاتل بھی ضرب ارۂ پشت نہنگ سے بچا اسی طرح
تا دیر باہم جنگ رہی آخر مقاتل نے ہنگام جنگ نقابدار سبزپوش کو گرفتار کیا فوج نقابدار سبزپوش
نے براے رہائی نقابدار سبزپوش مقاتل پر حملہ کیا شہپال نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ
نقابدار کو جہانتک ممکن ہو رہا کراؤ بموجب حکم شہپال لشکر قہار بڑھا زمین کو زلزلہ ہوا ادھر سے عفریت
بھی لشکر لیکر بڑھا آخر تینون مل گئے لڑائی ہونے لگی دیو لقیلہ اور دیو اکوان اور راشو سے جنی وارژو جنی
وغیرہ بہادران پردۂ قاف میدان مصاف مین جنگ رستانہ کرنے لگے ایک ایک
ضرب دارشمشاد مین دو دو چار چار دیوون کو ہلاک کرنے لگے حمزۂ صاحبقران نے بھی تیغ آبدار کھینچی بصد

بصد غیظ وغضب بموجب نظم	بڑھے کھینچکر بس وہ خونین حسام	لگے قصد اگبر کرنے تمام
جیسے چھوگئی اس بلا کی جھڑپ	گیا خاک پر مثل ماہی تڑپ	اتنون بر کھا ہر سمت جوش فگار
لب زخم تھے ساحل جوے بار	عبیری ہوئی خاک دشت نبرد	ہوا پر بجز خون نہ اٹھتی تھی گرد

اسقدر دیو نابکار شمشیر آبدار سے قتل کیے کہ جابجا لاشون کے انبار لگا دیے دیوان لشکر نقابدار نے
جنگ عظیم کرکے اپنے مالک وسردار نقابدار سبزپوش کو دست مقاتل سے چھڑا یا اور پھر پیچھا پر حملہ کیا جب
مقاتل کی فوج کے صدہا بلکہ ہزارہا دیو قتل ہوے اسوقت مقاتل نے گھبراکر طبل بازگشت بجوایا بہادرون نے جنگ
سے ہاتھ روکا تھوڑی فوج عفریت ناری سے علٰحدہ ہوسے عفریت ہمراہ اپنے باپ کے مع لشکر بیرون
گلستان ارم ایک میدان وسیع مین گیا اور وہین مقیم ہوا شہپال بھی حمزۂ صاحبقران ونقابدار سبزپوش
وغیرہ کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین آیا بعد بیٹھنے شہپال نبیرۂ حضرت سلیمان کے
ہرایک شخص نے حلے قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا امیر باتوقیر ونقابدار سبزپوش بھی د...

اور کرسی پر بیٹھے شہپال نے نقابدار سبز پوش سے مخاطب ہوکر پوچھا تمھارا نام کیا ہو نقابدار نے نقاب چہرہ سے
اُٹھاکر شہپال کو سلام کیا نقابدار کو شہپال نے اُٹھکر گلے سے لگایا مزاج پوچھا اور سبب آنیکا دریافت کیا
نقابدار سبز پوش نے جواب دیا افضال خدا اور آپ کی برکت دعا سے مین اچھا ہون مجھکو اشتیاق قدمبوسی بے حد
تھا اسواسطے یہان آیا اتفاقاً یہان ایسے وقت پر پہونچا کہ مقاتل اور عفریت آپ سے لڑ رہے تھے مین نے
اُنکے لشکر کو بارش سنگ گران سے تباہ و ہلاک کیا یہ کہکر نقابدار سبز پوش نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب
ہوکر کہا مین نے مذاقاً دیو کو آپ کے پاس بھیجا تھا بیشک قاتل عفریت آپ ہی ہین یہ باتین کرکے نقابدار سبز پوش
خاموش ہوا شہپال نے بڑے تکلف سے نقابدار کی دعوت اور ضیافت کی بعد دعوت اور مہمانی کے
نقابدار سبز پوش شہپال بن شہرخ اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکر مع اپنی فوج کے
چلا گیا حمزۂ صاحبقران نے شہپال سے پوچھا یہ نقابدار سبز پوش کون تھا شہپال نے جواب دیا یہ میرا
بھائی ہی نام اسکا جنود سبز قبا ہی حاکم قلعۂ سبز نگار رہتا ہی غرض بعد جانے نقابدار سبز پوش کے ہنگام شام عفریت
بدانجام نے بموجب کہنے اپنے پدر مقاتل کے پھر طبل جنگ بجوایا جسوقت صداے طبل رزمی بلند ہوئی
دیو اکوان اور دیو برق آواز طبل رزمی سنکے خدمت شہپال بن شہرخ نبیرۂ حضرت سلیمانؑ مین حاضر
ہوے اور مجراگاہ پر کھڑے ہوکر اور مجرا کرکے یون دعا و ثناے شاہی بجا لاکر عرض کرنے لگے **نظم**
تا محالست کہ مہتاب بگرزیبا بیند ہمہ تا بود در عرض خلق فلک ناپروا سے ہمہ باد مستارح ذات در عرض بادجہان
بزراع عرضت مزرعۂ دوران پیما سے ہمہ پاس و امید محبان تو مقصود انگیز ہمہ بود و نابود و بود خصم تو حرمان آنا سے ہمہ
ای شہنشاہ فلک جاہ آج پھر عفریت بدسرشت نے طبل جنگ بجوایا ہی قصد اسکا ہی کہ ہنگام صبح میدان جنگ
مین آکر آتش کینہ و فساد کو دوبالا کرے باقی خیریت ہے شہپال نے خبر بجنے طبل جنگ کی سُنکے فرمایا ہمارے
لشکر ظفر اثر مین بھی امداد خدا و باعانت کبریا نقارۂ جنگی بجایا جاے جو کچھ ہماری قسمت مین کاتب تقدیر
نے لکھا ہی وہی پیش آئیگا دیو اکوان بموجب حکم شہپال بن شہرخ نقارخانۂ سلیمانی مین گیا اور حکم
نبیرۂ حضرت سلیمان سے قلابہ جنی اور کیابہ جنی وغیرہ پریزادون کو مطلع کیا انھون نے فی الفور نقارۂ
سلیمانی پر چوب لگائی آواز نقارہ و شہنا بلند ہوئی دیو و پریزاد صداے نقارہ و شہنا سُنکے وجد
مین آئے اور نقارۂ رزمی کے بجنے سے خیال کرنے لگے کہ پھر کل ہنگام سحر لڑائی ہوگی یہ خیال کرکے
سامان لڑنے کا درست کرنے لگے تمام شب دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی بخوبی ہوئی جب وہ زمانہ
آیا کہ شاہد شب اہل نظر سے نہان ہوا اور سپیدۂ سحر سمت مشرق سے عیان ہوا **نظم** کھلا آخر معمار زلف
شب کا ہے اٹھا دُھند علاغبار ایک سو غضب کا ہے وہ مثل نور عارض صبح روشن ہے بشکل متقی پاکیزہ دامن ہے
جبین ماہ کی صورت فروزان ہے لبسان دلربا جیسے لحظہ مہمان ہے ہنگام صبح عفریت و مقاتل مع چھ لاکھ دیو خونخوار
میدان کارزار مین آیا بعد صف آرائی کے مقاتل اپنے فرزند عفریت سے کہنے لگا کہ آج آدم زاد یا دیو
تقبیلہ کو ضرور گرفتار کرونگا اگر دونون مین سے کسی کو نہ گرفتار کرونگا تو لڑکر مرجاؤنگا زندہ میدان
جنگ سے واپس نہ آؤنگا مجھکو تیری مادر ملعونہ سے ندامت ہی مین نے اُس سے اقرار کیا تھا کہ آدم زاد
کو گرفتار کرکے تیرے حوالے کرونگا آجتک مین نے ایفاے وعدہ نہین کیا وہ مجھسے ناراض ہی رات
کو پاس سونا کیسا بات بھی نہین کرتی ہی عفریت نے جواب دیا بیشک مادر مہربان

آپ سے رنجیدہ ہین آپ کو وعدہ وفا کرنا چاہیے عفریت مقاتل سے باتین کر رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ لشکر
شہپال عجب شان وشوکت سے آتا ہی دیو و پریزاد صف بستہ اپنے افسرون کے ہمراہ ہین حمزۂ صاحبقران مرکب پر سوار
ہین قریب تخت شہپال گھوڑے کو روکے ہوئے شہپال سے کچھ باتین کرتے ہوئے آتے ہین ایک سمت دیو
سیاہ ملک سیاہ کلاہ ہمراہ سپاہ ہی کسی جانب دیو اکوان دار شمشاد دوش پر رکھے ہوئے ہمراہ فوج دلیرانہ آتا ہی کسی
طرف راشو سے جنی دار شوسے جنی ہمراہ فوج پریزادان نیک سرشت بعد صولت آتے ہین ایکجانب دیو اکوان
کاس وطومان کاس و دیو ثقبیلہ مانند فیلان مست کے جھومتے ہوئے دار شمشاد اور آرۂ پشت نہنگ دوش پر
رکھے ہوئے باہم باتین کرتے ہوئے اور بار بار ہنستے ہوئے آتے ہین عفریت دیو ثقبیلہ کو دیکھکر اپنے باپ سے
کہنے لگا یہی دیو ثقبیلہ ہی جو قریب اکوان کاس کے چلا آتا ہی اِسی سے خائف ہون یہ نہایت قوی ہی مقاتل نے
کہا مین آج اِسی سے لڑونگا اور اسکو گرفتار کر کے بعد میکشی گوشت اِسکا کھاؤنگا تیری مان کو بھی کھلاؤنگا مقاتل عفریت
سے یہ کہہ رہا تھا کہ شہپال میدان کارزار مین آیا اور صف آرا ہوا جب صف آرائی ہو چکی نقیب دونون لشکرونسے
نکلے اور بہ آواز بلند پکارے ای بہادران پردۂ قاف وای دلیران عرصۂ مصاف آگاہ ہو کر ہر ایک کی حیات چند روزہ
ہی کسی کو بقا نہین سوا اسے خدا کہ آج حریف سے جنگ ہی تمھین لازم ہی کہ دلیرانہ لڑو اپنا اپنا نام کرو حیات مستعار کا
کچھ اعتبار نہین ہی زندگی چند روزہ ہی سوا اسے نیکی اور نام کے کوئی یہان سے اور کچھ نہین لیجاتا ہی سنا ہوگا

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے		مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی باکمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اس جا یہ مضمون خیالی تھے		مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
	سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے	

نقیب دونون طرف کے یہ کہکر کنارے ہوئے دیو و پریزاد باہم کہنے لگے یہ نقیب سچ کہتے ہین اگر لڑائی
ہوئی تو آج ہم بھی اِسطرح لڑینگے کہ لڑائی ہماری یادگار رہیگی ابھی دیو اور پریزاد یہ کہہ رہے تھے کہ مقاتل نابکار
لشکر سے مثل فیل مست جھومتا ہوا اور رعد کی طرح چیختا ہوا الفرسے کرتا ہوا بڑے زور و شور سے نکلا اور میدان
جنگ مین ٹھہر کر بہ آواز بلند پکارا او دیو ثقبیلہ او چھوکرے اگر تجھکو دعوی دلیری ہی تو جلد میرے سامنے آ اور مجھسے مقابلہ کر
دیو ثقبیلہ نعرۂ مقاتل سنکے صف لشکر سے نکلا اور شہپال اور حمزۂ صاحبقران و دیگر دیو و پریزاد سے رخصت
ہوکر سامنے مقاتل کے گیا مقاتل نے دار شمشاد اٹھا کر بقوت تمام سر دیو ثقبیلہ پر لگائی ثقبیلہ نے ضرب
دار شمشاد سے بچکر آرۂ پشت نہنگ سر مقاتل پر مارا مقاتل بھی ضرب آرۂ پشت نہنگ سے بچا اسیطرح
دو ڈھائی سو ضربین رد و بدل ہوئین اور کوئی زخمی نہوا آخر کار دار شمشاد کو مقاتل نے رکھکر ثقبیلہ سے
کہا او چھوکرے مین تجھکو ایسا قوی نجانتا تھا خیر اب مجھسے کشتی لڑ ثقبیلہ نے جواب دیا او نابکار تیری توکیا
حقیقت ہی مین تیرے باپ سے کشتی لڑونگا اگر خدا چاہیگا تو تجھکو زیر کرونگا یہ کہکر ثقبیلہ آرۂ پشت نہنگ ہاتھ
سے رکھکر مقاتل سے کشتی لڑنے لگا دونون بخوبی زور کرنے لگے باہم گرمشت مارنے لگے ٹکرین مانند فیل مست
باہم یون لگانے لگے گویا دو پہاڑ باہم ٹکرانے لگے اور موافق قاعدہ پردۂ قاف کے دانون پیچ کرنے لگے
ہنگام زور و پانون گھٹنون تک زمین مین غرق ہوگئے گاہ زمین انکے زور و قوت کی متحمل نہوئی آخر قدم
گاہ زمین کانپنے لگے اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ دونون ہمہ تن پسینے مین تر ہوگئے ہین قطرے
پسینے کے متواتر زمین پر ٹپک رہے ہین زمین کثرت عرق ریزی سے بخوبی تر ہوگئی ہی مقاتل اور دیو ثقبیلہ

جو زور کرتے ہین بوجہ پسینے کے ہاتھ شانے اور بازو پر اچھی طرح نہین ٹھہرتا ہی ثقیلہ بہ نسبت مقاتل زیادہ ہانپ رہا ہی ہر ایک مٹی مین آلودہ ہی غرض کہانتک لکھون دو پہر تک باہم بخوبی کشتی ہوئی چونکہ دیو مقاتل دیو ثقیلہ سے زیادہ قوی تھا اس سبب سے بعد دو پہر کے مقاتل نے دیو ثقیلہ کو بہ مشکل زیر کیا اور گرفتار کرکے فورًا طبل بازگشت بجوادیا مقاتل اور عفریت تو مع اپنی فوج کے بخوشی و خرم میدان جنگ سے گئے لیکن شہپال وغیرہ مغموم اور ملول میدان مصاف سے پھرے شہپال راہ طی کرکے اپنی بارگاہ مین داخل ہوا حمزۂ صاحبقران قریب شہپال دنگل پر بیٹھے دیو معزز و ممتاز بھی بارگاہ سلیمانی مین موافق اپنے اپنے رتبہ اور مرتبے کے بیٹھے شہپال حمزۂ صاحبقران اور ارشوسے جنی وارشوسے جنی وغیرہ سے کہنے لگا آج مجھکو دیو ثقیلہ کے زیر ہونے سے رنج ہوا سب نے عرض کیا آپ مطلق صدمہ نہ کیجیے انشاء اللہ ہم مقاتل کو قتل کرینگے دیو ثقیلہ کو رہا کرینگے شہپال یہ سنکے خاموش ہوا یہان تو شہپال مع حمزۂ صاحبقران اور دیوؤن اور پریزادون کے بارگاہ سلیمانی مین مغموم بیٹھا ہی اب اسے تو بیٹھا رہنے دیجیے لیکن اب حال مقاتل کا بیان کیا جاتا ہی ذرا غور سے سنیے کہ جب دیو مقاتل میدان جنگ سے فرودگاہ لشکر پر گیا فورًا دیو ثقیلہ کو ستون بارگاہ سے باندھدیا اور ملعونہ اپنی زوجہ سے ہنسکر کہنے لگا ای خاتون سراپا ناز و دیکھ مجھ ایسا شوہر فرمانبردار بھی کوئی کسی عورت کا نہ ہوگا مین نے تیرے کہنے کے بموجب دیو ثقیلہ کو تو گرفتار کیا ہی اب آدم زاد کو بھی اسی طرح گرفتار کر لاؤنگا تیرا حکم بجا لاؤنگا تو مجھسے ناراض و ناخوش نہ ہو ہنسکر باتین کر میرے سینے سے لپٹ جا میرے پہلو مین بیٹھکر بادہ کشی کر اور عوض گزک دیو ثقیلہ کا گوشت کھا ثقیلہ ابھی بچہ ہی گوشت اسکا مقوی اور مزے کا ہوگا بعد بادہ خواری کے آج مجھسے ضرور ہمبستر ہو نا مدعائے دلی بر لا ملعونہ نے گفتگو مقاتل سنکے بہ ناز و ادا کہا تو نے میری کیا فرمانبرداری کی کیا میرے دل کو خوش کیا کس بات پر اسقدر نازاں ہی ایک چھوکرے کو گرفتار کرکے اتنا مغرور ہی مین نے تو تجھسے آدم زاد کے گرفتار کرنے کو کہا تھا تو ثقیلہ کو پکڑ کے لے آیا خیر تیری خاطر سے مین شراب پیونگی یہ کہکے ملعونہ اور عفریت پہلو سے مقاتل مین بیٹھی مقاتل نے خوش ہوکر کئی خم شراب کے پیے اور ملعونہ کو بھی پلائے جب کسی قدر نشہ ہوا مقاتل نے کارد وغیرہ سے ثقیلہ کے اعضا کا گوشت کاٹ کاٹ کر اکثر دیوؤن کو دیا اور خود بھی کھایا اور ملعونہ کو کھلایا جب ثقیلہ دیو مردہ ہوگیا طائر روح اسکا قفس تن سے نہایت صدمہ اٹھا کر اڑ گیا مقاتل اور عفریت ثقیلہ کے مرنے سے خوش ہوے جب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالمتاب نظر دیو و پریزاد وغیرہ سے پنہان ہوا اور ماہ منیر مع کواکب فلک پر عیان ہوا ہیبت زمین کے سانپنے کی پردہ بیہوشی ہوگئی مہر فلک کی گرم جوشی ہو مقاتل نے عالم نشہ مین عفریت سے کہا ای فرزند طبل جنگ بجوا صبح کو آدم زاد کو بھی گرفتار کرکے مثل ثقیلہ کے اسکا بھی گوشت کھاؤنگا اسکا گوشت نمکین ہوگا ہنگام میکشی جب لحم اسکا بجائے گزک کھاؤنگا نہایت لطف اٹھاؤنگا عفریت نے بموجب کہنے اپنے پدر مقاتل کے طبل جنگ بجوادیا دیو اکوان وغیرہ صدائے طبل برزی اور حال دیو ثقیلہ سن کے افتان و خیزان مغموم و پریشان خدمت شہپال بن شاہرخ مین اسوقت گئے کہ شہپال تخت پر بیٹھا تھا دیو اور پریزاد معزز و ممتاز بھی بیٹھے ہوے تھے امیر با توقیر بھی دنگل پر رونق افروز تھے دیوؤن مجرا گاہ پر کھڑے ہوکر بعد ادب آداب مجرا کرکے اصلاح دست بستہ دعا و ثنائے شاہی کرکے عرض کرنے لگے

اشعار

حسود جاہ تو در تنگنائے غم ہر دم	فراق تا نفس تو لیسد بہ ترکسہ ناگاہی
چو ظل جاہ برابر قائم بلند سے نگنی	

بدون عفو کند پنج قسمت در پنجاہی | زرفتہ باے زمین و زمان مہاباد | منافقان ترا برک سالی و ماہی
زر تقنہاے قضا و قدر مہاباد | موافقان ترا ساز مالی و جاہی |

اسوقت عفریت نابکار نے قبل جنگ بجاے اسکے تمام ارادہ اسکا ہو کہ صبح کو خادمان شہنشاہ سے سرگرم جدال و قتال ہو علاوہ اسکے غلامون نے سناہو کہ مقاتل نے دیو ثقیلہ کے تمام تن کا گوشت کاٹ کاٹ کے ہنگام میکشی کھایا ہو اور دیو ثقیلہ اسکے ظلم و جفا سے مرگیا ہو باقی خیریت ہو شہپال اور حمزۂ صاحبقران نے جو ثقیلہ کے مرنے کا حال سُنا نہایت صدمہ و غم ہوا اور ان تمہین دیوون سے برہم ہوکر کہا کہ پہلے تمنے ہمین اِس ظالم کی خبر نہ دی دیوون نے عرض کیا ہم کو اسکے قبل اِسکے معلوم نہ تھا ورنہ ضرور خدمت عالی مین حاضر ہوکر عرض کرتے شہپال نے غلامون نے ابھی سُنا ہو قبل اِسکے معلوم نہ تھا ورنہ ضرور خدمت عالی مین حاضر ہوکر عرض کرتے شہپال نے عذر دیوون کا سُنکے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی بجایا جاے انشاء اللہ کل مقاتل نابکار سے خون ناحق دیو ثقیلہ کا قصاص بخوبی لیا جائیگا حمزۂ صاحبقران نے کہا اگر پروردگار نے چاہا تو صبح کو مقاتل کو مین قتل کرونگا دیو ثقیلہ کا انتقام لونگا غرض اُسوقت بارگاہ سلیمانی مین جسقدر دیو اور پریزاد بیٹھے تھے سب کو دیو ثقیلہ کے مرجانے کا صدمہ ہوا دیوان وغیرہ نے بموجب شہپال نقارۂ جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ کی ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ بموجب بیت اُڑا کے جلوہ ہاے صبح نے ہوش ٭ بڑھے لبس دل مین لڑنے والون کے جوش ٭ وقت صبح اُدھر عفریت اور مقاتل مع لشکر دیو ابنہ کبر و نخوت عرصۂ جنگ مین آئے اور صف آرا ہوے اُدھر شہپال بھی تخت پر سوار ہوا حمزۂ صاحبقران اسلحہ تن پر آراستہ کرکے پشت سمند صبا رفتار پر بیٹھے جملہ دیو و پریزاد بھی آلات حرب و ضرب سے سجکر آمادہ چلنے پر ہوے جسوقت ڈنکے پر چوب پڑی سواری شہپال کی آگے بڑھی لشکر اسطرح چلا بموجب بیت روان بحر لشکر ہوا موج موج ٭ گئی چشم خورشید تک گرد فوج ٭ جب اِس کر و فر سے شہپال میدان مصاف مین پہونچا بعد صف آرائی لشکر کے نقیب دونون لشکرون سے نکلے اور دیوون اور پریزادون سے مخاطب ہوکر یہ آواز بلند پکارے اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ نقیب یہ کہکر کنارے لشکر کے ٹھہرے مقاتل نابکار مانند فیل دمان نعرہ کرکے صف لشکر سے نکلا اور میدان جنگ مین آکر پکارا او آدم زاد ضعیف البنیا دتیری شجاعت و دلیری کی تو داستان مین نے سنی ہو لیکن امتحان تیری شجاعت کا کبھی نہین کیا ہو آج چاہتا ہون کہ تجھسے مقابلہ کرون اگر تجھکو دعوی دلیری ہو اور مجھسے خائف و ترسان نہین ہو تو میدان رزم مین نکلکر مجھسے مقابلہ کر ہنر جنگ دکھا رزم سے منھ نہ چھپا کل مین نے دیو ثقیلہ کو گرفتار کرکے کباب اُسکے گوشت کے بناکر وقت میکشی کھائے تھے آج تجھکو گرفتار کرکے مثل اسکے تیرے بھی گوشت کے کباب کھاؤنگا حمزۂ صاحبقران نے نعرہ مقاتل سُنکے ارادہ نکلنے کا کیا شہپال وغیرہ نے امیر با توقیر کو روکا امیر با توقیر نے کہا مین اِس نابکار سے ضرور مقابلہ کرونگا کیونکہ اُسنے مجھی کو براے مقابلہ طلب کیا ہو شہپال وغیرہ گفتگو حمزۂ صاحبقران سُنکے مجبور ہوے امیر با توقیر نے سب سے رخصت ہوکر اسطرح بصد صولت مرکب اپنا بڑھایا کہ بعض پریزاد اوصاف امیر با توقیر و ثناے مرکب مین یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار

در مقابلہ کند روحے کنانت لعدو | ضرب شمشیر ندارد اثر ضرب مثل | ای تجلی وجود تو جہانگیر لقا
واے تمناے حسود تو تمنا گیر اجل | چون دمارخ فلک از ہیبت تو منشگ گردد | ہمیسے از مہر نشاید کہ کند دفع خلل

توحش اللہ زہے شبدیز سمند تو کہ ہست
از ازل سوے ابد و ز ابد آید با زل
گر بخورشید دہد سرعت او در یک دم
حرکات فلک از سرعت او مستعمل
در عنان گردش او تا کرہ نار رہوا

دو دمان کسیل از شوخی او مستعجل
قطرہا کش دم رفتن چکد از پیشانی
آید از نور بترتیب ستا زل بزحل
گر سر خصم تو بندند گہ پایش گہ بزرع
گرد شود دائرہ بر دائرہ مانند بسمل

آن سبک سیر کہ چون گرم عنانش سازی
شبنم آساش نشیند کہ رحبت بکفل
سکنات قدم از شوخی او نامعلوم
تا قیامت بہ گلو بیش نرسد چنگ اجل
پریزاد یہ اشعار پڑھکر خاموش ہوے

حمزۂ صاحبقران میدان جنگ مین سامنے مقاتل کے پہونچے اُس نابکار نے امیر باتوقیر کے قد و قامت پر نظر کرکے
خیال کیا کہ ای مقاتل یہ آدم زاد تو نہایت ہی نحیف اور ناتوان ہی اسکے دست و پا مین مطلق قوت و طاقت نہوگی
یہ تجھسے کیا لڑیگا فقط آواز تیرے نعرے کی سُنکے ہلاک ہوجائیگا اگر وار شمشاد آہستہ لگا ورنہ ضرب وار شمشاد سے
یہ سرمہ سا ہوجائیگا گوشت اُسکا خاک مین ملجائیگا اشتیاق اسکے گوشت کھانیکا رہجائیگا یہ خیال کرکے مقاتل نے
وار شمشاد اُٹھاکر خبردار خبردار کہکے اور نعرہ کرکے سر امیر باتوقیر پر لگائی امیر باتوقیر نے ضرب وار شمشاد سے اپنے
تئین بچاکر تیغ تیز کھینچ کر سر مقاتل پر لگائی مقاتل فوراً پیچھے ہٹ گیا وار تیغ کا خالی ہوگیا مقاتل نے ایکی
مرتبہ امیر باتوقیر کے گوشت کا خیال نہ کرکے بہ قوت تمام وار شمشاد فرق امیر باتوقیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد
سپر فراخ دامن پر دلیرانہ روکی مقاتل یہ قوت و طاقت امیر باتوقیر کی دیکھکر گھبرا گیا حواس منتشر ہوگئے خوف
سے کانپنے لگا اور یہ خیال کرنے لگا عفریت سچ کہتا ہی کہ اس آدم زاد مین از حد قوت ہی مقاتل یہ خیال کررہا تھا
کہ امیر باتوقیر نے نعرہ کیا شعر امیر عرب حمزۂ شیر دل ہہ کز و گشتہ سہراب و رستم خجل ہہ یہ نعرہ کرکے شمشیر آبدار
سر مقاتل نابکار پر لگائی ہرچند مقاتل نے تیغ آبدار دار شمشاد پر روکنا چاہی لیکن تیغ برق مثال دار شمشاد
کو کاٹ کر اُس کوہ پیکر پر پڑی مقاتل دو ٹکڑے ہوکر اِسطرح بالاے زمین گرا کہ دیوون کو گمان ہوا کہ پہاڑ
پھٹ کے بالاے زمین گرا اُسدم قدم گاؤ زمین تھرانے لگے دیو و پریزاد نے حال ضرب تیغ امیر
باتوقیر ملاحظہ کرکے صداے تحسین و آفرین بلند کی شہپال بھی بدرجہ کمال خوش ہوا عفریت نابکار نے اپنے
پدر ناہنجار کے قتل ہونے سے نہایت مغموم ہوکر اپنی فوج کے دیوون کو حکم دیا کہ اِس آدم زاد کو آج زندہ
نجانے دو اُسنے میرے باپ کو قتل کیا ہی تم سب ملکر اِسے قتل کرو دیوون نے بموجب حکم عفریت حمزۂ
صاحبقران پر سخت حملہ کیا امیر نے شمشیر آبدار سے دیوون کو قتل کرنا شروع کیا جب لڑائی ہونے لگی
شہپال بھی جملہ فوج لیکر بڑھا دیو و پریزاد دونون لشکرون کے ملگئے لڑائی ہونے لگی دار شمشاد و بارۂ پشت
نمنک سے دیو و پریزاد باہم لڑنے لگے دو دریاے خون لشکر مین بہنے لگے شور گیر و دار برپا ہوا جانبین کے
دیو و پریزاد قتل ہونے لگے لاشین و سر ہاے زمین پر گرنے لگین طبقات زمین بار بار ہلنے لگے بہادران
پر دو قافات جناب شیرانہ کرنے لگے دمبدم نعرے کرنے لگے اسوقت ایسی جنگ ہورہی تھی کہ دیکھکر
طائرون کے ہوش اُڑتے تھے چوپاے متوحش تھے شیران صحرا نعرے دیوون کے سنکے دم دبا کے
بے اختیار بھاگتے تھے فرشتے ہوا کے یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر اپنے پرون کو سمیٹ کر دور دور اُس جگہ
سے ہٹ گئے تھے غبار عظیم بلند تھا زمانہ کثرت غبار سے تیرہ و تاریک تھا اُس تاریکی اور گھبراہٹ مین
کوئی کسی کو اچھی طرح نہ پہچانتا تھا جو جسکے سامنے آجاتا تھا وہ اُسے اپنا دشمن جان کو قتل کرڈالتا
تھا اُسوقت بھائی نے اپنے بھائی کو اور باپ نے اپنے بیٹے کو حریف اپنا تصور کرکے مار ڈالا تھا

حمزہ صاحبقران بھی اُس دریاے پرجوش لشکر مین نہنگانہ جنگ رستمانہ کر رہے تھے دیوان خونخوار کو قتل کر رہے تھے کہنی سے خون ٹپک رہا تھا تلوار کا قبضہ ہاتھ مین جم گیا تھا میدان مصاف مین کشتون کا انبار لگا دیا تھا تلوار مثل برق چمکتی تھی اور بار بار دیوان کوہ پیکر پر گرتی تھی اُسدم یہ حال تھا ہیبت بہرجا کہ شمشیر ادکار کر دیا یکے را دو کر دو دو را چار کر دیا غرض دیو لشکر عفریت کے زیادہ تر شمشیر زنی امیر با توقیر سے قتل ہوے اور بیدل ہوکے پیچھے ہٹنے لگے اُسوقت بدرجۂ ناچاری عفریت اپنے باپ کی لاش اُٹھوا کر نالان وگریان میدان جنگ سے شکست اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد جانے عفریت کے شہپال بن شاہرخ مظفر ومنصور میدان جنگ سے پھرا اور سر امیر با توقیر پر زر وجواہر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا لشکر ظفر اثر اترا پھر حکم شہپال سے لاشئے دیون اور پریزادون کے جو لشکر شہپال کے تھے اُٹھالے گئے بعد اسکے شہپال نے حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ ہو جب حکم فی الفور بزم عشرت آراستہ ہوئی شہپال مع امیر با توقیر جملہ دیو اور پریزاد معزز وممتاز رونق افزاے بزم عشرت ہوا دور جام مے ناب شروع ہوا نازنینان پریزاد بصد ناز وانداز ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین اہل بزم مسرور اور دلشاد ہونے لگے اُسوقت نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے بصد ناز وانداز یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

یاد آئی جو تیری آنکھ نکیلی مژگان
روز روشن مری نظر مین شب تار ہوا
اب مرض کا مرے ہوگا نہ طبیبو علاج
سر جو تیلی پہ دھر رکھا تو مین سردار ہوا
سینے جگر ہوکے دیا یار کو بیعانۂ دل
بار ور نام خدا نخل وفا یار ہوا
عشق مین بھی نہ ہوئی یاد الٰہی موقوف
ہاتھ میرا تیری گردن کا اگر ہار رہوا
ای ہنر خاک نہ کچھ نہیں کسی کو پہونچا
خاک جلکر نہ کبھی خانۂ اغیار ہوا
گل سے نفرت ہوئی خار و قسی سرو کار ہوا
صورت نرگس شہلا ہوا سکتہ اسکو
عشق کہتے ہین جسے وہ مجھے آزار ہوا
الفت یار مین بھولا مین جہان کی الفت
مین جو سودائے محبت کا خریدار ہوا
عہد طفلی مین کیا عہد مین دو ازدر کو
رشتۂ سبحہ سمجھے رشتۂ زنار ہوا
جان لی یار کے دیکھے ہوئی بالون نے رہا
مثل غنچہ جو کوئی خلق مین زردار ہوا
کچھ نہ ظاہر اثر ای آہ شرربار ہوا
رخ پہ اس غیرت خورشید نے ڈالی جو نقاب
تیری آنکھونکی محبت مین جو بیمار ہوا
سارے جانبازون پہ قاتل نے دیا مجکو شرف
بیجگر ہوکے محبت کا خنجر دار ہوا
اب ثمر لائیگا اپنا بھی نہال امید
اسلیے نام سے علے حیدر کرار ہوا
پھول مین تربت مجنون پہ چڑھاؤنگا ضرور
اب گیسوے سیہ مجکو گرفتار ہوا

جسوقت یہ غزل نازنین پریزاد نے بصد عشوہ وناز روبرو سے اہل بزم گائی جملہ صاحبان محفل خوش ہوے اور اُس نازنین کے رقص ونغمہ کی تعریف کرنے لگے نازنین پھر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اہل بزم گانا اُسکا سُننے لگے یہان تو نازنین پریزاد گا رہی ہے اور اہل بزم بصد خوشی گانا اُس نازنین کا سُن رہے ہین سمان بندھا ہوا ہے ہر ایک محو ہو رہا ہے شہپال بیٹھا ہوا ہے گانا سُن رہا ہے ان سب کو تو مشغول عیش وعشرت رہنے دیجیے انشاء اللہ آیندہ اُنکا حال لکھا جائیگا لیکن اب حال عفریت نابکار کا لکھا جاتا ہے کہ جب عفریت ناہنجار شکست کھاکر اور لاش اپنے پدر کی اُٹھواکر اپنی فرودگاہ لشکر پر نالان وگریان پہونچا ملعونہ مادر عفریت صداے نالہ وبکا سُنکے گھبرائی فوراً سراسیمہ وبدحواس بارگاہ سے نکل آئی اور بیتاب وبیقرار ہوکر اسطرح عفریت سے پوچھنے لگی کہ ای میرے بیٹے کیا ہوا کیون روتا ہے آج کیا پھر تو زخمی ہوآیا اور کوئی باعث ملال ہے میرے دل کا عجب حال ہے مفصل احوال ملال جلد بیان کر عفریت نے اشکبار ہوکے کہا ای مادر مہربان غضب ہوگیا

مقاتل میرا باپ قتل ہوگیا آدم زاد کو گرفتار کرنے گیا تھا خود گرفتار دام اجل ہوگیا آدم زاد نے اُسے قتل کر ڈالا ایسی تلوار لگائی کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا اور فوراً باپ میرا مر گیا دیکھو یہ ٹکڑے لاش پدر کے اٹھا لایا ہوں یہ کہکر لاش مقاتل کی دکھائی ملعونہ لاش اپنے شوہر کی دیکھکر خوب پیٹی اور چلائی یہ بین لاش پر کرنے لگی اور رونے لگی ہائے ای میرے شوہر ناز اٹھانے والے پیار کرنے والے مجھکو اپنے پہلو میں بٹھانے والے دل و جان سے مجھپر نثار ہونے والے افسوس صد افسوس تو مر کر جہنم میں گیا مجھکو بیوہ کر گیا اب پہلو میں میرے راتوں کو کون سوئیگا اور کوئی لڑکا بالا اب شکم سے کیونکر رہیگا تیرے غم میں دیوانی ہو جاؤنگی خاک صحرا کی اڑاؤنگی راتوں کو مجھے نیند نہ آئیگی تیری فرقت میں آٹھ آٹھ آنسو روؤنگی جب تجھکو اپنے پہلو میں شب کو نہ پاؤنگی دل مضطر کو کیا کہکر سمجھاؤنگی کبھی کثرت گریہ و بکا سے بیخودی میں یوں بین کرنے لگی اومیرے شفیق شوہر افسوس تو آدم زاد کے ہاتھ سے قتل ہوگیا مجھکو تجھسے بوئے پدر آتی تھی واہ واہ کی شفقت کا مزہ تجھ سے پاتی تھی میں بھی تجھکو برابر اپنے فرزند کے جانتی تھی چھوٹا بھائی اپنا سمجھکر تیرا کہنا مانتی تھی جو تو کہتا تھا وہی کرتی تھی اکثر تیرے ناراضی کا خیال کرکے تجھ سے ڈرتی تھی جس بات کو تو کہتا تھا فوراً منظور کرتی تھی فرمانبرداری شب و روز کرتی تھی الغرض اسی طرح ملعونہ نے لاش مقاتل پر حالت بیخودی میں بہت بین کیے اور حال اپنا نہایت پریشان کیا آخر عفریت وغیرہ کے سمجھانے سے ملعونہ خاموش ہوئی عفریت نے بہزار نالہ و آہ لاشہ مقاتل کا اُٹھایا اور موافق اپنے قاعدے ملت و مذہب کے لاش کو دفن کیا یا جلایا بعد دفن کرنے یا جلانے لاش اپنے پدر مقاتل کے عفریت اپنی ماں کے پاس آیا اور نہایت آہ و زاری کر کے کہنے لگا ای مادر مہربان اب میرا دل یہی چاہتا ہی کہ طبل جنگ بجواؤں آدم زاد سے لڑوں اسے قتل کروں یا خود اُسکے ہاتھ سے قتل ہو جاؤں اس رنج و غم سے جلد چھٹ جاؤں ملعونہ نے گفتگو اپنے پسر کی سُنکے اپنے علم کے قواعد سے دریافت کر کے کہا ای فرزند تو جانتا ہی کہ میں کاہنہ ہوں مجھکو اس علم میں کمال حاصل ہی اسوقت جو میں نے دیکھا تو صاف ثابت ہوا کہ تیرے دن سخت ہیں ستارے اچھے نہیں ہیں فی الحال اگر تو لڑیگا تو قتل ہو جائیگا تجھکو لازم ہی چندے لڑائی موقوف رکھ جب میں کہوں تب لڑنا عفریت اپنی ماں کے منع کرنے سے ناچار ہوا اور بموجب کہنے ملعونہ کے طبل جنگ نہ بجوایا اب حال اسکے طبل جنگ بجوانے کا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا اسجگہ حال خواجہ عمرو وغیرہ کا لکھا جاتا ہی

داستان جانا خواجہ عمرو کا قلعۂ گرستان میں اور مسلمان کرنا فضل گرستانی وغیرہ اور مقیم ہونا قلعہ میں اور لڑنا ژوپین کا مرانی سے

راویان شیرین سخن اس داستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب خواجہ عمرو بعد فتح طلسم تارنج عمرو بن حمزہ یونانی سے رخصت ہو کر قلعۂ تنگ بردواصل میں داخل ہوے بعد چند روز کے پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ اب غلہ وغیرہ اس قلعہ میں نہیں رہا جملہ سردار اور لشکر ہیچ سے گرسنہ ہیں علاوہ اہل لشکر کے چوپایے بھی بے دانہ و علف ہیں سب سے زیادہ میں بھوکا ہوں کیونکہ آپ جانتے ہیں میں بہ نسبت اور لوگوں کے غذا زیادہ کھاتا ہوں مجھکو برداشت بھوک کی نہیں نہیں ہی اسوقت کثرت گرسنگی سے دم میرا نکلا جاتا ہی پیٹ میں خاک اُڑ رہی ہی معدے میں حرارت گرسنگی سے آگ لگی ہی بھوک کے سبب سے گرا پڑتا ہوں بات نہیں کیجاتی ہی سن لیجیے شکم میں قراقر ہو رہا ہی ہر ایک آنت اپنی زبان میں غذا طلب کر رہی ہی کہتی ہی

خواجہ ہم خالی بین ہین طعام سے بھر دو جلد طعام دو ورنہ توقف نہ کرو ورنہ ہم کثرت خلا سے خشک ہو جائینگے بھوک کی وجہ سے
مر جائینگے ای خواجہ اب آپ اپنے فرمایئے انھین تسلی دیجیے میرے دل کو خوش کیجیے اگر آپ فکر غذا نہ کیجیے گا تو مین لشکر کے
گھوڑے اور بیل حلال کرکے اور گوشت بھونکر یا پکا کھا جاؤنگا بھوکا نہ رہونگا پھر آپ مجھسے شکایت نہ کیجیے گا خواجہ
نے گفتگوے پہلوان عادی سنکے جواب دیا ای پہلوان عادی اسقدر غذا کے عادی نہ ہو ذرا صبر بھی کیا کرو صبر کرنے
والون کا مرتبہ بڑا ہی خداوند عالم صبر کرنے والون سے خوش ہوتا ہی تمنے نہ سنا ہی کہا ہی اب مین دو چار روز مین کوئی
فکر و تدبیر کرونگا غلہ کہین نہ کہین سے قرض دام لاؤنگا سب کے پہلے طعام تمھین کھلاؤنگا تم جانتے ہو کہ میرے
پاس ایک کوڑی بھی نہین ہی بڑی مشکل سے اپنی اوقات بسر کرتا ہون اس زمانے مین کوئی مجھے ایک کوڑی
بھی نہین دیتا ہی کچھ کہین نہین ملتا ہی مین خود پریشان خاطر ہون حمزہ صاحبقران پردۂ قاف مین تشریف
رکھتے ہین دیکھیے وہان سے کب آتے ہین پہلوان عادی نے تقریر خواجہ عمرو کی سنکے کہا ای خواجہ مین
کہے دیتا ہون مجھسے صبر نہ ہوسکیگا آپ دو چار روز مین فکر غذا کیجیے مجھکو اگر آج غذا نہ ملیگی تو مر جاؤنگا کسی طرح
زندہ نہ رہونگا آپ کو مناسب ہی کچھ روپیہ زنبیل سے نکالیے غلہ وغیرہ جاکر لائیے جلدی مجھے کھلائیے جب امیر
یا توقیر پردۂ قاف سے تشریف لائینگے اُنسے حساب کرکے روپیہ لے لیجیے گا اور نذر زنبیل کر لیجیے گا
خواجہ نے جواب دیا کہ زنبیل مین تو کچھ بھی نہین ہی خاک اُڑ رہی ہی یہ کہکر خواجہ نے پوچھا اسجگہ سے کوئی اور
قلعہ بھی نزدیک ہی پہلوان عادی نے کہا قلعہ گرجستان یہان سے دو کوس ہی حاکم اس قلعہ کا فضل ہی اور
اس قلعہ سے اس قلعے تک نقب بھی ہی اگر آپ کا دل چاہے تو راہ نقب سے ہم سب کو لیکر اس قلعے مین
چلیے لیکن فضل مسلمان نہین ہی وہ اپنے قلعے مین ہم لوگون کو نہ آنے دیگا بلکہ اگر ہم سب وہان جائینگے تو وہ
قتل کریگا آپ علاوہ اسکے اور کوئی فکر جلد کیجیے میرا حال گرسنگی سے ابتر ہی خواجہ نے جواب دیا اچھا تم جاکر
بیٹھو مین ابھی جاتا ہون اور کوئی فکر غلہ وغیرہ کی کرتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو تنتورۂ زریفتی و دیگر پارچۂ عیاری
کے تن پر آراستہ کرکے اور بہ نہایت چستی و چالاکی قلعۂ تنگ رواحل سے جانب قلعۂ گرجستان
روانہ ہوے چونکہ فضل گرجستانی کو یہ پہلے ہی خبر پہونچی تھی کہ اب قلعۂ تنگ رواحل مین غلہ ہو چکا ہی سرداران
حمزہ صاحبقران پریشان ہین اور فی الحال خواجہ عمرو قلعۂ تنگ رواحل مین داخل ہین یہ خبر سنکے
فضل نے خیال کیا تھا کہ اب سرداران حمزہ اور خواجہ عمرو بہ خواہش غلہ وغیرہ
میرے قلعہ پر حملہ ور ہونگے جنگ و جدال کرینگے مبادا یہ قلعہ تباہ اور برباد ہوگی فوج میری
جنگ و جدال مین قتل ہوگی اس خیال سے فضل نے پہلے ہی در قلعہ بند کروا دیا تھا
پل تختہ اٹھوا دیا تھا خندق کو آب سے بھروا دیا تھا با اطمینان تمام بیٹھا تھا اب جو خواجہ براہ نقب
کے قریب قلعۂ گرجستان پہونچے دیکھا دروازہ قلعہ کا بند ہی اسوقت خواجہ نے فکر کی اور بعد
فکر صورت گنتارۂ کابلی کی شکل کے مانند اپنی صورت بنا کر در قلعہ پر پہونچے اہل قلعہ گنتارۂ کابلی کو دیکھکر
فضل گرجستانی کے پاس گئے اور عرض کرنے لگے اسوقت گنتارۂ کابلی بھاگے ہوے ہین کامرانی کے
در قلعہ پر آئے ہین اگر حکم ہو تو در قلعہ کھولدین فضل گرجستانی نے کہا جلد در قلعہ کو کھول کر گنتارۂ
کابلی کو بلا لو نہین معلوم وہ کسواسطے آئے ہین ملازمان فضل گرجستانی نے بموجب حکم در
قلعہ کھولا اور عرض کیا آئیے ہمارے مالک فضل گرجستانی آپ کی ملاقات کے مشتاق

بیٹھے ہین کتارۂ کابلی نقلی داخل قلعہ ہوے اور سیر کرتے ہوے قریب فضل پہونچے فضل کتارۂ کابلی کو دیکھکر
کسی قدر براے تعظیم اٹھا اور قریب اپنے کرسی جواہر نگار پر بٹھا کر پوچھا آج تمھارا آنا کسوجہ سے ہوا فقط ہماری
ملاقات کے واسطے آئے ہو یا کوئی اور کام ہی کتارۂ کابلی نقلی نے مسکراکر جواب دیا کہ ملاقات بھی آپ سے
کرنا منظور تھا اور علاوہ اسکے ثروین کامرانی کا ایک پیام بھی لایا ہون انھون نے آپ سے یہ کہا ہی ہمنے
سنا ہی قلعہ تنگ رواحل مین غلہ ہوچکا ہی سرداران حمزہ پریشان خاطر ہین آپ اپنے قلعہ سے ہوشیار
رہیے گا سرداران حمزہ کو اپنے قلعہ مین نہ آنے دیجیے گا در قلعہ بند کر لیجیے گا پل تختہ اٹھوا دیجیے گا خندق
کو پانی سے بھروا دیجیے گا سامان جنگ سے غافل نہ ہوجیے گا مبادا سرداران حمزہ نایابی غلہ سے اگر آپ
کے قلعہ پر حملہ ور ہون تو قلعہ نہ لے سکین فضل گربستانی نے تقریر کتارۂ کابلی سنکے کہا تم ہماری جانب سے
بعد سلام کے یہ کہدینا کہ ہمنے پہلے ہی خبر سنکے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا ہی اور بند وبست بخوبی کر لیا ہی
کیا مجال سرداران حمزہ کی جو میرے قلعہ مین آسکین فضل کتارۂ کابلی نقلی سے یہ گفتگو کر رہی رہا تھا اتفاقاً
کتارۂ کابلی اصلی بھی در قلعہ پر آیا اہل قلعہ سے کہنے لگا جلد در قلعہ کھولو مین فضل سے ملاقات کرونگا ثروین
کا پیام بھی کہونگا اہل قلعہ کتارۂ کابلی دیگر کو دیکھکر حیران ہوے فوراً خدمت فضل گربستانی
مین گئے اور بصد ادب عرض کرنے لگے خداوندنعمت ایسا تعجب ہی کہ ایک تو کتارۂ کابلی آپ کے پاس
بیٹھے ہین دوسرے کتارۂ کابلی در قلعہ پر کھڑے ہین کہتے ہین دروازہ قلعہ کا کھولدو اب جو حکم ہو ہم بجا
لائین فضل گربستانی تقریر اپنے ملازمون کی سنکے متحیر ہوا کتارۂ نقلی نے کہا یقیناً عمرو میری شکل بنکر
آیا ہی آپ قلعہ مین اُسے آنے دیجیے مین روپوش ہوتا ہون یہان سے ہٹا جاتا ہون آپ جلد اُسے گرفتار
کرکے سزاے معقول دیجیے فضل نے بموجب کہنے کتارۂ نقلی کے اپنے ملازمون کو حکم دیا اُس
کتارۂ کو بھی قلعہ مین بلالو ہمارے پاس لے آؤ ملازمین فی الفور در قلعہ پر آئے اور دروازہ قلعہ کا
کھولکر پل بچھا کر کتارہ اصلی کو خدمت فضل مین لے گئے جب کتارۂ اصلی سامنے فضل کے گیا سلام
کرکے قریب فضل کے کرسی پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا ثروین نے آپ سے بعد سلام کے یہ کہا ہی کہ آج مین قلعہ
تنگ رواحل پر حملہ کرونگا اب بخوبی مجھے صحت ہوگئی ہی تم اپنے قلعہ سے ہوشیار رہنا سرداران حمزہ کو اپنے
قلعہ مین نہ آنے دینا اہل قلعہ تنگ رواحل پر رحم نہ کرنا مین نے سنا ہی اہل قلعہ کثرت گرسنگی سے بیتاب وبیقرار ہین غلہ
قلعہ مین باقی نہین رہا ہی عمرو دزد باریک گردن مشوش ہی کتارہ کابلی اصلی یہ کہکر خاموش ہوا فضل گربستانی
نے بموجب کہنے کتارۂ نقلی کے خیال کیا کہ یہ عمرو ہی گفتگو فریب آمیز کرتا ہی یہ خیال کرکے اپنے ملازمون نے
اشارہ کیا اسکو جلد گرفتار کرلو ملازمون نے موافق حکم کتارۂ اصلی کو فوراً گرفتار کرکے ایک ستون مین
باندھدیا ہرچند کتارۂ کابلی اصلی نے فضل سے کہا کہ مین نے تیری کیا خطا کی ہی تو نے مجھے کیون گرفتار کرایا ہی
براۓ محبت و ملاقات کا لیا ہی جو تو نے اسوقت میرے ساتھ کیا مجھکو تجھ سے یہ امید ہرگز نہ تھی ثروین کامرانی
ماموں صاحب میرے اب یہان آکر تجھکو مار ڈالین گے قلعہ کو خاک مین ملادینگے ہرگز تجھکو زندہ نہ چھوڑینگے
لیکن فضل گربستانی نے کچھ نہ سنا اور کہا او دزد مکار کیون مجھسے باتین فریب کی کرتا ہی مین تجھے خوب
جانتا ہون تو عمرو عیار ہی لاسے مرد گنہگار ہی فضل یہ کہہ رہا تھا کہ خواجہ عمرو بھی گوشۂ
دار الامارۃ سے نکل کے سامنے آیا اور کہنے لگا اے فضل ہرگز اُس عیار کے فریب مین نہ آئیے گا یہ آپ کو

بیہوش کرکے مار ڈالیگا اس قلعہ پر قبضہ کریگا کتارہ کابلی اصلی مین ہون یہ میری شکل بنکر آیا ہی یہ کہکے خواجہ
نے دو چار جوتے کتارہ کابلی کے سر پر لگائے کتارہ کابلی اصلی اشکبار ہوکے فضل سے کہنے لگا ای فضل
تونے بیکار میری بیعزتی کی مین کتارہ کابلی اصلی ہون اور یہ عمرو ہی میری شکل بنکر آیا ہی یہان اگر میرے کہنے کا
یقین نہ ہو تو منھ اسکا گرم پانی سے دھلوائیے ابھی معلوم ہو جائیگا فضل نے یہ تقریر کتارہ کابلی اصلی کی
سنکے چاہا کہ آب گرم سے منھ کتارہ دیگر کا دھلوائے عمرو شکل فضل کی دیکھکر سمجھ گئے کہ اب یہ پانی سے میرا
منھ دھلوائیگا تمھاری عیاری کا حال کھلجائیگا بس تمکو مناسب ہی جلد کوئی تدبیر کرو یہ سمجھ کر خواجہ عمرو
نے فضل سے کہا مجھے کچھ آپ سے آہستہ کہنا منظور ہی آپ کے کان مین کہونگا یہ کہکر قریب فضل کے گئے
اور کان مین فضل کے کہنے لگے او فضل آگاہ ہو مین ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون میری اطاعت
کرو ورنہ تجھکو مار ڈالونگا یہ کہکر جلد خواجہ نے تاج اسکا اُتار کے نذر زنبیل کیا اور کہا ای دادا
لیجیے یہ تاج اچھی طرح رکھیے گا گروہ عیار سے اسے بچائیے گا غرض تاج نذر زنبیل کرکے خواجہ عمرو بھاگے
فضل نے اپنے لشکر کے سرداروں وغیرہ سے کہا دیکھو وہ عمرو بھاگا جاتا ہی خبردار بھاگ کر جانے نہ پائے
جلد اسے گرفتار کرو سردار وغیرہ تیغ و کمند لے لیکر اٹھے خواجہ عمرو کو گھیرا خواجہ بھی لڑنے لگے اس
اثنا مین کتارہ کابلی اصلی نے فضل سے کہا مجھکو کھلوا دیجیے مین عمرو کو گرفتار کرونگا فضل نے کتارہ
کابلی کو کھلوا دیا اور یہ عذر کیا کہ مین نے تمھین خواجہ عمرو خیال کرکے گرفتار کیا تھا میری شکایت
ژوبین کامرانی سے نہ کرنا کتارہ کابلی نے جواب دیا اچھا شکایت نہ کرونگا یہ کہکر کتارہ کابلی کمند لیکر پہونچا
دیکھا کہ خواجہ نے اکثر آدمی حباب بیہوشی مار مار کر بیہوش کیے ہین اکثر مردم کو خنجر آبدار سے زخمی کیا ہی کتارہ
کابلی اور فضل یہ حال دیکھکر اہل قلعہ سے کہنے لگے تم سب نامرد ہو ایک شخص نحیف کو ہجوم کرکے گرفتار
کیون نہین کر لیتے اہل قلعہ نے یہ سنکے ایکبار خواجہ عمرو پر حملہ کیا کتارہ کابلی کمند لیکر آگے بڑھا خواجہ عمرو
نے چاہا کہ جست کرکے اس مجمع سے نکلجاؤن جان اپنی ان سب سے بچاؤن یہ خیال کرکے خواجہ عمرو
نے جست کی کتارہ کابلی نے دوڑکر کمند ماری حلقہائے کمند خواجہ کے سر و گردن مین پڑگئے خواجہ زمین پر
گرے کتارہ کابلی نے فوراً خواجہ عمرو کو اسیر کیا اور فضل سے کہا اب مین ژوبین سے اس امر کی خبر
کرنے جاتا ہون اور پھر تھوڑی دیر مین آتا ہون یہ کہکر کتارہ کابلی قلعہ سے نکلکر جانب ژوبین روانہ ہوا یہان
فضل نے قاہر اور قہرمان اپنے سرداران نامی سے کہا کہ جلد اس عیار کو قلعہ کی چھت پر لیجا کر جو دریا زیر
قلعہ ہی اسی دریا مین ڈالدو تاکہ گھڑیال اور مگر وغیرہ اسے کھا جائین قہرمان و قاہر بموجب حکم فضل
خواجہ کو سقف پر لے گئے اسوقت خواجہ عمرو نے قاہر سے کہا ای قاہر اسوقت میرے حال پر رحم
کر تھوڑی دیر ٹھہر کر جگر میرا افراط تشنگی سے جلا جاتا ہی زبان مین کانٹے پڑے ہین تھوڑا پانی مجھے پلا دے
پھر مجھے ہلاک کرنا خواجہ عمرو نے قاہر سے اسطرح کہا کہ قاہر کو رحم آگیا فوراً بام قلعہ سے اترا ادھر خواجہ عمرو
نے قہرمان سے کہا ای قہرمان دیکھ ماہی عجیب و غریب دریا مین نظر آتی ہی قہرمان سوئے دریا دیکھنے لگا
خواجہ عمرو نے قہرمان کو دریا مین ڈھکیل دیا قہرمان اس دریائے زخار مین گرکے غرق ہوگیا خواجہ عمرو
فوراً قید کو اپنے جسم سے دور کرکے اور شکل قہرمان بنکے ویسا ہی لباس پہنکے بیٹھے جب قاہر جام مین
آب سرد لایا قہرمان نقلی نے کہا ای قاہر تم پانی بیکار لائے مین نے خواجہ کو دریا مین ڈالدیا مگر خواجہ

ابھی تک ڈوبے نہین دیکھو وہ سر خواجہ کا معلوم ہوتا ہی قاہر نے کہا مجھکو نظر نہین آتا قہرمان نقلی نے کہا تم سر دریا مین
مین تمہین دکھا دون قاہر قہرمان نقلی کے آگے کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا سر خواجہ کا پانی مین کہان نکلا ہی قہرمان
نقلی نے زور سے دھکا دیکر کہا میان دریا مین گر کے اچھی طرح دیکھ لینا یہان سے تمہین کچھ نظر نہ آئیگا خواجہ
یہ کہکے خاموش ہوے قاہر دریا مین گرا فوراً ایک مگر اُسے نگل گیا خواجہ بصورت قہرمان سقف قلعہ سے اُترکر
فضل کے ہمراہ گئے اور کہنے لگے خواجہ عمرو نے اول تو برہم ہوکر میرے بھائی قاہر کو دریا مین ڈالدیا وہ ڈوب گیا پھر بے
غضبناک ہوکر خواجہ کو دریا مین ڈالدیا خواجہ بھی غذاے ماہیان ہوگئے زبان سے خواجہ نے یہ کہا دل مین کہا
خداوندعالم خواجہ عمرو کو تاقیامت سلامت رکھے دریاے فنا مین نہ ڈوبے غرض فضل قاہر کے غرق ہونے
سے ملول ہوا اور خواجہ عمرو کے ڈوب جانے سے خوش ہوا جب شام ہوئی خواجہ بصورت قہرمان در محل پر
گئے اتفاقاً اُسوقت ایک کنیز دروازے پر آئی پکار کے کہنے لگی ارے اِسوقت کوئی دروازے پر نہین ہی سب
موے مونڈی کاٹے نمک حرام چلے گئے دردولت پر سناٹا ہی قہرمان نقلی نے بڑھکر کہا اے جان جہان و اے
آرام دل مشتاقان کہو کیا کہتی ہو اگر کسی کام کی خواہش ہو تو مین موجود ہون مجھکو پاس آؤ مین تمھارا مطلب نکالدون کنیز
قہرمان کو دیکھکر اور گفتگوے قہرمان سُنکے بظاہر برہم ہوئی کہنے لگی اے قہرمان تم یہ بات اچھی نہین کرتے ہو پرائی
بہو بیٹی سے ہنستے ہو ایک دن پچھتاؤگے ذلت اٹھاؤگے تم ہمیشہ ہر ایک سے ہنستے ہو مگر کچھ ہو نہین سکتا قہرمان
نے جواب دیا آج امتحان کرلو کنیز مسکرائی قہرمان نقلی نے ایک گلوری نکالکر اُسے کھلائی پھر اُس کنیز سے باتین
کیا کیے کچھ حال محل کا پوچھا کیے کنیز بناز و ادا باتین کیا کی خواجہ نے نام بھی اُسکا دریافت کرلیا غرض بعد
ایک لمحہ کے سر کنیز کا گردش کرنے لگا آخر در محل پر بیہوش ہوکر گری خواجہ نے جلد تر اُسکو اُٹھاکر زنبیل مین
داخل کیا اور اُسی کی شکل بنکر ویسا ہی لباس پہنکر بڑبڑاتے ہوے محل مین داخل ہوے محلدار نے پوچھا
اے نرگس پھول لا جمعدار کو واسطے پھولون کے کہنے کے بھیجا نرگس نے گھور کر جواب دیا بی محلدار
دروازے پر تو پھول لا جمعدار نہین ہی اگر میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو تم خود ہی جاکر دیکھ لو علاوہ پھول لا کے
اور بھی کوئی نہین ہی چونکہ آج کوئی عیار طرار مسمے خواجہ عمرو نامدار اِس قلعہ مین آیا تھا لڑائی ہوئی تھی اِسوجہ سے
کوئی سپاہی دروازے پر نہین ہی سب خواجہ سے لڑنے کو جو گئے تو ابھی تک نہین آئے معلوم ہوتا ہی
سب قتل ہوگئے محلدار گفتگوے نرگس سُنکے خاموش ہوئی تھوڑی دیر مین زوجہ فضل نے محلدار سے کہا کہ اگر
کوئی سپاہی دروازۂ محل پر ہو تو اُسے لالن مالن کی دکان پر بھیجکر گہنا منگوالو اور کہلا بھیجو کہ آج تو گہنا پھولونکا
تیری دکان سے منگوالیا ہی اگر کل سے تو خود گہنا نہ لائیگی تو پھر تجھسے گہنا نہ لیا جائیگا محلدار نے دروازہ پر
جاکر ایک دربان کو لالن کی دکان پر بھیجدیا محلدار تو محل مین چلی آئی بعد تھوڑی دیر کے دربان
گہنا پھولون کا لیکر در محل پر آیا اور پکارا اے محلدار گہنا لیجاؤ محلدار گہنا لیجاؤ محلدار نے اُٹھنے کا ارادہ کیا تھا
کہ نرگس سینہ اُبھار کر چلی محلدار سے کہا تم بیٹھی رہو مین لیے آتی ہون یہ کہکر نرگس دروازے پر گئی جب
دربان نے پھولون کا گہنا دیا نرگس نے سبکی آنکھ بچاکر عطر بیہوشی اپنی ناک بند کرکے تمام گہنے پر لگادیا
ہر ایک پھول کو عطر سے معطر کردیا بعد عطر لگانے کے گہنا لیے ہوے محلدار کے پاس آئی محلدار نے گہنا
پھولون کا لیکر زوجہ فضل مسماۃ ملکہ لالہ عذار کو جاکے دیا لالہ عذار نے گہنا زیب تن کیا نرگس قریب
ملکہ لالہ عذار کھڑی دیکھا کی جب محلدار چلی گئی نرگس نے اور سب کنیزون کو بھی وہان سے یہ کہکر ہٹا دیا کہ

الغرض جب سب عورتین ملکہ لالہ عذار گھبرائی ہین وقت ہو گرمی کا کیون کھڑی ہو گرمی تم سب موجود ہون تو یہان مین
ملکہ لالہ عذار کے پاس سے چلی آئین اور اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئین ملکہ لالہ عذار کے دماغ مین
بوے عطر بیہوشی پہونچی فوراً اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگئی نرگس یعنی خواجہ عمرو نے جلد ترا دھرادھر
دیکھکر ملکہ لالہ عذار کو نذر زنبیل کیا اور اسکی شکل بنکر اور ویسا ہی لباس پہنکر ملکۂ لالہ عذار کی جگہ پر بیٹھے
اور گھنا چھولو نکا زنبیل سے نکالکر پہن لیا پھر نرگس اصلی کو اپنی زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا کنیز نرگس
ہوشیار ہوکر اٹھی اور دست بستہ عرض کرنے لگی حضور کیا عرض کرون مجھے خود بخود ایسا چکر آیا کہ مین بیہوش
ہوگئی تھی اسی بیہوشی مین عجب کیفیت مین نے دیکھی ایسی جگہ میرا گذر ہوا علاوہ قلعون اور دریاؤن وغیرہ
کے ایک پشتہ تیار ہو رہا تھا ہزارہا عورتین اور مرد اُس پشتے کو بنا رہے تھے میٹ ایک کوڑی کھیپ ایک
کو دیتا تھا کبھی گڑ کی ڈلی دیتا تھا جو کوئی ٹوکری مٹی کی اٹھانے مین دیر کرتا تھا میٹ اُسے سونٹے سے مارتا تھا
میرے بھی اس میٹ نے کپڑے اتروا کر ایک لنگوٹی بندھوا کر چند ٹوکریان مٹی کی اٹھوائین اور گڑ کی ڈلی دی
اور دو سونٹے برہم ہوکر میرے کولے اور کمر پر مارے ای ملکہ ابھی تک کچھ کچھ درد کمر مین ہوتا ہے پھر اُس میٹ
نے مجھے کپڑے پہناکر کہا جا یہان سے تجھے خواجہ طلب کرتے ہین اب جو مین ہوشیار ہوئی ہون تو وہ پشتہ وغیرہ
نظر نہین آتا ہے ملکہ لالہ عذار نقلی تقریر کنیز نرگس اصلی کی سُنکے ہنسی اور کہا شکر کر تجھکو مصیبت سے نجات ہوئی
نرگس یہ سُنکے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئی ناظرین پر واضح ہو جب خواجہ عمرو کسی کو گرفتار کرکے نذر زنبیل
کرتے ہین تو یہ کہدیتے ہین کہ دادا آدم اس عورت یا اس مرد سے کام لینا اور جس سے کام اور مزدوری کرانا منظور
نہین ہوتا ہے تو منع کر دیتے ہین کہ دادا آدم اِس عورت یا اس مرد کو میٹ کے حوالے نہ کیجیے گا اِس سے مزدوری
نہ کرایے گا پس بموجب کہنے خواجہ کے اُس سے مزدوری نہین کرائی جاتی ہے اور ٹوکری نہین ڈھلوائی جاتی ہے
نرگس کے بارے مین خواجہ نے اُس سے کہدیا تھا اسوجہ سے نرگس سے ٹوکری ڈھلوائی گئی ملکۂ لالہ عذار کو جو
خواجہ نے داخل زنبیل کیا تو کہدیا ہو کہ بالفعل اس سے پشتہ نہ بنوانا غرض آمدم بر سر مطلب جب ملکہ لالہ عذار نقلی نرگس
کو ہوشیار کر چکی بعد ناز و انداز مسہری پر لیٹی اور تمام محل کی عورتون کو بلاکر کہنے لگی آج میرا دل تم سب سے خود بخود
خوش ہے پس جسکے گلے مین چاندی کا زیور ہو وہ اُتار کے مجھے دیدے مین موافق وزن زیور نقرائی کے زیور طلائی
دونگی اور جسکا زیور طلائی ہو اُسے زیور جواہر نگار دونگی عورتون نے ملکۂ لالہ عذار نقلی کی گفتگو سنی سب نے خوش
ہوکر دعائین دے دیکر اپنا زیور اُتارا اور ملکۂ لالہ عذار کو دیا ملکہ لالہ عذار نقلی نے زیور رکھ لیا جب سب عورتین
چلی گئین اور اپنے اپنے کام مین مصروف ہوئین خواجہ نے وہ سب زیور اُٹھاکر نذر زنبیل کیا جب شب ہوئی
فضل کتارہ کابلی کا انتظار کرکے محل مین آیا اور بعد اکل و شرب کے ملکۂ لالہ عذار نقلی کے پاس بیٹھا ملکہ
لالہ عذار نقلی نے شیشے شراب کے منگواکر اپنے ہاتھ سے جام مین شراب بھر کر جام مے بیہوشی آمیز فضل کو
دیا فضل نے خوش ہوکر شراب پی پھر ملکہ لالہ عذار کے آرام کرنے کا وقت آیا کنیزین وغیرہ اُس جگہ سے
ہٹ گئین تخلیہ ہوگیا فضل شراب پی کر بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہوگیا لالہ عذار یعنی خواجہ عمر بن اُمیہ ضمری
نامدار نے فضل کو گرفتار کرکے ستون قصر سے باندھا پھر فتیلۂ رفع بیہوشی سنگھاکر ہوشیار کیا
جب فضل ہوشیار ہوا اُسنے اپنے تئین بندھا پایا اُسوقت خواجہ عمرو نے بشکل اصلی خنجر آبدار کھینچکر فضل
سے کہا او فضل دیکھ یون تجھکو گرفتار کر لیا اب تجھکو لازم ہے کہ دین اسلام اختیار کر اور اطاعت میری قبول کر ورنہ ابھی

اس خنجر آبدار سے تجھکو ہلاک کروڈالونگا فضل نے جب گفتگو سے خواجہ سنی بالفعل عند الفضل کا دل کفر سے پاک ہوئی شوق
کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ نے کھولدیا فضل نے پوچھا قہرمان اور قلعہ بند میری زوجہ کہان ہو خواجہ
نے جوابدیا کہ قاہر و قہرمان کو مین نے دریا مین ڈالدیا وہ ڈوب کیمر گئے لیکن تمھاری زوجہ میری زنبیل مین ہو
یہ کہکر خواجہ نے ملکہ لالہ عذار کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا بعد ہوشیار ہونے کے ملکہ لالہ عذار بھی مسلمان
ہوئی اور جملہ عورتین محل کی سب مسلمان ہوئین جب صبح ہوئی خواجہ عمرو فضل کو محل مین چھوڑکر بصورت
فضل محل سے برآمد ہوکے تخت پر بیٹھے دربار آراستہ ہوا فضل نقلی یعنی خواجہ عمرو نے اہل دربار سے
مخاطب ہوکر کہا ایہا الناس مین تو شب گذشتہ عالم خواب مین مسلمان ہوا ہون تمکو بھی یہی مناسب ہو کہ میری طرح
تم بھی کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کرو جملہ اہل دربار نے توبموجب حکم فضل نقلی کلمہ پڑھکر دین اسلام
اختیار کیا لیکن عمو سے فضل نے کہا اے فضل تو نے دین آبائی اپنا حق چھوڑدیا مین تیری طرح بیوقت نہین ہون
کہ خدا سے نادیدہ کی پرستش کرون خواجہ نے یہ سنکے اہل دربار سے کہا اسے گرفتار کرو سب نے ملکر اسے
گرفتار کیا خواجہ نے خنجر آبدار سے اسی وقت ہلاک کیا پھر فضل کو محل سے بلاکر کہا اے فضل اب مین
قلعہ تنگ روا حل مین جاتا ہون وہان سے سب کو لیکر یہان آتا ہون تم اپنے قلعہ کو آلات حرب وضرب سے
بخوبی آراستہ کر دیہ کہکر خواجہ عمرو جانب قلعہ تنگ روا حل روانہ ہوے جب بعد قطع راہ قلعہ مین پہونچے
دیکھا پہلوان عادی فرش پر پڑا ہوا ہو کثرت گرسنگی سے عجب حال ہو اگر سرداران لشکر بھی پریشان خاطر
ہین خواجہ نے ہر ایک سردار سے اور جملہ لشکریون سے کہا کہ اب راہ نقب سے قلعہ گرلبستان مین چلو وہان
غلہ وغیرہ بہت ہو پہلوان عادی نام غلہ کا سنکر اٹھ بیٹھا خواجہ نے ملکہ مہرنگار کو محافے مین سوار کیا اور
پھر جملہ لشکر لیکر بخوف تمہ چینون راہ نقب سے قلعہ گرلبستان مین پہونچے ملکہ مہرنگار کو علحدہ ایک جگہ
مقیم کیا پھر جملہ سرداران نامدار مع لشکر کے قلعہ مین قیام پذیر ہوے فضل نے طعام تیار کرایا ہر ایک شخص نے
کھانا کھایا خصوصا پہلوان عادی نے چند در چند دیگون سے برنج نکالکر کھانا شروع کیا جب بہت سی
دیگین بلاؤ کی خالی کر دین اسوقت پہلوان عادی نے پانی پی کر شکر خدا کیا اور پھر کھانا شروع کیا
یہ فضل پہلوان عادی کے طعام تناول کرنے پر متحیر ہوا اور خواجہ سے کہنے لگا اے خواجہ یہ انسان ہو یا دیو ہو
کسی طرح اسکا پیٹ نہین بھرتا ہو دیگین خالی کیے دیتا ہو خواجہ نے ہنسکر جواب دیا یہ وہ شریک
بھائی امیر با توقیر کا ہو نام اسکا پہلوان عادی ہو الغرض جب پہلوان عادی طعام تناول کر چکا خواجہ
نے پوچھا اے پہلوان عادی اچھی طرح طعام تناول کیا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ کسیقدر طعام
تو تناول کیا لیکن بخوبی پیٹ بھر کے نہین کھایا خواجہ عمرو اور فضل وغیرہ یہ تقریر پہلوان عادی کی
سنکے ہنسنے لگے الحاصل قلعہ گرلبستان مین تو ملکہ مہرنگار و جملہ سرداران وغیرہ نے طعام تناول کرکے
شکر پروردگار کا کیا اور سب بالطمینان تمام بیٹھے لیکن اب حال کنتارہ کاپلی کا بیان کیا جاتا ہو کہ جب
کنتارہ کاپلی تمہ چینون کے پاس پہونچا تمام حال خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کا بیان کیا تمہ چین
عال گرفتاری خواجہ عمرو سنکے خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ بالفعل قلعہ تنگ روا حل
مین خواجہ نہین ہین اور جملہ سرداران امیر با توقیر گرسنہ ہین اسی وقت مین قلعہ پر حملہ کرنا چاہیے
اور سب کو تہ تیغ کرکے ملکہ مہرنگار کو ہمراہ لیکر جانب مدائن روانہ ہونا مناسب ہو یہ خیال کرکے تمہ چین

بعد دریافت وغیرہ نے قلعہ تنگ رواحل پر مع لشکر کثیر حملہ کیا جب کہ قلعہ پر نہ معلوم ہوا ژوپین حیران ہوا بعد دریافت
معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو مع جملہ سرداران وغیرہ کے قلعۂ گرلستان میں گئے ہین فی الفعل مسلمان ہو گیا ہی ژوپین
یہ خبر سُنکے کتارۂ کابلی سے کہنے لگا او نالائق تو تو کہتا تھا کہ مین عمرو کو گرفتار کرکے قلعۂ گرلستان مین فی الفعل
سپرد کرآیا ہون اُسنے خواجہ کو قتل کر ڈالا ہوگا خواجہ عمرو تو زندہ ہین اور اُنھون نے قلعہ لے لیا ہی با نام
تمام قلعۂ گرلستان مین بیٹھے ہوے ہین کتارۂ کابلی نے جواب دیا ہین سچ کہتا تھا نہین معلوم کیونکر خواجہ رہا
ہو گئے اور قلعہ اُنھون نے لے لیا ژوپین کامرانی تقریر کتارۂ کابلی کی سُنکے مع جملہ لشکر جانب قلعۂ گرلستان
روانہ ہوا جب قریب قلعہ پہونچا ادھر تو ژوپین لشکر کثیر لیکر قلعہ پر حملہ آور ہوا ادھر سے گولہ اندازون نے تاک
تاک کے گولے مارنا شروع کیے تیر اندازون نے تیر برسانا شروع کیے عیاروں نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارنے لگے
ہمراہیان ژوپین ہزارہا قتل ہوے فوج قلعہ تک نہ پہونچ سکی آخر ژوپین گولون اور تیرون وغیرہ کی
کثرت سے آگے نہ بڑھ سکا اور پلٹ کر قلعہ کو چہار طرف سے گھیر کے دور قلعہ سے اُترا اور ملال لشکر سے
کہنے لگا بالفعل لڑنا بیکار ہی جب غلہ قلعہ مین ہو جائیگا خواجہ عمرو وغیرہ قلعہ مین خود ہی ہلاک ہو جائینگے
ژوپین تو قلعہ کو گھیر کے اُترا ہی انشاء اللہ اسکا حال پھر لکھا جائیگا

داستان لندھور و بہرام کا دریاسے نکلکر خرم دزد کو مسلمان کرنا پھر ہمراہ قیصر
سوداگر سمت اجرو کیبہ روانہ ہونا اور دختران ملک اجرو کیبہ کا مسلمان ہونا
پھر بعد جنگ عظیم عبدالعزیز و اراب شاہ کا زخمی ہوکر بھاگنا ملک اجرو کیبہ کا قتل
ہونا اور شہپال ہندی وغیرہ کا رہا ہونا

محرران بے نظیر اس داستان دلپذیر کو اسطرح لکھتے ہین کہ دختران ملک اجرو کیبہ نے صحرائے سبزہ زار
مین لندھور اور بہرام اور نعمان شہزادہ کو شراب بیہوشی آمیز پلا کر بیہوش کیا تھا اور ملک اجرو کیبہ
نے لندھور اور بہرام اور نعمان شہزادہ کو صندوقون مین بند کرکے دریا مین صندوق بہا دیے تھے
اور پسر ملک اجرو کیبہ اور عبدالعزیز اور داراب شاہ ہندی نے شہپال ہندی وغیرہ کو
ہنگام جنگ گرفتار کیا تھا اور ہندوستان کو بخوبی لوٹ کر جانب ملک اجرو کیبہ روانہ ہوے تھے
قبل ازین یہین تک داستان لکھی گئی ہی اب یہان سے احوال ملک اجرو کیبہ کا لکھا جاتا ہی کہ ملک اجرو کیبہ
مع عبدالعزیز و داراب شاہ شہپال ہندی و عادل شیر دل وغیرہ کو گرفتار کرکے جب اپنے شہر مین پہونچا
شہپال ہندی و جیپور ہندی و عادل شیر دل وغیرہ کو زندان مین قید کیا اور بخوشی اپنے ملک پر
حکومت کرنے لگا ملک اجرو کیبہ تو اپنے ملک مین ہی لیکن اب حال لندھور اور بہرام اور نعمان شہزادہ
کا لکھا جاتا ہی کہ جبکہ ملک اجرو کیبہ تینون صندوقونکو دریا مین بہا کر اور اپنی دخترون کو لیکر چلا گیا
اور صندوق دریا مین بہتے ہوے چلے جاتے تھے اتفاقاً ادھر سے خواجہ قیصر سوداگر بقصد تجارت
جہاز پر سوار جانب اجرو کیبہ جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ تین صندوق بڑے بڑے بہتے ہوے چلے جاتے ہین
سمجھا کہ شاید کوئی جہاز یا کشتی اس دریاے زخار مین کسی جگہ غرق ہو گئی ہی یہ صندوق اُسی جہاز یا کشتی پر رکھے
ہوے ہونگے یہان تک بہتے ہوے آئے ہین یقیناً ان صندوقون مین مال و اسباب بیش قیمت ہوگا یہ سمجھکر
قیصر سوداگر نے اہل جہاز سے مخاطب ہوکر کہا جو کوئی ان صندوقون کو اس دریا سے نکال لائیگا

مین اسے بزر کثیر انعام دونگا جہاز شویہ گفتگو سوداگر کی سنکے بطمع زر کثیر دریا مین کود سے اور شناوری کر کے صندون
صندوق دریا سے نکال لاے قیصر سوداگر نے ان صندوقون کو اپنے مال و اسباب کے صندوقون مین
رکھوا دیا اور زر کثیر جہاز شوؤن کو انعام مین دیا بعد دو پہر کے جب جہاز جزیرۂ خرم مین پہونچا قیصر سوداگر نے
معلم و ناخدا سے کہا جہاز اس جزیرہ مین ٹھہراؤ مجھے کچھ مال اپنا بیچنا منظور ہی اور کچھ اسباب نایاب اس جزیرہ سے
خریدنا بھی ہی ناخدا نے بموجب کہنے سوداگر کے جہاز ٹھہرایا لنگر ڈالدیے گئے چونکہ جزیرۂ خرم مین ایک قزاق
ہی کہ نام اسکا خرم ہی اور جزیرہ اسی کے نام سے مشہور ہی اکثر جہاز کو لوٹ لیتا ہی کئی ہزار آدمی اسکے ہمراہ
رہتے ہین اسنے جو سنا کہ ایک جہاز اس جزیرے مین آکر ٹھہرا ہی اور جہاز پر ایک سوداگر سوار ہی لاکھون اور
کرورون روپیہ کا اسکے پاس مال و اسباب ہی یہ خبر سنکے نہایت خوش ہوا اور بہنگام شب اپنے ہمراہیونکو لیکر جہاز
پر گیا اور اہل جہاز خرم سے لڑنے لگے خرم نے بہت سے آدمیون کو قتل کر کے قیصر سوداگر کو گرفتار کر لیا اور تمام
مال و اسباب اسکا جہاز پر سے اتروا کر اپنے مکان مین لیگیا قیصر کو تو قید کیا اور صندوق کھول کھولکر مال و
اسباب دیکھنے لگا جب وہ صندوق جن مین بہرام اور لندھور بند تھے خرم نے کھولے دیکھا کہ دو شاہان
جلیل القدر ہین تاج جواہر نگار سرون پر ہین بر مین پوشاک و لباس شاہانہ ہی چہرون سے آثار شجاعت
و دلیری ظاہر ہین خرم قزاق یہ حال دیکھکر حیران ہوا اور بنظر حیرت بغور دیکھنے لگا ہوا سرد جب بہرام
و لندھور کے اجسام مین پہونچی چونکہ تاثیر بیہوشی دفع ہو گئی تھی دونون ہوشیار ہوے آنکھین کھولین اور
خرم کو نگران دیکھکر جلد تر صندوقون سے نکلے اور خرم سے پوچھا تو کون ہی اسنے کہا مین قزاق ہون یہ
جزیرۂ خرم ہی نام میرا خرم ہی آج مین نے قیصر سوداگر کو جہاز پر جاکر گرفتار کیا تمام مال و اسباب
اسکا لایا ہون اسوقت صندوق کھول کھولکر مال و اسباب دیکھ رہا تھا کہ تم ان صندوقون سے نکلے
اب تمھین لازم ہی کہ اپنی پوشاک اتار کر مجھے دیدو میری اطاعت کرو دلاور معلوم ہوتے ہو میرے ہمراہ
قزاقی کیا کرو مال و اسباب مسافرونکا لوٹا کرو چین سے اوقات بسر کیا کرو اگر میرا کہنا نہ مانوگے
تو مین ابھی تمھین قتل کرونگا کپڑے تمھارے اتار لونگا لاشین تمھاری دریا مین ڈالدونگا لندھور
اور بہرام گفتگو سے خرم سنکے برہم ہوے اور غضبناک ہو کر کہنے لگے او خرم کیا بکتا ہی خاموش رہ
ورنہ ہم تیری زبان تیرے دہن سے ابھی کھینچ لین گے بدزبانی کی سزا سے معقول دینگے تو ہمارے احوال سے
آگاہ نہین ہی ہم سلطان جلیل القدر ہین خرم یہ تقریر سنکے بہ قہر و غضب تلوار کھینچکر بڑھا ہمراہیان خرم
بھی تیغ و تبر لیکر بڑھے خرم نے اول لندھور کے اوپر تلوار لگائی لندھور نے بند دست پر ہاتھ ڈالکے
تلوار خرم کے ہاتھ سے چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا ادھر بہرام گرد نے ہمراہیان خرم کو
ہلاک کرنا شروع کیا جب لندھور نے خرم کو اٹھا لیا خرم نے عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ امان دیجیے
زمین پر ٹپک کے مجھے ہلاک نہ کیجیے لندھور نے فرمایا امان بشرط ایمان تجھے ملیگی خرم نے عرض کیا
مجھے ہدایت کیجیے لندھور نے اسے کلمہ پڑھایا خرم کلمہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوا لندھور نے
بالاے زمین آہستہ سے بٹھا دیا لڑائی موقوف ہوئی پھر تمام ہمراہیان خرم بھی مسلمان ہوے خرم نے اطاعت
و فرمانبرداری لندھور و بہرام کی اختیار کی بصد تکلف سامان دعوت کیا لندھور نے
قیصر سوداگر کو رہا کرایا اور ان ہزار دو صندوق منگوایا اور قیصر سوداگر سے کیفیت پوچھی

قیصر سوداگر نے تمام حال صندوقون کے نکلوانے کا اور خرم کے لوٹنے کا بیان کیا لندھور نے پھر پوچھا
اے قیصر سوداگر اب تم کہان جاؤ گے قیصر سوداگر نے عرض کیا میرا ارادہ اجر وکیبہ مین جانیکا ہے لندھور
نے کہا ہم بھی تمھارے ساتھ چلین گے اور کل مال و اسباب تمھارا خرم سے تمھین دلوا دینگے بہرام
نے کہا ہم بھی تمھارے ساتھ نیکی کرینگے قیصر سوداگر یہ سُنکے خوش ہوا غرض بعد دعوت کے لندھور اور
بہرام نے خرم سے مال و اسباب قیصر سوداگر کا قیصر سوداگر کو دلوا دیا پھر خرم اور قیصر سوداگر وغیرہ کو
لیکر جہاز پر سوار ہوے لنگر جہاز کا اُٹھا جہاز جزیرہ خرم سے روانہ ہوا بعد چند روز کے جہاز اجر وکیبہ مین پہنچا
لندھور اور بہرام قیصر سوداگر اور خرم وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جہاز سے اُترے قیصر سوداگر سرا
مین جا کر مقیم ہوا لندھور اور بہرام وغیرہ بھی سرا مین قیام پذیر ہوے اُسی روز لندھور اور بہرام
مع لقمان ہزارہ براے سیر اجر وکیبہ گھوڑون پر سوار ہو کے چلے لقمان ہزارہ ہمراہ رکاب ہوا قیصر سوداگر
اور خرم وغیرہ سرا مین قیام پذیر رہے لندھور اور بہرام اجر وکیبہ کی سیر کرتے ہوے بازارون اور
مکانات دیکھتے ہوے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کچھ سوار اور پیدل ایک جانب سے نمایان ہوے بعد
گذرنے سوارون وغیرہ کے دو محافے ظاہر ہوے آگے آگے محافون کے چوبدار عصاے نقرئی و طلائی
ہاتھون مین لیے ہوے پگڑیان لٹو وار سرون پر رکھے ہوے چپکنین بانات کی تختہ زیب تن کیے ہوے
بعد اسکے نقیب بولتے ہوے راہ چلنے والون کو ہٹاتے ہوے نظر آئے لندھور نے لقمان ہزارہ
سے کہا اے لقمان دریافت تو کرو ان محافون مین کون سوار ہے لقمان ہزارہ نے حسب الارشاد
ایک چوبدار سے پوچھا اُسنے کہا ان محافون مین دختران ملک اجر وکیبہ سوار ہین واسطے سیر باغ کے
جاتی ہین لقمان ہزارہ نے جو کچھ چوبدار سے سُنا تھا لندھور سے جا کر عرض کیا بہرام اور لندھور
سمجھ گئے کہ یہ وہی دونون ہین جنھون نے ہمین ہمراہ سبزوار مین شراب پلا کر بیہوش کیا تھا اور صندوق مین
بند کر کے دریا مین ڈالدیا تھا یہ سمجھکر لندھور اور بہرام بھی اُسی طرف چلے جس طرف دختران
ملک اجر وکیبہ جاتی تھین اثناے راہ مین لندھور نے بہرام سے کہا کسی طرح ان دونون کو گرفتار کرنا
چاہیے انھون نے ہمارے ساتھ دشمنی کی ہے اُسکا عوض ان سے لینا چاہیے لقمان ہزارہ نے دست بستہ عرض
کیا آپ ایک جگہ ٹھہر جائیے گا مین ان دونون کو گرفتار کرکے لے آؤنگا لندھور نے منظور کیا جب گیتی افروز
اور جہان افروز دختران ملک اجر وکیبہ تھوڑی دور جا کر باغ مین داخل ہوئین اور ہمراہ
اپنی مجلسیون کے باغ کی سیر کرنے لگین لندھور اور بہرام قریب باغ ٹھہرے لقمان ہزارہ نے
جلد تر ایک گوشہ مین بیٹھکر رنگ و روغن عیاری کا نکالکر اپنی صورت ایک ضعیف ڈوم کی بنائی پھر ڈھولک لیکر
پڑھا اور زیر دیوار باغ بیٹھکر بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

دام دلہا گشت نام زلف تو
بند شد در زلف تو دلہا تمام
زلف تو ای من غلام زلف تو
رہ کند از دام مرغان چہ عجب
بندہ جامی از مشام زلف تو

زلف تو بالاے سرو آرد مشام
دام بند آمد تمام زلف تو
لائق رخسار گلرنگ تو نیست
جانب آرام دام زلف تو

ای زلم رشک عنبر دلم زلف تو
پس بلند آمد مقام زلف تو
داد تشریف مثالی بندہ را
جز مقام مشکفام زلف تو
صبح اقبال دست طالع سر بنفس

جسدم صدا اسکی دختران ملک اجر وکیبہ نے سنی دونون نے

بیچین ہو گئین اور باہم کہنے لگین نہین معلوم کون نگوڑا ذی بجا کر غزل گا رہا ہی دل بیچین کیے دیتا ہی ہمجلیسون نے عرض کیا حضور ہمارا یہ دل چاہتا ہی کہ جو شخص ذی بجاتا ہی اُسے باغ مین بلوائیے اور غزلین گوائیے آپ بھی سنئیے اور ہم بھی سنین گے مہرافروز نے کنیزون سے کہا در باغ پر جا کر کسی سے دریافت کرو کہ یہ کون ذی بجاتا ہی جو کوئی ہو ہمارے پاس بھیجدو ہم گانا سنین گے کنیزین در باغ پر گئین سوارون اور پیدلون سے پوچھا یہ ذی کون بجاتا ہی ملکہ ہماری ذی بجانیوالیکو بلاتی ہین سوارون نے کنیزون سے کہا ایک بڑھا نہایت ضعیف زیر دیوار باغ بیٹھا ہوا ذی بجا رہا ہی ہم اُسے ابھی بھیجے دیتے ہین یہ کہکر کچھ سوار ذی نواز کے پاس گئے اور کہنے لگے ای میان ذی نواز خوش ہو اب سرافراز ہو جاؤ گے بہت انعام پاؤ گے دختران ملک اجر وکیبہ تمھاری ذی سننے کی مشتاق ہین تمھین بلاتی ہین جلد اُٹھو باغ مین جاؤ دو چار غزلین گاؤ انعام کثیر ملیگا ہمین بھی کچھ دینا کل انعام تمھین نہ لے لینا ذی نواز نے جواب دیا ہمین تو اب بڑھا ہو گیا ہون سب تمھین لے لینا سوارون نے جواب دیا سب تو ہم نہ لینگے آدھا ہمین دینا ذی نواز نے کہا اچھا آدھا تمھین دیدونگا یہ کہکر ذی نواز اپنی جگہ سے اُٹھا یہان کنیزون نے دختران ملک اجر وکیبہ سے کہا ایک بڈھا ذی بجاتا ہی بموجب حکم باغ مین آتا ہی حضور پردے مین ہٹین تو ہم اُسے یہان بلائین دختران ملک اجر وکیبہ نے جواب دیا بڈھے سے پردہ کرنا بیکار ہی اِسکے پاس کیا ہی کنیزون نے یہ سنکر در باغ سے ذی نواز کو بلایا ذی نواز کانپتا ہوا اور ضعف سے تھرتھراتا ہوا باغ مین آیا دونون نازنینون کو کانپتے ہوے ہاتھون سے سلام کرکے دعائین دینے لگا دختران ملک اجر وکیبہ نے بڈھے کے سراپا پر نظر کرکے خندہ کیا پھر کہا ای ذی نواز کیون تھرتھراتا ہی بیٹھ جا ہمارے سامنے ذی بجا کر کچھ گا ذی نواز نے عرض کیا بہت خوب یہ کہکے زمین پر بیٹھنے لگا مہرافروز نے ایک کنیز سے کہا جلد کرسیان لا کر چبوترے پر باغ کے بچھا دو ایک کرسی اس بڈھے کو بھی واسطے بیٹھنے کے دو کنیزون نے کرسیان بچھا کر ایک کرسی چوبی ذی نواز کو دی ذی نواز بعد بیٹھنے جملہ نازنینون کے سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا اور ذی نکالکر بجانے لگا اور یہ غزل جھوم جھوم کے مستانہ وار گانے لگا

غزل

احسان چارہ گری کا جیا ہی اگر تمھین
کس کس کو ہجر یار مین چھاتی لگائیے
ہر دم مین ہی ہزار طرح کی شکستگی
آب بقا مین خنجر قاتل بجھائیے
فرصت اگر دے فتنۂ آشوب روز حشر
پاسے خیال یار مین مہندی رچائیے
تسلیم کیا پڑی ہی کسی بے وفا کو آپ
ہنس ہنس کے غنچہاے چمن کو ہنسائیے
اِک ہاتھ اور بھی نہ مری جان لگائیے
گذری تمام رات نہ آیا وہ ماہرو
کبتک پھر ایسے زخم جگر کو سلائیے
آخر حصول صحبت دیوانہ کچھ تو ہو
دو چار نالہ اور لحد کے اُٹھائیے
اللہ رے ذوق لطف ستم کر رہا ہی دل
دل دے کے روز ناز تمنا اُٹھائیے
گلشن مین چل کے آج کوئی گل کھلائیے
حسرت کو درد و یاس کو داغ فراق کو
سوتی ہی صبح شیشہ و ساغر اُٹھائیے
جلاد بعد مرگ بھی امید زیست ہو
دربان کو نالہاے سلاسل سنائیے
رنگین مزاجیون کے دکھا دیجیے اثر
کیجے نہ شکوہ لاکھ اگر زخم کھائیے

ذی نواز نے یہ غزل گا کر ذی ہاتھ سے رکھ دی دختران ملک اجر وکیبہ ہر ایک شعر غزل کا سن سن کے بیتاب و بیقرار ہو گئین وجد مین آکر جھومنے لگین ہمجلیسین اپنے یار و آشنا کو یاد کرکے اشک آنکھون مین بھر لائین دمبدم آہ آہ کرنے لگین بیساختہ زار زار رونے لگین اکثر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگین بعد تھوڑی دیر کے جب سب کے حواس درست ہوے جہان افروز نے ذی نواز کے گانے کی تعریف کرکے کہا ای ذی نواز اب اور کوئی غزل یا جو تمھارا دل چاہے گاؤ ذی نواز نے عرض کیا خداوند نعمت اب اسیسر سے نشہ پانی کا وقت آگیا ہی دیکھیے جماہیان چلی آتی ہین ہاتھ پانون ٹوٹ رہے ہین آنسو آنکھون سے بہ رہے ہین اسوقت مجھسے گایا نہ جائیگا جبتک تھوڑی بھنگ اور ایک دو چلمین چرس کی اور کچھ شراب نہ پیونگا حواس میرے درست نہ ہونگے مین سن شباب سے شراب وغیرہ کا عادی ہون علاوہ

ذنوازی کے ساقی گری بھی خوب کرتا ہون مین نے بادشاہون کو شراب پلائی ہے ہزارون روپے انعام مین پائے ہین
مین نے سب روپیہ تماش بینی مین صرف کیا مین نے خوب عیش کیا ہے نازنینان خوبرو سے عشق کیا ہے ناز انکے اٹھائے ہین
قلب وجگر انکی فرقت مین جلائے ہین ہرچند اب بڈھا ہوگیا ہون لیکن جوانون سے کچھ کم نہین ہون اتنی حضور کی کنیزین اور
ہمجلیسین موجود ہین سب کو راضی کرسکتا ہون مہر افروز زاد و جہان افروز ذنواز کی تقریر سنکے مسکرائین
کنیزین وغیرہ ذنواز کو بظاہر گالیان دینے لگین بالمنا منہ مین پانی بھر آیا دل ہم آغوشی کو چاہنے لگا مہر افروز نے
کنیزون کو جھڑک دیا کہا اے نالائقو بڈھے کو کیون گالیان دیتی ہو تم نہین جانتین جب آدمی بڈھا ہوتا ہے اور نواس سے
کچھ ہو نہین سکتا زبان پر اسکی مزہ باتون سے آجاتا ہے جو چاہتا ہے بکتا ہے اسکی گفتگو سنکے برہم نہ ہو یہ شراب پینے کا عادی ہے
شراب اسے پلاؤ ایک شیشہ شراب اور ساغر لے آؤ کنیزین وغیرہ حسب الحکم خاموش ہوئین ایک کنیز شیشہ شراب اور
ساغر بلور جا کر باغ کی بارہ دری سے لے آئی اور ذنواز کو دے کر کہنے لگی تو زہر مار کر دیکھین جلدی مرو ذنواز نے
تقریر کنیز کی سنکے جواب دیا تو ہی مجھپر صدقے اور قربان ہوکر مرجا کیون مجھے کوستی ہے مین ابھی تو سو برس زندہ رہونگا
تجھ سے ہزارون کو مار کر مرونگا یہ کہکر ذنواز ہنسا اور کہا اے جان من میرے کہنے کا برا نہ ماننا مین تجھسے ہنستا ہون
بعد اس تقریر کے ذنواز نے مہر افروز اور جہان افروز سے مخاطب ہوکر عرض کیا خداوند سرکار نے شراب تو
مرحمت کی لیکن حضور کے سامنے شراب نہ پیونگا جبتک شراب سب کو نہ پلا لونگا ایک قطرہ شراب کا نہ پیونگا مین
بے ادب نہین ہون چونکہ دختران ملک اجرو کیبہ کو ذنواز کا گانا سننا منظور تھا اسوجہ سے دختران ملک اجرو کیبہ
نے اور چند شیشے شراب کے منگوائے اور ذنواز سے کہا اچھا ہمین تیری خاطر منظور ہے ہمین بھی شراب پلا اور خود
بھی شراب پی پھر ذنوازی کر ذنواز نے خوش ہوکر ایک شیشے مین سے شراب دوسرے شیشے مین انڈیلی اور
دوسرے شیشے سے تیسرے مین انڈیلی غرض خوب الٹ پلٹ کر کے اور چالاکی سے سفوف بیہوشی شامل کرکے
جام شراب سے بھرا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اور ملکہ جہان افروز کے سامنے ساغر لے گیا
جہان افروز نے ساغر لیکر بے دغدغہ انجام شراب پی پھر ذنواز نے جام کو سے لبریز کر کے یہ شعر پڑھا شعر
پھر چلو باغ مین ہو دور شراب گلرنگ ہے مے کشو خوش ہو کہ پھر فصل بہار آئی ہے یہ شعر پڑھکر جام سر پر رکھکر
رقص کرتا ہوا قریب ملکہ گیا اور کہنے لگا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا لائق و لازم ہے غرض ملکہ نے بھی
جام لیکر بخطر شراب پی پھر ذنواز نے ہر ایک ہمجلیس اور کنیز کو شراب پلائی اور ایک دو کنیزون اور ہمجلیسون
کے سینے پر ہاتھ بھی پھیرا جب ذنواز سبکو شراب پلا چکا اور خود بھی ایک جام پیا ایک ڈبیا کمر سے نکالکر ایک
گلوری پان کی نکالی اور اسمین کچھ ڈالکر گلوری کھائی پھر ذنواز اٹھا کر یہ مخمس گانا شروع کیا مخمس

جسے کہ یاد نہ ہو اپنا آشیان صیاد | بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد | عبث عبث تو نہ ہو مجھسے بدگمان صیاد
کھلی ہوئی ہے قفس مین مری زبان صیاد | مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

مزاج نازک صیاد سے مجھے تھی یاس | گرچہ نہ لگتا تھا اپنا گذارا دن مین دکھ | جو پوچھیے تو کیا انتہا کا میرا یاس
قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خوب بچھا | سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

مین وہ ہون رونق گلزار ہے جنکے دم سے | اڑائے نغمہ سرائی مین ہوش بلبل کے | ابھی نہین ہے سمجھتا تو میری قدر تجھے
کریگا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے | ہون چند روز ترے گھر مین میہمان صیاد

عزیز رکھتے ہین جیو از ساغر حال کو | بغیر گل نہین آرام دہین یہ بلبل کو | صد آفرین ہے مرے صبر اور تحمل کو

میں چھٹا کہتا نہیں جاکے قفس میں کبھی گل کو
کرتا نہ ہو مری جا نسبت سے بدگمان صیاد

مرا خیال ترے دل میں کب گذرتا ہے | کبھی زمانہ تو نگاہیں تو خدا سے ڈرتا ہے | تو جس کہ میری ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہے
پروں کو کھول دے ظالم جو بند کرتا ہے | قفس کو لیکے میں اڑ جاؤنگا کہاں صیاد

ادھر ہے تاک میں الجھا ہی ترے سنبل | ادھر ہے دام بچھائے ہوئے محبت گل | پھنسا ہے جینے کی ہو فکر جا بجا بلبل
لگا لیو نہ قدم آشیان سے اے بلبل | لگائے بیٹھے ہیں کمین جہاں تہاں صیاد

اگرچہ کی ہے مری آشیانہ بربادی | مگر کبھی نہ کسی روز میں ہوا شاد | پڑا ہے تو ظلم پہ جلاد دے کمر باندھی
چمن میں رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی | خدا کرے یوں ہی ہو تیرا بے نشان صیاد

نہ اسکے دام میں آتا میں زینہار ای رند | یہ کشمکش نہ اٹھاتا میں زینہار ای رند | کبھی قریب نہ جاتا میں زینہار ای رند
فریب دانہ نہ کھاتا میں زینہار ای رند | نہ کرتا دام اگر نہ لب چمن نہاں صیاد

جس دم یہ مخمس ذی نواز نے گایا ہر ایک نازنین از حد خوش ہوئی ذی نواز نے نظر کر دیکھا کہ ملکہ مہر افروز اور
جہان افروز وغیرہ بیہوش ہوا چاہتی ہیں یہ دیکھ کے نعرہ کیا ای مہر افروز اور ای جہان افروز تمنے مجھے
نہ پہچانا نام میرا نعمان ہزارہ عیار بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان دختران ملک اجر و کبیہ
ذی نواز سنکے اٹھنے لگیں اٹھتے اٹھتے دونوں گریں اور بیہوش ہو گئیں پھر جلیسیاں اور کنیزیں اٹھیں گویا
جہان سے اٹھیں ہر ایک زمین پر گری بیہوش ہوئی نعمان ہزارہ نے مہر افروز اور جہان افروز کو چادر
میں باندھکر دیوار باغ پر کمند پھینکی اور دونوں پشتارے اٹھا کر بذریعہ کمند دیوار باغ سے اتر کر
ہنگام شب خدمت لندھور میں پہونچا لندھور اور بہرام نہایت خوش ہوئے پھر وہاں سے جلد سرا
کی جانب چلے نعمان پشتارے لیے ہوئے بستی سے علیحدہ سرا میں پہونچا بھٹیاری نے پوچھا میاں ان
گٹھریوں میں کیا لائے ہو نعمان نے جواب دیا غلہ لایا ہوں یہ کہکر کوٹھری میں چلا گیا اس اثنا سے میں
لندھور اور بہرام بھی آئے گھوڑے سے اتر کر کوٹھری میں گئے اور نعمان سے کہا ان دونوں کے
دست و پا باندھکر ہوشیار کرو نعمان نے انھیں ہوشیار کیا جب ان دونوں کی آنکھیں کھلیں اپنے تئیں
کوٹھری میں دست و پا بستہ پایا لندھور اور بہرام نے کہا ای مہر افروز اور جہان افروز تمنے
قدرت پروردگار دیکھی ہم وہی ہیں جنھیں تمنے صندوقوں میں بند کر کے دریا میں بہا دیا تھا اب کہو کیا کہتی
ہو اگر تمھیں اپنی زندگی درکار ہے تو کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو ورنہ یہ عیار ہمارے حکم سے ابھی تمہیں
قتل کریگا دختران ملک اجر و کبیہ گفتگوے لندھور اور بہرام سنکے صدق دل سے مسلمان ہوئیں نعمان نے
انکے دست و پا کھول دیے دونوں نازنینیں سرا میں رہنے لگیں لندھور اپنی معشوقہ سے سرگرم اختلاط ہوا
اور بہرام اپنی محبوبہ کے گلشن حسن سے گلچینی کرنے لگا سرا میں تو لندھور اور بہرام ان مہ جبینوں سے
سرگرم اختلاط ہیں انھیں تو سرگرم اختلاط رہنے دیجیے اب حال کنیزان و جلیسان ملکہ مہر افروز اور
جہان افروز کا سنیے کہ جب وہ بیہوشی سے ہوشیار ہوئیں انھوں نے دختران ملک اجر و کبیہ کو باغ
میں نہ دیکھا فریاد و نالہ کرنا شروع کیا سوار اور پیدل جو در باغ پر موجود تھے صداے نالہ و فغان سنکے
گھبرائے کنیزوں سے پوچھنے لگے کیا ہوا کیوں روتی ہو سب نے کہا دونوں ملکہ باغ میں نہیں معلوم ہوتی ہیں اسوجہ
سے ہم روتے ہیں سواروں نے کہا جلد باغ سے چلو ملک اجر و کبیہ سے یہ حال بیان کرو وہ بادشاہ

وغیرہ یہ سنتے نالان و گریان سوار ہوئیں سوار اور پیدل وغیرہ بھی متحیر و متفکر
اس شہر کا ہی کوئی تدبیر معقول کریگا بھلیسین وغیرہ یہ سنتے نالان و گریان سوار ہوئیں
وہان سے چلے جب سب ملک اجرو کبیہ کے پاس پہونچے اور اُسکو تمام احوال سے آگاہی ہوئی نہایت ہی ملول و
غمگین ہوا اور چہار جانب سوار اور پیدل واسطے تلاش کرنے جہان افروز اور مہر افروز کے روانہ کیے ازان جملہ دایہ
ملک اجرو کبیہ کی بھی مع اپنے پسر سہمان ناوک انداز کے پیکین لیکر روانہ ہوئی نام دایہ کا شمیم سنگ انداز تھا غرض
شمیم سنگ انداز مع اپنے پسر کے ڈھونڈھتی ہوئی اسی مقام پر پہونچی اور ملکہ مہر افروز اور جہان افروز
کو سرا مین دیکھکر اپنے لڑکے کو وہین چھوڑکر جلد وہان سے جانب ملک اجرو کبیہ واسطے اطلاع دینے کے
روانہ ہوئی سہمان ناوک انداز سرا مین کھڑا تھا ناگاہ لقمان ہزارہ بازار سے جو سرا مین آیا دیکھا اُسنے
ایک شکل ناآشنا منتظر کسی شخص کا عنقریب جاے قیام لندھور و بہرام کھڑا ہی لقمان چونکہ عیار ہی شکل دیکھتے ہی پہچان
گیا کہ یہ کوئی دشمن ہی فوراً لقمان نے حباب بیہوشی مارکر اُسے بیہوش کیا اور اُٹھا کر لندھور کے پاس لیگیا پھر
ستون مین باندھکر ہوشیار کیا اور پوچھا سچ بتا تو کون ہی کیون یہان کھڑا تھا ورنہ ابھی خنجر سے قتل کرونگا
سہمان ناوک انداز نے خوف جان سے سہم کے صاف صاف کہدیا کہ مین شمیم سنگ انداز دایہ ملک اجرو کبیہ
کا پسر ہون ہمراہ اپنی مادر کے براے تلاش ملکہ مہر افروز اور جہان افروز یہان آیا تھا مادر تو دونون ملکہ
کو یہان دیکھکر ملک اجرو کبیہ کو اطلاع دینے گئی ہی مجھے یہان چھوڑ گئی ہی لندھور وغیرہ نے یہ تقریر اُسکی
سنکے اُس سے کہا کہ تو مسلمان ہوجا ورنہ ابھی قتل ہوجائیگا سہمان ناوک انداز صدق دل سے مسلمان ہوا
لقمان نے اُسے کھولدیا بعد مسلمان ہونے کے سہمان ناوک انداز نے لندھور اور بہرام کی خدمت مین
دست بستہ عرض کیا کہ والدہ میری ملک اجرو کبیہ کے پاس گئی ہی ملک اجرو کبیہ مع فوج کثیر یہان آتا ہوگا بہتر
لازم ہی کہ ملکہ مہر افروز اور جہان افروز کو ہمراہی خرم جزیرہ خرم مین یہان سے جلد روانہ کیجیے دیر
نہ کیجیے ورنہ ملک اجرو کبیہ دونون کو یہان سے لیجائیگا اور آپ کے ہمراہیون کو قتل کریگا آپکو گرفتار
کریگا تھوڑی دیر مین اسی سرا مین جنگ عظیم ہوگی انجام وہی ہوگا جو مین نے عرض کیا ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی
مین نے اطلاع دے دی لندھور اور بہرام وغیرہ نے باہم مشورہ کرکے راے سہمان ناوک انداز
کو پسند کیا اور خرم کو بلاکر مع تھوڑے آدمیون کے مہر افروز اور جہان افروز کو محافون مین
سوار کرکے اُسکے ہمراہ کردیا اور کہا جلد تو انھین اپنے جزیرہ مین پہنچا یہان لڑائی ہوگی اس جگہ ٹھہرنا مناسب
نہین ہی خرم بخوشی و خرمی ہمراہ محافون کے مع تھوڑے آدمیون کے چلا ہنوز سرا سے نکلا تھا کہ ملک اجرو کبیہ
و عبد العزیز و داراب شاہ لشکر کثیر لیکر بموجب خبر رسانی شمیم سنگ انداز آپہونچا خرم کو ہمراہ محافون کے
جاتے دیکھکر روکا لندھور اور بہرام کو خبر ہوئی فوراً اسلحہ زیب تن کرکے مرکبون پر سوار ہوکر مع کئی ہزار ہمراہیان
خرم کے سرا سے نکلے ملک اجرو کبیہ و داراب شاہ و عبد العزیز نے لندھور اور بہرام کو پہچان کر
جنگ آغاز کی لندھور اور بہرام نے تلوار کھینچی ہمراہیان خرم بھی تیغین کھینچ کھینچ کے بڑھے تلوار چلنے
لگی سہمان ناوک انداز تیر افگنی کرنے لگا ایک سمت خرم قریب محافون کے لڑنے لگا قیصر سوداگر
اپنے ہمراہیون کو لیکر آیا شریک جنگ ہوا اُسوقت یہ حال تھا کہ لاش پر لاش پیدل اور سوار کی گرتی تھی
زخمی زمین پر پڑے ہوے تڑپتے تھے زمین خون سے لالہ رنگ تھی کسی طرف شمشیر بہرام چمکتی تھی کسی جانب
لندھور سرگرم ستیز تھا بارش تیز ہورہی تھی جانبین کے سوار قتل ہورہے تھے وہ وا زہ سر اپر

ایک قیامت کبرے برپا تھی جنگ لندھور بن سعدان کی یہ کیفیت تھی ابیات ٭ بشمشیر ازان لشکر نابکار ٭ تبہ کرد
بسیار در کارزار ٭ از آواز آن گرد سالار کش ٭ نہ با دیو خانہ با پیل ہش ٭ ایک جانب بہرام گرد کفار بد انجام کو
نہ تیغ بیدریغ کرتا تھا اسوقت جنگ و نعرۂ بہرام سے یہ حال تھا بیت برآمد درخشیدن تیغ تیز ٭ زمین از نہیب
آمد اندر گریز ٭ اسی گرمی کارزار مین لندھور نے ایک پہلوان کو قتل کیا اُسکا گرز لیکر داراب شاہ ہندی پر
مارا داراب شاہ سپر کو سر کی پناہ کرکے پیچھے ہٹا لیکن ضرب گرز ہلکی سی اُسکے شانے پر آئی شانہ اُسکا ٹوٹ گیا
فوج کے ہزارون سوار یہ حال دیکھ کے بیچ مین آگئے کچھ سوار داراب شاہ کو اُس جگہ علیحدہ لیگئے داراب شاہ
بیہوش ہوگیا پھر سامنا عبد العزیز کا بہرام سے ہوا عبد العزیز نے تیغہ مارا بہرام نے سپر پر روک کے شمشیر آبدار
اُسکے سر پر لگائی ہرچند عبد العزیز نے سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو آگئی عبد العزیز نے دستانہ
مارا شمشیر آبدار سر سے نکل گئی عبد العزیز کا حال غیر ہوا ہزارون جوانان لشکر یہ رنگ جنگ دیکھکر گھبرا ے
فوراً جوانان نے اپنے مرکب اُٹھائے درمیان مین بہرام گرد اور عبد العزیز کے آئے خود بہرام گرد سے
لڑنے لگے اکثر سوار عبد العزیز کو وہان سے لے گئے عبد العزیز بھی بیہوش ہوگیا ہنوز عبد العزیز ہوشیار
نہ ہوا تھا کہ ملک اجر و کیبہ لڑتا ہوا سامنے لندھور کے آیا لندھور نے بڑھکے اُس سے مقابلہ کیا ملک اجر و کیبہ
نے بصد عجلت تیغۂ آبدار سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغہ سپر پر روک کر وہی ہلکا گرز یہ نعرہ کرکے فرق ملک
اجر و کیبہ پر مارا شعر منم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گردان ٭ منم لندھور بن سعدان شجاع و رستم
دوران ٭ ہرچند ملک اجر و کیبہ نے سپر چہرہ و سر کی پناہ کی لیکن سپر گرز رک نہ سکا سر پر پڑا مغز
سر کا کاسۂ سر سے باہر نکل پڑا اور کاسہ سر ریزہ ریزہ ہوگیا فوراً زمین پر گرکے ہلاک ہوگیا فوج یہ واقعہ
دیکھکر بے دل ہوکر بھاگی جوانان لشکر عبد العزیز اور داراب شاہ کو بصد خرابی لیکر بھاگے وقت
بھاگنے کے ہزارون کفار غازیان اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوے اسیوقت الیاس ہندی وزیر ملک
اجر و کیبہ خدمت لندھور مین دست بستہ حاضر ہوکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور لندھور اور بہرام کو اپنے ہمراہ
دار الامارۂ شاہی مین لیگیا اور بصد عزت و حرمت بٹھا کر زندان مین گیا اور شہپال ہندی اور عادل شیر دل
اور فاضل شیر دل و چیپور ہندی وغیرہ جسقدر سرداران لندھور قید تھے سب کو رہا کرکے پاس لندھور
کے لایا لندھور الیاس ہندی سے خوش ہوا پھر ہر ایک سردار لشکر نے شہپال سے معانقہ کیا اور ہر ایک
کو موافق رتبے و مرتبے کے اپنے قریب بٹھایا علاوہ اہل دربار کے جملہ خاص و عام شہر مسلمان ہوے مسجدین
تیار ہونے لگین لندھور نے حکم دیا کہ جلد بزم عشرت آراستہ ہو بموجب حکم بزم عیش آراستہ ہوئی
ساقیان گلرخسار کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوے پھر دور جام مئے ناب سے چلنے لگا ہر ایک سردار وغیرہ
دربار مین شراب پینے لگا نازنینان خوبرو بزم مین حاضر ہوکر ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین ہر سمت
سے صدائے تہنیت فتح آنے لگی اسی روز لندھور نے ملکہ جہان افروز سے اور بہرام نے ملکہ
مہر افروز سے عقد نکاح کیا اور ہمبستر ہوے بطن جہان افروز سے فرہاد خان یکضربی پسر
لندھور پیدا ہوگا اور شکم مہر افروز سے معظم خان بن بہرام تولد ہوگا انشاء اللہ حال اُنکا لکھا جائیگا
غرض بعد عقد نکاح لندھور اور بہرام نے سُنا کہ داراب شاہ ہندی اور عبد العزیز ہندی مقام
سک سران مین بھاگ کر گئے ہین چونکہ بعد فتح کرنے اجر و کیبہ کے فوج ملک اجر و کیبہ کہ تخمیناً سات لاکھ

تھی اور سب مردمان لشکر مسلمان ہوئے تھے لندھور اور بہرام نے قیصر سوداگر کو خلعت والعام کثیر دیکر اور رخصت کرکے وہی سات لاکھ فوج ہمراہ لیکر سمت جابے قیام ورارب شاہ اور عبد العزیز روانہ ہوئے حال انکا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائے گا

داستان جانا عفریت و ملعونہ کا طلسم زر افشان سلیمانی مین اور قتل ہونا دونون کا دست امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے پھر عقد ہونا حمزۂ صاحبقران کا ملکۂ آسمان پری سے اور آنا دیو بیدادکا

فتح کنندگان مراحل طلسم سخن و زینت دہندگان عروس افسانۂ کہن اس داستان مسرت نشان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ حمزۂ صاحبقران بزم عشرت مین بیٹھے ہوئے گانا سن رہے تھے اور شہپال بن شہرخ دجلہ دیو و پریزاد سرافراز و ممتاز بھی بزم عشرت مین بیٹھے ہوئے نازنینان پریزاد کا گانا سن رہے تھے گلستان ارم مین توشامان عیش و عشرت تھا لیکن عفریت نابکار ملول و غمگین تھا ایک روز عفریت نے اپنی مادر ملعونہ جادو سے پوچھا ذرا دیکھیے تو ہماری زندگی کبتک ہی ملعونہ نے کہانت کے طریقے سے بعد فکر اور غور کہا ای فرزند بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تیری دو ہزار برس کی عمر تھی اب عمر تیری تمام ہونے کو ہی سوا اسے دو ہزار برس کے زیادہ عمر تیری ثابت نہین ہوتی ہی عفریت نے ہوشیار ہوکے پوچھا کیا اب مین مرجاؤنگا ملعونہ نے جواب دیا ہان تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے تو قتل ہو جائیگا عفریت نے پوچھا اب مین کیا تدبیر کرون کیونکر جان اپنی اس آدم زاد سے بچاؤن ملعونہ نے کہا طلسم زر افشان سلیمانی مین چلا جا شاید وہان جان تیری بچ جائے عفریت نے کہا ای مادر مہربان تم بھی میرے ساتھ چلو ملعونہ نے کہا ای فرزند مین ہمراہ تیرے ضرور چلونگی عفریت نے کہا ابھی چلیے ایک لمحہ یہان نہ ٹھہریے مبادا میری قضا یہان آجائے آدم زاد آکر مجھکو قتل کر ڈالے تو غضب ہو ملعونہ بموجب کہنے اپنے فرزند کے اُٹھی اور ہمراہ اپنے پسر کے چلی بعد قطع راہ عفریت اپنی مادر کے ہمراہ داخل طلسم زر افشان سلیمانی ہوا یہ خبر سنکر دیو تندک و دیو برق جلد تر خدمت شہپال بن شہرخ مین حاضر ہوے اور خبر آگاہ پر کھڑے ہوکر بعد مجرا کرنے کے دعا و ثنائے شاہی بجا لاکر اسطرح عرض کرنے لگے اشعار

تا ز تحویل حمل خاک زرجو گردد — تا زبون از حمل نامیہ مانند حمل
تا بحدے کہ جز نزش بمیان جو و حمل — لبعدم خصم درون خستہ چو در تو یہ گناہ
کشتہ مزرعہ الجنت تو پذیرا و نمود — تو بزدن تاختہ از حلم چو از علم دغل

ای شہنشاہ عالیجاہ فلک بارگاہ اسوقت عفریت نابکار خوف تیغ شعلہ بار حضور سے بھاگ کر طلسم زر افشان سلیمانی مین گیا ہی یقین ہی کہ اب اُس طلسم سے نکلکر ملازمان حضور سے مقابلہ نکرے دیو تو یہ عرض کرکے چلے گئے شہپال نے جانب حمزۂ صاحبقران دیکھا امیر با توقیر نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمائیے انشاء اللہ مین اسے طلسم زر افشان سلیمانی مین جا کر قتل کرونگا اس دشمن کو زندہ نہ چھوڑونگا فقط آپ طلسم زر افشان سلیمانی تک مجھے پہونچا دیجیے مین طلسم مین داخل ہوکر اُس نابکار کو تہ تیغ آبدار کرونگا اگر آپ کا دل چاہے تو بنفس نفیس مع لشکر براے سیر و تفریح دل تشریف رکھیے گا جب مین اول نعرہ کرون تو خیال فرمائیے گا کہ عفریت کی ضرب سے مین بچا اور جب دوسرا نعرہ کرون تو جانیے گا کہ مین نے اُسپر تلوار لگائی اور جب تیسرے نعرہ کی آواز سنیے گا تو سمجھ جائیے کہ مین فتحیاب ہوا عفریت قتل ہوا شہپال بن شہرخ نے کہا عفریت بھاگ گیا ہی اب اسکے قتل کرنے کے واسطے طلسم مین جانا عبث ہی

مغرور نہیں ہو علاوہ اسکے تمھاری مفارقت مجھکو گوارہ نہیں ہو امیر با توقیر نے کہا انشاء اللہ مین طلسم کو فتح کرکے اور عفریت
کو قتل کرکے جلد آؤنگا شہپال یہ گفتگو سے حمزۂ صاحبقران سُنکے مجبور رہا آخر اُسی وقت سامان چلنے کا کیا گیا بعد درستی
سامان کے سات لاکھ دیو و پریزاد کو ہمراہ لیکر مع حمزۂ صاحبقران جانب طلسم زرافشان سلیمانی روانہ ہوا قریب
طلسم زرافشان سلیمانی کے پہونچے کوہ زہرمہرہ پر قیام کیا چونکہ ہنگام شب تھا واسطے فتاحی طلسم کے نہ گئے
تمام شب سیر صحراے سبزہ زار اور کوہ زہرمہرہ کی کیا کیے لطف بے اندازہ اُٹھایا کیے جب وہ وقت آیا کہ فتاح
طلسم سیاہی شب طلسم زرافشان مشرق سے عیان ہوا ظلمت شب دور ہوئی جہان پر نور ہوا ابیات
وہ وقت آیا کہ شب مثل رُخ یار ٭ ہوئی پوشیدہ مشتاقون سے اکبار ٭ فروغ صبح پھیلا جیسے دامن ٭ صدا دینے
لگے مرغان گلشن ٭ امیر با توقیر بعد پڑھنے نماز سحر کے شہپال بن شہرخ و دیگر دیو و پریزاد سے رخصت ہوکر
بسم اللہ کہکے کوہ سے اُترے اور ایک جانب صحراے سبزہ زار مین روانہ ہوے راہ مین عجائب و غرائب
دیکھتے ہوے گلہاے خودرو کی سیر کرتے ہوے قدرت رنگارنگ پروردگار مشاہدہ کرتے ہوے چلے جاتے
تھے کسی جگہ ٹھہر جاتے تھے اور پھر آگے بڑھتے تھے یہان تک کہ شام ہوئی تاریکی محیط عالم ہوئی اُسوقت حمزۂ
صاحبقران نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مین زیر کوہ زہرمہرہ کھڑا ہون امیر با توقیر نہایت متحیر ہوے اور
خیال کرنے لگے کہ مین نے تو صبح سے شام تک صحرا نوردی کی تھی اِسوقت جو خیال کرتا ہون تو یہ وہی مقام
ہو جہان سے روانہ ہوا تھا یہ خیال کرکے امیر با توقیر نے بالاے کوہ دیکھا کہ لشکر شہپال اُترا ہو امیر با توقیر
بالاے کوہ تشریف لے گئے اور شہپال سے تمام حال بیان کیا جب صبح ہوئی پھر حمزۂ صاحبقران ہر ایک
سے رخصت ہوکر جانب در طلسم زرافشان سلیمانی بصد حیرانی روانہ ہوے دن بھر صحرا نوردی کیا کیے
شام کو پھر زیر کوہ اپنے تئین دیکھکر متحیر ہوے غرض اِسی طرح تین روز برابر حمزۂ صاحبقران نے بادیہ پیمائی
کی اور شب کو پھر زیر کوہ اپنے تئین پایا چوتھے روز عبدالرحمن جنی نے لوح طلسم زرافشان امیر با توقیر کو
لاکر دی اور عرض کیا بغیر لوح دیکھے کوئی کام نہ کیجیے گا حمزۂ صاحبقران لوح طلسم زرافشان لیکر خوش
ہوے اور شہپال وغیرہ سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوے جانب درۂ کوہ طلسم بسم اللہ کہکے لوح گلے
مین ڈالکے چلے بعد دوپہر راہ طی کرنے کے درۂ طلسم پر پہونچے درۂ طلسم کو عجب نورافشان دیکھا اگر اُسکی تعریف
کیجاے تو نہایت طول ہوگا غرض بعد دیکھنے درۂ طلسم کے امیر با توقیر نے ملاحظہ فرمایا کہ قریب درۂ طلسم ایک
اژدر کلان بیٹھا ہو دمبدم اُسکے مُنھ سے شعلے نکلتے ہین اور اُن شعلون کی حرارت سے وہ جگہ گویا کرۂ نار ہو
زمین مانند تابۂ آہن جل رہی ہو ہر ایک ذرہ اُس زمین کا رشک آفتاب ہو زمین پر نام و نشان سبزے کا نہین
ہو اژدر جسوقت دم کشی کرتا ہو بڑے بڑے سنگ مثل خار و خس کے اپنی جگہ سے حرکت کرکے اُسکے دہن مین
چلے جاتے ہین اور جسوقت وہ اژدر سانس لیتا ہو ایسے شعلے اُسکے دہن سے نکلتے ہین کہ اگر شعلہ ہاے نار سقر
بھی اُن شعلون کے قریب آئین تو کیا عجب ہو کہ جل جائین حمزۂ صاحبقران برکت لوح سے ہلاک تو نہ ہوے
لیکن حرارت شعلہ ہاے اژدر سے نہایت پریشان خاطر ہوے تشنگی اور گرسنگی سے عجب حالی ہوا اُسوقت
بحکم خالق کون و مکان حضرت خضر علیہ السلام حمزۂ صاحبقران کے پاس تشریف لاے حمزۂ صاحبقران نے
سلام کیا اُن حضرت نے جواب سلام دے کر پانی پلایا اور ایک کلچہ دے کر فرمایا کہ جسوقت خواہش
طعام ہو تو اسی کلچہ کو کھا نا سیر ہو جاؤگے جس روز یہ کلچہ ہو جائیگا اُسی روز پردہ اُستاد

سے تمھارا جانا ہوگا یہ کہکر حضرت خضر نظر سے پنہان ہوگئے امیر باتوقیر نے کلچہ کھاکر اور پانی پی کر لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ جو اژدر آتش فشان نظر آتا ہے یہی دہنہ طلسم کا ہے بے خوف وخطر یہ اسم ورد زبان کرکے دہن اژدر مین کود پڑ جو کچھ نظر آئیگا دیکھنا امیر باتوقیر بموجب حکم لوح آگے بڑھکر دہن اژدر مین کود پڑے تھوڑی دیر تک ظلمات و پیچان دہن اژدر مین چلے گئے اور آنکھین امیر باتوقیر کی بند ہوگئین جب ایک جگہ حمزۂ صاحبقران ٹھہرے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو عجب صحراے ہولناک اور دہشت افزا ہے سراسر آفت خیز و پر بلا ہے ہر ایک خار خونخوار ہے ہر ایک قدم پر نشان صدمۂ آزار ظاہر ہین خیال جز درازی دشت وحشتناک لا نہین سکتا ہے سمند وہم سبک رو قیامت تک بھی دشت کو طے نہین کرسکتا ہے ایسا ویران ہے کہ انسان تو کیسے چرند و پرند بھی کوئی نہین ہے دمبدم بگولے اٹھتے ہین صحرا سے بھاگ کر جانب فلک جاتے ہین ہوا گرم چلتی ہے ذرا بھی نہین ٹھہرتی ہے خوف سے جلد گذر جاتی ہے زمین حرارت آفتاب سے از حد جلتی ہے ایک ایک ذرہ صحرا کا مانند آفتاب چمکتا ہے میدان صحرا عرصۂ حشر سے وسیع تر ہے قیامت کا وحشت اثر ہے نظر پردۂ چشم سے بوجہ خوف اور جل جانے کے خیال سے نہین نکلتی تھی ایسی لون بادیہ وحشت افزا مین چلتی ہے کہ سایہ فقد جل جانے کے خوف سے جلتی زمین پر ایک جگہ نہین ٹھہرتا ہے دمبدم زیر قدم چھپتا ہے رنگ سایہ کا بوجہ جلنے کے سیاہ نظر آتا ہے سناٹا صحرا کا رستم دلون کو ڈراتا ہے ابیات

مسافر مہمان مرگ ہر آن
نہین ہوتی تھی بیتابی کم و بیش
بیابان مین ہر اک سو تھا اندھیرا

وہان انسان تو کیا سایہ بھی مسدود
یہ عالم دیکھکر گھبرا گیا دل
کہین شعلہ فشان غول بیابان
ابھی تھا دن ابھی شب کا گمان تھا

نہ تھا جز التفات فضل معبود
کہ کانٹے راہ مین تھے وان حائل
کہین تھے نیشتر خار مغیلان
برنگ بار نگ کیا کیا آسمان تھا

تمازت پر فروغ مہر تابان
بلا مین سیکڑون تھا یہ درپیش
غبار اسود رخ وان چھایا ہوا تھا

غرض بہزار دقت حمزۂ صاحبقران آگے بڑھے دیکھا ایک شجر خشک مین ایک زن بدصورت بندھی ہے امیر باتوقیر نے اسکے قریب جاکر پوچھا عفریت کہان ہے زن بدصورت نے ترش رو ہوکر جواب دیا کہ اے شخص مجھکو معلوم تو ہے مگر مین تجھے وہان تک لیجا نہین سکتی امیر باتوقیر نے پوچھا کیا سبب ہے اسنے پھر برہم ہوکر جواب دیا کہ شاید تو اندھا ہے ارے نہین دیکھتا کہ مین بندھی ہوئی ہون کیونکہ تیرے ہمراہ چلون امیر باتوقیر نے اسے درخت سے کھولدیا وہ عورت آگے چلی حمزۂ صاحبقران اسکے ساتھ پیچھے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے وہ عورت ایک ایسی جگہ پہونچی جس جگہ آٹھ دیو بیٹھے ہوے شراب پی رہے تھے اس عورت نے دیوون سے باآواز بلند کہا ارے کیا بیٹھے ہوے بیکشی کررہے ہو غضب ہوا فتاح طلسم داخل ہوگیا مین اسے بہ مکر و فریب یہانتک لائی ہون جلد اٹھکر اسے قتل کرو لوح طلسم چھین لو ساحران دیو صورت یہ تقریر اس زن پر تذویر کی سنکے اٹھے اور دار شمشاد اور اژدر پشت نہنگ اٹھا اٹھاکر حملہ ور ہوے حمزۂ صاحبقران بھی ضرب سلیمانی کھینچکر لڑنے لگے دیوون کو قتل کرنے لگے ہرچند امیر باتوقیر نے تا دیر شمشیر زنی کی اور بہت سے دیو قتل کیے لیکن دیو بڑھنے لگے غور سے جو امیر باتوقیر نے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ایک دیو قتل ہوتا ہے اور چار اور پیدا ہوتے ہین تھوڑی دیر مین تین ہزار ساحران دیو صورت پیدا ہوے اور چارجانب سے امیر باتوقیر کو گھیر کر لڑنے لگے اسوقت امیر باتوقیر متردد ہوے اور جلدی لوح پر نظر کی لوح سے ثابت ہوا اے طلسم کشا اگر قیامت تک اسی طرح لڑیگا تو بھی دیو قتل نہ ہونگے بلکہ بڑھتے جائینگے جب تک یہ بلاسان جادو تیرے جو سامنے کھڑا ہے قتل نہ ہوگا یہ مرحلہ ہرگز فتح نہ ہوگا تجھے لازم ہے کہ یہ اسم بزرگ

پیکان تیر پر دم کر کے سینے پر اُس ساحر کے جلد لگا اگر تیرے تیر سے بلاسان جادو ہلاک ہوا تو یہ مرحلہ ابھی فتح ہو جائیگا
امیر نے بموجب حکم لوح اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کر کے اور تیر چلہ کمان مین رکھکر کمان کھینچی بقدرت پروردگار
تیر کمان سے نکلکر سینۂ بلاسان پر اسطرح پڑا کہ سینے کو توڑ کر پشت سے نکلگیا ساحر زمین پر گرا بعد ایک لمحہ کے تڑپکر
ہلاک ہوگیا اُسوقت آندھی سیاہ آئی شور و غل بلند ہوا بیر سحر کے فریاد کرنے لگے پھر آواز آئی افسوس مارا مجھکو اور قتل کیا مجھکو
نام میرا بلاسان جادو تھا بعد چار گھڑی کے وہ غل و شور اور تاریکی دفع ہوئی امیر باتوقیر نے دیکھا فقط ایک لاش اُس
ساحر کی پڑی ہے اور ہزاروں تختے کاغذ کے زمین پر پڑے ہوئے ہوا سے اُڑتے ہین حمزۂ صاحبقران نے
خیال کیا یہ کاغذ کے وہی ساحر ہین جو مجھے گھیرے ہوئے تھے اور مجھسے لڑتے تھے یہ خیال کر کے امیر باتوقیر
آگے بڑھے حرارت آفتاب و دیگر آفتین سحر کی ساحر کے ہلاک ہونے سے دفع ہوگئین جب امیر باتوقیر نے
تھوڑی راہ طے کی دور سے ایک قصر نظر آیا بغور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قصر مین دو پنجرے آہنی لٹک رہے ہین قصر
مین کوئی نہین ہے اور پنجرون مین انسان بند ہین جب حمزۂ صاحبقران قریب قصر پہونچے ایک پنجرے مین
سے ایک شخص نے باواز پکار کے کہا سلام علیک اے حمزۂ صاحبقران امیر باتوقیر نے جواب دیکر پوچھا
تم کون ہو کسنے تمھین پنجرے مین بند کیا ہے اُسنے کہا مین جنو دسبز قبا ہون بھائی شہپال بن شہرخ کا عفریت
نے مجھے اور ریحانہ پری کو گرفتار کر کے اِس طلسم مین اسیر کیا ہے حمزۂ صاحبقران نے خوب پہچان کر عکس
لوح کا دونون پنجرون پر ڈالا قفس دونون معدوم ہوگئے اہل قفس رہا ہوگئے جنو دسبز قبا
رہا ہو کر کہنے لگا آپ نے مجھے نہایت احسان کیا اِس قید سے رہا کیا یہ کہکر جنو دسبز قبا ریحانہ پری
کو لیکر چلا گیا امیر باتوقیر بعد جانے ریحانہ پری اور جنو دسبز قبا کے آگے بڑھے بعد بہت راہ طے
کرنے کے ایک تالاب نظر آیا درمیان تالاب کے دیکھا کہ ایک میل نصب ہے اور اُس میل پر
ایک پتلا فولادی گردش کر رہا ہے مثل پھرکی کے گھوم رہا ہے پانی تالاب کا اُسکے گھومنے سے بڑھتا ہے امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے بغیر دیکھنے لوح کے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر نکالا پھر تاک کر اُس پتلے کو
تیر مارا پتلا تیر سے اُڑ کے پانی مین گرا اور پانی مین گردش کرنے لگا اُسکے گردش کرنے سے اِسقدر
پانی بڑھا کہ حمزۂ صاحبقران کے قریب آگیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے گھبرا کر لوح کو دیکھا لوح سے
ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا غضب کیا تو نے بغیر دیکھے لوح کے پتلے پر تیر مارا اگر اِس پانی سے تیرا کوئی عضو بھی
تر ہو جائیگا تو ابھی تو مثل پانی کے بہ جائیگا لوح کچھ کام نہ آئیگی اِس پانی سے ہرگز نہ بچائیگی اب بہتر یہی ہے کہ
جلد تر اس اسم جلیل کو تیر پر دم کر کے پتلے کو تاک کے تیر لگا اگر پتلے پر تیر پڑا تو یہ مرحلہ بھی فتح ہوا ورنہ
تو پانی ہو کر کوئی دم مین بہ جائیگا غرق دریا ہے فنا ہو جائیگا امیر باتوقیر نے یہ حکم لوح سے پا کر اسم جلیل
جلد پیکان تیر پر بعد تعداد معین دم کر کے اُس پتلے کو تاک کے تیر لگایا بقدرت خالق بحر و بر تیر اُس
پتلے پر ایسا آتشناک پڑا وہ پتلا جلکر خاک سیاہ ہوگیا تالاب کا پانی خشک ہوگیا تاریکی محیط عالم ہوئی
ہوا ے تند چلنے لگی بیر سحر کے غل مچانے لگے پھر آواز آئی افسوس مارا مجھکو طلسم کشا نے نام میرا
آبر بز جادو تھا بعد اُس آواز آنے کے تاریکی دفع ہوگئی تالاب کا نام و نشان نظر آیا امیر نے
شکر خدا کیا پھر کلچہ عطیہ حضرت خضر علیہ السلام نکالا اور سیر ہو کر کھایا پھر جو دیکھا تو کلچہ بدستور تھا امیر باتوقیر
نے کلچے کو اپنے پاس رکھکر پانی کی جستجو کی ایک چشمہ نظر آیا امیر باتوقیر نے لوح کو دیکھا لوح سے معلوم ہوا

کہ اس پانی کے پینے سے اور ہاتھ اس پانی مین ڈالنے سے کچھ ضرر نہ ہوگا یہ چشمہ اصلی ہے امیر باتوقیر نے چشمہ سے پانی لیکر
پیا اور منہ دھویا بعد ہاتھ اور منھ دھونے کے امیر عالی وقار آگے بڑھے ناگاہ صداے نقارہ کان مین آئی امیر باتوقیر
اور آگے بڑھے ایک قصر نظر آیا جب امیر عالی وقار اس قصر مین گئے نقارہ نواز تو کوئی نظر نہ آیا لیکن دیکھا کہ عفریت
نابکار فرش پر غافل سو رہا ہے امیر باتوقیر نے نوک خنجر پاے عفریت مین چبھوئی عفریت نے کسی قدر ہوشیار ہوکر
اور آنکھین نہ کھول کے کہا اے مچھرو یہان بھی مجھے بہ آرام و راحت سونے نہین دیتے ہو کاٹتے ہو تمھین مار ڈالونگا
اور اپنے کاٹنے اور خون پینے کا تمسے عوض لونگا حمزہ صاحبقران نے کہا او نابکار ہوشیار ہو مین حمزہ
صاحبقران ہون اگر چاہون تو مار ڈالون مگر خلاف شجاعت ہے تو جلد اٹھکر مجھسے مقابلہ کر ہوس جنگ دل سے
نکال لے پھر یہ عقرب سلیمانی ہے اور تیرا سر ہے عفریت نابکار اسی غفلت مین تقریر امیر باتوقیر سنکے بیدار
ہوا اور اٹھکے بصد غضب کہنے لگا کہ او مزاد مین تیرے خوف سے یہان آکر چھپا تو یہان بھی میری جان لینے
اور مجھے قتل کرنے کو آیا یہ کہکر عفریت نے دار شمشاد اٹھائی اور بصد قہر و غضب سر پر امیر باتوقیر کے
لگائی امیر باتوقیر نے نعرہ کیا پھر امیر عالی وقار نے دار شمشاد ہر چند سپر پر روکی لیکن گھٹنون تک پانون زمین
مین غرق ہوگئے ثابت ہوا کہ سر پر ہاتھ کر پڑا شانہ اور بازو کو کسی قدر صدمہ پہونچا امیر نے ضرب دار شمشاد روک کر
عقرب سلیمانی کھینچکر کمر عفریت پر لگائی ہر چند عفریت نے چاہا دار شمشاد پر شمشیر کو روکون لیکن عقرب سلیمانی
شمشیر لاثانی دار شمشاد کو کاٹ کر کمر پر پڑی عفریت پیچھے ہٹا دو ٹکڑے تو نہ ہوا لیکن نصف سے زیادہ کمر اسکی
کٹ گئی خون قصر مین بہنے لگا عفریت نے زمین پر گر کے بمنت کہا اے آدمزاد واسطے تجھکو اپنے خدا کا ایک ہاتھ
تلوار کا اور لگا تا کہ اچھی طرح ہلاک ہو جاؤن اس صدمہ تکلیف سے نجات پاؤن امیر باتوقیر نے بموجب قسم
دینے کے پھر تلوار لگائی مگر نعرہ نہ کیا عفریت کا سر کٹ گیا فوراً تن و سر سوے فلک بلند ہوگئے بعد
ایک لمحہ کے عفریت ہنستا ہوا سامنے حمزہ صاحبقران کے آیا اور کہنے لگا دو کیا تلوار لگائی ہے اب
اور ایک ہاتھ تلوار کا لگاؤ لڑنے سے باز نہ آؤ امیر باتوقیر یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوے عفریت نے
وہی دار شمشاد اٹھاکر امیر پر لگائی امیر باتوقیر نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر عقرب سلیمانی کمر پر لگائی
عفریت نے تلوار دار شمشاد پر نہ روکی یون ہی کھڑا رہا جب تلوار کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر
گرا فی الفور دونون ٹکڑے زمین سے سوے فلک گئے بعد ایک ساعت کے دو عفریت بنکر سامنے امیر
باتوقیر کے آئے اور لڑنے لگے ایکی مرتبہ امیر عالی وقار نے غضبناک ہوکر دونون پر عقرب سلیمانی لگائی دونون عفریت
بیخوف و خطر اور آگے بڑھے تا کہ اچھی طرح تلوار پڑے جب عقرب سلیمانی دونون پر پڑی چار ٹکڑے ہوکر
زمین پر گرے اور پھر زمین پر تڑپ کے بلند ہوے اور ایک لمحہ کے بعد چار عفریت ایک ہی شکل و صورت
کے سامنے امیر باتوقیر کے آئے اور دار شمشاد اور گرز پشت نہنگ لے لیکر امیر باتوقیر پر حملہ ور ہوے
اسی طرح امیر باتوقیر قتل کرتے جاتے تھے اور عفریت چار کے آٹھ اور آٹھ کے سولہ ہو جاتے تھے یہانتک کہ بیس
پچیس عفریت ایک شکل اور ایک صورت کے فراہم ہوکر امیر باتوقیر سے لڑنے لگے اور چار طرف سے امیر باتوقیر
کو گھیر لیا اسوقت امیر باتوقیر نے سجدہ کر درگاہ خداوند عالم مین یہ دعا کی کہ پروردگارا ان دیوون سے
میرے فساد سے مجھکو بچا اور اس حال عجیب و غریب کی حقیقت مجھپر کسی طرح ظاہر کر مین بہت متحیر ہون کہ کیا وجہ
ہے کہ عفریت قتل ہوکر بڑھتے جاتے ہین مین اتنے کثرت سے لڑونگا آخر کو تھک گیا گر پڑونگا یہ نابکار سب مجھے

مار ڈالین گے جسدم یہ دعا امیر باتوقیر نے کی فوراً دعا درگاہ خدا مین قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت خضر علیہ السلام قریب
امیر عالی وقار کے آئے اور بعد سلام اسطرح ارشاد فرمانے لگے ای امیر باتوقیر تمنے بڑا غضب کیا پہلے عفریت
پر دوسرا ہاتھ تلوار کا بیکار لگایا خیر اب توجہ ہوا وہ ہوا ابتو مناسب ہی کہ سامنے جو کنواں ہی اُس کوئین مین کود
پڑو چاہ مین مادر عفریت بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی اُسے قتل کرو اور آگے اُسکے جو سر عفریت کا رکھا ہوا ہی اُسے
اُٹھا لاؤ وہ سر عبد الرحمن جنی کو دینا اور وہ موافق اُس عفریت کے ایک جام بنا دیگا تمھارے کام
آئیگا علاوہ اُسکے جب ملعونہ کو قتل کرنا تو اُسکے سر مین سے ایک دانہ گوہر سلیمانی کا نکلیگا وہ دانہ بھی لے لینا
امیر باتوقیر بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام حملہ عفریتون سے لڑتے ہوے اُس کوئین تک بصد دشواری
پہونچے اور اُس کوئین مین کودے ملعونہ جادو بزور سحر شبیر سنکر حملہ ور ہوئی امیر باتوقیر نے عقرب سلیمانی
سے اُسے قتل کیا جسوقت ملعونہ جادو قتل ہوئی اسقدر تاریکی ہوئی کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا ہواے تند و تیز
بکثرت چلنے لگی برف جانب فلک سے گرنے لگی بڑے بڑے پتھر بھی سمت چرخ سے گرنے لگے شور و غل
از حد بلند ہوا پہر بھر کامل یہی حال رہا پھر آواز آئی افسوس ہزار افسوس طلسم کشا نے قتل کیا مجھکو کہ نام
میرا ملعونہ جادو تھا بعد اِس آواز آنے کے تاریکی ہر طرف ہوئی شور و غل بھی موقوف ہوا آفتاب نظر آیا
روشنی ہوئی امیر باتوقیر نے سر ملعونہ سے دانہ گوہر سلیمانی نکالا پھر سر عفریت اُٹھا لیا وہ جملہ
عفریت جو سحر کے تھے ملعونہ کے قتل ہونے سے سب کاغذ کے پتلے ہوگئے غرض امیر باتوقیر
جب سر عفریت لیکر آئے حضرت خضر کو نہ دیکھکر چونکہ نہایت تھکے ہوے تھے ایک پلنگ دراز پر
لیٹ کر سو رہے چونکہ صداے نعرہ امیر باتوقیر قریب چونسٹھ کوس کے جاتی تھی اسوجہ سے کوہ زمرد پر
پر دو مرتبہ نعرہ امیر کی آواز سنکے شہپال بن شہرخ کو تردد ہوا اور اشکبار ہوکے عبد الرحمن جنی سے
کہا ای عبد الرحمن بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران دست ساحران سے قتل ہوگئے اگر زندہ
ہوتے تو ضرور تیسری مرتبہ نعرہ کرتے کیونکہ یہی کہ گئے تھے عبد الرحمن جنی نے عرض کیا آپ مطمئن رہین
بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ طلسم فتح ہوگیا کسی وجہ سے امیر باتوقیر نے تیسرا نعرہ نہ کیا اگر حضور کو میرے
عرض کرنے کا یقین نہ ہو تو خود تشریف لیجاکر ملاحظہ کر لین شہپال نے کہا اچھا چلو مین ضرور چلونگا جبتک
امیر کو زندہ نہ دیکھونگا میرے دل کو قرار نہ ہوگا غرض عبد الرحمن جنی شہپال کے ہمراہ طلسم زرافشان
سلیمانی مین آیا چونکہ طلسم ٹوٹ چکا تھا راستہ بخوبی تھا اور کچھ خوف نہ تھا جب شہپال بن
شہرخ راہ طی کرکے وہان پہونچا جس جگہ امیر باتوقیر سو رہے تھے شہپال امیر کو دیکھکر
گھبرایا عبد الرحمن جنی نے امیر باتوقیر کو بیدار کیا شہپال نے خوش ہوکر امیر باتوقیر کو
گلے سے لگایا احوال مہمات طلسم کا پوچھا امیر باتوقیر نے کل حال بیان کیا پھر امیر نے عبد الرحمن جنی
سے فرمایا یہ سر عفریت کا لیجاؤ کاسہ کموافق اِسکے بنا لاؤ عبد الرحمن جنی نے عرض کیا بہت خوب
کاسہ بنا کر پیش کرونگا بعد اِس گفتگو کے شہپال و عبد الرحمن جنی نے مال و اسباب
طلسمی نکلوایا پھر تمام مال و اسباب طلسم کو لیکر امیر باتوقیر پر زر و جواہر نثار کرتے ہوے
بصد خوشی و خرمی بارگاہ سلیمانی مین لائے جبتک قریب تخت کے پہونچے دنگل پر امیر باتوقیر بیٹھے اور مجلس
دربار آراستہ ہوا شہپال بن شہرخ کچھ عبد الرحمن جنی کے کان مین آہستہ کہکر تخت سے استعفا

اور بارگاہ سلیمانی سے چلا گیا بعد جانے شہپال کے سب بیٹھے عبد الرحمن جنی امیر با توقیر کے چہرے پر نظر کرکے مسکرایا امیر با توقیر نے باعث ہنسی کا پوچھا عبد الرحمن نے خوش ہوکر عرض کیا ای حمزہ صاحبقران مبارک ہو اب عقد آپ کا ملکہ آسمان پری کے ساتھ ہوگا ہر چند کہ عہد طفلی سے ملکہ آسمان پری آپ سے منسوب ہی اور زوجہ آپکی پردہ قاف مین مشہور رہی لیکن موافق شرع عقد ہونا بھی ضرور رہی کہ باہم وصل ہو کوئی اولاد پیدا ہو یہ عرض کرکے ترنج خوشبو جین دربار مین سینۂ امیر با توقیر پر مارا اُسوقت جملہ اہل دربار خوش ہوکر تہنیت دینے لگے حمزۂ صاحبقران نے مسکرا کر عبد الرحمن جنی سے فرمایا ای عبد الرحمن آگاہ ہو تا وقتیکہ مین ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان سے عقد نہ کر لونگا ملکہ آسمان پری سے نکاح نہ کرونگا عبد الرحمن جنی نے عرض کیا یا امیر با توقیر یہ پردۂ قاف ہی مالک و حاکم یہان کا شہپال بن شہرخ ہی ملکہ آسمان پری عہد طفلی مین آپسے منسوب ہو چکی ہی اول عقد آپ کو ملکہ آسمان پری سے کرنا چاہیے پھر آپ کو اختیار ہی جس سے چاہے عقد کیجیے گا اگر ملکۂ آسمان پری کے ساتھ بالفعل عقد نہ کیجیے گا تو شہپال آپ کو تا حیات پردۂ قاف سے جانے نہ دیگا اور اگر عقد کر لیجیے گا تو بعد چھ ماہ کے یہان سے چلے جائیے گا وہان جاکر ملکۂ مہر نگار سے عقد کیجیے گا حمزہ صاحبقران نے گفتگوے عبد الرحمن جنی سُنکے دیر تک فکر کی بعد فکر بسیار ارشاد فرمایا ای عبد الرحمن جنی خیر جو کچھ تمنے کہا مجھے منظور ہی جسوقت امیر نے یہ فرمایا عبد الرحمن جنی خوش ہوے نازنینان پریزاد حسب الطلب عبد الرحمن جنی بارگاہ سلیمانی مین آکر ناچنے لگین اور تہنیت دینے لگین مبارکباد گانے لگین اُن نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

جدائی آپکو منظور تھی ہمسے اگر پہلے
اٹھاتے کیون مصیبت جانتے یہ ہم اگر پہلے
لگایا جسنے دل ہمسے محبت جسنے کی اُس سے
سفر کرنے سے صاحب کے ہمارا ہی سفر پہلے
کیے تھے قول و اقرار یہ کیا جانکر پہلے
وہی عشقہ کی باتین ہین وہی عشقہ زبانی ہی
کبھی چاہا نہین ہمنے کسیکو عمر بھر پہلے
گنواتے جان کیون اپنی لگاتے کسلیے دلکو
بڑے ہی بیمروت ہین یہ سب معشوق دنیا کے
وہی جھگڑا بکھیڑا ہی جو تھا آٹھون پہر پہلے
لیا گر نام جانے کا تو میری جان جائیگی
تمھاری بیوفائی کی اگر ہوتی خبر پہلے

اُس نازنین نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر جسدم یہ غزل گائی جملہ اہل بزم شاد و مسرور ہوے حمزۂ صاحبقران بھی خوش ہوے غرض اسی طرح شب و روز پردۂ قاف مین بزم ہاے عیش و طرب آراستہ ہونے لگین پردہ نازنینان پریزاد جا بجا بزمہاے عیش و عشرت مین رقص و نغمہ اسی روز سے کرنے لگین شہپال بن شہرخ سامان عقد ملکہ آسمان پری کرنے لگا جب بادشاہان پردۂ قاف کو براے شرکت بزم عشرت نامے لکھے گئے دیو اور پریزاد نامے لیکر روانہ ہوے ایک نامہ شہپال نے سمندون ہزار دست کو بھی لکھا اُس نامے مین بعد احوال قتل عفریت ملعونہ جادو کے شہپال بن شہرخ نے تحریر کیا تھا کہ ای سمندون ہزار دست فی الحال میری دختر نیک اختر ملکہ آسمان پری کی شادی ہی تمھین لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے ہمارے نامے کے بخوشی و خرمی آکر شریک بزم عشرت ہو مجھکو اپنا مخلص خالص تصور کرو غرض جب نامہ اس مضمون کا تحریر ہو چکا شہپال نے ایک دیو کو نامہ دیکر فرمایا یہ نامہ سمندون ہزار دست کو جاکر دے آ دیو بموجب حکم نامہ لیکر روانہ ہوا حال اُس نامہ کا اور کیفیت سمندون ہزار دست کی آگے کبھی لکھی جائیگی لیکن اب حال اور نامہ برون کا لکھا جاتا ہی کہ جب دیو و پریزاد نامے لیکر بادشاہان پردۂ قاف کے پاس پہونچے ہر ایک بادشاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر بعد خوشی مع لشکر کثیر سمت گلستان ارم روانہ ہوا

گلستان ارم مین حمزۂ صاحبقران اور ملکۂ آسمان پری کا کپڑے ملبچھ کے پہننا ساچق اور مہندی کا ہونا گو کہ یہ رسوم اصل دفتر مین مرقوم نہ ہوئے لیکن کمترین نے موافق قاعدۂ ہندوستان کے اِنکو لکھا ہی اور شاہان پردۂ قاف کا بصد شوکت آنا شریک بزم عشرت ہونا نازنینان پریزاد کا ہر ایک بزم عشرت مین رقص و نغمہ کرنا اور ہر ایک بزم عشرت کا بعنوان شایستہ آراستہ ہونا و دیگر سامان و تکلفات اگر مختصر بھی یہ خاکسار لکھے تو بھی دفتر مطول ہو جائیگا پس اِسی وجہ سے کل حال تحریر نہین کیا اور بیان کرنا حالات کا حوالہ قصہ خوان کر دیا گیا غرض جب روز برات کا آیا زیادہ تر ہر طرف سامان عشرت ہوا ہر طرف گلستان ارم مین صدہا بلکہ ہزار محفل علے قدر مراتب دیو و پریزاد کی آراستہ ہوئین ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین دیو و پریزاد بصد خوشی بیٹھکر نازنینان پریزاد کا ناچ دیکھنے لگے میکشی بصد خوشی کرنے لگے صداے نغمہ نازنینان پریزاد تا فلک جانے لگی ہر سمت سے صداے تہنیت و مبارکباد آنے لگی ہر چند کہ کثرت دیو اور پریزاد کی گلستان ارم مین اِسقدر تھی کہ ہزارہا فرسخ تک دیو اور پریزاد ہی نظر آتے تھے اور قدم گاو زمین اُنکے بار سے تھراتے تھے لیکن کوئی دیو اور پریزاد ایسا نہ تھا کہ رقص نازنینان پریزاد نہ دیکھتا ہو اور میکشی نہ کرتا ہو اور اغذیۂ لطیف نہ کھاتا ہو جس جگہ دس دیو یا پانچ پریزاد بھی خیمہ مین بیٹھے تھے اُنکے سامنے بھی علے قدر مراتب نازنینان پریزاد رقص کرتی تھین اور ملازمان شہپال اُنکے خاطر و ضیافت اور مہمانی بعنوان شایستہ کرتے تھے اگر کوئی دیو پریزاد کسی شی کو طلب کرتا تھا ملازمان شہپال فی الفور دے دیتے تھے روشنی ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین اور ہر ایک مقام پر دو جانب اِسدرجہ تھی کہ وہ شب شب برات سے زیادہ پر نور تھی نہین نہین وہ روشنی گلستان ارم مین شب عقد امیر سے ایسی تھی کہ غیرت وہ تجلی طور تھی آنکھین اندھون کی بھی کثرت روشنی سے روشن ہو گئین تھین شکلین دیو سیاہ کی فرط ضیا سے پر نور ہو گئین تھین ظلمت شب کافور ہو گئی تھی زمین پردۂ قاف کثرت روشنی شمع و چراغ سے پر نور ہو گئی تھی ہر ایک ذرہ زمین کا غیرت آفتاب و ماہتاب تھا ہر ایک راستہ گلستان ارم کا رشک کہکشان تھا ہر چراغ کوکب تابان سے زیادہ تر منور تھا اور ہر ایک شمع محفل ماہ سے بدرجہا زیادہ ضیا بار تھی زمین پردۂ قاف بہ طعن و تشنیع فلک سے یہ کہتی تھی کہ ای پیر فلک ذرا جھانک کر دیکھ آج اِسقدر شمع و چراغ یہان جلوہ گر ہین کہ تجھپر ستارے بھی اِسقدر نہ ہونگے اور آج کثرت روشنی سے اسدرجہ پرنور ہون کہ تو بھی کبھی ضیاے مہر و ماہ و کواکب سے روشن اور منور نہ ہوا ہوگا فلک پیر تقصیر زمین سنکے بجائے خود یہ کہتا تھا کہ زمین پردۂ قاف فی الواقع سچ کہتی ہی آج کی شب گلستان ارم مین تاریکی کا نام و نشان بھی نہین ہی کبھی زمین پردۂ قاف گنبد گردون سے یہ کہتی تھی کہ ای فلک تو اپنے خیمۂ کہنہ پر مغرور نہ ہو یہان کروڑہا بارگاہ و خیام تحفہ و نو تیرے خیمہ سے بلند و بہتر اِستادہ ہین تیرے خیمۂ زنگاری کے سامنے اِنکی کیا بساط ہی غرض کہان تک احوال کثرت دیو اور پریزاد و کیفیت جملہ محفلون کی وہ حال روشنی و آتشبازی وغیرہ لکھون بہتر یہی ہی کہ اب ذکر بزمہاے عالم کو ترک کرکے بزمہاے خاص کا کچھ حال رقم کرون مراد بزم خاص سے یہ ہی کہ دو محفلین ہین ایک بزم مین حمزۂ صاحبقران دولہا بنے ہوئے سر پر سہرہ زرتار باندھے ہوئے خلعت شادی زیب تن کیے ہوئے مسند زرین پر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے تھے گرد دار اشوب جنی و دار اشوب جنی و دیو اکوان و دیو سیاہ مک دطومان کاس و اکثر شاہ و شہریار پردۂ قاف علے قدر مراتب بیٹھے تھے بزم عشرت جملہ دیو اور پریزاد معزز و ممتاز سے مملو تھی ساقیان گلرخ و گل پیرہن خوش شمر و غنچہ دہن بصد عشوہ و ناز جامہاے بلورین مین مئے ناب اہل بزم کو

پلاتے تھے نازنینان پریزاد خورشید جمال عدیم المثال غنچہ دہن ورنگین پیرہن بہ ہزار ناز و انداز ناچتی تھین اور غزلین عاشقانہ گاتی تھین مطرب فلک اُنکے رقص ونغمہ سے خجل اور شرمندہ ہوتی تھین وہ بزم عشرت اس تکلف سے آراستہ تھی کہ بزم جمشید بھی مثل اُسکے کبھی آراستہ نہ ہوئی ہوگی کثرت روشنی سے بارگاہ سلیمانی قبہٴ نور معلوم ہوتی تھی کیونکہ ایسے کنول وغیرہ روشن ہین کہ بموجب بیت ہانڈیان جھاڑ کنول اس نور کے مہر روشنی مہر مہ چنبر نثار رہے علاوہ روشنی کے تکلفات بزم کا کیا بیان ہو وہ پریزادون کا بزم مین یمین ویسار بیٹھنا وہ گلدستون کی بزم مین کیفیت وہ نازنینان پریزاد کا گانا اور ناچنا عبدالرحمن جنی وغیرہ کا حمزہ صاحبقران کی جانب سے انتظام کرنا وہ دمبدم دورہٴ جام مئے گلگون ہونا لایق دید تھا دوسری بزم خاص مین ملکہ مثل ماہ شب چہاردہ جلوہ افروز تھی گرد صدہا بلکہ ہزارہا خواتین ذیوقار پریزاد گلرخسار و رنگین پیرہن بیٹھی تھین بزم خواتین پریزاد کے حسن خداداد سے پرنور تھی گویا ایک باغ حسن وجمال بیمثال نادر تمثال گلستان ارم مین دیکھنے والونکو نظر آتا تھا حسینان پردہ قاف کا جماؤ تھا حوران باغ جنان اُنھین دیکھکر اُنکے حسن پر رشک کرتی تھین اور اُن سب نازنینان پریزاد کے حسن کی تعریف مین یہ اشعار مناسب ہین اشعار

حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چاردہم
یاد کرتی ہی رہی دامن مژگان کی جھپک
جلوہ نہر کہ سینے مین ہون جسکی ہر لہر
کھیل جاوے وہین کا لاجوڑے اُنکی لٹک

ایک ایک دیکھیے نور ہجا وہ بیت حجاب
زلفین یون چہرے پہ بکھری ہوئی ناگن پر دل
دل ڈبو دینے کو عشاق کے دریا انک
رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کا رنگ

چہرہ وہ تھین ایسی ہو گئی کہ شب نہ روز رہے
جسطرح ایک کماوسنے پہ شبنم و بالک
ناگنی پیچ وہ ایسے کہ نہ ماسنے پانی
آگے غیبت کے خیالات زدہ سنبل کی ڈلک

ہر ایک نازنین پریزاد خوبی وحسن مین بے نظیر تھی عجب وہ بزم بے عدیل بر بر چرخ فلک پر تھی ملکہ آسمان پری کو نازنینان پریزاد نے دلہن بنایا تھا ملبوس عروسی پہنایا تھا مسند زرنگار پر بخوبی بناو سنگار کرکے بٹھایا تھا یعنی پیشانی نورانی پر افشان چنی تھی آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار لگایا تھا حنا دست وپائے نازک مین ملی تھی ملبوس تن مین عطر سہاگ ملا تھا زلفین عنبرین سنواری تھین زیور جواہر نگار بیش بہا نایاب پہنایا تھا گھونگھٹ مین رخ ملکہ آسمان پری نہان تھا اُسوقت حسن وجمال ملکہ آسمان پری زیب و زینت سرا پا سے دوچند تھا نازنینان پریزاد حسن سراپائے ملکہ آسمان پری پر نظر کرکے خوش ہوتی تھین کیونکہ حسن سراپائے ملکہ کا زینت سے یہ عالم تھا اشعار

ہزارون دیکھنے شکل کنیم تھے مشتاق
مراجیون کو ہے سایچے مین نور کے ڈھالا
کہ جاندار قنادیل نور تھی محرم
کہ ملک حسن کے سرکش تھے دونون دوبالا
جگر کو تھام کے ہاتھونسے رہگئے لاکھون
شناور عشق کے دریا کا سیکڑون ڈوبا
سوا خدا کے کسے علم غیب ہے معلوم
حجاب بالغ ہی اور سدرہ ہی شرم وحیا
وہ ساق سیمین تھی پاکیزہ نور کی صورت

لبون پہ تھا مسی وپان جو عجب عالم
گلوے نور تھا وہ شمع طور سے زیبا
اب آگے کیا کرون تعریف عمر مومنین
وہ آئین حسین تھین کا نوری دونون جلوہ نما
کہ وہ وہ دیکھی جوبن کے اُسکے تھے آگے
جب اُسکے آتش شکم صاف دیزم کو دیکھا
نہ پایا اُسکی کمر کا کسی نے جبکہ نشان
کمر ہی اُسکی مگر اس زمانے مین عنقا
جلا دے مردے کو ٹھوکر سے کہین ہو ازار
پری کی شکل وہ اُس حور کے تھے سراپا

دہان وشعلہ ہو جس طرح سے تہ و بالا
وہ گول ساعد و بازو جو دیکھے سو دیکھے
جو ہوے محرم راز اس سے تھا عیان کہنا
تھا بزار زرہ پوش یا کمر سے تھے دو
دکھاتے شان تھے اپنی لیے ہوے بھالا
وہ ناف اُسکی تھی گرداب بحر حسن جہان
تو عقل گم شدہ اسطرح سے ہوئی گویا
اب آگے ہوتی ہے تعریف مین بھی گستاخی
بھرے ہوے رستون کو آئے ذکر سرین اُسکا
فلک بہ کاہش ہر سے ہلال جھکے جیسے

جو دیکھے بدر منیر اسکا ایک ناخن پا
جو ذکر اس قد موزون کا باغ خلد مین آئے

مرصع زیور و پوشاک فاخرہ پہنے
تو سرنگون ہو خجالت سے قامت طوبا

جو دیکھے اسکو ملک کہ اٹھے وہ صل علےٰ
رہ بروے ملکہ آسمان پری نازنینان

پریزاد بصد ناز و انداز اسطرح ناچتی تھین کہ مطرب فلک بھی انکے رقص کو دیکھکر کان پکڑتی تھی اکثر نازنینان پریزاد ساقی گری کرتی تھین بزم عشرت مین نازنینان پریزاد کو شراب پلاتی تھین غرض کہ عجب عجب رقص و میکشی کی تھی کہ کسی نے کبھی دیکھی تھی نہ سنی تھی اشعار

صدائے قلقل کی شیشون کے دہن سے
کسیلے لب پہ کہیں سنتا ہون ایسی
نہ کچھ باقی رہے جو رو برو ہو
لبالب بھر رہا ہی اسکو مے سے

کہین سامان بزم مہ جبینان
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام
کوئی گویا کہ مے ٹپکا دہن مین
کسی مینا سے لب پر کہ ساقی
کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی

کسی جا لطف بزم نازنینان
کوئی بیہوش محو خواب آرام
پلا ہم صحبتا نہ انجمن مین
نہ ایسا ہو کہ ہم رہجائین باقی
کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی

کرو مسرور فیض انجمن سے
کوئی نادم کہ توبہ ہی کیون کی
کسی کو حوصلہ خالی سبو ہو
ہتھیلی پر کوئی ساغر کو رکھے

بیان کیفیت بزم نازنینان

پریزاد مین زبان قاصر ہی خاموش رہنا باعث آبروے سخن ہی اسی عیش و عشرت مین جب رات زیادہ آئی شہپال بن شہرخ و دیگر شاہان پردۂ قاف وغیرہ نے باہم مشورہ کیا کہ اب عقد پڑھنے کے واسطے دو شخصونکو تجویز کرنا چاہیے تاکہ قبل نصف شب عقد ہونا چاہیے یہ خبر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے سنی فورًا عبدالرحمن جنی کو اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ جبتک خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہان نہ آئین گے اور عقد میرا نہ پڑھین گے مین ہرگز عقد نہ کرونگا اور وہ فی زمانہ کعبہ مین ہین انکا یہان آنا دشوار ہی عبدالرحمن جنی نے عرض کیا ای امیر با توقیر مجھے معلوم ہی فی زمانہ خواجہ عمرو قلعۂ گرجستان مین ہین انکا یہان آنا کچھ مشکل نہین ہی کوئی دیو جاکر ابھی انھین لے آئیگا یہ عرض کرکے عبدالرحمن جنی نے ایک نامہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کیطرف سے خواجہ کو لکھا خلاصہ مضمون نامے کا یہ تھا کہ ای خواجہ عمرو بمجرد پہونچنے اس نامے کے ہمراہ حامل نامہ ہمارے پاس چلے آؤ کچھ خوف و خطر اور کسی طرح کا خیال نہ کرنا جب نامہ تیار ہوا امیر با توقیر نے اس نامے پر اپنی مہر کی عبدالرحمن جنی نے جلد وہ نامہ دیو تنندک کو دیا اور کہا بعجلت تمام قلعۂ گرجستان مین جاکر یہ نامہ خواجہ عمرو کو دینا اور انھین بآرام تمام لیکر یہان آنا خبردار توقف نہ کرنا دیو تنندک نامہ لیکر فورًا روانہ ہوا خواجہ عمرو قلعہ گرجستان مین ایک جگہ بیٹھے ہوے طعام تناول کر رہے تھے امیر با توقیر کو یاد کر رہے تھے ناگاہ نوالہ حلق مین اٹکا خواجہ نے کہا عجب نہین کہ کوئی نامہ بر آتا ہو اگر قاصد حمزۂ صاحبقران یہان آئیگا تو مین بھی ضرور رہی ایک عرضی اس مضمون کی لکھونگا کہ ای امیر با توقیر آپ جلد تشریف لائیے ملکہ مہرنگار آپ کے انتظار مین نہایت بیقرار ہین علاوہ اسکے ترسا پین اس قلعہ کو گھیرے ہوے ہی ہم سب قلعہ بند ہین ابتک تو مین نے کرور ہا روپیہ اور جواہر بیش بہا زنبیل سے نکال کر اور جواہر کو بیچ کر سرداروں اور غیر سرداروں کی خبر لی مگر اب زنبیل خالی ہوگئی ہی ایک پھوٹی کوڑی بھی نہین ہی زنبیل مین خاک اڑ رہی ہی محتاج اور فقیر ہوگیا ہون جلد میری خبر لیجیے جسقدر مین نے روپیہ صرف کیا ہی فرد حساب لکھکر بھیجے دیجیے تھوڑا غلہ اور اس قلعہ مین ہی جب غلہ ہوجائیگا سب آدمی کثرت گرسنگی سے ہلاک ہوجائینگے مین کسی طرف کو چلا جاؤنگا اب روپیہ کہان سے لاؤنگا جو خرید کرکے سب کو کھلاؤنگا اور ترسا پین سے لڑونگا ملکہ مہرنگار کی حفاظت کرونگا اور اہل لشکر کی خبر لونگا کہانتک مردمان لشکر کو کھانا کھلاؤنگا خصوصًا پہلوان عادی آپ کے برادر کو اکل و شرب سے سیر و سیراب کہانتک کرونگا وہ سیکڑون دیگون سے

برنج پختہ نکالکر ایک وقت کھا جاتا ہی اور مجھسے کہتا ہی ابھی پیٹ نہین بھرا اور کچھ کھلاؤ مین اسکے سیر اور آسودہ
ہونے کے اسقدر طعام کھانے سے نہایت عاجز ہون ایک لشکر کثیر کی تعداد غذا کے موافق کھاتا ہی اور پھر پیٹ
پیٹ کر کہتا ہی کہ ہائے بھوک کے مارے دم نکلا جاتا ہی خواجہ عمرو ابھی کھانا کھا رہے تھے اور مضمون عرضی لکھنے کا
جو تحریر کیا گیا ہی علاوہ اسکے اور سوچ رہے تھے یکایک فصیل قلعہ پر ایک دیو دراز قامت و مہیب صورت خواجہ
کو نظر آیا ہرچند کہ خواجہ دیو کو دیکھکر نہایت خائف ہوئے لیکن جسارت کرکے پکارے او خبیث تو کیون
آیا ہی کیون مجھے گھور کے دیکھتا ہی مین کھانا کھا رہا ہون نظر لگاتا ہی جا دور ہو دیو تنذک گفتگو سے خواجہ عمرو کے سنکے
ہنسا پھر بغور شکل خواجہ عمرو کی دیکھکر ڈرا سمجھا یہ کوئی بلائے بے درمان ہی یہ سمجھکر دیو تنذک کسیقدر ٹھہرکے آگے
بڑھا خواجہ عمرو نے خائف ہوکر جلد گلیم اور جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور جلد کھڑے ہوکر جال الیاسی دیو تنذک پر
مارا دیو تنذک خائف تو تھا ہی اب زیادہ ڈر کے پیچھے ہٹ گیا جال سے بچا خواجہ عمرو نے ادھر ڈر کے گلیم اوڑھ لی دیو تنذک خواجہ
عمرو کے غائب ہوجانے سے زیادہ تر خائف ہوا آخر پکارا یہان جو بیٹھا تھا کہان چلا گیا مجھے ایک بات پوچھنی ہی خواجہ عمرو
نے جواب دیا کہ کیا پوچھتا ہی دیو تنذک یہ سنکے پریشان و حیران ہوا کہ آواز تو آتی ہی مگر کوئی نظر نہین آتا ہی آخر بعد
حیران ہونے کے دیو تنذک نے کہا مین پردۂ قاف سے آیا ہون نامہ حمزہ صاحبقران کا لایا ہون خواجہ عمرو کے
سوا کسی اور کو نہ دونگا اگر تجھے خواجہ عمرو کے حال سے آگاہی ہو تو مجھے بتادے کہ وہ کس جگہ ہین خواجہ عمرو نے
یہ سنکے خیال کیا شاید یہ فریب کرتا ہی یہ خیال کرکے خواجہ نے گلیم اوڑھے ہوئے پوچھا نامہ امیر کا کہان ہی لا مجھکو دیدے
مین خواجہ کو دیدونگا دیو تنذک نے نامہ نکالکر دینے کو ہاتھ بڑھایا اور خواجہ عمرو نے گلیم سے ہاتھ نکالکر نامہ لیا
سرنامہ پڑھا پھر سرنامہ پر مہر امیر با توقیر کی دیکھکر سرنامہ کو چاک کیا نامہ نکالکر پڑھا جب مضمون نامہ سے بخوبی
آگاہی ہوئی اور خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ دیو تنذک کو امیر با توقیر نے بھیجا ہی اسوقت خواجہ عمرو نے گلیم
اتاری اور کہا اے دیو میرا ہی نام عمرو ہی دیو تنذک نے کہا اگر آپ ہی کا نام عمرو ہی تو جلد چلیے مین آپ کو
پردۂ قاف مین لیچلون خواجہ عمرو نے کہا تم ٹھہرو مین ابھی چلتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار کے پاس گئے
اور کہنے لگے اسوقت مین بضرورت ایک جگہ جاتا ہون انشاء اللہ جلد آؤنگا کچھ تردد و فکر نہ کرنا ملکہ مہر نگار
نے پوچھا کہان جاؤ گے خواجہ نے کہا کہدونگا اسوقت بیان نہ کرونگا ورنہ دیر ہوگی یہ کہکر اور سردارون سے
رخصت ہوکر دیو تنذک کے قریب آئے اور کہا مجھے لے چل دیو تنذک نے ایک تخت پر خواجہ عمرو کو بٹھایا بعضے
راوی یہ کہتے ہین کہ خواجہ عمرو کو اپنے دوش پر بٹھایا غرض بہر طور دیو تنذک خواجہ کو قلعہ گرلستان سے لیکر جانب
پردۂ قاف روانہ ہوا اثنائے راہ مین خواجہ عمرو نے دیو سے پوچھا کچھ تجھکو یہ بھی معلوم ہی کہ امیر نے مجھے
کیون بلایا دیو تنذک نے جواب دیا اور تو مجھے کچھ نہین معلوم لیکن حمزہ صاحبقران کا آجکی شب عقد ہی
آپکو بزم عشرت مین بلایا ہی خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ امیر با توقیر صیغۂ عقد مجھسے پڑھوائینگے یہ سمجھ کے خواجہ عمرو
خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہی ملیگا یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے دیو تنذک سے
پوچھا کیون میان دیو تنذک پردۂ قاف مین تو جواہر بیش بہا بہت ہوگا ہر ایک دیو او پریزاد کے
پاس بڑے بڑے ٹکڑے ہیرے اور الماس کے ہونگے کچھ جواہر تمھارے پاس بھی ہی اگر اسوقت
موجود ہو تو ہمین دکھاؤ ہم جواہر خوب دیکھتے ہین دیو تنذک نے جواب دیا اے خواجہ میرے
پاس تو جواہر نہین ہی اگر ہوتا تو مین آپ کو دکھا دیتا خواجہ عمرو یہ سنکے ناخوش ہوئے پھر ایک

کوہ بلند کے قریب پہونچکر خواجہ نے دیو سے کہا ذرا مجھے اس کوہ پر اتار دے دیو نے حسب الحکم خواجہ کو کوہ پر اتار دیا
خواجہ نے زنبیل سے پوشاک نفیس نکالکر پہنی اور مالے مروارید آبدار کے گلے مین ڈالے غرض بعد تبدیل کرنے پوشاک کے پھر
خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے دیو تندک خواجہ عمرو کو لیکر چلا اور بعد قطع راہ پردۂ قات مین پہونچا خواجہ عمرو تخت سے
اتر کر بارگاہ سلیمانی مین گئے امیر باتوقیر خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوے پھر باشارۂ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
کچھ دیو اور پریزاد براے تعظیم خواجہ عمرو اٹھ کھڑے ہوے خواجہ عمرو بھی حمزہ صاحبقران اور بزم عشرت
کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور بعد آداب وتسلیمات حمزۂ صاحبقران سے ملکے مسند پر بیٹھے جب شہپال کو
خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو قلعۂ گرلبستان سے واسطے نکاح پڑھنے کے آئے ہین شہپال یہ سنکے خوش ہوا
ادھر حمزۂ صاحبقران نے احوال سرداران نامدار اور کیفیت مزاج ملکۂ مہرنگار خواجہ عمرو سے پوچھی خواجہ
نے تمام حال جنگ وجدال کا بیان کیا اور کل سرداروں وغیرہ کے مفصل حالات ظاہر کرکے کہا ای امیر
باتوقیر ملکہ مہرنگار کو آپ کا انتظار ہی آپ کے ہجر مین دل اسکا بیقرار ہی اکثر یہ اشعار آپ کے فراق مین اشکبار
ہوکر بصد آہ وفغان وردزبان کرتی ہی اشعار

لیتی ہون کبھی صبا سے روکر
چشمون سے ہی بڑھکے اشکبار کی
لالہ دیتا ہی داغ دل کو
ہر درد جو نالہ وفغان ہی
دل عہد سے فزون ہی اپنا بیتاب

کسنا دلبر سے حال یکبہر
مہلت دیتی نہین ہی زاری
بھاتی نہین سیر باغ دلکو
سب باغ وبہار گل خزان ہی
آنکھون کو نہین ہی الفت خواب

روتی ہون جو آٹھ آٹھ آنسو
دیتے ہین گل چمن نئے خار
گلگشت سے داغدار ہی دل
نرگس کی روش ہوئی ہون بیمار
ہی چشم کو انتظار دیدار
یہ ہجر ہو جب عدو سے جانی

ہنستے ہین یہ طفل اشک بررو
ہی دار سے بڑھکے سرو گلزار
بان غیرت لالہ زار ہی دل
ہر پھول چمن کا ہوگیا خار
منظور نظر ہی وصل ای یار
دشوار نہ کیون ہو زندگانی

ای امیر باتوقیر یہ اشعار وردزبان کرکے ملکہ ہمیشہ زار زار روتی ہی آپ کے فراق مین اسکا عجب حال ہی گرفتار رنج و
ملال ہی آپ کو اسکے حال پر رحم کھانا چاہیے جلد یہان سے اسکے پاس جانا چاہیے امیر باتوقیر جلد احوال سنکے
ملول ہوے خواجہ سے آہستہ کہنے لگے کہ بعد چھ مہینے کے اگر ملکۂ آسمان پری نے مجھکو رخصت کیا تو ضرور
یہان سے روانہ ہونگا اور ملکہ مہرنگار کے پاس اپنے تئین پہونچاؤنگا ای خواجہ تم جاکر ملکہ سے یہی کہدینا کہ بعد
چھ مہینے کے امیر باتوقیر تمھارے پاس آئینگے خواجہ نے عرض کیا مین یہی جاکر کہدونگا خواجہ عمرو تو امیر
باتوقیر سے یہ باتین کررہے ہین ناچ ہورہا ہی انھین تو ناچ دیکھنے اور باتین کرنے مین مصروف ومشغول
رہنے دیجیے لیکن اب حال اس دیو کا سنیے کہ جو نامہ لیکر سمندون ہزاردست کی جانب روانہ ہوا تھا جب وہ
دیو راہ طی کرکے دربار سمندون ہزاردست کے قریب پہونچا دیوون نے سمندون ہزاردست سے
جاکر عرض کیا کہ ایک دیو نامۂ شہپال لیکر حاضر ہوا ہی امیدوار باریابی ہی سمندون ہزاردست نے حکم دیا
نامہ بر کو بلالو دیو بموجب حکم نامہ بر کو روبروے سمندون ہزاردست لیگئے دیو نامہ بر نے دربار مین جاکر
سمندون ہزاردست کو سلام کیا اور نامہ شہپال بن شہرخ کا سمندون ہزاردست کو دیا پھر بموجب
حکم سمندون ہزاردست نامہ بر اپنے رتبے کے موافق دربار مین بیٹھ گیا سمندون ہزاردست نے
نامہ پڑھوا کر تمام وکمال سنا عفریت اور ملعونہ کے قتل ہوجانے سے سمندون ہزاردست کو نہایت
صدمہ ہوا پھر دیو نامہ بر سے مخاطب ہوکر سمندون ہزاردست نے کہا تم جاؤ شہپال بن شہرخ سے
کہدینا اگر میرا دل چاہیگا تو آؤنگا اور شریک بزم عشرت ہونگا یہ کہکر دیو نامہ بر کو رخصت کیا دیو سلام

کرکے وہان سے جانب گلستان ارم چلا بعد روانہ ہونے دیو نامہ بر کے سمندون ہزار دست غم عفریت وملعونہ
مین اشکبار رہا اور کہنے لگا افسوس ہزار افسوس عفریت اور ملعونہ جادو تو قتل ہوجائین اور آدفراد دونونکو قتل
کرکے اسمان پری کے ساتھ شادی کرے اور بخوبی عیش وعشرت کرے میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اس آدفراد سے عفریت
اور ملعونہ کے خون ناحق کا انتقام لون جس طرح اسنے عفریت اور ملعونہ کو قتل کیا ہے اسی طرح اسے بھی قتل
کرون عوض خوشی وشادی کے شہپال بن شہرخ کو حمزہ صاحبقران اور آدفراد کے غم والم مین رولاؤن
یہ کہکر اہل دربار کی جانب مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے دیو خونخوار نامدار تم مین سے کون ایسا شجاع اور بہادر ہے
کہ لشکر کثیر ہمراہ اپنے لیکر جلد تر جاوے اور آدفراد کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آئے دیو بیداد بھانجا
سمندون ہزار دست کا یہ سنکے اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا اے ماموں صاحب آپ مجھے روانہ
کیجیے مین امیر باتوقیر کو جاکر ہلاک کرونگا اور سر اسکا تن سے جدا کرکے آپ کے پاس لے آؤنگا سمندون
ہزار دست نے یہ گفتگو اپنے بھانجے کی سنکے فوراً دو لاکھ دیوون کی جمعیت سے اسے روانہ کیا
دیو بیداد بصد عجلت راہ طے کرکے بعد آنے دیو نامہ بر کے گلستان ارم مین اسوقت پہنچا کہ بزم عشرت
ہر طرف آراستہ تھی ہر ایک بزم مین دیو پریزاد بیٹھے ہوے بصد راحت وآرام نازنینان پریزاد کا رقص
دیکھ رہے اور گانا سن رہے تھے امیر باتوقیر کشورگیر حمزہ صاحبقران جی کبھی خواجہ عمرو سے باتین
کرتے تھے کبھی رقص نازنینان پریزاد دیکھتے تھے شہپال بن شہرخ بھی مصروف انتظام عیش ونشاط
تھا دیو بیداد یہ رنگ دیکھکر بصد غیظ وغضب حمزہ صاحبقران پر حملہ ور ہوا ہمراہیان دیو بیداد
اہل بزم عشرت پر ظلم کرنے لگے دارشمشاد اور آرہ پشت نہنگ سے غافل پاکر اہل بزم کو قتل اور زخمی کرنے
لگے دیو بیداد بھی دارشمشاد سے اہل بزم کو ہلاک کرنے لگا جب اہل بزم عشرت سنبھلکر کھڑے ہوے اور
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران عقرب سلیمانی کھینچکر مسند زرنگار سے اٹھے اسوقت بخوبی لڑائی ہونے لگی
جانبین کے دیو وپریزاد قتل ہونے لگے شہپال بن شہرخ یہ حال دیکھکر گھبرایا اور جلد فوج کثیر لیکر آیا
دیو بیداد سے جدال کرنے لگا اسوقت جتنی مغلین تھین سب درہم وبرہم ہوگئین لیکن دیو وپریزاد جس قدر
گلستان ارم مین اسوقت موجود تھے سبھون نے دارشمشاد اور آرہ پشت نہنگ اٹھاکر یکبارگی
دیو بیداد کے لشکر پر حملہ کیا آخر دیو بیداد نے قریب حمزہ صاحبقران پہونچکر نعرہ کیا کہ او آدفراد
غضب کیا تونے عفریت اور ملعونہ کو قتل کیا ہے انکا انتقام اسوقت تجھسے لونگا تجھے قتل کرونگا نام
میرا دیو بیداد ہے بخوبی ظلم کرونگا سر تیرا کاٹ کر اپنے ماموں دیو سمندون ہزار دست کو دونگا یہ
نعرہ کرکے دارشمشاد سر امیر باتوقیر پر لگائی امیر باتوقیر نے سہہ کو لپیٹ کر سپر فولادی پر دارشمشاد
کو تو روکا لیکن پسینا آگیا بعد روکنے دارشمشاد کے امیر باتوقیر نے بھی نعرہ کیا نعرہ امیر عرب حمزہ شیردل
ابر وگشتہ سہراب ورستم ودل علی جسوقت امیر باتوقیر نے بھی نعرہ کیا دیوون اور پریزادون کے جگر تھرا گئے دل
ہل گئے کوہ تھرانے لگے دیو بیداد ڈر گیا امیر باتوقیر نے نعرہ کرکے عقرب سلیمانی اس ظالم کے بائین پر لگائی
تیغ کمر پر پڑی دیو بیداد دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور لاشہ اسکا تڑپنے لگا بعد ایک لمحے کے تڑپ کر
مرگیا پھر امیر باتوقیر اور دیوون سے لڑنے لگے اسوقت دیو اور پریزاد لشکر کا بے شہپال کے ہمراہیان
دیو بیداد کو مثل چونٹیون کے پامال کرکے ہلاک کرنا شروع کیا یہانتک کہ چند دیو تو لاشہ دیو بیداد کا

بمشکل اٹھاکر نالان وگریان جانب دیو سمندون ہزار دست بھاگے ماباقی کو ملازمان شہپال ودوستان شہپال بن شہرخ نے گھیر کر قتل کیا اورکسی زندہ نہ چھوڑا بعد قتل ہونے ملازمان دیو سمندون ہزار دست کے شہپال اور حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو وغیرہ خوش ہوکر پھر بزم مین بیٹھے لاشین دیوون کی اٹھوائی گئین ہر ایک بزم عشرت از سر نو آراستہ ہوئی دور جام مئے ارغوانی ہونے لگا نازنینان پریزاد ناچنے لگین صدائے سازون کی بلند ہوئین آخر وہ وقت آیا کہ برات بجلوس وتجمل سے مکان عروس کی طرف بہ نوبت ونقارۂ شادی روانہ ہوئی جملہ دیو وپریزاد اعلے وادنے ہمراہ سواری نوشاہ یعنی حمزۂ صاحبقران بصد شوکت وشان روانہ ہوئے خواجہ عمرو بھی ہمراہ امیر با توقیر چلے جب برات مکان عروس پر پہونچی امیر مرکب سے اترے ملازمان شہپال امیر با توقیر و دیگر دیو وپریزاد معزز وممتاز کو ایک مکان وسیع مین لے گئے امیر با توقیر بالائے مسند زرتار بیٹھے دیو وپریزاد گشتاہ وشہریار بھی یمین ویسار حمزۂ صاحبقران بیٹھے اُسوقت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے اس مکان کی طرف جو نظر کی تو ملاحظہ کیا **اشعار**

زمین ہمرنگ صحن آسمان ہے　تکلف سے بچھے ہین جابجا فرش　کہ رنگین چار دیوار مکان ہے
ہجوم ماہرویان چارسو ہے　تماشا گر دراہ آرزو ہے　لبساط خاک ہے آئینۂ فرش
بنا ہے غازۂ رو رنگ محفل　عیان جلوہ بخش انجمن ہین　دوبالا ہے ہر اک کا حسن کامل
صراحی سجدۂ مستانہ مین ہے　ادائے خدمت پیمانہ مین ہے　برنگ غنچۂ گلگون پیرہن ہین
طلبگار حواس وہوش باقی　بلند آہنگ ہین سے نغمے برابر　نگاہ مست گرم ناز ساقی
سکوت وجد مین ہے شور محشر

حمزۂ صاحبقران آراستگی بزم دیکھکر متحیر ہوئے پھر بجبر دبیٹھے حمزۂ صاحبقران سے زیادہ تر ساقیان سیمتن مئے ارغوان پلانے لگے ایک نازنین پریزاد بصد کرشمہ وناز بہزار سوز وساز رقص کرنے لگی **اشعار**

ہوا ہنگامۂ محشر دوبالا　طرب سے حوصلہ دل کا نکالا　ہوئی بے پردہ دختر رز سبو سے　لگی کرنے لگاوٹ آرزو سے
مئے ساغر نے نکہت جوش کی دی　لب ساقی نے رخصت نوشکی دی　حدیث قلقل مینا سے لبریز　ہوئی ایمان فروش زہد وپرہیز
سر تقوی خمار آلودہ ہوکر　گرا پھر نالۂ پائے خم پر　پشیمان شرم توبہ دل سے نکلی　چھپا کر منھ سر محفل سے نکلی
نہ سنتا پند واعظ کوئی کم نوش　ہر اک تھا مثل مینا پنبہ در گوش　ہوا برق بلا انداز رقاص　لگا گھر کرنے دل مین ناز رقاص
موافق ساز سے آواز ہوکر　ہوئی پردے سے باہر ناز ہوکر　وہ انگیز بدن انداز کے ساتھ　وہ لینا منھ پہ آنچل ناز کے ساتھ
وہ موج بوے گل پر ہر کلائی　دکھاتی تھی اداکو خوش ادائی　لیے توپھیری وہ حور ثانی　سر فتنہ پہ دست مہربانی
کبھی کج انگلیو سے لئے ماہ پارا　قیامت سے کتفی سر گرم اشارا　صدائے صور تھی گھنگرو کی جھنکار　ہوئے خوابیدگان خاک بیدار

بعد رقص کرنے کے نازنین پریزاد نے یہ غزل گانا شروع کی **غزل**

نظر کیا کور باطن کو جمال دوست آئیگا
جو ہین برق جمال عارض دلدار دیکھونگا
بہ رنگ بوے گل اس گلشن دنیا سے جائیگا
ازل کے روز سے ہین کشتۂ تیغ تغافل ہین
مرا سر تا قیامت تک حسینون کو رلائیگا
مجھے شرم گنہ ہے خوف کیا نار جہنم سے

ضعیف و ناتوان ہین جاؤن کیونکر کوچۂ جانان تک
تو مجھکو بھی مثال حضرت موسے غش آئیگا
شب وصلت مین غافل پا اُس شوخ جفاجو کو
مجھے کیا خاک شور فتنۂ محشر جگائیگا
رہائی عمر بھر مجھ زار کی ہوگی نہ زندان سے
مرا اشک ندامت آتش دوزخ بجھائیگا

سینہ دل ہے کے نور معرفت سے طرح پائیگا
سنا ہے یہ جوان ہوکر ہر اک جنت مین جائیگا
مریگا الفت رخسارۂ رنگین مین جو لاغر
کہا دل نے کہ پھر ایسا موقع ہاتھ آئیگا
ہوا ہون خاک مین غم دوست جلکر طور کی صورت
فلک نے بخیر کے گھر مین مری تربت بنائیگا
ستاکر مجھکو دم مینا پر خوش ہو ہو کے کہتا ہے

تجھے ہوگی جو بیٹھنی تو مجھکو چین آئیگا
رسائی ای ہنر ہوگی جو بام قصر جانان پر
ہما کی طرح سے اوج سعادت ہاتھ آئیگا

غرضکہ بزم عشرت میں نازنین پریزاد نے بناز و ادا یہ غزل پر درد عاشقانہ روبروے اہل بزم گائی جملہ صاحبان محفل خوش ہوے نازنین کے گانے کی تعریف کرنے لگے پھر اور غزل گانے لگی بزم میں تو نازنین پریزاد غزل گا رہی ہی اہل بزم سن رہے ہیں نازنین کو تو گانے دیجیے اب شہیال بن شہرخ کا احوال سنیئے کہ شہیال نے اختر شناسوں کو طلب فرما کر اسطرح ان سے پوچھا بموجب اشعار

کہا اختر شناسوں سے زبانی | بتاؤ کیا ہی شکل آسمانی
خبر دو گردش شمس و قمر سے | کرو واقف فلک کی خیر و شر سے
پئے شادی کوئی ہنگام بہتر | کرو تقویم کی رو سے مقرر
انھوں نے دی دعا شاہ جہانگیر | زبان پر لائے یوں حرف بیانگیر
کہ زہرہ مشتری دونوں برابر | پڑے ہیں ایک ہی خانہ میں آکر
اسد میں نیر اعظم ہو داخل | قمر نے قوس میں پائی ہی منزل
دو پیکر میں عطارد آگیا ہی | زحل بھی دلو میں صورت نما ہی
ستاروں کی بہت اچھی نظر ہی | سراپا دوستی راحت اثر ہی
پسند خاطر اقدس اگر ہو | شب یکشنبہ عقد سپہر ہو
یہ سنکر شہ نے فرمایا بہت خوب | یہی ہی مابدولت کو بھی مرغوب
دیا اختر شناسوں کو بہت زر | کیا رخصت بجاہ و حشمت و زر

شہیال نے موافق کہنے ستارہ شناسوں کے اسی شب کو کہ وہی شب شب یکشنبہ ہی آخر شب کو بساعت سعید و وقت ہمایوں کشتی جواہر نگار میں نقل و کوزۂ قند اور شیشۂ شربت رکھوا کر بزم عشرت میں بدست پریزاد بھیجا پریزاد نے کشتی قریب امیر باتوقیر کے رکھدی خواجہ عمرو اور عبد الرحمن جنی نے موافق تاکید و تمناے زنان پریزاد کے تعداد زر مہر خراج ہفت کشور مقرر کرکے برضامندی عروس و نوشاہ عقد پڑھا بعد عقد ہونے سے جملہ عزیز و غیر خوش ہوے شہیال نے جہیز بھیجا یا ہزاروں دیو اور پریزادوں کو خلعت دیے پھر بزم میں ہر ایک جانب سے صداے تہنیت و مبارکبا د بلند ہوئی ابیات کھلے غنچے دلوں کے صورت گل مبارکباد کا ہر سو ہوا غل بعد فراغت پائی خویش و اقربا نے بعد لگے ہر سمت بجنے شادیانے بعد رسوم شربت وغیرہ کے خواجہ عمرو کو حمزۂ صاحبقران نے دو صندوقچے جواہر سے بھرے ہوے دیے اور سواے صندوقچوں کے اور بھی بہت مال و زر دیا خواجہ عمرو نے کہا اب مجھکو قلعۂ گرلبستان میں پہونچوا دیجیے وہاں زنگوہین نابکار قلعہ کو گھیرے ہوے ہی اسکی ذات سے مجھے خوف ہی اور یہ فرمائیے کہ آپ کب تک ملکۂ مہرنگار کے پاس تشریف لائیے گا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا عبد الرحمن جنی نے تو مجھسے کہا ہی کہ بعد چھ مہینے کے یہان سے چلے جائیے گا اگر ملکۂ آسمان پری نے مجھے جانے کی اجازت دی تو بعد چھ مہینے کے میں تمھارے پاس آؤنگا یہ کہکر دیو تندک وغیرہ کو طلب کیا اور فرمایا جلد خواجہ کو بہ آرام تمام قلعۂ گرلبستان میں جس جگہ سے انھیں لایا ہی وہین پہونچا دے دیو تندک نے خواجہ سے کہا ای خواجہ آئیے تخت پر سوار ہو جیے خواجہ نے یہ سنکے خیال کیا کہ اب جاتا تو ہوں اور جو کچھ ہاتھ آجاے لے لوں یہ خیال کرکے کشتی جواہر نگار مع نقل اور کشتی پوش اٹھا کر نذر زنبیل کرنا چاہی عبد الرحمن جنی نے کہا ای خواجہ اس کشتی کے نقل میں نصف ہمارا حصہ ہی فقط آپ آدھے نقل وغیرہ لے لیجیے کشتی رکھ دیجیے خواجہ نے کہا تم تو کچھ بیوقوف ہو نقل اور چکنی ڈلیاں و الاچیاں لیکر کیا کروگے اور کشتی کو جو کہتے ہو تو یہ میرا حق ہی جہاں نکاح پڑھتا ہوں کشتی لے لیتا ہوں یہ کہکر کشتی نذر زنبیل کی عبد الرحمن جنی نے ہنسی سے تو کہا ہی تھا مسکرا کے خاموش ہو رہے خواجہ عمرو و حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہو کر تخت پہ بیٹھے دیو تندک وغیرہ خواجہ عمرو کو لیکر جانب قلعۂ گرلبستان روانہ ہوے حال انکا پھر لکھا جائیگا بعد جانے خواجہ کے

اور بعد ہونے عقد کے پھر نازنینان پریزاد ناچنے لگیں اُسوقت ایک نازنین پریزاد خوش گلو نے روبرو امیر با توقیر یہ غزل گانا شروع کی غزل

انکی آنکھون سے مجھے نسبت ہمچشمی کیا
دیکھ وہ شوخ ادا کافر ترسا آیا
لو رقیبون سے وہ کہتے ہین جلانے کیلیے
سمجھے ماما کہ دم وعدہ فردا آیا
یہ غلط ہی کہ حسینون سے حذر لازم ہی
مین جگر سوختہ داغ تمنا آیا
ہون وہ دیوانہ عریان کہ عدم سے تسلیم

شب کو ہمسایہ مین وہ شوخ جو تنہا آیا
کسطرف دھیان ترا نرگس شہلا آیا
ادب بادہ پرستی نے یہ رتبہ بخشا
خواب مین جاکے اُسے اور بھی ترسا آیا
روتے ہین دیکھ کے روتے ہوے مجکو کیون گو
روکنے سے دل وحشت زدہ دونا آیا
وحشت انگیز مرے دشت سے کچھ بڑھکے نہین
پردہ پوشی کو مری دامن صحرا آیا

کیا کہون مین دل بیتاب مین کیا کیا آیا
تھام لے دل کو ذرا شیخ کہ مشکل ہی بچا
سر جھکاتا رہا جو سامنے شیشا آیا
کون دیکھے گا اُسے تاب نظارہ ہی کسے
اشک کے ساتھ کوئی پارۂ دل کیا آیا
سینکے سوز دل پروانہ تری محفل مین
آج دامن مین طرف بجذ مین ہوتا آیا

نازنین پریزاد نے غزل تمام کی تھی ناگاہ وہ وقت آیا کہ آثار سحر فلک پیر نمایان ہوے ظلمت شب دور ہوئی ابیات

بنا انجمن رُخ صبح طرب کا
وہ دن مانند صبح عید نوروز
نقاب چہرہ خورشید روشن
بہ شکل چشم مشتاق نظارہ
ہوے مشتاق لب فریاد وہ ہوکے
لپٹ کر شوق باہم کے بہانے
کیا شیشون نے عزم رخصت طاق

چھپا مہتاب آغوش سحر مین
رہا تا شام عیش افزا الم سوز
دگرگون ہوگیا عالم جہان کا
ہوا سرگرم شوخی ہر ستارہ
عبادت مین ہوے مصروف زاہد
لگے دلکی لگی دل سے بجھانے

سمٹ کر جبکہ دامن طول شب کا
ہوا خورشید نور افشان نظر مین
ہوا جب گیسوے شب مثل دامن
طلسمی رنگ چمکا آسمان کا
اُٹھے شعلے دلون مین آرزو کے
ہوے عشاق ہم آغوش شاہد
لب مینا ہوے قلقل کے مشتاق

ہنگام شام جملہ شاہان پردہ قاف شہپال سے رخصت ہو تہنیت دیکر مع لشکر اپنے اپنے ملک و دارالسلطنت کی طرف روانہ ہوے زنان پریزاد یعنی ہمجلیسون نے ملکہ کو پلنگ پر اسطرح چھیڑنا شروع کیا کہ ای ملکہ آج شب وصل ہی خدا مبارک کرے آرزوے دل بر آئیگی ہم آغوشی امیر سے روح حضور کی لطف بیحد اُٹھائیگی ہنگام ہم آغوشی عجب مزے کی لڑائی ہوگی دیکھ لیجیے گا ایسی لذت کبھی نہ اُٹھائی ہوگی لذت بوس و کنار کی عجب لذت ہی آجکی شب آپ بھی لذت بوس و کنار سے واقف ہو جائیے گا ہنگام ہم آغوشی بہت نہ گھبرائیے گا ہر چند کہ در ناسفتہ نوک الماس سے سفتہ ہوگا غنچۂ لبستہ مثل گل شگفتہ ہوگا تھوڑی دیر تکلیف ہوگی دشمنون کی جان پر بنیگی لیکن جسوقت صدف مین ابر ہوس سے بارش گہربار ہو جائیگی درد دکھ دور ہو جائیگا ٹھنڈ ملک پڑ جائیگی ملکہ اپنی ہمجلیسون کی اس چھیڑ چھاڑ کی باتون سے دل مین تو خوش ہوتی تھی لیکن بظاہر برہم ہوتی تھی اور کہتی تھی اری بیحیاؤ کیون بیہودہ بکتی ہو مجھے گھیرے بیٹھی ہو جاؤ دور ہو مجھسے ایسی باتین نہ کرو ہمجلیسین ملکہ کے برہم ہونے سے اور زیادہ چھیڑتی تھین ابھی ہمجلیسین ملکہ آسمان پری کو چھیڑ رہی تھین کہ حمزہ صاحبقران بزم سے اُٹھکر بعید شوق وصل ملکہ آسمان پری داخل ایوان ہوے اور قریب حجلہ عروسی کے پہونچے اُسوقت یہ حال ہوا بمقتضا ابیات

جلیسین شرم و خجلت سیمبر سے
نہ باقی رہگیا کوئی جو جھانکے
بنی بوسے عروسی موج بادہ
لیے بوسے لب رنگین ادا کے

بجھایا میزبان گلبدن نے
ہوئین پنہان و پوشیدہ نظر سے
جو خالی پایا حمزہ نے مکان کو
بڑھی کیفیت مستی زیادہ
ہجوم جوش کیف موجزن مین

چھپایا منھ کو گھونگھٹ مین دلھن نے
بجز تصویر دیوار مکان کے
لیا آغوش مین آرام جان کو
گل رخسار سے گھونگھٹ اٹھاکے
زبان رشک گل نے لی دہن مین

ہوئے پھر وقف دست کامرانی
لیے بوسے بنصیب دسترس کے
لگین ہونے ہمدم پردہ گہا تین
عبارت چھوڑ کر مطلب پہ آئی
تڑپ کر رہگئی بس وہ پریزاد
رہی کچھ دیر باہم گرم جوشی
یہ شکل طرح تخئیل مجسم
اُٹھا بستر سے خورشید جہانتاب
وہ دونون خوابگاہ مدعا سے

ترنج نخل باغ نوجوانی
تمنا نے نہ اسپر اکتفا کی
سجھائین شوق نے کچھ اور باتین
سر الماس کچھ کاوش پہ آیا
مزہ دینے لگی آہستہ فریاد
ترشح جب ہوئی ابر ہوس کی
ہوے آخر جدا مل مل کے باہم
کیا کچھ رخصت شب نے اشارہ
اُٹھے نیچے کیے آنکھین حیا سے

نکالے حوصلے دست ہوس کے
بڑھی حسرت حصول مدعا کی
زیادہ تر طبیعت رنگ لائی
گہر نے لعل کا جوبن دکھایا
بہر صورت سے راحت فروشی
ہوئی کچھ انتہا آغاز بس کی
سحر کو جب خمار آلودۂ خواب
ہوئی برخاستہ بزم ستارہ

راوی کہتا ہے کہ شب زفاف ہی کو ملکۂ آسمان پری حاملہ ہوگئی بعد گذرنے ایام حمل کے ملکۂ قریشہ سلطان پیدا ہوئی حال اُسکے پیدا ہونے کا لکھا جائیگا غرض حمزۂ صاحبقران بستر خواب سے اُٹھکر باہر تشریف حمام مین واسطے غسل کے گئے اُدھر پریزادون نے ملکۂ آسمان پری سے رات کی کیفیت پوچھی ملکۂ آسمان پری نے شرمندہ ہوکر سر جھکالیا ہمجلیسون نے بعد چھیڑ چھاڑ کے تہنیت دی اور ملکہ کو آب گرم سے نہلایا ملکہ نے غسل کیا بعد غسل پوشاک نفیس پہنکر رونق افزاے مسند زرنگار ہوئی اُسوقت بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پریزاد روبروے ملکۂ آسمان پری بہ ناز و ادا رقص کرنے لگین مبارکباد گانے لگین اکثر نازنینان پریزاد غزلین عاشقانہ گانے لگین اُدھر حمزۂ صاحبقران حمام سے غسل کرکے لباس نفیس زیب تن کرکے بارگاہ سلیمانی مین آئے یہان بھی بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پریزاد ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین آخر وہ روز بھی بعد عیش و عشرت بسر ہوا رسم چوتھی کھیلنے کی بھی ہوئی اب عقد حمزۂ صاحبقران کا آسمان پری سے ہوچکا ہے شب و روز ملکۂ آسمان پری کے ساتھ بعیش و عشرت بسر کرتے ہین احوال امیر کا اپنے مقام مناسب پر لکھا جائیگا لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ منوچہر عمرو کو دیو تتنک وغیرہ لیکر روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ قلعۂ گرجستان مین پہونچے خواجہ عمرو کو تخت سے اُتار کر جانب گلستان ارم روانہ ہوے اور گلستان ارم مین داخل ہوکر روبروے امیر باتوقیر آئے حال خواجہ عمرو کے پہونچنے کا زبان پر لائے امیر باتوقیر سُنکے مطمئن ہوے خواجہ عمرو جو قلعۂ گرجستان مین پہونچے ملکہ مہرنگار کو خبر ہوئی کہ خواجہ آئے ہین ملکہ نے خواجہ کو بلوایا خواجہ ملکہ کے پاس گئے ملکہ نے پوچھا ای خواجہ سچ کہیے آپ کہان گئے تھے خواجہ نے جواب دیا مین بہ غرض تجارت ایک جگہ گیا تھا وہان جاکر میرا نقصان ہوا ہزار ہا روپیہ کے پیچ مین آگیا بالکل فقیر و محتاج ہوگیا ملکہ نے سر امیر کی قسم دیکر پوچھا کہ ای خواجہ صاف صاف کہیے آپ کہان گئے تھے خواجہ قسم دینے سے ناچار ہوے آخر بمجبوری کہنے لگے کہ ای ملکہ مین پردۂ قاف مین گیا تھا دیو تتنک مجھے یہان سے لیگیا تھا وہان امیر باتوقیر کا ملکۂ آسمان پری سے عقد ہوا مین نے عقد پڑھا بعد عقد ہونے کے مین یہان چلا آیا امیر باتوقیر نے مجھے تمھارے گھبرانے اور پریشان ہونے کا احوال بیان کیا تھا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اگر ممکن ہوا تو بعد چند ماہ کے ضرور آؤنگا ملکۂ مہرنگار امیر باتوقیر کے عقد ہونے کا احوال سُنکے نہایت غمگین ہوکر اشکبار ہوئی خواجہ نے

ملکہ مہرنگار کو دیر تک سمجھایا اور کلمات تسلی زبان پر جاری کیے ملکہ مہرنگار نے خواجہ عمرو کے سمجھانے سے بظاہر تو گریہ وزاری موقوف کی لیکن باطنًا غمگین وملول واندوہگین نہایت درجہ رہی

داستان خواجہ عمرو کا خسرو نیستانی کو مسلمان کرنا اور اسکے قلعہ پر قبضہ کرنا

راویان ذی فہم اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ خواجہ عمرو پردۂ قاف سے آکر چندماہ تک قلعہ گرلبستان مین رہے اکثر ژوپین سے لڑا کیے اور ژوپین بھی قلعہ کو گھیرے رہا جب غلہ ایک دو روز کا قلعہ مین رہگیا پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ اب غلہ وغیرہ اس قلعہ مین نہین ہی ختم ہوچکا ہی صرف ایک دو روز کے صرف کے موافق غلہ باقی ہی آپ کو ابھی سے کوئی فکر کرنا چاہیے خواجہ نے پوچھا اس گرد ونواح مین اور بھی کوئی قلعہ ہی فضل گرلبستانی نے عرض کیا قریب تین کوس کے ایک قلعہ ویرانے مین ہی حاکم اس قلعہ کا خسرو نیستانی ہی وہ قلعہ اس قلعہ سے بڑا ہی اور غلہ وغیرہ بھی اس قلعہ مین زیادہ ہی خواجہ نے کہا انشاءاللہ صبح کو کوئی فکر وتدبیر کرونگا جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی خواجہ قلعہ کی کھڑکی سے کہ اس جانب لشکر ژوپین نہ تھا نکلکر قلعۂ خسرو نیستانی کی طرف روانہ ہوے اثنا سے راہ مین خواجہ عمرو نے اپنے ہاتھ مین پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر وفریب ذہن مین آئے خواجہ نے ان سب مین سے ایک مکر کو پسند کیا بصورت ایلچی در قلعۂ خسرو نیستانی پر پہونچے دیکھا در قلعہ بند ہی پل تختہ اٹھا ہوا ہی خندق مین پانی بھرا ہی چارطرف قلعہ پر بڑی بڑی توپین لگی ہین گولنداز قریب توپون کے ٹہل رہے ہین جب گولنداز دن نے خواجہ عمرو کو قریب در قلعہ کھڑے ہوے دیکھا ارادہ گولہ مارنے کا کیا خواجہ نے گھبرا کر کہا خبردار گولہ نہ مارنا مین خسرو نیستانی سے کچھ کہنے آیا ہون تم جاکر کہدو کہ خواجہ شہنشاہ عیاران تمھارے پاس آئے ہین ایک خوشخبری لائے ہین ملازمان خسرو نیستانی تقریر خواجہ عمرو کی سنکے خدمت خسرو نیستانی مین گئے اور جو کچھ خواجہ نے کہا تھا خسرو نیستانی سے عرض کیا چونکہ خسرو نیستانی خواجہ کے حالات سے واقف تھا اسوجہ سے خواجہ کو قلعہ مین تو نہ بلایا لیکن فصیل قلعہ پر خود آیا خواجہ نے سلام کیا خسرو نیستانی نے پوچھا ای خواجہ بیان کرو کیا مژدہ لائے ہو خواجہ نے کہا ای خسرو تمنے یہ سنا ہوگا کہ ایک مدت سے حمزۂ صاحبقران پردۂ قاف مین گئے ہین اور ہرمز اور فرامرز حسب الحکم نوشیروان ژوپین کو مع فوج کثیر ہمراہ لیکر ملکۂ مہرنگار کے لینے کو آئے ہین اکثر مجھسے لڑے ہین اور مین نے انکی فوج کو گوسلے مار مار کر ہلاک کیا ہی ابتک ژوپین قلعہ گرلبستان کا محاصرہ کیے ہوے پڑا ہی اسکو یہی کد ہی کہ مین ملکۂ مہرنگار کو نوشیروان کے پاس لیجاؤن اور مجھکو بھی یہی ضد ہی کہ ملکۂ مہرنگار کو ژوپین وغیرہ کو حوالے نہ کرونگا فی الحال مین نے سنا ہی کہ امیر نے پردۂ قاف مین انتقال کیا ہی ای خسرو آجتک جو مین ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے لڑا تو اسی وجہ سے لڑا کہ امیر ملکۂ مہرنگار کو میرے سپرد کر گئے تھے کہ ملکہ کی حفاظت کرنا اگر کوئی سردار لشکر نوشیروان وغیرہ ملکۂ مہرنگار کے لینے کو آئے تو اس سے لڑنا اور ملکہ کو سرداران نوشیروان کے حوالے نہ کرنا پس بموجب حکم حمزۂ صاحبقران ابھی تک مین نے ملکہ کو ژوپین کے حوالے نہین کیا اب امیر با توقیر انتقال کر چکے ہین اسوجہ سے مین تمھارے پاس آیا ہون اور تمسے کہتا ہون کہ ملکہ کو ژوپین وغیرہ کے حوالے تو نہ کرونگا مگر اس شرط سے تمھارے سپرد کردونگا کہ تم بھی ملکہ کو نوشیروان کے پاس نہ بھیجنا ژوپین وغیرہ کے حوالے نہ کردینا یہ کہکر خواجہ امیر کو یاد کر کے رونے لگے اور اسقدر چہ اشکبار ہوسے کہ زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے خسرو نیستانی نے جو تمام دکمال گفتگو خواجہ کی سنی بظاہر تو ملول ہوا لیکن باطنًا

خوش ہوا اور خیال کیا کہ اچھا ہوا امیر مر گئے جھگڑا اور فساد جاتا رہا اب ملکہ مہر نگار سے مین عیش و عشرت کرونگا روز و شب براحت و آرام بسر کرونگا یہ خیال کرکے خسرو نیستانی نے اپنے ملازمون سے کہا جلد دروازہ قلعہ کا کھولکر خواجہ کو ہمارے پاس لے آؤ ملازمین در قلعہ کھولکر خواجہ کو قلعے مین لیگئے خسرو نیستانی نے خواجہ کو اپنے قریب ایک کرسی پر بٹھایا اور کہا خواجہ تم امیر مین اشکبار نہ ہو صبر کرو ہمیشہ کوئی زندہ نہین رہتا ہے ہمین اور تمھین بھی ایک دن دنیا سے جانب عدم جانا ہے تمنے نہایت عقلمندی کی کہ یہان چلے آئے اور تمام حال مجھسے بیان کیا اب تم ملکہ کو یہان لے آؤ مین بموجب تمھارے کہنے کے زوبین وغیرہ سے مخالف ہو کر ملکہ کو انکے حوالے نہ کرونگا اور تم سے بہ نیکی پیش آؤنگا زر کثیر تمھین دونگا یہ کہکر خواجہ کو کئی توڑے روپے کے دیے اور کہا جلد جاکر ملکہ کو لے آؤ خواجہ نے کہا مین ابھی جاتا ہون اگر ملکہ آئین تو اسی وقت انھین لاتا ہون یہ کہکر خواجہ اٹھے اور قلعہ سے نکلکر سمت قلعہ گرلستان روانہ ہوئے جب داخل قلعہ ہوئے پہلوان عادی اور جملہ برادران پہلوان عادی و کرب تیغت سیر گہردان و نعمان بن منذر شاہ وغیرہ پہلوانون اور سردارون سے کہا کہ تم میرے ہمراہ قلعہ خسرو نیستانی مین چلو سبھون نے عرض کیا چلیے خواجہ چند سردارون اور سپاہ کو برائے حفاظت ملکہ مہر نگار قلعہ مین چھوڑکر اور چند سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر اسی گھڑی کی جانب قلعہ خسرو نیستانی کی طرف روانہ ہوئے جب خواجہ وغیرہ قریب قلعہ پہونچے خسرو نیستانی نے دیکھا کہ بہمراہی خواجہ ایک جماعت سرداران نامدار چلی آتی ہے جسوقت خواجہ در قلعہ پر پہونچے دیکھا در قلعہ تو بند ہے لیکن خسرو نیستانی بالائے قلعہ کھڑا ہے خواجہ نے کہا اے خسرو نیستانی دروازہ قلعہ کا کھلوا دو آگے آگے ہم سب آئے ہین پیچھے سواری ملکہ مہر نگار کی آتی ہے خسرو نیستانی نے جواب دیا اے خواجہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تم مکر و فریب کی باتین کرتے ہو چاہتے ہو کہ اس قلعے کو مثل قلعہ گرلستان کے لے لین یہ تمھارا خیال خام ہے مین نہایت عاقل و ہوشیار ہون تمھارے دام مکر مین نہ پھنسونگا در قلعہ ہرگز ہرگز نہ کھولونگا تاوقتیکہ سواری ملکہ مہر نگار کی نہ آئیگی تمھین کسی طرح اب قلعہ مین نہ آنے دونگا خواجہ نے گفتگوے خسرو نیستانی سنکے خیال کیا کہ خسرو مرد ہوشیار ہے اسطرح دام فریب مین گرفتار نہ ہوگا کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ نے خسرو سے کہا تم مجھسے بیکار خائف ہو مین تمھارے ساتھ نیکی کرونگا اگر تمھین میرے کہنے کا یقین نہین ہے تو اب مین جاتا ہون اور ہمراہ سواری ملکہ مہر نگار ابھی آتا ہون خسرو نے کہا فقط ملکہ مہر نگار کو میرے قلعہ مین لے آؤ اور کسی کو اس قلعہ مین نہ لانا خواجہ نے کہا ایسا ہی کرونگا یہ کہکر جملہ سردارون کو ہمراہ لیکر در قلعہ سے جانب قلعہ گرلستان چلے جب قلعہ سے دور نکل آئے ایک صحرا مین خواجہ بیٹھے سرداران نامدار بھی ٹھہر گئے خواجہ نے پہلوان عادی وغیرہ سے کہا مین نے تو قلعہ لینے کی تدبیر کی تھی لیکن خسرو چونکہ صاحب فہم و فراست ہے میرے دام مکر مین نہ پھنسا اب مین مجبور ہون پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ قلعہ کو تو کسی اور تدبیر سے ضرور لینا چاہیے اگر یہ قلعہ نہ ہاتھ آئیگا تو کسطرح بسر اوقات ہوگی غلہ قلعہ گرلستان مین اب نہین ہے آج مین نے طعام کم کھایا ہے اسی وقت سے گرسنہ ہون اگر شام تک کچھ نہ کھاؤنگا تو ہلاک ہو جاؤنگا خواجہ نے جواب دیا ایک تدبیر ایسی ہے کہ ابھی غذاے لذیذ پیٹ بھر کر تمھین کھلاؤنگا اور قلعہ خسرو نیستانی بھی لے لونگا بشرطیکہ تم میرے کہنے پر عمل کرو پہلوان عادی ذکر غذاے لذیذ سنکے بیتاب ہوگیا خواجہ سے پوچھنے لگا وہ تدبیر کیا ہے جلد بیان کیجیے

جو کچھ آپ کہیے گا مین کرونگا خواجہ نے کہا وہ تدبیر یہ ہو کہ مین تجھین رنگ و روغن سے بصورت ملکۂ مہر نگار بناؤنگا تجھین محافے
مین بٹھاؤنگا پھر آٹھ بہادرون کو لباس کہارون کو پہناؤنگا اس صورت سے مین تجھین قلعہ مین لے جاؤنگا تم کو طعام
اچھی طرح کھلاؤنگا جس وقت خسرو نیستانی تمھارے پاس آئین تم گرفتار کر لینا اگر وہ مسلمان ہوا تو خیر ورنہ اُسے قتل کرکے
قلعہ پر قبضہ کر لینا پہلوان عادی نے طعام کی لالچ سے خواجہ کا کہنا منظور کیا خواجہ نے سفے الغور زنبیل سے رنگ
و روغن نکال کر ملکہ مہر نگار کی صورت کے مانند پہلوان عادی کی شکل بنائی پھر ایک محافہ اور کہارون کی
وردیان اور چوبدارون اور سپاہیون کا لباس خواجہ نے زنبیل سے نکالا اور وہ سب لباس اور وردیان
اکثر سردارون پر تقسیم کین اکثر سردارون نے کہارون کی وردیان پہنین پگڑیان گھیر سے دار سرون پر رکھین
شمشیرین آبدار زیر دامن پوشیدہ کین کچھ سردار سپاہیون کی قطع بنے پھر سب کی صورتین خواجہ نے رنگ و
روغن سے تبدیل کین غرض پہلوان عادی محافے مین بیٹھے کہارون یعنے آٹھ سردارون نے محافہ اُٹھایا
کیونکہ پہلوان عادی نہایت فربہ اور لحیم اور شحیم تھا سپاہی ہٹو بچو زبان پر جاری کرتے ہوے آگے بڑھے
چوبدار اور نقیب بھی بنے ہوے عصے ہاتھون مین لیے ہوے ہمراہ محافہ چلے خواجہ بھی ہمراہ ہوے جب
خواجہ قریب قلعہ پہونچے خسرو نیستانی چونکہ منتظر خواجہ بالاے قلعہ کھڑا تھا دیکھا اُس نے سواری ملکۂ مہر نگار
کی چلی آتی ہی تھوڑے سپاہی وغیرہ ہمراہ ہین خواجہ بھی دوڑتے ہوے چلے آتے ہین خسرو نیستانی
سواری ملکہ نقلی دیکھ کر نہایت خوش ہوا خیال کرنے لگا کہ اب مین دختر نوشیروان کے ساتھ عیش و عشرت
شب و روز کرونگا حتے الامکان نوشیروان کے باپ کو بھی نہ دونگا یہ خیال کرکے خسرو نے ملازمون
کو حکم دیا جلد دروازہ قلعہ کا کھول دو چند سپاہی اور کچھ چوبدار وغیرہ ہین ان سے کچھ اندیشہ نہین ہی سب کو
قلعہ مین بُلا لو ملازمون نے دروازہ قلعہ کھول کر خواجہ اور ہمراہیان محافہ کو قلعہ مین بُلا لیا خواجہ وغیرہ قلعہ مین
داخل ہوے کہارون نے ایک جگہ محافہ رکھدیا اور بیٹھ گئے پسینہ خشک کرنے لگے حواس درست کرنے لگے کیونکہ کبھی
محافہ نہین اُٹھایا تھا خسرو نے خواجہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای خواجہ کہارون سے کہو کہ اُس قصر کے دروازہ
پر محافہ کو رکھدین تاکہ ملکہ محافہ سے اُتر کر قصر مین جاکر بہ آرام تمام بیٹھین خواجہ نے کہارون سے کہا کہارون نے
بموجب حکم محافہ وہین جاکر رکھ دیا ملکۂ مہر نگار نقلی محافہ سے اُتر کر قصر مین گئین اور فرش نفیس پر بیٹھین چونکہ
اُس وقت قلعہ مین ایک جگہ رکابدار طعام پکا رہے تھے بوے طعام جو ملکہ نقلی کے دماغ مین پہونچی بیتاب و بیقرار ہو کر
خواجہ سے کہا جلد طعام کھلائیے ایفاے وعدہ کیجیے اسی طعام کی لالچ سے مین نے شکل اپنی تبدیل کرائی ہی خواجہ
نے کہا صبر کرو مین طعام تمھارے واسطے لاتا ہون یہ کہکر خواجہ خسرو کے قریب آئے اور آہستہ کہا ملکہ طعام
طلب کرتی ہین تجھین لازم ہی طعام لذیذ بکثرت بعنوان شایستہ قابون اور پلیٹون مین نکلوا کر بھیجدو اچھی طرح سے
ملکہ کی ضیافت کرو تاکہ ملکہ تم سے خوش ہون خسرو نے ہنس کر خواجہ سے کہا ابھی مین طعام انواع و اقسام
بھیجتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ ساڑھے چار سو قابون اور پلیٹون مین طعام لذیذ نکالکر دسترخوان معقول
بچھاکر ظروف طعام دسترخوان پر لگا دو بموجب حکم رکابدارون نے طعام نکالا چند عورتون نے دسترخوان
بچھا ظروف طعام دسترخوان پر رکھدیے پھر ہاتھ ملکہ نقلی کے نقرئی تسلے مین دھلائے ملکہ نقلی ہاتھ دھوکر
دسترخوان پر بیٹھین اور ایک ایک قاب اور پلیٹ اُٹھا اُٹھا کثرت بیتابی اور گرسنگی سے طعام اُنکا مُنھ مین
ڈال کر کھانے لگین عورتین یہ حال دیکھ کر متحیر ہوئین تھوڑی دیر مین ملکہ نقلی نے سب قابین اور پلیٹین طعام سے

خالی کردین اور طعام لذیذ کھاکر ازحد خوش ہوکر خواجہ سے کہا طعام لذیذ تو آپ نے کھلایا لیکن میرا پیٹ نہین بھرا طعام
اور منگوائیے جبتک مین سیر نہون کھلائے جائیے خواجہ نے پھر خسرو سے جاکر کہا کہ ملکہ اور طعام مانگتی ہین خسرو نے یہ
سُنکے تعجب کیا اور کہنے لگا کہ ملکہ کیا اب مجکو کھا جائینگی اسقدر طعام کھاچکین اُنکا پیٹ نہین بھرا شاید مذاقًا طعام طلب کیا
ہوگا خواجہ نے جواب دیا مذاقًا طعام طلب نہین کیا ہے تم خود جاکر دیکھ لو قابین لبیٹین طعام سے خالی ہین ملکہ طعام زیادہ کھاتی
ہین خسرو کو نہایت حیرت ہوئی آخر بعد حیرت بسیار کہنے لگا مین جاکر دیکھتا ہون یہ کہکر جانب قصر روانہ ہوا خواجہ بھی
ہمراہ چلے جب خسرو نیستانی قصر مین پہونچا دیکھا کہ ایک پہلوان نہایت فربہ بصورت زن دسترخوان پر بیٹھا ہے خسرو نے
پوچھا ارے تو کون ہے جلد بتا ورنہ ابھی تجکو مار ڈالونگا پہلوان عادی نے جواب دیا تو کیا مجھے قتل کریگا مین
تجھے ابھی ہلاک کرتا ہون یہ کہکر پہلوان عادی توند پر ہاتھ پھیر کر اُٹھا خسرو نیستانی نے تلوار کھینچی اور قدم
آگے بڑھاکر تیغ آبدار سر پہلوان عادی پر لگائی پہلوان عادی نے باڑھ تلوار کی دیکھ کر ہاتھ اپنا بند دست
خسرو نیستانی پر ڈالا اور تیغ تیز چھین کر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا پھر چرخ دے کر چاہا کہ زمین
پر پٹک کر کام اُسکا تمام کرے اُس وقت خسرو طالب امان ہوا پہلوان عادی نے کہا امان بشرط ایمان
دیجائیگی خسرو نے کہا مجھے کلمہ پڑھائیے پہلوان عادی نے کلمہ پڑھایا خسرو کلمہ پڑھ کر صدق دل سے
مسلمان ہوا پہلوان عادی نے اُسے آہستہ زمین پر رکھدیا خسرو نے قصر سے نکلکر جملہ اہل قلعہ کو مسلمان کیا
خواجہ نے سردارون سے وہ لباس لے کر داخل زنبیل کیا اور جو پوشاک اُنکی تھی وہ زنبیل سے نکالکر اُنھین دی
پھر خواجہ نے اُنھین سردارون مین سے ایک سردار سے کہا کہ جلد جاکر جملہ سرداران اور فضل گربستان اور سب
فوج اور جملہ عیارون کو مع ملکۂ مہرنگار کے ہمراہ لے کر یہان چلے آؤ جب سردار نے جانے کا ارادہ کیا کچھ
سوچ کے خواجہ بھی اُس کے ساتھ چلے جب داخل قلعۂ گربستان ہوے فضل گربستانی وغیرہ سے تمام
حال قلعہ کے لینے کا بیان کرکے کہا کہ اب جلد اس قلعہ سے نکل چلو یہ کہکر خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار کو ایک مختصر محافہ
مین سوار کرکے قلعہ کی کھڑکی سے نکلے جملہ سردار اور عیار اور فوج بھی ہمراہ خواجہ ہوئی ژوبین کو خواجہ
کے جانے کی خبر نہ ہوئی غرض خواجہ عمرو وغیرہ قلعہ سے نکلکر جلد راہ طے کرکے قلعۂ خسرو نیستانی مین پہونچے
ملکۂ مہرنگار کو محافہ سے اُتروا کر اُسی قلعہ مین ایک جگہ مقیم کیا سردار و عیار وغیرہ بھی جابجا قیام پذیر
ہوے خواجہ عمرو نے قلعہ کا دروازہ بند کردیا پل تختہ اُٹھوالیا خندق کو پانی سے بھروادیا قلعہ پر چارطرف
بڑی بڑی توپین لگانے کا حکم دیا جب قلعہ اچھی طرح آلات حرب وضرب سے آراستہ ہوچکا خواجہ عمرو
مطمئن ہوکر بیٹھے پہلوان عادی کو بھی غلہ کی طرف سے اطمینان ہوا وہ شب گذر کے سحر ہوئی وہان
ژوبین کامرانی کو خواجہ عمرو وغیرہ کے جانے کی خبر ہوئی ژوبین مردمان لشکر پر خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تمنے ایسی
غفلت کی کہ خواجہ عمرو وغیرہ اس قلعہ سے نکل گئے میرا مصمم ارادہ یہ تھا کہ خواجہ عمرو وغیرہ کو اس قلعہ سے
نکلنے نہ جانے دونگا تمھارے غافل ہونے سے وہ سب نکل گئے ورنہ نایابی غلہ اور کثرت گرسنگی سے سب
تڑپ تڑپ کر مرجاتے یہ کہکر ژوبین سب کو ہمراہ لیکر قلعۂ گربستان سے چلا لشکر مثل دریا رواں ہوا چونکہ
ژوبین خواجہ عمرو وغیرہ کے چلے جانے سے ازحد برہم تھا قریب قلعۂ خسرو نیستانی پہونچ کر حکم دیا
کہ اس قلعہ پر حملہ کرو مردمان فوج نے بموجب حکم ایک بار حملہ کیا ژوبین بھی گرز گران لیکر در قلعہ توڑنے کو چلا
کہ خواجہ عمرو کو ژوبین وغیرہ کے آنے کی خبر ہوئی خواجہ نے حکم دیا کہ جلد جلد گولے مارو ژوبین وغیرہ کو در قلعہ تک

نہ آسنے دو گولندازون نے بموجب حکم خواجہ گولے مارنا شروع کیے ہر گولہ توپ سے مثل شعلۂ جوالہ نکلنے لگا لشکر
ژوبین پر گر کر مردمان لشکر کو ہلاک کرنے لگا کفار نابکار گولون سے اُڑ اُڑ کر دور دور گرنے لگے اعضاے کفار
جدا ہونے لگے کسی کافر کا سر گولے سے اُڑ گیا تن بے سر زمین پر گر کے تڑپنے لگا کسی ناری کا گولے سے
ہاتھ اُڑ گیا مجروح ہو کر زمین پر گرا گھوڑون کی ٹاپون سے پامال ہو گیا خاک مین مل کر سوے نار سقر گیا کسی کافر کے سینہ پر کینہ
کو توڑ کر گولہ نکل گیا کسی بد طریق کا ایک پاؤن اُڑ گیا لنگڑا ہو کر فرش خاک پر گرا زمین پر ایڑیان رگڑنے لگا غرض
گولندازون نے لشکر ژوبین پر آگ برسا دی اسوقت گویا قیامت برپا تھی لشکر ژوبین مین آواز نالہ و فریاد بلند تھی گولے
برابر گر رہے تھے کفار زخمی ہو کر زمین پر تڑپ رہے تھے ہر توپ کی آواز صداے رعد سے بڑھی ہوئی تھی بڑے
بڑے دلاوران لشکر ژوبین توپون کی آوازون سے دہل رہے تھے صدہا جگہ گولون سے زمین مین غار پڑے
ہوے تھے دود غلیظ چھایا ہوا تھا آفتاب کسی طرح اُس تاریکی مین نظر نہ آتا تھا زمین دمبدم توپون کی آواز سے
کانپتی تھی آفتاب تھراتا تھا قلعہ آسمان کو جنبش تھی طائران صحرا آشیانون سے نکل کر مانند ہوش اُڑ گئے تھے
شیران دشت اپنے مسکن سے بھاگ گئے تھے سامنے قلعہ کے صدہا کفار زخمی پڑے تھے ہزارون گولون سے
اُڑ گئے تھے جو کفار گولون کی زد سے بچ کر قریب در قلعہ پہونچتے تھے تیراندازتیرون سے اور عیاران لشکر اسلام پتھرون
سے اُنھین ہلاک کرتے تھے بعضے اہل قلعہ بان آتشین مارتے تھے کفار کو نزدیک قلعہ کے نہ آنے دیتے تھے اکثر
عیار نفط کے حقے اور چرخیان آتشبازی کی داغ کر مارتے تھے اور باہم یہی کہتے تھے کہ یارو جنگ رستمانہ کرو حریفون کو
قریب قلعہ بھی ہرگز نہ آنے دو الحاصل اہل قلعہ نے بہ تاکید خسرو نیستانی و بحکم خواجہ اس قدر گولے مارے اور
ایسا لڑے کہ ژوبین کسی طرح در قلعہ تک پہونچ نہ سکا آخر بعد دو پہر کامل لڑنے کے مجبور ہو کر مع لشکر جانب
قلعہ سے پلٹا اور میدان گولون کی زد کا چھوڑ کر ایک عرصۂ وسیع مین مقیم ہوا اور حکم کیا کہ چار طرف سے قلعہ کا
محاصرہ کر لو یہ مسلمان قلعہ مین خود ہی بوجہ نہ پہونچنے غلہ وغیرہ کے ہلاک ہو جائینگے ان سے لڑنا بیکار ہے آج
ہزارہا بہادر و جرار ہلاک ہوے صدہا زخمی ہوے لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا مردمان لشکر نے حسب الحکم قلعہ کا
محاصرہ کیا ہرچند کہ جب ژوبین لشکر کو لے کر قلعہ سے ہٹ گیا اہل قلعہ نے لڑنا موقوف کیا خسرو نیستانی
نے گولندازون وغیرہ کو انعام دیا جب سب بہادر بعد جنگ قلعہ مین بیٹھے خواجہ و خسرو نیستانی نے شکر خدا
کیا بعد شکر خدا خسرو نے خواجہ سے ہنس کر پوچھا آپ نے تو پہلے مجھسے آکر یہ کہا تھا کہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران
نے پردۂ قاف مین انتقال کیا ہے اب مجکو معلوم ہوا امیر با توقیر پردۂ قاف مین زندہ ہین ہرچند کہ آپ عیار
ہین آپ نے عیاری سے یہ قلعہ لینے کو کہا تھا کہ امیر با توقیر نے انتقال کیا ملکہ مہرنگار کو مین تمھارے سپرد
کر دونگا لیکن اے خواجہ آپ کو حمزۂ صاحبقران کے بارے مین ایسا کہنا مناسب نہ تھا کیونکہ آپ اُنکے
بھائی ہین خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا اے خسرو تم نے تو جھوٹھ نہین کہا تم نے انتقال کے معنے مرجانے
کے سمجھے مین نے یہ سمجھ کر کہا تھا کہ انتقال کے معنی نقل کرنے کے ہین یعنی جانا ایک جگہ سے دوسری جگہ پس
امیر با توقیر ہندوستان سے پردۂ قاف گئے ہین خسرو نیستانی نے پوچھا آپ بیقرار ہو کر کیون روتے تھے
خواجہ نے جواب مین کہا مین فراق امیر با توقیر مین رو رہا تھا اور اب بھی جدائی امیر مین ملول ہون خداوند عالم جلد
امیر کو ہم سے ملاے اُنھین کے نہونے سے یہ ژوبین نابکار ہم سب سے لڑتا ہے اگر امیر یہان ہوتے تو وہ ایک
حملہ مین اس نابکار کے لشکر کو درہم و برہم کر دیتے اور تیغ آبدار سے سر اس کافر کا تن سے جدا کرتے خسرو نیستانی گفتگو کر

خواجہ عمرو سنکے خاموش رہے غرض خواجہ بآرام وراحت چھ مہینے تک قلعہ نیستانی مین رہے اور ثرومین نابکار قلعہ کا
محاصرہ کیے رہا بعد چھ مہینے کے ایک روز پہلوان عادی وغیرہ سردارون نے خواجہ سے عرض کیا کہ ای شہنشاہ
عیاران اب غلہ اس قلعہ مین بھی ہوچکا ہے کوئی فکر کیجیے غلہ وغیرہ کہین سے منگوائیے یا اور کسی قلعہ مین چلیے اس قلعہ کو چھوڑ دیجیے
خواجہ نے جواب دیا غلہ وغیرہ کیونکر آسکتا ہے اول تو میرے پاس روپیہ نہین ہے تم جانتے ہو کہ مین تنگدست ہون دوسرے
ثرومین اس قلعہ کا محاصرہ کیے ہے اگر روپیہ بھی ہوتا تو بھی غلہ نہ آسکتا ثرومین غلہ وغیرہ قلعہ مین آنے دیتا اور یہ جو تمنے
کہا کہ اور کسی قلعہ مین چلیے اس بارے مین البتہ حتے الامکان کوشش کرونگا یہ کہکر خواجہ نے خسرو سے پوچھا یہانسے
کوئی قلعہ قریب ہے یا نہین خسرو نے عرض کیا اس جگہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ایک قلعہ ہے اُس قلعہ کو اوتار کہتے
ہین خواجہ نے کہا کہ مین ابھی اُس قلعہ کی جانب جاتا ہون اور اُس قلعہ کے لینے کی کوئی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر خواجہ
اُٹھے تھے یکایک ملکۂ مہرنگار نے خواجہ کو بلوایا جب خواجہ ملکۂ مہرنگار کے پاس گئے ملکہ نے اشکبار ہوکے
کہا کہ جب سے آپ پردۂ قاف سے آئے ہین اب تک زمانہ قریب ایک سال کے گذرتا ہے ابھی تک آپکے بھائی
پردۂ قاف سے نہین آئے خواجہ نے کہا ای ملکہ امیر نے مجھسے وعدہ تو کیا تھا کسی وجہ سے آنا اُنکا نہ ہوا فی الحال
رقعہ خواجہ بزرجمہر کا میرے پاس آیا ہے خلاصہ مضمون اُسکا یہ ہے کہ اب حمزۂ صاحبقران بعد چھ مہینے کے آئینگے
یہ کہکر خواجہ نے اُنھین رقعون مین سے جو بہت سے رقعے خواجہ بزرجمہر سے لکھواکر اور اُنکی مہر اُن رقعون پر
کراکر لائے تھے ایک رقعہ زنبیل سے نکال کر ملکۂ مہرنگار کو دیا چونکہ مہرنگار خواجہ بزرجمہر کو سچا جانتی تھی رقعہ
دیکھ کر آہ سرد کرکے خاموش ہوئی ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ جب سے امیر پردۂ قاف گئے ہین کئی رقعے
بزرجمہر کے جنکا ذکر کیا گیا ہے خواجہ عمرو نے ملکۂ مہرنگار کو دیے ہین اور جبتک امیر پردۂ قاف سے ملکۂ مہرنگار
کے پاس نہ آئینگے اسی طرح خواجہ بعد چھ مہینے ایک رقعہ نکال کر مہرنگار کو دیا کرینگے اگر یہ مترجم حال رقعہ دینے
کا تحریر نہ کرے تو کوئی صاحب اعتراض نہ کرین غرض خواجہ عمرو ملکۂ مہرنگار کو رقعہ دے کر قلعہ کی کھڑکی ہنگام شب
کھول کر جانب قلعہ اوتار روانہ ہوے جب قریب قلعہ پہونچے سنا کہ در قلعہ پر ایک شخص بہ آواز بلند کہہ رہا ہے
ہوشیار باش خواجہ نے اپنے تئین اُس شخص تک پہونچا کر اُسے قتل کیا پھر بذریعۂ کمند بصد مشکل تاریکی شب مین
بالاے قلعہ پہونچے اہل قلعہ نے خواجہ کو تاریکی شب مین نہ دیکھا خواجہ نے بالاے قلعہ پہونچکر اہل قلعہ کے مانند
اپنی شکل بنائی پھر ٹہلتے ہوے در محل پر پہونچے اتفاقاً محلدار واسطے کسی کام کے دروازے پر آئی خواجہ نے
چالاکی سے بیضۂ بیہوشی اُس کی ناک پر مارا بیضہ اُسکی ناک پر جو ٹوٹا بیہوشی دماغ مین اثر کر گئی محلدار کو فی الفور
چھینک آئی اور بیہوش ہوکر زمین پر گری خواجہ نے جلد بڑھ کر اُسے اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اسی کی
شکل بن کر ویسا ہی لباس پہن کر داخل محل ہوے چونکہ محلدار کو طاؤس شاہ حاکم قلعہ نے در محل کی
جانب سے آتے ہوے دیکھا کنیزون سے اشارہ کیا محلدار کو بلالو ایک کنیز نے دوڑ کر آہستہ محلدار نقلی
سے کہا ای پیاری محلدار جلد چلو بادشاہ بُلاتے ہین نہین معلوم تمسے کیا کام لینگے اسوقت تمھاری صورت کو
بغور دیکھ کر بادشاہ نے تمھین اپنے پاس بلایا ہے ہمین بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تم پسند خاطر بادشاہ ہوگئین پہلے تو
محلدار تمھین اب یقین ہے کہ بادشاہ سے ہمبستر ہوکر چین کرو گی تنخواہ بڑھ جائیگی محل تمھارا ہو جائیگا محلدار نقلی
نے بہ ناز و ادا جواب دیا ہو دور ہو نگوڑی کیا بیہودہ بکتی ہے بھلا بادشاہ مجھے اپنے پاس کیا بلا کر لینگے مین کسی طرح
راضی نہ ہونگی ہرگز اپنی آبرو نہ دونگی نوکری چھوڑ کر چلی جاؤنگی مجھے مال وزر کی خواہش نہین ہے مین اور کسی کی

نوکری کرونگی چار روپیہ بہ آبرو پیدا کرونگی انھی طرح کی باتین کر کے مخلدار مسکراتی ہوئی قدم ناز و ادا سے اُٹھاتی ہوئی قریب طاؤس شاہ کے پہونچی اور بعد تسلیم مودب کھڑی ہو کر عرض کرنے لگی یہ خادمہ حاضر ہو کیا حکم ہوتا ہو طاؤس شاہ نے فرمایا مخلدار دہ پٹاری انگور کی طاق پر رکھی ہو جا کر لے آؤ مخلدار گئی اور پٹاری انگور کی طاق سے اُتار کر بجالائی نذر زنبیل کی اور ایک پٹاری انگور کی کہ جو انگور بیہوشی آمیز تھے زنبیل سے جلد نکال کر رو برو طاؤس شاہ لائی طاؤس شاہ نے چند دانہ انگور کھائے مخلدار کھڑی رہی تھوڑی دیر مین طاؤس شاہ بیہوش ہو گیا مخلدار نقلی نے سب کنیزون کو وہان سے ہر ایک بہانہ سے ہٹا کر تنہائی مین جلد طاؤس شاہ کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور خود طاؤس شاہ کی شکل بن کر اُس کی جگہ پر لیٹ رہی وقت سحر طاؤس شاہ نقلی بستر خواب سے اُٹھکر محل سے برآمد ہوا پھر جا کر تخت پر بیٹھا جب جملہ رؤسا و امرا حاضر دربار ہوے طاؤس نے سب سے مخاطب ہو کر فرمایا ہم تو شب کو عالم خواب مین مسلمان ہو گئے ایک مرد بزرگ نے عالم خواب مین ہمین ہدایت کی پھر اُنھین نے ہمین کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اب تم سب کو بھی لازم ہو کہ دین اسلام دین حق ہو اختیار کرو سبھون نے عرض کیا جب حضور نے دین اسلام اختیار ہی تو ہمین مسلمان ہونے مین کیا عذر ہو حضور ہمین کلمہ پڑھائین طاؤس نقلی نے سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا پھر دربار سے اُٹھ کر خواجہ عمرو نے ایک گوشے مین جا کر اپنی اصلی صورت بنائی اور طاؤس شاہ کو زنبیل سے نکال کر ایک ستون سے باندھ دیا پھر فتیلۂ رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا طاؤس شاہ نے آنکھین کھول کر دیکھا ستون سے بندھا ہوا ہون اور ایک عیار خنجر بکف کھڑا ہو طاؤس شاہ یہ حال دیکھ کر ملول و حیران ہوا خواجہ نے نعرہ کیا منم عمرو بن امیہ ضمری ای طاؤس شاہ آگاہ ہو کہ مین عیار طرار حمزۂ صاحبقران عالیوقار کا ہون پھر تمام حال امیر کا اور کیفیت اپنی مع اہل قلعہ کے بیان کی بعد سکے خواجہ نے کہا ای طاؤس شاہ تھین مین نے گرفتار کر کے تمام اہل دربار کو مسلمان کیا ہو تھین بھی مناسب یہی ہو کہ تم بھی دین اسلام اختیار کرو خداوند عالم کی پرستش کرو اصنام پرستی ترک کرو طاؤس شاہ بموجب ہدایت کرنے خواجہ کے کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ نے ستون سے کھولدیا طاؤس شاہ نے کہا ای خواجہ اب آپ جائیے ملکۂ مہرنگار اور سرداران نامدار وغیرہ کو قلعۂ خسرو میستانی سے یہان لے آئے خواجہ روانہ ہوے بعد جانے خواجہ کے اوتار شاہ برادر طاؤس شاہ آیا اور بھائی سے کہنے لگا مین نے سُنا ہو کہ تم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے دین آبائی ترک کر دیا طاؤس شاہ نے جواب دیا دین آبائی بُرا تھا اس وجہ سے ترک کر دیا اور مذہب اسلام اچھا تھا اختیار کر لیا اوتار شاہ نے برہم ہو کر کہا میرے دین کو بُرا کہتا ہو زبان دہن سے کھینچ لونگا طاؤس شاہ نے جوابدیا خاموش رہ ورنہ تیغ تیز سے تجھے ہلاک کرونگا اوتار شاہ نے یہ تقریر سُنکے تلوار لگائی طاؤس شاہ نے سپر اُٹھائی تلوار سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر مین در آئی پھر صراحی گردن سے جگرگاہ تک پہونچی طاؤس شاہ قتل ہو کر زمین پر گرا بعد قتل ہونے طاؤس شاہ کے اوتار شاہ تخت پر بیٹھا امرا و وزرا نے نذرین دین شاہ نے نذرین قبول کر لین ہر ایک امیر اور وزیر کو خلعت و انعام دیا پھر حکم جشن دیا بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان خوبرو تہنیت تخت نشینی کی دینے لگین ناچ ہونے لگا دور جام مے ارغوان شروع ہوا طاؤس شاہ کا سر کاٹ لیا گیا لاش ایک جگہ پڑی رہی امرا و وزرا نے خوف جان کے سبب سے پھر اپنا دین آبائی اختیار کیا اوتار شاہ کے روبرو نازنینان خوبرو ناچ رہی ہین اِس نابکار کو ناچ دیکھنے دیجیے مگر اب احوال خواجہ عمرو کا سنیے کہ جب خواجہ قلعہ خسرو میستانی مین پہونچے جملہ سرداران اور عیارون وغیرہ سے تمام احوال قلعۂ اوتار کے لینے کا بیان

کر کے کہا اب تم سب اُس قلعہ مین چلو بموجب حکم خواجہ جملہ سردار و عیار وغیرہ آمادہ چلنے پر ہوے خواجہ نے ملکہ مہرنگار سے کہا کہ جلد محافہ مین سوار ہو ملکہ محافہ مین سوار ہوئین خواجہ ملکہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر قلعہ کی کھڑکی سے آخر شب نکلے مردان لشکر زردین آ سب سو رہے تھے خواجہ سبکو ہمراہ لیکر بصد عجلت جانب قلعہ اوتار روانہ ہوے بعد طے کرنے منزلوں کے وقت سحر قریب قلعہ اوتار پہونچے خواجہ نے در قلعہ پر آکر اہل قلعہ سے پکار کے کہا اے برادران من مین بصد پریشانی ملکہ کو لیکر آیا ہون جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو اہل قلعہ نے اوتار شاہ کو حال خواجہ سے آگاہی دی شاہ بزم عشرت سے اُٹھکر متصل قلعہ آیا اور سر طاؤس شاہ روبرو خواجہ زمین پر پھینک کر کہنے لگا جسکو تمنے بمکر و فریب گرفتار کر کے مسلمان کیا تھا یہ سر اُسی کا ہے مین سر طاؤس شاہ کا کاٹا ہے مسلمان ہو جانے کی یہ سزا دی ہے اب اُس قلعہ مین مین حاکم ہون تمکو قلعہ مین ہرگز نہ آنے دونگا بہتر یہی ہے کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ گولندازونکو حکم دونگا وہ ابھی گولہ مار کر تمکو اڑا دینگے خواجہ تقریر اوتار شاہ کی سُنکے نہایت غضبناک ہوے فوراً چند سردارونسے کہا کہ ہمراہ محافہ لیکر ایسی جگہہ جا کر ٹھہرو جس جگہہ قلعہ سے توپ کا گولہ نہ پہونچسکے سرداران نامدار ہمراہ محافہ کے قلعہ سے دور نکل گئے اور گرد محافہ کیواسطے محافظت ملکہ کے تلوارین کھینچ کر کھڑے ہو رہے بعد جانے سردارونکے خواجہ نے نعمان بن منظر شاہ و پہلوان عادی و کرب نیت سپر گردان و اسد اسدان وغیرہ سرداران ذیوفار سے کہا کہ جلد فوج لیکر اس قلعہ پر حملہ کرو اور قلعہ سے گرزہاے گران سر سے توڑ کر اوتار شاہ نابکار کو قتل کرو سردارون نے مع فوج قلعہ پر حملہ کیا اوتار شاہ نے گولندازونکو حکم دیا خواجہ وغیرہ کو گولے مار کر اڑا دو قلعہ مین نہ آنے دو گولندازون نے حسب الحکم گولے مارنا شروع کیے تیراندازون نے قلعہ پر سے تیر لگائے سرداران لشکر امیر کا تو تیر و تفنگ بالاے قلعہ نہ پہونچا دو پہر کامل لڑائی رہی بہت سے مردان لشکر قتل اور ہلاک ہوے جملہ سرداران نامی تیرون اور گولونسے بقدرت پروردگار بچے آخر خواجہ بعد دو پہر جنگ کرنے کے قلعہ کے سامنے سے ہٹگئے لڑائی موقوف ہوئی پھر خواجہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اوتار شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا زردین وغیرہ کو لکھا کہ خواجہ عمرو وغیرہ نے قلعہ خسرو و مینتائی سے آکر میرے قلعہ کا محاصرہ کیا ہے آپکو لازم ہے جلد فوج لیکر آیئے خواجہ وغیرہ کو قتل کیجیے ملکہ مہرنگار کو شہنشاہ نوشیروان کے پاس لیجایئے ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا زیادہ والسلام غرضکہ نامہ اس مضمون کا لکھکر سر نامہ پر اپنی مہر کی پھر صبا عیار طاؤس شاہ مرحوم کو بلا کر اوتار شاہ نے کہا جلد یہ نامہ لیجا کر زردین کو دیدینا اور جو کچھ تو نے دیکھا ہے زبانی بھی کہدینا اور جہانتک ممکن ہو جلد جا کر نامہ دینا تاکہ بعجلت زردین وغیرہ یہان آکر خواجہ وغیرہ کو قتل کر ڈالین ملکہ کو مدائن مین لیجائین صبا عیار نامہ لیکر قلعہ کی کھڑکی سے نکلکر بشکل مبدل جانب قلعہ خسرو و مینتائی روانہ ہوا اثناے راہ مین صبا عیار نے خیال کیا میرے مالک آقا کو اوتار شاہ نابکار نے ناحق قتل کیا ہے مجکو لازم ہے کہ نامہ زردین تک نہ لیجاؤن اور خواجہ عمرو کے پاس جا کر کوئی ایسی تدبیر کرون کہ جس سے اوتار شاہ ناہنجار قتل ہو جاوے یہ خیال کر کے صبا عیار راہ سے پلٹکر بشکل اصلی خواجہ کے پاس آیا اور نامہ شاہ کا خواجہ کو دیکر تمام احوال سے خواجہ کو اطلاع دی خواجہ نامہ پڑھکر صبا عیار سے بہت خوش ہوے اور کہا مین تمہارے ساتھ چلکر اوتار شاہ کو قتل کرتا ہون عوض طاؤس شاہ کا لیتا ہون یہ کہکر خواجہ نے تشکل اپنی بصورت کنتارہ کابلی بنائی پھر صبا عیار کے ہمراہ قلعہ اوتار مین داخل ہوے جب روبرو اوتار شاہ پہونچے سلام کر کے کھڑے رہے اوتار شاہ نے صبا عیار سے پوچھا یہ کون شخص ہے صبا عیار نے بموجب سمجھا دینے خواجہ کے عرض کیا خداوند نعمت یہ زردین کا مرا بی کے بھانجے ہین نام انکا کنتارہ کابلی ہے یہ عیار ہین مین نے بموجب حکم حضور نامہ جا کر دیدیا زردین نے نامہ پڑھکر ان کو ہمراہ میرے کر دیا ہے اور زبانی مجھسے کہدیا ہے کہ مین جلد تمام فوج لیکر آتا ہون عمرو وغیرہ کو قتل کرتا ہون اور کوئی بات آہستہ انسے کہی ہے اُس بات سے مجھے آگاہی نہین ہے آپ انسے دریافت کیجیے اوتار شاہ نے کنتارہ کابلی نقلی سے پوچھا زردین نے تم سے کیا کہا ہے بیان کرو کنتارہ کابلی نقلی نے عرض کیا اگر تنہائی مین آپ تشریف لیچلین تو مین بیان کرون سر دربار اس بات کا

اظہار نکرونگا اوتارشاہ یہ سُنکے تخت سے اُٹھ کر کتارۂ کابلی کو ہمراہ لیکر ایک خالی مکان مین گیا پہلے ایک کرسی جواہرنگار
پر خود بیٹھا پھر ایک چوبی کرسی پر کتارۂ کابلی کو اجازت بیٹھنے کی دیکر پوچھنے لگا کہو ژوبین نے کیا کہا ہی کتارۂ کابلی نے
کرسی پر بیٹھکر ایک ڈبیا جواہرنگار اپنی کمر سے نکالی اور اوتارکو دیکر کہا یہ ڈبیا ژوبین نے دی ہی مجھے نہین معلوم اِس ڈبیا
مین کیا ہی ذرا کھولکر دیکھیے اوتارشاہ نے جو ڈبیا کھولی چونکہ سفوف بیہوشی اِس ڈبیا مین بھرا تھا ڈبیا کھُلنے سے بیہوشی
اُڑی اور دماغ مین بادشاہ کے سرایت کر گئی اوتارشاہ کو چھینک آئی فورًا بیہوش ہو کر کرسی سے گرنے لگا اُسوقت خواجہ
نے آہستہ یہ نعرہ کیا شعر عمروم کہ کلہ از سر قیصرم ببرم ✣ رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم ✣ در محفل خسروان چو گردم ساقی ✣
تیغ و سپر سبو و ساغر ببرم ✣ یہ نعرہ کرکے جلدتر خواجہ نے اوتارشاہ کے کپڑے اُتار کر ایک لنگی مین باندھکر نذر زنبیل کیا
پھر جلد اوتارشاہ کی شکل بنکر جسقدر اُس مکان مین نقد و جنس تھا سب مال خواجہ نے جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کیا
صبا عیار ایک گوشہ سے تمام حال دیکھ کر پاس خواجہ کے گیا اور کہنے لگا آپ بیشک شہنشاہ عیاران ہین مثل آپکا روے
زمین پر فن عیاری مین نہین ہی عجب تدبیر سے اوتار نابکار کو بیہوش کیا ہی آپ کے سامنے کوئی عیار عیاری نہین
کرسکتا ہی خواجہ نے جواب دیا کہ یہ کیا عیاری ہی اگر تم ہماری نازک عیاریان دیکھو گے تو نہایت متحیر ہو گے یہ کہکر خواجہ نے
صبا عیار کو رنگ و روغن نکالکر بصورت کتارۂ کابلی بنایا بعد ایک پہر کے خواجہ بشکل اوتارشاہ کتارۂ کابلی نقلی کو
ہمراہ لیکر مکان سے نکل کر مسکراتے ہوے قریب تخت حکومت آکے سرداران لشکر وغیرہ براے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے خواجہ نے
تخت پر بیٹھکر کہا اے افسران لشکر مین ژوبین سے برہم ہوکر مسلمان ہو گیا تم سب کو لازم ہی کہ میری طرح تم بھی کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوجاؤ سرداران لشکر و امرا وغیرہ نے گفتگوے اوتارشاہ نقلی سُنکے خیال کیا کہ اوتارشاہ ہمارے ملت و مذہب کا امتحان
کرتا ہی اگر ہم یہ کہینگے کہ ہم بھی مسلمان ہو گئے تو مثل طاؤس شاہ ہمکو قتل کریگا پس لازم یہ ہی کہ مسلمان ہونے سے
عذر کرین یہ خیال کرکے جملہ اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ پہلے ہم بموجب حکم طاؤس شاہ مسلمان ہوے
تھے جب حضور رونق افزاے تخت ہوے طاؤس شاہ کو حضور نے بوجہ مسلمان ہوجانے کے قتل کیا ہم سب نے خائف
ہوکر پھر دین آبائی اختیار کرلیا اور گھڑی گھڑی مسلمان ہونا اور دین جد و آبا کو چھوڑنا اچھا نہین معلوم ہوتا ہی آیندہ جو حکم حضور
ہو ہم بسر و چشم بجا لائین خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ اہل دربار اوتارشاہ کے خوف سے دین اسلام اختیار کرنے سے
انکار کرتے ہین یہ سمجھ کر خواجہ نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اے سرداران لشکر و اے امراے حالی کہ
کیون اوتارشاہ سے خوف کرتے ہو شاہ کو مین نے گرفتار کرلیا ہی بیہوش اور مدہوش میری زنبیل مین ہی یہ کہکر خواجہ
نے اوتارشاہ کو زنبیل سے نکال کر ستون سے باندھا اور ہوشیار کرکے اُس سے کہا کلمہ پڑھ اُسنے مسلمان ہونے سے
انکار کیا خواجہ عمرو نے اُسے ہلاک کیا اہل دربار اوتارشاہ کے ہلاک ہونے سے خوش ہوے اور بخوف خواجہ سب نے
اطاعت و فرمانبرداری خواجہ کی مسلمان ہوکر اختیار کی پھر خواجہ نے صبا عیار کو حاکم قلعہ کیا اور تخت پر بٹھا کر اہل دربار
سے نذرین دلوا کر در قلعہ کھلوایا اور ملکہ مہرنگار اور جملہ سرداران نامدار وغیرہ کو قلعہ مین بلایا ملکہ مہرنگار ایک جگہ
قلعہ مین بصد پردہ داری قیام پذیر ہوئین سرداران لشکر جا بجا مقیم ہوے خواجہ نے حکم دیا طاؤس شاہ اور
جملہ مردمان مقتول سپاہ کو غسل و کفن دے کر نماز پڑھ کر دفن کرو اہل قلعہ نے بموجب حکم مقتولین کو دفن کیا پھر حکم
خواجہ سے در قلعہ بند ہوا پل تختہ اُٹھوا لیا گیا خندق مین پانی بھروا دیا قلعہ پر زیادہ تر توپین لگوا دی گئین سامان
جنگ بخوبی کیا گیا یہان تو خواجہ نے قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کرایا وہان ژوبین کو
معلوم ہوا کہ خواجہ وغیرہ اس قلعہ سے نکلکر قلعۂ اوتار مین گئے ہین اور اوتارشاہ کو مار ڈالا ہی اہل قلعہ کو مسلمان کیا ہی

چلے بعد قطع راہ جب قریب قلعہ او تار پہونچے مستعد
زوبین وغیرہ یہ خبر سنکے برہم ہوے اور اسی وقت لشکر لیکر وہان سے
ہرمز اور فرامرز اور زوبین نے ہنگام شب طبل یورش بجوایا صداے طبل بلند ہوئی اہل قلعہ نے آواز طبل
سنی بہادر سامان جنگ کرنے لگے بزدل پریشان خاطر ہوے اسی طرح لشکر ہرمز و فرامرز مین بھی دلاور سامان جنگ
دیکار مین مشغول و مصروف ہوے اور نامرد خوف جان سے لشکر سے تاریکی شب مین نکل گئے غرض تمام شب
دونون جانب سامان جنگ بخوبی ہوا جب وہ ہنگام آیا کہ شاہ انجم سپاہ قلعہ گردون مین خبر آمد شاہ خاور سنکے پوشیدہ
ہوا اور لشکر ثوابت و سیار سیاہ نور مہر سے شکست رسیدہ ہوا **نظم** نشان شب ہوا عالم سے نابود + اُڑا رنگ
اختر ون کا صورت دود + سحر پھیر دے کے تاج مہر سر پر + ہوئی رونق فزا با حشمت و فر + وقت سحر زوبین کامرانی
نے ہرمز و فرامرز سے کہا آپ اپنا لشکر قلعہ سے علیحدہ ہٹ کر لے کر کھڑے ہوجیے آج میرے حملہ کرنے کا
تماشا دیکھیے ہرمز و فرامرز لشکر لیکر قلعہ سے ہٹ گئے ایک میدان مین صف آرا ہوے زوبین نے اپنے
لشکر کو حکم کمر بندی دیا مردمان لشکر زرہین پہنے لگے خود آہنی سرون پر رکھنے لگے ہتھیار لگانے لگے سائیس گھوڑون
کو زین و لجام سے آراستہ کرنے لگے مرکبون کے تنگ چست کرنے لگے لشکری جلد جلد مسلح ہونے لگے زنجیر آہنی سے
کمر کو کسنے لگے باجے جنگی بجنے لگے علم لشکر سر بلند ہوے جب زوبین مسلح ہوکر گینڈے پر سوار ہوا جملہ سوار کہ قریب
دو لاکھ کے تھے ہمراہ زوبین چلے اور سب باجے جنگی بجتے تھے جملہ سوار گھوڑون کی باگین اُٹھائے تیغین کھینچے ہوے
غل و شور کرتے ہوے عقب زوبین چلے جاتے تھے زوبین کے ہاتھ مین گرز گران سر تھا گینڈے کو دوڑاتا ہوا جانب
در قلعہ چلا جاتا تھا گھوڑون کے دوڑنے سے گرد و غبار بلند تھا جب زوبین سامنے قلعہ کے پہونچا خواجہ عمرو نے
گولندازون کو حکم دیا برابر گولے مارو اور تیراندازون اور عیارون سے کہا تم بھی تیر اور پتھر مارو خبردار زوبین کو
اس قلعہ مین نہ آنے دو گولندازون وغیرہ نے حسب الحکم گولے اور تیر اور پتھر وغیرہ مارنے شروع کیے سواران لشکر
زوبین ہلاک ہوکر زمین پر گرنے لگے آگ قلعہ سے گویا برسنے لگی دھوان مانند ابر کے چھا گیا رنجک سے آثار برق ظاہر ہوے
گولے برسنے لگے زمین دہلنے لگی زوبین گرز گران سر سے گولون کو رد کرتا ہوا دلیرانہ قریب خندق پہونچا اہل قلعہ نہایت
گھبرائے خواجہ عمرو بھی پریشان خاطر ہوے اسوقت اہل قلعہ نے ہنڈیان بارود کی اور گرم گرم تیل کڑھاؤ مین بھر بھر کر جانب
زوبین پھینکنا شروع کیا تیراندازون نے تیرون کی بارش کی عیارون نے گوپھن مین پتھر رکھ کر مارنا شروع کیے زوبین تیر اور پتھر
وغیرہ سے اپنے تئین بچاتا ہوا آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا تھا ناگاہ خواجہ نے قلعہ سے دیکھا کہ قاہر شاہ اور قہرمان شاہ
برادران زوبین کامرانی تین لاکھ فوج سے براے مدد برادر آتے ہین خواجہ عمرو فوراً کھڑکی قلعہ کی کھولکر اور کتارہ کابلی
کی صورت بنکر بصد عجلت پاس قاہر شاہ و قہرمان شاہ کے پہونچے اور مودب سلام کرکے کہا کہ آپ کے بھائی نے بعد سلام
آپ سے کہا کہ یہ لشکر جو سامنے صف آرا ہے حمزہ صاحبقران کی فوج ہے مین اسطرف سے انھین ہلاک کرتا ہون
آپ اُدھر سے انھین قتل کیجیے تاخیر نہ کیجیے کتارہ کابلی نقلی تو یہ کہکر پھر اپنے قلعہ مین چلے گئے قاہر و قہرمان شاہ نے
تین لاکھ فوج سے بصد عجلت ہرمز اور فرامرز کے لشکر پر ایک بار حملہ کیا ہر چند ہرمز اور فرامرز نے کہا ای قہرمان شاہ
ہمسے کیون لڑتے ہو کچھ بیان تو کرو لیکن اُس غل و شور مین قاہر شاہ و قہرمان شاہ نے ہرمز اور فرامرز کی آواز نہ
سنی بلکہ اُس ہنگامہ مین صورت بھی اُنکی نہ دیکھی جب دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی برق شمشیر دور تک میدان مین چمکنے
لگی ابر سیاہ ڈھالون کا اُٹھا بارش تیر و تفنگ ہونے لگی سر مثل اولون کے تن سے کٹ کٹ کر زمین پر گرنے لگے دلاوران لشکر
کے نعرون کی ایسی صدا ئین بلند ہوئین مردم کو ثابت ہوا کہ رعد کی آواز ہے بزدل صداے بہادران سنکے تھرانے لگے

غرض جانبین کے سوار و پیدل قتل و زخمی ہونے لگے خون مین نہانے لگے جو ان کی ندیان میدان کارزار مین نظر آئین سر حباب کے مانند سیل خون مین نظر آنے لگے تن بے سر بصورت کشتی دکھائی دینے لگے زخمی نالہ و فریاد کرنے لگے ہنگامہ حشر برپا ہونے لگا ژوبین در قلعہ تک پہونچ گیا اور ارادہ قلعہ کے توڑنے کا کرتا تھا کہ یکایک ہنگامہ قیامت دیکھ کر اور شور و غل سنکے سمجھا کہ حمزہ یا سرداران حمزہ مثل بہرام گرد دلند هور لشکر کثیر لیکر آئے ہین بڑی شجاعت و دلیری سے لڑ رہے ہین زمین میدان کارزار کو جنبش ہی اور تلوارون کی جھنکار یہان تک آئی ہی ایسا نہو کہ ہرمزاد و فرامرز شاہزادگان ذیوقار قتل ہو جائین ہمکو لازم ہی کہ جلد برائے مدد ہرمزاد اور فرامرز اپنے تئین وہان پہونچا دین آج قلعہ کو اگر نہ لے سکے تو خیر کل قلعہ پر قبضہ کر لینا یہ سمجھ کر قلعہ کی طرف سے گینڈے کو پھیرا اہل قلعہ نے ژوبین کو جاتے دیکھ کر تعجب کر کے شکر خدا کیا گولے اور تیر وغیرہ لگانے سے ہاتھ روکا ژوبین نے میدان کارزار مین پہونچ کر دیکھا کہ قاہر شاہ اور قہرمان شاہ ہر چند جنگ رستمانہ کر رہے ہین لیکن لشکر ہرمزاد اور فرامرز سے پسپا ہوتے جاتے ہین مردمان فوج فرامرز آگے بڑھتے ہین ہزارہا لاشین زمین پر تڑپ رہی ہین زخمی چلا رہے ہین گھوڑے کوتل دوڑ رہے ہین لاشین اپنے راکبون کی پامال کر رہے ہین صدائے گیر و دار بلند ہی تلوار چل رہی ہی لاش پر لاش گر رہی ہی دریائے خون مقتولان زور و شور سے جاری ہی ژوبین اپنے بھائیون کو دیکھ کر بیتاب و بیقرار ہوا آواز بلند گینڈے پر کھڑا ہو کر پکارا ای قاہر اور قہرمان شاہ دست خود را انجہدار بیدار رہے کیون لڑتے ہو بیکار خون ریزی کرتے ہو یہ لشکر ہرمزاد اور فرامرز کا ہی لشکر حریف کا نہین ہی یہ کہ کر پھر ہرمزاد اور فرامرز سے مخاطب ہو کر پکارا ای شاہزادگان ذیجاہ یہ لشکر قاہر و قہرمان شاہ میرے بھائیون کا ہی آپ میرے بھائیون سے نہ لڑیے اپنے جدال و قتال نہ کیجیے قاہر و قہرمان شاہ اور ہرمزاد اور فرامرز نے آواز ژوبین کی سنکر لڑائی موقوف کی ژوبین قہرمان اور قاہر شاہ کے پاس گیا بعد سلام کے پوچھنے لگا ای بھائیو تم فرزندان نوشیروان سے کیون لڑنے انھون نے جواب دیا آپ ہی نے تو ہمارے پاس کتارہ کابلی کو بھیجا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ یہ لشکر امیر ہی اسے قتل کرو ہم نے بموجب آپ کے کہنے کے قتل کرنا شروع کیا ژوبین نے جواب دیا مین نے تو کتارہ کابلی کو تمھارے پاس نہین بھیجا تھا تجاہل ژوبین اور قاہر اور قہرمان شاہ کی گفتگو سنکے ہنسا اور کہنے لگا تم سب سچ کہتے ہو کتارہ کابلی کی صورت بنکر خواجہ عمرو آئے ہونگے یہ انھین حضرت کی ادنی عیاری ہی قاہر اور قہرمان شاہ نے یہ سنکے ہرمزاد اور فرامرز سے عذر کیا ہرمزاد اور فرامرز نے عذر قبول کیا ژوبین نے پھر قلعہ پر حملہ کیا بعض راوی کہتے ہین دوسرے روز وقت سحر قلعہ پر حملہ کیا چونکہ خواجہ عمرو نے سامان جنگ بخوبی کر لیا تھا ہر وقت حملہ کرنے ژوبین کے بحکم خواجہ عمرو اسمہ غدر گولے گولنداز دن نے مارے کہ ژوبین آگے نہ بڑھ سکا در قلعہ تک کسی طرح نہ پہونچ سکا ہزارون سوار ہلاک ہوئے آخر بعد دوپہر کے لڑنے کے ژوبین طبل بازجنگ بجوا کر پلٹا اور قلعہ کا محاصرہ کرکے مقیم ہوا حال ژوبین اور عمرو کا انشاءاللہ آیندہ لکھا جائیگا

داستان پیدا ہونا ملکہ قریشیہ سلطان کا اور رخصت ہونا امیر کا ننھیال سے پھر چھوڑ دینا دیوون کا امیر کو صحرائے حیرت کدہ سلیمانی مین بحکم ملکہ آسمان پری اور دب جانا امیر کا پشتہ ریگ مین پھر زندہ نکلنا جانا ہمراہ ملکہ آسمان پری کے گلستان ارم مین

راویان شیرین زبان اس داستان بیمثال کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ بعد گذرنے ایام حمل کے چند روز لیکن ملکہ آسمان پری سے دختر فرخندہ فال و یوسف جمال عنبر صولت خورشید طلعت پیدا ہوئی حمزہ صاحبقران زمان

بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے تھے عبدالرحمن جنی و دیگر دیو و پریزاد ذی قدر و ذی رتبہ علے قدر مرتبہ معین ولیا بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ارزق پری نے روبروے امیر حاضر ہو کر عرض کیا کہ ای امیر مبارک ہو اسوقت ملکہ آسمان پری کے بطن سے ایک دختر خوبصورت پیدا ہوئی ہے امیر دختر کے پیدا ہونے سے رنجیدہ ہوئے بعوض خوشی مغموم ہوئے عبدالرحمن جنی نے امیر کو غمگین دیکھ کر عرض کیا ای امیر شکیبا اپنے علم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی نہایت شجاع اور بہادر ہو گی اکثر آپ کے فرزندون سے طاقت و قوت مین زیادہ ہو گی اور نہایت عقیل ہو گی اس دختر کو آپ فرزند سے بہتر خیال کیجیے رنج نہ کیجیے حمزہ صاحبقران نے عبدالرحمن جنی سے فرمایا اس دختر کا نام رکھیے عبدالرحمن جنی نے بعد غور و فکر عرض کیا نام اس دختر کا ملکہ قریشہ سلطان رکھنا مناسب ہے امیر باتوقیر نے نام سن کے فرمایا بہتر ہے یہی نام رکھنا مناسب ہے ارزق پری گفتگوے امیر و تقریر عبدالرحمن جنی سنکے چلی گئی اور شہپال بن شہرخ اور ملکہ آسمان پری سے عرض کیا کہ نام اس دختر کا بموجب ارشاد امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے عبدالرحمن جنی نے قریشہ سلطان رکھا ہے شہپال اور ملکہ آسمان پری دونون یہ نام سن کے خوش ہوئے بعد کئی روز کے شہپال نے قریشہ سلطان کی نہایت دھوم سے چھٹی کی کئی دن تک بزم عشرت آراستہ رہی کل زنان و نازنینان پریزادگان یا اکثر شاہان پردہ قاف بھی آئے اور شریک بزم عشرت ہوئے بعد جشن کے مرد جو مہمان تھے رخصت ہوئے اسی دن وقت شب امیر باتوقیر کو جو ملکہ مہرنگار کا خیال آیا دل پہلو مین بیتاب ہو گیا چشم پرنم ہوئی لب آہ و نالہ سے آشنا ہوئے آنکھون سے ہجر ملکہ مہرنگار مین آنسو جاری ہوئے یہ حال ہوا

ابیات

سنان درد نے چھیدا جگر کو ٭ ہوا رونا ہنسی اور چشم تر کو ٭ یہانتک اشک خون مژگان سے ٹپکے ٭ کہ چھینکر رات بھر

وہ شب ہزار آہ و زاری و بنالہ و بیقراری ابسا بمشکل بسر کی ہنگام سحر امیر باتوقیر نے نماز سحر پڑھ کر وہان سے ملکے شہپال بن شہرخ کے پاس جاکر کہا کہ مین آٹھ روز کا وعدہ کر کے یہان آیا تھا مجھے یہان ایک زمانہ گذرا ہے میرے لشکر کے سردار وغیرہ سب پریشان خاطر ہونگے عبدالرحمن جنی نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ بعد چھ مہینے کے یہان سے چلے جائیے گا اب زمانہ نو مہینے سے بھی زیادہ گذرا ہے مین ازحد پریشان خاطر ہون آپ مجھے رخصت کیجیے میرے لشکر کے سردارون کے پاس مجھے پہنچوا دیجیے اگر مین وہان نہین جاؤنگا تو رنج و صدمے سے ہلاک ہو جاؤنگا شہپال بن شہرخ نے پہلے تو کہا کہ بعد تھوڑے دنون کے مین تمہین وہان پہونچا دونگا آخر اصرار امیر باتوقیر سے شہپال مجبور ہو کر چند دیوون کو بلایا جب دیو حاضر ہوئے شہپال نے کہا امیر باتوقیر کو ایک تخت رواں پر بٹھا کر جلد انکے لشکر کے سردارون کے پاس افغین پہونچا دو جب یہ خبر ملکہ آسمان پری نے سنی امیر باتوقیر کو بلا کر پوچھا مجھے چھوڑ کر کہان جاتے ہو امیر باتوقیر نے فرمایا مین ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان سے آٹھ روز کا وعدہ کر کے یہان آیا تھا مجکو یہان زمانہ زیادہ گذرا وہان ملکہ مہرنگار میرے انتظار مین بیقرار ہو گی اور جلد سردار لشکر بھی پریشان خاطر ہون گے درحقیقت مین ان سب کی جدائی سے بیتاب ہون شب و روز انہین کا خیال رہتا ہے خصوصا ملکہ مہرنگار ہر وقت مجھے یاد آتی ہین انکی مفارقت مجکو شاق ہے اسوجہ سے جاتا ہون ورنہ ابھی یہان سے نہ جاتا ملکہ آسمان پری ملکہ مہرنگار کا ذکر سنکے برہم ہوئی امیر سے تو کچھ نہ کہا لیکن علیحدہ جاکر ارزق پری کو بلا کر اس سے کہا کہ جو دیو امیر کو لیجا رہے ہین انسے میری طرف سے جلد جاکر یہ کہدو کہ ملکہ آسمان پری نے تمسے بتاکید کہا ہے کہ امیر کو یہان سے لیجا کر حیرت کدہ سلیمانی مین چھوڑ دینا جہان امیر کہین وہان ہرگز ہرگز نہ لیجانا ارزق پری نے موافق حکم ملکہ ان دیوون سے جاکر کہدیا دیوون نے عرض کیا آپ ہماری جانب سے عرض کر دیجیے گا کہ ہم بموجب حکم حضور امیر کو وادی حیرت کدہ سلیمانی مین

چھوڑ کر چلے آئینگے آپکا حکم بجا لائینگے جو کچھ دیوون نے عرض کیا تھا ازرق پری نے ملکہ سے کہدیا امیر ملکہ اور شہپال سے رخصت ہوکر تخت پر بیٹھے شہپال امیر کے جانے سے ملول ہوا ملکہ جو کہ برہم تھی ملول نہ ہوئی دیوون نے تخت اٹھایا اور ایک جانب چلے بعد طی کرنے راہ دور و دراز کے جب حیرت کدہ سلیمانی مین پہونچے تخت کو وہان رکھکر امیر سے کہنے لگے اسوقت ہم گرسنہ ہین آپ کہین تو ہم اکل و شرب سے فرصت کرلین تو پھر آپ کو لیچلین امیر سمجھے کہ دیو سچ کہتے ہین بعد فراغت آب و طعام پھر تخت اٹھاکر لیچلینگے یہ خیال کرکے امیر خاموش ہورہے دیو وہانسے آگے بڑھے امیر نے تو یہ تصور کیا کہ یہ کہین آب و طعام کی جستجو مین جاتے ہین لیکن دیو تو حسب حکم امیر کو وہان چھوڑکر جانب گلستان ارم روانہ ہوے جب گلستان ارم مین پہونچے ملکہ سے جاکر عرض کیا حضور ہم امیر کو حیرت کدہ سلیمانی مین چھوڑکر چلے آئے ہین ملکہ یہ سُن کے خیال کرنے لگی کہ امیر ملکہ مہرنگار اپنی معشوقہ کے پاس اب کیونکر جا سکینگے زندگی بھر راستہ نہ پائینگے مجکو ناراض کرکے اور مجھسے جدا ہوکر راحت نہ اٹھائینگے ایک روز حیرت کدہ سلیمانی مین تڑپ کر رہ جائینگے آرزو دل کی بر نہ آئیگی مہرنگار نگوڑی سے وصل انھین میسر نہ ہوگا یہ خیال کرکے ملکہ قریشیہ سلطان کو گود مین لے کر پیار کرنے لگی وہان امیر دیوون کا انتظار کرکے تخت سے اُٹھے اور خیال کرنے لگے افسوس دیوون نے مجھسے دغا کی مرکب جنگ صبیہ قیطاس کو بھی بعجلت گلستان ارم مین چھوڑ آیا اگر اس وقت مرکب ہوتا تو اسپر سوار ہو کے راہ بعید بہ آرام طی کرتا تکلیف نہ اٹھاتا یہ خیال کرکے خیال ملکہ مہرنگار مین ایک طرف چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ کانٹون سے پاؤن فگار ہوگئے تلوون مین چھالے پڑگئے آبلون سے پانی نکلنے لگا کانٹے جو تلوون مین چبھ گئے تھے خون تلوون سے بہنے لگا کانٹون کی خلش سے روح کو صدمہ پہونچنے لگا حرارت آفتاب سے پسینے مین تر ہوگئے غبار ہوائے گرم سے اُڑ اُڑکر رخ پر پڑنے لگا خار صحرا کف پا مین ہر قدم پر چبھنے لگے وہ صحرائے حیرت کدہ سلیمانی جس مین ہر ایک قدم پر حیرانی و پریشانی وہ تمازت آفتاب کہ جس سے قلب و جگر کباب ہوجائے لاکھ جستجو کرے کوئی چشمہ سوائے چشمۂ آفتاب کے نظر نہ آوے وہ صحرائے ہولناک زیر افلاک ایسا تھا کہ روح قیس نے بھی اُس بیابان کو کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا تھا زمین صحرا حرارت آفتاب سے جلتی تھی لو دم بدم چلتی تھی ہر درخت کثرت لو سے خشک تھا برگ و ثمر سے مجبور تھا ہر ذرہ اُس وادی کا غیرت دہ آفتاب تھا طبقہ اُس زمین دشت کا کرۂ نار کا جواب تھا جن کبھی اس صحرا مین بخوف ہلاکت نہ آتے تھے دیو حتی الامکان بخوف جان اس وادی پرخطر مین نہ جاتے تھے کیونکہ صحرا ایسا ہولناک و وحشت افزا تھا نظم

تمازت سے عیان جوشِ تباہی　　تڑپتی ریگ مثلِ ریگ ماہی
کفِ سائل کی صورت چشمۂ آب　　ہوائے گرم سے ہر مرغ بیتاب
ہر عالم دیکھ کر دشتِ بلا کا　　نظر پڑتی پھر گیا سامان قضا کا
دہان مانند سنگِ میل تنہا　　فقط تھے محو سیر صحرا

لکھوں تعریف کیا اُسکی قلم سے　　بلا انگیز تر دشتِ عدم سے
نہ سایہ تھا نہ برگِ خشک نے تر تھا　　بہ رنگ شاخ آہو ہر شجر تھا
حرارت سے دھوان اُٹھتا زمین مین　　طپش سے آبلہ پڑتا زمین مین
وفور تشنگی لایا غضب مین　　ہوئی جان بھی نہان آغوش لب مین
طلسم قدرتی پیش نظر تھا　　وہ صحرا جلوہ گاہ خیر و شر تھا

امیر باتوقیر نہایت حیران و پریشان یاد ملکہ مہرنگار مین بصد دشواری بادیہ پیمائی کرنے لگے اشعار

پریشان خستہ آوارہ جگر خون　　لگے پھرنے میان دشت و ہامون
دلِ پرسوز و جان شعلہ پیوند　　گذرگاہِ خیالِ چند در چند
کبھی شاکی دلِ نامہربان سے　　کبھی دل تنگ جورِ آسمان سے
کبھی کہتے کہ یارب مین کہان ہون　　یہ کیون پامال جور آسمان ہون
کبھی کہتے دلِ مضطر سے لپٹے　　ملونگا کس طرح لشکر سے اپنے

نہ وہ سامان نہ وہ جاہ و حشم تھا　　نہ وہ لشکر نہ وہ طبل و علم تھا
کبھی گریان غم اہل وطن مین　　کبھی سوزان تپ داغ کہن مین
کبھی پیش نظر اورنگ تقدیر　　کبھی سیر طلسم غم سے دلگیر
کہان لائی مجھے قسمت کہان سے　　کہان لیجائیگی وحشت یہان سے
دہان ہر ایک پر روز و شبانہ　　گذرتی ہوگی کیا اے آہ دلمند

ہمیشہ بیجور و بیخواب ہونگے
ہوا سکے تجھے پھر بامد مصیبت
ہوئی غفلت سے بیداری ہم آغوش
یکایک شوق نے بالین پہ آکر
نہ سمجھے آبرو سے مدعی کو
اگر دل مین یہی جوش ہوس تھا

میری فرقت مین سب بیتاب نکلے
ہوے شرمندۂ احسان راحت
بجالائے دل و جان رخصت ہوس تھا
کہا سیتے ہو کیا آرام پاکر
لگایا داغ نام عاشقی کو
تو ناحق در پئے سوز نفس تھا

کہ ناگاہ جمع تھی جو ریگ صحرا
کہ ہمین ماندگی سے ہو کے بیتاب
کیا روح جہان بیجان نے اپنا
محبت مین سر آرام جان کیا
یہ سب سامان ترا ننگ حیا ہے
محبت بازی طفلان نہین ہے

وہی ٹیلہ ہوا صحرا مین پیدا
کیا آنکھون نے میل بوسۂ خواب
تعلق عالم علوی سے پیدا
ہوا لشکر و طبل و نشان کیا
خلاف غیرت اہل وفا ہے
بہت مشکل ہے یہ آسان نہین ہے

امیر زرہ و تیغ وغیرہ جسم سے اُتار کر جا بجا زمین پر پھینک کر زیر پشتۂ ریگ پاؤن پھیلائے ہوئے لیٹے تھے یکایک ہوا تند چلی اس وقت کثرت ہوا سے پشتۂ ریگ کا امیر پر گر پڑا امیر زیر ریگ دب گئے فقط پاؤن کھلے رہے اس وقت ملکہ آسمان پری کا دل گھبرایا بیتاب ہو کر عبدالرحمن جنی کو بلایا جب عبدالرحمن جنی روبروے ملکہ آئے ملکہ نے پوچھا جلد بتائیے اس وقت امیر کس جگہ ہین اور کس حال مین ہین میرا دل نہایت گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے عجب نہین کہ امیر کسی بلا مین گرفتار ہو گئے ہون عبدالرحمن نے اپنے علم سے دریافت کر کے کہا اے ملکہ غضب ہو گیا امیر صحراے حیرت کدۂ سلیمانی مین زیر ریگ دب گئے ہین روح اُن کے جسم مین گھبرا رہی ہے کوئی دم کے مہمان ہین اگر آپ کو خبر امیر لینا ہے تو جلد لیجیے ورنہ امیر تھوڑی مین ہلاک ہو جائینگے ملکہ اگرچہ ذکر ملکہ مہرنگار سُنکے امیر سے ناراض ہوئی تھی لیکن عبدالرحمن جنی سے حال امیر سُنکے ایسی بیقرار ہوئی کہ اُسی وقت تخت پر بیٹھ کر حیرت کدۂ سلیمانی کو روانہ ہوئی جب قریب پشتۂ ریگ کے پہونچی دیکھا کہ خود و زرہ و عقرب سلیمانی وغیرہ جدا جدا مقام پر پڑا ہے امیر زیر ریگ دبے ہوے ہین فقط ایک پاؤن کھلا ہے یہ حال دیکھ کر بیتاب ہو کر دیوون سے کہنے لگی ارے جلد اس ریگ سے امیر کو نکالو دیوون نے ریگ سے امیر کو باہر نکالا ملکہ نے زانو پر سر امیر کا رکھا بغور جو دیکھا تو رمقے جان باقی تھی اس وقت ملکہ کا رونا اور تدبیرین ہوشیار کرنے کی دمبدم کرنا مفصل کیا لکھی جائین خلاصہ یہ کہ بمشکل تمام بقدرت خالق خاص و عام امیر کو ہوش آیا آنکھین کھول کر جو دیکھا سر اپنا آغوش ملکہ مین پایا امیر نے سر اپنا زانوے ملکہ سے اُٹھا کر بالاے زمین رکھا ملکہ نے سبب پوچھا امیر نے جواب دیا اب سر میرا زانوے ملکہ مہرنگار کا ہے ملکہ آسمان پری نے برہم ہو کر کہا مہرنگار آدم زاد مجھسے اچھی ہے کیا بہتر ہے حسن و جمال سے اُسکا حسن و جمال زیادہ ہے امیر نے جواب دیا فی الحقیقت اُسکے حسن ملیح و دلفریب کے آگے تمھاری اس گوری صورت کی کچھ حقیقت نہیں ہے ملکہ نے جو دیکھا کہ امیر غضبناک ہین اور سواے حکایت مہرنگار کے کوئی ذکر امیر کو اچھا نہین معلوم ہوتا ہے اس وجہ سے ملکہ نے جواب نہ دیا اور واسطے دفع کرنے برہمی مزاج کے ملکہ قریشیہ سلطان کو امیر کی آغوش مین بٹھا دیا قریشیہ سلطان آغوش امیر مین مسکرانے لگی ہاتھ پاؤن مارنے لگی غصہ امیر کا اور خیال مہرنگار کا قریشیہ سلطان کو دیکھ کر کم ہوا امیر اپنی دختر کو پیار کرنے لگے ملکہ نے دیوون سے کہا خود و زرہ اُٹھا لاؤ جب دیو زرہ و خود وغیرہ اُٹھا لائے ملکہ نے امیر سے کہا کہ اب زرہ پہنو خود سر پر رکھو عقرب سلیمانی کمر سے باندھو میرے ساتھ گلستان ارم مین چلو امیر نے جواب دیا اے ملکہ اب مین مہرنگار کے پاس جاؤنگا ملکہ نے منت کہا آپ میرے ساتھ چلیے بعد چھ مہینے کے مین آپ کو خواجہ عمرو کے پاس پہونچا دونگی امیر بانو قیر نے خیال کیا اگر حیات باقی ہے تو چھ مہینے جلد گذر جائینگے بعد چھ مہینے کے یہان سے ملکہ مہرنگار کے پاس چلا جاؤنگا یہ خیال کر کے امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران راضی ہوے ملکہ آسمان پری امیر بانو قیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر صحراے حیرت کدۂ سلیمان سے گلستان ارم مین لائی شہپال کو امیر کے آنے کی اطلاع ہوئی عبدالرحمن جنی امیر کے آنے سے خوش ہوا امیر بصد راحت و آرام گلستان ارم مین رہنے لگے

داستان پہونچنا لندھور اور بہرام گرد بن خاقان چین کا مع فوج لشکر ملک سنگ سران مین اور قتل کرنا مرزدق شاہ کو اور بھاگنا داراب شاہ اور عبد العزیز کا جانب ختنا نیان پھر جانا بہرام کا سمت چین لندھور سے رخصت ہو کر

راویان شیرین بیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب لندھور و بہرام مع فوج جرار قریب ملک مرزوق شاہ والی ملک سنگ سران کے پہونچے ایک میدان وسیع مین قیام پذیر ہوئے چونکہ عبد العزیز و داراب شاہ لندھور و بہرام سے شکست کھا کر قبل پہنچنے لندھور اور بہرام کے مرزوق شاہ بادشاہ سنگ سران کے پاس پہنچے تھے اور تمام کیفیت اپنی اس سے بیان کی تھی اسنے وعدہ کیا تھا کہ اگر لندھور اور بہرام فوج لیکر یہان آئینگے تو مین انسے لڑونگا اور انکو قتل کرونگا یہ کہکر عبد العزیز اور داراب شاہ کو بعزت و حرمت اپنے ملک مین رکھا تھا جب لندھور اور بہرام قریب شہر مرزوق شاہ پہونچکر مقیم ہوے اور مرزوق شاہ نے لندھور اور بہرام کے آنے کی خبر سنی فورًا پانچ لاکھ فوج سنگ سران کے ہمراہ لیکر مع عبد العزیز اور داراب شاہ برائے مقابلہ لندھور و بہرام گرد شہر سے باہر نکلا اور سامنے فرودگاہ لشکر لندھور کے آکر قیام پذیر ہوا ہنگام شام مرزوق شاہ نے طبل جنگ بجوایا صدائے نقارہ و طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے جو برائے خبر مقرر تھے وہ صدائے طبل جنگی سنکر خدمت لندھور مین حاضر ہوے اور مجراگاہ پر کھڑے ہوکر بصد ادب مجرا کرکے اسطرح دعا و ثناء شاہی بجالا کر عرض کرنے لگے نظم

اگر حشمت در آزمودن تیغ	سر بہرام صدر اندازد	اگر کشد باز ہیبت تو صفیر	مرغ تصویر شہپر اندازد
حکمت از سایہ افگند بہ فلک	سینہ بر روے محور اندازد	گر قضا قدرتت بدست آرد	بے عرض طرح جوہر اندازد

حسین و جد دعا گو حضور کا خدا ہو سر بداندیش تیغ آبدار سے جلد تر جدا ہو اسوقت مرزوق شاہ حاکم سنگ سران بدترین جہان نے طبل جنگ بجوایا ہے قصد اُسکا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین عبد العزیز و داراب شاہ روسیاہ غازیان لشکر حضور پر نور سے مقابلہ کرین باقی خیریت ہے لندھور نے خبر مرزوق شاہ کے آنے کی اور طبل جنگ بجوانے کی سنکر فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر نصرت اثر مین بھی بعنایت رب دوجہان نقارہ جنگی بجوایا جاوے یہ خبر سنکر بارگاہ فلک جاہ سے باہر آئے اور حکم بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان سے نقارچیون کو انکو اطلاع دی بمجرد حکم قضا شیم لندھور بن سعدان ادھر بھی نقارہ جنگی پر چوب پڑی آواز نقارہ رزمی بلند ہوئی دشمنون کے دل دہلنے لگے شعر زنقارہ آواز آمد برون + کہ دو لشت دو لشت گردون دون جسوقت صدائے طبل نقارہ جنگی بلند ہوئی دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہونے لگی غازیان لشکر اسلام تلوارون پر صیقل کرنے لگے تیغون کو اور آبدار کرنے لگے تیر انداز تیرونکو درست کرنے لگے شاخ کمان کو سینکنے لگے دلاوران ہند خوش ہوکر باہم کہنے لگے کہ جلد صبح ہو لڑائی شروع ہو برق شمشیر چمکے چھاچاق خنجر بلند ہو کمانونکے کڑکنے کی آوازین سُنین تیرونکی بارش ہو جنگ مغلوب ہو اعدائے نابکار کو قتل کرین جوہر شمشیر دکھائین زخم تیغ و خنجر منھ پر کھائین بہادرون سے سرخرو ہون تمنائے دلی بر آئے لڑ بھڑ کر کہین مرجائین داخل شہدا ہون جنت مین جا دین حورون کے وصل سے لطف اٹھائین سیر باغ جنان کرین میوے خلد کے کھائین ادھر تو بہادران ہندوستان شوق جنگ مین بیتاب و بیقرار تھے ادھر سنگ سران روسیاہ بھی تیاری جنگ مین مصروف تھے مگر سنگ سران ناپاک خیال جنگ سے غمناک تھے باہم کہتے تھے کہ دیکھیے ہنگام سحر کیا ہوتا ہے کون غالب ہوتا ہے کون مغلوب ہوتا ہے سُنا ہے کہ بہادران ہندوستان نہایت شجاع ہین ہم تو پہلے حملہ کرینگے اگر لڑائی بن پڑی تو خیر ورنہ دم دبا کر بھاگ جائینگے پہاڑون سے اپنی جان بچائینگے اسیر ہرگز نہ ہونگے گلے مین اپنے رسی نہ بندھوائینگے شیران ہند سے دیدہ و دانستہ مقابلہ کرینگے بلاسے گیدون مینڈھا سے مارے چپر پینگے کوئی رحم کھا کر ہڈی یا روٹی ہمین دیدیگا پیٹ ہمارا صبح سے تا شام بھر جائیگا اسیطرح باہم کر سنگ سران شیر مرغ بین کرتے تھے باہم گفتگو کیا کرتے تھے گویا بھونکتے تھے لشکر اسلام مین بھی یہی چرچا بلند تھا کوئی کہتا تھا بر ادر کل صبح معرکہ رزم مین اپنی جان دینگے شربت شہادت نوش کرینگے یا حریف کو تلوار کے گھاٹ اُتارینگے ناری کو واصل جہنم کرینگے لشکر دین دار

واسطے طلایہ کے اُٹھتے تھے گرد لشکر پھرتے تھے اور مشعلیں روشن بتقین ہوشیار باش اور خبردار باش کہکر دونون جانب اہل لشکر کو ہوشیار کرتے تھے نقیبانے خوش آواز بھی دونون لشکر مین پکارتے تھے ای دلاورو آج کی رات آرام و استراحت سے بسر کرنا نہین چاہیے سامنا حریف کا ہی ہوشیار رہو آلات حرب و ضرب کی درستی کرو ہنگام سحر قریب تر ہی میدان جنگ مین دلیرانہ لڑنا عرصہ مصاف سے پیچھے قدم نہ ہٹانا سر کٹنے کا دھڑکا نکرنا آبرو کا خیال کرنا حق نمکخواری ادا کرنا میدان مین ثابت قدم رہنا بڑھ بڑھ کر نیزہ و شمشیر سینے پر روکنا اپنے حریف کو سر میدان ٹوکنا نعرے دلیرانہ کرنا جنگ رستمانہ کرنا دلاوران لشکر مین جرأت و شجاعت ظاہر کرکے نام پیدا کرنا اگر قدم میدان جنگ سے ہٹاؤگے دیکھو سچ کہے دیتے ہین پچھتاؤ گے آبرو خاک مین ملجائیگی دلاورونکی نظرون سے گرجاؤ گے نامرد و بزدل مشہور ہوجاؤگے غرض اسیطرح نقبائے خوشخو مردمان لشکر کو ترغیب جنگ کی دیتے رہے دلاوران لشکر تیاری جنگ مین مصروف و مشغول رہے جب وہ وقت آیا

بڑی ساماں ظلمت پر تباہی
دھواں ہو کر چلی سب کی سیاہی
جمالِ شمع پر آئی اداسی
چراغِ شب مین پھیلی بدحواسی

ہنگام سحر مرزوق شاہ نابکار بیدار ہوکر مع لشکر بصد کر و فر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوا اُدھر سے لندھور و بہرام گرد بھی لعد ادائے نماز صبح اسلحہ تن پر آراستہ کرکے دعاء فتح و ظفر خالق جن و بشر سے مانگ کے بارگاہ سے برآمد ہوئے بہرام مرکب صبا رفتار پر سوار ہوا لندھور بھی گھوڑے پر سوار ہوا ایک راوی کہتا ہی کہ فیل پر سوار ہوکر مع جملہ جوانان لشکر ظفر اثر جانب میدان رزم مانند دریائے زخار روانہ ہوا گھوڑونکی ٹاپون سے طبقات ارض کو جنبش ہوئی قدم گاو زمین بار کثرت مردمان فوج سے تھرانے لگے غبار عظیم بلند ہوا مرزوق شاہ بد انجام آمد لشکر اہل اسلام دیکھ کر گھبرایا جب بہرام گرد اور لندھور بن سعدان بصد شوکت و شان میدان رزم مین پہونچے میلچہ کارون نے لشکر سے نکلکر زمین ناہموار کو ہموار کیا سقون نے پانی چھڑکا پھر میمنہ و میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر درست ہوا بعد اسکے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونون لشکر و نسے نکلے اور اسطرح پکارے کہ ای بہادرو یہ وقت کارزار ہی لازم ہی دلیرانہ جنگ کرو اپنے حریف کو چورنگ کرو یہ عرصہ کارزار ہی قبضہ مین تمھارے تیغ آبدار ہی حریف کو للکارو دشمن کو ٹوک کے مارو ؎ نظم

وہ نعرے کرو آج مانند کوہ
ڈہل جائے سنکے اگر کوئی دیو
کرو آج میدان مین ایسی نبرد
کہ دشمن بھرے دمبدم آہِ سرد
لڑو اسطرح زیر چرخ برین
لہو سے ہو سب سرخ رنگ زمین
عدو کو کرو قتل شمشیر سے
کرو سرکشون کو فنا تیر سے

نقیب اور کڑکیت تو یہ کہکر ہٹ گئے جوانان لشکر فرط نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہوکر جھومنے لگے بار بار قبضہ ہائے شمشیر چومنے لگے عبد العزیز ہندی اوّل صف لشکر سے نکلکر میدان جنگ مین آیا اور مرکب کو روک کر مبارز طلب کیا ادھر سے بہرام گرد بن خاقان چین نے سمند تیز رو کو بڑھایا اسوقت طبلہائے لشکر جادہ گری پر آئے باجے جنگی بجے بہرام گرد نے لندھور سے رخصت ہوکر میدان کارزار مین بمقابلہ عبد العزیز پہونچکر مرکب کو روکا عبد العزیز نے بقہر و غضب بہر تگاورزنی مرکب کو بڑھایا ادھر سے بہرام نے بھی گھوڑا بڑھایا ہنگام تگاورزنی مردمان لشکر جانبین نے دیکھا کہ پانچ قدم مرکب عبد العزیز کا ہٹ گیا اور ایک قدم گھوڑا بہرام کا پسپا ہوا عبد العزیز نے مرکب رانون مین دبا کر آگے بڑھایا اور غضبناک ہوکر نیزہ سینۂ بے کینہ بہرام گرد پر مارا بہرام گرد نے سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا شرر ظاہر ہوئے بعد چند طعنہائے نیزہ کے بہرام نے نیزہ دست عبد العزیز سے نکال دیا نیزہ دست عبد العزیز سے کیا نکلا گویا ایک نیزۂ آب خجالت مین غرق ہوگیا سنان نیزہ عبد العزیز مثل تیر شہاب دور جا کر گری جوانان لشکر مین شور ہوا کہ نیزہ عبد العزیز کے ہاتھ سے نکل گیا عبد العزیز ہندی نے برہم ہوکر تیغۂ آبدار میان سے کھینچا اور مرکب بڑھا کر خبردار خبردار کہکر سر بہرام پر لگایا بہرام نے سپر اُٹھائی اتفاقاً پاؤن گھوڑے کا موشخانہ مین جا رہا جب تک بہرام گرد مرکب کو سنبھالے اور پاؤن گھوڑے کا موشخانے سے نکالے تیغہ سر پر پڑگیا اور تا دوابرو اُترآیا بہرام نے دستار باندھ لی لیکن خون زخم سر سے جاری ہوا عبد العزیز بہرام گرد کو زخمی کرکے لشکر مرزوق شاہ مین چلا گیا مرزوق شاہ تخت سے اُترکر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آکے پکارا کہ ای لندھور اگر دعوی شجاعت ہی تو میدان مین آکر مجھ سے مقابلہ کر لندھور بن

سعدان نے گفتگو مرزوق سنکے گھوڑے پر سوار ہو کے مرکب اپنا آگے بڑھایا اسوقت پھریرہ علم لشکر نصرت اثر جلوہ گری پر آئے ہر سمت
مین باجے جنگی بجے لندھور نے میدان مین جاکر بہرام گرد کو لشکر مین بھیجکر مرزوق سے مقابلہ کیا مرزوق شاہ نے تیغہ آبدار سر لندھور
پر مارا لندھور نے تیغہ سر پر روکا پھر تیغہ ہندی گرانبار و آبدار کھینچکر مرزوق شاہ کی کمر پر اسطرح لگایا کہ مرزوق شاہ دو ٹکڑے ہو کر
زمین پر گرا مردمان فوج مرزوق شاہ یہ حال دیکھکر بصد غضب آگے بڑھے اور لندھور کو گھیر کر تیغ و تیر لگانے لگے لندھور بھی
شیرانہ سگ سران سے لڑنے لگا ایک ایک حملے مین سیکڑون کو قتل کرنے لگا یہ حال دیکھکر فوج ظفر موج لندھور بھی بصد قہر و غضب بڑھی
ہر ایک بہادر نے تلوار کھینچی آخر دو لشکر باہم مل گئے تلوار چلنے لگی مردمان لشکر جانبین قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی روحین جسمون
سے نکلنے لگین سر تنون سے جدا ہونے لگے زمین خون بہادران صف شکن و تیغزن سے رنگین ہونے لگی زخمی خاک پر گرکر تڑپنے لگے درد زخمہا
کاری سے کراہنے لگے اسوقت یہ عالم تھا ابیات ہوئی چرخ پر عقل مریخ دنگ ٭ کہ دیکھی نہین آجتک ایسی جنگ ٭ دلاور بڑھے
تیغ کو تول کے ٭ کہ ہم نقد جان دیتے ہین کھول کے ٭ ہوا گرم بازار جنگ و ستیز ٭ کیا عافیت نے وہان سے گریز ٭ پہر بھر کامل خوب
جنگ مغلوبہ ہوئی آخر فوج مرزوق شاہ مقتول شکست کھاکر سراسیمہ و بدحواس میدان جنگ سے بھاگی غازیان لشکر اسلام نے بعد
قتل کرنے لشکر مرزوق شاہ کے خیمہ و بارگاہ و خزانہ لوٹ لیا سگ سران روباہ خصال جانب شہر بھاگے لندھور بھی مع فوج شہر مین
داخل ہوا سگ سران بزدل طالب امان ہوئے لندھور نے سب کو مسلمان کرکے امان دی عبد العزیز و داراب تو بھاگ کر جانب ختنانیان
گئے لندھور نے بعد فتح طوفان ہندی کو وہان کا بادشاہ کیا طوفان تخت پر بیٹھا امرا و وزرا نے نذرین دین تمام ساکنان شہر حکم
لندھور و طوفان سے مسلمان ہوئے پھر لندھور نے زخم سر بہرام گرد کے علاج کیواسطے جراحون کو طلب کیا جراحون نے بعد زخمدوزی
کے پھاہا مرہم کا زخم پر رکھا بہرام گرد کو غش سے افاقہ ہوا اٹھکر بارگاہ مین قریب لندھور بیٹھا ناگاہ ایک قاصد آیا اور
اُس نے نامہ نکال کر بصد ادب بہرام گرد کو سلام کرکے دیا بہرام نے نامہ پڑھا معلوم ہوا کہ خاقان چین نے نامہ بھیجا ہی
بہرام نے اپنے باپ کے نامے کو پڑھا بعد دعا کے لکھا تھا کہ ای فرزند آگاہ ہو معروف شاہ مازندرانی مع لشکر آیا ہی ہم قلعہ بند ہین
آٹھ روز کی مہلت اُس سے لی ہی تمکو لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے ہمارے نامے کے اپنے تئین جلد ہم تک پہونچاؤ اور مقابلہ کرکے حریف کو قتل کرو اور تمام
شہر کو اُسکے شر و فساد سے بچاؤ مکرر لکھتا ہون جلد آؤ دیر نہ لگاؤ فقط زیادہ دعا بہرام گرد نے نامہ پڑھکر پایا اور کسی سے پڑھوا کر لندھور سے کہا کہ یہ
نامہ میرے والد نے مجھے بھیجا ہی اور مجھے بلایا ہی اب مین آپسے رخصت ہوتا ہون اور خدمت والد مین جاتا ہون لندھور نے کہا ای بہرام
اگر عبد العزیز اور داراب شاہ کے تعاقب مین مجھے جانا ہو نا تو مین بھی تمھارے ساتھ چلتا اور معروف شاہ نابکار کو زیر تیغ کرتا
یہ کہکر فرقت بہرام گرد سے اشکبار ہوا بہرام گرد نے کہا انشاء اللہ معروف شاہ کو قتل کرکے مین آپکے پاس چلا آؤنگا وہان توقف
نہ کرونگا یہ گفتگو کرکے بہرام گرد چالیس ہزار چینیون کو اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لیکر اسی خیال مین مرکب پر سوار ہو کر چین کیجانب
روانہ ہوا بعد طی کرنے درازی راہ کے جب قریب شہر چین پہونچا ایک میدان مین قیام پذیر ہونیکا حکم دیا لشکر ٹھہر گیا بارگاہ و خیام
استادہ ہونے لگے اہل لشکر گھوڑے سے اُترنے لگے ابھی بہرام گرد مرکب سے نہ اُترا تھا اور داخل بارگاہ نہوا تھا یکایک ایک پنجہ گرا اور
بہرام گرد کو اُٹھا کر ایک جانب لیگیا چینی فریاد و فغان کرنے لگے زوجہ بہرام گرد بھی یہ خبر وحشت اثر سُنکے رونے لگی لشکر مین فریاد و
بکا سے شور قیامت برپا ہوا آخر مجبوری و ناچاری اشکبار ہو کے تمام چینی اسی جگہ مقیم ہوئے زوجہ بہرام گرد بھی بارگاہ مین غش
ہوئی یہان تو بارہ ہزار چینی مقیم تھے اور خیال بہرام گرد مین اشکبار تھے وہان معروف شاہ نے بعد گذرنے میعاد مہلت کے
مع فوج کثیر قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ گولے مارنے لگے ہر چند چینیون نے ہزارہا گولے مارے لیکن معروف شاہ سپر فراخ دامن سے
اپنے تئین بچاتا ہوا گرز سے اکثر گولون کو رد کرتا ہوا اور دریائے آتش مین شناوری کرتا ہوا عنقریب در قلعہ پہونچا چینیون نے گولے
مارنا موقوف کرکے پرانے چھپر جلا کر قلعہ سے بالائے معروف شاہ پھینکے اکثر چینی تیل کڑھائیون مین گرم کرکے معروف شاہ پر ڈالنے لگے

تیر انداز تیر لگانے لگے معروف شاہ جملہ آفتون سے بچکر خندق کو طی کر کے در قلعہ پر پہونچا اور در قلعہ کو گرز گران سرسے توڑنے کا قصد کیا
اس وقت خاقان چین اور جملہ چینیون نے دست بدعا بدرگاہ خدا بلند کر کے اس طرح دعا کی کہ ای خالق انس جان وای مددگار
بیکسان واسطہ تجکو اپنے بندہ برگزیدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہمکو معروف شاہ کے شر و فساد سے بچا ابھی خاقان چین
وغیرہ بہ گریہ وزاری دعا درگاہ کبریا مین کر رہے تھے ناگاہ ایک پنجہ مثل برق جانب فلک سے گرا اور معروف شاہ کو در قلعہ سے
اٹھالے گیا خاقان چین وغیرہ یہ حال دیکھ کر خوش ہوے اور لشکر معروف شاہ پر ٹھپر کر کے مارنا شروع کیا لشکر معروف
شاہ چونکہ بے سردار تھا شکست کھا کر ہٹ گیا پھر غم معروف شاہ مین نالان وگریان جانب مازندران روانہ ہوا اہل قلعہ
شاد و مسرور ہوے دہ بارہ ہزار چینی جو میدان مین فردکش ہوے تھے بعد دو روز کے زوجۂ بہرام گرد کو لیکر چین مین داخل
ہوے اور خدمت فیضدرجت خاقان چین مین حاضر ہوکر تمام حال بہرام گرد کا بیان کیا خاقان چین اپنے پسر کے غم
مین نالان ہوا آخر بموجب سمجھانے اکثر چینیون کے کثرت نالہ وبکا موقوف کی اور اپنی بہو کو بخوشی وخرمی قلعہ مین داخل کیا
بعد آٹھ یوم کے زوجۂ بہرام کے بطن سے ایک فرزند شیر صولت پیدا ہوا خاقان چین نے نام اُس فرزند کا معظم خان
رکھا ہرچند کہ خاقان چین غم بہرام گرد مین مبتلا تھا لیکن اپنے پوتے کے پیدا ہونے سے خوش ہوا اور بعد کئی روز کے
بڑی دھوم سے چھٹی کی بعد چھٹی ہونے کے خاقان چین معظم خان کو بخوبی پرورش کرنے لگا

داستان جانا لندھور کا جانب ختنانیان بفوج گران اور بکر گرفتار ہونا مع دیگر حالات

راویان عالیمقام ایسی داستان یون بیان کرتے ہین کہ جب مرزوق شاہ ہاتھ سے لندھور کے مارا گیا تھا عبدالعزیز ودار اب
شاہ باحال تباہ جانب ختنانیان روانہ ہوے تھے بعد طی کرنے منازل کے جب عنقریب ختنانیان پہونچے اور شاہ ختنانیان
ثموی لندھور بن سعدان نے سُنا کہ عبدالعزیز ودار اب شاہ شکست کھا کر قریب میرے ملک آکے آئے مین شاہ
مذکور یہ خبر سنکر اپنے شہر سے مع ارا کین سلطنت واعیان مملکت نکلا اور باہر شہر کے آکر اُن دونون کا استقبال کرکے اپنے
ملک مین لے گیا اور بعزت وحرمت ایک ایوان مین مقیم کیا اور دعوت وضیافت مین سرگرم ہوا بعد انفراغ دعوت وضیافت
شاہ ختنانیان نے احوال پوچھا عبدالعزیز ودار اب شاہ نے تمام احوال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا شاہ ختنانیان
نے کل کیفیت سنکر کہا ای برادران ایمانی اب تم یہان باطمینان تمام رہو اگر لندھور یہان آئیگا مین اُسے گرفتار کرلونگا
عبدالعزیز اور دار اب شاہ یہ سُنکے خوش ہوے اور باطمینان تمام شب و روز براحت وآرام بسر کرنے لگے انھین تو
عیش وعشرت مین بسر اوقات کرنے دیجیے مگر اب احوال لندھور بن سعدان کا سُنیے کہ جب بہرام گرد رخصت ہوکر جانب ملک
چین چلا گیا لندھور نے چیپور ہندی وعادل شیردل وشہپال ہندی وغیرہ کو مع فوج قلیل جانب ہندوستان روانہ
کیا شہپال وغیرہ بعد طی کرنے منازل کے ہندوستان پہونچے شہپال تخت حکومت ہندوستان پر بیٹھا اور سلطنت کرنے لگا
لندھور نے بعد رخصت کرنے شہپال وغیرہ کے طوفان ہندی وجملہ بہادرونکو ہمراہ لیکر مع فوج کثیر جانب ختنانیان کوچ کیا
لشکر مانند مور وملخ کے چلا جب لندھور قریب ختنانیان پہونچا اور ایک میدان مین مقیم ہوا شاہ ختنانیان کو جاسوسون سے معلوم ہوا کہ لندھور
لشکر کثیر لیکر آیا ہے چونکہ ختنانیان فوج قلیل رکھتا تھا اسوجہ سے لڑنا مناسب نہ جانا مگر عبدالعزیز اور شاہ دراب سے کہنے لگا
کہ لندھور لشکر لیکر آیا ہے تم میرے ہمراہ برائے استقبال چلو مین تمہاری خطا اُس سے معاف کرا دونگا پھر بمکر و فریب اُسنے گرفتار
کرلونگا اگر یہ تدبیر کروں تو کیونکر اُس سے مقابلہ کسطرح کرسکونگا دار اب شاہ اور عبدالعزیز راضی ہوے شاہ ختنانیان عبدالعزیز
ودار اب شاہ کو لیکر بحشم وخدم شہر سے نکلا لندھور کو خبر ہوئی لندھور بھی اکثر بہادران چیدہ روزگار نبرد دیدہ لشکر سے
آگے بڑھا اثنائے راہ مین شاہ ختنانیان سے ملاقات ہوئی شاہ ختنانیان کے کہنے سے عبدالعزیز ودار اب شاہ نے بردہ

ہاتھ اپنے باندھکر لندھور سے عذر کیا اور سرکشی و خطا پر نادم ہوے شاہ خفتانیان نے بھی سفارش کی لندھور نے تقصیر عبد العزیز و داراب شاہ کی معاف کی پھر سب کو اپنے ہمراہ اپنے لشکر مین لاکر دعوت کی بعد تناول کرنے طعام دعوت کے دور جام مے گلگون ہوا جب دماغ شاہ خفتانیان کا بادۂ ناب سے گرم ہوا لندھور سے مخاطب ہوکر کہنے لگا ای فرزند برادر مین نے بھی تمہاری دعوت کی آج شب کو میرے ملک مین چلکر سیر کرو ہنگام سحر دعوت کھاؤ لندھور نے یہ سُنکے اور کچھ خیال کرکے عذر کیا شاہ خفتانیان نے کہا ای سپہر یا در آگاہ ہو کہ مین مسلمان ہوگیا ہون اور داراب شاہ اور عبد العزیز کو بھی از سر نو مسلمان کیا ہی اب تمکو دعوت سے انکار نہ کرنا چاہیے لندھور نے یہ سُنکے جواب دیا اگر آپ مسلمان ہوگئے ہین تو مین ضرور طعام دعوت کھاؤنگا اب حرف عذر لب پر نہ لاؤنگا یہ کہکر حکم کیا کہ نازنینان خوبرو جلد حاضر ہوکر روبرو ہمارے رقص کرین بمجرد حکم نازنینان خوبرو و خوش گلو مع سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوکر ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین ارباب بزم گانا سنکر خوش ہونے لگے یہانتک کہ قریب شام جلسۂ عشرت مین نازنینان سے جبین گایا کین پھر جلسۂ عشرت موقوف ہوا شاہ خفتانیان لندھور کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے ملک مین گیا شب کو تو دعوت نہ کی لیکن ہنگام سحر بڑے تکلف سے لندھور اور اکثر سرداران لشکر لندھور کی دعوت کی اور جملہ طعام مین سفوف ادویہ بیہوشی شامل کیا جب وہ طعام لندھور وغیرہ نے تناول کیا بعد تھوڑی دیر کے لندھور مع نعمان ہزارہ بیہوش ہوا شاہ خفتانیان نے خوش ہوکر سب کو گرفتار کیا اور اسوقت حکم کیا کہ ہماری فوج تیار ہو بموجب حکم مردمان لشکر مسلح ہوے فوج عبد العزیز اور داراب شاہ کی مسلح ہوئی شاہ خفتانیان کل فوج کو لیکر چلا جب قریب فرودگاہ لشکر لندھور پہونچا حکم کیا کہ ان سب مسلمانونکو تہ تیغ کرو کسی کو زندہ نہ چھوڑو موافق حکم مردمان لشکر نے فوج لندھور پر حملہ کیا چونکہ مردمان لشکر لندھور شاہ خفتانیان کے مکر و فریب سے غافل تھے ہنگام جنگ قتل ہونے لگے لشکری جلد جلد مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوکر لڑنے لگے کفار کو قتل کرنے لگے تلوار چلنے لگی کافر و مسلمان قتل ہو ہو کر زمین پر گرنے لگے عبد العزیز و داراب شاہ اور شاہ خفتانیان کی فوج نے لشکر لندھور کو چہار جانب سے گھیر لیا۔ ہرچند بلند خان قندھاری اور طوفان ہندی اور سیلان ہندی وغیرہ خوب لڑے ہزارون کافرونکو قتل کیا لیکن آخرکار شکست کھاکر پیچھے ہٹے اور زخمی ہوے اسوقت اکثر سرداران نامدار حالت زخمداری مین گرفتار ہوے اور ہزارون مردمان لشکر قتل ہوے بعد دوپہر کے مردمان لشکر لندھور میدان جنگ سے بھاگے شاہ خفتانیان نے بارگاہ و خیام اور خزانے پر قبضہ کیا اُس روز اسی جگہ قیام کیا دوسرے روز واسطے لندھور وغیرہ کو ہمراہ لیکر زنجیر و طوق پہناکر اونٹون پر ڈالکر مع لشکر کوچ کیا اثنائے راہ مین جو جو ملک و شہر لندھور نے فتح کئے تھے ان سب پر قبضہ کرتا ہوا ہر منزل پر مقام کرتا ہوا ہندوستان کے قریب پہونچا شہپال شاہ خفتانیان کے آنے کی خبر سنکے متردد ہوا کیونکہ فوج نہایت ہی قلیل تھی آخر بمشورۂ سرداران لشکر قلعہ بند ہوا اور قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے اچھی طرح آراستہ کیا چند قلعہ بند ہونا نامناسب ہی یہ جانکر قلعہ سے باہر نکلا اور کل فوج لیکر سامنے فرودگاہ لشکر حریف کے مقیم ہوا ہنگام شب شاہ خفتانیان نے طبل جنگ بجوایا صدائے طبل بلند ہوئی جو اسمین لشکر اسلام صدائے طبل جنگی سُنکے خدمت شہپال ہندی مین حاضر ہوے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہوکر بصد ادب مجرا کرکے بعد دعا و ثنائے بادشاہی اسطرح عرض کرنے لگے ابیات

ناتوان گفت زہرہ در رقاص | ناتوان گفت غنچہ رد ضحاک
رقص حسین تو باد گردش چرخ | گور خصم تو باد خندق خاک

شہنشاہ ہند کی عمر و دولت مدام زیادہ تر ہو مع تیز سے جلد جدا حریف نابکار کا سر ہو اسوقت شاہ خفتانیان بدتر ین جہان نے طبل جنگ بجوایا ہی قصد اُسکا ہی کہ وقت سحر آمادۂ فساد و شر ہوکر میدان جنگ مین آکر خادمان شہنشاہ سے جدال و قتال کرے باقی خیریت ہی شہپال ہندی نے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکر کہا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے بموجب حکم ادھر بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا مردمان لشکر صدائے نقارۂ جنگی سُنکر آمادہ مرگ ہوے ایک

دوسرے سے رخصت ہونے لگا اور کہنے لگا افسوس لت جھور بن سعدان کو شاہ خفتانیان نے بہ مکر و فریب گرفتار کر لیا ہے علاوہ اسکے ادھر فوج کم تھی یقیناً صبح کو سب قتل ہونگے لاشے پڑے ہونگے کوئی غسل و کفن دیکر دفن بھی نکریگا اکثر بہادران اہل اسلام لشکریون سے کہنے لگے کیون فتح و ظفر سے ناامید ہوتے ہو خدا وند عالم قادر ہے اگر وہ چاہے تو ہم تھوڑے آدمی ان سب کفار پر غالب ہون تمکو لازم ہے کہ ہنگام سحر جنگ رستمانہ کرنا قدم میدان سے نہ ہٹانا یہ کہکر درستی سامان جنگ مین مصروف ہوے تمام شب دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی بخوبی ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ترک دہر نے نیزہ خط شعاع مہر چمکایا تاریکی شب دور ہوئی آفتاب اہل جہان کو نظر آیا زنگ ظلمت صیقل نور سے حک ہوا **نظم** ضیاء مہر پھیلی مثل چادر ٭ سوے مغرب بڑھا خورشید خاور ٭ ہوا آغاز صبح نو نمودار ٭ رہی ہر چشم مصروف دیدار ٭ وقت سحر شاہ خفتانیان اور عبد العزیز اور دارا شاہ جملہ سپاہ لیکر میدان جنگ کیجانب چلے اُس لشکر مین ہر ایک کا فن جنگ سے ماہر تھا **نظم**

سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد ٭ غرور و کبر مین ثانی شداد
مردان اسطرح تھے وہ فوج دین میں ٭ کہ اُنسے آگے چلتا آنکھ کا ہمزاد
ہر اک اپنے تئین مردانگی مین ٭ کبھی رستم سمجھتا گاہ میلاد
ہر اک تھا تیرہ باطن زاغ صورت ٭ درازی قد کی طول روز میعاد

جب سب بانی ظلم و فساد میدان کارزار مین پہونچے حکم شاہ خفتان ترک سے صف آرا ہوے ادھر سے شہپال ابصدرنج و ملال فوج قلیل لیکر شاہ خفتان ترک کے سامنے پہونچا بعد درستی میدان کارزار کے نقیبون نے نکلکر مردان لشکر کو لڑنے پر آمادہ کیا کڑکیتون نے کڑکا کہا جب نقیب اور کڑکیت ہٹ گئے کافر و مسلمان کچھ دیر تک بشکل آئینہ حیران اور بصورت تصویر خاموش رہے آخر شاہ خفتان ترک سے ایک پہلوان نہایت ہی مغرور متکبر رستم خصال مرکب ہیتال پر سوار ہو کر نکلا اور میدان مین آکر پکارا کہ او شہپال جلد میرے مقابلے کے لیے کسی کو بھیج شہپال نے تقریر پہلوان کی سُنکے جانب دست راست دیکھا عادل شیردل نے فوراً مرکب اپنا بڑھایا اور شہپال وغیرہ سے رخصت ہو کر مقابلہ مین اُس دیو خصلت کے گیا پہلوان نے تیغ آبدار زہر آبدار میان سے کھینچکر عادل شیردل پر مارا عادل شیردل نے بہ فن سپاہ گری ضرب تیغ تیر سے بچ کر خود دیکھی شمشیر ہیتال کھینچ کر اُس گرد پر لگائی پہلوان نے تلوار سپر پر رد کی اسی طرح مادیر باہم لڑائی ہوئی عادل شیردل نے خبردار خبردار کہکر شمشیر آبدار فرق پہلوان نابکار پر لگائی ہر چند پہلوان نے سپر اُٹھائی لیکن شمشیر برق نظیر سپر پر پڑ کے دو ٹکڑے سپر کے کر کے خود کو کاٹتے کاسہ سر مین گئی پھر مثل آب صراحی گردن سے گذر کر صندوق سینہ مین پہونچی اور دم لیکر دل و جگر کو کاٹتی ہوئی شکم و کمر سے گذر کر کے پشت فرس پر پہونچی اور پشت فرس سے بھی گذر کر ایک وجب زمین مین در آئی پہلوان مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا گویا ایک پہاڑ ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اہل اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا شاہ خفتانیان ترک پہلوان کے قتل ہونے اور شور حسنت بلند ہونے سے از حد غضبناک ہو کر اپنی کل فوج سے کہنے لگا اس لشکر قلیل کو گھیر کر سب کو قتل کرو کسی کو زندہ نہ چھوڑو خصوصاً عادل شیردل اور شہپال وغیرہ کو ہلاک کرو مردمان لشکر موجب حکم بڑھے سوارون نے گھوڑے بڑھائے ملازمان لشکر اسلام بھی ادھر سے لباس تن کو بصورت کفن بنا کر تلوارین کھینچکر گرز گران سر اُٹھا کر آمادہ شہادت ہو کر بڑھے دونون لشکر لگے تلوار چلنے لگی گرز گران سر پہلوانان لشکر سواران لشکر کے سر و نیزہ مارنے لگے راکب مرکبون سے ہلاک اور زخمی ہو کر گرنے لگے لاشون کے انبار جابجا میدان کارزار مین ہونے لگے زخمی تڑپنے لگے غازیان اہل اسلام دلیرانہ لڑنے لگے خصوصاً عادل شیردل و جیبور ہندی و شہپال ہندی و دیگر سرداران لشکر اسلام مردانہ جنگ کرنے لگے شجاعت و جرأت دکھانے لگے تلوارین بڑھ بڑھ کے کھانے لگے خون مین نہانے لگے کفار کو قتل کرنے لگے ہر ایک حملے مین سیکڑون نابکارون کو قتل کر کے گھوڑے انکی لاشون پر دوڑانے لگے دمبدم نعرے کرنے لگے کفار بھی گرز و تیغ و نیزہ سے اہل اسلام کو قتل کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ روز کامل ایسی لڑائی ہوئی کہ اکثر سواران اہل اسلام ہزارون کافران بدانجام کو قتل کر کے شہید ہوے اور اکثر سرداران لشکر اہل مثل عادل شیردل و جیبور ہندی عموے لت جھور یعنے شہپال ہندی وغیرہ ہمراہ دن

کافرون کو تہ تیغ کرکے اس درجہ زخمون سے چور ہوے کہ گھوڑون سے زمین پر گرے شاہ خفتانیان نے خوش ہو کر جملہ سرداران اور شہپال ہندی کو حالت زخمداری اور عالم غشی مین گرفتار کرلیا پھر بخوشی و خرمی داخل ہندوستان ہو کر تخت سلطنت پر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اکثر امرا اور روسا وغیرہ نے تخت نشینی اور فتح جنگ کی نذرین دین شاہ خفتانیان ترک نے نذرین قبول کرکے جلادون کو حکم دیا کہ جلد سر لندھور بن سعدان کے سر کو تن سے جدا کرکے ہمارے پاس لے آؤ جلاد بموجب حکم تیغین کھینچکر بڑھے اس وقت جملہ امرا و وزرا نے اُٹھکر دست بستہ اس طرح عرض کیا کہ ای بادشاہ فلک جاہ اول تو لندھور حضور کا بھتیجا ہے دوسرے مثل لندھور کے فی زمانہ کوئی جوان زیر فلک نظر نہین آتا ہے پس ایسے جوان عدیم المثال کا قتل کرنا نزدیک خیر خواہون کے مناسب نہین ہے آیندہ حضور کو اختیار حاصل ہے شاہ خفتان ترک نے گفتگو وزرا و امرا کی سُنکے کچھ فکر کی اور بعد فکر کے حکم دیا کہ لندھور کو قتل تو نہ کرو لیکن ہمارے سامنے لے آؤ ملازمان نابکار فی الفور لندھور کو بحوالی طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے بمشکل تمام دربار مین لائے لندھور اپنے چچا شاہ خفتان ترک کو تخت پر بیٹھا دیکھ کر برہم ہوا شاہ خفتان ترک نے امرا و وزرا سے مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے بموجب تمھارے عرض کرنے کے لندھور کی جان بخشی تو کی لیکن سلائیان نیل کی ضرور آنکھون مین پھروا کر نابینا کردونگا امرا نے کچھ جواب نہ دیا شاہ خفتان ترک نے سلائیان نیل کی لندھور کی آنکھون مین پھروا دین لندھور نابینا ہو کے کہنے لگا او ظالم و کافر ناحق تو نے اندھا کرکے مجھے زندہ رہنے دیا اس زندگی سے بہتر تو موت ہے جلد جلادون سے سر میرا تن سے جدا کرا شاہ خفتان ترک نے تقریر لندھور کی نہ سُنی اور زیر تخت حکومت ایک مختصر تہخانہ بنوا کر اُسی تہخانہ مین لندھور کو اس حال سے قید کیا کہ کوئی عیار یا کوئی یار غمخوار لندھور کو رہا کرکے نہ لیجائے بعد قید کرنے کے حکم دیا کہ دو نان اور ایک کوزہ آب سے زیادہ لندھور کو نہ دیا جائے پھر جملہ سرداران کو اور شہپال اور لقمان ہزارہ کو علیحدہ ایک زندان تیرہ و تاریک مین قید کیا احوال لندھور وغیرہ کا انشاء اللہ آیندہ تحریر کیا جائیگا

داستان جانا خواجہ عمرو کا سمت قلعہ سعادت نگار اور آخر کار لینا قلعہ کو بہ عیاری پھر لینا قلعہ صغیر کوہ کو

محرران نادر رقم اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب قلعہ اد بار مین بھی غلہ ہو چکا پہلوان عادی نے حسب دستور خواجہ سے کہا خواجہ نے جملہ اہل قلعہ سے پوچھا کوئی قلعہ یہان سے قریب بھی ہے یا نہین ہے اہل قلعہ نے عرض کیا کہ تین کوس کے فاصلے پر ایک قلعہ ہے نام اسکا سعادت نگار ہے حاکم قلعہ سلسلہ شاہ ہے خواجہ عمرو اہل قلعہ کی یہ گفتگو سُنکے کھڑکی قلعہ کی کھول کر اور ایک آزاد فقیر کی صورت بنکر چلے جب قلعہ مین پہنچے دیکھا کہ در قلعہ سے ایک جوان خوبرو مرکب پر سوار ہمراہ اسکے کچھ یوربانی [illegible] بہ سامان صید و شکار نکلا جب وہ جوان خوبرو قریب خواجہ آیا دیکھا اُسنے کہ درویش فقیری بانے سے آراستہ لباس درویشی قریب تن کئے ہوے یا داتا یا معبود کہتا ہوا جانب صحرا جاتا ہے اُس جوان خوبصورت نے اُس فقیر سے کہا بابا عشق اللہ فقیر نے جواب دیا بابا یاد اللہ جوان نے پوچھا کہاں سے آتے ہو اور اب کہان جاؤگے درویش نے کہا بابا فقیر عدم سے آیا ہے اور عدم ہی کو جائیگا حیات چند روزہ ہے سب کو فنا ہے فقط خداوند کریم کو بقا ہے جوان نے پوچھا اسطرف کہان جاتے ہو فقیر نے جواب دیا بابا اسی جانب مرشد کا مزار ہے فقیر واسطے فاتحہ خوانی کے جاتا ہے جوان نے پوچھا میان یہ تو بتاؤ صحرا مین کیا کھاتے ہوگے کیونکر تمھاری بسر ہوتی ہے فقیر نے جواب دیا بیت جہان گیا مرا حصہ مجھے وہان پہونچا ✦ لگا کے خوان کرم صبح تا آسمان ہے پہنچا بیٹا اور اسکے بابا فقیر کو معبود نے عجیب مرتبہ دیا ہے ہر وقت بادۂ وحدانیت معبود کے نشہ مین مست رہتا ہے ظاہر مین فقیر ہے باطن مین شاہ ہے جس وقت جو شئے چاہتا ہے پروردگار سے طلب کر لیتا ہے بابا رے ہا الیسا ہوا ہے پھر بیت اُترے کاسہ می عرش سے ہوا معبود ✦ فقیر مست ہے جب دم کہا کہ یا معبود ✦ غرض فقیر جوان سے اسطرح باتین کرتا ہوا صحرا سے سبزہ زار مین پہونچا جسکم جوان سے باںگاہ و خیابان استادہ ہوے فقیر کو جوان نے ٹھہرا یا اور پوچھا بابا اگر کچھ گانا آتا ہو تو گاؤ فقیر تھوڑی دیر دل بہلاؤ مین بھی تھکین

نے کہا اچھا چند اشعار غزل کے گا رہوں خوش کرونگا سلسلہ شاہ حاکم قلعہ سعادت نگار کا بیٹا ہون نام میرا بہمن ہی فقیر
سنیے ملازمین تو حکم بہمن سے شکار کھیلنے لگے بہمن مع چندکس فقیر کے پاس بیٹھا رہا فقیر نے نے نکال کر یہ غزل گانا شروع کی غزل

خوش آمد گل دران خوشتر نباشد	کہ در دستت بجز ساغر نباشد	زحق بشنود دل در شاہدی بنا	کہ حسنش بستہ زیور نباشد
شراب می خارم بخش یارب	کہ یا او ہیچ در دسر نباشد	من از جان بندہ سلطان اویم	اگرچہ بادش از چاکر نباشد
بتاج عالم آرایش کہ خورشید	چنین زیبندہ افسر نباشد	کسے گیرد خطا بر نظم حافظ	کہ ہیچش لطف در گوہر نباشد

بہمن بن سلسلہ یہ غزل سنکے نہایت خوش ہوا تعریف درویش کی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ ہرچند عیار میرا مسمی منصور خوب
گاتا ہی لیکن شاہ صاحب اُس سے بھی اچھا گاتے ہین افسوس منصور ابھی تک نہین آیا اگر وہ یہان ہوتا تو آپکے کمال کی تعریف
زیادہ کرتا خواجہ عمرو نے تقریر بہمن بن سلسلہ کی سُنکے چاہا تھا کہ شراب طلب کرکے اور بیہوشی آمیز شراب پلا کر سب کو
بیہوش کرون ناگاہ منصور عیار آگیا بہمن نے شاہ صاحب کے گانے کی تعریف کی منصور نے خواجہ عمرو کو دیکھ کر پہچان لیا
اور عقب خواجہ عمرو آکر حلقہ کمند گردن خواجہ مین مارے اور جھٹکا دیا اور خواجہ کو گرفتار کیا ہرچند خواجہ نے کہا ای منصور عیار
قہر پروردگار سے ڈر مجھکو چھوڑ دے مین فقیر ہون مجھکو ناحق بے جرم وخطا گرفتار کیا ہی لیکن منصور نے نہ رہا کیا اور کہا ای
خواجہ عمرو زیادہ کیون باتین بناتے ہو مین تم کو نظر اول ہی مین پہچان گیا تھا بہمن تقریر منصور اور فقیر کی سُنکے نہایت حیران ہوا
آخر منصور سے کہنے لگا اس فقیر کو چھوڑ دے منصور نے عرض کی حضور یہ فقیر نہین ہی یہ خواجہ عمرو ہین اگر مین اور تھوڑی دیر
نہ آتا تو خواجہ آپ کو بیہوش کرکے مار ڈالتے اب آپ انکو مار ڈالیے بہمن نے کہا ای منصور خواجہ خوب گاتے ہین انھین تو اپنے
پاس بہ حفاظت تمام قید رکھ اکثر اوقات گانا خواجہ کا سنا کرونگا یہ کہکے بہمن صحرا مین شکار کھیل کے کچھ طائر اور چرندے صید
کرکے صحرا سے جانب قلعہ روانہ ہوا جب بہمن وغیرہ قلعہ مین پہونچے منصور نے خواجہ عمرو کو ایک جگہ قید کیا وقت
شام دو روٹیان اور ایک کوزہ آب لیکر خواجہ کے پاس گیا اور آب وطعام دے کر قریب خواجہ محزون وغمگین ہوکر
بیٹھ گیا خواجہ عمرو نے پہلے تو کہا ای منصور مجھ کو چھوڑ دو پھر پوچھا کس صدمہ مین مبتلا ہو سچ سچ تو بیان کرو شاید تمھارے
کام کا ہم انصرام کرسکین منصور نے ایک آہ سرد کھینچ کر کہا ای خواجہ مین آپ کو اس شرط سے رہا کرتا ہون کہ جس کام کو مین
کہون وہ کام کر دیجیے خواجہ عمرو نے اقرار کیا اور پوچھا وہ کام کیا ہی منصور نے کہا ای خواجہ مین چند سال سے دختر سلسلہ شاہ
پر عاشق ہون باوجودیکہ مین عیار ہون لیکن اپنی محبوبہ تک نہین پہونچ سکتا اور مدعاے دل اُس سے حاصل نہین کرسکتا خواجہ عمرو
نے گفتگو سے منصور سُنکے کہا یہ کام تو کوئی اہم نہین ہی اگر تم مسلمان ہوجاؤ اور مجھے رہا کردو تو مین آج ہی کوئی تدبیر کردون
منصور عیار نے کلمہ پڑھکر خواجہ کو رہا کر دیا اور خواجہ شکل تبدیل کرکے منصور کے ہمراہ در محل تک آئے پھر منصور کو رخصت
کرکے در محل پر کھڑے رہے ناگاہ ایک محلدار در محل پر آئی خواجہ نے اُسے پان کی گلوری کھلا کر بیہوش کیا اور جلد اُسکی صورت بنکر
اور بجالا کی اسے داخل زنبیل کرکے محل مین گئے پھر زوجہ سلسلہ شاہ کو بیہوش کرکے اور اسکی شکل بنکے سلسلہ کو ہنگام شب
بیہوشی آمیز شراب پلائی سلسلہ شراب پی کر بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے خلوت مین اسے نذر زنبیل کیا اور اُسکی صورت بنے اور
زوجہ سلسلہ کو زنبیل سے نکال کر پلنگ پر ڈال دیا پھر تمام محل مین جو جو شی مرغوب دل ہوئی خواجہ نے ہر ایک طور سے لیکر نذر زنبیل کی
غرض تمام رات محل مین بسر کی جب صبح ہوئی خواجہ عمرو بصورت سلسلہ شاہ بیٹھے تھے ناگاہ دختر سلسلہ اصلی بعد سلام پاس
آکر بیٹھی خواجہ عمرو اُسکے حسن وجمال کو دیکھ کر محو ہوگئے آخر بعد تھوڑی دیر کے اُٹھکر محل سے باہر گئے اُمرا و وزرا اور دولت پر
کھڑے تھے سب آداب و تسلیمات بجا لائے سلسلہ نقلی جب قریب تخت پہونچا تامدان سے اُترکے تخت پر بیٹھا کیونکہ پہلے کہار تامدان
کو ڈھونڈھ کرتا در محل لائی تھین پھر کہارون نے تامدان اُنسے لے لیا تھا غرض کہ سلسلہ شاہ تامدان سے اُترکے

بالاے تخت بیٹھا امرا و روسا علی قدر مراتب بیٹھے بہمن بن سلسلہ بھی قریب تخت آکر بعد سلام کرنے کے نیم تخت پر بیٹھا جب خوب
دربار آراستہ ہوا خواجہ عمرو نے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا ہم تو شب کو عالم خواب مین اسطرح مسلمان ہوے کہ ایک مرد ضعیف
نورانی صورت میرے پاس عالم خواب مین تشریف لائے اور کہنے لگے ای سلسلہ اب مذہب باطل سے سلسلہ الفت قطع کر
اور دین اسلام اختیار کر اور سب کو مسلمان کر کہ یہ دین سب دینون سے اچھا ہے مین بموجب ہدایت مرد بزرگ کلمہ پڑھکر صدق
دل سے مسلمان ہوا ابھی اہل دربار نے کچھ عرض نہین کیا تھا ناگاہ بہمن نے اپنے باپ سے کہا ای پدر تم نے برا کیا کہ خواب مین
مسلمان ہوے اب بھی دین اسلام کو ترک کر کے دین آبائی اختیار کرو خواجہ عمرو نے گفتگوے بہمن سنکے فی الفور سر دربار بہ
اسکو قتل کیا اہل دربار یہ حال دیکھ کر خوف سے کانپنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ اگر بموجب حکم بادشاہ دین اسلام ہم قبول نکرینگے
تو ہمکو بھی مانند اپنے فرزند کے قتل کر ڈالیگا یہ خیال کر کے جملہ وزرا و امرا و دیگر اہل دربار نے کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا جب اہل
دربار مسلمان ہو چکے خواجہ عمرو تخت سے اُٹھ کر ایوان خالی مین گئے وہان سلسلہ شاہ کو زنبیل سے نکالکر ستون در سے مضبوط
باندھا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا سلسلہ شاہ کو ہوش آیا خواجہ عمرو نے صورت اصلی اپنی دکھا کر کہا ای سلسلہ شاہ آگاہ ہو
کہ مین خواجہ عمرو ہون مین نے تمکو تمھاری زوجہ کی شکل بنکر بیہوش کیا اور تمھاری شکل بنکر جملہ اہل دربار کو مسلمان کیا ہے اب
تمکو بھی لازم ہے کہ دین اسلام اختیار کرو خداوند عالم کی پرستش کرو دین باطل کو ترک کرو سلسلہ شاہ گفتگو خواجہ عمرو سنکے نہایت
برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای خواجہ مین ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا خواجہ عمرو نے یہ سنکے فوراً خنجر آبدار سے سلسلہ شاہ کو
ہلاک کیا بعد ہلاک کر ڈالنے سلسلہ شاہ کے ایوان سے دربار مین آکر منصور عیار کو تخت پر بٹھایا یہ خبر محل مین پہونچی اور جملہ اہل قلعہ یعنے زوجہ
و دختر سلسلہ شاہ جملہ زن و مرد کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوے خواجہ نے اسی روز دختر سلسلہ شاہ سے منصور عیار کا
عقد کیا منصور خواجہ سے نہایت خوش ہو کر عرض کرنے لگا کہ اب ملکہ مہر نگار اور جملہ سرداران لشکر حمزہ صاحبقران
وغیرہ کو اسی قلعہ مین جا کر لے آئیے، توقف نہ فرمائیے خواجہ عمرو قلعہ سعادت نگار سے نکلکر قلعہ ادیار مین گئے وہان سب خواجہ
عمرو کے آنے سے منتظر تھے جب خواجہ داخل قلعہ ہوے سب خوش ہوے خواجہ عمرو نے تمام حال قلعہ سعادت نگار کے
لینے کا بیان کر کے اور جملہ اہل قلعہ کو اپنے ہمراہ لیکر کھڑکی سے قلعہ ادیار کی وقت شب نکلے اور بعد قطع راہ داخل قلعہ
سعادت نگار ہوے اور قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے خوب آراستہ کیا جب صبح ہوئی ہرمز اور فرامرز اور ژوبین کو خبر ہوئی
کہ خواجہ عمرو اس قلعہ سے نکلکر قلعہ سعادت نگار مین گئے ہین یہ خبر سنکے ژوبین اور ہرمز و فرامرز وہان سے مع لشکر کثیر
جانب قلعہ سعادت نگار روانہ ہوے اثناے راہ مین ژوبین نے ہرمز اور فرامرز سے کہا مین اسوقت سعادت نگار
پر حملہ کر کے خواجہ وغیرہ کو قتل کر ڈالونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا فقط ملکہ مہر نگار کو نہ قتل کرونگا اور آج ہی یہانسے ملکہ کو ہمراہ
لیکر طرف مدائن کے روانہ ہونگا بختک نے جواب دیا ای ژوبین خواجہ وغیرہ کو قتل کرنا اور قلعہ سعادت نگار کو لینا بہت مشکل ہے
تم بیچارہ کیا خواجہ عمرو وغیرہ کو قتل کرو گے فقط منہ سے کہتے ہو کچھ ہو نہ سکیگا ژوبین بختک کی گفتگو سنکے زیادہ تر برہم ہوا
اور کہنے لگا ای ملک جی دیکھنا کیسا قلعہ پر حملہ کرتا ہون بختک نے کہا اچھا دیکھا جائیگا چلو تو آج مین تمھاری بہادری کا امتحان
کرونگا غرض بختک اسی طرح کی باتین کرتا ہوا جب قلعہ سعادت نگار پر پہونچا میدان مین بارگاہین اور خیام استادہ
کراے ہرمز اور فرامرز کو بارگاہ مین ٹھہرا کے کئی لاکھ سوار انکو ہمراہ لیکر جانب قلعہ چلا یہان اہل قلعہ یعنے گولہ اندازون
اور تیر اندازون وغیرہ کو خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ جب ژوبین وغیرہ میدان طے کر کے سامنے قلعہ کے آئے اسقدر گولے
اور تیر اور پتھر مارو کہ در قلعہ تک کوئی نہ بکار نہ آسکے اہل قلعہ نے بموجب حکم خواجہ ایسا ہی کیا یعنی جب ژوبین سامنے در قلعہ
کے مع لشکر آیا گولے اور تیر اور پتھر لگانا شروع کیے سواران لشکر ژوبین ہلاک ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی زمین تو بوگی

آواز سے تھرانے لگی دھوان محیط عالم ہو گیا آفتاب نظر مردم سے نہان ہو گیا قلعہ کثرت دخان سے نظر کفار سے نہان
ہو گیا کوئی حربہ مردان لشکر ژوبین کا قلعہ تک پہونچ سکا ہر چند ژوبین نے متواتر حملے کیے لیکن کسی طرح در قلعہ تک پہونچ سکے
بعد تین پہر کے ہزارہا سوارونکو قتل اور ہلاک ہوتے دیکھ کر قلعہ گیر اب سے پلٹا اور فرودگاہ لشکر پر پہنچ کہ محاصرہ قلعہ کا کر کے
مقیم ہوا گولندازون نے قلعہ سے گولے لگانا موقوف کیے ادھر بختیارک نے ژوبین سے کہا کیون جو مین نے کہا تھا وہی ہوا
قلعہ تم لے نہ سکے پلٹ کر چلے آئے ژوبین نے خجل ہو کر جواب دیا کہ ای ملک جی آج تو اہل قلعہ نے اسقدر گولے اور تیر بارانی
کہ ہزارہا مردان لشکر ہلاک ہوئے اگر مین گولون سے نہ بچتا اور پلٹ نہ آتا تو ضرور مین بھی ہلاک ہو جاتا لیکن مصلحت وقت سمجھ کر
پلٹ آیا ہون اب خواجہ کو اس قلعہ سے نکلکر نہ بچانے دونگا جب غلہ ہو جائیگا خواجہ وغیرہ کثرت گرسنگی سے تو دہی مر جائینگے
بختیارک نے جواب دیا جب غلہ وغیرہ قلعہ مین ہو چلے گا خواجہ عمرو کسی نہ کسیطرح ضرور قلعہ سے نکل جائینگے امکو روکا
سکتا ہے ژوبین یہ تقریر بختیارک کی سنکے خاموش رہا اور قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے پڑا رہا یہانتک کہ چھ مہینے گذرے
ایک روز پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا ای شہنشاہ عیاران اب غلہ اس قلعہ مین بھی ہو چکا ہے صرف دو چار روز کے
واسطے اور ہے ابھی سے کوئی تدبیر کیجیے خواجہ عمرو نے منصور عیار سے پوچھا کوئی قلعہ یہانسے نزدیک تر بھی ہے یا نہین ہے
منصور عیار نے عرض کیا ایک قلعہ یہان سے چار کوس کے فاصلے پر ہے نام اُس قلعہ کا صغیرہ کوہ ہے اور حاکم اُس قلعہ کے
دو بھائی ہین ایک کا نام اردشیر ہے اور دوسرے کا نام مرد شیر ہے دونون بھائی نہایت شجاع و بہادر ہین اور قلعہ بھی
نہایت مستحکم ہے غلہ وغیرہ بھی بہ نسبت اور قلعون کے اُس قلعہ مین زیادہ ہے خواجہ عمرو نے کل تقریر منصور کی سنکے کہا
کل کوئی تدبیر کیجائیگی جب وہ دن گذر کے شب ہوئی خواجہ عمرو نے باسنے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کر کے ہنگام سحر
اُس قلعہ کی کھڑکی کو کھولکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ تمام لشکر ژوبین اور بہرمز اور فرامرز کا نیچے سو رہا ہے خواجہ عمرو سبکو غافل دیکھکر کھڑکی
قلعہ کی بند کروا کے لبد عجلت دو شکل تبدیل کر کے چلے اثنائے راہ مین سیر کرتے ہوئے قریب قلعہ پہونچے خواجہ نے دیکھا قلعہ نہایت
مستحکم ہے اور اسم بامسمی ہے چھوٹا پہاڑ معلوم ہوتا ہے چہار طرف قلعہ کے بڑی توپین لگی ہین گولہ انداز وغیرہ قلعہ پر ٹہل رہے ہین
دروازہ قلعہ کا بند ہے پل تختہ اٹھا ہوا ہے خندق مین پانی بھرا ہوا ہے خواجہ عمرو قلعہ کو دیکھ کر خیال کرنے لگے کہ آج دن بھر تو قلعہ
کی سیر کرنا چاہیے ہنگام شب کوئی تدبیر معقول کیجائیگی یہ خیال کر کے اطراف قلعہ صغیرہ کوہ مین پھرا کیے اور تدبیر قلعہ مین جانیکی سوچا
کیے جب آفتاب غروب ہوا اور نصف شب سے رات زیادہ گذری خواجہ ایک جانب قلعہ کے گئے دیکھا چند نگہبان قلعہ بالائے قلعہ
بیٹھے ہین کبھی باہم باتین کرتے ہین گاہ صدائے ہوشیار باش سے اہل قلعہ کو ہوشیار کرتے ہین حفاظت قلعہ کی بخوبی کر رہے ہین
مشعلین روشن ہین خواجہ نگہبانان قلعہ کو دیکھ کے خیال کرنے لگے کہ اب کسطرح قلعہ پر جاؤن ابھی خواجہ یہ خیال کر رہے تھے
ناگاہ چند نگہبانان قلعہ نے ایک نگہبان قلعہ سے کہا بھائی ہمکو تو نیند ایسی آتی ہے کہ آنکھیں بند ہوئی جاتی ہین ہوا سے سرد
چل رہی ہے دل یہی چاہتا ہے کہ سو رہین اگر تم تنہا حفاظت قلعہ کی کرو تو ہم جا کر سو رہین اُس نگہبان قلعہ نے جواب دیا اچھا
تم سب جا کر سو رہو مین اکیلا نگہبانی قلعہ کرونگا وہ چند نگہبانان قلعہ یہ سنکے چلے گئے فقط ایک نگہبان قلعہ بالائے قلعہ
رہگیا خواجہ نے یہ حال دیکھ کر زنبیل سے گوپھن اور ایک پتھر تراشیدہ نکالا پھر پتھر کو گوپھن مین رکھ کر اور خوب تاک کر اُس
نگہبان قلعہ پر مارا پتھر بمدد پر اُس نگہبان قلعہ کے جو پڑا کئی ٹکڑے سر کے ہو گئے مغز سر کا پتا بھی نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا نگہبان
قلعہ فوراً ہلاک ہو کر گرا خواجہ اب خندق سے گذر کر دیوار قلعہ تک پہونچے اور جسطرف دیوار قلعہ کسیقدر درازی مین کم تھی اُسی
جانب دیوار پر کمند پھینکی پھر بذریعہ کمند دیوار قلعہ پر پہونچے اور دیوار قلعہ سے گذر کر نیچے قلعہ کے اُترے اتفاقاً اُسی جگہ
ایک مقام پر اردشیر اور مرد شیر غافل سو رہے تھے شمعین مومی و کافوری روشن تھین خواجہ نے اول تو دوا سے بیہوشی

سے اڑا کر شمعون کو قتل کیا پھر اردشیر کے قریب تر جا کر کفچہ عیاری مین بیہوشی رکھ کر قریب بینی اردشیر کے لیگئے اور ارادہ
بیہوش کرنیکا کیا یکایک دونون بھائی بیدار ہوئے خواجہ وہانسے بھاگے دونون نے اٹھکر باواز بلند کہا کہ اے
خواجہ عمرو اگر آپ ہمارے پاس بیٹھے تھے اور ارادہ بیہوش کرنیکا کیا تھا تو آپ ہمسے خائف و ترسان نہوجیے ابھی ہم عالم خواب
مین دیکھ رہے تھے کہ ایک مرد بزرگ ہمارے سرہانے کھڑے ہین اور ہمسے فرماتے ہین کہ اے اردشیر و مردشیر آگاہ ہو کہ خواجہ
عمرو عیار تمہارے قلعہ مین آئے ہین تمہارے پاس بیٹھے ہین تمھین بیہوش کیا چاہتے ہین جلد بیدار ہو کر کلمہ پڑھکر مسلمان
ہو اور اطاعت خواجہ کی اختیار کرو اور اپنے قلعہ مین اُنکو بلا لو کیونکہ خواجہ عمرو کے پاس غلہ وغیرہ کم ہے یہ خواب دیکھکر ہم ابھی
بیدار ہوئے ہین اب آپ ہمکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے یہ قلعہ اب اپنا قلعہ تصور کیجیے خواجہ عمرو یہ گفتگو سنکے نہایت خوش
ہوئے اور قریب اردشیر اور مردشیر کے پہونچے اور کہا اے برادر فی الحقیقت تمہارا خواب سچا ہے مین ہی خواجہ عمرو ہون
یہ کہکر خواجہ نے دونون کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور تمام احوال اہل قلعہ کا مع حال ژوپین وغیرہ بیان کیا اردشیر اور
مردشیر نے عرض کیا جو کچھ آپنے بیان کیا ہمکو مرد بزرگ سے عالم خواب مین معلوم ہو گیا تھا اب آپ جا کر ملکہ مہرنگار اور جملہ سرداران
لشکر امیر با توقیر کو اس قلعہ مین لے آئیے چونکہ صبح ہو گئی تھی خواجہ عمرو نے کہا کہ شب کو یہانسے جا کر ہر ایک شخص کو اپنے
ہمراہ لے آؤنگا اسوقت اگر جاؤنگا اور سب کو ہمراہ اپنے یہان لاؤنگا تو ژوپین وغیرہ سدراہ ہونگے کشت و خون از حد ہوگا
انجام اچھا نہ ہوگا اردشیر و مردشیر نے عرض کیا آپ سچ کہتے ہین اسوقت جانا آپکا اور سب کو لانا مناسب نہین ہے یہ کہکر
دونون نے نہایت اعزاز و اکرام سے قریب اپنے بٹھایا اور نہایت تکلف سے خواجہ کی دعوت کی اور زر و جواہر کثیر خواجہ
کو دیا پھر تمام اہل قلعہ کو مسلمان کیا جب شام ہوئی خواجہ عمرو قلعہ سے نکلکر پیدل روانہ ہوئے بعد راہ طے کرنے کے جب
قلعہ مین پہونچے پہلوان عادی وغیرہ سردارون سے کہا کہ یہانسے چلنے کا سامان کرو سردارون نے پوچھا اب اس
قلعہ سے کہان جائیے گا خواجہ عمرو نے تمام کیفیت قلعہ صغیرہ کوہ کی بیان کی جملہ سردار خوش ہوئے خصوصاً پہلوان عادی
نے خوش ہو کر پوچھا اے خواجہ اُس قلعہ مین غلہ اسقدر ہے کہ ایک برس یا چھ مہینے اُسمین بسر اوقات سب کی
ہو گی اور مین پیٹ بھر کے ہر روز طعام کھایا کرونگا خواجہ نے جوابدیا اے پہلوان عادی اگر تم اُس قلعہ مین چلوگے
تو کل حال غلہ تمپر ظاہر ہو جائیگا مجھے یقین ہے کہ غلہ اُس قلعہ مین بہت ہے جہانتک تمسے طعام کھایا جاوے کھانا
پہلوان عادی ذکر طعام سنکے خوش ہوا اور کہنے لگا اے خواجہ جلد چلیے اسوقت مین گرسنہ ہون وہان مجھے لیجا کر طعام
کھلوائیے خواجہ نے کہا سامان چلنے کا کرو جسوقت مردمان لشکر ژوپین غافل ہونگے اسوقت اس قلعے سے نکلکر جانب صغیرہ کوہ
روانہ ہونا یہ گفتگو سے خواجہ عمرو سنکے پہلوان عادی وغیرہ و سرداران نامی سامان چلنے کا کرنے لگے جب نصف
شب سے زمانہ زیادہ گذرا مردمان لشکر ژوپین اپنے اپنے بسترون پر سو رہے خواجہ عمرو نے سبکو غافل دیکھ کر ملکہ
مہرنگار کو محافہ مین سوار کیا پھر منصور عیار اور جملہ سردارون وغیرہ کو ہمراہ لیکر کھڑکی قلعہ کی کھولکر قلعہ سے باہر نکلے اور
جانب قلعہ صغیرہ کوہ بصد عجلت روانہ ہوئے خواجہ وغیرہ ابھی دو کوس قلعہ سے گئے تھے کہ ژوپین کا فرد بیدار ہوا اور
ہرکارون نے آکر ژوپین سے عرض کیا خداوند نعمت اسوقت اس قلعہ مین سناٹا ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ عمرو
وغیرہ چلے گئے ابھی ہرکارے یہ عرض کر رہے تھے کہ چند ہرکارے اور دوڑتے ہوئے قریب آئے اور دست بستہ
عرض کرنے لگے کہ حضور خواجہ عمرو مع ملکہ مہرنگار اس قلعہ سے نکلکر جانب قلعہ صغیرہ کوہ جاتے ہین اثنائے راہ مین
ہین ابھی اُس قلعہ تک نہین پہونچے ہین ہرکارے یہ عرض کر کے خاموش ہوئے ژوپین یہ خبر سنکے برہم ہوا پھر بمشورہ
ہرمز اور فرامرز و بختک حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہو کر یہانسے کوچ کرے بموجب حکم فوراً طبل کوچ پر چوب لگائی گئی مردان لشکر

خواب سے بیدار ہوکر جلد تر بستروں سے اٹھے پھر بعد زرہ پہننے کے سب نے ہتھیار لگائے گھوڑوں پر سوار ہوئے اٹالہ بارگاہ وخیام کا
ایک سمت لدنے لگا ژوبین سلاح اپنے تن پر آراستہ کرکے گینڈے پر سوار ہوا ہرمز و فرامرز و بختک بھی سوار ہوئے علم ہائے
لشکر کفر و نشان بلند ہوئے باجے جنگی بجے روشنی ہونے لگی ہزارہا اور پنجشاخے روشن ہوئے لشکر چلا سواروں نے بموجب حکم
ژوبین کامرانی گھوڑے دوڑائے زمین گھوڑوں کے دوڑنے سے تھرانے لگی غبار عظیم بلند ہوا ادھر تو ژوبین کامرانی مع
ہرمز اور فرامرز ہمراہ لشکر کثیر بعد عجلت جاتے ہیں ادھر خواجہ عمرو یہ حال دیکھ کر نہایت ہی گھبرائے پھر سرداروں وغیرہ سے
کہنے لگے یارو جلد تر راہ طے کرکے قلعہ صغیرہ کوہ میں چلو خواجہ عمرو وغیرہ جانب قلعہ صغیرہ کوہ جاتے تھے ناگاہ خواجہ نے
صدائے سم سمندان سنی پھر کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ غبار عظیم بلند ہے روشنی ہمراہ فوج بکثرت ہے ژوبین وغیرہ بعد عجلت تعاقب
میں چلے آتے ہیں ژوبین کامرانی مع فوج کثیر آتا ہے سرداران لشکر وغیرہ نے بموجب حکم خواجہ عمرو گھوڑے جانب قلعہ دوڑائے
جب خواجہ قریب قلعہ صغیرہ کوہ پہونچے اہل قلعہ سے باواز بلند کہا کہ اے اہل قلعہ جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو ژوبین کامرانی فوج کثیر
ہمراہ لیکر قریب آیا ہے اردشیر و مرد شیر صدائے خواجہ عمرو سنکے فوراً لشکر لیکر قلعہ سے نکلے اور پکارے کہ اے خواجہ آئیے پریشان
نہ ہو جیسے ہم حاضر ہوتے ہیں ژوبین نابکار سے مقابلہ کرینگے خود قتل ہونا گوارا کرینگے لیکن آپکو اور ملکہ مہرنگار کو شر و فساد سے بچا لینگے یہ
کہکر دونوں بہادروں نے مع فوج گھوڑے بڑھائے اور قریب خواجہ پہونچکر کہنے لگے جلد تر ملکہ مہرنگار کو قلعہ میں لیجائیے خواجہ ملکہ
مہرنگار کے محافے کے ہمراہ جلد تر جانب قلعہ روانہ ہوئے اس اثناء میں ژوبین وغیرہ بھی عنقریب آگئے اردشیر نے دلیرانہ
تین لاکھ کی جمعیت سے ژوبین کو روکا ژوبین برہم ہوکر لڑنے لگا تلوار چلنے لگی کفار و اہل اسلام قتل ہونے لگے
سرداران لشکر حمزہ صاحبقران بھی لڑنے لگے لاش پر لاش گرنے لگی سر تنوں سے جدا ہونے لگے طائران روح قفس اجسام
سے نکلنے لگے بازار اجل گرم ہوا برق شمشیر میدان مصاف میں چمکنے لگی گھٹا سیاہ ڈھالوں کی اٹھی بارش تیر ہونے لگی خون بہادران
میدان رزم میں بہنے لگا اثنائے کارزار میں اردشیر لڑتا ہوا جنگ مستانہ کرتا ہوا افزونکو تہ تیغ کرتا ہوا سامنے ژوبین کامرانی
کے گیا ژوبین دیکھتے ہی برہم ہوکر تیغہ گرانبار نعرہ کرکے سر اردشیر پر لگایا ہرچند اردشیر نے سپر فولادی اٹھائی لیکن تیغہ گرانبار
وآبدار سپر پر رنگ نہ سکا سپر کو کاٹکر خود پر گرا اور خود کو کاٹکر تا جگر کاٹتا ہوا اتر آیا اردشیر مرکب سے شہید ہوکر زمین پر
گرا اور فوراً طائر روح اسکا قفس جسم سے نکلکر گلشن ارم کو روانہ ہوا مرد شیر لاشہ اپنے بھائی کا دیکھکر مغموم ہوا اور بقصد انتقام
جانب ژوبین بڑھا اتنی دیر میں خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار کو قلعہ میں پہونچا کر میدان کارزار میں آئے دیکھا اردشیر قتل ہو چکا ہے
اور مرد شیر تلوار کھینچے ہوئے بقصد قہر و غضب جانب ژوبین جاتا ہے علاوہ اسکے دونوں لشکروں میں لڑائی ہو رہی ہے
خواجہ عمرو طور جنگ کا اچھا نہ دیکھ کر سواران اسلام کو ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوئے جو سواران اسلام فوج میں گھرے ہوئے تھے
وہ تو مع مرد شیر کے ہمراہ خواجہ داخل قلعہ نہوئے باقی جملہ سواران لشکر اسلام قلعہ میں داخل ہوئے خواجہ عمرو نے بالائے
قلعہ جاکر دیکھا کہ مرد شیر پر ژوبین کامرانی نے تیغہ مارا مرد شیر نے تیغے سے بچکر شمشیر آبدار سر ژوبین نابکار پر لگائی
ژوبین نے بازو سے تلوار کی ہاتھ بچا کر جلد ہاتھ اپنا بند دست مرد شیر ڈالا بعد ازاں زنجیر کمر پکڑ کر پشت فرس سے اٹھا لیا
اور فوراً گرفتار کرکے ہرمز اور فرامرز سے کہا کہ اب تو نابکار کا سر ہنگام شب ہر وقت سحر قلعہ پر حملہ کرکے خواجہ عمرو وغیرہ کو
تہ تیغ کرونگا اور مرد شیر کو اسلاح پاک کرونگا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا اسکے حال پر گریان ہونگے یہ کہکر اور سرداران
لشکر اسلام کو قتل کرکے طبل بازگشت بجوا کر قلعہ سے دور جاکر بارگاہ میں مقیم ہوا مردماں لشکر ژوبین و فرامرز و ہرمز
نے سلاح اپنے تنوں سے جدا کئے ہر ایک کافر اپنے بستر پر راحت پذیر ہوا ہرمز و فرامرز بھی بارگاہ میں داخل ہوئے
بختک بھی خوشی سے اتر کر خیمے میں گیا خواجہ عمرو یہ حال دیکھ کر پہلوان حادمی سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اردشیر

بود درجنیشوا دست پر فانز ہوا مرد شیر گرفتار ہو گیا ہی اگر اسوقت مرد شیر کو ہم رہا نہ کرینگے تو ژوبین بد گہر وقت سحر
مرد شیر کو ضرور قتل کریگا مجکو اس تازہ مسلمان کے قتل ہونیکا صدمہ عظیم ہوگا پس تمکو لازم ہی کہ ابھی تم اپنی فوج سے بیرون قلعہ
جاکر ٹھہرو جسوقت موقع پانا لشکر ژوبین پر حملہ کرنا پہلوان عادی بموجب حکم خواجہ مع فوج قلعہ سے باہر نکلا ہرکاروں
نے ژوبین اور ہرمز اور فرامرز سے جاکر عرض کیا کہ پہلوان عادی اسوقت مع فوج قلعے سے باہر نکلا ہی باقی خیریت
ہی ژوبین کامرانی نے یہ خبر سنکر جملہ مردمان لشکر کو مسلح ہونیکا حکم دیا سواران لشکر بموجب حکم جلد تر بستروں سے اٹھکر مسلح
ہوے ژوبین اور ہرمز اور فرامرز بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے بارگاہ سے نکلے اور مرکبوں پر سوار ہوے ژوبین
گینڈے پر بیٹھا جملہ سواران لشکر بھی گھوڑوں پر سوار ہوے ژوبین نے کچھ سوار برائے نگہبانی مرد شیر معین کرکے گینڈا اپنا بڑھایا
لشکر بھی ہمراہ ژوبین چلا ابھی ژوبین عنقریب فوج پہلوان عادی کے آیا تھا کہ خواجہ عمرو نے کل فوج کے دو
حصے کیے اور دونوں حصے فوج سے لیکر کھڑکی قلعہ کی کھول کر باہر قلعے سے نکلے اور دوسری راہ سے فرودگاہ لشکر ہرمزد
ژوبین پر جہاں مرد شیر خیمے مین قید تھا پہونچے سواروں نے خواجہ سے مقابلہ کیا سرداران لشکر اسلام نے اُن سواران
نابکار کو قتل کرنا شروع کیا اور مرد شیر کو قید سے رہا کرکے اپنے ہمراہ مرکب پر سوار کیا جب کفار قتل ہونے لگے باواز بلند پکارے
ای شاہزادگان ذیوقار و ای ژوبین نامدار جلد ادھر آئیے خواجہ عمرو لشکر لیکر یہاں آئے ہین مرد شیر کو رہا کرکے ہم کو تہ تیغ
کرتے ہین مسلمان بہت ہین ہم تھوڑے ہین لشکر مین گھر گئے ہین ہمراہی ہمارے بہت سے قتل ہو چکے ہین اب ہم بھی
ہلاک ہوا چاہتے ہین جلد تر ہماری مدد کیواسطے آئیے مسلمانوں سے ہمین بچائیے ژوبین کامرانی قریب فوج پہلوان عادی
پہونچ چکا تھا یکایک شور و غل سواروں کا سنکے گھبرایا اور تھوڑی فوج لیکر اور سبکو اسی جگہ چھوڑکر فرودگاہ لشکر کیطرف
بصد عجلت روانہ ہوا ادھر پہلوان عادی نے لشکر ژوبین پر حملہ کیا اور تلوارین دلاوروں نے کھینچکر کفار کو قتل کرنا
شروع کیا چونکہ ہرمز اور فرامرز بھی ہمراہ ژوبین فرودگاہ لشکر کیجانب گئے تھے لشکر بے افسر تھا تاب جنگ نہ لاسکا
پیچھے ہٹنے لگا جب کفار زیادہ قتل ہوے سواران لشکر ژوبین بہ فریاد و فغان پکارے ای پہلوان یکتا سے یہاں اسے
ژوبین کامرانی جلد ادھر آئیے پہلوان عادی وغیرہ سے ہمکو بچائیے دیر نہ لگائیے ہم سب گھر گئے ہین تلوار چل
رہی ہی لاش پر لاش گر رہی ہی قدم میدان سے اُٹھے جاتے ہین جلد تر آئیے ورنہ ہم بھاگتے ہین ہنوز ژوبین فرودگاہ
لشکر تک نہ پہونچا تھا یہ شور و غل سنکے از حد پریشان ہوکر بختک وغیرہ سے مضطرب ہوکر پوچھنے لگا ارے یارو مین
کیا کروں کسکی مدد کے واسطے جاؤں کچھ مجکو بن نہین پڑتا ہی حواس میرے منتشر ہین آج مسلمان کہان سے آگئے ہین
بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ صاحبقران پردۂ قاف سے فوج کثیر لیکر آئے ہین یا اور کہین سے اِن مسلمانوں کی کمک
کیواسطے کوئی سردار فوج جرار لیکر آیا ہی یقین ہی کہ لندھور اور بہرام بن خاقان چین آئے ہین اب لڑائی سخت
ہوگی لندھور و بہرام نہایت شجاع و بہادر ہین اُنسے لڑنا مشکل ہی سواے میرے اور کوئی ایسا بہادر نہین ہی کہ
اُنسے مقابلہ کرے اکیلا مین اُن دونوں سے ہرگز مقابلہ نہ کرسکونگا اب بہتر یہی ہی کہ یہاں سے جانب مدائن کوچ
کروں شہنشاہ نوشیروان سے تمام حال جاکر کہدوں جسوقت یہ گفتگو سے ژوبین سواروں نے سنی خوف جان سے کانپنے لگے
اکثر سوار بھاگنے لگے بختک نے کل تقریر ژوبین کی سنکے جواب دیا کہ ای ژوبین ذرا اپنے حواس درست کرو مرد ہوکر
نامرد نہ بنجاؤ مجکو خوب معلوم ہی کہ ابھی حمزہ صاحبقران پردۂ قاف مین ہین اور لندھور جانب ختا نیان گیا ہی
فی الحال یہ بھی سنا ہی کہ بہرام چین کی جانب روانہ ہوا ہی یہاں کوئی بھی نہین آیا ہی تم بیکار ڈرتے ہو یہ فوج ہمارے
پیر و مرشد لیکر قلعے سے باہر نکلے ہین ژوبین نے پوچھا ملک جی پیر و مرشد کون ہین اُنکا نام کیا ہی مفصل بیان کرو بختک

انی قوت نہین ہی کہ پیر و مرشد کا نام زبان پر لاکے جو تمنا
نے جوابدیا مین نام ہرگز زبان پر جاری نہ کرونگا میری کھوپڑی مین اسی مجمع مین ہون ثروہین نے پوچھا کہ ملک مجی
سر پر کیا کون دیکھو نام پیر و مرشد کا ہم سے نہ پوچھو کچھ عجب نہین ہی کہ وہ اسی مجمع مین ہون ثروہین پیر و مرشد وہی ہین جنھون نے
مجھ کو ہم کو پیر و مرشد کے حال سے آگاہ کیا اشارہ سے بختک نے جوابدیا ای ثروہین پیر و مرشد کہنا ہی سمجھ کر ثروہین وہانسے بھرا اور
حکیم بنکر تمھارا علاج کیا تھا ثروہین یہ سنکے سمجھ گیا کہ خواجہ عمرو کو پیر و مرشد کہتا ہی تعجیل
جانب لشکر بعجلت چلا خواجہ عمرو تو مردشیر کو رہا کر چکے تھے ان سوارون کو قتل کرکے دوسری راہ سے
مع لشکر در قلعہ صغیرہ کوہ پر پہونچے اور پہلوان عادی وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوئے دروازہ قلعہ کا بند کروا دیا
پل تختہ اٹھوا دیا جب ثروہین بختیارک وغیرہ خیمہ گاہ پر پہونچے دیکھا ہزارہا مردان لشکر قتل ہوئے ہین ہزارہا زخمی زمین پر پڑے
ہین پہلوان عادی وغیرہ نہین ہین در قلعہ بند ہی بالا قلعہ اہل قلعہ کا غل ہے ثروہین کا مرا لی یہ حال دیکھ کر نہایت برہم ہوا
بختیارک نے ہنسکر کہا ای ثروہین بیکار برہم ہوتے ہو ناحق رنج کرتے ہو میرے نزدیک تو مناسب ہی کہ شکر کرو خواجہ مردشیر کو رہا کرکے قلعہ
مین لیگئے یہ سوار و پیدل تصدق ہوئے تمھاری جان بچگئی مجھے تمھاری جان بچنے کے آج آثار معلوم نہین ہوتے تھے اتفاق سے تمھاری
جان بچگئی بلا عظیم آئی تھی شکر ہی کہ ٹل گئی مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت اب یہانسے فرودگاہ لشکر پر چلو
وہان چلکر دیکھو کوئی سوار بھی زندہ ہی یا سب قتل ہوگئے تھوڑی رات باقی ہی بارگاہ مین جاکر استراحت پذیر ہو ہنگام سحر
جو مناسب ہو کرنا ثروہین بختیارک کے سمجھانے سے فرودگاہ لشکر پر جو پہونچا دیکھا اکثر خیام جلے ہوئے ہین بعض جل
رہے ہین بعض بارگاہ و خیام کی طنابین کٹی پڑی ہین خیام و بارگاہ مین فراش کا تو کیا ذکر ہی فرش بھی نہین ہی تجویلی خزانہ کی لٹ
رہی ہی لاشین جملہ سوار و نکی پڑی ہین ثروہین یہ حال دیکھ کر نہایت غضبناک ہوا پھر بہرمز اور فرامرز و بختیارک سے مخاطب
ہوکر کہنے لگا ہنگام سحر اس قلعہ پر حملہ کرکے خواجہ عمرو کو مار ہی ڈالونگا یہ کہکر دیگر خیام و بارگاہ استادہ کراکے فردکش ہوا لشکر
بھی اترا ناگاہ کتارہ کابلی ثروہین کے روبرو آیا ثروہین نے کتارہ سے کہا دیکھو خواجہ عمرو نے کیا عیاری کی ہی
ہزارہا مردان لشکر کو قتل بھی کیا اور مردشیر کو چھڑا لے گئے تو نے کبھی کوئی عیاری لایق تعریف نہین کی کبھی تو نے
خواجہ عمرو کو گرفتار نہین کیا کتارہ کابلی نے عرض کیا مین نے ایک مرتبہ خواجہ کو گرفتار کیا تھا اب بھی اگر حکم ہو تو گرفتار کرکے لے آؤن
ثروہین نے کہا جلد گرفتار کرکے لے آ کتارہ شکل تبدیل کرکے چلا خواجہ عمرو قلعہ مین بیٹھے ہوئے مردشیر وغیرہ سے باتین کر
رہے تھے کہ ایک عرب نے زبان عرب مین باواز بلند در قلعہ پر آکر پکارا کہ ای اہل قلعہ آگاہ ہو مین قاصد ہون مہ خواجہ عبد المطلب کا
کعبہ سے لیکر آیا ہون میرے آنے کی خبر خواجہ عمرو سے کر خواجہ عمرو صدائے قاصد سنکے فصیل قلعہ پر آئے دیکھا کہ ایک عرب
ناقہ پر سوار بیٹھا ہی عرب نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے پوچھا تو کہان سے آیا ہی مجھسے کیا کام ہی عرب نے جوابدیا کہ نامہ
عبد المطلب کا لایا ہون خواجہ عمرو نے قاصد سے زبان عربی مین گفتگو کی ناقہ سوار نے بھی خواجہ سے زبان عرب مین بخوبی تقریر
کی ہر چند کہ خواجہ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ ناقہ سوار عربی مین خوب گفتگو کرتا ہی عجب نہین کہ یہ عرب ہو لیکن یہ خیال دور اندیشی
و دانائی عرب کو قلعہ مین نہ بلایا خود فصیل قلعہ سے راہ طے کرکے در قلعہ کھول کر کتارہ کابلی کے پاس آئے اسنے ایک نامہ نکالکر خواجہ
کے حوالہ کیا عمرو نے لفافہ نامہ کو جب چاک کیا غبار سفوف بیہوشی لفافہ نامہ سے اسقدر نکلا کہ خواجہ کے دماغ مین
پہونچا خواجہ چھینک کر بیہوش ہوئے اسوقت عرب نے نعرہ کیا منم کتارہ کابلی یہ نعرہ کرکے خواجہ کو چادر عیاری مین باندھکر
پشتارہ اٹھا کر بخوشی روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ کے جب ثروہین کے قریب پہونچا پشتارہ خواجہ کا روبرو رکھ دیا ثروہین نے
خوش ہوکر کہا کہ ای کتارہ خواجہ کو مقید کرکے ہوشیار کر دے کتارہ نے بموجب حکم ثروہین خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ اپنے تئین
قید مین پاکر دیکھ کر کتارہ کابلی اور ثروہین کا مرا لی سے کہنے لگے مجھے چھوڑ دو جو کچھ تم کہوگے مین وہی کرونگا ثروہین نے برہم ہوکر

کہا ای خواجہ تم نے مجھے بہت اذیت دی ہی مین تمکو ہرگز رہا نہ کرونگا یہ کہکر ژوبین نے جلاد کو طلب کیا جلاد زشت خو
زشت سیرت تیغ کھینچے ہوئے سامنے آیا عرض کرنے لگا کسکا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہی کون لائق قتل کرنیکے ہی تیغہ باڑھ دار اور
بازو مین قوت رکھتا ہون تابعدار حضور کا ہون جسے حکم ہو ابھی اُسے قتل کرون ژوبین کامرانی نے کہا ای جلاد جلد خواجہ عمرو
کو لیجا کر قتل کر ہرچند خواجہ انکسار ہوئے بہت سی باتین مکر و فریب کی کہین لیکن ژوبین نے خواجہ پر رحم نہ کیا جلاد بموجب حکم
ژوبین خواجہ عمرو کو کشان کشان جانب میدان مقتل لیچلا اہل قلعہ کو خواجہ کے گرفتار ہونے کی خبر ہوئی جس وقت جلاد
مقتل مین عمرو کو لے گیا چبوترہ رنگ پر بوریہ فلاکت بچھا کر خواجہ کو بٹھلایا گردن پر کوئلے سے خط کھینچا تیغہ آبدار میانسے کھینچکر
خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ ای اجل رسیدہ جو کچھ تمنا سے دلی ہو بیان کر اگر گرسنہ ہو تو طعام لذیذ طلب کرکے کھانے اور اگر
پیاسا ہی تو پانی پی لے کیونکہ اب کوئی دم مین سر تیرا تن سے جدا ہو جائیگا جلاد خواجہ سے یہ کہہ رہا تھا کہ ژوبین ہرمز و فرامرز
نے حکم اول جلاد کو خواجہ عمرو کے قتل کرنیکا دیا خواجہ تقریر جلاد سنکے اور تمام آثار اپنے قتل ہونیکے ظاہر دیکھ کر رونے لگے صدف
چشم سے گوہر اشک نکالنے لگے اور دلمین خیال کرنے لگے عجب جائے حیرت اور مقام تعجب ہی کہ مجھسے کوہ سراندیب پر یہ
وعدہ ہو چکا ہی کہ جب تک تین مرتبہ خواہش مرگ برضا و رغبت خود نکرونگا اسوقت تک نہ مرونگا ابھی تو مینے ایک مرتبہ بھی خواہش مرگ
نہین کی ہی اور سامان قتل نظر آتے ہین یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جو سوئے فلک نظر کی دیکھا آثار سحر بخوبی ظاہر ہین خواجہ عمرو
نے برجوع قلب واسطے اپنی رہائی کے خدا سے دعا کی یکایک ایک نوجوان نارنجی پوش ظاہر ہوا جب وہ نارنجی پوش
ہرمز اور فرامرز کے قریب پہونچا ایک نامہ نکالکر ہرمز کو دیا اور پوچھا ای شاہزادۂ ذیوقار یہ ہنگامہ کیسا ہی ہرمز نے جواب دیا
خواجہ عمرو قتل کیا جاتا ہی جوان نارنجی پوش نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین مقتل مین جاکر عمرو کو قتل ہوتے دیکھون ہرمز نے
بغیر نامہ پڑھے اجازت جانے کی دی جوان نارنجی پوش جب قریب خواجہ عمرو پہونچا دیکھا گرد خواجہ صدہا بلکہ ہزارہا صغیر و
کبیر جوان و پیر جمع ہین سب خواجہ کے گرفتار ہونے سے خوش ہین جوان نارنجی پوش نے حقۂ آتشبازی متواتر جو مارے وہ مجمع
سب متفرق ہوا دھوان بکثرت ہوا اُسی دھوین کی تاریکی مین جلد خواجہ کو چبوترے سے اُٹھا کر وہ جوان جانب صحرا لے گیا پھر
طوق سلاسل خواجہ کے تن سے دور کرکے یہ کہا آپ کو تو مین نے رہا کر دیا ہی اب جہان دل چاہے جائیے مگر ذرا میرا بھی
خیال رکھیے گا خواجہ نے دعا دیکر پوچھا تیرا نام کیا ہی جوان نے کہا ابھی نام نہ بتاؤنگا یہ کہکر جانب صحرا خواجہ کو چھوڑکر
چلا گیا خواجہ رہا ہو کر داخل قلعۂ صغیرہ کوہ ہوئے اب حال ہرمز کا بیان کیا جاتا ہی کہ جو نامہ جوان نارنجی پوش سے
پایا تھا بعد تھوڑی دیر کے جو ہرمز نے وہ ہی نامہ اٹھا کر لفافہ اُسکا چاک کیا فوراً غبار بیہوشی اسمین سے نکلا ہرمز بیہوش ہو کر
گرا اہل لشکر یہ حال دیکھ کر گھبرا کر دوڑے ابھی مردمان لشکر نے ہرمز کو اُٹھایا تھا یکایک شور عظیم بلند ہوا کہ فرامرز
و ژوبین وغیرہ نے دیکھا کہ جلاد بھاگتا ہوا چلا آتا ہی عقب جلاد صدہا مردمان لشکر بھی سراسیمہ و بدحواس دوڑتے ہوئے
اور کہتے ہوئے چلے آتے ہین ہائے جلے آگ نے تن ہمارے داغدار کر دئے فرامرز و ژوبین یہ حال دیکھ کر گھبرا گئے
جب سب مردمان لشکر بھاگ کر قریب تر آئے ژوبین نے پوچھا کیون بدحواس بھاگے ہوئے آتے ہو کسنے تمھین جلایا ہی
مفصل حال بیان کرو جلاد وغیرہ نے عرض کیا جوان نارنجی پوش نے ایسی آتشبازی چھوڑی کہ ہمارے تنون
مین آگ لگ گئی ہم سب بے اختیار بھاگے وہ خواجہ عمرو کو لیکر چلا گیا ژوبین یہ حال دیکھ کر متحیر ہوا انجتاب
نے کہا ای ژوبین یہ مقام حیرت نہین ہی کوئی عیار حقۂ آتشبازی مار کر خواجہ کو رہا کرکے لے گیا ہی ژوبین
نے جواب دیا ای ملک جی اگر عیار خواجہ کو رہا کرکے لے گیا ہی تو اب اس قلعہ سے خواجہ کو نکل کر نہ جانے دونگا
یہ کہکر اور قلعہ کا محاصرہ کرکے مقیم ہوا ہرمز کو بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا وہ بھی یہ حال دیکھ کر سنکر متحیر ہوا ادھر خواجہ عمرو

نے تمام حال اپنا قلعہ مین جاکر اہل قلعہ سے بیان کیا

داستان دیکھنا خواب مین ملکہ مہرنگار کو اور بیقرار ہوکر رونا امیر کا پھر ملکہ آسمان پری سے برہم ہوکر بہ اجازت شہپال تخت رواں پر سوار ہونا اور چھوڑ آنا دیوون کا بحکم آسمان پری بیابان سرگردان سلیمانی مین مع دیگر حالات

راویان رنگین طبیعت و حاکیان شیرین حکایت و واقفان لذت وصل و جدائی ماہران اسرار آشنائی اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ ایک روز حمزہ صاحبقران جلوے ملکہ آسمان پری مین سو رہے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ ملکہ مہرنگار بیتاب و اشکبار میلے کپڑے پہنے ہوے سر پریشان نہایت مغموم و چاک گریبان بالین پر کھڑی ہین اور کہتی ہین کہ ای امیر باتوقیر افسوس ہزار افسوس آپ تو ملکہ آسمان پری کے پہلو مین باآرام و راحت شب و روز بسر کرتے ہین مین آپکے فراق مین رات دن نالہ و بکا کرتی ہون اور ثرومین کامرانی وغیرہ کے خوف و خطر سے ہر ایک قلعہ مین بھاگ کر اپنی زندگی رنج و الم مین بسر کرتی ہون دیکھیے آپکی جدائی مین یہ حال پریشان میرا ہوا ہی آپکو میرا خیال کچھ بھی نہین ہی برائے خدا اب میرے حال پر رحم کیجیے آسمان پری سے رخصت ہوکر میرے پاس آئیے دشمنون سے مجھے بچائیے ملکہ مہرنگار یہ کہ رہی تھی ناگاہ امیر خواب سے بیدار ہوے بالین سر دیکھا ملکہ مہرنگار کو نہ پایا امیر بے اختیار رونے لگے فراق ملکہ مہرنگار مین نالہ و بکا کرنے لگے آسمان پری نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی باعث نالہ و بکا کا کیا ہی حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ ای ملکہ مین نے ملکہ مہرنگار کو خواب مین دیکھا ہی اسکی جدائی مین فریاد و فغان کرتا ہون آسمان پری نے برہم ہوکر پوچھا مہرنگار کیا مجھسے زیادہ خوبصورت ہی جو تم اسکے فراق مین اسقدر بیتاب و بیقرار و اشکبار ہو وہ آدمزاد ہی مین پریزاد ہون مجھ مین اور اُس مین فرق زمین و آسمان کا ہی میرے کف پا کے برابر ہی اسکے چہرہ کا کیا حسن ہوگا امیر نے جواب دیا ای ملکہ کیا کہتی ہو بس خاموش رہو تم اسکی کنیز کی برابر بھی نہین ہو اسکی ایک ایک کنیز ایسی حسین و خوبصورت ہی کہ اگر تم انکی کنیزونکو دیکھ لو تو کبھی غرور نکرو اور ہر ایک کنیز کا حسن و جمال دیکھ کر شرمندہ اور خجل ہو ملکہ آسمان پری یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی سُنکے نہایت برہم ہوکر تلوار کھینچی اور جانب امیر تلوار بڑھائی امیر نے بھی برہم ہوکر خنجر کھینچا نازنینان پریزاد جو اسوقت وہان موجود تھین یہ حال دیکھ کر شور و غل کرنے لگین شہپال شور نازنینان پریزاد سُنکے بیتابانہ آیا دیکھا کہ زن و شوہر تلوار اور خنجر کھینچے ہوے ہین اور ایک دوسرے کو قتل کیا چاہتا ہی شہپال یہ حال دیکھ کر گھبرا گیا اور جلد حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا بارگاہ سلیمانی مین بٹھا کر سبب رنج و ملال پوچھا امیر نے تمام حال خواب بیان کیا اور کہا آپ مجھکو خواجہ عمرو کے پاس پہونچوا دیجیے طبیعت میری نہایت پریشان ہی اب مین یہان نہ رہونگا عبدالرحمن جنی گفتگوے امیر باتوقیر سُنکے شہپال سے عرض کیا ای شہنشاہ بہتر اور مناسب یہی ہی کہ اب انھین خواجہ عمرو و خبردے پاس پہونچوا دیجیے بیشک انکو یہان آئے ہوے زمانہ زیادہ گذرا ہی شہپال نے تقریر عبدالرحمن جنی سُنکے ایک لمحہ فکر کی اور بعد فکر چند دیوون کو طلب کیا جب دیو حاضر ہوے شہپال نے دیوون سے کہا جلد ایک تخت رواں پر بٹھا کر جہان امیر کہین وہین پہونچا آؤ دیوون نے عرض کیا ای شہنشاہ ہم تابعدار ہین امیر باتوقیر تخت رواں پر بیٹھین جس جگہ حکم کرین ہم وہین پہونچا دین یہ کہکر وہ دیو ایک تخت رواں لے آئے ابھی امیر تخت رواں پر نہ بیٹھے تھے کہ یہ خبر ملکہ آسمان پری کو ہوئی ملکہ نے فوراً ارزق پری سے کہا جلد جا کر جو دیو امیر کو پہونچانے جاتے ہین انھین علحدہ لیجا کر یہ پیام میرا اُن سے کہدے کہ ملکہ آسمان پری نے تمھین حکم دیا ہی کہ خبردار امیر باتوقیر کو خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار کے پاس نہ لیجانا ورنہ مین تم سبکو قتل کرونگی اگر اپنی زندگی بہشت ہو تو میرا حکم بجا لاؤ امیر کو بیابان سرگردان

سلیمانی مین پہونچا کر چلے آؤ ارزق پری نے بموجب حکم ملکہ اُن دیوون کے پاس جا کر اشارہ سے اُنھین بلا کر
حکم آسمان پری سے اطلاع و آگاہی دی وہ دیو خوف جان سے تھرائے اور آہستہ یہ سخن زبان پر لائے کہ
ای ارزق پری ہماری جانب سے ملکہ سے عرض کر دینا کہ موافق حکم حضور بیابان سرگردان سلیمانی مین امیر کو چھوڑ کر چلے
آوینگے ارشاد حضور بجا لائینگے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے ارزق پری یہ سُنکے ملکہ کے پاس گئی اور جو کچھ دیوون نے عرض
کیا تھا زبان پر لائی ملکہ آسمان پری مطمئن ہوئی اور امیر شہپال اور عبدالرحمن جنی سے رخصت ہو کر تخت روان
پر بیٹھے دیوون نے تخت اُٹھایا شہپال وغیرہ امیر کے جانے سے اشکبار ہوے دیو تخت اُٹھا کر ایک جانب
روانہ ہوے بعد طی کرنے راہ دور و دراز کے دیوون نے بیابان سرگردان سلیمانی مین جا کر تخت دوش
سے اُتارا اور بالاے زمین رکھدیا امیر نے پوچھا تخت اس جگہ کیون رکھدیا دیوون نے عرض کیا ای امیر با توقیر
اسوقت ہم گرسنہ ہین تھوڑی دیر آپ یہان توقف کرین ہم جا کر اکل و شرب سے سیراب ہو کر ابھی حاضر ہوتے ہین
پھر تخت اُٹھا کر یہان سے آپکو لے چلینگے امیر نے فرمایا اچھا جلد جا کر کچھ کھا آؤ خبردار دیر نہ لگانا سب دیو یہ سُنکر ایک
جانب روانہ ہوے اور قطع راہ کر کے گلستان ارم مین پہونچے شہپال سے عرض کیا خداوندنعمت ہم امیر کو
پہونچا آئے شہپال خوش ہوا پھر ملکہ آسمان پری کی خدمت مین بذریعہ ارزق پری یہ کہلا بھیجا کہ ہم موافق حکم
حضور حمزہ صاحبقران کو بیابان سرگردان سلیمانی مین چھوڑ کر چلے آئے ہین ملکہ آسمان یہ سُنکے خیال کرنے
لگی کہ بیابان سرگردان سلیمانی وہ مقام ہے کہ وہان سے امیر کا مہر نگار تک پہونچنا نہایت دشوار ہی بلکہ ممکن ہی نہین
ہے اب دیکھتی ہون مجھ سے بگڑ کر مہر نگار اپنی معشوقہ تک کیونکر جاتے ہین یہ خیال کر کے ادھر تو ملکہ آسمان پری
خوش ہوئی ادھر امیر با توقیر دیوون کا بہت انتظار کر کے سمجھے کہ دیوون نے فریب کیا مجھے یہان چھوڑ کر چلے گئے اب یقینا
نہ آئینگے یہ سمجھ کر امیر تخت روان سے اُٹھے اور اُس بیابان وحشت فزا مین پیادہ پا چلے اگر حال اُس بیابان
وحشت خیز اور صحراے ہول انگیز کا مفصلاً اور مشروحاً تحریر کیا جائے تو ایک دفتر طویل ہو جائے اور ناظرین والا تمکین
کو بھی بسبب طوالت کے مطبوع طبع نہ ہو بلکہ باعث درد سر ہو لہذا بطور مختصر عرض کیا جاتا ہی کہ تا شام امیر
نے صحرا نوردی کر کے شام کو جو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مین اُسی جگہ پر کھڑا ہون جس جگہ سے چلا تھا امیر با توقیر یہ حال
دیکھ کر نہایت متحیر ہوے چونکہ دشت نوردی سے بہت سے کانٹے کف پا مین چبھ گئے تھے خون تلوون سے جاری تھا
آبلون سے پانی نکل رہا تھا بھوک کی شدت سے لبون پر جان تھی تشنگی سے ہونٹھ خشک تھے زبان مین کانٹے پڑے
ہوے تھے اسوجہ سے امیر با توقیر نہایت ہی بیتاب و بیقرار ہوے اور چہار جانب جستجوے آب کرنے لگے
ایک دریاے زخار نظر آیا امیر کنارہ دریا پہونچکر بیٹھے اور وہ کلیچہ جو حضرت خضر علیہ السلام نے دیا تھا نکالکر کھایا
یہانتک کہ امیر سیر ہو گئے اور کلیچہ بدستور رہا کیونکہ حضرت خضر نے یہی فرمایا تھا کہ جب وہ یہ کلیچہ تمام ہو جائیگا اُسروز
پردۂ قاف سے گذر کر پردۂ دنیا پر پہونچوگے اور خواجہ عمرو وغیرہ سے ملوگے الحاصل جب امیر با توقیر کلیچے سے سیر
ہو چکے دریا سے پانی پیا اس اثنا مین تاریکی زیادہ ہوئی وہ صحراے وحشتناک کاشانۂ تاریکی پناہ بذات خدا
امیر با توقیر نے سیر و سیراب ہو کر شکر خدا کیا پھر کنارہ دریا سے اُٹھ کر اُسی تخت روان پر آکر بیٹھے دیر تک بیدار رہے
صحراے وحشت افزا کو چہار جانب دیکھا کئے اور خیال کیا کئے کہ اس صحرا سے کیونکر نکلونگا کس طرح یہان سے
کسی آبادی مین پہونچونگا سواے خداوند کریم کے کون یہان میری اعانت کریگا ایسے ہی خیالات کرتے کرتے
امیر سو گئے عالم خواب مین امیر نے دیکھا خواجہ عمرو قریب کھڑے ہین اور کہتے ہین اے امیر پریشان خاطر

اسے خواجہ کیونکر اس
نہ پہونچیے انشاءاللہ اس صحرائے پرخار سے جلد گذر کر اور مقامات پر پہونچے گا امیر نے پوچھا اسے خواجہ کیونکر اس دشت کو طے کرونگا گھوڑا ابھی نہیں ہے پیدل کب تک چلونگا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر آپکے سامنے یہ جو درخت نصب ہے اسکی لکڑیاں توڑکر اور اسکی چھال پانی سے تر کر کے ایک بیڑا بنائیے اور بیڑے کو دریا میں ڈالکر سوار ہوجیے کسی نہ کسی جانب بہانے ضرور نکلجائیے گا یہ کہکر خواجہ عمرو تو نظر امیر سے پوشیدہ ہوئے امیر کی آنکھ کھلی دیکھا وقت سحر ہے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو یاد کر کے یہ خیال کیا کہ عمرو از حد مجھ سے محبت رکھتا ہے میں جو مغموم تھا عالم خواب میں آکر تدبیر بتا گیا یہ خیال کر کے امیر تخت سے اُٹھے اور موافق بتلانے خواجہ کے بیڑا بنایا پھر بیڑے کو دریا میں ڈالدیا اور اس بیڑے پر بیٹھے بیڑا بہتا ہوا ایک جانب چلا دن بھر تو بیڑا بہتا ہوا چلا گیا لیکن ہنگام شام جو صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا تو ثابت ہوا کہ بیڑا اُسی جگہہ ہے جس جگہہ صبح کو کنارۂ دریا پانی میں ڈالا تھا امیر یہ حال عجیب و غریب دیکھ کر پھر نہایت حیران ہوے ناگاہ بحکم خداوند عالم حضرت خضر علیہ السلام حمزۂ صاحبقران کے پاس تشریف لائے اور بعد سلام فرمایا اے امیر باتوقیر آپ حیران و پریشان نہوجیے یہ بیابان سرگردان سلیمانی ہے اسکی یہی خاصیت ہے کہ اگر کوئی اس دشت میں آئے اور ہزار سال تک رہروی کرے تو بھی جس جگہہ سے روز اول چلے اسی جگہہ رہے اب آپ اکل و شرب سے فرصت کر کے بعد ادائے نماز شب بسر کیجیے ہنگام سحر یہ اسم بزرگ پڑھ کے بیڑے پر بیٹھیے گا انشاءاللہ تعالیٰ کل شام کو اپنے تئین اس جگہہ نہ پائیے گا تاثیر اسم بزرگ سے یہاں ہنگام سحر نہ آئیے گا حضرت خضر یہ ارشاد فرما کر اور اسم بزرگ بتا کر نظر حمزۂ صاحبقران سے پوشیدہ ہوگئے امیر نے بیڑے پر سے اُتر کر اور بیڑے کو اُسی درخت خشک سے جو لب دریا تھا باندھ کر وضو کیا پھر نماز سے فراغت حاصل کر کے وہی کلیجہ نکالا اور خوب سیر ہوکر کھایا کلیجہ بدستور رہا پھر پانی پیا بعد اکل و شرب کے امیر اُسی تخت روان پر لیٹے بعد بڑی دیر کے سو رہے ہنگام سحر امیر نے بیدار ہوکر بعد پڑھنے نماز سحر کے بیڑے کو درخت سے کھولکر وہی اسم اعظم جو حضرت خضر نے بتایا تھا پڑھا پھر بیڑے پر بسم اللہ کہہ کے بیٹھے بیڑا امواج آب سے بہتا ہوا بالائے آب روان ہوا جب شام ہوئی بیڑا بقدرت پروردگار کنارۂ دریا ٹھہرا امیر بیڑے سے اُترے اور بیڑا ایک درخت سے باندھ دیا پھر کنارۂ دریا سے چند قدم آگے بڑھے ایک چمن پُر از گلہائے رنگارنگ نظر آیا امیر گلہائے چمن کو دیکھ کر نہایت خوش ہوے کیونکہ وہ پھول اُس چمن کے غیرت دہ گلہائے گلشن ارم تھے حمزۂ صاحبقران نہایت شادمان ہوکر داخل چمن ہوے اور سیر گلہائے چمن کرنے لگے ابھی امیر سیر چمن کر رہے تھے ناگاہ ایک دیو از حد مہیب صورت نے ظاہر ہوکر یہ نعرہ کیا کہ ای آدمزاد تو اس جگہہ کیونکر آیا کچھ خوف تو نے نہ کیا نہیں جانتا ہے تو کہ یہ مقام میرے رہنے کا ہے نام میرا دیو طاؤس ہے غضب کیا تو نے کہ تو یہاں آیا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا اسوقت تجکو لقمۂ لذیذ تصور کر کے کھا جاؤنگا امیر باتوقیر نے نعرۂ دیو طاؤس سُنکے جواب دیا کہ او بے حیا کیا بکتا ہے تو مجھکو کیا کھائیگا میں تجکو ایک ضرب شمشیر آبدار سے قتل کرونگا اس چمن کو تیرے خون سے رنگین کرونگا جانوران صحرا تیرا گوشت کھائینگے دیو تقریر امیر باتوقیر سُنکے نہایت غضبناک ہوا اور ایک نعرۂ رعد آواز بلند کر کے دار شمشاد اُٹھا کر سر امیر پر لگائی امیر نے دار شمشاد سے بچکر تیغ آبدار کمر دیو طاؤس پر لگائی تلوار اسکی کمر پر پڑی لیکن مطلق تلوار نے نہ کاٹا دیو طاؤس ہنستا ہوا ایک طرف چلا گیا امیر نہایت حیران ہوے اور خیال کرنے لگے کہ یہ دیو عجیب دیو ہے کہ امیر تلوار میں نے لگائی اور یہ دو ٹکڑے نہوا ہنستا ہوا چلا گیا ہنوز امیر حیران ہوکر یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ بحکم خدا حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوے اور بعد سلام فرمانے لگے اے امیر باتوقیر آپ متحیر نہون یہ دیو روئین تن ہے اگر ہزار دن ہاتھ تلوار کے لگائیے گا تو بھی یہ قتل

نہ ہوگا اسکے قتل کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ ایک خنجر اس درخت کی جڑ مین زیر زمین ہے اُس خنجر کو نکال لیجیے اسی خنجر سے دیوطاؤس
قتل ہوگا یہ کہکر خضر نظر سے غائب ہوگئے امیر نے زمین کھود کر خنجر ایک صندوقچے سے نکالا اور زیب کمر کیا پھر مٹی
وہانکی ہموار کردی حمزہ صاحبقران خنجر زیب کمر کرکے کھڑے ہوئے سیر کر رہے تھے کہ دیوطاؤس
ننتا ہوا آیا اور پکارا او آدم زاد تو تلوار بھی لگا چکا جوہر تیغ دکھا چکا حوصلہ بھی دل کا نکال چکا میرا قتل کرنا بہت
مشکل ہے تیری تو کیا حقیقت ہے ہزار دیو اور پریزاد بھی مجکو قتل نہین کرسکتے ہین اب تو میرے دہن مین چلا آ
امیر با توقیر تقریر دیو کی سُنکے کہنے لگے او یاوہ گو کیا بکتا ہے انشاء اللہ مین تجھے ضرور قتل کرونگا ہرگز ہرگز تجکو زندہ
نہ چھوڑونگا دیو یہ کلام سُنکے برہم ہوا اور دار شمشاد اُٹھاکر سر امیر پر لگائی امیر نے ضرب دار شمشاد سے بچکر اور وہی خنجر
کھینچکر قدم آگے بڑھا کر نعرہ کرکے پہلوے دیوطاؤس پر مارا دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا تھوڑی دیر مین تڑپکر مر گیا جب
دیوطاؤس مر گیا امیر اس چمن سے نکلکر آگے بڑھے دیکھا دو دیو کھڑے باہم لڑ رہے ہین امیر نے اُن دونون سے
فرمایا کیون لڑتے ہو دیوون نے جواب دیا پہلے تو ہم باہم لڑتے تھے اب تمسے لڑینگے یہ کہکر ایک نے دار شمشاد
اور دوسرے نے ارہ پشت نہنگ اُٹھاکر امیر پر حملہ کیا امیر نے انکے حربون سے بچکر عقرب سلیمانی کھینچکر ایک دیو
پر لگائی دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا پھر دوسرے دیو کو قتل کیا دفعتًا دونون دیو چار ٹکڑے ہوکر چار دیو ہوگئے اور
لڑنے لگے امیر نے اُن چارون کے آٹھ ٹکڑے کئے آٹھ دیو پیدا ہوئے اسی طرح امیر قتل کرتے جاتے تھے اور دیو
دونے ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ دو ہزار ہوگئے اور امیر سے لڑنے لگے امیر نے یہ احوال حیرت افزا دیکھکر درگاہ
خدا مین دعا کی فورًا دعا قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور بعد سلام حمزہ صاحبقران سے
فرمانے لگے کہ اے حمزہ صاحبقران یہ بیابان سرگردان سلیمانی ہے کارخانے یہانکے طلسمی ہین اگر ہزار سال تک
دیوون کو قتل کیجیے گا تو یہ دیو کم نہ ہونگے بلکہ بڑھتے جائینگے تاوقتیکہ قاعدے سے نہ لڑیے گا یہ جملہ دیو نابود معدوم
نہ ہونگے صورت ان دیوون کے قتل کرنے کی یہ ہے کہ وہ دیو جو قریب درخت کھڑا ہے یہ اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے
اُسپر لگائیے اگر اس دیو پر لگا تو قدرت خدا کا تماشا دیکھ لیجیے گا یہ فرماکر اسم بزرگ بتایا اور نظر سے پوشیدہ ہوگئے
امیر نے وہی اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اس دیو پر لگایا تیر سینۂ دیو کو توڑکر نکل گیا دیو زمین پر گرا اور شعلے اُسکے
ہر بن مو سے نکلے جس دیو کے اوپر شعلہ گرا جل کر خاک ہوگیا تھوڑی دیر مین جملہ دیو معدوم ہوگئے اور آواز آئی افسوس
قتل کیا مجکو کہ نام میرا دیو دار جادو تھا بعد اس آواز آنے کے جو تاریکی ہوئی تھی زائل ہوئی امیر نے شکر خدا کا کیا
پھر اُسی جگہ بعد اکل و شرب شب بسر کی جب صبح ہوئی بعد پڑھنے نماز سحر کے امیر با توقیر آگے چلے تھوڑی راہ
طے کی تھی کہ ایک دیو نہایت مہیب صورت سامنے آیا اور نعرہ کرکے دار شمشاد امیر پر لگائی امیر نے دار شمشاد
سے بچ کر آگے بڑھ کر اسکی شاخ سر پکڑ کر زمین پر گرایا پھر عقرب سلیمانی سے اُسے قتل کیا جس وقت دیو قتل
ہوا تاریکی ہوئی آواز آئی مارا مجکو کہ نام میرا دیو رعد آواز تھا بعد آواز آنے کے تاریکی دور ہوئی امیر با توقیر
آگے بڑھے ناگاہ ایک ساحرہ پیدا ہوئی اور پکاری او آدم زاد غضب کیا تو نے کہ میرے فرزند کو بیجرم و خطا قتل کیا
مجکو بے فرزند کا کردیا اب مین تجکو بھی قتل کرونگی عوض اپنے فرزند کا لونگی یہ کہکر اُسنے امیر پر سحر کرنا شروع کیا
امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر اس کا دفع ہوا جب ساحرہ نے دیکھا کہ سحر میرا دفع ہوگیا غضبناک ہوکر صورت اژدر
بنی اور حملہ آور ہوئی امیر نے تیر اسکی پیشانی پر مارا ساحرہ نے شعلے دہن سے نکالے تیر جل کر خاک ہوگیا اسطرح
امیر نے سات تیر پے در پے لگائے ہر ایک قریب اسکے جاکر جل گیا امیر یہ حال دیکھ کر نہایت حیران و پریشان تھا

ہوے اسی اضطراب مین امیر نے درگاہ خدا مین برجوع قلب دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنے دعاے امیر مستجاب ہوئی
فی الفور بحکم پروردگار عالم جناب خضر تشریف لائے اور ایک چوب بصورت تیر عنایت کی اور فرمایا اے امیر اس لکڑی
کو کمان مین رکھکر اس ساحرہ کی آنکھ پر لگاؤ انشاء اللہ یہ ساحرہ ہلاک ہو جائیگی امیر نے بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام
وہ لکڑی ساحرہ کی آنکھ پر لگائی فوراً وہ اژدر یعنی ساحرہ تیر کھاکر زمین پر تڑپکر گری تاریکی محیط عالم ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا ھندوان جادو تھا جب آواز آچکی تاریکی برطرف ہوئی جناب خضر بھی نظر امیر سے
پوشیدہ ہوگئے آفتاب نظر آیا امیر نے خدا کا شکر کیا پھر چند قدم آگے بڑھکے دیکھا کہ ایک چشمہ ہے پانی اسکا صاف ہے
امیر اُس چشمہ پر بیٹھ گئے وہی کلیجہ جو حضرت خضر نے دیا تھا نکالا اور سیر ہوکر کھایا کلیجہ بدستور رہا پھر پانی اُسی چشمے کا
پیا چونکہ وہ چشمہ مقام فرحت افزا تھا حمزہ صاحبقران نے اسی جگہ براے چندے قیام کیا

داستان جانا حمزہ صاحبقران کا طلسم اسپان سلیمانی مین مع دیگر حالات متعلق داستان

راویان شیرین زبان و داستان گویان یکتاے جہان فتاحان طلسم مضامین درگروہ کشایان حکایت رنگین اس داستان
کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب تمازت آفتاب کم ہوئی امیر چشمے سے اُٹھکر آگے چلے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دیکھا ایک
گھوڑا زین ولجام سے آراستہ نہایت خوبصورت بڑی سیرت قدم ناز سے اُٹھاتا ہوا چلا آتا ہے امیر گھوڑے کو
دیکھکر خوش ہوے اور خیال کرنے لگے خداوند عالم نے میری پیادہ روی پر نظر کرکے اپنی قدرت کاملہ سے یہ مرکب
میری سواری کو بھیجا ہے یہ خیال کرکے امیر قریب اُس مرکب کے پہونچے مرکب امیر کو دیکھکر ٹھہر گیا امیر خوش ہوکر اس
مرکب پر سوار ہوے وہ مرکب امیر کو پشت پر اپنی پاکر بسرعت تمام ایک جانب روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ دور و
دراز کے ایک احاطے مین پہونچے امیر نے اُس احاطے مین ملاحظہ کیا کہ ہزارہا گھوڑے بندھے ہین ہر ایک گھوڑا پری
صورت ہے امیر جملہ مرکبون پر نظر کرکے حیران ہوے ابھی امیر مرکبونکو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک نازنین پریزاد گھوڑے
پر احاطے مین آئی اور حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہوکر کہنے لگی آج تم بھی اس طلسم اسپان سلیمانی مین آکر پھنسے امیر
باتوقیر تقریر پریزاد سُنکے متحیر ہوے یکایک ایک آواز آئی یا امیر جلد گھوڑے کی گردنسے اس طلسم کی لوح تلاش کرو ورنہ تھوڑی دیر
مین پانی ہوکر بہ جاؤگے یہ طلسم اسپان سلیمانی ہے قاعدہ اس طلسم کا یہ ہے امیر نے یہ آواز سُنکے گردن مین مرکب کے لوح ڈھونڈھی
ہیکل مین اُس سمند تیز رو کے لوح طلسم پائی امیر نے لوح لیکر جو دیکھا تو لوح سے یہ ثابت ہوا کہ یہ نازنین پریزاد جو سلامت تمہارے
مرکب پر سوار ہے جلد یہ اسم بزرگ تیر پر دم کرکے اسکے سینے پر مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر نے لوح دیکھکر تیر ترکش سے
اور کمان دوش سے لیکر وہی اسم بزرگ تیر پر دم کرکے سینۂ پریزاد کو تاکا نازنین پریزاد نے خائف ہوکر چاہا کہ احاطے سے
نکل جاؤن طلسم کشا سے اپنی جان بچاؤن ابھی وہ پریزاد احاطے سے باہر نہین گئی تھی کہ تیر اسکے سینے پر پڑا اور پشت کو توڑ
پار گذرا نازنین پشت مرکب سے گری شعلے اسکے اعضا سے اسطرح نکلے کہ تمام گھوڑے جو احاطے مین تھے سب جل گئے
امیر یہ حال دیکھکر اس مرکب سے اُترے فی الفور وہ گھوڑا بھی جل گیا اسوقت ہر اُس ناری کے غل مچانے لگے
ایک دھوان پیدا ہوا اُس دھوئین مین سے ایک ابر سیاہ نمودار ہوا ایسی ہوا سے تند چلی کہ بڑے بڑے درخت جڑسے
اُکھڑ اُکھڑ کے دور جاکر گرے اور ایسی تاریکی محیط عالم ہوئی کہ روز روشن شب تار سے زیادہ تاریک ہو گیا آفتاب نظر سے پنہان
ہو گیا پہر بھر تک یہی حال رہا بعد پہر بھر کے آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا پالنگ جادو تھا بعد اس آواز آنے کے
تاریکی برطرف ہوئی آفتاب نظر آیا امیر نے دیکھا احاطہ نہین ہے بلکہ میدان ہے اور لاش اسی کی پڑی ہے حمزہ صاحبقران
طلسم اسپان سلیمانی کو فتح کرکے شکر خدا کرتے ہوے آگے بڑھے ہنوز تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک بوڑھا دیو سامنے

سے ظاہر ہوا اور پکارا ای آدم زاد کہان جاتا ہی ٹھہر جا کہ مین تجھکو ایک ضرب دار شمشاد سے ہلاک کرکے کھا جاؤن یہ کہکر دار شمشا
د امیر با توقیر پر لگائی امیر نے دار شمشاد سے بفنون سپہ گری بچکر قصد تلوار کھینچنے کا کیا وہ دیو برہم ہو کر امیر سے لپٹ گیا
زور کرنے لگا امیر بھی اس سے بخوف و خطر کشتی لڑنے لگے آخر بعد دو پہر کے دیو کم قوت ہوا امیر نے اسکی زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈال کر نعرہ کرکے اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے چاہا کہ زمین پر پٹک دین ناگاہ دیو نے کہا ای آدمزاد امان دے امیر
نے فرمایا امان بشرط ایمان دیجائیگی دیو نے عرض کیا مین اس شرط سے مسلمان ہونگا کہ ایک مقام نسناس سلیمانی ہی اس جگہ سات
دیو رہتے ہین اور وہ دیو نہایت ہی زبردست اور قوی ہیکل ہین اگر آپ انکو قتل کیجیے یا زیر کیجیے تو مین کلمہ پڑھکر دین اسلام
اختیار کرونگا امیر نے اس دیو کو آہستہ سے زمین پر رکھ کر فرمایا مجھکو مقام طلسم نسناس سلیمانی پر لیچل اگر خدا چاہیگا تو ان
دیوون کو قتل کرونگا وہ امیر کی تقریر سنکر امیر کو اپنی پشت پر سوار کرکے وہانسے چلا اور بعد طی کرنے راہ دور و دراز کے
قریب ایک تختۂ زعفران کے اتار آیا اور کہا اب مین آگے جا نہین سکتا ہون یہی نسناس سلیمانی ہی امیر یہ سنکے ایک
ٹیلے پر گئے اور یہ نعرہ کیا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ای شواط سامنے آکر مجھسے مقابلہ کر ابھی امیر نعرہ
کرکے خاموش ہوئے تھے یکایک سامنے اسی ٹیلے کے جو مکان تھا دروازہ اسکا کھلا سات دیو اس مکان طلسمی سے نکلے
انمین سے ایک دیو نے ایک گولہ فولادی افسون پڑھ کر مارا امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا گولہ علیحدہ امیر سے گرکر پھٹا شعلے
نکلے امیر برکت اسم اعظم سے محفوظ رہے وہ دیو یہ حال دیکھ کر از حد برہم ہوا اور بصورت خرس بنکر امیر پر حملہ آور ہوا امیر نے چند
سنگریزے اٹھا کر انپر اسم اعظم پڑھ کر اس خرس پر مارے دیو بصورت اصلی ہوگیا پھر امیر نے تلوار کھینچکر اسکی کمر پر لگائی
تلوار کمر دیو سے چمٹ گئی ادھر امیر نے زور کیا ادھر دیو نے زور کیا بوجہ سحر اور مقام طلسم ہونے کے تلوار امیر کے ہاتھ سے
چھوٹ گئی امیر کو صدمۂ عظیم ہوا اس وقت امیر کے گوش مین ایک آواز آئی یعنے کسی نے پکارکے کہا کہ ای امیر اسم جلیل
پڑھ کر لوح کو دیو کے جسم پر لگا دو پھر قدرت خدا تماشا دیکھو امیر نے بموجب صدائے غیبی اسم بزرگ کو پڑھ کر اس دیو کے جسم سے
مس کی فوراً وہ دیو جلنے لگا شعلے اسکے جسم سے نکلنے لگے اکثر شعلے اسکے جسم سے نکلکر ان چھہ دیوون کے اجسام پر پڑے
وہ بھی دیو مثل دیو اول کے جلنے لگے تھوڑی دیر مین ساتون دیو جلکر خاک ہو گئے اور وہ تختۂ زعفران بھی جل کر خاک
ہو گیا اسوقت دیوون کے جلنے سے ایسی تاریکی ہوئی کہ زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا غل و شور از حد بلند ہوا بعد پہر بھر کے
تاریکی دور ہوئی آواز آئی افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب ساتون دیو جل گئے اور تاریکی
دفع ہوئی روشنی آفتاب کی ظاہر ہوئی اور مقام طلسم فتح ہو گیا وہ دیو جو امیر کو اس جگہ لایا تھا یہ حال دیکھ کر برہم ہو کر
کہنے لگا ارے آدم زاد غضب کیا تو نے یہ مقام طلسمی بھی تو نے فتح کیا ساتون دیوونکو ہلاک کیا میرے بھائیونکو مارا اب تو
مین جاتا ہون جب تجھکو غافل پاؤنگا اپنے بھائیونکا ضرور تجھسے انتقام لونگا ہرگز مسلمان نہونگا یہ کہکر وہ دیو بصد عجلت چلا گیا
امیر اس ٹیلے سے اترکر دیو کی مکاری و فریب پر تا دیر خیال کرکے اور اسکے چلے جانے پر افسوس کرکے ایک جانب
مجبوری روانہ ہوئے اور اشناسے راہ مین شکایت جور و فلک زبان پر لائے امیر شکایت فلک کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے ناگاہ ایک دیو سیاہ دراز قامت مہیب صورت سامنے آیا اور پکارا ای لقمۂ لذیذ و چرب کہان جاتا ہی مین آپہونچا
اب تجھکو کھاؤنگا ہرگز تجھکو ای آدم زاد زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر دار شمشاد اٹھا کر سر امیر پر لگائی امیر نے دار شمشاد سے
اپنے تئین بچایا اور فوراً آگے بڑھ کر دیو کی کمر مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے زمین سے اٹھا لیا اور زمین پر پٹک کے اسکے
سینے پر سوار ہوئے اور پوچھا حال اور شناخت خالق کون و مکان چہ میگوئی دیو نے کہا ای آدم زاد ایک شرط سے مسلمان
ہوتا ہون امیر نے پوچھا وہ شرط کیا ہی بیان کر اسنے کہا ایک قلعہ ہی کہ اس قلعہ کو زمرد نگار کہتے ہین اس قلعے کا

بادشاہ لاہوت جنی ہے اسکی ایک دختر ہے نام اُسکا نجم پری ہے مین اسپر ایک مدت سے عاشق ہون اگر اُس پری سے وصل میسر ہو تو مین مسلمان ہوجاؤن اور تمکو یہان سے لیجا کر تمھارے عزیز و احباب مین پہونچا دون اور نہایت تمھارا شکر گذار ہون امیر نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اور تو کہان رہتا ہے دیو نے کہا ارنائیس میرا نام ہے قلعہ یاقوت نگار مین رہتا ہون امیر نے یہ سنکے اُسے چھوڑ دیا اور کہا مجکو قلعۂ زمرد نگار تک لیچل وہ دیو امیر کو اپنے دوش پر بٹھا کر چلا بعد طی کرنے راہ دور و دراز کے ایک جگہ شام ہوئی امیر نے فرمایا اے ارنائیس آج کی شب مین اسی جگہ قیام کرونگا ارنائیس نے امیر کو اپنی دوش سے اُتارا چونکہ اس جگہ ایک چشمہ تھا امیر نے بعد فراغت اکل و شرب اور بعد پڑھنے نماز کے ارنائیس کو درخت کی چھال سے ایک درخت مین باندھ دیا اور کنارے چشمہ کے سو رہے جب امیر نچولی غافل ہوے ارنائیس جھٹکا دیکر چھال کو توڑ کر ایک طرف بھاگا چونکہ اُس جگہ ایک دیو مسمی شش انگشت مردارخوار بجمعیت چہل ہزار دیوان خونخوار رہتا تھا اور اکثر آدم زاد اور دیونکو پکڑ کر کھایا کرتا تھا اُس نے جو دیکھا کہ ارنائیس بھاگا ہوا جاتا ہے چونکہ گرسنہ تھا بیتاب ہو کر اُٹھا اور دوڑ کر ارنائیس کو پکڑ کر ایک درخت سے مضبوط باندھا پھر تدبیر آتش افروزی مین سرگرم ہوا جب آگ بخوبی مشتعل کر چکا قصد کیا کہ کارد سے گوشت کاٹکر کباب تیار کرکے کھاؤن ارنائیس یہ حال دیکھ کر دیو شش انگشت مردارخوار کے روبرو بعد عجز کہنے لگا کہ اے شش انگشت مردارخوار مجکو چھوڑ دے میرے کباب نہ کھا اس دیو نے جواب دیا مین گرسنہ ہون ہرگز تجھے نہ چھوڑونگا ضرور تیرے کباب تیار کرکے کھاؤنگا ارنائیس یہ تقریر دیو مردارخوار کی سُنکے اپنی زندگی سے ناامید ہوا اور خیال کرنے لگا اے ارنائیس بیکار آدم زاد کو چھوڑ کر تو یہان آیا کاش درخت سے بندھا رہتا جان تو نہ جاتی یہان تو زندگی نظر نہین آتی ہے قضا کا سامنا ہے ابھی ارنائیس یہ خیال کر رہا تھا اور وہ دیو مردارخوار آگ مشتعل کر رہا تھا یکایک صبح ہوئی امیر خواب سے بیدار ہوے اول چشمے کے کنارے وضو کرکے نماز پڑھی پھر کلیچہ نکال کر خوب سیر ہو کر کھایا چشمے سے پانی پیا پھر کلیچہ رکھ کر جانب درخت دیکھا ارنائیس کو نہ پایا امیر ارنائیس کو نہ دیکھ کر وہانسے ایک جانب روانہ ہوے اتفاقاً اسی جگہ پہونچے جہان ارنائیس درخت سے بندھا ہوا تھا اور دیو شش انگشت کباب تیار کرنے کی فکر مین بیٹھا تھا امیر نے ارنائیس کو دیکھ کر پوچھا تجکو کسنے باندھا اُسنے دیو شش انگشت مردارخوار کی جانب اشارہ کیا وہ دیو مردارخوار امیر کو دیکھ کر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ پہلے گوشت آدم زاد کا کاٹ کر کباب بنا کر کھاؤ بعد ازان ارنائیس کے کباب بنا کر تیار کرونگا یہ خیال کرکے اُٹھا امیر نے فرمایا اے دیو تو ارنائیس کو چھوڑ دے ورنہ مین تجکو قتل کرونگا دیو مردارخوار نے جواب دیا اے آدم زاد تو اپنی فکر کر بجز ارنائیس کی سفارش کرنا دیکھ یہ آگ مشتعل ہے اور یہ کارد ہے ابھی تیرا گوشت کاٹ کاٹ کر کباب بنا کر کھاؤنگا امیر نے یہ سنکر نعرہ کیا اور کہا او بے حیا کیا بکتا ہے خاموش رہ دیو مردارخوار نعرۂ امیر با توقیر سے دہل گیا مثل صاحب تپ کانپنے لگا آخر اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اس آدم زاد کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ بموجب حکم چالیس ہزار دیو خونخوار دار اژدہ پشت نہنگ لے لے کر بڑھے اور امیر با توقیر کو چار جانب سے گھیر لیا امیر نے بھی عقرب سلیمانی کھینچکر دیوون کو قتل کرنا شروع کیا جب کئی سو دیو امیر نے قتل کیے جملہ دیو خائف ہو پیچھے ہٹے امیر نے بڑھ کر ارنائیس کو درخت سے کھول دیا ارنائیس بھی دار شمشاد اُٹھا کر امیر کی جانب سے لڑنے لگا دیوون کو ہلاک کرنے لگا دیو حمزۂ صاحبقران اور ارنائیس سے شکست کھا کر بھاگے امیر با توقیر دیوون کو بھگا دیو شش انگشت مردارخوار کے قریب پہونچے اس دیو نے غضبناک ہو کر دار شمشاد لگائی امیر نے

ضرب دارشمشاد سے بہ فنون سپہ گری اپنے تئین بچاکر عقرب سلیمانی اسکی کمر پر لگائی کہ دیو ششش انگشت
مردار خوار دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا حمزۂ صاحبقران بہ فتح و فیروزی ارنائیس کو ہمراہ لیکر روانہ ہوے اثنائے
راہ مین ارنائیس نے امیر کی تعریف کر کے اپنی دوش پر امیر کو بٹھایا اور ایک سمت کو روانہ ہوا شام کو ایک
مقام پر پہونچکر امیر نے ارنائیس کو ایک درخت سے باندھ دیا اور بعد پڑھنے نماز ادراکل شرب کے سو رہے
ارنائیس پھر جھٹکا دیکر حلقۂ پوست درخت سے اپنے دست و پا نکال کر ایک طرف بھاگ گیا جب صبح ہوئی امیر خواب
سے بیدار ہوے ارنائیس کو نہ دیکھ کر خیال کرنے لگے کہ آج پھر ارنائیس کہین چلا گیا یہ خیال کر کے بعد
پڑھنے نماز سحر کے کلچہ نوش فرما کر ایک سمت پا پیادہ چلے اسی طرح سے بعد دو روز کے ایک ایسی جگہ پہونچے کہ وہان
ایک قلعہ تھا اور آواز نالہ و فریاد کی اس قلعہ سے آتی تھی اہل قلعہ باواز بلند روتے تھے اور چالیس ہزار دیو فیل چہرہ اس
قلعہ کو گھیرے ہوے تھے امیر نے جو صداے نالۂ اہل قلعہ سُنی اہل قلعہ پر رحم کر کے اُن دیوون سے کہا کہ اس قلعہ سے
ہٹجاؤ اہل قلعہ کو امان دو ورنہ تم سب کو قتل کرونگا دیو عراق فیل چہرہ یہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سُنکے نہایت
برہم ہو کر حملہ آور ہوا امیر نے اسکی ضرب سے بچکر عقرب سلیمانی سے اسے قتل کیا وہ دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین
پر گرا جملہ دیو یہ حال دیکھ کر یکبار امیر پر حملہ آور ہوے دارشمشاد اور ارہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب
لے لے کر حمزۂ صاحبقران کو چار طرف سے گھیر لیا اور دارشمشاد وغیرہ آلات حرب و ضرب امیر پر لگانے شروع کیے امیر نے
انکی ضرب دارشمشاد وغیرہ سے بچکر عقرب سلیمانی سے انھین قتل کرنا شروع کیا جب اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک آدم زاد کو چالیس ہزار
دیو گھیرے ہوے ہین لڑائی ہو رہی ہی لاش پر لاش دیوون کی گر رہی ہی زمین دیوونکے خون ناپاک سے رنگین ہو رہی
ہی اسی وقت جملہ اہل قلعہ نے باہم مشورہ کیا کہ اس آدم زاد نے ہماری حمایت کی ہی اور ہماری وجہ سے لڑ رہا ہی اب
ہمکو بھی مناسب یہی ہی کہ قلعے سے نکل کر دیوون کو قتل کرین اس آدم زاد کو دیوون سے بچائین یہ مشورہ کر کے
جملہ اہل قلعہ آلات حرب و ضرب لے لیکر قلعے سے نکلے اور دیوون سے دلیرانہ لڑنے لگے ادھر حمزۂ صاحبقران
دیوون کو قتل کرتے تھے اُدھر پریزاد دیوون کو ہلاک کرتے تھے اور خود بھی قتل ہوتے تھے تھوڑی دیر مین حمزۂ
صاحبقران نے سیکڑون دیوون کو قتل کرنا شروع کیا باقی ماندہ دیو تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگے بادشاہ
قلعہ امیر کو بصد عزت و حرمت قلعہ مین لے گیا بادشاہ قلعہ نے نام امیر کا پوچھا اور احوال یہان آنے کا
دریافت کیا امیر باتوقیر نے اپنا نام بتا کر تمام احوال اپنا اور آسمان پری کا بیان کیا بادشاہ قلعہ نے حال امیر کا
سُنکے کہا آپنے مجھے بھی پہچانا میرا نام لاہوت جنی ہی مین برادر حقیقی عبد الرحمن جنی کا ہون اس قلعہ زمرد نگار
کا حاکم ہون آپ یہان بہ آرام تمام چند روز تک توقف فرمائین پھر مین بصد راحت و آرام جہان آپ کہینگے پہونچا دونگا
یہ کہکر سامان دعوت امیر مین مصروف ہوا ہنگام شب لاہوت شاہ نے خیال کیا کہ ملکہ آسمان پری امیر حمزۂ
صاحبقران سے ناراض ہی اگر وہ سُن لیگی کہ لاہوت شاہ نے امیر کو ملکہ مہر نگار کے پاس پہونچا دیا تو برہم ہو کر
مجھپر کوئی نہ کوئی بلا نازل کریگی پس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ امیر کو قید کرے یہ خیال کر کے بعد دعوت شراب مین
بیہوشی ملا کر پلائی جب حمزۂ صاحبقران بیہوش ہوے لاہوت شاہ نے پریزادونکو حکم دیا کہ ابھی امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو یہان سے اُٹھا لیجاؤ اور ایسی چاہ تنگ و تاریک مین قید کرو کہ جہان سیاہی
ظلمات گرد ہو پریزاد بموجب حکم لاہوت شاہ امیر کو لے گئے اور عالم بیہوشی مین امیر کو چاہ تاریک مین قید
کر کے چلے آئے جب امیر کنوئین مین ہوشیار ہوے اپنے کو چاہ تاریک مین پایا سوئے فلک دیکھ کر خدا کا شکر کیا چونکہ

کلیجہ عنایت کیا ہوا جناب خضر کا پاس تھا وہی کلیجہ امیر نے نکال کر کھایا اور کنوئین سے پانی لیکر پیا کچھ روز تک امیر اُس
کنوئین مین رہے جب یہ خبر دختر لاہوت شاہ کو پہونچی کہ میرے باپ نے حمزۂ صاحبقران کو چاہ مین قید کیا ہو
نہایت ملول و برہم ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ جس آدم زاد نے میرے والد کو دیوون کے شر و فساد سے بچایا
افسوس اُسی آدم زاد کو میرے والد نے بجرم و خطا قید کیا یہ خیال کر کے نجم پری اپنے مادر و پدر وغیرہ سے پوشیدہ
اُس چاہ تاریک مین گئی اور حمزۂ صاحبقران کو چاہ سے نکال کر ایک صحرا مین لائی امیر نے اُس سے پوچھا
تو کون ہو نجم پری نے عرض کیا مین دختر لاہوت شاہ جنی کی ہون نام میرا نجم پری ہو ابھی دختر لاہوت اور
امیر سے باتین ہو رہی تھین کہ ناگاہ ایک گائے سامنے سے پیدا ہوئی اور نجم پری کو اپنی پشت پر بٹھا کر ایک جانب
بھاگی امیر بھی اُس گائے کے پیچھے روانہ ہوئے وہ گائے تھوڑی دور جا کر غائب ہو گئی امیر با توقیر آگے بڑھے تو
دیکھا ایک قصر ہو اور پاس اُسکے ایک گنبد بلند ہو اُس قصر سے ایک مرد اور ایک عورت کی آواز آتی ہو
مرد کہتا ہو ای معشوقہ میرے حال پر رحم کر اپنے وصل سے مجھے شاد کام کر آرزوے دلی میری بر لا عورت کہتی ہو
کہ خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دیدونگی تو ناحق مجھے لے آیا ہو تیرا مدعاے دلی حاصل نہوگا بہتر یہی ہو
کہ مجھے چھوڑ دے ورنہ حمزۂ صاحبقران یہان آکر میرے کہنے سے تجھے قتل کرینگے امیر نے یہ تقریر سنکے آواز بلند کہا
جو کوئی اس قصر مین ہو جلد دروازہ کھولدے ورنہ مین دروازہ توڑ کر قصر مین آتا ہون مرد نے ڈر کر دروازہ کھولدیا
جب امیر داخل قصر ہوے دیکھا کہ ارناعیس اور نجم پری دونون بیٹھے ہین امیر نے ارناعیس سے پوچھا
تو نے نجم پری کو کیونکر پایا اُس نے عرض کیا ای امیر نجم پری آپ سے صحرا مین باتین کرتی تھی چونکہ مین
اسپر عاشق ہون گائے بن کر اسے اپنی پشت پر بٹھا کر یہان لے آیا ہون یہی میری معشوقہ ہو ہرچند مین منت
کرتا ہون لیکن یہ وصل پر راضی نہین ہوتی ہو امیر نے پہلے تو نجم پری کو سمجھایا پھر نجم پری کو راضی پا کر
دیو کو مسلمان کر کے عقد پری کا ارناعیس کے ساتھ کر دیا پھر ارناعیس حمزۂ صاحبقران کو نجم پری کے
پاس بٹھا کر واسطے میوہ لانے کے چلا گیا بعد جانے ارناعیس کے نجم پری بھی اُٹھ کر قصر سے باہر گئی اور گھوڑی
بنکر دریا مین نہانے لگی اُدھر سے ارناعیس میوہ لیے ہوے آتا تھا نجم پری کو دریا مین دیکھ کر بیتاب و بیقرار ہو گیا
اور خود گھوڑا بنکر دریا مین جا کے نجم پری سے مدعاے دلی حاصل کیا نجم پری حاملہ ہوئی اُسکے شکم سے اشقر دیوزاد
پیدا ہونا ہر حال اُسکا بیان کیا جائیگا غرضکہ جب ارناعیس نجم پری سے مدعاے دلی حاصل کر چکا بصورت اصلی
میوہ لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوا نجم پری بھی نہا کر قصر مین آئی پھر ارناعیس امیر کو لیکر مع نجم پری کے
قلعہ یاقوت نگار کی جانب روانہ ہوا جب قلعہ یاقوت نگار مین پہونچا امیر کو اپنے محلے مین بصد عزت رکھا
اور سامان امیر کے چلنے کا کیا اکثر پوچھتا تھا ای امیر آپ کو کس شہر اور کس قلعے مین پہونچا دون امیر کہتے
تھے جس جگہ خواجہ عمرو اور ملکہ مہرنگار ہون وہین مجکو پہونچا دو غرض ارناعیس تو سامان کے چلنے کا کرتا تھا
مگر امیر کا اکثر دل گھبراتا تھا ایک روز امیر واسطے شکار کے صحرا مین گئے اور چوپایون اور طائرون کا شکار
کرنے لگے امیر کو شکارگاہ مین رہنے دیجیے احوال اُنکا بیان کیا جائیگا۔

دو قلعے داستان حال دریافت کرنا آسمان پری کا عبدالرحمن جنی سے اور گرفتار کرنا ارناعیس اور نجم پری کو مع دیگر حالات

پلا ساقیا تو بہ تو بہ شمر اپنا	کہ سوز دروں سے ہو اب دل کباب	کہ دہر ہی تو اے ساقی مہ جبین

ہوئی پھر تلاشش سے آبگین	کہ آراستہ پھر تو بخانے کو	سی طرح گردش دے پیمانے کو
سے لالہ گرن کی مجھے چاہ ہے	کہان ساقیا ساغر ماہ ہے	گلابی مرے منھ سے جلدی لگا
کہین قلقل می کی آئے صدا	پھر آیا ہے بنت العنب کو خیال	کہ رندون کو دکھلائیے اب جمال
روانی قلم کی دکھا اب سحر	نہ بڑھ آگے مطلب یہ آب سحر	بیت نگارندۂ داستان کہن + رقم

کردہ مضمون زیب چمن + جلوہ نگاران معنی عبارت داستان رنگین بیان و ضیا پردازان مطالب مضامین دفتر عجائب نشان حالات امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کیفیت ملکہ آسمان پری قلم تیز رقم سے صفحۂ قرطاس پرستان اساس پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز ملکہ آسمان پری کو جو بادل فراق مآل امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا خیال آیا اسی وقت عبد الرحمن جنی کے پاس آئی اور عرض کیا کہ حضور مجھ سے صاف صاف ارشاد کرین کہ اسوقت وہ آدم زاد یعنی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کہان ہین عبد الرحمن جنی نے سکوت کیا جب ملکہ آسمان پری نے جناب سلیمان نبی کی قسم دی عبد الرحمن نے کہا ای آسمان پری امیر با توقیر اس وقت قلعہ یاقوت نگار مین بصد عیش و عشرت ارنائیس کے پاس جلوہ افروز ہین اور یقین ہے کہ کل ضرور ارنائیس حمزۂ صاحبقران کو پردۂ دنیا کیطرف روانہ کریگا اور امیر با توقیر کو ملکہ مہر نگار کے پاس پہونچا دیگا یہ کلام تیر انجام عبد الرحمن سے سنتے ہی ملکہ آسمان پری نہایت خشمناک ہو کر بیتاب و بیقرار ہوئی اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر بعجیل تمام بتلاش امیر عالی مقام روانہ ہوئی آتے آتے بصد تیز روی ٹھیک دوپہر کو عین تمازت آفتاب مین قلعہ یاقوت نگار پر مع دس ہزار دیو کے پہونچی دیکھا کہ امیر با توقیر کا تو کہین پتہ بھی نہین ہے مگر ارنائیس اور نجم پری ایک مقام پر لیٹے ہوئے اور گلون مین باہین ڈالے ہوئے بوس و کنار کرتے کرتے سوگئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ شربت وصل سے سیراب ہو چکے ہین آسمان پری نے اپنے دیو دن سے حکم دیا کہ جلد ان دونونکو گرفتار کرو وہ دیو بحکم آسمان پری فوراً نرغہ کرکے آپڑے اور دیوان قلعہ یاقوت نگار سے لڑائی ہونے لگی غرضکہ بہت سے مارے گئے اور بہت سے دیو قلعہ کو چھوڑ کر فراری ہوے دیوان ملکہ آسمان پری نے قلعہ ارنائیس اور نجم پری کو گرفتار کرلیا میدان زندگا صاف ہوگیا قلعہ سب خالی کرکے بھاگ گئے ملکہ آسمان پری نے قلعہ یاقوت نگار کھدوا کر خاک سیاہ کر دیا اور ایک مقام پر بخط جلی تحریر کر دیا منم ملکہ آسمان پری دختر شہبال دیکھو یون دیو دن کو قتل کرکے سردار کو گرفتار کرتے ہین اور قلعہ کو یون تباہ و برباد کرتے ہین جو کوئی اس آدم زاد یعنی حمزۂ صاحبقران کی اعانت کریگا اور پردہ دنیا پر پہونچائیگا اُسکا یہی حال کیا جائیگا یہ کہکر ملکہ آسمان پری مع اپنے دیوان جنگی وارنائیس و نجم پری کے دہاں سے روانہ ہوئی جب اپنے قصر عالیشان مین پہونچی حکم کیا کہ ارنائیس و نجم پری کو قتل کرو عبد الرحمن جنی کو بزور علم معلوم تھا کہ نجم پری حاملہ ہے اور اسکے شکم سے اشقر دیو زاد پیدا ہونیوالا ہے ارادۂ قتل ملکہ آسمان پری کا سنکر عبد الرحمن جنی نے منع کیا کہ ان کو قتل کرنا بہتر نہوگا بلکہ ان دونونکو زندانخانہ سلیمانی مین قید رکھو ملکہ آسمان پری نے یہ سنکر عرض کیا کہ مجکو بسر و چشم منظور ہے اور دونونکو زندانخانہ سلیمانی مین قید کیا ادھر کا حال سُنیئے کہ جب امیر با توقیر شکار گاہ سے پھر کر آئے عجب کیفیت تازہ نظر آئی کہ قلعہ یاقوت نگار تمام منہدم ہے کسی نے دفعتاً ایسا تباہ و برباد کیا ہے کہ دور تک ویرانہ ہو گیا ہے ایک ہو کا نظر آتا ہے نہ قلعہ ہے نہ ارنائیس و نجم پری ہین نہ دیو اور دد کا پتہ ہے مگر ایک مقام پر کچھ لکھا ہے جب قریب اس تحریر کے آئے لکھا تھا کہ منم آسمان پری جو کوئی امیر کو پناہ دیگا اور پردۂ دنیا پر پہونچانیکا ارادہ کریگا اُسکا یہی حال ہوگا امیر با توقیر نے نعلین پاؤن سے اُتاری اور ملکہ آسمان پری کے نام پر کفش کاری کی مگر امیر کو نہایت صدمہ ہوا کہ

راہ پردۂ دنیا پر جانے کی پیدا ہوئی افسوس بہر دہ مسدود ہو گئی معلوم ہوتا ہی کہ اب زندگی مین پردۂ دنیا پر نہ جانا ہوگا
حمزۂ صاحبقران متردد و متفکر کھڑے ہوے دل سے یہ باتین کر رہے تھے دیکھا سامنے ایک دیو آتا ہی اُس سے دریافت کیا
کہ اس قلعۂ یاقوت نگار پر کیا افتاد پڑی باشندگان قلعہ کس آفت مین گرفتار ہوے اُس دیو نے عرض کیا ای
امیر ملکہ آسمان پری ارنائیس اور نجمہ پری کو گرفتار کرکے لے گئی اور بہت سے دیوونکو قتل کیا امیر کو یہ سنکر
بہت رنج و ملال ہوا اسی عالم صدمات مین ایک پارۂ سنگ کلان پر امیر باتوقیر لیٹ رہے آنکھ لگ گئی اتفاق کار دہی
دیو جو ہاتھ سے امیر باتوقیر کے اپنی جان بچا کر بھاگا تھا اُسوقت اسطرف آنکلا دیکھا امیر باتوقیر خواب غفلت مین بیخبر
پڑے سو رہے ہین وہ دیو امیر کو مع پارۂ سنگ اُٹھا کر آسمان کیطرف اُڑا اور دو ہزار کوس بلند ہوا اب امیر باتوقیر
کی آنکھ کھل گئی امیر نے اپنے تئین پنجۂ جلاد مین دیکھا سمجھے کہ اب بچنا چنگل سے اسکے مشکل ہی اُس دیو نے کہا کہ
ای آدم زاد کیا کہتا ہی کہان تجکو پھینکون امیر باتوقیر نے کہا ای دشمن جان تو مجکو دریا مین پھینکدے مگر دیو کی عقل
اُلٹی ہوتی ہی امیر کے کلام کے برعکس کیا پہاڑون پر دو ہزار کوس کی بلندی سے امیر کو پھینکدیا صاحبقران
اُس دیو کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف کو دریاے ہوا مین پھنسے ہوے موجۂ باد مین غوطے لگاتے ہوے چلے جب
قریب زمین کے آئے اسوقت حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ عبادت خدا مین مشغول تھے یکایک ندا ے غیب آئی ای
نبی ہمارے خضرؑ و الیاسؑ حمزہ کو ایک دیو دشمن جان اُسکا اُٹھا کر آسمان پر لے گیا ہی اور دو ہزار کوس کی بلندی
سے اُسے پھینکا ہی جلد اسکو روک لو کسی طرح امیر کو تکلیف گرنے کی نہو یہ سنتے ہی اُن دونون خدا شناسون نے
اُٹھ کر امیر کو ہاتھون پر روکا مگر امیر ایسے بیہوش تھے کہ آنکھ نہ کھلی ان دونون پیغمبرون نے امیر کا سر اپنے
زانون پر رکھا اور دامانِ عبا کی ہوا دینے لگے گلاب اور کیوڑے کا چھینٹا دیا امیر باتوقیر بڑی دیر کے بعد
ہوشیار ہوے غش سے آنکھ کھولی جلوۂ نور الٰہی مشاہدہ کیا

دو کلمہ داستان مصیبت بیان جانا آسمان پری کا امیر باتوقیر کے پاس اور چھ مہینے کا وعدہ کرکے اپنے ساتھ پرستان مین لانا

مشتاقانِ عالم مہجوری و افتادگانِ عرصۂ دوری اِس داستانِ عظیم الشان کو یون لکھتے ہین کہ جسوقت امیر باتوقیر
کو حضرت خضرؑ و الیاسؑ نے ہاتھون پر روکا اور امیر کی غش سے آنکھ کھلی دونون خاصانِ خدا کو امیر نے سلام کیا
اور کہا کہ مجکو فلک کجرفتار نے مثل آسیا کے ایسا پیسا ہی کہ تمام استخوان جسم میرے چور چور ہو گئے اُن حق شناسون نے
فرمایا ای امیر عنقریب ہی کہ تم پردۂ دنیا پر پہونچو یہان امیر باتوقیر حضرت خضرؑ و الیاسؑ سے یہ باتین کر رہے تھے
اُدھر ملکہ آسمان پری عبد الرحمٰن جنی کے پاس آئی اور کہا کہ بتلائیے میرا وارث نامدار شوہر ذی وقار حمزۂ صاحبقران
عالیشان کہان ہی عبد الرحمٰن جنی نے کہا کہ آج شوہر تیرا بتائید پروردگار بچگیا دیو سفید نے اسکو اُٹھا کر دو ہزار
کوس بلند ہو کے آسمان سے زمین پر پھینکا بحکم پروردگار جناب خضرؑ و الیاسؑ نے اسکو ہاتھون پر روکا امیر کو تھپیڑۂ موجۂ
ہوا سے غش آگیا اور وہ کوہِ صفا پر ہی یہ سُنکے آسمان پری مضطر و بیقرار حیران و پریشان شہپال کے پاس آئی اور
امیر کا حال بیان کیا شہپال اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر مع ملکہ آسمان پری کے
بتعجیل تمام کوہِ صفا پر پہونچا ملکہ آسمان پری نے جیسے ہی حمزۂ صاحبقران کو دیکھا شکر خدا کیا اور دوڑ کے امیر
باتوقیر کے پانون پر گر پڑی اور کہا کہ تم میرے ساتھ چلو مین تمکو چھ مہینے کے بعد پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی امیر باتوقیر کا غیظ
سے مُنھ سرخ ہو گیا اور غصے سے کانپنے لگے مگر کچھ سوچ کے چپ ہو رہے شہپال نے بھی بہت اصرار کیا کہ بعد چھ مہینے کے

ضرور تمکو پردۂ دنیا پر پہونچادونگا اور اگر خلاف کرون تو قہر خدا مین گرفتار ہون حضرت خضر و الیاس نے بھی فرمایا
کہ ای امیر بہتر ہی تم اِسکے ساتھ جاؤ اقرار کرتا ہی کہ بعد چھ مہینے کے پردۂ دنیا پہونچادیگا غرضکہ امیر باتوقیر کو
شہپال اور ملکہ آسمان پری بمنت و سماجت گلستان ارم مین لائے قریشہ سلطان دوڑکر امیر باتوقیر
سے لپٹ گئی محبت پدری سے دریا دلی نے جوش مارا خفتہ فرد ہوگیا جلسۂ عیش و عشرت مین رہنے لگے مگر ہر ساعت
و ہر لحظہ فراق گل حدیقۂ نوشیروانی یعنے ملکہ مہرنگار کے ہجر مین صورت بلبل تو گرفتار و پریشان ہر گل مثل خار غنچۂ دل
مین کھٹکتا ہی مگر چار و ناچار کیا کرین کیا نہ کرین کچھ بس نہین شعر قفس کے روزنون سے دیکھ کر فصل بہاری کو تڑپکر
جان دیتے ہین پھڑک کر سر پٹکتے ہین ۔ انکو تو اب یہین چھوڑیے کہ سیر گلستان ارم مین مشغول ہین اور دل بہلاتے ہین

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان ہوتے ہین

شعبدہ بازان فسانۂ رنگین فکر پردازان داستان خوش آئین مضامین عیاری خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کو بلطافت
لسانی زیب و زینت صفحۂ قرطاس قلم رنگین اساس سے یون بیان کرتے ہین کہ جب آزوقہ یعنے غلہ قلعے مین اختتام کو پہونچا
پہلوان حادی نے عمرو سے کہا ای خواجہ اب کچھ فکر غلہ لانے کی کرنا چاہیے عمرو نے مرد شیر سے پوچھا کہ کوئی
قلعہ اس حوالی مین اور ہی اُسنے کہا ای خواجہ اس مقام سے تین کوس کے فاصلے پر ایک قلعہ ہی کہ نام اس قلعے کا
دیو دودھی عمرو یہ سنکے اُس سے چپ ہو رہے جب شب ہوئی نقب کی راہ سے چلے جاتے جاتے جب برابر قلعے کے
پہونچے دیکھا کہ چار میل فولادی پر قلعہ قایم ہی عمرو نے خیال کیا کہ راستہ اس قلعہ کا کسطرف ہی اس قلعے کے
چارون طرف پھر کر راہ قلعے مین جانے کی تلاش کی مگر کہین راستہ نہ پایا آخر کار ایک میل کے پاس کھڑے ہو رہے حیران
حیران چارون طرف دیکھ رہے ہین اور دل مین کہتے ہین کہ کون سی تدبیر اس قلعے کے اندر جانے کی کیجیے کوئی سبیل
ایسی نکالیے کہ گوہر امید ہاتھ آئے حسب اتفاق اسی میل کے قریب ایک چاہ عمیق نظر پڑا کہ قلعے مین کے سقے
پانی وہین بھرتے تھے قضاے کار اُس کنوئین مین ایک بہشتی نے اوپر سے پانی بھرنے کو ڈول ڈالا عمرو نے کھینچ
ڈول ہاتھ سے پکڑ لیا بہشتی حیران ہوا کہ ڈول کہان اٹک گیا جھک جھک کر اور جھانک جھانک کے دیکھنے لگا
مگر کچھ سواے تاریکی کے دکھائی نہ دیا خواجہ عمرو اس ڈول مین بیٹھ گئے اب جو بہشتی نے ڈول کھینچا تو کھینچ نہ سکا
بہزار خرابی جان پر کھیل کر بہشتی نے وہ ڈول کھینچا دیکھا کہ ایک جل مانس ڈول مین بیٹھا ہوا ہی عجب طرح کی شکل
ہی رنگ سیاہ پستہ قد کرنجی آنکھین گول بدن سفید دانت بہشتی دیکھ کر ڈر گیا اور ڈول چھوڑ کر بھاگا عمرو نے
جھپٹ کر اس بہشتی کو پکڑا اور الٹا کر کے اسی کوئین مین پھینکدیا بہشتی کو قضا کا تھپیڑا لگا دریاے فنا مین غرق
ہو کر مر گیا عمرو نے روغن عیاری نکالا اور اسی بہشتی کی صورت بنکر اسی جگہ بیٹھ رہا جب عرصہ زیادہ گذرا اس
بہشتی کی جورو اپنے شوہر کو تلاش کرتی ہوئی اسی کوئین کے پاس آئی اور کہا ارے او بدھو اسکے باپ
آج تو نے بڑی دیر کی یہ کیا سبب ہی جو تو یہان بیٹھا ہی اور دن زیادہ چڑھ گیا ٹھکانون کا پانی نہین بھرا اُس بہشتی
نقلی نے جواب دیا مجھے دوندھی آنے لگی کچھ آنکھون سے نہین سوجھتا ہی مجبور ہو کر یہان بیٹھ رہا اسکی جورو نے کہا کہ
آمین تیرا ہاتھ پکڑ کر لیچلون غرضکہ بہشتی کی زوجہ نے ہاتھ اپنا شوہر سمجھ کے پکڑ لیا اور اپنے گھر لیگئی طعام کھلایا سیر
پانی پلایا عمرو بعد فراغت آب و طعام سو رہے جب دو پہر رات گذری ایک شخص نے دروازہ پر آواز دی او بدھوا
بابا او بدھو اسکے باپ ذرا ادھر آ کچھ کہنا ہی بہشتی کی جورو نے عمرو کو اپنا شوہر جانکر جگایا ارے بھیا کے باپ
بدھو اٹھو کوئی دروازے پر پکارتا ہی دیکھو تو جا کر کون ہی اور کیا کہتا ہی عمرو یہ سنکر بیدار ہوئے اور اُٹھ کر باہر آئے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہی

دیکھتے ہی عمرو کو اُس شخص نے کہا خواجہ سلام علیک عمرو نے کہا اے شخص مین تو بہشتی بدھوا کا باپ ہون تو مجکو خواجہ کیون
کہتا ہی اس شخص نے کہا مین تمکو جانتا ہون تم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہو ابھی مجھ سے خواب مین ایک بزرگوار نے
فرمایا کہ خواجہ عمرو عیار صاحبقران تاجدار اس ہیئت سے بدھوا کا باپ بنکر فلان بہشتی کے گھر مین ہی عمرو نے پوچھا
تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا نام میرا مہتر شہباز ہی عمرو اس سے ملے اور کہا بھائی مجکو ایوان شاہی پر
پہونچا دے اُسنے کہا بسم اللہ چلیے عمرو اسی وقت شہباز کے ساتھ چلے مہتر شہباز عمرو کو لیے ہوے ایوان
شاہی پر آیا عمرو نے ایک طرف سے کمند پھینکی اور قصر شاہی پر چڑھ کر اندر محل کے آیا دیکھا کہ بادشاہ اپنی خوابگاہ مین
سو رہا ہی عمرو نے چاہا کہ بادشاہ کو بیہوش کر دین یکایک بادشاہ کی آنکھ کھل گئی اور بیدار ہو گیا آواز دی السلام علیک
یا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عمرو نے یہ دیکھ کر بھاگنے کا قصد کیا بادشاہ نے کہا اے خواجہ تم بھاگو نہین مجھے اسوقت رویا
صادقہ مین معلوم ہوا کہ تم خواجہ عمرو ہو اور مین اسی عالم خواب مین اسلام لایا ہون تم ملکہ مہرنگار کو جا کر لے آؤ مین
ابھی ساکنان قلعہ و اہالیان کو مسلمان کرتا ہون خواجہ عمرو یہ سنکے بہت خوش ہوے کہا الحمد للہ مراد دلی بر آئی
اور بادشاہ قلعہ سے رخصت ہو کر قلعہ صنفیرہ کو پھر آیا اور ملکہ مہرنگار اور پہلوان عادی وغیرہ سے تمام ماجرا
قلعہ دیو دودہ کا بیان کیا صبح کو خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار و عادی وغیرہ کو ہمراہ لیکر نقب کی راہ سے
بتعجیل تمام نکل گئے اور چلتے چلتے قریب قلعہ دیو دودہ کے پاس پہونچے قلعہ دار کو آواز دی اور اپنا نام و نشان
دیا قلعہ دار نے بادشاہ سے اذن داخلہ لیکر قلعہ کھلوا دیا اور خواجہ عمرو مع ملکہ مہرنگار وغیرہ کے اندر قلعہ کے داخل
ہوے عمرو نے دیکھا تمام ساکنان قلعہ خداپرست ہین غرضکہ بادشاہ نے خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار وغیرہ کے رہنے
کے لیے ایک قصر عالیشان خالی کرا دیا یہ سنکے سب اسی قصر مین مقیم ہوے اور بعد خوشی و خرمی رہنے لگے اُدھر
ژوبین کامرانی کو خبر ہوئی کہ قلعہ صنفیرہ کو خالی ہو گیا عمرو وغیرہ کسی طرف کو نکل گئے ملازمون نے ژوبین کامرانی
سے دریافت کیا کہ یہ خداپرست کسطرف چلے گئے ہین ہرکارون کی خبر سے معلوم ہوا کہ عمرو و مہرنگار وغیرہ نقب
کی راہ سے نکل کر قلعہ دیو دودہ مین پہونچے اُسی وقت ژوبین مع فوج تعاقب کنان روانہ ہوا اور آتے ہی
قلعہ دیو دودہ کو گھیر لیا اور ایک نامہ بشرح و مد اس مضمون کا بخدمت بادشاہ نوشیروان عادل روانہ کیا
نامہ اے خسرو خسروان عادل زمان و اے معین شاہان دوران اے تاج بخش سلاطین ملک گیران و اے مددگار
اورنگ نشینان یعنی بادشاہ نوشیروان عادل زمان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بعز عرض اقدس حضور فیض گنجور کیہان خدیو
مملکت پژوہ مہر سا نہ بخدمت حاشیہ بوسان بساط فیض مناط بعد جبہ سائی آستان دولت نشان پناہ دہندہ دادگستران
یہ خانہ زاد بے بنیاد بصد ادب یون عرض رسا ہی کہ زمانہ نو برس کا گذرا ہی کہ غلام مقیم آستانہ فلک مقام گردش
چرخ کجرفتار سے نہایت روان دوان ہی اور کہین اُس ساربان زادے کا پتہ بدستیاب نہین لگتا اس قلعے
سے اُس قلعے مین بھاگتا پھرتا ہی اور ہاتھ نہین آتا ہی اور ہر ایک حاکم قلعہ کو بہ شعبدہ بازی و بہ عیاری طراری
طریقہ اسلام پر مسلمان کرتا ہی اور چندروز مقیم ہو کر نکل جاتا ہی اب بالفعل عمرو مع ملکہ مہرنگار و پہلوان عادی
وغیرہ کے قلعہ دیو دودہ مین مقیم ہی اور اس نے بادشاہ دیو دودہ کو مع ساکنان قلعہ مسلمان کر لیا ہی اور یہ غلام بعد
انتظام فوج قلیل سے قلعہ گھیرے ہوے ہی لہذا عرضی ہذا حضور مین گذرانکر امیدوار ہون کہ اگر حضور خود مع لشکر گران ہو
جلوہ افروز ہون تو بہ اقبال شاہنشاہی و بہ جلالت جہان پناہی تمام قلعہ جات چشم زدن مین فتح ہو جاوین اور غلام
اس قید عذاب الیم سے رہائی پا جاوے واجب جانکر عرض کیا مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را + ژوبین

نے یہ عریضہ لکھکر بخدمت نوشیروان روانہ کیا بعد قطع منازل وطے مراحل وہ نامہ دار بہ تعجیل تمام بارگاہ بادشاہ نوشیروان مین پہونچا آداب سلام شاہانہ بقید خسروانہ بجالایا اور تختگاہ شاہنشاہ کو بوسہ دیکر نامہ ژوبین کامرانی بحضور خسروانی پیش کیا بادشاہ نوشیروان نے دبیر کو حکم دیا کہ ژوبین کامرانی کا نامہ پڑھا جاوے دبیر نے دربار عام مین وہ نامہ پڑھکر سنایا بادشاہ نوشیروان نامہ سنکر مضمون سے آگاہ ہوا بختک کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا ای بختک تیری کیا راے ہی اور کیا جواب اس نامہ کا لکھا جاے بختک نے دست بستہ عرض کیا ای بادشاہ میری راے تو یہ ہی کہ آپ کا چلنا بہت مناسب ہی کہ اقبال حضور اور قدوم میمنت لزوم کی برکت سے سب ملک مسخر ہونگے اور دشمنون کو زیر کرکے گرفتار کرینگے اور سب قلعون پر فتحیاب ہونگے بادشاہ نوشیروان یہ راے بختک کی سنکر خاموش ہورہا پھر حکیم بزرجمہر کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا ای عمو جان آپ کیا فرماتے ہین بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ عمرو نہایت شریر و بدذات ہی اور بہت چالاک عیار وطرار ہی نہین معلوم اسکے سبب کیا ذلت وخواری ظہور مین آئے میری راے نہین ہی کہ آپ تشریف شریف لیجائین اور پریشانی اُٹھائین نوشیروان نے بھی سکوت کرکے سوچا اور کہا ای حکیم تم سچ کہتے ہو پھر دبیر سے فرمایا ای دبیر اس نامہ کا جواب لکھو کہ میرا آنا مناسب نہین ہی اور مین کسیطرح نہین آسکتا ہون تمھین جد وجہد کرکے عمرو کو گرفتار کرلو اور قلعہ جات کو فتح کرو دشمنونکو مارو بعد اسکے زیب عنوان شاہنشاہی نامے کے آخر مین بختک نے اپنی طرف سے لکھا ای ژوبین کامرانی میری راے تو یہ تھی کہ بادشاہ نوشیروان فوج لیکر آتا اور قلعہ جات کو فتح کرتا اور میرے کہنے پر بادشاہ آمادہ چلنے پر ہوا تھا مگر حکیم بزرجمہر نے دو چار وجوہ بیان کرکے منع کیا بادشاہ کو راے بزرجمہر کی پسند آئی جاتے جاتے رُک گیا مین کیا کرون میرا کچھ اختیار نہین غرضکہ جواب نامہ ملفوف کرکے شتر سوار کو دیا وہ نامہ بر سلام شاہانہ بجالا کے رخصت ہوا بہ تعجیل تمام منزلین طے کرکے پہونچا اور جواب نامہ بادشاہ کی طرف سے ژوبین کو دیا ژوبین کامرانی جواب نامہ پڑھکر خاموش ہورہا کہا خیر دیکھا جائیگا مصرع برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ؛ انکو تو یہین چھوڑیئے کہ عمرو وغیرہ قلعے مین ہین اور ژوبین قلعہ گھیرے ہوے ہی

دو کلمہ داستان مصیبت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے کہ قاف مین مقیم ہین اور اب پھر پردۂ دنیا کی طرف ارادہ ہی

مصیبت انگیزان زمانہ ناہنجار و صعوبت خیزان گرفتار کیفیت امیر باتوقیر کی حوالی پردۂ قاف مین یون لکھتے ہین کہ جب زمانہ چھ مہینے کا امیر باتوقیر کو پھر گذر گیا صاحبقران زمان نہایت مضطر و نالان حیران و پریشان ہوے ہر وقت یہ فکر رنج والم کہ دیکھیے زندگی مین پھر ہوا ے پردۂ دنیا نصیب ہوتی ہی یا نہین شوق دیدار ملکہ مہرنگار مین رات رات بھر بستر خواب پر پڑے تڑپتے ہین دن دن بھر دیوانہ وار بسر کرتے ہین شام سے صبح تک اختر شماری اور صبح سے تا شام حالت بیقراری مین گذرتی ہی ایک روز اسی عالم مین جو آنکھ لگ گئی خواب مین ملکہ مہرنگار کو مضطر و بیقرار دیکھا کہ زار زار مثل ابر نو بہار رو رو کر کہتی ہی امیر کیا یہی شرط محبت ہی جو کچھ تم سے ظہور مین آیا اب تو صورت دکھاؤ ہجر مین نہ تڑپاؤ مین تمھارے اشتیاق صدمۂ فراق سے جان بلب ہون یہ خواب دیکھکر امیر بیدار ہوگئے گھبرا کر آنکھ کھلگئی غم ہجر ملکہ مہرنگار کا ایک تیر دل پر لگا صدمۂ عظیم دل پر ہوا چیخ مار کر رونے لگے امیر باتوقیر کی آواز بلند سے آسمان پری وغیرہ چونک اُٹھین اور امیر باتوقیر سے لپٹ گئین پوچھا ای صاحب خیر تو ہی بتاؤ کیا ہوا کیا خواب پریشان نظر آیا جو اسطرح تم بیتاب نہ جاگ اُٹھے ای امیر سچ بتاؤ کہ بد خواب ہوکر ڈر گئے جو عالم رویا مین رو دئے امیر نے کہا اب تم مجکو براے خدا دنیا پر بھجوا دو نہین مین ہلاک ہوجاؤنگا آسمان پری نے ہنسکر کہا ابھی جانا نہین دیگا

امیر کو ملکہ آسمان پری کے ہنسنے پر غصہ آگیا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھکر کہا ای آسمان پری کیا تو نے مجکو قید کیا ہی
ابھی خون کے دریا پرستان مین بہادونگا آسمان پری نے کہا ای امیر کیا تاب مجال تمہاری امیر یہ سُنکر نہایت
غضبناک ہوئے اور تلوار کھینچ کر اُٹھے اب آسمان پری کو غصہ آگیا نیمچۂ سلیمانی پکڑ کر وہ بھی کھڑی ہو گئی یقین
تھا کہ دو ہا تھ چل جائین اور گلستان ارم مین خون کے تھالے بھرین کسی نے دوڑکر شہپال کو خبر دی کہ امیر
و آسمان پری مین تلوار چل رہی ہی شہپال گھبراکر ننگے پاؤن ننگے سر دوڑا ہوا آیا دیکھا دونون طرف تلوارین کھنچی ہوئی
ہین شہپال نے وہین سے آسمان پری کو للکارا کہ خبردار تلوار نہ مارنا یہ کیا کرتی ہی شوہر پر تلوار کھینچی کوئی ایسی بیہودہ
حرکت کرتا ہی بس جا علحدہ ہوا ادھر امیر کے پاس شہپال آیا اور صاحبقران کو گلے سے لگایا اور سمجھا کر اپنے ساتھ
دربار مین لیگیا اور کہا مین تمکو ابھی پردۂ دنیا کی طرف روانہ کرتا ہون بہت نہ گھبراؤ زیادہ ملول نہو پھر چار دیو دونکو بلاکر
شہپال نے حکم دیا کہ امیر کشورگیر کو ایک تخت زرنگار پر سوار کرکے پردۂ دنیا پر جس جگہ یہ کہین بحفاظت تمام
پہونچا آؤ بموجب حکم شہپال اُن دیودن نے تخت آراستہ کرکے امیر کو تخت پر بٹھایا اور چارون دیو تخت لیکر روانہ ہوئے
ادھر ملکہ آسمان پری کو خبر ہوئی کہ شہپال نے امیر کو تخت زرنگار پر بٹھاکر پردۂ دنیا کیطرف روانہ کر دیا جلاجل
پری سے کہا کہ تو ابھی جا اور چارون دیو ونسے کہہ آکہ خبردار خبردار تخت امیر کا شکارگاہ سلیمانی مین رکھکر چلے آنا
آگے نہ لیجانا اسی وقت جلاجل پری بحکم ملکہ آسمان پری تعاقب مین امیر باتوقیر کی چلی یہان وہ دیو کوئی
دو کوس تخت امیر کا لیے گئے ہونگے کہ جلاجل پری مثل طائر تیز پر اُڑتی ہوئی گئی اور زبانجبی مین اُن دیودن سے
حکم آسمان پری سُناکر مثل برق جہندہ کے پلٹ آئی امیر باتوقیر بھی کچھ سمجھے کہ پھر کچھ رخنہ اندازی آسمان پری نے
کی امیر نے اُن چارون دیودن سے کہا کہ تم مجکو پردۂ دنیا پر نہ لیجاؤ بلکہ گلستان ارم مین پھر مجکو پہونچا دو کہ
اب مجھ مین طاقت بار تباہی اور بربادی اُٹھانے کی نہین ہی وہ چارون دیو تخت امیر باتوقیر کا دربار شہپال مین پھر کر
لے آئے شہپال نے پوچھا کیون خیر تو ہی کیا ہوا کیون پھر آئے امیر کو پردۂ دنیا پر کیون نہ پہونچا دیا دیودن نے عرض کیا
کہ حکم ملکہ آسمان کا نہین ہی کہ امیر کو پردۂ دنیا پر لیجائین جلاجل پری کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ امیر کو شکارگاہ سلیمانی
مین اُتار دینا امیر نے کہا اگر ایسا ہی ہی تو مجکو پھیر کر پھر گلستان ارم مین پہونچا دو شہپال سُنکر خاموش ہوا
اور سکوت کیا بس امیر کو غصہ آگیا اور ایک دوہتھڑ شہپال کی پشت پر مارا اور کہا کہ خدا تجکو اسکی سزا دے جیسا
سلوک تو میرے ساتھ کر رہا ہی یہ کہکر امیر باتوقیر اُٹھ کھڑے ہوئے اور گیروا لباس زیب جسم انور کرکے ایک طرف کو
راہی ہوئے شہپال کو نہایت صدمہ ہوا مگر بخاطر ملکہ آسمان پری عالم مجبوری سے کچھ کہہ نہ سکا چپ ہو رہا یہان
امیر باتوقیر چلتے چلتے شام کے قریب ایک منزل پر پہونچے وہان ایک دیو سے ملاقات ہوئی اُس سے پوچھا کہ دنیا یہان سے
کتنے فاصلے پر ہی اُس دیو نے کہا یہانسے راستہ پردۂ دنیا کا دس ہزار برس کا ہی امیر سُنکر چپ ہو رہے اور اشک
حسرت آنکھون سے بہے اور آسمان کی طرف سر کو بلند کرکے کہا ای پروردگار عالم کیا مجال بشر کی جو یہان سے زندگی
مین پردۂ دنیا پر پہونچے مگر تو ہی حامی و مددگار ہی اگر تو چاہے تو آن واحد مین پہونچا دے یہ کہتے ہوئے ایکطرف
روانہ ہوئے چار پانچ دن کے بعد امیر نے دیکھا ایک قلعہ سامنے ہی مگر نہایت محکم ہی چالیس ہزار دیو اُس قلعے کو گھیرے
ہوئے دعا وا کر رہے ہین لڑائی ہو رہی ہی مگر ساکنان قلعہ کی صداسے فریاد و زاری بلند ہی امیر کشورگیر کو اُن فریادیون
پر رحم آیا اور اُن دیوزادون کو وہین سے للکارا اس لشکر سے ایک سردار نامی نکلا کہ نام اُسکا دیو املوق
تھا اُس نے آتے ہی امیر پر وار شمشیر کا مارا امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہو کر

زمین پر گرا ساکنان قلعہ برجون پر سے دیکھ رہے تھے فریاد وزاری موقوف کی اور قلعے کا پھاٹک کھول کر نکلے لڑائی ہونے لگی
تلوار چلنے لگی غرضکہ امیر نے ہزارہا دیوون کو مارا اور باقی بھاگ گئے بادشاہ قلعہ نے آکر امیر کو مجرا کیا اور کہا کہ حضور نے
مجکو پہچانا صاحبقران نے فرمایا کہ ہان بخوبی آپ سے شناسائی ہی آپ جنود سبز قبا ہین اور یہ قلعہ سبز نگار ہی بادشاہ
جنود سبز قبا امیر باتوقیر کو بصد اعزاز و اکرام قلعے مین لایا اور دنگل زرنگار پر بٹھایا پھر محفل جشن آراستہ کرکے دورہ
جام شراب کا حکم دیا رقص کا سامان مہیا کیا ایک وزیر اس بادشاہ کا تھا کہ نام اسکا خواجہ شمس تھا اسکو بلا کر بادشاہ نے
چپکے سے کچھ اسکے کان مین کہا اور بادشاہ جنود سبز قبا محفل سے اٹھکر چلا گیا اسوقت خواجہ شمس وزیر نے امیر
باتوقیر سے عرض کیا کہ بادشاہ جنود سبز قبا کا ارادہ ہی کہ ایک گوہر بیش بہا میرے پاس ہی مین امیر باتوقیر کو نذر
دون یعنی دختر نیک اختر ملکہ ریحانہ پری کا عقد امیر باتوقیر کے ساتھ کردون اگر حضور کو منظور خاطر ہو تو ارشاد
فرمائیے صاحبقران نے فرمایا ای بھائی مجکو کسیطرح منظور نہین کسواسطے کہ ابھی ایک عذاب سے چھوٹا نہین دوسرا بار
عظیم اور اپنے سر پر رکھون خواجہ شمس وزیر نے کہا کہ یہ بادشاہ بھائی شہپال کا ہی اور علاوہ اسکے مین حضور سے
اقرار کرتا ہون کہ بعد عقد ہو جانے کے آپ کو ضرور بردہ دنیا پر پہونچا دونگا امیر نے فرمایا کہ ہان اس صورت مین البتہ مجکو منظور
ہی اگر تو اور تیرا بادشاہ عہد محکم مجکو دنیا پر پہونچا دینے کا کرے وزیر نے کہا کہ جو مین عرض کرتا ہون اسمین کبھی فرق
نہوگا الغرض اسوقت سامان شادی ملکہ ریحانہ پری کا ہونے لگا ایک قصر عالیشان مین امیر باتوقیر کو مقیم کیا
بادشاہ جنود سبز قبا نے بڑی دھوم دھام اور نہایت سازوسامان سے بہت بھاری مانجھا امیر باتوقیر کو پہنایا
اگر اسکا سامان تحریر کرون تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہی کہ بعد ساچق و مہندی کے برات کا دن آیا امیر کشورگیر کو
دولھا بنا کر جواہرات کا سہرا باندھا اور تخت جواہر نگار پر سوار کیا اور تمام دیوزاد بہ لباس رنگین و فاخرہ زینت دہ
برات ہوے باجے ہر رنگ کے بجنے لگے تختون پر پریان ناچتی ہوئین بھاؤ بتاتی ہوئین مبارک سلامت کا شور
بلند غرضکہ اسی طرح برات دلھن کے قصر کی طرف روانہ ہوئی وہ ہنگام شب عجب ہنگام تھا چاندنی دودھ سی
کھلی ہوئی سناٹا پچھلی رات کا وقت چیرون کی طعنین اڑتی ہوئی روشنی بیحد و بے انتہا مشعلہاے سلیمانی روشن
بازارین آراستہ دوکانین سجی ہوئین تمام ساکنان قلعہ خوش و خرم سب سرخ لباس پہنے ہوے تمام شہر مین عجب جشن
تھا کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا ہوگا برات تمام قلعے سے پھرتی ہوئی در قصر عروس پر پہونچی شادیانے بجنے لگے نوبتین
جھڑنے لگین دولھا کو تخت سے اتار کر محل مین لے گئے بعد رسومات آرسی مصحف وغیرہ کے ایک قصر لعلین نگار مین
دلھن دولھا کو بٹھا کر تخلیہ کر دیا دن گذر چکا تھا ہنگام وصل برپا ہوا صدف آرزو گوہر مراد سے بہرہ ور ہوئی دلھن
دولھا شربت وصل سے سیراب ہوے غرضکہ کئی روز اسی عیش و عشرت مین گذرے ایک شب کو خواب مین امیر باتوقیر
نے ملکہ مہر نگار کو مضطر و بیقرار بہت دیکھا کہ وہ میرے گلے مین پیار سے باہین ڈالے ہوے کہتی ہی کہ کیون حمزہ
یہی تقاضاے وفاداری ہی کہ شیفتہ محبت کو فراموش کیا اور آپ عیش و عشرت مین ہین اور تمنے یہ کیا غضب کیا
کہ ابھی ایک عذاب سے فراغت نہین پائی دوسرا عذاب اور مول لیا مجھکو بے اختیار ہی صاحبقران یہ خواب
پریشان دیکھ کر بیدار ہوے بہت گھبرائے دل ملکہ مہر نگار کے واسطے بیقرار ہو گیا شعر گلشن مین ہین کسی کا کبھی
مبتلا نہین + تجھ سے سوا پسند کوئی گل ذرا نہین + یہ کہکے چپکے سے پہلو سے ملکہ ریحانہ پری سے اٹھے اور قصر سے نکل کے
ایک طرف کو روانہ ہوے ابھی نصف رات باقی ہی بتعجیل تمام چلے بہت دور نکل گئے یہان صبح کو ریحانہ پری
جو بیدار ہوئی امیر باتوقیر کو پہلو مین نہ پایا انہون جلیسون سے دریافت کیا سب نے کہا ہم کو نہین معلوم کہ

امیر با توقیر کیا ہوے کس طرف چلے گئے پھر بہت تلاش کیا کہین پتا نہ لگا اسی وقت ملکہ ریحانہ پری اپنے باپ کے
پاس آئی اور تمام کیفیت بیان کی بادشاہ جنود سبز قبا نہایت متعجب ہوا اور کہا اے فرزند یہ تیری قسمت مین نے
تو بہت سوچ سمجھ کے تیرا عقد کیا تھا جو منظور خدا ملکہ ریحانہ پری کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور کلمۂ یاس زبان
سے جاری کئے پھر یہ شعر حسب حال اپنے پڑھنے لگی شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر
ندیدیم و بہار آخر شد + ادھر ریحانہ پری شوق امیر با توقیر مین مضطر و نالان ہے اور امیر با توقیر اشتیاق ملکہ
مہر نگار مین بیقرار ہو کر نکل گئے ادھر ملکہ آسمان پری کو جو بعد چند عرصے کے خیال صاحبقران زمان کا
آیا حیران و پریشان عبدالرحمن جنی کے پاس آئی اور پوچھا کہ فرمائیے صاحبقران زمان کہان ہین عبدالرحمن جنی
نے کہا اے آسمان پری شوہر تیرا قلعۂ سبز نگار مین ملکہ ریحانہ پری سے تخلیے مین ہمبستر ہے تیرے چچا
بادشاہ جنود سبز قبا نے ملکہ ریحانہ پری کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا یہ سنتے ہی ملکہ آسمان پری آگ بگولا
ہو گئی پھول سا چہرہ مثل گل سرخ آفتاب سے تمتمانے لگا غصے مین اٹھ کھڑی ہوئی اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ
لیکر قلعۂ سبز نگار پر پہونچی سامنے بادشاہ جنود سبز قبا کے آکر کہا اے عمو جان آپ کو یہ لازم نہ تھا کہ گھر ہی مین شکار
کھیلا سواے میرے شوہر کے اور کوئی ملکہ ریحانہ پری کا ہمسر ممکن نہ تھا جو تمنے اپنی بیٹی کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا یہ
کہکر دیوون کو حکم کیا کہ سب کو گرفتار کر لو مین ان سب کو سزاے معقول دونگی دس ہزار دیو چہار طرف سے آپڑے لڑائی ہونے لگی
غرضکہ بعد جنگ و جدال کے خواجہ شمس وزیر و ریحانہ پری اور بادشاہ جنود سبز قبا کو گرفتار کر کے لے آئی اور حکم کیا کہ
میدان خونی تیار ہو ان سب کو قتل کرو اسی وقت شہپال کو خبر ہوئی وہ فوراً آیا ملکہ آسمان پری کو منع کیا کہ میری
خاطر سے ان سب کا خون بحل کرو مگر آسمان پری کسی طرح نہ مانتی تھی جب شہپال بہت مصر ہوا ملکہ آسمان پری
نے جنود سبز قبا اور ریحانہ پری کو زندانخانۂ سلیمانی مین قید کیا اور خواجہ شمس وزیر کو بادشاہ کر کے قلعۂ
سبز نگار پر بھیجدیا ان دونون نے قیدخانہ مین خدا سے دعا کی کہ پروردگار عالم تو منتقم حقیقی ہے تو اسکا اجر جزا دینا
اب ادھر کا حال سنیئے کہ بعد چند روز کے کہ ایک دیو ہے نام اسکا رعد شاطر بھانجا دیو عفریت کا ہے اور مسکن اسکا طلسم
سفید بوم و سیاہ بوم مین ہے اسنے سنا کہ شہپال نے عفریت کو امیر حمزہ صاحبقران زمان کے ہاتھ سے
قتل کروا ڈالا چونکہ عفریت دیو شاطر کا ماموں تھا خون کا جوش آگیا نہایت برہم ہوا غصے مین آکر جال سلیمانی لیکر چلا
اور بارگاہ شہپال مین آکر وہی جال سلیمانی مارا شہپال و آسمان پری و قرلبنہ سلطان وغیرہ اس جال مین پھنسے
چارسو دیو اور پری کو گرفتار کر لیا مگر عبدالرحمن جنی ڈر کے مارے بھاگ کر تخت کے نیچے چھپ گئے شاطر نے ان
سب کو طلسم سلیمانی مین لا کر الٹا لٹکا کر قید کیا اب انکو یہین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان خواجہ عمرو اور زوبین کامرانی کے بیان مین سے ہین

جنگ آزمایان عرصۂ کارزار معانی و معرکہ آرایان میدان رزمگاہ خوش بیانی اس داستان جرأت نشان کو
صفحۂ قرطاس پر شمشیر رقم سے یون تحریر کرتے ہین کہ جب بیژن کامرانی مدائن مین آیا اور اسنے اپنے بھائی کا حال
دریافت کیا بختک نے ساری کیفیت عمرو اور زوبین کامرانی کی بیان کی بیژن کامرانی سنتے ہی تیغ
شمشیر پر ہاتھ رکھ کے اٹھ کھڑا ہوا اور بادشاہ نوشیروان سے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین جا کر قلعہ جات کو
فتح کر دون بادشاہ نے فرمایا بہتر ہے اور تین لاکھ فوج جرار بادشاہ نوشیروان نامدار نے بیژن کامرانی کے
ہمراہ کر کے اسکو رخصت کیا بیژن کامرانی بہ تعجیل تمام منزلین طے کرتا ہوا قلعہ دیو دودھ پر آیا اپنے بھائی سے ملا

ژوبین کامرانی نے بصد گریہ وزاری حال سب بیان کیا بیزن کامرانی نے کہا کہ بھائی تم گھبراؤ نہیں یہ قلعہ توڑ لینے دو
بعد اسکے اور سب قلعوں کو فتح کرونگا جب عمرو بن امیہ ضمری کو یہ خبر پہنچی کہ بھائی ژوبین کامرانی کا بیزن کامرانی
تین لاکھ فوج جرار لے کر اپنے بھائی کا آکر شریک ہوا ہے عمرو نے بھی قلعے کا بندوبست محکم کیا مگر رات ہی سے
لڑائی شروع ہوگئی صبح ہوتے ہی بیزن کامرانی و ژوبین کامرانی نے دھاوا کردیا عمرو نے بہت سے کامرانیوں
کو قتل کیا مگر لڑائی فتح نہ ہوئی بیزن کامرانی وغیرہ مع فوج لڑتا ہوا لب خندق پہونچا یہاں ملکہ مہرنگار وغیرہ گھبرا گئیں
پروردگار عالم کی طرف دست رجوع بدعا بلند کیے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی
جب دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ چالیس ہزار نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوئے اور وہین سے نعرے کرکے تلواریں کھینچیں اور لشکر
بیزن کامرانی وغیرہ پر آپڑے تلوار چلنے لگی جو کامرانی جس مقابلے پر آیا اسکی تلوار چھین لی سردار نقابداران نارنجی پوش
اور بیزن کامرانی سے سامنا ہوا بیزن نے جھپٹ کر تلوار ماری نقابدار نے بار بچا کر اسکی قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا
دیکر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور تین بار چرخ دیکر زمین پر مارا بیزن کامرانی گرتے ہی بیہوش
ہوگیا ژوبین کامرانی اپنے بھائی کو دیکھ کر دوڑا اور آتے ہی نقابدار پر تلوار ماری نقابدار نے جھٹکا دیکر اسکی بھی
تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور چرخ دیکر اسکو بھی زمین پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوگیا کامرانی دوڑ پڑے
اور دونوں کو اٹھا لے گئے عمرو بھی دروازہ قلعے کا کھول کر مع ہمراہیوں کے باہر آیا خوب تلوار چلی نقابداران نارنجی پوش نے
سب کامرانیوں کو مار کر بھگا دیا صدہا کو قتل کیا بڑی خونریزی ہوئی کوسوں فراریوں کا پتہ نہ لگا عمرو و پہلوان کامرانیوں
کے آپڑا تمام مال و اسباب و غلہ وغیرہ لوٹ لیا نقابدار جب عمرو سے رخصت ہوکر جانے لگا عمرو نے کہا کہ اے نقابدار
آپ نے بڑا احسان کیا کہ عین وقت پر تشریف لائے اور کمک کی آپ فرمائیے کہ نام آپ کا کیا ہے نقابدار نے
کہا کہ اے خواجہ تمھیں میرے نام سے کیا کام ہے مگر ملکہ مہرنگار کو میری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور
کہنا کہ یہ خادم آپ کا یہاں سے بہت قریب مقیم ہے اب یہاں بآرام تمام تشریف رکھیے [illegible]
یہ سنکے عمرو بہت خوش ہوا اور کچھ نقابدار سے کہا چاہتا تھا کہ عیار نقابدار نے دھمکایا عمرو پیچھے ہٹ گیا بیان کیا [illegible]
کہ ایک روز بختک نے خواجہ ابوالخیر کو لکھا کہ اگر عمرو اور ملکہ مہرنگار کو ہمارے ہاتھ سے گرفتار کروا دو تو ہم تمکو
اس قلعہ کا بادشاہ کردین ابوالخیر نے جواب بختک کے نامے کا لکھ بھیجا کہ میرے مکان مین نقب لگی ہے آپ نقب کی راہ
سے تشریف لائیے مین عمرو وغیرہ اور سب پہلوانون کو گرفتار کروا دونگا یہ جواب نامہ کا ابوالخیر نے روانہ کیا
یہان سامان دعوت کیا ابوالخیر نے چار سو آدمیوں کا کھانا مثل پلاؤ وغیرہ کے تیار کرایا اور چار سو مشقابون مین بھگوا کر
دسترخوان چنوا دیا دختر ابوالخیر جو ادھر سے آئی دیکھا دسترخوان چنا ہوا ہے اور چار سو مشقابین پلاؤ وغیرہ کی تیار
رکھی ہین پوچھا اے پدر نامدار کیا آج روز نذر جناب ابراہیم علیہ السلام ہے جو کھانا عمدہ پکوا کر آپنے دسترخوان چنوایا
ہے ابوالخیر نے کہا اے فرزند یہ کھانا مین نے بختک کے پہلوانون کے واسطے پکوایا ہے آج عمرو و ملکہ مہرنگار وغیرہ
کو گرفتار کرکے بختک کے حوالے کرونگا وہ مجکو اس قلعے کا بادشاہ کردیگا تم یہ راز مخفی کسی پر ظاہر نہ کرنا دختر ابوالخیر
یہ سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ مہرنگار کے پاس آئی تمام کیفیت اپنے باپ کی کہی ابوالخیر کا کھانا پکوانا و بختک کے
آنے کی خبر بیان کی ملکہ مہرنگار نے دختر ابوالخیر کو اپنی بیٹی کیا اور عمرو سے ساری کیفیت بیان کی عمرو اسی وقت
دو سو آدمیوں کو لیکر مع پہلوان عادی کے مکان پر ابوالخیر کے آیا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ یہاں تو [illegible]
سے خوشبو پلاؤ وغیرہ کی آتی ہے عمرو نے کہا صبر کرو خاموش رہو دیکھو کیسا عمدہ کھانا کھلواتا ہون کہ دل سیر ہو جائے

خواجہ عمرو مع دوسو آدمیون کے درانہ مکان مین ابوالخیر کے داخل ہوے پہلوان عادی
اور طبیعت خوش ہوئے کہ ابوالخیر کیا آج کسی کی دعوت ہے ابوالخیر نے کہا کہ
وغیرہ دسترخوان چنا ہوا دیکھ کر خوش ہو گئے عمرو نے پوچھا اے ابوالخیر کیا آج کسی کی دعوت ہے ابوالخیر نے کہا کہ
خواجہ آج جناب ابراہیم علیہ السلام کی نذر دلوائی ہے عمرو نے پہلوان عادی وغیرہ کیطرف دیکھ کر کہا کہ بسم اللہ تمہاری
نذر قبول ہوئی مومن و دیندار یہ کھانا کھائین ثواب زیادہ ہو حق بحقدار رسید یہ سنتے ہی پہلوان عادی مع دوسو جوانون
کے آستینین چڑھا کر گرد دسترخوان کے بیٹھ گئے اور بسم اللہ کر کے وہ طعام لذیذ کھانا شروع کیا بڑے بڑے لقمے مارنے لگے
ایک ایک جوان پہلوان نے تن تن کے کھانا کھایا عمرو نے بعد اسکے ابوالخیر کو گرفتار کر کے قلعے مین بھیج دیا اور
پہلوان عادی کو نقب پر بٹھایا اور بتاکید کہدیا کہ جو کوئی دہنہ نقب پر آئے تم مجکو پکڑ کے دیتے جاؤ الغرض کہ
وقت معہودہ پر بختک نے چارسو پہلوانون کو بھیجا ایک ایک نے نقب سے آنا شروع کیا جو نقب سے آیا اور اُس نے سر
اپنا دہنہ نقب سے نکالا پہلوان عادی نے گردن پکڑ کر اُسے کھینچ لیا اور عمرو کے حوالے کیا عمرو نے اُسی وقت
حباب بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور گرفتار کر کے قلعے مین بھیج دیا اسی طرح سے ایک چشم زدن مین چارسو آدمیون
کو عمرو نے اسیر کر کے قلعے مین بھیجا اب باری اُن تینون کی آئی بختک اور ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی
آگے پیچھے چلے بختک نے اُن دونون سے کہا کہ یہانکے کھانے مین مجھے کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہے ایسا نہو کہ یہ دعوت
کا پلاؤ نقصان کرے ہضم نہو دانہ دانہ پیٹ سے نکل جائے غرضکہ پہلے ژوبین کامرانی آیا اور دہنہ نقب سے سر نکالا
پہلوان عادی نے مثل شہباز اجل کے اُس کافر بیدین کے سر پر چنگل مارا فقط اسکے سر کے بال پہلوان عادی کے
ہاتھ مین آئے ژوبین کامرانی نے تڑپ کر جھٹکا مارا بال اس ملعون کے ٹوٹ کر ہاتھ مین پہلوان عادی کے
آ گئے اور ژوبین کامرانی تڑپ کر نکل گیا اور بختک وغیرہ کو ساتھ لیکر بھاگا عمرو نے دہنہ نقب استوار کر کے
بند کرا دیا اور قلعے مین آن کر اُن چارسو آدمیون کو اور ابوالخیر کو بھی دار پر کھینچ دیا سب کو قتل کر کے لاشین قلعے کے
باہر پھنکوا دین ملکہ مہرنگار نے دختر ابوالخیر کو اپنی بیٹی بنا کر پاس رکھا اور بعیش تمام اُس قلعے مین ملکہ مہرنگار مع عمرو
و پہلوان عادی وغیرہ رہنے لگے اب اس داستان کو یونہین چھوڑ دیجیے

دو قلعے داستان شوکت نشان فتح ہونا طلسم سفید بوم اور سیاہ بوم کا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے ہاتھ سے بیان ہوتے ہین

فتاحانِ حصارِ طلسم داستان رنگین بیان و قلعہ کشایان معرکۂ مضامین عبارات طلاقت لسان اس فسانۂ عجائبات کو
صفحۂ قرطاس سفید رنگ پر بہ سیاہی زبان قلم تیز رقم حرف بحرف یون ترجمہ آرا ہوتے ہین جب دیو رعد شاطر بعد
قہر و غضب شہپال جنی اور ملکہ آسمان پری و قریشہ سلطان وغیرہ کو گرفتار کر کے لے لیا مگر عبدالرحمن جنی تخت کے
نیچے چھپ رہے تھے بعد اس کے یہان سے بھاگ کر اپنے بھائی لاہوت جنی کے پاس چلے گئے حسب اتفاق
بعد چند روز کے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران قریب قلعۂ زمرد کے پہونچے دیوون نے لاہوت جنی کو خبر دی کہ
قاتل راہدار امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران آتے ہین لاہوت جنی مع فوج دیوان اپنے قلعے سے نکل کر برائے
استقبال باہر آیا اور امیر سے ملاقات کی اور بہت سا عذر کیا کہ مین نے آپ کو آسمان پری کے خوف سے
چاہ مین بند کیا اب خطا اس عاصی پر معاصی کی معاف کیجیے آپ کا شیوہ رحم و کرم ہے یہ گنہگار عفو تقصیر کا امیدوار ہے
امیر باتوقیر بسر رحم و لطف آکر خاموش ہو رہے لاہوت جنی امیر کو بعد اعزاز و اکرام اپنے قلعے مین لایا امیر نے
دیکھا کہ عبدالرحمن جنی بھی موجود ہین امیر نے پوچھا کہو کیا حال ہے تمہارے یہان آنیکا کیا سبب ہوا عبدالرحمن

نے کہا ای حمزہ غضب ہو گیا وہ جلسہ بارگاہ شہپال متفرق ہو گیا بڑی تباہی کے عالم مین ہم سب مبتلا ہوے دیو رعد شاطر
ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان اور شہپال جنی وغیرہ کو جال سلیمان مارکر گرفتار کر کے لے گیا طلسم سفید بوم و
سیاہ بوم مین اسیر کیا ہی امیر باتوقیر نے کہا الحمد للہ خوب ہوا پروردگار عالم عادل و توانا ہی خدا اس سے
زیادہ دکھاے تو مین خوش ہون جیسا سلوک میرے ساتھ کیا ہی اسکا عوض خدا دیگا عبد الرحمن نے کہا ای امیر ایسا
نہ چاہیے تمکو رحم و کرم لازم ہی امیر باتوقیر خاموش ہو رہے مگر چونکہ قریشہ سلطان دختر امیر بہت کمسن ہی اس کے حال
پر امیر کو رحم آ گیا سوچے ایسا نہ ہو کہ اُس قید سخت مین وہ معصوم ہلاک ہو جاے اسکے سبب ضرور تدبیر رہائی کی کرنا
چاہیے امیر نے کہا ای عبد الرحمن وہان مین کیونکر پہونچون اور کس صورت سے جاؤن جو انکو رہا کرون عبد الرحمن
نے کہا کہ یہان صحرا مین بلندی پر ایک سیمرغ مقیم ہی اگر وہ مدد آپ کو دے تو آپ ضرور وہان پہونچین اور سواے
اسکے اور کوئی صورت آپکے پہونچنے کی نہین معلوم ہوتی ہی امیر نے فرمایا کہ مجکو اُس صحرا مین پہونچا دو جہان سیمرغ رہتا ہی
عبد الرحمن نے اُسی وقت چار دیوون کو بلایا اور امیر کو تخت پر بٹھایا اور دیوون سے کہا کہ امیر کو اُس صحرا مین پہونچا دو
کہ جہان سیمرغ کا آشیانہ ہی وہ دیو بموجب حکم عبد الرحمن تخت امیر باتوقیر کو کاندھون پر اُٹھا کر ہوا ہوے اور ایک
چشم زدن مین اسی صحراے لق و دق مین پہونچا دیا جہان سیمرغ کا آشیانہ تھا امیر باتوقیر وہان پہونچکر تخت سے اُترے
ایک درخت سرسبز و شاداب کے نیچے بیٹھ گئے دیو امیر کو سلام کر کے رخصت ہو گئے امیر نے دیکھا کہ اس درخت پر
ایک بہت بڑا جھوجھ لگا ہی امیر اُس درخت سے ہٹ کر دوسرے درخت کے نیچے جا بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد امیر
نے دیکھا کہ ایک اژدہا اس درخت پر چڑھتا ہی بچون نے سیمرغ کے جو اُس اژدہے کو آتے دیکھا فریاد و زاری
بصد بیقراری کرنے لگے اور شور مچانے لگے امیر نے دیکھا کہ آشیانہ سیمرغ مین بچے ہین اور یہ اژدہا اُنکا دشمن ہی
وہ اپنے دشمن کو دیکھ کر نالہ و فریاد کرتے ہین امیر باتوقیر نے وہین سے ایک تیر کمان مین جوڑ کر اُس اژدہا سے
نابکار پر مارا وہ نشانہ ہو کے گرا تو وہ نفاک ہوا امیر تلوار کھینچکر دوڑے اور اُس اژدہے کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈالدیے
بعد اسکے امیر بسبب خستگی راہ کے لیٹ رہے فوراً سو رہے اِس عرصے مین سیمرغ آیا اور قریب آشیانے کے بیٹھا
دیکھا کہ آدم زاد سو رہا ہی مگر مثل آفتاب درخشان کے چہرہ تابندہ ہی کہ تمام صحرا روشن ہی سیمرغ نے دل مین
خیال کیا کہ شاید یہی ہمیشہ ہمارے بچے پکڑ لیا کرتا ہی اسکو ضرور سزا دینا چاہیے یہ سوچ کر وہ سیمرغ اُڑا اور کئی ہزار
من کا پارہ سنگ منقار مین پکڑ کر لایا اور چاہا کہ امیر کے سر پر مارے کہ بچون نے فریاد کی اور کہا خبردار اس شخص کو نہ مارنا
یہ آدم زاد ہمارا محسن ہی اسی نے ہماری جان بخشی کی ہمارا دشمن ایک اژدر مہیب تھا اسکو اسنے مار کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ڈالدیے
ہی وہ سب ٹکڑے اسکی سپر کے نیچے رکھے ہین تم خود جا کر دیکھ لو یہ سُنکے سیمرغ زمین پر اُترا منقار سے سپر کو اُٹھایا دیکھا پارہ ہاے
اژدہاے مہیب جمع کئے رکھے ہین بہت خوش ہوا اور ایک پر کا امیر باتوقیر پر سایہ کیا اور ایک پر کا پنکھا بنا کے مروحہ
جنبانی کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے امیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سیمرغ پرون سے سایہ فگن ہی امیر اُٹھ بیٹھے سیمرغ
نے کہا کہ ای آدم زاد تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ میرے بچون کو بچایا جلا دا اژدر نابکار مدام میرے بچون کو کھا جایا کرتا تھا
اب جو کچھ تیرا کام ہو وہ بیان کر کہ مین آنکھون سے بجا لاؤن اور تیرے کام کو انجام دون امیر نے کہا ای سیمرغ
قلعہ سفید بوم اور سیاہ بوم مین جانا ضرور ہی اگر ہو سکے تو تو مجکو وہان پہونچا دے سیمرغ نے کہا کہ نہایت دشوار اور
سخت مشکل ہی یہان سے سفید بوم اور سیاہ بوم کا فاصلہ سات سو کوس کا ہی اور درمیان راہ کے کئی مرحلے
ایسے سخت و صعب ہین کہ اُن سے بچنا بسا دشوار ہی ایک کوہ مقناطیس ہی اور ایک کوہ زہر مہرہ اور ایک

نے امیر کو دیکھا زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگے امیر نے بڑھ کر پہلے قریشہ سلطان کو کھولا اور گلے سے لگایا پیار کیا پھر شہپال جنی اور آسمان پری کو بھی کھول دیا اور چار سو دیو و پری کو بھی رہا کر دیا آسمان پری دوڑ کر امیر کے قدموں پر گر پڑی اور کہا ای امیر اب ہماری خطا معاف کیجیے تمہاری بد دعا سے ہم سب اس درجے کو پہونچے اور سزائے معقول پائی شہپال نے بھی امیر کو گلے سے لگایا بہت خوش ہوا جس وقت امیر گنبد سیاہ سے کے باہر نکلے دیکھا کہ سفید گنبد کا دروازہ کھلا اور وہین سے نعرہ ہوا کہ منم دیو رعد شاطر ای آدم زاد تو یہان بھی آیا اب میرے ہاتھ سے بچ کر تو کہان جائیگا یہ کہکر دیو رعد شاطر نے دوڑ کر دار شمشاد ماری امیر نے پہلو سے نکلکر خالی دی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور ہاتھ بلند کر کے تین بار سر پہ چرخ دے کر زمین پر مارا خاک اڑ کر بلند ہوئی آواز الحفیظ کی آنے لگی تمام عضو دیو رعد شاطر کے چور چور ہو گئے امیر نے چھاتی پر چڑھ کر دیو رعد شاطر کا سر دھڑ سے کھینچ لیا شہپال جنی خوش ہو کر گرد پھرنے لگا آسمان پری بلائین لینے لگی قریشہ سلطان دوڑ کر امیر سے لپٹ گئی تمام دیوؤن اور پریزادون مین تحسین و آفرین کا شور بلند ہوا شہپال جنی نے کہا ای حمزہ صاحبقران اب گلستان ارم مین چلیے امیر نے فرمایا اب مین وہان ہرگز نہ جاؤنگا اس محنت و مشقت سے اور صعوبتین اٹھا کر تو یہان تک پہونچا ہون اگر تم مجھپر زیادہ جبر کروگے تو مین اپنے تئین دریائے آتش مین گرا دونگا شہپال جنی نے قسم کھائی کہ اگرچہ جینے کے بعد آپ کو پردۂ دنیا پر نہ پہونچا دون تو غارت ہو جاؤن امیر مجبور ہو کر خاموش ہو رہے سوچ مین کھڑے تھے دل سے کہتے تھے کہ کیا کرون کچھ مجکو بن نہین پڑتا یکایک دیکھا کہ حضرت خضر و الیاس تشریف لائے اور امیر سے فرمایا ای حمزہ تمہین جانا مناسب ہی جو شہپال کہتا ہی صحیح و درست ہی بہتر ہی کہ وہی کرو امیر پاتو قیران دونون خاصان خدا کے فرمانے سے ہمراہ شہپال اور آسمان پری وغیرہ کے گلستان ارم مین آئے اب ان سب صاحبون کو تو مدد قاف گلستان ارم مین گلگشت کے واسطے چھوڑ دیجیے اور پھر سب نے اسی حال پر ملال پر پردۂ قاف مین رہنے دیجیے دیکھیے گردش فلک کیا دکھاتی ہی

دو کلمے داستان شعبدہ نشان شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کے بیان کیے جاتے ہین۔

فسانہ پردازان بزم طراری و شعبدہ سازان محفل آراے عیاری اس داستان عجائب نشان کو بجبن کردار کی زبان قلم سے یون لکھتے ہین کہ جب نقابدار نارنجی پوش نے کالیونکو شکست دی اور فوج کالیون کی بھاگ گئی عمرو نے مال و اسباب اور غلہ وغیرہ سب فوج کا لوٹ لیا نقابدار نارنجی پوش صحرا کی طرف روانہ ہوا اور خواجہ عمرو بنج دبیر روزی قلعے مین آئے اور پیام نقابدار نارنجی پوش کا ملکہ مہرنگار کو پہونچایا ادھر ہرمز و فرامرز نے بادشاہ نوشیروان کو عرضی لکھی کہ عمرو نے تمام مال و اسباب پڑاؤ پر سے لوٹ لیا اور کالیونکی فوج کو بھگا دیا جب عرضی دربار نوشیروان مین پہونچی بادشاہ نے دبیر سے پڑھوا کر سنی مضمون عرضی سے آگاہ ہو کر سکوت کیا اور فوج و خزانہ ہمراہ کاؤس کامرانی اور گرد ساسانی کے روانہ کیا اور حکم کیا کہ قلعہ دیو زرد اور دیگر قلعہ جات کو فتح کرو اور دست البوالحنیب نے عمرو کو خبر دی کہ بادشاہ نوشیروان نے ہرمز و فرامرز کو اور خزانہ بھیجا ہی اور کاؤس کامرانی اور گرد ساسانی کو مع فوج کے روانہ کیا ہی عمرو یہ سنکر قلعے سے نکلکر روانہ ہوئے اور قریب اس لشکر کے پہونچے ایک گوشے مین بیٹھ کر رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک گوبے کی شکل بنے اور لشکر مین آ کر بارگاہ کاؤس کامرانی پر آئے چوبدار نے کاؤس کامرانی کو خبر دی کہ ایک گوّیا دربار گاہ پر حاضر ہوا ہی حکم دیا بلاؤ جب عمرو بشکل گوّیا

داخل بارگاہ ہوا کاؤس کامرانی کو سلام کیا اور عرض کیا اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے گاؤن بجاؤن سرکار سے انعام اکرام پاؤن کاؤس کامرانی نے کہا بہتر ہوگا عمرو بیٹھ گیا دیکھا جام شراب گردش مین ہی عمرو نے ہفت پیوندی کی جوڑی بجانا شروع کی اور تانین لگا کر یہ خمسہ موافق وقت کے گانا شروع کیا اور تمام اہل بزم کو اپنے الحان اور دلکش سے محو کیا خمسہ

خار صحرا جو چبھے خار چمن بھول گئے | تیر جو کھائے تھے اے تیر فگن بھول گئے | تیغ سے تیز جو کاٹتے تھے سخن بھول گئے

تیرے جور و ستم اے عہد شکن بھول گئے | رنج غربت مین بیا ہی کہ وطن بھول گئے

اوس چھٹے ہاتھون سے ابھی جان ہی باقی تن مین | نہ تو مرتے ہین نہ جیتے ہین پھنسے ہین غم مین | اب وہ آتے نہین جو فیصلہ ہو اک دم مین

جان کیا مفت گئی صید کہ عالم مین | نیم جان کر کے ہمین صید فگن بھول گئے

تیری آنکھون نے کیا آہوون کو بھی برباد | بند چھٹ گئے رشتۂ نظارہ سے سب اے جلاد | پاؤن کیا اٹھین آنکھین دشت ختن ہی نہین یاد

ہائے کیا ہوش ربا ہین تری آنکھین صیاد | چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے

باغبان پھولا ہی اس فصل مین ایسا گلزار | سیر کرتے ہی گیا دل سے مرے صبر و قرار | لیکے اس رجہ مرے ہاتھ جنون مین اک بار

چاک کرتے ہی رہے سینے کو تا فصل بہار | دشت وحشت مرا پیراہن تن بھول گئے

کیون خفا ہے ہوا اے جان ادھر تو دیکھو | کی جو توبہ شکنی وجہ بھی اسکی سن لو | نشہ مین ہوش کہان رہتے ہین تم سوچو تو

ہم جو میخانے سے مستی مین گئے مسجد کو | توبہ اے محتسب توبہ شکن بھول گئے

محو تجھ گل پہ جو انان چمن ہین بالکل | روے گل زرد پریشان ہی غم سے سنبل | تیرے جوبن سے غرض حال کیا سب کا تغل

سنکے چلتے ہین تری راہ مین گلچین اے گل | تیرے کوچے مین ہزار دن کو چمن بھول گئے

سمجھے زخمون کا مرے بھید نہ اصلا جراح | آج بیفائدہ ہو جائین گے رسوا جراح | زخمی الفت ہون ہین کرتے ہین یہ کیا جراح

کا شغر سے جو منگاتے ہین سپیدا جراح | میرے زخمون کے نے مشک ختن بھول گئے

شہرہ دہن ہو تنگی ترے جو ہوئی ہی شہرت | سچ ہی اس بات مین لوگون کو عبث ہی حیرت | کھینچی جب شکل تری اے صنم خوش قسمت

محو اسرار جو ہوئے دیکھ کے تیری صورت | چہرہ پرداز ازل نقش دہن بھول گئے

پیرہن از نسیت مین جو پا کے لیئے حد سے فزون | ہاتھ شل ہو گئے یہان مین اس رنج مین تون | آ یہان کام مرے زور ترا اب دیکھون

دم خفا زیر زمین ہی مدد اے دست جنون | آشنا چاک گریبان کفن بھول گئے

اے جنون دشت مین یاد آتے ہین وہ دن ہر دم | لینے سکتے بوئے سیب ذقن اسکا بہم | گر وطن پہونچے تو جانینگے مزہ پھر بھی ہم

دشت غربت مین رہی ہی جو غذا حنظل غم | اے جنون ہم مزہ سیب ذقن بھول گئے

اتنی افسردہ ہان اگلی نہین یاد اے دلبا | داغ تو مجھکو جلاتے ہین مگر شام و سحر | جھوٹھ ہرگز نہین انصاف ذرا تو ہی کر

ایک مجمر ہی یہ دل کتنے سمائین اخگر | داغ تازہ جو ملے داغ کہن بھول گئے

یہ خمسہ خواجہ عمرو نے بہ الحان داؤدی گایا تمام صحبت مست ہو گئی عمرو نے فوراً بہ چالاکی اٹھکر گلابیون مین شراب کی بیہوشی ملا دی اور خاموش ہو رہا سب صحبت عشرت ہوشیار ہوئی کاؤس کامرانی نے کہا دورہ شراب شروع ہوا اور پھر عمرو کی بہت تعریف کی اور انعام و اکرام بہت کچھ دیا یہان دورہ شراب ہونے لگا جب سب کو جام شراب تقسیم ہو چکا کاؤس کامرانی نے کہا ہان میان گوئیے صاحب اور کچھ چھیڑو دوسرا رنگ دکھاؤ عمرو نے کہا بہت اچھا ابھی یہ کہکر بھیرویں شروع کی اور گانے لگا ایسا رنگ جمایا کہ سب کے سب جھوم جھوم کر بیہوش ہو گئے اب عمرو اٹھا اور تمام صندوق مال و خزانے کے اپنے قبضے مین کئے اس مین سے تالے نکال کر نذر زنبیل کیا اور ان صندوقون

مین پڑا ای جو تیان اور جانورون کی ہڈیان اور کچھ کمر دہ چیزین بھر کر اور مقفل کر کے صندوق جہان رکھے تھے وہین رکھدیے اور عورتون کو مرد بنایا لباس مردانہ پہنایا اور مردون کو عورتون کی شکل بنایا اُن کو پوشاک زنانی پہنا دی اور کسی کا منھ کالا اور کسی کا منھ سُرخ کر دیا اور کسی زرد مُنھ کر دیا اور چہرہ کسی کا ابلقی بنا دیا اور کاؤس کامرانی کا کالا منھ کر کے برہنہ کر دیا اور سب کی پوشاکین اور مال و اسباب محفل کا لے کر چلے آئے اور داخل قلعہ ہوے رات بھر سب کے سب اسی طرح بیہوش پڑے رہے جب صبح ہوئی کاؤس کامرانی بیدار ہوا اور سب ہوشیار ہو کر اُٹھے ہر ایک نے اپنا حال عجائب و غرائب پایا کوئی کسی کو دیکھ کر ہنستا تھا کوئی کسی سے دلگی کرتا تھا کوئی انگلیان مٹکاتا تھا کوئی تالیان بجاتا تھا مرد عورتون کی طرف جھپٹتے تھے عورتین اوئی کہہ کر بھاگتی تھین اس وقت کاؤس کامرانی وغیرہ روتے اور پیٹتے لشکر ہرمز اور فرامرز کو چلے اگر ان سب کی ہیئت اور کیفیت بتصریح تحریر کرون تو بہت طول ہو خلاصہ یہ کہ سب کے سب آٹھون کے میلے کے سوانگ معلوم ہوتے تھے اب انکو اسی حالت مین چھوڑ دیجیے تاکہ دوسرے لشکر کے لوگ بھی اچھی طرح تماشا دیکھ لین اور دل خوش کر لین کہ ایسے سوانگ کبھی کسی نے عمر بھر نہ دیکھے ہونگے اور ایسے تماشے نگاہ مین کسی شخص کے نہ گذرے ہونگے

دو کلمہ داستان شوکت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان سے بیان کئے جاتے ہین

صعوبت حیران صحراے پریشانی و مصیبت انگیزان منزل حیرانی اس داستان الم نشان کو دیدۂ قلم ذرد رقم سے صفحۂ قرطاس صدمات اساس پر حرف بہ حرف اشک ریز ہوتے ہین کہ ایک روز امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان پہلوے ملکہ آسمان پری مین بعد عیش و عشرت مشغول استراحت تھے بخت خوابیدہ بیدار ہوے عالم رویا مین ملکہ مہر نگار کو مضطر و بیقرار دریاے خون مین غوطہ زن دیکھا فوراً گھبرا کر امیر کی آنکھ کھل گئی اور چیخ مار کر رونے لگے ملکہ آسمان پری بھی جاگ اُٹھی اور گھبرا کر پوچھنے لگی ای امیر خیر تو ہی کیا ہوا جو تم عالم بیتابی و بیقراری مین روتے ہوے بیدار ہوے امیر نے کہا اس وقت مین نے ملکہ مہر نگار کو عالم خواب مین دریاے خون مین غرق دیکھا آسمان پری نے کہا ای امیر خواب و خیال کی بات کا اعتبار نہین مگر اللہ اکبر تم اسقدر ملکہ مہر نگار سے مانوس اور شیفتہ و فریفتہ ہو کیا وہ مجھسے زیادہ حسین و خوبصورت ہی کیونکہ وہ آدم زاد ہی مین پریزاد ہون اور حسن پریون کا مشہور عالم ہی کہ ہم لوگون کے حسن کی مثال دیجاتی ہی امیر نے کہا ای آسمان پری تم اُسکی لونڈی کی ہمسری نہین کر سکتین تمھارے چہرۂ زیبا کا حسن کف پاے ملکہ مہر نگار کے برابر بھی نہین ہی شعر پریون مین کہان نازو ادا صورت انسان + زرہ کبھی خورشید کا ہمسر نہین ہوتا + یہ سُنکر آسمان پری کو غصہ آگیا اور ایک بار صورت زلف پیچان بل کھا کر اُٹھی اور کہا ای آدم زاد تو مجھ ایسی پریزاد کا حسن خاک مین ملائے دیتا ہی اور انسان کو مجھپر فوق لیے جاتا ہی امیر نے کہا ای آسمان پری اگر ملکہ مہر نگار آ بیٹھے تو یہ کیفیت دکھائی دے کہ تم آب خجالت مین غرق ہو جاؤ آفتاب حسن چہرۂ بے نظیر ملکہ مہر نگار دیکھ کر نگاہ تمھاری خیرگی کرے یہ سُنکر ملکہ آسمان پری نہایت شرمندہ ہوئی اور غیظ و غضب مین آکر نیمچۂ سلیمانی ہاتھ مین لے کر کھڑی ہو گئی امیر با توقیر نے بھی تلوار کھینچی ایک ہلڑ ہو گیا خواصون نے دوڑ کر شہپال جنی کو خبر دی شہپال جنا بانہ دوڑ آیا اور آسمان پری کو بہت گھرکا اور لعنت و ملامت کی امیر کو اپنے ہمراہ بارگاہ مین لایا امیر نے کہا ای شہپال اب تم مجکو پردۂ دنیا پر پہونچا دو شہپال نے اسیوقت چار دیو نکو بلا کر حکم کیا کہ جلد امیر کو پردۂ دنیا پر پہونچا دو امیر با توقیر تخت زرنگار پر سوار ہوے اور دیو تخت اُٹھا کر لیچلے ادھر آسمان کو خبر ہوئی کہ شہپال نے امیر کو پردۂ دنیا کیطرف روانہ کیا آسمان پری نے سلاطین سے کچھ

بلا کر کہا کہ تو جلد جا کر دیوون سے خبر کر دے کہ اگر تم اس آدم زاد کو پردۂ دنیا پر لیگئے تو مین تم سب کو قتل کرونگی سلاسل پری
بحکم ملکہ آسمان پری فوراً گئی اور دیوون سے یہی کہدیا امیر بھی کچھ کچھ سمجھ گئے امیر نے دیوون سے فرمایا کہ مجھے تم سب
گلستان ارم مین پھیر لیچلو غرض وہ دیو امیر با توقیر کو بارگاہ شہپال بن شاہرخ مین لائے امیر نے بصد غیظ و غضب شہپال
جنی سے کہا کہ تم بڑے جعلساز ہو کہ ظاہر مین مجکو تخت پر سوار کرکے پردۂ دنیا پر بھیجدیتے ہو اور پنہانی بیٹی کہلا بھیجتی ہے
کہ خبردار امیر کو دنیا پر کوئی نہ پہونچائے یہ کیا فریب و دغابازی ہے بس مجھسے اور آسمان پری سے کچھ سروکار نہین ہے کیا
آسمان پری کو طلاق دی یہ کہکر امیر با توقیر دلگیر ہو کر ایک طرف پیادہ چل کھڑے ہوئے ادہر شہپال کو اس
کلام اندوہ نظام امیر عالی مقام سے نہایت رنج و ملال ہوا اور اسی وقت اپنی دختر آسمان پری سے جا کر کہا کہ آج
امیر نے تجکو اور مجکو نہایت ذلیل و رسوا کیا کہ سر دربار تجکو طلاق دیکر ایک آدم زاد چلا گیا اب مین آج سے کسی کو منہ
نہ دکھاؤنگا یہ کہکر گیر دالباس پہنکر قلعہ زرین حصار مین فقیر ہو کر عزلت گزین ہوا یہان بسبب کاروبار شاہی مین فرق
آنے لگا تو بعد چند روز کے آسمان پری تخت نشین ہوئی اور تاج بادشاہی سر پر رکھا سکۂ شہنشاہی جاری ہوا تمکین
سلطنت و حکمرانی ہوئی ملازمان دیو زاد و پریزاد نے نذرین گزرانین حکم و احکام جاری ہونے لگے ملکہ آسمان پری نے
ملک پرستان مین ڈھنڈھورا پٹوا دیا کہ جو آدم زاد یعنے امیر حمزہ صاحبقران کو پردۂ دنیا پر پہونچائیگا اُسکا گھربار
تاراج ہوگا اور قتل کیا جائیگا اب بیان امیر با توقیر کا حال سنیئے کہ حمزہ صاحبقران زمان تباہ و برباد خانمان آوارہ
صحرا مین محزون و نالان پاپیادہ چلے جاتے ہین کہ سامنے قلعہ نظر آیا اور اُسکو کچھ فوج گھیرے ہوئے ہے قلعہ کے اندر سے
آواز فریاد و الغیاث بلند ہے امیر اُسی طرف کو چلے جب قریب قلعہ پہونچے تو نعرہ کیا او نابکار ستم شعار کیا ہے کیون
ساکنان قلعہ پر ظلم کرتے ہو خبردار مین آپہونچا اسی مین خیریت ہے ہٹ جاؤ قلعہ کو چھوڑ دو سردار فوج یہ سنکے امیر کی طرف
متوجہ ہوا اور نعرہ کیا کہ منم دیو قطران سیاہ پوش امیر نے للکارا باش او نابکار کہان جائیگا امیر کے ہاتھ سے
بچکر قطران نے امیر پر دار شمشاد کا وار کیا امیر با توقیر نے خالی دیکر دوال کمر پر ہاتھ تیغ آبدار کا جو مارا قطران
دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد اُسکے امیر پر فوج دیوزاد حملہ آور ہوئی ادہر قلعہ کا پھاٹک کھل گیا اب ملک انتر گاؤپا
بھی فوج لیکر قلعے سے باہر آیا لڑائی ہونے لگی امیر نے فوج قطران کو مار کر بھگا دیا میدان مصاف صاف ہوگیا
انتر گاؤپا امیر با توقیر کو ساتھ لیکر قلعے مین داخل ہوا اور بصد اعزاز و اکرام امیر با توقیر کو دربار مین لایا امیر سے کہا کہ آپنے
وقت پر آکر میری مدد کی مین نہایت آپکا ممنون ہوا امیر نے فرمایا اے ملک انتر گاؤپا اگر تو ایک کام میرا کر دے تو مین تیرا
احسانمند ہونگا اُسنے کہا فرمائیے امیر نے کہا کہ اگر تو مجکو پردۂ دنیا پر پہونچا دے تو بہت بڑا احسان ہوگا ملک انتر
نے کہا اے حمزہ صاحبقران ایک جانور ہے کہ نام اُس جانور کا رُخ ہے اگر آپ اُسکو پکڑ لائیے تو مین آپ کو اسی وقت
پردۂ دنیا پر پہونچا دون امیر نے کہا وہ کہان ہے مجکو اُسکا پتا و نشان بتا دے یا کسی کے ساتھ پہونچوا دے ملک انتر
نے چند آدمیون کو امیر کے ساتھ کرکے اُس بیابان مین بھجوا دیا امیر جو اُس صحرا مین پہونچے دیکھا کوسون منزلون میدان
صحرائے لق و دق ہے اور کہین انسان و حیوان کا نشان نہین مگر ایک طرف کو دیکھا کہ ایک گنبد کلان نہایت بلند ہے
اور سفید و شفاف مثل سفید کپڑے کے معلوم ہوتا ہے امیر آگے بڑھتے اور دلمین کہا کہ اس گنبد مین معمار کاریگر نے
کیا خوب روغن استرکاری کا دیا ہے کہ آئینہ کے مانند چمکتا ہے یہ کہتے ہوئے قریب اُس گنبد کے آئے اور سایہ آیا تمام
اسپر بیٹھ گئے امیر یہ نہ جانتے تھے کہ یہ گنبد نہین ہے بلکہ بیضہ اُسی جانور کا ہے جسکا نام رُخ مشہور ہے چونکہ امیر با توقیر
مسافت سفر دشت و بیابان اُٹھائے تھے اور نہایت خستہ اور تھکے ہوئے تھے ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم چلتی تھی ہوا جو بدن کو

لگی دل کو فرحت ہوئی آنکھ بند ہونے لگی غنودگی آگئی خواب غفلت طاری ہوا سو گئے یکایک وہ جانور یعنی رخ پرندہ اڑتا ہوا
آیا اور امیر پر اپنا انڈا سمجھ کر بیٹھ گیا امیر با توقیر کا اُس جانور کے بیٹھنے سے دم گھٹنے لگا اسی وقت عالم رویا مین دیکھا کہ خواجہ خضر و
کھڑے ہین اور کہہ رہے ہین کہ جس جانور کی تلاش مین تم یہان آئے ہو یہ وہی جانور ہے تم اسکے انڈے پر سو رہے ہو یہ
گنبد نہین ہے اُس جانور کا انڈا ہے وہ جانور اپنا انڈا سمجھ کر تم پر بیٹھ گیا ہے اب تم خنجر اسکے پوٹے مین لگاؤ کہ یہ زخمی
ہو کر تمکو چھوڑ دے جس وقت یہ جانور اُڑے تم اسکے دونون پاؤن پکڑ لینا امیر یہ خواب دیکھ کر فوراً ہوشیار ہوے دیکھا حقیقت
مین وہ جانور دبوچے ہوے ہے انڈے کی طرح پوٹا رکھے بیٹھا ہے اُسی وقت خنجر کھینچ کر اُس جانور کے پوٹے مین مارا وہ
جانور بیتاب ہو کر اُڑا امیر نے دونون پاؤن اسکے پکڑ لیے اور زور کیا کہ اُسکو زمین پر کھینچ لاؤن مگر نہ آسکا اُسنے جو بلند
ہونیکا قصد کیا تو آن واحد مین پانچسو کوس بلند ہو گیا اب جو رُخ نے جھک کر دیکھا کہ میرے پاؤن مین کچھ لپٹا ہوا چلا آتا
ہے منقار اُسنے جھک کر ماری امیر کے ہاتھ زخمی ہو گئے اور پاؤن اُس جانور کے چھوٹ گئے امیر با توقیر افتان و
خیزان موجہ ہوا مین بہتے ہوے چلے اِدھر جناب خضر و الیاس کوہ صفا پر عبادت خدا مین مشغول تھے کہ ندائے غیب
آئی کہ اے نبی ہمارے ایک بندہ برگزیدہ ہمارا پانچسو کوس کی بلندی سے گرتا پڑتا آتا ہے جلد اُس کو ہاتھون
پر روکو کہ اسکو تکلیف نہو فوراً جناب خضر و الیاس کھڑے ہو گئے اور امیر کو ہاتھون پر روک لیا مگر امیر بیہوش ہو گئے تھے
اُن خاصانِ خدا نے دامان عبا سے ہوا دی تھوڑی دیر کے بعد امیر کو ہوش آیا جناب خضر و الیاس کو بالین پر مہربان
بہ لطف پدری پایا اُٹھ بیٹھے دونون صاحبون کو آداب و تسلیمات بجا لائے بحکم خدا اُن صاحبون نے ہاتھون پر لعاب
دہن مبارک لگا دیا فوراً صحت ہوئی امیر نے عرض کی یا حضرت اب تو مجھے آپ پردۂ دنیا پر پہونچا دیجیے اُن حق شناسون
نے فرمایا کہ تم انترگاؤ پا کے ملک مین جاؤ وہ تمھین پہونچا دیگا امیر نے کہا مین راہ نہین جانتا ہون آنحضرت نے
امیر کو راستہ پر لگا دیا اور آپ غائب ہو گئے امیر جانب ملک انترگاؤ پا روانہ ہوے اِدھر حال ملکہ آسمان پری
کا سُنیے کہ ملکہ آسمان پری نے عبد الرحمن جنی سے پوچھا کہ میرے وارث امیر با توقیر کہان ہین عبد الرحمن
جنی نے کہا کہ ملک انترگاؤ پا امیر کو پرسون پردۂ دنیا پر پہونچا دیگا آج بھی امیر کی جان خدا نے بچائی
یہ سُنتے ہی ملکہ آسمان پری بصد غیظ و غضب دس ہزار دیو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی اور آتے ہی ملک انترگاؤ پا کو
مارا اور ملک کو تاراج کیا اور قلعے کو تباہ و برباد کر کے چلی آئی اِدھر امیر با توقیر جو برابر ملک گاؤ پا کے پہونچے دیکھا
تمام شہر تاراج و برباد ہے وہان کے لوگون سے دریافت کیا کہ اس شہر پر کیا آفت یکایک آئی کہ دفعتاً بالکل تباہ
و برباد ہو گیا اُن لوگون نے کہا کہ ملکہ آسمان پری مع فوج دیوان آئی تھی اُسنے یہ سب قتل و قمع کیا اور
ملک کو تباہ و برباد کر دیا اور آپ چلی گئی امیر نے یہ سُنکر بڑا افسوس کیا اور نالہ کنان ایک سمت کو روانہ ہو گئے
اِدھر آسمان پری نے ایک روز جلاجل پری سے کہا کہ تو قلعہ دیو دود پر جا اور ملکہ مہر نگار کو اُٹھا لا دیکھ
مین تو دیکھون کہ عورات آدم کس حسن و جمال کی ہوتی ہین کہ جسپر امیر کشور گیر ایسے شیفتہ و فریفتہ ہین کہ حسن و جمال
پریون کا بھی پسند نہین ہے ملکہ مہر نگار کے نام پر مرتے ہین جان دینے پر مستعد ہین جلاجل پری یہ سُن کے
اُسی وقت روانہ ہوئی یہان ملکہ مہر نگار سے اُسی روز فتنہ وزیرزادی اور زہرہ مصری نے کہا اے
ملکہ عرصہ بارہ برس کا ہوا ہے کہ حضور یا ہر صحن مین نہین نکلی ہین اِس وقت آسمان پر ابر بھی چھایا ہوا ہے ہوا
ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہے قلعہ پر تشریف لے چلیے صحرا سے پر فضا کی سیر کیجیے کہ دل بہلے کچھ تو تفریح طبع ہو غرض کہ
وزیرزادیون کے کہنے سے ملکہ مہر نگار مجبور و ناچار ہوئی اور بام قلعہ پر سیر کنان برائے تفریح طبع آئی مگر فراق امیر با توقیر صاحبقران

تھیں ایسا ابر غم والم دل پر چھایا ہوا تھا کہ بناؤ سنگار سب ترک کر دیا تھا پوشاک فاخرہ زیب بدن کرنا چھوڑ دی تھی کسی
کام سے نہ تھا کاجل کا انتظام نہ تھا شانہ کرنے سے دل الجھتا تھا صورت زلف پیچان پریشان حال رہا کرتی تھی اُس روز بھی میلی پوشاک
پہنے تھی مگر زہرہ مصری وغیرہ لباس عمدہ زیب جسم کئے تھیں اور زیورہائے مکلل بجواہر پہنے از سر
تا پا آراستہ و پیراستہ بام قلعہ پر بیٹھی تھیں کہ ایک جلاجل پری جو اڑتی ہوئی آسمان پر پہونچی تھی زہرہ مصری پر اُسکی نگاہ پڑی
جلاجل پری سمجھی کہ یہی ملکہ مہرنگار ہے نتیجہ شہباز بلا بنکر گری اور زہرہ مصری کو اٹھا لئے چلی گئی ایک
چشم زدن میں ملکہ آسمان پری کے سامنے لاکر رکھدیا مگر زہرہ مصری موجہ ہوا کا تھپیڑا کھاکر بیہوش ہو گئی تھی ملکہ آسمان پری
نے سرمہ سلیمانی اُسکی آنکھوں میں پھیرا جب زہرہ مصری ہوشیار ہوئی دیکھا پریوں کا اکھاڑہ جمع ہے ہوش اڑ گئے حواس
باختہ ہو گئے اِدھر اُدھر سب کو دیکھنے لگی آسمان پری نے کہا ای آدم زاد تو ہی ملکہ مہرنگار ہے جسپر امیر با توقیر مرتے ہیں
عشق و حسن و جمال میں جان دیتے ہیں کیوں اب بتا کہ دیو کو تجھے کھلوا دوں زہرہ مصری نے صحبت پریزادان دیکھکر
باداب تمام سلام کیا اور کہا ای ملکہ عالم میں مہرنگار نہیں ہوں بخدا میرا نام زہرہ مصری ہے آسمان پری دیکھ کر
دنگ ہو گئی اور دل میں کہا کہ امیر حقیقت میں سچ کہتے تھے جسکی لونڈیاں ایسی حسین و خوبصورت و مہ جبین حسن و جمال میں
یکتائے زمانہ ہوں انکی شہزادی کیسی ہو گی پھر آسمان پری نے جلاجل پری سے کہا کہ اس آدم زاد کو پہونچا دے میں نے
ملکہ مہرنگار کو طلب کیا تھا تو نے اسکو لاکر سامنے رکھدیا جلد جاکر ملکہ مہرنگار کو لیکر آ یہ سُنکر جلاجل پری زہرہ مصری
کو لیکر روانہ ہوئی عین راہ میں مکان سمندون ہزار دست کا ملا اسوقت سمندون ہزار دست چمن قصر میں اپنے
ٹہل رہا تھا کہ اُسنے دیکھا کہ ایک پری آدم زاد کو لیے چلی جاتی ہے سمندون ہزار دست نے ہاتھ بڑھا کر اسکو
پکڑ لیا زہرہ مصری کو تو اُس سے علیحدہ کیا اور جلاجل پری کو ٹانگیں چیر کر کھا گیا زہرہ مصری سے پوچھا ای آدم زاد
تو کون ہے اُسنے کہا میرا نام زہرہ مصری ہے اور میں ملکہ مہرنگار کی لونڈی ہوں سمندون ہزار دست نے اپنے
قصر میں زہرہ مصری کو رکھا اور اپنے بیٹے امندون ہزار دست سے بتاکید کہدیا کہ خبردار تو اسے کھانا نہیں بلکہ
تو اسکی خاطر و مدارات کرنا اب اُدھر کا حال سُنیے کہ کسی نے ساری حقیقت زہرہ مصری کے اُٹھ جانے کی خواجہ عمرو
سے بیان کی عمرو کو نہایت غصہ آیا اور کوڑا لیکر داخل ہوا ملکہ مہرنگار سے آکر کہا کہ او شتاح فاحشہ تو نے مجھے اس عرب
سے شرمندہ کر دیا تھا تو برائے تفریح طبع بام قلعہ پر کیوں گئی تھی اور یہ کہکر عمرو نے ملکہ مہرنگار کے ایک کوڑا مارا ملکہ
مہرنگار زمین پر گر کر مچھلی کی طرح تڑپنے لگیں فتنہ دوڑ کر بیچ میں آکھڑی ہوئی اور کہا او بیحیا ساربان زادے ہو نے
مونڈی کاٹے جوان مرگ دور ہو یہاں سے یہ تو نے کیا حرکت ناشائستہ شاہزادی بادشاہ ہفت اقلیم کے ساتھ کی تجھے
شرم نہیں آتی مردے نے ایک کوڑا مار کر ایسی نازنین مہ جبین گلاب کی پتی کو پژمردہ کیا خدا تجھسے سمجھے اور ملکہ کی کیا
خطا تھی ہمیں سب نے کہا کہ آپ ذرا دیر کے لیے چلیے دل بہلائیے وہ کب بام قلعہ پر جاتی تھی عمرو یہ سُنکر خاموش ہو رہا
اور محل سے باہر نکل آیا ملکہ مہرنگار کوڑے کے صدمے سے مضمحل ہو گئی دن بھر پلنگ پر پڑی رہی اشتیاق امیر با توقیر
میں رویا کی جب شب ہوئی دل میں کہا ای ملکہ مہرنگار تو بادشاہ ہفت اقلیم کی دختر ہو کر ایک عیار کے ہاتھ سے کوڑے
کھائے تف ہے تیرے رہنے پر اور اُسکے ساتھ دینے پر چلکر اپنے بھائیوں سے مل اور عمرو پر لعنت کر ملکہ مہرنگار یہ
دلمیں باتیں کر کے دو پہر رات گئے اُٹھی اور کمند پھینک کر قلعے سے باہر اُتری اور افتان و خیزاں لشکر ہرمز و فرامرز
میں آئی اتفاقاً ہرمز اور فرامرز خوابگاہ میں اپنی خواب غفلت سے بیہوش پڑے سو رہے تھے انکے اسلحہ وغیرہ رکھے
ہوئے تھے ملکہ مہرنگار نے خیال کیا اگر میں انکو جگاؤنگی تو یہ مجکو زوبین کاہراتی کے حوالہ کر دینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ انکے اسلحہ

زیب جسم کر کے کسی طرف کو نکل چل بس یہ سوچکر ملکہ مہر نگار نے ہرمز کے سلاح زیب جسم کئے اور دو بارگاہ مین تھا سے کا گھوڑا
کھڑا تھا ملکہ تلوار کھینچکر سائیس کو قتل کیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر ایک سمت کو روانہ ہوئی برابر دو پہر رات گھوڑا اڑاتے ہوئے مرکب کو
سرپٹ بھگاتے ہوئے چلی جاتی تھی ایک صحراے پرفضا مین صبح ہوئی کہ مہر نگار بشکل نقاب دار گھوڑا اڑاتے چلی جاتی تھی
دیکھا ایک لشکر آتا ہے ملکہ مہر نگار نے چاہا کہ اس صحرا سے بچکر نکل جاؤن گھوڑے کا رخ دوسری طرف کو پھیرا اور باگ
اٹھائی مگر سردار لشکر الیاس ترسان کی نگاہ حسن و جمال جہان آرا ملکہ مہر نگار پر پڑگئی وہین سے للکارا او جوان کہان جاتا
ہے ٹھہر جا مین آپہونچا یہ کہکر جھپٹکر قریب مہر نگار کے آیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین گر پریشان حال گرد و غبار مین آلودہ ہے سمجھا کہ یہ
کوئی شہزادی ہے کسی کے عشق مین دیوانی ہے فراق محبوب مین باحال پریشان نکل کھڑی ہوئی ہے دیکھتے ہی ہزار جان سے
عاشق و فریفتہ ہوگیا اور بمنت و سماجت اپنے خیمے مین لایا اور چار عورتین ذی فنون و ذی شعور اسکے پاس بھیجین کہ اسکو سمجھا کے
میرے ساتھ عقد کرا دین وہ عورتین ملکہ مہر نگار کے پاس آئین اور اپنے فن مشاطہ گری سے عقل آرائی کرکے زمین و آسمان کی بلندی
و پستی دکھانے لگین اور کیا کیا موجہاے دریاے طلب وصل الیاس کی در پردہ وہ لہرین دین ملکہ مہر نگار کب ان جھینٹون مین آتی
ہے مگر نام جب عقد الیاس ترسان آیا ملکہ مہر نگار کو غصہ آگیا جھنجھلا کر ایک ایک تمانچہ ان چارون عورتون کو مارا کہ غش
آنے لگا خائف و ترسان ہوکر بھاگین گرتی پڑتی بدحواس الیاس کے پاس آئین اور کہا کہ حضور یہ عورت ہے مرد نا
ہے ہم اسکے پاس نہ جائینگے اسنے ایک ایک تمانچہ ایسا مارا کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا بھلے کو ہم بچگئے اپنی جان بچا کر یہان
بھاگ آئے الیاس ہنسنے لگا اور عنبر خواجہ سرا کو بھیجا اور کہا کہ تو جا کر سمجھا کہ یہ عورت مجھ سے رضامند ہوکر عقد کرلے
عنبر خواجہ سرا جو خیمے مین داخل ہوا دیکھتے ہی پہچانا کہ یہ تو ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ہے دوڑکر قدمون پر گرا اور ساتھ بار
گرد پھرا مہر نگار نے پوچھا اے خواجہ سرا تو کون ہے عنبر نے عرض کی اے ملکہ عالم آپنے مجھکو پہچانا مین آپکے دادا صاحب
قباد شہریار کا خانہ زاد ہون مین نے آپکو گودیون مین کھلایا ہے افسوس آپ پر کیا مصیبت پڑی ہے فلک کجرفتار نے
یہ کیا روز بد دکھایا تقدیر نے اس نالائق کے پھندے مین پھنسایا آپ خاطر جمع رکھیے مین آپکو دو پہر رات گئے کسی
سمت کو نکال لیچلونگا ملکہ مہر نگار یہ سنکر عنبر سے بہت خوش ہوئی اور کہا اے عنبر خدا تجکو اسکی جزاے خیر دیگا یہ سنکر عنبر
الیاس کے پاس آیا اور کہا گھبراؤ نہین ملکہ نیم راضی ہے کل بالکل رضامند کرکے عقد کردونگا الیاس عنبر سے بہت
خوش ہوا اور خلعت دیا کہا کل جب عقد میرا ملکہ کے ساتھ ہو جائیگا بہت خوش کرونگا اور زر و جواہر بہت سا دونگا یہ
سنکر عنبر خواجہ سرا سلام کرکے چلا آیا اور دو مرکبون کی جستجو مین مصروف ہوا غرضکہ دو پہر رات گئے عنبر خواجہ سرا
دو گھوڑے تیار کرکے لایا وہ دونون گھوڑے بہت چست و چالاک تیز رفتار باد پیما تھے کہ اسپ اڑنے مین صورت طیر
تھے ایک پر ملکہ مہر نگار کو بٹھایا اور ایک گھوڑے پر آپ خود سوار ہوا دونون نے باگین اٹھائین ایکطرف کو روانہ ہوئے
یہان صبح کو الیاس ترسان کو خبر ہوئی کہ ملکہ کو عنبر خواجہ سرا کسی طرف لیکر چلا گیا الیاس کو بہت غصہ آیا اور
مرکب پر سوار ہوکر اسی وقت تعاقب کنان چلا نشان سم مرکبان دونون کا راستہ دیکھتا جاتا تھا غرضکہ کئی فرسخ
کے فاصلے پر دونون دکھائی دئے پہچانا کہ عنبر اور ملکہ دونون چلے جاتے ہین وہین سے للکارا کہ خبردار تم دونون آگے
نہ بڑھنا مین آپہونچا اور گھوڑے کو اپنے زیادہ تیز کیا ادھر ملکہ نے بھی گھوڑے کو کوڑا کیا مرکب تڑپکر مثل ہماے تیز پرواز
اڑکر آگے نکل گیا عنبر نے بھی گھوڑے کو زانون مین دبایا یہ بھی سرپٹ دوڑا مگر ملکہ مہر نگار کا گھوڑا ایک تیر کے پلے
سے آگے بڑھ گیا عنبر کا گھوڑا پیچھے رہگیا الیاس برابر عنبر کے پہونچا کہا اے عنبر جلد بتا ملکہ کہان گئی عنبر نے کہا
مین نہین جانتا الیاس نے جھنجھلا کر تلوار ماری عنبر کے سر پر پڑی تا جگرگاہ تلوار کاٹتی ہوئی اتر گئی عنبر گھوڑے سے

سے گرا تڑپ کر مر گیا الیاس آگے چلا ادھر ملکہ مہر نگار گھوڑے سے کود پڑی اور پیدل بھاگی الیاس ترسان کو راستہ
مین ملکہ مہر نگار کا گھوڑا مردہ ملا سمجھا کہ ملکہ کو کسی جانور صحرائی شیر وغیرہ نے مار ڈالا یہ دیکھ کر الیاس اپنے لشکر کیطرف
پھر آیا یہان ملکہ مہر نگار دوڑتی ہوئی بھاگتی ہوئی خائف و ترسان ایک گانون کے قریب پہونچکر ایک درخت پر چڑھ گئی
اُس درخت کے نیچے ایک چاہ عمیق تھا اُسپر ایک زمیندار کی لونڈی پانی بھرنے آئی جب اُسنے جھکا کر کنوئین مین ڈول ڈالا ادھر
درخت پر سے عکس جمال ملکہ مہر نگار آب چاہ پر پڑا ایک صورت چاندسی نظر پڑی اُس لونڈی نے دیکھ کر کہا کہ زمیندار
مجھسی پری رخسار و حسین و خوبصورت سے پانی بھرواتا ہی یہ سوچکر دوڑی ہوئی آئی اور اُس زمیندار سے کہا کیا میان تمکو
شرم نہین آتی ہی کہ تم مجھ ایسی حور لقا سے کہ جسکا چہرہ ماہ شب چہاردہ کے مانند روشن ہی اُس سے پانی بھرواتے ہو اور لونڈیون کی
طرح کاروبار خانہ لیتے ہو زمیندار یہ سُنکر جھنجھلایا اور اُٹھکر پانچ جوتے مارے اور کہا او کمبخت کچھ اترا گئی ہی تیری شامتون نے
تجھے گھیرا ہی تو لونڈی ہی کہ بی بی ہماری جو تجھسے پانی نہ بھروائین اور کام خدمت کا کچھ نہ لین اُسنے کہا میان مار پیٹ
کیون کرتے ہو پہلے چلکر کنوئین مین میری صورت کو دیکھو زمیندار موجب اسکے کہنے کے چلا یہان ملکہ مہر نگار کو یہ خیال گذرا
کہ لونڈی کو خبط نے گھیرا ہی اُسنے جاکر اپنے مالک سے کہا ہوگا البتہ وہ یہان آجائے اور تم بلا مین پہنس جاؤ اب
یہان ٹھہرنا مناسب نہین کسی طرف بھاگو ملکہ مہر نگار یہ سوچکر درخت سے اُترکر ایکطرف کو روانہ ہوئی ادھر لونڈی زمیندار کو
ساتھ لیے ہوے اُس چاہ پر آئی اور جھک کر جھانکی زمیندار سے کہا تم بھی جھانکا دیکھو زمیندار نے جو جھانککر کنوئین مین نگاہ کی تو
وہی صورت چڑیل کی نظر آئی اب وہ لونڈی نہایت شرمندہ ہونے لگی کہ یہ کیا طلسم تھا کہ اسوقت مجکو صورت چاند سی دکھائی
دیتی تھی اور اب شکل چڑیل کی معلوم ہوتی ہی زمیندار نے وہین سے اُتار کے گوکھا جوتا مارنا شروع کیا لونڈی دُہائی تہائی
دینے لگی ہاتھ جوڑنے لگی پکاری معاف کیجیے خطا ہوئی اب کبھی ایسا قصور نہوگا زمیندار لونڈی کو بُرا بھلا کہتا ہوا پھر کر چلا آیا ادھر
ملکہ مہر نگار نے کئی روز صحرا نوردی کی آب و دانہ تک کہین ممکن نہوا عجب حال عالم یاس بد حواس بھوکی پیاسی پاؤن مین
آبلے پڑ گئے گرد و غبار مین جسم از سرتاپا آلودہ بعد کئی روز کے برابر ایک کھیت کے پہونچی اُس کھیت پر ایک بڈھا کسان دو سو
برس کا سن بیٹھا ہوا رکھوالی کر رہا تھا ملکہ مہر نگار اُسکے پاس آئی اور کہا اے بابا مین کئی روز کی بھوکی پیاسی ہون اُس
بڈھے کسان نے کہا کہ کھیت تیار ہی پھل کھائیے پانی پیجیے مگر مجکو بابا نہ کہیے بلکہ مجکو اپنی غلامی مین خدمت وصل کیواسطے
قبول کیجیے ملکہ مہر نگار مسکرائی دل مین کہنے لگی کہ اس موے بڈھے کو بڑا ہوس لگا ہی اس بڈھے سے کہا تیرے یہان کون
کون ہی اُسنے کہا میرے جورو بچے ہین ملکہ نے کہا اگر تو مجھپر مائل ہی تو تو اپنی جورو کو چھوڑ دے اور بچون کو گھر سے نکالدے
تو مین تیرے گھر مین چلکر بیٹھون یہ سُنکے بڈھا تو اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور ملکہ مہر نگار کھیت پر بیٹھکر پکے پکے پھل توڑ کے
کھانے لگی یہان بڈھے کسان نے آتے ہی اپنی جورو کو مارنا شروع کیا جورو بچونکو مار پیٹ کر چھوڑ دیا اور گھر سے نکالدیا
گانون بھر مین ہلڑ ہو گیا کہ بڈھے پر شیطان کیون سوار ہوا ہی کیا سوجھی کہ بیخطا و قصور جورو بچونکو مار کر نکال دیا غرضکہ وہ
بڈھا کسان جورو بچون کو گھر سے نکال کر کھیت کی طرف اشتیاق ملکہ مہر نگار مین چلا یہان ملکہ مہر نگار اتنے عرصے
مین کھا پی کر خوب سیر ہوئی اور ایک طرف چل نکلی اب جو بڈھا کھیت پر آیا ملکہ مہر نگار کو نہ پایا سر پیٹنے لگا ہاے
کیا غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ یہ آدمی نہ تھی کوئی پری تھی مجکو دھوکا دیکر اُڑ گئی افسوس صد ہزار افسوس جورو بچون
سے چھوٹا اور اُس پریزاد کو نہ پایا شعر یہان دیر گیا وہان کعبہ چھٹا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا + نہ تو آئی اجل نہ وہ
یار ملا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا + ادھر ملکہ مہر نگار بحالت انتظار جاتے جاتے قریب ایک تکیے کے پہونچی وہان ایک
فقیر سن رسیدہ بیٹھا تھا کہ نام اسکا بہرام قلندر رہتا ملکہ مہر نگار اُسکے پاس پہونچکے گر پڑی غش آگیا جلدی سے فقیر نے

پانی چھڑکا پنکھے کی ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے ملکہ کو ہوش آیا فقیر نے پوچھا ای بچہ تو کون ہی اور کہاں سے یہاں آنا ہوا ملکہ
مہرنگار نے کہا شاہ صاحب بن سعد شامی کی بیٹی ہون اُسنے اور نکاح کیا ہی مجکو مارتا تھا مین اُسکے یہان سے نکل آئی
بہرام قلندر نے کہا تو آج سے میری بیٹی ہی یہان رہ کھا پی چین کر یہان تجکو کسی بات کی تکلیف نہوگی ملکہ مہرنگار نے بہ
بہرام قلندر کے یہان رہنے لگی اب ادھر خواجہ عمرو کا حال سُنو جسوقت ملکہ مہرنگار مضطر و بیقرار قلعے سے نکلگئی تھی رات کو عمرو نے
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہ رہے ہین کہ ای خواجہ تم ایسے غافل رہتے ہو کہ کچھ تمکو کسی کی
خبر نہین ملکہ مہرنگار بعد اضطرار پہلوان عادی کے پہرے سے نکل گئی اور تم بے خبر سوتے ہو جلد اُٹھو اور ملکہ مہرنگار
کی خبر لو عمرو کی آنکھ فوراً گھبرا کر کھلگئی اُسی وقت اُٹھا اور محل مین ایک ایک سے دریافت کیا ملکہ مہرنگار کا کہ ... پتہ نہ لگا
بس محل سے نکل کر پہرے پر آیا اور کوڑا لیکر عادی کو مارنا شروع کیا اور کہا او نالائق کوئی پہرے پر ایسا غافل ہوتا ہی
کہ ملکہ مہرنگار تیرے پہرے سے نکل گئی اور تجکو خبر نہین چل اُٹھ کھڑا ہو ملکہ مہرنگار کو تلاش کر غرض
ملکہ مہرنگار کو تلاش کرتے چلے پہلے لشکر ہرمز مین آئے دریافت کیا تو یہ سُننے مین آیا کہ کوئی شخص رات کو آیا
تھا سلاح ہرمز لے گیا اور سائیس کو بھی قتل کیا گھوڑے کا بھی پتا نہین ہی عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ مہرنگار یہان آئی اور
ہرمز کی سلاح لے کر سائیس کو مار کے گھوڑے پر سوار ہو کر کسی طرف کو چلی گئی بعد اُسکے عمرو نے فال بھی کچھ بتا گردش
سیارگان سے معلوم ہوا عمرو وہی رُخ تجویز کر کے چلے جاتے جاتے وہان پہونچے جہان بڈھا کسان کھیتے کی رکھوالی
کر رہا تھا اُس سے جو عمرو نے دریافت کیا وہ ہائے کا نعرہ کر کے سر پیٹنے لگا کہتا تھا نہین معلوم کون تھی کہ پری بن کر آسمان
پر اُڑ گئی مجھ سے جورو بچے بھی چھڑوائے اور میرے ہاتھ نہ لگی عمرو اُس سے سُنکے ہنسنے لگے اور کہا الحمد للہ یہانتک
تو ملکہ کا پتہ ملا غرض عمرو نے کچھ پھل کھا کر وہان سے آگے بڑھے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک تکیے پر قلندر بیٹھا ہی عمرو
نے اُس سے ملاقات کی اور ملکہ مہرنگار کو دریافت کیا بہرام قلندر نے کہا تو کون ہی عمرو نے کہا میرا نام
سعد شامی ہی اور میری بیٹی بھاگ کر نکل گئی ہی مین اسکو ڈھونڈھنے آیا ہون بہرام قلندر نے کہا بابا تیری بیٹی میرے
یہان ہی مین نے اپنی بیٹی بنا کر بآرام رکھا ہی ای بابا کوئی ایسی حسین و خوبصورت نازنین مہجبین دختر کو نکاح کر کے مارتا
ہی کہ وہ عاجز ہو کر نکل بھاگی اور یہان آکر پوشیدہ ہوئی ملکہ مہرنگار کو بہرام قلندر نے باہر بلایا عمرو نے پہچانا اور بہت سا
عذر کیا مگر ملکہ نے نہ سُنا عمرو نے کہا مجھ سے خطا ہوئی عفو کرو اور میرے ساتھ چلو ملکہ نے کہا اب مین تیرے ساتھ نہ
جاؤنگی جب غدا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے ملائیگا تو آؤنگی عمرو بن امیہ ضمری نامدار نے ملکہ مہرنگار کو
حباب بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھکر قلعہ کیطرف روانہ ہوا۔

دوسرے داستان شوکت نشان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بیان کئے جاتے ہین

رہروان منازل مصیبت و رنج و الم و بادیہ پیمایان مراحل اندوہ و غم اس داستان صعوبت نشان کو یون زیب قلم کرتے
ہین کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان سختیان راہ کی اُٹھاتے ہوئے اور مصائب طے کرتے ہوئے چلے
آتے ہین بعد مدت مدید کے ایک شہر معلوم ہوا راہ گیرون سے دریافت کیا کہ یہ سامنے شہر کونسا ہی اور عملداری
کس بادشاہ کی ہی اُن لوگون نے کہا کہ وہ سامنے شہر مدائن ہی اور بادشاہ نوشیروان عادل زمان ہی امیر
بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ پروردگار عالم نے پھر اپنا شہر دکھایا پردہ دنیا پر پہونچایا امیر با توقیر جلد جلد رہ سپری
کرتے ہوئے شہر مین آئے طاق کسری دیکھا باغ مراد نظر پڑا جس مین عشق ملکہ مہرنگار سے ہوا تھا امیر قوی اُس

باغ مین داخل ہوے دیکھا دو آدمی باغ کی گلگشت کر رہے ہین امیر جب انکے قریب پہونچے اُن دونون نے کہا تم کون ہو امیر نے جواب دیا مین مسافر ہون تم دونون کون ہو انھون نے کہا ہمین دیو معمار یہان اُٹھا لایا ہی ہم شہر مدائن کے رہنے والے ہین نام ہمارے خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول ہین امیر با توقیر باغ مراد مین خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول سے کھڑے باتین کرتے تھے کہ یکایک دیو معمار سامنے سے آیا اور باش کہکر امیر پر وار شمشاد کا وار کیا امیر نے خالی دیکر نعرہ کیا کہ منم موید من اللہ حمزہ صاحبقران زمان بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ کہلادوال کمر پر ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا مارا کہ دیو معمار دو ٹکڑے ہو کر گرا بعد اُسکے امیر وہانسے چلے خواجہ بہلول نے کہا کہ جہانتک ہمین بھی ساتھ لے لو امیر نے فرمایا آؤ خواجہ آشوب و خواجہ بہلول امیر کے ہمراہ ہوے تھوڑی دور راہ طے کی تھی دیکھا کہ دیو ہومان سامنے سے چلا آتا ہی امیر کو دیکھتے ہی للکارا باش او آدمزاد اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر دو ہزار من کا سنگ گول دستہ بڑھ کر مارا امیر نے خالی دیکر جو ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا مارا دیو ہومان کے دو ٹکڑے ہوے امیر با توقیر اسکو مار کر آگے بڑھے آتے آتے ایک پہاڑ کے برابر پہونچے دیکھا ایک سوداگر مع جمعیت کثیر ایک مقام پر اُترا ہوا ہی امیر نے اُس سوداگر سے کہا مجھے دنیا پر پہونچا دیجیے اُس سوداگر نے کہا اگر میری بیٹی سے نکاح کرو تو مین تمکو دنیا پر پہونچا دون امیر نے کہا ایک مرتبہ تو نکاح کر کے مین پھنس چکا ہون اب مین نکاح نہ کرونگا اس سوداگر نے خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب سے کہا کہ تم امیر کو راضی کرو مین تمکو دو دو ہزار دونگا اور دنیا مین بھی پہونچا دونگا خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب نے امیر کو بڑی کوشش سے راضی کیا اُس سوداگر نے امیر کا نکاح اپنی دختر کے ساتھ کر دیا جب شب کو امیر با توقیر صحبت آرا ہوے۔ خلوتکدہ عروس ہوے دیکھا کہ یہ تو آسمان پری ہی امیر نہایت پریشان ہوے اور کنار دکشی کی آسمان پری امیر کے قدمون پر گر پڑی اتنے مین عبد الرحمن جنی بھی آئے اور امیر کو سمجھایا اور کہا خطا معاف کیجیے اور گلستان ارم مین تشریف لے چلیے امیر نے کہا برائے خدا میری جان چھوڑو مین ہرگز اب گلستان ارم کو نہ جاؤنگا آسمان پری اور عبد الرحمن جنی نے قسم کھائی کہ چھ مہینے کے بعد ضرور بضرور دنیا پر آپکو پہونچا دینگے مجبور ناچار ہو کر امیر با توقیر مع خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول آسمان پری کے ہمراہ گلستان ارم کو تشریف فرما ہوے

دوسرے داستان جسمین تلاش مین امیر حمزہ کے عمرو عیار کا ... ہونا یعنی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے بیان ہوتے ہین

گرمہ سازان داستان ... کان خیالات طرازی ... داستان طول کو نہایت مختصر کر کے یون لکھتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملکہ مہرنگار کا ... روانہ ہوے بیچ راہ مین دیکھا کہ کشتارہ کابلی اور خجستہ دیلمی اور مہتر شاہین تینون چلے آتے ہین عمرو نے چاہا کسی کے خیمے مین چھپ جاؤن اُن تینون نے عمرو کو پہچان لیا اور دنبالے پیچھے پکڑنے کو دوڑے عمرو نے بھی خنجر کھینچا لڑائی ہونے لگی خنجر چلنے لگا مگر عمرو کا یہ حال ہی کہ لڑتا جاتا ہی اور دنبالہ کو بچاتا جاتا ہی خجستہ دیلمی نے آگے بڑھ کر عمرو کو خنجر مارا عمرو نے پھرتی سے خالی دیکر ہاتھ خنجر کا مارا خجستہ دیلمی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شاہین نے دوڑ کر لشکر مین تردین کا مرانی کو خبر کر دی کہ عمرو عیار دنبالہ لیے ہوے ملکہ مہرنگار کا جاتا ہی یہنے اور کشتارہ کابلی اور خجستہ دیلمی نے گھیرا ہی خنجر چل رہا ہی مگر خجستہ مارا گیا اُسی وقت تردین کامرانی ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر آیا اور عمرو کو گھیر لیا عمرو عیار دنبالہ بدوش یکہ و تنہا لڑ رہا ہی اب جو فوج کثیر نے گھیر لیا ہراسان ہو کر ہاتھ لبوے آسمان دعا کیواسطے بلند کیے اور درگاہ قاضی الحاجات کرنے لگا ابھی دعا ختم ہونی تھی دیکھا گرد بیابان اُٹھی کہ تمام میدان تیرہ و تار ہو گیا جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا نقاب انداز بچی پوش چالیس ہزار سوار سے لشکر کفار پر آ پڑا

تلوار چلنے لگی پھر بھی ہزارون کو قتل کر کے لشکر زوبین کامرانی کو بھگا دیا اور بلکہ دو تین کوس تعاقب کیا مگر لشکر کفار
کہین نہ ٹھہرا پڑاؤ پر آ کر تمام مال و اسباب لشکر کا لوٹ لیا اور نقابدار نارنجی پوش نے عمرو کو قلعہ تک پہونچا دیا اور صحرا کیطرف
راہی ہوا مگر خواجہ عمرو سے کہدیا کہ خاطر جمع رکھیے گا ہمیشہ مجکو اپنے قریب سمجھیے گا اُدھر کفار نے نرغہ کر کے قلعہ کو گھیر لیا اور ایک
عرضی نوشیروان کو لکھی عمرو نے ہمکو بارہ برس سے خراب و خستہ و حیران و پریشان کر رکھا ہی اب حضور کوئی تدبیر ایسی کرین
کہ قلعہ فتح ہو یہ عرضی لکھ کر سانڈنی سوار کو دی اور وہ سانڈنی سوار مثل باد تند کے روانہ ہوا ادھر عمرو نے دیکھا کہ آذوقہ بھی
ہو چکا عمرو نے حاکم قلعہ سے پوچھا کہ کوئی قلعہ یہان اور ہی اُسنے کہا کہ پانچ کوس پر یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ نام
اُسکا طلب البحر ہی اور حاکم وہانکا جمشید شاہ ہی اور اِسکے وزیر کا نام ہومان ہی عمرو نے یہ سُنکے اُسیوقت چالیس
پہلوانون کو صندوقون مین مسلح و مکمل کر کے مقفل کیا اور ان صندوقون کو کشتیون پر بار کیا اور تاجر بنکے دریا کی راہ سے
روانہ ہوا جب عمرو قریب قلعہ پہونچا ساکنان قلعہ نے دوربینون سے دیکھا کہ بہت سی کشتیان قلعے کی طرف آتی ہین گولہ اندازون
نے توپون پر بتی دی گولے مارنا شروع کیے عمرو نے چادر امن ہلائی اور ایک آدمی سے کہلا بھیجا کہ مین تاجر ہون اور
ظلمات سے آیا ہون اور پانی چشمۂ حیات کا لایا ہون لوگون نے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے اپنے وزیر ہومان
سے کہا کہ جا کر دیکھو کون سوداگر ظلمات سے آیا ہی ایسا نہو کہ عمرو دھوکا دیکر قلعے مین آ جائے تم جا کر حال سوداگر دریافت کرو
ہومان وزیر اُسی وقت سوداگر نقلی پر آیا اور حال دریافت کرنے لگا عمرو نے کہا ای فرزند تیرا باپ ہامان تجھ اچھی
طرح سے ہی ہومان نے کہا کہ میرے باپ ہامان نے انتقال کیا سوداگر نے کہا کہ وہ بھائی تھا مین اسکے واسطے آب بقا
لایا ہون اب اسکے بدلے تجکو پلاؤنگا ہومان وزیر بہت خوش ہوا اور بادشاہ سے آکر عرض کیا کہ یہ تاجر بہت اچھا ہی ظلمات
سے آیا ہی آب حیات لایا ہی بادشاہ نے کہا اگر بہت اچھا ہی تو بلا لا غرض ہومان وزیر عمرو کو اپنے مکان پر لایا سوداگر
نے صندوق اُٹھوا کر کنارے رکھوا دیے اور سب کو صندوقون مین ہوشیار کر دیا اور کہدیا کہ جسوقت سفید مہرے کی آواز
تمھارے گوش زد ہو سب کے سب تلوارین پکڑ کے نکل آنا اور برابر قتل و قمع کرنا الغرض ہومان نے سوداگر کی دعوت کا سامان
کیا بعد فراغت آب و طعام سب اپنے اپنے بستر خواب پر گئے عمرو دو پہر رات سے اُٹھا اور کمند پھینک کر ایوان شاہی
مین پہونچا فورًا بادشاہ کو سوتے مین پا کر بیہوش کیا اور زنبیل مین ڈال لیا اور آپ اسکی صورت بنکر صبح کو دربار مین آیا جب
دربار سب جمع ہو چکا سب سردارون سے کہا کہ ہمنے تو دین عمرو کا اختیار کیا ہومان وزیر نے کہا ای بادشاہ آپنے بُرا کیا ہم کبھی
دین اسلام نہ قبول کرینگے عمرو نے تلوار کھینچکر وزیر کے ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا کٹکر دھڑ سے گر پڑا سب دوڑ کر ٹوٹ پڑے سب
سمجھ گئے کہ یہ عمرو ہی اُسوقت عمرو نے سفید مہرہ بجایا فورًا چالیسون پہلوان تلوارین پکڑ کے آ پہونچے تلوار چلنے لگی صدہا کفار کو
قتل کیا کشتون کے پشتے ہو گئے خون کا دریا بہنے لگا سب ادھر اُدھر جان بچا کر بھاگنے لگے گوشۂ امن مین چھپنے لگے ہر طرف
شور الامان الامان بلند ہوا عمرو نے سب کو امان دی سب کفار ایمان لائے مسلمان ہوئے فورًا بتخانہ کھدوا ڈالے مسجدین
تعمیر ہونے لگین کلمۂ طیبہ ہر ایک کی زبان پر جاری ہوا عمرو نے جمشید کو زنبیل سے نکالا اور اسکو بھی مسلمان کر کے کلمۂ طیبہ
پڑھایا تمام شہر با اسلام آباد ہوا بادشاہ جمشید نے کہا کہ آپ ملکہ مہرنگار کو لے آئیے عمرو نقب کی راہ سے ملکہ مہرنگار کو
مع فوج کے قلعہ طلب البحر مین لے گیا صبح کو مہرزاد و زوبین کامرانی کو خبر ہوئی کہ عمرو مع ملکہ مہرنگار وغیرہ قلعہ خالی کر کے
چلا گیا کفار نے قلعہ کو اپنے قبضہ مین کیا اور دریافت کیا کہ اب عمرو وغیرہ سب کہان گئے ہرکارون نے خبر لا کر دی کہ
عمرو و ملکہ مہرنگار قلعہ طلب البحر مین ہین مہرزاد اور زوبین کامرانی بھی فوج لیکر تعاقب کنان کوچ کر کے چلے جب برابر
طلب البحر کے پہونچے قلعہ کو گھیر لیا اور دوسری عرضی نوشیروان کو اور تحریر کی کہ ہم اتنے ملعون شقیہ کو [illegible]

اسکی کو مدد کے لیے بھیجیے یا خود تشریف لائیے جب وہ عرضی دربار نوشیروان پہونچی نوشیروان نے عرضی پڑھوائی مضمون
عرضی سے آگاہ ہوا اور ارادہ کوچ کا کیا حکیم بزرجمہر نے منع کیا کہ آپ کا جانا بہتر نہین ہے ایسا نہ ہو کہ عمرو کے ہاتھ سے
ذلیل و خوار ہوجیے ابھی اس قصد سے باز آئیے بختک نے کہا حمزہ قاف مین مر گیا بزرجمہر نے کہا کہ رخ جانور لیکر اڑا تھا
لیکن بحکم خدا جناب خضر نے ردکا حمزہ کی جان بچ گئی بختک نے کہا اے حکیم صاحب بیٹھے تو آپ یہان ہین اور خبر
قاف کی لاتے ہین پھر بختک نے ایک گاے منگائی کہ وہ گاے گابھن تھی پوچھا کہ اے خواجہ بزرجمہر فرمائیے اس گاے
کے پیٹ مین بچہ کیسا ہے بزرجمہر نے کہا اس گاے کے پیٹ مین بچہ صندلی ہے اور تھوتھن سیاہ ہے بختک نے اس گاے
کے شکم کو چاک کروایا دیکھا کہ موافق فرمانے بزرجمہر کے بچہ اس گاے کے شکم سے نہ نکلا کیونکہ رنگ بچہ کا کھلنے نہ پایا تھا
خلاف قول بزرجمہر کے ظاہر ہوا یہان بختک نے پہلے سے یہ شرط کی تھی اگر آپکے قول کے خلاف ہوگا تو جو چاہونگا
آپ کا حال کرونگا اور نہین تو آپ کو اختیار ہے جو چاہیے گا میرا حال کیجیے گا جب خلاف قول بزرجمہر ظہور مین آیا تو بزرجمہر
معقول ہوے بادشاہ نے بزرجمہر کو بختک کے حوالے کیا بختک نے اپنے گھر مین لا کر بزرجمہر کی بہت زد و کوب کی اور چاہا
کہ قتل کرے بختک کی مان نے منع کیا آخر کار بختک نے بزرجمہر کی آنکھون مین نیل سلائیان پھروا دین حکیم بزرجمہر
اندھے ہو گئے پھر بختک نے بزرجمہر کو اپنے گھر مین قید کیا بعد اسکے دربار مین بادشاہ کے آیا نوشیروان کے بھانجے
سعد و سعید اودھر سے آتے تھے انھون نے جو اس بچے کو دیکھا تو ہوا لگ کر وہی رنگ صندلی ہو گیا تھا ان دونون نے
نوشیروان کو وہ بچہ لا کر دکھایا نوشیروان نے بختک سے کہا کہ حکیم بزرجمہر کو جلد لا دیکھیے حکیم صاحب کا کہنا صادق آیا
بختک نے کہا مین نے بزرجمہر کو قتل کیا بادشاہ غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ بختک کی قوم بھر کو قتل کرو بختک قدمون پر
بادشاہ کے گر پڑا اور کہا حضور حکیم بزرجمہر زندہ ہین مگر مین نے انکی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروا کر اندھا کر دیا ہین
ابھی حاضر کرتا ہون یہ کہکر بختک اپنے گھر گیا اور خواجہ بزرجمہر کو ہاتھ پکڑ کر لایا نوشیروان کو بڑا صدمہ ہوا اور کف افسوس
ملے اور بزرجمہر سے بادشاہ نوشیروان نہایت عذر خواہ ہوا اور کہا اے عمو جان مجھ سے بڑی خطا ہوئی معاف فرمائیے
بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ آپ کی خطا نہین میری قسمت مین یہی تھا جو ظہور مین آیا اب مجھکو گھر بھجوا دیجیے جب حمزہ آئینگے
تو میری آنکھون کا علاج ہو گا مگر آپ سے کہے دیتا ہون کہ آپ قلعہ جات پر ہرگز لشکر کشی نہ کیجیے گا آپ کے بہت زبون ہو گا
یہ کہکر حکیم بزرجمہر تو اپنی دولتسرا کو گئے یہان بختک نے بادشاہ نوشیروان کو اغوا کیا اور ایسا کہکر ابھارا کہ بادشاہ
نوشیروان لاکھ سوار کی جمعیت سے قلعہ طلب البحر کی جانب روانہ ہوئے اور ہرکارون نے ہرمز و فرامرز کو خبر
پہونچائی کہ بادشاہ نوشیروان مع فوج آ پہونچا ہرمز و فرامرز نے سرداران استقبال کو بادشاہ کے آسکے اور برابر
قلعہ طلب البحر کے لائے عمرو بھی بادشاہ نوشیروان کے سامنے آیا اور سلام کرکے کہا کہ آپ آئے تو ہین مگر بہت
خراب ہوجیے گا دیکھیے تو آپ کو کیسا ذلیل و خوار کرتا ہون بادشاہ نے پوچھا کہ عمرو کیا کہتا ہے لوگون نے کہا آپ کو دشنام
دیتا ہے غرضکہ پھر تو وہین نامرادی سے بادشاہ نوشیروان کی بڑی دھوم سے دعوت کی عمرو بھی رات کو ایک
گویے کی صورت نہایت حسین خوبصورت بنکر اس صحبت مین آیا اور بعد فراغ طعام جب جلسہ رقص آغاز ہوا عمرو بھی گایا
بجایا ایسا مزا دکھایا اور ایسی تانین اڑائین کہ تمام صحبت کو گا بجا کر مست کر دیا پھر بادشاہ سے حکم لیکر ساقی گری کی
اور داروے بیہوشی شراب مین ملا کر سب کو شراب پلائی تمام صحبت بیہوش ہوئی عمرو نے اٹھکر پہلے بختک کی داڑھی مونچھین مونڈین
اور عورت حسین کی صورت بنایا اور نوشیروان کو بھاٹ کی شکل بنا کر بختک کے ساتھ سلا دیا پھر اور سب کی داڑھی مونچھین مونڈین اور
پاؤن کالے نیلے پیلے کیے اور کسی کو قلندر مچھندر بنایا اور تمام مال و اسباب صحبت جلیش کا لیکر نذر زنبیل کیا اور دربانو

صبح کو نوشیروان کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین عجیب حالت سے پایا تمام صحبت کا عجب رنگ دیکھا نہایت بادشاہ شرمندہ اور ذلیل ہوا پھر وہان پرچہ کاغذ پایا اسکو جو پڑھا اسمین لکھا تھا منم خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری ای بادشاہ اگر مین چاہتا تم سب کو قتل کرتا لیکن مین نے تم سب پر ترس کھا کر رعایت کی وہ پرچہ کاغذ پڑھکر نوشیروان نے بختک کو خوب پٹوایا اور ایک نامہ قلعۂ گنج مغرب کو لکھا کہ عمرو نے بہت سے قلعے لیلیے ہین تم سب ہوشیار رہنا جب نامہ بادشاہ نوشیروان کا قلعۂ گنج مغرب مین پہونچا تو حاکم نے وہان کے بادشاہ کا نامہ پڑھکر یہ جواب لکھا کہ غلام بہت ہوشیار ہی اور اپنے عیار کو خدمت حضور مین بھیجتا ہی جو کارا ہم ہو اس سے لیجیے گا یہ جواب حاکم قلعۂ گنج مغرب نے لکھ کر اپنے عیار مہتر سماوا کے ہاتھ نوشیروان کے پاس روانہ کیا جب مہتر سماوا خدمت بادشاہ مین پہونچا نامہ نوشیروان کو دیا بادشاہ جواب نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا سماوا اسنے عرض کیا اگر حکم ہو تو ملکہ مہرنگار اور عمرو کو پکڑ لاؤن بادشاہ نے کہا بہتر ہی جا مہتر سماوا عیار مکار چلا اور قریب قلعے کے پہونچا دیکھا وہان پہرا پہلوان عادی کا ہی سماوا آنکھ بچا کر قلعے مین آیا ایک حجرے مین گیا دیکھا کہ ایک شخص بت لیے ہوے سجدہ کر رہا ہی سماوا اسنے جلدی سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو کون ہی اسنے کہا میرا نام آغا بلبل ہی داروغہ باورچی خانہ کا ہون اس قلعے مین سب مسلمان ہو گئے مگر مین صدق دل سے نہین مسلمان ہوا سماوا نے کہا مین عیار ہون بادشاہ نوشیروان کا اگر تو ملکہ مہرنگار کو گرفتار کرا دے تو مین تجکو نوشیروان سے کہکر اس قلعہ کا بادشاہ کرا دونگا آغا بلبل سماوا کو اپنے ساتھ لیکر باورچی خانہ مین آیا سماوا ایک بڑھیا کی صورت بنا جب خاصہ تیار ہو چکا اسنے سب کھانون مین بیہوشی ملا کر محل مین بھیجدیا ملکہ مہرنگار وغیرہ نے کھانا کھایا رات کو سب بیہوش ہو گئے مگر اس روز عمرو کو بھوک نہ تھی اتفاقاً اس نے کھانا نہ کھایا سب اپنے اپنے مقام پر سو رہے سماوا دو پہر رات گئے بڑھیا کی صورت بنا ہوا محل مین آیا دیکھا سب کے سب بیہوش پڑے ہین مگر عمرو نہین ہی سماوا نے ملکہ مہرنگار کا پشتارہ باندھکر مع آغا بلبل کے لیکر چلا آغا بلبل کی زوجہ نے کہا مجھے بھی لیچلو نہین تو عمرو مجکو مار ڈالیگا آغا بلبل نے تلوار کھینچ کر ایک ہاتھ اپنی زوجہ کے مارا کہ سر اسکا کٹ گیا اور پہلوان عادی کے پہرے سے مہتر سماوا وغیرہ نکلکر چلے ادھر عمرو نے خواب مین امیر با توقیر کو دیکھا کہ بیقرار ہوکر آئے ہین اور کہتے ہین ای خواجہ تم ایسے غافل سوتے ہو ہوشیار ہو ملکہ مہرنگار کو عیار نوشیروان کا لیے جاتا ہی عمرو گھبرا کر اٹھا محل مین ملکہ مہرنگار کے آیا ملکہ مہرنگار کو کہین نہ پایا فوراً نکلکر چلا یہان آغا بلبل سے اور سماوا سے تکرار ہوئی سماوا نے کہا نوشیروان کے پاس لیجاؤنگا آغا بلبل نے کہا میرے بادشاہ کے پاس لیچل غرضکہ دونون مین تلوار چلی سماوا نے آغا بلبل کو مار ڈالا اس عرصہ مین عمرو بھی آ پہونچا اور نعرہ کیا کہ باش اے نا عیار مکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر بتیرے لیے امان نہین ہی سماوا نے یہ سنکر تیغچہ کھینچا عمرو نے بھی میان سے تیغچہ لیا لڑائی ہونے لگی عمرو نے جو ایک مقام پر جھکائی دیکر ہاتھ تیغچہ کا مارا سر سماوا کا کٹ کر الگ جا گرا عمرو نے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا اٹھا لیا اور قلعے کی طرف راہی ہوا اور صبح کو داخل قلعہ ہوا محل مین لاکر ملکہ مہرنگار کو ہوشیار کیا مسند پر بٹھایا اور پہلوان عادی پر بہت خفا ہوا کہ تم پہرے پر ایسے غافل رہتے ہو کہ کچھ کسی کی تمکو خبر نہین ہوتی ادھر نوشیروان کو ہرکارون نے پرچہ اخبار گذرانا کہ آغا بلبل اور سماوا عیار مارے گئے لاشین دونون کی آئین نوشیروان نے لاشین انکی قلعۂ گنج مغرب مین بھیجدین حاکم قلعہ نے لاشون کو دیکھا اور بکمال افسوس کیا اسیوقت چار لاکھ فوج جرار سے عزد رعماد کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور نوشیروان سے کہلا بھیجا کہ ادھر سے آپ دھاوا کرین ادھر دریا کیطرف سے مین دھاوا کرتا ہون غرضکہ ادھر نوشیروان نے تیاری دھاوا کرنے کی کی اور ادھر دریا کی طرف سے بادشاہ گنج مغرب فوج لیکر چلا دوسرے دن سامنے سے دریا مین کشتیان دکھائی دین عمرو نے قلعہ پر سے توپین مارنا شروع کین

ایسے گولے مارے کہ بہت سی کشتیان غرق دریاے فنا ہوئین ادہر نوشیروان نے بھی دہاوا کر دیا اب کوئی چارہ نہین عمرو عاجز ہوا اور دعا کرنے لگا یکایک دیکھا کہ نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے پیدا ہوا اور وہین سے نعرہ کیا باش او گمنام مین آپہونچا اور آتے ہی دریا مین گھوڑا ڈالدیا غور عاد سے مقابلہ ہوا اُسنے ارہ مارا نقابدار نے خالی دیکر ہو یا تھ تلوار کا مارا غور عاد کے دو ٹکڑے ہوے پھر بادشاہ کو بھی چہرنگ ہوائی کیا کشتیان سب غرق دریاے فنا ہو گئین نقابدار ادہر سے پھر کر لشکر نوشیروان پر گرا عمرو بھی فوج لیکر قلعے کا دروازہ کھولکر نکلا تلوار چلنے لگی نوشیروان نے شکست پائی فوج بھاگی تین کوس تک برابر تعاقب کنان نقابدار تلوارین مارتا گیا سب کو بھگا دیا اور سرداران نامی کو قتل کیا عمرو نے پڑاؤ لشکر نوشیروان کا لوٹ لیا اور نقابدار کو دعائین دیتا ہوا تحسین و آفرین کرتا ہوا قلعے مین داخل ہوا اور نقابدار نارنجی پوش مع اپنے سرداران جرار کے صحرا کی طرف روانہ ہوا انکو تو یون نہین چھوڑ رہے

دوسرے داستان عجائب و غرائب و کیفیت امیر باتو قیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے بیان کئے جاتے ہین

کیفیت نمایان طلسم پیرادان و مشاہدہ کنندگان عجائب و غرائب پرستان قلم سحر رقم سے اس داستان شعبدہ ساز کو یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز امیر باتوقیر نے خواب مین دیکھا کہ ملکہ مہرنگار مضطر و بیقرار دریاے خون مین ڈوبتی ہے اور کہتی ہے کہ اے حمزہ جلد میرا ہاتھ پکڑو مجکو بحر فنا سے نکالو امیر باتوقیر نے چاہا کہ بڑھکر ہاتھ ملکہ مہرنگار کا پکڑلین کنارے دریاے خون کے امیر پہونچے تھے کہ آنکھ کھل گئی امیر باتوقیر چیخین ارکر رونے لگے آسمان پری گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور پوچھا اے حمزہ خیر تو ہے کیا ہوا کیا تم بدخواب ہوکر ڈر گئے امیر باتوقیر نے جو کچھ خواب پریشان دیکھا تھا آسمان پری سے بیان کیا آسمان پری نے کہا اے امیر نہ گھبراؤ انشاءاللہ بہتر ہوگا ملکہ مہرنگار اچھی طرح سے ہے کیونکہ تعبیر خواب برعکس ہوتی ہے اب مین تمکو کل پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی خاطر جمع رکھو غرضکہ جب صبح ہوئی ملکہ آسمان پری نے چار دیوون کو بلایا اور تخت پر امیر کشور گیر کو بٹھایا اور حکم دیا کہ امیر کو بعیش و آرام بحفاظت تمام پردۂ دنیا پہونچا آؤ امیر بہت خوش ہوے اور ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان سے رخصت ہوے دیو چاہتے ہین کہ تخت ہاتھون پر اٹھائین یکایک سامنے سے سلطان ارزق پری روتی پیٹتی آئی اور ملکہ آسمان پری سے کہا کہ آپ کے والد نامدار شہپال بن شاہرخ نے قلعۂ زرین حصار مین قضا کی آسمان پری یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی منھ اپنا پیٹنے لگی اور سر کے بال نوچنے لگی اور اسقدر روئی کہ غش کر گئی امیر نے گلاب و کیوڑہ وغیرہ چھڑکا دامن کی ہوا دی جب آسمان پری کو ہوش آیا امیر سے کہا اے حمزہ اتنا احسان تمھارا اور ہوگا کہ تم چالیس روز اور تامل کرو کہ مین اپنے باپ کی صف ماتم اور فاتحہ خوانی وغیرہ سے فرصت کرلون تو آپکو پردۂ دنیا پر پہونچا دون امیر کو ٹھہرنا مناسب ہوا مجبور و ناچار ہوکر منظور کیا آسمان پری نے ارزق پری کو سات کنجیان دیکر کہا کہ تم امیر کے پاس رہو دل بہلایا کرو جب امیر بہت گھبرائین تو یہ کنجیان کوٹھریون کی لو اور اسکی امیر کو سیر کرانا مگر چھ کوٹھریون کی سیر کرانا ساتوین کوٹھری مین امیر کو نہ لیجانا آسمان پری یہ کہکر قلعۂ زرین حصار کی طرف روانہ ہوئی اور اپنے باپ کی لاش پر آئی اور صف ماتم بچھائی فاتحہ خوانی وغیرہ مین مصروف ہوئی وہان امیر اور ارزق پری گلستان ارم مین رہنے لگے بعد دس روز کے امیر کا بہت جی گھبرایا ارزق پری نے ایک کوٹھری کھولی امیر اس کوٹھری مین گئے دیکھا اسمین ایک سیب رکھا ہے امیر نے اُسے اُٹھا کر سونگھا فوراً بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو ایک باغ نو آراستہ نہایت شاداب و شگفتہ دیکھا اور اسمین ایک بارہ دری نظر پڑی خرامان اُس بارہ دری کے اندر پہونچے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہروش حور لقا مسند جواہر نگار پر جلوہ گر ہے امیر دیکھتے ہی اسکی شکل و

شمائل پر عاشق ہوئی اُسنے بصد لطف وکرم بُلاکر پہلو مین بٹھایا محبتانہ باتین کین بعد اُسکے امیر نے اُسکے ساتھ عقد کیا
چار برس کے عرصہ مین دو لڑکے اُس سے پیدا ہوے ایک روز اُس نازنین نے ایک سیب تر و تازہ امیر کو دیا امیر نے
جو سونگھا فوراً بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ جو کھُلی دیکھا ارزق پری کے پاس بیٹھا ہون امیر نے کہا کہ ای
ارزق پری تونے مجکو وہان سے کیون بلایا وہان میرے دو بیٹے اور ایک زوجہ ہی ارزق پری نے کہا ای حمزہ کچھ
آپ کو خبر ہی ایک گھڑی بھر کے عرصہ مین بی بی بچے ہو گئے امیر نے کہا مین برس وہان عیش وعشرت مین رہا ارزق پری
نے کہا کہ گھڑی بھر بھی نہ گذری ہوگی جو آپ سیر کر کے پھر آئے غرضکہ ارزق پری نے دوسری کوٹھری کھولی اسمین جو امیر
گئے وہان ایک شیر سے سامنا ہوا اس شیر کو امیر نے مارا تیسری کوٹھری مین ایک بادشاہ سے مقابلہ ہوا امیر نے اسکو بھی
قتل کیا چوتھی کوٹھری مین جو امیر گئے وہان ایک دیو کو مارا پانچوین کوٹھری مین خرس کو قتل کیا اور چھٹی کوٹھری مین
دنیا کی سیر کی ساتوین کوٹھری ارزق پری نہ کھولتی تھی زبردستی امیر نے ارزق پری سے کنجی چھینکر کوٹھری کھولی اسمین
جاکر دیکھا تو دیوار نائیس اور نجم پری اور دردانہ پری اور حمرانہ پری یہ اُلٹے لٹکے ہوے ہین وہ زندانخانہ سلیمانی تھا امیر
نے اُسی وقت سب کو رہا کیا بعد اُسکے دیکھا کہ ایک بچہ گھوڑے کا سہ حیثتی بچھیڑا سامنے امیر کے آیا امیر نے پوچھا ای ار نائیس
یہ بچھیڑا گھوڑے کا کہان سے آیا اور کون ہی ار نائیس نے کہا یہ فرزند میرا ہی جب مین نجم پری سے جفت ہوا تھا نجم پری
گھوڑی کی شکل بنی ہوئی تھی مین گھوڑا بنکر اُسپر جا پڑا اور نجم پری سے جفت ہوا یہ جب قید ہوئی تھی تب حاملہ تھی یہ گھوڑا پیدا ہوا امیر
نے اسکو اپنا بیٹا کیا اور سب کو چھڑا کر باہر لائے یہ دیکھ کر ارزق پری آسمان پری کے پاس خبر دینے کو چلی یہان امیر باتوقیر
مسہری پر ملکہ آسمان پری کی دونون پریون سے ہمبستر ہوے شربت وصل سے دونوں کو سیراب کیا دونون صدفون نے دو گوہر
نایاب پاے یعنے وہ دونون پریان حاملہ ہوئین ایک کے بطن سے قمرزاد اور ایک کے بطن سے گوہرزاد پیدا ہوتا ہی اسمین ایک
طرفدار شاہزادۂ بدیع الزمان کا اور ایک طرفدار قاسم عالیشان کا ہوجاتا ہی غرضکہ بعد وصال پریزادیان ان پریونکو اپنے
اپنے شہر کی طرف رخصت کر کے روانہ کیا اور آپ تخت پر بیٹھکر ہمراہ ار نائیس اور نجم پری اور اشقر دیوزاد اور خواجہ
آشوب وخواجہ بہلول پردۂ دنیا کی طرف چلے اُدھر سلطان ارزق پری گھبرائی ہوئی ملکہ آسمان پری کے
پاس گئی اور ساری کیفیت بیان کی کہ امیر نے سب کوٹھریون کی سیر کر کے زندانخانہ سلیمانی سے سب کو چھڑایا یہ
سُنتے ہی آسمان پری پریشان ہوئی اور غضبناک ہوکر صف ماتم اپنے باپ کی چھوڑکر اُٹھی اور بہ تعجیل تمام وہان آئی جہان
امیر باتوقیر کو چھوڑ گئی تھی دیکھا وہان سناٹا پڑا ہی کوئی نہین معلوم ہوا کہ امیر سب کو ساتھ لیکر پردۂ دنیا پر گئے اُسی وقت گھبراکر
عبدالرحمٰن جنی کے پاس آئی پوچھا کہ جلد بتائیے یہ آدم زاد کہان ہی عبدالرحمٰن جنی نے کہا کہ امیر باتوقیر مع ار نائیس
وغیرہ کوہِ طور پر پہونچے ہین ملکہ آسمان پری یہ سُنکر اُسی وقت مع عبدالرحمٰن جنی و چند دیونکے بصد غیظ وغضب کوہ طور
کی جانب روانہ ہوئی یہان کا حال سُنیے کہ امیر باتوقیر نے مع خواجہ آشوب وغیرہ کے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا پاکر دامن کوہ
مین آرام کیا سوتے ہی غافل ہو گئے یہان اُسی غفلت مین آسمان پری مع عبدالرحمٰن جنی کے کوہِ طور پہ پہونچی دیکھا
دیوار نائیس اور نجم پری ایک مقام پر سو رہے ہین آسمان پری نے تلوار کھینچکر ایک ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا
مارا کہ دونون کا سر کٹ کے الگ جا پڑا لاشے تڑپنے لگے عبدالرحمٰن جنی نے جو یہ دیکھا کہا ای آسمان پری تونے
غضب کیا اب بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلی جا ٹھہرنا مناسب نہین ہی اگر حمزہ دیکھ لیگا تو اُسی وقت قتل کریگا یہ
سنتے ہی آسمان پری مع عبدالرحمٰن جنی وغیرہ کے وہانسے روانہ ہوئی ادھر اشقر دیوزاد جو پھرتا چلتا آیا اپنے مان باپ کو
دیکھا کہ لاشین جدا خون مین غلطان پڑی ہین سر جدا مثل حباب دریاے خون پر رواں ہین اپنے تئین گرا دیا اور خون

آنکھ کھل گئی اشقر دیوزاد کو بحال دیکھا ایکایک امیر باتوقیر سے بیدار ہوئے سوتے سے
مین لوٹ کر رونے لگا جان کھونے لگا ایکایک امیر باتوقیر بیدار ہوئے سوتے سے آنکھ کھل گئی اشقر دیوزاد کو بحال
خراب مضطر و بیتاب زار زار روتے پیٹتے دیکھا اور ارناطیس و نجم پری کو کشتہ پایا امیر نے فرمایا کہ یہ کام سوائے آسمان پری
کے کسی کا نہین ہی افسوس صد ہزار افسوس اب مین کیونکر پردہ دنیا پر جاؤنگا اشقر نے کہا آپ پریشان نہون مین
آپکو پردہ دنیا پر لیجاؤنگا امیر باتوقیر بصد رنج و الم اُن دونون کو دفن کرکے روانہ ہوئے اشقر نے کہا ای امیر اب میری
پشت پر سوار ہو لیجیے امیر نے کہا ابھی تو مجھے ہی سواری نہ دے سکیگا اشقر نے کہا ای امیر مین بچہ دیو ہون آپ کو اپنی
پشت پر سوار کرکے ضرور پردہ دنیا پر لیجاؤنگا امیر نے فرمایا خیر ابھی تو تو میرے ساتھ چل مین پیدل چلتا ہون آگے بڑھکر
دیکھا جائیگا المختصر امیر باتوقیر اشقر دیوزاد وغیرہ کو ہمراہ لیکر چلے جاتے تھے تھوڑی دور پر حضرت خضر سے ملاقات ہوئی
امیر نے سلام کیا حضرت خضرؑ نے فرمایا ای امیر یہان جناب والدہ ماجدہ مکرمہ معظمہ یعنی بی بی آصفائے باصفا تشریف رکھتی
ہین انکی بھی زیارت کرلو امیر اُسی وقت ہمراہ رکاب سعادت انتساب حضرت خضر بیابان نورمین آئے اور ایک
بی بی بلقیس عظمت سلیمان شوکت کو مسجد مین دیکھا کہ عبادت پروردگار مین برجوع قلب مشغول ہین حضرت خضرؑ نے کہا
ای امیر آور وہ خداشناس گردون اساس یہی بی بی ہین یہ سنکے اُن معظمہ عالیہ نے سر اپنا بلند کیا امیر نے مجرا کیا اور
با دب بیٹھے اُن معظمہ عالی مقام نے ایک کمند عنایت کی اور فرمایا کہ یہ حمزہ کو دے دینا اور اشقر دیوزاد کے تمام
جسم پر ہاتھ پھیر دیا کہ سب پر و بال لائق پرواز کرنے کے ہوگئے اور اُسکے نعل استوار کردئے امیر نے کہا یہ کیلین
اُکھڑ جائینگی اور نعل گرجائینگے اُن بی بی معظمہ نے فرمایا جسدن یہ نعل اسکے پاؤن سے جدا ہوجائینگے اُس دن اشقر کی
قضا بھی آئیگی اُدھر ملکہ آسمان پری نے بعد کئی دن کے عبدالرحمن جنی سے پوچھا کہ اب امیر باتوقیر کہان ہین عبدالرحمن
نے کہا ای آسمان پری امیر کشور گیر اب بی بی آصفائے باصفا کی خدمت مین مشرف بزیارت ہین اور کل پردہ
دنیا پر پہونچ جائینگے آسمان پری یہ سنتے ہی اُسی وقت تخت پر مع قریشیہ سلطان بیٹھکر روانہ ہوئی جب ملکہ آسمان پری
بیابان نور مین بخدمت فیضدرجت معظمہ و مکرمہ بی بی آصفائے باصفا حاضر ہوئی جھکے سلام کیا قریشیہ سلطان نے بھی
آداب بجالائی آسمان پری نے اُن معظمہ سے عرض کیا کہ حضور میرے وارث امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ابھی
پردہ دنیا پر نہ پہونچائیے اُن معظمہ نے فرمایا کہ تو نے امیر کو بہت پریشان کر رکھا ہی نہایت اب مضطرب ہین بس اب تو امیر
کو پردہ دنیا پر جانے دے کہ امیر کے وہان نہ ہونے سے بہت کام راہ خدا کے بند ہین اور دروازے دین خداپرستی کے
مسدود ہین یہ سنکر آسمان پری نے جھنجھلا کر کہا اگر میرے حکم مین خلل آئیگا تو آپ کو مین اپنی عملداری سے اُٹھا دونگی
یہ سنتے ہی وہ کنیز خاص رب العالمین مخدومۂ کونین بلند مرتبت عالی منزلت والدۂ ماجدہ جناب خضرؑ بی بی آصفا
کو غصہ آگیا اور زبان معجز بیان سے بصد غیظ و غضب فرمایا ای آسمان پری ابھی تو جلکر خاک ہوجائیگی ایکایک سب نے
دیکھا کہ خودبخود آسمان پری کے لباس مین آگ مشتعل ہوئی اور شعلے اُٹھنے لگے آسمان پری جلنے لگی قریشیہ سلطان
نے جو مان کو آتش قہر سے جلتے دیکھا سر پیٹ کر رونے لگی اور امیر باتوقیر سے لپٹ کر کہا ای بابا جان برائے خدا
میری مان کو جلد بچائیے امیر نے کہا مین نہین جانتا تو خود اُن بی بی کے قدمون پر گرلو آخر بی بی قریشیہ سلطان
اُسی وقت اُن معظمہ کے قدمون پر گری اور منت کی کہ برائے خدا اب رحم کیجیے میری مان کی خطا کو بخشدیجیے
میرا سوائے انکے کوئی نہین ہی ای ناظرین والاتمکین خداشناسون اور رحم دلون کا کیا مذکور دم بھر مین
قہر غضب الٰہی کا سامنا چشم زدن مین رحمت کی نظر قریشیہ سلطان نے جو ایسی الحاح و زاری اور منت و
عاجزی کی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا ان بی بی معظمہ کو رحم آگیا خاک سجادۂ عبادت پروردگار کی اُٹھا کر

ملکہ آسمان پری پر ڈال دی بحکم خدا آسمان پری جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی آسمان پری قدموں پر امیر کے گر پڑی
اور عرض کیا عفو کیجیے مجھ سے بڑی خطا ہوئی اور یہ کہکر رخصت ہو کے اپنے ملک کی طرف ... روانہ ہوئی بادشاہ امیر با توفیق
کو بی بی آصفا نے دریائے آتش کے پار بہ اعجاز تمام بحکم رب انام اُتار دیا حمزہ صاحبقران خواجہ آشوب
اور خواجہ بہلول کو لیے ہوئے ایک صحرا مین آئے دیکھا کہ دو بادشاہ لشکر گران لیے ہوئے آتے ہین اسمین ایک کا نام
ہومائن گاؤسر اور دوسرے نام مہویل گاؤسر تھا امیر کو جو اُن بادشاہون نے دیکھا جھککر سلام کیا اور بڑے اعزاز و
اکرام سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ ای حمزہ صاحبقران امیدوار ہون کہ ملکہ مہران بانو کو اپنی خدمت مین قبول کیجیے
وہ میری بیٹی ہی اگر آپ اُس سے عقد کیجیے تو مین آپ کو پردۂ دنیا پر پہونچا دون امیر نے انکار کیا بادشاہ نے کہا کہ پردۂ
دنیا پر آپ کا جانا نہ ہوگا خواجہ آشوب نے امیر کو سمجھایا کہ آپ کا عقد کرنا بہتر ہوگا امیر مجبوری راضی ہوے بادشاہ نے
اقرار کیا کہ ہم آپ کو پردۂ دنیا پر پہونچا دینگے الغرض دولھا دُلھن کو عروسانہ جوڑا پہنا کر سامان شادی کا مہیا کیا
امیر کا عقد مہران بانو کے ساتھ ہوا جب شب ہوئی تخلیہ ہو گیا امیر مہران بانو کے چھپر کھٹ پر آئے امیر نے دُلھن کا
گھونگھٹ جو اُٹھایا دیکھا گائے کا چہرہ ہی امیر کے دل نے احتراز کیا وہ عروس بشکل گاؤ امیر کے ہاتھ چاٹنے لگی
امیر نے ایک گھونسا اُس گائے کے منھ پر مارا دو دانت اُسکے ٹوٹ کر گر پڑے امیر اسکی طرف سے پیٹھ کر کے سو رہے
صبح کو اُس عروس نے اپنے باپ کو وہ دونون دانت شکستہ دکھائے اور کہا کہ آدم زاد نے شب کو گھونسا مارا
دانت میرے توڑ ڈالے اُس عروس کے باپ نے خواجہ بہلول سے کہا آپ کے شہر کا یہ کیا دستور ہی کہ دولھا نے
دُلھن کے دانت توڑ کر کھونڈا کر دیا اور منھ بگاڑ دیا خواجہ بہلول نے کہا کہ ہمارے شہر کی ایک یہ بھی رسم ہی
کہ جب دلھن کو بیاہ کر لاتے ہین پہلے دریا کے پار ہو آتے ہین جب دُلھن سے ہمبستری کرتے ہین اسی سبب سے
حمزہ شب کو دلھن کی طرف سے پشت کر کے سو رہے آج انشاء اللہ سب رسومات دنیا ظہور مین آوینگے یہ فقرہ تازہ خواجہ
آشوب نے بنا کر فوراً کشتیان طلب کین اور دلھن کو آراستہ و پیراستہ کر کے ایک کشتی پر بٹھایا اور ایک کشتی پر
آپ سب مع امیر کے سوار ہوے ملاحون سے حکم ہوا کہ کشتیان بہاؤ پر چھوڑ دی گئین جب کشتیان اُسطرف کے کنارے
کے قریب پہونچین امیر نے اُٹھ کر ایک گرز گران سر پر دلھن کے مارا دُلھن تو مر کر غرق دریا سے فنا ہو گئی اور کشتی ٹکڑے
ٹکڑے ہو کر تباہ ہوئی امیر مع خواجہ بہلول وغیرہ جھپٹ کر اُس پار اُتر گئے یہ بھی تمام کنارے کنارے دریا سے
آخر کے چلے آگے بڑھ کر دیکھا ایک صندوق بہا جاتا ہی امیر نے بڑھ کر اُس صندوق کو روک لیا جب اُس صندوق
کو کھولا دیکھا کہ اُسمین نیزہ حضرت نوح کا رکھا ہی امیر نے اُسمین سے نیزہ نکال لیا اور آگے بڑھے تھوڑی دور چلے
تھے کہ سامنے سے ایک قلعہ دکھائی دیا جب برابر اُس قلعے کے پہونچے ایک صدا ایسی آئی کہ باش اے آدم زاد
مین آپہونچا اور ایک فیر توپ کا کیا کہ گولہ سن سے اوپر ہی اوپر نکل گیا امیر با توقیر گرز گران سر ہاتھون مین پکڑ کے
چلے کہ اشقر دیوزاد نے ایک چیخ ماری امیر نے پھر کر اُدھر دیکھا تو نہ اشقر دیوزاد ہی نہ خواجہ آشوب وغیرہ کا
پتہ ہی امیر نے نہایت غصہ کیا اور صدمہ عظیم ہوا گرز سنبھالے ہوئے غیظ و غضب مین قلعے پر آ پہونچے اور دیکھا تک پھر
قلعے کے ایک گرز مارا دروازہ قلعے کا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا امیر با توقیر قلعے کے اندر داخل ہوئے دیکھا قلعہ تو سب آراستہ
و پیراستہ ہی مگر سنسان پڑا ہی کوئی آدمی نہ جن نہ دیو نہ پری نظر آتا ہی چہار طرف بارگاہ و عالیشان بنی اور گلدستے
بیٹھی ہین اور ایک تخت زرنگار مرصع بہ ایوان ہی لیکن تخت کے نیچے سے آواز باتون کی آتی ہی امیر نے بڑھ کر
تخت جو اُٹھایا دیکھا کہ خواجہ آشوب و خواجہ بہلول [illegible] اشقر دیوزاد [illegible]

باتین کرتے ہین امیر با توقیر اُن کو دیکھ کر خوش ہو گئے پوچھا کہ تم لوگ یہان کیونکر آئے اُنھون نے کہا کہ ایک جن ہمین قید
کر کے لایا تھا اور یہان بند کر دیا امیر کشور گیر ان سب کو ہمراہ لیکر قلعے سے باہر آئے اور ایک طرف کو روانہ ہوئے ناظرین
لوالا تمکین پر واضح ہو کہ یہ قلعہ جنون کا تھا اُنھون نے جاکر قطرات دیو سے خبر کی کہ ایک آدم زاد پردہ دنیا پر جاتا ہے تو
ہمارے روکنے سے کسی طرح نہین رکتا ہے قطرات دیو یہ خبر سنتے ہی ہزار من کی دار لیکر امیر کے مقابلہ کو روانہ ہوا امیر
غوری و دربستہ تھے کہ آواز نعرہ کی کہ نام دیو قطرات باش او آدم زاد مین آ پہونچا اور یہ کہتے ہی وہ دیو برابر امیر
کے آیا اور دار تمساد کا وار کیا امیر کشور گیر نے خالی دیکر تیغہ عقرب سلیمانی دوال کمر پر دیو قطرات کے مارا اور نعرہ اللہ اکبر
کیا وہ دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا خاک سے صدائے الامان پیدا ہوئی امیر اُس دیو کو قتل کر کے آگے بڑھے ایک صحرا
پر فضا مین پہونچے دیکھا اُس صحرا مین ایک بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ ہے خواجہ آشوب امیر سے آگے بڑھ گئے اُس
بارہ دری مین دیکھا کہ ایک عورت بہت خوبصورت نازنین مہ جبین حور صورت کھڑی ہے اُس عورت نے اپنا ہم جنس جانکر کہا
کہ کہان جاتے ہو خواجہ آشوب نے کہا کہ دنیا پر اُس عورت نے کہا کہ اگر ایک کام ہمارا کر دو گے تو تمھارا بڑا احسان ہوگا
خدا تمکو اسکی جزائے خیر دیگا خواجہ آشوب نے کہا وہ کیا کام ہے بیان کرو اُس عورت نے کہا اگر کہین تمکو خواجہ عمرو عیار حمزہ
صاحبقران ملجائین تو اُن سے یہ کہدینا کہ زہرہ مصری دیو سمندون ہزار دست کی قید شدید مین ہے اگر ممکن ہو تو آکر
مجکو رہا کر لیجاؤ زہرہ مصری خواجہ آشوب سے یہ کہ رہی تھی کہ سامنے امیر بھی آ گئے زہرہ مصری نے جو امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران کو دیکھا بخوبی پہچانا دوڑ کر اپنے تئین قدمون پر گرا دیا اور رونے لگی امیر نے زہرہ مصری کا پاؤن پر
سے اُٹھایا اور پوچھا ای زہرہ مصری تو یہان کیونکر آئی زہرہ مصری نے عرض کیا ای امیر ملکہ آسمان پری نے
مجکو جلاجل پری سے اُٹھوا منگایا تھا جب مجکو دیکھا کہا تو ہی ملکہ مہرنگار ہے مین نے کہا مین ملکہ مہرنگار کی ایک ادنی
کنیز ہون آسمان پری نے جلاجل پری سے کہا کہ جا اُسکو پہونچا اور ملکہ مہرنگار کو اُٹھا لا جلاجل پری مجکو لیے ادھر
سے آئی سمندون ہزار دست نے پکڑ لیا جلاجل پری کو ٹانگین چیر کر کھا گیا مجکو قید کیا جب سے امندون ہزار دست
کا گہوارہ جھلایا کرتی ہون زہرہ مصری تو امیر سے کھڑی باتین کر رہی تھی اور امندون ہزار دست جھولے
مین پڑا ہوا سو رہا تھا یکایک جھولا جو تھما امندون ہزار دست جاگ اُٹھا آنکھ کھولکر دیکھا کہ یہ عورت آدم زاد سے
باتین کر رہی ہے گہوارے سے امندون نے ہرا پیرا امیر کے ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑ کے کھینچ لون اور کھا جاؤن امیر نے جو
بچہ دیو کو دیکھا ہاتھ اُسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ امندون جھولے سے امیر کے آگے آکر گرا امیر نے ایک طمانچہ مارا اور ٹانگین پکڑ کر
چیر کر پھینک دیا خواجہ آشوب نے مال و اسباب سب وہان کا لے لیا اور ایک صندوقچہ جواہر بے بہا کا تھا اُسکو اُٹھا کر قبضے
مین کیا امیر نے کہا یہ سب مال و اسباب صندوقچہ وغیرہ ہزار دست تمسے چھین لیگا خواجہ آشوب نے کہا دیکھا جائیگا غرضکہ
امیر با توقیر زہرہ مصری کو ہمراہ لیکر چلے تھوڑی دور بڑھے تھے دیکھا کہ ایک آندھی اُٹھی سناٹا ہوا سامنے سے ایک
دیو پیدا ہوا اُسنے نعرہ کیا منم سمندون ہزار دست باش او آدم زاد میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا مین آ پہونچا
جب قریب آیا دیکھا امیر نے کہ اُس دیو کے ہزار ہاتھ ہین اور ہر ہاتھ مین حربہ پیکار لئے ہے برابر امیر کے آکر ہزار
حربے کئے امیر نے سب اُسکے حربے خالی دیکر ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا مارا کہ پانچسو ہاتھ دیو سمندون کے کٹ گئے وہ دیو
سب ہاتھ اپنے اُٹھا کر بھاگا امیر سمجھے کہ یہ دیو بھاگ گیا امیر آگے بڑھے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ دیکھا وہی دیو
پھر سامنے سے آتا ہے اور سب ہاتھ اسکے اسی طرح ہین اور آتے ہی پھر اُسنے ہزار ہاتھ سے حربہ کیا امیر نے پھر خالی دیکر
تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا ایک مرتبہ اُس دیو کے سات سو ہاتھ کٹ گئے سمندون ہاتھ کٹے ہوئے اپنے اُٹھا کر پھر ایکطرف کو بھاگا

امیر با توقیر پھر چل کھڑے ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ سمندون پھر سامنے سے نمودار ہوا اور کہا سب ہاتھ اسکے صحیح و سالم ہین سمندون نے پھر حربہ کیا امیر نے ایکی مرتبہ نوسو ہاتھ سمندون کے کاٹے ادھر سمندون پھر ہاتھ اُٹھا کر ایکبار مت لوراہی ہوا یہان امیر با توقیر نے مضطر و دلگیر ہو کر سر اُٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا اور کہا خداوندا کیا اس تیرے بندۂ عاجز و گنہگار کو پردۂ دنیا پر نہ جانا ملیگا پروردگارا مجھ عاصی کی خطا کو عفو کر اور جلد مدد کر یکایک حضرت خضر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ امیر جناب خضر کے ہمراہ ایک چشمۂ آب پر آئے حضرت خضر نے فرمایا کہ ای امیر اس چشمے سے ایک شیشہ پانی کا بھر لو کہ یہ آب بقا ہی امیر نے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیشہ پانی سے بھر لیا حضرت خضر نے فرمایا ای امیر حکیم بزرجمہر کی آنکھین بختک نابکار نے اندھی کردی ہین تم یہ پانی اُنکی آنکھون مین لگا دینا بحکم خدا فوراً آنکھین روشن ہو جائینگی اور یہ جو سامنے درخت ہی اسکے پتون کا نام برگ حیات ہی یہ بھی لے لو جسکے زخم پر یہ پتا لگا دوگے فوراً زخم اچھا ہو جائیگا امیر نے اُس درخت کے پتے توڑ کے قربوس مین رکھ لیے پھر حضرت خضر نے فرمایا کہ یہ جو پہاڑ ہی اسکو گرز مار کے اس چشمے مین گرا دو کہ اسی کی تاثیر سے سمندون کے ہاتھ جڑ جاتے ہین امیر نے اُس پہاڑ پر گرز گران مارا وہ پہاڑ شق ہو کے اُس چشمے مین گرا حضرت خضر غائب ہو گئے امیر نے پھر کر جو دیکھا سمندون ہزار دست للکارتا چلا آتا ہی برابر امیر کے آکر ہزار حربے سمندون نے کئے امیر نے پھر خالی دے کر تیغۂ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا پھر نوسو ہاتھ اسکے کٹے سمندون وہ سب اُٹھا کر بھاگا اور چشمۂ حیات پر گیا دیکھا چشمۂ حیات بند ہی دل مین اپنے سمندون نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ حضرت خضر نے سب بتا دیا یہ کہکر ایک ٹکر پہاڑ پر ماری اور تڑپ تڑپ کر گرا مرکر جہنم واصل ہوا امیر با توقیر آگے کو روانہ ہوے اور خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول کو بھی بھنگی مین ڈال لیا

دو کلمے داستان شعبدہ نشان پرا شندہ ریش کا قران عیار نامدار امیر حمزہ صاحبقران یعنی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے بیان کئے جاتے ہین

ساقیا بند کر دے میخانہ
پینے والون کو جب نہین لذت
دخت رز کا ہی کون حسن پرست
جب یہ مضمون لاؤبالی ہی
مختصر یہ خیال رہتا ہی
توسن خامہ روک لیتے ہین

اب ہی بیکار دور پیمانہ
لالہ گون کی یہ قدردانی ہی
سب ہین گاڑھی شراب کے الست
جب مضامین کو نئی نظر آیا
طبع کو گو ملال رہتا ہی
ہمنشین بھی اسی سے پسند کیا

مجکو ہی کیا شراب کی حاجت
بادۂ ارغوان بھی پانی ہی
منہدم قصر طبع عالی ہی +
روک کر دل کو اپنے تڑپایا
نہین طول اک ذرا بھی دیتے ہین
بلبل دل قفس مین بند کیا

عیار بازان دنیاے ناپائدار و شعبدہ سازان زمانہ بدکردار عجائبات کرشمے و نیرنگی ہای فلک ناہنجار کے ناظرین والا تمکین کو صفحۂ قرطاس پر قلم تصویر رقم سے کھینچ کر یون دکھاتے ہین ؎ بیت بگوشنودی منزل راستان ۞ کہ باز آمدم بر سر داستان + جب پہلوان عادی نے دیکھا کہ آزوقہ بالکل ہو گیا اب پھر نوبت فاقہ کشی کی بہم پہونچا چاہتی ہی خواجہ عمرو سے کہا کہ ہمارے کھانے پینے کا بندوبست کرو عمرو نے سوچکر رات کو پتلے کاغذ کے بشکل دیو بہت بنائے اور پہلوان عادی کو بھی دیو کی صورت بنایا اور اُن پتلو نکے پہیے لگا دئے اور آپ امیر کشور گیر کی صورت بنا اور ان سب کو ہمراہ لیکر لشکر نوشیروان کی طرف چلا برابر لشکر نوشیروان کے پہونچکر نعرہ کیا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان اور تلوار میان سے کھینچی آگے آگے آپ اور پیچھے پیچھے وہ سب نقلی دیو یہ سامان دیکھکر تمام لشکر نوشیروان بھاگا ایک تلاطم عظیم لشکر مین پڑ گیا اور شور و غل برپا ہوا بھاگو اب قیامت

فوج دیوان کی لیکر آ گئے آن واحد میں تمام لشکر کا خالی ہو گیا عمرو نے سب و اسباب لوٹ لیا اور پہلوان عادی کو
خوب کھانے کھلوائے پھر عمرو مع سرداران و ملکہ مہر نگار کے قلعہ گنج مغرب کی راہ لی صابر نمد پوش اور کرگردن
ساسانی نے آ کر نوشیروان سے کہا حضور امیر نہیں آئے ہیں فقط یہ عمرو کی عیاری تھی کہ پہلوان عادی کو دیو بنایا تھا
اور کاغذ کے پتلے بشکل دیو پہنے لگا کر تیار کیے تھے اور آپ امیر کی صورت بنکر لشکر پر آ پڑا تھا تمام مال و اسباب لشکر
کا عمرو لوٹ لے گیا اور گنج مغرب کے قلعے میں چلا گیا نوشیروان یہ سنتے ہی دس لاکھ فوج لیکر تعاقب میں عمرو کے چلا یہاں
عمرو کا حال سنیے کہ عمرو برابر چلا جاتا تھا کہ راہ میں ایک چشمۂ آب ملا پانی اسکا پیتے ہی سب بیہوش ہو گئے عمرو
وہاں متحیر و متفکر کھڑا تھا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا لشکر نوشیروان آ پہونچا اور قریب پہونچکر ہرمز کا نعرہ ہوا عمرو نے
تیغ میان سے لیا لڑائی ہونے لگی جب تمام فوج چار طرف سے عمرو پر آ پڑی اور عمرو نے دیکھا کہ ملکہ مہر نگار کے محافے کے قریب
لوگ آ گئے عمرو نے بلبلا کر دعا کی یکایک صحرا سے گرد اڑی دیکھا نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار جرار کے
پیدا ہوا اور وہیں سے تلواریں میان سے سب نے نکالیں اور نعرہ کر کے لشکر نوشیروان پر سب کے سب آ پڑے تلوار
چلنے لگی بڑی جنگ و جدل ہوئی بہت سے سرداران نامی کو قتل کیا لشکر نوشیروان پسپا ہوا شکست کھا کر بھاگا
نقابدار نے دو کوس تعاقب کر کے لشکر نوشیروان کو بھگا دیا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے کہا ای خواجہ آپ
قلعے میں جاؤ اور بہ آرام تمام بیٹھو اور آپ صحرا کی طرف مع چالیس ہزار سوار کے روانہ ہوا عمرو نے قلعے کا بخوبی بندوبست
کر لیا ادھر نوشیروان پھر لشکر کو جمع کر کے قلعے پر آیا اور قلعے کو گھیر کر پڑاؤ کیا اور عیاروں کو بلا کر کہا کہ تم میں کوئی ایسا ہو
کہ عیاری کر کے ملکہ مہر نگار کو پکڑ لائے صابر نمد پوش اور کرگردن ساسانی اور کتارہ نے کہا کہ ہم ملکہ مہر نگار کو
لاتے ہیں بادشاہ کو سلام کر کے باہر دربار کے آئے اور کتارہ کو عورت حسینہ جمیلہ بنا کر کشتی پر اپنے ساتھ بٹھایا اور قلعے
کی طرف روانہ ہوئے جب برابر قلعے کے پہونچے حسب اتفاق اسی طرف قارن قمر مغربی کا قلعے پر پہرا تھا ان دونوں
عیاروں نے آ کر قارن کو سلام کیا اور کہا کہ ایک عورت حسینہ جمیلہ و شکیلہ ہم ظلمات سے لائے ہیں چاہتے ہیں کہ
بادشاہ کے ہاتھ فروخت کریں قارن نے جو ایک زن نازنین نہایت خوبصورت دیکھی رال ٹپک پڑی اور قلعے میں
اس کو بلا لیا رات کو ان عیاروں نے قارن کو بیہوش کیا اور دو پہر رات گئے کتارہ بشکل عورت محل میں آیا اور ملکہ
مہر نگار کو بیہوش کر کے ایک صندوق میں بند کیا اور تینوں عیار پہلوان حادی کے پہرے سے ملکہ مہر نگار کو لیکے
اور کشتی پر بیٹھ کے روانہ ہوئے یہاں عمرو بستر خواب پر غافل سو رہا تھا کہ خواب میں امیر نے آ کر کہا ای خواجہ تم بہ آرام تمام
فرش عیش پر سوتے ہو اور دو عیار نوشیروان کے ملکہ مہر نگار کو صندوق میں بند کر کے کشتی پر دریا کے راستے سے
لیے جاتے ہیں عمرو گھبرا کر اٹھا محل میں آیا ملکہ مہر نگار کو تلاش کیا کہیں نہ پایا بہ تعجیل تمام دریا کی طرف روانہ ہوا جب صبح
کی روشنی ہوئی دیکھا کہ کشتی سامنے چلی جاتی ہے عمرو جست کر کے دریا میں کود پڑا اور نعرہ کیا باش ادبار میں پہونچا
عیاروں نے جو عمرو کو دریا میں آتے دیکھا صندوق کو دریا میں پھینک دیا اس عرصہ میں عمرو بھی پہونچا جست کر کے کشتی کے اوپر
آیا اور تیغ کھینچ کر مارنے لگا دو عیار کشتی سے کود کر بھاگ گئے صابر نمد پوش کو عمرو نے پکڑ لیا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا
بتا ملکہ مہر نگار کو کیا کیا صابر نمد پوش نے کہا ملکہ مہر نگار صندوق میں بند تھی وہ صندوق دریا میں ڈال دیا عمرو نے
صابر نمد پوش کو تو چھوڑ دیا اور تلاش میں ملکہ مہر نگار کی چلا ادھر ملکہ مہر نگار کا صندوق دریا میں بہتا ہوا چلا جاتا تھا
بہرام ماہی فروش شکار مچھلیوں کا دریا میں کھیل رہا تھا اس نے جو دیکھا ایک صندوق بہتا ہوا آتا ہے دوڑ کے
اس صندوق کو پکڑ لیا سمجھا کہ تقدیر نے یاوری کی زر و جواہر اس میں بھرا ہوگا اور ایک مقام پر لا بموت زنگی اور خونخوار زنگی

دونون بھائیون مین جنگ ہو رہی تھی انھون نے دیکھا کہ بہرام صندوق لئے جاتا ہی چپ ہو رہے یہان بہرام نے جو صندوق گھر مین لاکر کھولا دیکھا زر و جواہر تو نہین ہی مگر ایک گوہر شاہوار یا لعل بے بہا خجلت دہ حسینان ملک عدن نازنین و مہ جبین خوش جمال حور مثال اُس مین سو رہی ہی بہرام دیکھکر بہت متحیر ہوا جمال بیمثال کا مشاہدہ بڑی دیر تک کیا پھر ملکہ مہر نگار کو ہوش مین لایا اور پوچھا اے حسینہ و جمیلہ تو کون ہی اپنے نام و نشان سے آگاہ کر ملکہ مہر نگار نے کہا دختر نوشیروان عادل زمان ہون نام میرا ملکہ مہر نگار ہی بہرام نے کہا تو میری بیٹی ہی میرے گھر مین رہ بہرام نے خوشی خوشی عیش و عشرت کا سامان مہیا کر دیا اور بڑی عیش و راحت سے ملکہ مہر نگار کو رکھا بی بی نے بہرام کی لاہوت زنگی اور خونخوار زنگی کو خبر دی کہ دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار میرے گھر مین ہی بہرام نے لاکر رکھا ہی یہ دونون مشتاق جمال حور مثال ملکہ مہر نگار ہوکر گھر مین بہرام کے آئے ملکہ مہر نگار کو دیکھتے ہی دونون شیفتہ و فریفتہ ہو گئے چھوٹے نے بڑے بھائی سے کہا تو اپنی بہو سمجھنا اور بڑے نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ تو اسکو اپنی مان تصور کرنا الغرض اسی بات پر دونون مین تکرار ہوئی دونون نے تلوارین کھینچین لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی بڑے نے چھوٹے کو قتل کیا اور ملکہ مہر نگار کو ساتھ لیکر اپنے قلعے مین آیا اور ارادہ عقد کا کیا ملکہ مہر نگار نے کہا کہ چالیس روز تو میرے بھائی کا انتظار کر پھر مین عقد تجھسے کرونگی اسقدر تجکو جلدی کیون ہی اب تو مین تیرے قبضہ مین ہون اُسنے کہا مین ہرگز نہ مانونگا اور دو روز بھی انتظار نہ کرونگا کل مین تجھ سے ضرور نکاح کرونگا یہ کہکر اپنے قلعے مین آیا اور راگ رنگ پہننے کا سامان کیا اسطرف عمرو کشتی بیٹھے ہوئے ملکہ مہر نگار کو تلاش کرتے دریا مین چلے آتے تھے ایک مقام پر دیکھا کہ کنارے دریا کے ایک شخص بیٹھا ہوا زار زار رو رہا ہی عمرو نے پوچھا ای بھائی تو کون ہی اور کیون روتا ہی کیا تجھپر مصیبت پڑی ہی یہ سُنکے اسنے کہا کہ ای شخص تجکو اپنا ہمدرد جانکر بیان کرتا ہون شاید کہ تو ہمدردی کرے سُن نام تو میرا بہرام ہی اور مین ماہی فروش ہون اس دریا پر مین ایک روز شکار کھیل رہا تھا کہ ایک صندوق دریا مین بہا جاتا تھا مین نے اُسکو نکالا اسے کھولکر جو دیکھا اُسمین ایک نازنین حسینہ و جمیلہ کہ نام اسکا ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ہی بیہوش پڑی تھی مین نے اسکو ہوشیار کیا اور اسکو اپنی بیٹی بناکر رکھا ناگاہ لاہوت زنگی اور خونخوار زنگی کو خبر ہوئی وہ مشتاق جمال بیمثال ہوکر آئے اور دونون اسپر عاشق ہوئے پھر وہ دونون ملکہ مہر نگار کے لیے آپس مین لڑے ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو مار ڈالا اور مجھ سے چھینکر ملکہ کو اپنے قلعے مین لے گیا ہی نہین معلوم کہ اب اس نازنین ملکہ مہر نگار پر کیا گذری مین اُس دختر کی محبت مین دیوانہ ہوکر نکل آیا ہون اور روتا پیٹتا ہون عمرو نے کہا ای بھائی تو رو نہین کیون گھبراتا ہی خدا کو یاد کر اور وہ قلعہ مجکو بتا دے بہرام یہ سُنکر عمرو کو اپنے ساتھ لئے ہوئے اُس قلعہ کے برابر آیا اور کہا کہ جس قلعے مین ملکہ ہی وہ قلعہ یہی ہی خواجہ عمرو بسم اللہ کہکر قلعے مین داخل ہوئے دن بھر ادھر اُدھر بازار و گلی کی سیر کی جب رات ہوئی مہری کی شکل بنکر محل مین ملکہ مہر نگار کے آئے اور ایک کشتی پھولون کی مہکتی ہوئی ہاتھ مین تھی جب پہرے پر رو کا کہاری نے کہا کہ یہ پھولون کا گہنا ملکہ کے واسطے لاہوت زنگی نے بھیجا ہی آج ملکہ کے ساتھ لاہوت زنگی کا عقد ہوگا مختصر اس کہاری کو ساتھ لئے ہوئے ملکہ مہر نگار کے سامنے آئی کہاری نے وہ کشتی پھولون کے گہنے کی آگے ملکہ مہر نگار کے رکھدی اور عرض کیا ای بی بی صدقے جاؤن واری جاؤن آپ کے عاشق و شیفتہ نے یہ سامان آرایش عقد بھیجا ہی اور کہا ہی کہ آپ اپنے تئین جلدی سے آراستہ و پیراستہ کیجیے مین عقد کرنے کو آتا ہون آج ضرور شب کو وصال ہی ملکہ مہر نگار نے چین بجبین ہوکر کہا کیا کچھ موئے زنگی کی شامت آئی ہی معلوم ہوا موت اسکے سر پر رقص کرتی ہی کہ مرنے جو گا سب سرخروئی بھول جاے کے عقد کی خوشی مین خون مین لال ہو ایک دفعہ کہدیا کہ چالیس روز انتظار کر میرے بھائی کا پھر دیکھا جائیگا شاید کہ پروردگار عالم عمرو کو یہان پہونچاے جان آئی برہ

سامنے سے اٹھا لیجا لکہ دینا کہ خبردار بارادۂ عقد یہان
میری نہ بچ جانے یہ کہکر کشتی پر ایک ٹھوکر ماری کہا جا کشتی میرے سامنے سے اٹھا لیجا لکہ دینا کہ خبردار بارادۂ عقد یہان
آنے کا سامان نہ کرنا نہین تو پچھتائیگا اور آئیگا تو منہ کی کھائیگا اُس کہاری نے کہا بی بی قربان جاؤن بلا لون غصہ
کرو خفا نہ ہو گلاب سا منہ سرخ ہو گیا الہو چاندی سے رُخ پر عرق آگیا اوئی بی بی مین تو آپ کے غصہ سے ڈر گئی معاف کیجیے مین
اب پھر کے بھی نہ جاؤنگی کشتی تو کسی کونے مین پٹک دونگی وہ آپ ہی میرا راستہ دیکھ کر مو املنگ پر مر رہیگا کیونکہ مین اُس سے
کہہ آئی تھی کہ جب مین وہان سے جواب لیکر آؤنگی تو تم عقد کرنیکو چلنا وہ سیاہ رو آپ ہی مانجھے کا جوڑا پہن کر زرد رو تو
ہو اب چاہتا ہے کہ سُرخرو ہون آپ فرماتی ہین کہ یہان اگر لہو مین لال ہوگا سچ تو ہے مین وہ بات کیون کرون جو خون
خرابہ ہو ملکہ مہر نگار ہر چند صدمہ و آلام مین تھی مگر کہاری کی یہ باتین سُنکر ہنسنے لگی کہا بوا اٹھ جا تو مردار بڑی طرار و فرار ہے
تیری باتون سے دل بہل گیا ہمین نہایت حیران و پریشان تھی اور گھبرا رہی تھی کچھ ادھر اُدھر کی باتین کر کہ دل
بہلے اُس کہاری نے کہا ای بی بی اگر فرماؤ تو کچھ گاؤن تمہارا دل بہلاؤن ملکہ نے کہا کہ تجھکو گانا آتا ہے اُس کہاری نے
کہا کہ حضور سُنین تو معلوم ہو ملکہ نے کہا اچھا بوا کچھ گا کے بلا سے تھوڑی دیر دل ہی بہلیگا یہ سُنکر وہ کہاری گانے لگی ایسے
اشعار غزل کے درد آمیز بھیرون کی دھن مین گانے کہ آخر کار ملکہ مہر نگار یاد امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان مین
رونے لگی اور ابر باران کی آنکھون سے آنسو برسنے لگے بیخود ہو گئی اُس کہاری نے گانا موقوف کیا اور کہا بیان شراب
کی رکھی تھین جلدی سے وہ اُٹھا لائی اور اُس مین بیہوشی ملا کر سب کو ایک ایک جام شراب کا پلایا وہ سب کے سب شراب
پیتے ہی بیہوش ہو گئین ملکہ مہر نگار بھی بیہوش ہو گئی عمرو نے پشتارہ ملکہ مہر نگار کا باندھا اور لیکر چلا نکلتے ہی
محل سے بتعجیل تمام قلعے کے باہر آیا اور جلدی سے کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوا یہان خبردارون نے لاہوت زنگی کو خبر دی
کہ کوئی عیار ملکہ مہر نگار کو پشتارہ باندھ کر لئے جاتا ہے لاہوت زنگی یہ سُنتے ہی اُسی وقت سات سو زنگی اپنے ہمراہ لیکر
کشتیون پر سوار ہو کے دوڑا عمرو کی کشتی کو گھیر لیا خواجہ عمرو نے دیکھتے ہی تیغچہ کھینچا تلوار چلنے لگی عمرو تو تنہا اور پشتارہ ملکہ کا
پاس ہے اُدھر سات سو زنگیان پہلوان ہین مگر عمرو نے اسپر بھی بہت سے زنگی قتل کیے جب عمرو بالکل نرغہ مین زنگیون
کے گھر گئے عرصۂ حیات تنگ ہوا ہاتھ اٹھا کر درگاہ قاضی الحاجات دعا کی ای پروردگار عالم تو ہی حامی و مددگار ہے ان
دشمنون کے ہاتھ سے بچا ہنوز ابھی یہ دعا ختم نہین ہوئی تھی کہ ایک جہاز سامنے سے پیدا ہوا اُسپر چار سو حبشی اور ایک شخص
نوجوان سا افسر اُنکا بیٹھا ہوا تھا وہ سب آکر عمرو کے شریک ہوے اور سب زنگیون کو مارا اور کشتیون کو تہ و بالا کیا
جب وہ حبشی اُن زنگیون پر فتحیاب ہوے اُس جوان رعنا نے عمرو سے کہا کہ ملکہ مہر نگار کو بھے دو عمرو نے
کہا واہ جی خوش ایں گل دیگر شگفت اس محنت و مشقت سے تو مین ملکہ مہر نگار کو لایا ہون اب تجھے دے دون
یہ نہ ہوگا ہرگز تجھے ملکہ کو نہ دونگا او ظالم تو کہان سے بغلی گھونسا نکل آیا اُس جوان نے یہ سُن کر عمرو سے کہا اگر
ملکہ مہر نگار کو تم نہین دیتے ہو تو اپنی بہن کی شادی میرے ساتھ کر دو عمرو نے پوچھا تو کون ہے اور نام تیرا کیا
ہے اُس جوان نے کہا کہ نام میرا اخی سعید ہے پہلا رقعہ جو تمہاری بہن کی خواستگاری کے واسطے آیا تھا وہ میرا ہی
رقعہ تھا عمرو بہت خوش ہوا اور ایک رقعہ اپنے باپ امیہ ضمری کو لکھا کہ میری ہمشیر ملکہ حمینہ بانو کی شادی اخی سعید
کے ساتھ کر دیجیے یہ بہت لایق ہے اور مین اس سے راضی ہون یہ رقعہ لکھ کر اخی سعید کو دیا اور کہا تو ابھی روانہ
ہو باپ میرا امیہ ضمری تیری شادی میری بہن ملکہ حمینہ بانو کے ساتھ کر دیگا یہ کہکر خواجہ عمرو ادھر روانہ ہوے
اور اخی سعید اس طرف روانہ ہوا یہان خواجہ عمرو داخل قلعہ ہوے اور ملکہ مہر نگار کو تخت پر بٹھایا اور آپ کلاہ مرواریدی
سر پر رکھ کر کرسی زرین پر متمکن ہوے اور پہلوان عادی کو بلایا اور کہا تیرے ... سے عیار نوشیرواں کے

ملکہ مہرنگار کو نکال لے گئے اور تجھ کو خبر نہ ہوئی تو ایسا غافل پہرے پر رہتا ہی تو ہمارے یہان سے دور ہو اب ہم تجھ کو
اپنے یہان نہ رکھین گے اور ہم کھانا تجھ کو نہ کھلا سکین گے پہلوان عادی مجبور ہو کر روتا ہوا قلعے سے باہر نکلا اور
تلوار کھینچ کر بازار نوشیروان پر آکر گرا مٹھائیان وغیرہ لوٹنے لگا نوشیروان کو خبر ہوئی کہ پہلوان عادی
لوٹ رہا ہی نوشیروان نے کچھ فوج بھیجی اور حکم کیا کہ پہلوان عادی کو پکڑ لاؤ لوگ بہت سے
آئے اور پہلوان عادی سے بازار مین تلوار چلنے لگی لوگ نرغہ کر کے چہار طرف سے گھیرتے
تھے مگر پہلوان عادی کسی کے ہاتھ نہ آتا تھا بختک نے کہا مین جاکر پہلوان عادی
کو گرفتار کر لاتا ہون بختک نے عیاری کی اور ایک حلوائی صورت بن کر ایک تھال
مٹھائی سے بھرا اور اُس مین بیہوشی ملائی اور وہ تھال لے کر پہلوان عادی کے سامنے
آیا پہلوان عادی اُس حلوائی کی طرف تلوار پکڑ کر دوڑا بختک تھال مٹھائی کا زمین
پر رکھ کر بھاگا پہلوان عادی مٹھائی کی بو پر چلا اور شیرینی کا اس کی زبان پر
دور ہی سے آگیا ہونٹھ چاٹنے لگا جب پاس اُس مٹھائی کے تھال کے آیا اور
بیٹھ کر مٹھائی کھانے لگا پہلوان عادی مٹھائی کے کھاتے ہی بیہوش
ہوا لوگون نے دوڑ کر پہلوان عادی کو پکڑ لیا اور گرفتار کر کے
نوشیروان کے سامنے لائے نوشیروان نے حکم دیا کہ
اس کو دار پر کھینچ دو جلاد پہلوان عادی کو زیر دار
لائے اور بٹھا کر کار جلادی مین مشغول ہوے اور ادھر
پہلوان عادی ہوشیار ہوا سب بیہوشی اُتر گئی
دیکھا بلا مین گرفتار ہون اور زیر دار بیٹھا ہون کوئی
دم مین سامان فنا کا ہی پہلوان عادی نے
اُس وقت تڑپ کر خدا سے دعا کی تیر دعا ہدف
اجابت پر پہونچا یکایک صحرا سے گرد اُٹھی
دیکھا تھا ہزار نارنجی پوش مع چالیس
ہزار سوار کے آیا اور تلوار کھینچ کر
لشکر نوشیروان پر گرا چشم زدن
مین سب کو مار کے بھگا دیا اور
پہلوان عادی کو رہا کیا
اور آپ جس طرف سے آیا
تھا ادھر کو راہی ہوا
اور پہلوان عادی
بھی ایک سمت
کو روانہ ہوا

قطعۂ تاریخ مطبوعۂ سابق از شاعر مستند جناب نواب مرزا محمد عباس خانصاحب متخلص بہ محمد رئیس لکھنؤ

چو شد طبع این داستان امیر	بصد حسن و آرایش و زیب و زین

محمد نوشتم سن عیسوی
نسیم ریاض تصدیق حسین

قطعۂ تاریخ مطبوعۂ سابق از عذب البیان سخن فہم و سخن شناس جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس

کیا چھپی نوشیروان نامہ کی جلد	جو ہی مضمون کو ہر نایاب ہی

سال فصلی مین یہ مصرع یاس لکھ
داستان کا دفتر نایاب ہی

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ اسرار پدید

کہان ہین شائقان فسانہ ہاے عجیب کدھر ہین مشتاقان داستان ہاے غریب بسم اللہ بسم اللہ جلد تشریف لائین اِس مژدۂ مسرت افزا کو سن جائین کہ جس محبوب رنگین ادا و دلفریب غارتگر صبر و شکیب کے جمال باکمال کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے تمام عالم کی آنکھین ترستی تھین فقط اُنکے ذکر سے براے نام اپنی طبیعت خوش کر لیتے تھے اِدھر اُدھر کے سُنے سُنائے دو چار فقرون سے دل بیتاب کو کچھ تسلی دیتے تھے مگر بغیر حصول دولت دیدار مضطر و بیقرار رہتے تھے یار بار عالم شوق و اشتیاق مین یہ شعر پڑھنے لگتے تھے شعر آئے تو وہ یوسف سر بازار کسی دن + ہم بیچ کے جان اپنی خریدار بنین گے + وہ اب بفضل ایزدی کشاکش حجاب سے نکل کر بالکل بے نقاب و بیحجاب مثل آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہوا ہی دیکھین کون کون شائقین منچلے اپنی بات کے سچے کمر ہمت باندھ کے اُسکے طالب دیدار آتے ہین اور اُسکی نظارہ بازی سے اپنی آنکھون کو خنک اور دل کو ٹھنڈا کرتے ہین غرض اِس تمہید سے یہ ہی کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی نسبت مشہور ہی کہ علامہ شیخ ابو الفضل فیضی نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی تفریح طبع اور دل بہلانے کے واسطے زبان فارسی مین اس خوبی و اسلوبی سے تصنیف کیا کہ اکبر بادشاہ پر کیا موقوف ہی بڑے بڑے باکمال نازک خیال فصحا اور بلغا اسپر دل دادہ ہو گئے رفتہ رفتہ اُسکی ایسی شہرت ہوئی اور ایسی مطبوع خلائق ہوئی کہ عالم مین اُسکے ڈنکے بجنے لگے جھنڈے گڑ گئے کوئی امیر و رئیس وارفتہ مزاج ایسا نہ تھا جسکو اُسکے سننے کا شوق نہو حتی کہ غربا مین

بھی اسکا چرچا ایسا پھیلا کہ ہر شخص کو اپنا غم غلط کرنے کا ایک ذریعہ ہاتھ آگیا جہان دوست احباب جمع ہوے داستان امڈنے لگی لڑائی کا ذکر سنکے کم ہمتون کو بھی جوشِ جرأت آنے لگا حسن و عشق کے تذکرے سے عاشق مزاجونکے دلونمین محبت و الفت کی لہر آنے لگی جب وہ زمانہ آیا کہ فارسی زبان کی فوجنے اردوے معلّے کے لشکر سے اس ملک مین شکست کھائی فارسی زبان کہین خال خال رہگئی اردو کی روز افزون ترقی ہوئی اِس داستان کے فارسی دفتر بھی کمیاب وکالعدم ہوگئے مگر چونکہ لوگون کے دلونمین اشتیاق اسیطرح تازہ بتازہ نو بہ نو باقی تھا اکثر حضرات نے جابجا سے اسکو اردو زبان مین بیان کرنا شروع کیا اور پھر وہی رنگ جم گیا کہ اکثر صحبتون مین داستان بیان ہونے لگی چونکہ ذات ستودہ صفات فیض آیات جناب مستطاب معلے القاب عالی ہمم والا شیم منبع جود و کرم مخزنِ بذل و کرم جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ باعث بقا و ترقی زبان اردو ہے اور کیسی کیسی نایاب و لاجواب عربی فارسی بھاکا انگریزی مستند کتابونکو جو یادگار شائقین تھین زر کثیر صرف کرکے اردو زبان مین ترجمہ کراکے عالم مین شائع کیا ازانجملہ داستان امیر حمزہ کہ حسب ذیل دفترون پر منقسم ہے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد و نمین دفتر دوم کوچک باختر دفتر سیوم بالا باختر دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلدونمین دفتر پنجم ہوش ربا ساتھ جلدون مین دفتر ششم صندلی نامہ دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدونمین دفتر ہشتم لال نامہ مصنفہ ملا فیضی کو بھی آپ نے حلیۂ زبان اردوے معلّے کرا کے شائع کرنے کا قصد فرمایا قبل ازین اس داستان کے دفتر پنجم ہوشربا کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم کو جناب منشی میر محمد حسین صاحب جاہ اور جلد پنجم و ششم و ہفتم کو جناب احمد حسین صاحب قمر سے نہایت شستہ و رفتہ اردو زبان مین ترجمہ کراکے شائع فرمایا جسکے ملاحظہ سے ناظرین انجمن گزین کا شوق دونا ہوگیا اور باقی ماندہ دفترون کی سیر کا اشتیاق پیدا ہوا کہ ان دفترون کے انتظار مین ہر وقت چشم براہ اور گوش بر آواز رہنے لگے جب شائقین کے اشتیاق نے زیادہ تقاضا کیا تو گلِ گلزار خوش بیانی سرو جویبار سحر بیانی رطب اللسان عذب البیان جناب شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب ایماے منبع جود و عطا اخبار ان باقی ماندہ دفترون کے ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ جلد اول نوشیروان نامہ دفتر اول داستان امیر حمزہ صاحبقران حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکے پیش کش ناظرین والا تمکین ہے اور نوشیروان نامہ کی دوسری جلد اور کوچک باختر اور بالا باختر اور ایرج نامہ کی دونون جلدین اور نیز لفنیۂ طلسم ہوشربا و فتنۂ نور افشان و آفتاب شجاعت از منشی صاحب محمد نظر شائقین سے گذرین صندلی نامہ اور تورج نامہ و لال نامہ کا بھی ترجمہ ہوکر پیشِ نظر ناظرین ہوگا سچ فی الحقیقت اس دفتر کے ترجمہ مین مترجم صاحب نے نہایت دماغ سوزی کو کام فرمایا کہ ایسی صاف صاف فصیح زبان مین ترجمہ کیا ہے کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے اور جاہل سا جاہل بھی بخوبی اسکے مطلب کو بیان کرسکتا ہے کہین مغلق الفاظ کا نام نہین علاوہ لطف زبان اور حسن بندش و تسلسل عبارت و محاورات روز مرہ کے یہ نہایت تکلف کیا ہے کہ ایسے طولانی دفتر کو جسمین کا ایک حصہ ہوشربا ساتھ جلدونپر منقسم ہے نہایت اختصار کے ساتھ لکھا ہے گویا دریا کوزہ مین بند کیا ہے شعر وغیرہ کہین کہین شاذ شاذ مقامات پر بضرورت آگئے ہین ورنہ نثر ہی نثر ہے اگر ایسا اختصار ملحوظ خاطر نہوتا تو ہر جلد اسکی ہوشربا سے کہین حجم مین زیادہ ہوجاتی مترجم موصوف نے اسکی تدوین و ترتیب کے اہتمام مین بڑی جانکاہی و جانفشانی کو صرف کیا ہے حق تو یہ ہے کہ یہ آپ ہی اپنی نظیر ہین ہم کیا تعریف کرسکین اگر ملا فیضی طاب ثراہ بقید حیات ہوتے تو اسکی داد دیتے اور جانتے کہ علاوہ میرے اب بھی ایسے ایسے باکمال لوگ دنیا مین موجود ہین اور دیکھتے کہ مترجم صاحب نے کس فصیح و بلیغ زبان مین ترجمہ کیا ہے چیدہ چیدہ الفاظ ہین کہیں حشو کا نام نہین جہان جیسا مقام

آگیا ہی وہان ویسا ہی بیان کیا ہی ہر لفظ گویا کانٹے مین تلا ہوا ہی ہر فقرہ چست و موزون ہی جہان امیر ابو العلا
کا پیدا ہونا اور صحبتِ عیش و نشاط کا آراستہ ہونا تحریر کیا ہی ناظرین کو صحبت کا مرقع دکھایا ہی جہان
کہین اٹھا لیجانا دیوونکا پردۂ قاف مین کوچک سلیمان کو اور ملکہ آسمان کے ساتھ نکاح ہونا اور یہان
اسکے غائب ہوجانے سے خواجہ عبد المطلب اور ملکہ عادیہ بانو دایۂ امیر کا بیقرار ہونا اور تڑپ تڑپ کے
نوحہ و بکا کرنا اور دعائین مانگنا بیان ہی مجال کیا ہی کہ بشر سن سکے خصوصاً صاحبانِ اولاد کو تو تاب ہی باقی نرہے
جس مقام پر ملکہ مہر نگار دختر ملک العادل نوشیروان کے عشق کا حال تحریر کیا ہی حسن و عشق کا نقشہ دکھایا ہی ازبسکہ
سے عاشق مزاجان اور شوخ طبیعتونکو بیچین کردیا ہی جس جگہ امیر کشورگیر کی جنگ جدال نوشیروان وغیرہ سے بیان کی ہی
خوب ہی زور طبیعت دکھایا ہی سرداران لشکر اسلام کی بہادریان اس عنوان سے لکھی ہین کہ اگر بزدل و نامرد بھی
سنے تو بیساختہ جوشِ حرارت آجاے جنگ و جدل کی امنگ دل مین پیدا ہو جس موقع پر ساحرون کی داستان تحریر کی
ہی عجب جادو بیانی کی ہی جہان کہین خواجہ عمرو عیار وغیرہ کی عیاریان بیان کی ہین وہان نہایت طبیعت کی طراری
دکھائی ہی جو صاحب اس دفتر بے نظیر کو نظر انصاف سے ملاحظہ کرینگے ضرور فرماوینگے مصرع این کار از تو آید و مردان
چنین کنند ہم یقین کرتے ہین کہ شائقین اس دفتر کے ملاحظہ کے بعد اور دفترون کی بھی ضرور خواہش ظاہر فرماوینگے
اسلیے کہ ہر دفتر اور ہر جلد مین ایک جداگانہ لطف پیدا ہی اور ایسے ایسے امور عجیبہ دلپذیر درج ہین کہ جنکو دیکھکے عقل
انسان کی دنگ ہوتی ہی اور دیگر دفتر بھی بفضلہ تعالی اس مطبع سے آراستہ ہوکر پیشکش ناظرین با تمکین مطبع ہذا
مین موجود ہین پس الحمد للہ والمنۃ کہ یہ ترجمہ جلد اول نوشیروان نامہ دفتر اول داستان امیر حمزہ صاحبقران
مطبع فیض منبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بسرپرستی عالیجناب معلی القاب مفتخر روزگار نامور نامدار ملک التجار
منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع ہذا دام اقبالہم دامت اجلالہم بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام
بار سوم ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء زیور طبع سے آراستہ ہوکر رونق بزم مشتاقان ہوا

تاریخ طبع سابق از طلیق اللسان فصیح البیان مولانا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع

ز انطباع داستانِ حمزۂ صاحبقران	طبع شوق انگیز ہر ہر دو جہان تازہ شدہ
ز التزامِ خوبیش حسنِ بیان مافوق گشت	ز انتظامِ بندشش آرزو و زبان تازہ شدہ
دو چار بشگفت گل در بوستان نظم و نثر	جوشِ طبع بلبلان خوش بیان تازہ شدہ
از براے سال فہم نکتہ سنجان تیز شد	از پئے تاریخ فکر شاعران تازہ شدہ

زود گفتم حامد مجرم مصرعۂ تاریخ سال
داستانِ حمزۂ صاحبقران تازہ شدہ

نام کتاب	قیمت
طلسم نوخیز جمشیدی جلد اول۔	عہر پ
ایضاً۔ جلد دوم۔	عہر
ایضاً۔ جلد سوم۔	۶
قصۂ ٹھگ در سہ حصہ۔ مطبوعۂ غیر	عہر پ
ایضاً۔ حصۂ چہارم۔ 〃	۱۲ر پ
پیرنا بالغ در دو حصہ۔ 〃	عہ پ
سوانح عمری عمرو عیار۔ 〃	عہر پ
سیرت محمدیہ۔ 〃	سے پ
تاج کامیابی۔ 〃	۷ر پ
سوانح عمری شیطان۔ 〃	عہر پ
الف لیلہ دنیازاد بطرز ناول۔	عہر ۱ر پ
الف لیلہ شہر بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت	عہر پ
پھول والون کی سیر مطبوعۂ غیر	۶ر پ
اخوان الصفا۔ اردو چھاپہ ٹیپ مطبوعۂ غیر	عہر پ
ترجمۂ اردو رابن سن کروسو۔ چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہے۔ مطبوعۂ غیر	۱۱ر پ
ترجمۂ داستان امیر حمزہ باتصویر ہر چہار دفتر مسلسل ہند۔ مترجمۂ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔	۱ر عہ
بوستان خیال۔ مصنفۂ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندۂ گجرات یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے اُنکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا اُنکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ سُننے جاتے تھے آخر اُنھون نے چند اجزا ایک قصۂ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سُنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اِس قصۂ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی	

نام کتاب	قیمت
مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اِس قصۂ عجیب کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اِسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردوے معلے کے اِسکا رواج جاتا رہا اِس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تو اتنی بڑی کتاب کا اردو مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے اُنکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی زبان فارسی ۱۸ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	
۱۔ جلد مہدی نامہ۔	للعہ پ
۲۔ جلد روحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ۔	للعہر پ
۳۔ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	۱۲ر پ
۴۔ جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ۔	۸ر پ
۵۔ جلد مطلع الانوار۔	لے پ
۶۔ جلد خزینۃ الاسرار۔	صہر پ
۷۔ جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ۔	صہر پ
۸۔ جلد مشرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ۔	صہ پ
۹۔ جلد تفریح الاحرار ترجمۂ معز الدین نامہ۔	۸ر پ
فسانۂ عجائب جلی قلم باتصویر۔ بعبارت رنگین و تمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ۔	۹ر پ
ایضاً۔ کاغذ حنائی گندہ۔	۷ر پ

نام کتاب	قیمت
الف لیلہ باتصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے اسکا ترجمہ اردو مین منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا - بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد کاغذ سفید و خاکی -	عہ ب
الف لیلہ باتصویر - کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علیخان صاحب مطبوعہ ۱۹۱۲ء -	
۱- کاغذ سفید چکنا -	۱۵ر ب
۲- کاغذ رسمی سفید -	۱۴ر ب
قصہ سندباد جہازی - ماخوذ از قصہ الف لیلہ	۲ر ب
کامروپ کا جادو - اردو کاغذ سفید -	۲ر ب
جادۂ تسخیر - قصہ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان صاحب -	عہر ب
فسانۂ عجائب متوسط قلم از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم -	۶ر
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا -	۳ر
عروس سخن باتصویر بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی -	۵ر ۳
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۴ر ۳
طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی متخلص شیون -	۵ر
باغ و بہار معروف بہ قصہ چہار درویش باتصویر	۳ر
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۲ر ۶
لطائف الظرفا - مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمین ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ مذاق پیداکن لطیفے ہین -	۳ر ب
تفریح الطلبا - مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمین ۱۵ نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد	

نام کتاب	قیمت
ہین اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہین ہے	۲ر ب
طلسم فصاحت - قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم -	۹ر
آرائش محفل - قصہ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش -	۲ر ۶
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۵ر
مقتول جفا - معروف بہ فسانۂ غم آمود - از حافظ امیر الدین -	۱ر ۶
نوطرز مرصع - از محمد عوض -	۱ر ۶
بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان -	عہ ر
سیر آب باغ - از میر محمد علی قلق مرحوم -	۳ر ۶
فسانۂ دلپذیر - از منشی احمد علیخان تائب دلچسپ فصیح بلیغ نوطرز مرصع رزم بزم دونون عمدہ -	۸ر
فسانۂ جمیل - مترجمہ منشی حامد حسین -	۴ر
قصہ سیاہ پوش - از عنایت اللہ متخلص قیس	۶ پائی
فسانۂ مقبول - از سید غلام حیدر خان بہادر	۸ر ۳
فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب -	۵ر
قصہ زاہد شمسی - از شیخ برہان الدین احمد	۱ر ۶
سنگاسن بتیسی - قصہ مشہور -	۳ر ۶
ناٹک نل دمنتی - مولفہ منشی بنایک پرشاد	۲ر ۶
قصہ موتی و منولہ - ذخیرۂ پند خردمندانہ -	۹ پائی
بیتال پچیسی باتصویر - قصہ مشہور -	۳ر
گل بکاؤلی - از منشی نہال چند	۳ر
طوطا کہانی باتصویر - از سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر -	۲ر ۶